يعلمهم الكتاب والحكمة ويعلمكم ما لم تكونوا تعلمون

مفتاح کنوز اسرار ربانی مشتمل لامع انوار فیوض سبحانی مجموعہ معارف و حقائق ذخیرہ اسرار و دقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی و تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے افادات کے تشابہ میں بہت سے مفید التزامات کی رعایت کیگئی ہے عماد دین و ایمان

الموسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

جامع العلوم العقلیہ و النقلیہ بحر الفنون الفرعیہ و الاصلیہ قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل و الفواضل عمدۃ الاجلۃ و الاماثل المتفرد بالعلم الخفی و الجلی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب رضا قشاوی الہندی مترجم فتاوی عالمگیری و عین الہدایہ طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ فرید اہتمام و حسن انتظام سے

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپی

اعلان۔ حق تالیف و تصنیف اس کتاب مع جملہ انتساب کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ فروخت کے لئے موجود ہے جسکی فہرست ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے [illegible] معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب معلوم فرما سکتے ہین قیمت بہت ارزان ہے - اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے [illegible] انہین بعض کتب اردو و فارسی و عربی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

135326

تفاسیر قرآنی اردو

تفسیر قادری - ترجمۂ اردو تفسیر حسینی مترجمہ مولوی فخر الدین صاحب کامل دو جلدین [illegible]

تفسیر سورۂ فاتحہ - مسمی بہ تحفۃ الاسلام از مولوی اکرام الدین - ۲؍

تفسیر سورۂ یوسف مصرعا از مولوی اشرف علی ۵؍

پنجسورہ مترجم - باترجمۂ اردو - ۲؍

ایضاً فارسی

تفسیر حسینی از ملا حسین واعظ - متعارف متداول پوری تفسیر خوشخط ہے

تفسیر اسرار الفاتحہ - مصنفۂ ملا معین ہروی در تصوف ۶؍

ایضاً عربی

تفسیر بے نقط فیضی - مسمی بہ سواطع الالہام علم کے سر کا تاج لیجئے جو کتاب خزانہ اکبری شہنشاہ اکبر مین گوہر نایاب مخفی تھی اپنے خزانہ کی منزلت کیجئے عجیب صنعت ہے بالکل بے نقط اسپر عجیب بلاغت و سلاست پھر مبتدا و خبر اور شرط و جزا کی اصطلاح بے نقط - فرعون و قارون کا نام بے نقط - رواۃ کا ترجمہ بے نقط شہنشاہ ہند کا عزت کرنا واقعی بجا تھا اور فیضی مصنف کا فخر زیبا ویسا ہی پایا جیسا تھا - مطبع کی تمام کوشش سے نہایت نفیس نسخہ ملا جسکو جواہر رقم خوشنویس نے لکھا بہت عمدہ چھپا - [illegible] بلا جلد - مجلد [illegible]

احادیث اردو

مظاہر حق - ترجمۂ مشکوٰۃ المصابیح مترجمہ جناب مولانا محمد قطب الدین دہلوی مرحوم و مغفور کامل چار جلدین ہے حامل المتن یعنی اول عبارت عربی حدیث کی بعدہٗ اسکا ترجمہ اردو مین - [illegible]

تحفۃ الاخیار - ترجمۂ اردو مشارق الانوار مترجمۂ مولوی خرم علی - ۶؍

ترجمۂ جامع ترمذی - حامل المتن جلد اول مترجمۂ مولوی فضل احمد انصاری ولادری لاہوری - یہ ترجمہ نفیس بصرف زر کثیر مطبع نے کرایا ہے - اور حقوق ترجمہ بحق مطبع محفوظ و محدود ہین - جلد اول زیر طبع

ایضاً جلد دوم حسب مراتب بالا - [illegible]

حدیث فارسی

اشعۃ اللمعات حامل المتن شرح مشکوٰۃ از مولانا محدث عبد الحق دہلوی چار مجلدات مین زیر طبع

ایضاً عربی

تیسیر الوصول الی احادیث جامع الاصول از شیخ عبد الرحمن بن علی یمنی معروف - [illegible]

دلائل الخیرات - باترجمۂ فارسی و اسمائے متبرکہ و خواص اسمائے حسنے معروف - ۸؍

زاد السبیل الی الجنۃ والسلسبیل - ذخیرۂ احادیث مولانا غلام یحییٰ - ۵؍

فقہ اردو

غایۃ الاوطار - ترجمۂ اردو در مختار مترجمہ مولوی خرم علی و مولوی محمد احسن کامل چار جلدین [illegible]

راہ نجات - ضروری مسائل نماز و روزہ وغیرہ

مفتاح الجنۃ - از مولوی کرامت علی جونپوری

حقیقۃ الصلوٰۃ - مع رسالہ بے نمازان ۵؍

ترجمۂ فتاوی عالمگیری - کامل ہر چہار جلد مع مقدمہ یعنی جلد اول مترجمۂ مولانا احتشام الدین و مابقی ہر سہ جلد مع مقدمہ مترجمۂ مولانا امیر علی - [illegible]

کشف الحاجۃ - ترجمۂ اردو ما لابد منہ از مولوی محمد نور الدین - ۳؍

ہزار مسئلہ - مشتمل ہفت رسالہ (۱) ہزار مسئلہ (۲) مسائل ثمانیہ (۳) صد وسی مسئلہ (۴) مناجات بہ درگاہ باری تعالے (۵) حلیہ شریف (۶) نور نامہ (۷) چہل مسائل مولفہ مولوی عبد اللہ بن عبد السلام - [illegible]

شرع محمدی منظوم - مسائل فقہیہ از محمد خان قندھاری - [illegible]

Marfat.com

135326

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ

اور حرام ہوئین وہ عورتین جو محصنات ہون

اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ

مگر جنکے مالک ہو جاوین تمھارے داہنے ہاتھ حکم فرض ہوا اللہ کا تمپر

مس الجزء الخا

پھر اللہ تعالی نے عارضی محرمات کی قسم عام بیان فرمائی یعنے وہ عورتین بھی حرام ہین جو دوسرے شوہرون کے تحت مین بطور نکاح ہون لیکن یہ بھی حرام ہین کہ جن مردون کے تحت نکاح ہین ان لوگون کی کچھ حرمت ہو یعنے اللہ تعالی کے ایسے بندے ہون کہ خالق سبحانہ تعالی انکا احترام فرماوے مثلاً کسی مسلمان کی زوجہ ہون تو دوسرے مسلمان پر اسکی حرمت از جانب حق عزوجل ہے حتی کہ شوہر مرے تو بھی چار مہینہ دس دن تک عدت کے احترام مین ہے برخلاف اسکے اگر غیر محترم ہو مثلاً شوہر کافر حربی ہو تو اسکا کچھ احترام نہین ہے ہان اگر حاملہ ہو تو بچہ معصوم کا احترام یہ ہے کہ حاملہ سے وطی مت کرو اور یہ حرمت اس بچہ کی ہے جسکے لوح فطرت پر ابھی کوئی مہر نہین صرف اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی فطرت سادہ ہے تو ابھی اس معصوم کا کچھ قصور دائرۂ امتحان مین ظاہر نہین ہوا اور ہم مین سے کسی کو یہ مجال نہین کہ یہ دریافت کر سکے کہ آخر مین شاید اسپر شرک وکفر کی مہر ہو تو بالفعل ہم اسکا احترام مٹانے سے منع کردیے گئے چنانچہ اسکی کافرہ مان سے حل مین وطی منع کی گئی اگرچہ اسکی مان بوجہ اپنی خباثت کفر کے جہاد مین پکڑی گئی ہے تو عورت اپنے حق مین قصوروار ہوکر ہماری ملک مین آگئی تاکہ فساد شرک ہٹ جاوے حتی کہ اگر حاملہ نہو تو اسکے ساتھ وطی کیجاوے جبکہ بت پرستنہ ہو کیونکہ یہ نجاست ایسی شدید ہے کہ اس سے لڑکا پیدا ہونا عمداً انجاست مین سے لینا ہوگا حالانکہ طہارت شرط ہے جیسے کتابیہ مثلاً نصرانیہ یا یہودیہ ہو نہ مجوسیہ وبت پرست پس المحصنات مین عارضی حرمت ہے اور اسکے زائل ہونے مین [illegible] تفصیل ہے چنانچہ مفسر رح نے لکھا کہ قولہ تعالی وَحُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ۔ اور تمپر حرام کی گئین ۔ شاید مفسر رح نے یہان بوجہ شروع ہونے کے حرمت علیکم کا پھر اعادہ کیا۔ **اَلْمُحْصَنٰتُ** ۔ ای ذوات الازواج یعنی شوہرون والیان **مِنَ النِّسَآءِ** ۔ عورتون مین سے ۔ ان ینکحوہن قبل مفارقۃ ازواجہن حرائر مسلمات کن اولا ۔ یعنے حرام کیا گیا تمپر انسے نکاح کرنا قبل اسکے کہ ان سے اور انکے شوہرون سے جدائی ہو خواہ آزاد مسلمان ہون یا ایسی نہون مثلاً باندی کسی کے نکاح مین ہو یا کتابیہ کسی کے نکاح مین ہو **اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ** سوائے ان محصنات کے جنکے مالک ہوگئے تمھارے داہنے ہاتھ ۔ استثنا ہے یعنے جن شوہر والیون کے تم مالک ہوئے وہ تمکو حلال ہین حرام نہین ہین ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دارالاسلام مین جو آزادہ عورتین ہین وہ ملک مین نہین آسکتی ہین اور ایسے ہی کتابیہ مانند [illegible] ایسی عورتین کے جو ذمی ہوکر رہتی ہین وہ بھی ملک مین نہین آسکتی ہین رہی باندیان وہ البتہ ممکن ہے کہ شوہردار ہون اور ملک مین [illegible] زید نے اپنی باندی کا نکاح عمرو سے کردیا پھر زید نے اس باندی کو خالد کے ہاتھ بیچ ڈالا تو خالد کی ملک مین آگئی پس آنا یہ باندی

نو

مطبع صدیقی کتبخانہ بازار لاہور

خالد کے واسطے حلال ہوگئی یا نہین تو سلف مین سے ایک جماعت اس طرف گئی ہو کہ ہان وہ خالد کو حلال ہوگئی [illegible]
فروخت کرنا اسکے شوہر کی طرف سے طلاق ہو چنانچہ ابن جریر نے اسکو ابن مسعود سے روایت کیا اور یہی قول ابی بن کعب [illegible]
اور ابن جریر رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ باندی کی طلاق چند باتین ہین باندی کا بیع ہونا۔ آزاد ہونا ہبہ کیا جانا [illegible] اسکے شوہر کا طلاق دینا اور
یہی سعید بن المسیب وحسن رح سے مروی ہو مترجم کہتا ہو کہ بعض اہل تفسیر نے اسی پر تفسیر کی اور جمہور کے مخالف ہو [illegible] مضائقہ نہ کیا باوجودیکہ
بلا دلیل ہو جو شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ جمہور علمار سلف وخلف نے اسکے خلاف فرمایا اور کہا کہ باندی کا فروخت کردینا اُسکی طلاق نہین ہو کیونکہ
مشتری تو بائع کا نائب ہو اور بائع نے جب اُسکو اپنی ملک سے خارج کیا تو اُسکو وطی سے نفع لینے کا اختیار نہ تھا اسوجہ سے کہ اُسنے دوسرے سے
نکاح کردیا تھا پس مشتری کو بھی یہ نفع نہ ملیگا تاوقتیکہ اسکا شوہر خود اُسکو طلاق نہ دے اور اعتماد انکا حدیث صحیحین وغیرہ پر ہو جو بریرہ کے بارہ
مین ہو کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رض نے اُسکو خرید کرکے آزاد کیا حالانکہ اُسکا نکاح اُسکے شوہر مغیث سے فسخ نہین ہوگیا بلکہ رسول اللہ صلعم نے
بریرہ کو اختیار دیا کہ چاہے نکاح کو فسخ کرے یا باقی رکھے پس اسنے فسخ کرنا اختیار کیا اور اسکا قصہ مشہور ہو پس اگر باندی کا فروخت ہونا بھی طلاق
ہوتا جیسا کہ ان بعض نے کہا ہو تو نبی صلعم اسکو اختیار نہ دیتے پس جب حضرت صلعم نے اسکو فسخ کرنے اور باقی رکھنے مین اختیار دیا تو معلوم ہوا کہ نکاح
فسخ نہین ہوگیا تھا مترجم کہتا ہو کہ جب باندیان مملوکہ بھی مراد نہین ہوسکتی ہین تو معنے آیت کریمہ کے وہ ہین جو مفسر رح نے موافق جمہور علما کے بیان
کیے ای من الاماء بالسبی فلکم وطؤہن وان کان لہن ازواج فی دار الحرب بعد الاستبراء یعنے ما ملکت سے مراد وہ باندیان ہین جو دار الحرب سے قید
ہوکر تمھاری ملک مین آئین پس تمکو ان سے وطی کرنا حلال ہو اگرچہ انکے شوہر دار الحرب مین موجود ہون لیکن وطی کی حلت بعد اسکے ہو کہ ان قید کی ہوئی
عورتونسے استبراء کرلو یعنے حیض سے انکے رحم کی پاکی معلوم کرلو کہ وہ حاملہ نہون اور حاصل یہ کہ آیت کریمہ مخصوص ہو ان شوہر والی عورتونکے ساتھ جو دار الحرب
سے قید ہوکر آوین بدلیل سبب نزول کے جو آگے بیان ہوتا ہو انشاء اللہ تعالیٰ ولیکن جان لینا چاہیے کہ امام شافعی رح کے نزدیک فقط قید ہونا
اور دار الاسلام مین لایا جانا ہی موجب فرقت ہو پس قید کی ہوئی عورت سے نکاح حلال ہوجاتا ہو اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ قید بھی ہو کہ وہ
تنہا قید ہوکر آوے کیونکہ اگر اسکے ساتھ اسکا شوہر حربی بھی قید ہوا تو اسکی حلت نہوگی کذا ذکرہ فی الکمالین شیخ ابن کثیر رح نے تفسیر مین
فرمایا کہ قولہ تعالیٰ والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم۔ یعنی حرام ہین تمپر اجنبیات محصنات یعنے شوہر والیان سوائے انکے جنکے تم اسطرح مالک
ہوے کہ جہاد مین قید کرلائے تو تمکو حلال ہین جبکہ تم انکا استبراء کرلو۔ پس ما ملکت ایمانکم سے جہاد کی قید کی ہوئی عورتین اسوجہ سے مخصوص ہوئین
کہ آیت کریمہ اسی بارہ مین نازل ہوئی ہو چنانچہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہو کہ ہمنے اوطاس کے جہاد مین عورتین قید کین حالانکہ انکے شوہر تھے
پس ہم نے مکروہ جانا کہ اُنسے وطی کرین حالانکہ انکے شوہر موجود ہین پس ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو یہ آیت نازل ہوئی
والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم الآیہ۔ پس ہم نے انکی فروج کو اپنے واسطے حلال جانا۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ
ومسلم وعبد الرزاق وابو داؤد اور مراد انکی شوہرون سے یہ کہ انکے مشرک شوہر تھے اور طبرانی نے ضحاک کے طریق سے روایت کی کہ ابن
عباس نے فرمایا کہ یہ خیبر کی قیدی عورتون کے حق مین نازل ہوئی اور پوری حدیث مانند حدیث ابو سعید خدری رض کے ذکر فرمائی
مترجم کہتا ہو کہ روایت ابن عباس کے موافق یہ قیدی عورتین خیبر کے یہود مین سے کتابیہ ہونگی پس کوئی تامل نہین کیونکہ کتابیہ عورت سے
وطی حلال ہو بملک وبنکاح دونون طرح اور ابو سعید خدری رض کی روایت جو اصح ہو تو اسمین تاویل ضرور ہو کہ [illegible]
کیونکہ مشرکہ عورت سے ملک یمین کے ساتھ وطی حلال نہین ہو اور بہر دو تقدیر وارد ہوتا ہو کہ استبراء مذکور نہین ہو اور جواب یہ ہو کہ [illegible]

ہر گذرنے کے بعد ایسا ہوا ہوگا اگرچہ مذکور نہین ہی فافہم واللہ اعلم۔ کِتٰبَ اللّٰهِ ینصب علی المصدر ای کتب ذلک علیکم۔ یعنے کتاب اللہ مفعول مطلق فعل محذوف ہی اے کتب اللہ ذلک علیکم اللہ تعالیٰ نے مذکورۂ بالا تمپر فرض کیا ہی۔

وَاُحِلَّ لَكُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمۡ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ مُّحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسٰفِحِيۡنَ‌ؕ

اور حلال ہوئین تمکو جو سواے انکے ہین یون کہ طلب کرو اپنے مالون کے بدلے قید مین لانے کو نہ مستی نکالنے کو

فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهٖ مِنۡهُنَّ فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ فَرِيۡضَةً‌ ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا

پھر جو کام مین لائے تم ان عورتون سے انکو دو انکے حق مہرون کے جو مقرر ہوے اور گناہ نہین ہے تمپر جو

تَرٰضَيۡتُمۡ بِهٖ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡفَرِيۡضَةِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا‏ ۝

ٹھہرالو دونون آپس کی رضا سے مقرر کیے ہوے کے پیچھے اللہ ہے خبردار حکمت والا

وَاُحِلَّ۔ بالبنار للفاعل والمفعول۔ یعنے احل مین دو قراٴتین ہین اکثر کے نزدیک احل بصیغۂ ماضی معروف ہی ای حلال کیا اللہ تعالیٰ نے اور بعض کی قراٴۃ مین احل بصیغۂ ماضی مجہول لے حلال کی گئین۔ لَكُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمۡ۔ تمھارے لیے ما ورارا سکے۔ اسے سوی ما حرم علیکم من النسار یعنی سواے ان عورتون کے جو تمپر حرام مذکور ہوئی ہین باقیون کو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے حلال کیا یا حلال کی گئین یعنے ہوکہ۔ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا۔ بدل ہی ما ورار ذلکم۔ یہ بدل ہی ما ورار ذلکم سے یعنے ماسواے انکے حلال کی گئین بمعنی آنکہ ورارہین یہ حلال کی گیا ان تطلبوا النسار۔ طلب کرو ان عورتون کو بِاَمۡوَالِكُمۡ۔ بصداق او ثمن۔ مہر دیکر یا باندی ہو تو دام دیکر۔ مگر یہ طلب باموال حال سے ہو کہ مُّحۡصِنِيۡنَ۔ متزوجین۔ اِس حال سے طلب کرو مالون سے کہ تم ان عورتون سے نکاح کرنیوالے ہو غَيۡرَ مُسٰفِحِيۡنَ زانین۔ درحالیکہ تم زنا کرنیوالے نہو۔ بعض نے ذکر کیا کہ آیت دلالت کرتی ہی کہ سواے محرمات مذکورۂ بالا کے سب سے نکاح حلال ہی لیکن یہ عام مخصوص البعض ہی اسمین چند صورتین مستثنی مخصوص ہین ازانجملہ جمع کرنا عورت و اسکی پھوپھی یا خالہ کا جیساکہ مذکور ہوچکا اور ابن کثیر نے فرمایا جسنے وطی ملک مین دو باندیون کا جمع نکالا جو دونون بہنین ہون اسی آیت کے عموم سے کہا ہی ولیکن جب آیت مذکورہ مخصوص البعض ہی تو وہ بھی اس سے مخصوص ہی بر قیاس عدم جواز جمع اختین بنکاح۔ ازانجملہ جو عورت دوسرے کی عدت مین ہو مترجم کہتا ہی کہ وہ دوسرے کی نکاحی تعلق سے خارج نہین ہوئی پس تخصیص کی حاجت نہین۔ ازانجملہ جسکے نکاح مین آزادہ عورت ہو اسپر وہ باندی سوت نکاح کرکے نہین لاسکتا ہی۔ ازانجملہ جسکے تحت مین چار عورتین ہون وہ پانچوین سے نکاح نہین کرسکتا بدلیل آیت [illegible] سابق۔ ازانجملہ جن جورو و مرد مین باہم لعان ہوا اور جدا کردئے گئے تو مرد کو پھر کبھی اس ملاعنہ عورت سے نکاح روا نہین ہی۔ پھر جاننا چاہیے کہ طلب باموال شامل ہی مہر و دامون دونون طرح سے طلب کرنیکو پس اگر طلب بمہر ہو تو چار تک اور اگر دامون سے طلب ہو یعنے باندیان خریدنا تو جہانتک تمھارا جی چاہے لیکن بوجہ شرعی ہو اور محصنین از احصان یہان مراد تزوج ہی یعنے اپنے نفس کی حفاظت کے لیے تاکہ ایسی حرکت مین نہ پڑجاوے جس سے موجب ملامت ہے اور مسافحین از سفاح بمعنے زنا فَمَا۔ فمن۔ یعنے ما بمعنے من ہی۔ اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ تمتعتم۔ تمتع حاصل کیا تمنے پس استفعال بمعنے طلب نہین ہی اور حاصل یہ کہ پھر جس عورت سے تمنے تمتع حاصل کیا۔ بِهٖ مِنۡهُنَّ۔ ممن تزوجتم بالوطی۔ جن عورتون سے تم نے نکاح کیا ہے ف اور تمتع بایں طور کہ ایک بار انسے وطی کرلی۔ اسواسطے کہ منکوحہ سے ایک بار وطی کرنے سے اسکا پورا مہر ثابت ہوجاتا ہی کما روی عن ابن عباس رضی اور یہ مخصوص ملود ارہین سے انھین عورتون کے ساتھ ہوگا۔ جنسے نکاح کیا کیونکہ خریدی باندیون کے واسطے کچھ فریضہ و اجورہ

Marfat.com

نہین ہی پس حاصل آنکہ پھر جن عورتون سے تمنے نکاح کیا ہو ان سے تمنے وطی کر کے تمتع حاصل کر لیا۔ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ
التی فرضتم لہن فَرِيضَةً۔ توان عورتون کو ان کے مہر دیدو یعنے جو مفروض کیے ہین فریضہ ف تو یہ فریضہ امام ابوحنیفہ [illegible]
مقدر ہی جسکی مقدار موافق بیان حدیث کے دس درم سے کم نہوگی اور تمام کلام اسمین عین الہدایہ مین ہی اور شافعیہ وغیرہ کے نزدیک کوئی مقدار [illegible]
نہین بلکہ جو کچھ قرار پاے و لہذا مفسر رح نے فریضہ کو مفعول قرار دیا یعنے تو دیدو انکو انکے مہر جو تمنے انکے لیے فرض کیے تھے فرض کرنیکر پس فریضہ مفعول مطلق [illegible]
محذوف ہی آی فرضتم لہن فریضۃ۔ جاننا چاہیے کہ بعضے لوگ سلف کے اس طرف گئے ہین کہ یہ آیت متعہ کے بارہ مین نازل ہوئی جو ابتداے اسلام
مین روا ہوا تھا چنانچہ حاکم نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ وہ یون پڑھتے۔ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی فآتوہن اجورہن۔ اور کہتے کہ یون ہی
نازل ہوئی اور ابن المنذر رح نے ابی بن کعب سے بھی یہ قرارت روایت کی۔ اور متعہ یہ تھا کہ عورت سے کسیقدر مال معلوم پر ایک رات دو رات یا زیادہ
ہفتہ دو ہفتہ وغیرہ میعاد معلوم ٹھہرالی کہ اس مدت تک اس سے اپنی حاجت روائی کریگا پھر اسکو رخصت کر دیگا اور یہ طریق جورو مرد مین نکاح کا
نہین اور نہ متعی عورت کے لیے کچھ میراث اور نہ مرد کے لیے کچھ میراث ہی اور اسمین شک نہین کہ متعہ بضرورت ابتداے اسلام مین دو دو تین تین دن
کے واسطے جائز ہوا پھر منسوخ ہوا بنا بر ینکہ شافعی رح نے کہا کہ وہ دو مرتبہ روا ہوا اور منسوخ ہوا اور بعض نے اس سے زیادہ کہا اور بعض نے فرمایا
کہ فقط ایک مرتبہ روا ہوا تھا پھر منسوخ ہوا۔ اور مجاہد رح سے روایت ہی کہ یہ آیت متعہ کے بارہ مین نازل ہوئی ہی اور ان لوگون نے اجور کا لفظ اس
متعہ والی عورت کے اجرت پر محمول کیا۔ ولیکن مفسر رح نے اسکو رد کر دیا کہ استمتاع سے مراد تمتع حاصل کرتا ہے نہ متعہ اور حسن و مجاہد وغیرہ
سے روایت ہی کہ فما استمتعتم کے معنے یہ ہین کہ فما انتفعتم وتلذذتم بالجماع من النساء بالنکاح الشرعی۔ یعنے عورتون سے جب تم انتفاع
وتلذذ بجماع نکاح شرعی حاصل کرو۔ کمالین مین کہا کہ چارون امام و دیگر علما نے اتفاق کیا ہی کہ اب متعہ حرام ہی اور وہ منسوخ ہو گیا چنانچہ
کثرت سے احادیث و آثار حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر صحابہ سے صحاح ستہ و دیگر سنن و مسانید مین وارد ہین جنمین اسکا منسوخ ہونا صریح ہی اور
بیہقی نے حضرت جعفر صادق رح سے اسکا حرام و منسوخ ہونا روایت کیا ہی اور فرقۂ امامیہ نے جو ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر
افترا باندھا ہی وہ ہرگز سننے کے قابل نہین ہی اور صاحب ہدایہ نے جو لکھدیا کہ امام مالک رح اسکے مباح ہونے کے قائل ہین تو یہ صاحب ہدایہ کی
فاش غلطی ہی اور اسی غلطی پر وہ لوگ بھی دھوکا کھا گئے ہین جنھون نے صاحب ہدایہ کے اعتماد پر نقل کر دیا ہی شیخ ابن کثیر رح نے ابن
عباس وغیرہ بعض کا قول اسکے اباحت مین ذکر کرنے کے بعد کہا کہ جمہور علما از صحابہ و تابعین و فقہاے امت اسکے برخلاف ہین اور سب کے نزدیک
متعہ حرام ہی مترجم کہتا ہے کہ ابن کثیر وغیرہ نے ذکر کیا کہ ابن العربی نے فرمایا کہ متعہ بھی غریب شرع تھی کہ وہ صدر اسلام مین مباح
ہوا پھر بروز خیبر حرام ہوا پھر غزوۂ اوطاس مین مباح ہوا پھر اسکے بعد تا قیامت حرام ہو گیا اور شریعت مین اسکی نظیر کوئی اور نہین سواے
مسئلہ قبلہ کے کہ اسپر بھی مکرر نسخ طاری ہوا ہی مترجم کہتا ہی کہ قبلہ کے مسئلہ مین بھی مکرر نسخ ثابت نہین چنانچہ شروع پارۂ سیقول مین
اسکی بحث گذر چکی ہی پھر مترجم کہتا ہی کہ جن لوگون کے سے قول جواز منقول ہی انسے ایسی روایات بھی موجود ہین جو اس سے رجوع کرنے پر
دلالت کرتی ہین پس شاید انکا پہلے یہ قول ہو پھر انھون نے رجوع کیا چنانچہ آگے بیان ہوگا پہلے نسخ کا بیان یہ ہی کہ صحیحین وغیرہ مین حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ نبی صلعم نے خیبر کے روز متعہ سے اور پالوگدھو نکا گوشت کھانے سے ممانعت فرمائی اسپر وارد ہوتا ہے
قول ابن العربی کہ بعد خیبر کے بروز اوطاس مباح ہوا تھا اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ انھون نے قصون کے جمع کرنمین توفیق دیکر دو بار نسخ نکالا ہی
اور یہی بعض محققین کا قول ہی اور بعض محققین کے نزدیک ایک ہی بار مباح سے منسوخ ہو کر برابر حرام ہو گیا اور اگر تسلیم کیا جاوے تو

صحیح مسلم مین سبرۃ بن معبد الجہنی سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے حجۃ الوداع مین فرمایا کہ ای لوگو مین نے تمکو متعہ نسار کی اجازت دی تھی اور
اللہ تعالیٰ نے اسکو اب قیامت تک حرام فرمایا ہی پس جسکے پاس متعہ والی عورت مین سے کچھ ہو وہ اسکی راہ چھوڑ دے اور جو تم نے انکو دیا ہے
اسمین سے کچھ واپس مت لو مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین صریح ہی کہ متعہ کی اجازت حضرت صلعم کے قول سے تھی جو بوحی خفی تھا۔ اس آیت سے نہین ہے
جیسا کہ بعض نے گمان کیا۔ اور حضرت عائشہ و قاسم بن محمد نے فرمایا کہ متعہ کی حرمت و منسوخ ہونا قرآن مجید سے ثابت ہی وہ ہو قولہ تعالیٰ والذین ہم
لفروجہم حافظون الاعلی ازواجہم او ماملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون یعنے جو لوگ اپنی فروج کی حفاظت
رکھتے ہین سواے اپنی زوجہ عورتون اور مملوکہ عورتون کے سوا ایسے البتہ آخرت مین عذاب سے ملول نہونگے۔ اور جنے سواے ان دونون کے
خواہش کی وہی حد سے گذرنے والے ہین پس سواے زوجہ و مملوکہ کے سب سے حفاظت کا حکم دیا اور متعی عورت کچھ زوجہ نہین کیونکہ نہ وہ مرد کی وارث
اور نہ مرد اسکا وارث ہوتا ہی حالانکہ منکوحہ مین یہ دونون حکم ہین اور یہ استدلال بہت قوی ہی اور سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ میراث کی آیت نے متعہ کو
منسوخ کیا اسواسطے کہ متعہ مین کچھ میراث نہین ہی۔ یہ قول سعید بن جبیر کا اور استمتعتم کے معنے مین انکا قول صریح دلالت کرتا ہی کہ اُن سے جو
روایت کیا گیا کہ وہ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی۔ پڑھتے اور جواز متعہ کے قائل تھے یا تو یہ روایت ٹھیک نہین یا انھون نے رجوع کیا ہی اور یہی حال
مجاہدؒ کا ہی اور مروی ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابن عباسؓ کو سخت زجر کیا کہ تو گمراہی کرتا ہی اگر آیندہ فتویٰ دیا تو سزا دونگا اور اس اثر سے
معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بعد حضرت صلعم کے بھی اسکے حرام ہونیکا فتویٰ دیتے تھے اور صحیح ہوا کہ ابن عباسؓ نے اس سے رجوع کیا ہی جبکہ
انکو منسوخ ہونیکی خبر مل گئی چنانچہ کمالین مین ہی کہ ابن ابی حاتم نے کئی طرق سے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ فما استمتعتم ہ کی تفسیر مین کہا
کہ وہ نکاح ہی جب کسی مرد نے عورت سے تزوج کیا پھر اس سے ایک بار بھی وطی کی تو مہر پورا واجب ہو گیا معالم مین ہی کہ سالم نے عبداللہ بن عمرؓ سے
روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ کیا حال ہی ایک قوم کا کہ یہ متعہ کرتے ہین حالانکہ رسول اللہ صلعم نے اسکو حرام فرمایا اگر
اگر مین کسی مرد کو پاؤنگا جسنے متعہ کیا تو ضرور اسکو سنگسار کرونگا اور متعہ کو نکاح و طلاق و عدت و میراث نے جڑ سے نیست کر دیا کہ یہ کوئی متعہ مین نا
نہین ہین۔ **وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ** ۔ انتم وہن ۔ **بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ** من حطہا او بعضہا او زیادۃ علیہا ۔ یعنے
تراضیتم کا خطاب مجموع جوروون و مردون کو ہی۔ یعنے جس مقدار پر تم دونون آپسمین راضی ہو جاؤ بعد فریضہ کے تو تمپر گناہ نہین ہی اور یہ دلیل ہے
کہ یہان مہر کی ایک مقدار مفروضہ ہی جو امام ابو حنیفہ وغیرہ کے نزدیک کم سے کم دس درہم ہی یعنے جورو جبکہ بالغہ ہو تو چاہے تمام مہر سے شوہر کو بری کر دے بشرطیکہ
خوشی بخوشی ہو یا تھوڑے مہر سے بری کر دے یا شوہر مہر مفروضہ پر زیادہ کرے اور اسکے تمام مسائل ترجمہ عالمگیریہ میں تلاش کرو اور جاننا چاہیے کہ عورت نے
اگر دعویٰ کیا کہ مین نے بری نہین کیا ہی تو عمرؓ اسیکا قول ایسے معاملہ مین قبول کرتے تھے الا آنکہ شوہر گواہ دے اور اگر عورت نے ہبہ کیا ہو تو بھی صحیح ہے اور
بالاتفاق ہبہ سے رجوع نہین کر سکتی ہی واللہ اعلم۔ **اِنَّ اللّٰهَ كَانَ** ۔ یعنے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی۔ **عَلِيْمًا** ۔ بخلقہ ۔ آگاہ بحال مخلوق خود۔
فیما دبرہ لہم۔ پختہ کار اس چیز مین جو مخلوق کے واسطے تدبیر فرماتا ہی۔ بعد امور مفروضہ بالا کے ان دونون صفت کی مناسبت واضح ہی

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
اور جو کوئی تم مین سے مقدور رکھے اسکا کہ نکاح مین لاوے　بیبیان　مسلمان　تو ایسیون کو جو تمہارے داہنے ہاتون کی
مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ
ملک مین آپس کی تمہارے لونڈیان مسلمان　اور اللہ کو بہتر معلوم ہی تمہارے ایمانون کا حال تم آپس مین ایک دوسرے سے ہو سو انکو نکاح مین لاؤ

Marfat.com

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا

انکے لوگون کی اجازت سے اور دیدو انکو مہر انکے موافق دستور کے قید مین ہونے والیان نہ مستی نکالنے والیان اور نہ

مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا

چھپے یار کرنے والیان پھر جب وہ قید مین آگئین پھر اگر کرین کوئی بُرا کام (یعنے زنا) تو انپر ہے آدھی وہ مار

عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا

جو بیبیون پر مقرر ہے یہ اسکے واسطے جو کوئی تم مین ڈرے تکلیف مین پڑنے سے یعنی زنا وغیرہ ۱۲ اور تمھارا صبر کرنا

خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع ۳

تمھارے حق مین بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ - استطاعت کے معنے یہ ہین کہ جو اسباب و شرائط کسی کام کے واسطے ہین سب حاصل ہون۔ مِنْكُمْ طَوْلًا - طول بمعنے تونگری ہے۔ اور یہی ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر و سدی و جمہور اہل علم کا قول ہے اور اصل لغت مین بمعنی فضل و زیادت ہے اور امام ابو حنیفہ و ایک روایت مین مالک سے نقل کیا گیا کہ طول بمعنے حرہ عورت ہے پس جسکے تحت مین حرہ عورت ہو وہ اسپر باندی سے نکاح نہین کر سکتا ہے اور جسکے تحت مین نہو اسکو باندی سے نکاح کرنا روا ہے اگرچہ تونگر ہو اور یہی قول ابو یوسفؒ کا ہے اور اسکو ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے۔ اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ - الحرائر۔ الْمُؤْمِنٰتِ - یہ جملہ طولاً سے محل نصب مین ہے یعنے جسکو طول نہو یہ کہ محصنات مومنات کو نکاح مین لاوے۔ اور مفسرؒ نے بیان کیا کہ محصنات جمع محصنہ بمعنے حرائر جمع حرہ یعنے آزادہ عورت ہے اور مومنات اسکی صفت ہے (والمعنے) اور تم مین سے جس مرد کو یہ سامان حاصل نہو کہ محصنات مومنات کو نکاح مین لاوے ف تو اسکے واسطے باندیونکا نکاح جائز ہے چنانچہ جزا آئندہ آتی ہے لیکن یہان شرطیہ جملہ مین یہ قید مذکور ہے کہ محصنہ مومنہ کی قدرت نہو یعنے آزادہ مومنہ سے نکاح نہ کر سکے اگرچہ آزادہ کتابیہ کی استطاعت ہو یعنی یہودیہ یا نصرانیہ سے نکاح کی وسعت ہو اور مومنہ کی نہو تو باندی جائز ہے یعنی ظاہر یہ ہوتا کہ استطاعت فقط حرہ مومنہ کی نہو تو باندی سے نکاح جائز ہے اگرچہ حرہ کتابیہ کی استطاعت ہو حالانکہ حرہ کتابیہ کی حالت استطاعت مین بھی باندی سے نکاح کرنا امام شافعیؒ کے نزدیک نہین روا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے دوسری جگہ فرمایا۔ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب الآیہ۔ یعنے حلال ہین تمکو آزادہ عورتین اہل کتاب مین سے بطریق نکاح تو مفسرؒ نے اسکا جواب دیا کہ مومنات کی صفت بطور غالب حال کے ہے کہ اکثر مومن کو آزادہ مومنہ ہی کے ساتھ اتفاق ہوتا ہے اور حاصل جواب یہ ہے کہ مفہوم جب قید ہوتا ہے کہ غالب حال کے طور پر جاری نہو ورنہ معتبر نہین ہوتا جیسے قولہ ربائبکم اللاتی فی حجورکم۔ مین بیان ہو چکا کہ وہی ربیبہ حرام نہین جو اسکی مان کی پرورش مین ہو۔ فافہم۔ اور امام ابو حنیفہؒ نے آیت کو افضل پر محمول کیا تو ان کے نزدیک یہ صفت یعنے "مومنات" قید ہے یعنے جب تک آزاد مومنہ مل سکے تو یہی افضل ہے پھر اگر یہ استطاعت نہو تو فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ - نکاح کر لو ان عورتون سے جنکے مالک ہوے تمھارے دائین ہاتھ تمھارے ایسی باندیون سے جو مومنہ ہین۔ اور معنے یہ ہین کہ اپنے بھائی مومن کی باندی نکاح کرے یہی ابن عباسؓ کا قول ہے اور یہ معنے نہین ہین کہ خود اپنی مومنہ باندی سے نکاح کرے کیونکہ اسپر اجماع ہے کہ اپنی مملوکہ باندی سے جب تک وہ ملک مین ہے نکاح روا نہین ہے کیونکہ حقوق نکاح و ملک کے مختلف متعارض ہین پس جمع نہین ہو سکتے اور حلت اسکو حاصل ہے کیونکہ جو اپنی مملوکہ ہے وہ خود ملک یمین سے حلال ہے اور یہان

یعنے مذکور کا سمجھنا بقرینہ ظاہر ہی کیونکہ نکاح سے اولاد حاصل کرنا مقصود ہی اور حدیث مین ہی کہ جو اپنی مملوکہ باندی کو اچھی طرح شریعت سکھلاوے پھر اُسکو آزاد کر کے اُس سے نکاح کرلے تو اُسکو دوہرا ثواب ہی (کمافی الصحیح) پھر غیر کی باندیون سے چار سے زیادہ نکاح مین نہین لا سکتا ہے کیونکہ وہ اُنکی زوجات ہین اگرچہ اپنی آقاؤن کی مملوکات ہون۔ اور فتیات جمع فتاۃ ہی یعنے نوجوان اور عرب والے مملوک کو فتی اور مملوکہ کو فتاۃ بولتے ہین جیسے عبد و امۃ بولتے تھے اور ہندوستان مین چھوکرا اور چھوکری کہتے ہین ولیکن حدیث صحیح مین منع ہی کہ کوئی شخص نہ بولے کہ عبدی و امتی یعنے میرا بندہ اور بندی ہی بلکہ کہے فتای و فتاتی اور حاصل معنے یہ ہین کہ جو شخص حرہ مومنہ سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ پاوے وہ اپنون یعنے مومنون کی مملوکات مین سے مومنہ باندی سے نکاح کرلے بعض علما نے عدم استطاعت حرہ کی قید سے استدلال کیا کہ استطاعت نکاح حرہ کے باوجود باندی سے نکاح روا نہین ہی اور باندی کے ساتھ مومنہ کی قید سے استدلال کیا کہ کتابیہ باندی سے نکاح روا نہین ہی اور یہی قول اہل حجاز کا اور مذہب امام شافعی کا اور ایک روایت امام مالک سے ہی ولیکن حرہ کتابیہ سے انکے نزدیک روا ہے اور اسکے ساتھ آخر آیت مین ایک شرط اور ہی اور وہ خوف عنت اے خوف زنا ہی پس جواز نکاح کنیز کے لیے دو شرطین ہوئین ایک عدم استطاعت نکاح حرہ اور دوم خوف وقوع زنا پھر جب یہ اختیار کیا کہ اگر حرہ مومنہ سے نکاح کرنیکی استطاعت موجود ہونے پر حرہ کتابیہ سے نکاح جائز تو اعتراض اسپر وارد ہوتا ہی کہ محصنات کے ساتھ مومنات کا وصف ہی تو یہان اس وصف کو قید نہین قرار دیتے اور باندی مومنہ کے ساتھ اعتبار کرتے ہین پس اسمین صحیح قول امام ابو حنیفہ و اہل عراق کا ہی کہ دونون جگہہ قید مومنہ کا اعتبار ہی ولیکن یہ بیان جواز نہین بلکہ افضلیت پس باوجود استطاعت حرہ مومنہ کی حرہ کتابیہ و باندی مومنہ و باندی کتابیہ سے نکاح روا ہی ولیکن خلاف افضل ہونے کی وجہ سے افضل یہ ہی کہ محصنہ مومنہ کو نکاح مین لاوے بشرط استطاعت ورنہ باندی مومنہ کو ورنہ حرہ کتابیہ کو ورنہ باندی کو واللہ اعلم اور بیضاوی نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب مین سے بھی بعضے اسی طرف گئے ہین کہ مومنہ کی قید معتبر ہی اور باوجود استطاعت نکاح حرہ کتابیہ کے باندی مومنہ کا نکاح جائز رکھا بغرض آنکہ کافرون کی مخالطت و موالات سے پرہیز حاصل ہو اگر کہا جاوے کہ ایمان تو مخفی چیز ہے پھر مومنہ باندی مین بھی کیونکر ایمان ہونے کا یقین کیا جاوے تو جواب یہ کہ ہم کو اسمین ظاہر شریعت پر عمل کرنے کا حکم ہی۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ۔ فاكتفوا بظاهره وكلوا السرائر اليه فانه العالم بتفاصيلها وربا مة تفضل الحرة فيه وهذا تانيس بنكاح الاماء اے اللہ تعالیٰ دانا تر ہی تمھارے ایمان کا ف پس تم لوگ ظاہر حال پر اکتفا کرو اور چھپے حالات کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو کیونکہ انکی تفصیل اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہی اور بہت باندیان ایسی ہین کہ ایمان مین حرہ سے افضل ہین اور اس جملہ معترضہ سے لوگون کو باندیونکے نکاح کا انس دلایا اور اس سے یہ بات بھی حاصل ہوگئی کہ کافرون سے موالات چھوٹیگی جو سخت ممنوع ہی۔ اور چونکہ عرب والے باندیون کی اولاد کی اہانت کرتے اور حقیر جانتے تھے اور بعضے دوغلا کہتے تو اللہ تعالیٰ نے اسکو دور کیا کہ یہ امر قابل التفات نہین ہی کیونکہ یہ نظر ایمانی کے خلاف ہی۔ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ بعض تمھارے بعض سے ہین۔ حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ مراد یہ کہ مومنین و مومنات آپسمین ایک دوسرے کے کفو ہین اور مفسر نے کہا۔ اے انتم وهن سواء في الدين فلا تستنكفوا من نكاحهن۔ یعنے تم اور باندیان دین مین برابر ہو پس تم انکے نکاح سے عار یعنے استنکاف نہ کرو۔ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ۔ مواليهن۔ پس باندیون سے نکاح کرلو باجازت انکے لوگونکی ف یعنے باجازت انکے مالکونکے۔ پس موالی جمع مولی یعنے مالک و سید ہی پس باندی سے نکاح مین اسکے مالک کی اجازت ضرور ہی ورنہ نکاح صحیح نہین ہی اسپر اہل علم کا اتفاق ہی اور اگر باندی نے بدون اجازت اپنے مولی کے نکاح کیا تو نکاح موقوف ہی یعنے اگر اسکے مولی نے اجازت دی

Marfat.com

توصحیح ہوجائیگا ورنہ باطل ہوجائیگا اور اسواسطے ہمنے موقوف کہاکہ رکن نکاح تو ایجاب وقبول ہی اور وہ موجود ہی اور مولیٰ کی اجازت شرط ہی پس موقوف منعقد ہوگا۔ وَاٰتُوْهُنَّ۔ اور دیدو اُن باندیونکو جنسے تمنے نکاح کیا ہی۔ اُجُوْرَهُنَّ۔ مہورہن۔ انکے مہر۔ بِالْمَعْرُوْفِ من غیر مطل ونقص بطور معروف **ف** یعنے بدون درنگی اور کمی کے یعنے بیقدر سمجھکر مہر مین کمی نہ کرو اور نہ ادا کرنیمین تاخیر کرو اور ابن کثیر نے کہا بالمعروف ای خوشی خوشی بدون کمی وغیرہ کے۔ پھر جاننا چاہیے کہ مولیٰ کی طرف سے فقط اجازت کی شرط ہو اور یہ مشعر ہو کہ باندیان خود نکاح باندھ سکتی ہین اسیواسطے فرمایاکہ۔ آتوہن مہورہن۔ انکو انکے مہر دیدو حتیٰ کہ امام مالکؒ نے ظاہر آیت سے کہاکہ باندی اپنے مہر کی خود ہی مستحق ہی اور جمہور نے کہاکہ انکو ادا کرنا انکے موالی کو ادا کرنا ہی پس مہر انکے موالی کا ہوگا اور بعض نے کہاکہ تقدیر یہ ہی کہ آتوہن اجورہن باذن اہلہن۔ ان کے آقاؤن کی اجازت نسے باندیونکو مہر دیدو لیکن قولہ باذن اہلہن۔ پر اکتفا ہوا اور بعض نے کہا بحذف مضاف ہی۔ ای آتوا الی موالیہن اجورہن مترجم کہتا ہی کہ ان لوگون نے اسوجہ سے تکلف کیاکہ ان کے نزدیک عورتون سے نکاح منعقد نہین ہوتا ہی۔ اور امام ابوحنیفہ وغیرہ نے کہاکہ عورت خود نکاح کرسکتی ہی ولیکن باندی کی صورت مین اسکے مولیٰ کی اجازت شرط ہی۔ اگر کہا جاوے کہ اُنکو دینا گویا انکے موالی کو دینا ہوا تو خود انکے موالی کو دینے کا حکم کیون نہوا تو جواب یہ ہی کہ جب عقد کے باندھنے والی وہ ہوئین تو انھین کو ادا کرنا مقتضاے عقد ہی پھر چونکہ زمانۂ جاہلیت والے باندی غلامون پر سخت ظلم کرتے کہ انکو جانورون کی طرح کمائی مین لگاتے اور انکے نکاح نہ کرتے ناچار اس جہالت کے زمانہ مین یہ لوگ زنا مین مبتلا ہوجاتے بلکہ اکثر انہین سے اپنی باندیون سے کسب کراتے تھے۔ پس جب یہان اللہ تعالیٰ نے مومنہ باندیون سے نکاح کی اجازت دی تو فرمایا مُحْصَنٰتٍ۔ عفائف۔ درحالیکہ یہ مومنہ باندیان پاکدامن ہون۔ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ۔ زانیات جہرا۔ کھلے کھلے زنا کرنے والیان نہون۔ ابن عباسؓ نے فرمایاکہ مسافحات وہ زناکار عورتین جو علانیہ بدکاری کرین یعنے رنڈیان کہ جو اُن سے بدکاری چاہے اس کو مانع نہون۔ الحاصل انکی صفت یہ فرمائی کہ عفیفہ ہون اور یہ دو باتین نہونے پر ہی ایک یہ کہ علانیہ بدکارہ نہون۔ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ۔ اخلاء یرنون بہاسرا۔ اور نہ چھپے یار بنانے والیان ہون **ف** یعنے انکے آشنا ایسے نہون جو اُنسے پوشیدہ زنا کرتے ہون واضح ہو کہ عرب والے اعلان بزنا کو عیب رکھتے اور اتخاذ اخدان کو عیب نہین رکھتے اور اسلام نے دونون کو دور کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیاکہ لاتقربوا الفواحش ماظہر منہا وما بطن۔ یعنے فواحش ظاہر و باطن کے نزدیک مت جاؤ اور یہان فرمایا۔ ولامتخذات اخدان۔ یعنے خفیہ زنا کرنے کے یار نہ بنائے ہون اور یہی تفسیر حضرت ابن عباس وابوہریرہ ومجاہد وشعبی وضحاک وعطاء خراسانی وغیرہم سے مروی ہی۔ فَاِذَآ اُحْصِنَّ۔ زوجن وفی قرارۃ بالبناء للفاعل تزوجن۔ یعنے جمہور کی قرارت بصیغۂ ماضی مجہول ہی یعنے پھر جب نکاح مین ہوگئین اور ابوبکر وحمزہ وکسائی کی قرارۃ مین بصیغۂ ماضی معروف ہی یعنے پھر جب انھون نے نکاح سے خاوند کرلیا۔ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ۔ بزنا پس اگر (اس حالت مین) وہ فاحشہ یعنے زنا کی مرتکب ہوئین **ف** تو جس طرح انکی حالت مظلوم ہی اسی طرح انکا عذاب بھی کم ہے فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ۔ الحرائر الابکار اذا زنین۔ پس انپر آدھا اسکا ہی جو محصنات پر ہی یعنے جو آزادہ باکرہ عورتونپر جبکہ وہ زنا کرین مِنَ الْعَذَابِ۔ عذاب سے۔ حاصل آنکہ پھر جب یہ باندیان نکاح سے خاوند والی ہوگئین پھر اگر زنا کرین تو انپر کنواری آزادہ عورتون کے عذاب کا آدھا عذاب ہوگا۔ اور وہ سئو کوڑے ہین تو معلوم ہواکہ باندیونپر دو طرح تخفیف ہوئی اول یہ کہ آزادہ بیاہی پر سنگساری ہی لیکن باندی پر نہین ہی اور دوم جو آزادہ کنواری پر سئو دُرّے تھے اسکا نصف بیاہی باندی پر ہوگا اور بعض علماء نے کہاکہ دراصل باندی پر نصف عذاب ہی لیکن سنگساری کا نصف نہین ہوسکتا تو ہرحال مین درّے کا نصف ہوا پھر اس عذاب سے مراد یہ کہ دنیا مین یہ سزا ہوگی

اور چونکہ دنیاوی عذاب حد ہی یا رجم مگر باندیون پر کسی حال مین رجم نہین لہذا مفسرؒ نے المحصنات کے الف لام کو عہد کا قرار دیا کہ مراد محصنات سے باکرہ آزادہ ہین جنپر زنا کرنے مین فقط درے ہین پھر عذاب کی تفسیر مین کہا۔ فیجلدن خمسین و یغربن نصف سنة۔ یعنے حد زنا کہ جو سو درے ہین اسکا نصف پچاس دُرے مارے جاوینگے اور چھ مہینہ کے واسطے شہر بدر کردیجاینگی۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہر بدر کرنا حد مین نہین ہی بلکہ امام المسلمین کی راے پر ہی چاہے ایسا کرے۔ اور واضح ہو کہ باندیون کی تو یہ سزا مذکور ہوئی مگر غلامونکی سزا قرآن مین مذکور نہین تو مفسرؒ نے اسی ذیل مین بیان کر دیا ویقاس علیہن العبید۔ یعنے باندیون پر غلامونکا بھی قیاس ہی یعنے اگر غلام پر سزاے حد زنا لازم آوے تو کنوارے آزاد کی نصف حد ماری جائیگی یعنے وہی جو باندیون مین ہی۔ پھر یہان یہ اعتراض وارد ہوتا ہی کہ ظاہر آیت مین تو سزاے مذکور کیواسطے احصان شرط ہی یعنے باندی جب خاوندوالی ہوجاوے پھر زنا کرے تو اسپر نصف حد مذکور ہی پس اگر کنواری باندی نے زنا کیا تو اسپر حد نہونی چاہیے مفسرؒ نے اسکا جواب دیا کہ۔ لم یجعل الاحصان شرطا لوجوب الحد بل لافادة انہ لا رجم علیہن اصلا۔ یعنے احصان کی جو شرط بیان فرمائی ہی وہ اسواسطے نہین کہ حد انپر جب واجب ہوگی کہ وہ محصنہ ہون تاکہ اعتراض لازم آوے بلکہ احصان کی شرط اس فائدے کے واسطے ہی کہ باندیون پر کسی حال مین رجم نہین ہی **قال المترجم** ظاہر امراد یہ ہی کہ باندی اگر باکرہ زنا کرے تو اُسپر رجم نہین جیسے کہ حرہ باکرہ اگر زنا کرے تو اسپر رجم نہین ہی اور یہان فرمادیا کہ باندی اگر محصنہ یعنے شوہر والی ہوکر بھی زنا کرے تو اسپر رجم نہین بلکہ محصنات کا نصف عذاب ہی بخلاف حرۂ محصنہ کے کہ اسپر رجم ہی۔ اگر کہا جاوے کہ یہ تو جبھی مفہوم ہوا کہ تم نے محصنات کی تفسیر باکرہ آزاد عورتون سے بیان کی ورنہ رجم ہوتا تو جواب یہ ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے نصف عذاب محصنات فرمایا تو معلوم ہوا کہ محصنات سے باکرہ ہی مراد ہین اسواسطے کہ اُنھین کے دُرّے سو کا نصف پچاس دُرّے سے عذاب کرنا ممکن ہی بخلاف آنکہ اگر آزادہ شوہر والیان مراد ہون جنپر رجم ہی تو رجم تو یہی ہی کہ پتھرون سے سنگسار کرکے مار ڈالنا اور اسکا نصف ہو نہین سکتا پس ثابت ہوا کہ آزادہ شوہر والیان لفظ محصنات سے مراد نہین ہین مترجم کہتا ہے کہ فاذا احصن مین احصان بمعنے تزوج لیا گیا اور نصف ما علی المحصنات مین احصان بمعنے آزاد ہونا لیا گیا۔ جیسے قولہ فمن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات مین بمعنی آزادہ عورتین ہی اور جیسے والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم۔ مین بمعنے شوہر والیان لیا گیا۔ اور نیز بمعنے عفت آیا جیسے قولہ محصنات غیر مسافحات۔ مین ہی۔ اگر کہا جاوے کہ ایسا محتمل کیونکر یہان مستعمل ہوا تو جواب یہ کہ اس قرینہ سے کہ باندیونکے مقابلہ مین ہی سوا آزادہ عورتین ظاہر مفہوم ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ تو مفسرؒ کے کلام کی بنیاد مضبوط کرنیکو گفتگو ہوئی اب جاننا چاہیے کہ قولہ تعالیٰ فاذا احصن فان اتین بفاحشة الآیة۔ کی تفسیر مین شیخ ابن کثیرؒ نے کلام طویل ذکر کیا اور اعتراض مذکورۂ بالا وغیرہ کے جوابات مین بہت صعوبت کی مترجم اختصار کے ساتھ مع دیگر کلام کے لاتا ہی بغرض آنکہ حقیقت اسکا ورود کیونکر اور کسطرح دفع ہوتا ہی علماے قرارت رحمہم اللہ تعالیٰ نے احصن کی قرارت مین بہ بناء مفعول [illegible] فاعل اختلاف کیا اور علماء مین اختلاف ہی کہ فاذا احصن مین احصان کے کیا معنے ہین اور مراد ہر دو قراءۃ واحد ہی یا مختلف تو احصان کے معنے مین دو قول ہین ایک یہ کہ احصان سے مراد یہان اسلام ہی اور یہ معنے حضرت عبداللہ بن مسعود و ابن عمر و انس و عمر رضی اللہ عنہم و اسود بن یزید و زر بن حبیش و سعید بن جبیر و عطاء و ابراہیم نخعی و شعبی و سدی سے مروی ہی اور اسی پر امام شافعی نے تنصیص کی اور کہا کہ ہم نے یہ معنے بدلیل سنت و اجماع اکثر اہل علم بیان کیے ہین اور بعض نے ذکر کیا کہ یہی جمہور کا قول ہی اور قاسم نے کہا کہ اسلام وعفاف مراد ہی۔ اور قول دوم یہ کہ احصان بمعنی تزویج ہی اور یہی قول ابن عباس و ابوالدرداء و مجاہد و عکرمہ و طاؤس و حسن و قتادہ وغیرہم سے مروی ہی اور نیز مجاہد سے مروی ہی کہ باندی کا احصان یہ کہ مرد آزاد اسکو نکاح مین لاوے اور غلام کا احصان یہ کہ آزادہ عورت اس سے نکاح کرے اور ایسا ہی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کیا کما رواہ ابن جریر۔ اور کہا گیا کہ بنا بر قراءۃ مجہول کے مراد تزویج ہی اور بنا بر قراءۃ معروف کے مراد اسلام ہی اور اسی کو ابن جریرؒ نے اختیار کرکے اسکی تائید و تقویت کی شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ اظہر یہ ہی کہ احصان سے مراد یہان تزویج ہی کیونکہ سیاق مین

جیسا کہ مفسر جلال [illegible] نے اختیار کیا ہے

Marfat.com

مومنہ باندی متعین ہی پس ثابت ہوا کہ احصان بمعنی تزوج ہی جیسا کہ ابن عباس وغیرہ نے تفسیر کی ہی پھر کہا کہ یہاں دونوں تفسیر پر بنابر مفہوم کے اشکال وارد ہوتا ہی یوں کہ باندی اگر زنا کرے تو انکے نزدیک اسپر پچاس درے ہیں خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر ہو خواہ شوہردار ہو یا باکرہ ہو حالانکہ آیت کریمہ کے مفہوم سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ باندیوں میں سے غیر محصنہ نے اگر زنا کیا تو اسپر حد واجب نہیں ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر احصان بمعنے اسلام لیا جائے اور قراءۃ فاذا اَحصَنَّ بربناء فاعل لیجاوے تو معنے یہ ہونگے کہ مسلمان ہو کر زنا کریں تو نصف حد حرائر ہی اور مفہوم اسکا یہ کہ اگر غیر مسلمہ ہوں تو نہیں ہی حالانکہ کافرہ باندی پر حد زنا بنابر قول جمہور کے واجب ہی **کما ذکرہ ابن کثیر**۔ اور مترجم کہتا ہی کہ امام ابوحنیفہ رح مفہوم کے قائل نہیں چنانچہ کتب اصول میں اسکی پوری بحث مذکور ہی پس انکے نزدیک یہ لازم نہیں آتا کہ کافرہ پر زنا سے حد واجب نہیں بلکہ مسکوت عنہا ہی یعنے اگر کوئی دلیل موجود ہو کہ اسکو بھی حد ماری جاوے تو ماری جائیگی اور اگر قراءۃ اُحصن بربناء مفعول لیجاوے اور معنی زُوِّجنَ لیے جاویں تو مفہوم یہ ہوگا کہ اگر باندی مزوجہ نہو تو زنا کرنے سے اسپر حد نہیں ماری جاویگی حالانکہ جمہور کے نزدیک مزوجہ وغیر مزوجہ یعنے باکرہ دونوں پر حد ماری جاتی ہی پس امام ابوحنیفہ کی اصل پر یہ بھی سہل الدفع ہی کیونکہ مفہوم جب معتبر نہیں تو باکرہ کے بیان سے سکوت ہی پس سنت سے جب دلیل قائم ہوئی تو اسکو بھی حد ماری جائیگی اور یہ دلیل آگے مذکور ہوگی **شیخ ابن کثیر** نے فرمایا کہ انھوں نے اسکے مختلف جواب دیے ہیں پس جمہور نے کہا کہ مفہوم جب معتبر ہوتا ہی کہ مخالف منطوق نہو اور یہاں احادیث صحیحہ وارد ہیں جو عام ہیں کہ باندی باکرہ و مزوجہ اور مسلمہ و کافرہ سب کو زناکاری پر حد ماری جاوے تو یہ احادیث مقدم ہیں ازانجملہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ انھوں نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ اے لوگو حد قائم کروانی باندیوں پر خواہ محصنہ ہو یا غیر محصنہ ہو کیونکہ رسول اللہ صلعم کی باندی نے زنا کیا پس آپنے مجھے حکم کیا کہ اسکو حد ماروں پھر کھلا کہ عنقریب اسکو نفاس ہوا ہی پس میں ڈرا کہ اگر حد ماروں تو میں نے اسکو قتل کیا پس میں نے حضرت صلعم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے خوب کیا اسکو چھوڑ دے یہانتک کہ اسکی یہ حالت بدلے (رواہ مسلم) اور ابوہریرہ و زید بن خالد سے ہی کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا گیا کہ باندی نے اگر زنا کیا اور وہ محصنہ نہیں ہی تو فرمایا کہ اگر زنا کرے تو اسکو درے مار پھر اگر زنا کرے تو اسکو درے مار پھر اگر زنا کرے تو اسکو درے مار پھر اسکو فروخت کر ڈالو اگرچہ بال کی رسی کے عوض ہو (رواہ البخاری ومسلم وغیرہم) اگر کہا جاوے کہ ابن عباس رض نے مرفوعاً روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ باندی پر حد نہیں یہانتک کہ شوہردار ہو جاوے پھر جب شوہر سے محصنہ ہو تو زنا کرنے سے اسپر نصف عذاب محصنات ہی اخرجہ سعید بن منصور وابن خزیمہ والبیہقی تو جواب یہ ہی کہ **شیخ ابن خزیمہ** نے بعد اسکے روایت کرنے کے کہا کہ اس حدیث کو مرفوع کرنا خطا ہی اور صحیح یہ کہ یہ ابن عباس رض کا خود قول ہی اور یہی بیہقی رح نے کہا ہی۔ اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ بعض سلف اس طرف بھی گئے ہیں ولیکن یہ صواب نہیں ہی۔ اور عجیب قول اسمیں داؤد ظاہری کا ہی کہ باکرہ ہونے کی حالت میں اگر زنا کرے تو سو درے اور محصنہ ہونے میں پچاس درے ماری جاوے۔ اور جاننا چاہیے کہ بعض علما نے باندی کی حد کم ہونے کا دقیقہ یہ بیان کیا کہ وہ اضعف ہوتی ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ اپنی مراد کو اسطرح نہیں پہونچتی ہیں جیسے آزادہ اور بعض نے کہا اسوجہ سے کہ نعمت کی مقدار پر عذاب ہی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یضاعف لہا العذاب ضعفین۔ اور قابل بیان یہی نکتہ سوم ہی واللہ اعلم۔ **ذٰلِكَ** - ای نکاح المملوکات عند عدم الطول۔ یعنے ذلک کا اشارہ اِس مضمون کی طرف ہی کہ حرہ کے نکاح کی استطاعت نہونے کے وقت باندی کا نکاح۔ **لِمَنْ خَشِيَ** - خاف۔ **الْعَنَتَ مِنْكُمْ** اِس شخص کے لیے جو تم میں سے خشیہ کرے یعنے خوف کرے عنت کا۔ ای الزنا واصلہ المشقۃ سمی بہ الزنا لانہ سببہا بالحد فی الدنیا والعقوبۃ فی الآخرۃ۔ یعنے عنت زنا ہی اور اصل میں عنت بمعنے مشقت ہی اور زنا کا نام عنت اسلیے ہوا کہ زنا سبب ہی مشقت کا دنیا میں تو حد مارے

Marfat.com

جانے سے اور عاقبت مین عذاب سے۔ قاموس مین ہی کہ عنت بمعنے فساد و گناہ ہلاک و آدمی پر مشقت ہونا اور شدت پہونچنا اور زنا
وانکسار الی آخرہ۔ پس باندی کے نکاح مین اللہ تعالی نے تین باتین فرمائین ایک تو یہ کہ حرہ کے نکاح کی استطاعت نہو اور دوم خوف عنت ہو اور
سوم باندی مومنہ ہو پس امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک بدون ان باتون کے باندی سے نکاح مکروہ ہی اور شافعیؒ کے نزدیک جائز ہی نہین ہی اور باندی کے
نکاح مین چونکہ محذور ہی اسواسطے فرمادیا کہ جب تمکو خوف ہو زنا مین پڑجانیکا تب کرو اور محذور یہ ہی کہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ مانند اپنی ماں کے رقیق و مملوک
ہوگا اور اسمین خواری و نقصان حق شوہر ہی۔ اور جاننا چاہیے کہ ہمارے نزدیک رقیت و حریت مین بچہ اپنی ماں کا تابع ہوتا ہی پس اگر کسی نے دوسرے
کی باندی سے نکاح کیا تو جو اولاد پیدا ہوگی وہ مانند ماں کے رقیق اور اسی کی ملک ہوگی جسکی مملوکہ اسکی ماں ہی اور باپ کے تابع نہوگی گرچہ آزاد ہو
اور کہا گیا کہ اگر شوہر چاہے کہ عزل کرے یعنے باہر نکال کر انزال کرے تو باندی کے مالک کی بلا اجازت نہین کرسکتا ہی لیکن اگر کسی نے اپنی باندی
سے وطی کی تو اولاد مثل باپ کے آزاد ہوگی اور اسکو عزل کا اختیار ہی پس غیر کی باندی سے نکاح کرنیمین بڑا محذور یہ ہی کہ اولاد رقیق ہوتی ہی
اسیواسطے فرمایا۔ ذلک لمن خشی العنت منکم۔ اور شافعی نے ان امور مذکورہ کو شرط جواز قرار دیا کہ بدون انکے روا نہین ہی چنانچہ مفسر رح نے کہا بخلاف من لا یخافہ
من الاحرار فلا یحل لہ نکاحہا وکذا من استطاع طول الحرۃ وعلیہ الشافعی وخرج بقولہ من فتیاتکم المومنات الکافرات فلا یحل لہ نکاحہن ولو عدم وخاف بخلاف
اس شخص کے جو مرد آزاد ہو اور عنت کا خوف نہ کرتا ہو اسکو باندی سے نکاح حلال نہین (اگرچہ استطاعت طول حرہ نہو اور باندی مومنہ ہو) اور
ایسے ہی جو شخص کہ طول حرہ کی استطاعت رکھتا ہو اسکو بھی باندی سے نکاح حلال نہین اور یہی امام شافعی رح کا مذہب ہی اور قولہ من فتیاتکم المومنات
مین مومنات کی قید سے کافرہ باندیان نکل گئین کہ انسے کسی حال مین نکاح حلال نہین اگرچہ اسکو طول حرہ نہو اور اگرچہ اسکو خوف عنت ہو۔ پھر
جانو کہ امام مالک کا بھی یہی قول ہی اور یہ امور جو مفسر رح نے بخلاف من الی آخرہ سے بیان کیے بدلیل مفہوم خلاف نکالے ہین جس کے شافعیہ قائل ہین
اور حنفیہ اسکے قائل نہین ہین جیساکہ اصول مین یہ بحث طویل مذکور ہی اور حق یہ ہی کہ مفہوم مخالف سے استدلال بہت ضعیف ہے جیساکہ اس کے
مباحث کی طرف رجوع کرنیوالے کو پوشیدہ نہین ہی پس امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مفہوم مخالف سے سکوت ہی سوائے اسکے جو بدلیل ثابت ہو اور
آیت بیان افضلیت ہی نہ شرط جواز پس عدم خوف عنت کی صورت مین اور ایسے ہی طول حرہ کی صورت مین نکاح باندی سے روا ہی اور ایسے ہی من فتیاتکم
المومنات کی قید افضلیت کے لیے ہی ورنہ کافرہ باندی سے جبکہ وہ کتابیہ ہو نکاح روا ہی فاحفظہ۔ اور اسمین خلاف نہین کہ باندی سے نکاح کرنے مین
اولاد رقیق ہونیکا محذور موجود ہی اسیواسطے فرمایا۔ **وَاِنْ تَصْبِرُوْا**۔ یعنے تمھارا صبر کرنا۔ عن نکاح المملوکات۔ غیر کی مملوکہ باندیون سے
خَيْرٌ لَّكُمْ۔ تمھارے حق مین بہتر ہی۔ لئلا یصیر الولد رقیقا۔ تاکہ فرزند تمھارا اس باندی کے مالک کا مملوک نہو۔ لیکن اللہ تعالی نے تمکو
مشقت و عذاب سے بچانے کے لیے باوجود محذور کے تمھارے لیے روا کردیا اگرچہ صبر نکرو۔ **وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ**۔ بالتوسعۃ
فی ذلک یعنے اللہ تعالی مغفرت کرنے والا ہے اور رحمت کرنے والا ہے اس مین گنجایش دینے سے (المسئلہ) اگر غیر کی
باندی سے نکاح کرنے مین مالک سے یہ شرط کرلی کہ جو اولاد ہو وہ آزاد ہوگی تو اس صورت مین اولاد آزاد ہوگی۔ (ع د)

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ
اللہ چاہتا ہے کہ تمھارے واسطے بیان کرے اور چلاوے تمکو اگلون کی راہ اور تمکو معاف کرے
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ
اور اللہ جانتا حکمت والا ہی اور اللہ چاہتا ہے کہ تمپر متوجہ ہو اور جو لوگ اپنے مزون کے پیچھے لگے وہ چاہتے ہین کہ

Marfat.com

اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا

کہ تم مڑ جاؤ راہ سے بہت دور ۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے ۔ اور انسان بنا ہے کمزور

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ۔ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے بیان فرماتا ہے ف تمھارے دین کے شرائع اور تمھارے کامون کی مصلحتین۔ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ طرائق الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۔من الانبیاء فی التحلیل والتحریم فتتبعوہم۔ اگلے لوگون سے مراد انبیاء علیہم السلام ہین اور سنن یہی تحریم وتحلیل کی راہین آور معنے یہ کہ اللہ تعالیٰ بتاتا ہے تمکو راہین اگلے انبیا کی دربارہ تحلیل وتحریم کے تاکہ تم انکی اتباع کرو مترجم کہتا ہے کہ شریعت آنحضرت صلعم کی شریعت مستقلہ ہے اگلون کی اتباع پر ہدایت نہین اِس راہ سے کہ اگلون کی اتباع ہو سوائے بعض امور کے کہ وہ ہماری شریعت مین بھی ویسے ہی ہین جیسے اِن بزرگون کی شریعت مین تھے پس ہم انکے متبع براہ شریعت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہین نہ براہ اتباع شریعت انبیاے سابقین علیہم السلام کما ہو التحقیق عند المحققین اور پوشیدہ نہین کہ اتباع سنن سابقین مین اگر کل سابقین تا آدم مراد ہین تو تحلیل وتحریم مین بڑا تفاوت ہے اور اگر بعض مراد ہین تو بلا دلیل تخصیص ہے اور علی ہذا سنن سے شرائع کے ارادہ مین بھی ماؤن وبہنون ودخترون کے حرام ہونے کی تخصیص بلا دلیل ہے جیسا کہ بعض نے ذکر کیا۔ اور اظہر معنے مین یون تھا کہ۔ چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ صاف بیان فرما دے تمھارے لیے یعنے تمھارے شرائع ومصالح کو اور ہدایت دے تمکو تمھارے دین کی ان راہون سے کہ تمسے اگلون کو ہدایت دی۔ پس نصب سنن بمانند اغراء یا بدح یا مصدریت ہے اور اِس امت مرحومہ پر احسان کثیر ہے کہ طرق ہدایت سابقین اِس امت کے لیے جمع فرمائے واللہ اعلم ولیکن مفسرین نے معنے اول ہی لکھے۔ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ یرجع بکم عن معصیتہ التی کنتم علیہا الی طاعتہ اور رجوع کر دے تمکو ف اِس گناہ کے کام سے جسپر تم پہلے تھے اپنی فرمانبرداری کی طرف کو۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ۔ بکم۔ اور اللہ تعالیٰ علیم ہے ف تمھارے حال کا حَكِيْمٌ۔ فیما دبرہ لکم۔ حکیم ہے ف جو تمھارے واسطے تدبیر مقرر فرمائی عین حکمت ہے۔ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمپر رحمت کے ساتھ رجوع فرمادے۔ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا۔ حالانکہ جو لوگ شہوات کے درپے ہین وہ چاہتے ہین کہ تم بھی میل عظیم کر جاؤ ف حتی کہ ان شہوات پرستونکی طرح مشرک بدکار ہو جاؤ۔ شہوات کی پیروی کرنیوالون سے مراد یہود ونصاریٰ ومجوس ہین یا زناکار لوگ ہین۔ کمالین مین کہا کہ یہودی لوگ ان بہنون کو جو فقط باپ کی طرف سے ہوتی تھین حلال رکھتے اور بھائی بہن کی بیٹیون کو بھی حلال جانتے تھے۔ اور بعض نے ذکر کیا کہ مجوسی دختر کو اور بعض احوال مین ماں کو حلال رکھتے تھے اور مراد مجوس سے آتش پرست ایرانی جو زردشت کے دین پر تھے۔ اور شہوات سے یہان مراد وہ خواہشین ہین جو حرام وممنوع ہین نہ وہ خواہشین جو مباح ہین اِسی سے ان لوگون کی مذمت ہے کہ شہوت پرست لوگ چاہتے ہین کہ ان تمیلوا الخ۔ ای تعدلوا عن الحق بارتکاب ما حرم علیکم فتکونوا مثلہم۔ تم بھی عدول کر و راہ راست سے باین طور کہ مرتکب ہو ان امور کے جو تمپر حرام کیے گئے تاکہ تم بھی انھین کے مثل ہو جاؤ۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ۔ فیسہل علیکم احکام الشرع۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمپر تخفیف کرے ف یعنے شرع کے احکام تمپر آسان کر دے چنانچہ البتہ اللہ تعالیٰ نے آسان کر دیے کما قال ویضع عنہم اصرہم۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین ملت حنیفیہ سہلہ کے ساتھ بھیجا گیا ہون۔ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔ لا یصبر عن النساء والشہوات اور انسان تو ضعیف پیدا کیا گیا ہے ف یعنے ایسا کمزور ہے کہ اسکو عورتون وخواہشون سے صبر نہین ہوتا ہے پس ضعیف بمعنے آنکہ عاجز ہے اپنے نفس پر صبر کی قدرت نہین رکھتا

اور بعض نے کہا کہ اصل خلقت مین ضعیف ہی کیونکہ مادہ مین نطفہ ضعیف سے پیدا ہی۔ اور سعید بن المسیب رض باوجود اسی برس کے سن ہونے کے عورتون کے فتنہ سے خائف تھے اور حدیث مین یہ مضمون ہی کہ مرد قوی دلیر جو اوامر شرائع پر مضبوط ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہی۔ اور مجاہد وغیرہ نے فرمایا کہ قولہ خلق الانسان ضعیفا۔ پس تخفیف اسکے واسطے مناسب ہوئی کیونکہ فی نفسہ بھی ضعیف اور اسکا عزم وہمت بھی ضعیف اور یہ ہر دو قول اول کو جامع ہی اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ عورتون کے معاملہ مین ضعیف ہی (رواہ ابن ابی حاتم) اور قصۂ معراج مین جو صحیح وغیرہ مین ہے جب آنحضرت صلعم کی امت پر پچاس نمازین فرض ہوئین اور سال بھر کے روزے اور موسیٰ علیہ السلام کے پوچھنے پر آپ نے بیان فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ اپنے پروردگار کی طرف رجوع لاوین اور اس سے تخفیف کی درخواست کرین کیونکہ آپ کی امت ضعیف ہے اسکی طاقت نہین رکھتی۔ مین نے آپ سے پہلے لوگون کو اس سے کمتر سے امتحان کیا مگر وہ عاجز ہوگئے اور آپ کی امت کا تو یہ حال ہی کہ انکے کان وآنکھین ودل زیادہ ضعیف ہین تا آخر حدیث۔ **ہکذا اوردہ ابن کثیر** اور توجیہ مناسب یہ ہی کہ اللہ عزوجل نے جنس انسان کو ضعیف پیدا کیا پھر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ ضعیف الخلقت ہی فافہم۔ اور یہ آیات منجملہ آن آیات کے ہین جنکے فضائل ابتدائے سورہ مین حضرت ابن عباس رض وابن مسعود سے مذکور ہو چکے ہین (**التنبیہ**) **قال المترجم** اسی سے بعض فقہانے استدلال کیا ہی کہ تتبع رخص مطلقا جائز ہی یعنے تلاش کرکے چھانٹ چھانٹ کے وہ افعال اختیار کرنا جو شرع مین آسان اور وہانتک رخصت ہی اگرچہ اس سے زیادہ مشقت کا فعل عزیمت ہی مثلاً بعض کے نزدیک سفر مین روزہ رکھنا عزیمت ہی اور نہ رکھنا وقضا کرنا رخصت ہی ایسے ہی دیگر مسائل ہین اور **دارمی** رح نے آثار صحابہ سے روایت کیے کہ پاکیزہ صفات بے تکلف آسان کرنیوالے شرع کے تھے اور حدیث صحیح مین ہی کہ تم لوگ آسانی کرنیوالے کئے گئے ہو اور سختی کرنیوالے نہین کیے گئے ہو۔ اور یہی سلف رضی اللہ عنہم سے عام کیواسطے معروف ہی اور توضیح مترجم نے عین الہدایہ مین لکھی ہے **ف** اشارات العرائس مین ہی کہ قولہ تعالیٰ یرید اللہ لیبین لکم۔ یعنے جو علوم غیبی والہام الٰہی وحقائق شریعت تم پر مشکل ہوگئے ہین انکو تمھارے قلوب کے واسطے مصرح فرمادے تاکہ مریدین تمھاری پیروی کرین اور صادقین تم سے استفادہ حاصل کرین اور بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ تمھارے امور سے تمھاری طرف کوئی امر بھی محول نہین ہی **قال المترجم** اشارہ اس طرح نکلا کہ اللہ عزوجل نے جمیع شرائع ومصالح کا بیان اپنی طرف سے رکھا تو اشارہ ہی کہ انکو خود کسی امر مین اہتدا نہین ہی۔ اور حضرت استاد رح نے فرمایا کہ تمکو کشف فرماوے اپنے اسرار تاکہ جو تمھارے غیرون پر پوشیدہ رہے وہ تمکو حاصل ہون **قال المترجم** یہ جو معنے معروف ہین کہ علماے امت محمدی علی صاحبہا افضل الصلوۃ والسلام بمانند انبیاے بنی اسرائیل ہین یہ معنے صحیح ہین اگرچہ اس کو حدیث کہنا موضوع ہے ولیکن یہ معنے اخبار صحیحہ سے استنباط ہوے ہین اور معنے اسکے یہ نہین ہین کہ انکو مرتبۂ نبوت مین انبیاے سابقین علیہم السلام سے مساوات ہی کیونکہ یہ علاوہ بے ادبی وگستاخی کے خود غلط ہی کیونکہ نبوت اختیار ازلی تھی اور وہ فضل الٰہی محض تھا اور حکمت وحقائق امور سے اللہ تعالیٰ ہی داناتر ہے کہ وہ اپنی رسالت کہان رکھتا ہی بلکہ معنے اسکے یہ ہین کہ انکشاف وظہور علوم مین یہ لوگ انکے مانند ہین اور یہ مستبعد نہین کیا تو نہین دیکھتا کہ خضر علیہ السلام کی نبوت مین علما مختلف ہین باوجودیکہ انکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک علم حاصل تھا جو نبی اولوالعزم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل نہ تھا وقد قال تعالیٰ وعلمناہ من لدنا علما۔ پس **شیخ اکبر** نے فصوص وفتوحات وغیرہ مین صریحًا ودلالۃً بیان کیا کہ ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام اتم واکمل ہی وعلوم غیب مین سے جہانتک بندون کو اطلاع دینا ارادۂ قدیم حضرت عزت عزوجل مین مقرر ہوا تھا وہ تمام وکمال آنحضرت صلعم کو منکشف ہوے اور وہ بمرتبۂ نبوت حقائق تھے اور آپ کے قدم پر جو ہر زمانہ مین ایک خاص ولی ہوتا ہی اسکو بمرتبۂ ولایت انکشاف ہوتا ہے

Marfat.com

اور یہ آیۂ کریمہ۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی سے اسکا اشارہ بیانات لطیف ووجوہ معقول سے ذکر فرمایا اور حدیث جمیل بیان ہوئی کہ
مالک نے ایک مکان نہایت پاکیزہ بنایا اور اسمین ایک اینٹ کی جگہ ناقص چھوڑ دی تو لوگ اسکے گرد پھر کر اسکی خوبی پر تعجب کرتے اور خالی ہونیکا
حال منکشف ہوتا تھا اور اسکو آنحضرت صلعم نے اپنی ذات مقدس سے پورا ہونا بیان فرمایا اس مثل سے یہ اشارہ اظہر منکشف ہی پس کرامت آنسرورعالم صلی اللہ علیہ
وسلم پر وہ مقامات منکشف ہوے جو اورونپر منکشف نہوئے تھے **قولہ** ویہدیکم سنن الذین من قبلکم سنن سابقین سے اشارہ یہ کہ انبیا علیہم السلام کے معارف کی
راہین اور اصفیا کے کواشف وانکے مقامات وحالات وریاضات کے طریقے بعض نے کہا کہ انبیا وصدیقین کی راہیں وان بزرگونکی راہین یہ ہین کہ تفویض وتسلیم اور
مقدور پر رضا خواہ انکو خوش آوے یا ناگوار گذرے یعنے اخلاق حمیدہ انکی راہین ہین **قولہ** واللہ یرید ان یتوب علیکم **مترجم** کہتا ہی کہ یہان ناقص آدمی کو وہم
گذرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہو زمانہ حال مین حالانکہ اسکا ارادہ قدیم ہو یہ بات ہو تو شیخ نے اثنار بیان مین اسکو بھی دفع کردیا کہ ارادہ الٰہی قدیم ہی
اور ہماری لغزش وخطاکاری حادث ہی اور ہمارے گناہ سے مراد یہ ہو کہ ہمارا اسکی طرف رجوع کرنا باین صفت ہو کہ وہ پاک بے نیاز ہمپر استقبال
فرماوے اور یہ اسکی کمال محبت اپنے بندونکے ساتھ ازل ہی مین ہو **شیخ نصر آبادی** نے فرمایا کہ تیرے واسطے اسنے توبہ کا ارادہ فرمایا پس تجھپر رجوع
کیا اور اگر تو اپنے نفس کے واسطے ارادہ کرتا تو شاید محروم ہوتا **قولہ** تعالیٰ یرید اللہ ان یخفف عنکم۔ یعنے تم سے معصیت کے بوجھ ہلکے
فرماوے بشرطیکہ تم اسکے احکام کو اسکی مراد کے موافق بجالاؤ۔ اور جان رکھنا چاہیے کہ جب بندہ قبول حکم الٰہی کیواسطے اسکی طرف رجوع کرتا ہے
تو اسکا نفس اسپر بوجھ ہو جاتا ہی یعنے یہ تو بہت گران ہی پھر جب بندے نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر صبر کیا اور ثابت رہا اور بندگی بجالایا تو
اللہ تعالیٰ اس سے یہ نفس کا بوجھ دور کرکے ہلکا کردیتا ہی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اسپر ہلکی ہو جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طاعت وحکم اور فرمان کے ساتھ ربوبیت کا بوجھ ہی چنانچہ فرمایا۔ انا سنلقی علیک قولا ثقیلا
پس اللہ تعالیٰ اپنے عارف بندے سے مقام مشاہدہ مین عبودیت وربوبیت دونون کا بوجھ اٹھا دیتا اور دونون اسپر آسان کردیتا ہے
اور اپنی خاص قوت سے اسکے لیے برداشت دیتا ہی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے علم ان سیکون منکم مرضیٰ۔ اور فرمایا۔ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن
لتشقیٰ۔ اور اسکی تصدیق ہی قولہ خلق الانسان ضعیفا۔ اور بعض نے فرمایا کہ اشارت یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہی کہ تمپر سے بوجھ ہلکے کردے
کیونکہ او تعالیٰ دانا ہی کہ تم ضعیف وجاہل ہو۔ اور بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہی کہ تمپر سے وہ بوجھ ہلکا فرماوے جو تمنے اپنی جہالت سے
اُٹھایا یعنے بہت بھاری امانت جو اُٹھائی ہی اسکا بارگران آسان فرماوے **قال المترجم** اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا۔ انا عرضنا الامانۃ علی السموات
والارض والجبال الآیہ۔ جسکا حاصل یہ ہی کہ اس امانت کو انسان ظلوم وجہول نے یعنے جو اپنی جان پر سخت ظالم ہی اور کمال جاہل ہی اس بار امانت
کو اُٹھا لیا اب بمقتضاے کرم عمیم ولطف قدیم کے اشارہ فرمایا کہ تمنے اس بار امانت کو اُٹھایا مگر جہالت ہی کہ قدیم کو حادث کی وجہ سے نہین
اُٹھا سکتا ہی یہ تمھاری جہالت تھی مگر ہم تخفیف کرتے ہین اور یہ ارادہ قدیم تھا اور چونکہ تخفیف کی رحمت خاص اس امت کے ساتھ ہی اور دلائل
اسکے خود احادیث صحیحہ مین کثرت سے موجود ہین اسی سے اس امت کو امت مرحومہ کہتے ہین اور کہا جاتا ہی کہ تم سے امانت گران کی تکلیف ہلکی
کرنا چاہتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ تمسے مجاہدہ کرنے کے رنج ومشقت کو تمھارے دلون پر انوار مشاہدات منور کرکے ہلکا فرماوے **قولہ تعالیٰ**
وخلق الانسان ضعیفا۔ یعنے واردات غیبی اور سطوات مشاہدہ وکشف صفات کے تحمل سے ضعیف ہی یعنے غیب کے علوم سے جو اسپر
وارد ہوتے ہین اور مشاہدہ وصفات کی تجلیات اُٹھانے سے ضعیف ہی اور ضعف یہ ہی کہ حیران ومتحیر ہو جاتا ہی اور چیخنے چلانے لگتا ہے
اور وجد وحال لاتا ہی۔ اور بعض نے فرمایا کہ راے وعقل اسکی ضعیف ہی سواے ان خاص خاص انسانون کے جنکو نور یقین سے مدد

Marfat.com

ملی ہی تو انکو قوت خود نہین بلکہ نور یقین سے ہے یعنے یہ صادق ہی کہ کل انسان ضعیف ہین الا بقوت ہدایت آلہی (عس) بالجملہ تعلقات معیشت وبسر اوقات بھی انسان کے لیے لازمی ہین جیسے ذاتی اعتقادات وطاعات فرض ہین پس تعلقات ہین اول نکاح ہی تو نکاح بمال کے مسائل ذکر فرمائے اور اسمین اصلی نیت بیان فرمائی پھر میراث کا حکم دیا پھر باہمی تجارت وقرضہ ورہن وغیرہ کو آیات مین بیان کیا تاکہ صلاحیت و سداد سے عدل قائم رہے بقولہ تعالیٰ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ

اے ایمان والو مت کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس مین ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی

تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ

رضامندی سے اور نہ خون کرو آپس مین اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہے اور جو کوئی یہ کام کرے

عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝

تعدی سے اور ظلم سے تو ہم اسکو آگ مین ڈالینگے اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہی

مفسرین نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے مہر وعورتون واسمین حرام وفحش باتونسے ممانعت کے بعد دیگر امور کے محرمات کو بیان فرمایا ازانجلہ ایک دوسرے سے مال لینا فقال تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ - اے ایمان والو باہم ایک دوسرے کا مال مت کھاؤ بطور باطل ف ای بالحرام فی الشرع کالربا والغصب - یعنے باطل سے مراد حرام ہے - یعنے جس طریقہ کو شرع نے حرام کیا ہی اسطرح مت کھاؤ جیسے سود لینا یا دوسرے کا مال غصب کر لینا - اور حرام شامل ہی مکروہ تحریمہ کو بھی کیونکہ اسکا ترک بھی واجب ہی اور کھانے کی ممانعت سے مراد مطلقاً حاصل کرنے ولینے سے ممانعت ہی اور ذکر کھانیکا اسوجہ سے کہ غالباً مال لینے سے یہی مقصود ہوتا ہے چنانچہ ہمارے محاورہ مین بولتے ہین کہ حرامخوری مت کرو - اور بینکم سے مراد یا تو یہ کہ مسلمانون کے درمیان آپسمین اور یہی ظاہر ہی یا مطلقاً تمام آدمیون سے مراد ہو کیونکہ باطل طور پر کافر کا مال بھی کھانا حرام ہی پس حنفیہ پر تو وارد نہین ہوتا کہ بینکم کی قید سے مفہوم مخالف یہ نکلتا ہی کہ کافرون سے باطل طور پر لینا روا ہی اسوجہ سے کہ حنفیہ مفہوم مخالف کے قائل نہین ہین اور شافعیہ پر وارد ہوتا ہی مگر جواب یہ ہی کہ یہ قید نہین بلکہ بطریق غالب ہی یا مفہوم مخالف جب معتبر ہی کہ شرائط موجود ہون اور یہان جب مسلمانون مین جو بمنزلہ ایک جان ومختلف قالب کے ہین یہ روا نہین تو کفار سے بدرجۂ اولیٰ ناروا ہی یا یہ کہ حرمت ربوا وغیرہ عام ہے پس مفہوم مخالف نامعتبر ہی جبکہ نص صریح ممانعت کی موجود ہی پس جسنے یہان سے یہ نکالا کہ کافرون سے دارالاسلام مین سود لینا روا ہی وہ سخت جاہل ہے اور اسنے بڑی غلطی کی اور ہرگز اسکا قول قبول نہین اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو دوزخی ہی - اور واضح رہے کہ غصب امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک گھر وباغ وزمین وغیرہ مال غیر منقول مین جاری نہین ہوتا ہی اور انکے شاگردون مین سے بعض نے خلاف کیا ہی شیخ ابن کثیر نے کہا کہ شرعی اکثر حیلے جنسے مقصود حرام خوری ہی اسی مین داخل ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی کہ حیلہ ساز کا مقصد یہی ہی اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً ایک کپڑا خریدا اور کہا کہ راضی ہونگا تو لے لونگا ورنہ کپڑا اور ایک درم تجکو واپس دونگا تو فرمایا کہ یہ بھی اکل بالباطل مین شامل ہی (کمارواہ ابن جریر) مترجم کہتا ہی کہ ایک مسئلہ مذکور ہے کہ زید نے عمرو سے دس روپیہ قرض چاہے عمرو نے ایک کپڑا کہ جس کی قیمت دس روپیہ تھی اسکے ہاتھ بیچا اور دس روپیہ سے کم کو اس سے خریدا مثلاً آٹھ روپیہ کو خریدا اور اپنے پاس سے اسکو آٹھ روپیہ دیے

Marfat.com

پس اسپر دس روپیہ کپڑے کی قیمت باقی رہی - اس مسئلہ کو بعض نے جائز کہا ہو ولیکن اصح قول پر یہ بھی اسی باطل حرام خوری میں داخل ہو اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہی - اور عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہو کہ یہ آیت قیامت تک منسوخ نہیں ہو رواہ ابن ابی حاتم والطبرانی قال السیوطی (بسند صحیح) اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی اور عکرمہ و حسنؒ بھی مروی ہو کہ جب یہ آیت اُتری تو لوگوں نے حرام تصور کیا کہ کسی کے یہاں کھاوین پس سورہ نور کی آیت اُتری - ولا علی انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم الآیہ - اور یہی قول قتادہ سے مروی ہو اِلَّآ - لکن اَنْ تَكُوْنَ - تقع - تِجَارَةً - وفی قرارۃ بالنصب ای تکون الاموال اموال تجارۃ صادرۃ - عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ - وطیب نفس فلکم ان تاکلوہا الا بمعنے لکن ہو اور استثنا منقطع ہو کیونکہ اکل باطل سے تجارت کا استثنار نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اکل باطل کی جنس سے نہیں اور نیز الا واقع ہو ان تکون پر یعنے الا کون تجارۃ اور کون ایک معنے ہین مدمال پس الا بمعنے لکن ہوگا اور ان تکون بمعنے ان تقع ہو یعنے کان تامہ ہو پس تجارۃ بالرفع ہو جیسے کہ سوائے قرار کوفہ کے باقیون کی قرارۃ ہو اور اہل کوفہ کے قرارۃ مین تجارۃً بنصب ہو پس الاموال - اسکا اسم اور اموال تجارۃ اسکی خبر ہوگی - بہرحال قولہ عن تراض متعلق صادرۃ کے ہوکر تجارۃ کی صفت ہو اور معنے یہ کہ دلیکن یہ کہ تجارت ہو جو صادر ہوئی ہو تمھاری رضامندی سے) یعنے خوشی خاطر سے تو اس صورت مین جو مال ملے وہ کھانا روا ہو - اور منکم مین یہان بھی وہی تاویل ہونا چاہیے جو مذکور ہوئی کیونکہ تجارت مین تراضی ہونا شرط ہو خواہ مسلمان کے ساتھ ہو یا کافر کے ساتھ ہو - اور اللہ تعالیٰ نے فقط تجارت کو منصوص فرمایا حالانکہ ہبہ وصدقہ وغیرہ دیگر سببون سے جو مال ملے وہ بھی حلال ہو تو اس سبب سے کہ غالباً اسی طور سے حاصل ہوتا اور یہ اکثری طریقہ تحصیل مال کا ہو اور اسی کو اہل مروت اختیار کرتے ہین بخلاف صدقہ لینے کے اور ہبہ خواستگار ہونے کے لہذا تجارت کو منصوص فرمایا اور باقی اقسام جائز مین بھی یہی حکم ہو اور لغت مین تجارت بمعنے معاوضہ ہو اور شرع مین بیع یہ ہو کہ مبادلہ کرنا مال کا مال سے آپس کی رضامندی کے ساتھ - پس لغت مین عام ہو کسی طور پر معاوضہ ہو اور شرع مین قید تراضی ہو اور مال ضرور ہو کہ عقد کرنے والے کے حق مین معتبر ہو نہ جیسے مردار و خون کہ انکی بیع باطل ہو اور دیگر شرائط کا محل کتب فقہ ہین مگر یہ معلوم کرنا چاہیے کہ تراضی یعنے دونون طرف سے رضامندی ہونا شرط ہو اور رکن اسکا ایجاب و قبول ہو پس ایجاب و قبول کے ساتھ تراضی خواہ ابتدا مین یا انتہا مین لابدی چیز ہو اور اللہ عزوجل نے اسکو یہان منصوص فرمایا پس ظاہر ہوا کہ جس مبادلہ مین تراضی ابتدا و انتہا مین نہو تو بیع صحیح نہوگی اور بیع اکراہ خارج ہوگئی یعنے زیدنے عمرو پر زبردستی کی کہ خالد کے ہاتھ اپنا غلام مثلاً فروخت کرے ورنہ قتل کرونگا پس اسنے باکراہ بیع کی تو بیع نہوگی کیونکہ تراضی جانبین سے نہین ہو مدارک مین ہو کہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہو کہ بیع تعاطی جائز ہے یعنی لین دین ہاتھون ہاتھ بدون گفتگو کے ہونا مثلاً ایک باغبان نے دس دس آم کی ڈھیریان لگائی ہین پھر ایک شخص نے آکر ایک پیسہ اسکو دیا اور ایک ڈھیری لے لی اور باغبان نے پیسے لیلیا اور ڈھیری اُٹھانے دی تو یہ بیع تعاطی ہوگئی اگرچہ دونون نے زبان سے کچھ نہین کہا پھر کہا کہ نیز دلالت ہو کہ بیع موقوف مین جب اجازت پائی جاوے تو جائز ہو یعنی مثلاً زیدنے بدون اجازت عمرو کے اسکا غلام کسی شخص کے ہاتھ فروخت کردیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک بیع موقوف ہو پھر اگر عمرو نے اجازت دیدی تو بیع ہو جائیگی ورنہ باطل ہو شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسی آیت کریمہ سے شافعیؒ نے استدلال کیا کہ بدون قول صریح کے بیع نہین جائز ہو کیونکہ صریح تراضی بقول ہو بخلاف تعاطی کے کہ وہ کبھی رضامندی پر دلالت نہین کرتا حالانکہ تراضی ضرور ہے شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ امام شافعیؒ نے اسمین امام مالک و ابوحنیفہ و احمد و جمہور فقہا سے اختلاف کیا کیونکہ جمہور کے نزدیک جیسے اقوال کی دلالت رضامندی پر ہوتی ہو ویسی ہی افعال کی دلالت بھی رضامندی پر ہوتی ہو پس انکے نزدیک بیع تعاطی مطلقاً صحیح ہے اور بعض نے

(لین دین دست بدست ۱۲)

نہین سے کہاکہ حقیر چیزون مین بیع بتعاطی رواہی مترجم کہتا ہی کہ شیخ کرخی رح حنفیہ مین سے اسی طرف گئے ہین حالانکہ امام محمد نے اصل مین مطلقاً جواز بے تنصیص کی ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے اسکی توجیہ یہ کی کہ محققین مذہب نے بعض وجوہ خارجی سے بنظر احتیاط ایسا کہا ہے ۔ پھر شیخ ابن کثیر رح نے کہاکہ پوری تراضی جب ہی کہ خیار مجلس ثابت ہو ۔ یعنے بعد بیع کے جبتک دونون جدا و متفرق نہین ہوے ایک ہی جلسہ مین موجود ہین تب تک ہرایک کو اختیار ہی کہ بیع توڑ دے اور حدیث مین ہی کہ ہر دو بیع کرنیوالے اختیار رکھتے ہین تا وقتیکہ باہم متفرق ہون کما فی الصحیحین وغیرہ اور ابن عمر رض سے مروی ہی کہ انکو جب کوئی بیع مرغوب ہوتی تو وہان سے چند قدم جاکر پھر جی چاہتا تو واپس آتے تاکہ دوسرے کو بیع توڑنے کا اختیار نہ رہے کما فی الصحیح ایضًا ۔ اور یہی شافعی و ثوری و اسحٰق وغیرہ کا مذہب اور ایک جماعت صحابہ و تابعین سے مروی ہی اور امام مالک و ابو حنیفہ رح نے کہاکہ بیع کا تمام ہونا یہ ہی کہ باہمی رضامندی و زبانی گفتگو سے ایجاب و قبول پورا کردین اور بعد اسکے پھر کسی کو خیار مجلس نہین رہتا ہی سوا خیار شرط و خیار عیب و خیار رویت کے کہ یہ باقی رہتے ہین ۔ مدارک مین کہاکہ آیت کریمہ بھی دلالت کرتی ہی کہ بعد تراضی با یجاب و قبول کے خیار مجلس نہین ہی کیونکہ آیت کریمہ سے ثابت ہواکہ بعد تراضی کے کھانا حلال ہی یعنے اگر مثلاً زید نے عمرو سے چار آم ایک پیسے کو برضامندی جانبین خریدے تو اب انکو کھا سکتا ہی اگرچہ اسی مجلس مین ہو پھر یہ قید لگاناکہ بعد تراضی کے اسوقت کھا سکتا ہی کہ مجلس سے جدا ہو جاوے یہ نص پر زیادتی ہی ۔ اگر کہا جاوے کہ زیادتی تو حدیث مذکور سے ہی تو دو جواب ہین اول آنکہ نص کتاب اللہ پر بدون حدیث متواتر یا مشہور یا دوسری نص قطعی کے زیادتی نہین جائز ہی دوم آنکہ حدیث کے معنے یہ ہین کہ بائع و مشتری دونون کو اختیار ہی کہ جبتک آپسمین تفرق نکرین تب تک ہرایک کو اختیار ہی کہ دوسرے کے کہنے کو قبول کرے یعنے مثلاً زید نے عمرو سے کہاکہ یہ چیز ایک روپیہ کو مین نے تیرے ہاتھ بیچی اگر عمرو نے اختلاف و تفرق نکیا کہ مین نہین قبول کرتا یا مجھے نہین چاہیے یا اتنے کو نہ لونگا تب تک اسکو اختیار ہی کہ چاہے قبول کرلے اسی مجلس مین ۔ اور نیز زید کو بھی اختیار ہی کہ عمرو کے قبول سے پہلے اپنے ایجاب سے رجوع کرجاوے ۔ اور تمام کلام فقہ مین ہی ۔ اگر کہا جاوے کہ جاکڑ مین تین روز کے خیار کی شرط کرنا بالاتفاق روا ہی پھر وہ بھی نص پر زیادتی ہوگی تو جواب یہ ہی کہ نہین بلکہ قبول یا ایجاب خود مشروط بشرط خیار ہوتا ہی پس وہ تمام نہین ہوا ہی کیونکہ مثلاً خریدار نے کہاکہ اس شرط سے قبول کرتا ہون کہ مجھے تین روز تک خیار ہی تو ہنوز قبول تمام نہین ہوا ہی کما لا یخفی ۔ ولیکن شافعیہ وغیرہ کہہ سکتے ہین کہ ایجاب قبول پایا گیا لیکن ابھی لزوم نہین ہوا جبتک دونون جدا نہوجاوین جیسے تم بھی کہتے ہو کہ بعض بیع منعقد ہوتی حالانکہ لازم نہین ہوتی ہی اور حق یہ ہی کہ اس مسئلہ مین جانبین سے اجتہادی دلائل موجود ہین جیسے اجتہادی مسائل کا قاعدہ ہی اور ترجیح کے واسطے تحقیق یہ ہی کہ شریعت اسلامیہ ہی افقہ ہی کہ ایجاب و قبول بتراضی سے بیع تمام ہوجاتی ہی اور خیار مجلس نہین رہتا ہی لیکن یہ تقوی نہین ہی کہ جانبین سے اگر اسی مجلس مین ایک اس بیع کو فسخ کرے تو نہ مانے بلکہ اختیار دیدے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اسی تقوی پر تھے بلکہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو وہ حدیث نہین پہونچی جسمین عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مرفوعًا یہ بھی ممانعت ہی کہ جدا ہوکر بیع لازم نہ کرے بلکہ حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ تو اپنے ساتھی سے کہتے کہ میرے نزدیک دامون سے یہ متاع مرغوب ہی پس تو پسند کرلے ۔ نکتہ یہ تھاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ جو اپنے واسطے پسند کرے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے " لہذا اس سے کہتے کہ مین تو اس متاع کو پسند کرتا ہون پس حاصل یہ ہواکہ عوام تو ہر روز جھگڑے لاوین اگر خیار مجلس پاوین ولیکن اہل تقوی کو چاہیے کہ ہمیشہ ایسی رضامندی کو مقدم رکھاکرین واللہ تعالیٰ اعلم ۔ الحاصل شرع نے حلال طریقہ سے مال کھانیکی اجازت دی اور منع کیاکہ باطل طریقون سے ایک دوسرے کے مال مت کھاؤ ۔ **وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ** ۔ اور اپنی جانونکو مت مار ڈالو **ف** بارتکاب ما یؤدی الی ہلاکہا یا ما کان فی الدنیا والآخرۃ یعنے اپنی جان کے دشمن اسطرح مت ہوجاؤ کہ ایسے امور کے مرتکب ہو جس سے انجام کو خواہ دنیا مین یا آخرت مین تمھارے نفس کی ہلاکت ہی

مثلاً زنا کروگے تو سنگسار ہوکر دنیا ہی مین ہلاکت ہی اگر دل مین منافق رہو تو قبر مین عذاب ہی۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا فی منعہ لکم من ذلک۔ اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہی ف کہ اسنے تمکو اس سے منع فرمایا۔ اور بعض نے کہا کہ لاتقتلوا انفسکم سے یہ مراد ہی کہ ایک دوسرے کو قتل مت کرو یعنے ناحق اور انفسکم اسلیے کہا کہ وہ دین اسلام مین متحد مثل ایک جان کے ہین اور اشعار ہی کہ بھائی مسلمان کو قتل کرنا گویا اپنا قتل ہی اور ایذان ہی کہ انکو چاہیے کہ ایسے متحد رہین آپس مین جیسے ایک جان۔ اور بعض نے کہا کہ خاص اپنی جان کو ہتھیار کریا زہر وغیرہ کھاکر قتل کرنے سے ممانعت ہی اور بعض نے کہا کہ گناہ سمیٹنے سے ممانعت ہی کہ انجام کار آخرت مین اپنی جان کی ہلاکت ہی مفسرؒ نے اشارہ کیا کہ آیت کریمہ ان سب کو شامل ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہی یہ دلیل ہی کہ ایسے اعمال کرو جن سے رحمت حاصل ہو نہ ہلاکت۔ اور عمرو بن العاصؓ سے روایت ہی کہ جب ذات السلاسل کے جہاد مین آنحضرت صلعم نے عمرو بن العاصؓ کو بھیجا تو خود روایت کرتے ہین کہ مجھے رات مین احتلام ہوا اور سخت سردی تھی تو مین ڈرا کہ اگر نہاؤنگا تو اپنی جان کا قاتل نہو جاؤن پس تیمم کرکے صبح کی نماز مین نے ساتھیون کو پڑھائی پھر جب مدینہ مین آئے تو حضرت صلعم نے لوگون سے حال پوچھا تو لوگون نے عرض کیا کہ عمروؓ نے ہمسے اچھی طرح سرداری کا برتاؤ کیا سوائے اسکے کہ ہم کو جنابت کی حالت مین نماز پڑھائی تو آپ نے فرمایا کہ ای عمرو تونے جنابت مین ساتھیون کو نماز پڑھائی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سخت سردی کی رات مین مجھے احتلام ہوا مین ڈرا کہ اگر نہاؤن تو خودکشی کرون اور قول اللہ تعالیٰ۔ ولاتقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما۔ مجھے یاد آیا سو مین نے تیمم کرکے ساتھیون کو نماز پڑھائی ہی پس حضرت صلعم ہنس دیے اور کچھ نہین کہا سوائے اسکے کہ ارے فقیہ عمرو بن العاص (رواہ احمد و ابوداؤد ونحوہ ابن مردویہ) اور ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جسنے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کیا قیامت مین اسی سے عذاب کیا جائیگا۔ (رواہ الجماعۃ) اور جریر بن عبداللہ البجلیؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم سے اگلون مین سے ایک مرد کے زخم تھا اسنے چھری سے ہاتھ کاٹ ڈالا پس خون بند نہوا یہانتک کہ مرگیا تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اِس بندے نے میری طرف خود مبادرت کی مین نے اسپر جنت حرام کردی (کمافی الصحیحین) یعنے اب سزا اٹھا کر جاوے انشاء اللہ تعالیٰ۔ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ۔ ای ما نہی عنہ اور جسنے ایسا کیا ف یعنے ایسا فعل کیا جس سے ممانعت کردی ہی۔ عُدْوَانًا۔ تجاوزاً للحلال۔ بحالت عدوان یعنے درحالیکہ حلال سے تجاوز کرنے والا ہی۔ وَّظُلْمًا۔ اور درحالیکہ ظالم ہی ف اپنے نفس پر یعنے جسنے ظلم وعدوان سے ایسا فعل کیا جس سے ممانعت کی گئی ہے حتی کہ وہ اپنی جان پر خود ظلم کرنے والا ہوگیا تو شرع کی طرف سے بھی اسکا لحاظ نہوگا بلکہ جو کچھ اسنے اپنی جان پر کیا ہے اسکو بھگتے۔ بارتکاب ممنوع بوجہ اسکے کہ نفس کو معرض عذاب مین ڈالا۔ فَسَوْفَ نُصْلِیْہِ۔ پس اب ہم اسکو داخل کرینگے۔ نَارًا یحترق فیہا۔ ایسی آگ مین جسمین جلتا رہیگا ف اور یہ بعید مت سمجھو۔ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا۔ ہینا۔ اور یہ امر اللہ تعالیٰ پر آسان ہی ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ولاتقتلوا انفسکم۔ اور واضح ہو کہ نفس کو قتل کرنا مجاہدہ وریاضت مین محمود ہی پھر یہان مقام عالیہ مین کیا اشارہ اگرچہ مقام ابتدا مین تو تفسیر معلوم ہو چکی جواب یہ ہی کہ یہ خطاب ان اولیا کو ہی جو اہل فاہیت الانس وروح وبسط ہین یعنے اپنے نفوس مطمئنہ کو مجاہدات وریاضات سے مت قتل کرو اور اپنے قلوب روحانیہ پر جالت کی مشقت مت ڈالو اور اپنی ارواح کو ایسے امور سے ایذا مت دو جو مبتدی لوگون کو لائق ہین اسواسطے کہ یہ امور ارواح عاشقہ کو عالم مشاہدہ مین سیر کرنے سے روکتے ہین اور ابر کی طرح گھر کر انسے آفتاب انوار مکاشفہ کو چھپا دیتے ہین اور تصدیق ہی اسکی قولہ تعالیٰ ان اللہ کان بکم رحیما۔ یعنے ہر امر مین اپنے اولیا پر مہربان تھا کہ مقام مشاہدہ مین انپر سے بھاری بوجھ ہلکے کردیے اور انکے دلون کو اپنے انس سے راحت دی تو نہین

دیکھتا کہ کیونکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر سے امر عبودیت آسان کردیا چنانچہ فرمایا۔ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ۔ تمام رات کا قیام تہجد منسوخ کردیا اور یہ بین ظاہر کردیا کہ قرب ووصل الٰہی حضرت حق تعالیٰ کی رحمت سابقہ سے متعلق ہی کچھ نفوس کی کثرت مجاہدات پر نہین ہی اہل ابتدا کے لیے اشارہ یہ کہ اپنی فرشتہ خصلت روحونکو نفوس امارہ شیطانیہ کی پیروی سے ہلاک مت کرو اسواسطے کہ نفس امارہ شیطانیہ جب اپنی خواہشون سے سر اُٹھاتی ہی اور اسکو غلبہ ہوتا ہی تو نفس روحانیہ کو اسکے پڑوس سے سخت آزار پہونچتا ہی اور معصیت کی تاریکی سے اسکو پردہ مین ڈالتی ہی۔ اور بعض نے فرمایا کہ اپنے نفس کو اسطرح ہلاک مت کرو کہ مخالفت احکام کے مرتکب ہو اور یا اپنی طاعات کو کچھ سمجھو شیخ محمد بن الفضل رح نے فرمایا کہ اپنے نفوس کو اسطرح ہلاک مت کرو کہ نفوس کو اسکی خواہشون پر چھوڑ دو۔ اور حضرت فضیل بن عیاض رح نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے حظ نفس سے غافل مت ہو جو شخص اپنے حظ نفس سے غافل ہوا اسنے گویا اسکو قتل کر ڈالا قال المترجم حظ نفس سے مراد یہ کہ ہر نفس کیواسطے حصہ کرامت آخرت ہی اور عام مین جو حظ نفس یعنے خواہش نفس ہی وہ مراد نہین ہی۔ اور بعض نے کہا کہ اپنے نفس کو اسطرح مت ہلاک کرو کہ اسکو کچھ ملاحظہ مین لاؤ یعنے مین کوئی چیز ہون۔ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اسکے معنے یہ ہین کہ اپنے نفوس سے غافل مت ہو کہ جو اپنے نفس سے غافل ہوا وہ پروردگار سے غافل ہوا اور جو پروردگار سے غافل ہوا اپنے نفس کو قتل کر ڈالا کیونکہ غافل جاہل کبیرہ گناہونکا مرتکب ہوجاتا ہی قال تعالیٰ

إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ○

اگر تم بچتے رہو گے کبیرہ چیزون سے جو تم کو منع ہوئین تو ہم اتار دینگے تم سے تقصیرین تمھاری اور داخل کرینگے تم کو عزت کے مقام مین

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ

اور ہوس مت کرو جسمین بڑائی دی اللہ تعالیٰ نے ایک کو ایک سے مردون کو حصہ ہی اپنی کمائی سے اور عورتون کو

نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ○

حصہ ہی اپنی کمائی سے اور مانگو اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل اللہ تعالیٰ کو ہر چیز معلوم ہی

یہ آیت قدسی بھی اس سورہ مین منجملہ اُن آیات کے ہی کہ اس امت کو اسپر بہت بڑا شکریہ ادا کرنا واجب ہی کیونکہ انکے حق مین نہایت فضل ہی۔ إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ۔ اگر تم ایسے کبیرہ گناہونسے بچو جنسے تمکو منع کیا گیا تو ہم تمھاری بدکرداریان معاف کردینگے **ف** کبیرہ گناہ کسکو کہتے ہین مفسرین نے کہا کہ وہی ماورد علیہا وعید کالقتل والزنا والسرقۃ۔ یعنے کبیرہ وہ گناہ ہی کہ جس گناہ پر وعید آئی ہی جیسے قتل ناحق اور زنا کرنا اور چوری کرنا وغیرہ۔ وعن ابن عباس رض ہی الی السبعمائۃ اقرب۔ اور ابن عباس رض سے مروی ہی کہ کبیرہ سب ملاکر سات سو کے قریب ہین اور بعض نے روایت کیا کہ ستر تک اور ظاہر ستر انواع ہین سات سوان انواع کے افراد ہونگے۔ قولہ نکفر عنکم سیاتکم۔ ای الصغائر بالطاعات تو اُتار دینگے یعنی ساقط کرینگے ہم تمھاری تقصیرین تمپر سے یعنے صغیرہ گناہونکو بندگی بجالانیسے اُتار دینگے کیونکہ اخبار واحادیث وارد ہوے ہین کہ طاعات بجالانیسے صغیرہ خود بفضل الٰہی اُتر جاوینگے پس اہل سنت کے نزدیک معنے آیت کے یہ ہین کہ اگر تم کبیرہ گناہونسے پرہیز کروگے تو ہم صغیرہ گناہونکو تمسے تمھاری بندگی کرنیسے اُتار دینگے ورنہ طاعات سے فقط صغیرہ اُترینگے اور ایک گروہ نے اہل سنت مین سے کہا کہ اگر کبیرہ گناہونسے اجتناب کیا تو نیکیون سے باقی گناہ اُترینگے ورنہ کچھ بھی نہ اُترینگے۔ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا بضم المیم وفتحہا ای ادخالًا او موضعًا۔ كَرِيمًا ہو الجنۃ۔ اور تمکو داخل کرینگے ہم مدخل کریم مین **ف** جنت مین۔ مدخل بضم میم اکثرونکی قرأت ہی اور بفتح میم نافع کی قرأت ہی اور معنے یہ کہ داخل کرینگے ہم تمکو مدخل کریم یعنی ادخال کریم۔ یعنے بزرگی کا داخل کرنا یا مدخل کریم یعنے موضع بزرگ مین۔ بہرصورت مراد جنت ہی واضح ہو کہ اللہ عز وجل نے اس امت مرحومہ کو کرامت دی

Marfat.com

کہ اگر کبیرہ گناہون سے پرہیز کرین تو ہم انکو جنت مین بزرگی کے ساتھ داخل فرماوینگے اور صغیرہ گناہونکو انکے روزہ نماز وغیرہ نیکیان بجا لا کرنے ہی سے کفارہ کردینگے چنانچہ صحیح مین مضمون ہی کہ ایک مردنے ایک اجنبیہ عورت سے وطی نہین کی بلکہ بوسہ وغیرہ لیا تھا پھر خوف زدہ ہو کر حضرت صلعم کے پاس حاضر ہوا اور حال عرض کیا اور غرض یہ تھی کہ مجھے شرعی سزا دیدی جاوے تاکہ عذاب آخرت سے بچاؤ ہو پھر منتظر رہا یہانتک کہ حضرت صلعم نے ظہر کی نماز ادا کی پھر اسنے گزارش کی آپ نے پڑھا قولہ تعالیٰ اقم الصلوٰة طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذہبن السیئات الآیہ۔ اور فرمایا کہ تونے ظہر کی نماز پڑھی یہی کفارہ ہی اور ایک روایت مین ہی کہ آپ نے فرمادیا کہ یہ میری عام امت کیواسطے ہی اسی مرد مذکور کی خصوصیت نہین ہی۔ اور صحیح ہوا کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک اور جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور رمضان سے دوسرے رمضان تک اپنے درمیانی گناہونکا کفارہ ہین۔ اور معنے یہ کہ ایک نماز شرعی طریقہ سے ادا کی پھر دوسری نماز بھی اسیطرح ادا کی تو انکے درمیان کے صغیرہ باتفاق اہل سنت اُتر گئے یعنے انپر مواخذہ نہوگا اور اگر کسی نماز یا عدم تعلق سے جسکو علم الٰہی محیط ہی کوئی رہگیا تو ایک جمعہ کو اچھی طرح ادا کرکے دوسرے جمعہ کو ادا کرنے سے اُتر جاویگا علیٰ ہذا رمضان کو سمجھنا چاہیے ہی اور اگر گناہ نہون تو اسیقدر درجات بلند ہونگے پس اس نعمت کے شکریہ مین گناہ کبیرہ کے معنے جان لینے چاہیے اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ کون کون ہین تاکہ اُنسے اجتناب ممکن ہو۔ جاننا چاہیے کہ کبائر جمع کبیرہ ہی اور سیات جمع سیئہ اور سیئہ اگرچہ صغیرہ وکبیرہ دونون کو شامل ہی مگر یہان مقابلہ کبائر سے سیئات بمعنے صغائر ہین۔ پھر کبیرہ کی تفسیر مین اہل اصول مختلف ہین بعض نے کہا کہ گناہ سب کبیرہ ہین اور بعض کو جو صغیرہ کہتے ہین تو بہ نسبت اس سے بڑے گناہ کے مثلاً اجنبیہ عورت کا بوسہ لینا جو حرام ہی بہ نسبت زنا کرنیکے صغیرہ ہی اور زنا بہ نسبت کفر کے صغیرہ ہی اور مانند اسکے **اسفرائینی وجوینی وقشیری** وغیرہم سے منقول ہی اور انھون نے کہا کہ جس کبیرہ سے تکفیر سیات کا وعدہ ہی وہ شرک ہی بدین دلیل کہ بعض قراءۃ مین کبیر ما تنہون آیا ہی اور برتقدیر قراءۃ کبائر ما تنہون کی مراد انواع کفر و شرک ہین اور دلیل یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء۔ تو معلوم ہوا کہ سوائے شرک کے سب مغفرت کی مشیت مین ہین تو شرک سے اجتناب کرے۔ مترجم کہتا ہی کہ سیئہ کے معنے اگر یہ ہین کہ جسکا فاعل مذمت کیا جاوے شرعاً جو حرام ومکروہ تحریمی تک ہی تو شک نہین کہ جمیع حرام کبیرہ ہین باین معنی اور انمین باہم بھی تفصیل ہی۔ پس شرک سب سے بڑا کبیرہ ہی لیکن آیت کریمہ مین اگر وہی مراد ہو تو لازم آویگا کہ اجتناب شرک سے دیگر سب کبیرہ مانند زنا وقتل وغیرہ مکفر ہونگے بلا توبہ اسواسطے کہ توبہ کی قید نہین اور اگر توبہ کی قید لیجاوے تو شرک بھی توبہ سے مکفر ہی اسواسطے کہ اسلام کے پیچھے شرک سابق کا مواخذہ نہین ہی۔ اگر کہا جاوے کہ آن اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک مین بھی وارد ہوتا ہی کہ اگر توبہ کی قید ہی تو شرک بھی مغفور ہی اگر نہین تو ماسوائے شرک بلا توبہ مغفور ہین جواب یہ کہ بلا توبہ مراد ہی اور اسی سے ثابت ہوتا ہی کہ مرتکب کبیرہ اگر بلا توبہ مرجاوے تو اسکے دوزخی ہونے پر قطع نہین بلکہ اوتعالیٰ کی مشیت ہی چاہے بخشدے اور عذاب کرے کیونکہ یغفر مادون ذلک لمن یشاء۔ فرمادیا ہی بخلاف قولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ کہ یہ وعدہ ہی کہ درصورت اجتناب از کبائر کے دیگر سیات مکفر ہونگے اور خلف وعدہ نہین جائز ہی۔ واللہ اعلم۔ ہان یہ البتہ درست ہی کہ کبائر مین بعض دوسرے سے اکبر ہین لیکن یہ لازم نہین کہ سیات جملہ کبائر ہون فافہم۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کبیرہ ہر وہ گناہ ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے آگ یا غضب یا لعنت یا عذاب پر ختم کیا رواہ ابن جریر من طریق علی بن طلحۃ عنہ ونحوہ عن سعید بن جبیر والحسنؒ۔ مترجم کہتا ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جن گناہونکے حق مین ایسا فرمایا وہ بھی اسمین شامل ہین لیکن بنابر اسکے جملہ حرام شاید داخل کبیرہ ہونگے کیونکہ بعض کے ساتھ یہ تخصیص نہین ہی اور یہی صواب ہی کیونکہ عورت اجنبیہ کا بوسہ لینا حرام ہی باوجود اسکے صغیرہ مین شامل ہوا کہ حسنات سے مکفر ہوا کما فی الحدیث۔ اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ کبائر وہ کہ جنسے اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی اس سورۃ مین تینتیس آیت تک۔ اور بعض اہل اصول نے کہا کہ کبیرہ وہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسپر حد مرتب کی یا وعید اسکے سزا مین صحیح فرمائی۔ مترجم کہتا ہی کہ مفسرؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی پس قولہ ما ورد علیہا وعید یعنی وعید شامل ہی حد کو بھی۔ اور یہ تفسیر کبیرہ کی پسندیدہ ہی اور تحقیق مقام مقتضی

Marfat.com

بسط وتطویل ہی اور علمانے احادیث وآیات سے جو کبائر استنباط کیے اور چھانٹے ہین مختصر جہانتک اسوقت ملتے ہین لکھتا ہون ورنہ اسکے بارہ مین مفرد تصانیف ہین منجملہ
منبہات ابن حجر رحمہ اللہ ہے غالبًا سب مل سکتے ہین - اور بغرض اختصار بعض احادیث شریف کا تبرکًا ترجمہ و بعض سے فقط قدر ضرورت مع حوالہ مذکور ہوتا ہی حضرت
ابوہریرہ وابوسعید رضی اللہ عنہما کی حدیث مین ہی کہ پھر حضرت صلعم نے سر مبارک اٹھایا اس حال سے کہ آپکے چہرۂ مبارک پر خوشی ظاہر ہوئی تو ہمکو سرخ
اونٹون سے زیادہ یہ بات بھلی معلوم ہوئی پھر فرمایا کہ نہین کوئی بندہ کہ پڑھتا ہی پانچون نمازین اور رمضان کے روزے رکھتا ہی اور زکوۃ نکالتا ہی
اور ساتون کبیرہ گناہون سے بچتا ہی مگر آنکہ اسکے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاوینگے پھر اس سے کہا جائیگا کہ سلامتی کیساتھ داخل ہو -
رواہ ابن جریر والنسائی والحاکم وابن حبان وقال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین - اور ابوہریرہؓ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بچو تم ان سات
گناہون سے جو ہلاک کر دینے والے ہین - عرض کیا گیا کہ کیا ہین فرمایا کہ اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا - اور[2] کسی آدمی کو قتل کرنا مگر آنکہ
حق کے ساتھ ہو اور[3] جادو اور[4] سود کھانا اور[5] یتیم کا مال کھانا - اور[6] کافرون سے جہاد مین بھاگ نکلنا اور[7] شوہر والیون غافل مومنہ عورتون کو
زنا کی تہمت لگانا (یعنی قصاص ورجم وغیرہ ۱۲) (رواہ البخاری ومسلم وغیرہما) اور اس حدیث کے بعض طرق مین مال یتیم اسکے بالغ ہونے تک کھانا اور ہجرت کرکے آنے
کے بعد پھر دیہات کو واپس ہو جانا - مذکور ہے اور بعض مین جادو سیکھنا مذکور ہی - رواہ ابن مردویہ شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ سات کی تنصیص سے
لازم نہین کہ اور نہون مگر انکے نزدیک جو مفہوم لقب کا قائل ہی اور وہ خود ضعیف استدلال ہوتا ہی اور کہا گیا کہ شاید اسوقت تک اسی قدر
ہون پھر بڑھتے گئے بہرحال سات کے بعد آٹھوان والدین کا عقوق (نافرمانی ۱۲) نوان بیت الحرام کا استحلال یعنے وہان خونریزی وغیرہ جو بے ادبیان
ممنوع ہین اسکو حلال کر لینا یعنے بیباک انکو برتاؤ مین لانا یا یہ مراد ہے کہ حرام نجانسا رواہ الحاکم - ابوداؤد ونسائی - ابن ابی حاتم - ابن جریر بسند رجالہ
ثقات اور ابن جریر نے ابن عمرؓ سے ایک روایت کی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ابن عمرؓ کبائر فقط نو ہونے کے قائل تھے واللہ اعلم - دسوان جھوٹی
گواہی (فی الصحیحین) اور حضرت ابن مسعودؓ سے ہی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کون گناہ سب سے بڑا ہی فرمایا کہ تو اللہ تعالی کا شریک
بناوے حالانکہ اسنے تجھے پیدا کیا ہی - مین نے عرض کیا کہ پھر کون ہی فرمایا کہ تو اپنے فرزند کو قتل کر ڈالے بخوف اسکے کہ تیرے ساتھ کھاویگا عرض
کیا پھر کون فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی - والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر الآیہ - (بخاری ومسلم)
شراب پینا (ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص وقال ابن کثیر غریب) یمین غموس (بخاری والترمذی واحمد والنسائی
وابن ابی حاتم) ماں باپ کو گالی کھلوانا اسطرح کہ دوسرے کے ماں باپ کو کہنا کہ وہ کہنے والے کے ماں باپ کو گالی دیوے (ابن ابی حاتم والبخاری
وفی روایۃ من اکبر الکبائر وکذا رواہ مسلم والترمذی) (وفی الصحیح مومن کو گالی دینا فسق ہی اور اسکے ساتھ قتال کرنا کفر ہی اکبر کبائر مسلمان کی آبروریزی
اور ایک گالی کے عوض دو گالیان دینا (رواہ ابن ابی حاتم وابوداؤد وابن مردویہ) دو نمازین جمع کرنا بدون عذر کے مثلًا ظہر وعصر یا مغرب وعشا کو بلا عذر
جمع کرنا - رواہ الترمذی عن ابن عباس مرفوعًا جسنے دو نمازین بغیر عذر کے جمع کین وہ ابواب کبائر مین سے ایک دروازہ پر آیا - ترمذی نے بعد
روایت حدیث کے کہا کہ حنش یعنے ابو علی الرحبی نام انکا حسین بن قیس ہی وہ اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہین امام احمد وغیرہ نے انکو
ضعیف کہا ہی شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسکو ابن ابی حاتم نے دوسری اسناد سے یون روایت کیا - حدثنا الحسن بن محمد بن الصباح حدثنا اسمعیل
بن علیۃ عن خالد الحذاء عن حمید بن ہلال عن ابی قتادۃ یعنے العدوی - کہا ابو قتادہ نے کہ پڑھا گیا ہم لوگونکو سنانے کو خط حضرت عمرؓ کا
جسمین تھا کہ کبائر مین سے یہ بات ہی کہ بغیر عذر کے دو نمازون کو جمع کرے اور جہاد مین کفار سے بھڑنے کی حالت مین بھاگ نکلے اور نہبہ کرے ابن کثیرؒ
نے فرمایا کہ یہ اسناد صحیح ہی اور غرض یہ ہی کہ جب وعید ایسے شخص کے حق مین ہی جو بغیر عذر کے دو نمازون کو جمع کرلے خواہ عصر کو

ظہر کے ساتھ جمع کردے یا برعکس - خواہ مغرب کو عشا کے ساتھ یا برعکس تو اس سے جب وہ مرتکب کبیرہ ہوتا ہی تو جو شخص بالکل نماز ہی چھوڑ دے اُسکے حق مین تیرا کیا گمان ہی اسیواسطے حدیث صحیح مین ہی کہ بندے و شرک کے درمیان فرق نماز ہی یعنے نماز چھوڑ دی تو کچھ فرق نہ رہا اور اگر پڑھی تو شرک نہین ہی - اور سنن مین مرفوعًا ہی کہ فرمایا ہمارے اور مشرکون کے درمیان عہد ترک نماز ہے جسنے نماز چھوڑی وہ کافر ہوا مترجم کہتا ہے یعنے بڑا کبیرہ گناہ قریب کفر ہے اور فرمایا کہ جسنے نماز عصر چھوڑی (یا جس سے نماز عصر چھوٹ گئی) اسکے اعمال مٹ گئے - اور فرمایا جس سے نماز عصر فوت ہوئی گویا اہل ومال سے چھوٹ گیا (کما فی الصحاح) بست[۲۲] وسوم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیخوف ہونا (رواہ ابن ابی حاتم وبزار عن ابن عباس مرفوعًا اور بیخوفی کے حق مین ہی کہ یہ اکبر الکبائر ہی قال ابن کثیر فی رفعہ نظر والاشبہ الوقف وکذا عن ابن مسعود رضہ موقوفًا - رواہ ابن جریر (وہو صحیح بلا شک) بست[۲۴] وچہارم اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی کرنا (عن ابن عمر موقوفًا) (کہا کہ یہ اکبر الکبائر ہی رواہ ابن مردویہ قال ابن کثیر غریب جدا) ۲۵-۲۶- زنا وچوری - یعنے عمدًا زنا کرنا اور امام ابوحنیفہ رح کے مسلک پر کم سے کم دس درم یا اسکے برابر مال چوری کرنا (احمد ونسائی وابن مردویہ) ۲۷- وصیت مین وارثون کی ضرر رسانی کرنا (عن ابن عباس موقوفًا قال ابن ابی حاتم صحیح عنہ) ۲۸- غلول - یعنے مال غنیمت سے چرانا (رواہ ابن جریر مرفوعًا وقال ابن کثیر فی اسنادہ ضعف وہو حسن وعن علی رض من قولہ) [۲۹] جماعت اسلام سے باہر ہونا اور صفقہ توڑنا (ابن ابی حاتم) عن ابن مسعود رض من قولہ فرمایا کہ اول سورہ نساء سے تیس آیات تک کبائر مذکور ہین (ابن جریر) عن بریدہ رض من قولہ سیراب کرنیکے بعد زائد پانی دوسرے مسلمان سے روکنا اور جفتی کے لیے نر جانور کو نہ دینا الا باجرت (ابن ابی حاتم) اور پانی و گھاس تو صحیحین مین مرفوع روایت ہی - عن عائشہ رض عورتون سے جو عہد لیے گئے ہین یعنے قولہ تعالیٰ ان لا یشرکن باللہ شیئًا ولا یسرقن الآیہ مین سب کبائر ہی ہین (ابن ابی حاتم) عن ابن عباس رض ایک مرد نے اُنسے کہا کہ کبائر کتنے ہین فرمایا کہ وہ سات سو تک بھی سات سے زیادہ قریب ہین (یعنے سات کا عدد کم شمار کرتے ہو تو کبائر اسقدر ہین کہ سات سو انکی بہ نسبت ایسا ہی کم عدد ہی) پھر فرمایا ہان بات یہ ہے کہ استغفار کے ساتھ تو کوئی کبیرہ نہین اور اصرار کرے اور برابر بیباکی سے برتے جاوے تو کوئی صغیرہ نہین یعنے صغیرہ بھی کبیرہ ہو جاے گا (رواہ ابن ابی حاتم) اور مغیرہ رح سے روایت ہی کہ کہا جاتا تھا کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی بدگوئی کبیرہ گناہ ہے یعنے یہ بات علماے سلف مین معروف تھی (رواہ ابن ابی حاتم) شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ ایک گروہ علماے مجتہدین مین سے اِس طرف گیا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بدگوئی سے یاد کرنا کفر ہے اور یہی امام مالک سے ایک روایت ہی اور محمد بن سیرین تابعی جلیل فرماتے ہین کہ مین نہین گمان کرتا جو ابوبکر رض سے بغض رکھتا ہو کہ وہ رسول اللہ صلعم کو دوست رکھتا ہی (رواہ الترمذی) پھر ابن کثیر رح نے سلسلۂ ذکر مین بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ان لوگون کے لیے ہی جو کبیرہ گناہ والے بلا توبہ مرے ہین ابن مردویہ نے کئی طرق سے حضرت انس بن مالک اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والون کے لیے ہی - لیکن اسکی اسناد مین جتنے طرق سے مروی ہے سب مین ضعف ہی سواے ایک طریق کے جو عبدالرزاق سے ہے کہ اخبرنا معمر عن ثابت عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی لاہل الکبائر من امتی یعنے میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہگارون کے واسطے ہی ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ اسناد بر شرط بخاری ومسلم صحیح ہی اور اس حدیث کو امام ترمذی نے منفردًا من طریق عبدالرزاق روایت کر کے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہی اور شاہد اسکے معنے کا صحیح کی حدیث مین ہے کہ حضرت صلعم نے بعد ذکر شفاعت کے فرمایا - اترونہا للمومنین المتقین لا ولکنہا للخاطئین والمتلوثین - یعنے کیا تم یہی سمجھتے ہو کہ شفاعت متقی مومنون کے لیے ہوگی - نہین ولیکن خطاکارون اور متلوثین[۱] کے لیے ہوگی - اللہم ارزقنا شفاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر المواخذۃ

135326

وانت ارحم الراحمین۔ پھر شیخ ابن کثیرؒ نے کبیرہ کے معنی مین اختلاف کے بعد مذکورۂ بالا تعداد سے چند اور زیادہ نقل کیے یعنے رمضان مین بلاعذر روزہ نرکھنا اور جھوٹی قسم اور قطع رحم یعنے ناتا توڑنا۔ ناپ تول مین ڈنڈی مارنا مسلمان کو ناحق مارنا۔ رسول اللہ صلعم پر جان بوجھکر جھوٹ باندھنا حضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بدکہنا۔ رشوت لینا سلطان وقت سے لگائی بجھائی کرنا۔ زکوٰۃ ندینا باوجود قدرت کے امر بمعروف ونہی از منکر چھوڑنا۔ قرآن سیکھ کر بھول جانا۔ جاندار حیوان کو آگ سے جلانا۔ عورت کا اپنے خاوند سے بے سبب باز رہنا۔ اور کہا جاتا ہی کہ اہل علم وحاملان قرآن کی بدگوئی کرنا۔ عورت سے ظہار کرنا۔ اور بغیر تین فاقہ کے بدون ضرورت کے سور کا گوشت یا مردار کھانا رافعیؒ نے کہا کہ ان مین سے بعض مین توقف کو گنجایش ہی اور میرے شیخ استاد حافظ ذہبیؒ نے قریب ستر کے جمع کیے ہین اور اگر کہا جاوے کہ کبیرہ وہ کہ جسپر شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخصوص دوزخ کی وعید فرمائی جیساکہ ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا تو تعداد بہت ہو جائیگی اور اگر کہا جاوے کہ کبیرہ وہ جس سے شارع علیہ السلام نے نہی فرمائی تو اور بھی زیادہ تعداد ہوگی مترجم کہتا ہی کہ سراج مین بعض دیگر مذکور ہین مسلمان کو عمداً قتل کرنا یا اسطرح جو مشابہ عمد کے ہی۔ لواطت کرنا خواہ عورت سے ہو یا مرد سے۔ پھر صغیرہ گناہون مین سے بعض کو بیان کیا کہ منجملہ صغائر کے یہ ہین غیبت کرنا جو سواے اہلِ علم وحافظان قرآن کے ہو ورنہ کبیرہ ہی اور حرام نظر ڈالنا۔ ایسا جھوٹ بولنا جسمین کسیکا ضرر نہین ورنہ حد لازم آتی ہے اور لوگون کے گھرون مین نظر ڈالنا مثلاً کسی روزن سے یا اونچی جگہ چڑھکر۔ اور تین روز سے زیادہ بھائی مسلمان سے میل چھوڑنا۔ اور کثرت سے نالشین دائر کرنا الا آنکہ اسمین حق شرعی کی رعایت رکھے نماز مین ہنسنا۔ نوحہ کرنا مصیبت مین کپڑے وگریبان پھاڑنا۔ مکڑا کر چلنا۔ فاسقون کے جلسہ مین بیٹھنا مسجد مین لڑکون ومجنون کو جنسے غالباً نجاست کا گمان ہی داخل کرنا مترجم کہتا ہی کہ کبیرہ گناہون کی تعداد مین چاہیے تھا کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا بھی شمار کیا جاوے یعنے صغیرہ پر اڑے رہنا اور صحیح سے ثابت ہوا کہ جسنے توبہ کی وہ اصرار کرنیوالا نہین رہا۔ اور کبیرہ بنا بر اس قول کے کہ آگ دوزخ کی اسپر وعید ہو بہت ہونگے مثلاً ٹخنون سے نیچی ازار پہننا وغیرہ۔ پھر واضح رہے کہ شرع مین بعض افعال ایسے ہین کہ بضرورہ دین مین ہین اور کسیکو روا نہین کہ انکے بجانے پر معذور رکھا جاوے جیسے نماز روزہ حج وزکوٰۃ وغیرہ پھر ایسے افعال کے سواے باقی مین اعتقاد کی قید لائق ہی مثلاً جسکے نزدیک ضرورت کے حال مین شراب پی لینا روا ہی وہ اسطرح شراب پینے پر مرتکب کبیرہ شمار نہین ہوگا۔ اور نیز جاننا چاہیے کہ بنابرین افعال قلب اسمین داخل ہونا ضروری ہین مثلاً کہا جاوے کہ تکبر کرنا کبیرہ ہی کیونکہ حدیث قدسی مین ہی کہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی فیہما ادخلتہ ناری۔ پس تکبر پر دوزخ کی وعید ہی تو کبیرہ ہی۔ اور یہین سے تجھے حضرت ابن عباسؓ کے قول کا پتا ملیگا کہ شمار کبیرہ سات سو تک قریب ہی فافہم۔ الحاصل آیت مین ارشاد ہی کہ اگر کبیرہ گناہون سے بچو تو تمھارے صغیرہ گناہ عفو کیے جاوینگے۔ پھر باہمی حسد وبغض سے خاصکر منع فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ **وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ** ۔ اور جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے تم مین سے بعض کو بعض پر فضیلت دی اسکی تمنا مت کرو۔ **ف** من جہۃ الدنیا اوالدین لئلا یودی الی التحاسد والتباغض۔ یعنے تفضیل از راہ دنیا ہو یا از راہ دین ہو جس چیز سے ہو اسکی تمنا مت کرو تاکہ ایسا نہو کہ آپسمین حسد کرو اور ایک دوسرے سے بغض رکھنے لگو۔ تمنا ایک قسم ارادہ کی ہی جو زمانۂ آیندہ سے متعلق ہوتا ہی اور استعمال اسکا شدت آرزو مین ہی اور تلہف وہ ارادہ ہی جو زمانہ گذشتہ سے متعلق ہو کہ گذرے ہوے پر تاسف ہو پس جس چیز سے دوسری کو فضیلت ہی اسکی تمنا ایسی تقسیم پر رضامندی نہین جو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ وعلم کامل بے انتہا کے موافق بندونکے درمیان مقسوم ومقدر کی ہی۔ **لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ** ۔ ثواب۔ مردون کے واسطے ایک خاص حصہ ہے۔ **مِّمَّا اكْتَسَبُوْا** ۔ بوجہ انکی کمائی کے **ف** بسبب ما عملوا من الجہاد وغیرہ بسبب جہاد وغیرہ کامونکے جو مرد کرتے ہین۔ **وَلِلنِّسَآءِ**

Marfat.com

نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ - من طاعة ازواجهن وحفظ فروجهن - عورتون کے واسطے خاص ثواب ہی بسبب اسکے جو انھون نے ... اپنے شوہرون کی فرمانبرداری کی اور اپنے فروج کی حفاظت رکھی - یعنے پاکدامن رہین نزلت لما قالت ام سلمة رضی اللہ عنہا - یالیتنا کنا رجالا فجاهدنا وکان لنا مثل اجر الرجال - نزول اس آیت کا اسوقت ہوا کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کاش ہم مرد ہوتے کہ جہاد کرتے اور ہمارے لیے بھی مردون کے مانند ثواب ہوتا - مترجم کہتا ہی کہ یہ عبارت جو شیخ مفسر نے ذکر فرمائی شیخ ابن کثیر وغیرہ کی تفسیر مین مجھے نہین ملی مگر آنکہ عبدالرزاق نے معمر کے طریق سے اہل مکہ کے ایک شیخ سے روایت کی کہ عورتون نے کہا تھا کہ کاش ہم مرد ہوتے کہ جہاد کرتے جیسے وہ جہاد کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی راہ مین لڑتے - رواہ ابن جریر - اور پوشیدہ نہین کہ اسمین تمنا اس چیز کی نہین جس سے اللہ تعالیٰ نے دوسری کو فضیلت دی ہی بلکہ دوسرے کی ذات کے مانند ہوجانیکی تمنا ہی مگر آنکہ کہا جاوے کہ مردونکا مرد ہونا انکی فضیلت کا سبب تھا لیکن حسد و تباغض اسمین مستبعد ہی اس جہت سے کہ عورتون کا منقلب ہوکر مرد ہوجانا ایسی تمنا نہین ہی بلکہ ایسا ہی جیسے کوئی کہے کہ آسمان اگر خوب نیچا ہوتا تو ہم دیکھ لیتے کہ اسکی کیا حالت ہی شیخ ابن کثیر نے ذکر فرمایا کہ حضرت ام سلمہ نے کہا کہ یا رسول اللہ مرد جہاد کرتے ہین اور ہم جہاد نہین کرتے اور ہمارے لیے آدھی میراث مقرر ہی پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ولا تتمنوا ما فضل اللہ الآیہ - رواہ احمد عن مجاہد والترمذی عنہ عن ام سلمة ورواہ ابن ابی حاتم وابن جریر والحاکم وابن مردویہ عن مجاہد کہ ام سلمہ نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ جہاد نہ کرین کہ شہید ہون اور ہماری میراث کم نہ ہو پس یہ آیت نازل ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا - انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی الآیہ - اور ابن عباس سے روایت ہی کہ ایک عورت آئی اور رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ مرد کو دو عورتونکے برابر میراث اور دو عورتونکی گواہی ایک مرد کے برابر ہی پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنے یہ میری طرف سے عدل ہی اور مین ہی نے اسکو کیا ہے - رواہ ابن ابی حاتم - مترجم کہتا ہے کہ معنے آیت کریمہ کے ظاہر ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ہر فریق کے واسطے حصہ مرضی معین کیا ہی اور اسی کو بطریق استعارہ انکا کمایا ہوا قرار دیا - قتادہ نے فرمایا کہ مردونکے لیے انکا کمایا ہوا ثواب و عقاب ہی اور عورتون کے لیے انکا حصہ ہی - اور عورتون کے لیے بھی مردون کے مانند ہر نیکی کے عوض دس نیکیان ہین - اور بعض نے لکھا کہ عموم آیت کریمہ مقتضی ہی کہ ہر ایسی چیز کی تمنا کرنا جس سے دوسرے کو تفضیل ہی حرام ہی خواہ اس سے حسد و غبطہ ہو یا نہو اور حدیث شریف مین جو چند امور کی بابت حسد روا آیا ہی اس سے اس عموم کی تخصیص ہوگی اور حدیث صحیح مین مضمون ہی کہ حسد روا نہین مگر دو باتو مین ایک وہ مرد جسکو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا پس وہ رات دن اسپر قیام کرتا ہی اور دوم وہ مرد جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا کہ اسکو شب و روز راہ خیر مین خرچ کرتا ہی اور قرطبی نے کہا کہ اس ممانعت مین وہ تمنا بھی داخل ہی جو دوسرے کے دین یا دنیا کے حال کی تمنا کرے باین طور کہ جو دوسرے کے پاس ہی وہ جاتا رہے اور یہی بعینہ حسد ہی اور نیز اسمین یہ بھی داخل ہی کہ مسلمان نے اگر کہین منگنی بھیجی تو قبل وہان سے انکار ہونیکے دوسرا وہان اپنی منگنی بھیجے یا جسنے کسی سے کوئی چیز خریدنے کی درخواست کی تو قبل انکار کے دوسرا مسلمان اس سے خرید کی درخواست کرے کیونکہ یہ بھی حسد و منافرت کی طرف داعی ہی - اور امام مالک سے منقول ہی کہ غبطہ بھی نہین روا ہی یعنے دوسرے کے حال کے مانند اپنا حال چاہنا جو ایسے کہ دوسرے سے وہ نعمت زائل ہوجاوے - اور جمہور کے نزدیک یہ روا ہی - اور حق یہ ہی کہ جو حدیث صحیح مین ثابت ہوا ہی وہ آیت کریمہ پر وارد نہین ہوتا ہی جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا - وَسْئَلُوا اللّٰهَ - ہمزہ و دو نہ یعنے وسلوا بدون ہمزہ بھی پڑھا گیا اور ہمزہ کے ساتھ واسئلو بھی آیا ہی - مِنْ فَضْلِهِ - ما احتجتم الیہ یعطیکم - اور مانگو اللہ تعالیٰ سے اسکے فضل مین سے ف جسکی تمکو احتیاج پیش آوے وہ تمکو عطا فرماویگا سدی سے اس آیت کی تفسیر مین روایت ہی کہ چند مردون نے کہا کہ ہمکو تمنا ہے کہ ہمارا اجر بھی دوچند ہو عورتون کے اجر سے جیسے ہمارے حصے میراث کے دوچند ہین اور عورتون نے کہا کہ ہمکو تمنا ہی کہ ہم کو شہیدونکا ثواب ملے کیونکہ ہمکو قتال کی استطاعت نہین ہے اور

اگر ہمپر قتال فرض کیا جاتا تو ہم لڑتے پس اللہ عزوجل نے اِس کلام سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ایسی تمنا مت کرو لیکن تم مجھسے میرا فضل مانگو۔ اور قتادہ سے
اسی کے مانند مروی ہی علی بن ابی طلحہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے آیت مین روایت کی کہ کوئی مرد یون تمنا نہ کرے کہ کاش فلان کے اہل و مال میرے
ہوتے پس اللہ عزوجل نے اِس سے منع فرمایا ولیکن اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل مانگے حسنؒ و محمد بن سیرینؒ و عطاء و ضحاک سے ایسے ہی مانند روایت ہی
شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہی ظاہر آیت ہی اور اسپر وہ وارد نہین ہوتا جو صحیح مین مروی ہی کہ حسد روا نہین مگر دو باتون مین ایک وہ مرد کہ جسکو
اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اسکو غالب کر دیا کہ اس مال کو راہ خیر مین خرچ کرتا ہی پس کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہی کہ کاش میری ملک مین بھی [illegible]
جو فلان شخص کی ملک مین ہی تو مین بھی ایسا ہی کرتا تو ان دونون کو برابر ثواب ملیگا تا آخر حدیث۔ اسوجہ سے وارد نہین ہوتا کہ [illegible]
بات کی ممانعت ہی وہ حدیث مین نہین بلکہ حدیث مین دوسری بات ہی کیونکہ حدیث مین تو فلان شخص کی نعمت کے مانند [illegible]
اور آیت کریمہ مین بعینہ فلان شخص کی نعمت اپنے واسطے تمنا کرنے سے ممانعت ہی اور عطاء بن ابی رباح نے فرمایا کہ نازل ہوئی [illegible]
مین کہ مت تمنا کرو اُس چیز کی جو فلان شخص کی ملک ہی اور نیز ممانعت ہی عورتون کو کہ یہ تمنا نہ کرین کہ مرد ہوتین تا کہ جہاد کرین [illegible]
ابی حاتم۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید عورتون نے اسطرح تمنا کی ہوگی کہ بجائے ان مردون کے ہم مرد ہوتے [illegible]
اور ہم بھی مرد ہوتے مگر آنکہ مراد یہ ہو کہ جو آدمی مؤنث پیدا ہوا وہ مؤنث ہی رہیگا اسکی تمنا فلت [illegible]
اسکا فضل مانگو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل بڑا ہی اسی حالتمین زیادہ ثواب عطا فرمائے [illegible] واللہ اعلم۔ اور پہلے [illegible]
ہین سبب نزول پر موقوف نہین ہین اور حاصل معنی یہ ہین کہ اللہ عزوجل نے [illegible] بعض کو بعض پر فضیلت دی [illegible]
اگر اپنے واسطے تمنا کرو تو کیا سمجھکر پس ایسا مت کرو تا کہ ایک دوسرے پر حسد و بغض ہو اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم [illegible]
فضل وسیع مین بدگمان نہو اسواسطے کہ اسکے فضل کثیر مین فقط یہی چیز نہین تھی سو تم اللہ تعالیٰ سے اور اسکا فضل مانگو وہ اپنے [illegible]
تمکو عطا فرماویگا خواہ دنیا مین اگر تمھارے حق مین بہتر اور مقدر ہوگا یا آخرت مین کیونکہ اسکی حکمت [illegible]
جسکی حکمت وہی خوب جانتا ہی۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيۡمًا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا دانا ہی [illegible]
اور ہر چیز مین سے یہ بھی ہی کہ فضل کے واسطے کون لائق ہی اور تمھارا مانگنا بھی۔ مترجم کہتا ہی کہ فضل [illegible]
اور معنے اسکے بڑھتی کے ہین پس آگاہ ہونا چاہیے کہ دنیاوی فضل جس شخص کو دیا گیا وہ کبھی [illegible]
حق مین خیرات کرتا ہی اور اسیطرف حدیث صحیح مین اشارہ ہی کہ پاک مال مرد صالح کیواسطے بہتر [illegible]
کہ شریعت کے اسرار سے جو ماہر ہی اسکو پہچان لیتا ہی اور کبھی ناپاک مال [illegible] اور بہت
بدتر ہی کہ بعد اس مال کے کھانے پینے کے کوئی نیکی بھی قبول ہی یا نہین اور [illegible] واللہ اعلم اور کبھی کافر [illegible] مال بہت کچھ
دیدیا جاتا ہی اور یہ دنیا مین انکا حصہ ہی اور یہ بھی کل کافرون کے لیے نہین بلکہ حکمت الٰہی مین جسکے واسطے [illegible] فراست ایمانی
بسا اوقات اسکو بھی خاص خاص کمتر مین ادراک کر لیتا ہی اور کبھی اہل کفر کو انکی سرکشی و گمراہی پر بڑھنے دیا جاتا ہی اور یہ استدراج ہی پس یہان سے
معلوم کر رکھنا چاہیے کہ دنیاوی فضل کسی شخص کی کرامت کی دلیل نہین یعنے ہرگز اس امر پر دلالت نہین کرتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ ہی
ہان جسکو آخرت کا فضل یعنے تقویٰ و صلاحیت و پرہیزگاری وغیرہ دی گئی ہی وہ قطعاً اسکی کرامت پر دلالت کرتا ہی بشرطیکہ ظاہر و باطن یکسان ہو
واللہ اعلم۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اللہ تعالیٰ سے مانگو البتہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کو پسند ہی کہ اس سے مانگا جاوے اور اللہ تعالیٰ کو وہ بندے بہت پسند ہین جو عافیت وکشایش رہنے کو پسند کرتے ہین رواہ ابن مردویہ
وقد روی الترمذی وابن مردویہ نحوہ عن ابن مسعودرض مرفوعًا اور اسمین یون ہی کہ افضل عبادت یہ ہی کہ کشایش ہونیکا منتظر رہے ف عرائس البیان
مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ۔ اشارہ مین یہان کبائر یہ ہین کہ اول جہان مشاہدۂ ربوبیت کا محل ہی اپنی عبودیت پر نظر رکھنا
دوم خدمتگذاری ہین اسکے عوض پر نگاہ رکھنا یعنے مثلاً جنت واسکے مانند چیزون کی نظر سے عبادت کرتا کہ وہ ہمکو ملینگی اور یہ اگرچہ اس قسم سے
نہین کہ جیسے جنت ودوزخ کا ثواب یا عذاب ہو مگر درجات عالیہ کی نظر سے ہی ولیکن بعض آدمی جنت چاہتا ہی تو اسکی یہ غرض ہوتی ہی کہ وہان حضور
قربہا حاصل ہی اور یہ منع نہین ہی۔ بلکہ فقط عیش وعشرت مقصود ہو سوم میل کرنا نفس کا کسی غیر کی طرف عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی ہو یعنے غیر
حق عزوجل کیطرف میل کرنا کبیرہ ہی کوئی ہو اور کہین ہو اور شیخ نے جو عرش سے تحت الثریٰ تک کہا تو عام کے واسطے کہ وہ اسکو تمام خلقت خیال
کرتے ہین اور غیر کی طرف میل کرنے کے معنے مکرر اوپر گذر چکے ہین چہارم مقام کرامات مین کہین ٹھہر جانا اور وہان سکون پانا پنجم مقامات مین پہونچنے
سے پہلے انکو اظہار کرنا قولہ نکفر عنکم سیاٰتکم یعنے جوان تاریکیون سے نکل گیا تو جو مقامات اس سے رہگئے ہین انکو پاجاتا ہی اور مشاہدات مین اسکی
نزدیکی بڑھ جاتی ہی چنانچہ فرمایا دیا وندخلکم مدخلا کریما۔ پس مدخل کریم اشارہ ہی اسکے جمال کے وصال سے پھر لطائف نوال حاصل ہونے سے اور
شیخ ابو تراب نخشبی رح نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کبائر سے اجتناب کرنیکا حکم دیا پھر یہ فاسد دعوے ہین اور باطل اشارے ہین اور بدون
حقیقت کے خالی لفظ کا اطلاق ہی معنے یہ ہین کہ مثلاً سبحان اللہ سے تقدیس باریتعالیٰ ہی پس اگر تقدیس کا ظہور نہوا تو خالی لفظ زبان سے
کہا وعلی ہذا القیاس واللہ اعلم۔ قولہ ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض۔ واضح ہو کہ تمنا اس مقام پر نفس امارہ کا وصف ہی جو چیزونکو جہالت
کی آنکھ سے دیکھتا ہی اور نفس امارہ کا قصور ہی کہ وہ تمام مقدار کی حقیقت سے جاہل ہی جو ازل مین جمہور کے ساتھ حضرت حق عزوجل کے ارادۂ
حکیم سے ہر ایک کی قدر واستعداد کے موافق سابق ہو چکی ہین۔ اور یہ تمنا اسکا وہم اپنی خواہش کی طرف دیکھنے سے ہی بغیر قصد حق کے۔ اور اگر قلب کا
طلب کرنا روشن مقامات کو حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے تواضع وافتقار کے ساتھ ہو تو ضرور موجب ستائی ہوتا اور یہی فرمایا۔ واسئلوا اللہ
من فضلہ اور نیز اس آیت مین ان لوگون کو زجر ہی کہ جو مجاہدات اٹھانیسے ضعیف ہین وہ اہل مشاہدات کے مقامات کی تمنا کرین۔ اور بعضون نے
کہا کہ اشارہ یہ کہ بزرگ بندونکے مقامات ومنزلت کی تمنا مت کرو کہ وہانتک پہونچ جاؤ حالانکہ تم نے اپنی ابتدائے ارادت مین موافق طریقہ
سنتہ کے ریاضت کرکے اپنے نفسونکو مہذب نہین کیا اور نہ فاسد وناکارہ قصد وارادونسے اپنے اسرار باطنہ کو پاک کیا اور نہ دنیائے فانی کی
طرف مشغول ہونے سے اپنے دلون کو پاک کیا۔ پھر ان بزرگونکو تو اللہ عزوجل نے ان حالات کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی ہی تم ایسے اعلیٰ
درجات مین کہان پہونچ سکوگے درحالیکہ تم اس حضیض دنی کے تنگ مقامات مین گھرے ہوے ہو شیخ ابو العباس بن عطارح نے فرمایا
کہ اشارہ یہ ہی کہ تم تمنا مت کرو کیونکہ تم کو معلوم نہین کہ تمہاری تمنا کے تحت مین کیا بات ہی اسلیے کہ اسکی نعمتون کے تحت مین آتش محنت ہے اور
آتش محنت کے تحت مین انوار نعمت ہین واسطی رح نے اس آیت مین کہا کہ اگر بندہ نے اس چیز کی تمنا کی جو اسکے واسطے مقدر ہو چکی ہی تو حق
عزوجل سے بدگمانی کی یعنے وہ تو ضرور پہونچیگی پھر تمنا گویا بدگمانی ہی اور اگر ایسی چیز کی تمنا کی جو مقدر نہین ہوئی تو بے ادبی ہی کہ مقسوم ناقص
تھا بوجہ اسکے یہ تمنا کی گئی ہی حاصل آنکہ آیت کریمہ مین تمنا سے ممانعت کا اشارہ ہی قولہ تعالیٰ واسئلوا اللہ من فضلہ فضل مانگنے کا حکم دیا اور تمنا سے
منع فرمایا۔ کیونکہ سوال کرنا ومانگنا تو اسکی جناب مین فقیری اختیار کرنا ہی اور تمنا کرنا امتحان ہی مترجم کہتا ہی کہ تمنا کی مثال یہ ہی کہ اگر ہم مالدار ہوتے
تو خوب خیرات کرتے پس وہ امتحان مین پڑنا ہی اور سوال تو درخواست ہی کہ نعمت زیادہ کردے اسمین اللہ تعالیٰ نے اپنے درگاہ کے طالب

وسالک جندون کو آگاہ فرمادیا کہ اسکی بارگاہ کبریا و جلال کی انتہا نہین ہی اور اسکے ازلی انعامات نامتناہی ہین اور انکی وسعت کا کوئی پار نہین پاسکتا ہو۔ ارشاد ہوا کہ لے کم ہمتو اور دنی طبیعت والو نقیر کی طرف کیون گرے پڑتے ہو اور فقیر اس باریک جھلی کو کہتے ہین جو خرما کی گٹھلی پر ہوتی ہو یعنے تمام دنیا اس سے کمتر ہی اور درحقیقت یہ مثال فقط سمجھانا ہی ورنہ اتنی بھی نسبت نہین ہی بلکہ کوئی نسبت ہی نہین ہی حاصل یہ کہ اے کم ہمتو تمھاری نظر اس ہیچ کی طرف کیون ہی میرا فضل بہت وسیع و عطاء بے انتہا ہی اگر پلک مارتے ہزار جنتین بندے کو دیدون تو میری بادشاہت مین سے ایک ذرہ کم نہو۔ جاننا چاہیے کہ سوال کرنے اور مانگنے کے چند مقامات ہین اور ہر مقام کے واسطے جدا جدا آداب ہین سو انکو جان لینا چاہیے کیونکہ جسنے انبساط کے مقام مین سوال کو چھوڑا اور ہیبت کے مقام مین سوال کیا تو اسنے بے ادبی کی اور نظر الٰہی سے گرجائے گا **قال المترجم** حدیث صحیح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد مین قرآن مجید پڑھنے کے بیان مین ہی کہ جب رحمت کی آیت آتی تو توقف کرکے وہان اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگتے اور جب کوئی ایسی آیت آتی جسمین عذاب کا بیان ہی تو ٹھہر کر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے فافہم

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ

اور ہر کسیکے لیے ہمنے ٹھہرا دیے وارث اس مال مین جو چھوڑ جاوین مان باپ اور قرابت والے اور جو

عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝ ع ۸ ۵

اقرار باندھا تمنے اُنکو پہونچاؤ اون کا حصہ اللہ کے روبرو ہے ہر چیز گواہ

وَلِكُلٍّ ۔ من الرجال والنساء۔ اور ہر ایک کے واسطے **ف** مردون و عورتون مین سے **جَعَلْنَا مَوَالِيَ** ۔ کردیے ہین ہمنے موالی **ف** یہ جمع مولیٰ ہی اور اطلاق اسکا چند معنے پر آتا ہی پس آزاد کرنیوالا مولی کہلاتا ہی اور نیز آزاد کیا ہوا بھی مولی کہلاتا ہی اور مددگار وہ چچا کا بیٹا و پڑوسی اور عصبہ یہ سب بھی مولی کہلاتے ہین اور مراد یہان عصبہ ہین جیسا کہ مفسر رح نے بیان کیا اور یہی قول اکثر مفسرین کا ہی اور عصبہ ناتے دار ہی جو ذوالفروض کا حق دینے کے بعد سب مال لے لے اور صورت ذوی الفروض نہونے کے سب مال لے لے مفسر رح نے کہا یعطون **مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ** ۔ لهم من المال۔ یعنے ایسے عصبہ ہین کہ دیے جاوینگے اس چیز سے جو چھوڑا والدین اور ناتے وارون نے **ف** انکے واسطے مال مین سے۔ یعنے ما موصولہ سے مراد مال ہی اور یہ تصریح ہی کہ میت یہان والدین و اقربین ہین پس حاصل یہ ہوا کہ مردون و عورتون مین سے ہر ایک کے عصبات ہین کہ وہ انکے وارث ہونگے خواہ میت والدین ہون یا اور ناتے دار ہون اور بعض نے یہ معنے لیا ای من ترک الوالدان والاقربون۔ حاصل آنکہ ہر ایک کے واسطے ہم نے موالی کردیے ان لوگون مین سے جنکو چھوڑا اور وہ والدین و اقربین ہین تو یہ وارثین ٹھہرے ولیکن اول اصح ہی کیونکہ وجہ دوم کے تکلف سے قطع نظر مما کی تفسیر من المال حضرت ابن عباس رض وغیرہ سے مروی ہی اور حاصل معنے یہ ہین کہ مرد و عورت ہر ایک کے واسطے ہم نے موالی کردیے ہین خواہ اسکے والدین ہون یا دیگر اقربا ہون جب وہ مرین و مال چھوڑین تو یہ مرد و عورت اسکے مال متروکہ کے وارث ہونگے اور جن لوگون سے قسم کے ساتھ موالات کرلی تھی انکو نہ دیا جائیگا جیسا کہ پہلے دستور تھا لیکن اس حکم سے پہلے کی جو حلف موجود تھین انکا حکم دیدیا کہ **وَالَّذِينَ عَقَدَتْ** ۔ بالف و دونہا۔ یعنے کوفیون کی قرارت عقدت بدون الف ہے اور باقیون کی قرارۃ عاقدت بالف ہی۔ **أَيْمَانُكُمْ** جمع یمین بمعنے القسم او الید۔ ایمان بالفتح جمع یمین بمعنے قسم یا بمعنے داہنا ہاتھ۔ یعنے جنسے تمنے باہم حلف کیا یا ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ ای الحلفاء الذین عاہدتموہم فی الجاہلیۃ علی النصرۃ والارث یعنے ایسے ہم سوگند و حلیف لوگ ہین جن سے تم نے زمانۂ اسلام سے پہلے مددگاری و میراث پر عہد باندھا تھا یعنے زندگی مین ہم تم باہم مددگار رہین اور جب ہم مین سے کوئی مرے تو دوسرا اسکا وارث

Marfat.com

ہوگا۔ حاصل معنے یہ کہ (اور وہ لوگ جنکے ساتھ تم نے زمانۂ جاہلیت مین حلف کر لیا تھا) تو۔ فَاٰتُوْهُمْ۔ الان۔ نَصِيْبَهُمْ حظہم من المیراث وہو السدس۔ اب دیدو اُنکا حصہ میراث مین سے **ف** وہ چھٹا حصہ ہی۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہی **ف** یعنے مطلع ہی اور منجملہ ہر شیء کے تمہارا حال بھی ہی اور یہ حکم منسوخ ہی بقولہ تعالے واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض الآیہ جاننا چاہیے کہ آیت کے معنے مین مختلف تفسیرین ہین بعض نے کہا کہ قولہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون۔ اپنے مابعد کے کلام سے منسوخ ہی یعنے بقولہ والذین عاقدت ایمانکم الخ۔ اور بعض نے کہا نہین بلکہ والذین عاقدت ایمانکم الخ۔ منسوخ ہی بقولہ ولکل جعلنا موالی الخ۔ اور جمہور کے نزدیک قولہ والذین عاقدت ایمانکم منسوخ ہی بقولہ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ الآیہ سے اور جب قولہ والذین عاقدت کے نسخ مین ایسا اختلاف ہی تو اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ رح نے معمول و آثار صحابہ کی طرف رجوع کیا اور آیت کو منسوخ نہین قرار دیا کما ستعرف اور کلام یہان اگرچہ طویل ہی مگر تخفیف کے ساتھ لانا ضرور ہی تاکہ یہ مجمل بیان مشوش نہو۔ **قال ابن کثیر فی التفسیر** قولہ تعالیٰ ولکل جعلنا موالی ای وارث لوگ۔ کذا قال ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر و ابو صالح و قتادہ و زید بن اسلم و سدی و ضحاک وغیرہم اور ایک روایت مین ابن عباس رض سے موالی کی تفسیر عصبات ہی اور معنے یہ ہین کہ ای لوگو ہم نے تم مین ہر ایک کے وارث یا عصبہ ٹھہرا دیے ہین کہ جو وارث ہونگے اس چیز سے جو انکے والدین و اقربا نے انکے لیے میراث چھوڑی۔ پھر قولہ والذین عاقدت الآیہ ای جو لوگ ایسے ہین کہ تم نے اُنسے باہم قسم مؤکد کے ساتھ حلف باندھا تھا یعنے ایک دوسرے کا علیف بنا تھا تو انکو میراث مین سے انکا حصہ دیدو جیسا کہ تم نے سخت قسمون سے انکے ساتھ معاہدہ کیا ہی اللہ تعالیٰ تمہارے ان قسمون و عہدون کا شاہد ہی پس پورا کرو۔ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ یہ حکم ابتداے اسلام مین تھا پھر اسکے بعد منسوخ ہوا مگر یہ حکم دیدیا گیا کہ جو معاہدہ سابق موجود ہی اسکو پورا کرین اور اس آیت کے بعد جدید معاقدت نہ کرین۔ چنانچہ امام بخاری رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ ولکل جعلنا موالی۔ کہا کہ ورثہ۔ اور قولہ والذین عاقدت ایمانکم۔ کہا کہ مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینہ مین آئے تو یہ دستور تھا کہ انصار جو مدینہ مین مع اہل و عیال تھے انکے ساتھ آنحضرت صلعم نے مہاجرین و انصار مین باہم بھائی چارہ کا معاہدہ کرا دیا پس انصاری مرتا تو مہاجری اُسکا بھائی وارث ہوتا اور اہل انصاری کے قرابتی وارث نہین ہوتے تھے۔ پھر جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ولکل جعلنا موالی۔ تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ پھر کہا کہ والذین عاقدت ایمانکم فاٰتوہم نصیبہم مین نصیب سے مراد یہ کہ حق مددگاری و نصیحت وصیت انکے ساتھ ادا کرو اور میراث جاتی رہی اور معاہدہ والے بھائی کے لیے وصیت رکھی وقد رواہ ابن ابی حاتم من طریق سعید بن جبیر عنہ نحو ما رواہ البخاری۔ اور عطار نے ابن عباس سے روایت کی کہ اسلام سے پہلے دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے سے معاقدت کرتا کہ تو میرا وارث ہوگا اور مین تیرا وارث ہونگا اور زندگی مین باہم قسم کر لیتے مددگاری مین جان و مال سے دریغ نکرینگے پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہر حلف یا عقد زمانۂ جاہلیت کا جو زمانۂ اسلام مین موجود ملا اسکو اسلام سے زیادہ تاکید و مضبوطی ہو جائیگی اور اب زمانۂ اسلام مین کوئی عقد و حلف نہوگا پس اسکو اس آیت قولہ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض الآیۃ۔ نے منسوخ کیا (رواہ ابن ابی حاتم) وقال وروی عن سعید بن جبیر و مجاہد و عطار والحسن و ابن المسیب و ابی صالح و سلیمان بن یسار والشعبی و عکرمۃ والسدی والضحاک و قتادۃ و مقاتل بن حیان انہم قالوا ہم الحلفاء یعنے یہ حلیف لوگون کے حق مین ہی۔ اور جبیر بن مطعم رح و ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا لا حلف فی الاسلام وکل حلف کان فی الجاہلیۃ فلم یزدہ الاسلام الا شدۃ وما یسرنی ان لی حمر النعم وانی نقضت الحلف الذی کان فی دار الندوۃ یعنے اسلام مین حلف نہین اور ہر حلف جو زمانۂ جاہلیت مین واقع ہوئی تھی اسمین اسلام سے مضبوطی ہی بڑھ گئی اور مجھے خوش نہین آتا کہ مجھے سرخ اونٹ ملین اور مین وہ حلف توڑ دون جو دار ندوہ مین واقع ہوئی تھی۔ رواہ ابن جریر۔ وقد رواہ مسلم الی قولہ الا شدۃ۔ اور جملہ مابعد ظاہرا مدرج نہین

بلکہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور عبد الرحمن بن عوف رضی سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین اپنے چچاؤن کے ساتھ حلف طیبین مین موجود تھا حالانکہ مین لڑکا تھا سو مجھے خوش نہین آتا کہ مجھے سرخ اونٹ ملین اور مین اسکو توڑ دون - رواہ ابن جریر و قد ارسل الزہری نحو روایۃ مسلم وزاد وقد الف النبی صلعم بین قریش والانصار - یعنے نبی صلعم نے قریش و انصار کے درمیان باہم الفت کرادی وکذا رواہ احمد و قیس بن عاصم نے رسول اللہ صلعم سے حلف کو پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جو حلف زمانہ جاہلیت مین واقع ہو گئی اس سے تمسک کرو یعنے مضبوطی سے پوری کرو اور اسلام مین حلف نہین - رواہ ابن جریر والامام احمد اور مانند روایت جبیر بن مطعم کے حضرت ام سلمہ سے بھی باسناد عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی ابن جریر وامام احمد وابن مردویہ وابن ابی شیبہ نے اور عمرو بن شعیب کی حدیث مین یہ بھی ہی کہ آپ نے فتح مکہ کے خطبہ مین ایسا فرمایا تھا شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ توارث بحلف ابتداے اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا اور گذشتہ عہد و حلف کی تاثیر باقی رہی اگرچہ آیندہ کے واسطے حکم دیے گئے کہ جدید کوئی تحالف موثر نہوگا اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ بعض نے فرمایا کہ زمانہ آیندہ کے لیے حلف سے توارث منسوخ کیا اور زمانہ ماضی کے حلف مین بھی نسخ طاری کیا کہ اس سے توارث نہین رکھا بلکہ یون محاکمہ کیا کہ اسکی تاثیر یہ ہی کہ وصیت کردو چنانچہ سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس رض سے روایت ہی کہ قولہ فاتوہم نصیبہم - کی تفسیر مین کہا کہ مددگاری و نصیحت و رفاقت کا حصہ ہے اور اسکے واسطے وصیت کردے اور میراث تو جاتی رہی رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر وکذا روی عن مجاہد وعن ابی مالک نحو ذلک - پھر شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے سے معاقدت کرتا کہ دونون مین سے جو مر جاوے دوسرا اسکا وارث ہو پس اللہ تعالی نے نازل فرمایا واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المؤمنین والمہاجرین الا ان تفعلوا الی اولیائکم معروفا - فرماتا ہی کہ الا ان توصوا لہم بوصیۃ فہی لہم جائزۃ من الثلث - یعنے مگر آنکہ تم موالات والون کے لیے کچھ وصیت کرو تو یہ انکے واسطے تہائی مال مین سے روا ہی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ایسا ہی بہتون نے سلف مین سے صریح کہا کہ یہ آیت منسوخ ہی بقولہ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض الآیہ - اور کمالین مین لکھا کہ حافظ ابن حجر رح نے کہا کہ یہی معتمد ہی کہ یہ آیت منسوخ ہی اور کشاف سے کمالین وغیرہ مین نقل کیا کہ امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ یہ آیت محکم و منسوخ نہین ہی اور مراد اس سے عقد موالات ہی اور وہ مشروع ہی اور اسکی وجہ وراثت ہونا عامہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک ثابت ہی اور اسکی تفسیر یہ ہی کہ اگر کوئی مرد یا عورت مسلمان ہو اور اسکا کوئی وارث نہین ہی اور انھون نے باہم عہد کر لیا اس شرط پر کہ باہم ایک دوسرے کے لیے عاقلہ ہو اور وارث ہو تو یہ عقد موالات جائز ہی مترجم کہتا ہی کہ اسکے شرائط وتفسیر ترجمہ عالمگیری کتاب الموالات سے تلاش کرنی چاہیے یہان اس سے بحث منظور نہین لیکن اسمین بحث ہی کہ آیا آیت سے عقد موالات ثابت ہی یا نہین مترجم کہتا ہی کہ سواے کشاف کے مجھے کسی سے یہ تنصیص نہین ملی کہ یہ آیت کریمہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک محکم ہی اور اس سے یہ مراد ہی جو اوپر مذکور ہوئی اور موالات مین فقط اعلی وارث ہوتا ہی نہ اسفل وہ بھی جب کہ اسفل لاولد مرے اور کمالین مین اسپر اعتراض کیا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تو وارث بموالات کے لیے کل مال ہی جبکہ ذی رحم نہو حالانکہ آیت سے مستفاد یہ ہی کہ اہل موالات کے لیے چھٹا حصہ مقدر ہی خواہ انکے ساتھ کوئی دوسرا وارث ہو یا نہو انتہی کلامہ اور چھٹے حصہ کی وجہ اطلاق لفظ نصیب ہی کما ذکرہ **اور بیضاوی** نے کہا کہ دستور یہ تھا کہ ایک حلیف دوسرے حلیف کی میراث سے چھٹا حصہ دیا جاتا تھا **شیخ ابن کثیر** رح نے بعد نقل احادیث نسخ کے کہا کہ اسمین صریح رد ہی ان لوگون پر جو باب بوجہ حلف کے باہم وارث ہونے کے قائل ہین جیسا کہ امام ابو حنیفہ وان کے اصحاب کا مذہب ہی اور امام احمد رح سے ایک روایت ہی اور صحیح اسمین جمہور کا قول ہی پھر ذکر کیا کہ صحیحین مین ابن عباس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ فرائض ذوی الفروض کو لاحق کردو پھر جو باقی رہے وہ اولی مرد مذکر کو ہی - یعنے اللہ تعالے نے ہر دو آیت میراث مین جو حصہ اہل فرائض کے لیے

Marfat.com

مفروض فرمایا ہی انکو انکا حصہ دیدو پھر جو باقی رہے وہ عصبہ کا ہی مترجم کہتا ہی کہ اوپر مذکور ہوا کہ جمہور کے نزدیک یہ آیت کریمہ بقولہ تعالیٰ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ الآیہ سے جیساکہ بہت سے علماء سلف سے نسخ نقل کیا گیا ولیکن عامۂ اہل علم نے جو نسخ اصطلاحی تصور کیا ہی محل تامل ہی اور غور نظر کے بعد حق وہ ثابت ہوتا ہی جو محققین نے بیان کیا کہ یہ نسخ اصطلاحی نہین ہی کیونکہ آیہ توریث اولوا الارحام اس امر پر دلالت نہین کرتی کہ حلیف کو میراث نہ ملیگی خصوص جو لوگ مانند امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کے مولی الموالات کی توریث کے قائل ہین وہ جب ہی اسکی میراث کہتے ہین کہ میت کا کوئی عصبہ اولوا الارحام نہو پس نسخ فقط اولویت وتقدیم کے معنے مین ہی چنانچہ آیت مزبورہ اولوا الارحام کی اولویت وتقدیم کا حکم دیتی ہی اور ہم نے اسکی اتباع کی اور جہانتک اتفاق ممکن ہو نسخ کا قائل نہین ہونا چاہیے جیساکہ اصول قرار پایا ہی اور اس طور پر عامۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اتفاق باقی رہتا ہی کہ موالات سے انکے نزدیک وراثت ثابت ہے۔ کما ذکرہ فی الکمالین۔ اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ قولہ فآتوہم نصیبہم۔ یعنے میراث مین سے انکو حصہ دو اور فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے مولی سے معاقدت کی پس اسکے وارث ہوے (رواہ ابن جریر) اور خود شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا کہ یہ آیت منسوخ نہین ہی باوجودیکہ باسانید صحیحہ خود وہ روایات کی ہین جو حضرت ابن عباسؓ وجبیر بن مطعم وام سلمہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے اہل نسخ لاتے ہین اور وجہ یہی ہی کہ شیخ ابن جریرؒ نے ان روایات مین نسخ بمعنے اصطلاحی نہین پایا پس غیر منسوخ سے شیخ ابن جریرؒ کی مراد یہی ہی کہ منسوخ بمعنے اصطلاحی نہین اگرچہ وجہ تاویل مین اُنسے امر دیگر مذکور ہی اور یہان سے ظاہر ہوا کہ شیخ ابن کثیرؒ نے جو قول شیخ ابن جریرؒ کو محل نظر قرار دیا بوجہ احادیث مذکورۂ بالا کے تو یہ کچھ قوی نہین بلکہ ضعیف ہی۔ رہا یہ سوال کہ اُن احادیث صحیحین صریح حلف سے ممانعت ہے پھر تم موالات سے توریث کے کیونکر قائل ہو حالانکہ توریث بموالات تو فرع ہی وجود موالات کی تو مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے حول وقوت سے مجھے اسکے معنے یہ ظاہر ہوتے ہین واللہ اعلم کہ احادیث مزبورہ مین جس مخالفت سے ممانعت ہی وہ حلف جاہلیت ہے جو خلاف عدل شرعی تھی چنانچہ ابن جریرؒ نے قتادہ کے طریق سے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ محالفت یعنے باہم ایک دوسرے کے حلیف ہونے کا یہ طریقہ تھا کہ ایک دوسرے سے یون کہتا کہ۔ دمی دمک وہدمی ہدمک وحربی حربک وسلمی سلمک وترثنی وارثک فلما جاء الاسلام امروا ان یؤتوہم نصیبہم یعنے محالفت مین ان باتون پر باہم ایک دوسرے سے سخت قسمون پر عہد باندھتے تھے کہ میری طرف سے مہلت جنگ تیری طرف سے مہلت ہی اور میری لڑائی تیری لڑائی ہی اور میرا صلح کرنا تیرا صلح کرنا ہی اور مین تیرا وارث ہونگا اور تو میرا وارث ہوگا پھر جب اسلام آیا تو انکو حکم دیا گیا کہ انکو انکا حصہ میراث دیدین۔ پس محالفت بروجہ مذکورہ منع ہی اور یہ موالات سے دو وجہ سے عام ہی اول آنکہ موالات فقط ولاء ہی نہ یہ امور مذکورہ محالفت کے دوم میراث مقصور بر حلیف ہی نہ بروجہ موالات اسواسطے کہ موالات مین مولی اسکا سب سے آخری عصبہ ہی بجہت آنکہ اسکے جرائم وغیرہ مین ناصر ومددگار وناصح ہی اور یہ لازم نہین کہ جب ایک مولی لڑائی مین نہ پڑے تو دوسرا بھی نہ پڑے اور اگر ایک کسی سے جنگ شروع کردے تو دوسرے پر سخت قسم ہی کہ وہ بھی شروع کردے اگرچہ اسکا مولی ناحق خلاف شرع لڑتا ہو اور علی ہذا القیاس باقی امور حلف کو قیاس کرو پس ممنوع حلف جہالت ہی نہ التزام واقرار موالات اور تفسیر ابن عباسؓ سے اشارہ ہی کہ درباب میراث انکے معاقدت کا اثر باقی رہا پھر تقدم واولویت انکے عصبہ ہونے کی منسوخ ہوئی اور اولوا الارحام اولی قرار پائے ہکذا سنح لی واللہ تعالےٰ اعلم۔ پس حاصل کلام یہ ہی کہ ممانعت حلف جہالت سے ہی اور یہی انکے نزدیک باہم حلیف ہونا معروف تھا پھر ابتداء اسلام مین موالات رہگئی اسطرح کہ ذوی الارحام سے مقدم عصبہ مولی الموالات ہوتا تھا پھر اللہ عزوجل نے مولی الموالات کو ذوی الارحام سے موخر کردیا اور یہ جو بیان ہوا اسپر آیات واحادیث واقوال صحابہ سب مین اتفاق ظاہر ہی اور کسی سے خلاف نہین اور نہ نسخ اصطلاحی کا قائل ہونا لازم آتا ہی فلیتامل۔

Marfat.com

الرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ

مرد حاکم ہین عورتون پر اسواسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اسواسطے کہ خرچ کیے انہون نے

اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ

اپنے مال پھر جو نیک بختیان ہین سو حکم بردار ہین خبرداری کرتیان ہین پیٹھ پیچھے اللہ کی خبرداری سے اور جنکے بدخوئی کا ڈر ہو

نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ

تمکو تو انکو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے مین اور مارو پھر اگر تمھارے حکم مین آوین

فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝

تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کی بیشک اللہ ہی سب سے اوپر بڑا

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ مسلطون۔ مرد مسلط و غالب کر دیے گئے ہین۔ عَلَى النِّسَآءِ یؤدبونہن ویاخذون علی ایدیہن عورتون پر یعنے بدین حال کہ ادب دیتے ہین انکو اور انکے ہاتھ پکڑتے ہین یعنے انکی بے راہ چلنے پر گرفت کرتے ہین۔ قوام بالتشدید مبالغہ بمانند قیم وہ شخص کہ کسی چیز کی درستی و صلاح مین خوب قائم ہو اور محی السنہ وغیرہ نے ذکر کیا کہ قوام ہین یعنے انکے مصالح و ضرورتون پر قیام کرتے ہین جیسے سلطان اپنی رعیت پر قائم ہوتا ہی۔ و ابن کثیر رح نے فرمایا یعنے مرد اسکا رئیس و کبیر و حاکم ہے اور مفسر رح نے اس مضمون کو فقط لفظ تسلیط مین ادا کیا پس قوام کو مسلط سے تفسیر کیا۔ پھر سراج مین کہا کہ قوام ہونیکی دو علتین فرمائین ایک پیدائشی اور دوسری فعلی یعنے ایک تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہبہ فرمائی ہی جسکا شکریہ مرد پر واجب اور عورت کو اسکی تمنا سے مایوسی و ممانعت ہی اور دوسری صفت خود مردونکے اکتساب و حاصل کرنے سے حاصل ہی پس بیان اول بقولہ تعالیٰ۔ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ ای بتفضیلہ لہم علیہن بالعلم والعقل والولایۃ وغیر ذلک۔ یعنے مردونکا قوام ہونا اول تو بما فضل اللہ۔ بمعنے بتفضیل اللہ تعالیٰ یعنے بوجہ تفضیل دینے اللہ تعالیٰ کے مردون کو عورتون پر علم و عقل و ولایت وغیرہ کے ساتھ پس علم سے کمال جنس مردون کے ساتھ ہی اور مضائقہ نہین کہ بعض عورتین خاص خاص افراد کمال حاصل کرین جیسے صحیح مین ہی کہ مردون مین سے بہت کامل ہوے اور عورتون مین کامل نہوئین سوا مریم و آسیہ و فاطمہ کے اور فضل عائشہ رض کا عورتون پر مانند فضیلت ثرید کے ہی باقی کھانونپر (رواہ الترمذی وغیرہ) اور حضرت عائشہ علم شریعت و وحی الٰہی مین کامل اپنے وقت کی مجتہدہ تھین اور صحابہ بھی مسائل مین انکی طرف رجوع کرتے تھے اور علم حاصل کرتے پس یہ منافی آیت نہین کیونکہ یہ خاص چند افراد عورتون مین ہین اگرچہ علم کی فضیلت جنس مردون مخصوص ہی اور بسا اوقات بہتیرے انہین کے علم دین سے بے بہرہ رہتے ہین مگر انکے کمال علمی مردون ہی کی جنس مین ہی اور نیز عقل کامل انہین کے ساتھ ہی اور دین کامل انھین کا ہی اور اسی سے ولایت و سلطنت بھی مرد ہی کو مخصوص ہی چنانچہ نبوت و امامت و اقامت شعائر اسلام و جمعہ و جماعات و قضاء و عصوبت انھین کو عطا ہوئی اور انھین کو چار عورتین روا ہوئین اور انھین کی طرف اولاد کی نسبت ہے اور وہی داڑھیون و عمامہ والے ہین اور یہان زیادہ تفصیل کا مقام نہین اور کافی ہی کہ حضرت صلعم نے خبر دی کہ وہ قوم فلاح نپاویگی جنھون نے اپنا والی کسی عورت کو قرار دیا (رواہ البخاری) اور معنے یہ ہین کہ عورت کی عقل و دین انکی تدبیر و مصالح مین درست نہوگی پس اسکی تدبیر پر انکے کام برباد ہونگے حتی کہ اگر کوئی عورت اسطرح والی ہو کہ انتظام مہمات مرد کیا کرین تو یہ بربادی کا حکم نہوگا۔ الحاصل مردونکا قوام ہونا ایک تو اس جہت سے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو افضل و لائق قوامی پیدا کیا ہی پھر علت دوم کو فرمایا بقولہ۔ وَبِمَآ اَنْفَقُوْا علیہن۔ اور بوجہ اسکے کہ خرچ کیا مردون نے۔ ف عورتونپر۔ مِنْ اَمْوَالِهِمْ

Marfat.com

اپنی اموال سے **ف** یعنے مہر و نفقہ و دیگر مصارف مال پس عورت پر مرد کی فضیلت اپنی ذات سے بھی ہو اور خیر انعام و افضال سے بھی جیسا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وللرجال علیہن درجۃ۔ مردون کے لیے عورتون پر درجہ ہو۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ قوامون علی
النسار یعنے عورتون پر امرار ہین یعنے اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کی طاعت کا حکم کیا اسمین اسکے حکم کی فرمانبرداری کرے اور فرمانبرداری خود
کی یہی کہ مرد کے لوگون کے ساتھ نیک چلن ہو اور اسکے مال و حق کی حفاظت رکھے۔ اور یہی مقاتل و سدی و ضحاک نے کہا ہو۔ اور حسن بصری رح نے
روایت کی کہ ایک عورت آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوئی اور شکایت کرتی تھی کہ اسکے شوہر نے اسکو طپانچہ مارا پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ فعل
اسکو نہین چاہیے اسمین قصاص ہو پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا۔ الرجال قوامون علی النسار الآیہ۔ پس وہ عورت نامراد بدون قصاص
واپس ہوئی (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم من طرق عنہ وکذا ارسلہ قتادہ وابن جریج والسدی کما رواہ ابن جریر ایضا) اور ابن مردویہ رح نے اہل بیت
کو نسائی رح کے طریق سے بواسطہ ہاشمی و اہل بیت راویون کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مسنداً روایت کیا بمانند مرسل حسن رح کے اور شعبی رح نے
انفاق مال مین کہا کہ مراد اس سے مہر ہو جو اسنے عورت کو دیا ہو کیا تو نہین دیکھتا کہ اگر مرد بدون گواہون کے جورو کو کہے کہ اسنے زنا کیا تو مرد کو
کچھ اور سزا نہین بلکہ لعان کر کے جدائی کرادیجائیگی اور اگر عورت اسکو زنا کی نسبت کرے تو اس سے گواہ طلب ہونگے اور اگر نہ لائی تو اسکو حد
قذف ماری جائیگی۔ حاصل آنکہ عورتین مردون کے تحت حکم ہین لیکن آیت مین دلالت ہو کہ پوری ولایت مرد کی جب ہو کہ وہ امور دینی مین صالح
اور امر نفقہ مین ثابت ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عورتون کی دو قسمین فرمائین ایک مطیعہ اور دوسری ناشزہ پس قسم اول کو فرمایا بقولہ **فَالصّٰلِحٰتُ**
منہن۔ یعنے قسم صالحات ان عورتون مین سے۔ **قٰنِتٰتٌ** مطیعات لازواجہن مطیعہ ہین **ف** یعنے اپنے شوہرون کی مطیعہ ہین
ایسا ہی حضرت ابن عباس وغیرہم نے تفسیر فرمایا ہو۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ طاعت ہر جگہ مخصوص ہو کہ وہ خلاف حکم الٰہی کے گناہ نہو کیونکہ حضرت صلعم نے
فرما دیا کہ حضرت خالق عزوجل کی نافرمانی کر کے کسی مخلوق کی فرمانبرداری نہین ہو (کما فی الصحیح) پس معنے یہ کہ موافق رضا و حکم الٰہی کے اپنے شوہرون
کی مطیع ہین۔ **حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ**۔ ای لفروجہن وغیرہا فی غیبۃ ازواجہن حافظات ہین **ف** اپنی فروج کی اور دیگر امور کی مانند
مال شوہر وغیرہ کے اپنے شوہرون کے پیٹھ پیچھے۔ ایسا ہی سدی رح سے مروی ہو پس للغیب یعنے شوہرونکی غیبت مین۔ **بِمَا حَفِظَ**۔ ہین
اللہُ۔ بسبب اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو محفوظ کیا حیث اوصی علیہن الازواج۔ کیونکہ انکے شوہرون کو انکے بارہ مین نیکی کرنیکی وصیت کردی
اور ابو ہریرہؓ نے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عورتون مین سے بہتر وہ عورت ہو کہ جب تو اسکی طرف دیکھے تو تجھے خوش کرے اور جب تو اسکو
حکم کرے تو تیری فرمانبرداری کرے اور جب تو اسکے پاس سے غائب ہو تو اپنی ذات مین اور تیرے مال مین تیری حفاظت رکھے پھر آنحضرت
صلعم نے یہی آیت پڑھی (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم والحدیث فی الصحاح ایضا) اور عبد الرحمن بن عوف رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ جب عورت نے اپنے پانچون فریضہ نماز ین پڑھین اور اپنے مہینہ کے روزے رکھے اور اپنی فرج کی حفاظت کی اور شوہر کی طاعت کی تو اس سے
کہا جائیگا کہ جنت مین جس دروازے سے تیرا جی چاہے داخل ہو (رواہ احمد) پس مفسر رح کی تفسیر حفظ غیب کے لیے یہ احادیث اصل ہین اور اطاعت
شوہر مین سخت تاکید ہو یہانتک کہ مروی ہو کہ آپ نے فرمایا کہ اگر مین کسی کو دوسرے کے سجدہ کرنیکا حکم کرتا تو البتہ جورو کو حکم کرتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے
بسبب اسکے کہ شوہر کا اسپر بڑا حق ہو اور قولہ بما حفظ اللہ۔ مین یا تو یہ معنے ہین جو مفسر نے ذکر کیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین جورون کے حق مین بھلائی
کرنیکا انکے شوہرونکو حکم دیا اور حضرت صلعم نے خطبہ حجۃ الوداع مین اسکی تاکید فرمائی ہو کہ اے لوگو تم مجھسے عورتونکے بارہ مین بھلائی کرنیکی وصیت
قبول کرو الخ اور یا یہ معنے کہ بسبب حفظ اللہ تعالیٰ یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کی اور اسکو عصمت عطا کی اور توفیق حفظ غیب مرحمت

فرمائی - بما حفظ اللہ - اِی جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکو حفظ غیب کے وعدۂ ثواب جمیل فرمایا اور در صورت خطا کے خیانت پر وعید عذاب شدید فرمائی ہی - بالجملہ قسم اول صالحات کی یہ تعریف تھی کہ قانتات وحافظات ہوتی ہین پھر قسم دوم کے حکم کو بیان فرمایا کہ وہ ذکر کے قابل نہین ہین - وَاللّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ - عصیانھن لکم بان ظھرت امارتہ - اور جو عورتین ایسی ہون کہ اُنسے تم انکی سرکشی کا خوف کرو یعنے اپنے حق مین انکی نافرمانی کا خوف کرو باینطور کہ نافرمانی کے نشانات ظاہر ہون - مدارک مین کہا کہ اصل مین نشوز بمعنے ارتفاع ہی یعنے اپنے کو چڑھانا اور عورت کا نشوز یہ کہ شوہر کو مبغوض رکھے اور اسکی فرمانبرداری سے اپنے آپکو کھینچے اور تکبر کرے اسطرح کہ اسپر آواز بلند کرے اور زبان درازی کرے اور اسکے حکم کو بجالانے مین کوتاہی کرے اور بلاوے تو قبول نہ کرے پس جن عورتونکے ڈھنگ سے تم یہ بات دیکھو - فَعِظُوۡهُنَّ - فخوفوھن من اللہ - تو انکو اللہ تعالیٰ سے خوف دلاؤ - وَ اهۡجُرُوۡهُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ - اعتزلوا الی فراش آخر ان اظھرن النشوز - اور الگ کرکے دوسرے بستر پر کردو ف اگر سرکشی ظاہر کرین مضاجع جمع مضجع بمعنے بستر خواب - علی بن ابی طلحہ رح نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کی کہ ہجر یہ ہی کہ اس سے جماع نکرے اور بستر پر اسکی طرف پیٹھ اسکی طرف رکھے اور ایساہی دیگر علمائے سلف سے مروی ہے اور دوسری روایت علی بن ابی طلحہ مین ابن عباس رض سے ہی کہ اسکو نصیحت کرے خوف دلاوے پھر اگر وہ مان جاوے تو خیر ورنہ اسکو بستر پر چھوڑ دے اور اس سے بات نہ کرے بدون اسکے کہ اسکا نکاح رد کردے اور یہ امر عورت پر سخت ہی اور ابوداؤد نے مرفوعاً روایت کی جسمین ہجر فی المضاجع بمعنے ترک جماع ہی واللہ اعلم اور ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر مرد نے اپنی جورو کو اپنے بستر پر بلایا اور اُسنے انکار کیا تو ایسے حال سے رات بسر کریگی کہ صبح تک فرشتے اسپر لعنت کرینگے (رواہ البخاری) اور اسی کے مانند معنے مین مسلم نے روایت کی ہی - پھر اگر اس سے بھی راہ راستی پر نہ آوے تو فرمایا - وَاضۡرِبُوۡهُنَّ - ضرباً غیر مبرح ان لم یرجع بالھجران - یعنے مارو انکو مارنا ایسا کہ مولم نہو ف بشرطیکہ وہ ہجران سے ٹھیک نہون پس آیت کریمہ مین تو اجازت اُنکے مارنیکی مطلقاً ہی ولیکن مفسر رح نے غیر مبرح کی قید بڑھائی بدلیل حدیث جابر رض کے کہ حجۃ الوداع مین حضرت صلعم نے فرمایا کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے عورتون کے بارہ مین کیونکہ وہ تمھارے پاس محکوم ہین اور تمھارا ان پر یہ حق ہی کہ تمھارے فرش کو ایسے شخص سے نہ روندواوین جسکو تم مکروہ رکھتے ہو اور اگر ایسا کرین تو انکو مارو ایسا مارنا کہ مبرح نہو اور انکا تمپر یہ حق ہی کہ دستور کے موافق انکو کھانا کپڑا دو - رواہ مسلم اور ایساہی ابن عباس وغیرہم نے ضرب کا ضرب غیر مبرح سے تفسیر کیا - اور حسن بصری رح نے فرمایا کہ ضرب غیر مبرح یعنے ایسی مار کہ تاثیر نہ ڈالدے اور فقہائے فرمایا کہ غیر مبرح وہ ضرب ہی کہ کسی عضو کو شکستہ نہ کرے اور کوئی عیب اور بدنمائی نہ پیدا کردے اور علی بن ابی طلحہ رح کی روایت ابن عباس مین ہی کہ پھر اگر راہ پر آجاوے تو خیر ورنہ اللہ تعالیٰ نے اجازت دیدی کہ اسکو غیر مبرح مار مارے اور اسکی ہڈی نہ توڑے اور اگر نہ راہ پر آوے تو پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے حلال کردیا کہ اُسے فدیہ لیوے - یعنے اس سے مال خلع لیکر اسکو خلع کردے شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ایاس بن عبد اللہ بن ابی ذباب نے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ لوگو تم اللہ تعالیٰ کی لونڈیونکو مت مارو پس عمر رض نے آکر رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ عورتین اپنے شوہرون پر شیر ہوگئین پس رسول اللہ صلعم نے انکے مارنیکی اجازت دیدی پھر بہتیری عورتین حضرت صلعم کے اہل خانہ پاس آئین جو اپنے شوہرونکی شکایت کرتی تھین پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آل محمد کے پاس بہت سی عورتین اپنے شوہرونکی شکایت لائین - یہ لوگ تم لوگون مین اچھے مرد نہین ہین (رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ) اور امام شافعی رح نے فرمایا کہ مارنا مباح ہی ولیکن افضل یہ ہی کہ نہ مارے اور جمل کے حاشیہ مین ہی کہ ہجر اور ضرب ہر ایک اسیوقت ہی کہ سرکشی کو یقین جانے اور خالی گمان پر روا نہین ہی - پوشیدہ نہین کہ آیت کریمہ مین خوف نشوز مذکور ہی پس ظاہر اسکے علامات خوف نشوز کے یقین پر ہجران وغیرہ روا ہی ولیکن جمہور نے تخافون بمعنے تعلمون لیا ای تم جان لو انسے نشوز کو فافھم واللہ اعلم - اگر کہا جاوے کہ ہجر مسند ی وغیرہ سے روایت ہی کہ بول چال بھی چھوڑدے حالانکہ تین روز سے زیادہ مسلمان سے بول چال چھوڑنا حدیث صحیح مین منع ہے جواب یہ ہی کہ عمارت

اسوقت ہی کہ اپنے حظ نفس کے واسطے چھوڑے اور اگر مقصود اس سے دوسرے کو گناہ سے لوٹانا یا اصلاح دین ہو تو روا ہی اسواسطے کہ یہ شرعی ہی اور اسی سے آنحضرت صلعم نے کعب بن مالک کے ساتھ کلام سے لوگونکو منع کر دیا تھا فافہم۔ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فہما یرادنہن اگر ایسی عورتین تمھاری اطاعت کرین ف جو انسے ارادہ کیا جاوے تا وقتیکہ انہین معصیت الٰہی نہو۔ فَلَا تَبْغُوا۔ فطلبوا علیہن۔ تو اب مت چاہو عورتون پر۔ سَبِيلًا۔ طریقًا الی ضربہن ظلمًا۔ کوئی راہ ف انکو مارنے کی از راہ ظلم کے۔ یعنے جب وہ نصیحت یا ہجر سے مان جاوین تو پھر انکے مارنے کی تمکو اجازت نہین پس ظلم سے مت مارو۔ اور ایسے ہی اگر نصیحت سے مان جاوین تو ہاجرت بھی روا نہین ہی۔ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا۔ فاحذروہ ان یعاقبکم ان ظلمتموہن۔ اللہ تعالیٰ علی کبیر ہی ف پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ تم کو عذاب کرے گا اگر تم انپر ظلم کروگے اور صحیح حدیث مین منھ پر مارنے سے ممانعت ہی اور نیز حدیث مین ہی کہ تم مین سے مرد اپنی جورو کو غلام کی طرح مارتا ہی پھر آخر دن مین اس سے مجامعت کرتا ہی۔ کما فی الصحیحین ف عرائس البیان مین مذکور ہی کہ قولہ تعالیٰ فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ۔ صالحات وہ پاک عورتین ہین جنکو معرفت الٰہی عزوجل حاصل ہو اور حقوق الٰہی اور حلم الٰہی اور عفو الٰہی و عذاب الٰہی سے آگاہ و عارف ہون اور شوہرون کے جو حقوق انپر واجب ہوئے ہین کہ انکے ساتھ اچھی طرح بسر کرین اور انکے امور مین اصلاح رکھین اس سے واقف ہون۔ اور قانتات وہ عورتین ہین جو درگاہ الٰہی مین اسکی بندگی ادا کرنے مین خالص نیت سے قائم رہین۔ اور اللہ عزوجل کی خدمتگزاری بہت تواضع سے ادا کرین اور حضرت باری تعالے عزوجل کے حکم سے فرمانبردار رہین چنانچہ اسنے حکم دیا کہ وقرن فی بیوتکن۔ اپنے گھرون مین قرار پکڑو۔ اور چونکہ آتش خوف و نور امید اور لطف مراقبہ و ضیاء شہود اور برابر گھرون مین قرار پکڑنے اور شوق عالم آخرت سے انکے دل جلد نرم ہوجاتے ہین اور اسکو آنحضرت صلعم جانتے تھے اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کیواسطے جاتے ہوے راہ مین حدی پڑھنے سے منع فرمایا اور کہا کہ ایاک والقواریر یعنے اونٹونپر عورتین سوار تھین تو فرمایا کہ خبردار ان شیشون سے کہ ہرگز ٹوٹنے نہ پاوین کیونکہ ان پاک عورتون کے دل بہت نرم ہو رہے تھے اور یہ اسیوجہ سے تھا کہ اللہ عزوجل نے انکو جوش وجد سے اور حجرات مین سے نکلنے سے محفوظ فرمایا تھا پس انکے حفظ کا بذات پاک خود متولی ہوا یعنے ان عورتونکا اپنے آپکو محفوظ رکھنا اسیطرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف سے انکو محفوظ رکھا چنانچہ اوتعالیٰ نے اپنے رسول موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے حال سے خبر دی کہ ان کادت لتبدی بہ لولا ان ربطنا علی قلبہا۔ یعنے قریب تھی کہ اس راز کو فاش کردے اگر یہ نہوتا کہ ہمنے اسکے دلپر بندش کردی تھی۔ اور نیز حافظات للغیب یعنے انھون نے اپنے شوہرونسے جو کرامات و اسرار الٰہی معاینہ کیے تھے جو انکے شوہرونکو منکشف ہوے تھے اسکو کسی سے نہین کہا قال المترجم اس کلام مین اشارہ ہی کہ ابتداے حال مین قبل مرتبۂ تمکین حاصل ہونیکے جو واردات و عجائب منکشف ہون انکو اظہار کرنا موجب عزت ہو مگر آنکہ غلبہ شوق اسکا داعی ہو پس اگر ساکت رہا تو خیر ورنہ عتاب و خسارہ اُٹھاتا ہی اور سبب انھین امور مین ہی جو اسکو موافق طریقۂ سنت کے منکشف ہوے ہون اور جو خلاف سنت ہون انکو ضرور بیان کرے تاکہ عارف صادق انکا علاج بتلادے اور نیز قولہ حافظات للغیب یعنے جو انھون نے اپنے شوہرونکو دیکھا کہ باوجود محتاجی و تنگی و تکلیف کے مجاہدہ مین اور عبادت مین سرگرم ہین اسکو حفاظت سے پوشیدہ رکھا تاکہ مخلوق کی ریاکاری کے فتنہ مین نہ پڑین اور شوہرونسے شکایت کی نوبت نہ آوے۔ اور نیز حفظ سے رکھنے والیان اپنی فروج و عورات کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کیونکہ خوف الٰہی انکو روکتا تھا کہ اپنی پردہ دری نہ کرین۔ اور بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی حفاظت سے وہ غیب کی نگاہ رکھنے والیان ہوئین۔ اور اگر اللہ تعالیٰ انکو انکے نفوس کے حوالہ فرماتا تو انکی پردہ دری ہوجاتی۔ قولہ تعالیٰ فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا۔ جاننا چاہیے کہ ازل ہی سے اجسام کی مٹیان مختلف پیدا ہوئی ہین بعض مین نزدیکی اور بعض مین دوری ہی اور یہ نزدیکی و دوری بھی درجہ بدرجہ خود مختلف ہی اور یہی حال ارواح کا ہی

Marfat.com

پس جن دو آدمیوں میں ایک راہ نہیں ہی خواہ دوری یا نزدیکی کی اُن میں باہم جھگڑا پڑجاتا ہی کیونکہ انکے اخلاق و حالات و مقامات جدا جدا ہین چنانچہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ارواح ایک جھنڈ گچھا تھیں جنھین باہم جان پہچان ہوگئی انمین باہم میل ہوا اور جنمین شناسائی نہوئی ان مین پھوٹ رہی۔ رواہ البخاری۔ یہین سے جورو و مرد مین بھی سرکشی و پھوٹ پڑجاتی ہی کیونکہ انکی اصلی خصلت مختلف ہی پس اسی وجہ سے فرمایا کہ عورتونکے اخلاق مین جب ممارست اور مجاہدہ و ریاضت سے ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ مردونکی طاعت کرنے لگین تو پھر اُنسے اس امر کے خواستگار نہو کہ انکی اصلی خلقت و طبیعت جوہری بھی تم سے موافق ہوجاوے اور انکے اجسام اور ارواح تمھاری جنس کے ہوجاوین کیونکہ اسمین قضا و قدر کے ساتھ جھگڑا ہی اور یہی معنے ہین قولہ فلا تبغوا علیہن سبیلا۔ کے یعنے مت تکلیف دو عورتون کو ایسے امر کی جو اُنکے اختیار سے باہر ہے کہ وہ اپنی خلقت ازلی کو بدل نہیں سکتی ہین اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا۔ لا تبدیل لخلق اللہ۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی خلقت مین کچھ تبدیل نہین ہی اور بعض سلف نے فرمایا کہ مراد یہ کہ اُنسے محبت اور خلوص نیت کی خواہش مت کرو اسواسطے کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہین اسی واسطے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے پاک پروردگار یہ میری تقسیم و باری اس چیز مین ہی جسکا مین مالک ہون اور مجھے ماخوذ نفرمائیو ایسی چیز مین جسکا تو مالک ہے یعنے قلب و رہین اسکا مالک نہین ہون **قال المترجم** یعنے اگر کسی بیوی سے زیادہ محبت ہو تو معذور ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِہِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَھْلِھَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَآ

اور اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ دونون آپسمین ضد رکھتے ہین تو کھڑا کرو ایک منصف کو مرد والون سے اور ایک منصف عورت والون سے اگر یہ دونون چاہینگے

اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیْنَہُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ۝

صلح تو اللہ تعالےٰ ملاپ دیدیگا دونون مین اللہ تعالےٰ سب جاننے والا خبردار ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ علمتم۔ یعنے خوف بمعنے علم ہی یعنے اگر تم یقین جان لو۔ قاموس مین خوف کے معنے علم کے بھی مذکور ہین۔ اور معالم مین فرمایا کہ بعض کے نزدیک بمعنے گمان غالب ہی اور حاصل یہ کہ اگر جورو و مرد مین شقاق ظاہر ہوا اور دونون کا حال مشتبہ ہوا اور شوہر نے چشم پوشی نہ کی اور نہ طلاق دی اور عورت نے نہ حق ادا کیا اور نہ مال دیکر خلع لیا اور دونون سے ایسے قول و فعل صادر ہوے جو حلال نہین ہین تو امام المسلمین ایک حکم از جانب مرد اور ایک حکم از جانب عورت بھیجے اور دونون کی راے سے مطلع ہوکر پھر دونون جمع ہوکر جسپر انکی راے قرار پاوے موافق حکم آیت کے عمل مین لاوین۔ یہی فرمایا وان خفتم۔ **شِقَاقَ**۔ خلاف۔ **بَیْنِہِمَا**۔ اور اگر تمکو علم ہو ان دونون کے درمیان شقاق کا ف شقاق بمعنے خلاف ہی اور اصل مین شقاق بمعنے پھوٹ ہی اور اسواسطے شقاق کہتے ہین کہ دونون مخالف مین سے ہر ایک دوسرے پر شاق فعل کرتا ہی یا دوسرے کی شق کے برخلاف شق کی طرف میل کرتا ہی یعنے ایک دوسرے سے مخالف جہت کو اختیار کرتا ہی۔ اور شقاق بینہما باضافت قراۃ متواتر ہی اور ضمیر تثنیہ راجع بجانب جورو و مرد ہی جیسا کہ مفسرؒ نے کہا ای بین الزوجین۔ اگر کہا جاوے کہ شقاق کی اضافت بین کی طرف کیونکر ہی جو درحقیقت ظرف ہی۔ پس سکا اختلاف کیا ہوگا جواب مفسرؒ نے کہا کہ والاضافۃ للاتساع ای شقاقا بینہما۔ یعنے اصل مین شقاقًا بینہما۔ بدون اضافت تھا پھر ظرف مین وسعت ہونے کی وجہ سے اسکی طرف اضافت کردی اور **بیضاوی** نے کہا کہ اضافت شقاق کی ظرف کیطرف یا اسوجہ سے کہ اسکو مفعول بہ کے قائم مقام قرار دیا گیا جیسے سارق اللیلۃ الدار بولتے ہین یا فاعل کے قائم مقام مانند نہارہ صائم کے اور یہ مجاز ہی۔ اگر کہا جاوے کہ ہر دو ضمیر کا مرجع سابق مین مذکور نہین۔ تو کشاف مین جواب دیا کہ رجال و نساء جو انپر دلالت کرتے ہین سابق مین مذکور ہین اور **بیضاوی** نے کہا کہ اگرچہ ایسی چیز کا ہو چکا ہی جو ان دونون پر دلالت کرتا ہی یعنے نشوز کیونکہ جورو کا اپنے شوہر کی نافرمانی کرنا یہی نشوز ہی پس حاصل آنکہ مرجع دلالۃً مذکور ہوا۔

Marfat.com

تعبیر بضمیر غائب سے یہ امر تو ظاہر ہی کہ وان خفتم کا خطاب زوجین کو نہین ہی پھر بعض نے کہا کہ صلحاء امت اس سے مراد ہین ... ای اہل اسلام جب تم مسلمانون کے درمیان کسی مرد اور اسکی زوجہ مین مخالفت دیکھو تو۔ الخ اور راجح یہ ہی کہ امام المسلمین یا نائب یعنے قاضی وغیرہ کو حکم بدلیل قولہ۔ فَابْعَثُوا۔ الیہما برضاہما۔ تم بھیجو ان دونون کی طرف ف یعنے ان دونون کی رضامندی سے ایک حکم جو دونون مین محاکمہ کردے بس یہ خطاب حکام کو ہی یعنے امام المسلمین واسکے نائب لوگون کو خطاب ہی اور حضرت خلیفہ عثمان وغیرہ سے بھیجنا ثابت ہوا ہی اور اسمین دو قول ہین کہ حکم کے بھیجنے مین دونون کی رضامندی شرط ہی یا نہین اور مفسر رح نے جمہور کے قول کو اختیار کیا کہ دونون کی رضامندی شرط ہی قال فی المعالم اور یہی اصح ہی حاصل آنکہ حکام کو واجب ہی کہ دونون کی طرف دونون کی رضامندی سے بھیجین۔ حَكَمًا۔ رجلا۔ مرد حکم ف جو کم سے کم ایک آدمی ہو مگر مرد ہو نہ عورت اور آزاد مسلمان عادل ہو یعنے جیسے قاضی ہوتا ہی کما ذکرہ فی المعالم۔ مِنْ أَهْلِهِ اقاربہ۔ اہل شوہر سے ف حکم مذکور شوہر کے اہل سے ہو اور اہل سے مراد شوہر کے ناتے کے لوگ یعنے اسکے اقربا ہین۔ اور بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ حکم کا بھیجنا تو واجب ہی مگر اقارب سے ہونا مستحب ہی حتی کہ اگر غیرون مین سے ہوگا تو روا ہوگا نص علیہ الشافعی رح اور اقارب اسواسطے اولی ہین کہ وہ خفیہ حالات سے زیادہ واقف ہو سکتے ہین اور اسلیے کہ انکو اصلاح کا زیادہ خیال ہوگا۔ الحاصل حاکم کو حکم دیا کہ ایک حکم تو شوہر والونسے بھیجو۔ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا۔ ویوکل الزوج حکمہ فی طلاق وقبول عوض علیہ وتوکل ہی حکمہا فی الاختلاع۔ اور ایسا ہی ایک حکم عورت کے طرف والونسے بھیجو ف پھر مفسر رح نے کہا کہ شوہر اپنے حکم کو وکیل کردے کہ چاہے طلاق دیدے یا اگر طلاق اسپر پیش کیجاوے یعنے خلع مانگا جاوے تو قبول کرلے اور عورت بھی اپنے حکم کو خلع لینے و منظور کرنے کا وکیل کردے مترجم کہتا ہی کہ شاید مفسر رح نے یہ قید اسواسطے بڑھائی تاکہ بالاتفاق مسئلہ جائز ہوجاوے جیساکہ بیان آتا ہی حاصل آنکہ دونون کی طرف سے اس طرح اپنے اپنے حکم کو وکیل کرکے بھیجا جاوے فیجہدان و یامران الظالم بالرجوع ویفرقان ان رایاہ۔ پھر دونون حکم کوشش کرینگے کہ اتفاق ہوجاوے اور جو دونون مین سے ظالم ہو اسکو حکم دینگے کہ اپنے ظلم سے رجوع کرے یا دونون مین تفریق کردینگے اگر انکی رائے مین یہی مصلحت معلوم ہو۔ بیضاوی نے کہا کہ اسمین دلیل ہی کہ حکم مقرر کرنا اور اس طور پر فیصلہ کرالینا روا ہی یعنے خواہ یہ معاملہ ہو یا اور کوئی مقدمہ ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ ہمارے ائمہ حنفیہ رح کے نزدیک ہر معاملہ مین حکم کا حکم نافذ ہی لیکن فقہاے رح نے عوام کی جرات کی نظر سے ہر معاملہ مین یہ فتوی نہین دیا ہی کما فی الہدایہ وغیرہا۔ پھر اللہ تعالی نے فرمایا۔ إِنْ يُرِيدَا۔ ای الحکمان۔ إِصْلَاحًا۔ اگر چاہا دونون حکم نے اور بعض نے کہا یعنے دونون جورو مرد نے اصلاح کو یعنی باہمی درستی معاملہ کو يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا۔ بین الزوجین ای یقدرہما علی ما ہو الطاعۃ من اصلاح اوفراق۔ تو توفیق دیگا اللہ تعالی ان دونون مین ف یعنے جورو و مرد مین یعنے دونون کو قادر کردیگا اس چیز پر جو اللہ تعالی کی فرمانبرداری ہی خواہ اصلاح یا فراق۔ اور بیضاوی وغیرہ مین ہی کہ ضمیر یریدا واسطے زوجین کے اور بینہما واسطے حکمین کے ہی برعکس اسکے جو مفسر رح نے کہا ہی اور معنے یہ کہ اگر جورو مرد نے اپنے حال کی اصلاح چاہی تو اللہ تعالی بھی دونون حکم کو ایسے امر کی توفیق عطا فرماویگا جسمین دونون کی بہتری ہی۔ خلاصہ یہ کہ نیت نیک رکھین تو کام بن جائیگا۔ انجام بخیر ہوگا اور بعض نے ہر دو ضمیر کو زوجین کے واسطے اور بعض نے ہر دو ضمیر کو حکمین کے واسطے تجویز کیا۔ بہرحال اس سے یہ نکلتا ہی کہ جو شخص اصلاح کا قصد کرے اللہ تعالی اسکی مراد کے سامان جمع کردیتا ہی اور توفیق بمعنے مہیا کردینا سامان خیر کا۔ اور بعض نے کہا کہ یوفق بمعنے یولف ہی یعنے دونون مین حکمین کی سعی سے باہم الفت دیدیگا یہان دلیل ہی کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالی ہی بندہ فقط قصد و تدبیر کرسکتا ہی نہ تاثیر اور خود اللہ تعالی نے فرمایا۔ لو انفقت ما فی الارض ما الفت بین قلوبہم۔ یعنے حضرت صلعم کو خطاب فرمایا بطور منت رکھنے کے کہ اگر تم تمام زمین مع اسکے مال و متاع کے خرچ کرتے تو اپنے یارون یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلون مین ایسی الفت نہین ڈال سکتے تھے اور وجہ ظاہر ہے کہ یہ تاثیر نہین پیدا کرسکتے تھے۔ إِنَّ اللَّهَ

کَانَ عَلِیْمًا بکل شیٔ ۔ اللہ تعالیٰ علیم ہی یعنے دانا ہی ہر چیز کا ۔ **خَبِیْرًا** ۔ بالبواطن کالظواہر ۔ خبردار ہی **ف** یعنے باطن امور کا مانند ظواہر کے **ف** شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ مرد کے لوگونمیسے ایک مرد صلح اور عورت کے لوگونین سے ایسا ہی مرد بھیجین پھر دونون غور کرین کہ زوجین مین سے کون بدکردار ہی پس اگر مرد ایسا ہو تو اسسے اسکی جورو کو پردہ مین کروین اور اسپر لفقہ مقصور رکھین اور اگر عورت ہی بدکردار ہو تو اسکو شوہر ہی کے پاس رکھین اور عورت کو نفقہ سے منع کرین پھر اگر دونون حکم نے زوجین کو جدا کرنے یا جمع کرنے پر اتفاق کیا تو انکا کیا ہوا جائز ہی پھر اگر دونون کی رائے مین آیا کہ دونون کو مجتمع رکھین پس دونون جورو و مرد مینسے ایک راضی ہوا اور دوسرے نے مکروہ جانا تو جو شخص راضی ہوا وہ اسکا وارث ہوگا جو نہین راضی ہوا ہی اگر مر جاوے اور جو راضی نہین ہوا وہ راضی ہونے والیکا وارث نہوگا اگر مر جاوے (رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر) اور من طریق عکرمہ بن خالد عن ابن عباس رض روایت ہی کہ مین اور معاویہ بن ابی سفیان دونون حکم کرکے بھیجے گئے ۔ معمر راوی نے کہا کہ مجھے خبر پہونچی کہ حضرت عثمان رض نے دونون کو بھیجا تھا اور دونون سے کہا کہ اگر تمھاری رائے مین آوے کہ دونون مجتمع ہون تو دونون کو مجتمع کرو اور اگر تم دونون کی رائے مین آوے کہ متفرق ہون تو تم دونون متفرق کردو (رواہ عبد الرزاق باسناد جید) اور ابن ابی ملیکہ سے بسند جید روایت کی کہ عقیل بن ابی طالب رض فاطمہ دختر عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کیا اسنے عقیل سے کہلا بھیجا کہ میری طرف آجاؤ مین تمھارا خرچ اپنے ذمہ کر لونگی پھر جب عقیل اسکے پاس گئے تو اسنے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ کہان ہین عقیل رض نے جواب دیا کہ تیرے بائین طرف دوزخ مین ہونگے جب تو دوزخ مین داخل ہوگی پس اسنے اپنے تن پر کپڑے ڈھک کر قصد کیا اور حضرت عثمان رض کے پاس آئی اور یہ قصہ ذکر کیا تو حضرت عثمان رض ہنس دیے پھر حضرت ابن عباس و معاویہ بن ابی سفیان کو بھیجا پس ابن عباس رض نے فرمایا کہ مین دونومین جدائی کردونگا معاویہ بن ابی سفیان رض نے کہا کہ مین ایسا نہین ہون کہ اولاد عبد مناف کے دو شخصون مین جدائی ڈالدون پھر دونون وہان آئے تو دیکھا کہ دونون نے تنہا ہو کر دروازہ بند کر لیا ہی پس دونون واپس ہوگئے (رواہ عبد الرزاق ایضًا) اور عبیدہ سلمانی رح سے بسند جید روایت کی کہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین حاضر تھا کہ ایک عورت و اسکا شوہر آیا اور انمین سے ہر ایک کے ساتھ تھوڑے تھوڑے لوگ تھے پس آپ نے یہ لوگ حکم بنائے اور وہ لوگ حکم بنائے پھر دونون حکم سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ تم دونون پر کیا واجب ہی تمپر یہ لازم ہی کہ اگر تمھاری رائے مین آوے کہ دونون جمع ہون تو دونون کو جمع کرو تو عورت مذکورہ نے کہا کہ مین راضی ہون اللہ تعالیٰ کے حکم پر خواہ میرے نفع کا ہو یا ضرر کا ہو اور شوہر نے کہا کہ رہا دونومین فرقت کا حکم سو یہ نہین پس حضرت علی رض نے فرمایا کہ واللہ تو نے جھوٹ کہا یہانتک تو جنبش نکریگا جب تک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر راضی نہو خواہ تیرے نفع پر ہو یا ضرر پر حکم ہو (رواہ ابن ابی حاتم من طریق عبد الرزاق ایضًا وقد رواہ ابن جریر من طریق ابن عیینہ) پھر شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ اس امر پر علما کا اجماع ہے کہ دونون حکم کو اختیار ہی کہ چاہین جمع ہونیکا حکم دین یا متفرق ہونیکا حکم دین یہانتک کہ ابراہیم نخعی رح نے فرمایا کہ اگر دونون حکم چاہین کہ ایک طلاق یا دو طلاق یا تین طلاق سے تفریق کا حکم دین تو ایسا کر سکتے ہین اور یہی امام مالک سے ایک روایت ہی اور حسن بصری رح نے فرمایا کہ دونون حکم ان دونون کے جمع ہونیکا حکم دے سکتے ہین اور تفرقہ کا حکم نہین دے سکتے ہین اور یہی قتادہ و زید بن اسلم کا قول ہی اور یہی قول احمد بن حنبل و ابو ثور و داؤد ظاہری کا ہی بدلیل قولہ تعالیٰ ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینہما ۔ اور تفریق کا ذکر نہین فرمایا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ پھر اجماع علما کا قول جو شیخ نے مقدم لکھا محل تامل ہی کیونکہ ان لوگون کا خلاف موجود ہی ظاہرا جمہور علما کی جگہ کاتب نے سہو سے ایسا لکھدیا ہی واللہ اعلم ۔ پھر کہا کہ اگر دونون حکم مذکور زوجین یعنے جورو و مرد کی طرف سے وکیل ہون تو کچھ خلاف نہین کہ انکا حکم جمع و تفرقہ دونون باتون مین سے ہر ایک مین جائز ہی **قال المترجم** اسی وجہ سے مفسر رح نے توکیل کرنے کا حکم لکھا ہی فافہم ۔ پھر اماموں نے اس بات مین اختلاف کیا ہی کہ حکم دونون حاکم اسلام کی طرف سے مقرر

ہو نگے کہ حکم دیدین اگرچہ زوجین راضی نہون یا وہ دونون زوجین کی طرف سے وکیل ہین۔ یہ دو قول ہین پس جمہور علما تو اول قول پر ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فابعثوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونون کو حکم کہا اور حکم کی شان سے یہ ہے کہ حکم کر دے اگرچہ وہ شخص جسپر حکم دیا ہے راضی نہو اور یہی ظاہر آیت کریمہ ہے اور یہی جدید قول شافعی رح ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ رح و انکے اصحاب کا ہے اور شیخ ابو عمرو بن عبد البر نے کہا کہ علما نے اجماع کیا ہے کہ دونون حکم نے اگر جمع کرنے یا تفرقہ کرنے مین اختلاف کیا تو اکیلے ایک کے قول کا کچھ اعتبار نہین ہے۔ اور نیز اجماع کیا ہے کہ اگر دونون حکم ہر دو جورو و مرد کے جمع رہنے پر حکم کرین تو نافذ ہوگا اگرچہ دونون جورو مرد نے اپنی طرف سے وکیل نہ کیا ہو اور رہا تفرقہ تو اسمین علما مختلف ہین در صورتیکہ توکیل نہو پھر نقل کیا کہ جمہور کے نزدیک حکمین کا حکم تفرقہ مین بھی بدون توکیل کے نافذ ہوگا قال المترجم کمالین مین مذکور ہے کہ شوہر کی طرف سے جو حکم ہے اسکو اختیار نہین کہ عورت کو طلاق دیدے مگر جب کہ شوہر نے اجازت دی ہو اور اسیطرح عورت کا حکم بدون اجازت عورت کے خلع نہین لے سکتا ہے یہ قول امام ابو حنیفہ و امام احمد کا اور ایک قول امام شافعی کا ہے اور امام مالک نے فرمایا کہ بدون دونون کی رضامندی کے ایسا کر سکتے ہین مترجم کہتا ہے کہ حکمین اگر از جانب حاکم بعد مرافعہ ہون تو انکو جمع و تفرقہ مین بدون رضامندی زوجین کے اختیار ہے اور یہی مذہب امام ابی حنیفہ مین بھی صحیح ہے کما ذکرہ الشیخ ابن کثیر پھر واضح ہو کہ شرک جلی تو بت پرستی وغیرہ کی قسم سے ظاہر ہے اور یہان ایک شرک خفی بھی ہے وہ اسطرح کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات مین حکم دیا ہے کہ اسکو نہ مانے بلکہ اپنے نفس کی بات مانے تو اسنے اپنے نفس سے شرک کیا لہذا حق عزوجل نے آیندہ خلوص توحید کا حکم دیا بقولہ تعالیٰ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

اور بندگی کرو اللہ کی اور مت ملاؤ اسکے ساتھ کسیکو اور ماں و باپ سے نیکی کرو اور قرابت والے سے اور یتیمون سے اور

الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

فقیرون سے اور ہمسایۂ قریب سے اور ہمسایۂ بعید سے اور ساتھ کے رفیق سے اور راہ کے مسافر سے

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا

اور اپنے ہاتھ کے مال سے البتہ اللہ کو پسند نہین آتا جو بندہ اترانے والا ہو بڑائی جتلانے والا ہو

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ۔ وحدہ۔ توحید کرو اللہ تعالیٰ کی ف یعنے اللہ تعالیٰ کو واحد یقین کرو اور اسکی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور ایسا ہی حضرت ابن عباس رض سے توحید کی تفسیر مروی ہے اور یہ بقرینہ مابعد ہے۔ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا۔ اور مت شریک کرو اللہ تعالیٰ کے کوئی شے ف پس شیئا یا تو مفعول بہ ہے یعنے تمام چیزون مین سے کسی چیز کو شریک مت کرو خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو خواہ بڑی ہو یا چھوٹی ہو خواہ حیوان ہو یا جماد یا ملک کوئی ہو اگرچہ اپنا جی کیون نہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ شیئا مفعول مطلق ہو اے شیئا من الاشراک کسیطرح کا شرک مت کرو پس شرک خفی و جلی خواہ ذات مین ہو یا صفات مین یا افعال مین یا علم مین کسی چیز مین کسیطرح کا شرک مت لاؤ نہ اپنے فعل سے نہ قول سے نہ اعتقاد سے اور یہی بیضاوی مین مجملاً مذکور ہے اور شیخ ابن کثیر رح نے قولہ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا۔ کی تفسیر مین کہا کہ اللہ عزوجل بندونکو حکم فرماتا ہے کہ اسی کی عبادت کرین درحالیکہ اسکو وحدہٗ لاشریک لہ اعتقاد کرین تمام یقین کے ساتھ کیونکہ وہی خالق رازق انعام دینے والا ہے ہر حال مین اپنے مخلوق پر انکے عدم سے موجود ہو کر مرنے تک تا ابد فضل و احسان فرمانے والا ہے پس وہی مستحق ہے کہ اسی کی عبادت کرین بدون اسکے کہ مخلوق مین سے کسی چیز کو اسکا شریک بناوین خواہ اعتقاد مین ہو یا افعال مین ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ

Marfat.com

بن جبل رضہ کو فرمایا کہ اللہ عزوجل کا حق بندو نپر کیا ہی معاذ رضہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ و اسکا رسول دانا تر ہی فرمایا کہ یہ ہی کہ اسکی بندگی کرین اور کسی چیز کو اسکے ساتھ شریک نہ کرین اور تمام حدیث صحیح وغیرہ مین ہی۔ وَ۔ احسنوا۔ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ براولین جانب در احسان کرو والدین کے ساتھ احسان کرنا ف یعنے نیک خدمتگزاری اور نرمی جانب پہلو پس احسان مفعول مطلق فعل محذوف کا ہی اور یہ حکم واجب ہی کہ والدین کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرے اور مفسر رح نے بیان کردیا کہ احسان سے تبرّع مراد نہین بلکہ بجا لانا کسی کام کا اسکی اعلیٰ خوبی کے ساتھ پس والدین کی خدمتگزاری مین درستی سے قائم رہے اور موافق حکم الٰہی کے جہانتک انکی مرادات ہین انکے حاصل کرنیمین کوشش کرے اور جہانتک وسعت ہی انکے نان ونفقہ مین صرف کرے اور اسکے فضائل کثرت سے احادیث مین وارد ہین اور یہی کافی ہی کہ جابجا اللہ عزوجل نے اپنی توحید وعبادت کے ساتھ اسکو ذکر فرمایا ہی چنانچہ قولہ ان اشکرلی ولوالدیک یعنے شکر کر تو میرے لیے اور اپنے والدین کے لیے اور یہ اگلی امتو نپر بھی مفروض تھا چنانچہ سورۂ بقرہ مین بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا جانا مذکور ہو چکا فرق اتنا ہی کہ یہان ما بعد مین وبذی القربیٰ ببار موحدہ موکدہ اور زیادہ تاکید کے ساتھ ہی۔ اور نبی صلعم نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہی۔ جاننا چاہیے کہ والدین اگر کسی امر شرعی کے خلاف حکم دین یا خواہش کرین تو اسمین اطاعت نہین ہی اور یہ حکم آیت وحدیث سے ثابت ہی۔ وَ بِذِی الْقُرْبٰی۔ القرابۃ اور صاحب قرابت کے ساتھ احسان کرو۔ ف اور قربیٰ ہر وہ شخص جو قرابت دار ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو اسیواسطے مفسر رح نے قربیٰ کی تفسیر قرابت سے کی۔ اور انس بن مالک رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کو خوش آوے کہ اسکے رزق مین فراخی دیجاوے اور اسکے اثر مین تاخیر ہو یعنے زندگی یا نیکنامی دراز باقی رہے اسکو چاہیے کہ اپنی قرابت سے صلہ رحم کرے (رواہ البخاری ومسلم) وَالْیَتٰمٰی اور احسان کرو یتیمون کے ساتھ ف یتیم وہ لڑکا یا لڑکی جسکا باپ مرگیا اور پندرہ برس سے کم ہی پھر اگر وہ ناتے دار ہو تو اسکا قرابت و یتیمی دوطرح سے حق ہی اور یہ تین وجہ سے ثواب ہو جاتا ہی کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مسکین پر صدقہ تو ایک صدقہ ہی اور قرابت دار پر صدقہ اور صلہ رحم دونون ہی (کما فی الصحیح) پس یتیم قرابتدار پر ثواب یتیم کا بھی ہی اور سہل بن سعد الساعدی رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اور یتیم کی کفالت کرنیوالا جنت مین اسطرح ہونگے اور اشارہ کیا اپنی کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اور ان دونو نمین تھوڑا فرق رکھا (رواہ البخاری) وَالْمَسٰکِیْنِ۔ اور مساکین پر احسان کرو ف مساکین جمع مسکین اور یہ شامل ہی فقیرون کو بھی اور تفسیر دونون کے پہلے گذر چکی ہی اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ بیوہ و مسکینون کے واسطے سعی کرنے والا ایسا ہی جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرنیوالا اور مجھے خیال پڑتا ہی کہ فرمایا اور ایسا ہے جیسے وہ نمازی جو کبھی فترہ نہین کرتا اور جیسے وہ روزہ دار جو کبھی افطار نہین کرتا (رواہ البخاری ومسلم) وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی۔ القریب منک فی الجوار او النسب۔ لفظ کے معنے یہ ہین کہ پڑوسی صاحب قرابت۔ اور ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ جو تجھسے پڑوس مین قریب ہو اور مجاہد رح نے کہا کہ جو تجھسے نسب مین قریب ہو کذا قال فی الکمالین اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر فرمایا کہ علی بن ابی طلحہ رضہ نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ جار ذی القربیٰ سے مراد وہ شخص ہی کہ تیرے اور اسکے درمیان قرابت ہی اور جار الجنب وہ شخص کہ تیرے اور اسکے درمیان قرابت نہین ہی۔ اور ایسا ہی عکرمہ بن خالد ومجاہد ومیمون بن مہران وضحاک وزید بن اسلم ومقاتل بن حبان سے مروی ہی۔ اور ذکر کیا کہ جابر جعفی نے شعبی رح کے واسطہ سے حضرت علی وابن مسعود رضہ سے روایت کی کہ جار ذی القربیٰ سے مراد جورو ہے اور بیضاوی نے قول ضعیف کرکے نقل کیا کہ بعض نے کہا کہ جسکے ساتھ باوجود پڑوس کے قرب واتصال بوجہ نسب یا دین کے بھی ہو مترجم کہتا ہی کہ اقوی وہ ہی جو بطریق علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس وغیرہ واحد مذکور ہوا اور روایت

Marfat.com

جابر جعفی اگر ثابت ہو تو اِس آیت کا ربط ماقبل سے اچھا ظاہر ہوگا۔ **وَالْجَارِ الْجُنُبِ** ۔ البعید عنک فی الجوار والنسب [illegible]
تجسے پڑوس مین یا نسب مین۔ اور **بیضاوی** مین ہی کہ جو دور ہو یا جس سے تجسے قرابت نہین ہی۔ اور اس اخیر معنے پر بعض [illegible]
اقتصار فرمایا ہی آور یہی حضرت ابن عباس و دیگر علماء تابعین سے ثابت ہین جیساکہ اوپر گذرا جنب بفتحتین بمعنے مجانب ہوا ایک طرف دور پڑوسی
خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو خواہ مفرد ہو یا جمع ہو۔ اس سے ثابت ہی کہ پڑوس دور و نزدیک دونون کو شامل ہی جیسا بعض نے گمان کیا کہ جار ملاصق
بملاصق ہی اور علما مین اختلاف ہی کہ جوار کا حق کہانتک ثابت ہوتا ہی پس اوزاعی و حسن و زہری سے مروی ہی کہ چالیس گھر تک ہر طرف سے جوار ہی اور
بعض نے کہا کہ جن لوگون کو اقامت نماز کی آواز سنائی دے اور بعض نے کہا کہ جو ایک محلہ مین ہون۔ اور دلیل قول اول آنکہ ایک شخص نے نبی صلعم کے
پاس آکر عرض کیا کہ مین ایک قوم کے محلہ مین اُترا اور جو مجسے زیادہ قریب پڑوسی ہی وہی مجھے زیادہ ایذا دیتا ہی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و
عمر و علی رضی اللہ عنہم کو بھیجا یہ بزرگ مسجد ونکے دروازہ پر بلند آواز سے پکار دیتے تھے کہ آگاہ رہو کہ چالیس گھر تک جار ہے اور جنت مین داخل نہوگا
جسکا پڑوسی اُسکی اذیت سے بیخوف نہو (رواہ الطبرانی کمافی الترغیب والترہیب) یعنے ہر ہر محلہ مین ۱۲ اور **شیخ مفسر جلال سیوطی** رح نے جامع صغیر مین ذکر کیا کہ جوار
چالیس گھر تک ہی (رواہ البیہقی عن عائشۃ) لیکن ہر دو روایتین ضعیف ہین اور بعض نے [illegible] حدیث مرسل ہی جو ابوداود نے روایت کی کہ حق جوار
چالیس گھر ہی یون یون اور اشارہ کیا آگے پیچھے داہنے بائین۔ ایسا ہی **شیخ مفسر جلال** رح سے مذکور ہی اور زرکشی رح نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہے
اور ابن حجر رح نے فرمایا کہ اس اسناد کے راوی ثقہ ہین مترجم کہتا ہی کہ علماء شافعیہ کے نزدیک یہ حدیث حجت نہین ہوسکتی کیونکہ مرسل ہی اور باقی
تینون اماموں کے نزدیک تابعی ثقہ کا ارسال حجت ہی لیکن امام ابوحنیفہ کا ظاہر مذہب یہ ہی کہ جوار کا حق ایک محلہ تک ہی کیونکہ آیت کریمہ مین
عموم ہی اور روایت مذکورہ بالا محتمل تاویل ہی پس انکے نزدیک شفعہ کا حق جو بسبب جوار کے ثابت ہوتا ہی موافق ترتیب کے آخر محلہ تک والونکو ملیگا جیساکہ
کتاب الشفعہ ترجمہ عالمگیری و عین الہدایہ مین مفصل مذکور ہی اور امام شافعی رح شفعہ بالجوار کے قائل نہین ہین بہرحال اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ
جوار کی حرمت نگاہ رکھنے کا حکم شرع مین ہی آور حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برابر جبرئیل مجکو پڑوسی
کے حق مین وصیت کرتے تھے یہانتک کہ مین نے گمان کیا کہ شاید وہ پڑوسی کو وارث بنادینگے (رواہ احمد والبخاری ومسلم) معنے یہ ہین کہ میرے گمان مین
آیا کہ شاید کہ جبرئیل علیہ السلام کو لوح محفوظ وغیرہ سے کوئی حکم ایسا ظاہر ہوا کہ پڑوسی کے واسطے وارث ہونیکا حکم کسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف
سے نازل ہوگا جسکو حضرت جبرئیل ع لادینگے فافہم۔ وہذا الحدیث قد رواہ الترمذی وابوداود واحمد عن عبداللہ بن عمرو ایضا وقد روی عن مجاہد و
عائشہ وابی ہریرہ وجابر بن عبداللہ مرفوعًا ایضًا الا ان روایۃ مجاہد مرسل۔ اور حضرت عمر رض سے مرفوعًا آیا کہ آدمی اپنے پڑوسی کے بدون خود چھک کر
نہ کھادے (**قال ابن کثیر تفرد بہ احمد**) اور ایک حدیث مین ہی کہ جس قوم کے درمیان پڑوسی بھوکا پڑا رہے اور خود کھاوین تو غضب الٰہی کا
خوف ہی اور تمام حدیث عین الہدایہ مین ہی وقد رواہ الدارمی وغیرہ۔ آور اسی پڑوس کے حق عظیم پر دلالت کرتا ہی جو صحیحین مین شرک و قتل فرزند کے
بعد تیسرے درجہ کا گناہ یہ فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے تو بڑا گناہ ہی آور سابق مین کبیرہ گناہون کے شمار مین مذکور ہوا۔ جاننا چاہیے
کہ حضرت جابر بن عبداللہ رض کی روایت مین ہی کہ حوالی مدینہ سے ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلعم و جبرئیل علیہ السلام وہان نماز پڑھتے تھے جہان
جنازون پر نماز پڑھی جاتی تھی پھر جب حضرت صلعم نماز سے فارغ ہوے اور ادھر آئے تو اس شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ کون شخص تھا اور کہان
گیا جو آپ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اسکو دیکھ لیا تھا اسنے عرض کیا کہ ہان۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے خیر کثیر یعنے بہت بڑی
بھلائی دیکھی۔ یہ جبرئیل ع تھے کہ برابر مجکو پڑوسی کی بابت وصیت کرتے تھے یہانتک کہ مین نے گمان کیا کہ وہ عنقریب پڑوسی کو ورثہ دلا دینگے

(تفرد به احمد) اور جابر بن عبداللہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پڑوسی تین قسم کے ہین ایک پڑوسی جسکا ایک حق ہی اور دو حقداری مین سب پڑوسیون سے گھٹکر ہی دوسرا پڑوسی جسکے دو حق ہین اور تیسرا پڑوسی جسکے تین حق ہین اور یہ سب سے افضل ہی پس جسکا ایک حق ہی وہ مشرک پڑوسی ہی جس سے کچھ ناتا نہین ہی اسکا ایک حق ہی۔ اور دو حق والا وہ مسلمان پڑوسی ہی جسکو اسلام و پڑوس کے دو حق ہین اور تین حق والا وہ مسلمان ناتے دار پڑوسی ہی جسکو اسلام و ناتے و پڑوس کا ۱۲ کے تین حق ہین (رواہ البزار) حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہین ہین دونون مین سے کسکو ہدیہ بھیجون آپ نے فرمایا کہ دونون مین سے جسکا دروازہ تجھسے زیادہ قریب ہو (رواہ احمد والبخاری) اور عبداللہ بن الصامت سے مرفوعًا روایت ہی کہ ابوذر رضہ کو فرمایا کہ ای ابوذر تو نیکی کے کامون مین سے کسی کام کو حقیر مت جاننا اگرچہ یہی ہو کہ اپنے بھائی مسلمان سے بخندہ پیشانی ملاقات کرے اور جب تو شوربا پکاوے تو اسمین پانی زیادہ رکھ اور اسمین سے اپنے پڑوسیونکو کفگیر سے نکال کر پہونچاوے اور صحیح مین ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر اسکو چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرے اور ایک روایت مین ہی کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے۔ اور بعض احادیث مین ایسے شخص کی بابت جس سے اسکا پڑوسی بخستہ نہ ہووے وعید سخت آئی ہے کہ وہ جنت مین داخل نہو گا۔ یعنے اگرچہ صوم صلوۃ کا پابند ہو اور حرام و منہیات سے بچتا ہو مگر اس جرم مین کہ پڑوسی اسکی ایذا مین مبتلا ہون پہلے جنت مین نجائیگا۔ اور علی ہذا یہ کبیرہ گناہ ہوگا ولیکن علمانے اسکو تشدید پر محمول کیا ہی واللہ اعلم۔ **وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ**۔ اور نیکی صاحب پہلو سے **ف** الرفیق فی سفر او صناعۃ وقیل الزوجۃ۔ یعنے سفر کے رفیق سے یا پیشہ کے رفیق سے اور بعض نے کہا کہ پہلو کی زوجہ مراد ہی صاحب صیغۂ اسم فاعل بمعنے صحبت مین ہونیوالا یعنے ساتھی اور معنے آنکہ اور نیکی کرو اس شخص سے جو تمہاری صحبت مین ہو بایں طور کہ پہلو بہ پہلو ساتھ رہتا ہو پھر ابن عباس و مجاہد رح و سعید بن جبیر و عکرمہ و ضحاک سے روایت ہی کہ مراد اس سے وہ شخص ہی جو سفر مین یا کسی صناعت مین رفیق و ساتھی ہو اور حضرت علی و ابن مسعود سے روایت ہی کہ مراد زوجہ ہی (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر) اور ابن جریج نے کہا کہ ابن الزبیر نے کہا کہ ہر وہ شخص جو تیری صحبت مین تجھسے کسی نفع کی امید پر ہو (حکاہ ابن ابی حاتم) اور زید بن اسلم رضہ سے ان سب باتون کو شامل قول روایت کیا گیا اور شاید کہ یہی اولیٰ ہی اگرچہ حق صحبت سفر مین بہ نسبت سفری مصاحبت دیگر مقام کے زائد ہو اور جورو کا حق صحبت بہ نسبت سفر کے رفیق کے زائد ہو اور صناعت مین صحبت کے یہ معنی ہین کہ تجارت یا کسی ہنر و پیشہ کے سیکھنے یا علم پڑھنے مین ساتھ ہو اور مجلس یا مسجد وغیرہ مین جو ہم پہلو ہو وہ بھی استحقاق صحبت رکھتا ہی اگرچہ ادنیٰ ہی **وَابْنِ السَّبِيلِ**۔ المنقطع فی سفرہ۔ لفظ کے معنے یہ ہین کہ راہ کا فرزند۔ اور لغت مین اسکے معنے راہ گیر کے ہین شیخ ابن کثیر رح نے ذکر فرمایا کہ حضرت ابن عباس و ایک جماعت نے فرمایا کہ وہ مہمان ہی اور مجاہد و ابوجعفر یعنے امام باقر علیہ السلام و حسن و ضحاک و مقاتل نے فرمایا کہ وہ شخص جو سفر طے کرنے مین تیرے یہان ہو کر گذرے **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا کہ یہ تفسیر زیادہ ظاہر ہی اگرچہ مہمان سے بھی حضرت ابن عباس وغیرہم کی مراد یہی ہی کہ جو سفر مین تیرے یہان منزل کرے اور اُترے پس ہر دو تفسیر ایک ہین مترجم کہتا ہی کہ مفسر رح نے ابن السبیل کے ساتھ قید لگائی کہ اپنے سفر مین منقطع ہو یعنے اسکے پاس ایسا کچھ نرہا ہو کہ اپنی منزل مقصود کو پہونچ جاوے لیکن اولیٰ یہ ہی کہ یہان یہ قید نہ لگائی جاوے بلکہ مطلقًا مسافر لیا جاوے اور معنے یہ ہین کہ احسان کرو مسافر کے ساتھ یعنے سفر مین جو مسافر تمہارے یہان آکر اُترے اس سے نیکی کرو اور یہ قید جو مفسر رح نے ذکر فرمائی ہی وہ زکوٰۃ کے مصرف مین جو ابن السبیل سورۂ براءۃ مین مذکور ہی اسکے ساتھ البتہ مراد رکھی گئی ہی اور جسنے یہ توجیہ کی کہ وہان ابن السبیل کی لفظ سے اسطرح مقید مراد ہونا ضرور ہی کہ مطرد ہو ورنہ قید بلادلیل ہوگی تو یہ وہم ہی اسواسطے کہ ابن السبیل کا لفظ قطعًا اس مقید معنے کے واسطے از راہ لغت نہین ہی اور تمام بحث انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ براءۃ مین آویگی۔ اور یہان تو غرض اخلاق کریمہ بیان کرنے سے ہی اور وہ ہر مسافر کے ساتھ نکوئی کے برتاؤ پر ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ جو ایمان رکھتا ہی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر اسکو چاہیے کہ اکرام کرے اپنے مہمان کا اسکا جائزہ ایک رات و دن اور ضیافت تین [illegible]
ہی اور مسافر مہمان کو بھی یہ نہ چاہیے کہ اسکے پاس قیام کی نیت کرلے حتی کہ اسکو حرج مین ڈالے یعنے یہین رہنے پر جم جاوے اور آجکل تو یہی [illegible]
برباد کرتے ہین اور اگر ایسی حالتمین کہین مسافر ٹھہر گیا تو گھر کا قبالہ لکھنے کی نوبت پہونچ جاتی ہی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ وَمَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ۔ من الارقاء۔ یعنے اور نیکی کروان لوگون کے ساتھ جنکے مالک ہوئے تمھارے داہنے ہاتھ پس ما موصولہ بمعنے من ہی اور
چونکہ اسم موصول مبہم ہوتا ہی مفسر رح نے قولہ من الارقاء سے اسکا بیان کر دیا یعنے ان لوگون سے مراد ارقاء ہین جمع رقیق کی بمعنی مملوک خواہ باندی
یا غلام ہو اور بعض علمانے بنظر لفظ ما ملکت جو غیر ذوی العقول کے واسطے ہی تمام حیوانات مراد لیے جو ملک مین ہون اور غلام و باندیان اگرچہ
انہین شامل ہین ولیکن کثرتاً جانور غیر ذوی العقول کے مملوک ہونیکی وجہ سے لفظ ما موصولہ سے تعبیر ہوئی اور حق یہ ہی کہ ما موصولہ اعم ہی ذوی العقول
و غیر ذوی العقول دونون پر بولا جاتا ہی و بنظر نظایر آیات و دلائل دیگر کے مراد اس سے باندی و غلام لینا چاہیے الا آنکہ دلالت سے شمول دیگر حیوانات مملوکہ اولیٰ ہی اور
صحیح مین ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم مرض الموت مین اپنی امت کو وصیت فرماتے تھے کہ الصلوۃ الصلوۃ۔ یعنے کمال احتیاط رکھو کہ نماز ترک نہو
و ما ملکت ایمانکم۔ اور کمال احتیاط رکھو اپنے مملوک لوگونکے حق مین اور اسکو بار بار فرماتے تھے۔ اور یہان مراد مملوک کے ساتھ احسان کرنیسے یہ ہی
کہ اسکے کھانے کپڑے کی خبر رکھے اور اسکی طاقت سے باہر کام کرنیکی اسکو تکلیف نہ دے اور اگر ایسے کام کو کہے تو آپ بھی اسکی مدد کرے اور ابوذر غفاری رض
جو آپ کھاتے وہی اپنے غلام کو کھلاتے اور جو آپ پہنتے وہی اسکو پہناتے اور سواری مین راہ چلنے مین بھی اسیطرح باری باری رکھتے تھے اور حضرت
ابوذر رض سے روایت ہی کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مملوک لوگ تمھارے بھائی تمھارے خادم ہین اللہ تعالیٰ نے انکو تمھارے ہاتھون کے تحت
مین کر دیا ہی سو جسکے زیردست اسکا بھائی ہو اسکو چاہیے کہ کھلاوے اسکو جسمین سے آپ کھاوے اور پہناوے جسمین سے آپ پہنے اور نہ تکلیف دو
انکو ایسے کام کی جو انپر انکی طاقت سے غالب ہو اور اگر ایسی تکلیف انکو دو تو اس کام مین انکے ساتھ مدد کرو۔ (رواہ الشیخان) اور مقدام رض سے
روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو تو نے اپنی ذات کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہی اور جو تو نے اپنے فرزند کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہی اور جو تو نے
اپنی زوجہ کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہی اور جو تو نے اپنے خادم یعنے باندی یا غلام کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہی (رواہ احمد والنسائی قال ابن کثیر
و اسنادہ صحیح) اور بندگان خدائے تعالیٰ جو انسان کے زیردست مملوک ہوتے ہین انکے ساتھ نکوئی و احسان کرنے اور انکی خواری و ذلت نہ کرنے اور
انکو حقیر نظر سے نہ دیکھنے مین بہت احادیث وارد ہین کہ انکا ذکر کرنا طویل ہی اور اسقدر مذکور مین جملہ وجوہ صریحاً و دلالۃً آگئے اور خود اللہ تعالیٰ نے
دلالت فرمائی بقولہ۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا۔ متکبراً۔ غرور کرنے والا۔ فَخُورًا۔ علی الناس بما أُتی۔ بہت
فخر جتانے والا لوگون پر اس چیز کے ساتھ جو دیا گیا ہی اللہ تعالیٰ ایسے متکبر فخور کو محبوب نہین رکھتا یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکو نعمت دی بعض
لوگون سے زائد مگر وہ لوگون پر فخر کرتا ہی اور انکو بنظر حقارت دیکھتا اور اپنے آپ کو انسے مرتفع جانتا ہی حالانکہ سب تعریف و حمد اللہ تعالیٰ ہی
کے واسطے ہی کہ اسنے محض فضل سے بدون اسکے استحقاق کے اسکو دیا۔ ف شیخ نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا
بہ شیئا۔ یہان دو باتون کا حکم فرمایا ایک تو بندگی کرنے کا اور اس بندگی مین اخلاص رکھنے کا کہ خالص اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہو اور دوسری یہ کہ
عبادت اسکی شرک کے ساتھ نہو پس شرک کے موجود ہوتے ہوے تو عبادت نہین ہو سکتی ہی یعنے جب تک شرک کا وجود کچھ بھی رہیگا تب تک
عبادت کا وجود درحقیقت نہوگا اگرچہ کوئی سمجھا کرے کہ عبادت پائی گئی ہی اور بغیر عبادت کے اخلاص و توحید نہین ہوتی ہی پس توحید وہ اسطرح
مطلوب ہی کہ قدم کو حدوث سے مفرد کرے اور شریک و ضد سب کی نفی کرے یعنے اپنے علم و یقین و اعتقاد مین حضرت باری تعالیٰ کو یکتا [illegible]

بانے سب شریک وضد چیزون سے اور جو چیزین حدوث ہین سب سے اسکو فرد اعتقاد کرے اور عبادت اسطرح مطلوب ہی کہ اس توحید مذکور کے ساتھ بالی جاوے تاکہ یہ عبادت موافق اِس توحید کے ہو یعنے ایسے معبود کی عبادت کرنے والا ہو جسکی وحدانیت کا اسطرح اعتقاد کیا ہی کیونکہ عبادت تو وہی ہی جو ایسے معبود حقیقی کی ہو اور توحید مذکور موافق تنزیہ قدم کے ہو یعنے توحید مذکور دراصل حضرت قدیم سے خارج ہی کیونکہ یہ تو بندے کا اعتقاد ہی لیکن بات اسقدر البتہ ہی کہ تنزیہ قدم سے موافق ہی پس نفس مع اپنے حظوظ و خواہشونکے پیدا کیا گیا اور بندونکو حکم دیا گیا کہ حق الیقین کو یقین سے پاک اعتقاد کرین۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ خلقت بدل ڈالین اور نفس کی طبیعت سوائے حق تعالی کے غیر کی طرف مائل نہو پس حاصل آنکہ تم لوگ مجھسے اسرار باطنی کا انوار ظاہر ہونیمین پاکیزہ کیا جانا مجھسے مانگو کہ مین البتہ اس امر پہ قادر ہون کہ اسکی تکمیل کو وحدانیت کی مہار دیدون اور اپنی فردانیت کے واسطے اسکو خضوع مین لاؤن۔ آور نیز۔ اعبدوا اللہ یعنے اللہ تعالی کی عبادت خالص اللہ تعالی کے واسطے بجالاؤ اور عوض پر نظر نہ کھو اور عبادت کو مت دیکھو اسواسطے کہ یہ دونون باتین عارفونکے لیے شرک ہین۔ قال المترجم عارفین سے مراد مؤمنین ہین اسواسطے کہ مرتبہ عارفان سے یہ شرک مخصوص نہین ہی کہ عوض کے واسطے عبادت کرے بلکہ مثلاً نماز خالص واسطے اللہ تعالی کے ہی نہ آنکہ نماز جنت ملنے کیواسطے اللہ تعالی کے لیے ہی کیونکہ اس نیت سے نماز ادا نہوگی فافہم۔ بلکہ عبادت کرو اللہ تعالی کی اسطرح کہ ہم سے قصور ہی ہم کسیطرح اسکی عبادت ادا نہین کر سکتے ہین یہ موحدونکی عبادت ہی اور نیز۔ انکو اپنی طرف سے اپنے ساتھ مشغول کیا اور اگر انکو انتہا درجہ کی محبت سے مالامال فرماتا تو قرب و مشاہدہ مین بیخود ہو جاتے اور عدم سے نکل کر دریاے قدم مین غرق ہو جاتے اور محبت کا یہی آخری درجہ ہی کیا تو نہین دیکھتا کہ اہل جنت کو کسطرح فرمایا کہ انھونے راحت قرب و مشاہدہ بے مصیبت امتحان حاصل کر لیا۔ الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیہا نصب و لا یمسنا فیہا لغوب۔ اور شیخ ابو یزیدؒ نے فرمایا کہ اللہ عز و جل نے تمام عالم مین کوئی ایسا نہین دیکھا جو اسکی معرفت کے لائق ہو پس انکو اپنی عبادت مین مشغول کر دیا مترجم کہتا ہی کہ یہ بیان کا قصور ہی کہ یہان عبارت سے یہ مضمون ادا نہین ہو سکتا ولیکن مطلب کو عارفون کے خدمتگزار جان لیتے ہین فافہم۔ شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ حقیقت عبودیت کی یہ ہی کہ اپنی سر باطنی سے علائق و شریکون کو قطع کر دے آور واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شرک یہ ہی کہ تقصیر کو اپنی ذات سے دیکھے اور اسپر ملامت کرے قال المترجم تحقیق اس قول کی یہ ہی کہ تقصیر بمقابلہ ادائے قدرت ہی اور اثبات چیزی از صفت قدرت شرک ہی پس نفس پر یا جہالت ہے یا شرک خفی فافہم اس سے کہا جائیگا کہ ملامت آیا اسیر ہی جو متولی اسکی اقامت کا ہی یا خاص نفس پر حالانکہ اسپر اسباب حرص و ہوا کا حکم دیدیا گیا تھا اور بعض اکابر نے فرمایا کہ عبودیت یہ ہی کہ تو اپنے مشاہدہ سے اسکے مشاہدہ مین فنا ہو جاوے جسکی تو بندگی کرتا ہی قال المترجم۔ یہ مرتبہ احسان ہی جو حدیث شریف مین آیا ہی کہ تیری بندگی ادا کرنا اسطرح کہ گویا اللہ تعالی کو دیکھتا ہی پھر اگر تو نہ دیکھے تو وہ تجکو دیکھتا ہی۔ قولہ وبالوالدین احسانا۔ والدین سے اشارہ مین وہ لوگ بھی شامل ہین جنکا تربیت معنوی مین حق ہی یعنے مشائخ معرفت پس مریدین کا انکے ساتھ احسان کرنا اسطرح ہی کہ ان کے حضور مین اپنی گردنین جھکائے رکھین باین طور کہ ہر دم و ہر لحظہ انکی مخالفت سے بچے رہین اور انکے فضائل کو مخلوق مین پھیلاوین اور مزید قربت کی انکے واسطے دعا کرین آور شیخ جنیدؒ نے فرمایا کہ مجھے میرے باپ نے ایک امر کا حکم دیا اور سری سقطیؒ نے ایک امر کا حکم دیا پس مین نے حضرت سری رح کے حکم کو اپنے باپ کے حکم پر مقدم رکھا اور مین نے جو کچھ پایا ہی وہ سب حضرت سری رح کے فیض برکات سے ہی قال المترجم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ فرماتے تھے کہ باپ تیرے تین ہین ایک وہ جسکے نطفہ سے تو پیدا ہوا اور دوسرا وہ جسنے تجھے جورو بیاہی یعنے خسر اور تیسرے وہ جسنے تجھے علم سکھایا اور ان سب مین بہتر وہ ہی جسنے تجھے علم سکھلایا ہی مترجم کہتا ہی کہ علم سکھلانے والون مین بدرجہ اولی علماے معرفت بھی داخل ہین قولہ وبذی القربی۔ یعنے قرب الہی کے برادری والے یعنے محبت الہی عز و جل مین جو لوگ داخل ہین۔ والیتامی۔ وہ لوگ جو درگاہ باری تعالی

سے دور پڑے اس وجہ سے کہ آفت شہوات مین پھنس گئے اور فتور مین آگئے اور اس سبب سے مشاہدہ سے محجوب ہوگئے پس [illegible]
انکے پروردگار باری تعالیٰ کی بندگی مین ترغیب لاؤ اور انکے مالک عزوجل کی جناب کا شوق انکے دلو نمین بڑھاؤ [illegible]
لگاؤ- اور جو شخص ایسا ہو کہ اسکا شیخ مرگیا اور ہنوز وہ شخص درجۂ اہل قرب و مشاہدہ تک نہین پہونچا ہو تو وہ معرفت مین یتیم ہو اور اسکے [illegible]
احسان یہ ہو کہ اسکو اولیاء اللہ تعالیٰ کے آداب سے تربیت کرو تاکہ راہ معرفت سے منقطع نہو جاوے- قولہ والمساکین مراد ان سے وہ سالک
ہین جو مجذوب نہین ہین کیونکہ سالکین نے مجاہدات کے ساتھ مقامات کی راہ طے کرنی اختیار کی ہو اور انکے ساتھ احسان یہ ہو کہ مشاہدات کے
اسرار انکے سامنے ظاہر کیے جاوین تاکہ انکے دلون مین آثار محبت پیدا ہون پس وہ ظاہری مجاہدہ سے سکون کرین اور حضور قلب اور ظہور اسرار سے
حق کو طلب کرین تاکہ پلک مارتے ایسے مقام پر پہونچین جہان ہزار برس مجاہدہ و ریاضت سے نہین پہونچ سکتے تھے **قال المترجم** حاصل کلام یہ ہو کہ اشارہ
مین مساکین سے مراد وہ لوگ ہین جو بدون شوق و محبت و جذب کے صرف ریاضت و مجاہدہ سے راہ طے کرتے ہین جیسے اکثر علمائے ظاہر کا حال ہو گیا ہو جو
اپنے نفس مین کچھ انانیت رکھتے ہین یا راہ جذب سے وقوف نہین رکھتے ہین باوجودیکہ وہ ظاہر و باطن مین متقی و پرہیزگار ہین اور انکو عرف مین [illegible] کہتے ہین پس
انکے ساتھ احسان کرنے سے مراد یہ کہ شریعت کے آثار اُنپر ظاہر کیے جاوین تاکہ راہ محبت مین آوین اور فہم اسرار و دلیل قیاس کے قائل ہون پس عامۂ ظاہریہ
مانند داؤد بن علی ظاہری شیخ ثقہ اور علامۂ محدث ثقہ شیخ ابن حزم وغیرہ اِسی گروہ سے ہین ولیکن یہی بلا انکے ساتھ ہو اور علمائے سنت نے ظاہریہ ہونے
سے منع فرمایا ہو اور علامۂ محدث جلیل ثقہ شیخ ابن القیم رح نے بہت تاکید سے وصیت فرمائی کہ خبردار خبردار تو ظاہریہ بننے سے بچنا کہ وہ اسرار شریعت
سے بے بہرہ اور دل کو سخت کردیتی ہو- مولوی روم علیہ الرحمۃ نے کہا ؎ سیر زاہد ہر شبی یک روزہ راہ ✣ سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ ✣ یعنے
زاہد اگر شب بیداری مین بہت طے کرگیا تو ایک روز کی راہ اور بس اور عارف کا یہ حال ہو کہ ایک دم مین اسکی رفتار تا تخت سلطان عزت عزوجل
ہوتی ہو اور بہت سے اہل علم کو یہ شبہہ پڑ گیا کہ پچھلے اولیاء اللہ تعالیٰ سب ایسے ہی گذرے کہ مشہور اماموں ابوحنیفہ و شافعی و مالک و احمد- انمین سے
کسی کے اقوال کے پابند نہ تھے اور ان بزرگون مین سے کسی سے جذب و محبت کے مسائل نہین منقول ہین تمام فقہ کی کتابین موجود ہین- یہ وہم بڑا بیفکری کا
ہو افسوس ہو کہ انھون نے غور نہین کیا اولاً یہ کہ بالیقین افعال قلوب بھی واجب و سنت و مستحب و حرام و مکروہ اقسام کے متعلق ہین مثلاً تکبر قطعاً حرام
ہو علی ہذا القیاس حالانکہ کمتر اس سے بلکہ شاذ اس سے بحث کی گئی کہ اگر نماز کو ریا کے ساتھ پڑھیگا یعنے دکھلاوے سناوے کو تو ثواب باطل بلکہ گنہگار رہیگا
پس فقہ مین بحث افعال جوارح سے ہو مگر شاذ کسی فعل قلب سے بحث استطرادی آگئی ہو اور البتہ صاحب توضیح رح نے منصوص کردیا کہ فقہ امام ابوحنیفہ رح
ان مسائل کو بھی شامل تھی ولیکن متاخرین نے اسکو نکال ڈالا گویا ایسا ہو گیا کہ یہ مسائل اس فقہ مین موجود ہی نہ تھے- ثانیاً دین متین و راہ ایمان موقوف
بر فقہ نہین ہو بلکہ بڑا حصہ اس راہ کا حدیث شریف کے بغیر حاصل نہین ہوتا ہو حتی کہ علمائے ربانی کے نزدیک خالی فقہ جاننے والا ویسا ہی سخت دل ہوتا
ہو جیسے ظاہریہ فرقہ کے لوگ ہوتے ہین اور یہ بات اس شخص کے سامنے مثال آئینہ کے ظاہر ہو جو حدیث شریف کی خدمت کرچکا ہو- ثالثاً فقہ سے علاوہ
حضرت باری عزوجل کی کتاب مجید اور احادیث شریف مین کثرت سے نصًا و دلالۃً و اشارۃً و اقتضاءً ہزارہا مسائل اور علوم موجود ہین جو فقہ مین پائے
نہین جاتے ہین چنانچہ ہر سہ اول کی مثالین ادنی تنبیہ سے واضح ہین اور ایسے ہی مثال چہارم بھی اور اللہ عزوجل نے فرمایا- وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
یعنے ہمنے جن و انس کو فقط عبادت کے ہی واسطے پیدا کیا ہو حالانکہ یہ جملہ قوت خبریہ مین ہو اور ضرور ہو کہ شرائط نماز سے ستر پوشی اور طہارت وغیرہ و زاد راہ
حج و بیوع کا حلال کرنا اور طلب رزق حلال مانند اسکے امور مین صرف اوقات اور نفقات محارم کا وجوب مقتضی تحصیل ہو کر باعث صرف اوقات ہو
پس ضرور ہو کہ یہ اوقات اور یہ کام محسوب عبادت ہون اور فقہانے بالاقتضاء نکالا ہو کہ مقدمۃ الواجب بھی واجب ہو یعنے جو امر واجب کیا گیا جس چیز کے

غیر تمام نہین ہو سکتا وہ چیز بھی باقتضار واجب ہوتی ہی پس اس سے کسقدر واجبات و مستحبات پیدا ہو گئے - کہ اگر کسیکے پاس کھانیکو نہو اور وہ کمائی کرنے اور کوشش کرنے پر قادر ہی مگر وہ نماز ہی مین مشغول رہا اور کمائی مین سعی نہ کی یہانتک کہ بھوک سے تڑپ کر مر گیا تو اسکا یہ حکم ہی کہ وہ گویا جان کو اپنے ہاتھون قتل کرنیوالا شمار ہوگا اور دوزخ مین بھی عذاب پاویگا پس اسقدر روزی طلب کرنا فرض ہی اور موجود ہونیکے ساتھ معمولی وقتا مین اپنے تن کو بقدر غذا مسنون پالنا ثواب ہی اور مقدامؓ کی حدیث مین جو امام احمد نے مسند مین اور بیہقی نے سنن مین روایت کی ہی موجود ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تیرا اپنے آپ کھانا بھی تیرے لیے صدقہ یعنے ثواب ہی اور اس حدیث کی اسناد صحیح ہی - پس یہ تو ایک دانہ اس خروار مین سے مثال دیا گیا جو کتاب اللہ و سنت رسول مین ہی اور تفسیر یعبدون از یعرفون یا یوحدون اسکے منافی نہین ہی کما لا یخفی - اور اشارت سے ہزارہا مسائل پیدا ہوتے ہین اور حدیث شریف مین خود اشارہ فرمایا کہ منہومان لایشبعان - یعنے دو حریص کبھی سیر نہین ہوتے ہین از انجملہ ایک علم کے خواہشمند کو فرمایا ہی پس یہ اسیطرح ہی کہ کتاب و سنت مین ان دلالات مذکورہ سے ہزارہا مسائل حاصل ہوتے ہین کہ علم کا خواہشمند کبھی سیر نہین ہوتا - اور جسنے یہ وہم کیا کہ اسمین علم سے علوم حرفت و صناعت و تجارت وغیرہ حتی کہ بعض نے کہا کہ فلسفہ و حکمت وغیرہ کو شامل ہی یہ کہنے والا نادان ہی جو بیباکی سے اللہ تعالیٰ و رسول پاک کے کلام کے معنے جو منھ مین آتے ہین بکتا ہی اور سخت بیوقوف واہی وہ ہی جسنے فلسفہ و حکمت کو شامل کیا حالانکہ جسکو حکمت کہتے ہین تحقیقی نام اسکا حماقت ہی پس کوئی دیندار ایسا تجویز نکریگا بلکہ معنے وہی ہین جو مین نے بیان کیے اور واللہ باللہ اللہ تعالیٰ کی کتاب حاوی علوم پاکیزہ صحیحہ ہے جسکے عجائب کبھی ختم نہین ہو سکتے - پڑھ قولہ تعالیٰ ولوان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ الآیۃ - پھر جب تجھے اس سے پتا لگا کہ حال یہ کچھ ہی تو اس فقہ پر مدار دین عجب ہی اور جو عالم فاضل کہلاوے اُس سے اور زیادہ تعجب ہی فقہ کافل علوم دین نہین ہان اگر ابتدا مین فقہ و حدیث و تفسیر سے آگاہ ہو تو ادنی مرتبہ حاصل ہوگا مولوی روم فرماتے ہین ؎ علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث + ہر کہ خواند غیر ازین گردد خبیث + یعنے دین کا علم یہی فقہ و حدیث و تفسیر ہی اور جو کوئی اسکے سواے پڑھے وہ خبیث ہو جائیگا مولوی علیہ الرحمۃ نے اسکے سوائے کو علم بھی نہین کہا اور سچ کہا کہ اسکے سوائے علم ہی نہین ورنہ اسکا جاننے والا عالم ہوتا حالانکہ اسکا جاننے والا خبیث ہوتا ہی - ہان عالم وہ ہی جو علم دین کو انکے حق سے پڑھے اور حقوق اسکے مترجم کو یہان بیان کرنیکی گنجایش نہین وہ بہت دراز وقت چاہتے ہین - یہان تو خلاصہ مقصد یہ ہی کہ فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ نے فقط احکام کے مسائل کہین سے فقط افعال جوارح کو شائع کر دیا اور دیگر ہزارہا بے عدد مسائل سے سکوت کیا یا خاص خاص سے بیان کیا ہی اسیواسطے مولوی روم علیہ الرحمۃ نے کہا ہی ؎ زان طرف کہ عشق می افزود درد + بوحنیفہ شافعی درسے نکرد + یعنے انتظامی حالت دنیا کے مسائل ان اماموں نے ظاہر کیے اور جذب و شوق کے مسائل کا درس نہین دیا کیونکہ وہ پڑھانے اور کتابون مین جمع کرنیکی [illegible] نہین - وہ خود بخود اللہ عزوجل قلب پاکیزہ مین عطا و القار فرماتا ہی بلکہ وہ عین علم ہی اور امام مالک رح نے فرمایا کہ علم ایک نور ہی جسکو اللہ تعالیٰ بندے کے قلب مین رکھ دیتا ہی اور وہی حکمت ہی جو قرآن مجید مین حضرت حق سبحانہ نے جابجا ارشاد فرمایا ہی اور تفسیر قولہ وآتاہ اللہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشاء - و دیگر مقامات مین تفسیر شیخ سے طول و اختصار کے ساتھ وافی کافی اشارات گذر چکے ہین وہانسے تلاش کرو - یہان اس طول کلام سے امید نفع عام ہی اور بضرورت بتوفیق الٰہی عزوجل لایا گیا و للہ الحمد والمنۃ - شیخ نے کہا اور نیز مساکین وہ لوگ ہین جو درگاہ عظمت پر کھڑے ہوے میدان صفات مین حیران ہین اور قدم کے ملک کی طرف نظر کرکے عقل گم کیے ہین کہ انکی نہ ابتدا ہی نہ انتہا ہی سو وہان اپنے مقصود و مراد کی انکو راہ نہین ملتی ہی کیونکہ یہ حال طاری ہوا ہی کہ معرفت مین نکرت نے اور نکرت مین معرفت نے ظہور کیا ہی یہ سخت مقام حیرت ہی پس اللہ عزوجل نے ان بندون پر رحم فرمایا کہ اپنے بندگان اہل تمکین و واصلین کو حکم دیا کہ انکے ساتھ احسان و مواسات کرو اسطرح کہ عظمت الٰہی عزوجل کے تحت مین جو یہ ذرہ سے کمتر بلکہ معدوم دبے ہوے ہین انکے دلونکو فرحت دو تاکہ مانوس ہون

Marfat.com

اور یہ اسطرح ہی کہ آواز پاکیزہ وعمدہ خوشبو سے انکو مانوس کرو اور یہ آواز پاکیزہ وخوشبوئے لطیف کن چیزونکی ہو جو علوم ومعارف [illegible]
کی ہو تاکہ اِس آواز خوش سے ایک ساعت مانوس ہو جاوین پس آتش کبریا وعظمت کی لپٹ مین جل نہ جاوین چنانچہ بعض تابعین سے بروایت [illegible]
دلونکو کبھی کبھی گھڑی دو گھڑی راحت دو پس اللہ تعالیٰ کی راہ مین حضرت حق عزوجل سے راحت لینے کا حکم دیا کیونکہ یہ معلوم تھا کہ جو لوگ مقام جلال
وعظمت مین پہونچے انکے جل جانیکا خوف ہی پس انکے حال پر شفقت فرماکر انکو وسعت لینے کا حکم دیا اور باب رخص انپر کھول دیا یعنے ادنی مرتبہ جہانتک
شرع مین اجازت ہی عمل کرلین اگرچہ عزیمت کا اختیار کرنا اولی ہی کما ذکرتہ مفصلا فیما مر۔ اور یہ اسواسطے کہ ترویح قلب کے ساتھ انکا شوق ومحبت
حضرت باریتعالیٰ کی جناب مین زیادہ ہوتا جاوے **قولہ والجار ذی القربی**۔ اشارہ آنکہ احسان کرو ایسے شخص کے ساتھ جسکے مقامات تمھارے
مقامات سے موافق ہون کیونکہ وہ راہ معرفت مین جار قربۃ اللہ تعالیٰ ہی یعنے اللہ تعالیٰ کی محبت مین تمھارے اسکے درمیان قرابت ہی اور نیز
جار ذی القربی وہ روح ناطقہ عارفہ عاشقہ ملکوتیہ ہی جو تجلی قدم کے ساتھ عدم سے نکلی ہی اور ازل سے تیرے ساتھ ہوئی وہ سب سے زیادہ تجھسے قریب ہے
قال المترجم اگر کہا جاوے کہ تو بعینہ وہی روح ناطقہ ہی پھر تجھسے قریب ہونا کیا معنے ہین تو جواب یہ ہی کہ آدمی درصل باعتبار بندہ ہونے کے وہی
روح ناطقہ ہی ولیکن باعتبار آنکہ وہ مجموعہ مرکب از لمۂ ملکیہ ولمۂ شیطانیہ ونفس وروح وعقل وحواس وغیرہ یعنے باصل بعضے باعتبار نظر آدمیت ومجسم شخص ہونے
وغیرہ کے ہی اِس لحاظ مین روح ناطقہ اسکے واسطے جار ذی القربی ہی اور تمام تحقیق اسکے فصوص الحکم بیان شخص عالم وتحقیق عالم اکبر وعالم اصغر مین
مذکور ہی۔ شیخ نے کہا کہ یہی روح ناطقہ جار اللہ ہی اور وہی مصبوغ بصبغۃ اللہ ہی یعنے قولہ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ مین اللہ تعالیٰ کے رنگ سے
رنگین ہونا واقعی اِسی روح ناطقہ کو ہوتا ہی۔ اور یہی دائین دست قدرت مین ہی چنانچہ کہا گیا کہ ارواح دائین ید قدرت الٰہی مین ہین۔ اور اسکو آب خوشگوار
تیرے قلب پاکیزہ سے ملتا ہی جو منظر نور تجلی اور مسکن نور تدلی ہی اور اسکے ساتھ احسان کرنا یہ ہی کہ اسکو بازوے معرفت وشوق محبت سے فضاے عالم مشاہدہ
مین پرواز دے بعد ازانکہ اسکو قید طبیعت سے رہا کرے اور اسکے مسکن کو حظوظ بشریت سے پاک کرلے اور یہ تجھسے بہت قریب قرابت ہی کیونکہ یہ تیری اصل
قیام ہی اور تو اسی کے ساتھ قائم ہی **قولہ والجار الجنب**۔ یہ اشارہ مین مرید مبتدی کو شامل ہی اور اسپر تیرا احسان یہ ہی کہ اسکو صدیقین عارفین کے مرتبہ پر
پہونچنے کی راہ چلنے کیواسطے رغبت دلاوے اور پوشیدہ اسرار محبین اسکے واسطے ظاہر کرے اور احوال مشتاقین کے فضائل سے اسکے کان بھرے۔ اور نیز
جار الجنب تیری صورت نوعیہ ہی جو تیری روح کیواسطے محل ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ اصطلاح کفار فلاسفہ نہین ہی بلکہ مراد اس صورت سے جسم ظاہری ہی
چنانچہ اسی پر دلالت کرتا ہی قول شیخ کہ اسکے ساتھ احسان یہ ہی کہ اسکے اعضاء جوارح کو گناہون وشہوات سے عمداً بتکلیف باز رکھے **قولہ والصاحب
بالجنب** **مترجم** کہتا ہی کہ تفسیر اسکی فن سفر سے اوپر مذکور ہو چکی اور شیخ نے اشارہ مین کہا کہ مراد سفر غیب کا ساتھی ورفیق ہی جسکو محبت الٰہی نے اپنی
درگاہ کی طرف جوش وخروش دیدیا ہی اور معرفت الٰہی کا شوق اور مشاہدہ اسرار کا جذبہ اپنی طرف کھینچتا ہی تو اسکے انفاس تیری سانسین ہین اور
اسکا سر باطن تیرا سر باطن ہی اور اسکا مقام تیرا مقام ہی اور طبیعت کے مالوف دیس چھوڑکر ازل وابد کے سفر پردیس مین وہ تیرا ساتھی ہی اور تیرا
احسان اسکے ساتھ یہ ہی کہ جب وہ لذت محبت مین محبوب سے منقطع ہونے کے قریب پہونچے تو اسکو مکر سے خوف دلاوے اور محبوب مین فنا ہونے کی
رغبت دے **قال المترجم** جتنے اہل حال مذکور ہوے ہین انکے حالات خود انوار وتجلیات ہین اور سالک خود ان انکشافات سے مانوس ہوجاتا ہی اگر توفیق
خاص دستگیر نہو پس سالک کا ان گوناگون تجلیات کی طرف التفات نہ کرے چنانچہ لذت محبت مین آرام نہ پاوے اور نہ اس سے راحت لیوے کیونکہ مقام
ابتدائی ہی اور خوف فنا سے نہ ڈرے بلکہ فنا ہوجاوے اور پھر زندہ جاوید ہوکر حیات قدیم کے ساتھ باقی ہووے فافہم۔ اور نیز صاحب بالجنب تیرا
قلب ہی اور اسپر احسان کرنا اسطرح ہی کہ اسکو تمام حادث چیزون سے منفرد کرے اور کسی کے ساتھ اسکا کچھ تعلق نہ رکھے اور حیات باری تعالیٰ کی طرف

Marfat.com

اسکو شوق دلاوے مترجم کہتا ہی کہ حدیث کریمہ مین اشارت ہی کہ جسنے اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے محبت کی اور اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے بغض کیا اور دیا تو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے اور نہ دیا تو اسیکی کیواسطے ندیا اسنے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔ اور حاصل اسکا یہ کہ ہر تعلق اسکا اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہوجاوے تاکہ آدمی جب تک زندہ ہی اور اسکو اہل دنیا و عالم اسباب مین میل جول و برتاؤ سے چارہ نہین ہی اس تمام تعلقات کا مرجع یہی محبت الٰہی عزوجل ہوجاوے پس اسکا تعلق کسی سے بوجہ غیر نہوگا بلکہ ہمہ تن تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے ہوگا اور یہ امر احادیث کثیرہ اور آیات مین شائع و مستفیض بلکہ اصل ایمان مین بدرجۂ تواتر ظاہر و باہر ہی پس یہ معنے ہین اس کلام کے کہ تمام مخلوق سے تعلق قلبی قطع کر دے۔ اور نیز صاحب الجنب تیرا نفس امارہ ہی جس کے حق مین حضرت سید المرسلین و امام العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک یعنی سب سے بڑھکر تیرا دشمن وہ تیرا نفس ہی جو تیرے دونون پہلو کے درمیان ہی۔ پس صاحب بالجنب تیرا نفس ہی اور تیرا احسان اسکے ساتھ یہ ہی کہ اسکو بندگی مین مقید رکھ اور شہوت سے روک۔ اور آتش محبت مین جلاؤ اور اسکی راکھ کو ہوائے معرفت سے اڑاوے تاکہ تخت حضرت عزت پر فقط سلطان عزت جل جلالہ کے سوا غیر کا نام و نشان نہ رہے **قولہ وابن السبیل** وہ لوگ ہین جو ملک الٰہی مین غریب دیار ہین ایسے مقام مین ہین کہ اللہ عزوجل کے سوا انکو کوئی نہین پہچانتا ہی انکا یہ حال ہی کہ نور افعال سے نور صفات تک سفر کرتے ہین اور نور صفات سے نور ذات تک پہونچتے ہین ازل و ابد کے میدانون مین ہر دم مسافر ہین کہین انکے قلب کو سکون نہین اور کبھی انکی سوزش دل نہین بجھتی و میدم انکا تحیر بڑھتا ہی اور ہر دم نئے پردیس مین پہونچتے ہین کوئی انکو پہچانتا نہین کہ انسے مواسات کرے اور مروی ہی کہ اگر مقیم ہوتے ہین تو کوئی پہچانتا نہین اور گم ہو جاتے ہین تو کوئی ڈھونڈتا نہین انکے واسطے اکرام کی گنجایش نہین ہوتی اور نعمتونکا انکے یہان رواج نہین اور انکے دل کے انوار اس آفتاب کے نور سے زیادہ روشن ہین مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین ہی کہ کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل تو دنیا مین اسطرح ہوجا کہ جیسے پردیسی یا راہ گیر مسافر تا آخر حدیث۔ اور سعدی علیہ الرحمۃ نے بوستان کے باب عشق مین اول دو حکایت مین کچھ انکا حال لکھا ہی وہ بہت کافی ہی۔ اہل دل اسیر الکتفا کرین اور شیخ علیہ الرحمۃ نے جو انکے انوار کا حال لکھا یہ مثال ہی ورنہ آفتاب کے نور کو اس سے مناسبت نہین ہی و مولوی رحمہ اللہ نے لکھا کہ ؎ خود غریبی در جہان چون شمس نیست + شمس جان باقیست کو را امس نیست + یعنے آفتاب ہر چند جہان مین غریب ہی لیکن شمس جان ایک ایسا آفتاب ہی کہ کبھی غروب نہین ہوتا ہی واللہ اعلم بالصواب۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ انکے ساتھ احسان کے یہ معنے ہین کہ انکی حضور مین اپنی جان فدا کرے اور انکی اوقات کو خوش کرے اور اغیار کو انکی صحبت سے دور رکھے تاکہ انپر کوئی ایسا شخص مطلع نہو جو انکے حال سے انکو ایک دم روکے **قال المترجم** یہ احسان راجع ہی اپنی طرف نہ انکی طرف کیونکہ وہ کسی حال مین کسی کے فعل ادب و خوشامد سے خوش نہین اور نہ ایذا و ملامت سے ناراض ہین انکا ہر حال مین یکسان وقت ہی اور قصہ خضر علیہ السلام پر مع احادیث زہد کے نظر کرو والسلام۔ **قولہ وما ملکت ایمانکم**۔ مراد ان سے وہ مریدین ہین جو ارادت سے تمہارے زیردست ہین اور انکے ساتھ احسان یہ ہی کہ انکو آداب الٰہی مین آداب الٰہی و سنت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم انکی تربیت کرو اور کرامات الٰہی انپر پھیلاؤ اور راہ امید کی طرف انکو بلاؤ اسواسطے کہ امیدوار بلند پرواز ہوتا ہی اور خوفناک تیز رو ہوتا ہی اور انکو ہمیشہ مراقبہ کے ساتھ مشاہدہ کا طریقہ سکھلاؤ اور **سہل** بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ کے اشارات مین فرمایا کہ جار ذی القربیٰ تو قلب ہی اور جار الجنب نفس ہی اور صاحب بالجنب عقل ہی جو سنت نبوی و شرع مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی پر آمادہ ہی اور ابن السبیل وہ اعضا ہین جو اللہ عزوجل کے واسطے مطیع و فرمانبردار ہین اور استاذ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تیرے پڑوسی فرشتہ ہین کہ اپنے گناہون سے ان کو اذیت مت دے اور انکے حق کو اپنی نیکو خدمتی سے مرعی رکھ۔ **قال المترجم** شاید مراد قوائے ملکی ہون یا معروف دو فرشتے ہون واللہ تعالیٰ اعلم

اِلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَکْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا

وہ جو بخل کرتے ہین اور سکھلاتے ہین لوگونکو بخل اور چھپاتے ہین جو انکو دیا اللہ تعالے نے اپنے فضل سے اور رکھی ہم نے

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا [illegible]

منکرون کو ذلت کی مار اور وہ جو خرچ کرتے ہین اپنے مال لوگون کے دکھلانے کو اور [illegible]

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا

اللہ پر اور پچھلے دن پر اور جسکا ساتھی ہوا شیطان تو بہت برا ساتھی ہی

اِلَّذِيْنَ ۔ مبتدا۔ يَبْخَلُوْنَ ۔ بما يجب عليهم ۔ یعنے الذین مبتدا واقع ہی اور خبر محذوف ہی اور معنے یہ ہین کہ جو لوگ بخل کرتے ہین اس چیز سے جو انپر واجب ہی۔ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۔ بہ۔ اور حکم کرتے ہین لوگونکو بخل کرنیکا اس چیز سے جو خرچ کرنا واجب ہی وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۔ اور جو کچھ اللہ تعالی نے انکو اپنے فضل سے دیا وہ چھپاتے ہین ف من العلم والمال وهم اليهود یعنے دیا علم سے اور مال سے اور یہ لوگ یہود ہین ۔ وخبر المبتدا لهم وعيد شديد۔ اور خبر اس مبتدا کی لهم وعيد شديد۔ انکے لیے وعید سخت ہی یعنے جو لوگ ایسے اور ایسے ہین اُنکے لیے عذاب کا حکم سخت ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ مفسر رح کے کلام کے موافق فخورا۔ پر وقف چاہیے اور الذین سے ابتدا ہونی چاہیے۔ اور معروف ہمارے دیار مین وصل ہی پس توجیہ وہ ہوگی جو بیضاوی وغیرہ مین ہی کہ الذین۔ بدل ہی من۔ سے یا خبر مبتدا محذوف یعنے هم الذين۔ ہی اور ضمیر هم راجع بجانب من كان مختالا فخورا۔ ہی اور ضمیر جمع باعتبار معنے کے ہی۔ بالجملہ یہ مذمت ہی اور شاید کہ مختال فخور سے یہی یہود مقصود ہون۔ اور حدیث مین ہی کہ اس درمیان مین کہ ایک شخص اتراتا تھا اپنی دو چادرون مین اسکو اپنا نفس خود اچھا لگتا تھا کہ ناگاہ اسکو زمین مین دھنسایا گیا وہ قیامت تک دھنستا چلا جائیگا اور حدیث صحیح مین ہی کہ جسنے اپنا کپڑا اترانے کے طور پر لٹکایا اللہ تعالی روز قیامت مین اسکی طرف نظر نہ فرمائیگا۔ اور صحیح مین ہی کہ جو ازار ٹخنون سے نیچی ہی وہ آگ مین ہی۔ اور خبردار تو ازار نہ لٹکانا کہ وہ مخیلہ ہے یعنے ایسا کرنے والا مختال ہی اور ابوداود کی حدیث مین یہ مضمون صریح ہی کہ ٹخنے سے نیچے ازار پہنکر نماز مقبول نہین[1] امام نووی رح نے فرمایا کہ یہ حدیث بشرط مسلم صحیح ہی۔ اس آیت مین فرمایا کہ اس مذمت والے وہ لوگ ہین جو بخل کرتے ہین الخ۔ اور بعض نے الذین کو صفت من قرار دیا لیکن اسمین تامل ہی اس لئے کہ من اگر موصوفہ ہی تو نکرہ ہی الذین معرفہ سے صفت نہین کیا جا سکتا اور اگر موصول معرفہ ہی تو وصف موصول بموصول دیکھا نہین گیا اور تفسیر مین اصل قرار پائی ہی کہ توجیہ بر مذہب ظاہر قوی ہونی چاہیے۔ اسیواسطے مفسر رح نے تنبیہ کردی اور مبتدا محذوف ہونیسے خبر کا حذف آسان ہی لہذا اسی کو اختیار کیا کہ خبر محذوف ہی۔ پھر بخل زبان عرب مین یہ ہی کہ سائل کو باوجود اپنے پاس اپنی حاجت سے زائد ہونیکی ندینا اور شرع مین مخصوص وہ خرچ نکرنا جو اسپر واجب ہی اسیواسطے مفسر رح نے۔ بما يجب عليهم ۔ کی قید لگائی اور نیز وعید شدید تو ترک واجب ہی۔ اللہ تعالے نے اول انکی مذمت فرمائی کہ خود بخل کرتے ہین دوم اس سے زیادہ قبیح یہ کہ لوگون کو بخل کا حکم کرتے ہین اور اس سے زیادہ قبیح یہ کہ فضل الہی سے جو علم انکو دیا گیا اُس سے بھی بخل کرتے ہین حالانکہ اسمین مال واسباب نہین خرچ ہوتا ہی۔ اور محی السنہ رح نے معالم مین اسکا نزول چند یہودیون کے بارہ مین قرار دیا کہ انصار رضی اللہ عنہم سے ملکر انسے کہتے کہ اپنے مالون کو زکوۃ وغیرہ مین مت لٹاؤ کہ ہم کو تمھارے فقیر ہوجانے کا خوف ہی اور معلوم نہین کہ تمھارا انجام کار کیا ہوگا اور شیخ ابن کثیر رح نے بھی فرمایا کہ اس آیت کو بعض سلف نے یہود پر محمول کیا کہ اللہ عزوجل نے جو انکو علم توریت وغیرہ دیا تھا اسمین سے حضرت محمد صلعم کی صفت وغیرہ کو چھپاتے تھے چنانچہ محمد بن اسحاق نے ابن عباس سے روایت کیا اور یہی مجاہد رح نے اور دوسرے علما نے فرمایا ہی اور مفسر رح نے اشارہ کیا کہ عام ہی خواہ بخل علم کا ہو یا مال کا ہو اور ظاہر اولا تو مال کے حق مین بقرینہ سابق و لاحق ہی اور ثانیا شمول اسکا علم کے بخل کو بھی ہی اسیواسطے من العلم والمال ۔ کہا اور بیان ما اٰتٰهم کے موصول کا ہی لیکن یکتمون العلم تو ظاہر ہی بخلاف یکتمون المال کے کہ یہ ظاہر نہین ہی پس شاید مال چھپانے سے یہ مراد ہو کہ اظہار

[1] [illegible] ازار الا ان [illegible] ۱۰۵

Marfat.com

نہین کرتے تھے جس سے زکوٰۃ وغیرہ حق واجب نہ دینا پڑے یا بخل متضمن ہی پوشیدہ کرنیکو کہ وہ نعمت الٰہی کو کفران کرتا اور اپنے کھانے پہننے مین
ظاہر نہین کرتا اور دینے لینے مین تنگی حد سے زائد کرتا ہی کہ گویا اسکے پاس کچھ نہین ہی اور حدیث صحیح مین یہ مضمون ہی کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو
نعمت دیتا ہی تو پسند کرتا ہی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اثر اپنے اوپر ظاہر کرے - اسیواسطے نہ ظاہر کرنا کفران نعمت ہی کیونکہ کفر یعنے چھپانا و ڈھکنا
اور منکر حضرت حق عزوجل بھی کافر ہے اسیواسطے بھر دو مناسبت فرمایا۔ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ - ہمنے مہیا کیا منکرون کے لیے
ف خواہ اس مذکور کیے سے منکر ہون یا کسی اور امر شرعی سے سب کے لیے مہیا کیا ہی - عَذَابًا مُّهِيْنًا - عذاب مہین ف والا اہانۃ
یعنے مہین صیغہ اسم فاعل بمعنے نسبت ہی یعنے اہانت والا کہ جسمین سخت ذلت وخواری اس شخص کی ہی جسکو وہ عذاب ہو - اور مہین بمعنے اہانت
کرنیوالا در حقیقت عذاب کرنیوالا ہی - بیضاوی رح نے فرمایا کہ قولہ واعتدنا للكٰفرين مین مضمر کی جگہ اسم ظاہر فرمایا - یعنے واعتدنا لہم - تھا
بجاے لہم کے للكافرين فرمانے مین اشعار ہے کہ جس شخص کی یہ صورت ہو جو مذکور ہوئی وہ نعمت الٰہی کا کافر ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی نعمت سے کافر ہو
اسکے لیے ایسا عذاب ہی جو اسکو خوار کرے جیسے اسنے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ساتھ بخل و اخفا کرکے کیا - حدیث ابو سعید خدری رضؓ مین ہی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو خصلتین ہین کہ کسی مؤمن مین جمع نہین ہوتی ہین ایک بخل اور دوم بدخلقی - رواہ الترمذی - اور معنے یہ ہین کہ ایمان
کے ساتھ دونون خصلتین جمع نہین ہوتی ہین فافہم - اور حدیث مین ہی کہ فرمایا اور کون بیماری بخل سے بدتر ہی - یعنے بخل سب سے بدتر بیماری ہی
اور حدیث مین اسکی مذمت بہت آئی ہی اور نیز اسراف و فضول خرچی کی بھی مذمت صریح آئی ہی پس واجب ہی کہ انسان اوسط درجہ اختیار کرے کہ اسراف
و بخل دونون سے پرہیز ہو پس بخیلون کی مذمت تو بیان ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے اعتدال کی دوسری جانب یعنے بیہودہ خرچ کرنے والون کی
مذمت مین فرمایا بحرف عطف - وَالَّذِيْنَ - عطف علی الذین قبلہ یعنے اس الذین کا عطف پہلے الذین پر ہی اور اس تقدیر پر خبر محذوف یعنے
لہم وعید شدید دونون کے حق مین ہوگی اور بعض نے کہا کہ مبتدا محذوف الخبر ہی اور قولہ ومن یکن الشیطان آہ - اس خبر محذوف پر دلالت کرتا ہی
یعنے فقرینہم الشیطان ومن یکن الشیطان آہ پس عطف جملہ کا جملہ پر ہی والاول ارجح - يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ مرائیہم
اور جو لوگ کہ اپنے مال خرچ کرتے ہین درحالیکہ دکھلانیوالے ہین لوگونکو ف فرقہ اول تو خرچ ہی نہین کرتے بلکہ لوگونکو بخل سکھلاتے اور یہ
اس فرقہ والے خرچ کرتے مگر بدنیتی سے ریاکاری کرتے اور دوسرون کو دکھلاتے ہین - وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
اور اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان نہین لاتے ہین ف کالمنافقین واہل مکہ مانند منافقون واہل مکہ کے حاصل آنکہ اہل تفریط تو وہ تھے
کہ خود بخل کرتے اور لوگون کو بخل سکھلاتے اور مال کیا بلکہ علم بتلانے مین بھی بخل کرتے تھے اور یہ وہ لوگ ہین کہ افراط کرتے ہین اور لوگون کے
دکھلانے کو خوب بیجا صرف کرتے ہین کہ بڑے سخی وجواد کہلاوین اور ایمان انکو اللہ تعالیٰ وقیامت پر نہین یعنے اپنے نام ودنیا کے لیے مال
اُٹھاتے ہین کچھ اللہ تعالیٰ اور اسکی رضامندی کے لیے نہین خرچ کرتے ہین تو ان لوگونکا ساتھی وقرین شیطان ہی جیسے دوسرے مقام پر فرمایا - ان
المبذرین کانوا اخوان الشیاطین فضول خرچی کرنیوالے شیطان کے بھائی ہین - حاصل آنکہ یہ بھی کفران نعمت کرتے ہین - چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ
کی مرضی واسلام کے طریقہ پر خرچ کرتے جو اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری ہی سو یہ نہین کرتے کہ انکو ایمان ہی نہین بلکہ اللہ تعالیٰ واسکے رسول کی عداوت
مین اُٹھاتے ہین چنانچہ مشرکین مکہ کہ حضرت صلعم سے لڑنے کو لشکر نوکر رکھتے اور منافقین اسواسطے خرچ کرتے کہ سخی کہلاوین - آیت کا حکم عام ہے کہ
فضول خرچی کرنا حرام ہی جیسے بخل کرنا حرام شدید ہی پس مفسر رح نے کالمنافقین کے کاف مثالیہ سے اشارہ کیا کہ خصوصیت اہل مکہ یا منافقین ہین کی
نہین بلکہ جو ایسا ہو اسمین داخل ہی - اور جملہ ولا یؤمنون باللہ الخ اظہار ہے کہ رضاے الٰہی وثواب آخرت کی خواہش سے اُن سے خرچ

کرنا صادر نہین ہوا اور یہ نہین کہ اسراف جب حرام ہی کہ مومن نہو اور اگر مومن ہو تو نہین کیونکہ معلوم ہوگیا کہ اسراف مطلقًا حرام ہی اور
یہین ثابت ہوا ہی کہ تین شخص ہین کہ پہلے انھین سے آگ روشن ہوگی ایک عالم جو اسواسطے پڑھتا ہی کہ عالم کہلاوے ایسے ہی دوسرا جہاد کرنیوالا اور تیسرا
خرچ کرنیوالا۔ اور بسا اوقات دنیا مین ان لوگون کو بدلا دیدیا جاتا ہی کہ جو کچھ چاہتے ہین اس طرح مشہور ہوجاتے ہین پھر آخرت مین کچھ نہین سواے
عذاب کے استغفرک اللّٰهم واتوب الیک۔ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا۔ صاحب فعل بامرہ کہولا۔ اور جسکا ساتھی ہو شیطان
ف اسطرح کہ وہ عمل کرنے لگا اس قرین کے حکم کے موافق جیسے یہ لوگ جو مذکور ہوے یہود و منافقین و اہل مکہ وغیرہ۔ ان لوگون پر شیطان نے
بداعمال کی زینت کی اور انکو اچھے معلوم ہونے لگے پس جو ایسا ہو تو۔ فَسَآءَ۔ بئس۔ قَرِيْنًا۔ ہو۔ بہت برا ہی ساتھی۔ شیطان اور
قرین دراصل وہ رسی ہی جسمین دو اونٹون وغیرہ کو ساندھتے ہین۔ اور بعض نے کہا کہ یہ آخرت مین واقع ہوگا کہ ہر کافر کے ساتھ ایک شیطان ایک زنجیر مین
جکڑ کر جہنم مین ڈالا جاویگا پس معنے یہ کہ جو ایسے حال مین ہوگا سخت بد ہی ف شیخ نے عرائس البیان مین کہا کہ قولہ الذین یبخلون ویامرون
الناس بالبخل جسنے حضرت حق عز و جل کو پہچانا اور اسکے صفات کو مشاہدہ کیا اور حقائق محبت اسپر ظاہر ہوے پھر وہ یہ نہین کرتا کہ اپنی جان کو
اللہ تعالیٰ کی راہ مین اللہ تعالیٰ کے واسطے قربان کرے تو وہ بخیل ہی اسنے محبت کی حقیقت سے اسکی حلاوت نہین چکھی۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ نے
ملکوت کے احکام ظاہر فرمائے پھر وہ مشتاقون کے سامنے اس فائدے کے واسطے بیان نہین کرتا کہ اسکے دیدار کے مشتاق جان نثار کرین
تو وہ بخیل ہی اور جسنے استادون و مشایخ کو اللہ تعالیٰ کی راہ مریدون سے بیان کرنیسے روکا و منع کیا تو وہ اس آیت سے عتاب کیا گیا ہی
اسکی تصدیق ہی قولہ تعالیٰ ویکتمون ما اتاہم اللہ من فضلہ فضل اسکا انکی معرفت و محبت ہی اور اسکے قرب کے انعام و لطائف کا دیدار ہی بعض نے
فرمایا یعنے جو لوگ خیرات کرکے احسان رکھتے ہین اور لوگو نسے اپنی تعریف چاہتے ہین۔ اور ابن عطا نے ما اتاہم سے سچی روشن دلیلین بطریق اشارہ بیان
کین۔ اور بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ انپر جو عافیت فرمائی ہی اسکا شکر یہ نہین ادا کرتے ہین مترجم کہتا ہی کہ یہ اشارات اخیرہ خفی محتاج تامل ہین
پھر اللہ تعالیٰ نے بخیلون و فضول خرچون و بے ایمانون کی مذمت کے بعد انکی دوا کی طرف اور راہ خیر کی طرف ارشاد فرمایا

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ
اور کیا نقصان تھا انکا اگر یقین لاتے اللہ پر اور روز قیامت پر اور خرچ کرتے اللہ تعالے کے دیے مین سے اور
اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا
اللہ تعالے کو انکی خوب خبر ہی اللہ تعالے حق نہین رکھتا کسیکا ایک ذرہ برابر اور اگر کچھ نیکی ہو تو اسکو دونا کرے
وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝
اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ۔ اور کیا تھا انپر اگر ایمان لاتے اور سچ
مانتے قیامت کا روز اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے روزی کیا اس سے خرچ کرتے ف ای ضر علیہم فی ذلک۔ ما استفہامیہ ہی یعنی ایسا کرنے مین انپر کیا ضرر تھا
والاستفہام للانکار ولو مصدریۃ ای لا ضرر فیہ وانما الضرر علیہم فیما ہم علیہ۔ اور یہ استفہام انکاری ہی اور لو مصدریہ ہی حاصل انکہ ایسا کرنے مین کوئی
بھی ضرر نہین ہی اور ضرر انپر اسی حالت مین ہی جسپر وہ قائم ہین۔ اور علیہم کی ضمیر جمع ان مختال و فخور و بخیل و ریاکار و کفار و فضول خرچ گروہ کی طرف راجع ہی۔
یعنے من فی المعنے جمع ہی اور الذین مذکورین کی طرف راجع ہی۔ اور لو آمنوا بمعنے ایمانہم اور لو انفقوا بمعنے انفاقہم۔ المعنے ای ضر علیہم بالایمان

Marfat.com

والانفاق ۔ انپر ایمان لانے و خرچ کرنے مین کیا ضرر تھا ۔ اور بیضاوی مین ہی کہ کلام بطریق استفہام مین ایک تو انپر سرزنش ہی کہ اہل عقل نہین جاہل ہین کہ منفعت کے مقام کو مضرت سے تمیز نہین کرتے بلکہ مضر کو نافع اعتقاد کرتے ہین ۔ اور دوم انکو جواب پر برانگیختہ کیا تاکہ فکر سے انکی جہالت دور ہو اور سمجھ آجاوے کیونکہ اسمین منافع جلیلہ ہین ۔ سوم تنبیہ ہی کہ جو شخص ایسی بات کی طرف بلایا جاوے جسمین کچھ ضرر نہین تو اسکو قبول کرنا چاہیے حالانکہ یہان تو یہ ہی کہ ایسی بات کی طرف بلائے جاتے ہین جسمین منافع جلیلہ موجود ہین اور یہان ایمان کو انفاق پر مقدم کیا کیونکہ ایمان کا جو اصل اعمال ہی مقدم ہونا مناسب ہی اور جہان تعلیل مقصود ہی وہان انفاق کو مقدم کر دیا ہی ۔ **وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيمًا** ۔ اور اللہ تعالیٰ انکو خوب جانتا ہی **ف** فیجازیہم بما عملوا ۔ یعنے اللہ تعالیٰ کے خوب آگاہ ہونے سے وعید شدید و تہدید ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو انکے اعمال کی جزا و سزا دیگا پس اپنے حق مین نیک و بہتر کو اختیار کرلین کیونکہ بدی کا بدلا بدیعنے دوزخ ہی اور نیکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسند و مقبول ہی ہرگز ضائع نہین ہوتی کیسی ہی ہو چنانچہ فرمایا ۔ **اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ** ۔ احداً ۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہین فرماتا ۔ **مِثْقَالَ** ۔ وزن ۔ **ذَرَّةٍ** ۔ اصغر نملۃ ۔ بوزن چھوٹی چیونٹی کے ۔ یعنے اتنا بھی کسی پر ظلم نہین فرماتا ۔ بان ینقصہا من حسنات او یزید فی سیأتہ ۔ باین طور کہ چیونٹی برابر اسکی نیکیون سے کم کرے یا ذرہ برابر اسکی بدیون مین بڑھادے ۔ حاصل آنکہ سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہی جو جیسا کریگا ویسا بھریگا اگر اسکی رضامندی کے کام کرین پھر پورا ثواب لین اور اگر ناراضی کے کام کرین جو ایسے کام کی سزا ہی پاوینگے ہرگز کچھ ذرہ برابر بھی بالائی نہ ڈالی جاویگی بخلاف نیکوکاری کے کہ اسکا انعام ہی چنانچہ فرمایا ۔ **وَاِنْ تَكُ** ۔ الذرۃ ۔ **حَسَنَةً** من مومن ۔ اور اگر ہوئی چیونٹی برابر نیکی مومن کی طرف سے **ف** اسواسطے کہ کافر کے واسطے عاقبت مین نیکی نہین ہی اور کافر کے نامۂ اعمال مین بعض عمل خیر ہوگا جسکا عوض دنیا مین ملیگا کیونکہ یہی نیت تھی اور آخرت کے لیے نافع نہوگا ۔ و فی قراءۃ بالرفع فکان تامۃ ۔ اور اہل حجاز کی قراءۃ مین حسنۃٌ بالرفع ہی پس کان تامہ ہی یعنی اور اگر پائی گئی کوئی نیکی مومن کیطرف سے تو **يُضَاعِفْهَا** ۔ اللہ تعالیٰ اسکو بہت گونہ بڑھاویگا **ف** من عشر الی اکثر من سبعمائۃ و فی قراءۃ یضعّفہا بالتشدید ۔ چنانچہ دس گونہ سے سات سو گونہ سے بھی زیادہ تک بڑھاویگا جسکے لیے اسکی رضامندی ہو ۔ اور قراءۃ **ابن عامر** و **ابن کثیر** مین یضعّفہا بتشدید مین التضعیف ہی ۔ اور اصل نیکی ایمان ہی **وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيمًا** ۔ من عندہ مع المضاعفۃ اور باوجود اس کثرت سے کئی گونہ کر دینے کے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ثواب عظیم بڑھاویگا جسکی مقدار کوئی بھی اندازہ نہین کرسکتا ہی ۔ حضرت ابو ہریرہ رضہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عظیم ہی اسکو مخلوق اندازہ مین نہین لاسکتی ہی واضح ہو کہ مثقال ذرہ یعنے وزن ذرہ فرمانے مین اشارہ ہی کہ ہر نیکی کیسی ہی چھوٹی ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسکا وزن ہی اور حدیث مین ہی کہ بچو آگ سے اگرچہ ایک ٹکڑے چھوارے کی وجہ سے ہو (الصحاح) اور حضرت ابوذر رضہ کو فرمایا کہ معروف شرعی مین سے تو کسی چیز کو حقیرمت شمار کر (الصحیح) اور اجر اگرچہ وہی ہی جو بمقابلہ کام کے مزدوری ہو حالانکہ اجر عظیم فقط اللہ عزوجل کی طرف سے انعام ہی تو اسواسطے اسکو اجر فرمایا کہ یہ انعام بہ تبعیت نیک کام کے عطا ہوا ہی ۔ اور یہ صفت اولیاء اللہ تعالیٰ کی ہوگی اور قتادہ رحمہ اللہ جو تابعین مفسرین مین سے ہین فرماتے تھے کہ اگر حساب مین میری ایک نیکی بھی بدی کے مقابلہ مین بڑھ گئی تو مجھے دنیا ومافیہا سے محبوب ہی ۔ پس حسنہ کی یہ قدر ہی اور اظہر یہ کہ تنوین حسنہ جو بمعنے ایک نیکی ہی واسطے تصغیر کے ہی یعنے وان تک حسنۃ صغیرۃ ۔ خصوص بقراءۃ نصب کیونکہ اسم اسکا ذرہ یا مثقال ذرہ ہے پس حسنہ خواہ مخواہ صغیر ہوگی اور بعض نے کہا کہ لے وان تک فعلتہ حسنۃ ۔ اور اگر ہوئی اسکی کرنی ایک نیکی ۔ اور تک مین سے نون خلاف قیاس حذف ہوتا ہی ایک تو اسکو حرف علت سے تشبیہ دیکر اور دوم کثرت استعمال سے ۔ یعنے اگر آخر حرف علت ہوتا ہی تو ان ولم وغیرہ کے جزم مین ساقط ہو جاتا ہی پس نون مذکور کو بھی حرف علت سے مشابہ قرار دیکر ساقط کر دیا اگرچہ قیاس

نہین ہی دوم آنکہ اس صیغہ کا استعمال کثرت سے ہوتا ہی پس تخفیف مناسب ہوئی۔ بالجملہ مراد عدم ظلم سے یہی وعدہ ہی کہ ذرہ برابر
کمی نہوگی یا بدی پر زیادتی نفرمائی جائیگی اور اس وعدہ کی وجہ سے مجازاً اطلاق ظلم متصور ہی ورنہ حقیقت مین تو اللہ عزوجل اپنے مخلوق
مین جسطرح چاہے تصرف فرماوے ظلم تو متصور نہین ہو سکتا کیونکہ جو کچھ ہی اسیکی ملک ہی پھر غیر کی ملک مین تصرف ہو تو ظلم سمجھ مین آوے یہان تو در حقیقت
ظلم متصور نہین ہی اور اس آیت کا ربط ما قبل سے اس اعتبار سے ہی کہ اجر مین کچھ کمی نہوگی اور اس اعتبار سے مقصود نہین کہ عذاب مین کچھ زیادتی ہوگی
اور حاصل آنکہ وے کیون ایمان نہین لاتے باوجود عدم ضرر کے حالانکہ اللہ تعالیٰ انکے اجر مین سے کچھ بھی کم نہ کریگا۔ اور عرف حقیقی یہی ہی کہ ایک ذرہ برابر
کم نہ کریگا یعنے اتنا بھی نہ کم کریگا تو زیادہ کا کیا ذکر ہی اور رہا وزن ذرہ تو یہ بھی عرف عرب تھا کہ ذرہ انکے نزدیک کچھ وزن نہ تھا اور محی السنہ نے
معالم مین کہا کہ یہ مثل ہی جس سے مراد یہ ہوتی ہی کہ کچھ بھی نہین یعنے اللہ تعالیٰ کچھ بھی ظلم نہ فرماویگا نہ ذرہ نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ چنانچہ
دوسری آیت مین صریح فرمایا۔ ان اللہ لایظلم الناس شیئا۔ اللہ تعالیٰ بندون پر کچھ بھی ظلم نہین کرتا ہی (ھ) اور حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہ کمی فرماویگا کسی مومن کے حق مین کسی نیکی مین سے جسکے عوض وہ دنیا مین ثواب و رزق بھی دیا گیا اور آخرت مین
اسکے ثواب کو پورا عطا فرماویگا اور فرمایا کہ رہا کافر سو وہ اپنی نیکیون کے عوض دنیا مین پاجاویگا یہانتک کہ جب وہ آخرت مین پہونچا تو اسکی کوئی
نیکی ہی نہوگی کہ اسکو کچھ ثواب ملے۔ محی السنہ نے معالم مین صحاح کی حدیث اپنی اسناد سے ذکر کی کہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ جب مومنین نجات پاوینگے اور آتش دوزخ سے بیخوف ہوجاوینگے تو تم مین سے کوئی اپنے حق کے واسطے اپنے ساتھی سے دنیا مین ایسا سخت نہین
جھگڑتا ہی جیسا مومنین اس دن اپنے ارحم الراحمین پروردگار سے جھگڑینگے اپنے اُن بھائیونکے بارہ مین جو دوزخ مین داخل کیے گئے ہونگے عرض کرینگے کہ
ای ہمارے پاک پیدا کرنے والے مالک تونے ہم بندون کے بھائیونکو جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے اور ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ
حج کرتے تھے دوزخ مین داخل فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اچھا جاؤ جسکو تم انمین سے پہچانو اسکو نکال لاؤ پس مومنین آکر انکو صورتون سے پہچانینگے
آگ انکے چہرون کو نہ کھاویگی پس بعض کو آگ نے آدھی پنڈلی تک لیا ہوگا اور بعض کو ٹخنون تک پس انکو نکال لاوینگے۔ پھر عرض کرینگے کہ اے
پروردگار ہم نے ہر اُس شخص کو نکال لیا جسکے واسطے تونے ہم بندونکو اجازت دی تھی۔ پھر حکم ہوگا کہ جسکے دلمین ایک دینار وزن برابر ایمان ہو اسکو
نکال لاؤ پھر حکم ہوگا جسکے دلمین آدھا دینار برابر ایمان ہو یہانتک کہ فرماویگا کہ نکال لاؤ جسکے دلمین ذرہ برابر نیکی ہو۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ جو اسکی تصدیق چاہے وہ پڑھے قولہ تعالیٰ ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفہا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما۔ فرمایا حضرت صلعم نے
کہ پھر مومنین عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہم نے دوزخ مین سے اُن لوگونکو نکال لیا جنکی تونے اجازت فرمائی تھی اب آگ مین کوئی ایسا نہین رہا
جسمین کچھ خیر ہو۔ پھر اللہ عزوجل فرماویگا کہ ملائکہ نے شفاعت کی اور انبیائ نے شفاعت کی اور مومنون نے شفاعت کی اور اب رہا ارحم الراحمین
حضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر ایک مٹھی یا فرمایا کہ دو مٹھی آگ مین سے بھر لیگا پس دوزخ مین سے ایسی قوم کو نکال لیگا جنھون نے اللہ تعالیٰ کیواسطے
کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی انکا حال یہ ہوگا کہ جلکر سیاہ کوئلہ ہو گئے ہونگے پس وہ ایسے پانی پر لائے جاوینگے جسکو آب حیات کہتے ہین وہ انپر ڈالا جائیگا
پس اوگینگے جیسے بہیا کے نالے مین خوب تری پاکر دانہ اُگتا ہی پس موتی کے مانند انکے اجسام نکلینگے انکی گردنون مین مُہرین ہونگی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے
آزاد کیے ہوے ہین پس حکم ہوگا کہ جنت مین داخل ہو پھر جو کچھ تم تمنا کرو اور دیکھو وہ تمہارے لیے ہوگی۔ عرض کرینگے کہ ہمارے پروردگار عزوجل
تونے ہمکو وہ کچھ دیا کہ عالمین مین سے کسی کو نہین دیا۔ حکم ہوگا کہ ہمارے پاس تمہارے لیے اس سے افضل ہی۔ عرض کرینگے کہ ای پروردگار تعالیٰ اس سے افضل
اور کیا ہی۔ فرماویگا کہ وہ تم سے میری رضامندی ہمیشہ کے واسطے کہ اب کبھی تمپر خشم نہوگا۔ وہذا حدیث حسن صحیح اخرجہ اصحاب الصحاح و السنن

اور معنی حدیث کے واللہ اعلم یہ ہین کہ اہل ایمان کامل ور بندگان حق عزوجل جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہین وہ جنت مین داخل ہو جاوینگے اور اکثر اُنمین سے ملائکہ علیہم السلام وانبیاء علیہم السلام کی شفاعت سے داخل ہونگے مگر سب سے پہلے شفاعت کی اجازت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین افضل العالمین من الملائکۃ والناس اجمعین کو ہوگی پس مومنین کاملین برحمت الٰہی جنت مین داخل ہونگے اور بہت سے کبیرہ گناہ والے تک حضرت صلعم کی شفاعت سے مغفور ہونگے پھر ملائکہ وانبیاء علیہم السلام درجہ بدرجہ شفاعت کرینگے پھر خاص مومنین شفیع ہونگے پھر جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین داخل ہونگے پھر عام مومنین جنت سے گنہگار مسلمانون کی شفاعت چاہین گے جو دوزخ مین جا چکے ہونگے اور تمام حال جو حدیث شریف مین مذکور ہی واقع ہوگا۔ اور واضح ہو کہ اللہ عزوجل کے قبضۂ قدرت ورحمت سے جسکو ایک مٹھی یا دو مٹھی کہا ہی وہ لوگ آزاد ہونگے جو ایمان مین پیدا ہوے اور اپنے کو مومن جانتے تھے مگر انھون نے کبھی کوئی کام نیک نہین کیا تھا۔ اور یہ مراد نہین ہی کہ وہ مومن بھی نہونگے اسواسطے کہ اسپر تو اجماع ہی کہ کفر نہین بخشا جائیگا اور شرک کی کبھی مغفرت نہوگی اور آیت صریح موجود ہی۔ پھر محی السنہ نے حدیث صحاح کو اپنی سند سے وارد کیا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عنقریب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ میری امت مین سے ایک مرد کو الگ کر کے تمام مجمع کے سامنے کھڑا کریگا پس ننانوے ۹۹ سجلات نامۂ اعمال دراز اسکے سامنے کھولے جاوینگے جسمین سے ہر ٹکڑا انتہائی نظر تک ہوگا پھر فرماوے گا کہ تو اسمین سے کچھ انکار کرتا ہی بھلا میرے لکھنے والے فرشتون نے تجپر کچھ ظلم کیا وہ عرض کریگا کہ نہین اے میرے پروردگار پھر فرماویگا کہ بھلا تیرے پاس کچھ عذر یا کوئی حیلہ ہی وہ مبہوت رہجائیگا عرض کریگا کہ میرے پروردگار میرے پاس کچھ نہین ہی اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ ہان تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے اور آج کے روز تجپر ظلم نہین ہوگا پس تہ کیا ہوا ایک پرچہ اسکے لیے نکالا جائیگا جسمین یہ ہوگا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی مین اسکے گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین مگر اللہ تعالیٰ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور مین گواہی دیتا ہون دل سے کہ محمد صلعم اسکا بندہ واسکا رسول برحق ہی حکم ہوگا کہ تکو لانے حاضر ہو عرض کریگا کہ پروردگار یہ پرچہ بمقابلہ ان ٹکڑون کے کیا ہوگا حکم ہوگا کہ تجپر ظلم نہوگا پھر ترازو کے ایک پلہ مین یہ پرچہ رکھا جائیگا اور ایک پلہ مین وہ سب ٹکڑے رکھے جاوینگے۔ پھر تولے جاوینگے تو سارے ٹکڑے اوپنچے اُٹھ جاوینگے اور پرچہ مذکور کا پلہ گران ورنیچا ہوگا حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برابری مین کسی چیز کا وزن گران نہین ہوسکتا۔ اسناد اس حدیث کی جید اور یہ روایات صحاح ستہ کی اور حدیث مین بلا تاویل معنے ہین جنپر ایمان لانا واجب ہی اور سابق مین تحقیق بیان ہوچکی ہی کہ اعمال جو دنیا مین ایسے نظر آتے ہین کہ انکا کچھ وزن نہین درواقع انکے حقائق ووزن ہین اور اس عالم کے معاملات پر اُس عالم کے معاملات کیونکر قیاس کیے جاسکتے ہین ہم اسکو اہل حق کی تحقیق سے اوپر لکھ چکے ہین اب اعادہ کرنا طول ہی واللہ الموفق۔ پھر محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ ایک جماعت نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ دربارہ خصوم ہے یعنے دنیا مین جس کسی کا جسپر حق رہا ہی قیامت مین اس سے دلایا جائیگا اور کچھ ظلم نہوگا اور اگر بعد حق دینے کے ایک نیکی بھی رہی تو اللہ تعالیٰ اسکو فضل سے بہت گونہ کردیگا اور اپنے فضل سے اپنے پاس سے بہت کچھ عطا فرماویگا اور استدلال مین حدیث پیش کی جسکا حاصل یہ کہ مومن سعید کے حسنات مین سے حقدارونکو دیدیا جائیگا پھر اگر کچھ رہا تو ملائکہ عرض کرینگے کہ پروردگار اسکی نیکی مین سے چیونٹی برابر رہا۔ حکم ہوگا کہ میرے بندے کے لیے اسکو کئی گونہ بڑھاؤ اور مصداق اسکا یہی آیت کریمہ پڑھی۔ اور اگر بندہ شقی ہی تو ملائکہ کہین گے کہ پروردگار اسکی نیکیان فنا ہوچکین اور مقدار باقی ہین حکم ہوگا کہ انکی برائیان لیکر اس شقی کی برائیو مین ملاکر دوزخ کو بھیجو مترجم کہتا ہی کہ اول اظہر ہی اور معاملہ خصوم مین باقی بچی ہوئی نیکی بڑھنا بھی اس حکم کریم کے تحت مین داخل ہی فافہم ف عارف نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔ اللہ عزوجل نے اپنی منزیہ جلال وذوال سے خبر دی کہ نیکوکارون کے حق مین کمی کرنے سے پاک ہی اور بے تعداد فضل سے انکو بشارت دی اور جو لوگ شیطانی وہم مین

پڑ جاتے ہین کہ ہمارے نیک کام قبولیت کے لائق نہین اور ہم انکا ثواب کچھ نہ پاوینگے تو آگاہ فرمایا کہ او تعالیٰ انکو انکے نیک کامون کا ثواب عطا فرماوے گا جیسا کچھ وہ چاہتے ہین اس سے کہین بڑھکر اسلیے کہ علم الٰہی تو جو ہوا اور ہوگا سب کو محیط ہی اسکے علم سے ایک ذرہ پوشیدہ نہین ہی اسکے بے انتہا مخلوقات مین چاہے کہین ہو سب اسکے علم مین ایسا معلوم ہی کہ خود اس چیز کو اپنے آپ ہرگز نہین معلوم ہی پس و تعالیٰ سبھون کے ثواب مین سے کچھ نہین کمی فرمائیگا اگرچہ ذرہ برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو کیونکہ اسپر پوشیدہ نہین اور کیونکر پوشیدہ ہوسکتا ہی وہی تو سبکا خالق ہی۔ اس آیت کریمہ مین علم ہی کہ او تعالیٰ کا علم و اسکی قدرت تمام مخلوقات کو محیط اور ایسے کمال پر کہ اسکے سوا اسکی ماہیت کوئی نہین سمجھ سکتا ہی۔ اور اسمین دلیل ہی کہ اگر بندہ بدکار ہو تو جب توبہ کرے اللہ تعالیٰ اُسکی بدکاریونکو نیکیون سے بدل دیتا ہی مترجم کہتا ہی کہ صریح فرمایا۔ اولٰئک یبدّل اللہ سیاٰتہم حسنات۔ یعنے ایسے ہی بندے ہین جنکی بُرائیان اللہ تعالیٰ نیکیون سے بدل دیتا ہی بعض علمانے کہا کہ نیکیان کرتے ہین تو برائیان دور ہوتی ہین اور بجاے انکے نیکیان آجاتی ہین۔ اور بعض علماے محققین نے فرمایا کہ برائیان توبہ و استغفار سے مٹ جاتی ہین اور بجاے انکے توبہ و استغفار کی نیکیان قائم ہوتی ہین کیونکہ ہر برائی سے توبہ و استغفار متعلق ہوا تو وہ برائی گئی اور اسکی جگہ نیکی آئی پس بجاے برائیون کے نیکیان آنا صادق ہوا اور یہ کلام پسندیدہ ہی واللہ اعلم۔ شیخ نے فرمایا کہ برائیون کی جگہ بھلائیان کردیتا ہے تو سمجھ و دیکھو کہ اگر بندہ اسکی توفیق و قوت سے نیکوکار ہو تو وہ کس اعلیٰ شان پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے نیکی قبول کرکے دس گونہ فرماتا ہی اور یہ تو کم سے کم ضروری ہی زیادہ کی کوئی انتہا نہین ہی اور اپنی طرف سے جو عطا فرماتا ہے اسکی مقدار کوئی کیا جانے۔ سچ ہے کہ اگر وہ بدون نیکی کے جنت کے سب درجے دیدے تو وہ پاک پروردگار قادر خود مختار ہے مخلوق کی کیا مجال ہے جو دم مارے ہر فضل و خوبی اس کی درگاہ کے لائق ہی خود فرمایا ہو اہل التقویٰ و اہل المغفرۃ۔ یعنے وہ اہل تقویٰ و اہل مغفرۃ ہے۔ اور واضح رہے کہ حسنہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی توحید ہی اور جب بندہ توحید مین مخلص ہو تو اسکے درجات عام لوگون کے درجون پر ہزارہا گونہ زائد ہین۔ پھر اللہ عزوجل نے خبر دی کہ او تعالیٰ اپنے بندۂ صادق کو بے سبب اپنے کرم و فضل سے وہ کچھ عطا فرماتا ہے کہ اسکی تعداد کوئی نہین گمان کرسکتا ہی اور کیا کچھ انعام و قرب دیتا ہی چنانچہ فرمایا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما۔ دیدیتا ہی اپنے پاس سے اجر عظیم۔ یعنے اسکو عظیم فرمایا۔ اور اجر عظیم کا ادنیٰ درجہ مشاہدہ ہے اور اعلیٰ درجہ آنکھون سے اس کا دیدار کریم ہے

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝

پھر کیا حال ہوگا جب بلاوینگے ہم ہر امت مین سے احوال کہنے والا اور بلاوینگے ہم تجکو ان لوگون پر احوال بتانے والا

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا

اس دن آرزو کرینگے جو لوگ منکر ہوے اور رسول کی نافرمانی کی تھی کاش خاک برابر ہوجاتے اور نہ ع ٦ ٩

يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝

چھپا سکین گے اللہ تعالیٰ سے کوئی بات

فکیف۔ حال الکفار۔ یعنے کافرون کا حال کیونکر ہوگا۔ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ۔ یشہد علیہا بعملہا و ہو نبیہا جب ہم لاوینگے ہر امت مین سے اسکا ایک گواہ فـ جو اس امت پر گواہی دیگا کہ اسنے کیسے گناہ کئے اور وہ اس امت کا پیغمبر ہی بار تعدیہ و شہید۔ مفعول ہی ای لاوینگے ہم گواہ کو۔ جبکہ کفار انکار کرینگے کہ ہم سے نادانی مین کفر و شرک سرزد ہوا تو انکے قائل کرنے کو حضرت رب العزۃ

Marfat.com

جل جلالہ ایک بندہ گواہ سامنے بلاویگا جو ان کافرونپر گواہی دیگا انکے کامونکی چنانچہ مفسرؒ نے یشہد علیہا سے اشارہ کیا کہ یہ گواہی ان لوگونکے ضرر پر ہوگی جیسے کہ یشہد لہا۔ ہوتی تو انکے نفع کی ہوتی۔ اور یہ گواہ اس امت کا نبی علیہ السلام ہوگا۔ **وَجِئْنَا بِكَ**۔ یا محمد اور لاوینگے ہم تجکو۔ اے محمد صلعم۔ **عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا**۔ ان لوگونپر گواہ محی السنہؒ نے معالم مین ہؤلاء سے کل امت محمدیہ قراردی خواہ انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہی یا نہین دیکھا ہی۔ اور بعض نے کہا کہ جب انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت پر گواہی دینگے کہ اے رب تعالی ہم نے تیرے احکام ان لوگون کو پہونچا دیے تھے تو کفار جھٹلا وینگے پس آنحضرت صلعم گواہی دینگے کہ انھون نے پیغام الٰہی پہونچایا ہے بیقین اسلئے کہ قرآن پاک مین صاف مذکور ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ تفسیر یہان زیادہ مناسبت نہین رکھتی بلکہ کافرون کے انکار کے وقت حضرت صلعم کی امت گواہی دیگی حتی کہ کفار طعن کرینگے کہ تم نے کہان سے جانا تو کہین گے کہ اللہ تعالی نے ہمپر قرآن مجید اُتارا اور ہمکو آگاہ کیا ہی پھر امت محمدی پر خود حضرت صلعم گواہ ہونگے پس یہ تفسیر ہی قولہ تعالی وکذلک جعلناکم امۃ وسطا ای عدلا چنانچہ شروع سیقول مین گذرا۔ اور ظاہر وہ ہی جو بعض نے کہا کہ ہؤلاء سے یہ لوگ جو یہود و مشرکین وکفار و منافقین مذکور ہوے مراد ہین یعنے ہر امت مین سے اسکا نبی علیہ السلام گواہ ہوگا اور حضرت صلعم اس امت کے اوپر گواہ ہونگے اور یہ آیت کریمہ مانند قولہ تعالی ویوم نبعث فی کل امۃ شہیدا علیہم من انفسہم الآیۃ۔ یعنے جس دن کہ ہم اُٹھاوینگے ہر امت مین ایک گواہ انپر انھین مین سے یعنے بنی آدم مین سے اور وہ اس امت کا نبیؑ ہوگا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی کہ مجھسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجکو قرآن پڑھ سنا۔ مین نے عرض کیا کہ مین آپ کو پڑھ سناؤن حالانکہ آپ ہی پر نازل ہوا آپ نے فرمایا کہ ہان مجھے خوش آتا ہی کہ مین دوسرے سے اسکو سنون پس مین نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی یہانتک کہ جب اس آیت پر پہونچا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بس اسیقدر تجھے کافی ہی ناگاہ مین نے دیکھا کہ آپ کی مبارک آنکھون سے آنسو جاری تھے رواہ البخاری و مسلم وغیرہ اگر کہا جاوے کہ حضرت صلعم کیونکر گواہی دینگے حالانکہ جنکو دیکھا ہی انھین پر گواہی ہوسکتی ہی۔ تو جواب مین دو قول ہین اول آنکہ ہؤلاء اسم اشارہ خاص لوگون کی طرف ہی اور یہ وہی ہین جو حضرت صلعم کے وقت مین آپسے کفر و انکار کرتے اور بخل و تکبر و فخر کرتے اور نہین مانتے تھے پس وہ متعین ہین دوسرا جواب یہ ہی کہ ہؤلاء اس امت کے کل کو شامل ہی خواہ آپ نے انکو دیکھا یا نہین دیکھا جیسا کہ ظاہر کلام محی السنہ مذکور ہوا پس توجیہ اسکی یہ ہی کہ قرطبیؒ نے تذکرہ مین سعید بن المسیب تابعی فقیہ سے روایت کی کہ ہر روز صبح و شام آنحضرت صلعم پر آپ کی امت کے اعمال پیش ہوتے ہین اسطرح کہ حضرت صلعم انکو مع نامون و مع اعمال کے پہچانتے ہین اسیواسطے انپر قیامت مین گواہ ہونگے جیسے کہ اللہ تعالی نے فرمایا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید الآیۃ شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ اثر منقطع و قول سعید بن المسیبؒ ہی باوجود اسکے قرطبیؒ نے اسکو قبول کرلیا ہی مترجم کہتا ہی کہ آنحضرت صلعم کا شاہد ہونا یقینی ہی اور وجوہ گواہ ہونے کے بہت طور سے ممکن ہین مثلاً اللہ تعالی بالمشاہدہ علم عطا فرماوے پس یقین ضرور اور تامل بیکار ہے حتی کہ مانند اثر سعیدؒ وغیرہ کے تتبع کرنا بھی ضروری نہین ہی فافہم اور بعض نے جواب اول اختیار کیا اور اسیکا مؤید ہی جو ابن مسعودؓ سے مروی ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت مین فرمایا کہ ای پروردگار مین شاہد ہوا جبتک مین انمین موجود رہا پھر جب تو نے مجکو وفات دی تو انپر تو ہی رقیب ہا رواہ ابن جریر اور کلام ابن کثیر اسی طرف مائل ہی واللہ اعلم۔ اور ایسے ہی ہؤلاء سے اسی امت کے بخیل وحق چھپانے والے و مشرک و منافق وکافر مراد ہونا قوی کہا جاتا ہی بدلیل قولہ فکیف جو بکفار ہی یعنے اذا عرفت ما ذکر فکیف حال ہؤلاء المشرکین والکافرین المذکورین۔ اور کمالین مین ہی کہ یہ فاء فصیحہ معلوم ہوتی ہی اور کیف مرفوع بنا بر خبریہ ہونے کے اور حال الکفار مبتدا مقدر ہی اور بعض نے کہا کہ مانند یصنعون فعل محذوف سے منصوب ای کیف یصنعون یعنے یہ مذکورین کیا کرینگے۔ جب انپر انکا پیغمبر گواہ ہوگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے گواہ ہونگے

Marfat.com

پھران گمراہونکا کچھ حال بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ **یَوۡمَئِذٍ** ۔یوم المجیٔ۔ای یوم اذا جئنا۔نحو ماذکرنا جسدن ہم لاوینگے گواہ ...
فرمایا تو حال یہ ہوگا۔**یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَعَصَوُا الرَّسُوۡلَ** ۔تمنا کرینگے وہ لوگ جو کافر بنے تھے اور ہمارے رسول
نافرمانی کی تھی۔ **لَوۡ** ۔ان۔ **تُسَوّٰی** ۔بالبناء للمفعول۔ **بِہِمُ الۡاَرۡضُ** ۔کاش برابر کردیجاوے زمین انکے ساتھ۔ف بصیغہ مجہول
قرارۃ عاصم وابن کثیر وابو عمرو ہی وبصیغۃ الفاعل۔اور باقی قاریون کی قرارۃ بصیغۂ معروف بفتح تاء فوقیہ ہی مگران مین دو فرق ہین مع حذف
احدی التائین فی الاصل۔ یعنی حمزہ وکسائی کی قرارۃ اصل صیغہ تتسوی بدو تاء فوقیہ مین سے ایک حذف کرتے ہین۔ومع ادغامہا فے
السین ای تسوّی۔ یعنے نافع وابن عامر ایک تاء کو سین مین ادغام کرکے بفتح تاء وتشدید سین وتشدید واو پڑھتے اور معنے یہ کہ کاش برابر
ہوجاتی انکے ساتھ زمین۔بان یکونوا ترابا مثلہا لعظم ہولہ کما فی آیۃ اُخری ویقول الکافر یالیتنی کنت ترابا۔ اور زمین کے ساتھ برابر ہوجانے
کی یہ صورت کہ یہ لوگ بھی زمین کے مانند خاک ہوجاتے اور یہ تمنا اسوجہ سے کرینگے کہ روز قیامت کا عذاب ہولناک ہی چنانچہ دوسری
آیت مین صریح فرمایا کہ ویقول الکافر الخ یعنے اور کہیگا ہر وہ جو کافر بنا تھا کہ اے کاش مین خاک ہوتا۔بعض نے کہا کہ بہم بمعنے علیہم ہی
یعنے زمین مین توپ کر مٹی برابر کردی جاتی جیسے کہتے ہین کہ سویت علیہ الارض۔اے اسکو گاڑکر اس طرح زمین برابر کردی کہ
نشان بھی نہین رہا۔ اور اکثر کے نزدیک یہ معنی ہین کہ وے اور خاک برابر ہوجاتے کہ مانند خاک کے اُن سے پوچھ گچھ نہوتی اور بصیغۂ معروف
پڑھنے کی صورت مین یہ معنے کہ زمین پھٹ جاتی تو اسمین سماجاتے۔اور آگے حضرت ابن عباسؓ سے آتا ہی جس سے ظاہر ہوگا کہ بصیغۂ مجہول
اقویٰ اور کیون انکو یہ تمنا ہوئی تھی بالجملہ آیت کریمہ سے روز قیامت کا ہول خوفناک ظاہر ہی کہ بڑے بڑے سرکش بے بس ولاچار ہوکر خاک ہونیکی
تمنا کرینگے اور کچھ بن نہین پڑے گا۔ **وَلَا یَکۡتُمُوۡنَ اللّٰہَ حَدِیۡثًا** ۔اور اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہین چھپا سکینگے ف
یعنے جو کچھ کیا ہی اسکے متعلق جو کچھ بات ہی نہین چھپا سکین گے۔یہ آخری وقت مین ہوگا اور پہلے اس سے طرح طرح کے کرتبون سے وہان
بھی نہ چوکینگے چنانچہ مفسرؒ نے کہا۔وفی وقت آخر یقولون واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔یعنے پہلے ایک وقت ایسا بھی ہوگا کہ کہین گے کہ واللہ
ربنا ما کنا مشرکین۔قسم ہی اللہ کی جو ہمارا پروردگار ہی ہم ہرگز مشرک نہین تھے۔اور ضحاکؒ سے روایت ہی کہ نافع بن الازرق نے ابن عباسؓ کے
پاس آکر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔یومئذ یود الذین کفروا وعصوا الرسول لو تسوّی بہم الارض ولا یکتمون اللہ حدیثا۔ اور ایک جگہ فرمایا
واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔پس انھون نے چھپایا۔تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مین خیال کرتا ہون کہ تو اپنے ساتھیون پاس سے اٹھا کہ مین ابن عباسؓ
پاس جاکر متشابہ القرآن انپر پیش کرون سو تو ساتھیون پاس جب لوٹ جاوے تو خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ قیامت مین لوگون کو ایک میدان مین جمع کریگا
پس مشرک لوگ کہینگے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے کچھ نہین قبول فرماتا ہی سوائے ایسے بندے کے جو موحد تھا پس کہین گے کہ آؤ ہم بھی شرک سے انکار
کرجاوین سو کہین گے کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ابن عباسؓ نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ ان کے منھون پر مہر فرماویگا اور حکم دیگا کہ انکے اعضا
بولین پس انکے اعضا انپر گواہی دینگے کہ یہ مشرک تھے تو اسدم وہ تمنا کرینگے کہ کاش زمین برابر کردیجاتی انکے ساتھ اور اللہ تعالیٰ سے کچھ
نہین چھپا سکین گے (رواہ ابن جریر) اور ایک روایت مین ہی کہ جب مشرک لوگ قیامت مین دیکھینگے کہ اللہ تعالیٰ مغفرت نہین فرماتا مگر فقط
اہل اسلام کے واسطے اور گناہونکو بخشتا ہی کیسا ہی بڑا گناہ ہو کچھ پروا نہین فرماتا ہی مگر فقط شرک کو نہین بخشتا ہی تو مشرکین بھی اس امید پر
کہ شاید انکی مغفرت ہوجاوے مشرک ہونے سے انکار کرینگے تا آخر حدیث۔اور ایک اثر ابن عباسؓ سے زیادہ ... مروی ہوا ہی جس میں
چند اشکال کا جواب ہی چنانچہ مفسرؒ نے مقدمہ مین اور محی السنہ نے معالم مین وارد کیا کہ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ ... ابن عباسؓ سے ...

پوچھا کہ مین قرآن مجید مین چند امور پاتا ہون جو مجپر مختلف ہوتے ہین آپنے فرمایا کہ اختلاف کیسا - کیا تجھے شک ہوتا ہی اسنے کہا کہ شک نہین ہی
ولیکن میری سمجھ مین نہین آتے ہین - فرمایا کہ تو اچھا میرے سامنے لا جو تیری سمجھ مین نہین آیا اسنے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی - فلا انساب بینہم یومئذ
ولا یتساءلون - اور فرمایا - واقبل بعضہم علی بعض یتساءلون - دیگر فرمایا - ولا یکتمون اللہ حدیثا اور فرمایا واللہ ربنا ما کنا مشرکین اسمین انھون نے
چھپایا - دیگر فرمایا ءانتم اشد خلقا ام السماء بناہا - یہانتک کہ کہا والارض بعد ذلک دحاہا - اسمین تو آسمان کا پیدا کرنا زمین سے پہلے فرمایا ہے - اور فرمایا ائنکم
لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین - قولہ طائعین تک پس اسمین زمین کی پیدایش آسمان سے پہلے فرمائی - دیگر آنکہ فرمایا - وکان اللہ
غفورا رحیما - اور فرمایا وکان اللہ عزیزا حکیما - گویا وہ پہلے تھا اب نہین ہی تو حضرت ابن عباس رض نے جواب دیا کہ قولہ فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون
پہلے نفخہ مین ہوگا - یعنے ایک دفعہ صور پھونکا جائیگا جو فرمایا ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض تو اس دفعہ نہ انساب ہونگے اور نہ مسالت
باہمی - پھر دوسری بار پھونکا جائیگا جو فرمایا کہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون - تو دوسری بار مین ایک دوسرے سے مسالت کرینگے (حاصل آنکہ
عدم مسالت اور وقت ہی اور وجود مسالت اور وقت ہی) اور رہا چھپانا تو اللہ تعالیٰ اہل اخلاص کے گناہ بخشیگا پس مشرک لوگ کہین گے کہ آؤ ہم
بھی کہدین کہ ہم بھی مشرک نہ تھے سو یہی فرمایا کہ ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین - پھر اللہ تعالیٰ انکے مونہون پر مُہر کردیگا اور انکے
ہاتھ پاؤن اعضاء بولینگے تب وہ پہچانینگے کہ اللہ عزوجل سے کوئی بات پوشیدہ نہین ہی تب تمنا کرینگے کہ خاک برابر ہوجاتے - اور رہا پیدا کرنا تو
اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو روز مین پیدا فرمایا پھر آسمان کو پیدا کیا اور دو روز مین انکو سب مستوی کردیا پھر زمین کو دو روز مین بچھایا اور اسکا بچھانا یون
کہ اسمین سے پانی نکالا اور چراگاہ پیدا کردی اور پہاڑ و جھیل وغیرہ بنادین یہ دیگر دو روز مین ہوا پس زمین اور جو کچھ اسمین ہی سب کی پیدایش چار روز
مین ہوئی اور آسمان کی پیدایش دو روز مین ہوئی - اور رہا قولہ وکان اللہ غفورا رحیما - تو اسکے معنے یہ ہین کہ لم یزل غفورا رحیما - یعنے ہمیشہ
غفور و رحیم ہی پس اب تجپر قرآن مختلف نہو کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی مترجم کہتا ہی کہ آخر مین حضرت ابن عباس رض نے نصیحت مین اشارہ
فرمایا کہ اسقدر اختلاف تو تیرے ذہن مین بہت پیچ و تاب ڈالے ہوے تھا آخر تو نے جب میرے سامنے پیش کیا تو بالکل آسانی سے دور ہوگیا یہانتک
کہ گویا کچھ اختلاف ہی نہ تھا ایسے ہی اگر کوئی اختلاف میری سمجھ مین بھی نہ آوے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر ہوتے تو دور ہوجاتا یعنے بالیقین وہ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچ و حق ہی اگر کسی کی سمجھ مین نہ آوے تو اسی کی سمجھ کا قصور ہی **ف** شیخ نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ فکیف
اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا - اللہ عزوجل نے اسمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلال سے خبر دی کہ اللہ عزوجل کے مشاہدہ
مین وہ بہت بزرگ مرتبہ ہین کیونکہ مشاہدہ انکا جمہور انبیا و صدیقین کا قرار دیا - مترجم کہتا ہے یعنے باقی سب انبیا و صدیقین کا جو مشاہدہ جس
راہ سے ہی وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام و کمال ثابت فرمایا پس آنحضرت صلعم کمال مشاہدہ مین ان سب کے کمالات کے جامع ہوے
واللہ اعلم - مترجم اسکی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے مقام مین بیان کریگا - اور بیان فرمایا کہ خوف الٰہی تمام دلون مین عظیم ہی - اور اس مقام پر
خوف و رغبت دونون کو معًا جمع فرمایا اسواسطے کہ عارف جب بساط قرب سے قریب ہوتا ہی تو اسپر تعظیم و اجلال و رغبت و امید سب غالب ہوجاتی
ہین اسواسطے کہ انوار قرب کا مشاہدہ کرنا ان دونون حالتون کا مقتضی ہی حاصل آنکہ کیونکر ہوگا تیرا حال دیدار قدم مین درحالیکہ تو اسوقت تو نہین ہوگا
یعنے از خود فنا و باقی بہ بقاء حق ہوگا اور کیونکر حال ہوگا ان لوگون کا میری سطوات عظمت و ظاہر ہونیکے وقت درحالیکہ وہ لوگ حد فناء مین میرے دیدار
کبریائی مین ہونگے اور کیونکر ہوگا حال انبیاء و صدیقین کا جو تجسے اور تیری امت سے پہلے ہوے ہین یعنے جب تیرا و تیری امت کا تو یہ حال ہوگا تو سابقین
انبیاء علیہم السلام و صدیقین کا میرے دیدار عزت و جلال مین کیا حال ہوگا - حاصل آنکہ گواہی دینے والے اور جنپر گواہی دینگے ان سب کا کیا حال ہوگا

Marfat.com

جب مین اپنے وجہ کریم کو انکے واسطے ظاہر کرونگا۔ کیونکہ میرے روبرو وہ اپنی امت پر گواہی دینگے اور انبیا کے فنا ہونے کے بعد اسکے ... اور اسمین مقام خوف یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جب کسیقدر پردۂ کبریا کو کشف فرمایا تو انبیاء و صدیقین کو یہ کچھ حیرت ہوئی اور مبہوت ہوگئے اور اگر ... عظمت وعزت مین فنا ہوے تو کوئی بھی باقی نہ ہوگا مگر اسی حال مین کہ خود بخود مضمحل ہوگا اور اپنی ذات مین پاش پاش فنا ہوگا تو بطور تعجب کے خطاب فرمایا کہ یہ لوگ میرے کشف جمال کے مقابلہ مین جو بصفت رضا ہوگا کیونکر قائم رہینگے حالانکہ وہ تو بیہوش کے مشابہ ہونگے اور لذت جمال سے حیران ہونگے حضرت ابن مسعودؓ سے جو حدیث مروی ہی اسمین ہی کہ آنحضرت صلعم نے انکو کچھ قرآن پڑھنے کا حکم دیا انھون نے عرض کیا کہ آپ پر نازل ہوا مین کیا آپکے روبرو پڑھون آپنے فرمایا کہ مجھے دوسرے سے سننا اچھا معلوم ہوتا ہی پھر ابن مسعودؓ نے قولہ یا ایہا الناس اتقوا ربکم سے اس آیت تک پڑھا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت ابن مسعود پر رکھا اور کہا کہ یہین تک اور خوب روئے یہانتک کہ دونون جبڑے مضطرب ہوے اور ایک روایت مین ہی کہ اس آیت کے سننے پر ایک چیخ ماری آپ نے اپنے وجد مین ان دونون منزلتونکو بیان کردیا **قال المترجم** روایت صحیح بخاری از ابن مسعودؓ گذر چکی اسمین یہ مضمون نہین ہی اور شاید یہ طعن کیا جاوے کہ حدیث غیر ثابت نقل کی گئی تو شاید اسکی وہ روایت ہی جو ابن ابی حاتم نے اخراج کی اور وہ بلفظہ یون ہی کہ حدثنا ابوبکر بن ابی الدنیا حدثنا الصلت بن مسعود الجحدری حدثنا فضیل بن سلیمان حدثنا یونس بن محمد بن فضالۃ الانصاری عن ابیہ قال وکان ابی ممن صحب النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم اتاہم فی بنی ظفر فجلس علی الصخرۃ التی فی بنی ظفر الیوم ومعہ ابن مسعود ومعاذ بن جبل وناس من اصحابہ فامر النبی صلے اللہ علیہ وسلم قاریا فقرأ حتے اتی علے ہذہ الآیۃ فکیف اذا جئنا من کل امۃٍ بشہید وجئنا بک علے ہؤلاء شہیدًا۔ فبکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتے ضرب لحیاہ وجنباہ فقال یارب ہذا شہدت علے من انا بین اظہرہم فکیف بمن لم ارہ اور چیخ مارنے کی روایت مجھے نہین ملی **قال فی العرائس** اور نیز اس آیت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپکی امت کا اور دیگر انبیا علیہم السلام وانکی امت کا شرف بیان فرمایا ورنہ او تعالیٰ شانہ پر عرش سے تحت الثری تک کچھ پوشیدہ نہین ہی۔ بعض نے کہا کہ جئنا من کل امۃ بشہید۔ ولی وصدیق کو۔ وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا۔ ان لوگون کے ولی ہونے کی تصدیق کرنے والا یا ان کو جھٹلانے والا اللہ تعالیٰ نے فرمایا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ
اے ایمان والو نزدیک نہو نماز کے درحالیکہ تمکو نشۂ ہو یہانتک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
اور نہ درحالیکہ جنابت مین ہو مگر راہ سے گزرتے ہوے یہانتک کہ غسل کرو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر مین ہو

اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا
یا آیا کوئی تم مین سے پیخانہ پھر کر یا لگ گئے ہو عورتون سے پھر نہ پایا تمنے پانی

صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۹۶
تو قصد کرو زمین پاک کا پھر مسح کرو اپنے منھ اور ہاتھون کا اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اس خطاب مین ایمان والونکو مخصوص فرمایا اسواسطے کہ قولہ۔ **لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ** انہین

لوگونکے ساتھ مخصوص ہو کیونکہ کفار نماز ہی نہین پڑھتے تھے اور اہل کتاب کی نماز بعد منسوخ ہونے کے مانند نہ پڑھنے کے تھی کیونکہ جب وہ ایمان نہ لائے تو کافر ہوے اور حضرت صلعم نے بھی فرمایا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہو کہ اس امت مین سے جو کوئی یہودی ونصرانی مجکو سنکر مجپر ایمان نہ لاویگا وہ قطعی دوزخی ہوگا۔ رواہ اصحاب الصحاح۔ اوُلا تقربوا الصلوٰۃ کے معنے یہ ہین کہ متلبس مت ہو نماز سے اور مفسر رحمہ نے کہا۔ ای لا تصلوا۔ مراد یہ کہ مت نماز پڑھو پس اس مقصود کو یون تعبیر فرمایا کہ نماز کے افعال مت ادا کرنے لگو۔ اسمین بہت تاکید پائی گئی پس نماز جو قطعی فرض ہو اِس سے منع فرمایا ایک خاص حالت مین اور وہ قولہ۔ وَاَنۡتُمۡ سُكٰرٰى۔ ہو یعنے نماز کے فعل سے متلبس نہو ایسے حال مین کہ تم نشہ مین ہو پس نشہ ایسی بُری چیز ہو کہ اُس سے ایسی پسندیدہ عبادت سے جو فرض ہو محرومی پیش آئی اور مراد نشہ سے مفسر نے بیان کی من الشراب لان سبب نزولہا صلوۃ جماعۃ فی حالۃ السکر یعنے سکاری ہو شراب سے پس شراب ہی سے خصوصیت اس دلیل سے کہ اِس آیت کا سبب نزول یہ ہوا تھا کہ ایک جماعت نے شراب کے نشہ مین نماز پڑھی تھی مترجم کہتا ہو کہ سکاری جمع سکران بمعنے مست نشہ جیسے کسالیٰ جمع کسلان بمعنے کسلمند ہو۔ اور یہ آیت قبل شراب حرام ہونے کے نازل ہوئی تھی چنانچہ قولہ یسالونک عن الخمر والمیسر الآیۃ۔ کی تفسیر مین جو حدیث مذکور ہوئی اسمین موجود ہو کہ پھر جب یہ آیت اُتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو سُنائی تو عمرؓ نے کہا ای پروردگار ہمارے خمر کے بارہ مین بیان شافی بھیجدے پس نماز کے وقتون مین لوگ شراب نہین پیتے تھے یہانتک کہ تحریم نازل ہوئی۔ اور ابوداؤد کی روایت مین ہو کہ اقامت نماز کے وقت رسول اللہ صلعم کا منادی پکار دیتا تھا کہ جو نشہ مین ہو وہ نماز کے قریب نہ آوے اور سبب اسکا یہ ہوا تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے دعوت کی اور مہاجرین وانصار کو بلایا وہ کھانے وشراب پینے سے سیر ہوئے اتنے مین نماز مغرب کا وقت آیا تو ایک کو امام بنایا بعض روایت مین ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور بعض مین کہ خود عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اور یہی اقرب ہو بہر حال امام نے قل یایہا الکفرون لا اعبد ما تعبدون وانتم عابدون ما اعبد۔ آخر تک اسی طرح پڑھی کہ حرف لا کو حذف کیا یعنے معنے اُلٹے اور کفر کے ہو گئے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ رواہ عبد بن حمید وابوداؤد والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ الترمذی وقال حسن صحیح اور مسلمؒ کی حدیث طویل مین سعدؓ کی ناک پر کسی انصاری کے مارنے کے قصہ مین سبب نزول حضرت سعدؓ کے حق مین مذکور ہو مگر صریح نہین ہو اور عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ شراب حرام ہونے سے پہلے بعض لوگ نماز مین حالت نشہ مین آتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا رواہ ابن جریر اور ایسا ہی قول ابورزین ومجاہد کا ہو اور ضحاکؒ سے روایت ہے کہ نیند کا نشہ مراد ہو کما روی عنہ ابن جریر وابن ابی حاتم ولیکن سوائے ضحاکؒ کے کافۂ علما یہی کہتے ہین کہ آیت کریمہ مین شراب کا نشہ مراد ہو اور ابن جریرؒ نے کہا کہ یہی صواب ہو۔ لیکن واضح رہے کہ اونگھ مین نماز پڑھنا مکروہ ہو کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب کوئی تم مین سے اونگھے اور وہ نماز مین ہو تو چاہیے کہ پھر جاوے اور سو رہے یہانتک کہ سمجھنے لگے کہ وہ کیا کہتا ہو اور بعض روایت مین ہو کہ شاید وہ استغفار کرنیکا قصد کرے مگر اپنے آپکو بدگوئی سے یاد کرنا شروع کردے رواہ البخاری والنسائی۔ بالجملہ خطاب کے معنے یہ ہین کہ ای ایمان والو تم جب نشۂ شراب مین ہو تو نماز مت پڑھو اور یہ اس بنا پر ہو کہ آیت مین مراد نماز ہو نہ جائے نماز یعنے مسجد حالانکہ یہ دونون قول ہین۔ اور صاحب فتح البیان نے ذکر کیا کہ اہل لغت کہتے ہین کہ جب لا تقرب بفتح الرار ہو تو اسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ فعل سے متلبس مت ہو اور جب بضم الرار ہو تو مراد یہ ہوتی ہے کہ اُس سے قریب مت ہو اور مراد یہان یہ ہو کہ نماز سے متلبس نہو اور یہی قول ایک جماعت مفسرین کا ہو اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ کا ہو اور دوسروں نے کہا کہ مراد مواضع نماز ہین اور یہی قول امام شافعی کا ہو اور اس بنا پر مضاف کا مقدر ہونا ضرور ہو اور قولہ الا عابری سبیل اسکی تقویت کرتا ہو اور ایک گروہ نے کہا کہ نماز اور مواضع نماز دونون معًا مراد ہین کیونکہ اسوقت مین وہ لوگ نماز ہی کے لیے مسجد مین آتے اور مجتمع ہی ہوکر نماز پڑھتے تھے پس دونون چیزین

Marfat.com

متلازم تھین انتہی کلامہ مترجم کہتا ہو کہ مفسر سیوطی رحمہ اللہ نے تفسیر مین موافق جماعت اول کے یہان اختیار کیا کہ مراد یہی ہو
یعنے نماز مت پڑھو درحالیکہ تم سکاری ہو حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ - یہانتک کہ تم سمجھنے لگو اس بات کو جو کہتے ہو - بان تصحوا بان
کہ نشہ اُتر جاوے اور تم ہوشیار ہو جاو حاصل آنکہ جب تک نشہ مین ہو تب تک متلبس نہو پھر جب نشہ اُتر جاوے تب پڑھو - جاننا چاہیے کہ علما
مین اختلاف ہو کہ شرعی احکام جاری ہونے کے واسطے مست کون ہوتا ہو تو ایک قول یہ ہو کہ زمین و آسمان مین تمیز نہ کرے اور دوسرا قول یہ ہو مرد
کو عورت سے فرق نہ کرے اور تیسرا قول یہ ہو کہ چلنے مین لڑکھڑاوے وغیر ذلک من الاقوال شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ سب سے بہتر یہ قول ہو جو آیت کریمہ
سے ثابت ہوتا ہو کہ مست وہ ہو کہ جو کچھ کہتا ہو اسکو نہ سمجھے مترجم کہتا ہو کہ یہ افراط کا مرتبہ ہو وسیاتی - اور اسی سے تمسک کیا جو کہتا ہو کہ سکران کی طلاق
نہین واقع ہوتی ہو کیونکہ وہ جو کہتا ہو اسکو جانتا نہین تو قصد منتفی ہوا اور یہی قول حضرت عثمان بن عفان وطاؤس وعطا وقاسم وربیعہ کا ہے اور
مذہب لیث بن سعد واسحق وابو ثور ومزنی کا ہو اور اسی کو طحاوی رح نے اختیار کیا ہو اور ایک جماعت نے کہا کہ سکران کی طلاق واقع ہوگی اور یہی
حضرت عمر بن الخطاب ومعاویہ وجماعت تابعین کا قول ہو اور یہی مذہب ابو حنیفہ وثوری واوزاعی کا ہو اور شافعی کا قول اسمین مختلف ہے اور
مالک رح نے کہا کہ طلاق لازم ہوگی اور اگر قتل یا زخمی کرے تو قصاص واجب ہوگا اور اگر نکاح کیا یا خرید فروخت کی تو بیع لازم نہوگی مترجم کہتا ہو کہ
امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جو امور ایسے ہین کہ قصداً و بلا قصد لازم ہو جاتے ہین مانند طلاق وغیرہ کے وہ اسپر لازم آوینگے - پھر واضح ہو کہ یہان یہ
اشکال پیش آتا ہو کہ سکران جب سمجھتا ہی نہین تو اسکو ممانعت کا خطاب کیونکر ہو کیونکہ اس حالت مین وہ مجنون کے مانند ہو اور جواب اسکا کئی وجہ سے
دیا گیا اول وہ جو شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ خطاب ان شراب پینے والون کو تھا جنکو شراب چڑھی اور یہ مرتبہ نہین پہونچا کہ ایسے مست ہو جاوین کہ
خطاب کو نہ سمجھین - دوم جو بیضاوی مین ہے کہ اس سے مراد ممانعت سکران کو نہین کیونکہ وہ غیر مکلف ہو بلکہ مراد اس سے یہ ہو کہ شراب خواری مین افراط
نہ کرو اور سوم آنکہ مراد اس سے سکر سے بالکلیہ ممنوع ہونیکی تعریض ہو کیونکہ وہ لوگ رات دن مین پانچ وقت اداے نماز پر مامور تھے پس شراب
پینے والا کبھی اپنے وقت پر نماز ادا کرنے پر قادر نہوگا نظیر اسکی قولہ تعالیٰ ولا تموتن الا وانتم مسلمون یس لا تموتن سے مراد انکو حکم ہو کہ اسلام پر
مرنے کے واسطے سامان جمع رکھین اور ہمیشہ طاعت پر مستعد رہین فافہم - وَلَا جُنُبًا - بالایلاج او الانزال ونصبہ علی الحال وہو یطلق علی المفرد
وغیرہ - یعنے اور مت ملتبس ہو نماز سے یا مت قریب ہو مواضع نماز سے درحالیکہ جنب ہو خواہ ایلاج سے یعنے فقط ذکر کا سر اندر ہو جانے سے اگرچہ
انزال نہو یا انزال سے مطلقاً اگرچہ اندر دخول نہوا ہو مانند احتلام وغیرہ کے اور ابتداے اسلام مین حکم تھا کہ دخول سے جبتک انزال نہو تب تک
غسل واجب نہوتا پھر منسوخ ہوا جیسا کہ متواتر احادیث مین ثابت ہوا ہو اور نصب اسکو بنا بر حال ہونے کے ہو اور جنب اگرچہ لفظ مفرد ہو مگر
اسکا اطلاق مفرد و غیر مفرد سب پر ہوتا ہو کیونکہ وہ مصدر سے ملحق ہو پس تانیث و تذکیر مین بھی یکسان ہو جیسے قرب بعد وغیرہ چنانچہ بولتے ہین رجل جنب وامرأۃ جنب
ورجال جنب ونساء جنب اور اصل مین جنابت بمعنے بعد و دوری ہو پس جنب کو اسواسطے جنب کہتے ہین کہ وہ مواضع نماز سے دور یا لوگون کے میل سے
دور رہے تا آنکہ غسل کرے - حاصل آنکہ اور مت متلبس یا قریب ہو نماز سے یا مواضع نماز سے درحالیکہ تم جنب ہو اِلَّا عَابِرِيْ - مجتازی
سَبِيْلٍ طریقاً ای مسافرین - مگر درحالیکہ گذرتے ہوے ہو سبیل کو ای راہ کو یعنے درحالیکہ تم مسافر ہو - وعابر از عبور یعنے گذرندہ جمع آن
عابرین ان باضافت سبیل ساقط ہوا و مفسر رح نے طریقاً بالنصب سے اشارہ کیا کہ عابرین اسم فاعل مضاف بجانب مفعول ہو اور استثنا از اعم احوال ہو یعنے مت
نماز پڑھو درحالیکہ جنب ہو عامہ احوال مین الا اسفر مین ہونیکی حالت مین کہ اسکا حکم دوسرا آتا ہو حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا - فلکم ان تصلوا - یہانتک
کہ غسل کرو پھر تمپر فرض ہو کہ نماز پڑھو - واستثنی المسافر لان لہ حکما آخر یاتی - اور مسافر کو اسمین سے استثنا کر دیا اسواسطے کہ اسکا حکم دوسرا ہے

Marfat.com

جو آگے آتا ہی۔ اگر کہا جاوے کہ استثنا مسافر سے سمجھا گیا کہ مسافر کو پڑھنا روا ہی۔ جواب یہ کہ جب حکم منصوص موجود ہو تو مفہوم مخالف نہین
لیا جاتا ہی اور تجھے بارہا معلوم ہو چکا کہ امام ابو حنیفہ مفہوم مخالف کو حجت نہین کہتے ہین بلکہ مسکوت عنہ کہتے ہین چنانچہ یہان دیکھو کہ مفہوم مخالف کا اگر
اعتبار ہوتا تو یہ نکلتا کہ نماز مت پڑھو درحالیکہ جنب ہو الاجبکہ تم مسافر ہو یعنے مسافر ہو تو نماز پڑھو اگرچہ جنب ہو۔ اور آگے معلوم ہوا کہ مسافر کو تو جنب
نماز پڑھنے کی مطلقا اجازت نہین ہی بلکہ مسافر ہو اور پانی نہ ملے تو تیمم سے نماز پڑھنا روا ہی فافہم۔ وقیل المراد النہی عن قربان مواضع الصلوٰۃ ای المساجد الا
عبورہا من غیر مکث۔ یعنے بعض مفسرین نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہی کہ مواضع نماز سے قریب مت ہو نہ نشہ مین اور نہ حالت جنابت مین یعنے مسجدون مین
ایسی حالت مین مت جاؤ سوائے عبور کے بدون درنگی و توقف کے۔ یعنے یہ روا کر دیا کہ مسجد سے ہو کر اس حالتمین گذر جاؤ اور اسمین توقف مت کرو
مترجم کہتا ہی کہ اوپر مذکور ہوا کہ الصلوٰۃ کی تفسیر مین دو قول ہین اول آنکہ مراد صلوٰۃ بمعنے حقیقی ہی اور دوم آنکہ مواضع الصلوٰۃ مراد ہین یعنے مسجدین
بحذف مضاف جیسا کہ مولف فتح البیان نے نقل کیا ہی اور اولیٰ یہ ہی کہ بر سبیل مجاز مواضع نماز مراد لیا جاوے لما ستعرف۔ اگر کہا جاوے کہ تقدیر ظاہر ہی نہ مجاز
تو جواب آنکہ قرب درحقیقت موضع سے ہی لہذا قرینہ ہی کہ صلوٰۃ سے موضع الصلوٰۃ مراد ہی اور محی السنہ نے معالم مین کہا کہ اطلاق اسکا آتا ہی جیسے قولہ تعالیٰ
وبیع وصلوات مین صلوات سے مساجد مراد ہین مگر پوشیدہ نہین کہ اس کلام مین۔ بیع وصلوات ومساجد۔ مذکور ہی پس ظاہر معنے حقیقی ہین واللہ اعلم
ولیکن یہان قرینہ مذکورہ موجود ہی اور مناقشہ مثال مین بیکار ہی۔ بہرحال قولہ الا عابری سبیل اسکی تقویت کرتا ہی کہ صلوٰۃ سے مراد مواضع ہین کیونکہ عبور
سبیل بمعنے گذر جانا بے تکلف ہی ولیکن صلوٰۃ سے مواضع مراد لینا اور نیز سبب نزول کی راہ سے اسمین ضعف ظاہر ہی علاوہ برین قولہ وانتم سکاریٰ
اسکے بہ نسبت الیق باول ہی پس قول دوم مین وجہ تقویت واحد اور وجہ ضعف کئی ہین اسیواسطے مفسر رح نے بلفظ قیل کہا جو صیغہ تمریض مشعر ضعف ہی
اور وجہ اول مین تقویت ظاہر ہی کہ صلوٰۃ اپنے معنے حقیقی پر باقی ہی اور انتم سکاریٰ اسکے ساتھ الیق ہی اور ایسی ہی غایت یعنے حتی تعلموا ما تقولون
کیونکہ مواضع نماز سے قریب نہونے کی یہ انتہا کہ یہانتک کہ سمجھنے لگو جو تم کہتے ہو وجیہ نہین ہی بلکہ خود نماز سے وجیہ ہے اور سبب نزول اسکے ساتھ صریح ہی
کہ مراد نفس صلوٰۃ ہی پس وجہ دوم کے برعکس وجہ اول مین وجوہ تقویت زائد ہین ہان وجہ ضعف ایک یہی کہ عابری سبیل سے مسافر مراد لیا گیا تو یہ کچھ مستبعد
نہین وقد قال علیہ السلام کن فی الدنیا کانک غریب او کعابری سبیل الحدیث اور وجہ تعبیر مسافر بعابر السبیل آنکہ حالت روانگی ہو نہین اکثر اوقات اسمین
پانی نہین ملتا کہ بعد پیشاب و پیخانہ کے حدث مین رہجاتا ہی ایسے ہی جنابت مین بھی ممکن ہی بخلاف منزل پر اترنے کے فافہم۔ اور بعض نے تجویز کیا
کہ الصلوٰۃ سے نماز و موضع نماز دونون اسطرح مراد ہو سکتے ہین کہ بنظر قید وانتم سکاریٰ معنے حقیقی مراد ہین اور بنظر قولہ الا عابری سبیل مواضع نماز مراد
ہین بر سبیل مجاز۔ اور غایت یہ کہ اسمین جمع بین الحقیقۃ والمجاز لازم آتا ہی وہ بتاویل مشہور روا ہی وفیہ نظر ظاہر۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ اقوال سلف اس
آیت کی تفسیر مین مختلف ہین شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ عطا بن یسار نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ ولاجنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا۔ ابن عباس
نے کہا یعنے مت داخل ہو مسجد مین درحالیکہ تم جنب ہو الا عابری سبیل۔ یعنے روا رکھو گذر جاوے اور اسمین نہ بیٹھے۔ رواہ ابن ابی حاتم ثم قال وقد روی عن عبد اللہ
بن مسعود و انس و ابی عبیدہ و سعید بن المسیب و ضحاک و عطا و مجاہد و مسروق و ابراہیم و زید بن اسلم و ابی مالک و عمرو بن دینار و حکم و عکرمہ و حسن و یحییٰ
و زہری و قتادہ نحو ذلک۔ اور یزید بن ابی حبیب رح سے روایت ہی کہ انھون نے کہا کہ چند مردان انصار رض کے دروازے مسجد کی جانب تھے انکو جنابت پہنچتی
اور انکے پاس پانی نہوتا تو پانی کو جاتے اور مسجد کے سوائے کوئی راہ نہین پاتے تھے پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا۔ ولاجنبا الا عابری سبیل۔ رواہ
ابن جریر شیخ ابن کثیر نے کہا کہ اس قول کی صحت پر شاہد ہی حدیث صحیح بخاری کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو دروازے مسجد کی طرف اسمین ہین سب
بند کر دو سوائے دروازہ ابو بکر رض کے اور یہ آپ نے آخر حیات مین فرمایا اس آگاہی سے کہ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت ابو بکر متولی خلافت ہونگے پس انکو

مہمات اسلام و مسلمین کے واسطے بکثرت مسجد مین آنیکی ضرورت پیش آویگی لہٰذا سوا ے انکے دروازے کے سب دروازے بند کرنے کا حکم ہوا بعض سنن کی روایت مین جو بجاے دروازۂ ابو بکرؓ کے علیؓ کی کھڑکی آیا ہی وہ راوی کی بھول ہی اور صحیح وہی ہی جو صحیح بخاری مین باتفاق الحفاظ الثقات آیا ہی قال المترجم اس سے شاہد لانا اس امر پر مقصود ہی کہ مسجد کی طرف مسجد مین لوگونکے دروازے کھولے ہوے تھے چنانچہ آخر حیات نبی صلعم تک رہے پھر دریچۂ علیؓ کی روایت کو شیخ ابن کثیر نے راوی کی بھول قرار دیا اور شیخ ابن الجوزی نے موضوع کہا اور شیخ ابن حجر وغیرہ نے کہا کہ ابن الجوزی کا قصور ہی اور اس حدیث کے طرق حسن و ضعیف ملکر کثرت سے ہین جنسے یہ روایت درجۂ صحیح بالغیر تک پہونچتی ہی اسکو موضوع کہنا خود خطا ہی اور یہ محاکمہ کیا کہ حدیث ابو بکرؓ ایک واقعہ اور حدیث علیؓ دوسرا واقعہ ہی اور واقعہ ابو بکرؓ مشعر صدق خلافت ہی اور واقعہ علیؓ بہ سبب اسکے تھا کہ حضرت علیؓ کا کوئی دروازہ سوا دریچۂ مسجد کے نہ تھا پس انکو فرمایا تھا کہ میرا اور تیرے سوا کوئی اسمین بحالت جنابت مین نہ گذرے علاوہ ازین دروازہ و کھڑکی کی راہ سے بھی فرق بیان کیا گیا ہی کہ حضرت ابو بکرؓ کیواسطے دروازے کی اجازت تھی اور حضرت علیؓ کے واسطے دریچہ کی اجازت تھی اور بسط کلام کی یہان گنجایش نہین اور ہذا القدر کافٍ۔ پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسی آیت سے بہت سے اماموں نے حجت پکڑی ہی کہ جنب کو مسجد مین توقف کرنا حرام ہی ہان بیسے گذر جانا روا ہی اور یہی حکم حائض و نفسا کا ہی مگر بعض نے باحتمال آنکہ حائض و نفسا کی نجاست سے مسجد ملوث نہو جاوے گذرنے سے بھی منع کیا ہی اور بعض نے کہا کہ یہ احتمال نہو تو روا ہی اور صحیح مسلم مین حضرت عائشہؓ سے ثابت ہی کہ مجھسے حضرت صلعم نے فرمایا کہ مسجد سے مجھے چٹائی اُٹھادے مینے کہا کہ مین حائضہ ہون آپ نے فرمایا کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ مین نہین ہی ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسمین دلالت ہی کہ مسجد مین حائضہ و نفسا کا مرور روا ہی قال المترجم محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ علما نے اختلاف کیا ہی کہ مرور روا ہی یا نہین تو بعض نے مطلقاً مباح کہا ہی اور یہی قول حسن بصریؒ کا اور مذہب امام شافعی و مالک کا ہی۔ اور بعض نے مطلقاً ممنوع کہا ہی اور وہ امام ابو حنیفہ وغیرہ کا قول ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ حدیث سے یہ دلالت قوی نہین کہ مسجد مین مرور روا ہی تو یہ نہین دیکھتا کہ حضرت عائشہؓ نے چٹائی اُٹھانے سے خود تامل کیا جو دلیل ہی کہ جانا روا نہین رکھتی تھین اور آنحضرت نے جو فرمایا کہ نجاست تیرے ہاتھ مین نہین ہی تو یہ خود دلیل ہی کہ حضرت عائشہؓ سے ہاتھ بڑھا کر اُٹھا لینے کا حکم فرمایا تھا نہ وہان جانیکا پس اس سے استدلال بعید ہی بلکہ برعکس مراد اشارہ ثابت ہوتا ہی اور آیت کریمہ سے استدلال لانا خود محل کلام ہی کیونکہ وہ جب تمام ہی کہ صلوٰۃ سے مواضع صلوٰۃ مراد ہون اور تجھے معلوم ہو چکا کہ یہ قول ضعیف ہی اور منع مرور حائض مین خود حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین حلال نہین رکھتا ہون مسجد کو کسی حائض کے لیے اور نہ کسی جنب کے لیے رواہ ابو داؤد من حدیث افلت اور خطابیؒ نے کہا کہ افلت کے مجہول ہونے سے ایک جماعت نے حدیث کو ضعیف کہا ولیکن یہ کچھ نہین ہی اسواسطے کہ ایک اسناد کی کسیقدر ضعف سے حدیث کا ضعف نہین لازم آتا چنانچہ ابن ماجہ نے دوسری اسناد سے اسکو روایت کیا اور زیلعیؒ نے اسکی تقویت کردی ہی اور ابن حجرؒ نے ابن عبد اللہ بن حنطب کی مرسل کو قوی جید کہا اور اسی سے ترمذی کا حدیث حسن کہنا صحیح ہوتا ہی اور یہ منجملہ دلائل کے ہی کہ آیت مین صلوٰۃ سے مواضع نہین مراد ہین اور بوجہ حدیث کی تخصیص نہین ہو سکتی ہی۔ اور حضرت علیؓ سے قولہ ولا جنبا الا عابری سبیل۔ مین روایت ہی کہ فرمایا نہ قریب ہو نماز سے مگر آنکہ مسافر ہو اسکو جنابت پہونچا اور پانی نہ ملے تو نماز پڑھا کرے یہانتک کہ پانی پاوے۔ رواہ ابن ابی حاتم من طرق عنہ۔ قال و قد روی عن ابن عباس فی احدی الروایات و سعید بن جبیر و الضحاک نحو ذلک۔ مترجم کہتا ہی کہ حضرت ابن عباس سے شاید قوی روایت یہی ہی کہ عابر السبیل سے مسافر مراد ہی اور یہی آیت کے موافق قول علیؓ کے ہین کیونکہ معالم مین آیت کے معنے مین لکھا کہ منع فرمایا جنب کو نماز سے یہانتک کہ غسل کرے مگر آنکہ سفر مین ہو اور پانی نہ پاوے تو تیمم سے نماز پڑھ لے۔ اور یہی قول حضرت علیؓ و ابن عباسؓ و سعید بن جبیرؒ و مجاہدؒ کا ہی شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ابن جریرؒ نے بھی حضرت علیؓ سے

Marfat.com

یہ قول روایت کیا اور عوفی رح کے طریق سے اور ابو مجلز رح کے طریق سے اسکو ابن عباس سے روایت کیا اور سعید بن جبیر و مجاہد و حسن بن مسلم و حکم و زید بن اسلم و عبدالرحمن بن زید سے بھی اسی کے مثل روایت کیا اور عبداللہ بن ابی کثیر سے روایت کی کہ ہم سنتے چلے آتے ہین کہ یہ حکم سفر کے بارہ مین ہے ابن کثیر نے کہا کہ پاک مٹی مسلمان کے لیے دس برس تک طہور ہونیکی حدیث بھی اسکے شاہد ہے و قد رواہ مسلم و احمد و اہل السنن۔ پھر ابن کثیر رح نے شیخ ابن جریر رح سے ہر دو قول مین محاکمہ نقل کیا جسکا حاصل یہ ہے کہ عابر السبیل روار و گذرنے والے کے واسطے انسب ہے بہ نسبت مسافر کے علاوہ ازین مسافر کا حکم جب اس سے معلوم ہوگیا تو آیندہ آیت مین پھر جب ان کنتم مرضٰی او علی سفر مین بیان کیا تو تکرار لازم آئیگی لہذا اولی یہ ہے کہ عابر السبیل سے مسجد مین سے روار و گذر جانے کے معنے لیے جاوین مترجم کہتا ہے کہ خواہ مخواہ تقلید سے کیسے مان لون کہ جی ہان درست ہے ولیکن یہ روا نہین اگر دنیا کا معاملہ ہوتا تو بسر و چشم مگر اس معاملہ مین تو عرض کرونگا کہ مین اوپر متعدد وجہ لکھ چکا ہون کہ الصلوۃ سے معنے حقیقی لینا اقوی ہے اور مواضع صلوۃ کے معنے لینا جسپر عابر السبیل بمعنے روار و گذرنے والا بنتا ہے اضعف ہے رہا یہ امر کہ ما بعد مین بیان حکم مسافر سے تکرار لازم آتی ہے تو یہ میرے نزدیک کسی طرح مسلم نہین بلکہ یہ تو اضعف الاضعف ہے اول تو اسوجہ سے کہ الا عابری سبیل سے استثنا کیا گیا ہے بدون اسکے کہ کوئی حکم اسکا بیان ہو پس صحیح تو یہ ہے کہ حکم سے سکوت ہے اور اگر مستثنیٰ منہ کے حکم کے خلاف مفہوم سے نکالا جاتا تو مفہوم مخالف حجت نہین اور اگر مان لیا جاوے تو اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ مسافر اگر پانی نہ پاوے تو نماز پڑھ لے کیونکہ اتنا نکلتا ہے کہ مسافر ہو تو نماز پڑھ لے اور ما بعد مین یہ قید مذکور ہے کہ مسافر ہو اور پانی نہ پاوے تو تیمم کرے پھر نماز پڑھے۔ اب فرمایئے کہ تکرار کہان لازم آتی ہے ہان اگر یہ کہا جاتا کہ ما بعد مین تفصیل جنب بیان کرنے سے یہان استثناء الا عابری سبیل سے استغنا ہے تو البتہ اسکی وجہ بھی ہوتی۔ ہمارے مفسر شیخ جلال رح نے ٹھیک کہا کہ آیت مین سے مسافر کو استثنا کیا اسلیے کہ اسکا حکم دوسرا ہے جو آگے آتا ہے پس مفہوم مخالف سے استدلال نہین کیا اور کیونکر استدلال کرتے اسلیے کہ اس سے تو مفہوم مخالف کا حجت ہونا بگڑ جاتا ہے اور یہی ٹھیک معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسکوت عنہ ہوا کرتا ہے نہ محکوم بمفہوم مخالف جیسا کہ ہمنے اوپر اشارہ کیا اور یہی مذہب امام مجتہد ابو حنیفہ کا ہے سوائے مسائل فقہیہ کے کئی صورتون مین کہ وہان ابو الفضل کرمانی وغیرہ نے مفہوم مخالف معتبر قرار دیا ہے اور حق یہ ہے کہ کلیہ معتبر نہین اور نہ فقہا نے قصد کیا ہے ہان اکثر جگہ اتفاقاً بنتا ہے لہذا مترجم نے ترجمہ فتاوے عالمگیری مین اسکو ملحوظ رکھا ہے واللہ الموفق ولہ الحمد یہ کلام استطرادی تھا پھر تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اوپر جو مسافر کو مستثنیٰ فرمایا اب اسکا اور دوسرونکا حکم بیان فرمایا بقولہ۔ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ۔ جمع مریض مانند قتلی جمع قتیل اور مرض کی تعریف طبیبوں کے نزدیک یہ ہے کہ خروج بدن کا حد اعتدال سے ایسی حالت کی جانب کہ افعال معتادہ بحیثیت شخصی مین ضرر حاصل ہو۔ اور یہان جس مرض پر تیمم جائز ہے اسکو مفسر رح نے بیان کیا بقولہ۔ مرضاً یضرہ الماء یعنے ایسے مرض سے مریض ہو کہ اسکو پانی ضرر کرے۔ پس اس سے دفع ہے قول بعض علما کا کہ تیمم مجرد مرض سے جائز ہے بدلیل عموم آیت کریمہ۔ اور مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت مین روایت ہے کہ انصار مین سے ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی جو مریض تھا اٹھکر وضو نہین کر سکتا تھا اور اسکا کوئی خادم نہ تھا جو وضو کرا دے پس اسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اسکو ذکر کیا تو اللہ تعالےٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ رواہ ابن ابی حاتم وہذا حدیث مرسل۔ اور مفسر رح نے بدلالت نص یہ قید معتبر رکھی کہ مرض ایسا ہو کہ اسکو پانی کا استعمال ضرر کرے اور یہ بظاہر موافق قول ابو حنیفہ کے ہے کہ تیمم کے واسطے اسیقدر چاہیے کہ پانی کے استعمال سے ضرر ہو۔ اور مشہور قول شافعی یہ ہے کہ تلف عضو ہو جانے کا خوف ہو لیکن یہ قول جیسا کہ خود بیہقی نے لکھا ہے خلاف مقتضائے ظاہر آیہ ہے اور محتمل ہے کہ مفسر رح نے قولہ مرضا یضرہ الماء۔ سے ضرر سے یہ مراد لی ہو کہ تلف کا خوف ہو لیکن یہ احتمال بعید ہے۔ اور بعض نے بدلیل اثر مجاہد رح کے جو اوپر مذکور ہوا اسکو بھی منجملہ مرض کے شمار کیا کہ بسبب ضعف کے پانی تک پہونچ نہ سکے۔ پھر امام ابو حنیفہ کے قول مین اگر بعد وضو مرض کا

خوف ہو یا مرض کے طول ہو جانیکا یا مانند اسکے تو بھی تیمم روا ہی اور کچھ خلاف نہین کہ مریض چاہے حضر مین ہو یا سفر مین اسکو تیمم ...
حکم حضر کے واسطے منصوص ہی بدلیل مقابلہ سفر اور خود سفر مباح کرنے والا تیمم کا ہی چنانچہ فرمایا۔ اَوْ عَلٰی سَفَرٍ۔ ای مسافرین وانتم جنبا
محدثون۔ یعنے کائنا علی سفر۔ حال واقع ہی ای مسافرین درحالیکہ تم مسافر ہو۔ اور مفسرؒ نے قید لگائی وانتم جنبا ومحدثون۔ اور تمھارا حال یہ
تم جنب ہو کہ تمکو نہانیکی ضرورت ہو یا محدث ہو کہ تمھین وضو کرنیکی ضرورت ہو۔ اور یہ غالب استعمال ہی ورنہ حدث شامل ہی حاجت وضو اور حاجت
غسل دونون کو اور جنابت خاص ہی حاجت غسل کے ساتھ جیساکہ فقہ مین مذکور ہی۔ اور یہ قید جو مفسرؒ نے مریض و مسافر دونوں کے ساتھ بیان کی
بنظر ارتباط حکم مابعد ہی یعنے شرط کی جزا مین تیمم کرنیکا حکم مذکور ہی پس یہ مراد نہین کہ اگر مرض یا سفر ہو تو تیمم کرنا واجب ہی بمعنے آنکہ مرض یا سفر کا
پیدا ہونا تیمم کا موجب ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ اگر تمکو جنابت یا حدث حالت مرض یا سفر مین لاحق ہو تو تمکو تیمم روا ہی اور مابعد مین یہ قید سواسطے نہین کہ
اتیان غائطؒ و ملامستؒ نساء خود حدث یا جنابت ہی بخلاف مرض و سفر کے فافہم۔ پھر اسمین اختلاف ہی کہ تیمم کیواسطے سفر ایسا مراد ہی کہ جسمین نماز قصر
کی جاتی ہی یا عام ہی اور اطلاق آیت مقتضی ہی کہ جسپر مسافر کا لفظ صادق آوے اسکو تیمم روا ہی پس اگر عرف لغت کا اعتبار ہو تو عام رہیگا اور اگر عرف
شرع کے موافق لیا جاوے تو ایسا مسافر ہو کہ جسکو نماز کا قصر روا ہی اور تمام کلام فقہ مین مبسوط ہی۔ بالجملہ مسافر کے حق مین تو جواز تیمم منصوص ہے
اب رہا یہ کہ اگر حضر مین ہو اور پانی نہ پاوے تو کیا حکم ہی پس محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز مین تاخیر کرے یہانتک
کہ اسکو پانی ملے۔ اور امام شافعی و مالک و اوزاعی کے نزدیک تیمم سے پڑھے لیکن شافعی کے نزدیک جب پانی پاوے تو اعادہ کرے اور باقیونکے نزدیک
اعادہ نہین ہی۔ ہذا ما ذکرہ اور شاید کہ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ مرفوعاً الصعید الطیب وضوء المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین الحدیث کو مسافر کے حق مین
محمول کیا گیا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ امام ابوحنیفہ و امام محمد و مالک کے نزدیک حضر و سفر دونون مین تیمم روا ہی اور امام شافعی کے نزدیک
حاضر صحیح کے لیے تاوقتیکہ خوف تلف نہو روا نہین ہی کذا قیل۔ اور مترجم کہتا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ حاضر و مسافر کے لیے ان سب اماموں کے نزدیک روا ہی
مگر شافعیؒ جواز تیمم مین خوف تلف کی قید لگاتے ہین فافہم اور جاننا چاہیے کہ اگر بعض عضو مجروح ہو اور باقی صحیح ہو تو امام ابوحنیفہ و انکے اصحاب کے
نزدیک مواضع جراحت پر مسح کرے یعنے اسپر جو پٹی وغیرہ بندھی ہی اسپر مسح کرلے اور باقی اعضاء صحیحہ کو دھو ڈالے۔ اور محی السنہ نے معالم مین اپنے
مذہب کے موافق نقل کیا کہ اعضاء صحیحہ کو دھووے اور مجروحہ کے واسطے تیمم کرے اور اسکی دلیل مین روایت ابوداؤد من طریق اللؤلؤی محمد بن احمد
بن عمرو بیش کی کہ جابر بن عبداللہؓ نے کہا کہ ہم لوگ سفر مین نکلے ہم مین سے ایک شخص کے سر مین پتھر لگا کہ سر پھٹ گیا اسکو رات مین احتلام ہوا اسنے
اپنے ساتھیون سے دریافت کیا کہ میرے واسطے تیمم کی رخصت پاتے ہو بولے کہ ہم تیرے واسطے تیمم کی اجازت نہین پاتے حالانکہ تو پانی کے استعمال پر
قادر ہی پس اسنے غسل کیا پس مرگیا پھر جب ہم لوگ واپس آئے تو نبی صلعم کو خبر کی گئی آپ نے فرمایا کہ انھون نے اسکو قتل کیا اللہ تعالیٰ انکو قتل کرے
کیون ان لوگون نے نہ پوچھا جبکہ انکو معلوم نہ تھا درماندہ کی شفا یہی سوال ہی اسکو تو یہی کافی تھا کہ تیمم کرے اور قصر کرے یا پٹی باندھے (موسیٰ راوی کو
شک پڑا ہی) اپنی جراحت پر پھر اسپر مسح کرے اور باقی بدن دھو ڈالے محی السنہ نے بعد اس حدیث کے لکھا جسکا حاصل یہ کہ ابوحنیفہ وغیرہ نے تیمم
و غسل کو جمع کرنا نہین جائز رکھا ہی مترجم کہتا ہی کہ مذہب امام ابوحنیفہ تو ظاہر حدیث شریف کے موافق ہی کیونکہ حدیث مین ثابت ہوا کہ تیمم کرے
یا مجروح پر مسح کرے اور باقی کو دھووے اور یہی انکا مذہب ہی کہ اگر اکثر اعضاء مجروح ہون تو فقط تیمم کرلے اور اگر کم مجروح ہون تو مجروح پر مسح کر
اور باقیون کو دھووے عملاً ہر دو ترد ید حدیث اور معروف ہی کہ اکثر در حکم کل ہی فافہم مترجم کے نزدیک تو محی السنہ کا مذہب اس حدیث شریف کے
موافق نہین ہوتا سواسطے کہ حدیث مین صحیحہ کو دھونا اور مجروح کے واسطے تیمم کرنا مذکور نہین ہی فتامل۔ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

جاننا چاہیے کہ غائط در اصل پست مطمئن زمین کو کہتے ہیں اور عرب کا دستور تھا کہ لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہونے کے واسطے پیخانہ جانے میں ایسی جگہ تلاش کر لیتے تھے پھر مجازاً پیخانہ کو غائط سے تعبیر کرنے لگے تاکہ لفظ کریہ سے ہر وقت نجات ہو پس یہ از باب تسمیۃ الشیٔ باسم مکانہ ہے اور مفسر رح نے کہا۔ ہو المکان المعد لقضاء الحاجۃ۔ یعنے غائط وہ جگہ ہے جو قضاے حاجت کے واسطے مقرر کر رکھی گئی ہو گویا یوں کہا کہ جو تم میں سے پیخانہ سے آیا اور مراد یہ کہ ہگ کر یا موت کر آیا اور علما نے مانند مفسر رح کے کہا۔ ای احدث۔ یعنے حدث کیا۔ حاصل آنکہ غائط سے آنا کنایہ ہے حدث سے پس لغت میں غائط بمعنے جاے قضاء حاجت تھا اور مجازاً قضاء حاجت پر بولا گیا اور اس حقیقت عرفی سے یہاں کنایہ لیا گیا مطلقاً حدث (بے طہارت ہوا ۱۲) پس حاصل یہ ہوا کہ جسکو حدث ہوا اور اُسنے پانی نہ پایا تو تیمم کرے۔ اور یہ ایک دلیل اس امر کی ہو سکتی ہے کہ حضر میں تیمم جائز ہے۔ اب کلام اسمیں کہ حدث کن کن امور کو شامل ہے اور آگے تھوڑا سا بیان ہوگا بعد ازانکہ یہ متعین ہے کہ پیخانہ و پیشاب حدث ہے اور بر تقدیر آنکہ کنایہ حدث سے ہے پیخانہ و پیشاب کا قطعاً حدث ہونا اس بنا پر ہوگا کہ کنایہ اصل حقیقت کو بدرجۂ اولیٰ شامل ہوتا ہے وہٰہنا کلام طویل لا یسعہ المقام۔ وحق آنکہ معنے حقیقی سے کنایہ جمع ہوتا ہے اسمیں شبہہ نہیں ہے **اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ** یا ملامست کیا تمنے عورتوں کو۔ وفی قراءۃ بلا الف وکلاہما بمعنے۔ یعنے حمزہ وکسائی کی قراءۃ میں بدون الف کے لمستم النساء ہے اور یہ دونوں لفظ ایک ہی معنے ہیں۔ یعنے لامس ولمس۔ ہر دو بمعنے واحد ہیں من اللمس وہو الجس بالید قالہ ابن عمر وعلیہ الشافعی والحق بہ الجس بباقی البشرۃ۔ یعنے دونوں لفظ مشتق از لمس ہیں بمعنے ہاتھ سے چھونا۔ یہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے پس جسنے عورت کو ہاتھ سے چھوا اسکو حدث ہو گیا کہ اسپر طہارت واجب ہے پھر اگر ہاتھ کے سوا باقی ظاہر بدن سے چھوا تو وہ بھی بدلالت النص یا بقیاس اسی سے ملحق ہے یعنے اسکا حکم بھی ہاتھ سے چھونے کے مانند ہے کہ طہارت جاتی رہیگی۔ وعن ابن عباس ہو الجماع۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد جماع ہے یعنے اگر عورتوں سے تم نے جماع کیا تو طہارت ٹوٹ گئی اور یہی ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ لامستم النساء کی تفسیر میں سلف میں اختلاف ہے اور علماء و فقہا نے بھی اختلاف کیا ہے اور مذاہب مجتہدین کے مختلف ہو گئے بعض نے کہا کہ ہر دو قراءۃ سے جماع مراد ہے اور بعض نے کہا کہ مطلق ملامست مراد ہے یعنے بدن سے بدن کا چھونا خواہ بجماع ہو یا اور طور سے ہو اور بعض نے کہا کہ فقط ظاہر بدن کا ظاہر بدن سے چھونا بدون جماع کے مراد ہے اور مبرد رح نے کہا کہ لغت میں اولیٰ یہ ہے کہ لامستم۔ بوسہ لینے وغیرہ کے مانند ہو اور لمستم بمعنی جماع ہو اور **شیخ ابن کثیر** رح نے ذکر کیا کہ مفسرین و اماموں سے اس میں دو قول اختلافی ہیں **قول اول** آنکہ یہ لفظ کنایہ ہے جماع سے بدلیل قولہ تعالیٰ وان طلقتموہن من قبل ان تمسوہن وقد فرضتم لہن فریضۃ فنصف ما فرضتم الآیۃ۔ اور۔ قولہ ثم طلقتموہن من قبل ان تمسوہن فما لکم علیہن من عدۃ تعتدونہا الآیۃ۔ یعنے ان دونوں آیتوں میں بالاتفاق مس سے مراد جماع ہے ایسا ہی یہاں بھی کنایہ از جماع ہے **مترجم** کہتا ہے کہ اسپر وہ وارد ہوتا ہے جو میں نے اوپر اشارہ کیا کہ کنایہ میں لفظ کے معنے حقیقی ترک ہونا ضرور متعین ہے جیسے قولہ او جاء احد منکم من الغائط۔ میں الغائط سے معنے پیخانہ و پیشاب کے بھی کنایہ از حدث میں شامل ہیں والجواب عنہ علے تقدیر التسلیم سہل ایضاً لا حاجۃ الی التطویل۔ پھر **ابن کثیر** رح نے ذکر کیا کہ سعید بن جبیر رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ او لامستم النساء ابن عباس نے یعنے جماع اور حضرت علی و ابی بن کعب و مجاہد و طاؤس و حسن و عبید بن عمیر و سعید بن جبیر و شعبی و قتادہ و مقاتل بن حبان سے اسکے مانند مروی ہے اور بکر بن عبد اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ ملامست جماع ہے ولیکن اللہ عزوجل بزرگ ہے کنایہ فرماتا ہے جس سے چاہتا ہے رواہ ابن جریر اور نیز سعید بن جبیر کے طریق سے روایت کیا کہ ابن عباس نے فرمایا کہ لمس و مس و مباشرت جماع ہے ولیکن اللہ عزوجل کنایہ فرماتا ہے جس سے چاہتا ہے رواہ ابن جریر۔ اور نیز سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ لوگوں نے لمس کو آپس میں ذکر کیا پس چند موالی نے کہا کہ وہ جماع نہیں ہے اور چند خالص عرب نے کہا کہ وہ جماع ہے۔ پھر میں ابن عباس رض سے ملا اور میں نے کہا کہ چند موالی اور چند خالص عرب نے لمس میں اختلاف کیا موالی نے کہا کہ وہ جماع

Marfat.com

نہین ہے اور خالص عربنے کہا کہ وہ جماع ہے تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تو کس فریق مین تھا مین نے کہا کہ مین موالی کے ساتھ تھا فرمایا کہ موالی کا فریق مغلوب ہوا۔ البتہ لمس و مس و مباشرت وہ جماع ہے ولیکن اللہ تعالیٰ کنایہ فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔ رواہ ابن جریر اور بہت طرق سے یہ بات صحیح ہے کہ حضرت ابن عباس نے ایسا فرمایا ہے اور ابن جریرؒ نے بھی ان لوگون کو ذکر کیا جنکو ابن ابی حاتم نے اہل سلف سے ذکر کیا **قول دوم** اور ابن جریرؒ نے فرمایا کہ دوسرے بزرگون نے اس سے ہاتھ سے یا دیگر اعضا سے چھونا مراد لیا پس مرد کے بدن مین سے کوئی عضو اگر عورت کے بدن کو چھو گیا بطریق افضار تو اس سے اسپر وضو واجب ہونے کے قائل ہوئے پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ لمس ما سوائے جماع ہے اور متعدد طرق سے ابن مسعودؓ سے اسکی مثل مروی ہوا مترجم کہتا ہے کہ مالک نے موطا مین باسناد صحیح جید حضرت ابن عمرؓ سے مانند اسکے روایت کیا اور مفسر جلالؒ نے اسی پر اعتماد کیا ہے اور ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ عبیدہ سلمانی و ابو عثمان النہدی و عامر و ثابت و ابراہیم نخعی و ابن اسلم سے اسکے مانند مروی ہے۔ اور عمر بن الخطابؓ سے مروی ہوا کہ جسنے اپنی جورو کا بوسہ لیا یا ہاتھ سے چھوا اسپر وضو آتا ہے وقد رواہ الدارقطنی فی سننہ عنہ۔ ولیکن ہم کو اور طرق سے حضرت عمرؓ سے روایت پہونچی کہ وہ اپنی بیوی کا بوسہ لیتے پھر دوسرا وضو نہین کرتے اسی وضو سے نماز پڑھتے تھے پس روایت دارقطنی وغیرہ اگر انسے صحیح ثابت ہو تو بھی محمول کیجائیگی کہ مراد انکی یہ ہے کہ اسپر وضو کر لینا مستحب ہے **قال المترجم** امام ابو حنیفہ وغیرہ ہاتھ سے چھونے وغیرہ سے وضو واجب ہونیکا قول جن سلف سے مروی ہے اسکو ایسی صورت پر محمول کیا کہ شہوت سے بوسہ لیا یا چھوا حتی کہ مذی نکل آئی تو بالاتفاق طہارت ساقط ہو جاتی ہے **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ چھونے سے وضو واجب ہونیکا قول امام مالک و شافعی کا اور مشہور از احمد بن حنبل ہے۔ اور **محی السنہ** نے معالم مین کہا کہ یہ ابن مسعود و ابن عمر و شافعی و زہری و اوزاعی کا قول ہے مگر **محی السنہ** نے یہان تو ان لوگونکے قول مین ذکر کیا کہ مرد و عورت دونون کا وضو ساقط ہوگا اور ما بعد مین لکھا ہے کہ شافعی کے ایک قول مین عورت کا وضو ساقط نہوگا بدلیل حدیث عائشہؓ در بارۂ نماز تہجد ولکن لادلیل لہ کما ستعرف بادنیٰ تامل۔ پھر لکھا کہ مالکؒ و لیث و احمد و اسحاق کے نزدیک اگر مساس بشہوت ہو تو وضو ساقط ہوگا ورنہ نہین۔ اور ایک جماعت نے فرمایا کہ چھونے سے وضو کسی حال مین نہین جاتا اور یہی ابن عباس و حسن و ثوری کا قول ہے اور ابو حنیفہؒ نے کہا کہ انتشار ہو تو ٹوٹتا ہے ورنہ نہین مترجم کہتا ہے کہ مذہب امام ابو حنیفہ مین جو امر صحیح ہے مین لکھ چکا کہ وہ موافق قول حضرت ابن عباس و علی وغیرہم ہے الا آنکہ مذی نکل آوے تو بوجہ خروج مذی ساقط ہوگا اور شاید کہ قول احمد و اسحاق بھی بدین معنے ہو کہ انھون نے نظر بغالب حال شہوت کو قائم مقام خروج مذی قرار دیا واللہ اعلم اور ابن جریرؒ نے کہا کہ ہر دو قول مین سے اولیٰ بالصواب یہ قول ہے کہ مراد آیت کریمہ مین لامستم النساء سے جماع ہے اور جو دیگر معانی مذکور ہوے ہین انمین سے کوئی مراد نہین ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ آپ نے اپنی پاک بی بیون مین سے بعض کا بوسہ لیا پھر نماز پڑھی اور وضو نہین کیا اور حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم انکا بوسہ لیتے حالانکہ آپ روزہ دار ہوتے تھے پھر نہ روزہ افطار ہوتا اور نہ جدید وضو کرتے تھے رواہ ابن جریر اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم بوسہ لیتے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہین کرتے رواہ احمد و ابن جریر و مانند اسکے ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی اور کلام بعض طرق حدیث پر کچھ مضر نہین ہے **مترجم** کہتا ہے کہ جو لوگ چھونے سے وجوب وضو کے قائل ہین وہ بوسہ کو بدلالت یا بالقیاس لمس کرتے ہین اور اصل مین لمس بمعنے ہاتھ سے چھونا لیتے ہین جیسا کہ مفسر **جلالؒ** نے ذکر کیا ہے پس حدیث بوسہ لینے کی انپر تمام حجت نہین ہو سکتی ہے کیونکہ جائز ہے کہ بدون ہاتھ سے چھوے بوسہ لیا ہو پس حجت قوی وہ حدیث ہے جو موطا مین امام مالکؒ سے بسند صحیح اور صحیح مین مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مین سویا کرتی تھی حضرت کے سامنے اور میرے پاؤن حضرت صلعم کے سجدہ کی جگہ ہوتے تھے پس جب حضرت صلعم سجدہ کرتے تھے تو میرے پاؤن کو غمز کرتے یعنے ہاتھ سے دبوچ دیتے تھے پس مین پاؤن اپنی طرف کھینچ لیتی تھی پھر جب آپ کھڑے ہو جاتے تو مین اپنے پاؤن

پھیلا دیتی۔ اور حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ ان دنون مین گھرون مین چراغ نہین ہوتے تھے رواہ البخاری۔ اور نیز حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ مین حضرت صلعم کے پہلو مین سوتی تھی پس رات مین میرے پاس سے آپ گم ہوے مین نے نہ پایا تو آپنے ہاتھ سے ٹٹولا پس میرا ہاتھ آپکے قدمون پر پڑا درحالیکہ آپ سجدہ مین تھے اور یہ فرماتے تھے۔ اعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك واعوذبك منك لا احصی ثناءً عليك انت كما اثنيت على نفسك رواه البخاری۔ پس ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ حضرت صلعم نے نماز مین خود حضرت عائشہ رض کو چھوا اور غمز کیا اور حضرت عائشہ رض نے آپکو چھوا اور غمز کیا بہرحال وضو واجب نہین ہوا اور البتہ بخاری رح اس حدیث کو حجت لائے ہین کہ عورت کے سامنے ہونے سے نماز مین خلل نہین آتا پس یہ وہم پیدا کرنا کہ شاید منسوخ ہو گے باطل ہی کیونکہ حضرت عائشہ رض نے خود اس سے بھی حجت پیش کی ہی پس دعوی نسخ وہم و باطل ہی پھر واضح ہو کہ شافعی رح کا قول بھی دلالت کرتا ہی کہ انھون نے چھونے سے وضو ساقط ہونیکی علت فقط شہوت قرار دی ہی حتی کہ اگر کپڑا وغیرہ حائل ہو تو چھونے سے وضو نہین جاتا اور ایسے ہی اصح القولین پر اگر اپنی مان بیٹی بہن وغیرہ کسی ایسی عورت کو جو دائمی حرام ہین یا اجنبی ایسی چھوٹی لڑکی کو جو مشتہاۃ نہین ہی چھوا تو انکے نزدیک بھی اصح القولین پر وضو نہین جاتا کیونکہ یہ محل شہوت نہین ہین فافہم مترجم کہتا ہی کہ صواب یہی ہی کہ قولہ لامستم النساء کے یہ معنے ہین کہ تمنے عورتون سے جماع کیا ہو اور حاصل آنکہ اگر حدث ہوا یا جنابت پہونچی بالقصد تو تیمم سے نماز پڑھو بشرطیکہ پانی نہ ملے اور عنقریب تفسیر آتی ہی۔ یہان جاننا چاہیے کہ جسکو حدث ہوا اسکی نماز جائز نہین تا وقتیکہ وضو نہ کرے اگر پانی پاوے یا تیمم نہ کرے اگر پانی نہ پاوے حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قبول نہین کیجاتی تم مین سے کسیکی نماز جبتک وضو نکرے یعنے طہارت نکرے اور اس باب مین احادیث صحاح وغیرہ بہت ہین مترجم کہتا ہی کہ جو چیز پیخانہ و پیشاب کی راہ سے نکلے موافق معتاد کے وہ بالاتفاق کہ حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک حدث ہی خواہ عین ہو یا اثر ہو مانند ریح کے اور ایسے ہی اغما و جنون جس سے عقل مغلوب ہو بالاتفاق حدث ہی کسی حال پر ہو۔ اور سونا پس اگر کروٹ سے ہو تو وضو توڑتا ہی یا جو اسکے حکم مین ہی اور اگر کھڑے و بیٹھے اپنے بل پر یا سجدہ مین ہو تو نہین توڑتا یہی امام ابو حنیفہ و ثوری رح و ابن المبارک کا مذہب ہی اور شافعی رح کے نزدیک سوائے بیٹھے کے سب سے وضو واجب ہوتا ہی اور ایک جماعت نے کہا کہ ہر حال مین وضو توڑتا ہی اور یہ قول ابو ہریرہ رض و عائشہ رض و حسن رح و اسحاق رح و مزنی رح کا ہی اور دلائل کتب فقہ مین مبسوط ہین۔ پھر معالم مین ذکر کیا کہ پیشاب کے مقام کو چھونیسے وضو واجب ہے نہین اختلاف ہی ایک جماعت کے نزدیک واجب ہوتا ہی یہی قول حضرت عمر و ابن عمر و ابن عباس و سعد بن ابی وقاص و ابو ہریرہ رض و عائشہ رض کا ہی اور یہی ابن المسیب و سلیمان بن یسار و عروہ کا ہی اور یہی مذہب اوزاعی و شافعی و احمد و اسحاق کا ہی ہان شافعی یہ کہتے ہین کہ جب اندر کی ہتیلی یا انگلیون سے چھوے تب وضو ٹوٹتا ہی و دلیل وہ حدیث ہی جو امام مالک وغیرہ نے روایت کی کہ عروہ بن الزبیر نے کہا کہ مین مروان کے پاس گیا اور وہان موجبات وضو کا ذکر ہوا تو مروان نے کہا کہ ذکر کے چھونے سے وضو واجب ہوتا ہی تو عروہ رح نے کہا کہ تو نے یہ کہان سے معلوم کیا اسنے کہا کہ مجھے بسرہ بنت صفوان نے خبر دی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا فرماتے تھے کہ جب تم مین سے کسی نے اپنے ذکر کو چھوا تو چاہیے کہ وضو کرے۔ اور ایک جماعت نے فرمایا کہ اس سے وضو واجب نہین ہوتا ہی بدلیل حدیث طلق بن علی رض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مرد پر اپنے ذکر کے چھونیسے وضو واجب ہوتا ہی آپنے فرمایا کہ وہ تو تیرے بدن کا ایک پارہ ہی۔ رواہ الترمذی وغیرہ اور یہی قول حضرت علی و ابن مسعود و ابو الدرداء و حذیفہ رضی اللہ عنہم کا اور قول حسن بصری رح کا اور ثوری و ابن المبارک و ابو حنیفہ وغیرہم کا ہی۔ اور جو لوگ وجوب وضو کے قائل ہین وہ کہتے ہین کہ طلق بن علی رض پہلے مسلمان ہوے تھے اور وجوب وضو کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رض نے بھی روایت کی اور اسلام ابو ہریرہ رض کا متاخر ہی پس حدیث طلق منسوخ ہی بحدیث ابو ہریرہ۔ مترجم کہتا ہی کہ اسوقت تک صحیح نہین معلوم ہوا کہ یہ کون سبب نسخ کا ہی علمائے اصول و محدثین مین سے کوئی قائل نہین کہ یہ وجہ بھی نسخ کی ہوتی ہی اور علمائے حنفیہ نے

Marfat.com

اس جواب کو اسی طرح رد کر دیا ہی کہ نسخ نہین ثابت ہی بلکہ جب دونون حدیثین صحیح ہین اور جمع ممکن ہو تو خلاف اصول ہی کہ نسخ کا قائل ہو وضو کر لینا مستحب ہی اور نہ کرنا جائز ہی اور اسی پر محمول ہوگا قول جلہ صحابہ کا کہ براہ تورع و استحباب وضو کر لینا واجب ہی پس جب شرعی نا فہم **قال محی السنہ** پھر پیخانہ و پیشاب دونون راہون کے سوائے اور طرح سے بدن سے نجاست نکلنے سے وضو ٹوٹنے مین اختلاف ہی پس اگر فصد لی یا پچھنے لگائے یا قی وغیرہ کے مانند کوئی چیز خارج ہوئی تو ایک جماعت کا مذہب ہی کہ وضو واجب نہین ہوتا اور ایسا ہی ابن عمر و ابن عباس سے مروی اور عطاء و طاؤس و حسن و سعید بن المسیب کا قول و مالک و شافعی کا مذہب ہی۔ اور ایک جماعت نے فرمایا کہ قی و نکسیر و فصد و پچھنے وغیرہ سے وضو واجب ہوتا ہی یہی سفیان ثوری و ابن المبارک و ابو حنیفہ و احمد و اسحاق کا مذہب ہی **قال المترجم** و امام ابو حنیفہ کے نزدیک رکوع و سجود والی نماز مین قہقہہ مارنا ناقض وضو ہی اور یہ بدلیل حدیث مرسل ابو العالیہ بروایت ابو داؤد برخلاف قیاس ثابت ہی۔ اور خون بدن سے نکلنا زخم تلوار وغیرہ سے ناقض وضو ہی ولیکن صحیح حدیث مین یہ مضمون مروی ہی کہ حضرت صلعم نے دو شخصون کو ایک درہ کی نگہبانی پر مقرر فرمایا ناگاہ ایک کافر جو تاک مین تھا اسی راہ سے آیا اور اسکی جورو کافرہ کو مسلمان قید کر لائے تھے پس اسنے رات مین اس درہ پر آدمی کی پرچھائین دیکھی اور حال یہ ہوا کہ دونون مین سے انصاری نماز مین مشغول ہو گئے اور مہاجری سو رہے تھے تاکہ باری باری رات گزارین پس اسنے تیر مارا اور وہ انصاری رض کے لگا جس سے خون جاری ہوا اور کافر مذکور بعد زخمی کرنے کے بھاگ گیا پھر بعد سلام پھیرنے کے انصاری رض نے مہاجری رض کو جگایا انھون نے کہا کہ تمنے تیر پہونچنے کے وقت کیون نہ جگایا تو جواب دیا کہ مجھے خوش نہ آیا کہ مین سورہ توڑ دون تا آنکہ تمام کر کے سلام پھیرا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس خون جاری ہونے سے وضو نہین کیا تھا اور انکار اسکا مروی نہین ہی۔ پس سوائے اسکے اور کیا سمجھا جاتا ہی کہ شاید یہ رائے ان صحابی رضی اللہ عنہ کی خود ہوگی کیونکہ منصوص سنت یا تقریری نہین ہی واللہ اعلم۔ اب جاننا چاہیے کہ حاصل آیت کریمہ جس سے مذہب امام ابو حنیفہ وغیرہ موافق ہو یہ ہوا کہ اگر تم ایسے مرض سے مریض ہو کہ پانی ضرر کرے یا مسافر ہو اور اس حال مین جنابت یا حدث لاحق ہو یا کوئی تم مین سے پیخانہ سے آوے یعنی اسکو حدث ہو جاوے تمام ان وجوہ سے جنسے وضو کرنا لازم آتا ہی یا تم عورتون سے جماع کرو۔ **فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً** تطہرون بہ للصلوۃ بعد الطلب والتفتیش وہو راجع الی ماعدا المرضی۔ پھر تم نے نہ پایا پانی۔ ای جس سے تم نماز کے واسطے طہارت کرو بعد ازانکہ تم نے اسکو طلب و تلاش کیا ہو اور یہ قید یعنی پانی نہ پانے کی مریضون کے سوائے باقیون کی طرف راجع ہی کیونکہ مریض کو جبکہ پانی ضرر کرتا ہی تو اسکو پانی ملنا یا نہ ملنا یکسان ہی اسلیے کہ پانی موجود ہوتے ہوے بھی اسکو تیمم کرنا جائز ہی۔ ہان مسافر و حدث والے و جماع کرنیوالے کو البتہ تیمم نہین جائز ہی مگر جبھی کہ انکو پانی نہ ملے **قال ابن کثیر** اسی آیت سے بہت سے فقہا نے استنباط کیا کہ تیمم جائز نہین اسکو جو پانی نہ پاوے مگر بعد اسکے کہ پانی کو طلب و تلاش کرے **قال فی السراج** اسواسطے کہ پانی نہ پانے والا جبھی کہلاویگا کہ جب اسنے تلاش کیا اور نہ پایا ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ پانی نہ پانے کی قید مین ظاہر یہ کہ سب کی طرف راجع ہی یعنے مرضی و مسافر و آئندہ از غائط و ملامس نساء۔ یا بعض کی طرف راجع ہی۔ اگر سب کی طرف راجع ہو تو یہ مشکل پیش ہوتی ہی کہ مریض خواہ پانی پاوے یا نہ پاوے اسکو تیمم روا ہی اور مؤلف فتح البیان نے اقرار کیا کہ اسکو فی الحال یا فی المآل گر خوف ضرر ہو تو اسکو تیمم روا ہی باوجود پانی ہونے کے اور یہ شرط نہین کہ خوف تلف ہو کیونکہ دین آسان ہی۔ چونکہ یہ امر ظاہر تھا اور اسکی توجیہ مین بارد تکلفات بیکار تھے **مفسر جلال** رح نے ماسوائے مریض کے باقی کی طرف راجع کیا۔ اور الظہر وہ ہی جو **بیضاوی** رحمہ اللہ نے تاویل کی کہ فلم تجدوا ماءً بمعنے فلم یتمکنوا منہ۔ یعنے تم اسکے استعمال پر قادر نہو اسواسطے کہ جو اسکو استعمال نہین کر سکتا اسنے گویا اسکو نہین پایا۔ اور یہ تاویل پسندیدہ ہی اسلیے کہ اس قید کا تعلق سب کے ساتھ اظہر ہی علی ہذا **مفسر جلال** رح نے مرضی کے ساتھ جو قید لگائی کہ مرضا یضرہ الماء۔ اسکی کچھ حاجت نہین تھی۔ اسواسطے کہ مریض کو استعمال پانی کی قدرت جب ہی نہوگی کہ پانی اسکو مضر ہو فافہم الحاصل اللہ تعالی

نے حکم دیا کہ اگر تم ایسے بیمار ہو کہ پانی استعمال نکر سکو یا حالت سفر مین ہو یا بیخانہ و جماع کے بعد پانی نہ پاؤ۔ **فَتَيَمَّمُوا**۔ اقصدوا بعد دخول الوقت
صَعِيدًا طَيِّبًا۔ ترابا طاہرا۔ تو تیمم کرو یعنے قصد کرو بعد وقت آجانے کے۔ صعید طیب کا یعنے مٹی پاک کا۔ مترجم کہتا ہی کہ مفسر رح نے یہان
دو قیدین اپنے مذہب کے موافق بڑھائی ہین اول آنکہ بعد دخول الوقت کی قید یعنے تیمم اسوقت کرو کہ جس نماز کے واسطے تیمم کرنا ہی اسکا وقت آگیا ہو
پس اگر قبل وقت کے تیمم کیا تو امام شافعی رح کے نزدیک جائز نہو گا بخلاف وضو کے کہ اگر ظہر کے وقت مین عصر کیواسطے وضو کر لیا تو اس سے عصر کی
نماز روا ہی اور یہ اس بنا پر ہی کہ تیمم انکے نزدیک وضو کیواسطے خلف ضروری ہی یعنے بضرورت وضو کے قائم مقام ہوسکتا ہی پس قبل وقت کے ضرورت
نہونے سے روا نہین ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک قبل وقت کے یا بعد وقت کے جائز ہی غیر ازینکہ نماز ایسے تیمم سے روا ہو گی جو کسی قربت مقصودہ کے
واسطے مسلمان نے کیا ہو بنا بر ینکہ ہمارے نزدیک تیمم خلف مطلقًا وضو کا ہی اور حدیث صحیح مسلم کہ جسکا مضمون یہ ہی کہ مٹی مسلمان کے لیے طہور ہی اگر چہ دس برس تک
ہو اور روایت دیگر مین ہی کہ پھر جب پانی پاوے تو ظاہر جسم پر بہاوے کہ یہ اسکے واسطے بہتر ہی۔ اس حدیث کی دلالت ظاہر ہی کہ تیمم خلف مطلق ہی نہ خلف
ضروری فافہم۔ اور قید دوم جو مفسر رح نے اپنے مذہب کے موافق بڑھائی وہ یہ کہ صعید طیب کو مخصوص کر لیا تراب طاہر سے حالانکہ صعید طیب کے معنے لغت مین
روے زمین طاہر ہی اور اہل معانی مین سے **خلیل و ابن الاعرابی و زجاج** نے کہا کہ صعید بمعنے روے زمین خواہ اسپر خاک ہو یا نہو حتی کہ زجاج نے کہا کہ
مین نہین جانتا کہ اہل لغت کے درمیان آپس مین کچھ اختلاف ہو **بیضاوی** رح نے کہا کہ اسیواسطے ائمہ حنفیہ نے کہا کہ اگر تیمم کرنے والے نے پتھر سخت پر
اپنا ہاتھ مارا اور مسح کر لیا تو کافی ہی **مترجم** کہتا ہی کہ مانند قول امام ابو حنیفہ رح کے امام مالک و ثوری و طبرانی وغیرہم کا قول ہی اور امام شافعی و احمد نے کہا
کہ تیمم کافی نہین مگر فقط تراب سے اور استدلال انکا یہ ہی کہ آیت مجمل ہی اور حدیث مین جو تربت و تراب کا لفظ آیا ہی وہ اسکا مبین یا مخصص یا مقید ہے
مترجم کہتا ہی کہ جعلت لی الارض مسجدا و طهورا الحدیث مین موافق آیت کے علی الاطلاق زمین کو طہور فرمایا پس دعوی اجمال و تخصیص و تقیید نہایت ضعیف ہی
بلکہ محض تعسف ہی اور یہ کیونکر تجویز کیا جاسکتا ہی کہ غالب احوال کے موافق اگر آنحضرت صلعم نے تراب کا لفظ فرمایا تو وہ موجب تخصیص ہوگا واللہ تعالی
اعلم اور تیمم کے معنے قصد کے ہین پس معنے قولہ تیمموا اقصدوا یعنے قصد کرو صعیدا طیبا۔ روے زمین پاک کا۔ اور حضرت ابن عباس رض سے روایت ہی
کہ کھیت کی زمین زیادہ پاک ہوتی ہی **مترجم** کہتا ہی کہ دیار عرب مین ایسا ہوگا اس ملک ہندوستان مین بوجہ اسکے کہ زمین کو کھاد وغیرہ دیجاتی ہی یہ حکم
جاری نہین ہوسکتا واللہ اعلم ہان چھوہی مٹی البتہ بہ نسبت اور مٹیون کے طاہر ہی بالجملہ طہارت بعض کی بعض سے اولی ہوتی ہی اور آیت کریمہ مین
البتہ تاکید ہی پاکی کی اسیواسطے امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جس زمین پر نجاست مانند پیشاب کے پہونچی اور وہ خشک ہو کر پاک ہو گئی تو اسکی پاکی نماز کیواسطے ہی
تیمم کے لیے نہین ہی اور جنسے تیمم روا ہی انمین بھی بعض سے بعض اولی ہی جیسے پتھر پر بے غبار تیمم سے خاک پاکیزہ پر تیمم اولی ہی کذا قیل فتامل بالجملہ حکم کیا
پاکیزہ روے زمین کا قصد کرو۔ **قال المفسر** فاضربوا ضربتین۔ پھر دو دفعہ دونون ہاتھ مارو یعنے ایک مرتبہ چہرہ کیواسطے اور ایک مرتبہ ہاتھون کیواسطے
فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ پھر مسح کرو اپنے چہرون کو۔ **وَأَيْدِيكُمْ**۔ اور ہاتھون کو۔ اور چونکہ ہاتھون کا اطلاق گٹون تک اور کہنیون تک
اور بغل تک سبکو شامل ہوتا ہے اور یہان متعین نہین فرمایا لہذا مفسر رح نے کہا مع المرفقین و مسح یتعدی بنفسہ و بالحرف۔ یعنے مع
کہنیونکے اور فعل مسح یمسح کبھی خود متعدی ہوتا ہی جیسے مسحت الوجہ اور کبھی بحرف جر متعدی ہوتا ہی جیسے امسحوا بوجوہکم مین ہی۔ واضح ہو کہ مفسر رح نے
جو دو دفعہ ہاتھ مارنا اور کہنیون تک مسح کرنا زائد ذکر کیا ہی ان دونون مین اماموں کا اختلاف ہی پس بعض نے ذکر کیا کہ دو ضرب سے وجہ مع مرفقین مسح
کرنیکا مذہب چارون اماموں کا ہی لیکن اس نقل مین تامل ہی کیونکہ عنقریب آگے معلوم ہوگا کہ امام احمد کا یہ مذہب نہین ہی اور تفصیل مقام یہ ہے کہ
آیت کریمہ مین فقط فامسحوا بوجوہکم و ایدیکم۔ مذکور ہی اور یہ کچھ مذکور نہین کہ ایک ضرب سے یا دو ضرب سے اور نیز یہ بھی مذکور نہین کہ ہاتھ کہان تک

Marfat.com

مراد ہین کیونکہ اوپر مذکور ہوا کہ کبھی ید بولتے ہین اور بغل تک مراد ہوتا ہی اور کبھی کہنیو ن تک جیسے آیت وضو مین ہی اور کبھی پہونچے تک جیسے [illegible]
مین فرمایا۔ فاقطعوا ایدیہما۔ حالانکہ بالاتفاق گٹے کے مفصل سے کاٹا جانا مراد ہی پس احادیث شریف کی طرف رجوع ضرور ہوا اور ان احادیث [illegible]
اور اعتبارات اجتہادی سے ملانے سے ائمہ کے اجتہاد مختلف واقع ہوے اول آنکہ جو مفسرؒ نے ذکر کیا کہ تیمم دو ضربہ ہین ایک ضرب تو چہرہ پر مسح کے
لیے اور دوسری ضرب دونون ہاتھون کی کہنیون تک کے لیے اور یہی **دارقطنی** نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا۔ اور ابوداؤد نے بھی ابن عمرؓ سے
مرفوعًا اسکے مانند روایت کیا مگر دونون حدیثین ضعیف ہین اور امام بخاری و ابوزرعہ و ابن عدی نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ یہ ابن عمرؓ کا قول ہی اور بیہقیؒ نے
بھی کہا کہ مرفوع کرنا اس حدیث کا منکر ہی اور حجت شافعی کی وہ حدیث ہی جو خود روایت کی عن ابراہیم بن محمد عن ابی الحویرث عن عبدالرحمن بن معاویہ عن
ابن الاعرج عن ابن الصمۃ کہ رسول اللہ صلعم نے تیمم کیا پس اپنے چہرہ اور دونون ذراع کو مسح فرمایا۔ اور ابن جریرؒ نے کہا کہ حدثنا موسی بن سہل الرملی ثنا نعیم بن حماد ثنا خارجہ
بن مصعب عن عبداللہ بن عطا عن موسیٰ بن عقبہ عن الاعرج عن ابی جہیمؓ کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو پیشاب کرتے دیکھا پس مین نے آپکو سلام کیا پس آپ نے مجکو سلام کا جواب
نہ دیا یہانتک کہ فارغ ہوے پھر ایک دیوار کی طرف کھڑے ہوے پس دونون ہاتھ اسپر مارے پس دونون سے اپنے چہرہ پر مسح کیا پھر دونون ہاتھ دیوار پر مارے پس دونون سے
اپنے ہاتھون کو کہنیو نتک مسح کیا پھر مجکو سلام کا جواب دیا۔ مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ **حافظ رحمہ اللہ** نے فرمایا کہ جو حدیثین تیمم کی صفت مین وارد ہین
انمین سے کوئی صحیح نہین ہوئی سوائے حدیث ابی جہیمؓ و حدیث عمار بن یاسرؓ کی اور جو انکے سوا ہین وہ ضعیف ہین یا انکی مرفوع و موقوف ہونے مین اختلاف ہے اور
راجح یہ ہی کہ مرفوع نہین ہین انتہیٰ۔ پس اگر حدیث ابی جہیمؓ صحیح ہی تو اس مذہب کی دلیل کافی ہی علاوہ برین تیمم اور وضو دونون ہین حدث سے
طہارت پیدا کرنے مین شرکت ہی پس جیسے وضو مین دونون ہاتھ کہنیون تک مراد ہین ایسے ہی تیمم مین مراد ہین **خطابیؒ** نے فرمایا کہ علما مین سے کوئی
اس امر مین اختلاف نہین کرتا کہ کہنیون سے زائد کا مسح تیمم مین لازم نہین ہی اور کہنیو نتک انکا حجت لانا اسطرح کہ وضو پر قیاس کیا ہی تو یہ فاسد ہے
ٹھیک قیاس نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ ہاتھون کی کہنیون تک مسح ہونے مین یا پہونچو نتک ہونے مین ایک ہونا ضرور ہے کیونکہ بغل تک نہونے مین
خود اجماع ذکر کیا پس ان دونون مین سے پہونچو نتک بقیاس آیۃ سرقہ کے مرجح ہی بخلاف کہنیو نتک ہونے کے بقیاس آیۃ الوضو کے راجح ہے
پس واجب ہی کہ یہی لیا جاوے اور اسمین فساد غیر ظاہر ہی اور اگر کہا جاوے کہ حدیث عمارؓ جو آگے آتی ہی اسکی معارض ہی تو وہین بیان ہوگا کہ وہ
خود محتمل ہی منصوص نہین ہی واللہ اعلم۔ اور واضح ہو کہ **محی السنہ** نے معالم مین نقل کیا کہ زہریؒ کا مذہب ہی کہ تیمم ہاتھون کا بغل تک ہی
کیونکہ عمار بن یاسرؓ سے مروی ہی کہ ہم نے مونڈھون تک مسح کیا پس اگر یہ ثابت ہو کہ زہریؒ کا یہ قول ہی تو خطابیؒ کی نقل اجماع مین تامل ہوگا ولیکن
ظاہر یہ ہی کہ زہریؒ سے یہ قول ثابت نہین اور مجوز بھی نہین ہی کہ زہری رح کے مانند امام فقہ و حدیث عمار بن یاسر کے اس قول سے استدلال کرے جو
انھون نے اپنی رائے سے کیا تھا جیسے یہ کیا کہ خاک مین لوٹ گئے تھے پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے خطاے فعل پر تنصیص کر دی
کما سیاتی قول دوم آنکہ ایکبارگی دو دفعہ ہاتھ مار کر اس سے چہرہ و ہاتھون کو کہنیو نتک مسح کرے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ قدیم قول شافعیؒ کا تھا۔
قول سوم آنکہ ایک دفعہ ہاتھ مار کر چہرہ اور دونون ہاتھون کا پہونچو نتک مسح کرنا کافی ہی۔ اور یہ مذہب امام احمد و محدثین کا ہی عمارؓ سے
روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے تیمم مین فرمایا کہ ایک ضرب واسطے وجہ و کفین کے ہی۔ رواہ احمد یعنے ایک دفعہ مٹی پر ہاتھ مار کر چہرہ اور ہر دو کف پر
مسح کرے شقیقؒ سے روایت ہی کہ مین عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوموسیٰؓ کے ساتھ بیٹھا تھا پس ابوموسیٰؓ نے عبداللہ سے کہا کہ کوئی مرد اگر پانی نہ پاوے
تو نماز نہ پڑھے پس عبداللہؓ نے کہا کہ بھلا آپ کو یہ یاد نہین کہ عمارؓ نے عمرؓ سے کہا تھا کہ اے امیرالمؤمنین آپکو یاد نہ رہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے اور آپکو اونٹونکے معاملہ مین بھیجا تھا پس مجھے جنابت پہونچی پس مین خاک مین لوٹ گیا پھر جب واپس ہوکر آئے تو مین نے رسول اللہ صلعم سے

Marfat.com

اسکو بیان کیا پس رسول اللہ صلعم ہنس دیے اور فرمایا کہ تجھے یہی کافی تھا کہ یون کرتا اور آپ نے دونون ہتھیلیان زمین پر مارین پھر دونون ہتھیلیون کو
مسح کیا اور چہرے کا مسح کیا ایک ہی مسح ایک ہی ضرب سے پس عبد اللہ رضہ نے کہا کہ ضرور تو نے عمر رضہ کو دیکھا کہ اُنھون نے اسپر قناعت نہ کی تو
ابو موسیٰ رضہ نے فرمایا کہ پھر آیت کریمہ کو کیونکر لیا گیا جو سورۂ نسا مین ہے قولہ تعالیٰ فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا شقیق رح نے کہا کہ حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضہ نے نہ جانا کہ کیا جواب دین اور یہ کہا کہ اگر لوگون کو ہم رخصت دیدین تیمم مین تو قریب ہے کہ ان مین سے کسیکو اگر پانی اُسکی کھال پر سردی کرے
تو وہ تیمم کرلیگا۔ رواہ احمد اور محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ تیمم ایک ہی ضرب واسطے وجہ و کفین کے ہونا قول ہے حضرت علی رضہ اور ابن عباس رضہ کا
اور یہی قول شعبی و عطا ابن ابی رباح و مکحول کا ہے اور یہی مذہب اوزاعی و احمد و اسحاق کا ہے مترجم کہتا ہے کہ دلیل اسکی جو حدیث عمار رضہ مذکور ہوئی
اسکو امام بخاری رح نے بھی روایت کیا اور روایت امام احمد مین جو یہ وہم ہوتا ہے کہ مسح کفین کے بعد مسح الوجہ مذکور ہے شاید کہ یہ ضرب فقط مسح وجہ کے
واسطے ہو تو یہ وہم روایت بخاری رح سے دور ہے کہ اسمین یون مذکور ہے کہ نبی صلعم نے اپنی ہتھیلیان زمین پر مارین پھر انکو پھونکا پھر دونون سے
اپنے چہرہ اور کفین کو مسح کیا۔ اور روایت بخاری ثبت ہے۔ اور اس مذہب کے استدلال پر یون اعتراض کیا گیا کہ احتمال ہے کہ فعل حضرت صلعم کا
تیمم مین نمونہ بیان کے واسطے ہو پس لازم نہین کہ پورے ارکان تیمم حضرت صلعم نے ادا کیے ہون تو جواب یہ ہے کہ بخاری رح نے من طریق محمد بن کثیر
عن شعبہ باسنادہ روایت کیا کہ عمار رضہ نے حضرت عمر رضہ سے کہا کہ پھر مین لوٹ گیا پھر جب مین نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی تو آپ نے فرمایا
کہ تجھکو وجہ و کفین کافی تھے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ قول حضرت صلعم اسکا پورا بیان موجود ہے باوجودیکہ فعل مین بھی مقام مقتضی تمام تھا اسلیے
احتمال مستبعد تھا۔ اگر کہا جاوے کہ حضرت صلعم نے یہ فرمایا کہ تجھے کفایت کرتا ہے اور وہ ادنیٰ جواز ہے پس شاید کہ ادنیٰ مرفقین ہو تو جواب آنکہ اس قول
کی طرف تو کوئی نہین گیا پس اجماع مرکب اسکو دفع کرتا ہے علاوہ برین جواب یہ ہے کہ کافی مرادف اجزا ہے اسواسطے کہ اجزا ہے وا کافی ہے اور وہ اور
پورے ادا کو کہتے ہین پس اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ اعلیٰ کامل مرتبہ یہ ہے برعکس وہم سوال کے فافہم۔ اور یہ اوہام کہ باوجود آیت تیمم کے کہ فامسحوا
ایدیکم۔ فرمادیا ہے حضرت عمار رضہ کو یہ کیونکر ہوا کہ زمین مین لوٹ گئے ظاہرا حکم تیمم پہلے سے معلوم ہوگا جو اس آیت مین پیچھے منصوص ہوا اور
شقیق رح مذکورۂ بالا سے بھی اس معنے پر استیناس لیا جاتا ہے تو ایسے کلام داب بحث با مور شرعیہ سے خارج ہین۔ اور شیخ ابن حجر وغیرہ کے کلام
کہ یہ مذہب ضربہ واحدہ للوجہ والکفین کا بنظر دلیل قوی ہے۔ اور اوپر معلوم ہوا کہ اگر روایت ابو جہم ثابت ہو تو مذہب دل اقوی ہوگا کیونکہ
ہے پس نقصان مرجوح ہوگا اور تحقیق مقام مقتضی بسط و تطویل ہے یہان اسکی گنجایش نہین ہے واللہ الموفق۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا
یعنے اللہ عزوجل ہمیشہ عفو کرنے والا غفور ہے اور ہمیشہ رہیگا اسیواسطے تمپر فضل کیا اور مغفرت فرمائی اور تیمم کی رخصت دیکر تمپر فراخی
و آسانی دیدی کہ کچھ حرج و تنگی باقی نہین رہے اور فرمایا ما یرید اللہ لیجعل علیکم فی الدین من حرج ولکن یرید لیطھرکم۔ اور تیمم منجملہ نعمتون کے ہے کہ اس سے کمال
آسانی فرمائی ہے اور تتمیم نعمت کی کیونکہ آیت کریمہ مین نماز جو اعلیٰ رکن دین ہے اسکو پاکیزہ کیا اس سے کہ ہیأت ناقصہ پر ادا کیجاوے کہ سکر یا جنابت وغیرہ کی
حکم دیا کہ ایسی بیداری و ہوشیاری مین ادا کرے کہ جو کہتا ہے وہ سمجھتا ہو۔ اور جنابت مین ہو تو غسل کرے یا حدث ہو تو وضو کرے الا آنکہ مریض ہو یا پانی
نہ ملے تو اللہ عزوجل نے تیمم کی رخصت دی یہ بڑی رحمت ہے جسکا اس امت پر ایسا بڑا شکر یہ واجب ہے کہ کس زبان سے اسکو ادا کرسکتے ہین اور یہ بطفیل حضرت
سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم انکو میسر آئی اور بات یہ ہے کہ تیمم اس امت مرحومہ کے خصائص مین سے ہے اور کسی امت کو یہ کرامت نہین عطا
ہوئی تھی اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین پانچ چیزین عطا کیا گیا جو مجھسے پہلے کسیکو نہین عطا ہوئی تھین
فتح دیا گیا مین رعب سے ایک مہینہ کی راہ تک۔ اور کردی گئی زمین میرے لیے مسجد و طہور پس میری امت کے جس مرد کو نماز پاوے اپنے وقت آجاوے

Marfat.com

کہین) تواسکو اختیار ہے کہ وہین پڑھ لے - اور ایک روایت مین ہے کہ تو اسکے ساتھ اسکی مسجد وطہور موجود ہے - اور اموال غنیمت میرے واسطے حلال کی اور مجسے پہلے کسیکے لیے حلال نہین ہوئی تھین - اور دیا گیا مین شفاعت (یعنے قیامت مین شفاعت کبریٰ کی اجازت مجھے ملی) اور اگلا نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا - اور مین بھیجا گیا تمام سب لوگونکی طرف - رواہ البخاری ومسلم - اور حضرت حذیفہ رضؓسے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہم لوگ فضیلت دیے گئے ہین اگلون پر تین باتون مین - کی گئین ہماری صفین بانند ملائکہ کی صفونکے اور کردی گئی ہمارے لیے زمین مسجد اور مٹی اسکی طہور یعنے پاک کرنے والی جبکہ ہم پانی نہ پاوین الحدیث رواہ مسلم - آور جاننا چاہیے کہ تیمم کا ذکر دو آیتون مین ہے ایک تو اسی آیت مین اور دوسری آیت سورۂ مائدہ مین اور سبب اسکے نزول کا معاملہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضؓ ہوا پس مومنون پر اپنی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شکر یہ بھی واجب ہے اور مترجم اس قصہ کو بھی مانند معالم وتفسیر ابن کثیر کے یہین نقل کرتا ہے اور ابن کثیر رحؒ نے فرمایا کہ ہم سبب نزول کو یہان اسواسطے ذکر کرتے ہین کہ سورۂ مائدہ کی آیت تیمم سے پہلے یہ آیت سورۂ نسار نازل ہوئی ہے کیونکہ یہ آیت تو شراب حرام ہونے سے پہلے نازل ہوئی اور شراب کا حرام ہونا واقعۂ جنگ اُحد سے کچھ ہی پیچھے اسوقت ہوا کہ جب حضرت صلعم نے بنو نضیر کو محاصرہ کیا تھا اور سورۂ مائدہ تو نزول مین سب سے آخر ہے خصوصاً اس سورہ کے اوائل آیات پس سبب نزول تیمم کو یہین بیان کرنا مناسب ہوا - جاننا چاہیے کہ عروہ بن الزبیر نے جو حضرت عائشہ رضؓ کے سگی بہن کے بیٹے ہین اپنی خالہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضؓ سے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضؓ نے ایک قلادہ؎ - اپنی بہن اسمار سے عاریت یعنے مانگے لیا تھا وہ تلف ہوا یعنے گر گیا پس حضرت صلعم نے اسکی تلاش مین لوگ بھیجے (یعنے سفر مین مدینہ آتے ہوے راہ مین ٹھہر رہے اور لوگ پھر واپس بھیجے کہ جس راہ سے آتے تھے تلاش کرین) انھون نے وہ قلادہ پایا پھر لوگون کو نماز کا وقت آگیا اور انکے ساتھ پانی نہ تھا پس انھون نے بغیر وضو کے نماز پڑھی پھر حضرت صلعم سے اسکا شکوہ پیش کیا (یعنے افسوس ظاہر کیا کہ ہمکو ایسا کرنا پڑا) پس اللہ تعالیٰ نے آیۃ التیمم کو نازل فرمایا - پھر اُسید بن حضیر رضؓ نے حضرت عائشہ کو کہا کہ اے ام المؤمنین اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرماوے قسم ہے اللہ پاک کی کہ آپ پر کوئی ایسا واقعہ نازل نہوا جو آپ کو مکروہ معلوم ہوا مگر آنکہ اللہ تعالیٰ نے اسمین آپ کے واسطے اور مسلمانون کے واسطے بہتری کردی - رواہ احمد - اور قاسم رحؒ نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کی کہ ہم لوگ ایک سفر مین حضرت صلعم کے ساتھ گئے تھے یہانتک کہ جب ہم بیدا مین یا ذات الجیش مین آئے تو میرا ایک کنٹھا لڑی دار گم ہوگیا پس رسول اللہ صلعم نے اسکی تلاش مین پڑاؤ کر دیا اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے حالانکہ وہ مقام ایسا تھا کہ وہان پانی نہ تھا اور لوگونکے ساتھ بھی پانی نہ تھا پس لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انسے کہا کہ آپ نہین دیکھتے کہ ام المؤمنین عائشہ رضؓ نے کیا کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو یہان ٹھہرالیا اور لوگ ٹھہرے حالانکہ پڑاؤ پر پانی نہین اور نہ لوگون کے ساتھ پانی ہے پس حضرت ابوبکر رضؓ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر اپنا سر مبارک رکھکر سوگئے تھے اور مجسے فرمایا کہ تو نے رسول اللہ صلعم کو یہان روک لیا اور لوگ پانی کے پڑاؤ پر نہین اور انکے ساتھ پانی نہین ہے - عائشہ رضؓ کہتی ہین کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے مجھے عتاب فرمایا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ انھون نے مجھے کہا اور میری کوکھ مین مارنا شروع کیا اور مین جنبش نہین کرسکتی تھی بخیال اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا پس رسول اللہ صلعم سوتے رہے حالانکہ پانی نہ تھا یہانتک کہ صبح ہوگئی اور پانی موجود نہین تو اللہ عزوجل نے آیت تیمم نازل فرمائی پس سبھون نے تیمم کیا پس اُسید بن حضیر رضؓ نے کہا کہ یہ کچھ تمھاری پہلی ہی برکت نہین ہے اے آل ابوبکر حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہین کہ پھر ہم نے وہ اونٹ اُٹھایا جسپر مین سوار تھی تو وہ قلادہ اسی کے نیچے مل گیا رواہ البخاری ومسلم - اور صحابی نے صحابی سے روایت کی باین طور کہ عبداللہ بن عباس نے عمار بن یاسر سے روایت کی کہ حضرت صلعم اولات الجیش سے گذرے اور آپکے ساتھ آپ کی بیوی حضرت عائشہ تھین انکا ایک ہار جزع ظفار کا گر گیا اسکی تلاش مین لوگ روکے گئے یہانتک کہ فجر چمکی اور لوگون کے ساتھ پانی نہ تھا پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول

صعید طیب سے پاک کرنیکی رخصت نازل فرمائی پس مسلمان لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ کھڑے ہوے اور اپنے ہاتھونکو زمین کی طرف مارا پھر اپنے ہاتھونکو اُٹھایا اور مٹی مین سے کچھ نہین جھاڑا پس اس سے اپنے چہرونکو اور ہاتھونکو کندھونتک مسح کیا اور ہتھیلیونکے اندر کی طرف سے ہاتھونکو بغل تک مسح کیا۔ رواہ الامام احمد اور ابن ابی الیقظان سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھے پس حضرت عائشہ رض کا ایک عقد گم ہوگیا پس رسول اللہ صلعم نے وہین منزل کردی یہانتک کہ فجر روشن ہوگئی پس ابوبکر نے عائشہ رض پر غصہ کیا پھر حضرت صلعم پر صعید طیب سے مسح کرنیکی رخصت نازل ہوئی پس ابوبکر نے جاکر حضرت عائشہ رض کو فرمایا کہ تو مبارک بیٹی ہے کیونکہ تیرے معاملہ مین یہ آسانی نازل ہوئی پھر ہم لوگون نے ایک دفعہ اپنے ہاتھ زمین پر مارے اپنے چہرونکے مسح کے لیے اور دوسری دفعہ اپنے ہاتھونکے مونڈھون و بغلونتک کے مسح کے لیے۔ رواہ ابن جریر۔ مترجم کہتا ہے کہ روایت احمد و ابن جریر سے معلوم ہوا کہ مذہب ہری ہے بمبنار ان احادیث کے ہے اور یہ فعل خود حضرت عمار یا ابن ابی الیقظان کا اپنی رائے سے نہین ہے تا کہ یہ جواب دیا جاوے کہ انھون نے اپنے فعل مین خطا کی اور حدیث عمار مین تصریح ہے کہ ہمنے رسول اللہ صلعم کے ساتھ کھڑے ہوکر ایسا کیا تھا پس اگر اسانید ان حدیثونکی صحیح ہون تو ماخوذ ہونگی ولیکن کوئی تنصیص انکی بابت مجھے نہین ملی غیر ازینکہ اوپر جو قول عموماً بحوالہ بعض علماء سے منقول ہوا کہ احادیث الباب مین سے سوائے حدیث عمار و ابوجہم کے باقی متکلم فیہا ہین اور شاید حدیث عمار سے مراد روایت بخاری ہے واللہ اعلم اور ابن کثیر رح نے ایک غریب سبب نزول ذکر کیا کہ اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین ناقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رحل درست رکھنے کی خدمت کرتا تھا پس مجکو سخت سردی کی رات مین جنابت ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا قصد فرمایا پس مین نے مکروہ جانا کہ ناقہ رسول اللہ صلعم کا رحل درست کرون اس حال مین کہ مین جنب ہون اور یہ بھی ڈرا کہ اگر سرد پانی سے نہاتا ہون تو شاید مرون یا بیمار ہو جاؤن پس مین نے انصار سے ایک شخص کو حکم کیا اسنے رحل درست کیا اور مین نے پتھرون کو گرم کرکے اس سے پانی گرم کیا اور نہا کر پھر مین رسول اللہ صلعم و ساتھیون سے مل گیا آپنے فرمایا کہ اے اسلع کیا بات ہے کہ مین تیرے رحل کو متغیر پاتا ہون مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مینے نہین سنوارا ہے اسکو انصار مین سے ایک مرد نے سنوارا ہے۔ فرمایا کیون مین نے عرض کیا کہ مجھے جنابت پہونچی پس مین بہت سردی سے اپنی جان پر ڈرا اور مینے انصاری کو ایسا حکم دیا اور پتھرونکو گرم کرکے اس سے پانی گرم کرکے نہایا ہون پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا قولہ یا ایہا الذین آمنوا لاتقربوا الصلوٰة وانتم سکاری حتی تعلموا ماتقولون تاقولہ ان اللہ کان عفواً غفوراً رواہ ابن مردویہ وقد روی من وجہ آخر عنہ **قال المترجم** وکان فی سیاقہ بعض نکارة واللہ اعلم بالصواب **ف** عرائس البیان مین **شیخ روزبھان** نے آیت سے اشارات حقائق کو یون بیان کیا کہ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لاتقربوا الصلوٰة وانتم سکاری حتی تعلموا ماتقولون مترجم کہتا ہے کہ خطاب جب ایمان والون کے ساتھ خاص ہے تو مرجع اشارات اہل اللہ تعالیٰ مین دائر رہیگا۔ ہان صلوٰة مین اور اسکی عدم قربت مین یعنے ممانعت از تقرب مین اور مصداق سکاری اور یہ کہ سکر کس چیز سے مراد ہے اشارات کو دخل ہوگا پس شیخ نے کہا کہ یہ خطاب اہل عشق و محبت و شوق کو ہے جنکو انوار قدوسیت و سبوحیت و عظمت نے مست کردیا اور ازل کے علوم لطیفہ و قدم کے کشف عجیبہ نشا فنا ہے کہ وہ خودی سے خارج ہو رہے ہین اور حالات مین حیران و بیہوش و از خود رفتہ مشاہدۂ جمال و جلال مین ہین پس غالب حال انکا یہ رہتا ہے کہ آنسو جاری ہین اور عقل باطنی کا نور ان حواس و عقل ظاہری پر غالب ہے اور نعرۂ حق و آہ بیساختہ بلکہ انکی ناداستگی مین ان سے سرزد ہوتا ہے اور وہ اپنے مشاہدہ مین حیران و از خود رفتہ ہین اوقات جو حواس سے ادراک ہوتے ہین یعنے ملک قدیم سے نادان لوگون کی نظر مین جو تغیرات کے پابند ہین ملحوظ رہتے ہین انکو وہ لوگ نہین پہچانتے رات کو دن سے اور دن کو رات سے تمیز نہین کرتے ہین وہ لوگ غلبہ حال سکر سے یہ قدرت نہین رکھتے ہین کہ نماز کے شرائط کو مع ارکان کے مانند قیام و قرارة و رکوع و سجود کے ادا کرسکین یہی حال تھا ہشام بن عبدان و بہلول و سعدون کا جو حقیقی عقلمند ای عارف تھے اور ظاہر کے اندر سے بسبب غلبہ سکر کے مجنون تھے سو حاصل خطاب آنکہ اے ایسے بندو کہ جو میری ذات و صفات و اسماء و نعوت سے عارف ہو اور میری محبت و شوق و

مشاہدہ قرب وعشق وعلوم ولطائف قدم سے ازخود رفتہ بیہوش باطنی ہو جیسے ظاہر مین کوئی شراب خمر سے بیہوش ہو جاتا ہے بلکہ
کہین زیادہ اس سے بیخودی ازخود وظاہر ہو اگرچہ کمال علم بحسب باطن ہو جبکہ مین نے تمہارے لیے اپنا جمال کشف فرمایا اور مقام ہیبت
وارد کیا تو جب کہ تمہارا یہ حال ہو تو اپنے نفس سے حکم ظاہر مین تکلف مت کرو کیونکہ تم مشاہدہ مین ہو اور میرے جلال مین تم نہین ہو یہانتک کہ تم اپنے
اس بار بیخودی سے سبکدوش ہو اور مقام تمکین مین ہوش مین ہو جاؤ قال المترجم یہ مراد نہین ہو کہ جو لوگ مقام عرفان مین پہونچے انکو نماز روزہ کی
تکلیف نہین ہو کیونکہ یہ قطعًا باطل ہو بلکہ حاصل کلام یہ ہو کہ جو لوگ مقام جذب وحال مین پہونچے جبتک وہ اس جذب مین مجذوب ازخود رفتہ ہیں اسوقت انکو
ازخود رفتہ مست شراب کے اوپر سے تکلیف شرعی بحسب ظاہر شریعت بھی ساقط ہو پھر جب ہوش مین آجاوین تو برابر جاری ہوگی جیسے مجنون اگر اچھا ہو جاوے
تو اسپر سب تکالیف شرعی جاری ہونگی۔ حالت جذب مین تکلیف معاف ہونیکا حکم اسیوقت تک ہو جبتک کہ مجنون کے مانند وہ مجذوب ہین۔ قال الشیخ
اسواسطے کہ عشق بھی قلم تکلیف اُٹھا دیتا ہو بس ابتدائے حال مین ہوشیاری وبیداری وکمال خشوع وخضوع سے نماز پڑھے جاؤ اور تقرب ڈھونڈھے
جاؤ پھر جب جذبۂ عشق وقرب سے ازخود رفتہ ہو جاؤ اور عالم عشق مین پہونچو تو اسمین تمہاری بیہوشی وہوشیاری یکسان ہو۔ حضرت حق تعالی نے یہان
کشف فرما دیا ان لوگونکے حق مین جو ہمارے اشارات کو اپنی کم فہمی سے نہین سمجھتے اور طعن کرتے ہین چنانچہ آیت کریمہ مین لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکاری فرمایا
پس قرب کو ذکر کیا نہ آنکہ لاتصلوا۔ اور اسمین سکر ہونا شرط کیا او سکر تو خطرات ہین اور صحو طینات ہین۔ اور جبتک مشاہدہ کے انوار مین عقل آدمی ذرہ برابر
بھی باقی ہو جب تک لازم ہو کہ نماز پڑھی جاوے اور حق اوقات ادا کیے جاوے چنانچہ ہمارے بعضے مشائخ[عادتی طریقہ] کا حال مروی ہو کہ جب نماز کا وقت آیا حالانکہ
وہ وجد وحال مین تھے تو نماز کو کھڑے ہو گئے اور اُنکے مریدون نے انکے رکوع وسجدونکو شمار رکھا اور رکعتون کا لحاظ رکھا پھر جب کچھ بھی بھولے تو انکو یاد دلایا
اور یہ انکی معرفت مین کمال ظرافت ہو اور نیز اہل غفلت کو جو جہالت کے نشہ مین ہیں یعنی خواہشون وشہوات مین پڑے ہین یون خطاب فرمایا
کہ میری مناجات وقرب مشاہدہ کا قصد مت کرو یہانتک کہ تم اس جہالت ولپید غفلت سے خارج ہو کیونکہ غافل تو فرائض آلہی کو سنت حضرت رسالت پناہی کی شرط سے
ادا نہین کر سکتا۔ اور واسطی رح نے اس آیت کے اشارہ مین کہا کہ میری مواصلت کا قربات ڈھونڈھو مگر اسطرح کہ تمام مخلوق سے الگ ہو مترجم کہتا ہو کہ شاید وجہ اشارت یہ ہو کہ
آیت کریمہ مین اللہ تعالی نے تطہیر کے بعد قرب نماز کا حکم دیا پس اگر قرب اصلی مقصود ہو تو تطہیر کامل ہونی چاہیے اور وہ یہی طور سے ہو جو شیخ واسطی رحمہ اللہ نے ذکر فرمائی واللہ اعلم

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۝
تونے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو ملا ہی کچھ حصہ کتاب سے خرید کرتے ہین گمراہی اور چاہتے ہین کہ تم بھی بہکو راہ سے
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۝ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا
اور اللہ خوب جانتا ہو تمہارے دشمنون کو اور اللہ بس ہو حمایتی اور اللہ بس ہو مددگار وہ جو یہودی ہین
يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا
بے ڈھب کرتے ہین بات کو اسکے ٹھکانے سے اور کہتے ہین کہ ہم نے سنا اور نہ مانا اور سن نہ سنایا جائیو اور راعنا
لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ
موڑ کر اپنی زبان کو اور عیب دیکر دین مین اور اگر وہ لوگ کہتے کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہت
خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝
اچھا ہوتا انکے حق مین اور درست ولیکن پھٹکار دیا انکو اللہ نے انکے کفر کے سبب سے سو ایمان نہین لاتے ہین مگر کم

Marfat.com

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا۔ خطاب ہے۔ حصہ۔ مِّنَ الْكِتَابِ۔ کتاب توریت سے یا کتب انبیار سابقین سے پس الف لام جنس کا ہوگا۔ "بھلا تو نے دیکھے ایسے لوگ جنکو کتاب توریت سے یا کتاب الٰہی سے کچھ حصہ دیا گیا ہے" ف ظاہر ہین انکی عبارت سے بحث کرتے رہتے ہین اور دل مین اثر نہین ہے۔ وہم الیہود۔ اور یہ لوگ جو الذین موصول مبہم سے مراد ہین وہ یہودی ہین جنکی بعض حرکات یہ ہین کہ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ۔ بالہدیٰ۔ یعنے خریدتے ہین گمراہی کو بعوض ہدایت کے ف جیسا کہ دیگر آیات ہین ہے۔ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ تخطئوا طریق الحق لتکونوا مثلہم۔ اور چاہتے ہین کہ خطا کرو راہ راست کو ف تاکہ تم لوگ بھی انکے مثل ہو جاؤ۔ چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا۔ ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء۔ اور حاصل آنکہ خود تو دنیا کے مال کے لالچ مین گمراہی اختیار کی کہ باوجود علم اس امر کے کہ نبوت حضرت محمد صلعم سچ ہے اور انبیار سابقین کی کتابون اور خود توریت سے اسکی آگاہی رکھتے تھے گمراہ ہوئے اسپر کفایت نہ کی بلکہ یہ بھی چاہا کہ تم لوگ بھی گمراہ ہو جاؤ۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ منکم فیخبرکم بہم لتجتنبوہم۔ اللہ تعالیٰ تمھارے دشمنون کا تم سے زیادہ جاننے والا ہے ف پس تمکو خبر دیتا ہے انکی تاکہ تم انسے اجتناب و پرہیز رکھو۔ اسمین اشارہ ہے کہ دوست بنا ہوا دشمن بہت ضرر کرتا ہے اور صحبت کو بہت اثر ہے اور یہ حدیث صحیح مین ثابت ہے۔ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا۔ حافظا لکم۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف التجا لاوے اللہ تعالیٰ اسکو کافی ہے ولی ہونیکو۔ یعنے حافظ و نگہبان بچانے والا وہی بس ہے اور مراد یہان بقرینۂ مقام یہ کہ وہی پاک پروردگار تمہارا کافی نگہبان ہے۔ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا۔ مانعا لکم من کیدہم۔ اور بس ہے اللہ تعالیٰ نصیر ہونے کو۔ یعنے اللہ تعالیٰ ہی انکے مکر کو تمسے باز رکھنے والا کافی ہے پس اللہ تعالیٰ اسکا نصیر ہے جو اس سے نصرت مانگے اور اسکی طرف ملتجی ہو پھر ان کافر مکارون کا بیان کر دیا بقولہ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا۔ خبر مبتدار محذوف ہے اور یحرفون صفت اس مبتدا محذوف کی چنانچہ مفسر رحمہ نے مقدر کیا۔ قوم۔ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ۔ یعنے یہودیون مین سے ایک قوم ہے نہ سب ایسے کہ تحریف کرتے ہین کلمون کو ای یغیرون الکلم التی انزل اللہ فی التوراۃ من نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنے تغیر دیتے ہین ان کلمونکو جو اللہ تعالیٰ نے توریت مین نازل فرمائے مانند تعریف آنحضرت صلعم وغیرہ کہ ان آیات کو تحریف کرتے ہین عَن مَّوَاضِعِهِ۔ التی وضع علیہا۔ انکی ان جگہون سے جنپر وہ موضوع تھے ف کشاف مین کہا کہ تحریف اسوجہ سے ہوئی کہ جب انھون نے کلمون کو بدلا اور بجاے انکے اور کلمات رکھے تو ان کلمات کو اپنے مواضع سے جہان اللہ تعالیٰ نے انکو رکھا تھا امالہ کیا اور ازالہ کیا اور جیسے انھون نے بجاے وصف خاص کے توریت مین لکھا کہ گندم گون دراز قد ہوگا اور جیسے انھون نے سنگسار کرنیکے حکم کی جگہہ بدل کر دُرّے مارنا لکھدیا۔ اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے من الذین ہادوا۔ کے من کو بیانیہ قرار دیا پس یہ الذین اوتوا کا بیان ہے اور یحرفون الکلم عن مواضعہ کی تفسیر مین کہا کہ تاویل کرتے تھے ان کلمات کو انکی صحیح تاویل کے سوائے دوسری تاویل پر ا[illegible]سیر کرتے انکو سوائے مراد کے دوسرے معانی پر عمداً اپنے قصد سے افترا پردازی کرنے کو۔ انتہی۔ اور ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ تحریف کرتے تھے ان حدود و سزاؤن کو جو اللہ تعالیٰ نے توریت مین مقرر فرمائی تھین۔ مترجم کہتا ہے کہ اسمین شک نہین کہ وہ لوگ اپنے ہاتھ سے کتابین لکھتے اور کہتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویقولون علی اللہ الکذب وہم یعلمون۔ یعنے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے حالانکہ جانتے تھے۔ یعنے جان بوجھکر افترا پردازی کرتے تھے پس بعض نے کہا کہ یہ الگ کتاب ہوتی تھی اور اصل توریت اپنے حال پر تھی اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ خود توریت مین ایسا کرتے تھے اور حافظ ابن القیم رحمہ نے اغاثۃ اللہفان مین لکھا کہ علما نے اختلاف کیا ہے کہ جو توریت ان لوگون کے ہاتھ مین موجود ہے آیا یہ بدلی ہوئی ہے یا تبدیل فقط تاویل مین ہوئی تھی تنزیل مین نہین ہوئی تھی تو تین قول ہین ایک گروہ نے کہا کہ کل یا اکثر مبدل و محرف ہے دوم آنکہ ایک گروہ کے نزدیک جو ائمہ فقہ و حدیث و کلام مین سے ہین تبدیل فقط تاویل مین واقع ہوئی تھی نہ تنزیل مین۔ اور تیسرے گروہ کا یہ قول نقل کیا کہ اسمین خفیف چند چیزین

له مترجم کہتا ہے یعنی کہ انکی طرح تم بھی اسکے منکر ہو کر کافرون مین شامل ہو جاؤ ۱۲ م

زائد وکم ہوئی ہین اور یہی شیخ رح کا مختار نقل کیا۔ اور تمام کلام ہم نے قولہ تعالیٰ قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوها ان کنتم صادقین کی تفسیر میں
اب اسکا اعادہ یہان ضرور نہین ہی اور حاصل یہ ہی کہ اہل کتاب کی تحریف یہ تھی کہ مثلاً یہود نے بشارت حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ
اپنے موقع سے اُٹھا کر ان آیات کو متفرق کر کے دیگر انبیا علیہم السلام کے ساتھ لاحق کیا اور شرائع یہودیت مین بھی تحریف کی جیسے
بشارت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح محرف کر دیا خصوص جبکہ انکو مدت سے محرف ہی ہاتھ آئی تھی اور حق یہ ہی کہ اب جو نسخے تورات
وانجیل کے موجود ہین وہ سخت محرف و مبدل ہین انپر کسیطرح اعتماد نہین ہو سکتا واللہ اعلم۔ **وَيَقُولُونَ** للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرہم بشیء
سَمِعْنَا۔ قولک۔ **وَعَصَيْنَا**۔ امرک اور کہتے ہین۔ یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت صلعم انکو کسی بات کا حکم کرتے۔ سمعنا یعنے
ہمنے سنا تیرا قول وعصینا یعنے نافرمانی کی تیرے حکم کی۔ اور اسکے مانند مجاہد رح و ابن زید رح سے تفسیر مروی ہی اور یہ انکا انتہا کا کفر و عناد تھا کہ بعد جان لینے
کے کتاب اللہ تعالیٰ سے منھ موڑتے تھے حالانکہ جانتے تھے کہ انپر ایسا کرنے مین کسقدر سخت گناہ عظیم ہی۔ اور مدارک وغیرہ مین لکھا کہ دو احتمال ہین
اول آنکہ سمعنا وعصینا دونون کو علانیہ بالمشافہہ کہتے تھے بسبب کفر و عناد کے اور دوم آنکہ ظاہر مین سمعنا کہتے اور دلون مین یا آہستہ آہستہ
عصینا کہتے تھے لیکن وجہ دوم مین اطلاق قول کلام نفسی پر ہوگا اگر کہا جاوے کہ اپنے دلمین کہتے تھے اور نیز سمعنا تو حضرت صلعم سے خطاب ہوا اور عصینا
خطاب نہو گا پس نبی صلعم سے اسکو کہنا مجازاً صادق آویگا۔ **وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ**۔ حال بمعنے الدعاء ای لاسمعت۔ یعنے اسمع تو بمعنے سُن
صیغۂ امر ہی اور غیر مسمع حال واقع ہی پس ظاہر مین تو یہ جتاتے کہ نیک دعا دیتے ہین یعنے تو سن درحالیکہ اللہ تعالیٰ تجھے کوئی ایسی چیز نہ سنا دے
جو تجھے بُری معلوم ہو۔ اور باطن مین یہ قصد کرتے کہ جو مفسر رح نے کہا کہ یہ حال ہی اور مراد اس سے وہ خبیث لوگ بددعا دیتے تھے یعنے تو سن حالیکہ تو سنے
نہین یعنے تو بہرا ہو جاوے اور ضحاک رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ اسمع غیر مسمع ای اسمع ما نقول لاسمعت۔ تو سن جو ہم کہتے ہین اللہ تعالیٰ تجھے سننے والا
نہ رکھے اور مجاہد و حسن سے یہ تفسیر مروی ہی کہ تو سن درحالیکہ تیری طرف سے غیر مقبول ہی۔ اور ابن جریر رح نے کہا کہ تفسیر ابن عباس اصح ہی اور ابن کثیر رح نے
کہا کہ یہی ٹھیک ہی جو ابن جریر نے فرمایا ہی اور یہود اس لفظ کو اسمع کے ساتھ بغرض بددعا و عداوت و استہزا کے کہتے تھے اللہ تعالیٰ انپر لعنت کرے
جیسے آگے فرمایا۔ **وَ**۔ یقولون لہ۔ اور کہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو **رَاعِنَا**۔ وقد نہی عن خطابہ بہا وہی کلمۃ سب بلغتہم۔ راعنا۔ اور
صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کلمہ سے خطاب کرنے سے ممانعت کی گئی۔ کما فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا۔ اور یہ کلمہ یہود کی زبان مین
سبّ یعنے گالی و بدگوئی ہی مترجم کہتا ہی کہ مسلمان لوگ راعنا کہتے باین معنے کہ ہماری رعایت فرمائیے تو یہود بھی خوش ہوئے کہ یہ کلمہ انکی زبان مین
بدگوئی تھی وہ مردود اپنی زبان کی بدگوئی کے معنے مین اسکو کہتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو اس کلمہ سے خطاب کرنے سے منع کر دیا تاکہ یہود
مردود کو اس سے گنجایش نہ ملے پس ظاہر یہ ہی کہ یہ انکی زبان خاص یہود یہ کی موافقت تلفظ مین گالی ہوگا اور بعض نے کہا اس وجہ سے کہ وہ راعنا از رعونت
بمعنے حماقت لیتے تھے یا کسرہ کو بڑھاتے کہ راعنا کہتے بمعنے چرواہے کے ولیکن اول اولیٰ ہی۔ اور بعض نے جو کہا وہ بقرینہ ما بعد کو فرمایا۔ **لَيًّا** تحریفاً
بِأَلْسِنَتِهِمْ یعنے تحریف کرتے و پھیرتے اپنی زبان کو یعنے موڑتے کلام کو ایسے لفظ کی طرف جو گالی کے مشابہ ہی۔ **وَطَعْنًا**۔ قدحاً۔
فِي الدِّينِ۔ الاسلام۔ اور دین اسلام مین قدح و عیب نکالنے کو۔ یعنے مردود کہتے تھے کہ اگر یہ نبی اسلام برحق ہوتے تو جان لیتے
کہ ہم انکو بدگوئی سے یاد کرتے ہین پس اللہ عزوجل نے اپنے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو اسپر مطلع فرمایا۔ **وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَ
أَطَعْنَا** بدل وعصینا۔ اور اگر بجائے عصینا کے اطعنا کہتے یعنے ہم نے دل سے سنا اور فرمانبرداری اختیار کی۔ **وَاسْمَعْ** فقط
اور بدون لفظ غیر مسمع ملائے ہوئے فقط اسمع کہتے۔ ہماری بات سن لیجئے۔ **وَانْظُرْنَا**۔ انظر الینا بدل راعنا۔ یعنے ہماری طرف نظر

ﻪ مرضا ای قدر کلما سکتا ہے کہ مجموعہ بالصورت تحریف و تبدیل ہے تصدیق و یقین کے ساتھ اسپر ایمان نہین لایا جا سکتا ۱۲

لتے یعنے ہماری طرف نظر فرمایئے۔ **لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ**۔ مما قالوہ۔ تو بہتر ہوتا اُس سے جو انھون نے کہا۔ **وَاَقْوَمَ**۔ اعدل منہ۔ اور زیادہ عدل ہوتا اس سے جو کہا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ جو کچھ انھون نے کہا اسمین تو جبر و عدل بالکل نہ تھا۔ پھر اسم تفضیل کے کیا معنی ہین کہ اس سے بہتر و اعدل ہوتا۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ فہمایش ہے اچھے طریقہ سے کہ مدعی جو کرتا تھا اسکو اچھا سمجھکر کرتا تھا تو اسکو فہمایش کی کہ اُس سے تو یہ بہر حال بہتر تھا پھر اسی کو کیون نہین اختیار کرتا ہے ورنہ جسکو خود اچھا سمجھا ہے وہ کفر ہے۔ پھر اللہ عزوجل نے استدراک فرمایا کہ **وَلٰكِنْ**۔ ولیکن وہ نہ چلے یہ نیک راہ اور اعدل طریق کو بلکہ اپنے کفر پر مستمر رہے اسیواسطے۔ **لَعَنَهُمُ اللّٰهُ**۔ ابعدہم عن رحمتہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انکو دور کر دیا۔ اور لعنت کے دو معنے آتے ہین ایک تو کمبختی اور خواری دنیاوی وغیرہ کے معنے اور دوسرے رحمت الٰہی سے دور ہونیکے معنے پس دوسرے معنے اہل کفر و شرک کے ساتھ مخصوص ہین۔ اور قولہ۔ **بِكُفْرِهِمْ**۔ مین بار سببیہ ہے ای بسبب انکے کفر کے۔ یعنے کفر پر جمے رہنے کی وجہ سے لعنت کی گئی پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی رحمت سے دور کیا۔ **فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا**۔ تو نہین ایمان لاتے ہین مگر تھوڑے منہم کعبد اللہ بن سلام و اصحابہ یعنے قلیلا منہم۔ انمین سے تھوڑے مانند عبد اللہ بن سلام و اُنکے ساتھیو نکے اور اس سے معلوم ہوا کہ ملعون و مردود رحمت الٰہی سے وہ سب کے سب نہین ہوے تھے بلکہ اکثر مردود تھے وہی ایمان نہین لاے اور تھوڑے نہین مردود ہے جو ایمان لاے پس یہ اشکال نہین پیش آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سب کو رحمت سے دور کر دیا تو پھر قلیل و کثیر کوئی بھی ایمان نہین لا سکتا۔ اسیوجہ سے **علامہ تفتازانی** نے الا قلیلا کو لعنہم اللہ سے استثنار قرار دیا ہے یعنے ملعون کر دیا ان یہود کو اللہ تعالیٰ نے سوائے قلیل کے کہ انکو مردود نہین کیا بدلیل انکے ایمان لانیکے ولیکن فلا یومنون۔ اس صورت مین جملہ معترضہ مستثنی و مستثنی منہ کے بیچ مین ہوگا۔ مگر آنکہ مستثنی منہ اور جملۂ معترضہ ایک ہی قوت مین ہین۔ اور ظاہر یہ کہ فلا یومنون سے استثنار ہے اور اس صورت مین فلا یومنون الا قلیلٌ بالرفع اعراب راجح ہے اور نصب مرجوح ہے حالانکہ قرار سبعہ وغیرہم نے نصب ہونے پر اتفاق کیا ہے اور ابن الحاجب نے اگرچہ نصب کو جائز کہا ہے مگر مرجوح ہونے مین شک نہین ہے اسیواسطے **بیضاوی** وغیرہ نے تقدیر یون نکالی۔ فلا یومنون الا ایمانا قلیلا نہین ایمان لاتے ہین مگر ایمان قلیل اور وہ ایمان بعض انبیا علیہم السلام و بعض کتاب پر ہے جسکا کچھ اعتبار نہین اسیواسطے کشاف وغیرہ نے ایمانا قلیلا کو ایمانا معدوما سے تفسیر کیا حاصل آنکہ فلا یومنون مطلقًا اسواسطے کہ ایمان کے ٹکڑے معتبر نہین پس بعض ایمان بمنزلۂ عدم ایمان کے ہے اور اہل عرب قلیل سے عدم مراد لیتے ہین جیسے ثابت بن جابر بن سفیان فہمی جو تابط شرا کے لقب سے مشہور ہے زمانہ جاہلیت کا شاعر ہے تعریف مین لکھتا ہے کہ؎ قلیل التشکی للمہم یصیبہ۔ بعید الھوی شتی النوی والمسالک۔ یعنے ایسا مرد دلیر ہے کہ جو مہم اسکو پیش آتی ہے اسمین شکایت قلیل لیتا ہے یعنے بالکل تشکی نہین رکھتا ہے اور مرغوبات و خواہشات بلند اور مختلف منویات و طرق پیش نظر رکھتا ہے یعنے پست ہمت نہین ہے اور **بیضاوی**رح نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ یون کہا جاوے فلا یومنون الا قلیلا سیومنون۔ اور پوشیدہ نہین کہ یہ محل تامل ہے اسواسطے کہ حذف فعل بلا قرینہ جو در اصل حکم ہے بدون اعتبار مفہوم مخالف کے و تقدیم قلیلا منصوب بوجہ حذف عامل یعنے فعل محذوف کے اعراب استثنائی بنصب مجوزہ شیخ ابن الحاجب سے بھی زیادہ مرجوح ہے واللہ اعلم۔

بالکل ایمان نہین لاتے ہین ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا

اے کتاب والو ایمان لاؤ اسپر جو ہمنے نازل کیا سچ بتاتا اُسکو جو تمھارے پاس ہے پہلے اس سے کہ ہم میٹ دین چہرون کو

فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا

پس لوٹ دین انکو انکی پشت کی طرف یا انکو لعنت کرین جیسے ہمنے لعنت کی سنیچر والونکو اور اللہ نے جو حکم کیا سو ہوا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ۔ یہ خطاب بعض نے کہا کہ یہود کو ہے ولیکن ظاہر یہ ہے کہ یہود و نصاری سب اہل کتاب کو عام ہے اور یہان

مانند آیت بالا کے نصیب من الکتاب۔ نہین فرمایا اسواسطے کہ وہان تو مقصود یہ تھا کہ انھون نے تحریف مین خطا کی اور [illegible]
ہوا تھا پس نصیبًا من الکتاب مناسب تھا کیونکہ بعض ہی پر انکا ایمان رہا تھا جو کسی شمار مین نہ تھا اور یہان مقصود یہ کہ قرآن مجید پر
ایمان لانے مین انھون نے خطا کی باوجودیکہ وہ اپنی کتاب سے اسکی تصدیق جانتے تھے اور قرآن سابق کی کتابون کا مصدق ہو پس اہل کتاب
تعبیر فرمایا کذا قیل اور مترجم کے نزدیک بات یہ ہو کہ ظاہر تھا کہ انکو کل کتاب توریت وانجیل ملی تھی پس ایتار کتاب یعنے کتاب دیے جانے کی صفت ظاہر
جہان وتوا نصیبًا من الکتاب فرمایا وہان باعتبار انکے اس کتاب پر ایمان لانیکے ہو کہ بعض بات پر کتاب سے ایمان لاتے اور بعض پر نہین لاتے اور اثر اسکا
درحقیقت کچھ بھی نہ تھا حالانکہ وہ کل کتاب کی عوض ماخوذ ہونگے جو انکو دی گئی ہو فافہم۔ پس حاصل آنکہ اے وہ لوگ جو کتاب آسمانی دیے گئے ہو
اور اس کتاب کے مقتضی پر عمل کرنیکے لیے ماخوذ ہوا اور اسمین حکم ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر ایمان لاؤ پس۔ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا
ایمان لاؤ اسپر جو ہمنے نازل فرمایا۔ من القرآن۔ یعنے قرآن پر پس ما موصولہ سے مراد قرآن مجید ہی اور یہ متلازم ہی ایمان بمحمد صلعم کے کیونکہ ایک
دوسرے کی تصدیق کرتے ہین اور نزلنا از تنزیل ہی جو تعظیم نزول پر اور تکرار پر دلالت کرتا ہی اور یہ خاصہ صفت فرقان حمید کی ہی کہ نجم نجم کرکے اترا
بخلاف اور کتابونکے کہ ایکبارگی اُتریں اور لوگوں پر جمیع احکام ایکبارگی شاق ہوگئے چنانچہ مدت کے بعد رفتہ رفتہ کرکے کافر مرتد و معذب و خوار پھر
مسلمان ہو ہو کر انپر عامل ہوے اور قرآن مجید رحمت خاص تھا کہ آہستہ آہستہ نازل ہوا جس سے لوگ کامل الایمان ہوے اور طریقہ تعلیم بھی یہی ہی
کہ رفتہ رفتہ اعلیٰ مضامین سکھلائے جاتے اور سمجھ مین آتے اور کار آمد ہوتے ہین پس جیسے قرآن اس امت مرحومہ کو نعمت عظمیٰ ملا ہو ویسے ہی
ملنے کا طریقہ بھی نعمت عظمیٰ اور سب سے بڑھکر نعمت جسکے وسیلہ سے ملا یعنے ذات بابرکات حضرت سید المرسلین صلعم ہی پس جو نسبت انبیاء
علیہم السلام اور آنحضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین ہی ویسی ہی دیگر کتب آسمانی و قرآن مجید اور ویسے ہی دیگر امم سابقہ اور امت
خاص حضرت صلعم مین نسبت ہی والحمد للہ رب العالمین پس حکم دیا کہ اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پاک کلام پر جو ہم نے تنزیل فرمایا درحالیکہ
مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ من التوراۃ۔ تصدیق کرنے والا ہو اس چیز کی جو تمھارے پاس ہی یعنے توریت شریف کی۔ مفسر رح کا کلام
صریح ہو کہ خطاب فقط یہود کو ہو اور کلام مین اشعار ہی کہ توریت شریف اسوقت ان لوگون کے پاس ٹھیک موجود تھی اور امام بخاری کا کلام
انکی صحیح مین منادی ہی کہ کلام الٰہی مین کوئی شخص لفظ مٹانا و بدلنا نہین کرسکتا ہی اور اسیکا مؤید ہو قولہ تعالیٰ قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا ان کنتم
صادقین۔ پس کلام مجید سے انکے پاس کی کتاب آسمانی کی تصدیق تھی۔ باین معنے کہ کلام مجید مین اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
نبوت اور انکو توریت دیے جانے کو منصوص فرمایا پس تصدیق ہوئی کہ توریت کلام الٰہی ہی۔ اور ابن کثیرؒ کی تفسیر مین ہو کہ کتاب عظیم قرآن مین
تصدیق ہو ان اخبار بشارات کی جو انکے پاس موجود تھی۔ اور بعض نے کہا کہ معنے تصدیق کے یہ کہ نزول قرآن کا اسی موافق ہوا جیسا توریت مین
بیان ہوا تھا۔ مترجم کہتا ہی کہ اسمین تامل ظاہر ہی۔ اور بعض نے کہا کہ مصدق باین معنے کہ قصص و مواعید و دعوت توحید و عدل بین الناس و نہی
از معاصی و فواحش مین توریت سے موافق ہو قال المترجم خلاصہ یہ کہ راہ توحید کیطرف بلانے مین جملہ انبیاء و کتب آسمانی ایک دوسرے کی تصدیق
کرتے ہین اور رہے بعض فروع احکام و طریق عبادت کے سوا انمین فرق ہونا کچھ مضر نہین اسلیے کہ توحید پر ایمان کے یہی معنے ہین کہ خالص اللہ وحدہ
لاشریک قادر مختار کی بندگی کرے جس طرح وہ حکم فرماوے کیونکہ وہ مختار ہی اور طرق عبادت منحصر نہین ہین چنانچہ اسلام مین دیکھو کہ حضرت صلعم
نے تہجد کی نماز مین کبھی آٹھ رکعتین اور کبھی زیادہ پڑھین اور کبھی ظہر سے پہلے دو رکعتین اور کبھی چار پڑھین اور کبھی آمین بلند آواز سے فرمائی اور کبھی آہستہ
اور کبھی سینہ پر ہاتھ باندھے اور کبھی زیر ناف اور مجتہدون مین سے ہر ایکنے کوئی کوئی بات تحقیق کرکے پسند کر لی یعنے مثلاً کسی کو ثبوت ہوا

Marfat.com

کے سینہ پر اکثر ہاتھ باندھتے تھے لہذا باعتبار اکثریت کے یہ اختیار کر لیا ورنہ زیر ناف بھی اس مجتہد کے نزدیک روا ہی اور برعکس اوران وجوہ مین
جھگڑا کرنا جہالت ہی ہان امور شرک و بدعت جو لوگ اپنی راے سے نکالین انہین خوبصورتی سے فہمایش کیجاوے کہ تمھاری عقل کو راہ حق مین خلل دینے
اور بھلا برا سمجھنے کی گنجایش نہین ہی اپنی طرف سے کچھ مت نکالو اگر ثواب ورضاء الٰہی وخوشنودی روح پاک حضرت صلعم مقصود ہی تو ایک سے ایک
ثواب کی بات بڑھکر موجود ہی اسپر عمل کرو تمھاری نکالی بات مین اگر ثواب فرض کیا جاوے تو بھی اسقدر نہوگا مترجم کہتا ہی کہ یہ کلام درمیان مین
زائد اسوجہ سے آگیا کہ یہود کا یہی حال تھا کہ دین ونور ایمان سے بے بہرہ یہ سمجھا کرتے تھے کہ قبلہ بس بیت المقدس ہی اور طریقہ عبادت کا یہی ہی جو حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے بتلایا اور کثرت سے گمراہ ہوے اور حضرت عیسیٰ ودیگر انبیاء علیہم السلام کو نمانا اور فروع عبادات کے علو نہین جس نبی نے موافق حکم آلہی کے کچھ بدلا ہوا
طریقہ عبادات کا بتلایا اُسی کو اُلٹے گمراہ سمجھکر قتل کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا کہ قرآن مجید اصل توحید وایمان مین توریت کی تصدیق کرتا ہی پس فروع جو مختلف
سمجھے جاتے ہین ان سب کا نتیجہ ایک ہی ہی پس حقیقت کچھ اختلاف نہین ہی یہ تو اللہ عزوجل قادر مختار کا حکم ہی جسوقت کیواسطے اسنے جیسا حکم اپنے علم قدیم
حکمت بالغہ مین قرار دیا تھا وہی اسوقت وزمانہ مین جاری فرمایا حتی کہ زمانہ ختم ہونے اور قیامت آجانے پر یہ کچھ بھی نہین ہیگا۔ اور صحیح حدیث مین ہی کہ اگر تمہین مین
موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انکو کوئی چارہ نہوتا سوا اسکے کہ میری پیروی کرین۔ کیونکہ مدارکار تو اللہ عزوجل کی توحید پر ہی اسنے جو حکم دیا بس خوشی سے
اسکو مانے لہذا حکم دیا کہ قرآن مجید پر ایمان لاوین جو حکم اسمین ہین سب کے پابند ہون حضرت محمد صلعم کی تصدیق کرین تو واجب فرض ہوا کہ خوشی سے
اسکو بجالاوین۔ بعد علم توحید کے حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کی پیروی بحکم اللہ عزوجل تھی لیکن اب اسنے یہ حکم دیا کہ محمد صلعم پر ایمان لاوین یعنی فرض ہی
کہ ایمان لاوین وقرآن کی تصدیق کرین جو اصل توحید وایمان مین توریت وانجیل کی تصدیق کرتا ہی۔ اور معلوم ہوچکا کہ توحید ہی اصل ہی پس قرآن مجید
کا برحق ہونا خود ظاہر ہی اور اسمین کلام مجید کی فضیلت کی طرف اشعار ہی کہ اسکو توریت کی تصدیق کرنے والا قرار دیا اور یہ نہین فرمایا کہ توریت اسکی
تصدیق کرتی ہی پس تم اسکو سچا جانو فافہم بالجملہ اس آیت کریمہ مین بڑی سخت وعید کے ساتھ حکم دیا کہ اے کتاب والو جلد ایمان لاؤ قرآن مجید کو جو
تمھارے پاس کی کتاب آلہی توریت شریف کو سچا بتلاتا ہی مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا۔ یعنے جلدی ایمان لاؤ پہلے اس سے کہ طمس
کردین ہم چہرون کو۔ نمحوا ما فیہا من العین والانف والحاجب۔ اے محو کردین ہم جو کچھ چہرون مین آنکھ وناک وبھنوین ہین۔ فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى
اَدْبَارِهَا۔ پھر پھیر دین ہم ان چہرون کو انکی پشت کی طرف۔ فنجعلها کالاقفاء لوحا واحدا۔ یعنے پھر کردین ہم ان چہرون کو مانند قفا سینے
گدی کی طرف کے ایک سپاٹ تختہ مترجم کہتا ہی کہ مفسر رحمہ نے یہ معنے لیے کہ چہرون کو مطموس کرکے مانند قفا کے سپاٹ تختہ کردین تب فنردہا سے معنے فنجعلہا
لیا اور یہی اس صورت مین ظاہر ہی کیونکہ چہرہ اس طرح سپاٹ میٹ دینے کے بعد اسکو پیچھے کی طرف پھیرنے سے کوئی جدید امر نہین پیدا ہوسکتا کیونکہ
چہرہ بصورت قفا ہوگیا تو دونون طرف صورت یکسان ہوگئی پس معنے علیٰ ادبارہا کے یہ ہوے کہ علیٰ صورۃ ادبارہا۔ اور معنے رد کے صیرورت کے
ہوے یعنے ہمارے رد کردینے سے چہرے بصورت قفا ہوجاوین وفیہ کلام سیاتی۔ جاننا چاہیے کہ علما نے معنے آیت مین اختلاف کیا ہی لہذا بیان
ضرور ہی۔ پس طموس بمعنے دروس ہی اے نشان مٹ جانا اور طمست الشی بمعنے محو کرکے مین نے اس شے کا اثر بالکل ناپید کردیا کذا فی القاموس غیرہ
اور قولہ تعالیٰ فاذا النجوم طمست۔ یعنے ستارون کے نشان زائل کیے جاوینگے۔ اور قولہ ربنا اطمس علیٰ اموالہم۔ یعنے اے پروردگار ہمارے ان فرعون
والون کے اموال برباد کردے اور قولہ تعالیٰ ولو نشاء لطمسنا علیٰ اعینہم۔ یعنے اگر ہم چاہین تو طمس کردین انکی آنکھون پر اے انکو اندھا کردین
جب یہ معلوم ہوا تو آیت کریمہ مین قولہ من قبل ان نطمس وجوہا۔ مین وجوہ کی تنکیر تو مخاطبون کو ہول دلانے کے لیے ہے اور اسکو نکرہ رکھنا اور
ابہام کے ساتھ فرمانا مخاطبون کی طرف ایک گونہ لطف ہی کہ ابھی ایمان لاوین تو مقبول ہوگا۔ پھر مراد وجوہ سے یا تو معنے حقیقی ہین یعنے چہرے یا یہ

تعبیر ہی شخص سے چنانچہ اردو مین بھی بولا کرتے ہین کہ اسکے ساتھ مین چار چہرے بھی ہین یعنے چار آدمی ہین اور اسیکے موید ہی قولا فطمس
وجوہ کی طرف ضمیر فنرد ہا راجع ہی الا آنکہ مرجع الذین مذکور ہوا اگرچہ اول اولی ہی کیونکہ خطاب سے غیبت کی طرف التفات پر ضمیر کا مرجع ہوگا کیونکہ ظاہر
کہ او نلعنکم لپس بر تقدیر آنکہ کہ باوجود طمس کے جسطرح مفسر رح نے ذکر کیا ہی چہرون مطموسہ کو پشت کی جانب پھیر دین اور یہ جو مذکور ہوا کہ ہیات مین کوئی حرج
امر نہین پیدا ہوگا مسلم نہین بلکہ زیادہ مکروہ ہیات ہو جائیگی اور بہ نظر ظاہر قولہ فنردہا علی ادبارہا۔ الصق ہین ولیکن ضرور ہی کہ علی بمعنی الی لیا جاوے
کما لا یخفی وفیہ بعد ظاہر۔ اور بعض نے کہا کہ من قبل ان نطمس وجوہا۔ پس طمس یہی ہی کہ فنردہا علی ادبارہا۔ اور حاصل یہ کہ انکے چہرے انکی پشت کی جانب
ہو جاوین اور قفا اگلی طرف ہو جاوے۔ اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ عوفی رح نے ابن عباس رض سے اس آیت مین روایت کی کہ طمس وجوہ یہ کہ انکو اندھا کیا جاوے اور
قولہ فنردہا علی ادبارہا۔ کے یہ معنے کہ انکے چہرے انکے قفاؤن کی جانب کردین پس اُلٹے پاؤن چلین اور انہین سے آدمی کی آنکھین اسکی گدی کی طرف
کردین یہی قتادہ رح وعطیہ عوفی نے کہا اور یہ عقوبت وخواری بڑھکر ہی۔ **اَوْ نَلْعَنَهُمْ** نمسخہم قردۃ۔ یا لعنت کرین ہم انکو۔ یعنے وجوہ کو جو اشخاص سے
تعبیر ہی۔ یا اہل کتاب کو پس التفات از خطاب بغیبت ہی بغرض توہین کہ درصورت نہ ایمان لانے اور مستوجب لعنت ہونیکے لائق خطاب نہین
ہین۔ اور مفسر رح نے کہا۔ ای نمسخہم قردۃ۔ یعنے مسخ کردین ہم انکو بندرون سے یعنے لعنت یہان اس طور پر کہ مسخ کرکے بندر کردین جبکہ وہ آدمیت کی
صفت کا برتاؤ نہین کرتے جانورون کی عادت اختیار کرتے ہین اور سمجھانے پر بھی شرارت سے باز نہین آتے تو جانور بندر شریر بنا دین اور لعنت سے
یہ مراد بقرینہ قولہ۔ **كَمَا لَعَنَّا** مسخنا۔ جیسے ہم نے لعنت کی تھی۔ یعنے مسخ کردیا تھا۔ **اَصْحٰبَ السَّبْتِ** منہم۔ سینچر والون کو
انہین سے یعنے مسخ کرکے بندر کردیا تھا جیسا کہ پارۂ الم مین تفسیر قولہ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت۔ الآیہ۔ مین بیان ہو چکا ہے اور
سورۂ اعراف مین انشاء اللہ تعالیٰ مفصل قصہ آویگا۔ پس لعنت کی تفسیر مسخ سے اسی بنا پر ہی کہ کما لعنا کی تشبیہ سے پوری تشبیہ مراد لیجاوے اور اگر
فقط رحمت سے دور ومردود کیے جانے مین تشبیہ ہو تو یہ ضرور نہوگا ولیکن سیاق مرجح اول ہی کیونکہ حاصل آنکہ ایمان لاؤ قبل اسکے کہ ہم تمھارے چہرے
طمس کردین یا تمکو مسخ کرکے بندر کردین۔ **وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ** ۔ قضاءہ۔ یعنے جو قضاے الٰہی ہی۔ **مَفْعُوْلًا** ۔ مفعول ہی یعنے ہو گئی ہی یعنے قضاء الٰہی
ایسی حتمی ہی کہ گویا وہ واقع ہو گئی ہوئی ہوتی ہی اور یہ فہیم کو تاکید ہی کہ قضاء الٰہی مین قدر کو جانین کہ وہان روک ٹوک اسباب کو کچھ خطور ودخل نہین ہی جو حکم ہوا
فوراً واقع ہوگا مفسر رح نے ذکر کیا۔ ولما نزلت اسلم عبد اللہ بن سلام۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو یہود مین سے ایک عالم
تھے فوراً مسلمان ہو گئے اور معالم وکمالین وغیرہ مین مذکور ہی کہ عبد اللہ بن سلام ملک شام سے واپس آتے تھے کہ انھون نے راہ مین یہ آیت سنی
پس گھر جانے سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوے مسلمان ہوکر اور کہتے تھے کہ مجھے یہ خوف ہو گیا تھا کہ مین اپنے گھر نہ پہونچنے
پاؤنگا قبل اسکے کہ اللہ تعالیٰ میرا چہرہ مطموس کردے **مترجم** کہتا ہی کہ صحیح بخاری مین انکا قصہ اسلام اور طور پر مذکور ہے اور ان دونون قصون مین
میرے نزدیک توفیق دشوار ہی ظاہرا یہ روایت وہم ہی کہ راوی نے بجائے کعب احبار کے عبد اللہ بن سلام کا نام ذکر کردیا ہی اور مجھے اسکی اسناد کا
بھی پتا نہین ملا اور معالم مین بطریق حکایت مذکور ہی اسی سے ظاہر اکمالین مین نقل کردیا ہی اور **شیخ ابن کثیر** رح نے بھی یہ قصہ بالکل ذکر نہین کیا
ہان کعب احبار کے اسلام کا قصہ ذکر کیا ہی وہ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہی۔ یہان کلام یہ ہی کہ اس آیت کے معنے یہ ہوے کہ اے کتاب والو ایمان
لاؤ قبل اسکے کہ ہم چہرون کو طمس کرین پس رد کردین انکے ادبار پر یا لعنت کرین جیسے ہم نے سینچر والون کو لعنت کی اور یہان لوگون کو وعید ہی پس
علما مین اختلاف ہی کہ مراد ان معانی مذکورہ سے یہی معنے تفسیری ہین جو مذکور ہوے یا یہ ضرب المثل ہی پس **شیخ ابن کثیر** رح نے ذکر کیا کہ قولہ من
قبل ان نطمس وجوہا فنردہا علی ادبارہا یہ ضرب المثل ہی انکے حق سے پھیرے جانے اور باطل کی طرف مردود کیے جانے اور راہ راست سے راہ ضلالت

Marfat.com

کی طرف اُلٹے پاؤن بھگائے جانے کی نظیر اُسکی وہ ہی جو بعض نے تو اِنعالے وجعلنا من بین ایدیہم سدا الآیہ مین کہا کہ یہ مثل ہی انکے گمراہ ہونے اور ہدایت سے ممنوع ہونے مین اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہی۔ مجاہدؒ نے کہا قولہ من قبل ان نطمس وجوہا یعنے راہ حق سے اندھا کردین قولہ فنردہا علیٰ ادبارہا۔ یعنے گمراہی مین مردود کرین۔ اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ و حسنؒ سے اسکے مانند مروی ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر کہا جائے کہ ابن عباسؓ سے بعض نے اسطرح معنے روایت کیے جو مفسرؒ نے ذکر کیے ہین اور یہان ابن ابی حاتم کی حکایت سے معلوم ہوا کہ اُنھون نے اسکو ضرب المثل قرار دیا ہی تو جواب یہ ہی کہ مفسر جلالؒ نے جو معنے ذکر کیے ہین وہ کلام کی تفسیر ہی اور ایسی ہی تفسیر ابن عباسؓ و دوسرے سلف سے بھی مروی ہی پھر کلام یہ ہی کہ آیا یہی تفسیر جو الفاظ کے معنے حقیقی کے ترکیب سے سمجھی جاتی ہی یہی مراد بھی ہی یا اس تفسیر سے مراد ضرب المثل ہی پس ابن عباس سے تفسیر مذکور کے باوجود یہ بھی مروی ہی کہ الفاظ کی حقیقت مراد نہین بلکہ یہ ضرب المثل ہی اور ان دونون مین منافات نہین جیسا کہ اوپر اشارہ ہوا فافہم۔ اور سدیؒ نے کہا کہ قولہ فنردہا علیٰ ادبارہا۔ ای ہم ان وجوہ کو حق سے ممنوع کردین۔ یعنے لوٹا دین کہ کفر ہی پر رہین یا بندر بنا دین۔ اور ابو زیدؒ نے کہا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکو زمین حجاز سے مردود کرکے ملک شام کی طرف لوٹا دیا مترجم کہتا ہے کہ تاریخ والون نے لکھا ہی کہ یہود جو شہر مدینہ طیبہ مین آباد تھے اکثر انمین وہ تھے جو توریت مین صفت پیغمبر آخر الزمان و کرامات امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوات والتسلیمات سنکر باجازت حضرت موسیٰ علیہ السلام یہان رہ پڑے تھے پس انکی ذرّیات ناخلف نے یہ نوبت پہونچائی کہ جب آخر کو یہ نعمت عظمیٰ پائی اور حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا تو اُلٹے دشمن ہوگئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ بقول حضرت ابو زیدؒ کے حجاز سے اُلٹے پاؤن شام کو نکالے گئے واللہ الہادی وہو المفضل ونعوذ باللہ من الضلال۔ یہ تو ان علما کا قول ہی جو اس بات کے قائل ہین کہ مراد آیت مین طمس وجوہ سے ضرب المثل انکی گمراہ رکھنے کی ہی اور حاصل آنکہ ایمان لاؤ قبل اسکے کہ وہ وقت آوے جسوقت کیواسطے ہمنے حکم دیدیا ہی کہ بعد اسوقت کے پھر کوئی کتاب والون مین سے راہ راست نپاوے اُلٹے پاؤن گمراہی کی راہ جاوین یہانتک کہ جہنم مین پہونچین لیکن پوشیدہ نہین کہ مابعد مین جو فرمایا او نلعنہم کما لعنا اصحاب السبت۔ تو اسکے حقیقت مراد ہی اور یہ کوئی ضرب المثل نہین ہی اور اوپر مذکور ہوا کہ ارجح یہ ہی کہ لعنت سے مسخ کردینا مانند مسوخ ہونے اصحاب سبت کی مراد ہی تو یہ مرجح ہی کہ اول شق یعنے طمس وجوہ سے بھی حقیقت ظاہر مراد ہی اور اسی کو مفسرؒ نے اختیار کیا ہی اور اسیکا مؤید ہی قصہ اسلام کعب بن احبار چنانچہ عیسی بن المغیرہؒ سے روایت ہی کہ ہم نے آپسمین ابراہیمؒ کے پاس کعب کے مسلمان ہونیکا تذکرہ کیا تو ابراہیمؒ نے فرمایا کہ کعبؒ زمانۂ عمرؓ مین مسلمان ہوے اور حال یہ ہوا کہ یمن سے وہ بیت المقدس کا حج کرنے چلے راہ مین مدینہ مین گذر ہوا پس عمرؓ نکلکر کعب کی طرف تشریف لائے اور فرمایا کہ اے کعب تو مسلمان ہوجا کعب نے کہا کہ تم لوگ نہین کہتے ہو کہ تمھاری کتاب مین ہی۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا اور مین بھی توریت کا حافظ ہون (یعنے اس آیت کے موافق مین بھی گدھے کے مانند بوجھ لادے ہون) پس عمرؓ نے گفتگو چھوڑدی پھر کعب نکلکر چلے یہانتک کہ حمص مین پہونچے وہان کے لوگون مین سے کسی مرد کی زبان سے باواز دردناک یہ آیت سنی کہ پڑھتا تھا۔ یا ایہا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوہا الآیہ۔ تو کعبؒ بولے کہ اے پروردگار مین مسلمان ہوگیا بخوف اسکے کہ جو اس آیت مین فرمایا ہی وہ انکو لاحق ہو پھر لوٹ پڑے اور یمن مین اپنے لوگون پاس آئے اور ان سب کو لیکر مسلمان ہوکر چلے آئے رواہ ابن جریر۔ اور ابو ادریس عائذ اللہ خولانی سے روایت ہی کہ ابو مسلم جلیلی رحمہ اللہ معلم کعب تھے اور انکو ملامت کیا کرتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مین درنگ کیا ہی پس کعب کو مدینہ بھیجا کہ دیکھو یہ پیغمبر وہی ہین جنکا حال توریت مین مفصل ہی۔ کعب کہتے ہین کہ مین سفر کو سوار ہوکر مدینہ آیا ناگاہ مین نے سنا کہ تلاوت کرنے والا قرآن مین سے پڑھتا ہی کہ یا ایہا الذین اوتوا الکتاب آمنوا تا آخر آیت کریمہ۔ پس مین نے جلدی کی اور پانی پر پہونچکر نہایا اور مین اپنا منھ چھوے جاتا تھا بخوف اسکے کہ میرا چہرہ مطموس نہو جاوے

پھر میں اسلام لایا۔ رواہ ابن ابی حاتم مترجم کہتا ہے ظاہر روایت ابن ابی حاتم میں ترک واختصار ہو اسواسطے
ہی کہ کعب احبار کا اسلام بعد حضرت صلعم کے زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں واقع ہوا تھا اور واقدیؒ نے اسی آیت کریمہ کے
انکا اسلام لانا روایت کیا مگر بطرز دیگر اور شاید کہ اقرب بصحت وہ ہی جو ابن جریر نے روایت کیا ہی۔ بہرحال انہیں کعب نے اپنا چہرہ چھوتے تھے
مطموس نہو جاے اسی سے ظاہر ہی کہ مفہوم ظاہری سمجھتے تھے پس یہ حجت تو نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ یہ خود انکی سمجھ تھی جو حجت نہیں ہوسکتی ہو مگر موید
البتہ ہو سکتی ہی۔ اس قول پر کہ اس آیت سے حقیقت مراد ہی ایک اشکال ظاہر وارد ہوتا ہی وہ یہ ہی کہ جب اہل کتاب کو وعید کی گئی کہ ایمان لاؤ ورنہ
وجوہ مطموس کر دینگے یا مسخ کر دینگے مانند اہل سبت کے حالانکہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات واقع نہیں ہوئی۔ تو مفسر جلال نے اسکے دو جواب
ذکر کیے اول بقولہ فقیل کان وعیدا بشرط فلما اسلم بعضھم رفع۔ یعنے بعض نے جواب دیا کہ یہ وعید مطلق نہ تھی بلکہ مقید تھی ایک شرط کے ساتھ یعنے
یہ معنے ہیں کہ اے کتابیو ایمان لاؤ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو ہم ایسا کرینگے پس جب بعض انمیں سے مسلمان ہوگئے تو یہ وعید باقیوں سے اٹھ گئی
اور دوم جواب بقولہ وقیل یکون طمس ومسخ قبل قیام الساعۃ اور بعض نے کہا کہ قیامت سے پہلے یہ طمس یا مسخ واقع ہوگا۔ حاصل آنکہ وعید
مذکور کے واسطے کوئی وقت مقدر نہیں ہی پس قیامت سے پہلے ایسا ہوگا مترجم کہتا ہی کہ بنابریں ہو سکتا ہی کہ حدیث جو اہل سنن نے
روایت کی ہی کہ اس امت میں بھی خسف ومسخ ہوگا اسی معنے پر محمول ہو کہ اہل کتاب جو ایمان نہ لاوینگے انکو قبل قیامت کے مسخ و
مطموس کیا جائیگا واللہ اعلم اور کمالین میں لکھا کہ بعض نے کہا کہ یہ انکے واسطے قیامت میں ہوگا اور نیز ذکر کیا کہ اول تو مجاہدؒ کا قول ہی
کمار رواہ ابن ابی حاتم اور دوم ابن عباسؓ کا قول ہی کمار رواہ ابن جریر اور سوم قول حسن بصریؒ ہی انتہی الظاہر الاول ثم الثالث واللہ اعلم

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ
البتہ نہیں بخشتا اللہ تعالیٰ یہ کہ اسکے ساتھ شرک کیا جاوے اور بخشتا ہے اس سے نیچے جسکے لیے چاہے اور جسنے شریک ٹھہرایا اللہ تعالیٰ کا

فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝
اس نے بڑا طوفان باندھا

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ۔ الاشراک بہ۔ یعنے ان یشرک بہ مفعول بہ ہی بتاویل ان مصدریہ۔ یعنے اللہ تعالیٰ
نہیں بخشتا ہی شرک لایا جانا اسکے ساتھ۔ اور شرک کرنیکی دو قسمیں ہیں ایک شرک تو اعتقاد میں اور دوم فعل وقول میں اور ان دونوں میں سے
ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ایک تو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں اور دوم اپنے فعل میں یا قول میں۔ پس اہل سنت کے اعتقاد میں بالاجماع
مقرر ہوا ہی چنانچہ فقہ اکبر میں امام ابو حنیفہؒ سے ہی کہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے ساتھ کوئی چیز شریک نہیں ہی نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ جاندار
اور نہ بیجان پس نہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات میں شریک ہی نہ صفات میں اور نہ افعال میں کسی طرح کسی چیز میں شریک نہیں ہی لہذا اہل توحید
وایمان کو لائق ہی کہ شرک کے سب اقسام سے بہت پرہیز کریں کیونکہ شرک ایسی بدتر چیز ہی کہ ارحم الراحمین عزوجل کا غضب ایسا ہوتا ہی کہ قطعی
حکم دیدیا کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ اللہ تعالیٰ بالتحقیق نہیں بخشتا یہ کہ اسکے ساتھ شرک کیا جاوے حالانکہ کمال رحمت سے فرمایا۔ ویغفر ما دون
ذٰلک۔ اور بخشدیتا ہی جو نیچا ہی اس سے لیکن ساتھ ہی فرمادیا لمن یشاء جسکے لیے چاہے یعنے او تعالیٰ عزوجل قادر مختار ہی اسپر کوئی بات واجب نہیں
پس یہ واجب نہیں کہ شرک سے نیچے خواہ مخواہ بخشدے بلکہ تمام وکمال مختار ہی جسکو چاہے بخشے اور جسکو چاہے عذاب کرے مفسر نے لکھا قولہ
وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ ای ماسوی ذٰلک من الذنوب۔ یعنے جو سواے اشراک کے ہو گناہوں سے۔ اگر کہا جاوے کہ

Marfat.com

ولا ان یشرک بہ ۔ تو فقط فعل کے شرک پر ہی بمعنے آنکہ شرک کیا جاوے ساتھ اسکے ۔ اور اگر نہ کیا جاوے بلکہ اعتقاد مین ہو تو یہ حکم نہین اسکا جواب یہ ہی
کہ ہرگز نہین یہ وہم غلط ہی چنانچہ مفسرؒ نے کہدیا کہ ان یشرک بہ بمعنی الاشراک بہ ہی کیونکہ وہ مصدر ہی پس اشراک خواہ فعلی ہو یا اعتقادی ہو
کسیکو نہین بخشیگا ۔ اور ماسوائے اشراک کے کل گناہون کو عام ہی خواہ صغیرہ ہون یا کبیرہ ہون حتی کہ ناحق مسلمان کو عمداً قتل کرنیکو بھی شامل ہی
اگرچہ بہت بڑا گناہ ہی قریب شرک کے پہونچا ہی لیکن چونکہ شرک کی حد مین داخل نہین ہی لہذا امید ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکو بخشدے جیساکہ اسنے وعدہ
فرمایا ہی کہ جسنے شرک نہین کیا اسکو مین جنت مین داخل کرونگا پھر اسکو اختیار ہی چنانچہ فرمایا لِمَن يَشَاءُ جسکے واسطے چاہی ۔ المغفرۃ لہ
بان یدخلہ الجنۃ بلا عذاب ۔ یعنے چاہے اسکی مغفرت کرنا بایں طور کہ اسکو جنت مین بلا عذاب کیے داخل کردے ۔ ومن شاء عذبہ من المومنین بذنوبہ
ثم یدخلہ الجنۃ ۔ اور جسکو چاہے عذاب کرے مومنون مین سے بقدر اسکے گناہون کے پھر اسکو جنت مین داخل کریگا جیساکہ اسنے اپنے کرم سے وعدہ فرمایا ہی
اگرچہ کوئی امر اسپر واجب نہین ہی خود فرمایا ۔ لایسئل عما یفعل وھم یسئلون یعنے نہین پوچھا ہوسکتا ہی اس چیز کی جو وہ کرتا ہی اور حال یہ کہ مخلوق سب
پوچھی ہوتی ہی پھر جاننا چاہیے کہ توبہ کرنا درگاہ الٰہی مین ایسی نعمت ہی کہ اس سے کل گناہ معاف ہوجاتے ہین حتی کہ شرک بھی معاف ہوجاتا ہی پس معنی آیت
کریمہ کے یہ ہین کہ اشراک ایسی بدتر چیز ہی کہ خود یہ اشراک اس قابل ہی نہین کہ مغفرت ہو پس اگر بندے نے اشراک سے توبہ کرلی اور نادم ہوا تو اللہ تعالیٰ
اس سے تجاوز فرماتا ہی اور پہلی خطا و غلطی پر گرفت نہین کرتا چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ اسلام لانا ڈھا دیتا ہی اپنے سے پہلے سب گناہون کو جو کچھ
ہون الحدیث ۔ اور ماسوائے اشراک کے باقی گناہ توبہ سے بدرجۂ اولیٰ معاف ہوتے ہین اور اگر توبہ نہ کی اور مرگیا تو وہ اس قابل ہین کہ اللہ تعالیٰ
چاہے انکو معاف کردے بدون عذاب کیے اور بدون سزا دیے ہوے ۔ اور چاہے سزا دیکر پھر جنت مین داخل کرے کیونکہ سوائے اشراک کے
کسی گناہ پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام نہین فرمائی ہی ۔ حاصل یہ نکلا کہ گناہ تین قسم کے ہین بنظر قابل مغفرت ہونے ۔ قسم اول اشراک ہی کہ
اگر توبہ کرلی تو معاف ہوگا اور اگر بلا توبہ کے مشرک مرا تو ہرگز اسکو اللہ تعالیٰ عفو نہین کریگا اور ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اور جنت سے قطعی محروم ہی
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسوقت مین جبکہ وہ دنیا مین ہی اسکو صاف اطلاع دیدی کہ مین نے یہ حکم لگادیا ہی ۔ قسم دوم کبیرہ گناہ وہ توبہ کرنے پر معاف ہین
اور بدون توبہ مرنے پر بھی قابل مغفرت ہین بایں معنے کہ چاہے اللہ تعالیٰ بلا عذاب معاف کرے اور چاہے بعد سزا کے معاف کرکے جنت مین داخل
کرے اور قسم سوم صغیرہ تو وہ بھی قابل مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی مشیت مین ہین لیکن انکی بابت اللہ تعالیٰ کی مشیت ظاہر ہوتی ہی کہ عفو راجح
ہی چنانچہ فرمایا وان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم الآیہ ۔ پس معلوم ہوا کہ کبیرہ گناہون سے بچنے والے کی مغفرت اللہ تعالیٰ نے
چاہی ہی ۔ جاننا چاہیے کہ فقط معالم مین اسکا سبب نزول حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے والے وحشی بن حرب و اسکے ساتھیون کے
حق مین مذکور ہی جسکا خلاصہ یہ کہ وحشی مذکور نادم ہوا اور لکھا کہ مجھے اسلام لانے سے کوئی مانع نہین سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ والذین
لایدعون مع اللہ الٰھا آخر الآیات ۔ اور ہم لوگون نے شرک و قتل و زنا سب کیا ہی تب نازل ہوا کہ قولہ الا من تاب و آمن و عمل عملاً صالحًا الآیتین
تو ان لوگون نے کہا کہ ہمکو یہ قطعی کیونکر معلوم ہی کہ عمل صالح ہم سے صادر ہونگے تب نازل ہوا قولہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ ۔ تب ان لوگون نے
کہا کہ ہم خوفناک ہین کہ شاید ہم مشیت الٰہی والون مین نہون تب نازل ہوا قولہ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ
یغفر الذنوب جمیعًا الآیہ ۔ تب وہ لوگ مسلمان ہوگئے اور انکی توبہ قبول ہوئی ۔ رواہ عن الکلبی و لم ار من غیرہ ممن یعتمد علیہ ۔ اور جاننا چاہیے کہ فرقہ معتزلہ
نے یہان خلاف آیت کریمہ و احادیث کثیرہ کی یہ قید لگائی ہی کہ کبیرہ گناہ والا اگر بلا توبہ مرے تو بغیر عذاب کے بخشا نہ جائیگا اور اہل سنت آیہ کریمہ
و احادیث صحیحہ کے تابع ہین اور شیخ ابن کثیرؒ نے یہان احادیث باسناد پوری پوری سیاق سے نقل کی ہین اگرچہ سب احادیث جو اس

باب مین آئی ہین نہین لائے مترجم انکو اختصار سے لانا ضروری جانتا ہی حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ کے دفتر
ہین ایک وہ دفتر کہ اللہ تعالیٰ اسمین سے کچھ شمار نہین کرتا اور دوم وہ دفتر کہ اللہ تعالیٰ اسمین سے کچھ ترک نہین فرماویگا سوم وہ دفتر کہ اللہ تعالیٰ
مغفور نہین کریگا۔ پس جس دفتر کو نہین بخشیگا وہ دفتر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ ان اللہ لا یغفران یشرک بہ الآیہ
اور فرمایا انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ الآیہ۔ اور جو دفتر کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شمار مین نہین تو وہ بیجا افعال ہین جو ایسے ہین کہ بندہ اور
اللہ تعالیٰ کے درمیان ہین انکا گناہ ہی جیسے کوئی روز کا روزہ چھوڑ دیا کوئی وقت کی نماز چھوڑی تو امید ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکو بخشیگا اور
درگذر فرماویگا اگر چاہے اور وہ دفتر کہ جسمین سے اللہ تعالیٰ کچھ ترک نہین فرماویگا۔ تو وہ بندونکا بعض کا بعض کے درمیان مظلمہ و مواخذہ ہی پس
اسمین لامحالہ قصاص و بدلا ہوگا۔ رواہ احمد و قال البزار فی مسندہ[1] حدثنا احمد بن مالک حدثنا زائدۃ بن ابی الزناد النمیری عن انس بن مالکؓ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الظلم ثلثۃ فذکر نحو روایۃ عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور معاویہؓ سے مرفوعاً ہی کہ ہر گناہ امید ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکو بخشے سوائے
اسکے جو کافر مرا یا جسنے مومن کو عمداً قتل کیا۔ رواہ احمد والنسائی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ عز و جل فرماتا ہی
کہ اے بندے تو نے میری عبادت جو کی اور مجھسے امید رکھی تو مین تجھے بخشنے والا ہون جس حالت پر کہ تو تھا۔ ای میرے بندے تو اگر زمین بھر کے
گناہونکو لیکر مجھسے ملا مگر اس حال مین کہ تو نے میرے ساتھ کچھ شرک نہین کیا تو مین زمین بھر کی مغفرت سے تجھے ملونگا۔ رواہ احمد۔ اور ابوذرؓ سے
روایت ہی کہ مین حرۃ المدینہ مین عشا کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا پھرتا تھا اور ہم اُحد پہاڑ کو دیکھتے تھے پس آپ نے فرمایا کہ ای
ابوذر مین نے عرض کیا کہ لبیک یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ مین نہین پسند کرتا ہون کہ میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور پھر تیسری شام آوے
اور میرے پاس اسمین سے ایک دینار بھی ہو سوائے اس دینار کے جو مین قرضہ ادا کرنیکو رکھ چھوڑون مگر یہی کہ مین اس سونے کو بندگان خدا کے درمیان
ایسے ایسے خرچ کرون اور آپنے اپنے دائین و بائین و سامنے لپ بھر بھر کر اشارہ سے پھینکا۔ ابوذر نے کہا کہ پھر ہم چلے تو فرمایا کہ اے ابوذر جو لوگ
بڑے مال والے ہین وہی قیامت مین سب سے زیادہ نادار ہونگے مگر وہ مال والے جنھون نے یون یون دائین بائین سامنے لپ بھر بھر کر خرچ کیا پھر
فرمایا کہ ای ابوذر تو ایسا ہی اپنی جگہ پر رہ یہانتک کہ مین آؤن۔ پھر چلے یہانتک کہ میری نظر سے غائب ہوگئے پھر مجھے زیادہ باتین کرنے کی آواز
آئی تو مین نے کہا کہ شاید رسول اللہ صلعم کو کچھ پیش آیا پس مین نے پیچھے جانے کا قصد کیا پھر مجھے یاد آگیا کہ آپ نے حکم دیا ہی کہ اپنی جگہ سے
مت ٹلنا یہانتک کہ مین آؤن[2] پس مین آپکا منتظر رہا یہانتک کہ آئے پس مین نے جو آواز سُنی تھی اُسکا ذکر کیا تو فرمایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام
تھے کہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جو آپ کی امت مین سے مرا اس حال مین کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ شرک نہین کرتا تھا تو وہ جنت مین داخل
ہوگا۔ مین نے کہا کہ اگرچہ اسنے زنا کیا یا چوری کی ہو فرمایا ہان اگرچہ زنا کیا و چوری کی ہو۔ رواہ احمد والبخاری و مسلم من وجوہ و طرق
اور ایک روایت صحیحین و مسند احمد مین ہے کہ ابوذرؓ نے یہ سوال تین دفعہ کیا کہ اگرچہ اسنے زنا یا چوری کی ہو آپنے ہر بار یہی جواب دیا اور آخر مین
فرمایا ہی کہ علی رغم انف ابی ذر[3] اور جابرؓ سے ہی کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ موجبات کیا ہین یعنے جو کسی امر کو
واجب کردین وہ کیا ہین فرمایا کہ جو مرا ایسے حال مین کہ اسوقت مین وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہین کرتا تھا تو اسکے لیے جنت واجب
ہوئی اور جو مرا ایسے حال مین کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ شرک کرتا تھا تو اسکے لیے دوزخ واجب ہوئی الحدیث رواہ عبد بن حمید و مسلم۔ جابرؓ کی
روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برابر مغفرت بندے پر رہتی ہی جب تک حجاب نہ واقع ہو۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ حجاب کیا ہی فرمایا
کہ شرک کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ فرمایا۔ کہ کوئی جی نہین کہ اللہ تعالیٰ سے ملے درحالیکہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرک نہ کرتا تھا مگر یہ کہ اسپر اللہ تعالیٰ ...
یعنے مرے ۱۲

[1] گر یہی اسناد ہیر تو ثلاثیات جیہ مین سے ہی ۱۲ [2] یعنے آپ ضرور آوینگے کوئی امر خوفناک نہین ہی ۱۲ ام [3] یعنے خلاف گمان ابوذر۔ اصلی کلمہ محاورہ ہی ۱۲ ام

Marfat.com

کی طرف ہے مغفرت اُسکی مرضی پر ہے اگر چاہے اُسکو عذاب کرے اور چاہے اُسکو بخش دے۔ پھر پڑھا قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء الآیہ۔ رواہ ابو یعلی وابن ابی حاتم۔ عن ابی سعید الخدری مرفوعًا جو مرا درحالیکہ اللہ تعالیٰ سے کچھ شرک نہ کرتا تھا تو جنت مین داخل ہوا۔ رواہ احمد۔ ابورہم عن ابی ایوب مرفوعًا وفیہ۔ جسنے گواہی دی الا آلہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمدًا عبدہٗ ورسولہ۔ درحالیکہ اسکی زبان اسکے دل کی تصدیق کرتی تھی تو جنت مین داخل ہوا۔ رواہ احمد۔ عن ابی ایوبؓ ایک شخص آیا حضرت صلعم کے پاس اور کہا کہ میرا بھتیجا حرام سے باز نہین آتا۔ فرمایا کہ اسکا دین کیا ہی۔ عرض کیا کہ نماز پڑھتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کرتا ہی فرمایا کہ اس سے دین اُسکا ہبہ مانگ اور اگر انکار کرے تو اس سے خرید کر پس مرد مذکور نے اِس سے اس طرح طلب کیا مگر اسنے انکار کیا پس اس مرد نے آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے اسکو اپنے دین کے دینے پر بخیل پایا۔ ابوایوبؓ کہتے ہین کہ پھر نازل ہوئی یہ آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء الآیہ۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ عن ضمضم الیمامی۔ مجھسے ابوہریرہؓ نے کہا کہ ای یمامی تو کسی مرد کو مت کہنا کہ اللہ تعالیٰ تجھے کبھی نہین بخشیگا یا جنت مین نہین داخل کردیگا۔ پس مین نے کہا کہ ای صاحب یہ تو ایسا کلمہ ہی کہ ہم مین کا آدمی اپنے بھائی و ساتھی کو کہدیا کرتا ہی جب غصہ مین آتا ہی تو ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ تو کبھی مت کہہ کیونکہ مین نے حضرت صلعم سے سنا فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل مین دو شخص تھے ایک تو عبادت مین بہت کوشش کرتا اور دوسرا اپنی جان پر اسراف کرتا یعنے بہت بدکار تھا اور ان دونون مین بھائی چارہ تھا اور عابد ہمیشہ دوسرے کو بدکاری پر دیکھتا تو کہتا کہ او فلانے ان باتون سے باز رہ۔ وہ جواب دیتا کہ تو مجھے میرے پروردگار کے ساتھ چھوڑدے کیا تو میرا رقیب ہی۔ آخر ایک روز اسکو ایسے سخت گناہ مین مبتلا دیکھا کہ اسکو بہت گران معلوم ہوا اس سے کہا کہ تیری خرابی ہو تو اس سے باز رہ اسنے جواب دیا کہ تو مجھے میرے پروردگار پر چھوڑدے کیا تو میرا رقیب نگہبان مقرر ہوا ہی۔ عابد نے کہا کہ قسم اللہ کی تجھے اللہ تعالیٰ نہین بخشیگا یا تجھے کبھی جنت مین نہین داخل کریگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دونون کی طرف ملک الموت کو بھیجا۔ انھون نے دونون کی روح قبض کرلی پھر اللہ تعالیٰ نے گنہگار کو حکم دیا کہ جنت مین چلا جا اور دوسرے کہا کہ کیا تو غیب جانتا تھا کیا تو میرے قبضہ واختیار کی چیز پر قادر تھا۔ فرشتو اسکو دوزخ مین لیجاؤ۔ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ عابد مذکور نے ایسا کلمہ زبان سے نکالا جسنے اسکی دنیا و آخرت کو برباد کردیا۔ رواہ احمد وابوداؤد۔ مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ میری و بھائی مسلمانون کی مغفرت کرے اس حدیث سے یہ فقہ حاصل ہوئی کہ بندہ مومن کیسا ہی متقی ہو کبھی اپنے بھائی مسلمان کو جو گنہگار ہو حقیر نظر سے نہ دیکھے اور نفس پر بڑا امتحان ہی ہمیشہ خوفناک رہے کہ اللہ تعالیٰ دانا تر ہی کہ وہ کسکی مغفرت فرماویگا ہان اپنے کو نیکی کی توفیق پر دیکھکر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے اور دوسرے کو بدی پر دیکھکر اُسکی مغفرت و توفیق کی دعا کرے اور سمجھاوے لیکن اپنے نفس کے واسطے نہین حتی کہ اگر وہ نمانے تو درصورت حاکم وقادر ہونے کے اسکو اللہ تعالیٰ کے واسطے تنبیہ کرے بدون اسکے کہ اپنے نفس کو دخل دے اور اگر یہ قدرت نہین تو اسکے نہ ماننے پر اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے پناہ مانگے بدون اسکے کہ اس سے رنج کھاوے لیکن اگر یہ رنج کھاوے کہ افسوس یہ میرا بھائی عذاب کی باتون مین ظاہرا پڑا ہوا ہی پروردگار اسکو کسی طرح نجات دے جیسے باپ کو بیٹے کے حال پر افسوس ہوتا ہی اور رہا یہ امر کہ اس سے رنجیدگی ظاہر کرے تو درحقیقت یہ بدتر دعوی ہی کیونکہ ہدایت و توفیق اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہی اور باقی فقہ ظاہر ہی اس حدیث شریف مین بہت کچھ مضامین ہین فکر کرو اور حاصل کرو اور معنی جنت مین لیجانے دوزخ مین جانے کے یہ ہین کہ بعد موت کے جنتی جہان جاتا ہی وہان بھیجا اور دوزخی جہان رہتا ہی وہان بھیجا جو در اصل جنت و دوزخ کی برزخ ہی جیسا کہ علما نے کہا ہی اور حقیقۃً جنت و دوزخ مین بروز قیامت بعد حساب کے داخل ہوگا۔ اور عابد مذکور نے جو قسم کھائی اس مین شرک کیا مگر عمدًا یہ شرک نہین بلکہ نا سمجھی سے جو شرک خفی کے اقسام مین سے ہی۔ اللہ تعالیٰ مومنون کو اس شرک سے بھی بچاوے اور یہ ایسا ہے کہ جیسے

سینے چبانے سے پیٹ مین درد ہو جانے کا آدمی کبھی یقین کر بیٹھتا ہی حالانکہ یہ غفلت ہی اسولسطے ہوش رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ
ان چنون مین یہ تاثیر دیدی کہ اس سے یہ اثر اسکے پیٹ مین پیدا ہوا اللّٰھم ایدنا بالاید المتین واغفر لنا وانت ارحم الراحمین عن ابن عباس عن
صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جسنے یقین کیا کہ مین گناہونکے بخشنے پر قدرت والا ہون تو مین اسکو بخشتا ہون اور کچھ پروا نہین کرتا
جب تک کہ وہ میرے ساتھ شرک نہ کرے۔ رواہ الطبرانی قال الحافظ ابوبکر البزار والحافظ ابویعلی۔ حدثنا هدبة بن خالد حدثنا
سهل بن ابی حازم عن ثابت عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وعدہ اللہ علی عمل ثوابا فهو منجزله ومن
ومن توعدہ علی عمل عقابا فهو فیه بالخیار۔ حضرت انس رض نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے کسی کام پر
ثواب کا وعدہ دیا ہی تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے اس وعدہ کو پورا کر دینے والا ہی اور جسکو کسی کام پر عذاب کی وعید فرمائی ہی تو اسمین
اللہ تعالیٰ کو اختیار ہی یعنے چاہے عذاب کرے یا معاف کرے قال المترجم اس حدیث کے اخراج مین یہی دونون حافظ محدث متفرد ہین
کما قال الحافظ ابن کثیر رح اور واضح ہو کہ الوعد بمعنے وعدہ دینا اور توعد بر وزن تفعل عذاب سے ڈرانا۔ اور دراصل یہ دونون وعدے
ہی ہین فرق یہ ہی کہ وعد تو ثواب و خیر کا وعدہ ہی اور وعید عذاب و شر کا وعدہ ہی مگر اسکو وعدہ نہین کہتے وعید کہتے ہین اور معنے یہ ہین کہ اللہ
عزوجل قادر مختار کریم ہی جب اسنے اپنے کرم سے خیر کا وعدہ کیا تو کرم کے وعدہ کا خلاف کرنا زیبا نہین ہی خصوص اللہ عزوجل جامع جمیع کمال
کی طرف سے کب روا ہو سکتا ہی لہذا علمانے کہا کہ اللہ عزوجل کا وعدہ خلاف نہین ہوتا اور رہی عذاب کی وعید تو اسکی نسبت معتزلہ وغیرہ
فرقون نے کہا کہ وہ بھی خلاف نہوگا اور شیخ اشعری رحمۃ اللہ وغیرہم نے فرمایا کہ یہ روا ہی اس لیے کہ اگر کوئی اپنے غلام کو کہے کہ تونے اگر
یہ نافرمانی کی تو تجکو پچاس کوڑے مارونگا اور تین روز تک کھانا نہ دونگا پھر اگر غلام سے وہ نافرمانی سرزد ہوئی تو کمال یہی نہین ہے اور
پوری خوبی یہی نہین ہی کہ لامحالا اسکو سزاے مذکور دیکے بلکہ عفو کردے تو بھی اچھا ہی لہذا ان علمانے وعید الٰہی مین بھی خلاف ہونا روا
رکھا ہی اور اس حدیث شریف سے ان لوگون کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ وعید مین خلاف ہونے سے جھوٹ لازم
آتا ہی تو جواب یہ ہی کہ اللہ عزوجل نے اپنی قدرت و مشیت پر سب رکھا ہی پس نافرمانیون و گناہ مین بھی یہی ہی جیسے فرمانبرداری کی صورت مین
چاہے تو عذاب کرے ایسی ہی نافرمانی مین چاہے نہ عذاب کرے پس یہ تو سچ ثابت ہوا کہ وہ شخص جسنے نافرمانی کی مستحق اس عذاب کا ہے اور
رہا عفو کرنا تو یہ زائد بمقتضاے فضیلت کرم ہی کہ یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء واللہ علی کل شیٔ قدیر۔ اور اس آیت مین فرمایا
و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔ ہان اگر مخصوص کسی سے خصوصیت عذاب ہی کی کردی ہو تو البتہ یہ وہم ہو سکتا ہے اور کلام اسمین
طویل ہی مین نے عام بھائی مسلمانون کے سمجھانے کو آسان گفتگو کردی ہی واللہ الموفق للهدایة والصواب والیه المرجع والمآب۔ عن ابن عمر
رضی اللہ عنہما۔ ہم لوگ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم قاتل ناحق و مال یتیم کھانے والے اور محصنہ عورتون پر بہتان لگانے والے اور زور گواہی
دینے والے کے حق مین شک نہین کرتے تھے یہانتک کہ نازل ہوا قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک به الآیة۔ پس نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے صحابہ سواے مشرک کے باقیون کے حق مین ایسے یقین کرنے سے باز رہے۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اور نیز ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت ہی کہ ہم لوگ شک نہین کرتے تھے اس شخص کے حق مین جس کے حق مین اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین دوزخ واجب کردی ہی
یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک به الآیہ۔ پس جب ہم نے یہ آیت سن لی تو ایسے یقین سے باز رہے اور امور کو
اللہ تعالیٰ کی طرف امیدلگی ہوئی چھوڑ دیا۔ رواہ ابن جریر اور نیز ابن عمر رض سے بسند صحیح روایت ہی کہ ہم لوگ کبیرہ گناہ کرنے والون کے

حق مین استغفار کرنے سے رکتے تھے یہانتک کہ ہمنے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سُنا کہ آپ پڑھتے تھے۔ ان اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء الآیۃ۔ اور آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنی شفاعت کو اپنی امت کے کبیرہ گناہ والون کے لیے قیامت کے دن پر رکھ چھوڑا ہی۔ رواہ البزار اور ایک روایت مین اسقدر اور ہی کہ پھر ہمنے بہتیری باتون سے جو ہمارے دلون مین تھین اپنے آپ کو روکا۔ اور ابن جریر نے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت اُتری۔ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا بھی معاف ہوگا۔ پس آنحضرت صلعم کو ناگوار گزرا اور آپ نے پڑھا کہ ان اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء۔ **وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ** اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے شرک کرے۔ **فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا**۔ ذنبا۔ اُسنے افترا کیا۔ یعنے گناہ کیا۔ **عَظِيمًا**۔ کبیرا۔ کبیرہ گناہ۔ سابق مین قولہ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ۔ کی تفسیر مین وہ احادیث ذکر ہو چکی ہین جسمین بیان ہی کہ شرک سے بڑھکر کوئی کبیرہ گناہ نہین ہی اور یہ ایسا ہی کہ جیسے کہا جاوے کہ ایمان سے بڑھکر کوئی کار ثواب نہین ہی اور اللہ عزوجل نے آیت مین صریح فرمایا کہ شرک کرنا افترا ہی اور یہ نہایت پاکیزہ بیان ہی درحقیقت اللہ تعالیٰ خالق تمام عالم کا وہی مالک مختار قادر علیم حکیم تمام صفات سے موصوف ہی اسکی بنائی ہوئی چیزین اگر کسی امر مین کوئی مخلوق مردود کسی مخلوق کو اسکا شریک کرے یا کہے یا سمجھے تو وہ بڑا مفتری بہتان باندھنے والا جھوٹا بدذات ہی نعوذ باللہ مین لا شریک باللہ سبحانہ وتعالیٰ **ف** عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفران یشرک بہ الآیۃ۔ اِس آیۂ کریمہ مین اللہ عزوجل نے خوف ورجا دونون کو جمع کر دیا۔ اور آگاہ فرمایا کہ او تعالیٰ نے علی العموم سب تمام صغیرہ وکبیرہ گناہون سے درگزر فرمائی اور عفو کیا سوائے ایک امر کے وہ شرک جلی ہی جس سے ہمیشہ کے لیے دوزخ کے مستوجب ہونگے۔ اور یہان توبہ کی شرط نہین فرمائی یعنے مشرک کے سوائے باقی گناہون کی مغفرت مین یہ شرط نہین ہی کہ توبہ کرلی ہو۔ اور مغفرت فرمانیکی جگہ نہین بیان فرمائی۔ اور اسمین بندون کو قوی امید ہی کہ دونون شرطین نہین ہین یعنے سوائے شرک کے باقی گناہون کی مغفرت مین یہ شرط نہین ہی کہ توبہ ہو اور یہ بھی شرط نہین ہی کہ دنیا مین درگزر ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ بندون کے گناہ دنیا مین بھی بخشتا ہی اور لطف وکرم سے آخرت مین بھی عفو کریگا بشرطیکہ گناہ کے ساتھ شرک نہو اور یہ عوام کے حق مین مقرر و ثابت ہی اور خاص لوگونپر ذرا سختی کردی کہ انکے چھپے خطرات کا بھی تفحص ہوگا اور ماخوذ ہونگے چنانچہ اپنی بندگی کرنے پر نظر نہ کرین اور عوض کی طرف آنکھ نہ ڈالین اور جاہ و تعریف کو پسند نہ کرین اور سنانے کو یا دکھلانے کو نہ کرین مترجم کہتا ہی کہ سعدی علیہ الرحمہ نے خوب کہا ہے ؎ گنہگار ترسندہ ناک از خدائے + بہ از پارسائے عبادت نمائے + یعنے جو گنہگار اپنے گناہ پر اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو وہ ایسے پرہیزگار پارسا عابد سے اچھا ہی جو دکھلانے کو عبادت کرے۔ اور صحیح حدیث مین ریاکاری یعنے دکھلانے کو عبادت کرنا شرک فرمایا ہی۔ اور بیان فرمادیا کہ جو باتین ان چیزون سے کم ہین وہ ان لوگون سے معفو رہین جیسے لغزش خیالات کی جو چوک جانے سے ہو کیونکہ اسنے عہد محبت ومعرفت نہین ٹوٹتا ہی اور یہ جو کہا جاتا ہی کہ وہ لوگ شرک خفی سے ماخوذ ہوتے اور پکڑے جاتے ہین تو وہ شرک خفی ہی جو ریا و شک کے خطرے کہلاتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہی کہ وہ لوگ ہر دم انہی ہر سانس پر حساب لیے جاتے ہین پس اگر کسی سانس مین اُنسے کوئی خطا سرزد ہوئی یعنے ریا و شک وغیرہ کا کوئی خطرہ آیا اور غفلت ہوئی تو اللہ تعالیٰ انکو عذاب دیتا ہی اور وہ عذاب یہ ہوتا ہی کہ پردہ کردیا جس سے وہ مشاہدہ سے محروم ہوگئے۔ اور یہ اسوقت ہی جبکہ وہ لوگ ان خطرات سے غفلت مین پڑگئے ہون اور اگر ایسا ہوا کہ خطرہ آنے کے بعد اُنھون نے اسکی نفی کی اور اسکو دور کرنے اور وسوسۂ شیطانی دور کرنے سے غافل نہوئے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو یاد کیا کما قال تعالیٰ ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم۔ اور اسکی صفات پاک کو ذکر کیا کما قال تعالیٰ ومن یغفر الذنوب الا اللہ۔ اور اسکی

نعمتون اور انعام مین فکر کی جس سے انوار حاصل ہوئے کہ قلب کو وسعت وکشادگی حاصل ہوئی اسلیے کہ قلب مین نور پیدا ہوا ایس لیے سے اور مراقبہ وحضوری مین اپنا قصور دیکھنے سے اس لغزش کا تدارک کرلیا تو پھر اسکے بعد الوہیت کے اسرار اور ربوبیت کے انوار ان سینون مین پھیلتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ - یعنے جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھولا وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور مین ہوتا ہو مترجم کہتا ہو کہ حدیث مین ہو کہ نور جب سینہ مین داخل ہوتا ہو تو سینہ اسکے واسطے کشادہ ہو جاتا ہو تا آخر حدیث رواہ البیہقی وغیرہ عن ابن مسعودؓ پس ان لوگون نے انھین انوار واسرار سے معرفت وکشف کی راہین طے کی ہین - بعض بزرگون نے اس آیت کریمہ کے اشارات مین کہا کہ شرک یہ ہو کہ اسکے سر باطنی مین کوئی غیر چیز سوے اللہ عزوجل کے موجود ہو اور بعضون نے فرمایا کہ اپنے عمل کو دیکھنا اور اپنے نفس پر نظر رکھنا اور اپنے نفس کے کامون پر مدح کا خواستگار ہونا یہ سب شرک ہی کے اقسام مین سے ہین جسکی نسبت اللہ عزوجل نے قطعی حکم دیدیا ہے کہ اسکو نہین بخشیگا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت باری تعالیٰ عزوجل سے حدیث قدسی بیان فرمائی کہ اللہ عزوجل فرماتا ہو کہ جسنے کوئی ایسا عمل کیا جسمین میرے غیر کو شریک کیا تو مین اُس سے بری ہون یعنے اس سے پاک بیزار ہون مترجم کہتا ہو کہ منجملہ احادیث صحاح کے ہے - شیخ نے کہا اور حضرت استاذ رح فرماتے ہین کہ عوام سے تو مطالبہ کیا گیا کہ شرک جلی چھوڑدین اور خواص سے مطالبہ ومواخذہ ہو کہ شرک خفی بھی چھوڑین -

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ

کیا تو نہین دیکھتا اُن لوگون کو جو پاکیزہ کہتے ہین اپنے آپکو بلکہ اللہ پاکیزہ کرتا ہو جسکو چاہے اور انپر ظلم نہوگا تاگے برابر دیکھ

كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

کیونکر اللہ تعالیٰ پر جھوٹھ باندھتے ہین اور کھلا گناہ ہونے کو یہی کافی ہو

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ - کیا تو نے یہ لوگ نہین دیکھے جو اپنی ذات کی پاکیزگی کرتے ہین ف

یہ استفہام ان لوگون کے حال سے تعجب دلانے کو ہو کیونکہ تزکیہ کسی نفس کا کوئی نہین جان سکتا ہے سوائے حق عزوجل کے پس قطع نظر خودستائی واپنے منھ میان مٹھو بننے کے یہ شرک ہو کہ جو بات سوائے اللہ عزوجل کے اور کوئی نہین جان سکتا اسکے یہ لوگ مدعی ہوے اور مفسرین نے اس امر مین تو اتفاق کیا ہو کہ یہ مدعی مشرک لوگ یہود ضرور تھے اور اسمین اختلاف ہو کہ تزکیہ کیونکر کرتے تھے چنانچہ مفسر رح نے کہا وہم الیہود حیث قالوا نحن ابناء اللہ واحباؤہ - یعنے یہ لوگ یہود تھے اور تزکیہ یون کرتے تھے کہ کہتے تھے کہ ہم لوگ تو فرزندان خدا واسکے احباء ہین - یہ قول انکا کلام مجید مین آیندہ مذکور ہو اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ حسن بصری وقتادہ رح نے کہا کہ یہ آیت یہود ونصاریٰ کے حق مین اُتری جبکہ انھون نے کہا کہ نحن ابناء اللہ واحباؤہ - اور کہا لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا اونصاریٰ - اور مجاہد رح نے کہا کہ یہودی اپنے لڑکون کو نماز ودعا مین آگے کرتے اور امام بناتے اور کہتے کہ یہ پاکیزہ ہین انپر کوئی گناہ نہین - کذا قال عکرمہ وابو مالک کما رواہ ابن جریر اور ابن عباسؓ سے ہو کہ یہود نے کہا کہ ہمارے فرزند مرے وہ ہمارے واسطے قربت ہین ہماری شفاعت کرینگے اور ہمکو پاکیزہ کرینگے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری - رواہ ابن جریر اور ایک روایت مین ابن عباسؓ بعد اسکے فرمایا کہ یہود نے اس طرح دعوی کرنے مین اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا اور اللہ تعالیٰ کے یہان تو کوئی گناہگار کسی بیگناہ کی وجہ سے بے گناہ نہین ہوجاتا ہو - رواہ ابن ابی حاتم وقال وروی عن مجاہد وابو مالک والسدی وعکرمہ وضحاک نحو ذلک - اور ضحاک نے کہا کہ وہ کہتے کہ ہمپر گناہ نہین جیسے ہمارے لڑکون پر نہین ہو اور بعض نے

Marfat.com

کہاکہ آپسمین ایک دوسرے کی مدح کرنے اور اپنونکو پاکیزہ کہنے کی مذمت مین نازل ہوئی ہی اور معالم مین کلبی سے مروی ہی کہ چند علماے یہود اپنے لڑکونکو لیکر نبی صلعم کے پاس آئے تھے باتون مین کہاکہ بھلاان لڑکون پر کوئی گناہ ہی پھر کہاکہ ہم بھی انھین لوگونکے مانند ہین جو ہم رات مین کرتے ہین وہ دن مین عفو ہو جاتے ہین اور جو دن مین کرتے ہین وہ رات مین عفو ہوتے ہین پس اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی مترجم کہتا ہی کہ تزکیہ کے معنے ہین تطہیر و تنزیہ - یعنے پاک و طاہر کہنا پس شاید کہ ان جملہ تفاسیر پر صادق ہو اور سوائے انکے اور طور پر جو تزکیہ کے معنے ہین انکو بھی شامل ہو اور اسمین شک نہین کہ لفظ عام ہی جو کوئی اپنے آپ کو یا دوسرے کو کسی امر سے تزکیہ کرے کہ حقیقی عالم اسکا اللہ تعالی ہی اسپر یہی حکم جاری ہی اور نیز آیت مین دلیل ہی کہ تزکیہ آمیز القاب بھی ممنوع ہین جیسے سید العلما - اور سید دین پناہ - وغیرہ - اور شیخ ابن کثیرؒ نے اس قول کی تائید مین کہ نزول اسکا تمادح و تزکیہ کی مذمت مین ہی ذکر کیا کہ مقداد بن الاسودؓ سے روایت ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم مدح کرنیوالون کے منہ مین خاک جھونکین رواہ مسلم - اور عبدالرحمن بن ابی بکرہؓ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ایک مرد سے سنا کہ دوسرے کی مدح کرتا تھا تو فرمایا کہ خواری ہو تجکو تونے اپنے یار کی گردن ماری پھر فرمایا کہ اگر لامحالہ کوئی تم مین سے دوسرے کی تعریف ہی کریگا تو یون کہنا چاہیے کہ مین اسکو چنین و چنان خیال کرتا ہون اور اللہ تعالی پر کسی کو تزکیہ نہ کرے رواہ البخاری و مسلم - اور عمر بن الخطابؓ سے ہے کہ جو مجکو تمپر خوف ہی اسمین سب سے زیادہ خوفناک یہ بات ہی کہ آدمی اپنی رائے پر اعجاب کرے سو جسنے کہاکہ وہ مومن ہی تو وہ کافر ہی اور جس نے کہاکہ وہ عالم ہی تو وہ جاہل ہی اور جس نے کہاکہ وہ جنتی ہی تو وہ دوزخی ہی - رواہ ابن مردویہ وقد رواہ احمد من قولہ جس نے (یعنے مین[۱۲]) کہاکہ وہ مومن ہی الخ - اور حدیث معاویہ بن سفیان مین مرفوعًا ہی کہ خبردار بچتے رہو تمادح سے کہ وہ ذبح ہی رواہ احمد و ابن ماجہ - اور عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ آدمی اول وقت اپنے دین کے ساتھ جاتا ہی پھر لوٹتا ہی تو اسکے پاس دین مین سے کچھ نہین ہوتا کسی دوسرے سے ملتا ہی جو اسکے نفع و ضرر کسی کا مالک نہین ہی اس سے کہتا ہے کہ واللہ آپ ایسے و ایسے ہین پس شاید کہ ایسے حال سے لوٹتا ہی کہ اسکی حاجت تو کچھ بھی پوری نہوئی ولیکن اسنے اللہ تعالی کو ناخوش کر لیا پھر عبداللہ نے یہ آیت پڑھی - الم تر الی الذین یزکون انفسہم رواہ ابن جریر مفسر جلالؒ نے مابعد سے مربوط ہونے کے واسطے حاصل کلام یون بیان کیا ای لیس الامر تزکیتہم انفسہم یعنی واقعی حال تو ان لوگون کے اپنے آپ کو تزکیہ کرنے پر نہین ہی - بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّي - یطہر - مَن يَشَاءُ بالایمان - بلکہ اللہ تعالی ہی تزکیہ کرتا ہی یعنے پاک کر دیتا ہی جسکو چاہے یعنے ایمان کے ساتھ پاکیزہ کر دیتا ہی یہ دوسرے سے ممکن نہین ہی - جاننا چاہیے کہ تزکیہ مصدر باب تفعیل ہی پس اگر کسی بندے نے اپنے کو یا غیر کو تزکیہ کیا تو دو حال سے خالی نہین یا تو بمعنے پاک کر دیا یہ تو اسکے اختیار مین نہین ہی یا بمعنے آنکہ اسکو پاکیزہ ہونے کی طرف نسبت کیا جیسے تقدس اللہ تعالی کی نہ مراد یہی ہی کہ بندے نے اللہ تعالی کی پاکی بیان کی اور جیسے زید نے کلثوم کی تکفیر کی یعنے اسکو کافر کہا پس یہ دو حال سے خالی نہین یا تو کسی دلیل قطعی سے کہا پس اس صورت مین بنظر اس دلیل قطعی کے مثلًا حکم خدا و رسول سے یقین جاننے کے وہ سچا ہی مثلًا کوئی نصرانی یا اور کسی قسم کا کافر اپنے کفر پر مرا اور زید نے اسکی تکفیر کی تو درست ہی یا حضرت عیسیٰ و موسیٰ انبیا علیہم السلام کی تصدیق کی یعنے انکو سچا کہا تو بہت درست ہی اور دوم یہ کہ اسنے بلا قطعی دلیل کے ایسا کیا مثلًا زید نے عمرو کی تکفیر کی یعنے عمرو کو کہاکہ او کافر بدون اسکے کہ عمرو کا کافر ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہو تو اسنے بہت بدحرکت کی وہ خود نہین جانتا کہ کافر ہی یا نہین ہی اسیطرح اگر تزکیہ کیا تو اسکے تزکیہ کرنے پر کچھ نہین ہی کیونکہ یہ تو اسکے اختیار ہی مین نہین ہی کہ در واقع اسنے اپنے آپ یا غیر کو پاکیزہ کر دیا - رہے دوسرے معنے کہ پاکیزگی کی طرف نسبت کی تو یہ بدتر جہالت ہی وہ کہانسے جانتا ہی کہ واقع مین ایسا ہی تو اسکا تزکیہ کرنا اور نکرنا کچھ مفید تو نہوا مگر چونکہ اسنے شرک کی بات کہی اس سے غضب الٰہی مین پڑ گیا یہی مفسرؒ نے آیت کریمہ کی تفسیر مین کہا جسکا حاصل یہ کہ اللہ عزوجل نے تعجب لایا کہ عجب بیباک جاہل ہین کہ اپنے آپ کا تزکیہ کرتے

له بعض نے کہا مراد یہ کہ قطعی طور پر [illegible] ۱۲ م سله یعنے [illegible] ۱۲ م

Marfat.com

ہین حالانکہ واقع مین تزکیہ ہونا انکے تزکیہ کرنے پر نہین ہوجاتا وہ تو اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہی جسکو چاہے ایمان و بکر تزکیہ کرے اور ایک کے نزدیک باوجود مؤمن ہونے کے بھی اپنے اوپر ہی کامل یقین نہین ہوسکتا کیونکہ انجام کار کیا معلوم ہی کہ وہ کافر مریگا یا مؤمن مریگا تو بھلا وہ تزکیہ کیا کرسکتا ہی اور یہی حضرت عمرؓ کے اثر مذکورۂ بالا کے معنے ہین پس علماء اشعریہ مین سے جسنے اس اثر سے استدلال کیا کہ انا مؤمن انشاء اللہ کہنا روا ہی یعنے ایمان مین استثنا کرنا روا ہی تو یہ وہم ہی بلکہ معنے اسکے وہ ہین جو ہم نے بیان کردیے اور علماء حنفیہ اسکے قائل نہین ہین کہ ایمان مین بطریق شک کے انشاء اللہ تعالیٰ سے استثناء کرے کیونکہ ایمان قطعی اعتقاد ہی اور شک کے ساتھ یہ باقی نہ رہا ہان اکثر محققین نے اس اس طور پر مضائقہ نہین جانا کہ انشاء اللہ تعالیٰ سے دوام توفیق وخاتمہ بالخیر ہونے پر تبرک لیا جاوے یعنے انشاء اللہ تعالیٰ مین ایمان پر مرونگا کیونکہ یہ حوالہ ہو اللہ تعالیٰ کے تزکیہ پر کہ وہی پاک پروردگار داناتر ہی کہ کس بندے کے لیے اسنے ایمان سے تزکیہ مقدر فرمایا ہی پس وہی جانتا ہی کہ کس بندہ کو ایمان پر موت دیگا اور البتہ فرمایا بل اللہ یزکی من یشاء۔ یعنے اسکا مرجع اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہی کیونکہ حقائق امور کا دانا وہی ہے۔ **وَلَا يُظْلَمُوْنَ** ینقصون من اعمالہم۔ اور نہین ظلم کیے جاوینگے یعنے نہین کمی کیے جاوینگے وہ لوگ اپنے اعمال مین سے۔ **فَتِيْلًا**۔ قدر قشرۃ النواۃ۔ بقدر قشر نواۃ۔ کے۔ یہی ابن عباسؓ سے مروی ہی پس نواۃ چھوارے کی گٹھلی اور فتیل وہ ڈورا جو اس گٹھلی کے چراؤ پر ہوتا ہی کذا قال ابن عباسؓ و حسن و مجاہد و قتادہ و عکرمہ وغیر واحد من السلف وعن ابن عباس ایضا ہو ما فتلت من اصابعک ذکرہ **ابن کثیرؒ** یعنے ابن عباسؓ سے یہ بھی روایت ہی کہ فتیل وہ انگلیون کے آپس مین مروڑنے سے ذرا سا میل کچیل چھوٹتا ہی وعلی ہذا فتیل بمعنے مفتول ہی اور خلاصہ یہ ہی جو **بیضاوی** مین مذکور ہے کہ فتیل سے ضرب المثل کسی چیز کی حقارت پر لاتے ہین اور معنی یہ ہین کہ ادنیٰ وحقیر ظلم بھی انپر نہوگا۔ اور نیز **بیضاوی** نے فرمایا کہ آیت مین تنبیہ ہی کہ تزکیہ جو اعتماد کے قابل ہی اللہ تعالیٰ ہی کا تزکیہ ہی کسی اور کا نہین ہی کیونکہ وہی ہر بندہ کے حسن وقبح سے دانا ہی اور حال یہ کہ ان یہود بدبخت کی مذمت فرمائی اور اپنے برگزیدہ بندونسے رضامندی ظاہر کی اور انکی تعریف فرمائی ہی۔ **اُنْظُرْ** متعجبا۔ تو تعجب سے دیکھ کہ **كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ**۔ بذلک۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر بہتان گڑھتے ہین **ف** یعنے اس امر مذکورۂ بالا سے کہ ہم فرزندان خدا ہین نعوذ باللہ من ذلک۔ اور ہمارے سوائے کوئی جنت مین نجائیگا۔ اور سوائے چند روز کے ہمکو آگ نہ چھوویگی وغیر ذلک اور یہ تفصیل ہی مشار الیہ کی اور اصل مشار الیہ وہ معنے ہین کہ اپنی ذات کیواسطے تزکیہ کرتے تھے۔ **وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا**۔ بینا۔ حالانکہ یہ بدکاری کھلے گناہ ہونیکو کافی ہی **ف** مبین بمعنے بین ہی حاصل کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تعجب دلایا کہ ان لوگونکو دیکھا کہ اپنی ذات کا خود تزکیہ کرتے ہین حالانکہ اسکو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا اور تزکیہ اسی کے کرنے پر ہی اور وہ کسی پر ذرا سا ظلم نہین فرمائیگا پس عدل سے اگر قابل تزکیہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ انکی تحسین وتزکیہ فرماتا اور تعجب سے دیکھ کہ یہ لوگ عجب بیباک بیوقوف ہین کہ کھلا گناہ یہ کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ پر افترا باندھتے ہین پھر بھی اپنا تزکیہ کرتے ہین اور نہین جانتے کہ زبانی تزکیہ کے جھوٹے دعوے بیفائدہ بلکہ وبال ونکال ہین واللہ اعلم **ف** شیخ نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین یزکون انفسہم بل اللہ یزکی من یشاء۔ اسمین اشارہ ہی کہ اللہ عز وجل نے جھوٹے دعوے کرنیوالونکا حال بیان کیا جو لوگون کو دکھلانے کے لیے کام کرتے اور اللہ تعالیٰ کو یاد نہین کرتے۔ اولیاء اللہ کے کلام سنکر سالوسی کے بازار مین بیچتے ہین اور صدیقین کو جو حقائق حاصل ہوتے ہین وہ اپنی ذات کی طرف منسوب کرتے ہین اور بغیر جانے ہوے ریاضات ومجاہدات کے مقامات کی طرف اشارہ کرتے ہین حالانکہ مقام صدق کی بو بھی کبھی نہین پائی۔ اور باوجود ان عیوب کے اپنے آپکو عیوب سے بری وپاک قرار دیتے ہین پس اللہ عز وجل نے انکے دعوے انپر پھینک مارے بقولہ بل اللہ یزکی من یشاء یعنی اپنی تنزیہ کے انوار اپنے اولیاء واصفیاء کو پہناتا ہی پس انکو ہر برائی سے پاک کرتا ہی اور خطرہ

Marfat.com

جو سواے راہ حق کے ہو حتیٰ کہ کردیتا ہی - بعض اکابر نے فرمایا کہ یہ نفوس تو محل تزکیہ نہین ہین سو جسنے اپنے نفس مین کوئی چیز مستحسن و خوب قرار دی یعنے سمجھا یا یقین کیا یا دوسرے کے کہنے سے خوش ہوا کہ ایسا ہی ہی تو اسنے اپنے باطن کو انوار یقین سے ساقط کر دیا -

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ

کیا تو نہین دیکھا ان لوگون کو جنکو دیا گیا ہے ایک حصہ کتاب سے ایمان لاتے ہین بتون اور شیطان پر اور کہتے ہین

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ

کافرون کو کہ یہ لوگ زیادہ پائے ہوئے ہین ایمان والون سے راہ یہی ہین جنکو لعنت کی اللہ نے

وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝

اور جسکو اللہ تعالیٰ لعنت کرے تو تو پھر نہ پاویگا اسکے لئے کوئی مددگار

شیخ مفسر رحؒ نے لکھا کہ نزل فی کعب بن الاشرف ونحوہ من علماء الیہود لما قدموا مکۃ حرضوا المشرکین علی الاخذ بثار قتلی بدر لمحاربۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے نازل ہوا کہ یہ کلام پاک دربیان زیادت کفر کعب بن الاشرف وغیرہ علماے یہود کے اور حال یہ ہوا تھا کہ کعب بن الاشرف وغیرہ مکہ کو گئے اور بدر کی لڑائی مین جو کفار قریش قتل ہوے تھے انکے ماتم مین مرثیہ کہا اور مشرکون کو مشتعل کیا کہ انکے خون کا عوض لین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑین - اور انکی خوشی خاطر کے واسطے کفر کی باتین کین جو تفسیر کلام مین بیان ہونگی - یہ قصہ معالم مین مذکور ہی اور ابن ابی حاتم وابن اسحاق وغیرہ نے روایت کیا اور یہ حضرت ابن عباس وغیرہ ایک جماعت سلف سے مروی ہی - اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ - کیا تو نے دیکھے ایسے لوگ جنکو کتاب الٰہی مین سے ایک خفیف حصہ دیا گیا ہی وہ جبت وطاغوت پر ایمان لاتے ہین ف ان یہودیون کو صرف لفظی بحث کا حصہ تھا جسکا اثر دل پر کچھ نہ تھا لہذا موقع ہوتا تو تقیہ کر کے جبت وطاغوت کی مدح وپرستش کرتے مفسر رحؒ نے لکھا کہ جبت وطاغوت قریش کے دو بت تھے اور ان دونون بتون پر ایمان لانے کے یہ معنے ہین کہ یہود مذکور نے جب قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے وکشتگان بدر کا بدلا لینے پر آمادہ کیا اور اپنی طرف سے پوری شرکت کا وعدہ کیا حالانکہ یہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح رکھنے پر معاہدہ کرچکے تھے تو قریش نے کہا کہ تم بھی اہل کتاب ہو اور محمدؐ بھی اہل کتاب ہین شاید تم ہم سے فریب کرتے ہو اور ہم کو وہان لیجا کر قتل کرا دو لہذا اگر تم سچے ہو تو ان دونون بتون پر ایمان لا کر انکو سجدہ کرو تاکہ ہمارے دوست ظاہر ہو اور ہم سمجھین کہ تم ہم کو ٹھیک راہ پر جانتے ہو تب البتہ ہم عرب کے تمام [illegible] ایکبارگی محمدؐ کا فیصلہ کردین پس ان لوگون نے منظور کیا اور دونون بتون پر ایمان لائے وسجدہ کیا کذا ذکرہ اہل التفسیر حسد بری چیز ہے کہ ان یہود نے اپنا ایمان کھلے خزانے کھویا اور انجام اسکا کچھ نہوا جیسا کہ آگے معلوم ہوگا - پھر جاننا چاہیے کہ مفسرین نے جبت وطاغوت کی تفسیر مین اختلاف کیا ہے مختصر یہ کہ از عمر بن الخطاب - جبت جادو - طاغوت شیطان ہی - اور یہی ابن عباس ومجاہد وابو العالیہ وعطاء وعکرمہ وسعید بن جبیر شعبی حسن ضحاک ابن سدی سے مروی ہی اور نیز ابن عباسؓ سے ہی کہ جبت بمعنے شیطان بزبان حبشی ہی اور یہ بھی علماے تابعین مذکورین سے مروی ہے و نیز ابن عباس ایضاً جبت شرک - وایضاً عنہ الجبت بت اور عن الشعبیؒ کاہن - وعن ابن عباس وحیی بن اخطب یہودی ہی - اور رازاً امام مالک رح طاغوت وہ جو سواے اللہ عزوجل کے پرستش کیا جاوے - اور بعض نے فرمایا کہ جبت وطاغوت ہر وہ چیز جو سواے حق عزوجل کے پرستش کی جاوے یا اللہ تعالیٰ کی معصیت مین اسکی پیروی کی جاوے مترجم کہتا ہی کہ یہان دو راہ ہین اول آنکہ قصہ مین بنظر سیاق کیا مراد ہی تو مفسر جلال رح نے

Marfat.com

ارجح قرار دیا کہ مراد قریش کے دو بت ہین۔ دوم آنکہ حکم عام ہی کسی کو روا نہین کہ جبت وطاغوت کی پیروی یا پرستش کرے تو ظاہر ہے جو چیز پر یہ لفظ صادق آتا ہو وہ اسمین داخل ہوگی تو جوہری رح نے صحاح مین کہا کہ جبت ایک کلمہ ہی جو بت و کاہن و ساحر اور انکے مانند پر بولا جاتا ہی اور حدیث مین ہی کہ طیرہ و عیافہ و طرق بھی جبت مین سے ہی اور یہ لفظ محض عربی نہین ہی کیونکہ بغیر واو یا حرف نفی ہونیکے جیم و تا ایک کلمہ مین جمع ہین۔ پس حاصل یہ کہ سیاق آیت تو ظاہر انھین دو بتون کیواسطے ہی جیسا کہ شیخ جلال رح نے ذکر کیا اور حکم عام کیواسطے حکم لغت ہی پس سلف صالحین نے جو روایات ہین وہ بمعنے شمول حکم ہین واللہ اعلم وحدیث جو جوہری نے ذکر فرمائی عموم حکم کے واسطے صریح مؤید ہی اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے ذکر کیا کہ اس حدیث کو امام احمد و ابو داؤد و نسائی و ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور عوف بن حبان راوی نے تفسیر کی کہ عیافہ تو زجر الطیر ہے یعنے پرند کا زجر کرنا۔ طرق بمعنے خط زمین مین کھینچنا۔ اور بعض نے کہا کہ طرق یہ کہ کاہنون کے طور پر پتھر و کنکری مارے۔ اور طیرہ یہ کہ کسی چیز سے شگون لے پس برائی و شوم اسی چیز سے خیال کرے۔ **وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا**۔ اور یہ یہودی کہتے تھے کافرون سے **ف** یعنے ابوسفیان واصحابہ حین قالوا لهم نحن اهدى سبيلا ونحن ولاة البيت نسقي الحجاج ونقري الضيف ونفك العاني ونفعل ام محمد وقد خالف دين آبائه وقطع الرحم وفارق الحرم۔ یعنے ابوسفیان واسکے ساتھیون سے جو اسوقت تک کافر تھے کہتے جبکہ ابوسفیان وغیرہ نے ان یہودیون سے کہا کہ بھلا ہم راہ پر ہین یا محمد اور ہمارا حال یہ کہ ہم بیت اللہ یعنے خانہ کعبہ کے متولی ہین اور حاجیونکو پانی پلاتے ہین اور مہمان کی ضیافت کرتے ہین اور جو قید ہوجاتا ہی اسکی رہائی کراتے ہین اور دوسرے کا خون بہا دینے مین شرکت و مدد کرتے ہین اور محمد کا یہ حال ہی کہ انھون نے اپنے باپ دادون کے دین کے خلاف کیا اور ناتا کاٹ دیا اور حرم الٰہی کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے۔ تو دونون مین سے کون بہتر ہی تو ان یہودیون نے جواب دیا کہ **هٰٓؤُلَآءِ** تم۔ ایسے لوگ یعنے تم لوگ **اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا**۔ اقوم طریقا۔ واللہ بہت راہ راست پر ہو بہ نسبت مومنون کے **ف** یہودیون نے حضرت صلعم کے حسد و عداوت مین یہ سب کفر اختیار کیا تھا کہ کسی طرح قریش مع تمام عرب کے مجتمع ہو کر حضرت صلعم کا نشان مٹا دین حالانکہ یہ تقدیر سے غافل یہ نہین ایمان رکھتے تھے کہ جو امر اللہ تعالیٰ پورا کریگا اسکو کون مٹا سکتا ہی۔ آخر تمام عرب پندرہ ہزار سے زائد مدینہ پر چڑھ گئے اور حضرت صلعم نے گرد مدینہ کے خندق کھود دی اور اللہ عزوجل نے آخر سخت ہوا بھیجدی کہ کفار تمام ڈیرے خیمہ کثرت سے مال چھوڑ کر بھاگے اور لڑائی بھی پوری نہوئی چنانچہ بیان غزوۂ احزاب کا تفسیر سورۂ احزاب مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا پھر اللہ عزوجل نے ان خبیث یہودیونکے محاصرہ کا حکم دیا جو باعث فتنہ ہوئے تھے آخر کار خوار ہوئے جیسا کہ آگے آویگا انشاء اللہ تعالیٰ **اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ**۔ ایسے لوگ ہین (یہود کے مثل) جنپر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی **ف** یعنے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مردود و مطرود کر دیا ہی۔ **وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا**۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ نے لعنت کیا اسکے واسطے تجھے کوئی مددگار نہین ملیگا **ف** جو اسکو عذاب الٰہی سے بچاوے اگرچہ یہودی زعم کرتے تھے کہ ہمارے باپ دادے انبیاء و اولیاء گزرے ہین وہ ہماری سفارش کرینگے۔ اسمین اشارہ ہے کہ یہ یہودی اہل عرب مین سے کتنے ہی مددگار لاوین کوئی انکا مددگار نہوگا اور اشارہ ہی کہ مؤمنون کی مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے موجود ہی پس انکو نصرت کا وعدہ ہے **ف** عرائس البیان مین ہی کہ قولہ یؤمنون بالجبت والطاغوت۔ اسمین اشارہ ہی کہ جس زمانہ مین ایسے لوگ ہون جنکے خیالات مثل یہود کے ہون تو وہ اس علامت سے خوف کرین اور روایت ہی کہ امت اسلامیہ جب بگڑیگی تو اسکے فرقون مین سے علما مانند احبار یہود کے ہوجاوینگے اور فقرا مانند رہبان نصاریٰ کے ہوجاوینگے لہٰذا شیخ رح نے کہا کہ اللہ عزوجل نے علم ظاہر والون کو توبیخ فرمائی جنھون نے ریاست دنیاوی کو اختیار کیا اور مخالفت و بدعت مین ملکر اہل ولایت پر انکار کرتے ہین اور اپنے نفس کی خواہشون کو جو جبت و طاغوت ہین قبول کرتے اور طاغوت یعنے ابلیس کے قدم بقدم

Marfat.com

چلتے ہین ۔ سہل بن عبداللہؒ نے فرمایا کہ طواغیت کا سردار تو تیرا نفس امارہ ہی جو برائیونکا تجکو حکم دیتا ہی اور خواہشین دلاتا ہے جب بندہ اسکو بے مہار چھوڑ دے اور رسی ڈھیلی کردے تو عصمت سے خارج ہوجاویگا اور گناہون مین لتھڑ جاویگا شیخ ابن عطار نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے انکو اوتوا الکتاب فرمایا تو یہ کتاب دیا جانا انپر پوری حجت قائم کرنے کو ہی انکے واسطے کچھ کرامت نہین ہی اور بعض نے فرمایا کہ جبت تو تیری مراد ہی اور طاغوت تیرا ہیکل یعنے جسم ظاہری ہی ۔ حاصل آنکہ جسمانی خواہشون کی پیروی نہ کرنی چاہیے ۔ جاننا چاہیے کہ یہود کو دنیاوی ریاست نے ایسا گھیرا کہ انھون نے کفر تک اختیار کیا اور گرداب بخل وحسد مین ڈوبکر دین ودنیا برباد کیا کما قال تعالیٰ

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۙ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ

یا ان کا کچھ حصہ ہی سلطنت مین پھر تو یہ ندینگے لوگونکو ایک تل برابر یا حسد کرتے ہین لوگون سے

عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ

اسپر جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے سو ہمنے تو دی ہے ابراہیم کے گھر مین کتاب اور علم اور انکو دی ہمنے

مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝

بڑی سلطنت پھر ان مین کسی نے اسکو مانا اور کوئی اس سے اٹک رہا اور دوزخ بس ہی جلتی آگ

اَمْ بل ۔ یعنے ام یہان منقطعہ ہی بمعنے بل اور ہمزہ سے مراد انکار اس امر کا ہی کہ انکے لیے ملک سے کچھ حصہ ہووے اور رد ہی زعم یہود کا کہ کہتے تھے کہ عنقریب ملک ہمارے واسطے ہوجائیگا ذکرہ البیضاوی اور احتمال ہی کہ ام مین میم صلہ ہو کما فی المعالم وابن کثیر ۔ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ ۔ کیا بھلا انکے واسطے ملک سے کچھ حصہ ہی ف ای لیس لہم شئی منہ ۔ یعنے نہین ہی یہود کے واسطے ملک و سلطنت مین سے کچھ بھی ۔ ولو کان ۔ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۔ اور اگر ہوتا تو ایسی صورت مین دیتے لوگون کو ایک نقیر ف یعنے ایک نقیر کی مقدار بھی ندیتے بسبب اپنی افراط بخل کے اور نقیر وہ بہت ذراسی گودی ہی جو خرما کی گٹھلی مین ہوتی ہی جس سے درخت جمتا ہی اور عرب اس لفظ سے بھی حقیر وقلیل چیز سے مثل بیان کرتے ہین بس حاصل معنے یہ ہین کہ شئی نافہ ۔ یعنے حقیر چیز جسکو بیکار سمجھتے وہ بھی ندیتے اور مفسر رحمہ اللہ نے مانند بیضاوی وغیرہ کے لو کان ۔ مقدر کرنے مین اشارہ کیا کہ فاذا لا یوتون ۔ مین فا سببیہ جزائیہ ہی بشرط محذوف اور وہ لو کان بمعنے آن کان ہی یعنے لو مستعار از اِن ہی کیونکہ اسمین دلالت ہی فرضی وتقدیری صورت ہونے پر سوق وارد نہین ہوتا کہ لو کے جواب مین خصوص جبکہ اِذَنْ کے ساتھ ہووے فا نہین آتی ہی کما اور وہ بعض محشی البیضاوی مترجم کہتا ہی کہ لو مستعارہ کے جواب مین فا کا آنا بدلیل چاہیے حالانکہ کوئی دلیل نہین لایا ومجرد منع کافی نہین فتامل اور حاصل کلام یہ ہی کہ اوپر اللہ عزوجل نے انکی مذمت کی کہ جاہل ہین بسبب اسکے کہ بمقتضائے علم کچھ بھی عمل نہین کرتے پس وہ مانند گدھے کے ہین جو کتابین لادے ہو پھر اس سے دوسری مذمت کی طرف کلام منتقل کیا کہ یہ لوگ بخیل بھی ہین اور انکو ملک حاصل نہین کیونکہ انکی لیاقت واستحقاق ہی نہین رکھتے بلکہ وہ مستحق اسکے ہین کہ ملک سے محروم ہون اسلیے کہ اگر ملک سے کچھ بھی دیے گئے تو لوگونکو اقل قلیل بھی ندینگے بسبب فرط بخل کے حالانکہ صاحب ملک ہی ہوتا ہے جو لوگونکو بھی موافق استحقاق کے دیوے ۔ اور بعض نے کہا کہ ملک نہونے پر بخل کرتے ہین تو یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ پاس ہی اسکو کم سمجھتے ہین بلکہ بخل انکی جبلت ہے کہ اگر ملک وسلطنت بھی ہوتی تو لوگون کو خصوص محمد صلعم وانکے اصحاب کو ایک نقیر بھی نہ دیتے ۔ اور یہ بنا بر ینکہ ملک سے ملک دنیا وسلطنت مراد ہو لیکن اگر ملک آخرت مراد ہو تو یہ آیت مانند قولہ تعالیٰ قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق ۔ یعنے کہدے اے محمد صلعم

کہ اگر بالفرض تم مالک ہو جاؤ میرے پروردگار کی رحمت کے خزانون کے تو ایسی صورت مین روک رکھو بخوف انفاق یعنی اپنی بخیلی
کہ یہ سبب خرچ و ختم ہو جاوے حالانکہ خزانہ پروردگار کا خرچ و ختم ہو جانا متصور نہین یہ تو صرف تمھارا بخل و کنجوسی ہے ذکرہ ابن کثیر وغیرہ پھر
بخل کی مذمت سے بھی کلام کو منتقل فرمایا ان لوگون کی مذمت حسد کی جانب - اور اصل حسد یہ ہے کہ ایک مستحق سے نعمت زائل ہو جانیکی تمنا کرے
اور بسا اوقات اسکے ساتھ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسی کوشش کرے جس سے مستحق کا زوال نعمت ہو اور یہ خصلت بخل سے بھی بدتر ہے اسواسطے کہ بخل
اپنے ہاتھ کی چیز روکنا اور حسد یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کو روکنا لہذا بطریق ترقی فرمایا - اَمْ - بل - یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ - النبی
صلی اللہ علیہ وسلم - بلکہ حسد کرتے ہین - الناس سے یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ یہ کامل پر اطلاق ہوا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب اولین
و آخرین مین متعین ہین اسواسطے کہ جو اخلاق حسنہ جمیلہ لوگون مین متفرق ہین وہ آنحضرت صلعم کی ذات جامع صفات مین پورے طور سے اللہ عزوجل
نے جمع فرمائے تھے - وقیل - تمام اہل عرب ہے - وقیل - آنحضرت صلعم و آپ کے اصحاب سے غرضکہ یہ یہودی کیا نیک بندون سے حسد کرتے ہین
عَلٰی مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ - ایسی بات پر جو اللہ تعالیٰ نے نیکون کو اپنے فضل سے دیدی ف من النبوۃ وکثرۃ النساء
ای یتمنون زوالہ عنہ ویقولون لو کان نبیا لاشتغل عن النساء - مراد نبوت و فتح و نصرت ہے جیسا کہ بعض نے کہا یا بیویون کی کثرت ہے جیسا کہ بعض نے
تفسیر کی کہ یہودی آپ کی کثرت ازواج مطہرات پر طعنہ کرتے مترجم کہتا ہے کہ نصاریٰ بھی طعنہ کرتے ہین اور مفسر رحمہ اللہ نے دونون کو جمع کردیا کیونکہ
لفظ عام ہے ہر فضل کو شامل ہے اور حسد کے معنے یہ ہین کہ اس فضل کی آنحضرت صلعم سے زائل ہو جانیکی تمنا کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے رد کردیا
بقولہ تعالیٰ - فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ - جدہ کموسیٰ و داؤد و سلیمان - البتہ دیا ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو مانند موسیٰ و داؤد و سلیمان علیہم السلام کے - الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ - التوراۃ - کتاب و حکمت یعنے
توریت ف یہ یہود پر الزام ہے کہ اسکو وہ انکار بھی نہین کر سکتے ہین کیونکہ اسکے اقرار بغیر چارہ نہین ہے اور حاصل یہ کہ جو کچھ ہمنے محمد صلعم
و اُنکے اصحاب کو دیا ہے کوئی انوکھی چیز نہین کہ اسپر یہود حسد کرین حالانکہ آل ابراہیم کہ جو ہم نے دیا اسکو بخوبی جانتے ہین اور وہ حضرت
صلعم کے دادا کی اولاد یعنی حضرت صلعم کے چچیرے بھائی ہوے پس یہ تو وراثت چلی آتی ہے اور وارث اس میراث کا مستحق ہے اور آل ابراہیم مین
بہتیرے ایسے گذرے جنکو ملک و نبوت دونون ملی تھی قال تعالیٰ - وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا - پس امر نبوت مین اس بادشاہت سے
کوئی خلل نہ تھا اور جنھون نے فضل کو کثرت ازواج سے تفسیر کیا تو یہان ملک عظیم اسی معنے کر لیا ہے چنانچہ مفسر نے کہا فکان لداؤد علیہ السلام
تسع و تسعون امراۃ ولسلیمان الف ما بین حرۃ و سریۃ - یعنے داؤد کو ملک عظیم یہ تھا کہ انکے پاس ننانوے عورتین تھین اور سلیمان ع پاس
تھی منکوحا اور چھوکریان ملاکر ایک ہزار تھین - پھر جب حضرت صلعم نے یہود کو یہ کہا تو خاموش ہو گئے ذکرہ فی المعالم مترجم کہتا ہے کہ
یہود اس امر کے قائل نہ تھے کہ سلیمان علیہ السلام نبی تھے بلکہ مردود انکو ساحر کہتے تھے پس اولیٰ یہی ہے کہ فضل سے نبوت مانند اسکے مراد ہے اور
ملک عظیم بادشاہت ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلعم و اہل عرب اولاد اسمٰعیل کو اگر نبوت و ملک ملا تو کچھ عجب نہین حالانکہ اولاد اسحٰق
بنی اسرائیل کو قبل از ین کتاب و حکمت و ملک عظیم مل چکا ہے پھر حسد ناحق ہے کہ ملک و نبوت خاص کر بنی اسرائیل ہی مین ہوے - فَمِنْهُمْ
مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ - بمحمد صلعم پس بعضے اہل کتاب تو ایسے ہین کہ انھون نے کچھ حسد نہین کیا اور جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے
جسکو چاہے دیوے تو وہ محمد صلعم پر ایمان لائے - وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ - ای اعرض عنہ فلم یومن - اور بعضے آنحضرت صلعم
سے بوجہ حسد کے منھ موڑ گئے پس ایمان نہ لائے اور اپنی عاقبت و دنیا دونون خراب کین - وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا -

Marfat.com

عذابا لمن لایومن۔ اور عذاب کے لیے جہنم کافی ہے ف سعیر یعنے عذاب جہنم ہے اسواسطے کہ سعیر صفت آگ کی ہے پس جہنم کافی ہے سعیر ہونے کو یعنے عذاب ہونے کو۔ اور معالم وغیرہ مین سدی سے ہے کہ آمن بہ۔ اور صد عنہ۔ کی ضمیر مجرور راجع بجانب ابراہیم علیہ السلام ہے وحاصل آنکہ حضرت ابراہیم پر بعض ایمان لائے وبعض نہ لائے جب ان لوگونکا یہ حال ہے تو محمد صلعم کا واسطہ بعید ہے اور بات یہ ہوئی کہ حضرت ابراہیم نے ایک سال زراعت کی اور دیگر لوگون نے بھی زراعت کی۔ لوگونکی کھیتیان جل گئین اور حضرت ابراہیم کی کھیتی خوب پیدا ہوئی تو جو انسے غلہ لینے آتا اُس سے کہتے کہ جو مجھپر ایمان لاوے اُسکو دونگا اور جو نہ لاویگا اُسکو نہین پس بعض ایمان لائے اور بعض اعراض کر گئے ف عرائس مین ہے کہ قولہ ام یحسدون الناس الآیہ۔ اہل صدق یعنے صدیقین کے مرتبہ پر پہونچے ہوے لوگون کا یہ حال ہوتا ہے کہ خلق کی نظر مین باہیبت و وقار ہوتے ہین تو اللہ تعالیٰ نے انکے حاسدون کی خبر دی کہ اُنسے وانکی کرامات سے حسد کرتے ہین پس جب مخلوق انکے اوصاف بیان کرتے ہین تو یہ لوگ انپر انکار کرکے دفع کرتے ہین قال المترجم حدیث مین درباب خلافت اشارہ مانند صریح کے ہے کہ یابیٰ اللہ والمومنون الا ابا بکر۔ انکار کرتا ہے اللہ تعالیٰ ومومنین مگر ابوبکر کو۔ اور شاید بھید یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نور ہیبت و وقار سے تمام مومنین کی نظر مین وہ معظم ہے اور یہین سے بعض نادانون کو جو وہم ہوا کہ حضرت صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ مین عمر وعثمان وغیرہ کے خلیفہ کرنے کے سوال کے جواب مین فرمایا۔ ولا ارٰکم فاعلین۔ یعنے مین دیکھتا نہین کہ تم حضرت علی رضہ کو خلیفہ کرو۔ تو بعض بیوقوفون کو وہم ہوا کہ امر خلافت مین دخل لوگون کی راے کا ہوگیا ورنہ استحقاق حضرت علی رضہ کو تھا تو یہ سخت حماقت ہے کیونکہ یابیٰ اللہ والمومنون الا ابا بکر۔ پر شدت جہالت سے انکی نظر نہین ہے کہ اسمین دخل مومنونکا فقط نہین ہے بلکہ اول یہی ہے کہ اللہ عزوجل انکار فرماتا ہے کہ سوائے ابوبکر کے کوئی خلیفہ ہو پس وہم مذکور کا کیا دخل ہے فافہم شیخ رح نے لکھا کہ فضل اللہ یعنے معرفۃ اللہ وکرامات اللہ۔ ہے اور بعض نے کہا کہ فضل اس مقام پر کرامات وولایات ومشاہدات ہین جب کسی کو ان فضائل سے انعام یافتہ پاتے ہین تو انپر انکار کرجاتے ہین اور اسکی کچھ تعظیم نہین کرتے ہین مترجم کہتا ہے کہ کرامات سے مراد وہ ہین جو شرع مستقیم و راہ سنت سے کسی طرح خلاف نہون اور جسکے ہاتھون یہ کرامات صادر ہون وہ بھی متبع راہ سنت ہو اور اگر ایسا نہو تو انکار کرنا واجب ہے جیساکہ شیخ رح نے پہلے جا بجا تصریح کردی ہے قال تعالےٰ وآتیناہم ملکا عظیما۔ ملک عظیم وہ درجہ آخرت یعنے نبوت وولایت ہے جو فنون حقائق کو شامل ہے مانند فراست اعلیٰ وکرامات ودیدار غیب وکشف اسرار وغیرہ۔ اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے فقط علم اسرار ہے اور بعض نے کہا فراست صادقہ فقط قال تعالیٰ فمنہم من آمن بہ۔ یہ تو ان لوگونکا حال ہے جو صاحب اقبال ہین کہ اللہ تعالیٰ انکو قبول کرتا ہے کہ اولیا کے مقرب ہین اور قولہ ومنہم من صد عنہ۔ یہ ان لوگونکا حال ہے جو بدبختی کی وجہ سے اولیاء اللہ تعالیٰ سے انکار کرتے ہین

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ

جو لوگ منکر ہوے ہماری آیتون سے ان کو ہم ڈالین گے آگ مین جس وقت پک جاوے گی کھال انکی بدل کردینگے انکو

جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

ربع

اور کھال کہ چکھتے رہین عذاب اللہ ہے زبردست حکمت والا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اسمین عموم حکم تمام کافرون کے لیے مع بعض کیفیت خواری وعذاب کے بیان فرمائے پھر اسکے پیچھے مومنون مع حدون کی فضیلت واکرام کا ذکر کیا تاکہ اختیار کرنیوالا اختیار کرے۔ پس الذین کفروا سے مراد عموما کافر لوگ ہین سیواسطے کہا گیا کہ قولہ بِاٰيٰتِنَا شامل ہے آیات الٰہی کو۔ سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا یحترقون فیہا۔ یعنے جن لوگون نے کفر کیا ہماری آیات سے تو عنقریب ہم انکو آگ مین ملادینگے ف ایسی آگ مین کہ اسمین جل جاوینگے پھر انکے

دوام عذاب سے خبر دی۔ كُلَّمَا نَضِجَتْ۔ اخترقت ہرگاہ جل جاوینگے۔ جُلُوْدُهُمْ انکے چمڑے۔ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا۔ تو بدل دینگے ہم سوائے ان چمڑونکے دوسرے چمڑے ف بان تعاد الی حالها الاول غیر محترقۃ۔ بایں طور کہ عود کیے جاوینگے اپنے پہلے حال پر جبکہ جلے ہوے تھے۔ اور حسن بصریؒ سے روایت ہو کہ ہر بار جبکہ انکی کھالین جل جاوینگی تو انسے کہا جائیگا کہ جیسے تھیں ویسی ہی ہو جاؤ پس ویسے ہی ہو جائینگی۔ رواہ ابن ابی حاتم اور نیز حسنؒ سے روایت کی کہ ہر روز ستر ہزار بار جل جاوینگے۔ اور یہیہ اشکال کیا گیا کہ اعادہ تو عین اول ہوتا ہو اور آیت کریمہ مین تبدیل مذکور ہو اور جواب دیا گیا کہ اپنی ذات مین یہ کھال وہی ہوگی جو پہلے تھی لیکن چونکہ محترقہ ہوکر پھر غیر محترقہ کر دینگی آمذا باعتبار اس صفت کے تبدیل کا اطلاق کیا گیا۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ کافر کے اوپر سو کھالین کر دیجاوینگی ہر دو کھال کے درمیان ایک رنگ کا عذاب ہوگا۔ رواہ ابن ابی حاتم عن یحیی بن یزید الحضرمی مرسلا اور شاید کہ آیت کریمہ مین یہ بیان عذاب ہو اگرچہ تبدیل جلود سے کم تعلق ہو کیونکہ ابد الآباد تک یہی سو کھالین شاید کافی ہون ہان یہی سو کھالین ہرگز نہ عذاب جدید سے تبدیل ہون تو اقرب ہو واللہ اعلم۔ اور بعض مفسرین سے تبدیل جلد جدید کی عبارات مروی ہین چنانچہ ابن عمرؓ سے ہو کہ دوسری کھالین سپید مانند کاغذ کے بدلی جاوینگی رواہ ابن ابی حاتم اور عمرؓ سے روایت ہو کہ انکے پاس یہ آیت پڑھی گئی اُنھون نے قاری سے کہا کہ پھر اعادہ کر اور معاذ بن جبل بیٹھے تھے تو کہا کہ میرے نزدیک اسکی یہ تفسیر ہو کہ ایک ساعت مین سو مرتبہ بدلی جاوینگی پس عمرؓ نے کہا کہ مین نے بھی رسول اللہ صلعم سے یون ہی سنا ہو رواہ الطبرانی بسند ضعیف وابن ابی حاتم وابن مردویہ اور دوسری روایت مین عمرؓ کے پاس کعبؓ نے قبل اسلام کے ایک سو بیس مرتبہ ایک ساعت مین تبدیل ہونا بیان کیا اور عمرؓ نے حضرت صلعم سے سننے کی تصدیق کی رواہ ابن مردویہ اور ہر دو تفسیر اخیر پر وارد ہوتا ہو کہ وہ کھالین کیونکر معذب ہونگی جو دنیا مین نہ تھیں اور انھون نے نافرمانی نہین کی ہو اور جواب دیا گیا کہ وہ شخص ان کھالون مین معذب ہوگا یہ کھالین خود نہین معذب ہونگی بدلیل آنکہ آگے کھالونکی طرف ضمیر نہین راجع ہو بلکہ فرمایا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ۔ تاکہ چکھین یہ کافر عذاب کو ف۔ ای لیقاسوا شدتہ یعنے تاکہ عذاب کی شدت کو برداشت کرین کیونکہ عذاب تو اول مرتبہ بھی چکھ چکے ہین۔ ربیع بن انس سے روایت ہو کہ اگلی کتاب مین مذکور ہو کہ کافر کی کھال چالیس ہاتھ موٹی یا چھتر ہاتھ موٹی ہوگی اور پیٹ اتنا بڑا ہوگا کہ اگر اسمین پہاڑ رکھدیا جاوے تو سما جاوے پھر جب دوزخ کی آگ انکی کھالین کھالیگی تو دوسری کھالین بدلی جاوینگی۔ اور ابن عمرؓ سے مرفوعا ہو کہ کافر کی کچیاسی کاندھے تک سات سو برس تیز سوار کی راہ کا فاصلہ ہوگا اور اسکی کھال کی موٹائی ستر گز اور اسکی ڈاڑھ مثل اُحد پہاڑ کے ہوگی رواہ احمد۔ اور حدیث مین ضعف ہو شاید بعض رواۃ کی یاد مین چوک ہوگئی ہو اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کافر کے دونون کندھونکے درمیان تیز سوار کی تین روز کی راہ ہوگی۔ رواہ البخاری اور نیز ابو ہریرہؓ سے ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کافر کی ڈاڑھ یا فرمایا کہ دانت برابر اُحد پہاڑ کے ہوگا اور اسکی کھال کی موٹائی تین روز کی راہ ہوگی رواہ مسلم۔ اگر کہا جاوے کہ بخاری کی روایت مین چھاتی کی چوڑائی اور مسلم کی روایت مین کھال کی موٹائی مین مناسبت ظاہر نہین ہو تو جواب یہ ہو کہ یہ تو عین بیان انکی بدشکلی و عذاب کا ہو اور دیگر احادیث صحاح مین جو صورتین عذاب و بدہیات کی مذکور ہین نہایت فضیحت کی ہین نعوذ باللہ من الکفر و عذاب۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا۔ لایعجزہ شئ۔ یعنے اللہ تعالیٰ ہمیشہ عزیز غالب ہو اسکو کوئی چیز عاجز نہین کر سکتی ہو جیسے چاہے عذاب کرے۔ حَكِيْمًا۔ فی خلقہ حکمت والا ہو اپنے مخلوق کے امور مین۔ جاننا چاہیے کہ عذاب کفار موافق مذکورہ بالا مین سب چیزین داخل تحت قدرت ہین لہذا جبکہ صحیح اخبار و احادیث سے ثابت ہوے ہین تو انپر اعتقاد واجب ہو اور بے وجہ انسے انکار کرنا ایک زندیق و مرتد کا کام ہو کہ خدا اور رسول کے احکام کو ترک کرتا اور اپنی رائے پر عمل کرتا ہو نعوذ باللہ من الکفر والارتداد و نسألہ التثبیت [illegible]

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
اور جولوگ یقین لائے اور کین نیکیان اُنکو ہم داخل کرینگے باغون مین جنکے نیچے بہتی ہین نہرین رہ پڑے وہان

فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝
ہمیشہ اُنکو وہان عورتین ہین ستھری اور اُنکو ہم داخل کرینگے گھن کی چھاؤن مین

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۔ اور جولوگ ایمان لائے (ہماری آیات پر) اور نیک کام کیے عنقریب ہم انکو ایسے باغون مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین جاری ہین درحالیکہ انمین ہمیشہ رہینگے۔ انکے لیے ان جنات مین ازواج مطہرہ ہین ف من الحیض وکل قذر یعنے پاکیزہ ہین حیض وہر پلیدی سے مانند پیشاب وپیخانہ ورینٹ وتھوک وغیرہ کے اور ایسا ہی ابن عباسؓ وجماعت تابعین سے مروی ہی اور حاکم کی حدیث مین مرفوعًا حضرت صلعم سے یہی تفسیر آئی ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے تفسیر مین اگرچہ اس حدیث حاکم کو ضعیف کہا لیکن تاریخ مین ذکر کیا ہی کہ یہ حدیث حسن ہی۔ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۔ اور ہم ان بندون کو سایۂ دائمی مین داخل کرینگے ف یعنے ظل سے اشتقاق کرکے اسکی صفت ظلیل جو مبالغہ کے لیے ہے مراد اس سے یہ کہ سایۂ دائمی مین داخل کرینگے ایسا سایۂ دائمی کہ کوئی آفتاب نہین جو اسکو منسوخ کرے اور میٹ دے اور یہ سایہ جنت ہی اور ربیع بن انس نے فرمایا کہ وہ سایۂ عرش ہی اور معالم مین فرمایا کہ ظل کہ نہ کوئی آفتاب اسکو میٹ سکے اور نہ اسمین گرمی ہی نہ جاڑہ ہی۔ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت مین ایک درخت ہی کہ سوار اگر اُسکے سایہ مین سو برس جاوے تو طے نہین کرسکتا وہ شجرۃ الخلد ہی۔ اور عرائس البیان مین ظل ظلیل کے اشارہ مین کہا کہ وہ مشاہدہ صفات ازلیت ودیدار جلال ذات ہی اور نیز ظل ظلیل اسکی ازلی عنایت ہی کہ پھر کبھی ناخوش نہوگا۔ اور کفایت ابدی ورعایت سرمدی ہی اور بعض نے کہا کہ وہ تفویض ہی یعنے اپنے تئین مولیٰ کو سپرد کردینا جو دونون جہان مین محل راحت ہی قال المترجم بارہا تنبیہ کی گئی کہ عرائس مین جو اشارات مذکور ہین وہ تفسیر سے منافی نہین ہین بلکہ تفسیر اصل وہی ہی جو دیگر تفاسیر سے مذکور ہوئی اور عرائس مین جو مذکور ہی وہ اشارات زائد ہین پس کوئی ملحد اس سے یہ استدلال نہین کرسکتا ہی جنت وسایہ کچھ نہین یہ صرف لذت معنی فلسفی ہی پھر جاننا چاہیے کہ اہل کفر ویہود دنیا مین بے امانت بے انصاف رہے اور اہل ایمان خوش خلق اور باایمان ہے اور اللہ عزوجل نے انکو تعلیم فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا
اللہ تمکو فرماتا ہے کہ پہونچاؤ امانتین امانت والونکو اور جب چکوتی کرنے لگو لوگون مین تو چکوتی کرو

بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ۝
انصاف سے اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تمکو اللہ ہے سنتا دیکھتا

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ ۔ اللہ تعالیٰ تمکو حکم فرماتا ہی یہ کہ امانتین دیدوف ما اؤتمن علیہ من الحقوق یعنے امانات جمع امانت کی مصدر ہی اور مراد اس سے وہ حقوق ہین جنپر امین کیا گیا ہو پس حکم ہی کہ تم سب ان چیزونکو جنپر امین کیے گئے ہو ادا کرو۔ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۔ ان امانتونکے حقدارونکو۔ نزلت لما اخذ علی رض مفتاح الکعبۃ من عثمان بن طلحۃ الحجبی سادنہا قہرًا لما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ عام الفتح ومنعہ وقال لو علمت انہ رسول اللہ لم امنعہ فامرہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بردہ الیہ وقال ہاک خالدۃ تالدۃ

Marfat.com

فعجب من ذلک فقرأ علیہ الآیۃ فاسلم واعطاہ عند موتہ لاخیہ شیبۃ فبقی فی ولدہ. مترجم کہتا ہو کہ مفسر جلال الدین ابن جلال الدین
مین شان نزول بدون اسناد کے بنا بر مشہور خلط وخبط کے یون ذکر کر دیا کہ نازل ہوئی یہ آیت جبکہ علی رضؓ نے زبردستی ہاتھ مروڑ کر خانۂ کعبہ کی کنجی عثمان
بن طلحہ حجبی سے جو خانۂ کعبہ کا دربان تھا لے لی اسوقت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال وہان گئے تھے اور عثمان کنجی دینے سے انکار کیا تھا اور کہا
اگر مین جانتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہین تو نہین روکتا پھر جب یہ آیت اُتری تو حضرت صلعم نے حکم دیا کہ عثمان کو یہ کنجی واپس کر دے اور فرمایا کہ
ہمیشہ کیواسطے پس جب حضرت علیؓ نے اسطرح دیدی تو عثمان بن طلحہ نے اس سے تعجب کیا پس علیؓ نے یہ آیت پڑھ دی کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہی پس
مسلمان ہوگیا اور کنجی اسکے پاس رہی پھر اپنی موت کے وقت اپنے بھائی شیبہؓ کو دیدی اور اسکی اولاد مین برابر باقی رہی مترجم کہتا ہو کہ یہ روایت بلا اسناد
ظاہر اسیر و روایات سے جمع کر کے خلط کی گئی جسمین کئی وجہ سے خطا واقع ہوئی اور ابن مردویہ وغیرہ مفسرین نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ ضرور روایت کیا کہ
آیت عثمان بن طلحہ کے حق مین اُتری کہ جب نبی صلعم نے فتح مکہ کے روز اس سے کنجی لے لی اور حضرت جبرئیلؑ نے یہ کلام نازل کیا کہ کنجی اسکو واپس
کر دیجاوے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو بلا کر کنجی اسکو دیدی اور یہ آیت پڑھی اور ایک روایت ابن جریج مین خالدہ تالدہ ہو اور معنے خالدہ کے
ہمیشہ کیواسطے اور تالدہ اسکے توابع مین سے بولا جاتا ہو اور صواب یہ ہو کہ یہ عثمان مسلمان تھے جیسا کہ جامع الاصول وکتب اسماء الرجال مین مبین ہو
اور قصۂ اسلام وغیرہ خطا ہو قال ابن کثیر بہت مفسرین نے ذکر کیا کہ یہ آیت نازل ہوئی عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کے حق مین اور ابو طلحہ کا نام عبد اللہ
بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار بن قصی بن کلاب القرشی ہو اور وہ عبدری کی نسبت یعنے بنو عبد الدار کی نسبت سے بولا جاتا تھا اور خانہ کعبہ کی کنجی بھی
رکھتے اور نشان فوج الحجبی کے ہاتھ مین ہوتا اور یہ عثمان بن طلحہ چچازاد بھائی شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کا تھا جو آخر مین حاجب ہوا کہ آج تک حاجب
ہونا اسی کی نسل مین چلا آیا ہو حاصل آنکہ ابو طلحہ کے دو بیٹے ایک طلحہ اور دوم عثمان پھر طلحہ کے بیٹے کا نام بھی عثمان تھا جو اسکے چچا کا نام تھا پس عثمان
بن طلحہ جسکی شان مین آیت کا نزول ہو وہ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان جو مدت صلح کی تھی اسمین یہ عثمان بن طلحہ اور خالد بن الولید و عمرو بن العاص مسلمان ہو چکے
تھے اور رہا اسکا چچا جسکا نام عثمان بن ابی طلحہ تھا وہ احد کے روز مشرکونکا نشان بردار تھا اور اسی روز کافر قتل کیا گیا تھا قال ابن کثیر اور بہت سے مفسرون کو
اشتباہ ہوگیا کہ انھوں نے ایک دوسرے کو خلط کر دیا۔ پھر محمد بن اسحاق کی روایت طویل مین حضرت صلعم کا کنجی لیکر اندر داخل ہونا اور وقائع ذکر کیے یہانتک کہ
محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین بیٹھے پس حضرت علی ابن ابی طالبؓ درحالیکہ کنجی حضرت علیؓ کے ہاتھ مین تھی عرض کیا کہ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیک آپ ہمارے واسطے پانی پلانیکے ساتھ مین خانۂ کعبہ کا حاجب ہونا بھی جمع کر دیجیے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ عثمان بن طلحہ کہان ہو
پس وہ بلائے گئے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ ای عثمان لے یہ اپنی کنجی آج کا روز تو وفا و نیکی کرنیکا ہو۔ اور ابن عباسؓ کی روایت مین ہو کہ فتح مکہ کے روز حضرت صلعم نے
عثمان بن طلحہ کو بلوایا اور فرمایا کہ کنجی مجھے دے پس عثمان کنجی لایا پھر جب آپ نے لینے کو ہاتھ بڑھایا تو عباس بن عبد المطلب نے کھڑے ہوکر کہا میرے ماں باپ آپ پر
فدا ہون ہم لوگون کے واسطے پانی پلانیکے ساتھ خانۂ کعبہ کا دربان بننے کی خدمت بھی جمع کر دیجیے پس عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا پھر رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ اے عثمان مجھے کنجی دے پس عثمان نے دینے کو ہاتھ بڑھایا پس عباسؓ نے پھر وہی کلمہ کہا جو پہلے کہا تھا پھر عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا پس
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ای عثمان اگر تو اللہ تعالیٰ و روز قیامت پر ایمان رکھتا ہی تو لا مجھے دیدے پس عثمان نے کہا کہ یہ لیجیے امانت اللہ تعالیٰ
کے ساتھ پھر حضرت صلعم کے اندر جانے اور حضرت ابراہیم وغیرہ کی تصویرین ازلام لیے ہوئے وغیرہ کے قصص و مقام ابراہیم کو دیوار سے ملانے وغیرہ کا
حال ذکر کرنے کے بعد جب آپ نکل آئے اور طواف کیا تب حضرت جبرئیلؑ یہ آیت لائے پس آپ نے عثمان بن طلحہ کو کنجی دیدی۔ از لعل یہ حکمت
علی رضؓ نے کہا اور اسمین عباسؓ کا کہنا مذکور ہو مگر وقت مختلف ہی لہذا توفیق ممکن اور اختلاف نہین۔ اور اول کی روایت بھی دوم سے اقوی ہے

لہ یعنی اندر رسول اللہ کی کوئی ... [illegible]

Marfat.com

درودم مین حضرت صلعم کے بعد نکلنے کے پھر جبرئیل ؑ کا آنا صریح مذکور ہی اور شاید پھر کا لفظ ذکر کی تاخیر کے لیے ہی او ظاہر یہ کہ آیت کریمہ اندر کعبے نازل
ہوئی جیسا کہ اغراول کسے سمجھا جاتا ہی اور نیز عمر بن الخطاب رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم یہ آیت اندر سے پڑھتے ہوئے نکلے تھے میرے مان باپ
آنحضرت پر فدا ہون مین نے اس سے پہلے آپ کو پڑھتے نہین سُنا تھا۔ رواہ ابن جریر۔ پس یہ آیت قرآن مین وہ ہی کہ خانہ کعبہ کے اندر نازل ہوئی اور
اسمین بھی خود اشارات ہین۔ قال المفسر جلال ؒ والآیۃ وان وردت علی سبب خاص فعمومہا معتبر بقرینۃ الجمع۔ یعنے یہ آیت اگرچہ سبب خاص یعنے معاملہ عثمان بن طلحہ
مین نازل ہوئی لیکن جمہور کے نزدیک اسکے عموم کا اعتبار ہی بقرینہ جمع کے۔ یعنے آیت کا حکم عام ہی۔ اولفظ جمع کے ساتھ خطاب ہونا اسپر قرینہ ہی کیونکہ
فرمایا اللہ تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہی کہ امانات کو اسکے لوگونکو ادا کردو پس مخاطبین جمع و امانات بھی جمع ہی اور اوپر جو مفسر نے من الحقوق کا لفظ ذکر کیا یہ بمقابلہ
عین نہین ہی بلکہ عین و حقوق جو کسی کے مستحق ہون سب حقدار کو ادا کردے اور اسمین حقوق ودیعت و امانت و مستعار سب داخل ہین اور ایسے فرض
ودیگر حقوق شامل ہین اور وہ چیزین بھی داخل ہین جو محض حقوق ہون پس اگر کسیکا استحقاق ہو کہ فلان کنوین سے پانی بھرا کرے تو اسکو بھرنے دے
اور روکے نہین یہی اسکا ادا ے حق ہی اور علی ہذا حضرت باری تعالیٰ عزوجل کے حقوق و حقوق رسول اللہ و اسکے مانند حقوق کو شامل ہے اور اللہ تعالیٰ
نے قولہ انا عرضنا الامانۃ الآیہ۔ مین جملہ شریعت و احکام ظاہری و باطنی مراد لیے ہین پس آیت کریمہ گویا امور شریعت مین سے کسیکو نہین
چھوڑتی سب کو شامل ہی اور امانات ادا کرکے درگاہ باری تعالیٰ مین مرتبہ قبولیت پاتا ہی فافہم اور مولف فتح البیان نے نقل کیا کہ حضرت علی رض و
زید بن اسلم و شہر بن حوشب سے روایت ہی کہ یہ حکم حاکمون کو ہی تو مترجم کے نزدیک انھون نے آگے کے حکم کی نسبت فرمایا ہی کما سیاتی اور مراد یہ کہ
حکام تو بدرجۂ اولیٰ اسمین داخل ہین اور باقیون کو بھی شامل ہی جیسا کہ براء بن عازب و ابن مسعود و ابن عباس و ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے مروی ہی
اور اسیکو ابن جریر نے اختیار کیا اور اسپر تو اجماع ہی کہ جو جسکی امانت ہی اسکو واپس دینا واجب ہی خواہ وہ نیکوکار ہو یا فاجر ہو اور شیخ ابن کثیر ؒ نے تصریح کردی
کہ آیت مین اللہ عزوجل نے امانات کے حقدارونکو انکے حقوق ادا کرنیکا حکم دیا اور حدیث الحسن عن سمرۃ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ادا کردے
امانت اسکی جسکی تیرے پاس ہو اور جسنے تیری خیانت کی ہو تو اسکی خیانت مت کر رواہ احمد و اہل السنن۔ اور یہ عام ہی جمیع امانات کو جو آدمی پر
واجب ہوتی ہین خواہ حقوق آلہی ہون جو بندونپر واجب ہین جیسے نماز روزہ زکوۃ کفارہ نذرین وغیرہ جنپر وہی امین ہی خواہ بندون کے
حقوق ہلون جیسے ودیعتین وغیرہ خواہ حقدار کے پاس گواہ ہون یا نہون پس اگر یہان نہ ادا کریگا تو قیامت مین اس سے لیا جائیگا اگرچہ اسکی
نیکیون سے ہو اور صحیح مین ثابت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ البتہ تم حقوق ادا کروگے یہانتک کہ سینگ والی بکری سے بے سینگ والی کو مارنے کا
قصاص لیا جائیگا۔ ابن عباس سے ہی کہ یہ آیت مبہم ہی نیکوکار و بدکار دونکو مترجم کہتا ہی یعنے عام ہی کما مر سابقا اور محمد بن الحنفیہ نے فرمایا
کہ یہ نیکوکار و بدکار دونون کو عام ہی اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے یہانتک روایت کیا کہ اسمین یہ بھی داخل ہی کہ عید کے روز سلطان وقت
عورتون کو وعظ و نصیحت کرے قال تعالیٰ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ۔ یامرکم اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ۔ اے وان تحکموا
بالعدل اذا حکمتم بین الناس۔ بنابر آنکہ اَن تحکموا معطوف ہی۔ ان تؤدوا پر۔ اور معنے یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ تمکو حکم کرتا ہے کہ تم حکم کرو
عدل کے ساتھ جبکہ حکم کرنے لگو لوگون کے درمیان قال ابن کثیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہی کہ لوگون کے درمیان عدل سے حکم دو
اسیواسطے محمد بن کعب و زید بن اسلم و شہر بن حوشب نے کہا کہ یہ آیت کریمہ ان لوگونکے حق مین نازل ہوئی جو لوگونمین حاکم ہین مترجم کہتا ہی کہ ظاہر
آیت سے مراد یہی کلام یعنے قولہ واذا حکمتم الخ ہی۔ فافہم۔ اور حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ حاکم کے ساتھ ہی جبتک وہ جور نہ کرے پھر جب اسنے جور کیا
تو اسکو اسکے نفس کے حوالہ کردیتا ہی۔ اور اثر مین ہی کہ ایک روز کا عدل چالیس برس کی عبادت کے برابر ہی اور معالم مین اپنی اسناد سے روایت کی

Marfat.com

کہ ابو سعید خدری رضہ نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب و نزدیک عادل امام ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور سخت عذاب کیا گیا حاکم ظالم ہے۔ پھر عدل سے حکم کرنیکے یہ معنے ہین کہ جس واقعہ مین اللہ تعالیٰ کی کتاب مین یا سنت نبی صلعم مین کوئی حکم موجود ہو تو اسکے موافق حکم کرے ورنہ اپنی راے کے دخل دینے مین جبکہ شرائط علم واجتہاد جمع رکھتا ہو کچھ مضائقہ نہین ہو ورنہ مجتہد کے حکم پر جو کتب فقہ مین مُدوّن ہین عمل کرے اور جو حاکم کہ اللہ تعالیٰ واسکے رسول و اجتہاد سے واقف نہین ہو تو وہ عدل کو جانتا ہی نہین وہ حکم بھی نہین کرسکتا اگرچہ کیسا ہی خوش تدبیر و دنیاوی سمجھ رکھتا ہو اور واجب ہو کہ مدعی و مدعا علیہ کے درمیان حاکم پانچ باتون مین مساوات رکھے اپنے پاس آنیمین اور سامنے بیٹھنے مین اور دونون پر توجہ کرنیمین اور دونون کی باتین سُننے مین اور دونوپر نفع وضرر کا حکم کرنیمین پس حکم سے غرض اسکی فقط یہ ہو کہ حق اپنے حقدار کو پہونچ جاوے کوئی اور لگاؤ نہو۔ اور ترجمہ عالمگیریہ کتاب القاضی مین تفصیل مذکور ہو وہان سے دریافت کرنا چاہیے۔ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ۔ تادیۃ الامانۃ والحکم بالعدل ۔ اللہ تعالیٰ بہت اچھی چیز ہو جسکی تمکو نصیحت فرماتا ہو وہ امانت ادا کرنیکا اور عدل کے ساتھ حکم کرنیکا۔ اور نعما کو مفسرؒ نے کہا کہ اسمین نعم کا میم لفظ ما مین جو نکرۂ موصوفہ ہو ادغام ہوا ہو ور اصل نعم ما تھا اور معنے نعم شیأ۔ ہو پس ما موصوفہ منصوب بنا بر آنکہ تمیز ہو ضمیر مستکن سے جو نعم مین ہو اور وہی اسکا فاعل ہو اور مخصوص بالمدح محذوف ہو جسکو مفسرؒ نے قولہ تادیۃ الامانۃ الخ سے ظاہر کردیا جاننا چاہیے کہ حکم بعدل انسان کو اپنی ذات مین اور اپنی آل واولاد مین بھی لازم ہو اور امانت وا نہین کریگا جو عدل کے ساتھ حکم کرنیکو عمل مین نہین لاتا ہو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا۔ لما یقال۔ اللہ تعالیٰ سننے والا ہو جو کچھ کہا جاوے۔ بَصِيْرًا۔ بما یفعل۔ دیکھتا ہے جو کیا جاوے اور حدیث ابو ہریرہؓ مین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہو رواہ ابن ابی حاتم **ف** عرائس مین ہو کہ قولہ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الے اہلہا۔ امانت اللہ تعالیٰ کا عہد ازلی ہو جو اہل قرب کی ارواح سے اپنے مشاہدۂ جمال کے بارہ مین لیا تھا جبکہ ارواح نے ربوبیت سے تمغۂ عبودیت قبول کیا اور مشاہدہ سے لطائف محبت کو لیا اور اسرار ملک و ملکوت کو پردہ جبروت کے قریب پایا پھر اسکو اغیار سے چھپایا پھر جب وہ مین متلبس باشباح ہوئین یعنے اجسام مین آئین تو قریب ہوا کہ ضعف کی وجہ سے ان اسرار کو فاش کردین اور امانت کے ساتھ برداشت نہ کرسکین پس اللہ عزوجل نے انکو حکم دیا کہ خلق سے چھپائے رکھین یہانتک کہ انکو حق عزوجل کے سپرد کرین جبکہ آخرت مین اسکا کشف جمال ہو کیونکہ اوتعالیٰ ہی اس امانت کا اہل ہو اور یہی ہو قولہ تعالیٰ انا عرضنا الامانۃ الآیۃ۔ اور نیز اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا کہ جو اسرار اہل قرب کو مکشوف ہون اسکو عارفون پر ظاہر کرین مگر جاہلون سے چھپاوین۔ اور جریریؒ نے فرمایا کہ امانات مین سے افضل امانت اسرار ہو پس اسکو سوا اسکے اہل کے دوسرے پر ظاہر نہ کرے اور اسکے اہل یعنے اسکی لیاقت رکھنے والے وہی امانت کبری کے اُٹھانے والے ہین بعض نے فرمایا کہ امانت تو اسرار الٰہی ہین اور اہل امانت وہ عارفین ہین اور جو لوگ اسرار الٰہی سے آگاہ ہین اور یہ لوگ وہ ہین کہ انوار غیب سے قلوب کی طرف نگاہ کرتے ہین پس انپر موافق حکم الٰہی کے جوانپر جاری ہوا ہو حکم لگاتے ہین اور یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا فوجدا عبدا من عبادنا آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما الآیۃ۔ یعنے وہ قصہ جو حضرت خضر علیہ السلام کی نسبت فرمایا ہو

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہین تم مین پھر اگر جھگڑ پڑو

فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ

کسی چیز مین تو اسکو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر

Marfat.com

ع ۹ ۵

خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

خوب ہی اور بہتر تحقیق کرنا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ امام پر واجب ہی کہ حکم کرے موافق اسکے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور امانت ادا کرے پھر جب اسنے ایسا کیا تو رعیت پر واجب ہی کہ اسکے حکم کو سنین و فرمانبرداری کرین اور اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ - ای ایمان والو حکم مانو اللہ تعالیٰ کا یعنے صریح وحی سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمکو دیا ہی اور اطاعت اللہ تعالیٰ کی اگرچہ سب پر فرض ہی لیکن خصوصیت ایمان والونکی اسلیے کہ وہی اس سے نفع پاتے ہین اور فرمانبردار ہوتے ہین بخلاف کفار کے پس اپنی طاعت فرض کی اور فرمایا۔ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ - اور فرمانبرداری کرو رسول کی حالت زندگی مین اور بعد وفات کے پس یہ حکم مسلمانون کو ہی اور معنے اطاعت رسول کی یہ کہ اللہ عز وجل نے جو بواسطہ وحی خفی کے رسول اللہ صلعم کو القا کیا اور آپنے حکم دیا اسکو مانو پس یہ لازم نہین آتا کہ حکم سوا حق عز وجل کے کسی اور کا بھی حکم ہے تا کہ شرکت لازم آوے بلکہ سب حکم اللہ تعالیٰ کا ہی اول بوحی جلی ہی اور دوم بوحی خفی ہی۔ اور فرمایا۔ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ - ای اصحاب الامر یعنے تم مین سے جو صاحب امر ہین انکا حکم مانو پس صاحبان امر کسی معنے کرکے ہون جیسا کہ آتا ہی انکا ذاتی حکم نہین بلکہ جو موافق حکم اللہ ورسول کے ہو اسکو مانو۔ چنانچہ مفسر نے کہا اذا امروکم بطاعۃ اللہ ورسولہ۔ جبکہ اولی الامر تمکو حکم کرین اللہ ورسول کی فرمانبرداری کے ساتھ چنانچہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مرد مسلم پر سننا و فرمانبرداری کرنا اس چیز مین کہ محبوب رکھے اور مکروہ رکھے واجب ہی تا وقتیکہ معصیت کا حکم ندیا جاوے پھر جب معصیت کا حکم دیا جاوے تو نہ سمع ہی اور نہ طاعت۔ رواہ البخاری۔ اور نیز صحیح مین ہی کہ خالق کی معصیت مین مخلوق کی طاعت نہین ہی۔ بالجملہ سمع و طاعت اولو الامر کی موافق حکم خدا ورسول کے ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی قولہ۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ - اختلفتم - فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ - پھر اگر تنازع کرو تم یعنے تم اختلاف کرو باہم یعنے اولو الامر کے و تمھارے درمیان کسی امر مین اختلاف ہو تو پھیر و اسکو طرف اللہ کے - ای کتابہ یعنے طرف اللہ تعالیٰ کی کتاب کے اور وہ قرآن ہی پھر اگر اسمین نہ ملے تو - وَالرَّسُوْلِ - طرف رسول کے - مدۃ حیاتہ وبعدہ الی سنتہ ای اکشفوا علیہ منہا - یعنے خود رسول کی طرف جب تک رسول صلعم زندہ موجود ہین اور بعد وفات کے انکی سنت پاک کی طرف پھیرو اور پھیرنے کے معنے یہ ہین کہ اس تنازع کو اللہ ورسول کے فرمان سے حل کرو۔ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ - اگر تم اللہ تعالیٰ و روز قیامت پر ایمان لائے ہو ف یہ شرطیہ برانگیختہ کرنے کے لیے ہی اور حاصل یہ کہ مقتضائے ایمان بخدائے تعالیٰ و روز قیامت یہی ہی کہ اطاعت مذکورۃ بالا ہیں - پھر جاننا چاہیے کہ اس مین اختلاف ہی کہ اولو الامر سے کون لوگ مراد ہین پس اسمین دو قول ہین اول آنکہ مراد ولاۃ یعنے مسلمانونکے امیر ہین مانند سلطان و حاکم و قاضی وغیرہ کے اور دوم آنکہ مراد اہل علم از فقہاء و علماء ہین پس مفسر جلال رح نے یہان تو فقط قول اول سے تفسیر کی اور اپنی تفسیر درمنثور مین دونون قول نقل کیے ہین چنانچہ کہا کہ قول اول یعنے اولو الامر سے مراد امراء المسلمین ہین اسکو ابن جریر نے بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت کیا اور اسی پر شاہد ہی قول ابن عباس کہ یہ آیت عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے حق مین اتری جبکہ آنحضرت صلعم نے انکو ایک لشکر کا سردار بنا کر بھیجا تھا رواہ البخاری اور شافعی رح نے اسی کو ترجیح دی بایں طور کہ قریش امارت کو نہین پہچانتے اور امیر کے فرمانبردار نہین ہوتے تھے پس انکو امیرون کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ مترجم کہتا ہی کہ ابن جریر نے بسند جید سدی رحمہ اللہ سے اس آیت مین روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر روانہ کیا بسرداری خالد بن الولید اور اسمین عمار بن یاسر بھی تھے پس یہ لوگ جس قوم کا قصد رکھتے تھے اسکی طرف چلے پھر قریب پہونچے تو پچھلی رات مین اُتر پڑے اور قوم کو جاسوس نے خبر دی پس وہ صبح

ہونے تک سب بھاگ گئے سوا ے ایک مرد کے پس انے اپنے لوگون کو حکم کیا کہ بھاگے ہوون کے اسباب جلا دو پھر رات ہی مین چلکر خالد کے لشکر مین آیا اور عمار بن یاسر کو دریافت کر کے انسے ملا اور کہا کہ ای ابو الیقظان مین مسلمان ہو گیا اور گواہی دی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ محمداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اور میری قوم نے جب سُنا کہ تم لوگ لڑنے آتے ہو تو بھاگ گئے اور مین ٹھہر رہا پس میرا اسلام مجھے کل کے روز کچھ نفع دیگا تو ٹھیرون ورنہ مین بھی بھاگ جاؤن تو عمار نے کہا کہ ہان وہ نفع دیگا تو ٹھہر ارہ پھر صبح کو خالد نے قوم پر حملہ کیا تو وہان سوا ے مرد مذکور کے کوئی نہ پایا پس اسکو اور اسکا مال لے لیا پھر عمار کو خبر پہونچی انھون نے خالد کے پاس آکر کہا کہ اس مرد کو چھوڑ دو کہ وہ مسلمان ہو گیا ہو اور میری امان مین ہو تو خالد نے کہا کہ تو امان دینے والا کون ہوتا ہو پس انمین طول کلام ہوا اور آنحضرت صلعم کے پاس مرافعہ کیا گیا تو آنحضرت صلعم نے عمار کے امان کی اجازت دیدی اور منع کر دیا کہ پھر کبھی کسی امیر کے مقابلہ مین امان ندینا اور دونون مین حضرت صلعم کے سامنے بھی سخت گفتگو ہوئی تو خالد نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ اس نکٹے غلام کو چھوڑتے ہین کہ مجھے گالی دیوے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ ای خالد تو عمار کی بدگوئی مت کر جسنے عمار کی بدگوئی کی اللہ تعالیٰ اسکی بدگوئی کرتا ہو اور جو عمار سے بغض رکھے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہو اور جو عمار کو لعنت کرے اللہ تعالیٰ اُسپر لعنت کرتا ہو اور عمار غصہ ہو کر وہان سے اُٹھکر چلدیے تھے پس خالد نے اُٹھکر عمار کا پیچھا کیا اور جا کر پیچھے سے انکا کپڑا پکڑا اور اُنسے عذر کرنا شروع کیا یہانتک کہ عمار رضامند ہوے پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ وکذا رواہ ابن ابی حاتم عن السدی مرسلا وقد رواہ ابن مردویہ عن السدی عن ابی صالح عن ابن عباس نحوہ پس شاید کہ نزول آیت کا دونون وجہ مین ہوا اور ہو سکتا ہو کہ صورت واقعہ خالد رضہ اسکا سبب نزول ہوا اور روایت بخاری و بقیہ جماعت غیر ابن ماجہ مین عبد اللہ بن حذافہ کے حق مین سبب نزول صحیح ہو اور شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ حضرت علی رضہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور اسپر ایک مرد انصاری کو سردار کیا پھر جب نکلکر دور گئے تو سردار مذکور انپر کسی بات مین غصہ ہوا اور کہا کہ کیا نہین تمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اطاعت کا حکم دیا ہو بولے کہ ہان۔ کہا کہ لکڑیان جمع کرو پھر لکڑیون مین آگ لگادی پھر کہا کہ مین تمکو قطعی حکم دیتا ہون کہ تم اسمین داخل ہو پس قوم مین سے ایک جوان نے اُنسے کہا کہ تم آگ ہی سے بھاگے ہو اور رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے ہو تو جلدی مت کرو حضرت صلعم سے مل لو اگر آنحضرت حکم دین تو آگ مین گھس جانا اتنے مین سردار کا غصہ فرو ہو گیا تھا پھر جب حضرت صلعم کے پاس واپس آئے تو آپنے فرمایا کہ اگر تم آگ مین داخل ہوتے تو کبھی اس سے نہین نکلتے فرمانبرداری تو فقط امر معروف مین ہو رواہ البخاری ومسلم اور حضرت انس رضہ سے ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سنو و اطاعت کرو اگرچہ سردار تمپر کوئی غلام حبشی گویا اسکا سر منقی ہو رواہ البخاری اور ابوہریرہ رضہ سے ہو کہ حضرت صلعم نے مجھے وصیت فرمائی کہ سنون و اطاعت کرون اگرچہ غلام حبشی ہاتھ پاؤن کٹا ہوا ہو رواہ مسلم و عن ام الحصین انہون نے خطبہ حجۃ الوداع مین حضرت صلعم سے کہ یون فرماتے تھے کہ اگر تمپر کوئی غلام سردار کیا جاوے جو تمکو کتاب اللہ کے موافق چلاوے تو تم اسکی بات سنو اور اطاعت کرو رواہ مسلم مترجم کہتا ہو کہ شیخ ابن کثیر نے یہان دیگر احادیث نقل کین اور فرمایا کہ احادیث اس باب مین بہت ہین مترجم کہتا ہو کہ یہ احادیث ظاہر در باب امارت ہین یعنی اسمین ہو کہ امیر سے مراد ایسے امیر ہین جو حق کے ساتھ ہون جیسے آنحضرت صلعم کے بعد آپکے خلفاے راشدین تھے اور جو انکی پیروی مین انکے موافق رہا اور جسکو شرعی ولایت حاصل ہو پس انکی اطاعت واجب ہو اور وہ لوگ جو سرکش و باغی و کافر و مرتد و مشرک کہ خلاف شرع ولایت رکھتے ہون مراد نہین ہین پھر شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ اولو الامر سے مراد اہل فقہ و دین ہین اور ایسا ہی مجاہد و عطاء و حسن بصری و ابو العالیہ نے فرمایا ہے الخ اور مترجم کہتا ہو کہ شیخ مفسر جلال رح نے در منثور مین کہا کہ ابن جریر و ابن المنذر و حاکم نے ابن عباس سے روایت کی کہ اولو الامر سے مراد اہل فقہ و اہل خیر ہین جو لوگون کو انکے دین کے معانی سکھلاتے اور انکو معروف کا حکم کرتے اور منکر سے منع کرتے ہین - اور ابو العالیہ سے روایت ہو کہ وہ اہل علم ہین کیا تو نہین دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ الآیہ مترجم کہتا ہو کہ استنباط ظاہر اس آیت مین

ك یہ نسخہ علمی شیخ مین ۱۱۲م ك زبیر سے مراد زبان ہے یعنی اگرچہ اسکا حق باطل ظاہر ہو ۱۲

حسن تدبیر و انتظام صلح و جنگ سے متعلق ہی اور احتمال ہی کہ قول ابن عباس و دیگر تابعین جو اہل فقہ و دین مراد ہونیکا ہی بہ معنے ہون کہ امراو والی ایسے ہونا چاہیئے کہ امارت کے ساتھ فقہ و دین کے جامع ہون بنظر آنکہ عدل حاکمانہ و انتظام بروفق شرع بدون اسکے ممکن نہین ہی و نیز طریق سنت انہی دونون چیزونکا جامع ہی اور اسپر اتفاق ہی کہ امر معروف و نہی منکر درحقیقت امام المسلمین کا کام ہی اور بے شبہہ اسمین علم کی ضرورت ہی واللہ اعلم ولیکن مفسرینؒ ان دونون اقوال مین توفیق نہین دی بلکہ دو قول قرار دیے ظاہرا اسوجہ سے کہ جن امور مین امراء و ولاۃ کی اطاعت ہی اور جن امور مین علماء فقہا کی طاعت ہی دونون نوع متباین ہین ـ بالجملہ شیخ ابن کثیرؒ نے یہ اختیار کیا کہ آیت کریمہ ان دونون کو شامل ہی خواہ امیر ہو یا عالم ہو اسکی اطاعت کرنی چاہیئے اور کہا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہی ـ لولا ینہاہم الربانیون عن قولہم الاثم واکلہم السحت ـ یعنے کیون نہین منع کرتے ہین عالم لوگ انکو گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے ـ اور فرمایا فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ـ پوچھو اہل علم سے اگر تم نہ جانتے ہو ـ اور حضرت ابوہریرہؓ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی طاعت کی اور جسنے میری نافرمانی کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جسنے میرے امیر کی اطاعت کی اُسنے میری اطاعت کی اور جسنے میرے امیر کی نافرمانی کی اُسنے میری نافرمانی کی ـ صحیح متفق علیہ ـ اور قولہ فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول یعنے ـ الی کتاب اللہ وسنۃ الرسول ایسا ہی مجاہد وغیرہم علمائے سلف سے تفسیر مروی ہی اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسمین اللہ عزوجل کی طرف سے صریح حکم ہی کہ اصول مین یا فروع دین مین جس بات مین لوگ آپسمین اختلاف کرین تو اپنا جھگڑا کتاب اللہ وسنت رسول صلعم کے سامنے پیش کرین پس کتاب وسنت جسکے واسطے صحیح ہونے کا حکم کرین وہ درست ہی اور باقی غلط ـ اور نیز کہا کہ جو محل نزاع مین کتاب وسنت سے حکم نہ لے اور اس بارہ مین ان دونون کی طرف رجوع نہ لاوے وہ اللہ تعالیٰ و روز آخرت پر ایمان رکھنے والا نہوگا لقولہ تعالیٰ ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر ـ **ذٰلِكَ** ـ ای الرد الیہما ـ یہ کتاب وسنت کی طرف رجوع لانا ـ **خَيْرٌ** لکم من التنازع والقول بالرای ـ بہتر ہے یعنے تمہارے لیے بہتر ہی جھگڑنے سے اور اپنی رائے سے باتین کرنے سے ـ **وَاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا** ـ مآلاً ـ اور بہتر ہی از راہ تاویل یعنے مآل و انجام کے اسواسطے کہ تاویل بمعنے ما یؤل الیہ الامر یعنے مآل کار ہی ف عرائس مین ہی کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا الی قولہ اولی الامر منکم ـ اللہ عزوجل نے اطاعت کے تین مرتبے مقرر فرمائے ـ حالانکہ دراصل وہ ایک ہی ہی کیونکہ وہی سبکا مرجع ہی اور مقامات ولایت مین سے ایک ایک مقام کے ساتھ یہ طاعت مخصوص ہین چنانچہ جو شخص ایسا ہی کہ بساط قرب کی صلاحیت رکھتا ہی اور بلا واسطہ فہم خطاب کے لائق ہی تو وہ بلا واسطہ مراد حق کا مطیع ہی ـ مترجم کہتا ہی یہ مرتبہ انبیا علیہم السلام کا ہی فافہم ـ اور اگر شخص اس درجہ کو نہین پہونچا کہ خطاب حق کو بلا واسطہ سمجھ لے تو وہ اپنے نبی علیہ السلام کے خطاب کی طرف رجوع کرے جسنے بلا واسطہ خطاب کو سمجھا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نے خطاب اللہ تعالیٰ کے غوامض بیان کر دیے اور باریکیان کھول دین اور اسکے حکم کی فرمانبرداری کی ہی پس جب اسنے نبی علیہ السلام کے قول یا فعل کی طرف رجوع کر کے اطاعت کی تو یہ اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت بواسطہ اسکے نبی علیہ السلام کے ہوئی مترجم کہتا ہی پس اس امت مرحومہ پر واجب ہی کہ جو فہم خطاب نبی علیہ السلام کی صلاحیت رکھتا ہو وہ اپنے نبی مکرم سید الاولین والآخرین امام المرسلین خیر النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کی طرف رجوع کرے فافہم اور جو شخص کہ اس مرتبہ کو بھی نہین پہونچا کہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھے اور اس سے استنباط کرے اور اشارہ کو جان لے تو وہ اکابر علماء امت کی طرف رجوع کرے وہ اول تو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے پھر انکے بعد تابعین رحمہم اللہ پھر ائمہ اہل علم صالحین اولیاء و عارفین ہین کیونکہ ان بزرگون نے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کو جو جوامع الکلم ہی سمجھکر ظاہر کیا ہی اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طاعت بواسطہ اولو الامر کے بواسطہ نبی علیہ السلام کے ہے اور انبیاء و ملوک دنیا مین اللہ عزوجل کے سایہ پڑنے کی چیزین ہین اور جو شخص بہار الٰہی و آثار عظمت الٰہی دیکھنا چاہے اسکو چاہیے کہ ان لوگون پر نگاہ کرے ـ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلطان سایہ الٰہی ہی زمین مین اور فرمایا کہ بادشاہت و نبوت

دونون ایک ساعت پیدا ہوئی ہین اور جو شخص سایۂ الٰہی کے لباس سے آراستہ ہوا تو اسکا حکم وہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور یہان ملین الحبج کا اشارہ ... اشارہ ہی کہ جب تم فہم خطاب خاص کے مقام پر پہونچ گئے کہ علوم مشکلہ مجہولہ جاننے لگے تو بلا واسطہ اس راہ پر چلو جیسے خضر علیہ السلام علم لدنی کے تابع تھے جو ظاہر سے خارج ہی جیسے انھون نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا اور کشتی کے تختے توڑ دیے اور یہ مخصوص انھین لوگون کے واسطے جنکو غیب سے کوئی حصہ ملا ہے

قال المترجم حضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس درجہ کو فائز ہوے تھے اور بہتیرے انہین سے انبیاء اولوالعزم کے مثال پر تھے جیسے آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر رض کو حضرت ابراہیم ع و حضرت عمر رض کو حضرت نوح ع سے مثال فرمایا اور فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتے اور ثابت ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے بھی ایسا فرمایا اور جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم اس کرامت مین داخل فرمائے کہ اصحابی کالنجوم الحدیث میرے صحابہ ستارون کے مانند ہین تم جسکی پیروی کروراہ پاؤگے۔ وقد تکلم الائمۃ فی ہذا الحدیث والثابت انہ حدیث حسن واللہ اعلم۔ اور دنیا مین وجود مبارک حضرت صلعم کا رہا یہانتک کہ خانۂ کعبہ کی راہ فتح ہوگئی جو عین قبلہ و مراد ہی اور نازل ہوا قولہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا الآیات۔ تو وفات شریف کا اشارہ فرمایا علی ما فی صحیح البخاری اور حضرت کو بعد قولہ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ اُٹھالیا اور راہ اسرار کھول دی اور صحیح ہی حضرت صلعم نے اپنی وفات بھی ان لوگون کے حق مین بہتر فرمائی اور شاید یہی اشارہ ہی علی ما بینہ اہل الاسرار رحمہم اللہ واللہ اعلم بالصواب شیخ نے کہا اور جو شخص مقام توحید و مرتبۂ استقامت کو پہونچ گیا وہ انبیاء علیہم السلام کے مسلک پر چلتا ہی کہ توسع و رخصت پر عمل کرتا ہی مانند سلیمان و داؤد و یوسف و محمد علیہم السلام کے اور یہ منزل اقتدا ہوا اور یہان لوگون کیواسطے لائق نہین جو خواہ مخواہ بتکلف اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرین اور جس شخص کے لیے علم حقائق بیان کرنے کا دروازہ کھول دیا گیا وہ علماء الٰہی کے مانند گفتگو کرتا ہی پس انکی راہ مین چلنا اسی کو میسر ہی جو فہم غیب رکھتا ہی اور طاعت معروفہ و اسوۂ حقیقیہ اسکو مل گیا ہی اور یہ سب جو مذکور ہوا وہ تفسیر قولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ہی۔ اور جعفر بن محمد رح سے روایت ہی کہ فرمایا قولہ اطیعوا اللہ۔ باین طور کہ اسکے احکام پر راضی ہو۔ اور قولہ اطیعوا الرسول۔ باین طور کہ اسکے حکم پورے کرنے مین کوشش کرو اور دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رکھو اور ظاہر کو رسول اللہ صلعم کے ساتھ رکھو۔ اور شیخ محمد بن علی رح نے فرمایا کہ اطاعت کر اللہ تعالیٰ کی سو اگر یہ بات تیرے لیے پوری ہو جاوے تو بہتر ورنہ طاعت رسول اللہ صلعم سے اللہ تعالیٰ کی طاعت پر مدد و استعانت لے سو اگر تو اسکو پہونچ گیا تو خیر ورنہ عالمون و مشائخ کی طاعت سے رسول اللہ صلعم کی طاعت پر مدد لے اور اس درجہ سے نیچے مت گر ورنہ ہلاک ہو جائیگا شیخ جنید رح نے اس آیت کے اشارات مین ذکر کیا کہ بندہ دو باتون مین مبتلا و امتحان کیا گیا ہی ایک تو جو باتین کرنے کا حکم ہی وہ بجا لاوے اور دوسرے جن باتون سے ممانعت ہی انکو نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے اسرار بندے کے دل مین ہمیشہ خطور کرتے ہین پس جب کوئی بھید دل مین خطور کرے تو اسکو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر پیش کرے پس یہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی پھر اگر اس سے شفا ہوگئی تو بہت بہتر ہی ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر پیش کرے اور یہ رسول اللہ صلعم کی فرمانبرداری ہی پھر اگر اس سے شفا ہوگئی تو بہت بہتر ہی ورنہ سلف صالحین کے اسرار پر پیش کرے اور یہی اولو الامر کی طاعت ہی۔ شیخ ابو سعید خراز رح نے فرمایا کہ عبودیت کی تین باتین ہین ایک تو وفاء الٰہی بحقیقت اور دوم متابعت رسول اللہ صلعم بشریعت اور سوم خیرخواہی جمیع امت بنصیحت قولہ تعالیٰ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ اسمین اشارہ ہی کہ جب احکام غیب مین سے کوئی حکم تمہارے اسرار پر متشابہ ظاہر ہوا اور امتحان مین معارضہ پیش آیا تو اللہ تعالیٰ و اسکے رسول صلعم کے خطاب کی طرف رجوع کرو کیونکہ انہین علوم حقائق کے دریا مین بہت خطرہ ایسا ہی کہ خطاب الٰہی و خطاب رسول صلعم سے موافق نہو وہ مردود ہی اسکا کچھ اعتبار نہین ہی قال المترجم علم اسرار مین بھی وہی حکم ہی جو علماء ظاہر علم حقائق و علم غیب کے ... علماے مجتہدین صالحین نے فرمایا چنانچہ امام ابوحنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد ان سب کے رحمہم اللہ ...

Marfat.com

کہ جب تم لوگ ہمارا کوئی قول ایسا پاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب و اسکے رسول پاک کی سنت سے موافق نہین ہوتا ہی تو اسکو چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ و اس کے رسول کی سنت پر عمل کرو اور امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ میرا وہی مذہب ہی اور ہوگا جو کہ حدیث و سنت سے ثابت ہو تا آنکہ مترجم کو بھی یاد پڑتا ہی کہ قرطبی رح نے کہا کہ امام شافعی رح کے نزدیک صلوٰۃ الوسطیٰ جسکی محافظت کا کلام مجید مین حکم ہی وہ نماز عصر ہی تو یہ اسی وجہ سے کہا کہ امام شافعی رح نے فرمایا جب حدیث صحت کو پہونچی وہی میرا مذہب ہی اور البتہ صحیح مسلم وغیرہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے صحیح ہوا کہ وہ نماز عصر ہی پس لازم آیا کہ یہی امام شافعی رح کا مذہب ہی ورنہ امام شافعی رح نے صریح کہا تھا کہ وہ نماز فجر ہی اور مترجم کی یہ تقریر اسلیے کہ تمام اہل ایمان پر لازم ہی کہ علمائے مجتہدین صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی فقط اس نیت سے کرین کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نصیب ہو جیسے آنحضرت صلعم کی پیروی اس نیت سے ہی کہ اللہ عزوجل کی فرمانبرداری حاصل ہو اور سب مجتہدین صالحین کی نسبت نیک گمان رکھین اور ہرگز تعصب کو دخل ندین اور اپنی نظر حضرت باری تعالیٰ عزوجل کیطرف رکھین اور یہان جو مقلدی و غیر مقلدی کی گفتگو ہی مین اس فضول بحث کو لکھنا نہین چاہتا ہون اور اسیقدر کافی ہی انشاء اللہ تعالیٰ آگے شیخ رح نے فرمایا اور جب تم پر اللہ تعالیٰ یا اسکے رسول صلعم کے خطاب سے علم اشارہ مین اشکال و اشتباہ پیش آوے یعنے صورتین ہم شکل نظر آوین اور معلوم نہو کہ انمین سے کون بات ہی تو تمکو چاہیے کہ اشارہ کو کتاب و سنت کے ظاہر پر قیاس کرو کیونکہ ظاہر مین باطن کا اعلام ہی بعض نے فرمایا کہ جب تم پر بزرگون و پیشواؤن کے حال مین سے کوئی بات مشتبہ ہو اور تم اسمین اختلاف کرو تو چاہیے کہ اسکو رسول اللہ صلعم کے حال پر پیش کرو اور اس طرف پھیر و پھر اگر تم پر نہ کھلے تو اس کتاب پاک کی طرف پھیرو جو حضرت رب العالمین سے نازل ہوئی ہی شیخ نصرآبادی رح نے فرمایا کہ یہ ہمارا علم تصوف کسی کے لائق نہین مگر اسی کے لائق ہی جو کتاب و سنت کا علم رکھتا ہی اور اسپر معاملات وارد ہوتے ہین اور باوجود اسکے وہ بڑے ظرف والا پاکیزہ ہے مترجم کہتا ہی کہ اسی طرح اکثر اکابر مشائخ نے علم کتاب و سنت شرط کہا ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ
تو نے نہ دیکھے وہ جو دعوی کرتے ہین کہ یقین لائے ہین جو اُترا تیری طرف اور جو اُترا تجھسے پہلے چاہتے ہین
اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ
کہ قضیہ لیجاوین شیطان کی طرف اور حکم ہو چکا ہی اُنکو کہ اس سے منکر ہو جاوین اور چاہتا ہی شیطان کہ اُنکو بہکا کر
ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ
دوری ڈالے اور جو اُنکو کہیے آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اُن نے اُتارا اور رسول کی طرف تو دیکھے منافقون کو
يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ۚ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ
بند ہو رہتے ہین تیری طرف سے اٹک کر پھر وہ کیسا کہ جب اُنکو پہونچے مصیبت اپنے ہاتھون کے
ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ
کیے سے پیچھے آوین تیرے پاس قسمین کھاتے اللہ کی کہ ہمکو غرض نہ تھی مگر بھلائی اور ملاپ یہ وہ لوگ ہین کہ اللہ جانتا ہے
اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۝ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا ۢ بَلِيْغًا ۝
جو اُنکے دل مین ہے سو اُن سے تغافل کر اور اُن کو نصیحت کر اور اُن سے کہہ اُنکے حق مین بات کام کی

قال المفسر ونزل لما اختصم یہودی ومنافق فدعی المنافق الی کعب بن الاشرف لیحکم بینہما ودعی الیہودی الی النبی صلعم فاتیاہ فقضی للیہودی فلم یرض

Marfat.com

المنافق واتیا عمرؓ فذکر له الیهودی ذلک فقال للمنافق اکذلک قال نعم فقتله یعنے اس آیت کے نزول کے وقت اللہ ذی یہود کے ایک یہودی اور ایک ایسے شخص نے جو ظاہر مین اسلام کا اقرار کرتا اور باطن مین کفر پر تھا یعنے منافق نے آپس مین جھگڑا کیا پس منافق نے کہا کہ کعب بن اشرف کے پاس چلو تاکہ وہ یہودی عالم ہم دونون مین فیصلہ کردے اور یہودی نے کہا کہ نہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاس چلو آخر دونون حضرت صلعم کے پاس آئے پس آپ نے یہودی کے نام فیصلہ کیا مگر منافق اس فیصلہ پر راضی نہوا اور دونون آئے حضرت عمرؓ کے پاس پس یہودی نے حضرت عمرؓ سے حضرت صلعم کے فیصلہ کا حال بیان کیا پس عمرؓ نے منافق سے پوچھا کہ کیا یہی بات ہوئی جو یہ یہودی کہتا ہے اسنے اقرار کیا کہ ہان پس عمرؓ نے منافق کو قتل کر ڈالا تب آیت نازل ہوئی مترجم کہتا ہے کہ معالم مین دیگر اقوال کے ساتھ یہ قول سبب نزول بھی مذکور ہے اور مجھے اسناد کا نہین ملا مگر آنکہ شیخ ابن کثیر نے ابن لہیعہ کی روایت سے ابو الاسود سے مرسلاً یہ قصہ ذکر کیا اور اسمین ذکر ہے کہ پھر جب حضرت صلعم کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے گمان نہ تھا کہ عمر ایک مسلمان کے قتل پر جرأت کریگا پس اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا فلا وربک لا یومنون الآیہ پس اس منافق کا خون ہدر کیا اور عمرؓ سے مواخذہ دور کیا اور معالم مین ہے کہ جبرئیلؑ نے آیت لاکر کہا کہ عمرؓ نے حق و باطل مین فرق کردیا تب سے فاروق کے لقب سے مشہور ہوے۔ اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسکی اسناد حسن ہے اگرچہ مرسل ہے پھر بروایت حافظ ابو اسحق صاحب تفسیر مسنداً بمانند قصہ مذکور وارد کیا اور مفسر جلالؒ نے اپنی تفسیر در منثور مین ذکر کیا کہ طبرانی وغیرہ نے بسند صحیح حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ ابو برزہ اسلمی پہلے کاہن تھا جو یہود کے جھگڑون مین فیصلہ کیا کرتا تھا پس مسلمانون کے چند آدمیون نے بھی اسکے پاس فیصلہ کو رجوع کیا تو آیت نازل ہوئی تا قولہ احسانا وتوفیقا مترجم کہتا ہے کہ سیاق سے واضح ہے کہ یہ لوگ منافق تھے۔ اور نیز ابن عباس سے روایت ہے کہ جلاس بن صامت قبل توبہ کرنے کے اور معتب بن قشیر و رافع بن زید دعوی اسلام کرتے پس انکی قوم کے مسلمانون نے مقدمہ خصومت مین انکو حضرت صلعم کی طرف خصومت کو بلایا مگر انھون نے انکو جاہلیت کے کاہنون کیطرف بلایا تب آیت نازل ہوئی شیخ ابن کثیر نے کہا کہ بہر حال آیت عام ہے ہر ایسے شخص کی مذمت مین ہے جو کتاب و سنت سے عدول کرکے انکے ماسوائے کیطرف جائے جو باطل ہے اور یہی طاغوت سے یہان مراد ہے مترجم کہتا ہے کہ اگر کہا جائے کہ ماسوائے کتاب و سنت کے اجماع امت وقیاس بھی ہے حالانکہ یہ دونون باطل نہین بلکہ اکثر امت خصوص اہل سنت نے انکی حجت ہونے پر اتفاق کیا ہے تو جواب یہ ہے کہ اجماع وقیاس بھی اسی آیت سے ثابت ہین چنانچہ امام رازی نے کبیر مین بہت دراز تقریر سے سبکا اثبات کیا اور یہ اصول فقہ مین بھی بدلائل مبرہن ہے یہان طول کلام بیکار ہے مگر آنکہ قیاس کا مرتبہ باقی اصول ثلثہ کے بعد ہے فافہم۔ اور یہ ظاہر ہوا کہ آیت کریمہ کو ماقبل سے مناسبت یہ کہ اول مین حکم باتباع کتاب و سنت و اجماع وقیاس شرع ہے اور اس آیت مین اس سے عدول کرنے والون کی مذمت ہے چنانچہ فرمایا۔ اَلَمْ تَرَ تعجب دلایا بطریق انکار۔ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ کیا تونے نہ دیکھے ایسے لوگ جو منھ سے کہتے ہین کہ جو تیری جانب اُتارا گیا اسپر ایمان لائے اور جو تجھسے پہلے اتارا گیا تھا اسپر ایمان لائے ہین ف یعنے زعم انکا یہ کہ تیری شریعت و اگلی شریعت پر ایمان لائے یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ پر ہین جو انبیا علیہم السلام کے ذریعے سے ملتی آئی ہے یا یہ کہ پورا ایمان لائے اسواسطے کہ ایمان مین تمام انبیاء سابقین و کتب سابقہ پر ایمان شرط ہے۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ۔ چاہتے ہین محاکمہ طاغوت سے ف کثیر الطغیان و ہو کعب بن الاشرف۔ یعنے طاغوت بمعنے مبالغہ ہے اور تا رتانیث نہین یعنے نہایت حد سے بڑھ جانیوالا اور مفسرؒ نے کہا کہ مراد اس سے کعب بن الاشرف ہے جو یہودی عالم نہایت بے ایمان رشوت خورہ تھا۔ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ۔ ولا یوالوہ۔ حالانکہ انکو حکم دیا گیا تھا کہ طاغوت سے [illegible]

ق اور اس سے دوستی بھی نہ رکھین۔ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔ عن الحق۔ اور شیطان
چاہتا ہی کہ انکو بھٹکاوے دور ف یعنے ایسی گمراہی جو حق سے بہت دور ہی۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ فی
القرآن من الحکم۔ اور جب ان گمراہون سے کہا جاوے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اُتارا ہی ادھر آوٗ ف یعنے اس حکم کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے
اُتارا ہی قرآن مین۔ وَاِلَى الرَّسُوْلِ۔ لیحکم بینہم۔ اور رسول اللہ کی طرف آوٗ ف تاکہ انکے درمیان حکم کر دے۔ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ
يَصُدُّوْنَ۔ یعرضون۔ تب تو ان منافقون کو دیکھے کہ مُنھ موڑتے ہین عَنْكَ۔ الی غیرک۔ تجھسے دوسرے کی طرف یعنے اس حالت مین
منافقون کا حال تجھے اسطرح دکھلائی دے یعنے معلوم ہو جاوے پھر بھلا یہ لوگ کہان سے ایمان لائے بلکہ بعید گمراہ ہین۔ فَكَيْفَ۔ یصنعون۔
پھر کیا کرینگے یہ منافق۔ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ۔ عقوبۃ۔ جب انکو مصیبت یعنے عقوبت کی سزا پہونچی۔ بِمَا قَدَّمَتْ
اَيْدِيْهِمْ۔ بوجہ اس چیز کے جو تقدیم کی انکے ہاتھون نے۔ یعنے انکے ہاتھون کے کیے ہوے بد اعمال سے جب انکو مصیبت عذاب پہونچی تو اسوقت
بھلا انکا کیا انجام ہوگا۔ ایقدرون علی الاعراض والفرار منہا لا۔ کیا اس عقوبت سے بچ سکینگے جیسے اب اعراض کرتے ہین۔ ہرگز نہین۔ ثُمَّ
جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا۔ پھر بعد اسکے تیرے پاس آئے جھوٹی قسمین کھاتے ہوے کہ ہماری
مراد اس صدود سے اعراض نہ تھی بلکہ احسان و توفیق مراد تھی ف یعنے خوبی سے فریقین مین موافقت ہو جاوے یہی قول واحدیؒ نے اختیار
کیا ہی اور بنابرین قولہ فکیف اذا اصابتہم الخ جملہ معترضہ ہی۔ اور بعض نے کہا کہ اسکا عطف اصابتہم پر ہی اور معنے یہ ہین کہ سلامتی کے وقت رسول
کی حضور مین حاضر ہونے سے انکو اعراض و نفرت ہی تو جب خیانت کرینگے جسکے سبب انکو عذاب کا خوف ہو پھر زبردستی تیرے پاس لائے جاوین
تو جھوٹی قسمین کھاتے آوینگے کہ اس خیانت سے ہماری مراد سوائے خیر و مصلحت کے اور کچھ نہ تھی بعض نے کہا یعنے ہماری مراد کچھ نہ تھی سوائے
عدل و حق کے مثل قولہ تعالیٰ لیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ۔ اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ منافقین کا یہ حال ہی کہ جب سچا حکم لینے کو وہ تیری
طرف بلائے جاتے ہین تو منھ موڑتے ہین اور دوسرون کی طرف جاتے ہین پھر کیا حال ہی کہ جب انکو مصیبت پہونچی بوجہ انکے ہاتھ کے کرے دھرے
گناہون کے کہ تجھسے اعراض کرکے عمرؓ کی طرف گئے اور قتل مین گرفتار ہوے تو اب اسکے وارث اسکے خون کا دعوی کرتے ہوے آتے ہین کہ
ہمارے عزیز مقتول نے تو عمرؓ کی طرف جانا نہین بھی چاہا تھا کہ احسان و توفیق ہو یعنے اسکے اور دوسرے خصم کے درمیان توفیق و صلح کرا دین
انھون نے قتل کیا۔ چنانچہ فرمایا۔ یحلفون الخ یعنے غیر سے محاکمہ مین ہماری غرض صرف صلح و توفیق تھی۔ یعنے دونون جھگڑنے والون مین
اس تقریب سے حکم دے کہ دونون مین میل ہو جاوے اگرچہ حکم ناحق ہو اور انکو حق بات پر جو کڑوی معلوم ہوتی ہی آمادہ نہ کرے۔ اللہ عزوجل نے
اس مصیبت کو جو انکو پہونچی انکے ہاتھون کی کمائی قرار دیا اور انکو اس عذر و دعوی مین جھٹلایا۔ چنانچہ فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ
مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ۔ من النفاق وکذبہم فی عذرہم۔ یہ ایسے لوگ ہین کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی جو انکے دلون مین ہی ف نفاق و جھوٹا عذر
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ بالصفح۔ پس تو انسے منھ موڑے ف بطور درگذر کرنے کے۔ وَعِظْهُمْ۔ خوفہم اللہ تعالیٰ۔ اور ڈراوے انکو
اللہ تعالیٰ سے۔ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ۔ شان۔ اَنْفُسِهِمْ۔ اور ان ناپاکون سے انکے نفس کے بارہ مین۔ قَوْلًا بَلِيْغًا۔
مؤثرا فیہم۔ ایسا قول بلیغ کہدے جو ان مین اثر کرنے والا ہو۔ اور چونکہ تاثیر دینا فقط اللہ عزوجل کے اختیار مین ہی مفسرؒ نے کہا۔ ای ازجرہم
لیرجعوا عن کفرہم ای انکو جھڑک اس عنوان سے تاکہ وہ اپنے کفر سے باز آوین ف عرائس مین ہی کہ قولہ فکیف اذا اصابتہم الخ۔ جو مصیبت
انکو پہونچی وہ انکے انکار کی سزا تھی کہ نبی صلعم و آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے منکر ہوے پس اس مصیبت مین پڑے کہ مقام ولایت معرفت تک

پہونچنے سے محجوب و محروم کیے گئے اور سب سے بڑی مصیبت یہی ہی کہ اللہ عزوجل سے منقطع کر دیا جاوے اور اسکی طرف راہ پانے سے جیران سرگردان
مترجم کہتا ہی کہ شیخ رحؒ نے سچ کہا مگر یہ لوگ کمبخت تو راہ ہدایت کی حلاوت سے واقف ہی نہین ہین مثل مشہور ہی بندر کیا ادرک کا مزہ کیا جانے
وہ تو اپنے کو راہ پر جانتے ہین۔ کہنے والے نے خوب کہا ہے کرم سرگین بجنس ناخوش پسند + یان یہ خوش پاکیزہ سب حلوا وقند۔ شیخ نے فرمایا
بعض نے کہا سب سے بڑی مصیبت یہ کہ اللہ تعالیٰ سے مڑکر دوسرے کی طرف مشغول ہو اور بڑی نعمت یہ کہ سب سے مڑکر اللہ تعالیٰ سے مشغول ہو اور
شیخ ابو الحسین وراق نے فرمایا کہ سب سے بڑی مصیبت یہ ہی کہ تیرے دل سے حرمت ساقط ہو اور تیرے چہرے سے حیا نکل جاوے اور سُنتین
تیرے اعضا پر اوا کرنا گران ہو جاوے۔ قولہ اولئک الذین یعلم اللہ ما فی قلوبہم۔ آنحضرت صلعم کے پاک دل کو اس کلام سے تسلی فرمائی یعنے
تو غمناک مت ہو ہم انکو وہی بدلا دینگے جو انکے دلون مین ہی پس دنیا و آخرت مین جو اصلی مراد ہونا چاہیے اس سے ان لوگو نکو محروم و محجوب کر دیا
اور قولہ فاعرض عنہم ای انکی صحبت چھوڑ دے اور ہر جاہل غافل کی صحبت چھوڑ دے اور قولہ وعظہم یعنے انکی سمجھ کے لائق انکو نصیحت کر دے اور یہ نصیحت
درحقیقت انکے واسطے عذاب ہی کیونکہ انھون نے اسکو نہین پہچانا اور جیسے پیروی چاہیے تھی اسکی پیروی نہ کی واسطی نے فرمایا کہ اشارہ آنکہ
جاہلون سے اعراض کر اور منھ موڑ لے اور درمیانی درجہ والون کو نصیحت کر۔ اور اعلیٰ درجہ والون کو انکے عیوب نفس سے خبردار کر دے اور ہر ایک
سے بقدر اسکی طاقت کے کلام فرما۔ اور بعض نے فرمایا کہ اعراض تو قول سے اور نصیحت بفعل مقصود ہی یعنے قول سے اعراض کر اور فعل سے نصیحت
فرما قولہ وقل لہم فی انفسہم قولا بلیغا۔ ای میری عظمت و کبریائی کو بیان کر اور انکے کفر و ایمان سے میرا بے پروا ہونا ظاہر کر اور جب وہ لوگ دنیا کے
پھندے مین خوش ہوگئے اور انبیاء و صدیقین سے انکار کیا تو ہمیشہ کے واسطے انکا مجھسے دور ہونا بیان کر دے شیخ جنید رحؒ نے فرمایا کہ اُن سے
انکی عقلون کی مقدار انکی طاقت کے لائق کلام فرما مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین ہی کہ لوگون سے انکی عقلون کے انداز پر باتین کرو پس معلوم ہوا
کہ یہ کمال نہین ہی کہ عوام سے انکی سمجھ سے باہر بات کہو لہذا بلاغت کی تعریف یہ کہ بات کہی اور سمجھ مین آئی۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا مگر اسواسطے کہ اُسکا حکم مانتے اللہ کے فرمان سے اور اگر ان لوگون نے جسوقت اپنا برا

جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور رسول اُنکو بخشواتا اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَــرَ بَيْنَھُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

سو قسم ہی تیرے رب کی انکو ایمان نہوگا جب تک تجھی کو منصف جانین جو جھگڑا اُٹھے آپس مین پھر نہ پاوین اپنے جی مین

حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِــيْمًا ۝

خفگی تیری چکوتی سے اور قبول رکھین مان کر

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ۔ فیما یامر بہ ویحکم۔ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اور ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا مگر اسیواسطے
کہ اسکی تابعداری کیجاوے (ان سب باتون مین جو وہ حکم کرے اور فرمان جاری کرے) بارادۂ الٰہی ف لا لیعصی ویخالف۔ اور ایسواسطے
ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا کہ اسکی نافرمانی و مخالفت کیجاوے۔ حاصل آنکہ محمد صلعم کو جو رسول برحق بھیجا ہی تو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہی کہ رسول
برحق کے حکم کی فرمانبرداری کرین اور ہرگز نافرمانی و خلاف نہ کرین۔ چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا۔ انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ[1]

[1] مومنین جب اللہ تعالیٰ و اسکے رسول کی طرف بلائے جاوین تاکہ وہ اُن مین حکم فیصل فرماوے تو مومنین کا قول اس حالت مین یہی ہے کہ ہم نے گوش دل سے سُنا اور فرمانبردار ہوئے ۱۲

Marfat.com

رسول لیحکم بینہم ان یقولوا سمعنا واطعنا الآیۃ۔ اور مجاہد رحمہ اللہ نے باذن اللہ کی تفسیر مین یہ معنے فرمائے کہ میرے رسول کی اطاعت وہی
کرسکتا ہے جسکو مین نے توفیق دی پس باذن اللہ بمعنے توفیق اللہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو ارشاد کیا اور راہ بتائی کہ جب
اُنسے کوئی گناہ سرزد ہو تو چاہیے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس آوین اور اُنکے حضور مین اللہ تعالیٰ سے استغفار کرین اور رسول اللہ صلعم سے درخواست
کرین کہ آپ اس گنہگار کے لیے استغفار فرما دیجیے پس جب ایسا کرینگے تو اللہ تعالیٰ انکی توبہ قبول کریگا چنانچہ فرمایا **وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ**
ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ۔ اور اگر یہ کرتے کہ جب انھون نے ظلم کیا تھا اپنے نفسون پر یعنے گناہ کیا تھا۔ تیحاکمھم الی الطاغوت۔
مثلاً بایں طور کہ طاغوت پاس جاکر اپنے معاملہ مین فیصلہ کرایا تھا۔ **جَآءُوْكَ**۔ تائبین۔ آتے تیرے پاس درحالیکہ توبہ کرنے والے ہوتے۔
کیونکہ توبہ کر لینے پہلے اپنے گناہ کی بخشش مانگنا بیجا ہے پس پہلے توبہ کرتے۔ **فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ**۔ پھر تیرے حضور مین
گناہ کی بخشش مانگتے اللہ تعالیٰ سے۔ **وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ**۔ اور مغفرت مانگتا رسول بھی ان گنہگارون کے
لیے **ف** یعنے اللہ کا رسول معظم بھی انکے لیے مغفرت مانگتا حاصل آنکہ اگر وہ گنہگار لوگ ایسا کرتے اور رسول پاک بھی انکے لیے استغفار
کرتے۔ **لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا**۔ تو البتہ پاتے اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول فرمانیوالا **ف** اپنے اوپر جیسا کہ اسکی شان ہی بلکہ۔ **رَّحِيْمًا**۔
بہم۔ اپنے اوپر بہت مہربان پاتے۔ **ف** اس آیت مین دلالت ہی کہ بندہ گنہگار اگر کسی بندہ صالح پرہیزگار سے دعا کرالے تو قابل
قبولیت ہوتی ہی۔ اور لوگ جو اس زمانہ مین پیرون کے مرید ہوتے ہین وہ بھی یہی توبہ ہی اور انکی طرف سے بعد توبہ کے اس شخص کی لیاقت کے
موافق ارشاد و ہدایت کرے مثلاً قوی فارغ کو مجاہدہ و ریاضت قوی بتلاوے عالم ہو تو اسکو اسکے موافق اور عامی ہو تو اسکو اسکے لائق اور اسکے
نفس و قلب کی برداشت کے لائق عبادت و اذکار بتلاوے۔ پس آدمی سچی توبہ کرے اور فرائض و واجبات و سنتوں پر عمل کرے اور منہیات و حرام
و مکروہات سے بچے تو بیعت کا فائدہ پورا ہو ورنہ اگر توبہ کی سچی نیت نہین یا پھر نیک کام کی پوری ہمت نہین تو یہ جھوٹا ہی۔ اور پیر وہی ہے
جو ہر حال مین تابع سنت ہو۔ لہٰذا بزرگون نے سخت تاکید کی ہی کہ پیر اگر تابع سنت نہین تو بیعت صورتو نہین مرید کے ایمان جانیکا خوف ہے
مولوی روم نے فرمایا ہے اے بسا ابلیس آدم روے ہست + پس بہر دستے نشاید داد دست + بہت ایسا ہی کہ ابلیس بصورت آدمی ہوتا ہے
پس واجب ہی کہ ہر کسی کے ہاتھ مین ہاتھ نہ دیوے۔ ورنہ اُسی ابلیس کے مانند خود ابلیس ہو جاویگا۔ اسی خوف سے **شیخ محقق علامہ جلال**
دوانی رح وغیرہ نے کہا ہی کہ اس زمانہ مین چونکہ مرد صالح کامل بمانند عنقا ہو گیا لہٰذا جب تک خوب یقین نہو اور برس دو برس تک دیکھ نہ لے
کہ عامل سنت اس درجہ ہی تب تک شریعت پر عمل کیے جاوے اور اللہ تعالیٰ سے عاجزی کرے اور شیخ شعرانی رحمہ اللہ وغیرہ نے تو فرمایا
ہی کہ جب اسکا یہ ارادہ صادق ہی تو اسوقت کے قطب سے اِسکو برابر وہی فیض ہوگا جو پیر کامل عامل سنت صالح سے ہوتا۔ والسلام
شیخ حافظ الحدیث ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیر مین لکھا کہ ایک جماعت نے جسمین سے **شیخ ابو منصور صباغ** بھی ہین اپنی کتاب
مین **شیخ عتبی** رح کی مشہور حکایت لکھی کہ عتبی فرماتے ہین کہ مین حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا
اور اسنے قبر مبارک کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ مین نے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک
فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اب مین حاضر ہوا ہون اپنے گناہونکی بخشش مانگتا ہوا اور آپ سے شفاعت
چاہتا ہوا کہ میرے پروردگار سے میرے لیے بخشش مانگیے پھر یہ پڑھنا شروع کیا ؎ یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ + فطاب من
طیبہن القاع والاکم + نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ + فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم + پھر وہ اعرابی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

لوٹ کر چلا گیا اور میری آنکھ جھپک گئی پس مینے رسول اللہ صلعم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ ای عتبی جا کر اس اعرابی کو خوشخبری سنادے کہ اللہ عزوجل نے اسکو بخش دیا مترجم کہتا ہی کہ یہ امر شریف ہی کہ اللہ عزوجل نے ان اعرابی مذکور کو بخش دیا لیکن یہ اور یہ امر قطعی لازمی نہین کہ ہر شخص ایسا کرے اور نہ آیت کریمہ مین حضرت صلعم کے پاس جانیکا بعد وفات کے حکم ہی کیونکہ مرقد مطہر کے پاس جانا وہ نہین جو آیت مین مذکور ہی اور صارم سبکی مین ہی کہ سلف صالحین صحابہ و تابعین ومن بعدہم مین سے کوئی اس جانب نہین گیا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے مرقد منور پر جانیکا حکم ہی اور مترجم کہتا ہی کہ صارم مین قصۂ مذکور کی اسناد مین کلام کیا اور حق یہ ہی کہ وہ جسطرح ذکر کیا صالح ہی اور اسمین کلام کرنا افراط و تشدد خلاف اصول ہی کچھ مقبول نہین ہی لیکن مدارک وغیرہ مین جو اعرابی کا قبر شریف پر آکر سر پر خاک اڑانا اور لوٹ جانا اور قبر شریف سے مغفور ہونے کی آواز آنا مذکور ہی وہ ناقلین کا خلط وخبط ہی صحیح وہ ہی جو شیخ ابن کثیرؒ نے نقل کیا واللہ اعلم۔ پھر شیخ ابن جریرؒ نے مابعد کی آیت کو ماقبل سے مربوط کیا باین طور کہ کہا قولہ۔ **فَلَا**۔ یہ رد ہی اسکا جو پہلے مذکور ہوا یعنے بات یون نہین ہی جو انھون نے گمان کی کہ وے ایمان لائے ہین ما انزل الیک وما انزل من قبلک پر پھر از سر نو قسم کا استیناف فرمایا بقولہ۔ **وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ**۔ اور قسم ہی تیرے رب کی کہ وہ مؤمن نہونگے **ف** جبتک ایسے ایسے نہو جاوین اور بعض نے کہا کہ لا کو قسم پر بغرض تاکید معنے نفی کے مقدم کیا اور بعض نے کہا کہ لا مؤکد معنے نفی نہین کیونکہ اثبات مین بھی زائد آتا ہی جیسے قولہ لا اقسم بمواقع النجوم اور اصل یہ کہ زائد در قسم بنحو واحد ہو پس لا یہان زائد بغرض تاکید قسم ہی نہ تاکید نفی اور یہی قول صاحب کشاف کا ہی اور مفسرؒ نے لا زائدہ کہا پس محتمل دونون وجہ کو ہی اور ظاہر آنکہ مراد زیادت تاکید قسم ہی اور معنے یہ کہ فوربک لایومنون **حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ**۔ اختلط۔ **بَيْنَهُمْ**۔ پس مؤکد قسم ہی تیرے رب کی کہ یہ لوگ مومن نہو جاوینگے جب تک یہ نہ کرین کہ جو کچھ انمین جھگڑا وخلط واقع ہو **ف** تیری زندگی مین تیری حضور مین آکر اور بعد وفات کے تیری سنت شریعت پر مطیع ہو کر **ثُمَّ لَا يَجِدُوْا حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ**۔ پھر ایسی ایمانی رضا مندی سے قبول کرین کہ اپنے دلون مین کوئی حرج نہ پاوین یعنے کوئی ضیق وتنگی یا شک نہ پاوین اس حکم سے جو تونے دیا ہی۔ **وَيُسَلِّمُوْا**۔ ینقادوا لحکمک۔ اور فرمانبردار ہو جاوین تیرے حکم کے۔ **تَسْلِيْمًا**۔ من غیر معارضۃ ایسی فرمانبرداری کے ساتھ کہ بالکل معارضہ نہ کرین **ف** حاصل آنکہ اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ جبتک وہ اپنے درمیانی امور مین تیری ہی طرف محاکمہ نہ کرین اور پھر اسکو بخلاف اپنی خواہش نفس کے خوشی سے تسلیم نہ کرین تب تک مومن نہونگے اور حدیث صحیح مین حضرت ابن مسعودؓ سے ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم مین سے کوئی مومن نہوگا جبتک کہ اسکی خواہش نفسانی اس امر کی تابع نہو جاوے جسکو مین لایا ہون (الصحیح) اور ابن ابی حاتم من طریق عروۃ بن الزبیر عن اخیہ عبداللہ بن الزبیر عن الزبیر بن العوام تحدیثاً روایت کی کہ زبیرؓ نے ایک انصاری سے جو بدر کی لڑائی مین حاضر ہوا تھا مخاصمہ کیا اور رسول اللہ صلعم کے پاس دونون آئے اور یہ مقدمہ یون تھا کہ حرہ کی طرف سے پانی کی نالی آتی تھی اس سے دونون اپنا اپنا باغ خرما سینچتے تھے پس انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دو وہ روان رہے جو تمھاری طرف آوے تم اس سے سینچو اور میری طرف آوے تب مین بھی لیتا جاؤن مگر زبیرؓ نے اس سے انکار کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای زبیر پانی سے سینچ لے پھر اپنے پڑوسی کی طرف بندان کھول دے کہ چلا جاوے پس انصاری غصہ ہو گیا اور کہا کہ یا رسول اللہ اسی سے کہ آپکی پھوپھی کا بیٹا ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ اے زبیرؓ سینچ لے پھر پانی روک لے یہانتک کہ جدر تک چڑھے پس رسول اللہ صلعم نے زبیرؓ کے واسطے ہکا حق پورا کر دیا اور قبل اسکے رسول اللہ صلعم نے ایسی رائے کی طرف اشارہ کیا تھا جسمین آپ کی مراد یہ تھی کہ زبیرؓ وانصاری دونون کے حق مین وسعت تھی پھر جب انصاری نے رسول اللہ صلعم کو خشمناک کیا تو آپ نے صریح حکم مین زبیرؓ کا حق بھرپور دیدیا۔ زبیرؓ فرماتے تھے کہ [illegible]

ف [illegible] ۱۲

Marfat.com

بھی علم ہو کہ یہ آیت اسی معاملہ میں نازل ہوئی۔ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک الآیۃ۔ کذا رواہ النسائی واحمد والجماعۃ واصحاب الاطراف والمسانید وقد رواہ البخاری عن عروۃ بن الزبیر عن الزبیر مع انہ لم یسمع عروۃ عن ابیہ فصورتہ الارسال وہو متصل فی المعنی فاحفظہ مترجم کہتا ہے کہ ظاہر امراد یہ ہے کہ یہ معاملہ بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے اور یہ نہیں کہ یہی معاملہ خاصکر اسکا سبب نزول ہوا کیونکہ سیاق کلام دربارۂ منافقون وغیرہ کے ہے پس وہ خبر واحد سے ترک نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ اصل یہ ہے کہ مقتضائے کلام میں تغیر نہیں کیا جائیگا الا بآیت دیگر یا بحدیث مشہور جو نص ہو واللہ اعلم۔ اور زہری رحمہ نے سعید بن المسیب رحمہ سے بھی روایت کی کہ زبیر بن العوام و حاطب بن ابی بلتعہ کے حق میں یہ آیت اتری جبکہ نبی صلعم نے سینچنے کے پانی میں یہ حکم دیدیا تھا کہ اوپر والا سینچ لے پھر چھوڑ دے تاکہ نیچے والا سینچ لے ابن کثیر رحمہ نے کہا کہ یہ مرسل جید ہے مگر اسمین یہ فائدہ ہے کہ انصاری کا نام مشہور ہے مترجم کہتا ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ صحابی مہاجر بدری ہیں پھر کیونکر انصاری کہا گیا اور یہ اعتراض ظاہر ہے اور انصار میں سے کوئی اس نام سے معروف نہیں مگر آنکہ اسی اثر سے نکالا جاوے واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر کہا گیا کہ یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تھا اب آپ کی وفات کے بعد عالم عارف نحو و صرف و بلاغت و بیان و اصول حدیث و فقہ و تفسیر و ماہر احادیث و آیات متعلقۂ احکام و متمیز حدیث صحیح از ضعیف غیر متعصب ہوگا متقی صاحب خشوع و خضوع عادل غیر مائل بجور جو ان صفات سے آراستہ ہو وہ آنحضرت صلعم کی سنت کے موافق آپکی طرف سے مترجم و نائب ہو کر حکم دے سکتا ہے پس جب تیقن ہوا کہ حضرت صلعم کی حدیث و سنت شریف کے موافق یہ حکم ہے تو گویا خود حضرت صلعم نے حکم دیا واللہ الموفق پھر یہ حکم اس پانی میں ہے جو سیل و بہیا کا ہو اور اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ اوپر والے کو بند کر لینے کا اختیار ہے یہانتک کہ خوب بھر جاوے پھر نیچے کی طرف والے کے لیے چھوڑ دے پھر وہ اپنے سے نیچے والے کی طرف علی ہذا القیاس **ف** عرائس میں ہے کہ قولہ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک الآیہ۔ اللہ عزوجل نے اسمین ایسے لوگون کی خبر دی جنھون نے دنیا سے اپنے نفس کے حصے لینے کے واسطے اسکا حصۂ آخرت اور حقیقی نصیبہ کم کر دیا اور لوگے ساتھ کلام فرمانے میں خبر دی کہ انکے دونین تلخی دوری ہے اور اگر ایسا ہو تاکہ اس خرابی کی تاریکیون و حجاب سے نکلکر دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بارادت تامہ در جو ر لائقہ مشرف ہوتے تو چہرہ پاک نبی صلعم پر حضرت عزوجل کے انوار جلال و جمال سے مالا مال ہوجاتے جیسے نیکون نے پایا پس ظاہر ہوا کہ دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ لوگ اپنی دنیاوی مشغولی سے خارج ہو جاتے ہیں اور اپنے نفس کی طرف انکو رجوع میسر آتا ہے تو نہایت شرمندہ ہوتے اور درگاہ کرم کبریا میں حیا کے ساتھ پانی پانی ہوئے جاتے ہیں اور اسکی عظمت کے دروازہ پر بے بس کھڑے ہوتے ہیں اس بات کے محتاج کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے مغفرت مانگ دے اسواسطے کہ شان نبوت کی پوری تعمیل و احترام نہونے سے ایسا بقا یا گناہ وہ ہیں جو کسی طرح انسے دور نہیں ہوتے سوائے اسکے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے سفارش فرماویں۔ پھر جب توفیق الٰہی سے یہ بات میسر آئی تو اللہ عزوجل کو اس طرح پاتے ہیں کہ اس کی طرف رحمت سے رجوع فرمایا اور قبول کیا اور خود ہی اپنی طرف انکو راہ بتائی۔ اور شیخ ابن عطا رحمہ نے اس آیت میں کہا کہ اگر وہ لوگ تجکو میری طرف وسیلہ بناتے تو ضرور پہونچ جاتے قولہ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم۔ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے آگاہ فرمادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے واسطے سبب ایمان ہیں اور آپ پہ ایمان رکھنا اللہ تعالیٰ سے ایمان ہے۔ اور اس آیت میں مقام عین الجمع کی طرف اشارہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسمین ظاہر فرمایا کہ حکم کے حقائق اور دین کے دقائق ظاہر نہیں ہوتے مگر آنحضرت صلعم کو کیونکہ عالم میں حق عزوجل کے بیان کے واسطے نبی صلعم زبان ہیں۔ اور سوائے آپکے باقی مخلوق میں سے جبت و طاغوت سے حکم کی نفی کردی اگرچہ انھون نے کتاب پڑھی تھی یعنے توریت وغیرہ مگر اسکے حقائق سے کچھ بھی نہ پایا **قال المترجم** اللہ فرماتا ہے۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا الآیہ۔ پس اگر کتاب الٰہی سے فیض یقین و عمل احکام نہوا ہو تو جیسے گدھا جو کتابیں لادے ہے۔ اور یہ معنے ہر اہل کتاب کے حق میں مقبول ہیں

Marfat.com

اور بیان آیت مین تصریح فرمائی کہ جو اسلام لایا اور اسنے حکم کو حضرت صلعم کے سپرد بھی کیا تب بھی وہ حقائق ایمان تک نہ پہنچیگا [illegible]
سینہ مین سلامتی نہو اور حضرت صلعم کے حکم قبول کرنے کے وقت اسکو سکون نہو یعنے تیری تسکین وطمانیت سے قبول کرے اسواسطے کہ [illegible]
ہی تو موضع یقین ہے اور ایمان کی حقیقت بھی یقین ہے اور یہی آگے فرمایا۔ ثم لایجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ ابوحفص رح نے
فرمایا کہ اللہ عزوجل نے اپنے واسطے تو اپنے بندون سے ظاہری قول پر اکتفا فرمایا بطریق احسان کے چنانچہ جو شخص زبان سے اسلام کا اقرار کرے
مسلمان ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کسی کے مؤمن ہونے پر رضامندی نہین فرمائی جبتک کہ اخلاص قلب سے اور نبی صلعم کے حکم پر خواہ خوشگوار
یا ناگوار ہو رضامندی سے مومن نہو۔ اور جو شخص کہ نبی صلعم کیواسطے مستقیم نہو ظاہر یا باطن یا خفیہ یا علانیہ یا حقیقۃً یا رسمًا تو وہ حقیقت اسلام سے
دور ہے اور مسلمانون کے مراتب سے خارج۔ شیخ عبدالعزیز مکی رح نے فرمایا کہ یہان حق سبحانہ تعالی نے قسم کھائی کہ کوئی ایماندار نہوگا
یہانتک کہ تجھی سے حکم لے۔ اس شرافت وکرامت مین خلائق کے اوہام حیران ہین اپنی ذات پاک کو اپنے بندۂ حبیب کے واسطے کیا اور اسکے حکم پر
رضامندی کو مانند اپنے حکم پر رضامندی کے قرار دیا اور خلق پر واجب کر دیا کہ میرے نبی علیہ السلام کے حکم پر راضی ہون اور تسلیم کرین جیسے مخلوق پر
اپنے حکم کے ساتھ رضا وتسلیم رکھنا واجب کیا ہے قال المترجم محبت کے معنے مین ایک تفصیل تحت تفسیر قولہ والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ گذر چکی ہے
اور بیان ہوا کہ محبت ایک معنے نورانی ہین جو یہان مراد ہین اور تعلق انکا روح سے ہے جسکی ماہیت کوئی نہین جانتا یا بقول محققین جنہین سے
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح بھی ہین اہل معرفت کامل جانتے ہین اور امام غزالی رح وغیرہ نے جو محبت بہیمی بدخصلت اور محبت روحانی
خوش خصلت مین چند فرق پہچان کے لیے بیان کیے کہ محبت بہیمی مین خوبصورتی ظاہری اعضا کی طرف نظر ہوتی ہے اور روحانی مین آواز خوش
وحرکات دلکش کی طرف نظر ہوتی ہے تو اس روح سے روح نفسانی مراد ہے جو مبدا حرکات ہے اور روح حقیقی یعنے لطیفۂ الٰہیہ مراد نہین ہے حالانکہ بہتیرے
علما پر یہ امر مشتبہ ہوگیا جن مین سے محقق دوانی بھی ہین بالجملہ مترجم ضعیف کی مراد یہ ہے کہ اشد محبت شان اہل ایمان فرمائی گئی اس سے اکثر علما
نے یہ معنے لیے کہ او تعالی کے احکام کی پیروی کرے اور یہی معنے اس حدیث متفق علیہ لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین
یعنے تم مین سے کوئی مومن نہوگا یہانتک کہ اسکی یہ حالت ہو جاوے کہ مین اسکو اسکے والدین واولاد وسب سے زیادہ محبوب ہو جاؤن اسی لیے
کہ مراد آپ کے احکام کی اتباع ہے یعنے آپ کی اتباع مین کوئی معارض نہو سکے۔ اس دلیل سے کہ محبت کے چونکہ معنے اختیاری نہین ہین
لہذا یہ تاویل بسوے معنی اختیاری ضرور ہے مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ عوام کے سمجھانے کے لیے کیا گیا ہے ورنہ خلاف تحقیق ہے حق یہی ہے کہ محبت
برقیاس معنے لغوی وعرفی ہے لیکن ایسی نورانیت وکمال کے ساتھ جو لوگون کے ذہنون مین نہین آتی ہے اول تم یہ نہین دیکھتے کہ حضرت عمرؓ
نے کہا کہ یارسول اللہ آپ میرے نزدیک تمام جہان سے محبوب ہین سواے میری جان کے آنحضرت صلعم نے اسپر انکار فرما کر حضرت عمرؓ
کے سینہ پر زور سے ہاتھ مارا پس عمرؓ نے کہا کہ اب تو یارسول اللہ صلعم آپ مجھے اپنی جان سے بھی کہین زیادہ محبوب ہین تو فرمایا کہ الآن
یاعمر یعنے اب اے عمرؓ تو مومن کامل ہوگیا۔ اس حدیث سے صریح ظاہر ہے کہ محبت سے فقط اتباع مقصود نہین ہے اور تمام تحقیق مترجم نے
شرح صحیح البخاری مین لکھی ہے صحیح یہ بات ہے کہ جسکو محبت یعنے حقیقی حاصل ہے تو اس محبت کو لازم ہے کہ وہ خود بخود آپ کی اتباع کرے
پس اگر متبع سنت نہو تو ہرگز اسکو محبت کامل نہین اور جسقدر خلاف سنت ہو اسیقدر اسکو آپ سے محبت مین کمی ہے اور ادنی درجہ اسکا یہ کہ
خلاف شرع نہو کیا نہین دیکھتے کہ اعرابی نے عرض کیا تھا کہ قیامت کے لیے میرے پاس کچھ نماز وروزہ کا بہت سامان نہین لیکن مین اللہ تعالی
واسکے رسول کو محبوب رکھتا ہون فرمایا کہ تو جس سے محبت رکھتا ہے اسی کے ساتھ ہے۔ دوم یہ دیکھو کہ اگر بے اختیاری ہونے کی وجہ سے محبت

Marfat.com

یعنے مین تاویل ضروری سمجھی گئی تو اس آیت کریمہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ثم لایجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت۔ یعنے پھر وہ لوگ اپنے دلون مین کچھ ضیق نہ پاوین اس حکم سے جو تونے فیصلہ مین دیا پس یہ بے اختیاری شان ہی کیونکہ لایجدوا ہی نہ۔ لایوجدوا۔ ہان ابتدائی استعداد انکے اختیاری تھی اور آپ کیفیت ہو پھر بیان فرمایا بقولہ۔ ویسلموا تسلیما پس یہ توصیح ہو کہ وہ اپنے دل مین ضیق پاوین نہین خواہ حکم مذکور انکے نفع کا ہو یا ایسا ہو کہ آپ انکو ضرر لاحق ہوتا ہو اور یہ اسی معنے محبت پر تحقق ہوتا ہی جو اہل تحقیق نے بیان کیے اور معنے تاویلی پر نہین بن سکتا سوا اسکے کہ یہان بھی تاویل کرین کہ یہ معنے ہین کہ خواہ مخواہ مان لین حالانکہ ماہر بلاغت پر پوشیدہ نہین کہ یہ معنے خلاف بلاغت ہین حالانکہ بلاغت کلام مجید قطعی ہی اور ایسے ہی قولہ علیہ السلام۔ لایومن احدکم حتی یکون ہواہ تبعًا لما جئت بہ۔ حدیث صحیح مین بھی اہل تحقیق کے بنا پر معنے ظاہر ہین کہ ہو جاوے اسکی خواہش نفسانی تابع اسکے جو مین لایا ہون۔ اور اہل تاویل کے قول پر حتی یکون۔ بمعنے حتی یجعل لینا پڑیگا یعنے وہ خواہ مخواہ تکلف سے بناوے پس مترجم کے نزدیک حق یہی ہی کہ تاویل بلاضرورت دخل ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ پھر شیخ نے ذکر کیا کہ بعضے بزرگون نے اس آیت مین فرمایا کہ حق عزوجل اپنے حبیب پر ربوبیت کے خلعتون مین سے ایک خلعت ظاہر فرمائی چنانچہ محبوب کے حکم پر راضی ہونا خواہ وہ خوشگوار ہو یا ناگوار ہو مومنون کے ایمان کا سبب کردیا۔ جیسے اپنے تقدیری حکم قضا پر راضی ہونا کہ یقین والون کا یقین اسی پر ہی پس یہان یہ نفرمایا کہ میرے حکم پر جو میرے محبوب کی زبان سے ہو راضی ہون حالانکہ درواقع یہی ہی بلکہ مطلقًا بلا واسطہ فرمایا کہ محبوب کے حکم پر راضی ہون پس واسطہ کا لفظ ساقط کردیا ہو اسلیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ کے بندۂ محبوب و رسول مصطفیٰ سید الرسل والانبیا ہین صلوات اللہ علیہم اجمعین وہ حضرت خالق حق عزوجل کے اوصاف سے متصف اور اسکے اخلاق پاک منزہ سے آراستہ ہین۔ تو یہ نہین دیکھتا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیونکر آپ کی تعریف مین کہا ہی ؎ فذوالعرش محمود وھذا محمد یعنے حضرت خالق عرش کا مالک خالق تو محمود ہی اسکا ایک پاک نام محمود ہی اور حقیقت مین وہ محمود ہی اور یہ اسکا خاص بندہ و رسول بنام محمد ہی۔ حاصل آنکہ جناب رسالت مآب صلعم مین ظہور تجلیات صفات حضرت رب العزت جل جلالہ اسکی قدیمی ازلی عطا سے موجود تھے پس محمد نام ہوا مترجم کہتا ہی کہ اگر کوئی کہے کہ نام سے کیا دلیل ہو سکتی ہے جواب یہ ہے کہ الاسماء تنزل من السماء نام اترتے ہین آسمان سے یہ صحیح ہوا ہی خصوص جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ ما محمد الا رسول الآیہ۔ پھر شیخ نے ذکر کیا کہ حضرت استاد رحمہ نے کہا کہ اللہ عزوجل نے اپنی طرف تمام مخلوق کی راہ بندکردی اور حکم دیا کہ پہلے اسکے رسول پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوین تو حضرت پاک پروردگار تعالیٰ کی طرف راہ پاوین پس جو شخص کہ آنحضرت صلعم کے جھنڈے کے نیچے نہین چلا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی گنتی وشمار مین نہین ہی پھر اللہ تعالیٰ نے شرط ایمان یہ قرار دی کہ بالکل کسی طرح سے ظاہر و باطن مین آنحضرت صلعم کے حکم کا معارضہ نہو چنانچہ فرمایا ثم لایجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت پس ضرور ہی کہ جن باتونکو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ انسے آدمی ہلاک ہوجاتا ہی وہ اگر حضرت صلعم حکم دین تو ایمان والا خوشی خوشی ہنستے ہوے اختیار کرے۔ مترجم کہتا ہی کہ آگے خود اسکا بیان آتا ہی اور محی السنہ نے معالم مین بعد قصہ مخاصمت زبیر رضہ و انصاری کے لکھا کہ روایت کیا گیا ہی کہ جس انصاری نے زبیر کے ساتھ حضرت صلعم کے پاس مقدمۂ خصومت پیش کیا تھا اسکا نام حاطب بن ابی بلتعہ تھا پھر جب زبیر اور وہ دونون جناب رسالت مآب صلعم کے پاس سے نکلے تو راہ مین مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کی طرف گذرے۔ مقداد رضہ نے پوچھا کہ حکم کس کے نام ہوا تو انصاری نے کہا کہ اپنے پھوپھی زاد بھائی کے نام حکم دیدیا اور یہ بات اپنے لبونکی باچھین بدور کر کہی پس ایک یہودی جو مقداد رضہ کے ساتھ تھا اس حرکت سے سمجھ گیا اور اسنے کہا کہ وہ انکا یہ حال ہی کہ محمد کو رسول اللہ کہتے جاتے ہین پھر اپنے جھگڑے مین جو انھون نے حکم دیا انکو متہم کرتے ہین کہ اپنے پھوپھی زاد بھائی کی رعایت کی حالانکہ خدا کی قسم ہمنے حضرت موسیٰ کی زندگی مین ایک بار گناہ کیا تھا تو موسیٰ نے ہمکو توبہ کرنے کو کہا

Marfat.com

فرمایا کہ اپنی جانون کو قتل کرو کہ یہی توبہ ہو ہم نے اسکو قبول کیا یہانتک کہ مقتولون کی تعداد ستر ہزار تک پہونچی مگر ہم اپنے رب کی
فرمانبرداری مین قائم تھے یہانتک کہ وہ ہم سے راضی ہوگیا اس یہودی کا یہ کلام سُنکر حضرت ثابت بن قیس بن شماس نے کہا
تو آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہو کہ مین سچ کہتا ہون کہ قسم ہو اللہ وحدہ لاشریک کی کہ اگر محمد صلعم مجھے حکم فرما دین کہ مین اپنی جان
قتل کر ڈالون تو ضرور مین یہی کرون پس اللہ تعالیٰ نے ایسے مومنون کو مستثنیٰ فرمایا۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ
اور اگر ہم انپر حکم کرتے کہ ہلاک کرو اپنی جان یا چھوڑ نکلو اپنے گھر تو کوئی نہ کرتے
اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝
مگر تھوڑے انمین اور اگر یہی کرین جو انکو نصیحت ہوتی ہے تو انکے حق مین بہتر ہو اور زیادہ ثابت ہون دین مین
وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝
اور اسی مین ہم دین انکو اپنے پاس سے بڑا ثواب اور چلادین انکو سیدھی راہ

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ۔ بعض اہل تفسیر نے ضمیر مجرور کو موجودہ یہودیون منافقون کی طرف راجع کیا اور مترجم کے نزدیک صواب یہ ہو کہ لفظ منافقان مذکور کی طرف راجع ہو اور یہ مؤید ہو کہ قصہ مسلسل مربوط ہو جیسا کہ شیخ ابن جریر نے کہا۔ اور کتبنا بمعنے فرضنا واوجبنا ہو۔ اَنِ اقْتُلُوْٓا مفسرین نے کہا کہ ان مفسرہ ہو ای کتبنا کی تفسیر ہو۔ یعنے مکتوب و مفروض یہ کہ۔ اقتلوا۔ اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ۔ کما کتبنا علی بنی اسرائیل یعنے اگر ہم ان لوگون پر یہ فرض کرتے کہ تم اپنی جانونکو قتل کرو یا اپنے گھرون سے خارج ہو جاؤ جیسے ہمنے بنی اسرائیل پر یہ حکم واجب کیا تھا یعنے جیسے بنی اسرائیل پر گناہ گوسالہ پرستی کی توبہ مین اپنی جانون کا قتل کرنا فرض کیا تھا۔ اور فرعون کے ملک سے راتون رات بھاگ جانیکو فرض کیا تھا تو بھلا انکا کیا حال ہوتا جبکہ خفیف معاملہ مین یہ حالت ہو۔ چنانچہ فرمایا۔ مَّا فَعَلُوْهُ۔ تو نہ کرتے اسکو ای المکتوب علیہم۔ یعنے اس چیز کو نہ کرتے جو موافق مذکورۂ بالا کے انپر فرض کی جاتی۔ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ۔ مگر تھوڑے انمین سے ف بالرفع علی البدل والنصب علی الاستثناء۔ یعنے اکثر کی قرات مین قلیلٌ بالرفع ہو بنا بر آنکہ بدل ہو فعلوا کی واو مرفوع سے اور ابن عامر کی قراءۃ مین الا قلیلاً منصوب باستثنا ہو۔ حاصل معنے یہ کہ اگر بنی اسرائیل کی طرح ہم انپر بھی اپنا قتل کرنا یا وطنون سے نکلنا فرض کرتے تو اسکو بجا نہ لاتے مگر تھوڑے۔ اور یہ بنا بر علم قدیم ازلی کے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے علم مین جو ہوا اور جو ہوگا اور جو نہوگا سب معلوم ہو۔ پھر واضح ہو کہ استثنا کی صورت مین یہ توقعی ہو کہ قلیل مومنین ہین پس مستثنیٰ منہ اگر منافقین ہین جیسا کہ بیان ہوا تو استثنا متصل نہوگا اور اگر عام ہو یعنے ما فعل الناس الا قلیل۔ جیسا کہ تفسیر ابن ... ظاہر ہو تو وجہ اتصال بھی ممکن ہو مگر تامل سے خالی نہین فافہم اور ابن جریر نے ابو اسحق سبیعیؒ سے روایت کی کہ جب یہ آیت اُتری تو ... کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمکو ایسا حکم کرتا تو ہم بجالاتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہو کہ اُسنے ہمکو عافیت دی پھر رسول اللہ صلعم کو یہ خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ میری امت مین ... کہ مضبوط پہاڑون سے بھی زیادہ انکے دلون مین ایمان جما ہوا ہو وقد رواہ ابن ابی حاتم۔ اور سدیؒ سے ہو کہ ثابت بن قیس بن شماس اور ایک یہودی ... مفاخرت پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس اثر کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے مرسلاً روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر یہ حکم نازل ہو ... ابن قلیل مین سے ہوتا۔ مترجم کہتا ہو کہ ابن ام عبد یعنے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور شریح بن عبید کی روایت مین ہو کہ الا قلیل پڑھنے مین حضرت صلعم نے عبداللہ بن رواحہ کیطرف اشارہ ...

Marfat.com

ین سے ہوتا (رواہ ابن ابی حاتم)۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ۔ من طاعۃ الرسول اور اگر یہ لوگ عمل مین لاتے جو انکو
نصیحت کی جاتی ہے ف کہ رسول اللہ صلعم کی فرمانبرداری کرین۔ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا۔ تحقیقا لایمانہم۔ تو انکے
حق مین بہت بہتر ہوتا اور بہت شدید و مضبوط ہوتا از راہ تحقیق کے انکے ایمان کے لیے یعنے انکے ایمان کے خوب محقق و ثابت ہونے کے لیے یہ امر
اشد ہوتا۔ وَّاِذًا۔ ای لو ثبتوا۔ اور اسوقت مین ف یعنے جب تثبیت کرتے۔ گو یا کہا گیا کہ فماذا لہم اذا ثبتوا۔ انکے لیے کیا بزرگی حاصل
ہوگی اگر تثبیت اختیار کرین تو فرمایا۔ لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ۔ ہم عطا فرماتے اپنے پاس سے یعنے محض فضل سے انکو۔ اَجْرًا عَظِيْمًا
ہو الجنۃ۔ ثواب عظیم ف وہ جنت ہے یعنے ادنیٰ اسکا یہ ہے۔ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔ اور ہم انکو راہ مستقیم کی ہدایت
دیتے ف یعنی راہ اسلام کی ہدایت دیتے۔ کذا فسرہ ابن عباس اور بعض نے کہا کہ صراط مستقیم یہان علوم معرفت وادراک بعض غیب
ہین بذریعۂ فضل الٰہی کے اور حدیث مین ہے کہ من عمل بما علم ورثہ اللہ علم مالم یعلم (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ) جسنے عمل کیا اسقدر
علم پر جسکو جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی ارث مین اسکو ایسی چیز کا علم دیتا ہے جو نہین جانتا تھا۔ (رواہ ابو نعیم)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول کی — تو ایسے لوگ ہونگے ساتھ ان انکے جنپر انعام کیا ہے اللہ نے — نبیون

وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ

و صدیقون — اور شہیدون — اور پرہیزگارون کے — اور اچھے ہین ایسے لوگ — رفیق — یہ تو — فضل ہے

مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝

اللہ کی طرف سے — اور اللہ کافی ہے — جاننے والا

ع ۱۱
۹

جاننا چاہیے کہ اس آیت میں اہل طاعت کا ثواب بیان فرمایا جیسے پہلی آیات مین ان لوگونکے حق مین وعید ومذمت ہو چکی جو نافرمان ہون
خواہ اسطرح کہ دل سے منافق ہون یا اسطرح کہ لغزش کھاتے ہون مگر دراصل منافقون کی مذمت مقصود ہے اور ضمناً ان لوگونکو بھی نصیحت کی گئی
جنکے پاؤن پھسلین جیسے حدیث صحیح مین جھوٹا وعدہ کرنا اور امانت مین خیانت کرنا اور خصومت مین فجور کرنا اور جھوٹ بولنا ہر ایک کو خصلت نفاق
فرمایا ہے حالانکہ باوجود ایمان کے ان افعال بد کا صادر ہونا ممکن ہے الغرض ان لوگونکے حق مین وعید ونصیحت کے بعد اس آیت کریمہ مین سچے مطیع
فرمانبردارون کیواسطے اپنا انعام وفضل بیان فرمایا۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ۔ فیما امر بہ۔ اور جس بندہ کی یہ صفت ہو کہ اسنے
اور رسول کی فرمانبرداری کی ف یعنے اللہ تعالیٰ نے بوحی جلی قرآن مجید مین جو حکم دیا ہے یا بوحی خفی بزبان رسول اللہ صلعم حکم دیا ہے
فرمانبرداری کی تو اسکا درجہ بلند ہے۔ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔ تو ایسے بندے ان بزرگ بندون کے
ساتھ ہین جنپر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ف اور نماز مین ہر وقت اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم سے وہ اسی کی آرزو
کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اسکی دعا قبول کرکے انھین اہل انعام کی رفاقت نصیب فرمائی جنکا بیان یہ ہے مِّنَ النَّبِيّٖنَ۔ یعنے اہل انعام
انبیاء علیہم السلام ہین۔ وَالصِّدِّيْقِيْنَ۔ دوم صدیق ہین ف افاضل اصحاب الانبیاء لمبالغتہم فی الصدق والتصدیق۔ یعنے
صدیقین جمع صدیق کی بربنا مبالغہ اور یہ صفت اُن لوگون کی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے یارون مین سبسے افضل ہوتے تھے اور یہ لقب اسوجہ سے
ہے کہ وہ صدق مین یعنے ظاہر و باطن سچے ہو نیمین اور تصدیق یعنے احکام حق عزوجل وکلام نبوت کی تصدیق کرنیمین بہت کامل درجہ پر تھے یعنے

Marfat.com

اللہ عزوجل نے اپنی ہدایت سے انکو یہ مرتبہ کرامت کیا اور یہ زبانی کلام کے مبالغہ سے نہین ہو سکتا اور بعض نے [illegible]
صدیقین سے خاص ابوبکر رض کو مراد لیا اور تحقیق یہ ہی کہ ہمیشہ ہر زمانہ مین جو پیغمبر ہوا اُسکی امت مین صدیقین ہوئے ہین اور جیسے انبیا علیہم السلام
مین مراتب ہین اسیطرح صدیقین مین مراتب ہین اور سب سے افضل انبیا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو سب صدیقین سے افضل ابوبکر رض
ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین ہر زمانہ مین صدیق ہونگے لیکن حضرت ابوبکر الصدیق سب سے افضل ہین پچھلون مین جو واقع ہوتا ہی
اور باقی یہ امت ہی تو نبی فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور صدیق اکبر حضرت ابوبکر عبداللہ بن عثمان التیمی رضی اللہ عنہ متعین ہین اسواسطے بعض
تخصیص سے تفسیر کی اور حدیث مین حضرت عائشہ رض سے ثابت ہی کہ حضرت صلعم فرماتے کہ جو نبی مریض ہوا وہ دنیا و آخرت مین اختیار دیا جاتا ہی پھر جس مرض
مین آپنے وفات فرمائی اُسمین آپکو بحۂ شدید طاری ہوا تو مین نے سُنا کہ آپ فرماتے تھے مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین
پس مین نے جان لیا کہ اسی کو آپنے اختیار فرمایا رواہ البخاری ومسلم۔ اور حدیث صحیح مین ہی کہ آدمی جھوٹ بولتا اور اسیکا قصد کرتا رہتا ہی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ
کے نزدیک کذاب لکھ لیا جاتا ہی اور آدمی سچ بولتا اور برابر اسیکا قصد کرتا ہی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ لیا جاتا ہی اور واضح ہو کہ بعض جھوٹ
ایسا سخت ہوتا ہی کہ جیسے مسیلمہ یمامی نے نبوت کا دعویٰ کیا پس کذاب ہوا اور بعض صدق ایسا ہوتا ہی کہ جیسے حضرت ابوبکر رض نے آنحضرت صلعم کی نبوت و معراج کی تصدیق
کی پس صدیق ہوے اور صحیح مین ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مین نے کسی پر اسلام نہین پیش کیا مگر آنکہ اسکو کچھ ذرا سا درنگ ضرور ہوا سواے ابوبکر کے کہ فوراً ایمان لائے یہان
ایک لطیفہ ہی کہ حضرت صلعم پر مسیلمہ کذاب پہلے اسلام لایا تھا پھر خود دعویٰ کرکے کذاب اکبر ہوا تو اسکو آپکے صدیق اکبر حضرت ابوبکر رض نے قتل کیا پس کذاب اکبر کو صدیق اکبر نے
قتل کیا والحمد للہ رب العالمین۔ پھر واضح ہو کہ مرتبہ نبوت و صدیقیت محض فضل اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے وہ کسی کو حاصل ہونا ممکن نہین مگر جسکو اللہ تعالیٰ نے
ازل مین پسند کیا بعد آپ کے حضرت ابوبکر رض سواے نبوت کے آپکی جگہ قائم ہوے اور اکابر اہل معرفت متفق ہین کہ یہی مرتبہ قطب الاقطاب ہے یعنے جو
ولی کہ آنحضرت صلعم کے قدم پر ہو وہ قطب الاقطاب ہی اور وہ ہر زمانہ مین فقط ایک ہی ہوتا ہی اور اسکے دو وزیر دائین و بائین ہوتے ہین پس آنحضرت
صلعم کے وزیر ابوبکر و عمر تھے اور بہت سی حدیثون سے اس امر کا استیناس ہوتا ہی چنانچہ صحیح کی حدیث مین گاے کے بولنے کا قصہ اور آپ کا فرمانا کہ
مین ایمان لایا اور ابوبکر و عمر۔ حالانکہ یہ دونون اسوقت موجود نہ تھے۔ اور دوسری حدیث کہ نماز کو تشریف لاتے اور صحابہ مین کوئی ہیبت سے
نظر نہ اُٹھاتا سواے ابوبکر و عمر کے فقط یہی دونون ایسے تھے کہ آپ انکی طرف دیکھکر مسکراتے اور یہ بھی مسکراتے۔ اور وہ حدیث کہ آپ نے فرمایا کہ
خلقت مین مین اور ابوبکر و عمر ایک ہی مٹی سے ہین اور تصدیق اسکی یہ موجود کہ ایک ہی جگہ مدفون ہین حالانکہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ آدمی وہین
مدفون ہوتا ہی جہان کی مٹی ہی مترجم اگر وجوہ کو نقل کرتا جاوے تو کلام دراز ہو جائیگا اور اصل مطلب دور پڑ جائیگا اسیقدر پر اکتفا کرنا چاہیے
اور جہالت و رعونت نفس سے انکار نہ کرنا چاہیے حالانکہ اگر کچھ سمجھ کا نور ملا ہی تو اسیقدر بس ہی پھر سنو کہ حضرت صلعم کے یہ دونون وزیر تھے جیسا کہ حدیث ترمذی
مین ہی کہ میرے دونون وزیر سماوی تو جبرئیل و میکائیل ہین اور دونون وزیر ارضی ابوبکر و عمر ہین الحدیث حسن و من تکلم فیہ اخطأ۔ پھر بعد آپ کے حضرت
ابوبکر کے دائین وزیر حضرت عمر رض اور بائین عثمان ہوے پھر عثمان کے دائین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بائین حضرت حسن رض تھے اور یہان تقدیر حق عزوجل میں جاری
تھی جو کچھ جاری تھی اور ہوا جو ہوا اور باعث فتنہ مروان بن الحکم تھا۔ اور یہ بھید ویسا ہی ہی جیسا حضرت ابوہریرہ رض نے فرمایا اگر مین [illegible]
زبان سے نکالون تو تم میرا گلا کاٹ ڈالو۔ اور حضرت حذیفہ کی حدیث بخاری مین کہ پھر عمر رض نے کہا کہ بھلا وہ دروازہ جو درمیان مین آیا [illegible]
یا کھل جائیگا الحدیث اسمین صریح ہی کہ عمر رض اس بھید کو خود جانتے تھے اور حذیفہ رض تو صاحب سر رسول اللہ صلعم معروف تھے پھر اکابر اہل [illegible]
کہا ہی کہ جو بجاے حضرت ابوبکر صدیق رض کے ہوتا گیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صدیق ہوتا گیا کہ اپنے وقت والون مین سب سے افضل و [illegible]

Marfat.com

مین خلافت نبوت کچھ دنیا والون کے غافل نظر کے موافق ریاست وسلطنت نہ تھی اسیواسطے حضرت عثمان رض نے ترک خلافت سے انکار کیا اور
حضرت صلعم نے بھی فرمایا تھا کہ تو اس خلعت کو جو اللہ تعالیٰ پہنا دے لوگون کے کہنے سے مت اتارنا کما فی الحدیث مترجم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق
وکرم سے اس مختصر تقریر مین جو مرد صالح کے لیے مفید و مزید ہی یہ اظہار کردیا کہ اعلیٰ صدیق ہر امت مین وہ تھا جو اپنے نبی علیہ السلام کے وقت مین
اس مرتبہ کو پہونچا اور وہ خلت خاص ہی اور حضرت صلعم نے خود ابوبکر صدیق کو فرمایا کہ۔ الا ان صاحبکم خلیل اللہ جیسا کہ صحیح کی روایت مین ہی
اگرچہ بعض نے کہا کہ مراد بنفس نفیس ہی واللہ تعالیٰ اعلم - پھر اسوقت کے بعد بھی مرتبہ صدیقیت حاصل ہوتا ہی مگر نہ اُس اونچے رتبہ کا واللہ تعالیٰ اعلم
اور آیت کریمہ مین ترتیب بروجہ کمال ہی اول النبیین دوم والصدیقین - سوم - **وَالشُّهَدَآءِ** - القتلی فی سبیل اللہ - یعنے جو راہ خدا مین
قتل ہوے - اور بعض نے کہا کہ مخصوص عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہین اور اوپر معلوم ہوا کہ تخصیص ٹھیک نہین ہی - ہان آمین یہ استیناس ہی
کہ چارون مراتب کمال ہین - چونکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ مرتبہ تھا وہ شہید نہوے اور باقی شہید ہوے ہین - وہ افضل ہین مرتبہ مابعد سے
یعنے **وَالصّٰلِحِيْنَ** - غیر من ذکر - یعنے جو مذکور ہوا انبیا و صدیقان و شہیدان کے سوے جو لوگ مقبولان حق ہین وہ صالحین ہین -
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا - یعنے کیا اچھے ہین ایسے لوگ جو مذکور ہوے بلند مرتبہ بزرگ اخلاق والے رفیق ہونیکو - ای رفقاء فی الجنۃ
بان یستمتع فیہا برویتہم وزیارتہم والحضور معہم وان کان مقرہم فی درجات عالیۃ بالنسبۃ الی غیرہم - یعنے لفظ رفیق مانند صدیق و خلیل کے واحد
و جمع دونون کو کہا جاتا ہی اسیواسطے آیت مین جمع نہین آیا اور مراد جمع ہی ای کیا اچھے ہین یہ لوگ رفقاء جنت مین بانیطور کہ جنت مین انکے دیدار اور
زیارت سے اور انکے ساتھ حاضر ہونے سے فیض اُٹھا دے اور جناب باریتعالیٰ کا دیدار پاوے اگرچہ یہ لوگ بہ نسبت اورون کے درجون مین
اونچے ہونگے **بیضاوی**رح نے لکھا کہ انکے چار اقسام باعتبار علم و عمل کے بیان فرمائے اور تمام لوگونکو برانگیختہ فرمایا کہ انسے پیچھے نہ رہین پس انبیاء تو کمال
علمی و عملی سے تجاوز کرکے دوسرونکی تکمیل کے درجہ تک پہونچے - اور صدیقین نے درجہ اعلاء عرفان تک پہونچکر حقائق اشیاء سے خبر دی - اور شہداء نے اظہار حق
و نفی باطل مین اپنی جان دی - اور صالحین نے عمر عبادات مین و مال مرضیات مین صرف کرکے نیکنامی حاصل کی - ہذا حاصل کلامہ - بالجملہ اس مین
بشارت ہی کہ اہل ایمان کو ان بزرگونکی رفاقت نصیب ہوگی - اور **مفسر جلال**رح نے اسکے سبب نزول مین لکھا - قال بعض الصحابۃ للنبی صلعم
کیف نراک فی الجنۃ وانت فی الدرجات العلیٰ ونحن اسفل منکم - یعنے بعضے صحابہ نے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ ہم آپ کو جنت مین کیونکر دیکھین گے
آپ تو اعلیٰ درجات مین ہونگے اور ہم آپ سے نیچے ہونگے تب یہ آیت نازل ہوئی - اور کمالین مین جو لکھا کہ بعض سے مراد ثوبان رضی اللہ عنہ ہین تو
مفسر رح کے کلام پر منطبق نہین اسلیے کہ نحن کا اور نراک کا صیغہ جمع ہی اس سے ظاہر ہی کہ اکیلے ثوبان رض نہین تھے اور ابن جریر نے بسند جید ربیع بن انس سے
مرسلاً روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپس مین کہا کہ نبی صلعم کو فضیلت سے اونچے درجے ملین گے پھر آپ پر ایمان لانے والون کا کیا حال ہوگا
جب جنت مین مجتمع ہوے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارہ مین یہ آیت نازل فرمائی پھر نبی صلعم نے فرمایا کہ اونچے درجہ والے اُتر کر باغ مین نیچے والونکے ساتھ
جمع ہوکر انعام الٰہی کے بیان اور اللہ تعالیٰ پر ثنا کرینگے اور آیت کریمہ فہم فی روضۃ یحبرون سے شاہد سمجھا یا - وقد روی من وجہ آخر مرفوعا - سبحان اللہ
یہی صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جنکی محبت کا یہ حال ہی کہ جنت اور اسکی قصور و نعمتون مین انکا دل اسی طرف لگا ہوا ہی کہ یہ سب سہی مگر آنحضرت پاک
صلی اللہ علیہ وسلم تو چھوٹ جاوینگے آخر اضطراب ہوا کہ کہان آپ اونچے درجات مین اور کہان ہم نیچے درجات مین - جنت مین یہ غم کیسا - یہین
خوب ہین کہ دیدار سے مشرف ہین ؎ بس وہی صحرا ہی باغ و بوستان - ہو جہان رونق فزا وہ نور جان - اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ ایک مرد آیا
رسول اللہ صلعم کے پاس اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ مجکو میری جان سے اور میری آل سے و میری اولاد سے زیادہ محبوب ہین اور مین گھر مین

Marfat.com

ہوتا ہون اور آپ مجھے یاد آجاتے ہین تو مجھے صبر نہین آتا یہانتک کہ مین آکر آپ کو دیکھ لیتا ہون تب چین آتا ہی اور جب [illegible]
یاد کرتا ہون تو جانتا ہون کہ آپ تو جب جنت مین داخل ہونگے تو اونچے درجون پر جاوینگے اور انبیا علیہم السلام آپکے ساتھ ہونگے [illegible]
جنت مین داخل کیا گیا تو بھی مجھے خوف ہی کہ آپ کو نہ دیکھنے پاؤن - پس نبی صلعم نے کچھ جواب نہین دیا یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی [illegible]
مردویہ والطبرانی وقال الحافظ الضیاء المقدسی اسنادہ لاباس بہ - اور اسیکے مانند حضرت ابن عباس سے بھی ابن مردویہ نے روایت کیا اور نیز [illegible]
مرسلاً سعید بن جبیر وشعبی ومسروق وعکرمہ وقتادہ سے ابن جریر رحمہ اللہ نے روایت کیا ہی اور ربیعہ بن کعب الاسلمی سے روایت ہی کہ مین رات کو نبی صلعم [illegible]
وہان بسر کیا کرتا اور آپ کے وضو وحاجت کے واسطے پانی وغیرہ لایا کرتا ایکبار آپ نے فرمایا کہ کچھ مانگ مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ جنت مین
آپ کی رفاقت مانگتا ہون آپ نے فرمایا کہ یا اور اسکے سواے - تو مین نے عرض کیا کہ حضور مین تو یہی مانگتا ہون آپ نے فرمایا کہ تو اس آرزو مین
مجھے اسطرح مدد دے کہ کثرت سے سجدے کیا کر - رواہ مسلم - عمرو بن مرہ جہنی سے روایت ہی کہ ایک مرد نے آکر نبی صلعم سے عرض کیا کہ مینے صدق دل سے
گواہی دی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور پانچون وقت کی نماز پڑھی اور اپنے مال کی زکوٰۃ دی اور ماہ رمضان کے روزے رکھے تو
آپ نے فرمایا کہ جو ایسے حال پر مرا وہ قیامت مین نبیون وصدیقون وشہدا کے ساتھ ہوگا اسطرح یعنے اپنے دو انگلیان اُٹھائین اور فرمایا بشرطیکہ
اُسنے والدین کی نافرمانی نہ کی ہو - رواہ احمد اور ایک حدیث مین یہ کرامت ملنے کے لیے فی سبیل اللہ - یعنے جہاد مین ہزار آیات پڑھنا آیا ہی کما رواہ احمد
اور ابو سعید خدری رضہ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء - یعنے تجارت کرنے والا اپنے معاملہ مین
سچا امانت دار قیامت مین انبیا وصدیقون وشہدا کے ساتھ مین جگہ پاویگا - رواہ الترمذی وحسنہ - اور مراد یہ کہ شریعت پر قائم ہو اور تجارت
کے معاملہ مین ایسا ہو اور ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت والے اہل غرفہ کو اوپر نظر اُٹھا کر باریک نظر سے باہم ایک
دوسرے کو دکھلاوینگے بسبب انکی بلندی درجہ کے جیسے تم یہان چمکتے دور کے تارے کو آسمین دکھلاتے ہو - صحابہ رضہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ تو
انبیاء علیہم السلام کے درجے ہونگے انکو کوئی اور نہین پاویگا آپ نے فرمایا کہ کیون نہین قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی
وہ مرد پاوینگے جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور رسولون کی تصدیق کی ہی - رواہ البخاری ومسلم - اور اہل تفسیر نے ذکر کیا کہ یہ آیت کریمہ حضرت
ثوبان رضہ کے حق مین جو رسول اللہ صلعم کے آزاد کیے ہوے تھے اور حضرت صلعم سے نہایت ہی محبت رکھتے اور بے آپ کے بہت کم صبر کرسکتے تھے
نازل ہوئی ہی - اور حضرت انس رضہ سے روایت ہی کہ ایک مرد نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ قیامت کب ہی آپ نے فرمایا کہ تو نے
اسکا کیا سامان کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ یارسول اللہ سامان میرے پاس تو کچھ نہین مگر یہی کہ مین اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کو بہت چاہتا ہون
آپنے فرمایا کہ تو اسیکے ساتھ ہوگا جسکو تو چاہتا ہی شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ ان سب سے بڑھکر وہ بشارت ہی کہ جو صحیح ومسانید وغیرہ مین متواتر
طریقہ سے ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلعم سے سوال کیا گیا کہ ایک مرد ایسا ہی کہ ایک قوم سے محبت رکھتا ہے
اور اُنسے لاحق ہونا اسکو نصیب نہوا تو فرمایا المرء مع من احب - آدمی اسکے ساتھ ہوگا جسکو محبوب رکھے حضرت انس رضہ نے کہا کہ مسلمین کو ایسی
خوشی کبھی نہین ہوئی تھی جیسے اس حدیث سے کمال خوشی ہوئی - اور ایک روایت مین انس رضہ نے بعد اس حدیث کے روایت کرنے کے
کہا کہ مین تو ابوبکر وعمر کو محبوب رکھتا ہون اور امیدوار ہون کہ اللہ تعالیٰ مجھے انکے ساتھ اُٹھاوے اگرچہ مین نے انکے اعمال خیر کے سے
نیک کام نہین کیے ہین - ذٰلِکَ - اے کونہم مع من ذکر - یہ یعنے مطیع اللہ ورسول کا ان بزرگ بندون کے ساتھ مین ہونا کچھ اسکے
اعمال پر منوط نہین ہی بلکہ اَلْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ فضل ہی اللہ کی طرف سے - تفضل بہ علیہم لا انہم نالوہ بطاعتہم

Marfat.com

فضل کردیا ان مطیع بندونپر اور یہ ظاہر ہی کہ انھون نے اپنی طاعت کی وجہ سے اس کرامت کو پایا ہو۔ پس ذلک مبتدا اور الفضل خبر ہی۔ یہ آیت کریمہ مع احادیث
شریفہ کے کمال امید کا مقام ہی اور مترجم امید کی نگاہ سے تکتا ہی اپنے آپکو اس لائق بھی نہین دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پاک و اصحاب ابرار و
اہل بیت اطہار و تابعین و ائمہ مجتہدین و سلف صالحین کی محبت کا دعویٰ کرے لیکن یہ اعتقاد رکھتا و یقین کرتا اور کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پاک
صلعم کی محبت مجھپر فرض ہی اللہ تعالیٰ مجھے اس نعمت سے سرفراز فرماوے لہذا برادران ایمانی سے دعا چاہتا ہی اور اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہی امید ہی کہ قبول
فرماوے اور میرا اور تمام برادران ایمان از اہل سلام کا خاتمہ اسی محبت پر بخیر کرے اللھم آمین یا حی یا قیوم انت ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین پھر فرمایا۔ وَكَفٰى
بِاللّٰهِ عَلِيمًا۔ بثواب الآخرۃ فتقوا بما اخبرکم بہ ولا ینبئک مثل خبیر۔ اور کافی ہی اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا۔ یعنے علیم بثواب آخرت ہی پس بھروسا کر واسی کے
فرمانے پر جسکی تمکو خبردی اور خود فرمایا ہی ولا ینبئک مثل خبیر۔ اور نہین آگاہ کریگا تجکو کوئی ویسا کہ جیسا کوئی خبیر آگاہ کرے جو کسی شی سے خوب خبردار ہی اور یہ معلوم کہ
اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہی پس جو اسنے خبردی سب پر ہمارا ایمان و یقین ہی والحمد للہ رب العالمین ف عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ ولو انا کتبنا علیھم ان اقتلوا الآیۃ۔
اللہ تعالیٰ نے اسمین اپنے اخبار سے شکایت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی مین اپنے نفس کو قربان کرنیمین قصور کرتے ہین اور اسمین اہل محبت کو آگاہ کیا کہ وہ اوتعالیٰ
کی طرف پہونچ نہین سکتے مگر اسی طور سے کہ اپنی مراد چھوڑ کر اوتعالیٰ کی مراد کو پسند کرین اور یہ شکایت کچھ انکے محل ایمان پر وارد نہین ہی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے
فضل سے سچائی و اخلاص و ایمان و یقین پر ہو کر اس سے واصل ہوے ہین ولیکن یہ شکایت ہی کہ کوئی سختی وارد ہونے پر اپنے نفس سے پورا معارضہ نہین
کرتے ہین بلکہ نفس اس لائق ہی کہ معارضہ کرتا ہی پس شکایت فرمائی کہ اکثرون کے نفوس معارضہ کرتے ہین سواے انکے جو محبت مین قوی و مستقیم ہین
اور ایسے قلیل ہین۔ پھر خبردی کہ قتل نفوس بریاضت و مجاہدات اور ہجرت کرنا خطا و گناہون سے اور بد باتو نکا چھوڑنا یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی
نشانیان ہین اور محمد بن الفضل نے فرمایا کہ قتل کرو اپنے نفوس کو اس طرح کہ نفوس کی خواہشون سے خلاف کرو اور دیار سے اخراج کے یہ معنے
دنیا کی محبت اپنے دلونسے نکالو۔ یعنے تم اس دنیا سے خارج ہو اسطرح کہ اس سے تعلق خاطر قطع کردو۔ پھر جو فرمایا کہ اسکو تھوڑے بندون نے کیا پس
مراد یہ ہی کہ انکی تعداد کم ہی حالانکہ درحقیقت از راہ معنے کے یہ لوگ بہت ہین اور یہ وہ لوگ ہین جنکو توفیق اور ولایت صادقہ حاصل ہوئی ہے۔ اور
حق سبحانہ تعالیٰ نے مقام مجاہدہ کو مقام مشاہدہ سے ملا دیا۔ اور ظاہر فرمایا کہ جسنے واجب حقوق مین قصور کیا وہ بلند درجات کو نہین پہونچیگا اور یہی
فرمایا بقولہ ولو انھم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیرا لھم یعنے مشاہدۂ الٰہی مین انکا باقی ہونا انکے لیے اس سے بہتر ہی کہ دنیا مین اپنے نفوس کے ساتھ باقی رہین
مگر وصول اس درجۂ عالی پر قتل نفوس کے ساتھ مرہون کیا چنانچہ فرمایا ولو انھم فعلوا۔ یعنے ایسا کرنا شرط ہی پھر دوسری آیت سے اور زیادہ واضح کردیا
جو ہم نے لکھا ہی چنانچہ ارشاد فرمایا۔ واذا لآتیناھم من لدنا اجرا عظیما۔ یہ اجر عظیم مشاہدۂ ازلی و ابدی ان بندون کو نصیب ہوتا ہے جو
اپنے نفوس کو قتل و فنا کرکے بقاء حق مین باقی ہوگئے ہین۔ وقولہ ولھدیناھم صراطا مستقیما۔ یعنے ہم انکو راہ دیتے صفات کی معرفت و اسکے طریقو نکی
اور فنا ہو کر ذات تبارک و تعالیٰ کی بقا سے باقی ہونے کی پاک ہی وہ پروردگار جو ہر اشارہ و ایمان سے برتر ہی اور ہر وہم و گمان سے منزہ ہی۔ اور صراط
مستقیم وہ نکرت کے بعد معرفت ہی اور ہر علت سے قدم مقدس کی پاکی بیان کرنا اور جاننا و یقین کرنا پھر قولہ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین الآیۃ
اسمین خبردیدی کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت درحقیقت نہین حاصل ہوتی مگر بعد مشاہدہ حاصل ہونے کے۔ اسواسطے کہ حقیقت طاعت تو محبت ہی سے
ہوتی ہی اور محبت جب ہی ہوتی ہی کہ دیدار و مشاہدہ حاصل ہوجاوے حاصل آنکہ جسنے اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی اسکی محبت کے ساتھ اسکے مشاہدہ مین کیونکہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی۔ تعبد اللہ کانک تراہ۔ یعنی مرتبۂ احسان یہ ہی کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اسطرح کہ گویا تو اسکو دیکھتا ہی پھر اگر تو
نہ دیکھے تو وہ تمکو دیکھتا ہی اور بعضے اکابر نے تصریح کردی کہ یہ مرتبۂ اہل کمال ہی پھر جانو کہ رسول اللہ صلعم کی طاعت تو جب ہی کہ رسول صلعم کی معرفت

حاصل ہوا اور یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہوتی ہے۔ اور حاصل یہ کہ جو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اس درجہ کو پہونچا وہ اہل اللہ تعالیٰ سے
وہ اللہ تعالیٰ کے انبیا و شہداء و اولیا کے مشابہ ہے اور دنیا و آخرت میں انکا رفیق ہوگا اور یہی معنے ہیں قولہ فاولٓئک مع الذین انعم اللہ علیہم
پس انبیا پر انعام یہ ہے کہ انکو اپنی ذات و صفات کے علوم عطا فرمائے اور درجہ قرب و مشاہدہ عطا کیا اور ملک و ملکوت کے خزائن غیب پر انکو مطلع کیا
اور صدیقین پر یہ کرامت ہے کہ کرامات روشن دیدیں اور انوار صفات سے انکی آنکھیں منور کرکے کھولدیں۔ اور شہداء پر اسکا انعام ہے کہ جنہوں نے اپنا
خون بہا میں اپنے دیدار جمال سے مکرم کیا۔ اور صالحین پر یہ انعام ہے کہ لطائف نیکوکاری انکو ظاہر کردیں تاکہ اس سے مالوف ہوکر اسکی خدمتگزاری
میں مضبوط و مستقیم رہے وقال تعالیٰ وحسن اولٓئک رفیقا۔ اسکے معنے یہ ہیں کہ کیا خوب ہے انکی مرافقت اللہ تعالیٰ کے مطیع سے اور کیا اچھی ہے مرافقت
اللہ تعالیٰ کی ایسے بندوں سے جو اللہ تعالیٰ کیواسطے انکے مطیع ہوئے ہیں یعنے اللہ تعالیٰ نے صریح تو ان نیک بندوں کی مرافقت فرمائی اور ان کی
مرافقت بالطاف الٰہی بطور خاص ہے پس گویا یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرافقت ان مطیع لوگوں کو حاصل ہوگی جیسے کہا جاوے کہ خدمتگزار کیواسطے
درگاہ بادشاہی کی سیر و بساط قرب کی فرحت کیا خوب ہے حالانکہ جو وہاں تک پہونچا وہ بادشاہ کی زیارت سے ضرور مشرف ہوگا۔ ایسا ہی یہاں ہے کیونکہ
ان بزرگوں کی منزلت و درجات ایک دوسرے سے قریب ہیں اسواسطے کہ مرافقت تو ہو نہیں سکتی الا اسی طور سے کہ مقامات میں موافقت ہووے
پس انبیا علیہم السلام تو وہ بندے ہیں جنہوں نے سمع خاص سے اخبار الٰہی کو سنا ہے اور صدیقین وہ ہیں جو رضا و خوب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت میں
رہے یعنے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر و رضا تھی اسپر موافقت سے قائم رہے اور نور بقاء کے مشاہدہ میں باقی رہے اور شہداء وہ ہیں کہ سطوت عظمت
میں شدت محبت سے قتل ہوئے اور صالحین وہ لوگ ہیں کہ امتحان سے سلامت نکلے اور نعمت جنت و راحت کو پایا اور جلال جمال کو دیکھتے ہیں اور
یہاں مرسلین کو ذکر نہیں فرمایا کیونکہ وہ غیب میں اور غیب الغیب میں غائب ہیں انکو حق عزوجل نے پردۂ غیب میں جگہ دیدی ہے مخلوق میں سے
کوئی انکے حال پر مطلع نہیں ہوتا مگر اسوقت کہ درگاہ عظمت سے ظاہر ہوتے ہیں فارس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انبیا کے درجوں کا جو ادنیٰ ہے وہ صدیقین کے
درجوں کا اعلیٰ ہے اور جو صدیقین کا ادنیٰ درجہ ہے وہ شہدا کا اعلیٰ درجہ ہے اور جو شہدا کا ادنیٰ درجہ ہے وہ صالحین کا اعلیٰ درجہ ہے اور صالحین میدان
شہداء میں اور شہداء میدان صدیقین میں اور صدیقین میدان انبیا میں اور انبیا میدان مرسلین میں موجود ہوتے ہیں قال المترجم معیت
وساتھ ہونے کے یہ معنے ہیں اور اوپر اثر ربیع بن انس مذکور ہوا جو اسپر دلالت کرتا ہے فافہم۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوِ انْفِرُوا جَمِيعًا ۝ وَإِنَّ مِنْكُمْ
اے ایمان والو کرلو اپنی خبرداری پھر کوچ کرو جُدی فوج یا سب اکٹھے اور تم میں

لَمَنْ لَيُبَطِّئَنَّ ۚ فَإِنْ أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ
کوئی ایسا ہے کہ البتہ دیر لگاویگا اور پھر اگر تمکو مصیبت پہونچے کہے اللہ نے مجھپر فضل کیا کہ میں نہ ہوا اُنکے ساتھ

شَهِيدًا ۝ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ كَأَنْ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ
اور اگر تمکو پہونچا فضل اللہ کی طرف سے تو اسطرح کہنے لگے کہ گویا نہ تھی تم میں اور اُسمیں کچھ دوستی

يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝
اے کاشکے میں ہوتا اُنکے ساتھ تو بڑی مراد پاتا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ من عدوکم ای احترزوا منہ وتیقظوا لہ یعنے اے ایمان والو اپنا بچاؤ پکڑو اپنے

[illegible] اے دشمن سے احتراز اختیار کرو اور بیدار و ہوشیار رہو قال ابن کثیر یہ مستلزم ہی کہ سامان تیار رکھین دشمن کے واسطے باین طور کہ ہتھیار رکھو اور تعداد و سامان ضروری کو تیار رکھین مترجم کہتا ہی کہ معنے یہ کہ ایسا سامان کرنا بھی واجب ہی اور زمانہ کے مسلمانون نے خطا کی کہ بیت المال خالی اور سامان سے ننگے لچے ہوگئے اور ایسی صورت مین مدد الٰہی بھی اُٹھ جاتی ہی کیونکہ خلاف کیا اس حکم کا کہ حذر و سامان رکھو۔ فَانْفِرُوْا۔ انھضوا الی قتاله۔ قصد کر کے چل نکلو دشمن سے لڑنے کے واسطے اور یہی نفر فی سبیل اللہ ہی حاصل آنکہ سامان جمع کر کے چلو دشمن سے لڑائی کو۔ ثُبَاتٍ۔ متفرقین سریۃ بعد اخری۔ خواہ متفرق ہو کر ایک سریہ بعد دوسرے کے۔ اور سریہ وہ جماعت کہ چارسو یا کم ہون اور اہل السیر کی اصطلاح مین وہ لشکر جسمین حضرت صلعم خود تشریف نہین لے گئے۔ اور ثبات جمع ثبۃ بمعنے جماعت ای جماعات متفرقہ اور علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ فانفروا ثبات ای عصبا اور مراد اس سے متفرق سلوا ہین۔ اَوِانْفِرُوْا جَمِيْعًا۔ مجتمعین یا جاؤ جمیعًا ای درحالیکہ سب مجتمع ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ہی مجاہد و عکرمہ و سدی و قتادہ و ضحاک و عطاء خراسانی سے مروی ہی۔ حاصل آنکہ مومنون کو حکم دیا کہ لڑنے کو جاوین تو دو حال مذکورہ سے ایک حال پر ہون تنہا تنہا نجاوین کہ ناگاہ انکو دشمن ایذا پہونچاوے اور جاننا چاہیے کہ مطلق سفر کرنا بھی تنہا منع ہی حتی کہ حدیث مین ایک مسافر کو اگرچہ سوار ہو شیطان فرمایا اور دو کو دو شیطان فرمایا اور تین ہون تو انکو مسافر قرار دیا اور باب جہاد مین کمتر کی مقدار دس یا زیادہ موافق حذر حاصل ہونیکے امام کی رائے پر ہے واللہ اعلم۔

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ۔ لیتاخرن عن القتال کعبد اللہ بن ابی المنافق واصحابہ وجعلہ منہم من حیث الظاہر واللام فی الفعل للقسم۔ یعنے لیبطئن بلام و نون تاکید از بَطَّأَ یُبَطِّئُ بمعنے لیتاخرن از تاخر بمعنے پچھڑنا یعنی پچھڑتا ہی کافرون کی لڑائی سے جیسے عبد اللہ بن ابی ابن سلول منافق و اسکے ساتھی تھے اور یہ قطعًا بیان منافقون کا ہی قال مجاہد وغیر واحد نزلت فی المنافقین اور یہ جو فرمایا کہ وان منکم۔ یعنے تم مین سے ہی تو اسکو انمین سے قرار دینا از راہ ظاہر ہی کیونکہ منافق تو اسلام ظاہر کرتا تھا اور اسلام کے ظاہر کرنے کی بھی دنیا مین یہ برکت رکھی گئی کہ دنیاوی عذاب دور کیا گیا اور ظاہر مین اسکے ساتھ اسلام کے احکام برتے گئے اور یہ بڑی حکمت پر مبنی ہی پھر لمن مین لام ابتداء ہی جو اسم ان پر فصل بخبر کے واسطے داخل ہوئی۔ اور من کا صلہ لیبطئن ہی اور لام اسپر قسم کا ہی یعنے قسم محذوف کا جواب ہی اور تقدیر یہ کہ وان منکم لمن اقسم باللہ لیبطئن تم مین سے وہ ہی کہ جسنے قسم کھائی اللہ کی البتہ پچھڑیگا پس قسم مع جواب کے من کا صلہ ہی اور جملہ عطف ہی قولہ خذوا حذرکم پر بطریق عطف قصہ یا معترضہ ہی۔ پھر مفسرؒ نے تبطیہ کو تاخر سے جو لازمی ہی تفسیر کی اور مقاتل بن حیان سے بھی مروی ہی کہ لیبطئن ای لیتخلفن عن الجہاد۔ اور معنے بھی این جریر مفسرؒ نے ذکر کیے۔ قال ابن کثیر اور احتمال ہی کہ مراد یہ ہو کہ البتہ تم مین سے ایسا شخص ہی کہ بٹھلا رکھے اپنے نفس کو اور غیر کو جہاد سے چنانچہ عبد اللہ بن ابی منافق مذکور کا یہی حال تھا کہ خود بیٹھ رہتا اور مومنون کو بھی بہکاتا اور یہی قول ابن جریج و ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہی ولیکن اول اولیٰ ہی بنظر آنکہ مابعد مین اسکا حال فرمایا۔ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ۔ کقتل وہزیمۃ۔ پھر اگر تم کو مصیبت پہونچے مثلاً مسلمان ایماندار شہید ہوئے یا شکست کھا گئے۔ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا۔ حاضرا فاصاب۔ تو یہ منافق کہتا ہے کہ مجپر اللہ تعالیٰ نے بڑا انعام کیا جبکہ مین انکے ساتھ حاضر نہ تھا کہ مین بھی یہی مصیبت پہونچایا جاتا پس اسنے وہان حاضر نہونا اپنی بے ایمانی سے اپنے اوپر انعام خدا تصور کیا اور آیت مین اشارہ کیا کہ اذ لم اکن معہم۔ سے وہ اپنے فعل پر انعام سمجھتا ہی اور یہ جہالت پر جہالت ہی اور مفسرؒ نے آگے کا قول یعنے کان لم تکن بینکم وبینہ مودۃ۔ اسی سے متعلق قرار دیا ہی حاصل آنکہ وہ کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے میرا وہان حاضر نہونا مجپر انعام کیا گویا کہ تمھارے اور اسکے درمیان کچھ مودت و دوستی ہی نہ تھی۔ یعنے تمھارے ساتھ ایسا ہوا تو اسکے کان پر جون بھی نہین رینگی

Marfat.com

اور اپنے اوپر انعام قرار دیا۔ وَلَئِنْ۔ لام قسم۔ یعنے لام موطئہ آنکہ جزا شرط جواب قسم ہی۔ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُولَنَّ
تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل پہونچا مانند فتح وغنیمت کے۔ لَيَقُولَنَّ۔ نادما۔ تو وہ ندامت سے کہتا ہی۔ اسکا مقولہ آگے
یالیتنی۔ اور بیچ مین جملہ معترضہ ہی۔ كَاَنْ۔ مخففۃ واسمہا محذوف اے کانہ۔ لَّمْ تَكُنْ۔ بالیاء والتاء۔ یعنے اکثر قراء کی قراءت
بیاء تحتانیہ ہی اور ابن کثیر وحفص عن عاصم کی قراءت مین بالتاء الفوقیہ ہی کیونکہ المودۃ مؤنث ہی لیکن چونکہ درمیان مین قولہ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهٗ سے فصل آیا ہی لہذا بالیاء بھی جائز ہی جیسے کہ اکثر کی قراءۃ ہی اور معنے یہ کہ گویا نہ تھی درمیان تمہارے اور درمیان اسکے مَوَدَّةٌ
کچھ معرفت وصداقت یعنے جان پہچان اور دوستی۔ وہذا راجع الی قولہ قد انعم اللہ علی اعترض بہ بین القول ومقولہ۔ اور یہ کلام راجع ہی قولہ
انعم اللہ علی۔ کی طرف اور یہ جملہ معترضہ درمیان قول ومقولہ کے ہی اور مقولہ یہ ہی۔ يَا۔ للتنبیہ۔ یعنے اس حرف ندا سے محض تنبیہ مراد ہی
اور یہ مراد نہین ہی کہ کوئی اسکی طرف توجہ کرے۔ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ اخذ حظا وافرا من الغنیمۃ

کاش مین انکے ساتھ ہوتا تو فوز عظیم پاتا یعنے لیتا مین غنیمت مین سے حصہ وافر یعنے بہت

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ

سو چاہیے لڑین اللہ کی راہ مین جو لوگ بیچتے ہین دنیا کی زندگی آخرت پر اور جو کوئی لڑے

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اللہ کی راہ مین پھر مارا جاوے یا غالب ہووے ہم دینگے اسکو بڑا ثواب

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ پھر چاہیے کہ لڑین راہ خدا مین لاعلاء دینہ۔ اللہ تعالیٰ کے دین بلند ہونے کے لیے اسواسطے
کہ مجاہد وہی ہی جو فقط اسواسطے لڑا کہ اللہ تعالیٰ کا ہی کلمہ بلند ہو۔ جیساکہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا ہی پس اسیواسطے قتال کرین۔ الَّذِيْنَ
يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ۔ وہ لوگ جو فروخت کرتے ہین زندگانی دنیا کو بعوض آخرت کے پس یشرون بمعنی یبیعون ہی
جیساکہ مفسرؒ نے ذکر کیا ہی اور شراء بمعنے خریدنا اکثر اور بمعنے فروخت کرنا کم مستعمل ہوتا ہی اور فی سبیل اللہ جو ظرف ہی اسکو فاعل سے مقدم کرنا بغرض
اہتمام شان ہی یا یہ معنے ہین کہ منافقین تو مال دنیا کی تمنا رکھتے ہین اور حصہ غنیمت گم ہونے پر حسرت کھاتے ہین پس انکا لڑنا دنیا کے لیے ہی
پس خالص مومنون کو حکم دیا کہ جو لوگ دنیا کو آخرت کے بدلے فروخت کرتے ہین وہ اللہ تعالیٰ ہی کی راہ مین لڑین۔ کان ابطا وتاخر المنافقون
عن القتال فلیقاتل الذین یبیعون الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ فی سبیل اللہ اگر آخرت کو دنیا کی عوض بیچنے والون نے جہاد سے قدم پیچھے ہٹایا تو جو لوگ دنیا کو
آخرت کے لیے بیچتے ہین انکو چاہیے کہ راہ الٰہی مین جہاد کرین۔ یا۔ یون کہا جاوے کہ ان کان قتال المنافقین الذین یبیعون الآخرۃ بالدنیا لاجل
الغنیمۃ فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین الخ یعنے اگر منافقین کا لڑنا دنیاوی غنیمت کے لیے تھا تو مخلصین کو چاہیے کہ خدائے تعالیٰ کے واسطے
لڑین۔ پس اس تقدیر پر یہ آیت مومنین کیواسطے ہی اور معالم مین کہا کہ بعض کے نزدیک منافقونکو نصیحت آمیز حکم ہی کہ جو انکے اوپر کی آیت
مین حکایت فرمایا وہ بدتر ہی پس انکو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرین۔ علی ہذا معنے یہ کہ پس چاہیے کہ لڑین راہ خدا مین وہ لوگ جو خریدتے
ہین دنیا کو بدلے آخرت کے اور حاصل اسکا یہ کہ یہ خرید چھوڑین اور مومن خالص ہوکر راہ خدا مین لڑین۔ اور اس تقدیر پر شراء بمعنے خریدنے اور
شیخ ابن کثیرؒ نے فلیقاتل کا فاعل مومن قرار دیا جو قولہ فانفروا ثبات۔ مین ضمنا مذکور ہی اور معنے یہ کہ پس چاہیے کہ لڑے مومن نافع
جہاد مین نکلا ہی ان لوگون سے جو خریدتے ہین زندگانی دنیا بعوض آخرت کے۔ اور اس تقدیر پر الذین یشرون۔ مفعول واقع

وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ یستشہد۔ اور جو بندہ راہ الٰہی مین لڑا پس شہید ہوا۔ اَوْ يَغْلِبْ یظفر بعدوہ یا فتح پائی اپنے دشمن کافر پر۔ کیونکہ انھین دو حال سے خالی نہین یا شہید ہوگا یا فتح پا دیگا اور اسمین قتل ہونے کو مقدم کرکے اشارہ کیا کہ وہ بہین مراد ہونی چاہیے کیونکہ حدیث صحیح مین اسی کو افضل فرمایا ہی کہ مجاہد راہ خدا مین جان و مال سے شہید ہو۔ اور نیز تقدیم شہادت مین شوق و تسکین ہی کہ یہ غایت مرتبہ ہی باوجود آنکہ کوئی اپنے وقت مقدر سے پہلے نہین مرتا بالجملہ ان دونون باتون کے سوائے تیسری کسی بات کی جہاد مین امید نہو لہذا انھین دونون کو فرمایا کہ جو راہ خدا مین لڑا پس شہید ہوا یا فتح دیا گیا جو تقدیر الٰہی مین مقدر رہوا ہی بہر حال۔ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ ثوابا جزیلا۔ ہم اسکو ثواب جزیل عطا کرینگے اور جس ثواب کو اللہ تعالیٰ عظیم فرماوے اسکی قدر کسی کے گمان مین بھی نہین آسکتی ہی۔ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کفالت کرلی اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے لیے جو اسکی راہ مین جہاد کرے درحالیکہ اسکو اسکے گھر سے کسی اور بات نے نہ نکالا ہو سوائے اسکی راہ مین جہاد کرنے اور اسکے کلمہ کی تصدیق نے تو کفالت کرلی۔ اس بات کی کہ اسکو جنت مین داخل کریگا یا اسکو اسکے گھر مین جہان سے نکلا تھا مع ثواب یا غنیمت کے واپس کریگا۔ وقد روے نحو ہذا فی الصحیحین اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ راہ خدا مین جہاد کو جانے والے کی مثال اس شخص کے مانند ہی جو ایسا نمازی و روزہ دار ہی کہ جسکی لگاتار نماز و روزہ مین کھنڈا نہین پڑتا ہی یہانتک کہ مجاہد مذکور کو اللہ تعالیٰ اجر و غنیمت کے ساتھ اسکے گھر واپس فرماوے یا اسکو وفات دیکر جنت مین لیجاوے۔ رواہ البغوی وہو فی الصحاح مترجم کہتا ہی کہ ظاہر احادیث مین دلیل ہی کہ جو سفر جہاد مین مرا اگرچہ شہید نہوا وہ بھی جنتی اور برابر اسکو ثواب ملتا رہیگا یہانتک کہ قیامت مین اٹھایا جاوے اور یہ امر بدلائل احادیث دیگر بھی ثابت ہی واللہ تعالیٰ اعلم اگر کہا جاوے کہ شہید ہونے والے کو اور اجر و غنیمت کے ساتھ زندہ واپس ہونیوالے کو اجر عظیم مین مساوی فرمایا حالانکہ حدیث صحیح مین جان و مال سے شہید کو افضل فرمایا ہی تو جواب دیا گیا کہ اجر عظیم دونون کے واسطے ثابت ہی اگرچہ ایک کے واسطے اعظم ہو پس دونون کا ہر طرح مساوی ہونا لازم نہین آتا جیسے کروڑ روپیہ والے اور لاکھ روپیہ والے دونون کو بڑا مالدار کہتے ہین اگرچہ دونون مین ایک دوسرے سے زیادہ ہو اور حاصل یہ کہ عظیم امر اضافی ہی کہ ولی کے ثواب سے عظیم اور صدیق و انبیا کے ثواب سے کم ہوگا اور ایسے ہی آپس مین شہیدون کے ثواب مین فرق ہی پھر اللہ تعالیٰ نے جوش کے ساتھ جہاد پر آمادہ کیا۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ

اور تمکو کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ مین اور واسطے اُنکے جو مغلوب ہین مرد اور عورتین اور لڑکے

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ

جو کہتے ہین اے رب ہمارے نکال ہمکو اس بستی سے کہ ظالم ہین لوگ اسکے اور پیدا کر ہمارے واسطے

لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ۔ استفہام توبیخ۔ ای لا مانع لکم من القتال یہ استفہام بطور توبیخ و سرزنش کے ہی اور معنے یہ کہ قتال للہ سے تم کو کوئی چیز روکنے والی نہین ہی۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ کی راہ مین۔ وَ۔ فی تخلیص۔ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مستضعفین کے خلاص کرنے مین یعنے ایسے لوگون کی رہائی کرانے مین جنکو کافرون نے ضعیف و کمزور بنا کر قید رکھا ہی۔ مِنَ

Marfat.com

الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ ۔ الذین حبسہم الکفار عن الہجرۃ وآذوہم ۔ مردون وعورتون [illegible]
مدینہ منورہ کو حضرت صلعم کے پاس ہجرت کرکے آنے سے محبوس کر رکھا تھا اور انکو طرح طرح کی ایذائین [illegible] الذین [illegible]
اور حاصل یہ کہ اے مومنو تم کو راہ الٰہی مین اور ان بیچارے ضعیفون کے چھوڑانے کے لیے قتال کرنے سے کوئی چیز مانع نہین [illegible]
کنت انا وامی منہم حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مین اور میری مان بھی مستضعفین مین سے تھے اسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے [illegible]
ایک روایت مین ابن عباس رض نے فرمایا کہ مین اور میری مان یعنے ام الفضل بنت الحارث منجملہ ان لوگون کے تھے جنکو اللہ عزوجل نے معذور فرمایا
حاصل آنکہ اللہ عزوجل نے فتح مکہ سے پہلے اذیت کفار کے خوف سے ایمان نہ لانے وظاہر نہ کرنے اور مدینہ کی طرف ہجرت نہ کرنے پر کسی کو
معذور نہین فرمایا چنانچہ آگے آیات مین آویگا سوائے مستضعفین کے جو کفار کی قید مین ہو کر ایذائین اٹھاتے اور دعائین مانگتے تھے اور حدیث
صحیح مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے دعا فرماتے کہ میرے پروردگار نجات دیدے ولید بن الولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش
بن ابی ربیعہ کو اور سب ان مومنون کو جو مستضعفین ہین ۔ اور آیت کریمہ مین جہاد واجب ہونیکا حکم ہی ۔ پھر ان مستضعفین کی بذاء مین ایمان پر
مضبوطی ظاہر کرنے اور مومنون کو شفقت دلانے کو انکی دعا نقل فرمائی ۔ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ ۔ وا مین ایسے لاچار ہین کہ دعا
کرتے ہوے یون کہتے ہین رَبَّنَا ۔ ای پروردگار ہمارے ۔ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۔ مکہ ۔ ہمکو نکال دے اس شہر سے یعنے
مکہ سے ۔ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۔ بالکفر ۔ جہان کے لوگ ظالم ہین ف یعنے بسبب کفر کرنے کے ظالم ہین وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ
لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۔ اور ہمارے لیے اپنے یہان سے ولی دیدے ف جو ہمارے کام کا متولی ہو کہ کافرون پر جہاد کرکے ہمکو چھوڑا وے
وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۔ اور ہمارے لیے اپنے پاس سے نصیر دیدے ف جو ہمکو ان ظالمون سے بچاوے اگر کہا جاوے
کہ دعا مین دو باتین ہین ایک تو اس قریہ سے نکالا جانا اور دوم ولی وناصر ملنا پس اگر مجموع مراد ہی تو پایا نہین گیا اور اگر دونین کوئی ایک
مراد ہی تو حرف آو چاہیے حالانکہ واو ہی پس مفسر رح نے اختیار کیا کہ مجموع مراد ہی اور دونون باتین پائی گئین چنانچہ لکھا ۔ وقد استجاب اللہ تعالیٰ
دعاؤہم فیسر لبعضہم الخروج وبقی بعضہم الی ان فتحت مکہ وولی صلی اللہ علیہ وسلم علیہم عتاب بن اسید فانصف مظلومہم من ظالمہم ۔ اور البتہ
قبول کرلی اللہ تعالیٰ نے دعا ان بیچارون کی پس بعضون کے حق مین تو نکل جانا میسر ہوا اور بعضے باقی رہے یہانتک کہ مکہ فتح ہوا اور حضرت صلعم
نے انپر عتاب بن اسید بن ابی العیص کو متولی مقرر کیا پس عتاب نے انکے ظالم سے انکے مظلوم کا خوب انصاف لیا اور کمالین مین ہی کہ عتاب بروز
فتح مکہ مسلمان ہو گئے تھے اور اسوقت انکی عمر اٹھارہ برس کی تھی مترجم کہتا ہی کہ بنا برین ولی بھی عتاب رض ہوے اور معالم مین اسکو
مصرح فرمایا ہی اور بیضاوی مین لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے انکے واسطے بہتر ولی وبہتر ناصر حضرت محمد صلعم کو کردیا کہ مکہ فتح کرکے انکی تولی ونصرت
خوب فرمائی اور مدینہ منورہ لوٹتے وقت عتاب بن اسید کو سردار مقرر کیا جنھون نے خوب حمایت ونصرت کی مترجم کہتا ہی کہ یہ اولیٰ ہے و
اللہ تعالیٰ اعلم پھر جاننا چاہیے کہ بعض نے آیت سے نکالا کہ طفل کا ایمان مقبول ہی کیونکہ اطفال مومن نہوتے تو ولدان کا ذکر کرنا واجب
نہوتا ۔ اور جواب دیا گیا کہ ولدان بمعنے غلام ہین اور نساء عورتون وباندیون کو شامل ہی اور یہ جواب کچھ نہین جیسا کہ بخاری کی حدیث ابن
عباس رض اوپر گذری کہ مین (بچے) اور میری مان منجملہ معذورین کے تھے ۔ اور بعض نے جواب دیا کہ آیت مین ایذاء مشرکین کا مبالغہ ہی کہ مردون
عورتون سے تجاوز کرکے بچون تک کو ایذا دیتے تھے ۔ اور حق یہ ہی کہ طفل کا ایمان مقبول ہی جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول تھا اور احکام [illegible]
بالغین جاری نہونے سے انکے ایمان کی نفی نہین ہوسکتی دیکھو سات برس کے بچہ کو نماز پڑھانے اور دس برس پہ مارکر نماز پڑھانے [illegible]

Marfat.com

حکم دیا گیا ہی حالانکہ ایمان اس سے مقدم ہے فافہم۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ

وہ جو ایمان والے ہین سو لڑتے ہین اللہ کی راہ بین اور وہ جو منکر ہین سو لڑتے ہین مفسدون کی راہ بین

فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا ۟

سو لڑو تم شیطان کے حمایتون سے بیشک فریب شیطان کا سست ہی

ع

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ جو ایمان لائے ہین وہ اللہ تعالیٰ کی راہ بین جہاد کرتے ہین ف یعنے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری و اسکا کلمہ بلند ہونے اور اسکی رضامندی کے لیے لڑتے ہین آور یہ مومنون کے لیے طرد و عکس دونون طرح ٹھیک ہی یعنے مومن راہ خدا ہی بین قتال کرتا ہی اور راہ خدا بین مومن ہی قتال کرتا ہی وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ اور جو لوگ کافر بنتے ہین وہ طاغوت کی راہ بین لڑتے ہین ف یعنے شیطان کی راہ بین لڑتے ہین جس سے شیطان کی خوشی ہے۔ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ۔ اب تم اولیاء شیطان سے لڑو یعنے مددگاران شیطان سے جو کافر ہین لڑو۔ اور مراد یہ کہ کافرون سے لڑائی بین تم ہی انپر غالب ہوگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمکو قوت ہی۔ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ۔ البتہ مکر شیطان کا مومنون کے ساتھ كَانَ ضَعِیْفًا ضعیف ہی یعنے محض سست بنیاد ہی کہ ہرگز مقابلہ نہین کرسکتا اس کید کا جو اللہ تعالیٰ نے کافرون کے ساتھ کیا مفسر رحمہ اللہ نے کید شیطان کے ضعف بین دو قیدین لگائین یعنے ایک تو ضعیف اسکا مومنون کے ساتھ ہی اور دوم ضعف بمقابلہ اس کید کے جو اللہ تعالیٰ نے کافرون کے حق بین مقدر فرمایا ہی پس وارد نہین ہوتا کہ کافرون پر اسکا کید بہت قوی ہی بعض نے کہا کہ اسکی کچھ حاجت نہین بلکہ کید شیطان فی نفسہ ہیچ ہی لیکن کفار احمق اس ہیچ کو پکڑے ہین جیسے مکڑی کا جالا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اوہن البیوت لبیت العنکبوت سب سے زیادہ سست مکڑی کا گھر ہوتا ہی۔ اور حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جو کافرونکو خوار کرنا چاہا اور مومنونکی تائید و نصرت چاہی ہی اسکے مقابلہ بین مکر شیطان ہیچ ہی۔ اور بیضاوی وغیرہ بین ہی کہ بدر کے روز جب شیطان نے ملائکہ کو دیکھا تو بخوف اپنی گرفتاری کے اپنے یارون کفارون کو چھوڑ بھاگا اور انکو خوار کیا۔ ابن عباسؓ سے ہی کہ جب تم شیطان کو دیکھو تو اس سے ہرگز مت ڈرو اسپر حملہ کرو کیونکہ اسکا مکر ضعیف واہی ہی۔ مجاہدؒ نے فرمایا کہ شیطان روبرو ہوتا مجھے نماز بین پس بین ابن عباسؓ کا قول یاد کرتا اس پر حملہ کرتا تو وہ مجھسے بھاگ جاتا ہی مترجم کہتا ہی کہ قول مجاہدؒ بدون تاویل کے بطور کرامت ہی پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے بندون سے شکایت فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی محبت بین شیطان والون سے ڈرتے اور دنیا کے لیے انکی شرکت چاہتے ہین اور اس سے مقصود نزول رحمت ہی کہ یہ وسواس انسے جاتا رہی قال تعالیٰ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ كُفُّوْۤا اَیْدِیَكُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ

تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو حکم ہوا تھا کہ اپنے ہاتھ بند رکھو اور قائم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ پھر جب حکم ہوا ان پر

الْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْیَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا

لڑائی کا اُسی وقت اُن بین ایک جماعت ڈرنے لگی لوگون سے جیسا ڈر ہو اللہ کا یا اس سے زیادہ ڈر اور کہنے لگے اے رب ہمارے

لِمَ كَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ۚ وَ

کیون فرض کی ہمپر لڑائی کیون نہ جینے دیا ہمکو تھوڑی سی عمر تو کہہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہی اور

الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۖ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ

آخرت کا بہتر ہی پرہیزگار کو اور تمھارا حق نہ رہیگا ایک تاگا جہان تم ہو گے ملیگی تم کو موت

وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ

اگرچہ تم ہو مضبوط برجون مین اور اگر پہونچے لوگون کو کچھ بھلائی کہین یہ اللہ کی طرف سے

وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ

اور اگر اُنکو پہونچے کچھ بُرائی کہین یہ تیری طرف سے تو کہہ سب اللہ کی طرف سے ہو سو کیا حال ہے ان

الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝

لوگون کا لگتے نہین کہ سمجھین ایک بات

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۔ تو نے ایسے لوگ دیکھے جنکو کہا گیا

تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رہو اور نماز ٹھیک رکھو اور زکوۃ دو **ف** تو اسوقت انکا جی یہی چاہتا تھا کہ نہین بلکہ ہمکو لڑنے کی اجازت دی جاوے

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا

رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۔ پھر جب ان لوگونپر جہاد فرض کیا گیا تو کھلا کہ انہین

سے ایک فرقہ ہی جو لوگون سے ایسا ڈرتا ہی جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے یا انتہاے خوف سے بھی بڑھکر اور یہ فرقہ کہنے لگا کہ الٰہی تو نے کیون ہم

جہاد فرض کر دیا کیون ہم کو اجل نزدیک تک چھوڑ نہ دیا **ف** کہ دنیاوی تمتع کے بعد آخر خود ہی جلد مرتے۔ گویا اب زندگی کے شائق ہوگئے اور

دنیا کی طرف نگاہ اُٹھائی۔ وکیع رح سے روایت ہی کہ اہل الحق اہل السنۃ والجماعۃ ہر ایک حق بات کو روایت کرتے دیکھتے ہین اور بدعتی گمراہ لوگ تقیہ سے

چھپاتے ہین (رواہ مسلم والدارقطنی وغیرہ) مفسر وغیرہ نے کہا کہ یہ شکایت ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اس

آیت سے انکا نور بڑھا کر انسے یہ وسواس دور کر دیا۔ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ عبدالرحمٰن بن عوف و انکے چند ساتھی حضرت صلعم کے پاس

آئے اور عرض کی کہ ہم لوگ مشرک ہونیکی حالتمین عزت مین تھے پھر جب ہم ایمان لائے تو ذلیل ہوگئے تو آپ نے فرمایا کہ مین ابھی عفو کا حکم

دیا گیا ہون سو تم لوگ کافرون سے مت لڑو پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو یہان جہاد کا حکم دیا پس وہ لوگ متردد

ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (رواہ النسائی وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والحاکم وصححہ والبیہقی) اور اسی کے مانند

قتادہ رح سے مروی ہی۔ اور ابن کثیر وغیرہ مین اسکی توجیہ یون مذکور ہی کہ مومنین جب ابتداے اسلام مین مکہ مین تھے تو نماز و زکوۃ پر مامور تھے

اور زکوۃ کی کوئی حد مقرر نہ تھی اور نہ مال کی حد مقرر کی جسپر زکوۃ ہو بلکہ فقیر مسلمانون سے مواسات کرنے پر مامور تھے یعنے جسکو محتاج

بھائی سے سلوک کرنا ممکن ہو اُسپر سلوک واجب تھا۔ اور نیز یہ حکم تھا کہ مشرکون کی اذیت پر صبر کرین ایک وقت تک جو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے

اور مسلمانون کا یہ حال تھا کہ انکی باتون سے کوفت اُٹھاتے اور تمنا کرتے تھے کہ قتال کا حکم دیدیا جاوے تاکہ کافرون سے لڑکر اپنی تشفی کرلین لیکن

اس حالت مین بہت سے اسباب تھے کہ جنسے قتال خلاف مصلحت تھا پھر جب مدینہ مین محفوظ ہوے اور انصار و مددگار پیدا ہوے تو جہاد کا

حکم ہوا پھر بھی بعضے سخت خوفناک ہوے اور کہنے لگے کہ اسکی تاخیر کسی دوسری مدت تک کیون نہوئی کیونکہ ... شہید ہونا

اولاد کا یتیم ہونا و عورتون کا بیوہ ہونا معلوم ہوتا ہی حالانکہ نظر ظاہر یہان سخت خطا کرتی ہی اور شیخ ابو منصور نے کہا کہ ...

اعتقادی نہین تھا بلکہ انسان کی طبیعت ایسی پیدا ہوئی ہے اور یہ نہ تھا کہ اعتقاد سے حکم الٰہی کو مکروہ رکھتے ہون اور جس بات سے انسان کو موت کا خوف غالب ہوتا ہے تو جبلت سے اسکو مکروہ رکھتا ہے اس بات مین وہ مجبور ہے۔ اور یہ ایسا ہے کہ جیسے موت ہر انسان کے واسطے مقدر بتقدیر الٰہی ہے حالانکہ آدمی اسکو مکروہ رکھتا ہے اور ماں باپ اولاد وغیرہ کی موت اسکو گران گزرتی ہے مترجم کہتا ہے کہ علی ہذا آیت مین قولہ الم ترا لے الذین سے مسلمان مراد ہین اور روایت ابن عباس رضؓ سے یہ لازم نہین کہ خود حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی ان لوگون مین سے ہون اسواسطے کہ بعض نے ایسا کیا تھا جو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاتھون مسلمان ہوے تھے اور دلائل دیگر موجود ہین جنسے ظاہر ہو گیا کہ خود عبدالرحمٰن رضؓ انکے دلی خوف وغیرہ مین انکے ساتھ نہ تھے کیونکہ کوئی کسی کے دل کا ساتھی نہین ہو سکتا ہے۔ پھر ساتھی لوگ بھی سچے مسلمان تھے کیونکہ خوف وناگواری انکو انسانی طبیعت پر تھی نہ اعتقادی لہذا یہ لازم نہین آتا کہ مسلمان ہو کر کیونکر حکم خدا کو مکروہ جانا حالانکہ اگر کوئی مثلاً کہے کہ اگر شراب حرام نہوتی تو اچھا تھا تو اسکے حق مین خوف کفر ہے پھر اس تفسیر سے نکلا کہ زکوۃ مکہ مین مفروض تھی حالانکہ مشہور یہ ہے کہ مدینہ مین بھی بعد فرض جہاد کے دوسرے سال مین مفروض ہوئی ہے اور جواب صحیح یہ کہ زکوۃ اول سے مکہ ہی مین فرض تھی لیکن مال نصاب اور قدر زکوۃ کی مقدار بیان نہ تھی۔ پھر یہ سب تفسیر بنا بر روایت ابن عباس رضؓ ہے لیکن یہ روایت قطعی نہین ہو سکتی ہے اگر ثابت ہو تو بھی اس امر پر نص نہین ہے کہ نزول کا سبب یہ لوگ واقع ہوے ہین۔ نہایت یہ کہ ایک وجہ سے بعض یہ لوگ بھی اسکے حکم مین شامل ہون بوجہ اغوا کرنے وشبہہ ڈالنے بعض منافقین کے نہ بوجہ اعتقاد کے پس صحیح یہ کہ نزول آیت کا منافقون کے حق مین ہے۔ چنانچہ مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ یہ آیت منافقون کے حق مین نازل ہوئی (کما رواہ ابن جریر) اور قطعی معلوم ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف منافق نہ تھے پس ثابت ہوا کہ اولاً و بالذات تو اسکا نزول منافقون کے حق مین ہے جو جبلت طبعی واعتقاد دونون طرح اس حکم الٰہی سے اکراہ کرتے لیکن چونکہ فقط طبعی کراہت کی وجہ سے بعض اہل اسلام بھی شامل تھے لہذا تبعاً وثانیاً وہ بھی سبب نزول ہوے اور انھین کے حال سے تعجب دلایا گیا جیسا کہ اسباطؒ کی روایت سدیؒ مین ہے کہ انپر فقط نماز وزکوۃ فرض تھی پھر انھون نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ انپر قتال فرض کیا جاوے پھر جب فرض ہوا تو ڈرنے لگے۔ اور معالم مین ذکر کیا کہ وہ مسلمانون کی ایک جماعت تھی جنکو علم مین رسوخ نہ تھا انھون نے اعتقاد سے نہین بلکہ بزدلی سے ایسا کہا تھا پھر اس سے توبہ کر لی اور قولہ تعالیٰ۔ واقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ۔ اگر مکہ مین یہ حکم ہو بنا بر روایت ابن عباس رضؓ کے ہو تو زکوۃ سے مراد فقیرون سے مواسات ہوگی خواہ نصاب تونگری ہو یا نہو اور ابتدا مین یہی حکم تھا کہ ضرورت سے زائد سب صدقہ کر دو۔ اور اب جس معنے کر کے زکوۃ ہے وہ بالاتفاق مدینہ مین مفروض ہوئی۔ اور اگر منافقین کے حق مین بعد فرضیت زکوۃ کے ہو تو زکوۃ اپنے شرعی معنے پر ہے اور بھید یہ ہے کہ مکہ مین کوئی بھی منافق نہ تھا بلکہ وہان تو جو کوئی ایمان لایا وہ اپنی جان پر کھیل کر ایمان لایا تھا کہ ہر چہار طرف سے کفار اسپر لعن طعن کرتے بلکہ خود اسکے عزیز اقارب اسکے دشمن ہو جاتے تھے اور کوئی بھی ایمان کے معنے نہ جانتا تھا اور سوائے بت پرستی وشرک وجہالت کے توحید کو کسی طرح نہین سمجھتے تھے اور تمام مکہ مین ہل چل تھی حتی کہ بیٹا مسلمان ہو گیا اور باپ نے اسکو زنجیرون مین باندھکر سخت ایذا دی جیسے ابو جندل کو اسکا باپ سہیل بن عمرو ایذا دیتا اور باپ مسلمان ہوا بیٹا کافر ہے غرضکہ وہان متواتر نقلاً وعقلاً کسی طرح نفاق نہ تھا۔ پھر مدینہ مین جب اسلام کے انصار ہوے اور جماعت وقوت شروع ہوئی تب یہان والون مین نفاق شروع ہوا کیونکہ جو لوگ مکہ سے ہجرت کر کے آئے تھے وہ سب اسی صدق یقین پر جان مال کو قربان کر کے آئے تھے اور مدینہ مین بھی بعد جنگ بدر کے نفاق نکلا ہے تو ہو سکتا ہے کہ زکوۃ اول ہو یا زکوۃ مقداری ہو۔ قولہ فلما کتب۔ سو فرض۔ پھر جب لکھا گیا یعنے فرض کیا گیا۔ قولہ یخشون۔ یخافون الناس۔ یعنے ڈرتے ہین لوگون سے یعنے کافرون سے اس طرح کہ کافرون کے عذاب سے ڈرتے ہین کہ قتل نہ کرین۔ قولہ کخشیۃ اللہ۔ اے کخشیتہم۔ عذاب اللہ۔ مانند انکے ڈرنے کے عذاب الٰہی سے

Marfat.com

یعنے لوگون سے ایسا ڈرنے لگے جیسے عذاب الٰہی سے ڈرہوتا ہو۔ قولہ اذا فریق منہم یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ یعنی یخشیتہم لہ بالنسبۃ الی کیفیۃ یخشی
ہین یعنے انکے ڈرنے کو چاہوپون تشبیہ دو کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے مانند لوگونسے ڈرتے ہین یا یون تشبیہ دو کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے
سے بھی بڑھکر ڈرتے ہین آشد کو نصب بنا بر حال ہونے کے ہے اور جواب لما پر اذا و ما بعد اسکا دلالت کرتا ہے کیونکہ اذا مفاجات کی ہے
علامہ زمخشری کے نزدیک خاصۃً معنے مفاجات ہی عامل ہین اور تقدیر آنکہ۔ فلما کتب علیہم القتال فاجاء ہم الخشیۃ۔ یعنے جب
فرض کیا گیا انپر جہاد تو ناگاہ پکڑ لیا انکو خوف نے وقالوا۔ جزعًا من الموت۔ یعنے موت سے گھبراکر کہنے لگے قولہ لولا کیون نہین الی مقولہ
مقولہ ما بعد سے کہا گیا کہ نزول آیت کا منافقونکے حق مین ہے۔ قُلْ۔ لہم۔ ان لوگون سے کہدے کہ۔ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ دنیا کی
متاع تھوڑی ہے ف متاع یا تو نام ان چیزونکا ہے جنسے دنیا مین نفع لیا جاوے یا بمعنی مصدری یعنی نفع لینا قلیل ہے یعنی انجام کار اسکا فنا ہے وَالْآخِرَةُ
خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَىٰ۔ اور آخرت ایسے شخص کے لیے بہتر ہے جسنے تقوی کیا ف آخرت سے مراد جنت ہے کیونکہ آخر مین بعد دنیا کے ملیگی یعنے اللہ تعالیٰ کے عذاب
سے بچا اسکی نافرمانی چھوڑکر۔ وَلَا تُظْلَمُونَ۔ اکثرونکی قراءۃ بتاء فوقیہ ہے اور ابن کثیر وحمزہ وکسائی کے نزدیک بیائے تحتیہ ہے
اور معنے یہ کہ نہین کم کیے جاوگے اپنے اعمال مین سے۔ فَتِيلًا۔ قدر قشرۃ النواۃ مجاہد وا بقدر جھلی چھوارے کی گٹھلی کے ف یعنے ذرہ برابر
بھی کمی نہوگی بس چاہیے کہ جہاد کرو ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ قولہ قل متاع الدنیا قلیل الخ۔ اسمین انکو دنیا سے تسلی دی اور آخرت کی طرف رغبت
دلائی اور جہاد پر آمادہ کیا کہ آخرت مین تمھارے ثواب بھرپور نہایت وافر دیے جاوینگے اور دنیا مین کیا مشغول ہو کہ ملے یا نہ ملے جو کچھ مقدر ہو
پھر ملی بھی تو وہ کچھ چیز نہین کہ متاع قلیل ہے اور ابن ابی حاتمؒ نے حسن بصریؒ سے روایت کی کہ انھون نے قولہ قل متاع الدنیا قلیل۔ پڑھکر کہا کہ
اللہ تعالیٰ رحم کرے اس بندے پر جو دنیا مین اسکے موافق دنیا کے ساتھ رہا اور دنیا سب اول سے آخر تک ایسی ہے جیسے کوئی آدمی سو گیا اور
خواب مین اُسنے کچھ ایسی بات دیکھی جسکو پسند کرتا ہے پھر چونک اُٹھا تو کچھ نہ تھا شیخ ابن معین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابو مسہر رحمہ اللہ یون پڑھا
کرتے تھے ؎ ولا خیر فی الدنیا لمن لم یکن لہ + من اللہ فی دار المقام نصیب + اس ناپائدار دنیا مین ایسے شخص کے لیے کچھ بھی بھلائی
نہین جسکے لیے اللہ تعالیٰ کیطرف سے دار پائدار آخرت مین کوئی حصہ نہو ؎ فان تعجب الدنیا رجالا فانہا + متاع قلیل الزوال قریب + پھر اگر
دنیا کچھ لوگون کو فریفتہ کرے تو آگاہ رہین کہ یہ دنیا تو متاع قلیل ہے اور اسکا زوال و ناپید ہونا بہت قریب ہے یعنے ادھر آنکھ بند ہوئی
اور اُدھر دنیا ندارد اور آخرت کا سامنا درپیش ہے اور حدیث مین ہے کہ نہین دنیا بمقابلہ آخرت کے مگر اسقدر کہ جیسے کوئی سمندر مین اپنی انگلی ڈبوئے
تو اسکو نظر کرنا چاہیے کہ اسکی اُنگلی کسقدر لاتی ہے۔ آیت کریمہ مین نصیحت بمبالغہ ہے یعنے انتہا درجہ کی نصیحت ہے اور مزید بیان یہ ہے کہ اس حقیر
ناچیز پر بھی غرہ کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ موت یقینی ہے چنانچہ فرمایا۔ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ۔ یعنی جہان کہین
تم ہو تمکو موت گرفت کر لیگی۔ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ۔ اگرچہ تم ہو مضبوط ممنوع اونچے قلعون مین۔ فلا تخشوا
القتال خوف الموت۔ پس تم موت کے خوف سے لڑائی سے مت ڈرو۔ حاصل آنکہ ہر شخص لامحالہ موت سے مرنے والا ہے اس سے کوئی نجات
نہین دے سکتی خواہ وہ جہاد کرے یا نہ کرے اور وقت اسکا مقرر و مقدر ہے نہ اس سے پہلے آوے نہ ایک ساعت ٹل جاوے خالد بن الولید
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب بستر پر اپنی موت سے مرنے لگے تو شہادت سے محروم رہنے کے افسوس مین بیان کیا کہ مین فلان فلان
معرکہ مین حاضر ہوا اور ہر عضو میرا مجروح ہے مگر اب وہ وقت ہے کہ بستر پر مرتا ہون سو اللہ تعالیٰ نامردون کی آنکھیں ٹھنڈی نہ کرے بروج
در اصل جمع برج کی بمعنی کوٹھری نما جو قصر کے کونون پر بنے ہوتے ہین ذکرہ البیضاوی اور ایک قراءۃ مین مشیدۃ بتشدید الیاء ہے

Marfat.com

یعنے قولہ تعالیٰ وقصر مشید۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ بعض نے کہا۔ یہ دونون بمعنے واحد ہین اور بعض نے کہا کہ تشدید کے ساتھ مطولہ یعنے دراز کو کہتے ہین اور تخفیف سے بمعنی زینت دیا گیا اور مشید یعنے گچ کیا ہوا۔ پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہان ابن جریر و ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہدؒ سے ایک قصہ روایت کیا کہ مجاہد نے فرمایا کہ ہم سے پہلے امتون مین سے ایک عورت تھی اسکو جب وضع حمل کا وقت شروع ہوا تو اُسنے بعد بچہ پیدا ہونے کے اپنے نوکر کو بھیجا کہ آگ لاوے جب وہ نکلا تو ناگاہ اسکو دروازے پر ایک شخص کھڑا ہوا نظر آیا اُسنے پوچھا کہ یہ عورت کیا جنی تو نوکر نے کہا کہ لڑکی ہوئی اُسنے کہا کہ تو خبردار رہ کہ یہ لڑکی سئو مرد سے زنا کریگی اور ایک مکڑی سے مریگی پس وہ نوکر لوٹ پڑا اور اُسنے چھری سے اس لڑکی کا پیٹ چاک کر دیا اور یہ گمان کر کے کہ مرگئی ہی خوفناک ہوکر بھاگ گیا مگر اسکی مان نے اسکے ٹانکے دیے آخر وہ اچھی ہوگئی اور بڑھکر جوان ہوئی اور ایسی خوبصورت تھی کہ اس شہر مین اسکے مقابل کوئی عورت نہ تھی۔ اور وہ نوکر جو یہان سے بھاگا تو اسنے سمندر کی راہ لی اور آخر وہان بیخوف ہوکر بہت کچھ مال کمایا پھر مدت کے بعد اپنے شہر کو بڑے ساز و سامان سے واپس آیا۔ اور یہان ایک بڑھیا سے کہا کہ مین ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہون جو اس شہر مین بہت خوبصورت ہو اسنے کہا کہ اس شہر مین فلان عورت سے زیادہ خوبصورت نہین ہی آخر بعد رضامندی کے نکاح ہوا جب اسکو دیکھا تو اسکو بہت پسند آئی پھر اس عورت نے اس مرد سے دریافت کرنا شروع کیا کہ تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا آخر اسنے سب قصہ بیان کیا کہ مین اسی شہر کا باشندہ ہون ولیکن حال یہ گذرا اور مین نے ایک لڑکی کو اس طرح مار ڈالا تھا۔ اُس عورت نے سُنکر کہا کہ مین وہی لڑکی ہون اور پیٹ پر چھری کا نشان دکھلایا اور مرد کے نزدیک ثابت ہوا تو اسنے کہا کہ جب تو وہی ہی تو ضرور تو نے سئو مرد سے زنا کیا۔ اُسنے کہا کہ یہ بھید تجکو کیونکر معلوم ہوا لیکن ہان ایسا کچھ تو ہوا مگر مجھے تعداد نہین یاد ہی اسنے کہا کہ ٹھیک تعداد اسکی سو ہی اور دوسری بات یہ کہ تو مکڑی سے مریگی پھر اس عورت کے واسطے نہایت پاکیزہ مضبوط بلند محل تیار کرایا جسمین جالے کا نام نہ تھا تاکہ اسکو محفوظ رکھے پھر ایک روز دونون لیٹے تھے کہ چھت مین ایک مکڑی نظر آئی اور مرد نے اسکو دکھلائی تو وہ بولی کہ اسی سے تو مجھے ڈراتا ہی واللہ مین اسکو ابھی قتل کیے ڈالتی ہون پس اسکو چھت سے نیچے گرایا اور لپک کر اسنے پانونکے انگوٹھے سے اُسکو مل دیا اور وہ مکڑی مرگئی لیکن اسکے زہر کی چھینٹ اُڑکر اسکے ناخن و پانو پر پڑی جس سے ناخن و گوشت سیاہ پڑگیا اور سڑکر آخرکار مرگئی۔ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ۔ ای الیہود یعنے یہ ضمیر راجع بجانب یہود ہی۔ اور ظاہر آنکہ منافقون کی طرف راجع ہی جو اوپر مذکور ہوے کما صرح بہ۔ ابن کثیرؒ معنے یہ کہ اور اگر پہونچتی ہی ان منافقون کو۔ حَسَنَةٌ۔ بھلائی ف بقول ابن عباس وابو العالیہ وسدیؒ مراد یہ کہ قحط کے برخلاف خوب پیداوار ہوتی ہی اور پھل و کھیتی و اولاد وغیرہ سے کشایش حاصل ہوتی ہی۔ یَقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ۔ تو کہتے ہین یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی۔ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ۔ جدب و بلاء کما حصل لہم عند قدوم النبی صلعم المدینۃ۔ اور اگر پہونچتی ہے اُن کو بُرائی ف یعنے قحط و تنگی و بلاء جیسے کہ نبی صلعم کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے وقت انکو پہونچی تھی۔ يَقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِكَ۔ یا محمد ای بشومک۔ تو کہتے ہین کہ یہ تیری طرف سے ہی ف ای محمد یعنے تیری شومی کی وجہ سے ہی۔ اور جنھون نے منافقون سے تفسیر کی انھون نے کہا یعنے یہ تیری پیروی کرنے اور اپنا دین چھوڑنے کی شومی سے ہی پھر حسنہ و سیّئہ کی تفسیر جو مذکور ہوئی یہی سلف سے مروی ہی اور ہوسکتا ہی کہ حسنہ نیک کام جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے کشایش رزق وغیرہ کا واسطہ ہوتا ہی اور احادیث مین یہ مضمون ثابت ہوا کہ نیکوکاری واسطہ برکت اور بدکاری واسطہ بے برکتی ہوتی ہی جسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہو۔ اور یہ ان لوگون کا قول حضرت نبی صلعم کے واسطے ایسا ہی تھا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت مذکور ہی کہ۔ فاذا جاءتہم الحسنۃ قالوا لنا ہذہ وان تصبہم سیئۃ یطیروا بموسیٰ ومن معہ یعنے جب فرعونیونکو بھلائی پہونچتی تو کہتے کہ ہم اسی کے مستحق ہین اور اگر انکو برائی پہونچتی تو موسیٰ اُسکے ساتھیونکی شومی بیان کرتے۔ ھ پھر اللہ تعالیٰ نے

ان لوگون پر رد فرمایا اور حکم دیا کہ۔ قُلْ۔ لھم۔ کہدے ان لوگون سے کُلٌّ۔ من الحسنۃ والسیئۃ ہر ایک ف بھلائی و برائی مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ من قبلہ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو ف یعنے اسکی مشیت و تقدیر سے اور اسی کے پیدا کرنے سے ہوتی ہو کوئی دوسرا خالق مؤثر نہین بلکہ آدمی تو کمائی کرنے والا ہو۔ فَمَا لِهٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ۔ لے لا یقاربون ان یفھموا اس قوم احمق کا کیا حال ہو کہ قریب نہین کہ سمجھین حَدِيْثًا۔ بات کو ف جو انکو سمجھائی جاوے۔ کلمۂ ما استفہامیہ ہے لوگونکو تعجب دلاتا مقصود کہ کسقدر بڑھکر یہ لوگ جاہل ہین۔ اور مقاربت فعل کی نفی خود فعل کی نفی سے زیادہ شدید ہو یعنی یہ جو فرمایا کہ لا یکادون یفقھون حدیثا یعنے سمجھنے سے قریب نہین ہوتے تو یہ انکی ناسمجھی کا انتہا مرتبہ ہو کہ سمجھنا تو درکنار یہ لوگ تو سمجھنے کے پاس بھی نہین پہونچتے۔ پس لا یفقھون نفرمایا یعنے نہین سمجھتے ہین،، کیونکہ اسکی بہ نسبت لا یکادون یفقھون سمجھنے کے پاس بھی نہین پہونچتے ہین،، زیادہ شدید ہو۔ پھر قولہ من عند اللہ کے یہ معنے کہ فاعل اسکا اللہ تعالیٰ ہو بخلاف قولہ ہذہ من عندک۔ کہ اسمین وہ لوگ یہ نہین سمجھتے تھے کہ تو اسکا فاعل ہو بلکہ یہ سمجھتے کہ تیری شومی و نحوست کے سبب سے ہو لہذا مفسرؒ نے کہا ای بشومک۔ یعنے بسبب شومک۔ اسیوجہ سے کہا گیا کہ قولہ کل من عند اللہ۔ سے انکار دکیونکر ہوا کیونکہ وہ لوگ اسکے منکر نہ تھے کہ فاعل سب کا اللہ تعالیٰ ہو بلکہ نبی صلعم کو ان برائیون کیواسطے سبب قرار دیتے تھے نہ فاعل اور محقق تفتازانیؒ نے جواب دیا کہ فقط قولہ کل من عند اللہ انکار دنہین ہو بلکہ مع قولہ ما اصابک من سیئۃ الخ۔ سے رد ہو پھر کہا گیا کہ قولہ کل من عند اللہ کا فائدہ یہ ہو کہ انھون نے ہذہ من عندک کو بطور فاعلیت کے ظاہر کیا تھا اسکو دور کر دیا۔ اور بیضاویؒ نے حدیثا کی تفسیر قرآن سے کی یعنے اگر قرآن مین غور و فکر کرتے تو جان لیتے کہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ اور ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن عمار ثنا سھل بن بکار ثنا الاسود بن شیبان ثنی عقبۃ بن واصل ابن اخی مطرف عن مطرف بن عبد اللہ۔ فرمایا کہ تم تقدیر مین کیا بحث کرتے ہو۔ کیا تمکو وہ آیت کافی نہین جو سورۂ نساء مین ہو وان تصبھم حسنۃ یقولوا الخ۔ واللہ ان لوگون نے قدر پر اعتماد نہین کیا حالانکہ اسیکا حکم ہو اور اسیطرف خواہ مخواہ جاتے ہین شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ جبریہ و قدریہ فرقون کے واسطے یہ کلام بہت متین و قوی ہو۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ؗ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ
جو تجکو بھلائی پہونچی سو اللہ کی طرف سے اور جو تجکو برائی پہونچی سو تیرے نفس کی طرف سے اور ہمنے تجکو بھیجا پیغام

لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝
پہونچانے والا لوگون پر اور اللہ بس ہو سامنے دیکھتا۔

مَآ اَصَابَكَ۔ ایھا الانسان۔ یہ خطاب ہر لائق خطاب کو ہو یعنے جو تجھے پہونچا اے آدمی۔ اور ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ خطاب رسول اللہ صلعم کو اور مراد اس سے جنس انسان ہو۔ گویا آنحضرت صلعم کو خطاب کرکے سمجھدار لوگونکو سمجھایا کہ جو کچھ تجھے پہونچا مِنْ حَسَنَةٍ۔ خیر بھلائی کی قسم سے۔ فَمِنَ اللّٰهِ۔ اتتک فضلاً منہ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو کہ تیرے پاس اسکے فضل سے پہونچا۔ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ۔ بلیۃ جو بلا و برائی تجھے پہونچی فَمِنْ نَّفْسِكَ۔ اتتک حیث ما استوجبھا من الذنوب۔ وہ تیرے نفس سے ہے ف کہ تجھے اسوجہ سے پہونچی کہ تونے ایسے گناہونکا ارتکاب کیا جو اسکے مستوجب ہین۔ اور حسن بصریؒ و ابن جریجؒ و ابن زیدؒ نے قولہ من نفسک کی تفسیر مین کہا ای بذنبک یعنے بسبب تیرے گناہ کے اگر کہا جاوے کہ کیا برائی انسان کے کرنے سے ہوتی ہو تو جواب یہ ہو کہ ہرگز نہین یہ کیونکر سمجھا گیا۔ اگر یون ہوتا کہ وما اصبت من سیئۃ۔ جو برائی تو لادے۔ حالانکہ یون نہین فرمایا بلکہ فرمایا کہ ما اصابک۔ یعنے جو تجھے اللہ تعالیٰ کیطرف سے پہونچ جاوے

اسی واسطے ابن الانباری رح نے فرمایا کہ فاعل دونون جگہ ضمیر راجع بجانب اللہ تعالیٰ ہی اور اوپر یہی اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ کل من عند اللہ
ہرایک کا خالق وہی پاک پروردگار ہی یہان تو بیان اسکا ہی کہ یہ بھلائی و بُرائی جو اللہ تعالیٰ نے دو قسم کی چیزین مخلوق فرمائی ہین یہ انسان کو کیونکر
پہونچتی ہین پس اس سے یہ سمجھنا کہ بُرائی جن چیزون کا نام رکھا گیا ہی انکو آدمی پیدا کرلیتا ہی محض جہالت ہی۔ پھر اللہ عزوجل نے اپنے رسول پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کی بزرگی بیان فرمائی جس سے منافقون و مشرکون کے مُنہ مین خاک ذلت و خواری بھر گئی چنانچہ فرمایا۔ **وَاَرْسَلْنٰكَ**۔ یا محمدؐ اور بھیجا ہمنے
تجکو ای محمدؐ رسول بناکر۔ **لِلنَّاسِ**۔ تمام سب آدمیونکے واسطے **ف** کوئی خصوصیت کسی قوم کی نہین ہی۔ **رَسُوْلًا**۔ یہ حال مؤکدہ ہے
ای در حالیکہ تو مرسل ہی اور چونکہ ارسلناک۔ سے خود یہی سمجھا گیا تھا لہٰذا اسکو حال مؤکدہ قرار دیا۔ پھر اس سے زیادہ تشریف کے لیے فرمایا **وَكَفٰى
بِاللّٰهِ شَهِيْدًا** علی رسالتک۔ اور کافی ہی اللہ عزوجل گواہ ہونے کو تیری رسالت پر صلی اللہ علیہ وسلم **ف** عرائس البیان مین ہی کہ قولہ
قل متاع الدنیا قلیل۔ جیسے آیت مین دنیا چاہنے والے کو خوف دلایا ویسے ہی جو تقویٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مطیع ہوکر عقبیٰ چاہتا ہی اسکو ترغیب ہے
اور نیز اسمین اشارہ ہی کہ اگر عارف نے محبت کے ساتھ مجاہدہ و ریاضت مین فنا ہو کر کسیقدر توسع و رخص کی پیروی کی تو جو شخص اس مرتبہ پر نہین
پہونچا اسکو عارف پر انکار نہین کرنا چاہیے کیونکہ اگر فرض کیا جاوے کہ تمام دنیا سونا و جواہر و مشک و عنبر و گل و ریحان و زنان خوبصورت و عمدہ سواریان
و بیش قیمت کپڑے اور عالیشان مکانات ہوجاوے تو عارف کو جسکی احتیاج ہی اسکے مقابلہ مین یہ بہت قلیل ہی اسلیے کہ اسکی مراد تو یہ ہی کہ اپنی حالت
فراق مین کسی چیز سے اپنے دل کو تسلی دیوے حالانکہ عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی عمدہ چیز ایسی نہین ہی جو اسکی سوزش سے دل کو تسکین دے سکے
پھر دنیاے قلیل از قلیل اسکو کیا کافی ہوسکتی ہی اللہ تعالیٰ عزوجل خود ہی اسکی تسلی فرماتا ہی والآخرۃ خیر لمن اتقی۔ یعنے جو شخص کہ مجاہدہ و شوق مین صبر
کرے اور ان خوبصورت چیزون سے تسلی لینے سے بچارہے تو اسکے حق مین بہت بہتر ہی اسلیے کہ آخرت مین اسکے لیے کشف جمال ہی جس سے بڑھکر کوئی
نعمت نہین اور اس سے بہتر کوئی راحت نہین۔ اور روایت ہی کہ کوئی راحت مؤمن کیواسطے دیدار الٰہی سے بڑھکر نہین ہی مترجم کہتا ہے کہ حدیث صحیح
مین ہی کہ اللّٰھم لاعیش الا عیش الآخرۃ + فاغفر للانصار والمہاجرۃ + یعنے عیش نہین مگر وہی جو آخرت مین ہی ای پروردگار میرے انصار و مہاجرین کو بخشدے
واسطی رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو انکی نظر مین خوار کردیا تاکہ اسکا چھوڑنا انپر گران نہ گذرے قولہ تعالیٰ این ماتکونوا یدرککم الموت الآیۃ۔ ظاہر مین
تو اس سے برخلاف کرنیوالونکو خوف دلایا اور باطن مین یہ آیت امیدواری ہی مشتاقونکو یعنی ای بندگان مشتاق تم مت ڈرو کہ مین تمکو اس سے
بہتر دونگا جو تم میری طرف گمان رکھتے ہو پس تمکو قیدخانۂ دنیا سے راحت دونگا اور اپنی مجلس دیدار مین جگہ دونگا۔ جہان تم ہو مین تمھارے ساتھ
ہون پھر جب وہ وقت آویگا کہ قرب پاؤ تو وہی موت ہی اور تمھاری موت یہ کہ تمھاری روحین میرے مشاہدہ ظاہر ہونے پر تمھارے بدن سے نکل جاوین
جیسے مقناطیس پتھر کہ لوہے کو اپنی طرف جذب کرتا ہی۔ اسمین اشارہ ہی کہ اگر تم بازوے روحانیت سے ملکوت سے بھی بلند پرواز ہوتا کہ تمھارے
اجسام تمھاری ارواح ہون تو تمکو میرے سطوات عظمت ادراک کرلینگے بلکہ تمھارے ارواح جو بمنزلۂ اجسام ہون اس سے مشرف ہونگے کیونکہ
مٹی کے اجسام میری عظمت ظاہر ہونے کے وقت نہین قائم رہ سکتے ہین مگر اسوقت کہ میری تربیت سے انمین صلاحیت پیدا ہو اور وہ اس مجاہدہ پر
ہوگی جسکا وقت عرصۂ محشر مین ہوگا۔ ایسی موت تو مومن عارف کے لیے بڑی خوشی ہی اور یہ حبیب کی طرف سے حبیب کو وصل و قرب کی خوشخبری ہی
اور حدیث صحیح مین ثابت ہی کہ۔ من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ۔ جو محبوب رکھتا ہی اللہ تعالیٰ سے ملنے کو اللہ تعالیٰ اسکی لقاء کو دوست
رکھتا ہے مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین اسکی تفسیر جو مذکور ہی حاصل اسکا یہ کہ وقت موت کے مومن کو بشارت پہونچتی ہی تو اسکو لقاء الٰہی کی
خوشی ہوتی ہی **ع** موت سب عاشقونکی راحت ہی + موت ہی وصل اور قربت ہی + قولہ تعالیٰ قل کل من عند اللہ۔ حق عزوجل نے ان

مفلسون کو توبیخ فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت وحفظ سے گر گئے حتی کہ جب انکو راحت پہونچتی ہی تو اپنے نفس کی طرف ...
اللہ تعالیٰ کی جناب مین متوجہ ہوتے ہین کچھ اسوجہ سے نہین کہ انکو معرفت ومحبت ہی۔ پھر جب انکو محنت پہونچتی تو غیر کی طرف ...
اور اسباب کی طرف رجوع کرتے ہین اور تقدیر سے جھگڑتے ہین اور انسے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف انکی توجہ ...
ایمان سے نہین ہی بس حق عزوجل نے اپنے پاک رسول صلعم کو حکم دیا کہ اُنسے کہدے کہ عرش سے تحت الثریٰ تک جو اسباب ومسبب تمکو ملتے ہین ...
وجود اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہی وہی اسباب ومُسبّبات سبکا پیدا کرنیوالا ہی اور اگر تم تحقیق کی آنکھ سے دیکھتے تو تمام مخلوق کو اللہ عزوجل سے
قائم پاتے۔ پھر ان نادانون کو اور زیادہ توبیخ فرمائی بقولہ فما لھؤلاء القوم لایکادون یفقھون حدیثا۔ یعنے میرے اخبار وآیات مین انکو ادراک
نہین ہی اور میری وحدانیت کی معرفت نہین ہی جبھی وہ کفر کی نظر رکھتے ہین اور میرے عذاب خواری مین گرفتار ہین شیخ نصر آبادی نے
فرمایا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہی اور اسی کے خلق کرنے سے ہی ولیکن اسکی رضامندی سے جو خلاف ہی وہ حلال نہین ہی قولہ تعالیٰ
ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ الآیۃ حسنۃ طاعت ہی اور حسنہ محبت ہی اور حسنہ معرفت ہی پس اشارہ فرمایا کہ یہ حسنات سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہین
اور اسمین بندہ کو کچھ دخل نہین ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان مراتب کو بدون کسی سبب واستحقاق وسفارش کے جس بندے کو چاہا عطا فرمایا ہے
ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء پھر سیئہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہی اور یہ نفس امارہ کی صفت ہی پس اللہ عزوجل نے اپنی ذات پاک کو منزہ بیان فرمایا تمام
ان باتون سے جو قبیح ہین اور حق ہی کہ اللہ عزوجل ہر ایسے امور سے پاک ومنزہ ہی جنہین کسیطرح کا قبح ہی پس حاصل یہ کہ ہر نیکی کا مرجع میرا مشاہدہ ہی اور
ہر گناہ ومعصیت کا صدور نفس امارہ سے ہی جسکو حق عزوجل نے مع اسکی جبلت وغیرہ کے جو اسمین ہی پیدا کیا ہی اور وہی نفس امارہ ان افعال کی
مباشر ہی محمد بن علیؒ نے فرمایا کہ سب سے بڑھکر حسنات مین سے تجھپر یہ ہی کہ تجھکو اپنی ذات پاک کا عارف بنایا اور اپنے شکر نعمت کی توفیق دی اور ذکر جمیل
پاک کا الہام فرمایا۔ اور بعض نے قولہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک مین کہا کہ مراد یہ ہی کہ وہ تیرے نفس کی طرف سے اسطرح ہی کہ تو نے اپنے نفس کی
پیروی کی اور رضاے حق عزوجل کو چھوڑا پس یہ نافرمانی اس نفس امارہ کی طرف سے ہی۔ فرقہ قدریہ نے اس آیت سے استدلال کیا مترجم
کہتا ہی کہ قدریہ معتزلہ[۱] وغیرہ مین سے وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال خیر وشر کو خود پیدا کرتا ہی پس کہتے ہین کہ اضافت برائی کی نفس کی
طرف ہی پس معلوم ہوا کہ نفس اُسکا خالق ہی مترجم کہتا ہی کہ بھلائی کا بھی انکے نزدیک وہی خالق ہی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اسکی اضافت فرمائی
پھر اگر بھلائی نہین پیدا کرسکتا تو برائی بھی نہین پیدا کرسکتا ہی اور مترجم اوپر اسکا مفصل بیان کرچکا ہی شیخ رحؒ نے کہا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا کہ قدریہ اس امت کے مجوسی ہین مترجم کہتا ہی کہ اس روایت کے حدیث ہونیمین محدثین کو کلام ہی واللہ اعلم بہرحال اسکے معنے صحیح ہین اور شیخ
نے لکھا کہ مجوسی انکو اسواسطے کہا کہ اہل حق وعلماء سنت تو ایک ہی خالق قادر ذوالجلال والاکرام اللہ جل جلالہ کے قائل ہین۔ اور یہ قدریہ لوگ
اپنے آپکو بھی شر وبرائی کا خالق سمجھتے ہین تو دو خالق کے قائل ہوے لعنۃ اللہ علیہم پس ان کو مجوس کہا کہ مجوس خبیث بھی دو خالق کے قائل ہین چنانچہ
بھلائی کے خالق کو یزدان اور برائی کے خالق کو اہرمن کہتے ہین۔ پھر ان کافرون اور گمراہ فرقون نے یہ نہین سمجھا کہ جو شخص کہ ذات کے پیدا کرنے پر
قادر نہین وہ کیونکر صفات کو پیدا کرسکتا ہی اور یہ گمراہ فرقہ قرآن مجید کے بھید اور خطاب الٰہی کے راز کو کچھ بھی نہ سمجھے کیونکہ حق عزوجل نے اتیان سیئہ کو
غیر کی طرف منسوب کیا ہی کچھ نفس کی طرف منسوب نہین فرمایا چنانچہ فرمایا وما اصابک۔ اور اصابت فعل غیر ہی یعنے پہونچانا دوسرے کا فعل ہی خود نفس کا
فعل نہین ہی اور فحواے خطاب سے ظاہر ہوا کہ سیئہ سے مراد بلاء ہی جو نفس کی بدکرداری کی سزا ہی اور اس بلا کا پہونچانا حضرت حق عزوجل کی طرف سے
ہی جو اسکی معصیت کی سزا مین اسکو پہونچائی جیسے نیکی کی نسبت فرمایا۔ وان تمسسکم حسنۃ تسوءھم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بھا۔ یعنے اگر چھو گئی تمکو بھلائی

[۱] اگر شیعہ بھی ان میں شامل ہیں ۱۲

دیکھ دیتی ہو کافرون منافقون کو اور اگر پہونچی تمکو بُرائی تو خوش ہو جاتے ہین اس سے پس سیئات تو اسباب ہین اور اپنے فعل سے نہین ہے بلکہ بدکرداری کی کمائی ہو۔ حضرت استاد نے فرمایا کہ قولہ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ۔ یعنے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور قولہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک۔ یعنے تیرے نفس کی کمائی ہو حالانکہ ان دونون چیزونکا پیدا کرنا اللہ عزوجل ہی کی طرف سے ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝

جن نے حکم مانا رسول کا اُس نے حکم مانا اللہ کا اور جو اُلٹا پھرا تو ہم نے تجکو نہین بھیجا اُنپر نگہبان

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ

اور کہتے ہین کہ قبول پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے مشورت کرتے ہین بعضے بعضے اُنمین رات کو سوا تیری بات کے

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اور اللہ لکھتا ہو جو ٹھہراتے ہین سو تو تغافل کر اُن سے اور بھروسا کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ۔ جسنے فرمانبرداری کی رسول کی ف یعنے محمد صلعم کی۔ تمام ان امور مین جنکے کرنے یا نہ کرنیکا وہ شرعاً حکم دیتے ہین فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ اسنے ضرور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ف یہ حکم عام ہو اور آنحضرت صلعم کی فضیلت اسمین نہایت بڑی شان کے ساتھ ہو کہ اپنی طاعت قرار دی جسنے رسول کی طاعت کی اسواسطے کہ رسول صلعم نہین حکم دیتے تھے مگر وحی سے خواہ وحی جلی ہو یا وحی خفی جو کہ احادیث شریف ہین۔ معالم مین ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسنے میری اطاعت کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی طاعت کی اور جنے مجھسے محبت کی اُسنے اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو بعضے منافقون نے کہا کہ یہ شخص چاہتا ہو کہ ہم اسکو پروردگار بنالین جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ کو بنایا تھا پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اور بیضاوی مین ہو کہ منافقین کہتے تھے کہ یہ شخص شرک مین پھنساتا ہو حالانکہ شرک سے منع کرتا ہو پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم درحقیقت پاک رسول ہین حکم پہونچانے والے اور اس حکم کو فرمانے والا در واقع وہی پاک عزوجل وحدہ لاشریک ہو۔ اسیواسطے فرمایا۔ وَمَنْ تَوَلّٰى اعرض عن طاعتہ فلا یھمنک۔ اور جسنے منھ موڑا ف رسول پاک کی طاعت سے تو اے رسول پاک تجکو یہ بات فکر مین نہ ڈالے اور غمگین نہ کرے۔ فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔ حافظا لاعمالھم بل نذیرا والینا امرھم فنجازیھم۔ پس ہمنے تجکو نہین بھیجا اُنپر حفیظ ف یعنے انکے اعمال کا نگہبان نہین کیا بلکہ تجکو ڈرسنانے والا و حکم پہونچانے والا بھیجا ہو اور انکا معاملہ تو ہماری طرف راجع ہو سو ہم انکو جزا و سزا دینگے پس قولہ من تولی۔ شرط ہو جسکی جزا محذوف ہو اور قولہ فما ارسلناک پر فاء تعلیل ہو جزاء محذوف کی اور وہ مانند فلا یھمنک ہو یعنے تجکو اعراض انکا غمگین نہ کرے کیونکہ ہم نے تجکو انکا نگہبان نہین کیا ہو اور ابن کثیر وغیرہ نے فلا یضرک۔ تیرا کچھ بگاڑ نہین ہو، مقدر فرمایا اور یہ اولیٰ ہو اور حدیث مین ہو من یطع اللہ و رسولہ فقد رشد و من یعص اللہ و رسولہ فانہ لا یضر الا نفسہ۔ جسنے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کی فرمانبرداری کی تو راہ پائی اور جسنے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کی نافرمانی کی تو اپنا ہی ضرر کیا۔ ھ بعض مفسرین نے کہا۔ وھذا قبل الامر بالقتال۔ یعنے یہ حکم پہلے تھا جبتک کہ جہاد کا حکم نہین دیا گیا۔ اور توجیہ اسکی یہ ہو کہ کلام یہان بصیغہ عموم ہے جو منافقون و مشرکون سب کو شامل ہو پھر جہاد اگرچہ منافقون پر تلوار سے نہ تھا مگر مشرکون سے جہاد کا حکم تھا۔ یا مراد مفسر کی یہ ہو کہ جہاد کا حکم ہونے سے پہلے تو صریح اعراض کا حکم تھا اور بعد حکم جہاد کے انپر سختی کرنے کا حکم ہو گیا چنانچہ فرمایا۔ جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم الآیۃ۔ یعنے

Marfat.com

کافرون و منافقون پر جہاد و سختی کرے۔ اور تحقیق وہ ہی جو مفسرؒ نے مقدمہ وغیرہ مین کہا ہی کہ یہ نسخ نہین ہی وا للہ خلق
اور یہان بھی کلام مفسرؒ اسکو محتمل ہی کیونکہ نسخ کیواسطے صریح نہین ہی۔ اور حق یہ ہی کہ آنحضرت صلعم کو کسی وقت یہ تکلیف نہین دی گئی کہ
بندون کے اعمال کے نگہبان ہون فافہم۔ وَيَقُولُونَ ۔ ای یقول المنافقون اذا جاؤک۔ یعنے جب منافق تیرے پاس آتے ہین تو
کہتے ہین۔ امرنا۔ طَاعَةٌ لک ۔ ہمارا کام تو یہی ہی کہ ہم آپ کی طاعت کرتے ہین ف پس اصل اسکی طاعةً بنصب ہی جیسا کہ بیضاوی
نے کہا ولیکن بقصد استمرار و دوام کے مبالغہ کرکے اسکو خبر مبتدا محذوف قرار دیا تاکہ جملہ اسمیہ دوامی ہو حاصل آنکہ منافق جب حضور میں حاضر
ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم آپ کے ہمیشہ تابعدار ہین۔ فَإِذَا بَرَزُوا ۔ خرجوا۔ پھر جب نکلے مِنْ عِنْدِكَ ۔ تیرے پاس سے
بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ۔ زورت کو تیرے فرمان کے خلاف انمین سے ایک گروہ باتین بناتا ہی ف
ابو عمرو اور حمزہؒ نے بیت طائفہ۔ مین تا کو طا مین بسبب قرب مخرج کے ادغام کرکے پڑھا اور باقیون نے ادغام نہین کیا اور معنے یہ کہ دلمین
چھپاتا ہی ایک گروہ انمین سے سوائے اُسکے جو کہا تھا اس گروہ نے تیرے واسطے تیرے حضور مین تیری فرمانبرداری سے یعنے چھپاتا ہے
دل مین ایک گروہ تیری نافرمانی کو۔ اور بیضاوی مین ہی کہ قولہ بیت طائفۃ منہم غیر الذی تقول۔ ای زورت خلاف ما قلت لہا یعنے
ایک گروہ اپنے جی سے تیرے برخلاف بات گڑھتا ہی اور یہ اِس تقدیر پر کہ ضمیر تقول کا مرجع آنحضرت صلعم کی طرف ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ
ضمیر راجع بجانب طائفہ ہو یعنے جو کہا تھا اس گروہ نے تجھسے یہ کہ جو آپ فرماوین ہم کو قبول ہی اور آپ کے فرمان بجالانے کے ہم ضامن ہین
وَاللَّهُ يَكْتُبُ ۔ یامر بکتب۔ مَا يُبَيِّتُونَ ۔ فی صحائفہم۔ اور اللہ لکھتا ہی یعنے حکم دیتا ہے اس چیز کو لکھنے کا جو رات مین گڑھتے
ہین ف انکے نامۂ اعمال مین تاکہ اسپر انکو سزا دیجاوے بیضاوی مین ہی کہ تبییت بیتوتت سے ہی یعنے رات مین باتین گڑھتا ہے اس لیے
کہ رات مین دستور ہی کہ لوگ باتین سوچتے ہین یا یہ لفظ بیت سے ہی خواہ شعر کا بیت یا گھر کا بیت کیونکہ دونون بیت کو آراستہ و پیراستہ تراش
خراش کیا جاتا ہی اور حاصل اسکا یہ کہ یہ لوگ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر کی ہوئی طاعت کے برخلاف نافرمانی کی بات کو رات مین
گڑھ رکھتے ہین اسکو اللہ تعالیٰ انکے نامۂ اعمال مین لکھنے کا ان فرشتون کو جو بندون کیواسطے کاتبین رقیب مقرر ہین حکم فرماتا ہی تاکہ
یہ منافق اپنے اس کردار بد پر سزا پاوین اور یہ آیت معجزہ ہی۔ اور شیخ ابن کثیرؒ نے خوب فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہی کہ منافقونکو تہدید کردی
اور خبر دیدی کہ اللہ تعالیٰ ان سب باتونسے آگاہ ہی جنکو وہ اپنے دلونمین پوشیدہ کرتے اور رات مین بناتے اور آپسمین پوشیدہ رکھتے ہین اور
آنحضرت صلعم کی نافرمانی و مخالفت کو گڑھتے ہین اگرچہ ظاہر مین انھون نے طاعت و موافقت کا اظہار کیا ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو حکم دیا کہ۔ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ ۔ پس تو بے پروائی سے مُنھ موڑلے ف اور معالم مین لکھا کہ بعض نے فرمایا یعنے انکے نامونکو
ظاہر مت کر ۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۔ ثق بہ فانہ کافیک ۔ اور وثوق و اعتماد کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیونکہ وہ تیرے حق مین کافی ہی
وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۔ اور اللہ تعالیٰ کافی وکیل ہی ف وکیل وہ ہی جسکے سپرد اپنا کام کردیا جاوے اور تفویض سپرد کردینا
پس مفوض الیہ وہ جسکے سپرد کیا گیا پس اللہ تعالیٰ مفوض الیہ کافی ہی اور بعض نے جو اسکو حکم جہاد سے منسوخ کہا تو اسمین تحقیق وہی ہی جو اوپر
بیان ہوئی ف عرائس مین ہی کہ قولہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ ظاہر آیت مین وسیلہ پر دلالت ہی اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے
وسیلہ رسول صلعم ہین اور معنے یہ کہ جسنے رسول کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی بوسیلۂ رسول صلعم کے اور یہ مقام امر و
عبودیت کا نبی صلعم کی شان مین ہی۔ اور باطن آیت مین اشارہ ہی مقام عین الجمع کی طرف کیونکہ رسول صلعم کی صفات سب صفات

قدم کے تحت مین مندرج تھی اور آپ کی خلقت بھی خلقت ازل کی تحت مین فنا ہی اور اس فنا کے تحت مین بصفت بقا آنحضرت صلعم کے وجود کا ظہور ہوا ہی اور آپ حضرت حق عزوجل کی تجلی کے واسطے آئینہ ہو گئے ہین پس جب ایسا اتصاف بصفات حق وایسا اتحاد ہوا تو آپکا حکم اور آپ کی طاعت وہی عین حکم حق وطاعت ذوالجلال ہی شیخ جعفر بن محمد رح نے فرمایا کہ اشارہ یہ کہ جسنے حضرت صلعم کو رسالت و نبوت کے ساتھ پہچانا اسنے حق تعالی کو ربوبیت والوہیت سے پہچانا شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ جسنے نبی صلعم کی پیروی بخوبی ودرستی کی اور آپکی فرمانبرداری مین اپنی جان کو لازم کر دیا تو اللہ تعالی ایسے بندے کو انبیا وصدیقین وشہدا کے مقامات پر پہونچا دیتا ہی مترجم کہتا ہی کہ اوپر تحقیق بیان ہو گئی کہ انبیا کے مقام پر پہونچنا یہ ہی کہ جنت مین انکے درجہ کے قریب ہو اور یہ معنے نہین کہ صفت نبوت اسکو ملجاتی ہی کیونکہ یہ ممکن نہین ہی چنانچہ خود شیخ رح نے دلیل بیان کی اسطرح کہ اللہ تعالی نے فرمایا۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین الآیہ۔ اور بعض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم کی طاعت مین جو بدرجۂ تحقیق اعلی فائز ہوے وہ تو انبیا کے ساتھ ہین یعنے صدیقین ہین اور جو بدرجۂ اقتصاد فائز ہوے یعنے بدرجۂ اوسط فائز ہوے وہ صدیقین کے ساتھ ہین یعنے شہید ہین اور جو ادنی رہے حالانکہ کمتر انمین کوئی نہین ہی وہ شہدا کے ساتھ ہین یعنے صالحین اولیاء اللہ ہین مترجم کہتا ہی کہ ظالم سے یہان مراد مشرک یا کافر نہین بلکہ ظلم کے مراتب ہین پس تحقیقی ظلم تو وہ شرک یا کفر ہی اور یہان ظلم سے مراد یہ کہ نفس کو فنائے کامل نہین حاصل ہوئی پس نفس کے حصۂ کمال مین نقصان رہا اور یہ اصطلاح صوفیہ نہین تاکہ منکر کو مجال طعن ہو بلکہ قد قال تعالی ومنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ۔ اور حدیث مسلم مین ظالم ومقتصد وسابق سب کے حق مین فرمایا کہ ہر ایک انمین سے بھلائی پر ہی اور یہی برادران یوسف علیہم السلام کے حق مین مروی ہی فافہم[له] اور بعض نے فرمایا کہ رسول صلعم کی فرمانبرداری وہی حق تعالی کی فرمانبرداری ہی کیونکہ آنحضرت صلعم اپنے اوصاف سے فانی اور باوصاف حق جل جلالہ باقی تھے اور ظاہر وباطن مین حضرت صلعم کا اپنے رسوم سے فنا ہونا اور حق عزوجل سے باقی ہونا یہی تھا کہ آنحضرت صلعم کی فرمانبرداری عین طاعت حق تھی اور آپکا ذکر وہی ذکر حق تھا اور آپ ہی کے ساتھ بندہ واصل بحق ہو سکتا ہی اور آپکی مخالفت سے کبھی وصل بحق نہو گا مترجم کہتا ہی کہ احادیث شریف کی قدر ومنزلت سمجھدار کو اس درجہ ظاہر ہوتی ہی کہ بیان اسکا ممکن نہین اور بہت لوگون نے جو احادیث احکام جوارح پر اکتفا کیا اور بعض نے اس سے بھی کم فقط فقہ پر اکتفا کیا اور احادیث متعلقہ قلب وتہذیب روح ونفس واسرار سے غفلت اختیار کی وہ کمالات سے محروم رہے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۝

کیون نہین غور کرتے ہین قرآن مین اور اگر وہ اللہ تعالی کے سواے دوسرے کے پاس سے ہوتا تو ضرور اسمین بہت سا اختلاف پاتے

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ - یتاملون- پھر کیا یہ لوگ تامل وغور نہین کرتے۔ الْقُرْاٰنَ - وما فیہ من المعانی البدیعۃ- قرآن مین ف جو نادر معانی قرآن مین ودیعت رکھے ہین۔ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔ تناقضا فی معانیہ وتباینا فی نظمہ اور اگر وہ سواے اللہ تعالی کے دوسرے کی طرف سے ہوتا تو اسمین بہت اختلاف پاتے ف یعنے اسکے معانی مین باہم تناقض اور اسکے انتظام کلام مین تباین پاتے۔ چنانچہ جو غیب کی خبرین ہین بسا اوقات انمین خلاف واقع ہوتا اور بعض بات بعض دیگر سے متعارض ہو جاتی لیکن چونکہ حق عزوجل کی طرف سے حق وصحیح ہی اسمین کوئی اختلاف نہین اور بعضے ملحدون نے جو ایسی آیتین نکالی ہین کہ انکو اختلاف سمجھے تو یہ انکی جہالت ہی اہل حق نے صاف صاف ٹھیک معانی انکے بتلا دیے اور ان خبیثو نکا منھ بند کر دیا۔ پھر نظم مین تباین یہ کہ بعض فصیح ہوتا اور بعض کلام رکیک ہوتا حالانکہ تمام کلام مجید اعلی درجہ فصاحت پر ہی ف مترجم کہتا ہی کہ یہ آیت کریمہ

له [illegible]

Marfat.com

ان منافقون کے واسطے جیسے کھلی حجت تھی ویسے ہی علی العموم ہر سمجھدار کے لیے کافی ہو حضرت صلعم محض امی تھے یعنے انکو کسی سے [illegible]
حق عزوجل نے تعلیم فرمایا پھر یہ عالی مضامین اور یہ جامع کلام اور یہ نظم بلیغ جسنے اپنا مقابل لانے سے عاجز کر دیا حالانکہ نجم نجم تھوڑا تھوڑا اکر [illegible]
بجسب واقعہ نازل ہوا اور اسقدر دراز کتاب پھر سوائے کافر کے کون خیال کرسکتا ہو کہ کلام آلہی نہین ہو اور بڑے بڑے فصحاء عرب اسوقت کے
اور پچھلے سبھون نے اتفاق کیا کہ نظم معجز اسکے مثل بندہ سے ناممکن ہو۔ امام شافعیؒ نے اسی سے استدلال کیا کہ بشر کی بنائی ہوئی کتاب مین ممکن
نہین کہ اختلاف نہو۔ اور واضح رہے کہ تعداد آیات و ترتیب سورتون وغیرہ مین جو اختلاف ہو وہ لوگونکے شمار وغیرہ مین ہو خود کلام مجید مین کچھ اختلاف
نہین اور وصل و وقف وجائز ومطلق مین بھی یہی بات ہو کہ اسکا تعلق قرارت سے ہو فافہم **ف** عرائس مین ہو کہ قولہ تعالیٰ افلا یتدبرون القرآن
جاننا چاہیے کہ قرآن صفات قدم سے ہو اور او تعالیٰ شانہ اس سے موصوف ہو کیونکہ کلام اسکا ازلی ہو اور قرآن صفت خاصہ ذاتیہ از جملہ صفات ہو
اور وہ واحد از جمیع جہات ہو لیکن او تعالیٰ مجمع صفات ہو جسمین اسماء ونعوت وصفات واعلام ذات ہین اور قرآن مجید قائم بذات پاک بدون
علت آواز وحرکات وحروف کے ہو **قال المترجم** ولا خلاف بین اہل الحق فی ان القرآن بمعنے الکلام النفسی قدیم واحد من جمیع الجہات وہو ام
ونہی واخبار واما الحروف والاصوات فالجمہور علی حدوثہا وقد شار من الحنابلۃ القوم بقدمہا ایضا وقد استشکل صاحب المواقف علی قول الجمہور
بما یصعب حلہ من انہ لیس لاحد ان ینکر قدم ما بین دفتی المصاحف والکلام فی ذلک طویل لا یسعہ المقام۔ قال الشیخ اور اگر مخلوق اسمین کشف ومشاہدہ
کے ساتھ تفکر وتدبر وغور کرے تو جان لیوے کہ وہ صفات حوادث سے خارج ہو اور انکو اسکا صفت ازلی ہونا کھل جاوے اور وہ اس کے
دریاے اسرار مین غوطہ کھاوین اور انوار مین فنا ہو جاوین اور اس سے حکمت قدیمہ ورموز سرمدیہ وحقائق ابدیہ کے جواہر جو جلال ذات وکمال صفات
وحسن افعال سے خبر دیتے ہین نکال لاوین **قال المترجم** اور بعض اکابر نے مصرح کہا کہ ظاہر قرآن تو اپنے نور سے طپش دل کیواسطے اہل محبت سے
معلوم کرو اگر باطن قرآن ظاہر ہو اور یہ ستر ہزار حجاب برطرف ہون تو خاک کر دے اور مانند کوہ طور کے اسکے نور سے انسان وحیوان جلکر خاک ہو جاوین
قال الشیخ اسکی صفت نے حروف وحدانیت مین تجلی فرمائی اور حروف وحدانیت نے حروف قرآن مین تجلی کی ہر حرف اسکا نکتہاے آلہیہ کے
سمندرون سے بھرا ہوا ہو جو شخص اسکے اسرار سے واقف ہوا وہ اسکی تجلیات مین مدہوش ہوتا ہو اور بالمشاہدہ جان لیتا ہو کہ وہ قدم سے ہو
اور وہ اہل عدم کی شان نہین ہو کیونکہ وصف آلہی خلل وتناقض وخلاف سے پاک منزہ ہو اور مخلوق کے اوصاف باہم متناقض ومتبائن ومتضاد
ومتغیر ہوتے ہین اور یہی معنے اللہ عزوجل نے باقی آیت مین بیان فرمائے ہین بقولہ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ اہل دنیا سب
یہان مریض ہین انکو شفاء قرآن کی حاجت ہو اگر وہ لوگ اسمین غور وفکر کرتے تو اسکے ہر حرف مین ایک بیماری کی دوا بلکہ شفا پاتے پس جب مرض کو
دوا پہونچتی تو اندھا پن جاتا رہتا اور شفاء قرآن اسکی جگہ باقی رہتا اور مریض مذکور اسکے جمال سے تندرست بدون بیماری کے منور ہو جاتا حضرت
حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین۔ پھر استفہام مین بندون کی شکایت ہو اور یہ اشارہ کہ اے طالبان
جمال ازل تم قرآن مجید کی طرف کیون نہین آتے تاکہ ہر حرف کے نیچے سے نور بہار اور جمال ازلی کو مشاہدہ کرو اسمین بان اسرار سے خطاب
حق کے حقائق سنو۔ اور بعض نے کہا کہ قولہ افلا یتدبرون القرآن یعنی قرآن کی بزرگ نصیحتون اور عمدہ احکام کی پیروی کیون نہین کرتے
شیخ ابو عثمان مغربی نے فرمایا کہ خلق مین تیرا غور کرنا نظر عبرت ہو اور خود اپنے نفس مین غور کرنا نصیحت ہو اور قرآن مین تیرا غور کرنا نظر
حقیقت ومکاشفہ ہو اللہ عزوجل نے فرمایا افلا یتدبرون القرآن۔ اپنے خطاب پاک کو تیری زبان پر جاری فرمایا اور اگر ایسا نہوتا تو
اسکے خطاب کی تلاوت سے زبانین عاجز وگونگی ہوتین **سری سقطی** رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ لوگونمین سب سے زیادہ سمجھدار وہی ہے جس نے [illegible]

قرآن سمجھا اور غور سے اسکے اسرار کو پایا اور سہلؒ نے فرمایا کہ قرآن مین غور کرنا یہی ہی کہ اسکے معنے سمجھ جاوے اور اسمین غور کرنا اسی کا کام ہی جو اسکے مقاصد کو سمجھا اور اسنے حق عزوجل کی مراد کے موافق اسمین کلام کیا۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى
اور جب اُن پاس پہونچتی ہی کوئی خبر امن کی یا ڈر کی اُسکو مشہور کرتے ہین اور اگر اُسکو پہونچاتے رسول تک اور اپنے

اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اختیار والون تک تو تحقیق کرتے اُسکو جو اُن مین تحقیق کرنے والے ہین اُسکے اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر

وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝
اور اسکی مہر تو تم شیطان کے پیچھے جاتے مگر تھوڑے

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ جب ان لوگونکے پاس کوئی امر آیا یعنی کوئی خبر نبی صلعم کے لشکرون سے انکو حاصل ہوئی خواہ فتح ہو یا خوف ہو تو اسکو تمام مین مشتہر کردیتے ہین ف بات یہ تھی کہ نبی صلعم جب سریہ بھیجتے اور وہان انکو فتح یا شکست کچھ پہونچتی تو جب ہی منافقونکو یہان معلوم ہوتا اسکو فاش کردیتے۔ حالانکہ اسطرح فاش کرنے مین خرابی پیدا ہوتی مثلاً مسلمانون کی عام دل شکنی یا دشمن کا پیدا ہوجانا مفسرؒ نے کہا نزل فی جماعۃ المنافقین او ضعفاء المومنین کانوا یفعلون ذلک فیضعف قلوب المؤمنین ویتاذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنے نزول اس کلام کا جماعت منافقونکے حق مین یا ضعیف مومنون کے حق مین ہوا جو ایسا کیا کرتے تھے کہ اس سے مومنون کی دل شکنی ہوتی اور نبی صلعم اس سے اذیت اُٹھاتے تھے۔ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ۔ اور اگر اس خبر کو رسول یا اپنون مین سے صاحبانِ امر کی جانب پھیرتے تو جو لوگ انہین سے استنباط کرتے ہین وہ اسکو اولوا الامر سے جانتے ف یعنے پہلے حضرت صلعم کو پہونچاتے تاکہ آنحضرت صلعم ہی چاہتے تو بیان کرتے یا اپنے لوگون مین سے اولوا الامر کیطرف پہونچاتے مانند ابوبکر و عمر و عثمان و علی وغیرہ رضی اللہ عنہم بزرگ صحابہ کو پہونچاتے حاصل آنکہ اگر یہ لوگ خود سکوت کرتے یہانتک کہ رسول اللہ صلعم یا اکابر صحابہ اسکی خبر دیتے تو چھپا تھا۔ پھر اگر آیت منافقون کے بارہ مین ہی تو منہم باعتبار ظاہر کے ہی اور اگر ضعیف مسلمانون کے حق مین ہی تو منہم درحقیقت ہی قولہ لعلمہ البتہ جانتے اِس خبر کو کہ آیا یہ ایسی خبر ہے کہ فاش کی جاوے یا نہین قولہ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ۔ یتبعونہ ویطلبون علمہ وہم المذیعون۔ وہ لوگ جو اسکو استنباط کرتے ہین یعنے اسکا تتبع کرتے اور اسکا علم چاہتے ہین اور وہ اذاعت کرنے والے ہین تو اس خبر کو رسول اللہ صلعم و اولی الامر کے بیان سے جان لیتے۔ حاصل آنکہ اگر یہ لوگ اس خبر کو رسول اللہ صلعم کی طرف پھیرتے یا اولی الامر کی طرف پھیرتے اور انھین کے سپرد کردیتے اور خود ایسے ہوجاتے کہ گویا کچھ نہین سنا تو البتہ جان لیتے یہ لوگ اس خبر کو انھین اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے یا یہ مراد ہی پہلے اہل استنباط و رائے اسکی تدبیر کار کو جان لیتے۔ استنباط از نبط ہی اور نبط اِس پانی کو کہتے ہین جو کنوان کھودنے مین پہلے پہل برآمد ہوا اور استنباط بمعنے یہ پانی نکالنا پھر استعارہ کرکے اس تدبیر نکالنے کو کہنے لگے جو آدمی اپنی عقل و دانش کے زیادتی سے نکالتا ہی۔ اور کلام شیخ ابن کثیر دلالت کرتا ہی کہ مراد یہ ہی کہ یہ لوگ جو بات سنتے تھے بدون اسکی تحقیق و تنقیح کے اسکو بیان کرنا اور بکنا شروع کردیتے جس سے مفسدہ برپا ہوتا تھا یا مسلمانون و حضرت صلعم کو اذیت پہونچتی تھی حالانکہ اس بات کی کچھ اصلیت

نہوتی اور یہ لوگ یون سمجھتے کہ ایسا کرنے مین اپر کوئی گناہ نہین اور نہ اسمین کچھ مضائقہ ہی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا
دوم اذیت و تکلیف و مفسدہ پردازی ہی وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم کفی ہی آدمی کے لیے جھوٹ یہی کہ جو سنے اسکو بیان کرنے لگے رواہ
ابوداؤد اور معنے یہ کہ اگر کسی نے کوئی بات سنی اور بدون اسکی تصدیق و فکر کے اسکو کہنا شروع کیا کہ یہ بات یون ہی تو وہ بھی جھوٹا ہوگا اگر
واقع مین وہ بات یون نہوئی قال ابن کثیرؒ ہم کو یہان حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ذکر کرنا چاہیے کہ جب انکو یہ خبر پہونچی کہ رسول اللہ صلعم
نے اپنی بیویون کو طلاق دی ہی تو وہ اپنے گھر سے آئے یہانتک کہ مسجد مین داخل ہوئے اور لوگون کو دیکھا کہ وہ یہی باتین کر رہے ہین پھر درنگ
نہ کیا یہانتک کہ رسول اللہ صلعم سے اجازت لیکر آپ کے پاس حاضر ہوئے پھر دریافت کیا کہ آپ نے اپنی بیویونکو طلاق دی ہی آپنے فرمایا کہ نہین
تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اللہ اکبر اور تمام حدیث طویل آخر تک ذکر کی اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہی اور صحیح مسلم کی دوسری روایت مین ہی
کہ پھر مین نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ کیا آپ نے بیویون کو طلاق دیدی۔ آپنے فرمایا کہ نہین پس مین مسجد کے دروازے پر آکر کھڑا ہوا اور
مین نے بلند آواز سے پکار دیا کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی بیویون کو طلاق نہین دی ہی اور یہ آیت اُتری واذا جاءهم امر من الامن او الخوف اذاعوا به ولو
ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم الآیہ۔ پس مین ہی وہ شخص تھا جسنے اس امر کو استنباط کیا الی آخر الحدیث مترجم
کہتا ہی کہ اس حدیث سے اگر سبب نزول یہ قصہ لیا جاوے تو توجیہ یہ ہوگی کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی بیویون سے ایلا کیا تھا اور درحقیقت وہ ایلاء
نہ تھا بلکہ فقط ایک مہینہ تک کی قسم کھائی تھی تو لوگون نے یہ خبر سنکر تمام مین بک شروع کردی کہ حضرت صلعم نے اپنی بیویون کو طلاق دیدی
حتی کہ حضرت عمرؓ کے ایک پڑوسی نے حضرت عمرؓ کو وحشتناک طور پر عوالی مدینہ مین جہان رہتے تھے یہ خبر پہونچائی اور تمام قصہ جو صحیحین
مین مذکور ہی یہانتک کہ حضرت عمرؓ نے استنباط کیا کہ یہ بات قرین قیاس نہین کہ آپ تمام بیویونکو طلاق دیدین اسکو چلکر حسب ادب سے دریافت کرنا
چاہیے چنانچہ وہی استنباط ٹھیک نکلا اور اللہ عزوجل نے مسلمانونکو ادب سکھلایا کہ اسطرح ہر بات کی شہرت نہ دیا کرین اور یہ حکم عام ہی اور نیز
مسلمانونپر مقصور نہین بلکہ منافقونکو بھی ممانعت ہی بوجہ اسکے کہ اولًا ایسے امور مین خوض کرنے والے اور اذاعت کو دل سے چاہنے والے
وہ منافق ہی ہین اگرچہ ضعیف مسلمان بسبب کم علمی کے بدون نیت نفاق کے انکی باتون مین شامل ہوجاوین واللہ اعلم۔ پھر اولی الامر سے اہل علم
و سمجھدار مراد ہین یا وہ لوگ جنکو ولایت و سرداری حاصل ہی اور ظاہر آنکہ انمین سے اہل حکومت و ولایت وہی اہل فقہ و علم بھی تھے واللہ اعلم وقدمر
فی تفسیر قولہ واولی الامر منکم الآیہ ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ﴾ ۔ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کی
فضل و رحمت نہوتی تو ضرور تم پیروی کر لیتے شیطان کی ف ان باتون مین جنکا تمکو حکم کرتا یعنے فحش باتون مین یہان کلام مفسر مشعر ہی کہ
مراد آیت مین ضعیف مسلمان ہین نہ منافق فقال پھر استثنا فرمایا بقولہ ﴿اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ۔ مگر تھوڑے یعنے سب کے سب تو شیطان کے پیرو ہوجاتے
مگر تھوڑے سے نہوتے پس علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ مراد ان قلیل سے مومنین ہین مترجم کہتا ہی کہ اکثر مفسرین اسے سمجھا کہ
اوپر منافقین مراد ہین اور انسے مومنین کا استثنا ہی اور بعض نے کہا کہ قول ابن عباسؓ کے معنے یہ ہین کہ مومنین کاملین متبع نہوتے اور مترجم کہتا ہی
کہ حق یہ ہی کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اگر قرآن و رسول سے فضل الٰہی و رحمت تمپر نہوتی تو تم سب ادب و قاعدہ سے خارج ہوجاتے سوائے مومنین
کے کہ وہ جیسے اسوقت اللہ تعالیٰ کے اوپر مضبوط ایمان رکھتے ہین ویسے ہی رہتے اسواسطے کہ اُن سے اذاعت نہین صادر ہوئی بلکہ ضعیف
مسلمانون سے صادر ہوئی تھی جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے تنبیہ کرکے آگاہ کیا کہ وہ باز رہے۔ اور نظر بظاہر آیت یہ وارد ہوتا ہی
کہ اگر فضل و رحمت نہوتی تو سب ہی کو گمراہ ہونا چاہیے اس سے استثنا قلیل بھی کیونکر ہوسکتا ہی اور جواب اسکا بعض نے یہ دیا کہ مراد اس سے

ہین چنانچہ عبدالرزاق نے معمرؒ سے انھون نے قتادہؒ سے روایت کی کہ کہا یعنے سب کے سب گمراہ ہوتے اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ الا قلیلا لم یتبعوا بل منوا بالعقل یعنے قلیل ایسے ہوتے کہ شیطان کی پیروی نہ کرتے بلکہ عقل سے ایمان لاتے جیسے زید بن عمرو بن نفیل و رقیس بن ساعدہ وغیرہ کا مشہور ہی

ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ولو ردوہ الی الرسول الآیہ ۔ آیت کریمہ مین اشارہ ہی کہ جو لوگ رسم علم سے اپنے آپ کو بتکلف آراستہ کیے ہوے ہین وہ اپنے نفس کو ظاہری لباس سے پیراستہ کرتے ہین اور ظاہری باتین بناتے ہین پھر یہ سمجھتے ہین کہ ہم بھی علماے ربانی کے مقام کو پہونچ گئے اور ہم بھی انھین کے مانند اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب و اسرار قرآن سے مخاطب ہین حالانکہ علماے ربانی کو قرآن کے انوار و حقائق کہ علم کشف سے حاصل ہی جس سے یہ لوگ محض بے بہرہ ہین اور انکے اسی سمجھ کا نتیجہ ہی کہ علماے ربانی کی ارواح قدسیہ جو قرآن سے جواہر اسرار کو استنباط کرتے ہین تو یہ بھی اپنی ناکارہ سمجھ سے بدعت نکالکر انکے ساتھ اپنے استنباط سے معارضہ کرتے ہین پس آیت کریمہ مین ان لوگون کو ممانعت ہی حاصل آنکہ اگر یہ لوگ اس تکلف کو چھوڑتے جو خواہ مخواہ عالم ربانی بنے جاتے ہین اور بالکل اپنے اختیار نفسانی کو اولوا الامر کے حوالہ کرتے جنکو ملک و ملکوت کا عرفان حاصل ہی تو اُنسے البتہ حقائق مفہوم خطاب کو سنتے اور اپنی باطل راے کی وجہ سے خطرگاہ ہلاکت سے نجات پاکر فیض علوم ربانی پاتے شیخ ابن عطارحؒ نے فرمایا کہ اگر طریقۂ سنت و سلف صالحین کو ارادت کے ساتھ اختیار کرتے تو یہ لوگ مقام و منزلت استنباط کو پہونچ جاتے شیخ حسین رحؒ نے فرمایا کہ قرآن سے استنباط کرنا بندے کو اسکے ظاہری جو مقامات ایمان و منزلت علوم مین سے اچھا درجہ ہی و باطنی تقوی کی مقدار اور معرفت کی مقدار پر حاصل ہوتا ہی اور یہ مرتبہ مقامات ایمان سے بڑا مرتبہ ہی شیخ ابو سعید خرازرحؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہین جنکے سامنے خلل پیش کیا جاتا ہی پھر اگر ایسا ہو تو لوگ خراب و بیکار ہو جاوین اور بات یہ ہوتی ہی کہ یہ خاص بندے علم الٰہی سے اس مرتبہ کو پہونچ جاتے ہین کہ انکو مجہول کا علم کھلتا ہی جسکے بارہ مین کتاب اللہ تعالیٰ یعنے قرآن مین اور سنت الرسول صلعم یعنے حدیث مین کوئی نص نہین ہوتی ہی یعنے اجماع امت بھی نہین پایا جاتا ہی پس یہ لوگ عارفین اپنی معرفت و علم سے اسکے واسطے کتاب و سنت مین سے حکم کو جو پردہ مین چھپا تھا استنباط کر لیتے ہین چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم مترجم کہتا ہی کہ شیخ رحؒ نے بیان استنباط علوم عارفانہ مین ایسے حسن اسلوب سے بیان کیا کہ استنباط مسائل شرعی کو بھی شامل ہی اور جماعت کثیر بلکہ جمہور علماء و مجتہدین نے اس آیت سے نکالا ہی کہ قیاس کرنا دلیل شرعی اور جائز ہی اور ظاہر یہ لوگون نے جو قیاس سے انکار کیا تو انھون نے اسرار شریعت سے محرومی حاصل کی اور وسوسۂ شیطان مین گرفتار ہو کہ یون کہنے لگے کہ پہلا قیاس کرنیوالا شیطان تھا لہذا قیاس کو دخل نہین ہی اور یہ خبط ہی اہل حق کے نزدیک قیاس درصورتیکہ کتاب و سنت و اجماع موجود نہو اس معنے کر ہوتا ہی کہ شرائط مذکورہ باب قیاس کے ساتھ [illegible] کتاب و سنت و اجماع مین جو حکم مخفی ہی بطور کشف اسرار کے ظاہر کر لین پس قیاس انکے نزدیک فقط حکم خفی کا اظہار کرنیوالا ہی اور یہ نہین کہ وہ کسی حکم کا مثبت ہی اور نص کے مقابلہ مین جائز نہین ہی پھر وہ قیاس جو ابلیس نے بدون استثنار شرع نکالا اور اپنے مثبت قرار دیا اسکو اس سے کیا نسبت ہی ان دونون مین تو تباین ہی ۔ اور رہا قول علی کرم اللہ وجہہ کہ اگر امر دین قیاسی ہوتا تو موزہ پر مسح کرنا زیر قدم ہوتا نہ پشت قدم پر کمارواہ اہل السنن عنہ تو یہ وہی مثبت کے معنے مین ہی اور پشت قدم پر مسح منصوص ہی اس سے اُلٹا استدلال عجیب ہی اسپر وہی قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا صادق آتا ہی کہ جب خارجیون نے قولہ تعالیٰ ان الحکم الا للہ یعنے نہین ہے حکم مگر فقط اللہ عز وجل کا ۔ اس سے طاعت و حکم امام و حاکم سے انکار کر کے خروج کیا تھا تو حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ کلمۂ حق سے باطل مراد لیتے ہین پس یہ سچی بات ہی کہ قیاس مجتہد وہی ہے جو مظہر ہی نہ مثبت پس جب قیاس پر دلائل قائم ہین تو انکار خبط ہی پھر یہ قیاس علوم حقائق مین بھی جاری ہی چنانچہ شیخ علاء الدولہ سمنانی رحؒ نے بعد

Marfat.com

انتقال کے علوم کی زیادت ہونے سے انکار کیا اور شیخ ابن العربیؒ نے اسکو نکالا بدلیل قولہ تعالیٰ وبدا لہم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون
ظاہر ہوا انکو اللہ کی طرف سے وہ امر کہ جسکا وہ خیال نہ رکھتے تھے۔ پس علم جدید حاصل ہوا۔ اس سے ثابت کیا کہ زیادت علم ممکن ہے
فافہم واللہ اعلم۔ قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیکم الآیہ فضل الٰہی تو اسکی معرفت ہے اور رحمت الٰہی یہ کہ بندہ کو شیطان کی پیروی سے اپنی حفاظت
مین لیوے اور خود اسکے لیے نعم الوکیل ہوجاوے۔ اور یہ حکم مریدون کے لیے عام ہے اور عارفون کے لیے خاص ہے۔ عام کیواسطے تو اسکا فضل و رحمت
اور خاص کیواسطے جنکو قولہ الا قلیلا سے مستثنیٰ فرمایا ہے اسکی محبت مخصوص ہے شیخ ابن عطارحؒ نے فرمایا کہ اگر تمپر اسکا فضل اسطرح نہوتا کہ تمھاری طاعت
و بندگیان قبول فرمائین تو تم آخرت مین اپنے اعمال پر کف افسوس ملتے رہجاتے لیکن اسکی رحمت ہے کہ تمکو تمھاری حسرت سے نکالا و نجات دی

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ ۚ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ عَسَى اللَّهُ أَنْ

سو تو لڑ اللہ کی راہ مین تجھپر ذمہ نہین مگر اپنی جان سے اور تاکید کر مسلمانون کو قریب ہے کہ اللہ

يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا

بند کرے لڑائی کافرون کی اور اللہ سخت ہے لڑائی والا اور سخت سزا دینے والا

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ یا محمد سو قتال کریعنے جہاد کر ای محمد۔ یہ خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخصوص ہے پس یہ جو بعض نے کہا کہ خطاب آنحضرت
صلعم کو مع امت ہے بدلیل حدیث براء بن عازبؓ کہ جب یہ آیت اُتری تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھے قتال کا حکم دیا پس تم لوگ لڑو۔
رواہ ابن مردویہ باسناد غریب تو اسکے یہ معنے نہین کہ خطاب مین شمول ہے بلکہ آنحضرت صلعم نے مومنون کو تحریض کی جیساکہ آیت مین آپ کو
حکم ہے اور خطاب فقط آپ ہی کو ہے بدلیل دیگر روایات چنانچہ خود براء بن عازبؓ سے ابو اسحاق سبیعیؒ نے روایت کی کہ مین نے براءؓ سے کہا کہ مرد
مسلمان مشرکون کے لشکر پر حملہ کرتا ہے کیا وہ ان لوگون مین ہوجاتا ہے جو اپنے آپکو ہلاکت مین ڈالتے ہین تو فرمایا کہ نہین خود اللہ تعالیٰ نے اپنے
رسول صلعم کو بھیجا اور حکم فرمایا۔ فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک۔ اور تہلکہ مین ڈالنے سے ممانعت کی آیت یعنے قولہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ
تو یہ نفقۂ جہاد و خرچ کے بارہ مین ہے۔ رواہ ابن مردویہ وابن ابی حاتم بنحوہ یعنے جہاد کا سامان نہ کرنا اور زراعت وتجارت مین مشغول ہونا
ہلاکت ہے کہ دشمن غالب ہوجائیگا۔ اور معالم مین ہے کہ حضرت صلعم نے ابوسفیان سے جنگ احد واقع ہونے کے بعد ذی قعدہ مین موسم بدر
صغریٰ مین جنگ کا وعدہ فرمایا تھا پھر میعاد آئی تو آپ نے لوگون کو بلایا کہ چلو پس بعض نے کراہت کی تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی
فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک۔ یعنے دشمنو نپر جہاد کرنے اور مدد لینے کے لیے ضعیف مسلمانون سے مت کہہ اگرچہ تو تنہا ہو و سیأتی تفصیلہ
پھر اسمین کلام ہے کہ قولہ فقاتل کی فا کیسی ہے۔ بعض نے کہا کہ تعلق اسکا بقولہ ومن یقاتل فی سبیل اللہ الخ سے ہے ای من اجل ہذا فقاتل اور بعض نے
کہا کہ متعلق بقولہ وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ ای فقاتل فی سبیل اللہ۔ اور بعض نے کہا کہ کلام مین تقدیر اسطرح ہے کہ اذا کان الامر ما ذکر من عدم
طاعۃ المنافقین فقاتل فی سبیل اللہ یعنے ولو وحدک۔ اور زجاج رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلعم پر جہاد فرض
کیا کہ قتال کرین اگرچہ تنہا لڑین کیونکہ آپ کے واسطے نصرت موعود فرمائی اور ابن عطیہ نے کہا کہ یہ ظاہر لفظ ہے ولیکن کسی خبر مین یہ
مروی نہین کہ فرضیت جہاد کی فقط آپ پر تھی امت پر نہ تھی پس معنی قولہ۔ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ۔ یعنے مکلف نہ کر تو سوائے اپنی
جان کے اور غیر پر ملزم نہو مترجم کہتا ہے کہ حاصل آنکہ یہ جملہ مستانفہ اپنے ماقبل کا مقرر ہے اور مراد یہ کہ جہاد جو واجب ہے اسکے ادا کرنے مین
آنحضرت صلعم کو قطعی مطیع قرار دیکر حکم دیا کہ تو لڑ اور غیرون پر الزام فعل چونکہ غیر اختیاری تھا لہٰذا فقط اپنے نفس کو مکلف کرنا لازم

اسلیے کہ فعل مین انسان فقط اپنے نفس پر قادر ہی اور مفسر جلال رح نے اسکی تاویل مین کہا۔ فلا تہتم بتخلفہم عنک۔ یعنے منافقون یا ضعیفون کے ساتھ سے بچھڑنے پر تو اپنے کو غمگین مت کر حاصل معنے یہ کہ تو قتال کر اگرچہ تنہا ہو کیونکہ تجھکو آخرکار فتح وفیروزی کا وعدہ یقینی دیا گیا ہے آیت مین دلیل ہی کہ آنحضرت صلعم اللہ تعالیٰ کے نہایت فرمانبردار مطیع تھے اور تمام لوگون سے نہایت شجاع تھے اور فتح اللہ کی طرف سے ہی اگرچہ ایک طرف تنہا ایک شخص ہو اور اسکے مقابل مین صدہا گونہ زیادہ ہون۔ **وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ**۔ ای حثہم علی القتال۔ ورغبہم فیہ۔ اور آمادہ کر اچھی نصیحت سے مومنون کو لڑائی پر اور جہاد مین انکو رغبت دلا۔ حضرت صلعم مومنون کو رغبت دلاتے تھے چنانچہ بدر مین جب صفین برابر کرتے تو فرماتے تھے۔ قوموا الی جنة عرضہا السموات والارض۔ تم لوگ اٹھ کھڑے ہو ایسی جنت کی طرف جسکی چوڑائی سب آسمان وزمین ہی اور ابوہریرہ رض کی روایت بخاری مین ہی کہ جنت مین سو درجے ہین جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ مین جہاد کرنے والونکے لیے رکھے ہین ہر دو درجہ کے بیچ مین اسقدر فاصلہ ہی جیسے آسمان وزمین کے بیچ مین ہی اور ابوسعید خدری رض سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ای ابوسعید جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد کو رسول ماننے پر راضی ہوا اسکے واسطے جنت تو واجب ہوگئی ابوسعید رض کو یہ بات نہایت اچھی معلوم ہوئی تو عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ اسکو پھر فرما دین پس آنحضرت صلعم نے ایسا ہی کہا پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ دوسری بات ایسی ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکے بندے کے جنت مین سو درجے بلند فرماتا ہی ہر دو درجہ کے بیچ مین ایسا ہی جیسے آسمان وزمین کے بیچ مین ہی۔ ابوسعید نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ کون بات ہی آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرنا۔ رواہ مسلم اور احادیث اس بابمین بہت ہین اور معنے اسی انگیختہ کرنے اور رغبت دلانیکے یہ ہو کہ جہاد مین جو فضائل ہین پروردگار عزوجل وثواب جزیل وعطا جمیل آنحضرت صلعم کو باعلام الٰہی معلوم ہین انکو عام بندون سے بیان وظاہر کرین **عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا**۔ امید ہی کہ اللہ تعالیٰ کافرون کی لڑائی روکدے **ف** انکو مسلمان کرکے تمہارے قوت بازو کردے شیخ ابن کثیر رح نے اس کلام کی تفسیر مین کہا کہ مومنون کو قتال پر تیرے برانگیختہ کرنے سے یہ ہوگا کہ دشمنون سے بھڑنے پر انکی ہمتین بڑھ جاینگی اور مشرکون کو اسلام پر لانے اور انکا شر وفساد دور کرنے اور انکو دفع کرنے اور انکے مقابلے مین صبر ومضبوطی کرنے پر آمادہ ہوجاوینگے پھر امید دلانے مین وہم تھا کہ شاید ایسا نہو تو دفع فرمایا بقولہ **وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا** منہم۔ یعنے باس الٰہی انسے اشد ہی۔ اور مراد اس سے یہ نہین ہی کہ اشد یہان اضافی ہی یعنے انھین لوگون سے اشد الباس ہی اگرچہ اورون سے نہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ونعوت وصفات سے جو اسم تفضیل کے صیغے متعلق ہوتے ہین انسے مراد کمال ہی جس سے فوقیت ممکن نہین اور چاہیون کہو کہ بے انتہا کے معنے مین ہو تے ہین پھر بعض مفسرین نے آشد باسًا بمعنے اشد سلطانًا۔ کہا اور حاصل آنکہ غلبہ وقدرت وقوت الٰہی پہ نہایت اشد ہی جسکے آگے ان کافرون کی کچھ ہستی نہین لیکن مومنون کے لیے ثواب وصبر وشہادت وکوشش ونیات خیر وطاعات کے ثواب دینے کو یہ طریقہ مقرر فرمایا ہی ورنہ کسی کافر کی کچھ مجال نہوتی۔ وقد قال تعالیٰ۔ **وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا**۔ تعذیبًا منہم۔ اور اللہ تعالیٰ انسے اشد ہی عذاب دینے مین **ف** اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہی اگر چاہتا تو تمام کو عذاب کرتا اور کوئی مانع نہین ہوسکتا اور اگر چاہتا تو سب کو ہدایت فرماتا لیکن کمال حکمت پر اس کی مشیت ہی جسکو بندہ ناچیز مخلوق کی مجال نہین کہ اپنے علم مین لاوے یہان تو برتن کو کمہار کی حکمت وغایت نہین معلوم ہوسکتی پھر بندہ کو اللہ عزوجل کی جناب مین یہ نسبت بھی صحیح نہین ہی واسطے کامل سمجھ والے تقدیر الٰہی پر کامل ایمان رکھتے ہین اور پاگل لوگ مجنونانہ بک بکتے ہین اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو تنہا لڑائی کا حکم دیا فقال صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لاخرجن ولو وحدی فخرج لسبعین راکبا الی بدر الصغری فکف اللہ باس الکفار بالقاء الرعب فی قلوبہم ومنع اباسفیان عن الخروج کما تقدم فی آل عمران یعنے جب یہ حکم آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس

Marfat.com

ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ مین ضرور لڑنے جاؤنگا اگرچہ تنہا ہون پھر خالص کامل مومنین ساتھ ہوے جنمین ستر سوارون سے بدر صغری کو وعدہ گاہ پر پہونچ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے باس کفار کو روک دیا کہ کافرون کے دلون مین رعب چھا گیا ابوسفیان کو نکلنے سے ممنوع کر دیا جیسا کہ آل عمران مین گذر چکا ہی کہ کامل مومنون نے حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہکر ارادہ کیا اور حضرت صلعم ساتھ گئے اور آٹھ روز تک انتظار مین رہے اور وہان کے موسمی بازار سے بہت کچھ نفع اُٹھایا اور صحیح سالم واپس آئے کما قال تعالیٰ فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسہم سوء الآیۃ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نمونہ دکھلا دیا اور مومنون کو مال کثیر نفع دلاکر منافقون کو جنکی نظر فقط دنیا پر رہتی تھی آتش حسرت مین جلا دیا پھر واضح ہو کہ اس قصہ بدر صغری مین ایک بڑے طور پر اہل ایمان کو مشرکون سے ڈرایا تھا تاکہ مومنین بچاوین اور ایک نے اہل حق کی طرف سے اپنی نیک نیتی پر کافرون کو جاکر دھمکایا تھا پس نیکی کا بدلا نیک نیت کیواسطے نیک ہی

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ

جو کوئی سفارش کرے نیک بات مین اُسکو بھی ملے اُسمین سے ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے بری بات مین اُسپر

لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝

بھی ہی ایک بوجھ اُسمین سے اور اللہ ہی ہر چیز کا حصہ بانٹنے والا

وَمَنْ يَّشْفَعْ۔ بالناس۔ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا (جو کوئی لوگون کے لیے) نیک سفارش (شرع کے موافق) کرے اسکے لیے اس سے حصہ ہوگا **ف** دراصل شفاعت از شفع بمعنے جفت ہی پس شفاعت یہ کہ دوسرے کو اپنی منزلت و مرتبہ وجاہت مین ملا لیا اور اپنے سے ملاکر کسی کے پاس اسکی سفارش کی پس شفاعت درحقیقت یہ کہ جسکے پاس شفاعت کی ہے اسکے نزدیک شفاعت کرنے والے نے اپنا تقرب ملا دیا اور آگاہ ہو کہ اللہ عزوجل کے نزدیک بڑا شفاعت کبری حضرت محمد مصطفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہی قولہ شفاعۃ حسنۃ شفاعت حسنہ وہ ہی جو موافق شرع کے ہو قولہ یکن لہ نصیب ہوگا اسکے واسطے یعنے شفیع کے واسطے بھی ایک حصہ۔ یعنے ثواب مین سے۔ منہا۔ بسببہا۔ بسبب اس سفارش کرنے کے۔ پس من تعلیلیہ ہی۔ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً۔ اور جسنے سفارش کی بدسفارش یعنے جو مخالف شرع ہو۔ يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ۔ تو ہوگا ایسے سفارشی کے لیے بھی ایک کفل۔ یعنے گناہ مین سے ایک حصہ۔ مِنْهَا۔ بسببہا۔ بسبب اس بدسفارش کے مترجم کہتا ہی کہ مفسر نے آیت مین سفارش نیک و سفارش بد کی علت بھی اپنی تفسیر سے ظاہر کر دی بایںطور کہ منہا مین من تعلیلیہ قرار دیا ولیکن نصیب و کفل کی تمیز محذوف ہوگی یعنے نصیب از ثواب اور کفل از عذاب۔ حالانکہ یہ نہین ہی کہ ان دونون الفاظ کا استعمال انھین معنے کے ساتھ خاص ہوا سواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یؤتکم کفلین من رحمتہ پس کفل کا استعمال ثواب و بھلائی مین ہوا۔ اور ظاہر آنکہ منہا کی ضمیر اول مین شفاعت حسنہ کی طرف ہی جو موجب حسنہ یعنے ثواب ہی پس سفارش حسنہ مین سے حصہ ہونا یہ کہ ثواب ملے پھر معالم مین کہا کہ شفاعت حسنہ یہ کہ لوگون کے درمیان اصلاح کرے اور شفاعت سیئہ یہ کہ لوگون کے درمیان چغلی ولگائی بجھائی سے فساد پھیلاوے کذا قال ابن عباس رض اور بعض نے کہا کہ حسنہ یہ کہ لوگون مین اچھی باتین کہے جس سے ثواب و بھلائی ملے اور سیئہ یہ کہ غیبت و بدگوئی سے عذاب سمیٹے مترجم کہتا ہی کہ مآل اسکا بھی یہی ہی کہ شرع کے موافق ہو جیسا کہ مفسر جلال رح نے کہا اسواسطے کہ اصلاح و بھلائی کا معلوم ہونا شرع پر ہی۔ یہ نہین دیکھتے کہ منافق کمبخت اپنے آپ کو بھی سمجھا کرتے کہ انما نحن مصلحون۔ ہم تو اصلاح کرنے والے ہین حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رد کیا کہ الا انہم ہم المفسدون۔ یہی فساد ڈالنے والے ہین پس مفسر رح کی تفسیر

حسنہ وسیئہ کی باین طور کہ جو موافق شرع ہو وہ اچھی اور جو مخالف شرع ہو وہ بُری ہی، بہت خوب تفسیر ہی تو نہین دیکھتا کہ بنی مخزوم ... ایک
عورت نے چوری کی اور قریش کو بہت تردہ وغم ہوا آخر کار اسامہ بن زید نے سفارش کی تو آنحضرت صلعم نے خطبہ پڑھکر ...
اور حدود الٰہی مین سفارش نہ سنی کیونکہ خلاف شرع ہی حالانکہ حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ صلعم کے پاس کوئی سائل ...
بات کا آتا تو آپ ہم لوگونکی طرف متوجہ ہوکر فرماتے کہ تم سفارش کرو ثواب لو اور اللہ تعالیٰ جاری کریگا اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے ...
وسلم - اور اسمین دلالت ہی کہ نیک سفارش ہی سے ثواب ملجاتا ہی پھر قضاء الٰہی موافق تقدیر کے چاہے جو کچھ ہو - اور مجاہد نے کہا نزول ...
ایک دوسرے کے حق مین سفارش کرنے کے بارہ مین ہی حسن بصری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے من یشفع فرمایا ہی یعنے جو سفارش کردے وہ ثواب پائیگا ...
کہ ثواب اسوقت ملیگا جب اسکی سفارش قبول کیجاوے حاصل یہ کہ محض سفارش خیر پر ثواب کا وعدہ ہی چاہے سفارش قبول ہو یا نہو و شیخ ابن کثیر نے ...
لکھا کہ یعنے جو شخص کسی ایسے کام مین سعی کرے جسپر بھلائی مترتب ہوتی ہی تو اسکو اس سے ایک نصیب ملیگا جو ایسے کام مین سعی کرے جسپر برائی مترتب
ہوتی ہی تو اسکو اپنی سعی نیت پر اسکا عذاب ملیگا حدیث مین پیٹھ پیچھے اپنے بھائی مسلمان کے حق مین دعا کرنا اور اسکا مقبول ہونا ...
اسمین یہ بھی آیا ہی کہ فرشتہ اسکی دعا پر کہتا ہی آمین اور تیرے لیے اسکے مثل اللہ تعالیٰ دیوے" اس سے معلوم ہوتا ہی کہ نصیب سے یہ مقدار مراد ہے
واللہ اعلم - وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا مقتدرا فیجازی کل احد بما عمل - اور اللہ تعالیٰ ہر بات پر اقتدار رکھنے والا ہی
پس ہر ایک کو اسکے عمل کے موافق جزا دیتا ہی - اور معالم مین ابن عباس سے نقل کیا کہ مقیت یعنے قدرت سے ثواب و بدلا دینے والا اور ...
جلال نے اسی کے معنے ذکر کیے ہین اور شیخ ابن کثیر نے ابن عباس و عطاء و عطیہ عوفی و قتادہ و مطر الوراق سے نقل کیا کہ مقیت بمعنے
حفیظ یعنے نگہبان اور مجاہد نے کہا بمعنے شہید یعنے حاضر و ناظر - اور ایک روایت مین کہا کہ بمعنے حسیب ہی اور ابن جبیر و سدی و ابن زید نے
کہا کہ بمعنے قدیر ہی اور ضحاک نے کہا بمعنے رزاق یعنے رزق دینے والا - عبد اللہ بن رواحہ سے کسی نے اسکے معنے پوچھے تو کہا کہ ہر انسان
کے واسطے بقدر اسکے عمل کے مقیت ہے رواہ ابن ابی حاتم -

وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اُس سے بہتر یا وہی کہو اُلٹکر اللہ ہے ہر چیز کی

حَسِيبًا ۝ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ وَمَنْ

حساب کرنیوالا اللہ کے سوائے کسیکی بندگی نہین تمکو جمع کریگا قیامت کے دن اسمین شک نہین اور

أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۝

اللہ سے سچی کس کی بات ہے

شفاعت حسنہ کے بارہ مین پہلے تو مطلقًا ترغیب دی پھر اسمین سے ایک فرد شائع یعنے سلام کو ذکر فرمایا اور اشارہ ہی کہ جسکے پاس
شفاعت لائی جاوے اسکو احسن جواب دینا چاہیے قال تعالیٰ وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ - جب تحیت دیجاوے تمکو کسی تحیّت سے مثلاً
تم سے کہا جاوے سلام علیکم - سلامتی ہو تمپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے - پس دراصل تحیّۃ بروزن تفعلۃ مصدر از باب تفعیل
بمعنے زندگانی کی دعا کرنا - یہ گویا اللہ تعالیٰ کی جناب مین سفارش نیک ہی پھر تحیۃ کی تنکیر دلالت کرتی ہی کہ کوئی تحیۃ ہو کچھ خصوصیت سلام کی
نہین ولیکن ایک جماعت مفسرین نے یہان سلام مراد لیا مثل قولہ تعالیٰ واذا جاؤک حیوک بما لم یحیک بہ اللہ اور جب تیرے پاس آتے ہین تو

تجھے ایسا تحیہ دیتے ہین جو اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے مقرر نہین کیا ہی۔ اور مفسرؒ نے سلامٌ بتنوین اختیار کیا برطریق شافعیہ اور السلام
حنفیہ نے اختیار کیا بوجوہ مرجحہ ازانجملہ یہ کہ السلام اسماء الٰہی مین سے ہی اور اسی سے تحیہ مین کہا جاتا ہی کہ حیاک اللہ، پس السلام مرجح ہوا
حکم دیا کہ جب تمکو کوئی تحیہ دے فَحَيُّوْا۔ الجمی۔ پس تحیہ دو یعنے اسکو جسنے تمکو تحیہ دیا ہی مثلاً کسی نے سلام کیا تو تم بھی اُسکو سلام دو بِاَحْسَنَ
مِنْهَآ۔ بہتر اسکی تحیہ سے ف باین طور کہ کہو اس سے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تجپر سلام اور اللہ کی رحمت و اُسکی برکت ہو۔ اَوْ رُدُّوْهَا
یا رد کرو تحیہ کو ف باین طور کہ جیسا اسنے کہا ویسا ہی جواب کہدو۔ پس حاصل یہ کہ واجب دونون مین سے ایک بات ہی خواہ اُس سے بہتر کہو یا ویسا ہی کہو
لیکن اول مین فضیلت ہی۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حسیب ہی ف یعنے محاسب ہی اور مراد آنکہ
تمکو ہر چیز پر اسکا بدلا دیگا اور ازانجملہ جواب سلام بھی ہی کہ تمکو اسپر ثواب ہی اگر کہا جاوے کہ سلام مین ابتدا کرنا افضل ہی اسکو مفسرؒ نے نہین
بیان کیا تو جواب یہ ہی کہ ابتداے سلام تو واجب نہین بلکہ مستحب ہی اور اسپر محض ثواب جمیل ہی اور کوئی وعید اسپر نہین اور آیت مین حسیب کا
لفظ متضمن وعید ہی اسلیے کہ اگر جواب سلام بجالایا تو حسیبہ حق عزوجل کی طرف سے نیک حساب و نیک جزا ہی ورنہ شر شمار ہوگا اور بد جزا پاویگا
اور وہ عذاب ہی پس یہ دونون باتین جواب سلام سے متعلق ہین اسیواسطے فقہا نے کہا کہ ایک سنت افضل از واجب ہی یعنے ابتداے سلام افضل سنت
ہی اور جواب دینا واجب ہی فافہم۔ پھر چونکہ آیت کریمہ مین عموم تھا کہ ہر ایک پر جواب سلام واجب ہی حالانکہ بعض پر واجب نہین تو مفسرؒ نے بیان کر دیا
بقولہ خصت السنۃ الکافر والمبتدع والفاسق والمسلم علی قاضی الحاجۃ ومن فی الحمام والآکل فلا یجب الرد علیہم بل یکرہ فی غیر الاخیر ویقال للکافر وعلیک
یعنے سنت قویمہ نے خاص کر دیا کہ کافر اگر سلام کرے تو اسکو جواب دینا واجب نہین اور یہی حال اُس شخص کا ہی جو مبتدع ہو یعنے دین اسلام کے
عقیدون مین اسنے برخلاف سنت رسول اللہ وصحابہ رضی اللہ عنہم کے اعتقاد نکالا ہو جیسے خوارج و روافض وغیرہ اور نیز جسنے خلاف سنت کے عمل
کرنا شروع کیا ہو جیسے تعزیہ رکھنا وغیرہ جسکو ثواب سمجھتا ہی۔ اور یہی حال فاسق کا ہی کہ جو باتین دین مین حرام ہین اُنکو کرتا ہو جیسے رشوت لینا اور
گانا سننا و زناکاری وغیرہ اور ایسے ہی سلام کرنیوالا ایسے شخص پر جو اپنی قضاے حاجت کرتا ہی یعنے پیخانہ پھرتا یا پیشاب کرتا ہی تو سلام کرنیوالے
کا جواب اسپر واجب نہین اسیطرح جو حمام مین نہاتا ہی یا جو کھانا کھاتا ہی اسکو کوئی سلام کرے تو اسپر جواب دینا واجب نہین ہی بلکہ سواے اخیر کے
باقیونکو جواب دینا مکروہ ہی ہان اخیر والے کو روا ہی کہ چاہے جواب دیدے اور کافر کے جواب مین اگرچہ واجب نہین ہے اگر اسکو جواب دو تو یون کہے
وعلیک۔ اور سراج مین لکھا کہ ان لوگون پر سلام کی پہل کرنا بھی سنت نہین ہی اور کافر پر سلام مین پہل کرنا حرام ہی اور مترجم کہتا ہے کہ ہمارے
مشائخ مین سے بعض سے نقل کیا جاتا ہی کہ اس زمانہ مین بضرورت روا ہی اور اولیٰ یہ ہی کہ ہاتھ سے اشارہ کرے بدون نیت دلی کے اور سلام اگر زبان
سے کہے تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندون مانند ملائکہ وغیرہ کی نیت کرے جو کافرون کے ساتھ بھی ہوتے ہین اور ظاہر مین کافر کو ہوگا۔ اور سراج مین
چند اور بھی زیادہ کیے یعنے جو نماز پڑھتا ہی یا اذان کہہ رہا ہی یا خطبہ پڑھتا ہی یا حج کا تلبیہ کہتا ہی یا دعا مین اسکا دل ڈوبا ہوا ہی انسے بھی سلام
مین پہل کرنا سنت نہین اور انپر جواب دینا بھی واجب نہین اور مدارک مین ہی کہ آواز سے قرآن پڑھنے کی حالت مین اور حدیث شریف روایت کرنے مین اور علم کا مذاکرہ
کرنے مین جواب نہ دے مشائخ حنفیہ نے کہا کہ ملاقات کیواسطے یہ سنت خاص ہی لہذا شاگرد اگر سبق کے لیے آوے تو اُسکے سلام کا جواب دینا شیخ پر
واجب نہین ہی پھر واضح ہو کہ سلام ایک سنت موکدہ ہی یعنے پہل کرے اور جواب دینا واجب ہی جسطرح مذکور ہوا اور مسنون ہی کہ مرد جب اپنے گھر مین
جاوے تو جورو کو سلام کرے اور اسپر جواب دینا واجب ہی اور ایسے ہی جورو اگر مرد کے سامنے آوے تو اسکو سلام کرے اور ایسے ہی ہر ایسی عورت کو
جو ذی رحم محرم ہی مثل مان و نانی و ساس و دادی و بہن و پھوپھی و خالہ و بہو و بیٹی وغیرہا کے انکو سلام کرے یہ حکم مسنون ہی کہ جب پاس جاوے

Marfat.com

وجبایئے مسلمان کی طرف گذرتے جو بیٹھا ہی تو جانے والا اُسکو سلام کرنے مین پہل کرے اور جو سوار ہی وہ پانون پیدل والے پر سلام کرے اور مدارک مین ہی کہ گھوڑے کا سوار سلام کرے خچر وغیرہ کے سوار پر۔ اور مسنون ہی کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور کم تعداد کی جماعت بڑی تعداد کی جماعت پر سلام کرین اور مدارک مین ہی کہ جو سلام کا جواب نہین دیتا اسکی روح بسبب گناہ کے خبیث ہوجاتی ہی اور سلام والے کو تو ملائکہ جواب دیدیتے ہین اور اگر کسی نے دوسرے کا سلام تجکو پہونچایا تو اسکو جواب مین یون کہے کہ وعلیک وعلیہ السلام تجپر و اسپر سلامتی ہو۔ اور مدارک وغیرہ مین لکھا کہ امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ جو شخص شطرنج کھیلتا ہو یا نرد وچوسر وغیرہ کھیلتا ہو اور جو گاتا ہو یا گواتا ہو یا جو کبوتر اڑاتا ہو یا جو بلا عذر ننگا حمام وغیرہ مین نہاتا ہو انکو سلام نہ کرے۔ اور سراج مین ہی کہ سلام مین پہل کرنا اگر اکیلا ہو تو اسپر سنت عین ہی اور اگر جماعت ہو تو سنت کفایہ ہی یعنے اگر جماعت مین سے ایک نے سلام کردیا تو سب کے ذمہ سے ساقط ہوگیا لیکن ثواب اسکو جسنے سلام کیا اور اگر سب سلام کرین تو سب کو ثواب ہی اور جسکو سبھون نے سلام کیا اسکو ایک جواب سب کو دیدینا کافی ہی اور جواب دینا فرض عین ہی اگر تنہا ہو اور اگر ایک جماعت ہو تو سبکا جواب دینا افضل ہی تاکہ سب کو ثواب ملے لیکن اگر ایک نے جواب دیا تو سب سے ساقط ہوگیا پس جماعت کی طرف سے جواب دینا فرض کفایہ ہی پھر جواب دینا فی الفور واجب ہی اور یہ فحیوا کی فا سے مستفاد ہی اور جواب کا واجب ہونا بدلیل صیغۂ امر کے ہی اور اگر تمیز دار سمجھدار لڑکے نے جواب دیدیا تو کافی نہین اسواسطے کہ سلام تو امان ہی جسکی لیاقت طفل کو نہین کیونکہ امان دینے والا بالغ ہوتا ہی بخلاف نفل نماز تراویح کے کہ بعض متاخرین مشایخ نے طفل کی امامت جائز ہونیکا فتویٰ دیا جبکہ حافظ ہی تو سوائے فرض عشا و وتر کے نوافل تراویح مین روا ہی اور اس زمانہ مین بھی فتویٰ دیا جاوے اور یہی شافعیہ کے نزدیک ہی حتی کہ نماز جنازہ اسکی امامت سے ادا ہونا جائز کہتے ہین۔ کما ذکرہ فی السراج۔ پھر واضح ہو کہ ظاہر آیت دلالت کرتی ہی کہ جواب سلام بڑھا کر دے تو افضل ہی ورنہ اسیقدر جواب دے جسقدر سلام کرنیوالے نے کہا پس اگر اس سے کم جواب دیا تو ظاہر یہ کہ جائز نہووے مگر سراج مین لکھا کہ فقہا نے آیت کو اکمل پر محمول کیا یعنے سلام کرنیوالے کی مثل جواب دینا اکمل ہی اور اکثر فقہا کا ظاہر کلام یہ کہ اگر اس سے کم جواب دیا تو بھی روا ہی لیکن شیخ ابن کثیر نے قولہ تعالیٰ فحیوا باحسن منہا او ردوہا کی تفسیر مین کہا یعنے جب تمپر کوئی مسلمان سلام کرے تو اسکے جواب مین اسکے سلام سے افضل جواب دو یا اسکے مثل جواب دو پس زیادہ کرنا تو مستحب ہی اور اسکی مثل جواب دینا فرض ہی اور سلمان فارسیؓ سے روایت ہی کہ ایک شخص آیا نبی صلعم کے پاس اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ پس فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ پھر دوسرا آیا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ پس فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر تیسرا آیا اور کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پس فرمایا وعلیک۔ تو اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون ابھی فلان وفلان دو شخص آئے اُنکے سلام کے جواب مین آپنے اس سے زیادہ فرمایا جو مجھے جواب دیا تو آپنے فرمایا کہ تونے ہمارے واسطے کچھ باقی نہین چھوڑا اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا پس ہمنے تجکو وہی جواب دیدیا (رواہ ابن جریر وغیرہم) اور معنے یہ ہین کہ تونے احسن تحیہ پوری پوری تو ہمپر سلام مین کہدی اس سے احسن نہین جو ہم زیادہ کرین لہذا ہمنے اسیکو واپس جواب مین کہا اس سے معلوم ہوا کہ ابتدا مین اسطرح پورا سلام دینا بھی احسن ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ احسن التحیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے زیادہ نہین ہی ورنہ آنحضرت صلعم زیادہ فرماتے خصوص جبکہ فرمادیا کہ تونے کچھ باقی نہین چھوڑا اور حضرت ابن عباسؓ سے نصاً یہ مروی ہی کہ تحیہ کی انتہا برکاتہ تک ہی اور اسی حدیث کے موافق ایک جماعت علما کا قول ہی کہ انتہا تحیہ برکاتہ تک ہی اس سے زیادہ نہین اور اسی بنا پر آیت کریمہ کے یہ معنے بیان کیے کہ قولہ فحیوا باحسن منہا یعنے جبکہ سلام کرنیوالا پوری تحیت سے نہ کہے تو تم پوری تحیۃ تک اس سے احسن جواب دو قولہ او ردوہا۔ یعنے جبکہ سلام کرنیوالا پوری تحیت کہے تو اسکو واپس دو اسواسطے کہ اس سے احسن نہین ہی اور واضح ہو کہ حدیث عمران بن حصین مین پوری تحیت مذکور کی تیس ۳۰ نیکیان تین دہائی اور بدون

برکاتہ کے بیس یعنے دو دہائی اور فقط السلام علیک کی دس نیکیان مذکور ہین فاحفظہ - قولہ تعالیٰ - اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
خبر ہی اور یہ اخبار بتوحید آلٰہی و تفرد بالٰہیت تمام مخلوقات کے لیے ہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الوہیت والا نہین ہی لَيَجْمَعَنَّكُمْ البتہ
وہ تمکو جمع فرماویگا (تمھاری قبرون مین سے) یعنے جہان کہین خاک پریشان موجود ہو خواہ قبر مین یا کہین ہو - اِلٰى - بی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
قیامت مین یعنے یہ جمع کرنا بروز قیامت ہوگا - حرف الی بمعنے فی - ہی یہی کشاف و بیضاوی مین مذکور ہی اور بعض نے کہا کہ آلی حساب یوم القیامۃ
مترجم کے نزدیک یہ تقدیر مہمل ہی ہان اگر کہا جاوے کہ - آلی میقات یوم القیامۃ - مانند قولہ الی میقات یوم معلوم تو البتہ وجہ رکھتا ہی اور بعض نے
کہا کہ زائدہ ہی - اور بیضاوی نے اختیار کیا کہ لیجمعنکم مین جمع ایسی مراد ہی جو متضمن معنے سوق و اضطرار ہی خواہ مخواہ کھینچ لاویگا بجانب قیامت
اسلیے کہ ظاہر ہی کہ محشور ہوکر جمع ہونگے پس معنے آنکہ لیحشرنکم الے یوم القیامۃ اور بعض محشیان بیضاوی نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ قیامت کے قریب
آنے تک تمکو اللہ تعالیٰ دنیا مین ایک مین ملا ہوا بلا تمیز مومن و منافق کے رکھیگا اقول یہ مہمل تفسیر بالرأے مع جہالت ہی کیا تو نہین دیکھتا کہ منافق
اکثر متمیز ہوے پھر قسم کے معنے کیا ہین اور اسکا کوئی منکر بھی نہین تھا بلکہ منافق تو غیر متمیز ہونے پر مطمئن تھے پھر قسم اور لام و نون تاکید وغیرہ
کیون آتا بلکہ معنے وہی ہین جو سب مفسرین نے بیان کیے کہ یہ اثبات حشر و بعث قیامت ہی وقد قال تعالیٰ - لَا رَيْبَ فِيْهِ جسمین کچھ شک
نہین پس اگر یوم سے متعلق ہی تو حال ہی یعنے روز قیامت مین شک نہین کہ ضرور آویگا اور ہوسکتا ہی کہ جمع کی صفت ہو ای لیجمعنکم جمعًا لاریب فیہ
یعنے تم کو ضرور جمع فرماویگا اسمین کچھ شک نہین ہی - وَمَنْ اَصْدَقُ - اور کوئی نہین اصدق ہی - مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا - اللہ تعالیٰ سے
بات مین ف یعنے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہی بہت صحیح ہی اس سے بڑھکر کسیکا کلام سچا نہین ہوسکتا اسلیے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی خبر مین احتمال
کذب نہین کیونکہ وہ سب جانتا ہی اور سب پر قوی غالب ہی اور اسلیے کہ کذب تو نقص ہی جو اللہ تعالیٰ کی جناب مین محال ہی پھر اصدق صفت
قائل ہی نہ صفت حدیث تو یہ وہم نہو کہ صدق مین مانند علم کے تفاوت نہین ہوتا جو سچ بات ہی وہ یکسان ہی اسمین اصدق کیا ہوگا بلکہ
معنے یہ کہ کہنے والا اصدق ہی - اگر کہا جاوے کہ کذب تو خبر رسول اللہ صلعم و دیگر انبیا علیہم السلام مین بھی نہین جبکہ یہ ثابت ہوا کہ رسول نے
ایسا فرمایا - تو جواب یہ کہ رسول تو اللہ تعالیٰ سے خبر دیتے ہین وہ محض ایلچی ہین پس بات درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی فافہم قال بعض
الناس حمزہ و کسائی نے اصدق کو ازدق بزا معجمہ پڑھا - اور یہ عجیب نقل ہی صحیح بات یہ ہی کہ صاد و زاء مین قرب مخرج ہی پس حمزہ و کسائی
نے صاد کو اشمام کیا یعنے صاد و زاء معجمہ کے بیچ بیچ مین ایک حرف کی آواز پیدا ہوئی نہ صاف صاد کی اور نہ صاف زاء معجمہ کی بلکہ صاد کی
آواز اسطرح کہ اسمین سے زاء معجمہ کی خوشبو پائی جاتی ہی یہی معنی سراج و بیضاوی وغیرہ مین مذکور ہین فتدبر - آیت کریمہ مین نفع یہ کہ
قیامت قطعی ہی اور فائدہ یہ کہ جسکو قیامت پر سچا یقین ہوا اسکو نفاق سے پرہیز ہوگا -

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ
پھر تمکو کیا پڑا ہی منافقون کے واسطے دو جانب ہو رہے ہو اور اللہ نے اُنکو اُلٹ دیا اُنکے کاموں پر کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ جسکو
اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ
بچلایا اللہ نے اور جسکو اللہ راہ ندے پھر تو نہ پاوے اُسکے واسطے کہین راہ چاہتے ہین کہ تم بھی کافر ہو جیسے وہ ہوے پھر سب
سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ
برابر ہو جاؤ سو تم اُن مین کسی کو مت پکڑو رفیق جبتک وطن چھوڑ آوین اللہ کی راہ مین پھر اگر قبول نہ رکھین تو اُنکو پکڑو

Marfat.com

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ إِلَّا الَّذِينَ
اور مارو جہان پاؤ اور نہ ٹھہراؤ کسیکو رفیق اور نہ مددگار مگر وہ جو
يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ
مل رہے ہین ایک قوم سے جن مین اور تم مین عہد ہی یا آئے ہین تمھارے پاس خفا ہوگئے ہین دل انکے تمھارے لڑنے سے
أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ
اور اپنی قوم کے لڑنے سے بھی اور اگر اللہ چاہتا تو انکو تمپر زور دیتا پھر تم سے لڑتے تو اگر تم سے کنارہ پکڑین
فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ سَتَجِدُونَ
پھر نہ لڑین اور تمھاری طرف صلح لاوین تو اللہ نے نہین دی تمکو اُن پر راہ اب تم دیکھو گے
آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا
ایک اور لوگ چاہتے ہین کہ امن مین رہین تم سے بھی اور اپنی قوم سے بھی جس بار بلائے جاتے ہین فساد کرنے کو اُلٹ جاتے ہین
فِيهَا ۚ فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ
اُس ہنگامہ مین پھر اگر تجسے کنارہ نہ پکڑین اور صلح نہ لاوین اور اپنے ہاتھ نہ روکین تو انکو پکڑو اور
ع ۱۲ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝
مارو جہان پاؤ اور ان پر ہمنے ملادی تمکو سند صریح

جاننا چاہیے کہ سبب نزول آیات مین روایتین مختلف ہین اور توفیق ان روایات مین ادنیٰ تامل سے ہوسکتی ہی اگرچہ معنی آیات ربانی کے کچھ شان نزول پر موقوف نہین وہ خود ظاہر ہین مگر آنکہ شان نزول سے معنی مین وضاحت ہوجاتی ہی پس مفسرین نے شان نزول یہ بیان کیا جب رسول اللہ صلعم جنگ اُحد کیواسطے مدینہ سے نکلے تو احد تک پہونچنے سے پہلے راہ مین سے کچھ لوگ جو آپکے ساتھ نکلے تھے واپس آئے اور ساتھ نہ دیا پھر اصحاب رسول اللہ صلعم ان لوگون کے حق مین دو فریق ہوگئے ایک فریق نے کہا کہ ہم ان لوگون کو قتل کرینگے اور ایک فریق نے کہا کہ نہین یہ لوگ مسلمان ہین پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا فما لکم فی المنافقین فئتین۔ پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مدینہ شہر طیبہ ہی اور یہ خبث کو نجس کو دور کرتا ہی جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہی۔ رواہ احمد عن زید بن ثابت وقد رواہ البخاری و مسلم۔ اور واضح ہو کہ ساتھ چھوڑ کر لوٹنے والے وہ عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق و اسکے ساتھی تھے وہ تین سو آدمیون کو لیکر راہ مین سے لوٹ آیا اور آنحضرت صلعم فقط سات سو آدمیون کے ساتھ رہگئے تھے کما رواہ محمد بن اسحاق فی غزوۃ احد۔ اور عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک قوم کے حق مین یہ کلام نازل ہوا جو مکہ مین تھے اور زبان سے انھون نے اسلام کا اقرار کیا تھا اور مشرکون کو مدد دیتے تھے پھر وہ اپنی کسی ضرورت سے مکہ سے باہر نکلے اور سفر کیا اور کہنے لگے کہ اگر ہم سے محمد صلعم کے ساتھیون سے سامنا ہو گیا تو ہم کو انسے کوئی خوف نہین ہی۔ پھر مومنین کو جب یہ خبر پہونچی کہ وہ لوگ مکہ سے باہر نکلے ہین تو مومنون میں سے ایک گروہ نے کہا کہ چلو ان نامردون کو قتل کردین کہ وہ ہمارے دشمن کو ہمپر مدد دیتے ہین اور دوسرے فریق نے کہا کہ سبحان اللہ تم ایسے لوگونکو قتل کروگے جنھون نے تمھارے مانند اسلام کا زبان سے اقرار کیا ہی تو فقط اتنی بات پر کہ انھون نے ہجرت نہین کی اور اپنا دیس نہین چھوڑا ہی ہم انکے خون و مال حلال کرلین پس اسیطرح دو فریق رہے اور رسول اللہ صلعم ان دونون کے پاس

Marfat.com

خاموش تھے دونون مین سے کسی فریق کو منع نہین فرماتے تھے یہانتک کہ یہ آیت اُتری۔ فمالکم فی المنافقین فئتین رد ولد
ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وعکرمہ ومجاہد وضحاک وغیرہم سے بھی اسیکے قریب مروی ہی مترجم کہتا ہی کہ قولہ حتی یہاجروا فی سبیل اللہ جو آ
اخیر سبب نزول سے اوفق ہی۔ اور محی السنہ نے معالم مین کہا کہ مجاہدؒ نے فرمایا کہ ایسی قوم کے حق مین ہی جو مدینہ مین آکر مسلمان ہوے پھر ول سے
حضرت صلعم سے مکہ جانے کی اجازت مانگی تاکہ وہانسے مال لاوین جس سے تجارت کیا کرین پھر مکہ مین جاکر وہین ٹھہر رہے اور بعض نے فرمایا کہ چند قریش تھے
ہی جو مدینہ آکر مسلمان ہوے پھر نادم ہوکر مدینہ سے نکلکر دور پہونچکر وہانسے رسول اللہ صلعم کو لکھ بھیجا کہ ہم اسی عقیدہ ایمان پر ہین جسپر آپ سے جدا ہوے
لیکن ہمکو مدینہ کی آب وہوا موافق نہوئی اور اپنے وطن کا اشتیاق بڑھا ہی پھر یہ لوگ مکہ سے بغرض تجارت ملک شام کی طرف گئے اور مسلمانونکو یہ خبر ہوئی
تو مومنین مین انکے بارہ مین ویساہی اختلاف پڑا جیسا کہ عوفی کی روایت ابن عباس مین آخر تک مذکور ہی مترجم کہتا ہی کہ روایت زید بن ثابت جو للامام
مسلم نے اخراج کی ہی براہ اسناد اجود واصح ہی و سبب نزول دوم بحسب معنے آیت اوفق ہی اور شاید کہ مطلقًا منافقین کے حق مین ہو پس غزوۂ احد سے ساتھ چھوڑنے
والونکے حق مین اور مکہ کے اندر دار الحرب مین بدون ہجرت اور وقت پر مشرکون کی مدد کرنے والون کے حق مین اور مدینے سے بھاگ جانے والے لوگونکے
حق مین بھی ہو بمعنے آنکہ سب کو شامل ہی۔ فَمَا لَكُمْ۔ ای ماشانکم صرتم۔ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ۔ فرقتین۔ یعنے تمھارا کیا حال ہے
کہ تم ہوگئے ہو درباره منافقون کے دو فرقہ ف جاننا چاہیے کہ مدارک وبیضاوی وغیرہ مین ہی کہ فئتین حال ہی اور عامل اسکا لکم یا مالکم ہی
ای تم کیا کرتے ہو۔ بمانند آنکہ مالک قائما۔ سیبویہؒ نے کہا کہ جب تو کہے کہ مالک قائما۔ تو اسکے معنے یہ ہین کہ تو کیون کھڑا ہوا۔ اور فی المنافقین
حال ہی فئتین سے ای متفرقین فیہم۔ یا ضمیر سے حال ہی ای فمالکم تفترقون فیہم۔ اور افتراق کے معنے لفظ فئتین یعنے فرقتین سے مستفاد ہین لیکن
علامہ تفتازانیؒ نے تصریح کی کہ فی المنافقین متعلق تفرق واختلاف ہی جو فرقتین سے مستفاد ہی اور شاید مراد یہ ہو کہ تعلق بطریق حالیت ہی
الحاصل مسلمانون کا اضطراب رفع کردیا کہ منافقون کے بارہ مین تمھارا پریشان خاطر ہونا کیون ہی تم جان لو کہ۔ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ۔ ردہم۔ اللہ تعالیٰ
نے انکو مردود کیا۔ بِمَا كَسَبُوْا۔ من الکفر والمعاصی بسبب اس چیز کے جو کمائی انھون نے یعنے کفر وگناہ کثیر بلا توبہ۔ اور بعض نے کہا کہ ما مصدریہ ہی
ای بکسبہم یعنے بسبب انکی کمائی کے پس یہ لوگ اسی پھٹکار پر مرینگے۔ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ
جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اسکو راہ پر لے آو ف اگر کہا جاوے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم یہ تو نہین چاہتے تھے کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اسکو
ہدایت پر لاوین تو جواب یہ کہ شان نزول مین بیان ہوا کہ صحابہ رضؓ مین سے ایک فرقہ کہتا تھا کہ وہ اسلام لائے اور مسلمان ہین پس انکو ہدایت پائے
ہوؤن مین شامل کرتے تھے اسپر اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا اور معنی آنکہ۔ اتریدون ان تعدوہم من جملۃ المہتدین۔ یعنے کیا تم چاہتے ہو کہ انکو بھی
ہدایت یافتہ بندونمین شمار کرلو۔ فمالکم کا استفہام اور اتریدون کا استفہام دونون انکاری ہین یعنے اختلاف مت کرو بلکہ انکو منافق مردود جانو اور
انکو اہل ہدایت مین مت شمار کرو۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہی مین چھوڑے تو اسکے لیے
تو کوئی راہ نہ پاویگا ف یعنے وہ گمراہی سے خلاص نہین ہوسکتا۔ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا۔ تمنا کرتے ہین کہ تم بھی
گمراہ ہوجاتے جیسے خود ہوے ہین۔ فَتَكُوْنُوْنَ۔ انتم وہم۔ سَوَآءً۔ پس ہوجاتے وے اور تم مساوی کفر مین۔ اور لو تکفرون مین
لو مصدریہ ہی ای لوان تکفروا۔ اور یہ ودوا کا مفعول واقع ہی۔ حاصل آنکہ یہ لوگ تمنا کرتے ہین تمھارے کفر کی تاکہ تم اور وہ دونون آپس مین
یکسان ہوجاؤ اور منشا اس تمنا کا یا تو انکے دل کی سیاہی اور حتمی گمراہی ہی یا مومنون کی عداوت وانسے بغض وحسد ہی اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا۔ فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ۔ پس تم مت بناؤ انمین سے اپنے اولیا یعنے دوست کہ ان سے موالات رکھو اگرچہ وہ

ف [illegible]

ن کا کلمہ ظاہر کرین۔ یعنے ایمان ظاہر کرنے پر انسے اکتفا کرکے موالات نکرو کیونکہ وہ منافق ہین۔ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ ہجرۃ صحیحۃ تحقق ایمانہم۔ جبتک کہ راہ الٰہی مین جہاد نہ کرین فاسی صحیح ہجرت کہ انکے ایمان کو تحقیق ثابت کرے بیضاوی نے فرمایا کہ فی سبیل اللہ سے وہ راہ الٰہی مراد ہی جسپر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہی حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ کی راہ پر خالص اللہ و رسول کیواسطے چلین کسی اور غرض سے نہ چلین۔ آور معالم مین ہی کہ عکرمہؓ نے فرمایا کہ یہ دوسری ہجرت ہی اور ہجرت تین طرح پر ہی اول ہجرت مومنون کی ابتدا اسلام مین جو مراد ہی قولہ تعالیٰ للفقراء المهاجرین۔ آور قولہ ومن یخرج من بیتہ مهاجرا الی اللہ ورسولہ اور مانند اسکے دیگر آیات ہے۔ دوم ہجرت منافقین اور وہ اسطرح کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ صبر و امید ثواب کے ساتھ راہ خدا مین نکلین جیسے یہان قولہ حتی یہاجروا فی سبیل اللہ مین ذکر فرمایا اور سوم ہجرت عام جو نبی صلعم نے فرمایا کہ المهاجر من ہجر مانہی اللہ عنہ۔ یعنے ہجرت کرنیوالا وہ ہی جسنے وہ باتین چھوڑین جنسے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر عبداللہ بن ابی منافق وغیرہ مراد ہین تو راہ خدا مین جہاد بہ نیت خالص بصبر و ثواب مراد ہونا اوفق ہی اور اگر اہل مکہ بنابر روایت ابن عباس و مجاہد وغیرہ مراد ہون تو ہجرت بمعنی معروف ظاہر ہی واللہ اعلم۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا۔ پھر اگر انھون نے منہ موڑا ف اور ہجرت مذکور سے باز رہے اور جس حال پر ہین اسی پر رہے۔ فَخُذُوْهُمْ۔ بالاسر تو پکڑ لو انکو قید کر لینے کے ساتھ ف یعنے جب تم کو انپر قدرت حاصل ہو چنانچہ فرمایا۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ۔ اور قتل کرو انکو جہان کہین پاؤ۔ یعنے چاہے حل مین ملین یا حرم مین ہاتھ آوین کیونکہ انکا حکم مانند مشرکون کے ہی وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا۔ اور مت بناؤ ان مین سے ولی ف کوئی ایسا ولی مت بناؤ کہ جس سے تم دلی دوستی کرو۔ وَّلَا نَصِيْرًا۔ اور نہ ایسا مددگار کہ اس سے اپنے دشمن پر مددگاری چاہو ف پھر اللہ تعالیٰ نے انہین سے بعض کو اس حکم سے مستثنیٰ کیا بقولہ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ۔ یلجئون۔ سوائے ان لوگون کے جو پہونچتے ہین ای پناہ لینے والے ہوتے ہین۔ اور جگہ پکڑتے ہین۔ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ۔ ایسی قوم کی طرف کہ تمھارے اور اس قوم کے درمیان مین میثاق ہی یعنے عہد ہی تمھاری طرف سے امان کا انکے لیے اور جو انسے جا ملے اسکے لیے جیسے آنحضرت صلعم نے ہلال بن عویمر الاسلمی سے معاہدہ کیا تھا۔ معالم مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے خروج مکہ کے وقت اس سے معاہدہ کیا کہ نہ آپکی اعانت اور نہ آپپر کسی کی اعانت ہوگی اور ہلال کی قوم یا غیر مین سے جو اسکے پاس پناہ گیر ہوا تو اسکے لیے بھی ویسے ہی امان ہوگی جیسے ہلال کے لیے ہی اور استثناء مذکور فقط گرفتار و قتل کرنے سے ہی موالات سے نہین کیونکہ کافرون سے موالات کرنا تو کسی حال مین روا نہین ہے اور حاصل کلام یہ کہ اعراض کرنیوالون کو گرفتار و قتل کرو سوائے انہین سے ان لوگون کے جو ایسی قوم سے واصل ہون یعنے پناہ پکڑین جنکو تم سے عہد و ذمہ ہی۔ تو ان پناہ پکڑنیوالونکا بھی وہی حکم قرار دو جو اس قوم کے واسطے تمنے مقرر کیا ہی ایسا ہی سدی و ابن زید و ابن جریر نے تفسیر کیا۔ اَوْ۔ الذین۔ جَآءُوْكُمْ۔ یا وہ لوگ کہ آئے تمھارے پاس۔ یہ عطف ہی۔ الذین یصلون پر اور بعض نے کہا کہ صلہ پر اور بیضاوی نے کہا کہ اول اظہر ہی اور بعض نے کہا کہ جاؤ مین آنے سے اتصال و ترک معاندہ و مقاتلہ مراد ہی درحقیقت آنا مراد نہین ہی پس مابعد اسکا بیان ہی یعنے قولہ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ۔ اور بیضاوی وغیرہ کے مانند مفسر جلال نے اسکو جملہ حالیہ قرار دیا بتقدیر حرف قد۔ چنانچہ کہا۔ قد حصرت ای ضاقت صدورہم عن ان یقاتلوکم مع قومہم یعنے سوائے ان لوگون کے جو آئے تمھارے پاس درحالیکہ تنگ ہوئے سینہ انکے اس بات سے کہ لڑین تمسے اپنی قوم کے ساتھ ہوکر۔ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ۔ معکم ای ممسکین عن قتالکم وقتالہم فلا تعرضوا الیہم باخذ ولا قتل۔ یا یہ کہ لڑین اپنی قوم سے تمھارے ساتھ ہوکر۔ ان دونون باتونکی کشمکش

Marfat.com

ہین انکا سینہ بھنچا ہوا ہی حاصل یہ کہ آئے تمھارے پاس درحالیکہ رُکنے والے ہین تمسے لڑنے اور اپنی قوم سے لڑنیسے پس تم ایسونکے
اور قتل کرنیکا تعرض مت کرو اور شیخ ابن کثیرؒ نے تفسیر مین کہاکہ یہ ایک اور قوم مستثنیٰ ہی اور معنی یہ کہ سوائے ان لوگونکے جو آئے تمھارے
یعنے تمھاری لڑائی مین مصاف مین آئے درحالیکہ انکے دل تنگ ہوئے تھے اس سے کہ تمسے قتال کرین اور یہ بھی انپر آسان نہین ہوتا کہ تم
ساتھ ہوکر اپنی قوم سے لڑین پس وہ نہ تمھارے نفع کے ہین اور نہ تمھارے ضرر پر ہین۔ پھر لکھاکہ یہ لوگ مانند جماعت بنی ہاشم کے ہین جو مشرکون
کے ساتھ نکلکر جنگ بدر مین حاضر ہوئے تھے مثل حضرت عباس بن عبدالمطلب وغیرہ کے اور اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز عباسؓ کے
قتل سے منع کیا اور قید کرلینے کا حکم فرمایا تھا مترجم کہتا ہی کہ ایک اور قوم بھی آگے مذکور ہی کہ اسکو بھی ایک شرط سے چھوڑنیکا حکم فرمایا ہی جیسے
ان مذکورین کی نسبت ترک قتل کا حکم دیا۔ اگر کہا جاوے کہ مشرکین عرب سے سوائے اسلام کے مقبول نہونا تو مذہب ہی اور سوائے مشرکین عرب
دوسرون سے اسلام یا جزیہ ہی تو جواب یہ کہ یہ حکم پہلے تھا چنانچہ مفسر جلالؒ نے مانند اورون کے کہاکہ ہذا وما بعدہ منسوخ بآیۃ السیف۔ یعنے یہ اور
اسکے مابعد جو حکم مذکور ہی آیۃ السیف کے حکم سے منسوخ ہی یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وقٰتلوا المشرکین کافۃ الآیۃ جسکا حاصل یہ کہ مشرکین مین سے
کسی کی خصوصیت و استثنا نہین ہی سب سے لڑو یہانتک کہ اسلام لاوین یا جزیہ دین قال ابن کثیر اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ قولہ تعالیٰ
فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم الآیۃ سے یہ حکم جو یہان مذکور ہوا منسوخ ہی اور احادیث صحیحہ بھی اسکے نسخ پر دال ہین
اگر احادیث آحاد سے نسخ تجویز کیا جاوے اگرچہ یہ فی المعنے مشہور سے کم نہین ہین فافہم۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ۔ تسلیطہم علیکم۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ
انکو مسلط کرنا تمپر۔ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ۔ بان یقوی قلوبہم تو البتہ مسلط کردیتا انکو تمپر بایں طور کہ انکے دلون کو قوی کردیتا فَلَقَاتَلُوكُمْ
پس وہ لوگ تمسے لڑائی کرتے۔ ولکنہ لم یشاء فالقی فی قلوبہم الرعب۔ ولیکن اُسکا فضل ہی تمپر کہ یہ نہین چاہا پس اُنکے دلونمین رعب ڈالدیا
فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ۔ سو اگر یہ لوگ تم سے یکسوئی اختیار کرین کہ تمسے قتال نکرین۔ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ
اور ڈالین تمھاری طرف سلامتی کو۔ ای الصلح ای انقادوا یعنے صلح کو کہ تمسے صلح کی درخواست کرین بدون جزیہ قبول کرنیکے اور حاصل
یہ کہ تمھاری انقیاد اور اطاعت کرین معاملہ دنیا مین۔ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا۔ طریقًا بالاخذ والقتل تو نہین
کردی اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے انپر کوئی سبیل یعنے راہ گرفتار کرنے یا قتل کرنیکی یعنے ابھی تمپر یہ حکم ہی کہ انکو قید و قتل مت کرو
اسکی کوئی راہ نہین جب تک وقت نہ آوے اور دوسرا حکم نازل نہو۔ جو علم الٰہی مین اپنے وقت پر نازل ہونیوالا ہی پھر اللہ تعالیٰ نے قسم سوم
کو بیان فرمایا۔ سَتَجِدُونَ آخَرِينَ۔ تم ایک دوسری قوم پاؤگے۔ اور یہ لوگ ظاہر مین تو پہلون کے مانند ہین ولیکن انکی نیت مین
فرق تھا چنانچہ فرمایا۔ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ۔ باظہار الایمان عندکم۔ یعنے یہ نیت رکھتے ہین کہ تمسے امن کرلین بایں طور کہ تمھارے
پاس ایمان ظاہر کرین۔ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ۔ بالکفر اذا رجعوا الیہم وہم اسد وغطفان۔ اور امن کرلین اپنی قوم سے بایں طور
کہ کفر کرتے ہین جب قوم والون پاس لوٹ جاتے ہین اور یہ لوگ قبیلۂ اسد و قبیلۂ غطفان تھے جیساکہ کلبیؒ نے ابی صالح کیواسطہ سے
ابن عباسؓ سے روایت کیاکہ یہ اسد و غطفان کے لوگ تھے جو حاضرین مدینہ سے تھے اور منافقانہ دکھلانے کو کلمۂ اسلام زبان سے نکالتے
حالانکہ مسلمان نہ تھے اور انمین سے بعض سے اسکی قوم والے پوچھتے کہ تو کس چیز پر ایمان لایا تو کہتا تھا کہ اس بچھو پر اس گوہ پر اور جب اصحاب
رسول اللہ صلعم سے ملتے تو کہتے کہ ہم تو تمھارے دین پر ہین اور مراد انکی یہ تھی کہ دونون فریق سے امن مین ہین اور ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت
کی کہ یہ بنو عبدالدار تھے جو اسی صفت پر تھے کذا فی المعالم مترجم کہتا ہی کہ بنو عبدالدار شاید مکہ سے مدینہ مین آتے ہونگے کیونکہ قولہ

لذا رجعوا الیهم۔ اس امر پر دلالت کرتا ہی کہ یہان حاضر ہونے والون کا بیان ہی اور ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے حکایت کیا کہ یہ آیت اہلِ مکہ مین سے ایک قوم کے حق مین ہی جو نبی صلعم کے پاس آکر دکھلانے کو کلمۂ اسلام بولتے پھر قریش کی طرف لوٹ جاتے اور وہان بتون پر سراوندھاتے اس سے مراد انکی یہ تھی کہ یہان اور وہان دونون جگہ مامون ہون مترجم کہتا ہی کہ ظاہر آیت کریمہ عام شامل ہی چنانچہ شیخ ابن کثیرؒ نے خود اختیار کیا کہ یہ لوگ اہلِ نفاق تھے جو آنحضرت صلعم اور آپکے اصحاب سے اپنا اسلام ظاہر کرتے تاکہ اپنی اولاد جان و مال پر بے کھٹک ہو جاوین اور درپردہ کافرون سے انکے پاس بت پرستی کرتے اور انکی طرح شرک کرتے تاکہ انسے بے خوف ہین کُلَّمَا رُدُّوٓا اِلَی الْفِتْنَةِ دعوا الی الشرک ہر بار جبکہ رو کیے جاتے ہین فتنہ کی طرف یعنے بلائے جاتے ہین شرک کی طرف قال السدیؒ فتنہ یہان بمعنی شرک ہی در بعض کہا یعنے جب انکی قوم والے انکو بلاتے ہین فتنہ برپا کرتے یعنے مسلمانون سے لڑنیکو۔ اُرْكِسُوْا فِيْهَا۔ وقعوا اشد وقوع۔ تو گر پڑتے ہین فتنہ مین سخت گرنا یعنے فتنہ مین منہمک ہو جاتے ہین۔ اور اصل مین رکس بمعنے اوندھا رد کرنا کسی چیز کا حاصل آنکہ جب اپنی قوم شرک پاس جاتے ہین تو شرک مین اوندھے گر پڑتے ہین۔ پھر ایسے لوگونکی نسبت حکم دیا۔ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ بترک قتالکم پس اگر تمسے اعتزال یعنے ایک طرف ہو جانا نہ اختیار کرین باینطور کہ تمسے لڑنا چھوڑ دین۔ وَ۔ عطف ہی یعتزلوا پر ای ولم۔ يُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ۔ اور نہ القا کرین تمہاری طرف صلح یعنے تمہارے مطیع و منقاد نہون۔ وَ۔ لم۔ يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ عنکم۔ اور نہ روکین اپنے ہاتھونکو تمسے۔ یعنے تمسے لڑنا نچھوڑین اپنی قوم کے ساتھ ہو کر۔ فَخُذُوْهُمْ۔ بالاسر۔ تو پکڑ لو انکو یعنے گرفتار کر لو۔ لڑائی مین اگر مقتول نہون اور انسے لڑنے مین کچھ مضائقہ نہین۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ۔ اور مار ڈالو انکو جہان انکو پاؤ خواہ ایسی جگہ پاؤ جو حل کہلاتی ہی کہ وہان قتال کرنا حلال ہی اور خواہ حرم مین پاؤ جہان بدون حکم شرع کے قتال وغیرہ حلال نہین ہی حاصل آنکہ ایسونکا قتل کرنا حرم مین بھی روا ہی چنانچہ فرمایا۔ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا۔ اور یہ لوگ جنکا حال مذکور ہوا ایسے ہین کہ انپر ہمنے تمکو سلطان مبین دیدی۔ ای برہانا مبینا ظاہرا علی قتلهم وسبیهم لغدرهم۔ یعنے دلیل روشن کھلی ہوئی ظاہر دیدی انکے قتل کرنے اور گرفتار کرنے پر بسبب انکے غدر کرنے کے۔ پھر معلوم ہوا کہ نسخ ہو کر اب تو بدون شرط کے انکا قتال جائز ہی ف عرائس مین ہی کہ قوله تعالیٰ ودوا لو تکفرون کما کفروا فیکونون سواء فلا تتخذوا منهم اولیاء۔ شیخ نے اسمین سے اشارہ بطور فائدہ یون بیان کیا کہ ربوبیت سے جب کسی عارف کو باطل توڑنے کی شان حاصل ہوتی ہی اور غیب سے اسکا ظہور ہوتا ہی اور عالم مین اسکا غلبہ و سلطنت ظاہر ہوتی ہی تو حاسدون کی حسد اسپر جوش کھاتی ہی اور انکو خوف پیدا ہوتا ہی کہ اب ہماری مکاری و سالوسی برباد ہوئی اور ہم خلق مین فضیحت ہونگے تو اسکے ساتھ حیلہ انگیزیان کرتے ہین جیسے فرعون کے حسد سے موسیٰ علیہ السلام کے ساحرونے موسیٰؑ کے [illegible] کیا تھا تاکہ بعضے خیالات شیطانی و مکر نفسانی مین ڈالین چنانچہ ریاست دنیا و مرتبہ و منزلت دنیا حضرت موسیٰؑ کے سامنے مزین و آراستہ کی تاکہ وہ انکے زعم باطل کے موافق فضیحت ہون اور یہ نجانا کہ اللہ عزوجل اپنے مقبول و نیک بندونکا حافظ و ناصر ہی انکو اپنی نگاہداشت ازلی و ابدی سے محفوظ رکھتا ہی بعض مشائخ نے اس سے یہ اشارہ نکالا کہ جھوٹے مدعی یہ چاہا کرتے ہین کہ جو لوگ سچے احوال والے اولیاء اللہ ہین وہ بھی انکے مانند دنیا کے فریب مین پڑ جاوین تاکہ مدعی اپنے دعوے مین فضیحت نہون پس اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک یعنے قوله فلا تتخذوا منهم اولیاء سے نیک بندونکو تہدید کر دی کہ انکے ساتھ میل جول نرکھین تاکہ انکی بدبختی سے محفوظ رہین

قال المترجم پھر جب غدارون کے قتل و قید پر برہان ظاہر و باہر سے اجازت دی تو مومن کے قتل سے منع اور چوکنے کے احکام فرمائے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ

اور مسلمان کا کام نہین کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر چوک کر اور جس نے مارا مسلمان کو چوک کر تو آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی اور

دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهۡلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّصَّدَّقُوۡا ؕ فَاِنۡ كَانَ مِنۡ قَوۡمٍ عَدُوٍّ لَّـكُمۡ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ

خون بہا پہونچانی اُسکے گھر والون کو مگر کہ وہ خیرات کرین پھر اگر وہ تھا ایک قوم مین کہ تمھارے دشمن ہین اور آپ مسلمان تھا تو

رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ ؕ وَاِنۡ كَانَ مِنۡ قَوۡمٍۢ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ

گردن ایک مسلمان کی اور اگر وہ تھا ایک قوم مین کہ تم مین اور اُن مین عہد ہے تو خون بہا پہونچانی اُسکے گھر والون کو

وَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ ۚ فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ تَوۡبَةً مِّنَ اللّٰهِ

اور آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی پھر جسکو پیدا نہو تو روزہ دو مہینے لگتے بخشوانے کو اللہ سے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۝

اور اللہ جانتا سمجھتا ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٍ اَنۡ يَّقۡتُلَ مُؤۡمِنًا۔ ای ماینبغی لہ ان یصدر منہ قتل لہ۔ یعنے نہین سزاوار ہی مومن دیندار کو یہ کہ صادر ہو اس سے قتل اپنے کسی دیندار بھائی مومن کا۔ معالم وغیرہ مین کہا کہ یہ نفی بمعنے نہی ہی جو مقتضی تحریم ہی کیونکہ خبر ہونے کی صورت مین اسکا صدق ضروری ہی پس کوئی مومن نہ پایا جائیگا جس نے دوسرے مومن کو قتل کیا ہو قال المترجم یہ استدلال فاسد ہی اور ملازمت ممنوع ہی ہان یہ لازم آتا ہی کہ شرعی سزاواری کے ساتھ کوئی مومن ایسا نہ پایا جائیگا جس نے دوسرے مومن کو قتل کیا ہو پس اگر کوئی مومن پایا گیا جسنے دوسرے مومن کو قتل کیا ہی تو شرعی سزاواری کے ساتھ پایا گیا بلکہ ناسزا حرکت کے ساتھ پایا گیا پس نہی اسکو لازم ہی فافہم۔ اِلَّا خَطَـاً مخطائی قتلہ من غیر قصد۔ یعنے قاتل نہوگا مگر باین طور کہ بدون قصد کے اس سے قتل کرنا صادر ہو گیا مفسرؒ نے خطا کی تفسیر بدون قصد ہونے سے بہت اچھی بیان کی جسمین خطا وچوک کی سب صورتین و وجہین آگئین۔ اور مخطأ سے تفسیر کر نیمین اشارہ کیا کہ نصب اسکو بنا بر حال واقع ہونیکے ہی آی لیس لہ قتلہ فی حال من الاحوال الا حال الخطاء یعنے الا درحالیکہ وہ خطا کر نیوالا ہو بھائی مومن کے قتل مین۔ اور بعض نے کہا کہ مفعول لہ ہی یعنے نہین قتل کریگا اسکو کسی علت سے سوا علت خطا کے اور کہا گیا کہ صفت مصدر محذوف ہی اے ماکان لہ ان یقتلہ قتلاً الا قتلاً خطاء۔ اور ظاہرا یہ توجیہ سلیس ہی۔ اور کہا گیا ہی کہ استثنا منقطع ہی پس قولہ الا خطاء ای لکن ان قتلہ خطاءً فجزاءہ ما یذکر یعنے لیکن اگر اسکو چوک کر قتل کیا تو جزا اسکی وہ ہی جو آیندہ مذکور ہی۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ استثنا منقطع ہونا یہان اجود بلکہ صواب ہی اسواسطے کہ ماکان کے ساتھ استثنا متصل کے یہ معنے ہو جاوینگے کہ الا خطا سے سزاوار ہی حالانکہ یہ مراد نہین ہی وما قیل ان ماکان بمعنے النہی فالمعنے لا یقتلہ الا خطاء فلا یجدی اذلا یندفع بہ ما قلنا فلیتامل۔ پھر واضح ہو کہ آیت کے سبب نزول مین اختلاف ہی معالم مین کہا کہ نزول اسکا عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کے حق مین ہوا اور بات یہ ہوئی کہ آنحضرت صلعم کی ہجرت کرنے سے پہلے مکہ ہی مین عیاش آپ کے پاس حاضر ہوکر مسلمان ہوا پھر اس خوف سے کہ اسکا اسلام اسکی قوم والون کو ظاہر ہوگا بھاگ کر مدینہ مین آیا اور یہان متحصن ہو بیٹھا اور اسکی مان اسکے لیے کمال پریشان ہوئی نام اسکا اسماء بنت مخرمہ تھا اور یہی ابو جہل کی مان اور حرث بن زید کی بھی مان تھی قال فی المعالم اور اسنے اپنے بیٹے حرث بن زید اور ابو جہل بن ہشام سے جو عیاش کی مان کی طرف سے بھائی تھے کہا کہ واللہ مین نہ کھاؤنگی نہ پیونگی نہ سایہ مین بیٹھونگی جب تک تم اسکو میرے پاس نہ لاؤگے یہ دونون نکلکر مدینہ آئے اور عیاش سے مان کا حال کہا اور اللہ تعالیٰ کو درمیان دیا کہ ہم ہیچ بارہ مین تجھے نہ ستاوینگے اور نہ روکینگے تب عیاش نکلکر انکے ساتھ ہوا راہ مین انھون نے اسکو باندھکر سو کوڑے مارے جب مکہ لائے تو اسکی مان نے بندھا ہوا دھوپ مین

Marfat.com

ڈالا اور قسم کھائی کہ نہ کھولون جبتک کفر نہ کرے۔ عیاش پڑے رہے جبتک پڑے رہے آخران لوگونکی مراد کے موافق کہدیا اور کھلے۔ پھر حرث بن زید بن ابی نیسہ نے آکر کہا کہ اگر تو راہ پر تھا تو اب تونے ہدایت چھوڑی اور اگر گمراہی پر تھا تو گمراہ تھا اس بات سے عیاش کو غصہ آیا اور کہا کہ واللہ اگر تنہا پاؤنگا تو تجھے ٹکڑے کر دونگا پھر اسکے بعد عیاش مسلمان ہوکر مدینہ کو ہجرت کر گئے پھر اسکے بعد حرث بن زید بھی مسلمان ہوکر مدینہ کو ہجرت کر گئے ولیکن عیاش کو معلوم نہوا۔ اتفاق سے عیاش نے حرث کو حرہ مین دیکھکر حملہ کیا اور قتل کر ڈالا یہ سمجھکر کہ وہ کافر ہی پھر لوگون نے کہا کہ تیری خرابی ہو تونے یہ کیا کیا کہ مسلمان کو قتل کر ڈالا وہ پریشان ہوکر حضرت صلعم کے پاس آئے اور کہا کہ یارسول اللہ میرا اور حرث کا قصہ وماجرا آپ کو معلوم ہی اور مجھے اسکے اسلام کا حال معلوم نہو جتنی مقام مین نے اسکو قتل کیا تب یہ آیت نازل ہوئی **قال المترجم** رواہ ابن جریر وابن المنذر عن السدی وقد رواہ ابن جریر عن عکرمہ اور شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ مجاہد اور بہتون نے کہا کہ نزول اسکا عیاش بن ابی ربیعہ کے حق مین ہوا پھر مختصر روایت مذکورۂ بالا کو ذکر کیا اور سہین حرث بن یزید الغامدی مقتول کا نام اور بروز فتح مکہ قتل کرنا مذکور ہی اور روایت عکرمہ مین حرث بن یزید از بنی عامر بن لوی مذکور ہی واللہ اعلم پھر ابن کثیر نے ذکر کیا کہ عبدالرحمن بن زید اسلم نے کہا کہ یہ ابوالدرداءؓ کے حق مین نازل ہوا کہ انھون نے لڑائی مین ایسے شخص کو قتل کیا جسنے کلمۂ ایمان زبان سے کہا تھا پھر نبی صلعم سے کہا کہ اس نے بچاؤ کیواسطے کہدیا تو آپ نے انکار کیا اور کہا کہ تونے اسکا دل کیون نہین چیر کر دیکھ لیا مترجم کہتا ہی کہ صحیحین مین ایسا قصہ تو اسامہ بن زیدؓ کے حق مین مروی ہی واللہ اعلم شاید دو قصہ واقع ہوے ہون بالجملہ اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ کسی مومن کو روا نہین کہ اپنے مومن بھائی کو کسی وجہ سے قتل کرے اور صحیحین مین ابن مسعودؓ سے جو ثابت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو آدمی مسلمان گواہی دیتا ہو کہ لا الٰہ الا اللہ اور گواہی دیتا ہو کہ مین اللہ تعالیٰ کا رسول ہون تو اُسکا خون حلال نہین مگر تین باتون مین سے ایک بات پائی جانے سے ایک تو جان کے بدلے جان دوم ثیب زنا کرے۔ سوم جو دین چھوڑے جماعت سے جدا ہو پس ایسی صورت مین قتل کرنا تو رعیت والون مین سے کسیکے اختیار مین نہین بلکہ یہ امر سلطان کے یا اسکی طرف سے جو نائب ہو اسکے حوالہ ہی پھر مؤمن کا لفظ مرد وعورت دونونکو باعتبار صفت یا حکم کے یا بطور تغلیب کے شامل ہی پھر جبکہ چوک مین قتل مومن کی صادر ہوجاوے تو اسکا حکم فرمایا **وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً**۔ بان قصد می غیرہ کصید وشجرۃ فاصابہ۔ او ضربہ بما لا یقتل غالبًا۔ مفسرؒ نے خطا سے قتل کرنے کی دو مثالین دو وجہ سے بیان کین ایک یہ کہ مثلاً کسی شکار کے جانور کو تیر مارنے کا یا درخت کو نشانہ لگانیکا قصد کیا پھر چوک کر تیر یا پتھر کسی مومن کے لگ گیا تو یہ محض خطا اور چوک ہی اور دوم یہ کہ مومن کو ایسی چیز سے مارا کہ غالبًا وہ اس سے مرا نہین کرتا ہی مثلاً پتلی قمچی سے مارا اور پھر وہ اتفاق سے اس سے مر گیا تو یہ بھی خطا ہی مگر نام اسکا شبہ العمد یعنے قتل عمد کے مشابہ رکھا گیا ہی اور مفسرؒ کی مراد یہ ہی کہ مومن کو دونون طور کی خطا سے کسی طور سے قتل کیا ہو حکم یہ ہی جو فرمایا۔ **فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ** ای فعتق نسمۃ یعنے تحریر بمعنے آزاد کرنا اور رقبہ جو بمعنے گردن ہی اس سے تمام جسم سے تعبیر مقصود ہی یعنے نسمہ اور [illegible] آزاد کو کہتے ہین **مُؤْمِنَةٍ**۔ علیہ لیس مومنہ تو صفت ہی رقبہ کی اور علیہ متعلق بواجب ہی۔ ای فتحریر رقبۃ مومنۃ واجب علیہ یعنے قاتل خطا پر مسلمان آدمی آزاد کرنا واجب ہی **وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ**۔ مؤداۃ۔ اور دیت سپرد کی ہوئی یعنے ادا کی ہوئی۔ **إِلَىٰ أَهْلِهِ**۔ اسکے اہل کو۔ ای الی ورثۃ المقتول۔ یعنے مقتول کے وارثون کو۔ یعنے اور یہ واجب ہی کہ دیت ادا کرے مقتول کے وارثون کو۔ **إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا**۔ یتصدقوا علیہ بان یعفوا عنہا۔ یعنے تاء کو صاد مین ادغام کر دیا ہی کہ یصدقوا ہو گیا۔ دراصل یون ہی کہ الا ان یتصدقوا۔ یعنی الا یہ کہ صدقہ کر دین وارث مقتول کے اس قاتل پر دیت اور اسکی صورت یہ کہ باین طور کہ وارث لوگ اس قاتل کو دیت سے عفو کر دین۔ اور حاصل کلام یہ کہ خطا سے قتل کرنیوالے پر دو باتین واجب ہین ایک تو اللہ تعالیٰ کے گناہ کا کفارہ باین طور کہ اسپر واجب ہی کہ ایک بردہ آزاد کرے اور بردہ مین ضرور ہی کہ مومن ہو پس کافر بردہ روا نہین ہی ہان یہ ہو سکتا ہی کہ چاہے غلام ہو یا باندی ہو کیونکہ آیت مین رقبہ مومنہ ہی وہ دونونکو شامل ہی اور ایسی ہی آیت مین یہ عموم بھی ہی کہ چاہے رقبہ مذکور بالغ

عربی اردو فارسی اور ہر علم وفن کی عمدہ نایاب کتب ملنے کا پتہ صدیقی کتبخانہ بازار اکبری منڈی لاہور

Marfat.com

ہو بالغ ہو - اور یہی جمہور کا قول ہے کما قال ابن کثیر لیکن تردد یہ ہے کہ مومن ہونیکا اعتبار صلح بچہ کا ابھی تک ہی
ابن جریر نے یہ اختیار کیا کہ اگر اسکی ماں و باپ دونون مسلمان موجود ہون تو کافی ہے ورنہ نہیں ہے اور ابن عباس و شعبی و نخعی و حسن کہتے ہیں کہ
نہین کافی ہے اور قتادہ سے مروی ہے کہ مصحف ابی بن کعب مین رقبۃ مومنۃ کے ساتھ لایجزی فیہا صبی کی تفسیر بھی لکھی ہوئی تھی اور امام احمد نے
باسناد صحیح روایت کی کہ انصار مین سے ایک شخص ایک حبشی باندی لایا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلعم مجھپر ایک مومنہ بردہ آزاد کرنا واجب ہے پس اگر آپکے
علم مین یہ مومنہ ہو تو اسکو مین آزاد کردون آنحضرت صلعم نے باندی کو فرمایا کہ تو گواہی دیتی ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کوئی معبود نہین جسکی عبادت راست ہو سوائے
اللہ تعالیٰ کے - تو باندی نے کہا کہ ہان پھر آپنے فرمایا کہ تو گواہی دیتی ہے کہ مین اللہ تعالیٰ کا رسول ہون اسنے کہا کہ ہان - پھر آپنے فرمایا کہ تو ایمان لاتی ہے کہ موت کے بعد
قیامت پر مردے اُٹھائے جاوینگے اُسنے کہا کہ ہان - تو آنحضرت صلعم نے انصاری کو فرمایا کہ اسکو آزاد کر دے قدر روینا ہذہ القصۃ فی الموطا و مسند الشافعی و احمد و صحیح مسلم و
سنن ابی داود و النسائی بنحو ما ذکرنا امر دوم جو واجب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ خطا سے قتل کرنیوالا مقتول کے اہل کو یعنے لوگونکو جو اسکے وارث ہین مقتول کی دیت دیوے
بشرطیکہ وہ لوگ معاف نہ کرین اور اگر معاف کرین تو معاف ہو جائیگا اور قولہ الا ان یصدقوا - مگر آنکہ وہ لوگ تصدق کردین اسمین اشارہ ہے کہ خطا کی صورتمین دیت سے
درگزر کرنا اولیٰ ہے اور صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا اور چاہین تو دیت لے لین اگر صدقہ کی لیاقت نہ ہو قال المفسر رح و بینت السنۃ انہا مائۃ من الابل عشرون بنت مخاض وکذا
بنات لبون و بنو لبون و حقاق و جذاع و انہا علی عاقلۃ القاتل - وہم عصبتہ الا الاصل و الفرع موزعۃ علیہم علی ثلث سنین علی الغنی منہم نصف دینار والمتوسط
ربع کل سنۃ فان لم یفوا فمن بیت المال فان تعذر فعلی الجانی - مفسر رح نے اجتہاد امام شافعی رح کے موافق دیت کی تفصیل کی اور مترجم اسمین اختلاف
ائمہ خصوص مذہب امام ابو حنیفہ رح بھی بیان کرتا جائیگا - پس سنت نے اس دیت کو جو آیت مین مجمل مذکور ہے یون بیان فرمایا کہ دیت وہ سو
اونٹ ہین یعنے اونٹ جو ایک جنس جانور کی ہے یہ سو عدد ہین مع نر و مادہ اور اسمین کچھ خلاف نہین پھر ان سو عدد کی تفصیل یہ ہے کہ بیس یعنی دو دو برس کی
اونٹنیان مخاض اور اسیقدر بنت لبون اور اسیقدر ابن لبون اور اسیقدر حقہ اور اسیقدر جذعہ جملہ بڑے چھوٹے سو ہوئے یہی امام مالک کا قول ہے اور قول امام
ابو حنیفہ و امام احمد کا بھی یہی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ بیس ابن لبون کے بدلے بیس ابن مخاض دیوے چنانچہ حضرت ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلعم نے دیت خطا مین حکم دیا کہ بیس بنت مخاض اور بیس ابن مخاض نر اور بیس بنت لبون و بیس جذعہ اور بیس حقہ دیوے رواہ النسائی
و احمد و الترمذی و غیرہم من اہل السنن و قد روی عن عبد اللہ موقوفا کما روی عن علی و طائفۃ - اور نیز سنت پاک نے بیان فرمایا کہ دیت ادا کرنا اس
قاتل کے عاقلہ پر واجب ہوتی ہے خود قاتل کے مال پر نہین ہوتی ہے اور امام شافعی رح نے فرمایا کہ مین تو اس بات مین کوئی مخالف نہین جانتا کہ رسول اللہ صلعم
نے دیت ادا کرنیکا حکم عاقلہ پر دیا ہے اور یہ جو امام شافعی رح نے فرمایا یہی اصح ہے پھر مفسر رح نے عاقلہ کو بیان کیا کہ عاقلہ وہ لوگ ہین جو عصبہ ہون مگر سوائے
اصل و فرع کے - یعنے سوائے باپ اور سگے دادا و پردادا کے جہانتک اوپر ہون اور سوائے بیٹے و سگے پوتے و پر پوتے وغیرہ کے جہانتک نیچے ہون - پس
اصل و فرع کے سوائے بھائی و چچا و انکی اولاد وغیرہ جو عصبات رہے وہ عاقلہ ہین اور یہی امام مالک و امام احمد کا قول ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک
عاقلہ وہ لوگ ہین جنکے نامون کے ساتھ دیوان مین اسکا نام درج ہے اور یہ مفصل ترجمہ عالمگیری سے معلوم ہو سکتا ہے اور مترجم نے بلفظ بدرگاہ
پروردگار اسکا ترجمہ اختیار کیا ہے اور احادیث مین اسیقدر مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے عاقلہ پر دیت کا حکم دیا چنانچہ ہذیل کی دو عورتونکی لڑائی جنمین
ایک حاملہ تھی اور حاملہ کو دوسری کا پتھر مارنا جس سے وہ مر گئی اس مقدمہ مین جو شبہ العمد یعنے خطا مشابہ عمد ہے حضرت صلعم نے قاتلہ عورت کے
عاقلہ پر مقتول کی دیت دینے کا حکم دیا - کما رواہ البخاری و مسلم - بہر حال عاقلہ کوئی ہون تو اس دیت کے ادا کرنے و پرتے ڈالنے کی کیفیت اسطرح ہے
جیسے مفسر رح نے لکھا کہ موزعۃ علیہم الخ ای تجب موزعۃ الخ یعنے عاقلہ پر یہ دیت مذکورہ ادا کرنی اس حال سے واجب ہوتی ہے کہ انپر پھیلا دیجاتی ہے کہ

Marfat.com

ان برسون مین ادا کرین اور تفصیل اوسکی اسطرح کہ جو مالدار تونگر ہو وہ آدھا دینار اور جو اوسط درجہ کا ہو وہ چوتھائی دینار ہر سال مین ادا کرے اور مجموعہ اسکا
اتنا ہو کہ دیت کو پورا کرنے والا ہونا چاہیے پھر اگر عاقلہ اسکو وفا نکرین مثلاً تھوڑے لوگ ہین کہ اس مقدار سالانہ سے پوری دیت نہین ہوسکتی ہو تو
مقدار بڑھائی نجائیگی مثلاً یہ نہوگا کہ ہر شخص پانچ پانچ دینار یا کم وبیش سالانہ دیوے بلکہ باقی کو بیت المال سے دیا جاویگا اور اگر بیت المال سے
ادا کرنا بھی کسی عذر شرعی سے متعذر ہو تو پھر خود قاتل کے مال سے ادا کیجائیگی اور مترجم کہتا ہو کہ اسکی تفصیل فتاوای عالمگیریہ وغیرہ سے مفصل معلوم کرنی
چاہیے ہان یہ رہا کہ کس وقت سے تین برس مین ادا کرین تو امام مالک وشافعی واحمد رحمہم اللہ کے نزدیک تو شروع اسکا قتل کیوقت سے ہوگا اور امام
ابوحنیفہ رح کے نزدیک شروع اسکا اسوقت سے ہوگا جسوقت کہ مقدمہ مین حاکم نے دیت مذکورہ کا عاقلہ پر حکم دیا ہو پس اس تاریخ سے تین برس مین
ادا کرین۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے حدیث صحیح بخاری کو نقل کیا کہ آنحضرت صلعم نے خالد بن الولید کو بنو جذیمہ کے اوپر روانہ کیا اور خالد نے انکو اسلام
کی طرف بلایا وہ گھبراہٹ مین اسلمنا تو نہین کہتے جو خوب تھا بلکہ صبانا صبانا کہنے لگے پس خالد نے انکو قتل کرنا شروع کیا پھر یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی تو آپ نے
اپنے دونون ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی کہ۔ اللھم انی ابرأ الیک مما صنع خالد۔ یعنے ای میرے پروردگار مین تیری جناب مین اس فعل سے جو خالد نے کیا ہو بے
وبیزاری کرتا ہون۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا کہ انکے مقتولونکی دیت اور انکے اموال تلف ہونیکا تاوان دیا الی آخر الحدیث پھر شیخ ابن عمر
نے کہا کہ اس حدیث سے یہ حکم لیا جائیگا کہ اگر امام کے نائب سے یا امام سے قتل خطا واقع ہو تو مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کیجاوے اور
وفیہ نظر والکلام فیہ الیق بالفقہ۔ یہ بیان تو ایسے مومن کی خطا سے مقتول ہونیکا تھا جو دار الاسلام مین تھا جو کہ مقتول ہوا فَاِنْ كَانَ
المقتول۔ پھر اگر ہو وہ شخص جو خطا سے مقتول ہوا۔ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ۔ حرب۔ لَّكُمْ۔ ایسی قوم سے جو تمہارے عدو ہین یعنے
کافرون مشرکون سے جنسے تمسے حرب ولڑائی ہو کوئی صلح وذمہ نہین ہو۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ اور حالانکہ یہ شخص مقتول ان کافرون مین
مسلمان تھا کیونکہ اگر کافر ہو درحالیکہ وہ قوم حربی ہو تو اسکا خون باطل وہدر ہی ہو لیکن اگر خطا سے جو قتل ہوا وہ قوم حربی مین سے
ایماندار تھا تو۔ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ۔ علی قاتلہ کفارۃ ولا دیۃ تسلم الی اہلہ لحرابتہم۔ آزاد کرنا ایک بردہ مومنہ کا واجب ہو
اور اس صورت مین کچھ دیت نہین کہ اسکے وارثون کے سپرد ہو اسلیے کہ اسکے وارث لوگ تو حربی کافر ہین۔ وَاِنْ كَانَ۔ المقتول
جو قتل ہوا۔ مِنْ قَوْمٍ۔ ایسی قوم مین سے کہ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ۔ جنکے اور تمہارے درمیان مین میثاق ہو
یعنے عہد ہو جیسے ذمی لوگ۔ یعنے وہ لوگ جو جزیہ قبول کرکے مسلمانون کے عہد وذمہ مین داخل ہوکر
اہ تو دیت ہوگی مقتول کے لیے جو۔ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ۔ سپرد ہوگی اس مقتول کے لوگون
او نصرانیا۔ وثلثا عشرہا ان کان مجوسیا۔ اور مقدار اس دیت کی مومن کی دیت کی تہائی ہوگی
حصکی دو تہائی ہوگی اگر مقتول مجوسی ہو تفسیر ابن کثیر مین ہو کہ اگر ذمیو نمین سے یہ مقتول مسلمان ہو تو پوری دیت واجب ہوگی اور اگر کافر ذمی ہو تو اختلاف
ایک گروہ علما کے نزدیک کافر ہونیکی صورت مین بھی پوری دیت ہوگی قال فی المعالم یہی قول ابن مسعود سے مروی اور مذہب امام ابوحنیفہ وثوری کا ہ
درمثال، کافرون کے ملک مین انمین سے ایک شخص مومن مسلمان ہوگیا جسکو کافرون نے ایذا دینی شروع کی اور مارتے تھے کہ اتنے مین مسلمانونکے لشکر نے
اس ملک پر چڑھائی کی اور لڑائی ہونے کے بعد بزور شمشیر اسکو فتح کیا اور کسی غازی نے اس مومن کو جو کافرون مین سے مسلمان ہوگیا بدون جانے ہوے
یہ سمجھکر کہ کافرون مین سے ہی قتل کر ڈالا تو یہ حکم ہو کہ فقط بردہ آزاد کرے فلیتامل اور ایک گروہ نے کہا کہ مومن کی دیت کا آدھا واجب ہوگا قال فی المعالم
قول عمر بن عبد العزیز وہ مذہب امام مالک واحمد ہو اور تیسرا قول وہ ہو جو مفسر جلال رح نے ذکر کیا اور یہی قول حسن وسعید بن المسیب اور مذہب امام شافعی رح کا ہو

Marfat.com

وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ - اور آزاد کرنا رقبہ مومنہ کا - علی قاتلہ واجب ہی اسکے قاتل پر مترجم کہتا ہی کہ مومن مقتول مین ولی کو
پھر دیت فرمائی اسواسطے کہ اسکی دیت ہو نہین بسبب مدعیون کی قوت کے گمان نہین اور مقتول ذمی مین پہلے دیت دینے کو فرمایا اور
اہتمام کے واسطے وجوہ اور بھی ہین فافہم - فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ - الرقبۃ بان فقدہا او ما یحصلہا بہ - پھر جسنے نہ پایا یعنے رقبۂ مومنہ کو نہ پایا خواہ
اس وجہ سے کہ رقبہ مومنہ ملتا ہی نہین یعنے مومن باندی یا غلام کا وجود ہی نہین یا اسطرح کہ جس چیز کے عوض اسکو حاصل کر سکتا ہو وہ اسکے
پاس نہین یعنے معاوضہ نہین ہی کہ دیکر رقبۂ مومنہ حاصل کرے - فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ - تو دو مہینے کے روزے پے در پے علیہ کفارۃ
واجب ہین اسپر بطور کفارہ کے یس دونون مہینہ کے روزے پے در پے بدون درمیان مین افطار کرنیکے ادا کرے اور اگر بدون عذر مرض یا حیض
یا نفاس کے افطار کیا تو از سر نو پھر شروع کرے اور سفر مین اختلاف ہی ایک قول یہ کہ از سر نو شروع کرے اور دوم یہ کہ وہ بھی افطار مین عذر ہی
پھر اگر وہ شخص روزے رکھنے کی بھی استطاعت نہین رکھتا تو آیا روزے سے منتقل ہو کر ساٹھ مسکینونکو کھانا دیدے جیسے کفارہ ظہار مین ہی یا نہین
تو اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ نہین - چنانچہ مفسرؒ نے کہا ولم یذکر اللہ تعالیٰ الانتقال الی الطعام کالظہار وبہ اخذ الشافعی فی اصح قولیہ - کہ یہان اللہ تعالیٰ
نے روزے سے کھانا دینے کی طرف منتقل ہونا ذکر نہین فرمایا جیسے کفارہ ظہار مین ذکر فرمایا ہی پس طعام کی طرف منتقل نہوگا اور امام شافعیؒ کے اسمین
دونون قول ہین لیکن اصح قول یہی ہی اور امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہی اور یہ جو مفسرؒ نے کہا کہ یہان اللہ تعالیٰ نے طعام کی طرف منتقل ہونا ذکر
نہین فرمایا اسکے معنے یہ ہین کہ اگر عدول الی الطعام اس کفارہ مین ہوتا تو یہ بھی منجملہ واجبات کے ہوتا اور واجب کے ذکر و بیان مین ضرورت کے
وقت سے تاخیر کر دینا بالاتفاق نہین روا ہی پس معلوم ہوا کہ طعام کے طرف انتقال یہان نہین ہی اور بعض علمانے کہا کہ اگر روزے نہ رکھ سکے
تو ساٹھ مسکینونکو مانند کفارۂ ظہار کے کھانا دیوے اور یہان اسکا ذکر اسلیے نہین کہ مقام تہدید و تخویف ہی پس اطعام جسمین تسہیل و ترخیص ہی
یہان مذکور ہونا مناسب نہین ہی ولا یخفی ما فیہ من الضعف - تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ - مصدر منصوب بفعلہ المقدر - یعنے نصب اسکو بنا بر آنکہ مفعول
مطلق واقع ہی فعل محذوف کا ای تاب توبۃ من اللہ بمعنے تاب اللہ علیہ توبۃً - قبول کی اللہ تعالیٰ نے توبہ اس قاتل خطاکار کی - وَكَانَ
اللّٰهُ عَلِيمًا - بخلقہ - دانا ہی اپنے مخلوق کا - حَكِيمًا - فیما دبرہ لہم - یعنے جو اپنے مخلوق کے لیے انتظام و تدبیر مقرر کردی اسمین حکمت والا ہی
واضح ہو کہ کفارہ یعنے بردہ آزاد کرنا سب صور تونمین قاتل کے مال سے واجب ہی لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قتل عمد مین جسکا بیان آگے
آتا ہی کفارہ نہین ہی کیونکہ وہ محض کبیرہ گناہ ہی اور کفارہ مین ایک معنے عبادت کے ہین پس دوسری قسم کے قتل پر اسکا قیاس نہین ہوسکتا پھر
عاقلہ پر نہین ہی ۱۲
واضح ہو کہ جو دیت کامل مذکور ہوئی یعنے سو اونٹ تو یہ مرد آزاد مسلمان کی ہی اور اگر مملوک ہو تو منجملہ اسکے احکام کے یہ ہی کہ خطا مین اسکے جو کچھ قیمت
ہو وہ واجب ہوتی ہی - پھر اگر اونٹ نہ ملین تو درم یا دینار سے واجب ہی اور ایک قوم نے کہا کہ دیت مین واجب سو اونٹ ہین یا ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار
درم یہ قول عروہ بن الزبیر و حسن بصری کا و مذہب امام مالک کا ہی اور ایک قوم نے کہا کہ وہ سو اونٹ یا ایک ہزار دینار یا دس ہزار درم ہین - یہی قول سفیان
الثوری و ابو حنیفہ وغیرہم کا ہی قال فی المعالم اور عورت کی دیت مرد سے آدھی ہی اور مجوسی کی دیت پانچواں حصہ ہی - پھر کہا کہ عمرؓ سے روایت ہی کہ
مجوسی کی دیت آٹھ سو درم ہین اور یہی قول سعید بن المسیب و حسن بصری کا اور مذہب شافعی کا ہی قال المترجم اور یہی مفسر جلالؒ نے
تفسیر مین ذکر کیا ہی - اور اختلاف مین نے اوپر ذکر کر دیا ہی فافہم - اب آگے بڑا کبیرہ قتل عمد فرمایا
وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۤؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ
اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کر کر تو اسکی سزا دوزخ ہی پڑا رہے اسمین اور اللہ اسپر غضب ہوا اور اسکو لعنت کی اور اسکے واسطے طیار کیا

عَذَابًا عَظِيمًا ۝

بڑا عذاب

مترجم کہتا ہی کہ معالم التنزیل مین محی السنہ نے ذکر کیا کہ نزول اس آیت کا مقیس بن ضبابہ الکندی کے حق مین ہوا اور بات یہ ہوئی کہ وہ اور اسکا بھائی ہشام دونون مسلمان ہوے تھے پھر اسنے اپنے بھائی ہشام کو بنو النجار کے محلہ مین مقتول پایا اور رسول اللہ صلعم سے آکر ذکر کیا پس آپ نے بنی فہر مین سے ایک دو کو اسکے ساتھ بنو النجار کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ رسول اللہ صلعم تمکو حکم دیتے ہین کہ اگر تم ہشام بن ضبابہ کے قاتل کو جانتے ہو تو اسکو مقیس کو دیدو تاکہ وہ اس سے قصاص لیوے اور اگر تم نہ جانتے ہو تو مقیس کو مقتول کی دیت دیدو پس فہری نے انکو پیغام پہونچایا تو انھون نے کہا کہ اللہ و رسول کی فرمانبرداری بسر وچشم اور ہمکو اسکا قاتل نہین معلوم لیکن ہم اسکی دیت دیتے ہین پس اسکو سو اونٹ دیے پھر دونون اونٹ لیے ہوے مدینہ کو لوٹے پھر شیطان نے مقیس کے دل مین وسوسہ ڈالا کہ تو اپنے بھائی کی دیت قبول کرتا ہی یہ ہمیشہ کو تیرے نام پر داغ رہیگا تو اپنے ساتھی کو قتل کردے کہ ایک جان کے بجاے ایک جان ہو جاوے اور دیت بڑھتی رہے پس فہری کو غافل کرکے اسکے سر پر پتھر زور سے مارا کہ سر پھٹ گیا اور وہ مرگیا اور خود ایک ونٹ پر سوار ہو کر باقی اونٹ ہانک کر کافر ہو کر مکہ کو روانہ ہوا پس اسکے حق مین نازل ہوا قولہ **وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا** ۔ اور جو کوئی قتل کرے کسی مومن کو متعمدًا ۔ مفسر جلال رح نے کہا ۔ بان یقصد قتلہ بما یقتل بہ غالبًا عالمًا بایمانہ یعنے قتل متعمد کے یہ معنے کہ بانیطور قتل کرے کہ قصد کرے اسکے قتل کا ایسی چیز کے ساتھ جس سے غالبًا قتل ہو جاتا ہی درحالیکہ اسکے ایماندار ہونے کو جانتا ہو ۔ **فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا** ۔ پس جزاء اُسکی جہنم ہی درحالیکہ اسمین خلود سے رہیگا ۔ معالم مین کہا یہ حکم بسبب مقیس مذکور کے کافر و مرتد ہوجانے کے ہے اور یہ وہی مقیس بن ضبابہ ہی کہ فتح مکہ کے روز تمام سب جنکو نبی صلعم نے امن دیدی تھی انمین سے استثنا ان اس مردود کو بھی مستثنی کیا تھا پس یہ مردود کعبہ کے پردون سے لٹکا اور وہین قتل کیا گیا مترجم کہتا ہی کہ علی ہذا یہ حکم مخصوص ایسے قاتل کے ساتھ ہوگا جسنے قتل عمد کے ساتھ کفر و ارتداد اختیار کیا ہو جیسے مقیس بن ضبابہ مذکور بعد قتل کے مرتد ہوگیا تھا کما قال محی السنہ پھر فرمایا ۔ **وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ** ۔ اور غضب کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے قاتل پر ۔ **وَلَعَنَهُ** ۔ ابعدہ من رحمتہ ۔ اور دور کردیا اللہ تعالیٰ نے ایسے قاتل کو اپنی رحمت سے ۔ **وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا** ۔ فی النار ۔ مہیا کیا اسکے لیے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم ۔ یعنے دوزخ کے اندر ۔ پھر جس عذاب کو اللہ تعالیٰ نے عظیم فرمایا تو نعوذ باللہ تعالےٰ اسکی مقدار بندے کے خیال مین نہین آسکتی ہے ۔ اور حق عزوجل نے اس کبیرہ گناہ کو آیات مین شرک سے ملا کر بیان فرمایا ہی کما سبق ویاتی انشاء اللہ تعالے اور صحیح احادیث مین اسکی مذمت مذکور ہے چنانچہ ایک حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے کے نزدیک دنیا کا زوال ایک مسلمان کے قتل سے خفیف ہی ۔ اور دوسری حدیث مین ہی کہ اگر آسمان والے اور زمین والے لوگ ایک مسلمان کے قتل پر مجتمع ہون تو اللہ تعالے ان سب کو اوندھے منھ آگ مین ڈالیگا اور دوسری حدیث مین ہے کہ جسنے اعانت کی ایک مسلمان کے قتل پر اگرچہ ایک فقرہ بات "ک" سے ہو تو آویگا قیامت کے دن درحالیکہ اسکی دونون آنکھون کے بیچ مین لکھا ہوگا کہ یہ ناامید ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور **مفسر جلال** نے لکھا عن ابن عباس انہا علی ظاہرہا وانہا ناسخۃ لغیرہا من آیات المغفرۃ ۔ اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ اس آیت مین کچھ تاویل نہین اور یہ اپنے ظاہر مضمون پر ہی اور یہ آیت تو اور آیات مغفرت کی منسوخ کرنے والی ہے چنانچہ سعید بن جبیر نے کہا کہ اہل کوفہ نے اس آیت مین اختلاف کیا تو مین سفر کرکے ابن عباس رض کے پاس گیا ۔ اور اسکو دریافت کیا تو انھون نے کہا کہ قولہ ومن یقتل مومنًا متعمدًا الآیہ تو آخر مین نازل ہوئی ہی اور اسکو کسی آیت نے منسوخ نہین کیا رواہ البخاری ومسلم وابو داود وغیرہم ۔ اور قولہ تعالے والذین لایدعون

Marfat.com

مع اللہ الٰہا آخر الآیہ- کو ابن عباس نے کہا کہ یہ اہل شرک کے حق مین ہی مترجم کہتا ہی معنے یہ کہ وہان آیت مین جو قتل نفس پر توبہ مذکور ہی وہ ایسے شخص کے حق مین ہی جسنے حالت شرک مین کسی نفس کو قتل کیا تھا تو اسکی توبہ قبول ہی اور یہان جو ہمیشہ کا عذاب مذکور ہی وہ تو بہ نہین ہی تو یہ اس شخص کے حق مین ہی جو پھر اُسنے دوسرے کو مومن جانکر قتل کیا- پھر مانند قول ابن عباسؓ کے نسائی نے زید بن ثابت سے بھی روایت کیا اور ایسا ہی سلف مین سے منقول ہی و عبد اللہ بن عمرو بن العاص و ابو سلمہ و عبید بن عمیر و حسن و قتادہ و ضحاک سے منقول ہی کما ذکرہ ابن ابی حاتم مترجم کہتا ہی کہ ابو ہریرہؓ سے اسکے بر خلاف کلام ہی جیسا کہ اسکے اشارہ سے معلوم ہو گا- بالجملہ ان اقوال سے اتنا تو ضرور ثابت ہی کہ یہ فعل بڑا سخت گناہ ہی پھر جمہور سلف و خلف و ائمہ علما مجتہدین کے نزدیک یہ قتل اگرچہ بڑا کبیرہ گناہ ہی لیکن قاتل کی مغفرت ہو سکتی ہی بدلیل قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ یغفر ما دون ذلک لمن یشاء الآیہ اور امام ابو حنیفہ و انکے اصحاب و امام شافعی و جماعت علما کے نزدیک جو شخص کہ عمداً قاتل ہی وہ بھی لمن یشاء کی تحت مین داخل ہی خواہ توبہ کر کے مرا ہو یا بلا توبہ مرا ہو- اور نیز آیۃ الفرقان مین فرمایا والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر الا من تاب الآیۃ پس وہان قتل نفس پر توبہ مقبول ہی اور یہ جو ابن عباسؓ سے یہان کی آیت کا ناسخ ہونا مذکور ہی تو یہ ٹھیک نہین اسواسطے کہ نسخ تو امر و نہی اور جو انکے معنے مین ہو اسپر طاری ہوتا ہی اور محل وعد و وعید پر جیسے یہان ہی اسپر نسخ طاری نہین ہوتا کما صرح بہ المفسر فی الاتقان- اور نیز احادیث صحیحہ مین قتل نفس پر عفو مذکور ہی چنانچہ حدیث عبادہ بن الصامت مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے ہمسے عہد لیا کہ تم لوگ بیعت دو کہ نہ شرک کرو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور نہ زنا کرو اور نہ قتل کرو نفس کو جسکو حرام کر دیا اللہ تعالیٰ نے الا بحق الحدیث اور اسمین ہی کہ پھر جسنے اسمین سے کوئی بات کی اور اللہ تعالیٰ نے اسکا پردہ چھپا دیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی چاہے اُسکو عفو کرے اور چاہے عذاب کرے کما رواہ البخاری و مسلم اور ابو ہریرہؓ کی حدیث مین ایک قصہ مذکور ہی کہ اگلی امتون مین سے کسی مین سے ایک نے بہت قتل کیے اور پھر نادم ہو کر اپنے دین کے عالم تلاش کرتا تھا کہ میرے لیے بھی توبہ ہی یا نہین آخر اُسنے سو پورے کیے اور پھر اسکی توبہ قبول ہوئی اور نیز ایک کا قصہ دو گاؤن کے درمیان مین مرنیکا جو توبہ کیواسطے جس گانون مین عالم پاس جاتا تھا اس سے ایک بالشت قریب تھا اسکی توبہ قبول ہوئی یہ صحیح مسلم وغیرہ کی احادیث مین مذکور ہین پس یہ احادیث صحیحہ و آیات کریمہ مع عموم تو بہ حجت صحیح ہین کہ قاتل عمد بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت مین داخل ہی اگرچہ بلا توبہ مر جاوے اور اگر توبہ کرے تو اسکی توبہ مقبول ہی کیا نہین دیکھتے کہ شرک و کفر و مرتدگی توبہ قبول ہی تو قتل عمد بہر حال اس سے کم ہی- اب ہار یہ کہ یہ ثابت ہوا کہ بدلیل قولہ تعالیٰ یغفر ما دون ذلک لمن یشاء یہ ثابت ہوا کہ سوائے شرک کے سب مغفور ہو سکتا ہی لیکن اس آیت کریمہ مین تو جہنم مین خلود اور غضب الٰہی اور لعنت و عذاب عظیم مذکور ہی اور یہ تمام وعید ہی تو اسکا جواب وہ ہی جو مفسرؒ نے دیا کہ ہذا ماؤل بمن استحلہ- یعنے آیت کی تاویل یہ ہی کہ یہ ایسے قاتل کے حق مین ہی جسنے مومن کو عمداً ناحق قتل کرنا حلال جانا اور قتل کیا پس وہ اسطرح حلال جانکر قتل کرنے سے کافر اور مستحق خلود ہوا- اور اسمین شک نہین کہ اگر کسی نے دوسرے مومن کو قصاص مین عمداً قتل کیا تو وہ بالکل اس وعید کا مستحق نہین ہی اور دوسرا جواب یہ کہ- ہذا جزاءہ ان جوزی ولا بدع فی خلف الوعید- یعنے یا یہ جواب ہی کہ آیت مین یہ معنے ہین کہ یہ وعید عذاب جو مذکور ہوے ایسے قاتل کی سزا ہی بشرطیکہ سزا دیا جاوے اور اسمین کچھ عجب نہین کہ وعید مین برخلاف واقع ہو- یعنے یہ کوئی عجیب انوکھی بات نہین کہ اللہ تعالیٰ نے جو عذاب دینے کی وعید فرمائی ہو اسکو اپنے کرم سے معاف کر کے برخلاف اسکے استحقاق عذاب کے اسکو معاف کر دے اور ابو مجلزؒ سے روایت ہی کہ فرمایا یہ جو آیت مین مذکور ہی ایسے قاتل کی جزا ہی پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ اس جزا سے درگذر فرماوے تو وہ قادر ہی ایسا کرے رواہ ابو داؤد و عنہ و قد رواہ الطبرانی عن ابی ہریرۃ مرفوعا و لم یصح- و لیکن ابو ہریرہ اور ایک جماعت سلف سے مانند قول ابو مجلزؒ کے صحیح ہوا کما ذکرہ ابن کثیر اور بیضاوی نے تیسرا جواب دیا کہ کبیرہ گناہ ہونے سے مستحق جہنم ہوا جیسے اور کبائر کا حال ہے مع مزید عذاب عظیم- ہان حرف لفظ خلود مین تامل ہی تو خلود بمعنے مکث طویل ہی یعنے بہت مدت تک دوزخ مین پڑا رہنا- مگر اس سے یہ لازم نہین کہ ہمیشہ

اسمین سے نہ نکلے غایت یہ کہ دیگر کبیرہ والون سے دیر مین نکلے اور یہان کوئی ایسی دلیل قائم نہین کہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا جیسے کافرونکے ساتھ خلود بمعنے
ہمیشگی بدلیل دیگر آیات واحادیث ہی فافہم پھر مترجم کہتا ہی کہ ابوہریرہؓ سے مانند قول ابن عباس کے روایت کیا گیا اور یہ بھی روایت کیا گیا کہ جو عید
یہان مذکور ہی یہ اُس قتل کی جزا ہی سو اسکو جب پہونچیگی کہ اسکو یہ جزا دیجاوے اور اس صورت مین قول حضرت ابوہریرہ موافق جمہور ہی لیکن ابن عباسؓ
کا ظاہر مذہب یہ معلوم ہوتا ہی کہ اسکی توبہ نہین بلکہ ضرور دوزخ مین ڈالا جائیگا اور شاید کہ انکی مراد بھی یہی ہو کہ توبہ نہین مگر مشیت آلہی کے تحت مین داخل
ہی او تعالیٰ چاہے اسکو یہ جزا نہ دیوے مگر وہ توبہ سے ظاہر مین ایسا استحقاق نہین پیدا کر سکتا ہی۔ پھر واضح ہو کہ بر تقدیر قول حضرت ابن عباسؓ انکی موافقت
کرنیوالے چند لوگونکے اگر قاتل مذکور دوزخ مین ڈالا بھی گیا یا موافق قول جمہور کے وہ اپنے گناہ کے عوض دوزخ مین ڈالا گیا تو یہ مراد نہین ہی کہ وہ ہمیشہ
دوزخ ہی مین رہیگا کیونکہ احادیث متواتر سے ثابت ہو گیا ہی کہ ادنی مقدار چیونٹی برابر بھی ایمان ہوگا وہ بھی دوزخ سے نکالا جائیگا اور سلف مین سے
کوئی اسکا قائل نہین ہوا کہ عمداً قتل کرنیوالا کافر ہی اور ابن مردویہ کی روایت ابن عمر مرفوعاً جسمین قاتل عمد کا کافر ہونا مذکور ہی وہ باتفاق
محدثین روایت موضوع منکر ہی اور جن احادیث مین مقتول کا قاتل سے اللہ عزوجل کی حضور مین خون کا مطالبہ مذکور ہی تو اُنسے کوئی اعتراض لازم نہین آتا
اسواسطے کہ وہ حقوق العباد کے مانند قیامت مین مطالبہ ہونگے اور ظاہر آنکہ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ کا مطلب عدم توبہ سے یہ ہی کہ قتل عمد ایسا کبیرہ ہی کہ اسکے
بعد توبہ کی توفیق کمتر حاصل ہوتی ہی گویا حاصل نہین ہوتی بالجملہ جمہور سلف وخلف کا قول قوی بلکہ صحیح ہی کہ مومن کو عمداً قتل کرنیوالا بغیر حق شرعی
وتاویل کے ایک بڑے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا پھر اگر اُسنے توبہ کی اور ندامت مین ڈوب گیا اور نیک کام کیے تو امید ہی کہ اللہ عزوجل قیامت مین اپنے الطاف
وفضل سے اُسکے مقتول کو درجات وکرامات عطا فرما کر راضی کردے اور اس قاتل کو بھی بخشدے اور اگر بدون توبہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہی چاہے
بخشدے لیکن ظاہر حالت یہی ہی کہ عذاب پاوے پھر اگر دوزخ مین پڑا تو بالاجماع وہ کسی وقت مین زمانہ دراز کے بعد دوزخ سے نکالا جائیگا
بخلاف کافرون کے کہ وہ بدلیل آیات واحادیث کبھی دوزخ سے نہ چھوٹینگے پھر جاننا چاہیے کہ قتل عمد کیواسطے دنیاوی احکام ہین چنانچہ مفسرؒ نے
لکھا کہ۔ وبینت آیۃ البقرۃ ان قاتل العمد یقتل بہ وان علیہ الدیۃ ان عفی عنہ وسبق قدرہا۔ یعنے سورہ بقرہ کی آیت نے بیان کردیا کہ عمداً قتل کرنیکی سزا
قصاص ہی کہ مقتول کے عوض قتل کیا جائیگا چنانچہ فرمایا ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا الآیۃ۔ اور فرمایا۔ کتب علیکم القصاص فی القتلی الآیۃ
اور آیۃ بقرہ نے یہ بھی ظاہر کردیا کہ اگر قاتل کو قصاص سے عفو کیا جاوے تو اسپر مقتول کی ولی کی دیت واجب ہی اور مقدار دیت کی اوپر گذری پھر جاننا
چاہیے کہ بعض علما نے کہا کہ قتل کی فقط دو قسمین ہین ایک قتل خطا اور ایک قتل عمد اور تیسری کوئی قسم نہین اسواسطے کہ قرآن مجید مین یہی دونون
مذکور ہین اور اکثر علما نے کہا کہ تین قسمین ہین ایک خطا محض دوم خطا شبہ عمد سوم قتل عمد۔ اور قرآن مجید مین دو قسم کے مذکور ہونیسے یہ لازم نہین آتا
کہ اسکا ثبوت شرع مین نہو کیونکہ حدیث سے ثابت ہی چنانچہ مفسرؒ نے کہا دبینت السنۃ ان بین العمد والخطاء قتلاً یسمی شبہ العمد وہو ان یقتلہ بما لا یقتل
غالبا فلا قصاص فیہ بل دیۃ کالعمد فی الصفۃ والخطاء فی التاجیل والحمل وہو والعمد اولی بالکفارۃ من الخطاء۔ کہ سنت پاک نے بیان کردیا کہ عمد وخطا کے
درمیان ایک قسم کا قتل ہی جسکو شبہ عمد کہتے ہین اور وہ اسطرح ہی کہ ایسی چیز سے قتل کرے جس سے غالباً قتل نہین ہوجاتا اور یہی امام شافعیؒ وامام ابو یوسف
وامام محمد کا قول ہی اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایسی چیز سے مارے جو ہتھیار یا اسکے حکم مین نہین ہی اور شاید یہ بنابر ہی کہ قتل عمد وہ قتل ایسی چیز سے
جو دھاردار مانند تلوار وخنجر ونیزے کی انی وچھرا دمانند اسکے جیسے بڑے بھاری پتھر کے ہی جیسا کہ عطاء ونخعی وغیرہ سے منقول ہی بالجملہ اس شبہ عمد کا
حکم یہ ہی کہ اسمین قصاص نہین بلکہ دیت لازم آتی ہی اور اسمین اتفاق ہی غیر ازینکہ امام مالکؒ شبہ عمد کے قائل ہی نہین ہین پھر امام شافعیؒ کے نزدیک
یہ دیت اپنی صفت مین تو مانند قتل عمد کی دیت کے ہی یعنے دیت مغلظہ مین تہائی یعنے تین دہائی حقہ اور اسیقدر جذعہ اور چالیس خلفہ ہی اور پانچ قسم کے

Marfat.com

سو نہین ہی جیساکہ اوپر گذرا۔ اور تین برس ادا کی مدت ہونے اور عاقلہ پر ڈالے جانے مین ویسی ہی ہی جیسے خطا محض مین بیان ہوا
واحمد وابوحنیفہ رح کے نزدیک جہان دیت مغلظہ لازم آتی ہی وہان اسطرح کہ پچیس بنت مخاض اور پچیس بنت لبون وپچیس حقہ وپچیس جذعہ جیساکہ قتل
عمد مین قصاص معاف ہونیکی صورت مین دیت مغلظہ فی الحال قاتل کے مال سے قاتل پر دینی واجب ہوتی ہی پھر مفسر رح نے کہاکہ ہو والفداء یعنی قتل
شبہ العمد اور قتل عمد دونون مین بدرجہ اولی کفارہ واجب ہوگا جبکہ قتل خطا مین واجب ہوتا ہی یعنے بردہ آزاد کرنا اور ابن کثیر رح نے ذکر کیاکہ دیگر
علما کے نزدیک نہین واجب ہی کیونکہ انھون نے فرمایاکہ قتل عمد اس سے بڑھکر ہی کہ تحریر رقبہ سے اسکا کفارہ ہوسکے مترجم کہتا ہی کہ امام ابوحنیفہ بھی انھین
علما مین سے ہین جیساکہ اوپر مذکور ہوا ہی اور تمام کلام فقہ مین لایق ہی۔ پھر واضح ہوکہ مفسر رحمہ اللہ نے قولہ تعالی الا خطاء کی تفسیر مین خطا کو اسطرح
تفسیر کیاکہ وہ قتل خطا وقتل شبہ العمد دونون کو شامل ہی پھر جو یہان لکھاکہ وبینت السنۃ ان بین الخطاء والعمد قتلا یسمی شبہ العمد آہ تو ظاہر یہ بطریق تنزل ہی
اگر فرض کیاجاوے کہ قتل شبہ العمد قرآن سے نہین ثابت ہی تو سنت سے ضرور ثابت ہی یا یہ مراد ہوکہ قرآن سے مجمل ہی اور سنت مین اسکا بیان مفصل ہے۔ اور
علی ہذا جو لوگ شبہ العمد سے انکار کرتے ہین انکے نزدیک شبہ العمد کوئی قسم ثالث نہین بلکہ داخل خطا ہی غایت آنکہ فی الجملہ حکم مین فرق جو مفسر نے
بیان کیا وہ انکے نزدیک نہین بلکہ بانند قتل خطا ہی فافہم۔ پھر اللہ عزوجل نے قتل مین باوجود فرضیت جہاد کے احتیاط کا حکم فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ

اے ایمان والو جب سفر کرو اللہ کی راہ مین تو تحقیق کرو اور مت کہو جو شخص تمھاری طرف سلام علیک کرے

لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ

کہ تو مسلمان نہین چاہتے ہو مال دنیا کی زندگی کا تو اللہ کے ہان بہت غنیمتین ہین تم ایسے ہی تھے

قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝

پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا سو اب تحقیق کرو اللہ تمھارے کام سے واقف ہے

ونزل لما مر نفر من الصحابہ برجل من بنی سلیم وھو یسوق غنما فسلم علیھم فقالوا ما سلم علینا الا تقیۃ فقتلوہ واستاقوا غنمہ۔ نزول اس کلام کا سوقت ہوکہ
جب چند نفر صحابہ مین سے گذرے قبیلۂ بنی سلیم مین سے ایک شخص کی طرف جو اپنی بکریان ہانکے لیے جاتا تھا انکو سلام کیا تو بولے کہ اسنے ہمکو سلام نہین
کیا مگر تقیہ سے یعنے اپنے بچاو کے واسطے سلام سے اسلام ظاہر کیا پس اسکو انھون نے قتل کر ڈالا اور اسکی بکریان لوٹ لین **مترجم** کہتا ہی کہ یہ سبب
نزول بخاری وترمذی واحمد وحاکم وسعید بن منصور وابن جریر وابن ابی حاتم وغیرہم نے روایت کیا۔ اور کہا گیاکہ اس سریہ پر ابوقتادہ رض سردار تھے وامام
احمد کی طویل روایت دیگر مین مذکور ہی کہ قتل کرنے والے کا نام محکم بن جثامہ اور مقتول کا نام عامر بن الاضبط الاشجعی تھا اور ابن جریر[1] کی روایت مین
ابن عمر رض سے اس قصہ مین ہی کہ محکم بن جثامہ نے اسکو بوجہ عداوت جاہلیت کے مار ڈالا تھا اور اسمین مذکور ہی کہ پھر محکم بن جثامہ آکر حضرت صلعم کے
سامنے بیٹھا تاکہ اسکے واسطے آپ استغفار کرین پس آپ نے بددعا دی کہ لاغفر اللہ لک۔ اللہ تجھے نہ بخشے پھر وہ روتا ہوا اٹھ گیا اور سات دن نہ گذرے
کہ مرگیا پھر اسکے لوگون نے اسکو دفن کیا تو زمین نے نکال پھینکا پس اسکے لوگون نے آکر حضرت صلعم سے عرض کیا تو آپنے فرمایاکہ زمین تو تمھارے
ساتھی سے بدتر کو قبول کرتی ہی ولیکن اللہ تعالی کو تمہین نصیحت دینا منظور رہی پھر ان لوگون نے اسکو پہاڑ مین پتھرون کے نیچے داب دیا پھر یہ آیت نازل ہوئی
یاایھا الذین آمنوا اذا ضربتم فی الارض الایۃ۔ اور بخاری رح نے کہاکہ قال حبیب بن ابی عمرۃ عن سعید عن ابن عباس کہا رسول اللہ صلعم نے مقداد کو کہ
اگر ایک مرد مومن اپنا ایمان اپنی قوم کافر سے چھپاتا تھا پھر اسنے ظاہر کیا پس تونے اسکو قتل کر ڈالا حالانکہ تو بھی یون ہی اپنا ایمان اس سے پہلے

[1] قال ابن جریر حدثنا ابن وکیع ثنا جریر عن ابی اسحق عن نافع عن ابن عمر قال الی آخرہ وھذا الاسناد کما تراہ جیدۃ صحیح واللہ اعلم ۱۲ م

Marfat.com

مین چھپاتا تھا۔ کذا ذکرہ البخاری تعلیقا مختصراً وقد روی مطولا موصولاً فیما رواہ ابو بکر البزار فی مسندہ عن ابن عباس رضؓ کہا کہ رسول اللہ صلعم نے ایک سریّا
بھیجا جسمین مقداد بن الاسود بھی تھے پھر جب یہ لوگ اِس قوم پر پہونچے جہان بھیجے گئے تھے تو دیکھا کہ قوم والے سب بھاگ گئے ہین سوائے ایک
شخص کے جسکے پاس مال کثیر تھا وہ نہین بھاگا تھا اسنے کہا کہ اشہدان لا الٰہ الا اللہ۔ مگر مقدادؓ نے اسکی طرف جُھک کر اسکو قتل کرڈالا تو ساتھیون مین سے
ایک شخص نے مقداد سے کہا کہ تونے ایسے شخص کو قتل کرڈالا جو لا الٰہ الا اللہ کہتا تھا۔ واللہ مین اِس قصہ کو رسول اللہ صلعم سے ذکر کرونگا پھر جب یہ لوگ
رسول اللہ صلعم کے پاس آئے تو انھون نے کہا کہ یارسول اللہ ایک شخص نے لا الٰہ الا اللہ سے گواہی دی اسکو مقداد نے قتل کرڈالا تو فرمایا کہ بلاؤ مقداد
کو اور فرمایا کہ او مقداد کیا تونے ایسے شخص کو قتل کیا جو لا الٰہ الا اللہ کہتا تھا اب تو کل یعنے قیامت کے روز لا الٰہ الا اللہ کا کیا جواب دیگا پس یہ آیت
نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا تا آخر آیت پس حضرت صلعم نے مقداد رضؓ کو فرمایا کہ ایک مرد مومن اپنا ایمان اپنی قوم کافر کے ساتھ چھپاتا تھا
اسنے تمھارے سامنے اپنا ایمان ظاہر کردیا اسکو تونے قتل کرڈالا حالانکہ تو بھی اس سے پہلے مکہ مین یون ہی اپنا ایمان چھپاتا تھا **یَا أَیُّهَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ**۔ سافرتم۔ اے ایمان والو جب تم سفر کرو۔ **فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ**۔ للجہاد۔ اللہ تعالےٰ کی راہ مین جہاد
کے واسطے **فَتَبَیَّنُوْا**۔ تو خوب کھول کر دریافت کرلو مشتق از تبیّن بمعنے خوب چھان پھٹک کر ظاہر کرلینا۔ وفی قراءۃ بالمثلثۃ فی الموضعین
اور حمزہ رحؒ کی قراءۃ مین فتثبتوا مشتق از تثبت ہی بثاء مثلثہ دونون جگہ یعنے یہان اور آگے۔ اور بعض نے کہا کہ جمہور کی قراءۃ اولیٰ ہی اسواسطے
کہ تبین مین تو تثبت بھی آگیا بدون عکس کے۔ **وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ**۔ بالف ودونہا ای التحیۃ او الانقیاد بقول کلمۃ
الشہادۃ التی ہی امارۃ علی اسلامہ۔ یعنے سلم بالف بھی پڑھا گیا اور ایسے ہی ابن عباس کی قراءۃ تھی اور یہی اکثر قرار کی قراءۃ ہی اے سلام
اور نافع وابن عامر وحمزہؒ کی قراءۃ مین بدون الف کے سلم ہی پس اول تقدیر پر سلام بمعنے تحیہ یعنے معنے معروف مین اور دوسری تقدیر پر یا دونون
تقدیر پر ہوسکتا ہی کہ معنے سلام یا سلم کے انقیاد ہون یعنے اطاعت کے لیے گردن جھکانا اسطرح کہ کلمہ توحید وشہادت زبان سے نکالنا جو کہ دین اسلام
کے اعتقاد کا نشان ہی اور حاصل آنکہ مت کہو اسکو جسنے تمھاری طرف القا سلم کیا یعنے تمکو سلام کیا یا تمپر کلمہ شہادت ظاہر کیا جو اسلام لانے کی
نشانی ہے۔ **لَسْتَ مُؤْمِنًا**۔ تو مومن نہین ہی یعنے مت گمان کرو کہ وہ مومن نہین اور مت برتاؤ کرو اسکے ساتھ ایسا برتاؤ جو کافرون
سے کرتے ہو کہ اسکو قتل کرکے اسکا مال لے لو اور سبب نزول کے اعتبار سے مفسرؒ نے کہا۔ وانما قلت ہذا تقیۃ لنفسک ومالک فقتلوہ یعنی مت
کہو کہ تو مومن نہین اور تونے جو سلام یا کلمہ شہادت کہا وہ فقط تقیہ کے لیے کہا تاکہ اپنا جان ومال بچاوے پس تم اس سے ایسا کہکر اسکو
قتل کرو۔ **تَبْتَغُوْنَ**۔ تطلبون بذلک۔ تم چاہتے ہو ایسا فعل کرنے سے۔ **عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا**۔ متاعہا من الغنیمۃ۔
متاع زندگانی دنیا جو غنیمت ہی۔ **فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ کَثِیْرَةٌ**۔ اللہ تعالیٰ کے یہان ہین مغانم کثیرہ۔ تمکو بے پرواکرینگے اس سے
کہ تم ایسے شخص کو اسکے مال کے لیے قتل کرو اسمین اشارہ ہی دنیا سے اعراض کرنے اور آخرت کی طرف رجوع کرنیکا اور جملہ تبتغون حال از قولہ
لا تقولوا ہی۔ **کَذٰلِکَ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ**۔ تعصم دماءکم واموالکم بمجرد قولکم الشہادۃ۔ ایسے ہی تم تھے پہلے یعنے فقط تمھارے کلمہ شہادت
کہنے سے تمھارے خون ومال محفوظ رکھے جاتے تھے۔ **وقال ابن کثیر**۔ قولہ کذلک کنتم من قبل۔ ای اس حالت سے پہلے تم بھی اسی شخص
کے مانند تھے جو اپنی قوم سے اپنا ایمان چھپاتا وخفیہ کھتا تھا جیسا کہ حدیث مرفوع مین ابھی بیان ہوچکا اور جیسے اللہ تعالی نے فرمایا واذکروا اذ
انتم قلیل مستضعفون فی الارض الآیۃ۔ اور یہ مذہب سعید بن جبیرؒ کا ہی چنانچہ ثوری رحؒ نے عن حبیب بن ابی عمرو عن سعید بن جبیر روایت کی کہ قولہ
کذلک کنتم من قبل یعنے تم اپنے ایمان کو مشرکون مین چھپاتے تھے۔ اور عبد الرزاق نے سعید بن جبیر سے اس کلام کی تفسیر مین روایت کی یعنے

Marfat.com

تم چھپاتے تھے اپنے ایمان کو جیسے اس چرواہے نے اپنا ایمان اپنی قوم سے چھپایا۔ اور اسی کو ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہو اور ابن ابی حاتم
از سعیدؒ روایت کی کہ معنے یہ ہین کہ تم مومنین تھے اور قولہ فمن اللہ علیکم ای تم پر توبہ قبول کی مترجم کہتا ہی کہ اختیار ابن جریر موافق تفسیر
بروایت جبیرؒ بلحاظ معنے کے موافق بشان نزول اور بہت چسپان ہی اور جو ابن ابی حاتم نے روایت کی اسکی اسناد بمنزلہ اولٰی نہین ہو لیکن مفسر جلال
تفسیر کی وہ بدین معنے ہی کہ تفسیر کلام مین حاجت بجانب خبر واحد نہین بلکہ نفس آیۃ متواترہ سے معنے ظاہر ہین فلیتامل۔ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ
بالاشتہار بالایمان والاستقامۃ۔ یعنی منت رکھنا اللہ تعالیٰ کا ان لوگون پر بایںطور کہ ایمان پر ٹھیک قائم رہنے مین مشتہر کردیا۔ فَتَبَيَّنُوا
ان تقتلوا مومنا وافعلوا بالداخل فی الاسلام کما فعل بکم۔ یعنے تبین کرو تاکہ ایسا نہو کہ تم کسی مومن کو قتل کرڈالو اور جو اسلام مین داخل ہو
اسکے ساتھ ویسا ہی کرو جیسا کہ تمھارے ساتھ ابتداے حالت مین کیا گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ فیجازیکم بہ۔ یعنے
انکے فعل پر اللہ تعالیٰ کے خبردار ہونے سے غرض یہ تہدید ہی کہ تمکو اسکے موافق بدلا دیگا۔ جیسا کہ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ یہ تہدید و وعید ہی اور واضح ہو
کہ تبینوا جو یہان مکرر فرمایا بغرض تاکید ماتقدم ہی کما ذکرہ ابن کثیرؒ۔ ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ
فتبینوا۔ یعنے جب تم حضرت حق عزوجل کی حضور مین مقامات کو طی کرو اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ اور اسکی انوار ذات و اسرار صفات مین
سیر کرو۔ تو تمکو چاہیے کہ ہر مقام کے حقائق کو عرفان و برہان و ذوق و ایقان سے کھول لو اور اللہ تعالیٰ کے جلال ظاہر ہونے کے وقت ثابت قدم
و مستقیم رہو تاکہ تلوین کے تفرقہ مین اور مکرالتباسی سے تشبیہ مین نہ پڑجاؤ اسواسطے کہ وہان ذات کا ظہور صفات کے لباس مین اور صفات کا ظہور افعال
کے لباس مین واقع ہوتا ہی پس اس التباس مین جو ثابت قدم نہین اور اسکو کامل یقین و اعتقاد کے موافق جما رہنا نصیب نہین ہوا وہ تشبیہ مین پڑجاتا
ہی۔ اور بعض نے کہا کہ اسمین اشارہ ہی کہ جب تم سفر کرو تو تبین کرو یعنے اولیاء اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈھو اور ثابت قدم رہو کہ تمکو انکا مشاہدہ ملے ایسا نہو
کہ ہاتھ سے نکل جاوے کیونکہ موافق قولہ تعالےٰ قل سیروا فی الارض الآیۃ۔ یعنے تم زمین مین سیر کرو اس حکم کے موافق سفر مین فائدہ یہی ہی اور ثابت
قدم و مستقیم رہنے کا یہی موقع ہی واللہ تعالیٰ اعلم مترجم کہتا ہی کہ فوائد سفر کو بتفصیل بعض کابرنے ذکر کیا اور خلاصہ یہ کہ توطن دنیا سے دل ہٹ
جاوے اور آخرت ہی منزل نظر آوے

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
برابر نہین بیٹھنے والے مسلمان جنکو بدن کا نقصان نہین اور لڑنے والے اللہ کی راہ مین اپنے مال سے
وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا
اور جان سے اللہ نے بڑائی دی لڑنیوالون کو اپنے مال اور جان سے اُنپر جو بیٹھے ہین درجہ مین اور سب کو
وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰي ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ
وعدہ دیا اللہ نے خوبی کا اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والون کو بیٹھنے والون سے بڑے ثواب مین بہت درجون مین اپنے ہان کے
وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا
اور بخشش مین اور مہربانی مین اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان

لَا يَسْتَوِي۔ نہین برابر ہوتے۔ الْقٰعِدُوْنَ۔ عن الجہاد۔ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ بیٹھ رہنے والے جہاد سے مومنون مین سے
غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ۔ بالرفع صفۃ والنصب استثناء من زمانۃ او عمی او نحوہ۔ غیر صاحبان ضرر۔ اور اسمین دو قراءۃ ہین ایک

غیر بالرفع پس صفت ہی قاعدون کی اور چونکہ قاعدون غیر معین ہین بلکہ مراد اس سے جنس ہی لہذا غیر اولی الضرر سے اسکا وصف کرنا جائز ہی یا کہا جاوے کہ غیر نے یہان تعریف مضاف الیہ سے حاصل کی کیونکہ غیر اولی الضرر ۔ وہ جسکو کچھ ضرر نہو ۔ اور یہ اکثر کی قرات ہی ۔ اور دوسری قراءۃ بنصب ہی تو اس صورت مین قاعدون سے استثنا ہی یا کہا جاوے کہ حال ہی اور ضرر سے مراد لنجا ہونا یا اندھا ہونا یا مانند اسکے جو ایسا عذر ہو کہ اس سے جہاد کی استطاعت نرہے ۔ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۔ اور وہ لوگ جو جہاد کرتے ہین اللہ تعالیٰ کی راہ مین اپنے مالون وجانون سے ۔ حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے مومنون مین تین قسمین کردین ایک وہ مومنین جنکو جہاد کی استطاعت نہین بسبب لنجے یا اندھے وغیرہ عذر سے معذور ہونے کے ۔ اور دوم جنکو عذر نہین اور وہ جہاد سے بیٹھ رہے ۔ سوم وہ جنھون نے اپنی جان و مال سے جہاد کیا پس غیر معذور ونکو نکالکر باقی دونون قسم ونکو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دونون ثواب و مرتبہ مین برابر نہین ہین فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ الضرر ۔ دَرَجَةً ۔ فضیلۃ یعنے اللہ تعالیٰ نے ان لوگونکو جو جان و مال سے جہاد کرتے ہین ان لوگون پر جو ضرر کی وجہ سے بیٹھ رہتے ہین فضیلت دی ایک درجہ کی فضیلت ۔ لاستوائہما فی النیۃ وزیادۃ المجاہد بالمباشرۃ ۔ کیونکہ نیت مین تو دونون برابر ہین مگر جہاد کرنے والے چونکہ جہاد کا فعل اپنی جان و مال سے بجالاتے ہین اسمین انکو فضیلت ہی پس مفسرؒ نے اختیار کیا کہ قاعدین سے یہان بوجہ عذر وضرر کے بیٹھ رہنے والے مراد ہین اور ایسا ہی زجاج نے کہا ہی ۔ وَكُلًّا من الفریقین ۔ وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۔ الجنۃ ۔ اور ہر ایک کو دونون فریق یعنے مجاہد و معذور کو وعدہ دیا اللہ تعالیٰ نے نکوئی کا یعنے جنت کا ۔ مقاتلؒ نے کہا کہ ہر دو فریق سے مراد مجاہد و قاعد معذور ہی ذکرہ فی المعالم ۔ اور بعض نے کہا کہ معذور لوگون سے نسبت کا یہان بیان نہین بلکہ بلا عذر بیٹھ رہنے والون اور جہاد کرنیوالون مین برابر نہونا پہلے مجمل فرمایا پھر اسکی تفصیل کی کہ فضل اللہ المجاہدین علے القاعدین درجۃ ۔ اور یہ امر اگرچہ ظاہر ہی مگر ترغیب و تنہیض ہی ۔ اور مراد درجہ سے وحدت نہین اور پھر فرمایا کہ وکلا وعد اللہ الحسنی ۔ یعنے بے عذر بیٹھ رہنے والے اور جہاد کرنیوالے ہر فریق کو اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ دیا ولیکن مرتبون مین فرق ہوگا پھر جو آیندہ فضیلت مین درجات فرمایا یہ تاکید اول ہی اور اسی سے ظاہر ہی کہ درجہ اور درجات ایک ہی ہی اللہ تعالیٰ کو اختیار ہی کہ جسقدر چاہے فضیلت عطا فرماوے اور کمالین مین کہا کہ یہ اکثر مفسرین کا قول ہی اور مفسرؒ نے جو اختیار کیا یہی ابن جریج و سدی وغیرہما سے مروی و راولی ہی اور حاصل یہ کہ درجہ کی صورت مین قاعدین سے وہ لوگ مراد ہین جنکو عذر سے استطاعت نہین اور آگے کے کلام مین درجات کے لحاظ سے قاعدین بلا عذر مراد ہین چنانچہ فرمایا ۔ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اور فضیلت دیدی اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے والون پر ف یعنے بغیر عذر بیٹھ رہنے والون پر ۔ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ باجر عظیم ف حاصل آنکہ جو لوگ بلا عذر کے جہاد سے بیٹھ رہے انپر تو مجاہدین کو فضیلت باجر عظیم ہی پھر اجر عظیم کو بیان کیا ۔ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ منازل بعضہا فوق بعض من الکرامۃ ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت منزلتین کہ کرامت مین بعض سے بعض اونچی ہی ۔ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً اور مغفرت و رحمت یعنے غفر اللہ لہم مغفرۃ ورحمہم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے انکی کامل مغفرت کی اور پوری رحمت فرمائی پس انکو نصب اس وجہ سے نہین کہ درجات پر عطف ہین جیسا کہ دیگر مفسرینؒ نے کہا بلکہ اس وجہ سے کہ یہ دونون مفعول مطلق ہین اپنے افعال مقدرہ کے لیے کہ اگر عطف ہون تو اجر عظیم سے بدل ہونگے مگر معنے مین تعسف ظاہر ہوگا پھر ابن زیدؒ نے فرمایا کہ درجات کی تعداد سات ہین جو اللہ تعالیٰ نے سورۂ براۃ مین بقولہ ذلک بانہم لایصیبہم ظمأ ولا نصب ولا مخمصۃ الآیۃ ۔ ذکر فرمائے ہین اور ابن جریج سے مروی ہی کہ سلف مین لوگ کہتے کہ اسلام ایک درجہ ہے اور اسلام ہجرت کرنا ۔ اور ایک درجہ ہی اور ہجرت مین جہاد کرنا ۔ اور ایک درجہ ہی اور جہاد مین قتل ہونا ۔ اور ایک درجہ ہی اور بعض نے ستر درجہ بیان کیے اور صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مین سو درجے ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے واسطے مہیا کیا ہے ہر دو درجون کے بیچ مین اسقدر فرق ہی جتنا آسمان و زمین کے بیچ مین ہی سو جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو اس سے فردوس مانگو کیونکہ یہ اوسط جنت

واعلی ہی اوراس سے اوپر عرش الرحمن ہی اس سے جنت کی نہرین جاری ہین- وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا- لاولیائہ رَّحِيْمًا باہل طاعتہ والا اپنے اولیا کے واسطے- رحمت فرمانے والا اپنی بندگی کرنیوالون پر ہی ف یہ آیت کریمہ ایسی ہی کہ نازل ہونیکے بعد اسکا حکم شائع ہونے سے پہلے ہے اسمین تغیر ہوا چنانچہ براء بن عازبؓ سے روایت ہی کہ جب نازل ہوا قولہ لایستوی القاعدون الخ تو رسول اللہ صلعم نے زید بن ثابت کو بلایا انھون نے لکھا پھر ابن ام مکتوم نے آکر اپنے نابینا ہونیکی شکایت کی پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا- غیر اولی الضرر مترجم کہتا ہے کہ پہلے تو آیہ کریمہ یون نازل ہوئی- لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ- پھر اسمین یون تغیر ہوا- لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر الخ- اور زید بن ثابت سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے املا فرمایا- لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ- پھر ابن ام مکتوم آیا اور آنحضرت صلعم مجھے املا فرماتے تھے پس ابن مکتوم نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہون کہ اگر مجھے جہاد کے واسطے استطاعت ہوتی تو مین جہاد کرتا اور ابن ام مکتوم اندھے آدمی تھے (نام انکا عبداللہ ہی) پس اللہ عزوجل نے اپنے رسول پر وحی فرمائی اور حضرت صلعم کی ران میری ران پر تھی پس مجھپر نہایت بھاری ہوگئی یہانتک کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران پچی ہوکر پھٹ نجاوے پھر آنحضرت صلعم سے نزول وحی کی حالت جب روان ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا- غیر اولی الضرر- اس حدیث کو بھی بخاریؒ نے روایت کیا ہی- وقد روی عنہ نحوہ ومعناہ الامام احمد وابو داؤد وعبدالرزاق وابن ابی حاتم وابن جریر وغیرہم اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ آیت مین قاعدون سے وہ لوگ مراد ہین جو بدر کی لڑائی سے پچھڑ گئے اور مجاہدون سے وہ جو بدر مین گئے تھے اور کہا کہ جب غزوۂ بدر آیا تو عبداللہ بن جحش وابن ام مکتوم نے کہا کہ ہم دونون اندھے ہین پس آیا ہمکو اجازت ہی تب نازل ہوا قولہ لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر- اور قولہ تعالیٰ فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین درجۃ- مین قاعدین سے وہ لوگ مراد ہین جو اہل ضرر ہین اور قولہ فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین اجرا عظیما درجات منہ- مین قاعدین سے وہ مراد ہین جو بدون عذر کے پچھڑ رہے- رواہ الترمذی وقال حسن غریب شیخ ابن کثیرؒ نے بھی اسی تفسیر کو پسند کیا اور ذکر کیا کہ حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مدینہ مین اقوام یعنے چند قومین ہین کہ نہین چلتے تم کوئی راہ اور نہین طے کرتے کوئی بیابان مگر یہ اقوام اسمین تمھارے ساتھ ہوتے ہین تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ ساتھ ہوتے ہین حالانکہ وہ مدینہ مین سے نکلے نہین- آپ نے فرمایا کہ ہان انکو تو عذر نے روک لیا ہی- رواہ البخاری واحمد وابو داؤد وغیرہم معلقا جزما ومسندا- پھر ابن کثیرؒ نے قولہ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ- سے استدلال کیا کہ جہاد فرض عین نہین ہی بلکہ فرض کفایہ ہی مترجم کہتا ہی کہ فرض عین کے یہ معنے کہ ہر ہر متنفس پر اسکا بجالانا واجب ہی جیسے نماز- اور فرض کفایہ یون کہ یہ فعل ادا ہو جانا چاہیے ضرور خواہ ہر ہر ادا کرے یا بعض ادا کردین اسیواسطے اگر سب نہ ادا کرین یعنے کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہگار ہونگے- اور معالم مین لکھا کہ جاننا چاہیے کہ جہاد فی الجملہ فرض ہی مگر اتنی بات ہی کہ اسکی دو قسمین ہو جاتی ہین ایک فرض عین اور دوم فرض کفایہ یعنے بعض وقت تو فرض عین ہو جاتا ہی اور بعض وقت فرض کفایہ ہوتا ہی پس فرض عین اسوقت ہوتا ہی کہ کافر لوگ کسی ایسے ملک پر حملہ آور ہون جو مسلمانون کا ہی تو ایسی صورت مین اس ملک کے ہر مرد پر جو مکلف یعنے عاقل بالغ ہی خواہ آزاد ہو یا غلام ہو یہ واجب ہو جاتا ہے کہ دشمن کے مقابلہ کو نکلے خواہ فقیر ہو یا تونگر ہو پس نیر تو ہر ایک مکلف مرد پر فرض عین ہی اور اسی صورت مین اس ملک کے پڑوس جو ملک ان سے دور ہی وہان والون پر فرض کفایہ ہی پس جن لوگون پر صدمہ نازل ہوا اگر انسے کفایت کار نہو جائے تو دور والے مسلمانون پر واجب ہوگا اور وہی کافی ہوگئے تو دور والون پر کچھ ادا فرض نہوئی الا بطریق اختیار- اور واضح رہے کہ اس قسم مین محتاج لوگ اور غلام داخل نہین ہوتے ہین جیسے قسم اول مین داخل ہین- پھر اسی دوسری قسم کے قبیل سے ہی کہ جب کافر لوگ اپنے ملکون مین چین کرتے ہون تو مسلمانون

Marfat.com

امام پر واجب ہی کہ کوئی سال خالی نہ چھوڑے بلکہ خود یا اپنے نائب کے ذریعہ سے انپر جہاد کرے تاکہ جہاد کرنا معطل نہو جاوے اور جو شخص کہ جہاد کی استطاعت رکھتا ہی اسکے واسطے مختار یہ ہی کہ باوجود اسکے کہ فرض کفایہ ادا ہوگیا ہو یعنے بعض دوسروں نے جہاد کرلیا ہو تاہم جہاد سے باز نہ رہے اگرچہ اسپر واجب نہین ہو ف۲ عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما۔ مجاہدین وہ لوگ ہین جنھون نے اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ مین مراقبہ کے ساتھ اپنی جانین قربان کردین اور قاعدین وہ ہین جو درمیان طلب مین درنگی و سستی کرگئے اور طالب جمال بنکر کوشش مین فتور کرگئے اسوجہ سے کہ بعض حظوظ بشریت مین توجہ کر گئے۔ پس اجر عظیم یہی مشاہدہ الٰہی واسکا قرب ہی اور نیز اسمین اشارہ ہی کہ جو امر بالمعروف ونہی عن المنکر لوگون کو کرتے ہین یعنے نیک کام کی ہدایت اور بدکام سے منع کرکے جہاد کرتے ہین انکو ایسے لوگون پر جو اس سے بیٹھ رہے ہین اجر عظیم ہی مترجم کہتا ہے کہ کلمۂ حق کہنا سلطان جورکنندہ کے پاس افضل جہاد ہے اور اسکے فضائل بہت مذکور ہین فتدبر۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ

جن لوگون کی جان کھینچتے ہین فرشتے اُس حال مین کہ وہ بُرا کر رہے ہین اپنا کہتے ہین تم کس بات مین تھے وہ کہتے ہین ہم تھے مغلوب

فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ

اس ملک مین کہتے ہین کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہان سو ایسون کا ٹھکانا ہے دوزخ

وَسَاءَتْ مَصِيرًا ‎۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ

اور بہت بری جگہ پہونچے مگر جو ہین بے بس مرد اور عورتین اور لڑکے نہ کرسکتے ہین تلاش

حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ‎۝ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

اور نہ جانتے ہین راہ سو ایسون کو امید ہی کہ اللہ معاف کرے اور اللہ ہے

عَفُوًّا غَفُورًا ‎۝

معاف کرنے والا بخشتا

ونزل فی جماعۃ اسلموا ولم یہاجروا فقتلوا یوم بدر مع الکفار۔ اور نازل ہوا یہ کلام ایسی جماعت کے حق مین جنھون نے اسلام لاکر ہجرت نہ کی پھر بدر کی لڑائی مین کافرون کے ساتھ مارے گئے رواہ البخاری عن ابن عباس اور ضحاک نے بھی اسی کے مانند تفسیر کی مگر ان لوگون کو منافق کہا اور سمرہ بن جندبؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ جو شخص کسی مشرک کے ساتھ مجتمع ہوا اور رہا وہ بھی اسی کے مثل ہی رواہ ابو داؤد اور سدی رحمہ نے عباس بن عبدالمطلب وعقیل ونوفل کے قید ہونے کے قصہ مین ذکر کیا کہ آنحضرت صلعم نے عباس کو فرمایا کہ تم اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ دو تو عباس نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہمنے آپ کے قبلہ کی طرف نماز نہین پڑھی اور جیسے تم شہادت دیتے ہو وہ شہادت نہین دی تو آپنے فرمایا کہ ای عباس تمنے جھگڑا کیا تو جھگڑے مین پکڑے گئے پھر آپ نے یہی آیت قولہ الم تکن ارض اللہ واسعۃ الآیہ۔ ان کو پڑھ سنائی رواہ ابن ابی حاتم حاصل آنکہ چند اہل مکہ مسلمان ہوے تھے مگر انھون نے ہجرت نہ کی حالانکہ ہجرت اسوقت فرض تھی پھر بدر کے روز کافرون کے ساتھ نکلے اور بعض انمین سے مارے گئے اور بعضے گرفتار ہوے اور مومنین کو مقتول ہوجانے والون پر ملال ہوا کہ یہ لوگ ہمارے بھائی تھے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ واضح رہے کہ نزول اگرچہ خاص ہے مگر حکم عام ہے پھر بعد فتح مکہ کے ہجرت کا حکم تو نہین رہا مگر یہ باقی ہی کہ مشرکون مین جہان اپنے دین کے اعمال بخوبی ادا نہ کرسکین وہان سے بشرط استطاعت دار الاسلام مین

Marfat.com

ہجرت کرنا واجب ہی۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰىهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ۔ یہ صیغہ ماضی کا ہی تو تانیث بوجہ حقیقی نہونیکے تو قسم نہین فرمایا یا
مضارع ہی تو اصل مین تتوفاہم تھا۔ اور ملائکہ اگرچہ جمع ہی مگر مراد فقط ملک الموت علیہ السلام ہین جیسے قولہ اذ قالت الملائکۃ یا مریم مین
جبرئیل علیہ السلام مراد ہین۔ اور بعض نے کہا کہ ملک الموت مع اپنے مددگارون کے مراد ہین۔ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ ۔ دراصل ظالمین تھا نون
بسبب اضافت کے ساقط ہوا۔ پھر ظالم ہونا انکا۔ بالمقام مع الکفار وترک الہجرۃ۔ بوجہ کافرونکے ساتھ مقیم رہنے اور ہجرت نہ کرنے کے تھا
باوجودیکہ ہجرت اسوقت فرض تھی (المعنی) جن لوگون کو ملک الموت واسکے ساتھیون نے ایسی حالت مین قبض کیا ہو کہ یہ لوگ اپنی جانون
پر ظالم تھے یعنے مشرک وکافر تھے۔ قَالُوۡا ۔ لہم موبخین۔ تو کہا ملائکہ نے ان لوگون سے ملامت وجھڑکی دیتے ہوے۔ فِیۡمَ كُنۡتُمۡ
تم کس امر مین تھے۔ ای فی ای شیٔ کنتم فی امر دینکم۔ یعنے دین کے بارہ مین تم کس حال مین تھے۔ اور ابوحیان نے کہا کہ معنے یہ کہ تم کس
حال مین تھے ضعیف تھے یا قوی تھے۔ قَالُوۡا ۔ لہم معتذرین۔ بولے یہ لوگ عذر کرتے ہوے فرشتون سے کہ۔ كُنَّا مُسۡتَضۡعَفِیۡنَ
عاجزین عن اقامۃ الدین۔ ہم عاجز تھے دین کو ٹھیک طور سے قائم کرنے سے۔ فِی الۡاَرۡضِ ۔ زمین مین اور مراد تمام زمین نہین بلکہ زمین
مکہ مین جہان مشرکون کا غلبہ تھا۔ قَالُوۡۤا ۔ لہم توبیخا۔ تو فرشتون نے ان لوگون سے ملامت کے طور پر کہا۔ اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ
وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِیۡهَا ۔ کہ کیا زمین اللہ تعالیٰ کی وسیع نہ تھی کہ تم مہاجرت کرتے یعنے ایک جگہ چھوڑکر دوسری جگہ چلے جاتے یعنے
من ارض الکفر الی بلد آخر کما فعل غیرکم۔ زمین کفر سے کسی دوسرے شہر مین جہان اسلام کو اچھی طرح کھلے خزانے ادا کرسکتے جیسے تمہارے سوا دوسرون
نے کیا کہ مکہ چھوڑکر مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے چلے آئے قال تعالیٰ۔ فَاُولٰٓئِكَ مَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِیۡرًا ۙ یعنی
اللہ تعالیٰ نے ان ظالمون کے لیے حکم دیا کہ ان مذکورۂ بالا لوگون کا ٹھکانا جہنم ہی اور بری جگہ ہی ازراہ بازگشت کے یہ یعنے جہنم برا
ٹھکانا ہی پس ساءت کا مخصوص بالذم لفظ ہی ہی جو مفسرؒ نے مقدر کردیا۔ پس یہ عذاب ان لوگون کو جنھون نے باوجود استطاعت کے ہجرت نہین کی
اور جنکو استطاعت نہین وہ معذور فرمائے چنانچہ باستثناء منقطع فرمایا۔ اِلَّا الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ
وَالۡوِلۡدَانِ ۔ الذین۔ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ حِیۡلَةً ۔ سوائے ان لوگون کے جو مستضعفین ہین مردون وعورتون وولدان مین سے
وہ لوگ کہ نہین استطاعت رکھتے ہین کسی حیلہ کی۔ ای لا قوۃ لہم علی الہجرۃ ولا نفقۃ۔ یعنے نہ تو انکو ہجرت کرنے کی قوت اور نہ انکے پاس راہ کا خرچ
کچھ نہین ہی۔ اور اولیٰ یہ ہی کہ کہا جاوے کہ نہ تو انکو کافرون کے پنجہ سے بچکر نکلجانیکا کوئی حیلہ ملتا ہی وَّلَا یَهۡتَدُوۡنَ سَبِیۡلًا
طریقًا الی ارض الہجرۃ۔ اور نہ پاتے ہین کوئی سبیل یعنی راہ طرف زمین ہجرت کے۔ یعنی اور نہ انکو اس ملک کی راہ ملتی ہی جہان ہجرت کرجاوین اسلیے
کہ مکہ سے مدینہ تک راہ نہایت دشوار گذار ہی جو لوگ ہمیشہ آتے جاتے ہین وہ چوک جاتے ہین اور نیز راہ مین کوئی امن نہین بسبب انکے عورت
ہونے یا ضعیف ہونے کے۔ اسیواسطے حق عزوجل نے انکو معذور فرمایا فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ یَّعۡفُوَ عَنۡهُمۡ ؕ ایسے لوگ
تو امید ہی کہ اللہ تعالیٰ انسے درگذر فرمادے۔ اور چونکہ عسی یعنے امید دلانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی تو وہ قطعی ہی کیونکہ اس کے پورے ہونے سے
کوئی مانع نہین لیکن بندون کو امید مین رکھا۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوۡرًا ۔ یعنے اللہ تعالیٰ بہت عفو کرنے والا بخشنے والا ہی
پس اللہ عزوجل نے بے حیلہ لوگون کو عفو فرمایا خواہ مرد ہون یا عورتین یا ولدان۔ بعض نے کہا یعنے غلام جمع ولید کی اور بعض نے کہا یعنے لڑکے
پس وارد ہوگا کہ لڑکون کا ایمان بھی مقبول ہی بروجہ تکلیف ہواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو معذورون مین شمار کیا اور عنقریب تفسیر قولہ مالکم لا تقاتلون
فی سبیل اللہ الآیہ۔ مین گذرچکا ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی قول ابن عباسؓ کہ مین اور میری مان ان لوگون مین سے تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے

معذور فرمایا کمارواہ البخاری وغیرہ آور گویا ابن عباسؓ نے اپنے والد حضرت عباس کو معذورین مین ہونیکا اشارہ فرمایا اور سدیؒ سے عنقریب اوپر گذرا ہی ف عرائس مین ہی کہ قولہ لایستطیعون حیلۃً ولا یہتدون سبیلا ایسی قوم کی طرف اشارہ ہی جنکو نور شہود نے مجاہدات مین سیر کرنے سے بھلا دیا اور انوار کبریائی مین سے نکلنے سے فنا کر دیا اور مشاہدۂ ذات مین ایسے فانی ہوے کہ اب وہان سے مشاہدۂ صفات کی طرف رجوع نہین کرسکتے ہین اور علی ہذا نہ صفات سے اسمار کی طرف اور نہ اسمار سے افعال کی طرف اور نہ افعال سے خلق کی طرف انکو رجوع کرنیکی طاقت ہی بلکہ وہ تو حیرت ذات مین فنا ہین اور بعضے انہین سے میدان ازل و ابد مین ایسے حیران ہین کہ جامۂ بشریت کے لحاظ سے اگر ایک دم راحت کی فکر کرین تو اُنسے ممکن نہین کیونکہ خلق کی طرف انکو کوئی راہ نہین ہی اور وہ قبضۂ قدرت الوہیت مین مستضعفین ہین اور دریا قدم مین غرق ہین شیخ ابو سعید خراز نے فرمایا کہ یعنی وہ لوگ جنکو بلا نے گرفتار کرلیا اور انپر قابو پا گئی یہانتک کہ وہی انکا وطن ہوگئی پھر علم بلا ثابت کرکے انسے بلا کا مشاہدہ فنا کیا گیا اور علم حق ثابت کرکے انسانیت پر جو بلا آئی تھی مردود کی گئی اور یہ اسوقت کہ انکے آثار محو کرنے کے بعد انکی صفات انکو واپس دیے گئے پس اسوقت وہ مصداق قولہ لایستطیعون حیلۃً ولا یہتدون سبیلا - مین مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ مراد ہی کہ اپنی خودی کے وقت صفات بمقتضاے انسانیت خود قوت رکھتے تھے پھر علم حق دینے اور آثار محو کرنے کے بعد جب صفات جو سلب کر دیے گئے تھے پھر واپس ملے تو اب انکو اپنے مقتضا کے موافق نکلنے کی قدرت نہین ہی واللہ تعالیٰ اعلم

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ

اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ مین پاوے اُسکے مقابلہ مین جاگہ بہت اور کشایش اور جو کوئی نکلے اپنے

بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ

گھر سے وطن چھوڑکر اللہ اور رسول کی طرف پھر آپکڑے اُسکو موت سو ٹھہر چکا اُسکو ثواب اللہ پر

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - اس کلام سے اہل وہم کو قدرت حق کی طرف ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اسکے حکم کی فرمانبرداری مین فارغ البال ہونیکی خوشی دلائی - اور فی سبیل اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اسکے مرضیات کی راہ مین اسکے حکم کے موافق جس نے ہجرت کی پس اسمین دلالت ہی کہ ہجرت مین نیت خالص ہونا چاہیے چنانچہ حدیث صحیح مین عمر بن الخطابؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اعمال تو نیت سے ہین اور ہر شخص کے واسطے وہی ہی جو اسنے نیت کی پس جسکی ہجرت اللہ و رسول کی طرف ہو یعنے نیت خالص ہو تو اس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف قرار پاویگی اور جسکی نیت بغرض دنیا ہو کہ اسکو حاصل کریگا یا کوئی عورت جس سے نکاح کریگا تو اسکی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جسکی طرف ہجرت کی ہی رواہ البخاری وغیرہم اور یہ حدیث متواتر المعنی یا مشہور ہی پس حق عزوجل نے وعدہ دیا کہ جس نے خالص نیت سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کی يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا تو وہ پاویگا زمین مین مراغم کثیر - مفسرؒ نے مراغم بمعنے مہاجر لکھا ای وہ جگہ جہان ہجرت کرکے آیا ہی کما قال عبدالرحمن بن زید بن اسلم و پس معنے یہ ہوے کہ زمین وسیع ہی جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہجرت کرے اسکو ایسی بہت جگہین ملینگی جہان ایمان کے ساتھ رہے - اور ابن عباسؓ و ایک جماعت تابعین نے کہا کہ مراغم ایک زمین سے دوسری مین منتقل ہوجانے و جا بجا کی جگہ - اور یہی جید ہی اور مجاہدؒ نے کہا کہ جہان کراہت رکھتا تھا وہان سے ایسی جگہ آنا جو اس سے دور ہی اور نحاسؒ نے کہا کہ معانی انکے

Marfat.com

مشتق ہین کیونکہ لفظ مشتق از رغام بمعنے خاک ہے اور بولتے ہین رغم انف فلان یعنے اسکی ناک خاک آلودہ ہوئی یعنی ذلیل ہوا
اسکو چھوڑدیا اور اسکو دشمن کرلیا پس مراغم وہ جگہ جہان کا فرون کو چھوڑکر آیا اور بعض نے کہا کہ مراغم اسوجہ سے کہ علی رغم انف اعدائہ
آسودہ ہوکر رہنے کا ٹھکانا پایا۔ **وَسَعَةً** ۔فی الرزق۔ اور رزق مین کشایش۔ ایسا ہی قتادہ رح وغیرہم سے مروی ہے حاصل آنکہ جو
اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص نیت سے اپنا مال و منال چھوڑکر ہجرت کرگیا اسکو اللہ تعالیٰ آرام سے رہنے کا ٹھکانا دیتا ہے جس سے کافرون کی
ناک خاک آلودہ ہوتی اور وہ ذلیل وخوار دیکھتے رہجاتے ہین اور اسکو اللہ تعالیٰ رزق مین بھی وسعت دیدیتا ہے۔ واضح ہو کہ علوم کتاب و سنت
سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے خالص نیت ہونے پر امور دین سب مین ایسی ہی آسانی و ثواب ملتا ہے پس نیت خالص بیقین
کامل کے ساتھ عجیب عمدہ چیز ہے یہانتک کہ کہا گیا کہ مومن کی سچی نیت اسکے کام سے بہتر ہے۔ **وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ**
مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ ۔فی الطریق کما وقع لجندع بن ضمرۃ اللیثی۔ **فَقَدْ وَقَعَ**
ثبت **اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ** ۔ اور جو نکلے اپنے گھر سے درحالیکہ سچی نیت سے ہجرت کرنے والا ہوا اللہ تعالیٰ واسکے رسول کی طرف پھر
اسکو موت نے پالیا۔ یعنے راہ مین مرگیا جیسا کہ جندع بن ضمرۃ اللیثی کے ساتھ واقعہ ہوا تو واقع ہوا یعنے ثابت ہوا اسکا ثواب اللہ تعالیٰ
پر۔ یعنے اللہ عزوجل نے اپنے کرم سے وعدہ فرمایا کہ اسکو ثواب عطا کرے گا۔ واضح ہو کہ روایت ابن اسحاق وغیرہ جندع بضم جیم
وسکون نون وضم دال و آخر عین ہے اور واحدی نے جندب لکھا اور ضمرہ بفتح اول وسکون ثانی وصحہ فی الاستیعاب لیکن ابن کثیرؒ نے
ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ضمرہ بن جندب نے رسول اللہ صلعم کی طرف ہجرت کی پھر راہ مین مرگئے پس یہ آیت نازل ہوئی
رواہ ابن ابی حاتم بسند رجالہ ثقات اور ظاہر آنکہ اصح قول جندع بن ضمرہ ہے واللہ اعلم۔ اور زبیر بن العوامؓ سے روایت ہے کہ خالد بن حزام حبش
کی طرف ہجرت کی راہ مین انکو سانپ نے کاٹ کھایا وہ مرگئے حالانکہ ہم لوگ حبشہ مین انکا انتظار کرتے تھے جب انکی وفات کی خبر پہنچی تو مجھے
بہت ملال ہوا اسلیے کہ قریش مین ہر ایک کے ساتھ کوئی نہ کوئی اسکی قوم و قرابت مین سے تھا مگر میرے ساتھ بنو اسد بن عبدالعزی مین سے
سواے خالد بن حزام کے کوئی نہ تھا اور نہ امید تھی پس یہ آیت نازل ہوئی رواہ ابن ابی حاتم اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ اثر غریب ہے
اور وارد ہوتا ہے کہ قصہ تو مکی ہے قبل ہجرت کا اور آیت مدنی ہے پس شاید مراد یہ ہو کہ اس حکم مین شمول ہوا اور یہ نہین کہ نزول کا سبب یہ ہوا
واضح ہو کہ حج یا عمرہ یا جہاد یا ہجرت کسی سفر مین خالص نیت سے جاوے اور مرجاوے تو اسکو قیامت تک اس فعل کا ثواب ملیگا اور مجاہد کو
شہید کا ثواب ہوگا اور علما نے کہا کہ دینی غرض سے ہر سفر مانند علم دین سیکھنے وغیرہ کے سب کا یہی حکم ہے واللہ اعلم۔ اور آیت مین دلالت
ہے کہ جو شخص کسی ایسے ملک مین ہو جہان مشرکین بھرے ہین یا ایسا ملک ہو جہان کھلے خزانہ لوگ گناہون کے مرتکب ہون تو آدمی پر وہان سے
ہجرت واجب ہے بشرطیکہ ہجرت پر قادر ہو کیونکہ آیت اگرچہ سبب خاص مین ہو مگر اعتبار عموم لفظ کا ہے اور ظاہر آنکہ کسی زمانہ و مکان کی خصوصیت
نہین اور اسکو مدارک مین صرح بیان فرمایا اور صحیح مین جو حدیث ہے کہ بعد فتح مکہ کے اب ہجرت نہین تو مراد اس ہجرت سے یا تو وہ
ہجرت خاصہ ہے جو قبل فتح مکہ کے تھی یا بنا بر قول بعض کے مکہ فتح ہونے سے پہلے بدون ہجرت کے ایمان مقبول نہ تھا اسکو منسوخ فرمایا کہ اب
وہ بات نہین ہے بالجملہ اسی قسم کی تاویل ہوگی کیونکہ دیگر احادیث وارد ہین جنمین ہجرت بعد فتح و آخر زمانہ مین ہونا معلوم ہوتا ہے آیت کریمہ کے
معنے یہ ہین کہ جو شخص اپنے گھر و وطن سے رسول اللہ کی طرف ہجرت کرے جو عین ہجرت بجانب حق عزوجل ہے اور وہ راہ مین مرجاوے
تو اسکو ثواب ایسے شخص کا ملیگا بلکہ قیامت تک ملیگا جس کی ہجرت پوری ہوگئی۔ اور اللہ تعالےٰ پر اس کا ثواب واجب

اور یہ واجب ہونا کچھ استحقاق کی راہ سے نہین جیساکہ عامۂ معتزلہ سمجھتے ہین بلکہ او تعالیٰ نے محض کرم وفضل سے اُسکے واسطے وعدہ فرما دیا ہی جسکا واقع ہونا واجب سے کہین بڑھکر ہی جسکو بندون کے اطمینان کے لیے واجب سے تعبیر فرمایا اور بات یہ کہ کریم ورحیم کا وعدہ خلاف نہین ہوتا کہان کہ حق ارحم الراحمین کا وعدہ کہ کبھی خلاف نہوگا اسیواسطے فرمایا۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک نیت بندون کے واسطے غفور اور مہربت مہربان ہی پس وہ خالص نیت کرتے مگر عبادت حقیقی جوادا نہین ہوسکتی اگر نیت کی قدر بھی اُنسے پوری نہوئی توبھی او تعالیٰ اپنے کرم سے انکے ناقص کامونکو قبول کرتا اور بخشتا اور رحمت فرماتا ہی ف عرائس مین لکھا کہ قولہ ومن یہاجر فی سبیل اللہ الآیۃ۔ یعنے جسنے اپنے وطن کو جو نفس ہی چھوڑ کر ولایت تفرید کی طرف ہجرت کی یعنے اپنے نفس و اُسکی خواہشون سے خارج ہوا اور اللہ تعالیٰ کی محبت مین اپنا جان و مال قربان کیا اور عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی چیز ایسی نہ رہی کہ اُسکے قلب کو وہان سکون ہو تو وہ ایسی مین ہین یعنے انھی ہیأت موجود ہین مراغم کثیرہ پاتا ہی یعنے نور توحید منور ہیت مقامات انس وقدس پاتا ہی اور سعت یہ کہ اُسکے قرب ووصال کے نشاط انوار ایسے پاتا ہی کہ ہر چیز سے سواے حق عز وجل کے مستغنی ہوجاتا ہی اور عارفون کے لیے قدم وازل کے ملک مین بہت مراغم ہین یعنے صفات جمال وجلال مین مقامات ہین اور سعت یہ کہ علوم ازلی کے خزائن و دائمی مشاہدات ملتے ہین اور نیز اشارہ ہی کہ جو شخص اپنے نفس سے برخلاف اس مین متوطن ہونے سے دل اچاٹ ہوگیا اور پردیسی مسافر کے مانند دنیا مین پھرنے لگا تو اسکو اطراف عالم مین اولیاء اللہ تعالیٰ کی صحبت مین مقامات انوار مشاہدہ بہت کچھ ملتے ہین جس سے اسکا نفس و لمۂ شیطانی خوار و ذلیل ہوتا ہی۔ اور استاد رحؒ نے فرمایا کہ جس نے ماسواے الٰہی سے للہ وفی اللہ سفر کیا اور خالص وصحیح نیت اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے رکھی تو وہ کرم قدیم مین بہت وسعت پاتا ہے اور فضل اس کو ناقص قبول فرماکر قرب وکرامت سے سعت عطا فرماتا ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ قولہ ومن یخرج من بیتہ مہاجرا۔ یعنے جو شخص کہ اپنی طبیعت وخواہش نفس سے اور نفس کی طاقت وقوت پر بھروسہ کرنے سے اور اسکے عبارات واشارات وعلم ورسم سے نکلکر اللہ تعالیٰ کی راہ مین اُس کے مشاہدہ کا طالب ہوا اور محبت کے ساتھ آنحضرت صلعم کی پیروی کا قاصد ہوگیا پھر بعض امتحانات مین اُسکو ضعف لاحق ہوا اور مجاہدہ کے بعد اُسکو فتور پیش آیا تو بھی او تعالےٰ اپنے کرم سے محروم نہین رکھتا اور اسکے واسطے ثواب وصال حاصل ہی اور اللہ تعالیٰ اُس کو عنایت فرمائیگا اور یہ اس بات پر کہ اُسکی نیت پہلے خالص تھی قبل اسکے کہ ماسواے اللہ تعالیٰ کے سب کو چھوڑے اور نفس کے مرادات وخواہشون سے باہر ہو فافہم

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ إِنْ

اور جب تم سفر کرو ملک مین تو تم پر گناہ نہین کہ کچھ کم کرو نماز مین سے اگر

خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِنَّ الْكٰفِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝ وَإِذَا كُنْتَ

تمکو ڈر ہو کہ ستاوینگے تمکو کافر البتہ کافر تمھارے دشمن ہین صریح اور جب تو

فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ

انمین ہو پھر اُنکو نماز مین کھڑا کرے تو چاہیے ایک جماعت انکی کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ لیوین اپنے ہتھیار

فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَّرَائِكُمْ ۖ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ

پھر جب یہ سجدہ کر چکین تو پرے ہو جاوین اور آوے دوسری جماعت جس نے نماز نہین کی وہ نماز کرین تیرے ساتھ

وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ

اور پاس لیوین اپنا بچاؤ اور ہتھیار کافر چاہتے ہین کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتھیارون سے اور سامان سے

Marfat.com

فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ
تو تمپر جھک پڑین ایک حملہ کرکر اور گناہ نہین تمپر اگر تمکو تکلیف ہو مینھ سے

أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ
یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لو اپنا بچاؤ اللہ نے رکھی ہو منکرون کے واسطے

عَذَابًا مُّهِينًا ۝ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا
ذلت کی مار پھرجب نماز کرچکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پڑے پھرجب

اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۝
خاطر جمع ہو تو درست کرو نماز یہ نماز ہے مسلمانون پر وقت باندھا حکم

مترجم کہتا ہو کہ ان آیات مین اللہ تعالیٰ نے نماز قصر کی اجازت دی اور یہ اسکے کرم سے ہمکو صدقہ ملا اور نماز خوف کا طریقہ بتلایا اور نماز کے موقوت ہونے کا اعلام فرمایا۔ اور تفسیر مین شیخ جلال نے موافق شافعیت کے بیان کیا ہو مترجم انشاء اللہ تعالیٰ ہر مسئلہ مین اقوال ائمہ خصوص حنفیت کے موافق بھی بیان کریگا۔ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ۔ سافرتم۔ اور جب تم یعنے اہل اسلام سفر کرو۔ فِي الْأَرْضِ۔ زمین مین مترجم کہتا ہو کہ ضرب فی الارض اگرچہ مطلقاً زمین مین چلنے کے معنے رکھتا ہو لیکن ائمہ علما نے اتفاق کیا ہو کہ سفر کرنا مراد ہو اور قولہ فی الارض عام ہو کسی زمین مین سفر ہو اور کوئی سفر ہو کچھ فی سبیل اللہ کی قید نہین ہو اور آگے معلوم ہوگا کہ اسمین اختلاف ہو۔ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ۔ تو تمپر گناہ نہین۔ فی ان تقصروا من الصلوۃ۔ اس بات مین کہ قصر کرو تم نماز مین سے مترجم کہتا ہو کہ اسمین دو احتمال ہین اول تو یہ کہا کہ تمپر قصر کرنے مین گناہ نہین۔ تو معلوم ہوا کہ قصر کرنا واجب نہین بلکہ جائز ہو اور جمہور نے کہا کہ واجب ہو جیسا کہ آویگا۔ دوم آنکہ نماز مین قصر کرنا اسکے معنے تنگی کرنے کے ہین خواہ اسطرح کہ چھوٹی چھوٹی سورتون سے رکوع و سجود مین فقط تین بار تسبیح کہکر نماز تمام کردے اور یہی بعض نے سمجھا۔ خواہ اسطرح کہ جیسے مفسرؒ نے کہا۔ بان تردوہا من اربع الی ثنتین کہ نماز کو جو چار رکعت والی ہو دو رکعت پڑھو۔ اور یہی جمہور کا قول ہو پس کمی کی طرف دو رکعت متعین ہین یعنے اس سے کم نہین ہوسکتی لہذا فجر کی نماز مین قصر نہوگا کیونکہ دو ہی رکعت ہین اور مغرب مین بھی نصف کا قصر نہین ہوسکتا اور شاذ بعض لوگ فجر و مغرب مین بھی قصر کے قائل ہوے ہین۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے سفر مین قصر کرنیکی اجازت دی۔ مگر ایک شرط فرمائی بقولہ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ اگر تمکو خوف ہو یہ کہ تمہین فتنہ مین ڈالینگے کافر لوگ۔ ای ینالکم مکروہ یعنے تمکو کوئی ایسی بات کافرون سے پہونچیگی جسکو تم مکروہ رکھتے ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ ظاہر یہ ہوا کہ نماز قصر کرنا سفر مین اس شرط سے ہو کہ جب کافرون سے خوف فتنہ ہو اور یہی بعض سلف کا قول و داؤد ظاہری کا مذہب ہو اور جمہور کے نزدیک بدون شرط مذکور کے بھی جائز ہو اگر کہا جاوے کہ شرط تو کتاب اللہ مین صریح مذکور ہو تو جواب یہ ہو کہ یہ شرط بمعنے قید نہین ہو بلکہ جیسا کہ مفسرؒ نے کہا۔ بیان للواقع اذ ذاک فلا مفہوم لہ۔ یعنے بیان ہو اس چیز کا جو اس وقت مین واقع ہوتا تھا۔ یعنے اسوقت مین صحابہؓ کے سفر غالباً واسطے جہاد و لڑائی کے ہوتے تھے پس چونکہ واقع ایسا ہی ہوتا تھا اسکا بیان کردیا پس اسکا کچھ مفہوم نہین جو قید قرار دیا جاوے۔ إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا۔ یعنے کافرین کھلے دشمن تمھارے ہین۔ اور مفسرؒ نے ظاہر کیا کہ مبین از ابانت بمعنے بین لازمی ہو اور تمام کلام اسمین کئی بار گذر چکا ہے و بینت السنۃ ان المراد بالسفر الطویل المباح وہو اربعۃ برد وہی مرحلتان ویوخذ من قولہ فلیس علیکم جناح انہ رخصۃ لا واجب وعلیہ الشافعی۔ اور

Marfat.com

بیان کر دیا سنت نے کہ مراد سفر سے طویل مباح ہی اور وہ چار برد یعنے دو مرحلہ ہی اور قولہ فلیس علیکم جناح سے لیا جاوے کہ قصر کرنا رخصت ہی واجب
نہین اور یہی شافعی کا مذہب ہی۔ ف جاننا چاہیے کہ یہان چند امور ہین اول معنے قصر دوم جواز قصر سوم جواز اتمام چہارم معنے شرط
پنجم قصر بر رکعت واحدہ ششم سفر طویل وقصیر و بعض متصلات۔ پس ان امور مین کلام ضرور ہی جاننا چاہیے کہ قصر کے معنے تضییق کے
ہین یعنے تنگ کر دینا اور بعض نے کہا کہ قصر الشیٔ ضمہ الی اصلہ یعنی کسی چیز کا قصر یہ ہی کہ اسکو اسکی اصل کی طرف پھیجا دے اور بعض نے قصر
کے معنے کمی کے لیے پس تضییق تو اسطرح کہ تعداد رکعات مین چار کی دو ہو جاتی ہین اور اسیقدر نسبت کافی ہی اور دوسرے معنے پر اسطرح کہ ابتدا ر
مین نماز دو رکعت سے تھی پھر سفر مین اپنے اصل پر رہی اور حضر مین بڑھا دی گئی جیساکہ صحیح کی حدیث حضرت عائشہؓ مین صریح مروی ہی ورنہ
تغیر کمی کے ظاہر ہی۔ اور ایک قوم کا قول ہی کہ مسافر کی دو رکعتین قصر نہین بلکہ قصر یہ ہی کہ خوف مین ایک رکعت پر اقتصار کرے اور یہی جابرؓ سے
مروی ہی اور یہی قول عطاء وطاؤس وحسن ومجاہد کا ہی اور مؤید اسکی یہ حدیث ابن عباس وغیرہ ہی کہ سفر مین دو رکعت بزبان محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پوری نماز ہی کم نہین ہی۔ھ۔ اور ان لوگون کے نزدیک شرط مذکور اپنے حال پر باقی ہی اور اکثر اہل علم کے نزدیک ایک رکعت پر
اقتصار کرنا روا نہین ہی خواہ خوف کی حالت ہو یا امن کی حالت ہو ذکرہ فی المعالم۔ اور ابن کثیرؒ نے ان تقصروا کی تفسیر مین کہا ای ان
تخففوا یعنے تخفیف کرو۔ اور ذکر کیا کہ جمہور نے اس سے یہ سمجھا کہ نماز کی کمیت مین گھٹا دو باین طور کہ چار رکعت والی کو دو رکعت رکھو اور اسی سے
انھون نے سفر مین نماز کے قصر پر استدلال کیا ہی۔ وقال فی المعالم سفر مین قصر کرنا باجماع امت روا ہی مترجم کہتا ہے کہ اجماع قصر پر
ہے ولیکن قصر کے معنے مین اختلاف ہونے سے اختلاف معنوی پیدا ہو گیا پس شیخ ابن کثیرؒ نے جو معنے قصر کے لیے یعنے چار رکعت
والی کو دو رکعت رکھنا تو بدین معنے قصر کے اوپر اجماع نہین بلکہ جمہور علما اسکے قائل ہین پھر ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ صفت سفر مین تین
قول ہین ایک یہ کہ سفر طاعت ہونا ضرور ہی جیسے حج یا جہاد یا عمرہ یا طلب علم وغیرہ کا قصد ہو اور یہ ابن عمر وعطاء اور ایک روایت مالکؒ سے
ہی اور دوسرا قول یہ کہ سفر مباح ہو بشرطیکہ آنکہ مسافر اسمین عاصی نہو اور یہ امام شافعی واحمد وغیرہم کا قول ہی اور سوم یہ کہ مطلق سفر ہو خواہ
مباح ہو یا محظور ہو اور یہ قول امام ابو حنیفہ وثوری وداؤد کا ہی بسبب عموم آیت کے مگر جمہور نے انسے خلاف کیا ہی۔ قال فی المعالم پھر اسمین
اختلاف ہی کہ آیا تمام کرنا یعنے چار رکعت والی نماز کو چارون رکعت سفر مین تمام کرنا جائز ہی یا نہین تو اکثر اہل علم کے نزدیک قصر کرنا واجب ہی
اور یہی قول حضرت عمر وعلی وابن عمر وجابر وابن عباس رضی اللہ عنہم کا اور حسن بصری وعمر بن عبد العزیز اور قتادہ وغیرہ رحمہم اللہ تابعین کا
اور یہی مذہب امام مالکؒ وابو حنیفہ وغیرہم کا ہی کیونکہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ نماز اول مین دو رکعت فرض ہوئی پھر نماز سفر اسی پر برقرار
رہی اور نماز حضر پوری کی گئی اور ایک قوم کے نزدیک سفر مین تمام کرنا جائز ہی اور یہی حضرت عثمان وسعد بن ابی وقاص سے مروی ہے اور یہی
شافعیؒ کا مذہب ہے کہ چاہے قصر کرے اور چاہے تمام کرے مگر قصر کرنا افضل ہی چنانچہ شافعیؒ نے خود حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلعم نے ان دونون مین سے ہر ایک بات کی ہی نماز مین قصر بھی کیا اور تمام بھی کی رواہ من طریقہ الخطیب مترجم
کہتا ہی کہ کلام عائشہ رضؓ محتمل ہی اسپر صریح نہین کہ سفر ہی مین دونون باتین واقع ہوئی ہین ہان ظاہر کلام آیت کریمہ دلالت کرتا ہے کہ قصر
کرنا رخصت ہی اسلیے کہ لاجناح کا استعمال رخصت مین ہی اور قولہ لاجناح علیہ ان یطوف بہما۔ جو طواف صفا ومروہ کے حق مین ہے باوجود
سعی واجب ہونے کے تو دفع وہم ان لوگون کا ہی جو گناہ خیال کرتے تھے اور یہان مروی نہین کہ کوئی نماز قصر کو حرج خیال کرتا تھا پس ظاہر
وجوب قصر بدلیل سنت ہی کما ستعرف قال ابن کثیرؒ رہا قولہ تعالیٰ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا۔ تو یہ غالب حال نزول

Marfat.com

آیت کے موافق ہو اسواسطے کہ بعد ہجرت کے ابتدا مین اکثر انکے سفر ایسے ہی مخوف ہوتے تھے بلکہ غزوہ عام یا سریہ خاص ہی کے واسطے
متحرک ہوتے تھے اور منطوق جب غالب احوال کے موافق وارد ہو تو اسکا مفہوم نہین ہوتا یعنے وہ قید نہین ہوتا جیسے قوله ولا تکرہوا فتیاتکم
علی البغاء ان اردن تحصنا - ای مت زبردستی اکراہ کرو اپنی باندیون پر کہ زنا سے کما دین اگر وہ باندیان احصان چاہتی ہین حالانکہ اکراہ زنا کسی
مین روا نہین خواہ وہ احصان چاہین یا نہ چاہین پس یہ بطریق غالب حال ہو کہ مشرکین ایسا کیا کرتے تھے اور ایسے ہی قوله وربائبکم اللاتی فی حجورکم
الآیۃ - جیسا کہ گذرچکا - اور یعلی بن امیہ سے روایت ہو کہ مین نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ
ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا - اوراب تو یہ حال ہو کہ لوگ بے خوف ہو گئے ہین - تو عمرؓ نے مجسے فرمایا کہ یہی مجھے بھی تعجب ہوا تھا جو تجھے
پیش آیا پس مین نے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک صدقہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو صدقہ دیا پس تم اسکے صدقہ کو قبول کرو
رواہ احمد ومسلم واہل السنن وقال الترمذی حدیث حسن صحیح اور ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ سنت رسول اللہ صلعم ہو - کما رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ
اور ایک روایت مین کہا کہ یہ رخصت آسمان سے اُتری اگر تم چاہو تو پھیر دو - رواہ ابن مردویہ اور پہلے معلوم ہو گیا کہ ابن عمرؓ وجوب قصر کے قائل ہین
اور انسؓ سے روایت ہو کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کو گئے پس آنحضرت صلعم دو دو رکعتین پڑھتے تھے یہانتک کہ ہم مدینہ واپس آئے
ابو اسحاق نے پوچھا کہ آپ لوگ مکہ مین کچھ ٹھہرے تھے تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ہم وہان دس روز رہے رواہ البخاری ومسلم وبقیۃ الجماعۃ - اور
ابن عباسؓ نے کہا کہ ہمنے رسول اللہ صلعم کے ساتھ مکہ و مدینہ کے درمیان درحالیکہ ہم امن مین بیخوف تھے دو دو رکعتین پڑھین رواہ ابو بکر
بن ابی شیبہ والنسائی اور یہی معنے ترمذی ونسائی نے روایت کی اور ترمذی نے کہا کہ حدیث صحیح ہو - حارثہ بن وہب الخزاعی سے روایت ہو کہ مین نے
رسول اللہ صلعم کے ساتھ منا مین لوگون کے اکثر اور نہایت بیخوف ہونے کی حالت مین دو رکعتین پڑھین رواہ احمد والبخاری اور بخاریؒ کی
حدیث ابن عمرؓ مین ہو کہ مین نے حضرت صلعم وابو بکر و عمر کے ساتھ اور ابتدا ر خلافت مین عثمانؓ کے ساتھ دو دو رکعتین پڑھین پھر عثمانؓ تمام
کرنے لگے وکذا رواہ مسلم - اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو بھی جب یہ خبر پہونچی کہ عثمانؓ نے منا مین لوگون کو چار رکعتین پڑھائین تو انھون نے استرجاع
کیا یعنے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جو مصیبت کے وقت پڑھتے ہین اور حضرت صلعم وابو بکر و عمرؓ کے ساتھ دو رکعتین پڑھنا بیان کر کے کہا
کہ کاش مجھے چار رکعتون مین سے دو ہی رکعت مل جاتین جو مقبول ہوتین کما فی روایۃ البخاری وغیرہ اور مترجم کہتا ہو کہ عثمانؓ سے یہ بھی روایت
کیا جاتا ہو کہ انھون نے مکہ مین اقامت کی نیت کر لی تھی اس سبب سے چار پوری پڑھین **قال ابن کثیر** پس یہ احادیث صریح دلالت کرتی ہین کہ
قصر کے واسطے یہ شرط نہین کہ خوف موجود ہو پھر **ابن کثیر**ؒ نے ذکر کیا کہ بعض علما کا قول ہو کہ قصر سے مراد قصر کیفیت ہو اور قصر کمیت مراد نہین اور
یہی مجاہد و ضحاک و سدی کا قول ہو اور اعتقاد انکو روایت عائشہؓ سے ہو کہ فرض کی گئین نماز سفر و حضر مین دو دو رکعت پھر سفر کی نماز تو برقرار
رکھی گئی اور نماز حضر مین زیادہ کی گئی رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی اور اعتضاد اس تقریر سے کہ جب سفر کی اصل نماز دو رکعت ہوئی تو
یہان قصر سے مراد قصر کمیت کیونکر ہوگا کیونکہ جو اصل ہو اسکے حق مین فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ - نہین کہا جاتا ہے اور اس سے زیادہ صریح
وہ ہو جو ابن ابی لیلی نے عمرؓ سے روایت کی کہ فرمایا عمرؓ نے کہ نماز سفر دو رکعت ہین اور نماز عید الاضحی دو رکعت ہین اور نماز عید الفطر دو رکعت ہین
اور نماز جمعہ دو رکعت ہین اور یہ آنحضرت صلعم کی زبان سے پوری پوری نماز ہین بدون قصر کے - رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ وابن حبان
شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ اسناد صحیح موافق شرط مسلم ہو اور مسلمؒ نے اپنے صحیح کے مقدمہ مین قطعًا لکھدیا کہ ابن ابی لیلی نے حضرت عمرؓ سے
سنا ہو اور اس حدیث مین اور دیگر حدیثون مین صریح سماعت ثابت ہو اور انشاء اللہ تعالے یہی صواب ٹھیک ہو اگرچہ یحیی بن معین وابو حاتم ونسائی نے

کہا کہ ابن ابی لیلی نے حضرت عمرؓ سے نہین سنا ہی۔ اور نیز ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ فرض کیا اللہ تعالی نے تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
سے حضر مین چار رکعتین اور سفر مین دو رکعتین اور حالت خوف مین ایک رکعت پس جیسے حضر مین فریضہ سے پہلے اور بعد کو نماز پڑھتا ہی ویسے ہی
سفر مین بھی پڑھے رواہ مسلم وابو داؤد والنسائی وابن ماجہ اور سابق کی حدیث عائشہؓ سے بھی اتفاق ہوا کہ نماز سفر دو رکعتین بدون قصر کے
پوری ہین اور یہ حدیث عمرؓ مین مصرح مذکور ہی پس جب ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ سفر کی نماز دو رکعت اصلی ہین بدون قصر کے تو آیت مین قصر
کرنے سے مراد یہ ہوگی کہ اسکی کیفیت مین قصر کرو اور یہ نہین کہ اسکی کمیت مین قصر کرو اور علی ہذا نماز خوف مین بھی بنا بر انکے قول کے یہی مراد ہوگی مترجم
کہتا ہی کہ اس مذہب کے دلائل اس امر کے تو ضرور مؤید ہین کہ سفر مین تمام کرنا جائز نہین اسواسطے کہ نماز سفر ہی دو رکعت ہی تو پورا کرنا کچھ معنے نہین رکھتا
اور اسباط نے سدیؒ سے روایت کی کہ نماز جب سفر مین دو رکعت پڑھی گئی تو یہ تمام ہی اور کمی کرنا حلال نہین ہی لیکن اگر کافرون سے
فتنہ کا خوف ہو تو قصر کر کے ایک رکعت پڑھے اور بہت صریح وہ ہی جو سماک الحنفی نے کہا کہ مین نے ابن عمرؓ سے نماز سفر کو پوچھا تو فرمایا کہ دو رکعتین
ہین اور یہ پوری نماز ہی بدون قصر کے اور قصر تو فقط نماز خوف مین ہی تو مین نے کہا کہ نماز خوف کیونکر ہی تو فرمایا کہ امام یعنے افسر لشکر کا لشکر کے ایک
گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر یہ گروہ انکی جگہ جاوے اور وہ انکی جگہ آوے پس انکو بھی ایک رکعت پڑھاوے تو امام کی دو رکعتین ہونگی اور
ہر گروہ کی ایک ایک رکعت ہوگی رواہ ابن جریر مترجم کہتا ہی کہ ان بعض کا مذہب بھی فی الجملہ قوت رکھتا ہی اور تجھے پہلے معلوم ہوا کہ جمہور
کے نزدیک نماز سفر مین چار رکعت والی کو دو رکعت پڑھنا قصر ہی اور حدیث عمرؓ در باب قبول صدقہ اسپر صریح دلالت کرتی ہی اور یہ مقام
تفصیل کا نہین ہی اور اس قول جمہور پر ضرور ہی کہ قولہ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا۔ مین تاویل کیجاوے چنانچہ بیان ہوا کہ یہ بنا بر غالب احوال کے ہی
پس اسکا کچھ مفہوم نہین یا قصر پر استقرار بدلیل سنت و تواتر معنوی و اجماع ثابت ہی اور معالم مین ذکر کیا کہ بعض نے کہا کہ یہ جملہ شرطیہ اپنے ماقبل سے جدا ہی
اور مابعد سے متصل ہی یعنے اسکا ربط صلوۃ الخوف کے ساتھ ہی۔ چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہی کہ پہلے قولہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من
الصلوۃ۔ اسیقدر اترا تھا پھر ایک سال کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوۃ الخوف کو دریافت کیا تب نازل ہوا قولہ
ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ان الکافرین کانوا لکم عدوا مبینا واذا کنت فیہم الآیہ۔ اور قرآن مجید مین ایسا بہت ہی کہ ایک خبر پوری ہو
گئی پھر اسکے بعد دوسری خبر بیان ہوئی جو ظاہر مین ماقبل سے متصل نظر آتی ہی حالانکہ درحقیقت اس سے جدا اور دوسری خبر ہی جیسے قولہ تعالی
الآن حصحص الحق انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین۔ یہ کلام تو زلیخا کی زبان سے حکایت ہی اور اسکے بعد فرمایا ذلک لیعلم انی لم اخنہ بالغیب
حالانکہ یہ حکایت کلام یوسف علیہ السلام ہی معالم مین مذکور ہی کہ اہل علم نے مسافت قصر مین اختلاف کیا ہی یعنے کتنی مسافت کا سفر ہو تب قصر جائز
ہوگا پس ایک گروہ نے کہا کہ سفر چاہے طویل ہو یا قصیر ہو نماز کا قصر جائز ہوگا۔ یہ حضرت انسؓ سے مروی ہی اور عمرو بن دینار نے کہا کہ مجھسے جابر بن زید نے
کہا کہ تو عرفہ مین قصر کر۔ لیکن عامہ فقہا کے نزدیک سفر قصیر مین نماز کا قصر نہین جائز ہی پھر سفر طویل کی مقدار مین اختلاف ہی پس اوزاعی رحمہ کے
نزدیک ایک روز کی راہ ہو اور ابن عمرؓ و ابن عباسؓ سولہ فرسخ پر نماز کو قصر کرتے اور روزہ افطار کرتے تھے اور یہی مالک و احمد و اسحاق کا مذہب ہی اور
حسن و زہری کے نزدیک دو روز کی راہ ہو اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہی اور سفیان الثوری و ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین روز کی راہ اوسط چال سے ہو
فاحفظہ یہانتک سفر مین نماز قصر کرنا بیان ہوا اور موافق مذہب ابی حنیفہؒ کے تفسیر کلام یون ہی کہ اذا ضربتم یعنے جب تم سفر کرو خواہ سفر واجب ہو یا مستحب
یا مباح یا حرام لیکن ضرور سفر طویل یعنے تین روز کی مسافت ہو۔ فِی الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ
یعنے تمپر گناہ نہین کہ نماز مین قصر کرو اسطرح کہ چار رکعت والی کو دو رکعت پڑھو اور سنن و واجبات جیسے حضر مین پڑھتے تھے ویسی ہی اول آخر پڑھو

Marfat.com

جیسا کہ حدیث مسلم جو اوپر مذکور ہوئی دلالت کرتی ہے اور قولہ فلیس علیکم جناح سے رفع ضیق ہے کہ اہل ایمان کو کمی مین حرج وتنگی خاطر
پہلے کسی سے گناہ تصور کرنا مروی نہین جیسے قولہ لاجناح علیکم ان طلقتم النساء۔ وغیرہ آیات مین ہے پس یہ جواز کیواسطے نفی نہین خصوص جبکہ احادیث
صحیحہ صریح دلالت کرتی ہین کہ قصر پڑھنا واجب ہے تمام کرنا نہین چاہیے ۔ پس ہمنے آیات واحادیث دونون پر عمل کیا اور جو لوگ رخصت کہتے ہین
انکے قول مین احادیث کی موافقت نہین ہے اور قولہ ان خفتم ان یفتنکم الآخر کا بیان وہ ہے جو اوپر مفصل بیان ہوا آگے نماز خوف ادا کرنیکا بیان
وَاِذَا كُنْتَ ۔ یا محمد حاضرا۔ فِيْهِمْ ۔ وہم یخافون العدو ۔ اور جب ہو تو اے محمد حاضر ان لوگون کے درمیان مین اور حالت یہ کہ وہ لوگ اپنے
دشمن سے خوف رکھتے ہون ۔ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ ۔ پس تونے انکے واسطے نماز قائم کی یعنے انکو پڑھانا شروع کی اگر کہا جاوے کہ نماز
خوف تو جائز ہے خواہ حضرت صلعم انمین حاضر ہون یا نہون چنانچہ اس زمانہ مین بھی روا ہے تو مفسر نے جواب دیا ہذا جری علی عادة القرآن فی الخطاب
فلا مفہوم لہ ۔ یہ تو قرآن کے خطاب مین عادت کے موافق جاری ہے اسکا کچھ مفہوم نہین ۔ یعنے خطاب قرآن مجید مین اسطرح عادت ہے کچھ قید کی نظر سے
نہین ۔ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ ۔ تو چاہیے کہ کھڑا ہو ایک گروہ انمین سے تیرے ساتھ یعنے نماز پڑھنے کو اس سے ظاہر ہو گیا
کہ تتاخر طائفة ۔ یعنے ایک گروہ باقی آدمیون کا متاخر رہے ۔ وَلْيَأْخُذُوْٓا ۔ ای الطائفة التی قامت معک ۔ اور چاہیے کہ لے لیوین
یعنے وہ گروہ لیوے جو آپ کے ساتھ کھڑا ہے ۔ اَسْلِحَتَهُمْ ۔ معہم ۔ اپنے ہتھیارون کو یعنے اپنے ساتھ لیوے ۔ فَاِذَا سَجَدُوْا
ای صلوا ۔ پھر جب اس گروہ نے سجدہ کر لیا مفسر نے بنا بر مذہب یون کہا ۔ ای صلوا ۔ یعنے نماز پڑھ لی ۔ فَلْيَكُوْنُوْا ۔ ای الطائفة
الاخری ۔ پس چاہیے کہ ہون یعنے دوسرا گروہ ۔ مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۔ یحرسون الی ان تقضوا الصلوة وتذہب ہذہ الطائفة تحرس ۔ تمہارے
پچھونڈے حراست ونگہبانی کرتے رہین یہانتک کہ تم نماز ادا کرو اور چلا جاوے یہ گروہ نگہبانی کرنے لگے وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى
لَمْ يُصَلُّوْا ۔ اور آوے دوسرا گروہ جنہون نے نماز نہین پڑھی ۔ فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ
وَاَسْلِحَتَهُمْ ۔ معہم الی ان تقضوا الصلوة ۔ پس نماز پڑھین تیرے ساتھ اور لیوین اپنا حذر یعنی اپنے ہتھیار اپنے ساتھ جہانتک کہ نماز
تمام کرین ۔ وقد فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کذلک فی بطن نخلة رواه الشیخان ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطن نخل مین ایسا ہی کیا تھا
جیسا کہ بخاری ومسلم کی حدیث مین ہے ف مترجم کہتا ہے کہ حاصل کلام بنا بر تفسیر مذکورہ کے یہ ہے کہ امام المسلمین لشکر کے دو فرقہ کرے ایک فرقہ
تو دشمن کے سامنے نگہبانی کرتا رہے اور دوسرا فرقہ امام کے پیچھے نماز مین شریک ہوا اور اپنے ہتھیار اپنے ساتھ لیوین ۔ پھر جب یہ لوگ سجدہ کرین اور
مراد اس سے یہ کہ نماز پڑھین تو دوسرا فرقہ اس حالت مین دشمنون کے سامنے کھڑا رہے تمہاری حفاظت کیا کرے یہانتک کہ تم نماز پوری کر کے
چلے جاؤ اور پھر دوسرا فرقہ آوے جسنے نماز نہین پڑھی اور وہ بھی امام کے ساتھ نماز پڑھے اور اپنے ہتھیار لیے رہین اور احتیاط رکھین ۔ پھر واضح ہو کہ
اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ امام ایک فرقہ کے ساتھ دونون رکعتین پڑھے اور یہ تمام کر کے چلے جاوین اور دوسرا فرقہ آوے اسکے ساتھ
دو رکعت پڑھے تو اس صورت مین امام کی چار رکعتین بدو سلام ہونگی اور قوم کے ہر ایک فرقہ کی دو دو رکعت ہونگی اور یہ معالم مین شافعی کے
طریق سے حضرت جابرؓ سے بطن نخل مین آنحضرت صلعم کا اسطرح ادا کرنا مذکور ہے اور بطن نخل ایک مقام ہے مکہ وطائف کے درمیان اور معالم
مین کہا کہ اسمین زیادہ موافقت ہے ظاہر قرآن سے اور نماز مین بھی احوط ہے اور حراست مین کامل ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا فاذا سجدوا فلیکونوا من
ورائکم ۔ یعنے جب وہ نماز پڑھین پھر فرمایا ولتات طائفة اخری لم یصلوا ۔ یہ دلالت کرتا ہے کہ گروہ اول تو نماز پڑھ چکا ۔ اور دوسرے گروہ نے
نہین پڑھی ہے اور پھر فرمایا فلیصلوا معک ۔ اور اسکا مقتضا یہ ہے کہ پوری نماز پڑھین پس ظاہر اس سے یہ ہوا کہ ہر فرقہ امام کو اپنی نماز تمام کر کے

چھوڑے اور اس صورت مین چونکہ زیادہ آنا جانا نہین پڑتا اور نماز کے اندر زیادہ کام کرنا نہین پڑتا ہی اس معنے کرنے مالکی حق مین زیادہ احتیاط ہی اور نیز چونکہ ہر فرقہ جب وہ دشمن کے مقابلہ مین ہی تو نماز مین نہین بلکہ یا تو ابھی نماز ادا نہین کی ہی یا پوری کر کے چلا گیا ہی بہرحال جب نماز مین نہین ہوا تو حرب وضرب مین بازو کھولکر مار سکتا ہی اگر احتیاج پڑے۔ اور دوسرا احتمال یہ ہی کہ امام ایک فرقہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھکر خاموش کھڑا رہے اور یہ فرقہ دوسری رکعت ادا کرکے نماز تمام کرکے چلا جاوے اور دوسرا فرقہ آوے تو امام اُسکو بھی ایک رکعت پڑھا کر خاموش بیٹھا رہے اور قوم والے دوسری رکعت تمام کرین پھر امام انکے ساتھ سلام پھیرے اور ایسا ہی مراد ارتباع مین آنحضرت کا پڑھنا حدیث سہل بن ابی حثمہ مین مذکور ہی اور یہی امام مالک وشافعی واحمد واسحاق کے قول مین مختار ہی اور اس طریقہ مین امام کی بھی دو رکعتین ہونگی بخلاف اول کے کہ اسمین چار ہو جاوینگی لیکن وہ بھی شافعیہ کے نزدیک جائز ہی اسلیے کہ اول دو رکعت ادائے فریضہ اور دوسری دو رکعت نفل ہونگی اور قوم کی فریضہ ہونگی اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز انکے نزدیک ادا ہو جاتی ہی اور حنفیہ کے نزدیک چونکہ یہ جائز نہین ہی لہذا صورت اول کی حدیث جابر رضہ مین تاویل ضرور ہی فافہم۔ اور احتمال ہی کہ قولہ فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم۔ کے معنے یہ ہون کہ جو گروہ مقتدی ہوا امام کے ساتھ جب وہ ایک سجدہ کرلین یعنے ایک رکعت پڑھ لین تو ہو جاوین تمھارے ماورا ر یعنے دشمن کے روبرو جا کر کھڑے ہون یا جب وہ سجدہ کرلین یعنے نماز سے فراغت کرلین خواہ باین طور کہ امام ایک رکعت پڑھاکر خاموش رہے اور وہ باقی تمام کرلین یا امام انکو دونون رکعت پوری کردے پھر وہ پھر کر بمقابلہ دشمن جا کھڑے ہون۔ پھر واضح ہو کہ جو طریقہ مفسرؒ نے نماز خوف کا اختیار کیا موافق روایت سہل بن ابی حثمہ کے یہی مختار شافعی رح ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مختار یہ ہی کہ جو ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دوسرا گروہ دشمن کے روبرو تھا پھر یہ گروہ پھر کر بجاے دوسرے گروہ کے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ بجاے انکے نماز مین آیا پس نبی صلعم نے انکے ساتھ دوسری رکعت پڑھی اور سلام دیا پھر یہ لوگ کھڑے ہوے اور اپنی باقی رکعت پڑھی اور وہ لوگ کھڑے ہوے اور اپنی باقی رکعت پڑھی رواہ الترمذی والجماعة فی کتبهم ولهذا الحدیث طرق عن جماعة من الصحابة وقال محی السنة کلتا الروایتین صحیحة۔ مترجم کہتا ہی کہ خلاصہ طریقہ یون ہی کہ امام جب دوسری رکعت پر کھڑا ہو تو پہلا گروہ درمیان نماز مین جاکر دشمن کے روبرو کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ آکر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور امام سلام دے اور وہ لوگ سلام نہ پھیرین بلکہ دشمن کے روبرو جا کھڑے ہون پھر پہلا گروہ آکر اپنی نماز پوری کرے پھر دوسرا گروہ آکر اپنی نماز پوری کرے۔ اور یہی ایک جماعت علما کا قول ہی اور واضح رہے کہ جواز ہر دو طریقہ مذکورہ مین بلکہ جملہ طریقون سے جو حضرت صلعم سے ثابت ہین کچھ کلام نہین ہی صرف اختلاف اسمین کہ شافعی وغیرہم نے اول طریقہ مختار سمجھا اور ابو حنیفہ وغیرہم نے دوسرا طریقہ مختار سمجھا ہی حالانکہ اسپر اتفاق ہی کہ ہر دو طریقہ مع دیگر طرق صحیحہ کے جائز ہین **قال ابن کثیر** نماز خوف کے انواع کثیرہ ہین کیونکہ دشمن کبھی تو قبلہ [illegible] ہوگا اور کبھی اس رخ کے سوا دائین بائین پیچھے کسی طرف ہوگا اور نماز کبھی چار رکعت والی مانند ظہر کے اور کبھی تین رکعت والی مانند مغرب کے اور کبھی دو رکعت مانند صبح و نماز سفر کے اور کبھی جماعت سے پڑھ سکینگے اور کبھی نہین جبکہ لڑائی باہم مل جاویگی پس اکیلے اکیلے پڑھینگے کبھی قبلہ کی طرف استقبال کرنا میسر ہوگا اور کبھی میسر نہوگا کبھی پیدل اور کبھی سوار قلتُ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر مار دھاڑ واقع ہوئی تو نماز ٹوٹ گئی ولیکن بعض نے کہا کہ باہم کفار پر چوٹین لگا سکتے ہین اور اس حالت مین چلتے پھرتے بھی پڑھ سکتے ہین اور قول اوزاعیؒ فی الجملہ موافق قول امام ابو حنیفہ ہے اور حضرت صلعم نے غزوۂ خندق مین نماز عصر مین تاخیر کردی یہانتک کہ سورج ڈوب گیا اور فتح قلعہ تستر مین حضرت انس رضہ سے نماز تاخیر کرنے کی روایت جو آگے آتی ہی اسی پر دلالت کرتی ہی **قال ابن کثیر** اور علما مین سے بعض نے کہا کہ ایسی حالت مین ایک رکعت نماز سے فرض ادا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث ابن عباس مین اوپر مذکور ہوا اور یہی قول احمد بن حنبل کا ہی اور **منذری** رح نے حواشی مین لکھا کہ یہی قول عطا و جابر بن زید و حسن و مجاہد

وحکم وقتادہ وحماد کا ہے اور یہی مذہب طاؤس وضحاکؒ کا ہے اور محمد بن نصر المروزی سے منقول ہے کہ انکے نزدیک نماز صبح کو ایک رکعت خوف مین رواہے اور یہی مذہب ابن حزم کا بھی ہے- اور اسحٰق بن راہویہ نے فرمایا کہ قتال واقع ہونیکی حالتین ایک رکعت کافی ہے جو اشارہ سے ادا پڑھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایک سجدہ کافی ہے کیونکہ وہ ذکر اللہ عزوجل ہے- اور دوسرون نے کہا کہ ایک تکبیر کافی ہے پس شاید مراد اس سے ایک رکعت جیسا کہ امام احمد کا قول ہے اور یہی قول صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن عمرو دیگر صحابہ رض کا ہے- پھر ابن کثیرؒ نے لکھا کہ علما مین سے بعض نے ایسی حالت مین نماز کی تاخیر روا رکھی بسبب قتال و مارو دھاڑ کے جیسا کہ نبی صلعم نے بروز احزاب تاخیر فرمائی- پھر تھوڑے کلام کے بعد شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ لیکن جمہور کے نزدیک نماز خوف مشروع ہونے سے یہ سب منسوخ ہو گیا کیونکہ جسوقت آپ نے غزوۂ خندق مین تاخیر کردی یا بنو قریظہ پر لشکر کشی کے وقت جو حکم دیا کہ بنو قریظہ کے موضع مین پہونچکر نماز عصر پڑھین کوئی وہان کے سوا نہ پڑھے اور صحابہ رض نے نہ پڑھی یہانتک کہ پہونچتے پہونچتے وقت جاتا رہا تو اسوقت تک نماز خوف کا حکم نہین آیا تھا پھر جب نماز خوف مشروع ہوئی تو اُس سے نماز مین تاخیر کردینا منسوخ ہو گیا پھر ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسپر یہ اشکال وارد ہوتا ہے جو بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح مین لکھا کہ باب الصلوٰۃ عند مناهضة الحصون ولقاء العدو- یعنے یہ باب اس بیان مین کہ قلعون پر حملہ واقع ہونے اور دشمن سے بھڑ جانے کے وقت نماز کا کیا حکم ہے پس اس باب مین لکھا کہ اوزاعیؒ نے فرمایا کہ جب فتح قریب ہوا اور اسکے سامان مہیا ہون اور اہل لشکر کو نماز پر قدرت نہو تو ہر شخص اشارہ سے الگ الگ اپنی اپنی نماز ادا کرے پھر اگر اشارہ سے بھی نہ پڑھ سکین تو نماز مین تاخیر کردین یہانتک کہ لڑائی ختم ہوجاوے یا بیخوف ہو جاوین پھر دو رکعتین پڑھین- پھر اگر بیخوف نہون تو ایک رکعت دو سجدون کے ساتھ پڑھ لین پھر اگر اسکی قدرت بھی نہ پاوین تو انکو تکبیر کہہ لینا کافی نہین بلکہ نماز مین تاخیر دین یہانتک کہ امن حاصل ہو اور یہی قول مکحولؒ کا ہے اور حضرت انس بن مالک رض نے فرمایا کہ مین قلعہ تستر پر قریب صبح ہوجانے کے حملہ آور ہونے کے وقت لڑائی مین شامل تھا اور لڑائی خوب بھڑکی اور اہل ایمان کو نماز ادا کرنے کا قابو نہ ملا پس ہم لوگون نے نماز نہین پڑھی یہانتک کہ آفتاب بلند ہو گیا اور دن چڑھ آیا تب ہمنے نماز فجر ادا کی اور ہم لوگ حضرت ابو موسیٰ رض کے ساتھ تھے پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے قلعہ مذکور فتح کردیا حضرت انس رض نے کہا کہ مجھے اس نماز کے بدلے دنیا وما فیہا خوش نہین کرسکتی ہے- بخاریؒ نے یہانتک ذکر فرماکر اس باب مین غزوۂ احزاب مین آنحضرت صلعم کی تاخیر فرمانے کی حدیث اور بنی قریظہ پر لشکر کشی کے وقت یہ فرمانے کی حدیث کہ کوئی نماز عصر نہ پڑھے مگر بنو قریظہ کے موضع مین دونون حدیثین ذکر فرمائین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بخاریؒ کے نزدیک خود یہی مختار ہے کہ نماز مین تاخیر کرے پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس قول کو جو اختیار کرے اسکے واسطے فعل حضرت ابو موسیٰ رض و انکے ساتھیون کا جو انھون نے فتح قلعہ تستر مین کیا ہے اسطرح حجت ہو سکتا ہے کہ غالباً یہ فعل مشتہر ہوا اور زمانہ خلافت حضرت عمر بن الخطاب مین واقع ہوا اور یہ مروی نہین کہ حضرت عمر یا اور کسی نے صحابہ رض مین سے ان لوگونکے اس فعل پر انکار کیا پھر ابن کثیرؒ نے لکھا کہ غزوۂ خندق مین نماز خوف مشروع تھی اسلیے کہ غزوۂ ذات الرقاع جسمین آنحضرت صلعم کا نماز خوف ادا کرنا مروی ہوا ہے وہ غزوۂ خندق سے پہلے واقع ہوا جیسا کہ جمہور علماے سیر و مغازی اسپر متفق ہین اور محمد بن اسحاق و موسیٰ بن عقبہ و واقدی و محمد بن سعد کاتب اور خلیفہ بن خیاط وغیرہم نے اسکو صریح منصوص بیان کردیا اور بخاری وغیرہ نے کہا کہ ذات الرقاع بعد غزوۂ خندق کے ہے واللہ اعلم مترجم کہتا ہے کہ ارجح یہی قول جمہور علماے سیر و مغازی ہے کہ ذات الرقاع قبل از غزوۂ خندق ہے اور اسی بنا پر امام مزنی شاگرد امام شافعی اور امام ابو یوسفؒ شاگرد امام ابو حنیفہ اور ابراہیم بن اسمٰعیل بن علیہ نے کہا کہ نماز خوف منسوخ ہے کیونکہ حضرت صلعم نے غزوۂ خندق مین نماز مین تاخیر کردی شیخ ابن کثیرؒ نے ان لوگون کے قول سے بہت تعجب کیا اور کہا کہ چند احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے بعد غزوۂ خندق کے

ف ۱۱ امام ابو یوسف کا ... ابن کثیر ... بیان ... عطاء ... ابن عباس ... روایت ... [illegible]

یعنی نماز خوف پڑھی ہی پھر تاخیر کرنے پر محمول نہ کرنا چاہیے بلکہ جدال وقتال کی وجہ سے ادا کرنیکا قابو نہ پانے پر محمول کرنا جیساکہ مکحول واوزاعی نے کہا ہو اقرب واقوی ہو واللہ اعلم مترجم کہتا ہو کہ ظاہر کلام شیخ ابن کثیر بھی اسیطرف مائل ہو کہ غزوہ ذات الرقاع قبل از غزوہ خندق واقع ہوا فافہم۔ معالم مین ذکر فرمایا کہ اکثر علما کے نزدیک خوف کی وجہ سے رکعات کی تعداد مین کمی نہین آتی ہو یعنے مثلاً اگر کفار حملہ آور ہون اور مسلمانون کے شہر کو گھیر لین جیسے غزوۂ احزاب مین ہوا تھا تو مسلمان اپنی نماز مین قصر نہین کرینگے بلکہ مثلاً ظہر کی نماز ہو تو چار رکعت پوری پڑھینگے جیساکہ شیخ ابن کثیرؒ نے اشارہ کیا ہو مگر اس صفت کے ساتھ جو صلوۃ الخوف مین مذکور ہوئی پھر مترجم کہتا ہو کہ اس تمام کلام سے حاصل یہ ہو کہ نماز خوف کے انواع واوضاع کئی طرح پر ہین اور نماز خوف ایک رکعت نہین بنابر قول اکثر علما کے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہو اور نیز امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر ایما سے بھی ادا نہ کرسکین تو نماز مین تاخیر کرین اور یہی اقوی ہو جیساکہ دلائل مذکورہ بالا سے واضح ہوا پس جو طعن کرے وہ جاہل ہو پھر بعض انواع دیگر ذکر کرنے سے پہلے یہ بیان کر دینا ضرور ہو کہ بعض علما نے جو آیت کریمہ کے خطاب یعنے اذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ سے استدلال کیا کہ نماز خوف جبھی تھی کہ آنحضرت صلعم موجود تھے اور بعد آپ کے یہ بات جاتی رہی پس نماز خوف بھی منسوخ ہوئی تو یہ استدلال کچھ نہین بلکہ خطاب بطور عادت قرآن ہو قید نہین ہو۔ کیا تو یہ نہین دیکھتا کہ زکوۃ مین فرمایا خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم الآیہ۔ پس ان خطابات سے زکوۃ دینے سے انکار کرنیوالونکا قول باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم مردود ہوا تجھے پہلے معلوم ہو چکا کہ بعد آنحضرت صلعم کے صحابہؓ نے نماز خوف کو ادا کیا ہو اور باوجود اشتہار کے کسی سے انکار ثابت نہین پس وہ مانند اجماع کے ہے جب معلوم ہوا کہ نماز خوف اب بھی ثابت ہو تو بعض طریقہ اسکے جو اوپر مذکور ہوے انکے سواے بعض دیگر بھی مع ذکر سبب نزول لاتا ہون ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہو کہ بنو النجار مین سے ایک قوم نے حضرت صلعم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ سفر کرتے ہین پھر نماز کسطرح پر پڑھین تو اللہ عزوجل نے نازل فرمایا واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ۔ پھر وحی زیادہ نہین آئی پھر اسکے ایک سال کے بعد نبی صلعم نے جہاد فرمایا اور ظہر کی نماز اسمین ادا کی پس مشرکون نے کہا کہ محمدؐ وانکے ساتھیون نے تمکو موقع دیا تھا کہ تم پیچھے سے انپر حملہ کرتے پس تمنے کیون ایسا نہ کیا پھر ان مین سے بعض نے کہا کہ ایسی ہی ایک نماز انکی اسکے بعد بھی ہو پس اللہ عزوجل نے ظہر وعصر کے درمیان نازل فرمایا۔ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا الآیتین پس نماز خوف نازل ہوئی رواہ ابن جریر وہو غریب ۱ھ لیکن شاہد اسکی وہ حدیث ہو جو مجاہدؒ نے ابو عیاش زرقیؓ سے روایت کی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ عسفان (مقام ۱۲) مین تھے اور مشرکین ہمارے مقابلہ مین آئے اور خالد بن الولید انپر سردار تھے اور یہ لوگ ہمارے اور قبلہ کے درمیان حائل تھے پس رسول اللہ صلعم نے ہمکو ظہر کی نماز پڑھائی تو مشرکون نے آپسمین کہا کہ ہم ایسے حال مین تھے کہ اگر انپر حملہ کرتے تو اچھے اچھے مار ڈالتے پھر بولے کہ ابھی انکی ایک نماز اور آتی ہے جو انکو اپنی جانون واولاد سے زیادہ پسند ہو پھر جبرئیل علیہ السلام ظہر وعصر کے درمیان یہ آیات لائے۔ واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ الآیات۔ پھر جب عصر کا وقت آیا تو رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کو حکم دیا کہ ہم نے ہتھیار لے لیے اور آنحضرت صلعم کے پیچھے سب نے دو صفین باندھین پھر جب حضرت صلعم نے رکوع کیا تو ہم سب نے رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے سر اٹھایا پھر نبی صلعم نے مع اس صف کے جو آپ سے ملی ہوئی تھی سجدہ کیا اور دوسری صف انکی نگہبانی مین کھڑی رہی پھر جب صف اول اپنے سجدے کر کے کھڑی ہوئی تو پچھلی صف والون نے بیٹھکر اپنی جگہ سجدے کیے پھر اگلی صف والے پچھلی صف والون کی جگہ اور پچھلی صف والے اگلی صف والون کی جگہ ہو گئے پھر جب نبی صلعم نے دوسرا رکوع کیا تو سبنے رکوع کیا پھر سر اٹھایا تو سب نے سر اٹھایا پھر نبی صلعم نے مع اس صف کے جو آپ سے ملی ہوئی تھی سجدہ کیا اور دوسرے صف والے

کھڑے نگہبانی کرتے رہے پھر جب دے سجدے سے فارغ ہوکر بیٹھے تو دوسری صف والوں نے سجدے ہوئے کیے اور بیٹھے پھر نبی صلعم نے سب کے
ساتھ سلام دیا اور نماز سے فارغ ہوئے کہا کہ نبی صلعم نے اسکو دو مرتبہ پڑھا ایک مرتبہ عسفان میں اور ایک مرتبہ بنی سلیم کی زمین میں رواہ
احمد وابوداؤد والنسائی واسنادہ صحیح اور ابن عباس رض کی حدیث میں بھی موجود ہے کہ والناس کلھم فی الصلوۃ ولکن یحرس بعضھم بعضا۔ یعنی
اور حال یہ تھا کہ سب لوگ نماز میں داخل تھے ولیکن بعضے بعض کی نگہبانی کرتے تھے کما رواہ البخاری اور مترجم کہتا ہے کہ حدیث ابو عیاش
زرقی میں جو دو مرتبہ آپ کا نماز پڑھنا مذکور ہے اسکے معنے یہ ہیں کہ دشمن کے قبلہ کی طرف ہونے کی صورت میں دو مرتبہ اتفاق ہوا فافہم اور
واضح ہو کہ جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتھ ہوکر متوجہ ہوئے یہانتک کہ ہم لوگ ذات الرقاع میں پہونچے اور
کہا کہ ہمارا دستور تھا کہ جب ہم لوگ کسی مقام میں اترتے تو خوب سایہ دار درخت کو حضرت صلعم کے واسطے چھوڑ دیتے پھر وہاں ایک مشرک
آیا اور حضرت صلعم کی تلوار ایک درخت سے لٹکی ہوئی تھی اسنے آپکی تلوار نکالکر آپ سے کہا کہ تم مجھسے ڈرتے ہو آپ نے فرمایا کہ
نہیں۔ وہ بولا کہ تمکو اب کون مجھسے بچا سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ تجھسے مجکو اللہ تعالی بچا دے گا پس اسکے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑی پس
حضرت صلعم نے اسکو لے لیا اور فرمایا کہ تجھے مجھسے کون بچاویگا۔ اسنے کہا کہ آپ اچھے لینے والے ہوجاویں آپ نے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ نہیں
کوئی معبود سوائے اللہ کے اور میں اسکا رسول ہوں وہ بولا کہ نہیں تو مگر میں آپ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ میں کبھی آپ سے نہیں لڑونگا اور نہ اس
قوم کے ساتھ ہونگا جو آپ سے لڑیں پس آپ نے اسکی راہ چھوڑ دی تو اسنے اپنی قوم سے جاکر کہا کہ میں تمھارے پاس ایسے شخص کے پاس سے
آتا ہوں جو لوگوں میں سب سے بہتر ہے رواہ احمد وغیرہ وہو فی الصحیح معالم میں ہے کہ امام احمد نے فرمایا کہ صلوۃ الخوف کے بارہ میں جو جو میں
مروی ہیں انمیں سے ہر ایک عمل کر لینا جائز ہے اور اسکے چھ یا سات طریقے مروی ہیں اور مترجم کہتا ہے کہ اولی یہ ہے کہ قبلہ کی طرف مشرکین کے ہوتے
ہونے وغیرہ اوضاع مختلف ہونے کے موافق جو صفت ان وجوہ میں سے زیادہ انسب ہو اسکا اختیار کر لینا اسوقت اولی ہے جیسا کہ شیخ ابن کثیرؒ
نے اشارہ کیا اور ملاک الامر اسمیں غفلت سے بچاؤ احتیاط ہے وقد قال تعالی۔ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ۔ اذا قمتم الی الصلوۃ
دل سے چاہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے یہ بات کہ تم غفلت میں پڑو جسوقت اپنی نماز کو کھڑے ہو۔ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ
اپنے ہتھیاروں اور متاع سے مترجم کہتا ہے کہ یہ متعلق تغفلون کے ہے یعنے تمنا کرتے ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں ومتاع سے غافل ہو جاؤ اور
اسطرح غفلت تمھاری اس مراد سے چاہتے ہیں کہ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً۔ بان یحملوا علیکم فیاخذ وکم وہذا علۃ الامر
باخذ السلاح۔ پس جھک پڑیں تمپر ایکبارگی جھکنا۔ ایں باین طور کہ تمپر حملہ کرکے تمکو گرفتار کریں اور یہ ہتھیار ساتھ لیکر نماز پڑھنے کی علت
ہے۔ یعنے تمکو اس سبب ہتھیاروں کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اور شاید کہ نماز خوف کے واسطے ہو۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ
كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ اور اگر بارش سے تمکو اذیت ہو یا تم
مریض ہو تو گناہ نہیں تمپر اس بات میں کہ ہتھیار اپنے پاس رکھ لو۔ فلا تحملوہا۔ اور ہتھیار رکھ لینے کے معنے یہ ہیں کہ انکو نماز میں اپنے ساتھ اٹھائے نہ رہو
اور اس کلام سے نکلتا ہے کہ عذر نہونے کے وقت ہتھیاروں کو اٹھائے رکھنا واجب ہے اور امام شافعیؒ کے اسمیں دو قول ہیں ایک تو یہی کہ واجب
ہے اور دوسرا یہ کہ بغیر عذر کی حالت میں ہتھیار ساتھ اٹھائے رہنا سنت ہے اور اسی قول کو ترجیح دی گئی۔ اور بخاری وغیرہ نے روایت کی کہ
قولہ ولاجناح علیکم الخ نازل ہوا عبدالرحمن بن عوف رض کے حق میں جو مجروح تھے۔ اور قول ابو حنیفہ اسمیں یہ ہے کہ ہتھیار لگائے رہیں ہاتھ میں پکڑے
نہ رہیں پھر اگر درمیان نماز میں ہتھیار چلانے کی ضرورت پیش آوے تو نماز قطع ہوجاویگی اور اولی یہ ہے کہ ہتھیار ایسی جگہ ہوں کہ فوراً آسانی سے

Marfat.com

ہاتھ آجاوین پس قولہ ولیاخذوا اسلحتکم کے معنے یہی ہین اور بعض نے جو کہا کہ ابو حنیفہؒ نماز پڑھنے والو نکا ہتھیار سمیت نماز پڑھنا باطل کہتے ہین
تو یہ بہتان ہی صحیح وہ ہی جو مذکور ہوا ہان قولہ ولیاخذوا اسلحتکم۔ کی ضمیر بعض اہل تفسیر کے نزدیک راجع بجانب اس گروہ کے ہی جو دشمن کے روبرو کھڑا ہی
جیسا کہ ابن عباسؓ کے کلام سے نکلتا ہی کہ فرقہ مصلیہ لڑائی نہین کریگا اور یہ بھی مذہب ابو حنیفہؒ کے لیے موید ہی کہ مصلی نے اگر ہتھیار اُٹھا لئے
بغرض قتال کے تو نماز ٹوٹ جائیگی فافہم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اہل عذر کو (نماز پڑھنے والا ۱۲) وضع سلاح کے باوجود حکم دیا کہ۔ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ
من العدو۔ اور لو اپنا بچاؤ یعنے دشمن سے۔ ای احترزوا منہ ما ظفتم۔ یعنے دشمن سے احتراز رکھو جہانتک تمکو استطاعت ہی تاکہ تمپر دشمن
ناگاہ ہجوم نہ کرے۔ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ ذا اہانۃ۔ اللہ تعالیٰ نے کافرون کے لیے ایسا عذاب مہیا
کیا کہ وہ اہانت والا ہی پس جسکو یہ عذاب پہونچا وہ خوار و ذلیل ہوا اور یہ معنی نہین کہ وہ عذاب خود اہانت کرنے والا ہی تاکہ کہا جاوے کہ
یہ مجاز ہی اور بیضاویؒ نے فرمایا کہ مومنون کو پہلے ہوشیاری و بیداری و ہتھیار ساتھ رکھنے کا حکم دینے کے بعد اس کلام سے کافرون پر
فتح و نصرت کا وعدہ دیا باین طور کہ عذاب نہین وہ انکی خواری و مغلوب ہونا بمقابلہ مومنین ہی اور یہ وعدہ اسواسطے فرمایا کہ مومنو نکے دل قوی
ہو جاوین اور انکو یہ یقین ہو جاوے کہ ہمکو جو ہوشیاری و بیداری کا حکم دیا گیا اسوجہ سے نہین کہ ہم ضعیف ہین اور دشمن غالب ہین بلکہ اسواسطے
کہ ظاہری اسباب بین بیداری و تدبیر کی رسم نگاہ رکھین مگر توکل تمامتر اللہ تعالیٰ ہی پر ہی کیونکہ مرجع اسکی طرف ہی پھر فرمایا۔ فَاِذَا قَضَيْتُمُ
الصَّلٰوةَ۔ فرغتم منہا۔ یعنے قضا بمعنے ادا کرنا۔ اور معنے یہ کہ پھر جب تم فارغ ہو نماز سے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔ بالتہلیل والتسبیح
تو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یعنے تسبیح و تہلیل کے ساتھ۔ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ۔ مضطجعین ای فی کل حال۔ درحالیکہ تم کھڑے
اور بیٹھے ہو اور کروٹ پر۔ اور حاصل آنکہ یاد کرو اللہ تعالیٰ کو ہر حال بین اور حدیث صحیح بین ہی کہ آنحضرت صلعم ہر حال بین اپنے اللہ پاک کو یاد کرتے
تھے رواہ البخاری والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ۔ آمنتم۔ پھر جب اطمینان پاؤ یعنے امن پاؤ۔ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ۔ ادوہا بحقوقہا۔
تو اقامت کرو نماز کو۔ یعنے نماز کو پورے حقوق کے ساتھ ادا کرو۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔
البتہ نماز مومنون پر کتاب موقوت ہی مفسرؒ نے کہا کہ کتاب مصدر بمعنے مکتوب ای مفروض ہے اور موقوت بمعنے مقدر وقتہا فلا توخر عنہ
یعنے اندازہ کر دیا گیا ہی اسکا وقت پس اسوقت سے تاخیر نہ کی جائیگی۔ اور یہی ابو حنیفہؒ کا مذہب ہی لہذا انکے نزدیک سوائے مزدلفہ کے ایام
حج بین کہ وہان البتہ ظہر و عصر کا جمع کرنا اور مغرب کو عشا بین جمع کرنا مروی ہوا ہی اور کسی وقت بین دو نمازو نکا ایک وقت بین جمع کرنا نہین
جائز ہی بخلاف شافعیؒ کے کہ انکے نزدیک سفر بین چلنے کی حالت بین یا جبکہ چلنے بین جلدی ہو تو جمع کر لینا ظہر و عصر کا ایک وقت بین اور مغرب و عشا کا
ایک وقت بین روا ہی اور کہا گیا کہ حضر بین بھی اگر بیمار معذور ہو تو جمع کر سکتا ہی اور دلیل امام شافعیؒ کی چند احادیث صحاح ہین جنمین
جمع حالت حضر بین مروی ہی اور جواب یہی ہی کہ مراد جمع سے یہ ہی کہ مثلاً ظہر و عصر کے ادا کرنے بین بیچ بین السالم وقفہ ہوتا تھا کہ جیسے دونون
کو جمع کر دیا اسطرح کہ ظہر کے آخر وقت ظہر پڑھی کہ پس ذرا دیر بعد وقت نکل گیا پس عصر کے اول وقت عصر پڑھ لی تو ظاہرا یہ معلوم ہوا کہ دونون
ایک وقت بین جمع کر دین حالانکہ حقیقت بین اپنے اپنے وقت پر ہوبین موافق آیت کے کہ صلوۃ مفروض و موقوت ہے۔ اور جمع کرنا کبیرہ
گناہ ہی جیسا کہ قولہ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ۔ کی تفسیر بین حضرت عمرؓ سے بسند جید مذکور ہوا اور مزدلفہ بین جو حاجیون کا جمع کرنا
مروی ہی وہ خلاف قیاس اپنے مورد پر رہیگا۔ اور اسپر اعتراض کیا گیا کہ اصول کے موافق جب آیۃ کریمہ بین ایک مرتبہ تخصیص ہو چکی تو پھر
دلیل ظنی سے بھی تخصیص روا ہی پس احادیث سے سفر بین جمع کرنا جائز ہونا چاہیے اور جواب اس کا بعض نے یہ دیا کہ اصل یہ ہی

Marfat.com

کہ احادیث اس امر پر نص نہیں ہیں کہ جمع کرنا حقیقی مراد ہو بلکہ انہیں وہی احتمال ہے جو مذکور ہوا کہ ظاہر صورت جمع کرنے کی ہو کچھ دلیل
نہیں ہو پس جب تک آیت اور حدیث میں توفیق ممکن ہے تب تک تخصیص کا قائل نہونا چاہیے۔ اور یہ جواب اس طرح رد کیا گیا
احادیث میں صریح جمع اسطرح مذکور ہو کہ تاویل جمع صوری کی گنجایش مستبعد ہو جیسے غزوہ تبوک میں جاتے وقت اگر اول وقت
زوال کے سفر کرتے تو ظہر و عصر جمع کر لیتے اور اگر قبل زوال کے چلتے تو آخر میں ظہر مع عصر کے وقت عصر میں جمع کرتے اور اصل حدیث صحیح مسلم
ہی علاوہ بریں صحیح مسلم وغیرہ میں ابن عباس سے بلا عذر مدینہ میں آنحضرت صلعم کا ظہر و عصر جمع کرنا اور مغرب و عشا جمع کرنا مروی ہے اور جواب
یہ ہو کہ ترمذی وغیرہ اجلۂ علما نے حدیث ابن عباس مذکور کو متروک العمل قرار دیا پس سلف سے بمنزلۂ اجماع کے ہوا تو اس سے استدلال
نہیں ہو سکتا اور غزوۂ تبوک کی حدیث کو امام بخاری رح نے معلول و ضعیف کیا ہے و تمام البحث فی الفتح و ترجمۃ المترجم۔ مترجم کہتا ہے کہ مسئلہ
اختلافی مشہور ہے اور اسمیں خلاف نہیں کہ اگر اپنے اپنے وقت پر بہر حال حضر و سفر میں نماز ادا کی جاوے تو افضل و احوط ہے اور جمع اگر ثابت ہو
تو مباح ہوگا پس احوط یہ ہو کہ جمع نہ کیجاوے واللہ اعلم۔ اور تمام بحث کا یہ موقع نہیں۔ یہان تو یہ غرض ہو کہ کتاب موقوت سے مراد یہ کہ نماز فرض
کی گئی اور اسکا وقت معین و اندازہ کر دیا گیا ہے اور ابن عباس و ابن مسعود رض سے ہے کہ کتابا یعنے مفروض ہے اور موقوت کی تفسیر میں کہا کہ نماز کے لیے
بھی مانند حج کے وقت مقرر ہے اور ایسا ہی مجاہد و سالم و امام زین العابدین علی بن الحسین و محمد بن علی اور حسن بصری و سدی وغیرہ سے مروی ہے
اور جاننا چاہیے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک لڑائی کی حالت میں نماز ادا نہیں ہوتی اور امام شافعی کے نزدیک ادا ہوتی ہے اور قولہ
قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ الخ کی تفسیر یون بھی بیان کی گئی جس سے مذہب شافعی رح موافق ہے اسطرح کہ فاذا اردتم قضاء الصلوۃ
فاذکروا اللہ ای صلوا قیاما حال المسایفۃ و قعودا حال الرمی الخ یعنے جب تم اداے نماز کا ارادہ کرو تو یاد کرو اللہ کو یعنے نماز پڑھو کھڑے کھڑے
یہ اسوقت کہ تلوار چلاتے ہو اور بیٹھے بیٹھے اسوقت کہ جب تیر مارتے ہو الخ۔ اور مفسر رحمہ اللہ کے نزدیک چونکہ یہ تفسیر بالرائے اور حرام ہے
انھون نے اسکو ترک کیا ف عرائس البیان میں لکھا کہ قولہ تعالی واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بندگی کے واجبات
جبتک اسمین کوئی رمق باقی ہے تب تک بندے سے ساقط نہیں ہوتی خواہ خوف میں ہو یا امن میں ہو **قال المترجم** پس بعض مبتدعین کا
قول رد ہو گیا جو کہتے ہین کہ جب بندہ کمال کو پہونچا تو بدنی عبادت اس سے ساقط ہو جاتی ہے اور یہان سے تنبیہ ہو کہ خود شیخ نے بعض جگہ
کہا کہ ای عارفین تم سے شہود مقصود ہے نہ مجاہدۂ عبادت۔ ھ۔ تو اسکے معنے یہ ہین کہ عبادت تو تمہارا شیوہ ہے اور اس حالت میں اعلیٰ خدمت تم سے
شہود ہے یہ خوب یاد رکھو تا کہ ان گمراہون سے فریب نہ کھاؤ جو اولیا کے کلام نہیں سمجھتے اور اپنی رائے سے انکے معنے بیان کر کے عوام کو گمراہ
کرتے ہین۔ پھر یہ جو کہا کہ کوئی رمق باقی ہے تو شاید رمق سے مراد حیات کی رمق ہو پس موافق اہل ظاہر ہے مگر تحقیق آنکہ بعد موت بھی بندہ اپنی
بندگی پر ہے جیسا کہ اہل جنت کے حالات پر نظر کرنے سے ظاہر ہے اور ظاہر آنکہ رمق سے مراد اپنی خودی کی رمق ہے جیسا کہ آگے کا کلام شاہد ہے قال
اور جسکو وجد و غلبہ میں ہیمان و حیران کی حالت حاصل ہوئی تو وہ مراتب تمکین سے باہر ہو کر مجنون عشق ہو گیا یعنے سالک متمکن نہ رہا بلکہ مجنون
مجذوب ہو گیا اور یہ اسمین ایک طرح کا نقص و علت ہے کیونکہ جو شرع سے وارد ہوا اسکو وہ اپنے ضعف سے برداشت نہ کر سکا **قال المترجم**
سید جیلانی سے منقول ہے کہ اگر میں ہوتا تو انشاء اللہ تعالی ابن منصور رح کو اسکے جنون عشق کی لغزش سے نکال لیتا اور حدیث صحیح میں یہ مضمون
آیا ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک بندہ مضبوط جفاکش دلیر پسندیدہ ہے اسیواسطے مجذوب کا مرتبہ بسبب ضعف کے کم ہو گیا **قال الشیخ** اسلیے
کہ سلطان الشرع تو اللہ عزوجل کا حق ہے اور سلطان الوجد بندہ کا حظ ہے اور ظاہر ہے کہ سلطان اللہ تعالے اپنے ماسواے سب پر غالب ہے

Marfat.com

اسیواسطے حق تعالیٰ نے رسولون کے سردار حضرت محمد صلعم کو جو بندۂ خاص الخاص تھے حکم دیا کہ مقام اضطراب و تلوین و امتحان مین نماز قائم رکھین
حالانکہ آنحضرت صلعم دریاے مشاہدہ مین پیرنے والے تھے اور آپ کے یار میدان محبت کے شہسوار اور اہل و لایت کے سردار تھے پس اگر اہل وجد سے نماز
و بندگی کے احکام ساقط ہو جایا کرتے تو اللہ تعالیٰ کیون اپنے حبیب کو جو اہل وجد کے سردار تھے مقام خوف مین فرائض ادا کرنے کا حکم فرماتا
قال المترجم شیخ نے یہ مسئلہ بدلیل کتاب و سنت ثابت کیا کہ سوا مجذوب کے کوئی شخص ولی نہین کہ احکام شرعی اسکے ذمہ سے ساقط ہون پس اگر مجنون
نہین ہی اور احکام شرعی نماز روزہ وغیرہ ادا نہین کرتا تو وہ مردود ہی مقبول نہین ہی کیونکہ حضرت صلعم سے بڑھکر ہونا ممکن نہین اور جو اسکا معتقد ہو
وہ گمراہ کافر ہی پس جب حضرت صلعم کو اس حالت مین ادا ے فریضہ کا حکم دیا تو ہر شخص پر بدرجۂ اولیٰ فرض ہی قال الشیخ اشارہ اسمین یہ ہی کہ قولہ اذا
کنت فیہم - ای جب تو انکے درمیان ہو پس ایسی حالت مین اللہ تعالیٰ نے جیسی نماز بندون سے ارادہ فرمائی ویسے ہی نماز واقع ہوگی - نیز اذا کنت
فیہم - ایسی صورت مین نماز راجع ہوگی بندون کی طرف پھر جب تو اُنسے غائب ہوا تو نماز ہماری طرف راجع ہوگی - کیونکہ وہ لوگ تو ابتدا ربین وسیلہ پر
نگاہ رکھتے ہین اور جب ہم کامل کر کے تجھے غائب کر لینگے تو حالت انتہا مین وسیلہ ساقط ہوگا - نیز جب تو اُنمین ہوگا تو اُنکی تعلیم و ادب سکھلانے مین مشغول ہوگا
اور جب تو خود اُنسے غائب ہوگا تو ہمارے ساتھ مشغول ہوگا قال المترجم اسمین اشارہ ہی کہ انبیا علیہم السلام بعد وفات بھی ان عبادات مین مشغول
رہتے ہین اور یہ مسئلہ سخت مشکل ہی ولیکن سچے ایمان والون کے نزدیک عین ایمان و آسان ہی اور مروی ہی کہ لشکر یزید خبیث کے مدینہ پر حملہ آور ہونے
کے وقت سعید بن المسیبؒ کو جو دیوانہ بنکر مسجد شریف مین پڑے تھے وقت نماز کا مرقد منور آنحضرت صلعم سے آواز سُنکر معلوم ہوتا تھا - اور احادیث صحاح
مین ہی کہ حضرت صلعم نے شب معراج مین بیت المقدس کے قریب موسیٰؑ کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا اور مسجد اقصیٰ مین خود انبیا علیہم السلام کی امامت کی
حالانکہ طبقات آسمان پر ان انبیا علیہم السلام کو پایا اور نیز بسا اوقات آنحضرت صلعم نے نماز سے سلام کے بعد حضرت موسیٰؑ کا اونٹ پر سوار
بلندی سے اُترتے ہوے بطواف خانہ کعبہ دیکھنا اور ایسے ہی دیگر انبیا کی نسبت دیکھنا بیان فرمایا ہی اور علماے حق نے اسمین تفہیم و تاویل کا
طریقہ مرعی رکھا مترجم نے اشارہ کر دیا واللہ اعلم بالصواب قال الشیخ پس شرع تو بندون پر پوشیدہ ہی یعنے اسرار ابتدا مین مخفی ہوتے ہین اور تجھ پر
مواطن قرب مین شرع کا مشاہدہ رکھنا مشاہدۂ حق مین حجاب ہو جاتا ہی چنانچہ خود حضرت صلعم نے اشارہ فرمایا انہ لیغان علی قلبی - یعنے
میرا تمھارے ساتھ مشغول ہونا میرے قلب پر غین یعنے پردہ ہو جاتا ہی جو مجکو مشاہدہ حضرت حق عز و جل سے مانع ہوتا ہی - قال المترجم
تمام حدیث کا مضمون یون ہی کہ میرے قلب پر غین آجاتا ہی اور مین اللہ تعالیٰ سے ستر بار استغفار کرتا ہون اور حدیث کو امام مسلمؒ نے
صحیح مین روایت کیا اور غین ظاہر الامر کے مانند دھندلا پن ہی یا کوئی اور معنے مراد ہون واللہ اعلم اور علما نے اسمین بہت طول کلام کیا
یہان اسکے ذکر کا موقع نہین ہی - قال الشیخ اور نیز قولہ واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ - خطاب فرمایا بمعنے آنکہ تو ہی اس امر کو جانتا ہی
کہ میری درگاہ کبریائی پاک ہی نمازیون کے وقوف سے اور میرا دریاے قدم منزہ و برتر ہی اس سے کہ وہان کسیکو دم مارنے کی مجال ہو پس
عبودیت کا مرجع تو بندون کی طرف ہی اور ربوبیت کا مرجع میری عظمت و کبریائی کی طرف ہی اور نیز قولہ فاقمت لہم الصلوۃ - یعنے تو نے
قائم کی نماز انکے واسطے پس انھین کیطرف نسبت فرمانے مین اشارہ ہی کہ تو میرے مشاہدۂ دیدار عظمت مین غرق ہی خدمت انھین کی طرف
نسبت کر دی کیونکہ آنحضرت صلعم اپنے سر باطن سے غیب مین اور غیب الغیب مین اور جلال مشاہدۂ ازلی مین غائب تھے اور یہ ایک خاص
مقام تھا جو فقط آنحضرت صلعم کو حاصل تھا اور اسیکی طرف اشارہ فرمایا - لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل - یعنے
اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجھے ایک وقت ہوتا ہی کہ اسوقت کوئی فرشتہ مقرب اور کوئی نبی مرسل وہان مجھ مین گنجائش نہین پاتا ہی قال المترجم

Marfat.com

علماے محدثین نے تصریح کردی کہ ان الفاظ سے یہ حدیث نہیں ہے اور مترجم کہتا ہے کہ معنے اسکے صحیح ثابت ہیں واللہ اعلم حسین بن
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے کوئی مقام نہیں اور نہ وہاں کوئی شہود واستہلاک در حیرت اور نہ کوئی ذہول در عظمت ایسا ہو کہ آداب شریعت
منقطع کرے اور نہ اسکا کوئی ایسا مقام ہے کہ جسمیں موحدین کو واقف کرکے شاہد شریعت کردیا ہو پس موحدین پر شریعت کا جاری کرنا دوسرے
آگاہی کے لیے ہے خود موحدین کے واسطے نہیں ہے اور اس قول کی صحت حضرت حق تعالیٰ کے اِس کلام سے ہوتی ہے کہ فرمایا واذا کنت فیہم فاقمت
لہم الصلوٰۃ چنانچہ اقامت صلوٰۃ کو انکے واسطے ادب قرار دیا اور آنحضرت صلعم خود تو عین الحصول میں تھے کہ انکا رجوع اپنے تصرفات میں غیر
حق کی طرف نہیں تھا اور اپنی سعی میں کسی غیر کو مشاہدہ نہیں کرتے تھے بعض نے کہا کہ فیہم سے اشارہ ہے کہ جب تک تو انمیں ہے تو نماز قائم ہے
اور جبھی تو اُن میں سے غائب ہوا تو صلوٰۃ میں اقامت یعنی پوری درستی نہو گی قال المترجم اسمیں شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ سخت غم
تھا کہ اب وہ نماز نہیں جو حضرت صلعم کے پیچھے پڑھتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صریح مانند اسکے اس مضمون کا موید مروی ہوا ہے فلیتذکر قولہ
تعالیٰ فاذا قضیتم الصلوٰۃ واضح ہو کہ نماز جائے خدمت و مناجات ہے پھر جب بندے نے اسکو تمام شرائط سے پورا کیا تو اسکا پھل یہ حاصل ہوتا ہے
کہ صفائی کے ساتھ دائمی یاد اسکے دل میں ہو جاوے اور یہی یاد مقام مراقبہ ومشاہدہ ہے پس حق تعالیٰ نے محصول مقام بیان فرمایا اور اسی کی
تاکید کیواسطے بڑھایا قولہ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم۔ اسمیں اشارہ ہے کہ جب تم مقام نماز سے خارج ہو تو تم کو چاہیے کہ تمام اوقات
میں ایسے رہو کہ گویا نماز میں ہو اسواسطے کہ نماز تو بعینہ یاد الٰہی ہے اور نماز کی صورت ایسا کرتی ہے کہ ذاکر کو مذکور کے نور سے اپنی طرف مشغول
رکھتی ہے اور حاصل یہ کہ جب تم الہ صلوٰۃ وعلت حکم سے خلاص پاؤ تو اپنے تمام انفاس میں مراقبہ کے ساتھ مجکو یاد رکھو اسواسطے کہ تم میرے
مشاہدہ میں ہو اور یاد کے ساتھ تمنے یاد کے اسباب سے استراحت پائی ہے پس قیام میں تمہارا یاد کرنا یہ ہے کہ میرے جلال وعظمت میں متحیر ہو
اور قعود میں تمہارا یاد کرنا یوں کہ اچانک سطوات کبریائی کی منڈ بھیر سے ساقط ہو کر حالت وجد میں ہو جاؤ اور علی جنوبکم تمہارا یاد کرنا یہ کہ دید ازل
قدم وبقا میں مضمحل ہو جاؤ پھر جب تم حالت تمکین میں ہو جاؤ اور میرے ذکر کے انوار سے بھر جاؤ تو ساحت راحت میں تم کو ابواب رخصت
واستراحت سے نکلنا چاہیے اور مقام نماز کی طرف رجوع کرو پس ربوبیت میں تمہاری آخری سیر میری عبودیت میں تمہاری ابتدا ہے پھر واضح ہو
کہ اللہ عز وجل نے اپنی خدمت کے واسطے اوقات مقرر کردیے ہیں جنمیں عظمت وکبریائی کا ظہور ہوتا ہے جس سے بندے فنا ہونے کے قریب
ہو جاتے ہیں اور اگر یہ بات دائمی ہوتی تو خلایق اسمیں جل جاتے اور سب بندے فنا ہو جاتے اور یہ تو ظاہر بات ہے کیونکر حدوث کو جلال قدم سے
مواجہہ ہو سکتا ہے اور جس نے یہ جرات کی کہ مناجات عظمت میں سرمدیت سے تعرض کیا وہ غیرت حق عز وجل سے فتور میں پڑگیا بہرحال نماز کے واسطے توایک
وقت مقرر کیا اور ذکر کے واسطے کوئی وقت نہیں مقرر کیا اسواسطے کہ ذکر تو آفتاب وچاندکی کرنیں ہیں جو غیب سے ذاکر کے اوپر پہونچتی ہیں جس سے اہل محبت
وعشق کی اور اہل توحید کی زندگی ہے لیکن یہاں ضعیف دل بستہ لوگوں کا بیان ہے واللہ اعلم **شیخ ابو عثمان** رح نے فرمایا کہ اللہ عز وجل نے جملہ عبادات کے واسطے
وقت مقرر کردیا سوائے ذکر کے کہ ذکر کرنے کا ہر حال و ہر وقت میں حکم دیا۔ استاد رح نے فرمایا کہ ظاہری وظائف سب موقت ہیں اور ذکر سے حضور قلبی دائمی ہے

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ

اور سست مت ہو کافرونکے درپے ہونیسے اگر تم ایسے ہو کہ درد اُٹھائے ہو تو وے لوگ بھی درد اٹھائے ہوئے ہیں جیسے تم درد اٹھاتے ہو اور تمکو تو اللہ تعالیٰ کی طرف ع ۱۵

مَا لَا يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا

سے وہ امید ہے جو انکو نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ داناتر اور حکمت والا ہے

Marfat.com

ونزل لما بعث صلی اللہ علیہ وسلم طائفۃ فی طلب ابی سفیان واصحابہ لما رجعوا من احد فشکوا الجراحات اور جب احد کی لڑائی سے واپس ہوکر حضرت رسول اللہ صلعم نے ایک گروہ اہل ایمان کو کفار مکہ وابوسفیان واسکے ساتھیونکے تلاش کرنے پر آمادہ کیا اور انھوں نے شکایت کی کہ ہم بہت مجروح زخمی ہین تو نازل ہوا۔ وَلَا تَهِنُوا تضعفوا۔ اور مت ضعیف ہو۔ فِي ابْتِغَاءِ طلب۔ تلاش کرنے مین۔ الْقَوْمِ۔ الکفار لتقاتلوہم۔ قوم کافرون کے ف تاکہ اُنسے لڑو۔ اور مراد کافرون سے کفار مکہ ہین اگرچہ لفظ عام ہی۔ حاصل آنکہ راہ خدا مین جہاد کرنے کے لیے کافرونکی تلاش مین ضعیف مت ہو۔ اِنْ تَكُونُوا تَاْلَمُونَ تجدون الم الجراح۔ اگر تم متالم ہو یعنے زخمی ہونیکا درد پاتے ہو۔ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُونَ كَمَا تَاْلَمُونَ۔ ای مثلکم ولا یجبنون عن قتالکم۔ تو وی بھی دردناک ہین جیسے تم دردناک ہو حاصل آنکہ وی بھی تمھارے مثل ہین حالانکہ وی تمھاری لڑائی سے تجبن یعنے نامردی نہین کرتے ہین پس تم بھی مت ضعیف ہو بلکہ تم کو انسے زیادہ رغبت چاہیے اسلیے کہ۔ وَتَرْجُونَ۔ انتم۔ تم امید رکھتے ہو مِنَ اللّٰهِ من النصر والثواب علیہ۔ اللہ تعالی کیطرف سے ف نصرت وثواب کی اپنے جہاد کرنے پر۔ مَا لَا يَرْجُونَ ہم فانتم تزیدون علیہم بذلک فینبغی ان تکونوا ارغب منہم فیہ۔ جو امید وہ لوگ نہین رکھتے ہین پس تمکو انپر اس بات مین زیادتی حاصل ہی تو چاہیے کہ تم اُنسے زیادہ لڑائی مین رغبت کرو وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا بکل شیٔ یعنے علیم ہی ہر چیز کا خواہ کلی ہو یا جزئی ہو کبھی اور کیسی ہی ہو خواہ کسی نے چوری چھپے رات و دن خواہ ظاہر و باطن کیسی ہی کی ہو۔ حَكِيْمًا۔ فی صنعہ۔ جو اسنے کیا ہی تمام حکمت سے ہی پھر آگے ایک ایسے شخص کا قصہ بطریق معجزہ بیان فرمایا جسنے چوری کی اور بندون پر ظاہر نہین ہوئی وہ اللہ تعالی نے کھولدی اور اسمین بڑی حکمت ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ

ہمنے اُتاری کتاب تجپر حق کے ساتھ تاکہ تو حکم کرے لوگونکے درمیان اُسکے ساتھ جو دکھلایا تجھے اللہ نے اور مت ہو تو دغابازون کی طرف

خَصِيْمًا ۙ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ

جھگڑنے والا اور بخشش مانگ اللہ سے بیشک اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہی اور مت جھگڑ ان لوگون کی طرف سے جو اپنے

اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۚ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ

جی مین دغا رکھتے ہین اللہ تعالی کو خوش نہین آتا جو دغاباز گنہگار ہو چھپتے ہین لوگون سے اور نہین چھپتے ہین

مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ○

اللہ سے اور وہ انکے ساتھ ہی جب رات کو سوچ کر بناتے ہین ایسی بات جس سے وہ راضی نہین اور جو کچھ وہ لوگ کرتے ہین سب اللہ تعالی کے قابو مین ہی

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا قف فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

دیکھو تم لوگ جھگڑے انکی طرف سے دنیا کی زندگی مین سو کون جھگڑیگا اللہ تعالی سے انکی طرف سے قیامت کے دن

اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ

یا کون ہوگا انکا کام بنانے والا اور جو کوئی کچھ گناہ کرے یا اپنی جان کا برا کرے پھر اللہ تعالی سے بخشش مانگے تو پاوے اللہ تعالی کو

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○

بخشنے والا مہربان اور جو کوئی کماوے گناہ سو وہ اپنی ہی جان پر کماتا ہے اور اللہ سب جاننے والا حکمت والا ہی

ع ۱۶ ۸ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ○

اور جو کوئی کماوے تقصیر یا گناہ پھر اسکا طوفان لگاوے کسی بے گناہ کو سو اُسنے سر دھرا بہتان اور صریح گناہ

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ

اور اگر نہوتا تجپر فضل اللہ تعالیٰ کا اور اسکی مہر تو قصد کیا ہی تھا ایک جماعت نے انمین سے کہ تجکو بہکا دین اور بہکا نہین سکتے

اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ

مگر اپنے آپ کو اور تیرا کچھ بگاڑ نہین سکتے اور اللہ تعالیٰ نے نازل کی تجپر کتاب اور کام کی بات اور تجکو سکھا

مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

جو تو نہین جان سکتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا فضل تجپر بہت بڑا ہے

نزل اربعة

وسرق طعمة بن أبيرق درعًا وخبأها عند يهودي فوجدت عنده فرماه طعمة بها وحلف انه ما سرقها فسال قومه النبي صلعم ان يجادل عنه ويبرئه فنزل

جاننا چاہیے کہ مفسر رح شان نزول موافق بیان معالم وغیرہ کے یہ ذکر کیا کہ طعمہ بن ابیرق نامی ایک شخص نے جو زبان سے اسلام کا اقرار کرتا تھا ایک زرہ چرائی اور اسکو ایک یہودی کے پاس جسکا نام زید تھا چھپادی پھر زرہ مذکورہ اسی یہودی کے پاس پائی گئی پس طعمہ نے اسی کو چوری لگائی اور قسم کھا گیا کہ مین نے یہ زرہ نہین چرائی ہی پھر طعمہ کی قوم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ مجادلہ کرین طعمہ کی طرف سے اور اسکو بری کرادین ورنہ وہ سخت بدنام ہوکر تباہ ہوگا اور حضرت صلعم نے یہ قصد بھی فرمایا تب یہ کلام نازل ہوا رواہ ابن مردویہ من طریق العوفی عن ابن عباس واستغربہ ابن کثیر اور امام ترمذی وابن جریر نے من طریق محمد بن اسحاق عن عاصم بن عمر بن قتادہ عن ابیہ عن جدہ قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ روایت کیا کہ ہم مین سے ایک گھر والے بنو ابیرق کہلاتے تھے انکے نام بشر وبشیر ومبشر تھے اور بشیر انہین سے مرد منافق تھا جو اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہجو مین شعر کہتا مگر منسوب کردیتا کہ فلان عرب نے یہ شعر کہا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم جب یہ شعر سنتے تو کہتے کہ یہ شعر اسی خبیث کا کہا ہوا ہی یا شاید ایسا ہی ہو جیسا یہ کہتا ہی اور یہ بنو ابیرق زمانہ جاہلیت مین اور نیز اسلام مین بھی فقیر ومحتاج لوگ تھے اور لوگون کی غذا مدینہ مین جو اور چھوارے تھے ہان اگر کسیکو آسودگی ہوتی اور ملک شام سے گیہون کی لادی آتی تھی تو وہ اسمین سے بقدر وسعت خرید لیتا اور وہ مخصوص خود ہی کھاتا اور عیال واطفال وہی جو اور چھوارے کھاتے رہتے چنانچہ شام سے گیہون کی لادی آئی اور میرے چچا رفاعہ بن زید نے گیہون کی ایک گون خرید کر اپنی بخاری مین بھردی اور اسمین ہتھیار وزرہ وتلوار بھی تھی پھر ایک رات اس بخاری کی چھت نیچے کی طرف سے کاٹی گئی اور سیند لگا کر اسمین سے ہتھیار وطعام نکالا گیا۔ پھر صبح کو میرے چچا رفاعہ رض نے مجھسے آکر بیان کیا کہ بھتیجے آج رات ہماری بخاری مین سیند لگا کر طعام وہتھیار ہمارے چوری گئے پس ہمنے یہ سنکر تمام احاطہ مین تلاش وجستجو کی تو ہمسے کہا گیا کہ رات ہمنے بنو ابیرق کو آگ روشن کرتے دیکھا تھا اور جہانتک ہم دیکھتے ہین ہماری رائے مین وہین روشنی تھی جہان سے تمہارا اناج گیا ہی اور بنو ابیرق بھی ہمسے کہہ چکے تھے کہ ہم بھی احاطہ مین دریافت کرتے اور پتہ لگاتے ہین تو انھون نے ہمسے آکر کہا کہ واللہ ہم جان گئے کہ تمہارا چور وہ لبید بن سہل ہی۔ اور یہ شخص لبید ہم مین سے مرد صالح مسلمان تھا چنانچہ جب اُسنے یہ سنا تو تلوار کھینچکر ان لوگون پر آیا اور کہا کہ ہان مین چوری کرونگا قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ یا تو تم اس چوری کو ثابت کرو ورنہ مین یہ تلوار تم مین پیوست کرونگا۔ یہ سنکر کہنے لگے کہ بھائی تو ہمسے الگ رہ تو چور نہین ہی پھر ہمنے احاطہ مین پتا لگایا یہانتک کہ ہمکو شک نہین رہا کہ چوری کرنے والے وہی بنو ابیرق ہین پس مجھسے میرے چچا نے فرمایا کہ بھتیجے اگر تو رسول اللہ صلعم سے جاکر اسکو بیان کرتا تو خوب تھا پس مین رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ ہم مین سے ایک گھر والون نے یہ ظلم برپا کیا کہ میرے چچا رفاعہ بن زید کا طعام اور ہتھیار سیند دیکر چرا لئے سو وہ ہمارے ہتھیار پھیر دین اور رہا اناج تو اسکی ہمکو حاجت نہین ہی پس نبی صلعم نے

Marfat.com

تمہارے دین میں ہوں اسمین حکم کرتا ہون پھر جب بنو ابیرق نے سنا تو اپنوں میں سے ایک شخص اسید بن عروہ کے پاس مجتمع ہوے اور احاطہ والے بھی بعضے بعضے
لے اور بنو ابیرق نے اسید بن عروہ سے اس بارہ میں گفتگو کی اور آکر حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قتادہ بن النعمان و اسکے چچا رفاعہ نے یہ حرکت
کی ہو کہ ہم میں سے ایک گھر والے نیک مسلمانوں کو بدون گواہوں و ثبوت کے چوری لگاتے ہیں پھر میں نے رسول اللہ صلعم سے اس بارہ میں گفتگو کی
تو آپنے فرمایا کہ تو نے ایک گھر کے لوگوں کو جنکا مسلمان صالح ہونا بیان کیا جاتا ہی بدون گواہوں و ثبوت کے چوری لگائی پس میں لوٹ آیا اور تمنا کرتا تھا کہ
کاش میں نے کسیقدر مال سے درگذر کرتا اور میں نے رسول اللہ صلعم سے اس بارہ میں گفتگو نکی ہوتی پھر میرا چچا رفاعہ میرے پاس آیا اور مجھسے پوچھا کہ بھتیجے تو نے کیا کام کیا پس
میں نے انکو وہ خبر دی جو مجھسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا تو میرے چچا نے کہا واللہ المستعان ہم اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتے ہیں پھر بہت دیر نہیں گذری تھی کہ
قرآن مجید نازل ہوا تب رسول اللہ صلعم ہتھیار لیے ہوے تشریف لائے اور دیدیے جب میں اپنے چچا رفاعہ کے پاس لیکر آیا جو زمانہ جاہلیت ہی میں اندھے ہوگئے تھے
یا کہا کہ انکو تنیا بند ہوگیا تھا ابو عیسیٰ کو اس لفظ میں شک پڑگیا ہی کہ راوی نے کیا فرمایا تھا۔ بہرحال قتادہؓ نے کہا کہ ہم یہ جانتے تھے کہ انکا اسلام مدخول ہی پھر جب ہتھیار لیکر
میں اُنکے پاس آیا تو اُنھوں نے مجھسے فرمایا کہ بھتیجے یہ ہتھیار اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہیں تو میں جان گیا کہ اُنکا مسلمان ہونا سچے دل سے درست ہی تا آخر حدیث
وقد رواہ ابن المنذر وغیرہ إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ۔ القرآن۔ ہمنے تجھپر کتاب اُتاری یعنے قرآن۔ بِٱلْحَقِّ۔ حق کے ساتھ ہمنے اُتارا۔ لِتَحْكُمَ بَيْنَ
ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ تاکہ تو لوگوں کے درمیان وہ حکم کرے جو اللہ نے قرآن میں تعلیم کیا ف حاصل یہ کہ ہمنے تجھپر قرآن اُتار دیا ہی کہ اسکے موافق لوگوں میں
حق حکم دے جیسا کہ قرآن میں تعلیم کیا یہاں حکم یقینی کو بوجہ قوی ظہور کے بمنزلہ آنکھ سے دیکھنے والی چیز کے قرار دیا۔ اور عمرؓ سے روایت ہی کہ کوئی تم میں سے یوں
نہ کہے کہ قضیت بما ارانی اللہ تعالیٰ میں نے وہ حکم دیا جو مجھے اللہ تعالیٰ نے دکھلایا۔ ھ۔ یوں نہ کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا دیکھنا فقط اپنے نبی
صلعم کیواسطے رکھا تھا پس یہ چاہیے کہ اپنی رائے سے کوشش کرے اور رسول اللہ صلعم کی طرف سے جو رائے تھی وہ بھی صواب تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ
آپکو دکھلاتا تھا اور ہم میں سے کوئی ہو اُسکی رائے تو ظن ہوگی علم یقینی نہوگی۔ واضح ہو کہ اسمین دلیل ہی کہ حضرت صلعم جو حکم کرتے وہ وحی الٰہی سے
ہوتا تھا۔ بعضے عالموں نے دھوکا کھایا جب کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اجتہاد کرتے تھے (گمان غالب ۱۲)۔ یہ خطا ہی بلکہ جو آپ نے دیکھا وہ حق دیکھا اور
وہی اللہ تعالیٰ کو حکم دینا منظور تھا۔ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا۔ اور تو چوروں کے واسطے جھگڑا مت کیجیو ف جیسے
طعمہ وغیرہ نے تجھے دھوکا دینا چاہا پس حکم عام ہے اسیواسطے بلفظ جمع فرمایا اگرچہ نزول فقط طعمہ کے حق میں مذکور ہوا یا کہا جاوے
کہ طعمہ مع اسکی قوم کے مراد ہیں کیونکہ قوم والوں نے جب اسکے بری ہونے پر گواہی دی اور اسکی طرف سے جھگڑے تو خیانت کے گناہ
میں اسکے شریک ہوے (السراج) اور حاصل آنکہ تو خائنوں کی طرف سے مخاصمت مت ہو۔ وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ۔ اور استغفار کر
اللہ تعالیٰ سے ف یعنے یہ جو تو نے قصد کیا تھا کہ طعمہ کی طرف سے مخاصمت کرے اور اسکی بریت کرے اس قصد سے استغفار کر اسلیے کہ یہ
قصد بھی تیرے بزرگ مرتبہ کے لائق نہیں ہی۔ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہی ف اور اسمین دلالت ہی کہ
کسی کو دوسرے کی طرف سے مقدمہ نالش وغیرہ میں وکالت و خصومت کرنا روا نہیں تا وقتیکہ یقین نجانے کہ یہ شخص سچا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فقط
قصد پر آنحضرت صلعم کو استغفار کا حکم دیا اور مفسرؒ کی تقریر سے بعضے احمقوں کا یہ شبہہ بھی رفع ہوا جو کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام سے
گناہ صادر ہونا ممکن بلکہ واقع ہی جبھی تو آنحضرت صلعم کو استغفار کرنیکا حکم دیا تھا اور جواب ظاہر ہی کہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ
بچاتا ہی جیسا کہ آخر ان آیات سے واضح ہوگا اور یہاں تو حضرت صلعم کو فقط قصد سے استغفار کا حکم دیا۔ اور ترمذی و ابن جریر کی حدیث مذکورہ
بالا میں ہی کہ قولہ ولا تکن للخائنین خصیما۔ اسمیں خائنین سے بنو ابیرق مراد ہیں۔ اور قولہ واستغفر اللہ۔ یعنے استغفار کر اس بات سے جو تو نے

Marfat.com

قتادہ بن النعمان کو فرمائی تھی کہ تونے بغیر گواہ ہونکے ایسے لوگونکو چوری لگائی جو مسلمان مشہور ہین دو۔ حالانکہ ... جو اپنے آپ کو چھپاتے تھے لہذا فرمایا۔ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ یجوزوا بالمعاصی ان وبال علیہم۔ اور جدال مت کیجیو ایسے لوگونکی طرف سے جو خیانت مین پھنساتے ہین اپنی جانون کو ف گناہونکے مرتکب ہوکر اسواسطے کہ خیانت کا وبال انھین کی جان پر ہو پس انجام کار کی راہ سے اُنھون نے خود اپنی جانونکے حق مین خیانت کی۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا۔ کثیر الخیانۃ۔ أَثِيمًا۔ اللہ تعالیٰ نہین پسند کرتا بہت چور سخت گناہگار کو ف اللہ تعالیٰ کے دوست نہ رکھنے کے معنے یہ ہین کہ اُنکو سزا دیگا اگر کہا جاوے کہ قولہ لا تجادل۔ صیغۂ نہی ہی پس کیا حضرت صلعم سے جدال صادر ہوا جس سے ممانعت فرمائی تو جواب کہ نہی کے واسطے صدور کی ضرورت نہین ہی جیسے تو زید سے منع کردے کہ جب سے میرے نوکر ہو نا تب سے خیانت کبھی نہ کرنا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب تو نبی صلعم کو ہی مگر مراد آپ کی امت والے ہین اور اسمین شک نہین کہ حکم ہم لوگو نپر بھی جاری ہی کہ چورون کی طرف سے خصومت نہ کرین۔ اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کو استغفار کا بھی حکم ہوا تو جواب یہ کہ نبوت کے بعد انبیا علیہم السلام کا استغفار تین طرح کا یا تو ایسی لغزش سے جو نبوت سے پہلے واقع ہوئی اگرچہ وہ گناہ شرعی نہو یا اُنکی امت کے لیے استغفار رہی یا استغفار کے معنے حکم شرعی کی فرمانبرداری اور یہی تفسیر یہان اقرب ہین (السراج) اگر کہا جاوے کہ خوانًا اثیمًا صیغۂ مبالغہ فرمایا۔ تو جواب یہ کہ ہان اللہ تعالیٰ کو طعمۂ مذکور سے خیانت و گناہ مین افراط کا علم تھا۔ اور بعض نے کہا کہ جب کسی گناہگار کا پردہ فاش ہو تو جان لینا چاہیے کہ اسکے اوپر اس گناہ کے سوا بھی گناہ لدے ہوے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک دو مرتبہ مین کسی کا پردہ فاش نہین کرتا ہی اور حضرت عمرؓ سے روایت ہی کہ اُنھون نے ایک چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اُسکی مان روتی آئی اور کہا کہ یہ پہلی مرتبہ ہی آپ اُسکو معاف کرین تو عمرؓ ایسی سفارش سے ناراض ہوے اور یہ بھی فرمایا کہ تو جھوٹی ہی اسلیے کہ اللہ تعالیٰ پہلے مرتبہ گناہ کرنے پر بندہ کو نہین گرفتار کرتا ہی (المعالم وغیرہ) اور مترجم کہتا ہی کہ اول مرتبہ گناہ پر ماخوذ ہونے کے واسطے مرفوع حدیث صحیح بھی شاہد ہی۔ روایت ہی کہ طعمہ مذکور مکہ کو مرتد ہوکر بھاگ گیا اور وہان کسی کی متاع چرانے کو دیوار مین سیند لگائی اور ایک پتھر اسپر گرا جس سے وہ کافر مرگیا اور آگے اسکے متعلق حال آویگا۔ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ۔ طعمہ و اسکی قوم والے لوگون سے شرم کر نیکو چوری چھپانی چاہتے ہین وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ۔ اور اللہ تعالیٰ سے حیا نہین کرتے۔ وَهُوَ مَعَهُمْ بعلمہ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ انکے ساتھ ہی یعنے علم الٰہی ہر جگہ ہر وقت ہر دم انکو گھیرے ہوے ہی پس پہلے اُسی سے شرم چاہیے ہی چنانچہ طعمہ وغیرہ کے خفیہ مشورہ سے آگاہ کردیا بقولہ تعالیٰ۔ إِذْ يُبَيِّتُونَ۔ جبکہ رات مین پوشیدہ گڑھتے ہین۔ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ۔ ایسی بات جس سے وہ راضی نہین ہی ف چنانچہ طعمہ وغیرہ نے یہ تجویز گڑھی کہ جھوٹی قسم کھا دین کہ اُسنے چوری نہین کی اور یہودی کو چوری کا بہتان لگا دین پس اللہ تعالیٰ نے اپنے علم محیط سے انکے خفیہ مشورہ پر مطلع فرمایا اگر کہا جاوے کہ تدبیر تو دل کی پوشیدہ بات ہی اسکو قول فرمایا تو جواب یہ ہی کہ جب اُسنے اپنے جی سے ایسی باتین کین تو مجازًا قول کہا گیا۔ (الکشاف) اور ظاہر یہ ہی کہ تبییت تو یہ تدبیر تھی اور غیر مرضی قول یہ تھا کہ صبح کو جھوٹی قسم کھائی پس اللہ تعالیٰ نے ابتدا سے انتہا تک خبر غیب بھی فرمائی وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی جو وہ کرتے ہین ف مدارک مین فرمایا کہ لوگون کو نصیحت کے لیے یہ آیت کریمہ کافی ہی کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے فعل پر آگاہ دیکھین کہ کوئی پردہ نہین اور کچھ پوشیدہ نہین لہذا شرم سے سرنیچا کرین ... سے معلوم ہو چکا کہ طعمہ کی قوم نے اسکی طرف سے جدال کیا تھا تاکہ وہ بری ہو اور ایک یہودی مظلوم اسمین پھنس جاوے پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماکر چورون بدکارون کی طرف سے جدال کرنے سے عمومًا سب کو منع کیا جسمین طعمہ کی قوم کو بھی نصیحت ہوگئی پھر خاص کر طعمہ کی ...

Marfat.com

حرکت پر جھگڑا کا بقولہ تعالیٰ۔ هَآ اَنْتُمْ۔ یا۔ هٰٓؤُلَآءِ۔ خطاب لقوم طعمہ یعنے ہا حرف تنبیہ ور انتم مبتدا اور جادلتم اسکی خبر اور درمیان مین ہولاء منادی بحذف حرف ندا معترضہ ہی اور یہ خطاب ہی قوم طعمہ کو جنہون نے اسکی طرف سے مجادلہ کیا تھا کہ ای لوگو تم سنو۔ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔ تمنے خصومت کی ان چورون کی طرف سے دنیا مین ف یعنے خبردار رہوا ی لوگو جنہون نے طعمہ و اسکے مانند بدکارونکا ساتھ دیکر دنیا مین طعمہ جیسے بدکارون کی طرف سے جھگڑا کر لیا تو یہ بے ثبات زندگی مین کیا مفید ہوگا۔ فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ اذا عذبہم۔ پھر کون مجادلہ کر سکیگا انکی طرف سے قیامت کے دن ف جبکہ اللہ تعالیٰ انکو عذاب کریگا۔ یعنے کوئی ایسا نہین کر سکتا ہی۔ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا۔ یا کون انکے امر کا متولی ہوگا اور انسے برائی کو دفع کریگا اور حاصل آنکہ دنیا تو چند روزہ بے ثبات ہی اور اصلی جزا و سزا کا گھر آخرت ہی تو وہان کون اُنکا متولی ہوگا یا عذاب سے چھڑا دیگا۔ یعنے کوئی ایسا نہین کہ یہ بات کر سکے خطیبؒ نے لکھا کہ بالاتفاق یہان رسم الخط مین۔ اَم و مَن۔ جدا لکھے جاوین (س) اگر کہا جاوے کہ اَم یہان کیونکر ہی تو علامہ تفتازانی نے فرمایا کہ ام کے بعد جب اسم استفہام ہو تو وہ بمعنے بل ہوتا ہی نہ متصلہ ہوتا ہی نہ منقطعہ (المعنے) بلکہ کون ہی جو بدکارون کی طرف سے وکالت کر سکے۔ اور صاحب مغنیؒ نے کہا کہ ام منقطعہ کے معنے اضراب ہوتے ہین پھر کبھی تو فقط اضراب ہی کے معنے مین ہوتا ہی اور کبھی باوجود اضراب کے استفہام انکاری کو بھی متضمن ہوتا ہی جیسے یہان ہی پھر واضح ہو کہ طعمہ و اُسکی قوم نے کئی طرح سے بدکاریونکو جمع کر لیا اول چوری کی۔ دوم یہودی بیگناہ کو ... سوم جدال کیا۔ چہارم سب سے بڑھکر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دینا چاہا اور یہ کمال بے ادبی و بے ایمانی و بے شرمی ہی لہذا اللہ تعالیٰ نے اسطرح اسکا پردہ فاش کر دیا۔ ورنہ گنہگار کے واسطے ندامت و پردہ پوشی و مغفرت عام ہی چنانچہ فرمایا۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا۔ اور جس ... کوئی بدکاری کی ف جس سے دوسرے کو بدی پہونچائی۔ اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ۔ یا اپنی جان پر ظلم کیا۔ ف اُسکی بدکاری ... ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ۔ پھر اُس سے اللہ تعالیٰ کی جناب مین بخشش مانگی۔ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ ... پاویگا ف اللہ تعالیٰ اسکی بخشش فرماویگا۔ پھر سوء سے مراد گناہ ہی اور یظلم نفسہ بھی گناہ ہی حالانکہ بحرف او عطف ... نے سوء سے صغیرہ گناہ اور ظلم نفس سے کبیرہ گناہ مراد لیا اور محققین نے سوء سے ایسا گناہ لیا جسکا اثر دوسرے شخص کی طرف بھی ... بقرینۂ ظلم نفس کے کہ فقط اُسی کے نفس پر وبال مقصور رہا اور اسیکو مفسرؒ نے اختیار کیا پس معنے کلام کے مع تفسیر یون ہین کہ اور جسنے کیا کوئی یعنے ایسا گناہ جس سے غیر شخص کو برائی مین ڈالا۔ جیسے طعمہ مذکور نے چوری کی تہمت ایک یہودی کو لگائی یا جسنے ظلم کیا اپنے نفس پر یعنے ایسے بدکام سے کہ جو اُسی کے نفس تک رہا جیسے کسی وقت کی نماز کسی جاہل نے چھوڑ دی۔ پھر ... چاہے کسی قسم کا گناہ ہو استغفار کیا اللہ تعالیٰ سے یعنے بخشش مانگی اِس گناہ سے اور توبہ کی تو پاویگا اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا اپنے گناہ کا اور رحمت کرنے والا اپنے اوپر۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اسمین اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو اپنے حلم و عفو و کرم و رحمت و مغفرت سے آگاہ فرمایا کہ جسنے صغیرہ یا کبیرہ کیسا ہی گناہ کیا پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی تو اللہ تعالیٰ اسکو بخشتا اور بڑھکر یہ کہ اسپر رحمت فرماتا ہی اگرچہ بخشش مانگنے والے کے گناہ آسمان و زمین و پہاڑون سے بڑے ہون۔ اور ایسا ہی احادیث صحاح سے بھی ثابت ہی۔ اور اس آیت مین طعمہ و اسکی قوم کو استغفار کی رغبت دلائی ہی اور اسمین دلیل ہی کہ استغفار سب قسم کے گناہون سے مقبول ہی۔ اور واضح ہو کہ ظاہر آیت سے تو ثابت ہوتا ہی کہ فقط مغفرت مانگنے سے گناہ بخشے جاتے ہین لیکن آیات و احادیث سے علما نے ثابت کیا ہی کہ استغفار کے ساتھ توبہ بھی چاہیے۔ یعنے شرمندہ ہونا گناہ پر اور اس سے رجوع کرنا اور عزم کر لینا کہ پھر ایسا گناہ نہ کرونگا اسیواسطے مفسرؒ نے قولہ ثم یستغفر اللہ کی تفسیر مین توبہ کی قید لگائی یعنے استغفار بطریق توبہ ہو اگر کہا جاوے

کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ من یعمل سوء یجز بہ۔ یعنے جسنے کوئی برائی کی اُسکی سزا دیا جائیگا تو جواب [illegible]
استغفار نہ کیا ہو اور دوم آنکہ ابوالدرداءؓ سے روایت ہی کہ قولہ من یعمل سوء یجز بہ کو اس آیت یعنے قولہ ومن یعمل [illegible]
کما ذکرہ فی السراج اور مترجم کہتا ہی کہ جواب اول اصح ہی اور نسخ یہان توجہ وعید ہونیکے نہین بنتا اسلیے کہ نسخ تو فقط امر و نہی کے [illegible]
اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے غفور و رحیم دونون فرمائے پس غفور تو اسکے استغفار پر ہی اور رحیم کی حکمت بیان کرو۔ تو جواب یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ عزوجل [illegible]
طرف سے اکرام ہی چنانچہ صحیح حدیث قدسی مین ثابت ہوا کہ حق عزوجل نے فرمایا کہ جو مجھسے ایک بالشت نزدیکی مانگتا ہی مین کرم سے اُس سے ایک [illegible]
نزدیک ہوتا ہون اور جو ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہی مین اُس سے دو ہاتھ نزدیک ہوتا ہون اور جو پاؤن پاؤن چلکر میری طرف آتا ہی مین قدم
کی دوڑ سے اس سے نزدیک ہوتا ہون کما رواہ البخاری وغیرہ اور معنے حدیث کے یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف رجوع لانیوالے بندونکو
اپنے کرم اور کمال رحم سے آگاہ فرمایا کہ بندہ تھوڑا قصد کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ اُسپر دونا اور زائد رحم فرماتا ہی حتی کہ اُسکو مقرب بندہ بنا لیتا ہی چنانچہ
دیکھو یہان بندہ نے استغفار کیا اسکے صلہ مین مغفرت اور رحمت دو چیزین ملین۔ اور واضح رہے کہ جس بندے نے ایسا گناہ کیا ہی جس مین کسی کا
حق لگا ہوا ہی تو استغفار سے اللہ تعالیٰ اپنا خالص گناہ معاف فرمائیگا اور جسقدر حق اسمین دوسرے بندے کا لگا ہوا ہی اسکا مواخذہ باقی رہیگا
لیکن یاد رکھو کہ جب اللہ تعالیٰ عزوجل مہربان ہی اور بندہ نے اگرچہ کرورون گناہ کے بعد استغفار اور نیک کام کیے جو پروردگار تعالےٰ کی
رضامندی کے لائق ہین تو امید ہی کہ وہ دوسرے بندے کو اُسکے حق کے عوض انعام و اکرام دیکر رضامند کراوے اور یہ حدیث سے ثابت ہوا ہی اور
پہلے مذکور ہو چکا فتذکر۔ بالجملہ بندونکے اوپر تو یہی امتحان رکھدیا گیا ہی کہ وے اپنی نیت سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کماتے ہین یا ناراضی کماتے
ہین جو کچھ کماوین وہ انکے واسطے ہی اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر بہت حکمت کاملہ کے ساتھ صواب و حق ہی بندہ اسکو نہین پہونچ سکتا وہ تو اپنے
ہاتھون کو دیکھے چنانچہ فرمایا۔ وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا۔ ذنبا۔ اور جسنے کوئی گناہ کمایا۔ فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ تو بات یہی ہے کہ اپنی ذات
کے واسطے اسنے کمایا **ف** کیونکہ اسکا وبال تو اُسی پر ہے اس سے کسی دوسرے کو ضرر نہیں ہی۔ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا
اور اللہ تعالیٰ اپنی صنعت مین علیم حکیم ہے **ف** یعنے کمال علم اور کمال عقل کے ساتھ اُسنے ایجاد فرمایا پس بندے کے کمانے پر
جو اللہ تعالیٰ نے تاثیر دی کہ وہ کام ہوگیا تو یہ اسکی حکمت و صنعت کاملہ ہی اسکے بھید کو کوئی بندہ نہین پہونچ سکتا پس اسکے پیدا کرنے اور
تاثیر دینے مین سوائے خوبی کے کچھ عیب نہین ہی اور بُرائی تو اسی بندے کی طرف ہے جسنے کمایا اور قرطبیؒ نے فرمایا کہ کسب وہ ہی جس سے آدمی اپنی
ذات کی طرف کوئی نفع کھینچ لاوے یا کچھ ضرر دور کرے اسیواسطے اللہ تعالیٰ کے افعال پر یہ لفظ صادق نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہی بدون
غرض نفع یا دفع ضرر ہی۔ اگر کہا جاوے کہ بسا اوقات آدمی فعل گناہ سے دوسرے کو ضرر پہونچاتا ہی تو اسکی بدکاری کا وبال اسی پر کیونکر ہوا جواب
یہ کہ دوسرے کو ضرر پہونچانے مین اپنے واسطے کچھ بھلائی نہین پائی بلکہ اسکا وبال خود اپنی جان پر اُٹھا دیا اور دوسرے کے حق مین دیکھا جاوے کہ
حق شرعی کیونکر ہی پس اگر غیر کو تعلق نہو تو یہی عاصی ہے ورنہ وہ بھی اپنے حق مین بدکار ہی اور ایک کا گناہ دوسرے پر نہین مثلاً اگر مرد کی جورو
نے اسپر نوحہ کیا اور وہ اپنی زندگی مین اسپر راضی تھا تو شرعًا اسنے گناہ کیا پس نوحہ زوجہ سے مردے پر بھی عذاب ہوگا کیونکہ وہ مانع نہوا مگر کوئی دوسرے
کا گناہ نہین اُٹھاتا کما قال تعالیٰ ولا تزر وازرة وزر اخری۔ یعنے کوئی نفس دوسرے کا گناہ نہین اُٹھاتا ہی **مسئلہ** اس زمانہ مین میت
کے لوگ مال و متاع حافظون ملاؤن کو دیتے ہین کہ میت کے عمر بھر کے گناہ تم اُٹھاؤ اور یہ مال تمکو اسکا عوض ہی۔ اور وہ لوگ لے لیتے ہین
تو یہ باطل ہی۔ رہا مال واپس لیا جاوے یا نہین تو حکم مین تفصیل ہی اگر انھون نے اسی طور پر کہا جو مذکور ہوا تو وارثون کو اختیار ہے [illegible]

چاہین مال واپس کرلین سو اگر مال بطور خیرات دیا ہو تو واپس کرنا روا نہین اور اگر میت کی نماز و روزہ کی قضا کا کفارہ دیا ہو باین طور کہ مسکینون کو میت کی ہر قضا رنماز کا کفارہ و ہر قضا روزے کا کفارہ میت کی وصیت سے دیا تو تہائی مال تک لازم ہی اور باقی زائد مین وارثون کا احسان ہی اور ادا ہو جائیگا اور اسیطرح اگر میت کے بلا وصیت وارثون نے دیا تو بھی یہی حکم ہے واللہ تعالیٰ اعلم - اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم الآیۃ - یہ گمراہ کرنیوالے اپنے بوجھ لادینگے اور اپنے بوجھ کے ساتھ مین بہت بوجھ لادے ہونگے - ھ اور حدیث صحیح مین ثابت ہی کہ قیامت مین بعضے گنہگار مومنون کے پہاڑ برابر گناہونکو اللہ تعالیٰ یہود و نصاری پر لادیگا تو جواب یہ ہی کہ دوسرون کو گمراہ کرنیکا عذاب قیامت تک اُنپر لادا جاویگا اور تحقیق اسکی آیت مذکورہ کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگی - یہ سب جو آیت مین مذکور ہوا بندہ اپنی بدکاری سے اُٹھاتا ہے اور اگر اسنے اپنی بدکاری سے دوسرے کو بُرائی پہونچائی تو اسکو بیان فرمایا - وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيْٓئَةً ذنبا صغیرا یعنے خطیئہ سے مراد یہان صغیرہ گناہ ہی اور سلح مین کہا کہ جو عمداً نہو یعنے جسمین چوک گیا اور یہ بحسب لغت ادفق ہی جیسے اول بحسب معنے ارجح ہی - اور شیخ ابن جریر رح نے فرمایا کہ خطیئہ تو عمداً و بلا عمد دونون طرح ہوتا ہی بخلاف اثم کے کہ وہ فقط عمداً گناہ ہی اور بعض نے کہا کہ خطیئہ سے محض اللہ کا گناہ مراد ہی اور قولہ - اَوْ اِثْمًا - سے بندے پر ظلم ملا ہوا اور بعض نے کہا کہ اول سے مختص بذات خود اور دوم سے متعدی مراد ہی اور مفسر رح نے اول سے گناہ صغیرہ اور دوم سے گناہ کبیرہ کی تفسیر کر مرجح رکھی ہی بالجملہ جسنے گناہ صغیرہ یا کبیرہ کیا - ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا - منہ پھر پھینک مارا اس گناہ کے ساتھ بری کو یعنے ایسے شخص کو جو اُس گناہ سے بری ہے اسکے ذمہ لگا دیا - فَقَدِ احْتَمَلَ - تحمل - تو اسنے خود اُٹھالیا - بُهْتَانًا - بہتان کو بسبب سکے کہ جو پاک تھا اُسکو طوفان لگایا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا - اور اُٹھایا گناہ مبین یعنے کھلا گناہ بسبب اپنے ہاتھون کمانے کے - پس ظاہر ہوا کہ صغیرہ گناہ سے بھی اگر دوسرے پاک کو بہتان لگاوے تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا کیونکہ اسنے جھوٹ بہتان باندھا ہی جسسے دوسرا بری و پاک ہی وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ - یا محمد وَرَحْمَتُهٗ - بالعصمۃ - یعنی یہ خطاب محمد صلعم کو ہی اور رحمت اسطرح کہ آنحضرت صلعم کو طعمہ مجرم کی طرف سے مخاصمہ کرنے سے معصوم و محفوظ رکھا - (المعنی) اور اے محمد اگر تجھپر اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت نہوتی تو لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ من قوم طعمۃ - طعمہ کی قوم والونمین سے ایک گروہ نے یہ قصد کیا تھا کہ - اَنْ يُّضِلُّوْكَ - تجکو بھٹکادین سچا حکم دینے سے اسطرح کہ اُنھون نے تجپر اصلی حال ظاہر نہین تلبیس کی تھی - وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ - اور اپنی ہی جانون کا بُرا کرتے اور تجھے کچھ ضرر نہین پہونچا سکتے ہین - وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ حال یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تجپر قرآن اُتارا - وَالْحِكْمَةَ - اور حکمت یعنے جو اسمین احکام ہین اور سورہ بقرہ مین حکمت کی تفسیر گذری وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط اور تجھے وہ باتین سکھلائین جنکو تو نہین جانتا تھا ف وہ احکام شرعی و امور غیبی ہین پھر جب اُنھون نے مکر کیا تو اُنھین پر وبال ہوا اور تجھے کچھ ضرر نہوا - وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا - اور اللہ تعالیٰ کا فضل تجھپر عظیم ہے ف اور قتادہ رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان دنیا و آخرت و حلال و حرام سکھلا کر خلق پر حجت کیا اور مانند اسکے ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی مروی ہی - پھر اللہ عزوجل نے قصۂ مذکورہ کے متعلق مشورہ کا حکم مع نصیحت عام ذکر فرمایا

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ
کچھ بھلائی نہین اکثر انکے مشورون مین سوائے اسکے جو کہے خیرات کرنے کو یا نیکی کرنے کو یا صلح کرنیکو لوگون کے درمیان

Marfat.com

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا

اور جوکرے یہ چیزین اللہ تعالیٰ کی خوشی چاہنے کو تو ہم اُسکو بڑا ثواب عطا کرینگے

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ - ای الناس ای ما یتناجون فیہ ویتحدثون اُنکے بہتیرے مشورون مین کچھ بھلائی نہین عام لوگ جن امور مین مشورہ گڑھتے ہین اکثر بہتری سے خالی ہوتا ہی اور اسپر وارد ہوتا ہی کہ مرجع اوپر مذکور نہین ہی آور بعض نے کہا کہ اسکا قوم طعمہ ہین اور حق یہ معلوم ہوتا ہی کہ مرجع اگرچہ قوم طعمہ ہین اور ضمیر منجملہ الفاظ خصوص سے ہی مگر حکم بالدلالۃ عام ہی چنانچہ قتادہ رح سے مروی ہی آیت تمام لوگون کے حق مین عام ہی اور اسی کو مفسر رح نے مانند دیگر مفسرین کے مرجح قرار دیا پس استثنا ربقولہ الا من امر بصدقۃ الخ از عموم الناس ہی اور نجوی مصدر ہی اور مراد یہان وہ چیز جسمین مناجی کرین اور باتین لگادین اور معالم وغیرہ مین ہی کہ تدبیر مین بھید کے طور پر پوشیدگی کرنا نجوی ہی۔ اور بعض نے کہا کہ نجوی وہ کہ جسکی تدبیر کیواسطے ایک قوم منفرد ہو خواہ پوشیدہ رکھین یا کھلے خزانے تدبیر کرین۔ اور قولہ ما من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم۔ مین معنے اول دلی ہین آور قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ۔ مین معنے دوم اظہر ہین۔ بالجملہ آیت کے معنے یہ ہین کہ نہین بھلائی ہی اُنکے بہتیرے نجوی مین چنانچہ قوم طعمہ نے رات مین معصیت وبہتان باندھنے پر خفیہ مشورہ اور تدبیر لگائی تھی پس یہ کلام بمنزلہ اسکے ہی کہ کچھ بھلائی نہین اُنکے کسی نجوی مین۔ **اِلَّا** نجوی **مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ** سوائے نجوی اُس شخص کے جسنے حکم کیا صدقہ کا یا معروف کا۔ یعنے نیکو کاری کرنے کا یا لوگونکے درمیان اصلاح کرنیکا۔ **ف** مفسر رح نے نجوی مقدر رکھکے اشارہ کیا کہ مضاف محذوف ہی پس کثیر نجوی سے یہ نجوی مستثنیٰ ہی اور اوپر مذکور ہوا کہ کثیر من نجوٰی بمنزلہ عموم کے ہی پس استثنا بے تکلف درست ہی اور یہی قاضی بیضاوی وغیرہ کے نزدیک مرجح معلوم ہوتا ہی اور بعض نے بوجہ اسکے کہ مستثنیٰ منہ عام نہین ہی بلکہ کثیر من نجوٰہم فرمایا ہی اسلیے الا بمعنے لکن قرار دیا پس استثنا منقطع ہی۔ بہرحال قولہ الا من امر بمعنی الا نجوی من امر۔ بحذف مضاف ضرور ہی اور امر بصدقہ کے معنے یہ کہ صدقہ دینے پر آمادہ کیا اور ظاہر یہ کہ صدقہ نفل ہی یا عام ہی خواہ نفل ہو یا فرض ہو اور بعض نے کہا کہ فرض مراد ہی اور جیسے ام حبیبہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ آدمی کی باتین سب کی سب سر وبال ہین کچھ اسکے کار آمد نہین سوائے اسکے کہ معروف شرعی کا حکم کیا یا ممنوع شرعی سے منع کیا یا حضرت عزت عزوجل کی یاد کی ہی رواہ الترمذی وابن ماجہ وعبد بن حمید وغیرہم اور آفات زبان سے پرہیز وخاموشی کی تاکید مین بہا حدیث ہین آور واضح ہو کہ اصلاح بین الناس کے بارہ مین حدیث مین تاکید ہی اور آیات بھی وارد ہین اور مراد اس سے وہ اصلاح ہی جو بطور شرع ہو اور یہ نہین کہ جیسے منافق لوگ اپنے کو انما نحن مصلحون۔ سمجھتے تھے اور شرعی طور پر اصلاح کرنیوالا اگر نیک بات یا نیک تعریف کرے تو یہ جھوٹ نہین ہی پھر ان مین تین چیزونکی خاصکر ذکر کرنیکی وجہ شاید یہ ہی کہ جو عمل نیک اورونکی طرف بھی متعدی ہو وہ یا تو نفع پہونچانا یا ضرر دور کرنا پھر نفع یا جسمانی ہی جسکی طرف امر بصدقہ سے اشارہ فرمایا اور یا روحانی ہی جسکی طرف امر بمعروف سے اشارہ ہی پھر دفع ضرر کی طرف اصلاح بین الناس سے اشارہ ہی فافہم۔ **وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ** - المذکور اور جسنے یہ کہا کہ جو ذکر کیا گیا کہ صدقہ ومعروف کا حکم کرے اور لوگون مین اصلاح کرے پس جسنے اسکو کیا۔ **ابْتِغَآءَ** طلب - **مَرْضَاتِ اللّٰهِ** بخواہش رضائے الٰہی **ف** نہ کسی امر دنیاوی کی غرض سے۔ حاصل آنکہ جسنے یہ امور مذکورہ بہ نیت خالص رضائے الٰہی کیے۔ **فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا** - تو اسکو ہم اجر عظیم عطا کرینگے۔ نؤتیہ بنون اکثرون کی قرأت ہی آور یؤتیہ بیاء تحتیہ ابوعمرو اور حمزہ رح کی قراءۃ ہی اور بہر صورت فاعل اللہ عزوجل ہے **ف** عرائس البیان مین ان آیات کی تفسیر مین لکھا کہ قولہ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کتاب نازل فرماکر اور نبی صلعم کو فہم خطاب عطا کرکے لوگو پر احسان وفضل رکھا اور آنحضرت علیہ السلام کو اپنی حکمت ازلی دکھلائی
جسطرح اپنے بندون سے اپنی بندگی چاہی اور حضرت صلعم کے بیان سے اُنکی اصلاح ہو اور چونکہ اُسکے علم مین تھا کہ بندے اس طریقہ سے جاہل ہین
پس اپنے رسول صلعم کی زبان سے یہ طریقہ ظاہر فرمایا چنانچہ قولہ لتحکم بین الناس بما اراک ۔ سے یہی مراد ہی۔ پس کتاب مجید مین تو پوشیدہ
اسرار ہین اور آنحضرت صلعم کے دل مین اللہ تعالیٰ کے انوار ہین پس ان نورون سے آنحضرت صلعم ان اسرار کو سمجھکر مخلوق الٰہی کے درمیان حکم
دیتے تھے تاکہ گمراہی اور راہ راست مین تمیز ہو اور لوگ راہ راست کی پیروی کرین پس کتاب مجید مین ظاہر اور باطن دو چیزین ہین اور باطن
اسکا شاہد غیب ہی کہ جسقدر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون سے عبودیت کی پابندی اور ربوبیت کی معرفت چاہی ہی اس سے حاصل ہوتی ہی
آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ۔ مجھے قرآن ملا اور اسکے ساتھ اسکے مثل اور بھی ملا ہی **قال المترجم** یہ
مضمون تو حدیث صحیح مین موجود ہی۔ اور علمانے مثلہ معہ سے سنت مراد لی ہی اور **شیخ مفسر جلال سیوطی** رح نے تصریح کردی ہے کہ احادیث
وحی خفی ہین **سہل** رح نے فرمایا کہ قولہ بما اراک اللہ۔ ای جو حکمت اللہ تعالیٰ نے قرآن وشریعت مین تعلیم کی اور بعض نے فرمایا یعنے لوگون کے باطن سے جو
تجپر کشف کیا بدون اسکے کہ وہ تجپر ظاہر کرین اور خود انپر ظاہر ہو اسلیے کہ تیرا انکو دیکھنا بطور کشف وعیان کے ہی اور **ابن عطا** رح نے
فرمایا کہ قولہ بما اراک اللہ کیونکہ تو ہمین سے دیکھتا ہی اور ہماری طرف سے بولتا ہی اور ہمارا منتظر ہی۔ قولہ ولا تجادل عن الذین یختانون انفسھم
اسمین حق سبحانہ تعالیٰ نے ظاہر کیا کہ امر نبوت کچھ پیدائشی خصلت نہین ہی جو حاصل کرنے وکمانے کو اسمین کچھ بھی دخل نہین ہی اسکا دار تو یہی ہی
کہ ازل مین جسکو اپنے علم محیط سے چھانٹ کر پسند کرلیا وہی نبوت سے سرفراز ہی اور نیز اسمین انسانی سہو ونسیان کا موضع ظاہر کردیا اور نیز
ظاہر فرمایا کہ سہو وغلط سے پاک منزہ ہونا فقط اللہ عزوجل ہی کی شان ہی۔ اور آنحضرت صلعم کو پہچنوا دیا کہ مخلوقات اپنی ذات سے
حضرت حق عزوجل کے قدس ازلی دریافت کرنیسے عاجز ہی اور اپنی علت بشری سے خارج ہونا اُسکے امکان سے باہر ہی اور آنحضرت صلعم کو اسکا
کہ مدار کار موافق مراد الٰہی کے رکھے تعض اکابر نے فرمایا کہ نفس کی خیانت یہ ہی کہ جو کچھ نفس چاہے اُسی کی پیروی کرے اور نصیحت چھوڑ دے حضرت
حسن بن علی دامغانی رح نے فرمایا کہ جسنے پوشیدہ حضرت باری تعالیٰ کی خیانت کی تو اللہ تعالیٰ علانیہ اُسکا پردہ فاش کردیتا ہی قولہ یستخفون
من الناس۔ یعنے یہ لوگ اپنے عیوب خیانت کو لوگون سے چھپاتے ہین کیونکہ اُنکو یہ سمجھ نہین کہ لوگ تو محض عاجز ہین نہ کسی کو ضرر نہین پہونچا سکتے
اور کسی کو نفع بھی نہین دے سکتے ہین وہ خود نیچہ تقدیر مین بے بس ہین اُنکی ہستی کچھ نہین لیکن یہ لوگ اپنے اندھے پن سے اُنکی طرف سے
نفع وضرر سمجھتے ہین اور عظمت وجلال الٰہی سے بے نصیب ہین ایسا سمجھتے تو کبھی اللہ تعالیٰ سے چھپانے کی فکر نہ کرتے کیونکہ ہرگز پوشیدہ
ہونے کی گنجایش نہین ہی حضرت سید عالم صلعم نے فرمایا کہ مین تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا عارف ہون اور اس سے بہت خوف رکھنے والا ہون
اسمین حضرت صلعم نے ظاہر کردیا کہ جسقدر زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہو اسیقدر زیادہ خوف ہوتا ہی **قال المترجم** یہ حدیث کا ایک
ٹکڑا ہی وتمام اسکا صحاح مین مروی ہی قولہ تعالیٰ ولا یستخفون من اللہ وہو معھم۔ یعنے اپنی بدکاریون کے وقت اللہ تعالیٰ سے شرم
نہین کرتے حالانکہ وہ تعالیٰ اُنکے ظاہر وباطن کو محیط ہی اور انکے سب راز جانتا ہی مگر یہ لوگ اُسکے احاطہ سے غافل ہین اور نہین جانتے کہ
ہم اس سے کچھ نہین چھپا سکتے ہین اور اس نفی سے فائدہ یہ ہی کہ یہ ظاہر ہوگیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ کرنے سے عاجز ہین یعنے ممکن نہین
کہ اس سے چھپا سکین اور معنے یہ ہین کہ خلق سے شرماتے ہین اور حق تعالیٰ سے نہین شرماتے ہین **شیخ محمد بن الفضل** رح نے فرمایا کہ جسکے دل مین
سب سے بڑھکر عظمت اُسکے پروردگار کی ہو وہ اپنے پروردگار عزوجل سے جاہل اور اُسکی درگاہ سے دور ہی۔ قولہ وانزل علیک الکتاب والحکمۃ

Marfat.com

وعلمک مالم تکن تعلم۔ یعنے جو علوم غیب واحکام معرفت ومشاہدہ تجکو قبل نزول کتاب مجید کے مرحمت ہوا اور جو لطف الٰہی ... نازل فرمایا تاکہ تیرے پاک دل کو سکون وطمانینت حاصل ہو اور حکمت سے مراد راہ حق کے احکام اور مقام قرب کے آداب ... علوم الٰہیہ ہین اور قولہ وعلمک مالم تکن تعلم۔ اس سے مراد انجام آخرت ہی شیخ جنید رح نے فرمایا قولہ علمک مالم تکن تعلم۔ تجکو تیری ذات پہچنوائی شیخ سہیل رح نے فرمایا کہ علما تین قسم کے ہین۔ ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہو مگر امر الٰہی وایام الٰہی سے آگاہ نہو اور یہ ... دوم وہ جو عارف باللہ وعارف بامر الٰہی ہو مگر عارف بایام الٰہی نہو اور یہ علما رہین سوم وہ جو ان تینون باتون کو جانتے ہین اور وہ ... ہین بعض نے کہا کہ قولہ علمک مالم تکن تعلم از انجملہ تو نہین جانتا تھا کہ تیرا رتبہ تمام جہان سے افضل ہی۔ اسمین اللہ عزوجل نے ایک قوم کو ملامت وسرزنش فرمائی جنکے جلسہ وباتین محض اللہ تعالیٰ کے واسطے نہون پس جو مجلس محض بنظر رضاء الٰہی نہو اسمین مجلس والون کو شیطان طرح طرح کے فریب ودھوکے دیتا ہی کہ آپس مین ایک دوسرے کی غیبت کرتے اور بہتان باندھتے وچغلی کھاتے اور بیہودہ باطل قصے وکہانیان اُڑاتے ہین حاصل آنکہ ان بہتیرون مین اُنکے باہمی جلسہ مین کچھ بھلائی نہین اور مراد اس سے طعمہ[1] کی قوم کا جلسۂ مشورہ ہی اگرچہ حکم عام ہو پھر اسکے بعد استدراک کیا بحرف الا جو بمعنے لکن ہی یعنے شاید وہم ہو کہ سب اہل جلسہ ایسے ہی ہونگے تو یہ وہم دور کیا کہ ایسا نہین پس جن لوگون کی مجالست خاص نیت سے اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو اُنکی تعریف کی اور یہ ایسے لوگ ہین جو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے مل بیٹھے اور اسی کے شوق مین اُٹھے اور اُسی کی زیادہ معرفت طلب کرنے کو ایک دوسرے سے جدا ہوے قولہ الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس اسمین ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے شوق جمال ومشاہدہ مین رغبت بے نہایت کی وجہ سے ایسے کام بجالاتے ہین اور حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے حسب وعدۂ صادقہ کرامات ودرجات کے تمغے پاتے ہین۔ چنانچہ لطف سے ارشاد ہوا ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نوتیہ اجرا عظیما۔ بعضے اکابر نے حاصل تفسیر یون لکھا کہ لوگون کے یکجا جمع ہونے مین کچھ بھلائی نہین مگر اسی صورت مین کہ اُسکا نفع تیرے حق مین یا تیرے جلسہ والونکے حق مین عائد ہو۔ بعض نے کہا کہ قولہ الا من امر بصدقۃ۔ یعنے اپنی جان صدقہ کرے اور اسکو مسلمانون کی ایذا رسانی سے روکے اور حرام کاری سے منع کرے بعض نے فرمایا کہ معروف یہی کہ نفس کو راہ رست پر آمادہ کرے

[1] نام ۱۲

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ

اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے بعد اسکے کہ کھل چکی اُسپر راہ کی بات اور سب مسلمانونکی راہ چھوڑکر دوسری راہ چلے ہم اُسکو حوالہ کردینگے

ع مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ

وہی طرف جو اُسنے پکڑی اور ڈالدینگے اُسکو جہنم مین اور وہ بہت بُری جگہ جا پڑا اللہ تعالیٰ نہین بخشتا کہ اسکا شریک ٹھہرائے اور اُس سے نیچے

مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

بخشتا ہی جس کو چاہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ دور پڑا بھول کر

مترجم کہتا ہی کہ حدیث قتادہ بن النعمان مین جو درباب قصہ سرقہ بنوابیرق اوپر روایت ہوئی مذکور ہی کہ پھر جب قرآن نازل ہوا یعنے بنوابیرق کی فضیحت ہوئی تو بشیر جو بنوابیرق مین سے ایک شخص ہی بھاگ کر مشرکین مکہ سے مل گیا اور سلافہ بنت سعد بن سمیہ کے یہان اُترا پس اللہ تعالیٰ نے نازل کیا قولہ ومن یشاقق الرسول تا قولہ فقد ضل ضلالا بعیدا۔ پھر جب وہ سلافہ مذکورہ کے یہان اُترا تو حسان بن ثابت رض نے سلافہ کی ہجو مین چند اشعار کہے تب سے بشیر کا سامان سر پر لادکر ابطح مین لیجاکر پھینکدیا اور کہا کہ تو مجھے حسان ...

اشارہ ہے لایا تجسے کبھی مجھے جھلائی نہ پہونچیگی (رواہ الترمذی وابو الشیخ والحاکم وصححہ علی شرط مسلم) اور شاید جبکہ سلاقہ نے اسکو نکالا تب وہ
واقع ہوا جو معالم میں ہے کہ طعمہ ایک مرد بنی سلیم کے یہان جسکو حجاج بن علاط کہتے تھے اُترا اور اُسکی کوٹھری میں سیندھ دی پس اُسپر ایک پتھر
گر پڑا کہ نہ اندر جاسکتا تھا نہ باہر یہانتک کہ صبح کو پکڑا گیا تا کہ قتل کیا جاوے مگر بعض نے اُسکو چھوڑ دیا کہ وہ پناہ لایا تھا پھر وہ ایک گروہ قضاعہ
تجار کے ساتھ شام کو گیا اور انکی چوری کی اُنھون نے پتھرون سے مار کر توپ دیا اور بعض روایت میں ہے کہ حرہ بنی سلیم میں انکا بت پوجتا رہا یہانتک
کہ مرگیا۔ بالجملہ حکم آیت کریمہ کا بلفظ عموم ہے یعنے جو ایسا کرے اسکی یہ سزا ہے چنانچہ فرمایا۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ ۔ یخالف ۔ الرَّسُوْلَ فیما جاءہ
بہ من الحق۔ جو مخالفت کرے رسول صلعم کی اس چیز میں جسکو وہ لایا یعنے حق بات میں۔ اور شاقہ بتشدید قاف بمعنے مخالفت وعداوت کرنا
گویا وہ ایک شق کی طرف چلا اور شرع رسول اللہ دوسری شق کی طرف ہے۔ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى ۔ ظہر لہ الحق بالمعجزات
بعد ازانکہ ظاہر ہوا اسپر حق بمعجزات۔ اور یہ قید نہین ہے بلکہ کوئی کافر اگر کفر پر مرا تو اُسی عذاب مین گرفتار ہوگا بلکہ یہ تشنیع ہے کہ جو شخص بعد ظہور حق کے
رسول سے مخالف ہوکر مرتد ہوا۔ وَيَتَّبِعْ ۔ طریقا ۔ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ اور پیروی کرے ایک راہ کی جو سوائے سبیل المومنین
کے ہے یعنے سوائے مومنون کی راہ کے دوسری راہ چلے اور اسکی صورت یہ کہ کفر اختیار کرے۔ حاصل آنکہ جو شخص بعد ظہور ہدایت کے رسول اللہ
صلعم سے مخالفت کرے اور کفر اختیار کرے تو سزا اسکی یہ کہ۔ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى ۔ کر دینگے ہم اُسکو والی اس چیز کا جسکو اس نے [illegible]
یعنے گمراہی کو۔ باین طور والی کر دینگے کہ اُسکے اور گمراہی کے درمیان تخلیہ کر دینگے اُسکے اعتقاد میں شک نہو گی [illegible]
کفر اختیار کریگا۔ وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۔ ای ندخلہ فی الآخرۃ جہنم لیحترق فیہا ۔ اور آخرت مین داخل کر دینگے ہم اُسکو جہنم مین تا کہ [illegible]
وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔ اور وہ بہت بری جائے بازگشت ہے۔ اور بعض نے معنے آیت مین کہا کہ جس شخص نے رسول صلعم کی [illegible]
بعد ازانکہ اسکے لیے ہدایت ظاہر ہو چکی باین معنے کہ معجزات ظاہر ہونے سے ہدایت کے ظہور مین کچھ باقی نہین [illegible]
نہ لاوے اور راہ مومنین کے خلاف راہ اختیار کرے تو دنیا مین ہم اسکو اسکی مرغوب چیز یعنے گمراہی کا والی کر دینگے اور آخرت [illegible]
ڈالین گے۔ پھر قولہ نولہ ما تولی۔ کی یہ تفسیر بیضاوی مین مذکور ہے اور بعض نے اسپر وارد کیا کہ دنیا مین [illegible]
انپر فرض ہے اور جواب یہ ہے کہ جہاد بنظر اصلاح وانتظام اور دفع فساد ہے تا آنکہ اگرچہ دین اور تابع رہین [illegible] اپنے کفر پر [illegible]
مترجم کہتا ہے کہ اس عموم سے عرب کے بت پرست مخصوص ہونگے اسلیے کہ انسے سوائے اسلام کے کچھ مقبول نہ تھا اور مترجم [illegible]
ماتولی۔ یعنے جو یہ راہ چلا تو ہم اُسکو یہ جزا دینگے کہ بطور استدراج کے اسکے دل مین اس گمراہی [illegible] ظاہر کر دینگے اور یہ حاصل [illegible]
کر دینے کے ہین اور معالم مین لکھا کہ قولہ نولہ ما تولی۔ ای نکلفہ فی الآخرۃ الی ما تولی فی الدنیا۔ یعنے دنیا مین اس نے جس چیز کو اختیار کیا تھا آخرت
مین ہم اسی کی طرف اسکو چھوڑ دینگے اور اسکا حاصل یہ ہے کہ اگر دنیا مین اس نے کفر اختیار کیا تو ہم آخرت مین اسکو اسکے کفر پر رکھینگے جسکے مواخذہ مین گرفتار
ہوگا اسیواسطے فرمایا کہ ونصلہ جہنم۔ اسواسطے کہ سزائے کفر یہی ہے پھر جاننا چاہیے کہ ایک جماعت علما نے اس آیت سے اجماع کا حجت ہونا ثابت
کیا ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے قولہ ویتبع غیر سبیل المومنین۔ مین طریقہ مومنین سے مخالفت حرام فرمائی کیونکہ اسپر جہنم کی وعید فرمائی ہے پس جس امر پر
مومنین کا متفق ومجتمع ہونا بتحقیق معلوم ہوا اُس سے خلاف کرنیکی گنجایش نہین ہے اور یہ بات بنفسہ حرام ہے یہ نہین کہ مخالفت رسول صلعم کے
ساتھ ملکر حرام ومستحق جہنم ہوا اسواسطے کہ مخالفت رسول اللہ صلعم بدون کسی امر دیگر کے موجب عذاب جہنم ہے پس معلوم ہوا کہ مومنون کی راہ
سے مخالفت کرنا مستقل موجب جہنم ہے جیسا کہ بیضاوی وغیرہ مین مبرہن فرمایا ہے پس اصول یا فروع مین سے جسپر مومنین کا اتفاق بتحقیق

ثابت ہوا اس سے خلاف کرنے مین اس وعید کا مستوجب ہوگا اور اسی پر امام شافعیؒ نے اعتماد کیا اور کثرت سے احادیث ... ابھی گمراہی پر مجتمع نہو گی بلکہ جس بات پر متفق ہون وہ حق ہے۔ ایسی احادیث بکثرت ہین بلکہ بعض علمانے کہا کہ یہ معنی متواتر ہین ... ظاہر ہوا کہ جسنے آیمن اسطرح کلام کیا کہ سبب نزول سے نکلا کہ غیر سبیل المؤمنین سے مراد دین اسلام سے نکل جانا کسی دوسری ملت کی طرف ... خطا کی اسواسطے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے خصوص سبب کا نہین ہے قولہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا۔ اللہ تعالی بخشتا نہین کہ اُسکے ساتھ شرک کیا جاوے اور اسکے ماسواے جو کچھ چاہے بخشتا ہے اور جسنے اللہ تعالی سے شرک کیا تو وہ دور کی گمراہی مین پڑا ف یہ آیت اوپر بھی آگئی ہے اور وہان ختم آیت بقولہ فقد افتری اثما عظیما ہے اور یہان بقولہ فقد ضل ضلالا بعیدا۔ ہے اور یہ بحسب مقتضاے مقام ہے چنانچہ پہلی آیت تو اہل کتاب کے حق مین ہے جو کہ آنحضرت صلعم کی صدق رسالت اور آپ کی کمال شریعت کو اپنی کتاب و علم سے جانکر ہٹ دھرمی کرتے اور اللہ تعالی پر جھوٹے بہتان باندھتے تھے اور یہان مشرکون کے حق مین ہے جنکو علم و کتاب کچھ حاصل نہ تھا پس ضلال سے وصف مناسب ہوا۔ ابن عباسؓ سے مذکور ہے کہ ایک بوڑھا دیہاتی حضرت صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مین بوڑھا ہوگیا اور مین گناہون مین ڈوبا رہا مینے بہت خطائین کین لیکن مینے جب سے اللہ تعالی کو پہچانا اور اُسپر ایمان لایا تب سے مینے شرک نہین کیا اور نہ اُسکے سوا دوسرے سے مددگاری چاہی اور مین نے اللہ تعالی سے نڈر ہوکر گناہ بھی نہین کیا اور نہ مجھے سرکشی منظور تھی اور مین توبہ و استغفار کرتا ہون سو میرا کیا حال ہوگا پس اللہ تعالی نے یہ آیت ان اللہ لا یغفر تا قولہ فقد ضل ضلالا بعیدا۔ نازل فرمائی یعنے اسکے واسطے امید مغفرت کی بشارت ہے وقد رواہ الثعلبی (والقرطبی) اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ قرآن مین مجھے سب سے زیادہ یہی آیت محبوب ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ (رواہ الترمذی وحسنہ) پھر اللہ تعالی نے کافرون کی جہالت و شیطان کی پیروی کرنے کی مذمت فرمائی اور مومنونکی عقل نورانی و اللہ تعالی کی پیروی پر مدح کی

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۙ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ

نہین پکارتے سواے اُسکے مگر عورتون کو اور نہین پکارتے مگر شیطان سرکش کو لعنت کی اُسپر اللہ نے

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۙ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ

اور کہا اُسنے البتہ لونگا مین بندون تیرے سے حصہ مقرر اور البتہ گمراہ کرونگا اُنکو اور آرزوئین دلاؤنگا اُنکو اور البتہ حکم کرونگا

فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ

پس البتہ کاٹین گے کان جانورون کے اور البتہ حکم کرونگا اُنکو پس پھیر ڈالینگے پیدایش خدا کی اور جو کوئی پکڑے شیطان کو

وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۚ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ

دوست سواے اللہ کے پس وہ ڈوبا صریح نقصان مین وعدہ دیتا ہے انکو اور آرزوئین دلاتا ہے انکو اور نہین وعدہ دیتا ہے انکو شیطان

اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مگر فریب کو یہ لوگ جگہ انکی دوزخ ہے اور نہ پاوینگے اُس سے بھاگنا اور جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

اور کام کیے اچھے البتہ داخل کرینگے ہم انکو بہشتون مین بہتی ہین نیچے اُنکے سے نہرین ہمیشہ رہنے والے ہین بیچ اُسکے

Marfat.com

أَبَدًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا
وعدہ کیا اللہ نے سچ اور کون ہی بہت سچا اللہ سے بات مین

ف - نافیہ ہی بمعنے نہین - یَدْعُونَ - پکارتے ہین ف یعنے نہین پرستش کرتے ہین یہ مشرک لوگ یعنے اہل مکہ (معالم) جو سوقت مین مشرک تھے - مِنْ دُونِهِ - سوائے اللہ تعالیٰ کے - الحاصل یہ مشرکین اہل مکہ عبادت کے طور پر سوائے اللہ تعالیٰ کے نہین پکارتے إِلَّا إِنَاثًا - مگر اناث کو ف عورتون کو جنکا نام لات وعزیٰ ومنات ہی اسواسطے کہ یہ نام مؤنث ہین اور حسن لوگونکا نام بتلاتے ہین وہ بھی عورتین تھین ایسا ہی ابی بن کعب وعائشہ وابوسلمہ وعروہ ومجاہد وابومالک وسدی سے مروی ہی اور بعض نے کہا کہ مشرکین اپنے جہل سے فرشتون کو بنات اللہ تعالیٰ کہتے اور شکلین بناکر ملائکہ کی تصویر تصور کرتے (رواہ ابن جریر عن الضحاک) بعض نے کہا کہ اناث ہر بے جان چیز مانند لکڑی وپتھر کے جسمین روح نہو (رواہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس والحسن البصری) ابی بن کعبؓ نے کہا کہ ہر بت کے ساتھ ایک شیطانہ تھی (رواہ ابن ابی حاتم) پس یہ لوگ اسی شیطانہ کو پوجتے تھے اسواسطے فرمایا۔ وَإِنْ يَدْعُونَ اور نہین پوجتے مشرک لوگ - إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا - مگر شیطانہ مرید کو ف جسنے انکو بت پرستی پر آمادہ کیا ہی شیطان پوجنے کی وجہ ہی کیونکہ بت پوجنے مین درحقیقت وہ شیطان کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہین حالانکہ شیطان کی حالت یہ ہی کہ - لَعَنَهُ اللَّهُ ابعدہ عن رحمتہ - اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اسکو دور کردیا ہی ف اور تعجب یہ کہ اسنے آدمیون مین سے اپنے فرمانبردار بنائے اور ملعون ہونیکے سامین کرلیے - وَقَالَ - اور کہا شیطان نے ف جب رحمت سے ملعون ہوا اور جنت سے نکالا گیا کہ لَأَتَّخِذَنَّ - ضرور کرلونگا مین اپنے واسطے - مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا - تیرے بندون مین سے ایک حصہ مقطوع ف یعنے تیرے بندون مین سے ایک ٹکڑا مین کاٹ لونگا - اگر کہا جاے کہ شیطان کو یہ اختیار نہین ہی تو مفسرؒ نے جواب دیا کہ مراد یہ کہ - ادعوہم الی طاعتی - مین انکو اپنی فرمانبرداری کی طرف بلاؤنگا پس جنکی قسمت ہی وبدبختی ہی وہ اسکے فرمانبردار ہو جاوینگے - اور قتادہ رحؒ سے روایت ہی کہ نصیب مفروض بہت بڑا حصہ ہی کہ ہر ہزار مین سے نوسو ننانوے دوزخ کے لیے اور ایک فقط جنت کے واسطے ہی - اور صحیح مسلم مین مرفوع روایت مین ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت کے روز حق تعالیٰ فرماویگا کہ اپنی اولاد مین سے دوزخ کی طرف بھیجے جانے والے نکال تو آدم علیہ السلام عرض کرینگے کہ اے پروردگار کسقدر تو حکم ہوگا کہ ہر ہزار مین سے نوسو ننانوے ہین الحدیث اور شیطان نے یہ بھی کہا تھا - وَلَأُضِلَّنَّهُمْ - مین انکو گمراہ کرونگا ف اس سے بھی اسکا درحقیقت گمراہ کرنا مراد نہین کیونکہ یہ اسکے اختیار مین نہین ہی بلکہ مطلب یہ کہ وسوسہ ڈالکر حق بات سے انکو گمراہ کرونگا پس جو اسکے وسوسہ مین پڑکر پھنسیگا وہ تابع شیطان و دوزخی ہی - وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ - اور مین ضرور انکو آرزو دلاؤنگا ف کہ قبرون سے مردے اٹھنا اور حشر مین حساب ہونا کچھ نہین ہی تو تم اس دنیا کے مزے اڑاؤ یا خدا جانے آخرت ہو کہ نہو پھر دنیا کیون چھوڑتے ہو یا اگر آخرت ہوئی بھی تو ابھی عمر دراز ہی دنیا کے عیش کرلو پھر توبہ کرلینا - ومانند اسکے طرح طرح کی آرزوئین انبار لگا دیتا ہی - اور کہا گیا کہ دنیا کی نعمتین انکے دلپر آراستہ کرکے انکو آرزومند کریگا تاکہ دنیا کو اختیار کرین جملہ آرزوہاے شیطانی اسمین داخل ہین - وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ - مین اپنے تابعین کو حکم دونگا تو چوپاؤن کے کان کاٹ ڈالینگے ف مشرکین نے یہ فعل ان چوپاؤن کے ساتھ کیا جنکو بحیرہ کہتے تھے اور سورۂ انعام مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا - اور قتادہ رحؒ نے کہا کہ بحیرہ وسائبہ کو اپنے بتون کے واسطے کان کاٹ کر چھوڑتے تھے اور کہا لبن مین ہے کہ اونٹنی جب پانچ جھول بیاتی اور پانچوان بچہ نر ہوتا تو کان کاٹ کر چھوڑ دیتے اور اس سے نفع اٹھانا اپنے اوپر حرام کرلیتے - وَلَآمُرَنَّهُمْ

Marfat.com

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللهِ۔ اور بین اپنے تابعین کو حکم دونگا تو خلق آلہی کو بگاڑینگے ف خلق [illegible]
حرام کیا وہ حلال کرتے ہین اور جو حلال کیا اُسکو حرام رکھتے ہین (کذا روی عن ابن عباس ؓ ہو قول مجاہد وعکرمہ وابراہیم نخعی والحسن وقتادہ
والضحاک وعطاء الخراسانی) پس یہ مانند قولہ فاقم وجہک للدین حنیفا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ [illegible]
دین کے لیے حنیف کرکے قائم کر یہ اللہ تعالیٰ کی فطرت ہی جسپر اُسنے لوگونکو پیدا کیا (اسلام) اللہ تعالیٰ کے خلق مین تبدیل [illegible]
اسکے دین توحید مین تغیر نہین ہی۔ اور حسن بصری نے کہا کہ مراد اس تغیر سے وشم ہی۔ اور صحیح مین ابن مسعود ؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے
الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ عزّ و جلّ یعنے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہی گودنیوالی وگودانے والی
اور بال جوڑنے والی اور جوڑ وانے والی پر اور دانت بنانے والی و بنوانے والی پر جو خوبصورتی کے لیے کرتی ہین اللہ تعالیٰ کی پیدایش کو بگاڑتی ہین
اور صحیح مسلم مین چہرے کے وشم پر لعنت آئی ہی۔ اور روایت ہی کہ ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ اس سے مراد چوپاؤن کا خصی کرنا وکذا روی عن ابن عمر وانس
وسعید بن المسیب وعکرمہ وابو عیاض وقتادہ وابو صالح والثوری ولیکن حسن ؒ سے مروی ہو کہ جب اُنسے یہ تفسیر بیان کی گئی تو اُنھون نے سخت انکار
اور کہا کہ مراد دین اللہ ہی اگر یہ متعین ہو تو چوپاؤنکا خصی کرنا حرام ہوگا ولیکن علما کے درمیان آپس مین اختلاف ہی پس ایک گروہ علمائے نزدیک اگر
خصی کرنے سے جانور کی موٹائی وغیرہ مین زیادہ انتفاع حاصل ہو تو روا ہی اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بدھیا مینڈھونکی قربانی فرمائی ہی اور
بعض علما نے اسکو مکروہ قرار دیا قرطبی ؒ نے فرمایا کہ اسپر اجماع ہی کہ بنی آدم کا خصی کرنا اور خود خصی ہونا حرام ہی اور ہرگز جائز نہین اور یہ مثلہ ہی اور
ایسا ہی بدون حدود وقصاص کے اور کسی عضو کا کاٹنا بھی حرام وممنوع ہی اور ابن ابی شیبہ وبیہقی نے ابن عمر سے مرفوعاً اور ابن المنذر وبیہقی نے
ابن عباس سے مرفوعاً حدیث خصی البہائم کی ممانعت روایت کی ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور زمخشری نے کشاف مین لکھا کہ امام ابو حنیفہ ؒ کے
نزدیک خصی غلام کا خریدنا اور اپنے پاس رکھنا اور خدمت لینا مکروہ ہی اور بہائم مین اگر بچہ ہو تو خصی کرنا روا ہی ورنہ حرام ہی اور صحیح مسلم مین روایت ہی
کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ عزّ و جلّ نے فرمایا کہ مین نے بندون کو حنفا پیدا کیا پس شیطان نے آکر انکو اُنکے دین سے بہکایا اور جو مین نے اُنکے
واسطے حلال کیا تھا وہ اُنپر حرام کرایا۔ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا۔ اور جو کوئی شیطان کو اپنا ولی بناوے اس سے دوستی
کرے اور اسکی اطاعت کرے۔ مِّنْ دُوْنِ اللهِ۔ سوائے اللہ عزّ و جلّ کے ف یعنے اتباع حکم آلہی جو رسول وقرآن سے پہونچا
چھوڑ کر شیطان کی فرمانبرداری کرے جسطرح اُسکے جی مین آتا ہی۔ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا۔ تو ایسا شخص خسران ظاہر مین پڑا
ف اسوجہ سے کہ انجام اسکا ایسی آگ کی طرف ہوگا جو ہمیشہ اسپر حاوی رہیگی۔ يَعِدُهُمْ۔ وعدہ دیتا ہی شیطان ان لوگون کو
بڑی عمر ہونیکا۔ وَيُمَنِّيْهِمْ۔ اور انکو آرزو وکین دلاتا ہی ف کہ دنیا مین مرادین حاصل کرو اور قبرون سے مردے اُٹھنا اور اعمال
نیک وبد پر ثواب وعذاب ہونا کچھ نہین ہی۔ چنانچہ اہل کفر قریب قریب سب ہی ایسا اعتقاد رکھتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کا مقولہ
نقل فرمایا۔ ان ہی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیی وما نحن بمبعوثین۔ کچھ نہین مگر یہی ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے وزندہ ہوتے ہین اور
قبرون سے ہم نہین اُٹھنے والے ہین۔ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ۔ اور نہین وعدہ دیتا شیطان اُنکو۔ ان وعدون سے اِلَّا
غُرُوْرًا۔ باطلا۔ مگر غرور یعنے باطل۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مقولہ روز قیامت کی خبر دی وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ
وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الآیۃ۔ حاصل آنکہ جب قیامت مین حق وباطل جدا کیا جائیگا تو شیطان
کہیگا کہ اللہ عزّ و جلّ نے تمکو سچا وعدہ دیا اور مین نے تمکو وعدہ باطل دیا اور میرا تمپر کچھ زور نہ تھا مگر یہی کہ مین نے تمکو بہکایا [illegible]

Marfat.com

اب آج تم اپنے آپ کو ملامت کرو اور مجھے کچھ ملامت مت کرو - ھ - اُسوقت ان کافرون و مشرکون کی آنکھین کھلینگی کہ دشمن نے انکوکس گڑھے مین گرایا ہی - اُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا - ایسے گمراہونکا ٹھکانا جہنم ہی اور جہنم سے کہین چھٹکارانہ پاوینگے - پھر اللہ تعالیٰ نے نیکوکارون و شرک نہ کرنے والون کا نیک حال و مآل ذکر فرمایا - بقولہ - وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا - اور جو بندے ایمان لائے اور نیک کام کیے نزدیک ہی کہ ہم اُنکو ایسی جنات مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین جاری ہین انمین ہمیشہ رہینگے وعدہ دیا اللہ تعالیٰ نے حق ف جسمین کچھ شک نہین ہی - وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا - اور قول مین اللہ تعالیٰ سے بڑھکر کوئی سچا نہین ہوسکتا ف قال ابن کثیر - اور آنحضرت صلعم خطبۂ جمعہ مین فرماتے تھے ان اصدق الحدیث کلام اللہ - نہایت سچی بات اللہ تعالیٰ کا کلام ہی - وخیر الہدی ہدی محمد - اور نہایت بہتر طریقہ محمد صلعم کا طریقہ ہی - وشر الامور محدثاتہا اور نہایت بدتر امور وہ ہین جو دین مین نئے نکالے جاوین - وکل محدثۃ بدعۃ - اور دین مین ہر نئی بات نکالی ہوئی بدعت ہی - وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار - اور ہر بدعت گمراہی ہی اور ہر گمراہی دوزخ مین ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ معنی احادیث صحاح و سنن مین صحیح ہوے ہین ف بیضاوی رح نے قولہ الا شیطانا مریدا لعنہ اللہ وقال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا - کی تفسیر مین لکھا - ای شیطانا مریدا جامعا بین لعنۃ اللہ وہذا القول الدال علی فرط عداوتہ للناس - اور پہلے اللہ عزوجل نے کھلی دلیل فرمائی کہ شرک انتہا درجہ کی گمراہی ہی پھر دلیل دی باین طور کہ جس چیز سے یہ لوگ شرک کرتے ہین وہ ایسی چیز ہی کہ منفعل ہوتی ہی یعنے خود دوسری چیز سے اثر قبول کرتی ہی اور کوئی اختیاری فعل نہین کرسکتی ہی اور جسکی یہ حالت ہو اُسمین بھلا الوہیت کہانسے آئی کیونکہ اِلٰہ کو ضرور ہے کہ فاعل ہو اور کسی چیز سے منفعل نہو پس اس مین الوہیت مین انتہا درجہ کی منافات ہی پھر استدلال فرمایا کہ یہ شیطان کی عبادت ہی اور تین وجہ سے سخت گمراہی ہی اول آنکہ شیطان خود مردود و منہمک در گمراہی ہی کسی بھلائی و ہدایت سے اُسکو لگاؤ نہین ہوتا ہی تو اُسکی پیروی بہرحال گمراہی سخت ہوگی دوم آنکہ شیطان اپنی گمراہی کی وجہ سے ملعون ہی تو اسکی پیروی مین سوائے گمراہی و لعنت کے کچھ حاصل نہوگا - سوم آنکہ وہ دشمن ہی کہ کھلے خزانے ان بدبختون کے ساتھ عداوت ظاہر کردی کہ مین انکو کاٹ کر ہلاک کرونگا پھر جسکی یہ حالت ہی اسکی پیروی مین سوائے ہلاکت کے اور کیا نتیجہ نکلیگا - اور نیز بیضاوی رح نے قولہ فلیغیرن خلق اللہ کی تفسیر مین لکھا کہ مخلوق الٰہی جس راہ و طریقہ کے واسطے ہی اُس سے ازراہ صورت یا صفت کے تغیر دینگے اور اس عموم لفظ مین داخل ہی غلامونکو خصی کرنا اور عورتونکا گودنا یا گدوانا اور بالونمین جوڑ لگانا اور دانتونکو رگڑوانا اور انمین چھری کرنا اور لونڈون سے لواطت کرنا اور دو عورتونکا باہم چپٹی لڑانا اور سورج و چاند پوجنا اور دیگر امور جنمین ایسا پایا جاوے اور دین الٰہی کو متغیر کرنا اور اپنے جوارح و قوی کو ایسے کام مین استعمال کرنا جس سے نفس کو کوئی کمال نہین حاصل ہوتا اور نہ اللہ عزوجل کی طرف سے اُسکو کچھ ثواب کی امید ہوتی ہی ولیکن فقہاء نے چارپائے جانور کے خصی کرنے مین بسبب حاجت کے رخصت تجویز کی ہی قال فی الکمالین اور یہی جمہور کا قول ہی قال المترجم ہمارے زمانہ مین فلسفہ یونانیان کو صدرا و شمس بازغہ و میبذی وغیرہ سے حاصل کرنا اور ایسے ہی منطق کی اُن کتابونکو پڑھنا جنمین بحث مختلطات خصوصا بطور فلسفہ ہی اسی ممانعت مین داخل ہی اور باوجودیکہ دین یا دنیا مین وہ اسکا کوئی نفع نہین دیکھتے ہین تاہم توجیہات لاطائل بیان کرتے ہین و مترجم کے نزدیک بعد تجربہ کے جو حق ظاہر ہوا یہی حکم ہی اور ایک جماعت متقدمین نے اسکی حرمت پر فتوی دیا ہے اور حیلہ گر کو چاہیے کہ حیلہ بنا نمین اللہ تعالیٰ سے خوف کرے واللہ الموفق ف ۲ عرائس البیان مین ہے کہ لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا جب شیطان نے

١ بقولہ لعنہ اللہ ١٢ م ٢ بقولہ لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ٣ یعنی وہ گمراہی و ضلالت کے باعث ہوں وہ اسی گروہ مین داخل ہین ١٢ م

Marfat.com

یہ خطاب کرامت مآب ان عبادی لیس لک علیہم سلطان - یعنے میرے بندون پر تجکو کوئی قابو نہین ہی سن لیا اور بندگان خاص کے اغوا سے مایوس ہوا تو اسکے بعد اسنے نیک بندون کے دلون مین ایسے تنگ راستے ڈھونڈھے جہان سے نفس امارہ اور ہکی باطل خواہشون تک رسائی ہو تب اُسنے کہا کہ جب مین اہل ارادت کے جدا کرنیسے محروم و مایوس ہون تو لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا یعنے انکی بعید خواہشون کی راہ سے کچھ وسواس لاکر کچھ حصہ کاٹ پاؤنگا اور بہت دور سے اُنکو وسواس دلاؤنگا اسلیے کہ اگر مین انسے نزدیک ہوا تو ان کے نور ایمان سے جل جاؤنگا پھر شیطان مقہور نے اُنکے مراقبات سے جو یہ حصہ چورا یا تو اُسکو اُنھون نے ندامت سے پورا کر لیا اور ذکر و یاد آلہی کے تیر سے جو صفائے فکر کی کمان سے نکلا اُسکو چھید دیا پھر اُسکو ذلت و خواری مین قید دیکھ لیا چنانچہ اسکی تصدیق کتاب آلہی مین موجود ہی ان الذین اذامسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذاھم مبصرون جن لوگون نے تقویٰ کیا جب انکو کوئی گرد پھرنے والا خیال از جانب شیطان چھو گیا تو انھون نے بیداری و یاد کی سو انھون نے دیکھ لیا - یعنے شیطان کو خوار و ذلیل آتش غم مین سوختہ دیکھ لیا. پھر اسکے بعد یہ خالص بندے قرب کے بلند درجون پر پہونچ جاتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اس سے مایوس ہوگیا ہی کہ جزیرۂ عرب مین کوئی اسکی پرستش کرے ولیکن یہ بات باقی ہی کہ انکے درمیان جھگڑا انکا پھیلاوے اور دوسری روایت مین فرمایا کہ شیطان اس سے تو مایوس ہوا کہ تمھارے اس ملک مین کبھی اسکو کوئی پوجے ولیکن تم اپنے جن اعمال کو حقیر کر ڈالوگے انمین کچھ اسکی پیروی ہوجاویگی سو وہ اسی پر راضی ہوگا پس آنحضرت صلعم نے واللہ اعلم شاید اسی نصیب مفروض کی طرف اشارہ کیا تھا اور تمام ثنا و صفت اُسی پاک پروردگار کو ہی جسنے شیطان کا کام فقط وسوسہ ہی تک رکھا اور اگر اسکو حصۂ مذکور لینے کی قدرت ہوتی تو وہ باقی پر بھی قادر ہوتا ولیکن اللہ عزوجل نے ان بندونکے درمیان قربات و لطیفات کے ساتھ امتحان لینے کی جگہین رکھدین تاکہ انکے درجے بڑھاوے پس شیطان ملعون نے جان لیا کہ اسکو امتحان کے مقامات مین وسوسہ ڈالنے کی گنجایش ہی کیونکہ شیطان کی پیدایش ظہور قہر سے ہے سو جہان وہ قہر کے لشکر کو دیکھتا ہی انمین داخل ہوجاتا ہی تاکہ خرمن ذکر سے کوئی دانہ لے بھاگے اور یہ خالص بندونکے ساتھ اسکا حسد ہی اور اسکو دخل اسوجہ سے ہوتا ہی کہ وہ اپنی جولانگاہ کے لیے معدن ڈھونڈھتا ہی پس عارفون مین اسکی مثال یون ہی کہ وہ پتنگے کے مانند ہی اور عارف باللہ تعالی مانند شمع منور کے ہی پس وہ شمع کے گرد وسوسہ لیکر پھرتا ہی آخر اسمین گر کر جل جاتا ہی تو نہین دیکھتا کہ حضرت آدم صفی اللہ تعالے کے گرد کیونکر پھرا اور آخر کو انکی ازلی برگزیدہ ہونے کی آگ سے جلکر لعنت دائمی کا مستحق ہوگیا اور آدم علیہ السّلام کے واسطے اسکا وسوسہ قرب مزید کا باعث ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وہدی - یعنے پھر بعد وسوسۂ شیطان کے اللہ تعالیٰ نے آدم کو برگزیدہ کیا پس اسکی توبہ قبول کی اور اسکو راہ دی اللہ عزوجل نے خلق کو آگاہ فرمایا کہ جو کوئی حضرت حق عزوجل کے کسی ولی و حبیب کو ستاتا ہی اسکا حال یہی ہوگا واسطی نے فرمایا کہ اگر شیطان سے کہا جاوے کہ سوائے اس نصیب مفروض کے جسکی قدرت عطا ہوئی ہے تو کسی ایک کو بھی بہکا تو ایسی حالت مین اسکا عاجز ہونا ظاہر ہوجاے گا ابو سعید خراز نے فرمایا کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ تجھے کچھ قدرت اہل تصوف پر حاصل ہی اُسنے کہا کہ نہین پھر چلا پھر مڑکر کہا کہ میرا اُنکے پاس ایک لطیفہ ہی اور وہ یہ ہی کہ وے لوگ بعض مخلوق کی طرف جو حادث چیزین ہین کچھ نظر رکھتے ہین اور نیز اس ملعون کو یہ حصہ بھی ملتا ہی کہ یہ لوگ اپنے حال سے خوش ہوتے ہین اور اپنے مواعید سے لذت اُٹھاتے ہین اور انکے مکاشفات مین باطل خیالات ڈالتا ہی اور یہ حصہ تو ان لوگون کے بہت سے مقامات سے اسکو ملسکتا ہی از انجملہ یہ کہ انکو وعدے دیتا ہے کہ بدون اتباع شریعت و طریقۂ سنت کے اور بغیر استعمال آداب طریقت اور مشائخ کی متابعت کے تم درجہ کرامات کو پہونچ جاؤگے اور خاص مریدون کے حق مین ہی - از انجملہ یہ ہی کہ انکو وعدے دیتا ہے کہ تمھاری عمر ابھی دراز ہی پھر بڑھاپے مین تم درجات کرامت کو پہونچ جاؤگے

Marfat.com

نتیجہ ہی کہ ابھی جو مجاہدے ومعرفت کے طریقے ہین اُنسے بیٹھ رہو اور یہ سب اس ملعون کا دھوکا ہی اور ایسا غرور یہی مول لیتا ہی جو راہ الٰہی مین نفس کی امانت کا طریقہ چھوڑتا ہی اور یہ بھی مریدون کے حق مین اسکا دھوکا ہی کہ تم درجۂ انتہائی مقامات کو پہونچ گئے اور یہ آخری درجہ ہی اب تم اِس مجاہدہ ومشقت سے وریاضت شاقہ سے آرام حاصل کرو۔ اور شیخ بنکر مجلس مین بیٹھو اور انھین کے مانند باتین بیان کرو تم کچھ ان سے کم نہین بلکہ مزید علم وفضل مین بڑھے ہوے ہو ایسا کرو کہ تمھارے گرد مریدون کا ہجوم ہو اس فریب سے مراد اس ملعون کی یہ کہ جاہ وریاست کی محبت مین پھنسکر ہلاک ہوجاوے جیسے ہمارے زمانہ مین بعضے مردود موجود ہین اللہ تعالیٰ ایسون سے روے زمین پاک فرما دے۔ بعضون نے کہا کہ شیطان مردود انکو طول عمر کی آرزو دلاتا ہی حالانکہ کمال امید انکی موت ہی اور انکو تونگری کی آرزو دلاتا ہی حالانکہ راہ انکی فقیری ہی بہرحال یہ شیطان کا فریب ہی کہ انکو دنیا سے قریب کرتا ہی اور عاقبت سے دور ڈالتا ہی (عس) مترجم کہتا ہی کہ شیخ نے جو کچھ ذکر کیا وہ اہل اسلام کے بارہ مین شیطان کے مواقع وسواس ہین پھر کافرون کے حق مین تو شیطان مسلط ہی جو راہ بتلاتا ہی وہی اختیار کرتے ہین حتی کہ یہود ونصاری نے زعم صحیح باندھا کہ اُنپر کچھ گناہ کا خوف ہی نہین ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو تنبیہ کردی بقولہ تعالےٰ

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

نہین موافق آرزو تمھاری کے اور نہ موافق آرزو اہل کتاب کے جو کوئی عمل کرے گا برا بدلا دیا جاویگا ساتھ اسکے اور نہ پاوے واسطے اپنے سوا

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ

اللہ کے دوست اور مدد دینے والا اور جو کوئی عمل کرے اچھا مرد سے ہو یا عورت اور وہ ایمان والا ہو پس یہ لوگ

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝

داخل ہونگے بہشت مین اور نہ ظلم کیے جاوینگے کھجور کے تنکا کے برابر

روایت ہی کہ جب مسلمانون واہل کتاب نے باہم فخر کیا چنانچہ اہل کتاب نے کہا کہ ہمارا نبی تمھارے نبی سے اور ہماری کتاب تمھاری کتاب سے پہلے ہی ہم بہ نسبت تمھارے اولیٰ ہین اور مسلمانون نے کہا کہ ہمارے نبی صلعم خاتم النبیین ہین اور ہماری کتاب سب اگلی کتابون پر حاکم ہے پس ہم اولیٰ ہین تب یہ آیت نازل ہوئی (رواہ ابن جریر عن مسروق وکذا روی عن ابن عباس وجماعۃ من التابعین) پس اللہ عزوجل نے قول فیصل بیان فرمایا لَيْسَ۔ نہین ہی امر آخرت وثواب عقبیٰ پابند بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ۔ تمھاری آرزوؤن کے ساتھ اور نہ پابند اہل کتاب کی آرزوؤن کے ساتھ ف حاصل آنکہ دین کا مناط اسپر نہین کہ زبان سے کہو اور دل [illegible] کی صورتین جیسی چاہو گھڑ لو بلکہ تحقیق وہ ہی جو قلب مین جم جاوے اور اعمال صالحہ کرنے سے اُسکی تصدیق ہو فقط زبانی دعوے سے کچھ حاصل نہین ہوتا اور امانی اہل کتاب سے قولہم نحن ابناء اللہ واحباؤہ ہم اللہ تعالیٰ کے فرزند ومحبوب ہین اور قولہم لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا او نصاری اور مانند اسکے جھوٹے دعوے جو زبانی بنایا کرتے تھے لیس بامانیکم سے خطاب مسلمانون کو ہی کما روی عن مسروق وقتادۃ والضحاک اور مجاہدؒ نے فرمایا کہ قولہ لیس بامانیکم۔ سے خطاب مشرکین کو ہے جو کہتے تھے کہ جزا وثواب وحشر وعذاب کچھ نہین ہی یا بت ہماری سفارش کرینگے کما فی المدارک اور خود اہل کتاب کہتے تھے کہ ہم گنتی کے چند روز البتہ عذاب کیے جاوینگے بیضاوی نے اسکی تائید کی لہذا حسن بصریؒ نے فرمایا کہ یہ آیت مخصوص کافرون کے حق مین ہی مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ۔ جو برائی کرے گا سزا دیا جاویگا اسکے بدلے۔ یعنے جو کافر شرک وبدکاری کرے وہ ضرور سزا پاویگا اور اسپر تاکید فرمائی بقولہ۔ وَلَا يَجِدْ لَهٗ۔ اور نہ پاویگا اپنے واسطے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا۔ وَلِيًّا۔ کوئی ولی جو اس کی

Marfat.com

حفاظت کرے عذاب سے۔ وَّلَا نَصِيْرًا۔ اور نہ کوئی مددگار جو اُسکو عذاب الٰہی پہونچنے سے روک لے ف پس جبکہ یہ کافرون کے مخصوص ہوا تو مسلمانون کے حق مین مغفرت الٰہی باقی ہے پس اگر مسلمان گناہگار بدون توبہ کے مرگیا تو اللہ تعالیٰ چاہے بخشدے اور چاہے دے یہی وعید نہین ہے کہ خواہ مخواہ سزا پاویگا اور اگر توبہ کر لی تو کافر و مسلمان ہر ایک کی توبہ قبول ہے جیسا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے صریح روایت کیا ہے یہ تو بنا بر قول حسنؒ کے تفسیر مذکور ہوئی اور ابن عباسؓ و سعید بن جبیر و ضحاک سے مروی ہے کہ انھون نے سوء کو شرک یا کفر سے تفسیر کیا پس معنے یہ ہے کہ جو کوئی کفر یا شرک کرے تو عاقبت مین ضرور اسکی سزا پاویگا کہ ہمیشہ جہنم مین رہیگا بشرطیکہ اسی پر مرا ہو اس سے توبہ نہ کی ہو لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک یہ آیت عام ہے مسلمانون و کافرون سب کے حق مین اور سوء بھی عام ہے ہر بد اعمال کو شامل ہے اسی کو شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا اور ابن کثیرؒ نے پسند کیا پس تاویل اسکی جو مفسرؒ نے ذکر کی کہ جو بُرا کام کرے اسکے عوض سزا دیا جائیگا۔ خواہ آخرت مین اور خواہ بلاؤ مصیبت پہونچکر دنیا ہی مین جیسا کہ حدیث مین آیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اُتری تو مجھے نہین معلوم کہ اپنی کمر مین مجھے شکستگی کبھی پہونچی جیسی اس آیت سے کہ مین جھک گیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے ابو بکر تیرا کیا حال ہے مین نے عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون یا رسول اللہ ہم مین کون ایسا ہے جسنے کوئی بُرائی نہین کی پھر ہمکو ہر بُرائی پر بدلا دیا جاویگا تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے ابو بکر تو اور تیرے ساتھی مومنین سب کے سب دنیا مین اسکا بدلا دیدیے جاؤگے یہانتک کہ تم لوگ اپنے پاک پروردگار سے ایسے حال مین ملوگے کہ تمپر کوئی گناہ نہوگا اور مشرک لوگونکا یہ حال ہوگا کہ انکی بُرائیان جمع کر دیجاوینگی تاکہ آخرت مین سزا پاوین رواہ عبد بن حمید والترمذی وابن المنذر وابن جریر اور ایسا ہی خوف و غم دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی پہونچا تھا اور بعض روایت مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے بخشے اے ابو بکر بخشے کیا تو مریض نہین ہوتا کیا تجکو مصیبت نہین پہونچتی کیا تجکو غم نہین ہوتا تو ابو بکر نے کہا کہ کیون نہین یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ یہ جزا و بدلا ہی ہوگیا اور عبد اللہ بن الزبیرؓ کو جب حجاج خونریز نے پھانسی دی تو عبد اللہ بن عمرؓ نے اسی حدیث ابو بکرؓ سے ابن الزبیر کو یہ مصیبت پہونچنے سے اُنکی مغفرت پر استدلال کیا تھا کما رواہ ابن مردویہ والبزار عنہ۔ اور اس حدیث کے واسطے صحیحین مین شاہد موجود ہے چنانچہ ابو ہریرہ و ابو سعیدؓ نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ کوئی سختی و کوئی مصیبت و کوئی غم اور کوئی دکھ حتی کہ کوئی ہم کسی مومن کو نہین پہونچتا مگر آنکہ اللہ تعالیٰ اسکے عوض اسکے گناہ معاف فرماتا ہے رواہ البخاری ومسلم اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب قولہ من یعمل سوء یجز بہ الآیۃ نازل ہوئی تو مسلمانون کو غم شدید لاحق ہوا تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ مل جلو اور ٹھیک رکھو سو جو چیز مسلمان کو دردناک پہونچتی ہے حتی کہ ٹھوکر و کانٹا جو اُسکے لگ جاوے اسکے گناہونکا کفارہ ہے رواہ مسلم اور معالم مین ہے کہ روی الاعمش عن ابی الضحی عن مسروق مرسلاً۔ کہا کہ جب قولہ لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب الآیہ اُتری تو اہل کتاب نے مومنون سے کہا کہ اس صورت مین ہم اور تم دونون برابر عاقبت یکسان ہین تو نازل ہوا وَمَنْ يَّعْمَلْ۔ شَيْئًا۔ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى۔ اور جو بجالاوے کوئی چیز اعمال صالحہ مین سے خواہ مرد ہو یا عورت ہو ف خواہ فرض ادا کرے یا نفل۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ در حالیکہ وہ مومن ہے ف یعنے جو شخص ایمان لاکر حالت ایمان مین کوئی نیک کام کرے۔ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ۔ تو ایسے ہی لوگ جنت مین داخل کیے جاوینگے ف اور یہ بنا بر قراءۃ ابن کثیر و ابو عمرو کے ہے کہ یدخلون بروزن مضارع مجہول مبنی للمفعول پڑھا ہے اور باقیون کی قراءۃ مین یدخلون مبنی للفاعل یعنے مضارع معروف ہے اور معنے یہ کہ ایسے ہی لوگ جنت مین داخل ہونگے پھر بنا بر تفسیر مذکور کے وارد ہوتا ہے کہ جو کوئی کسی عمل صالح کو بجالاوے وہ جنتی ہے۔ پس اسکا جواب اگرچہ آسان ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ من الصالحات مین بعض صالحات سے فرائض مراد لیے جاوین جیسا کہ ابن

Marfat.com

باطن ہونے سے مروی ہو اور بعض نے کہا کہ من زائدہ ہو پس الصالحات بالف لام استغراق ہوگا حالانکہ کسیکو جملہ صالحات ادا کرنے کی طاقت نہین ہو۔ **وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا**۔ قدر نقرۃ النواۃ۔ بقدر نقرہ چھوارے کی گٹھلی کے اور نقرہ وہ شگاف ہو جو گٹھلی مین ہوتا ہو اور فتیل وہ ڈورا ہو جو اس نقیر کے بیچ مین ہوتا ہو اور قطمیر وہ جھلی ہو جو گٹھلی پر ہوتی ہو اور اہل عرب ان الفاظ کو کسی چیز کی نہایت حقارت و کالعدم ہونے پر ضرب المثل لاتے ہین پس معنی آنکہ انپر کچھ ذرہ بھی ظلم نہو گا پس جبکہ ثواب طیع مین کمی نہو ئی تو لائق تر ہو کہ عذاب عاصی مین زیادتی نہو اسواسطے کہ بدلا دینے والا ارحم الراحمین ہو لہذا بعد ذکر ثواب کے اسی پر اقتصار فرمایا **ف** عرائس مین ہو کہ قولہ لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب اشارہ ہو کہ حدوث سے درگاہ قدیم پاک ہو یہ بھی ظاہر کیا کہ مخلوق سب اسی واسطے پیدا ہوئی ہو کہ عبودیت و بندگی کرے اور اسواسطے نہین کہ ربوبیت کا دم بھرے سو جبتک کہ بندہ عالم عبودیت مین اپنی خودی سے خارج نہین ہو تب تک جو کچھ نیک و بد کرے گا اسکا بدلا ملیگا اور ایسا نہین ہے جیسے خطرات گذرتے کہ جب حضرت او تعالیٰ سے رابطہ محبت محکم ہوا تو غیر کی طرف اشتغال کرنے سے انکو کچھ سزا نہ ملے اور لغزشون پر کچھ گرفت نہو کیونکہ درگاہ باریتعالیٰ اس سے منزہ ہو کہ کوئی اپنے کسی حق سے اس تک رسائی پیدا کرے بلکہ او تعالیٰ کے حقوق ہمیشہ اپنے بندونپر قائم ہین اور یہی اس آیت مین اشارہ ہو پس او تعالیٰ اگرچہ قادر ہو کہ بندہ خالص کو بدون سزا کے منزلت عطا کرے تاہم اُسکو اختیار ہو کہ تربیت کے طور پر سزا فرماتا ہو لیکن یہ بطور محرومی کے نہین ہو اور جب بندہ عارف کے دل مین کوئی خطرہ نفسانی سمایا تو یہ معرفت کے مرتبہ مین گناہ ہو اسپر سزا ملیگی یہی فرمایا من یعمل سوء یجز بہ۔ پس بُرائی یہ چھپنا اسی بدخطرہ کا نتیجہ ہو اور یہ خطرہ اسکی تربیت کے واسطے ہو اور جو شخص کہ حضرت باری تعالیٰ کو نہین پہچانتا ہو اُسکا وجود تو صرف پانون کا کمینہ ہو اور جس نے اُسکو اسطرح جانا کہ درحقیقت وہ نہین بلکہ غیر ہو یہی خودرائی سے نصرانیت و یہودیت ہو اور اسلام کا بیان آیندہ آیت مین ہے۔

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ

اور کون بہتر ہو دین مین اُس شخص سے کہ مطیع کرے منھ اپنا واسطے اللہ کے اور نیکی کرنے والا ہو اور پیروی کرے دین ابراہیم حنیف کی

وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا

پکڑا اللہ نے ابراہیم کو دوست اور واسطے اللہ کے ہو جو کچھ بیچ آسمانون اور جو کچھ بیچ زمین کے ہو اور ہو اللہ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا۔ ای لا احد احسن دینا کوئی نہین نہایت خوب از روے دین کے ایسے [illegible] **أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ**۔ ایسے بندے سے جسنے مطیع کیا اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کے واسطے [illegible] اسلام کے معنے انقیاد اور چہرہ سے مراد بندہ کی ذات ہو پس مراد یہ کہ جسنے خالص اللہ تعالیٰ کیواسطے اپنی ذات کو مطیع کر دیا تو اس سے بہتر کوئی بندہ نہین ہو حالانکہ اسمین ایک صفت یہ ہو کہ **وَهُوَ مُحْسِنٌ**۔ وہ محسن ہو۔ ابن عباسؓ نے فرمایا یعنے موحد ہو حق عزوجل کو تمام صفات کمالیہ کے ساتھ واحد جانتا ہو کسی طرح شرک نہین رکھتا نہ ظاہر نہ باطن مین نہ اعتقاد نہ عمل مین۔ اور بعض نے کہا کہ اسلم کے معنے فوض ای سپرد کر دیا اپنے آپکو اور حدیث صحیح مین مذکور ہو کہ احسان کیا ہو تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ احسان یہ ہو کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گویا تو دیکھتا ہو پھر اگر تو اُسکو نہ دیکھتا ہو تو وہ تجکو دیکھتا ہے پھر اسلم پر عطف کیا قولہ **وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ**۔ اور پیروی کی ملت ابراہیم کی **ف** جو ملت اسلام سے موافق ہے پس اسلام یہی [illegible] ملت ابراہیم سے موافق ہو یہان دو وہم پیدا ہوتے تھے اول آنکہ پہلے اسکا اسلام لانا و موحد ہونا فرمایا پھر کیا معنے ہین کہ وہ ملت ابراہیم کی اتباع کرے دوم آنکہ شرع محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام خود مستقل ہو اسمین اتباع ملت ابراہیم کا حکم کیونکر ہے حاصل جواب آنکہ ملت ابراہیم

اصل مین یہی اسلام و توحید ہی بلکہ تفصیلی شرع حضرت محمد صلعم بہ نسبت ملت ابراہیم علیہ السلام کے اکمل ہو ملت ابراہیم
فائدہ ہی کہ قریش و یہود و نصاریٰ کا رد ہو گیا کیونکہ اہل کتاب و اہل شرک اسکے سچے ہونے کے قائل تھے لیکن عناد و جہالت سے ہر ایک
مدعی تھا کہ ہم ہی ملت ابراہیم پر ہین تو اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ وہ یہی شرع اسلام ہی اور شرک و یہودیت و نصرانیت نہین ہی۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کا
حال بیان فرمایا۔ حَنِيفًا۔ ای مائلا عن الادیان کلها الی الدین القیم۔ یعنے ابراہیم ع کی یہ شان تھی کہ وہ اپنے رب عز و جل کی توحید سے
منھ موڑ لینے والا تھا تمام دینون سے دین قیم و صراط مستقیم کی طرف شاید ملت سے حال ہو یعنے وہ ملت ایسی ہی کہ صراط مستقیم ہی اور ہوسکتا
کہ پیروی کرنے والے سے حال ہو یعنے جو شخص اسلام لایا اور ملت ابراہیم کی پیروی کی درحالیکہ وہ تمام دینون سے حق و راہ راست کی طرف
مائل ہونیوالا ہی اس سے بہتر دیندار کوئی نہین ہی۔ پھر ایک کلام ترغیب آمیز فرمایا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرٰهِيمَ خَلِيلًا۔ اور ابراہیم وہ ہی
کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو خلیل بنایا ف یعنے برگزیدہ بنایا جو خالص اللہ تعالیٰ ہی سے محبت رکھتا تھا یہ عام و مشہور رہی کہ انھون نے
اپنے بیٹے کو ذبح کرنیکا بحکم الٰہی قصد صمیم کر دیا تھا یہ خالص محبت کا ادنیٰ نشان ہی جو عوام کی نظر مین ظاہر کر دیا قال فی المعالم زجاج نے کہا
کہ خلیل وہ ہی جسکی محبت مین کوئی خلل و رخنہ نہو۔ اور خلت بمعنی دوستی صافی چونکہ اللہ نے ابراہیم کو محبوب برگزیدہ بنایا تھا وہ خلیل کہلائے
اور بعض نے کہا کہ یہ لفظ مشتق از خلت بمعنے حاجت ہی پس خلیل محتاج فقیر ہوا پس ابراہیم خلیل اسلیے ہوے کہ انھون نے اپنا فقر و محتاج
ہونا فقط اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رکھا پھر معالم مین کہا کہ قول اول اصح ہی یعنے خلت بمعنے دوستی صافی سے مشتق ہی اسواسطے کہ کلام الٰہی مین
انکا ذ خلت از جانبین ہی اور خلت بمعنی فقیری ہر دو جانب سے ممکن نہین ہی قال ابن کثیر یہ کلام حضرت ابراہیم کی پیروی کی ترغیب ہی کہ وہ
نہایت درجہ تقرب کو پہونچ گئے تھے اور پیشوا دین ہی کہ اُسکے ذریعہ سے مقام مقصود تک پہونچ جاے قال المترجم پس فرقہ شیعہ و رافضہ محض جھوٹے
ہین کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی پیروی منافقون کی طرح منھ سے ظاہر کرتے ہین اور خود انمین سے آجتک کوئی بھی برائے نام کسی درجہ کو بھی نہ پہونچا
انا فہم۔ قال یہ درجۂ خلت مقامات محبت مین سے بہت رفیع ہی اور حضرت معاذ انصاری سے جبیمن کے عامل ہو تو صبح کی نماز مین انھون نے قوله واتخذ الله
ابراهيم خليلا بھی پڑھا پھر مقتدیون مین سے ایک شخص نے کہا کہ ابراہیم کی مان کی آنکھین ٹھنڈی ہوئین رواہ البخاری و ابن جریر وغیرہ نے بعض
سے یہ قصہ نقل کیا کہ ابراہیم کے دیس مین قحط پڑا تو موصل یا مصر مین ایک دوست کے پاس غلہ لینے گئے وہانسے نامراد پھرے جب قریب پہونچے تو حضرت
سارہ کی دل شکنی و مایوسی کے خیال سے ریگستان سے ریت بھر لی اور گھر مین داخل ہوے اور آنکھ لگ گئی پس سارہ نے اُٹھکر بورون مین سے نہایت
سپید گیہون کے آٹے سے روٹی پکائی جب جاگے تو پوچھا کہ یہ کہان سے آئی انھون نے کہا کہ وہی جو اپنے خلیل مصری یا خلیل موصلی سے لائے
ہو تو ابراہیم سمجھ گئے اور فرمایا کہ یہ میرے اللہ عز و جل خلیل کی طرف سے ہی سو اللہ تعالیٰ نے اسکو خلیل فرمایا۔ اِس قصہ کو بیضاوی و معالم وغیرہ
مین مطول و مختصر ذکر کیا و لیکن ابن کثیر رح نے فرمایا کہ یہ قصہ اسرائیلیون سے لیا گیا اسکی صحت و وقوع مین کلام ہی انتہا یہ ہی کہ نہ جھوٹا کہو نہ سچا کہو۔ اور
عبید بن عمیر سے روایت ہی کہ ابراہیم علیہ السلام لوگون کی مہمانی کرتے تھے ایک روز بہت ڈھونڈا کوئی نہ ملا جب واپس ہوے تو گھر مین ایک
شخص کو کھڑا دیکھکر کہا کہ بندۂ خدا تم بلا اجازت کیون میرے گھر مین گھسے اسنے کہا کہ مین اسکے مالک کے حکم سے گھسا ہون پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا
کہ مین ملک الموت فرشتہ ہون ایک بندے کی طرف بھیجا گیا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو خلیل بنایا ہی اسکو یہ خوشخبری دون کہا کہ تو مجھے بھی
بتادے مین تا دم مرگ اسکا ساتھ نچھوڑونگا۔ اسنے کہا کہ وہ بندہ تم ہو۔ پوچھا کہ مین کیونکر ہون۔ کہا کہ تم لوگون کو دیتے ہو مانگتے نہین ہو۔ اسحٰق بن
یسار سے روایت ہی کہ جب ابراہیم کو خلیل بنایا۔ تو انکے دلمین محبت آمیز دہشت ڈالدی کہ دور سے اُنکے دل دھڑکنے کی آواز سنائی دیتی تھی

[illegible] ابن ابی حاتم پھر خلیل بروزن فعیل بمعنے فاعل ہی یعنے پروردگار عزوجل کے ساتھ نہایت محبت رکھنے والا اور قول ابن الحسن ؒ بنا سے یہ اشارہ [illegible] ہو جیسا کہ بیضاوی ؒ نے کہا کہ اس استفہام مین تنبیہ ہی کہ قوت بشری جہانتک پہونچ سکتی ہی یہ اسکی انتہا ہی پس ابراہیم ؑ کو انتہا درجہ کی [illegible] محبت جناب باری تعالیٰ سے تھی یا فعیل بمعنے مفعول ہی ای نہایت محبوب بسبب آنکہ طاعت الٰہی عزوجل مین پورے طور سے قیام کیا اور [illegible] سکی مرضیات مین قائم ہوے یہانتک کہ محبوب ہو گئے۔ اور ظاہر یہ ہی کہ بہ نسبت درجۂ ادنی اور اوسط کے انکی محبت کا مرتبہ درجۂ اعلیٰ مین پہونچا تھا اگرچہ اس درجہ مین بہ نسبت انکے کمی و بیشی ممکن ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ یہ درجہ واحدہ ہو جسمین دیگر بعض انبیا علیہم السلام بلکہ اکابر مؤمنین شریک ہو جاوین لیکن اس ایک امر مین شرکت سے مساوات کلی لازم نہین آتی ہی۔ ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے آخر خطبہ مین جو آپ نے پڑھا یون فرمایا اما بعد ایہا الناس لو کنت متخذا من اہل الارض خلیلا لاتخذت ابا بکر بن ابی قحافہ خلیلا ولکن صاحبکم خلیل اللہ رواہ البخاری و مسلم۔ یعنی اگر مین اہل زمین سے کسیکو خلیل بناتا تو ابو بکر بن ابی قحافہ کو خلیل بناتا ولیکن ابو بکر خلیل اللہ ہی اور یہ روایت کئی طرق سے آئی ہی اور یہ فضیلت حضرت ابو بکر کو مخصوص تھی کہ صحابہ ؓ مین سے کوئی اُنکے ساتھ اسمین شریک تھا بعض نے کہا یعنے اپنی ذات شریف کو فرمایا کہ مین خلیل اللہ ہون واللہ تعالیٰ اعلم اور اسکی تائید اس روایت سے ہی جو جندب بن عبد اللہ البجلی اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو خلیل کر لیا جیسے ابراہیم کو خلیل بنایا تھا وقد رواہ الحاکم وصححہ اور ابن عباس سے روایت ہی کہ صحابہ ؓ مین سے کچھ لوگ بیٹھے آنحضرت صلعم کا انتظار کرتے تھے جب آپ نکلکر [illegible] تو اُنکو باتین کرتے سُنا تو ایک کہتا تھا کہ کیا خوب ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق مین سے ابراہیم ؑ کو خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا کہ اس سے زیادہ عجیب نہین کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ؑ سے کلام فرمایا۔ تیسرے نے کہا کہ عیسیٰ ؑ کو دیکھو کہ وہ روح اللہ و کلمۃ اللہ تھے۔ چوتھے نے کہا [illegible] صفی اللہ تھے۔ پس آپ نے ظاہر ہو کر اُنپر سلام کیا اور فرمایا کہ مین نے تمہارا کلام سُنا اور تمنے تعجب کیا کہ ابراہیم ؑ خلیل اللہ تھے [illegible] ہی تھے اور موسیٰ ؑ کلیم اللہ اور عیسیٰ ؑ روح اللہ اور آدم صفی اللہ تھے وہ ایسے ہی تھے اور اب جانو اور آگاہ رہو کہ مین حبیب اللہ [illegible] اور کچھ فخر سے نہین کہتا اور مین ہی پہلا شفاعت کرنیوالا ہونگا اور پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی اور مین فخر نہین کرتا [illegible] پہلا وہ شخص ہون کہ جو جنت کی کنڈی ہلاویگا اور دروازہ کھولا جائیگا اور میرے ساتھ وہ مومنین ہونگے جو فقیر ہین اور کچھ فخر نہین [illegible] قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولین و آخرین سے زیادہ بزرگ مرتبہ ہونگا اور کچھ فخر نہین [illegible] فی الصحاح اور ابن عباس ؓ سے روایت ہی کہ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ ابراہیم کے واسطے خلت ہو اور [illegible] کلام ہو اور محمد صلعم [illegible] دیدار باری تعالیٰ ہو رواہ الحاکم وصححہ علی شرط البخاری و معنے یہ کہ معراج مین آنحضرت صلعم نے دیدار حق عزوجل پایا تھا اور ایسا ہی انس بن مالک اور بہتیرے صحابہ و تابعین و ائمہ سلف و خلف سے مروی ہی کذا ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ **وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ** ملکا و خلقا و عبیدا۔ یعنے ملک ہوئے اور مخلوق ہونے اور بندہ ہونے سب طرح سے جو کچھ جاندار و بیجان و عقل والے و بے عقل والے آسمان و زمین مین ہین یعنے تمام عالم مین ہین سب اللہ تعالیٰ کے ہین وہی اُنکا مالک و خالق و معبود ہی جو چاہے کرے کوئی اُس سے پوچھنے والا نہین اور کسیکا کچھ اجارہ نہین ہی جو حکم کرے سب عدل و حکمت و لطف و رحمت ہی اور اس کلام سے تاکید ہو گئی کہ طاعت الٰہی تعالےٰ واجب ہی اور ابراہیم بندۂ خاص تھا وہ خلیل ہو جانیسے کچھ بندگی سے باہر نہوا اور بندے اس خلت کو اپنی عادتون پر قیاس نکرین اور ابراہیم کو خلیل کرنا ابراہیم کے اوپر محض فضل تھا۔ **وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا**۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہی **ف** علما و قدرۃ

ای لم یزل متصفا بذلک - چونکہ محیط ہونا اور گھیرنا ایسی چیز سے ہوتا ہی جو جسم رکھتی ہو کیونکہ حقیقت مین احاطہ ہی مراد ہی جہان
محیط آیا تو مراد اس سے معنے مجازی ہین یعنے او تعالی اپنے علم وقدرت سے محیط ہی یعنے اُسکا علم اور اسکی قدرت ہر چیز کو شامل ہے
اور چاہو یون کہو کہ زبان عرب مین احاطہ حقیقی جسم سے ہی بس مراد یہان مجازاً لفظ احاطہ سے معنے لازمی ہین یعنے قدرت و قابو جیسا
کہ فلان شخص تو اسپر محیط ہو رہا ہی یعنے اسپر قابو رکھتا ہی اور نیز احاطہ سے جسکو احاطہ کیا اُسکے حال سے آگاہی پوری بھی مفہوم ہی پس حاصل یہ کہ
جزا دیگا - پھر لفظ کان صیغہ ماضی ہی اور کبھی بمعنے دوام واستمرار مستعمل ہوتا ہی اور وہی یہان مراد ہی یعنے برابر اس صفت سے موصوف ہی
عرائس البیان مین ہی کہ قولہ من احسن دینا ممن اسلم الآیہ - اسمین اشارہ یہ ہی کہ یہ ایسے بندیکا وصف حال ہی جو اپنے سر قلبی سے جلال ذات کے واسطے
سر جھکائے جس سے جمال وجہ قدیم کے انوار چمکتے ہین اور ہوائے ہویت مین بازے شوق ومحبت سے پرواز کرے بس یہی راہ اسکا دین ہی - اس سے بڑھکر
کون دین ہوگا کہ او تعالی اپنے جلال وعظمت سے اُسکو ہدایت فرماوے اور اسی سے اسکی طرف راہ پاوے پس جبتک یہ راہ ازل سے اسکی بجائی
تعینی ہی اور جبتک یقین کامل کے ساتھ اُسکی عزت وجلال کی مدد شامل حال ہی تو وہی خوب ہادی ہی ؎ شب رحلت ہم از بستر روم تا قصر
حور العین + اگر در وقت جان دادن تو باشی شمع بالینم + جب اُسنے اپنے چہرہ کو اسکی درگاہ مین جھکایا اور جمال قدیم کی طرف راہ لی تو اس جمال پاک
سے طالب صادق کا چہرہ منور وخوشنما ہوتا ہی قولہ وہو محسن یعنے جسکو چاہتا اور طلب کرتا ہی اُسکو جانتا پہچانتا ہی اور مقصد یہ کہ خوشنما ہو اور
وہی باقی ظاہر ہو جس سے اُسکی اقرار حقیقی ہو جاوے پس فنائی اللہ تعالی ہونا اسپر آسان ہی شیخ ابراہیم بن ادہم نے فرمایا کہ جو شخص کہ پہچان گیا
جسکو طلب کرتا ہی تو اس طلب مین جو کچھ جان ومال قربان کرتا ہی ایسی صد ہزار جانین اُسکی نظر مین خوار ہوتی ہین پس فنا ہو نہین اسکی حالت
یہ ہو جاتی ہی کہ جو محبوب کی مراد ہو وہی اسکی مراد ہو جاتی ہی اور جسمین اسکی رضا ہو وہی اسکا ایمان ہی چاہے مارے یا جلاوے اسکے نزدیک دونون
برابر خوشی ہین تو نہین دیکھتا کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرمائی بقولہ ومازاغ البصر وماطغی جس دم محبوب کو پایا دونون جہان سے
منھ موڑکر کسی طرف سر نہ اُٹھایا - اور دیکھو کہ اپنے خلیل علیہ السلام کی تعریف کی جسنے ظہور انوار قدیم کے وقت تمام جہان سے اپنی نگاہ پھیرلی کما قال
انی بری مما تشرکون - انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض - اسمین ظاہر کردیا کہ مرتبۂ احسان پورا نہوگا جب تک ملت ابراہیم
حنیف علیہ السلام کی پیروی نہو اور اسکی ملت یہ تھی کہ اپنی طبیعت کا بت جسکی پیروی مین بندہ گرفتار ہی ابتدائی محبت مین حقیقت کے تیر
سے توڑ ڈالے پھر جب عرفان کے دروازے تک رسائی ہو تو ملکوت کی اچھی صورتین بھی اپنی خاطر سے بالکل ہٹ دے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے
ہزار بلی کے بعد - بقولہ انی بری مما تشرکون الآیہ سے اس شرک کو ناپید کردیا پس پہلا مرتبہ تو یقین کا ہی ؎ وہ یقین جاصل تھا ابراہیم کو
ہر بشر کی ونگ جس سے عقل ہو + جبتک مرتبۂ یقین نہو تب تک ایمان ہی نہین ہی پھر ولی ہونیکا خیال محض خام ہی ؎ ہو ولایت ورصلاحیت
تو دور + پہلے تو مومن تو ہو لے بے شعور + اور دوسرا مرتبہ یہی مرتبۂ عرفان ہی اسی کو اسلم وجہہ للہ کہا یعنے اپنے نفس کو محل امتحان مین حضرت
حق عزوجل کے سپرد وتسلیم کرنا کہ ماسوائے حق کے سب سے دل پاک وسلامت ہو چنانچہ فرمایا یوم لاینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم -
اور مزید بدین ابراہیم کے حق مین فرمایا - اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین - پھر ابراہیم کے اس اقرار کی تصدیق فرمائی و امتحان کیا کہ فرزند عزیز
وجگر دلبند یعنے اسمعیل علیہ السلام کے ذبح کرنیکا حکم دیا حتی ستر مرتبہ اسکی گردن پر چھری پھیری - اور نیز ابراہیم کو خود اپنی جان سے امتحان فرمایا
کہ ان کو آگ مین ڈلوایا اور نمرود خبیث کو ملعون ومردود کیا مگر ابراہیم سے امتحان لیا اور فرشتون اور آدمیون پر اسکی صدق ومحبت کو ظاہر
کردیا چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اُسوقت آئے کہ ای ابراہیم آپ کو مجھے جس قسم کی مدد منظور ہو فرمایئے کہ مجھے حضرت رب العزة جل جلالہ نے اجازت

Marfat.com

فرمائی ہی کہ اگر ابراہیم تجھسے کچھ مدد چاہے تو اُسکو مدد دوے سوا گر آپ کہین تو مین نمرود مردود کو مع لشکر ایک چٹکی سے مل ڈالون یا اس تختہ زمین کو تہ وبالا کردون تو ابراہیم ع نے جواب دیا کہ اگر یہ مراد ہی کہ مجھے تیری طرف کچھ حاجت ہی تو مجھے تیری طرف کچھ حاجت نہین ہی میرا پروردگار جل جلالہ خود میرے حال کا دانا تر ہی۔ اس آیت مین اللہ عزوجل نے ظاہر فرمایا کہ وہ بندگی بجالانے کی صفت مین اور ربوبیت پہچاننے کی شان مین اس مرتبہ کا بندہ تھا اور ازل مین اسکو بدون کسی علت و سببکے اپنے فضل و رحمت سے خلیل کر دیا تھا کچھ کسی عوض سے نہ تھا کیونکہ خلیل بنانا حضرت او تعالیٰ عزوجل کا فعل ازلی ہی کچھ حادث نہین تو طاعت ابراہیم ع کا وجود بھی نہ تھا پس یہ بلا سبب و علت کے قدیم ہی پھر خلیل علیہ السلام نے اپنے رب جلیل کو جلالت و عظمت کی آنکھ سے دیکھا تو خلیل جلیل ہوگئے اور یہ حبیب کی صفت بھی ہی جو خلیل سے افضل ہوتا ہی اسواسطے کہ محبوبیت عطر خلت اور اسکا لب لباب ہی پھر اشارہ سے تصریح کر دی کہ جو بندہ کہ احسان کی بندگی ادا کرے اور حبیب و خلیل کا تابع ہو وہ بھی محبوب ہو جائیگا مترجم نے مصرح کر دیا ہی کہ انتہا درجہ صدیقین کا ابتدائے درجہ انبیا علیہم السلام ہی اور منشے یہ ہین کہ امتیون مین مرتبہ صدق و ابعد مین جو مقام خلت و محبوبیت ہی وہ اسکو حاصل ہوگا جیسے سب کے سب جنتی ہین مگر یہ لازم نہین کہ سب کا درجہ بھی برابر ہی فافہم اور بعض مشائخ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ کون شخص ایسے بندے سے دین مین در حال مین بہتر ہی جو اپنی تنگی و آسانی ہر حال مین تقدیر پر راضی رہا اور اپنے قلب کو اپنے پروردگار کے سپرد کیا اور خالص اسی کے واسطے فرمانبرداری کی حالانکہ وہ محسن ہی یعنے سنت محمد مصطفیٰ صلعم کا تابع ہی شیخ ابن عطا رح نے فرمایا کہ او تعالیٰ نے اسکو خلیل بنالیا اور اسکے سر باطنی مین کسی غیر کی جگہہ نچھوڑی اور یہی خلت حقیقی ہی شیخ حسین رح نے فرمایا کہ حق عزوجل [illegible] خلیل بنالیا یہ اسکا احسان ہی اسمین انکے جوہر ذاتی کو دخل نہین تھا بلکہ محض ہی اسکو جسنے بدون استحقاق موجبہ کے انکو خلیل بنایا [illegible] ابراہیم کی صفت بیان کی کہ وہ خلیل بنایا گیا تو یہ کرم کی صفت ہی کہ خلیل کی تعریف فرمائی قال المترجم کلام لطیف [illegible] کہ حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندون مین سے مردانہ دلیر پسند ہین - ھ - یہ وہی ہین کہ مردانگی کے ساتھ [illegible] گردن جھکائی اور خلت و محبت کی منزل پائی اور جی سے مرد ہوتا ہے اور جسنے خوف کیا وہ زنانہ ہی اور اسکے احکام جدا [illegible]

عورتونکے احکام از انجملہ یتیمہ عورتون کا حکم بیان فرمایا۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى

اور فتوی پوچھتے ہین تجھسے بیچ عورتون کے کہہ اللہ فتوی دیتا ہی تمکو بیچ اُنکے اور جو چیز کہ پڑھی جاتی ہے اوپر تمہارے بیچ کتاب کے بیچ حق یتیم [illegible]

النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ

عورتون کے جنکو نہین دیتے تم اُنکو جو کچھ لکھا گیا ہے واسطے اُنکے اور رغبت کرتے ہو یہ کہ نکاح کرو اُنکو اور بیچ ناتوانون کے

الْوِلْدَانِ ۙ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ۝

لڑکون سے اور یہ کہ قائم رہو واسطے یتیمون کے ساتھ انصاف کے اور جو کچھ کروگے تم بھلائی سے پس تحقیق اللہ ہے ساتھ اُسکے جاننے والا

واضح ہو کہ مردان صحابہ رضی اللہ عنہم نے عورتون کی میراث وغیرہ کے احکام جب رسم جاہلیت کی نسبت شریعت حقہ مین زیادہ متغیر دیکھے تو کمال احتیاط سے اُسکو پوچھا پھر شروع نساء وغیرہ سے اکثر احکام اس حکمت کے ساتھ کہ ایکبارگی انپر شاق نہو جاوین نازل ہوتے گئے پھر انھون نے باقی احکام کے واسطے فتوی طلب کیا مجاہد نے کہا کہ زمانہ جاہلیت والے عورتون ولڑکون کو کچھ میراث نہین دیتے تھے اور کہتے تھے کہ نہ لڑائی کرین اور نہ غنیمت حاصل کرین نہ قوم سے مضرت دفع کرین اُنکو کچھ استحقاق نہین ہی جب اسلام حق آیا اللہ تعالیٰ نے انکا

حق واجبی انکو دلایا پس آیت میراث سے انکو حصہ ملا پھر کبھی یتیمہ لڑکی ہوتی تھی جسکے بارہ مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ [illegible]
ایسی یتیم لڑکی ہوتی جسکا یہی مرد مذکور وارث بھی ہوتا اور وہی اسکا ولی ہوتا یعنے نکاح اسکی ولایت میں ہوتا اور یہ لڑکی مذکور [illegible]
مال مین شریک ہوتی مثلاً باغ خرما وغیرہ مین بطور میراث کے شرکت رکھتی اور یہ لڑکی اس ولی کی ذات رحم محرم نہین ہوتی مگر شخص اس لڑکی [illegible]
بسبب اسکی بدصورتی وغیرہ کے نکاح کرنا پسند نہ کرتا اور نیز یہ بھی نہ چاہتا کہ دوسرے مرد سے اسکا نکاح کر دے کہ اسکا شوہر بقدر اسکے حصہ کے
ولی مذکور کے ساتھ شرکت والا ہو جاوے پس یہ کرتا کہ لڑکی مذکورہ کو عضل کر دیتا کہ کسی سے نکاح نہ کرنے دیتا یہانتک کہ وہ مرجاتی پس اسکی
میراث لے لیتا تب یہ آیت نازل ہوئی اور عضل کرنے سے ممانعت آئی اور جب کبھی ایسی یتیمہ خوبصورت مالدار ہوتی تو اس سے نکاح کر لیتے
والحدیث عند البخاری ومسلم) اور ابن ابی حاتم نے عائشہؓ سے روایت کی کہ پھر اس آیت کے بعد لوگون نے رسول اللہ صلعم سے فتویٰ طلب کیا کہ
عورتون کے معاملہ مین کیا حکم ہے تب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ویستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فیہن الآیہ - اور عائشہؓ نے فرمایا کہ قولہ تعالیٰ
وما یتلیٰ علیکم فی الکتاب - سے پہلی آیت مراد ہے یعنی قولہ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم الآیہ - باقی کلام تفسیر کے ذیل مین
مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ - **وَيَسْتَفْتُونَكَ** - یطلبون منک الفتوی تجھسے فتویٰ طلب کرتے ہین - اور افتا بروزن افعال بمعنے
ظاہر کر دینا مبہم کو کما **فی البیضاوی** اور فتویٰ اسم ہے پس استفتا کے معنے فتوے کی درخواست کرنا چنانچہ مفسرؒ نے کہا اور حاصل آنکہ تجھ
اے محمد صلعم تیرے اوپر ایمان لانے والے درخواست کرتے ہین کہ فتویٰ دیجیے - **فِي** - شان - **النِّسَاۤءِ** - و میراثہن عورتون کے بارہ مین
اور انکی میراث کے احکام مین - پس فی النساء معنے فی شان النساء بتقدیر مضاف ہے اسواسطے کہ عورتونکی ذات وانکے انواع سے سوال
نہ تھا بلکہ انکے حال سے سوال تھا اور **بیضاوی**ؒ نے فی میراث النساء مقدر کیا بدلیل آنکہ اسکا سبب نزول یہ ہوا تھا کہ عیینہ بن حصن نے
آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ مجھے خبر ملی کہ آپ دختر کو نصف اور بہن کو نصف میراث دلاتے ہین اور ہمارا تو یہی دستور تھا کہ ہم اسی شخص کو وارث کرتے تھے
جو لڑائی لڑے اور غنیمت سمیٹے تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی حکم فرمایا ہے اور **مفسر جلال**ؒ نے فی شان النساء و میراثہن مقدر کرنے
مین اشارہ کیا کہ سوال جیسا میراث سے تھا ویسا ہی بعض احوال سے بھی تھا کیونکہ جواب مین میراث کے ساتھ یتیمہ لڑکیون کے نکاح کا حال بھی
مذکور ہے اور جواب موافق سوال ہوتا ہے - **قُلْ** - لہم کہدے یعنے فتویٰ طلب کرنیوالون سے - پس خطاب انکو بسبب انکے سوال کے ہے ورنہ
حکم انکے ساتھ مخصوص نہین ہے اسلیے کہ فتویٰ یہی ہے کہ واقعہ مین جو حکم حق ہے وہ ظاہر کر دیا جاوے چنانچہ عالم سے جو فتویٰ لیتے ہین اسکے یہی
معنے کہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلعم و اجماع امت وغیرہ جس دلیل شرعی سے جو حکم اس بارہ مین ہو وہ ظاہر کر دو - **اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ
فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ** - اللہ تعالیٰ تمکو فتویٰ دیتا ہے عورتون کے حق مین اور وہ جو تلاوت کیا گیا تمپر کتاب مین
ف کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور حاصل آنکہ جو تلاوت کیا گیا تمپر قرآن مین آیۂ میراث قولہ یوصیکم اللہ فی اولادکم الآیۃ وقولہ ان خفتم
ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ الآیہ - بھی تمکو فتویٰ دیتا ہے پس یفتیکم فیہن کا فاعل اللہ تعالیٰ اور ما فی الکتاب - دونون ہوے اگر کہا جاوے کہ
اللہ تعالیٰ کا فتویٰ دینا وہی ہے جو قرآن مجید مین مذکور ہے اور نیز فعل کی نسبت بجانب دو فاعل کیونکر ہے تو جواب یہ کہ فعل کو دو مختلف اعتبار سے
دو فاعل کی طرف نسبت کرنا روا ہے اور **بیضاوی**ؒ نے ذکر کیا کہ جائز ہے کہ وما یتلیٰ علیکم - مبتدا - اور - موجود فی الکتاب خبر ہو اور مراد کتاب
سے لوح محفوظ ہے اور حاصل آنکہ یہ جو تمپر تلاوت کیا جاتا ہے یہ لوح محفوظ مین موجود ہے اور بلاغت اسمین یہ کہ اس حکم کی عظمت ظاہر [illegible]
رہے کہ ان حقوق کی رعایت رکھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک عین عبادت ہے الحاصل تم یتیم عورتون کے بارہ مین [illegible]

تم کو فتویٰ دیتا ہی اور خود قرآن مجید کی جو آیت گذر چکی وہ تمکو حکم بتلاتی ہی۔ فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ۔ دربارہ یتیم عورتوں کے ف جنکو تمھارے دستور زمانہ جاہلیت مین ظلم صریح ہوتا تھا چنانچہ انکا حال ظاہر کر دیا بقولہ تعالیٰ۔ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ جنکو تم لوگ وہ حق نہین دیتے تھے جو انکے واسطے فرض کیا گیا ہی ف مثلاً انکی میراث نہین دیتے تھے۔ وَتَرْغَبُوْنَ۔ ایہا الاولیاء اور تم بے رغبتی کرتے ہو اے اولیاء اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ۔ اس سے کہ نکاح مین لاؤ اُنکو۔ ف بسبب اُنکی بدشکل ہونے کے اور عضل کرتے ہو انکو اس سے کہ اپنا نکاح کرلین بسبب اسکے کہ تمکو اُنکی میراث کی طمع ہوتی ہی اور حاصل آنکہ تمکو یہ فتویٰ دیتا ہی کہ تم ایسا مت کرو۔ اور بعض نے ترغبون فی ان تنکحوہن۔ مقدر کیا یعنے تم رغبت کرتے ہو اس بات مین کہ انسے نکاح کرلو یعنے درصورتیکہ وہ خوبصورت ہوتی ہین تو نکاح کرتے ہو مگر مہر پورا نہین دیتے ہو اور بدصورتی مین نکاح نہین کرتے عضل کرتے ہو۔ ومؤید تفسیر روایت ابن ابی حاتم از حضرت ام المؤمنین عائشہؓ ہی کہ حضرت ام المؤمنینؓ نے فرمایا کہ قول اللہ عزوجل وترغبون ان تنکحوہن۔ یعنے اولیاء کو خطاب ہی کہ تم مین سے جب کسی ولی کی پرورش مین ایسی یتیمہ ہوتی ہی جسکا مال وجمال کم ہی تو اس سے بے رغبتی کرتا ہی پس اللہ نے منع کر دیا کہ ایسی یتیمہ سے بھی نکاح نہ کرین جس کے مال وجمال کثیر ہونے سے اسکی طرف رغبت رکھتا ہی مگر اسی طور سے کہ اسکو اسکا پورا مہر دیوے۔ قال ابن کثیر اس روایت کے واسطے صحیحین مین اصل ثابت ہی اور مقصود کلام الٰہی کا یہ ہی کہ پہلے ایسا کرتے تھے کہ جب کسی مرد کی پرورش مین کوئی ایسی یتیمہ لڑکی ہوتی جس سے وہ خود بھی نکاح کرسکتا باین طور کہ وہ اسپر شرعاً حرام نہین ہوتی مثلاً چچازاد بہن ہوتی تو کبھی ایسا ہوتا کہ مرد مذکور کو جو اسکا ولی ہی اُسکے نکاح کی طرف رغبت ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جو کچھ ایسی عورتون کا مہر باندھے جانیکا دستور ہو اسیقدر پورا مہر اسکا بھی باندھے تب نکاح کرسکتا ہی اور اگر ایسا نہ کرے بلکہ کم مہر پہ نکاح مین لے لینا چاہے تاکہ اُسکا مال ہاتھ آوے تو نکاح نہین کرسکتا پس اور عورتین [illegible] تین تین چار چار سے نکاح کرے اور اس یتیمہ کو اپنی ولایت سے کسی غیر مرد کے ساتھ بیاہ دے۔ یعنی تو اس آیت کریمہ سے ثابت [illegible] سورۂ نساء مین بقولہ وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ الآیہ۔ مذکور ہوئی ہی۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ مرد مذکور جو اسکا ولی ہی اس یتیمہ کی طرف سے بے رغبت ہوتا خواہ اس عورت کے بدشکل ہونے کی وجہ سے یا نفس الامر مین اسکو رغبت نہین تو وہ ایسا کرتا کہ کسی غیر سے نکاح کرنے سے [illegible] منع کرتا تاکہ مرے تو میراث لیوین پس اللہ عزوجل نے منع فرمایا کہ عضل مت کرو۔ چنانچہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے قولہ فی یتامی النساء [illegible] مین روایت کی کہ زمانۂ جاہلیت مین دستور تھا کہ کسی مرد کے پاس اگر یتیم لڑکی ہوتی اور وہ اسپر اپنا کپڑا ڈال دیتا تو پھر کبھی کوئی اس سے نکاح نہین کرسکتا تھا پھر اگر وہ عورت خوبصورت ہوتی اور ولی مذکور اسکی طرف رغبت کرتا تو اس سے نکاح کرلیتا بہت تھوڑے مہر پر اور اسکا ذاتی مال سب خورد برد کر جاتا اور اگر وہ بدصورت ہوتی تو اُسکو ہمیشہ تازندگی دوسرے کسی مرد سے نکاح کرنے سے روکتا یہانتک کہ وہ عورت مرجاتی پھر اُسکی میراث مین اُسکا مال لیکر خورد برد کرتا پس اللہ عزوجل نے اُسکو حرام کیا اور منع فرمایا۔ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ای ویفتیکم فی الصغار من الولدان ان تعطوہم حقوقہم۔ اور تمکو فتویٰ دیتا ہی دربارہ نابالغ ولدان کے خواہ مذکر ہون یا مؤنث ہون ف یہ کہ تم انکو اُنکے حقوق دیدو یعنے جو حقوق میراث کے عموم قولہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ سے ثابت ہین وہ دیدو۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت والے نابالغون کو اگرچہ فرینہ ہونے کچھ میراث نہین دیتے اور لڑکیونکی کچھ میراث ہی نہین قرار دیتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی منع فرمایا اور ہر حصہ دار کا حصہ آیۂ مواریث مین مقرر فرمایا اور ایسا ہی سعید بن جبیر وغیرہ سے مروی ہی وَاَنْ تَقُوْمُوْا۔ یعنے یامرکم ان تقوموا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ۔ اور تمکو اے حاکمو اور سربراہ کارو یہ حکم دیتا ہی کہ ٹھیک قائم ہو یتیمون کیواسطے قسط کے

Marfat.com

ساتھ **ف** ای بالعدل فی المیراث والمهر۔ یعنے عدل کے ساتھ اُنکی میراث دینے اور اُنسے نکاح کرنیکی صورت مین اُنکا پورا مہر اداکرنے مین۔ سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ عدل کے ساتھ قائم رہو چنانچہ جب مال وجمال والی ہو تو پسند کرکے نکاح مین لاتے ہو ایسے ہی انصاف کرو کہ جب مال وجمال والی نہو تب بھی اسکا نکاح مین لانا اختیار کرو۔ **وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا** اور تم بھلائی کرو اللہ تعالی اُسکو خوب جانتا ہے **ف** یعنے فعل نیک پر تمکو ثواب جمیل دیگا۔

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا

اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سے تو گناہ نہین دونون پر کہ کرلین آپس مین

صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

صلح اور صلح خوب چیز ہے اور جیون مین رکھی گئی ہے حرص اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری تو اللہ کو

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا

تمھارے سب کام کی خبر ہے اور ہرگز برابر نہ رکھ سکوگے عورتون کو اگرچہ اُسکا شوق کرو بس مت جھک جاؤ تم

كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

بھکسہ جانا کہ ڈال رکھو ایک کو جیسے ادھر مین لٹکتی اور اگر سنورتے رہو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۝

اور اگر دونون جُدے ہو جاوین تو اللہ ہر ایک کو محفوظ کریگا اپنی کشائش سے اور اللہ کشائش والا ہے تدبیر جانتا

شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالی نے اسمین جورو اور مرد کے حال سے خبر فرمائی کہ کبھی تو مرد کو جورو سے نفرت ہوتی ہے اور کبھی جورو سے اتفاق کرتا ہے اور کبھی اسکو جدا کردیتا ہے پس یہ تین حالتین ہین **قال المترجم**۔ ان سب کا بیان تفسیر مین آتا ہے **وَإِنِ امْرَأَةٌ**۔ یعنے وان خافت امراۃ پس امراۃ کو رفع ایسے فعل سے ہے جو یہان محذوف ہے اور خود آگے جو فعل مذکور ہے وہی اسکی تفسیر کرتا ہے اور اس پر دلیل ہے اسواسطے کہ وہ ہم پہلے نہین ظاہر ہوتا ہے **خَافَتْ**۔ توقعت۔ یعنے عورت کو خوف ہو یعنے توقع ہو پس یہ ضرور نہین کہ حقیقی یعنے خوف کے متحقق ہون بلکہ مراد اسقدر ہے کہ اگرچہ بلا یقین کے کسی عورت کو ہوتا نظر آوے۔ **مِنْ بَعْلِهَا**۔ زوجها۔ اپنے بعل یعنے شوہر سے اور بعل بمعنے سردار ہے (المعنے) اگر کوئی عورت اپنے گمان یقین سے خوف کرے اپنے شوہر کی طرف سے **نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا**۔ نشوز کا یا اعراض کا **ف** نشوز سے ایسی باتین مراد ہین کہ مرد اپنی جورو پر ترفع کرے یعنے بے پروائی سے سرکشی کرے باین طور کہ اسکو بستر پر ساتھ نہ لٹاوے اور اُسکو نفقہ دینے مین قصور کرے بسبب اسکے کہ یہ جورو اسکے نزدیک مبغوض ہو اور دوسری جورو جو اس سے خوبصورت ہے اُسکی طرف نظر رکھے اور اعراض یعنے منھ پھیرنا پس فرق درمیان نشوز واعراض کے یہ ہوا کہ نشوز تو یہ کہ جورو سے دوری چاہے اور اعراض یہ کہ اُس سے منھ بھر نہ بولے اور کچھ مانوس نہ ہو۔ حالانکہ اگر یہ حالت واقع ہو کہ جورو کو اپنے شوہر سے نشوز واعراض کا خوف ہو **فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا**۔ تو ان دونون پر گناہ نہین کہ درمیان مین صلح کرلین **ف** اکثرون کی قرأۃ مین یصالحا بتشدید صاد ہے در اصل یتصالحا از باب تفاعل تھا پس تا کو صاد کے ساتھ ادغام کیا اور عاصم وکسائی کی قرأۃ مین یصلحا از اصلح یعنے از باب افعال ہے۔ کہا گیا کہ اول قوی و اولی ہے کیونکہ جو فعل دو کے درمیان جانبین ہو تو باب تفاعل برائے مشارکت مستعمل ہے دریافت کیا گیا کہ فلا جناح علیهما۔ یعنے دونون پر گناہ نہین [illegible]

Marfat.com

جواب دیا گیا کہ شوہر کی طرف تو گناہ کا مظنہ ظاہر تھا کیونکہ اُسنے عورت سے صلح مین کچھ لیا پس آیا وہ حلال ہی یا نہین ہی پس فلا جناح سے ظاہر ہوگیا کہ وہ حرام رشوت کے طور پر نہین ہی اور رہا عورت پر گناہ نہونا اسواسطے مصرح فرمایا کہ جو کچھ اُسنے دیا وہ بھی ایسی چیز نہین کہ جسکا دینا حرام ہو الحاصل گناہ نہین دونون پر کہ آپسمین باہم صلح کرلین یعنے باری ونفقہ مین باین طور کہ ساتھ باقی رہنے کے واسطے جورو اپنے حق مین سے کچھ چھوڑ دے پس اگر عورت اس امر پر راضی ہو تو خیر ورنہ شوہر پر واجب ہوگا کہ جورو کو اسکا پورا حق دے یا جدا کرے۔ بالجملہ تینون احوال مین سے پہلا حال یہ ہی کہ جب عورت کو خوف ہو کہ شوہر اس سے نفرت یا اعراض کریگا تو اسکو چاہیے کہ اپنے حق کو یا حق مین تھوڑے کو ساقط کردے اور حق عام ہی خواہ باری ہو یا کھانا کپڑا یا مانند اسکے دیگر حقوق۔ لیکن یہ امر عورت پر واجب نہین بلکہ اسکو اختیار ہی اگر ساتھ باقی رکھنا چاہے تو ایسا کرے اور شوہر پر اسکے قبول کرنے مین کچھ گناہ نہین ہی اور یہی صلح ہے لیکن اگر عورت نے ایسا نہ کیا تو مرد کو خود اسکی باری وغیرہ ساقط کرنے کا اختیار نہین ہی بلکہ اگر شوہر اُسکا نکاح باقی رکھے تو اُسکی باری وغیرہ اُسپر واجب ہوگی اور چاہے تو اسکو طلاق دیدے۔ اور قولہ ان یصلحا بینہما کے بعد صلحًا۔ کا لفظ اس امر کا مشعر ہی کہ حقوق واجبہ گھٹانے یا ہبہ وغیرہ کوئی چیز بطریق استمالت دینے سے بھی صلح جائز ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے اسی صلح کی ترغیب دی بقولہ۔ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔ اور صلح بہتر ہی ای خیر من الفرقۃ والنشوز والاعراض۔ یعنے بہتر ہے جدا کرنے اور سرکشی واعراض کرنے سے اور بیضاوی رح نے لکھا کہ جائز ہے کہ خیر سے معنے اسم تفضیل کے مقصود نہون بلکہ یہ بیان مقصود ہو کہ صلح کرنا ایک خیر و نیک بات ہی جیسے خصومت وجھگڑا رکھنا ایک بد بات ہی۔ بہرحال یہ جملہ معترضہ ہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کی جبلت فرمائی کہ۔ وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ اور حضار کیے گئے ہین نفوس شح پر ف اور شح کے معنے ہین شدت بخل پس وہ بدتر بخل ہوا اور حقیقت مین شح کہتے ہین منع خیر پر حرص ہونے کو۔ حاصل آنکہ نفوس کی جبلت اسی شح پر ہی پس گویا نفوس اسکے روبرو حاضر ہین کہ کبھی اس سے اوٹ نہین ہوتے ہین۔ اور مراد یہ ہی کہ عورت سے تو یہ دور نہین کہ شوہر سے جو اُسکا حصہ ہی اس حصہ سے چشم پوشی نہ کرے اور مرد سے یہ دور نہین کہ اپنی ذات سے عورت کے حق مین مردمی نہ کریگا جبکہ وہ اس عورت کے سوائے دوسری کو دوست رکھتا ہی یا اسی کو مبغوض رکھتا ہی اور یہ جملہ بھی مانند جملہ اول کے معترضہ ہی پس پہلا تو مصالحت کی ترغیب ہی اور دوسری مین تمہید عذر ہی جبکہ ایسا نہ کرین۔ اور قولہ الانفس مین اشارہ ہی کہ یہ خصلت ہر ہر نفس کے ساتھ تمام سب نفوس مخلوقہ مین نہین ہی بلکہ اکثر عورتین صلح پر راضی ہوتی ہین اور اکثر مرد مسامحت کر جاتے ہین چنانچہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ سودہ بنت زمعہ کو یہ خوف ہوا کہ رسول اللہ صلعم مجھے طلاق دیدینگے تو بولین کہ یارسول اللہ آپ مجھے طلاق نہ دین اور میری باری کا دن عائشہ رض کے واسطے کردین پس آنحضرت صلعم نے اسکو قبول کیا اور یہ آیت اُتری وان امراۃ خافت من بعلہا الآیۃ۔ ابن عباس رض نے کہا کہ اس سے ثابت ہوا کہ جس چیز پر دونون صلح کرین تو جائز ہے رواہ الترمذی و حسنہ والطبرانی والبیہقی وابن المنذر۔ اور حضرت عائشہ رض سے بھی روایت ہی کہ اس آیت کا سبب نزول یہی قصہ سودہ رض واقع ہوا تھا کما رواہ الحاکم وصححہ وابوداؤد والبیہقی او عروہ رض سے روایت ہی کہ یہ آیت سودہ بنت زمعہ وانکی مانند عورتون کے حق مین نازل ہوئی اور بات یہ تھی کہ سودہ بنت زمعہ کا سن دراز ہوگیا تھا اور اُنکو خوف پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلعم مجھے جدا کردینگے مگر اُنکو آنحضرت صلعم کی بیوی ہونیکا مرتبہ چھوڑنا بہت گران گذرا اور یہ اُنکو معلوم تھا کہ آنحضرت صلعم عائشہ رض کو بہت چاہتے ہین اور حضرت صلعم کے نزدیک اُنکی قدر و منزلت زیادہ ہی پس سودہ رض نے یہ کیا کہ اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رض کو ہبہ کردیا پس حضرت صلعم نے اسکو قبول فرمایا رواہ البخاری اور اس قصہ سودہ بنت زمعہ کو بخاری ومسلم نے و دیگر اصحاب سنن و مسانید نے بوجوہ روایت کیا ہی اور اس روایت مین جو حضرت عائشہ رض کی منزلت مذکور ہی وہ اس طرح نہین ہی کہ

Marfat.com

آنحضرت صلعم اپنی بیویون کے حقوق مین سے عائشہ رض کو منزلت زائد دیتے تھے بلکہ اسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھ پر لحاف مین ہونیکی حالت مین مجھپر وحی نہین اتری سواے عائشہ رض کے پس آپ اُنکو منزلت والی جانتے تھے اور حضرت عائشہ رض سے اس آیت کی مروی ہی کہ مرد کے پاس جورو ہوتی جس سے اُسکی کوئی اولاد بھی نہوتی اور وہ چاہتا کہ مین اُسکو طلاق دیکر جدا کر دون پس عورت کہتی کہ مین تجکو حلت مین کیے دیتی ہون پس یہ آیت نازل ہوئی رواہ البخاری وغیرہ اور ایسا ہی حضرت عمر و علی و ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم مروی ہی اور حلت مین کر دینے کے یہ معنے ہین کہ حقوق واجبہ معاف کر دیے کہ ادا کر دے تو بہتر اور نہ ادا کرے تو مین اسکے حق سے عفو کرتی ہون اور معنے حاصل حکم آیت کریمہ ہی جو علی العموم مومنو پر ثابت ہین اگرچہ سبب نزول اسکا واقعہ خاص ہو۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ والصلح خیر یعنے تخیر دینا بہتر ہی یعنے عورت کو شوہر مختار کر دے کہ چاہے رہنا اختیار کرے یا طلاق لیوے اور یہ بہتر ہی بہ نسبت اسکے کہ اسکی سوت پر چڑھا واکر تا رہے اور مدت گزارے **کذا ذکرہ ابن کثیر** اور پوشید نہین کہ ظاہر تفسیر وہ ہی جو سابق مذکور ہوئی کہ عورت و مرد مین صلح اس طور کہ عورت اپنے حقوق کل یا بعض چھوڑے اور مرد قبول کر کے ساتھ رہنے دے یہ بالکلیہ جدائی سے بہتر ہی اور اتفاق رکھنا اللہ تعالی کے نزدیک پسند ہی جیساکہ اس کلام سے بھی ظاہر ہی بلکہ طلاق تو مبغوض ہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ مباح چیزو نمین سے جو اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ مبغوض ہی وہ طلاق ہی رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ وصححہ الحاکم اور واضح ہو کہ باری عورت کا حق ہی اور احادیث صحاح سے یہ بات ثبوت کو پہونچی کہ اگر عورت نے اپنی باری اپنی سوت کو دیدی تو روا ہی بطریق صلح ولیکن بعد صلح کے اُسپر لازم نہین بلکہ اُسکو اختیار ہی کہ جب چاہے اس سے رجوع کرے پس مرد پر اسکی باری کا حق ادا کرنا واجب ہو جائیگا کما قال ابن عباس رض اور یہی ابو حنیفہ کا مذہب ہی۔ **وَإِن تُحْسِنُوا** عشرة النساء۔ اور اگر بھلائی سے عورتونکے ساتھ زندگی بسر کرو۔ **وَتَتَّقُوا** الجور علیہن اور جورو ون پر ناگوار سختی کرنے سے بچو تو تمکو ثواب ہوگا۔ **فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا** فیجازیکم بہ۔ اللہ تعالی تمھارے کام سے خوب آگاہ ہی پس تمکو ثواب جمیل عطا فرماویگا اس تفسیر سے ظاہر ہی کہ یہ خطاب فقط مردون کو ہی اور بعض مفسرین نے مردون و عورتون دونون کی طرف خطاب قرار دیا مگر مردونکو غلبہ کر کے صیغہ مذکر فرمایا۔ اور منشا اسکا یہ ہی کہ اگر جورو نے اپنا کوئی حق ساقط کر کے شوہر کو راضی کر لیا تو وہ محسنہ ہوگی اور اگر مرد نے باوجود کراہیت کے اسکو طلاق نہ دی اور اُسکے حقوق نان و نفقہ و باری کے مرعی رکھے تو وہ محسن ہی ولیکن اول ارجح ہی۔ اور احادیث صحاح مین جورو ون سے نیکوئی کے ساتھ زندگی بسر کرنیکی تاکید و وصیت آئی ہی اور پیتر اگر اُسکو جورو ایک سے زائد ہو تو سب مین برابری رکھنا واجب ہی ولیکن انسان کی طبیعت کا میلان اسکے اختیار سے باہر ہی پس اللہ تعالی نے اپنے کرم سے بندے کی بے اختیاری امور کو عفو کیا چنانچہ فرمایا۔ **وَلَن تَسْتَطِيعُوا أَن تَعْدِلُوا** ای تسووا **بَيْنَ النِّسَاءِ** فی المحبۃ **وَلَوْ حَرَصْتُمْ** علی ذلک۔ یعنے اور استطاعت نہین پاؤگے کہ عدل کرو یعنے برابری رکھو اپنی جورو ون کے درمیان یعنے محبت کرنے مین اگرچہ تم حرص کرو یعنے محبت کی راہ سے بھی برابری رکھنے مین۔ **فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ** الی التی تحبونہا فی القسم والنفقۃ۔ **فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ** ای تترکوا الممال عنہا کالتی لاہی ایم ولا ذات بعل۔ یعنے جب معلوم کر چکے کہ تم سے محبت کی راہ سے جورو ون مین برابری رکھنا نہین ہو سکتا کیونکہ تمھاری استطاعت سے باہر ہی تو واجب ہی کہ مت جھک پڑو پورا جھک پڑنا اپنی جورو کی طرف جسکو تم پیار کرتے ہو یعنے باری اور نفقہ دینے مین بالکل اُسکی طرف مت جھک پڑو حتی کہ چھوڑ دو دوسری کو معلقہ کے مانند یعنے جسکی طرف سے تم مڑے ہو اُسکو ایسا کر چھوڑو کہ جیسے معلقہ یعنے ایسی عورت کہ نہ وہ بے شوہر والی ہی سمجھی جا اور نہ وہ شوہر والی۔ حاصل آنکہ محبت اگرچہ بے اختیاری و معافنہ ہی لیکن چاہتی جورو کی طرف اپنے اختیاری افعال سے اتنا مت جھک پڑو کہ دوسری کو ایسا کر چھوڑو کہ اس سے کوئی بات ہی نہین جو جورو اور مرد مین نان نفقہ و باری وغیرہ مین ہوتی ہی پھر قولہ ولن تستطیعوا سے نفی صریح استطاعت کی ہی اور معنے استطاعت کے قولہ تعالی وعلی اللہ

ع البیت من استطاع الیہ سبیلا- مین مفصل مذکور ہوے ہین اور معنے یہان یہ ہین کہ اے لوگو تمکو تمام وجوہ سے عورتون کے درمیان مساوات رکھنے کی استطاعت نہین اگرچہ ظاہر صورت مین باری مقرر کرسکتے ہو ولیکن ضرور ہی کہ محبت وشہوت وجماع مین تفاوت ہوگا کما قال ابن عباس ؓ ومجاہد وغیرہم اور ابن ابی ملیکہ رح نے کہا کہ قولہ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء الآیۃ کا نزول حضرت عائشہ ؓ کے بارہ مین ہوا یعنے آنحضرت صلعم اُنکو اور بیویون سے زیادہ چاہتے تھے رواہ ابن ابی حاتم اور حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم اپنی بیویونکے درمیان عدل کے ساتھ باری مقرر کرتے پھر فرماتے کہ اے میرے پروردگار یہ میرا باری بانٹنا ایسی چیز مین ہی جو مجھسے ہوسکتی ہی پس تو مجھر مواخذہ نہ فرمایئو ایسی چیز سے جو میرے اختیار مین نہین اور تیرے اختیار مین ہی یعنے دلی محبت رواہ ابوداؤد واحمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن المنذر وابن ابی شیبہ و قال ابن کثیر بعد ما ذکرہ مسندا ان ہذا اسناد صحیح وقال الترمذی بعد ما ذکر اسنادہ عن ابی قلابۃ مرسلا ان ہذا اصح اور فقہائے اتفاق کیا ہی کہ تفاوت بمانند محبت وغیرہ کے عفو ہی مگر آنکہ میل کلی اسطرح کہ دوسری جورو مانند معلقہ کے ہوجاے تو حرام ہی اور یہ بھی اتفاق ہی کہ اختیاری امور مانند باری ونفقہ وغیرہ مین بدون رضاے عورت کے جور کرنا حرام ہی چنانچہ ابوہریرہ ؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جسکی دو جورو دین ہون اور اُسنے دونون مین سے ایک طرف میل کیا تو قیامت مین ایسے حال سے آویگا کہ اسکا آدھا دھڑ ساقط ہوگا رواہ احمد واہل السنن اور تمام کلام باری کے مسائل مین ترجمۂ عالمگیریہ وعین الہدایہ سے تلاش کرنا چاہیے۔ وَإِن تُصْلِحُوا بالعدل فی القسم- اور اگر صلح بنو اسطرح کہ اپنے نفسونکو عدل پر رکھو- وَتَتَّقُوا -الجور- اور پرہیز رکھو جور وظلم سے تو بہتر ہی- فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا -کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور ہے یعنے بخشنے والا ہی اس بے اختیاری میلان کو جو تمہارے دلون مین ہی- رَّحِيمًا فی ذلک -اس بارہ مین تمپر رحم فرمانے والا ہی کہ مواخذہ نفرمایگا- حاصل آنکہ اگر تم اپنے تمام کامون مین صلاحیت کے ساتھ چلنے کا اہتمام رکھو اور اختیاری امور مین عورتون کے درمیان مساوات رکھو اور تمام احوال مین اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جور وظلم نہ کرو تو تم مین جو بے اختیاری محبت مین تفاوت ہی اللہ تعالیٰ اسکو رحمت سے بخشیگا کذا قال ابن کثیر رح اور ظاہر اس تفسیر پر یہ وارد ہوتا ہی کہ محبت کا تفاوت اسی شرط سے مغفور ہوگا کہ اصلاح وتقوی پر رہین حالانکہ بے اختیاری امور مین مواخذہ ہونا اتفاقی اصل ہی اور جواب یہ ہی کہ شرط مراد نہین بلکہ آمادہ کرنا اصلاح وعدل پر مقصود ہی اور واضح ہو کہ شرع مین مطیع سے اوقات عذر کا عفو ہونا اور عاصی سے اوقات غیر عذر کے ساتھ اوقات عذر پر بھی مواخذہ ہونا ثابت ہوا ہی اور احادیث صحیح مسلم مین اسلام لانے والے سے پہلے فسق وفجور کا [illegible] ہونا اور کفر کرنیوالے کا اول وآخر کے عوض ماخوذ ہونا ثابت ہی فلیتدبر- اور بعض مفسرین نے کہا کہ اگر تم اصلاح کرو عورتون کے ان امور کی جو بگاڑتے آئے ہو اور آئندہ پرہیز رکھو تو اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہی- پھر جورو ومرد کے تینون حالات مین سے تیسرے حال کو جو باقی ہے بیان فرمایا- وَإِن يَتَفَرَّقَا ای الزوجان بالطلاق اور اگر جدا ہوگئے دونون یعنے جورو ومرد دونون جدا ہوگئے بایں طور کہ عورت نے صلح نہ کی اور مرد نے مسامحت رکھنے کو نہ مانا بلکہ طلاق دیدی کہ دونون الگ ہوے تو- يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِّن سَعَتِهِ - بے پروا کریگا اللہ تعالیٰ دونون مین سے ہر ایک کو اسکے ساتھی سے اپنے فضل کے ساتھ بایں طور کہ عورت کو دوسرا شوہر نصیب کردیگا اور مرد کو دوسری جورو- وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا لخلقہ فی الفضل -اور اللہ تعالیٰ واسع ہے یعنے اسکا فضل اپنے مخلوق کے ساتھ وسیع ہی- حَكِيمًا - فیما دبرہ لہم- جو تدبیر اپنی خلق کے واسطے فرمائی ہی اسمین کامل حکمت ہی ف اس آیت مین باوجودیکہ طلاق عمل مین لایا گیا جو اللہ تعالیٰ کو مبغوض ہی پھر بھی کمال رحمت سے تسلی فرمائی کہ طلاق سے پریشان خاطر نہون اسلیے کہ عورت سے سوت کا جلاپا دیکھا جانا دشوار ہی اور نیز مرد سے کراہت برابر اُٹھانا چنانچہ

Marfat.com

مفاد قولہ واحضرت الانفس الشح۔ سے معلوم ہوچکا لیکن اگر یہ لوگ اپنے نفس کو سرنگون کرکے اسپر مطئن کرتے بدون ایکے کہ اپنے نفس
مشوش ہو تو انکے حق مین فاضل بلکہ افضل تھا کما لا یخفی **ف** فی العرائس قولہ تعالیٰ واحضرت الانفس الشح۔ اللہ تعالیٰ نے نفوس کے
سمات نکرت یعنے ناشناسی کو لگا دیا اور اسی پر نفوس کی آنکھین کھول دین پس اسکو اپنا ہی وجود نظر آیا جسپر وہ عاشق ہوا اور اپنے خالق
کے دیدار سے ناشناس و اندھا رہا پس نفس کا یہی حال ہے کہ عالم مین سے اپنے حظوظ کو ڈھونڈھتا رہتا ہے پھر جب اسکو اللہ تعالیٰ نے بندگی
ادا کرنے کے لیے جنبش دی اور چونکایا تو نفس مذکور نے ان حظوظ کو چھوڑنے سے سرتابی کی یعنے منھ موڑا کیونکہ اسکو حظ حقیقی سے خبر
نہین ہے بوجہ اسکے کہ اپنے خالق عز وجل سے بیخبر ہے پھر اسکے مشاہدہ سے جو دونون جہان سے کہین بڑھکر دولت ہے کب آگاہ ہو سکتا ہے **شیخ**
ابو الحسن نوری رح نے کہا کہ اشباح و ظاہری صورتون پر لازم کیا گیا ہے کہ تمام احوال مین اپنے خالق عز وجل سے جاہل ہون اور اسکا بخل وہ ہے
جو اسکو مضرت پہونچا کر خاک مین ملاوے یعنے دنیا کی خواہش اور اسکو طلب کرنا **قال المترجم** حاصل یہ ہے کہ جو شخص محض صورت ہی صورت ہے
اور معنے سے خبر نہین رکھتا وہ تہ مین گرفتار ہے کیونکہ صورت کے واسطے دو باتین لازمی ہین اول آنکہ دیدار حق ما اسکے پہچاننے سے بالکل غافل ہو
بلکہ مانع عرفان ہے بوجہ اسکے کہ دیدار ظاہری سے اپنے کو یا اپنے مانند پریشان کو جو کثرت خلاف وحدت ہے دیکھتا ہے اور یہ گران خواب غفلت ہے اسی سے
مولوی روم رح نے لکھا ہے چشم بند و گوش بند و لب ببند + گر نہ بینی نور حق برمن بخند + اور حواس باطنہ جو طبیعی و فلسفی لوگون کے قول پر ہین وہ بھی
ان حواس ظاہرہ کے ساتھی بلکہ انکے مادر و پدر ہین ہان حواس باطنہ اہلِ حق کے نزدیک کچھ اور ہین کہ وہ جسم ایمان کے واسطے خانۂ قلب مین پنہان
ہین وہ آنکھین اور ہی ماہیت رکھتی ہین وہ کان کچھ اور ہی چیز ہین صدائے الست بربکم قالوا بلیٰ۔ انہین پیہم متصل چلی آتی ہے وہان زبان عربی و فارسی
کو دخل نہین ہے اور مترجم کو زیادہ جرأت نہین تا کہ بیان کرے ؎ خمش کین قصہ پایانے ندارد + زبانِ من زباندانے ندارد + اور دوم یہ کہ ان
ظاہری صورتون کو طلب دنیا لازم ہے کہ اصل و مرجع انکا یہی ہے پس مضرت کو منفعت دیکھکر اسکی تلاش مین فلاح جانتے ہین اور یہی عین نکرت ہے
اس سے دیدار حق کو بالکل مخالفت ہے و نعوذ باللہ من الضلال۔ پھر شیخ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء عدل اصل
صفت حق سبحانہ و تعالیٰ ہے جو اس صفت سے فیضیاب ہوا وہ ہر دم ہر حال مین عادل ہوتا ہے یعنے پہلا محاسبہ اسکو اپنے نفس سے رہتا ہے جس سے
صلاحیت کی طرف راہ ملتی ہے ولیکن جو عدل کہ مستعار ہوتا ہے اور بنایا ہوا ہوتا ہے وہ امتحان کے وقت اپنے کان و معدن کی طرف رجوع کرجاتا ہے اسواسطے
کہ ارواح و اشباح مین بعض کا بعض کی طرف میلان کرنا بمقتضائے فطرت ہے اور عورتون سے محبت ہونا عشق روحانی کے احکام سے ہے کہ بالطبع اسکو
میل ہوتا ہے اور نیز اپنے معدن کو جو حسن ازل ہی چاہتا ہے تو بھلا نفس کو عورتون کے درمیان عدل رکھنے کی استطاعت کہان سے ہوگی حالانکہ
روح ہمیشہ زیادہ حُسن کی طالب ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ولو حرصتم۔ یعنے اگرچہ حقیقی عدل رکھنے پر حرص کرو تاہم اسکی استطاعت
نہ پاؤگے پس فرمایا فلا تمیلوا کل المیل۔ یعنے حکم خالق سے اگر نفس بھاگے تو اسکو مراقبہ و مجاہدہ و ریاضت کی جہار سے فی الجملہ قابو مین لاؤ۔
انسان کا یہ حال ہے کہ نفس کے مقابلہ مین پورا نہین اُترتا ہے پھر اگر اتنا بھی نہوا اور بالکل میل کرگیا تو کچھ نہین **شیخ ابو عبد الرحمٰن سلمی** رح نے کہا
کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم۔ پھر انسان کو یہ مجال کہان سے آویگی کہ اپنے اور حق عز وجل کے درمیان
عدل کو مرعی رکھے۔ بھلا یہ بھی کچھ عدل ہے کہ تو ایسی چیز کو چاہنے لگے جو تجکو تیرے مولی حق سبحانہ تعالیٰ سے غافل کرے اور یہ بھی کچھ عدل ہے
کہ تو اپنے مولیٰ کی بندگی سے سُستی کرے جسنے تجکو فضل سے پیدا کیا اور انعامات مین غرق کرلیا واسطی رح نے فرمایا کہ قلب وہ ہے کہ تیرے
باقی سب اسکے تابع ہین اور وہی سردار ہے لیکن جب حکم حق عز وجل سے خلاف کرے تو تجکو لازم ہے کہ اس سے خلاف ...

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ
اور واسطے اللہ کے ہی جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہی اور البتہ تحقیق وصیت کیا ہمنے اُن لوگوں کو کہ دیے گئے کتاب پہلے تمسے اور تمکو بھی

اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝
یہ کہ پرہیزگاری کرو اللہ کی اور اگر کفر کرو پس تحقیق واسطے اللہ کے ہی جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہی اور ہی اللہ بے پروا تعریف کیا گیا

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ
اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور کفایت ہی اللہ نبہانیوالا اگر چاہے لیجاوے تمکو اے لوگو

وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ
اور لے آوے اوروں کو اور ہے اللہ اوپر اسکے قادر جو کوئی چاہتا ہی ثواب دنیا کا پس نزدیک اللہ کے ہے

ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ ۱۹ ع ۸ ۱۶
ثواب دنیا کا اور آخرت کا اور ہی اللہ سننے والا دیکھنے والا

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہی جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہی ف یعنے سب جو کچھ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی ملک وخلق ہی اور مراد اس سے یہ کہ محسوس چیزوں کو دیکھکر متنبہ ہوں کہ اسکی قدرت عظیم اور فضل وسیع ہی۔ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ۔ یعنے الکتب۔ یعنے الکتاب پر الف لام جنس کا ہی اور مراد کتابیں ہیں کیونکہ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ یہ یہود ونصاریٰ سب ہیں اور انکو توریت وانجیل وغیرہ کتابیں دی گئی ہیں اور من متعلق وصینا ہی یعنے تمسے پہلے ہمنے وصیت کی اہل کتاب کو یا لفظ اوتوا سے متعلق اور یہ ظاہر ہی اور وصیت کرنے سے مراد آنکہ حکم کیا۔ اور بیضاوی رحمہ نے لکھا کہ مساق اس آیت کا برائے تاکید امر باخلاص ہی حاصل آنکہ ہمنے حکم کیا ان لوگوں کو جو پہلے تمسے ہیں یعنے یہود ونصاریٰ کو۔ وَاِيَّاكُمْ۔ یا اہل القرآن۔ اور تمکو اے اہل قرآن۔ یہ عطف ہی الذین موصول پر یعنی وصیت کی انکو اور تمکو۔ اَنِ اتَّقُوا۔ ای بان اتقوا۔ اللّٰهَ۔ خافوا عقابہ بان تطیعوہ۔ بایں طور کہ تقوی کرو اللہ تعالیٰ سے یعنے ڈرو عذاب الٰہی سے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو۔ پس قولہ ان اتقوا اللہ بحذف حرف متعلق وصینا ہی یعنے اس بات کی وصیت کی کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور یہی اخفش رح نے کہا ہی اور جائز ہی کہ ان برائے تفسیر ہو کیونکہ وصیت میں قول کے معنے ہیں یعنے وصیت یہ کہ اتقوا اللہ۔ حاصل آنکہ حکم بتقوے واخلاص قدیمی شرع ہی۔ وَاِنْ تَكْفُرُوْا۔ ای وقلنا لھم ولکم ان تکفروا بما وصیتم بہ۔ یعنے اور کہدیا ہمنے انکو اور تمکو یہ کہ اگر انکار کروگے تم اس چیز سے جسکے ساتھ تمکو وصیت کی گئی۔ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ ملکا وخلقا وعبیدا فلا یضرہ کفرکم۔ تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہی جو کچھ آسمانوں وزمین میں ہی ازراہ ملک وپیدایش وبندے ہونے کے پس تمہارا کفر کرنا اسکو کچھ مضر نہیں ہو سکتا واضح ہو کہ مفسر رحمہ نے وقلنا لھم ولکم ان تکفروا۔ کی تقدیر سے اشارہ کیا کہ وان تکفروا کا عطف وصینا پر ہی اور اتقوا پر نہیں ہی کیونکہ ان مصدریہ نہیں داخل ہوتا جملہ شرطیہ پر اور نیز اس جملہ شرطیہ کا مضمون محتمل وصیت نہیں اور نیز خبریہ کا عطف انشائیہ پر نہیں صحیح ہی کذا قال التفتازانی وغیرہ پس حاصل یہ کہ ہمنے وصیت کی تقوی کی اگلوں کو اور تمکو اور ہمنے کہدیا کہ اگر کفر کروگے تو اللہ تعالیٰ مالک الملک ہی تمہارا کفر کچھ اسکی بادشاہت کو مضر نہیں جیسے تمہارا شکر وتقوی کچھ اسکے نافع نہیں ہی اور یہ وصیت تو اسنے محض رحمت سے فرمائی ہی کسی حاجت سے نہیں ہی کذا قال

البیضاوی وغیرہ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ع کا قول یاد دلایا وان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید۔ ف۔ موسیٰ نے

اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم اور تمام روے زمین والے سب کافر ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ پاک بے پروا تعریف کیا گیا ہی چنانچہ یہان فرمایا۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا۔ یعنے غنیا عن خلقہ وعن عبادتہم۔ اللہ تعالیٰ پاک بے پروا ہی اپنے مخلوق سے اور انکی عبادت سے حمیدا اسے محمود فی صنعہ بہم۔ اور تعریف کیا گیا ہی جو اسنے اپنے مخلوق سے کیا۔ اور واضح ہو کہ شرط مین تو مخاطب کیا اور جزا مین فان للہ ما فی السموات۔ اور ایسے ہی فانی لغنی حمید۔ نہین فرمایا بلکہ اسم جلیل ظاہر فرمایا بنظر ہیبت و جلال اور اسمین اشعار ہی کہ بندے اگر کفر کرین تو سامنے سے مردود ہین لائق خطاب نہین اور انکی کچھ پروا نہین ہی۔ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ کررہ تاکید التقریر موجبا لتقوے۔ یعنے اسکو دوہرانا اسواسطے کہ موجب توحید و تقوی خوب دلون مین جم جاوے اور بیضاوی رح نے کہا کہ تیسری بار اسکو فرمایا کہ خوب ثابت ہو جاوے کہ اوتعالیٰ غنی حمید یعنے بے پروا تعریف کیا گیا ہی چنانچہ تمام مخلوقات بسبب اپنی حاجت کے اوتعالیٰ کی بے پروائی پاک از حاجت ہونے پر راہ پاوے۔ اور معالم وغیرہ مین فرمایا کہ ہر جگہ اس کلام کے واسطے وجہ خاص ہی پس اول مین تو یہ کہ وہ مالک الملک ہی وہی تمکو وصیت فرماتا ہی تو ہرگز کفر نہ کرو اسکی وصیت قبول کرو اور دوم مین یہ کہ وہ مالک الملک غنی حمید ہی پس تمکو جو حاجت ہو اسی سے مانگو کہ اسکا خزانہ وہ ہی جو فنا نہین ہو سکتا اور سوم مین یہ کہ وہ مالک الملک کافی وکیل ہی پس کسی غیر پر توکل مت کرو پس ہر جگہ اسکو ماقبل کے سوا دوسرے امر کے دلیل کے لیے مکرر فرمایا اور جب ایک ہی دلیل سے بہت مدلولات ثابت ہوتے ہون تو ہر مدلول کے ساتھ دلیل کا ذکر کرنا اولی ہی بہ نسبت ایک ہی بار کے ذکر پر اکتفا کرنے کے کیونکہ ہر بار دلیل حاضر سے مدلول کا علم حاصل ہونا قوی ہوگا اور خاتمہ ہر مقام مین تنبیہ بعلوم جلیلہ ہی اور استغراق بمعرفت اوتعالیٰ عین مقصود ہی اسیواسطے ختم ہر آیت کا جدا جدا ہی چنانچہ یہان فرمایا۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ شہیدا بان ما فیہما لہ۔ یعنے وکیل بمعنے شہید ہی اے اللہ شاہد کافی ہی کہ جو آسمان و زمین مین ہی اسیکا ہی۔ کذا روے عن ابن عباس رض اور بعض نے کہا کہ لے حفیظا۔ یعنے اللہ تعالیٰ حفیظ ہونیکو کافی ہے کذا روی عن قتادۃ اور بیضاوی رح نے کہا کہ یہ ماقبل کے کلام یعنے قولہ یغن اللہ کلا من سعتہ۔ کیطرف راجع ہی یعنے جورو اور مرد مین اگر جدائی ہوئی تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دونون کو آسودہ فرمائیگا کہ اسکی وکالت کافی ہی اور درمیان کا کلام اسی کے ثابت کرنے کو ہی اور بعض محشین نے اسکو مستبعد قرار دیا اور کہا کہ اولیٰ یہ ہی کہ غنی حمید کی دلالت کا تتمہ ہی قال تعالیٰ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ یعنے اگر چاہے تمکو ایکبار فنا کر دے اور جڑ سے کھود دے اے لوگو۔ اور ابن عباس رض نے کہا کہ مراد لوگون سے یہان مشرکین و منافقین ہین۔ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ بدلکم۔ اور لاوے دوسرون کو یعنے تمھارے بدلے حاصل آنکہ اوتعالیٰ قادر ہے چاہے تمکو میٹ کر دوسرے پیدا کر دے جبکہ تم نافرمانی کرتے ہو جیسے فرمایا وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم اگر تم منھ موڑو تو تمھارے سوا دوسری قوم بدل دیگا۔ ھ۔ بعضے سلف نے فرمایا کہ بندون نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم کو کھویا تو انکا فنا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا آسان ہی۔ یعنے پلک مارتے فنا ہو سکتے ہین قابل تعجب ہی۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا۔ بے شبہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا لے بعلہ۔ جو اپنے کام سے ثواب دنیا چاہتا ہے۔ فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ تو اللہ تعالیٰ کے یہان دنیا و آخرت کا ثواب دونون ہی ف یعنے اللہ تعالیٰ ہی کے پاس دونون ثواب ہین جو بندہ چاہے دونون لیوے حاصل آنکہ پھر کیون بندہ ان دونون مین سے ایک کو جو نہایت خسیس ہی یعنے ثواب دنیا طلب کرتا ہی اور کیون نہین نہایت عمدہ اعلیٰ کو جو ثواب آخرت ہی نہین چاہتا بایں طور کہ اللہ تعالیٰ سے اخلاص رکھے کیونکہ یہ معلوم کر جو چاہے گا وہ سواے اسکے اور کہین نہین ملیگا۔ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔ اور اللہ تعالے کی شان ایک ہی کہ وہ سننے والا دیکھنے والا ہی پس جو بندہ اچھی درخواست کرے اسکو وہ سنتا ہے اور جو کام نیک کرے اسکو دیکھتا ہے اسیواسطے

Marfat.com

تعریف کی۔ ومنهم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار اولئک لهم نصیب مما کسبوا الآیة۔ اور خسیس ناپاک چاہنے والون کی مذمت کی۔ بقوله فمنهم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا وما له فی الآخرة من خلاق۔ اور اسی تفسیر کو اکثر مفسرین نے جنمین امام ابن کثیرؒ بھی ہین اختیار کیا اور ابن جریرؒ نے زعم کیا کہ یہ آیت فقط مشرکون ومنافقون کے ساتھ مخصوص ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے اسکو ضعیف قرار دیا اور شاید منشا اسکا تفسیر الناس بمشرکین ومنافقین واقع ہوا کما ذکرہ عن ابن عباس رض۔ اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ جو ثواب دنیا چاہتا ہے وہ ناحق اپنی عاقبت خراب کرتا ہی اسکے چاہنے سے کچھ ہوتا نہین بلکہ ثواب دنیا وثواب آخرت سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہی جسکو جو چاہتا ہے دیتا ہی غرض اینکہ جسنے دونون چاہے یا فقط آخرت چاہی اسکو بحسب تقدیر واخلاص ملیگا اور ثواب حقیقی سے محروم نہوگا اور جسنے فقط دنیا چاہی وہ ثواب حقیقی سے محروم وخوار ہوا ونعوذ باللہ من الخسران ف قال فی العرائس قوله ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ۔ تقوی سے حقیقت عبودیت ہی بندگی ٹھیک نہین ادا ہوتی جبتک کہ ٹھیک تقوی ادا نہو باینطور کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا اس سے پرہیز کرے اور نفس وہوی کے تابع نہوا ور قوله ان اتقوا اللہ کے معنے یہ ہین کہ دل کی آنکھون سے عالم غیب کو دیکھو جہان تمکو حضرت عزت عزوجل کے سبحات عظمت وجلال نظر آوینگے جسکے تحت مین بندون کو گھل جانا اور فنا ہونا لائق ہے۔ بعض نے فرمایا کہ سب بندون کو تقوی کو حکم فرمایا ہے اور پہونچا وہی جسنے ازل مین عنایت وسعادت کا حصہ پایا ہے اور یہی معنے تقدیر ہین[انوار ۱۲]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ

اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کی طرف اگرچہ نقصان ہو اپنا

أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا

یا ماں باپ کا یا قرابت والونکا اگر کوئی محظوظ ہے یا محتاج ہے تو اللہ انکا خیرخواہ ہے تمسے زیادہ سو تم

الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا ۚ وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۱۳۵﴾

جی کی چاہ نہ مانو اس بات مین کہ برابر سمجھو اور اگر تم زبان ملوگے یا بچا جاؤگے تو اللہ تمھارے کام سے واقف ہے

ہرگاہ کہ جورو اور مرد اور ایسی ہی اور آدمیون کے معاملات مین اسوجہ سے خرابی پڑتی ہی کہ عدل کو چھوڑتے ہین اور نفس کی پیروی کرتے ہین اور تقوی وخوف مین کمی کرتے ہین پس اللہ عزوجل نے تقوی اور عدل کا حکم دیا اور ہر شخص کو اپنے نفس پر اور غیر پر بطور انصاف ہونیکا حکم فرمایا اور خطاب اہل ایمان کو بنظر انکی فرمانبرداری وانتفاع کے ہے اور ایمان لانے کا حکم سب کو علی العموم ہے جس سے کوئی بندہ مستثنی نہین غیر اینکہ مجنون وغیرہ ہو جو مکلف نہین ہوسکتا ہی۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ اے ایمان والو۔ كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ۔ رہو تم قوامین بقسط ای قائمین بالعدل۔ یعنے عدل کے ساتھ خوب قائم ہونیوالے پس قوام صیغۂ مبالغہ ہے اور جو شخص ایک دو مرتبہ قائم بعدل ہوا وہ قوام نہین کہلاتا ہی بلکہ اکثر احوال وامور مین عدل مرعی رکھے پس مراد آنکہ عدل پر مداومت رکھو۔ شُهَدَاءَ بالحق۔ لِلَّهِ۔ گواہ ہو حق بات کے ساتھ واسطے اللہ تعالیٰ کے یعنی اسی کی رضامندی وثواب کے واسطے پس للہ کا تعلق بعض نے کہا کہ فقط شہداء سے ہی اور بعض نے کہا کہ قوامین سے بھی ہی اور یہی اولی ہی کیونکہ ثواب باخلاص نیت ہی۔ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ۔ ای ولو کانت الشهادة علی انفسکم فاشهدوا علیها بان تقروا بالحق ولا تکتموها۔ اگرچہ ہووے گواہی تمھاری نفس ذات پر تو بھی اپنے اوپر گواہی دیدو باینطور کہ اقرار کردو کہ ہان اس شخص کا ہمپر یہ حق ہی اور اسکو چھپاؤ نہین۔ اور اسمین کچھ ضرورت اسکی نہین کہ قاضی کے حضور مین ہو بلکہ سچائی وانصاف سے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے واسطے ہر جگہ گواہی دو۔ اگرچہ یہ گواہی تم پر پڑتی ہو۔ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ۔ یا ماں باپ اور ناتے داروں پر پڑتی ہو
ف اگر غیر کا حق انہیں سے کسی پر ہو تو سچی گواہی ادا کر دو اور ظاہر ہے کہ جسنے اپنے اوپر یا والدین پر جنکے ساتھ نکوئی واجب ہی یا اہل قرابت
جنسے عصبیت ہوا کرتی ہی گواہی دیدی تو غیروں پر بدرجۂ اولیٰ ادا کریگا اور نیز اسمیں افادہ ہو کہ بخیال حضرت وغیرہ حق گواہی سے تجاوز کسی طرح
نہیں ہی اور اس حضرت میں مصلحت ہی۔ اِنْ يَّكُنْ۔ المشهود عليه۔ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا۔ منكم واعلم بمصالحهما یعنے اگر
مشہود علیہ جسپر تم حق گواہی دو غنی ہو یا فقیر ہو تو رعایت مت کرو اسطرح کہ غنی ہم سے خفا ہو جائیگا تو اس سے نفع منقطع و ضرر کا خیال
یا فقیر اگر ماخوذ ہوا تو نہایت پریشان ہوگا اسپر ترس کھاؤ تو ایسا کچھ مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں میں ہر ایک کے ساتھ تمھارے بہ نسبت اولیٰ ہی
اور تم سے زیادہ انکی مصلحتوں کا داناہی پس اگر ان پر گواہی دینا مصلحت نہوتی تو حکم ندیتا۔ قرارة فاللہ اولی بہم بھی آئی ہی۔ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى
فی شہادتکم بان تحابوا الغنی لرضاہ والفقیر رحمۃ لہ۔ پس مت پیروی کرو ہوی کی یعنی خواہش نفسانی کی اپنی گواہی ادا کرنے میں بایں طور کہ
غنی کی رضامندی چاہنے کو یا فقیر پر ترس کھانے کو گواہی میں نقصان کرو یا مدد یا عدل نہ کرو کما قال۔ اَنْ تَعْدِلُوْا۔ ای لان تعدلوا یعنے
اتباع ہوی یہ کہ عدل نہ کرو حاصل آنکہ ہوی و جانبداری و کسی کی محبت و بغض تمکو اس امر پر آمادہ نکرے کہ اپنی شان وامور میں عدل چھوڑ دو چنانچہ
دوسری آیت میں فرمایا ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقوی۔ تمکو کسی قوم کا بغض اس بات پر آمادہ نکرے کہ تم عدل چھوڑ دو بلکہ عدل ہی
کرو یہ پرہیزگاری سے زیادہ نزدیک ہی۔ ف۔ اور ایسی عبداللہ بن رواحہ رض کو جب آنحضرت صلعم نے خیبر کے یہودیوں کی کھیتیاں و پھل اندازہ کرنے کو بھیجا
تو یہودیوں نے چاہا کہ انکو رشوت دیکر آسانی کرا دیں تو کہا کہ واللہ باللہ میں تمھارے پاس ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں کہ مخلوقات میں سے
کوئی بھی مجھے اس سے زیادہ محبوب نہیں ہی اور تم لوگ میرے نزدیک بندروں و سوروں سے زیادہ برے ہو ولیکن اسکی محبت اور تمھاری عداوت
مجھے اس امر پر آمادہ نہیں کریگی کہ میں تم میں عدل نہ کروں تو بولے کہ اسی سے اسآسمان و زمین کا قیام ہی الحدیث۔ پھر اللہ تعالیٰ نے گواہی سے
اعراض کرنے والے اور اسمیں تحریف کرنے والے کو سخت تہدید فرمائی۔ بقولہ۔ وَاِنْ تَلْوٗا۔ الّتی یعنے مروڑنا۔ بل دینا اور عمداً جھوٹ بنانا۔ یعنے
تحرفوا الشهادة۔ یعنے اگر تم نے تحریف کی گواہی کو۔ وفی قرارة بحذف الواو الاولی تخفیفا۔ اور ابن عامر و حمزہ رح کی قرارة میں وَاِنْ تَلُوْا ہے پس
مفسر رح نے کہا کہ وہی پہلی قرارة ہی لیکن اسمیں پہلا واو بغرض تخفیف کے حذف ہوا ہی قال فی المعالم شاید اصل تلوو تھا پس ضمہ واو ما قبل کو
منتقل ہوا پھر التقاء ساکنین سے واو حذف ہوا اور زمخشری نے اسکو ولایت سے مشتق قرار دیا یعنے ان ولیتم اقامة الشهادة۔ یعنے اگر تم ٹھیک
گواہی ادا کرو۔ اَوْ تُعْرِضُوْا۔ عن ادائہا۔ یا گواہی ادا کرنے سے اعراض کرو تو تم کو تمھارے کیے کا بدلا ملیگا جیسا کرو ویسا پاؤ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ
كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ تو اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں سے خبردار ہی ف پس تمکو اسکا بدلا دیگا نیک کا ثواب و بد کا عذاب
ف قال فی العرائس قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ۔ اسمیں حق سبحانہ تعالیٰ نے گواہی میں وقوع حکم کے وقت عدل
وانصاف کا حکم دیا تاکہ نفس کو غیر حق تعالیٰ کی طرف میلان نہو حاصل آنکہ حکم میں حق تعالیٰ کا مراقبہ رکھو اور غیر کی طرف نگاہ مت رکھو کیونکہ
شاہد عادل جب مراقب حق ہوا تو ہر ذرہ میں حق کا مشاہدہ کریگا پس اسکی شہادت اس شہود سے تمام ہوگی۔ شیخ جنید رح نے فرمایا کہ
تیرے قلب تک روح توحید نہ پہونچیگی حالانکہ حق تعالیٰ کا تجھ پر حق ہی جو تو نے پورا نہیں کیا یا ادا نہیں کیا ہی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ
اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اس کتاب پر جو اسنے اتاری تھی اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو

أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
اُتاری اس سے پہلے اور جو منکر ہوا اللہ کا اور ملائکہ کا اور کتابونکا اور رسولونکا اور روز قیامت کا

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝
تو گمراہ ہوا دور کی گمراہی سے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا بعض نے کہا کہ خطاب منافقون کو ہی یعنے ای وہ لوگ جو فقط ظاہر مین ایمان لائے ہو۔ اور بعض نے کہا کہ اہل کتاب مین سے جو ایمان لائے تھے انکو خطاب ہی کیونکہ روایت ہی کہ عبداللہ بن سلام وغیرہ جو ایمان لائے تھے اُنھون نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپ پر اور قرآن پر اور موسیٰ پر اور توریت اور عزیر پر ایمان لائے اور باقی سب سے منکر ہین تب یہ آیت نازل ہوئی کما ذکرہ فی المعالم ولیکن یہ روایت صحیح نہین ہی اور حق یہ ہی کہ خطاب مؤمنین صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہے اور معنے قولہ۔ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پر ف ای داموا علی الایمان۔ یعنے برابر ایمان پر مضبوط رہو۔ پس یہ حکم برائے تثبیت و استمرار ہی یعنے برابر ثابت و مستمر رہو جیسے نماز مین ہر نمازی کہتا ہی کہ اہدنا الصراط المستقیم۔ مجھے راہ راست کی ہدایت فرما۔ حالانکہ مراد یہ ہی کہ مجھے اسپر برابر ثابت فرما۔ اور کہا گیا کہ معنے آنکہ زیادہ ہدایت و کمال ایمان عطا فرما۔ اور معنے قولہ۔ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ۔ اور ایمان لاؤ اس کتاب پر جو اپنے رسول پر تنزیل فرمائی ف کتاب سے مراد قرآن اور تنزیل کی صفت اسی مین ہی کہ نجم نجم کرکے بحسب مصلحت نازل ہوا اور رسول سے مراد محمد صلعم ہین اور قولہ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ۔ اور ایمان لاؤ ہر کتاب پر جو پہلے نازل کی ف اسمین الکتاب کا الف لام جنس کا ہے اور انزال سے تعبیر اسوجہ سے کہ ایکبارگی ہر کتاب اُتری ہی پس الکتاب بمعنے الکتب ہی اور انزل من قبل یعنے اُتارین پہلے قرآن سے دیگر رسولون پر اور واضح ہو کہ نافع و عاصم و کسائی نے نزل و انزل دونون فعل کو مجہول پڑھا ہی اور معنے واحد ہین وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔ اور جسنے انکار کیا اللہ تعالیٰ و اسکے ملائکہ و کتابون و رسولون و روز آخرت سے تو وہ گمراہ ہوا دور کی گمراہی مین ف یعنے ایسی گمراہی کہ حق سے بہت دور ہے اور بیضاوی رح نے کہا ای بعید اعن المقصد بحیث لایکاد یعود الی طریقہ یعنے مقصد سے ایسا دور پڑ گیا کہ گویا راہ پر عود ہی نہ کریگا۔ اور بعض نے زعم کیا کہ یہ قول بیضاوی کا صحیح نہین ہی اور جب ہی صحیح ہوگا کہ آیت کسی قوم مخصوص کے واسطے ہو جو کفر پر مرے اور مترجم کہتا ہی کہ یہ عجیب اعتراض ہی شاید معترض نے قولہ بحیث لایکاد یعود سے امتناع سمجھا حالانکہ یہ سمجھ لغت و استعمال دونون سے خارج ہی اور میرے نزدیک کلام بیضاوی کی صحت مین کوئی شبہہ نہین بلکہ کلام متین ہی اور مراد اُسکی یہ ہی کہ قولہ ومن یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر۔ مین پانچ باتون سے کفر کو جمع کردیا بنظر آنکہ ایمان ان سب کی مجموعی تصدیق پر ہی حالانکہ جو شخص ان مین سے کسی ایک بات سے انکار کرے وہ بھی کافر ہے پس اگر ایک ہی بات سے کافر ہوتا تو ضلال اسپر صادق تھا پھر جو ان سب سے کافر ہوا وہ ضلال بعید مین پڑ کر راہ حق سے بہت دور پڑ گیا کہ راہ راست کی طرف عود کرنا بعد ان پانچ مرحلون کے ہے پس ایسا سخت بھٹکا ہوا ہی کہ راہ پر عود ہی نہ کریگا لیکن اس سے امتناع نہین ہی یہ تو بلاغت کلام کے طور پر تقریر ہی اور اللہ تعالیٰ جب چاہے اسکو ہدایت دیدے فافہم۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ
تحقیق جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر مین ہرگز نہ اللہ

Marfat.com

لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ الَّذِيْنَ

بخشے انکو اور نہ یہ کہ دکھا دے انکو راہ خوشخبری دے منافقون کو ساتھ اسکے کہ واسطے انکے عذاب ہے درد دینے والا وہ لوگ

يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ

پکڑتے ہین کافرون کو دوست سوا ے مسلمانون کے آیا چاہتے ہین نزدیک اُنکے عزت پس تحقیق

الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا

عزت واسطے اللہ کے ہے تمام اور تحقیق اوتارا اوپر تمھارے بیچ کتاب کے یہ کہ جب سنو تم اللہ کی نشانیون کو کہ کفر کیا جاتا ہے

وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ

ساتھ انکے اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے ساتھ اُنکے پس مت بیٹھو ساتھ اُنکے یہانتک کہ بحث کرین بیچ اور بات کے سوا ے اوسکے تحقیق تم اسوقت مانند انکے ہو

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝

تحقیق اللہ جمع کرنے والا ہے منافقون کو اور کافرون کو بیچ دوزخ کے سبکو

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ بموسیٰ وہم الیہود یعنے مراد اس آیت سے یہود ہین اور معنے یہ ہین کہ البتہ جو لوگ ایمان لائے تھے موسیٰ علیہ السلام پر ثُمَّ كَفَرُوْا۔ بعبادۃ العجل۔ پھر کافر ہوگئے بسبب گوسالہ پوجنے کے۔ ثُمَّ اٰمَنُوْا۔ پھر ایمان لائے بعد اسکے یعنے موسیٰؑ کے کوہ طور سے واپس آنے کے بعد پھر توبہ کرکے ایمان لائے ثُمَّ كَفَرُوْا بعیسے پھر کافر ہوگئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے اگرچہ بعینہ وہی لوگ جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاکر کافر ہوے پھر ایمان لائے تھے اسوقت نہ تھے مگر انھین لوگونکی ذریات ایسی تھی جنکی اسی پر رضامندی تھی جو انکے باپ دادے کرتے آئے تھے اسی واسطے آگے فرمایا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا۔ بمحمد یعنے پھر محمد صلعم سے کفر کرکے اور بڑھایا۔ لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ۔ نہین ہے اللہ تعالیٰ کہ انکو بخشدے۔ لے ما اقاموا علیہ۔ یعنے جب تک کہ وہ اسی کفر پر قائم رہین۔ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا۔ طریقا الی الحق۔ اور نہین ہے کہ انکو ہدایت دے سبیل کی اور راہ دے طرف حق بات کے۔ جاننا چاہیے کہ مفسرؒ نے یہان اسی قول کو مرجح ٹھہرایا کہ آن الذین مین موصول سے مراد یہود ہیں اور واقعی یہ قول جید ہے غیر ازینکہ اسپر بھی وارد ہوتا ہے کہ کفر ثانیہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا وہ بعینہ ان لوگون سے نہ تھا جو اول آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا۔ سے صادر ہوا اور جواب کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا۔ اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے ایک قوم ہے جس سے مکرر مرتد ہوجانا اور اسلام سے پھر جانا صادر ہوا تھا پھر وہ آخری ارتداد پر جمے رہے اور ازدیاد کفر وگمراہی مین بدرجۂ غایت پہونچ گئے تھے ذکرہ فی المعالم وغیرہ اور قتادہؒ سے روایت ہے کہ یعنے یہود ونصاریٰ دونون ہین یعنے بالمجموع دونون مراد ہین باین طور کہ یہود تو پہلے ایمان لائے توریت پر پھر کافر ہوگئے باین معنے کہ خلاف اسکے کیا یا کفر کیا اور نصاریٰ پہلے ایمان لائے انجیل پر پھر اس سے کافر ہوگئے پھر دونون نے اپنا کفر بڑھایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہوے اور علی ہذا وہ اشکال تو نہین وارد ہوتا جو اول قول پر وارد ہوتا تھا مگر آنکہ۔ ان الذین آمنوا۔ سے اگر یہود مراد ہین تو ثم آمنوا کی ضمیر سے نصاریٰ مراد لینا مشکل ہے مگر یہ کہ کہا جاوے کہ انجیل پر ایمان والے بعض وہی لوگ تھے جو پہلے توریت پر ایمان لائے تھے فافہم اور واضح یہ ہے جو شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے ایسے لوگونکی خبر دی جو ایمان مین داخل ہوے پھر اس سے پھرے پھر دوبارہ داخل ہوے پھر لوٹ گئے پھر اپنی گمراہی پر جمے رہے اور اسکو اور بڑھایا یعنے کفر وگمراہی کے اقوال وافعال مین زیادتی کی یہانتک

مر گئے تو ایسے لوگون مین سے کسی شخص کی توبہ اسکی موت کے بعد قبول نہین اور نہ اسکو اللہ تعالیٰ بخشیگا اور نہ اسکے لیے کوئی راہ ہی اور
ابن عباسؓ نے قولہ ازدادوا کفراً کی تفسیر مین کہا یعنے اپنے کفر پر خوب حد سے تجاوز کیا اور سرکشی کرتے رہے یہانتک کہ مرگئے رواہ ابن ابی حاتم
اور ایسا ہی مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا ہی۔ واضح ہو کہ قولہ تعالیٰ لم یکن اللہ لیغفر لہم سے ظاہر یہ ہی کہ جو شخص تین مرتبہ مرتد ہوا اسکی توبہ قبول نہین ہی
اور شعبیؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا کہ جو تین مرتبہ مرتد ہوا اسکی توبہ قبول نہین اور یہی آیت پڑھی رواہ ابن ابی حاتم
ولیکن جمہور علمائے سلف و خلف نے اسمین خلاف کیا اور کہا کہ مرتد اگرچہ سو مرتبہ مرتد ہو پھر توبہ کرے تو قبول ہی اور ظاہر یہ ہی کہ مراد حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی یہ ہی کہ توبہ وہ کرے اور اللہ تعالیٰ کو اختیار ہی لیکن دنیا مین وہ قتل کردیا جائیگا پھر جو لوگ تین مرتبہ مرتد ہونیوالے کی توبہ قبول ہونے
کے قائل ہین انھون نے اس آیت مین تاویل کی باین طور کہ مراد ازدادوا کفراً سے یہ ہی کہ کفر پر اڑا رہا یہانتک کہ مرگیا کمارومی عن ابن عباسؓ
و مجاہد۔ اور باین طور کہ قولہ لم یکن اللہ لیغفر لہم سے یہ مراد کہ جبتک وہ اسی حال پر باقی ہین تب تک انکی مغفرت نہین ہی لیکن توبہ کرین تو قبول ہی
اور عبدالرحمٰن بن زیدؒ سے روایت ہی کہ یہ لوگ منافقین تھے کہ دوبار ایمان لائے اور دونون بار کفر کیا پھر کافر مرنے سے اسمین زیادتی کی
قال البیضاوی قولہ لم یکن اللہ لیغفر لہم الآیہ اسواسطے کہ ان لوگون سے یہ بات مستبعد ہی کہ کفر سے پھر جاوین اور ایمان پر مضبوط
ثابت ہون اسواسطے کہ ان کے دلون پر تو کفر کی مُہر لگی ہی اور حق سے انکی آنکھین اندھی ہین اور یہ مراد نہین کہ اگر وہ خالص نیت سے ایمان لاوین تو
انکی توبہ قبول نہین ہی پھر کہا کہ قولہ۔ **بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا**۔ دلالت کرتا ہے کہ پہلی آیت انہین
منافقون کے حق مین ہی کیونکہ وہ ظاہر مین ایمان لائے اور باطن مین بار بار کافر ہوے پھر نفاق پر اڑے رہکر اُسکو اور بڑھایا **قال المترجم**
اسی طرف کلام ابن کثیرؒ مشعر ہی پھر بشّر صیغہ امر ہی ای اَخبر یا محمد یعنے خبر دے منافقونکو اے محمد۔ اسواسطے کہ منافقون کو یہ کہنا کہ تمھارے لیے
عذاب الیم مہیا ہی انکے حق مین بشارت نہین بلکہ بجائے اسکے انذار ہی یعنے خوفناک خبر سنادے لیکن منافقون پر تحکم کیا اور اُن کو کھسیا نے
و خوار کرنے کو یہ فرمایا اور مراد عذاب الیم سے جہنم ہی کیونکہ وہ دکھ دینے والی ہی پس الیم بمعنے مولم ہوا۔ **اِلَّذِيْنَ**۔ بدل ہے المنفقین سے
یا اسکی صفت ہی یعنے وہ منافق کہ **يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ**۔ جو مؤمنون کو چھوڑکر
کافرون کو دلی دوست بناتے ہین **ف** اس غرض سے کہ کافرون مین قوت و عزت خیال کرتے ہین بوجہ اسکے کہ کافر اسوقت بہت تھے اور
مسلمان تھوڑے اور کمزور و محتاج تھے اور قولہ من دون المؤمنین حال ہی ای متجاوزین ولایۃ المؤمنین یعنے کافرون کو اولیا بناتے ہین
درحالیکہ مومنون کی موالات سے تجاوز کرنیوالے ہین **قال ابن کثیر** یعنے وہ لوگ درحقیقت کافرون ہی کے ساتھ ہین کہ انھین سے
موالات کرتے اور انھین سے خفیہ دوستی رکھتے ہین پس انکا حال وہی کافرونکا حال ہی پس جیسے کافرونکی مغفرت نہین ویسے انکی
مغفرت بھی نہین ہی۔ **اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ**۔ کیا چاہتے ہین کافرون کے پاس عزت کو **ف** یہ استفہام انکاری ہے
یعنے کافرون کے پاس عزت نہین پاوینگے۔ **فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا**۔ فی الدنیا والآخرۃ ولاینا لہا الا اولیاءہ۔ اسوجہ سے
کہ عزت تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے سب کی سب دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی اور وہ سوائے اولیاء اللہ کے اور کسیکو نہین مل سکتی یعنے
چونکہ کافر تو اعداء اللہ ہین پھر جب انکے پاس خود ہی عزت نہین ہی تو کافرون سے دوستی والونکو کہان سے ملیگی۔ اور اسمین دلالت ہی کہ جو لوگ راہ
توحید پر مستقیم ہون انکو تمام راہ شریعت کی پابندی سے دنیا و آخرت دونون مین عزت اور غلبہ ہی اور جبکہ توحید کامل نہو اور ایمان واثق نہو تو یہ
استحقاق نہوگا اور نیز دلیل ہی کہ عزت وہی ہی جو اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول صلعم کے نزدیک پسندیدہ ہو کچھ مال و دولت وغیرہ سے عزت

Marfat.com

نہین ہی مگر دنیا مین بوجیاو ہام شیطانی کے اسکو عزت قرار دیا جاوے شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس کلام سے مقصود یہ ہی کہ بندے کو چاہیے
کہ درگاہ الٰہی سے عزت حاصل کرین اور اسکی بندگی مین متوجہ ہون اور ان نیک بندون مین شامل ہون جنکو دنیا و آخرت دونون مین عزت
قال الامام احمد حدثنا حسین بن محمد حدثنا ابوبکر بن عیاش عن حمید الکندی عن عبادة بن نُسَیّ عن ابی ریحانة الخ یعنے ابو ریحانہ سے روایت
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس شخص نے نو باپ کافرون کی طرف نسب بڑھانا مراد اُسکی یہ کہ اتنے باپ دادون سے عزت و فخر حاصل کرے تو وہ
اور دسوان یہ سب دوزخ مین ہونگے (رواہ احمد منفردا) وَقَدْ نَزَّلَ۔ جمہور کی قرات معروف ہی اللہ تعالیٰ نے اتارا اور بعض کی قرات
بصیغہ مجہول یعنے اور البتہ اُتارا گیا عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ۔ تمپر کتاب مین ف یعنے قرآن کے سورۂ انعام مین بقولہ تعالے
واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنهم الآیہ اور جب تو ایسے لوگون کو دیکھے جو ہماری آیات مین کفر ٹٹولتے ہین تو اُنسے مُنھ موڑلے ہم
اور اس آیت مین یہ بھی ہی وما علی الذین یتقون من حسابهم من شئ۔ یعنے جو لوگ تقوی رکھین اور خود بچے رہین اُنپر ان لوگون کے وبال مین سے
جو بُرا کہتے ہین کچھ نہین ہی پس اللہ تعالیٰ نے یہان یہی یاد دلایا کہ تمپر کتاب مین یہ حکم اُتر چکا ہی کہ۔ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ۔ انہ اذا سمعتم۔ اٰيٰتِ
اللّٰهِ۔ جب سنو تم آیات الٰہی کو درحالیکہ۔ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا۔ ان آیات سے کفر اور ٹھٹھا کیا جاتا ہی۔ فَلَا تَقْعُدُوْا
مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ۔ تو تم ان کافرون ٹھٹھا کرنیوالون کے ساتھ مت بیٹھو جبتک کہ وہ لوگ دوسری بات مین
پڑین ف واضح ہو کہ سورۂ انعام مکی ہی اور کفار مکہ اپنے بتون کی ہجو سُنکر جواب مین قرآن سے مسخرہ پن کرتے تو اہل اسلام انکے ساتھ بیٹھنے سے
منع کیے گئے۔ پھر یہودی مردود بھی مدینہ مین ایسا کرتے مگر منافقین انکے ساتھ شریک ہوجاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انکی بے ایمانی کے ظہور کا اشارہ فرمایا
کہ کتاب مین تو یہ حکم اُتر چکا تھا پھر ایمان کی شان نہین ہی کہ اُسکی فرمانبرداری نہ کرے بلکہ اُسکے خلاف کرے جیسے یہ منافقین تھے کہ یہودیون کے ساتھ
بیٹھکر مذمت سنتے تھے پھر کہا گیا کہ ساتھ بیٹھنے کی ممانعت یہانتک ہی کہ وہ دوسری بات مین خوض کرین تو پھر بیٹھنے مین مضائقہ نہین ہی اور بیضاوی
نے کہا کہ قولہ یکفر بہا ویستھزأ بہا۔ کو حال قرار دینے سے غرض یہ کہ ساتھ بیٹھنے کی ممانعت اس قید کے ساتھ ہی کہ جسکے ساتھ بیٹھا ہے وہ عناد سے
ٹھٹھا کرتا ہو اور اس سے یہ امید نہو کہ فہمایش سے اُسکو ترک کریگا اور وہان روکنے کا قابو نہین ہی۔ حاصل یہ ہوا کہ جہان مسلمان کو قابو نہو اور کافرونکے
مجمع مین دیکھے کہ وہ لوگ خبیث اپنی جہالت سے آیات قرآن سے مذاق و عناد کرتے ہین تو اُٹھ جاوے۔ واضح ہو کہ آیت مین دلیل ہی کہ ہر ایسی صحبت مین
بیٹھنا منع ہی کہ جسمین شرع کے حق مین کوئی نقص کا داغ آتا ہو خواہ ٹھٹھا کرنا یا کوئی عیب لگانا۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دین مین بدعت نکالنے
والا اور نئی باتین نکالنے والا قیامت تک کوئی ہو اسمین داخل ہی اور واضح ہو کہ مکہ مین جو سورۂ انعام مین آیت ممانعت اُتری تھی اسمین یہ بات تھی کہ
جو شخص خود اس ٹھٹھے کو نہ کرے اُسپر وبال نہین ہے اور اس رخصت کی وجہ یہ تھی کہ وہان تمام کافر ہی کافر بھرے تھے تو جہان جاوے یہی کلمات سننے مین
آتے تھے پس رخصت دیدی تھی جبکہ خود شریک نہو اور دل سے کافرون کی بدکرداری کو بُرا سمجھے پھر مدینہ منورہ مین اسلام کثیر ہو گیا تو یہ رخصت منسوخ فرمائی بقولہ تعالےٰ
اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ یعنے اگر تم انکے ساتھ بیٹھے تو تم بھی گناہ مین اُنکے برابر ہو ف پھر تفصیل ظاہر ہی کہ شرع یا ارکان اسلام مین کسی
امر سے ٹھٹھا کرنا کفر ہی پس بیٹھنے والا بھی کافر ہوگا اگر انکی حرکت پر راضی ہوا کیونکہ شیطان ہروقت لگھات مین ہی پس شاید کہ شبہہ پڑ جاوے اور انکی
باتون پر راضی ہو جاوے ورنہ گناہگار ضرور ہوگا کیونکہ نہ بیٹھنے اور نہ سننے پر قادر تھا پھر خواہ مخواہ سنتا رہا اور اگر خوف سے مجبوری بیٹھا رہا تو شاید
گنہگار نہو واللہ تعالیٰ اعلم اور بدعتی کے ساتھ بیٹھنا بشرطیکہ اسکی بدعت مؤدی بکفر نہو تی ہو تو اگر خود خوض نہ کیا تو مکروہ ہی اور مباحثہ علانیہ
اور نہین خوض مکروہ تحریمی ہی۔ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا۔ اللہ تعالےٰ

ان دونون کو جہنم مین اکٹھا کرنے والا ہے ف یعنے دونون فریق کو جہنم مین جمع فرما ویگا جیسے دنیا مین دونون کفر اور ٹھٹھا کرنے پر متفق ہوے تھے ف فی العرائس قولہ تعالیٰ ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔ اسمین حق تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ جو لوگ پابند نفس ہین وہ عزت کو ایسی جگہ سے طلب کرتے ہین جہان ذلت ہے اسواسطے کہ عزت صفت ازلی ہے اور جو شخص بصفت ازلیہ موصوف نہین وہ اگر عزت چاہتے ہین تو ایسی ذات سے عزت چاہین جسکو حضرت حق تعالیٰ نے اپنی عزت سے عزیز فرمایا ہے یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آپکے صحابہ و اولیا کے پاس سے عزت ڈھونڈھین کیونکہ انپر عزت حق کی چادر ہے وقد قال تعالیٰ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین پس جسنے حق عز و جل سے عزت ڈھونڈھی وہ عزیز ہوا اور جو غیر پر مغرور ہے وہ ذلیل ہوا۔ قال المترجم امام ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ من عز بالمولیٰ فذاک جلیل ومن رام عزا سواہ فہو ذلیل + یعنے جسنے عزت پائی اپنے مولیٰ حق عز و جل سے وہی جلیل ہے اور جسنے سواے اسکے کہین سے عزت چاہی وہ ذلیل واقعی ہے ۔ ولوان لنفسي مذ براها مليكها + مضى عمرها في سجدة لقليل + حاصل آنکہ میرا نفس اگر ایک سجدہ مین ساری عمر گزارنا بنظر احسان اپنے مولیٰ عز و جل کے تو یہ بھی بہت قلیل تھا ۔ احب مناجاۃ الحبيب باوجہ + ولکن لسان المذنبین کلیل + مجھے آرزو ہوئی کہ بصد زبان اپنے حبیب سے مناجات کرون ولیکن گنہگارون کی زبان تو گونگی ہوتی ہے ۔ شیخ ابوسعید خراز نے فرمایا کہ جو عارف ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی سے عزت دیکھتا ہے و واسطی رح نے فرمایا کہ جو قلب اس خواہش مین پڑا کہ اسکو عزت ہو تو اسپر خرابی چھا جاتی ہے جیسے چاند کو گہن لگ گیا کیونکہ یہ نفس کی رعونت ہے ۔ ع ۔ الحاصل اللہ تعالیٰ نے منافقین اور عیش چاہنے والون کی مذمت فرمائی کہ اگر منہ سے کلمۂ اسلام ظاہر کرین تو بھی کافر بلکہ دو منھ والے کافر ہین یہ لوگ کافرون

اللہ تعالیٰ و اسکی آیات سے تمسخر سنتے ہین پھر ان منافقون کے قبائح صریح و انکا دشمن اسلام و مسلمین ہونا ظاہر فرمایا قولہ تعالیٰ

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۔

وہی لوگ ہین جو انتظار کرتے ہین تمہارا سو اگر فتح تمہاری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو کہنے لگے کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہین

وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ

اور اگر کافرون کے لیے حصہ ہوا تو کہنے لگے کہ ہمنے تمپر قابو نہین پایا اور مومنون سے تمکو

الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ

نہین بچایا ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے بیچ مین قیامت کے روز فیصلہ کریگا اور اللہ نے نہین کردی کافرون کے لیے

ع عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۧ

مومنون پر کوئی راہ

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۔ ایسے خبیث لوگ ہین کہ تمہارے حق مین گردشونکا انتظار کرتے ہین ف یعنے اے اہل ایمان یہ خبیث منافقین تمہارے دشمن باطنی ہین تمہارے حق مین زمانہ کی گردشونکا انتظار کرتے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتے نہین تو دنیا مین جو حوادث پیش آتے ہین انکو زمانہ کی گردش و نیچر کی نیرنگیان سمجھتے ہین چنانچہ منافقون کو یہ انتظار رہتا تھا کہ کب ایسا حادثہ پیش آوے کہ مسلمان پست ہو جاوین اور کافرونکا بالکلیہ تسلط ہو کیونکہ انکے دلمین شیطان نے ڈالدیا تھا کہ اسلام پورا ہو گا اور مسلمان عنقریب زائل ہو جاوینگے بس یہ لوگ گردش و حوادث کا انتظار کرتے تھے ۔ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ ۔ پھر اگر لڑائی مین تمہاری کشائش

Marfat.com

ہوئی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ف تمنے فتح پائی اورغنیمت حاصل ہوئی تو آکر تمسے چاپلوسی اور دوستی ظاہر کرنے لگے اَلَمْ
نَكُنْ مَّعَكُمْ۔ تمسے کہنے لگے کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہین ہین ف یعنے ہم تو دینی جہاد مین تمہارے شریک ہین پس ہم کو
غنیمت مین سے حصہ دو۔ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ۔ اور اگر کافرون کے واسطے کچھ نصیب ملا یعنے تمہاری فتح ہوئی
تو کافرون سے جاکر چاپلوسی کرنے لگے۔ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ کافرون سے کہنے لگے کیا ہم تمپر نہین مستولی ہوگئے تھے
ف ہمکو تمپر بالکل قابو تھا چاہتے تو تمکو گرفتار کر لیتے اور قتل کرڈالتے مگر ہمنے تمکو باقی رکھا۔ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اور کیا نہین باز رکھا ہمنے تمکو مومنون سے یعنے ہمین نے تمکو مومنون سے بچایا اسطرح کہ ہمنے انکا ساتھ چھوڑ دیا اور یہی بات سمجھائی کہ
وی ڈرکر بھاگ نکلے اور تمہارے پاس انکی خبرین خط کے ذریعہ سے بھیجین پس تمپر ہمارا احسان ہے حاصل آنکہ اُنسے بھی دنیا حاصل کرنی چاہتے ہین
قال البیضاوی مسلمانون کی ظفر کو فتح فرمایا اور کافرون کی ظفر کو فقط نصیب کہا اسوجہ سے کہ کافرونکو اس سے خسیس حصہ ملا
کیونکہ وہ فقط امر دنیاوی نیت پر جو جلد زائل ہو جانے والی ہے لڑے اور قولہ کان لکم فتح من اللہ مین اشارہ ہے کہ یہ امور مقدرات ہین اور
کبھی کافرون کو بھی غلبہ دینا بمقتضاے حکمت الٓہی ہے تاکہ مومنون کا امتحان باقی رہے اور انجام کار مومنون کیواسطے نصرت و غلبہ متعین ہے
الحاصل دنیا مین منافقون کی شناخت بتلائی اور مومنون مین انکو مشتہر کر دیا اور اپنے دین اسلام کے ظاہری قرار سے اُنکو قتل و قید سے
چھوڑ دیا مگر آخرت مین منافقون کو نجات نہوگی چنانچہ مومنون کو خطاب فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اللہ تعالیٰ حکم کریگا تمہارے درمیان بروز قیامت ف چنانچہ اے صادق مومنین تمکو جنت مین داخل کریگا اور منافقون کو دوزخ
مین جھونکیگا اور چونکہ بینکم خود دو چیزون کو مقتضی ہے لہذا مراد ظاہر ہے کہ تمہارے و منافقون کے درمیان فیصلہ فرماویگا شیخ ابن کثیرؒ
نے یہ خطاب منافقونکی طرف قرار دیا چنانچہ کہا کہ قولہ تعالیٰ فاللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ ای منافقو تمہارے حال سے اللہ تعالیٰ کو علم
حقیقی ہے وہ حکم عدل فرماویگا کیونکہ وہ تمہاری بد باطنی کو خوب جانتا ہے پس ظاہر شرع مین جو احکام تمپر جاری کیے ہین اس سے مغرور
مت ہو کیونکہ اسمین مصلحت و حکمت ہے اور بروز قیامت تمکو تمہارے سرائر ظاہر ہونگے اور جو کچھ دلون مین تھا اسدن کھولدیا جائے گا
مترجم کہتا ہے کہ منافقون سے ظاہری اسلام قبول کرنیکی حکمت مین سے یہ امر کبیر ہے کہ نفاق تو قیامت تک رہیگا اور خالی اعمال سے دلی
حال نہین کھلتا بلکہ بعض سچا مؤمن بھی گناہ مین پھنس جاتا ہے اور بعض منافق کبھی مکر سے بڑا عابد زاہد بنجاتا ہے تو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے کیونکر شناخت ہوتی کیونکہ سلطان خالی گمان سے کبھی مسلمان کو منافق سمجھکر قتل کرڈالتا اور بکثرت مکار منافق کو معزز سمجھتا جیسے
اکثر عوام الناس ایسے مکارون کے معتقد ہو جاتے ہین۔ پھر واضح ہو کہ کسی زمانہ مین منافقون کی یہ مراد پوری نہوگی کہ مومنین
مٹ جاوین قال تعالیٰ۔ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا۔ اور اللہ تعالیٰ نے کافرونکے لیے
مومنونپر راہ نہین رکھی ف یعنے ایسی راہ نہین رکھی کہ بالکل جڑ سے کھودین پس دنیا مین اگرچہ کافرون کو غلبہ ہو مگر ایسا غلبہ نہوگا
کہ مسلمانون کو جڑ سے ناپید کر سکین چنانچہ جب کسی قوم کافر نے یہ قصد کیا وہ خود تباہ ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے مومنون کو فتح و نصرت عنایت
فرمائی والحمد للہ رب العالمین اور بعض نے کہا کہ سبیل سے مراد حجت ہے کما قال السدی رح اور معنے یہ ہین کہ دلیل و حجت کی راہ سے
مومنون پر کافرون کو کبھی غلبہ نہوگا۔ اور ابن عطیہ نے کہا کہ تمام اہل تاویل کے نزدیک مراد اس سے یہ کہ بروز قیامت کافرون کو مسلمانون پر
کوئی راہ نہوگی کذا روی عن علی وابن عباس رض وکذا رواہ السدی عن ابی مالک لیکن ابن العربی رح نے اعتراض کیا کہ اس تاویل مین کوئی

...لمہ نہین رہتا ہی اور بعض نے کہا کہ معنے کلام کے یہ ہین کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرون کو کوئی راہ نہین دیتا مومنون پر جب تک کہ مؤمنین حق پر عمل کرنے والے اور باطل سے ناراض اور امر بالمعروف ونہی از منکر پر قائم اور باہم متفق رہین اور ابن العربی نے کہا کہ یہ تاویل خوب نفیس ہے اگر کہا جاوے کہ قول جب تک سے آخر تک کے قیود اپنی طرف سے زائد ہین جواب یہ ہی کہ نہین بلکہ مومنین ہونا چاہیے اور مومنین ہونے کے لیے یہ امر ضروری ہی بلکہ وہ دنیا سے بیزار اور آخرت کے خواستگار ہون اور دنیاوی کامون کو شرعی نیت سے کرین پس خلاصہ کلام یہ کہ کافرون کو راہ ان لوگون پر نہین ہی جو مؤمنین صادقین ہین۔ واضح ہو کہ اس آیت سے چند مسائل ثابت ہوتے ہین اول آنکہ مسلمان غلام کو اگر ذمی نے خریدا تو اصح قول یہ کہ بیع صحیح نہین ہی اور دوسرا قول یہ کہ بیع صحیح ہی ولیکن اُسیوقت کافر کے ہاتھ سے اسکی ملک زائل کرا دی جاوے مثلا حکم دیا جاوے کہ اسکو مسلمانون کے ہاتھ فروخت کرے دوم آنکہ اگر مسلمان کے مال پر کافر مسلط ہوئے تو مالک نہین ہوتے کیونکہ انکے واسطے کوئی سبیل نہین رکھی گئی ہی سوم کافر کے بدلے مسلمان قتل نکیا جاوے چہارم آنکہ جورو ومرد مسلمان ہین پھر مرد مرتد ہوگیا تو ارتداد ہی سے دونون مین بالکل جدائی ہوگئی یہ قول حنفیہ کا ہی اور **بیضاوی** رح نے اسپر اعتراض کیا کہ یہ ضعیف ہی اسواسطے کہ عدت گذرنے سے پہلے اگر وہ پھر مسلمان ہوگیا تو نفی نہین نکلتی کہ مرد کو اسپر راہ حاصل نہو گی رد کر دیا گیا کہ مرتد ہوتے ہی بسبب کافر ہونے کے صادق آیا کہ اسکی کوئی راہ نہین ہی پھر بعد نفی ہو جانے کے ایام عدت مین عود کرنے کے لیے کوئی موجب دیگر چاہیے اور وہ موجود نہین ہی پنجم آنکہ کافر کی گواہی مسلمان پر مقبول نہین ہی

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا
منافق لوگ فریب کرتے ہین اللہ تعالیٰ سے اور اللہ انکو سزا دینے والا ہی اور جب کھڑے ہوتے ہین نماز کو تو کھڑے ہوتے
كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ
کسلمند دکھلاتے ہین لوگون کو اور نہین یاد کرتے ہین اللہ کو مگر تھوڑا مذبذب ہین اسکے بیچ مین
لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا
نہ اُنھون کی طرف اور نہ اُنھون کی طرف اور جسکو گمراہ کرے اللہ تعالیٰ سو نہ پاوے گا تو اسکے لیے کوئی راہ

واضح ہو کہ شرع مین درحقیقت منافق اُسکو کہتے ہین جو ایمان ظاہر کرے اور باطن مین کافر ہو اور اسکے معنے یہ ہین کہ ظاہر کرنے کہ مجھے اللہ تعالیٰ ورسول صلعم وکتابون وملائکہ وجملہ ارکان ایمان دنیا ست وحشر وبعث وجنت ونار سب کا پورا یقین ہی اور باطن مین ایسا نہو خواہ سب باتون مین نہو یا بعض بات مین نہو خواہ اسطرح کہ بعض بات کا بالکل یقین نہو اور خواہ کل باتونکا یقین نہو اور خواہ گمان ہو کہ ایسا ہی ہی یا نہین اگرچہ گمان غالب ہو کہ ایسا ہی ہی تاہم وہ مؤمن نہین بلکہ کافر منافق ہے کیونکہ اگر بعض باتونکا یقین نہوا یا بعض مین کچھ تردد ہوا تو ایمان متحقق نہو گا کیونکہ بدون یقین کے ایمان نہین ہی پھر واضح ہو کہ اگر سب باتون کا یقین ہو لیکن ایک غفلت ومعصیت کی وجہ سے پردہ ہو جس سے بعض افعال حرام کا مرتکب ہو جنکو نفاق کہا گیا ہی جیسے حدیث مین ہی کہ جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب امانت دیا جاوے تو اُسمین خیانت کرے پس یہ منافق ہی تو اکثر علما نے کہا کہ یہ منافق عملی ہی یعنے اپنے کامون مین منافقانہ برتاؤ کرتا ہی اور حذیفہ رض سے پوچھا گیا کہ منافق کون ہی فرمایا کہ جو اسلام کو بیان کرے اور اُسپر عمل نہ کرے۔ پھر چونکہ منافق کو معرفت الٰہی نہین ہے تو اپنی دانست مین وہ

جانتا ہے کہ میرے حال سے کوئی واقف نہین ہی چنانچہ فرمایا۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ [illegible]
ف باین معنے کہ یون سمجھتے ہین کہ ہمنے زبان سے ظاہر کردیا پس اسی پر مدار ہی اور ہمارے حال سے کوئی دانا [illegible]
وہ اظہار کرتے ہین برخلاف اُسکے جو دل مین کفر پوشیدہ کیا ہی تاکہ اپنے سر سے اللہ تعالیٰ کے دنیاوی احکام کو دور کرین پس [illegible]
ہوتا اور کافرون پر جو مواخذہ از قسم جزیہ وغیرہ ہے وہ ان سے نہین لیا جاتا بلکہ غنیمت وغیرہ سے اُنکو حصہ ملتا ہی جو فرمایا وَهُوَ
خَادِعُهُمْ۔ اور اللہ تعالیٰ اُن کو مکر مین ڈالتا ہی ف اس طرح کہ دنیا مین اُنکے مکر کی اطلاع دیکر سب مین فضیحت فرماتا ہی اور آخرت مین
انکو عذاب شدید مین ڈالیگا۔ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن کے کھلے و چھپے بھید سے آگاہ اور سب جانتا ہی پس اسکو کوئی فریب
دھوکا نہین دے سکتا پس قولہ یخادعون اللہ یعنے وہ لوگ اپنی جہالت سے ایسا سمجھتے ہین کہ ہمنے دھوکا دیا اور ریا اُنکا اسلام ظاہر کرنا
اور کفر پوشیدہ کرنا یہی خداع ہی اگرچہ او تعالیٰ کی درگاہ مین چل نہین سکتا اور اسکے مقابلہ مین یہان فرمایا وہو خادعہم یعنے اور اللہ تعالیٰ انکا
خادع ہی۔ کشاف مین مذکور ہی کہ محاورہ بولتے ہین خَادَعْتُهٗ فَخَدَعْتُه۔ یعنے مین نے اور اُسنے ایک دوسرے سے فریب کیا پس مین نے اسکو
فریب دیا یعنی مین ہی اُسپر غالب ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خداع بمعنے حقیقی نہین ہو سکتا اسواسطے کہ خداع وہ کہ جو فریب کے ذریعہ سے
اپنی مراد کو پہونچے اور اللہ تعالیٰ سب قدرت رکھتا ہی پس خداع نقص ہی جو جناب الٰہی کی طرف منسوب نہین ہو سکتا لہذا مفسر رح نے کہا کہ خادعہم
کے معنے یہ کہ او تعالیٰ اُنکو اُنکے خداع پر سزا دینے والا ہی پس وہ فضیحت ہونگے دنیا مین اسطرح کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلعم کو اس چیز کی اطلاع دیدیگا جو
اُنھون نے چھپا رکھی اور عاقبت مین عذاب کیے جاوینگے اور حسن رح سے روایت ہی کہ قیامت مین ہر مومن و منافق پر نور ڈالا جائیگا جسکی روشنی مین
چلینگے یہانتک کہ جب صراط تک پہونچینگے تو منافقون کا نور بجھ جائیگا اور مومنین اپنے نور مین گذر جائینگے پس یہ اللہ تعالیٰ کی خدیعت ہے
[illegible] عن السدی و مجاہد و سعید بن جبیر نحوہ مترجم کہتا ہی شاید یہ تفسیر ماخوذ ہی از قولہ تعالیٰ یوم یقول المنافقون و المنافقات للذین آمنوا انظرونا
نقتبس من نورکم الآیہ یعنے جسدن منافق مرد اور منافقہ عورتین درخواست کرینگی مومنون سے کہ ذرا ہماری رعایت کرو کہ ہم تمہارے نور سے روشنی
لے لین۔ ھ۔ اور بعض احادیث مین بھی منافقین کا نور بجھ جانا مذکور ہی۔ بالجملہ منافقین فرط جہالت سے یہ جانتے تھے کہ ہماری باتین جیسی لوگونکے
نزدیک چلتی ہین ایسی ہی یہ باتین اللہ تعالیٰ کے نزدیک رائج ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی۔ یوم یبعثہم اللہ جمیعا فیحلفون لہ کما یحلفون لکم الآیہ
جسدن اللہ تعالیٰ سب کو حشر کریگا تو اُسکے سامنے بھی جھوٹی قسم کھاوینگے جیسے تمہارے سامنے جھوٹی قسم کھاتے ہین۔ ھ۔ پس بنا بر
انکی زعم کے او تعالیٰ نے فرمایا یخادعون اللہ وہو خادعہم۔ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ۔ مع المومنین۔ قَامُوْا كُسَالٰى
تمثا قلین۔ اور جب کھڑے ہوتے ہین نماز کو یعنے مومنون کے ساتھ تو کھڑے ہوتے ہین درحالیکہ کسلمند ہین یعنے بھاری بدن ہین یعنے ناگواری سے
نماز کو کھڑے ہوتے ہین۔ اور قول المفسر رحمہ اللہ مع المومنین مین اشارہ ہی کہ تنہا تو کھڑے ہی نہین ہوتے چنانچہ قتادہ نے فرمایا کہ واللہ اگر مومنین نہوتے
تو کوئی منافق نماز نہ پڑھتا اور یہ کسل اُنکو بوجہ اسکے کہ ثواب کی امید نہین اور عذاب کا ڈر نہین بلکہ نماز کو جو محبوب نعمت اور آنحضرت صلعم کی آنکھون کی
ٹھنڈک تھی یہ منافق اسکو محض عبث اور فعل ناکارہ تصور کرتے ہین جس سے اُنپر بھاری پڑجاتی ہی جیسے بیگار یون وغیرہ کا حال ہی اور اگر ظاہر مین لوگونکا
خیال نہوتا تو نہ پڑھتے چنانچہ فرمایا۔ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ۔ دکھلاتے ہین لوگونکو اپنی نماز یعنے مومنونکو دکھلانے کے لیے نماز پڑھتے ہے
ریا کہتے ہین کسی قول و فعل جمیل کو اس غرض سے ظاہر کرنا کہ سکو لوگ دیکھین اور اس سے غرض اتباع حکم الٰہی نہو۔ [illegible]
یہان ظاہر ایک جانب سے ہی اسواسطے کہ مومنین اُنکو نہین دکھلاتے تھے اور یہ جملہ حال واقع ہی یعنے کسالیٰ [illegible]

Marfat.com

لوگون کو دکھلانے کے لیے کرتے تھے۔ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ اى لايصلّون الاريا۔ یعنے نہین نماز پڑھتے ہین مگر ریاکاری
کے واسطے پس مراد ذکر سے نماز ہی بقرینۂ سیاق اور ہوسکتا ہی کہ مراد حقیقت ہو یعنے دکھلانے کو نماز پڑھتے ہین اور رہمین یاد الٰہی ندارد ہی
اور ابن عباسؓ نے کہا کہ اسواسطے ایسا فرمایا کہ اُنکی غرض فقط لوگون کا دکھلانا تھی اور اس قلیل کو اگر اللہ تعالیٰ کیواسطے ادا کرتے تو یہ ذکر کثیر ہوتا
کذا فی المعالم اور یہ مؤید تفسیر شیخ جلالؒ ہی اور حدیث مین ہی کہ جو شخص سنانے کو کچھ کرے اللہ تعالیٰ اُسکو بدلا دیگا اور جو دکھلانے کو کرے
اللہ تعالیٰ اُسکو بدلا دیگا یعنے وہ بھی اسیطرح قیامت مین دکھلایا و سُنایا جائیگا جس سے اُسکی توہین ہوگی۔ اور ایک حدیث سے ثابت ہی کہ جو شخص علم اسلیے
حاصل کرے کہ عالم کہلاوے اُسکو سخت عذاب ہوگا اور دنیا مین اُسکو یہ بات حاصل ہو جائیگی۔ اور دوسری حدیث مین ہی کہ لوگونکے ظاہر مین اللہ تعالیٰ
بندے کو جنت مین لیجانیکا حکم فرمائیگا اور موڑکر دوزخ مین ڈالا جائیگا اور شیخ ابن کثیرؒ نے بروایت ابن مردویہ از ابن عباسؓ وارد کیا کہ آدمی کو
مکروہ ہی کہ نماز کیطرف اس حال سے کھڑا ہو کہ اُسکو ادا کرنا بھاری ہو ولیکن یون کھڑا ہونا چاہیے کہ خندان پیشانی بڑی رغبت سے نہایت خوش ہو کیونکہ
وہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہی اور اُو تعالیٰ اُسکے مواجہہ مین اُسکی مغفرت فرماتا ہی اور اُسکی دعائین قبول فرماتا ہی پھر ابن عباسؓ نے یہ آیت
پڑھی واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ۔ اور یہ حالت اُن منافقون کی ظاہری ہی اور باطنی خباثت یہ ہی کہ لوگونکو دکھلاتے ہین اپنے اندر
اخلاص نہین اور اُنکا معاملہ اللہ تعالیٰ سے نہین بلکہ تقیہ کے طور پر نماز کا فعل کرتے ہین اور اسی وجہ سے اکثر یہ لوگ ایسی نماز سے جس مین ریا
نہین اور مشقت ہی مانند عشاء و صبح کے جو اندھیرے مین آنحضرت صلعم ادا کیا کرتے تھے غائب ہوتے تھے چنانچہ صحیحین مین ہی کہ حضرت صلعم نے
فرمایا کہ منافقون پر سب سے زیادہ بھاری نماز عشاء و فجر ہی اور اگر وہ لوگ جانتے کہ ان دونون نمازون مین کیا ثواب عظیم ہی تو ضرور آتے اگرچہ
چوتڑون کے بل گھسلتے ہوتے اور البتہ مین نے قصد کیا کہ حکم دون کہ نماز قائم کیجاوے پھر ایک شخص کو حکم دون کہ نماز پڑھا دے پھر مین چند آدمی
کو لیکر جنکے پاس لکڑیون کے گٹھے ہون ایسی قوم کی طرف جاؤن جو نماز مین نہین حاضر ہوتے پھر اُنپر اُنکے گھر آگ سے جلا دون
قال المترجم آنحضرت صلعم نے بخیال بچون و عورتون کے گھر نہین جلائے جیسا کہ دوسری روایت مین مصرح ہی اور کوئی وجہ ہو مگر یہ تہدید
شدید ہی اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص ایسا ہو کہ جہان اُسکو لوگ دیکھین تو اچھی طرح نماز پڑھے اور جہان اکیلا ہو
تو بری طرح پڑھے تو اس سے اُسنے استہانت کی رواہ ابو یعلی اور ریاکاری ایک فعل نہایت بد ہی اور منجملہ اُن افعال کے قرار دیا گیا جو نیکیونکو کھا جاتا ہی
اور بعض روایات مین اسکو شرک قرار دیا اور لوگ کس کثرت سے اسمین گرفتار ہوتے ہین نعوذ باللہ من الریاء والسمعۃ و نستغفر اللہ۔ اور شیخ ابن کثیرؒ نے
کہا کہ قولہ ولا یذکرون اللہ الا قلیلا۔ یعنی اُنکو نماز مین نہ خشوع ہی اور نہ جانتے ہین کہ ہم منھ سے کیا کہتے ہین ور سہو و لہو مین پڑے اصلی مقصد سے
غافل ہین اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہی تین مرتبہ فرما کر کہا کہ بیٹھا رہتا ہی یہانتک کہ جب
آفتاب اس حال پر پہونچ جاتا ہی کہ ڈوبنے کو شیطان کے دو سینگونکے بیچ مین ہو جاتا ہی تو کھڑا ہو کر چار ٹکرین مار لیتا ہی نہین یاد کرتا اُسمین
اللہ تعالیٰ کو مگر تھوڑا رواہ مالک و مسلم والترمذی والنسائی اور مترجم کہتا ہے کہ معنی حدیث کے واللہ اعلم یہ ہین کہ مسلمان اگر ایسی نماز پڑھے
تو یہ منافق کے مانند نماز ہوئی کیونکہ اُسنے اس جلدی مین ذکر الٰہی بہت قلیل کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے منافق کو فرمایا کہ لایذکرون اللہ الا قلیلا
پھر اللہ تعالیٰ نے منافقون کے ایمان کو فرمایا۔ مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ۔ درحالیکہ کفر و ایمان کے درمیان متردد ہین۔ اور یہ جملہ حال ہی
اور کشاف مین ہی کہ مُذَبْذَب کے حقیقی معنے وہ چیز جو پڑی دونون طرف سے دور کی جاوے پس کسی جانب نہ ٹھہرے اور مذبذب مین ایک تکرار ہی
مذبذب مین یعنی گویا معنے یہ ہین کہ ہر بار جب وہ کسی جانب مائل ہوا تو وہین سے ہٹایا اور دور کیا گیا۔ پھر اس تذبذب کا نتیجہ فرمایا۔

لَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ - نہ منسوب ہین کافرون کی طرف اور نہ مومنون کی طرف [illegible]
وکفر کے درمیان متردد تھے پس نہ وہ مومنون کے ساتھ ظاہرًا وباطنًا تھے اور نہ کافرونکے ساتھ بلکہ بعض [illegible]
تھے اور باطن مین کافرون کے ساتھ تھے اور بعض ایسے تھے کہ اُسکو شک چھا گیا تھا اور جھپا پکڑتا تھا پس کبھی تو کافرون کی طرف میلان [illegible]
کبھی مومنون کی طرف اور یہان سے ظاہر ہوا کہ قولہ لاالی ہؤلاء ولاالی ہؤلاء۔ بلیغ جامع ہی اور مجاہدؒ نے فرمایا کہ لاالی ہؤلا یعنے اصحاب [illegible]
کی طرف - ولاالی ہؤلاء یعنے نہ یہود کی طرف اور اولی یہ ہی کہ تخصیص یہود کی نہ کیجاوے بلکہ کفار عام رکھے جاوین۔ اور حضرت ابن عمرؓ [illegible]
روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ منافق کی مثل جیسے وہ بکری جو دو گلون کے بیچ مین متردد ہی کہ کبھی اُسکی طرف آتی اور ماری جاتی [illegible]
اُسکی طرف جاتی اور ماری جاتی ہی نہین جانتی کہ دونون مین سے کسکے پیچھے لگ جاوے رواہ الشیخان وغیرہم اور امام احمد وغیرہم کی روایت مین [illegible]
کہ مومن ومنافق وکافر کی مثال جیسے تین آدمی ایک نہر پر پہونچے پس مومن تو اُسکو عبور کر گیا اور کافر ٹھٹھک رہا اور منافق اندر گھسا جب میان [illegible]
پہونچا تو کافر نے پکارا کہ کہان جاتا ہی مجھے خوف ہی کہ تو ہلاک ہوگا ادھر میری طرف آ اور مومن نے پکارا کہ ادھر میری طرف نجات اور ایسی اور ایسی
خوبیان ہین پس اُسنے متردد ہو کر دونون طرف دیکھنا شروع کیا اور اسی حال مین ایک موج آئی اور اُسکو غرق کر دیا۔ قتادہؒ نے کہا کہ منافق بھی برابر
اسی شک وشبہہ مین پڑا رہتا ہی یہانتک کہ اسی حال مین اُسکو موت آجاتی ہی **قال المترجم** اس مثل مین یہ بھی نکلا کہ منافق اُس کافر سے بھی بدتر رہا
جو کنارے ٹھٹھک رہا تھا اور یہی ثابت ہی کہ منافقین کو کافرون سے زیادہ عذاب ہوگا۔ **وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا**
الی الہدی اور جس شخص کو اللہ تعالی نے گمراہ کیا تو اُسکے واسطے تو راہ نہین پاویگا کہ ہدایت مین لے آوے یعنے منافقین جنکو حضرت خالق
عزوجل نے راہ نجات سے دور کر دیا پھر اُنکا کوئی ہادی نہین اور نہ اس بلا سے اُنکو کوئی نکالنے والا ہی کیونکہ او تعالی کے حکم پر کسی کو دم مارنیکی مجال
نہین ہی کما قال لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون - جو چاہے کرے اس سے بازپرس نہین اور بندے پیدا کیے جو کرین اُنسے پوچھا جاوے گا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ
اے ایمان والو نہ پکڑو کافرون کو رفیق مسلمان چھوڑکر کیا لیا چاہتے ہو
اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ
اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح منافق رہین سب سے نیچے درجے مین آگ کے
وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا
اور ہرگز نپاوے گا تو اُنکے واسطے کوئی مددگار مگر جنھون نے توبہ کی اور سنوارا آپ کو اور مضبوط پکڑا اللہ کو۔ اور نرے
دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝
حکم بردار ہوے اللہ کے سو وہ ہین ایمان والون کے ساتھ اور آگے دیگا اللہ ایمان والون کو ثواب بڑا
مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِــيْمًا ۝
کیا کریگا اللہ تمکو عذاب کرکر اگر تم حق مانو اور یقین رکھو اور اللہ قدردان [illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - یہ خطاب خالص مومنون کو ہی - لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ - یعنے [illegible]
منکر وکافر ہین - اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ - یعنے اے ایمان والو تم مومنون کے سوا [illegible]

Marfat.com

اسواسطے کہ یہ فعل منافقونکا ہی تم انسے مشابہت مت پیدا کرو اور اولیا بنانے کے معنے جس سے ممانعت ہی یہ ہین کہ انسے مصاحبت و دوستی مت رکھو اور انسے اپنے حق مین نصیحت و دلسوزی مت چاہو اور در پردہ دل سے اُنکے دوست مت رہو اور مومنون کے پوشیدہ ارادات در بارۂ جہاد وغیرہ کے اُنسے مت ظاہر کرو۔ اور ظاہر و باطن اُنسے موالات مت کرو لیکن اگر بچاؤ کے واسطے کچھ زبان سے ظاہر کرو بدون اسکے کہ دل مین ہو تو درصورت خوف کے روا ہی اور قولہ الا ان تتقوا منہم تقاۃ الآیۃ کی تفسیر مین گذر چکا ہی۔ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا۔ یعنے کیا تم اُنکی موالات کے سبب اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کیواسطے کھلی دلیل و برہان بناتے ہو اپنے منافق ہونیکی۔ حاصل آنکہ ایسا کرنا تمپر برہان واضح ہی کہ تم بھی منافق ہو۔ اور قتادہؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے تو اپنی مخلوق پر ہر حال مین سلطان و قدرت حاصل ہی لیکن وہ تعالیٰ عذر مبین فرماتا ہی اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ قرآن مین جہان سلطان مذکور ہی اُس سے مراد حجت ہی رواہ ابن ابی حاتم باسناد صحیح وکذا قال مجاہد وعکرمہ وابن جبیر ومحمد بن کعب والضحاک وغیرہم۔ اور لفظ سلطان مذکر و مؤنث دونون آتا ہی مگر قرآن مین مذکر ہی مستعمل ہوا اور سلطان مبین کے معنے یہ کہ تمھارے اوپر منافقون کے مانند عذاب کیے جانے کے لیے یہ موالات پوری حجت ہی۔ اور کلام مین مبالغہ واضح ہی کیونکہ تریدون پر استفہام انکاری داخل فرمایا اور یون نہین فرمایا کہ اتجعلون پس اس مین تہویل ہے کہ موالات ایسی بری بات ہی کہ کسی عاقل سے اسکا ارادہ بھی صادر نہونا چاہیے پس موالات کا صادر ہونا تو بہت بڑھکر ہے۔ [illegible] الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ یعنے منافقین دوزخ کی سب سے نیچی جگہ مین ہین ف اور درک [illegible] گہراو کی تہ ہی اور درک بفتحتین وبسکون ثانی دونون لغت اور دونون قراءۃ آئی ہین قال النحاس اول افصح ہی اور دوزخ [illegible] کے طبقات کو درکات کہتے ہین جیسے جنت کے طبقات کو درجات کہتے ہین پس منافق کو درک اسفل سے نسبت کافر کے [illegible] کیونکہ دنیا مین وہ تلوار سے بچ رہا تو آخرت مین درک اسفل کے عذاب سے برابر کردیا گیا اور نیز کافر کے ساتھ کفر مین برابر تھا اور اس [illegible] بات مین کہ اسلام کو اُسنے ٹھٹھول بنایا اور اہل اسلام سے دھوکا کیا اور لوگون کو جو سچائی کے ساتھ اسلام لانا چاہتے تھے تردد مین ڈالا [illegible] اسلام مین سستی کرکے دوسرونکو جو منافق نہ تھے سست کردیا اور مانند اسکے بہت سے مفسدے اسکی ذات سے برپا ہوے [illegible] حدیث صحیح مین اسکی نظیر اُس شخص کو جو ذوالوجہین ہو کہ اُسکے سامنے اُسکی سی کہے اور دوسرے کے سامنے دوسرے کی سی کہے بڑھکر شریر فرمایا [illegible] لہذا منافق کو کافر سے زیادہ عذاب دیا گیا چنانچہ دوزخ کے سات طبقون یعنے جہنم۔ لظی۔ حطمہ۔ سعیر۔ سقر۔ جحیم۔ ہاویہ مین سے درک اسفل یعنے [illegible] کا عذاب دیا گیا اور ابن عباسؓ سے ہی کہ قولہ فی الدرک الاسفل من النار۔ یعنے فی اسفل النار [illegible] اور ابوہریرہؓ نے کہا کہ دوزخ کی تہ مین آگ کے صندوقون مین ہونگے جو اُنپر دہکتے ہونگے رواہ ابن جریر اور دوسری روایت مین کہا کہ صندوقون مین بند اوپر و نیچے سے آگ روشن ہوگی رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم اور ایسا ہی ابن مسعودؓ سے مروی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ صندوق ایسے بند ہونگے کہ جنمین کھلنے کی جگہ معلوم ہی نہوتی ہوگی نعوذ باللہ تعالیٰ من عذاب اللہ عافانی اللہ ایای مع المؤمنین من عذابہ وہو الغفور الرحیم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اور تشدید فرمائی قولہ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا۔ اور کبھی نہ پاویگا تو اُنکے واسطے نصیرا یعنے کوئی اُنکا مددگار جو اُنکو عذاب الٰہی سے بچاوے اور خطاب آنحضرت صلعم کو ہی یا ہر ایسے شخص کو جو سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہی یہ حال اُن لوگونکا ہی جو اس دنیاے ناپائدار کے واسطے منافق ہوئے اور [illegible] بجکر یہ عذاب اور غضب الٰہی اپنے ہاتھون اپنے سر پر لیا حالانکہ او تعالیٰ عزوجل نے اپنی رحمت سے اُنکو پوری نصیحت [illegible] وسے راہ بتائی پھر جو لوگ نیک بخت و سعید تھے وہ اس عذاب شدید سے بچے چنانچہ اُنکو ایک توبہ سے استثنا فرمایا

بقولہ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا۔ من النفاق۔ وَاَصْلَحُوْا۔ علمہم۔ یعنے سب منافقون کا تو وہ حال [illegible]
جنھون نے توبہ کرلی نفاق سے اور نیک عمل کیے ف پس جسنے دل سے توبہ کی اور سچا یقین لایا [illegible]
بلکہ ثواب ہوگا پھر کمال ثواب کے واسطے فرمایا کہ تابوا واصلحوا۔ یعنے اُنھون نے نفاق سے توبہ کی اور اپنے اعمال [illegible]
نے قرآن مجید مین اور رسول اللہ صلعم نے حدیث مین بیان فرمایا ہے۔ وَاعْتَصَمُوْا۔ وثقوا۔ بِاللّٰہِ۔ اور مضبوط پکڑ لیا اللہ [illegible]
اللہ تعالیٰ پر ف پس اعتصام جسکے معنے چنگل سے مضبوط پکڑنا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یون ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ [illegible]
کرے۔ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ۔ من الریاء۔ اور خالص کرلیا اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کیواسطے ف یعنے ریا کو چھوڑ کر اخلاص
اختیار کیا پس عمل صالح اُنکو نافع ہوگا اگرچہ قلیل ہو۔ کما سبق عن ابن عباسؓ۔ اور معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
اخلص دینک یکفیک القلیل من العمل۔ یعنے معاذؓ کو کہا یا ہر آدمی کو کہا کہ تو اپنے دین کو خالص کر تو تجھے تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا (رواہ ابن
ابی حاتم) اور اسکے معنے یہ ہین کہ فرائض وواجبات وفقط سنن مؤکدہ اگر ادا کرتا رہے تو یہی اُسکو کافی ہے اور بعض علماءؒ سے منقول ہے کہ
حوض در یک مسئلہ دین ای فتی + بہتر است از الف رکعت بار یا۔ یعنے دین کے ایک مسئلہ مین غور رکھنا ہزار رکعت ریاکاری سے بہتر ہے
[illegible]اصل یہ کہ انھون نے نفاق سے توبہ کی اور نیک اعمال کیے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیا کہ مقدر مین کمی وبیشی نہین ہوسکتی اور ریا سے
دین کو خالص وپاک کیا۔ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ تو ایسے لوگ ساتھ ہونگے مومنون کے ف قال ابن کثیرؒ یعنے قیامت کے
روز مومنون کے زمرہ مین ہونگے قال الفراء یعنے اُن مومنون مین شامل ہونگے جنسے کبھی نفاق سرزد ہی نہین ہوا اور اسی پر دلالت کرتا ہے
جو حدیث مین ثابت ہوا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی جیسے وہ شخص جس نے گناہ ہی نہین کیا اور بعض نے وہم کیا کہ مع المؤمنین کہنے مین
ایک طرح کا غصہ ہے کہ انکو ہم المؤمنون نہین کہا بلکہ مع المؤمنین کہا حالانکہ یہ وہم واہی ہے اور ماہر زبان وبلاغت کلام پر پوشیدہ نہین کہ فاولئک
ہم المؤمنون یہان بدرجہا بلاغت سے اُترا ہوا ہے بلکہ معنی وہی ہین جو فراءؒ نے بیان کیے ہین ہان یہ صحیح ہے کہ اسمین ان لوگون کے فی الجملہ
نقصان کی طرف اشارہ ہے اور مقصود یہ ہے کہ اُنکو صرف مومنون کی معیت ہے نہ کمال مرتبہ اور صحیح یہ ہے جو مفسر جلالؒ نے فرمایا اے مع المؤمنین
فیما یؤتونہ۔ یعنے یہ لوگ ساتھ ہونگے مومنون کے اُن چیزون مین جو مومنون کو عطا ہوگی۔ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ
اَجْرًا عَظِیْمًا۔ اور قریب ہے کہ عطا کریگا اللہ تعالیٰ مومنونکو اجر عظیم ف یعنے آخرت مین اور وہ اجر عظیم جنت ہے مترجم کہتا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ یون
کہا جاوے کہ منجملہ اجر عظیم کے ایک جنت ہے کیونکہ جس اجر کو اللہ تعالیٰ نے عظیم فرمایا اسکو بندے کی مجال نہین کہ دریافت کرلیوے کما سبق عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ فی مثلہ سراج مین کہا کہ قولہ یوت اللہ۔ ہین تمام مصاحف مین بالاتفاق کتابت سے یا محذوف ہے یعنے یوتی اللہ نہین ہے
پس ضرور ہے کہ یون ہی لکھا جاوے اگرچہ اسکے حذف ہونے کا کوئی سبب نہین ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ یا مذکور ساکن تھی
اور بعد اسکے لام ساکن تھا پس تلفظ مین وہ حذف ہوئی بسبب التقاء ساکنین کے تو خط مین بھی باتباع تلفظ حذف ہوئی جیسا اسکی نظیر قولہ
یوم یدع الداع اور سندع الزبانیہ اور یوم ینادِ المناد۔ اور اسکے مانند مین واو اور یا حذف ہین اور مشہور قاریون نے خط کی اتباع سے اسپر
وقف کیا اور یا پر وقف نہین کیا حالانکہ اصل وہی ہے چنانچہ منجملہ قراء کے یعقوب وحمزہ وکسائی بنظر اصل کے یا پر وقف کرتے ہین قال المترجم
یہ کلام قابل تسکین نہین ہے کیونکہ صاحب سراج المنیر کا منشا یہ ہے کہ قواعد رسم الخط کے موافق کوئی وجہ اسکی [illegible]
یا رکیون حذف ہوئی اور تلفظ پر مدار رسم الخط نہین خصوص قرآن مجید مین چنانچہ قولہ لااِلَی اللہ تحشرون [illegible]

Marfat.com

حالانکہ درمیان مین ایک الف زائد رسم الخط قرآنی ہی فتدبر قال ابن کثیر پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی درگاہ کبریائی کی بےپروائی تمام اُس چیز سے جو سوائے حق عزوجل کے ہی بیان فرمائی اور نیز آگاہ فرمایا کہ بندونکو عذاب اُنکے گناہونپر ہوتا ہی حضرت اوتعالیٰ شانہ کے افعال مین کوئی غرض نہین ہے اگرچہ سرتاسر حکمت کاملہ ہین فقال۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ۔ یعنے تمکو عذاب کرکے اللہ تعالیٰ کیا کریگا اگر تمنے شکر کیا یعنے اسکی نعمتون کا اور تم ایمان لائے یعنے اللہ تعالیٰ پر ف یعنے اوتعالیٰ کو اس سے کچھ غصہ دور کرنا یا ضرر دفع کرنا یا نفع اُٹھانا کچھ نہین ہی بلکہ اوتعالیٰ غنی مطلق محض بےپروا و بےنیاز ہے ہر نفع وضرر سے پاک ہی اور یہ استفہام بمعنے نفی ہے ای تمکو عذاب نہین دیگا اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ۔ اور بعض نے کہا کہ استفہام تقریری ہی اور معنے یہ ہین کہ کون منفعت یا دفع مضرت ہی اسکو تمہارے عذاب کرنے مین اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ۔ کیونکہ تمہارے عذاب کرنے مین اُسکی سلطنت مین کچھ بڑھ نہ جائیگا اور نہ کرنے مین کچھ نقصان نہوگا۔ حاصل آنکہ عذاب کرنے اور ثواب دینے کا مدار تمہارے اعمال ہین جیسا کرو ویسا پاؤ۔ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان شاکر و علیم ہے ف یعنے اللہ تعالیٰ مومنون کے اعمال کا شکر کرتا ہی بایں طور کہ جیسے بندے ایک دوسرے کے شکر سے نفع پہونچاتے ہین ویسے ہی اوتعالیٰ اُنکو حقیر فعل پر ثواب جمیل عنایت فرماتا ہی اور علیم ہی اپنے خلق کا کہ ہر مخلوق جس چیز کی مستحق ہی وہ اُسکو دیتا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ شَكَرْتُمْ۔ کو مقدم کیا اور آمَنْتُمْ کو مؤخر کیا حالانکہ بدون ایمان کے شکر کا کچھ فائدہ نہین ہے تو جواب دیا گیا کہ نظر کرنے والا پہلے نعمت کو دیکھکر اُسپر مبہم شکر کرتا ہی بایں معنے کہ اس نعمت کا دینے والا میرا منعم ہی مین اسکا مشکور ہون پھر جب نظر و دلیل سے اسکو رسائی ہوئی کہ حضرت محمد صلعم پر ایمان لاکر اُسسے توحید و معرفت الٰہی حاصل کی تو اسپر قطعی ایمان لایا پھر شکر مفصل ادا کرتا ہی پس ایمان سے شکر مقدم ہوا اور شکر ضد کفر ہی کیونکہ شکر تو اظہار نعمت ہی اور کفر سترنعمت یعنے نعمت چھپانا اور انکار ہی پس پہلے شکر کیا تب ایمان لایا پس شکر بدین معنے اصل و مدار تکلیف ہی ہذا حاصل ماذکرہ الرازی فی الکبیر اور مترجم کہتا ہی کہ یہان ایک مشہور مسئلہ ہی جو شیخ اشعری رح سے منقول ہی کہ شکر المنعم لیس بواجب عقلاً۔ یعنے منعم کی شکرگزاری ازراہ عقل واجب نہین ہی بدلیل آنکہ دنیا مین تعب نفس بیفائدہ ہی اور آخرت مین بھی پس ابن الہمام رح نے تحریر مین اور بحرالعلوم وغیرہ نے شروح مسلم مین اس سے استعجاب کیا ہی یعنی شیخ اشعری نے یہ عجب مسئلہ نکالا حالانکہ شکر تو عقلاً نقلاً دونون طرح واجب نکلتا ہی اور یہان اس تقریر رازی رح سے بھی اس مسئلہ کی بنیاد سست ہوگئی فلیتامل ف فی العرائس قولہ تعالےٰ۔ الا الذین تابوا واصلحوا الے قولہ فاولئک مع المؤمنین۔ اس کلام پاک سے ظاہر ہوا کہ جس شخص نے راہ طریقت مین خلاف کیا اور اس سے خیانت ظاہر ہوئی تو وہ مقام اول مین بدون ان شرائط مذکور ہوئی ہین نہین پہونچ سکتا از انجملہ توبہ ہی اور توبہ کے معنے یہ ہین کہ خواہش نفس سے نکل جاوے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح رجوع کرے کہ جو حضرت اوتعالیٰ کی مراد ہی وہی میری مراد ہی قال المترجم اسکے معنے یہ نہین کہ زبان سے ایسا اقرار کرلے بلکہ مطلب یہ ہی کہ جو احکام دنیا مین جاری ہوتے ہین وہ موافق مشیت حضرت حق تعالیٰ پورے ہوتے ہین پس جو امر جس طور پر پورا ہوتا جاوے اسکو عین تقدیر و مشیت الٰہی یقین کرکے اسپر راضی رہے کہ وہ عین رضاے حق ہی خواہ اسمین اُسکا نفع متصور ہو یا ضرر ظاہر ہو ہر طرح راضی رہے کیونکہ حکمت باری تعالیٰ عین مصلحت ہی اور اسکا نفع یا ضرر تصور کرنا اسکا وہم ہی جو اُسکے نفس نے اُسکے دلمین ڈالا ہی اس سے بیزار ہوکر مصلحت الٰہی کو سچ تصور کرے فافہم۔ از انجملہ اصلاح ہی اور مراد اس سے یہ کہ اپنے باطن کو غیر حق تعالیٰ کی طرف نظر رکھنے سے پاک کرے بلکہ ہمہ تن اُسکی نظر اپنے پروردگار پر رہے از انجملہ اعتصام باللہ ہی یعنے جو احکام قضا و قدر کے اُسپر جاری ہون اسمین نظر اُسکی خوبی پر رہے اور وہ اپنی التجا

Marfat.com

نفقط درگاہ کبریائی کی طرف رکھے ازآنجملہ یہ کہ دین مین اخلاص ہو۔ یعنے اپنے سرباطنی کو غیرون کی طرف [illegible]
اصلاح واخلاص مین فرق یہ ہو کہ جب بندے کی نظر اِدھر اُدھر بھٹکی تو اُسکی خاطر بسبب اسکے نافہ [illegible]
ہوا پس اسکو اس طرح اصلاح پر رکھے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اسکی نظر غیر پر نہو وے اور جس چیز کو دیکھے اسکو [illegible]
جیسے باطنی نظر سے ہر چیز مین فعل حق وصنعت حق کو دیکھے۔ اور اخلاص یہ ہے کہ اُسکے بہی اعمال خالص خدا کے واسطے [illegible]
غیر کی رضامندی وناراضی یا اپنے نفس کی خوشی وناخوشی کو دخل نہو فافہم۔ پھر جب اس بندے نے ان چارون سے [illegible]
عارفون کی راہ پر پہونچا ولیکن جیسے وہ لوگ اپنی راہ مین رب العالمین جل جلالہ کو مشاہدہ کرتے ہین وہ اسکو حاصل نہوگا کیونکہ یہ خلاف
وخیانت کر چکا ہو تو اسمین وہ استعداد نہین ہو جو اہلِ معارف وکواشف کو ابتدا سے اسوقت تک حاصل ہو چکی ہو۔ اور اسکا بیان یہ ہو
کہ اوتعالیٰ نے فرمایا فاولٰئک مع المؤمنین۔ اور یہ نہین فرمایا کہ۔ فاولٰئک من المؤمنین پس اشارہ یہ ہو کہ یہ لوگ انہین سے نہونگے اگرچہ
انھون نے راہ حق مین کوشش تمام کی۔ اور پورا مجاہدہ کیا ہو اور ضرور نہین کہ عارف ہو جاوے اسواسطے کہ معرفت تو ازلی عطیہ ہو جسکو اوتعالیٰ
نے اپنے دوستون کے واسطے بدون علت وسبب کے عطا کیا یعنے اس سبب سے نہین عطا کیا کہ انھون نے کمال ریاضت ومجاہدہ کیا بلکہ محض
فضل سے دیدی ہو پس یہ ایسی قوم کا حال ہو جو ان مقامات تک پہونچنے سے محروم رہے اور **شیخ ابن عطا**رحؒ نے فرمایا کہ قولہ فاولٰئک
مع المؤمنین۔ اور یون نہ فرمایا کہ فاولٰئک من المؤمنین۔ تاکہ یہ بات ظاہر ہو جاوے کہ کوشش وریاضت کرنے سے یہ بات نہین ہوتی کہ جو ازل
مین لکھا گیا ہے اسمین تغیر ہو۔ **شیخ ابو عثمان** رحؒ نے فرمایا کہ توبہ کے یہ معنے ہین کہ مخالفت سے موافقت کے دروازون کی طرف رجوع
لاوے **شیخ محمد بن الفضل** رحؒ نے فرمایا کہ قولہ اعتصموا باللہ۔ اعتصام کے یہ معنے ہین کہ سنت رسول اللہ صلعم سے لپٹ جاوے کہ جو
سنت ہو اسی پر چلے اور جو بدعت ہے اس سے پرہیز کرے اور اگلے نیک بزرگون کے طریقے ہاتھ سے نجانے دے **سہل** رحؒ نے فرمایا کہ قولہ تابوا
یعنے توبہ کرنے سے توبہ کی **قال المترجم** یہ اشارہ بہت دقیق ہو کیونکہ مخالفت سے رجوع کرنا بھی ایک راہ خلاف ہو کہ آیندہ ایسا نکرونگا
گویا خود مختار تھا بلکہ مقصود آنکہ مین تیرے قبضۂ قدرت مین ہون سب طرح راضی ہونیکی توفیق دے فافہم

تمّ الجزء الخامس ویتلوہ الجزء السادس
لا یحب اللہ

Marfat.com

[تنبیه] الغافلین - مسائل دینیه - ۱۰ار
[زبدة] الفقه - مسائل مشکلۂ فقه از مولوی
[اب]راهیم حسین بنگلوری - ۱ار
[جو]اب السائلین - بطور استفتا - ۲ار
[ک]نز الدقائق - اُردو ترجمه از مولوی
[مح]مد سلطان خان - عہ
[ت]سهیل مسائل فقه - از مولوی ابراهیم حسین
[بن]گلوری - ۱ار
رسالۂ تجهیز و تکفین - از محمد عمر - ۱ار

فقه فارسی

ہدایه پیشانی پر اصل عربی اور تحت مین ترجمۂ فارسی مع شرح از علمائے کلکته جودت سے متداول ہی - دو مجلد کامل عنـ

شرح سفر السعادت - از مولانا عبد الحق دہلوی معروف - ۸ہ
حجج الحج - مسمّی به غایة الشعور از ملا محمد شاه - عہ
تذکرة الجمعه - احکام جمعه از مولوی عبد السلام
[ب]یان - در حکم تمباکو و حقه از ملا معین الدین - ۱ار
بدائع منظوم - مسائل فقه نظم فارسی از ملا ناظم علی ۲ار
[تم]ام حق - مشهور درسی از شیخ شرف الدین بخاری
مائة مسائل - سو مسائل از مولانا احمد الله رحمه الله - ۶ر
شرح وقایه فارسی - مع حاشیه ملتقی الابحر از شاه عبد الحق محدث دہلوی - ۸ہ
مسلک المتقین - مرغوب علمائے ولایت از مولوی آکه یار خان - عہ

فتاوی برهنه - جامع ابواب فقه از مفتی نصیر الدین - عہ ار
قدوری - مترجمۂ مولانا ابو القاسم - ۸ار
شرح فارسی مختصر وقایه - از عبد الرحمن جامی عہ
کنز فارسی - از مفتی نصیر الدین کرمانی محشّے مع فرهنگ ۱۲ار
مالابد منه - از قاضی ثناء الله رحمة الله مع وصیت نامه - ۱ار
شرح مختصر وقایه کو رمیری - از مولانا جلال الدین سمرقندی - عہ
رسالۂ تنبیه الانسان - در حلت و حرمت جانوران - ۱ار
رسالۂ قاضی قطب - ذکر ایمان و ارکان - ۰ر

فقه عربی

برجندی - شرح مختصر وقایه از مولانا عبد العلی برجندی معتبر شرح - ہے
فتح القدیر - حامل المتن بقلم جلی ہدایه اور بقلم خفی فتح القدیر از امام کمال الدین بن الهمام نهایت مستند و باعظمت شرح مشهور و معروف اور آخرین تکملۂ زین الدین آفندی کامل چار مجلد ضخیم جدید الطبع - عـہ
ہدایه - حاشیه جدید نهایت عمده زوائد و فوائد به تحشی مولانا محمد حسن سنبهلی مرحوم هر چهار جلد کامل دو مجلدات مین بشرح ذیل -
۱ - جلدین اولین عبادات - ۵ہ
۲ - جلدین آخرین معاملات - ۵ہ
فتاوائے عالمگیری - هر چهار جلد کامل در سه جلد

ہدایه مع شرح الکفایه - از سید جلال الدین کرمانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد مین اس شرح ہدایه پر حاشیے بہت مستند لکھے گئے مین به تفصیل ذیل -
ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح - للعہ
ایضاً جلد سوم و چهارم تا آخر کتاب - للعہ
فتاوی قاضیخان مع سراجیه - از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو مجلد کامل - معہ
شرح وقایه - از امام صدر الشریعة جلی قلم مع کامل حاشیه ذخیرة العقبی یوسف ابن جنید چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط و صحیح - ۶ار
شرح وقایه خرد - مع دائره هندیه متوسط قلم - ۱۰ار
الاشباه والنظائر - مع شرح حموی معروف مستند متداول - ۸ہ
ملا مسکین - از بیوع تا وصایا محشی جدید - عہ
کنز الدقائق محشی متداول درسی کتاب - ۱۳ار
مستخلص الحقائق - شرح کنز الدقائق مشهور متداول - عہ
عینی شرح کنز الدقائق - محشی هر چهار جلد مستند معروف متداول دو مجلدین -
(۱) جلدین اولین عبادات مین - ۶ار
(۲) جلدین آخرین معاملات مین - ۶ار
مختصر وقایه محشی - از امام صدر الشریعة درسی متداول ۱۱ار
عمدة البضاعة - فی مسائل الرضاعة از مولوی تراب علی مرحوم - ۱ار

قدوری محشی - تالیف امام ابوالحسن قدوری متداول - ۸ر

اخلاق و تصوف اردو

جامع الاخلاق - ترجمۂ اخلاق جلالی - ۷ر

باپ دانش - مولفۂ مولوی محمد کریم بخش - ۲ر

اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان - ۴ر

ترجمۂ عوارف المعارف - کامل دو جلدین مترجمۂ مولانا ابوالحسن فریدآبادی - عہ/ [illegible]

خزینۂ دانش - ہوشمندی کی تعلیم از مولوی محمد کریم بخش - ۳ر

بحر الحقیقت - اصلاح نفس مین - ۲ر

آبحیات - اخلاق و موعظت مین مصنفہ منشی کامتا پرشاد - ۳ر

کیمیائے حکمت - حصۂ اول بیان شرائف علم و ادب - ۲ر

پیراہن یوسفی - اردو ترجمہ مثنوی مولانا روم کا نظم شعر بشعر اور حاشیہ پر اردو مین حاصل مطلب مع فوائد تصوف - کامل دو جلدین بتفصیل ذیل -

(جلد اول) ترجمۂ دفتر ۱ و ۲ و ۳ - زیر طبع

(جلد دوم) ترجمۂ دفتر ۴ و ۵ و ۶ - زیر طبع

شجرۂ معرفت محشی - منتخبات مثنوی مولانا روم مترجمۂ سید غلام حیدر صاحب - عہ/

چشمۂ فیض - نظم ترجمۂ اردو پندنامۂ عطار کلام عارف کامل حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہٗ از مولوی عبدالغفور خان بہادر - ۲ر

مذاق العارفین - ترجمۂ احیاء علوم الدین عربی

ہر چہار کامل در دو مجلد - للعہ/

تہذیب احسانی - مولفۂ حکیم احسان علی - ۳ر

کتب اخلاق فارسی (اہل سنت)

گلستان - جلی قلم کاغذ سفید گندہ محررۂ منشی شمس الدین صاحب اعجاز رقم مرحوم - عہ/

گلستان مع فرہنگ - متوسط قلم - آخر مین مشکل معانی کی فرہنگ کاغذ خاکی و سفید - ۱۲ر

گلستان با تصویر - کاغذ خاکی و سفید رسمی - ۹ر (?)

گلستان مع فرہنگ - متوسط قلم رسمی محررۂ منشی شمس الدین صاحب مرحوم - ۱۰ر

گلستان محشی اردو - اس پر طلباء کی آسانی کیلئے اردو کے حواشی دئے گئے ہین - ۴ر

شرح گلستان - از شیخ ولی محمد صاحب اکبرآبادی شارح مثنوی مولانا روم اسمین تصوف کے نکات کو خوب حل کیا ہے - ۳ر

گلستان مترجم - فارسی با ترجمۂ اردو - ۱۲ر

گلستان خرد - فارسی - ۵ر

تضمین گلستان سعدی - منشی ہرگوپال صاحب تفتہ سکندرآبادی نے اس صفائی سے گلستان کے اشعار کو تضمین کیا ہے کہ سعدی اور تفتہ کے کلام مین فرق کرنا بھی دشوار ہے - ۷ر

بہارستان جامی - اخلاق و نصائح مین قابل قدر کتاب ہے - از مولانا جامی - ۵ر

خارستان - حکایات چند و نصائح بطرز گلستان سعدی از ملا مجدالدین ۸ر

عقد گل و عقد منظوم - یعنی انتخاب گلستان و بوستان - ۹ر

بوستان [illegible]

اعجاز رقم [illegible]

بوستان محشی کلان - [illegible] ہین - ۱۲ر

بوستان محشی متوسط قلم - چاپ [illegible]

بوستان محشی - خرد - ۵ر

[illegible] ہی صحیح اور صاف چھپی ہے - ۸ر

بوستان مترجم منظوم - معمولی ترجمہ نہین ہے بلکہ کمال یہ ہے کہ بوستان کی بحر مین ہر شعر کا شعر مین ترجمہ کیا ہے از منشی گوبند پرشاد فضا - ۱۳ر

بہار بوستان - بوستان کی جامع شرح از منشی ٹیکچند بہار صاحب بہار عجم بے مثل شرح ہے - ۸ر

اخلاق جلالی محشی - منشی فاضل کے کورس مین ہے اور عموماً طلباء کے درس مین داخل ہے عہ/

اخلاق ناصری - منتہیان فارسی کے درس مین داخل ہے - اور اخلاق مین بڑے پایہ کی کتاب ہے - از علامہ نصیرالدین طوسی کاغذ سفید گندہ - عہ/

اخلاق محسنی - داخل درس از ملا حسین واعظ کاشفی ۸ر

مثنوی سلسبیل - اخلاق و موعظت مین ایک در بے بہا ہے - از حکیم منور حسین صاحب مرحوم [illegible]

مجموعۂ پند سودمند - حضرت لقمان کی [illegible] قابل قدر نصائح - ۲ر ۶ پائی

المشتہر منشی [illegible] مینیجر بکڈپو نولکشور پریس لکھنؤ

Marfat.com

يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

مفتاح کنوز اسرار ربانی مشتمل لامع انوار فیوض سبحانی مجموعہ معارف حقائق ذخیرہ اسرار دقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اور تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے افادات کے مضامین بہت سے مفید التزام کی رعایت کی گئی ہی عماد دین ایمان

الموسوم بہ

مواہب الرحمن تفسیر القرآن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

حبر العلوم العقلیۃ والنقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل المتفرد بالعلم الخفی والجلی مولنا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی الہندیۃ ترجمہ عالمگیریۃ وعین الہدایۃ طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ مزید انتہا و احسن اختتام سے

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں باہتمام مختص حسن چھپی

اعلان بحق تالیف و تصنیف اس کتاب برکت انتساب کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست ہر ایک سال ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب معلوم فرما سکتے ہین قیمت بہت ارزان ہے - اس کتاب امین بعض کتب بہی اُردو فارسی وعربی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی ... آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

تفاسیر قرآنی اُردو

تفسیر قادری - ترجمۂ اُردو تفسیر حسینی مترجمہ مولوی فخر الدین صاحب کامل دو جلد کاغذ خانی ... خانی ...

تفسیر سورۂ فاتحہ - مسمی بہ تحفۃ الاسلام از مولوی اکرام الدین - ۲/۰

تفسیر سورۂ یوسف - چو مصرعہ از مولوی اشرف علی ...

تفسیر مراد یہ - پارہ عم کی تفسیر ... بلا وصفحات

ایضاً فارسی

تفسیر حسینی از ملا حسین واعظ - متعارف جلد اول پوری تفسیر ... بلا جلد ...

تفسیر اسرار فاتحہ مصنفہ ملا معین ہروی ... تصوف ...

ایضاً عربی

تفسیر بے نقط فیضی مسمی بہ سواطع الالہام علم نے سر کا تاج ... جو کتاب خزانہ اکبری شہنشاہ اکبر مین مشکل ... نایاب مخفی تھی اپنے خزانہ کی منزلت کیجیے عجیب صنعت ہے بالکل بے نقط اُسپر عجیب بلاغت وسلاست پھر مبتدا وخبر اور شرط وجزا کی اصطلاح بے نقط فرعون وقارون کا نام بے نقط روات کا ترجمہ بے نقط شہنشاہ ہند کا عزت کرنا واقعی بجا تھا اور فیضی مصنف کا فخر زیبا ویسا ہی پایا جیسا سُنا تھا - مطبع کی تمام کوشش سے نہایت نفیس نسخہ ملا - جسکو جواہر رقم خوشنویس نے لکھا بہت عمدہ چھپا - لہ عہ بلا جلد - مجلد عہ/

احادیث اُردو

مظاہر حق - ترجمۂ مشکوۃ المصابیح مترجمہ جناب مولانا محمد قطب الدین دہلوی مرحوم ومغفور کامل چار جلد مین ہے حامل المتن یعنی اول عبارت عربی حدیث کی بعدہ اُسکا ترجمہ اُردو مین - للعہ

تحفۃ الاخیار - ترجمۂ اُردو مشارق الانوار مترجمہ مولوی خرم علی - ۸/

ترجمۂ جامع ترمذی - حامل المتن جلد اول مترجمہ مولوی فضل احمد انصاری دلاوری لاہوری - یہ ترجمہ نفیس بصرف زر کثیر مطبع نے کرایا ہے - اور حقوق ترجمہ بحق مطبع محفوظ ومحدود ہین - جلد اول ۳ /

ایضاً - جلد دوم - حسب مراتب بالا ۳/

حدیث فارسی

اشعۃ اللمعات حامل المتن - شرح مشکوۃ از مولانا عبد الحق محدث دہلوی چار مجلدات مین زیر طبع

ایضاً عربی

تیسیر الوصول فی احادیث جامع الاصول از شیخ عبد الرحمن بن علی یمنی معروف - ۳/

دلائل الخیرات - باترجمۂ فارسی اسمائے متبرکہ وخواص اسمائے حسنی معروف - ۸/

زاد السبیل الی الجنۃ والسلسبیل - مولانا غلام یحییٰ - ۵/

فقہ اُردو

غایۃ الاوطار - ترجمۂ اردو در مختار مترجمہ خرم علی ومولوی محمد احسن کامل چار جلد مین عہ/

راہ نجات - ضروری مسائل نماز وروزہ وغیرہ

مفتاح الجنۃ - از مولوی کرامت علی جونپوری

حقیقۃ الصلوۃ - مع رسالۂ بے نمازان ...

ترجمۂ فتاوی عالمگیری - کامل ہر چہار جلد مع مقدمہ یعنی جلد اول مترجمہ مولانا احتشام الدین وما بقی ہر سہ جلد مع مقدمہ مترجمہ مولانا امیر علی - عہ بلا وصفحات

کشف الحاجۃ - ترجمہ اردو مالا بد منہ از مولوی محمد نور الدین - ۴/

ہزار مسئلہ - شامل ہفت رسالہ (۱) ہزار مسئلہ (۲) مسائل ثمانیہ (۳) صد وسی مسئلہ (۴) مناجات بدرگاہ باری تعالے (۵) حلیۂ شریف (۶) نور نامہ (۷) چہل مسائل مولفہ مولوی عبد اللہ بن ...

شرع محمدی - منظوم مسائل ... قندھاری - ...

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ

اللہ کو خوش نہین آتا بُری بات کا پکارنا

اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ○ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا

مگر جسپر ظلم ہوا ہو اور اللہ ہے سُنتا جانتا اگر تم کھلی کرو کچھ بھلائی یا اُسکو چھپاؤ یا معاف کرو

عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ○

بُرائی کو تو اللہ بیشک معاف کرنے والا ہے مقدور رکھتا

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ - من احد ای یعاقب علیه - یعنے من احد متعلق لایحب کے ہے اور عدم محبت کے معنے یہ کہ اُسپر عذاب کریگا اور حاصل آنکہ اللہ تعالے کسی سے بدگوئی کرنا پسند نہین کرتا - اِلَّا مَنْ ظُلِمَ - مگر جو ظلم کیا گیا ف تو اُسنے اگر سوء القول سے جہر کیا تو اس سے مواخذہ نہ فرمائیگا اور طریقہ اُسکا یہ کہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے ظلم سے لوگونکو یا حاکم کو خبر دے اور اسپر بددعا کرے - واضح ہو کہ مفسر رح نے من احد سے مستثنے منہ کے مقدر ہونیکا اشارہ کیا لیکن ظاہر مفسر رح کے نزدیک الا من ظلم استثنا منقطع ہے ورنہ الا من ظلم ہوتا اور نیز معنے مین بھی فساد ہے کیونکہ استثنا متصل کی صورت مین یہ معنی ہونگے کہ لیکن جب مظلوم نے ایسا کیا تو اُسکو پسند کرتا ہے حالانکہ یہ نہین بلکہ اُس سے مواخذہ نہین ہے پس حق یہ کہ استثنا منقطع ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے قول ابن عباس رض کہ اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ اللہ تعالے نہین پسند کرتا کہ بددعا کرے کوئی دوسرے پر لیکن اگر مظلوم ہووے تو اُسکو رخصت ہے کہ اپنے ظالم پر بقدر ظلم کے بددعا کرے اور یہی معنی ہین قوله الا من ظلم کے اور اگر وہ صبر کرے تو اُسکے لیے بہتر ہے رواہ علی بن ابی طلحہ عنہ - پھر اہل علم نے جہر بالسوء کی کیفیت مین جو مظلوم کے واسطے روا ہے اختلاف کیا پس ظاہر معنی یہ کہ مظلوم کو روا ہے کہ ایسا کلام اپنے ظالم کے حق مین نکالے جو بد ہووے - اور ابن مالک جزری نے اس آیت مین کہا کہ کوئی اگر تجھکو بُری بات کہے تو بھی اُسکو بُری بات کہہ لے لیکن اگر وہ تجپر بہتان باندھے تو تو اُسپر بہتان مت باندھ - اور حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دو آدمی جو آپسمین گالی گلوج کرین تو گناہ اُسپر ہے جسنے پہل کی جب تک کہ مظلوم اس سے تجاوز نہ کرے رواہ مسلم و ابو داؤد - اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ جسنے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے حق مین بددعا کی تو اُسنے بدلا لے لیا رواہ الترمذی و ابن ابی شیبہ - اللہ تعالے نے فرمایا ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئك ما عليهم من سبيل جس شخص نے بعد ظلم کے بدلا لیا تو ایسونپر مواخذہ کی راہ نہین ہے - ف - اور بعض نے کہا کہ مہمان کے حق مین اُتری ہے کہ اگر کسی قوم کے یہان مہمان اُترا اور اُنھون نے اُسکی ضیافت نہ کی تو اُسکو روا ہے کہ کھلے خزانے اس بات کا شکوہ کرے کہ اُسکے ساتھ کیا گیا ہے یعنے یون کہے کہ میری ضیافت مین اُنھون نے قصور کیا اور بُرا کیا اور یہی مجاہد رح سے مروی ہے اور ظاہر یہ کہ آیت عام ہے سب کو شامل ہے اور اسی سے بعض نے استدلال کیا کہ مہمان کی ضیافت درصورت استطاعت واجب ہے اور احادیث بھی اسپر دلالت کرتی ہین اور بعض نے کہا کہ قوله الا من ظلم کے یہ معنے ہین کہ لیکن اگر کسی پر ظلم کیا جاوے کہ تو جہر سے اسکے زبان سے بُری بات نکالے اگرچہ خلاف شرع ہو اور اس قول پر یہ آیت دربارۂ اکراہ

ہو گی یعنے ظالم نے زبردستی کسی غریب کو دھمکایا کہ تجھے قتل وقید کرونگا ورنہ تو زبان سے ایسا کلمہ بد نکال [illegible]
اللّٰہُ سَمِیۡعًا عَلِیۡمًا ۔ اور اللہ تعالی کی شان سمیع علیم ہے اسمین ظالم کو تحذیر ہے کہ اللہ تعالی سے ڈرے اور مظلوم کو [illegible]
نہ کرے پھر مظلوم کو ایسے امر کی طرف ارشاد فرمایا جو اسکے حق مین بہتر ہے۔ اِنۡ تُبۡدُوۡا ۔ تظہروا۔ خَیۡرًا امین اعمال ابر اَوۡ تُخۡفُوۡہُ [illegible]
ظاہر کرو کسی نیک کام کو یا پوشیدہ عمل مین لاؤ۔ اَوۡ تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ ظلم یا عفو کرو کسی سو یعنی ظلم کو فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیۡرًا
تو اللہ تعالی عفو کرنے والا قادر ہے یعنے یہ تمہارے حق مین بہتر ہے کہ تمکو ثواب جمیل ملیگا اور اللہ تعالے کی صفات مین سے ہے کہ وہ تعالی قادر سلطان
بھی عفو فرماتا ہے اور ایک خبر مین آیا ہے کہ حاملان عرش تسبیح کرتے ہین بعض کہتے ہین کہ پاک ہے تو کہ بعد علم کے حلم فرماتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ پاک ہے تو کہ قدرت
باوجود عفو فرماتا ہے اور حدیث صحیح مین ہے کہ زکوۃ دینے سے کوئی مال کم نہین ہوتا اور عفو کرنے سے بندے کو اللہ تعالے عزت ہی بڑھاتا ہے اور جس نے اللہ کے
واسطے تواضع اختیار کی اسکو اللہ تعالے بلند کرتا ہے ف فی العرائس قولہ لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم ۔ اسمین اللہ تعالے نے اپنے بندے
پر اپنی شفقت ظاہر فرمائی کیونکہ جب اسپر رضامندی نہین فرماتا کہ غیر شخص اپر کھلی کھلی تشنیع کرے پھر کب وہ راضی ہو گا کہ خود انکی پردہ دری فرماوے
اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالے غیور ہے یعنے بہت غیرت والا اسیواسطے جہر سے بد گفتگو کو نہین پسند فرماتا ہے اور یہ جو فرمایا الا من ظلم یعنے مظلوم کو رخصت و
اجازت دی تو اسواسطے کہ مظلوم کی زبان درازی ہے اور جناب الٰہی مین وہ دل کیونکر اس انقباض کو دفع کرتا ہے جو ظالم کے فعل سے اسکو پہنچا ہے اور
یہ اجازت نہین کہ فحش بات کہے بلکہ یہ فقط بد دعا ہے اور اللہ تعالے سمیع ہے یعنے ظالم پر مظلوم کی بد دعا سنتا ہے اور یہ بانند قولہ تعالے ولمن انتصر بعد
ظلمہ فاولٰئک ما علیہم من سبیل الآیہ ہے ۔ اور یہ مظلوم کے واسطے تسلی وتشفی ہے واسطی نے کہا کہ مومنون سے بدگوئی نہوگی کیونکہ یہ کافرونکا شیوہ ہے قال تعالی

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ

جو لوگ منکر ہین اللہ سے اور اسکے رسولون سے اور چاہتے ہین کہ فرق نکالین اللہ مین اور اسکے رسولون مین

وَیَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّنَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ ۙ وَّیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ

اور کہتے ہین ہم مانتے ہین بعضون کو اور نہین مانتے ہین بعضون کو اور چاہتے ہین کہ نکالین بیچ مین ایک

سَبِیۡلًا ۙ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا ۚ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّهِیۡنًا ﴿۱۵۱﴾

راہ ایسے لوگ وہی ہین اصل کافر اور ہم نے تیار کر رکھی ہے منکرون کے واسطے ذلت کی مار

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمۡ یُفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ اُولٰٓئِکَ سَوۡفَ

اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اسکے رسولون پر اور جدا نہ کیا کسیکو انمین انکو دے گا

یُؤۡتِیۡهِمۡ اُجُوۡرَهُمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۵۲﴾ ع ۱۱/۲۱

انکے ثواب اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان

اِنَّ الَّذِیۡنَ ۔ یہ موصول سہم ہے اور یہود اسمین بدرجہ اولی داخل ہین اور نصاری بھی۔ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ
کیونکہ یہ لوگ بعض رسولون پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا تو ایک رسول سے بھی انکار کرنا بمنزلہ سب رسولون کے انکار کے ہے اور رسول [illegible]
انکار کرنا وہی اللہ تعالے سے انکار ہے جیسے رسول کی فرمانبرداری وہی اللہ تعالے کی فرمانبرداری ہے اور یہانسے ثابت ہوا کہ [illegible]
اقرار کرے اور رسول صلعم سے انکار کرے تو وہ کافر ہے علاوہ اسکے نصرانی ایسے پیدا ہوئے ایمان لایا جسکا [illegible]

اللہ نے کافرمایا۔ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ ۔ اور چاہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ واسکے رسولون مین جدائی ڈالین ف یعنے تفریق باین طور کہ اللہ تعالےٰ پرایمان لاوین اور رسولونپر ایمان نہ لاوین۔ اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ اُنھون نے بعض رسولون سے انکار کیا تو یہ کل رسولون سے انکار ہوا پس یہ فعل اللہ تعالےٰ ورسولونکے درمیان تفریق ہوا۔ اور یہ ظاہر ہے اسواسطے کہ اہل کتاب نے کل رسولون سے انکار نہین کیا تھا اور نہ ایسا کیا کہ اللہ تعالےٰ پرایمان لائے اور رسولونسے منکر ہون مگر اسی طرح پر جیسے بیان ہوا چنانچہ خود تفسیر فرمائی بقولہ تعالےٰ۔ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۔ اور یون کہتے ہین کہ ہم ایمان لاتے ہین بعض رسولونپر اور انکار کرتے ہین بعض سے ف چنانچہ یہود نے موسی علیہ السلام کا اقرار کیا اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہما السلام سے انکار کیا اور نصاریٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا اور حضرت عیسیٰ پر بہتان باندھکر انکار کیا کیونکہ وہ تو ایسے مسیح پر ایمان لائے جو خدا کا بیٹا ہو تو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے منکر ہوے۔ پھر احتمال ہے کہ ان لوگون نے یہ قول بوجہ عداوت وسرکشی کے صاف کہا ہو یا یہ مراد ہے کہ جب یہود نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی نسبت کہا کہ ہم ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ وحضرت محمد صلعم کی نسبت کہا کہ ہم اُنپر ایمان نہ لائے تو گویا اُنھون نے کہا کہ نؤمن ببعض ونکفر ببعض وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ۔ یعنے اہل کتاب یہود ونصاریٰ چاہتے ہین کہ کفر وایمان کے درمیان مین ایک نیا راستہ نکالکر اُسپر چلین ف حالانکہ بیچ مین کوئی راہ نہین ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالےٰ پرایمان جبھی ایمان ہوگا کہ سب رسولون پرایمان لاوے اور جو کچھ وہ لائے ہین اُسکی اجمالاً یا تفصیلاً تصدیق کرے اور اگر اُسمین سے کسی جزو سے انکار ہوا تو کل کی تصدیق نہ رہی پس ایمان نہ رہا جو حق ہے اور بعد حق کے سوائے گمراہی کے اور کچھ نہین اسیواسطے فرمایا۔ أُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ ۔ یعنے جنکی یہ صفت ہے وہ کافر ہی ہین — حَقًّا ۔ ضر درحقًا منصوب ہے بنابر آنکہ مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے احق ذلک حقًا پس تاکید ہے اپنے جملہ ماقبل کے مضمون کی اور وجہ تاکید یہ ہے کہ وہ مدعی توسط تھے بمعنے آنکہ یہ کفر نہین ہے تو جملہ اسمیہ اور ہم ضمیر فاصل اور خبر بالف لام اور حقًا مصدر موکد سے رد کردیا اور حاصل آنکہ ایسے لوگ کفر مین پورے ہین قتادہ نے فرمایا کہ یہ لوگ دشمنان خدا یہود ونصاریٰ ہین کہ یہودی تو توریت وموسےٰ پر ایمان لائے اور عیسیٰ وانجیل سے انکار کیا اور نصاریٰ نے محمد صلعم اور قرآن سے انکار کیا اور یہودیت ونصرانیت نکالی حالانکہ یہ دونون بدعتین ہین اسلام کو چھوڑ دیا جسپر اللہ تعالےٰ نے تمام رسولونکو بھیجا تھا اور ایسا ہی سدیؒ وابن جریجؒ سے مروی ہے۔ بالجملہ اُنکے کافر ومشرک ہونے مین شک نہین پھر فرمایا۔ وَأَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۔ اور ہم نے کافرونکے لیے عذاب ذلت مہیا فرمایا ہے ف مہین صیغہ اسم فاعل ہے پس اگر بمعنے اہانت دینے والا کہا جاوے تو عذاب کو ایسا کہنا مجاز ہے پس بمعنی نسبت ہے یعنے ایسا عذاب کہ ذات اہانت۔ یعنے خواری والا ہے اور وہ عذاب دوزخ ہے اور مہیا کرنا آخرت مین لازم اور دنیا مین بھی بحکمت ہے اور واضح رہے کہ جو اخلاق پسندیدہ ہین جیسے سچ بولنا اور ترس کھانا اور آپسمین اتفاق رکھنا اور ہمدردی کرنا اور جوانمردی سے بسر کرنا اور لہو ولعب وعیش وطرب مین گرفتار نہونا اور کھانے پہننے مین اہتمام نکرنا وغیر ذلک یہ سب خو د اچھے اخلاق ہین اگر ایمان کیساتھ جمع ہون مثلاً مومنین جو انمرد آپسمین متفق ہمیشہ غالب و باسلطنت وہیبت ہونگے اور اگر ایمان کیساتھ نہوے تو بھی اپنا اثر دکھلاوینگے کہ دنیا مین فلاح وعزت دنیاوی کے ساتھ ہونگے پس اہل اسلام پر فرض ہے کہ آپسمین اخلاق نبوت کی پیروی کرین۔ دیکھین کہ اللہ عزوجل نے اہل ایمان کاملین کی کیسی تعریف فرمائی بقولہ۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ۔ اور جو بندے کہ اللہ تعالےٰ واسکے رسولون پرایمان لائے ف یعنے سب رسولونپر ایمان لائے یعنے دل سے تصدیق کی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد صلعم تک سب اللہ تعالےٰ کے سچے رسول برحق تھے اور جو کچھ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے لائے سب برحق ہے اگرچہ ہمپر پیروی کرنا اسوقت فقط حضرت محمد صلعم کی واجب ہے ولیکن ہم ایمان وتصدیق سب کی رکھتے ہین تو منھون نے

ایسا کیا۔ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ۔ یعنے یہ نہین کیا کہ بعض کو مانتے اور بعض کو نہ مانتے
اُولٰٓئِكَ سَوْفَ نُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ۔ تو ایسے نیک ایمان والے جو بندے ہین عنقریب ہم اُنکو اُنکے
ثواب دینگے ف قال ابن کثیر مراد اس اولئک اسم موصول مبہم سے امت محمد صلعم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ و سب رسولون پر ایمان لائے ہین جیسا
آمن الرسول سے واضح ہے پھر قولہ نؤتیہم نون اکثر دنکی قرارت ہے پس حضرت حق عز و جل نے اپنی عظمت سے کلام فرمایا پس جو کچھ ثواب عطا فرمایا جاویگا
کے خیال مین کب آسکتا ہے اور حفص کی قراۃ مین یؤتیہم بالیا رالتحیۃ ہے ای یؤتیہم اللہ تعالیٰ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا
اور اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اپنے اولیا کیواسطے غفور ہے اور اپنے بندون کیلیے رحمت والا ہے ف یعنے جو بندے اُسکے اور پر اُسکے رسولونکے ایمان
لاکر شرک کفر چھوڑ کر اُسکے ولی ہوگئے ہین اوتعالیٰ انکی لغزشین بخشنے والا اور فرمانبردار بندون پر رحم فرمانیوالا ہے اور اس آیت مین بڑی امید نکلتی ہے کہ
تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسولونپر ایمان لانیکا خاتمہ مغفرت و رحمت فرمایا پس اللہ تعالیٰ کے واسطے حمد و ثنا ہے کہ ضعیف بندون سے اسیقدر
قبول فرمایا اللہ تعالیٰ ہمارا و سب مسلمانونکا ایمان صحیح سلامت رکھکر خاتمہ بخیر فرماوے

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ
تجھے　مانگتے ہین کتاب والے کہ اُنپر اُتار لاوے　کتاب　آسمان سے　سو مانگ چکے ہین موسے سے اس سے بڑی

مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا
چیز　بولے ہمکو دکھا دے　اللہ سامنے　پھر اُنکو پکڑا　بجلی نے　اُن کے گناہ پر　پھر　بنا لیا

الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝
بچھڑا　اتنے نشان پہونچے پیچھے　پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا　اور دیا موسی کو　غلبہ صریح

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا
اور ہمنے اُٹھایا اُنپر　پہاڑ　اُنکے قول لینے مین　اور ہمنے کہا　داخل ہو دروازے سے　سجدہ کرکر　اور ہم نے کہا

لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِى السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝
زیادتی مت کرو　ہفتہ کے دن مین　اور اُنسے لیا　قول گاڑھا

اوپر کے کلام سے ظاہر ہوا کہ ایمان لانا انبیا علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے کہ اسی ایمان کو قبول فرماتا ہے اور یہود و نصارے نے
جانبداری اور اغراض نفسانی سے اتباع کرنی شروع کی جو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے نہ تھی اور نفس کی پیروی مین جو پسند کیا اُسکو
لے لیا اور سب سے بڑھکر یہ حالت یہودیونکی تھی چنانچہ اس کلام مین اُنکے وہ واقعات چند ذکر فرمائے جو صریح اُنکی حالت مذکورہ پر دلیل ہین
اور اسکے ضمن مین بکثرت اخلاق و نصائح و نفس کے عیوب درج ہین کہ اُنسے کامل فائدہ اخلاص ایمان و اصلاح نفس ہے چنانچہ غور سے دیکھنا
چاہیے کہ فرمایا۔ يَسْـَٔلُكَ۔ یا محمد۔ اَهْلُ الْكِتٰبِ۔ الیہود۔ ای محمد تجھسے کتاب والے یعنے توریت والے جو اپنے کو یہود کہتے ہین مانگتے ہین
اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ۔ تو اتار لاوے اُنپر ایک کتاب آسمان سے ف ان لوگونکی مراد یہ تھی کہ ایکبارگی مجموعہ ایک
کتاب اُتار لا جیسے موسیٰ پر توریت اُتری تھی اور یہ قرآن مجید نہ مانا جو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوتا تھا اور یاد رکھو کہ انکا یہ سوال اسلیے
سے نہ تھا کہ ہم ایمان لے آوینگے بلکہ تعنتا تھا یعنے سرکشی و عداوت سے ایسی باتین کرتے تھے۔ کذا قال محمد بن کعب القرظی والسدی و قتادۃ و ابن جریج

یہودیون نے یہ سوال کیا تھا کہ ایک لکھی ہوئی کتاب فلان شخص و فلان کے اوپر اُتار دے کہ جو تولا یا ہے اُسکی تصدیق ہو اور اُس سے انکا عناد ظاہر ہو کہ امر حق و معجزات باہرہ و راہ صواب کلام اعجاز جو جامع فضائل قرآن مین تھا اُسکو نہ مانا جو مقتضائے عقل تھا مگر نفس کی پیروی مین ایک کھیل تماشا چاہا اور یہ بہ نسبت کفار قریش کے بھی زیادہ الحاد تھا اگرچہ ان لوگون نے بھی سرکشی سے قالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا الآیات مین سوال عناد کیا تھا اور ہر حق پسند آدمی جانتا ہے کہ حق طریقہ پر چلنے سے اور راہ صواب سے کتنی دور ہٹی ہوئی یہ باتین ہین قرآن کو جس سے اللہ عزوجل کی وحدانیت اور اُسکی کھلی دلیلین و اخلاق کریمہ سے آراستہ ہونے کے طریقے اور دنیا و آخرت کی اصلاح و انتظام کامل کی راہین ظاہر باہر ہین بدون غور و نظر کے چھوڑ کر بیوقوفون اور عناد والونکی طرح یہ سوال کیا اس سے انکی افسوسناک حالت ظاہر ہوگئی کہ کفر و ہوا پرستی و نفس کی پیروی و عقل کی دشمنی انمین کسقدر جمی ہوئی ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِن ذَٰلِكَ ۔ یعنے اگر تو نے اس سوال کو انکی طرف سے بڑی گستاخی خیال کیا تو اُنکے باپ دادون نے تو موسیٰ علیہ السلام سے اس سے کہین بڑھکر طلب کیا تھا ف جس سے ظاہر ہے کہ کفر مین اُنکا قدم کہانتک جما ہوا ہے چنانچہ اُنکے باپ دادون کا سوال نقل کیا کہ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً یعنی موسیٰ سے کہا کہ دکھلا دے ہمکو اللہ تعالیٰ کو جہر سے یعنے آنکھون کے سامنے۔ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ سو پکڑ لیا اُنکو صاعقہ نے ف یعنے مرتے اُنکو عذاب کرنے کیواسطے یعنے اس سوال کی گستاخی مین انپر یہ عذاب نازل ہوا کہ صاعقہ یعنے آگ آسمان سے اُتری جسنے اُنکو مار ڈالا کذا ذکرہ المفسرون اور شیخ جلال رح نے صاعقہ کی تفسیر موت بیان کی اور شاید لفظ صوت ہو یعنے صیحہ کہ آواز آسمان سے آئی کہ اُنکے دل پھٹ گئے اور یہی سورہ بقرہ مین مذکور ہے واللہ اعلم۔ حاصل آنکہ اس گستاخی کے عذاب مین وہ صاعقہ سے ہلاک ہوئے۔ بِظُلْمِهِمْ ۔ بسبب اُنکے ظلم کرنیکے ف کیونکہ اُنھون نے اس سوال مین تعنت کیا اور اس وجہ سے نہین کہ اُنھون نے دیدار کا سوال کیا تھا جیسا کہ بدعتی فرقے کہتے ہین کہ دیدار باری تعالےٰ محال ہے چنانچہ اسکا سوال کرنے پر عذاب ہوا یہ ان بدعتیون کی غلطی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو موسیٰ بدرجۂ اولی ماخوذ ہوتے کیونکہ اُنھون نے بھی بقولہ رب ارنی انظر الیک سے سوال کیا تھا خصوصاً جبکہ موسیٰ نے دیکھ لیا تھا کہ ان لوگونپر دیدار کے سوال سے عذاب ہوا پس یہ تو بدعتیونکا وہم و خیال بالکل غلط ہے صحیح یہ ہے کہ ان لوگون نے تعنت کیا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت سے واضح ہے کہ فرمایا و اذ قلتم یا موسیٰ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ الآیۃ۔ اور آگے انشاء اللہ تعالےٰ حضرت موسیٰ کے سوال دیدار مین تحقیق بیان ہوگا کہ حضرت باری تعالےٰ کا دیدار محال نہین بلکہ قیامت مین اہل ایمان کو حاصل ہوگا والحمد للہ حمداً کثیرا علی انعامہ و افضالہ اور مدارک مین لکھا کہ قولہ بظلمہم یعنی بسبب اُنکے اس ظلم کے کہ اُنھون نے بے محل [illegible] اور کسی چیز کو اُسکے موقع و محل سے ہٹانا ظلم ہے اسی سے شرک کو ظلم عظیم فرمایا اسواسطے کہ جو امر مانند عبادت وغیرہ کے مخصوص بجانب باری تعالےٰ ہے اُسکو بجانب غیرہ مین ثابت کر کے شرک کیا تو ظلم عظیم ہے پس یہ تو اُنکی تعنت و سرکشی کا حال ہے کہ بے ادبی مین کمال کو پہونچے ہوئے تھے اہل ایمان کو زبان و دل سے جیسے اللہ تعالےٰ کی جناب مین انتہا کا ادب چاہیے ہے تو رسول اللہ صلعم کی شان مین اور نیک بندونکے حق مین ہر ایک کے درجہ کے موافق محض اللہ تعالیٰ کیواسطے ادب چاہیے ہے پھر اللہ تعالےٰ نے ان لوگونکی دوسری بدخصلت بیان فرمائی۔ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ پھر بنا لیا ان لوگون نے بچھڑے کو معبود یعنے سامری نے جو بچھڑے کی مورت اپنے ہاتھون ڈھال کر بنا دی اور اُسمین سے گائے کی طرح آواز نکلی تو اُسی کو پوجنے لگے باوجودیکہ معرفت ذات و صفات الٰہی و شرک و کفر کو سن چکے تھے مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۔ یعنی انھون نے یہ حرکت کی بعد از انکہ آچکی تھین اُنکے پاس بینات ف یعنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر معجزے اُنکو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھون پہونچ چکے تھے پھر بھی نور ایمان سے عقل مند نہوئے اور نفس کی پیروی مین وہم کی پابندی سے بچھڑے کو معبود بنا لیا حالانکہ بدون دلیل نقلی کے سچی نورانی عقل و الا کبھی اپنے مانند اشرف المخلوقات

مین سے کسی کی بندگی کرنا تجویز نہ کریگا پھر کہان کہ بیل بیوقوف جانور کی پرستش کرنے لگے قال اللہ تعالی اولئک کالانعام بل ہم اضل
حقیقت باطنی مین چونکہ بدتر جانور سے بھی گرے ہوے تھے تو یہ بچھڑا انکو ایسا اشرف معلوم ہوا کہ اُسکو پوجنے لگے اور ...
پر چونکہ خاک حیات سے ایک اثر تھا یہ اور زیادہ باعث ہوا اسیواسطے فرمایا۔ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ پھر ہمنے اُن لوگون کو معاف کیا ...
نہین کیا۔ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا۔ اور دیا ہمنے موسیٰؑ کو تسلط کھلا ہوا یعنی ظاہر ان لوگون کے اوپر چنانچہ موسیٰؑ نے ...
اپنی جانون کو توبہ مین قتل کرو یعنی تمھاری توبہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو قتل کردو پس اُنھون نے موسیٰؑ کی اطاعت کی اور انکار نہ کرسکے اور محتمل ہے کہ سلطان
سے حجت واضحہ مراد ہو یعنے توریت و دیگر آیات کہ منجملہ اُنکے یہ واقعہ تو بہ بھی ہو فعلی ہذا عفو کیواسطے توجیہ ہوگی کہ اگرچہ وہ لوگ معجزات باہرہ دیکھ
چکے تھے لیکن بوجہ اسکے کہ اعمال شریعت سے مرتاض نہوے تھے اور جسم مین کثافت کفر باقی تھی تو معاف کر کے توریت عطا ہوئی لیکن انھون
اُسکے احکام کو جو ایکبارگی مجموعہ لکھے ہوے تھے دیکھکر سخت جانا اور انکار کیا تو آگے فرمایا۔ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ۔ اور اونچا کیا ہمنے
اُنکے اوپر طور کو یعنے پہاڑ کو ف اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس پہاڑ پر سبزہ و نباتات ہو وہ طور کہلاتا ہے پس مفسرؒ نے اشارہ کیا کہ معروف
طور سینا مراد نہین ہے پس بلند کرنا اس پہاڑ کا اُنکے سر و نپر مانند سائبان کے۔ بِمِيْثَاقِهِمْ۔ اسواسطے تھا کہ اُنسے عہد لیا جاوے کہ اُسپر عمل
کرینگے عہد و پیمان کرو ورنہ پہاڑ تمپر ڈالدیا جاویگا تاکہ خوف کر کے اسکو قبول کرلین اور یہ واقعہ کوہ طور سینا سے بہت دور ساحل بحیرۂ قلزم پر جہان
عبور کر کے ہلاک فرعون کے بعد بنی اسرائیل پڑے ہوے تھے واقع ہوا اسیطرح اُنکی دوسری سرکشی بیان فرمائی۔ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا
الْبَابَ۔ اور ہمنے اُنسے فرمایا کہ تم داخل ہو دروازہ مین ف یعنے اس قریہ کے دروازے مین گھسو سُجَّدًا سجدہ کرتے ہوے ف
اور یہان پیشانی رکھکر سجدہ کرتے ہوے مراد نہین بلکہ رکوع کے طور پر جھکے ہوے جانا مراد ہے کیونکہ قرینہ سے یہ معنی ظاہر ہین۔ حاصل آنکہ ان سرکشون نے تعمیل
اس حکم کو بھی جسطرح کہا گیا تھا نہ کیا بلکہ چوتڑ و نکے بل گھسیلتے ہوے چلے۔ واضح ہو کہ توریت قبول کرانیکا جب عہد لیا گیا تھا تو پہاڑ اُنپر بلند کیا
جانا کلام مجید مین مذکور ہے اور مفسر جلالؒ نے مانند بیضاوی و نسفی وغیرہ کے قریہ مین داخل ہونے کیوقت بھی نپر پہاڑ بلند کیے جانیکی
قید ذکر فرمائی ہے حالانکہ توریت کے معاہدہ کے بعد بنی اسرائیل ایک مدت تک جنگل مین پھنسے رہے پھر اسکے بعد قریہ فتح ہوا بلکہ حضرت موسیٰؑ نے
اُسی زمانہ مین جبکہ یہ لوگ جنگل مین پھنسے تھے وفات پائی ہے پس شاید کہ یہ دوبارہ واقع ہوا ہو یا سہو قلم سے نکلگیا اور باوجود اسکے بھی مقام میں
تامل ہے قصہ مین خلط واقع ہوگیا ظاہرا اکثر روایات آمین بنی اسرائیل سے لیگئی ہین لہذا اصوب یہ ہے کہ جسقدر آیات کریمہ مین آیا ہے اسیقدر پر اکتفا کیا جاوے
اور قصص کو دخل ندیا جاوے کیونکہ آیات کلام اللہ سبحانہ کا سمجھنا ان قصون پر موقوف نہین ہے اور مترجم انشاء اللہ تعالی مابعد مین اسکو تحقیق کردیگا
اور قتادہؒ سے روایت کہ ہمسے بیان کیا جاتا تھا کہ یہ قریہ بیت المقدس تھا اور ابن کثیرؒ نے بھی جزم کے ساتھ بیت المقدس ہی لکھا ہے اور بعض نے کہا
ایلیا اور بعض نے کہا اریحا وغیرہ اقوال ہین کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی مین بنواسرائیل بیت المقدس مین داخل نہین ہوے ولیکن یہان منصوص
نہین کہ یہ زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مین حکم ہوا تھا بلکہ سیاق اُنکی نافرمانیونکی تعداد ہے اسی سے سبت کا قصہ فرمایا کہ۔ وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا
فِي السَّبْتِ۔ یعنے اور ہمنے اُنکو حکم دیا کہ تجاوز مت کرو سنیچر کے دن مین ف یعنے سنیچر کے روز جو محض عبادت کیواسطے مقرر ہوتے ... لگ گئے
تو اُس مین حد سے تجاوز مت کرو کہ اس روز مچھلیونکا شکار کرو۔ اور یونس نے نافع سے لاتعدوا بفتح عین و تشدید دال ... اصل مین ...
تھا کہ تا کو دال مین ادغام کر دیا اور یہ قصہ زمانہ داؤد علیہ السلام مین واقع ہوا اور وجہ یہ تھی کہ سمندر مین سنیچر ہی کے روز ... مچھلیان
مچھلیان کثرت سے آتی تھین ورنہ باقی ایام خالی جاتے تھے اور حاصل آنکہ ان لوگون نے نہ مانا۔ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا ...

Marfat.com

...نسے اس بات پر گہرا عہد و پیمان لے لیا تھا۔ پھر بھی اُنھون نے توڑ دیا یہ سب تو اُنکی گستاخیون و بدعہدیون کا بیان ہوا جو اُنھون نے حضرت موسیٰ و ما بعد پیغمبرونکے ساتھ کین جنکے واسطے آج تعصب کرتے ہین اور آیندہ اُنکی سزا ذکور ہے بقولہ تعالےٰ

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِم بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا
سو اُنکے قول توڑنے پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتون سے اور خون کرنے پر پیغمبرون کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر

غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ
غلاف ہے کوئی نہین پر اللہ نے مہر کی ہے اُنپر مارے کفر کے سو یقین نہین لاتے مگر کم اور اُنکے کفر پر اور مریم پر

مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَ
بڑا طوفان بولنے پر اور اس کہنے پر کہ ہمنے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور

مَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ
نہ اُسکو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ولیکن وہی صورت بنگئی اُنکے آگے اور جو لوگ اس مین کئی باتین نکالتے ہین وہ اسجگہ شبہہ مین پڑے ہین

مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا
کچھ نہین اُنکو اسکی خبر مگر اٹکل پر چلنا اور اُسکو مارا نہین بیشک بلکہ اسکو اُٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ ۔ اس مین ما زائد ہے جو تاکید سببیہ کے واسطے بڑھایا گیا یعنے قوی سبب سے ایسا ہوا۔ اور با سببیہ ہے اور تعلق اُس کا فعل محذوف سے ہے اے لعناہم بسبب نقضہم یعنے ہم نے اُنکو ملعون کیا بسبب اُن کے توڑ دینے کے عہد میثاق کو۔ ھ۔ اور یہ حذف فعل بقرینہ دوسری آیت کے کہ فرمایا فبما نقضہم میثاقہم لعناہم کما لعنا اصحاب السبت الآیہ۔ اور میثاق یہ تھا کہ صفت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کرین کذا قیل ولیکن اوجہ یہ ہے کہ یہ بھی منجملہ ان امور کے تھا جو میثاق مین داخل تھے کیونکہ لعنت اُن پر قبل اسکے واقع ہوئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت میں تحریف کرنا اور چھپانا اُنسے وقوع مین آوے اسلیے کہ تحریف واخفا کرنیوالے تو یہ لوگ ہین جو زمانہ آنحضرت صلعم مین تھے الحاصل ان گستاخونکے عہد توڑنیکے سبب سے۔ وَكُفْرِهِم بِآيَاتِ اللَّهِ ۔ اور آیات الٰہی سے کفر کرنیکے سبب سے اور آیات جو توریت و انجیل مین تھین اور عیسیٰ اور محمد صلعم کی صدق نبوت پر دلالت کرتی تھین وَقَتْلِهِمُ الْأَنبِيَاءَ اور انبیا کو قتل کرنیکے سبب سے جیسے زکریا و یحییٰ کو قتل کر ڈالا۔ بِغَيْرِ حَقٍّ بغیر کسی سبب کے جس سے استحقاق قتل ثابت کرین بلکہ محض نفسانیت و عداوت حق کی وجہ سے قتل کیا۔ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ اور بسبب انکے اس قول کے کہ قلوبنا غلف یعنے آنحضرت صلعم سے یہود نے ایسا کہا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ مین گذرا بقولہ تعالےٰ وقالوا قلوبنا غلف۔ اور احتمال ہے کہ دیگر انبیا علیہم السلام سے ان یہودیونکے باپ دادے کہا کرتے ہون اور معنی اُسکے یہ کہ ہمارے دل ڈھکے ہین جیسا کہ ابن عباس و مجاہد و جماعہ تابعین سے مروی ہے اور یہ مانند قول مشرکین کے ہے کہ قالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ الآیہ۔ اور بعض نے کہا کہ جمع اغلف ای قلوبنا اوعیۃ للعلم۔ ہمارے دل تو خزانہ علم ہین ہمکو کسی رسول کی شریعت وغیرہ کی حاجت نہین ہے اور اول اصح ہے اور معنی یہ ہین ... کہتے کہ ہمارے دل تو ڈھکے ہوے ہین تمھاری بات اُنمین نہین سماتی ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا بقولہ۔ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ ۔ ای ختم اللہ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ ۔ یعنے اُنپر ڈھکنا نہین بلکہ اس سے بڑھکر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اُنپر مہر کر دی بسبب اُنکے کفر کے پس کوئی نصیحت ... سورت ...

Marfat.com

ہواہین نہین سماتی ہی۔ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا پس نہین ایمان لاتے مگر انمین سے تھوڑے ف [illegible]
اور اسکی تفسیر سورۂ بقر مین گذر چکی۔ اور بعض نے کہا کہ الّا ایمانا قلیلا۔ یعنے تھوڑا ایمان یعنے پورا ایمان نہین لاتے بلکہ بعض [illegible]
ہی اسواسطے کہ بعض پر ایمان اور بعض سے انکار بمنزلہ کل سے انکار کے کفر ہی۔ وَبِكُفْرِهِمْ۔ ثانیا بعیسے وکرر الباء للفصل بینہ و بین ما [illegible]
یعنے اور ملعون کیا ہمنے انکو بسبب انکے کافر ہونیکے ف یعنی دوسری بار حضرت عیسیٰؑ سے کفر کیا اور یہ معطوف ہی بنقضہم پر یا بکفرہم پر لیکن بار [illegible]
فرمایا اسوجہ سے کہ معطوف و معطوف علیہ کے درمیان قولہ بل طبع اللہ علیہا الخ سے فصل ہو گیا تھا اور نیز جب معطوف دراز ہو جاوے تو اعادہ [illegible]
بھی مستحسن ہی۔ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا۔ اور بسبب اُنکی بدگوئی کے مریمؑ پر بہتان عظیم لگا کر ف کیونکہ یہود نے ان پاک
بندی کو زنا کی تہمت لگائی لعنۃ اللہ علیہم۔ ایسا ہی ابن عباس سے مروی ہی اور عظیم اسوجہ سے کہ زنا بدفعل ہی جس سے فرزند کا خون ہوتا ہے
خصوص بلا کسی دلیل کے خصوص جبکہ ولادت کے بعد حضرت عیسیٰؑ سے پوری بریت کے معجزات ظاہر ہوے خصوص جبکہ حضرت یحییٰؑ اُسکے قریب
معجزہ تھے کہ پھوس بڈھے و بُڑھیا سے پیدا ہوے جیسے حضرت عیسیٰؑ بدون باپ کے مانند آدمؑ کے بدون ماں و باپ کے پیدا ہوے تھے۔
وَقَوْلِهِمْ مفتخرین اور بسبب اس قول کے جو فخر کرتے ہوے اُنھون نے کہا کہ۔ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ
اللَّهِ۔ ہمنے قتل کیا ہی مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو ف لفظ رسول اللہ کو یہ لوگ مسخرہ پن و ٹھٹھول سے کہتے تھے جیسے مشرکین مکہ نے حضرت
صلعم کو کہا کہ یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون۔ پس معنی یہ کہ ہمنے قتل کر دیا مسیح عیسیٰ بن مریمؑ کو جو اپنے واسطے رسول اللہ ہونیکے مدعی تھے اور
شاید اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی تکریم کے لیے یہ وصف ذکر فرمایا۔ بہرحال مراد یہ ہی کہ اپنے زعم مین وہ لوگ ایسا جانتے تھے کہ ہمنے مسیح علیہ السلام کو قتل
کر دیا حاصل یہانتک یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ ہمنے مجموع ان سب باتونکی وجہ سے جو مذکور ہوئی ہین انکو عذاب لعنت مین گرفتار کیا پھر اللہ
تعالیٰ نے اُن مردودونکے دعوے قتل مین تکذیب کی چنانچہ فرمایا۔ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔ اور انھون نے
عیسیٰ بن مریم کو قتل نہین کیا اور نہ اسکو سولی دی ولیکن اُنپر شبہ کیا گیا ف یعنے ان بیباکون نے تو اپنے زعم مین حضرت عیسیٰؑ کو جو اللہ عز وجل کا
رسول تھا قتل کر کے گناہ عظیم جو کفر ہی سمیٹا لیکن یہ گمان اُنکا غلط ہی حقیقت مین وہ قتل نہین کرنے پائے اور نہ سولی دی ولیکن اُنکی نظرون مین مشتبہ
کر دیا گیا ای شبہ لہم المقتول والمصلوب ہو صاحبہم بعیسے ای القی اللہ شبہہ علیہ فظنوہ ایاہ۔ یعنی جو مقتول و مصلوب ہوا وہ انھین کا ساتھی مفسد
تھا جو سراغ بتانے کو گیا تھا وہ عیسیٰؑ کے مشابہ کر دیا گیا یعنے اللہ تعالےٰ نے اس مفسد کے فقط چہرے پر حضرت عیسیٰؑ کی شباہت ڈال دی پس
یہود نے اسی کو عیسےؑ گمان کر کے قتل کیا اور سولی دی اور عیسیٰؑ کو اللہ تعالےٰ نے اُٹھا لیا۔ مترجم کہتا ہی کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ
یا تو یہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے اُنپر برکت کا ہاتھ پھیرا تھا پس مسیح بمعنے ممسوح تھے یا یہ کہ جس اندھے و کوڑھی کو مسح کرتے وہ اچھا ہو جاتا پس بمعنے
ماسح تھے یا اسلئے کہ سیاح زمین یعنے دائمی مسافر رہتے تھے اور مروی ہی کہ یہود مردود کے ایک گروہ نے کھلے خزانے حضرت عیسےؑ کے منہ پر اُنکی
ماں کو گالی دی و بہتان باندھا پس حضرت عیسیٰؑ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ اے میرے اللہ تعالےٰ جامع صفات کمال تو ہی میرا پروردگار ہے
تجھی نے مجھ بندے کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا اور رسول کیا مین ان لوگوں کو بھی ہدایت چاہتا ہون اور یہ اسطرح مجھے خوار بنایا چاہتے ہین تو
انکو لعنت فرما اور مجھے عفو کر دے پس ناگاہ ان ملعونون پر جنھون نے گالی دی تھی عذاب نازل ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے انکو سور و بندر کر دیا [illegible]
بعض روایت مین ہی کہ دو مرتبہ ایسا واقعہ ہوا ایک مرتبہ سور ہوے اور دوسرا گروہ بندر ہوے تھے باوجود اسکے ان ملعونوں کو [illegible]
راہ راست نہ سوجھی بلکہ اوندھی سمجھ یہ سمائی کہ بڑا ساحر زبردست ہی اور بادشاہ پر جادو اثر نہ کریگا لہذا بادشاہ دمشق کے پاس [illegible]

۱؎ [illegible]

...پہنچا تھا اسکو آمادہ کیا کہ اُسنے حضرت عیسیٰؑ کے قتل کا فرمان بھیجا اور بیت المقدس کا حاکم اپنے ساتھ یہودیوں کو لیکر اُنکی تلاش مین ہوا اور شیخ ابن کثیر نے ذکر فرمایا کہ قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو معاویہ عن الاعمش عن المنہال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس۔ کہا ابن عباسؓ نے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھا لینا چاہا تو حضرت عیسیٰؑ نکلکر اپنے یارون کے پاس آئے اور مکان مین بارہ حواری تھے پس مکان کے بھرو کے سے نکلکر اُنکے پاس کوٹھری مین آئے گویا اُنکے سر سے پانی ٹپکتا تھا اور فرمایا کہ تم مین ایک شخص ایسا ہی کہ بارہ مرتبہ میرے ساتھ کفر کریگا بعد ازانکہ اُسنے مجھپر ایمان لانا ظاہر کیا ہی پھر فرمایا کہ تم لوگون مین سے کون اس بات کو اختیار کرتا ہی کہ بجائے میرے قتل کیا جاوے اور جنت مین میرے درجہ مین میرے ساتھ ہو اور اسکے چہرے پر میری شباہت ڈالی جائیگی پس ایک نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین قبول کرتا ہون اور یہ سب سے کم سن تھا پس آپ نے فرمایا کہ تو بیٹھ جا گویا حضرت عیسیٰؑ نے اسکو نا تجربہ کار سمجھکر بٹھلایا پھر دوبارہ وہی بات کہی تب بھی وہی نوجوان کمسن اُٹھ کھڑا ہوا پھر بٹھایا پھر تیسری بار اعادہ کیا تب بھی وہی نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا پس آپ نے فرمایا کہ تیری ہی قسمت مین یہ دولت ہی پھر (عیسیٰؑ کو ذراسی نیند آگئی) وہ آسمان کو اُٹھا لیے گئے اور اس نوجوان کے چہرے پر عیسیٰؑ کی شباہت ڈالی گئی اور یہود کی دوڑ آگئی انھون نے اس شخص کو گرفتار کر لیا جسپر شباہت پڑی تھی اور قتل کر کے سولی دیدی پھر انین سے بعض نے حضرت عیسیٰؑ سے بارہ مرتبہ کفر کیا بعد ازانکہ انپر ایمان لایا تھا اور یہ سب تین گروہ ہوگئے ایک گروہ نے کہا کہ ہم مین اللہ تعالیٰ رہا جب تک اُسنے چاہا پھر آسمان کو چڑھ گیا۔ یہ لوگ تو یعقوبیہ فرقہ ہی اور دوسرے نے کہا کہ ہم مین اللہ تعالیٰ کا بیٹا تھا پھر اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا اور یہ نسطوریہ فرقہ ہی اور تیسرے فرقہ نے کہا کہ ہم مین اللہ کا بندہ اور اُسکا رسول برحق رہا پھر اُسکو اللہ تعالیٰ نے اُٹھا لیا اور یہی مسلمان فرقہ تھا پھر دونون کافر فرقون نے ملکر فرقۂ مسلمان کو قتل کر ڈالا اور برابر فرقہ مسلمان مٹا ہوا رہا یہانتک کہ اللہ عز وجل نے محمد صلعم کو مبعوث فرمایا اور اُنپر حق بات کو نازل فرمایا تو ایمان لایا ایک گروہ نبی اسرائیل کا یعنے وہ گروہ جو زمانۂ عیسیٰؑ مین ایمان لایا تھا اور کفر کیا ایک گروہ نبی اسرائیل نے یعنے جسنے زمانۂ عیسیٰؑ مین کفر کیا تھا پس قولہ تعالیٰ فایدنا الذین آمنوا یعنے محمد صلعم کی مدد سے مسلمان فرقہ کے دین کو کافر فرقہ پر مدد دی قال ابن کثیر وہذا اسناد صحیح وقد رواہ سعید بن منصور والنسائی وابن مردویہ وقد رویت القصۃ بالفاظ مختلفۃ فیما رواہ ابن جریر وعبد بن حمید وابن المنذر ومحمد بن اسحاق بن یسار رحمہم اللہ تعالیٰ مترجم چاہتا ہی کہ مختصر زوائد ان روایات مختلفہ کے ذکر کرے کیونکہ مزید افادہ سے خالی نہین ولیکن روایت مذکورۂ بالا مین اپنے موقع پر رکھنا چاہیے قال ابن کثیر اور اس شخص پر عیسیٰؑ کی شباہت ڈالی گئی گویا وہی عیسیٰؑ ہی اور کوٹھری کی چھت مین ایک دروازہ ہوگیا اور عیسیٰؑ کو نیند آگئی اسی حال مین آسمان کو اُٹھائے گئے کما قال تعالیٰ واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیہ پھر ساتھ والے باہر نکلے تو جب یہود کے دوڑ والون نے نوجوان کو دیکھا تو عیسیٰؑ گمان کر کے رات مین پکڑ کر سولی دیدی اور نصاریٰ کے ایک گروہ نے بھی یہود کے دعوی کو کہ ہمنے عیسیٰؑ کو قتل کیا ہے اپنی جہالت ونادانی سے مان لیا سوائے ان لوگونکے جنھون نے انکا اُٹھایا جانا آنکھون دیکھ لیا تھا حتے کہ باقیون نے اپنی کتابون وانجیلون مین گمان یہود کے موافق یہ بھی ذکر کیا کہ سولی دیے ہوئے کے پاس مریمؑ رو یا کین اور جس بڑھیا کے بیٹے کو حضرت عیسیٰؑ نے زندہ کیا تھا اُسنے ساتھ دیا۔ بالجملہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا امتحان ہی کہ اُسنے بندونکو اسمین مبتلا کیا اور اس ضمن مین عجیب وغریب حکمتین ہین از انجملہ ان لوگونکو جنکی جبلت یہی کہ اوہام وگمان کی پیروی مین بہ نسبت امور عقلی ویقینی کے زیادہ سرگرم تھے مبتلا کر دیا چنانچہ فرمایا۔ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ۔ اور جن لوگون نے دربارۂ عیسیٰؑ کے اختلاف کیا ہی۔ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ۔ تو وہ اس سے شک مین تھے فی من قتلہ حیث قال بعضہم لما رأوا المقتول الوجہ وجہ عیسیٰ والجسد لیس بجسدہ فلیس ہو وقال آخرون بل ہو ہو یعنے عیسیٰؑ کے قتل سے شک مین تھے چنانچہ بعض نے جب ان مین مقتول کو دیکھا تو کہا کہ چہرہ تو وہی عیسیٰؑ کا چہرہ ہی مگر بدن وہ نہین ہی اور دوسرون نے کہا کہ نہین یہ وہی ہی اور بدن

Marfat.com

بوجہ رنج وغم کے بگڑ گیا ہے۔ وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ۔ اور اُسکے قتل کے ساتھ انکو کچھ قطعی علم نہین تھا۔ اِلَّا اتِّبَاعَ
پیروی کرتے تھے ف یہ استثناء منقطع ہے کہ الا بمعنے لکن ہے ای لکن یہ لوگ پیروی کرتے اُس گمان کی جو اُنھون نے اپنے خیال سے
وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا۔ اور نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یہ بات یقینی ہے۔ پس یقینًا حال ہے جو نفی قتل کا مؤکد ہے قال ابن
یعنے نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یقین رکھتے ہون بلکہ شک و وہم کرنے والے تھے کہ شاید بدن بگڑ گیا ہے اور چہرہ تو وہی
تھے اور یقینًا قتل نہین کیا۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ۔ بلکہ اللہ تعالے نے اسکو اپنی طرف اُٹھا لیا ف اور جب عیسیٰ کے
بعد لوگون سے اپنا معائنہ ظاہر کیا تو اور بھی زیادہ شک ہو گیا اگر کہا جاوے کہ الیہ کی ضمیر بجانب حق تعالی راجع ہے حالانکہ یقینی وتعا
جسم وجہت سے پاک ہے۔ ورنہ یہ امور اسکی شان پاک کے لائق ہی نہین ہین تو جواب یا گیا کہ مضاف محذوف ہے ای الی سمائہ۔ یعنے اپنے آسمان کیطرف اُٹھا لیا
اعتراض کیا گیا کہ اضافت کا کوئی فائدہ نہین بلکہ الی السماء چاہیے تو جواب یا گیا کہ نہین بلکہ اضافت سے یہ فائدہ ہے کہ ایسے مقام کی طرف اُٹھا لیا
جہان کسی آدمی کا ہاتھ نہین پہونچ سکتا اسیواسطے اہل تفسیر نے کہا کہ قولہ الیہ ای الی مکان لا یصل ہناک حکم انسان اور یہ معنے نہین کہ ضمیر مذکور ۱۵ ای جہان کسی کا ہاتھ نہ پہونچے ۱۲
بجانب مکان ہے کیونکہ آل عمران مین قولہ انی متوفیک ورافعک الی۔ الآیۃ مین ضمیر کا رجوع بجانب او تعالی اصرح ہے۔ اور بعض نے کہا کہ بسبب عظمت جلال الٰہی
کے جہت علو کی نسبت حضرت باری تعالی کیطرف قرار دیگئی ہے چنانچہ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہین اور اسد تعالی نے عرش کو ساتون آسمان کے اوپر فرمایا ہے مگر
اس معنے کر نہین کہ فی الحقیقت اسد تعالے سبحانہ کے واسطے جہت اعلی محل استقرار ہے کیونکہ بالقطع معلوم ہے کہ او تعالے جسم وجہت سے مبرا ہے پس معنے قولہ رفعہ
الیہ کے یہ کہ رفعہ الی السماء اسیواسطے احادیث مین آسمان کیطرف اُٹھا لیا جانا مذکور ہے۔ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا۔ فی ملکہ اور اللہ تعالے غالب ہے اپنی بادشاہت
مین حَكِيمًا۔ فی صنعہ جو کرتا ہے وہ کمال حکمت سے ہے ف اگرچہ بندہ ناچیز مخلوق کی عقل اس حکمت کو نہ پہونچے پھر واضح ہو کہ وہب بن منبہ کے قول
مین ستر حوارین سب بصورت عیسیٰ ہو گئے اور آخر ایک نے اپنی جان فدا کی بامید جنت اور عیسیٰ اُٹھا لیے گئے اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ صبح ہوتے
حواریون سے ایک شخص جسکی نسبت حضرت عیسیٰ نے مرتد ہو جانے کا مبہم اشارہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ مجھے قلیل داموں کو فروخت کریگا وہ یہود کے پاس پتا
بتانے گیا اور تیس درم پر انکو لایا اور اللہ تعالے نے نوجوان پر عیسیٰ کی شباہت ڈالی اور قتل ہوا پھر جو مرتد ہوا تھا نادم ہو کر اپنا گلا گھونٹ کر مر گیا۔ رواہما ابن جریر
اور محمد بن اسحق نے طول روایت مع نام حوارین کے ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ یہودی جب وٹرلیکر داخل ہوے تو تعداد عیسیٰ مع حوارین کے جانتے تھے پھر
جسپر شبہ عیسیٰ ڈالی گئی تھی اُسکو قتل کیا اور عیسیٰ اُٹھا لئے گئے پھر منجملہ تعداد معلومہ کے ایک کو جسکا نام یودس زکریا یوطا تھا گم پایا اسی مین اختلاف ہوا کہ
یہ جسم تو اُسی حواری کا ہے مگر چہرہ البتہ چہرۂ مسیح ہے اور اگر یہ مسیح ہے تو وہ کہان گیا۔ غرضکہ اختلاف پڑ گیا اور بعض نصاری کا گمان ہے کہ اُسی نے انکو پتہ بتایا
اگرچہ انکا اسی پر شباہت ڈالی گئی تو اُسیکو قتل کیا حالانکہ وہ چلاتا تھا کہ مین نے ہی انکو پتا دیا ہے مین عیسیٰ نہین ہون مگر اُسکو قتل کیا پھر اللہ تعالی دانا ہے کہ
بات کیا واقع ہوئی لیکن یہ قطعی معلوم ہے کہ اللہ تعالے نے مسیح علیہ السلام کو اُٹھا لیا اور دنیاوی خواہش غذا و پانی وغیرہ سے اُنکو منقطع کر دیا اور عیسیٰ کا معاملہ
اُنپر مشتبہ کر دیا گیا۔ اور ابن جریر نے یہ اختیار کیا کہ حضرت عیسیٰ کی شباہت اُنکے تمام اصحاب پر طاری ہو گئی تھی اور یہود نے کہا کہ ہکو سحر مین مبتلا کیا عیسیٰ کا
پتا بتاؤ ورنہ ہم تم سب کو قتل کرینگے اور انمین سے ایک نے اپنی جان فدا کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُٹھائے گئے تو تعداد مین کمی پائی جانے کی وجہ
آخر انمین اختلاف ہو گیا اور شبہ پیدا ہوا اور مترجم کہتا ہے کہ روایت ابن ابی حاتم وغیرہ من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس صحیح الاسناد ہے واللہ اعلم
ف عرائس مین اس شباہت واقع ہو جانے کے اسرار کو یون بیان کیا کہ قولہ ولکن شبہ لہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالے کی خاص قدرت کی
روحانی تھی جنمین ظہور اسرار الٰہی تھا پس اس نور کے ظہور سے وہ مردونکو زندہ کرتے تھے کیونکہ یہ ظہور خالص اسد تعالے کیطرف سے تھا ...

Marfat.com

ان مین ظاہر جب اللہ تعالے نے انکو اپنے قرب مین اُٹھا لینا چاہا تو انکی روح سے پردہ اُٹھا دیا پس اُنکے بعض خاص مریدون پر اُنکی روح کا ظہور ہوا جس سے
نفس اُنکے نقش سے منقوش ہوگیا اسواسطے کہ عیسیٰ ع کی صورت اُنکی روح کے نقش سے منقوش تھی اور یہ ظہور قوت آلہیہ کا تھا اور اس سے عیسیٰ کو تائید
علیا عیان تھی یعنے اعیان موجودات کو بدل دیتے تھے اور یہ نہین ہوسکتا مگر اسی طرح کہ اللہ عزوجل کا فعل ہو اگرچہ ظہور اُسکا ایک مظہر خاص سے ہوا لیکن فعل
حق عزوجل اس سے پاک منزہ ہی کہ اسمین انسانی ناسوت کو لاہوت سے کچھ لگاؤ ہوجاوے یعنے مثلاً انسان اگر جمادات سے کوئی کام لیتا ہی تو اُسمین دخل نی کلمہ
جمادات کو بھی ہوجاتا ہی اور فعل باری تعالے کے ظہور مین مظہر عیسیٰ کو کچھ بھی امتزاج نتھا۔ اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالے نے جو عیسیٰ کو اس کیفیت سے
اُٹھا لیا اسمین یہ بھی اشارہ ہی کہ او تعالے کے علم قدیم مین یہود و نصاری کی طبیعتین معلوم تھین وہ تمام لوگون پر ظاہر کردین کہ یہ لوگ تقدس و تنزیہ سے نفرت
کرتے ہین او تشبیہ کیطرف مائل ہین پس اللہ عزوجل کمال منزہ و مقدس ہی کسی تصور و وہم و خیال و قیاس کو مجال نہین کہ اُسکو ذہن مین لادے وہ ہر شابہت
سے بری ہی کوئی چیز اسکے مانند نہین ہی اور یہ لوگ ایسے معبود کیطرف مائل ہوتے ہین جسمین شابہت ہو کیونکہ یہ لوگ ایسے ہین کہ خیال و وہم کے بندے ہین کیا تو
نہین دیکھتا کہ بچھڑے کے پوجنے والے کیسی محبت سے اُسکے بندے بن بیٹھے تھے اور تو نہین دیکھتا کہ نصاری کس جرأت سے کلمہ کفر بولتے ہین کہ ان اللہ
ہو المسیح بن مریم اللہ وہی مسیح بن مریم ہی پس اس حلف سے اُٹھا تھین انکو قدس صفات کی معرفت ہوتی لیکن وہ غلطی و بدبلائی ہین انکی لوہت کے قائل ہوگئے یہ دوسری بلا ہے کر کر

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ

اور نہین کوئی اہل کتاب مین سے مگر البتہ ضرور وہ عیسیٰ پر ایمان لاویگا اسکی موت سے پہلے اور قیامت کے روز عیسیٰ ان لوگون پر گواہ ہوگا

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ ۔ یعنے اہل کتاب یہود و نصاری مین سے کوئی نہین مگر وہ ضرور ایمان لاوے گا
عیسیٰ پر۔ **قَبْلَ مَوْتِهٖ**۔ اپنی موت سے پہلے ف جبکہ ملائکہ موت کو معائنہ کریگا مگر اُسوقت یہ ایمان کچھ نفع ندیگا یا یہ معنی ہین کہ عیسیٰ کی موت سے
پہلے کیونکہ وہ قیامت کے قریب زمین پر اُتارے جاوینگے جیساکہ ایک حدیث مین آیا ہی۔ جاننا چاہیے کہ اَن نافیہ ہی اور قولہ لیؤمنن بہ جملہ قسمیہ صفت ہی
موصوف محذوف کی چنانچہ احدؔ کو مفسرؒ نے مقدر کیا اور بہ کہ ضمیر حضرت عیسیٰ کیطرف راجع ہی اور عیسیٰ پر ایمان لانے کے یہ معنی کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ عزو
جل کا بندہ اور اسکا رسول برحق تھا اور قبل موتہ کی ضمیر مین بعض نے کہا کہ اہل کتاب مین سے ہر فرد کی طرف راجع ہی یا حضرت عیسیٰ کیطرف راجع
ہی اور مفسرؒ نے یہان دونون قول نقل کیے اور ترجیح نہین دی کیونکہ سلف سے دونون قول ثابت ہین مگر قول دوم ترجیح دیا گیا ہی اور شیخ **ابن کثیرؒ** نے مقام کو
بڑی تفصیل سے بیان فرمایا جسکی تلخیص یہ ہی کہ اہل تاویل نے معنے آیت مین اختلاف کیا اگرچہ سب تاویلات کے معنے صحیح ہین پس علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت
کی کہ اُنھون نے آیت کی تفسیر مین کہا کہ نہین مریگا کوئی یہودی مگر آنکہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاویگا اور ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کی
کہ اہل کتاب سے خاصتہً یہود مراد ہین وقال عکرمہ عنہ۔ کوئی یہودی نہ مریگا مگر آنکہ گواہی دیگا کہ عیسیٰ بندہ اللہ کا اور اسکا رسول برحق ہی وعنہ قال اگر یہودی کی
گردن ماری جائیگی تو بھی اُسکی روح نہ نکلیگی یہانتک کہ عیسیٰ پر ایمان لاوے۔ **ابن کثیرؒ** نے فرمایا کہ ابن عباسؓ سے یہ صحیح ثابت ہی اور ایسا ہی مجاہد
و محمد بن سیرین سے صحیح ہوا اور یہی قول ضحاک و جویبر وغیرہ کا ہی اور توجیہ اس قول کی یہ کیگئی کہ ہر ملت والا جب اُسکی روح نکلنے کا وقت ہوتا ہی
تو حق ظاہر ہوجاتا ہی اگرچہ اُسوقت ایمان لانا ایسے حق کو سچ جان لینا دو وجہ سے کچھ فائدہ نہین دیتا ایک یہ کہ ایمانکا مدار تصدیق بالغیب پر ہی
بلکہ معائنہ کرکے تصدیق کی پس ایمانی تصدیق نہوگی دوم یہ کہ نزع روح کا وقت وہ وقت نہین ہی جسوقت کہ ایمان لانے کی اُسکو تکلیف دی
گئی پس بے وقت جب تصدیق کی تو بے فائدہ ہی۔ پس اس تاویل کی صحت پر حضرت اُبی بن کعب کی قراءۃ بھی دلالت کرتی ہی کہ اُنھون نے
وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہم پڑھا ہی کیونکہ اس قراءۃ پر قبل موتہم کی ضمیر لامحالہ اہل کتاب کیطرف راجع ہی ایسے ہی قبل موتہ مین ہر

Marfat.com

واحد از اہل کتاب کیطرف راجع ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ ضمیر اول بجانب محمد صلعم اور دوسری بجانب ہر واحد از اہل کتاب ...
ذکر کرکے اپنی اسناد سے عکرمہؒ سے روایت کی کہ اُنھوں نے فرمایا کہ کوئی نصرانی یا یہودی نہین مریگا مگر آنکہ وہ محمد صلعم پر ایمان لاویگا ...
قال المترجم قول عکرمہؒ اس آیت کی تفسیر نہین ہے اور نہ اس سے ضمیر اول کا بجانب حضرت صلعم راجع ہونا معلوم ہوتا ہے بلکہ ظاہر یہ کہ عکرمہؒ نے فقط یہ
بات بیان غرض کی کہ ہر یہودی و نصرانی اگر زندگی مین آنحضرت صلعم پر ایمان نہین لاتا تو موت کے وقت جبکہ کچھ فائدہ نہ ہوگا ضرور یقین جان لیگا کہ محمد
اللہ تعالیٰ کے رسول و بندے ہین بدلیل آنکہ عیسےٰ کی نسبت قولہ وان من اہل الکتاب الا آیۃ سے یہ بات ثابت ہے پس ظہور حق جو یہان ہے وہی یہان ہے اور
ضرور اس حق کو بھی معائنہ کرکے مریگا بنا بر آنکہ توجیہ قول اول مین مذکور ہوا ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ ہر دو ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہین یعنے
آنکہ کوئی کتابی نہین مگر آنکہ ضرور حضرت عیسیٰ پر عیسیٰ کی موت سے پہلے ایمان لاویگا اور اُسکی توجیہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب خبیث دجال کو قتل
کرنے کیواسطے اترینگے تو اس زمانہ مین جہاد سے سب ملتین ایک ہو جاوینگی اور وہ ملت اسلام بشریعت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور سعید بن جبیر
و عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ. کہا ابن عباسؓ نے یعنے قبل موت عیسی بن مریم علیہما السلام
کے اور ابو مالکؒ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت ہوگا کہ اہل کتاب مین سے کوئی باقی نہ رہیگا مگر آنکہ انپر ایمان لاویگا **قال المترجم** یعنے ایمان
لاویگا کہ عیسیٰ بندہ اللہ تعالے کا و اُسکا رسول برحق تھا اور اُسنے جو محمد صلعم کے رسول ہونیکی خبر دی تھی وہ برحق ہے جو محمد صلعم پر ایمان لاویگا اور حضرت
عیسےٰ آنحضرت صلعم ہی کی شریعت پر چلینگے۔ اور حسن بصریؒ سے مانند قول ابن عباسؓ کے مروی ہے اور یہی قول قتادہ و عبدالرحمن بن زید بن اسلم اور
بہتیرونکا ہے اور ابن جریرؒ نے اسی قول کو اولی بصحت لکھا ہے اور **ابن کثیر**ؒ نے کہا کہ یہی قول بے شک صحیح ہے کیونکہ یہود نے اور انکے ساتھ ہو کر جاہل نصرانیوں
نے حضرت عیسیٰ کے مقتول و مصلوب ہونیکا دعوی کیا تھا پس اس دعوی کو مردود و باطل ظاہر کرنا ان آیات کے سیاق سے مقصود ہے پس اللہ تعالے نے ان
آیات مین خبر دی کہ بات تحقیقی یون نہین ہے جیسے یہود و نصاری کہتے ہین کہ عیسےٰ مسیح مقتول ہوے بلکہ یہودیون نے تو فقط ایک شخص غیر کو جسپر حضرت عیسیٰ
کی مشابہت ڈالی گئی تھی قتل کیا حالانکہ اُنپر یہ بات خود نہین کھلی اور عیسےٰ کو حق تعالے نے آسمان پر اٹھا لیا اور وہ زندہ موجود ہے اور قیامت سے کچھ پہلے
اُتریگا اور دجال کو قتل کریگا اور صلیب توڑے گا اور جزیہ قبول نہ فرماویگا بلکہ حکم دیگا کہ اسلام لاوین یا تلوار سے قتل کیے جاوین پس اس آیت کریمہ سے
آگاہی ہوئی کہ اسوقت تمام اہل کتاب اسی بات پر ایمان لاوینگے کوئی بھی باقی نہ رہیگا **قال المترجم** اس سے رد ہو گیا قول زجاجؒ کا کہ آیت کریمہ مین عموم ہے
اور اس قول مین خاص اُسوقت کے لوگ ہوے اور وجہ رد یہ کہ عموم اُسوقت کے لوگونکی طرف راجع ہے یعنے جو لوگ اُسوقت ہونگے اُنمین سے کوئی بھی
بدون اُسکے باقی نہوگا کہ ایمان نہ لاوے اور مترجم نے سورۂ بقرہ کے پارۂ الم کی تفسیر مین حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بشارت دربارہ حضرت محمد
صلے اللہ علیہ وسلم مفصل لکھدی ہے جسمین مذکور ہے کہ مسیح کی نسبت جو بہتانات لگائے جاوینگے انکو وہی پیغمبر خاتم النبیین آکر دور کریگا اور اپنے مسیح
کو جاہلونکے بہتان سے چھوڑاویگا **قال ابن کثیر** اور قول اول اس آیت کی تفسیر مین ایک بیان واقعی ہے اسواسطے کہ حضور موت کے وقت ہر
نفس کو حق ظاہر ہو جاتا ہے اگرچہ معائنہ ملک الموت کیوقت یہ ایمان کچھ نافع نہین اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ مقصود بھی اس آیت سے یہی ہے
قال المترجم مفسر **جلال**ؒ کا کلام مشیر ہے کہ اُنکے نزدیک ارجح معنے اول ہین اور شاید بنظر آخر آیت ہے کہ فرمایا۔ **وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ
شَهِيْدًا** ۔ یعنے قیامت کے روز انپر عیسیٰ گواہ ہوگا ف ان اہل کتاب پر اُس چیز کا گواہ ہوگا جو اُنھون نے اُسوقت کی جبکہ عیسےٰ مبعوث ہو اٹھا یعنے
قیامت کے روز اہل کتاب کے ان عمال کی گواہی دیگا جو اُنھون نے نیک یا بد کیے ہین چنانچہ یہود پر یہ گواہی دینگے کہ ان دشمنون نے مجھکو ...
مار ڈالنے کا قصد لیے گمان مین پورا کیا اور نصاری پر یہ گواہی دینگے کہ اُنھون نے راہ توحید سے برخلاف کیے ... فرمایا ...

Marfat.com

[illegible] مرکے گواہ ہونگے کہ ہین تے اپنے پروردگار کی رسالت اُنکو پہونچادی تھی اور اپنے اوپر بندہ ورسول ہونیکا اقرار کیا تھا وقال ابن کثیر یعنے حضرت عیسیٰ اپنے اٹھائے جانے سے پہلے کے اور اپنے اُتارے جانے سے بعد کے اعمال کی اہل کتاب پر گواہی دینگے پھر شیخ ابن کثیرؒ نے حضرت عیسیٰؑ کے قریب قیامت نازل ہونیکی حادیث بین سے جنکی بابت متواتر المعنے ہونیکی تفصیص کی ہر ایک ٹکڑا اصلاح الاحتجاج ذکر فرمایا لیکن مترجم بخوف تطویل کلام ہر حدیث مین جو زائد بات آتی جائے گی ایک بعد دوسرے کے بترتیب مذکورہ تفسیر شیخ برمز و اشارہ بیان کرنا مصلحت وقت دیکھتا ہے۔

ذکر احادیث نزول عیسیٰؑ بقرب قیامت باد عوت توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی ہریرۃ مرفوعًا قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ قریب ہوا کہ عیسیٰ بن مریمؑ تمھارے درمیان حکم عدل نازل ہوگا اور صلیب توڑے اور سور مار ڈالے اور جزیہ اُٹھائیگا اور مال سے ایسا فیض ہوگا کہ کوئی اُسکو قبول نہ کریگا حتی کہ ایک سجدہ آدمی کو دنیا ومافیہا سے بہتر معلوم ہوگا پھر ابو ہریرہؓ کہتے کہ پڑھو تمھارا جی چاہے قولہ تعالےٰ وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ الآیۃ رواہ البخاری ومسلم اور سجدہ فقط اکیلے رب العالمین کیواسطے ہوگا رواہ ابن مردویہ قسم ہے کہ ضرور تلبیہ کہیگا عیسےٰ بن مریم راہ روحا سے حج کا یا عمرہ کا یا دونون کی نیت جمع کرکے دونونکا۔ رواہ احمد ومسلم اور ایک روایت ہے کہ روحا مین آکر اُتریگا پھر وہان حج کا الخ رواہ احمد وابن ابی حاتم۔ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعًا کیف بکم۔ یعنے کیا خوشی کا حال تمھارا ہوگا کہ تم مین عیسیٰ بن مریمؑ اُتریگا اور تمھارا امام تمھین مین سے ایک ہوگا البخاری واحمد ومسلم۔ اور وہ یعنے عیسیٰؑ تم مین اُترنے والے ہین جب تم اُنکو دیکھنا تو پہچان لینا کہ مرد کسدار بدن سرخی سپیدی مارتا ہوا رنگ اُنپر دو کپڑے مصر ہونگے گویا انکے سر سے پانی ٹپکتا ہے اگرچہ سر کو تری نہ پہونچی ہوگی۔ لوگونکو اسلام کی طرف بلاوینگے اور سوائے اسلام کے اُس زمانہ مین سب ملتین مٹ جاوینگی۔ امانت زمین پر نازل ہوگی حتی کہ اونٹونکے ساتھ چرنے مین شیر پھرینگے اور گاؤن کے ساتھ چیتے اور بکریونکے ساتھ بھیڑیے پھرینگے اور سانپون کیساتھ لڑکے کھیلینگے کچھ ضرر نہوگا چالیس برس زندہ رہکر مرینگے اور مسلمان اُنپر نماز پڑھینگے ہکذا فیما رواہ احمد وابو داؤد وابن جریر فیہ قال اور لوگونپر اسلام لانے کو جہاد کرینگے۔ وعن ابی ہریرۃؓ مرفوعًا قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ روم اُترینگے اعماق مین یا دابق مین پس اُنسے مقابلہ کو مدینہ سے ایک لشکر جو اُسوقت روئے زمین کے لوگون سے بہتر ہونگے نکلینگے پھر جب صف باندھین گے تو روم والے کہینگے کہ تم ہمارے اور ان لوگونکے درمیان روک چھوڑدو جنھون نے ہم مین سے لوگ قید کیے ہین ہم اُنسے لڑینگے پس اہل اسلام کہینگے کہ ہرگز نہین۔ واللہ ہم یہ نہین کرینگے کہ اپنے بھائیونکے اور تمھارے درمیان تخلیہ کردین پس اُنسے قتال کرینگے پھر مسلمانون مین سے ایک تہائی لشکر شکست کھاکر بھاگیگا کہ اللہ تعالیٰ کبھی اُنکی توبہ قبول نہ فرماویگا اور ایک تہائی لشکر شہید ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ نہایت بزرگ شہید ہونگے اور ایک تہائی لشکر فتح پاویگا جو کبھی شکست نہ پاوینگے پس یہ لوگ قسطنطنیہ فتح کرینگے سو جب لوٹ کا مال تقسیم کرتے ہونگے اور اپنی تلوارین درختونسے لٹکائے ہونگے کہ ناگاہ اُنمین شیطان آواز دیگا کہ دجال نے تمھارے پیچھے تمھارے گھربار کو تباہ کیا پس یہ لوگ قسطنطنیہ سے روانہ ہونگے حالانکہ شیطان کا ڈرانا جھوٹ ہوگا پھر جب شام مین آوینگے تو دجال مقابل ہوگا پس جب نماز کی صفین درست کرتے ہونگے کہ نماز کی اقامت کہی جائیگی تو عیسیٰ بن مریمؑ اُترینگے پس اُنھین کی امامت سے نماز پڑھینگے پھر جب دجال مردود اُنکو دیکھیگا تو جیسے پانی مین نمک پگھلتا ہے پگھلیگا سو اگر عیسیٰؑ اسکو یونہی چھوڑتے تو پگھلکر مرجاتا ولیکن اللہ تعالےٰ اُنکے ہاتھون اسکو قتل کریگا پس عیسیٰؑ اسکے خون سے بھرا ہوا حربہ لوگونکو دکھلائینگے رواہ مسلم اور معراج مین عیسیٰ علیہ السلام نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ دجال کو میرے ہاتھون ہلاک کریگا یہانتک کہ درخت و پتھر بولینگے کہ اے مسلمان بندۂ خدا میرے نیچے یہ کافر ہے اسکو قتل کردے پس اللہ تعالیٰ اُنکو ہلاک کریگا پھر لوگ اپنے شہرون و وطنون کو لوٹ جاوینگے اور اسوقت یاجوج وماجوج نکلینگے جس چیز پر پہونچینگے اسکو ہلاک کرینگے اور جس پانی پر پہونچینگے اُسکو پی جائینگے پھر لوگ اُنکی شکایت لاوینگے واسطے عیسیٰؑ اُنکو پہاڑ پر لیجاوینگے) پس مین دعا کرونگا کہ اُنکو اللہ تعالےٰ موت دیدیگا اور زمین اُنکی بدبو سے گھنیائیگی اور اللہ تعالیٰ پانی برسائیگا کہ اُنکے جسم بہاکر سمندر مین ڈالیگا۔ قال عیسیٰ کہ پھر جب ایسا ہوگا تو اُسوقت قیامت ایسی ہوگی جیسے پوری دنون والی حاملہ عورت کہ نہین معلوم کسوقت رات یا دن مین ناگہان جن بیٹھے

کذا فیما رواه احمد وابن ماجہ عن ابن مسعود رفعہ مسلمانونکے تین شہر ہوجاوینگے ایک شہر دو دریاؤنکے ملان پر اور ایک [illegible]
ستر ہزار تاجدار بلکہ اکثر یہودی و عورتین ہونگی۔ لوگونکو سخت بھوک پیاس کی تکلیف پہونچیگی نماز فجر کیوقت عیسی علیہ السلام [illegible]
سے بعضے بعضونپر امیر رہینگے پس انکا سردار بڑھکر نماز پڑھائیگا پھر بعد نماز کے عیسیٰ حربہ لیکر دجال کیطرف جاوینگے اور قتل کر [illegible]
عثمان بن ابی العاص ور ابو امامۃ باہلی رض سے عبدالرحمن المحاربی کے طریق سے مرفوعاً آنکہ حضرت ابو امامہ رض نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے ہمکو خطبہ سنایا پس [illegible]
بیان دجال کا تھا جس سے ہمکو بہت ڈرایا چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ جبسے اللہ تعالےٰ نے آدم کی اولاد کو پیدا کیا تو زمین کے فتنون مین سے فتنہ دجال سے بڑھکر
فتنہ نہین اور اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہین پیدا کیا جسنے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور مین سب انبیا سے آخر ہون تو تم سب سے آخری امت ہو [illegible]
تم مین ہوگا سو اگر اسوقت نکلا کہ مین تمھاری پس پشت موجود ہون تو مین ہر مسلمان کیطرف حجت کرنیوالا ہون اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنی ذات کیواسطے
حجت کرنیوالا ہوگا اور اللہ تعالےٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہی اور جان رکھو کہ دجال مردود شام وعراق کے درمیان ایک راہ سے نکلیگا اور دائین بائین پامال [illegible]
اے لوگو اے بندگان خدا تم اسوقت مضبوطی سے ثابت قدم رہیو اور مین اسکی پہچان ایسی صاف بتلائے دیتا ہون جو پہلے کسی نبی نے نہین بیان کی ہی یانیطور کہ وہ
پہلے ظاہر ہوتے ہی دعوی کریگا کہ مین نبی ہون سو میرے بعد کوئی نبی نہین وہ جھوٹا ہی پھر زبان بدلجائیگا اور کہیگا کہ مین تمھارا پروردگار ہون سو یاد رکھو کہ تم
اپنے پروردگار کو دیکھ نہین سکتے ہو جبتک نہ مرو یعنے وہ جھوٹا ہی اور وہ کانا ہوگا اور تمھارا پروردگار کانا نہین ہی اور اس خبیث کی دونون آنکھونکے بیچ مین کافر لکھا ہی
جسکو ہر پڑھا اور بے پڑھا مسلمان مومن پڑھلیگا اور اسکے فتنہ مین سے ایک یہ بھی ہی کہ اسکے ساتھ جنت و دوزخ ہوگی سو اسکی دوزخ تو جنت ہی اور اسکی جنت
دوزخ ہے پس جو اسکی دوزخ مین مبتلا ہو وہ اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگے اور سورہ کہف کے شروع کا رکوع پڑھے تو وہ آگ اسپر ٹھنڈک و سلامتی ہوجائیگی جیسے
ابراہیم پر نمرود کی آگ ٹھنڈک و سلامتی ہوگئی تھی اور اسکے فتنہ سے یہ بھی ہی کہ گنوار سے کہیگا کہ اگر مین تیرے مرے ہوے ماں باپ کو بلوادون تب تو گواہی دیگا
کہ مین تیرا پروردگار ہون وہ گنوار کہیگا کہ ہان پس شیطان اسکے ماں باپ کی صورت بنکر آوینگے اور کہینگے کہ ہان میرے بیٹے تو اسکی پیروی کر یہ تیرا پروردگار ہے
اور اسکے فتنہ سے یہ ہی کہ ایک مومن پر مسلط ہوگا کہ اسکو چیر کر دو ٹکڑے کردیگا پھر کہیگا کہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ مین ابھی اسکو زندہ کرکے اٹھاتا ہون پھر
بھی وہ گمان کرتا ہی کہ اسکا پروردگار کوئی اور ہی پھر اللہ تعالیٰ اسکو زندہ کردیگا تو خبیث دجال اس بندے سے کہیگا کہ بتا تیرا پروردگار کون ہی وہ فرمائیگا کہ میرا پروردگار
میرا اللہ عزوجل ہی اور تو اے دشمن خدا کے دجال ہی اور قسم اللہ تعالیٰ کی کہ مجھے تیرے حال سے جتنی آج کے روز آنکھون دیکھی خوب آگاہی ہوئی اتنی پہلی نہ تھی
(پھر دوبارہ اسپر قابو نہ پاویگا) محاربی نے ابو سعید رض سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ شخص جنت مین بڑے درجہ کا ہوگا۔ ابو سعید رض نے فرمایا کہ واللہ
ہم لوگ جانا کرتے تھے کہ یہ شخص کوئی نہوگا سوائے عمر بن الخطاب رض کے یہانتک کہ وہ اپنی راہ طے کر گئے۔ پھر محاربی رح نے کہا کہ ہم حدیث ابو امامہ رض کیطرف رجوع کرتے ہین
کہا آنحضرت صلعم نے کہ اور اسکے فتنہ سے یہ ہوگا کہ آسمان کو پانی برسانیکا حکم کریگا وہ پانی برساویگا اور زمین کو اگانیکا حکم کریگا وہ اگادیگی۔ اور اسکے فتنہ سے یہ ہوگا
کہ ایک قوم پر گذریگا جو اسکی تکذیب کرینگے اور جھٹلاوینگے تو ایک ساعت ہی انکے وہان ٹھہریگا کہ وہ تباہ ہوجاوینگے اور ایک گروہ پر گذریگا جو اسکے قول کی تصدیق
کرینگے اور مان لینگے تو آسمان کو برسانیکا حکم دیگا اور زمین کو اگانیکا حکم دیگا پس اس گروہ کے چوپایہ اسی روز پہلے سے موٹے تازے کوکھین بھرے [illegible]
بھرے واپس آوینگے۔ اور زمین مین کوئی جگہ باقی نرہیگی جسکو دجال پامال نہ کرے اور اسپر غالب نہو سوائے مکہ و مدینہ کے کہ ان دونون شہرون مین [illegible]
گھسنے کا قصد کریگا وہان ننگی تلوارین لیے ہوے فرشتے ملینگے یہانتک کہ سرخ ٹیلہ کے پاس اتریگا جہان کنکریلی شور زمین ختم ہوئی ہی پس مدینہ مین [illegible]
تین دفعہ بھونچال آویگا پس کوئی منافق مرد یا عورت اس مدینہ مین باقی نرہیگی بلکہ نکلکر اسکے پاس چلا جاویگا پس [illegible]
ہی اسیطرح مدینہ انکو دور کردیگا اور لوگ اسدن کو یوم الخلاص کہنے لگینگے اتنے مین ام شریک بنت ابی العکر رض نے عرض کیا کہ [illegible]

Marfat.com

بلینگے آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اسوقت مین بہت تھوڑے ہونگے اور اسمین سے بھی بڑا گروہ تو بیت المقدس مین ہوگا اور اُنکا پیشوا سردار ایک مرد صالح ہوگا اور
انکو صبح کی نماز پڑھانیکو آگے بڑھا ہوگا کہ اسیوقت عیسیٰ بن مریم آسمان سے اُتارا جاویگا پس یہ امام مذکور اُلٹے پائون پیچھے ہٹے گا تاکہ عیسےٰ امامت کرے پس عیسیٰ
ہاتھ اُسکے کندھونکے درمیان رکھکر فرماویگا کہ آگے بڑھکر نماز پڑھا کہ یہ امامت نماز کی تیرے ہی واسطے قائم ہوئی ہے پس امام مذکور سب کو نماز پڑھائیگا پھر بعد سلام
عیسیٰ فرمائیگا کہ دروازہ کھولو پس کھولا جائیگا اور باہر کو دجال مع ستر ہزار یہودی تاجدار و بھلی جڑاؤ تلوارون والونکے ہوگا پھر جب دجال مردود اپنی آنکھ
سے حضرت عیسیٰ کو دیکھیگا تو پانی مین نمک کیطرح پگھلنے لگیگا اور بھاگ جانیکو پیٹھ پھیر کر چلیگا تو حضرت عیسےٰ فرماویگا کہ میرا ایک وار تیرے جسم ناپاک پر ہے تو
اس سے بچ نہین سکتا پس مشرقی دروازۂ لُد پر اُسکو جا لیگا اور قتل کر ڈالیگا اور یہود مردود بھاگ نکلینگے پھر اللہ تعالیٰ کے مخلوق مین کوئی چیز نہ باقی رہیگی
جسکی آڑ مین یہودی مردود پوشیدہ ہوکر آنکا و تعالےٰ اُسکو گویائی دیدیگا خواہ درخت ہو یا پتھر ہو دیوار ہو یا جانور ہو وہ بولیگا کہ اے بندۂ خدا مسلمان یہ
یہودی میرے پیچھے چھپا ہے آکر اُسکو قتل کردے سوائے ایک غرقد کے کہ وہ ان خبیثونکا درخت ہے وہ نہ بولیگا۔ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دجال کے
سب دن چالیس ہونگے اس حدیث مین بعد ذکر عیسیٰ کے فرمایا اور زمین مین نور ہوگا اور زمانہ آدم علیہ السلام کے مانند نباتات مین برکت ہوگی کہ ایک خوشہ
انگور سے ایک انار سے چند آدمی سیر ہو جاوینگے اور اسی حدیث مین ہے کہ۔ اور خروج دجال سے پہلے تین سال سخت ہونگے لوگونکو اسمین کھانے پینے کی
تکلیف پہونچیگی اور اللہ تعالےٰ اول سال آسمان کو حکم دیگا کہ ایک تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم کریگا کہ ایک تہائی پیداوار روک لیگی پھر دوسرے سال
اللہ تعالےٰ آسمان کو حکم دیگا کہ دو تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم دیگا کہ دو تہائی پیداوار روک لیگی پھر تیسرے سال آسمان کو حکم دیگا کہ پوری بارش روک لیگا
پس ایک قطرہ نہ برسیگا اور زمین کو حکم دیگا کہ بالکل پیداوار روک دیگی پس ایک سبزی بھی نہ اُگیگی پس کھرون والے جانور مر جاوینگے مگر اسقدر بچینگے جنکو اللہ
تعالےٰ زندہ رکھنا چاہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ اُس زمانہ مین لوگونکی زیست کس چیز سے ہوگی تو فرمایا کہ تہلیل و تکبیر و تسبیح و تحمید اُنمین کھانے پینے کا کام
دیگی رواہ ابن ماجہ اور کہا کہ مین نے ابو الحسن الطنافسیؒ سے سنا کہ مین نے عبد الرحمٰن محاربی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ یہ حدیث چاہیے کہ معلمونکو کتب مین دیدی
جاوے کہ لڑکونکو پڑھا دیا کرین **قال ابن کثیر** یہ حدیث غریب ہے اور اسکے شواہد مین سے حدیث نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بروایت صحیح مسلم ذکر فرمائی
اور اسمین بھی شام و عراق کے درمیان سے نکلنا مذکور ہے وفیہ ایضا۔ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کتنے دنون زمین مین رہیگا فرمایا کہ چالیس دن تک کہ
ایک دن اُسکا مانند ایک سال کے اور ایک دن مانند ایک ماہ کے اور ایک دن مانند ایک جمعہ کے اور باقی ایام مثل تمھارے ایام کے ہونگے۔ ہمنے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ جو روز مثل ایک سال کے ہے اسمین ہمکو ایک دن کی نماز کافی ہوگی فرمایا کہ تم اسکے اندر بقدر پنج وقتی نماز کے اندازہ کرنا یعنی بقدر ایک شب و روز
کے پانچ نمازین پڑھنا (مترجم کہتا ہے کہ جہان رات بہت کم ہوتی ہے وہان بھی عشاء و فجر کا اندازہ ہوگا واللہ تعالےٰ اعلم و ابحث فی عین الہدایہ) ہمنے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ اسکی جلدی تیزی کیونکر ہے فرمایا مانند بادل کے جسکو ہوا اُڑا لیجاتی ہے الحدیث پھر اسمین دجال پر ایمان لانیوالے گروہ کا حال بارش و پیداوار وغیرہ
مانند حدیث بالا بیان کیا اور اُس سے انکار کرنیوالونکا یہ حال بیان کیا کہ وہ صبح کو اُٹھینگے اس حال مین کہ اُنکے مالون مین سے اُنکے ہاتھ کچھ نہوگا مترجم
کہتا ہے کہ ظاہر ادبربادی سے اوپر کی حدیث مین یہی مراد ہے کہ اُنکے مال تلف ہو جاوینگے پھر اسمین بیان ہے کہ دجال کے حکم سے اُجڑے ہوے مقامونکے خزانے
شہد کی مکھیونکی طرح اُسکے پیچھے پیچھے زمین سے نکلکر ساتھ ہونگے۔ اور اسمین مذکور ہے کہ سپید منارۂ شرقی دمشق پر دو فرشتونکے بازؤن پر ہاتھ رکھے اُترینگے۔ اور اسمین
ہے جو کافر انکی سانس کی خوشبو پاویگا مر جاویگا کہ اُسکو یہ خوشبو حلال نہین ہے اور انکی سانس کی خوشبو اتنی دور پہونچیگی جہانتک اُنکی نظر پہونچیگی پھر اسمین خروج
یاجوج ماجوج کا قصہ مذکور ہے پھر زمین و نباتات و پھلونکی برکات مذکور ہین اور مجمع بن جاریہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو
باب لُد پر قتل کرینگے رواہ الترمذی و احمد وغیرہ وقال الترمذی حدیث صحیح وفی الباب عن عمرانؓ بن حصین و ابی برزہ و حذیفہؓ بن اسید و ابی ہریرہؓ و کیسانؓ و عثمانؓ

بن ابی العاص وجابر و ابی امامه وابن مسعودؓ وعبداللہ بن عمروؓ وسمرہ بن جندبؓ والنواسؓ بن سمعان وعمروؓ بن عوف وحذیفہؓ بن الیمان ...
ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کثیر سے احادیث مروی ہین شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ان صحابہ کثیر رضی اللہ عنہم کی احادیث سے اور انکے سوا ... بن جاریہ وا...
حدیث سے آنحضرت صلعم سے متواتر طور پر ثابت ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اُترینگے اور معلوم ہوا کہ دمشق کے اندر سپید منارہ شرقی پر اُترینگے مترجم کہتا ہے
نماز عصر کیوقت اُترینگے اور اسوقت نماز خود پڑھاوینگے پھر صبح کی نماز مین امام مہدیؓ کو حکم کرینگے کہ تم پڑھاؤ پھر نماز فجر پڑھکر دجال سے لڑنے نکلین ...
شیخؒ نے لکھا کہ اس زمانہ مین ۷۴۱ھ ہجری مین جامع دمشق اموی کا ایک منارہ شکست ہو جا یسے سنگ مرمر کا ایک منارہ اتفاق سے جانب شرقی پر تیار ہوا
گمان غالب ہوا کہ شاید یہی منارہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا محل نزول ہوگا مترجم کہتا ہے کہ عجیب تر بات یہ ہوئی کہ جامع دمشق سب سنگ سرخ کی بنی ہوا
حدیث مین آیا کہ جامع دمشق کے شرقی منارہ سپید پر اُترینگے تو عجب قدرت الٰہی عزوجل دیکھو کہ منارۂ شرقی کے نیچے ایک یہودی کی دوکان تھی اتفاق سے بارود
اُڑی تو وہ منارہ گر گیا پس یہودی نے اپنی جان و مال کے خوف سے فوراً سنگ مرمر کا منارہ بہت جلد بنایا اور حضور سلطانین ہاتھ جوڑ کر حاضر ہوا اور دمشق کے
مسلمانونکو سفارشی لایا کہ مین نے عداوت سے یہ حرکت نہین کی اُسوقت سلطان نے اُسکو معاف کیا لیکن کہا کہ تو نے سنگ سرخ مین یہ سنگ مرمر کیون لگایا اُسنے
عرض کیا حضور مین نے جان کے خوف سے بجاے سنگ سرخ کے سنگ مرمر بنا دیا تا کہ مسلمانونکو میری جانب سے شک نہو اور یہ غلطی بیشک ہوئی پھر یہودی کو
روپیہ دیدیا گیا لیکن علماءؒ نے فتوی دیا کہ اب اسکو گرانا نچاہیے پھر جب حدیث پر نظر پڑی تو تحقیق ہوا کہ شاید یہ وہی سفید منارہ تیار ہوا ہے جسپر عیسیٰ اُترینگے
الحمد للہ رب العلمین پھر ابن کثیرؒ نے محل نزول عیسیٰؑ اور انکا حلیہ ذکر کرنیکے بعد لکھا کہ اوپر حدیث ابوہریرہؓ سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ بعد نزول کے چالیس
برس ٹھہرینگے پھر وفات پاوینگے اور مسلمان اُنپر نماز پڑھینگے اور مسلم کی حدیث عبداللہ بن عمرو مین ہے کہ سات برس ٹھہرینگے پس واللہ اعلم احتمال یہ ہے کہ قبل اُٹھائے
جانے اور بعد اُتارے جانیکے اُنکی مجموع اقامت اسمین ہے گویا کہ صحیح قول مین وہ تینتیس ۳۳ برس کے اُٹھائے گئے تھے اور ایک حدیث مین میلاد عیسیٰ تینتیس ۳۳ برس
مذکور ہے اور ابن عساکر نے جو اپنی تاریخ مین حضرت عیسیٰؑ کا ایک سو پچاس برس کی عمر مین ور حاکم نے ایک سو بیس برس مین روایت وا اُٹھایا جانا حکایت کیا
ہے وہ قول شاذ غریب بعید ہے اور مترجم کہتا ہے کہ شیخ جلالؒ نے بھی اس تفسیر مین یہی قول جو ابن کثیرؒ نے صحیح کہا ہے اختیار کیا اور مترجم نے آل عمران مین
ولادت عیسیٰؑ و اُٹھائے جانے کی تفسیر قولہ اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی الآیہ مین یہ بحث ذکر کی ہے اور ابن عساکر نے تاریخ مین بعض سلف سے
حکایت کی کہ وہ نبی صلعم کے حجرے مین دفن ہونگے۔ قلت الیسا ہی دیگر محدثین نے بھی اُسکو بعض آثار کی طرف منسوب کیا اور لطیفہ یہ کہ
حجرۂ مبارک مین ایک جگہ خالی ہے

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ
سو یہود کے گناہ سے ہمنے حرام کین اُنپر کئی پاک چیزین جو اُنکو حلال تھین اور اس سے کہ اٹکتے تھے اللہ کی راہ
اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ
سے بہت اور اُنکے سود لینے پر اور اُنکو اس سے منع ہو چکا ہے اور لوگون کے مال کھانے پر
بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ
ناحق اور تیار رکھی ہے ہمنے انمین منکرون کے واسطے دُکھ کی مار لیکن جو ثابت ہین علم
مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ...
اُنمین اور ایمان والے سو مانتے ہین جو اُترا تجھپر اور جو اُترا تجھسے

الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ
قائم رہنے والونکو اور دینے والے زکوٰۃ کے اور یقین رکھنے والے اللہ پر اور پچھلے دن پر ایسون کو ہم دینگے

ع ۲۲

اَجْرًا عَظِيْمًا ۟

بڑا ثواب

فَبِظُلْمٍ۔ ای بسبب ظلم۔ یعنے بسبب ظلم صادر ہونے کے اور بیضاوی نے لکھا ای فبای ظلم یعنے بہت بڑے ظلم صادر ہونے پر۔ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا۔ ہم الیہود۔ ان لوگون کیطرف سے جو یہود ہوے اور وہ یہودی ہین۔ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ ہم نے حرام کردین اُنپر وہ طیبات جو اُنکے لیے حلال تھین ف یہ طیبات جنکو حرام فرمایا وہ سورۂ انعام کے قولہ وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر الآیۃ مین مذکور ہین۔ واضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا ضرور معلوم ہوگیا کہ یہود پر اللہ تعالے نے طیبات کو اُنکی طرف سے ظلم صادر ہونے کے سبب سے حرام کیا۔ رہی تفصیل تو واحدیؒ نے لکھا کہ وجہ تحریم طیبات کی کس نبی کی زبان پر اور کیونکر اور کب ہوتی گئی تو اسمین مجھے کوئی قطعی بات نہین ملی اور خازنؒ نے اس قول کی تصدیق کی اور شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ تحریم کبھی تو قدری ہوتی ہے اسکے یہ معنے کہ اللہ تعالے نے ایجاد انقدیر اسپر اسطرح کی کہ اُنھون نے کتاب توریت مین اسطرح تاویل وتحریف وتبدیل کی جس سے اشیاے حلال اُنپر حرام ہوگئین پس اللہ تعالے کے شکنجہ مین کھینچ دینے سے اُنھون نے اپنے اوپر سختی کرکے بہت چیزین حرام کرلین۔ اور کبھی شرعی یعنے اُنکا اللہ تعالے نے توریت مین بہت وہ چیزین جو پہلے حلال تھین سوائے اُنکے جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کرلی تھین حرام کردین کما مر فی قولہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الآیۃ۔ اور باوجود اسکے وہ لوگ افترا باندھے جاتے تھے کہ یہ چیزین کچھ ہمپر نہین بلکہ نوحؑ وابراہیمؑ سے حرام چلی آتی ہین چنانچہ اسکا بیان گذر چکا۔ پھر ظلم پر عطف کیا قولہ۔ وَبِصَدِّهِمْ۔ الناس عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ دینہ صدا۔ كَثِيْرًا۔ اور بسبب اُنکے روکنے کے لوگونکو سبیل اللہ یعنی اللہ کے دین سے بہت روکنا ف یہان یہودیونپر طیبات حرام ہونے کے سبب بیان فرمائے جنکا مرجع اُنھین یہودیونکے فسق وفجور ہین اول سبب یہ کہ اُنھون نے ظلم بہت کیا دوم سبب یہ کہ اُنھون نے راہ حق سے لوگونکو خوب روکا سبب سوم قولہ تعالے وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ۔ اور یہود کے سود لینے سے حالانکہ اُس سے منع کیے گئے ف یعنی توریت مین اس سے منع کیے تھے اور سبب چہارم قولہ تعالے۔ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ۔ اور ناحق لوگونکے مال کھانے سے ف ناحق مال کھانے سے یہ مراد کہ معاملات کے فیصلہ کرنے مین رشوت لیکر ناحق حکم دیتے تھے جو توریت کے خلاف ہوتا۔ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا۔ اور رکھتے ان کافرون کے لیے عذاب الیم مہیا کیا ہے ف پھر چونکہ یہود مین وہ بعض بھی تھے جو ایمان لائے مانند عبد اللہ بن سلامؓ کے تو انکا استثناء فرمایا بقولہ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ۔ لیکن وہ مستثنی ہین جو اُنمین سے راسخین فی العلم ہین ف جیسے عبد اللہ بن سلام حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا عبد اللہ بن سلام وثعلبۃ بن سعید وزید بن سعید واسید بن عبید جو کہ اسلام مین داخل ہوے اور محمد صلعم وقرآن کی تصدیق کی اُنکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی بقولہ لکن الراسخون فی العلم۔ اور رسوخ فی العلم سے مراد یہ کہ علم نافع کے ساتھ دین مین اُنکا قدم ثابت ہے۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔ المہاجرون والانصار۔ یعنے مومنون سے مراد مہاجرین وانصار ہین جو آنحضرت صلعم پر ایمان لائے بدون اسکے کہ اہل کتاب زسابق ہون اور یہود کے راسخین فی العلم بھی اگرچہ مومنین تھے لیکن وہ اہل کتاب مین سے ایک نام سے معروف تھے الحاصل جو لوگ یہود مین سے علم حق پر ثابت قدم ہین اور مومنین مہاجرین وانصار يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ تو یہ سب یقین مانتے ہین جو تجھپر اترا اور جو تجھسے پہلے اترا۔ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ

Marfat.com

ایک جماعت کی قراءۃ مین والمقیمون الصلوۃ ہے پس ماقبل پر عطف ہے اور ایسا ہی مصحف ابن مسعود مین ہے ولیکن جمہور کی قراءۃ [illegible]
یہی مصحف ابی بن کعب مین ہے اور ابن جریرؒ نے کہا کہ جمیع مصاحف الائمہ مین یون ہی ہے اور جسنے اسکو کاتب کا سہو قرار دیا [illegible]
وصحیح ہے پھر اعراب نصب اُسکو بنا بر آنکہ منصوب علی المدح ہے ای وامدح المقیمین الصلوۃ اور مدح کرتا ہون ان لوگونکی جو نماز ٹھیک کرتے ہین جیسے [illegible]
الموفون بعہدہم اذا عاہدوا والصابرین فی البأساء الآیۃ مین آیا ہے اور یہ وجہ اعراب راجح ہے ابن جریرؒ نے کہا کہ کلام عرب مین ایسا شائع ہے اور ابن جریر
اختیار کیا کہ مراد اس سے ملائکہ ہین اور ابن کثیرؒ نے اسکو منظور فیہ قرار دیا اور بعض نے کہا کہ انبیا مراد ہین یعنے ایمان لاتے ہین ما انزل الیک
انزل من قبلک انبیاء پر اور یہ وجہ ہے اور اخفشؒ نے جو اسکو مستبعد جانا تو مبردؒ نے بتوجیہ وجیہ اُسکو رد کردیا ہے اور جاننا چاہیے کہ عائشہؓ سے مروی [illegible]
اُنسے جب المقیمین الصلوۃ وغیرہ کو پوچھا گیا تو جواب دیا کہ یہ کاتب کی غلطی ہے پوشیدہ نہین کہ ابوعبیدہ وغیرہ نے ایسے آثار کو اخراج کیا اور ایک [illegible]
مفسر جلالؒ نے مقدمۂ اتقان مین نقل کیا ہے ولیکن محفوظ ہونا ان آثار کا اگرچہ جسطرح منقول ہے بنظر ظاہر بدون جرح راوی ہو لیکن باعلت ہونا
مقبول ہے اور ایسا ہی جو عثمانؓ سے مروی ہے کہ مصحف جب لکھکر اُنکے سامنے گیا تو کہا کہ مین اسمین کچھ لحن دیکھتا ہون جسکو عرب اپنی زبان مین درست [illegible]
تب کہا گیا کہ آپ کیون نہین بنا دیتے ہین تو کہا کہ چھوڑ دو اس سے کوئی حرام حلال یا حلال حرام نہین ہوا جاتا ہے۔ یہ روایت بھی غیر مقبول ہے اور ابن الانبا[ری]
نے کہا کہ اسکی اسناد متصل نہین ہے اور مفسرؒ نے متعدد طرق سے مقدمہ مین نقل کرکے جواب کیطرف اشارہ کیا کہ اسناد متصل ہے لیکن یہ طرق و روایات سب اُسی طرح
سے ہین جنکا محفوظ اور غیر معلول ہونا ثابت نہین ہوا اور ابن الانباریؒ نے خوب کہا کہ یہ بات محال تھی کہ عثمانؓ اپنی نظر سے کوئی فاسد چیز مصحف مین دیکھتے
اور اسکو غیر کے اصلاح کرنے پر چھوڑ دیتے اور علاوہ برین قرآن تو رسول اللہ صلعم سے متواتر منقول ہے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسمین لحن ہو جبکہ حفاظ صحابہ متقین نے
مجتمع ہوکر جمع کیا اور اُنھین سے لحن ہو تو دوسرے عرب کیا اصلاح کرینگے علاوہ برین دقائق خط مصحف اور اسکی خوبیان جیسا کہ مفسرؒ نے مقدمۂ اتقان مین لکھا
ہے صحابہؓ کو یہ علم نہ تھا پھر کیونکر یہ گمان روا ہوگا مترجم کہتا ہے کہ سب سے صحیح یہ بات ہے کہ قرآن مجید اُنسے متواتر منقول ہے اور یہ روایات آحاد شاذ متفرد ہین تو بھلا تواتر
کے مقابلہ مین کہین ایسی روایت پر التفات ہو سکتا ہے نہین معلوم کہ راوی نے کیا سنا اور کس موقع پر سنا اور کیا سمجھ لیا اور ہی روایت کردیا۔ اور زمخشریؒ
نے کشاف مین لکھا کہ جو کوئی یہ گمان کرے کہ مصحف کے خط مین لحن واقع ہوا اُسکی بات قابل التفات نہین ہے ہان ایسے بعض لوگون نے اسطرف التفات
کیا ہے جنھون نے سیبویہ رحمہ اللہ کی کتاب پر کبھی نظر نہین ڈالی اور نہ اُنکو زبان عرب و رسم کی بول چال کے طریقون سے آگاہی ہے اور نہ اُنکو نصب بمدح
واختصاص کی خوبیان جس سے کلام مین تفنن تمام حاصل ہوتا ہے کچھ خبر ہے حالانکہ یہ ایک باب وسیع ہے جسکو سیبویہؒ نے مثالون و شواہد سے خوبصورت
ذکر فرمایا ہے اور یہ بات اسپر پوشیدہ رہی کہ اگلے طبقہ والے باوجودیکہ بلند ہمت تھے اور اسلام پر غیرت رکھتے تھے کیسے وہ کتاب اللہ عزوجل مین ایسا رخنہ
چھوڑ جاتے جسکو پچھلے نادان لوگ جنکو مذاق عرب مین اسقدر دستگاہ نہین ہے بند کرین حالانکہ یہ لوگ تو سکھی زبان سے اپنے کو اُنمین ملاتے ہین اتنی کلام
اور یہ تقریر بہت عمدہ ہے اور بک بک کرنا فضول ہے مرد دیندار کو حق سے درگزر کرنا زہر سے بدتر ہے اور قول سیبویہ کو زجاج وغیرہ ائمہ نحو وتفسیر نے ارجح قرار
دیا ہے اور نماز کو قائم رکھنا اعلی و اشرف و بہت قابل مدح ہے اور یہ ایک رکن قریب باصل اعتقاد ہے پس اللہ تعالے نے ایک اعراب سے جتلا دیا کہ مین ان بندونکی
مدح کرتا ہون جو نماز ٹھیک کرتے ہین۔ **وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ**۔ اور ایسے بندونکی مدح ہے جو زکوۃ دیتے ہین۔ **وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ**
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ اور ان بندونکی مدح فرمائی ہے جو اللہ تعالے و روز قیامت پر ایمان لاتے ہین **اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ** [illegible] انکی قراءۃ
اور سیؤتیہم بالیاء حمزہؒ کی قراءۃ ہے۔ **اَجْرًا عَظِيْمًا**۔ ایسے بندونکو ہم (اللہ تعالے) ثواب عظیم عطا کرینگے ف وہ جنت ہے اور سادے آگے اس [illegible]
مومن سے جنت بھی ہے مگر مفسرؒ نے بنظر مقابلہ کہا کہ یہود کافرون کو عذاب الیم سے وعید ہوئی جو دوزخ ہے پس راسخون اور مومنون [illegible]

Marfat.com

مؤتون الزکوٰۃ کو اجر عظیم کا وعدہ ہوا وہ جنت ہے ف قال فی العرائس قولہ لکن الراسخون فی العلم یعنے وہ لوگ جو مستقیم و ثابت رہتے ہین اللہ تعالے کے خطاب خاص سننے مین بدون اُسکے کہ اُنکے نفس معارضہ کرنے پاوین اور سانکے اسرار باطنہ کو اضطراب ہو کیونکہ وہ الہام حقائق و وسوسۂ شیطانی سے تمیز کرتے اور پہچانتے ہین اور لمۂ ملکی اور لمۂ نفسی شیطانی مین فرق جانتے ہین بلکہ خطاب عقل و قلب و نفس و روح و ملک و سر باطن و شیطان ہر ایک کو بنور خطاب الٰہی جان لیتے ہین اور ہر خطاب کا موقع پہچانتے ہین انکا علم لدنی ہے اور اُنکی زبان الہامی ہے اور قلب عرشی ہے اور روح ملکوتی ہے اور اُنکے اسرار باطنہ مین علوم غیبیہ بھرے ہین اور باوجود اسکے ہر خطاب کو وہ لوگ قرآن و سنت کی ترازو پر تولنا جانتے ہین اور کلام اولیا سے پرکھ لیتے ہین اور بعض نے کہا کہ راسخین فی العلم وہ عالم باللہ و عالم بامر اللہ تعالے ہین جو ہر حال مین سنت رسول اللہ صلعم کے پیرو ہین اُس سے تجاوز نہین کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ وہ لوگ ہین جو علم کے حدود و شرائط پر ٹھہرے اور ثابت رہتے ہین اُسکے حدود سے کسی رخصت و تاویل کے ساتھ تجاوز نہین کرتے ہین اور بعض نے کہا جو بیان حقائق بیان تک پہونچے ہین۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ

ہمنے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح کو اور نبیون کو اُسکے بعد اور وحی بھیجی ابراہیم کو اور اسمعیل کو

وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا

اور اسحق کو اور یعقوب کو اور اُسکی اولاد کو اور عیسے کو اور ایوب کو اور یونس کو اور ہارون کو اور سلیمان کو اور ہمنے دی

دَاوُودَ زَبُورًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

داؤد کو زبور اور کتنے رسول جنکا احوال سنایا ہمنے تجھکو آگے اور کتنے رسول جنکا احوال نہین سنایا

عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ۝ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ

تجھکو اور باتین کین اللہ نے موسے سے بول کر کتنے رسول خوشی اور ڈر سنانے والے تا نہ رہے

لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

لوگون کو اللہ پر الزام کی جگہ رسولون کے بعد اور اللہ زبردست ہے حکمت والا

محمد بن اسحاق نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہودی سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اے محمد ہم نہین جانتے کہ موسیٰ کے بعد اللہ تعالےٰ نے کسی بشر پر کچھ اتارا تو اسی بارہ مین اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا۔ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ۔ یہ بھی تشبیہ ہے۔ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ۔ یعنے حضرت ابراہیم کے دونون بیٹے جنمین سے اسمعیل بڑے تھے وَيَعْقُوبَ۔ یعنے اسحق کے بیٹے۔ وَالْأَسْبَاطِ۔ اولادہ۔ یعنے یعقوب کی اولاد کیونکہ اسرائیل یعنے یعقوب کی اولاد مین سبط و اسباط کا لفظ ایسا ہی بولا گیا جیسے کہ اولاد اسمعیل مین قبیلہ و قبائل کا لفظ بولا جاتا ہے۔ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ۔ اباہ۔ یعنے سلیمانؑ کے باپ کو۔ زَبُورًا۔ زبور بالفتح جمہور کی قراۃ ہے اور یہ نام اُس کتاب آسمانی کا ہے جو داؤد کو ملی تھی اور اسمین اخلاق و نصائح و ذکر و اذکار تھے اور عمل احکام و شرائع کا توریت ہی پر رہا بجز انجیل سے کچھ توریت منسوخ ہوئی ہے اور حمزہ کی قراۃ زبور بالضم ہے پس وہ مصدر ہے بمعنے مفعول یعنی مزبور ہے اور معنے اُسکے مکتوب ہین الحاصل اے محمد ہمنے تجھے وحی فرمائی جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی نوح پر اور اُنکے بعد والے انبیا پر اور جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی ابراہیم پر اور اُنکے دونون بیٹے اسمعیل و اسحق پر اور اسحق کے بیٹے یعقوب پر اور یعقوب کی اولاد

Marfat.com

اسباط پر اور عیسیٰ و ایوبؑ و یونسؑ و ہارونؑ و سلیمانؑ پر اور ہمنے داؤدؑ کو زبور عطا فرمائی ف ان انبیاء میں سے اکثر وہ ہیں جنکی نسبت
وحی آئی تھی بالخصوص داؤد علیہ السلام کو زبور وحی فرمائی جو معروف و مشہور ہی پھر یہود خبیث کیونکر انکار کرتے ہیں کہ بعد موسیٰ کے کسی پر وحی
حالانکہ ہر پیغمبر کو وحی ہوا کرتی ہی اور یہ سب رسول تھے جنکا نام بیان فرمایا۔ وَرُسُلًا۔ ای وارسلنا رسلا اور بھیجا ہمنے ایسے رسولوں کو
قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ جنکا حال ہمنے تجھ پر وحی میں پہلے بیان کیا اور ایسے
کو جنکا حال تجھ پر بیان نہیں کیا ف واضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا معلوم ہوا کہ جسقدر رسول کلام مجید میں مذکور ہیں اُنکے سوائے اور بھی رسول اللہ تعالیٰ
نے بھیجے لیکن اُنکی تعداد و نام وغیرہ معلوم ہونے میں کوئی نقص نہیں جیسے معلوم ہو نہیں سوائے ایک آگاہی کے کوئی اور فائدہ بھی نہیں ہی لہذا اللہ تعالیٰ نے
سوائے چند انبیاء کے جنکے بیان احوال میں جامع خوبیاں درج ہیں اور اسیقدر میں کفایت ہوگئی باقیونکو ذکر نہیں فرمایا پس جنکو ذکر فرمایا وہ آدمؑ۔ ادریسؑ
نوحؑ۔ ہودؑ۔ صالحؑ۔ ابراہیمؑ۔ لوطؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ اسحٰقؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ شعیبؑ۔ موسیٰؑ۔ ہارونؑ۔ یونسؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ الیسعؑ۔ ذکریاؑ۔ عیسیٰؑ۔ یحییٰؑ۔ اور اکثر علماء
کے نزدیک ذو الکفلؑ۔ اور سب کے سردار محمد صلعم کذا ذکرہ ابن کثیر اور کہا گیا کہ ایوبؑ و الیاسؑ اور سورۂ قصص میں سب کا ترجمہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا
پھر جنکو نہیں ذکر کیا اُسمیں روایات ہیں قال المفسر مروی ہی کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار نبی بھیجے جسمیں سے چار ہزار تو بنی اسرائیل میں سے اور چار ہزار باقی
لوگوں میں سے تھے یہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ غافر میں لکھا ہی قال المترجم اور مفسر سیوطیؒ نے جوامع میں اسکی تضعیف کی ہی
وقد رواہ الحاکم وابو یعلی عن انس رض مرفوعًا وضعفہ ابن کثیر ثم رواہ عن شیخہ الحافظ ابو عبد اللہ الذہبی باسنادہ الی انس بن مالک رض قال قال رسول اللہ صلعم فذکر
نحوہ وقال ہذا حدیث غریب من ہذا الوجہ واسنادہ لا باس بہ رجالہ کلہم معروفون الا احمد بن طارق فانی لا اعرفہ بعدالۃ ولا جرح واللہ اعلم۔ یعنی ابن کثیرؒ نے
اپنے شیخ ذہبیؒ کی اسناد سے حدیث انس رضی اللہ عنہ روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل میں چار ہزار انبیاء بھیجے اور باقی میں چار ہزار بھیجے۔
اسکی اسناد میں سب راوی مشہور ہیں سوائے احمد بن طارق کے میں اُنکے بارہ میں کچھ واقف نہیں ہوں پھر ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث بروایت محمد بن الحسین
آلآجری ذکر کی کہ ابوذر رض نے کہا کہ میں مسجد میں گیا ناگاہ رسول اللہ صلعم تنہا بیٹھے تھے پس میں آپکے پاس بیٹھ گیا الی آخر الحدیث اور اُسمیں مذکور ہی کہ پھر میں نے پوچھا کہ
یا رسول اللہ انبیاء کتنے ہوئے ہیں فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ میں نے کہا اُسمیں سے رسول کتنے ہیں فرمایا کہ تین سو تیرہ ایک جم غفیر ہیں۔ میں نے کہا
کہ پہلا کون ہی فرمایا کہ آدمؑ میں نے کہا وہ بھی نبی مرسل تھے۔ فرمایا کہ ہاں اُسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اُسمیں اپنی روح پھونکی اور برابر کیا
پھر فرمایا کہ ای ابوذرؓ انمیں سے چار سریانی تھے آدمؑ و شیثؑ و خنوخؑ یعنے ادریسؑ جنہنے پہلے پہل قلم سے لکھا اور نوحؑ اور چار عرب سے تھے۔ ہودؑ و شعیبؑ
و صالحؑ و تمہارا نبی صلعم اور فرمایا کہ ای ابوذرؓ اول الانبیاء بنی اسرائیل میں موسیٰؑ اور آخری عیسیٰؑ تھا اور اول الرسل آدمؑ اور آخری محمد صلعم ہی میں نے کہا یا
رسول اللہ کتنی کتابیں اللہ تعالیٰ نے اُتاریں فرمایا کہ ایکسو چار پس شیثؑ پر پچاس صحیفے اور خنوخؑ پر تیس اور ابراہیمؑ پر دس اور موسیٰؑ پر قبل توریت کے
دس صحیفے اور توریت و انجیل و زبور و فرقان چار کتابیں بھیجیں میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صحف ابراہیم میں کیا تھا فرمایا کہ یوں کہ ای نمرود مسلط مبتلی
مغرور میں نے تجھے اسطرح نہیں مبعوث کیا کہ تو دنیا کو بعض کو بعض پر جمع کرے بلکہ اسواسطے مبعوث کیا کہ مجھسے مظلوم کی دعا ہٹائے رکھے کیونکہ مظلوم کی
دعا اگرچہ کافر ہو واپس نہیں کرتا ہوں اور اسمیں نصائح ہیں کہ عاقل پر واجب ہی کہ اُسکی چند ساعتیں ہوں ایک ساعت میں اپنے پروردگار سے مناجات
کرے اور ایک ساعت میں اپنے نفس سے حساب لے اور ایک ساعت میں اللہ تعالیٰ کی صنعت میں فکر کرے اور ایک ساعت میں اپنے کھانے پینے ضروری
حاجات کے واسطے فراغت کرے اور عاقل پر واجب ہی مشغول تجھ نہو مگر تین کام کرے یا تو اپنی آخرت کا توشہ تیار کرے یا معاش محنت کرے یا حلال لذت
اُٹھائے و عاقل پر واجب ہی کہ اپنے وقت کو نگاہ رکھے اپنے حال پر متوجہ رہے اپنی زبان کی حفاظت کرے اور جسنے اپنے کلام کو کام میں شمار کیا

یعذر کے بولنا مقصود ہو۔ مین نے کہا کہ یارسول اللہ صحف موسیٰ کیا تھے فرمایا کہ سب عبرت تھے عجب اُس شخص سے جو اپنے مرنے کا یقین کرے پھر وہ
خوش ہوتا ہی عجب اُس سے جو تقدیر کو مانتا ہی پھر کوشش کرنے پر آمادہ ہو کر رنج کرتا ہی عجب اُس سے جو دنیا اور اسکی لوٹ پوٹ کو دیکھتا ہی پھر اُسپر مطمئن ہوتا
ہی عجب اُس سے جو عاقبت مین کل کے روز حساب کا یقین کرتا ہی پھر عمل نہین کرتا ہی۔ مین نے کہا یارسول اللہ جو آپ پر نازل ہوا اُسمین بھی کچھ ایسے نصائح
وعبرت مین سے ہی جو ابراہیم و موسیٰ پر اُترے تھے۔ فرمایا ہان پڑھ اُسکو قد افلح من تزکی وذکر اسم ربه فصلی بل تؤثرون الحیوة الدنیا والآخرة خیر وابقی ان هذا لفی الصحف
الاولی صحف ابراہیم وموسی۔ مین نے کہا کہ یارسول اللہ مجھے وصیت فرمائیے۔ فرمایا کہ مین تجھے اللہ تعالے سے تقوی کرنیکی وصیت کرتا ہون کہ یہ تیرے سب کام
کا سر ہی۔ مین نے کہا کہ کچھ زیادہ کیجیے۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن و یاد الٰہی کو لازم کرلے کہ تیرے لیے آسمان مین ذکر اور زمین مین نور ہی۔ مین نے کہا کہ اور زائد کیجیے فرمایا
کہ بہت ہنسی سے بچارہ کہ دلکو مارتی اور چہرے کا نور کھوتی ہی۔ مین نے کہا اور کچھ زائد کیجیے۔ فرمایا کہ جہاد کرنا لازم کرلے کہ میری امت کی رہبانیت یہی ہی۔ مین نے کہا
اور زائد کیجیے۔ فرمایا کہ خاموشی اختیار کر مگر نیک بات مین بول کیونکہ خاموشی شیطانکو بھگاتی ہی اور دینی کام پر مدد کرتی ہی۔ مین نے کہا کچھ اور زائد کیجیے۔ فرمایا کہ اپنے
سے نیچے کو دیکھ اور اونچے کو مت دیکھ اس سے سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کی تحقیر نہ کرے اور نہ بدکائے۔ مین نے کہا کہ اور زائد کیجیے فرمایا کہ مسکینونکو دوست رکھ اور
انکے ساتھ بیٹھا کر یہ سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کو اُس سے نہ بدکاوے۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اپنے قرابتیون سے میل رکھ اگرچہ تجھے الگ کرین۔ مین نے کہا
کہ اور زائد۔ فرمایا کہ حق بات کہدے اگرچہ کڑوی لگے۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ مین کسی کی ملامت سے مت ڈر پھر سینہ پر
ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابوذر نہین عقل مانند تدبیر کے اور نہین پرہیزگاری مثل باز رہنے کے اور نہین کوئی حسب مانند خوش خلقی کے۔ کذا اورده ابن کثیرؒ
وقد رواه ابو حاتم معلا بالصحة وغیره وتکلم فیه ابن الجوزی من اجل ابراہیم بن ہاشم الرازی الذی تکلم فیه غیر واحد من ائمة الجرح والتعدیل وقد وقع عدد الانبیاء زیادة
الف الف فی روایة احمد وغیره وصححه ابن حبان والحاکم یعنے ابن کثیرؒ نے جو روایت وارد کی اُسمین ابن الجوزیؒ نے بوجہ ابراہیم بن ہاشم راوی کے کلام کیا اور
روایت امام احمد مین تعداد انبیاء قریب ایک لاکھ مذکور ہی اسکو ابن حبان و حاکم نے صحیح کہا ہی۔ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى۔ بلا واسطہ تَكْلِيمًا۔ یعنے
اللہ تعالیٰ نے کلام کیا موسیٰ سے بدون کسی واسطہ کے کلام کرنا اور معنے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سُننے کا حجاب اُٹھا دیا یہانتک کہ موسیٰ نے کلام باری
تعالیٰ کو سُنا اور یہ فضیلت خصوص موسیٰ کو حاصل ہوئی۔ اور مفسرؒ نے بلا واسطہ کی قید زائد نہین لگائی بلکہ توضیح کردی جو نفس کلام سے معلوم ہو رہی تھی
کو معلوم ہی اور وہ تاکید بقولہ تکلیما ہی کیونکہ اس سے یہ توہم جاتا رہا کہ شاید کہ تکلیم مجازاً ہو چنانچہ فراءؒ نے کہا کہ اہل عرب ہر بات کو جو پہنچ جاوے کسی طریق سے
کلام کہتے ہین جبتک کہ مصدر سے تاکید نہ لائی جاوے پھر جب مصدر سے تاکید ہو تو فقط حقیقی کلام مراد ہوگا اور نحاسؒ نے فرمایا کہ نحویون نے اجماع
کیا ہی کہ جب فعل کو اسکے مصدر سے مؤکد کیا جاوے تو وہ مجازاً نہوگا۔ یہانسے معتزلہ وغیرہ کا رد ہوگیا جو کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے درخت وغیرہ کسی چیز مین کلام
پیدا کیا تھا اس سے موسیٰ نے سنا تھا۔ اور بعض کم بختون نے اعراب مین تحریف کی کہ اسم اللہ کو نصب سے پڑھا اور موسیٰ کو کلم کا فاعل قرار دیا یعنے موسیٰ نے
اللہ سے کلام کیا حالانکہ اس صورت مین قراءة متواتر کی مخالفت لازم آتی ہی اور تکلیما کا کوئی فائدہ نہین رہتا ہی علاوہ برین یہ قطعاً مردود ہی بدلیل قولہ تعالے
ولما جاء موسی لمیقاتنا وکلمه ربه۔ کیونکہ اسمین خواہ مخواہ ربہ فاعل ہی اور کلمہ کی ضمیر منصوب راجع بموسیٰ ہی۔ اور واضح رہے کہ بنی اسرائیل نے تکلیم موسیٰ کی کیفیت وغیرہ
مین عجیب خلط ملط قصے روایت کیے ہین جنکا ذکر کرنا بیفائدہ تطویل ہی۔ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ۔ ہمنے یہ رسول ایسے بھیجے کہ جو ایمان لاوے اُسکو ثواب کی
خوشخبری سنانیوالے وَمُنْذِرِيْنَ اور جو کفر کرے اُسکو عذاب سے ڈرانے والے ہین۔ لِئَلَّا يَكُوْنَ ای ارسلناهم لئلا یکون۔ لِلنَّاسِ۔
یعنے بھیجا ہمنے ان رسولونکو تاکہ نہووے بندونکے لیے۔ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ۔ اللہ تعالے پر کوئی حجت ف یعنے گفتگو و عذر۔ اسواسطے حجت بمعنے دلیل
کہ دوسرے پر غلبہ کرنا تو یہان بن ہی نہین سکتا اور یہ عذر دفع کرنا بھی محض اللہ تعالے کا فضل ہی پس معنے یہ ہوے تاکہ بندونکو کوئی عذر کی مجال

Marfat.com

بحضور باری تعالیٰ نہو۔ بَعْدَ ۔ ارسال۔ الرُّسُلِ ۔ السیم۔ بعد اسکے کہ رسولونکو انکی طرف ارسال فرمایا ...
کافرونکو کوئی عذر نہو بانیطور کہ کہین کہ اے پروردگار کیون نہین تونے ہمپر کوئی رسول بھیجا تاکہ ہم تیری آیتونکی پیروی کرتے ...
کلام مجید مین دوسرے مقام پر مصرح ہے پس بہتیرے رسول انکے عذر قطع کرنیکو بھیجدیے۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۔ اللہ غالب ہے اور دانا
مخلوق کی مصلحت کو خوب جانتا ہے ف فی العرائس قولہ انا اوحینا۔ آنحضرت کے ذکر کے ساتھ دیگر انبیاء کو ذکر کرنا آنحضرت صلعم کے حق مین تسلی ہے
زیادت قرب و محبت کی عبرت ہے قولہ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ انبیاء کے درمیان مین سے موسیٰ کو خطاب خاص بلا واسطہ سے تخصیص کی اور حضرت موسیٰ نے
مبادرت کی کہ دیدار کا سوال کر بیٹھے پس حق تعالے نے انکو خطاب سنانے مین توقف رکھا اور دیدار خاص سے ممنوع رکھا اور ہمارے نبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
اسرار پر بار شوق اٹھایا اور انبساط مین آکر سوال دیدار نہ کیا تو انکو یہ کرامت عطا ہوئی کہ اوتعالی نے چشم سر اور چشم قلب سے بمشاہدہ و بمعائنہ ظاہر و باطن
دیدار خاص سے مشرف فرمایا اور بلا واسطہ و بلا حجاب اپنا کلام سنایا چنانچہ فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفؤاد ما رای الآیۃ مترجم کہتا ہے کہ
صحاح کی روایات اس مضمون کی شاہد ہین جو شیخ نے لکھا ہے اور اول آیت بلا تکلف مثبت مدعا ہے اور بعض محققین نے ذکر کیا کہ جمہور کے نزدیک آنحضرت
صلعم کو دیدار نصیب ہوا فافہم۔ اور جب اللہ تعالے کسی نبی یا ولی کو اپنا کلام سنانا چاہتا ہے بسبب آنکہ ازل سے اسکے مقدر مین ہوتا ہے تو اپنی طرف سے اسکو
ایک قوت سننے کی دیتا ہے جس سے وہ سنتا ہے کہ مروی ہے عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع الحدیث جو کہ گذر چکی ہے اور تعالے نے اپنا
کلام سنایا وہان کچھ حروف و آواز کو دخل نہ تھا بلکہ حروف ازلی و آواز قدرت سے سنایا جو وسواس و النفاس کے سمجھ سے بالا ہے اور ولایت ازلی مین
رسم اجلی کو دخل نہین

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ

لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اسکی جو اسنے تیری طرف نازل کیا اسکو اللہ نے اپنے علم کے ساتھ اتارا اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہین۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

اور کافی ہے اللہ تعالے گواہ ہونے کو

آنحضرت صلعم نے یہود سے اپنی نبوت کو پوچھا یعنے توریت مین میری بشارات کیونکر پاتے ہو۔ پس انھون نے چھپایا اور ظاہر مین کہا کہ ہم نہین جانتے ہین تب نازل
ہوا کہ یہ کفار اگر انکار کرین تو تجھے کچھ پروا نہونا چاہیے۔ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ ۔ لیکن اللہ تعالے تیری نبوت کو ظاہر فرماتا ہے ف کیونکہ شہادت کے معنے
ظاہر کرنا امر مخفی کا یا انکار کیے ہوے کا پھر یہ شان نزول جو شیخ مفسر نے ذکر کیا ہے اسکو حافظ ابن کثیر نے ابن عباس سے بروایت محمد بن اسحاق ...
کیا اور باوجود اسکے تفسیر مین کہا کہ چونکہ قولہ انا اوحینا الیک سے آخر تک متضمن اثبات نبوت آنحضرت صلعم اور صریح ان لوگون پر رد ہے جو اہل کتاب و مشرکین سے منکر تھے
تو فرمایا لکن اللہ یشہد۔ اور قریب اسکے بیضاوی نے کہا کہ یہ استدراک از مفہوم ماقبل ہے گویا بات یہ ہوئی کہ ہر گاہ انھون نے آسمان سے اپنے اوپر کتاب
نازل کرنیکے سوال مین تعنت کیا اور قولہ انا اوحینا الیک الآیۃ۔ سے انپر حجت کیگئی کہ طریقہ وحی بر آنحضرت صلعم ویسا ہی ہے جیسا کہ نوح و دیگر انبیاء
علیہم السلام پر تھا تو فرمایا کہ یہ لوگ اپنی خباثت سے گواہی نہ دینگے ولیکن اللہ تعالے شاہد ہے اور یہ لوگ انکار کرینگے ولیکن اللہ تعالے اسکو ظاہر و
ثابت فرماتا ہے بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ ۔ من القرآن المعجز۔ یعنے سبب ظاہر فرمایا ہے تیری نبوت کو قرآن سے جو جن و انس کو اپنے مثل فصاحت و بلاغت
غیب کو لانے سے عاجز کرنیوالا ہے پس مدعی کی طرف سے جب اعجاز ظاہر ہو تو وہ سچا ہے۔ واضح ہو کہ دعوت حضرت محمد صلعم عام تمام ...
ہے دو وجہ کردیا کہ عارف بان و دانا پر واضح و ظاہر ہے اور غیر زبان والون پر بسبب فنون بلاغت نجاننے کے مخفی ہے اور یہ حال ...

[illegible] کی طبیعتونسے آگاہ نہین ہوتا مگر وہی جو نظم کے قواعد وخوبی ونثر کے فنون سے آگاہ ہو مثل مشہور ہی کہ جوہر کو جوہری ہی جانتا ہی پس اسقدر اس اعجاز مین
اظہار کرنا رحمۃ للعالمین کے مناسب ہے کیونکہ اتنا بھی خفا اگر نہوتا تو ظہور مین پردرنگی موجب غضب بدانجامی متردد کیلیے ہوتا اور معلوم ہی کہ عرب سے جز اسلام وتوحید
اور کچھ جزیہ وغیرہ قبول نہین ہی فافہم۔ اہل عرب مین سے باوجود انکی لڑائی وجنگ وجدال عداوت و بہتان کے انکے فصیح وبلیغ معروف ومشہور شعرا ونثار ونسے
کلام مجید ومعجز حمید کے حق مین بڑے بڑے کلمات تعریف کے متواتر مروی ہین اگرچہ ایمانکے طور پر انھون نے نہین سراہا کیونکہ اسمین انکے بتونکی مذمت ہے مگر یہ کہنا
کہ ایسا کلام آدمی کی مجال نہین اور یہ کلام کسی جن کا ہی اور اسکے مقابلے مین قلم توڑ دیا یہ سب اُسکے معجز ہونے پر صریح دلیل ہین اور بہتیرے مسلمان ہوگئے اور
بعض اعراب نے کہا کہ سجدت لفصاحۃ ہذا الکلام۔ مین نے اس کلام کی فصاحت کو سجدہ کیا پس عاقل جانتا ہی کہ جن کی کیا مجال ہی جو ایسا کلام لاوے اور
اعرابی کو چاہیے کہ اس کلام کے کہنے والیکو سجدہ کرے۔ اور بعض متقدمین نے اسکی فصاحت وبلاغت مین کتابین لکھی ہین باین معنی کہ اسقدر کمالات اس سے
ظاہر ہوے اور دلمین اس سے بڑھکر مذاق پہونچتا ہی اور فصحاء عرب کے اقوال سب جمع کیے ہین پس انکو مانیمین جو بعضے کافر ومشرک اس سے تردد ظاہر کرتے
اور جاہل مسلمان اُنکی باتونسے شک مین پڑتے ہین اسکا منشا حماقت وجہالت ہی زبردست فصحاے عرب جنکی نظم ونثر موتیون تولی جاتی تھی اور موجود ہی
جب اُنھون نے اسکے مقابلے مین اپنا کان پکڑا اور سواے تعریف وتحسین کے مجال نہوئی تو اسنمانہ کے بیوقوف جاہل بےتمیز ونکو کیا مجال ہی اور یہ ظاہر ہی کہ عرب والے
سخت دشمن تھے اگر کچھ بھی گنجایش پاتے یا کوئی بات بدکہی ہوتی تو شیطانکی طرح زمانہ مین مشہور ہوجاتے اور اگر مسلمان نقل نکرتے تو یہود ونصاری کا کسنے ہاتھ
پکڑا تھا لیکن سواے یہود کے اہل عرب مین زمانہ کفر مین بھی دیانت باین معنی موجود تھی کہ معاملات مین سچائی کا برتاو رکھتے تھے اگرچہ خونریز اور جنگجو تھے سو یہان
تو یہود یونکی بھی زبان بند تھی یہ نہین کہتے تھے کہ بشر کا کلام ہی بلکہ کہتے تھے کہ جبرئیل نے وحی لانیمین عداوت کرکے بنی اسرائیل کو چھوڑا اور عرب کے ایک شخص
کو پہونچائی اس حماقت کو دیکھو اسکا رد ہوگیا کہ اللہ تعالے تیری صدق رسالت کی گواہی دیتا ہی بذریعہ اس قرآنکے کہ جو تجپر نازل فرمایا ہی۔ اَنْزَلَهٗ
بِعِلْمِهٖ۔ در حالیکہ اللہ تعالے نے اُتارا اس کلام کو اپنی آگاہی سے ف یعنے در حالیکہ او تعالی اسکا عالم ہی تو سزاوار نبوت ووحی ہی یا یہ مراد ہی کہ اپنے علوم
کیساتھ نازل کیا یعنے اسمین اسکا علم موجود ہی پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالی شاہد ہی کہ اُسنے یہ کلام معجز ارسال فرمایا مع علوم واخبار غیب کے جسکے مثل کوئی نہین
لاسکتا۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ۔ لک ایضا۔ یعنے ملائکہ بھی تیرے صدق نبوت ورسالت کی گواہی دیتے ہین ف فقط جبرئیل علیہ السلام نہین
بلکہ میکائیل واسرافیل وغیرہ سب گواہ ہین قال البیضاوی اسمین تنبیہ ہی کہ یہ لوگ کافر جو چاہتے ہین کہ بے تامل وغور کے تیری نبوت کا صحیح ہونا جان
لین چنانچہ آسمان سے لکھی لکھائی کتاب اُتار لانیکو انکھونکے سامنے مانگتے ہین تو اُسکے واسطے نور وصفاے تام چاہیے اور یہ فقط فرشتونکو حاصل ہی آدمی کو ابتدا
مین یہ نہین ہوتا پس اگر نظر صحیح سے غور کرین جیسے کہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیات سے ارشاد کیا تو فوراً جان لین قال المترجم اس تنبیہ
کا نفع سواے لعنت وعناد والونکے اور وہی کی طرف عاید ہی۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ علی ذلک۔ یعنے اللہ تعالے کا شاہد ہونا اسپر کافی ہی

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

جو لوگ منکر ہوے اور اٹکے اللہ کی راہ سے وہ دور پڑے ہین بھول کر جو لوگ

كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ

منکر ہوے اور حق دبا رکھا ہرگز اللہ بخشنے والا نہین اُنکو اور نہ اُنکو ملاوے راہ مگر راہ دوزخ کی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ

رہا کرین اُسمین ہمیشہ اور یہ اللہ پر ہی آسان ہی لوگو تم پاس

Marfat.com

الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ [illegible]

رسول آچکا ٹھیک بات لیکر تمھارے رب کی سو مانو کہ بھلا ہو تمھارا اور اگر نہ مانوگے تو اللہ کا ہے [illegible]

وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○

اور زمین مین اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جنھون نے کفر کیا اللہ تعالے کے ساتھ ف باینطور کہ رسول برحق نے جسطرح ایمان لانیکو کہا اُسکو نہ مانا بلکہ رسول ہی نہ مانا کیونکہ انکار رسول عین کفر باللہ تعالے ہے اور باوجود اس کفر کے۔ وَصَدُّوْا الناس اور روکا لوگونکو عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ راہ خدا ف یعنے دین اسلام مین داخل ہونیسے باینطور روکا انھون نے صفت محمد صلعم کی جو توریت مین موصوف اور اسپر عہد لیا گیا تھا اُسکو چھپایا بلکہ بدل ڈالا پس الذین سے یہود مراد ہین و حاصل آنکہ جنھون نے گمراہی اختیار کی اور لوگونکو گمراہ کیا۔ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔ تو یہ لوگ بہت دور کی گمراہی مین بھٹکے ہین ف پس ضلال تو گمراہی تھی اور اضلال سے اشد گمراہی مین بعید از حق ہوگئے پس ضلال و ظلم دونون جمع کیے جنکا عذاب بیان فرمایا بقولہ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جنھون نے کفر کیا اللہ تعالے سے۔ وَظَلَمُوْا اور ظلم کیا ف اللہ تعالے کے نبی صلعم کیساتھ باینطور کہ اسکی صفت چھپائی یا لوگونکو روکا کہ اُنکو سچی صفت کے سوائے تحریف کرکے بتلائی اور ایمان سے محروم کیا اور جاہل یہودیونسے کہا کہ نبوت اولاد ہارون و داؤد سے باہر نہوگی تو ایسے لوگونکا عذاب یہ کہ۔ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا۔ تو اللہ تعالی کی شان نہین کہ اُنکو بخشے اور نہ اُنکو کسی راہ کی ہدایت دے ف تو ہمیشہ بدکردار رہینگے اور کوئی راہ نہین دیے جاوینگے۔ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ۔ سوائے راہ جہنم کے ف یعنے اُنکے لیے کوئی راہ نہین سوائے ایسی راہ کے جو انجام کار جہنم مین پہونچادے اور وہ یہی طریقہ جسپر موجود تھے پس معنے یہ کہ جبتک اسپر جمینگے تبتک اللہ تعالی نہین بخشیگا بلکہ جہنم مین پہونچادیگا خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ مقدرین الخلود فیہا اذا دخلوہا۔ اس تقدیر سے کہ جب داخل ہونگے تو انکے لیے اسمین رہنا ہمیشہ مقدر ہوگا اَبَدًا۔ تاکید خلود ہے اور تصریح ہے کہ خلود کے معنی یہان مدت دراز تک رہنے کے نہین بلکہ ہمیشہ پڑے رہنے کے ہین اور بعض نے کہا کہ الا طریق جہنم استثناء منقطع ہے یعنے لیکن جہنم کا راستہ اُنکو دیگا۔ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا۔ اور یہ سب اللہ تعالے پر آسان ہے ف یعنے اللہ تعالی کے نزدیک یہ کچھ چیز نہین ہے وہ جو چاہے کرے۔ پس کوئی عاقل اُسکو روا نہین رکھیگا کہ موت پر اسکو یقین ہو پھر ایک ایسے شخص کی پیروی نہ کرے جو عقلاً و نقلاً راہ نیک بتاتا ہے اور اپنے نفس بداخلاق کی پیروی کرکے دائمی عذاب مین گرفتار ہو لہذا ارشاد کیا کہ۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے اہل مکہ گویا یہود کو قابل خطاب نہ نیکے تعریض فرمائی اور مشرکین مکہ کو خطاب کیا مگر بلفظ عام جو مشرکین مکہ و یہود و نصاریٰ و غیرہ سب خلق کو شامل ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ یا ایہا الناس قرآن مین اہل مکہ کو خطاب ہے کہ۔ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ۔ آچکا تمھارے پاس یہ رسول مکرم تمھارے رب کیطرف سے حق کے ساتھ ف یعنے جو کچھ وہ لایا سب حق ہے اللہ کیطرف سے۔ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ۔ ای فآمنوا بہ واقصدوا خیرا لکم پس ایمان لاؤ اسپر اور قصد کرو خیر اپنے واسطے ف کذا قال الخلیل و سیبویہ یا فآمنوا یکن خیرا لکم۔ ایمان لاؤ تمھارے لیے بہتر ہوگا یعنے بہتر ہوگا اس کفر سے جسمین تم پڑے ہو کیونکہ تم اپنے گمان مین اسکو بہتر سمجھو مگر وہ سراسر بدتر ہے پھر تمھارے گمان سے بھی تمھارا ایمان لانا بہتر ہے۔ وَاِنْ تَكْفُرُوْا اور اگر اس سے کفر کروگے ف تو اللہ تعالے بے پرواغنی ہے تو اپنی عاقبت خراب کروگے اور کسی کا کچھ نہین بگاڑوگے۔ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ کیونکہ جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے سب اللہ تعالے ہی کا ہے ف اسی کی ملک [illegible] اُسکے غلام بندے و باندیان ہین پس تمھارا کفر کرنا اسکی سلطنت کو کچھ مضر نہین ہے۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا بحالکم حَكِيْمًا [illegible]

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے آگاہ خوب جاننے والا ہے ف جو صنع انہیں رکھی اور جاری کی ہے وہ حکمت سے ہے پس ہدایت کے قابل کو ہدایت دیتا ہے اور گمراہی کے قابل کو گمراہی نصیب ہے پھر اللہ تعالیٰ نے گمراہ نصرانیوں کی مذمت کے ساتھ عام نصیحت فرمائی تاکہ سب گمراہوں پر حجت پوری ہو۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ

اے کتاب والو　مت مبالغہ کرو　اپنے دین کی بات میں اور مت بولو　اللہ کے حق میں مگر بات تحقیق　مسیح جو ہے　عیسےٰ　بیٹا

مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ

مریم کا　رسول ہے اللہ کا　اور اسکا کلام　جو ڈال دیا　مریم کی طرف　اور روح ہے اسکے ہان کی سو مانو　اللہ کو　اور اسکے رسولوں کو

وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ

اور مت بتاؤ اسکو تین　یہ بات چھوڑو　کہ بھلا ہو تمھارا　اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے　اس لائق نہیں کہ اسکے اولاد ہو

لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۟

اسی کا ہے جو کچھ　آسمان　و زمین میں ہے　اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ - ای اہل کتاب ف اے اہل انجیل لَا تَغْلُوْا - ای لا تجاوزوا الحد فِيْ دِيْنِكُمْ مت تجاوز کرو حد سے اپنے دین میں ف پس یہود خبیث تو عیسیٰؑ کو مع انکی والدہ کے بہتان قبیح سے یاد کرتے تھے یہ غلو قبیح تھا جیسے خوارج در بارہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قبیح کلام کرتے ہیں ۔ اور یہودی عزیرؑ کو خدا کا بیٹا بتاتے۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ اور نصاریٰ کو بڑھ چلنے میں غلو تھا کہ حضرت عیسیٰؑ و مریمؑ بزرگان خدا کی نسبت ایسی باتیں کہتے ہیں جس سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ جیسے روافض در بارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرح طرح کے خیالات نکالتے ہیں۔ اور آدمی کا [illegible] راہ مستقیم مانند بلصراط کے بہت لطیف کی راہ باریک ہے جس میں افراط و تفریط دونوں سے گمراہی میں پڑ جاتا ہے چنانچہ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کو ایک شخص نے کہا کہ اے ہمارے سید اور ہمارے سید کے بیٹے تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو بات سمجھکر کہو اور شیطان تمکو نہ بہکاوے میں محمد بن عبد اللہ ہوں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اسکا رسول پس قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ مجھے پسند نہیں ہے کہ جس منزلت و درجہ پر مجھے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے تم اس سے مجکو بڑھاؤ رواہ احمد اور ابن عباسؓ نے عمر بن الخطابؓ سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم میرے حق میں اتر اکر نہ بڑھ چلیو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰؑ کو بڑھایا میں بندہ ہوں مجھے اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول اللہ کہیو۔ رواہ احمد و البخاری اور روایت صحیح سے ثابت ہے کہ قریب حضور وفات کے اس بارہ میں [illegible] فرمائیں حتی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ ھ۔ اور فرمایا کہ [illegible] میری قبر کو عید مت بنائیو اور مجھپر درود بھیجو جہاں ہو کہ تمھارا درود و سلام مجھے پہونچایا جائیگا تم چاہو جہاں ہو۔ ھ۔ اور نصاریٰ نے یہانتک افراط کیا کہ عیسیٰؑ کو درجہ ربوبیت الوہیت پر کہنے لگے بلکہ یہود کا بھی یہی حال عزیرؑ کے حق میں ہوا بلکہ دونوں فریق نے اپنے اپنے عالموں و درویشوں کی نسبت معصوم ہونیکا دعویٰ کر کے جو کچھ حق و باطل انھوں نے کہا اسکو آمنا و صدقنا کر لیا اور یہ پورا کفر ہے کما قال اللہ تعالیٰ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون اللہ الآیۃ۔ حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ کے بندے تھے اسکو معبود جانتے تھے تو حق بات سمجھا وزن کرتے نہ کمی کیطرف نہ زیادتی کیطرف اسواسطے او تعالیٰ نے حکم دیا کہ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ - اور اللہ تعالیٰ پر سوائے حق کے کچھ مت کہو یعنی قول حق کہو کہ اللہ عز و جل پاک ہے ہر طرح کی شرکت و شریک سے اور کوئی اسکا فرزند نہیں ہے نہ لڑکا نہ لڑکی نہ جورو وہ ہر عیب سے پاک ہے [illegible] اسکی شان ہی سے نہیں اور یہ ہی نہیں سکتی ہیں یہ لوگ عجیب بیوقوف ہیں اللہ تعالیٰ سے ہم مسلمان دعا کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو ہدایت پر رکھے۔ لوگو عبرت دیکھو یہ اہل دنیا کے کام میں چالاک و ہوشیار ہیں دین میں ایسے بیوقوف ہیں بس یقین رکھو کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہے تم شریک و فرزند کے نام سے تعجب کرتے ہو

Marfat.com

اور نصرانی اسی پر جمے ہوے اعتقاد رکھتے ہین اللہ تعالیٰ انکو رد کرتا ہی کہ۔ اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ [illegible]
تھا اللہ تعالیٰ کا الحی ف یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکو یہ بزرگی دی تھی کہ اپنا رسول کیا تھا اور نصاری کو وہم بس اتنی ہی بات پر [illegible]
فرمایا۔ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ۔ اسکا کلمہ کہ اسکو مریم کی طرف پہونچا دیا۔ وَرُوحٌ مِنْهُ۔ ای ذو روح منہ اور اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible] جدا بندہ تھا ف حاصل آنکہ وہ تو فقط اللہ تعالیٰ کے بندونین سے ایک بندہ اور مخلوقات مین سے ایک مخلوق تھا کہ حکم دیا ہو جا وہ ہوگیا [illegible]
[illegible] روح منہ یعنے روح من اللہ تو مفسرؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کیطرف اسکی اضافت ہونا اسکا فخر ہی سو جسکو اللہ تعالیٰ فرماوے کہ میرا بندہ ہی اسکے یہے فخر ہی
در حقیقت سب اسی کا ہی اور یہ نہین ہی کہ جیسا تم نصرانیون نے گمان کیا کہ وہ اللہ کا بیٹا یا اللہ کا ساتھی شریک یا تین مین سے ایک ہی کیونکہ روح والا تو مرکب ہی
[illegible] عنصر و جن اجزا سے بنا ہی ان اجزا کا محتاج ہی کیونکہ جبتک مرکب کے اجزا مہیا نہون تبتک مرکب ندارد ہی اور اگر حق بھلا کسی چیز کا محتاج ہوتا ہی یا کبھی معدوم [illegible]
[illegible] معبود بیہودہ ترکیب سے جانیسے پاک ہی اور قتادہؒ وغیرہ سے روایت ہی قولہ کلمتہ القاہا الی مریم۔ بمانند قولہ قال لہ کن فیکون ہی اور اضافت جیسے قولہ ناقۃ
اللہ وغیرہ مین ہی قال المترجم اضافت کی توجیہ بے فائدہ ہی کیونکہ سیاق آیت کریمہ اسیواسطے ہی کہ عیسیٰ بندۂ خدا اور رسول اللہ تھا اور جو نصاری مین
[illegible] کفر سے کہتے ہین کہ بیٹا یا ساتھی یا تین مین سے ایک تھا سب غلط و کفر ہی پس یہود و نصاری مین سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہین لایا لہذا فرمایا۔
فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ پس تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسولونکو مانو اور تین مت کہو ف یعنے جب تم نے
[illegible] ایمان لی تو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ و اسکے رسولون پر اور مت کہو ثلثہ۔ ای لاتقولوا الالہۃ ثلثۃ اللہ و عیسیٰ و امہ یعنی مت کہو کہ تین الٰہ ہین ایک اللہ اور دوسرا
[illegible] اور تیسری اسکی مان پس جو لوگ بیٹا کہتے تھے وہ تو بندہ مخلوق ثابت ہونے سے رد ہوا پھر جب تین الٰہ کہنے والونکا رد ہوا تو جو فقط شریک کہتے تھے
[illegible] رد ہوے پس حق یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ بندے اللہ تعالیٰ کے اور رسول برحق اور اللہ تعالیٰ کے یہان آبرودار بندہ ہین اور واضح ہو کہ قولہ رسلہ
مین اشارہ ہی کہ سب رسولون پر ایمان لاؤ اور اگر عیسیٰؑ کو فقط بندہ و رسول مان لیا تو بھی ایمان صحیح نہوگا بلکہ ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہی ہر شریک و فرزند
[illegible] سے پاک و منزہ ہی اور عیسیٰ اسکا بندہ و رسول برحق تھا اور اللہ تعالیٰ کے سب رسول برحق ہین اور محمد صلعم اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول برحق ہی و قرآن برحق
[illegible] جیسے ایمان کی سب باتون پر اعتقاد کرو۔ اور تثلیث و شرک کے قائل مت ہو۔ اِنْتَهُوا۔ عن ذالک آتوا خَيْرًا لَّكُمْ۔ منہ وہو التوحید۔ باز رہو اس شرک و
تثلیث سے اور لاؤ اس سے بہتر کو اپنے واسطے ف اور وہ توحید ہی یعنے توحید بجا لاؤ۔ اِنَّمَا اللّٰهُ۔ مبتدا۔ اِلٰهٌ۔ خبر۔ وَّاحِدٌ۔ تاکیدی صفت ہی یعنے
اللہ تو وہی الوہیت والا اکیلا ہی۔ سُبْحَانَهُ۔ تنزیہا لہ عن۔ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ۔ تنزیہ ہی اللہ تعالیٰ کیواسطے اس بات سے کہ اسکے واسطے فرزند
ہووے ف جاننا چاہیے کہ نصاری کے اقوال حضرت عیسیٰؑ کے بارہ مین بہت مختلف و بے انتظام اور نہایت حماقت آمیز ہین چنانچہ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ اس آیت
مین تین الٰہ کا قول مذکور ہی اور ایسے ہی آخر سورۂ مائدہ مین بقولہ و اذ قال اللہ یا عیسی بن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین الآیہ۔ یعنے جب عیسیٰؑ سے
اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے مجھے اور میری ماں کو دو الٰہ بنا لو۔ ف۔ یہ نسطوریہ فرقہ ہی اور اول سورہ مین کہا و لقد کفر
الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح بن مریم الآیہ۔ و اللہ کافر ہوگئے وہ لوگ جنہون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح بن مریم ہی۔ ف۔ قال ابن کثیرؒ اور نصاری کی جہالت
اس رتبہ پر تھی کہ نہ انکا کوئی ضابطہ ہی اور نہ کفر کی حد ہی انکے فرقے بہت ہین و مختلف رائین پریشان اقوال ہین و بعض متکلمین نے خوب کہا کہ یہ نوبت پہونچی
ہی کہ اگر دس نصرانی جمع ہون تو گیارہ قول متفرق ہونگے اور سعید بن بطریق جو انکے علما مین سے ایک مشہور شخص تھا اور سنہ ۴۰۰ ہجری کے حدود مین اسکندریہ [illegible]
آیا تھا لکھتا ہی کہ نصاری زمانہ شاہ قسطنطین کے عہد مین جمع ہوے اور دو ہزار اسقف سے زیادہ تھے مگر کچھ اوپر پچاس و پچیس [illegible] ہوکر وہ بھی متفرق [illegible]
لگے مگر ایک قول پر تین سو اٹھارہ نفر مجتمع ہوے تو اسی کو بادشاہ نے توثیق کر جو اس فرقے نے بیان کیا اسکے اقوال جمع کرکے [illegible]

Marfat.com

ہین پھر دوسرے جلسہ مین ایک فرقہ یعقوبیہ پیدا ہوا پھر تیسرے جلسہ مین نسطوریہ پیدا ہوا اور انمین سے ہر فرقہ مسیح مین تین اقنوم کا قائل ہے اور اُسکی کیفیت مین باہم مختلف ہین اور اپنے زعم مین لاہوت و ناسوت مین جھگڑتے ہین کہ انمین اتحاد ہے یا نہین ہے یا امتزاج ہے یا حلول ہے اور انمین سے ہر ایک فرقہ دوسرے فرقے کو کافر جانتا ہے اور اہل اسلام و ایمان و توحید ان سب فرقون کو بد اعتقادی کی وجہ سے کافر جانتے ہین سوائے اسکے جو یہ اعتقاد کرے کہ عیسیٰ بن مریم بندہ اللہ کا اور رسول اللہ تھا علیہ السلام **قال المترجم** اس زمانہ مین اہل اسلام نے کتاب اللہ کی پیروی اور اُسکے احکام پر اعتقاد توحید رکھنے مین سستی شروع کی اور جو حدیث صحیح مین آیا ہے کہ میری امت بھی یہود و نصاری کے قدم بقدم چلینگے اسکے آثار نظر آئے اللہم اید الاسلام بالاید المتین اللہم لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ واجعل لنا من لدنک سلطانا نصیرا یا حی یا قیوم وصل علی عبدک ورسولک محمد وآلہ وصحابہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے بتاکید شدید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے پاک منزہ ہے اس سے کہ اُسکے فرزند ہو پھر برہان واضح بیان فرمائی۔ **لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ** اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے یعنے سب اُسکے باندی غلام اور مخلوق و مملوک ہین تو عیسیٰ و انکی ماں بھی منجملہ تمام مخلوقات کے مملوک ہوے اور جو چیز مملوک ہو وہ کیونکر بیٹا ہو گی اسلیے کہ ان دونون مین منافات ہے بیٹا تو باپ کی قسم سے ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ محض کفر و بہتان و غلط ہے جو عیسیٰ کی نسبت ایسا کہے۔ **وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا** اور بس ہے اللہ تعالیٰ شانہ کافی ہے وحاصل **ماقال البیضاوی** اسمین تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی نسبت کیسے چھوٹے منہ سے بیٹے کا حرف کہتے ہین جو حق تعالیٰ ہے تمام مخلوقات سکی انتہا بشر کے حیطہ امکان سے خارج اور تمام دنیا بلکہ زمین و آسمان ایک ذرہ سے کم ہے اُسکی جناب عظمت مین حرف کُن سے انتظام پاتی بلکہ حرف کن بھی سمجھانیکو ہے ورنہ اسکی بھی درحقیقت کچھ ہستی نہین پس اسکے فرزند وغیرہ کیسا تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا

لَن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ

مسیح ہرگز بُرا نہ مانے اس سے کہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ فرشتے نزدیکی والے اور جو کوئی کنیاوے اللہ کی بندگی سے

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ○ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

اور تکبر کرے سو وہ جمع کرے ان سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر جو ایمان لائے اور عمل کیے نیک

فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا

انکو پورا دے گا انکا ثواب اور بڑھتی دے گا اپنے فضل سے اور جو کنیائے

وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ

اور تکبر کیا سو انکو مارے گا دکھ کی مار اور نہ پاویں گے اپنے واسطے اللہ کے سوائے

وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ○ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ

کوئی حمایتی نہ مددگار لوگون تم پاس پہونچ چکی تمہارے رب کی طرف سے سند

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ○ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ

اور اُتاری ہمنے تم پر روشنی واضح سو جو یقین لائے اللہ پر اور اُسکو مضبوط پکڑا تو انکو داخل کریگا

فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ○

اپنی مہر مین اور فضل مین اور پہونچا دیگا اپنی طرف سے سیدھی راہ

لن یستنکف - یتکبر ویانف - نہین تکبر کرسکتا و ناگوار نہین سمجھ سکتا کبھی - **المسیح** - الذی زعمتم انہ الہ - مسیح بن مریم جسکو

Marfat.com

تمنے زعم کیا کہ وہ معبود ہی اَنۡ یَّکُوۡنَ عَبۡدًا لِّلّٰهِ۔ اس امر سے کہ ہووے بندہ اللہ تعالے کا ف یعنے مسیح کبھی اس امر سے عار نہ کریگا کہ اللہ تعالے
کا بندہ ہو سبحان اللہ تعالے اسکا بندہ ہونا عین فخر ہی جسکو نصیب ہووہی جہان سے بزرگ ہر عالم وغیرہ مین ہر کا نجران کے نصاری
کو عیب لگاتے ہین کہ انکو بندہ کہتے ہین تو آپنے فرمایا کہ مسیح کے حق مین یہ عار نہین کہ اللہ تعالی کا بندہ و رسول ہو پس یہ آیت نازل ہوئی قال المترجم
کا تعلق ماوپر سے ظاہر ہی کہ جمیع جو کچھ آسمان و زمین مین ہی سب اللہ عزوجل کے بندے و مخلوق و مملوک ہین پھر فرمایا کہ مسیح اس سے استنکاف نہین کریگا
ہو کر لن یستنکف مین اشارہ ہی کہ مسیح بندہ صالح و رسول برگزیدہ ہی اُس سے یہ ہرگز صادر نہین ہوگا اسیواسطے یون نفرمایا کہ لا یستطیع المسیح ان یستنکف یا
ان یستنکف پس مسیح سے خود اقرار بطور فخر ثابت ہی کہ۔ انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا الآیہ۔ مین اللہ تعالے کا بندہ ہون اُسنے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا
پس چھوٹونکے رد کو اسیقدر کافی ہی اور اسپر عطف کرکے زائد کیا۔ وَلَا الۡمَلٰٓئِكَةُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ۔ عند اللہ لا یستنکفون ان یکونوا عبید اللہ اور نہ ملائکہ
یعنے جو ملائکہ کہ اللہ تعالے کے نزدیک مقرب ہین نہین استنکاف کرینگے اس امر سے کہ وے اوتعالی کے بندے ہون ف یہ زائد کلام استطراداً فرمایا اور نہایت عمدہ
استطراد ہی جو اسواسطے مذکور ہوا کہ ایسے لوگونپر رد ہو جو ملائکہ کو معبود یا اللہ تعالے کی بیٹیان گمان کرتے ہین جیسے پہلے کلام سے نصاری پر رد ہی جو یہی زعم کرتے تھے
پس مقصود تو خطاب سے نصاری کا رد ہی اور اس حسن استطراد سے مشرکین مذکور کا رد نکلا یا مترجم کہتا ہی کہ مفسر حؒ نے اس کلام سے زمخشری وغیرہ بعض معتزلہ کا رد کیا
جو آیت سے اس امر پہ استدلال کرتے تھے کہ ملائکہ افضل ہین انبیاء سے اور دلیل یہ لاتے کہ معطوف علیہ کا درجہ معطوف سے افضل ہوتا ہی ورنہ ملائکہ کے عدم استنکاف بھیجنے کا
عدم استنکاف لازم نہ آویگا پس معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے کا بندہ ہونیسے مسیح استنکاف نہین کریگا اور نہ ملائکہ مقربین جو اس سے افضل ہین اور طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ
اگر یہی بات ہوتی جو معتزلہ نے بیان کی تو آیت تبھی نصاری پر حجت ہوسکتی تھی کہ جب وہ مان لیتے کہ ملائکہ افضل از عیسیٰ ہین اور بدون اسکے حجت نہوگی حالانکہ نصاری
کا تو یہ حال ہی کہ اُنھون نے عیسیٰ کو درجہ الوہیت تک پہونچایا ملائکہ کا کیا ذکر ہی پس یہ عطف از باب ترقی نہین ہی بلکہ استطراد و تتمیم رد ہی اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ استنکاف
یعنے انکار کرنا اور ملائکہ کو بہ نسبت عیسیٰ کے انکار سے زیادہ قدرت ہی بہت زیادہ قادر ہونیسے انکا افضل ہونا لازم نہین آتا ہی قال المترجم یہ جواب بنا بر آنکہ عطف
مذکور از باب ترقی ہی ولیکن ترقی قدرت استنکاف مین زیادتی کی ہی نہ افضلیت مین اور بقاعیؒ نے بر تقدیر تسلیم ترقی کہا کہ ترقی زیادہ عجیب پیدایش مین ہی کہ
وہ نر و مادہ سے پیدا نہین ہین پس عیسیٰ کیا بلکہ آدمؑ سے بھی زیادہ عجیب پیدائش کے ہین پس معنی یہ کہ انکار نہین کریگا عیسیٰ جو فقط بدون باپ کے پیدا ہوا اور نہ
ملائکہ مقربین جو نر و مادہ دونونکے بغیر پیدا ہوے ہین اس بات سے کہ اللہ تعالے کے بندے ہون قال المترجم صاحب اصطلاحات صوفیہ وغیرہ اہل حق نے خوب کہا ہی
کہ اہل بدعت کو شیطان نے بیکار اس مسئلہ مین پھنسایا جسمین کوئی نص از جانب شارع نہین تا کہ رجماً بالغیب اسپر بہت سے مسائل ثابتہ حقہ سے بر بناء مذکور منکر
ہوجاوین کیونکہ ظاہر ہی کہ شرع مین اس مسئلہ کے ظہور پر ہمارا ایمان و اعمال سے کچھ بھی موقوف نہین پس ایماندار کو اسمین بحث کرنا لغو و فضول ہی پھر اللہ تعالے نے آگاہ
فرمایا کہ اُسکی نشان الوہیت و قہاری ہین ملائکہ و عیسیٰ سب بندگی سے فخر کرتے ہین اور اُسکے قبضۂ قدرت مین مسخر ہین اُنکے واسطے کچھ مجال مخالفت نہین بلکہ فرمایا
وَمَنۡ يَّسۡتَنۡكِفۡ عَنۡ عِبَادَتِهٖ وَيَسۡتَكۡبِرۡ فَسَيَحۡشُرُهُمۡ اِلَيۡهِ جَمِيۡعًا۔ اور جسنے اسکی عبادت سے انکار کیا اور تکبر چاہا تو
اللہ تعالے اپنی طرف اسکو حشر فرمادیگا ف یعنے آخرت مین اسکو اپنی طرف محشور فرمادیگا اور جمیعاً سے مراد یہ کہ استنکاف کرنیوالے اور نکرنیوالے یعنے نیک و بد سبکو
اللہ تعالے روز قیامت کو میدان حشر مین جمع فرماویگا پھر اُن دونون قسمونکی تفصیل فرمائی بقولہ تعالے۔ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فَيُوَفِّيۡهِمۡ اُجُوۡرَهُمۡ۔ پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیک کام کیے تو اللہ تعالے اُنکو اپنی مزدوری پوری دیگا ف یعنے اُنکے عملونکے ثواب
پورے عطا فرمادیگا۔ وَيَزِيۡدُهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ۔ اور اپنے فضل سے اُنکے لیے بڑھا دیگا ف یعنے ثواب عمل پر زائد عطیہ دیگا وہ ایسی چیز ہی جو کسی
آنکھ نے نہین دیکھی اور نہ کسی کان نے سُنی اور نہ کسی بشر کے دلپر اسکا تصور گذرا۔ یہ الفاظ حدیث صحیح ہین اور قول حسنیٰ و زیادہ کی تفسیر مین زیادت کی تفسیر

Marfat.com

[illegible] ہی الحاصل مخلوق دو قسم ہین ایک وہ جنھون نے عبادت الٰہی سے تکبر و استنکاف کیا اور دوم اُنکے برخلاف جنھون نے
اللہ تعالےٰ کی بندگی کو اپنا فخر جانا پس جنھون نے استنکاف نہین کیا بلکہ ایمان لائے و نیک اعمال بندگی کے ادا کیے تو اللہ تعالےٰ اُنکو اُس حشر کے
مجمع مین اُنکی نیکوکاریون کے ثواب عطا کریگا اور اسپر اپنی طرف سے بڑھتی عطیہ دیگا جو کسی نے نہ دیکھا اور نہ سنا اور اُسکے خیال مین آیا اور سب سے افضل رضوان
الٰہی و دیدار باریتعالیٰ ہی پس ان بندونکی بزرگی کون قیاس کر سکتا ہی وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا۔ اور رہے وہ جنھون نے اللہ تعالےٰ
کی بندگی سے استنکاف و استکبار کیا۔ فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا۔ تو اُنکو اللہ تعالےٰ عذاب الیم دیگا ف وہ عذاب دوزخ ہی جسمین بے موت
جلا کرینگے ختم نہوگا اور کوئی تدبیر بن نہ آویگی۔ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اپنا ولی نہین پاوین گے
ف جو اُنسے عذاب دور کرے۔ وَلَا نَصِيْرًا۔ اور نہ کوئی ایسا مددگار ف کہ اپنے قابو سے اُنکے سر سے عذاب کو روکے۔ یہانتک اہل کتاب کو تنبیہ کر دی
اور جو وہم و گمان پروے بھٹکے تھے اُسکو صریح حق بیان سے زائل و دفع کر کے عام خطاب فرمایا بقولہ۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ۔ ای لوگو ف یعنی اہل کتاب
یہود و نصاریٰ ای مشرکین بت پرست و آتش پرست وغیرہ سب کے سب ادھر متوجہ ہو کر جانو کہ۔ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ آگئی تمہارے
رب کیطرف سے حجت ف ابن جریج وغیرہ نے کہا کہ مراد قرآن مجید ہی اور معالم مین کہا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور یہی مفسرین نے
اختیار کیا بالقرینہ مابعد۔ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۔ اور ہمنے تمھاری جانب نور واضح اُتار دیا ف یعنے قرآن مجید اور مبین سے معنے لازمی
یعنے بین ظاہر مراد ہی اور نور کی صفت جب بیّن قرار دی تو انتہا ظہور ہو گیا پس اس نور ظاہر پر صدق دل سے یقین لاؤ اور وہ تمھارے حق مین بڑی نعمت ہے
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ۔ پس جن بندون نے اللہ تعالےٰ پر یقین کیا اور اُس نور کو مضبوط پکڑ لیا۔ فَسَيُدْخِلُهُمْ
فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ۔ تو اللہ تعالیٰ اُنکو اپنی طرف سے رحمت و فضل مین داخل کریگا۔ وَيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔ اور اُنکو
اپنی جانب راہ مستقیم دیگا ف جس سے اپنی مراد کو پہونچینگے اور عذاب سے نجات پاوینگے اور اگر نہ مانے تو عذاب دوزخ و دائمی خواری و ذلت اُنپر لازم ہی ف فی العرائس
قولہ تعالیٰ لن یستنکف المسیح الخ عیسےٰ علیہ السلام نے اپنی عبودیت کا اقرار کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو نور توحید مین مستغرق کر دیا تھا لہذا ابن منصور حلاج کا دعویٰ
انانیت مرتبۂ تلوین مین ناقص تھا پھر عیسےٰ کیساتھ ملائکہ کے ذکر سے ملائکہ پر بھی انکار رد ہو گیا اور ظاہر آیت سے عیسےٰ پر ملائکہ کی تخصیص نکلتی ہی اور مراد اس سے یہ
کہ ملائکہ بندگان آسمانی و نجیب درگاہ و زیادہ قدرت والے رکھے گئے ہین اور اس امر مین وہ عیسیٰ سے افضل ہین اور یہ کافرونکے وہم و زعم کے موافق ہی ورنہ عیسیٰ
سے ملائکہ افضل نہین ہو سکتے ہین اور کسی نبی پر اُنکو فضل نہین ہی کیونکہ انبیاء علیہم السلام جمالی و جلالی قدسی ہین اور ملائکہ علیہم السلام روحانی ملکوتی ہین ف ذوالنون
مصری نے کہا کہ قولہ نورا مبینا الخ مخلوق پر تاریکی چھائی ہی اور اللہ تعالیٰ کی حجت وہ نور مبین چمکتا ہی کوئی اپنا حصہ لے گیا اور کسی نے اندھیرے مین ٹکرا کر جان
دی قال المترجم پھر جو اپنا حصہ لیگیا وہ قرب مین مجرمونکے حصہ کا وارث ہی بقولہ تعالیٰ اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس یعنی یہی نورانی بندے
وارث ہین جو فردوس اعلیٰ کو میراث لیتے ہین۔ ہ۔ یعنے دنیا کے ملعونہ کو اپنے نسبی بھائیون کیلیے یعنے کافرون و مشرکون کیلیے چھوڑتے ہین اور خود اُنکے مقامات جنت
کو میراث لیتے ہین اور کافرونکا یہ حال ہی کہ آدمؑ اول اور خاتم المرسلین آخر دونون سے منقطع ہو گئے اور شیطان کی ذریات مین داخل ہو کر منقطع و معدوم ہو گئے کیونکہ کافر
مردہ ہو جاتا ہی تو گویا اس دائرہ میں اول و آخر سب سے خارج ہو گئے جیسے دنیاوی مال کے میراث مین کلالہ ہوتا ہی کہ نہ باپ ہا اور نہ بیٹا اور اصل و فرع دونون سے
مٹ گیا اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ مبارک کو مسئلہ کلالہ پر ختم فرمایا جیسے ابتدائے سورہ مین میراث کا ذکر ہی اور اس سورہ مین جملہ مواریث تین بیان
ہین اول تو اصل و فروع کی میراث اور دوم جورو و مرد کی میراث اور مادری بھائی بہن کی میراث ان سبکا بیان ہو چکا اور سوم میراث کلالہ اور سگے و دلی الارحام
تو اُنکی میراث کا بیان آخر انفال مین ہی پس کلالہ کو فرمایا۔

يَسْتَفْتُونَكَ ۚ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ [illegible]

حکم پوچھتے ہیں تجھ سے تو کہہ کہ اللہ حکم بتاتا ہے تمکو کلالہ کا اگر ایک مرد مر گیا [illegible]

فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَتَا [illegible]

تو اسکو پہونچے آدھا جو چھوڑ مرا اور وہ بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر نہ رہے اسکو بیٹا [illegible]

الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

دو تہائی جو کچھ چھوڑ مرا اور اگر کئی شخص ہیں اس ناتے کے مرد اور عورتیں تو مرد کو [illegible]

ع ۲۴ ۵ الْأُنْثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

عورت کا بیان کرتا ہے اللہ تمھارے واسطے کہ نہ بہکو اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے

يَسْتَفْتُونَكَ ۔ فی الکلالۃ۔ تجھسے فتوی چاہتے ہیں ف کلالہ کے بارہ میں پس سوال میں سے کلالہ حذف ہوا کیونکہ جواب میں مذکور ہے اسپر دلالت کرتا ہے کیونکہ جواب مطابق سوال ہونا چاہیے۔ اور سائل اگرچہ جابر رض اکیلے تھے جیساکہ شان نزول میں آتا ہے پس یستفتونک بصیغہ جمع بوجہ اسکے کہ سوال ایسی چیز سے نتھا جسکا اختصاص حضرت جابرؓ سے ہو پس گویا سوال از جانب صحابہ ایک نے بیان کیا تھا بلکہ جمیع امت کی طرف سے ایک نے سوال کیا پس عموم مرعی ہے اگرچہ بلفظ عموم نہو۔ **قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ** ۔ کہدے کہ اللہ تعالیٰ تمکو کلالہ کے بارہ میں فتوی دیتا ہے ف یہانسے تنبیہ ہے کہ فتوی واضح عبارت میں ہو اور بیتہ و نشان صریح نقل کیا جائے۔ **إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ** ۔ اسمین امرؤ رفع بفعل محذوف ہے جسکی تفسیر فعل ما بعد سے ہے ای ان ہلک امرؤ یعنی اگر مر گیا کوئی مرد جسکی صفت یہ کہ **لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ** ۔ ای لا ولد و ہو الکلالۃ۔ یعنے ایسا مرد مرا کہ نہیں اسکے کوئی فرزند ف لڑکا یا لڑکی۔ اور نہ اسکا والد ہے یعنی باپ پس یہی کلالہ ہے کہ جسکی موت کیوقت نہ فرزند ہو نہ والد ہو۔ اور والد کا نہونا دلالۃ النص سے ثابت ہے جیسا کہ آتا ہے۔ **وَلَهُ أُخْتٌ** ۔ اور اسکی بہن موجود ہو ف اور مراد بہن سے وہ ہے جو ایک ماں و باپ سے ہو یا فقط باپ کیطرف سے ہو اور یہاں دوسری ہو اور وہ بہن مراد نہیں جو فقط ماں کیطرف سے ہو۔ **فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ** ۔ تو اس بہن کو جو عینی یا علاتی ہے نصف ترکہ ملیگا۔ **وَهُوَ يَرِثُهَا** ۔ ای الاخ کذلک یرثہا جمیع ما ترکت اور اگر بھائی ایسا ہو کہ اسکی عینی یا علاتی بہن مری تو بھائی اسکے کل ترکہ کا وارث ہوگا۔ **إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ** ۔ بشرطیکہ بہن کو نہ کا کوئی فرزند لڑکا یا لڑکی نہو اور اگر اس بہن کی اولاد ہو تو دو صورتیں ہیں اگر لڑکا ہے تو بھائی کو کچھ نہیں ملیگا اور اگر لڑکی ہے تو اسکے نصف حصہ کو دیکر جو کچھ بچے وہ بھائی کو ملیگا اور اگر بھائی یا بہن عینی یا علاتی نہیں بلکہ فقط ماں کیطرف سے ہے تو وہ کلالہ نہیں ہے اسکا مفروضہ چھٹا حصہ ہے جیساکہ اسی سورہ کے اول میں گذرا اور ایسے بھائی بہن کے مذکر و مونث میں کچھ تفاوت بھی نہیں ہے چنانچہ وہاں مفصل مذکور ہو چکا پھر بطور کلالہ میراث پانیوالی بہن ایک سے زیادہ ہو یا بہنوں کے ساتھ بھائی بھی ہوں تو انکا بیان فرمایا۔ **فَإِنْ كَانَتَا** ای الاختان۔ **اثْنَتَيْنِ** ۔ پھر اگر دو عورتیں ہوں ف یعنے اگر بہنیں عینی یا علاتی دو ہوں اور مراد انکی دو یا دو سے زیادہ ہوں اس دلیل سے کہ آیت کا نزول حضرت جابرؓ کے حق میں ہوا اور وہ دو سے زیادہ بہنیں چھوڑنیوالے تھے کما سیاتی تو معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ بہنیں ہوں تو انکا حکم یہ ہے کہ **فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ** ۔ الایۃ۔ تو ان دونوں کو دو تہائی اس مال کا ملیگا جو بھائی چھوڑ مرا ہے اور اگر دو سے زیادہ بہنیں ہوں تو بھی یہی حکم ہے۔ **وَإِنْ كَانُوا** ۔ ای الورثۃ۔ **إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً** ۔ اور اگر وارثہ برادری مرد ہوں و عورتیں بھی ہوں یعنی [illegible] بہن دونوں موجود ہوں۔ **فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ** ۔ تو انمیں سے مرد کیلیے دو عورتوں کے حصہ برابر حصہ ہے ف یعنے [illegible] دو چند ملیگا۔ **يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا** ۔ ای یبین اللہ لکم شرائع دینکم لان لا تضلوا بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے دین کے [illegible]

Marfat.com

ان اللہ بکل شیء علیم بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے منجملہ المیراث اور منجملہ کل شئی کے ایک میراث بھی ہے جیسے بیان فرمائی **شیخ ابن کثیر** رحمہ اللہ نے بھی تفصیل و تفسیر سے مسئلہ بیان کیا جسکی تلخیص لانا پسندیدہ ہے۔ براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ آخر جو سورہ نازل ہوا وہ سورۂ براءۃ ہے اور آخر جو آیت نازل ہوئی وہ قولہ یستفتونک الآیۃ ہے (رواہ الشیخان) **قال المترجم اور شیخ سیوطیؒ** نے لکھا کہ مراد یہ کہ فرائض میں جو سب سے آخر آیت اتری وہ یہی آیت ہے اور تفصیل اسکی تحت قولہ واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت الآیۃ مترجم لکھ چکا ہے جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم میرے پاس آئے اور حالیکہ میں مریض تھا اور کچھ سمجھتا نہ تھا پھر وضو فرما کر مجھ پر پانی چھڑکا یا کہا کہ آپکے حکم سے لوگوں نے چھڑکا پس میں ہوش میں آگیا اور میں نے عرض کیا کہ میرا کوئی وارث نہیں سوائے کلالہ کے تو میراث کیونکر ہوگی پس اللہ تعالیٰ نے فرائض کی آیت اتاری (رواہ الشیخان) اور دوسری روایت میں ہے کہ پس اللہ تعالیٰ نے آیۂ میراث قولہ یستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الآیہ۔ نازل فرمائی۔ (کذا رواہ الجماعۃ) اور جابرؓ نے کہا کہ میرے ہی معاملہ میں یہ آیت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ نازل ہوئی (رواہ ابن ابی حاتم) اور لفظ کلالہ ماخوذ از اکلیل ہے جیسے اکلیل سر کو محیط ہوتا ہے اپنے کناروں سے ایسے ہی میت کے حواشی اسکے وارث ہوں تو کلالہ ہے اسیواسطے اکثر علماء نے کلالہ کی تفسیر میں کہا کہ وہ میت جسکے فرزند و والد نہو اور بعض نے کہا کہ کلالہ وہ میت جسکے فرزند نہو **قال المترجم** بعض نے کہا کہ کلالہ وہ ورثہ ہیں جو بغیر فرزند و باپ کے میت کے وارث ہوں **قال ابن کثیر** اور کلالہ کا حکم حضرت عمرؓ پر مشکل ہوگیا تھا جیسے جدہ کی میراث میں اور ربوا کی بعضی صورتوں میں انکو اشکال تھا **قال المترجم** یعنی ان میں اجتہاد کو مساغ ہوگیا اور قطعی کوئی امر کھلا ہوا نہیں ملا چنانچہ خود عمرؓ سے مروی ہے کہ مجھے تمنا ہی کہ جد و کلالہ و ربوا میں حضرت صلعم نے ہمسے کوئی عہد لیا ہوتا کہ جہاں حد پر ہم قطعاً ٹھہرتے (کما رواہ الشیخان) اور نیز روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے اس سے زیادہ کسی چیز میں سوال نہیں کیا جسقدر کلالہ میں پوچھا یہانتک کہ آپ نے میرے سینہ میں اپنی انگلی ماری اور کہا کہ تجکو آیۃ الصیف جو آخر سورۂ نساء میں ہے کافی ہے (رواہ احمد و مسلم) پھر عمرؓ نے کہا کہ کاش اگر میں نے رسول اللہ صلعم سے سمجھ لیا ہوتا تو وہ مجکو سرخ اونٹ سے زیادہ محبوب تھا (رواہ احمد) اور معنی یہ کہ آنحضرت صلعم نے جب آیۃ الصیف کا کافی ہونا فرمایا تو عمرؓ مطمئن ہو گئے اور خوب سمجھ نہ لیا کہ کفایت کیونکر ہے اور آیۃ الصیف اسواسطے کہ گرمیوں میں اتری تھی واللہ اعلم اور قتادہؒ نے کہا کہ ہمسے ذکر کیا گیا کہ ابوبکر صدیقؓ نے اپنے خطبہ میں کہا کہ خبردار رہو کہ سورۂ نساء کے اول میں جو آیت اتری فرائض کے بارہ میں وہ ماں باپ و اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اور دوسری آیت جو رو و مرد اور ماں کیطرف والے بھائی بہنوں کے حق میں ہے اور ختم سورۂ نساء پر جو آیت ہے وہ ایک ماں باپ کے سگے بھائی بہنوں کی میراث میں نازل فرمائی ہے اور جو سورۂ انفال کے ختم پر ہے وہ اولی الارحام بعضہم اولی ببعض ہونیکے حق میں یعنی ان عصبات میں ہے جو قرابت کی وجہ سے ہیں (رواہ ابن جریر) پھر قولہ تعالیٰ ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد۔ ظاہر قول سے بعض نے استدلال کر کے کہا کہ کلالہ ہونیکی شرط سے یہ نہیں ہے کہ باپ بھی نہو بلکہ فقط فرزند نہونا چاہیے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت یہی ہے کما رواہ ابن جریر عنہ باسناد صحیح لیکن جس قول کیطرف [illegible] ہے کہ باپ نہونا بھی شرط ہے اور یہی جمہور صحابہؓ کا قول ہے اور حضرت ابوبکر الصدیقؓ نے مصرح کر دیا کہ کلالہ وہ ہے جسکا فرزند نہو اور باپ نہو اور اسی پر دلالت کرتا ہے قولہ تعالیٰ ولہ اخت فلہا نصف ما ترک کیونکہ اگر اخت کیساتھ باپ موجود ہو تو اخت کچھ بھی ارث نہیں ہوتی اسلیے کہ بالاجماع باپ اسکو محروم کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ کلالہ کیواسطے یہ تو قرآن مجید میں ظاہر صریح مذکور ہے کہ فرزند نہو اور دلالۃ النص سے نکلا کہ اسکا باپ بھی نہو اور مکحولؒ و عطیہ و حمزہ و راشدؒ نے زید بن ثابتؓ سے روایت کی کہ زید بن ثابتؓ سے پوچھا گیا کہ میت کا شوہر اور عینی بہن ہے تو زیدؓ نے شوہر کو نصف اور بہن کو نصف دیا پس زیدؓ سے اسمیں گفتگو کیگئی تو فرمایا کہ میں رسول اللہ صلعم کے حضور میں حاضر تھا کہ جب آپ نے ایسا حکم دیا تھا (رواہ احمد) اور ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس و ابن الزبیر سے نقل کیا کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ میت نے دختر و بہن چھوڑی تو بہن کو کچھ نہیں ملیگا کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلہا نصف ما ترک سو جب اسکی دختر موجود ہے تو فرزند موجود ہے پس بہن کو کچھ نہیں ملیگا اور جمہور صحابہؓ کا قول ان دونوں سے مخالف ہے کیونکہ اس مسئلہ میں آدھا دختر کو اور باقی آدھا بوجہ عصبہ ہونیکے بہن کو دوسری آیت کی دلیل سے دلواتے ہیں اور معاذ بن جبلؓ نے زمانۂ آنحضرت صلعم میں

Marfat.com

یہی فیصلہ کیا تھا اور ابن مسعودؓ نے بحوالہ فیصلہ آنحضرت صلعم یہی حکم دیا اور صورت مسئلہ روایت ابن مسعودؓ یہ ہے کہ میت کی ...
اور پوتی کو چھٹا حصہ دیکر دو تہائی پورا کرکے باقی بہن کو دیا (رواہما البخاری) مقصود آنکہ بہن اس صورت میں وارث ہے قولہ وہو یرثہا ان لم یکن لہا ...
کی پوری میراث ملیگی اگر بہن اس حال سے مرجاوے کہ اسکی میراث کلالہ ہو کہ اُسکے فرزند نہو یعنی فرزند نہو اور باپ بھی نہو کیونکہ اگر باپ ہو تو بھائی کو ...
کچھ بھی نہ پاویگا۔ اور اگر فرض کیا جاوے کہ سوائے باپ کے اور کوئی ذوی الفروض میں سے مانند شوہر یا اخیافی بھائی بہن کے اس عینی یا علاتی بھائی کے ...
ہو تو جو اُسکا فرض مقرر ہے وہ دیکر جو باقی رہا وہ عینی یا علاتی بھائی کو ملیگا بدلیل آنکہ ابن عباس نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ آپنے فرمایا کہ فرض حصہ والوں کو ...
حصہ پہونچادو پھر جو فرائض سے باقی رہے وہ اولی مرد مذکر کا ہے (رواہ الشیخان وغیرہما) قولہ فان کانتا اثنتین فلہما الثلثان مما ترک یعنی اگر دو بہنیں ہوں تو انکو ...
دو تہائی ملیگا پس معلوم ہوا کہ دو بہنوں کے واسطے دو تہائی حصہ ہوتا ہے اسی سے جماعت جمہور نے دو دختروں کا حکم نکالا ہے کیونکہ اولاد کی میراث میں دختروں کے حق میں فرمایا
فان کن نساء فوق اثنتین فلہن ثلثا ما ترک یعنی بیٹیاں اگر دو سے اوپر ہوں تو انکا دو تہائی ہے۔ اور دو دختروں کا حصہ مذکور نہیں ہے یعنی یہاں دو سے
زیادہ دختروں کے واسطے دو تہائی مذکور ہے اور فقط دو دختروں کیواسطے کچھ صریح نہیں پس جب یہاں دو بہنوں کیواسطے دو تہائی مذکور ہے تو اس سے مستفاد ہوا کہ دو کا
حصہ ایک سے زائد کیواسطے ہے خواہ دو ہوں یا دو سے بھی زائد ہوں اور ایسی ہی دختروں کی میراث میں جماعت کے واسطے دو تہائی صریح مذکور ہے وہاں سے مستفاد ہوا کہ اگر
بہنیں دو سے زیادہ ہوں تو بھی دو تہائی پاوینگی **قال المترجم** قرآن میں یہ لطافت واسطے مراتب علماء کے اللہ تعالیٰ نے لطیف کر دیا اور ہمارے نزدیک یہ
استدلال اجود ہے بسبب اُسکے جو **شیخ سیوطی**ؒ نے یہاں دو سے زائد بہنوں کیلیے دو تہائی ہونے پر اسطرح استدلال کیا ہے کہ سبب نزول جابر رضی اللہ عنہ کے
حق میں ہے اور اُنکی بہنیں دو سے زائد تھیں اور وجہ اجود ہونیکی یہ ہے کہ سبب نزول تو بروایت بخاریؒ ہے ولیکن بہنوں سے زائد ہونیکی تعداد بعض اخبار آحاد سے ثابت ہے اور حنفیہ
باحتیاط وجہی اس امر کو روا نہیں رکھتے ہیں کہ ہر خبر آحاد سے کتاب اللہ تعالیٰ پر جو قطعی ہے زیادتی کریں **قال المترجم** حق یہ ہے کہ یہاں ہر خبر آحاد بعد انکہ قابل احتجاج
ہو بالاتفاق قبول ہونا چاہیے کیونکہ اس سے ایسی زیادتی لازم نہیں آتی جو حکم کتاب اللہ میں کوئی تغیر پیدا کریگی اور نیز مترجم کو امام ابو حنیفہ و صاحبین رحمہم اللہ سے
کوئی صریح روایت اس مسئلہ کی نہیں ملی کہ کتاب پر زیادتی بخبر واحد نہیں جائز ہے بلکہ موطائے امام محمدؒ سے ظاہر ٹپکتا ہے کہ حدیث جبکہ صحیح ہو جاوے تو اُسکو بحث
اجتہادی میں قبول کرنا انکا دستور تھا اور یہ ضرور نہیں کہ جو ظاہر حدیث ہے وہی اس سے مراد بھی ہو بلکہ یہ تو بعض آیات میں بھی نہیں ہے چنانچہ اسی آیت کلالہ میں کلالہ
وہی نہیں جسکے فقط فرزند نہو بلکہ باجتہاد یہ ثابت کیا گیا کہ فرزند اور باپ دونوں نہوں اور بعض شراح منہاج بیضاوی نے اسکو مصرح لکھا ہے جسکی طرف میں نے
اشارہ کیا اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ متاخرین فقہانے یہ مسئلہ نکالا ہے چنانچہ **مولانا شاہ ولی اللہ**ؒ نے اسکو صریح بیان کیا ہے اور حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آیت کلالہ آنحضرت
صلعم پر ایسے حال میں اُتری کہ آپ سفر میں چلے جاتے تھے پس آپ ٹھہر گئے اور ناگاہ حذیفہ کی اونٹنی کا سر آپکے راحلہ کے ردیف پاس تھا پس آپنے دیکھکر حذیفہ کو یہ
آیت تلقین کی پھر حذیفہؓ نے جو نظر کی تو عمرؓ کو پایا اور اُنکو یہ آیت تلقین کی پھر جب حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا تو عمرؓ نے حذیفہ کو بلا کر اُنسے یہ آیت پوچھی تو
حذیفہؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے یہ آیت تلقین فرمائی پس میں نے تمکو ویسی ہی تلقین کر دی جیسے مجھے رسول اللہ صلعم نے تلقین کی تھی اور واللہ میں سچا
ہوں (رواہ الحافظ ابو بکر احمد بن عمر البزار) اور پھر عمرؓ یہ کہا کرتے کہ ای میرے پروردگار اگر تو نے حذیفہ پر اسکے معنی کھولدیے ہیں تو مجھپر یہ اب تک نہیں ظاہر ہوئے
(رواہ ابن جریر بہذہ الزیادۃ) اور عمرؓ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کلالہ میں اجماع کرنے پر اکٹھا کیا تھا کہ ناگاہ گھر میں ایک سانپ نکل آیا پھر لوگ متفرق ہوگئے تو عمرؓ نے
کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ امر پورا کرنا منظور ہوتا تو پورا کر دیتا (رواہ ابن جریر عن طارق بن شہاب باسنادہ صحیح) اور جاننا چاہیے کہ حضرت عمرؓ نے جیسے حضرت
صلعم سے تین باتیں نہ پوچھنے پر افسوس کیا تھا ویسے ہی حضرت ابو بکرؓ سے بھی نہ پوچھنے پر افسوس کیا ہے اور حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں ابو بکرؓ
سے خلاف کروں اور واضح رہے کہ حضرت ابو بکر الصدیقؓ فرماتے تھے کہ کلالہ ما عدا الوالد والولد ہے یعنی میراث کلالہ میں فرزند اور باپ دونوں نہونا شرط ہے قال ...

قول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ہی اُسی پر جمہور صحابہ و تابعین ہین اور یہی مذہب چارون فقیہ اماموں اور فقہاء سبعہ مدینہ کا ہی تو لیبین اللہ لکم ان تضلوا مفسرین نے ان تضلوا بمعنے لان لا تضلوا۔ بیان کیا اور یہ کسائی و فراء و کوفیین کا قول ہی اور ابو عبید نے کہا کہ مین نے کسائی کو حدیث ابن عمر رض بتائی کہ لا یدعوا احدکم علی ولدہ ان یوافق من اللہ ساعۃ اجابۃ۔ یعنے مت بد دعا کرے کوئی تم مین سے اپنے فرزند پر تا کہ ایسا نہو کہ اتفاق سے وہ گھڑی ہو جسمین دعا قبول ہو جاتی ہی مقصود یہ کہ ان یوافق بمعنے لان لا یوافق ہی جیسے آیت مین ان تضلوا بمعنے لان لا تضلوا ہی بصریون نے کہا کہ معنے یہ ہین یبین اللہ لکم کراہتہ ان تضلوا۔ یعنے کھلا بیان فرماتا ہی اللہ تعالیٰ بوجہ کراہت اس امر کے کہ تم گمراہ ہو جاؤ۔ یعنی چونکہ وتعالیٰ کو کمال رحمت سے تمہارا بھٹکنا منظور نہین لہٰذا صاف صاف تمہاری شریعت کے احکام بیان فرماتا ہی اور اجتہاد کی گنجایش چھوڑ دینا بھی آسانی ورحمت در موجب مزید ثواب ہے اسکو کشاف مین لیا اور بیضاوی نے مرجح قرار دیا واللہ اعلم

سُورَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ مِائَةٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَاثْنَانِ وَثَلٰث

اس سورہ کا نام سورۂ مائدہ ہی اور وہ ایک سو بیس ۱۲۰ آیتین ہین یا ایک سو بائیس ۱۲۲ یا ایکسو تیئیس ۱۲۳ آیتین ہین قرطبی رح نے کہا کہ اس سورہ کے مدینہ ہونے پر اجماع ہی اور محمد بن کعب یعنے قرظی رح نے کہا کہ حجۃ الوداع مین مکہ و مدینہ کے درمیان حالت رفتار مین اُتری ہی اور اسما بنت یزید سے روایت ہی کہ مین حضرت صلعم کی اونٹنی عضباء کی مہار پکڑے ہوے ہون کہ ناگاہ آپ پر سورۂ مائدہ پوری اُتری اور قریب تھا کہ اُسکے بوجھ سے اونٹنی کا بازو کوفتہ ہو جاوے (رواہ احمد بسند صالح) حالت وحی مین ایک سخت بار عظیم پڑتا تھا حتی کہ حضرت صلعم کے سخت جاڑون مین پسینہ آجاتا تھا اور کبھی اگر کسی صحابی کی ران پر سر مبارک ہوا تو اسکی ران پھٹنے لگتی تھی (م) اور ابن لہیعہ کی روایت مین ہی کہ وہ اُٹھا نہ سکی حتی کہ آپ اُتر پڑے **قال المترجم** یہ روایت ضعیف ہی کہ آپ اُتر پڑے بلکہ ثابت پہلی روایت ہی اور ام عمرو نے اپنی پھوپھی سے مانند روایت اول کے روایت کیا (رواہ ابن مردویہ) اور حضرت عائشہ رض سے ہی کہ یہ سورۃ آخر نازل ہوئی ہی سو اسمین جو تم حلال پاؤ اسکو حلال رکھو اور جو حرام پاؤ اسکو حرام رکھو (رواہ الحاکم وصححہ) اور جبیر بن نفیر نے کہا کہ پھر مین نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کا خلق عظیم کیا تھا فرمایا کہ قرآن (رواہ احمد بہذہ الزیادۃ والنسائی ایضًا) اور ضمرہ بن حبیب و عطیہ بن قیس سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ قرآن مین سے آخر مین اُتاری گئی تو اُسکے حلال کو حلال رکھو اور اُسکے حرام کو حرام رکھو (رواہ ابو عبید) اور عمرو بن شرحبیل سے ہی کہ مائدہ مین سے کچھ منسوخ نہین ہوا۔ اور شعبی رح نے استثناء کیا قولہ یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشہر الحرام ولا الہدی ولا القلائد۔ اور ابن عباس رض نے استثناء زائد کیا قولہ فان جاؤک فاحکم بینہم او اعرض عنہم الآیۃ۔ اور میسرہ رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قولہ المنخنقۃ سے قولہ اذا حضر احدکم الموت تک متفرق اٹھارہ حکم اس سورہ کے سوائے قرآن کے اور سورتون مین نہین فرمائے قلت اور انیسوان حکم یہ زائد کیا گیا قولہ اذا نادیتم الی الصلوٰۃ یعنی اذان کا ذکر اسی سورہ مین ہی اور سورۂ جمعہ مین مخصوص بجمعہ ہی اور واضح رہے کہ آخری نزول اسکا باعتبار احکام حلال و حرام کے یا باعتبار پوری سورہ وغیرہ کے ہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

اے ایمان والو پورا کرو اقرار کو حلال ہوے تم کو چوپائے مواشی اُسکے سواے جو تم کو سنا دینگے

غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ

مگر حلال نہ جانو شکار کو اپنے اوپر احرام مین اللہ حکم کرتا ہی جو چاہے

لم ينسخ منها شئ ۱۲

Marfat.com

واضح ہو کہ آیت مین کھلی ہوئی بلاغت اس درجہ پر ہے کہ آدمی کی عقل حیران ہوتی ہے ذرا سی بات ہے کہ اتنا مختصر کلام اور اسمین اتنے احکام [illegible] حالانکہ تفصیل مین بڑے بڑے دفتر لکھے گئے ہین دوم بہیمۃ الانعام کی تحلیل سوم استثنا انکا جو حلال نہین چہارم احرام باندھنے [illegible] ایسے شکار کی تحلیل ششم اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے ہفتم اللہ تعالیٰ کیواسطے ارادہ کرنا ثابت ہے۔ یہ تو صریحی اس سے نکلتے ہین اور جو [illegible] بہت طوالت چاہتا ہے اور **نقاش** رحمہ اللہ نے حکایت لکھی کہ فیلسوف کندی کے لوگون نے اس سے کہا کہ اے یونانی حکیم [illegible] قرآن کے مثل بنا دے اُسنے کہا کہ اچھا مین اس سے ایک ٹکڑے کے مثل بنائے دیتا ہون جو باقی کیواسطے دلیل ہوگا پس بہت دنون تک پوشیدہ رہا پھر [illegible] قصور نہین کیا مگر سچ یہ ہے کہ واللہ مین ایسا نہین بنا سکتا ہون اور کوئی نہین بنا سکتا ہے مین نے اس کتاب کو کھولا تو سورۂ مائدہ نکلی پھر مین نے غور کیا [illegible] دو سطر مین وفاء عہد کا حکم اور عہد شکنی سے ممانعت اور تحلیل عام و استثنا احرام اور خبر از کمال قدرت و حکمت بھرا ہوا ہے اور یہ کسی مین طاقت نہین کہ کلام [illegible] و بلیغ و الفاظ پاکیزہ و شستہ عبارت اور ایسے مضامین اور اتنے احکام اور ایسے واضح اور اتنے حرفون مین ادا کردے **مترجم** کہتا ہے کہ اسکی دانشمندی نے اُسکو انصاف پر مجبور کیا کہ اُسنے سچ بات کہدی اور دانائی سے بھی خالی نہین کیونکہ اگر بناتا تو علماء و حکما کے نزدیک فضیحت ہوتا اور اعتبار جاتا رہتا اور واللہ باللہ العظیم اگر وہ اور اُسکے اگلے پچھلے بلکہ تمام جن و انسان بلکہ تمام عالم جمع ہون تو اس قرآن معجز نظام کے مثل بلکہ اُسکے ایک سورہ بلکہ ایک آیت کے مثل نہین لا سکتے ہین قال تعالیٰ۔ **یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا**۔ یہ خطاب اہل ایمان کو ہے جو اللہ عزوجل کے احکام کے مطیع ہین کیونکہ نافرمانی کرنیوالونکو خطاب غیر مستحسن ہے اور بیکار ہے اسیواسطے علماء حنفیہ نے کافرونکو فروع اعمال سے مکلف نہین قرار دیا اور علماء شافعیہ نے اس نظر سے مکلف قرار دیا کہ سزاے عذاب بڑھیگی پھر تابعی جلیل زہری ؒ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین امنوا۔ تو اس خطاب مین آنحضرت صلعم بھی شامل ہین رواہ ابن ابی حاتم۔ اور عبد اللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا کہ جب تم سنے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین امنوا۔ تو خوب کان لگا کر سُن کہ وہ کوئی بھلائی ہوگی جسکا تجکو حکم فرماتا ہے یا کوئی بد بات ہوگی کہ جس سے تجکو منع فرماتا ہے رواہ ابن ابی حاتم۔ چنانچہ یہان حکم دیا کہ۔ **اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ**۔ تم پورے کرو عقود **ف** العہود المؤکدۃ التی بینکم و بین اللہ تعالیٰ و الناس یعنی عقود جمع عقد کی بمعنے گرہ۔ اور مراد وہ تاکید کیے ہوے عہد ہین جو ایمان والون اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہین یا مومنون اور لوگون کے درمیان ہین۔ اور لوگ عام ہین خواہ وہ بھی مومن ہون یا کافر ہون اور اللہ تعالیٰ کے عہد سے تکالیف شرعی نماز و روزہ بجا لانا و حرام و ممنوع سے باز رہنا مراد ہین۔ پھر ابن عباس ؓ و مجاہد و دیگر ائمہ سلف سے عقود کی تفسیر عہود آئی ہے اور ابن جریر ؒ نے اسپر اجماع نقل کیا مگر مفسر **سیوطی** ؒ نے العہود المؤکدۃ سے تفسیر کی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ عقد کا استعمال حقیقت اجسام مین ہے چنانچہ عقدت الحبل۔ رسی مین گرہ دی یا خوب بل دیا۔ اور جب اسکو معانی مین استعمال کرتے ہین تو مراد اس سے لزوم و احکام شدید ہوتا ہے پس چونکہ یہان اسی معنی مین مستعمل ہوا لہذا مؤکدۃ اسکی صفت خود ظاہر ہے۔ اور علی بن ابی طلحہ ؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کی کہ اوفوا بالعقود یعنی عہود جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا اور جو حرام کیا اور جو فرض کیا اور تمام حدود جو قرآن مین ہین اور یہ کہ غدر و بیوفائی مت کرو [illegible] اور واضح ہو کہ جو عہود حدیث سے ثابت ہین وہ بھی اسمین داخل ہین اور قتادہ وغیرہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت وغیرہ کے اسمین عہد و قسم وغیرہ۔ اور حق یہ ہے کہ ابن عباس ؓ نے فقط عہد الٰہی کی تفسیر کی اور قول قتادہ بھی اسمین داخل ہے کیونکہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ عہود جاہلیت کو اسلام سے شدت و مضبوطی ہو گئی ولیکن جدید حلف و موالات سے منع فرمادیا چنانچہ قولہ و لکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان و الاقربون الآیہ۔ کی تفسیر مین مذکور ہو چکا ہے اور آیت عام ہے کہ جملہ عہود کو شامل ہے جیسا کہ مفسر ؒ نے لکھا لیکن انھین عہود کا وفا کرنا لازم و مؤکد ہے جو موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم ہون اور جو ایسے نہون بلکہ انکے خلاف ہون تو [illegible] ہین حتی کہ قسم جو کسی معصیت کرنے پر ہو اُسکا توڑ دینا لازم ہے اور لزوم کفارہ بوجہ جرم کے ہے نہ بوجہ درستی عہد کے۔ اگر کہا جاوے کہ کافرون سے اگر صلح کرے [illegible] جائز ہے تو جواب یہ ہے کہ انکو کہلا بھیجے کہ ہمنے صلح توڑ دی پھر جو چاہے کرے اور یہ روا نہین ہے کہ حالت صلح مین بدون ذکر کیے اگر وہ ملک اسلام مین آوین تو [illegible]

Marfat.com

[illegible] کہ وہ ہمارے کستی تاجر کیساتھ ایسا کرین تو ہم کو اُنکے تاجر کے ساتھ نہین کرنا چاہیے اور زید بن اسلم سے روایت ہی کہ قولہ اوفوا بالعقود یعنی عہد ہین عہد اللہ تعالیٰ و عقد الحلف و عقد الشرکت یعنی تجارت وغیرہ مین و عقد البیع او ر عقد النکاح اور عقد قسم اور جو علما اسطرف گئے ہین کہ عقد بیع مین بعد ایجاب و قبول ہو جانیکے پھر مجلس بیع مین اسی حال پر موجود ہونیکے باوجود بائع و مشتری مین سے کسیکو خیار مجلس نہین رہتا ہی اُنھون نے اسی آیت سے استدلال کیا کیونکہ لزوم بیع کے بعد اسکا وفا کرنا واجب ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ و امام مالک کا ہی اور جمہور نے اسمین خلاف کیا بدین دلیل کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو شخص باہم خرید و فروخت کرین تو دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہی جبتک کہ دونون جدا نہو جاوین (رواہ البخاری) اور یہ منافی آیت نہین بلکہ اس عقد کے مقتضیات مین سے ہی پس اسکا التزام بھی اسکے عقد کے وفا کرنے مین داخل ہی اور تمام یہ بحث متعلق بفروع ہی بالجملہ فرض ہی کہ ایماندار تمام عہود کو وفا کرے خواہ اللہ تعالیٰ سے عہد ہو اور وہ قرآن و حدیث مین ہین یا کسی بندے سے موافق شرع شریف کے عہد ہو مانند عہد امانت و معاملات وغیرہ کے سب پورے کرے جسطرح عہد کیا ہو اور اسی حکم کی تفصیل ہی جو اس سورہ مین احکام مذکور ہین از انجملہ فرمایا۔ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ تمھارے لیے بہیمۃ الانعام حلال کیے گئے یعنی اونٹ و گاے و بکری بعد ذبح کے کھانا۔ مفسرؒ نے بہیمۃ الانعام مین تین قسم بیان کین اونٹ اور گاے اور بکری کذا فسرہ قتادہ والحسن وغیر واحد سو گاے مین بھینس کی قسم بھی شامل ہی اور بکری مین دنبہ و بھیڑی و مینڈھا سب شامل ہے دز قولہ بعد ذبح کے کھانا یعنے اُنکی حلت از راہ اکل ہی کہ کھانا حلال ہی کیونکہ حلت و حرمت کا تعلق فعل سے ہی کسی چیز کی ذات سے متعلق نہین ہوتا ہی اور یہی **فخر الاسلام بزدوی** نے صریح لکھا ہی چنانچہ جو جانور مثلاً شیخ صدو کے نام پر ذبح کیا گیا تو اس جانور کی ذات مین کچھ خرابی پیدا نہین تاکہ اس سے چھونا و دیکھنا بھی روا نہ ہو بلکہ اسکا کھانا حرام ہی اور دوسری قید مفسرؒ نے ذبح کی بڑھادی اور وہ ظاہر ہی اور حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے اُن اقسام کے جانورون مین سے بیان کردیا جو حلال ہین پھر شرط اُسکے کھانیکی یہ ہی کہ ذبح کرے پھر واضح ہو کہ تین قسمین جو مفسرؒ نے بیان کی ہین انعام کی لفظ سے لغت مین بھی یہی مراد ہوتی ہین کما قال ابن جریر اور دراصل وہ چرنیوالے چوپایہ کو کہتے ہین لیکن اہل لغت کا اسپر اجماع ہی کہ سم والے چوپایہ اسمین شامل نہین ہین اور بہیمہ ہر چوپایہ کو کہتے ہین پس اضافت عام بسوے خاص ہی جیسے سورۃ المائدہ یا انھین چوپاؤن کو جو انعام ہین تو اضافت بیانیہ ہوگی اور بہیمہ سے چونکہ جنس مراد لی لہذا اسکو جمع نہین فرمایا۔ پھر **شیخ ابن کثیر** نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عباسؓ و ابن عمرؓ وغیر واحد نے اسی آیت سے استدلال کیا کہ اگر انعام مین سے کوئی مادہ ذبح کیگئی اور اُسکے پیٹ مین مردہ بچہ نکلا تو وہ حلال ہی اور یہ ایک حدیث مین بھی منصوص ہی چنانچہ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کبھی اونٹنی یا گاے یا بکری ذبح کیجاتی ہی اور اُسکے پیٹ مین سے بچہ نکلتا ہی تو ہم اُسکو پھینک دین یا کھاوین تو فرمایا کہ تمھارا جی چاہے کھاؤ کیونکہ اسکی ماں کا ذبح کرلینا وہی اُسکا ذبح کرنا ہی (رواہ ابو داؤد وابن ماجہ والترمذی وقال حسن) وعن جابر مرفوعاً قال ذکوۃ الجنین ذکوۃ امہ۔ (رواہ ابو داؤد) یعنی پیٹ کے بچہ کا ذبح کرنا وہی اُسکی ماں کا ذبح ہی (ابو داؤد) اور یہی قول امام ابو یوسفؒ و محمد و دیگر ائمہ کا ہی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک بچہ اگر مردہ نکلے تو اُسکا کھانا حلال نہین ہی پھر عموم بہیمۃ الانعام کی حلت سے استثنا فرمایا بقولہ۔ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ سوائے اسکے کہ تلاوت کیگئی تیرے تحریم اسکی بقولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ والدم الآیۃ یعنی پس استثنا منقطع ہی اور ہو سکتا ہی کہ استثنا متصل ہو اور تحریم بسبب موت وغیرہ عارض ہو جانیکے ہی پس مفسرؒ نے مقدر کیا ای تیلی تحریمہ علیکم یعنی سوائے اس چوپایہ کے جسکی تحریم تمپر تلاوت کیگئی ہی اور مراد متلو سے منصوص بقولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الآیۃ۔ یہ ایسا ہی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا اور اس صورت مین استثنا متصل نہوگا اسواسطے کہ مستثنے از جنس مستثنے منہ نہین ہی اور تیلی علیکم بمعنے تلی علیکم ہوگا ولیکن مضارع بمعنے حال اس غرض سے کہ فی الحال وہ ذہن مین حاضر ہو جاوے کہ ملاکر خوب سمجھ مین آوے اور **شیخ ابن کثیر** نے فرمایا کہ ظاہر یہی کہ مراد اس سے جو آگے آتا ہی یعنی قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع۔ کیونکہ یہ چیزین اگرچہ انعام مین سے ہین لیکن اُن عوارض سے حرام ہوئین کہ اپنی موت سے مرکر کھانیکے حقمین مردار ہوئین یا گلا گھونٹے جانیسے

Marfat.com

مری وغیر ذلک پس تیلی علیکم یعنے سنیلے علیکم ہوگا یعنے آگے تحریم آتی ہی کیونکہ یہ سورہ پورا ایکبارگی نازل ہوگیا پس بیان مین تاخیر نہین ہوئی
مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ - درحالیکہ تم شکار کو حلال کرنیوالے نہو حالانکہ تم محرم ہو **ف** جاننا چاہیے کہ محرم یعنی محرم وہ ہی جسنے
حج یا عمرہ کا احرام باندھا یا حرم کعبہ مین داخل ہوا اور نص و اجماع اسکو شکار کرنا یا بتانا یا مدد کرنا حرام ہی پس یہان بہیمۃ الانعام کی حلت کی
یعنے بہیمۃ الانعام سوائے ماتلی کے تمپر حلال اس قید سے ہین کہ انکو کھاؤ درحالیکہ تم شکار کے حلال کرنیوالے نہو یعنی حالت مین کہ تم احرام باندھے
ظاہر ہوا کہ جو شخص احرام مین ہی اُسکو شکار کا گوشت کھانا حرام نہین جبکہ کسی حلال نے شکار کرکے دیا ہو اور یہ اسکا محل نہوا ہو (م) پس احلت
لکم کی ضمیر سے جو بقوت فاعل ہی غیر محلی الخ حال واقع ہی یعنے عاد مین احلال الصید اور قولہ انتم حرم حال ہی ضمیر محلی الصید سے اور جو کمالین ہی
کہ ای احلت لکم ہذہ الاشیاء الا محلین الصید - تو اس صورت مین غیر محلی الصید استثناء ہوجاتا ہی حالانکہ اسمین تعسف ہے جیساکہ **بیضاوی** نے کہا
کیونکہ وہم ہوتا ہی کہ محلین الصید سے مطلقاً انکی حلت منتفی ہی حالانکہ ایسا نہین (کذا قیل) پھر وارد ہوتا ہی کہ بہیمۃ الانعام تو پالو جانور ہین جیساکہ بیان
ہوا اور صید وحشی جانور ہوتے ہین تو جواب کمالین یہ کہ جو لوگ استثناء قرار دیتے ہین وہ البتہ بہائم مذکور کو عام شامل ہرن نیل گاے وغیرہ کو لیتے ہین
اور ہمنے اُسکو حال قرار دیا تو معنے یہ ہین کہ حلال کردینا اللہ تعالیٰ کیطرف سے احسان ہی اور حرام مین شکار کرنا ممنوع ہی پس حاصل آنکہ ہمنے تمپر بعض بہیمۃ الانعام
حلال کیے درحالیکہ تم باز رہو حالت احرام مین شکار کرنیسے کہ جس سے ممانعت ہے تو یہ انعام جاتا ہے **کذا قال الزمخشری فی الکشاف**
مترجم کہتا ہی کہ یہ تقریر ضعیف ہوگی جبکہ غیر محلی الصید کو حال مقید فقط بدین غرض قرار دیا جاوے کہ مرتکب جرم نہو حالانکہ غیر تارک الصلوٰۃ والصوم
وغیرہ اس سے بھی بڑھکر جرم مین ہی غیر محلی الصید کی خصوصیت ترجیح بلا مرجح ہی اور اگر بہیمۃ الانعام عام لیا جاوے جو وحشی و صید کو شامل ہو پھر یہ تقریر بلائی جاوے
تو ایراد نہین ہوتا ہی اور کلام زمخشری اسکو محتمل ہی اور جو اسنے لفظ بعض بہیمۃ الانعام کہا ہی تو اس سے یہ مراد نہ لیجاوے کہ وحشی کو نکالدیا اور پالو کو رکھا
لہٰذا بعض انعام رہے جیساکہ کمالین مین ہی بلکہ بعض انعام اس معنی کر کہ ماتلی علیکم مستثنے کردیے ہین لہٰذا بعض کہنے فلیتامل فی ہذا المقام فانہ مع وضوحہ من
مزال الاقدام - **إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ** - اللہ تعالیٰ جو ارادہ فرماتا ہی وہ حکم دیتا ہی **ف** یعنی حلال کرنا و حرام کرنا جو چاہتا ہی حکم کرتا ہی اُسپر کوئی
اعتراض نہین ہی اور یہ ظاہر ہی اور اس سے کافرونکے ساتھ بحث کرنیکا طریقہ ظاہر ہوا کہ پہلے انکو قائل کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ قادر مختار ہی جب یہ ثابت ہوا
تو خود ثابت ہی کہ جو چاہے وہ حکم کرے اسمین سراسر حکمت ہی اور کوئی مالک مختار پر اعتراض نہین کرسکتا ہی اور انھین آیات سے معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقہ جو
فلاسفہ کا جھوٹا چاٹنے والے ہین انکا قول مردود ہوا کہ وہ لوگ گستاخی سے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ جو بندونکے واسطے مصلحت ہو وہ حکم کرے
اور اہلسنت کہتے ہین کہ یہ گستاخی محض جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ قادر مختار ہی اُسپر واجب و فرض کیسا یہ تو بندونپر احکام کی پابندی ہی اور اگر معتزلہ وغیرہ
جاہل یہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ حکم فرماتا ہی وہ سراسر حکمت و مصلحت ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر ہی تو انکے حق مین بہتر ہوتا **ف** عرائس مین ہی کہ قولہ یا ایہا الذین
آمنوا - اللہ تعالیٰ کیواسطے پاکیزہ صفات کے نام ہین از انجملہ المومن نام الٰہی ہی پس اس نام کا نور اپنے خاص بندونکو دیکر مومنونکے نام سے خطاب فرمایا وہ
اُسکے نور سے دیکھتے ہین اور اُسکی ہدایت پر نور صفات تک پہونچتے اور وہان یقین و سکون سے متصف ہوتے ہین **ابن عطا** نے کہا اے ایسے بندو جنکے دل
ایسے قلب ہین جو مجھسے غافل نہین ہوتے اور ہمارے اُستاد **شیخ ابو عبداللہ** بن خفیف نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنونکو غیب کی خبردی انکو دل سے سمجھا اور انکا
یہی ایمان ہی اور **ابو الحسین فارسی** نے کہا کہ قولہ وفوا بالعقود - بندونکو حکم دیا کہ معاملات مین سیاست کو اور محاسبات مین ریاضت کو اور خطرات مین
سلوک کو اور مشاہدات مین ادب کو نگاہ رکھین کیونکہ بندونکو عالم اسباب مین ان امور سے چارہ نہین ہی اور بعض نے کہا معرفت کے ساتھ قلب کا عہد ہی اور اللہ تعالیٰ
کی ثنا وصفت بیان کرنے مین زبانکا عہد ہی اور اعضا کو خشوع خضوع سے رکھنے مین عہد جوارح کو پورا کرین اور **جعفر بن محمد** نے فرمایا کہ یا ایہا

سلام ۱۵ یہ مراد ہی کہ جو کلام جسقدر ظاہر خالص ہو اسکے واسطے کرسکتا ہین ۱۲ م

Marfat.com

یعنی میں یا دعا کی یہ اشارہ و شہادت ہے پس یا تو ندا ہے اور ہا کنایہ ہے اور الذین اشارہ ہے اور آمنوا شہادت ہے اور شیخ رحمہ اللہ نے اس تفسیر میں اشارہ رکھا ہے پس شاید مراد یہ کہ یا تو نداء ازل ہے جس سے فقط اونکو تقاضائے شوق ازلی کی طرف بلایا۔ اور ہائے اہل انبساط میں سے خاص لوگونکو خطاب بسط ہے اندر ہا ان لوگونکو ہے جو جلال و عظمت میں غائب و متحیر ہیں اور الذین سان لوگونسے اشارہ ہے جو جلال عظمت میں کھڑے اُسکے دیدار کے مشتاق ہیں۔ آمنوا اُنکا وصف بدین اعتبار ہے کہ امانت ازلی کو انھون نے قبول کیا اور یہ وہی معرفت ہے جو آسمانون و زمین و پہاڑون پر پیش کیگئی تھی اور انھون نے اسکی عظمت اور اپنی حقارت کو دیکھکر برداشت کرنیکا اقرار نہ کیا قولہ تعالیٰ اوفوا بالعقود۔ یہ خطاب صیغہ امر ہے جو واسطے طلب فعل کے ہوتا ہے اُن لوگونسے طلب کیا گیا کہ اس عہد ازل کو پورا کرو جو تمنے امانت معرفت قبول کرنیکے وقت اقرار کیا تھا اور مشاہدہ کے ساتھ ربوبیت کا اقرار کر چکے۔ یہ عہد اُن روحونکے ساتھ تھا جنکو اپنی صفات ظاہر کرکے ازل میں عارف کر دیا تھا پس ہر صفت کے کشف میں ایسی روح کیساتھ ایک عہد ہو گیا کیونکہ روح مذکور اس صفت سے متصف ہو گئی اور اُسکے نور میں اجسام کے اندر اپنے مولےٰ حق سبحانہ کی طلب میں بلند پرواز ہے اور سار ارواح و اشباح پر اسیقدر وفا کرنا لازم ہے جسقدر اُنکو صفات ازلی سے متصف ہونیکی وجہ سے تخلق حاصل ہوا اسیواسطے اوفوا بالعقود کہا کیونکہ عقود جمع عقد و عہد ہے اور عہود یہان[اجسام] از الدین چنانچہ اول عہد وہ ہے جو ارواح نے قبل اجسام کے میدان ازل میں قبول کیا اور بعض نے کہا کہ اول عقد تجرید وہ قبول اس بات کا ہے کہ او تعالیٰ ہمارا پروردگار ہے پس غیر کیطرف رجوع کرکے عہد شکن مت ہو۔ عقد دوم امانت برداشت کرنا اُسکو مت توڑو **واسطی** نے کہا کہ عقود کیساتھ جبتک نیت بالجزم نہو تو مقصود تک پہونچنے میں طرح طرح کے رنگ بدلتے ہیں اور **جریری** نے کہا کہ وفا متصل بصفا ہے استاذ نے فرمایا کہ ندا دی انکو قبل اسکے کہ ظہور میں لایا جاوے اور مومن انکا نام رکھدیا قبل اسکے کہ انسے اہلیت پائی جاوے وہ ازل میں ہوا یہ ابد سے ملا تو قولہ یا ایہا الذین آمنوا۔ سے مشرف کیا اور اوفوا بالعقود سے مکلف کیا اور چونکہ تکلیف موجب مشقت ہے تو پہلے نام کا شرف دیکر پھر اُنکو کام کی مشقت دی قولہ غیر محلی الصید و انتم حرم۔ یہان جس محرم کو ذکر فرمایا اشارہ میں وہ بندہ ہے جسنے حرم قرب میں انوار عزت کا لباس پہنا اُسکو منع کیا کہ عبودیت کے جنگل میں حظوظ نفس کا شکار نہ کھیلے کیونکہ جس شکار کا قصد کرتا ہے وہ آہوان صفات ہیں اور در حقیقت یہ خود صید ہے اور جو صید ہو گیا اُسکے حق میں نکلنا حرام ہے استاذ نے فرمایا کہ محرم تو اپنی ذات سے مجرد ہے اُسکی طرف ہمہ تن قصد رکھتا ہے اسکی صفات سے لائق یہ ہے کہ ہر جاندار کے اذیت دینے سے باز رہے **قال المترجم** حیوان جملہ مخلوقات الٰہی ایک وجہ خاص سے ہیں جو اُسکی معرفت پر قربان ہیں پس حلال نہیں کہ کسی جانور کو غیر حق کیواسطے قربان کرے پس یہ کمال تشریف ہے کہ بندہ عارف موحد ان جانور بہائم کیلیے قربانی کا مقصود کافی قرار پایا اور بھید ظاہر ہے پس اگر یہ نہو تو ذبح جانور پر ماخوذ ہونا بضمن اپنے بد افعال کے اقرب ہے واللہ اعلم فافہم قولہ تعالیٰ ان اللہ یحکم ما یرید۔ آمین نفوس کی امید کاٹ دی کہ وہ اپنی خواہشون کو تدبیر سے حاصل نہیں کر سکتے ہیں اور کوئی چاہے کہ سابقہ مشیت کو اپنی تدبیرات و مشقت سے کھوے تو اُسکی تمنا بیکار ہے اپنی ہی ذات عالی متعالی کو فرد واحد قرار دیا کہ ازل میں جو حکم چاہا دیدیا چنانچہ مخلوق کے ارادات باوجود کمال کوشش و تدبیر کے پورے نہیں ہوتے یہی دلیل کافی ہے اور دنیا پر بلائیں نازل فرماتا ہے مگر رحمت ہے کہ پہلے اُنکو جمال سے بیہوش کر دیا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بے حرمت کرو نشانیون اللہ کی کو اور نہ مہینے حرام کو اور نہ وہ جانور کہ نیاز کعبہ کی ہون اور نہ جنکے گلے میں پٹا ڈالکر لیجاوین کعبہ کو اور نہ

آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا

قصد کرنیوالون گھر حرمت والے کو کہ چاہتے ہیں فضل پروردگار اپنے کے سے اور رضامندی اور جب حلال ہو تم یعنے احرام سے نکلو پس شکار کرو

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى

اور نہ باعث ہو تمکو دشمنی کسی قوم کی اسواسطے کہ بند کیا تم کو مسجد حرام سے یہ کہ حد سے نکلجاؤ اور مددگاری کرو آپس میں اوپر

وقف لازم

Marfat.com

الربع

الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ [illegible]

بھلائی کے اور پرہیزگاری کے اور نہ مددگاری کرو اوپر گناہ کے اور تعدی کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ [illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خطاب اہل ایمان کو ہے **لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ** ای ایمان والو تم حلال مت کرو بیحرمتی شعائر اللہ کی [illegible]
بروزن فعیلہ اور بعض نے کہا کہ نیز واحد اسکا شعارہ بروزن فعالہ ہے اور یہ احسن ہے اور اسی سے ماخوذ ہے اشعار ہدی اور مشاعر جمع مشعر [illegible]
جگہین جنپر نشانات ظاہر کیے گئے ہون پس شعائر اللہ بمعنی مشاعر دین الٰہی ہے بحذف مضاف اور حاصل یہ کہ احرام مین شکار کرنے سے ان چیزونکو جو [illegible]
شعار ہین حلال مت کرو کیونکہ احرام مین شکار حرام ہے ابن عباسؓ نے کہا کہ شعائر اللہ سے مناسک حج مراد ہین یعنی مواقف حج و مطاف و سعی و دیگر افعال جنسے حاجی [illegible]
جاتا ہے اور مجاہد نے کہا کہ صفا و مروہ و ہدی و بدنہ شعائر اللہ مین سے ہے اور معنی ان دونون قول پر یہ ہین کہ مت حلال کرو ان دو امور کو باینطور کہ انمین سے کوئی
فعل بجا نہ لاؤ یا جو بجا لاتا ہو اسکو روکو اور اشعار ہدی یون ہے کہ دھاردار چیز سے سنام البعیر پر کوہان چونک دے کہ کچھ خون بہے اور یہ علامت ہو کہ یہ اونٹ ہدی کا ہے
اُس سے کوئی تعرض نہ کرے اور یہ اونٹ و گاے مین سنت ہے بکری مین نہین ہے اور احادیث صحیحہ اسپر دلیل ہین اور یہی امام ابو یوسف اور محمد و دیگر ائمہ کا قول ہے اور امام
ابو حنیفہ نے جو اسکو مکروہ کہا تو اشعار کو جو سنت ہے مکروہ نہین کہا بلکہ اسوقت کے لوگ اسقدر تیز زخم کر دیتے تھے جو موجب اذیت تھا کذا قالوا۔ اور بعض نے کہا کہ شعائر
اللہ سے محارم مراد ہین یعنی جو امور اللہ تعالیٰ نے حرام کیے ہین اُنکو حلال مت کرو پھر تخصیص کر کے عطف کیا بقولہ۔ **وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ** اور نہ ماہ حرام۔ اور مراد
الشہر سے جنس ہے پس اسمین ذی قعدہ و ذی الحجہ و محرم و رجب چارون مہینے داخل ہین اور معنے آنکہ ولا تحلوا الشہر الحرام بالقتال فیہ۔ یعنی ماہ حرام مین لڑائی کرنے
سے اُسکو حلال مت کرو۔ **قال ابن کثیر** اور مراد اس سے یہ کہ اسکی تحریم رکھو اور اُسکی تعظیم کا اقرار کرو اور جس چیز سے ممانعت ہے وہ اسمین مت کرو۔ و قد قال
تعالیٰ یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر۔ اور فرمایا ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا تا قولہ منہا اربعۃ حرم الآیۃ۔ و عن ابی بکرۃؓ فی خطبۃ حجۃ
الوداع مرفوعا کہ زمانہ اُسی ہیأت پر گھوم گیا جیسا آسمان و زمین پیدا کرنیکے روز تھا۔ سال بارہ مہینہ کا جنمین سے چار ماہ حرام ہین سو تین مہینے دریئے ذی القعدہ
اور ذی الحجہ و محرم اور ایک رجب جو درمیان جمادی الثانی و شعبان کے ہے کما فی روایۃ البخاری) اسمین دلالت ہے کہ اسکی تحریم تا قیامت ہے جیسا کہ سلف مین سے ایک گروہ
کا مذہب ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے اسکی تفسیر مین کہا کہ معنی آنکہ ان مہینون مین قتال کرنا حلال مت کھو۔ و کذا قال مقاتل بن حیان و عبد الکریم بن
مالک الجزری) اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا اور جمہور علما کا مذہب ہے کہ یہ منسوخ ہے چنانچہ ماہہاے حرام مین اپنی طرف سے قتال کی ابتدا کرنا کافرونکے ساتھ روا
ہے بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم اور امام ابو جعفر نے اجماع نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ حرام و غیر حرام سب مین مشرکون
سے قتال کرنا حلال کر دیا اور اسیطرح اجماع ہے کہ اگر کوئی مشرک تمام درختان حرم کے ریشون سے گردن و ہاتھ لپیٹ لے تو یہ اسکو امان نہوگی جبکہ پہلے سے اُسکو امان
نملی ہو۔ **قال المترجم** مفسر **سیوطیؒ** نے تفسیر مطابق قول ابن عباسؓ بیان کی لیکن اُسکو منسوخ قرار دیا کما سیاتی۔ **وَلَا الْهَدْيَ** اور نہ تم لوگ ہدی کو حلال
بناؤ۔ ہدی نام اُس جانور کا انعام مین سے ہے جو حرم کو ہدیہ بھیجا جاوے جیسا کہ آیت الحج مین گذرا اور لا تحلوا الہدی کے معنی یہ کہ ہدی کو حلال مت کر بیجو
باینطور کہ اس سے تعرض کرو اور ہدی جمع ہدیۃ ہے اور یہ اگرچہ شعائر اللہ مین داخل ہے پھر مخصوص اُسکو بیان کرنا اسکی مزید خصوصیت پر تنبیہ ہے۔ **وَلَا الْقَلَآئِدَ**
اور نہ تم قلائد کو حلال بناؤ۔ قلائد جمع قلادہ ہے جو ہار کے طور پر گلے مین ڈالین چنانچہ جاہلیت کے لوگ حرم کے درختونسے ریشہ وغیرہ گلے مین ڈال لیتے [illegible]
اسلیے کہ پھر اُنسے کوئی تعرض نکرتا اگرچہ کسیکے باپ کو بھی قتل کیا ہو اور عرب مین یہ صفت امانت کی تھی حاصل آنکہ قلائد سے یا صاحبان قلائد سے تعرض مت کرو اور
کہا گیا کہ تقلید ہدی ہے اور وہ اسطرح کہ ہدی کی گردن مین جوتی وغیرہ کے مانند لٹکا دیتے یا اونٹ کی گردن مین باندھ دیتے کہ یہ علامت [illegible]
تعرض نہ کرتے اور مراد اس سے یہ کہ ہدی کے تعرض سے باز رہنے کی تاکید ہے اور بعض نے کہا کہ اصحاب قلائد مراد ہین اور بعض نے کہا کہ قلائد [illegible]

Marfat.com

ین جو کہ ریشہ مت ڈالو یعنی قلادہ ڈالنے کے اور **شیخ ابن کثیر** رحمہ اللہ نے قولہ ولا الهدی ولا القلائد کی تفسیر مین دو معنی بیان کیے یعنے لا تحلوا الهدی ولا القلائد کے یہ معنی ہین کہ بیت الحرام کو ہدی بھیجنا ترک مت کرو کیونکہ بھیجنے مین شعائر اللہ کی تعظیم ہے اور نیز اسکی تقلید کرنیکو مت چھوڑ دو بلکہ اسکی گردنین قلادہ ڈالو تاکہ دیگر انعام سے متمیز ہو اور جو اس سے تعرض کرنیکا قصد کرتا ہو وہ اس علامت سے ہدی جانکر اجتناب کرے اور جو دیکھے اسکو بھی ہدی بھیجنے کا شوق پیدا ہو کیونکہ جو کسی امر خیر مشروع پر دوسرے کو ہدایت کرتا ہے تو اسکو بھی کرنیوالے کا ثواب ملتا ہے وقد قال تعالی ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب اور جسنے شعائر الٰہی کی تعظیم کی تو یہ دلونکا تقوی ہے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ یہ معنی بھی اچھے ہین لیکن اسقدر تامل ضرور ہوگا کہ ہدی بھیجنا و قلادہ کرنا واجب نہ اجماعاً ہے حالانکہ ہدی واجب نہین ہے اور قلادہ بالاتفاق سنت ہے ہان ہدی جسکے قلادہ ہو اس سے تعرض کرنا حرام ہے پس شاید یہ مراد ہو کہ لا تحلوا سے ہتک حرمت کے معنے مقصود ہین فلیتامل پھر لکھا کہ مقاتل بن حیان کا قول ہے کہ قلائد کو حلال مت رکھو اور زمانہ جاہلیت مین دستور تھا کہ ماہہائے حرام کے سوائے اور دنونمین جب اپنے وطنونسے نکلتے تو اپنی گردنین بالون اور ریشم کے قلادہ ڈال لیتے اور اہل حرم وہانکے درختونکی چھالون اور ریشونسے قلادہ ڈال لیتے پس امن مین رہتے تھے (رواہ ابن ابی حاتم) اور مجاہد رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اس سورہ مین سے دو آیتین منسوخ ہین ایک تو آیت قلادہ اور دوم فان جاؤک فاحکم بینهم او اعرض عنهم الآیہ منسوخ ہین (رواہ ابن ابی حاتم) **مترجم** کہتا ہے کہ نسخ باینمعنے ہوگا کہ قلادہ باندھنے سے کافر کو امن نہوگا بدلیل آیت سورہ براءۃ کہ آمین کافرونکو حل و حرم سب جگہ قتل کرنیکا حکم ہے اور اس آیت مین تھا کہ قلادہ والے کسے تعرض مت کرو اور عطاء رح سے روایت ہے کہ وہ لوگ درختان حرم سے قلادہ ڈالتے تو اللہ تعالے نے درختان حرم قطع کرنے سے منع فرمایا **وکذا قال مطرف بن عبد اللہ** پس لا القلائد کے یہ معنی ہوے کہ قلادہ بنانا درختان حرم سے حلال مت رکھو یعنی مت کاٹو درخت حرم کے۔ اور اس تقدیر پر نسخ نہوگا اور حسن بصری رح سے پوچھا گیا کہ سورہ مائدہ مین سے کچھ منسوخ ہے فرمایا کہ کچھ نہین اور ان اقوال مین سے مفسر رح کے نزدیک قول مقاتل یا عطاء ہے اور مابعد سے پتہ ملتا ہے کہ بعض رسوم جاہلیت اگرچہ خلاف شرع تھین لیکن جبکا مدار تعظیم شعائر اللہ پر تھا اسکی عظمت دلونسے نہین گھٹائی ہے پھر قول مفسر رح ای فلا تتعرضوا لها ولا لاصحابها۔ کے معنی یہ ہین قلائد سے تعرض مت کرو یعنے درختان حرم سے قلائد مت بناؤ جیسا کہ عطاء و مطرف بن عبد اللہ سے مذکور ہوا یا یہ معنی ہین کہ ان قلادہ والونسے تعرض مت کرو پس درخت کاٹنے سے ممانعت نہوگی جیسا کہ مقاتل سے مذکور ہوا فافہم۔ **ولا آمین** ای لا تحلوا قاصدین۔ **البیت الحرام**۔ بان تقاتلوهم۔ اور مت حلال کرو ان لوگونکو جو قصد کرنیوالے ہون بیت الحرام کا یعنے انکا خون کرنا بایں طور کہ اُنسے مقاتلہ کرو اسکو حلال مت رکھو اگرچہ وہ کافر ہین پھر ان لوگونکا حال ظاہر کیا کہ کفر اگرچہ فساد ہے مگر یہ فعل اُنھون نے نیکی کی نیت سے کیا ہے اور متضمن فساد نہین ہے شاید راہ پر آوین چنانچہ فرمایا۔ **یبتغون فضلا من ربهم ورضوانا** ای حال کونهم طالبين رزقا من ربهم بالتجارة ورضوانا من اللہ بسبب قصد البیت بزعمهم۔ یعنی بیت الحرام کے قصد کرنیوالونکو [illegible] حال یہ ہے کہ وہ لوگ [illegible] ہین کہ تجارت کرکے پروردگار کے فضل سے روزی پاوین اور بیت الحرام کا حج و قصد رکھنے کے سبب اللہ تعالی کی بڑی رضامندی حاصل کرین یہ سب اُنھون نے اپنے زعم کے موافق سمجھا ہے مفسر رح نے کہا کہ وهذا منسوخ بآیة البراءة اور یہ منسوخ ہے بسبب آیہ سورہ براءۃ کے واضح ہو کہ آیہ سورہ براءۃ مین دو احتمال ہین یا تو مراد قولہ تعالی اقتلوهم حیث وجدتموهم الآیہ۔ پس استدلال سے قولہ ولا الشهر الحرام سے لیکر یہانتک منسوخ ثابت ہوگا اور یہی اولی ہے یا مراد اس سے قولہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا الآیہ ہے تو قولہ ولا آمین فقط یا مع قولہ ولا الهدی سے یہانتک منسوخ ہوگا کیونکہ مشرک کا حج روا نہوا تو ہدی و قلائد سے اسکو امن نہوگا اور **شیخ حافظ ثقہ عماد کبیر المعروف بابن کثیر** رح نے جو اپنی تفسیر مین لکھا کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ قولہ ولا آمین البیت الخ یعنے مت حلال رکھو لڑنا ان لوگونسے جو قصد کرنیوالے ہون بیت الحرام کیطرف جسکی شان مین ہے کہ جو آمین پہونچگیا وہ بیخوف ہے درحالیکہ فضل الٰہی و رضوان الٰہی چاہتے ہین **قال المترجم** اس جملہ حالیہ سے نکل آیا کہ جو وہان الحاد و ظلم کی خواہش سے جانا چاہے وہ روکا جاوے جیسا کہ [illegible]

Marfat.com

خود کلام مجید مین آویگا انشاء اللہ تعالیٰ پھر شیخ نے قولہ یبتغون فضلا من ربھم کی تفسیر مین سیوطی نے ذکر فرمایا [illegible]
نقل کی اور ابن عباسؓ نے کہا کہ قولہ رضوانا ای اپنے حج کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے اور عکرمہ و سدی [illegible]
بن ہند البکری نازل ہوئی کہ اُسنے ایک سال مدینہ کے گلہ اونٹ وغیرہ پر چھاپہ مارا اور دوسرے سال عمرہ ادا کرنیکو [illegible]
چاہا کہ راستہ مین اُس سے تعرض کرین تب نازل ہوا قولہ ولا آمین البیت الحرام الخ۔ اور ابن جریر نے اختیار کیا کہ قولہ ولا القلائد [illegible]
اگر اُسنے قلادہ ڈال لیا تو اُسکو امن دو اور کہا کہ عرب والے برابر عار دلاتے جو اُسکو نہ مانتا تھا پھر ابن جریرؒ نے اجماع نقل کیا کہ [illegible]
قتل کرنا روا ہی اگرچہ وہ بیت اللہ کا قصد رکھتا ہو پس جو حکم یہان مذکور ہی وہ منسوخ ہی **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ احمد و نسائی کی روایت [illegible]
سے موقوفاً و مرفوعاً آیا ہی کہ سورۂ مائدہ کے حلال و حرام پر مرجع ہی کہ یہ آخر نازل ہوئی جیسا کہ حدیث اوپر مذکور ہو چکی تو کما لین مین جواب دیا کہ یہ باعتبار [illegible]
کلیہ نہین ہی بدلیل روایت ابن عباسؓ مذکورۂ بالا کہ آیۃ القلادۃ و قولہ اذا جاؤک الآیۃ دونون منسوخ ہین و قد رواہ ابوداؤد فی ناسخہ والحاکم وصححہ **وَاِذَا حَلَلْتُمْ**
فَاصْطَادُوْا ای اذا حللتم من الاحرام فلکم الاصطیاد فالامر للاباحۃ۔ اور جب احرام سے فارغ ہو کر حلال ہو جاؤ تو تمکو روا ہی کہ شکار کرو ف پس صیغہ امر یہان [illegible]
واسطے نہین بلکہ اباحت کے واسطے ہی اور یہ اسوجہ سے کہ شکار تمکو مباح تھا جو بسبب احرام کے ممنوع ہوا پھر احرام سے فارغ ہونیکے بعد پھر واجب نہ ہو جائیگا اور یہ وجہ نہین
جو بعض اصولیون نے گمان کی کہ بعد ممانعت کے جو امر ہوتا ہی وہ اباحت کے لیے ہوتا ہی کیونکہ یہ کلیہ درست نہین بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا
المشرکین الآیہ کیونکہ اسمین فاقتلوا کا حکم بعد ممانعت کے ہوا کہ ماہہاے حرام مین مشرکونکو قتل کرنا منع ہوا تھا پھر ماہ حرام گذرنے پر حکم دیا کہ انکو مارو حالانکہ یہ امر
اباحت نہین بلکہ وجوب ہی اور ایسے ہی قولہ صلے اللہ علیہ وسلم نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا یعنی مین نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو حالانکہ
زیارت واجب نہین ہو گئی ہی پس صحیح قاعدہ یہی کہ قبل ممانعت کے جس صفت پر تھا اُسی صفت پر واپس جاتا ہی اگر پہلے واجب تھا تو واجب جیسے آیۃ القتال مین ہی اور اگر
پہلے مباح تھا تو مباح ہو جاتا ہی جیسے آیۃ الاصطیاد مین اور اگر مستحب تھا تو مستحب جیسے حدیث زیارت مین ہی اور یہ ضرور ہی کہ امر مطلق ہو اور اگر بعد نہی کے اجازت
مین وجوب یا استحباب کی تصریح کر دی جاوے تو وہی ہوگا۔ **وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ** اور نہ کمواوے تمکو بغض کسی قوم کا **اَنْ صَدُّوْكُمْ**
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اس جہت سے کہ تمکو اُنھون نے مسجد الحرام سے روکا تھا۔ **اَنْ تَعْتَدُوْا** علیھم بالقتل وغیرہ یہ کمائی کہ تم اُنپر ظلم کرو
قتل وغیرہ سے ف یعنی جس قوم نے تمکو مسجد الحرام کا عمرہ ادا کرنے سے سال حدیبیہ مین روکا تھا جس سے تمکو اُنکی جانب غصہ پیدا ہوا تو یہ غصہ تمکو اس
قوم پر ظلم کرنیکے واسطے آمادہ نکرے جس سے تم گناہگار ہو جاؤ۔ اور ابن مسعودؓ نے یجرمنکم یا از اجرم۔ پڑھا اور کسائی نے کہا کہ جرم اور اجرم یکسان معنے ہین
اور بصریین علماء لغت اجرم نہین جانتے بلکہ اُنکے نزدیک صرف جرم ہی پھر شنان بفتح نون اکثر ونکی قراءۃ ہی اور بسکون نون کو ابن عامرؒ نے پڑھا اور ابوبکرؒ عاصم
سے اور اسمعیل نے نافع سے روایت کیا اور قولہ ان صدوا مفعول لہ ہی اور وہ شنان کی علت ہی یعنی بعض قوم کا جو اس جہت سے پیدا ہوا کہ تمکو اُنھون نے
بیت الحرام سے روکا تھا اور حال آنکہ سال حدیبیہ مین کفار نے حضرت صلعم مع اصحاب کو عمرہ ادا کرنے سے روکا تھا تو منع فرمایا کہ وہ بغض جی مین رکھکر کفار سے
قصاص بیجا لینے پر آمادہ مت ہو جیو بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کا حکم ہی اُسی حد پر رہیو اور عدل کو نگاہ رکھیو اور یہ بمانند آیت دیگر ہی جو آئی ہی یعنے قولہ ولا یجرمنکم شنان قوم
علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی اور زید بن اسلمؒ سے مرسل روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم و صحابہؓ حدیبیہ مین تھے جبکہ انکو مشرکون نے [illegible]
اُنپر بہت گران گذرا تھا پھر مشرق کیطرف والے مشرکونکا ایک گروہ عمرہ ادا کرنیکے ارادہ سے جاتا تھا تو صحابہؓ نے کہا کہ ہم ان لوگونکو روکینگے جیسے انکے [illegible]
نے ہمکو روکا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری رواہ ابن ابی حاتم بالجملہ کلام پاک کے معنے تو بلا تامل واضح ہین کہ تم حکم الٰہی [illegible]
بسبب عداوت ایسی قوم کے جنھون نے ظلماً تمکو بیت الحرام سے روکا تھا پس تم بھی بعد صلح کے ناانصافی کرو خواہ بانطور [illegible]

Marfat.com

[illegible] سے تجاوز نہ کرو اس قوم کے بھائی بندون سے بدلا لو جسکا تجاوز ہونا ظاہر ہے کہ روکا مکہ والون نے اور بدلا لیتے ہو غیرون سے کما روی عن زید بن
[illegible] مخصوص سبب کے عموم لفظ سے یعنی ہین کہ ای ایمان والو عدل کے پابند رہو موافق حکم الٰہی کے اور کسی قوم کے بغض کیوجہ سے جسنے تمھارے ساتھ کچھ برائی
[illegible] عدل سے اور حکم الٰہی سے قدم باہر مت رکھو **مترجم** کہتا ہے کہ حد سے تجاوز کرنے سے ممانعت پر یہ کلام نص ہے پس قطعاً معلوم ہوا کہ منسوخ ہونیکی کوئی وجہ
[illegible] اور جہاد کا حکم تو مد فرض ہے پھر حد سے تجاوز کہان ہوا جیسے قصاص وغیرہ کا حال ہے پس مراد یہ کہ جو تمپر شرع عدل ہے اس سے تجاوز مت کرو **وَتَعَاوَنُوا**
عَلَى الْبِرِّ اور مدد کرو اس کام کے کرنے پر جسکا تم حکم دیے گئے ہو **ف** اور یہ بنابر آنکہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بر وہ ہے جسکا تجھے حکم دیا گیا ہے اور ابن عطیہ
نے کہا کہ البر شامل ہے واجب و مستحب دونون کو اور شاید حضرت ابن عباس کے کلام مین بھی حکم دیا جانا بمعنے عام ہے یعنی مدد کرو جس کام کا حکم دیا گیا خواہ وجوباً
یا استحباباً۔ **وَالتَّقْوٰى** اور معاونت کرو تقوی پر یعنی ترک کرنے پر ایسی چیز کے جس سے تم منع کیے گئے ہو اور حاصل آنکہ آپسمین ایک دوسرے کی معاونت کرنی
چاہیے نیکی بجا لانے مین و ممنوع سے باز رہنے مین یعنی جس کام پر شرع مین ثواب کا وعدہ ہے اسکے کرنے مین ایک دوسرے کی مدد کرو اور جس سے ممانعت ہے اسکے
ترک کرنے مین مدد کرو بایمعنے کہ ایک دوسرے کو سمجھاؤ کہ یہ منع ہے اسکو مت کرو حتی کہ مار کر چھڑاؤ۔ **وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ** اور مت
معاونت کرو آپسمین کسی جنس کے گناہ پر اور اللہ تعالیٰ کے حدود سے تجاوز کرنے پر **ف** اور بعض نے کہا کہ اثم سے مراد کفر ہے اور عدوان سے مراد ظلم ہے حاصل آنکہ
اللہ تعالیٰ بندگان مومنین کو حکم فرماتا ہے کہ نیک کام کے کرنے پر اور ممنوعات کے چھوڑنے پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور اثم و عدوان پر معاونت نہ کرو اور چونکہ یہ معاونت
اسیوقت ہو سکتی ہے کہ باہم متفق و خیر خواہ ہون لہذا اتفاق رکھنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی چاہنا باقتضاء النص واجب ہے اور یہ مستقل دلائل سے بھی ثابت ہے
اور پہلے اشارہ ہوا کہ ہر کار خیر کو جو شرع مین نیک و موجب ثواب ثابت ہوتا ہے شامل ہے اور معاونت کرنا بھی عام ہے کہ ہاتھ سے زبان سے مال سے جسطرح ممکن ہو
اعانت کرے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مدد کرو اپنے بھائی کی خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ
جب وہ مظلوم ہو تو نصرت مدد ہوئی اور جب ظالم ہو تو کیونکر مدد کرین تو فرمایا کہ اسکو ظلم سے روکو و منع کرو کہ یہی اسکی مدد ہے کما رواہ البخاری و مسلم اور نیز حدیث مین ہے
کہ جو مومن کہ لوگون مین مل جلکر بسر کرے اور انکی ایذاؤن پر صبر کرے اسکو بڑا ثواب ہے بہ نسبت اس مومن کے جو لوگون مین مخالطت نہ رکھے اور انکی ایذاؤن پر صبر
نہ کرے کما رواہ احمد والترمذی پھر اثم و عدوان جسپر معاونت سے منع فرمایا اسکا جاننا ضرور ہے پس اثم ہر وہ فعل ہے جو شرع سے ممنوع ہوا اور یہ اقتضاء مقابلہ سے
کہ ہے پس اگر کوئی شخص کوئی سنت ترک کرتا ہو تو زبان سے اسکے حق مین کوئی ایسی بات نہ کہنی چاہیے جس سے اسکے نفس کو جرأت ہو یا غصہ پیدا ہو بلکہ اچھے کلام سے
اسکو نصیحت کرے اور دل سے چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو توفیق دے اور ابن جریرؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دین مین جو حدود مقرر کر دیے ہین ان سے تجاوز کرنا عدوان
ہے تو عدوان مین کسیکی مدد نہ کرے خواہ اسکا نفس خود تجاوز کرے یا کوئی غیر تجاوز کرے اور سب سے بڑھکر آدمی کو اپنے نفس سے حساب لینا چاہیے اور احادیث
مین وارد ہوا کہ مرد نیک ہر گناہ کو اپنے دل کی کھٹک سے پہچانے چنانچہ وابصہ رضی اللہ عنہ کو حضرت صلعم نے فرمایا کہ بر وہ ہے جسپر دل مطمئن ہو اور اثم وہ ہے جو دل
مین کھٹکے اور سینہ مین تردد رہے اگرچہ لوگ تجھے اسکی بابت فتوی دیدین (رواہ البخاری فی تاریخہ واحمد و عبد بن حمید) پس حدیث مین ایسے نیک دل کو تقوی
سمجھایا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک نیت ہو پس اگر مفتی اسکو فتوی دیدے کہ یہ جائز ہے مگر اسکے نیک دلمین کھٹکے تو اسکو چھوڑ دے اور نواس بن سمعانؓ سے روایت
کرین نے رسول اللہ صلعم سے البر والاثم کو پوچھا تو فرمایا کہ بر تو خوش خلقی ہے اور اثم وہ ہے جو تیرے دلمین کھٹکے اور تو اسپر لوگون کے آگاہ ہونیکو برا جانے (رواہ البخاری
فی الادب واحمد و مسلم وابن ابی شیبۃ والترمذی والحاکم والبیہقی) اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا کہ اثم کیا
ہے فرمایا کہ جو تیرے دلمین کھٹکے اسکو چھوڑ دے اسنے کہا کہ ایمان کیا ہے فرمایا کہ جسکو اسکی برائیان رنج دین اور بھلائیان خوش کرین وہ مومن ہے (رواہ احمد و
الطبرانی وابن حبان والحاکم والبیہقی) اور معنی یہ ہین کہ اگر نیکی کرے تو اسکا دل خوش ہو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور دلمین نور سے فرحت پا دے

اور حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی ظالم کے ساتھ چلا تاکہ اُسکی معاونت کرے حالانکہ
باہر ہوا رواہ الطبرانی اب غور کرو کہ ظالم کسقدر خوار ہوگا ظالم وہ شخص جو کسی خلاف شرع فعل کو کرے اگر دوسرا
تو وہ بھی ظالم کے مانند ہے اور اسلام سے باہر ہوا اور باہر ہوجانیکے یہ معنی ہین کہ اس فعل مین اسلام سے خارج ہے پھر اللہ تعالیٰ
نے تاکید فرمائی - وَاتَّقُوا اللّٰهَ - اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف کرو ف بانیطور کہ جو فرمایا اسکی اطاعت کرو - اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنیوالا ہے ف اس بندے کو جو اسکی مخالفت کرے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت شدید ہے وہ مخلوقات
ہے کیونکہ اگر مخلوقات مین ایک آدمی دوسرے پر عذاب مین سختی کرے تو چاہے جسقدر سختی کرے آخر جب وہ مظلوم بیہوش ہوکر مرگیا تو عذاب بھی
اللہ تعالیٰ کے عذاب مین جہنمیون کو نہ موت آوے نہ عذاب کم ہو بلکہ جب کھال گوشت جلکر گریگا تو پھر دوبارہ ویسا ہی پیدا ہوجائیگا اعاذنا اللہ
عذابہ عقابہ ف٢ فی العرائس قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لاتحلوا شعائر اللہ واضح ہو کہ ابتدا مین جب آدمی شرک و کفر مین گرفتار ہوتا ہے تو وہ اپنے
کے نام ہی کی تعظیم نہین کرتا پھر جب اسلام لایا تو اب اسکو تعلیم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزونکی تعظیم رکھی ہے مثلاً خانۂ کعبہ و رسول و قرآن وغیرہ کسی کی بے ادبی
پھر جب اعلیٰ درجہ پر پہونچے تو وہانکے آداب مین بے ادبی نکرین چنانچہ شیخ نے لکھا کہ ادب مراقبہ یہ کہ دنیاوی کشف کیطرف توجہ نہو - اسیواسطے کشف کی نسبت کہا
نفس کی خواہش مین موافقت کرنا بے ادبی ہے غرضکہ احرام بیت اللہ کعبۂ قلب کی حرمت رکھین - پھر واضح ہو کہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ تقوی کے مرتبہ مین جو چیز
علم شرع سے سب اماموں کے نزدیک بھلائی معلوم ہو اور کسیکے نزدیک وہ مکروہ نہو اور خواہش نفس سے مخالفت کرنا تقوی ہے اور شبہات کے اندر قدم
عدوان ہے بعض نے فرمایا کہ بر وہ ہے کہ جسکی طرف تیرا دل مطمئن ہو اور قولہ ولا تعاونوا علی الاثم مین اشارہ ہے کہ دنیا مین مشغول نہو اور عدوان یہ کہ نفس کی خواہش مین گرے
شیخ سہل نے فرمایا کہ بر تو ایمان ہے اور تقوی سنت ہے اور اثم کفر ہے اور عدوان معاصی ہین

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ

حرام ہوا تمپر مردہ اور خون اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا گیا اللہ کے سوائے کا اور جو مرا گھٹکر اور جو مرا چوٹ سے

وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۫ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا

اور جو مرا گرکر اور جو مرا سینگ مارے سے اور جسکو کھایا درندے نے مگر جو تم نے ذبح کرلیا اور جو ذبح ہوا کسی استھان پر اور یہ کہ بانٹا کرو

بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ

پانسے ڈالکر یہ گناہ کا کام ہے آج ناامید ہوئے کافر تمھارے دین سے سو اُنسے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ

آج مینونے پورا کردیا تمھارا دین اور تمام کردی مینونے تمپر اپنی نعمت اور پسند کیا تمھارے لیے دین اسلام پھر جو

اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

کوئی لاچار ہوگیا بھوک مین کچھ گناہ پر نہین ڈھلتا تو اللہ تعالے بخشنے والا مہربان ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ - ای اکلہا - تمپر مردار کا کھانا حرام کیا گیا ف کیونکہ حلت و حرمت تو کھانیسے متعلق ہوتی ہے اور خود
اسلیے کہ مثلاً کسی نے حلوا پکایا اُسکو دوسرا شخص اُٹھا لیگیا تو اُسکو کھانا حرام ہے پھر اگر مالک اُسکو اجازت دیدے تو اب حلال ہے
ہے اور یہان مراد ایسی چیز ہے کہ وہ کسی طرح حلال نہین ہوسکتی مردار سے وہ جانور مراد ہے جو خود بخود اپنی موت سے مرجاوے

...علی الجمیع مردار حرام ہے لیکن اسمین سے مچھلی و ٹیڑی مستثنی ہین - **وَالدَّمَ** - اور تم پر خون کھانا حرام کیا گیا ف خون سے مراد خون مسفوح ہے یعنے
بہنے والا اور یہان اگرچہ مطلق ہے لیکن سورۂ انعام مین تحریم کے بیان مین فرمایا اَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا اور یہی تفسیر حضرت عائشہ رض و ابن عباس رض و سعید بن جبیر سے
مروی ہے اور عکرمہ نے کہا کہ ابن عباس سے تلی کا حکم پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسکو کھاؤ تو عرض کیا گیا کہ وہ تو خون ہے فرمایا کہ حرام تو دم مسفوح رکھا گیا ہے (رواہ
ابن ابی حاتم) اور ابن عمر رض سے مرفوعًا روایت ہے کہ ہمارے واسطے دو مردہ جانور اور دو خون حلال رکھے گئے ہین پس مردہ جانور دونون تو مچھلی و ٹیڑی ہین
اور خون دونون یہ تلی اور جگر ہین (رواہ الشافعی و احمد و ابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی) ابوزرعہ الرازی نے کہا کہ اصح روایت مین یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول
ہے مچھلی کیواسطے حدیث ابوہریرہ کافی ہے کہ آنحضرت صلعم سے بحر (دریا و سمندر ۱۲) کے پانیکو پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسکا پانی پاک کرنیوالا ہے اور اسکا مردار حلال ہے (رواہ مالک والشافعی
و احمد و ابو داؤد والترمذی والنسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و ابن خزیمہ) اور واضح ہو کہ زمانۂ جاہلیت الو مین جب کوئی بھوک سے تکلیف اٹھاتا تو کسی دھار دار
چیز سے اپنے اونٹ کو زخمی کرکے اس سے خون نکال لیتا اور اسکو پی جاتا یا جمنے کے بعد کھالیتا پس اس خونخواری کو اللہ تعالے نے حرام کردیا **وَلَحْمَ
الْخِنْزِيرِ** - اور سور کا گوشت ف یعنی کل سور سر سے پاؤن تک نجس و حرام ہے لیکن چونکہ غالبًا گوشت ہی کھایا جاتا ہے اور یہان کھانے ہی کی چیز کا
بیان ہے لہذا فرمایا لحم الخنزیر تم پر حرام کیا گیا پس سور کھانا حرام ہے خواہ پالو ہو یا جنگلی ہو اور **ابن کثیر** رح نے فرمایا کہ لحم کہنا شامل ہے تمام اجزا کو بلحاظ زبان
عرب کے اور نیز باعتبار عرف کے بھی اور حدیث صحیح مسلم مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسنے نرد شیر سے کھیلا گویا اسنے سور کے گوشت و خون مین اپنا
ہاتھ ڈالا (رواہ مسلم) تو خونکا نجس ہونا ظاہر ہوگیا پس جب چھونیسے ایسی نفرت دلائی تو اسکو غذا کرنے مین کیسی نفرت ہوگی جسکے تصور سے قے آوے
پس اسمین دلالت ہے کہ اسکی چربی و کھال وغیرہ سب اجزا اسکے گوشت کے حکم مین ہین اور صحیحین مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب و مردار
و سور اور بتونکی بیع حرام کی تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ لوگ مردار کی چربی کام مین لاتے ہین کہ اس سے کشتیونپر روغن کیا جاتا اور چمڑے چکنائے جاتے
اور لوگ اسکی بتی جلاتے ہین بھلا آپ اسکو روا رکھتے ہین تو فرمایا کہ نہین یعنی نہین روا ہے - **وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ** - اور وہ چیز حرام کیگئی کہ غیر اللہ کیلیے
پکاری گئی ہو ف یہ حکم عام ہر چیز کو شامل ہے حتی کہ شیطانکے نام کی روٹی کھانا حرام ہے اور یہان جانور ذبیح مین اسطرح کہ ذبیحہ کسی غیر کیواسطے ہو یا گوشت
کسی نے شیطانکے نام کا دیا تو اسکا کھانا حرام ہے - جاننا چاہیے کہ اہلال کہتے ہین آواز بلند کرنیکو پس معنی یہ کہ اور وہ جانور کہ آواز بلند کیگئی اُسپر واسطے
غیر اللہ کے اور مفسرین رح نے کہا کہ یہ اس طور سے کہ اللہ تعالے کے سوائے کسی غیر کے نام سے وہ ذبح کیا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالے نے واجب کیا ہے کہ اسکی مخلوقات
اسیکے پاک نام سے ذبح ہون سو جب اس سے عدول کرکے ذبیحہ پر کسی بت وغیرہ کا نام لیا گیا اگرچہ تمام مخلوقات مین سے کوئی ہو تو وہ بالاجماع حرام ہوگا
اور اگر ذابح نے عمدًا یا بھولکر اللہ تعالے کا نام چھوڑا تو عمدًا کی صورت مین حنفیہ رحمہم اللہ تعالے کے نزدیک [illegible] مردار و حرام ہوگا اور یہی قول صحیح ہے -
اور اسمین جو اختلاف ہے سورۂ انعام مین انشاء اللہ تعالی بیان ہوگا اور حنفیہ رحمہم اللہ تعالی کے نزدیک جو ذبیحہ بقصد تعظیم کسی مخلوق کے ہو وہ مردار ہے عالمگیریہ
کتاب الذبائح مین لکھا ہے کہ اگر مہمان کی تعظیم کے قصد سے ذبح کیا تو ذبیحہ مردار و کھانا حرام ہوگا قال لو ذبح عند قدوم الضیف تعظیمًا له لا یحل کلها
وکذا عند قدوم الامیر او غیرہ تعظیما و اما اذا ذبح لاجل الضیافة فانه لا باس به (جوہرہ نیرہ) یعنی مہمان کی تعظیم کیلیے اگر ذبح کیا تو ذبیحہ کھانا حلال نہین ہے
اسیطرح اگر بادشاہ و حاکم وغیرہ کی آمد مین اسکی تعظیم کیلیے ذبح کیا تو حرام ہے ہان اگر اسکی ضیافت و مہمانداری کیلیے اللہ تعالے کے نام پر ذبح کیا
تو مضائقہ نہین ہے (جوہرہ نیرہ) اور اسی پر ائمہ فقہاء نے اتفاق کیا ہے و النص علیه لقوله لغیر الله به - اسواسطے کہ تفسیر نیشاپوری مین مصرح ہے کہ
...کیلیے ذبیحہ حرام ہے پس عجب ان لوگون سے کہ خالی منطق و فلسفہ پڑھکر فتوی پر قلم اٹھاتے ہین اور شیخ صدو کے نام کا بکرا اور مانند اسکے جائز بتاتے ہین یہ خلاف
... رحمہم اللہ تعالی بلکہ خلاف مذہب فقہاء و ائمہ مجتہدین ہے جسکا گناہ تا قیامت اپنے سر پر لیتے ہین نعوذ باللہ من الضلال ہان اگر خالص اللہ تعالی کی جناب مین

Marfat.com

تقرب قربانی کی نیت ہو پھر وہ گوشت کسی ولی کیواسطے فاتحہ دیدے تو جائز ہی اور اگر غیر اللہ کے نام پر ہو تو حرام ہے
المنخنقۃ یعنی حرام کیگئی وہ مردار جو خنق سے مرجاوے ف یعنی گلا گھٹ جانیسے خواہ بانیطور کہ آدمی خود گلا گھونٹے جیسے
مین نصاری کی عورتین مرغی معروف ہی اور خواہ بانیطور کہ اتفاق سے جانور خود اپنا گلا کسی بندھن وغیرہ مین اسطرح پھنسا کہ
ہی اور فرق یہ کہ مردار وہ جو بلاکسی ظاہری سبب کے مرا ہو اور منخنقہ بسبب خنق مرا ہی۔ وَالْمَوْقُوذَةُ المقتولۃ ضربا یعنی حرام کیا گیا جسکو
کسی بھاری چیز سے جو دھاردار نہین ہی مارا یہانتک کہ وہ مرگیا (قال ابن کثیر) اور اولی یہ کہ بھاری کا لفظ نکھا جاوے اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ
سے مار ڈالے اور مراد وہی ہی جو شیخ نے بیان کی اور زمانہ جاہلیت والے لاٹھی سے مردہ کرکے کھاتے تھے کما قال قتادہ اور صحیح بخاری مین عدی بن حاتم
نے کہا کہ یا رسول اللہ مین معراض سے شکار مار لیتا ہون تو فرمایا کہ جب تو معراض سے مارے اور وہ شکار کو پھاڑدے تو اُسکو کھا اور اگر اُسکی ڈنڈی سے مرجاوے
وقیذ ہی اُسکو مت کھا۔ حاصل آنکہ اُسکی نوک کی تیزی سے زخمی ہوکر مرنیوالے جانور کو جائز فرمایا جبکہ تیر کیطرح اسپر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا ہو اور چوٹ کھا کے مرے
کو حرام کیا اور اسپر فقہا کا اجماع ہی اور شکار کا بیان انشاء اللہ تعالی آتا ہی پھر جاننا چاہیے کہ شیخ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علما مین بندقہ و حجر و معراض
و عصا جسکا سر دھاردار ہی اُنکے شکار مین اختلاف ہی اور بندقہ سے مراد غلہ ہی جو معروف ہی اور معراض سے مراد وہ تیر جسکے ادیر پھل نہین ہی پس جو علما اسطرف گئے
کہ وہ وقیذ ہی تو اُسکا کھانا حرام ہی مگر اس صورت مین حلال ہوگا کہ زندہ پاکر اُسکو ذبح کر پاوے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی اور یہی قول امام مالک کا اور امام ابو حنیفہ
و اُنکے اصحاب کا اور ثوری و شافعی رحمہم اللہ کا ہی یقول المترجم اس زمانہ مین بندوق سے شکار مارنیکا مسئلہ پیش آیا جسکا حکم علمائے متقدمین سے مروی نہین ہی کیس
کلام اسمین متاخرین بلکہ ہجری دسوین صدی وما بعد کے علما سے ملسکتا ہی پس اگر تسمیہ کہکر بندوق سے گولی ماری اور جانور مرگیا قبل اسکے کہ اُسکے زندہ حلال کرڈالنے
پر قابو پاوے تو کیا حکم ہی مؤلف فتح البیان نے شیخ شوکانی سے نقل کیا کہ مجھے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ حلال ہی کیونکہ گولی خرق کرتی اور ایک جانب سے دوسری جانب پار
ہوجاتی ہی اور حدیث عدی بن حاتم مین شکار کے حلال ہوجانے مین خرق معتبر فرمایا ہی انتہی اور یہی مؤلف فتح البیان رحمہ اللہ تعالی نے اختیار و تسلیم کیا اور مترجم
کہتا ہی کہ میرے نزدیک یہ حکم صحیح نہین ہی بلکہ مین نے پایا کہ شیخ شوکانی نے خود نیل الاوطار مین اُسکو حرام لکھا ہی اور تحقیق مسئلہ مین یہ ہی کہ بندقہ یعنے غلہ کا اور بندوق
کی گولی کا ایک حکم ہی پس غلیل مین ہاتھ کی قوت سے جو غلہ مارا جاتا ہی اُس سے چھوٹی چڑیان اکثر مرجاتی ہین اور بسا اوقات پھٹکر زخم آجاتا اور خون جاری ہوجاتا
ہی لیکن اسمین اتنی قوت نہین ہوتی کہ پار نکلجاوے بخلاف بندوق کی گولی کے کہ بارود و ترکیب سے اُسکا زور ایسا زائد ہوتا ہی جو مشاہدہ ہی پس خرق اُسکا بوجہ دھار
کے نہین ہی حاصل آنکہ کمان کے غلہ اور بندوق کی گولی کا اثر یکسان ہی پس فرق یہ کہ غلہ کمزور ہوتا ہی اور گولی بسبب طاقت زور کے بسا اوقات پار نکلجاتی ہی مگر دونون
مین دھار نہین ہی پس دونونکا حکم یکسان ہی اب غلہ کا حکم تلاش کرنا چاہیے واضح ہو کہ غلیل کے غلہ سے شکار کا حکم بھی امام احمد کی حدیث عدی بن حاتم مین کو ہی
چنانچہ فرمایا کہ ولا تاکل من البندقۃ الا ما ذکیت یعنی غلہ کے مارے ہوئے شکار سے مت کھا اگر وہی شکار کہ جسکو تو حلال کرنے پایا ہو (احمد) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما
نے غلہ سے مارے ہوئے شکار کو فرمایا کہ وہ وقیذ ہی یعنی موقوذہ کے مثل حلال نہین بلکہ مردار حرام ہی (رواہ البخاری فی الصحیح) اور ایسا ہی سالم و قاسم و مجاہد و ابراہیم و
عطار و حسن رحمہم اللہ تعالی سے اسکا مکروہ تحریمی ہونا نقل فرمایا لیکن اسمین مکروہ تحریمی و حرام یکسان ہی اور ڈھیلے و کنکر کے شکار کا بھی یہی حکم ہی [illegible]
سے ہی کہ آنحضرت صلعم نے کنکر مارنیسے منع کیا اور کہا کہ نہ وہ شکار کرتا ہی اور نہ دشمن کو نکایت پہونچاتا ہی لیکن دانت توڑدیتا ہی اور آنکھ پھوڑدیتا ہی [illegible]
دھار والے پتھر کا بھی یہی حکم ہی پس جب غلہ کا یہ حکم معلوم ہوا تو گولی بندوق کا بھی یہی حکم ہی اور گولی مین سوائے زور کی چوٹ کے اور کچھ [illegible]
سے جانور کا جسم پھٹ جانا معتبر نہین ہوتا کیا نہین دیکھتے کہ اگر بہت زور سے لاٹھی مارے اور جسم پھٹ جاوے تو جانور حلال نہ ہوگا [illegible]
اگر جیتا ہوا پاکر ذبح کرنے نپاوے اور قبل ذبح کے جانور مرجاوے تو حرام و وقیذ ہی واللہ تعالی اعلم بالصواب [illegible]

ف یعنی جانور جسکا شکار حرام ۱۲ م ف وقیذ جسکو موقوذہ بھی کہتے ہیں ڈھیلے سے مرا ہو ۱۲ م

ہوگا **وَالْمُتَرَدِّيَةُ** ۔ اور تمپر متردیہ حرام کیا گیا ف یعنے جو جانور کہ اوپر سے نیچے گر کر مرگیا ہو۔ قال ابن عباسؓ متردیہ وہ جو پہاڑ
سے نیچے گر پڑے رواہ علی بن ابی طلحہ عنہ) وقال قتادہؒ جو کنوئین مین گر کر مرے وہ متردیہ ہے پس خلاصہ یہ کہ جو اوپر سے نیچے گرنے سے مرجاوے خواہ وہ خود
گرے یا کوئی گرادے **وَالنَّطِيحَةُ** ۔ اور تمپر نطیحہ حرام کیگئی ف نطیحہ وہ کہ دوسرے کے سینگ مارنے سے مرگئی ہو شلاً دو بکریان یا دو ہرن یا گائے وغیرہ
آپس مین لڑین یا ایک نے دوسری کو سینگ مارا کہ وہ مرگئی تو مردار حرام ہے **وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ** ۔ اور وہ جانور کہ جسمین سے درندہ نے کھایا ف یعنی اسمین
سے کچھ کھا گیا اور مرا ہوا باقی رہا تو وہ حرام ہے جبکہ تمنے اُسکو زندہ نپایا ہو کہ ذبح کرو جیسے موقوذہ وغیرہ مین حکم ہے **إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ** ۔ باستثناے اسکے جسکو تمنے
ذبح کرلیا ف یعنی موقوذہ و نطیحہ و متردیہ وغیرہ حرام کی گئین جبکہ مردار ہو جاوین لیکن اگر اسمین سے کسیکو تمنے زندہ پاکر ذبح کرلیا تو یہ ذبیحہ حلال ہے **ابن کثیرؒ** نے کہا
کہ منخنقہ سے لیکر ما اکل السبع تک جسکو زندہ پاکر ذبح کرلیا ہو وہ حرمت سے مستثنیٰ ہے پھر اسمین ذبح کے قابل زندگی وہ ہے جو اسمین مستقر ہو شلاً بھیڑیے نے بکری کا پیٹ
پھاڑ دیا تو ذبح کے قابل ہے اور اگر اُسنے دو ٹکڑے کر ڈالے جو پھڑک رہے ہین تو ذبح کے قابل نہین ہے۔ پھر ذکر کیا کہ طاؤس و حسن و قتادہ وغیر واحد علماے تابعین سے
مروی ہے کہ جانور نے اگر بعد ذبح کے ایسی حرکت کی جیسے ذبح کے بعد ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ اسمین حیات باقی ہے پس وہ حلال ہے اور یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے اور یہی قول
امام ابوحنیفہ و شافعی و احمد کا ہے اور امام مالک کا قول دلالت کرتا ہے کہ ایسی حالت باقی ہو کہ بعد درندہ کے پھاڑنیکے وہ زندہ رہ سکتا ہو ورنہ ذبح سے حلال نہوگا
لیکن ظاہر آیت عام ہے جس سے قول ابوحنیفہؒ وغیرہ موافق ہے اور امام مالک نے جس زندگی کی شرط لگائی تو اُسکے واسطے کوئی دلیل مخصص چاہیے ہے واللہ تعالیٰ اعلم
اور لبہ و حلق سے ذبح و نحر معروف ہے ولیکن حدیث ابو العشراء عن ابیہ مین آیا ہے کہ مین نے کہا یا رسول اللہ ذکوۃ تو لبہ و حلق ہی سے ہوگی فرمایا کہ اگر تو اسکی ران مین
نیزہ مارتا تو تجھکو کافی تھا (رواہ احمد و اہل السنن) اور یہ حدیث صحیح ہے ولیکن محمول ہے کہ اُنھون نے ایسی صورت بیان کی تھی جب لبہ و حلق سے ذبح کرنا ممکن نہ تھا
مثلاً اونٹ یا ہرن چھوٹ بھاگا تھا تو ایسی صورت مین سب کے نزدیک جہان ممکن ہو نیزہ وغیرہ مارے اور عنقریب شکار کے مسئلہ مین بیان آویگا۔ **وَمَا ذُبِحَ**
عَلَى النُّصُبِ ۔ اور تمپر وہ جانور حرام کیا گیا جو بتون کے اوپر ذبح کیا گیا ہو ف نصب بضمتین جمع نصاب بمعنے اصنام ہے جو جمع صنم کی بمعنے بت ہے مجاہد و ابن جریج
نے فرمایا کہ گرد خانہ کعبہ کے یہ پتھر تھے اور ابن جریج نے بیان کیا کہ وہ تین سو ساٹھ تھے اور عرب اپنی جاہلیت مین ان پتھرون بتون کے پاس ذبح کرتے اور ذبیحہ کے
خونون کو رخ خانہ کعبہ کیطرف چھڑکتے اور گوشت کے ٹکڑے کاٹکر بتون پر رکھتے تھے اور ایسا ہی غیر علماے تابعین نے بیان کیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے مومنون کو اس
حرکت سے منع فرمایا اور ایسے ذبائح کا کھانا حرام کیا اگرچہ بتون کے پاس ذبح کرنے کیوقت ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے کیونکہ یہ بتونکے واسطے تقرب ہے
اللہ تعالیٰ نے سخت بد تر کبیرہ فرمایا ہے اور اس کلام کو اسی معنی پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ اوپر ما اہل بہ لغیر اللہ کی تحریم گذر چکی ہے۔ الشیخ ابن کثیرؒ۔ **وَأَنْ**
تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۔ ای ان تطلبوا القسم والحکم بالازلام یعنی حرام ہے تمپر اے ایمان والو یہ کہ طلب کرو قسمت و حکم کو ازلام سے (کذا قال ابن جریر)
اور ازلام جمع زلم بالفتح و بالضم و فتح لام یعنی چھوٹے چھوٹے تیر جنمین نہ ریش تھے اور نہ لوہے اور یہ دربان خانہ کعبہ کے پاس سات عدد تھے جنپر علامتین تھی جنکو اہل
عرب اُنکو پھینکتے تھے پس اگر پانسہ مین نکلا کہ کرو تو اُسکی فرمانبرداری سے کرتے تھے اور اگر اسمین منع آیا تو نہین کرتے تھے ابن عباسؓ سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا
اور محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ یہ ساتون ازلام بڑے بت ہبل کے پاس تھے جو کعبہ کے اندر کنوئین پر تھا اور مانند قول ابن عباسؓ کے مجاہد و ابراہیم و حسن وغیرہم
سے منقول ہے اور **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ تین قداح تھے ایک پر لکھا تھا کہ یہ کام کر دوسرے پر تھا کہ مت کر تیسرا خالی تھا اور ایک تھیلی مین بھرے تھے جب ہاتھ
ڈالتے پہلا نکلا تو کام کرتا اور دوسرا نکلا تو نہ کرتا اور تیسرا نکلا تو پھر ہاتھ ڈالتا یہانتک کہ دونون مین سے ایک نکلے اور عرب اسی پر قطعی یقین کرتے اور یہ شرک
تھا اللہ تعالیٰ نے اسکو حرام فرمایا اور ابو الدرداءؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نہ پہونچیگا درجات کو وہ شخص جو کاہن سے پوچھے یا استقسام کرے یا شگون لیکر سفر
سے لوٹ آوے (رواہ ابن مردویہ) اور **زجاجؒ** نے کہا کہ اسمین اور نجومیون کے قول مین کہ اس ستارے کیوجہ سے سفر نہ کرو یا کرو کچھ فرق نہین ہے اور امام نووی وغیرہ نے

[illegible] ل وغیرہ کو اسی مین داخل کیا۔ ذٰلِکُمْ فِسْقٌ یہ لغو ہے [illegible]
ہو شرک مین پڑا کیونکہ علم غیب سوائے اللہ تعالےٰ عزوجل کے اور کسیکو اپنے قصد سے نہین معلوم ہو سکتا ہاں اللہ تعالےٰ [illegible]
اور اللہ تعالےٰ نے مومنونکو جب اپنے کسی کام مین متردد ہون تو استخارہ کرنیکا حکم دیا بانیطور کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ [illegible]
کا مومنین استخارہ کرنا سکھلاتے جیسے ہمکو قرآن کی سورت سکھاتے تھے اور فرماتے کہ جب تم مین سے کسیکو کسی کام مین فکر ہو تو دو رکعت [illegible]
اِنِّی اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ [illegible]
کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (اپنی حاجت کہے) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِهٖ [illegible]
لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ [illegible]
وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ۔ الٰہی مین استخارہ وبھلائی مانگتا ہون تیری آگاہی سے اور توانائی مانگتا ہون تیری قدرت سے [illegible]
فضل مانگتا ہون کیونکہ تجھ مین سب قدرت ہے اور مجھ مین نہین اور تو جانتا ہے اور مین نہین اور تو ہی سب غیب کا جاننے والا ہے۔ الٰہی اگر تیرے علم مین یہ کام [illegible]
بیان کرے) میرے حق مین میرے دین و دنیا و معاش و انجام کار مین (یا فرمایا کہ فی الحال و انجام کار مین) بہتر ہو تو مجھے اسپر قابو دے اور مجھپر آسان کر دے پھر مجھے [illegible]
برکت دے اور اگر تیرے علم مین ہو کہ یہ کام (کام مذکور) میرے دین و دنیا و معاش و انجام کار مین بد ہو تو اسکو مجھسے اور مجھکو اس سے پھیر دے اور جہان بہتری ہو [illegible]
لیے مقدر فرما پھر اسی پر مجھے راضی کر دے (رواہ احمد والبخاری والترمذی وغیرہم) یہانتک ممنوعات و محرمات کا بیان ختم ہوا پھر آگے کا کلام پاک حجۃ الوداع
مین عرفہ کے روز نازل ہوا۔ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ۔ آج کافر لوگ تمھارے دین سے ناامید ہوئے ف اسطرح کہ
تم اب اس دین سے نہین پھرو گے حالانکہ پہلے انکو اسکی طمع تھی تو یا اسوجہ سے کہ انھون نے تمھارے دین کی قوت دیکھ لی (کذا روی عن ابن عباس وغیر واحد) اور
صحیح حدیث مین ہے کہ شیطان ناامید ہو گیا کہ جزیرۂ عرب مین نمازی اسکو پوجین ولیکن انمین جھگڑے ڈالوانکی امید رکھتا ہے (البخاری وغیرہ) اور واضح ہو کہ یہ امر ایک وقت
خاص تک ہے ورنہ حدیث صحیح مین بعض قبائل عرب کا بت پوجنا آخر زمانہ مین آیا ہے چنانچہ فرمایا کہ یہ رات و دن ختم نہونگے کہ پھر لات و عزیٰ پوجے جاوینگے اور ایک حدیث
مین آیا کہ میری امت کے قبائل مشرکون مین داخل ہونگے اور ایک روایت مین فرمایا کہ قبیلۂ دوس کی عورتین ذی الخلصہ بتخانہ کے گرد ٹمکینگی علماء نے فرمایا کہ آخر زمانے مین
بعد مہدی رضی اللہ عنہ کے ہوگا۔ بالجملہ اسوقت نازل فرمایا کہ اے اہل ایمان آج مشرکونکو تمھارے دین سے مایوسی ہوئی۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ
پس تم انسے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرو ف اس آیت کریمہ سے بعض علماء نے اشارہ لیا کہ اگر اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور کافرون اہل شرک کفر سے نڈر رہتے تو
اللہ تعالیٰ انکو دنیا مین بھی اونچا و بلند رکھتا مترجم کہتا ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ میری امت سے ایک گروہ برابر کافرون پر غالب رہیگا وہ کبھی مغلوب نہونگے خواہ کوئی انکی مدد کرے یا نہ
انکو کچھ ضرر نہوگا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ آج مین نے تمھارے لیے تمھارا دین پورا کر دیا ف یعنی دین کے احکام اور فرائض کو آج پورا کر دیا چنانچہ اسکے
بعد کوئی حلال و حرام کا حکم نہین اترا۔ اگرچہ اسکے بعد وحی اتری چنانچہ قولہ تعالیٰ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت الآیۃ [illegible]
راتین حضرت صلعم نے زندہ رہکر ربیع الاول مین وفات پائی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وعلی الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ وسلاما [illegible]
الحمد للہ رب العالمین۔ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اور مین نے تمپر اپنی نعمت پوری کر دی ف ازانجملہ یہ کہ دین تمھارا [illegible]
کیونکہ مین تم بے کھٹکے اس سے داخل ہوئے وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ اور مین نے تمھارے لیے [illegible]
شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ آیت کریمہ اس امت مرحومہ پر اللہ تعالےٰ کی نعمتون مین سے بڑی عظیم نعمت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انکے لیے [illegible]
کے محتاج نہین اور سوائے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے نبی کے محتاج نہین اسیواسطے آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء [illegible]

Marfat.com

اور یہی حلال ہے جسکو حلال کیا اور وہی حرام ہے جسکو حرام کیا اور وہی دین ہے جو شریعت محمدی ہے اور جو خبر دی وہی سچ ہے اسمین کچھ دروغ نہین و خلاف نہین وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا جو خبرین ہین سب سچ ہین اور جو اوامر و نواہی ہین سب عدل ہین لہذا قال الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ ۔ علی ابن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ دین وہ اسلام ہے اور اللہ تعالے نے نبی صلعم و مومنون کو خبر دی کہ انکا دین کامل کیا کہ کبھی اسپر زیادتی کے محتاج نہونگے اور تمام کر دیا کہ کبھی ناقص نہ کریگا اور پسند کیا کہ کبھی اس سے ناخوش نہوگا انتہی ۔ دین مین جن احکام کی ضرورت ہے یا خصوص طور پر منصوص ہین یا عموم کے تحت مین مذکور ہین اور قیاس اسی کا نام ہے کہ جو فرد کسی عموم کے تحت مین شامل ہے اسکو اظہار کرے پس اللہ تعالے عز وجل نے دین کو باینمعنے کامل کر دیا کہ اہل ایمان کو اپنے واقعات سب شرع متین سے مل سکتے ہین بعض صورتین جو صریح نہین تو مانند صریح کے اہل علم و اجتہاد کے درجات بڑھانیکو چھوڑ دین جنھون نے جد و جہد سے ان احکام کا اجتہاد کیا وباللہ التوفیق پھر بیان محرمات کے بعد فرمایا **فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ** پھر جو شخص مضطر ہوا بھوک مین ان حرام چیزون مین کسی چیز کے کھانیکی طرف بسبب اسکے کھایا ۔ **غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ** درحالیکہ وہ معصیت کیطرف مائل نہین ہے یعنی اس کھانیمین اسنے حد سے تجاوز نہین کیا یا اس حالت مین وہ کسی بدکاری کیلیے نہین جاتا ہے ۔ **فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ** ۔ لبخلاف المائل لاثم ای ملتبس کقاطع الطریق والباغی مثلا فانہ لایحل لہ الاکل ۔ تو اللہ تعالے بخشنے والا ہے اسکو جو اسنے کھایا اور رحم کرنیوالا ہے اسپر اسکے حق مین کہ اسقدر مباح کر دیا ف یہ **شیخ سیوطی** کا قول ہے اور ہمارے علماء حنفیہ نے کلام کیا کہ جو شخص بھوک سے مضطر ہو کر حرام چیز کھاوے تو یہ جائز ہونا کسطرح ہے آیا اسوقت اس شخص مضطر کے حق مین یہ چیز مباح ہو جاتی ہے یا یہ چیز تو حرام رہتی مگر اسپر سے گناہ ساقط ہو جاتا ہے پس بعض نے کہا کہ گناہ ساقط ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ مباح ہو جاتی ہے **مترجم** کہتا ہے کہ اسکا کھانا حرام تھا تو یہ فعل حرام نہین ہوا اب رہا یہ کہ غیر متجانف لاثم کے کیا معنے ہین یعنی گناہ کیطرف مائل نہو پس ائمہ حنفیہ نے بتلایا کہ اس کھانیمین حد سے تجاوز مقصود نہو بلکہ جان باقی رکھنا مقصود ہو اور شافعیہ نے کہا کہ بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ اس حالت مین گناہ کا مرتکب نہو چنانچہ **مفسر سیوطی** نے کہا کہ مخمصہ مین یہ چیزین ایسے شخص کو مباح ہو جاتی ہین جو گناہ کیطرف مائل نہو برخلاف اس بندے کے جو گناہ کیطرف مائل ہو یعنی گناہ مین متلبس ہے جیسے راہزن اور سلطان عادل سے بغاوت کرنیوالا پس ایسے شخص کیواسطے ان حرام چیزون مین کھانا نہین روا ہے اور اگر کھائیگا تو اپنے گناہ کیساتھ اس گناہ مین بھی پکڑا جائیگا اور ایسے ہی سورۂ بقرہ مین لفظ غیر باغ ولا عاد سے اسیکو نکالا جو بغاوت و عدوان سے گناہ مین پھنسے ہون پھر واضح ہو کہ یہ معنی فقہاء حجاز کے نزدیک ہین اور یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے اور فقہاء عراق کے نزدیک معنے غیر متجانف لاثم کے یہ کہ سد رمق سے زائد نہ کھاوے اور حد سے تجاوز نہ کرے اور قراءۃ غیر متجنف بھی اسپر دلالت کرتی ہے کیونکہ تجنف کے معنے سیری سے زائد کھانا اور محصل معنی یہ ہین کہ جو شخص ان محرمات مین سے کسی چیز کے تناول کیطرف بسبب ضرورت کے مجبور ہوا تو اسکو تناول روا ہے بشرطیکہ وہ اس حرام کی خواہش نکرے اور حد سے تجاوز نہ کرے اور اللہ تعالے غفور رحیم ہے اسکو بندے کا محتاج ہونا معلوم ہے پس اسکو عفو فرماتا ہے ۔ بسند احمد و صحیح ابن حبان مین ابن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے دوست رکھتا ہے کہ اسکی رخصت پر عمل کیا جاوے جیسے وہ مکروہ رکھتا ہے کہ معصیت کیجاوے بلفظ دیگر روایت احمد مین ہے کہ جو اللہ تعالے کی رخصت قبول نکرے اسپر جبال عرفہ کے برابر گناہ ہوگا ۔ اسیواسطے فقہاء نے فرمایا کہ کبھی مردار کھانا واجب ہو جاتا ہے جبکہ اپنی جان جانیکا خوف ہو اور سواے مردار کے کچھ نپاوے اور کبھی مستحب ہوتا ہے اور کبھی مباح ہوتا ہے اور واضح ہو کہ مردار تناول کرنیکی شرط یہ نہین ہے کہ تین روز اسطرح گذر جاوین کہ آدمی کو کھانا نملے جیسے عوام وغیرہ وہم کرتے ہین بلکہ اضطرار شرط ہے چنانچہ جسوقت مردار تناول کرنے پر مضطر ہو جاوے اسیوقت اسکو یہ روا ہو جائیگا کذا قال ابن کثیر رح [illegible] عن ابی واقد اللیثی انہم قالوا یا رسول اللہ انا بارض تصیبنا المخمصۃ فمتی تحل لنا بہا المیتۃ فقال اذا لم تصطبحوا ولم تغتبقوا ولم تحتفئوا بقلا فشانکم بہا ۔ یعنے ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ ایسی زمین مین رہتے ہین کہ ہمکو مخمصہ پہونچتا ہے یعنی کھانے پانی کی تکلیف فاقہ [illegible] تو ہمکو کب مردار حلال ہو جاتا ہے آپنے فرمایا کہ جب تمکو اصطباح نہ ملے یعنی صبح کا کھانا نہ پاؤ اور اغتباق یعنی شام کا نہ پاؤ اور کھانیکو ساگ پات

Marfat.com

بھی نملے تو پھر تمکو مردار مین اختیار ہی (رواہ احمد و تفرد بہذا الوجہ وہو اسناد صحیح علی شرط الشیخین) و عن ابن عون قال [illegible]
یجزی من الاضطرار غبوق او صبوح یعنے ابن عون رح نے کہا کہ مین نے حسن بصری رح کے پاس سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا خط پایا [illegible]
یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کسی شخص کو شام یا صبح کو ایک وقت ملجاوے تو اضطرار دفع ہونیکے لیے کافی ہی یعنی پھر اضطرار نہین رہیگا۔ رواہ ابن جریر [illegible]
اغتباق سے شام کا کھانا مراد ہی اور بعض روایات سے ایک پیالہ دودھ اول وقت مین کفایت نہین ہی چنانچہ ابوداؤد رح کے سنن مین نجیع عامری رض سے [illegible]
آنحضرت صلعم کے پاس آکر سوال کیا کہ یا رسول اللہ مردار سے ہمارے واسطے کیا حلال ہی فرمایا کہ تمھارا طعام کیا ہی عرض کیا کہ نصطبح و نغتبق یعنی صبح کو ایک [illegible]
کچھ ملجاتا ہی تو فرمایا کہ یہ تو واللہ بھوک ہی اور اس حال پر انکو مردار حلال کردی (تفرد بہ ابوداؤد) ابو نعیم یعنی فضل بن دکین نے فرمایا کہ ابن عقبہ نے نصطبح و نغتبق کی [illegible]
فرمائی کہ ایک پیالہ صبح کو اور ایک شام کو ابن کثیر رح نے فرمایا کہ شاید صبح و شام سب کو اسیقدر ملتا تھا کہ جان رکھنے کو کافی نہو سکتا تھا پس بقدر کفایت تک انکے لیے حلال
کردیا واللہ اعلم اور اسمین اختلاف ہی کہ سد رمق جائز ہی یا سیری بھر جائز ہی یا ذخیرہ رکھ لیوے یہ بھی جائز ہی پس یہ اقوال ہین اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک سد رمق جائز ہی [illegible]
تعالی اعلم ف قال فی العرائس قولہ فلا تخشوہم واخشون۔ خوف الٰہی یہان حوالہ ہی اُس بیدار کیطرف جو ازل میں عارفونکو حاصل ہوا تھا یعنے جب امر امتحان تمیز
بواسطہ مخلوق کے واقع ہوا تو معرفت کے ساتھ میری طرف متوجہ ہو اور اُنسے خوف و گھبراہٹ مت رکھو کیونکہ وہ لوگ میرے امتحان کیجگہ قرار پائے ہین سو جب تمنے
مجھے پہچانا تو میرے امتحان کی جگہ جان لی۔

يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ ٱلطَّيِّبَٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ ٱلْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ

تجھسے پوچھتے ہین کہ انکو کیا حلال ہے تو کہہ تمکو حلال ہین ستھری چیزین اور جو سدھاؤ شکاری جانور دوڑانے کو

تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ ٱللَّهُ ۖ فَكُلُوا۟ مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَٱذْكُرُوا۟ ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ

انکو سکھاتے ہو اس سے جو اللہ تعالے نے تمکو سکھایا ہی سو کھاؤ اسمین جو کچھ رکھ چھوڑین تمھارے واسطے اور اللہ کا نام لو اُسپر اور ڈرتے رہو اللہ تعالی

إِنَّ ٱللَّهَ سَرِيعُ ٱلْحِسَابِ ۝

اللہ شتاب لینے والا ہے حساب

يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ من الطعام مفسر رح نے من الطعام سے ماذا کا بیان تبلایا کہ مراد انکی اس سوال سے یہی کہ کھانیکی چیزون مین
انکو کیا حلال ہی بقرینہ مابعد کے اور جواب سکا تفصیل نہین فرمایا جیسے محرمات کو باافراد نوعی فرمایا ویسے ہی حلال چیزونکو فرمایا کہ۔ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ ٱلطَّيِّبَٰتُ
المستلذات یعنی طیبات سے مراد وہ چیزین ہین جنکو طبع سلیم لذیذ سمجھے اور اُسکو نجس نجانے اور یہ بنا بر قول امام شافعی رح کے ہی چنانچہ جن چیزونکو عرب والے نجس جانتے
ہین وہ اُنکے نزدیک حرام ہین ولیکن پوشیدہ نہین کہ جنکو عرب کے لوگ نجس نہین جانتے اُنکا طیبات مین شمار ہونا دشوار ہوگا کیونکہ مردار و خون قبل تحریم کے عرب
والے حتی کہ قریش اُنکو استعمال کرتے و کھاتے تھے اور نیز اُسکا موکول ہونا عرب کی رائے پر بہت محل تامل ہی کیونکہ اہل مدینہ عرب تو بہت سی چیزونکو جنکا طیبات
مین سے ہونا قطعی ہی طیبات مین سے جانتے ہین اور اگر بادیہ والے نہین مراد ہین تو تخصیص کیواسطے دلیل چاہیے علاوہ برین غیر بادیہ والونمین سے قریش
کا حال بیان ہوا پھر اُنمین طبع سلیم والونکی تخصیص بھی دلیل چاہتی ہی اور نیز طبع سلیم ہونا امر خفی ہی اُسکی شناخت دشوار ہی اور نیز اختلاف [illegible]
بلکہ قطعًا موجود ہی اور رہا یہ کہ جسپر وہ طیب کا اطلاق کرین اور خون و مردار پر یہ اطلاق نہ تھا تو یہ کیسی دشواری ہی کہ دور و دراز والے اطلاق کے
محتاج رہے باوجودیکہ لغت عام ہی اور نیز بہت چیزین عرب والے جانتے ہین بالجملہ تفسیر طیب کی ہمارے نزدیک وہ ہی کہ جسکی حرمت [illegible]
و سنت رسول اللہ صلعم و اجماع امت سے ثابت نہو اور مقاتل رح نے کہا کہ طیبات وہ رزق حلال ہی پس ہر چیز سے [illegible]

Marfat.com

ابن کثیر میں ہے کہ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ عدی بن حاتم و زید بن مہلہل نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ حضرت باری تعالےٰ نے مردار حرام فرمایا پس ہمارے واسطے کیا حلال ہے تو نازل ہوا یسئلونک ماذا احل لہم الآیۃ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ مراد ذبائح ہیں کہ یہ انکو حلال طیب ہیں رواہ ابن ابی حاتم اور آنحضرت صلعم کی صفت میں سورۂ اعراف میں فرمایا ہے کہ بندوں کیلیے طیبات حلال کرتا ہے اور خبائث اُنپر حرام کرتا ہے اور حق یہ ہے کہ لفظ طیبات و خبائث کے اطلاق کو بھی دخل ہے واللہ اعلم لیکن شناخت طیب و خبیث میں لوگونپر مدار نہیں ہو سکتا اور قولہ تعالےٰ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق الآیۃ سے نکالا گیا ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے سوا وہ کہ مخصوص بکتاب و سنت و اجماع ہے پس حرام کلیات کتاب و سنت و اجماع سے نکلنے کے بعد حلت ہے۔ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ اور جو سکھلایا تمنے جوارح میں سے یعنی باز و کتے وغیرہ جیسا کہ آتا ہے مگر چونکہ خود یہ چیزیں حلال نہیں لہذا مفسرؒ نے صید مقرر کیا یعنے شکار پکڑا ہوا ان جانوروں کا جنکو تمنے سکھلایا اور وہ جوارح ہیں شیخ ابن کثیرؒ نے اوپر کی آیت سے ملا کر حاصل یہ بیان کیا کہ حلال ہیں وہ ذبائح جنپر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا اور رزق میں سے طیبات اور حلال کیا گیا تمھارے لیے وہ جو تمنے صید کیا جوارح سے یعنے کتوں و شکرے و باز وغیرہ ایسے شکاری جانور و پرندے جیسا کہ مذہب جمہور صحابہؓ و تابعین و ائمہ فقہ کا ہے اور یہی ابن عباسؓ سے ابن ابی حاتم نے بطریق علی بن ابی طلحہ روایت کیا اور کہا کہ یہی خثیمہ و طاؤس و مجاہد و مکحول و یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے اور امام علی بن الحسین زین العابدینؒ رضی اللہ عنہما سے ہے کہ باز و شکرہ جوارح میں سے ہے و مثلہ عن الحسن البصری ایضاً۔ اور ابن عمرؓ سے بسند جیدؒ روایت کی کہ باز وغیرہ شکاری پرندوں سے جو شکار کرے سو جسکو تو ذبح کر پاوے وہ تجکو حلال ہے ورنہ اُسکو مت کھا اور کراہت سعید بن جبیرؒ و مجاہد سے مروی و منقول از ضحاکؒ و سدی ہے قال ابن کثیر جمہور سے ذکر کیا گیا کہ شکاری پرندوں سے شکار کرنا مانند شکاری کتوں کے شکار کے ہے کیونکہ وہ اپنے پنجوں سے شکار کو پکڑتے ہیں کتوں کے مانند کلب میں پس کچھ فرق نہیں ہے اور یہی مذہب چاروں فقہا اماموں و غیرہم کا ہے اور اُسکو ابن جریرؒ نے اختیار کیا و قال حدثنا ہناد و حدثنا عیسی بن یونس عن مجالد عن الشعبی عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ باز سے شکار کا کیا حکم ہے فرمایا کہ جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اُسکو کھا قال ابن کثیر اور امام احمدؒ نے سیاہ کتے کو مستثنے کیا کیونکہ اُنکے نزدیک واجب القتل ہے اُسکا رکھنا نہیں جائز ہے و فی الحدیث الکلب الاسود شیطان یعنی سیاہ کتا شیطان ہے کما فی صحیح مسلم وغیرہ۔ اور اُن حیوانوں کو جنسے شکار کیا جاتا ہے جوارح نام رکھا گیا ماخوذ از جرح بمعنے کسب چنانچہ عرب بولتے ہیں فلان جرح لہ خیرا یعنی اُسکے واسطے بھلی کمائی کر دی۔ و یقولون لا جارح لہ یعنی اُسکا کوئی کمانیوالا نہیں ہے و قال اللہ تعالیٰ و یعلم ما جرحتم بالنہار یعنی جانتا ہے اللہ تعالےٰ جو کچھ تم بھلائی و برائی دن میں کماؤ۔ پھر سبب نزول آیت میں ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم کیا تو میں نے کتے مار ڈالے پھر لوگوں نے آکر عرض کیا کہ اس اُمت سے جسکے قتل کا آپنے حکم دیا ہمکو کیا حلال ہے پس آپ خاموش رہے پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا یسئلونک ماذا احل لہم الآیۃ پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب آدمی نے اپنا کتا چھوڑا اور بسم اللہ پڑھ دی پھر کتے نے شکار پکڑ کر اُسکے واسطے روک لیا تو جبتک اُس نے نہیں کھایا تبتک کھاوے (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر و الحاکم و صححہ) اور عکرمہ و محمد بن کعب سے بھی اسکے مانند مروی ہے کہ سبب کتوں کا قتل واقع ہوا اور مفسرؒ نے قولہ من الجوارح کی تفسیر میں کہا اے الکواسب من الکلاب والسباع والطیر یعنی جوارح جمع جارح یعنی کواسب جمع کاسب بمعنے کمانیوالا اسلیے کہ کلاب یعنی کتے ہوں یا سباع یعنے چیتا، سیاہ گوش وغیرہ ہوں اور یا طیر یعنے شکاری پرند مانند باز و شکرہ وغیرہ ہوں پھر فرمایا۔ مُكَلِّبِيْنَ مکلبین صیغۂ اسم فاعل از تکلیب اور یہ حال ہے ضمیر علمتم سے یعنی سکھلایا درحالیکہ تم مکلب ہو یعنی سکھلانے اور ادب دینے میں شکار پر چھوڑنیکے واسطے تمنے خوب ہوشیاری سے سکھلایا ہے اور عرب بولتے ہیں کلبت الکلب یعنی سکھلایا کتے کو شکار پر چھوڑنا قال ابن کثیر احتمال ہے کہ جوارح سے حال ہو یعنی درحالیکہ یہ جوارح مکلبات ہوں یعنی پنجوں سے شکار کو یا منھ سے دبوچ لینے والے ہوں۔ و قال ایضاً اس صورت میں دلیل ہوگی کہ اگر کتے نے اپنے دھکے و صدمہ سے قتل کیا تو شکار روا نہو گا۔ دیبائی کلام فیہ۔ چونکہ اسوجہ کا ضعف ظاہر تھا مفسرؒ نے وجہ اول پر اکتفا کیا پھر اللہ تعالےٰ نے تعلیم جوارح کی مقید تاکید فرمائی تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ یعنی سکھلایا تم نے

جوارح کو درحالیکہ تم مکلب ہو چھوڑنیوالے ہو شکار پر حذاقت سے سکھلا کر درحالیکہ انکو ادب سکھلانیوالے ہو وہ آداب شکار [illegible]
فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ پس کھاؤ اس شکار مین سے جو تمہارے جوارح نے تمہارے لیے روک لیا ہو [illegible]
خود نہ کھاوین پس حلال ان جوارح کا شکار ہو جو اسطرح سکھلائے گئے ہون کہ شکار پکڑ کر مالک کیلیے رکھ چھوڑین بخلاف ایسے [illegible]
ہون کہ انکا شکار مارا ہوا حلال نہین ہی پھر سکھیے ہوے ہو جانیکی پہچان یہ ہی کہ جب تو چھوڑے تو روان ہو اور جب تو زجر کرے [illegible]
کو پکڑے و مارے مگر اسمین سے کچھ نہ کھاوے اور یہی مذہب اے امام مالک کے باقی تینون ائمہ کا ہی لیکن امام ابو حنیفہ نے شکاری پرند مین اس [illegible]
کیواسطے قرار دیا کیونکہ انکی تعلیم اس حد تک متعذر ہی اور امام مالکؒ کے نزدیک جانور و پرند کسی مین یہ شرط نہین کہ نہ کھاوے لیکن اصح یہ ہی کہ [illegible]
جانور و پرند مین شرط مذکور معتبر ہی پھر جب تین بار ایسا کرے کہ جب چھوڑے تب جاوے اور زجر سے باز آوے اور شکار پکڑے مگر نہ کھاوے تو یہ سب کم تر
ہی سے اسکا سیکھ جانا پہچانا جاتا ہی پھر اگر جارح نے شکار مین سے کچھ کھالیا تو ظاہر ہوا کہ اسنے اپنے مالک کیواسطے نہین پکڑا تھا پس اس شکار کو کھانا حلال نہین
جیسا کہ عدی بن حاتم طائی کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے عدیؓ کو فرمایا کہ جب تو اپنا سیکھا ہوا کتا چھوڑے درحالیکہ تو نے اللہ تعالے کا نام پڑھ دیا تو
جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اسکو کھا مین نے عرض کیا کہ اگرچہ مار ڈالے فرمایا کہ ہان اگرچہ مار ڈالے جبتک کہ اسکے ساتھ دوسرا کتا جو ایسا نہین ہی
شریک نہو گیا ہو کیونکہ تو نے اپنے کتے پر تسمیہ پڑھا ہی اور دوسرے پر نہین پڑھا ہی پھر اگر اسنے پکڑ کر اسمین سے کھالیا تو اسمین سے تو مت کھا کیونکہ خوف ہی کہ
اسنے شاید اپنے واسطے شکار مارا ہو یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم مین ہی اور اس حدیث مین یہ بھی ہی کہ اگر تسمیہ کہکر تیر سے شکار مارا تو بھی جوارح کے شکار کے مثل
حلال ہی اور تسمیہ کہنا ہمارے نزدیک شرط ہی بقولہ تعالے۔ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور چھوڑنے و روان کرنے کے وقت بسم اللہ تعالے کا نام پڑھ دو
یعنے ائمہ حنفیہ
ف اور یہی جمہور کا مذہب ہی پھر واضح ہو کہ اللہ تعالے نے مما امسکن فرمایا یعنے من تبعیضیہ سے بایں وجہ فرمایا کہ شکار وغیرہ جانورون سے بعض اجزا حرام ہوتے ہین مانند
کھال و ہڈی وغیرہ کے اور فقہ حنفیہ مین سات شمار کیے ہین اور مولف فتح البیان نے لکھا اگر سکھیے ہوے جارح نے بدون روان کیے خود کوئی شکار مارا تو جمہور
علمائے سلف و خلف کے نزدیک اسکا کھانا حلال نہین ہی اور ایک جماعت صحابہ و تابعین و فقہا کا نام لکھکر کہا کہ ان لوگون نے کہا کہ اسکا شکار کھایا جاوے اور
مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک مؤلف مذکور سے یہ خطائے فاحش سرزد ہوئی اور مجھے نہین معلوم کہ کسی نے ایسا کہا ہو اور یہ تو کھلی بات ہی کہ اگر یہ نقل صحیح ہووے تو
قولہ تعالی واذکروا اسم اللہ بالکل کالعدم ہوا جاتا ہی بسبب یقین اس امر کے کہ جب کسی نے اسکو روان نہین کیا تو جانور خود تسمیہ نہین کہہ سکتا ہی پھر مترجم یہان
تلخیص کلام شیخ ابن کثیر لاتا ہی جس سے مؤلف مذکور کا منشا غلط ظاہر ہو جائیگا کہ بے سمجھے مضمون لیا ہی واضح ہو کہ شیخؒ نے حدیث عدی بن حاتم کو صحیحین
سے ذکر کرکے کہا کہ امام بخاری و مسلم کی ایک روایت مین ہی فان اکل فلا تاکل فانی اخاف ان یکون امسک علی نفسہ یعنی آنحضرت صلعم نے عدیؓ کو کہا کہ پھر سکھیے
ہوے کتے نے جسکو تو نے چھوڑا اور اسنے شکار پکڑا ہی اگر شکار مین سے کھالیا تو اسکو مت کھا کیونکہ مجھے خوف ہی کہ جارح نے اسکو اپنے واسطے پکڑا ہو پھر شیخ
نے لکھا کہ یہ حدیث جمہور علما کی دلیل ہی اور شافعیؒ کا یہی صحیح قول ہی کہ جب کتے نے شکار مین سے کھالیا تو وہ مطلقاً حرام ہوتا ہی اور اسمین کوئی تفصیل نہین
ہی جیسا کہ حدیث مین وارد ہی اور سلف کے ایک گروہ سے نقل کیا جاتا ہی کہ وہ مطلقاً حرام نہین ہوتا پھر بروایت ابن جریرؒ از سلمان فارسیؓ و سعد بن ابی [illegible]
و ابو ہریرہؓ و عبداللہ بن عمرؓ وارد کیا کہ کتا اس شکار مین سے کھاوے یا نہ کھاوے اسکا کھانا حلال ہی اور لکھا کہ اسا [illegible]
ابن عباس سے بھی یہی قول نقل کیا جاتا ہی اور عطا و حسن بصری سے اختلاف اقوال منقول ہی اور یہی قول شیخ زہری و ربیعہ و مالک کا [illegible]
ہی پھر ابن جریرؒ کی اسناد بطریق سعید بن المسیب از سلمان فارسیؓ مرفوعاً وارد کی کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ آدمی نے جب اپنا کتا [illegible]
شکار مین سے کھالیا ہی تو چاہیے کہ باقی کو کھاوے قال ابن جریر اس حدیث کی اسناد مین نظر ہی اور سعید کا سلمان سے [illegible]

Marfat.com

سلمانؓ کا کلام روایت کرتے ہیں **قال ابن کثیر** یہ قول ابن جریر کا صحیح ہے لیکن یہ معنی تو دوسرے وجوہ سے مرفوعاً مروی ہیں چنانچہ ابو ثعلبہؓ یعنی خشنی نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تو اپنا کتا سیکھا ہوا چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ دے تو شکار کھا اگرچہ کتے نے اسمین سے کھالیا ہو (رواہ ابوداؤد والنسائی) **شیخ ابن کثیرؒ** نے کہا کہ ان دونوں کی اسناد جید ہیں اور کہا کہ جسکے نزدیک کتے اور اُسکے مانند جانور کے کھالینے سے شکار حرام نہیں ہوتا یہی احادیث و آثار اسکی حجت ہیں اور ایک جماعت نے دونوں میں توفیق دی اسطرح کہ اگر پکڑتے ہی کھالیا تو حرام ہے بدلیل حدیث عدی بن حاتمؓ اور اگر کچھ دیر تک منتظر رہا کہ اُسنے مالک کے لیے پکڑا تھا حتی کہ حلال ہوا پھر بھوک وغیرہ کیوجہ سے کھالیا تو حلال ہوگا حرام نہوجائیگا اور ایک جماعت نے کہا کہ کتے کے کھانے سے حرام ہوجاتا ہے بدلیل حدیث عدیؓ وغیرہ اور شکرہ وغیرہ کے کھانے سے حرام نہیں ہوتا کیونکہ وہ کھلا کر سکھلائے جاتے ہیں اور ابن عباسؓ سے بھی ابن جریر نے روایت کی جسمین ہے کہ شکاری پرندے اگر پر نوچ ڈالے اور کچھ کھالیا تو شکار کھانا حلال رہا اور یہی ابراہیم نخعی و شعبی و حماد بن ابی سلیمان کا قول ہے اور **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ اُنکے واسطے یہ بھی حجت لائی جاتی ہے جو ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ حدثنا سعید حدثنا المحاربی حدثنا مجالد عن الشعبی عن عدی بن حاتمؓ کہا کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم ایسی قوم ہیں کہ کتوں و بازوں سے شکار کرتے ہیں سو ہمکو اسمین سے کیا حلال ہے فرمایا کہ حلال ہے تمکو ما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونہن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ پھر فرمایا کہ جو کتا تو چھوڑے اور اسپر اللہ تعالیٰ کا نام لیلے تو جسکو وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اُسکو کھا مین نے کہا اگرچہ قتل کرڈالے فرمایا اگرچہ قتل کرڈالے جبتک کہ اُسمین سے نہ کھاوے مین نے کہا یا رسول اللہ اگر ہمارے کتوں کے ساتھ غیر کتے ملجاویں فرمایا کہ تو مت کھا یہانتک کہ تجھکو معلوم ہوجاوے کہ تیرے ہی کتے نے پکڑا ہے مین نے کہا کہ ہم لوگ تیر مارتے ہیں سو ہمکو کیا حلال ہے فرمایا کہ جسپر تو نے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر مارا اور اُسنے خرق کیا تو اس شکار کو کھا **قال ابن کثیر** پس وجہ دلالت یہ ہے کہ کتے کے حق مین یہ شرط لگائی کہ وہ شکار مین سے نہ کھاوے اور بازوں مین یہ شرط نہیں لگائی پس دلالت پائی گئی کہ ان دونوں مین حکم کا فرق ہے واللہ تعالیٰ اعلم **قال المترجم** پہلے مذکور ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ نے یہی فرق کیا ہے پھر واضح ہو کہ یہاں دو مسئلہ باقی رہے اول آنکہ آیت مقتضی ہے کہ کتے و شکاری جانوروں کا تعلیم کرنا اور رکھنا اور سوائے کھانے کے اور انتفاع مانند بیع وغیرہ کے حاصل کرنا مباح ہے اور فقہ مین سکھے ہوئے کتے و فہد وغیرہ کی بیع کا جواز منصوص ہے ولیکن صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس گھر مین کتا ہو تو فرشتے نہیں آتے ہیں اس سے توفیق یہ کہ سکونت کیجگہ سے الگ رکھے اور نیز ظاہر یہ ہے کہ یہ ایسے شخص کیواسطے روا ہوگا جسکو اپنی بسر اوقات مین اُسکے شکار کی حاجت ہے کیونکہ حدیث صحیح مین یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو شخص بلا ضرورت کتے کو پالے ہر روز اُسکی پانچ نیکیاں مٹجاتی ہیں لیکن صحیح ہوا کہ جسکو چوپایوں کی نگہبانی اور کھیت والے اور باغ والیکو اسکی نگہبانی و شکار یا کسی معاش کی ضرورت سے کتا پالنا روا ہے اور فتاوی مین بعض اقسام کو بڑھایا ہے اور جہان چوروں کا خوف ہو اُسکو [illegible] پالنے کا جواز فتاوی مین مصرح ہے پس یہ قیاس مذکورہ بالا ہے پس بضرورت جواز کا فتوی ہوگا واللہ اعلم اور امت کا اجماع ہے کہ کتا اگر [illegible] اور مسلمان نے اسکو سکھلایا اور مسلمان نے اسکو شکار پر چھوڑنے کے وقت تسمیہ پڑھا ہے پھر اُسنے شکار اسکے لیے پکڑ رکھا اسمین سے خود کچھ نہ کھایا اور شکار کو مجروح کرکے یا دانت گڑا کر مار ڈالا ہے تو بلا خلاف ایسا شکار حلال ہے بدون ذبح کے کھایا جاوے پھر اگر ان شرطوں مین سے کوئی شرط بدلی یا نہ پائی گئی تو اختلاف آجائیگا اور مذکورہ بالا سے اسکی تفصیل معلوم ہو چکی فتدبر مسئلہ دوم آنکہ اگر کتے کو شکار پر تسمیہ پڑھکر چھوڑا پس اُسنے بدون زخمی کرنے کے بوجھ یا دھکے کی چوٹ سے قتل کیا پس آیا حلال ہے یا نہیں و تلخیص **قال ابن کثیر** اسمین علماء کے دو قول ہیں ایک کہ حلال ہے بدلیل عموم قولہ تعالیٰ فکلوا مما امسکن علیکم اور ایسے ہی عمومات حدیث عدی بن حاتم وغیرہ اسکو مقتضی ہیں و قول دوم متاخرین نے شافعیؒ سے نقل کرکے تصحیح کیا مگر میرے نزدیک یہ کلام شافعی سے ظاہر نہیں ہے و کلامہ یحتمل الوجہین اور حسن بن الصباح نے بروایت امام ابوحنیفہؒ بھی یہی قول نقل کیا اور ابن جریر نے سلمانؓ و ابوہریرہؓ و سعد بن ابی وقاصؓ و ابن عمر رضی اللہ عنہم حکایت کیا ولیکن یہ غریب ہے ان سے کہیں یہ تصریح نہیں پائی گئی شاید ابن جریر نے تصرف سے استنباط کیا ہو قول دوم اس مسئلہ مین یہ کہ جو جانور بدون زخم و جرح کے حلال نہیں اور

Marfat.com

یہی امام شافعیؒ کا ایک قول اور مزنیؒ کا مختار و بقول ابن الصباغؒ مرجح ہے اور یہی امام ابو یوسف و محمد نے امام [illegible]
احمد بن حنبل اور یہی اشبہ بصواب موافق اصول شرع ہے اور ابن الصباغ نے اسپر یہ حجت پیش کی کہ رافع بن خدیجؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ [illegible]
ہیں اور ہمارے پاس چھری نہیں سو بھلا ہم قصب سے ذبح کریں فرمایا کہ جو چیز خون بہاوے اور نام الٰہی ذکر کیا جاوے [illegible]
میں ہے پس ورود اگرچہ سبب خاص میں ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک اعتبار عموم لفظ کا ہے پھر اس مسئلہ میں کتے سے خون بہانا پایا گیا [illegible]
اگر کہا جاوے کہ آلہ ذبح سے سوال تھا چنانچہ قولہ لیس السن و الظفر۔ حدیث میں استثنا موجود ہے یعنی ہر خون بہانیوالی چیز سے ذبح کرو سوائے دانت
ناخن کے پس کتا جو آلۂ ذبح نہیں بلکہ ذکوٰۃ کیواسطے شکار میں ایک چیز ہے اسمیں داخل نہوگا تو جواب ہے کہ لفظ حدیث عام جامع ہے **وقال المزنی**
میں خرق یعنی گھائل کرنا معتبر ہے اور کہتے ہیں کوئی شرط نہیں ہے پس شکار میں دونوں متحد ہوے تو کتے میں بھی یہی معتبر ہوگا کیونکہ اتحاد موجب [illegible]
کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے **قال المترجم** یہ بنا بر اصل اتفاقی کے ہے پس ہماری طرف سے جواب ہے کہ تیر نے جب لکڑی کی چوٹ سے قتل کیا تو حلال
نہیں پس کتے نے جب بدون جرح کے قتل کیا تو اسی پر قیاس ہے اور علت جامعہ دونوں میں یہ کہ دونوں آلۂ صید ہیں اگر کہا جاوے کہ آیت سے عموم
ثابت ہے پھر قیاس کیوں کیا تو جواب ہے کہ قیاس سے جو ظاہر ہو وہ عموم آیت پر مقدم ہوتا ہے جیسا کہ چاروں ائمہ فقہا بلکہ جمہور علما کا مذہب ہے اور آیت
قولہ فکلوا مما امسکن علیکم۔ اپنے عموم پر قطعاً نہیں ہے کیونکہ اگر اُسنے ایسے شکار کو پکڑا جو حلال نہیں ہے تو نہ کھایا جائیگا بالجملہ اجماع ہے کہ عموم نہیں رہا اور
موقوذہ عموماً حرام ہے پس جسکا عموم باقی ہے وہ اسپر مقدم ہے اور وہ قولہ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ الآیہ ہے اور نیز صید مسئلہ مذکورہ میں سے دم
مسفوح نہیں نکلا تو مردار پر قیاس کر کے حرام ہوا نیز۔ آیۃ التحریم یعنی قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم الی آخرہا محکم ہے کچھ بھی اسمیں سے نسخ نہیں ہوا اور
نہ تخصیص ہوئی ایسی ہی آیۃ التحلیل یعنی یسئلونک ماذا احل لہم الآیہ۔ ہونا چاہیے پس ان دونوں میں بالکل تعارض نہونا چاہیے اور سنت اُسکے بیان کے واسطے
ہے پس تیر کے مسئلہ میں جو عرض سے قتل ہوا اسکو سنت نے بیان کر دیا کہ داخل آیۃ التحریم ہے اور جو گھائل ہوکر مرا وہ داخل آیۃ التحلیل ہے پس کتے کی صورت میں
بھی یوں ہی ہونا واجب ہے چنانچہ جب مجروح کیا تو داخل آیۃ التحلیل ہے اور جب اسطرح قتل کیا جیسا مسئلہ میں بحث ہے تو داخل آیۃ التحریم ہے مگر بوجہ
نادر الوقوع ہونیکے اسکی تفصیل نہیں فرمائی اسیواسطے شکار میں سے جب کتا کھالیوے تو یہ صورت کثیر الوقوع تھی اسکو حدیث عدی بن حاتم
میں جو صحیحین وغیرہ میں ہے بیان فرما دیا اور یہ بھی عموم آیۃ التحلیل سے اکثروں کے نزدیک تخصیص ہے کیونکہ صحیح یہ کہ اکثروں کے نزدیک اگر پکڑے ہوے شکار
سے کتے نے کچھ کھا لیا تو پھر اسکا کھانا حلال نہیں چنانچہ یہی حضرت ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ سے منقول اور حسن بصری و شعبی و نخعی کا قول اور ابو حنیفہ و صاحبین
اور احمد و مشہور شافعیؒ کا مذہب ہے واللہ اعلم پھر جب بحمد اللہ فراغت ہوئی تو تفسیر کیطرف رجوع کرنا چاہیے کہ بعد اس تحریم و تحلیل کے اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی
بقولہ **وَاتَّقُوا اللّٰهَ** یعنی ڈرو اللہ سے ف یہ جو حدود مقرر فرمائے ہیں اُنسے تجاوز مت کرو اور مواخذہ و محاسبہ اپنی گردن پر مت لو **اِنَّ اللّٰهَ**
سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنیوالا ہے ف اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے بندوں کی ماہیت و حقیقت ظاہری باطنی سبکی کنہ [illegible]
سب جانتا ہے اور تمام عالم جس علم سے نادان ہے سب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے علم میں ہے پس یہ سب بندوں کی سمجھ کے واسطے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ [illegible]
چنانچہ اول سے آخر تک تمام آدھے دن کی مقدار پر ہو جائیگا جیسا کہ حدیث میں ہے ف عرائس البیان میں ہے قولہ یسئلونک ماذا احل لہم الآیہ [illegible]
ہے جو درگاہ الٰہی میں بعضت کے دروازہ پر پڑے ہیں دنیا و آخرت میں طیبات ان بندوں کیواسطے جو حضرت خالق عز و جل کی محبت میں غرق ہیں [illegible]
اور ماسوائے اسکے حرام ہے کیونکہ ان لوگوں کو سوال یہ ہے کہ کیا حلال ہے اور حلال فقط مشاہدہ ہے اور سوائے اسکے درحقیقت حلال نہیں [illegible]
قول ہے کہ دنیا تو ان لوگوں پر حرام ہے جو اہل آخرت ہیں اور آخرت ان لوگوں پر حرام ہے جو اللہ والے ہیں **شیخ نوری** [illegible]

Marfat.com

[illegible] منافی ہو حقیقت صومی فیضہ مین ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے کھلاتا پلاتا ہی یہ اول لیل ہو کہ حیات انسانی ان اوہام سے بالاتر ہو ولیکن جبتک شریعت حقہ دار
[illegible] کرے تبتک اُن اوہام سے نہ نکلیگا اور حدیث الدجال مین ہو کہ اُس وقت مین کہ پانی ودانہ کچھ نہ ملیگا تو یاد الٰہی و اسکی ثنا صفت اہل ایمان کو کھانے و پانی
کا مجی [illegible] غیر ان وانہ ہمارے شیخ عارف محدث رحمہ اللہ تعالیٰ نے قریب ایک ہفتہ کے یا زیادہ بسر فرمایا اور خود مجھے قریب چھ ماہ تک دوسرے شخص کا تذکرہ
[illegible] یا اور یہ فضائح و اشارات ہین و اللہ الهادی الی الصواب و الیہ المرجع و المآب شیخ یوسف بن الحسین رح نے فرمایا کہ پاکیزہ رزق تیرے لیے وہ ہی جو بدون تکلف کے
اور بدون حرص نفس کے تجکو ملجاوے

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ۪ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ

آج حلال ہوئین تمکو سب چیزین ستھری اور کتاب والونکا کھانا تمکو حلال ہے اور تمھارا کھانا اُنکو حلال ہو اور قید والی

مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

عورتین مسلمان اور قید والی عورتین اُن لوگون سے جو کتاب دیے گئے تم سے پہلے جب تم اُنکو اُنکے مہر دید و

مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫

قید مین ہو جانیکو نہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی کرنے کو اور جو کوئی منکر ہو جاوے ایمان سے اُسکی محنت ضائع ہوئی

ع ۵ ۵ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۟

اور آخرت مین وہ خسارہ والون مین سے ہے

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ۔ الیوم سے وہ دن مراد ہی جسمین نزول ہوا اور بعض نے کہا کہ الف لام عہد کا اور مراد الیوم اکملت ۔ کا دن ہی بعض نے کہا کہ یوم معین مراد نہین بلکہ اب ایسا کر دیا گیا کہ تمھارے لیے حلال کیگئین طیبات حلال پاکیزہ چیزین ۔ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ یہود و نصاریٰ کے ذبح کیے ہوے جانور تمکو حلال ہین پس مفسر نے طعام کو مخصوص کیا ذبائح سے اور الذین اوتوا الکتاب عام تھا جو صحف ابراہیم کے متبع وغیرہ کو شامل تھا اسکو فقط یہود و نصاریٰ یعنی پیروان توریت و انجیل سے مخصوص لیا قال فی الکمالین اس بات پر اجماع ہو کہ طعام سے مراد خاصۃً ذبائح ہین اسواسطے کہ باقی اطعمہ حلال ہونیکی خصوصیت اہل کتاب سے نہین اور اسواسطے کہ آیت سے پہلے صید و ذبائح کا بیان تھا انتہی اور اس دعوی اجماع مین تامل ہی اور طعام اُس چیز کا نام ہی جو کھائی جاوے خواہ فی الحال جیسے روٹی یا بعد اصلاح کے اسواسطے گیہون کو اور عام اناج کو طعام بولتے ہین اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن عباس و ابو امامہ رضی اللہ عنہما و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و عطاء و حسن و مکحول و نخعی و سدی و مقاتل نے کہا کہ طعام سے مراد اُنکے ذبائح ہین اور علما کے درمیان اس امر پر اجماع ہو کہ اُنکے ذبائح مسلمانونکے لیے حلال ہین اسلیے کہ وے لوگ غیر اللہ تعالیٰ کیواسطے ذبیحہ حرام ہونیکے قائل ہین اور اپنے ذبیحہ پر فقط اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہین اگرچہ باری تعالیٰ مین ایسے امر کا اعتقاد رکھتے ہو جس سے وہ وحدہ لاشریک پاک منزہ ہی تعالی اللہ علوا کبیرا پس جو شیخ ابن کثیر رح نے [illegible] اہل کتاب کے ساتھ گمان کیا جائیگا کیونکہ وہ آسمانی کتابونکے معتقد اور ظاہر مین مدعی ہین ضمن میں بالغ کا حکم مذکور ہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے [illegible] فرمایا کہ تم لوگ ذبیحہ بنی تغلب کا مت کھاؤ کہ وے لوگ نصرانیت کے دین مین سے کسی چیز کو نہین پکڑتے ہین سوا شراب پینے کے اور مؤلف فتح البیان [illegible] حضرت عائشہ و ابن عمر و علی نے فرمایا کہ جب تو نے کسی کو اہل کتاب مین سے کہ ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی غیر کا نام لیتا ہی تو اُس ذبیحہ کو [illegible] طاؤس و حسن بصری کا ہی اور تمسک اُنکا بقول اللہ تعالیٰ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیہ ہی ۔ قال المترجم اور یہی اصحاب [illegible] کتب فقہ مین مصرح ہی اور حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم کو یہود خیبر نے ایک بکری بھنی ہوئی بھیجی اور اُسکے دست مین

Marfat.com

زہر بھر دیا تھا اور آپکو دست اچھا معلوم ہوتا تھا پس آپ نے دست لیکر تو چاہ پھر دست نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے [illegible]
ساتھ بشر بن البراء بن معرور رضی اللہ عنہ نے کھایا تھا وہ مر گئے اور زینب نامی یہود یہ جسنے زہر ملایا تھا اس سے [illegible]
کہ نبی ہونگے تو مر جاوینگے اور ہمکو نجات ہوگی اور اگر نبی ہونگے تو اثر نہوگا پھر وہ قصاص میں قتل کیگئی اور ایسے ہی [illegible]
اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ یہود و نصاریٰ یہان مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونیکے پہلے دیگر [illegible]
اُنھین کے حکم مین ہے لیکن جو اُسکے بعد اُنکے دین مین داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہین اور یہی قول حضرت علیؓ و ابن مسعود کا ہے اور شافعیؒ کے نزدیک [illegible]
قرآن کے داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہین ہے اور ابن عباس سے پوچھا گیا کہ نصاریٰ عرب کے ذبائح کا کیا حکم ہے تو فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہین ہے [illegible]
یتولھم منکم فانہ منھم الآیہ اور یہی قول حسنؒ و عطاء بن ابی رباحؒ و شعبیؒ و عکرمہ کا اور مذہب ابوحنیفہ کا ہے **شیخ ابن کثیر**ؒ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کے سوا [illegible]
و صابئہ و متمسک بدین ابراہیم و شیث وغیرہ از انبیاء علیہم السلام اور عرب کے نصاریٰ مانند بنو تغلب و تنوخ و لخم و جذام و عاملہ [illegible] کے ان سب کا ذبیحہ
نزدیک نہ کھایا جائیگا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول درباب بنو تغلب بروایت ابن جریر ذکر کر کے کہا کہ ایسا ہی سلف و خلف مین بہتیرونکا قول ہے اور سعید
بن المسیب و حسنؒ کے نزدیک نصاریٰ بنی تغلب کے ذبیحہ مین کچھ مضائقہ نہین ہے اور مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ **قرطبی**ؒ نے فرمایا کہ جمہور امت کا قول ہے کہ نصرانی
کا ذبیحہ حلال ہے خواہ بنو تغلب مین سے ہو یا کوئی ور ہو اور یہی حکم یہود کا ہے اور پوشیدہ نہین کہ اس زمانہ مین جو نصاریٰ[1] دیکھے جاتے ہین وہ گردن مروڑی مرغی وغیرہ
وغیرہ بدون ذبح کے روا رکھتے ہین اور یہ کچھ بھی متمسک بکتاب آسمانی نہین ہے اسیواسطے فتویٰ دیا جاتا ہے کہ انکا ذبیحہ روا نہین واللہ اعلم اور تفسیر **ابن کثیر** مین ہے
کہ رہے مجوس یعنی آگ کے پوجنے والے لوگ (اور ایسے ہندو وغیرہ اہل شرک) تو اگرچہ مجوس سے جزیہ لینے مین انکو اہل کتاب سے ملایا گیا کیونکہ صحیح بخاری مین عبد الرحمن
بن عوف سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے مجوس ہجر سے جزیہ قبول کیا لیکن اسپر اتفاق ہے کہ انکے ذبیحے نہ کھائے جاوین اور نہ اُنکی عورتون سے نکاح کیا جاوے [illegible]
کرنیوالے فقط ابو ثور شاگرد امام شافعی ہین سو جب انکا یہ قول ظاہر ہوا تو فقہا نے اس سے سخت انکار کیا یہانتک کہ امام احمد نے فرمایا کہ ابو ثور اس مسئلے مین اپنے نام پر گیا ہے
بالجملہ اس قول ابو ثور کا کچھ اعتبار نہین ہے **قال المترجم** اس زمانہ مین بعضے گمراہ جاہل جنکی خبر حدیث صحیح مین ہے کہ آخر زمانہ مین پیدا ہونگے اور بے علم خود گمراہ ہو لوگون کو
گمراہ کرینگے اب آنکھون دیکھے جاتے ہین جو ہنود و مجوس کو اہل کتاب قرار دیکر بیہودہ باتین لکھتے و گمراہ کرتے ہین پس واجب ہے کہ جبتک وہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ
صلعم سے جو کتب حدیث مین موجود ہو دلیل نہ لاوے تبتک اُسکو گمراہ جانین **وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ** ای طعامکم ایاھم حل لھم اور طعام تمھارا اُن کیلیے
حلال ہے یعنی تمکو اجازت ہے کہ انکو کھانا کھلاؤ **زجاج** نے فرمایا کہ معنی یہ ہین کہ وحل لکم ان تطعموھم من طعامکم یعنی تمکو حلال ہے کہ تم انکو اپنا طعام کھلاؤ [illegible]
خطاب مومنین کو اور یہ بطریق مکافات و مجازات کے ہے اور بعض نے فرمایا کہ اس کلام کا فائدہ یہ ہے کہ ذبیحہ دو طرفین سے حلال ہے انکا تمکو اور ہمارا انکو [illegible]
حکم اُنکی عورتون سے نکاح کا ہے وہ جانبین سے نہین ہے فقط یہی روا ہے کہ مرد مسلمان کسی کتابیہ عورت سے نکاح کرے اور یہ روا نہین ہے کہ [illegible]
مو کو بیاہ دے پس تنبہ رہنا چاہیے ہے اور بالجملہ تالیف قلوب و دیگر مصالح کی رعایت ہے۔ **وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ** یعنی حلال ہین [illegible]
واسطے مومنہ عورتون سے آزادہ پاکدامن عورتین اور یہ مابعد کے توطیہ کے طور پر مذکور ہے یعنی قولہ **وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا**
مِنْ قَبْلِكُمْ حلال کر دی گئین تمکو اہل کتاب مین سے محصنات ف مفسر نے یہان محصنات کی تفسیر حرائر سے بیان کی [illegible]
ہے بنابر آنکہ شافعیؒ کے نزدیک کتابیہ باندی سے نکاح نہین اور **شیخ ابن کثیر**ؒ نے ذکر کیا کہ محصنات کی تفسیر حرائر کے [illegible]
نقل کی پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آزادہ عورتین نہ باندیان اور شاید یہ مراد ہو کہ حرائر یعنی پاکدامن عورتین نہ بدکار جیسا کہ [illegible]
اور یہی اس مقام پر جمہور کا قول ہے کہ محصنات سے عفیفہ عورتین مراد ہین اور کہا کہ آیت سے ظاہر ہے کہ محصنات سے وہ عورتین [illegible]

[1] اس زمانے کے نصاریٰ مذہب سے بالکل الگ ہین اور ذبیحہ کا وہ نہین احکام انجیل کے عامل نہین [illegible]

Marfat.com

کہ آیت میں فرمایا محصنٰتٍ غیر مسافحات ولا متخذات اخدان اسپر لکھا کہ علما نے اختلاف کیا ہے کہ آیا ہر کتابیہ عورت مراد ہے خواہ آزادہ ہو یا باندی تو ابن جریر نے ایک گروہ سلف سے جنہوں نے محصنات کی عفیفہ سے تفسیر کی ہے یہی قول حکایت کیا اور بعض نے کہا کہ اہل کتاب کی عورتوں سے یہاں بنی اسرائیل کی عورتیں مراد ہیں اور یہی شافعی کا مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ ذمیہ عورتیں مراد ہیں بقولہ تعالیٰ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر یعنی اس آیت کے آخر میں اہل کتاب مذکور ہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نصرانیہ عورت سے نکاح روا نہیں جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے نزدیک اس سے بڑھکر کیا شرک ہوگا کہ وہ عورت کہے یعنی میرا پروردگار عیسیٰ ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن الآیۃ۔ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ قولہ ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن الآیۃ نازل ہوئی تو کتابیہ عورتوں سے لوگ باز رہے یہاں تک کہ یہ آیت اتری یعنی قولہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب الآیۃ پس لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا (رواہ ابن ابی حاتم) اور صحابہؓ میں سے ایک جماعت نے اہل کتاب کی عورتوں یہودیہ و نصرانیہ سے نکاح کیا اسی آیت کی دلیل سے اور کچھ مضائقہ نہیں سمجھا اور اس آیت کو سورۂ بقرہ کی آیت کا مخصص قرار دیا بشرطیکہ سورۂ بقرہ کی آیت میں زنان اہل کتاب بھی مشرکات میں شامل ہوں کیونکہ یہود و نصاریٰ بھی مشرک ہیں ولیکن عرف قرآن مجید میں اکثر اطلاق شرک کا ایسے فرقہ پر آیا جو کسی پیغمبر کو نہ مانتے ہوں ورنہ اسکو اہل کتاب فرمایا ہے اور واضح ہو کہ محصنات کی تفسیر عفیفہ عورتوں سے بھی قول جمہور و ارجح ہے پس عام ہے خواہ عفیفہ آزادہ ہو یا باندی ہو پس یہی آیت دلیل جید ہے کہ کتابیہ باندی سے نکاح روا ہے اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے اور اسی وجہ سے مسلمان باندی سے بدرجۂ اولیٰ نکاح روا ہے اور امام شافعیہ کا قول اضعف ہے کہ کتابیہ باندی سے نکاح نہیں جائز ہے اور مسلمان باندی سے بضرورت جائز کہتے ہیں الحاصل یہاں اجازت دی کہ تمکو محصنات مومنات حلال ہیں اور کتابیہ محصنات بھی حلال ہیں۔ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ ای حل لکم ان تنکحوھن یعنی حلال ہے تمکو انسے نکاح کر لینا جبکہ دیدو تم انکے اجر یعنی مہور جمع مہر پس اذا شرطیہ نہیں ہے کیونکہ شرطیہ سے یہ وہم ہوتا ہے کہ مہر دیدینا شرط جواز ہے حالانکہ نکاح بدون مہر و بدون التزام مہر کے بھی جائز ہے گو مہر مقدر ضرور ہوگا اور یہ وہم بر تقدیر اذا شرطیہ قرار دینے کے زیادہ متاکد ہوتا تھا لہذا مفسرؒ نے اذا ظرفیہ اختیار کیا اور ابن کثیرؒ نے کہا یعنی جیسے وہ عفائف ہیں ایسے ہی خوشی خاطر سے انکے مہر انکو دیدو اور جابر بن عبد اللہ اور عامر شعبی و ابراہیم نخعیؒ و حسن بصریؒ نے فتویٰ دیا کہ مرد نے اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور مہر باندھا پھر اسکے ساتھ دخول ہونے سے پہلے اس عورت نے زنا کیا تو دونوں میں تفریق کر دیجاوے اور عورت مذکورہ اس مہر کو جو مرد نے دیا ہے واپس دیوے (رواہ ابن جریر) پھر یہ حلت عورتوں سے بطریق نکاح و عفت ہے اور بطور متعہ و کسب نہیں ہے لہذا مصرح فرمایا بقولہ مُحْصِنِیْنَ۔ ستروجین غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ۔ درحالیکہ تم نکاح کر لینے والے ہو یعنی انسے باعلان زنا کرنیوالے نہو۔ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ۔ اور نہ یار بنانیوالے ہو کہ پوشیدہ انسے زنا کرو۔ اخدان جمع خدن کی وہ شخص جو پوشیدہ یاری رکھتا ہو خواہ وہ عورت ہو یا مرد ہو پس معنی یہ کہ ظاہر و خفیہ کسی طرح انسے زناکاری و عشقبازی میں نہ ہو قال ابن کثیرؒ پس جیسے عورتوں میں احصان و عفت کو شرط کیا کہ زنا سے پاک ہوں ویسے ہی مردوں میں بھی عفیف ہونا شرط کیا اور مسافح وہ ہے جو زنا کا علانیہ پروا نہ کرے اور جو سامنے آوے اس سے اپنے کو نہ بچاوے اور متخذی اخدان یہ کہ عورت سے آشنائی کر کے خفیہ زنا کرے تو ہر صورت میں وہ عورت بھی بدکار ہوئی اور یہ اجرت کچھ مہر نہیں ہے اور دوسری آیت میں ایسی عورتوں کے نکاح سے پرہیز کا حکم دیا جنکے ظاہر و خفیہ یار و آشنا ہیں اسی سے امام احمد کا مذہب ہے کہ جبتک عورت کا ہو تب تک اسکا نکاح مرد عفیف سے صحیح نہیں ہوتا یہانتک کہ توبہ کرے اور ایسے ہی جبتک مرد بدکار ہو اسکا نکاح عورت عفیفہ سے صحیح نہیں ہوتا۔ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ۔ اور جسنے ایمان سے کفر کیا یعنی مرتد ہوا تو اسکا عمل یعنی جو عمل صالح کہ مرتد ہونے سے پہلے کیا تھا سب مٹ گیا اسکا کچھ شمار نہیں اور نہ اسپر کچھ ثواب ملیگا۔ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ اور وہ آخرت میں برے حال خسارہ والوں میں ہوگا جبھی ایسا ہوگا کہ اسی حال پر مرے یعنی مرتد کا فر مرجاوے

اور اگر توبہ کرے تو قبول ہوئی قال فی العرائس قولہ تعالے ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ اشارہ یہ ہی کہ ایمان بیان [illegible]
مین خوار ہو کر ڈوب گیا اور توحید کے کنارے نہ نکلا جہان سے ذات و صفات کیطرف رسائی ہوتی ہی تو تعالے [illegible]
محبت و معرفت بندھاہی نہین او جو کچھ اسنے راہ طریقت مین پایا تھا سب جاتا رہا اور اس سے زیادہ دقیق اشارہ یہ ہی کہ جس نے اللہ تعالی [illegible]
انوار توحید سے مست ہو کر ہستی مین انانیت کا دعوی کر بیٹھا جو جاہل کی صفت اور خوار کرنیوالی ہی تو وہ محجوب ہے کیونکہ اُسنے بسبب انانیت کے [illegible]
لیے تھے سب باطل ہوئے کیونکہ اعمال تو عبودیت کے تھے اور وہ ربوبیت کیطرف نکل بھاگا ہی تو پھر جب عبودیت کیطرف رجوع کرے اور ربوبیت پہچانے تا [illegible]
کرے کیونکہ جو کچھ دکھ چکا تھا وہ تو سب اُسکے دعوی باطل کے مٹ گئے بعض نے فرمایا کہ جسے اللہ تعالی کی معرفت و یقین عطا فرمانے پر اُسکا شکر یاد نہ کیا تو اُسنے اصلی وجہ ایمان
اُسکو گرا دیا جس سے اُسکے اعلی ریاضات و اجتہادات سب جاتے رہیگے اور بعض نے فرمایا کہ جس نے خصائص ایمان مین سابقہ احسان آگہی عزوجل کو نہ دیکھا وہ محل شکر سے [illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْ

اے ایمان والو جب تم اُٹھو نماز کو تو دھوڈالو اپنے مُنھوں کو اور ہاتھونکو کہنیون تک اور مسح کرو

سَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ

اپنے سرون کو اور دھوڈالو پاؤن ٹخنون تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہولو اور اگر تم بیمار ہو یا

سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا

سفر مین ہو یا کوئی تم مین سے آیا جائے ضرور سے یا لگے ہو عورتون سے پھر تمکو پانی نملے تو قصد کرو زمین

طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَ

پاک کا سو مسح کرلو اپنے مُنھون کو اور ہاتھونکو اسمین سے اللہ تعالے نہین چاہتا کہ تم پر کچھ مشکل رکھے و

لَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ

لیکن چاہتا ہی کہ تم کو پاک کردے اور تم پر اپنا احسان پورا کردے شاید تم احسان مانو اور یاد کرو احسان اللہ کا

عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

اپنے اوپر اور عہد اُسکا جو تم سے مضبوط ٹھہرا جب تم نے کہا تھا کہ ہمنے سُنا اور مانا اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ تعالے

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ○

جانتا ہی جیون کی بات کو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ اے ایمان والو جب تم کھڑے ہو یعنے جب تم قیام کا ارادہ کرو إِلَى الصَّلَاةِ نماز کیطر
ف وانتم محدثون اور حال یہ ہو کہ تم کو حدث ہو یعنے پیشاب پخانہ وغیرہ کیوجہ سے وضو نہو اور اسی کو فقہا حدث بولتے ہین او [illegible]
کہ قمتم یہان یعنے ارادہ قیام ہی اور مراد قیام سے یہ کہ نماز مین مشغول ہونا اور اعلی رکن اُسکا قیام ہی جو عذر کیوجہ سے البتہ ساقط ہوتا [illegible]
پھر اگر درمیان نماز مین مثلاً قعدہ مین وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرکے اُسی قعدہ پر بیٹھے پھر واضح ہو کہ قیام نماز کے ارادہ کر [illegible]
ایک جماعت اسی طرف گئی ہی کہ جب ارادہ نماز ہو تب ہی وضو واجب ہے خواہ پاک ہو یا محدث ہو اور ابن کثیر نے کہا کہ [illegible]
کہ مراد یہ ہی کہ جب تم ایسے حال مین نماز کا ارادہ کرو کہ تم محدث ہو تب وضو واجب ہے اور دوسرون نے کہا کہ اذا قمتم [illegible]

اراده کرو اور یہ دونون معنی قریب ہی قریب ہین۔ اور ایک گروہ نے فرمایا کہ آیت مین یہ حکم ہی کہ نماز کیطرف قیام کے اراده کیوقت وضو کرو سو اگر اراده
کیا اور اسپر وضو واجب ہے اور اگر طاہر ہی یعنی اُسکا وضو موجود ہی تو اُسپر پھر وضو کر لینا مستحب ہی اور کہا گیا کہ ابتدائے اسلام مین واجب تھا پھر جو طاہر
ہے حکم مین منسوخ ہوا بالجملہ بدون وضو کے اللہ تعالےٰ نماز قبول نہین فرماتا اسپر اجماع ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو پر وضو کیا کرتے تھے چنانچہ انس سے
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے تو عمرو بن عامر راوی نے پوچھا کہ پھر آپ لوگ کیونکر کرتے تھے تو فرمایا کہ ہم نمازون کو
ایک ہی وضو سے پڑھتے جبتک کہ ہمکو حدث نہوتا (رواہ البخاری واحمد واہل السنن) اور بریدہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم ہر نماز کیوقت وضو کیا
کرتے تھے پھر جب فتح مکہ کا روز ہوا تو آپ نے وضو کیا اور اپنے دونون موزون پر مسح فرمایا اور نمازون کو ایک ہی وضو سے ادا کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ آپ نے ایسی بات کی جو آپ کبھی نہین کرتے تھے تو فرمایا کہ ای عمر مین نے اسکو عمداً کیا ہی (رواہ مسلم واحمد واہل السنن) اور یہ حدیث متعدد
طرق سے مروی ہی اور فتح مکہ سے پہلے غزوۂ خندق مین بھی آنحضرت صلعم نے چار نمازین ایک ہی وضو سے ادا کین اور شیخ ابن کثیر نے یہان کثرت سے
احادیث نقل کی ہین بالجملہ یہ متقرر ہو گیا کہ مراد آیت مین وہی معنی ہین جو مفسر نے بیان کیے اور یہی جمہور اہل علم کا قول ہی اور وضو ایک طہارت ہی جو
فضیلت خود بھی ہی پس اس راہ سے نیت ضرور ہی تاکہ ثواب حاصل ہو اور قرآن مین جس وضو کا حکم ہی وہ عبادت پوری ہو اور اگر نیت نہوئی تو نماز کے
واسطے جو طہارت شرط ہی وہ پائی جاویگی پس نماز اُس سے ادا ہو جائیگی اور یہی امام ابو حنیفہ کے مذہب مین صحیح ہی اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک بدون نیت کے
وضو نہوگا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے فرائض وضو مین سے چار باتین ذکر فرمائی ہین اوّل قولہ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ۔ دھوؤ تم لوگ اپنے چہرونکو وقت
اور مستحب ہے کہ برتن مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھو ڈالے اگر نجس نہو ورنہ واجب ہوگا پس تین مرتبہ دہانہ دھوئے پھر تین مرتبہ کلی کرے پھر تین
مرتبہ ناک مین اچھی طرح پانی دیکر صاف کرے اور یہ سب سنت ہین پھر چہرہ دھوئے تو ایک مرتبہ تو فرض ہی اور چاہیے کہ دو مرتبہ مدارجہ اوسط
امام محمد رہ نے موطا مین کہا اور ابن الہمام نے اسمین کلام کیا ہی اور اعلی واولی یہ کہ تین مرتبہ چہرہ بھی دھووے اور سنت نہین اگر دو مرتبہ کم سے
لیکن تین مرتبہ اسمین بھی اعلی ہی اور چہرہ بال جمنے سے ٹھوڑی تک اور کان سے دوسرے کان تک ہی اور کنپٹی بھی اصح یہ کہ چہرہ مین ہی اور ڈاڑھی کی
تمام تحقیق عین الہدایہ مین ہی بیہقی نے کہا کہ ڈاڑھی مین خلال کرنا عمار و عائشہ و ام سلمہ سے مرفوعاً اور حضرت علی وغیرہ سے موقوفاً مروی ہوا اور
ترک کی اجازت ابن عمر و حسن بن علی اور ایک جماعت تابعین سے جنمین نخعی بھی ہین مروی ہوئی اور کلی کرنا و ناک مین پانی دینا غسل مین امام ابو حنیفہ
کے نزدیک واجب ہی اور وضو مین سنت ہے پھر فرض دوم قولہ۔ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ۔ اور دھوؤ ہاتھونکو مرافق تک یعنی مع مرافق کے جیسا کہ سنت
سے اُسکا بیان وارد ہوا ہی ظاہر یہ کہ مفسر نے اسمین خلاف پایا کہ اِلیٰ کا مابعد اپنے ماقبل کے حکم مین داخل ہوتا ہی یا نہین تو سنت کیطرف مرجع قرار دیا اور
سیبویہ اور ایک جماعت نے کہا کہ مابعد اگر جنس ماقبل سے ہو تو داخل ہوتا ہی ورنہ نہین اور ایک قوم نے کہا کہ اِلیٰ فقط غایت کیواسطے ہی اور مابعد کا داخل
نا ہونا دلیل پر ہی جہان جیسی دلیل موجود ہو ویسا ہی ہوتا ہی اور بعض نے کہا کہ مابعد نہین داخل ہوتا ہی اور حمل نے کہا کہ نحویون کے نزدیک یہی اصح ہی اور
بعض نے کہا کہ اِلیٰ بمعنے مع ہی اور یہی ابن کثیر نے تفسیر مین اختیار کیا اور حاصل آنکہ جمہور کے نزدیک مرافق کا دھونا فرض ہی دارقطنی نے باسناد حسن از عثمان
رضی اللہ عنہ روایت کی اور اُسمین ہی کہ پھر ہاتھ دھوئے مرفقین تک یہانتک کہ بازو کے اطراف تک چھو گیا اور بعد وضو کے کہا کہ وضو رسول اللہ صلعم کا ایسا ہی
تھا اور ضعیف اسناد سے جابر سے مرفوعاً ایسی روایت ہی اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ مین نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مومن کا زیور وہانتک پہونچیگا
جہانتک وضو پہونچتا ہی (رواہ مسلم) و نیز ابو ہریرہ کی دوسری روایت مین وضو بڑھانیکی تاکید ہی پس کوتاہی کرنا اعضاء وضو مین اصل ہی نہین ہی پھر فرض
سوم وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ۔ اور مسح کرو اپنے سرونکو مفسر نے کہا یعنے الصاق کرو مسح کو اپنے سرونکے ساتھ بدون پانی بہانے کے ا

Marfat.com

مسح اسم جنس ہے پس کافی ہے کمتر اسقدر جسپر مسح صادق آجاوے اور وہ سر کے بعض بال کا چھونا اور یہی مذہب [illegible]
اپنا مذہب بیان کر دیا اور تفصیل یہ ہے کہ بعض کے نزدیک بازائدہ ہے آیۃ امسحوا برؤسکم پس تمام سر کا مسح ہوا کما [illegible]
اور قولہ تعالیٰ فامسحوا بوجوہکم وایدیکم منہ یعنی تیمم میں مسح اور یہی مالکؒ کا مذہب اور بعض نے کہا کہ با واسطے الصاق کے ہے [illegible]
اور شرح مہذب میں ایک جماعت سے ہے کہ با جب غیر متعدی پر داخل ہو تو الصاق کیلیے جیسے قولہ تعالیٰ ولیطوفوا بالبیت [illegible]
میں تو تبعیض کیلیے ہوتی ہے اور حق یہ ہے کہ زبان عرب میں ایسی صورتیں جسقدر پر فعل صادق آوے اسیقدر کافی ہوتا ہے مثلاً زید نے عمرو کو حکم دیا کہ [illegible]
ضرور نہیں ہے کہ وہ بکر کے تمام اجزا کو بالاستیعاب مارے یا چھوے بلکہ جسقدر پر مارنا صادق آوے کافی ہے اسیطرح یہاں بھی جسقدر پر مسح صادق آوے کافی [illegible]
نے تو کہا کہ ایک بال یا تین بال چھو لینے سے مسح ہو گیا اور یہ مسلم نہیں کیونکہ یہ عقلی صورت ہے اور عرف لغت میں جسپر مدار ہے اسکو مسح نہیں کہتے لہذا حنفیہ کے طور [illegible]
کر جیسے بعض حصہ سر کا ادنیٰ درجہ معلوم ہوا جیسا کہ حدیث مغیرہؓ میں ناصیہ پر کہ چوتھائی سر ہے مسح مروی ہے پس اسیقدر لیا گیا اور اس سے کم پر اگرچہ [illegible]
ممنوع نہیں جیسا کہ **ابن کثیر**ؒ نے اعتراض کیا لیکن شرع میں فرض مقدر ہے اور مقدار معین نہیں ہے پس ادنیٰ مقدار چونکہ اس سے کم ثابت نہیں ہوئی [illegible]
اسی پر مدار ہوا اور کلام کو اسمیں مجال باقی ہے فلیتامل واللہ اعلم بالجملہ احادیث میں تمام سر کا مسح کرنا کثرت سے آیا ہے لہذا آدمی کو چاہیے کہ تمام سر کا مسح کیا کرے
اس اختلاف سے بچ جاوے اور حضرت عثمانؓ سے صحاح میں جو احادیث ہیں دلالت کرتی ہیں کہ مسح تمام سر کا ایک بار ہے اور بعض روایات میں تین بار آیا ہے اور اول [illegible]
مختار ہے اور تین بار منع نہیں ہے اور واضح ہو کہ مسح کہتے ہیں بھیگا ہاتھ پھیرنے کو پس پانی بہانے کو غسل کہتے ہیں یہ جو تھا فرق قولہ **وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی**
الْکَعْبَیْنِ اور دھو اپنے پاؤنکو ٹخنون تک۔ وارجلکم ایک قراءۃ میں نصب سے پڑھا گیا ہے اور یہ اکثر ہے پس یہ عطف ہے وجوہکم پر اور یہ ظاہر ہے اور بیچ
میں وامسحوا برؤسکم سے فصل ہے بوجہ رعایت ترتیب کے اور ایک قراءۃ میں ارجلکم بالجر پڑھا گیا پس اصل تو اسکو نصب ہے لیکن برؤسکم کے پڑوس ہونیکی وجہ
سے ارجلکم زیر کیساتھ آسانی سے نکلتا تھا لہذا اسکو بھی بالجر پڑھا گیا اگرچہ معنی میں نصب کی صورت والے معنے مراد ہیں اسلیے کہ مسح یہاں ٹخنون تک کہنے سے مقصود [illegible]
نہیں ہے چنانچہ دونوں قراءۃ پر معنی یہ ہیں کہ دھو تم اپنے پاؤنکو کعبین تک یعنی کعبین سمیت جیسا کہ سنت سے اسکا بیان آگیا ہے اور کعبین صیغہ تثنیہ ہے اور وہ دو [illegible]
ہڈیاں اُبھری ہوئی ہر پیر میں پنڈلی و قدم کے جوڑ پر ادھر ادھر ہوئی ہیں اور یہی چاروں اماموں و جمہور کا قول ہے اور جسنے کلام کے یہ معنی لیے کہ مسح کرو پاؤنو [illegible]
کعبین تک وہ کہتا ہے کہ کعب وہ جگہ ہے جہاں انگلیونکی نسین جا کر ملگئی ہیں اور وہ قدم کی پشت پر ہے ساق کی جڑ پاس اور یہ ذکر دیا گیا اسطرح کہ وہ ہر پاؤن میں ا [illegible]
ایک ہے حالانکہ کعبین صیغہ تثنیہ ہے پس اگر وہی مراد ہوتی تو ارجلکم الی الکعب ہوتا جیسے وجوہ و مرافق ورؤس میں جمع کا صیغہ ہے علاوہ برین اہل اللغۃ کے بالکل خلاف [illegible]
اگر وہم ہو کہ پھر جب پاؤنکو دھونا مقصود تھا تو منہ و ہاتھونکے ساتھ بیان کر دیا جاتا مفسرؒ نے جواب دیا کہ قال المفسرؒ آیت میں جس ترتیب سے جسکا دھونا و مسح کرنا مذکور [illegible]
یہ ترتیب بھی فرض ہے چنانچہ منہ و ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اور پاؤن بھی دھوئے جاتے ہیں لیکن انکے بیچ میں سر کا مسح مقدم ہے تو اس سے افادہ یہ کہ ان اعضا کے پاک کرنے [illegible]
میں ترتیب رکھو اگر وہم ہو کہ اس سے پاؤنپر مسح کرنیکا وہم پیدا ہوا جواب یہ کہ یہاں یہ وہم فقط ایک لفظ کعبین سے دفع ہو گیا کیونکہ مسح تو [illegible]
معنے یہ کہ دھو ڈالو کعبین تک پھر ترتیب کو مفسرؒ نے کہا کہ یہ ترتیب واجب ہے اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے اور یہی امام مالکؒ و احمدؒ کا قول ہے اور امام [illegible]
سنت مؤکدہ ہے اور واو ترتیب کیواسطے اہل لغت کے نزدیک نہیں ہے پس فصل کر دینے میں اور ممسوح کے بعد پاؤن دھونا بیان کرنے میں تنبیہ [illegible]
بہانے میں اسراف نہ کریں کیونکہ یہ مظنہ اسراف ہیں۔ **ذکرہ العلامۃ الزمخشری** قال المفسرؒ اور سنت سے یہ بات نکالی گئی کہ وضو میں پہلے [illegible]
جیسے اور عبادات میں ہے اور یہی دیگر ائمہ کا قول ہے اور ائمہ حنفیہ کے نزدیک یہ مسلم کہ عبادات میں بدون نیت کے ثواب نہیں لیکن وضو [illegible]
ہے اور دوم یہ کہ وہ نماز کیواسطے شرط ہے پس اگر نیت کر لی تو وضو میں عبادت کا ثواب بھی ہوگا اور شرط نماز بھی ہو جائیگا اگر نیت نکی تو [illegible]

[illegible]

Marfat.com

... سے زیادہ اچھا بھی بخلاف نماز کے کہ اگر اسمین خالص نیت نہوئی تو وہ کچھ بھی نہو گی کیونکہ اسمین ایک ہی جہت ہے پھر واضح ہو کہ مفسرؒ نے اکلیل مین کہا
... پانون دھونیکے واسطے ہے اور جر کی قراءۃ موزہ دینر مسح کرنیکے واسطے ہے کیونکہ قراءتونکا متعدد ہونا بمنزلۂ تعدد آیات کے ہے اور یہ قول ٹھیک نہین بلکہ
... یہ ہے کہ یون کہا جاوے کہ قرائتین دونون ثابت ہین پس سنت کیطرف رجوع کیا گیا تو وہان سے معلوم ہوا کہ دھونا واجب ہے کیونکہ احادیث مشہور بلکہ متواتر ہین کہ
آنحضرت صلعم و صحابہ رضی اللہ عنہم پانون دھویا کرتے تھے اور حدیث ویل للاعقاب من النار یعنی جو ایڑیان سوکھی رہجاوین وضو کے اندر دھونین تو انکی سزا ایک
... آگ سے جلین گی اس حدیث کو اتنی جماعت نے صحابہ سے روایت کیا کہ مرتبہ شہرت کو پہونچگئی ہے اور **حافظ الحدیث ابن حجر** نے کہا کہ صحابہ مین سے
کسی سے پانون دھونین اختلاف ثابت نہین سوائے حضرت علی و ابن عباس و انس بن مالک کے کہ انسے مسح کا قول ملتا ہے اگرچہ انکا فعل ثابت نہین کہ کھلے پانو پر
کبھی انھون نے مسح کیا ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ ان لوگون نے اس قول سے رجوع کیا ہے اور ابن جریرؒ نے اسی سے استدلال کیا کہ غسل کرنے اور دھونین وضو کر نیوالے
کو اختیار ہے انتہی کلامہ **ابن العربیؒ** نے کہا کہ امت نے اتفاق کیا ہے کہ پانون دھونا وضو مین واجب ہے اور مجھے نہین معلوم کہ کسی نے اس سے خلاف کیا ہو سوائے
ابن جریرؒ کے جو فقہائے مسلمین سے تھے اور ما سوائے انکے اور لوگون مین سے فرقۂ رافضہ نے خلاف کیا ہے **قال ابن کثیرؒ** قولہ تعالیٰ وارجلکم الی الکعبین اسمین ارجلکم نصب
پڑھا گیا کہ عطف ہے وجوہکم وایدیکم پر اور عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابن عباسؓ نے وارجلکم پڑھا بنصب لام پھر کہدیا کہ مین نے اسطرف رجوع کیا کہ پانون
دھونا واجب ہے اور عبداللہ بن مسعود و عروہ و عطا و عکرمہ و حسن و مجاہد و ابراہیم و ضحاک و سدی و مقاتل و زہریؒ و ابراہیم تیمی سے مانند اسکے مروی ہے اور اس قراءۃ پر پانون
دھونیکا واجب ہونا ظاہر ہے جیسا کہ سلف کا قول ہے اور یہین سے جو وضو مین ترتیب واجب ہونیکا قائل ہے ترتیب واجب ہونا ثابت کرتا ہے بنظر برینکہ چہرہ و ہاتھ دھونا
ہے انکے بعد بیچ مین مسح سر کو بیان کر کے پھر وجوہکم پر ارجلکم کو عطف کیا بوجہ وجوب ترتیب کے ورنہ بدون فاصل کے عطف ہوتا اور یہی جمہور کا مذہب ہے مگر امام ابو حنیفہؒ نے
اسمین خلاف کیا اور کہا کہ ترتیب واجب نہین ہے کیونکہ آیۂ کریمہ ان اعضاء کے طاہر کرنیکا حکم کرتی ہے اور واو کو ترتیب پر دلالت نہین ہے پھر دوسری قراءۃ اسمین ارجلکم بالجر
اسی سے فرقۂ شیعہ نے مسح راس پر عطف کر کے پانونکا مسح نکالا ہے اور سلف صالحین سے بعض ایسی عبارات مروی ہین جنسے وہم ہوتا ہے کہ شاید وہ بھی پانو پر مسح کے قائل تھے
حالانکہ انکے قول کا یہ مطلب نہین ہے جیسا کہ مدلل بیان ہوگا اور وہ روایات یہ ہین کہ ابن جریرؒ نے موسیٰ بن انس سے روایت کی کہ موسیٰ نے انسؓ سے کہا کہ ای ابو حمزہ
ہمکو اہواز مین حجاج نے خطبہ سنایا اور کہا کہ اپنے منھ ہاتھ دھو و سر کا مسح کرو اور پانون دھو اور آدمی مین کوئی چیز زیادہ قریب خبث سے بہ نسبت اسکے پانونکے نہین
ہے سو تم پیرونکے تلوے اور اوپر اور ایڑیان مع اسکی جانب کے دھویا کرو تو انسؓ نے یہ سنکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور حجاج جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وامسحوا برؤسکم
وارجلکم موسیٰ بن انس نے کہا اور انسؓ جب اپنے پانونکو مسح کرتے تو دونونکو تر کر دیتے تھے **وقال المترجم** یعنی اس روایت مین یہ ہے کہ حجاج نے لوگونکو پانون دھونے
مین مبالغہ کرنے اور زیادہ پانی بہانیکو کہا تھا سو حضرت انسؓ نے رد کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو ارجلکم کو وامسحوا برؤسکم کے بعد فرما کر ارشاد کیا ہے کہ پانون دھوتے
وقت بقدر ضرورت پانی بہاؤ جیسے مسح مین ہوتا ہے اور اسراف نہ کرو پس مسح سے مراد خفیف دھونا قریب مسح کے ہے اسواسطے حضرت انسؓ اپنے پانون تر کر دیتے تھے
... مین سے زمخشری وغیرہ نے جواب دیا کہ مسح سر کے بعد پانون دھونیکا حکم بوجہ وجوب ترتیب کے نہین ہے جیسا کہ شافعیہؒ نے گمان کیا بلکہ اس فائدہ کیواسطے
کہ پانون دھونے مین مسح پر نظر رکھو اور خفیف دھو یعنی پانی ست سے جلد جلد ڈھلکاؤ پھر **ابن کثیرؒ** نے باسناد ابن جریر رحمہ اللہ حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نازل ہوا
قرآن مسح اور سنت لغسل (واسنادہ صحیح ایضًا) اور ابن جریر نے عکرمہ عن ابن عباس روایت کی کہ وضو دو دھونے اور دو مسح ہین ابن ابی حاتم نے یوسف بن
مہران عن ابن عباس روایت کی کہ قولہ وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ کہا کہ یہ مسح ہے پھر ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابن عمر و علقمہ و ابو جعفر محمد باقر و حسن البصری فی روایۃ
... مجاہد فی روایۃ سے اسکے مانند مروی ہے اور ایوب نے کہا کہ مین نے عکرمہ کو دیکھا کہ دونون پانون پر مسح کرتے شعبی نے کہا کہ جبرئیل مسح کا حکم لائے
... نہین دیکھتا کہ تیمم یہ ہے کہ جو دھویا جاتا تھا اسپر مسح کیا جاوے اور جو مسح کیا جاتا تھا وہ لغو ہوا۔ درواہما ابن جریر۔ **قال المترجم** یہ چند آثار

ہین اور بعض اسناد اگرچہ بظاہر مستقیم ہین لیکن وہ نبی صلعم کا قول و فعل نہین روایت ہوا اور نہ وہ سنت کے نام سے
ان روایات کے محفوظ ہونے پر محدثین و ناقدین مین سے کسی کی تصریح ہو کیونکہ بسا اوقات ظاہر اسناد مستقیم ہوتی ہی لیکن
محدث کے نزدیک علل خفیہ ہوتے ہین جیسا کہ اصول حدیث مین مصرح ہو چنانچہ انہین آثار کو ظاہر علت کے ساتھ شیخ ابن کثیر
غرابت ہی اور سخت غریب ہین اور اگر نے لیے جاوین باوجودیکہ کوئی مرفوع حدیث و سنت نہین ہو تو اس طرح محمول کر کے لے لین کہ
خفیف دھونا ہو کیونکہ ہم عنقریب صحیح سنت ثابتہ سے پانون دھونیکا واجب ہونا بیان کرینگے اور قراءۃ بالجر کو بعض نے کہا کہ پاؤنین
صورت مین مسح کرنے پر محمول ہو یہ قول امام شافعیؒ کا ہو **قال المترجم** اور پوشیدہ نہین کہ ہر دو قراءۃ ثابت ہین پس قرآن مجید جو سات
نازل ہوا از انجملہ یہ بھی ہو کہ قراءۃ بالنصب و بالجر یہان مفید دو احکام ہو اور مفسرؒ نے مقدمہ مین اسکو مشرح لکھا ہو پس اسکو غلط و خلاف صواب
جیسا کہ کمالین سے ظاہر ہوتا ہو بعید ہو اسلیے کہ قراءۃ بالنصب کے ساتھ احادیث متواترہ یا مشہورہ مفید غسل ہین اور قراءۃ بالجر کے ساتھ کوئی حدیث
و سنت نہین تو لامحالہ قراءۃ بالجر کے معنے بیان کرنے چاہیے ہین تو منجملہ تاویل کے ایک یہ جو مذکور ہوئی اور بعض نے کہا کہ قراءۃ بالجر اگرچہ دلالت کرتی ہو
لیکن دوسری قراءۃ سے و احادیث مذکورہ سے یہان مسح بمعنے خفیف دھونا **وقال المترجم** اگر کہا جاوے کہ اسپر وارد ہوتا ہو کہ جر کی صورت
روؤسکم پر ہو اور وہان مسح سے غسل خفیف مراد نہین ہو تو جواب ہو کہ اسکو این مسح سے ایک معنی اعم جو بھیگا ہاتھ پھیرنے و خفیف دھونے دونونکو شامل
خواہ بطریق عموم مجاز یا بطریق عموم مشترک مراد ہین پس اشکال مندفع ہوگیا فافہم اور **شیخ ابن کثیر** نے کہا کہ غسل خفیف پر مسح کا اطلاق ہونیکو واسطے
بہت اچھی دلیل وہ روایت ہو جو **حافظ بیہقی** نے اچھی اسناد سے نزال بن سبرہؒ سے روایت کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز ظہر پڑھکر رحبہ کوفہ
مین لوگونکے حوائج و مقدمات کے واسطے بیٹھے یہانتک کہ عصر کا وقت آگیا پھر اُنکے پاس ایک چھوٹے برتن مین پانی آیا اُس سے لپ بھر کر منھ و ہاتھون
و سر و پاؤنکو مسح کیا پھر کھڑے ہو کر باقی پی لیا اور فرمایا کہ کچھ لوگ کھڑے پانی پینے کو مکروہ جانتے ہین اور رسول اللہ صلعم نے ایسا ہی کیا جیسے مین
کیا اور فرمایا کہ ہذا وضوء من لم یحدث یعنی یہ ایسے شخص کا وضو ہو جسکو حدث ہو (صحیح بخاری مین بھی اسکے بعض معنی مروی ہین) بالجملہ بدلیل آیت و احادیث
پاؤن دھونا ضرور واجب ہو اور جسنے اپنی خواہش سے مسح کو نکالا وہ خود گمراہ و گمراہ کرنے والا ہو اور ایسے ہی جسنے دونونکا مسح و دونونکا دھونا تجویز کیا اُس
بھی خطا کی ہو اور جسنے شیخ ابن جریر کا یہ مذہب نقل کیا کہ اُسنے آیت سے پاؤنپر مسح کرنا نکالا اور احادیث سے دھونا واجب نکالا تو اُس کو
شیخ ابن جریر کے مذہب کی تحقیق نہوئی کیونکہ تفسیر مین شیخ ابن جریر کا کلام فقط اتنی بات پر دلالت کرتا ہو کہ اُسنے برخلاف دیگر اعضا کے
پیرونکا ملنا اسوجہ سے ضروری کہا کہ وہ خاک کیچڑ وغیرہ سے ملے رہتے ہین پس ملنا ضرور ہو تاکہ اُنپر جو کچھ ہو وہ جاتا رہے لیکن اس ملنے کو مسح سے تعبیر کیا
جسنے غور نہین کیا وہ شیخ کی مراد سمجھنے مین غلط کر گیا۔ بالجملہ اعلی و اولی و اصوب یہ کہ احادیث کیطرف رجوع کیا جاوے پس اگر غسل ہی ثابت ہو جو
بالنصب کے معنے ہین تو وہی مذہب ہو پھر ایسے آثار مذکورہ کا عدم و وجود برابر ہو اور قراءۃ بالجر ضرور ماؤل ہو پس **ابن کثیرؒ** نے ان احادیث کو
ذکر فرمایا کہ حدیث بروایت حضرت علی و عثمان و ابن عباسؓ و معاویہ و عبداللہ بن زید بن عاصم و مقداد بن معدی کرب پہلے گذری کہ
صلعم وضو مین پاؤن دھوتے تھے اور نیز حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ گذری کہ رسول اللہ صلعم نے وضو مین پاؤن دھوئے پھر
یہی وضو ہو کہ اللہ تعالے نہین قبول کرتا نماز کو مگر اسی کے ساتھ اور عبداللہ بن عمرو کی حدیث صحیحین مین صحابہؓ سفر مین آگے بڑھ گئے
اور آنحضرت صلعم پیچھے تھے جب ہان پہونچے تو عبداللہ بن عمرو کہتے ہین کہ ہم لوگون نے اپنے پیرونکو چپڑنا شروع کیا اسپر آپ نے
فرمایا کہ بھرپور دھوکر واایڑیون کیلیے آگ دوزخ سے عذاب ہو (والحدیث فی الصحیحین) اور ایسی ہی صحیحین مین

صحیح ہر اور صحیح مسلم مین یہی حدیث عائشہؓ سے ہر کہ آنحضرت صلعم سے ہر کہ فرمایا اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار۔ اور عبد اللہ بن الحرث بن الجزء سے ہر کہ رسول اللہ صلعم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ ویل للاعقاب وبطون الاقدم من النار۔ ایڑیون اور تلوون کے لیے آگ سے عذاب ہر (رواہ البیہقی والحاکم) اور **ابن کثیر**رح نے فرمایا کہ اسکی اسناد صحیح ہر۔ جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے ویل للعراقیب من النار (رواہ احمد) اور نیز جابر ابن عبد اللہ سے ہر کہ آنحضرت صلعم نے ایک مرد کے پانوٗ مین بقدر درہم کے خشک دیکھا جسکو اُسنے نہین دھویا تھا تو فرمایا کہ ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد وابن ماجہ وابن جریر) اور جابرؓ سے ہر کہ آنحضرت صلعم نے ایک قوم کو وضو کرتے دیکھا جنکی ایڑیونکو پانی نہین پہونچا تھا تو فرمایا۔ ویل للاعقاب من النار (رواہ ابن جریر) اور معیقیبؓ سے روایت ہر کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد) اور ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ویل للاعقاب من النار ویل للاعقاب من النار یعنی کرر بتاکید فرمایا پس مسجد مین کوئی شریف و وضیع نہ باقی رہا مگر آنکہ مین نے دیکھا تو وہ ایڑیونکو پھیر کر دیکھتا تھا (رواہ ابن جریر) اور ابو امامہ کے بھائی سے روایت ہر کہ رسول اللہ صلعم نے ایک قوم کو نماز پڑھتے دیکھا اور اُنمین سے ایک کی ایڑی مین یا ایک کے ٹخنے مین بقدر ایک درم کے یا بقدر ایک ناخن کے خشک جگہ تھی جسکو پانی نہین چھوا تھا تو فرمایا۔ ویل للاعقاب من النار۔ کہا کہ پھر آدمی نے یہ کرنا شروع کیا کہ جب اپنی ایڑی مین ایسی کچھ جگہ پاتا جسکو پانی نہین پہونچا تو وضو کا اعادہ کرتا۔ (رواہ ابن جریر) **ابن کثیر**رح نے کہا کہ ان احادیث سے وجہ دلالت ظاہر ہر کہ اگر پاٗون پر مسح کرنا فرض ہوتا یا ایسا جائز ہوتا تو اُسکے ترک پر آتش دوزخ کی وعید نہ فرمائی جاتی کیونکہ مسح سے تمام پاٗون بالاستیعاب نہین تر ہوتا ہر اسباغ درکنار رہا بلکہ مسح مین تو اسیقدر کافی ہر جیسے موزہ پر مسح کرنے مین ہوتا ہر۔ **اور شیخ امام ابو جعفر ابن جریر** نے فرقہ شیعہ پر یہی حجت واردکی ہر اور عمر بن الخطابؓ سے روایت ہر کہ ایک مرد نے وضو کیا اور ایک ناخن برابر جگہ اپنے قدم مین خشک چھوڑ دی تو نبی صلعم نے دیکھکر اُسکو حکم دیا کہ لوٹکر اچھی طرح وضو کر (رواہ مسلم فی صحیحہ) اور بیہقی رحمہ اللہ نے انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ ایک شخص وضو کرکے اُسیوقت نبی صلعم کے پاس آیا حالانکہ اُسکے قدم پر ایک ناخن برابر جگہ خشک رہگئی تھی تو آنحضرت صلعم نے اُس سے فرمایا کہ واپس جاکر اچھی طرح وضو کر (اوکذا رواہ ابوداؤد وابن ماجہ وقال ابن کثیر الاسناد جید رجالہ کلہم ثقات) یعنے اس حدیث کی اسناد جید ہے سب راوی ثقہ ہین ولیکن ابو داؤد نے کہا کہ یہ حدیث معروف نہین ہر اسکو فقط ابن وہب نے روایت کیا ہر حالانکہ مجھسے موسیٰ بن اسمٰعیل نے باسناد خود اس حدیث کے معنے حضرت حسن بصری سے مرسلا روایت کیے ہین اور امام احمدؒ نے کہا کہ حدثنا ابراہیم بن ابی العباس حدثنا بقیۃ حدثنی بحیر بن سعد عن خالد بن معدان عن بعض ازواج النبی صلعم کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا اور اسکے پشت قدم پر ایک خشک ٹپا بقدر ایک درم کے تھا جسکو پانی نہین پہونچا تو رسول اللہ صلعم نے اُسکو حکم دیا کہ وضو کو اعادہ کرلے اور ابو داؤد نے اس کو حدیث بقیہ سے روایت کیا جسمین اسقدر زائد ہر کہ وضو اور نماز کو اعادہ کرے (وہذا اسناد جید قوی صحیح) اور حدیث حمران عن عثمانؓ مین جو در بارۂ صفت وضو آنحضرت صلعم ہی موجود ہر کہ پاٗون کی انگلیون مین خلال کیا اور لقیط بن صبرہ سے ہر کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مجھے وضو سے خبر دیجیے فرمایا کہ پھر پورا وضو کر اور انگلیون مین خلال کر اور ناک مین پانی چڑھانے مین اچھی طرح مبالغہ کر مگر آنکہ تو روزہ دار ہو (رواہ اہل السنن) اور امام احمد نے فرمایا کہ حدثنا عبد اللہ بن یزید ابو عبد الرحمن المقری حدثنا عکرمۃ بن عمار حدثنا شداد بن عبد اللہ الدمشقی۔ کہا شداد نے کہ ہمسے ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگون سے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ مجھے آپ وضو سے آگاہ فرمائیے فرمایا کہ نہین کوئی تم مین سے جو وضو کرنے لگے پس کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے اور ناک جھاڑے مگر آنکہ اُسکے

گناہ اُسکے منہ اور نتھنوں سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے جبکہ ناک جھاڑیگا پھر وہ اپنا چہرہ دھوے جیسا کہ [illegible]
چہرے کے گناہ اُسکے جبڑونکے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر دھوئے دونوں ہاتھ کہنیوں تک جیسا کہ [illegible]
ہاتھوں کے گناہ اسکی انگلیوں کے پوروں کے سروں سے گر جاوینگے پھر اپنے سر پر مسح کرے مگر اسکے [illegible]
کے ساتھ گر جاوینگے پھر دھووے دونوں قدم ٹخنوں تک جیسا کہ اللہ تعالے نے حکم کیا مگر اسکے اُسکے قدموں کے گناہ اسکی [illegible]
پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر کھڑا ہو کر اللہ تعالے کی حمد و ثنا کرے ایسی چیز کے ساتھ جو اُسکے لائق ہے پھر دو رکعتیں پڑھے [illegible]
ایسا نکل جائیگا جیسے اُس دن تھا کہ جس دن اُسکی ماں اُسکو جنی تھی ابو امامہ نے کہا کہ اے عمرو دیکھ تو کیا کہتا ہے کہ میں نے اسکو رسول اللہ صلعم [illegible]
سنا ہے بھلا ایسا شخص یہ سب ایک ہی ٹھکانے دیدیا جائیگا تو عمرو بن عبسہؓ نے کہا کہ واللہ میرا سن بڑھاپا ہو گیا اور ہڈیاں رقیق ہو گئیں اور
موت میری نزدیک پہونچی اور مجھے کوئی حاجت نہیں کہ میں اللہ تعالے اور رسول اللہ صلعم پر جھوٹ باندھوں پھر اگر میں نے ایک دو تین بار
ہی سنا ہوتا میں تو اُسکو حضرت صلعم سے سات بار یا زیادہ سنا ہے (رواہ احمد و ہذا اسناد صحیح و ہو فی صحیح مسلم من وجہ آخر) **قال المترجم**
اور اسی معنی کے قریب حضرت ابو ہریرہؓ سے صحیحین میں ثابت ہے اور صحیح مسلم کی اس روایت میں ہے کہ پھر اپنے دونوں پاؤں دھووے جیسے
اُسکو اللہ تعالے نے حکم کیا ہے پس دلیل ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں پاؤں دھونیکا حکم ہے اور ایسا ہی ابو اسحاق سبیعی نے حارث کے طریق سے
علی بن ابی طالبؓ سے روایت کی کہ علیؓ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے قدمونکو ٹخنوں تک دھو جیسا کہ تم حکم کیے گئے ہو اور یہیں سے اُس حدیث کی
مراد ظاہر ہوتی ہے جو عبد خیرؒ کے طریق سے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے دونوں قدموں پر
پانی چھڑکا حالانکہ دونوں پاؤں میں جوتیاں تھیں پس اُنکو مل دیا۔ مراد یہ کہ جوتیوں کے اندر اُنکو خفیف دھویا پس اسمیں تو کوئی تامل نہیں
کہ جوتی کے اندر پاؤں کو دھووے خصوص جبکہ عرب کی جوتیاں ہوں لیکن بیان حدیث ایسے وسوسہ والوں کا رد ہے جنکو اپنے وسوسہ میں
تعمق ہوتا ہے اور یہی حال اُس حدیث کا ہے جو ابن جریرؒ نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم ایک قوم کے گھورے پر گئے اور کھڑے
پیشاب کیا پھر پانی مانگا اور وضو کیا اور دونوں نعلین پر مسح کیا (ہذا حدیث صحیح) اور ابن جریر نے اسکا جواب یہ دیا کہ ثقہ حفاظ نے اعمش
کے طریق سے حذیفہ سے اسی حدیث کو روایت کیا اسمیں بجائے مسح علی نعلیہ کے مسح علی خفیہ یعنے اپنے موزوں پر مسح کیا ہے **شیخ ابن کثیرؒ** نے لکھا
کہ دوسری روایت سے نکلا کہ موزے نعلدار یعنی موزوں پر نعلین تھیں پس مراد ایک ہی ہے اور ایسی ہی حدیث امام احمد از حضرت اوس بن اوس
کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ وضو کیا اور نعلین پر مسح کیا پھر نماز کو کھڑے ہوے (وقد رواہ ابو داؤد ایضا) اور معنی یہ کہ دو [illegible]
کیا یا موزے نعل تھے اور بعض علما نے جو وہم کیا کہ اس آیت سورۂ مائدہ سے موزوں پر مسح منسوخ ہو گیا تو یہ وہم ہے چنانچہ جریر بن عبد اللہ
البجلی سے روایت ہے کہ جریرؓ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا تو اُنسے پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ
پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا (کما رواہ فی الصحیحین) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اعمشؒ نے کہا کہ ابراہیمؒ نے [illegible]
صالحین کو حدیث جریر بہت خوش آتی تھی کیونکہ جریرؓ بعد نزول مائدہ کے مسلمان ہوے تھے اور یہی معنی امام احمد کی روایت [illegible]
خود جریرؓ سے مصرح ہیں اور بتواتر آنحضرت صلعم سے موزوں پر مسح کرنا ثابت ہوا ہے بقول و بفعل پس روافض نے جو [illegible]
کیا وہ جہل و گمراہی سے ہے اور روافض کا حال کیا پوچھتے ہو کہ دیکھو صحیح مسلم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت [illegible]
نے متعہ حرام کیا مگر یہ لوگ اسکو اپنی خواہش نفسانی سے مباح رکھتے ہیں اور جواز مسح موزہ اور حرمت متعہ میں جیسے [illegible]

Marfat.com

اس آیت کریمہ سے جو پاؤن دھونا فرض ہونے پر دلیل ہی مع ان احادیث متواترہ کے جو وجوب غسل پر دلالت کرتی ہین بالکل
مخالفت کرتے ہین حالانکہ اپنے اصلی طریقہ کے موافق وہم کے پابند ہین کوئی دلیل واقعی اُنکے پاس نہین ہی اور اہل حق و اہل سنت
نے جو اللہ تعالےٰ و رسول اللہ صلعم کے حکم و طریق کے پابند ہین اُسکو بدلیل قطعی ثابت کردیا و الحمد للہ رب العالمین اور دیکھو کہ پاؤن کے مسح
کے قائل ہوکر کعبین کے معنی اپنی طرف سے تراشے کہ وہ تو پشت قدم پر ساق کی جڑ پاس ہر پاؤن مین ایک ایک ہی حالانکہ جمہور امت
کے نزدیک ساق و قدم کے جوڑ پر ہر پاؤن کے دونون طرف دو اُبھری ہڈیان عربی مین کعبین کہلاتی ہین اور اُردو مین ٹخنے کہلاتے
ہین پس ہر قدم مین دو دو ہین جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی اور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ کعبین جنکو اللہ تعالےٰ نے ہر قدم مین
ذکر فرمایا ہی یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین معروف ہین اور لغت مین کہین اُسکے خلاف نہین ہی اور سنت صحیح مین صریح موجود چنانچہ
صحیحین کی روایت عثمانؓ مین ہی پھر اپنا دایان پاؤن کعبین تک دھویا پھر بایان پاؤن کعبین تک دھویا النعمان بن بشیرؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کی طرف اپنا چہرہ مبارک متوجہ کرکے فرمایا کہ ٹھیک راست قائم کرو تم اپنی صفون کو اس کو تین
مرتبہ فرماکر کہا کہ واللہ تم لوگ یا تو اپنی صفین ٹھیک قائم کروگے ورنہ اللہ تعالےٰ تمھارے دلون مین پھوٹ ڈال دیگا کہا نعمانؓ نے
کہ مین نے دیکھا تو آدمی اپنے برابر والے کے کعب سے کعب ملاتا ہی (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ و ابوداؤد و علقہ البخاری جزما) یہ صریح ہی
کہ کعبین یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین ٹخنہ کہلاتی ہین وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا موسی بن اسمعیل اخبرنا شریک عن یحیی بن
الحرث التیمی الجابر یعنے یحیی الجابر نے کہا کہ مین نے زید بن علی بن الحسین کے ساتھیون مین جو مقتول ہوے تھے دیکھا کہ اُنمین سے بعض کی
کعب اُنکے قدم کی پشت پر ہوگئی تھی اور یہ اللہ تعالےٰ کا عذاب تھا کہ بعضے روافض تھے جو حق سے مخالفت کرتے تو اللہ تعالیٰ نے
دنیا مین اُنکو فضیحت کردیا **قال المترجم** یہ تلخیص کلام **ابن کثیر** رحمہ اللہ ہی اور متبع راہ سنت و مطیع حق کو اس سے صریح معلوم ہوگیا
کہ وضو مین پاؤن دھونا فرض ہی اور بعد اس تفصیل و توضیح و تحقیق کے گمراہ نہوگا مگر وہی جسکے حق مین گمراہی و ضلالت مقدر ہو چکی ہے
اور ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہین کہ ہمارے دل کج ہون پھر حکم وضو کے بعد غسل و تیمم کا حکم اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم سے
بیان فرمایا۔ **وَإِنْ كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا**۔ فاغتسلوا۔ اور اگر تم لوگ جنب ہو تو خوب نتھر لو **ف** یعنے غسل کرلو۔ اور
چونکہ اطّہر و بتشدید مبالغہ ہی اسیواسطے کلی کرنا اور ناک مین پانی دینا بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غسل مین احتیاطاً واجب ہی پھر تیمم سے
آسانی دیدی بقولہ تعالےٰ۔ **وَإِنْ كُنتُمْ مَّرْضَىٰ**۔ اور اگر تم بیمار ہو **ف** یعنے ایسے مرض سے بیمار ہو کہ اُسکو پانی ضرر پہنچاتا
ہی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غالب گمان مضرت کا تیمم مباح ہونے کو کافی ہی۔ **أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ**۔ یا تم مسافر ہو یعنے راہ راہ منزل
بیابان طی کرتے جاتے ہو جہان پانی کم ملتا ہی۔ **أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ**۔ یا کوئی تم مین سے پخانہ سے آیا **ف** یعنے
اُسکو حدث ہوا پس پخانہ سے آنا اکثری حالت کے موافق ہی اور مراد یہ کہ اُسکو کسی وجہ سے حدث ہوا خواہ پخانہ جانے سے یا پیشاب
سے یا ریح صادر ہونے سے اور ایسے ہی دیگر اسباب ہین۔ **أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ**۔ یا تم نے ملامسہ کیا عورتونکو جماع کیا یا فقط چھوا پھر حال
مرض یا سفر وغیرہ کی حالت پیش آئی۔ **فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً**۔ پھر تم نے پانی نہ پایا **ف** اگرچہ تلاش کیا یا یہ معنی کہ تم کو پانی کے
استعمال پر قدرت نہین ہی کیونکہ مریض جو پانی کو استعمال مین نہین لاسکتا اگر پانی ملا تو بمنزلہ نہ ملنے کے ہی تو ایسی صورتون مین یہ حکم ہے کہ
فَتَيَمَّمُوا پس قصد کرو۔ **صَعِيدًا طَيِّبًا**۔ روے زمین پاک کا۔ **فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم**

Marfat.com

مِّنْهُ - پس اس پاک زمین سے اپنے چہرون وہاتھون پر مسح کرو ف ہاتھون سے مع کہنیان مراد ہین ... ضربۃ یعنے ایک دفعہ دونون ہاتھ پاک مٹی پر مارکر چہرے پر پھیرو اور دوسری دفعہ مارکر ہاتھون پر کہنیان ... اور سنت سے یہ ظاہر ہوا کہ مسح مین چہرے و دونون ہاتھون کا استیعاب مراد ہی یعنے پورے چہرے پر اور پورے دونون ہاتھون ... ہی اور یہی مذہب چارون ائمہ فقہ کا ہی اور یہی احوط ہی اور ایک جماعت محدثین کے نزدیک ایک ضرب سے چہرہ و دونون ہاتھ ... تک مسح کرنا تیمم ہی اور ابن حجرؒ نے اسکو بھی قوی کہا ہی اور یہین سے ظاہر ہوا کہ شعبیؒ سے جو وضوء مین پیرون کے مسح کا قول غریب ہوا باین تقریر کہ دیکھو تیمم مین مغسول کا مسح رہا اور ممسوح کا مسح لغو ہوا تو یہ کوئی استدلال نہین کیونکہ بنا بر قول محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ و ابن عباسؓ و عمار بن یاسر و ایک جماعت صحابہؓ کے ہاتھون کا فقط پہونچون تک مسح ہی حالانکہ وضوء مین کہنیون تک ہاتھ دھونا فرض تھا واضح ہو کہ دو ضرب سے کہنیون تک مسح کرنا قوی واصح ہی چنانچہ ابن حجرؒ نے اسپر ایک حدیث حسن پیش کی اور طحاویؒ نے حدیث بیرحمہ مین تیمم کی یہ کیفیت باسناد حسن روایت کی اور اسکو ابوداؤد نے بھی روایت کیا اور امام احمد سے نقل کیا کہ حدیث منکر ہی یعنی محمد بن ثابت العبدی متفرد راوی ہی ولیکن اسکی متابعت موجود ہی تو روایت حسن الاسناد سے کم نہوگی فافہم واللہ تعالیٰ اعلم - مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ - اللہ تعالیٰ نہین چاہتا کہ تمپر دین مین تنگی رکھے ف اسی لیے تمپر وضوء و غسل کی فرضیت کے ساتھ تیمم بھی شروع فرمادیا حالانکہ وضوء و غسل و تیمم کے فرض کرنے سے بھی کچھ تنگی مقصود نہین بلکہ پاک کرنا چنانچہ فرمایا وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ - ولیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہی کہ تمکو پاک کردے ف حدث و گناہون سے - وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ - اور تمام کردے تمپر اپنی نعمت ف یعنے اسلام کی نعمت پوری کرے باین طور کہ دین پسندیدہ کے سب شرائع بیان کردے - لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ - شاید تم شکر کرو اسکی نعمتون کا - وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ - اور تم لوگ یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ف یعنے نعمت اسلام کو - وَمِيثَاقَهُ - عہدہ - اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو - الَّذِي وَاثَقَكُم بِهِ - عاہدتم علیہ - جسکو تمنے باندھا تھا - إِذْ قُلْتُمْ - جبکہ تمنے نبی صلعم سے بیعت کرتے وقت کہا تھا کہ - سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا - ہمنے گوش دل سے سنا و فرمانبرداری کی ف ہر اس چیز مین جسکا آپ ہمکو حکم کرینگے یا منع کرینگے خواہ ایسی چیز ہوگی جو ہمارے جی کو پسند ہی یا ایسی نہوگی ہم ہر طرح فرمانبرداری کرینگے اور یہ عہد اگرچہ آنحضرت صلعم کے ساتھ ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو اپنا عہد فرمایا یعنے اپنی طرف اسکی اضافت فرمائی تو اسلیے کہ آنحضرت صلعم نے اسکو بحکم اللہ تعالیٰ لیا تھا اور اسمین یہود کو یاد دلانی ہی کہ انھون نے بھی عہد کیا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان کے اوصاف ظاہر کرینگے اور اسپر ایمان لاوینگے حالانکہ اسکو توڑ بیٹھے تھے کہ محمد صلعم کے اوصاف چھپاتے اور انپر ایمان نہین لاتے تھے (رواہ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس) - وَاتَّقُوا اللَّهَ - اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے ف یعنے اللہ تعالیٰ کے عہد توڑنے سے ڈرو - إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ - اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی جو دلون مین پوشیدہ ہی ف پس جو پوشیدہ نہین ہی وہ بدرجۂ اولیٰ جانتا ہی ف اشارات عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ الآیۃ پہلے چہرہ دھونے سے شروع فرمایا کیونکہ وہ تجلی حق شروع ہونے کا محل ہی جو ارواح کیواسطے ظاہر ہوئی پس اسکے لطائف کا عکس چہرہ پر پڑا اور پانی سے دھونے مین حکمت یہ ہی کہ غبار شہوات سے گرد آلودہ وصف ... اور جوہر آب کی خاصیت یہ ہی کہ اول الفطرۃ سے اللہ تعالیٰ نے اسکو پیدا کیا جبکہ جوہر اول پر اپنے نور قدس و عظمت سے ...

پس جب وہ چہرے پر پہونچیگا تو سوائے حق کے غیر کی طرف توجہ سے جو اُسپر میل آگیا ہی پانی کے نور و برکت سے وہ اس کثافت سے پاکیزہ ہو جائیگا اور یہی حال دیگر اعضا کا بھی ہی پس جبکہ بندہ اس صفت سے پاکیزہ ہوا تو لائق ہی کہ اس چہرہ سے اللہ تعالے کیطرف متوجہ ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے وضو کیا اور وضو کو اچھی طرح کیا تو اُسکی خطائین اُسکے جسم سے حتیٰ کہ اُسکے ناخنون کے نیچے سے نکل جاتی ہین **قال المترجم** روایت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ اسی تفسیر مین گذری اور حدیث صحاح مین بروایت حضرت ابو ہریرہ وغیرہ مطول مذکور رہے اگرچہ اسمین تصریح کل جسم کی نہین ہی ولیکن دوسری حدیث جید مین مرفوعًا ہی کہ جسنے وضو کرتے وقت اللہ تعالے کا نام لیکر شروع کیا تو اُس کا سب جسم پاک ہو جاتا ہی اور جسنے اللہ تعالے کا نام نہ لیا تو فقط وہی اعضاء پاک ہوتے ہین جنکو اُسنے دھویا۔ قال الشیخ اور آیت مین اشارہ ہی کہ اسرار کو بھی اغیار کی طرف التفات کرنے سے پاک کرے تاکہ انوار حاصل ہون اور اُسکا پاک کرنا غم محبت کے پانی سے جو محبت قلب کی نہرون مین بہتا ہی پھر جب وہ غیر حق سے پاک ہوا تب نماز اُس کی مواصلت ہی اور حرکات اُسکے قربت ہین اور قرارت اُس کی درجہ ہے اور قیام اُسکا محبت ہی اور رکوع اسکا خشیۃ ہی اور سجدہ اُسکا شہود ہے اور نجات اُسکی انبساط ہی اور دعائین اُسکی مستجاب ہین حاصل آنکہ جب تم اپنی خودی سے پاک ہو کر میرے وصال و مشاہدہ کی طرف کھڑے ہوے تو دریاے ربوبیت مین اپنے آپکو حدوث کے میل سے پاک کرو **شیخ ابو عثمانؒ** نے فرمایا کہ طہارت کی شرطین تو مشہور ہین لیکن اُنکی حقیقت کو کوئی نہین پاتا سوا اُن بندون کے جنکو توفیق مل گئی ہی اس طرح کہ وہ اپنے سر باطنی کو پاک رکھتے ہین اور حلال کھاتے اور دل سے وسواس دور کرتے ہین اور جہانتک ہو سکتا ہی حکم بجا لاتے ہین اور **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ سب سے بڑھکر طہارت یہ ہی کہ بندہ اپنی طہارت پر نظر رکھنے سے پاک ہے قولہ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج الآیۃ۔ رخصتون کو چھوڑ کر فقط عزیمتون ہی پر جم جانا یہ حرج سخت ہی مگر اُنھین لوگون کے واسطے جو ماسوا سے بے رغبت اور فقط اللہ عز و جل سے مانوس ہین اور جو بندے کہ مجاہدہ مین ہین اُنکو ان قیود سے یہ نفع پہونچتا ہی کہ عالم شہوات مین سے گھسنے کی جرأت نہین ہوتی ہی پس محبین سے حرج اُٹھا دیا اور مشتاقین کے لیے کرم مبذول فرمایا اور عارفون پر بندگی کے احکام آسان کر دیے یا یون طور کہ رخصت کے احکام رکھے تاکہ حضرت حق عز و جل کے مشاہدہ کی طرف اُنکے شوق بڑھین اور انوار مشاہدہ سے اُنکے اسرار کو پاکیزگی حاصل ہو پس حاصل اشارہ اس کلام پاک سے یہ ہی کہ اللہ تعالے نہین چاہتا کہ اہل مشاہدہ پر مجاہدہ کا تعلق رکھے بلکہ فرمایا ولکن یرید لیطہرکم پس اُنکے اسرار کا پاکیزہ فرمانا اپنی جناب پاک کیطرف نسبت کیا اور ان بندون کی طرف منسوب نہین فرمایا چنانچہ یون نہ کہا کہ تم پاکیزہ ہو جاؤ پس ظاہر ہوا کہ اللہ تعالے خود بذات پاک اُنکو اُنکے وجود و ہستی سے پاک فرماتا ہی اسطرح کہ اپنے نور مشاہدہ [illegible] مین مستغرق کرتا ہی بعض اکابر نے فرمایا کہ حاصل یہ کہ اللہ تعالے تمکو تمھارے افعال و احوال و اخلاق و یقین سب سے صاف پاک فرماتا ہی تاکہ بدون کسی سبب علاقہ و تعلق کے حقیقی فقر سے اُسکی طرف رجوع کرو حضرت استادؒ نے فرمایا کہ اس آیت مین اشارہ یہ ہی کہ جب کوئی بندہ احکام ارادت سے خالی ہو تو مکمن عبادت مین اپنا بستر جما وے اور جب اُسکے سرائر سے لطائف معدوم ہون تو ظاہری وظائف پر برابر جما رہے اور جب احکام عبودیت پورے نہو سکین تو آداب شریعت سے خالی نہونا چاہیے اور جب فضیلت مین ثابت نہو تو حلال ادنے درجہ ہی پھر اس سے گر کر حرام و شبہہ مین آلودہ نہو اور قولہ ولکن یرید لیطہرکم مین اشارہ فرمایا کہ اپنی نگاہداشت سے تمھارے ظاہر کو لغزش سے پاک فرماتا ہی اور اپنی رحمت سے تمھارے باطن کو غفلت سے پاک فرماتا ہی۔ قولہ ولیتم نعمتہ علیکم الآیۃ۔ نعمت پوری کرنا یہان یہ ہی کہ بندون کے واسطے بندگی کا طریقہ اور آخرت کے آداب تعلیم فرمائے تاکہ اُس سے اپنے انعام فرمانے والے معبود حق سبحانہ کو دیکھین اس صفت کے ساتھ کہ جو بندگی اور جو ادب اُسکی جناب عظمت مآب کے لائق

تھا وہ کسی طرح ہمسے ادا نہوا اور شرم سے سر در گریبان رہین سہ باز آی کز شرم گنہ سر تا قدم یکدانہ تسبیح گردش + اوریہی وہ شکر ہی بہ قولہ لعلکم تشکرون سے بندون کو ارشاد ہوا ہی حضرت استاد رہ نے فرمایا کہ تمام نعمتوں سے بڑھکر نفوس کی نجات ہی اور دوسری قوم کے واسطے اُنکے نفوس سے اُنکی نجات ہی اور دونون مین بڑا تفاوت ہی قولہ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم الٰہی یہان ازلی ہدایت ہی جو اہل معرفت کے واسطے اُنکے نفوس سے چھوڑا کر اپنی ذات پاک کی معرفت دی اس طرح کہ اپنے مشاہدہ و دیدار اُنکے دلومین بھر دیا اور میثاق جس سے بندون کو مضبوط عہد مین لیا ہی یہ ہی کہ کبھی اُسکے سوا ے غیر سے مشغول نہون اگرچہ جنت اُس کی نعمت ہون **شیخ ابو عثمان** نے فرمایا کہ نعمتین بہت کثرت سے ہین جنکا شمار نہین ہوسکتا ہان یہ بات معلوم کہ سب سے بڑھکر نعمت یہ ہے اور مواثیق بہت ہین اور سب سے بڑا میثاق وعہد یہ ہی کہ ایمان لا دین **قال المترجم** یہ نہایت پاکیزہ قول ہی اور واجب ہی کہ آب زر سے لکھکر تفسیر مین داخل کیا جاوے **واسطی** رح نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے اپنی مخلوق پر نعمتین فرمائین تاکہ نعمتون سے منعم پر شاہد ہون **قال المترجم** یہ قول بھی اچھا استنباط ہی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شئی شہید۔ جان رکھو کہ اہل کفر و شک و الحاد و زندقہ کا ہر وہم و شک آیات آفاق و انفس سے خود دفع ہوسکتا ہی اگر ایک دم غور کرین اور قلب مین توفیق الٰہی کی درخواست کرین اور بعد ہدایت کے بندے کی آنکھ کھلتی ہی تو سب حق و سب یقین ایسے عقلی برہان و دلائل و اذعان سے اُسکے سامنے آئینہ ہوتا ہی کہ فلاسفہ جو بڑے کفر و وہم کی جڑ ہین اُسکے سامنے بالکل اوہام کے بندے معلوم ہوتے ہین اللہم اہدنا الصراط المستقیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ

اے ایمان والو کھڑے ہوجایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور ایک قوم کی دشمنی کے باعث

عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

عدل نہ چھوڑو عدل کرو یہی بات لگتی ہے تقوی سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ۔ خطاب عام ہی کسی قوم کے ساتھ خاص نہین ہی ۔ **كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ** ۔ اے ایمان والو اللہ تعالے کے واسطے خوب قائم ہوجاؤ یعنے حقوق الٰہی ادا کرنے مین اللہ تعالی کیواسطے قائم رہو پس قوام صیغہ مبالغہ بغرض تاکید ہی اور اللہ تعالی ہونیکے یہ معنی ہین کہ اُسکی تعظیم و ثواب کے واسطے اور **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا یعنے حق پر اللہ تعالی ہی کیواسطے قیام کرو لوگونکے دکھلانے سنانیکو نہو ۔ **شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ** بالعدل ۔ شاہد ہو عدل کے ساتھ نہ یعنے ظلم و جور پر شاہد نہو اور نعمان بن بشیر رض سے صحیحین مین روایت ہی کہ میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ میری مان نے کہا کہ مین اسقدر پر اکتفا نہین کرتی ہون جبتک کہ تو رسول اللہ صلعم کی گواہی کرا دے پس میرا باپ مجھے لیکر آنحضرت صلعم کے حضور مین آیا تاکہ آپکو اس عطیہ پر گواہ کرے تو آپنے فرمایا کہ تو نے اپنے ہر فرزند کو اسکے مثل عطیہ دیا ہی میرے باپ نے عرض کیا کہ نہین تو فرمایا کہ ڈرو تم لوگ اللہ تعالے سے اور عدل کرو اپنی اولاد کے درمیان اور فرمایا کہ مین جور پر گواہ نہین ہوتا ہون پس میرا باپ لوٹ آیا اور یہ عطیہ رد کردیا ۔ **وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ** ۔ اور تمکو نہ آمادہ کرے بغض کسی قوم کا **عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا** ۔ اس بات پر کہ تم عدل نہ کرو ف کسر لگا لو بسبب ان کے ساتھ عداوت کے یعنے ہر دوست و دشمن کے ساتھ عدل کا برتاؤ کرو بعض نے کہا کہ یہود خیبر کے حق مین نازل ہوئی جنھون نے حضرت صلعم کے قتل کا قصد کیا تھا اور وہ ملک مسلمانون نے فتح کرلیا تھا پس تنبیہ کردی کہ جو حکم حق ہی اس سے در گذر نہ کرو اور بعض نے کہا کہ قریش کے حق مین نازل ہوئی کہ مکہ فتح ہوا اور قریش نے سابق مین ایذائین دی تھین تو حکم دیا کہ انسے خلاف عدل کوئی

Marfat.com

اور حق یہ ہو کہ آیت کریمہ کا حکم عام ہی خلاصہ یہ کہ عدل ایک حق الٰہی ہو خواہ حکم ہو یا گواہی پس کسی قوم سے بغض و عداوت کی وجہ سے عدل حق کو چھوڑنا نچاہیے اگرچہ اس قوم نے ظلم و بدکاری کمائی ہو پس تم اُنکے مثل مت ہوجیو ۔ اِعْدِلُوْا ۔ عدل کرو دشمن اور دوست دونوں کے حق مین ف یہ تصریح زیادہ تاکید کے واسطے ہی اگرچہ اُوپر سے خود سمجھ لیا گیا تھا ۔ هُوَ ۔ اے العدل ۔ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى عدل کرنا تقوی سے بہت نزدیک ہی ف یہان یہ مراد نہین کہ ظلم کرنا کم نزدیک ہی کیونکہ ظلم تو خلاف تقوی ہی یہان افعل التفضیل کا استعمال ایسے محل مین ہی کہ دوسری جانب کچھ نہین ہی کیونکہ یہ معنی نہین کہ عدل کرنا اقرب ہی اور غیر عدل قریب تقوی ہی حالانکہ غیر عدل خلاف تقوی ہی اور یہ استعمال بہت آیا ہی جیسے قولہ اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرًا و احسن مقیلا ۔ کیونکہ روز قیامت اہل جنت کے سوا ے کسی کو مستقر احسن و حسن کچھ نہین ہی ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔ اور ڈرو اللہ تعالے سے ف اُسکے حکم کے برخلاف مت کیجیو اسمین اور زیادہ تاکید ہے اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۔ اللہ تعالے تمھارے کامون سے خوب آگاہ ہے ف تمھاری نیکیون پر ثواب دیگا ۔ اس مین تاکید کے ساتھ وعدۂ ثواب بھی ہی کہ تقوی کرنا اللہ تعالے پر پوشیدہ نہین پس ثواب جمیل عطا فرما دیگا اور اسمین خوف بھی دلایا کہ دلون کا بھید و حیلہ پوشیدہ نہین ہی

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ

وعدہ دیا اللہ نے ایمان والون کو جو نیک عمل کرتے ہین کہ اُنکو بخشنا ہی اور بڑا ثواب ہی اور جو لوگ

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا

منکر ہوے اور جھٹلائین ہماری آتیین وہ ہین دوزخ والے اے ایمان والو یاد رکھو

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ

احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا ایک لوگون نے کہ تم پر ہاتھ چلادین پھر روک لیے تم سے اُنکے ہاتھ

عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اور ڈرتے رہو اللہ سے ۔ اور اللہ پر چاہیے بھروسا ایمان والون کو

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۔ وعدہ دیا اللہ تعالے نے اُن بندون کو جو ایمان لائے و نیک کام کیے اچھا وعدہ ۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ اُنکے لیے مغفرت اور ثواب عظیم ہی ف یہ [illegible] وعدہ ہے اور وہ جنت ہے اور ان بندون کے مقابلہ مین کفار رہین تو اُنکا حال سنو بقولہ تعالے ۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۔ اور جن لوگون نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو یہ لوگ جہنم کے رہنے والے ہین ف ہمیشہ اسمین خوار عذاب ہونگے ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ ۔ اے ایمان والو اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمت یاد کرو جب ایک قوم نے قصد کیا ف اس قوم سے مراد قریش ہین ۔ مترجم کہتا ہو کہ شاید اس سے مراد صلح کے موقع کا حال ہو کچھ یون ہی مار دھاڑ ہوئی تھی یعنے ہجرت کے چھٹے سال آپنے عمرہ ادا کرنیکا قصد کیا اور آخر قریش لڑنے سے صلح کیطرف مائل ہوے ولیکن قریب اسّی اوباش لوگون نے کوہ تنعیم کی طرف سے اُتر کر چاہا کہ چھاپہ مارین لیکن اللہ تعالے نے اُنکو ایسا مخبوط کر دیا کہ صحابہ مین سے ایک ایک آدمی اُنمین سے دس دس بارہ بارہ کو بکریونکی طرح ہانک لایا اور مقید کر کے ٹھلا یا پھر حضرت صلعم نے رحم کر کے اُن سب کو

چھوڑ دیا۔ اور بعض نے کہا کہ صلوۃ الخوف کا سبب نزول واالاقصہ ہی جو قولہ تعالے۔ واذکنت فیہم فاقمت لہم
اور بعض نے کہا کہ عمرو بن امیہ ضمریؓ نے دو اسلمیون کو مشرک سمجھکر قتل کرڈالا تھا اور حضرت صلعم مع خلفاء اربعہ
دیت مین شرکت کو لینے گئے جنھون نے دیت مین شرکت و نہ لڑنیکا معاہدہ کیا تھا اور اُن خبیثون نے اوپر سے پتھر آپ پر گرانیکا قصد
اور جبرئیل نے آپ کو خبردار کردیا کہ آپ مدینہ کو بہانہ سے لوٹ آئے جیسا کہ بعض روایات مغازی مین ہی پس یہ آیت اس قصہ کیطرف
اور بعض نے کہا کہ اشارہ اس قصہ کیطرف ہی جو جابرؓ سے روایت ہی اور نبی صلعم ایک منزل پر اُترے اور لوگ متفرق ہوکر درختون کے سایہ
ہوگئے اور آنحضرت صلعم نے اپنے ہتھیار ایک درخت سے لٹکائے پس ایک اعرابی آیا اور آنحضرت صلعم کی تلوار نیام سے کھینچکر آنحضرت
صلعم پر آیا اور کہا کہ اب تجھے کون مجھسے بچا دیگا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے مجھے محفوظ رکھیگا۔ اعرابی نے دو یا تین بار یہی
اور آنحضرت صلعم نے ہر بار یہی فرمایا پس اعرابی نے خودبخود تلوار میان مین کی اور مقہور بیٹھ گیا پھر آنحضرت صلعم نے اصحاب کو بلایا اور اسکی
کی حرکت سے آگاہ فرمایا اور اعرابی مذکور آپ کے پہلو مین بیٹھا تھا آپ نے اُسکو کچھ عذاب نہین کیا (رواہ عبدالرزاق وابن جریر وابن المنذر
والبیہقی) اور معمرؒ نے کہا کہ قتادہؒ اسکے مانند ذکر کرتے اور یہ بھی بیان کرتے کہ جب نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے بچا دیگا تو تلوار اُس کے
ہاتھ سے گر گئی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار لیکر فرمایا کہ تجکو مجھسے کون بچا دیگا تو اعرابی نے کہا کہ آپ رحم کرنیوالے ہو جائیے پھر اُسنے گواہی
دی کہ لا الٰہ الا اللہ **قال المترجم** ایسا ہی **ابن کثیر** وغیرہ نے ذکر کیا اور سابق مین یہی روایت مذکور ہو چکی اور اُسمین یون ہی کہ جب اعرابی
نے کہا کہ آپ اچھے لینے والے ہو جائیے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہی کہ لا الٰہ الا اللہ۔ اُسنے کہا کہ نہین تو و لیکن مین یہ عہد
کرتا ہون کہ کبھی آپ سے نہ لڑون اور نہ لڑنے والون کا ساتھ دون پھر اُسنے قوم سے جاکر کہا کہ مین تمھارے پاس آدمیون مین سب سے بہتر
آدمی کے پاس سے آتا ہون **قال المترجم** یہ روایت صحیح ہی اور شاید کہ وہ اول انکار کے بعد مسلمان ہو گیا ہو اور معالم وغیرہ مین ہی کہ جبرئیل نے
اُسکو مارا کہ اوندھا جھکا اور تلوار ہاتھ سے گر گئی تھی چنانچہ سابق روایت مین بھی اُسکا جھکنا اور تلوار گرنا مذکور ہی اور اس حدیث کو حاکم نے
بھی روایت کرکے صحیح کہا اور اُسمین اعرابی کا نام غورث بن الحرث مذکور ہی اور حق یہ ہی کہ اعرابی کا قصہ ایک نہین ہی بلکہ دو یا تین مرتبہ ایسا
واقع ہوا ہی پھر بیان تفسیر کی وجہ یہ ہی کہ جو معمر کی روایت قتادہؒ مین ہی کہ عرب مین سے ایک قوم نے آنحضرت صلعم کے واسطے فریب و دغا
کرنے کے لیے اس اعرابی کو بھیجا تھا اور قصہ اعرابی مذکور کا خود صحیحین مین موجود ہی پھر ان وجوہ تاویل مین سے ہر ایک مین قصد قوم ظاہر ہی
لیکن اقرب وارجح وہی معلوم ہوتا ہی جو **مفسر سیوطیؒ** نے اختیار فرمایا ہی کہ قولہ اذ ہم قوم۔ مین قوم سے مراد قریش ہین پھر قوم کا قصد بیان
فرمایا بقولہ۔ **اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ**۔ وہ تمھاری طرف اپنے ہاتھ بڑھاوین ف کہ تمھارے ساتھ فتک کریں اور
فتک یعنی غفلت مین قتل کرنا۔ **فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ**۔ پس اللہ تعالے نے تم سے اُنکے ہاتھ روک دیے و
اور تمکو اُنکے مکر سے بچا لیا۔ **وَاتَّقُوا اللّٰهَ**۔ تقوی کرو اللہ تعالے سے وہی بچانے والا ہی اُسی پر بھروسا کرو۔ **وَعَلَى اللّٰهِ**
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اور اللہ تعالے ہی پر مومنون کو توکل چاہیے ہی ف مومنون کو یقین ہی کہ اُسکے تقدیر
چیز ہی جو وہ چاہتا ہی وہی ہوتا ہی خود کسیکے فعل مین کوئی تاثیر نہین پس جو کچھ اللہ تعالے فرماوے اُسمین اسکی اطاعت فرض و
ضرور ہی اور منجملہ ان امور کے جہاد ہی جسکے واسطے اللہ تعالے نے عہد و پیمان بزبان رسول اللہ صلعم لیا پس اسکو قطعاً اللہ تعالے
پورا کرنا فرض ہی اور یہ سب امتحان ہی پس موت مقدر کے سوائے جہاد سے کوئی مرتا نہین ہی مگر ظاہر مین آزمائش

Marfat.com

اور جنھون نے اپنے وہم سے اللہ تعالےٰ پر بھروسا نہ کیا تو خوار ہوے اور بھروسا کیا تو آبرودار ہوے اور اللہ تعالےٰ جسے چاہتا ہے وہ کرتا ہے وہی یہان ذکر فرمایا اور تلخیص یہ کہ بنی اسرائیل سے جہاد کا عہد لیا اُنھون نے جبابرہ عمالقہ کی قوت سے خوف کرکے عہد توڑا تو خوار ہوے اور جنھون نے اللہ تعالےٰ پر توکل کیا وہ عمالقہ پر غالب آئے

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ

اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل کا اور اُٹھائے ہمنے اُنمین بارہ سردار اور کہا اللہ نے

اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ

مین تمھارے ساتھ ہون اگر تم کھڑی رکھوگے نماز اور دیتے رہوگے زکوٰۃ اور یقین لاؤگے میرے رسولون پر اور اُنکی مدد کروگے

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ

اور قرض دوگے اللہ کو اچھی طرحکا قرض تو مین اُتارونگا تمسے بُرائیان تمھاری اور داخل کرونگا تمکو باغون مین

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ

کہ بہتی نیچے اُن کے نہرین پھر جو منکر ہوا تم مین اُسکے بعد وہ بیشک بھولا سیدھی راہ

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ

سو اُنکے عہد توڑنے پر ہمنے اُنکو لعنت کی اور کردیے اُنکے دل سیاہ بدلتے ہین کلام کو

مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ

اپنے ٹھکانے سے اور بھول گئے ایک فائدہ لینا اُس نصیحت سے جو اُنکو کی تھی اور ہمیشہ تو خبر پاتا ہے اُنکی ایک دغا کی

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَمِنَ

مگر تھوڑے لوگ اُنمین سو معاف کر اور درگذر اُنسے اللہ چاہتا ہے نیکی والون کو اور وہ

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا

جو کہتے ہین آپ کو نصاریٰ اُنسے بھی لیا تھا ہمنے عہد اُنکا پھر بھول گئے ایک فائدہ لینا اُس نصیحت سے جو اُنکو کی تھی پھر لگا دی ہمنے

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

اُنکے آپسمین دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک اور آخر جتا دیگا اُنکو اللہ جو کچھ کرتے تھے

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۔ اور بیشک اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کا عہد لیا تھا ف یعنے ہوے عہد لیا اور یہ ایک قسم کا عہد وہ ہے جو مابعد مین بقولہ لئن اقمتم الصلوۃ الخ مذکور ہے کذا فی الکمالین اور ظاہر یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے اقامت دین صلوٰۃ وغیرہ پر عہد لیکر اپنی طرف سے یہ وعدہ دیا تھا مگر اُنھون نے جب تک پورا کیا تب تک اچھے رہے اور جب عہد توڑا تو ملعون ہوے تب یہان سے اگلی امتون یہود و نصاریٰ سے عہد لینے اور اُنکے توڑنے اور معذب و ملعون ہونیکا بیان ہے تاکہ عبرت ہو اور حدیث مین ہے کہ سعید وہ ہے جو غیر سے نصیحت پکڑے قولہ تعالےٰ ۔ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۔ اور ہمنے بنی اسرائیل مین سے بارہ نقیب یعنی سرکردہ بھیجے ہر قبیلۂ بنی اسرائیل مین سے جو بارہ بیٹون حضرت یعقوب کی اولاد بارہ فرقے تھے ایک ایک نقیب مبعوث کیا

جو اپنی قوم پر عہد وفا کرنے کا کفیل ہوا اور یہ بنی اسرائیل پر خوب استحکام کے طور پر تھا پس نقیب یعنے کفیل وضامن [illegible]
اور قول بہتر یہ کہ نقیب قوم وہ شخص جو اس قوم مین بزرگ و انکا کارپرداز ہو پس ہر نقیب نے اپنی قوم کی طرف سے [illegible]
ایمان اور تقوی پر رہینگے۔ وَقَالَ اللّٰهُ۔ اور اُن لوگون سے اللہ تعالے نے بتاکید فرمایا کہ۔ اِنِّیْ مَعَکُمْ۔ مین تمہارے
ہون ف یعنے تمہارا حامی و معاون ہون۔ لَئِنْ۔ لام قسم یعنی قسم ہی مجکو اپنی ذات پاک کی کہ اگر تم۔ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ۔ [illegible]
نماز کو ف اور مروی ہوا کہ بچاس وقت کی نماز اُنپر مفروض تھی وحدیث معراج اسکی مؤید ہی۔ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ۔ اور ادا کرو
فرض زکوۃ کو۔ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ۔ اور ایمان لاؤ گے میرے رسولون پر ف یعنے ایمان لاتے رہو اور قائم رہو گے [illegible]
کے لیے نماز و زکوۃ کے تو یہود قائل تھے لیکن بعضے رسولون کے جھٹلانے پر اڑے ہوئے تھے اسلیے اسکو بیان فرمایا کہ نماز و زکوۃ [illegible]
کہ میرے رسولون پر سب پر ایمان لاؤ اور شاید پوری تصدیق مراد ہو جو وقت امتحان جہاد کے زائل نہو چنانچہ فرمایا۔ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ
نصرتموہم اور اُنکی مدد کرو گے ف یعنے رسولون کی مدد کرو گے اور یہی مجاہدؒ سے مروی ہی وعن ابن عباس اُنکی اعانت کرو گے اور تعزیر
بمعنے رد کرنا اور نیز بمعنے تعظیم و توقیر پس بنا بر اول معنے آنکہ رسولون سے دشمنون و کافرون کو رد کرو گے یا ہر بُری بات اُنسے دور کرو گے
اور بنا بر دوم اُنکی توقیر رکھو گے۔ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ اور اللہ تعالے کو قرض حسنہ دو گے ف اس طرح کہ اُسکی
راہ جہاد مین خرچ کرو گے کہا گیا کہ ادا زکوۃ سے فرض مراد ہی اور اس سے مستحب و مندوب عام ہی پس اسکی شرافت پر تنبیہ ہی اور فرائض کے
جبر نقصان کی تکمیل کا ارشاد ہی اور شاید کہ یہ جان و مال کو شامل ہو بمانند قولہ تعالے ان اللہ اشتری من المؤمنین اموالہم وانفسہم بان لہم الجنۃ
الآیۃ۔ حاصل یہ کہ اگر یہ سب امور ادا کرو گے تو۔ لَاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ۔ تمہارے گناہ کفارہ کر دونگا ف یعنی تمکو بخشدونگا
پس جہنم سے بیخوف ہو جاؤ گے۔ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ اور تم کو ایسے باغات مین داخل کرونگا
جنکے نیچے نہرین جاری ہین ف تو اس بے مثل و بے مثال نعمت مین سرفراز ہو جاؤ گے اور یہ انتہائے مراد ہی بلکہ مزید یہ کہ دنیا مین
بھی بنی اسرائیل کو بادشاہ شام و مصر کر دیا تھا جب تک عہد پر قائم رہے یعنے قوم مین اکثر لوگ عہد پر رہے۔ فَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ
ذٰلِکَ مِنْکُمْ۔ پھر بعد اس میثاق کے جو کوئی تم مین سے کافر ہوا۔ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ۔ تو وہ راہ حق سے بھٹکا
ف اور سواء در اصل بمعنے وسط ہی اور ثابت ہو لیا کہ جو راہ ٹھیک وسط ہو وہی راہ مستقیم ہی اسیواسطے یہ باریک راہ اللہ تعالے نے
اپنی شرع و رسولون علیہم السلام سے واضح کر دی کیونکہ ذرا بھی اس سے بھٹکا تو شیطانی راہ پر ہو رہا اور اسیکا نمونہ جہنم کا پلصراط ہی پس جو
یہان صراط مستقیم پر ہی وہ اس پُل سے گذر جائیگا پھر بنی اسرائیل نے عہد مذکور توڑ دیا جیسا کہ آگے کا کلام دلالت کرتا ہی اور شیخ
ابن کثیرؒ نے بروایت ابن اسحاق ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نقیبون کا قائم کیا جانا اُسوقت تھا کہ بنی اسرائیل کو [illegible]
کا حکم ہوا اور نیز ابن اسحاق نے کلام طویل مین ان نقیبون کے نام ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ اسی طرح آنحضرت صلعم نے لیلۃ [illegible]
انصار سے بیعت و عہد لیا تو اُنمین بارہ نقیب تھے اُسید بن حضیر۔ سعد بن خیثمہ۔ رفاعۃ بن عبد المنذر و قیل ابو الہیثم بن التیہان
یہ تین نقیب تو قبیلۂ اوس کے تھے اور اسعد بن زرارہ سعد بن الربیع عبد اللہ بن رواحہ رافع بن مالک براء بن معرور [illegible]
سعد بن عبادہ عبد اللہ بن عمرو بن حرام۔ منذر بن عمرو بن خنیس یہ سب نو آدمی خزرج کے تھے اور مقصود یہ کہ یہی لوگ اپنی قوم کے
عارف اور اُنکی طرف سے سمع و طاعت پر حضرت صلعم سے بیعت و معاہدہ کرنے والے تھے اور جابر بن سمرہؓ [illegible]

Marfat.com

رہا یعنی لوگون کا کام چلتا رہیگا جب تک انمین بارہ شخص متولی ہونگے اور سب قریش سے ہونگے اسمین بشارت ہی کہ آپ کی امت مین بارہ
خلیفہ عادل دحق قائم رکھنے والے ہونگے چنانچہ انمین سے چارون خلیفہ رضی اللہ عنہم پے درپے ہوے اور عمر بن عبد العزیز بھی انھین بارہ مین
سے ہین اور یہ نہین ہی کہ سب کے سب پے درپے ہون چنانچہ مہدی علیہ السلام جنکی بشارت ہی انھین مین سے ہونگے اور **مترجم** کہتا ہی کہ انکے
پیدا ہونیکے نشانات جو روامات مین آتے ہین قریب قریب سب ہی موجود ہین فقط قسطنطنیہ ابھی مسلمانون کے قبضہ سے نہین نکلا
اور نیز مصر وغیرہ لیکن قسطنطنیہ نکلنے کے بعد اسی سال کے اندر حضرت مہدی علیہ السلام مسلمانون کے بنانے سے امام بن جادین گے سو
مبارک اسکو جسکو انپر جان ومال سے فدا ہونیکی دولت ملے ولیکن اہل اسلام پر اُنسے پہلے کچھ فتنہ وسختیان ہین اسپر اللہ تعالے ہمکو تمکو ثابت
وقائم رکھے اور رافضہ نے جو وہم کیا ہی کہ وہ سرداب سامرا سے نکلینگے یہ محض جہالت اور شیطانی دھوکا ہی تا آنکہ جب وہ شام مین ظاہر
ہونگے تو اس اعتقاد والے غالباً اُنسے منحرف ہو کر نہ مانینگے اللہم حفظنا اور **شیخ ابن کثیرؒ** نے بعد اسکے لکھا کہ بہت سے جاہل یہودی
جو مسلمان ہوے تو شیعہ نے اُنکو وہم دلایا کہ یہ بارہ خلیفہ یہی بارہ امام اہل بیت ہین وہ جاہل لوگ وہم کے بندے اسکو مان گئے اعوذ باللہ
من الضلال پھر جب بنی اسرائیل نے یہ عہد توڑا تو اُن پر جو عذاب ہوا وہ آگے فرمایا بقولہ تعالے **فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ**
لَعَنَّٰهُمْ پھر بنی اسرائیل کو بوجہ اپنا عہد توڑنے کے ہمنے ملعون کر دیا ف یعنے دور کر دیا ہمنے ان عہد شکنون کو اپنی رحمت سے
وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَٰسِيَةً - اور انکے دل سخت کر دیے ف کہ ایمان کو مان لینے کے واسطے نرم نہین ہو سکتے اور
یہان سے کھل گیا کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ بندہ اپنے کام مین خود مختار ہی وہ جھوٹے جاہل ہین اور صحیح حدیث مین مضمون
ہی کہ دل سب اللہ تعالے کے اختیار مین ہین جدھر چاہتا ہی پھیرتا ہی اور آنحضرت صلعم خود ایمان پر ثابت رہنے کی دعا مانگتے تھے اور یہ
حضرت باریتعالے عزوجل کی شان بے نیازی پر نظر تھی اگرچہ اللہ تعالے عزوجل نے آپکو تمام عالم اول و آخر سے محبوب اکرم پیدا فرمایا تھا۔
اہل ایمان کو لازم ہی کہ پانچون وقت نماز مین۔ اہدنا الصراط المستقیم۔ جو پڑھنا واجب فرمایا ہی عاجزی سے اس دعا کو مانگا کرین پھر بنی اسرائیل
باستثناے انکے جنکو خود حق تعالے نے محفوظ فرمایا تھا باقی ملعون وسخت دل ہونیکے بعد بدحرکت بدافعال ہو گئے کہ منھ سے ایمان
کے دعوے کرتے اور دل مین کچھ نہین اور فرمایا۔ **يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ**۔ کلمات کو اپنی جگہ سے پھیرتے ف
یحرفون الکلم الذی فی التوراۃ من نعت محمد صلعم وغیرہ عن مواضعہ التی وضعہ اللہ علیہا ای یبدلونہ۔ یعنے تحریف کرنے لگے ان کلمات کو
جو توریت مین آنحضرت صلعم کی شان مین تھے اور نیز دیگر مانند آیت رجم وغیرہ کے تھے ان کلمات کو تحریف کرنے لگے کہ اُنکی جگہون سے
جہان اللہ تعالے نے اُنکو رکھا تھا تبدیل کرنے لگے پس مفسرؒ کے نزدیک صحیح ہی کہ ان لوگون نے توریت کے کلمات مین تحریف وتبدیل کی
ہی اگرچہ خاص کتاب توریت مین نہ کی ہو علیحدہ لکھکر یہ تحریف کی ہو اور لوگون سے کہا کہ یہ توریت ہی اور ابن خلدون نے بدلیل قولہ تعالے
وعندہم التوراۃ فیہا حکم اللہ الآیۃ۔ اور قولہ قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوہا ان کنتم صادقین الآیہ کے اور بدلیل روایت بخاری از ابن عباس رضؓ کے کہ تحریف
وتبدیل مین تھی اس بات کو صحیح نہین سمجھا کہ اُنھون نے کتاب توریت مین تبدیل کی تھی اور حق یہ ہی کہ اُنھون نے توریت مین سے
بعض آیتین بھی نکالا نہ تھا بلکہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے تھے اور اسمین دو صورتین شامل ہین ایک
لفظی اور دوم معنوی پس لفظ مین تو عیسیٰ علیہ السلام ومحمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارات اور آیات کو اپنے موقع سے نکالکر دیگر انبیا
علیہم السلام کے ساتھ لاحق کر دیا اور معنوی تحریف ہر فرقہ نے اپنے قول کے موافق معنے بگاڑ لیے لہذا بعض علما نے کہا کہ تمام تحریف

اُنکی یہ تھی کہ معانی بگاڑتے اور مراد اللہ تعالےٰ کی نہین بیان کرتے اور سلف ہی الگ کتابین لکھتے اُنکو توریت
حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهٖ۔ ای ترکوا نصیبًا مما اُمروا بہ فی التوراۃ من اتباع محمد صلعم۔ یعنے چھوڑ دیا بڑا حصہ
توریت مین حکم کیے گئے تھے ف اور وہ بڑا حصہ یہ کہ جب محمد صلعم مبعوث ہون تو تم لوگ اُسکی جان و دل سے پیروی کرنا
وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ۔ آنحضرت صلعم کو خطاب ہی کہ برابر تو اُنکی خیانتون پر اور چوریان پر مطلع ہوتا رہیگا
ف کہ عہد شکنی وغیرہ کرینگے۔ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ۔ سوائے ان مین سے قلیل کے ف یعنے سب تو یہ ایسے ہی خائن ہین
انہین سے قلیل آدمیون کے جو مسلمان ہوگئے کہ وہ ایسے نہین تھے۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ۔ پس اُنسے عفو و درگذر کر اللہ تعالےٰ نیکی کرنیوالون کو دوست کہتا ہی ف مفسرؒ نے فرمایا کہ عفو و چشم پوشی کا حکم
آیۃ السیف سے منسوخ ہی یعنے قولہ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیۃ اور یہی قتادہؒ کا قول ہی اور مجاہد وغیرہ نے فرمایا
کہ یہ بطریق تالیف قلوب ہی اور بعض نے کہا کہ یہ ایسے لوگون سے مخصوص ہی جنکے ساتھ معاہدہ تھا منسوخ نہین ہی واللہ اعلم۔ وَ
مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰۤى۔ یعنے اُن لوگون سے جنھون نے اپنے حق مین دعوی کیا کہ ہم نصاری ہین اور عیسی علیہ السلام
کے پیرو ہین اگرچہ اس دعوے مین جھوٹے ہین اسیواسطے حقیقی نصاری نفرمایا بالجملہ یہ متعلق ہی بقولہ۔ اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ
ہمنے ان لوگون سے عہد لیا ف یعنے لیا ہمنے ان مدعیون سے عہد ویسا ہی جیسا ہمنے بنی اسرائیل یہودیون سے لیا تھا کہ ہر نبی
پر ایمان لاوینگے اور خصوص محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر مدد کرینگے پس انھون نے بھی عہد توڑ دیا کما قال۔ فَنَسُوْا حَظًّا
مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ۔ پس فراموش کردیا بڑا حصہ اُس چیز سے جسکے ساتھ نصیحت کیے گئے تھے ف یعنے انجیل مین اُن کو گمراہی
سے بچنے کی جو نصیحت تھی اسمین سے بہت بڑا حصہ اُنھون نے بھلا دیا کہ پیغمبر آخر الزمان پر ایمان نہ لائے اور عہد توڑ کر شرک و کفر مین
پڑ گئے فَاَغْرَيْنَا۔ اوقعنا۔ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ پس ہمنے اُنکے درمیان باہم عداوت
و بغض ڈالدیا قیامت تک۔ ف بایطور کہ آپسمین پھوٹے اور اپنی اپنی خواہشون مین مختلف ہین ہر فرقہ اپنے نفس کی ہوس پر
جو پسند کرتا ہی اُسکو دین سمجھتا ہی پس ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہی اور یہ نصاری مین مشاہدہ ہی کہ کثرت سے فرقے ہین اور بعضے بعض کو
کافر کہتے ہین اور ہر ایک دوسرے سے عداوت و بغض رکھتے ہین اور دین کی راہ سے انمین دوستی نہین اگرچہ براہ دنیا ایک کلام متفق
ہون اور کثرت سے موجودہ زمانہ مین دہریہ ہین اور ہمہ تن اُنکی ہمت دنیا پر مقصور ہی تو یہ لوگ درحقیقت دہریہ ہین اگرچہ برائے نام اپنے کو نصرانی
کہین پس جسقدر نام مین شامل ہین اسیقدر انمین عداوت ہوگی برخلاف اُنکے جنھون نے نصرانیت کو اپنا دین بنایا ہی اُنمین ضرور بغض و عداوت
قائم رہیگی اور اغراء یعنے للکارنا و آمادہ کرنا پس اسمین اشارہ ہی کہ یہ لوگ اس عداوت و بغض پر حریص رہینگے۔ وَسَوْفَ
يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔ اور قریب اُنکو اللہ تعالےٰ بتلاویگا جو وے کرتے رہے ف یعنی بدلہ
اُنکو سزا دیگا اور یہ آخرت مین ضرور ہوگا اور دنیا مین جہانتک اللہ تعالےٰ کو منظور ہی ف قال فی العرائس قولہ تعالےٰ
نقیبًا۔ حضرت حق سبحانہ تعالےٰ نے جب امر عظیم کو اپنے بندون مین چاہا تو پہلے اُسکو اولیا پر رکھا تاکہ اللہ تعالےٰ کی ...
اسوجہ سے کہ خلق ضعیف ہی اور اُنکی نہایت مین قصور ہی پھر جب دلیا الٰہی نے اسمین بقدر حیثیت اسکی ...
کیا تو اُسکے بعد اللہ تعالےٰ شانہ نے عوام پر اسکو آسان کردیا کیونکہ عوام کی پیدائش بصفت ضعف ...

Marfat.com

…اللہ تعالے نے کچھ بندے ایسے پیدا کیے جو معارف و کواشف کا بار اُٹھائے ہوئے تھے اور وہی بلا و امتحان کے میدان مین
[illegible] اور منظور نظر ازل تھے اور یہ خود اقسام ہین کہ نقیب و ابدال و نجیب و اولیا و اصفیا و مقربین و عارفین و موحدین و صدیقین و شہدا و صالحین و
اخیار و ابرار وغیرہ ہوتے ہین اُن سب کا رئیس بنام غوث ہی اور پیشوا اُنکے مختار ہین اور عرفا بنام سیاحین سبعہ ہین اور نقیب اُن کے دس
عدد اور نجیب اُنمین چالیس عدد اور خلفا اُنمین ستر عدد اور اُمنا اُنمین تین سَو عدد ہوتے ہین اور اُنمین سے ہر ایک کی صورت انبیاء علیہم السلام
مین سے کسی کی صورت پر اور رسولون علیہم السلام مین سے کسی کی سیرت پر ہوتی ہی اور قلب اُن کا کسی فرشتہ کے قلب پر ہوتا ہے مگر
انکو کوئی پہچان نہین سکتا مگر وہی جو اُنکے مثل ہو اور وے خود درحقیقت سوائے حق عز وجل کے کچھ نہین پہچانتے ہین چنانچہ قول معروف
اولیائی تحت قبائی لایعرفہم سوائی - میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہین اُنکو میرے سوائے کوئی نہین پہچانتا ہی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے
مرفوعًا روایت ہی کہ زمین مین اللہ تعالے کے تین سَو بندے آدم علیہ السلام کے قلب پر ہوتے ہین اور چالیس بندے حضرت موسی کے قلب پر
ہین اور سات بندے حضرت ابراہیم کے قلب پر ہوتے ہین اور پانچ بندے حضرت جبرئیلؑ کے قلب پر ہوتے ہین اور تین بندے حضرت
میکائیلؑ کے قلب پر ہوتے ہین اور ایک بندہ حضرت اسرافیلؑ کے قلب پر ہوتا ہی پھر جب اُنمین سے یہ ایک جو بقلب اسرافیلؑ ہے مرا تو
اللہ تعالے بجائے اُسکے تین مین سے ایک کو کر دیتا ہی اور جب تین مین سے کوئی مرا تو اُسکی جگہ پانچ والون مین سے ایک کو کر دیتا ہی اور
جب پانچ والون مین سے مرا تو سات والون مین سے ایک اسکی جگہ کر دیتا ہی اور جب سات مین سے مرا تو چالیس والون مین سے ایک اسکا
قائم مقام کر دیتا ہی اور جب چالیس مین سے مرا تو تین سَو مین سے ایک اُسکے قائم مقام فرماتا ہی اور جب تین سو مین سے کوئی مرا تو عام مین سے
کوئی سرفراز ہو کر اُسکا قائم مقام ہوتا ہی اور یہ لوگ امت کے بڑھتی کی دعا مانگتے ہین سو انہین زیادتی و کثرت ہوتی ہی اور جبر و ظلم کرنیوالے کے حق مین بددعا
کرتے ہین کہ اُنکی کمر ٹوٹ جاتی ہی اور مینھ کا پانی مانگتے ہین تو بارش ہوتی ہے اور سوال کرتے ہین تو مخلوق کے واسطے کھیتی اُگتی ہی اور دعا کرتے ہین تو
مخلوق سے بلا دفع ہوتی ہی **شیخ ابو بکر الوراق** نے کہا کہ برابر اگلی امتون سے اخیار و ابدال و نجیب و اوتاد ہوتے چلے آئے ہین چنانچہ
اللہ تعالے نے فرمایا وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا - اور یہی وہ لوگ ہین کہ ضرورتون اور حاجات و مصیبتون مین اُن کی طرف رجوع لائی جاتی
ہے چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ اس امت مین چالیس بندے خلق ابراہیمؑ پر ہونگے اور سات بندے خلق موسی پر
ہونگے اور تین بندے خلق ابراہیمؑ پر ہونگے اور ایک بندہ خلق محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوگا اور یہ ہر وقت ہوتا ہیگا پس یہی لوگ اپنے
اپنے مرتبہ کے موافق تمام خلق کے سردار ہین **قال المترجم** جو حدیث اوپر حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوعًا [illegible] وہ محققین اہل تنقید کے
نزدیک ثابت نہین ہوئی اور چونکہ آنحضرت صلعم کی طرف بدون ثبوت کے کسی امر کی نسبت کرنا سخت گناہ ہی چنانچہ حدیث صحیح بلکہ متواتر
مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو عمدًا مجھپر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بناوے یعنی وہ جہنمی ہی اور ظاہرا شیخ رحمہ اللہ کو یہ بات
نہ پہونچی ہوگی کہ حدیث بدرجۂ ثبوت نہین پہونچی ہی واللہ اعلم پھر **مترجم** کہتا ہی کہ بدون تعداد کے بیان کے معجم طبرانی بلکہ صحاح
کی روایات مین وجود بندگان خاص الٰہی کا ذکر ہی اور نیز پانچ سو اولیاء خاص کا وجود ہر زمانہ مین حدیث مرفوع مین مروی ہی اور اس حدیث
مین اہل تنقید نے کلام کیا ہی چنانچہ **شیخ ابن الجوزی و صاغانی** نے افراط کیا ولیکن حدیث درجۂ حسن سے نازل نہین ہی اور
[illegible] نے اسکے حسن ہونیکا اقرار کیا ہی بالجملہ بعد ثبوت اصل ایک مسئلہ کے علماء ظاہر کا کلام صرف اسماء غوث و ابدال وغیرہ مین
[illegible] نزدیک کچھ نہین ہی اسواسطے کہ مرجع اسکا بحث لفظی کی طرف ہوا جاتا ہی کیونکہ اسما کوئی ثواب بیان کرنے کے معنے مین

Marfat.com

نہین تاکہ اُسکے ثبوت پہ دلیل شرعی درکار ہو ورنہ کہا جاوے کہ بلا دلیل شرعی کہنے والا نعوذ باللہ مدعی ایسے امر کا
اسلیے کہ ثواب وعذاب کی خبر دینا فقط نبی کی شان ہی اور راست والون مین سے کوئی نہین کہہ سکتا کہ فلان جنتی ہی مگر
اُسی صورت مین کہ شارع علیہ السلام کے دلائل شرعی سے استدلال لاوے پس جب یہ اس معنے کر شرعی مسئلہ نہوا اور ظاہر ہی کہ
کبار از اولیا ابرار جنکی صلاحیت پہ اتفاق ہی وہ متفق ہین کہ انہین ایسے ایسے اقسام ہین اور نام انکے بمناسبت معنوی رکھدیے گئے ہین تو اس
طرف نیک گمان کرکے ایسا خیال کرنا کچھ مضر نہین معلوم ہوتا واللہ اعلم بالصواب اور مراد میری اولیاے کبار سے وہ بزرگ ہین جو
عارف شریعت تابع سنت متقی پرہیزگار عارف باللہ تعالے صابر و شاکر محتسب جامع فضائل شرعی تھے جنکی نسبت **امام علامہ**
نسفی مؤلف مدارک نے اپنے رسالہ مین اچھے کلمات لکھے ہین اور انکی پیروی پہ آمادگی دلائی ہی اور ماسواے انکے گیارہ اقسام بد
وشمراخیہ وغیرہ کے احوال کو مفصل لکھکر اہل ایمان کو اُنکے مکروفریب سے نہایت درجہ ہوشیار کیا اور بہت نصیحت کی ہی کہ ہرگز اُنکے اقوال
وافعال پہ کاربند نہون اور ایک علامۂ نسفی کیا سبھی اُس سے ہوشیار کرتے ہین مولوی روم علیہ الرحمہ نے کہا ہے ۵ اے بسا ابلیس آدم
روے ہست + پس بہر دستے نشاید داد دست + بالجملہ میری غرض یہ کہ شرع سے بیباک لوگ ہر کسی کے معتقد نہون جب تک اسکو شرع پر
نہ پاوین اور اللہ تعالے سے ڈرین اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے شرم کرین کہ آپنے کس کوشش سے شرع پاک پہ لوگونکو راست
کیا اور یہ وہی شرع ہی جسپہ شیطان یا کوئی شیطانی پیرو نہین چل سکتا ہی پس جو شرع پہ نیک ولی نظر آوے وہ گویا یقینی ولی ہی اور جو شرع پہ نہو
وہ اگر مجذوب ہوگیا تو خیر مگر اس سے کچھ فائدہ نہین پہونچ سکتا جیسا کہ اکابر اہل تصوف نے اسکو صریح لکھدیا ہی اور اگر وہ بنا ہوا مجذوب ہے
یا اور کسی حال پہ ہی بہر حال وہ شیطان کا پیرو ہی پھر دایما مدار سے کبھی نہوگا کہ حضرت سید عالم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم و پاک صحابہ
واچھے تابعین و دیگر نیکون اولیا اللہ تعالے فرمان وحکم وچال چلن سے برخلاف ہو کر اُس شخص کے جو خلاف شرع بیان ہوا ہے چال
چلے یہان سعدی علیہ الرحمہ نے سچ وخوب فرمایا ۵ خلاف پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم کسی رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید یعنے آنحضرت
صلعم کے برخلاف وہی شخص چال چلیگا جو ہرگز منزل مقصود جنت مین پہونچنے والا نہین بلکہ مرتے ہی جہنم مین جا پڑنے والا ہی نعوذ باللہ منہ
اور دوسری غرض میری یہ ہی کہ جو لوگ تفریط کرتے ہین اور اولیاء اللہ تعالے کے اُن باتون مین بھی جو مسائل شرعیہ نہین ہین تامل کرتے
ہین وہ لوگ عدل وانصاف وحق کی پیروی سے درگذر نکرین والسلام **شیخ ابو عثمان مغربی** رح نے فرمایا کہ ابدال چالیس ہین اور امنا
سات ہین اور خلفاے ائمہ تین ہین اور قطب ایک ہوتا ہی پس قطب تو ان سب کو جانتا ہی اور وہ اُنکے احوال پر مطلع ہوتا رہتا ہی مگر اسکو
کوئی نہین پہچانتا ہی اور وہ سب اولیا کا امام ہوتا ہی اور تین جو خلیفہ ہین وہ سات کو پہچانتے ہین اور چالیس کو بھی پہچانتے ہین اور سات
جو امنا ہین وہ چالیس ابدال کو پہچانتے ہین مگر ابدال اُنکو نہین پہچانتے ہین اور ابدال چالیس دیگر اولیا کو امت مین سے پہچانتے ہین
اور اولیا مین سے اُنکو کوئی نہین جانتا ہی پھر جب چالیس مین سے کوئی کم ہوا تو اولیا امت مین سے اللہ تعالے کسی کو قائم مقام کرتا
ہی اور جب سات مین سے کوئی کم ہوا تو اللہ تعالے چالیس مین سے کوئی اُسکی جگہ کر دیتا ہی اور جب تین مین سے کوئی کم ہوا تو
سات مین سے ایک اسکے قائم مقام فرماتا ہی اور جب قطب جو ایک ہی فوت ہوا تو تین مین سے ایک اسکے قائم مقام ہوتا ہی اور یہ
حال جاری ہی یہانتک کہ قیامت قائم ہووے **قال المترجم** قطب وقت کے دو وزیر دائین و بائین ہوتے ہین اور حدیث سے
ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمانی ہین اور دو وزیر زمینی ہوتے ہین پس میرے دو وزیر [illegible]

اور دونون وزیر یعنی ابوبکر و عمر ہین وقد مر شرحًا قولہ فبما نقضهم میثاقهم لعنا هم۔ جب اللہ تعالےٰ غافلون کو اپنی جناب سے دور کرنا چاہتا ہی تو انکے نفوس کو ایسے امور کے مرتکب ہونے پر آمادہ فرماتا ہی کہ جنپر قہر کے احکام طاری ہوتے ہین اور اُنسے دوری واجب ہوتی ہی پس وہ دور ہوجاتے ہین پھر اُسکے بعد حکم کی مخالفت اور اس عہد کا توڑنا جو ایمان کی جڑ ہی واقع ہوتا ہی **یوسف بن الحسین** رح نے فرمایا کہ صحیح عہد کو توڑنا اور میثاق کے برخلاف کرنا لعنت کا موجب ہی **قال المترجم** شیخ یوسف رحمہ اللہ نے آیت کریمہ سے ایک مسئلہ ثابت کیا اور وہ یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے یہود کے ملعون اور سخت دل ہوجانیکا صریح سبب یہ بیان فرمایا کہ اُنھون نے عہد توڑ دیا اور اس سبب پر قیاس کرکے ظاہر ہوا کہ جہان جس شخص سے عہد شکنی ہووے وہ اس سزا کا مستوجب ہی پس اگر ایمان کا عہد توڑا تو ملعون یعنے مرتد ہوگیا اور اگر کسی اور عہد کو جسکا کرنا واجب تھا یا نہ کرنا واجب تھا مثلاً نماز فرض پڑھنے پر عہد کیا یا شراب نہ پینے پر عہد کیا یا کسی غیر کا دینا ادا کرنے پر عہد کیا تو اُسکے توڑنے سے فاسق ہوگا اور دوہرا گناہ ہوگا ایک تو یہ کہ فرض واجب بجا نہ لایا اور دوم خود عہد توڑا اور اگر ظہر سے پہلے چار سنتین پڑھنے کو ضرور آج لازم کرلیا پھر توڑ دیا تو عہد توڑنے سے ایک حرام کا مرتکب ہوگا اور یہ استنباط صحیح جید ہی واللہ اعلم اور معلوم کہ عہد سے سوال ہوگا جیساکہ آویگا انشاءاللہ تعالےٰ بعض اکابر نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے عہد توڑنا یہ ہی کہ اس کے سوائے کسی چیز سے سکون کرے **قال المترجم** اللہ تعالےٰ نے یہود و نصاری کی عہد شکنی کو بیان کرکے پھر انکو ارشاد و ہدایت ایسے کلام پاک سے فرمائی جو بطور معجزہ اُنکے واسطے پوری نصیحت ہی چنانچہ فرمایا

يٰاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا يُبَيِّنُ لَـكُمۡ كَثِيۡرًا مِّمَّا كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ

اے کتاب والون آیا ہے تم پاس رسول ہمارا کھولتا ہی تمپر بہت چیزین جو تم چھپاتے تھے

الۡكِتٰبِ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ ۛؕ قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ۙ ۝ يَّهۡدِىۡ

کتاب کی اور درگذر کرتا ہی بہت چیزسے تم پاس آئی ہی اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرتی جس سے اللہ

بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ

راہ پر لاتا ہی جو کوئی تابع ہو اسکی رضا کا بچاؤ کی راہ پر اور اُنکو نکالتا ہی اندھیرون سے روشنی مین

بِاِذۡنِهٖ وَيَهۡدِيۡهِمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۝

اپنے حکم سے اور انکو چلاتا ہی سیدھی راہ

یااهل الکتاب۔ خطاب عام ہی یہود و نصاری دونونکو شامل ہی یہی مفسرین نے موافق دوسرونکے اختیار کیا ہی اور الکتاب مین لام جنس شامل ہی توریت و انجیل دونون کو حاصل آنکہ اے یہود و نصاری **قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا**۔ آیا تمھارے پاس رسول ف یعنے محمد صلعم اس حال سے کہ۔ **يُبَيِّنُ لَـكُمۡ كَثِيۡرًا مِّمَّا كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡكِتٰبِ** ظاہر کرتا ہی باتکو جو تم کتاب مین سے یعنے توریت و انجیل مین سے چھپاتے تھے ف مانند آیۃ الرجم کے چنانچہ کتاب آسمانی مین مین مرد یا عورت اگر زنا کرے تو سنگسار کرڈالو جیسے ہماری شریعت مین حکم ہی مگر یہودی اُسکو چھپاتے اور کہتے کہ منہ کالا کرکے سوار کرکے تشہیر کرانے کے بعد کوڑے مارو پس آیۃ الرجم کو چھپا ڈالا اور مانند اُن آیات کے جو اس رسول کی صفت مین تھین انکو بھی اس رسول نے ظاہر کردیا پس یہود کو تبلایا کہ تمھاری توریت مین محمد صلعم کی ایسی ایسی صفت و اخلاق و حلیہ و اُنکی امت کے فضائل

ووضع واخلاق وبعض مسائل اور یہود کو انپر ایمان لانے کا حکم مذکور ہی اور نصاری پر ظاہر کیا کہ عیسی علیہ السلام
کے رسول ہونے کی خبر سے نصرانیوں کو عام آگاہ فرمایا ہی اور یہ امور اگرچہ اہل علم یہود و نصاری پر ظاہر
ین ہونے کو کھلے کھلے بیان فرماتا ہی۔ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ۔ اور ترک کرتا ہی کثیر کو اسمین سے ف پس بہت کہ
اسمین کوئی مصلحت متعلق نہین الا برائے اقتضاء حکم اور بعض نے کہا کہ یہ دوسرا حال بطریق صفت ہی یعنے ایسا رسول آیا ہی کہ تم
عفو کرتا ہی مواخذہ نہین فرماتا لیکن اول ارجح ہی حاصل آنکہ تمنے بہت پوشیدہ کیا سو اسمین سے بہت باتین ایسی ہین جنکے بیان سے کوئی
متعلق نہین تو انکو چھوڑ کر باقی جن سے مصلحت و تعلق کا حکم ہی انکو بیان فرماتا ہی اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ جسنے رجم کے حکم سے انکار کیا
اسنے قرآن سے انکار کیا اور اللہ تعالے فرماتا ہی کہ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما تخفون من الکتاب پس رجم اسی چیز سے
تھا جسکو انھون نے چھپایا تھا رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ۔ نور سے مراد آنحضرت اور تفسیر
اسلام وحق کے زیادہ مربوط وارجح ہی یعنے آگیا تمھارے پاس اللہ تعالے کیطرف سے نور یعنے محمد خاتم النبیین۔ وَكِتَابٌ مُبِينٌ
اور قرآن ظاہر ف مبین یعنے ظاہر ہی یا یعنے حق کو باطل سے جدا کرنیوالا۔ تو اسمین اشارہ ہی کہ اہل کتاب نے جن باطل امور کو پھیلایا تھا
انکو یہ قرآن مجید مٹاتا ہی اور حق کو لاتا ہی پھر اس کتاب مجید کی صفت فرمائی بقولہ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ یعنے یہ کتاب ایسی ہی کہ اللہ تعالے
اُسکے ذریعہ سے ہدایت کرتا ہی۔ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ۔ ہر اس بندے کو جو پیروی کرے اللہ تعالے کے رضیات کی باینطور کہ ایمان لاوے
سُبُلَ السَّلَامِ۔ ای طرق السلامۃ۔ راہون سلامتی کی۔ حاصل آنکہ یہ ایسی کتاب ہی کہ جو بندہ اللہ تعالے پر ایمان لایا اسکو اللہ تعالے
سلامتی کی راہونکی ہدایت فرماتا ہی اور یہ راہین بھی شرائع اسلام ہین جو صراط مستقیم پر چلنے کے طریقہ ہین یہان سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالے کی
مرضی پر چلنا چاہے وہ قرآن مجید کی راہ چلے اور نکلا کہ قرآن مجید کے برخلاف چلنا اللہ تعالے کی خلاف مرضی چلنا ہی جسکا انجام جہنم ہی کیونکہ
مخالف تو باطل راہ پر ہی اور جس بندے نے قرآن کی پیروی کی وہ راہ سلامت پر جنت دار السلام کو جاتا ہی وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ
إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ۔ اور قرآن ایسے شخصونکو تاریکیون سے نور کیطرف لاتا ہی باراده الٰہی ف یعنے اللہ تعالے کے ارادہ وتاثیر و
توفیق سے اللہ تعالے پر ایمان لانے والونکو یہ کتاب مجید کفر کے اندھیرے سے نکالکر نور ایمان پر لاتی ہی پس جسکو اللہ تعالی نے گمراہ کیا
اندھیرے سے نکلتا ہی نہین کہ اُسکو روشنی سوجھے وہ ایمان ہی نہین لاتا اور نیز مسلمانونکو مژدہ ہی کہ قرآن مجید کو دل سے پڑھین اور اُ
حکمون پر عمل کرین انکے دل روشن ہو جاینگے اور حدیث صحیح مین ہی کہ قیامت مین وہ نور وحجت ہی اور نیز ثابت ہی کہ پڑھنے وعمل کرنیوالے
خوشبودار پھول کا درخت ہی اور ثابت ہوا کہ قرآن و الاعارف بالکمال و اُسکا دل منور اور ایمان ویقین روشن ہوتا ہی اور خود اللہ تعالے نے فرمایا وَيَهْدِيهِمْ
إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ اور یہ کتاب اللہ تعالے کی مرضیات کی متبعین بندونکو صراط مستقیم کی راہ بتلاتی ہی اور یہ صراط
جیسا کہ مفسرؒ نے کہا کہ وہ دین اسلام ہی پھر معلوم ہی کہ جو شخص اسلام پر یقین کامل کے ساتھ ہی جب وہ ہر وقت نماز مین صراط مستقیم کی ہدایت
اور اُسپر عمل کرے تو کسقدر اُسکے دل کو انوار حاصل ہونگے اور اُسکا یقین جو پہنچا ہوا نہ تھا ہو رہا ہی کسقدر تاریکی دور ہونے سے منور ہو
بسبب گناہونکے جو اُسکے دلی یقین کی گرد ہجوم کرتے ہین آخر کار ایسا ہو جاتا ہی کہ اُسکے دل کو گویا یقین ہی نہین ہی اور
گھٹتا بڑھتا رہتا ہی ف قال فی العرائس قولہ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین۔ اسمین اشارہ ہی کہ اہل ایمان کو اللہ تعالے
نور معرفت بدون کسی حیلہ وسبب کے حاصل ہوتا ہی پھر نور وکتاب دونون ازل کے صفات مین سے دو صفت ہین کہ اللہ تعا

Marfat.com

والی مذہب کر لینے کو ظاہر ہوئی ہین بعض نے فرمایا کہ تم نور توحید و نور کتاب کو اُسی کی عنایت ازلی کی وجہ سے پہونچے ہو **قال المترجم**
شاید یہ تفسیر بنظر قولہ باذنہ ہے اور شاید کہ قولہ جاءکم من اللہ۔ سے نکالا ہو کہ جار لازمی ہے یعنے آنا اُسکا محض لفضل حق سبحانہ ہے پس ازل مین
کو مختار کر لیا تھا در حقیقت اس نور و کتاب کا آنا مخلصین کے واسطے ہے ورنہ دوسرون پاس آنا اور نہ آنا یکسان ہے قولہ تعالے یہدی
بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام یہان نور و کتاب مین سے فقط ایک ہی کو ذکر فرمایا اسواسطے کہ یہ دونون مقام عین الجمع یعنے معدن
الصفات مین واحد ہین۔ اور اس کلام پاک مین اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالے سبحانہ اپنی ہی صفت سے اپنی معرفت کی راہون کی طرف ہدایت
فرماتا ہے اور اپنی ذات سے اپنی صفات کی معرفت کی راہین بتاتا ہے **قال المترجم** توجیہ اس اشارہ کی یہ ہے کہ کتاب و نور جب صفات
ازلی ہین تو اسی سے ہدایت فرمانے کے معنے یہ ہوے کہ صفت سے اپنی طرف ہدایت کی اور رہا یہ امر کہ ذات سے صفات کیطرف ہدایت اس
وجہ سے کہ اس معرفت کے ساتھ ان لوگون کو مخصوص فرمایا کہ جنکو بقولہ من اتبع رضوانہ۔ سے سرفراز فرمایا ہے یعنے ایمان لانیوالون کو اور ایمان
توحید ذات ہے پس ذات سے صفات کیطرف معرفت ہوئی اور یہ اشارہ لطیف دقیق جید اگر مرد سلیم القلب اسکو غور سے دل مین اُتارے
تو بہت شیطانی وساوس دور ہون اور حکمت ربانی کا ظہور ہو اور مذہب اہل سنت وجماعت درباب مسئلہ جبر و اختیار و تقدیر و توحید ذات
اور یہ کہ ہدایت اُسیکی طرف سے ہے اور جملہ حکمت ہے سب اُسکے سامنے آئینہ کی مثال ظاہر ہون اور جو شخص ان مقامات مین وساوس شیطانی آنے سے تنگ
ہو اُسکو یہ آیت کریمہ بعد صدق ایمان کے بہت مفید ہے اللہم اہدنا الصراط المستقیم۔ رضوان الٰہی وہ ہے جو اللہ تعالے نے انبیا و اولیا کے واسطے
ازل مین پسند فرمایا جسکو یہ مل گیا وہ رضوان اکبر کے مقام مین پہونچگیا اور نشان یہ ہے کہ اسکی حسن تجلی مین اسکی مراد کے موافق عبادت سے
زندگی بسر کر جاوے مگر متابعت نہین ملتی لیکن اسی شخص کو جسکے حق مین سابقہ ازل مین اُسکی رضامندی ہو چکی ہو بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
ہدایت فرماتا ہے نہایت سلامتی کی راہ پر اپنے ارادے کی راہون مین سے اس شخص کو جسکو پیدا کرنے سے پہلے اپنے رضوان سے مخصوص کر دیا
تھا تاکہ یہ رضوان اُسکو محل رضا و تسلیم مین لاتا ہے پھر اللہ تعالے نے یہود و نصاری کے اندھے پن اور ہوسات اور شیطانی خیالات و
اُسکے دعوے اور اُنکا بیہودہ ہونا بیان کرکے رد کر دیا بقولہ تعالے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا
بیشک کافر ہوے جنھون نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا تو کہہ پھر کسکا کچھ چلتا ہے اللہ سے
إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ
اگر وہ چاہے کہ کھپاوے مسیح مریم کے بیٹے کو اور اُسکی ماں کو اور جتنے لوگ ہین زمین مین سارے اور اللہ کو ہے سلطنت
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ وَقَالَتِ الْيَهُودُ
آسمان اور زمین کی اور جو دونون کے بیچ ہے بناتا ہے جو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور کہتے ہین یہود
وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ۖ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ
اور نصاری ہم بیٹے ہین اللہ کے اور اُسکے پیارے تو کہہ پھر کیون عذاب کرتا ہے تمکو تمھارے گناہون پر کوئی نہین تم بھی ایک انسان ہو
مِمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
اُسکی پیدائش مین بخشے جسکو چاہے اور عذاب کرے جسکو چاہے اور اللہ کو ہے سلطنت آسمان اور زمین کی

Marfat.com

وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝

اور جو دونون کے بیچ ہر اور اُسیکی طرف رجوع ہر

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ - اور قطعًا کافر کیا ان لوگون نے جنہون [illegible] وہی مسیح ابن مریم ہر حیث جعلوہ الٰہا وہم الیعقوبیۃ فرقۃ من النصاری ۔ واضح ہو کہ نصاری بہت فرقے ہوگئے تھے اور اب بھی [illegible] اور بہت سے مٹ گئے جیسے معتزلہ وغیرہ مسلمانون مین سے گویا مٹ گئے ہین پس ان فرقہاے نصاری مین اول تین فرقے تھے چنانچہ [illegible] گذرا کہ حضرت عیسیٰ کے اُٹھائے جانے پر اُنکے ساتھیون نکے تین فریق ہوے ایک تو ایمان پر ثابت رہا کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول کو اٹھالیا اور یہ لوگ معدودے چند تھے اور دوسرے فریق نے کہا کہ وہ اللہ تعالے کا بیٹا تھا اُسکو اپنے پاس بلالیا اور تیسرے فریق نے کہا کہ نہین ہم [illegible] خدا تھا ہمکو معلوم نہ تھا سو جب ہمنے نافرمانی کی تو چلا گیا اور ان دونون کافر فریق نے ملکر فریق اول کو جو مسلمان رہے تھے قتل کر ڈالا کذا ذکرہ ابن کثیر اور ابن عباسؓ سے روایت ہر کہ نصاری نجران بھی اسی اعتقاد پر تھے لیکن اس روایت کے ثبوت مین کلام ہر اور اکثر مفسرین نے کہا کہ یہ اُنکے قول سے لازم آتا ہر کیونکہ اُنھون نے مسیح علیہ السلام کو آلہ معبود ٹھہرایا اور قطعًا معلوم ہر کہ آلہ معبود فقط ایک پاک پروردگار ہر پس گویا اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہر چنانچہ یہی تاویل کلام مفسرؒ سے ظاہر ہر لیکن یہ جو مفسرؒ نے فرمایا کہ یہ ایک یعقوبیہ فرقہ ہر نصاری مین سے تو اس سے ظاہر ہوتا ہر کہ صریح اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہر جیسا کہ ابتدائی تین فریق مین سے فریق سوم کا قول مذکور ہوا اور یہی ظاہر آیت ہر اور سب نصاری کا یہ قول نہین بلکہ اُنمین سے کچھ لوگ ایسے ہین فافہم اور لقد کفر سے بتاکید اُنکا حکم کافر ہونیکا پہلے بتلادیا پھر اُنکا قول ذکر کیا تاکہ معلوم رہے کہ یہ نہایت سخت بات کہنے والا قطعی کافر ہر اور واضح ہو کہ مسیحؑ کو ابن مریم سے بیان کیا تاکہ اسی سے لکھون [illegible] ان کافرونکا اندھاپن سمجھے کہ جو مریم کا بیٹا ہو وہ خالق و معبود بلکہ اپنی ماں کا کیونکر خالق ہو سکتا ہر اور اگر قادر معبود ہوتا تو اپنی ماں کو جنھون نے غم و رنج کے ساتھ انتقال کیا اور دنیا کو مصیبت و تکلیف سے بسر کیا کیون غم و رنج مین چھوڑتا اور کیون مرنے دیتا اور البتہ اسکا اللہ عزوجل نے رد فرمایا بقولہ ۔ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۔ یعنے محمد صلعم تو کہدے کہ پھر کون حفاظت کر سکتا ہر حکم الٰہی سے ۔ إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ ۔ اگر اللہ تعالے چاہے کہ ہلاک کردے مسیح ابن مریم کو اور اسکی ماں کو بلکہ ۔ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۔ اور جو کوئی زمین مین ہر سب کو ف یہ استفہام بطور ملامت و مذمت ہے یعنے ایسا کوئی بھی نہین ہر جسکو یہ طاقت ہو اور اگر مسیح علیہ السلام آلہ ہوتا تو اُسکو ایسی قدرت ہوتی ۔ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۔ اور اللہ تعالے ہی کا ہر ملک آسمانون اور زمین اور ان دونون کے [illegible] وہ جو چاہتا ہر پیدا کرتا ہر ۔ ف یعنے سب عالم اُسی کی ملک و خلق ہر وہ جو چاہتا ہر کرتا ہر جسطرح چاہے پیدا کرے پھر اگر عیسیٰ کو بدون باپ کے پیدا کیا اور اُسکے ہاتھون مردے جلائے تو یہ اللہ تعالے کی قدرت ہر ۔ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔ [illegible] تعالے ہر چیز پر قادر ہر جو چاہے کرے اور جس بندے کو جسطرح چاہے برگزیدہ کرے پس سب اُسکی مخلوق و بندے ہین [illegible] و ہنود و نصرانی و یہودی پر فرض عین ہر کہ اُسکی عبادت کرین شرک نہ کرین اور اُسنے جو حکم دیے ہین اُنکو بجا لاوین اور عذاب [illegible] کرینگے پا وینگے زبانی باتین نہ بناوین جیسے یہود و نصاری اتراتے ہین ۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ یعنے ان [illegible] فریق نے الگ الگ کہا کہ ۔ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۔ ہم لوگ اللہ کے بیٹے اور پیارے ہین [illegible]

Marfat.com

[م]فسرین نے خیال کیا کہ یہود و نصاری اس کلمہ سے کیا مطلب لیتے تھے چنانچہ چار وجہ سے اسکے معانی بیان کیے اول آنکہ اسمین حذف مضاف ہی اور معنے آنکہ نحن ابناء رسل اللہ۔ یعنے ہم لوگ اللہ تعالے کے رسولون کی اولاد ہین پس ان یہود و نصاری سے مراد بنی اسرائیل کے یہود و نصاری ہو نگے کیونکہ بنی اسرائیل ہی مین انبیا علیہم السلام بہت گذرے ہین اور ان بدکارونکی غرض یہ تھی کہ ہمارے باپ دادونکا فخر ہمکو حاصل ہی دوم مترجم کہتا ہی کہ انکی وہی مثل تھی کہ نسل چڑیلون کی اور مزاج پریونکا حالانکہ آدم کی اولاد مین سب ہی آدمی ہین دوم آنکہ لفظ ابن جیسے نطفہ کے فرزند پر بولا جاتا ہی ایسے ہی جسپر مزید شفقت و محبت سے تخصیص ہو اسکو بھی کہتے ہین قال المترجم اور مفسر رح نے بھی اسی تاویل کو لیا کہ مراد یہ تھی کہ اللہ تعالے کے یہان ہم لوگ قرب و منزلت مین بمانند فرزندون کے ہین اور وہ ہمپر شفقت و رحمت فرمانے مین ہمارے باپ کے مانند ہی سوم آنکہ یہود نے زعم کیا کہ عزیز علیہ السلام اللہ تعالی کا بیٹا ہی اور نصاری نے مسیح علیہ السلام کو یہی زعم کیا اور چونکہ یہ دونون انھین مین سے تھے تو کہا کہ ہم لوگ ایسے ہین کہ ابناء اللہ ہین یعنے ہمارے جنس مین خدا کے بیٹے گذرے ہین حالانکہ یہ قول انپر لعنت تھا چہارم آنکہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ نبی صلعم نے ایک جماعت یہود کو دین اسلام کی طرف بلایا اور عذاب الٰہی سے خوف دلایا تو بولے کہ ہمکو کیا عذاب سے ڈراتے ہو ہم تو ابناء اللہ و احباء اللہ ہین قال ابن کثیر قولہ نحن ابناء اللہ واحباؤہ ای ہم لوگ اسکے انبیا سے نسبت رکھتے ہین جو اسکے بیٹے ہین جنپر اسکی عنایت مبذول ہی اور وہ ہمکو محبوب رکھتا ہی اور اپنی کتاب سے نقل لائے کہ اللہ تعالے نے اپنے بندے اسرائیل یعنے یعقوب سے کہا کہ انت ابنی بکری پس اسکو اسکی تاویل صحیح سے پھیر کر غلط معنے پر محمول کیا اور تاویل مین تحریف کردی چنانچہ بہت سے انکے عقلا جو اسلام پر ہوے انھون نے انکو رد کردیا اور کہا کہ اسکا اطلاق انکے عرف مین تشریف و اکرام پر ہوتا تھا جیسے نصاری نے اپنی کتاب سے نقل کیا کہ عیسی علیہ السلام نے انسے کہا کہ انی ذاہب الی ابی وابیکم۔ یعنے ربی و ربکم۔ یعنی عیسے نے کہا کہ مین اپنے باپ و تمھارے باپ کیطرف چلا جانیوالا ہون یعنے اپنے پروردگار و تمھارے پروردگار کیطرف جانیوالا ہون اور یہ بات معلوم ہی کہ ان لوگون نے اپنی ذات کے واسطے وہ دعوی بیٹا ہونیکا نہین کیا جو عیسے کے واسطے دعوی کیا ہی پس انکی مراد یہی کہ ہملوگ اللہ تعالے کے نزدیک معزز و مکرم ہین قال فی المدارک ابراہیم نخعی رح نے فرمایا کہ یہود نے توریت مین پایا کہ یا ابناء احباری میرے احبار کی اولاد پس اسکو بدلکر یا ابناء ابکاری کر ڈالا یعنے کنوار یونکی اولاد۔ پھر کہنے لگے کہ نحن ابناء اللہ واحباؤہ۔ بہر حال کوئی معنے لیے جاوین حاصل کلام یہ ہی کہ یہود و نصاری اپنے واسطے بہ نسبت اور مخلوق کے اللہ تعالے کے نزدیک فضل و کرامت ثابت کرتے تھے یہانتک کہ یہ دعوی کیا کہ ہم اسکے بیٹے و محبوب ہین پس اللہ تعالے نے اسکو رد کردیا کہ قُل یا محمد کہدے ان جھوٹے لوگون سے اے میرے رسول محمد صلعم۔ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم۔ پھر کیون تم کو تمھارے گناہون پر عذاب کرتا ہی اگر تم اسمین سچے ہو حالانکہ باپ اپنے بیٹے کو عذاب نہین کرتا اور نہ حبیب اپنے محبوب کو عقاب کرتا ہی حالانکہ اسنے تمکو عذاب کیا کہ مسخ کرکے بندر و سور کردیا تھا جو تڑپ تڑپ کر مر گئے پس ظاہر ہوا کہ تم بڑے جھوٹے ہو اور امام رازی وغیرہ نے نکالا کہ اسمین رد یون بھی ہی کہ بیٹا بھی باپ کی جنس سے ہوتا ہی اس سے وہ امر صادر نہین ہوتا جو باپ سے صادر ہونا محال ہو حالانکہ تم لوگ گناہ کرتے ہو یعنے گناہ تمپر ثابت ہی اور حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین کرتا حالانکہ تم معذب ہوتے ہو چنانچہ دنیا مین تو بندر و سور کیے گئے اور آخرت مین اقرار کرتے ہو کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودات۔ یعنے گنتی کے چند دن ہم کو دوزخ کی آگ لگیگی پس تم جھوٹے ہو یہ تمھارا دعوی غلاف ہی اور یہ برہان اہل فن کے نزدیک برہان الخلف کہلاتی ہے قال ابن کثیر رح

مشائخ صوفیہ مین سے ایک نے ایک فقیہ عالم سے پوچھا کہ قرآن مین کہان یہ پایا گیا کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب [illegible]
جواب نہ دیا تب شیخ صوفی نے یہی آیت پڑھدی **شیخ ابن کثیر** رحمہ نے کہا کہ شیخ صوفی کا یہ استدلال اچھا ہے [illegible]
مین موجود ہی چنانچہ کہا کہ حدثنا ابن ابی عدی عن حمید عن انس رضہ کہا کہ آنحضرت صلعم چند صحابہ کے ساتھ جاتے تھے [illegible] راہ مین [illegible]
کھیلتا تھا سو جب اُسکی ماں نے دیکھا کہ لوگ آتے ہین تو ڈری کہ کچل نجاوے تو تیز چال آئی اور کہتی جاتی کہ میرا لڑکا میرا لڑکا اور [illegible]
لے لیا پس صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس عورت سے نہین ہو سکتا کہ اپنے فرزند کو آگ مین ڈالدے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ [illegible]
واللہ کبھی اپنے حبیب کو آگ مین نہ ڈالیگا (تفرد بہ احمد) اور کتاب الزہد مین امام احمد نے حسن بصری رحمہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے [illegible]
ہرگز نہین عذاب کریگا اللہ تعالے اپنے محبوب بندے کو ولیکن کبھی اُسکو دنیا مین مبتلاے مصیبت کرتا ہی ہذا حدیث مرسل اور مدارک [illegible]
کہ قولہ فلم یعذبکم۔ ای فلم عذب من قبلکم منکم بذنوبہم فسخہم قردۃ وخنازیر۔ یعنے کیون تمھارے اگلون کو اس سبب سے عذاب کیا تھا کہ اُن سے گناہ [illegible]
ہوے پس اُنکو مسخ کرکے بندر و سور کردیا یعنے تم لوگ تو سراسر ناپاک ہو تمھارے بعضے باپ دادے جنپر فخر کرتے ہو اُنکو بندر و سور کردیا [illegible]
پس تم اس دعوی مین صریح جھوٹے ہو۔ **بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ**۔ بلکہ تم بھی بشر ہو منجملہ اُن بشر کے جنکو پیدا کیا ہی ف
سو بھلائی کی بات جیسے اُنکے لیے ویسی ہی تمھارے لیے اور بُرائی و عذاب جسطرح اُنپر ہوتا ہی ویسی ہی تمپر ہوتا ہی تم سب کا یکسان حال
ہی۔ **يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ**۔ اللہ تعالے جسکو چاہتا ہی بخشتا ہی۔ **وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ**۔ اور عذاب کرتا ہی جسکو عذاب دینا
چاہتا ہی ف اور تعالے مالک مختار ہی اُسپر کچھ اعتراض نہین ہی جو چاہے کرے اور جو کریگا اپنے مملوک مخلوق چیز مین ہی کسی کا
اجارہ نہین۔ **وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا**۔ اور اللہ تعالے ہی کا ہی ملک آسمانون و زمین کا
و اُنکے بیچ کا ف یعنے تمام عالم اُسکا مملوک مخلوق ہی اُسکا کرم ہی کہ حکم دیدیا جو بندہ جیسا کرے ویسا پاوے۔ **وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ**
اور اُسکی طرف لوٹ کر ٹھکانا ہو گا ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ وقالت الیہود والنصاری نحن ابناؤ اللہ واحباؤہ۔ کافران یہود و
نصاری نے یہ سن لیا کہ اہل حقیقت ساحت کبریائی مین کشف مشاہدہ لقا سے پہونچے اور وجہ قدم سے مست ہو کر مجلس اُنس میں حالت
انبساط مین بسبب بیہوشی کے مدعی قرب ہوے اور انس کی بیہوشی وحلاوت انبساط سے انوار اسرار کی فرزندی کا حرف زبان سے
نکالا پس یہود و نصاری نے اپنے اگلے لوگونکے کلام کو اپنی جہالت سے نہ سمجھا پس اللہ تعالے نے اُنکی ناک و گردن توڑ دی چنانچہ اپنے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی سے حجت بھیجکر اُنکو مردود کیا بقولہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم۔ اسمین حق سبحانہ تعالے نے آگاہ فرمادیا کہ جو
بندہ معرفت و محبت سے راہ ازلی طے کر گیا وہ جسمانی امتحان سے نکل گیا قولہ تعالے بل انتم بشر ممن خلق۔ یعنے او جھوٹ دعوی کرنے [illegible]
ایسا نہین جیسا کہ تم دعوی کرتے ہو تم اس مرتبہ کو نہین پہونچے ہو بلکہ اپنے نفس مین گرفتار مقام بشریت مین باقی پڑے ہو اور [illegible]
محبت اس شخص کے واسطے مسلم ہی جو ماسواے حق عزوجل سے پاک ہو گیا ہی قولہ تعالے یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء اشارہ ہی کہ اس [illegible]
مقام مقدس مین امت محمد صلعم مین سے جس ولی کو چاہتا ہی پہونچاتا ہی اور اُسکی تقصیر پر کچھ پروا نہین فرماتا ہی اور اس مقام [illegible]
کی خوشبو بھی دشمنون مین سے کسی کو نہین پہونچتی بعض نے کہا کہ بخشدینا محض فضل ہی اور عذاب کرنا عدل ہی

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ

اے کتاب والو آیا ہی تم پاس رسول ہمارا بیان کرتا ہی واسطے تمھارے اوپر موقوف ہو جانے [illegible]

له یہ حدیث [illegible] امام احمد [illegible] ١٢

Marfat.com

ع

وَّلَا تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

کہو کہ ہم پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا سو آچکا تمھارے پاس خوشی اور ڈر سنانے والا اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ - یعنے ای یہود و نصاریٰ - قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا - تمھارے پاس بے شک ہمارا رسول خاتم النبیین آگیا یعنے محمد صلعم اور یہ قطعی دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کچھ عرب سے مخصوص نہ تھی بلکہ عام تھی چنانچہ یہود و نصاریٰ کیواسطے ثابت فرمایا برخلاف نبوت موسیٰ کے کہ مخصوص بنی اسرائیل تھی اور یہی حال نبوت عیسیٰ کا تھا پس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سب جہان کے واسطے عام بھیجا - يُبَيِّنُ لَكُمْ - جو تمھارے دین کے شرائع کو ظاہر کھلا ہوا بیان فرماتا ہے - عَلٰى فَتْرَةٍ - انقطاع - مِّنَ الرُّسُلِ - یعنے محمد صلعم کا آنا اس موقع پر ہوا کہ رسولوں کی آمد کا انقطاع درمیان میں ہو گیا تھا - اذ لم یکن بینہ و بین عیسیٰ رسول و مدۃ ذلک خمسمائۃ و تسع و ستون سنۃ - کیونکہ آنحضرت صلعم و عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان میں کوئی رسول نہیں ہوا اور اس فترت کی مدت پانچ سو انھتر ۵۶۹ سال تھی اور فترۃ دراصل بمعنے سکون ہے یعنی رک جانا اور ٹھہر جانا اور ابو علی فارسی رحمہ اللہ وغیرہ نے بمعنے انقطاع بیان کیا اور یہی مفسر نے لیا ہے اور حاصل آنکہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے ایک مدت تک رسولوں کا انقطاع ہو گیا تھا اور یہاں سے وہ قول رد ہوا جو سراج وغیرہ میں بعض سے منقول ہے کہ عیسیٰ و محمد صلعم کے درمیان چار انبیا ہوے تین نبی اسرائیل سے اور ایک نام خالد بن سنان العبسی جزیرہ عرب سے اور یہ قول اسواسطے مردود ہے کہ ظاہر آیت سے صریح خلاف ہے اور نیز حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا - انا اولی الناس بابن مریم انہ لیس بینی و بینہ نبی - یعنے عیسیٰ بن مریم سے میری ولایت سب سے اقرب ہے کیونکہ میرے اور اُسکے بیچ میں کوئی پیغمبر نہیں ہوا (رواہ البخاری) پس یہ صریح ہے کہ آنحضرت صلعم اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اگرچہ فترت و انقطاع کا زمانہ رہا اور اس مدت کے بیان میں اقوال مختلف ہیں چنانچہ سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ چھ سو برس کا فرق تھا (رواہ البخاری) اور قتادہؒ سے ہے کہ پانچسو ساٹھ برس کا زمانہ تھا اور مفسر سیوطیؒ نے ابن عباسؓ کی روایت لی کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار نوسو برس کا فرق تھا مگر ان دونوں کے درمیان فترت و انقطاع نہ تھا کیونکہ درمیان ان دونوں کے ہزار نبی بنی اسرائیل میں سے بھیجے گئے ماسوا اُنکے جو اور نسل میں سے بھیجے گئے اور ولادت عیسیٰ و محمد علیہما السلام کے درمیان پانچسو انھتر برس کا زمانہ تھا قال المترجم ولادت عیسیٰ کا سال شمسی اسوقت ۱۸۸۶ء ہے اور ہجرت آنحضرت صلعم کا سال قمری ۱۳۰۵ھ ہے پس جسنے پانچ سو بیاسی برس کا فرق نکالا اُسنے خطا کی اسوجہ سے کہ شمسی و قمری سال میں تفاوت ہوتا ہے اور چونکہ بعض نے سال شمسی سے شمار کیا اور بعض نے قمری سے اور بعض نے درمیان ولادت عیسیٰ و محمد علیہما السلام کے اور بعض نے دونوں کے مبعوث ہونے کیوقت سے فرق نکالا اسوجہ سے روایات مختلف ہو گئیں اور میرے نزدیک سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت بخاریؒ ارجح ہے اور اسمین کوئی بڑا فائدہ متعلق نہیں لہذا تطویل بے فائدہ ہے مقصود یہ کہ اوتعالے عز و جل نے محمد صلعم کو فترۃ الرسل و طموس سبل و تغیر ادیان و کثرۃ عبادۃ اوثان و نیران و صلبان کے وقت مبعوث فرمایا کہ نعمت اسوقت اتم اور حاجت اعظم تھی کہ فساد و طغیان جمیع بلاد میں اور جہل و فساد عام عباد میں پھیل گیا تھا سوا چند بندوں کے جو اگلی شریعت پر ٹھیک قائم اور وہ الشاذ کالمعدوم کے حکم میں تھے چنانچہ حدیث عیاض مجاشعیؓ میں ہے کہ نبی صلعم

نے ایک روز ہمکو خطبہ سنایا اور خطبہ مین فرمایا کہ اور میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا کہ تمکو سکھلاؤن جو تم نہین جانتے جو اسنے مجھے آج
تعلیم فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ ہر مال جو مین نے بندونکو عطا کیا وہ حلال ہی اور مین نے سب اپنے بندونکو حنیف پیدا
کیا پھر شیاطین اُنکے پاس آئے اور اُنکو اُنکے دین سے بھٹکایا اور جو مین نے اُنپر حلال کیا تھا وہ اُنپر حرام بتلایا اور اُنکو حکم کیا
شرک کرین اس چیز سے جسکے لیے مین نے کوئی حجت ظاہر نہین اُتاری پھر اللہ عزوجل نے اہل زمین کی طرف نظر فرمائی تو عرب و عجم سب
رکھا سوائے چند بندون کے کہ بنی اسرائیل مین سے جو حق پر باقی تھے اور مجکو فرمایا کہ مین نے تجکو اسواسطے بھیجا کہ تجھے مبتلا کرون اور تیرے
سبب مبتلا کرون اور تجپر مین نے ایسی کتاب نازل فرمائی کہ پانی اُسکو نہین دھو سکیگا تو اسکو سوتے اور جاگتے پڑھے پھر اللہ تعالےٰ
مجھے حکم دیا کہ قریش کو اللہ تعالےٰ کا پیغام پہونچاؤن تو مین نے عرض کیا کہ ای میرے پروردگار وہ تو میرا سر کچلکر روٹی کر ڈالینگے فرمایا کہ
اُنکو نکال باہر کر جیسے انھون نے تجھے نکالا اور اُنپر جہاد کر اور اُنپر مال خرچ کر کہ عنقریب تجکو مال دیا جائیگا اور تو ایک لشکر روانہ کر اور ہم
پانچ گونہ برابر بھیجینگے اور جنھون نے تیری فرمانبرداری کی اُنکو لیکر ایسے لوگون سے جنھون نے تیری نافرمانی کی ہی جہاد کر اور جنتی بندے
تین قسم کے ہین ایک حاکم عادل موفق متصدق اور دوم مرد رحیم دل رقیق القلب ہر مسلمان قرابت دار کے واسطے سوم مرد عفیف فقیر عیالدار
اور دوزخی بندے پانچ قسم ہین ایک وہ ضعیف جسکا کچھ دین نہین دوم وہ جو تم مین تابع ہین نہ اہل چاہتے ہین اور نہ مال سوم خائن کہ نہین
ظاہر ہوتی اُسکے لیے کوئی طمع اگرچہ خفیف ہو مگر آنکہ اُسکی خیانت کرتا ہی یعنے شہوات حقیر کے پیچھے شریعت سے منحرف ہوتا ہی چہارم وہ
مرد کہ نہین صبح کرتا اور نہ شام مگر آنکہ تیرے اہل و مال سے تجکو فریب دیتا ہی اور حضرت صلعم نے بخیل و جھوٹے فاحش کا بیان کیا
(رواہ احمد و مسلم والنسائی) الحاصل اہل کتاب کو نصیحت کی کہ ہم نے تمھارے پاس بعد زمانہ فترت کے جب دین سب مٹ گئے تھے اپنا رسول
برحق بھیجدیا۔ اَنْ۔ لا۔ تَقُولُوا۔ تاکہ جب تم عذاب کیے جانے لگو تو یون نہ کہو کہ۔ مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ
وَّلَا نَذِيْرٍ۔ ہمارے پاس تو نہین آیا کوئی خوشی سنانے والا اور نہ ڈر سنانے والا۔ ف۔ اور واضح ہو کہ فترت کے بعد
بندون کو ظاہر مین ایک عذر تھا کہ ای پروردگار تیری عبادت واجبی ہی ولیکن ہم طریقہ عبادت کا نہین جانتے تھے بسبب فترۃ الرسل کے
خلط و خبط ہو گیا تھا اور بدون رسول کے زمانہ دراز گذر گیا تھا پس حضرت صلعم کو بھیجا۔ ہذا حاصل ما قالہ الرازی فی الکبیر۔ اور بقاعی
نے کہا کہ قولہ یبین لکم۔ مین صیغہ مضارع سے تعبیر فرمانے مین شاید اشارہ ہی کہ آنحضرت صلعم کا دین و بیان اگرچہ زمانہ دراز گذر جاوے
کبھی منقطع نہوگا اسوجہ سے کہ اللہ تعالےٰ نے کلام مجید کو معجزہ باقی کر دیا اور بقولہ و انا لہ لحافظون سے حفاظت فرمائی ہی پس برابر اس امت
اللہ تعالےٰ اپنے کرم سے کسی ایسے عالم کو پیدا کریگا جو اسی کتاب عزیز معجز قائم کے ساتھ لوگونکو اس بیان معجز نظام کیطرف بلاویگا اور
یہی ہوتا رہیگا پس کسی نبی کی حاجت نہوگی جو دین کو تازہ کرے سوائے فتنہ دجال و یاجوج و ماجوج کے کہ عالمو نکو اُسکے دفع کی طاقت نہوگی
(انتہت ترجمۃ کلامہ) اور حدیث مین بھی یہ مضمون ہی کہ ہر صدی مین اس دین کا ایک مجدد عالم ہوگا اور مترجم کہتا ہی کہ یہین سے بعض کا
کہا کہ علماء ہذہ الامۃ کانبیاء بنی اسرائیل۔ اس امت کے عالم لوگ مانند بنی اسرائیل کے انبیا علیہم السلام کے ہین یعنے جیسے
نبی آتے اور دین کو تازہ کرتے تھے اسیطرح اس امت مرحومہ مین یہ امر اس امت کے عالمون سے پورا ہوگا اور یہ معنی لفظ
عوام مین یہ کلام ایک حدیث مشہور ہو گیا اور اسکے اور ہی معنے لینے لگے اور بات یہی ہی جو مترجم نے
بالجملہ اوتعالےٰ نے بندون کے اوپر ظاہری حجت بھی پوری کردی پھر فرمایا۔ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ

Marfat.com

...نذیر آچکا ہے یعنے اب تو تمھارے لیے کوئی عذر نہین رہا یعنے لگتا ہوا عذر اگرچہ لنگڑا ہی سہی کچھ نہ رہا۔ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اور اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے ومنہ تعذیبکم ان لم تتبعوہ۔ اور منجملہ ہر شے کے ہی کہ تمکو عذاب دیگا اگر تم اس رسول پاک صلعم کی پیروی نہ کروگے اور منجملہ ہر شی کے یہ ہے کہ چاہے رسولونکو تترا یعنے ایک بعد دوسرے کے آگے پیچھے بھیجے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا اور چاہے علیٰ فترۃ بھیجے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا اور شیخ ابن کثیرؒ نے قولہ واللہ علی کل شیٔ قدیر۔ مین قول شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقل کیا کہ اُسکے معنے یہ کہ او تعالے بندہ نافرمان کے عذاب دینے پر اور بندۂ فرمانبردار کے ثواب دینے پر قادر ہے واللہ اعلم

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ

اور جب کہا موسی نے اپنی قوم کو ای قوم یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب پیدا کیے تم مین نبی

وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ○ یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ

اور کردیا تمکو بادشاہ اور دیا تم کو جو نہین دیا کسیکو جہان مین اے قوم داخل ہو زمین

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ○

پاک مین جو لکھدی ہے اللہ نے تم کو اور اُلٹے نہ جاؤ اپنی پیٹھ پر پھر جا پڑوگے نقصان مین

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ

بولے اے موسے وہان ایک لوگ ہین زبردست اور ہم ہرگز وہان نجاوینگے جبتک وہ نکل جاوین وہان سے پھر

یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ○ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا

اگر وہ نکلین وہان سے تو ہم داخل ہونگے کہا دو مرد نے ڈر والون مین سے خدا کی نوازش تھی اُن دو پر پیٹھ جاؤ

عَلَیْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَی اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ

اُن پر حملہ کرکر دروازہ مین پھر جب تم اُسمین پیٹھو تو تم غالب ہو اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر

مُّؤْمِنِیْنَ ○ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ

یقین رکھتے ہو بولے ای موسے ہم ہرگز نجاوین ساری عمر جب تک وہ رہینگے اُسمین سو تو جا اور تیرا

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ○ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ

رب دونون لڑو ہم یہان ہی بیٹھے ہین بولا اے رب میرے اختیار مین نہین مگر میری جان اور میرا بھائی

فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ○ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ

سو تو فرق کر ہم مین اور بے حکم قوم مین کہا تو وہ انپے بند ہوے چالیس

سَنَةً ۚ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ○

برس سر مارتے پھرینگے ملک مین سو تو افسوس نہ کر بے حکم لوگون پر

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ تعلق ظرف کا بفعل محذوف ہے یعنے واذکر اذ قال۔ اور ذکر کر جبکہ کہا موسے نے اپنی قوم سے ... آنحضرت صلعم کی طرف ہے۔ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ

Marfat.com

ای قوم یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمتون کو جبکہ تم مین انبیا بنا دیے ف یہ یاد دہانی تو لیے نہایت
تمھین مین سے یہ انبیا بنائے کیونکہ یہ تمام نعمت ہی ورنہ کسی قوم مین اور قوم کا نبی ہونا بھی اگرچہ احسان
تو نعمت زیادہ ہوگئی جیسے عرب کو عجم پر بوجود باجود حضرت صلعم فضیلت ہی اور معنے قولہ اذ جعل فیکم انبیاء -
وقت سے حضرت موسے تک اُسوقت ظاہر تھے اور مابعد مین بشارت تھی چنانچہ حضرت عیسیٰ تک یہان یہ دستور رہا کہ جب
ہوا تو دوسرا نبی قائم ہوا بلکہ بسا اوقات مختلف قبائل مین سے ہر ایک کے واسطے ایک ایک نبی یا زیادہ ہوتے یہانتک کہ
صد ہا ہو جاتی تھی یہانتک کہ حضرت عیسیٰ پر انبیاء بنی اسرائیل کا خاتمہ ہوا پھر بعد فترت کے ایک زمانہ الگ کرکے آنحضرت صلعم کو
انبیاء و رسولون کا خاتم علی الاطلاق مبعوث فرمایا اور آپ اپنے اگلون سب سے ہر ایک سے اشرف تھے کما ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ
وَّجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا - اور تمکو ملوک بنایا ف اور مفسر نے ملوک کی تفسیر خدم و حشم والے بیان کی اور قتادہ سے مروی ہی کہ
پہلے انھین لوگونکو خادم ملے ورنہ انمین پہلے خادم والے نہین ہوتے تھے اور ابن ابی حاتم نے ابو سعید خدری سے مرفوعًا روایت کی
بنی اسرائیل مین جب کسی پاس کوئی باندی غلام اور جورو اور گھوڑا ہوتا تو وہ ملک لکھا جاتا تھا اور ابن عباس سے بھی مانند اسکے مروی
اور بیان ہے جورو کے مکان مذکور رہی پس حاصل معنے یہ ہوے کہ اللہ تعالے نے تمپر یہ احسان کیا کہ تمکو خدم اور حشم والا کر دیا اور بعض نے کہا یعنے
تم کو تمہاری ذات کا مالک مختار کر دیا بعد ازانکہ تم فرعون کی غلامی مین ذلیل پڑے تھے اور بعض نے کہا کہ بقرینہ اذ جعل فیکم انبیاء کے یہان
بھی تقدیر کلام یون ہی کہ وجعلکم فیکم ملوکا اور تم مین ملوک بادشاہ بنائے پس فیکم ظرف بسبب ظہور قرینہ مذکور کے اور بغرض اس اشعار کے
نہین بادشاہ ہونا اقوام غیر پر قومی فخر ہی کہ ہم وہ خاندان ہین کہ ہماری بادشاہت ہی اور بادشاہ حقیقی معروف معنی مراد ہین اور یہی ظاہر ہی
النبوت کے قائم اور بعض نے یہان سوال وارد کیا کہ اگر کہا جاوے کہ غیر لوگ بھی ملوک کیے گئے جیسے بنی اسرائیل کیے گئے پھر جواب
کہ انمین ملوک بہت ہوے یہ وجہ احسان رکھنے کی ہی مترجم کہتا ہی کہ سوال ہی مہمل ہی اسواسطے کہ بادشاہت ایک فضل ہی جس قوم مین
اللہ تعالے نے دیدیا سب پر احسان ہی لہذا غیرون پر بھی یہ احسان موجود ہی ہان کمال نعمت یہ کہ بادشاہ ایماندار عادل ہو اور یہ بھی بنی
اسرائیل مین واقع ہوا فتامل - وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ - اور دیا تمکو وہ کچھ کہ نہین دیا کسی کو عالمین مین
ف بعض مفسرین نے اس مبہم کی تفسیر مین کہا کہ یہ من و سلوی تھا اور سمندر کا پارہ پارہ ہونا اور اسی کے مانند دیگر نعمتین پس عالمین سے مراد
پچھلے سب عالم ہین اور مفسر نے بنظر ظاہر کلام اسی کو مرجح سمجھا مگر شیخ ابن کثیر وغیرہ نے اسکو بصیغہ تمریض ایک قول قرار دیا
اور اس مین شک نہین کہ اسمین ایک علت ظاہر یہ موجود ہی کہ اللہ تعالے نے اسکو بزبان موسی علیہ السلام نقل کیا اور وہ بظاہر اسی
زمانہ تک کیواسطے مخصوص معلوم بیان فرمادین علاوہ برین بالاجماع مابعد خصوص اس امت مرحومہ کو اگرچہ یہی چیزین نہین
گئین جس سے یہ تو صادق ہوا کہ عالمین مین سے کسیکو نہین دی گئین ولیکن اس سے افضل دی گئین تو سوق کلام
وہ جاتا رہتا ہی اسواسطے کہ بادشاہ کے پہلو مین وزیر سے یہ کہنا زیبا نہین کہ تجکو وہ کچھ ملا کہ عالمین مین سے کسی
راجح وہ ہی جو مجاہد نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ من العالمین ای الذین بین ظہرانیہم یومئذ - یعنے
جو بنی اسرائیل کے وقت تک گذشتہ و سامنے موجود تھے رواہ الحاکم وصححہ پھر اس احسان و امتنان
يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ - ای قوم تم

Marfat.com

تعالیٰ نے تمہارے لیے مقدر ہو ف یعنے اس پاک زمین مین داخل ہو جسمین داخل ہونے کا حکم دیا ہو اور وہ زمین شام تھی پس قولہ کتب اللّٰہ کے یہ معنی بیان کیے کہ تمکو اللہ تعالیٰ نے اسمین داخل ہونے کا حکم دیا اور یہ سدیؒ سے مروی ہو اور قتادہؒ نے فرمایا یعنے تم پر فرض کر دیا مانند نماز وغیرہ کے اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یعنے تمہارے باپ حضرت یعقوبؑ کی زبان پر یہ زمین تمہاری میراث ہونیکا وعدہ دیدیا اور لوح محفوظ مین مقدر کیا کہ تمہاری ہوگی جو تم مین سے ایمان لاوین اور یہ قول اچھا و زیادہ چسپان ہو پھر زمین مقدس کی تفسیر مین مختلف اقوال ہین اور جامع قول قتادہؒ ہو کہ وہ تمام ملک شام ہو اور احادیث صحیحہ مین ملک شام کے فضائل زیادہ مروی ہین اور توریت مین یہ بھی ہے کہ بادشاہت امت محمدی وہین ہوگی اور صحیح ہوا ہو کہ وہ برابر اہل اسلام کے قبضہ مین رہیگا واللہ اعلم پس موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو اس زمین موروثی مین داخل ہونے کا حکم دیا اور فرمایا۔ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ۔ اور مت لوٹ پڑنا اپنی پچھونڈی ف الحاصل لاتنهزموا خوف العدو۔ حاصل آنکہ دشمن کے خوف سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ بات یہ تھی کہ اس زمانہ مین ملک شام مین عمالقہ بقیہ قوم عاد بڑے زبردست زور آور لوگ قابض و ساکن تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو انکے مقابلہ مین پائداری کی تاکید کی اور فتح و ظفر کا وعدہ دیا اور تنبیہ کی کہ اپنے وہم پر خوفناک ہوکر مت بھاگنا۔ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ۔ یعنے اگر بھاگوگے تو انجام یہ ہوگا کہ اپنی کوشش مین خوار ہو جاؤگے ف پھر جب بحکم الٰہی عزوجل موسیٰ علیہ السلام اس نصائح و وعظ سے بنی اسرائیل کو جہاد پر آمادہ کرکے ایک بڑا لشکر لیکر روانہ ہوے اور حدود شام مین قریب شہر اریحا کے اترے تو اس لشکر مین سے بارہ آدمی وہی جنکو اللہ تعالیٰ نے نقیب فرمایا ہو روانہ کیے تاکہ قوم عمالقہ کی خبر لاوین وہ چلے اور پہونچے تو انکو ایک مرد عمالقہ مین سے جوان تنومند قوی ہیکل بڑا لمبا چوڑا ہولناک ملا اور اسنے ان سب کو اپنی چادر مین باندھکر اپنے اوپر لادا اور شہر مین لاکر اپنی قوم والون کو جمع کیا انھون نے پوچھا کہ تم کون ہو ان نقبا نے جواب دیا کہ ہم موسیٰؑ کے جاسوس ہین تو عمالقہ جبارین نے انکو ایک انگور دیا جو ایک مرد کیواسطے کافی تھا پھر انکو چھوڑ دیا اور کہا کہ جاکر اپنی قوم کو خبر کرو کہ انکے انگور کی یہ مقدار ہو رکذا رواہ ابن ابی حاتم من طریق علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس) پھر ان نقبا نے عہد کیا کہ اس حال سے فقط موسیٰؑ کو آگاہ کرین ورنہ قوم بد دل ہوگی لیکن آخر مین سوا دو کے دس نے عہد توڑا اور قوم کو آگاہ کیا تو قوم نے موسیٰؑ کو انکاری جواب دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ۔ قوم نے کہا اے موسیٰؑ اس زمین مین قوم جبارین ہین ف یعنے جبار عمالقہ جو بچے ہوے قوم عاد کے دراز قد بڑی قوت ور تھے اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہو کہ مین نے انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ عصا لیکر نہین معلوم کس قدر ناپا مگر زمین مین پچاس یا پچپن عصا کا اندازہ کیا اور فرمایا کہ عمالقہ کے قد ونکی لنبائی ایسی تھی (رواہ ابن ابی حاتم) انھین جبارین کا حال سنکر بنی اسرائیل ڈر گئے اور کہا۔ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا۔ اور ہم ہرگز نہین داخل ہوینگے اس زمین مین یہانتک کہ یہ لوگ وہان سے نکل جاوین ف شاید غرض یہ تھی کہ حضرت موسیٰؑ کی دعا وغیرہ سے یہ لوگ نکل جاوین۔ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ۔ پھر اگر وہ لوگ اسمین سے نکل جاوین تو ہم داخل ہونگے ف یعنے اس زمین مین داخل ہونیکا حکم دیا جاتا ہے ان لوگون کو نکال دیا جاوے تو ہم داخل ہونگے ورنہ ہم سے اس حکم کی تعمیل نہین ہوسکتی ہو جب بنی اسرائیل نے یہ جواب دیا تو قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ۔ ان لوگون سے کہا دو مردون نے منجملہ ان لوگون کے جو خوف کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے برخلاف کرنے سے اور یہ دونون مرد حضرت یوشع و کالب تھے منجملہ بارہ نقبا کے جنکو حضرت موسیٰؑ نے جبارین کا حال دریافت کرنے کو

ف یعنے دو مردون سے کہا ۱۲

Marfat.com

بھیجا تھا اور ان دونون کا حال یہ تھا کہ۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا۔ ان دونون پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا [illegible]
سے معصوم کردیا تھا چنانچہ بعد حضرت موسیٰ کے یہی نبی ہوے پس انھین دونون نے توجو کچھ جبارین [illegible]
چھپایا فقط موسیٰ سے بیان کیا برخلاف باقی نقبا کے کہ انھون نے عمالقہ کے زبردست و نہایت [illegible]
تھا فاش کردیا کہ بنی اسرائیل پر نامردی چھاگئی بالجملہ ان دونون بندون نے جو خوف خدا رکھتے اور اللہ تعالیٰ [illegible]
تھے بنی اسرائیل سے کہا کہ۔ اُدْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ۔ اے بنی اسرائیل تم عمالقہ پر دروازے سے داخل ہو [illegible]
دروازے سے اُنپر گھس چلو اور اُنکی ظاہری صورت سے مت ڈرو کیونکہ وہ بیدل کے جسم ہین فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ
غٰلِبُوْنَ۔ سو جب تم اُنپر گھس پڑے تو تم ہی غالب ہوگے ف یہ بات کہ تمھین غالب ہوگے ان دونون نے بوجہ اسکے کہ
اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور وعدہ پورا کردینے پر یقین تھا پس اُنھون نے اٹکل سے یا عوام کیطرح بات نہین کہی تھی بلکہ مین ایمان و [illegible]
کی بات تھی۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ اور ان دونون نے بنی اسرائیل کو کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی پر
تم لوگ بھروسا کرو اگر تم ایمان والے ہوف یعنے جب اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تو ایماندار کو یقین کامل چاہیے لیکن جب
تم ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا کرکے چلو گھسو اور لڑو۔ یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عین مرضی تھی اسیواسطے بنی اسرائیل نے
حضرت موسیٰ کو جواب دیا۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا۔ یعنے بنی اسرائیل کہنے لگے
کہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہین داخل ہونگے کبھی جب تک جبارہ لوگ اسمین موجود ہین۔ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ
سو تو جا اور تیرا رب ورجا کر دونون لڑو ان عمالقہ سے۔ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ہم یہین بیٹھے ہین ف بنی اسرائیل نے سخت
بے تمیزی و بے ادبی کا جواب دیا اور جو اُنکی اصلی جبلت تھی کہ ظاہری صورت و حواس کو اُنین بہت وقعت ہوتی تھی اسی سے ظہور کیا
پس عمالقہ کے ظاہری ہیبت ڈیل ڈول سے نہایت ہراسان ہوے اور ایسا بیہودہ جواب دیا اور جہاد سے پھرے اور اپنے رسول علیہ السلام
سے صریح مخالفت کی اور بیان کیا جاتا ہے کہ اُنکی طرف سے یہ بڑی سخت بات دیکھکر خوفناک ہوکر حضرت موسیٰ و ہارون نے جناب باری تعالیٰ
مین سجدہ کیا اور نقل کیا گیا کہ یوشع بن نون و کالب بن یوقنا نے اپنی قوم کو بہت ملامت کی مگر کچھ اثر نہوا بلکہ کہا گیا کہ بنی اسرائیل نے دونون کو
بہت پتھر وغیرہ مارے واللہ اعلم۔ اور کمال و بے انتہا حمد و ثنا ہے اُس پاک پروردگار کو کہ اُسنے حضرت محمد صلعم کی قوم کو ایک جابر [illegible]
کیا اور ایسی ناپاک باتون سے بیزار فرمایا چنانچہ دیکھو بدر کے روز جب مشرکین و سرداران قریش قریب ایکہزار کے تمام خود و سامان و [illegible]
و نیزہ و سپر و جوشن سے درست نزدیک آئے اور حضرت محمد صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو تین سو تیرہ آدمی شکستہ حال بیچارے تھے
مشورہ لیا تو اول ابوبکر رضؓ نے اچھا جواب دیا پھر آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ اے لوگو مشورہ دو اور آپ انصار رضی اللہ عنہم کی طرف کنایہ کرتے
کیونکہ وہی لوگ اسوقت زیادہ تھے تو سعد بن معاذ نے جو انصاری نقیبون مین سے تھے عرض کیا کہ شاید آپ ہم لوگو بھی [illegible]
تو قسم ہے اُس ذات پاک کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر آپ ہمکو اس سمندر پر پیش کرین اور آپ اسمین گھسین [illegible]
پڑینگے ہم مین سے کوئی ایک بھی نہین بچھڑیگا اور یہ بات ہمکو بری نہین لگتی کہ آپ ہمکو لیکر ہمارے دشمن سے بھڑین ہمکو [illegible]
و صادق پاوینگے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو ہم سے ایسی بات دکھلاوے کہ جس سے آپکی آنکھین ٹھنڈی ہون پس آپ ہم [illegible]
کے ساتھ لے چلین آنحضرت صلعم سعدؓ کے اس کلام سے بہت خوش ہوے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ [illegible]

Marfat.com

کہا تھا ہمین غزوہ بدر کیا تم سیفلی مشورہ دیا پھر آپ نے مشورہ مانگا تو انصار کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر وہ انصار تم سے
ان رسول اللہ صلعم کو چاہتا ہو تو وہ بولے کہ ہم سے مطمئن ہو کہ ہم اسوقت آنحضرت صلعم سے ایسے نہین کہینگے جو بنو اسرائیل نے موسیٰ
سے کہا تھا کہ۔ اذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون۔ بلکہ یون کہینگے کہ اذہب انت وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون۔ بلکہ ہم بھی
آپ کے ساتھ ہوکر دشمنون سے لڑینگے (رواہ ابن مردویہ) اور طارق بن شہاب سے مروی ہو کہ مقداد بن عمرو الکندی نے مشورہ کے وقت
آنحضرت صلعم کو یہی جواب دیا تھا کما رواہ احمد وقد رواہ عن عبد اللہ بن مسعود ایضا وقد رواہ البخاری فی المغازی والتفسیر پس اللہ تعالیٰ
کے واسطے حمد وثنا مرضیہ ہو کہ اس امت مرحومہ کا یہ سجیہ پیدا کیا برخلاف بنو اسرائیل کے کہ اپنے نبی علیہ السلام کی تصدیق سے پھسل گئے اور رہی اپنے
ہواس کے پابند ہوے جبکہ عمالقہ کے ڈیل وڈول کو مہیب دیکھا اور واضح رہے کہ یہان بنی اسرائیل وغیرہ کی دروغ بنائی ہوئی جھوٹی باتین بہتیر
تفسیر والون نے بدون تنقید وتحقیق کے اپنی اپنی تفاسیر مین لکھدین چنانچہ لکھا کہ ان عمالقہ مین عوج تھا اور وہ عنق کا بیٹا تھا جو آدم علیہ السلام کی
بیٹی تھی اور تین ہزار وچار ہزار گز کے درمیان لنبا اسکا قد تھا اور عوج کی درازی تو بے تعداد تھی اور موسیٰ نے اُسکو عصا سے قتل کیا شیخ
ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ ایسی باتین ہین کہ جنکے نقل کرنے سے شرم آتی ہو اور سراسر خلاف اُس حدیث کے ہو جو صحیحین مین ثابت ہو چنانچہ اسمین
ہو کہ قد آدم ساٹھ گز کا تھا اور روز بروز مخلوق کے قد وجسم مین کمی آتی گئی ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہین کہ وہ کافر ولد الزنا تھا اور
کشتی نوح مین جانے سے انکار کیا اور طوفان اُسکے گھٹنون تک نہ پہونچا یہ سب جھوٹ وافترا ہو اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی بددعا
نقل فرمائی کہ رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ اور فرمایا۔ وانجیناہ ومن معہ فی الفلک المشحون ثم اغرقنا بعد الباقین۔ یعنے اور تعالیٰ
نے نوح کو مع کشتی والون کے نجات دی اور بعد کو باقیون کو غرق کردیا اور فرمایا۔ لاعاصم الیوم من امر اللہ الامن رحم۔ یعنے جسپر اللہ تعالیٰ
رحم ہو اسکے سوائے آج کوئی بچنے والا نہین ہو پھر جب نوح کا بیٹا جو کافر تھا غرق ہوا تو عوج بن عنق کافر وولد الزنا کیسے بچ سکتا ہو یہ کیا
بیہودہ باتین ہین کہ شرع وعقل کوئی اُسکو جائز نہین رکھتی ہو فافہم بالجملہ بہت سے ایسی ہی جھوٹی باتین لوگون نے داخل دفتر کرلی ہین
کہانتک اُنکے دفعیہ مین کوئی کوشش کرے اور کلام کو بڑھاوے ہان اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو لایعنی باتون سے بچاوے اور اُنکو کلام
خدا ورسول کے معانی کا شوق دلاوے جو اُنکے کام آوے اب تفسیر کیطرف رجوع ہو جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو یہ جواب دیا اور
ملک مصر کی طرف پھر جانے کا قصد کیا تو موسیٰ ملول ہوے اور جناب باری مین عرض کیا۔ قَالَ۔ موسی حینئذ۔ یعنے موسیٰ نے اسدم کہا
رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ۔ الا۔ اَخِیْ۔ ولا املک غیرہما فاجبرہم علی الطاعۃ اے پروردگار میرے مین نہین مالک
ہون الا اپنی جان کا اور الا اپنے بھائی کا اور ان دونون کے سوائے دوسرون کا مالک نہین ہون کہ انکو فرمانبرداری پر مجبور کرلون۔
فَافْرُقْ۔ ای فافصل۔ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ۔ پس تو فیصلہ کردے ہمارے اور قوم فاسق کے درمیان مین۔
تب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی۔ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً۔ یعنے فرمایا کہ زمین مقدس مین
داخل ہونا انپر چالیس برس تک حرام کیا گیا درحالیکہ۔ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ۔ متحیر پھرینگے اس زمین مین جہان پڑے ہین ف
یہ سزا بطور سخت تھی جیسا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہو حاصل آنکہ یہ لوگ مصر کو واپس نہین جا سکتے ہین اور متحیر پھرنا اور پھنسے رہنا انپر عذاب
ہو فَلَا تَاْسَ۔ ای فلاتحزن۔ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ۔ پس تو فاسقون پر غمناک مت ہو جیوف روی انہم کانوا
یسیرون اللیل جادین فاذا اصبحوا اذاہم فی الموضع الذی ابتدؤا منہ ویسیرون النہار کذلک حتی انقرضوا کلہم الامن یبلغ العشرین

قیل وکانوا ستۃ الف۔ روایت ہی کہ یہ لوگ رات مین کوشش سے قصد کر کے چلتے پھر جب صبح ہوئی تو اپنے آپ [illegible]
کیا تھا اور دن مین اسی طرح چلتے اور یہی انجام شام کو ہوتا اُنکو کہین قرار نہ تھا متحیر پھرتے تھے [illegible]
پس ان سب کا یہی حال تھا اور درمیان مین من وسلوی اُترنا وابر کا سایہ ہونا اور کپڑے پر لنے ویسے ہی رہنا اور [illegible]
بضرب عصاے موسیٰ جاری ہونا وغیرہ عجیب عجیب خوارق عادات ظاہر ہوے جو اُنکے حواس و نظر کی بنیاد [illegible]
زمانہ کے فرقہ نیچر اسی بلا مین گرفتار ہین اور راہ نہین پاتے ہین اور نہین سمجھتے کہ اوتعالے قادر مختار ہی ہر چیز [illegible]
اپنا کام دیتی ہی جیسے نمرود کی آگ حضرت ابراہیم کے حق مین گلزار تھی پس اوتعالے کی قدرت تمام مخلوقات ذلیل پر بلطف و [illegible]
جاری ہی اور یہ بات کھلی ظاہر ہی بہر حال یہ لوگ اس جنگل مین اسی طرح حیران پھرے آخر سب کے سب فنا ہو گئے سوائے اُسکے [illegible]
جو بیس برس کی عمر کو نہ پہونچے تھے اور بیان کیا گیا ہی کہ یہ لشکر بنی اسرائیل کا چھ لاکھ آدمی تھے اور بعض نے کہا کہ فقط یوشع و کالب
تھے اور باقی سب جنھون نے کہا تھا کہ انا لن ندخلہا ابدا۔ انہین سے کوئی نہین بچا اسی سے بعض مفسرین نے کہا کہ قولہ قال فانہا محرمۃ علیہم
پر وقف تام ہی یعنے زمین مقدس مین داخل ہونا ان سب پر دائمی حرام کیا گیا۔ پھر اگر کہا جاوے کہ اوپر ذکر آیا کہ ادخلوا الارض المقدسۃ التی
کتب اللہ لکم۔ حالانکہ یہان محرمۃ علیہم سے انپر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی کہ مر گئے اور داخل نہوے۔ تو جواب یہ ہی کہ اللہ تعالے نے اہل طاعت
بنی اسرائیل کے واسطے لکھی تھی اسمین خصوصیت اُنھین لوگون کی نہ تھی جنکو وعظ فرمایا تھا یہانتک کہ اُنکی ذریات اس چالیس برس کی
مدت کے بعد آخر وہان داخل ہوئی۔ اور اکثر مفسرین کے نزدیک قولہ فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ۔ پر وقف ہی اور قولہ یتیہون فی الارض
حال ہی پھر مفسر نے لکھا۔ ومات ہارون وموسی علیہما السلام فی التیہ وکان رحمۃ لہما وعذابا لاولئک وسال موسی ربہ عند موتہ ان یدنیہ
من الارض المقدسۃ رمیۃ بحجر فادناہ کما فی الحدیث۔ یعنے ہارون وموسیٰ نے اسی جنگل مین وفات پائی اور گرفتاری اُن دونون کے حق مین
رحمت تھی اور بنی اسرائیل کی قوم کے حق مین عذاب تھی۔ اور موسیٰ نے اپنی موت کے وقت پروردگار سے سوال کیا کہ مجھے زمین مقدسہ سے
اسقدر نزدیک فرما دے کہ پتھر پھینکا جاوے تو وہان گرے پس اللہ تعالے نے اسیقدر نزدیک کر دیا جیسا کہ حدیث صحیح مین ہی قال
المترجم اسمین اختلاف ہی کہ آیا موسیٰ وہارون علیہما السلام بنی اسرائیل کے ساتھ اس جنگل مین تھے یا نہین تھے تو صحیح یہ ہی کہ تھے پھر آیا وہ بھی
نہین نکل سکتے تھے یا نکل سکتے تھے پس اسکو اللہ تعالے جانتا ہی اور صحیح یہ کہ نکل سکتے تھے ولیکن ان دونون کو وہان ہونا اُنکے واسطے رحمت
تھا اور قوم بنی اسرائیل پر جنھون نے نافرمانی کی تھی اُنپر عذاب تھا پھر ہارون علیہ السلام نے پہلے وفات پائی پھر موسیٰ علیہ السلام نے جس ترتیب سے
مفسر نے ذکر کرنے مین اشارہ کیا ہی صحیح بخاری کی حدیث مین قصہ وفات موسیٰ طول کے ساتھ مذکور ہی اور اسمین نشان قبر حضرت موسیٰ سے
قریب بیت المقدس کے تودہ ریگ احمر پاس مروی ہی اور حدیث معراج مین رسول اللہ صلعم نے موسیٰ کو اپنی قبر مین نماز پڑھتے دیکھا تھا
پھر مفسر نے لکھا کہ ونبی یوشع بعد الاربعین وامر بقتال الجبارین فسار بمن بقی معہ وقاتلہم وکان یوم الجمعۃ ووقفت له الشمس ساعۃ حتی فرغ
من قتالہم وروی احمد فی مسندہ حدیثا ان الشمس لم تحبس علی بشر الا لیوشع لیالی سار الی بیت المقدس۔ یعنے پھر چالیس برس گذرنے کے
بعد یوشع علیہ السلام نبی کیے گئے اور اُنکو جبارین سے لڑنیکا حکم ہوا پس جو لوگ بچے تھے انکو لیکر چلے اور جبارین سے لڑے اور [illegible]
روز تھا اور سورج اُنکے واسطے ایک ساعت ٹھہر گیا یہانتک کہ لڑائی سے فارغ ہوے اور امام احمد نے مسند مین [illegible]
آفتاب کسی بشر کے واسطے نہین روکا گیا سوائے یوشع بن نون کے جن ایام مین کہ وہ بیت المقدس کو گئے تھے قال المترجم [illegible]

گرسوج کو عمومین ہوا تو بعض نے کہا کہ پیچھے پھر گیا بعض نے کہا کہ ٹھہرا گیا اور بعض نے کہا کہ اسکی رفتار سست کردی گئی اور صحیحین مین رد
شمس کا قصہ بدون نام کے ایک نبی کے واسطے مذکور ہی بروایت ابوہریرہؓ مرفوعًا اور اصلی یہ ہی کہ سورج بانند ابر و ہوا وغیرہ کے ایک محکوم و مجبور
چیز ہی جیسے ہوا کو جب حکم ہوتا ہی چلتی ہی اور ابر کو جب اور جہاں کو حکم ہوا بتدبیر مقدرہ جاریہ الٰہی چلتا ہی اسیطرح سورج چلتا ہی اور جب حکم
ہوا تو نہین چلا اور غرض صرف یہ ہی کہ غروب نہین ہوا بس یہ متعدد وجوہ سے ممکن ہی جسطرح ہوا ہو جائز ہی اسمین گفتگو کرنا فضول ہے بعد
یقین اس امر کے کہ سورج محکوم و مقہور حکم الٰہی ہی پھر شیخ ابن جریر و قرطبی نے یہ اختیار کیا کہ قریہ اریحا کو حضرت موسےٰ نے فتح کیا تھا
اور یوشعؑ ان کے مقدمۂ لشکر پر تھے اور ابن جریر نے اسپر یون استدلال کیا کہ یہود کے مورخین نے اجماع کیا کہ عوج بن عنق کو موسیٰ علیہ السلام
نے قتل کیا وہ بعد گرفتاری تیہ مذکورہ کے ہوگی ورنہ بنی اسرائیل کیون ڈرتے اور نیز بلعام باعورا نے جبارین کی خوشامد سے بعد تیہ کے
موسیٰ کے لشکر پر بددعا کی تھی قال ابن کثیر یہ شیخ ابن جریر کا استدلال ہی یعنے محض ہیچ و بے ثبوت ہی کیونکہ عوج و عنق کا حال تو پہلے معلوم ہوا
اور شیخ ابن جریر نے جو ابن عباس سے عوج کا قصہ جسطرح موسیٰ کا اسکو قتل کرنا عوام مین مشہور ہی روایت کیا تو اسکی اسناد مین راوی ابن عطیہ
مع اپنے شیخ کے ضعیف ہی اور نیز نوف البکالی سے جو روایت کیا وہ اضعف ہی پس عجب کہ بلاثبوت بات پر اعتماد کرکے حدیث صحیح جس مین
موسےٰ کا تیہ مین وفات پانا مذکور ہی سہو ہوگئی۔ مگر وجہ اسکی یہ پیش آئی ہی کہ واقعات ابتدا سے انتہا تک حضرت موسیٰ کے ترتیب وار معلوم
نہ ہونے سے یہ پیچیدگی پڑتی ہی اور نیز قولہ تعالےٰ قال اتستبدلون الذی ہو ادنیٰ بالذی ہو خیر الآیہ۔ وغیرہ کو تیہ مین گرفتار ہونے پر محمول
کرنے کی وجہ سے توفیق مین تردد ہوتا ہی اور نیز جیسے اس مقام پر سرحد جبارین پر ایک جنگل مین چالیس برس پھنسے رہنے مین صریح غور
واقع ہوتا ہی کہ جبارین نے کیون تعرض نہ کیا وغیر ذلک بالجملہ حضرت موسےٰ نے اپنے لشکر سے راستہ کے بہت سے مقامات فتح کیے اور وہ
انکی عملداری مین تھے اور آخر جبارین کے معاملہ مین جو پانچ قلعون پر قابض تھے یہ واقعہ پیش آیا اور منجملہ انکے بیت المقدس بھی تھا جس کا ترجمہ
ہے اور مترجم نے سورۂ بقرہ الٓمٓ کی تفسیر مین تحقیق لکھدی ہی جس سے سب تردد جاتا رہے فافہم واللہ اعلم ف عرائس مین ہی کہ قولہ تعالےٰ
وجعلکم ملوکا حقیقت کرامت بادشاہی بولایت و معرفت صفات ہی اور نیز ملوک باین معنے کہ تمکو اپنے نفوس کا مالک کردیا کہ غیر کی طاعت سے اسکو
باز رکھتے ہو قرشیؒ نے کہا کہ بادشاہت تمھاری یہی کہ اپنے نفوس پر علم شریعت سے سیاست رکھتے ہو اور سہلؒ نے فرمایا کہ اپنے نفوس کے
مالک ہو اور تمھارے نفوس تمھارے مالک نہین ہین اور حسینؒ نے کہا کہ عالم کی بندگی سے آزاد ہو کسی چیز سے تعلق خاطر نہین رکھتے ہو قولہ
تعالےٰ واٰتٰکم مالم یؤت احدًا الخ اسمین بھی کامل نعمت مشاہدۂ حضرت عزت اور آیات و معجزات ہین اور بعض نے کہا کہ نبوت و سلطنت و ملوک
کے آداب سے آراستہ کردیا اور جب اللہ تعالےٰ کسی قوم کو دنیا مین اور دین مین سرفراز کرتا ہی تو آداب الہام کردیتا ہی قولہ وعلی اللہ فتوکلوا الخ مایوس ہونے
کے وقت اللہ تعالےٰ سے امیدوار رہو اور اگر عارف اور کلام الٰہی کی تصدیق رکھتے ہو تو قہر الٰہی کے وقت اسکے لطف پر توکل کرو کہ وہ
لطیف و خبیر ہی شقیقؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے وعدہ پر قلب کا مطمئن ہونا یہی توکل ہی سہل رحمہ نے کہا کہ دل کو ربوبیت سے
لگانا اور بدن کو عبادت مین پھنسانا یہی توکل ہی واسطیؒ نے کہا کہ جسنے کسی سبب کی وجہ سے اللہ تعالےٰ پر توکل کیا تو وہ اللہ تعالیٰ پر
توکل نہین کیونکہ اسنے اپنے مقصود کی طرف اسکو سبب کردیا اور اسمین معرفت الٰہی کی قلت ہی قال المترجم شاید مراد شیخ یہ ہی کہ اگر
مثلاً رزق کی طرف سے بدین سبب توکل کیا کہ اللہ تعالےٰ نے نوکری دیدی ہی تو یہ عامی ہی اور جسنے مثلاً رزاق سے اللہ تعالےٰ پر
توکل کیا اسلیے کہ اللہ تعالےٰ نے رزق پہونچانے کا وعدہ فرمایا ہی تو اسنے درحقیقت اس وعدہ پر بھروسا کیا لیکن یہ اقرب ہی لہذا اللہ

تعالےٰ پر متوکل ہی فافہم واللہ تعالےٰ اعلم۔ قولہ رب انی لا املک الخ اشارہ ہی کہ فدویا بابھی کوئی اپنی [illegible]
کردیا کہ سلطان قہر الٰہی ہر چیز پر غالب ہی اور کبریائی کی ربوبیت مین حدوث کی ہستی کیا ہی قال المترجم تعجب [illegible]
علیہ السلام نے سوائے نصیحت کے بنو اسرائیل سے عتاب قدرت کچھ نہین کیا اور سیدھے جناب الٰہی مین [illegible]
جو درحقیقت مشعر تعریف کبریا وجلال ہی فافہم واضح ہو کہ شیخ ابن کثیرؒ نے قولہ تعالےٰ فلا تاس علی القوم الفاسقین [illegible]
موسیٰ ہمنے جو کچھ اُنکے حق مین حکم دیدیا تو اس سے غمگین مت ہو کیونکہ یہ لوگ اسی کے مستحق ہین اس قصہ مین [illegible]
موجود تھے اور اپنے تکبر سے اپنے آپکو محبوب مقدس تبلاتے تھے تو اُنکی واجبی سرکوبی و اُنکے فضائح وعیوب کا تحقیقی اظہار [illegible]
تعالےٰ و رسول سے مخالفت اُنکا شیوہ قدیم ہی کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے مخالفت کی جسکی ذات قدسی صفات [illegible]
فرعون کی غلامی و عذاب سے رہا ہو کر بجاے فرعون کے مرتبہ بادشاہت پر پہونچے اور اُنکی آنکھوں دیکھتے فرعون دریاے الم مین غرق بعذاب
الیم ہوا اور ہنوز دیر نہوئی تھی کہ بت پرستی اور شرک مین پڑے وہ بھی حضرت وحدہ لاشریک نے بطفیل آنحضرت کلیم اللہ معاف فرمایا
پھر [illegible] سے جو دسوان حصہ نہونگے باوجود وعدہ فتح وظفر کے ڈر گئے اس جبلت والے کالانعام ہین اُنکے قبائح مانند نجوم یون سکے
ظاہر خاص و عام ہین لیکن بہتان و افترا سے یہی کہے جاتے ہین کہ ہم ابناء اللہ و احباء ہین دنیا کی چند روزہ عیش وعشرت کے پیچھے دین
کھویا اور مرتے ہی اپنے آپکو قعر جہنم مین ڈبویا اللّٰھم احفظنا ایانا وجمیع المسلمین وانصرنا علی الکافرین

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ
اور سنا اُنکو احوال تحقیق آدم کے دو بیٹونکا جب نیاز کی دونون نے کچھ نیاز پھر قبول ہوئی ایک سے اور نہ قبول ہوئی

الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ
دوسرے سے کہا مین تجکو مار ڈالونگا وہ بولا اللہ قبول کرتا ہی سو ادب والون سے اگر تو ہاتھ چلاوے گا

لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ۖ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝
مجھپر مارنیکو مین ہاتھ نہ چلاؤنگا تجھپر مارنے کو مین ڈرتا ہون اللہ سے جو صاحب ہے سب جہان کا

إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ
مین چاہتا ہون کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور اپنا گناہ پھر ہو دوزخ والون مین اور یہی ہی سزا

الظَّالِمِينَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝
بے انصافونکی پھر اسکو راضی کیا اُسکے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے پھر اُسکو مار ڈالا تو ہو گیا زیان والون مین

فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ
پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کریدتا زمین کو کہ اسکو دکھلاوے کسطرح چھپاتا ہی عیب اپنے بھائی کا

قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ۖ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ
بولا اے خرابی مجھسے اتنا نہ ہوسکا کہ ہون برابر اس کوے کے کہ مین چھپاؤن عیب اپنے بھائی کا پھر لگا پچتانے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ۔ ای اتل یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو بک ای محمد اپنی قوم کو پڑھ سناؤ یعنے امت کو تنبیہ کر کہ [illegible]

ہوا کہ یہ یہود بین اللہ عہد شکنی کی خصلت ویسی ہی جیسی ایک فرزند آدم سے ظاہر ہوئی تھی۔ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ
یعنی دو فرزند آدم کی بات یعنی حقیقت کے ساتھ سنا دے اُنکو خبر دو بیٹون آدم کی ف جنکا نام ہابیل وقابیل تھا ابن کثیرؒ
کی تفسیر مین ہی کہ اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ بغاوت وحسد وظلم و بدعہدی کا انجام بُرا ہوتا ہی تو یہود و انکے مانند لوگو نکو جو بغاوت وحسد و
عہد شکنی مین سرگرم ہین آدم کے دو بیٹونکا قصہ سنادے کہ دونو نمین سے ظالم و حاسد کا کیسا بد انجام ہوا اور جمہور کے نزدیک دُنو ن
حضرت آدم کے نطفہ سے بیٹے تھے اور حسن وضحاک سے مروی ہوا کہ ابن آدم کا اطلاق باین معنی کہ دو آدمی تھے بنی اسرائیل مین سے
جنکی نسل واسطے اظہار حسد وظلم یہود کے بیان ہوئی ہی اور انھین کی وجہ سے بنی اسرائیل پر حکم قتل لکھا گیا چنانچہ آیندہ آیات مین تا ہی
اور یہ کلام بھی محتمل ہی اور اکثر صحابہ وتابعین سے مروی ہوا کہ ان دونونکا نام قابیل و ہابیل تھا سدیؒ نے ابن عباسؓ ابن مسعود وچند صحابہؓ
روایت کی کہ جب آدم علیہ السلام کے کوئی اولاد ہوتی تو لڑکا اور اُسکے ساتھ لڑکی بھی ہوتی تھی پس اس بطن کی لڑکی ور دوسرے بطن کا لڑکا
بیاہ دیتے تھے یہانتک کہ اُنکے دو لڑکے ہابیل وقابیل ہوے پھر قابیل کھیتی کرتا اور ہابیل کے پاس مویشی تھین اور قابیل بڑا تھا اور قابیل کے
ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی تھی (اُسکا نام اقلیما تھا) اور وہ ہابیل کی جوڑ یا لڑکی سے (جسکا نام لبوذا تھا) خوبصورت تھی پس ہابیل نے قابیل
کی بہن سے نکاح کی درخواست کی اُسنے انکار کیا۔ اور کہا کہ وہ تیری بہن سے اچھی ور میری جوڑ یا ہوئی ہی مین ہی اُسکا مستحق ہون مگر باپ نے
حکم دیا کہ ہابیل سے بیاہ دے اُسنے نمانا اور دونون نے اللہ تعالے کی نذر مین قربان رکھا کہ دونون مین سے کون اس لڑکی کا مستحق ہی۔
(بعض روایت مین قربان رکھنا اس سبب سے نہ تھا بلکہ اس وقت مین کوئی فقیر نہ لیتا تھا ان دونون نے بغرض ثواب و رضاے آلہی کے ایسا
کیا تھا اور یہی اصح وظاہر قرآن مجید ہی) اور آدم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ زمین پر تو میرا گھر جانتا ہی عرض کیا کہ نہین تو ارشاد ہوا کہ مکہ مین ہی
وہان جا کر حج ادا کر تو آدم علیہ السلام نے آسمان سے کہا کہ میری اولاد کی حفاظت کر امانت کے ساتھ اُسنے انکار کیا اور زمین سے کہا اُسنے
بھی ور پہاڑون سے کہا اُنھون نے بھی انکار کیا پھر قابیل سے کہا اُسنے کہا اچھا مین امانت کے ساتھ حفاظت کا عہد کرتا ہون تم جاؤ اور لوٹ کر
اپنی اولاد کو خوشی سے دیکھو گے پس آدم علیہ السلام اس زمانہ مین بھی حج مکہ کو گئے تھے کہ دونون نے قربان نذر رکھا اور قابیل فخر کیے جاتا کہ مین
ہابیل سے بڑا اور باپ کا وصی ہون اور اپنی جوڑیا کا زیادہ مستحق ہون پس ہابیل نے اپنے مواشی مین سے سب سے عمدہ موٹا تازہ خوبصورت نوجوان
مینڈھا نذر رکھا اور قابیل ایک گٹھا بالیان لایا جسمین ایک خوشہ بہت عمدہ تھا اُسکو نوچکر کھا لیا (یعنی بدنیتی سے رکھا دل مین اسکے کہ قربان
عمل کرے بلکہ چاہے کچھ ہوا اقلیما کو باوجودیکہ اسپر منع تھی اپنے ہی تصرف مین لاویگا) پس جب دونون [illegible] مین قربان رکھا تو (بعض
روایت مین ہی کہ آدمؑ موجود تھے اُنھون نے دعا مانگی) آسمان سے بدون دھوین کے نطیف آگ اُتری اور ہابیل کا نذرانہ کھا گئی اور قابیل
کا نذرانہ چھوڑ دیا پس قابیل دل مین جلگیا (بعض روایت مین آدمؑ سے کہا کہ آپنے ہابیل کے نذرانہ پر دعا کی تو وہ مقبول ہوا) اور ہابیل سے کہا
کہ مین تجھے مار ڈالونگا کہ تو میری بہن سے نکاح نکریگا تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالے تو پرہیزگارون ہی سے قبول کرتا ہی رواہ ابن جریر سعید
بن جبیر عن ابن عباسؓ کہا کہ آدم علیہ السلام سے کہا گیا تھا کہ اپنی اولاد مین ایک ہی پیٹ کے جوڑیا لڑکا و لڑکی کو باہم نکاح نہ کردین بلکہ
دوسری بار کی پیدائش کی دختر کو اول بطن کے پسر سے بیاہین اور ہر بطن سے اُنکے ایک لڑکا و ایک لڑکی جوڑیا ہوتی تھی پس یہی ہوتا تھا پھر اُنکے
ایک بار ایک لڑکا و اُسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی ہوئی اور دوسرے بطن سے ایک لڑکا اور ایک بدشکل لڑکی ہوئی پس بدشکل لڑکی کیساتھ
والے نے خوبصورت لڑکی والے سے کہا کہ تو مجھے اپنی بہن بیاہ دے اور مین تجھے اپنی بہن بیاہ دون اُسنے انکار کیا اور کہا کہ مین اپنی بہن کا خود

Marfat.com

زیادہ مستحق ہوں پھر دونوں نے قربان پیش کیا تو مینڈھے والے یعنے ہابیل کا نذرانہ قبول ہوا وکھیتی والے یعنے قابیل نے
اسکو قتل کرڈالا رواہ ابن ابی حاتم قال ابن کثیر اسنادہ جید یعنی اللہ تعالے نے فرمایا کہ واتل علیھم نبا ابنی آدم بالحق اذ
قربا قربانا۔ ای اللہ وہو کبش لھابیل و زرع لقابیل۔ جبکہ دونوں نے تقرب پیش کیا قربان کو اللہ تعالے کی جناب میں ہابیل کا
تو ایک مینڈھا تھا اور قابیل کا زرع یعنے بالیوں کا گٹھا تھا۔ اور قربان وہ چیز جس سے اللہ تعالے کی جناب میں تقرب حاصل ہو
اسوقت مین یہ دستور بطور مذکورہ بالا جاری تھا اور ظاہر کلام پاک دلالت کرتا ہے کہ یہ امر بغرض تقرب تھا کوئی سبب نذر و صدقہ کا
نہ تھا جیسا کہ ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ حال یہ تھا کہ اس زمانہ میں کوئی فقیر و مسکین نہ ملتا تھا کہ جسکو صدقہ دیں بلکہ
ہابیل و قابیل دونوں بیٹھے تھے آپسمین کہنے لگے کہ آؤ ہم تم قربان پیش کریں پس ہابیل نے اپنی بکریوں میں سے عمدہ مینڈھا دیا اور قابیل نے
اپنی زرع میں سے اپنے نزدیک خراب کو دیا۔ فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا۔ پس ایک سے قربان قبول ہوئی ف وہ ہابیل تھا یعنے دونوں
مین سے ایک جس سے قبول کیا گیا اسکا نام ہابیل تھا اور قبول یوں ہوا کہ آسمان سے بے دھوئیں کی آگ اُتری اور اُسنے قربان
ہابیل کو کھالیا اور یہی قبولیت کی شناخت تھی قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا ابو سلمة حدثنا حماد بن سلمة عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید
بن جبیر عن ابن عباسؓ فی قولہ تعالے اذ قربا قربانا فتقبل من احدھما۔ کہا ابن عباس نے کہ بکریوں والا ایک مینڈھا بڑی بڑی آنکھوں اور بڑے
سینگ والا سپید لایا اور کھیتی والا اناج کی ایک ڈھیری لایا پس اللہ تعالے نے مینڈھا قبول فرمایا اور اُسکو جنت میں چالیس خریف تک محفوظ
رکھا اور یہی وہ مینڈھا تھا جو ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کے ذبح میں فدیہ دیا گیا (اسناد صحیح) فدیہ اسمٰعیل علیہ السلام ہونا ابن جریر نے اسمٰعیل
بن رافع المدنی سے بھی روایت کیا اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ ابن عباس وغیرہ کا قول ہے قولہ تعالے۔ وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ
اور دوسرے بیٹے سے قربان نہ قبول کیا گیا ف وہ قابیل تھا یعنے جس دوسرے سے قبول نہوا آگ نے نہین کھایا اُسکا نام قابیل
تھا پس وہ غضبناک ہوا اور دلمین حسد پوشیدہ رکھا یہانتک کہ آدم علیہ السلام حج خانہ کعبہ کو گئے قال المترجم ابن عباس و ابن
عمر وغیرہما سلف سے تصریح آئی ہے کہ قابیل نے خراب ناکارہ کو قربان میں رکھا تھا یعنے آنکہ اسکی نیت خراب تھی اور امام محمد باقر کی روایت
ابن ابی حاتم میں ہے کہ آدمؑ نے دونوں سے کہا تھا کہ اللہ تعالے نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ میری ذریت میں ایسے بندے ہونے والے
ہین جو تقرب بقربان حاصل کرینگے سو تم دونوں قربان لاؤ تاکہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں الخ اور ابن جریر کی روایت عوفی عن ابن
عباسؓ میں بھی یہی دلالت ہے کہ قابیل کو حسد و غصہ صرف اسی بات پر آیا کہ قربان ہابیل قبول ہوا اور اسکا قربان قبول نہوا چنانچہ اسنے
بھائی سے کہا کہ تو لوگون میں نامور پھریگا کہ تیرا قربان قبول ہوا اور میں بدنام ہونگا کہ میرا قربان رد ہوا اور روایت امام محمد باقرؒ میں حضرت
آدم کا اسوقت موجود ہونا مذکور ہے اور مفسر سیوطیؒ کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہے کہ قابیل نے حسد چھپا رکھا یہانتک کہ آدم جب
حج بیت اللہ کو گئے تو یہ واقعہ ہوا جو آگے فرمایا قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ۔ ای قال قابیل لاخیہ لاقتلنک قال لم قال تقبل قربانک
دونی۔ یعنے قابیل نے اپنے بھائی سے کہا کہ میں تجھے قتل کرونگا اُسنے کہا کہ کیوں تو بولا کہ تیرا قربان قبول ہوا تو نامور ہوا اور میں مردود
ہوا۔ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔ تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالے تو متقیوں ہی سے قبول فرماتا ہے ف پھر اگر
تجھسے قبول نہوا تو میرا اسمین کیا قصور ہے سراج میں لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ قول لاقتلنک کا جواب۔ انما یتقبل اللہ من المتقین کیونکر ہوا
تو جواب دیا گیا کہ ہابیل کے قربان قبول ہونے سے جو حسد اسکو اپنے بھائی سے ہوا تھا یہی اسکو آمادہ کرتا تھا کہ اپنے بھائی کو قتل

[illegible] بیٹا وہ میرے نفس کی طرف سے ہے کیونکہ وہ لباس تقوی سے برہنہ ہوگیا اور تجھے میری طرف سے کچھ ضرر
نہیں پہونچا پس تو مجھے کیون قتل کرتا ہے اور کیون اپنے نفس کو عذاب نہین کرتا اور اسکو اللہ تعالے کے تقوے پر آمادہ نہین کرتا جس سے قبولیت
حاصل ہو پس یہ جواب نہایت علم کے ساتھ مختصر اور جامع معانی ہے اور اسمین اشارہ ہے کہ حاسد کو چاہیے کہ اپنی محرومی کو اپنے قصور کی وجہ سے
دیکھے اور وہ بات کرے جس سے اسکی وجہ محرومی کی زائل ہوجاوے اور اسمین دلالت ہے کہ طاعت اسی بندے سے قبول ہوتی ہے جو مومن متقی ہو
انتہی کلامہ اور معاذ بن جبل رض سے روایت ہے کہ لوگ حشر مین ایک میدان مین جمع ہونگے اور پکارنے والا آواز دیگا کہ متقین کہان ہین پس سب متقین
کنف الرحمن مین ہوجاوینگے انسے حضرت باری تعالے کے درمیان کچھ حجاب ہوگا پھر معاذ رض سے پوچھا گیا کہ متقین کون لوگ ہین کہ فرمایا کہ
لوگ جو شرک سے اور بت پرستی سے بچتے ہین اور خالص بندگی اللہ تعالے ہی کیواسطے ادا کرتے ہین پس وہ جنت مین چلے جاوینگے رواہ ابن
ابی حاتم۔ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ۔ واللہ اگر تو نے بڑھایا میری طرف اپنا ہاتھ لِتَقْتُلَنِي تاکہ تو مجھے قتل کرے مَا أَنَا
بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ۔ تو مین اپنا ہاتھ دراز کرنے والا نہین تاکہ
تجکو قتل کرون مین اللہ رب العلمین سے خوف کرتا ہون ف واضح ہو کہ آدم علیہ السلام کے صالح بیٹے ہابیل کے کلام مین اشارہ ہے کہ مین
بھی یہ فعل کرسکتا ہون ولیکن خالص بخوف خداے تعالے اسکو ترک کرتا ہون اور عبداللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالے کی کہ آدم
کے دونون بیٹون مین جو مقتول ہوا وہ قاتل سے زبردست تھا ولیکن اسکو تقوی اس بات سے مانع ہوا کہ بھائی کو قتل کرنے کیلیے ہاتھ بڑھاوے
رواہ ابن جریر) اور صحیحین مین روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی تلوارون سے مقابل ہوے تو قاتل و مقتول دونون دوزخ
مین تو صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک تو قاتل ہوا پھر مقتول کیون دوزخ مین گیا تو فرمایا کہ وہ بھی تو اپنے قاتل کے مار ڈالنے پر حریص تھا اور
حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ انھون نے حضرت عثمان بن عفان رض کی شہادت کے فتنہ کے وقت کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا تھا کہ عنقریب ایک فتنہ واقع ہوگا جسمین بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوے سے بہتر ہوگا۔ اور کھڑا ہوا آدمی چلنے والے سے بہتر
ہوگا اور چلنے والا آدمی دوڑنے والے سے بہتر ہوگا تو مین نے عرض کیا کہ اگر کوئی میرے گھر مین گھسکر مجھے مار ڈالنے کو دست درازی
کرے تو مین کیا کرون آپنے فرمایا کہ تو آدم علیہ السلام کے بیٹے کے مانند ہوجائیو اور آپنے یہ آیت پڑھی لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا
بباسط الآیہ۔ رواہ احمد والترمذی والبوداود اور ترمذی نے کہا کہ اس باب مین ابوہریرہ وخباب بن الارت وابوبکر وابن مسعود والبو واقد و
ابوموسی وخرشتہ بن الحر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے اور بعض نے اسکو لیث بن سعد راوی سے روایت کیا اور اسنادمین ایک مرد کو بڑھایا ہے
قال الحافظ ابن العساکر وہ مرد مذکور حسین الاشجعی ہین اور یہ معنے حضرت ابوذر رض کی حدیث مرفوع مین بروایت احمد ومسلم واہل سنن ثابت
ہین چنانچہ اس حدیث مین ہے کہ حضرت صلعم نے ابوذر رض سے کہا کہ ای ابوذر اگر تو دیکھے کہ بعضے لوگ بعض کو قتل کرتے ہین تب تو کیا کرے مین نے
عرض کیا کہ اللہ تعالے واسکے رسول کو اسکا علم خوب ہے فرمایا کہ تو اپنے گھر بیٹھ رہ اور اپنا دروازہ بند کرلے مین نے کہا کہ اگر مین نہ
چھوڑا جاؤن تو فرمایا کہ انمین جا جنمین تو ہے اور انمین رہ مین نے عرض کیا کہ اپنے ہتھیار اٹھاؤن فرمایا کہ ہتھیار اٹھاویگا تو جس حال مین
وہ ہین اسمین تو بھی انکا شریک ہوجاویگا ولیکن اگر تجھے ڈر ہو کہ تلوار کی چمک سے تجھے روع ہوگا تو اپنی چادر کا کونا اپنے چہرے پر ڈال لے
تاکہ قاتل اپنے اور تیرے گناہ سمیت واپس جاوے قال المترجم اور ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے جو طبقہ تابعین
سے ہین فرمایا کہ قولہ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک الآیہ۔ پر اس امت مین سے جسنے پہلے پہل عمل کیا وہ حضرت

Marfat.com

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہین۔ اور صحیح و سنن مین وہ حدیث ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت [illegible]
عثمان آئے تو اُنکو بھی جنت کی بشارت دی ایک فتنہ کیوجہ سے جو عثمان کو پہونچیگا اور نیز ثابت ہی کہ حضرت [illegible]
اللہ تعالے تجکو کوئی خلعت پہنا دے تو لوگون کے کہنے سے مت اُتارنا اسی وجہ سے اُنھون نے فتنہ [illegible]
ہونا قبول نفرمایا لیکن چونکہ حضرت صلعم نے اُنکو صبر کی وصیت کی تھی جیساکہ صحاح مین ثابت ہی لہذا باغیون سے [illegible]
کے ساتھ کلام اللہ تعالے پڑھتے ہوے جان دی پھر واضح ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونون بیٹے دو باتون [illegible]
ہابیل تو بھلائی مین نمونہ ہوے کہ اُنکی اس بارہ مین اقتدا کیجاتی ہی اور قابیل بُرائی و ظلم و قتل کا نمونہ ہوا چنانچہ اسکا انجام [illegible]
اور ہابیل کی اقتدا کے بارہ مین اوپر حدیث مذکور ہوئی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایسے فتنہ کے وقت تو حضرت آدم کے دونون [illegible]
بھلے بیٹے یعنے ہابیل کے مانند ہو جا اور حضرت صلعم نے یہ آیت پڑھدی اور کیون نہو کہ ہابیل نے سچے خوف الٰہی کے مقابلہ مین [illegible]
ہونے کے گردن جھکا کر جان دی پھر مجاہد سے مروی ہی کہ اس زمانہ مین انپر یہ فرض تھا کہ کوئی دوسرے پر ہاتھ اٹھانے کا [illegible]
کو مانع نہو اور ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی کے مانند مروی ہی **قرطبی** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے علمانے کہا کہ اسطرح بندگی [illegible]
ہونا ممکن ہی اور شاید کہ اس زمانہ مین یہی حکم ہو ولیکن ہماری شرع مین جو شخص خواہ مخواہ قتل کی نیت سے حملہ آور ہو اسکو دفع کر[illegible]
اور روکنا بالاجماع جائز ہی پس جائز ہونے مین تو کسی کو خلاف نہین ہان اسمین اختلاف ہی کہ آیا دفع کرنا و روکنا واجب ہی یا نہین تو
اصح یہ ہی کہ روکنا واجب ہی کیونکہ ایسا حملہ آور ایسی بات کرنا چاہتا ہی جو شرع مین سخت حرام ہی اور حرام و منکر سے منع کرنا و روکنا واجب
اور فرقہ حشویہ مین سے ایک قوم ہی جنکے نزدیک حملہ آور کو روکنا بدلیل حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا نہین جائز ہی لیکن ہمارے
علمانے اس حدیث کو اس معنے پر محمول کیا کہ جب مسلمانون مین فتنہ واقع ہو تو لڑائی کو ترک کرے اور جس لڑائی مین شبہہ ہو وہان ہاتھ روک[illegible]
کے جیساکہ مین نے تذکرہ مین صاف بیان کیا ہی انتہی کلامہ علی مافی الفتح پھر واضح ہو کہ قول مجاہد و ابن جریج رحمہما اللہ تعالے کہ اس زمانہ والون پر
فرض تھا کہ جو شخص قتل کا ارادہ کرے اُسکو نہ روکے اس قول کے ذکر کرنیکی جبھی ضرورت ہی کہ قابیل نے ہابیل کو اُنکی بیداری و ہوشیاری
مین قتل کیا ہو اور ہابیل نے بخوف الٰہی نہین روکا اور صبر سے جان دی اور اگر یہ ہوا ہو کہ قابیل نے ہابیل سے کہا کہ مین تجکو مار ڈالونگا اور
ہابیل نے نصیحت کردی کہ اگر میرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا چاہتا ہی تو مین تیرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا نہین چاہتا ہون پھر قابیل نے
سوتے مین یا غفلت مین ہابیل کو قتل کیا تو تاویل مذکور کی ضرورت نہین ہی ولیکن عامہ آثار دلالت کرتے ہین کہ بیداری مین [illegible] اور بعض [illegible]
مین ہی کہ سوتے مین مارا جیساکہ انشاء اللہ تعالے آتا ہی۔ **اِنِّیٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ**
النَّارِ ۔ یعنے مین چاہتا ہون کہ تو پھرے میرے قتل کے گناہ کے ساتھ اور اپنے دیگر گناہون کے ساتھ جنکا تو پہلے سے مرتکب ہوا
پھر تو دوزخیون مین سے ہو جائیگا یعنے مین یہ نہین چاہتا ہون کہ مین پھر جاؤن تیرے گناہ قتل کے ساتھ کہ تجکو قتل کرون اور [illegible]
ہو جاؤن اس سے وہم ہوتا ہی کہ ہابیل نے قابیل کے دوزخی ہونیکو چاہا و ارادہ کیا تو زمخشری نے جواب دیا کہ یہ ارادہ بمعنی [illegible]
بات یہ ہی کہ جب ہابیل نے جانا کہ وہ خواہ مخواہ مجھے قتل کریگا قتل ہونا یا قتل کرنا دونون مین سے اپنے نفس کو بخوف الٰہی [illegible]
قتل ہونے و گردن جھکانے پر مضبوط کرلیا تو مجازاً گویا اس بات کے ارادہ کرنے والے ہوے اگرچہ درحقیقت یہ ارادہ [illegible]
لطیف نصیحت ہی کہ یہان دو ہی باتین ہین یا تو مقتول کے قتل کا گناہ سر پر لاد کر جہنمی ہو اور یا قاتل کو جہنمی ہونے [illegible]

Marfat.com

[illegible] بھی اختیار کرونگا کہ جہنمی ہونے سے بچے پس قولہ انی ارید کے معنے یہ کہ انی اختیر۔ یعنے مین ان دونون باتو مین سے یہ
اختیار کرتا ہون کہ تو ہی اہل قاتل جہنمی ہو اور مین نہون اور یہان ایجاز لطیف بحسن بلاغت ہے کہ جو مذکور ہے وہ محذوف پر دلالت کرتا ہے پھر قولہ تعالے ان
[illegible] باثمی واثمک کے معنے مین مفسرین نے اختلاف کیا بوجہ اسکے کہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ قاتل پر مقتول کے گناہ لد جاتے ہین حالانکہ قولہ تعالی الاتزر
وازرۃ وزر اخری یعنے نہین اٹھاتی کوئی جان دوسری جان کے گناہ کو صریح دلالت کرتا ہے کہ قاتل پر مقتول کے گناہ نہین بار ہوتے بلکہ اسپر
اسکے گناہ اور قتل کرنیکا گناہ عظیم ہوتا ہے تو بعض مفسرین نے کہا کہ ہابیل کی مراد یہ تھی کہ مین یہ اختیار کرتا ہون کہ تو میرے اس گناہ کیساتھ جو
میرے ہو جاتا اگر مین تیرے قتل پر حریص ہوتا اور اس گناہ کے ساتھ جو تو میرے قتل سے اٹھاویگا اور بعض نے کہا کہ قولہ باثمی سے مراد وہ گناہ
میرے افعال سابقہ سے میرے اوپر ثابت ہو چکے ہین وہ بھی تیرے مجبر ظلم کرنے سے تجھپر ڈالے جاوین اور اسسے یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ قاتل پر مقتول
کے گناہ لد جاتے ہین بلکہ باین معنی کہ جیسے حدیث صحیح مسلم مین حضرت صلعم سے ثابت ہے کہ قیامت مین ظالم و مظلوم لائے جاوینگے پس ظالم کی
نیکیان لیکر مظلوم کی نیکیو مین بڑھائی جاوینگی یہانتک کہ انصاف ہو جاوے اور اگر ظالم کی نیکیان نہو مین یا کافی نہو مین تو مظلوم کی برائیان لیکر
ظالم کے اوپر بڑھائی جاوینگی پس یہ حکم تو جملہ مظالم مین ہے پھر قتل تو سب سے سخت اور بڑا مظلمہ ہے اور تحقیق اسکی تفسیر قولہ تعالے ولیحملن اثقالہم و اثقالا مع
اثقالہم الآیۃ۔ مین انشاء اللہ تعالے آویگی اور اکثر علما نے فرمایا کہ قولہ انی ارید ان تبوء باثمی۔ ای باثم قتلی میرے قتل کرنے کے گناہ کے ساتھ
واثمک ای وباثمک الذی ارتکبتہ من قبل۔ اور اس گناہ کے ساتھ جسکا تو میرے قتل کرنے سے پہلے مرتکب ہو چکا ثعلبی نے کہا کہ یہی عامہ
مفسرین نے معنے بیان کیے ہین اور مترجم کہتا ہے کہ یہی شیخ سیوطیؒ نے اختیار کیے ہین پھر آگے جو فرمایا۔ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ
تو ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تتمہ قول ہابیل ہے ولیکن شیخ مفسرؒ نے اسکو اللہ تعالے کا کلام قرار دیا یعنے وہ تعالے فرماتا ہے کہ جہنمی ہونا یہی ان ظالمو نکی
سزا ہے جو اسطرح قتل کے مرتکب ہون اور جو شیخ مفسر نے قرار دیا ہے صحیح ہے اور کلام مجید مین بہت جگہ ایسا آیا ہے اور اسکو اہل علم ماہر جانتے ہین
اسیواسطے رسم الخط مین جائز و مطلق و وقف وغیرہ لکھے جاتے ہین تاکہ عوام دھوکا نہ کھاوین پھر فرمایا۔ فَطَوَّعَتْ لَهٗ۔ طوعت وطاوعت
یعنے واحد ہین قال ابن کثیر ای فحسنت وسولت لہ نفسہ وشجعتہ۔ اچھا کام جتایا اور ملمع بنایا اور اسکو شجاعت دلائی وقال المفسرؒ
کما قال قتادۃؒ ای فزینت لہ۔ اسکی نظر مین مزین دکھایا۔ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ۔ یعنے اسکے جی نے اسکو اپنا بھائی مار ڈالنا
اچھا کام دکھلایا پس اسنے بھائی کو قتل کر ڈالا مترجم کہتا ہے کہ اسمین تنبیہ ہے کہ آدمی کو اللہ تعالے و اسکے رسول کے احکام کو تحقیق
کرنا چاہیے ورنہ اگر اپنی راے پر چلا تو قابیل کی طرح اکثر یہی ہوگا کہ بد باتون کو اچھا سمجھیگا دیکھو قابیل نے اپنی راے و نفس پر اعتماد کیا تو کیا خوار
و خراب ہوا اور واضح رہے کہ حواس سے کام لینا منع نہین لیکن جو امور کہ عقل و راے کے ہین جنمین حواس ظاہرہ و باطنیہ کو دخل نہین ہے
ان مین کبھی راے پر اعتماد نہ کرے جیسے نیچریہ فرقے والے گمراہ ہین اس اعتماد پر کہ دوربین سے آسمان نظر نہین آتا حالانکہ ذراسی بات یہ ہے کہ
اگر محض تاریکی و منتہاے نظر ہوتا تو پانی مین عکس کس چیز کا نظر آتا ہے باوجود یقین اس امر کے کہ سواے اجسام کے تاریکی وغیرہ کا عکس
نہین ہوتا اسی طرح حواس کے لیے اللہ تعالے سے توفیق چاہیے ورنہ غلطی اٹھاویگا بہت سے نظر بندی و بھان متی سے عاجز ہو جاتے ہین
اور بدحواس ہو کر ہاتھ کی صفائی وغیرہ کہنے لگتے ہین یہ سب قابیل کے ساتھی ہین۔ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ ہو گیا بسبب قتل
کرنے اپنے بھائی کے ایسے لوگون مین سے جنکو دونون جہان مین خسارہ و خواری ہے ف یعنے بھائی کو قتل کرکے دونون جہان مین
[illegible] ابن کثیر وغیرہ نے نقل کیا کہ امام محمد باقرؓ کی روایت مین قابیل نے بھائی کو دھاردار ہتھیار سے قتل کیا اور

قول سدی از ابن عباس و ابن مسعود و جماعۃ صحابہ جو ابتدائے قصہ مین بروایت ابن جریر گذرا [illegible]
نفس نے اسکو آراستہ کر دکھایا اور اسکی رائے مین یہی خوب نظر آیا کہ بھائی کو قتل کرے سو تلاش مین [illegible]
کے قریب تھی اپنی بکریان لیکر پہاڑونکو بھاگ گیا ناگاہ اسنے ایک دن تلاش کر پایا اور وہ سوتا تھا ایسی پتھر [illegible]
سیدان مین پڑا چھوڑ دیا اور مروی ہے کہ قتل کا ڈھنگ نجانتا تھا تو ابلیس نے اسکے روبرو ایک جانور کو پتھر [illegible]
ابن ابی حاتم اور زید بن اسلم سے ہے کہ خود اسکو شیطان نے سکھلایا اور جب قتل کر چکا تو شیطان نے حوا علیہا السلام [illegible]
نے چیخ ماری اور آدم علیہ السلام نے دو بار سبب پوچھا تو جواب نہ پایا پس آدم علیہ السلام نے کہا کہ تجھپر اور تیری بیٹیون [illegible]
پس اس سے بری ہین کما رواہ ابن ابی حاتم اور مروی ہے کہ بعد قتل مذکور کے سات روز زمین کو زلزلہ رہا اور پھر [illegible]
قابیل کا گورا جسم سیاہ پڑ گیا اور زمین نے ہابیل کا خون چوس لیا تھا جب قابیل نے کہا کہ مین نے مارا تو خون ظاہر ہوتا تبھی سے خون [illegible]
وعن الواقدی حبشی لوگ سب قابیل کی اولاد ہین وعن محمد بن اسحٰق حام نے اپنے باپ نوح علیہ السلام کو سوتے مین برہنہ دیکھ [illegible]
حام کا جسم سیاہ ہو گیا اور حبشی اُسی کی اولاد ہین نقل ہے کہ بعد قتل کے آدم علیہ السلام سو برس تک نہین ہنسے اور ابن عباس سے [illegible]
کہا کہ آدم نے ہابیل کے مرثیہ مین اشعار کہے وہ جھوٹا ہے تمام انبیا علیہم السلام شعر کہنے سے بری ہین مروی ہے کہ ہابیل کے قتل سے [illegible]
اللہ تعالیٰ نے آدم سے شیث کو پیدا کیا اور یہ ہابیل کا نعم البدل تھا اور شیث کو اللہ تعالیٰ نے ساعات شب و روز و اوقات عبادت [illegible]
سکھلائے و پچاس صحیفہ نازل فرمائے اور آدم کا ولی عہد یعنے پیغمبر کیا اور قابیل کو مردود و مطرود کیا وہ اقلیما کو لیکر عدن کو بھاگ گیا اور شیطان [illegible]
رائے سے اولاد آدم مین سب سے پہلے اسی نے آگ پوجنا شروع کی وعن مجاہد اولاد قابیل نے بربط و طنبورہ و مزامیر و ڈھول باجے وغیرہ آلات [illegible]
نکالے اور شراب خواری و آتش پرستی و زناکاری و فواحش مین منہمک ہوئے یہانتک کہ نوح علیہ السلام کے طوفان مین اللہ تعالیٰ نے سب [illegible]
غرق کر دیا اور شیث علیہ السلام کی اولاد باقی رہی ایسی ہی اور روایات کثرت سے ہین اور بقاعی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ اللہ تعالیٰ [illegible]
دانا تر ہے کہ یہ روایات جو اس قصہ مین مروی ہوے یہ سب کیسے ہین اور ہم ایسی روایات پر اعتماد نہین کر لیتے ہین اور انپر اعتماد کرنا نہین [illegible]
اور شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے صاف کہدیا کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرزند آدم اور اُنکی قربان رکھنے اور ایک دوسرے کو ظلم سے قتل کرنے [illegible]
خبر فرمائی ہے وہ قطعی ہے اور جو فائدہ چاہیے وہ اُسی قدر سے حاصل ہے اور اس سے زیادہ جو کچھ روایات مین مذکور ہے خصوص جیسے [illegible]
کیفیت سے قتل کیا اور کیونکر واقعہ ہوا اور کس چیز سے قتل کیا اور کہان قتل کیا اور کیا سبب عداوت کا تھا اور آدم موجود تھے [illegible]
ان سب باتون پر قطعی یقین نہین ہو سکتا اور دین مین اُسکی حاجت نہین کہ ہم اُسکی تصحیح کرنے کے درپے ہون کہ واقعی بات کیونکر [illegible]
اور ظاہر آنکہ یہ روایات پہلی تاریخون اور بنی اسرائیل سے لی ہوئی ہین واللہ اعلم - یہ معلوم ہوا کہ ظلم سے قتل کا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
بمطاوعت نفس کا نتیجہ نہایت خراب ہے چنانچہ فرمایا فاصبح من الخاسرین یعنے دنیا و آخرت مین خوار و خراب ہوا چنانچہ [illegible]
بدنام ہوا حالانکہ ایسی بدنامی مٹانے اور حسد سے یہ سخت گناہ کیا تھا اور والدین کی نظر سے مردود ہوا اور [illegible]
سختی سے مبتلا ہوگا اور سب سے بڑھکر خسارہ و خواری وہ ہے جو امام احمدؒ نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ [illegible]
نہین قتل کیا جاتا ہے ظلم سے مگر اُسکے اول پسر آدم پر اُسکے خون کا ایک کفل ہوتا ہے کیونکہ اُسی نے پہلے پہل ظلم سے قتل [illegible]
و مسلم و بقیۃ الجماعۃ غیر ابی داؤد و سیں یہ نہایت صحیح حدیث ہے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] قاتل ہوا وہ دوزخیون سے ٹھیک بٹوارہ کرتا ہی کہ دوزخیون کے عذاب کا آدھا اسپر ہوتا ہی اور ابن جریر نے ابن عمرؓ سے اور ابراہیم نخعی سے معنے حدیث مرفوع کو بھی موقوفا روایت کیا ہی پھر جب قابیل قاتل قتل کرچکا تو اُسکا یہ حال ہوا جو مفسر سیوطیؒ نے لکھا کہ ثم لم یدر ما یصنع به لانه اول میت علی وجه الارض من بنی آدم فحمله علی ظهره۔ پھر قاتل مذکور کو کچھ نہین سوجھتا تھا کہ مین اسکو کیا کرون کیونکہ بنی آدم مین سے روے زمین پر یہ پہلی میت تھی پس اُسکو اپنی پیٹھ پر لادے پھرا۔ اور سابق مین سدیؒ کی روایت سے گذرا کہ اُسنے مقتول کو سیدانین پڑا چھوڑ دیا تھا لیکن اس حیرت مین تھا کہ کیا کرے۔ **فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ**۔ پس بھیجا اللہ تعالے نے ایک کوا جو کریدتا تھا زمین مین ف اللہ تعالے نے ایک کوا بھیجا جو اپنے ساتھ مرا ہوا کوا لایا اور چونچ و پنجون سے زمین کریدکر اسکی مٹی دوسرے کوے پر جو مرا ہوا اسکے ساتھ تھا ڈالنی شروع کی یہانتک کہ اُسکو چھپا دیا اور سدی کی روایت مذکورہ مین ہی کہ دو کوے لڑے یہانتک کہ ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور جو باقی رہا اُسنے ایسا کیا۔ **لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ**۔ تاکہ اُسکو دکھلاوے کہ اپنے بھائی کی سواۃ کو کیونکر چھپاوے اور سواۃ بمعنے جیفہ ہی یعنے مردہ بدن۔ اور نیز سواۃ وہ چیز جسکا کھولنا نہین جائز ہی کما قال فبدت لهما سوآتهما الآیہ۔ چونکہ قابیل نے کپڑے بھی اُتار لیے تھے لہذا سواۃ کا چھپانا لازم آیا پھر جب قابیل نے غراب کو دیکھا تو۔ **قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ**۔ کہا کہ مجھے موت آوے مین اس سے بھی عاجز نکلا کہ اس کوے کے مثل ہوتا۔ **فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ**۔ تاکہ اپنے بھائی کے مردے کو پوشیدہ کردیتا۔ **فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ**۔ پس شرمندہ ہوگیا اس امر پر کہ مردے کو لادے پھرا یہ کہکر اُسکے لیے گڑھا کھودا اور اسمین توپ دیا واضح ہو کہ ندامت اُسکو اس بات پر نہین ہوئی تھی کہ مین اس گناہ عظیم کا مرتکب کیون ہوا بلکہ جیسا مفسرؒ نے کہا کہ مردا لادے رہنے پر نادم ہوا یا والدین کی ناخوشی پر اور عوام مین بدنامی پر نادم ہوا کہ کچھ حاصل نہ کلاف قال فی العرائس قوله تعالے اذ قربا قربانا فتقبل الخ۔ ازل مین جسکے واسطے عنایت الٰہی شامل نہین ہوئی تو اسکی انتہائی نکوئی وطاعت سب برائی ومعصیت ہوجاتی ہی ہابیل نے اپنی جان اللہ تعالے کے واسطے قربان کی اور قابیل نے بغاوت وحسد سے اپنے حظ نفس کے واسطے کیا ناچار اُسکا انجام ظلم اکبر کی طرف عود کرگیا۔ قوله انما یتقبل اللہ من المتقین ہابیل نے اشارہ سے بتلایا کہ سابقہ عنایت اور سابقہ خواری مقدر ہوچکی ہی پس جو ازل سے متقی ہوا وہ مقبول وطاعت قبول ہی کہ بعد طاعت کے اسکی عظمت سے ڈرتے ہین کہ دیکھو قبول فرماوے یا نہ فرماوے سہلؒ نے فرمایا کہ بدن کی عبادات قبول ہونے کے لیے تقوی واخلاص دو شرط ہین **ابن عطاؒ** نے فرمایا کہ متقی وہ کہ اپنے کام مین اور کلام مین اخلاص رکھتے ہون **سلامیؒ** نے کہا قربان کئی طرح کے ہوتے ہین اور سب سے زیادہ تقرب اس قربان سے جسکے قبول کا اللہ تعالے نے وعدہ فرمایا اور وہ سجدہ ہی الٰہی ہی چنانچہ فرمایا واسجد واقترب۔ یعنے سجدہ کر اور نزدیکی حاصل کر **قال المترجم** حدیث مین ہی کہ سب سے نزدیک اللہ تعالے کی طرف بندہ اسوقت ہوتا ہی کہ سجدہ مین ہوتا ہی اور اہل خوف کی علامت یہ ہی کہ وہ کسی سے قتال سے تھکتے کیونکہ تقدیر سابق پر نظر کرکے وسیلہ ساقط رکھتے ہین **قال المترجم** قابیل نے جو نکہ مطیع نفس و بندہ واسطے تھا بخواہش نفس اُسنے ہابیل کو قتل کرڈالا اور جو اللہ تعالے نے حرام کیا اسکا ہتک کیا لہذا فرمایا

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ

لکھا ہمنے — بنی اسرائیل پر — کہ جوکوئی — مار ڈالے ایک جان سوا بدلے جان کے — یا فساد کرنے پر

ع ۱۰

Marfat.com

فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ط وَمَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ

ملک مین تو گویا مار ڈالا سب لوگون کو اور جسنے جلایا ایک جان کو تو گویا جلایا

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فِی الْاَرْضِ

اور آ چکے اُن پاس رسول ہمارے صاف حکم پھر بہت لوگ اُنمین اسپر بھی ملک مین دست درازی

مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ - الذی فعلہ قابیل - یعنے اسی فعل کی جہت سے جو قابیل سے واقع ہوا - کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ ہمنے لکھدیا بنی اسرائیل پر یہ حکم جو آگے مذکور ہی پس فرض کردینے کا یہ سبب واقع ہوا اور بعض نے یہان اشکال پیش کیا کہ یہان پر قصاص واجب کرنا آگے مذکور ہی تو آمین اور واقعہ قابیل و ہابیل مین کچھ مناسبت نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ اشکال فقط غور نہ کرنے سے پیش آیا کیونکہ اسکا سیاق یہ ہی کہ بنی اسرائیل پر وجوب قصاص کی یہ علت ظاہر کردی گئی کہ قاتل اس لائق نہین کہ زندہ چھوڑا جاوے کیونکہ جب اسنے ایک جان کو حرام طور پر قتل کرکے ہتک حرمت کی تو گویا اُس نے تمام جہان کو قتل کرڈالا کیونکہ حرمت سب جانون کی یکسان ہی پس اس بیباک و بے ادب کا زندہ رکھنا نہین چاہیے پس قصاص واجب ہی جیسا پہلے گذر چکا کہ لکم فی القصاص حیوۃ یا اولے الالباب - بالجملہ من ابتدائیہ ہونے پر جمہور مفسرین و اہل تاویل نے اتفاق کیا اور بعض نے کہا کہ وہ ماسبق سے متعلق ہی کہ فاصبح من النادمین من اجل ذلک - یعنے ندامت اسکو اسی جہت سے ہوئی کہ لا وے پھر نے سے خفیف ہوا اور ماہر کلام جانتا ہی کہ یہ کچھ نہین ہی اور صحیح قول جمہور ہی اور واضح رہے کہ مترجم نے جو تقریر کردی اُس سے یہ وہم بھی دفع ہوا کہ من اجل ذلک کتبنا - سے وہم ہوتا ہی کہ احکام الٰہی حادث ہین حالانکہ ایسا نہین بلکہ تعلق اُن کا حادث ہوتا ہی پس اس ایجاب و کتابت سے اظہار مقصود ہی نہ ایجاد اصل حکم فافہم قال ابن کثیر چونکہ قابیل نے اپنے بھائی کو ظلم و عدوان سے قتل کیا اس جہت سے ہم نے لکھا بنی اسرائیل پر یعنے بنی اسرائیل کے لیے فرض مشروع کیا اور اُن کو آگاہ کردیا کہ - اِنَّهٗ ای الشان - بات یہ ہی کہ - مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ - جس نے قتل کیا کسی دوسری جان کو بغیر عوض کسی جان کے یعنے جس نے دوسرے کو بغیر قصاص کے مار ڈالا - اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ - یا بغیر فساد کے مارا جسکا دوسرا النفس مرتکب ہوا ہو - اور مراد فساد سے جیسے کفر کرنا یا زنا کرنا یا راہ مارنا اور مانند اس کے تو فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا گو یا اُسنے سب جانون کو مار ڈالا کیونکہ نفس کو اللہ تعالٰے نے پیدا کیا اور اُسکے مار ڈالنے کا حکم نہین دیا اور اس کی حرمت کی کہ اُسکو نہ مٹا دے پس جسنے اُسکو مار ڈالا اُسنے ہتک حرمت کی پس گویا سب کو مار ڈالا عمداً قاتل و راہزن و زانی کا استثناء نہین ہی یعنے جس نفس پر قصاص آتا ہو اسطرح کہ اسنے خود کسی کو عمداً ناحق قتل کیا ہو جس سے قصاص عائد ہوا تو ایسے قاتل نفس کی حرمت اُٹھا دی گئی ہی اور نیز خاص کردیا کہ بغیر فساد فی الارض ہو کیونکہ فساد ہرگز مرضی حق نہین ہی لہذا جب کسی نے کفر کیا اور خالق رازق کی بندگی چھوڑی اور اپنے نفس کو اُسنے مار ڈالا کیونکہ کافر مردہ برابر ہی پس اسی سے جہاد مشروع ہوا اور جو کافر لوگ فساد کفر نہ کرین تو پھر جہاد مین بھی اُنکا قتل نہو گا چنانچہ جزیہ دیکر رہین اور زنا کرنا جبکہ مرد محصن ہو اور عورت زنا والی ہی بلا عذر قتل نفس ہی پس اسکی حرمت برطرف ہوئی اور راہ مارنا جانین ہلاک کرنا ہوا ایسے نفس کی حرمت اٹھ گئی جن نفوس کی حرمت خود اٹھا دی گئی ہی اُنکے سواے باقی سب نفوس محفوظ و محترم ہین اُنمین اگر ایک کی ہتک حرمت

Marfat.com

[...] اسکے مقابلہ مین فرمایا۔ وَمَنْ اَحْيَاهَا۔ بان امتنع من قتلها۔ اور جسنے ایک نفس کو زندہ کیا ف یعنے زندہ
باقی رکھا باین طور کہ اُسکے قتل سے باز رہا چاہے کوئی نفس ہو اگرچہ اپنا خود نفس ہو مثلاً اپنے نفس کو اسکے خالق کی بندگی و توحید پر رکھا
اور کفر چھوڑ دیا اور مثلاً چور و ولاہو کر شیطانی فساد نہ پھیلایا اور زنا نہ کیا اور اسیطرح راہ زنی نہ کی غرضکہ جو فساد ایسے ہین کہ انکا کرنا
شرع مین واجب القتل ہی اور لوگ کہتے ہین کہ یہ مفسد مر جاتا تو اچھا تھا ایسے افعال نہ کرے اور اگر کسیکو فساد مین دیکھے تو بچاوے جیسے ڈوبتے
اور جلتے کو بچاوے جب ایسا کرے۔ فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ گویا اُس نے سب جانون کو زندہ کیا کیونکہ حرمت
نفس واحد کو مصئون و محفوظ رکھنا اُسکے سب ہم شکل کا حفظ ہی۔ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ۔ اور آچکے بنی اسرائیل کے
پاس۔ رُسُلُنَا۔ ہمارے بہت رسول۔ بِالْبَيِّنٰتِ۔ بالمعجزات معجزات کے ساتھ یا معجزات کو لائے لیکن ان ازلی
بدبختون کو کچھ فائدہ نہوا۔ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔ پھر اس کے بعد
بھی اُنمین کے بہتیرے ملک مین فساد کرتے ہین ف یعنے کفر و قتل وغیرہ و فسادات کے مرتکب ہو کر حد سے تجاوز کرنیوالے ہو رہے
ہین ف قال فی العرائس قوله من احیاها الخ۔ اسمین ایک لطیف اشارہ ہی کہ نفس کی طرف سے جب بدی پر نیت دوڑی اور اُس نے
بدکام پورا کیا تو گویا اس نفس کے رکھنے والے نے اللہ تعالے کے سب گناہ صادر کیے کیونکہ حرمت تو نظر سے کھوئی پھر اگر سب شہوات
گناہون پر قدرت پاتا تو اُنکو کر ڈالتا پس عذاب و ثواب کا تعلق نیت پر ہی اسیطرح اگر نیکی پر نیت ہوئی اور ایک نیکی کی تو گویا سب
خیر اسکی نیت سے سر انجام ہوے کیونکہ بشرط قدرت سب کر لیتا اسی وجہ سے حدیث مین یہ مضمون ہی کہ مومن کی بھلائی کی نیت اُسکے
کرنے سے بہتر ہی اسمین ایک اور اشارہ ہی کہ اوتعالے نے نفوس کو ایک ہی مادہ سے پیدا کیا اور اختلاف انمین از راہ استعداد ہے
پس جسنے ایک نفس کو قتل کیا اُسکا اثر تمام نفوس مین پہونچیگا خواہ اورون کو بسبب اُسکے تاثیر ظاہر ہو یا نہو اور جسنے نفس مومن کو یاد الٰہی
و توحید سے زندہ کیا کہ اُسنے اپنے خالق کی محبت حاصل کی اور معرفت سے زندہ ہوا اور مشاہدہ سے روح تازہ پائی تو اسکی زندگانی کا اثر و برکت تمام
نفوس مین پہونچتا ہی پس گویا اُسنے تمام نفوس کو زندہ کیا اور اس آیت مین گمراہی کے پیشواؤنکو سخت تہدید ہی اور ہدایت کے پیشواؤنکو تشریف و تحسین ہی

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا

یہی سزا ہی اُنکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنے کو کہ اُنکو قتل کرے

اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ

یا سولی چڑھائے یا کاٹے اُنکے ہاتھ اور پاؤن مقابل کا یا دور کرنے اُس ملک سے

لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ

یہ اُنکی رسوائی ہی دنیا مین اور اُنکو آخرت مین بڑی مار ہے مگر جنھون نے توبہ کی

٥ ع ٨ ٩ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع

تمھارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہی

[...] لما قدموا المدینة وهم مرضی فاذن لهم النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یخرجوا الی الابل ویشربوا من ابوالها والبانها فلما صحوا قتلوا
[...] اور نزول اس کلام کا عرینہ کے چند آدمیون کے بارہ مین ہوا جو مدینہ مین آئے اور وہ بیمار تھے پس نبی صلعم نے

اجازت دی کہ نکلکر اونٹون کی طرف جاوین اور انکے موت اور دودھ پیا کرین پھر جب تندرست ہوگئے تو چرواہے [illegible]
لے گئے قال المترجم مفسر رحمہ اللہ نے بہت تنگ عبارت مین سبب نزول بیان فرمایا کہ وہ خود محتاج تفسیر [illegible]
کہ حسن ترتیب سے توضیح و اختلاف مسئلہ بیان کرے لہذا جاننا چاہیے کہ یہان تین مقام ہین اول تفسیر متعلق بہ [illegible]
نزول سوم ذکر مذاہب ائمہ فقہا پس مقام اول مین مختصر کلام یہ کہ قولہ تعالے۔ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ [illegible]
وَرَسُوْلَہٗ۔ محاربت لڑائی و جنگ جدال وہ جناب باری تعالے سے ممکن نہین مگر رسول اللہ صلعم سے ممکن ہی [illegible]
آپ کی حیات مین آپکے ساتھ واقع ہوا اور اب تو ممکن نہین حالانکہ حکم عام ہی تو مراد آنکہ یحاربون بحاربۃ المسلمین یعنے اللہ تعالیٰ
و رسول کے ساتھ محاربہ یون ہی کہ مسلمانون سے محاربہ کرین پس مسلمانون کی تکریم و تشریف کے واسطے اور اس گناہ کے سخت و عظیم ہونے
کو ظاہر فرمانے کے واسطے اللہ و رسول کی طرف محاربہ منسوب کیا یا یہ معنے کہ حکم خدا و رسول سے تعدی و جدال کے ساتھ خلاف
کرین پس محاربت بمعنے ضد کرنا اور خلاف کرنا اور یہ معنے صادق ہین کفر کرنے و راہ مارنے اور دھمکانے سب پر اور ایسے ہی زمین مین فساد
کرنے پر سعی کرنا کئی طرح کے شر و فساد پر صادق ہی یہان تک کہ سعید بن المسیبؒ بہتیرے سلف نے کہا کہ درم و دینار کا قرض بھی ملک مین فساد
کرنے مین شامل ہی تقتیل پارہ پارہ کر کے مار ڈالنا اور یہان ایک بعد دوسرے کے مار ڈالنا اور تصلیب سولی دینا اور خلاف سے
ہاتھ پاؤن کاٹنے کے یہ معنے کہ جس طرف کا ہاتھ کاٹا اُسکے خلاف دوسری طرف کا پاؤن کاٹا اور یحاربون پر عطف ہی قولہ۔ وَیَسْعَوْنَ
فِی الْاَرْضِ فَسَادًا۔ اور فساداً کو نصب بنا بر آنکہ حال ہی ای مفسدین یا مفعول لہ ہی یعنے لغرض فساد کرنے اور مفسر رحمہ نے
فساد مین سعی کرنے کی تفسیر قطع طریق سے بیان کی یعنے سعی در فساد اس طرح کہ راہ مارین خواہ شہر مین ہو یا باہر ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
کے نزدیک شہر مین نہین بلکہ باہر کے ساتھ مخصوص ہی چنانچہ آویگا انشاء اللہ تعالے پھر جزاء الخ مبتدا ہی اور خبر اسکی قولہ۔ اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا
اَوْ یُصَلَّبُوْٓا۔ کہ قتل کیے جاوین یا سولی دیے جاوین۔ اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ
یا کاٹے جاوین اُنکے ہاتھ اور پاؤن جانب خلاف سے ایدیہم الیمنی و ارجلہم الیسری۔ یعنے دائین ہاتھ اور بائین پاؤن کاٹے
جاوین۔ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ۔ یا زمین سے نکالدیے جاوین یعنے ایک شہر سے دوسرے شہر کو نکال دیے جاوین
یا مراد یہ کہ قید کیے جاوین اور مفسر رحمہ نے کہا کہ نکالے جانے کے مانند قید وغیرہ کی سزا الحق کی گئی یعنے اگر شہر بدر کرنے مین مضرت
واقع ہو تو قید کرے یا اُسکے مانند کوئی سزا دیدے اب اسکے سبب نزول مین کلام ہی جو مقام دوم ہی پس اسمین دو وجہ مین ایک کہ
نزول کا واقعہ کیا تھا دوم آنکہ حکم عام ہی یا کسی گروہ سے مخصوص ہی یا منسوخ ہی پس تلخیص تفسیر شیخ ابن کثیرؒ ہی کہ عکرمہ و
حسن نے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین ہی کہ گرفتار ہونے سے پہلے اگر اُسنے توبہ کر لی تو سزائے مذکور نہ پاویگا کیونکہ اسلام اُس [illegible]
سب گناہ مٹ جاتے ہین اور مرد مسلمان نے اگر ایسا کیا اور کفار سے جا ملا تو اُسپر حد جاری ہونے سے کوئی مانع نہین رواہ ابن جریر
اور ایسا ہی من طریق عکرمہ از ابن عباسؓ نسائی و ابو داؤد نے روایت کیا قال المترجم شاید معنے یہ ہین کہ قبل [illegible] توبہ کرنے
سے سزایاب ہونا جو آخر آیت ہی وہ دلالت کرتا ہی کہ نزول اسکا مشرکین کے حق مین ہی کیونکہ اس بات پر اجماع ہی کہ مشرک جب
اسلام لایا باین طور کہ شرک سے توبہ کی تو اُسکا خون حرام ہو جاتا ہی وقد قال تعالے قل للذین کفروا ان ینتھوا [illegible]
الآیہ۔ کافرون سے کہدے کہ کفر چھوڑ دو جو تم کر چکے وہ تمکو معاف کیا جائیگا۔ ھ۔ اور فی الحدیث الاسلام یھدم ما کان قبلہ [illegible]

لیکن یہ توجیہ ٹھیک نہین بلکہ یہ تو عین اسکی دلیل ہی کہ آیت کا نزول ان گنہگار مسلمانون کے حق مین ہی جو نکلکر راہ مارین اسلیے کہ آخر آیت
مین یون فرمایا کہ فان تابوا من قبل ان تقدروا علیہم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم ۔ یعنے تمہارے ہاتھ گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرین تو
اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہی حالانکہ مشرک خواہ گرفتار ہونے سے پہلے یا پیچھے کسی وقت توبہ کرے یعنے کفر چھوڑکر اسلام لاوے تو معاف
ہوجاتا ہی بدلیل آیت وحدیث واجماع مذکورۂ بالا پس آخر آیت سے معلوم ہوا کہ یہ اُن گنہگار مسلمانونکے حق مین ہی جو نکلکر راہزنی کرین یہی
قول ابوحنیفہ و مالک و شافعی وغیرہم کا ہی اور ابن المنذر نے اسکو صحیح کہا ہی پھر تفسیر ابن کثیرؒ مین بروایت علی بن ابی طلحہ از ابن عباس رضؓ
ہی کہ فرمایا کہ اہل کتاب مین سے ایک قوم کے اور نبی صلعم کے درمیان عہد و پیمان تھا اُنھون نے عہد توڑا اور فساد کیا تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت
صلعم کو اختیار دیا کہ عقوبتہاے مذکورہ سے جو سزا چاہین دین (رواہ ابن جریر) اور مصعب بن سعد عن ابیہ سعد بن ابی وقاص آئکہ نزول
اسکا حروریہ کے حق مین ہوا (رواہ ابن مردویہ) **قال المترجم** یعنے حروریہ خوارج اسی حکم مین داخل ہین **قال ابن کثیر** صحیح یہ ہی کہ
آیت عام ہی خواہ مشرک ہون یا مسلمان جو ایسا کرے اُسکی یہی سزا ہی اور **قرطبیؒ** نے بھی کہا کہ آیت اگرچہ یہود یا مرتدون کے واقعہ مین
نازل ہوئی ہو لیکن حکم اسکا اُن مسلمانونکو بھی شامل ہی جو اسطرح محاربہ و فساد کرین اور اسمین اہل علم کے درمیان کچھ اختلاف نہین
ہی پھر واقعہ نزول جسکا حاصل **شیخ سیوطیؒ** نے ذکر کیا ہی تفسیر **ابن کثیر** مین اسطرح مذکور ہی کہ انس بن مالک نے فرمایا کہ چند نفر
قبیلۂ عرینہ کے رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ مین آئے اور اسکی آب و ہوا سے انکو اجتوا ہوا یعنے پیٹ بڑھ گئے اور ہاتھ پاؤن دبلے
پڑگئے پس رسول اللہ صلعم نے انکو صدقہ کے اونٹون کے وہان بھیجدیا اور حکم کیا کہ اُنکا موت اور دودھ پیئین اُنھون نے یہی کیا
جب تندرست ہوے اسلام سے مرتد ہوگئے اور چرواہے کو قتل کرکے اونٹ ہانک لے گئے پھر آنحضرت صلعم نے اُنکے نشان قدم پر
لوگ روانہ کیے پس وہ پکڑ آئے تو حضرت صلعم نے اُنکے ہاتھ پاؤن جانب خلاف سے کٹوائے اور آنکھون مین گرم سلائیان پھروائین
اور حرہ مین اُنکو ڈلوادیا حضرت انس رضؓ نے کہا کہ مین نے اُنکو دیکھا کہ پیاس سے کوئی کوئی اُنکا زمین چاٹتا ہی یہانتک کہ سب مرگئے
اور نازل ہوا قولہ انما جزاء الذین یحاربون اللہ الآیہ ۔ رواہ البخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد وغیرہم بالفاظ مختلفہ اور بعض روایت مین
ہی کہ یہ لوگ قبیلۂ عکل و عرینہ کے تھے اور بعض مین مصرح ہی کہ اسی بارہ مین نازل ہوا قولہ انما جزاؤ الذین الآیہ اور بعض روایت مین ہی کہ جریر
بن عبد اللہ البجلی کو سردار کرکے بیس سوار انصاری اُنکے پیچھے روانہ کیے تھے اور اُنکے ساتھ ایک قیافہ دان کردیا تھا جو ان لوگون کے
نشان قدم پہچانتا تھا اور صحیح مسلم کی ایک روایت مین ثابت ہوا کہ ان خبیثون نے چرواہے کی آنکھون مین ببول کے کانٹے بھونکے
تھے اسکے عوض مین حضرت صلعم نے قصاص کے طور پر انکی آنکھون مین سلائیان پھیری تھین اور عبد الرزاق نے ابوہریرہ سے قصہ روایت
کیا پھر ابوہریرہ رضؓ نے کہا کہ اُنھین لوگون کے حق مین قولہ انما جزاؤ الذین نازل ہوا اور کہا کہ اسکے بعد آنحضرت صلعم نے آنکھون کی
سلائی چھوڑدی اور ابن مردویہ نے حضرت سلمۃ بن الاکوع سے ان خبیثون کا قصہ روایت کیا اور اسمین ہی کہ پھر جب اونٹون کا موت اور
دودھ پی کر توانا و تندرست ہوے تو اُنھون نے یسار پر جو حضرت صلعم کا آزاد کیا ہوا غلام اور اُن اونٹونکا نگہبان چرواہا تھا یہ ظلم
کیا کہ پکڑکر اسکو ذبح کیا اور اسکی دونون آنکھون مین ببول کے کانٹے چونکے تھے پھر اونٹ ہانک لیگئے تا آخر حدیث اور یہ قصہ
بہت صحابہؓ سے مروی ہی اور سعید بن جبیر نے یہی قصہ روایت کیا اور آخر مین کہا کہ رسول اللہ صلعم نے اس سے پہلے یا اسکے بعد
کسی کو مثلہ نہین کیا اور فرماتے تھے کہ مثلہ مت کرو (رواہ ابن جریر) **قال المترجم** مثلہ کرنے سے ممانعت کی حدیث مرفوعاً صحاح مین

Marfat.com

ثابت ہی اور علماے حنفیہ نے قصہ عرنیین مین جسکی بعض روایت مین آنکھونکی تسمیر اور بعض مین تسمیل مذکور ہی [illegible]
اُنھون نے چرواہے کے ساتھ ہی کیا تھا پس اُسکا قصاص لیا چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ کی بعض روایت مین صریح [illegible]
کہ پھر نزول آیت سے عذاب منصوص ہو گیا اور چونکہ آنکھون کی تسمیل آیت مین نہین ہی لہذا وہ دور ہوئی [illegible]
صلعم نے مثلہ سے منع فرمایا تو آنکھون کی تسمیل منسوخ ہوئی پھر واضح ہو کہ سعید بن جبیرؓ سے کسی نے اونٹ کے پیشاب [illegible]
اُنھون نے یہی قصہ روایت کر دیا اور اس سے دو حکم متعلق ہین اول آنکہ اونٹ کا پیشاب کپڑے وغیرہ کو لگ جاوے تو [illegible]
صحیح یہ ہی کہ نجاست خفیفہ ہی اور ایسی ہی ہر حیوان کے پیشاب کا جو کھایا جاتا ہی یہی حکم ہی دوم آنکہ اُسکے پینے کا حکم تو بعض [illegible]
اس قصہ کے جائز ہی اور بعض نے کہا کہ دوا کی ضرورت سے جائز ہی اور صحیح یہ ہی کہ نہین جائز ہی اور چونکہ نجس کو کھانا منع ہی اور [illegible]
نہین جیسا کہ حدیث دیگر سے ثابت ہوتا ہی اور وہ حدیث قولی عام ہی اور یہ ایک خاص قوم کے واسطے تھی لہذا منع کی حدیث لینا [illegible]
بعض نے یہان خوب نکتہ کہا کہ یہ چند نفر عرینہ کے مرتد و پلید تھے جنکو مدینہ طیبہ کی آب و ہوا موافق نہوئی چنانچہ اُسکی تعریف مین صحیح حدیث مین [illegible]
پلیدی کو اسطرح دور کرتا ہی جیسے لوہے سے میل کو بھٹی دور کرتی ہی پس ان پلید ونکو یہ پاک نا موافق ہوا تو اُنکو اونٹ کا پیشاب علاج ہوا جس سے چنگے ہو گئے
لہذا اسپر پاکیزگی کا مسئلہ قیاس نہین ہو سکتا فافہم پھر واضح ہو کہ آیت مین محاربت عام ہی خواہ شہر مین ہو یا باہر راستون مین ہو اور اسی عموم سے جمہور علما
استدلال کر کے دونون جگہ محاربت کو یکسان قرار دیا اور نیز قولہ ویسعون فی الارض فسادا سے عموم ظاہر ہی اور یہی مذہب امام مالک و اوزاعی و لیث
بن سعد و شافعی و احمد رح کا ہی یہانتک کہ مالک رح نے کہا کہ اگر کوئی کسیکو فریب سے گھر مین داخل کر کے مال لیلیوے تو یہ محاربت ہی پس سلطان حاکم سردار
اُسکے خون پر سزا دیگا اور مقتول کے وارث کے معاف کرنے سے معاف نہو گا اور امام ابو حنیفہ و اُنکے اصحاب نے کہا کہ محاربت فقط راستون مین ہو سکتی
ہی اور شہرون یعنی آبادیونکے اندر نہین ہو سکتی کیونکہ اگر فریاد کرے تو مددگار پہنچ سکتا ہی بخلاف راستہ کے کہ وہان مددگار نہین ملتا اور ایک روایت مین
مالک رح نے بھی آبادی مین محاربت نہونا فرمایا ہی جیسا کہ ابن المنذر نے نقل کیا پھر قولہ تعالیٰ ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع الخ مین بعض نے کہا کہ او یہان تخییر
کے واسطے ہی اور بعض نے کہا کہ مختلف صور تو مین مختلف حکم متعلق ہونے کیواسطے ہی پس علی بن ابی طلحہؓ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جسنے اسلام
مین ہتھیار نکالے اور راہ گیرونکی تخویف و فساد کیا پھر وہ گرفتار ہوا تو مسلمانون کے امام کو اُسکے حق مین اختیار ہی چاہے قتل کرے اور
چاہے سولی دے اور چاہے اُسکے ہاتھ پاؤن کو کاٹ دے یہی قول سعید بن المسیب و مجاہد و عطا و حسن بصری و ابراہیم نخعی و ضحاک کا ہی یہ سب
ابن جریر نے روایت کیا اور یہی انس بن مالکؓ کا قول نقل کیا اور آیت سے اسکا استنباط ظاہر ہی اور بعض دیگر احکام قرآنی مین بھی لفظ او تخییر
مذکور ہوئی ہی جیسے قولہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک دربارہ ترفہ در احرام۔ اور جمہور علماء نے کہا کہ آیت مین او مختلف صورتون [illegible]
مختلف حکم کے واسطے ہی جیسا کہ امام شافعی رح نے روایت کیا کہ انبانا ابراہیم بن ابی یحیی عن صالح مولی التوأمۃ عن ابن عباس رض رہزنون کے
حق مین بیان کیا کہ رہزنون نے اگر قتل کر کے مال لیا ہی تو قتل کیے جاوین اور سولی دیے جاوین اور اگر قتل کیا اور مال نہین لیا تو فقط
قتل کیے جاوین اور سولی نہ دیے جاوین اور اگر فقط مال لیا اور قتل نہین کیا تو انکے ہاتھ پاؤن خلاف جہت سے کاٹے جاوین اور اگر
بھی نہین لیا فقط راہ والونکو خوف دلایا ہی تو اُس سرزمین سے خارج کیے جاوین وقد رواہ ابن ابی شیبۃ [illegible]
و ابراہیم نخعی و حسن و قتادۃ و سدی و عطا خراسانی سے اسکے مانند مروی ہی اور یہی بہتیرے سلف [illegible]
اُسنے راہگیر کا مال لیا اور قتل بھی کیا تو امام ابو حنیفہ نے کہا کہ امام کو اختیار ہی کہ قتل کرنے اور سولی [illegible]

Marfat.com

خلاف جہت سے کاٹ دے یا نہ کاٹے اور ابو یوسف واوزاعی کے قول مین ہر صورت مین قتل ضرور ہی اور روایہ کہ یون ہی زندہ سولی دیا جاوے یا پیٹ مین نیزہ مارکر اوتار اجاوے یا تین دن چھوڑ دیا جاوے یہ سب فقہ مین مذکور ہی اور حنفیہ کے نزدیک بطور زجر کے اسکے جنازہ پر نماز نہ پڑھی جاوے کیونکہ آیت اُنکے نزدیک مسلمان راہزنونکے واسطے ہی پھر قولہ تعالے او ینفوا من الارض بعض نے کہا کہ اسکی یہ صورت ہے کہ نکلکر تلاش کیا جاوے تاکہ گرفتار ہو پس اسپر حد جاری کیجاوے یا وہ دارالاسلام سے نکلکر کافرونکے ملک مین چلا جاوے رواہ ابن جریر عن ابن عباس وانس بن مالک وسعید بن جبیر والضحاک والربیع بن انس والزہری ومالک و دوسرون نے کہا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر یا صوبہ کو نکالا جاوے اور دوسرون نے کہا کہ نفی سے مراد یہان قید خانہ مین بند کرنا اور یہی امام ابو حنیفہ و اُنکے اصحاب کا قول ہی اور زمین سے نفی بایں معنے ہوئی کہ روے زمین کشادہ ہی اور اسپر کھلا پھرتا تھا اب بند ہو کر تنگی مین گیا پس روے زمین سے نفی کیا گیا اور بعض نے کہا کہ ایک شہر سے نکالکر دوسرے شہر مین قید خانہ مین بند کیا جاوے اور اسکو شیخ ابن جریر اور قرطبی نے اختیار کیا اور مکحول نے روایت کی کہ اسلام مین حضرت عمرؓ نے پہلے قید خانہ مین قید کرنا نکالا اور کہا کہ مین بند رکھونگا اور دوسرے شہر مین نہ نکالونگا کہ وہان اُنکو آزار پہونچاوے سبب سزا اُن بدکارونکی ہی جو محاربت کرین اور پھر فرمایا۔ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا۔ یعنے یہ سزاے مذکورہ اُن کے لیے دنیا مین خواری ہی اور اسی خواری کے لفظ سے نکلا کہ اس جرم مین جو مسلمان مصلوب ہوا اسپر نماز نہ پڑھنا چاہیے۔ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ اور آخرت مین اُنکے لیے عذاب دوزخ ہی۔ اسی سے بعض علمانے کہا کہ یہ آیت مشرکین کے حق مین یا مرتدون کے حق مین ہے اور پہلے مذکور ہوا کہ صحیح یہ ہی کہ آیت عام ہی ولیکن یہ عذاب عظیم البتہ مشرکون کے حق مین مخصوص ہی کیونکہ واقعہ نزول عرینہ کے مرتد واقع ہوے تھے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر مسلمان نے کوئی گناہ ایسا کیا جسکی سزا مین کوئی حد مقرر ہی اور وہ سزا اُسکو دیگئی تو یہ یقینی نہین کہ عاقبت مین اسکے واسطے اب عذاب نہوگا چنانچہ اسی آیت مین آخرت مین عذاب عظیم کی تہدید ہی پھر اللہ تعالے قادر مختار ہی چاہے اس مستحق کو وہان عذاب کرے اور چاہے معاف کرے اور یہ قول سنجیدہ ہی اگرچہ ایک جماعت علمانے اصرار کیا کہ بعد عذاب دنیاوی کے آخرت کا عذاب نہین رہتا بدلیل چند احادیث کے حالانکہ اُنسے حجت تمام نہین جیسا کہ آتا ہی اور اس آیت مین یہ تاویل کی کہ یہ وعید مخصوص مشرکون کے واسطے ہی اور رہے گنہگار مسلمان جنسے ایسی حرکت صادر ہوئی ہو تو عبادہ بن الصامتؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جیسے عورتونسے عہد لیا ویسے ہی ہم سے عہد لیا کہ ہم لوگ اللہ تعالے کے ساتھ کچھ شرک نہ کرین اور چوری نکرین اور زنا نہ کرین اور اپنی اولاد کو قتل نکرین اور نیک کام مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی نکرین پس جسنے تم مین سے عہد وفا کیا اُسکا ثواب اللہ تعالے کے پاس ہی اور جسکو اسمین سے کوئی بات پہونچی اور وہ سزا دیدیا گیا تو وہ اُسکا کفارہ ہوگیا اور جسکے حق مین اللہ تعالے نے پردہ پوشی کردی تو اللہ تعالے کو اختیار ہی چاہے اُس کو عذاب دے اور چاہے عفو کردے (رواہ مسلم) اور علی رضی اللہ عنہ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے دنیا مین کوئی گناہ کیا اور اللہ تعالے نے اُسکا پردہ چھپا دیا و عفو کیا تو اللہ تعالے بڑا کریم ہی اُس سے کہ جس چیز کو عفو کیا اُسپر دوبارہ مواخذہ کرے رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ وقال الدارقطنی رفعہ صحیح وقد روی موقوفا اور پوشیدہ نہین کہ ہر دو حدیث کو ملانے سے مطلب ظاہر ہوجاتا ہی پھر آیت مین کنایۃً یہی ہی کہ قولہ ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم۔ اُسوقت ہی کہ توبہ نہوئی ہو ولیکن آگے خود فرمایا۔ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مگر بگاڑنے والون و رہزنون مین سے جن لوگون نے توبہ کرلی مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ۔ پہلے اس سے کہ تم اُنپر قابو پاؤ یعنے گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرلی تو۔ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالے غفور

رحیم ہی یعنے توبہ کرنے سے جو اُنھون نے بُرائی کی اُسکو بخش کر رحمت کرنے والا ہی پھر بدلک ون فلا تحدہم لیعنے الا
تعالےٰ دون حقوق الآدمیین کذا ظہرلی ولم ار من تعرض لہ واللہ اعلم فاذا قتل واخذ المال قتل وقطع والعیاذ
توبتہ بعد القدرۃ علیہ شیئا وہو اصح قولیہ ایضاً۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے قبل گرفتاری کے توبہ کرنے والونکے حق مین
اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہی اور یون نہین فرمایا کہ تم اُنکو سزاے مذکور مت دو تو یہ اس فائدہ کے لیے کہ اُسکے توبہ کرنے
کے حدود ساقط ہونگے یعنے جو خالص سزا گناہ کی اللہ تعالےٰ نے مقرر کی ہی وہ ساقط ہوگی اور آدمیون کے حق ساقط نہونگے جو
مال لے لیا ہی یا تو اُسکا مال دیوے یا اُس سے کسی طرح خوشامد سے معاف کراوے پھر مفسرؒ نے کہا کہ یہ نکتہ مجھے ظاہر ہوا اور میں نہین
کہ کسی مفسرؒ نے اس سے تعرض کیا ہو واللہ اعلم اور مترجم کہتا ہی کہ مراد یہ کہ خصوص اس مقام پر کسی نے تنبیہ نہین کی ورنہ آخر آیۃ السرقۃ
اُسکے مثل مقام پر شیخ ابن کثیرؒ نے متنبہ کر دیا ہی چنانچہ آتا ہے اور اس ضعیف کو بحمد اللہ قبل افادہ حضرت مفسرؒ کے اسی کلام پاک سے ظاہر
ہوگیا تھا اور بعد افادہ حضرت مفسر کے قابل اعتماد ہوگیا اگرچہ ایک نکتہ یہ بھی ظاہر ہوا ہی کہ اس مین لوگون کو تنبیہ ہی کہ خلق الٰہی پر کاربند ہو کر
وہ بھی اپنے حقوق معاف کرین اسیواسطے فان اللہ غفور رحیم نہین فرمایا بلکہ فاعلموا ان اللہ غفور رحیم فرمایا فافہم واللہ اعلم اب تلخیص افادہ
شیخ الحافظ ابن کثیر یہ ہی کہ یہ عفو و مغفرت درصورتیکہ آیت دربارۂ اہل شرک ہو جیسا کہ بعض کا قول ہی تو ظاہر ہی اور رہے گنہگار مسلمان
جنھون نے محاربہ کیا پس اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کر لی تو وجوب قتل و سولی و قطع رجل ساقط ہوگا اور ہاتھ کٹنے مین دو قول ہین اور ظاہر آیت یہ ہی
کہ یہ بھی ساقط ہوگا اور اسی پر صحابہ رضؓ کا عمل تھا چنانچہ شعبیؒ نے کہا کہ جاریہ بن بدر التیمی اہل بصرہ مین سے مرتکب محاربہ و فساد ہوا پھر
اُسنے حسن بن علی و ابن عباس و عبد اللہ بن جعفر سے کہا اُنھون نے حضرت علیؓ سے اسکے بارہ مین کہا مگر حضرت علیؓ نے اسکو امان نہ دی
پس وہ سعید بن قیس ہمدانی کے پاس آیا وہ اُسکو گھر مین چھوڑ کر حضرت علیؓ کے پاس گئے اور عرض کی کہ یا امیر المومنین اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ انما
جزاء الذین تا قولہ ان اللہ غفور رحیم تو آپ اسمین کیا حکم دیتے ہین فرمایا کہ مین اسکے واسطے امان لکھونگا تو سعیدؒ نے کہا کہ یا امیر المومنین
ایسا شخص جاریہ بن بدر ہی رواہ ابن جریر اور نیز شعبیؒ نے کہا کہ بنی مراد مین سے ایک شخص حضرت ابو موسیٰؓ کے پاس جبکہ وہ زمانۂ خلافت
عثمان رضؓ مین کوفہ پر حاکم تھے آیا اور ابو موسیٰ نماز پڑھکر بیٹھے تھے پس اُنسے کہا کہ یہ مقام آپکی طرف پناہ لانیوالے کا ہی مین فلان بن فلان
المرادی ہون مین نے اللہ و رسول سے محاربت کی تھی پھر قبل اسکے کہ تم مجپر قدرت پاؤ مین خود توبہ کر کے حاضر ہو گیا تب ابو موسیٰ کھڑے
ہو گئے اور کہا کہ یہ فلان بن فلان ہی اور قبل ہمارے اسپر قابو پانے کے یہ توبہ کر کے آیا اور پہلے محاربہ کر چکا ہی پس اب اس سے کوئی سوا
بھلائی کے تعرض نہ کرے سو اگر یہ سچا ہی تو سچی راہ پاویگا اور اگر جھوٹا ہی تو اپنے گناہون مین پکڑا جاویگا پھر وہ شخص جب تک اللہ تعالےٰ
نے چاہا پھر نکل گیا سو اپنے گناہون مین ماخوذ ہو کر قتل ہوا رواہ ابن جریر اور نیز روایت کی کہ علی اسدی نے رہزنی و محاربہ کیا اور راہ خوفناک
کر دی اور ناحق خون مین ہاتھ بھرے اور مال ناحق لیا اور عوام و امام سب نے اُسکو پکڑنا چاہا مگر قابو نہ پایا یہانتک کہ اُسنے خود توبہ کر لی اور بات
یہ ہوئی کہ اُسنے ایک مرد کو یہ آیت پڑھتے سنا قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو
الغفور الرحیم۔ پس ٹھہر گیا اور کہا کہ ای بندہ خدا اسکو دوہراؤ اُسنے پھر یہی آیت پڑھ دی پس اُسنے اپنی تلوار میان مین کر لی اور تائب
ہو کر مدینہ مین آیا اور سحر کے وقت غسل کر کے مسجد رسول اللہ صلعم مین آکر نماز صبح پڑھی پھر حضرت ابو ہریرہؓ
کے ساتھ بیٹھ گیا پھر جب اُجالا ہو گیا اور لوگون نے اُسکو پہچانا تو اسکی طرف کو کھڑے ہوے اُسنے کہا کہ

Marfat.com

... قابو پانے سے پہلے توبہ کر کے آیا ہوں تو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ یہ سچا ہی اور اُسکا ہاتھ پکڑ کے مروان بن الحکم کے پاس لائے ... امیر معاویہؓ کی طرف سے مدینہ پر حاکم تھا اور کہا کہ یہ شخص توبہ کر کے آیا ہی تمکو اسکی طرف کوئی راہ نہین اور نہ قتل ہو سکتا ہی پس وہ سب مواخذہ سے چھوڑا گیا پھر علی اسدی کی توبہ اچھی ہوئی اور وہ سمندر مین جہاد کو روانہ ہوے پس رومیون سے مقابلہ ہوا پس ان لوگون نے اپنی کشتی کو انکی کشتی سے قریب کر دیا پس علی اسدی حملہ کر کے رومیون کی کشتی پر گھس گیا اور وہ اُسکے سامنے بھاگ کر کشتی کے دوسرے کنارے پر جا پڑے پس کشتی ایک طرف لنگر کھا کر لوٹ گئی اور سب کے سب سمندر مین غرق ہو گئے **قال المترجم** اسمین توبہ کی بڑی فضیلت ظاہر ہوئی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اُس تک وسیلہ اور لڑائی کرو اُسکی راہ مین

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ

شاید تمھارا بھلا ہو جو کافر ہین اگر اُنکے پاس ہو جتنا کچھ زمین مین ہی سارا اور اُسکے

مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ساتھ اُتنا اور کہ چھڑوائی مین دین اپنے قیامت کے عذاب سے وہ اُنسے قبول نہ ہو اور اُنکو دُکھ کی

أَلِيمٌ ۝ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ

مار ہی چاہین گے کہ نکل جاوین آگ سے اور وہ نکلنے والے نہین اور اُنکو

عَذَابٌ مُقِيمٌ ۝

عذاب دائم ہی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ - خافوا عقابه بان تطيعوه - یعنے تقوی کرنے سے یہان مراد یہ کہ اتقوا عقاب اللہ - یعنے عقاب الٰہی سے خوف کرو اور بچو بایں طور کہ اللہ تعالے کی طاعت و فرمانبرداری کرو اور مخالفت و محاربت کرو **وَابْتَغُوا** اى اطلبوا اور طلب کرو - **إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** - اللہ تعالے کی طرف وسیلہ - اى ما يقربكم اليه من طاعته - یعنے وہ چیز ڈھونڈو جو تمکو اللہ تعالے سے نزدیک کرے جو اُسکی بندگی ہی در اصل وسیلہ وہ چیز ہی جس سے مقصود حاصل کرنے کی طرف توسل لیا جاوے اور یہان ابن عباس سے وسیلہ کی تفسیر قربت مروی ہوئی اور مراد اس سے وہ چیز ہی جس ... قربت حاصل ہو یعنے طاعات جو وسیلہ تقرب ہین اُنمین سے بھی دلی آرزو کے ساتھ ایسی چیز تلاش کرو جس سے تقرب ہو اور آگے خود جہاد کا حکم فرمایا جو اعلی وسیلہ ہی اور بعضے صوفیہ کی عبارات جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ کافرون سے لڑائی تو چھوٹا جہاد ہی اور نفس کشی بڑا جہاد ہی تو مطلب اس عبارت کا یہ ہی کہ محض لڑائی ظاہری تو آسان ہی اور نفس کو حرام و شبہات و ممنوعات مین پڑنے سے روکنا یہ زیادہ سخت ہی کیونکہ یہ دشمن سامنے نہین اور چوٹ نہین کھاتا اور حاوی ہو رہا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ جو بندے خالص نیت سے تقوی کے ساتھ جہاد کرتے ہین تو ظاہر ہی کہ وہ جہاد اصغر و اکبر دونو نکے جامع ہین اور سابق مین مختصر عبارت مین اسکے فضائل بیان ہو چکے بالجملہ وسیلہ کی تفسیر قربت سے جو ابن عباسؓ سے مروی ہی وہی مجاہد و ابو وائل و ابن زید و بہتیرون سے مروی ہی اور ابن زید نے اسپر شاہد دوسری آیۃ قولہ اولئک الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة الآية پڑھ دی اور قتادہ نے کہا یعنے اُسکی طاعت و مرضیات پر عمل کرو **وقال الشيخ ابن كثير** تقوی کا لفظ جب طاعت کے ساتھ بیان ہوتا ہی

Marfat.com

تو مراد اُس سے یہ ہوتی ہے کہ حرام چیزون سے باز رہو اور جو منع ہین اُنکو چھوڑ دو اور جو تفسیر ان ائمہ صالحین [illegible]
مفسرین کے درمیان اس تفسیر مین کچھ اختلاف نہین ہے اور یہ جان لینا چاہیے کہ وسیلہ ایک خاص [illegible]
منزلت فقط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص ہے یہان مراد نہین ہو سکتی ہے اور [illegible]
بن العاص رضہ نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب تم لوگ اذان دینے والے سے سنو تو تم بھی [illegible]
اور درود پڑھو کیونکہ البتہ جسنے مجھپر ایک مرتبہ درود پڑھا تو اللہ تعالے اُسپر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہے پھر [illegible]
کرو کہ اللہ تعالے وسیلہ مجھے عطا کرے اور وہ جنت مین ایک درجہ ہے کہ اللہ تعالے کے بندون مین سے ایک ہی کے واسطے [illegible]
مجھے امید ہے کہ وہ بندہ مین ہی ہونگا سو جسنے میرے واسطے وسیلہ کی درخواست کی اُسکو میری شفاعت روزی ہوگی رواہ مسلم [illegible]
معنے امام احمد و ترمذی و ابن مردویہ نے صحیح اسانید کے ساتھ ابو ہریرہؓ سے روایت کیے اور نیز اسکو طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن [illegible]
ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے معنے یہ ہونگے کہ یہ منزلت فقط آنحضرت صلعم کے واسطے ہوگی پھر آپ کے ساتھ آپ کے
صالحین اہل بیت رضوان اللہ علیہم ساکن ہونگے پس اب روایات صحاح کے معنے مین موافقت ہوگئی۔ **وَجَاهِدُوا**
فِي سَبِيلِهِ ۔ لاعلاء دینہ ۔ یعنے اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنے کے یہ معنے ہین کہ اُسکا دین بلند کرنے کے واسطے جہاد کرو تب ہی
اللہ تعالے کی راہ مین ہوگا چنانچہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ لوگون نے کافرون سے لڑنے والونکے اقسام باعتبار نیت کے بیان
کرکے پوچھا کہ انمین سے اللہ تعالے کی راہ مین لڑنے والا کون ہوا تو آپ نے فرمایا من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیا فھو فی سبیل اللہ
یعنے جسنے اس نیت سے قتال کیا کہ اللہ تعالے کا کلمہ بلند ہو تو وہ اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنیوالا ہے الحاصل ای ایمان والو اللہ تعالے
سے تقوی رکھو اور نیک اعمال سے اسکی جناب مین تقرب ڈھونڈو اور اسی کا کلمہ بلند ہونے کے لیے جہاد کرو۔ **لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** تفوزون
تاکہ فوز حاصل کرو اللہ تعالے نے بندگان اولیا کو پہلے تو حرام و ممنوع سے پرہیزگاری رکھنے کا حکم دیا پھر پاکیزہ کرکے طاعات کی رغبت
دلائی اور جہاد پر آمادہ کیا کہ وہ فوز عظیم ہے پھر بندگان اولیا کے حال کے بعد اُن مخلوق کا حال خراب بیان فرمایا جو نافرمانی کرتے اور نیک و
بد نہین سمجھتے اور عاقبت کا وبال و عقاب اپنے سر سمیٹتے ہین یہ مخلوق مملوک مقہور ہین اور یہ لوگ بالکل مباین از اول فریق ہین اسواسطے
ان خبیثون کو بالکل الگ کرکے بدون واو عطف وغیرہ کے ذکر فرمایا۔ **اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا** ۔ جو لوگ کفر و شرک پر مرگئے۔ **لَوْ اَنَّ**
ای لو ثبت ان ۔ **لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا** ۔ اگر یہ صورت فرض کیجاوے کہ تمام زمین مین جو کچھ مال و خزانہ وغیرہ ہے سب انکے
لیے ہے۔ **وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ** ۔ اور اسکے برابر اور بھی ہے۔ **لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ** ۔ تاکہ قیامت کے
عذاب سے چھٹکارے کے لیے اس سب کو وہ فدیہ دین تو بھی۔ **مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ** ۔ اُنسے یہ قبول نہ کیا جائیگا بلکہ **وَلَهُمْ عَذَابٌ**
اَلِيْمٌ ۔ اُنکے لیے درد دینے والا عذاب ہوگا اور سراج مین کہا کہ ولہم ای لا لعصاۃ المسلمین ۔ یعنے انھین کافرون کیواسطے عذاب
الیم ہوگا اور اورون کے واسطے نہوگا چنانچہ متقی مومنون کے واسطے بالکل نہوگا اور گنہگار مسلمانون کے واسطے ایسا عذاب نہوگا [illegible]
گنہگار مسلمان بعد چندے اپنی معصیت کی سزا اُٹھا کر نکالے جاوینگے برخلاف کافرون کے کہ کبھی نہ نکلینگے چنانچہ فرمایا **يُرِيْدُوْنَ**
ای یتمنون ۔ **اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ** ۔ تمنا کرینگے کہ نکلین آگ سے ولیکن حکم قطعی ہوچکا کہ **وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ**
مِنْهَا ۔ کبھی وہ آگ سے نہین نکلنے والے ہین ۔ اسیواسطے جملہ اسمیہ وغیرہ مفید تاکید و استمرار سے بیان کیا [illegible]

... سے دنیا کی سمجھ جو حواس سے متعلق ہی چاہے کتنی تیز ہو لیکن آخرت و راہ حق کی سمجھ جو عقل سے متعلق ہی
بلکل نادان ہوتے ہین چنانچہ اس زمانہ مین فرقۂ نصاری کو دیکھکر عبرت حاصل کرو کہ دنیا کے کامون مین کتنے ہوشیار اور روشن حواس والے ہین اور
مسئلہ مین ہوتی مین خدا کیے جاتے ہین اور جب دلائل سے بحث مین پکڑے جاتے ہین تو بغلین جھانکتے ہین لهذا الله تعالے نے قوله
... بخارجین منها سے جو مفہوم تھا اسکو تصریح سے بھی فرمادیا کہ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ۔ اور اُنکے لیے عذاب دائمی ہے
یعنے ٹھہرا ہوا کہ جنبش نہ کرے اور کبھی نہ ٹلے یعنے دائمی عذاب ہی اور اسمین بھی خبر مقدم کرکے انحصار کردیا کہ یہ مخصوص کافرون کے
لیے ہی اور گنہگار مسلمانون کے حق مین ایسا نہوگا اور احادیث سے گنہگار مسلمانونکا دوزخ سے نکلنا مصرح ثابت ہوا پس فرقۂ معتزلہ وغیرہ
جو کہتے ہین کہ مسلمان اگر کبیرہ گناہ کرکے بلا توبہ مرگیا تو وہ بھی دائمی دوزخی ہی تو اُنکا قول مردود ہی جیسا کہ آیت کریمہ سے مفہوم اور
احادیث سے مصرح ثابت ہوا اور تعجب ہی زمخشری معتزلی نے کشاف مین جابجا بہت سی روایتون کو جو بنائی ہوئی موضوع و ضعیف و غریب و منکر
ہین استدلال مین پیش کیا اور جب اس مقام پر پہونچا تو صحیح حدیثون کو کہنے لگا کہ یہ تو محدثین اہل سنت و جماعت نے گڑھ لی ہین صاحب
فتح البیان نے سچ کہا کہ ایسے ناواقف و بیخبر آدمی سے کیونکر اس غرض سے گفتگو کی جاوے کہ جو حق بات ہی وہ ظاہر ہو جسکو روایت کے
فن سے وقوف نہین اور صحیح و ضعیف و موضوع مین اُسکو تمیز نہین ہی یہ کتنی بڑی جہالت ہی کہ موضوع و منکر سے تو دلیل لاوے اور گنہگار
مسلمانونکے دوزخ سے نکالے جانے کی صحیح مشہور بلکہ متواترات حدیثونکو موضوع بتلادے لیکن مترجم اہل ایمان و انصاف کی آگاہی کیواسطے
اختصار سے بیان کرتا ہی واضح ہو کہ نہایت صحیح احادیث و اخبار سے جو تعداد کثیر ہین یہ بات ثابت ہوگئی ہی کہ کچھ گنہگار اہل توحید و اسلام
اگلی امتونکے اور اس امت کے بھی دوزخ مین جاوینگے پھر نکالے جاوینگے اور رہے کفار سو وہ کبھی نہین نکلینگے چنانچہ حضرت انس رضی سے روایت
ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دوزخی آدمی لایا جائیگا اُس سے کہا جائیگا کہ ای آدمی تونے اپنا ٹھکانا کیسا دیکھا یہ عرض کریگا کہ بہت ہی برا
ٹھکانا ہی حکم ہوگا کہ زمین بھر سونا تو اپنے فدیہ مین دیسکتا ہی کہیگا کہ ہان ای پروردگار مین دیدونگا (ابھی تک اخل نہین ہوا ۱۲) اور تعالے فرماویگا کہ تو جھوٹا ہی اس سے بہت
آسان تجسے کہا گیا مگر تونے نہین کیا پھر حکم ہوگا کہ دوزخ کو اسے لیجاؤ رواہ مسلم و النسائی و البخاری اور ابن صہیب نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دوزخ مین سے ایک قوم نکالے جاوینگے اور جنت مین داخل کیے جاوینگے
تو ابن صہیب نے کہا کہ اللہ تعالے تو فرماتا ہی کہ یریدون ان یخرجوا من النار و ما ہم بخارجین منہا حضرت جابر رضی نے جواب دیا کہ آیت کو
اول سے پڑھو یعنے ان الذین کفروا لو ان لہم ما فی الارض الی آخر الآیۃ۔ آگاہ ہو کہ یہ انھین لوگون کے حق مین ہی جو کافر ہین رواہ
ابن مردویہ و احمد و مسلم فی صحیحہ و ابن ابی حاتم و ابن المنذر اور بعض روایت مین ابن صہیب نے بیان کیا کہ پہلے تو مین غصہ ہوا پھر حضرت جابر رضی
کا تحقیق کرنے اور قرآن مجید مجھے سمجھانے کے بعد مین تحقیق پر ہوگیا اور ایسا ہی طلق بن حبیب سے ثابت ہوا اور ایسا ہی عکرمہ نے ابن الازرق
کے جواب مین ابن عباس سے روایت کیا ہی بالجملہ صحاح احادیث سے اسطرح متواتر المعنے ثابت ہوا کہ ضروریات دین سے ہوگیا ہی اسواسطے کتب
عقائد مین بیان کیا جاتا ہی ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اشارہ ہی کہ حسن تقوی اچھا
... تقوی یہ کہ سواے اللہ تعالے کے سب سے نظر اُٹھالیوے اور غیر کی طرف نظر نہ رکھے اور اسی تقوی سے اُسکی طرف وسیلہ ڈھونڈھے
... حق تعالے کے بندون کا اُسکی طرف کچھ وسیلہ نہین ہی کیونکہ وہی پاک خود بندون کے لیے وسیلہ ہی یہ عمدہ معنے مفہوم ہین
... کہ شاعر کہتا ہی ؎ ایا جود معن ناج معنا بحاجتی + فلیس الی معن سواہ شفیع + یعنے معن جو مرد کریم و سخی ہی اُسکی صفت کرم کو

خطاب کرکے کہتا ہی کہ ای محسن کے کرم تو ہی محسن سے میری حاجت کو چھپے سے بیان کر دے کیونکہ محسن ایسا کریم ہی کہ
کی ضرورت نہین وہی خود بذریعۂ اپنے کرم کے اپنے پاس سفارشی ہی پھر وسیلہ بیان محبت و معرفت الٰہی ہی اور
مراد کو پہونچ جاتا ہی قال المترجم سلسلۂ کلام یون ہی کہ ظلم و غدر یہود و اہل کتاب پھر قصۂ ہر دو پسر آدم علیہ السلام
انجام پھر بیان آنکہ بعد فہمایش رسولون کے بھی اہل بیوفائی کو اثر ہونا اور وہی فساد و ظلم کیے جانا جسکا نتیجہ پہنچا
اہل محاربہ تاکہ اہل طاعت کو امن ملے مگر غلبۂ رحمت سے توبہ کرنے والون کو عفو کرنا پھر ارشاد یہ کہ نفس و دنیا سے
تقوے سے وسیلہ پکڑین لیکن کافر اپنے ہاتھون ذبح لیتے ہین اور اپنے ہاتھون فساد کرتے ہین اُنکے ہاتھ قلم کرو

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ

اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو اُنکے ہاتھ سزا اُنکی کمائی کی تنبیہ اللہ کی طرف سے اور اللہ

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ

زور آور حکمت والا ہی پھر جسنے توبہ کی اپنی تقصیر کے پیچھے اور سنوار پکڑی تو اللہ اُسکو معاف کرتا ہی بیشک اللہ

غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ

بخشنے والا مہربان ہی تونے معلوم نہین کیا کہ اللہ کو ہی سلطنت آسمان اور زمین کی عذاب کرے

يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

جسکو چاہے اور بخشے جسکو چاہے اور اللہ سب چیز پر قادر ہی

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا۔ جو کوئی مرد یا جو کوئی عورت چوری کرے تو اُنکے ہاتھ کاٹ
دو ف سرقہ بکسر الراء اُس چیز کا نام ہی جو چرائی جاوے اور سرق مصدر ہی اور وہ آنکھون سے پوشیدہ کوئی چیز لے لینے کو کہتے ہین
جیسے محاربہ و قطع طریق یہ ہی کہ ظاہر کھلے ہوے لینا اور اس بیان سے ماسبق سے مناسبت بھی ظاہر ہوگئی پھر سرقہ مین سارق
مرد کو سارقہ عورت سے مقدم کیا بوجہ اسکے کہ اکثر یہ فعل مردون سے زیادہ واقع ہوتا ہی جیسے سورۂ نور مین قولہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا
کل واحد منہما مأۃ جلدۃ۔ مین زانیہ عورت کو زانی مرد سے مقدم کیا کیونکہ زیادہ میلان اس فعل زنا کا عورتون ہی پھر قولہ فاقطعوا
ایدیہما مین قطع بمعنے ابانت یعنے جدا کر دینا اور معنے یہ کہ دونون مین سے ہر ایک کا ہاتھ کاٹ دو پس یدیہما نہین فرمایا کیونکہ اجتماع دو
تثنیہ کا عرب کی زبان مین کراہت ہی جیسے قولہ فان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما۔ مین قلباکما نہین آیا ہی اور مراد ید سے یہان داہنا
ہی اور کمالین مین کہا کہ یہ بدلیل قرارۃ ابن مسعود رضہ کے کہ فاقطعوا ایمانہما ای دونوں کے داہنے ہاتھ کاٹ دو اور اسی پر اجماع منعقد
ہی وقال ابن کثیر یہ قرارت شاذ ہی صرف مؤید اس تفسیر کی ہی کہ ہاتھ سے داہنا مراد ہی ورنہ احادیث صحاح و اجماع سے یہ بات متعین
ہوگئی کہ داہنا ہاتھ مراد ہی پھر لفظ ید کا اطلاق پہونچا تک اور کہنی تک اور مونڈھے تک ہوتا ہی اور جمہور سلف و فقہا کے نزدیک اس
قول مین مراد پہونچا تک ہی کہ کوع سے جو کہ پنجہ اور کلائی کا جوڑ ہی کاٹا جاوے اور تل دیا جاوے تاکہ خون بند ہو جاوے اور یہی
مروی ہی قال المفسر و بنیت السنۃ ان الذی یقطع فیہ ربع دینار فصاعدا۔ وانہ ان عاد قطعت رجلہ الیسرے من مفصل القدم ثم الید
الیسری ثم الرجل الیمنی وبعد ذلک یعزر۔ اور سنت نبی صلعم نے ظاہر فرمادیا کہ سرقہ اگرچہ قلیل مال چرایا ہو یا کثیر مال

Marfat.com

…مذہب ہو (لیکن شرح مین حسب مقدور ہاتھ کاٹا جایگا وہ سرقہ ہو کہ چوتھائی دینار یا اُس سے زیادہ ہو خواہ نقد یا اتنے کا مال ہو یہی امام شافعیؒ کا
مذہب ہو اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک دس درم یا اتنے کا مال ہو) اور یہی سنت نے ظاہر کیا کہ دایان ہاتھ کاٹے جانے کے بعد اگر اس نے
دوبارہ چوری کی تو دوسری طرف کا پانوں یعنے بایان پانوں اُس جوڑ سے جہان قدم و ساق ملے ہین کاٹا جاوے پھر اگر تیسری بار چوری کی
تو بایان ہاتھ کاٹا جاوے پھر اگر چوتھی بار چرایا تو دایان پانوں کاٹا جاوے پھر اُسکے بعد اگر چرایا تو تعزیر دی جاوے اور یہ سب امام شافعیؒ کا
مذہب ہو اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک پہلی بار دایان ہاتھ اور دوسری بار بایان پانوں کاٹا جاوے پھر تیسری بار اُسکو تعزیر دیجاوے گی
قال المترجم تحقیق کلام از ابن کثیر وغیرہ یون ہو کہ چور کے واسطے سزاے قطع زمانۂ جاہلیت مین بھی قریش کی ایجاد سے موجود ہوئی تھی کہ اُنھون
نے خانۂ کعبہ کے خزانہ چُرانے والے کا ہاتھ قلم کیا کہ پھر چوری سے بندگان خدا امن مین ہوگئے اور مانند قسامت و دیت وغیرہ
کے شرع مین یہ سزا بھی بتوافق وار د ہوئی اور ان سب پر شروط زیادہ ہوے ہین اور بعض فقہا اہل ظاہر اس طرف گئے ہین کہ جو اگر
کوئی چیز چرائے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جاوے بدلیل آنکہ آیت عام ہو اسمین سرقہ کی مقدار مین کوئی تخصیص نہین ہو
پس ان لوگون نے مال مسروقہ مین کوئی مقدار محدود نہین رکھی اور یہ بھی قید نہین اعتبار کی کہ وہ مال محرزہ چراوے اور تمسک انکا
اس حدیث سے ہو جو صحیحین مین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تعالےٰ چور پر کہ
ایک بیضہ چراتا ہو پس اُسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہو اور حبل چُراتا ہو پس اُسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہو پھر سوائے ان اہل ظاہر کے باقی جمہور علما نے
سرقہ مین حرز و نصاب کا اعتبار کیا اگرچہ اسکی مقدار مین اختلاف ہو حتی کہ چارون ائمہ فقہ مین سے ہر ایک کا قول اسکی مقدار مین علیحدہ
[بیضہ: انڈا او کھیے خود ١٢ — حبل: رسی اور کشتی کا رسہ ١٢]
ہو پس امام مالک کے نزدیک تین درم سکہ دار کھرے یا اس قدر دامون کا مال یا اُس سے زیادہ کو اگر حرز سے چرا دے تو ہاتھ کاٹا جاوے
اور اس سے کم مین سزاے دیگر کا اختیار ہو ہاتھ نہین کاٹا جایگا اور حجت اُنکی حدیث ابن عمرؓ ہو کہ حضرت صلعم نے ایک ڈھال چرانے
والے کا ہاتھ کاٹا جسکی قیمت تین درم تھی رواہ البخاری و مسلم ایضًا اور مالکؒ نے کہا کہ عثمانؓ نے ایک اترجہ چرانے والے کا جسکے
دام تین درم اندازہ کیے گئے تھے ہاتھ کاٹ دیا مالکؒ نے کہا کہ اس باب مین یہ اثر مجھے زیادہ محبوب معلوم ہوا اور اسکو مالک نے موطا مین
باسناد صحیح از عمرہ بنت عبدالرحمن روایت کیا کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین ایک چور نے اترجہ چرایا تو عثمانؓ نے اُسکی قیمت اندازہ کرائی پس
تین درم کو اندازہ کی گئی پس عثمانؓ نے ہاتھ کاٹ دیا فقہاے مالکیہ نے کہا کہ یہ کام جو کیا گیا خواہ مخواہ مشہور ہوا ہوگا اور اس پر صحابہؓ
مین سے کسی سے انکار ثابت نہین ہوا تو ایسے صنیع پر اجماع سکوتی نقل کیا جا سکتا ہو اور اسمین … ہو کہ پھلون کی چوری مین
ہاتھ کاٹا جاوے لیکن حنفیہ فقہا نے اسمین خلاف کیا اور شاید انکے نزدیک یہ تاویل ہوگی کہ وہ توڑ کر حرز مین کر لیا گیا ہوگا اور نیز یہ اثر
بحیثیت مذکورہ حنفیہ و شافعیہ دونون پر حجت ہو کہ اول نے دس درم اور دوم نے چہارم دینار کا کیون اعتبار کیا کیونکہ اسمین تین درم کی مقدار
مذکور ہو قال المترجم اس حدیث و اثر مین اگرچہ یہ تفصیل نہین کہ تین درم سے کم مین نہ کاٹا جاوے لیکن آگے تفصیل آتی ہو ہان یہ حدیث فعلی و قولی
ہی و اثر عثمانؓ انکا خود فیصلہ ہو وہ حدیث مرفوع نہین ہو اسکو یاد رکھو اور آگے چلو پھر شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ امام شافعیؒ نے چور کا ہاتھ کاٹے جانے
کے واسطے چوتھائی دینار یا اسکے مساوی مالیت کا اعتبار کیا اور دلیل اُنکی حدیث عائشہؓ ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کاٹا جاوے چور کا ہاتھ چہارم دینار
مین رواہ البخاری و مسلم قال المترجم اس روایت مین اگرچہ یہ تصریح نہین کہ اس سے کم مین نہ کاٹا جاوے لیکن دوسری روایت صحیح مسلم مین یہی ہو کہ
… چور کا ہاتھ مگر چہارم دینار مین یا زیادہ ہو قال ابن کثیر یہ حدیث قولی فاصل ہو اس مسئلہ مین اور چہارم دینار معتبر ہونے مین نص ہو جو

Marfat.com

شیخ ابن کثیرؒ نے حدیث مالک کا جواب اصحاب شافعیہ سے یون نقل کیا کہ دینار اس زمانہ مین بارہ درم [illegible]
دینار ہوگیا پس دونون حدیثین معنے مین متفق ہین **وقال المترجم** اعتبار نصاب کا سرقہ مین بنظر مالیت ہوگا [illegible]
ہو حتی کہ دینار بارہ درم کا تھا تو تین درم مین اور جب چالیس درم کا ہوا تو دس درم مین جیسا کہ حنفیہ نے کہا اور اگر [illegible]
کا بنایا جاوے تو وہی درم مین حتی کہ بہت چھوٹا چار درم کا ہو تو ایک ہی درم مین ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا جاوے پس [illegible]
قرار دینا بعید ہے کیونکہ سرقہ مختص بدینار نہین پھر دینار مختلف ہین ہان اس زمانہ مین جبکہ آپ نے چہارم دینار کا حکم کیا تھا تو دلالت حال [illegible]
تھا پس اگر بارہ درم کا دینار تھا تو تین درم یا چہارم دینار یا اسکے مساوی کا اعتبار متعین ہوگا اور اگر یہ معلوم ہونا متعذر ہو جاوے تو [illegible]
مان لیا جائیگا مگر اسی طرح کہ چہارم دینار جسکے تین درم ہون پس قول مالکؒ سے کچھ خلاف نہوگا پھر فرمایا کہ چہارم دینار معتبر ہونیکا مذہب حضرت [illegible]
وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے وعمر بن عبد العزیز ولیث بن سعد واوزاعی وشافعی واسحاق وابو ثور وداؤد ظاہری کا قول ہے **قال المترجم**
امام مالک نے جو اثر حضرت عثمانؓ سے روایت کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینار بارہ درم کا تھا جسکا چوتھائی معتبر ہوا ہے اور اسی سے اسحاقؒ [illegible]
ایک روایت مین انکا مذہب یہ مروی ہوا کہ تین درم یا چہارم دینار دونون مین سے کوئی چراوے ہاتھ کاٹا جاویگا اور یہی قول امام احمدؒ کا ہے اور امام
احمدؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چوتھائی دینار مین چور کا ہاتھ کاٹو اور اس سے کم مین مت کاٹو اور اسوقت مین
چوتھائی دینار تین درم کا تھا اور دینار بارہ درم کا تھا کذا رواہ احمد اور نسائی کی ایک روایت مین ہے کہ نہ کاٹا جائیگا چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے
کم مین تو عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ ڈھال کی قیمت کیا ہے انھون نے فرمایا کہ چوتھائی دینار **قال المترجم** اسمین صریح دلالت ہے کہ چہارم دینار کہنے سے مالیت
معلوم مراد ہے اور خصوصیت چہارم کے لفظ کی نہین ہے کیونکہ بالاتفاق ڈھال کی قیمت کا اعتبار نہین تاکہ اگر عمدہ ڈھال بیس درم کی ہو تو بیس درم سے
کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے حالانکہ روایت نسائی مین یہ لفظ ہے کہ ڈھال کی قیمت سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے پس ظاہر ہوا کہ ڈھال کی قیمت یا چہارم دینار سے
غرض مالیت ہے اور اثر مالکؒ سے معلوم ہوگیا کہ کھرے تین درم مراد ہین پس اب غور کرنے کے قابل مذہب امام مالک ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ تین درم کھرے یا
بارہ درم والے دینار کا چہارم یا اسقدر مالیت کی چیز چرا لے تو ہاتھ کاٹا جاوے اگرچہ فی الجملہ مبہم رہا کہ درم کی کیا مقدار تھی ہان صحابہ رضی اللہ عنہم کو بسبب
دلالت حال کے یہ بات معلوم تھی پس ممکن ہے کہ ایک زمانہ کے حساب سے تین درم ہون اور دوسرے دور سے زیادہ ہون پھر **شیخ ابن کثیرؒ** نے فرمایا واما الامام ابو حنیفۃ
واصحابہ ابو یوسف ومحمد وزفر وکذا سفیان الثوری رحمہم اللہ فانہم ذہبوا الی ان النصاب عشرۃ دراہم مضروبۃ غیر مغشوشۃ۔ یعنے امام ابو حنیفہ وانکے شاگرد ابو یوسف
ومحمد وزفر اور اسی طرح شیخ سفیان ثوری رحمہم اللہ ان سب کا مذہب یہ ہے کہ نصاب سرقہ کھرے دس درم سکہ دار ہین جنمین میل نہو واحتجوا بان ثمن المجن الذی
قطع فیہ السارق علی عہد رسول اللہ صلعم کان ثمنہ عشرۃ دراہم وقد روی ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا ابن نمیر وعبد الاعلی عن محمد بن اسحاق عن عمرو
بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقطع ید السارق فی دون ثمن المجن وکان ثمن المجن عشرۃ دراہم قالوا وقد ر[illegible]
ابن عباس وعبد اللہ بن عمرو وقد خالفا ابن عمر فی ثمن المجن فالاحتیاط الاخذ بالاکثر لان الحدود تدرأ بالشبہات انتہی بلفظہ۔ اور حجت [illegible]
لوگون کی یون ہے کہ حضرت صلعم کے وقت مین آپ کے حکم سے جس ڈھال چرانے والے کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس ڈھال کی قیمت [illegible]
ابن ابی شیبہ نے باسناد مذکور عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ڈھال سے کم دامونکی چوری مین [illegible]
اور ڈھال کی قیمت دس درم تھی ان فقہا کی دلیل یہ ہوئی کہ دیکھو یہ ابن عباس وعبد اللہ بن عمرو دونون نے ڈھال کی قیمت بیان کر [illegible]
کیا یعنے عبد اللہ بن عمرؓ نے تو تین درم بیان کیے تھے اور یہ دونون کہتے ہین کہ دس درم قیمت تھی تو شبہ ہوا تو [illegible]

Marfat.com

ہی احتیاط کرکے لینا چاہیے کیونکہ اسمین تین درم کم مقدار بھی آگئی تو دس درم کی مقدار نصاب ہونا قطعی ہوا اور تین درم کی مقدار نصاب لینے
مین شبہہ رہا اور بالاتفاق یہ کلیہ اصل مسلم ہی کہ حدود یعنے سزائین مقرری جن شروط کے ساتھ ہین اگر کسی مین کچھ شبہہ ہو تو حد ساقط ہو جاتی
ہی لہذا جب تین درم ہونے مین شبہہ رہا تو اس مقدار سے حد یعنے چور کا ہاتھ کاٹنا ساقط ہوگا **قال المترجم** پوشیدہ نہین کہ حدیث ابن ابی شیبہ
کی اسناد درجۂ حسن سے کسی طرح کم نہین اور اسمین شیخ ابن نمیر و عبد الاعلی تو شیوخ بخاری و مسلم ہین اور محمد بن اسحق کی ترمذی نے بخاری سے توثیق
نقل کی اور اسناد عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ۔ سے جہابذۃ المحدثین وغیرہم نے استدلال کیا اور طحاوی نے اسی کو ابن عباس و عبد اللہ بن
عمرو اور ام ایمن سے باسانید جیدہ روایت کیا ہی پس اسناد مین جو ظاہر متصل ہی جسکو کلام ہو وہ نا انصاف متعصب ہی اسکو اللہ تعالی سے خوف
چاہیے پھر توجیہ استدلال مین بھی کوئی شبہہ نہین ہی اور ترجیح روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ بسبب روایت صحیحین یا استغنا دبقضیہ حکم عثمان رضی
اللہ عنہ کچھ مفید نہین کیونکہ شبہہ باقی رہیگا اگرچہ ضعیف ہو اور خصوصاً اس صورت مین کہ **شیخ ابن کثیر** نے اسکے بعد لکھا کہ بعضے سلف رضی اللہ
عنہم کا یہ مذہب ہی کہ دس درم یا ایک دینار یا انہین سے کسی ایک کے برابر قیمت کے مال چرانے مین چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور یہی قول
حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم و ابراہیم نخعی و ابو جعفر باقر رحمہما اللہ کا نقل کیا جاتا ہی بہرحال جمہور سلف و خلف و ائمہ فقہ کے قول مین
سرقہ کی سزا ہاتھ کاٹنے کی دو شرط سے ہی ایک یہ کہ حرز سے مال چرایا و نکالا ہو اور دوسرے وہ مال بقدر نصاب ہو اور نصاب مین اختلاف بیان
ہوا اور بعضے اہل ظاہر جنھون نے حدیث ابو ہریرہ مرفوع سے بیضہ یا حبل کی چوری پر ہاتھ کاٹے جانے سے استدلال کرکے حد سرقہ کا
کوئی نصاب نہین قرار دیا تو جمہور نے ان لوگون کو یہ جواب دیا کہ تمنے جس حدیث ابو ہریرہ رض سے استدلال کیا اسکے معنے جو تم سمجھے ہو وہ نہین
ہین کیونکہ ہمنے جو صحیح احادیث اوپر بیان کردین اُنسے اتنا صریح ثابت ہوا کہ تین درم سے یا چہارم دینار سے یا ڈھال کے دام سے کم مقدار
چرانے مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا پس یہ تو متعین ہوگیا کہ سرقہ کی حد جاری کرنے مین کچھ نصاب معتبر ہی اور مطلقاً سرقہ پر یہ حد جاری نہین ہی اور
رہی وہ حدیث ابو ہریرہ رض تو اسمین بیضہ و حبل کا لفظ ہی پس بیضہ کا لفظ کئی معنے پر بولا جاتا ہی ایک تو انڈا اجو معروف ہی اور دوسرے لڑائی مین جو
آہنی کلاہ سر پر رکھتے ہین جسکو خود بھی کہتے ہین وغیر ذلک پس بیضہ سے مراد یہان لوہے کا خود ہی جسکی قیمت نصاب سرقہ سے کم نہو
اور ایسی ہی حبل بمعنے رسی تو جہاز و کشتی وغیرہ کا رسا مراد ہی جسکی قیمت نصاب سے کم نہو اور یہ جو مراد ہمنے بیان کی یہی بخاری وغیرہ نے
حضرت اعمش رح سے حکایت کی ہی اور اگر بیضہ و حبل سے انڈا اور رسی کے معنی مراد ہون تو بھی حدیث کا سیاق تو چوری کی مذمت و توہین مین ہی
پس احتمال ہی کہ آپنے زمانہ جاہلیت والونکی رسم پر بطور اخبار کے مذمت فرمائی کیونکہ وہ لوگ تھوڑی چوری پر ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے تو مذمت
کی کہ چور بیوقوف بدکار ہی کہ اُسکی اس عادت کا یہ انجام ہی کہ اپنا قدر و قیمت والا ہاتھ ایک حقیر مال کے پیچھے تباہ کردیتا تھا اور اسی طرح اور جوابات
ہین مترجم نے اسیقدر کافی سمجھکر اقتصار کیا بہرحال جمہور کے موافق حاصل تفسیر یہ ہوا کہ جو مرد یا عورت ایسے شخص کا جسکے خفیہ مال لینے کو
چوری اعتبار کیا جاوے اسقدر مال جو بقدر نصاب سرقہ ہو اور وہ حنفیہ رح کے نزدیک دس درم کم سے کم ہی خفیہ چراوے اور وہ مال محرزہ ہو اسکو
حرز سے باہر نکال لاوے اور توبہ یا عفو کرنے سے پہلے گرفتار ہو جاوے تو تم اُسکا داہنا ہاتھ کاٹو اور تل دو پھر اگر دوبارہ چراوے تو بایان پانون
کاٹو اور تل دو پھر تیسری بار مین حنفیہ کے نزدیک قطع نہین ہی اور شافعیہ کے نزدیک چار بار تک چارون ہاتھ پانون کی قطع ہی پھر پانچوین بار
تعزیر دیا جاوے پس یہ حاصل تفسیر قولہ تعالی ہی والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما **جَزَآءً بِمَا كَسَبَا**۔ یعنے جزا و سزا دو اُنکو بدلے
اس فعل کے جو دونون نے کمایا کہ غیر کا مال اپنے ہاتھون سے چرایا پس جزاءً کو نصب بنا بر آنکہ مفعول مطلق واقع ہی جیسے - **نَكَالًا**-

Marfat.com

عقوبۃً مِنَ اللّٰہِ۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُنکے حق مین یہ عقوبت واقع ہوئی۔ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ
مین غالب اور اپنی صنع مین حکمت والا ہی۔ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِہٖ۔ پھر جسنے رجوع کیا
کرلی۔ وَاَصْلَحَ۔ اور اپنے اعمال کو حکم اللہ ورسول کے موافق یعنے شرع کے مطابق ٹھیک کیا۔ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتُوْبُ عَلَیْہِ
تو اللہ تعالےٰ اُسکی توبہ قبول فرماتا ہی۔ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ اسمین انہ غفور رحیم۔ کی جگہ تام ایک
تصور عظمت وقال المفسرؒ فی التعبیر بہذا ما تقدم فلا یسقط بتوبتہ حق الآدمی من القطع ورد المال یعنے فان اللہ یتوب علیہ فرما
نہ فرمایا کہ وہ عفو ہی پس اسمین وہی نکتہ ہی جو آیت محاربہ مین اوپر بیان ہوا یعنے اشارہ ہی کہ اسکے توبہ کرنے سے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی
ہی وہی عفو ہوگا پس اشارۃ النص سے ثابت ہوا کہ اسکی توبہ سے جس آدمی کا مال چُرایا ہی اُسکا حق قطع ورد المال ساقط نہوگا پس شرع
نزدیک ہاتھ کاٹا جانا بھی حق آدمی ہی ثم قال نعم بینت السنۃ ان عفی عنہ قبل الرفع الی الامام سقط القطع وعلیہ الشافعیؒ۔ ہان سنت سے یہ بات
ظاہر ہوگئی کہ اگر امام المسلمین کے حضور مین لائے جانے سے پہلے چور کو عفو کیا گیا تو ہاتھ کاٹا جانا اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اور یہی
شافعی کا قول ہی اور کمالین مین کہا کہ یہی ابو حنیفہ وجمہور فقہا کا قول ہی پھر واضح ہو کہ قولہ فان اللہ یتوب علیہ کی تفسیر مین ابن کثیرؒ نے کہا
یعنے جس شخص نے چوری کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیا اور توبہ کی تو اللہ تعالےٰ اُسکی توبہ قبول کرتا یعنے فیما بینہ وبین اللہ توبہ
قبول کرتا ہی یعنے خالص جرم الٰہی معاف ہو جاتا ہی اور رہے لوگون کے مال تو جمہور علما کے نزدیک چور پر واجب ہی کہ اگر وہ مال بعینہ موجود ہون
تو واپس کرے ورنہ اُنکا بدل واپس کرے اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ جب اُسکا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور وہ کمایا ہوا تلف کر چکا ہی تو وہ جزا پا چکا
اب وہی ضمان اُسپر واجب نہوگی کیونکہ ہاتھ تو کٹوا چکا اور واضح ہو کہ صحیحین مین حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ قریش کو اُس عورت کے
حال سے غم لاحق ہوا جسنے حضرت صلعم کے زمانہ مین غزوۂ فتح مکہ مین چوری کی تھی تو آپسمین بولے کہ اُس عورت کے بارہ مین کون شخص ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرے پس بعض کہنے لگے کہ یہ جرأت کسکو ہی سوائے اُسامہ بن زید کے جو حضرت صلعم کا پیارا ہی پھر وہ عورت لائی
گئی حضرت صلعم کے پاس پس اُسامہ بن زید نے اُسکے بارہ مین سفارش کی پس حضرت صلعم کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ
کی حدود مین سے ایک حد کے بارہ مین تو سفارش کرتا ہی پس اُسامہؓ نے عرض کیا کہ مین استغفار کرتا ہون آپ میرے حق مین استغفار فرما دین
پھر جب تیسرے پہر کا وقت ہوا تو رسول اللہ صلعم نے خطبہ پڑھا اسمین اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا ایسی بیان کی جو جناب باری تعالےٰ کی شان کے
لائق ہی پھر فرمایا اما بعد واضح ہو کہ تمسے اگلے لوگ اسی سے ہلاک ہوے کہ انمین جب کوئی شریف چوری کرتا تو اُسکو چھوڑ دیتے اور جب
کوئی ضعیف چوری کرتا تو اُسپر حد جاری کرتے تھے اور قسم ہی اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اگر فاطمہ بنت محمدؐ چوری
کرتی تو مین اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالتا پھر آپنے اُس عورت کے واسطے جسنے چوری کی تھی حکم دیدیا کہ اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا حضرت عائشہؓ
نے فرمایا کہ پھر اس عورت نے اچھی توبہ کی اور ایک مرد سے نکاح کرلیا اور اُسکے بعد وہ آیا کرتی تو جو کوئی حاجت اپنی بیان کرتی اُسکو مین
حضرت صلعم سے عرض کر دیتی تھی۔ بلفظ مسلم۔ اَلَمْ تَعْلَمْ۔ اسمین استفہام برائے تقریر ہی یعنے تو بالیقین جانتا ہی کہ اَنَّ
اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اللہ کے لیے ہی ملک آسمانون وزمین کا ف یعنے وہی اُسکا مالک اور
وہی حاکم ہی اُسکے حکم کے پیچھے کسی کا حکم نہین جو چاہتا ہی کرتا ہی۔ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ۔ جسکی تعذیب کو یعنے عذاب
کو چاہتا ہی اُسکو عذاب دیتا ہی۔ وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ اور جسکے لیے مغفرت کو چاہتا ہی اُسکی مغفرت کر دیتا ہی

Marfat.com

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے ہر شے میں سے تعذیب و مغفرت بھی ہے

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ
اے رسول نہ غمگین کریں تجکو وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں بیچ کفر کے اُن لوگوں میں سے کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ مونہوں اپنے کے

وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ
اور نہ ایمان لائے دل اُن کے اور اُن لوگوں میں سے کہ یہودی ہوئے سننے والے ہیں واسطے جھوٹ کے سننے والے ہیں واسطے قوم دوسری کے

لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ
کہ نہیں آئے تیرے پاس بدل ڈالتے ہیں باتوں کو اُسکا ٹھکانا چھوڑ کر کہتے ہیں اگر دیے جاؤ تم یہ پس لے لو اُسکو

وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ
اور اگر نہ دیے جاؤ تم وہ پس بچو اور جو شخص کہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا اُسکا پس ہرگز نہ مالک ہوگا تو واسطے اُسکے اللہ کیطرف سے کچھ

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ
یہ لوگ وہ ہیں نہ ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ پاک کرے دلوں اُنکے کو واسطے اُنکے بیچ دنیا کے رسوائی اور واسطے اُنکے

فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ
بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا بہت سننے والے ہیں جھوٹ کے بہت کھانیوالے ہیں حرام کو پس اگر آویں تیرے پاس

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَـيْـــًٔا ۭ
پس حکم کر درمیان اُنکے یا منہ پھیرے اُن سے اور اگر تو منہ پھیرے گا اُن سے پس ہرگز نہ زیان پہونچا وینگے تجکو کچھ

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○ وَكَيْفَ
اور اگر حکم کرے تو پس حکم کر درمیان اُنکے ساتھ انصاف کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو اور کیونکر

يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ
منصف کریں تجکو اور پاس اُنکے توریت ہے بیچ اُسکے حکم ہے اللہ کا پھر پھر جاتے ہیں پیچھے اُسکے اور نہیں

اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ○ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ
یہ لوگ ایمان لانے والے تحقیق اُتاری ہم نے توریت بیچ اُسکے ہدایت ہے اور روشنی ہے حکم کرتے تھے ساتھ اُسکے پیغمبر

الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ
وہ جو مطیع تھے خدا کے واسطے اُن لوگوں کے کہ یہودی ہوئے اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم ساتھ اُس چیز کے کہ نگہبانی کروائے گئے تھے کتاب

اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ
اللہ کی سے اور تھے اوپر اُسکے گواہ پس مت ڈرو اُن لوگوں سے اور ڈرو مجھسے اور مت مول لو بدلے نشانیوں میری کے

ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○
مول تھوڑا اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اُس چیز کے کہ اُتارا اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں کافر

یہودی زمانہ موسیٰ علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم تک شریعت کے
ہو کر ظاہر کے خلاف باطن مین منافق ہو گئے تو آخرت سے شک مین ہو کر دنیاوی مال ومتاع کو نقد سمجھ
پس دنیاوی راحت ولذات نفس کے پیچھے اُنکو شرع سے مخالفت بلکہ کفر کرنے مین ڈر نہ تھا اور موافق اخبار
آخر مین بعضے فرقہ ضرور ایسے ہی ہونگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ۔ ای محمد صلعم۔ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِینَ
یُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ۔ نہ غمگین کرے تجکو باز رہنا وانکار کرنا ایسے لوگونکا جو جلدی کرتے ہین کفر مین ف یعنے گر
کفر مین جلدی کے ساتھ یعنے جبھی موقع پاتے ہین تو کفر مین گر جاتے ہین اسمین اشارہ ہے کہ ایمان مین داخل نہین ہوے اور کفر کے اندر
پڑتے ہین اور وہین ٹھیرے ہوے ہین اب سنکر تعجب ہوگا کہ ایسے لوگونکی کیا حالت ہے اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا مِنَ الَّذِینَ۔ ایسے لوگ جن
نے قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ۔ اپنے منھون سے آمنا کہا کہ ہم ایمان لائے یعنے اپنی زبانون سے آمنا کہا۔ وَلَمْ تُؤْمِنْ
قُلُوبُهُمْ۔ حالانکہ اُنکے دل یقین نہین لائے ف یعنے ایک فرقہ منافق ہے کہ ظاہر مین زبان سے کہتے کہ ہم ایمان لائے حالانکہ دلمین
یقین نہین ہوتا تھا دوسرا فرقہ یہود ہے۔ وَمِنَ الَّذِینَ هَادُوا۔ مفسر نے اول کو منافقین کے حق مین قرار دیکر قولہ ومن الذین
ہادوا۔ کو الگ جملہ قرار دیا اسطرح کہ من الذین ہادوا خبر ہے اور قوم۔ مبتدا مقدر اور ما بعد اسکی صفت ہے یعنے یہود مین سے ایک قوم ایسی
ہے کہ۔ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ۔ خوب سننے والی ہے دروغ کو ف یعنے یہود مین ایک جاہل قوم ہے جو دل سے جھوٹی باتین مانتی ہے جو
اُنکے عالمون نے گڑھی ہین۔ اور نیز یہ قوم ایسی ہے کہ۔ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِینَ لَمْ یَأْتُوكَ۔ سننے والے ہین تجسے یہود مین سے
ایک دوسری قوم کے واسطے جو کہ تیرے پاس حاضر نہین ہوئے ف یہ دوسری قوم والے مقام خیبر کے یہودی تھے اور قوم اول جو
اُنکے واسطے سننے کو آئے تھے وہ بنی قریظہ تھے جو گرد مدینہ کے رہتے تھے اور بات یہ ہوئی کہ خیبر کے یہود مین سے ایک شریف مرد وایک شریف
عورت نے زنا کیا اور اُس زانی کی جورو موجود تھی اور اُس زانیہ کا خاوند موجود تھا اور یہ زنا پکڑا گیا لیکن اُن لوگون نے مکروہ جانا کہ یہ دونون شریف
ہین سنگسار کیونکر ہون تو اُنھون نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ تم لوگ اس نبی کے پاس جاؤ اور اُس کی شریعت مین آسانی رکھی گئی ہے پس اگر
دیکھو کہ وہ تمکو یہ حکم دیگا کہ اُنکے منھ کالے کرکے دُرّے مارو تو یہانتک لے لینا اور اُس سے بچنا کہ سنگسار کرنے کا حکم دیدے تو یہی پوچھنے اور سننے
کو بنو قریظہ آئے تھے اور یہ قصہ صحیحین مین مروی ہے اور حاصل آنکہ اس فرقہ یہود کی دو بد خصلتین ہین ایک تو اپنے عالمونکی مفتریات کو گوش دل سے
سنتے اور عوام کو حق سے بہکاتے ہین اور دوم حق بات کو پیغمبر سے سنتے اور تحریف کرتے ہین جیسے اُنکی عادت بیان فرمائی کہ۔ یُحَرِّفُونَ
الْكَلِمَ۔ الذی فی التوراة کآیة الرجم۔ تحریف کرتے ہین اُن کلمات کو جو توریت مین ہین مانند آیت الرجم وغیرہ کے۔ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ
بعد اُنکے مواضع کے جنپر اللہ تعالےٰ نے کلم کو رکھا ہے اور حاصل آنکہ توریت کے کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے ہین حالانکہ پہلے سے کلام اپنے
اپنے موقع پر ٹھیک تھے قسطلانی شرح بخاری مین ہے کہ بہت سے علما نے بیان فرمایا ہے کہ یہود ونصاریٰ نے توریت وانجیل کے اکثر الفاظ
بدل ڈالے اور اپنی طرف سے بجاے اُنکے دوسرے الفاظ داخل کر دیے ہین اور نیز بہت سے معانی کو بیجا تاویل کرکے بگاڑ دیا اور بعض نے
کہا کہ اُنھون نے الفاظ ومعانی دونونکو بدل ڈالا لیکن اس قول مین تامل ہے اسواسطے کہ بہت سے آثار واخبار مین دلالت موجود ہے کہ الفاظ
کتابونمین زمانہ آنحضرت صلعم تک بہت چیزین بدون تبدیل کے باقی تھین اور بعض نے کہا کہ تبدیل فقط معانی مین ہے الفاظ مین
لیکن یہ قول ٹھیک نہین ہو سکتا اسواسطے کہ دونون کتابون مین بعضے ایسے الفاظ موجود ہین کہ اللہ تعالےٰ کی طرف

ظاہر ہو بار گز نہین ہو سکتا قال المترجم اور نیز انہین بعض مضامین مستحیل ایسے مندرج ملتے ہین کہ اُنکے ذکر کی جرأت نہین ہوتی
چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام و اُنکی بیٹیون کا قصہ لکھا کہ جب حضرت لوط ضعیف ہوے تو اُنکی دو بیٹیون نے مشورہ کیا کہ باپ کی نسل جاتی
رہنے سے نبوت اس خاندان مین نہین رہیگی لہذا باپ کو شراب پلا کر مدہوش کرکے اُنسے جماع کیا اور نطفہ لیا کہ جو لڑکا پیدا ہو وہ نبی ہو
مترجم کہتا ہو کہ اسکی شناعت مین بیان کی حاجت نہین ہو فافہم پھر قسطلانی نے لکھا کہ بعض نے اجماع نقل کیا ہو کہ توریت و انجیل کو لکھنا و
پڑھنا و دیکھنا جائز نہین ہو پھر امام احمد و بزار وغیرہ کی روایت سے جو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی توریت پڑھنے پر حضرت صلعم کے غضبناک
ہونے کی آئی ہو نقل کی اور فتح الباری سے تلخیص کا حوالہ دیکر لکھا کہ میرے نزدیک مسئلہ مین تفصیل ہو اسطرح کہ عالم کو توریت و انجیل پر نظر
کرنا تاکہ مخالفین کو الزام دیکر قائل کرے جائز ہو اور عوام کو جسکو رسوخ نہوا ہو نہین جائز ہو قال المترجم ظاہر کلام مفسر رحمہ اللہ یہ ہو
کہ ان کتابون مین فی الجملہ تبدیل واقع ہوئی ہو پس حاصل تفسیر یہ کہ یبدلون الکلم من بعد ان کان ذا مواضع ۔ یعنے کلم کو بدل ڈالتے ہین
اور بے جگہ کر ڈالتے ہین بعد از انکہ وہ اپنی ٹھیک جگہ پر تھے ۔ **یَقُوْلُوْنَ** ۔ لمن ارسلوہم ۔ کہتے ہین ان لوگون سے جنکو بھیجا کہ ۔
اِنْ اُوْتِیْتُمْ ھٰذَا ۔ الحکم المحرف ای الجلد ای افتاکم محمد بہ ۔ اگر دیے جاؤ تم یہ حکم تحریف کیا ہوا یعنے کوڑے مارنا یعنے اگر تمکو محمد یہ فتوی
دین کہ کوڑے مار دو ۔ **فَخُذُوْہُ** ۔ اقبلوہ ۔ تو لے لو یعنے اُسکو قبول کر لینا ۔ **وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْہُ** ۔ بل افتاکم بخلافہ ۔ اور اگر تمکو یہ
حکم نہ دیے جاؤ بلکہ محمد تمکو اسکے خلاف حکم دین ۔ **فَاحْذَرُوْا** ۔ ان تقبلوا ۔ تو اُسکے قبول کرنے سے پرہیز کرو ۔ **شیخ ابن کثیر**
نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ یہود نے ایک شخص مقتول کے بارہ مین بھیجکر فتوی لیا تھا کہ دیت کا حکم دین تو لینا اور اگر قصاص کا حکم دین تو نہ لینا
کہا کہ صحیح یہ ہو کہ نزول اس آیت کا ان دو یہودیون کے حق مین ہو جنھون نے زنا کیا تھا اور اسمین چند احادیث وارد ہوئی ہین چنانچہ
مسلم مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم کے پاس ایک یہودی و ایک یہودیہ دونون لائے گئے جنھون نے باہم زنا کیا
تھا پس رسول اللہ صلعم چلکر یہود کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم توریت مین کیا حکم پاتے ہو ایسے شخص کے حق مین جو زنا کرے بولے کہ دونون کا
منھ سیاہ کرکے ہم اُنکو شہر مین پھراتے ہین پھر وہ کوڑے مارے جاتے ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر سچے ہو تو توریت لاکر پڑھو پس یہود اُسکو لائے
اور پڑھا یہانتک کہ جب پڑھنے والا رجم کی آیت پر پہونچا تو اُسنے اُسپر ہاتھ رکھ لیا اور اس سے پہلے اور پیچھے پڑھ گیا تو عبد اللہ بن سلام
نے جو حضرت صلعم کے ساتھ تھے عرض کیا کہ آپ اسکو حکم دین کہ ہاتھ اُٹھا دے پس اُسنے اُٹھایا تو اُسکے نیچے رجم کی آیت نکلی پس آنحضرت
صلعم نے حکم دیا کہ دونون سنگسار کیے گئے ۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ مین بھی رجم کرنے والون مین تھا پس مین نے مرد زانی کو دیکھا کہ عورت کو
اپنی تئین اُسپر جھککر پتھر کی چوٹ سے بچاتا ہو وقد رواہ البخاری وغیرہما ایضا اور روایت احمد و ابو داؤد مین ہو کہ یہود نے بعض نے بعض سے کہا
کہ ان دونون کو اس نبی کے پاس لیجاؤ کیونکہ وہ مبعوث ہوا تخفیف کے ساتھ یعنے اسکی شریعت کے احکام آسان کر دیے گئے ہین پس اگر اُسنے
ہمکو رجم سے کم سزا کا فتوی دیا تو ہم قبول کر لینگے اور ہمکو اللہ تعالے کے پاس حجت ہو جائیگی کہ ایک نبی نے ایسا فتوی دیا پس وہ آنحضرت
صلعم کے پاس آئے الحدیث اور اسمین ہو کہ حضرت صلعم نے یہود سے پوچھا کہ تمنے کب سے حکم الٰہی مین خلاف کیا تو اُنھون نے بیان کیا کہ ہمارے
ایک بادشاہ کے قرابتدار نے زنا کیا تھا تو اُسنے رجم نہ کیا پھر اسکے بعد ہی عام لوگون مین سے ایک نے زنا کیا تو بادشاہ نے سنگسار کرنا چاہا
پس اسکی قوم والے حمایت پر اُٹھ کھڑے ہوے کہ ہمارا ہم قوم سنگسار نہین ہو سکتا جب تک تو اپنا قرابتی نہ لاوے کہ وہ بھی سنگسار کیا جاوے
پس سبنے ملکر باہم صلح کر لی کہ زنا کی سزا رجم چھوڑکر یون ہو کہ منھ کالا کرکے شہر مین فضیحت کیا جاوے پھر کوڑے مار دیا جاوے اور ایک روایت

Marfat.com

مسلم مین ہی کہ حضرت صلعم نے یہود کے ایک عالم کو قسم دلائی کہ تجھکو اُسی پاک پروردگار کی قسم [illegible]
کیا تم لوگ اپنی کتاب مین زانی کی یہی حد پاتے ہو وہ بولا کہ واللہ نہین۔ اور اگر آپ مجکو قسم نہ دلاتے [illegible]
یون پاتے ہین کہ ایسے زانی کو سنگسار کیا جاوے ولیکن زنا ہم لوگون کے شریفون مین کثرت سے واقع ہوا پس جب [illegible]
اُسکو رہا کر دیتے اور جب ضعیف کو پکڑتے تو اُسپر حد جاری کرتے تو ہم نے آپسمین یہ صلاح ٹھہرائی کہ آؤ ایک ایسی حد مقرر کرین کہ [illegible]
سب پر جاری کرین تو ہم نے کوڑے مارنے اور منھ سیاہ کرنے پر اتفاق کیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ اے میرے پاک پروردگار مین اول [illegible]
ہون کہ تیرے حکم شریعت کو بندون نے مٹایا اور مین اُسکو زندہ کرتا ہون پس آپنے حکم دیا کہ یہودی مرد وعورت زناکار سنگسار کیے گئے [illegible]
اللہ عز وجل نے نازل فرمایا یا ایہا الرسول لا یحزنک تا قولہ ان اوتیتم ہذا فخذوہ یعنے کہتے ہین کہ محمد پاس جاؤ سو اگر تمکو منھ کالا کرنے اور [illegible]
مارنے کا فتوی دین تو لیلو اور اگر سنگسار کرنے کا فتوی دین تو پرہیز کرو۔ تا قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ فرمایا [illegible]
یہود کے حق مین ہی اور قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون۔ فرمایا کہ یہ یہود کے حق مین ہی اور قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک
ہم الفاسقون۔ کہا کہ یہ سب کفار کے حق مین ہی تفرد بہ مسلم عن البخاری وقد رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ اور بعض روایات [illegible]
کہ آنحضرت صلعم نے چار گواہ بلائے جنھون نے گواہی دی کہ ہمنے اس یہودی مرد کے آلۂ تناسل کو اس یہودیہ کی فرج مین دیکھا جیسے
سرمہ دانی مین سلائی ہوتی ہی اور ابن صوریا نے توریت مین ایسی ہی گواہی پر سنگسار کرنے کی حد کا اظہار کیا تھا رواہ ابوداؤد
وابن ماجہ اور اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قاضی اسلام کے حضور مین اگر کافرون پر کافر گواہ ہون تو قبول ہونگے پھر او تعالے نے
بیان فرمایا کہ یہود مغضوب علیہم ہین۔ وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔ اور جس کے
حق مین اللہ تعالے نے گمراہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو تجھے کوئی چیز نہ ملیگی جو اُسکے دفع کرنے کے واسطے مفید ہو۔ یعنے جسکے حق مین اللہ تعالی
نے پاک کرنا نہین چاہا تو ارادۂ الٰہی کو کوئی روک نہین سکتا۔ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ۔ یہ یہودی
ایسے ہی لوگ ہین کہ اللہ تعالے نے نہین چاہا پاک کرنا اُنکے دلون کو کفر سے ف اور اگر او تعالے چاہتا تو ہو جاتا اس سے
صریح فرقۂ قدریہ کا رد ہی اور اہل سنت کے واسطے صریح حجت ہی کہ گمراہ کرنا اور ہدایت دینا اللہ تعالے کے ارادہ پر ہی بندہ خود مختار
نہین ہی۔ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ۔ اُنکے واسطے دنیا مین خواری ہی ف یعنے دنیا مین تو فضیحت ورسوا ہو کر جزیہ ادا کرنے
سے انکو ذلت وخواری ہی۔ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ اور آخرت مین اُنکے لیے عذاب عظیم ہی ف یعنے
دوزخ مین رہنا اور دوزخ کے نیچے طبقہ مین سخت عذاب کی کیفیت۔ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ۔ سحت
بضمتین ابوعمرو اور ابن کثیر وکسائی کی قراءۃ اور بضم وسکون باقیون کی قراءت ہی اور صواب یہ ہی کہ وہ جملہ انواع حرام کو شامل ہی
(والمعنی) یہ قوم (یہود) دروغ گو خوب دل لگا کر سننے والے اور سحت یعنے حرام کے کھانے مین سخت بیباک ہین شاید مراد یہان [illegible]
ہو یعنے یہود رشوت لیکر خلاف خدا ورسول کے حکم دیتے تھے اور حضرت علی رض سے روایت ہی کہ سحت یعنے رشوت خواری [illegible]
کر کیا حکم دینے مین رشوت لینا فرمایا کہ یہ تو کفر ہی اور حضرت صلعم سے روایت ہی کہ لعنت کی اللہ تعالے نے حکم مین رشوت [illegible]
والے اور لینے والے کو (رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ وابوداؤد عن بن عمرو بن العاص) اور بعض فقہا نے دینا جائز [illegible]
مظلوم دیکھے کہ میرا سچا حق بدون رشوت دینے کے حاکم ظالم بگاڑ دیگا تو دینا مباح ہی (ترجمۂ عالمگیریہ) فَإِنْ جَاءُوكَ

Marfat.com

[illegible] تیرے پاس آوین اس غرض سے کہ تو اُنکے درمیان حکم کردے تو۔ **فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ** [illegible] نہین حکم کرنا یا اعراض فرما۔ یعنے تجھے اختیار ہی قال المفسر یہ اختیار منسوخ ہی بقولہ تعالے وان احکم بینہم بما انزل اللہ [illegible] ابن عباس سے شروع سورہ پر بیان ہوچکا پس انکے درمیان حکم کرنا واجب ہی جبکہ وہ مسلمان حاکم کے یہان مرافعہ [illegible] اور شافعی کے دو قول مین سے یہی اصح قول ہی اور یہی ابو جعفر النحاس نے امام ابو حنیفہ و انکے اصحاب سے نقل کیا ہی اور اگر کسی مسلمان کے ساتھ مین مرافعہ کرین تو بالاجماع واجب ہوگا۔ **وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ** ۔اور اگر تو نے اعراض کرنا اختیار کیا تو **فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا** ۔تیرا کچھ نہین بگاڑ سکینگے۔ **وَإِنْ حَكَمْتَ** ۔اور اگر تو نے اُنکے درمیان حکم کرنا اختیار کیا۔ **فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ** ۔العدل۔ تو اُنمین حکم کر قسط یعنے عدل سے۔ **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ** ۔اللہ تعالے دوست رکھتا ہی مقسطین کو یعنے امن بندون کو جو حکم مین عدل کرین اور مراد آنکہ اُنکو ثواب دیتا ہی اور یہین سے نخعی و شعبی و زہری وسعید بن جبیر نے کہا کہ قولہ فاحکم بینہم او اعرض عنہم۔ منسوخ نہین ہی اور یہی امام احمد کا مختار ہی کیونکہ قولہ ان احکم بینہم بما انزل اللہ الآیہ مین عدل کے ساتھ حکم کرنے کا امر ہی اور ابن الجوزی نے کہا کہ یہی صحیح ہی اور تخییر کا حکم بنظر اسکے کہ یہ لوگ کچھ اس لیے اتباع حق نہین چاہتے تھے بلکہ غرض یہ تھی کہ ایسے حکم کو شاید پاوین جو اُنکی خواہشون کے موافق ہی ورنہ حق تو کتاب توریت مین معلوم تھا اسیواسطے آگے تعجب لایا بقولہ۔ **وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ** ۔اور کیسے وہ سچے حکم تلاش کرنے کو تیرے پاس آنے پر مجبور ہونگے۔ **وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ** ۔حالانکہ اُنکے پاس توریت ہی جسمین حکم اللہ تعالے موجود ہی ف یعنے محصن زناکارون کو رجم کرنے کا حکم موجود ہی یہ استفہام تعجب لانے کو ہی حاصل آنکہ تیرے پاس حکم کے لینے آنے مین انکا مقصود یہ نہ تھا کہ جو سچا حکم ہی وہ جان لین کیونکہ یہ جان لینا تو اُنپر آسان تھا بلکہ درحقیقت جانتے تھے جیسا کہ اوپر کی روایات قصہ سے واضح ہوچکا پس توریت مین تو یہ حکم اجاتے اور منہ سے توریت ہی پر ایمان بیان کرتے تھے۔ **ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ** ۔پھر منہ پھیرتے اسکے بعد یعنے منہ موڑتے ہین تیرے حکم سے بھی جو اُنکی کتاب کے موافق ہی بعد اس تحکیم کے یہ زیادہ عجیب ہی **وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ** ۔یعنے تیرے اوپر ایمان نہین رکھتے یا آنکہ اپنی کتاب پر بھی ایمان نہین رکھتے صرف زبانی دعوی کرتے ہین کیونکہ اُسمین جو حکم موجود تھا پہلے اس سے اعراض کیا اور دوبارہ جب اُسکے موافق حکم دیا گیا تو پھر اس سے اعراض کرنے لگے۔ **إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ** ۔ہم نے توریت اُتاری تھی اس شان سے کہ اُسمین ہدایت و نور ہی ف ہدایت یہ تھی کہ سچے عقائد [illegible] گمراہی ہوتی اور نور [illegible] احکام کا بیان صاف تھا۔ **يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ** ۔من بنی اسرائیل۔ **الَّذِينَ أَسْلَمُوا** ۔انقادوا للہ۔ **لِلَّذِينَ هَادُوا** ۔حکم کرتے اُس کتاب کے ساتھ انبیاء بنی اسرائیل جو اللہ تعالے کے مطیع و منقاد تھے ان لوگون کے حق مین حکم کرتے جنہون نے اپنے کو یہود کہا و اضح ہو کہ بعد موسی علیہ السلام کے بہت سے انبیاء بنی اسرائیل گذرے جنکو توریت کے موافق حکم کرنے کا فرمان تھا اور یہی حکم حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی تھا اور کتاب زبور مین وعظ و نصائح و اسرار ہین ورنہ احکام دینیہ توریت ہی پر [illegible] حضرت عیسی پر انجیل سے بعضے احکام منسوخ کیے باقی سب توریت پر عمل رہا۔ واضح ہو کہ جمہور علماء و فقہاء نے کہا کہ اگلی شرائع [illegible] مین جہانتک منسوخ نہون اور صحیح یہ ہی کہ اگلی شرائع مین سے جو کچھ ہمپر بطور تعلیم عمل نقل کیا گیا اُسپر ہم عمل کرتے ہین اور [illegible] کے موافق عمل ہی اگرچہ اسکو شرع سابقین سے توافق ہی کیونکہ شرع محمد صلعم بذات خود کامل و مکمل و [illegible]

Marfat.com

انضمام شرع سابق کے جامع ہو اور یہان سے جنھون نے استدلال کیا تو کچھ دلیل نہین یہان
کہتے ہین اُنکے درمیان اللہ تعالےٰ کے انبیاے سابقین جو موحدین تھے حکم کیا کرتے تھے۔ وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ
کرتے ربانیون یعنے اُنمین سے جو حقانی عالم تھے۔ وَالْاَحْبَارُ۔ الفقہا اور فقیہ لوگ۔ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا
استودعوہ ای استحفظہم اللہ ایاہ۔ مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔ ان یبدلوہ۔ بسبب اُس چیز کے محفوظ کردیے گئے
اُنکے حفظ مین رکھا اُس چیز کو کتاب الٰہی سے اور حفاظت اس امر کی کہ اُسکو بدل ڈالین۔ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ۔
اس محفوظ پر شاہد تھے کہ وہ حق ہی قال فی السراج قولہ استحفظوا وکانوا کی ضمیر نبیون و ربانیون و احبار سب کی طرف
نے کتاب الٰہی کے حفظ کا علما سے ان دو وجہون سے عہد لیا ایک تو ضائع ہو جانے اور تحریف سے بچا دین چنانچہ حفظ کی جا
سہو نہو اور زبان سے پڑھاوین اور دوم آنکہ اُسکے احکام و شرائع کو مہمل نچھوڑین بالجملہ و تعالےٰ نے توریت کی تعریف فرمائی
و نور تھا اور انبیاے بنی اسرائیل اُسکے موافق حکم دیتے اور ربانیون و احبار جنھون کو کتاب الٰہی مستحفظ کی گئی تھی یعنے تحریف و تبدیل
مہمل چھوڑنے سے اللہ تعالےٰ نے اُنکو محفوظ رکھا تھا اور وہ شاہد تھے کہ اُسکے احکام وغیرہ سب حق ہین وہ بھی ہدایت و نور کے ساتھ متصف
ہوکر حکم کرتے تھے بطریق نیابت انبیا علیہم السلام کے پھر پہلی بلا یہود مین یہ پھیلی کہ اُنھون نے کتاب اللہ تعالےٰ کی نگہداشت چھوڑ دی
شروع کی کہ نہ محفوظ رکھی اور نہ اُسی پر مدار عمل رکھا آخر انجام یہ ہوا کہ اپنی ہوا و ہوس کے پابند ہوگئے اور منجملہ اُسکے احکام کے یہ رجم تھا
وہ بھی ترک کیا اور منجملہ اُسکے آنحضرت صلعم کی پیروی و ایمان تھا اس سے بھی انکار کیا اور نوبت یہ کردی کہ کتاب مین تبدیل و تحریف
خود کرڈالی بچانا و حفاظت کیسی پس اللہ تعالےٰ نے اُنکو اول حال کو یاد دلایا کہ اپنے کیے پر پچھتاوین اور راہ پر آوین کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی
فرمانبرداری و توحید و ایمان کی غرض سے ماننا تھا لہذا بعد اس تنبیہ کے انکو ارشاد کیا کہ۔ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ۔ اب بھی مت ڈرو
لوگون سے ای یہود یو اس بات کے اظہار مین جسکا علم تمھارے پاس ہے مانند آنکہ محصن مرد و عورت زنا کرے تو سنگسار کیا جاوے اور
آخر زمانہ مین محمد صلعم عرب سے مبعوث ہونگے جنکی ایسی ایسی صفتین ہونگی اور اُنکی اتباع کل سب جہان جن و انسان پر فرض ہوگی پس ان
باتون کو جو تمھاری کتاب مین ہین جب اُسکو حق جانتے ہو تو لوگون کے ڈر سے مت چھپاؤ کہ رجم ظاہر کرنے مین مارے جاؤگے یا صفت محمد
کے ظاہر کرنے مین سب لوگ مسلمان ہو جائینگے تو تمھاری آمدنی جاتی رہیگی ان باتون سے مت ڈرو ظاہر کرو کیونکہ رزاق اللہ تعالےٰ ہے
وَاخْشَوْنِ۔ اُسکے چھپانے مین البتہ مجھسے ڈرو یعنے اللہ تعالےٰ دنیا و آخرت مین خوار کریگا۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا
قَلِيْلًا۔ اور مت خرید و میری آیات کے عوض تھوڑا مول یعنے مبادلہ مت کرو کہ میری آیات کے عوض جو توریت مین ہین تھوڑے
دام لے لو حاصل آنکہ دنیا خود حقیر اور اُسمین سے اُن آیات کے چھپانے پر جو تمکو ملیگا وہ نہایت ہی حقیر ہوگا تو اس کو میری آیات کے
بدلے مت لو۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ اور جسنے اللہ تعالےٰ کے اُتارے
حکم کے موافق حکم نکیا تو ایسے لوگ کافر ہین۔ یعنے جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اُتارا ہے جو کوئی اُسکے موافق حکم نکرے وہ اللہ سے
کفر کرنے والا ہوا اور توضیح سے اُسکا بیان عنقریب آتا ہے انشاء اللہ تعالےٰ اور یہان شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان آیات کا
دوسرا سبب نزول ذکر کیا اور مناسب و نافع سمجھکر مترجم اُسکو لاتا ہے حضرت ابن عباس رضی نے فرمایا کہ ان آیات کو اللہ تعالیٰ نے یہود کے
دو فریق کے حق مین نازل کیا جنمین زمانہ جاہلیت کی لڑائی سے ایک زبردست عزت والا ہو گیا تھا اور وہ بنو نضیر تھے

[illegible] مقہور ہوگیا تھا وہ بنو قریظہ تھے پھر ان دونون نے آپسمین صلح کرلی تھی کہ نضیریون سے جو قتل ہو اُس کی دیت [illegible] قریظہ مین سے مقتول ہو اُسکی دیت پچاس وسق ہی پس اسی پر تھے یہانتک کہ سخت لڑائی کے چند برس بعد رسول اللہ صلعم مدینہ مین تشریف لائے پس قریظہ مین سے کسی نے نضیر مین کے ایک شخص کو قتل کیا تو بھیجکر سو وسق مانگے پس قریظہ نے کہا [illegible] گروہ جنکا ایک ہی دین ایک ہی نسب اور ایک ہی شہر ہے ایسا نہین ہو سکتا ہی کہ ایک کا خون بہا دوسرے سے آدھا ہو اور جب ہمنے تمکو دیا تھا تو تمھارے ڈر سے تھا اب تو محمد یہان آگئے ہین اب ہم تمکو اس حساب سے نہین دینگے (انصار سب مسلمان ہوگئے تھے انسے مدد تو ملتی نہین [illegible] واسطے ایک فریق کو جرات ہوگئی) یہانتک کہ دونون فریق مین لڑائی ہونے کو قریب پہونچی پھر اس امر پر راضی ہوے کہ محمد صلعم کو حکم بناوین پھر نضیر نے آپسمین کہا کہ واللہ محمد تمکو دونا دلوانے والے نہین ہین تو جاسوس متعین کرو کہ پتا چلاوے کہ آیا محمد کی کیا رائے ہے پس اگر تمھارے موافق ہو تو حکم کرلو ورنہ پرہیز کرو پس چند منافقون کو اس خبر ورسانی کے واسطے مقرر کیا پس اللہ عزوجل نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کمبختون کی رائے وارادہ سب سے آگاہ کردیا پس نازل فرمایا یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین الآیات (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وابن جریر) اور اوپر وہ احادیث بیان ہوچکین جنمین دو زناکارون کے واقعہ مین یہود کا تحکیم لانا مذکور ہو تحکیم کا قصہ اوپر مذکور ہوا اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے اُسکو صحیح کہا اور یہان تامل کیا کہ واللہ اعلم کون بات واقع ہوئی میرے نزدیک ظاہر ایسا ہی [illegible] واقعہ متقارب ہوے اور دونون اسمین شامل ہین ف عرائس مین ہی کہ قولہ ومن یرد اللہ الخ اسمین صریح ہی کہ مخلوق مین سے کسیکو قدرت ایجاد نہین اور وہ منحصر بذات قدیم ذوالجلال ہی اسی سے فتنہ کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور فتنہ یہ کہ بندہ کو اُسکے نفس کے حوالے کرکے ایسی شہوات مین مبتلا کرے جو راہ حق سے کاٹ دیتے ہین تاکہ قلب مین اندھیرا ہوجاوے پھر اسمین نور ایمان ومعرفت نہ سماوے خواص رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ اوتعالے جسکی خاطر پریشان فرماتا ہی اُسکے جمع کرنے مین کوئی قدرت نہین رکھتا اسی کے مانند ابن عطاء نے کہا ہی کہ ابو عثمان رحمہ نے فرمایا کہ مراقبہ ومراعات سے محروم فرماتا ہی ابوبکر وراق رحمہ نے کہا کہ قلب کی پاکیزگی دو چیزون مین ہی ایک تو دل سے حسد نکالڈالے دوم آنکہ جماعت مسلمین سے نیک گمان رکھے قولہ تعالے سماعون للکذب اکالون للسحت۔ اس کلام کے معنے مین ہمارے زمانہ کے مکار صوفی داخل ہین جو گوشے مین بیٹھتے اور زہد و ترک دنیا ظاہر کرتے ہین اور صورت یہ کہ کندھون پر عمدہ طیلسان ڈالتے اور دنیادارون کی مدح اپنے حق مین سنتے ہین کہ یا حضرت آپکے مثل اب تو دنیا مین نہین [illegible] آپ ایسے اور آپ ویسے اور یہ زاہد بے عقل اُنکی فریبی وتکبر وغرور دلانے والی باتون [illegible] حالانکہ زاہد مذکور ایسا [illegible] نہین اور دنیادار اس غرض سے بتاتے ہین کہ بادشاہ وشرار وغیرہ سے ہماری سفارش کرے اور زاہد مذکور کو اپنا وسیلہ بناتے ہین [illegible] اپنی مراد حاصل ہونے کے لیے اُسکو رشوتین دیتے ہین پس یہ زاہد بے تمیز سماعون للکذب یعنے جھوٹ باتین سننے والا ہی اور اکالون للسحت۔ یعنے رشوتین کھانے والا ہی اللہ تعالے ایسے کمبختون سے روے زمین کو پاک کرے اور ہمکو اُنکی صحبت و بدافعال سے بچاوے کیونکہ یہ لوگ دین سے تو نکل بھاگے ہین اور دین بیچکر دنیا لے لی ہی بعض مشائخ نے فرمایا کہ سماعون للکذب یعنے جھوٹے دعوے سننے والے اکالون للسحت۔ یعنے دین بیچ کھانے والے ہین قولہ والربانیون والاحبار جاننا چاہیے کہ ربانی وہ بندہ ہی جو معرفت ومحبت وتوحید کے [illegible] اللہ تعالے کی طرف منسوب ہو پھر جب وہ ان مراتب سے واصل ہوا تو شہود جلال وجمال مین مستقیم وادب کے ساتھ رہنے سے [illegible] تعالے سے موصوف ہوجاتا ہی پھر جب وہ اپنے نفس سے فنا ہوا اور رب تعالے کے ساتھ باقی رہا تو ربانی ہوگیا اور مثال

Marfat.com

اسکی جیسے آگ مین لوہا جبکہ آگ مین نہین تو آگ قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہی اور جب آگ [illegible]
حال عارف کا ہی کہ جب منور بانوار باری تعالےٰ ہوا تو ربانی کہلایا اور موصوف بہ ربانی رذائل [illegible]
ہین جو اللہ تعالےٰ سے کلام آلٰہی کو بلا واسطہ بدون بیان کیفیت کے سنتے اور فہم آلٰہی سے [illegible]
مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ ہین جو سب حال مین اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع رکھتے ہین اور احبار وہ علما ہین [illegible]
عارف ہین بعض مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ جو اللہ تعالےٰ سے عارف ہین اور احبار وہ جو احکام آلٰہی سے واقف [illegible]
اشارہ کیا کہ ربانی تو صحابہ رضی اللہ عنہم ہین جنھون نے کلام آلٰہی کو حضرت سرورعالم صلعم سے سنا اور احبار وہ علما ہین جنھون [illegible]
علم حاصل کرکے اُسپر عمل کیا ف قولہ تعالےٰ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون ۔ واضح ہو کہ یہان ظاہر آیت سے [illegible]
ہوتا ہی کہ جو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا اُسکے موافق حکم نہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہی حالانکہ یہ ایک فعل ہی اور کفر کا مرجع ایسے اعتقاد کی [illegible]
ہوتا ہی جو توحید ایمان سے ضد و منافی ہو ۔ پس یہان دو مقام ہین اول آنکہ یہ کفر کس معنے مین ہی اور دوم آنکہ مخصوص بنی اسرائیل [illegible]
تھا یا عام ہی کہ اس امت کو بھی شامل ہی پس توضیح و تحقیق مقام اول یہ ہی کہ قولہ تعالےٰ یاایہا الرسول لایحزنک الذین سے آخر تک مین
نزول دو بیان ہوے ایک تو یہود خیبر مین سے ایک مرد و عورت شریف کا زنا کرنا اور خیبر والونکا بذریعہ یہود قریظہ و بذریعہ بعض منافقو[illegible]
اس بارہ مین حضرت کی راے دریافت کرنا دوسرا سبب یہ کہ قریظہ سے نضیر کا دوچند دیت مانگنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انمین حکم قرار دینا
حال انہین سے کوئی سبب ہو یا دونون سبب ہون اتنا ضرور ثابت ہی کہ بنی اسرائیل نے توریت کے حکم مین تحریف کرلی چنانچہ قولہ یحرفون الکلم من بعد
مواضعہ الخ سے صاف ظاہر ہی پس مجموعی حالت موجودہ پر بنی اسرائیل کے حق مین کہا کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اسواسطے
کہ اُنھون نے ما انزل اللہ کو تحریف کرکے دوسرا حکم نکالا اور حکم توریت پر راضی نہوے بلکہ نکالے ہوے حکم پر اصطلاح ٹھہرائی اور یہی کفر ہی اور
ایسے اعراض و تحریف سے کافر ہونے مین کوئی خصوصیت بنی اسرائیل کی نہین بلکہ نصرانیون و مسلمانون سب کو شامل ہی اور یہی مقام دوم
شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ براء بن عازبؓ و حذیفہ بن الیمان و ابن عباس رضی اللہ عنہم و ابو مجلز و ابو رجاء عطاردی و عکرمہ و عبید اللہ بن عبد[illegible]
و حسن البصری وغیرہم نے کہا کہ قولہ ومن لم یحکم الخ اہل کتاب کے حق مین نازل ہوا اور حسن البصری نے اسقدر زیادہ کیا کہ اور ہمپر بھی واجب
ہی سفیان ثوری و ابراہیم نخعی نے کہا کہ بنی اسرائیل کے حق مین ان آیات کا نزول ہی اور اس امت کے واسطے بھی اگر ایسا کرین تو بھی یہی حکم
(رواہ ابن جریر) علقمہ و مسروق نے حضرت ابن مسعود رض سے رشوت کو پوچھا تو فرمایا کہ یہ سحت مین سے ہی تو دونون نے عرض کیا کہ اور حکم مین
رشوت لینا ۔ تو فرمایا کہ یہ کفر ہی پھر پڑھا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون (رواہ ابن جریر) مترجم کہتا ہی کہ شاید پہلا سوال
یہ تھا کہ اگر رشوت لیکر کسی حقدار کو حق پہونچا دے یا حق پہونچانے مین ڈھیل کرے کہ وہ بمجبوری رشوت دے یا ناحق سعی کرے تو یہ رشوت
ہی پھر دوبارہ سوال یہ کہ اگر حاکم جانتا ہو کہ یہ حکم ہی پھر رشوت لیکر حکم بدل دے تو جواب دیا کہ یہ کفر ہی فافہم اور سدیؒ نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ جو حکم [illegible]
نے اتارا اگر اسکو عمداً چھوڑا یا جان بوجھکر ظلم کیا تو وہ کافرون مین سے ہی علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس کہا کہ جسنے ما انزل اللہ سے انکار کیا
کافر ہوا اور جسنے اقرار کیا مگر اسکے موافق حکم نہ کیا تو ظالم فاسق ہی (رواہ ابن جریر) اور ابن جریرؒ نے اختیار کیا کہ مراد اس سے اہل کتاب [illegible]
کوئی اس حکم سے انکار کرے جو اللہ تعالےٰ نے کتاب مین اتارا ہی قال المترجم اگر کوئی شخص یقین کرے کہ یہ حکم رسول ہی [illegible]
خواہ حکم مستحب ہو یا واجب یا فرض ہو یا کسی امر سے نہی تنزیہی یا تحریمی ہو سب یکسان ہین کہ منکر کافر ہو جائیگا اور چونکہ [illegible]

Marfat.com

... خواہ اہل کتاب میں سے ہو یا اہل اسلام میں سے ہو شامل ہے شعبی سے پوچھا گیا قولہ ومن لم یحکم۔ تو کہا کہ سلمانوں کے ... میں بھی ... مسلمانوں کو بھی شامل ہے (رواہ عبد الرزاق وابن جریر) اور بعض نے کہا کہ یہ کفر بمقابلہ ایمان نہیں ہے بلکہ اس حکم کیساتھ کفر ہے جو اتارا ... تھا یعنی وہ اس حکم سے منکر ہے (رواہ عبد الرزاق والحاکم عن ابن عباس) اور ابن طاؤس نے کہا کہ یہ کفر بمانند کفر باللہ وملائکہ وکتب ورسل نہیں ہے ... شیخ مفسر رح نے کہا کہ ہم الکافرون۔ یعنی اس حکم سے کافر ہیں۔ مترجم کہتا ہے اس ایک حکم سے عمداً کفر کرنا عین کفر ہے فافہم ہاں یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اسنے درحقیقت اس حکم کے حق ہونے سے انکار نہیں کیا بلکہ اپنے نفس کی رشوت خواری سے دوسرا حکم ناحق دیا تو گویا اول حکم سے منکر ٹھہرا پس جب تک حقیقۃً منکر نہو تب تک حقیقی کفر نہو واللہ تعالےٰ اعلم

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ

اور لکھ دیا ہمنے اُنپر اُس کتاب میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے

بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ ۚ وَ

بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلا برابر پھر جسنے بخش دیا تو وہ اُس سے پاک ہوا اور

مَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ ظالم ہیں بے انصاف

ان آیات میں یہود کو ملامت ہے کہ توریت میں اُنپر اسطرح قصاص کا حکم لکھا گیا اور وہ اسمیں عمداً اعتداء سے مخالفت کرتے تھے چنانچہ مدینہ کے گرد والے یہود میں سے اگر قرنظہ والا نضیری کو قتل کرتا تو قصاص لیتے اور نضیری اگر قرظی کو قتل کرتا تو دیت ہی دیتے اور قتل خطائی میں دیت میں نضیری کی دیت قرظی سے دوچند لیتے تھے پس جیسے اسمیں خلاف توریت کیا ویسے ہی محصن زناکار کی سزا میں نص توریت سے مخالفت کی اور رجم چھوڑکر منھ سیاہ کرنے و کوڑے مارنیکی اصطلاح ٹھہرائی اسیواسطے وہاں اُنکو فاولئک ہم الکافرون کہا کیونکہ عمداً اخلاف کیا اور یہاں فاولئک ہم الظالمون کہا کیونکہ اُنھوں نے ظالم ومظلوم کا کچھ انصاف نہیں کیا۔ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا۔ اور ہمنے توریت میں ان لوگوں پر فرض کیا تھا کہ۔ اِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ۔ جان بعوض جان کے ہے یعنے جو شخص کہ کسی دوسرے نفس کو عمداً قتل کرے تو وہ قصاص میں قتل کیا جاوے۔ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ۔ اور آنکھ پھوڑدی جاوے بعوض آنکھ کے۔ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ۔ اور ناک کاٹی جاوے بعوض ناک کے۔ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ۔ اور کان کاٹا جاوے بعوض کان کے۔ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ۔ اور دانت اکھاڑا جاوے بعوض دانت کے ف کسائی نے نفس وعین وانف واذن کو رفع سے پڑھا۔ وَالْجُرُوحَ۔ برفع قراءۃ ابن کثیر وابو عمرو وابن عامر وکسائی ہے اور باقیوں نے دونوں جگہ نصب پڑھا۔ قِصَاصٌ۔ اور جروح قصاص ہیں ف جروح جمع جرح بمعنے زخم یعنے جروح میں قصاص لیا جاوے جہاں ممکن ہو جیسے ہاتھ و پاؤں وآلہ تناسل وماننداسکے اور جہاں جروح میں قصاص ممکن نہیں ہے وہاں دو عادل آدمی حکم قرار دیے جاویں جسقدر رجہ مانہ وہ تجویز کریں وہ دلایا جاوے۔ اگر کہا جاوے کہ ہماری شرع میں بھی یہی لیا جاتا ہے مفسر رح نے جواب دیا کہ یہ حکم اگرچہ بنی اسرائیل پر فرض کیا گیا تھا لیکن وہ ہماری شرع میں بھی مقرر ہے ابن کثیر رح نے کہا اصولی وفقہا میں سے بہتیرے اسطرف گئے ہیں کہ ہمسے اگلی امتوں پر جو شرع تھی وہ ہمپر بھی شرع ہے لیکن اس شرط سے کہ وہ ہمارے واسطے ... منقول ہوئی ہو منسوخ نہوئی ہو اور یہی قول جمہور کا مشہور ہے اور ابن ابی حاتم نے حسن بصری رح سے روایت کی کہ یہ حکم

Marfat.com

بنی اسرائیل پر اور یہہ عام ہی اور امام نووی نے اگلون کی شریعت کے [illegible]
نہ غیر ولیکن صحیح یہ کہ نہین بلکہ یہہ شرع مستقل ہی اور اس آیت سے بھی یہہ شریعت ہی امام ابو منصور [illegible]
بالاتفاق اسی آیت سے قصاص کا حکم لیا ہی پھر سورۂ بقرہ مین ہی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی یعنی [illegible]
اور غلام بمقابلۂ غلام کے اور عورت بمقابلۂ عورت کے ۔ اور یہان النفس بالنفس ہی یعنی جان بمقابلہ جان [illegible]
عورت بمقابلۂ مرد ہو یا برعکس ہو لہذا اسب ائمہ نے اسی آیت سے حجت پکڑی کہ مرد نے اگر عورت کو قتل کیا تو [illegible]
بسبب عموم اس آیت کے اور روایت نسائی وغیرہ مین بھی حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم نے عمرو بن حزم کے خط مین لکھا کہ [illegible]
کیا جاوے وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور نیز مسلمانون کے خون مساوی ہونے کی حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہی [illegible]
عموم حجت ہی اور ایسے ہی امام ابو حنیفہ نے اس آیت کے عموم سے حجت پکڑی کہ ذمی کافر کے عوض مسلمان قتل کیا جاوے اور اسیطرح غیر کے غلام
قتل کرنے کے عوض قتل کیا جاوے لیکن جمہور علما نے امام ابو حنیفہؒ سے اسمین خلاف کیا چنانچہ حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ [illegible]
وسلم نے فرمایا کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے رواہ البخاری ومسلم ابو حنیفہؒ نے کہا یعنے حربی کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے قال
ابن کثیر اور غلام کے بارہ مین سلف سے آثار متعدد آئے ہین کہ وہ لوگ غلام کی عوض مین آزاد مرد سے قصاص نہین لیتے تھے اور اس [illegible]
مین کچھ حدیثین نقل کیجاتی ہین ولیکن صحیح نہین ہین اور شافعی نے اسمین قول حنفیہ کے برخلاف اجماع نقل کیا ہی ولیکن اس سے حنفیہ کے
قول کا باطل ہونا لازم نہین آتا جب تک کہ اس آیت کریمہ کی تخصیص کرنیوالی کوئی دلیل صحیح نہو صحیحین مین ربیعؓ کے دانت توڑنیکی حدیث
ثلاثیات بخاری سے ہی حدثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری ثنی حمید ان انسا رضی اللہ عنہ حدثہم یعنے انس بن مالکؓ نے اپنے شاگردون سے حدیث
بیان کی کہ ربیعؓ نے جو نضرؓ کی دختر تھی ایک لڑکی کے اگلے دونون دانت توڑ دیے تو ربیعؓ والون نے اس لڑکی والون سے درخواست کی کہ [illegible]
لے لو اور عفو کردو اُنھون نے نہ مانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (یعنے نوجوان لڑکی) پس آپ نے قصاص کا حکم دیا پس انس بن النضر یعنے ربیع کے بھائی نے کہا کیا ربیعؓ کے
دانت توڑے جائینگے نہین یا رسول اللہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ ربیعؓ کے دانت نہ توڑے جائینگے تو آپ نے
فرمایا کہ ای انس کتاب اللہ مین قصاص ہی لکہی ہی پس وہ لوگ جو مدعی قصاص تھے راضی ہوگئے اور اُنھون نے عفو کردیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ
کے بندون مین سے ایسے لوگ ہین کہ اگر اللہ تعالے پر قسم کھالین تو اللہ تعالے اُنکی قسم سچی کردیتا ہی پھر واضح ہو کہ جراحت کبھی جوڑ پر ہوتی [illegible]
ہاتھ اُس جوڑ سے جو باہ سے ملا ہی اور قدم اُس جوڑ سے جو پنڈلی سے ملا ہی یا اسکے مانند کاٹ ڈالا تو بالاجماع اسمین قصاص واجب ہی اور کبھی [illegible]
نہین ہوتی اور کبھی اُسکے مقدار طول وعرض وعمق کی معلوم نہین ہوتی اور کبھی درصورت قصاص کے مرجانیکا خوف ہوتا ہی پس اگر ہڈی [illegible]
توسوا جوڑ کے تو امام مالکؒ نے کہا کہ سوا ران کے اور سب مین قصاص ہی اور ران و اسکے مانند مین بسبب خوف موت کے قصاص
نہین اور امام ابو حنیفہ وصاحبین نے کہا کہ سوائے دانتون کے اور کسی ہڈی کے زخم مین قصاص نہین ہی اور شافعیؒ نے جملہ ہڈیون سے
استخوان سے انکار کیا اور یہی عمر بن الخطابؓ و ابن عباسؓ سے مروی ہی اور یہی حسن وعطاء وشعبی وزہری ونخعی وعمر بن عبد العزیز [illegible]
سفیان ثوری ولیث کا مذہب ہی اور مشہور مذہب احمدؒ کا ہی ولیکن امام ابو حنیفہؒ نے حدیث ربیعؓ مذکورۂ بالا سے حجت لی ہی [illegible]
کہ شاید دانت بدون ٹوٹنے کے جڑ سے گرے ہونگے **قال المترجم** روایات مین ضرور کسر کا لفظ موجود ہی اور قلع کا لفظ [illegible]
نہین ہی پس ظاہر لفظ قابل استدلال ہی اگرچہ احتمال باقی ہی واللہ اعلم اگر مجنی علیہ نے یعنے زخمی نے مجرم سے قصاص [illegible]

[illegible] و مالک و شافعی و احمد کے نزدیک مجنی علیہ قصاص لینے والے پر کچھ واجب نہیں قال ابن کثیر اور یہی جمہور صحابہؓ
و تابعین کا قول ہو اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ قصاص لینے والے کے مال سے اسکی دیت واجب ہوگی عامر شعبی و عطاء و طاؤس و عمرو بن دینار و
[illegible] و زہری و ثوری نے کہا کہ دیت قصاص لینے والے کے مددگار برادری پر واجب ہوگی اور حضرت ابن مسعود اور نخعی و حکم بن عتیبہ
نے کہا کہ قصاص لینے والے سے بقدر اُس زخم کے ساقط ہوکر باقی دیت اپنے مال سے اسپر ادا کرنی واجب ہوگی ۔ فَمَنْ تَصَدَّقَ
بِهٖ ۔ جسنے قصاص تصدق کیا ف قصاص تصدق کرنے کے یہ معنے کہ اپنی جان پر قصاص لینے کا قابو دیدیا ۔ فَهُوَ كَفَّارَةٌ
لَّهٗ ۔ تو یہ اُسکے جرم کا کفارہ ہو ف چنانچہ بعد قصاص کے اُسکے اوپر سے گناہ اُتر جاویگا ۔ اور معالم مین کہا کہ ایسے ہی معنے ابن عباس
و مجاہد و زید بن اسلم سے مروی ہین اور پوشیدہ نہین کہ اس تکلف سے یہ بات ثابت ہوتی ہو کہ جرم کی سزا پانے سے گناہ کا کفارہ
ہوجاتا ہو لیکن معنے مین استبعاد ہو اور اظہر وہ ہو جو زمخشری نے کہا کہ جس شخص نے تصدق کیا قصاص کو یعنے معاف کردیا اور قصاص نہ لیا
تو یہ اُسکے واسطے کفارہ ہو یعنے بقدر اُس عفو کے اُسکے گناہ معاف ہونگے یہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہو اور ابو الدرداءؓ سے مرفوع
روایت ہو کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت اُسکے جسم مین پہونچائی گئی پس اُسنے معاف کردی تو اسکے عوض اللہ تعالے اُسکا درجہ بلند کرتا اور
اسکے عوض اُسکے گناہ کو کفارہ کر دیتا ہو وفی الحدیث قصۃ رواہ ابن جریر و احمد و الترمذی و رواہ ابن مردویہ و النسائی عن عبادہ بن الصامت
و رواہ احمد عن المحرز بن ابی ہریرۃ عن رجل من اصحاب النبی صلعم ۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۔ جسنے اللہ تعالی کے نازل کیے
ہوے حکم کے موافق حکم نہ کیا ف خواہ قصاص ہو یا نہو ۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ تو ایسے ہی لوگ ظالم ہین ف کہ اللہ
تعالے کی شریعت سے مخالفت کر کے اپنی جان کو عذاب مین ڈالتے ہین اور یہ یہودیون کی عادت تھی کہ توریت مین جو احکام اُنکو ناگوار

ہوے اُنکو تحریف و تبدیل کر کے اپنی راے سے حکم لگاتے اور اہل انجیل نے بھی اُنھین کے قدم پر قدم رکھا

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ

اور پیچھاڑی مین بھیجا ہم نے اُنھین کے قدمون پر عیسی مریم کا بیٹا سچ بتاتا توریت کو جو آگے سے تھی اور اُسکو دی

الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً

یعنے انجیل جسمین ہدایت اور روشنی اور سچائی کرتی اپنی اگلی توریت کو اور راہ بتاتی اور نصیحت

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ

ڈروالون کو اور چاہیے کہ حکم کرین انجیل والے اُسپر جو اللہ نے اُتارا اُسمین اور جو کوئی حکم نہ کرے

اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ ہین بے حکم

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۔ اور ہمنے ان کے نشان قدم پر عیسی بن مریم کو بھیجا ف
انبیاے بنی اسرائیل جو موسی علیہ السلام سے شروع ہوے اور برابر بتعداد کثیر ہوتے آئے اُنکے پیچھے ہی بدون زمانہ فترت کے
عیسی بن مریم کو بھیجا ۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۔ درحالیکہ وہ تصدیق کرنے والا تھا اُس چیز
کے جو اُسکے سامنے تھی ف یعنے اُسکے قبل تھی وہ توریت ہو یعنے اُسکے پہلے سے جو توریت چلی آتی اور اُسکے روبرو موجود تھی

Marfat.com

وہ اُسکی تصدیق کرنے والا تھا۔ وَآتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى ۔ اور ہمنے عیسیٰ کو انجیل دی [illegible]
ہدایت ہی گمراہی سے یعنے جو اسکو مضبوط پکڑے وہ گمراہ نہو بشرطیکہ پوری انجیل کی پیروی کرے اور بعض [illegible]
اور بعض کو چھوڑے جیسے اہل کتاب کا دستور رہا۔ وَّنُوْرٌ ۔ اور اسمین نور ہی ف یعنے احکام کا کھلا ہوا اظہار ہی [illegible]
علیہ السلام کو احکام توریت پر عمل کرنیکا حکم تھا اور انجیل مین فقط نصائح و مواعظ تھے اُنکا زعم غلط ہی بلکہ انجیل مین بعضے احکام
تھے۔ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۔ لما فيها من الاحكام ۔ اور درحالیکہ مصدق ہی کتاب انجیل
پہلی والی کتاب توریت کی یعنے توریت کے احکام کی ف اسواسطے کہ جملہ احکام توریت برقرار رکھے سوائے چند احکام کے جن
منسوخ کیا تو ناسخ اُس چیز کی تصدیق کرتا ہی جو منسوخ ہوئی کیونکہ نسخ بیان مدت ہی پس وہ بیان کرتا ہی کہ حکم منسوخ اسوقت تک کیو
صحیح و ثابت تھا۔ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ درحالیکہ یہ کتاب انجیل ہادی و واعظ تھی اِن لوگون کے واسطے
جو اللہ تعالےٰ سے تقوی کرین ف یعنے ایمان شرعی پر ثابت رہین کیونکہ انھین کو اس سے نفع ہی۔ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ
الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۔ یعنے ہم نے کہدیا کہ حکم کرین اہل انجیل اُس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ نے انجیل مین اُتاری
ہی ف پس یہ عطف ہی وقفینا پر اور حمزہ کی قراءۃ مین یحکم کا نصب اور لام اول کو کسرہ ہی پس یہ اٰتیناہ کے معمول پر عطف ہی
یعنے ہمنے عیسیٰ کو انجیل دی تاکہ حکم کرین اہل انجیل موافق اُسکے احکام کے مکی رح نے کہا کہ قراءۃ جزم مختار ہی کیونکہ وہی جماعت کی قراءت ہی
نحاس رح نے کہا کہ میرے نزدیک دونون قراءتین عمدہ ہین کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہر کتاب عمل ہی کے واسطے اُتاری ہی پھر معنے موافق قراءۃ
جماعت کے بصیغہ امر یہ ہین کہ ہمنے اُسوقت عمل کرنے کے واسطے یہ حکم دیا تھا کہ اہل توریت و انجیل اپنی کتاب پر ٹھیک عمل کرین پھر ان دونون
کتابون پر ٹھیک عمل یہی ہی کہ اُنمین لکھا ہوا ہی کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہون تو اُنپر ایمان لاوین اور اُنھین کی پیروی کرین
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ اور جو کوئی حکم نکرے اُس حکم کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ
نے اُتارا تو ایسے لوگ فاسق ہین ف یہ آیت درحق نصاری ہی اور یہی ظاہر ہی

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا
اور تجپر اُتاری ہمنے کتاب تحقیق سچا کرتی اگلی کتابون کو اور سب پر شامل ہی
عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ
سو تو حکم کر اُنمین جو اُتارا اللہ نے اور اُنکی خوشی پر مت چل چھوڑکر حق راہ
لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ
جو تیرے پاس آئی ہر ایک کو تم مین دیا ہمنے ایک دستور اور راہ اور اللہ چاہتا تمکو ایک دین پر کرتا
لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا
لیکن تمکو آزمایا چاہتا ہی اپنے دیے حکم مین سو تم بڑھکر لو خوبیان اللہ کے پاس تم سب کو پہونچنا ہی
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
پھر جتاوے گا جس بات مین تمکو اختلاف تھا اور یہ فرمایا کہ حکم کر اُن مین جو اللہ نے اُتارا

Marfat.com

اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ

رستے میں انکی خوشی پر اور بچتا رہ اُنسے کہ تجھکو بہکا نہ دین کسی حکم سے جو اللہ نے اُتارا تجھپر پھر اگر

تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

منہ موڑین تو جان لے کہ اللہ نے یہی چاہا ہے کہ پہونچا دے اُنکو کچھ سزا اُنکے گناہوں کی اور لوگون مین بہت ہین

النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا

بے حکم اب کیا حکم چاہتے ہین کفر کے وقت کا اور اللہ سے بہتر کون ہے حکم کرنے والا

لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

یقین رکھتے لوگون کو

ع٧

جب اللہ تعالےٰ نے توریت اور انجیل کی اتباع کامل کا حکم دیا تو لازم آیا کہ اب قران عظیم جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے اور اب وہ تمام کتب سابقہ کا ناسخ ہے اُسپر عمل کرین وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۔ اور ہمنے تجپر ای محمد صلعم قرآن نازل کیا ۔ بِالْحَقِّ حق کے ساتھ یعنے نازل کیا حق کے ساتھ جسمین کوئی شک وشبہہ نہین ہے اور قرآن کا حال یہ ہے کہ ۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۔ ای قبلہ ۔ مِنَ الْكِتٰبِ ۔ وہ سچی بتلاتا ہے ان کتابون کو جو اس سے پہلے کی ہین یعنے توریت وانجیل وزبور وغیرہ جو آسمانی کتابین سابق کے انبیا علیہم السلام پر اُتری تھین سب کو سچی بتلانے والا ہے یعنے قرآن مجید مین صریح اللہ تعالی کا حکم موجود ہے کہ توریت وانجیل کو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ۔ اور قرآن نے اگر اُنکو نسخ کردیا تو یہ تصدیق کرنے کے منافی نہین بلکہ اور موکد ہے کیونکہ نسخ کے یہی معنے ہین کہ نسخ کرنے والا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جو منسوخ ہوا وہ ناسخ سے پہلے تک کے واسطے تھا اب نہین ہے پس تصدیق کی کہ منسوخ بھی ایک وقت خاص تک کے واسطے صحیح تھا ۔ واضح ہو کہ انزال کے معنے اُتارنا خواہ ایکبارگی یا کئی دفعہ کرکے اور تنزیل بمعنے کئی دفعہ کرکے نازل کرنا پس اگلی کتابون پر فقط انزال صادق ہے الا آنکہ مجازاً تنزیل بولا جاوے اور قرآن مجید انزال بایں معنے کہ ایک مرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر سب کا سب اُتار اگیا تاکہ ملائکہ اُسکے اہتمام شان سے اسکی بزرگی جانین پھر وہان سے تھوڑا تھوڑا کرکے اُترا تاکہ سبق سبق کرکے بہترین امت صحابہ رضی اللہ عنہم تعلیم پاوین اور نہایت آراستہ ہو جاوین اور یہ بزرگی سوائے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کسی کو اگلون وپچھلون مین سے نصیب نہوئی اور قرآن مجید سے پہلے جو کتابین اُتاری گئی تھین اُنکو یہود ونصاری نے اسطرح تحریف وتبدیل کیا کہ حق بات وبنائی بات کا امتیاز باقی نہ رہا پس قرآن سے اللہ تعالی نے اُنکا اختلاف کھول دیا لہذا فرمایا ۔ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۔ اور قرآن شاہد ہے کتابون منسوخہ پر ۔ عن ابن عباس ای مؤتمنا علیہ ۔ یعنے قرآن ہر اگلی کتاب پر امین ہے اور یہی قول عکرمہ وسعید بن جبیر ومجاہد ومحمد بن کعب وعطیہ وحسن وقتادہ وعطاء خراسانی وسدی وابن زید کا ہے اور ابن جریج نے اُسکے معنے یہ بیان کیے کہ قرآن ہر اگلی کتاب کا امین ہے جو کچھ اگلی کتاب مین سے ایسی بات بیان کیجاوے کہ قرآن سے موافق ہے تو وہ حق ہے اگرچہ منسوخ ہوا اور جو اس سے مخالف بیان کیجاوے وہ باطل ہے وعن ابن عباس یعنے اگلی کتابون پر حاکم ہے اور اُسکا نکتہ وہی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ اللہ تعالے نے توریت وانجیل اُتاری تھی تاکہ اپنی رائے چھوڑکر اختلاف سے منہ موڑکر ایک راہ ہو جاوین پھر اہل کتاب نے باہم پھوٹ ڈالی اور ایسی تحریف ہر فرقہ سے سرزد

Marfat.com

ہوئی کہ اصل کتاب کا پتہ نہین چلتا ہی تو قرآن کو حاکم کیا۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ
اسی کتاب سے حکم کر جو اللہ تعالے نے نازل فرمائی ف یعنے جب اہل کتاب تیرے حضور مین اپنا مقدمہ
حکم کر اس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالے نے تجپر نازل فرمایا یعنے قرآن مجید کے حکم سے انہین فیصلہ کر اور واضح
انہین شامل ہی چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ مجھے قرآن و اُسکے ساتھ اُسکے برابر اور ملا ہی حق یہ ہی کہ سنت رسول اللہ صلعم
کے خفی معنی کو ظاہر کرتی ہین پھر بینہم کی ضمیر مفسر نے اہل کتاب کیطرف راجع کی اور شیخ ابن کثیرؒ نے عام لوگونکی طرف
لوگونکے درمیان حکم کر خواہ عرب ہون یا عجم خواہ کتابی ہون یا غیر کتابی پھر اور یہ مذکور ہوا کہ اہل ذمہ جو مسلمانونکے ماتحت ہین اگر وہ حاکم اسلام
مرافعہ کرین تو انہین حکم الٓہی کے موافق حکم دینا واجب ہی چنانچہ حکم دیدیا کہ فاحکم بینہم بما انزل اللہ۔ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ۔ اور مت پیروی
اُنکے اہوا کی یعنے اُنکی راے کی جو اُنھون نے گڑھ لی ہین۔ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ۔ عدول کرتے ہوے اس چیز سے جو تیرے پاس
آچکی ہی حق سے ف یعنے حق سے عدول کرکے اُنکی گڑھی ہوئی راے کی پیروی مت کیجیو اور یہ خطاب اگرچہ آنحضرت صلعم کو ہی لیکن مراد اسسے اُنکی
لوگ ہین کیونکہ آنحضرت صلعم نے کبھی اُنکی راے کی پیروی نہین کی اور نہ ممکن تھا۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ۔ خطاب اُمتونکی طرف ہی مانند یہودی نصاریٰ
اور مسلمان۔ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا۔ یعنی اے امتو تم مین سے ہر ایک کیواسطے ہمنے ایک شریعت اور ایک واضح راہ بنادی جسپر تم چلتے ہو الشرعۃ جس
کسی چیز کیطرف ابتدا کیجاے اور شریعت سے پانی کیطرف شروع کیا جاوے یعنے پانی تک پہونچنے کی راہ جسکو گھاٹ بولتے ہین اور دین کو شرع کہنا بطریق تشبیہ
کیونکہ اسسے آب حیات وحی تک پہونچ جاتا ہی اور یہانسے معلوم ہوا کہ دین پر مستقیم ہونے سے مقصود خاص رضاے الٓہی ہی اسسے اکابر نے کہا کہ شریعت طریقہ نوری
ہی پھر اس طریقہ کو طی کرکے حقیقت مراد کو پہنچتا ہی اور خلاصہ یہ کہ اے لوگو تم اصل مقصود مین ایک ہو اور وہ توحید الٓہی و معرفت ہی اور یہ شرائع جو انبیا علیہم السلام
لائے جنمین حلال و حرام کا فرق ہی تو یہ دین پر چلنے کے طریقے ہین اور اصل مقصود واحد ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ
ہم گروہ انبیا علاتی بھائی ہین ہمارا دین ایک ہی یعنی ہم سب توحید پر ہین اور اللہ تعالٰی نے فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا
انا فاعبدون۔ اور فرمایا۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیہ۔ پس حقیقت و مقصود مین تو سب متفق اور شرائع
مین جو اختلاف ہی تو حکم اور امر و نواہی مین ہی چنانچہ ایک ہی چیز کسی شرع مین حلال کر دی اور کسی شرع مین حرام کر دی اور کسی مین تخفیف
اور کسی مین تشدید کر دی تاکہ مطیع و عاصی ظاہر ہو اور وہ دین جسکے سواے اللہ تعالے کچھ نہین قبول کرتا وہ توحید و اسلام ہی کہ اسی کے
واسطے سب رسول آئے تھے۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً۔ علی شریعۃ واحدۃ۔ اور اگر اللہ تعالے چاہتا
تو سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا۔ وَلَٰكِنْ۔ فرقکم فرقًا لِيَبْلُوَكُمْ۔ لیختبرکم۔ فِي مَا آتَاكُمْ۔ ولیکن تفرق کر دیا تم کو فرقہ فرقہ تاکہ
امتحان کرے تمکو اس چیز مین جو تمکو دی ہی ف یعنے مختلف شرائع حاصل آنکہ اسواسطے تمہاری شریعتون مین اوامر و نواہی مختلف کر دیے
تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون تم مین سے اطاعت کرتا ہی اور کون نافرمانی کرتا ہی چنانچہ امت محمد صلعم پر شراب حرام کر دی اگرچہ اگلی امتون
مین حرام نہ تھی پھر جسوقت حرام ہونے کا حکم آیا اسیوقت صحابہ رضی اللہ عنہم نے جسکے پاس شراب تھی بہا دی اور
مطیع بندے تھے اور اپنے نفس و خواہش کے مطیع نہ تھے پس نفس کو مکلف کرنا دین ہی اگر ہر نفس اپنی خوشی پر چھوڑا جاتا تو
باقی نہ رہتا پھر جنھون نے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی وہ طاعت الٓہی سے خارج و مردود ہوے اور جنھون نے
پابندی کی وہ اللہ تعالے کے بندے مقبول اور آخرت مین کرامت کے ساتھ ہون گے پس حاصل

Marfat.com

بدون کو حالیٰ و اُنکی ظاہر و پوشیدہ خواہشون سے آگاہ ہی اسنے توحید کو سب مخلوق پر لازم کیا پھر ہر زمانہ مین اسوقت کی امت کے واسطے ایک شرع و قاعدہ مقرر فرمایا کہ اگر اسپر چلتے تو انکی دینا و دین دونون درست ہوتے اور یہ بھی ظاہر ہو تاکہ یہ لوگ اپنے نفس کے بندے ہین یا اللہ تعالے کے مطیع بندے ہین پھر تمام فساد کے بعد دوسرے نبی کو بھیجا اور حکمت کاملہ سے اُسکی شرائع کو مقرر فرمایا پس اول شرع سے جوکچھ چاہا منسوخ کردیا اور جسقدر چاہا زیادہ و کم فرمایا پھر یہی طریقہ برابر چلا آیا یہانتک کہ اللہ تعالے نے اپنے ایک بندۂ خاص رسول کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ پر رسالت ختم کرکے تمام روے زمین انسان وجن سب پر آپ کی متابعت فرض کردی اور پہلی سب شرائع منسوخ فرماکر آپ ہی کی شریعت قائم لازم فرمائی قال فی السراج یہ آیت و اُسکے مثل دیگر آیات اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ ہم لوگون پر اگلی شرائع لازم نہین ہین اور رہا قولہ تعالے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا الآیۃ۔ و اُسکے مانند تو مراد اس سے توحید و اسلام ہی اور فروع و امر و نواہی مراد نہین ہین **قال المترجم** جمہور علما کے نزدیک شرائع سابقہ جو منسوخ نہین اور ہمپر بطور تعلیم عمل نقل ہوے ہین وہ ہمپر لازم ہین و مترجم کے نزدیک مرجع اس بحث کا لفظی ہی کیونکہ جو شرائع ہمپر بطور تعلیم عمل لکھی گئی ہین وہ ہمپر اسی راہ سے لازم ہین اگرچہ وہ شرائع سابقہ بھی ہون پھر تفریق شرائع سے یہ امتحان منظور ہی کہ خالص بندے جو اُسکا حکم مانتے ہین لہذا فرمایا۔ **فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ**۔ پس جلدی کرو خیرات کی طرف ف یعنے اس بھلائی کو جلدی قبول کرو مراد یہ کہ جس چیز کے کرنے کا حکم دیے گئے اسکو کرو اور جس سے منع کیے گئے ہو اسکو مت کرو وقال ابن کثیرؒ وہ طاعت الٰہی و اتباع اس شرع کی ہی جسکو اللہ تعالے نے متقرر و ثابت فرمایا اور پہلے سب شرائع کا اُسکو ناسخ کردیا ہی اور یہی معنی یہان مناسب ہین کیونکہ اللہ تعالے نے خبر دی کہ اُسنے ہر امت کے واسطے ایک شرع مقرر کی اور آیندہ وہ منسوخ ہوتی گئی ہی پھر قرآن مجید کو نازل فرمایا جو سب اگلی شرائع کا ناسخ ہی تو اب خیرات کی طرف جلدی کرو تاکہ وقت فرصت بسبب موت کے ہاتھ سے نجاوے یہ اسی قرآن مجید و شرع آخری کے موافق ہی اور آیندہ قیامت ہی۔ **اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا**۔ اللہ تعالے ہی کی طرف تمہارا سب کا مرجع ہی ف یعنے بسبب اُٹھائے جانے کے قبرون سے یا جہان جسطرح خاک مین ملے ہو یا پانی وغیرہ مین قیامت کے روز اللہ تعالے ہی کیطرف واپس ہوگے **فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ**۔ تو اللہ تعالے تمکو آگاہ کریگا جسمین تم اختلاف کرتے تھے ف یعنے امر دین جسمین تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کرتے اور جھگڑتے تھے اللہ تعالے کے یہان ظاہر ہوگا کہ تم جھوٹے تھے اور بدون تامل و فکر و دلیل کے اپنی راے و خواہش سے جھگڑتے اور دنیا و اپنے تن کی شہوات کے لیے یہ کام کرتے تھے پس ہر ایک کو اُسکے کامونکا بدلا دیگا پس جھگڑنے و نافرمانی کرنے والے دوزخ مین جاوینگے اور نیک کام والے ثواب و جنت پاوینگے۔ **وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ**۔ یہ عطف ہی الکتاب پر ای انزلنا الیک الکتاب بالحق وان احکم۔ اور اسی سے استدلال کیا گیا کہ اوپر جو تخییر مذکور ہوئی کہ چاہے اہل کتاب کے درمیان ما انزل اللہ کے ساتھ حکم کرین چاہے نکرین تو یہ تخییر اس آیت سے منسوخ ہوئی ہی ابن عباسؓ سے مروی ہے اور ابن الجوزیؒ نے کہا کہ نہین دونون آیتین محکم ہین بالجملہ یہان حکم دیا کہ اہل کتاب مین حکم کر **بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ**۔ موافق اسکے جو اللہ تعالے نے نازل فرمایا اور اہل کتاب کی گڑھی ہوئی باتون کی جو انھون نے خواہش نفس کے مطابق بنائی ہین اُنکی پیروی مت کر ف اور حضرت صلعم تو اس سے بری تھے کہ اُنکی خواہشون کی پیروی کرین بلکہ مراد یہ کہ امت سب عدل و انصاف پر چلین اور خلاف حکم الٰہی کی پیروی نکرین اگر پوچھا جاوے کہ اوپر بھی یہ حکم آچکا پھر یہان مکرر کیا

جواب یہ کہ نہیں بلکہ اوپر یہ بیان تھا کہ ہمنے تجہپر قرآن بحق نازل کیا تاکہ سب لوگون کے درمیان تو حکم کرے [illegible]
لوگون کی گڑھی باتون کی حاجت نہو اب بیان فرمایا کہ تو اسی حکم حق پر مضبوط رہیو کیونکہ شیطان کی پیروی [illegible]
وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ - اور پرہیز رکھیو اس سے کہ تجکو وہ لوگ
نہ ڈالین بعض اُس حکم سے بھٹکانے مین جو اللہ تعالے نے تیری طرف نازل فرمایا یعنے جو احکام اللہ تعالے نے تجپر نازل [illegible]
اُنمین سے کسی حکم سے بھی تجھے یہ فسادی لوگ دھوکا نہ دینے پاوین انسے پرہیز رکھیو اس سے ظاہر ہوا کہ بعض سے غلافت کرنا بھی [illegible]
یہ کل سے مخالفت ہوگی اگر عمداً کیا گیا اسیواسطے اگر کوئی شخص کسی شرعی بات کو جان بوجھکر انکار کرے تو وہ کافر ہوجاتا ہی اگرچہ باقی کا انکار [illegible]
اور معالم وغیرہ مین مذکور ہی کہ بعض یہود جو اُنکے نزدیک عالم تھے وہ حضرت صلعم سے درخواست کرتے تھے کہ ہمارے موافق فیصلہ کرین
تو ہم ایمان لاوین پس حضرت صلعم کو اللہ تعالے نے متنبہ وہوشیار کردیا کہ لوگونکے مسلمان ہوجانے کی لالچ سے آپ کبھی ایسا نہ کرین
اگرچہ وہ لوگ اپنی خیانت ومکاری سے دھوکا دین بلکہ حق صریح کے ساتھ حکم دینگے۔ پھر ایک حکمت تقدیر سے تسکین دی کہ فَإِنْ تَوَلَّوْا
پھر اگر یہ لوگ منھ موڑین ف یعنے جو سچا حکم اللہ تعالے نے اُتارا ہی اگر اس سے یہ لوگ اعراض کرین اور اسکے سوا باطل حکم چاہین
فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ - تو جان لے کہ اللہ تعالے کے ارادہ مین یون ہوچکا
ہی کہ ان لوگون کے بعض گناہ کے عوض اُنکو دنیا مین بھی مصیبت پہونچاوے ف اگرچہ آخرت مین اُنکے سب گناہون پر اُنکو
عذاب دیگا واضح ہو کہ قولہ فاعلم انما الخ سے علم استدلالی ہی یعنے اگر اہل کتاب اس حکم حق سے اعراض کرین تو جان لے کہ تقدیر یون جاری
ہی۔ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ - اور لوگون مین سے بہتیرے فاسق ہین ف اُنکی جبلت ایسی خراب
ہی کہ رب عزوجل کے دائرۂ توحید وطاعت سے خارج رہنا چاہتے ہین اسیواسطے شرع حق سے مخالف فیصلہ کے خواہشمند ہوے
أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ - یہ فاسق لوگ حکم جاہلیت کی خواہش کرتے ہین ف جو حق سے خارج اور جہالت پر مبنی
ہی کیونکہ اُنھون نے صاف حکم حق سے اعراض کیا یبغون بیاء تحتانیہ اکثرون کی قراءت ہی اور ابن عامر نے تبغون بتاء فوقانیہ پڑھا
پس غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہی یعنے مخاطب کرکے یون جھڑکا کہ اگر تم کو توریت پر یقین ہوتا تو تم اُس سے برخلاف جہالت
کیون مانگتے جو گمراہی ہی اور اللہ تعالے کے حکم سے کیون منھ موڑتے۔ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ
يُوقِنُونَ - اور کون ہی اللہ تعالے سے بہتر حکم مین ایسی قوم کے نزدیک جو یقین رکھتے ہین ف یعنے مومنون کے نزدیک
اللہ تعالے سے بہتر کسیکا حکم نہین ہی مومنون کی خصوصیت اسواسطے فرمائی کہ اللہ تعالے کے حکم حق کو یہی بندے سمجھتے ہین
برخلاف کافر ومشرک کے جو اپنی راے کے اٹکل ملاتے ہین اور بسبب بیعقلی کے اپنی راے کو مرجع ٹھہراکر شیطان ونفس کے بندے ہوجاتے ہین ف قال
فی العرائس قولہ تعالے لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا۔ شرع الٰہی مین دو قسم کے احکام ہین ایک وہ جنسے جسم پاکیزہ ہوجاتا ہی اور دوم وہ کہ [illegible]
اپنے کمالات معرفت پر پہونچتی ہی پھر وضو وغسل وذکر زبان وتلاوت قرآن ونظر صنعت الٰہی وقدم براہ جہاد وحج وغیرہ سے [illegible]
جسم ہی اور اسی مین معانے سے کمال روح ہی اسیواسطے ذکر تلاوت وغیرہ مین زبان سے پڑھے اور دل سے غور کرے تاکہ [illegible]
یعنے گھاٹ سے مقصود آب حیات تک پہونچے اور دائمی زندگی پاوے ورنہ کافر مردہ ہوتا ہی پھر اعمال ظاہری [illegible]
ہین اور باطنی معانی کو شیخ رہ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالے نے قدم وبقا کے آب حیات پر پہونچنے کے واسطے [illegible]

اور وصول نورانیہ ہر ایک کے گھاٹ علیحدہ مقرر کیے ہین پس بعض کے لیے علم اور بعض کے لیے قدرت اور بعض کیلیے صمدیت اور بعض کیلیے حکمت اور بعض کیلیے کلام و خطاب اور بعض کیلیے معرفت و محبت اور بعض کیلیے عظمت و کبریا یعنے جدا جدا گھاٹ ہین پھر اُن کے مختلف یعنے نورانی راستے ہین کہ صفات سے ذات کی طرف اور ذات سے صفات کی طرف اور صفات سے صفات کیطرف اور اسماء سے صفات کی طرف اور نعوت سے اسماء کی طرف اور اسماء سے افعال کی طرف جداگانہ راستے ہین تاکہ ہر ایک اپنے ذوق و مشرب کے موافق معرفت حاصل کر لے پھر انمین باہم جدائی اور نزدیکی دونون متحقق ہو سکتی ہین چنانچہ جسکا گھاٹ دوسرے سے موافق ہے تو انمین باہم موافقت ہی اور جنمین ایسی موافقت نہین وہ ایک دوسرے کو نہین پہچانتے ہین اور انمین آپسمین جھگڑا بھی ہو جاتا ہے اسی وجہ سے علماء ربانی مین باہم اتحاد توحید کے ساتھ اختلاف اجتہادی بھی ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کی غیرت قدیم ہے تاکہ بندونمین سے بعضے دوسرونکی طرف ظہور انوار خاص سے میل نہ کرین اور اُنپر سواے اُس پاک تعالےٰ کے کوئی مطلع نہو اور یہ درحقیقت رحمت ہے جو اعلی العموم جمہور پر واقع ہوئی ہے اور اس تفاوت مین فوائد ہین کہ علوم غیبی سے اللہ تعالےٰ کی مراد کو تفاوت وجوہ پر جو درحقیقت ایک ہی سلسلہ مین ہے صرف نزدیکی مین فرق ہے لوگ حاصل کر لاتے اور یہی مشہور نکتہ ہے کہ عالمونکا اختلاف عام امت کیواسطے رحمت ہے **قال المترجم** اور یہانسے ظاہر ہوا کہ ہر عالم راہ صواب پر ہے اگرچہ انمین بعض کو زیادہ قرب ہے اور اجتہاد مین بھی ایک نے مثلاً ایک جانور کو مباح نکالا اور دوسرے نے مکروہ کہا کیونکہ مشارب جداگانہ کے واسطے روا ہے کہ ایک ہی چیز ایک کے حق مین مباح ہو اور دوسرے مشرب کے حاصل کرنے کیواسطے حرام ہو اور اسکی مثال یہی کہ دو بیمارون کو صحت مطلوب ہے تو ممکن ہے کہ خطمی ایک کیواسطے مفید ہو اور دوسرے کو مضر ہو اور یہی نکتہ ہے جو حدیث مشہور مین وارد ہوا کہ میرے صحابہ سب ستارے ہین جسکے وسیلہ سے راہ ڈھونڈھو تم راہ پاؤگے اور یہ حدیث حسن ثابت ہے پھر ہر شخص جانتا ہے کہ مطلوب ایک ہی باوجود اسکے ہر صحابی کو ستارہ ہدایت قرار دیا تو بھید اسمین یہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے اور یہ مقام نہایت لطیف ہے اور بسیط تحقیق چاہتا ہے لیکن گنجایش نہین اور اہلدلکو ایک اشارہ متنبہ کرتا ہے ۔ واللہ یہدی من یشاء ۔ قولہ تعالےٰ ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ۔ جزئکہ اسرار صفات بے نہایت ہین پس جیسے صفت رحمت و غضب کے مظاہر مختلف کیے کہ انمین ضدیت ہے راہ رحمت مین مومن ہین اور راہ غضب مین کفار ہین اسی طرح ہر ایک مین طرح طرح کے اصناف ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ کفر مین کسقدر بیشمار مختلف ملتین ہین اور وہ دنیاوی شہوات مین ظاہر ہین اور جانب رحمت مین درجات آخرت کے لیے مشارب متعدد ہین تاکہ جمیع ظہورات کے مظاہر ہون پس ایک ہی امت نہین کیا قولہ ولکن لیبلوکم فیما آتاکم ۔ پس نعمت توحید مین اپنی اپنی کوشش کرتے ہین قولہ فاستبقوا الخیرات ۔ طلب مین سرگرم رہو اسلیے کہ درجات بے انتہا ہین ۔ حاصل آنکہ جو کچھ معرفت تم کو حاصل ہوئی وہ سمندر سے ایک قطرہ ہے اور اصل حقیقت کی انتہا نہین پس مشاہدات کی بہتری حاصل کرنے مین جلدی کرو پھر ان کو عین الیقین کی طرف متفرد کیا بقولہ الی اللہ مرجعکم جمیعا ۔ یعنے ہر حال مین تم اپنے مقامات مین حضرت او تعالےٰ کیطرف محتاج ہو تاکہ زیادت قرب یعنی حاصل کرو اور وہان تمھارے درجات اسمین ظاہر ہونگے اور جو لطائف و علوم تمسے پوشیدہ ہین اُسی روز قیامت مین تم کو مزید ذائقہ سے معلوم ہونگے چنانچہ فرمایا فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون ۔ حاصل آنکہ مختلف مدارج کے اسرار وہان ظاہر ہونگے بعض مشائخ نے قولہ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا ۔ مین کہا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف ہر نفس کے واسطے ایک طریق کشادہ ہے **قال المترجم** شیخ جنید رح کا قول ہے کہ الطرق الی اللہ تعالےٰ بعدد انفاس الخلائق ولا تنفتح الا لمن اقتفی اثر الرسول ۔ یعنے راہ مستقیم مین ہر بندے کا راستہ بحضرت باری تعالےٰ جدا ہے لیکن اسکا کھلنا نہین مگر اسی شخص کے حق مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے پس جسقدر جسکی پیروی مین اخلاص مزید ہے

اسیقدر اسکا قرب مزید ہی اور جس مشرب کے لائق ہی اسی مشرب سے پہونچتا ہی پھر جو شخص طریق سنت پر مستقیم ہوا وہ ...
اور جو ٹیڑھا چلا وہ راہ شیطان مین پڑگیا اور راہ راست سے بھٹک گیا شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا کہ ...
تعداد مخلوقات ہین ولیکن سعید و جنتی وہ ہی جو اتباع نبوت کی راہون مین سے کسی راہ کو پاگیا شیخ اسعاد نے قولہ ولو شاء ...
واحدة مین کہا کہ اگر اللہ تعالے چاہتا تو تمھارے مراتب برابر کردیتا ولیکن تم مین تفاوت اس سبب سے کردیا کہ ...
اسی امتحان کی وجہ سے تمکو آپسمین فضیلت دی اور قولہ فاستبقوا الخیرات مین کہا کہ ہر ایک اپنی استعداد کے لائق خیر مین کوشش کرے ...
عابدون کے حق مین سارعت یہ کہ عبادات و وظائف مین کوشش کرین اور عارفون کے مناسب یہ کہ استغراق پیدا کرین اور بعض نے کہا ...
کی سبقت یہ کہ دنیا سے کمال بے تعلقی پیدا کرین یعنے تجرید مین کامل ہون اور عابدون سے سبقت یہ ہی کہ خواہش قطع کرین ...
زاہدون اور عارفون کی سبقت یہ ہی کہ خود بینی سے خارج ہون اور موحدون کی سبقت یہ کہ خلق و دنیا و عقبی سب فراموش کردین ...
مراد یہ کہ سب لوگ اپنے حسب حال نیکیان حاصل کرنے کیلیے جناب باری تعالی مین سدعا کرین

يَآيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

اے ایمان والو مت پکڑو یہود و نصارے کو رفیق وہی آپسمین رفیق ہین ایک دوسرے کے

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○

اور جو کوئی تم مین اُنسے رفاقت کرے وہ اُنھین مین ہی اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگون کو

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا

اب تو دیکھے گا جنکے دل مین روگ ہی دوڑ کر ملے جاتے ہین اُنمین کہتے ہین کہ ہمکو ڈر ہی کہ نہ آجاوے ہم پر

دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا

گردش سو شاید اللہ جلد بھیجے فیصلہ یا کچھ حکم اپنے پاس سے تو فجر کو لگین اپنے جی کی چھپی

فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ ۗ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ

بات پر پچتانے اور کہتے ہین مسلمان کہ یہ وہی لوگ ہین کہ قسمین کہاتے تھے اللہ کی

جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۚ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ○

تاکید سے کہ ہم تمھارے ساتھ ہین خراب گئے اُنکے عمل پھر رہ گئے نقصان مین

يَآيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا - ای ایمان والو - لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ مت بناؤ یہود و
نصاری کو اپنے اولیاء جمع ولی بمعنے دوست و رازدار - یعنے یہود و نصاری کو تم اپنا رازدار و دوست مت بناؤ پھر مفسرین نے
کلام کیا کہ یہ خطاب الذین آمنوا سے خالص ایمان والون کو ہی جو درحقیقت مومن ہین یا اس سے ایسے لوگون کو خطاب ہی جو ...
مین زبان سے ایمان ظاہر کرتے تھے یعنے منافق تھے یا خطاب عام ہی کہ مومن خالص و منافق دونون کو شامل ہی پس ...
سچے مومنون کو منع کیا کہ یہود و نصاری کو دلی دوست نہ بناوین اسواسطے کہ جس سے محبت ہو اسکے اخلاق ...
لہذا اگر بضرورت خلط ملط رکھنا پڑے تو بدون دلی دوستی کے ہو اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب منافقون کو ہی ...

Marfat.com

ظاہر کرتے تھے اسواسطے اُنکو صورت ظاہری کے اعتبار سے مومن فرمایا اور حق یہ ہے کہ خطاب تاقیامت سبکو عام ہے اگرچہ حکم کا مقصود یہی منافق
کیونکہ یہ لوگ باطن مین یہود و نصاری سے دلی دوستی رکھتے تھے اسیواسطے آگے فرمایا فتری الذین فی قلوبهم مرض چنانچہ عنقریب آتا ہے حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ عبداللہ بن اُبی ابن سلول نے اسلام ظاہر کیا پھر ایک روز کہنے لگا کہ میرے اور بنو قریظہ کے درمیان قسم ہے اور مین
گردش زمانہ سے مصیبت کا وقت پڑنے سے ڈرتا ہون پس اسلام سے مرتد کافر ہوگیا **شیخ ابن کثیرؒ** نے ذکر کیا کہ سدی رحمہ اللہ نے بیان
فرمایا کہ جنگ احد مین جب مسلمانون کو بسبب نافرمانی کرنے کے شکست ہوئی سوائے اسکے کہ حضرت صلعم و چند صحابہ آپ کے ساتھ
قائم رہے تو اس واقعہ کے بعد دو شخصون نے آپسمین گفتگو کی اور اُنکو شیطانی وسوسہ سما گیا پس ایک نے کہا کہ مین اس یہودی سے جا کر
گاڑھی دوستی پیدا کرتا ہون مجھے امید ہے کہ اگر کوئی حادثہ پیش آیا اور مسلمانون کا دین تمام ہوا تو وہ مجھے ہر طرح قوت دیگا اور دوسرا بولا کہ
مین ملک شام کو جاتا ہون وہان فلان نصرانی سے گاڑھی دوستی کرکے نصرانی ہونگا کہ میرے گاڑھے وقت پر آڑے آوے پس اللہ عزوجل نے
یہ آیات نازل فرمائین **قال المترجم** یہ دونون آدمی منافق تھے عکرمہؒ سے روایت ہے کہ ابو لبابہ بن عبدالمنذر کے حق مین اُتری کہ یہود بنی قریظہ
سے زمانہ جاہلیت مین اُنسے دوستی تھی اُنکو رسول اللہ صلعم نے بنو قریظہ پاس بھیجا کہ ہمارے حکم پر اپنے قلعہ سے اُترین تو اُنھون نے ابولبابہ
سے پوچھا کہ ہمارا انجام کیا ہوگا اُنھون نے اپنے حلق کیطرف اشارہ کیا کہ ذبح کیے جاؤگے (رواہ ابن جریر) اور یہ ابولبابہ سچے مسلمان تھے
لیکن اُنسے یہ حرکت بمقتضائے بشریت واقع ہوئی ولیکن اس واقعہ کے سبب نزول ہونے مین تامل ہے اور تحقیق یہ ہے کہ سبب نزول
وہ واقعہ کہلاتا ہے جسکے بعد آیت نازل ہوئی تو جسقدر اقوال مذکور ہوے شاید اُنکے بعد آیت اُتری ہو ولیکن اسمین شک نہین کہ یہ سب
اقوال اس آیت کے حکم مین داخل ہین یعنے یہ سب موالات کی صورتین حرام ہین اور ابن جریر نے عطیہ بن سعد اور زہری سے روایت کی
کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے یہود کے موالات سے بیزاری کی تو عبداللہ منافق مذکور نے کہا کہ مین تو اُنکی دوستی سے بیزاری
نہین کرسکتا کیونکہ اُنکی موالات سے چارہ نہین ہے اور اُسکا بیان وہ ہے جو کتاب المغازی مین محمد بن اسحاق نے روایت کیا کہ یہود مدینہ نے
حضرت صلعم سے معاہدہ کرلیا تھا کہ ہم نہین لڑینگے پھر چند روز بعد غزوہ خندق مین یہی پہلی قوم تھی جسنے عہد توڑا اور حضرت صلعم سے
لڑائی کی اور آخر یہ لوگ عاجز و خوار ہوکر اپنے قلعون سے اس شرط پر اُترے کہ ہمارے حق مین جو کچھ فلان شخص حکم کردے وہ منظور ہے پس
عبداللہ بن اُبی ابن سلول نے اُنکے بچانے مین بہت ہی جد و جہد کیا اور کہا کہ مین ایسا شخص ہون کہ گردش زمانہ سے ڈرتا ہون مجھے اُنکی
موالات کی ضرورت ہے اور حضرت عبادہ بن الصامتؓ نے حضرت صلعم سے یہودیون و اُنکی موالات سے بیزاری بیان کی اور کہا کہ مین فقط اللہ
تعالی و اُسکے رسول صلعم سے موالات کرتا ہون اور یہودیون و اُنکی موالات سے بیزاری کرتا ہون پس حضرت عبادہؓ اور ابن ابی منافق کے
حق مین سورۂ مائدہ کی یہ آیات نازل ہوئین یاایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الیہود والنصاری اولیاء۔ **بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ**
یہود و نصاری آپسمین ایک دوسرے کے ولی ہین ف اسوجہ سے کہ کفر مین دونون متحد ہین معنے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور اسلام سے عداوت کرنے مین یہود و نصاری آپسمین ایک دوسرے کی معاونت و مدد کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ مراد آنکہ یہود آپسمین
ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور نصاری آپسمین ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور ظاہر یہ ہے کہ موالات دنیاوی مراد ہے کہ
معاملات دنیاوی مین انکا یہ برتاؤ ہے ورنہ دین کے معاملہ مین یہود کہتے ہین کہ نصاری کچھ نہین اور برعکس اور نیز نصاری آپسمین ایک دوسرے سے
عداوت و بغض رکھتے ہین اور یہ ہر زمانہ مین ظاہر ہے اور برابر ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہین بالجملہ حاصل کلام ایمان الوقت یہود و نصاری سے

Marfat.com

موالات مت کرو اُنکی موالات جو بمقتضاے کفر ہی اُنھین کے درمیان جاری ہی اور اُنھین کی حالت کے لائق ہی
نہین پس تم انکا فعل مت اختیار کرو کہ اُنھین کے مانند ہو جاؤ اسیواسطے فرمایا۔ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ
اور جو کوئی تم مین سے ان کافرون سے موالات رکھے وہ بھی اُنھین مین سے ہی یعنے دین کے حکم مین اُنھین کا ہم
یہ بمانند آنکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ اُنھین مین سے ہی یہ حدیث [illegible]
اور تفسیر مدارک و ابو السعود وغیرہ مین ہی کہ اسمین اہل اسلام کو سخت زجر و تشدید ہی کہ مخالفان دین اسلام سے دوستی کی موالات [illegible]
جو لوگ دین اسلام مین معتزلہ و جبریہ و جہمیہ و رافضہ کے مانند بدعتین نکالتے اور دین مین خرابی ڈالتے ہین وہ بھی مخالفان اسلام [illegible]
اور ابن عباس رض سے مرفوع روایت مین ہی کہ اللہ تعالے کے نزدیک بہت مبغوض وہ شخص ہی جو اسلام مین زمانہ کفر و جہالت کی رسم [illegible]
کو چاہے الحدیث رواہ البخاری اور محبت عمدہ چیز ہی اسنے جب ایسے کفار مین اسکو صرف کیا تو بڑا ظلم کیا اسیواسطے فرمایا۔ إِنَّ اللَّهَ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔ یعنے اللہ تعالے ایسی قوم کو ہدایت نہین دیتا جو کافرون سے موالات کرکے اپنی جانون پر ظلم
کرتے ہین ف حضرت حذیفہ رض نے فرمایا کہ ہر ایک تم مین سے اس بات سے بچا رہے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو جاوے اور اسکو معلوم
بھی نہو پھر یہی آیت کریمہ پڑھدی (رواہ ابن ابی حاتم عن عبد اللہ بن عتبہ) اور ابو موسی اشعری رض سے روایت ہی کہ انھون نے عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پاس ایک نصرانی کاتب ہی تو حضرت امیر المومنین رض نے جھڑکا اور فرمایا کہ تجھے اس سے کیا مطلب تھا تو نے کوئی
دیندار کیون نہین رکھا دکما رواہ ابن ابی حاتم) اور ابن عباس رض سے من طریق عکرمہ روایت ہی کہ اُنسے نصاریٰ عرب[1] کے ذبیحہ کا مسئلہ پوچھا
گیا تو جواب دیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی ومن یتولہم منکم فانہ منہم۔ یعنے جائز نہین ہی رواہ ابن ابی حاتم باسناد حسن اور ابو الزناد سے اسکے
مانند مروی ہی اور سابق مین تفسیر قولہ الیوم احل لکم الطیبات مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسی ممانعت مذکور ہو چکی ہی
فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ۔ اب تو دیکھے ان لوگون کو جنکے دلون مین روگ ہی
کہ یہود و نصاری کی دوستی مین جلدی کرتے ہین ف یہ قیامت تک روگی منافق لوگون مین نظر آتا ہی چنانچہ ہر زمانہ مین اسکا
نمونہ موجود ہی۔ حاصل آنکہ جو لوگ سچے مسلمان نہین بلکہ منافق ہین وہ یہود و نصاری کی موالات مین جلدی و سبقت کرتے ہین اور [illegible]
چال چلن مین انسے مشابہت کرنے پر مرتے ہین اور کلام مین لطیف بلاغت ہی کہ منافقون کی رغبت اُنکی موالات مین اسقدر ہی گو
اُنھین مین داخل ہو جانے پر جلدی کرتے ہین پھر ان منافقون کا ایک عذر اُنھین کے قول سے بیان فرمایا جو گناہ سے بھی بدتر ہی یعنے يَقُولُونَ
نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ۔ یعنے منافق لوگ یہود و نصاری سے موالات کرنے مین یہ عذر بیان کرتے ہین کہ ہمکو
خوف ہی کہ ہمکو کوئی گردش پہونچے یعنے زمانہ کی گردش و سختی مانند قحط وغیرہ کے پہونچے اور محمد کا یہ سب کام پورا نہو تو اگر ہم ان لوگون سے
موالات نہ رکھینگے تو یہ لوگ جو مالدار ہین ہمکو کھانے کو نہ دینگے چونکہ یہ لوگ بیعقلی سے خلاف ایمان بات کہتے تھے لہذا انکو جواب نہین
دیا گیا بلکہ اہل ایمان کو وعدۂ لطیف سے سرفراز فرمایا جسمین ان منافقون کو بھی شرمسار کر دیا بقولہ۔ فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ
بِالْفَتْحِ۔ یعنے قریب ہی کہ اللہ تعالے فتح دیوے ف یعنے اپنے نبی صلعم کو اپنے اظہار دین سے مدد و نصرت دیوے اسکا
امید دلائی حالانکہ وہ اللہ تعالے کی طرف سے قطعی ہی پس معنے یہ ہین کہ ضرور اللہ تعالے اپنے نبی صلعم کو فتح دیگا اور احادیث
صحیحہ کثرت سے وارد ہین کہ آنحضرت صلعم نے صحابہ کو قطعی بشارت دی کہ جلدی مت کرو تمام عرب مین دین [illegible]

[1] یعنی عرب کے نصاری کا ذبیحہ کھانا درست نہین ہی ۱۲ منہ

Marfat.com

تھیں یہ یعنی اندیشہ تھا عرب کہ جب نکلنے جاینگا کہ سوائے اللہ عزوجل کے اسکو کسی سے خوف نہوگا لیکن منافقونکو امتحان مین ڈالنے کیلیے فرمایا کہ امید ہوا اللہ تعالےٰ فتح کو لے آوے اَوۡ اَمۡرٍ مِّنۡ عِنۡدِهٖ یا اپنی طرف سے ایک امر لاوے ف یعنے منافقونکا پردہ کھولدے کہ وہ سب مین رسوا ہون اور سدی نے کہا کہ فتح سے مکہ کا فتح ہونا مراد ہی پس منافقونکو جو غلبہ مشرکین قریش کا اور امر اسلام پورا انہونیکا شک تھا وہ رد کر دیا اور قولہ امر من عندہ سے مراد یہ کہ یہود و نصاریٰ پر جزیہ باندھے جانے کا وعدہ دیا پس منافقونکو جو انکی شان و شوکت سے امید مددگاری تھی وہ توڑدی کہ یہود وغیرہ آپ ہی خوار ہونگے منافقونکی مددگاری کون کریگا پس جب ایسا ہوگا تو منافقون نے جو اپنے دلون مین خیالات پوشیدہ کیے تھے کہ دل مین نفاق اور کافرون کی موالات رکھتے تھے اُسکا یہ نتیجہ ہوگا۔ فَيُصۡبِحُوۡا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ نٰدِمِيۡنَ یہ منافق لوگ اپنے دلون کی پوشیدہ کی ہوئی باتون پر نادم ہوجاوینگے ف واضح ہو کہ یہی نتیجہ اس تدبیر و فکر کا ہی جو برخلاف حکم خدا و رسول کے عقل کے دشمن اپنے آپ کو دانا و ہوشیار سمجھکر نکالتے ہین چنانچہ منافقون کا حال پہلے پوشیدہ تھا اُنھون نے اپنی رائے سے وہ باتین نکالین جنسے بھلائی سمجھتے تھے حالانکہ صریح خلاف خدا و رسول تھین پس وہ درحقیقت عین فساد تھین کہ آخرکار دنیا ہی مین اللہ تعالےٰ نے خالص مومنین کو اُنکا حال ظاہر فرما دیا۔ وَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا۔ واضح ہو کہ بصری قراء کی قراءۃ مین ویقول بواو ہی اور شامی وحجازی قراء کی قرات مین بدون واو ہی اور یقول بھی بالرفع پڑھا گیا اور بالنصب بھی پڑھا گیا پس بواو ہو یا بلا واو ہو اگر بالرفع ہی تو استیناف ہی یعنے از سر نو جملہ شروع ہوا اور بالنصب مین عطف ہی یاتی پر یا ان یاتی وان یقول الذین آمنوا یعنے مومنین تعجب کی راہ سے بعض منافقونکو کہین کہ۔ اَهٰٓؤُلَاۤءِ الَّذِيۡنَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ کیا یہی لوگ ہین کہ جو قسم کھایا کرتے تھے نہایت کوشش سے کہ اِنَّهُمۡ لَمَعَكُمۡ۔ فی الدین۔ دین مین بیشک بالتحقیق ہم تمہارے ساتھ ہین ف حالانکہ اب ظاہر ہوگیا کہ محض جھوٹے منافق تھے حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ۔ اُنکے اعمال سب ضائع گئے جمہور مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالےٰ آگاہ فرماتا ہی کہ ان منافقون کے وہ اعمال جنکو اُنھون نے دکھلانے سنانے کو اعمال نیک کی صورت پر کیا تھا سب باطل و نیست ہوگئے۔ فَاَصۡبَحُوۡا خٰسِرِيۡنَ۔ یعنے دنیا و آخرت مین برباد ہوئے چنانچہ دنیا مین تا قیامت بدنام و فضیحت ہوئے اور آخرت مین کچھ نہ ملا جس سے کچھ راحت ہوتی بلکہ بجائے اُسکے دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ مین آگ کے صندوقون مین شکنجہ کرکے ڈالے گئے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ يَّرۡتَدَّ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ

اے ایمان والو جو کوئی تم مین پھریگا اپنے دین سے تو اللہ آگے لاویگا ایک لوگ کہ اُنکو چاہتا ہی

وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ يُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ

اور اسکو چاہتے ہین نرم دل ہین مسلمانون پر اور زبردست ہین کافرون پر لڑتے ہین

سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوۡنَ لَوۡمَةَ لَاۤئِمٍ‌ ؕ ذٰ لِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ

اللہ کی راہ مین اور ڈرتے نہین کسی کے الزام سے فضل ہی اللہ کا دیگا

يَّشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ○

جسکو چاہے اور اللہ کشایش والا ہی خبردار

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ يَّرۡتَدَّ۔ نافع و ابن عامر نے یرتدد۔ بدون ادغام پڑھا اور باقیون نے یرتد بادغام

Marfat.com

پڑھا اور قواعد لغت سے یہ دونون طریقے صحیح ثابت ہین اور ارتداد کے معنے لوٹ جانا ہو [illegible]
مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ ۔ تم مین سے اپنے دین سے ف کفر کی طرف تو اللہ تعالےٰ ایسکے بجائے [illegible]
فرمایا اللہ تعالےٰ نے یہ خبر دی ایسی بات کی جسکے واقع ہونیکا اللہ تعالےٰ کو علم تھا چنانچہ نبی علیہ السلام کے قریب [illegible]
کے عرب کے بہتسے گروہ مرتد ہوگئے چنانچہ صاحب کشاف وغیرہ نے یہان لکھا کہ کافرون سے موالات کرکے بے ایمان ہو [illegible]
طور پر بموالات یا بدون موالات کے اسلام سے مرتد ہوجانے کا ذکر شروع فرمایا اور اسطرح خبر دی کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ کے علم مین [illegible]
واقع ہونے والا تھا اُسکے واقع ہونے سے پہلے آگاہ فرمایا کیونکہ فسوف یاتی اللہ بقوم قطعی وعدہ ہو کہ مرتدون کے بدلے اللہ تعالےٰ
ایک گروہ مضبوط سچے مومنون کا لاویگا اور یہی واقع ہوا کہ عرب کے گیارہ فرقے مرتد ہوے چنانچہ آخر زمانہ حضرت صلعم مین قوم [illegible]
اور بنو حنیفہ یعنے قوم مسیلمہ کذاب ور بنواسد قوم طلحہ بن خویلد الاسدی یہ تین فرقے مرتد ہوے اور زمانہ حضرت صدیق اکبر [illegible]
مین سات فرقے عینیہ بن حصن کی قوم فزارہ اور قرہ بن سلمہ کی قوم غطفان اور فجارہ بن عبد یالیل کی قوم بنو سلیم اور مالک بن نویرہ کی
بنو یربوع اور قوم سجاح بنت المنذر اور اشعث بن قیس کی قوم کندہ اور خطمی بن یزید کی قوم بنو بکر بن وائل مرتد ہوئے اور حضرت [illegible]
رضی اللہ عنہ نے ان سب قومون کو بعد محاربۂ عظیم کے زیر کیا اور جبلہ بن الایہم کی قوم بنو غسان زمانۂ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین مرتد ہو کر ملک [illegible]
کو بھاگ گئی اور دنیا کے لالچ سے نصرانی ہوگئی پھر اللہ عز وجل نے وعدہ فرمایا کہ ان مرتدون کے عوض مین ایک قوم صالح لاؤنگا چنانچہ فرمایا
فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ ۔ بدلہم ۔ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ ۔ پس لاویگا اللہ تعالےٰ بدلے اُن مرتدون کے ایسی قوم کو
کہ جنکو اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہو اور وہ اللہ تعالےٰ سے محبت رکھتے ہین ۔ واضح ہو کہ یہان صریح ظاہر ہو کہ محبت ایک صفت خاص ہے
جیسا کہ اکابر صوفیہ واہل تحقیق کا قول ہو اور یہان تاویل کرنا کہ محبت بمعنے ثواب دینے کے ہو تو ایسی تاویل بعید ہو تحقیق یہی ہو کہ ایک
صفت خاص ہو کہ اُسکی ماہیت سے اللہ تعالےٰ دانا تر ہو اور بندہ جب اس صفت سے متصف ہوتا ہو تو آگاہ ہوجاتا ہو بالجملہ اس قوم
کی ایک یہ تعریف ہو کہ اللہ تعالےٰ اُنکو محبوب رکھتا ہو اور وہ اللہ تعالےٰ کو محبوب رکھتے ہین اور دوسری صفت یہ کہ ۔ اَذِلَّةٍ عَلَى
الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۔ یعنے عطوفت ومہربانی فرمانے والے ہین مومنون پر اور ۔ اَعِزَّةٍ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ۔ یعنے سخت وشدید
ہین کافرون پر چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی تعریف مین سورۂ فتح مین فرمایا ۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ۔ یعنے کافرون پر نہایت
سخت وشدید ہین اور آپسمین ایک دوسرے پر نہایت مہربان ہین پھر تیسری صفت یہ کہ ۔ يُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ
اللہ تعالےٰ کی راہ مین جہاد کرتے ہین چوتھی صفت یہ کہ ۔ وَلَا يَخَافُوۡنَ لَوۡمَةَ لَاۤئِمٍ ۔ اور نہین خوف کرتے ہین کسی
ملامت کرنے والے کی ملامت کا ف برخلاف منافقون کے کہ وہ کافرون کی ملامت سے خوف رکھتے ہین پھر مفسرین مین اختلاف
ہو کہ یہ کون قوم ہین بعض نے کہا کہ وہ تابعین ہین بقرینۂ سوف یاتی اللہ ۔ یعنے آیندہ وہ لائے جاوینگے اور معتبر یہ کہ قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم قوم ہذا واشار الی ابی موسی الاشعری (رواہ الحاکم فی صحیحہ) یعنے اس آیت مین حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ لوگ
اس شخص کی قوم ہین اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا (رواہ الحاکم وابن ابی حاتم وابن جریر وہو فی الصحاح
ایضًا) اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ اہل قادسیہ ہین اور مجاہدؒ نے کہا کہ شہر سبا کی ایک قوم ہو اور
سعید بن جبیرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ وہ ایک قوم اہل یمن سے پھر کندہ سے پھر سکون سے پھر [illegible]

ہین اور ممکن ہے یہ ظاہر ہو کہ مراد خصوص اُن لوگون کے حق مین نزول نہین بلکہ شمول ہے یعنے جن لوگون کے حق مین نزول ہوا انھین کی صفات سے یہ اقوام بھی بقریب قریب متصف ہین کیونکہ او تعالے نے اس قوم کو واحد فرمایا جو بہر حال ایک رئیس کے زیر حکم ہون اور منجملہ اوصاف کے یہ قرار دیا کہ مجاہدون فی سبیل اللہ۔ یعنے یہ اوصاف انہین موجود ہین پس ان اقوال مذکورہ مین بدون تکلف و تاویل کے بات صادق نہین ہے اور خصوص روایت سعید بن جبیر از ابن عباس اس امر پر دلیل واضح ہے کہ مراد شمول ہے اور محمد بن کعب سے مروی ہے کہ یہ قریش کے سردار اسلام ہین یعنے جو مسلمان ہوگئے اور حسن البصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر کے زمانہ کی حالت کے بیان مین اسکا نزول ہوا لہذا کہا گیا کہ اس قوم سے مراد ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و انکا لشکر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم ہے جنھون نے مرتدون پر جہاد کیا اور شمول آمین ہے اس قوم کا ہے جنھون نے خلوص ایمان سے مابعد کے زمانہ مین مرتدون کو قتل کیا بعضے صحابہ نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد کوئی شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے افضل نہین ہوا کہ مرتدون سے لڑائی کرنے مین وہ انبیاء مین سے ایک نبی کے قائم مقام ہوے جب حضرت ابو بکر رض نے مرتدون پر جہاد کا قصد کیا تو صحابہ نے اُسکو مکروہ جانا اور بعض نے کہا کہ وہ اہل قبلہ ہین انپر کیونکر جہاد ہو سکتا ہے بعض نے کہا کہ ہم کہانتک اس بشیار قوم سے لڑینگے حالانکہ رسول اللہ صلعم نے اسقدر مدت تک مشقت اُٹھائی تھی غرض کہ سب نے اختلاف کیا لیکن حضرت ابو بکر رض نے تنہا اُنپر جہاد کرنیکا قصد فرمایا اور تلوار حمائل کرکے باہر نکلے پس خواہ مخواہ سب لوگ انکے پیچھے نکلے اور آخر اللہ تعالے نے اسلام کو فتح دی پس ابن مسعود رض نے فرمایا کہ ہمنے ابتدا مین اس جہاد کو مکروہ جانا تھا پر انتہا مین ہم نے حضرت ابو بکر رض کا شکریہ ادا کیا یعنے اگر وہ نہوتے تو اسلام مٹ جاتا بالجملہ یہ صفات ایسی قوم کے ہین جنکو ایمان کامل حاصل ہو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجکو میرے خلیل صلے اللہ علیہ وسلم نے سات باتون کی وصیت کی پس مجھے حکم دیا کہ مسکینون سے محبت رکھون اور حکم دیا کہ اپنے سے کم مرتبہ کو دیکھون اور اونچے کی طرف نظر نہ رکھون اور حکم دیا کہ ناتے کو ملائے رکھون اگرچہ مدبر کیا جاؤن اور حکم دیا کہ کسی سے کچھ سوال نہ کرون اور حکم دیا کہ حق بات کہون اگرچہ کڑوی ہو اور حکم دیا کہ اللہ تعالے کے دین مین کسی ملامت کرنیوالے سے ڈرون اور حکم دیا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ بہت پڑھا کرون کیونکہ یہ خزانہ زیر عرش سے ہے (رواہ احمد) اور صحیح مین ثابت ہے کہ مومن کو نہین چاہیے کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنے نفس کو کیونکر ذلیل کریگا فرمایا کہ اسقدر بلا برداشت کرے کہ اسکو اُٹھا نہین سکتا ہے کذا فی تفسیر ابن کثیر واضح ہو کہ فرائض و واجبات کے علاوہ ہر کام مین جہانتک رخصت ہے اسکو لحاظ رکھے اور کبھی کبھی عزیمت کو اختیار کرے۔ شیخ ابن الہمام رح نے فتح القدیر مین آیات و احادیث سے اس بحث کو مدلل لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے واسطے آسانی کو پسند فرماتے تھے لہذا آسانی کا طریقہ لینا مستحب ہے اور سختی ہر جگہ و ہر وقت آدمی کو مغلوب کردیتی ہے۔ بالجملہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ ضعیف و کام کاج والے اور متفکر لوگون سے جہان تک ممکن ہو آسانی و سہولت سے دین کی پابندی ادا کرا دے اور ہر ایک کو عزیمت ہی پر آمادہ نہ کرے واللہ اعلم۔ **ذٰلِكَ** یہ جو اوصاف مذکور ہوے۔ **فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ** اللہ تعالے کا فضل ہے جسکو چاہے دیدے۔ **وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ**۔ اللہ تعالے کا فضل وسیع ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ کون کون قوم اُسکے لائق ہے ف عرائس مین ہے کہ قولہ تعالے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم دیکھو نہامین اسلام سے مرتد ہوجانے والون کو تنبیہ ہے کہ انکو اللہ تعالے کی محبت سے کچھ نصیب نہین ہوا اسی سبب سے مرتد ہوگئے اور اسمین خبر دیدی کہ او تعالے ایک ایسی قوم لیگا کہ ازل ہی مین انکو محبوب کرلیا ہے اور وہ لوگ بھی اللہ تعالے کے محبوب کرنے سے او تعالے عزوجل سے محبت شدید رکھتے ہین اور

Marfat.com

یہ لوگ ضرور ہیکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ وسنت سے موافق ہین اور شرط محبت [illegible]
کہ محبت کی شرط یہ ہیکہ محبوب سے ظاہر و باطن مین موافق ہو یعنے اُسکی راہ پر اُسکی تابعداری کرے [illegible]
سو وہ محبت رکھنے والا نہین ہی اور صریح اللہ تعالے نے فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ [illegible]
علیہ وسلم اگر تم اللہ تعالے سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالے تمکو محبوب فرماویگا اس آیت مین صحابہ و تابعین [illegible]
ہی اور اللہ تعالے نے ظاہر کردیا کہ محبت اسکی صفت ازلی ہی کیونکہ اللہ تعالے نے بذات خاص اپنے احبا کو محبوب فرمایا [illegible]
تھی اسیطرح یہ لوگ بھی اپنی ذاتون وصفات سے اُس سے محبت رکھتے ہین اور ہرطرح اُسیکی محبت کا دم بھرتے ہین اسواسطے کہ محبت [illegible]
ہی اور وہان کسی فعل کا وجود ہی نہ تھا اور بندونکی محبت کا مصدر خود انکے قلوب ہین اور وہان بھی کوئی فعل نہین ہی اور اصل محبت [illegible]
ہی بدون کسی علت کے یعنے نعمتین و احسان وغیرہ کسی وجہ سے اصل محبت کا وجود نہین ہوتا اور کسی فعل و حرکت کیوجہ سے پیدا نہین ہوتی [illegible]
اپنے علم قدیم سے اپنے اولیا کو محبوب کیا قبل اسکے کہ اُنکو پیدا کرے اور قبل اسکے کہ اُنسے کوئی ایسے افعال صادر ہون جو برگزیدہ [illegible]
کی علامات ہین پس محبت الٰہی اپنے خاص بندون سے اسوقت متحقق تھی جب وہ لوگ عدم تھے اور بندگان خاص جو اُس سے محبت
رکھتے ہین تو اس طور پر ہیکہ اُنکے دلون پر اُسکی اس صفت کی تجلی ہوتی ہی یعنے اُنکے قلوب مین نور محبت سما جاتا ہی پس جب انکی [illegible]
آنکھین سرمۂ محبت سے منور ہوئین تو ان آنکھون نے عجیب بینائی پائی اور اسیکے طالب ہوے آخر بفضل اللہ سبحانہ تعالے [illegible]
ازل کو بے پردہ پایا پھر اسکو محبت اُسی سے چاہنے لگے جو کبھی اپنی اصل سے دوسری طرف نہین پھرتی ہی سلامی نے کہا کہ اُسی کے
فضل محبت سے اُنھون نے اُسکی محبت مین اپنے آپکو قربان کیا اور اُسیکی یاد کے فضل سے اُنھون نے اسکی یاد مین اپنے آپکو
فراموش کردیا۔ یوسف بن الحسین نے فرمایا کہ محبت ایثار ہی قال المترجم مراد آنکہ اپنے نفس کو چھوڑ کر اُسی کو اختیار کیا اور
محبت کا قیاس شہوات پر نہین ہی حتی کہ بہت جاہل اسمین خبط ہوتے ہین سے عشق آن نبود کہ در مردم بود + این فساد خوردن
گندم بود + اور محبت ایمانی فنائے نفس ہی اور اختیار محبوب ہی اسی محبت کی شان ہیکہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا حضرت انس رض
نے کہا کہ صحابہ کو اس حدیث سے بعد اسلام کے سب چیز سے بڑھکر خوشی ہوئی اور کہا کہ مین ابوبکر و عمر رض کو محبوب رکھتا ہون اگرچہ
میرے اعمال ویسے نہین ہین (م) پھر اللہ تعالے نے اہل محبت و ایمان کامل کی تعریف فرمائی کہ اُسکے دوستون سے تواضع
رکھتے ہین اور دشمنون پر غلبہ رکھتے ہین چنانچہ فرمایا اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین پھر فرمایا کہ محبت مین اپنی جانین اسطرح
قربان کرتے ہین کہ اسکے حکم سے اسکے دشمنون پر جہاد کرتے ہین اور جو کچھ اُسنے حکم دیا بجا لاتے ہین اور جس سے منع فرمایا اس سے
بے تردد باز رہتے ہین اور کسی ملامت کرنے والے سے نہین ڈرتے ہین پھر ان سب صفات کے بعد آگاہ فرمایا کہ یہ [illegible]
سے نہین بلکہ محض فضل و رحمت سے ہی جیسے اپنی محبت کی وجہ سے انکی محبت بیان کی شیخ ابوبکر وراق نے کہا کہ جہاد تین طرح کا [illegible]
جہاد اپنے نفس کے ساتھ دوم جہاد دشمنان دین کے ساتھ سوم جہاد اپنے قلب کے ساتھ پس راہ خدا مین جہاد [illegible]
قلب سے مجاہدہ اس طرح ہو کہ کسی طرح غفلت اُس مین نہ آنے پاوے اور نفس کا جہاد اسطرح ہی کہ بندگی سے کسی [illegible]
پر جہاد اسطرح ہی کہ تجھین وہ کوئی ایسی غفلت نہ پاوے کہ جس سے تیرا حصہ فرصت پاکر تجھسے اُچک لیجاوے پھر اللہ تعالے [illegible]
سے بیزاری ظاہر کرکے مومنون کی دوستی پر رضامندی ظاہر فرمائی بقولہ

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ
تمھارا رفیق وہی اللہ ہر اور اُسکا رسول اور ایمان والے جو قائم ہین نماز پر اور دیتے ہین
الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ○ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ
زکوۃ اور وہ رکوع کرنیوالے ہین ۔ اور جو کوئی رفاقت پکڑے اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور ایمان والون کی
ع ٨
حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُونَ ○ ع
تو اللہ کی جماعت وہی ہونگے غالب

عبد اللہ بن سلام جو علماے یہود مین سے پاکیزہ صفت اور مسلمان ہوگئے تھے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگونکو ہماری قوم نے چھوڑ دیا تب یہ آیتین نازل ہوئین اور حاصل آیت یہ کہ اللہ تعالے نے اُنکو فہمائش کردی کہ یہود ایسی قوم ہر کہ انپر اللہ تعالے کا غضب ہی سواے چند لوگون کے جو ایمان سے مشرف ہون پس اگر اُنھون نے تمکو چھوڑا تو عین خوشی کا مقام ہر کہ تم ایسے مغضوب علیہم کی دوستی مین نہین ہو اور شیخ ابن کثیر نے ذکر فرمایا کہ محمد بن اسحق کی روایت و دیگر احادیث الباب سے جو پہلے مذکور ہوئین معلوم ہو چکا کہ یہ سب آیات حضرت عبادہ بن الصامت انصاری کے حق مین نازل ہوئین کہ جب اُنھون نے یہودیونکی دوستی سے بیزاری کی اور اللہ تعالے و اسکے رسول صلعم و اہل ایمان کی دوستی پر خوشی و رضامندی ظاہر کی پس اللہ تعالے نے اول منع فرمایا کہ یہود و نصاری سے دوستی مت رکھو پھر آگاہ فرمایا۔ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔ تمھارا ولی اللہ تعالے ہر اور اسکا رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہر۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔ اور وہ ایمان والے ہین جنکی یہ صفت ہر کہ نماز قائم کرتے ہین یعنے خوب اچھی طرح ادا کرتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور وہ رکوع کرنے والے ہین راکعون سے یا تو یہ مراد ہر کہ نماز مین خشوع کرنے والے ہین اسلیے کہ یقیمون الصلوۃ سے انکا نماز پڑھنا تو معلوم ہوگیا پھر راکعون بمعنے نماز پڑھنے والے لینے مین تکرار غیر مفید لازم آتی ہر لہذا راکعون بمعنے خشوع کرنیوالے یا یہ معنے ہین کہ اول سے فرائض و واجبات ادا کرنے والے اور اس سے نوافل و مستحبات ادا کرنے والے مراد ہین یعنی باوجود ادا فرائض کے نوافل وغیرہ بھی ادا کرتے ہین قال المترجم جبکہ اقامت نماز اُنکی صفت بیان فرمائی تو بدون خشوع کے جو نماز کا مغز ہر کیونکر اقامت صادق ہوگی اور نماز تطوع یعنے نوافل پر محمول کرنا البتہ وجہ رکھتا ہر اور اولی یہ ہر کہ وہم راکعون ای والذین ہم راکعون بمعنے آنکہ ہمیشہ اس پر ثابت و قائم ہین اور اقامت نماز فقط یہی ہر کہ جس نماز کو ادا کیا اُسکو پوری شرائط و ارکان سے اچھی طرح ادا کیا لیکن اس سے یہ بات نہین کہ ہمیشہ بدون قضا کرنے کے ادا کرین لہذا بعد اقامت کے اس کلام سے نماز پر دوام و استمرار بیان کیا تاکہ مفید ہو کہ اقامت کے ساتھ ہمیشہ ادا کرتے ہین واللہ اعلم قال ابن کثیر بعض لوگون کو وہم ہوا کہ قولہ وہم راکعون موضع حال مین ہر قولہ یوتون الزکوۃ سے تو معنے یہ ہونگے کہ ادا کرتے ہین زکوۃ کو درحالیکہ رکوع مین ہین لیکن اگر ایسا ہوتا تو رکوع مین زکوۃ دینا بہ نسبت اور حالت مین ادا کرنے کے بہتر ہوتا حالانکہ مین نہین جانتا کہ علما مین سے جسکو فتوی کی لیاقت ہر کسی نے ایسا کہا ہو قال المترجم بلکہ علماے حنفیہ کے نزدیک اگر اسنے ایسا کیا کہ رکوع کی حالت مین زکوۃ کسی کو دی تو نماز فاسد ہو جائیگی پھر مترجم کہتا ہر کہ اگر اس جملہ کے معنے یہ لیے جاوین کہ وہ نماز پر مداومت کرنے والے ہین یعنے زکوۃ دیتے ہین اس حال مین کہ وہ اس صفت سے موصوف ہین تو ہوسکتا ہر قال ابن کثیر اور جن لوگون نے

Marfat.com

یوتون الزکوة سے اسکو حال ڈالا او رحالت رکوع مین ادا ے زکوة قرار دی وہ آئمین حضرت علی بن ابی [illegible] ہین کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین نازل ہوئی کیونکہ وہ رکوع مین تھے اور ایک سائل [illegible] اسی حالت رکوع مین اسکو اتار دی پھر اس اثر کی اسانید و طرق کو شیخ نے بالاستیعاب ذکر کیا اور اسکی تلخیص یہ ہے کہ ابن [illegible] وعبد الرزاق وابن جریر وابن مردویہ وابو الشیخ وابن عساکر نے روایت کیا ہی پس ابن ابی حاتم نے سلمة بن کہیل و رعتبہ بن ابی حکیم [illegible] روایت کیا اور اسناد ضعیف ہی اور ابن جریر نے مجاہد وسدی وابو جعفر الباقر۔ ووالبی عن ابن عباس روایت کیا اور عبد الرزاق نے عبد الوہاب بن مجاہد عن مجاہد عن ابن عباس روایت کیا اور عبد الوہاب لائق احتجاج نہین اور ابن مردویہ نے ضحاک از ابن عباس حالانکہ ضحاک نے ابن عباس کو نہین پایا اور کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس حالانکہ کلبی متروک ہی اور عن میمون بن مہران عن ابن عباس حالانکہ میمون ضعیف ہی اور نیز ابن مردویہ وابو الشیخ وابن عساکر نے ابو رافع وابن یاسر وحضرت علی رضی اللہ عنہم سے یہی اثر روایت کیا پھر کہا کہ انمین سے کوئی روایت نہین ہوئی کیونکہ انکی اسانید مین ضعفا ہی اور اسانید کی راوی مجہول ہین اور کہا کہ احادیث سابقہ سے جو تفسیر قولہ لاتتخذوا الیہود والنصاری اولیاء الآیہ۔ مین گذرین اُسمین معلوم ہو چکا کہ نزول ان آیات کا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے حق مین ہی **قال المترجم** بلکہ صیغہ جمع دلالت کرتا ہی کہ خطاب مومنون کو ہی اور عبادہ بن الصامت اسمین داخل ہین لیکن اس سے کوئی منافات لازم نہین آتی اگر والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوة سے مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم وحضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مراد ہون بشرطیکہ اثر مذکور صحت کو پہونچ جاوے فافہم۔ **وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** ۔ معنے یہ ہین کہ جو کوئی ولی پکڑے اللہ واسکے رسول و ایمان والون کو تو اللہ تعالی انکی اعانت فرماتا اور نصرت دیتا ہی۔ **فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ** ۔ کیونکہ اللہ تعالے کے گروہ ہی غالب ہین **ف** اسوجہ سے کہ اللہ تعالے انکی نصرت فرماتا ہی پھر واضح ہو کہ آیت مین تو فرمایا کہ حزب اللہ ہی غالب ہین حالانکہ یہ ظاہر ہی کہ جہاد و لڑائی مین کبھی مومنونکو فتح ہوتی ہی اور کبھی کافر قوی ہو جاتے ہین تو اس حصر کے معنے کیونکر ہین تو جواب یہ ہی کہ آدمی کے حق مین دنیا ایک راہ ہی اور مدت پر یہ راہ ختم ہو جاتی ہی پس غلبہ کا نتیجہ جسکو حاصل ہوا وہی غالب ہی اور وہ فلاح دارین ہی اور ظاہر ہی کہ جو لوگ فقط اللہ تعالے واسکے رسول و مومنین کی ولایت رکھتے ہین او رجہاد کرتے ہین اور اعمال خیر کرتے ہین ہر کام مین انھین کو ثواب ہی خواہ وہ شہید ہو جاوین یا فتح پاوین اور نیز غلبہ باعتبار انجام حال کے ہی اور اوتعالے نے یہ مفروض فرمایا ہی کہ انجام مین رسول ہی غالب رہے خواہ باعتبار ظاہر و باطن دونو کے یا فقط باطن کی راہ سے کہ عاقبت انھین کیواسطے ہی اسلیے کہ انھون نے اگرچہ دنیاوی صدمہ اٹھایا تاہم انھین کو فلاح حاصل ہوئی اور بعض نے کہا کہ یہ غلبہ باعتبار حجت و برہان کے ہی کہ حق ہمیشہ غالب ہی اور باطل ہمیشہ مغلوب ہی چنانچہ دین اسلام سے کسی فریق کا فرو مرتد نے کبھی حجت و دلیل سے غلبہ نہین پایا۔ **ف** عرائس مین ہی کہ قولہ انما ولیکم اللہ ورسولہ الخ۔ اللہ تعالے کی محبت یہ ہی کہ بدون استحقاق کے ازلی عنایت مبذول فرمائی تھی کہ دنیا مین ایمان نصیب ہوا اور رسول اللہ صلعم کی محبت یہ ہی کہ انھون نے شریعت کا ادب سکھلایا جسکے بدون ہرگز درگاہ کبریائی کی لیاقت نہین ہوتی ہی اور مومنین کی محبت یہ ہی کہ اپنا بھائی کر لیا اور نطفہ کے بھائی سے بڑھکر جان و مال سے انکے واسطے موجود ہین **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے کی ولایت یون ہی کہ جسنے اُس سے محبت کی اسکو بندہ برگزیدہ کر لیا اور رسول اللہ صلعم کی ولایت یہ کہ اوتعالے نے اپنے رسول کو آگاہ فرمایا کہ فلان بندہ میرا ولی ہی پس رسول پر واجب ہی کہ جسکو اللہ تعالے نے ولی کیا اسکو ولی کرین **قال المترجم** اسی واسطے حدیث مین ہی کہ حضرت صلعم نے حضرت علیؓ سے کچھ مشورہ کیا تو بعض منافقون نے کہا کہ دیر ہو رہی ہی اور وہ تو اپنے چچا زاد بھائی سے مشورہ مین مشغول ہین تو آپ نے فرمایا کہ مین نے اسکو مشورہ کے واسطے نہین چھانٹا بلکہ اللہ تعالے نے اسکو اسواسطے چھانٹا ہی اور اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کے حق [illegible]

...کہا کہ یابی اللہ والمومنون الا ابابکر۔ یعنے سواے ابوبکرؓ کے دوسرے کسی کو پیشواے خلق بنانے سے او تعالے انکار فرماتا ہی اور او تعالے لئے ... بنے جو مومنین ہین وہ بھی انکار کرتے ہین اور یہان سے بعض بدعتیونکا قول رد ہوگیا جو کہتے ہین کہ خلافت کبری حضرت علیؓ کو تھی ... خلافت صغری باقی حضرات ثلثہ کو ہوئی۔ اللہ تعالے ہدایت دے اُن بیوقوفونکو جو دین مین خواہ مخواہ بدعت نکالتے ہین قولہ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون۔ یعنے جسکے حق مین اللہ تعالے کی طرف سے محبوب بنالینا واقع ہوا کہ اس کو اپنی ...بت ومشاہدہ عطا کرکے ولی بنایا اور جسکے حق مین آنحضرت کی طرف سے ولی بنانا واقع ہوا بایطور کہ او تعالے کی بندگی مین اس نے حضرت رسول اللہ صلعم سے موافقت کی یعنے ہر طرح آپ کی سنت پر مستقیم رہا اور جسکے حق مین مومنون کی تولیت ودوستی واقع ہوئی بایطور ...کہ اُنکے چہرون سے اُسکو انوار غیب نظر آئے تو ایسا شخص اللہ تعالے و اُسکے رسول صلعم ومومنون کا محبوب ہی اور ایسا شخص ہمیشہ بسبب مدد ونصرت الٰہی کے اپنے نفس وشیطان پر غالب ہوگا **قاسم**ؒ نے کہا کہ اللہ تعالے سے موالات جبھی ہوتی ہی کہ رسول اللہ صلعم سے موالات ہو اور رسول اللہ صلعم سے موالات جبھی ہوتی ہی کہ مومنین صالحین سے موالات ہو پس جسنے اہل ایمان سے موالات نہ رکھی اُسکو موالات الٰہی عزوجل سے کچھ بھی حاصل نہوگا چنانچہ حدیث مین ہی کہ جسنے ہم مین سے یعنے مومنین مین سے بڑے کی تعظیم نکی وہ ہم مین سے نہین ہی اور جسنے اپنے سے چھوٹے پر شفقت نہ کی وہ ہم مین سے نہین ہی **قال المترجم** حدیث مین آیا ہی کہ یہ امت بھی قیامت کے قریب مانند یہود ونصاری کے حرکتین کریگی اور آثار قیامت مین بھی مذکور ہی کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلون پر طعن کرینگے چنانچہ فرقہ رافضہ نے تو سب سے پہلے اسلام مین یہ بات ایجاد کی کہ نفس وشیطان کے گمراہ کرنے سے بزرگون پر طعن کرنے لگے اور اس زمانہ مین عموماً یہ بلا پھیل گئی ہی اللہ تعالے راہ مستقیم کی ہدایت فرماوے **قال الشیخ** اور بعض نے فرمایا کہ حزب اللہ وہ خاص بندے ہین جو اللہ تعالے کی اطاعت مین ٹھیک قائم رہتے ہین اب اللہ تعالے نے موالات یہود ونصاری سے منع کرکے عموماً کافرون ومشرکون مع بدعتیون ومنافقون وفاسقون کی موالات سے صریحاً یا دلالۃً منع فرمایا بقولہ۔

یَٰٓأَیُّهَا ٱلَّذِینَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ ٱلَّذِینَ ٱتَّخَذُوا۟ دِینَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ ٱلَّذِینَ

اے ایمان والو رفیق نہ پکڑو الیسونکو جو ٹھہراتے ہین تمھارا دین ہنسی اور کھیل اور جو

أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ وَٱلْكُفَّارَ أَوْلِیَآءَ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ إِن كُنتُم

کتاب دیے گئے تم سے پہلے اور وہ جو کافر ہین اور ڈرو اللہ سے اگر

مُّؤْمِنِینَ ۝ وَإِذَا نَادَیْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ ٱتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ

یقین رکھتے ہو اور جسوقت پکارو نماز کو اسکو ٹھہراوین ہنسی اور کھیل یہ اسواسطے

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُونَ ۝

کہ وہ لوگ بے عقل ہین

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ یہ خطاب ہی سبھی مومنون کو اور جو لوگ سچا مومن ہونا چاہین اُنکو بھی شامل ہی اگرچہ وقت نزول خطاب کے وہ موجود نہین تھے ...بسبب حکم صفت ایمان الٰہی ہی۔ **لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا** ... **مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ** مت بنائیو ان لوگونکو جنھون نے تمھارے دین کو ہزوا ور لعب بنایا ہی اگلے

اہل کتاب کو اور کافرون کو اپنا ولی دوست ف الذین مع صلہ کے مفعول اول ہی اور مفعول دوم اولیاء ہی
پھر جنکو دوست بنانے سے منع کیا انکی صفت کلی یہ بیان فرمائی کہ جنھون نے تمھارے دین کو ہزو اور لعب بنا لیا ہی
ٹھٹھا کھیل کہتے ہین حاصل یہ کہ اہل کتاب یہود و نصاری کو اور دیگر کفار آگ و بت وغیرہ پوجنے والونکو دوست نہ بناؤ
تفہیم ہی کیونکہ یہ بات ظاہر ہی کہ سوائے اہل کتاب کفار کے دیگر بہت سے فرقۂ آتش پرست وغیرہ ہین کہ وہ بھی اپنی جہالت سے
شرع کو بدون غور کرنے کے ٹھٹھا بناتے ہین پس ظاہر ہوا کہ بدعتی وغیرہ جو ظاہر مین مسلمان بنتے اور نیچر کے لباس مین چھپے پھرتے ہین اذان
و نماز وغیرہ شرائع کو پرانا طریقہ کہکر ٹھٹھا کرتے ہین یہ سب انھین لوگونمین شامل ہین اور خلاصہ کلام یہ کہ جس شخص کو دیکھا جائے کہ دین
کی باتون مین سے کسی بات پر ٹھٹھا کرتا ہی وہ اسی حکم مین ہی۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اور تقوی رکھو اللہ تعالے سے یا بچاو رکھو کہ ایسے گمراہ
سوالات چھوڑ دو۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ اگر تم سچے ایمان والے ہوئے تو راہ توحید و اسلام پر چلو کہ جو شخص راہ توحید
کسی بات پر ٹھٹھا کرتا ہو وہ دوست نہین بلکہ دشمن ہی۔ وَاِذَا نَادَيْتُمْ۔ ای و الذین اذا دعوتم۔ اِلَى الصَّلٰوةِ۔ بالاذان
اور وہ لوگ ہین کہ جب تم بلاتے ہو نماز ادا کرنے کی طرف اذان کے ساتھ تو۔ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا۔ نماز کو ہزو اور لعب
بناتے ہین یعنے اس سے ٹھٹھا کرتے اور آپسمین ہنستے ہین یعنے ایسے لوگونکی دوستی چھوڑ دو۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ
لَّا يَعْقِلُوْنَ۔ انکا یہ کھیل بنا لینا اسی وجہ سے ہی کہ یہ قوم بے عقل ہین انکے پاس فقط حواس کام دیتے ہین جیسے جانورون کے
حواس کام دیتے ہین اگرچہ انکے حواس بہت سی چیزین بنانے مین بظاہر بہت خوبصورت نظر آوین جیسے بعضے جانورونکے کام بہت
عجیب و غریب ہوتے ہین اذان پر بھی بعض اہل نفاق و کفر نے تمسخر کیا تھا اور اذان پر ایسی حرکتین انھین لوگونکا کام ہی جو شیطان کے
پیرو ہین چنانچہ اذان سے شیطان کا بھاگنا اور بری حالت سے خوار ہونا احادیث صحاح مین مصرح ہی اور ابن ابی حاتم نے زہری سے روایت
کی کہ انھون نے اسی آیت سے اذان کا کلام مجید مین مذکور ہونا بیان کیا اور بعض نے کہا کہ قولہ اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ مین بھی
اذان مذکور ہی تو وہ مخصوص جمعہ کی لفظ کے ساتھ ہی اور یہان ہر نماز کے واسطے ہی سدی سے روایت ہی کہ مدینہ مین ایک نصرانی تھا
تھا جب وہ مسلمانون کی اذان مین موذن سے اشہد ان محمدا رسول اللہ کا کلمہ سنتا تو کہتا کہ جل جاوے جھوٹا پھر ایک روز رات کو وہ
اور اسکے گھر والے سوتے تھے کہ اسکا خادم آگ لایا اسمین سے ایک شرارہ اڑا اور گھر مین نہایت جلد و تیز آگ لگ گئی اور کوئی نکل نہ سکا
وہ مع گھر اور گھر والون کے جل مرا۔ (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر) خوب سچ ہوا کہ جو جھوٹا تھا وہی جل گیا اور محمد بن اسحق نے ذکر کیا کہ رسول اللہ
صلعم سال فتح مکہ مین خانۂ کعبہ کے اندر داخل ہوے اور بلال رض ساتھ تھے حکم دیا کہ اذان کہے اور ابو سفیان بن حرب اور حرث بن ہشام وغیرہ
تین آدمی فناء کعبہ مین بیٹھے تھے ایک نے کہا کہ فلان بزرگ تھا کہ ناگوار کلام سننے سے پہلے مرگیا۔ اور حرث بن ہشام نے کہا کہ اگر واللہ
مین جانتا کہ وہ حق پر ہی تو مین اسکی پیروی اختیار کرتا اور ابو سفیان نے کہا کہ مین کچھ نہین بولونگا اور اگر بولا تو یہ سنگریزے میری خبر دیدینگے
پس اتنے مین آنحضرت صلعم نکلکر ان لوگون کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا جو تم نے باتین کین پھر وہ باتین بعینہٖ انسے بیان کر
تو عتاب و حرث نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ رسول اللہ ہین ہمارے پاس یہان کوئی نہ تھا کہ ہم یہ گمان کرین کہ اس نے
کہدیا ہو ابو محذورہ نے اپنا قصہ اسطرح نقل کیا کہ حنین سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مع لشکر جب واپس آتے تھے تو راستہ
مین دیکھا پس ایک مقام پر حضرت صلعم کے موذن نے اذان دی تو ہم لوگون نے اسکی آواز پر ٹھٹھے سے اذان کہی

Marfat.com

ہم نے اسکو سنا تو ہمکو ہم سب کو پکڑ بلایا یہانتک کہ ہم آپ کی حضور مین کھڑے کیے گئے پس آپ نے فرمایا کہ مین نے تم مین سے کس کی آواز بلند سنی تو قوم نے میری طرف اشارہ کیا اور انھون نے سچ کہا پس آپ نے مجھے روک رکھا اور باقی سب کو چھوڑ دیا اور مجھسے فرمایا کہ کھڑے ہوکر اذان دے مین کھڑا ہوا حالانکہ مجھے کوئی چیز زیادہ مکروہ رسول اللہ صلعم واس فعل سے نہ تھی جسکا مجھے حکم دیا مگر ناچار مین آپ کے روبرو کھڑا ہوا اور آپ نے خود اپنی زبان سے کلمات اذان مجھے تلقین کیے جب مین اذان کہہ چکا تو مجھے بلاکر ایک تھیلی دی جس مین کچھ چاندی تھی پھر اپنا دست مبارک ابو محذورہ کی پیشانی پر رکھا اور اسکو ابو محذورہ کے چہرے تک مسح کرتے لائے پھر میرے دونون پستان تک لائے پھر جگر پر لائے یہانتک کہ آپ کا دست مبارک مسح کرتا ہوا ابو محذورہ کی توندی تک پہونچا پھر فرمایا کہ اللہ تعالے تجھین برکت کرے پس مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے حکم دیجیے کہ مین مکہ مین اذان کہا کرون تو آپنے فرمایا کہ ہان مین نے تجھے اجازت دی اور جو کچھ حضرت صلعم کی طرف سے مجھین کراہت تھی وہ سب جاتی رہی اور بجاے اسکے آپکی محبت مجھین بھر گئی الحدیث ایسا معجزہ بارہا واقع ہوا ہے ف قال فی العرائس قولہ تعالے واذا نادیتم الی الصلوۃ اتخذوہا ہزوا ولعبا ۔ ندا رحق انھین خاص بندون کے کان مین آتی ہے جنھون نے ندا ازلی کو سنکر قبول کا جواب محبت کے ساتھ دیا تھا اس سے ظاہر ہوا کہ اذان اس آواز غیب کا نمونہ ظاہر اور حقیقت باطن ہے اور اسکا جواب بنا وہی جواب ہے جو ازل مین دیا تھا کہ ہان تو ہمارا معبود ہے اور یہی بھید ہے کہ ہر شخص سننے والے پر اجابت لازم ہے فلیتفکر واللہ اعلم استاد رحمہ نے کہا کہ اذان سے لوگ پکارے جاتے ہین کہ مقام مناجات مین حاضر ہون پس جسکو بلند مقام مین منزلت حاصل ہے وہ اذان سنکر خوش و دل شاد ہوجاتا ہے اور جو حقیقت حال سے غافل ہے وہ اسکو لہو ولعب کے کانون سے سنتا ہے۔

قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ

تو کہہ اے کتاب والو کیا بیر ہے تمکو ہمسے مگر یہی کہ ہم یقین لائے اللہ پر اور جو ہم کو اُترا اور جو اُترا

مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً

پہلے اور یہی کہ تم مین اکثر بے حکم ہین تو کہہ مین تمکو بتاؤن ان مین کس کی بُری جزا ہے

عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ

اللہ کے ہان وہی جسکو اللہ نے لعنت کی اور اسپر غضب ہوا اور اُنہین بعضے بندر کیے اور

الْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ

سور اور پوجنے لگے شیطان کو وہی بدتر ہین درجہ مین اور بہت بہکے

السَّبِيْلِ ۝

سیدھی راہ سے

یہود نے آکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ رسولون مین سے کن پر ایمان لاتے ہین تو آپنے وہ آیت پڑھ دی جسمین اللہ و ملائکہ وانبیا علیہم السلام پر ایمان لانے کا ذکر ہے اور اسمین عیسی علیہ السلام کے سچے رسول ہونیکا بھی ذکر ہے تو جب آپ نے عیسی علیہ السلام کو بھی ذکر کیا تو کہنے لگے کہ ہم کسی دین کو اس دین سے زیادہ بدتر نہین جانتے ہین پس نازل ہوا قولہ قُلْ یٰاَهْلَ الْكِتٰبِ کہدے کہ اے یہودیو هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ ۔ تم نہین انکار کرتے ہو ہم سے ۔ اِلَّآ اَنْ

آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ۔ مگر یہ کہ ہم ایمان لائے اللہ [illegible]
گیا اور جو ہمسے پہلے اُتارا گیا دیگر انبیاء سابقین پر۔ وَاَنَّ اَکْثَرَکُمْ فٰسِقُوْنَ۔ اور تم مین اکثر [illegible]
ہین کہ تم نہین انکار کرتے ہو مگر ہمارا ایمان لانا حاصل آنکہ یہ ایسی بات نہین جو انکار کی جاوے حاصل [illegible]
انکار کرتے ہمسے مگر یہی بات کہ ہم ایمان مین داخل ہوے اور تم ایمان سے خارج ہوے اور فاسق وہی [illegible]
ہو اور بیضاوی وغیرہ نے وجوہ دیگر بھی بیان کیے ہین اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا یعنے ای اہل کتاب تم نہین انکار [illegible]
یا نہین عیب لگاتے ہو ہمپر مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالے پر اور قرآن پر و اگلے انبیا کیطرف اُتاری ہوئی کتابون [illegible]
یہ کوئی طعنہ و عیب کی بات نہین ہی پس استثنا منقطع ہی اور قولہ وان اکثرکم فاسقون یعنے ای یہودیو تم کچھ منکر نہین مگر یہی کہ [illegible]
تم مین سے فاسق و خارج از ایمان ہین اور ہم لوگ ایمان لالے ہین پھر فرمایا۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُکُمْ۔ کہدے بھلا مین تم کو خبر [illegible]
بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ۔ اس سے بدتر کی۔ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ۔ از راہ ثواب کے اللہ تعالے کے یہان یعنے جس چیز [illegible]
تم انکار کرتے ہو اور عیب لگاتے ہو اسکو اعتقاد رکھنے والون سے بھی بدتر نتیجہ والے تمکو بتلادون حاصل آنکہ بھلا مین تمکو بتلا دون [illegible]
کہ جس دین والون کو تم بدتر کہتے ہو اس سے بدتر بدلے والے کون ہین پھر بتلادیا۔ ہو۔ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ۔ ہر وہ شخص ہی جس کو
اللہ تعالے نے لعنت کی یعنے غضب کرکے رحمت سے دور کردیا۔ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ۔ اور
انمین سے بعضے بندر و سور کردیے یعنے مسخ کرکے صورتین بگاڑ دین اور یہ لوگ یہودی ہین اور یہودی خود بیان کرتے ہین کہ
روز سنیچر جو عبادت ہی کے واسطے خاص کردیا گیا تھا اسمین نافرمانی کرنے سے بندر ہوگئے اور بعض دیگر ایسے ہی نافرمانی سے
سور کیے گئے اور واضح ہو کہ ایک قوم نصاری مین سے بھی سور کردیے گئے تھے پس حکم آیت کریمہ کا جملہ اہل کتاب کو شامل ہوگا
الحاصل اپنے زعم مین جنکو بدتر کہتے ہو فقط اتنی بات پر کہ وہ عیسی علیہ السلام کو پیغمبر برحق جانتے ہین تو انسے بدتر تمکو بتلا [illegible]
قوم جسکو اللہ تعالے نے غضب کرکے ملعون کردیا اور انمین ظاہر صورت بھی مسخ کرکے بندر و سور بنالئے اور جس قوم نے بت
پوجے چنانچہ فرمایا۔ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ۔ ای ومن عبد الطاغوت وہو الشیطان بطاعتہ۔ اور وہ بدتر ہی جنہنے پوجا
طاغوت کو یعنے شیطان کو باینطور کہ شیطان کی پیروی کی اور واضح رہے کہ یہ مراد نہین ہی کہ یہ لوگ انھین مسخ کیے ہوے بندر [illegible]
و سورون کی اولاد ہین کیونکہ جو مسخ ہوے تھے اُنکی نسل نہین رہی اور نہ انسے نسل ہوئی اور نہ وہ تین روز سے زیادہ زندہ [illegible]
چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہم لوگون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ بندر [illegible]
سور انھین یہود کی نسل ہین جو مسخ ہوے تھے پس آپنے فرمایا کہ نہین اور اللہ تعالے نے جب کسی قوم کو ملعون کرکے مسخ کیا تو [illegible]
نسل ہرگز نہین رکھی ہی اور بندر و سور تو اللہ تعالے کے مخلوق پہلے سے موجود تھے پھر جب اللہ تعالے نے یہود پر غضب کیا
تو مسخ کرکے بندرون و سورون کے مثل کردیا رواہ مسلم و ابو داؤد و الطیالسی و احمد پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ حاصل [illegible]
ہین کہ ای اہل کتاب تم جو ہمارے دین مین طعن کرتے ہو حالانکہ ہمارا دین یہی ہی کہ ہم اللہ تعالے وحدہ لا شریک لہ کی عبادت [illegible]
ہین اسکے سوائے کسی کی پرستش نہین کرتے ہین تو تم بھلا ہم مین کیا طعن کروگے تمہارا تو یہ حال ہی کہ شیطان [illegible]
تمنے اس درجہ سخت بدتر کہین کہ ملعون ہوکر بندر و سور کیے گئے اسیواسطے فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا [illegible]

انکا ٹھکانا بہت بدتر ہے کیونکہ دوزخ ہی انکا ٹھکانا ہے - وَاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ - اور نہایت گمراہ ہین سواء السبیل
سے یعنے راہ حق سے اور اصل سواء بمعنے وسط ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تک جو ٹھیک وسط مین راہ ہو وہی مستقیم ہوگی لہذا
چاہیے یون کہا جاوے کہ راہ مستقیم سے سخت گمراہ ہین اور بہت ہی دور بھٹکے ہوے ہین

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ط وَاللّٰهُ
اور جب تم پاس آوین کہین ہم یقین لائے اور منکر ہی آئے تھے اور اسیطرح نکلے اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ○ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
خوب جانتا ہے جو چھپا رہے تھے اور تو دیکھے بہت انہین دوڑتے ہین گناہ پر اور زیادتی پر

وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ
اور حرام کھانے پر کیا برے کام ہین جو کر رہے ہین کیون نہین منع کرتے انکے درویش

وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ
اور علما گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے کیا برے عمل ہین جو کر رہے ہین

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ - اے اہل ایمان جب یہود کے منافق تمہارے پاس آتے ہین - قَالُوْٓا اٰمَنَّا - تو کہتے ہین کہ ہم ایمان
لائے ہین یعنے یہ قوم غضب الٰہی مین گرفتار ہے سواے چند لوگون کے چنانچہ انہین سے بعض کا دل ذرا ایمان کیطرف جھکا تو وہ بھی منافق
ہین کہ تمہارے پاس آکر ایمان ظاہر کرتے ہین - وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ - حال یہ کہ تمہارے پاس آئے تب بھی کفر سے ملتبس تھے
وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ - اور جب تمہارے پاس سے نکلے تب بھی کفر سے ملتبس نکلے ایمان ہرگز نہین لائے اگرچہ ظاہر مین
کہدیا - وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ - اور اللہ خوب جانتا ہے جو نفاق وہ اپنے دلونمین چھپائے ہین - وَتَرٰى
كَثِيْرًا مِّنْهُمْ - اور دیکھتا ہے تو بنظر تعجب کہ یہود مین سے بہتیرے ہین - يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ - کہ جھوٹ
بولنے مین اور ظلم مین جلدی گرے پڑتے ہین غرضکہ جھوٹ و بدگوئی مین اور ہر طرح کی بیجا حرکتومین گھسنے کیلیے جلدی کرتے ہین - وَاَكْلِهِمُ
السُّحْتَ - اور اپنی حرام خوری مین تیز ہین جیسے خوب رشوتین کھاتے ہین - لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ - البتہ نہایت بدتر ہے
انکا یہ عمل اور یہود کے چھوٹے بڑے سب کے سب گناہ کرنے مین یکسان دلیر ہوگئے چنانچہ فرمایا [illegible] سرزنش کے طور پر لَوْلَا يَنْهٰهُمُ
الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ - منہم یعنے انہین سے جو احبار و ربانی بنتے ہین وہ کیون نہین یہود کو منع کرتے ہین - عَنْ قَوْلِهِمُ
الْاِثْمَ - انکے اثم کہنے سے یعنے جھوٹ بولنے سے - وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ - اور حرام کھانے سے منع کیا کرین کہ
اللہ عزوجل کی نافرمانی ہین انکے علما خود رشوتین کھانے لگے اور جھوٹے فتوے دینے لگے اللہ تعالے اہل ایمان کو ان قبائح اعمال
پاک فرماوے و پاک رکھے - اہل اسلام کو غور کرنا چاہیے کہ جھوٹ بولنے اور خلاف شرع چلنے وظلم و تعدی کرنے و حرامخواری و رشوت ستانی
کی صفتین ان یہودیون کی تھین جنپر اللہ تعالے نے غضب کرکے انکو ملعون و بندر و سور بنادیا تھا پھر کئی صدی گذرنے کے بعد اہل اسلام
مین بھی یہ بلائین پھیلین اور انھون نے یہی عادتین اختیار کین اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی کہ امت بھی یہود
و نصاری کے قدم بقدم چلیگی وہ ظاہر ہونا شروع ہوا یہانتک کہ اس زمانہ مین افعال کی خرابی بدرجۂ غایت پہونچ گئی افسوس کہ روے زمین پر

جو قوم حضرت خالق عز و جل کی جناب مین توحید و ایمان سے سر جھکانے والی تھی وہی اس حال مین اپنے [illegible] عیوب سے دفتر بھر جاوین تو بعید نہین حالانکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالے [illegible] بالجملہ اسلام و دین محمد صلعم اپنی سچی خوبی کے ہر لیکن عموماً جو اہل اسلام نظر آتے ہین انکو اور ہمکو اللہ تعالے دین اسلام نصیب کیے [illegible] کی بد خصلتون سے بچاوے چنانچہ آیت مین عموماً یہود کا حال مذکور ہوا کہ عوام و خواص کی حرکات نہایت خراب [illegible] نے فرمایا۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ۔ اور بہت بری ہے وہ چیز جو یہود کے سرگروہ کرتے تھے یعنے عوام کو بری حرکت سے منع نکرنا اور یہان سے معلوم ہوا کہ جو امور شرع مین منکر ہین انسے عوام کو منع کرنا چاہیے۔ واضح ہو کہ جو آیات اسطرح [illegible] وارد ہین تو جیسے افعال پر مذمت ہے ویسے افعال سے اہل اسلام کو بھی باز رہنے کی تعلیم ہے اور علی ہذا جو اسی طور پر اگلے لوگون کسی نیکو کاری کی تعریف ہے وہ بھی اہل اسلام کو تعلیم ہے اور نیز اسلوب بلاغت سے ماہران علوم قرآن دیگر وجوہ مین بھی سمجھتے [illegible] ہین چنانچہ قولہ تعالے وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس الآیہ مین علما کا اجماع ہے کہ یہی آیت اہل اسلام پر بھی واجب التعمیل ہے اگرچہ شروع آیت مین یون ہے کہ اور فرض کیا ہمنے بنی اسرائیل پر کتاب تورات مین یہ کہ الی آخر الآیۃ۔ لیکن چونکہ آخر آیت مین بصیغہ عموم فرمایا ومن لم [illegible] بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ تو سمجھ لیا گیا کہ ہمکو تعلیم دی ہے ایسی خوبی کے ساتھ کہ جو اس سے نافرمانی کرنیوالے گذرے انکا انجام ایسا خراب ہوا پس ماہر فن بلاغت اور دانشمند حکیم ایسے مقامات کو دیکھکر قرآن مجید کے معجز و انتہاے درجہ بلاغت پر ہونے کا اقرار کرتا ہے بالجملہ آیت کریمہ اہل توحید کو تعلیم ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے جو ابن عباسؓ نے کہا کہ قرآن مجید مین اس آیت سے زیادہ کوئی آیت توبیخ و سرزنش کرنیوالی نہین یعنے قولہ لولا ینہاہم الربانیون تا قولہ یصنعون رواہ ابن جریر اور مانند اسکے ضحاکؒ نے بھی روایت کی ہے اور حضرت علی بن ابی طالبؓ نے خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ ای لوگو تمسے اگلی امتون والے لوگ اسی وجہ سے برباد ہوے کہ معصیات و گناہون کے پابند ہوگئے اور علما و فقہا نے انکو منع نہین کیا پھر جب بڑھ چلے تو عذاب الٰہی نے انکو پکڑ لیا سو تم لوگ شرعی اچھی باتونکے بجا لانے کے لیے لوگونکو فہمایش کرو اور جو باتین شرع مین منع ہین انسے لوگون کو منع کرو پہلے اسوقت کے آنے سے کہ تمپر وہی بلا نازل ہو جاوے جو انپر نازل ہوگئی اور آگاہ رہو کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کسی کی روزی نہین کاٹ سکتا اور نہ کسیکی موت کو وقت سے پہلے لاتا ہے رواہ ابن ابی حاتم و ابو داؤد اور جریرؓ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا کہ نہین کوئی مرد ایک قوم کے درمیان گناہ کرتا ہو اور وہ لوگ اسکے روکنے پر قدرت رکھتے ہون پھر انھون نے نہ روکا مگر ضرور انکو اللہ تعالے عذاب مین مبتلا کر دیگا قبل اسکے کہ وہ لوگ مرین (رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ) واضح ہو کہ اسمین بھائی مسلمانونکو ایک دوسرے کو سمجھانے و منع کرنے مین خوش خلقی و خوش زبانی و نیک ڈھنگ سے سمجھانا چاہیے اور کسیکی تحقیر و تذلیل نہ کرین اور اللہ تعالے نے جو فرمایا یا ایہا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اسپر اپنا دار مدار رکھین والسلام ف قال فی العرائس قولہ تعالی لولا ینہاہم الربانیون الآیہ۔ ربانی وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے حقوق کے عارف ہون اور احبار وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے عذاب و ثواب کے جاننے والے ہون یعنے جنکو عرف مین اولیا و فقہا کہتے ہین پس آیت مین ان دونونکو تحذیر فرمائی کہ عوام اہل اسلام کو ہر طرح خوش زبانی سے جھڑکی سے مار نے سے جہان جسطرح مناسب ہو سمجھاوین و راہ حق پر لاوین اور انکو انکے نفس پلید سے [illegible] منع کرین اور صاف فرما دیا کہ جو شخص دین مین مداہنت کریگا اگرچہ وہ عالم ربانی و ولی و مجتہد فقیہ کیون نہو ضرور اسکو [illegible]

عذاب کریگا اور حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نہین کوئی مرد کہ ایک قوم کے پڑوس مین رہکر انکے روبرو گناہ کرے اور وہ اسکا ہاتھ
بند نکرین مگر آنکہ یقینی جان لو کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو اس عذاب مین مبتلا کریگا۔ واسطیؒ نے کہا کہ ربانی وہ علماء عارفین ہین جو
جانب حق سے مخلوق کے اندازہ و مقدار کو جانتے ہین اور احبار وہ لوگ ہین جنکو معروف کا حکم کرنا اور منکرات سے منع کرنا سپرد ہوا ہی

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ
اور یہود کہتے ہین اللہ کا ہاتھ بندھ گیا انھین کے ہاتھ باندھے جاوین اور لعنت ہی انکو اس کہنے پر بلکہ اسکے دونون ہاتھ

مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ
کھلے ہین خرچ کرتا ہی جسطرح چاہے اور اس کلام سے جو تم کو اُترا

إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ
تیرے رب کی طرف سے انکو بڑھے گی شرارت اور انکار اور ہمنے ڈال رکھی ہی انمین دشمنی اور بیر

إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ
قیامت کے دن تک جب ایک آگ سلگاتے ہین لڑائی کے واسطے اللہ اُسکو بجھاتا ہی اور دوڑتے ہین

فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○
ملک مین فساد کرتے اور اللہ نہین چاہتا فساد والون کو

اللہ تعالےٰ نے یہود سے توریت مین مضبوط عہد لیا تھا کہ جب محمد رسول اللہ صلعم مبعوث ہو تو ضرور اسپر ایمان لاوین نصرت و مدد کرین پھر اُنکے علما نے مبعوث ہونے کے وقت اپنے مریدون کے مسلمان ہوجانے کے ڈر سے انکار کیا کہ اُنکی آمدنی پیری جاتی رہیگی پس حضرت صلعم کی نعت وصفت کو بدل ڈالا اور چھپایا و طرح طرح کی نافرمانیان ظہور مین آئین پس جس طرح سے انھون نے چھپایا تھا وہی بلا اللہ تعالےٰ نے اُنپر ڈالی کہ مال سے اُنکو تنگی پہونچی حالانکہ پہلے سب سے زیادہ مالدار لوگ تھے اور جب انھون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور نمانا تو اللہ تعالےٰ نے انکو محتاج کرنا شروع کردیا تب مردود زبان درازی کرنے لگے جنانچہ اوتعالےٰ نے ان کافرون کا قول بیان فرمایا۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ مغلول کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دونون ہاتھ اُٹھا کر گردن کی طرف باندھ دیے جاوین پس یہود مردودنے جو مغلول [illegible] یہ کہ مقبوضہ ہین یعنے ہاتھ کھینچے ہوے ہین اس بات سے کہ ہمپر رزق کا ادرار ہو اور برابر جاری رہے اور مراد ان کافرون کی یہ تھی کہ وہ بخیل ہی نعوذ باللہ من کلمۃ الکفر۔ اوتعالےٰ ایسی باتون سے پاک ہی اور یہودیون کی یہ نئی بات نہین بلکہ پہلے گذرا کہ خبیث کہتے تھے کہ ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء۔ ویسے ہی یہان کہا کہ ید اللہ مغلولۃ۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہودیون کی یہ مراد نہ تھی کہ اسکے ہاتھ جکڑے ہوے بندھے ہین بلکہ یہ مراد لیتے تھے کہ بخل کی وجہ سے جو اسکے پاس ہی وہ روک رکھا ہی یہی مجاہد وغیرہ علماے تابعین نے معنے بیان کیے ہین اور صریح وہ ہی جو محمد بن اسحاق نے ابن عباس سے روایت کی کہ شاس بن قیس یہودی نے کہا کہ تیرا پروردگار بخیل ہی خرچ نہین کرتا تو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا وقالت الیہود ید اللہ مغلولۃ اور عکرمہ نے کہا کہ یہ قول فنحاص یہودی کا تھا جسنے اللہ تعالےٰ کو فقیر بھی کہا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسکو تھپڑ مارا تھا۔ بالجملہ یہ یہودیون کا

Marfat.com

قول تھا معلوم نہین کہ کتنون نے کہا پھر اللہ عزوجل نے فرمایا۔ غُلَّتْ اَیْدِیْھِمْ۔ ای امسکت [illegible]
یہودیون کے ہاتھ مغلول ہوے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے غضب بھرا ہوا حکم اس اسلوب پر ہے [illegible]
بلاغت بطور محاورہ زبان عرب ہی ورنہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے یہ قطعی حکم غضب ہی اور یہان سے ظاہر ہوا [illegible]
کے مناسب بول چال یہ فہمائش ہی لیکن معنے مین شان جناب باری تعالیٰ ملحوظ ہی اور فرمایا۔ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا
ای ملعون ہوے اپنے اس قول سے قیامت تک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اور جن وانس و تمام مخلوقات کے نزدیک بھی [illegible]
کرویا اور حقیقی حال بیان فرمایا۔ بَلْ یَدَاہُ مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ۔ بلکہ اُسکے دونون ہاتھ کھلے ہوے [illegible]
جیسے چاہتا ہی نفقہ دیتا ہی قال المفسر جیسے مغلول ہونا ہاتھ کا کنایہ ہوتا ہی بخل سے ویسے ہی بسط الید کنایہ ہوتا ہی جود وسخاوت
اور بہت خرچ کرنے سے چنانچہ قولہ تعالیٰ ولاتجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولاتبسطہا کل البسط الآیہ مین دونون معنے ظاہر ہین لیکن [illegible]
جو فرمایا کہ بل یداہ مبسوطتان تو یہ نہایت جود سے موصوف ہونے کا کنایہ ہی یعنے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ او تعالیٰ عزوجل کے [illegible]
دو ہاتھ ہین اور وہ دونون پھیلے ہوے ہین کیونکہ او تعالیٰ جسم وجسمانیات اور ہر چیز سے پاک و الگ ہی کوئی چیز اسکے مانند و مشابہ
نہین ہی چنانچہ خود فرمایا لیس کمثلہ شئی الآیہ۔ بلکہ مراد اس سے کنایہ از کمال بخشش ہی اسیواسطے یہود نے اگرچہ کہا تھا کہ ید اللہ یعنے لفظ ید واحد
کہا تھا مگر اُنکے رد مین او تعالیٰ نے تثنیہ کر دیا چنانچہ یداہ کہا تاکہ مفید کثرت ہو کیونکہ سخی جب اپنا مال نہایت درجہ پر دینا شروع کرے تو
یہ کریگا کہ دونون ہاتھون سے دیوے پس یہ اشارہ ہی کہ او تعالیٰ نہایت ہی کریم وسخی وجواد ہی لیکن حکمت سے سخاوت ہی اور وہ پاک
پروردگار بالکل قادر ومختار ہی جسطرح چاہتا ہی خرچ کرتا ہی جسکو چاہتا ہی دیتا ہی اور جسکو چاہتا ہی کم و زیادہ دیتا ہی اور واضح ہو کہ مفسر [illegible]
جو معنے بیان کیے یہ اچھی تاویل ہی اور بعض نے قدرت ونعمت وغیرہ سے تاویل کی ہی اور توضیح مقام یہ ہی کہ ید کا لفظ عرب کے محاورہ مین
چند معنے پر بولا جاتا ہی ہاتھ جو عضو معروف ہی و بمعنے[1] قدرت و بمعنے نعمت و بمعنے تائید و بمعنے ملک و بمعنے سخاوت پس عضو معروف کے معنے
ان لعند نا یدا ۱۲ ید اللہ علی الجماعۃ ۱۲ بیدہ عقدۃ النکاح ۱۲
تو جناب باری تعالیٰ کی شان مین محال ہین اور فرقہ مجسمہ و یہود جو او تعالیٰ کی شان مین جسم وجسمانیات کا اعتقاد رکھتے ہین وہ کافر
بیوقوف ہین اور دیگر معانی مذکورہ بحسب موقع ہو سکتے ہین لیکن یہان بمعنے قدرت ونعمت و ملک مناسب نہین ہان بمعنے جود وسخاوت
مناسب ہین جیساکہ بیان ہوا اور امام رازی نے شیخ ابوالحسن الاشعری سے نقل کیا کہ ید اور وجہ وغیرہ صفات خاصہ ہین اور اُن کی
ماہیت نہین معلوم لیکن قطعًا ویقینًا وہ اعضاء وجوارح معروف یا کوئی چیز مخلوق کے مانند نہین جیساکہ فرقہ گمراہ مجسمہ و یہود اعتقاد کرتے
ہین اور جماعت محدثین کا بھی یہی مذہب ہی کہ جو شیخ اشعری سے منقول ہوا اور امام غزالی کے استاد وغیرہ محققین متکلمین نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی
اور یہ مذہب جید و قوی ہی بشرطیکہ کوئی جاہل گمراہ یون نہ سمجھے کہ ہاتھ کے لفظ سے جو اسکے تصور مین آتا ہی وہ مراد ہی جیسے عرش کی لفظ
سے جو تصور مین آتا ہی یعنے تخت مربع یا کسی شکل کا مراد نہین ہی بلکہ وہ تخت ہی جسکی ماہیت وصورت وہم وگمان سے خارج ہی جیسے دیگر
صفات الٰہی علم و قدرت وسمع وبصیر کا حال ہی جیسے ذات الٰہی عزوجل تصور وقیاس وگمان ووہم سب سے پاک ہی ویسے ہی اسکے
صفات بھی پاک ہین لیکن چونکہ عوام لوگ سمجھ سے ناقص ہوتے ہین لہذا علمانے تاویل کا طریقہ اختیار کیا اور حدیث ابی ہریرہ [illegible]
ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ید اللہ ملأی لاتغیضہا نفقۃ سحاء اللیل والنہار ارأیتم ما انفق منذ خلق السموات والارض فانہ لم یغض [illegible]
وکان عرشہ علی الماء وبیدہ الاخری الفیض او القبض یرفع ویخفض رواہ البخاری ومسلم اور کثرت سے احادیث وآیات ہین جنمین [illegible]

[1] ان الفضل بید اللہ ۱۲ م

Marfat.com

[illegible] صفات کا اثبات ہو اور ائمہ تصوف و اکابر اولیا سب متفق ہین کہ یہ صفات صحیح ثابت ہین اور انکار کرنے والے معتزلہ وغیرہ
بدعتی فرقے ہین جنکو انوار باطن سے کچھ نصیب نہین اور تفصیل اس مقام کی بہت بسط چاہتی ہی انشاء اللہ تعالے کسی دوسرے مقام پر
مذکور ہوگی۔ اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ۔ یعنے قرآن۔
طُغْيَانًا وَكُفْرًا۔ اور تیرے رب کی طرف سے جو قرآن تجپر اُترا ہی وہ انہین سے بہتیرون کو طغیان و کفر بڑھاوے گا ف
کیونکہ قرآن سے کفر کرتے ہین حاصل آنکہ سوائے بعض یہود کے جو مسلمان ہوے ہین باقی بہت سے یہودیونکو قرآن سے طغیان و
کفر زیادہ بڑھتا ہی چنانچہ فرمایا وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمومنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا۔ یعنے ہم قرآن سے جو اُتارتے ہین
وہ مومنون کے حق مین شفا ہی اور ظالمین کو اس سے خسارہ ہی بڑھتا ہی۔ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ
إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ اور ہمنے قیامت تک انہین باہمی عداوت و بغض ڈال دیا ف پس انہین سے ہر فرقہ دوسرے سے مخالف ہی
خواہ فقط دین مین یا دنیا مین بھی لیکن یہ مخالفت باہم فریقون مین ہی اور اہل ایمان مشاہدہ کرین کہ یہی حالت نصاری مین موجود ہی اور
حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمہ اللہ نے کہا کہ معنے یہ کہ دین کے بارہ مین انہین خصومات و جدال پڑے رہینگے (رواہ ابن ابی حاتم) اور یہ
قطعًا واقع ہی معجزۂ صدق کلام حضرت سید المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم یون واضح ہی کہ آپ نے اس امت کیواسطے بھی فرمایا کہ یہود
و نصاری کے قدم بقدم چلیگی چنانچہ بغور مشاہدہ ہی کہ مدت سے تو بدعتی لوگ مانند معتزلہ و جہمیہ وغیرہ کے اہل حق سے خلاف کرتے تھے
اب اہل حق آپسمین پھوٹ گئے اور دین کے بارہ مین متفق نہین رہے اور یہ سخت بد علامت ہی اللہ تعالے آپسمین اتفاق دے اور انکو
راہ مستقیم حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سچی محبت سے نصیب کرے پھر یہود کو بیان کیا کہ۔ كُلَّمَا أَوْقَدُوا
نَارًا لِّلْحَرْبِ۔ ہر بار جب انھون نے لڑائی کی آگ بھڑکائی ف یعنے نبی صلعم سے لڑائی کرنے کے لیے جب آگ جلائی۔ أَطْفَأَهَا
اللَّهُ۔ تب ہی اسکو اللہ تعالے نے بجھا دیا ف یعنے جب انھون نے لڑائی کا ارادہ کیا تب ہی اللہ تعالے نے اُنکو مردود کیا
باین طور کہ حضرت صلعم کو انپر فتح دی یا وے آپسمین جھگڑا کرنے لگے اور مومنون کے ساتھ لڑائی کرنے سے باز رہے اور بیضاوی
مین کہا کہ یہ معنے بھی ہو سکتے ہین کہ یہ لوگ جب ہی کسی سے لڑے تب ہی مردود ہوے یعنے مغلوب ہوے چنانچہ جب انھون نے حکم
توریت سے مخالفت کی تو اللہ تعالے نے انپر بخت نصر کو مسلط کیا پھر جب دوبارہ فساد کیا تو انپر قسطوس رومی کو مسلط کیا پھر
تیسری بار فساد کیا تو اُنپر مجوس کو مسلط کیا پھر چوتھی بار فساد کیا تو اللہ تعالے نے توریت و انجیل منسوخ کرکے اہل اسلام اہل قرآن کو
مبعوث فرمایا اور یہ سب خوار ہوے۔ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا۔ اور چلتے ہین زمین مین درحالیکہ فساد ہین یعنی
مفسدین ہین یعنے گناہون سے زمین مین فساد کرتے پھرتے ہین۔ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۔ اور مفسدونکو اللہ تعالی پسند نہین
کرتا ف یعنے اللہ تعالے انکو عذاب کرتا ہی اور بجائے ضمیر کے مفسدین کا لفظ ظاہر لانے مین شعار ہی کہ آخرت مین تو عذاب ہوگا لیکن فساد کرنیوالے دنیا مین
بھی عذاب پاوینگے ف قال فی العرائس نعم له يداه مبسوطتان ينفق كيف يشاء اللہ تعالی نے بندونکی سمجھ کے لائق مثال نہین بلکہ تمثیل فرمائی کہ دست قدم
اور دست بقا دو صفت ہین پس دست قدم یعنے قدرت قائمہ بذات پاک ہی بتفضلے ارادہ برگزیدہ بندے ایجاد فرماتا ہی اور بقا سے تربیت ہی
وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ
[illegible] کتاب والے ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم اُتار دیتے اُنکی بُرائیان اور انکو داخل کرتے

Marfat.com

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ [illegible]

نعمت کے باغون مین — اور اگر وہ — قائم رکھین توریت — اور انجیل کو [illegible]

رَّبِّهِمْ لَاَ كَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ [illegible]

انکے رب کیطرف سے — توکھاوین اپنے اوپر سے — اور پاؤن کے — نیچے سے — کچھ لوگ [illegible] ع ۹ ۱۰

كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝

بہت — اُنہین سے — بُرے کام کر رہے ہین

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا۔ اور اگر اہل کتاب (یہود ونصاری) ایمان لاتے ف یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر لاتے۔ وَاتَّقَوْا۔ اور کفر سے بچتے۔ لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ۔ تو انکے اوپر سے انکے گناہون کو ہم کفایہ کر دیتے یعنے اُنکے گناہون کا اُنسے مواخذہ نہوتا کیونکہ صحیح مین ثابت ہوا کہ اسلام لانا اگلے گناہونکو مٹا دیتا ہے۔ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ۔ اور ہم اُنکو جنات نعیم مین داخل کرتے ف حاصل آنکہ اگر وہ کفر چھوڑکر ایمان لاتے تو دنیا مین اُنکے بیلئے مواخذہ نہوتا اور آخرت مین مغفور ہوکر اہل اسلام کے ساتھ جنت مین داخل ہوتے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ۔ اور اگر اہل کتاب یعنے یہود ونصاری توریت وانجیل کو قائم کرتے ف یعنے ان دونون کتابون مین جو کچھ احکام ہین اُن سب کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے اور منجملہ ان احکام کے ایک یہ بھی تھا کہ محمد صلعم کے مبعوث ہونے کے وقت اُنپر ایمان لاکر پیروی کرین پس اگر یہ لوگ توریت وانجیل کے جملہ احکام پر عمل کرتے تو ضرور تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لاتے۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ۔ اور جتنی کتابین اُنپر انکے پروردگار کیطرف سے اُتاری گئی ہین سب پر قائم رہتے لَاَ كَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ۔ تو کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پیرونکے نیچے سے ف کنایہ ہے کہ انپر رزق کی وسعت دیدی جاتی اور ہر طرف سے اُنپر رزق کا فیضان ہوتا اور واضح ہو کہ توریت وانجیل وتمام کتابون پر قائم ہونے کے یہ معنے نہین ہین کہ ایک ہی وقت مین ان سب کے احکام بجا لاتے کیونکہ یہ ہو نہین سکتا اسلیے کہ توریت مین بہت چیزین حرام تھین وہ انجیل مین حلال ہوئین اور ایسے ہی قرآن مجید مین بہت سے احکام سابقہ منسوخ ہوے بلکہ اقامت کے یہ معنے ہین کہ جسطرح پر ان پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا اسی طرح عمل کرتے اس سے تجاوز نہ کرتے پس صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پر اقامت یہ کہ انکو سچ جاننا اور توریت پر اقامت یہ کہ جب تک منسوخ نہ تھی تب تک اسکے سب احکام پر عمل کرنا اور جب انجیل سے بعض احکام منسوخ ہوے تو باقی احکام توریت پر و ناسخ احکام انجیل پر عمل کرنا پھر جب انجیل منسوخ ہوئی تو قرآن مجید پر پورا پورا عمل کرنا یہی اقامت ہے اور یہان سے معلوم ہوا کہ شرائع سابقہ جسقدر منسوخ نہین ہوے وہ واجب العمل ہین جیسا کہ جمہور علما کا مذہب ہے اور حضرت محمد صلعم پر ایمان لانے کا حکم توریت مین سے منسوخ نہین ہوا بلکہ انجیل سے اسکی تاکید صریح ہوگئی اور بعض نے کہا کہ ما انزل الیہم من ربہم سے مراد قرآن ہے کیونکہ قرآن مجید جو آنحضرت صلعم پر اترا وہ تمام مخلوقات کی طرف اُترا ہے کیونکہ سب پر اسکی تعمیل احکام واجب ہے [illegible] نے قولہ لاکلوا من فوقہم۔ مین کہا کہ مراد یہ ہے کہ آسمان انپر ادرار کرتا اور زمین انکے واسطے خوب اُگاتی۔ اور آیت مین دلیل ہے کہ [illegible] کی فرمانبرداری کرنا روزی کی کشایش کا سبب ہے تو بندہ مطیع کو بہت کچھ رزق بواسطہ طاعت الٰہی حاصل ہوتا ہے [illegible]

[...] آمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض یعنے جو گانوٗن عذاب سے ہلاک کیے گئے اگر وہانکے لوگ
[...] لاتے اور شرک سے باز رہتے تو انپر اللہ تعالے آسمان وزمین سے برکات کشادہ کردیتا اور نیز فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و
[...]قہ من حیث لایحتسب۔ اور نیز فرمایا فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا الآیات پس جو بندہ مومن کہ سب طرح حسب حال مین مطیع ہوا اسکو
[...]اعت سے رزق وسیع حاصل ہوتا ہے اور اقامت احکام الٰہی پر انسان کو چاہیے کہ جناب باری تعالے سے توفیق طلب کرے اور مشغول
[...]ائم رہے ورنہ حدیث زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ مین ہے کہ حضرت صلعم سے کوئی بات بیان ہوگئی یا آپنے بیان فرمائی پھر فرمایا کہ یہ بات علم
[...]جاتے رہنے کے وقت ہوگی تو مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ علم کیونکر جائیگا حالانکہ ہم لوگ قرآن پڑھتے ہین اور اپنے بیٹون کو پڑھاتے
[...] وروہ اپنے بیٹونکو پڑھاوینگے یہی قیامت تک ہوتا رہیگا تو آپ نے فرمایا ای لبید مین تجھے مدینہ کے لوگون مین سے دین مین زیادہ
سمجھدار جانتا تھا ارے کیا یہ یہود و نصاری توریت و انجیل کو نہین پڑھتے حالانکہ جو کچھ ان کتابون مین ہے اس سے کچھ نفع نہین پاتے ہین
رواہ احمد وابن ماجہ وابن ابی حاتم قال ابن کثیر اسنادہ صحیح الحاصل اہل کتاب جس کتاب پر ایمان لانیکا دعوی کرتے ہین اگر اسپر پورے احکام سے
ٹھیک عمل کرتے اور قرآن پر ایمان لاتے تو اس محتاجی و ذلت مین نہ پڑتے بلکہ اللہ تعالے انکو دنیا مین بھی عزت و ثروت و برکت دیتا مِنْهُمْ
أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ۔ اہل کتاب مین سے ایک امت اقتصاد کے ساتھ ہے یعنی وہ ان کتابون پر عمل کرتی ہے اور جو کچھ اللہ تعالے
کی طرف سے نازل ہوا اسپر ایمان لاتی ہے اور یہ وہ لوگ ہین جو بمقتضائے عمل و اقامت کتب سابقہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے
مانند عبداللہ بن سلام و انکے ساتھیون کے علمائے یہود مین سے اور مانند نجاشی بادشاہ حبشہ و اسکے ساتھیون کے نصاری مین سے
پس یہ لوگ تو مطیع رہے۔ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ۔ اور بہتیرے انمین سے بہت برے کام کرتے ہین ابن کثیر
نے تفسیر مین لکھا ہے کہ بنی اسرائیل مین سے نیک لوگونکے واسطے بلند و اعلی مقام بھی اقتصاد قرار دیا اور اس امت مرحومہ کیواسطے اقتصاد
درجۂ وسطی ہے اور اس سے اوپر مرتبہ سابقین چنانچہ فرمایا۔ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات
باذن اللہ ذلک ہو الفضل الکبیر پھر ہمنے کتاب الٰہی کا وارث ایسے لوگونکو بنادیا جنکو ہمنے اپنے بندون مین سے چھانٹ لیا ہے بعضے انمین
سے اپنی جان پر ظالم ہین اور بعضے درمیانی چال چلتے ہین اور بعضے اللہ تعالی کی ارادے سے نیکیون کی جانب سبقت کرنے والے
ہین اور یہی بڑا فضل ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ تینون اقسام جو اس امت سے بیان فرمائے ہین سب جنت مین داخل ہونگے قال المترجم
احادیث صحیح سے بھی یہی ثابت ہوا اور ظاہر ہے کہ مقتصد اور سابق بالخیرات کے جنتی ہونے مین تو کلام نہین ہے فقط ظالم لنفسہ مین وہم ہوتا ہے
[...] ظلم اسکا اپنے نفس پر ہے جو عین طاعت حق تعالے ہے جیسے آیہ انا عرضنا الامانة علی السموات مین انسان کو ظلوم جہول فرمایا حالانکہ یہ
[...] انسان کو فرمایا جو امانت اٹھانیوالا ہے بالجملہ اس آیت کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالے کلام لطیف آویگا پھر شیخ نے اسکے بعد [illegible]
[...] امت کے متفرق ہونے کی حدیث ذکر کرکے کہا کہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہوئی ہے اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ [illegible]
[...] جملہ یعنے سب دوزخی ہین سوائے ایک فرقے کے تو اس جملہ کی نسبت ایک جماعت نے کہا کہ ضعیف روایات مین آیا ہے بلکہ ابن حزم نے
[...] جملہ بناکر حدیث مین لگایا گیا ہے قال المترجم ابوداؤد و ترمذی نے اس زیادت کے ساتھ روایت کیا ہے اور اسمین شک نہین کہ
[...] اللہ عنہم جس حال پر آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے ویسا فرقہ تو ضرور جنتی ہے پھر جس فرقہ نے اختلاف کیا اور جماعت سے نکلا وہ دوزخی
[...] ہے کہ جماعت سے مخالفت و افتراق کرنیوالا فرقہ دائمی دوزخی ہے یا نہین تو خطابی رح نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

ستفترق امتی ۔ کا لفظ کہا اسمین دلالت ہی کہ وہ امت سے خارج ہونگے اور مترجم کہتا ہی کہ یہ احتمال [illegible]
ہونیکے وقت وہ امت تھی کیونکہ اگر اسوقت بھی امت مسلمان ہوتی تو وہ افتراق کسی اور امت کا [illegible]
کا پس حدیث سے اسیقدر ثابت ہوا کہ افتراق طاری ہونیکے وقت وہ مسلمان تھے پھر آیا بعد مفترق ہونے کے بھی مسلمان [illegible]
حدیث سے ثابت نہین بلکہ حق یہ ہی کہ اہل بدعت مین بعض اقسام ایسے ہین کہ انکے کافر و مرتد ہوجانے پر دلائل قائم ہین [illegible]
ہوگا نہ مسلمان بھلا یہ نہین دیکھتے کہ صحیح مسلم و ابوداؤد و الترمذی مین حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہی ولا تقوم الساعۃ حتی تلحق [illegible]
من امتی بالمشرکین و حتی تعبد قبائل من امتی الاوثان و انہ سیکون من امتی ثلثون کذابا کلہم یدعی انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
الی آخر الحدیث ۔ یعنے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے ضرور میری امت کے چند قبائل مشرکون سے ملجاوینگے [illegible]
مشرک ہوجاوینگے اور ضرور میری امت کے چند قبائل بتونکو پوجینگے اور ضرور عنقریب میری امت سے تیس آدمی انتہا کے جھوٹے ہونگے
ہر ایک انمین سے نبوت کا دعوی کریگا حالانکہ مین خاتم المرسلین ہون میرے بعد کوئی نبی نہین ہی الحدیث پس اس سے ثابت ہوا
کہ امت اسوقت تک تھی کہ اُنپر فساد طاری ہوا پھر بعد فاسد ہونے کے ظاہر ہی کہ مشرکین سے لاحق ہونے والے یا بت پوجنے والے
یا نبوت کے دعوی کرنیوالے ہرگز مسلمان نہین ہین لہذا تحقیق ہوا کہ جس حال پر صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اسی سے مخالف و مفترق ہونے والا
فرقہ باستدلال شرعی دیکھا جاوے کہ اسکا کیا حال ہی چنانچہ اگر بت وغیرہ پوجنے لگا ہی تو قطعاً کافر ہی اور اگر دین مین ایسی کوئی
بدعت نکالی ہی جسپر کفر کا حکم نہین دیا جائیگا تو وہ مبتدع ہی کافر و مرتد نہین ہی فافہم ف قال فی العرائس قولہ تعالے و لو انہم اقاموا
التوراۃ والانجیل الآیہ ۔ اسمین اشارہ ہی کہ اگر اعمال خیر بجالانے مین وہ مستقیم رہتے اور شہوات نفسانی جلی یا خفی کے پیرو نہوتے تو
انپر انوار ملکوت کشف ہوتے کیونکہ انکی ارواح و عقول مین یہ قوت حاصل ہوتی پھر قولہ و منہم مقتصد ۔ سے ظاہر فرمایا کہ انمین بعض
ایسے ہین کہ جن مین اس کمال کی استعداد ہی

يَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ
اے رسول پہونچادے جو تجپر اُتارا گیا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو تونے اس کا پیغام کچھ نہ پہونچایا
وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۞
اور اللہ تجکو بچا لیگا لوگون سے البتہ اللہ راہ نہین دیتا ہے منکر قوم کو

يَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۔ ای رسول جو کچھ تجپر تیرے رب کی طرف سے اُتارا گیا
وہ پہونچادے ف کچھ بھی مخفی مت رکھ یعنے اسمین سے کوئی چیز اس خوف سے مت چھپائیو کہ شاید لوگون کی طرف سے
ایسی چیز پہونچے جسکو تو بُرا جانتا ہی ۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۔ اور اگر تونے تمام وہ چیز نہ پہونچائی
جو تجپر اُتاری گئی ہی تو تونے اللہ تعالے کی رسالت نہین پہونچائی ف کیونکہ بعض باتین چھپانا جیسے کل چھپانا [illegible]
ساقط ہوگئی پھر رسالت بلفظ مفرد اکثرون کی قراءۃ ہی اور نافع و ابن عامر و ابوبکر نے رسالات بلفظ جمع پڑھا ہی [illegible]
نفی تبلیغ کا ہی پس نفی اور رسالت واحدہ ابلغ ہی بہ نسبت نفی جمع کے کما صرح فی علم البیان [illegible]
آنحضرت صلعم پر فرض تھا کہ جو کچھ اُتارا گیا اُسکو امت کو پہونچادین اور اسمین سے کچھ نہ چھپاوین اور [illegible]

آنحضرت صلعم نے تبلیغ کردیا یعنے خوب واضح کھلے کھلے لوگون کو سنا دیا اور کچھ بھی کسی سے پوشیدہ نہین رکھا اسیواسطے صحیحین مین حضرت عائشہ رض سے مروی ہی کہ جسنے زعم کیا کہ محمد صلعم نے وحی مین سے کچھ چھپایا تو وہ جھوٹا ہی اللہ تعالے فرماتا ہی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ۔ اور نیز صحیحین مین حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ اگر محمد صلعم قرآن مین سے کچھ چھپانے والے ہی ہوتے تو یہ آیت چھپاتے وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ۔ حاصل آنکہ جب ایسی آیت نہین چھپائی تو اور کچھ کیون چھپاتے اور جن غبیون نے یہ گمان کیا کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم بعض اسرار سے مخصوص تھے اور قرآن مین مصحف فاطمہ ومصحف علی بھی شامل تھا یہ سب کفر وافترا وبہتان ہے عن ہارون بن عشرہ عن ابیہ روایت ہی کہ ہم لوگ حضرت ابن عباس رض کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ ہم لوگون کے پاس بعضے آدمی آتے ہین اور ہکو یہ خبر سناتے ہین کہ تم اہلبیت کے پاس کچھ ایسی باتین ہین جنکو رسول اللہ صلعم نے لوگون پر ظاہر نہین فرمایا ہی تو ابن عباس رض نے کہا کہ ایسے تو یہ نہین جانتا کہ اللہ تعالے نے فرمایا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ قسم اللہ تعالے کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس قدر بھی نہین دیا کہ جس قدر سپیدی مین سیاہی ممکن ہو (رواہ ابن ابی حاتم) **وقال ابن کثیر** ہذا اسناد جید اور ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ السوائی سے روایت ہی کہ مین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بھلا آپ اہلبیت کے پاس کچھ وحی ایسی بھی ہی جو قرآن مین مکتوب نہین ہی تو فرمایا کہ ہرگز نہین ہی قسم ہی اُسی ذات پاک کی جسنے دانہ اُگایا اور آدمی پیدا کیے ہین لیکن ہان قرآن مین سمجھ البتہ ہی جسکو اللہ تعالے کسی بندہ کو دیدیتا ہی اور یہ جو میرے اس صحیفہ مین ہی تو مین نے عرض کیا کہ آپکے اس صحیفہ مین کیا ہی آپنے فرمایا کہ اِسمین مین نے دیت دینے کے مسائل ور قیدی کا چھٹانا اور یہ کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہین کیا جائیگا لکھ رکھا ہی (رواہ البخاری) **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا کہ آنحضرت صلعم کی امت نے آپکے واسطے گواہی ادا کی کہ آپنے رسالت وامانت الٰہی کو خوب طرح سے تبلیغ فرمادیا جبکہ آپ نے حجۃ الوداع کے خطبہ مین ان لوگون سے گواہی طلب کی تھی اور اسوقت آپ کے اصحاب مین قریب چالیس ہزار آدمی کے موجود تھے چنانچہ صحیح مسلم کی روایت مین جو جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہی منجملہ آپکے خطبہ کے مذکور ہی کہ آپنے اُس روز خطبہ مین فرمایا کہ لوگو تم سے میرے حال کو دریافت کیا جائیگا سو تم کیا کہوگے تو لوگ بولے کہ ہم گواہی دینگے کہ آپنے رسالت کی تبلیغ کی اور امانت الٰہی ادا کردی اور خوب نصیحت کردی الی آخر الحدیث اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ تعالے وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنے اگر تونے کوئی آیت چھپائی منجملہ اسکے جو تیرے پروردگار کیطرف سے تجپر نازل ہوئی ہین تو تونے اسکی رسالت نہین پہونچائی۔ **وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ**۔ اور اللہ تعالے حفاظت مین رکھیگا تجکو بندون سے **ف** یعنے تو رسالت الٰہی پہونچا اور کچھ خطرہ ست کر کہ اللہ تجھے اپنی حفاظت مین رکھیگا اور کوئی شخص تجھے ہلاک نہین کرسکتا ہی اسوقت عرب مین جھونپڑیان ہوتی تھین اور اکثر خواب مین لوگ اپنے دشمنون کو مار ڈالتے تھے لہذا اصحابہ جان نثار بھی رات مین مسلح ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا کرتے تھے روایت ہی کہ جب یہ آیت اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تم لوگ پہرہ مت دو کہ اللہ تعالے نے میری حفاظت فرمائی (رواہ الحاکم واحمد والترمذی) بعض ناقص اسطرف دوڑتے ہین کہ جنگ احد مین آنحضرت صلعم کو زخم پہونچے حالانکہ یہان حفاظت مین فرمایا ہی تو بعض نے جواب دیا کہ یہ آیت بعد واقعہ احد کے نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم کی روایت مین احد مین نازل ہونا مروی ہوا ہی لیکن یہ جواب تکلف ہی اور ظاہر یہ ہی کہ آنحضرت ہر وقت محفوظ تھے اور توریت وغیرہ مین مصرح ہی کہ اللہ تعالے اس پیغمبر مصطفی کو وفات نہ دیگا جب تک کہ ملت جو اسوقت بہت کج ہو گئی ہوگی وہ ٹھیک راست ہوجاوے اور اسی پر دلالت کرتا ہی قولہ تعالے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون لہذا مفسر رح نے

Marfat.com

کہا یعصمک ان یقتلوک یعنے تجکو اللہ تعالے محفوظ رکھیگا کہ وہ تجکو قتل نہین کر سکینگے [illegible] کسی قسم [illegible]
نہین ہی حتی کہ یہودیہ خیبریہ نے آپکو زہر دیا اور ایک نے آپ پر جادو کیا چنانچہ تفسیر سورۂ معوذتین مین انشاء اللہ [illegible]
ذکر کیا کہ پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کیجاتی تھی یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی پس آپنے فرمایا کہ تم لوگ اپنی جگہ [illegible]
نے مجھے محفوظ کر دیا سند رواہ الحاکم یعنے اللہ تعالے کے آگاہ فرمانے سے مجھے معلوم ہوگیا کہ اب طریقہ عالم اسباب [illegible]
نہین ہی بلکہ اوتعالے نے یہ تکلیف مجھپر سے مرتفع کردی اور یہانسے ظاہر ہوا کہ طریقہ عقل کا برتاؤ کرنا انسان پر لازم ہی اگرچہ [illegible]
کہ جملہ تاثیر فقط اللہ تعالی کی طرف سے ہی لہذا یہ حفاظت رکھے کہ چراغ جلتا نچھوڑے اور آگ کھلی نچھوڑے اور [illegible]
بچھوؤن کی زمین مین جہانتک ممکن ہی حفاظت کرے اور سنکھیا کھانے و مانند اسکے افعال و حرکات سے احتراز رکھے لیکن یہ شخص [illegible]
کہ میری حفاظت ہی سے بچاؤ ہو رہا فرہی پس جو لوگ کہتے ہین کہ اگر ایسا نہ کرتے تو یہ نہوتا حالانکہ غور سے یہ کام کیا تھا [illegible]
اپنے اوپر مسلط کیا اور جس شخص نے بدون احتیاط کے کوئی کام کیا اگر اسکو دوسرا بندہ سمجھاوے کہ تونے بد احتیاطی یہی خطا کی [illegible]
نصیحت ہی لیکن یہ اعتقاد نہ کرے کہ اگر یون احتیاط کرتا تو ایسا نہوتا بلکہ اسکے یہ معنے ہین کہ مقتضاے عقل سے چلنا لازم تھا [illegible]
کیون خلاف کیا پس اگر تو احتیاط کی راہ چلتا پھر بھی ایسا واقع ہوتا تو تو معذور تھا اسیواسطے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی کو بدون [illegible]
دگواہی کے قرضہ دے اور قرضدار اس سے منکر ہو جاوے تو عاقبت مین سزا پاویگا لیکن دنیا مین قرضخواہ کی دعا اس باب مین قبول
نہوگی کیونکہ اوتعالے نے قرض لین دین مین تحریر و گواہی کا حکم دیدیا ہی اور یہین سے اکثر مسائل فقہ مین یون دلیل لائی جاتی ہی کہ جسنے
خود اپنی جانب احتیاط نہ کی لہذا قاضی اسکی جانب احتیاط نکریگا مثال اسکی یہ کہ زید نے بکر سے ایک کتاب خریدی اس شرط سے کہ
تین دن تک مجھے اختیار ہی یعنے تین روز کی جاکر پڑھ اتنے دامونکو لیے جاتا ہون پھر تیسرے روز پھیرنے لایا اور بیچنے والا روپوش ہو گیا
یہانتک کہ تین دن گذر گئے اور بیع لازم ہوگئی تو اس مسئلہ مین اگر تیسرے روز مشتری نے جاکر قاضی سے درخواست کی کہ بائع منھ چھپا
گیا ہی لہذا آپ اسکی طرف سے کوئی شخص قائم کر دین جسکو مین پھیر دون تو نوادر مین امام محمدؒ سے مروی ہی کہ قاضی اسکو نہین قبول کریگا
اسواسطے کہ اسکو جب بائع کی جانب سے یہ احتمال تھا تو اسنے کوئی کفیل لیکر مضبوطی کیون نہ کرلی پس جب اسنے خود اپنی احتیاط نہ کی تو قاضی
بھی اسکی رعایت نہ رکھیگا فافہم اور یہان سے ظاہر ہوا کہ توکل یہ نہین ہی کہ آدمی کام و کمائی چھوڑدے اور اسباب سلطنت و ولایت جیسے
ایجاد کرنے یا مہیا کرنے مین تدابیر اور ہنر کو کام مین نہ لاوے حتی کہ بلاد اسلام مقہور ہو جاوین اور جو لوگ گوشہ فقیری مین کمائی کی محنت
نہین کرتے غلط جہالت ہی اور عجب کہ یہ لوگ ہاتھ بڑھا کر کھاتے ہین اور سردی سے جان بچاتے ہین اور کوٹھے سے سیڑھی تک [illegible]
اور بچانہ جانے مین سب طرح عالم اسباب کی تدابیر کا برتاؤ کرتے ہین گر مفت خوری کی چاٹ مین لوگون کو مجہول بناتے ہین اور [illegible]
کی بربادی کراتے ہین حتی کہ مسلمانون کو نتیجہ تقدیر مین بہکا کر غلط معنے بتلاتے ہین اور اقالیم انھین مکارون کی شیطنت [illegible]
اعاذنا اللہ تعالے من شرہم اللہم اہدنا الصراط المستقیم اور صحیح یہ ہی کہ اللہ تعالے پر ہر کام مین توکل کرے یعنے جو اس قدرت [illegible]
لاوے لیکن یہ نہین کہ اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا بلکہ وہی پیدا ہوگا جو اللہ تعالے پیدا کریگا پس کامل کوشش [illegible]
اور اس حالت مین یقین رکھے کہ نتیجہ وہ پیدا ہوگا جو اللہ تعالے نے چاہا ہی اور ہر کام کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالے ہی [illegible]
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے درخت سے تلوار لٹکائی اور استراحت فرمائی کہ ناگاہ ایک اعرابی نے آپکی تلوار [illegible]

[illegible] ایک روایت [illegible] اسنے تلوار رکھدی اور بیٹھ گیا پھر آپنے اسکو عفو کیا (الصحیحین) دوسری مرتبہ ایک اعرابی نے ایسا کیا تھا تو اسکے [illegible] ہاتھ سے چھوٹ پڑی اور آپنے اٹھاکر فرمایا کہ اب تجھے کون بچاویگا اسنے کہا کہ معاف فرمایئے (الصحاح) اور محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے مرسل روایت مین ایک اعرابی کا حال مذکور ہی کہ اسنے بھی اسیطرح سفر مین ناگہان آکر تلوار کھینچکر آپ پر حملہ کیا اور کہا کہ کون بچاویگا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالے پس اعرابی کے ہاتھ کانپنے لگے اور تلوار گر پڑی اور اسنے اپنے سر کو ایک درخت مین اس زور سے مارا کہ بھیجا ناک کے راستہ آگیا (رواہ ابن جریر) روایت ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے اسکو درخت سے ٹکرادیا تھا اور آیت مین دلیل ہی کہ جن امور کا اللہ تعالے نے جسطرح حکم دیا ہی انکے اسطرح بجالانے مین اپنے وہم و وساوس سے خوف نہ کرے اور اللہ تعالے اسمین حفاظت فرماویگا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ اللہ تعالے قوم کافر کو راہ نہین دیتا ف اس سے معلوم ہوا کہ قولہ من الناس۔ مین الف لام عہد کا ہی یعنے کافرین مراد ہین اور معنے یہ کہ اللہ تعالے تجھکو کافرون سے بچاویگا کہ وہ تجھکو قتل نہین کر سکینگے متعدد روایات مین ہی کہ جنگ اُحد مین بہت سے کافر آپ کے قتل کے ارادہ سے نکلے اور آپ کے پاس ٹھہرے اور نکل گئے آخرکار کہنے لگے کہ محمد ہمسے محفوظ کیے گئے ہین ہمنے ہرچند تلاش کیا اور نہ پایا۔ اور یہین سے ظاہر ہوگا کہ نگاہ بدون تاثیر الٰہی کے خطا کرتی ہی اور فقط نگاہ پر کسی امر کا یقین نہین ہوسکتا لہذا فرقہ نیچر نے جو یہ دعوی کیا کہ دوربین سے آسمان نہین سوجھتا ہی پس آسمان کے وجود سے انکار کیا اور آیات و احادیث سے انکار کر گئے تو یہ لوگ گمراہ ہین ف قال فی العرائس قولہ تعالے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیۃ۔ اللہ تعالے جل جلالہ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات باعظمت و کبریا سے تخویف کی تاکہ آنحضرت صلعم کے دل مین سوائے حق عزوجل کے کوئی باقی نہ رہے اور تمام مخلوق انکی آنکھ سے ساقط ہوجاوے اور مخلوق کی بیماریان و عیب ظاہر کرنے مین اُنسے بالکل نڈر ہوجاوین اور آمادہ فرمایا کہ جو نور و شفا اللہ تعالے نے نازل فرمایا اسکو اچھی طرح پہونچادین تاکہ پرہیز کرنے والا مریض اچھا ہوجاوے اور بدپرہیز مرجاوے واسطی رح نے کہا کہ وحی رسالت بیان کرنیکا حکم دیا جو اُتارا گیا ہی اور معارف بیان کرنے کا حکم نہین دیا کیونکہ حقائق رسالت کے اگر پہاڑ پر رکھے جاوین تو وہ پگھل جاوے مگر اہل عالم کو بقدر انکی طاقت کے تھوڑا اظاہر کیا جاتا ہی تو نہین دیکھتا کہ یون فرمایا۔ بلغ ما انزل الیک من ربک اور یون نہین فرمایا ما تعرفنا بہ الیک یعنے تمام معرفت بیان کردے (یہ حکم نہین دیا) اور وہ انوار عرفان جو قلب محمد صلعم پر ظاہر ہوے انکی کوئی بشر طاقت نہین رکھتا ہی اور وہ وحی رسالت نہین اور نہ قابل بیان ہی بلکہ عین معرفت ہی

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ
تو کہہ ای کتاب والو تم کچھ راہ پر نہین ہو جبتک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو تمکو اترا ہی تمہارے رب سے

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ
اور انمین بہتون کو بڑھیگی اس کلام سے جو تجکو اترا تیرے رب سے شرارت اور انکار سو تو افسوس مت کھا اس قوم

الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
منکر پر البتہ جو مسلمان ہین اور جو یہود ہین اور صابئین اور نصاری جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
اور پچھلے دن پر اور عمل کرے نیک تو انپر نہ ڈر ہی اور نہ وہ غم کھاوینگے

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ ۔ ای یہود و نصاری ۔ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۔ تم دین مین کسی ایسے حال پر نہین ہو جسکا کچھ شمار

ہو حَتّٰى تُقِيمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ۔ یہانتک کہ قائم کرو توریت و انجیل [illegible]
بنے ہو پس قرآن پر ایمان لاؤ اور انجیل کو قائم کرو اگر نصرانی ہو پس قرآن و توریت پر ایمان لاؤ [illegible]
اِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ۔ اور قائم کرو اس چیز کو جو تمھاری طرف اتارا گیا [illegible]
آیت مین مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ۔ کو دیگر کتب آسمانی سے تفسیر کیا اور یہی ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ قرآن ہی پر ایمان [illegible]
ضرورت نہین کیونکہ قرآن مین ان دونون کا حق جاننا تو ایمان کی شرط ہی اور عمل کرنے کے واسطے قرآن [illegible]
دیگر کتب آسمانی مین حاصل آنکہ حکم دیا کہ تو کہدے کہ ای اہل کتاب یہود و نصاری وغیرہ تم کسی پایۂ اعتبار پر نہین ہو جبتک [illegible]
و دیگر کتب آسمانی جنکے ماننے کا دعوے کرتے ہو انپر قائم نہو اور ان کتابونکی ہر بات کو پورے طور سے مانو اور انپر چلو کیونکہ [illegible]
ممنزلۂ کل کے انکار کے ہی اور جو کچھ انمین ہی منجملہ اسکے یہ بھی ہی کہ محمد صلعم پر ایمان لاؤ پس محصول کلام یہ نکلا کہ ای اہل کتاب تم کسی [illegible]
پر نہین ہو جب تک کہ تم جس کتاب کو مانتے ہو اسکے موافق نہ چلو اور اسکے موافق چلنے مین ضرور ہی کہ مجھپر ایمان لاؤ [illegible]
ایمان نہ لائے تو تم اپنی کتاب پر نہ چلے کیونکہ تمھاری کتاب تمکو اسطرح ایمان لانے کا حکم کرتی ہی پس تمنے اپنی کتاب کو نہ مانا [illegible]
ہو۔ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ۔ یعنے قرآن۔ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا [illegible]
رب کی طرف سے جو کچھ تجپر اُتارا گیا وہ اُنمین سے بہتون کو سرکشی و کفر بڑھاتا ہی ف کیونکہ وہ اس قرآن سے کفر [illegible]
فَلَا تَاْسَ۔ پس مت افسوس کر۔ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ ایسی کافر قوم پر ف جبکہ تجپر ایمان نہ لا [illegible] حاصل [illegible]
حال پر جو تجکو افسوس و غم لاحق ہوتا ہی کہ یہ لوگ کافر رہے جاتے ہین اور عاقبت مین دائمی دوزخی ہونگے تو تجکو یہ غم نہین کرنا چاہیے [illegible]
باوجود کھلے دلائل و خوبی دین کے انکار کرتے ہین ف قال فی العرائس قولہ ولیزیدن کثیرا منہم الخ خطاب الٰہی عز و جل [illegible]
ایک صفت قہر و دوسری صفت لطف پس قرآن سے جسکے دل پر صفت لطف سے تجلی کی اُسکے دل کی بینائی اس کلام کے لطیف
حکمت و اسرار دیکھکر زیادہ ہو جاتی ہی اور اسکے دقیق بیانات و معجزات سے اسکے ایمان و توحید کو ترقی ہوتی ہی اور اس [illegible]
و باطن خطاب سے آگاہ ہو جاتا ہی اور جسکے قلب پر قرآن سے قہر کی تجلی ہوئی اسکے قلب کو تاریکی و نادانی و اندھاپن بڑھ جاتا ہی حتی کہ خطاب
ظاہر ہی اُسکی سمجھ مین نہین آتا ہی اور دم بدم اُسکا اندھاپن بڑھتا جاتا ہی کیونکہ قرآن در حقیقت صفت الٰہی ہی اور اسکی صفت کی انتہا
نہین ہی خواہ تجلی بلطف ہو یا بقہر ہو چنانچہ اگر تجلی بلطف ہو تو نور بصیرت بھی دم بدم بڑھتا جائیگا۔ واسطی نے کہا کہ یہ قوم کافر
وہی لوگ ہین جنکا گمراہ کرنا اور جنکو دریافت حکمت سے پھیر دینا اللہ تعالے نے ازل مین مقدر کر دیا ہی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ
هَادُوْا۔ جو لوگ ایمان لائے ہین اور جو یہودی بنے ہین۔ وَالصّٰبِئُوْنَ۔ اور جو لوگ صابی کہلاتے ہین۔ وَالنَّصٰرٰى
اور جو لوگ نصرانی بنے ہین ف یعنے عیسی علیہ السلام کی پیروی کا دعوی کرتے ہین ف تو انمین سے کسی دعوی کا اعتبار نہین [illegible]
ایمان کا اعتبار ہی چنانچہ فرمایا۔ مَنْ اٰمَنَ۔ جو انمین سے ایمان لایا۔ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا [illegible]
اور روز آخرت یعنے قیامت پر اور عمل کیا نیک۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ۔ تو ایسے مومن صالح پر کچھ خوف نہوگا۔ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ۔ اور نہ وے غمگین ہونگے ف یعنے آخرت مین اُنپر کچھ خوف و غم نہین ہی کیونکہ دنیا مین [illegible] نے [illegible]
خوف سے آخرت کا غم کھایا تھا۔ واضح ہو کہ صابئہ مین اختلاف ہی پس سعید و مجاہد سے ایک روایت مین [illegible]

Marfat.com

[illegible] روایت ہین کہاکہ یہود و مجوس مین سے ہی اور حسن رحمہ سے ہو کہ وہ مجوس کے مانند ہین اور قتادہ رحمہ نے کہاکہ وہ
[illegible] ملائکہ کی عبادت ہین اور زبور پڑھتے ہین اور وہب بن منبہ نے کہاکہ وہ فقط اللہ تعالے کے قائل ہین اور اُنکی کوئی شریعت
نہین اور عمل نہین نے کوئی عمل کفر پیدا نہین کیا اور ابو الزناد نے کہاکہ وہ ایک قوم قریب عراق کے رہتے ہین وہ سب انبیا علیہم السلام پر ایمان
رکھتے ہین اور ہر سال مین تیس روزہ رکھتے ہین اور ہر روز یمن کی طرف متوجہ ہوکر پانچ نمازین پڑھتے ہین اور صابئہ کے بارہ مین دیگر
اقوال بھی ہین اور اکثر ہی اور مقصود یہ ہی کہ ہر فرقہ جو ٹھیک ایمان لایا اور نیک کام کیے یعنے شریعت محمد مصطفے صلعم کے موافق بعد
[illegible] ہوے ہین تو آخرت مین ثواب عظیم سے مشرف ہوگا **قال المترجم** صابئہ کی تفسیر مین چونکہ اختلاف ہی اسیواسطے
امام ابو حنیفہ و اُنکے شاگردون مین اُنکے ذبیحہ مین اختلاف ہی ولیکن فتوی کے واسطے واجب ہی کہ ذبیحہ حرام ہونے پر فتوی دیا جاوے
کیونکہ حرمت وحلت کے درمیان دائر ہی اور واضح ہو کہ آیت مین دو احتمال ہین اول آنکہ اوتعالے نے یہ بیان کیا کہ ہر زمانہ مین جو قوم
اللہ تعالے پر ایمان لائی وہ آخرت مین مغفور ہی پس حضرت موسی علیہ السلام کے وقت مین یا انکی شرع باقی رہنے کے وقت تک جو لوگ
ایمان صحیح و عمل صالح پر موافق شرع کے رہکر مرے ہین وہ آخرت مین بیخوف ہونگے اور اس صورت مین صابئون ایک فرقہ اہل کتاب
مین سے ہوگا اور معنے دوم یہ کہ جو فرقہ اپنے اپنے نام سے مدعی ہین تو جو شخص انمین سے ٹھیک قرآن پر عامل ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہدایت کے موافق اللہ تعالے و روز آخرت پر ایمان لایا وہ بے خوف جنتی ہی اور سورہ بقرہ مین اسکے مثل گزرا ہے۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَهُمْ
ہمنے عہد لیا تھا بنی اسرائیل سے اور بھیجے اُنکی طرف رسول جب آیا اُن پاس
رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا
کوئی رسول ایسی بات لیکر جو نہ خوش آئی انکے جی کو تو کتنون کو جھٹلایا اور کتنے کو قتل کرنے لگے اور خیال کیا کہ کچھ
تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ
خرابی نہو گی سو اندھے ہو گئے اور بہرے تو پھر اللہ تعالے متوجہ ہوا انپر پھر اندھے اور بہرے ہوے اُنمین بہت
مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝
اور اللہ دیکھتا ہی جو کرتے ہین

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۔ ہمنے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا ف کہ اللہ تعالے و اسکے رسولون پر ایمان
لاوین چنانچہ موجودہ زمانہ کے یہودی اپنے باپ دادونکی تقلید سے حضرت موسی اور اُنسے پہلے انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہین اگرچہ
اس ایمان کا کچھ اعتبار نہین ہی ۔ **وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا** ۔ اور ہمنے اُنکی طرف بہت رسول بھیجے ف چنانچہ ایک ہزار سے زائد
رسول بنی اسرائیل پاس بھیجے گئے ولیکن ان کمبختون نے یہ کیا جو اللہ تعالے فرماتا ہی کہ ۔ **كُلَّمَا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ** ۔ ہر بار جب
انکے پاس رسول آیا ف یعنے انہین کی قوم مین سے جبکوئی رسول آیا ۔ **بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ** ۔ ایسی چیز کے ساتھ جسپر انکے
نفس رغبت کرتے تھے ف یعنے شرع کے ایسے احکام لایا جنکو اُنکے نفوس رغبت سے نہین لیتے تھے تو اسکو نہ مانا اور اسمین
[illegible] ہی کہ حق بات کے قبول کرنے مین یہانتک نفس کے پابند تھے کہ وہی قبول کرتے تھے جسپر اُنکے نفس کی رغبت ہو حالانکہ ام

حق ہمیشہ نفس سے خلاف ہوتاہی تو جب کوئی رسول انکے پاس انکی خواہش نفس کے خلاف [illegible]
يَقْتُلُونَ ۔ تو ان رسولون مین سے ایک فریق کو جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کرتے ہین ف جیسے [illegible]
قتل کر ڈالا اور سابق مین قصہ مذکور ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام اس بات سے منع کرتے تھے [illegible]
بادشاہ نے خواہش نفس پر قتل کر ڈالا اور یقتلون کے معنے حالیہ ہین یعنے قتل کرتے ہین حالانکہ انکا قتل کرنا زمانہ ماضی مین [illegible]
تھا لیکن قتلوا ۔ نہین فرمایا بلکہ زمانہ ماضی مین جس وقت مین واقعہ ہوا اسیکو بطور حکایت کے یقتلون فرمایا جسکے معنے یہ ہین کہ [illegible]
ہین کیونکہ اسکے تصور مین زیادہ شناعت ہی اور نیز اسمین اشارہ ہی کہ قتل انبیا علیہم السلام جو نہایت شنیع فعل ہی اس قوم کی عادت
تھی۔ **وَحَسِبُوٓا** ۔ اور انھون نے گمان کر لیا ف یعنے ان قاتلون بدکارون نے اپنے زعم مین یہ گمان کیا کہ ۔ **أَلَّا**
تَكُونَ فِتْنَةٌ ۔ کوئی عذاب انپر نہوگا ف یعنے رسولون کے جھٹلانے و انکے قتل کرنے سے عذاب و غضب نہوگا **فَعَمُوا**
وَصَمُّوا ۔ پس حق کو دیکھنے و سننے سے اندھے و بہرے ہوگئے ۔ **ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ** ۔ پھر اللہ تعالے نے انپر رجوع فرمایا
اور انکو توبہ کی توفیق دی ۔ پہلے بیان ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام کے قتل کرنے پر اللہ تعالے نے غضب کر کے بخت نصر حاکم بابل کو مسلط
کیا اور بنی اسرائیل کثرت سے قتل و قید ہوے آخر کار بنی اسرائیل نے توبہ کی اور وہ قبول ہوئی لیکن جس قوم کا یہ حال ہو نبوت کی شان سے
واقف ہو کر پھر دلیری کر کے قتل کرے اسکی قساوت قلبی سے سلامتی بعید ہی لہذا پھر وہی بےحرمتی اختیار کی ۔ **ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا**
كَثِيرٌ مِّنْهُمْ ۔ پھر بہتیرے انمین سے اندھے و بہرے ہوگئے ۔ **وَاللّٰهُ بَصِيرٌۢ بِمَا يَعْمَلُونَ** ۔ اور اللہ تعالے ان کے
اعمال کا بصیر ہی ف مقصود یہ کہ انکو انکے کامون کی سزا دیگا اور تہدید ہی کہ وہ اگرچہ اندھے و بہرے ہین مگر اللہ تعالے خوب دیکھتا ہی
اس سے کچھ پوشیدہ نہین ہی ف قال فی العرائس قولہ وحسبوا ان لاتکون فتنۃ الآیہ ۔ اللہ تعالے نے ایک قوم یہود کا حال بیان
فرمایا کہ وہ حق کے دیکھنے اور خطاب کے سننے سے اندھے و بہرے ہین کیونکہ وہ لائق اسرار نہ تھے تو غیرت حق نے انکی آنکھون پر پردے
ڈالدیے اور انکے کانون مین گمراہی کے ٹھیٹھے دیدیے پس انھون نے عذاب سے بچنے کو نہ پہچانا کہ یہ استدراج و امتحان ہی بلکہ یہ سمجھے کہ
ہم اللہ تعالے کے نزدیک اچھے ہین اور یہ نظر نہ آیا کہ درجات کرامت سے درکات جہنم مین گرے چلے جاتے ہین پھر اللہ تعالے نے اپنی رحمت
عام سے انکو دکھلایا تو اپنی تقصیرات کو دیکھکر نادم ہوے پھر بے ادبی کی تو وہی قہر کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور توفیق کی راہ بند کر دیگئی
تو پھر وہ لوگ دل سے اندھے ہوگئے بعض نے کہا کہ انھون نے یہ گمان کیا کہ اپنے جی کی خواہش پر چلنے سے فتنہ مین
نہین پڑینگے پس حق بات کو دیکھنے اور سننے سے اندھے بہرے ہوے لیکن جسکو اللہ تعالے نے رحمت مین
نکال لیا وہ اس ورطہ سے نکل آیا اور اسکی ہدایت کی آنکھ کھل گئی بعض نے فرمایا کہ انکو یہ گمان تھا کہ ہم کبھی فتنہ مین نہ
پڑینگے اور نفس پر اعتماد کر کے شہوات مباحات کے مرتکب ہو کر اندھے بہرے ہوگئے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يٰبَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ
البتہ کافر ہوے وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ وہی ہی مسیح بیٹا مریم کا اور مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل
اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ
بندگی کرو اللہ تعالے کی جو رب ہی میرا اور تمھارا مقرر جسنے شرک کیا اللہ تعالے سے تو اللہ تعالے نے اسپر جنت حرام کی

Marfat.com

[illegible] لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

اور [illegible] گنہگارون کا کوئی مددکرنے والا نہین البتہ کافر ہوے جو لوگ کہتے ہین کہ اللہ

ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ

تین مین کا ایک ہو حالانکہ کسی کی بندگی نہین سوا ے ایک معبود کے اور اگر نہ چھوڑینگے جو کہتے ہین

لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ

تو پہونچیگی ان لوگون کو جو منکر ہوے ہین دکھ کی مار کیون نہین توبہ کرتے ہین اللہ تعالے سے

وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ

اور اس سے بخشواتے اور اللہ تعالٰی ہی بخشنے والا مہربان کچھ نہین مسیح مریم کا بیٹا مگر ایک رسول ہو

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ

گذر چکے پہلے اس سے بہت رسول اور اُسکی مان ولی ہو دونون کھاتے تھے کھانا

اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

دیکھ کیسے بتاتے ہین ہم اُنکو نشانیان پھر دیکھ کہ وے کہان اُلٹے جاتے ہین

اللہ عزوجل نے ان آیات مین نصاریٰ کے مشرک فرقون کا کفر وبہتان بیان کیا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مین اُلوہیت گمان کرکے احمق ہورہے ہین چنانچہ فرمایا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔ یعنے واللہ کافر ہوگئے وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ یہی مسیح پسر مریم ہو تعجب ہو کہ مریم کا بیٹا بھی کہتے پھر اُسکو اللہ ٹھہراتے تھے اور پہلے بیان ہوچکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کے بعد ہی اس فرقہ کو گمراہی نے گھیرا اور ایسا کلمہ کہنے لگے اور مسیح علیہ السلام نے رسالت توحید الٰہی جو کچھ انکو پہونچائی تھی سب بھلادی۔ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ۔ حالانکہ مسیح نے عموماً کہا تھا کہ اے بنی سرائیل تم عبادت کرو اللہ تعالے کی جو میرا پروردگار اور تمھارا پروردگار ہو یعنی بنی سرائیل کو تعلیم کی تھی کہ لائق عبادت کے کوئی بت وفرشتہ وغیرہ کچھ نہین ہو سوائے ایک اللہ تعالے کے جو میرا و تمھارا پروردگار ہو الوہیت اُسکے سوائے کسی مین نہین ہو بس جسنے پیدا کیا وہی خالق ورازق وجامع صفات کمال معبود حق ہو اُسی کی [illegible] عبادت فرض ہو بس گویا یہ کہدیا تھا کہ مین بندہ ہون اور ہرگز مین معبود نہین ہون اور معبود کیسا کہ مین شریک بھی نہین بلکہ حضرت باری جل جلالہ کی جناب مین کسی مخلوق کو شرکت نہین ممکن ہو اور جو شریک سمجھے وہ بڑا بیوقوف اور سخت جھوٹا و ظالم و خبیث ہو بلکہ صریح کہدیا کہ۔ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ۔ جو کوئی کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرے ف خواہ افعال مین شرک کرے اسطرح کہ جو باتین اللہ تعالے نے اپنی عبادت قرار دی ہین وہ کسی مخلوق کیواسطے بجالاوے مثلاً کسی کے واسطے روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا سجدہ کرے یا رکوع کرے یا جسطرح تعظیم بجالانے کو جناب باری تعالے کے واسطے کھڑا ہوتا ہو اسی تعظیم سے کسیکے واسطے کھڑا ہو یا کسیکے واسطے طواف کرے خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو یا کسیکے نام پر قربانی کرے یا ایسے ہی وہ افعال جو خاص جناب باری تعالے کیواسطے ہین انکو کسیکے واسطے بجالاوے یا اعتقاد مین شرک کرے مثلاً کسیکو رازق وخالق وغیرہ اعتقاد کرے یا کسی سے اسطرح ڈرے جیسے اللہ تعالے سے ڈرتا ہو یا اُسکے حکم کو شریعت سمجھے

وقف لازم

Marfat.com

اور اسی کے مانند تمام وہ صفات جو مخصوص جناب باری تعالیٰ کیواسطے ہین کسی مخلوق مین اعتقاد کیے وغیرہ ہی بالجملہ جو کوئی اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات وافعال مین کسی طرح شرک کرے۔ فَقَدْ حَرَّمَ اللہ تعالےٰ نے ایسے خبیث مشرک پر جنت حرام کردی ہے یعنے جنت مین داخل ہونا اسپر ممنوع ومحال کردیا اپنے مالک وخالق ورزاق ومنعم حقیقی کی شان مین بے ادبی سے اپنی بیحرمتی کی جسنے اس مخلوق نابود کو عدم سے وجود مین لا تندرست پالا اسنے یہ حرکت کی کہ اسکی عبادت سے منہ موڑا اور اسکی ایک مخلوق کی عبادت کی یا مخلوق کو لائق عبادت قطعاً جہنم کے لائق ہو اسیواسطے فرمایا۔ وَمَأْوٰىهُ النَّارُ۔ اور ایسے مشرک خبیث ظالم کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔ اور ظالمونکا کوئی بھی مددگار نہین ف جو اسکو عذاب آلہی سے بچالیوے اور ظلم کے معنے یہ ہین کہ جو چیز جہان لائق ہی اُسکے سوائے دوسری جگہ اسکو برتے پس کامل درجہ کا ظلم وہ ہے جو عبادت آلہی کو جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ خاص ہی کسی مخلوق واسطے کردے بھلا اگر بادشاہ کا کوئی نوکر جو آدمی ہونے مین بادشاہ کے مثل ہی صرف صفت مین نوکری بادشاہی کا فرق ہی اگر یہ نوکر بادشاہ کو چھوڑ کر اُسکے سامنے بادشاہ کے غلام کو اپنا بادشاہ بناوے تو اس نوکر کی کیا سزا ہی بالاتفاق یہی کہ بالکل نیست کردیا جاوے پھر اس بدتر حال مشرک کا ہی کیونکہ بادشاہ وغلام تو آدمی ہونے مین برابر ہین اور خالق ومخلوق مین کسی آدمی کو کوئی نسبت نہین ہی پھر غور کرو کہ باتین جناب باری تعالےٰ سے مخصوص ہین وہ مشرک نے مخلوق کی شان مین اعتقاد کین پھر ذرا غور کرو کہ یہ نوکر اگر بادشاہ سے معافی مانگے تو یقین تو یہی ہی کہ بادشاہ قتل ہی کرڈالیگا لیکن پاک ہی جناب باری تعالےٰ عزوجل کہ بندہ ایسی حرکتین کرتا ہی پھر توبہ کرکے نیک کام کرے تو معاف فرماتا ہی اور بڑا کرم یہ کہ اسکو مقبول بندہ فرماکر اسپر ہزارون انعام سے جنت مین جگہ دیتا ہی پس بڑا مردود شقی بدبخت وہ بندہ ہی کہ مرتے دم تک اللہ تعالےٰ کو نہ مانے اور شرک وکفر ہی پر مرجاوے حالانکہ اللہ تعالےٰ کے رسول وانبیا علیہم السلام برابر سمجھاتے ہین کہ دیکھو شرک نہ کرو مگر وہ نہین مانتا اور اللہ تعالےٰ کے ایلچیون کی بدگوئی کرتا ہی تو سب کے نزدیک یہ مشرک مردود ایسی سزا کے قابل ہی جو کوئی مخلوق اپنے مانند کسی مخلوق کو نہ دے سکتا ہو پھر جہنم ایسی ہی ہی کہ جسکا عذاب قیاس سے باہر ہی چنانچہ سرکش مشرک اگر دیکھے تو جان نکلجاوے پھر اس عذاب سے کوئی بچانے والا نہین ہی کیونکہ اللہ تعالےٰ کے مقابلہ مین کس مخلوق کو دم مارنیکی مجال ہی پھر یہ فرقہ نصرانی دیکھو اور ایسے دین کی سمجھ دیکھو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صریح کہدیا تھا پر اُسکو نہ مانا بھلا اگر وہ خدا ہوتے تو کیا جھوٹ بولتے تھے اور اگر کہو کہ نہین سچ بولتے تھے تو پھر کیون نہین مانتے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے بندے ورسول تھے۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ۔ البتہ کافر ہین وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ تعالےٰ تیسرا ہی تین اقانیم کا یعنے تین اقنوم مین سے ایک اللہ تعالےٰ اور باقی دونون عیسیٰ واُسکی مان ہی اور واضح ہو کہ نصرانی بہت فرقے متفرق ومختلف ہین پس بعضے یہ کہتے ہین کہ مجموعہ ان تین کا الٰہ ہی اور یہ تین اسکے اقنوم ہین جیسے تین عناصر سے مرکب کوئی چیز ہو اور یہ صریح باطل ہی کیونکہ جو چیز مرکب ہی وہ تو اپنے اجزا کی محتاج ہی کہ جب یہ اجزا نہون پھر جمع نہون تب تک وہ مرکب کہان سے ہوگا پس خداے تعالیٰ اپنی وجود مین محتاج ہوا جیسے مخلوق کو اپنے وجود مین خالق کی احتیاج ہی پھر یہ نہین سمجھتے کہ ان اجزا کو ترکیب دینے والا کون ہی پس وہ کوئی دوسرا خدا ماننا چاہیے جسمین یہ محتاجی نہو وہی خالق خود مختار ہی جب چاہے جس چیز کو پیدا کرے اور جو کچھ چاہے کرے سو جب اُسنے چاہا تو عیسیٰ کو بدون باپ کے پیدا کیا اور جب چاہا عیسیٰ کی مان کو موت دیدی بالجملہ ہر زمانہ کے حکما وعقلا آج تک متفق ہین کہ دنیا مین کوئی مذہب ایسا بودا نہین

Marfat.com

[illegible] معتقد ہیکہ اللہ تعالے تین الہ کا ایک ہے۔ اور اہل ایمان یون سمجھتے ہین کہ۔ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ کوئی بھی نہین الہ ہو سواے ایک اللہ تعالے کے ف لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم۔ اور اللہ تعالے ان کافرون کے خوار کرنیکو اپنے رسول عیسی علیہ السلام سے قیامت مین خطاب فرماویگا۔ اذ قال اللہ یاعیسی بن مریم انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰهین من دون اللہ قال سبحانک الآیۃ یعنے جب فرماویگا اللہ تعالے کہ اے عیسی بیٹے مریم کے کیا تونے کہا تھا لوگون سے کہ تم مجکو اور میری مان کو دو الہ معبود بنالو اللہ کو چھوڑکر تو عیسی کہیگا اے میرے معبود تو پاک ہے الی آخر الآیۃ۔ پھر اللہ تعالے نے ان کافرون کو بہتان و کفر پر وعید و تہدید فرمائی بقولہ۔ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ۔ اور اگر باز نہ رہے یہ لوگ اس چیز سے جو بکتے ہین ف یعنے اگر مسیح کو خدا کہنے سے یا تین الہ کہنے سے باز نہ رہے اور اللہ تعالے کو واحد لاشریک لہ اعتقاد نہ کیا تو۔ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ ضرور پہونچیگا انمین کافرون کو عذاب الیم ف یعنے دوزخ مین ضرور پڑینگے اور ہمیشہ جلا کرینگے اور دنیا مین بھی خوار ہونگے پس اگر موت سے پہلے مسلمان ہوگئے اور اللہ تعالے کو وحدہ لاشریک جانا اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بندہ و رسول اعتقاد کیا اور تمام رسولون و کتابونکو مانا اور محمد صلعم کو بندہ و رسول برحق جانا اور قرآن کو سچ مانا تو وہ جنتی ہونگے جیسے مومنین موحدین کا حال ہے فافہم **مسئلہ** اگر کسی نے عربی مین کہا کہ ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ تو واحدی نے کہا کہ اگر اس شخص کی یہ مراد ہے کہ دو آدمی جو آپسمین باتین کرتے ہین وہان تیسرا اللہ تعالے کا علم ہے جیسے بولتے ہین کہ یہان تو مین اور تم ہی ہو اور تیسرا اللہ تعالے ہے یعنے ہمارے تمہارے حال سے کوئی واقف نہین سواے اللہ تعالے کے تو ایسے شخص کو کافر نہین کہا جائیگا اور سورۂ مجادلہ مین اللہ تعالے نے فرمایا وما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم۔ یعنے نہین کوئی تین بندے خفیہ مشورہ کرنے والے مگر انکا چوتھا اللہ تعالے ہے اور نہ پانچ مگر انکا چھٹا اللہ تعالے ہے یعنے بندونکو ہوشیار رہنا چاہیے کہ اللہ تعالے ہر خفیہ و علانیہ باتون پر واقف ہے اور اسکا علم سب کو محیط ہے اور آنحضرت صلعم نے غار مین حضرت ابو بکر صدیق کو خطاب کیا کہ ماظنک باثنین اللہ ثالثہما۔ یعنے تو جو کافرونکے مطلع ہونے سے ڈرتا ہے کہ یہان ہم دو ہی آدمی ہین تو تجھکو ایسے دو آدمیون کے ساتھ کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالے ہو۔ یعنے اللہ تعالے جسکے ساتھ ہے اُسکے مقابلہ مین تمام دنیا کی مخلوق کچھ ہستی نہین رکھتی ہے اور مترجم کہتا ہے کہ اگر کسی نے ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ کہا اور یہی معنے مراد لیے کہ اللہ تعالے کا علم محیط ہے تو بھی اس طرح کہنا حرام ہے اگرچہ وہ شخص کافر نہوگا اسوجہ سے کہ اسکی نیت مین کفر کا مضمون نہ تھا لیکن چونکہ اسنے خلاف ادب گفتگو کی اسلیے ممنوع ہے ہان اگر وہ کہے کہ ہمارے ساتھ تیسرا اللہ تعالے کا علم ہے تو کچھ مضائقہ نہین ہے واللہ تعالے اعلم پھر حق تعالے نے ان کافرون و بد زبانونکو نصیحت فرمائی اور راہ راست کی رغبت دلائی بقولہ تعالے۔ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ۔ انکو کیا ہوا ہے کہ اللہ تعالے کیطرف رجوع نہین لاتے اور نادم ہوکر توبہ نہین کرتے ہین۔ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ۔ حما قالوہ۔ اور استغفار نہین کرتے اپنے قول تثلیث وغیرہ سے اور یہ جھڑکی و ملامت ہے کہ کیون ایسا نہین کرتے حالانکہ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور اللہ تعالے غفور رحیم ہے ف جو بندہ توبہ کرے اور مغفرت مانگے اسکی توبہ قبول کرکے اپنے فضل سے اسپر رحم فرماتا ہے حدیث صحیح مین مضمون ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالے کی جناب مین توبہ کرتا اور نادم ہوکر مغفرت مانگتا ہے تو اللہ تعالے کو بہت پسند آتا ہے گویا یون قیاس کرنا چاہیے کہ رحمت الٰہی ایسے جوش مین آتی ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے غلام کے کسی کام پر خوش ہوجاوے پھر واضح ہو کہ نصاری فقط اس جہالت کے اعتقاد سے توبہ نہین کرتے کہ مسیح علیہ السلام الہ یا شریک الہ ہین اور انکو بندہ مخلوق نہین مانتے ہین لہذا اُنکا شبہہ زائل کردیا کہ۔ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ

Marfat.com

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ مسیح بن مریم کچھ نہین سوا اسکے کہ رسول ہی ف یعنے مسیح جو مریم کا بیٹا [illegible]
آدمی پیدا ہوتے ہین او رمدت تک حمل رہا اور پہلے مسیح کا وجود ہی نہ تھا تو مسیح بن مریم فقط ایک رسول [illegible]
ایک نکتہ بیان کیا کہ اوتعالے نے کلام مجید مین کسی عورت کا نام نہین ذکر فرمایا سوائے حضرت مریم رضی اللہ عنہا [illegible]
ہی کہ کافرون کے دل سے وہم دور ہو کر مجمع عام مین کوئی مہذب شخص اپنی جورو کا نام و اسکا واقعہ پوری داستان سے نہین بیان
پس مریم کی طرف سے وہ گمان شیطانی جو کافر رکھتے ہین محض بیجا و صریح کفر ہی بلکہ مریم تو ایک بندی تھی جسکے پیٹ سے [illegible]
بندہ و رسول پیدا ہوا پس وہ رسول ہی تھا۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ مسیح سے پہلے اور بہت رسول گذر [illegible]
ف پس عیسیٰ بھی انکے مثل گذر جانے والا ہی پس وہ آلہ ہرگز نہین جیسے کہ کافر لوگ گمان کرتے ہین ورنہ وہ کیون گذر جاتا [illegible]
ہی کہ موسیٰ و یحییٰ و زکریا و ابراہیم وغیرہم علیہم السلام سب بندے و رسول تھے پھر عیسیٰ کو کیون خدا یا بیٹا کہتے ہو نعوذ باللہ منہ حالانکہ
جو چیز متغیر ہو جاوے اور بدل جاوے کہ کبھی بچہ ہو اور کبھی جوان اور کبھی کسی حال مین اور کبھی کسی حال مین وہ حادث و ممکن ہو گا پس
عیسےٰ علیہ السلام بھی حادث و ممکن ہوے کچھ واجب قدیم نہین انین الوہیت کا نام بھی نہین ہی اور اگر یہ فقط اسوجہ سے کہتے ہو کہ وہ بے
باپ کے پیدا ہوے تو بھی خود ظاہر ہی کہ جو پیدا ہوا وہ مخلوق ہی اور اگر یہ بھی نہین سمجھے تو بغیر باپ کے کوئی مخلوق پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی
قدرت مین بالکل آسان ہی وہ تو جو چاہے کرے کیا یہ نہین دیکھتے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بدون ماں و رباپ کے پیدا کر دیا او حضرت صالح کی
اونٹنی کو پہاڑ سے پیدا کر دیا اور اسیوقت اُسنے بچہ دیا اور وہ جوان ہو گیا پھر تعجب ہی کہ اتنے سے وہم پر کافر ہو گئے یہ محض عقلی ہی بلکہ قطعاً الیقین کرو
کہ عیسیٰ علیہ السلام تو ایک بندہ و رسول اللہ تھا جیسے اور انبیا علیہم السلام اس سے پہلے گذرے ویسے ہی یہ بھی گذرا ہی جیسے وہ سب بندے
خاص تھے یہ بھی بندہ خاص ہی۔ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ۔ اور عیسیٰ کی ماں ایک صدیقہ بندی تھی ف جسکو اللہ تعالے نے پیدا
کیا تھا اور صدیقہ کے معنے یہ کہ سچائی مین بہت پوری تھی چنانچہ اُسنے کوئی بد حرکت نہین کی اور اللہ تعالے پر ایمان لانے اور عبادت کرنے
مین سچی ہی یہود مردود جو کہتے ہین کہ اُسنے یوسف نجار سے زنا کیا جس سے عیسیٰ پیدا ہوا تو وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا اور یہی بہت سے نصرانی کہتے
ہین یہ محض بہتان و کفر ہی وہ جھوٹے ہین بلکہ اللہ تعالے نے اسکو بدون باپ کے اپنی نیک بندی مریم کے پیٹ سے پیدا کیا اور یہ دونون
آدمی تھے انھین کیطرح زندہ رہے كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ۔ دونون طعام کھایا کرتے تھے ف یعنے عیسےٰ و اُس کی ماں دونون
طعام و اناج کھاتے تھے۔ جیسے اور حیوانات کھاتے پیتے ہین اور اسکا گوہ گوبر پیخانہ پھرتے ہین اور جو ایسا ہو وہ آلہ نہین ہو سکتا
ہی اور یہ مراد نہین کہ جو کوئی ان نقائص سے پاک ہو وہ آلہ ہو جاوے اور یہ اعتراض لازم آوے کہ فرشتون مین کھانے پینے وغیرہ کی
محتاجی نہین ہی حالانکہ وہ کچھ بھی الوہیت نہین رکھتے ہین بلکہ مراد یہ ہی کہ جسمین یہ نقائص موجود ہون وہ آلہ نہین ہو سکتا اور یہ مراد نہین
کہ جسمین نہون وہ آلہ ہو جاوے پس جسمین ایسے نقائص ہون اسمین الوہیت سمجھنا ایسی بڑی حماقت ہی کہ جانورمین نہ ہوگی اور
آلہ تو اللہ وحدہ لاشریک جامع صفات کمال معبود برحق ہی اور سوائے اسکے کسی مین الوہیت کا نام بھی نہین بلکہ ممکن نہین [illegible]
واضح ہو کہ قولہ وامہ صدیقہ۔ مین صریح دلالت ہی کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بھی مرتبہ صدیقیت حاصل تھا وقد قال تعالے وصدقت
بکلمات ربہا۔ یعنے مریمؑ نے کلمات پروردگار کی تصدیق کی تھی اور حدیث صحیح مین چند عورتون کا اپنی جنس مین کمال کو پہونچنا بیان
ہوا ہی منجملہ انکے مریمؑ ہین اور ام المومنین عائشہؓ کی فضیلت عورتون پر مذکور ہی پس معلوم ہوا کہ مریمؑ نبی نہین [illegible]

Marfat.com

[illegible] انقلاب کرنے سے مریم وسارہ وام موسیٰ کے نبی ہونے کا زعم کیا ہی اور جمہور کے نزدیک اللہ تعالے نے نبی کوئی عورت نہین بھیجی اور شیخ ابو الحسن الاشعری نے اسپر اجماع نقل کیا ہی پھر اللہ تعالے نے نصاریٰ کی جہالت پر تعجب دلایا بقولہ۔ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ۔ یعنے تعجب سے دیکھ کہ کیسے ہم بیان کرتے ہین ان کافرون کے واسطے آیتین ف جو ہماری وحدانیت پر صریح دلالت کرتی ہین۔ اور انکے اوہام وکفر کے خیالات کو کھلے کھلے باطل وجھوٹ ظاہر کرتی ہین۔ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔ پھر تو دیکھ کہ یہ کافر لوگ کیسے پھرے جاتے ہین ف حق بات سے باوجودیکہ کھلے کھلے دلائل واضح قائم ہین اور حکم بلفظ انظر فقط تعجیب ہی کہ نصاریٰ کو بندہ اور رب مین فرق نہین معلوم ہوتا حالانکہ یہ عجیب ہی کہ کہان خالق قادر فاعل مختار اور کہان بندہ مجبور مخلوق کچھ نہین کر سکتا اسیواسطے آگے حکم دیا بقولہ

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ

تو کہہ تم ایسی چیز پوجتے ہو اللہ تعالے کو چھوڑ کر جو مالک نہین تمہارے برے کے نہ بھلے کے اور اللہ تعالے وہی ہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝

سنتا جانتا

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ۔ یہ خطاب نصاریٰ کو اولاً اور باقی سب کو عموماً ہی یعنے کہدے ای محمد صلعم کیا تم پوجتے ہو۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوائے دوسرے کو۔ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا۔ جو نہین مالک ہی تمہارے واسطے کسی ضرر کا اور نہ نفع کا ف یعنے ایسے کو تم کیون معبود واِلٰہ بناتے ہو جو تمہارے نفع وضرر کا مالک نہین ہی اور یہ استفہام انکاری ہی کہ مت ایسی چیز کو پوجو اگر تم کچھ بھی عقل رکھتے ہو پھر لطف سے معبود حقیقی کی طرف راہ بتلائی بقولہ۔ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اور اللہ تعالے تمہاری دعاؤن کا سننے والا اور تمہارے احوال کا جاننے والا ہی ف اور کوئی مخلوق یہ قدرت نہین رکھتا واضح ہو کہ مالا یملک فرمایا اور من لا یملک۔ نہین فرمایا اگرچہ یہ فہمایش نصاریٰ کو ہی اور مراد اس سے مسیح علیہ السلام بھی ہین یعنے مسیح کو تم کیون معبود واِلٰہ بناتے ہو حالانکہ کوئی شان الوہیت اسمین نہین ہی بلکہ لفظ ما اختیار کیا جو ذوی العقول وغیر ذوی العقول سب کو شامل ہی تو اسواسطے کہ ٹھیک معلوم کرین کہ مسیح مین کوئی الوہیت نہین بلکہ وہ بھی انھین مخلوقات مین شامل ہین جنکو کوئی قدرت وطاقت نہین آگاہ رہو کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام نبی بزرگ کے حق مین اوتعالے جل جلالہ کا یہ فرمان ہی کہ وہ میرا بندہ میرے تحت قدرت ہی وہ کیسکے نفع وضرر کا مالک نہین ہی تو مقتضائے ایمان یہ ہی کہ بندہ مومن تمام مخلوقات مین سے کیسکو خواہ نبی ہو یا ولی ہو یہ اعتقاد نہ کرے کہ وہ نفع یا ضرر پہونچا سکتا ہی بلکہ نیک بندونکو جناب باری جل جلالہ مین دعا کرنیکا اختیار وہ بھی اسکی توفیق سے ہی اور قادر مختار فقط اللہ تعالے ہی جو چاہے کرے ف قال فی العرائس قد لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ۔ یعنے یہ اندھے لوگ دیدار حقائق وحدانیت الٰہی عز وجل سے اندھے رہے حالانکہ حقائق وحدانیت کے منزہ از اجتماع واقتران وامتزاج بناسوت ہین انکو کسی حادث مین حلول نہین ہی وہ لطائف آیات وبراہین معجزات سے اہل ایمان کامل کی آنکھون پر ظاہر ہوگئے ہین اور جو کچھ درباب وحدانیت کے اوہام وخیال وغیرہ مین آوے اس سب سے وہ منزہ ہی چنانچہ فرمایا وما من الٰہ الا الٰہ واحد کوئی اسکی ضد نہین اور کوئی تشبیہ نہین اور کسیکو اس سے کوئی نسبت نہین ہی تو اوہام وتصورات وخیالات کی مجال ہی نہ دار دہی پھر جب اللہ تعالے نے ظاہر فرمایا کہ حضرت مریم اور عیسی علیہ السلام یہ دونون اللہ تعالے کے خالص بندے اور اسکی آیات وصفات کے واسطے مقامات تجلی ہین اور اللہ تعالے کے نزدیک آبرودار اور مقبول ہین تب ظاہر فرمایا کہ ان کرامتون کے باوجود یہ لوگ بندہ وبشر ہونے سے خارج نہین ہین

Marfat.com

اور وہی انسانی عاجزی اور بشریت کا ضعف انمین موجود ہے کما قال تعالے ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت [illegible]
آنکہ عیسی علیہ السلام تو ایک بندۂ خاص و رسول مخصوص ہے اسکو بندگان مومنین کی ہدایت و عرفان [illegible]
سچا رسول مانکر اس کی ہدایت کے موافق اللہ تعالے کی بندگی بجا لاوین اور سب سے پہلے اسکی مان نے اسکی تصدیق کی [illegible]
کے ظہور مین اسکو زیادہ لگاؤ تھا پھر آدمی و بشر کی ضروری حاجتون سے انکا محتاج ہونا ظاہر کیا بقولہ کانا یاکلان الطعام [illegible]
کنایہ ہے کہ دونون حادث تھے اور الوہیت سے بالکل بری تھے اور بھلا کہین قدم مین بھی ایسی باتین ہو سکتی ہین جیسے صدوث لوٹ بلکہ [illegible]

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوٓا۟ أَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ
توکہو ای اہل کتاب مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات مین ناحق کا اور مت چلو خیال پر ایسی قوم کے جو
ضَلُّوا۟ مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا۟ كَثِيرًا وَضَلُّوا۟ عَن سَوَآءِ ٱلسَّبِيلِ ۝ لُعِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟
آپ بہک مرے ہین تم سے پہلے اور بہکایا بہتیرون کو اور بھٹکے ہین سیدھی راہ سے لعنت کھائی منکرون
مِنۢ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا۟ وَّكَانُوا۟
بنی اسرائیل مین سے زبان سے داؤد کی اور عیسی بیٹے مریم کے یہ اس سبب سے کہ گناہ کرتے اور حد سے
يَعْتَدُونَ ۝ كَانُوا۟ لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا۟ يَفْعَلُونَ ۝
بڑھ چلتے تھے آپسمین منع نہ کرتے تھے برے کام سے جو کر رہے تھے کیا برا کام ہے جو کرتے تھے
تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن
تو دیکھے اُنمین سے بہت لوگ رفیق ہوتے ہین کافرون کے بری تیاری بھیجی ہے اپنے واسطے
سَخِطَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِى ٱلْعَذَابِ هُمْ خَٰلِدُونَ ۝ وَلَوْ كَانُوا۟ يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلنَّبِىِّ
کہ اللہ تعالے کا غضب ہوا اُنپر اور عذاب مین وہ ہمیشہ رہینگے اور اگر یہ لوگ یقین رکھتے اللہ تعالے پر اور نبی پر
وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا ٱتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَآءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَٰسِقُونَ ۝
اور جو اُسپر اُتارا گیا تو اُنکو رفیق نہین ٹھہراتے لیکن انمین سے بہت لوگ بے حکم ہین

یہان سے تمام اہل کتاب کو جو بالفعل قیامت تک پائے جاوین پاکیزہ نصیحت سے ارشاد کیا اور انپر حجت پوری ہوگئی۔ قُلْ
يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ۔ کہدے ای محمد صلعم اہل کتاب یہود و نصاری سب کہ۔ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ غَيْرَ ٱلْحَقِّ
مت حد سے تجاوز کرو اپنے دین مین ایسا تجاوز کرنا جو خلاف حق ہو۔ باین طور کہ جو عیسی علیہ السلام کا مرتبہ ہے اس سے
گھٹاؤ جیسے یہودی خبیث کرتے کہ حضرت عیسیٰ کو رسول نہین مانتے اور بہتان کرتے تھے اور نہ باینطور کہ جو عیسی علیہ السلام کا مرتبہ ہے اس سے
انکو چڑھاؤ اور معبود و خدا یا اسکا بیٹا کہنے لگو کہ یہ سب کفر و بے انصافی ہے ولیکن ان یہود و نصاری نے توریت کو اور انجیل کو اپنے [illegible]
کی بگاڑی ہوئی حالت مین پایا اور جو روایتین انسے پائین انھین کو پیشوا بنایا اور دین الٰہی مین بلا دلیل و بغیر فہم کے محض تقلید [illegible]
اپنے خالق عز و جل کی وحدانیت و اسکی جانب سے رسالت کا اعتقاد کرنے مین تقلید بالکل باطل و حرام ہوتی ہے [illegible]
بقولہ تعالے۔ وَلَا تَتَّبِعُوٓا۟ أَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا۟ مِن قَبْلُ۔ یعنے تمھارے اگلے جو غلو [illegible]

[illegible] ان لوگون کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ غلو کرکے خود گمراہ ہو چکے۔ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا۔ اور بہتیرے لوگون کو گمراہ کیا۔
وَضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔ اور راہ حق سے بھٹک گئے اور سوار در اصل بمعنے وسط ہی پس وسط راہ کو چھوڑا تو بھٹک کر
یا افراط مین پڑے جیسے نصرانی یا تفریط مین جیسے یہودی پس اول ضلوا و اضلوا سے یہ بیان ہی کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسرونکو گمراہ کیا
اور دوم ضلوا سے یہ بیان ہی کہ غلو کرکے افراط و تفریط مین پڑ گئے اور درمیانی راہ عدل و صراط مستقیم کو چھوڑ دیا بالجملہ اس آیت مین دلالت
ہی کہ اہل ایمان کو لازم ہی کہ انکے باپ دادا وغیرہ اگلے لوگ جو رسم و راہ خلاف شرع یا جو اعتقاد خلاف حق نکال گئے ہون اسمین انکی پیروی نکرین
ورنہ خود گمراہ ہونگے اور اپنی گمراہی کا وبال جیسا اپنے اوپر ڈالینگے ویساہی اگلو پر ڈالینگے اور آگاہ رہو کہ علماے دین جنکے متبع سنت و طریق
حق پر ہونیکا علم ہی اگر انمین سے کسی شخص سے اجتہاد مین کوئی سہو ہوا ہو کیونکہ وہ آخر بندے و امتی ہین تو انکو اپنی کوشش کا ثواب مل چکا
پھر اگر اسکا اجتہاد تمھارے علم مین دوسرے مجتہد کے دلائل سے خطا ظاہر ہو تو تم اپنا معاملہ اپنے معبود عز و جل کے مراقبہ سے خلوص نیت پر رکھو
اور تعصب سے کسی عالم کے بندے مت بنو مگر ہرگز زبان درازی و طعن مت کرو کیونکہ یہ نفس و شیطان کی پیروی ہی اور حدیث مین قیامت کے آثار
مین سے یہ بھی آیا ہی کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلو پر لعنت کرینگے چنانچہ فرقہ رافضہ تو کھلے خزانے ایسا کرتا ہی اور جو کوئی لعنت نہ کرے
بلکہ طعن کرے وہ بھی انھین کے قریب قریب ہی۔ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ
دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔ ملعون کردیے گئے بنی اسرائیل مین سے کفر کرنیوالے بزبان داؤد و عیسیٰ ابن مریم ف چنانچہ
شہر ایلہ والون نے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی نصیحت اور حکم خداے تعالے سے نافرمانی کی تو انکی بددعا سے بندر ہوگئے اور یہ قصہ گذر گیا
انشاء اللہ تعالے مفصل آویگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچہزار آدمیون نے آسمان سے خوان نعمت پکا پکایا اترنے کی درخواست
کی تھی اسمین رکھ چھوڑنا منع تھا آخرکار جمع کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے سور ہوگئے تھے چنانچہ یہ قصہ بھی انشاء اللہ تعالے
آویگا۔ ذٰلِكَ۔ اللعن۔ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔ یہ لعنت کرنا بسبب انکی نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنے کے تھا
ف اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہی کہ بعضی نافرمانی و تجاوز قلب سے کافر ہو جاتا ہی چنانچہ ان لوگون کو دیکھو کیونکر ملعون ہوگئے حالانکہ
زبان سے ظاہر مین نبوت و رسالت کا انکار نہین کرتے تھے چنانچہ مفصل قصہ سے ہی ظاہر ہوگا اور فرمایا کہ۔ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ
عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ۔ ان لوگون کی حالت یہ تھی کہ آپسمین ایسے فعل کرنے سے جو ممنوع ہی نہین روکتے تھے ف یعنے اس
حیثیت سے بسر کرتے کہ بعض کو بعض منع نہین کرتا تھا کہ جس فعل منکر خلاف شرع کو تمنے کیا [illegible] اسکو مت کرنا اور فعلوہ کی ضمیر
ان سبکی طرف راجع کردی گئی حالانکہ اس فعل منکر کا کرنیوالا انمین سے بعض ہی تھے سب نہ تھے تو بعض نے لکھا کہ اسوجہ سے کہ اس فعل کا
مرتکب چونکہ انھین مین سے تھا تو فعل کو مجازاً سب کیطرف نسبت کردیا اور مترجم کہتا ہی کہ اسمین اشارہ ہی کہ ایک قوم مین سے جب بعض نے کوئی
خلاف شرع فعل کیا اور دوسرے اسکو منع کرسکتے ہین لیکن انھون نے منع نہ کیا تو وہ بھی گویا اس فعل کے مرتکب ہوے حتی کہ جو عذاب آوے گا
وہ ان سب پر نازل ہوگا۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ۔ فعلھم ہذا۔ انکا یہ فعل بہت برا تھا جسکے مرتکب تھے ف
یعنے فعل منکر سے آپسمین ایک دوسرے کو منع نہ کرنا بہت بری بدفعلی تھی۔ مدارک مین کہا کہ اسمین دلیل ہی کہ فعل منکر سے منع کرنا شرع مین
[illegible] واجب کام ہی لے افسوس مسلمانونکے حال پر کہ انھون نے اس سے منھ موڑ لیا اور توجہ چھوڑدی ہی انتہی کلامہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رض
[illegible] رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل کے لوگ گناہون مین مبتلا ہوگئے تو انکے عالمون نے انکو منع کیا مگر وہ لوگ باز نہ آئے

Marfat.com

پس علما بھی انکی مجلسوں مین بیٹھنے لگے اور راوی نے کہا ہی کہ شاید یہ کہا کہ انکے بازارون مین بیٹھنے لگے اور انکے ساتھ [illegible]
نفاق ڈالدیا اور حضرت داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان پر انکو ملعون کیا اور یہ ملعون کرنا بسبب انکی نافرمانی [illegible]
کہ رسول اللہ صلعم تکیہ دیے ہوے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ تم بری [illegible]
آمادہ نہ کرو (رواہ احمد) اور دوسری روایت مین ابن مسعودؓ سے مرفوع یون ہی کہ پہلی خرابی جو بنی اسرائیل پر پہلی وہ یہ تھی کہ ایک آدمی دوسرے [illegible]
شخص تو اللہ تعالے سے تقوی اختیار کر اور چھوڑدے یہ فعل جو تو کرتا ہی کیونکہ یہ حلال نہین ہی پھر دوسرے روز اسکو ملتا تو اسکو اسی حال پر پاتا وہ فعل [illegible]
اس ہوس پر منع نکرتا کہ یہ پاتا نہین ہی اب مین منع نکرون تاکہ اسکے کھانے پینے مین ہم جلسہ ہون پھر جب بنی اسرائیل نے کیا تو اللہ تعالے نے انکے دلون [illegible]
پڑھی یہ آیت لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل ستا قولہ فاسقون پھر فرمایا کہ ہرگز نہین پس قسم ہی اللہ تعالے کی کہ تم لوگ حکم کروگے معروف شرعی کا اور [illegible]
بُری باتون سے اور ضرور ظالم کا ہاتھ روکوگے اور انکو حق ہی پر مقصود رکھوگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمھارے قلوب مین بھی نفاق ڈالدیگا پھر شاید تمکو بھی ملعون کرے
جیسے بنی اسرائیل کو ملعون کردیا (رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ وابن ماجہ) حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جس کے
قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ ضرور تم امر معروف کا حکم کروگے اور ممنوع سے منع کروگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمپر اپنے پاس سے عذاب بھیجے پھر تم اس سے دعا
کروگے اور تمھاری دعا قبول نہوگی (رواہ احمد والترمذی) صحیحین مین ابوسعید خدریؓ سے مرفوعًا روایت ہی کہ جو کوئی تم مین سے ممنوع بات دیکھے یعنے کسی شخص سے
بدفعلی دیکھے جو شرع مین ممنوع ہی تو اسکو ہاتھ سے مٹادے اور اگر نہ کرسکے تو زبان سے اور اگر نہ کرسکے تو دل سے بُرا جانے اور یہ سب سے ضعیف ایمان
ہی عدی بن عمیرہ سے مرفوع روایت ہی کہ خاص خاص لوگون کی بداعمالی سے اللہ تعالے سب کے سب کو عذاب نہین کرتا ہی تاوقتیکہ یہ نہ ہو
کہ وہ اپنے روبرو بداعمالیان کرتے دیکھین اور باوجودیکہ اُسکو روک سکتے ہین مگر اسکو انکار نہ کرین اور نہ مٹاوین پھر جب ایسا کیا تو اللہ
تعالے خاص و عام سب کو عذاب مین مبتلا کرتا ہی (رواہ احمد) بُرے فعل پر جو راضی ہوا وہ گویا وہان موجود تھا اور جسنے برا جانا یا انکار
کیا تو وہ اگرچہ وہان موجود ہو تب بھی ایسا ہی جیسے وہان نہ تھا یہ روایت ابوداؤد سے ثابت ہی اور حذیفہؓ سے مرفوع روایت ہی
کہ مسلمان کو نہ چاہیے کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے عرض کیا گیا کہ ذلیل کیونکر کرے فرمایا کہ ایسی بلا کے ساتھ تعرض کرے جسکی اسکو طاقت
نہین ہی (رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا گیا کہ یا رسول اللہ امر معروف و نہی از منکر کب
چھوڑی جائیگی تو فرمایا کہ جب تم مین وہ باتین ظاہر ہون جو اگلی امتون مین ظاہر ہوئی تھیں ہم لوگون نے عرض کیا کہ اگلون مین کیا ظاہر
ہوئی تھیں فرمایا کہ بادشاہت و سرداری تمھاری کمینون مین اور زناکاری و بدکاری بڑے بڑون مین اور علم فاسقون مین ہو تب یہ ام[illegible]
جائیگا (رواہ ابن ماجہ) اور روایات اس باب مین بہت ہین اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہی کہ بنو اسرائیل نے
تینتالیس انبیا علیہم السلام دن چڑھتے قتل کیے پھر ایک سو بارہ آدمی انکے عابدون مین سے کھڑے ہوے اور انکو امر معروف کیا اور
منکر باتون سے منع کیا پس آخر اسی دن مین ان سب کو بھی قتل کر ڈالا پس وہی مراد ہین قولہ لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل الآیات
مین۔ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ۔ تو دیکھتا ہی اے محمد صلعم بہتیرون کو انمین سے ف یعنے یہودیون مین سے مانند
کعب بن الاشرف وغیرہ کے اور مجاہدؒ سے مروی ہی مراد اس سے منافقین یہود ہین کہ انکو تو رسالت کی نظر سے دیکھتا ہی [illegible]
يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ دوستی بناتے ہین کافرون کو ف یعنے مکے کے مشرکون کو تیرے ساتھ بغض [illegible]
اپنا ولی دوست بناتے ہین۔ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ [illegible]

بہت بری ہی وہ چیز جو انھون نے اپنی ذات کے واسطے پہونچا رکھی ہی یعنے برُے اعمال انھون نے اپنی آخرت کیلیے پہونچا رکھے ہین جو
انکے واسطے یہ واجب کر دینے والے ہین کہ غضب کرے اللہ تعالے ان لوگون پر ف بعض نے کہا کہ قولہ ان سخط اللہ علیہم۔ بتاویل ان
مصدریہ کے مخصوص بالذم ہی اور معنے یہ ہین کہ انھون نے اپنے جو بد اعمال اپنے لیے بھیج رکھے ہین تو ان پر اللہ تعالے کا غضب ہی وَفِي الْعَذَابِ
هُمْ خٰلِدُونَ۔ اور عذاب ہی مین یہ لوگ ہمیشہ رہینگے ف حاصل کلام یہ کہ ان لوگون نے اللہ تعالے و اُسکے رسول سے دین
دشمنی کی اور اُسکے مقابلہ مین بت پرست کافرون کو دوست رکھا تو ان لوگون کو کتاب آسمانی سے کچھ علاقہ نہین ہی حالانکہ اہل کتاب
ہر حال مین مشرکونسے اپنے ہمجنس یعنے دوسرے اہل کتاب کو پسند کرتے ہین یہین سے فقہا نے کہا ہی کہ جو کتابی ہی یعنے کسی آسمانی کتاب کا اعتقاد رکھتا ہی
اگرچہ اسپر ٹھیک نہ قائم ہو تاہم وہ بہ نسبت مجوسی کے بہتر ہی جو آگ پوجنے والا یعنے کسی دین آسمانی کا قائل نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ پھر اس زمانہ کے مسلمانونسے تعجب
ہی کہ آپسمین ایک دوسرے کو وہابی و بدعتی قرار دیکر ایک دوسرے کو دشمن رکھتے ہین انکے واسطے دین و دنیا مین یہی بہتر ہی کہ اللہ تعالے کی توحید پر و آنحضرت
خاتم المرسلین صلعم کی رسالت پر سچا ایمان رکھین اور شرک و بے ایمانی کی باتونسے پرہیز کرین و سنت نبوی صلعم پر قائم رہین اور اگلے علماے صالحین کے
واسطے رحمت کی دعا کرین اور علم حاصل کرین اور دنیا مین مشقت اُٹھانیکی عادت ڈالین اور فاسقونسے پرہیز کرین اور آپسمین ایک دوسرے کو امر معروف
و نہی از منکر سے نصیحت کرین اور تکبر و غرور سے اور دنیا کی محبت سے دل اُٹھاوین اور موت کو غنیمت جانین و السلام۔ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ
بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ۔ اور اگر یہ لوگ اپنے دلونمین یقین اُتار لیتے اللہ تعالے کا اور پیغمبر کا اور جو وحی
پیغمبر پر نازل کیگئی ہی ف تو کافرون و مشرکون سے کیون محبت کرتے ولیکن یہ لوگ منافق ہین یہی مجاہد کی تفسیر ہی بعض نے کہا
کہ نبی سے مراد وہ نبی جسکو اہل کتاب مانتے ہین اور ما انزل الیہ سے جو کتاب اسپر نازل ہوئی ہی کیونکہ اسمین مشرکون و مجوس وغیرہ سے
موالات کی ممانعت اور محمد صلعم پر ایمان لانیکی ہدایت ہی اور بعض نے کہا کہ نبی سے محمد صلعم و ما انزل الیہ سے قرآن مراد ہی اور یہی مفسر نے
اختیار کیا ہی پس معنے یہ ہوے کہ اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہوتے اللہ تعالے پر اور محمد صلعم پر اور قرآن پر جو اسکی طرف نازل کیا گیا ہی تو
مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ۔ نہ بناتے کافرون کو اپنا ولی ولیکن
بہتیرے انمین سے فاسق ہین یعنے ایمان سے خارج ہین ف پس بہ سبب کافر ہونے کے دونون یکسان ہونے مین باہم موالات
کرتے ہین۔ اور بر تقدیر اول یہ معنے ہین کہ اگر یہودی ایمان رکھتے اللہ تعالے و موسی علیہ السلام و توریت پر تو کفار مکہ سے
موالات نہ کرتے جیسے مسلمان لوگ یہ نہین کرتے ہین ولیکن یہود مین سے بہتیرے دین سے خارج ہین پس انکا کوئی دین نہین ہی۔
ف قال فی العرائس قولہ تری کثیر امنہم الی آخر الآیۃ۔ اسمین اللہ تعالے نے ظاہر کر دیا ہی کہ کفر مین ایک جنس کے کافر
دوسری جنس کے کافرون کی طرف مائل ہین اور ایمان والے آپسمین ایک دل ہین اور یہ حکمت ازل کا مقتضا ہی کہ موالات
کفار مین بغض ظاہر ہو اور محبت و موالات اولیا مین محبت کا ظہور ہو لہذا کفار آپسمین ایک دوسرے سے دنیا و کفر کے معاملات
مین رازداری کرتے ہین مگر بسبب بغض الٰہی کے ہرگز متفق نہین ہین بخلاف مومنون کے کہ باہم ایکدل ہو جاتے ہین پھر ظاہر فرمایا
کہ کافرونکی موالات سے انپر اللہ تعالے کا دائمی غضب اُترتا ہی اور ہمیشہ اُسکے عذاب مین باقی رہتے ہین

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ع

تو پاویگا سب لوگون سے زیادہ عداوت مین مسلمانون کے ساتھ یہود کو اور شرک کرنے والون کو

Marfat.com

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى

اور تو پاویگا سب سے نزدیک محبت مین مسلمانون کے ساتھ ان لوگون کو جو کہتے ہین کہ ہم نصاریٰ ہین

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

یہ اسلئے کہ ان مین عالم ہین اور درویش ہین اور یہ کہ وہ لوگ تکبر نہین کرتے ہین

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

یعنے ای محمد تو مومنون کے ساتھ سب سے زیادہ عداوت کرنے والا یہودیون اور مشرکون کو پاوے گا ف اس وجہ کہ لوگون کا کفر کئی گونہ اور جہالت دوبالا ہی اور یہ لوگ اپنے نفس کی خواہشون مین منہمک و ڈوبے پڑے ہین اور والذین اشرکوا سے بت پرست اور مجوسی وغیرہ ایسے لوگ مراد ہین جو کسی آسمانی کتاب کے قائل نہین ہین ورنہ یہود و نصاریٰ بھی مشرک ہین وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى - یعنے اے محمد تو مومنون کے ساتھ سب سے زیادہ دوستی کرنے والا ایسے لوگون کو پاوے گا جو اپنے آپ کو نصرانی کہتے ہین - ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ یہ بات اسوجہ سے ہی کہ انمین قسیس یعنے علما اور رہبان یعنے زاہد گوشہ نشین لوگ ہین اور وہ غرور نہین کرتے ہین ف واضح ہو کہ نصاریٰ مین انھین کو مومنون سے زیادہ مودت تھی جنھین یہ باتین جاری تھین کہ انمین علما و زاہد ہوے تھے اور انکو غرور نہ تھا بلکہ اللہ تعالےٰ کے واسطے نرم رہتے تھے اور چونکہ سب خرابی کی جڑ یہی محبت دنیا ہی اسلیے نصاریٰ جو اس سے بیزار تھے وہ مومنون سے زیادہ مودت رکھتے تھے اور آنحضرت صلعم نے لشکر اسلام کے مجاہدون کو منع کر دیا تھا کہ کسی راہب کو قتل نہ کرین اور نہ کسی عورت کو اور نہ کسی بچہ کو جیساکہ احادیث مین مصرح ہی اور صحابہ رضوان اللہ علیہم باوجود راہبون کی سخت کلامی کے اُنسے کچھ نہین کہتے تھے اور کبھی کسی بچہ یا عورت کو قتل نہین کیا اور باقی لڑنے والون سے بھی اسیوقت تک لڑے جبتک وہ لڑائی پر آمادہ رہے اور جبھی انھون نے صلح کا پیغام دیا تب ہی لڑائی موقوف کر دی اور انمین عدل و انصاف کا برتاؤ کیا جیسا کہ روایات السیر مین مصرح بلکہ متواتر ہی پھر بعض علما نے استنباط کیا ہی کہ یہودیون کا یہ اعتقاد تھا کہ جو کوئی انکے مذہب سے مخالف ہو تو اسکو ہر طرح کی تکلیف و ایذا پہونچانا ثواب سمجھتے ہین جسطرح ممکن ہو مانند قتل کرنے و مارنے و مال لوٹنے و چھین لینے اور طرح طرح کے مکر و حیلہ کرنے کے بہر حال اذیت و تکلیف پہونچانا اپنے مذہب کے مخالف کو واجب جانتے ہین اور یہ اعتقاد مسلمانون مین سے بعض مبتدع شیعہ و رفض کرنے والون کا بھی ہی لیکن جو مسلمان کہ توحید و سنت پر جماعت سے قائم ہین وہ ایسی باتون کو بہت برا جانتے ہین اور ایسے بیجا ظلم کرنے والے کو دوزخی جانتے ہین پس یہود کے اس بد اعتقاد نے انکو مسلمانون سے سخت عداوت پر آمادہ کیا تھا اور نصاریٰ کا مذہب یہودیون کے برخلاف ہی کیونکہ نصاریٰ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ کسی کو ایذا دینا حرام ہی پس انکو مومنین سے زیادہ مودت ہوئی اور بعض نے لکھا کہ یہ وجہ بھی تھی کہ یہودیون مین حرص شدید و دنیا طلبی نہایت تھی اور جو ایسا ہو وہ ایمان کی باتون سے عداوت کریگا اور نصاریٰ کا حال یہ تھا کہ دنیا اور اسکی لذتون سے دور تھے تو ایسا شخص ہمیشہ نرم ہوگا پس انکو مومنون سے زیادہ مودت ہوئی اور علت تو قرآن مجید مین خود منصوص ہی کہ انکو مومنین سے اسوجہ سے مودت زیادہ ہی کہ انمین قسیس جمع قس بمعنے عالم ہین

Marfat.com

رہبان جمع راہب بمعنے نصرانی گوشہ نشین ہوتے ہین اور انکو غرور نہین ہوتا ہی اور مجاہدؒ سے روایت ہی کہ یہ نصاری وہ ہین جو
ملک حبش سے آئے تھے اور عطاؒ نے کہا کہ قرآن مین جہان نصرانیون کو بھلائی سے ذکر کیا گیا وہ نجاشی بادشاہ حبشہ و اسکے ساتھی ہین
اور ظاہر یہ ہی کہ جو امور خیریت کے ایمان کے متعلقات سے ہین تو وہ ایسے ہی نصاری کے حق مین ہین اور جو امور اسپر موقوف نہین بلکہ عموما
ہوسکتے ہین انمین تخصیص نہین جیسے یہان ہی چنانچہ اکثر فرقۂ نصاری کے مسلمانونسے وہ عداوت نہین رکھتے جو یہودیونکو تھی اگرچہ مودت
بھی پوری نہین رکھتے تو کلام مجید مین فقط اسیقدر ہی کہ یہودیون سے برخلاف نصرانیون کو مسلمانون سے زیادہ مودت ہے
ف قال فی العرائس قولہ ذلک بان منہم قسیسین ورہبانا۔ واضح ہو کہ یہودی تو اللہ تعالے کے سخت غضب کے مستحق ہو گئے
اور انکی حرکتین نہایت ظلم و بیرحمی تک پہونچ گئین اور بالکل حواس ہی کے پابند ہوگئے چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام کی حیات
شریف مین پہلے تو گوسالہ حیوان پوجنے کی الفت سے اپنے آپکو خوار کیا پھر حیوان سے گر کر موسی علیہ السلام سے مورت مانگی کہ ایک
مورت ہمارا خدا بنا دو پس یہ لوگ ہر ایسے شخص کے دشمن ہوگئے جسکو حضرت قدیم عز وجل سے ربط ہو اور مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم
چونکہ اس نسبت مین کامل تھے لہذا انسے ان یہودیون کو بدرجۂ کمال عداوت ہوگئی پھر رہے نصاری تو یہ لوگ وحدت والے ہوے
ایک تو بیٹا بنایا تو سخت ضلالت کے مستحق ہوے اور دوسری جانب محبت و عدم غرور و دنیا سے بے نفسی وغیرہ پس انکی ہمت بلند
تھی کہ الہیت کی طلب مین دوڑے لیکن عیسی علیہ السلام پر یہ گمان دوڑایا اور بھٹکے اسوجہ سے کہ عیسی علیہ السلام مجمع آیات الہی
تھے چونکہ الوہیت و توحید مین انکو قلیل ادراک تھا اس سبب سے حضرت عیسی علیہ السلام سے ظہور صفات کے وقت دھوکہ
مین پڑگئے لیکن اتنی استعداد انمین تھی کہ آیت سے ظہور کو قبول کیا اس سبب سے اسلام قبول کرنے مین بہ نسبت یہود کے زیادہ
قریب ہوے اور اسلام محض توحید الہی عز وجل ہی اور رہبان جن قسیس و رہبان کی تعریف فرمائی ہی یہ وہ لوگ ہین جو حق عز و جل
کی طلب مین بسبب راہ گم کرنے کے نصرانیت مین پڑے تھے پھر جب انکو امر حق لائح و واضح ہوا تو غیر حق سے نکلکر حق کیطرف رجوع
لائے اور مسلمان ہوگئے اور حالت نصرانیت مین بھی طلب الہی مین سچے تھے پس رحمت نے انکو گھڑی ہوئی باتون سے نکال لیا اور
شکوک انکے دل مین نہین چھوڑے اور راہ شک سے راہ یقین پر بلایا پھر انکا وصف بیان کیا بقولہ وانہم لا یستکبرون یعنی
برہان حق روشن ہونے کے وقت انکو خضوع ہوا کہ راہ تمرد جو شیطان کی راہ ہی فورا ترک کردی

ذیل در بیان ولایت

ولایت در اصل بمعنے قربت ہی اور ولی کو قربت رب تبارک سے ولی کہتے ہین اور یہ قرب جسمانی نہین ہی بقولہ تعالے نحن اقرب الیہ من
حبل الورید۔ شہرگ گردن سے زیادہ قرب الہی تعالے صریح بتلاتا ہی کہ یہ صفت جسمانیت نہین ہی اور وہ حق تعالے کی طرف سے عامہ مومنین کو
حاصل ہی بقولہ تعالے۔ اللہ ولی الذین آمنوا۔ مومن بندونکا اللہ تعالے ولی ہی۔ اور فرمایا وہو یتولی الصالحین۔ وہ نیکوکارونکا متولی ہی
اصل اسمین محبت ہی اور وہ بھی جانبین سے ثابت ہی بقولہ تعالے الذین آمنوا اشد حبا للہ۔ جو ایمان لائے انکو اللہ تعالے سے بہت سخت محبت
ہی و بقولہ تعالے یحبہم و یحبونہ۔ اللہ تعالے ان بندونکو محبوب رکھتا ہی اور وہ اللہ تعالے کو محبوب رکھتے ہین علماء نے اجماع کیا کہ اللہ تعالی کی جناب
مین محبوب کا لفظ بولنا جائز نہین ہی اسواسطے کہ عوام مین یہ لفظ معشوق کے معنے مین معروف ہوگیا ہی اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حق مین ایسا نہین جائز ہی جب محبت لازمۂ ولایت ٹھہری توجس کسی سے محبت ہوگی اسکو اپنا ولی بنانا ثبوت ہوگا کیونکہ ولایت مین

محبت اصل ہے اور محبت سے عکس اتحادی پیدا ہوتا ہے اور محبت مین [illegible] اول
اور ولایت ایمانی مین بندۂ صالح کو جناب احدیت جل شانہ مین ہی معنے حاصل ہوتے [illegible] اول
اور یہ قسم **ولی مراد** ہے اور کبھی تحریک سلسلہ نسبت ہوتی ہے تو یہ **ولی مرید** ہے پس اگر کفر و شرک [illegible]
ایمان سے محروم ہوجاوے۔ خصوص صورت دوم مین وہ یہ ہے ایک طرف سے جانب محبت غالب [illegible]
تو جو رنگ محبوب ہے وہی رنگ محب ہوجائیگا۔ اسیواسطے اگر مخلوقات مین سے کوئی محبوب ہو تو محب [illegible]
واصل نہوگا ہان اگر محبت عقلی ہو مثلاً کسی ولی سے محبت ہے کہ اُسنے راہ حق مین کس طرح جان فدا فرمائی تو خود [illegible]
واصل ہوگا اور یہ درحقیقت اول سے محبت حق ہے **شیخ جوزجانی**ؒ نے فرمایا کہ ولی وہ کہ اپنے حال نفس سے فانی ہو کر [illegible]
اسکو اپنی حالت بیان کرنا یا غیر کی طرف التفات کرنا غیر ممکن ہے **ابراہیم ادہم**ؒ نے فرمایا کہ اگر تجھے یہ مطلوب ہے تو دنیا و آخرت [illegible]
اللہ تعالیٰ کیطرف متوجہ ہو **امام قشیری**ؒ نے فرمایا کہ ولی وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو اُسکے جی کے اختیار مین نہین چھوڑتا [illegible]
ہوجاتا ہے ولیکن اسکے واسطے لازم ہے کہ بندہ اسکے احکام عبادت کا متولی ہو لہذا جس شخص پر **شرع** کیطرف سے **اعتراض** [illegible]
فریب مین گرفتار ہے **بایزید**ؒ نے فرمایا کہ جو شخص **شرع** کے آداب مین امانت دار نہو وہ اسرار کا امانت دار نہین ہوسکتا **شعرانی**ؒ نے
طبقات کبریٰ مین لکھا کہ اس قوم صوفیہ کا طریقہ قرآن و حدیث و اجماع سلف پر مضبوط ہے یہ صریح امام **جنید**ؒ کا قول ہے اور **مشائخ**
بالاجماع متفق ہین کہ وہی راہ حق مین چلنے والا ہے جو علم شریعت مین ماہر ہو و متبع ظاہر **امام شاذلی**ؒ نے تنبیہ کی کہ خبردار ایسے لوگون سے
بے علم مرید بنکر مت لیجیو جنکو خود اس قوم کی راہ نہین معلوم ہے انتہی اس ذیل سے تجھے معلوم ہوگا کہ اہل کفر و شرک و بدعت و اہل دنیا و خلاف شرع
کی ولایت و محبت مین کسقدر عظیم ضرر ہے اور رب عزوجل نے اپنے بندون کو اعلیٰ ہدایت سے سرفراز فرما کر آیات کثیرہ مین موالات کفار سے
منع فرمایا اور **حدیث** مین ہے کہ جو شخص جس سے محبت کرے اسی کے ساتھ ہوگا یہ اہل ایمان کے واسطے محبت ابرار سے بڑی نعمت امید کا
مقام ہے۔ اللھم اجعلنا ممن یحب نبیک صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و صحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

تم الجزء السادس بحمد اللہ تعالیٰ و توفیقہ و یتلوہ السابع من قولہ تعالیٰ

وَإِذَا سَمِعُوا الآية. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

Marfat.com

...الدین ...مسائل ...۔ ۱ر
...النفقہ۔ مسائل مشکلہ فقہ از مولوی
...ہیم حسین بنگلوری ۔ ١ر
...اب السائلین۔ بطور استفتا۔ ۲ر
...الدقائق۔ اُردو ترجمہ از مولوی
...سلطان خان ۔ ...
...ل مسائل فقہ۔ از مولوی ابراہیم حسین
...لوری ۔ ...ر
...سالہ تجہیز و تکفین ۔ از محمد عمر ۔ ١ر

فقہ فارسی

...یہ ۔ پیشانی پر اصل عربی اور تحت میں ترجمہ
...رسی مع شرح از علمائے کلکتہ جو مدت سے
...متداول ہے ۔ دو جلد کامل ۔ ...ر
...رح سفر السعادت ۔ از مولانا عبد الحق
...ہلوی معروف ۔ ...ر
...ج الجج ۔ مسمی بہ غایۃ الشعور از ملا محمد شاہ ۔ ...ر
...کرۃ الجمعہ ۔ احکام جمعہ از مولوی عبد السلام ...ر
...یان ۔ در حکم تنباکو و حقہ از ملا اسمعیل الدین ۔ ١ر
...ع منظوم ۔ مسائل فقہ نظم فارسی
...لانا علم علی ۔ ۲ر
...حق ۔ مشہور درسی از شیخ شرف الدین بخاری ...ر
...مسائل ۔ سو مسائل از مولانا احمد اللہ
...ہ اللہ ۔ ۶ر
...رح وقایہ فارسی ۔ مع حاشیہ ملتقی الابحر
...اہ عبد الحق محدث دہلوی ۔ ...ر
...المتقین ۔ مرغوب علمائے ولایت
...ی اکبر یار خان ۔ ...ر

فتاوی برہنہ ۔ جامع ابواب فقہ از
منشی نصیر الدین ۔ ...ر
قدوری ۔ مترجمہ مولانا ابو القاسم ۔ ۸ر
شرح فارسی مختصر وقایہ از عبد الرحمن جامی ...ر
کنز فارسی ۔ از مفتی نصیر الدین گجراتی
محشے مع فرہنگ ۔ ۱۳ر
مالابدمنہ ۔ از قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ
مع وصیت نامہ ۔ ...ر
شرح مختصر وقایہ کو رہیری ۔ از مولانا
جلال الدین سمرقندی ۔ ...ر
رسالہ تنبیہ الانسان ۔ در حلت و حرمت
جانوران ۔ ١ر
رسالہ قاضی قطب ۔ ذکر ایمان و ارکان ...ر

فقہ عربی

برجندی ۔ شرح مختصر وقایہ از مولانا
عبد العلی برجندی معتبر شرح ۔ ...ر
فتح القدیر ۔ حامل المتن قلم جلی ہدایہ
اور بقلم خفی فتح القدیر از امام کمال الدین بن
الہمام نہایت مستند و باعظمت شرح مشہور
و معروف اور آخر میں تکملہ زین الدین
آفندی کامل چار مجلد ضخیم جدید الطبع ...
ہدایہ ۔ حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد
و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار
جلد کامل دو مجلدات میں بشرح ذیل ۔
۱ ۔ جلدین اولین عبادات ...ر
۲ ۔ جلدین آخرین معاملات ۔ ...ر
فتاوائے عالمگیری ۔ ہر چہار جلد کامل در مجلد ...

ہدایہ مع شرح الکفایہ ۔ از سید جلال الدین
کرمانی بہت معروف و مستند متداول چار
جلدیں اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت
مستند لکھے گئے ہیں بہ تفصیل ذیل ۔
ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح ...ر
ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب ۔ ...ر
فتاوی قاضیخان مع سراجیہ از امام قاضی
حسن بن منصور قاضی خان مستند و معروف
متداول دو جلد کامل ...ر
شرح وقایہ ۔ از امام صدر الشریعہ جلی قلم
مع کامل حاشیہ ذخیرۃ العقبی یوسف بن جنید
چلپی داخل درس تقطیع کلاں خوشخط و صحیح ...ر
شرح وقایہ خرد ۔ مع ... متوسط قلم ...ر
الاشباہ والنظائر ۔ مع شرح حموی ... مستند متداول ۔ ...ر
ملا مسکین ۔ ... ...ر
کنز الدقائق ۔ محشی متداول درسی ...
مستخلص الحقائق ۔ شرح کنز الدقائق مشہور
متداول ۔ ...ر
عینی شرح کنز الدقائق ... چہار جلد
مستند معروف متداول ... بہ تفصیل ذیل
(۱) جلدین اولین عبادات ... ...ر
(۲) جلدین آخرین معاملات ... ۔ ...ر
مختصر وقایہ محشی ۔ از امام صدر الشریعہ
درسی متداول ۱۱ر
عمدۃ البضاعۃ ۔ فی مسائل ... از
مولوی تراب علی مرحوم ۔ ١ر

Marfat.com

قدوری محشی - تالیف امام ابوالحسن قدوری
متداول - ۸/

اخلاق و تصوف اُردو

جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی - ۷/
باب دانش - مولفہ مولوی محمد کریم بخش - ۲/
اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان - ۴/
ترجمہ عوارف المعارف - کامل دو جلدین
مترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی - ۱۲/
خدیو دانش - ہوشمندی کی تعلیم از مولوی
محمد کریم بخش - ۳/
ذکر الحقیقت - اصلاح نفس مین - ۲/
حکایات - اخلاق و موعظت مین مصنفہ
منشی کامتا پرشاد - ۳/
کیمیائے حکمت - حصہ اول بیان
شرف علم و ادب - ۲/
پیراہن یوسفی - اُردو ترجمہ مثنوی مولانا روم
کا نظم شعر بہ شعر اور حاشیہ پر اُردو مین حاصل
مطلب مع فوائد تصوف - کامل دو جلدمین
بتفصیل ذیل -
(جلد اول) ترجمہ دفتر ا و ۲ و ۳ - زیر طبع
(جلد دوم) ترجمہ دفتر ۴ و ۵ و ۶ - زیر طبع
شجرہ معرفت محشی - منتخبات مثنوی مولانا
روم - مترجمہ سید غلام حیدر صاحب - ۱۲/
چشمہ فیض - نظم ترجمہ اُردو پندنامہ عطار
کلام عارف کامل حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہ
از مولوی عبدالغفور خان بہادر - ۲/
مذاق العارفین - ترجمہ احیاء علوم الدین عربی
ہر چہار جلد کامل طبع جدید - ۵/
تہذیب احسانی - مولفہ حکیم احسان علی - ۴/

کتب اخلاق فارسی (اہل سنت)

گلستان - جلی قلم کاغذ سفید گندہ محررہ منشی
شمس الدین صاحب اعجاز رقم مرحوم عہ
گلستان مع فرہنگ - متوسط قلم - آخر مین
مشکل معانی کی فرہنگ کاغذ خشائی و سفید - ۱/
گلستان بالتصویر - کاغذ خشائی و سفید رسمی - ۹/
گلستان مع فرہنگ - متوسط قلم رسمی محررہ
منشی شمس الدین صاحب مرحوم - ۸/
گلستان محشی اُردو - اس مین طلبا کی آسانی
کے لئے اردو کے حواشی دیئے گئے ہین - ۱۴/
شرح گلستان - از شیخ ولی محمد صاحب
اکبر آبادی شارح مثنوی مولانا روم اس مین
تصوف کے نکات کو خوب حل کیا ہے - ۱۲/
گلستان مترجم - فارسی با ترجمہ اردو - ۱۲/
گلستان خرد - فارسی - ۵/
تضمین گلستان سعدی - منشی ہرگوپال صاحب
تفتہ سکندر آبادی نے اِس صفائی سے
گلستان کے اشعار کو تضمین کیا ہے کہ سعدی
اور تفتہ کے کلام مین فرق کرنا بھی دشوار ہے - ۴/
بہارستان جامی - اخلاق و نصائح مین
قابل قدر کتاب ہے - از مولانا جامی - ۵/
خارستان - حکایات پند و نصائح بطرز
گلستان سعدی از ملا مجیدالدین ۸/
عقد گل و عقد منظوم - یعنی انتخاب گلستان
و بوستان - ۹/
بوستان جلی قلم ...
اعجاز رقم مرحوم کاغذ سفید ...
بوستان محشی متوسط کلان
حواشی درج ہین - ۱۳/
بوستان محشی متوسط قلم چھاپہ
نہایت صحیح چھپا ہے - ۸/
بوستان محشی خرد - ۵/
بوستان مترجم منظوم - معمولی ترجمہ
بلکہ کمال یہ ہے کہ بوستان کی بحر مین ہر شعر
مین ترجمہ کیا ہے از منشی گوبند پرشاد ...
بہار بوستان - بوستان کی جامع شرح
ٹیکچند بہار صاحب بہار عجم بے مثل شرح ...
اخلاق جلالی محشی - منشی فاضل کے ...
مین ہے اور عموماً طلباء کے درس مین داخل ہے
اخلاق ناصری - منتہیان فارسی کے درس
داخل ہے - اور اخلاق مین بڑے پایہ کی کتاب
از علامہ نصیرالدین طوسی کاغذ سفید گندہ
اخلاق محسنی - داخل درس از ملا حسین
کاشفی ۸/
مثنوی سلسبیل - اخلاق و موعظت
بے بہا ہے - از حکیم منور حسین صاحب ...
مجموعہ صد پند سودمند - حضرت لقمان
نہ قابل قدر نصائح - ۲/ ۶ پائی

المشتہر منیجر صیغہ بکڈپو
نولکشور پریس لکھنؤ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

... الکتاب والحکمة ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون

... مشتمل ... المعروف ... بمعانی مجموعهٔ معارف وحقائق ذخیرهٔ اسرار ودقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر
... القرشی الدمشقی اور تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے فوائد کے ساتھ ... کی رعایت کی گئی ہے ...

الموسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمٰن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

... علامہ ... بحر الفنون الفرعیة والاصلیة قامع شبہات الملحدین دافع مکائد الغاوین ... الاجلة والاماثل
... مولانا مولوی سید امیر علی صاحب ... فتاوی الہندیہ ... عالمگیریہ ... تعالیٰ بدوام الایام واللیالی ... باہتمام ...

... منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن وخوبی چھپی

Marfat.com

الجزء السابع

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ
اور جب سنتے ہیں جو اتارا گیا رسول پر تو دیکھے انکی آنکھیں ابلتی ہیں

الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ
آنسوؤں سے اس وجہ سے کہ پہچان لی بات حق — کہتے ہیں اے رب ہم نے یقین کیا ہو تو لکھ دے ہمکو ماننے والے کے ساتھ۔ اور ہمکو کیا ہوا کہ یقین کریں

بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ۝ فَأَثَابَهُمُ
اللہ پر اور جو پہنچا ہم پاس حق — اور ہمکو توقع ہے کہ داخل کرے رب ہمارا ہمکو نیک بختوں کے ساتھ میں — پھر انکو بدلا دیا

اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ
اللہ نے انکے کہنے پر باغ — انکے نیچے نہرین بہتی ہوئی رہا کریں انمیں — اور یہی نیکی کرنے والوں کا

ع ۹
الْمُحْسِنِينَ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝
بدلا ہے اور جو منکر ہوے اور جھٹلانے لگے ہماری آیتیں - وہ ہیں دوزخ کے لوگ

اور مذکور ہوا کہ نصاری لوگ بہ نسبت یہود کے مومنون سے زیادہ مودت رکھتے ہیں اور وہ یہودیوں و اہل مکہ کی طرح حق سے تکبر نہیں
کرتے ہیں اور نزول آیت کا اسوقت ہوا جبکہ حبش کے ملک سے واپس آنے والے صحابہ کے ساتھ ایک گروہ نصاری کا نجاشی بادشاہ
حبش کی طرف سے آیا تھا اور حضرت صلعم نے انکو سورہ یٰسین سنائی تھی پس وہ سنکر رونے لگے اور مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ بہت ہی
مشابہ ہو اس کلام سے جو عیسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا اور یہی اللہ تعالیٰ نے انکے حال سے خبر دی ہے بقولہ وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ
اور جب انھوں نے سنا جو اس رسول پر اتارا گیا ف یعنی محمد صلعم پر جو قرآن اترا اسکو سنا - تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ
مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ تو تو انکی آنکھیں دیکھتا ہے کہ آنسو سے انکی آنکھیں جاری ہیں بوجہ اس حق کے جو انھوں نے پہچانا ف یعنی حق
کو پہچانکر انکی آنکھوں سے آنسو جاری دیکھ اس سے ثابت ہوا کہ اثر عرفان و جوش قلب سے ہے کہ بندہ کے آنسو جاری ہوں خصوصاً جبکہ کلام حضرت باری تعالیٰ
ہو۔ اور بعض اکابر سے منقول ہے کہ کلام مجید سنکر ظاہر سے بیہوش ہو جاتے تھے حتی کہ انکی زخمی ٹانگ کاٹ لی گئی اور انکو خبر نہوئی - اور
بعض کہتے ہیں گروہ نجاشی رضی اللہ عنہ کا حال بھی یہی ہوا کہ حق کی معرفت سے انکو جوش گریہ نے لے لیا - يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا یعنی
کہنے لگے اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے ف یعنی ہم نے تیرے رسول محمد صلعم اور تیری کتاب پاک قرآن مجید کی تصدیق کی تو
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ تو لکھدے ہمکو شاہدین کے ساتھ میں ف یعنی ان لوگوں کے ساتھ میں جو اقرار کرنے والے ہیں تیرے رسول
کے حق ہونے کے - اور عکرمہ نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ قولہ مع الشاہدین اے محمد صلعم کی امت کے ساتھ میں اور وہی شاہد
ہیں قیامت کے دن یہ گواہی دینگے کہ انھوں نے ہم کو اللہ تعالیٰ کی رسالت پہونچائی اور باقی رسولوں کے واسطے گواہی دینگے کہ انھوں نے
اپنی امتوں کو رسالت پہونچائی تھی رواہ الحاکم وصححہ - اور واضح ہو کہ امت محمد صلعم سے اس روایت میں صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہیں - اور ابن
عباس سے مروی ہے کہ قولہ اذا سمعوا الآیات انکا نزول اس گروہ کے حق میں ہے جو جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبش سے نصرانی بادشاہ
نے بھیجے تھے کہ تم مدینہ جا کر اس رسول کا کلام سنو اور اسکے اوصاف کو پہلی بشارت سے ملاؤ پس جب رسول اللہ صلعم

نے انکو قرآن مجید سنایا تو انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور سب کے سب فوراً مسلمان ہوگئے [illegible]
شاید تم اپنے ملک مین واپس جاکر اپنی قوم کے دین کی طرف پھر جاؤ تو کہنے لگے کہ ہم اپنے اس دین اسلام [illegible]
عزوجل نے انکا یہ پوشیدہ قول وجناب باری تعالے مین دعا کرنا نازل فرمایا۔ رواہ الطبرانی۔ پھر مروی ہوا ہی [illegible]
تو یہود مردودہ نے انکو عار دلایا کہ اپنا دین تمنے چھوڑ دیا تو انکے جواب مین کہنے لگے کہ۔ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ
الْحَقِّ ہمکو کیا ہی کہ ہم یقین نہ لاوین اللہ تعالے پر اور اس حق پر جو ہمارے پاس آیا ہی ف۔ یعنی ہمکو کوئی مانع نہین [illegible]
ہی پھر کیون ہم اللہ تعالے اور قرآن پر آنحضرت صلعم کی رسالت سے ایمان نہ لاوین۔ حاصل آنکہ جب حق ظاہر ہوگیا تو ایمان لانے پر
ہکو کوئی مانع نہین ہی کیون نہ ایمان لاوین۔ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ اور ہم آرزو رکھتے ہین کہ ہمارا
پروردگار ہمکو قوم صالحین کے ساتھ داخل کرے ف۔ یعنی مومنین کے ساتھ داخل کردے یعنی صالحین مین [illegible]
جنت مین داخل کردے اور مفسر سیوطی رح نے کہا کہ نطمع کا عطف نؤمن پر ہی پس معنی یہ ہوئے کہ ہم کیون نہ طمع کرین کہ ہمارا پروردگار
ہمکو قوم صالحین کے ساتھ یعنی جنت کے اندر داخل کرے۔ یہ اسواسطے کہ عطف جملہ اسمیہ وفعلیہ نہو۔ بعض نے کہا کہ اسمین کوئی برائی نہین
ہی جیسا کہ بعض محققین کا قول ہی۔ اور جملہ بحسب معنی حال ہی یعنی کیون ہم ایمان نہ لاوین ہمکو تو یہ آرزو ہی کہ پروردگار تعالے ہمکو قوم صالحین
کے ساتھ ملا دے پس جو لوگ کہ صالحین کے ساتھی ہونا نہین چاہتے ہین وہ البتہ ایمان نہ لاوینگے۔ بالجملہ جب یہ انکی باتین اور انکی سچی نیت
کو اللہ تعالے نے ظاہر فرمایا تو حضرت صلعم وصحابہ رضی اللہ عنہم کو یقین ہوگیا کہ یہ لوگ سچے ہین اور ان لوگون کا ایمان زیادہ بڑھ گیا اور
صریح اللہ تعالے نے انکے جنتی ہونے کی خبر فرمائی بقولہ۔ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ۔ اللہ تعالے نے انکو انکے قول کے بدلے جنات عطا فرمائین جنکے نیچے نہرین جاری ہین وہ انکے
اندر ہمیشہ رہینگے اور یہی محسنین کا ثواب ہی ف۔ یعنی جو لوگ ایمان لاکر مرتبہ احسان کو فائز ہوئے اور احسان ایک مرتبہ تحقیق ایمان کا نام ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت
ایسے خلوص سے ہو کہ گویا مشاہدہ ہی۔ کما فی الصحاح۔ اور اس بشارت کے ساتھ ہی یہود وغیرہ کافرون کے وعید بھی فرماوے بقولہ۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۔ اور جنھون نے کفر کیا اور ہماری آیات جھٹلائین ایسے بدکار لوگ جہنم کے لوگ ہین ف۔ حاصل
آنکہ کلام الٰہی و اسکے رسول کے سچ ماننے کا نتیجہ جنت دار السلام ہی اور جھوٹ ماننے کا بدانجام آگ کا مقام وعذاب کا ٹھکانا جہنم ہی [illegible]
کہ قولہ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول الآیۃ۔ اللہ تعالی نے اشارہ سے اپنے خالص بندون کا حال بیان فرمایا کہ خالص بندون کا حال
ہوتا ہی کہ قرآن وخطاب سننے کے وقت اچھی طرح کان رکھتے ہین پس انکی عقلین اچھی انبساط وکشادگی کے ساتھ کلام مجید کے [illegible]
مشاہدہ کرتی ہین اور انکے دل اس خطاب کی حلاوت کو لیتے ہین اور انکی روحین جمال انبیاء علیہم السلام کو مشاہدہ کرتی ہین [illegible]
انوار صفات کو مشاہدہ کرکے اسکے نادر وعجیب علوم غیب کے لطائف ادراک کرتے ہین پھر اس سے خطاب فرمانے والے [illegible]
شوق انکا دوڑتا ہی پھر جب بطریق یقین وصول کے اسکے معرفت حاصل کرلیتا ہی تو اسکی الوہیت [illegible]
لیکن اس دیدار سے اسکا عاشق صادق ہوجاتا ہی پس اس سے اسکے جسم کو اثر ہوتا ہی اور وہ مضطرب ہوتا [illegible]
آنسو بہاتا ہی اور جلکر فنا ہوجانا چاہتا ہی تاکہ روح کے مانند باقی رہی اور ذکر و یاد کی مجلس مین یہ حال بھی عشق کی [illegible]
کی یہی کیفیت ہوئی کہ انکی سچی معرفت توحید کی صحیح علامت یہ پیدا ہوئی کہ عشق ومحبت کے [illegible]

Marfat.com

[illegible] و اذا سمعوا ما انزل الی الرسول الآیہ یعنی جب انھون نے سماع خطاب مین پایا جو انسے گم تھا یعنی لطیف حقائق اسرار و شواہد علوم [illegible] کو اور مخاطب کرنے والے اور جسپر خطاب اترا ہر ایک کی شان کو پہچان لیا تو اسکو پاکر بہت خوش ہوئے اور جتنی عمر برباد ہوگئی اس سے [illegible] پس اس خوشی و رنج نے انکو جوش دلایا کہ گریہ شوق مین آنسو بہانے لگے۔ اور یہ گریہ اسی سبب سے ہوا کہ انکے دل کی آنکھیں معرفت [illegible] تک پہونچین اور انکی روحین مشاہد قرب تک واصل ہوئین۔ پھر ایسے بہت گذرے ہین جنکو قرآن مجید کی تلاوت سے بہت سی معرفتون [illegible] ہجوم نے اور کثرت سے انوار غیب کے ورود نے انکو قتل کرڈالا اور ہمیشہ کے واسطے زندہ کردیا۔ اور جنید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مین [illegible] ایک رات مین نماز مین کھڑا ہوا قرآن پڑھتا تھا پس مین نے یہ آیت پڑھی۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ پس مین نے اسکو کئی بار دوہرایا پھر گھر کے ایک کونے کی طرف سے آواز آئی کہ کب تک تو اس آیت کو دوہرائے جاویگا کہ چار جن کو تونے قتل کرڈالا جنھون نے اپنے سر آسمان کی طرف نہین اٹھائے یہانتک کہ مرگئے بسبب تیرے اس آیت کو بار بار پڑھنے کے۔ اور صحیح مین ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید پڑھنے کے وقت اپنی سنبھال نہین رہتی تھی یعنی بے اختیار روتے تھے۔ پھر اللہ عز وجل نے انجیل والون مین سے ایمان لانے والون کی پاکیزہ تصدیق کو عمدہ وصف سے ظاہر فرمایا بقولہ یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاہدین۔ یعنی ہمنے تیری تصدیق کی بواسطہ اس معرفت کے جو ہمکو تیری توفیق دینے سے تیرے سچے رسول محمد صلعم سے ظاہر ہوئی اور ہمنے تیرے رسول کی اور اسکے یارون کی پوری قدر پہچانی کہ وہ تیرے قرب و وصال کے تاج ہین۔ اور ابن عطاء رح نے قولہ و اذا سمعوا کے معنی اشارہ مین کہا کہ آنحضرت صلعم کے مشاہدہ سے کلام مجید سننے سے پہلے انکے دل کے ہاتھ پاؤن قریب تھا کہ بول اٹھین کہ ہم نے اس رسول کی وحی کو قبول کیا پھر جب وحی کو سُنا تو ہرگز تاب نہ رہی مگر اسی طرح کہ آنسو بہا کر کلمہ شہادت بول اٹھے اور یہ جوش عشق و معرفت تھا جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا۔ مما عرفوا من الحق۔ اور شیخ استاد رح نے کہا کہ خطاب حق سننے سے دل کی آنکھین کھلین اور مقام تحقیق کو پہونچکر جوش گریہ سے تسکین پائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ

اے ایمان والو مت ٹھہراؤ ستھری چیزین جو اللہ تعالے نے تمکو حلال کردین اور حد سے نہ بڑھو اللہ تعالے نہین چاہتا

الْمُعْتَدِينَ ۝ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝

حد سے بڑھنے والے اور کھاؤ اللہ تعالے کے دیے سے حلال ستھرا اور ڈرتے رہو اللہ تعالی سے جسپر تم یقین رکھتے ہو۔

نزول اس کلام کا اسوقت ہوا کہ جب ایک قوم نے صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے یہ قصد کیا تھا کہ برابر جن دنون کے روزے جائز ہین سب دن برابر روزہ رکھین اور ہر شب تمام رات نماز مین قائم رہین اور عورتون سے نزدیک نہون اور خوشبو کو نہ چھوین اور گوشت نہ کھاوین اور بچھونے پر نہ سوئین۔ اور عبدالرزاق نے مرسل روایت کی جسمین حضرت علی و عثمان بن مظعون و عبداللہ بن عمرو کا نام ہے اور معالم مین دس صحابہ کا ایک مکان مین جمع ہوکر ایسا مشورہ کرنا ذکر ہے جنکے نام یہ بیان کیے کہ وہ ابوبکر و علی و ابن مسعود و ابوذر و سلمان و سالم و معقل بن مقرن و عثمان بن مظعون و مقداد بن اسود و عبداللہ بن عمرو ہین۔ وقال المترجم رواہ ابن جریر عن مجاہد و السدی وغیر واحد من التابعین مرسلا ولہ شاہد فی الصحیحین ابن کثیر رح نے کہا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ آیت ایک جماعت صحابہ کے حق مین ہے پھر انکے ارادے راہبون کے مانند بیان [illegible] نبی صلعم نے اُنسے کہا کہ مین روزے بھی رکھتا اور افطار بھی کرتا اور نماز پڑھتا اور سوتا بھی ہون اور عورتون سے نکاح بھی کرتا ہون پس [illegible] مجھسے ہے اور جسنے میری سنت کو نہ لیا وہ مجھسے نہین ہے۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اور صحیحین مین ہے کہ چند صحابہ رضی نے حضرات

ام المومنین سے آنحضرت صلعم کی پوشیدہ عبادات کو دریافت کیا جب معلوم ہوا تو بولے کہ کہاں ہم اور کہاں [illegible]
بخشدیا ہی پھر متفرق بعض نے کوئی بات ترک کرنا اور بعض نے کوئی بات ترک کرنا بیان کی پھر آنحضرت صلعم [illegible]
کے بیان فرمایا۔ اور نیز ابن عباس رض سے ہی کہ ایک شخص نے حضرت صلعم سے آکر عرض کیا کہ جب مین گوشت کھاتا [illegible]
ہوتی ہی اور مین نے اپنے اوپر گوشت حرام کرلیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ رواہ الترمذی وحسنہ وابن جریر۔ [illegible]
ثابت ہوا کہ بعض مومنین نے اپنے اوپر بعض لذیذ چیزین حرام کرنے کا قصد کیا تھا تب نازل ہوا قولہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا [illegible]
اے ایمان والو مت حرام کرو ف اپنے اوپر۔ طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمۡ پاکیزہ لذیذ چیزین حلوا [illegible] ابن جریر [illegible]
نے تمپر حلال کردی ہین ف اور ابن جریر رح نے لکھا جسکا خلاصہ یہ ہی کہ کسی مسلمان کو جملہ اشیاء حلال سے کوئی اپنے اوپر حرام کرلینا [illegible]
اور چونکہ خیر الہدی ہدی محمد صلعم ہی تو ایسا کرنا جو خلاف سنت ہی جائز نہین اور افضل اتباع سنت وفعل ثواب ہی پس قدرت کے وقت اچھے [illegible]
وکھانا چھوڑ کر ردی وخراب کی طرف رجوع لانا اگرچہ اس غرض سے ہو کہ کم قیمت سے جو بچے وہ مساکین کو صدقہ کرے تو بھی روا نہین [illegible]
اپنے نفس پر صرف کرنا مقدم ہی۔ قال المترجم اسمین بعض تامل ہی۔ بالجملہ اللہ تعالی نے اس سے منع کیا کہ حلال مین سے لذیذ چیزون پاکیزہ [illegible]
حرام مت کرو۔ وَلَا تَعۡتَدُوۡا اور تجاوز مت کرو ف یعنی حکم الٰہی سے تجاوز مت کرو۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ اللہ تعالی
تجاوز کرنے والون کو دوست نہین رکھتا ہی ف یعنی تجاوز کرنے والے محبوب بندے نہین ہین۔ پھر حکم دیا کہ۔ وَکُلُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ
اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا اور کھاؤ اس چیز سے جو تمکو رزق دیا اللہ تعالی نے حلال طیب کر ف یعنی مرزوق مین سے حلال لذیذ کھاؤ پس رزق کبھی
حرام بھی ہوتا ہی بخلاف معتزلہ کے کہ وہ حلال سے مخصوص جانتے ہین اور بحث اوپر بیان ہو چکی ہی اور معنی یہ کہ جائز مرکو کھانا ہر لذیذ حلال [illegible]
چنانچہ جب اللہ تعالی نصیب کرے تو اسکو کھاؤ اگر جی چاہے اور اپنے اوپر حرام مت کرو۔ پس تقدیر کلام آنکہ کلوا حلالا طیبا حالی کو نہ مما رزقکم اللہ لعا [illegible]
اور اعراب ظاہر ہی اور اسمین دلیل واضح ہی کہ اللہ تعالی ہی ہر بندہ کے رزق کا کفیل ہی۔ پھر یہ وصیت کردی کہ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡۤ اَنۡتُمۡ
بِہٖ مُؤۡمِنُوۡنَ اور اسی اللہ تعالی کا تقوی رکھو جسپر تم ایمان لائے ہو ف یعنی اللہ تعالی کے ممنوعات سے تقوی رکھو پس
بندۂ مطیع ومکلف جبھی ثواب کا مستوجب ہی کہ معارضۂ نفس کے وقت اطاعت پر ثابت رہے پس اگر کسی نے [illegible]
کرنا کہ واہ واہ یہ شخص زنا نہین کرتا ہی محض جہل ہی کیونکہ عصمت بی بی از بے جا رہی ہی۔ کمال اسوقت تھا کہ خوب مرد [illegible] الٰہی [illegible]
مرتکب ہوتا۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اسی آیت سے ان لوگون کو سمجھایا جنھون نے [illegible] کے واسطے حلال [illegible]
اور واضح ہو کہ بعض نے یہان یہ تفصیل کی ہی کہ اگر حلال مین سے کسی چیز کو حرام کرلے تو اسی آیت سے منع ہی [illegible] حرام نہ کرے [illegible]
اور نہ کھاوے تو مضائقہ نہین ہی ولیکن ظاہر حدیث صحیحین ودیگر احادیث اسی امر پر شاہد ہین کہ اپنے نفس [illegible]
معلوم ہوگا اور مؤلف فتح البیان نے دعوی کیا کہ جمہور علماء اس طرف گئے ہین کہ جسنے اپنے اوپر کسی حلال چیز کو حرام کرلیا [illegible]
اسپر کفارہ بھی لازم نہین آتا ہی اور ابو حنیفہ واحمد وانکی اتباع کا قول ہی کہ حرام ہو جاتی ہی اور اسپر کفارہ لازم آتا [illegible]
قول مخالفت اس آیت کے ہی اور مدلول احادیث صحیحہ سے بھی خلاف ہی قال المترجم اس آیت مین فقط [illegible]
انمین سے اپنے اوپر کوئی چیز حرام نہ کرو پس اگر وہ حرام نہین ہو سکتی ہی تو ممانعت کس چیز سے ہی پس آیت [illegible]
ہی اور یہ مذہب نہین ہی کہ وہ چیز فی نفسہ حرام ہو جاتی ہی۔ بلکہ بالاجماع حلال کو حرام سمجھنا کفر ہی [illegible]

کفارہ لازم آویگا - پس مؤلف فتح البیان نے جو مخالف آیت کے قرار دیا یہ عجیب ہی اور کچھ عجب نہیں بلکہ یہ مؤلف مذکور کا
... مؤلف مذکور کو شروع پارہ چہارم یاد نہ آیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا - کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ من
قبل ان تنزل التوراۃ الآیۃ پس یہ صریح ہی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فقط اپنے اوپر حرام کرلیا تھا اور نہ وہ اوروں پر حلال تھا حافظ الحدیث
شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا کہ مسروق نے کہا کہ ہم عبد اللہ بن مسعود رضہ کے پاس تھے پس انکے پاس کھیرے لائے گئے تو ایک شخص ذرا ہٹ گیا
پس عبد اللہ رضہ نے فرمایا کہ قریب آکر کھالے - اسنے کہا کہ میں نے اپنے اوپر اسکو کھانا حرام کرلیا ہی پس عبد اللہ رضہ نے فرمایا کہ قریب آکر کھا اور
اپنی قسم کا کفارہ ادا کر - اور یہی آیت پڑھی - یا ایہا الذین امنوا لا تحرموا طیبات الآیۃ رواہ ابن ابی حاتم باسناد صحیح ورواہ الحاکم من طریق جریر عن
منصور بہ وصححہ وقال علی شرط الشیخین - قال ابن کثیر اور عبد اللہ بن رواحہ کے یہان کوئی مہمان آیا اور وہ حضرت صلعم کے پاس تھے جب گھر گئے تو
دیکھا کہ گھر والون نے عبد اللہ بن رواحہ کے انتظار میں مہمان کو اسوقت تک کھانا نہیں کھلایا ہی تو اپنی جورو سے کہا کہ تو نے میرے انتظار میں میرے
مہمان کو کھانا نہیں دیا یہ کھانا مجھپر حرام ہی پس جورو نے کہا کہ وہ مجھپر حرام ہی اور مہمان نے کہا کہ وہ مجھپر حرام ہی جب انھون نے یہ دیکھا تو اپنا ہاتھ
ڈالا اور کہا کہ کھاؤ - بسم اللہ الرحمن الرحیم - پھر نبی صلعم کے پاس جاکر یہ ماجرا بیان کیا - تب اللہ تعالیٰ نے نازل کیا - یا ایہا الذین امنوا لا تحرموا
الآیۃ - قال ابن کثیر یہ اثر منقطع ہی اور صحیح بخاری میں حضرت ابو بکر الصدیق کا قصہ اسکے مشابہ آیا ہی اور اسمین امام شافعی وغیرہ ان علماء کی دلیل نکلتی ہی
کہ جنھون نے عورتون کے سوائے کوئی کھانے پینے کی چیز کو اپنے اوپر حرام کیا اسپر حرام نہیں ہوتی اور کفارہ بھی لازم نہیں آتا کیونکہ نبی صلعم نے اس شخص کو
جسنے اپنے اوپر گوشت حرام کرلیا تھا کفارہ دینے کا حکم نہیں کیا - اور کہا کہ دوسرے علماء جنمین سے امام احمد بھی ہین اسطرف گئے ہین کہ جسنے کھانے
پینے وغیرہ کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرلیا تو اسپر قسم کا کفارہ لازم آویگا چنانچہ اگر اسنے قسم کے ساتھ ترک کرنے کا التزام کیا تو کفارہ ہی اور اگر اسنے خالی اپنے
اوپر حرام کرلیا تو بھی جو اسنے التزام کیا اسپر مواخذہ ہوگا اور اسی پر ابن عباس رضہ نے فتوی دیا ہی اور ایسے ہی قولہ تعالیٰ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ
لک الآیۃ سے ظاہر ہی - یعنی ماریہ قبطیہ کو بعض ازواج کی رعایت سے اپنے اوپر حرام کیا تھا اسکو اللہ تعالیٰ نے منع کیا پھر قسم کا کفارہ دینے کا حکم کیا -
ایسا ہی بیان ہی کہ تحریم حلال سے ممانعت کے بعد وہ آیت بیان فرمائی ہی جسمین قسم کا کفارہ مذکور ہی - قال المترجم سدی رح سے جو دس اصحاب کا قصہ
... مذکور سابق کے مفصل روایت ہی اسمین آخر مین ہی کہ قولہ لا تعتدوا - یعنی عثمان بن مظعون نے جو خصی ہونے کا قصد کیا تھا انکو ممانعت ہی کہ
خصی مت ہو اور یہی اعتدا ہی پھر انکو حکم کیا کہ اپنی قسمون کے کفارہ ادا کرین - رواہ ابن جریر بطولہ - واضح ہو کہ قولہ لا تعتدوا - مین شیخ ابن کثیر نے
یہ بھی احتمال بیان کیا کہ مراد یہ ہو کہ مباحات اپنے اوپر حرام کرنے مین حد سے زیادہ تنگی مت کرو اور یہ بنا بر قول بعض سلف کے ہی جو اس امر کے قائل
ہین کہ آدمی کو بدون تحریم حلال کے بالجملہ مباحات کو جن سے فتنہ مین پڑنے کا خوف ہو ترک کرنا چاہیے - مترجم کہتا ہی کہ امام بخاری رح نے تعلیقاً ابن
... کا قول بھی ترک مباحات مین احتیاطاً کمال تقوی قرار دیا ہی - اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ مراد ہو کہ حلال چیزون کے لینے و تناول کرنے مین حد سے
... مت کرو بلکہ کفایت و حاجت کے مقدار تناول کرو جیسے قولہ وکلوا واشربوا ولا تسرفوا الآیۃ مین ہی - ف - قال فی العرائس قولہ یا ایہا الذین
... لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم - شیخ نے اشارہ اس سے یہ نکالا کہ یہ خطاب اہل مشاہدہ کو ہی یعنی جب وہ مقام مشاہدہ تک پہونچ جاوین
... کو مجاہدہ مین مشغول کرکے مردہ نہ کرین کیونکہ مجاہدہ تو نفس کے لیے ہی اور قلب کے لیے مشاہدہ تھا اور جب قلب کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہی
... کچھ اثر نہیں رہتا ہی - اور اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنے ان خاص بندون کو جو مقام انس و بسط تک پہونچے ہین آگاہ فرمایا کہ جو کچھ اپنے
... کو کھانے پینے وغیرہ مین سے طیبات و لذائذ کو چھوڑین وہ ان مقامات مین جائز نہیں کہ ابتدائی حال کی طرف لوٹ جاوین

Marfat.com

کیونکہ یہان تو مجاہدہ نفس ہی لائق نہین ہی اسواسطے کہ آپ تو وہ انس و انوار قلب پر ہین [illegible]
کے واسطے بہت سی حلال ولذیذ چیزین بدین غرض متروک کرنی پڑتی ہین کہ اس ریاضت مین [illegible]
رہا پس منع ہوا کہ اب حرام نہ کرو کیونکہ یہان اب مقام قلب ہی اور حالت دوسری ہو گئی جیسے کہ [illegible]
بیا ہی گئی تو اسکو وہ سب جائز ہین جو پہلے روانہ تھین سا ایسے ہی شیخ کہ وہ چیزین [illegible]
پوشاک سے بسبب آنکہ باقی ہین انتفاع حاصل کرین تاکہ واردات وجد سے سوختہ نہ ہو جاوین سو نہیں [illegible]
صحابہ رضی اللہ عنہم مانند عثمان بن مظعون و ابوبکر الصدیق و علی بن ابی طالب و عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن [illegible]
و مقداد بن الاسود و سلمان فارسی و معقل بن مقرن - کے اس امر پر متفق ہوے کہ عورتین و خوشبو اور گوشت [illegible]
ہمیشہ رات کو قیام یعنی نماز پڑھنا اور زمین مین سفر کرتے پھرنا اور راہب مین جانا یعنے آلۂ نسل قطع کر دینا اور [illegible]
کرین پس اللہ تعالے و رسول اللہ صلعم نے انکو اس سے منع کیا اور رسول اللہ صلعم نے انکو فرمایا کہ البتہ تمھارے نفسون کا تم پر حق ہی [illegible]
رکھو اور ناغہ بھی کرو اور رات کو نماز پڑھو اور خواب بھی کرو چنانچہ مین قیام بھی کرتا ہون اور سوتا بھی ہون اور روزہ رکھتا اور افطار کرتا ہون اور
گوشت و روغن وار بھی کھاتا ہون اور عورتون پاس بھی جاتا ہون پس جو شخص کہ میری سنت سے منھ موڑے وہ مجھسے نہین ہی [illegible]
کہ جو لوگ اہل مقامات و حال ہین انکو ابتدائی مقامات کی طرف پھر جانا نہین چاہیئے اور اس بات کی تصدیق [illegible]
کہ فرمایا و کلوا مما رزقکم اللہ حلالا طیبا - واضح ہو کہ حلال وہ ہی جو عارف کو خوان غیب سے بدون انسانی تکلیف کے پہونچ جاتی ہی اور طیب
ہر وہ چیز ہی جو اللہ تعالے کے شوق مین اسکے دل کو قوت دے اور اسکے جلال قدیم دائم کو یاد دلاوے - سہل رح نے [illegible]
کہ یہ یون ہی کہ نرمی کرے ان اسباب معاش کے ساتھ جن سے حصول ہی بدون آنکہ جد وجہد کرے اور نفس اسطرف نظر لگانے [illegible]
نہو اور گردن اٹھا اٹھا کر تاک لگا دے اور کبھی اہل معرفت ایسا کرتے ہین کہ ظاہر مین معلوم ہوتا ہی کہ وہ سبب کیا [illegible]
کرتے ہین حالانکہ درحقیقت وہ اس رزق کو مسبب حقیقی عز وجل ہی سے لیتے ہین یعنی انکی نظر ان اسباب پر نہین ہوتی [illegible]
کہ باوجود امتحان اسباب کے نظر کو ٹھیک رکھے - بعض نے کہا کہ رزق الٰہی جو تجھکو روزی کیا ہی وہ ہی جو بغیر تیری [illegible]
آرزومندانہ گردن اٹھانے کے تجھکو ملا جسمین حلال طور سے تو نے کوشش کی اور اس سے تجھکو سکون ہوا [illegible]
خوش ہوا شیخ استاد رح نے فرمایا کہ منجملہ ان چیزون کے جنکو لذیذات مین سے مباح فرمایا ایک یہ ہی کہ خلوت مین [illegible]
اور اسکا حرام کر لینا یون ہی کہ لوگون سے مخالطت کر کے یہ حالت بدل ڈالے بدون آنکہ عزلت اختیار [illegible]
قولہ لا تحرموا طیبات الخ مین ذکر کیا اور قولہ کلوا مما رزقکم اللہ - کے معنی مین کہا کہ حلال جو کھاتا ہی کہ جو [illegible]
نیچا درجہ ہو تو اسکی یاد پر کھاوے کیونکہ غفلت کی حالت پر کھانا ارادت کی راہ مین حرام ہی - اور مجھے حلال و حرام [illegible]
یہ ہی کہ حلال وہ ہی جو خزانۂ قدرت سے عارف دیکھکر اسمین سے بصفت رضا و تسلیم حاصل کرے [illegible]
مقدر کیا گیا اور یہ اسکو اپنے واسطے حاصل کر لینے کی کوشش کرتا ہی اور بسبب اپنی نادانی کے احکام [illegible]
اور عرفان کا نمونہ حاصل کرتا تو ایسا نہ کرتا - لیکن عقل سے یہ علم نہین حاصل ہوتا [illegible]
معرفت مین بھی ہرگز پسندیدہ نہین ہی - قال المترجم یہ مقام یاد رکھنا چاہیئے [illegible]

اور حدیث میں ہے ولی جاہل نہیں

[illegible] کو اہل اللہ و اولیاء کی طرف نسبت کر کے بدنام کرتے ہیں وہ لوگ ہرگز ولی نہیں اور حدیث میں ہے کہ اللہ کا ولی جاہل نہیں ہوتا۔ فافہم

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ

نہیں پکڑتا تمکو اللہ تعالے تمھارے بے فائدہ قسمون پر ولیکن پکڑتا ہے تمکو اس قسم پر جو تم نے گرہ باندھی

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ

پس اسکا اتار ہے کھلانا دس محتاجون کو بیچ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھر والون کو یا انکو کپڑا دینا یا

تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ

ایک بندہ آزاد کرنا پھر جسکو نہ ملے تو روزے تین دن کے یہ اتار ہے تمھاری قسمون کا جب تم قسم کھا بیٹھو

وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اور تھامے رہو اپنی قسمون کو یون بتاتا ہے تمکو اللہ تعالے اپنے حکمون کو شاید تم احسان مانو

مترجم کہتا ہے کہ یہ کلام اپنے ماسبق سے باین معنی مربوط ہے کہ اوپر تحریم حلال سے منع فرمایا پس جسنے حرام کرلیا اپنے اوپر حلال کو وہ قسم توڑدے اور کفارہ ادا کرے اور اگر حفاظت قسم کے واسطے کوئی امر مندوب پر قسم نہونے کی صورت مین باقی رکھے تو روا ہے مثال آنکہ کسی نے مسکہ اپنے اوپر حرام کرلیا پس اسکو یہ نہین چاہیے اور تحریم سے نادم ہو اور قسم توڑے اور اگر مہمان کے ساتھ کھانا اپنے اوپر حرام کیا تو توڑنا مستحب ہے اور بعض نے کہا کہ واجب ہے۔ لیکن یہ ربط بنا بر قول ان فقہار کے ہے جو تحریم حلال پر قسم منعقد و اسکا کفارہ واجب ہونے کے قائل ہین جیسا کہ اوپر گذرا اور سیاق نظم کلام اسی کا مؤید ہے۔ قال تعالے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ اللہ تعالی تمکو ایسے لغو پر ماخوذ نہین کرتا جو تمھاری قسمون مین ہو ف یعنی ایسے لغو کی وجہ سے جو تمھاری قسمون مین پایا جاوے یعنی ایسی قسم پر مواخذہ نہین جو لغو پر مبنی ہو۔ واضح ہو کہ یمین کی تین قسم ہین۔ یمین لغو۔ اور یمین معقود اور یمین غموس۔ پھر آیت مین فرمایا کہ یمین لغو پر مواخذہ نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ مواخذہ از راہ کفارہ نہین ہے اور رہا یہ کہ اللہ تعالے کے قسم کھانے مین مساوات کرلینا کسی راہ سے ہو وہ بدلیل عموم قولہ لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم کے جو سورہ بقرہ مین گذر چکی ہے ممنوع و منکر ہے۔ پھر یمین لغو کی تفسیر مین اختلاف ہے۔ عن سعید بن جبیر جو شخص کہ حلال چیز پر قسم کھاوے وہ قسم لغو ہے۔ عن مجاہد۔ دو آدمی خرید و فروخت مین لغو قسم کھاوین ایک کہے کہ واللہ مین نہین بیچونگا۔ دوسرا کہے واللہ مین نہین خریدونگا۔ عن ابراہیم النخعی۔ لغو یہ ہے کہ اپنے کلام مین حلف کو ملالے مثلاً واللہ کھاؤنگا اور واللہ پیونگا۔ اور ایسے کلام سے قسم مقصود نہین ہوتی ہے اور عمداً قسم نہین کھاتا ہے پس وہ لغو قسم ہے اور اسپر کفارہ بھی نہین ہے۔ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ لغو قسم آدمی کا یون کہنا کہ لا واللہ اور بلے واللہ۔ بدون قصد قسم کے اور بعض اہل تفسیر نے ذکر کیا کہ یہی تفسیر جمہور علمار سلف سے مروی ہے اور ابن کثیر نے کہا کہ یہی امام شافعی رح کا مذہب ہے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ معصیت پر قسم ہے یعنی معصیت نہین کرونگا اور بعض نے کہا کہ غالب گمان پر قسم ہو اور یہی قول امام ابو حنیفہ و امام احمد کا ہے۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ بدون قصد کے جو قسم ہو وہی لغو ہے۔ بدلیل قولہ ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان۔ یعنی تعقید و قصد سے جو قسم کھائے اسپر مواخذہ ہے۔ اور مترجم کہتا ہے کہ اوسط و احسن ان اقوال مین سے قول نخعی ہے اور [illegible] اور یہ بعد تامل صادق کے اعلم ہے واللہ تعالے اعلم۔ ولیکن مفسر سیوطی رح نے وہی قول اختیار کیا

Marfat.com

جو شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہی کہ بدون قصد کے لا واللہ و بلے واللہ کہنا لغو قسم ہی اور پوشیدہ نہین کہ اگر وہ داخل
کے یہ معنی کہ کفارہ لازم نہوگا ولکن ممنوع ہی۔ اور قول ابو حنیفہ و احمد رحمہما اللہ کی یہ تفسیر ہی کہ کسی کو غالب گمان یہ ہی کہ
کہ بلی واللہ۔ یا اسکو غالب گمان ہی کہ یون نہین ہی تو اسنے کہا کہ لا واللہ۔ اور اس تقدیر پر یہ عرضہ نہین لازم آتا ہی
يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ ولیکن اللہ تعالی تسے مواخذہ کریگا اس قسم پر جو تمنے معقود کی ف
قاف بدون تشدید کے حمزہ وکسائی وابو بکر کے قراءۃ ہی اور باقیون کی قراءۃ مین بتشدید قاف ہی اور ابن ذکوان نے
حاصل آنکہ لغو پر کفارہ نہین ولیکن جسپر تم عقد یمین کرو اسکے مقابلہ مین مواخذہ ہی پس اسکی صورت یہ کہ قصد سے ایک چیز پر قسم کھاوے اور
پر یمین غموس جو تیسری قسم ہی وہ بھی اسمین داخل ہوگی اور معنی یمین غموس کے یہ ہین کہ کوئی بات گذری ہوئی ہو اسپر جان بوجھکر اسکے برخلاف قسم
کھائی۔ مثلاً زید نے ایک آدمی کو دس روپیہ دیے ہین اور مکر جاتا ہی پھر اسنے قسم کھائی کہ نہین دیے ہین تو تفسیر مذکور پر یہ قسم بھی بقصد
ہی لہذا کفارہ لازم ہوگا اور یہی امام شافعی کا قول ہی اور امام ابو حنیفہ وغیرہ علماء نے کہا کہ عقد الایمان کے یہ معنی ہین کہ جس بات پر قسم کھائی ہی
اسکو پورا کرنے پر عزم مصمم ہو اور یہ بات یمین غموس مین ہو نہین سکتی ہی پس یمین غموس اسمین داخل نہین ہی و مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ
یمین غموس ایک قسم فجور ہی مکر و فریب و جھوٹ کے ساتھ پس ایسی قسم کھانے والا اسکا سخت گناہ اپنے سر پر لا دلیتا ہی اور وہ معقود نہین اور نہ اسپر
کفارہ ہی اور یہی جمہور علماء سلف و خلف کا قول ہی اور شافعی رح نے کہا کہ وہ معقود ہوتی ہی کیونکہ مکتسب بقلب و معقود بخبر و مقرون باسم اللہ تعالی ہی
لیکن قول جمہور علماء ماخوذ ہی اور جتنی حدیثین کہ قسم کے کفارہ دینے مین وارد ہین سب اسی قسم معقود کی طرف راجع ہین اور یمین غموس کی طرف کوئی
بھی راجع نہین بلکہ یمین غموس مین سوائے سخت وعید کے اور کچھ نہین اور احادیث سے ثابت ہی کہ یمین غموس یا یمین الزور بہت بڑا کبیرہ گناہ ہی جسکو
ایمان سے ٹھنے والا ظاہر فرمایا اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ رح کا ہی۔ فَكَفَّارَتُهُ پس کفارہ قسم ف جب جھوٹے ہو جاوے یعنی وہ قسم
ٹوٹے تب کفارہ ہی ولیکن لفظ یمین مؤنث ہی پس ضمیر اسکی طرف راجع ہونا جیسا کہ شیخ عکبری وغیرہ نے کہا ہی با ین معنی ہو کہ یمین بمعنی حلف ہی اور بعض
نے کہا کہ ما موصولہ کی طرف پس تقدیر کلام آنکہ فکفارۃ نکثہ۔ یعنی کفارہ قسم توڑنے کا چنین وچنان ہی اور یہی زمخشری رح نے مقدر کیا اور یہی اسلے ہی
پھر کفارہ بیان فرمایا کہ تین چیزون میں سے ایک چیز ہی۔ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ
کھانا دینا دس مسکینون کو اوسط اس چیز سے کہ کھلاتے ہو تم اُس سے اپنے اہل و عیال کو ف یعنی نہ اعلی درجہ کا ہو اور نہ ادنی درجہ کا ہو بلکہ جو
غالب استعمال مین ہو۔ پھر اطعام مین آیا کھلانا ضرور ہی یا انکو مباح کر دینا بھی کافی ہی اور کھلانے مین ایک وقت ہو یا دو وقت اور ہر مسکین کے
واسطے کیا مقدار ہو اور مساکین کوئی ہوت یا اسی شہر والے ہون جہان کا قسم کھانے والا ہی۔ جواب آنکہ چاہے کھلا دے اور چاہے مباح کر دے
کے نزدیک مالک کر دے اور کھلانے مین دونون وقت کھلا دے تب ادا ہوگا اور ابن عبد البر نے کہا کہ فقہاء امصار [illegible] کا یہی قول ہی اور حسن
بصری و محمد بن الحنفیہ سے روایت ہی کہ ایک ہی وقت کافی ہی پھر پیٹ بھرے چاہے جسقدر ہو۔ اور اگر دیوے تو ہر مسکین کو آدھا صاع گیہون یا
کا دیوے اور یہی قول حضرت عمر و علی و عائشہ و مجاہد و سعید و شعبی و ابراہیم و ابو مالک وغیرہ کا ہی۔ اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا کہ گیہون سے [illegible]
دوسرے طعام سے ایک صاع دیوے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ ہر مسکین کو گیہون کا ایک مُد دیوے اور [illegible]
بھی دیوے روکھا نہ دیوے۔ اور یہی ابن عمر و زید بن ثابت و سعید بن المسیب و مجاہد و عطاء و عکرمہ و جابر بن زید و قاسم و سالم
بن یسار و حسن و محمد بن سیرین سے مروی ہی اور شافعی رح نے کہا کہ نبی صلعم کے مُد سے ایک مُد ہر مسکین کو دیوے

[illegible] ایک مد گیہون یا مد دیگر طعام سے دو مد دیوے - پھر یہ شرط نہیں کہ مسکین اسی شہر کے ہون بلکہ جو حاجت والا قدر کفایت [illegible] ملتا ہووے اور بالاتفاق ایک ہی مسکین کو دینا کافی نہیں ہو جیسے کپڑے مین ہو - پھر دوسری چیز سے کفارہ بیان فرمایا **اَوْ كِسْوَتُهُمْ** یعنی یا دس مسکینون کو کپڑا پہناوے - پھر یہ کسوۃ کسقدر ہو تو مفسر رح نے بنا بر مذہب شافعی رح کہا کہ اسقدر ہو جو کسوۃ یعنی لباس کہلاتا ہو مانند قمیص و عمامہ وازار [illegible] اور ابو حنیفہ رح نے کہا کہ اسقدر مراد ہو کہ جس سے اکثر بدن ڈھک جاوے - اور مالک رح و احمد رح نے کہا کہ ہر مسکین کو لباس اسقدر دینا فرض ہی [illegible] نماز صحیح ہو جاوے یعنی مرد کو مرد کے لائق اور عورت کو اسکے لائق ہووے اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جامع کپڑا ہو مانند دولائی و چادر کے اور فقط کرتا یا ٹوپی [illegible] کے مانند اسکے نزدیک جامع نہیں اور کافی نہیں ہو - پھر امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اگر ایک ہی مسکین کو دس روز کھانا متفرق دیا تو جائز ہو [illegible] ایک ہی دفعہ دیدینا بالاتفاق نہیں جائز ہو اسواسطے کہ تفرق منصوص ہو - پھر تیسری بات بیان کی - بقولہ **اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ** یا آزاد کرنا ایک بردہ کا **ف** خواہ غلام ہو یا باندی ہو - رہا یہ کہ مسلمان ہونا شرط ہو یا نہیں تو مفسر سیوطی رح نے کہا کہ مسلمان بردہ شرط ہو کیونکہ یہان اگرچہ مطلق بردہ مذکور ہو کوئی خصوصیت مسلمان کی نہیں لیکن کفارہ ظہار و کفارہ قتل مین مسلمان ہونے کی قید منصوص ہو پس یہان کے مطلق کو اسی مقید پر محمول کیا گیا + اور یہ ایک جماعت علماء کا قول ہو - اور اکثر علمائے ظاہر آیت پر کہا کہ مسلمان ہونا شرط نہیں ہو چاہے کافر بردہ آزاد کردے تو کافی ہو اور یہی امام ابو حنیفہ رح کا قول ہو - **فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ** پھر جس نے نہ پایا تو روزے تین دن کے **ف** اسکا کفارہ ہو جبکہ طعام ولباس و بردہ مین سے کوئی نہ پاوے یعنی اسمین اتفاق ہو کہ اگر اشیاء مذکورہ بالا مین سے کوئی نہ پاوے تب تین دن کے روزے کافی ہین اب رہا یہ کہ تینون دن پے درپے ہون یا چاہے متفرق تین روز روزہ رکھ لے پس مفسر سیوطی رح نے بنا بر قول امام شافعی رح کے لکھا کہ ظاہر آیت یہ ہو کہ پے درپے ہونا شرط نہیں ہو - اور یہی امام مالک کا قول ہو اور امام ابو حنیفہ رح و احمد رح و ثوری رح نے اسکو شرط کیا بسبب اسکے کہ حضرت ابن مسعود رض کی قراءۃ مین فصیام ثلثۃ ایام متتابعات - آیا ہو اور یہی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءۃ منقول ہو اور یہ قراءۃ ایسی مشہور ہو کہ اس سے کتاب یعنی مصحف کے اندر بحسب معنی زیادت کرنا روا ہو یعنے اس قراءۃ کی دلیل سے فصیام ثلثۃ ایام - کے جو مطلق ہی پے درپے مراد ہونے کے معنی لیے جاوینگے اگر کہا جاوے کہ قضاء رمضان کے مسئلہ مین تم کیون پے درپے معتبر نہیں رکھتے حالانکہ اسمین بھی ابی بن کعب رض کی قراءۃ فعدۃ من ایام اخر متتابعات - مروی ہو تو جواب یہ کہ یہ روایت مشہور نہیں بلکہ شاذ ہو اور شافعیہ نے جواب دیا کہ قراءۃ ابن مسعود رض کی منسوخ ہو یعنے پہلے تتابع کی قید تھی پھر منسوخ ہوئی اور ظاہرا ناسخ اس روایت کو ٹھہرایا جو دارقطنی نے حضرت عائشہ رض سے روایت کی کہ پہلے نزول ہوا فصیام ثلثۃ ایام متتابعات - پھر ساقط ہوا متتابعات - پس ظاہر اس سے یہ ہو کہ حکم و تلاوت دونون منسوخ ہوئے - پھر یہ جواب شافعیہ کی طرف سے بنا بر آنکہ اکثر اصحاب شافعی کے نزدیک شاذ قراءۃ پر عمل روا ہو اور بعض کے نزدیک نہیں روا ہو تو انکی طرف سے یہی جواب ہو لیکن ان پر وارد ہوتا ہو کہ چور کا دایان ہاتھ کاٹنے مین قراءۃ ابن مسعود رض یعنے فاقطعوا ایمانہما - سے حجت پکڑی حالانکہ شاذ ہو - پھر انکے جواب مین یہی کہا جائیگا کہ قراءۃ ابن مسعود رض کی مشہور ہو اگرچہ متواتر نہو لیکن [illegible] واللہ اعلم - اور اولی جواب یہ ہو کہ روایت دارقطنی از عائشہ رض جسکو ناسخ قرار دیا ہو نسخ کے معنی مین محکم نہیں باوجودیکہ نسخ [illegible] رکھتا ہو جب تک موافقت ممکن ہو نسخ مرجوح ہوگا پس قراءۃ ابن مسعود کی طرف اسکو راجع کرنا بطریق تاویل کے متعین ہوا اور بعد تعین قراءۃ [illegible] واللہ اعلم - [illegible] ابن کثیر رح نے لکھا کہ امام شافعی رح نے کتاب الام مین ایک مقام پر یہ بھی منصوص کر دیا کہ ان روزون مین [illegible] واجب ہو جیسا کہ حنفیہ و حنابلہ کا قول ہو اور ابی بن کعب وغیرہ سے مروی ہوا کہ یہ لوگ ثلثۃ ایام متتابعات - پڑھتے تھے - رواہ ابو العالیہ [illegible] مجاہد و الشعبی و ابو اسحق عن عبد اللہ بن مسعود اور ایسا ہی ابراہیم نخعی نے بھی بیان کیا اور اعمش نے کہا کہ ابن مسعود کے

بالاتفاق ایک مسکین کو دینا کافی نہیں

Marfat.com

شاگرد یہی قراءۃ پڑھتے تھے۔ قال ابن کثیر رح یہ قراءۃ اگرچہ متواتر ثابت نہو تب بھی اس سے کم نہین کہ خبر واحد یا تفسیر …
…ین ہوتی ہی پھر ابن مردویہ کی روایت ابن عباس رض ذکر کی کہ اس آیت کے نزول پر حذیفہ رض نے کہا کہ یا رسول اللہ …
ہان تو مختار ہی چاہے بردہ آزاد کرا ور چاہے کپڑا دیدے اور چاہے کھانا کھلادے اور جو اسکو نہ پاوے تو تین دن …
قال حدیث غریب جدا۔ ذٰلِكَ ذلک کا اشارہ اس مذکور کی طرف ہی اسی واسطے تلک نہین فرمایا اگرچہ …
استنباط کرکے کہا گیا کہ حرف قرآن مجید مین جہان قراءۃ بصیغہ مذکر و مونث مین اختلاف ہو تو معنی کی رعایت سے …
راجح ہی چنانچہ یہان باوجودیکہ تلک کا اشارہ ان اشیار کی طرف اظہر تھا مگر ذلک آیا تا دلیل آنکہ۔ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا
حَلَفْتُمْ یہ جو مذکور ہوا تمہاری قسم کا کفارہ ہی جب تم قسم کھاؤ ف یعنی جبکہ قسم کھاؤ اور اسمین حانث ہوجاؤ …
نہوسکے خواہ اپنے اختیار سے اسکو عمداً توڑ دو خواہ بطریق گناہ کے مثلاً آج کے روز ظہر کے وقت دو رکعت نفل پڑھنے …
نہین پڑھی تو حانث ہوا اور یہ حرام ہی یا بطریق اجازت شرعی کے مثلاً کسی امر نیک کے نکرنے پر قسم کھائی جیسے کہا کہ ظہر کی دو سنتین …
پڑھونگا تو شرع لازم کرتی ہی کہ قسم توڑے اور اگر بجاے دو سنت کے نفل کہی ہوتی تو قسم توڑنا مستحب تھا اور اگر فرض یا واجب کہی ہوتی …
توڑنا فرض تھا پس اس صورت مین قسم توڑنے سے گنہگار نہوگا لیکن کفارہ واجب ہوگا بخلاف عمداً بلا اجازت شرعی توڑنے کے کہ اسمین گنہگار
بھی ہوگا اور کفارہ بھی واجب ہوگا اسی واسطے فرمایا۔ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ اور حفاظت رکھو اپنی قسمون کی ف … یہ کمال تاکید
حالانکہ مقصود الفاظ قسم کی حفاظت نہین بلکہ قسم کو توڑنے سے بچائے رکھو اور معلوم ہوچکا کہ یہ اسی قسم کے بارہ مین ہی جو کسی نیک کام نکرنے یا
لوگون کے درمیان اصلاح و درستی نکرنے پر ہو ورنہ اسکا توڑنا مباح یا واجب یا فرض ہوگا اور سورہ بقرہ کی آیت مین ایسی قسم توڑنے کا حکم …
ہوچکا ہی۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ایسے ہی بیان کرتا ہی اللہ تعالے تمہارے نفع کے لیے اپنے احکام لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ
تاکہ تم اس نعمت پر شکر گزاری کرو ف اگر بندہ نے حکم الٰہی پر عمل کیا تو اسنے شکر ادا کیا۔ اور اسمین تنبیہ ہی کہ بیان شریعت بھی بڑی نعمت
ہی کیونکہ اس سے حصول جنت و رضاے الٰہی و درستی اخلاق ہی۔ جس سے زندگانی دائمی حاصل ہوتی ہی۔ اور اس سے بڑھکر کون نعمت ہوگی
کہ جسمین یہ اوصاف ہون فتدبر۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ
اے ایمان والو یہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام ہین شیطان کے
فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ
سو انسے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو شیطان یہی چاہتا ہی کہ ڈالے تم مین … دشمنی اور بیر
فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا
شراب سے اور جوئے سے اور روکے تمکو اللہ کی یاد سے اور نماز سے سو اب تم باز آؤ گے …
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا
اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو پھر اگر تم پھروگے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ …

اوپر کے کلام سے ظاہر ہوا کہ بیان شرائع نعمت ہی از انجملہ قسم کے احکام بیان ہوئے اب اسکے …

[illegible] نہین رکھتی حتی کہ کلام اللہ تعالے بھی بھول جاتا ہی پس بعد ترغیب اس امر کے کہ شرائع جو بیان ہون انکو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ایمان سے عزیز رکھنا اور نفس کی خواہش پر نظر نہ کرو بیان حرمت شراب وغیرہ مذکور فرمایا۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے ایمان والو [illegible] کہا گیا خطاب مومنون کو بسبب انکے مطیع ہونے کے ہی ورنہ ذمی و کافر سب پر حرام ہی اور بعض نے کہا کہ مخصوص مومن مخاطب ہین اور یہ مسئلہ متفرع ہوا اس اصل کی کہ کافرون کو ایمان و فروع مسائل دونون سے خطاب ہی یا فقط ایمان سے خطاب پھر بعد ایمان کے انپر فروع احکام لازم ہونگے۔ فائدہ اس اختلاف کا ایسی صورت مین ظاہر ہوتا ہی کہ مثلاً رمضان مین کسی ایسے کافر نے پانی مانگا جو کچھ عذر نہین رکھتا چنانچہ مسلمان ہونیکا بعد اس دن روزہ رکھنا فرض ہوتا پس بنا بر قول اول کے پانی دینا مکروہ ہوگا اگرچہ روا ہی کہ بطور فسق کے روزہ نہ رکھے اور بنا بر قول دوم کے نہین مکروہ ہی اور یہی قول علماء حنفیہ رح ہی چنانچہ یہان بھی مومنون کو خطاب کیا کہ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ خمر اور قمار اور بت اور قداح تو سب خبیث پلید شیطان کے کام ہین سو تم اس رجس سے بچتے رہو [illegible] پھر انمین سے ہر ایک کی تفصیل ضرور ہی۔ واضح ہو کہ مفسر سیوطی رح نے کہا کہ خمر وہ نشہ کی چیز جو عقل کو مخمور کر دے اور صحیح کہ بیہوش ہو جانا ضرور نہین ہی و صحیح یہ کہ فقط انگور سے ہونے پر منحصر نہین ہی بلکہ چھوہارے و انگور و شہد و دیگر بکثرت اقسام کی شراب ہوتی ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک خمر منصوص فقط انگور یا مع خرما یعنی چھوارہ ہی اور باقی بذریعہ نصوص حدیث کے حرام ہین جبکہ نشہ ہو۔ المیسر [illegible] جوا معروف ہی اور ظاہر یہ کہ فعل قمار حرام ہی خواہ داؤ پر مال ہو یا نہو۔ بسند ضعیف از حضرت علی رض آنکہ شطرنج بھی میسر مین سے ہی عن عطاء و مجاہد۔ اخروٹ سے بچون کا کھیلنا بھی میسر ہی۔ ظاہر امرا د آنکہ یہ فعل بھی یہی ہی اگرچہ لڑکے بسبب صغر کے ماخوذ نہون پس انکے بڑے منع نہ کرنے والے پکڑے جاوینگے۔ عن ابن عمر رض میسر قمار ہی اور کہا کہ شطرنج بد تر از نرد شیر ہی اور نرد شیر کے بارہ مین صحیح مسلم وغیرہ مین مرفوع حدیث ہی کہ جسنے اسکو کھیلا گویا اسنے سور کے خون و گوشت مین ہاتھ سونا۔ اور ایک روایت احمد مین ہی کہ پھر نماز کو کھڑا ہوا تو ایسا کہ جیسے کوئی پیپ لہو اور خون سور سے وضو کرکے نماز پڑھنے کھڑا ہوا۔ عن سعید بن المسیب زمانہ جاہلیت والون کا قمار یہ تھا کہ گوشت کو ایک بکری یا دو بکری کے بدلے فروخت کیا۔ قال المترجم اسمین دلالت ہی کہ گوشت مین بڑھتی نہین جائز ہی اور تحقیق فقہ کے واسطے ترجمہ عالمگیری و عین الہدایہ کی طرف متوجہ ہو عن الزہری عن الاعرج رح پھلون و مال پر قداح پھینکنا۔ قال المترجم جیسے اس زمانہ مین گھڑی وغیرہ مال پر چٹھی ڈالنا حرام ہی۔ عن القاسم بن محمد ہر چیز کہ یاد الٰہی سے اور نماز سے غافل کرے وہ میسر ہی اور حضرت علی رض و ابن عمر رض سے مذکور ہوا کہ شطرنج تو نرد شیر سے بھی بدتر ہی اور مالک و ابوحنیفہ و احمد رح نے شطرنج حرام ہونے پر تصریح کر دی ہی اور شافعی رح نے مکروہ کہا ہی۔ قال المترجم شرح مسلم مین مولوی عبد [illegible] بحر العلوم و میزان شعرانی وغیرہ کتابون مین لکھا ہی کہ امام شافعی جائز رکھتے ہین اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہا کہ صحیح قول شافعی رح یہ ہی کہ وہ مکروہ تحریمی ہی اور یہی ہدایہ مین حنفیہ سے نقل کیا اور بعض سے نقل کیا کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی۔ اور اگر بازی لگا کر شطرنج کھیلے تو بالاجماع حرام ہی۔ الانصاب۔ عن ابن عباس و مجاہد و عطاء و سعید بن جبیر و حسن [illegible] پتھر تھے جنکے پاس مشرکین اپنے قربانی کے جانور ذبح کرتے تھے۔ اور معنی اسکے دوسری روایات سے معلوم ہوئے کہ بتون [illegible] بعض جنکے پاس ذبح کرتے اور بعض کے حضور مین مذبوحہ پیش کرتے۔ پس مراد آنکہ انصاب وہ بت ہین جنکے سامنے قربانی کرتے تھے [illegible] مطلق بتون کے [illegible] سے ما نعت ہی پھر جس مخلوق کی تعظیم مین ذبح ہو وہ جانور مردار ہوگا چنانچہ فقہ مین مصرح ہی لہذا شیخ صدو کا بکرا [illegible] بھی حرام ممنوع ہین۔ الازلام۔ یہ بھی تیر کے مانند چھوٹی چھوٹی ڈنڈیان تھین جنسے فال لیا کرتے تھے اور اوپر اسکی تفسیر گذر چکی ہی [illegible] عمل قبیح اور رجس بمعنی پلیدی و پلید اور رجز بمعنی عذاب و بت وغیرہ ایسا ہی ابن درید رح سے منقول ہی اور عمل شیطان سے یہ مراد

کہ اسی کی زینت دینے و بھلا دکھلانے سے یہ کام ہوتے ہین اور یہ مراد نہین کہ وہ خود اپنے ہاتھون کرتا ہی اور بعض [illegible]
۔ تو اسکی پیروی کی اور یہ اس تقدیر پر کہ شیطان بصورت حیوان مجسم ہوا ۔ اور ضمیر فاجتنبوہ ۔ یا تو رجس کی طرف راجع [illegible]
یعنی فاجتنبوا کل واحد مما ذکر یعنی ہر ایک امر پلید مذکورہ سے اجتناب کرو ۔ اور قولہ لعلکم تفلحون ۔ اسکے فلاح پا [illegible]
اور کشاف مین کہا کہ خمر و میسر کی حرمت کو اس کلام پاک سے جسمین بچند وجوہ بلاغت تاکید ہی موکد فرمایا انا انجملہ [illegible]
ہی اور ازانجملہ یہ کہ خمر و میسر کو بت پرستی سے مقارن کیا جیسے روایت ہی کہ شراب خوار جیسے بت پرست و [illegible]
جیسے بتون کی نسبت فرمایا ۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان ۔ ازانجملہ یہ کہ دونون کو شیطان کے عمل سے قرار دیا حالانکہ شیطان [illegible]
بتون پلید سے پرہیز کرو ۱۲
کوئی نیک کام تو اللہ تعالے کی درگاہ مین ہو نہین سکتا ہی ۔ ازانجملہ یہ کہ انکے ارتکاب سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ۔ ازانجملہ [illegible]
فلاح پانے کو فرمایا پس جبکہ اجتناب سے فلاح ہوئی تو ارتکاب سے ضرور خواری و بربادی ہوگی ۔ ازانجملہ یہ کہ جو وبال [illegible]
وہ آیندہ ذکر فرمایا یعنے شراب خوارون و جوارِیون کے درمیان آپس مین ایک دوسرے سے حسد و بغض پیدا ہوتا ہی [illegible]
اعمال آخرت مین ہی وہ بھی ذکر فرمایا یعنے ذکر آلہی سے باز رہنا اور نماز کے اوقات کی نگہداشت نہ رہنا انتہی ما فی الکشاف [illegible]
کہ شراب کا حرام کیا جانا بتدریج ہوا ہی کیونکہ لوگون کو شراب پینے کی عادت تھی پس کمال رحمت سے اسکو رفتہ رفتہ حرام فرمایا [illegible]
اُتری وہ قولہ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر و منافع للناس ۔ ہی پس اسی پر بعض نے پینا چھوڑ دیا اور بعض نے نہین چھوڑا ۔ [illegible]
قولہ ۔ لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون الآیۃ ۔ پس بعض نے چھوڑ دیا ۔ اور کچھ باقی رہے جنھون نے نماز کے اوقات کے [illegible]
وقتون مین پینا باقی رکھا یہانتک کہ یہ آیت اُتری ۔ انما الخمر والمیسر والانصاب الآیۃ ۔ پس بالکل حرام ہو گئی اور اسکی حرمت مین [illegible]
اہل بلاغت خوب سمجھتے ہین اور چند وجوہ اوپر مذکور ہوئین اور احادیث صحیحہ مین اسکے پینے والے بلکہ لانے والے و بیچنے والے [illegible]
پر حتی کہ وس پر زجر و وعید شدید آئی ہی جنکا ذکر عین الہدایہ مین ہی ۔ بالجملہ اسمین کبیرہ گناہ ہی اور مسلمانون کے سب فرقے [illegible]
کہ یہ حرام ہی ۔ تفسیر ابن کثیر مین ہی کہ عمر بن الخطاب رضہ نے کہا کہ اے پروردگار ہمارے واسطے خمر کے بارہ مین بیان شافی بھیجدے [illegible]
آیت یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر الخ نازل ہوئی تو عمر رضہ کو بلا کر انکو سنائی گئی ۔ عمر رضہ نے پھر دعا کی کہ اے پروردگار ہمارے واسطے خمر کے
بارہ مین بیان شافی بھیجدے ۔ پھر سورہ نساء کی آیت ۔ لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاری نازل ہوئی پس آنحضرت صلعم کا منادی [illegible]
کے پکارتا کہ جو شخص شراب سے نشہ مین ہو وہ نماز کے پاس نہ آوے ۔ پھر عمر رضہ کو بلا کر انکو سنائی گئی تو عمر رضہ نے دعا کی کہ اے پروردگار [illegible]
کے بارہ مین بیان شافی بھیجدے پس سورہ مائدہ کی آیت انما الخمر والمیسر الخ نازل ہوئی پس عمر رضہ کو بلا کر انکو سنائی [illegible]
انتم منتہون تک پہونچے تو عمر رضہ نے کہا کہ اے پروردگار ہم باز رہے ہم باز رہے ۔ رواہ احمد و ابو داؤد و النسائی [illegible]
اور واضح رہے کہ جمہور علماء کے نزدیک خمر کا لفظ شراب انگور سے مخصوص نہین ہی بلکہ ہر شراب کو جو سکر [illegible]
سے ثابت ہوا کہ انھون نے منبر پر خطبہ مین فرمایا کہ اے لوگو خمر کا حرام ہونا نازل ہوا اور خمر پانچ چیزون سے تھی ۔ ایک انگور [illegible]
سوم شہد سے ۔ چہارم گیہون سے اور پنجم جو سے اور خمر وہ ہی جو مخامر عقل ہو ۔ قال المترجم [illegible]
سے مخصوص نہین بلکہ جو چیز پینے کی ایسی ہو کہ عقل کی مخامرت کرے وہ خمر و حرام ہی ۔ اور یہ [illegible] کے نزدیک [illegible]
قطعی و ظنی ہی پس رد املین ہی کہ کوئی شخص شراب کے [illegible] ایک قطرہ بھی پیے ہوگا [illegible]

[illegible] ہوا ہو تو وہ تھوڑی بھی حرام ہی اور کلیہ اسمین وہ حدیث ہی کہ ہر مسکر حرام ہی - پھر واضح ہو کہ مسکر کے مانند مخدر بھی حرام ہی
[illegible] جسکے حواس مین اختلال ہو جاتا ہی جیسے افیون و بنگ وغیرہ کیونکہ سنن ابو داؤد مین حضرت ام سلمہ رضہ سے روایت
[illegible] صلعم نے ہر مسکر اور مخدر سے نہی فرمائی ہی - اور اسناد اس حدیث کی حسن حجت ہی اور نہی سے مراد تحریم ہی بقرینہ عطف مسکر کے
[illegible] جیسے وغیرہ مین لبن الخشخاش یعنی افیون کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتوی منصوص مذکور ہی جس شخص کو عادت ہو اگر عزم کیا کہ
[illegible] تو کمی کرنے تک کہ چھوٹ جاوے عفو ہی اور ایک بارگی چھوڑنا واجب نہین ہی - یہی ابن حجر رح نے فتوی دیا - کما فی الشامی
[illegible] وعید و مذمت مین بہت کثرت سے احادیث ہین جنمین سے ایک بھاری ٹکڑا شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیر مین وارد کیا ہی
[illegible] احادیث صحیحہ توضیح اسی آیت کریمہ کی ہین پس اسقدر تنبیہ کافی ہی تاکہ آیت مین غور کرین کہ اللہ تعالے نے اہل ایمان پر نہایت
[illegible] حرام کیا بقولہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ - پھر اس سے اجتناب کرنے پر وعدہ ثواب فرمایا
بقولہ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - تاکہ تم فلاح پاؤ ف حرف لعل جہان اللہ تعالے عزوجل کی طرف سے آیا ہی وہ قطعی ہی یعنی جو بندے اس سے
اجتناب کرینگے در حالیکہ مومن ہین تو وہ ضرور فلاح پاوینگے - پھر انکے مفاسد دنیاوی و اخروی کی طرف اشارہ کیا بقولہ اِنَّمَا يُرِيدُ
الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ شیطان تو یہی چاہتا ہی کہ خمر و میسر مین تمھارے درمیان
عداوت و کینہ ڈالے ف یعنی جب تم شراب پیوگے اور جوا کھیلوگے تو شیطان تم مین عداوت و بغض ڈالیگا کیونکہ ان دونون سے طرح طرح کے
[illegible] پیدا ہوتے ہین پس ان دونون کے مرتکب ہونے سے شیطان کی دو مرادین حاصل ہین ایک یہ کہ تم مین عداوت و بغض ڈلوا دے
[illegible] کو یوقع پر عطف کرکے بیان فرمایا - وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ اور یہ کہ باز رکھے تمکو اللہ تعالی کی یاد سے
اور نماز سے ف جبکہ تم شراب خواری و جوے مین مشغول ہو - اور خاص کرکے یاد الٰہی و نماز کو ذکر کیا حالانکہ دیگر افعال مثل روزہ و حج
[illegible] وصل وغیرہ سے بھی باز رہنا ہوگا تو یہ خصوصیت بسبب اسکے کہ جملہ افعال خیر مین سے یہ دونون سب مین سے بڑے اور دائمی ہین
[illegible] بقولہ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ کہ پس چلا تم باز رہنے والے ہو ف اور یہ استفہام لفظ مین ہی اور مراد یہ کہ - پھر تم باز رہو
[illegible] کرنے سے - اور اوپر حدیث عمر رضی اللہ عنہ مین گذرا کہ حضرت عمر رضہ نے جواب دیا کہ اے پروردگار ہم باز رہے ہم باز رہے
[illegible] حضرت انس رضہ سے حدیث طویل مین یہ مضمون روایت ہی کہ ابو طلحہ رضہ کے گھر مین لوگ شراب کی [illegible] اور مین ہی سب کو
[illegible] ناگاہ رسول اللہ صلعم کے منادی سے سنا کہ لوگو خبردار ہو جاؤ کہ شراب حرام ہو گئی پس قسم ہی اللہ تعالے عزوجل کی کہ پھر کسی نے
[illegible] لگایا اور ابو طلحہ رضہ نے حکم دیا کہ ای انس تو سب شراب کو گلی مین بہادے - اور نیز مروی ہی کہ مدینہ کے جنگل و گلی کوچہ مین شراب
[illegible] پھر واضح ہو کہ اکثر احادیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلعم نے شراب کو فروخت کرنے سے منع فرمایا اور اسکی قیمت و معاوضہ کو حرام کیا اور
[illegible] عباس رضہ نے بھی یہی فتوی دیا کہ شراب کو بیچکر اسکے دام کھانا حرام ہین اور بخاری وغیرہ مین حدیث سے ثابت ہی کہ شراب کو اپنے عمل
[illegible] منع ہی [illegible] ہو جاوے تو روا ہی لیکن فقہ کی بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہی کہ سرکہ کر ڈالنا جائز ہی اور تمام بحث
[illegible] مین ہی - پھر اللہ تعالے نے اس سے اجتناب کو اطاعت فرما کر تاکید کی بقولہ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا
[illegible] رسول صلعم کی طاعت کرو اور پرہیز رکھو ف نافرمانی و جملہ معاصی کے ارتکاب سے - فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ
[illegible] طاعت سے فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ہان رکھو کہ ہمارے رسول پر یہی لازم ہی

کہ تمکو کھلویان پہونچا دے ف ـــ اور تمکو بدلا دینا ہمارے اختیار مین ہی یعنے نہ مانوگے تو سزا پاؤگے۔ [illegible]
دنیا چند روزہ ہی اور آخرت باقی و دائم ہی ف ـــ فی العرائس جب اللہ تعالےٰ نے بندوں کو اپنے [illegible]
اللہ جلالا جلیلا۔ سرفراز و ممنون فرمایا تب پھر اپنی طاعت و رسول علیہ السلام کی طاعت و فرمانبرداری کا حکم [illegible]
عبودیت و خدمت کے تعلیم سے آراستہ فرماوے اور ایک دم کی مخالفت سے بھی تحذیر فرمائی لقولہ و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول [illegible]
پس اللہ تعالیٰ کی طاعت تو اسکے ہیبت کی دیدار سے ہی اور رسول علیہ السلام کی طاعت اسکی حلاوت محبت سے ہی [illegible]
جو اوصاف ہین انکے ساتھ کسی حدوث معدوم کا لگاؤ نہ رکھے اور ارواح کو منازل اجلال مین محبوس کرے اور حاصل [illegible]
رہو اور ان معاملات پر نظر رکھنے اور انکے عوض و ثواب پر نظر رکھنے سے بچو تاکہ اس نظر کی وجہ سے انعام دینے والے کے مشاہدہ [illegible]
قال المترجم - بہت سے اکابر نے تصریح کر دی ہی کہ عمل نیک کے ثواب وغیرہ کسی چیز پر جبتک نظر ہی تبتک عبادت مین [illegible]
کہ اپنی طاعت کو دیکھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ادا کرنا بالکل محال ہی اور اگر ثواب کی نیت رکھے تو یہ جائز ہی کہ ثواب جنت یا نجات جہنم [illegible]
لیکن اعلیٰ یہ ہی کہ رضاے حق عز و جل مراد ہو۔ اور نیز حذر کرو اس امر سے کہ طاعت الٰہی یا طاعت رسول مین کوئی ریا پوشیدہ رہے یعنی طاعت
خدا و رسول مین ظاہری ریاکاری تو خود ہر شخص کو معلوم ہی اور ایک قسم کی پیچیدہ و خفیہ ریاکاری ہوتی ہی وہ بھی نہ آنے پاوے اور طاعت رسول [illegible]
مین کسی قسم کا خفیہ شک بھی نہ رہے اور اس امر سے حذر کرو کہ طاعت بجالانے مین تمہارے نفوس کو کراہت ہو بلکہ عین محبت و اخلاص سے طاعت
ادا کرو تاکہ انانیت کے دعوی سے خارج ہو کر سوزش عشق سے مرتبہ پر پہونچو کیونکہ جو شخص اخلاص و محبت سے اللہ تعالیٰ کی بندگی ادا کرتا ہی وہ [illegible]
کے وصف سے متصف ہو جاتا ہی لیکن یہ مقام خطرہ کا ہی چنانچہ اخبار مین آیا ہی کہ المخلصون علی خطر عظیم۔ جو اخلاص والے ہین وہ بڑے خطرہ مین
پڑے رہتے ہین اور نیز یہ وجہ ہی کہ وہان قدم مین حدوث کا فنا پایا جاتا ہی اور فنا ہونے والا جو درحقیقت حادث ہی وہ اس گمان [illegible]
کہ کرازلی کا تیر سورہا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون - اور واسطی رح نے اس آیت مین کہا کہ حذر رکھنا بندہ [illegible]
کسی حال مین زائل نہین ہوتا اگرچہ وہ صفات کے تحت مین مدرج ہو جاوے آداب اسی مین ہی کہ موافقات پر قائم رہے اور جہانتک جب کبھی
سر باطنی کو علم مزید حاصل ہو تو اسی قدر خوف الٰہی بڑھتا جاوے۔ قال المترجم عظمت و جلال الٰہی غیر متناہی ہی و لیکن پردہ پندار سے خواب غفلت
ہی جیسے علم کی انتہا نہین ہی پس جسقدر علم مین کمال ہوتا جاوے اسیقدر اسکو اپنی لاعلمی کا یقین بڑھتا جائیگا اور یہی علامت علم ہی ایسے ہی جسقدر علم
ظاہری سے ترقی بجانب علوم باطنی ہوتی جائیگی اسیقدر عظمت کا انکشاف ہوگا اور خوف بڑھیگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بندگان کرام کی [illegible]
وہم من خشیۃ ربہم مشفقون - یعنی وہ لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے تھرتھراتے رہتے ہین اور حدیث مین ہی [illegible]
زیادہ خوف الٰہی عز و جل مجھپر طاری ہی۔ کما فی الصحیح۔ فافہم۔ اور نیز حذر کرنے کے معنی کہ اپنی فرمانبرداری کو ملاحظہ کرنے سے حذر کرو [illegible]
تو درجہ کمال سے گر جاؤگے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا [illegible]
جو لوگ ایمان لاے اور کام نیک کیے اُن پر نہین گناہ جو کچھ پہلے کھا چکے [illegible]
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ [illegible] ع ۲
عمل نیک کیے پھر ڈرے اور یقین کیا پھر ڈرے [illegible]

[illegible] ابن المنذر نے ذکر کیا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب شراب حرام ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جو مر گئے اور انہوں نے اسکے حرام ہونے سے پہلے پیا ہے تب نازل ہوا قولہ لیس علی الذین آمنوا الآیۃ۔ رواہ ابو داؤد الطیالسی والترمذی وقال حسن صحیح۔ اور بیہقی کی روایت ابن عباس میں ہے کہ منافقین نے یہ اعتراض کیا تھا اور ابو بکر البزار کی روایت جابر رضہ میں ہے کہ یہود نے ایسا کہا تھا و اسناد اسکی صحیح ہے لیکن غریب ہے اور روایت احمد و ابن عباس رضہ میں ہے کہ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے اُن ساتھیوں کا کیا حال ہوگا جو مر گئے حالانکہ اسکو پیتے تھے۔ اور بخاری رح نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جنگ احد کے روز صبح کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگوں نے شراب پی تھی حالانکہ بعد اسکے اسی روز سب کے سب شہید ہوئے اور یہ واقعہ قبل تحریم الخمر کے تھا۔ وقد رواہ ابو بکر البزار ایضاً۔ مترجم کہتا ہے کہ توفیق ان روایات میں یہ ہے کہ یہود نے اور یہودی منافقوں نے مومنوں پر یہ اعتراض کیا اور بعض مومنین نے رسول اللہ صلعم سے بھی دریافت کیا تب نازل ہوا۔ قولہ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا کچھ بھی گناہ نہیں ان بندوں پر جو ایمان لائے و نیک کام کیے ایسی چیزوں میں جو انہوں نے کھائی ہوں ف۔ پس اس میں لیس حرف سلب و بالکلیہ نفی کو مقدم کر کے تنبیہ کی کہ گناہ نہونا پہلے ہی سے مقرر رکھو اور اسکے تحت میں جناح نکرہ داخل کیا جس سے عموماً بالکل ہر گناہ کی نفی ہوگئی یعنی اسکے متعلق بالکل کوئی گناہ نہیں ہے اور طعم کا استعمال کھانے میں ہے اور پینے کی چیز میں بھی آتا ہے جیسے فرمایا۔ ومن لم یطعمہ فانہ منی۔ یعنی جو کوئی اس نہر کا پانی نہ پیئیگا وہ میرے گروہ سے ہے۔ پھر ظاہر یہ ہے کہ سبب اگرچہ فقط سوال خمر تھا لیکن جواب عام ہے چنانچہ مفسر سیوطی رح نے کہا۔ اے فیما اکلوا من الخمر والمیسر قبل التحریم۔ یعنی حرام ہونے سے پہلے جو کچھ انہوں نے شراب پی یا مال قمار کھایا اسکا انپر کچھ گناہ نہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کیونکہ گناہ و ثواب کا مدار عقل پر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے یا نہ چلنے سے ہے پس جسکو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اسکو نکرے تو ثواب ہے خواہ بروقت دواعی موجود ہونے کے باز رہنے سے ثواب ہے یا عزم مصمم پر ثواب ہے جیسا کہ اصول فقہ میں اسکی بحث مذکور ہے اور جو حکم کو نہ مانے وہ کافر ہے اور جو اعتقاد رکھے لیکن حد سے تجاوز کر گیا بسبب نفس و شیطان کے غلبہ کے وہ فاسق ہے۔ پس جب تک اسکو اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کیا تب تک جسنے اسکو کھایا اسپر گناہ نہیں۔ اِذَا مَا اتَّقَوْا جبکہ انہوں نے تقویٰ کیا ف۔ ان چیزوں سے جو حرام کی گئیں۔ اور بعض نے کہا کہ تقویٰ کیا شرک و کفر سے اور بعض نے کہا کہ تقویٰ کیا بایں طور کہ حکم الٰہی کو قبول کیا اور سچ مانا۔ بالجملہ یہ ظرف بھی تخصیص حکم کے لیے نہیں ہے تاکہ اس سے استدلال کیا جاوے کہ مباحات شرعی مانند مردار وغیرہ کے بعد وقت مخمصہ کے اسی شرط پر حلال ہوتے ہیں کہ جب طاعت میں ہو ورنہ نہیں بلکہ یہ ظرف فقط بیان ایمان و تقویٰ ہے۔ وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور ایمان لائے و نیک کام کیے ف۔ یعنی جو اعمال اللہ تعالیٰ نے نیک فرمائے ہیں انکو جس طرح ادا کرنے کا حکم دیا ہے انکو بجا لائے فرض کو اور واجب کو بطور وجوب کے فرض ہونے کے اور مستحب و نفل کو بطور تطوع کے بجا لائے اور بعض نے کہا کہ شرک سے تقویٰ کیا اور ایمان لائے۔ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا پھر تقویٰ کیا اور ایمان لائے ف۔ یعنی پھر ثابت رہے تقویٰ و ایمان پر۔ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا یعنی پھر تقویٰ رکھا اور نیک عمل کیے ف۔ اور بعض نے کہا کہ پہلا تقویٰ تو بندہ اور اسکے نفس کے درمیان ہے اور دوسرا تقویٰ اسکے و لوگوں کے درمیان ہے اور تیسرا تقویٰ اسکے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اول تقویٰ از حرام ہے اور دوم از شبہات ہے اور سوم از بعض مباحات ہے تاکہ طبیعت و قلب پر میل کچیل نہ آوے اور بعض نے کہا کہ اول تقویٰ تو اسلام مع تصدیق کے ساتھ جہاں تک ممکن ہو۔ اور دوم تقویٰ مع ایمان و تصدیق کامل ہے جو اسلام کے اعمال مع تصدیق قلب کے ظاہر و باطن ہو جاتی ہے اور تیسرا تقویٰ مرتبہ احسان کے ساتھ ہے اور یہی مرتبہ کمال ہے لہذا فرمایا۔ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اور اللہ تعالیٰ محسنین کو محبوب رکھتا ہے ف۔ مفسر رح نے کہا کہ مراد انکہ نیک کام کرنے والوں کو یعنی شرع میں جو نیک کام جس طور پر

مشروع ہین انکے بجالانے والون کو اللہ تعالی ثواب جمیل عطا فرماتا ہی اور محبت سکے یہی معنی ہین اور حق یہی کہ محبت کی [illegible]
لیکن یہ یقین ہی کہ جنکو اللہ تعالے محبوب فرماتا ہی انکو ثواب جمیل ضرور ملتا ہی۔ عبد اللہ بن مسعود [illegible]
نے مجھسے فرمایا کہ مجھسے کہا گیا کہ اے ابن مسعود تو انھین محسنین مین سے ہی۔ رواہ مسلم والنسائی والترمذی [illegible]
الذین آمنوا الآیۃ۔ جب تک اللہ تعالی کسی چیز پر جو بندون کے لیے محل امتحان ہی لطف سے تجلی فرماتا ہی تو وہ [illegible]
اور وہ اسکے تناول سے اور استعمال مین لانے سے ماخوذ نہین ہوتے ہین جب تک اسمین یہ حالت [illegible]
اٹھا لیا گیا تو وہ انپر حرام ہوگئی اور سمجھدار کے لیے یہ لطیف اشارہ ہی۔ اب مین اشارات کی طرف رجوع کرتا ہون [illegible]
ہی سو واضح ہو کہ عارف عاشق جب تک کہ اللہ عز وجل کی طرف چلا جاتا ہی اس صفت کے ساتھ کہ ماسوا سے [illegible]
و ترک و تفرید کیے ہوئے ہی اور مراقبہ ذا جلال سے اسکی نظر فقط اللہ تعالی کی درگاہ پر ہی جب تک [illegible]
کو استعمال کرے اور چاہے رفاہیت و عمدہ آسودگی سے بسر کرے بشرطیکہ علم الٰہی و شرع پاک کے موافق ہو [illegible]
بسر کرنے کی کچھ مضرت نہین ہوتی ہین کیونکہ اصل نظر اسکی ان چیزون پر کچھ بھی نہین ہی۔ شیخ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب [illegible] حلال
کو انا بینا تلاش کیا جسطرح شرع مین حکم ہی اور اسمین سے بھی کفایت سے زائد نہ لیا تو جسقدر اسنے برداشت کیا [illegible]
قال المترجم۔ آیت مین استیناس ہی کہ اعمال فرعیہ کی بنیاد تقویٰ پر ہی لہذا اگر ایک مجتہد عالم کے شرعی اجتہاد مین کوئی چیز مباح ہی [illegible]
عمل کرے اور دوسرے مجتہد کے شرعی اجتہاد مین وہی چیز مکروہ ہی تو وہ ہرگز مباح نہ کرلے اور اسی تکلیف پر عمل کرنے سے [illegible] ثواب پائیگا [illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

اے ایمان والون البتہ تمکو آزماوے گا اللہ کچھ ایک شکار کے حکم سے جسپر پہونچتے ہین ہاتھ تمہارے [illegible]

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

کہ معلوم کرے اللہ کون اُس سے ڈرتا ہی بن دیکھے پھر جس نے زیادتی کی اسکے بعد تو اُسکے لیے [illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا

اے ایمان والون نہ مارو شکار جسوقت ہو تم احرام مین اور جو کوئی تم مین سے اُسکو [illegible]

فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ

تو بدلا ہی اُس مارے کے برابر مواشی مین سے وہ ٹھہراوین دو معتبر تمہارے [illegible]

اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ عَفَا

یا گناہ کا اُتار ہی کئی محتاج کا کھانا یا اُسکے برابر روزے [illegible]

اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ

جو ہو چکا اور جو کوئی پھر کرے گا اُس سے بدلہ لیگا اللہ [illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسمین اختلاف ہی کہ خطاب کن لوگون کو ہی [illegible]
نہین باندھے ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ احرام باندھے ہوئے [illegible]

[illegible] مومنون کو خطاب فرمایا کہ اے ایمان والو- لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ اسمین لام قسم ہی اے واللہ البتہ تم کو اللہ [illegible] فرمائیگا اللہ تعالیٰ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ کچھ شکار سے ف- اسمین بعض نے کہا کہ من بیانیہ ہی اے بشی حقیر من الصید [illegible] سے امتحان کریگا وہ صید ہی اور تنوین شی کے تحقیر کے واسطے ہی اور صید مصدر بمعنی مفعول ہی یعنی ایسی چیز سے جو شکار کیجاتی ہی۔ اور [illegible] کہا کہ من تبعیضیہ ہی یعنی بعض صید ہی اور وہ خشکی کے جانور لایق شکار ہین نہ دریائی جانور اور یہی شیخ ابن جریر وغیرہ کا قول ہی۔ اور ظاہر [illegible] دلالت کرتا ہی کیونکہ کہا اسے بشی یرسلہ لکم من الصید یعنی صید تمپر بھیجکر تمکو امتحان فرمائیگا۔ اگر کہا جاوے کہ لیبلونکم [illegible] کیون نہین فرمایا تو جواب آنکہ امتحان بالشی خود نہایت توجہ کے لایق ہی پھر من الصید سے بیان نہایت موثر ہوگا جیساکہ علم بلاغت [illegible] اور نیز لفظ بشیٔ سے اظہار ہوا کہ یہ امتحان کچھ بڑے امتحانون مین سے نہین ہی- پھر واضح ہو کہ اہل عرب کو شکار کی بہت عادت تھی بلکہ بعض لوگون کا گذران اسی پر تھا پس انکو امتحان کیا اس طور پر کہ احرام کی حالت مین انپر شکار کرنا حرام کرکے ایک جھنڈ شکاری جانورون کا انکے ڈیرون وخیمون مین ڈالدیا کہ وہ جانور خود بخود چلے آتے تھے لیکن الحمد للہ کہ مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم ثابت ومستقیم رہے اور یہ ویسا ہی امتحان تھا جو [illegible] کے بنی اسرائیل پر زمانہ داؤد علیہ السلام مین مچھلیون کے شکار کے حق مین ڈالا تھا چنانچہ وہ قصہ مجملاً مذکور ہوا اور مفصل انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] پھر اس شی کی جو صید ہی یہ صفت بیان کی کہ- تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ انکو پاوینگے تمھارے ہاتھ ف- یعنی اس صید مین سے چھوٹے [illegible] کو تمھارے ہاتھ پاجاوینگے جاہو ہاتھ سے پکڑلو- وَرِمَاحُكُمْ اور تمھارے نیزے ف- یعنی بڑے صید وتوانا کو تمھارے نیزے پاوینگے کہ جسکو چاہو نیزے سے مارلو- اور واضح رہے کہ ہاتھ اور نیزے کی کچھ خصوصیت مقصود نہین بلکہ اکثر ہاتھون ہی سے شکار پکڑ لیتے [illegible] والے اکثر وحشی درندہ کو نیزے سے مارتے تھے اس معنی کر ہاتھ ونیزے کو ذکر فرمایا- اور مقاتل رحمہ سے مروی ہی کہ عمرہ حدیبیہ مین ہجرت کے چھٹے سال یہ آیت اُتری تھی اور حالت یہ ہوئی کہ وحشی چرند وپرند مومنون کے ڈیرون خیمون مین چھائے پڑتے تھے چنانچہ سابق زمانہ مین کبھی ایسی کیفیت نہین دیکھی گئی تھی پس اللہ تعالیٰ نے حالت احرام مین انکے شکار کرنے سے منع فرمایا اور حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ انکو امتحان کریگا [illegible] بھیجکر جو انکے ڈیرون مین چھاوینگے اسطرح کہ وہ لوگ انکو ہاتھون سے پکڑنے ونیزون سے مارلینے پر یعنی آسانی سے شکار کرلینے پر قادر ہونگے [illegible] احرام مین انکو شکار سے ممانعت کیجائیگی لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ تاکہ اللہ تعالیٰ جانے کہ کون اسکی غیبت کے باوجود [illegible] ف- یعنی یہ امتحان اسواسطے ہوگا تاکہ اللہ تعالیٰ جو ظاہر وپوشیدہ سب جانتا ہی وہ بطور علم ظہور کے جان لیوے کہ کون بندہ اس سے [illegible] درحالیکہ وہ غائب ہی یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو نہین دیکھا ہی پس خوف کرکے شکار مارنے سے اجتناب کرے- اور مراد علم ظہور سے [illegible] ہو جاوے اور بیضاوی رحمہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جاننا ذکر کیا حالانکہ مراد یہ کہ جو معلوم ہی وہ واقع وظاہر ہو یا اس سے علم قدیم متعلق [illegible] کہتا ہی کہ دوسرے پارہ مین یہ بحث مفصل گذر چکی ہی اب دوہرانا تطویل ہی- پھر ایمان کا مدار اسی غیب پر ہی- [illegible] بے ایمان کے سامنے عذاب وہر وہ چیز جسمین شک یا انکار رکھتا تھا کھل جاتی ہی تو اسوقت کا ایمان قبول [illegible] فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذٰلِكَ پھر جسنے حد سے تجاوز کیا بعد اسکے ف- یعنی شکار سے ممانعت کرنے کے بعد حکم سے تجاوز کیا اور شکار [illegible] فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ [illegible] دکھ دینے والی مار ہوگی ف- خواہ دنیا مین یا آخرت مین یا دونون جگہ جسطرح اللہ تعالیٰ چاہے- پھر اسکے بعد [illegible] احرام مین شکار مارنے سے منع فرمایا بقولہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ اے ایمان والو [illegible] حرم جمع حرام یعنی محرم ہو اسطرح کہ حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے ہونے کی حالت مین مت شکار مارو- اور صید ہر جانور

Marfat.com

جو خشکی ہو اگرچہ کھایا نجارے جیسے شیر ہو اور ایک جانور [illegible] جو من اسی کو صید کہا [illegible]
ببل حدیث جابر رضہ کہ ایکسنے جابر رضہ سے پوچھا کہ کیا ضبع یعنی ضیبعہ [illegible] [illegible]
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو فرمایا کہ ہان - (ابوداود والترمذی و [illegible]) [illegible]
خشکی کے جانور ہون یا دری کے لیکن آگے کی آیت مین تصریح موجود ہی لہذا صید سے مراد فقط خشکی کے شکار ہین [illegible]
نے ذکر کیا کہ بر او معنی کے یہ لفظ عام شامل ہی ان جانوران شکار کو جو کھائے جاتے ہین اور جو نہین کھائے جاتے [illegible]
ہوتے ہین ولیکن شافعی رحہ کے نزدیک جو خشکی کے جانور نہین کھائے جاتے ہین انکو قتل کرنا احرام [illegible]
اور جمہور علماء نے کہا کہ نہین بلکہ انکو قتل کرنا بھی حرام ہی اور اسمین سے کچھ بھی مستثنی نہین ہو سوائے پانچ جانورون کے [illegible]
عائشہ رضہ مین مذکور ہین کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ پانچ جانور فاسق ہین انکو حل وحرم مین قتل کرنا روا ہی وہ غراب [illegible]
کلب عقور ہی - اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت مین مصرح ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پانچ جانور ہین جنکے قتل کرنے مین [illegible]
آدمی پر کچھ گناہ نہین اور وہ غراب وحیل وبچھو وچوہا وکلب عقور ہی - رواہ البخاری ومسلم ایضاً - ایوب رحمہ اللہ نے کہا [illegible]
کہا کہ پھر سانپ کا کیا حکم ہی تو فرمایا کہ اسکے قتل کیے جانے مین کچھ شک نہین ہی اور اسمین اختلاف نہین - اور [illegible]
حضرت عائشہ رضہ مین یون ہی کہ پانچ جانور ہین جنکو محرم قتل کرے سانپ وچوہا وحیل وغراب ابقع اور کلب عقور [illegible]
استدلال کیا کہ غراب یعنی کوے سے مراد وہ کوا ہی جو ابقع ہو یعنی اسکے پیٹھ وپیٹ پر سپیدی ہوتی ہی اور کالا کوا [illegible] ولیکن جمہور
نے کہا کہ سب مراد ہین کیونکہ روایت صحیحین مین لفظ عام ہی اسمین غراب ابقع بھی داخل ہی پس اس سے تخصیص نہین ہو سکتی [illegible] کلب عقور
کے معنی کٹہا کتا - اور مانند امام مالک واحمد کے بعض علماء نے کلب عقور مین بھیڑیا وسیاہ گوش وچیتا وشیر ودرندے شامل کیے ہین [illegible]
سے انکا ضرر زائد ہوتا ہی - اور زید بن اسلم وسفیان بن عیینہ نے کہا کہ کلب عقور کا لفظ ان سب درندون کو شامل ہی [illegible]
نے اس حدیث عتبہ سے استیناس کیا کہ آنحضرت صلعم نے عتبہ بن ابی لہب کے حق مین بد دعا کی تھی کہ اے پروردگار [illegible]
ایک کلب کو مسلط کردے پھر اسکا انجام یہ ہوا کہ مقام زرقا مین اسکو بھیڑیے نے پھاڑ ڈالا - اور [illegible] نے کہا کہ [illegible]
کو مارا تو اسکا فدیہ دینا پڑیگا پھر ان پانچون کے ساتھ انکے بچے بھی لاحق کیے گئے ہین اور شافعی رحمہ اللہ [illegible]
نزدیک چھوٹے وبڑے مین کچھ فرق نہین ہی اور فقط نہ کھایا جانا انکے نزدیک علت جامعہ ہی - اور امام ابوحنیفہ رحہ [illegible]
کو قتل کر ڈالے اور بھیڑیے کو بھی قتل کر سکتا ہی کیونکہ وہ بھی کلب بری ہی اور اگر ان دونون کے سوائے کسی [illegible]
دیوے لیکن اگر کسی درندے نے اسپر حملہ کیا اور اسنے قتل کر ڈالا تو اسپر کچھ فدیہ نہین ہی اور یہی قول [illegible]
شیخ زفر رحمہ اللہ نے کہا کہ کلب عقور کے سوائے باقی درندون کے قتل کی اجازت درصورت [illegible]
پھر واضح ہو کہ اس ممانعت مین مرد وعورتین سب شامل ہین کیونکہ محرم دونون پر بولا جاتا [illegible]
بھی اسکی پابندی لازم ہی - اور احرم الرجل یعنی زمین حرم مین داخل ہوا اور محرم وہ شخص [illegible]
کہ حرم مین ہین خواہ وہین رہتے ہون یا [illegible]
سے دونون مراد ہین - حاصل آنکہ زمین حرم کا جانور مطلقاً شکار سے ممنوع ہی [illegible]

[illegible] ہو سکتا ہو جو جسنے حالت احرام مین شکار کیا یا حرم کی سرزمین کا شکار مارا تو اسکی سزا یون بیان [illegible]
[illegible] فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ اور جس نے تم مین سے صید کو عمداً قتل کیا تو واجب جزا [illegible]
[illegible] نعم عرف ادنٹ گائے بکری کے اقسام ہین یعنی نعم سے مثل مقتول کا تاوان دے – رہا یہ کہ مثل صورت ہو [illegible]
[illegible] دونون احتمال ہین اسی وجہ سے فقہار مین اختلاف ہو – واضح ہو کہ جزاء کو رفع ہو اور مبتدا مقدر ہی اے فجزاء [illegible]
[illegible] یا مثانت ہو اسے فجزاء مثل ما قتل – پھر جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے متعمداً فرمایا یعنی جو تعمد کرکے قتل [illegible]
[illegible] یاد رکھتا ہو اور قصد کرکے قتل کرے جیسے خطاء کرنے والا وہ کہ کسی اور چیز کا قصد رکھتا تھا مگر شکار کے [illegible]
[illegible] قصد کرکے شکار کو مارے مگر احرام یاد نہو – ایک روایت مین ابن عباس و احمد بن حنبل نے اور داود ظاہری نے [illegible]
[illegible] استدلال کیا کہ جزاء فقط اسی پر عائد ہوتی ہو جسنے متعمداً قتل کیا ہو اور یہی قول سعید بن جبیر وطاؤس و ابو ثور کا ہی – اور شیخ ابن کثیر رح [illegible]
[illegible] ابن ابی حاتم یہ قول نقل کرکے کہا کہ یہ مذہب غریب ہو اور مجاہد رح نے کہا کہ متعمد سے مراد یہان وہ شخص ہو جسنے [illegible]
[illegible] قتل کیا ہو اور اگر احرام یاد کرکے قتل کیا تو یہ بڑا گناہ ہو کفارہ سے پورا نہوگا اور اسکا احرام باطل ہو گیا – رواہ ابن [illegible]
[illegible] اور یہ بھی قول غریب ہو – اور جمہور فقہاء جسمین سے ائمہ اربعہ بھی ہین اس قید تعمد کو بطریق غالب احوال کے قرار دیا جیسے [illegible]
[illegible] – پس وہ عمداً قتل کرے یا خطاء سے یا بھولکر ہر صورت اسپر جزاء واجب ہوگی اور یہی حضرت عمر و ابن عباس وحسن بصری و [illegible]
[illegible] سے مروی ہو اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ زہری رح نے فرمایا کہ قرآن مجید دلالت کرتا ہو کہ تعمد کرنے والے پر جزاء ہی اور سنت اس امر پر دلالت [illegible]
[illegible] آنکہ قرآن مجید مین تعمد کرنیوالے پر ضمانت کے باوجود گناہ بھی مذکور ہو اور سنت و احکام صحابہؓ سے خطاء سے قتل [illegible]
[illegible] کے جزاء ضمان مذکور ہو – قال ابن کثیر اور نیز شکار کے قتل کرنے مین اسکو تلف کرنا ہوتا ہو اور تلف کر دینا ہر حال مین مضمون [illegible]
[illegible] لیکن فرق [illegible] کہ عمداً مین ملامت بھی ہو اور خطاء مین ملامت نہین ہی – پھر رہا جزاء کا بیان تو تفسیر سیوطی رح نے کہا کہ جو [illegible]
[illegible] یشبہہ فی الخلقۃ – یعنی جو صید قتل کیا اسکے مثل جزاء ہی یعنی خلقت مین اسکے مشابہ جانور جو نعم مین سے ہو دے اسکا بدلا ہی پس مماثلت [illegible]
[illegible] صورت کے ہوگی – اور ابن جریر رح نے حضرت ابن مسعود سے حکایت کیا کہ انھون نے فجزاؤہ مثل ما قتل – پڑھا ہی [illegible]
[illegible] قتل کیا اسکے مثل جزاء ہی اور یہ مثل لیا جاوے انعام مین سے – اور یہی امام مالک و شافعی و احمد و [illegible]
[illegible] امام ابو حنیفہ رح نے کہا کہ قیمت واجب ہوگی یعنی مثل معنوی مراد ہی کیونکہ جو جانور صید کہ محرم قتل کرے اسکا مثلی [illegible]
[illegible] نہین ہی حتی کہ مثلاً ہرن مارا تو اسکا مثل ہرن نہین ہو سکتا بلکہ فرق ہوگا – اور خصوص اس صورت مین کہ وہ انعام [illegible]
[illegible] مثل اونٹ گائے یا بکری سے کیونکر لیا جاوے یا خرگوش مارا یا کبوتر مارا تو مثل کہان سے آوے پس [illegible]
[illegible] نہین ہی بلکہ معنوی مثل ہونا مراد ہی اور وہ باعتبار قیمت کے ہی کیونکہ ہر چیز کی قیمت اسکی مماثل معنوی ہی پھر [illegible]
[illegible] کوئی جانور خرید کر قربانی کر دیا جاوے بشرطیکہ قیمت اسقدر ہو ورنہ مثل معنوی ادا کر دے لہذا ہر صورت [illegible]
[illegible] اس قیمت کے عوض کوئی جانور از قسم انعام خرید کرلے بشرطیکہ قیمت اسقدر تک [illegible]
[illegible] ایسا ہو گا کہ انعام سے اسکا مثل کوئی جانور پایا جاتا ہو یا نہین پس جبکہ صورت مین [illegible]
[illegible] نے مثلی مین باعتبار صورت کے مثل کا حکم دیا ہی جیسے نعامہ قتل کرنے مین بدنہ کا [illegible]

Marfat.com

[illegible] دیا اور نیل گاو مارنے مین گاو کا حکم دیا اور ہرن قتل کرنے مین مینڈھے کا حکم دیا اور یہ باسانید صحیح ثابت [illegible]
ہونے کے فیصلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو لینا اولے ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اصول حنفیہ سے بھی [illegible]
جہان حدیث نہو وہان صحابہ کی تقلید لازم ہی لیکن ظاہر مذہب حنفیہ مین وہ ہی جو مذکور ہوا پھر شیخ [illegible]
موجود نہو تو ابن عباس رضہ نے حکم دیا کہ اسکے دام مکہ مین پہونچائے جاوین۔ کما رواہ البیہقی عنہ۔ پھر ابن [illegible]
پر محمول فرمایا۔ بقولہ **يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ** اسکے ساتھ تم مین سے دو صاحبان عدل حکم کرینگے [illegible]
وہ کہ جو حکم کرین دو مرد صاحبان عدل تم مین سے۔ مفسر سیوطی رح نے کہا جنکو ایسی دانائی حاصل ہو کہ اسکی [illegible]
مقتول کے مشابہ چوپایون مین سے کون جانور ہی چنانچہ حکم دیا ابن عباس نے وعمر رضہ نے شترمرغ شکار کے عوض [illegible]
احرام مین قتل کر ڈالا تھا تو ابن عباس وعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے حکم دیا کہ اسکا فدیہ مشابہ ایک [illegible]
اور جنگلی گدھے کے عوض مین ابن عباس وابو عبیدہ بن الجراح نے بارگاے کا حکم دیا اور ابن عمر رضہ وعبد الرحمن بن عوف [illegible]
بکری کا حکم دیا۔ رواہ مالک رح۔ اور ابن عباس وعمر بن الخطاب وغیرہ نے کبوتر کے عوض بکری کا حکم دیا کیونکہ [illegible]
مشابہ کبوتر کے ہی۔ **قال المترجم**۔ یہ سب اسی قول جمہور کے موافق ہی کہ مراد مثل سے جسمانی مشابہت ہی اور بنابر قول امام ابو حنیفہ [illegible]
یہ ہونگے کہ دو عادل مرد اس مثل معنوی کا یعنی قیمت کا حکم کرین ولیکن جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ آثار صحیح [illegible]
شیخ ابن کثیر رح کے اسکو لینا اولی ہوگا اگرچہ قول ابو حنیفہ رح آسان اور اس زمانہ کے موافق ہی بسبب آنکہ اہل عدل بصیر کم [illegible]
ممکن ہی واللہ تعالے اعلم۔ علاوہ برین درصورت عدم مثل کے قیمت اسکا مثل ضروری لیا گیا ہی جیسا کہ معلوم ہوا [illegible]
درصورت مثل ہونے کے صورت کا مشابہ لینا اولی ہی اور رہا یہ کہ قیمت لیجاوے خواہ اسکے عوض کوئی جانور [illegible]
یا نہ خرید ا جاوے۔ پھر بیان فرمایا کہ یہ مثل لیکر کعبہ کو پہونچایا جاوے چنانچہ کہا **هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ** [illegible]
ف۔ پس ہدیا مصدر بمعنی مفعول حال ہی جزاء سے اور بالغ الکعبہ صفت ہدیا ہی۔ **قال المفسر** رح بالغ الکعبہ کے معنی یہ [illegible]
پہونچایا جاوے اور وہان ذبح کیا جاوے اور وہین کے مسکینون کو صدقہ بانٹ دیا جاوے اور یہ [illegible]
وہین ذبح کیا جاوے۔ اور بالغ الکعبہ کو نصب موجہ سے کہ ہدیا کی صفت ہی اور اگر یہ وہم ہو کہ [illegible]
کی طرف اضافت ہی تو جواب یہ ہی کہ یہ اضافت لفظیہ ہی جس سے معرفہ نہین ہوتا [illegible]
ہی کہ صید مقتول کا مثل چوپایہ مین سے پایا جاوے اور اگر اسکا مثل نہ پایا جاوے جیسے مثلاً [illegible]
قیمت واجب ہوگی۔ پھر واضح ہو کہ یہان دو مقام باقی رہے اول آنکہ سلف صحابہ وغیرہ رضی اللہ عنہم [illegible]
اور دوم آنکہ جس شخص نے شکار کو قتل کیا وہ بھی دو حکم مین سے ایک ہو سکتا ہی یا نہین۔ پس [illegible]
فقط اسی مثل کے حکم کرنے کو حاجت ہی کہ اگر وہ دونو نے کسی غیر مماثل کا حکم دیا [illegible]
انھون نے ویسے واقعہ مین سلف کا کوئی حکم پایا تو اسکی مطابقت واجب نہین ہی اگرچہ بعض [illegible]
بصیرت ضروری ہی کہ مومن کے فراست کی بابت حدیث آئی ہی کہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہی [illegible]
واقدم ہین لیکن ہر واقعہ پیش آنے پر دو عادل کا حکم [illegible] ہونے سے یہ کہا گیا کہ حکم سلف [illegible]

Marfat.com

[illegible] جب حادثہ پیش آوے ہر ہر حادثہ پر دو عادلون سے حکم لینا واجب ہی خواہ ویسے واقعہ مین صحابہ رضہ سے کوئی
[illegible] ماثور ہو یا نہو - تصحیح مقام دوم آنکہ علماء نے اختلاف کیا ہی پس امام مالک وغیرہ نے فرمایا کہ جسنے صید کو قتل کیا وہ مثل
[illegible] نہین ہو سکتا ورنہ وہ خود اپنے نفس پر حکم کرنے والا ہوگا اور ایک ہی واقعہ مین ایک شخص خود حاکم و محکوم نہین ہو سکتا ہی - اور
[illegible] نے کہا کہ ہان ہو سکتا ہی اور اول اظہر ہی واللہ اعلم - پھر اللہ تعالی نے اس جرم کا دوسرا کفارہ فرمایا - اَوْ كَفَّارَةٌ
طَعَامُ مَسٰكِيْنَ [illegible] طعام مساکین ہی ف — یعنی مثل دے یا اسپر کفارہ واجب ہی یعنے جو جزاء اوپر مذکور ہوئی اسکا غیر یہ کفارہ ہی چاہے
[illegible] جزاء مذکور پر بھی دسترس ہو یعنی حرف او یہان ترتیب کے واسطے نہین ہی جیسا کہ بعض علماء کا قول ہی اور یہی شافعی رح کا ایک قول ہی
[illegible] سیوطی رح کے نزدیک مختار قول دوم شافعی ہی کہ حرف او یہان تخییر کے واسطے ہی پس مجرم کو اختیار ہی چاہے جزاء مذکور یعنی مثل از چارپایہ دیدے اور
[illegible] اسکو نہ دے بلکہ کفارہ دیدے جو کہ طعام مساکین ہی اور یہی قول امام مالک و امام ابوحنیفہ و انکے دونون شاگرد کا اور مشہور قول امام احمد رح کا ہی - پھر اسکی صورت
مین اختلاف ہی پس ابراہیم نخعی و حماد بن ابی سلیمان و ابوحنیفہ رح و صاحبین و مالک رحمہم اللہ کے نزدیک جس صید کو قتل کیا ہی اسکی قیمت اندازہ کرکے اتنے کا اناج
خریدے اور شافعی رح کے نزدیک اسکے مثل چوپایہ کی قیمت اگر موجود ہوتا اندازہ کرکے اسکا اناج خریدے اور قیمت سے مساوات اسواسطے کہی کہ اسکے مثل جزاء تو فرضی ہی
موجود نہین ہی تاکہ اسی کی قیمت لگائی جاوے بلکہ اگر ہوتی تو جو کچھ اسکی قیمت ہوتی اسی کے مساوی سے اناج خریدے ہان یہ البتہ بیان ہونا چاہیئے کہ ہر مسکین کو کسقدر یہ
پس مفسر سیوطی رح نے بیان کردیا کہ ہر مسکین کو ایک مُد دیوے اور یہ قول امام شافعی و امام مالک و فقہاء حجاز کے نزدیک ہی اور یہی ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی اور
ابوحنیفہ رح و انکے اصحاب نے کہا کہ ہر مسکین کو دو مُد دیوے اور یہی مجاہد رح کا قول ہی اور امام احمد نے کہا کہ گیہون ہون تو ایک مُد دیوے اور
دوسرا اناج ہو تو دو مُد دیوے کذا ذکرہ ابن کثیر اور مدارک مین امام ابوحنیفہ رح کا قول یہ نقل کیا کہ گیہون سے نصف صاع اور دوسری چیز سے
ایک صاع دیوے - پھر مفسر رح نے کہا کہ ایک قراءۃ مین کفارہ مضاف ہی طعام مساکین کی طرف اور یہ اضافت بیانیہ ہی پس معنی وہی ہین جو قراءۃ
[illegible] کے ہین - پھر اللہ تعالی نے تیسرا اختیار دیا بقولہ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا یعنی یا اسپر یہ واجب ہی کہ برابر اس طعام کے روزے
رکھے ف — ہر مسکین کے عوض ایک روزہ رکھے اگرچہ اسکو طعام دینے کی دسترس ہو پس حرف اَوْ واسطے تخییر کے ہی اور ترتیب کے لیے
نہین ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا - پھر ہر مجتہد کے نزدیک جسقدر اناج ایک مسکین کو دینا چاہیئے اسکی عوض ایک روزہ ہی - بالجملہ بنا بر قول امام
ابوحنیفہ رح کے گیہون سے یا اور اناج سے جو قیمت صید کے عوض اندازہ کیا جاوے اسمین جسقدر مسکینون کا حساب ہوتا ہو بجاے ہر مسکین کے
ایک روزہ رکھے اور اگر کسی قدر اناج زائد ہو جو ایک مسکین کا پورا نہوتا ہو تو اسقدر صدقہ کردے یا اسکے عوض روزہ رکھے اور پوری تفصیل فقہ
مین مذکور ہی - پھر جزاء مشروع ہونے کا سبب فرمایا - لِيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ تاکہ اپنے امر کا وبال چکھے ف — یعنی یہ تکلیف مذکور
اسپر واجب ہوئی اسلیے کہ چکھے بھاری بدلا اپنے اس کام کا جو اسنے کیا ہی - اور ذوق اگرچہ چکھنے کی چیزون کے واسطے ہی ولیکن یہان استعارہ
[illegible] مشقت محسوس کے اور اسکے فعل کے ناپسند ہونے کی طرف تنبیہ ہی اور وبال کے معنی قاموس مین بوجھ و سختی و شدت کے مذکور ہین اور
[illegible] بدلا وہ کھانا [illegible] ہو پس نفس نے جو اپنی خواہش کے واسطے صید کو قتل کیا تھا اسکے عوض مال کے نقصان سے یا روزہ کی تکلیف سے
[illegible] مین اختلاف ہو مساکین کو کھانا کہان دیوے تو امام شافعی رح نے کہا کہ حرم مین دیوے اور یہی حضرت عطاء رح
[illegible] اور حضرت مجاہد رح نے کہا کہ جہان شکار مارا ہی یا اس سے جو گاؤن و آبادی زیادہ قریب ہو وہان دیوے اور امام ابوحنیفہ رح
[illegible] حرم مین دیوے اور چاہے کہین اور دیوے عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ جو گذر چکا اللہ تعالی نے عفو کیا ف — عطاء رح

روایت ہی کہ معنی یہ ہین کہ جاہلیت مین جو ہو گذرا اُسکو اللہ تعالیٰ نے عفو کیا [illegible]
جسنے صید کو قتل کیا ہو اسکو اللہ تعالیٰ نے عفو فرمایا۔ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۚ [illegible]
ف یعنی جو بعد حرام ہونے اور حکم شرعی پہونچنے کے قتل صید کی طرف عود کریگا [illegible]
یعنی اللہ تعالیٰ اپنے امور مین غالب ہی اور جو نافرمانی کرے اس سے انتقام لینے والا ہی ف [illegible]
محرم نے پھر کسی شکار کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ آخرت مین اس سے انتقام لیگا یعنی اسکو عذاب دیگا [illegible]
کہ مراد انتقام سے یہی ہی کہ وہ اس کفارہ مذکورہ کے واسطے ماخوذ ہوگا۔ اور ابن کثیر نے ذکر کیا کہ ابن جریج [illegible]
سے کہا کہ آپ کو خود کی کوئی حد معلوم ہی تو فرمایا کہ نہین۔ مین نے کہا کہ آپ کے نزدیک امام المسلمین پر واجب [illegible]
یہ تو اسنے فرمایا نہین وہ اللہ تعالیٰ کا ایک گناہ کیا ہی ولیکن اسکو فدیہ دینا پڑیگا۔ رواہ ابن جریر۔ اور بعض نے کہا کہ [illegible]
انتقام لیگا اور یہ قول سعید بن جبیر کا ہی۔ پھر جمہور سلف و خلف کا یہ قول ہی کہ ہر بار جب محرم نے کسی صید کو قتل کیا تو اسپر کفارہ [illegible]
پہلی بار ہو یا دوسری بار ہو یا مکرر کئی بار واقع ہو اور خواہ عمداً ہو یا خطاءً ہو۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی [illegible]
احرام مین شکار کو قتل کیا تو جتنی بار اس سے واقع ہو ہر بار دو عادل حکم کرین اور وہ جزاء دیوے اور اگر اسنے عمداً ایسا کیا [illegible]
اور اگر دوبارہ عود کیا تو اس سے کہا جائیگا کہ تجھسے اللہ تعالیٰ انتقام لیگا اور یہی عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی اور یہی قول [illegible]
و سعید بن جبیر و حسن بصری و نخعی کا ہی جیسا کہ ابن جریر نے روایت کیا۔ اور خود ابن جریر نے قول اول ہی کو اختیار کیا ہی اور [illegible]
سے روایت کی کہ ایک شخص نے احرام مین عمداً شکار کیا تو اس سے درگذر کی گئی پھر اسنے دوبارہ یہی کیا تو آسمان سے ایک آگ [illegible]
اس شخص کو جلا دیا۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ واضح رہے کہ یہ تنبیہ عمدہ تھی ولیکن ہمیشہ ایسا واقع ہونا ضرور نہین اور یہ [illegible]
جاوین آخرت کے لیے کہ وہ عذاب شدید ہی۔ اگر کہا جاوے کہ انتقام الٰہی کے بعد دنیا مین اسپر جزاء کیون ہی تو جواب یہ [illegible]
نافرمانی کی سزا مین یہ وعید ہی اور جو اس سے ایذا رسانی سرزد ہوئی اسکے عوض مین جزاء مذکور ہی [illegible]
واجب ہونے سے مانع نہین ہی پھر یہ سب خشکی کے شکار کے واسطے ذکر ہوا [illegible]

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ [illegible]
حلال ہوا تمکو دریا کا شکار اور اُسکا کھانا فائدہ کو تمہارے اور مسافرون کے [illegible]
مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۞ جَعَلَ [illegible]
جب تک رہو احرام مین اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پاس جمع ہو گے [illegible]
الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ [illegible]
یہ گھر بزرگی کا ٹھہراؤ لوگون کے واسطے اور مہینہ بزرگی کا اور قربانی [illegible]
لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ [illegible]
یہ اسواسطے کہ تم سمجھو کہ اللہ کو معلوم ہی جو کچھ ہی [illegible] اور زمین مین [illegible]

... شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اور بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

... إِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ

... پہنچا دینا ... اور اللہ کو معلوم ہے جو ظاہر میں کرو گے اور جو چھپا کر

[illegible] خواہ احرام میں ہوں یا حلال ہوں ۔ صَيْدُ الْبَحْرِ تمہارے لیے صید البحر حلال کیا گیا ف

[illegible] اور مراد اس سے یہ کہ دریائی شکار کو صید کر کے اسکو کھانا تمکو حلال کیا گیا ہے اور یہ مراد نہیں کہ شکار کھیلنا حلال

[illegible] شکار تو مباح ہے اور مراد بحر سے یہاں ہر وہ چیز ہے جسمیں دریائی شکار پایا جاوے خواہ سمندر ہو یا دریا ہو یا نہر ہو یا

[illegible] خواہ اسکا پانی میٹھا ہو یا کھاری ہو ۔ اور ظاہر یہ ہے کہ سمندر و دریا تو منصوص ہے اور نہر و تالاب کے دریائی شکار اس سے ملحق کیے گئے

[illegible] صید البحر کی تعریف مفسر سیوطی رح نے یہ بیان کی کہ جو سوائے بحر کے اور جگہ زندہ نہ رہے مانند مچھلی کے پس کیکڑا وغیرہ ایسے نہیں ہیں

[illegible] بحر و بر دونوں جگہ جیتے رہتے ہیں ۔ اور مراد لی یہ ہے کہ دریائی وہ جانور قرار دیے جاویں جو پانی ہی میں زندہ رہتے ہیں اور رہیں انڈے

[illegible] ہیں اور حاصل آنکہ آبی جانور دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ کہ سوائے پانی کے اور جگہ زندہ نہیں رہتے ہیں اور دوم وہ کہ پانی

میں بھی جیتے ہیں اور خشکی میں بھی زندہ رہتے ہیں پس مفسر رح نے صید البحر انھیں جانوروں کو قرار دیا جو از قسم اول ہیں وَطَعَامُهٗ

اور طعام البحر ف حلال کیا گیا طعام البحر وہ چیز ہے جسکو مرا ہوا کنارے پھینک دے ۔ اور یہ تفسیر حضرت عمر و ابن عمر و ابن عباس و ابوہریرہ

وغیرہ بہت سے صحابہ و تابعین سے مروی ہے ۔ اور ابن عباس سے ایک روایت میں و سعید بن جبیر و سدی و سعید بن المسیب سے مروی ہوا کہ

طعام البحر وہ جو نمک لگائی ہوئی خشک کی ہوئی ہو اور صید البحر جو تر و تازہ ہو ۔ اور بعض نے کہا کہ طعام البحر اسکا نمک و دیگر نباتات میں اور

بغوی نے کشاف میں کہا کہ صید البحر تو وہ جانور ہیں جو دریا سے شکار کیے جاویں خواہ وہ کھائے جاویں یا نہ کھائے جاویں پس اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ

کے یہی معنی ہیں کہ دریائی جانوروں کو شکار کرنا تم کو حلال ہوا پھر فرمایا وطعامہ یعنے طعام البحر اور طعام وہ ہے جو اسکے شکار میں سے کھایا جاتا ہے پس

[illegible] یہ ہوا کہ سمندر سے جو کچھ تم شکار کرو اس سے نفع حاصل کرنا تمکو حلال کیا گیا اور تمہارے واسطے اسمیں سے کھانے کے جانوروں کو کھانا

حلال ہوا اور وہ فقط مچھلی ہے انتہی کلامہ اور یہ تفسیر بنا بر قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہے کہ دریائی جانوروں میں سے فقط مچھلی حلال ہے اور جو مچھلی اپنی

[illegible] سے وہ بھی حلال نہیں ہے ۔ اور شیخ ابن کثیر نے تفسیر میں کلام بسیط بیان کیا جسکی تلخیص یہ ہے کہ طعام البحر جسکو وہ مرا ہوا کنارے پھینکدے

[illegible] روایت ابن عباس ہے اور یہی ابو بکر الصدیق و زید بن ثابت و عبد اللہ بن عمرو ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم و عکرمہ و ابو سلمہ و نخعی و حسن

[illegible] عن الصدیق رض طعام البحر میتہ جو اسمیں ہے ۔ رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم ۔ قَالَ الْمُتَرْجِم ۔ ہو منقطع ۔ اور ابن جریر نے

[illegible] کہ طعام البحر ... اسمیں مر جاوے ۔ وعن ابی ہریرہ مرفوعاً و موقوفاً ۔ طعام البحر جسکو وہ مرا ہوا پھینکدے ۔ قولہ مَتَاعًا لَّكُمْ

وَلِلسَّيَّارَةِ ... کر دینا تمہارے واسطے و مسافروں کے واسطے تمتع ہے ف کہ تم حاضر ہونے کی حالت میں اس سے کھاؤ اور

[illegible] لوگ ... سیارہ جمع سیار بمعنی سیر کرنے والے یعنی چلنے والے ۔ مسافر لوگ ۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ جمہور علماء

[illegible] مچھلی کے حلال ہونے پر ... استدلال کیا اور نیز اس حدیث سے جو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے

[illegible] ساحل ... ابو عبیدہ بن الجراح کو امیر کیا اور وہ تین سو آدمی تھے اور میں بھی انھیں میں سے تھا پس ہم ...

روانہ ہوئے پھر راہ مین ہمارے زاد راہ فنا ہوئے لینے زاد راہ نہ رہا پس ابو عبیدہ رض نے تمام لشکر کے زاد راہ [illegible]
نکالا پھر ہر روز وہ ہمکو تھوڑا تھوڑا دیتے یہانتک کہ وہ بھی ہلا چکا اور ہمکو ایک ایک چھوہارا ہی ملا کرتا تھا اس [illegible]
غمناک ہوئے پھر آخر ہم سمندر کنارے پہونچے تو ناگاہ ہمنے ایک بہت بڑی مچھلی جسکو عنبر کہتے ہین کنارہ [illegible]
اٹھارہ روز تک کھایا پھر ابو عبیدہ رض نے حکم دیا کہ اسکی دو پسلیان کھڑی کی گئین پھر اونٹ پر کجاوہ باندھ [illegible]
تو وہ گذر گیا اور اس سے نہ لگا رواہ مالک اور یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین کئی طرق سے جابر رض سے [illegible]
بہ مانند بڑے بھاری تودہ ریگ کے تھا پھر قریب پہونچکر ہمنے دیکھا تو ایک جانور دریائی تھا جسکو عنبر کہتے ہین اور [illegible]
نے مردار قرار دیا پھر بوجہ اضطرار کے اسکو کھانے کا حکم دیا۔ اور بعض روایات مین ہی کہ اس سے [illegible]
صلعم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رزق تھا اور اسمین سے کچھ تمہارے پاس موجود ہو تو ہمکو بھی کھلاؤ [illegible]
بھیجا تو آپنے اسمین سے کھایا۔ اور بعض روایات مین ہی کہ ہم لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے۔ پس بعض علماء نے [illegible]
واقعہ ہوا اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ پہلے یہ لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے پھر آپ نے ابو عبیدہ رض کو سردار کر کے [illegible]
کر دیا۔ اور نیز اس حدیث سے استدلال کیا جو ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم [illegible]
مین سفر کرتے ہین اور تھوڑا پانی اپنے ساتھ لیتے ہین سو اگر اس سے وضو کرین تو پیاسے رہجاتے ہین بھلا سمندر کے پانی سے وضو کرین
تو فرمایا کہ سمندر کا پانی طہور ہی اور اسکا مردار حلال ہی۔ رواہ الشافعی و احمد و اہل السنن وصححہ البخاری والترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان وغیرہم
اور اسی آیت سے مع دلالت احادیث بعض فقہاء نے دریائی کل جانورون کے حلال ہونے پر استدلال کیا اور کچھ استثناء نہین کیا اور بعض
نے کچھوے و نہنگ کو مستثنیٰ کیا۔ اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا کہ جو دریا مین مرجاوے وہ خشکی کے مرے ہوئے کے مانند [illegible] بسبب عموم
قولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ اور جمہور فقہاء نے حدیث عنبر مذکور و حدیث ابو ہریرہ مذکور وغیرہ سے حجت قائم کی اور شیخ سیوطی رح نے حدیث
ابو ہریرہ مذکور کو مشہور بلکہ متواترات مین سے شمار کیا ہی۔ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا [illegible]
احرام مین شکار کرنا تمپر حرام کیا گیا جب تک کہ تم احرام مین ہو ف اور بری صید وہ ہین جو خشکی مین جیتے ہین اور [illegible]
یہ قید بھی لگائی کہ ایسے وحشی جانور ہون جنکا کھانا حلال ہی اور پہلے معلوم ہوا کہ یہ فقط شافعی رح کا مذہب ہی اور جمہور علماء کے [illegible]
یا نہ کھائے جاتے ہون سب کا شکار حالت احرام مین ممنوع ہی پھر کہا کہ سنت سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اگر خشکی کے جانور صید کو کسی حلال نے شکار کیا [illegible]
محرم اسکو کھا سکتا ہی بشرطیکہ اسکے واسطے شکار نہ کیا گیا ہو جیسا کہ روایت ابو داؤد مین صحیح ہی اور یہی امام ابو حنیفہ [illegible]
کا مذہب ہی اور توضیح کلام یہ ہی کہ آیت کریمہ اصطیاد بحالت احرام کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہی پس اگر [illegible]
اور تاوان دے جیسا کہ مذکور ہوا اور اگر خطاء سے ایسا کیا تو فقط تاوان دیوے اور محرم پر اسکا کھانا حرام ہی [illegible]
مردار کے ہی اب رہا یہ کہ دوسرے لوگون کے حق مین کیا حکم ہی تو امام مالک و ابو حنیفہ رح اور ہمارے [illegible] دو قول [illegible]
مین بھی مردار ہی خواہ وہ محرم ہون یا حلال ہون اور یہی قول عطاء و سالم و قاسم و ابو یوسف و محمد بن الحسن [illegible]
اسمین سے کچھ کھایا تو اسمین علماء کے دو قول ہین ایک یہ کہ اسپر جزا لازم آویگی اور عطاء رح سے [illegible]
لازم ہوگی اور دوسرا قول یہ کہ کھانے والے پر جزا نہوگی اور یہ امام مالک نے صریح کہا ہی اور ابن عبد البر رح نے [illegible]

Marfat.com

یعنی اگر کسی نے وطی کی پھر حاجی ہو کے جانے سے پہلے اور دو ایک بار وطی کر لی تو اسپر ایک ہی حد لازم آتی ہی - اور امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ ہر ایک کی بابت اسپر لازم آویگی اور یہ قول احسن و اصوب ہی - اور اگر کسی حلال نے شکار کیا اور محرم کو ہدیہ بھیجا تو بعض علماء کہتے ہیں کہ مطلقاً مباح ہی خواہ حلال نے اسکے واسطے شکار کیا ہو یا نکیا ہو اور ابن عبد البر رح نے یہی قول حضرت عمر بن الخطاب و ابو ہریرہ و زبیر بن العوام و کعب احبار و مجاہد و عطار فی روایۃ اور سعید بن جبیر سے حکایت کیا اور یہی فقہاء کوفہ کا مذہب ہی لیکن مترجم نے ظاہر مذہب حنفیہ یعنی امام ابو حنیفہ رح سے اسکے خلاف پایا ہی (جسین امام ابو حنیفہ رح بھی ہین ۱۲) قال - اور ابو ہریرہ رض سے سوال کیا کہ جس صید کو محل نے شکار کیا اسکو محرم کھاوے تو فتوی دیا کہ ہان کھاوے پھر عمر بن الخطاب رض سے اپنا یہی فتوی دینا بیان کیا تو عمر رض نے فرمایا کہ اگر تو اسکے سوا اور فتوی دیتا تو مین تیرے سر کو دکھ پہونچاتا - رواہ ابن جریر من طریق سعید بن المسیب عنہ - قال المترجم لم یصح لسعید روایۃ عن عمر رض عند المحدثین - قال - اور دوسرے فقہاء نے کہا کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا مطلقاً حرام ہی بسبب عموم اس آیہ کریمہ کے اور ابن عباس و ابن عمر سے مروی ہی کہ دونون نے اسکو مکروہ جانا اور ابن عبد البر رح نے کہا کہ یہی قول طاؤس و جابر بن زید کا اور مذہب ثوری وغیرہ کا اور مروی از حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی - کما رواہ ابن جریر من طریق ابن المسیب عنہ و مالک و شافعی و احمد و اسحق نے اور جمہور نے کہا کہ اگر محل نے شکار کرنے مین یہ قصد کیا کہ فلان محرم کے واسطے شکار کرتا ہی تو محرم کو کھانا روا نہین ہی بسبب حدیث صعب بن جثامہ کے کہ حمار وحشی ہدیہ بھیجا اور آنحضرت صلعم مقام ابواء مین یا ودان مین تھے پس آپ نے رد کر دیا پھر جب صعب بن جثامہ کے چہرہ سے ملال دیکھا تو فرمایا کہ ہمنے اسی وجہ سے اسکو قبول نہین کیا کہ ہم محرم ہین اور یہ حدیث صحیحین مین موجود ہی پس ان فقہاء نے کہا کہ حضرت صلعم نے اسی گمان سے رد کیا کہ اسنے ہمارے ہی واسطے شکار کیا ہی اور اگر حلال نے شکار مین محرم کا قصد نکیا ہو تو محرم کو اسکا گوشت کھانا جائز ہی بسبب حدیث ابو قتادہ رض کے کہ حمار وحشی شکار کیا اور ساتھی احرام مین تھے انھون نے نہ کھایا اور حضرت صلعم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تم مین سے کسی نے اسکی طرف اشارہ یا اعانت کی تھی بولے کہ نہین تو فرمایا کہ پھر کھاؤ اور خود بھی اسمین سے کھایا اور یہ حدیث بھی صحیحین مین ہی - قال المترجم یہی مذہب ابو حنیفہ رح ہی - قال - اور حدیث مطلب بن عبد اللہ بن حنطب از جابر رضی اللہ مرفوعاً آنکہ خشکی کا شکار درحالیکہ تم محرم ہو تمہارے واسطے اس شرط سے حلال ہی کہ تمنے خود شکار نکیا ہو اور نہ تمہارے واسطے شکار کیا گیا ہو - رواہ احمد و ابو داؤد و النسائی و الترمذی - یہ حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہی ولیکن ترمذی رح نے کہا کہ مطلب رح کا جابر سے سماع مجھے معلوم نہین ہوا اور کبھی اسکی تقویت کیجاتی ہی آثار عثمان رض سے کہ وہ مقام عرج مین تھے اور شکار کا گوشت لایا گیا تو اصحاب سے فرمایا کہ تم کھاؤ اور انھون نے کہا کہ آپ کیون نہین کھاتے تو فرمایا کہ میرا تمھارا یکسان حال نہین ہی یہ میرے ہی واسطے شکار مارا گیا ہی - رواہ مالک - اس تفصیل پر احادیث صحاح مین تطبیق ہو جاتی ہی مترجم کہتا ہی لیکن یہ معلوم ہوا کہ حلال نے جس محرم کے لیے شکار کیا اسپر مردار ہی اور باقیون پر حلال ہی - یہ حضرت عثمان رض کا قول ہی پھر اللہ تعالی نے بندون کو مخالفت احکام سے پرہیز کرنے پر تاکید فرمائی بقولہ - وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ یعنی ڈرو اللہ تعالی سے جسکی یہ شان ہی کہ اسی کی طرف حشر کیے جاؤگے - یعنی آل کار بندون کا قطعاً موت ہی پس زندگی مین تم نیک نصیحت پاتے ہو اور مخالفت نکرین ورنہ عذاب و دکھ پاوینگے - جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ کعبہ اسکا نام ہی اللہ تعالی نے کعبہ معظم کو بنایا اور عرب کے اکثر گھر مدور ہوتے تھے اور یا بوجہ اونچے و ابھرے ہونے کے خواہ سطح مکہ سے یا آسمان کی طرف اسوجہ سے اسکو کعبہ کہتے ہین اور ارجح قول یہ ہی کہ یہ نام اللہ تعالی نے قدیم سے مقرر فرمایا ہی پھر کعبہ کا وصف الْبَيْتَ الْحَرَامَ فرمایا یعنی ایسا بیت کہ حرام کر دیا گیا اسمین قتل و خونریزی و جملہ فسق و فجور اور بندون کے واسطے

Marfat.com

اسکا احترام لازم کیا گیا اور زمخشری حنفی نے بر تقدیر عطف بیان کے اسکو بطریق مدح قرار دیا نہ بطریق توضیح - اور بیت [illegible] چھت و دروازہ ہو اگرچہ اسمیں بیتوتت ہو یعنی اسمیں کوئی رہتا ہو اور بیت الحرام کعبہ کے واسطے بمنزلہ علم کے ہوگیا ہی [illegible] مفعول ہی اور ارجح آنکہ بمعنی تصییر یعنی ایسا کردیا بقرینہ دعاے حضرت ابراہیم علیہ السلام جو سورۂ حج وغیرہ مین انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] صواب یہ ہی کہ دعاے ابراہیم موافق قضاے ازلی کے واقع ہوئی حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے یہ مقرر فرمایا تھا - بالجملہ جہان [illegible] اول کعبہ ہی - اور دوسرا مفعول فرمایا **قِيٰمًا لِّلنَّاسِ** یعنی اللہ تعالے نے کعبہ بیت الحرام کو بندون کے واسطے قیام کردیا [illegible] اے یقوم بہ امر دینہم بالحج الیہ و دنیاہم بامن داخلہ وعدم التعرض لہ وجبی ثمرات کل شئی الیہ - یعنی اس خانۂ کرم کے سبب سے بندون کے دین دنیا کے کام قائم و ٹھیک ہوتے ہین پس دین کے کام اسطرح کہ اسکا حج کرتے اور خلوص نیت و تقوی کے ساتھ ثواب عظیم و اجر جلی رضی ایسے پاتے ہین کہ زبان سے انکا بیان نہین ہوسکتا اور سواے حقوق العباد کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہین اور دنیا کے کام اسطرح کہ بحکم قولہ تعالی ومن دخلہ کان آمنا - جو اسمین گھس گیا وہ جب تک اسمین ہی کوئی اس سے تعرض نہین کرسکتا وہ امن مین ہوگیا - اور بقولہ یجبی الیہ ثمرات کل شئی - ہر قسم کے پھل و پیداوار اسکی طرف لوگ لیجاتے ہین اور یہ عظیم قدرت الٰہی کا ظہور ہی کہ اس ریگستان مین بندے جو قدرت کے قبضہ مین مسخر ہین ضرور یہ نعمتین وہان لیجاتے اور بیچتے و تجارت کرتے اور کھاتے پیتے ہین اور کھجور و پانی برسون انکی غذا ہی اور کچھ مضرت نہین پہونچاتی - حالانکہ طبیب و حکیم متفق ہین کہ اس سے جذام ہوجاتا ہی ولیکن ظہور قدرت الٰہی ہی کہ وہان کچھ ضرر نہین ہوتا - وفی قراءة قیما بلا الف - اور ابن عامر کی قراءة مین قیاما کی جگہ قیما بکسر اول و فتح دوم بدون الف کے بھی مصدر ہی قام کا اور اسکا عین کلمہ یعنی یاء تحتانیہ مین تعلیل نہین ہوئی ہی تاکہ یہ اعتراض ہو کہ مانند حول و عور کے تعلیل نہونا چاہیے پس قیم در اصل قوم نہ تھا بلکہ یہ اصلی ہی اور اخفش نے کہا کہ اسمین تین لغات ہین - قیام و قوام و قیم - اور بعض نے کہا کہ تقدیر کلام یہ ہی کہ صیّر اللہ الکعبة البیت الحرام حال کونہا قیاما للناس - یعنی اللہ تعالی نے کعبہ کو بیت الحرام کردیا درحالیکہ وہ لوگون کے لیے قیام ہی - لیکن اول ارجح و اظہر ہی اور وہی مفسر رح نے اختیار کیا - **وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ** اے وجعل الشہر الحرام قیاما لہم بامنہم القتال فیہا - یعنی اور اللہ تعالی نے شہر حرام کو بھی لنکے واسطے قیام کردیا کہ ان مہینون مین لڑائی و قتال سے مامون رہتے ہین اور الف لام جنس کا ہی اور مراد اشہر حرم یعنی ذی القعدہ و ذی الحجة و محرم و رجب ہین - **وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ** اے وجعل اللہ الہدی والقلائد قیاما لہم بامن صاحبہم من التعرض - یعنی ہدی و قلائد کو بھی بندون کے لیے قیام کردیا بسبب اسکے کہ جو شخص ہدی کا قلادہ والا ہو اس سے تعرض نہین کیا جاتا ہی اور تمام تفسیر قولہ تعالے **وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ** الآیہ کے تحت مین بیان ہوچکی ہی وہان رجوع کرو تو معلوم ہوگا کہ خود ہدی و قلادہ [illegible] تھے - **ذٰلِكَ** الجعل المذکور یعنی ذلک کا اشارہ الیہ وہ مضمون ہی جو اوپر مذکور ہوا - **لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** اسواسطے یہ سب کہ تم جان لو کہ اللہ تعالی جانتا ہو [illegible] ہر چیز کو خوب جانتا ہی ف کیونکہ تمہارے نفع حاصل ہونے و مضرتین دور ہونے کے واسطے وقوع [illegible] کی دلیل ہی کہ جو موجود ہی اور جو ہونے والا ہی سب کو اللہ تعالے جانتا ہی - اور اسمین قوی دلیل ہی [illegible] اپنے تمام ارکان کے ساتھ نہایت قوی و عدل و انصاف کے ساتھ قائم ہین اور زمانہ کی گردش سے [illegible] رہنے تو انکے دین و دنیا دونون کے واسطے نہایت خوبی و بھلائی ہی - لیکن لوگون نے [illegible]

ہوسکے کہ شیطان نے صراط مستقیم سے بیزار کیا اور طریقہ جور مین لا گرفتار کیا نعوذ باللہ من ذلک فتدبر۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ شدید العقاب ہی ف یعنی کفر و شرک و انکار و خلاف کرنے والون کے حق مین۔ وَاَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور یہ بھی رکھو کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہی ف یعنی فرمانبرداری و طاعت و ایمان لانے والون کے حق مین مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ اور رسول پر کچھ نہین مگر کھلا حکم پہونچا دینا ف یعنی تمکو حکم الٰہی پہونچا دینا ہی رسول صلعم پر واجب ہی وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہی جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو ف جو اعمال تم کھلے کھلے کرتے ہو۔ وَمَا تَکْتُمُوْنَ اور تم جو اعمال کہ لوگون سے چھپے کرتے ہو ف پس تمہارے اعمال کی تمکو جزا دیگا اگر اچھے ہین تو ثواب اور اگر بُرے ہین تو عذاب ملیگا۔ اسمین سخت تہدید ہی اور وعدہ و وعید ہی۔ مفسر رح نے لوگون سے چھپے ہونے کی قید سے اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہین ہوسکتی ہی۔ واضح ہو کہ مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ سے خوف کرنا چاہیے اور لوگون سے چھپانے مین نجات نہین ہی لیکن اگر کسی شخص نے بدکاری کو اسطرح کیا کہ لوگون پر بھی ظاہر کیا تو یہ دونا عذاب ہی اور ایک حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ بعض گنہگار مومن کو مخفی فرمادیگا کہ تونے یہ گناہ کیا تھا وہ اقرار کریگا پھر فرمادیگا کہ مین نے دنیا مین تجھپر پوشیدہ کردیا اور آج تجھے عفو کرتا ہون (الصحیح) اور حدیث مین ہی کہ بدکار رفاحش بدتر شخص ہی۔ (من الصحاح)۔ ف عرائس مین ہی کہ قولہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس۔ کعبہ معظمہ ظاہر مین ایک مکان پتھر وغیرہ سے بنا ہوا ہی لیکن اوتعالیٰ نے اسکو اپنی آیات سے روشن اور نور صفات کے پرتو سے منور فرمایا ہی پس وہ ان انوار کے ادراک کے لیے آئینہ ہی اسی واسطے جو لوگ حج کرتے ہین ہر ایک اپنی استعداد کے موافق اسکے فیض سے پاکیزہ ہوکر کمل ہوتا ہی چنانچہ اہل معرفت کو اس سے کشف عظمت وکبریائی کا مشاہدہ ہوتا ہی اور ارکان حج کے ہر موقف مین انکو صفات کے انوار کا چاند اور جلال قدم کا آفتاب نظر آتا ہی اور غیرون کی نظرین اس سے محروم ہین اسی واسطے وہ ممنوع ہین اور کعبہ کو بیت الحرام بنایا اور وہ عالم کے واسطے جو بمنزلہ ایک شخص کے ہی قلب مقرر کیا اور عارفون کی نظر مین اس سے انوار جلال ظاہر ہوتے ہین جیسے موسیٰ ع کو کوہ طور سے اور عیسیٰ کو مصیصہ سے ظاہر ہوئے ویسے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی امت کو کعبہ معظمہ سے ظاہر ہوے اور یہی معنی ہین جو آیا ہی کہ۔ جاء اللہ من سیناء و استعلن بساعیر و اشرق من جبال فاران۔ اللہ تعالیٰ سیناء سے آیا اور ساعیر سے اعلان ہوا اور فاران سے چمکا۔ فاران جبال مکہ ہین اور یہ قول انجیل وغیرہ کتب انبیاء مین ہی۔ اسی طرح قلب عارف بھی قبلۂ شاہد ہی اور وہ ہر تصور و خیال و اعتبار سے ممنوع ہوکر محل نظر قدسی ہوجاتا ہی پس اسکے آثار جلال عارفون کے چہرہ سے ظاہر ہوتے ہین۔ شبلی رح نے کہا کہ جیسے ہمارے مردم کا امام کعبہ ہی اور قلوب اہل ایمان کا امام خالق کعبہ ہی۔ بعض مشائخ نے کہا کہ بیت الحرام بایں معنی کہ اسکے جوار مین مخالفت کرنا سخت حرام ہی۔ قال المترجم کعبہ مین جسطرح نیکیون کا ثواب ایک لاکھ تک زائد ہی یعنے اس کثرت سے ثواب مین ترقی ہی ویسے ہی مخالفت کرنے مین بھی وہان ایسے کثرت سے عذاب زائد ہی۔ اور بعض نے کہا کہ وہان حرام ہی بندے پر کہ مخلوق پر نظر رکھے بلکہ اسکے خالق عز وجل پر نظر رکھے۔ اور بعض نے قولہ قیاما للناس۔ سے اشارہ کیا کہ جو کوئی بسبب ارتکاب معصیت کے کج اور ٹیڑھا ہوگیا ہو جب وہ آکر کعبہ معظمہ سے لپٹ جاوے اور قلبی تعلق اس سے پیدا کرے تو ان انوار کی برکت سے قیام یعنے مستقیم ہوجائیگا۔ اگر کہا جاوے کہ ہزارون کرورون خانہ کعبہ سے محروم ہین اور ہزارون جاکر کورے آتے ہین تم صرف تھوڑے لوگ ہو جو اسلام کے خوبی و شرائع کی مرغوبی کا دعوی کرتے ہو اسکی کیا وجہ ہی کہ تم ہی عالم ہو اور باقی لوگ جاہل ہین جواب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان جاہلون کا خود ہی رد کردیا جو شیطانی بندے ہوکر اندھے ہورہے ہین

یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ ج فَاتَّقُوا اللّٰہَ

برابر نہین گندہ اور ستھرا اگر تجھکو خوش لگے گندے کی بہتایت سو ڈرتے رہو اللہ سے

یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۵

ع ۱۳

قُلْ لَّا يَسْتَوِي کہدے اے محمد صلعم کہ برابر نہین - الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ خبیث اور طیب [illegible]
یا اور کوئی چیز ہو چنانچہ آدمیون مین مومن و کافر یکسان نہین ہین اللہ تعالے کے نزدیک اور مال حلال وحرام یکسان [illegible]
برابر نہین بالجملہ جس چیز مین خبث ہی اور جو چیز طیب ہی وہ دونون مساوی نہین ہین بلکہ طیب ہی خوب ہی اور خبیث خراب [illegible]
كَثْرَةُ الْخَبِيثِ اگرچہ تجھے خبیث کی کثرت سے عجب ہو ف یعنی اگرچہ نظر مین جو خبیث ہی وہ بسبب کثرت کے تجھکو [illegible]
اس امر سے تعجب ہو کہ خبیث مین اسقدر کثرت ہی کہ اسکے مقابلہ مین خوب و پاکیزہ بہت کم ہین - کیونکہ قلت وکثرت کا کچھ اعتبار [illegible]
پاکیزگی کا اعتبار ہی چنانچہ لعل و موتی اگر کم ہین تو کنکر اپنی کثرت کی وجہ سے اُنسے اچھے نہین ہو سکتے ہین اور اسمین اشارہ ہی کہ اللہ تعالی کی [illegible]
خلقت مین یہ بات جاری ہو چکی ہی کہ بھلے کم ہونگے اور برے بہت ہونگے اور مفسر رحمہ اللہ نے خبیث کو حرام سے اور طیب کو حلال سے [illegible]
فرمایا اور یہ تخصیص بنظر سیاق ہی ورنہ اعتبار عموم لفظ کا ہی اور وہی یہان از راہ حکم کے معتبر ہی پھر آجتک یہ خطاب ہر ایسے شخص کو [illegible]
عبرت ونصیحت کی لیاقت رکھتا ہی اور اولی یہ ہی کہ علی العموم ہر شخص مخاطب کو خطاب ہی اگرچہ اس سے عبرت ونصیحت اسی شخص کو حاصل
ہوگی جو عقل نورانی رکھتا ہی اسی واسطے فرمایا - فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ - پس اے اہل عقول تم تقوی الٰہی [illegible]
ف یعنی جب یہ بات اہل عقل نے سمجھ لی تو اے عقل والو خبیث کو چھوڑو اور طیب پر اکتفا کرو - لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ تاکہ تم فلاح پاؤ
یا البتہ تم فلاح پاؤگے اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ اللہ تعالی نے بندون کو آگاہ فرمایا کہ خبیث وطیب اسکے نزدیک برابر نہین یعنی قلیل حلال
نافع بہ نسبت کثیر حرام کے بہتر ہی چنانچہ خبر مین آیا کہ ما قل وکفی خیر مما کثر والہی - یعنے قلیل جو کافی ہو وہ بہتر ہی اس سے جو بہت ہو اور لہو مین
ڈالدے - اور بغوی رحمہ اللہ نے اپنے معجم مین اپنی اسناد کے ساتھ ابو امامہ رض سے روایت کی کہ ثعلبہ بن حاطب نے کہا کہ یا رسول اللہ
آپ دعا فرماوین کہ اللہ تعالے مجھے مال دے تو فرمایا کہ تھوڑا مال جسکا تو شکر ادا کرے اس بہت سے اچھا ہی جسکی تجھے طاقت نہو - الحاصل یہ
پر ترغیب اور خبیث سے تحذیر ہی - اور اس آیت مین اہل عقل وایمان کے لیے وسوسہ شیطان سے کافی تسلیہ ہی کہ دنیا مین انکے سامنے یہ منظر
عجیب آویگا کہ اہل کفر وضلالت مین جو دنیاے ملعونہ کو آراستہ کرین بہت دنیاوی عروج مین کثرت سے ہونگے پس کبھی اپنے ایمان سے
متزلزل نہو کہ اگر اسلام حق ہوتا تو یہ دنیا سنوارنے والے بھلا کیون نہ مانتے - پس اس آیت سے تسلیہ حاصل کرے کہ اللہ تعالی اس دنیاے
ملعونہ کو انھین لوگون کو دیگا جو ملعون ہین لہذا جب صحابہ رضی اللہ عنہ نے سب سلطنتین فتح کین تو صرف عمل وحق بھیلایا اور دنیاوی [illegible]
چنانچہ انکا زہد وتقوی تمام متواترات روایات مین ماثور ہی فاستقم واللہ تعالی ہو الموفق - پھر واضح ہو کہ تعزیہ کا [illegible]
کر یہ کہ کے طلب اور پر سختی کرے بلکہ نرمی کے ساتھ حق تعالی کی فرمانبرداری کرے لہذا حق تعالے نے اپنے [illegible]
پوچھ گچھ مسائل سے منع فرمادیا - حدیث مین ہی کہ وہ شخص بدتر ہی کہ اسکے پوچھنے سے کوئی چیز حرام کردی گئی [illegible]

لہذا فرمایا -

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا [illegible]
اے ایمان والو مت پوچھو بہت چیزین کہ اگر تم پر کھولے تو تم کو برے لگین [illegible]
الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ [illegible]
قرآن اترتا ہی تو کھولی جاوینگی اللہ نے اُنسے درگذر کی اور اللہ بخشتا ہی تحمل والا [illegible]

Marfat.com

بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝
آخر منکر ہوئے

[illegible] صلعم سے کثرت سے سوال کرنے شروع کیے تو نازل ہوا قولہ تعالےٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا
[illegible] اے ایمان والو ان چیزون کی مت پوچھو ف واضح ہو کہ سیبویہ وخلیل کے نزدیک لفظ اشیاء اسم جمع ہی پس لفظاً مفرد اور
[illegible] وفراء واخفش وکسائی وابو حاتم وغیرہ نے اسکو لفظ شے کی جمع قرار دیا لیکن وزن مفرد مین باہم اختلاف ہی اور معنی یہ کہ جن چیزون
[illegible] اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ یعنی اگر بیان کر دی جائینگی تو تمکو ناخوشی دینگی ف بسبب اس مشقت
[illegible] ہی وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ اور اگر تم ان چیزون کو جب قرآن نازل
[illegible] پوچھوگے تو تمہارے واسطے ظاہر کر دی جاوینگی ف معنی یہ ہین کہ اگر آنحضرت صلعم کے زمانہ حیات مین تم چیزون کو پوچھوگے تو انکے
[illegible] کے واسطے قرآن نازل ہوگا اور جب اظہار ہوگا تو تمکو رنج دیگا لہذا تم انکو مت پوچھو۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا اللہ تعالیٰ نے اس سے
عفو کیا ف عنہا کی ضمیر بجانب مسالت راجع ہی جو تسألوا سے مفہوم ہی اور معنی یہ کہ عفو کر دیا اللہ تعالیٰ نے مسالت کو پس دوبارہ ایسا نکرنا۔ اور
بعض نے اشیاء کی طرف راجع کی لیکن اس نوع اشیاء کی طرف راجع ہی جس سے ممانعت کی گئی ہی۔ اور احتمال ہی کہ معنی یہ ہون کہ اشیاء سے
خواہ دین کے متعلق ہون یا دنیا کے متعلق ہون سوال مت کرو کیونکہ ظاہر کیجاوینگی تو تمکو گوارا نہونگی خواہ بوجہ دنیاوی ایسے امر کے جو نفس پر
ناگوار ہوتا ہو مثلاً کوئی شخص اولاد زنا ہی تو اظہار قرآن سے ناگوار ہوگا اور خواہ بوجہ مشقت بجا آوری کے دین مین مثلاً ہر سال حج فرض ہو جاوے
جیسے ایک شخص نے حج کو پوچھا تھا۔ اور علی ہذا عفا اللہ عنہا کے یہ معنی کہ جو سوال ہو چکا اسکو اللہ تعالےٰ نے عفو کیا اور آیندہ ایسا نکرنا اور
احتمال ہی کہ یہ معنی ہون کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کو عفو ومباح رکھا ہی چنانچہ مقرر ہوا کہ اشیاء کے حق مین اصل یہ ہی کہ مباح ہین سوائے ان
خاص اشیاء کے جنکی نسبت کوئی دلیل شرعی کسی حکم پر دلالت کرتی ہو مثلاً تاڑی کی حرمت پر حدیث کل مسکر حرام سے دلیل قائم ہوئی۔ پس سوال
کرنے سے یہ ضرر بندون کے حق مین پیدا ہوگا کہ ان مباح چیزون مین سے بعض واجب وبعض حرام وغیرہ سے مکلف ہو جاوینگے حالانکہ پہلے بسبب
رحمت الٰہی کے عفو تھین پس اگر صحابہ رضی اللہ عنہم اسکو ادا کر لیجاتے تو مابعد والے حتی کہ اس زمانہ والے ایک مشقت شدیدہ وفتنہ عظیم مین پڑ جاتے
نہیں سوال سے ممانعت بھی اس امت مرحومہ کے لیے خاص رحمت ہی اور حاصل آنکہ اللہ تعالےٰ نے سوائے مکلف بہا چیزون کے باقی سے عفو
کیا اور ترک فرمایا ہی پس سوال کر کے انکو اپنے اوپر لازم مت کرو کیونکہ آخر بجا نہ لاؤگے اور خراب ہو گے پس اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمکو منع فرماتا ہی
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ اللہ تعالےٰ غفور حلیم ہی ف بندون کے گناہ بخشنے والا ہی اور انکی بے ادبی پر انکو حلم سے جلد ماخوذ فرمانے والا
نہین ہی قَدْ سَاَلَهَا یعنی الٰہی ہی چیزون سے سوال کیا تھا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ایک قوم نے جو تم سے پہلے ہو گذرے ہین ف
[illegible] ایک قوم نے سوال کیا تھا ان چیزون کے احکام کا اپنے انبیاء علیہم السلام سے پس انکے احکام بیان کر کے جواب
[illegible] اور انکا جواب ہوا چنانچہ فرمایا۔ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ پھر وے لوگ ان چیزون سے کافر ہو گئے ف بایں طور
[illegible] ترک عمل پر کفر کا اطلاق کیا بایں معنی کہ ان لوگون نے ان احکام کو کچھ نہین سمجھا اور انکو مباح کر لیا کہ بے تردد
[illegible] کافر ہو گئے۔ یہان سے معلوم ہوا کہ کفر کا اطلاق سوائے کفر بمعنی عدم ایمان کے بھی معصیت پر آتا ہی چنانچہ
[illegible] واضح ہو کہ شیخ ابن کثیرؒ نے متعلق سبب نزول چند احادیث جو مفید معنی آیت وافادات دیگر ہین

بیان کین اور مترجم اسکی تلخیص لاتا ہی کہ- عن انس بن مالک رض کہا کہ رسول اللہ صلعم نے ایسا خطبہ ایک [illegible]
اور اس خطبہ مین یہ بھی کہا کہ جو کچھ مین جانتا ہون اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور بہت رویا کرتے اور مین نے [illegible]
روتے ہین حتی کہ رونے کی باریک آواز سنائی دیتی تھی- ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون [illegible]
الذین آمنوا لا تسألوا عن اشیاء الآیۃ- رواہ البخاری ومسلم واحمد والترمذی النسائی- وعن [illegible]
سے سوال کرنے شروع کیے یہان تک کہ بہت مبالغہ کیا پس ایک روز آپ نکلکر منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ آج جو کچھ [illegible]
کردونگا پس صحابہ رضی اللہ عنہم ڈر گئے کہ شاید کوئی واقعہ پیش آنے والا ہی پس مین داہنے بائین [illegible]
سے منہ ڈھکے ہوئے رو رہا ہی پھر ایک شخص اپنے باپ کے سوائے دوسرے کی طرف نسبت کیا جاتا تھا [illegible]
فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہی- پھر عمر بن الخطاب رض نے کھڑے ہو کر یہ عرض کرنا شروع کیا کہ ہم راضی ہوئے اس بات [illegible]
اور اسلام ہمارا دین ہی اور محمد صلعم ہمارے واسطے رسول ہین ہم لوگ سب شر فتنہ سے پناہ مانگتے ہین- پس آنحضرت صلعم [illegible]
کہ خیر و شر مین آج کے دن سا مین نے نہین دیکھا کہ جنت و دوزخ کی تصویر میرے روبرو کردی گئی کہ مین نے اس دیوار کے [illegible]
ابن جریر والبخاری ومسلم اور ایک روایت مین ابو ہریرہ رض سے کہ آنحضرت کا چہرہ مبارک سرخ تھا جب منبر پر آئے- اور [illegible]
رضی اللہ عنہ نے بعد کلمات مذکورہ کے یہ بھی کہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگون کا زمانہ جاہلیت و شرک تھوڑے دن ہوئے [illegible]
کی بلے او بیان عفو کرین اللہ تعالے آپ کو عفو فرماوے پس آنحضرت صلعم کا غصہ فرو ہوا- رواہ ابن جریر باسناد جید اور مرسل روایات [illegible]
سے یہ قصہ مروی ہوا اور سدی رح کی روایت قصہ مین یہ بھی ہی کہ عمر رض نے کھڑے ہو کر آپ کے پاؤن چوم لیے اور یہی اعتذار کیا [illegible]
ہوا اور برابر یہی کہتے رہے یہان تک کہ غصہ فرو ہوا- عن ابن عباس رض ایک قوم سوال کیا کرتی رسول اللہ صلعم سے [illegible]
سو بعض کہتا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہی اور کوئی کہتا کہ میری اونٹنی گم گئی وہ کہان ہی تو انکے حق مین اللہ تعالے نے نازل کیا [illegible]
عن اشیاء الآیۃ- رواہ البخاری- عن علی رض جب یہ آیت اتری ولِلّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الآیۃ- تو بعض لوگ کہنے لگے کہ
یا رسول اللہ کیا ہر سال یہ واجب ہی آپ خاموش رہے پھر یہی کہا پھر آپ خاموش رہے پھر انھون نے یہی کہا تو آپ نے فرمایا کہ [illegible]
اگر مین ہان کہدیتا تو ہر سال واجب ہوجاتا اور اگر یون واجب ہوجاتا تو تم سے ہرگز نہو سکتا پس اللہ تعالے نے نازل فرمایا [illegible]
لا تسألوا عن اشیاء الآیۃ- رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی وقال غریب- اور یہ معنی بروایت ابو ہریرہ رض [illegible]
ابو ہریرہ رض کی روایت مین ہی کہ فرمایا- اور اگر مین ہان کہتا تو واجب ہوجاتا اور اگر واجب ہوتا تو تم نہ کر سکتے [illegible]
اللہ تعالی نے نازل فرمایا الحدیث یہ دلیل ہی کہ حج چھوڑنے کی معصیت کو کفر فرمایا تو یہ کفر مقابل ایمان نہین [illegible]
روایت مین مصرح ہی کہ پوچھنے والا ایک اعرابی تھا- اور نیز اسمین ہی کہ آپ نے بعد اس ملامت کرنے کے فرمایا کہ [illegible]
کے ایسے سرغنہ لوگون نے برباد کیا جو فتنہ و حرج مین ڈالنے والے ہوئے اور قسم ہی اللہ عز و جل کی کہ اگر [illegible]
یہ ہی حلال کردون اور فقط ایک موزہ بھر جگہ اسمین سے حرام کرون تو تم اسیقدر مین فتنہ مین پڑجاؤگے [illegible]
نے کہا کہ ظاہر آیت مین سوال ایسی چیزون سے ممنوع ہی کہ بیان ہونے پر آدمی کو ناگوار ہی [illegible]
... بڑا مجرم ہی جسنے ایسی چیز سے سوال کیا جو حرام نہ تھی پھر اسکے پوچھنے سے حرام ہوگئی- ولیکن اگر قرآن [illegible]

[illegible] حرمت بھی [illegible] عنہ سے جو اپنی کتاب مجید مین نہین فرمایا و منجملہ ان چیزون کے ہی جنکو عفو فرمایا ہی تو تم بھی اس سے [illegible] نہین [illegible] حدیث صحیح مین آیا ہی کہ چھوڑ دو مجھکو جب تک مین تمکو چھوڑے رکھون کیونکہ تمسے اگلے لوگ اسی سبب سے ہلاک [illegible] انبیاء علیہم السلام سے بہت سوال کرتے پھر مخالفت کرتے تھے۔ اور نیز حدیث صحیح مین ہی کہ اللہ تعالےٰ نے جو فرائض مقرر کیے ہین انکو ضائع مت کرو [illegible] اسنے حدود مقرر کیے انسے تجاوز مت کرو اور کچھ چیزین حرام کردین انکی ہتک حرمت نکرو اور بہت چیزون سے سکوت فرمایا و رتمپر رحمت کرنے کے واسطے [illegible] بھول کر ایسے نہین ہی تو تم ان چیزون سے سوال مت کرو۔ اور حدیث ابن عباسؓ مین جو قصہ فرضیت حج مین ہی۔ یون فرمایا کہ پھر تم لوگ مجھسے [illegible] جب تک کہ مین تمکو چھوڑون اور جب تمکو کسی امر کا حکم دون تو اسکو بجالاؤ اور جب کسی چیز سے منع کرون تو اس سے باز رہو تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی پھر ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو سوال کرنے اور پوچھنے سے منع کردیا جیسے نصاریٰ نے مائدہ آسمان سے اُترنے کی درخواست کی تھی پھر کافر ہوگئے پس اللہ تعالیٰ نے اسی سے اس امت کو منع فرمایا کہ اگر قرآن مین سختی سے کوئی حکم نازل ہوا تو تمکو گوارا نہوگا ولیکن تم منتظر رہو قرآن مجید جو نازل ہوگا سو جس چیز سے تم سوال کرتے تھے اسکا بیان خود قرآن مین مل جاویگا رواہ ابن جریر من طریق العوفی عنہ۔ **وقال المترجم** کلام مجید مین جملہ احکام سب چیزون کے موجود ہین لیکن انکو نکالنے اور جاننے کے واسطے اجتہاد و کمال ایمان و توفیق الٰہی ضرور ہی پس اگر ہر چیز کا حکم مصرح الگ الگ ہوتا تو ایک ہی امر قطعی ہوجاتا اور سب اس امت کو مانند اگلی امتون کے کتاب الٰہی مین اجتہاد کا حکم دیا اور یہ کمال رحمت ہی کہ علماء کے اجتہاد آسانی و سختی مین مختلف آتے ہین اور اسی قدر پر انکو معذور رکھا اور ہر ایک کی اجتہاد کے مطابق عمل کرنے پر اسکو ثواب دیا پس یہ کمال رحمت ہی اسی واسطے کہا گیا کہ اختلاف علماء رحمت ہی فتامل و افہم اور مجاہد کے طریق سے ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ قولہ لاتسئلوا عن اشیاء۔ یہ اشیاء وہی بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و حام ہین سو تو نہین دیکھتا کہ آگے فرمایا۔ ماجعل اللہ من بحیرۃ ولا کذا ولا کذا۔ اور عکرمہ رح نے کہا کہ وہ لوگ آیات معجزات کا سوال کیا کرتے تو اس سے منع کردیے گئے۔ رواہ ابن جریر۔ و مراد عکرمہ رح کی یہ ہی کہ ان آیات سے سوال کرنے مین جبکہ پورے کیے جاوین تو بعد اسکے اگر کفر و انکار رہو تو عذاب نازل ہوگا جیسے اگلی امتون پر ہوا تھا ولیکن مترجم کہتا ہی کہ یہ قول اگرچہ فی نفسہ عمدہ ہی ولیکن آیت کریمہ سے موافقت تفسیری نہین رکھتا ہی چنانچہ ادنیٰ تامل سے واضح ہی۔ پھر جاننا چاہیے کہ سوال سے ممانعت جو اس آیت مین ہی ضرور ہی کہ ایسے سوالات کے ساتھ مقید ہو جنکی حاجت نہین اور مزید تکلیف کے موجب ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا اسواسطے کہ امور دین و دنیا مین سے جنکی حاجت و ضرورت ہی انکا سوال کرنا جائز فرمایا گیا ہی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے کہا۔ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون۔ اور حدیث مین جب ایک زخمی آدمی کو اسکے ساتھیون نے تیمم جائز نہ بتلایا اور نہ [illegible] کیا تو آنحضرت صلعم نے اس واقعہ کے بیان پر فرمایا۔ قاتلہم اللہ الا سألوا فانما شفاء العی السؤال۔ یعنی ان کمبختون نے [illegible] سے کیون کہا کہ تیمم نہین روا ہی کیونکہ نہ جاننے والے کی دوا یہ ہی کہ دریافت کرے۔ پس ظاہر ہوا کہ ضروری امور [illegible] اگر کہا جاوے کہ جب یہ بات ہی تو تم لوگون نے کیون فقہ کی کتابون مین ایسی صورتین وانکے احکام جمع کیے جو مذکور نہین [illegible] بعض کبھی واقع نہین ہوتی ہین جواب اسکا بہت تفصیل سے ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ فقہ والون نے دراصل نکالنے کا طریقہ سمجھا یا ہی کیونکہ حکم دینا تو [illegible] امام دارمی نے مسند مین بہت آثار بلکہ اخبار روایت کیے جن سے قبل واقعہ کے حکم نکالنا مذموم ہی پس طریقہ [illegible] سے مجتہدون پر آسانی حاصل ہوگئی جو پچھلے زمانہ مین عالم ہوئے ہین لیکن اس زمانہ مین جہال اس کثرت سے پھیل گئے کہ انھون [illegible] کہ ہر فرقہ یہ چاہتا ہی کہ دین صرف اسی کے مذہب مین منحصر ہو جاوے اور یہ بدتر مخلوق ہی جو دین اسلام

مین ملسد اور اسرار شریعت سے جاہل اور نفاق پھیلانے والی ہی۔ نعوذ باللہ من الضلال — فی القرآن [illegible]
تسالوا عن اشیاء الآیۃ - اس سے بطریق اشارت ثبوت ہوا کہ جب غیب کے دیدار و مکاشفہ سے [illegible]
کو نہ پہونچا ہو تو اسکے حقایق کو مت دریافت کرے کیونکہ جب اہل اسرار کی باتون مین کوئی عاجز [illegible] کو بیان [illegible]
ادراک نہین کرینگے پس انکی محرومی انکو رنج دیگی اور بسا اوقات وہ بعض اسرار سے منکر ہونگے اور [illegible]
نہین فرماتا ہی- اور اسمین مریدون کو تنبیہ ہی کہ ابتدائی حال مین مشائخ کے حالات و انکے قصص و حکایات دریافت کرنے مین [illegible]
مشائخ نے اس آیت کے اشارہ مین کہا کہ صدیقین و اولیاء کے مقامات و درجات مت دریافت کرو کیونکہ خالی بیان سے [illegible]
اگر اسمین سے کچھ انکار کروگے تو ضرورت ہی کہ تباہ ہو جاؤگے- شیخ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ غیب کے حالات و مقامات کو [illegible]
تو پردہ حجاب زائد ہی اور اگر کوئی اسکا دعوی کریگا تو وہ کمبخت قاسی القلب ہوگیا- یعنی زبانی دریافت کیا تھا یا کتاب مین دیکھ لیا تھا [illegible]
بن بیٹھا تو بدکار مکار ہی اور اگر ایسا نکیا تو بھی کیا فائدہ ہوا بلکہ وہ ایک حجاب مین پڑگیا کہ اسکا دھیان اسطرف لگ گیا بلکہ بیان تو خلوص طاعت [illegible]
عمل معرفت چاہیے ہی مترجم کہتا ہی کہ اس زمانہ مین اگر ظاہر شرع مین دیکھو تو ہر شخص مدعی علم و مدعی مذہبیت ہی حالانکہ اعمال ظاہرہ مین خود فاجر [illegible]
اور اگر اعمال قلبی مین دیکھو یعنے علاوہ ظاہری اعمال کے صدق و صفا و حسن نیت و اخلاص وغیرہ قلبی اعمال کو دیکھو تو کچھ نہین سوائے اسکے کہ ہر فاجر [illegible]
خلاف شرع جاہل نے عوام کو دھوکا دیا کہ یہ علم طریقت کچھ اور ہی چیز ہی اور وہ مدعی ولایت بن بیٹھا عوام کو دیکھو تو وہ آخرت کو موہوم جانتے ہین
اور دنیا کو نقد خیال کرکے اس مدعی کاذب کے پاس دنیا لینے جاتے ہین اور آخرت کا وعظ کہنے والے لوگون کو علم حقیقت سے گمراہ سمجھکر شریعت کی
باتین بنانے والا سمجھتے ہین اور شریعت سے اس گمراہ نے پہلے ہی انکو بہکا دیا تھا اور یہ عوام نہین سمجھتے کہ خلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ جاوہ [illegible]
جہنم مین گیا پھر عجب ہی کہ اسکو ولی جانتے ہین اور خود عارف کامل بنکر اسکو پہچان جاتے ہین نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیآت اعمالنا راہ مستقیم
یہی ہی کہ ظاہر و باطن مین سنت پر ثابت قدم ہو اور اپنی رائے و قیاس کو کچھ بھی دخل نہ دے جیسے کافرون و مشرکون و بدعتیون روافض و خوارج وغیرہ
کا قاعدہ ہی کہ اپنی رائے سے حرام و حلال و عذاب و ثواب بناتے ہین اور حکم الٰہی و سنت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی رائے لگاتے ہین چنانچہ

اللہ تعالے نے کافرون کی مذمت بلیغ فرمائی- بقولہ تعالے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ

نہین ٹھہرایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی اور لیکن [illegible]

كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا

باندھتے ہین اللہ پر جھوٹ اور اُن مین بہتون کو عقل نہین اور جب [illegible]

اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ

جو اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف کہین ہمکو کفایت ہی جس [illegible]

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

اگرچہ اُنکے باپ نہ علم رکھتے ہون کچھ اور نہ راہ جانتے ہون

[illegible]

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ اے ما شرع اللہ نہین مشروع فرمایا اللہ تعالے نے [illegible]

...سا اور نیز عکرمہ رح نے بمعنی سمّی تجویز کیا یعنی معین نام رکھا اللہ تعالے نے کسی حیوان کا بحیرہ - اخرجہ
...کے یہ معنی جنہوں بیان کیے اور رد کیا گیا کہ جعل کسی شے کا فعل ہے خواہ اسکے نفس ذات کا جو کہ خلق ہے یا اسکے خلق کا کسی صفت
...یعنی صفت سے دوسری صفت پر خواہ بطریق التعدی ہو اور وہ تشریع ہے اور خواہ غیر تعدی ہو پس یہاں جعل تکوینی نہیں بلکہ تشریعی ہے شیخ ابو السعود رح
نے کہا کہ جعل یہاں بمعنی ماشرع ہے اسی واسطے مفعول واحد یعنی بحیرہ کی طرف متعدی ہوا اور سائبہ وغیرہ عطف ہیں بحیرہ پر اور من زائدہ ہے
برائے تاکید نفی کیونکہ جعل تکوینی جیسے کبھی دو مفعول کی طرف مانند قولہ جعل لکم الارض فراشا - اور کبھی ایک مفعول کی طرف کمافی قولہ خلق السموات والارض
متعدی ہوتا ہے ایسے ہی جعل تشریعی کبھی متعدی بدو مفعول مانند قولہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس - کبھی متعدی بیک مفعول ہوتا ہے
جیساکہ اس آیت کریمہ میں ہے - اور بعض نے جعل بمعنی صیّر تجویز کیا اسے ماصیّر اللہ من بحیرۃ مشروعۃ - اور ابن عطیہ وغیرہ نے اسکو منکر ٹھہرایا
کیونکہ تقدیر مفعول دوم بلاضرورت ہے علاوہ بریں مفاد یہ ہوگا کہ اس سے بحیرہ ہونے کی نفی نہ نکلیگی غایت یہ کہ بحیرہ مشروع ہونے کی نفی ہے حالانکہ
من بحیرہ میں من کی زیادت لغرض نفی مطلق بحیرہ ہے از جانب حق تعالے پس صحیح وہی معنی ماشرع اللہ من بحیرۃ - ہیں بحر بحیرہ بروزن نطیحہ مشتق
از بحر ہے جس کا کان پھاڑ دینا - اور واضح ہو کہ ان جانوروں کے واسطے انکے جسم میں علامات ہوتے تھے اور انکے ساتھ برتاؤ کے قواعد ہوتے تھے
اور وجہ انکے بحیرہ وغیرہ کر دینے کی خاص خاص ہوتی تھیں اور یہ سب کافروں نے اپنی طرف سے بنائی تھیں انہیں سے کوئی اللہ تعالی نے نہیں
فرمائی بلکہ قولہ فلیبتکن اذان الانعام سے ثابت ہوا کہ شیطان نے انکو یہ باتیں کرنے کی راہ بتائی تھی - اور جب یہ معلوم ہوا تو آیندہ جو روایات
آئی ہیں انہیں توفیق دینا آسان ہے - **وَّلَا سَآئِبَةٍ** اسے سیبۃ - جو چھٹے پھرے جیسے سانڈ بیل - **وَّلَا وَصِيلَةٍ** اسے
وصل کی ہوئی اور وجہ اسکے مابعد میں مذکور ہونگے - **وَّلَا حَامٍ** کیونکہ اسنے سواری سے اپنی پیٹھ کی حمایت کرلی کیونکہ اسپر سوار ہونا روا نہیں
رکھتے تھے - بالجملہ معنی یہ کہ اللہ تعالے نے کوئی بحیرہ نہیں کیا اور نہ کوئی سائبہ اور نہ کوئی وصیلہ و نہ کوئی حامی جیسے کہ زمانہ جاہلیت والے انکو
بنایا کرتے تھے - قال المفسر رح بخاری رحمہ اللہ نے سعید بن المسیب رح سے روایت کی کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہے جسکا دودھ فقط طواغیت یعنی بتوں
کے لیے کر دیتے اور آدمیوں میں سے اسکو کوئی نہیں دوہتا تھا - قال فی الکمالین بحیرہ خواہ اونٹ ہو یا اونٹنی اور ابو عبیدہ رح نے کہا کہ دودھ
اسکا فقط عورتوں سے ممنوع ہوتا تھا - فافہم - اور سائبہ جسکو اپنے بتوں کے واسطے چھوڑ دیتے جہاں چاہے جاوے - اور وصیلہ وہ پٹھی اونٹنی جو
پہلے بیہ میں مادہ جنی پھر دوسرے بیہ میں بھی مادہ جنی تو اسکو بتوں کے واسطے انکے نام پر چھوڑ دیتے اس جہت سے وصیلہ ہوئی کہ اسنے ایک
مادہ بچہ کو دوسری مادہ بچہ سے ملا دیا اور دونوں بیہ دوں کے بیچ میں کوئی نر بچہ نہیں جنی ہے - اور حام وہ نر اونٹ ہے جو چند محدود جفتیاں
کھا چکا پھر جب وہ اپنی جفتیاں پوری کرتا تو اسکو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور بوجھ لادنے سے معاف کرتے پس اسپر کچھ لادا نہیں
جاتا تھا اور حامی اسکا نام رکھتے تھے - **وَّلٰكِنَّ** یہ واو حالیہ ہے جیساکہ زمخشری نے کہا اور بعض نے عاطفہ قرار دیا ولیکن اول اولی ہے
یعنی یہ ہیں کہ اللہ تعالے نے تو کوئی بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و حام نہیں شروع کیا مگر حال یہ ہے کہ **الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ**
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ جو لوگ کافر مشرک ہوئے ہیں وہ اللہ تعالی پر جھوٹ کا افترا باندھتے ہیں ف - چنانچہ کہتے تھے
کہ اللہ تعالی نے ہم کو یہ حکم دیا ہے - **وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ** اور انہیں سے بہترے سمجھتے نہیں ف - کہ یہ افترا ہے
جاہلوں نے اس معاملہ میں اپنے باپ دادوں کی تقلید کی تھی اور تقلید میں مقلد کو کوئی دلیل تو معلوم نہیں ہوتی ہے صرف یہ نیک گمان
ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگ نے عقلمندی و دلیل ہی سے ایسا کیا ہوگا تو ضرور یہی ٹھیک ہے - واضح ہو کہ سعید بن المسیب رح سے بخاری

Marfat.com

نے جو روایت کی ویسی ہی مسلم رح و نسائی رح نے بھی روایت کی ہو اور یہ روایت بمنزلہ روایت مرفوع [illegible]
کے قول سے روایت کیا کہ سعید بن المسیب نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلعم [illegible]
بخاری اور سعید رحمہ اللہ جو معاصر سیوطی رح نے ذکر کی ہی اسمین سائبہ کے ذکر کے بعد یہ بھی ہی کہ سعید رح نے [illegible]
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ دوزخ مین اپنی آنتین جلی کی طرح کھینچتا پھرتا ہی [illegible]
اور بخاری رح نے حضرت عائشہ رضہ سے اسکے مانند روایت کی - ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلعم نے [illegible]
کہا کہ مین نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا کہ اپنی آنتین دوزخ مین جلی کی طرح گھماتے پھرتا ہو سو مین نے کوئی شخص اسکے
زیادہ مشابہ تجھسے نہین دیکھا پس اکثم نے کہا کہ یا رسول اللہ مین خوفناک ہون کہ اسکی مشابہت مجھکو ضرر کرے تو آپ نے فرمایا کہ تو
مومن ہی اور وہ کافر ہی اسی نے پہلے پہل دین ابراہیم کو بدلا اور بحیرہ کرنا نکالا اور سائبہ بنایا اور حامی نکالا ہی - رواہ ابن جریر عن محمد بن
ھناد عن یونس بن بکیر عن محمد بن اسحاق عن محمد بن ابراہیم بن الحرث عن ابی صالح عن ابی ہریرہ - وقد رواہ عن ھناد عن عبدہ عن
محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرہ مرفوعاً بنحوہ او مثلہ ولیس ہذان الطریقان من الکتب - **قال المترجم** - اور ایک حدیث مین
اسکی نسبت آیا کہ یہی حجاز مین پہلے بت لایا ہی - اور عبد اللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پہلے جس شخص نے سائبہ
کرنا نکالا اور بتون کو پوجا وہ خزاعہ کا باپ عمرو بن عامر ہی اور مین نے دیکھا کہ جہنم مین اپنی آنتین کھینچے پھرتا ہی - رواہ احمد - یعنی گدھے
کی طرح چکی کے مانند گھماتا ہی اور یہ اسکے حق مین شدت عذاب ہی - اور زید بن اسلم سے مرسل روایت ہی اول جس نے دین ابراہیم علیہ السلام
وہ عمرو بن لحی ہی اور بحیرہ نکالنے والا پہلا شخص ایک بنی مدلج مین سے ہی جسنے اپنی دو اونٹنیون کو بحیرہ کیا کہ کان کاٹے اور دودھ حرام کیا اور
اس روایت مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین نے آگ مین اسکو دیکھا کہ وہی دونون اونٹنیان اسکو منہ سے کاٹتے اور کھرون سے
روندتے ہین - **قال ابن کثیر رح** - پس یہ عمرو بن لحی وہی رئیس خزاعہ ہی جو جرہم قبیلہ کے بعد خانہ کعبہ کے متولی ہوئے پس اس عمرو نے
سب سے پہلے دین ابراہیم یعنی توحید و اسلام کو بگاڑا اور حجاز مین بت لایا اور لوگون کو انکی پرستش کرنے کو کہا اور یہ شرائع بحیرہ وغیرہ نکالا
قال المترجم - اوپر کی روایت مین بحیرہ کا حکم مذکور ہی اور نیز فقط اونٹ کے قسم مین بحیرہ وغیرہ کا ذکر ہوا حالانکہ عرب کے بت پرست
گائے بکری وغیرہ جانورون سے بھی بحیرہ و سائبہ وغیرہ بناتے تھے اور نیز مختلف قبائل و گروہ مین جدا جدا طریقہ تھا اور احکام بھی مختلف تھے
اور سورۂ انعام مین انشاء اللہ تعالے کچھ ذکر آویگا ولیکن اہل تفسیر کے موافق مختصر ذکر یہان بھی مترجم کو لکھنا اولی معلوم ہوا - عن
علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس - اونٹنی جب پانچ بیہ جنی تو پانچوین کو دیکھتے اگر وہ نر ہوتا تو ذبح کرتے اور اسکو فقط مرد کھاتے عورتین نہین -
اور اگر مادہ بچہ ہوتا تو کان کاٹ کر بحیرہ کرتے - **قال المترجم** - اس سے معلوم ہوا کہ بحیرہ یہ بچہ ہوتا تھا واللہ اعلم - اور [illegible]
کہا ناقہ جب پانچ بیہ مادہ مادہ جنی تو اونٹنی کو بحیرہ کرکے حرام کر دیتے تھے - اور مجاہد رح نے سائبہ کو کہا کہ وہ بکری ہوتی اور [illegible]
مانند اسمین بھی تھی مگر اتنا فرق کہ چھ بیہ تک تو اپنے حال پر رہتی پھر ساتوین بیہ پر اگر بکرا یا دو بکرے جنی تو بچہ ذبح کرکے [illegible]
پر حرام تھا - اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ سائبہ اونٹنی تھی جب دس بیہ مادہ جنتی جنمین نر کوئی نہوتا تو چھوڑ دیجاتی کہ [illegible]
اسکے بال کاٹے جاتے اور نہ اسکا دودھ دوہا جاتا سوائے مہمان کے واسطے اور ابو روق نے کہا کہ کوئی بیمار ہوتا یا کسی کام [illegible]
نذر مین اونٹنی چھوڑتا سو جو اس سے بچہ ہوتے وہ بھی اسی کے ساتھ رہتے تھے - علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس [illegible]

Marfat.com

... مردون پر حرام ہوتا اور اگر مادہ ہوتا یا نر و مادہ ایک ہی جھول مین ہوتے تو وصیلہ کر دیتے - عن سعید بن المسیب
... پھر مادہ جنی پھر دوسری بار مادہ جنی تو وصیلہ اسکا نام رکھتے کہ اسنے دو مادہ کو ملا دیا پس کان کاٹ کر بتون کے نام پر
... وکذا قال مالک رح - اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ وصیلہ وہ بکری کہ پانچ بید مین ہر بار دو بکریان جنی تو اسکو وصیلہ کہتے اور
... یا مادہ جنی وہ مردون کو حلال عورتون پر حرام جانتے تھے اور اگر مردہ بچہ جنی تو اسمین مرد و عورتین شریک ہوجاتے تھے -
الحام الفحل عن ابن عباس مروی ہی کہ دس دفعہ وہ مادہ چھوڑا گیا تو کہتے کہ حام ہوا اسکو چھوڑ دو - کذا قال ابو روق و قتادہ - قال علی بن
ابی طلحہ عن ابن عباس - حام نر اونٹ جبکہ اسکے بچہ کے بچہ ہوا تو کہتے کہ حمی ہذا ظہرہ - اسنے اپنی پیٹھ کی حمایت کر لی پس اسپر نہ سواری لیتے اور
نہ کچھ لادتے اور نہ اسکے بال کاٹتے اور جہان چاہے جسکی چراگاہ و حوض مین چلا جاتا کوئی اسکو منع نہین کرتا - اور اسی طرح اور مختلف اقوال بحیرہ
و سائبہ و وصیلہ و حام کے بیان مین وارد ہوئے ہین اور منشا انکا یہی ہی کہ عرب والے مختلف خیالات و طرح طرح کے گڑھے ہوئے شیطانی
اعتقادات رکھتے تھے حتی کہ قبیلہ و گروہ آپس مین مختلف تھے لہذا تفاسیر مختلف مروی ہوئی ہین اور مقصود اس سے یہ ہی کہ یہ سب طریقے
خلاف حکم الٰہی ہین اور ابن ابی حاتم نے من طریق ابی اسحاق السبیعی عن ابی الاحوص الجشمی عن ابیہ مالک بن نضلہ روایت کی کہ مین نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور مین نے پھٹے دو کپڑے میرے بدن پر تھے تو آپ نے مجھسے فرمایا کہ بھلا تیرے پاس مال ہی مین نے کہا کہ ہان - فرمایا
کہ کون مال ہی مین نے عرض کیا کہ اونٹ بکری گھوڑے غلام باندی سب قسم کا مال ہی تو فرمایا کہ جب تجھے اللہ تعالی نے مال دیا ہی تو اپنے اوپر
اس سے زیادہ خرچ کر - پھر فرمایا کہ تیرے اونٹ پورے کان والا بچہ جنتے ہین - مین نے کہا کہ ہان تو فرمایا کہ ہان اونٹ تو یون ہی جنتے ہین پھر
فرمایا کہ شاید تو استرہ لیکر انہین سے بعض کے کان کاٹ دیتا ہی اور کہتا ہی کہ یہ بحیرہ ہین اور بعض کے کان پھاڑ دیتا ہی اور کہتا ہی کہ یہ حرام ہین
مین نے کہا کہ جی ہان - فرمایا کہ ایسا مت کیا کر - جو کچھ تجھکو اللہ تعالے نے دیا ہی وہ سب تیرے واسطے حلال ہی پھر یہ آیت پڑھی - ما جعل
اللہ من بحیرۃ الآیۃ - اور واضح ہو کہ مشرکین عرب مین بعضے تو بتون کے نام پر چھوڑتے اور بعضے اللہ تعالے کے واسطے بھی چھوڑتے اور باہم
احکام مین اختلاف رکھتے تھے - مسئلہ - جس شخص نے سانڈ چھوڑ دیا اسنے اپنے ملک سے بت وغیرہ کے نام پر نکالا حالانکہ وہ مالک ہونے
کے قابل نہین لہذا اختلاف ہی کہ وہ کسی کی ملک مین رہا یا غیر مملوک ہوگیا کیونکہ بت کے ملک مین دینا تو کچھ نہین ہی اور اگر چہ مجاورون سے لیکر چڑھایا
چھوڑے تو وہ ملک سے خارج نہین ہوتی ہی پس باب الکراہیۃ ترجمہ ہدایہ یعنی عین الہدایہ للمترجم دیکھو - اور جسنے کسی بت وغیرہ کے نام پر کوئی
بکرا وغیرہ جانور ذبح کیا وہ مردار ہی اور کرنے والے پر خوف کفر ہی اور جس شخص نے کسی جانور کا گوشت یا دودھ اپنے اوپر حرام کر لیا تو حرام نہین
ہو جاتا و لیکن یہ قسم ہو جاتی ہی پس قسم کا کفارہ دیوے تب کھاوے - **وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ** اور جب ان مشرکون سے کہا جاتا ہی کہ
تَعَالَوۡا اِلٰی مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ تعالی نے اُتاری ف یعنی قرآن کی پابندی کرو - **وَاِلَی الرَّسُوۡلِ**
اور رسول کی طرف ف یعنی قرآن و رسول کے حکم کو مانو کہ جو کچھ تم نے حرام سمجھ رکھا ہی وہ حلال ہی - **قَالُوۡا حَسۡبُنَا مَا وَجَدۡنَا**
عَلَیۡهِ اٰبَآءَنَا کہتے ہین کہ کافی ہی ہمکو وہ جسپر ہمنے اپنے باپ دادون کو پایا ف یعنی جس راہ و طریقہ پر ہمارے باپ دادے
تھے وہ ہمکو کافی ہی - یعنے اپنے باپ دادون کی تقلید پر اڑے ہوئے تھے اور اسی کو عمدہ و کافی سمجھتے تھے پس اللہ تعالے نے فرمایا کہ
اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ اے احسبہم ذلک ولو کان آباءہم - **لَا یَعۡلَمُوۡنَ شَیۡـًٔا وَّلَا یَهۡتَدُوۡنَ** کیا کافی ہی گو
اپنے باپ دادون کی اگرچہ بات یہ کہ انکے باپ دادے کچھ نہین جانتے اور نہ راہ پاتے تھے حق بات کی طرف ف اور یہ استفہام

Marfat.com

انکاری ہی- اور بعض نے کہا ہمزہ استفہام انکاری تعجب دلانے کو داخل ہوا اور معنی یہ [illegible]
باپ دادے نہ کچھ جانتے اور نہ ہدایت پائے تھے - اور حاصل آنکہ دین مین اقتدا تو اسی عالم کی صحیح ہی [illegible]
کا ذکر درمیان مین نہ لاوے بلکہ اللہ تعالے واسکے رسول صلعم و دلیل شرعی سے جو حکم نکلتا ہو وہ بیان کردے [illegible]
رائے وعقل اسکے مطابق ہو یا نہو - اور توضیح یہ ہی کہ آدمی پر اللہ تعالے واسکے رسول کی پیروی فرض ہو وہی مین [illegible]
رسول کو خود جان سکتا اور سمجھ سکتا ہی تو وہ کسی کی پیروی نہ کرے جیسے علماء مجتہدین پر دوسرے کی تقلید حرام [illegible]
سمجھ سکتا اور اسکو کسی مسئلہ مین حاجت ہوئی تو کسی عالم سے دریافت کرلے مگر اسی عالم پر اعتماد کرے جو ہدایت یافتہ ہو اور [illegible]
رسول کا حکم صریح یا قیاس شرعی سے حکم نکالکر بیان کردے پس یہ شخص اس حکم کو جو بدلیل شرعی ہی لیکر اسپر عمل کرے اور اگر وہ عالم اپنا [illegible]
اپنی رائے یا بدون دلیل شرعی کے اپنا قیاس بیان کرے تو اسکو نہ مانے ورنہ وہی مذمت اسپر عائد ہوگی جو اللہ تعالے نے یہود و نصاریٰ
کے حق مین فرمائی بقولہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ - کیونکہ حدیث مین اس آیت کی تفسیر مین آیا ہی کہ آنحضرت صلعم سے
پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ تو اپنے علماء و درویشون کو رب نہین بناتے تھے تو فرمایا کہ انکی ہر بات کو مان نہین لیتے تھے - عرض کیا گیا کہ
ہان ہر تو کہتا تو فرمایا کہ یہی ہی - (رواہ الترمذی وصححہ) پھر واضح رہے کہ احادیث و آثار مین یہ بیان ہوا ہی کہ آخر زمانہ مین ایسے لوگ ہونگے
جو خلاف حکم خدا و رسول کے باتین بناوینگے اور انکو اللہ تعالے و رسول صلعم کا حکم ظاہر کرینگے لہذا اکثر علماء و فقہاء نے یہ مصلحت دیکھی کہ حدیث
رائج و مدون و انکی کتابین شائع ہون الغرض کہ لوگ لیوین تاکہ اس فتنہ سے محفوظ رہین اور اس زمانہ مین فقہ و حدیث کی کتابین ترجمہ ہوگئی ہیں
لہذا ہر دیندار پر آسان ہی کہ اللہ تعالے واسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام سے وقوف حاصل کرے اور فقہ کے مسائل و اجتہادات فقہا
سے واقف ہو اور شبہ و فتنہ سے اپنے دین کو محفوظ رکھے - واللہ الموفق -

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ

اے ایمان والون تم پر لازم ہے فکر اپنی جان کا تمہارا کچھ نہین بگاڑتا جو بھکا جب تم ہوئے راہ پر

إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

اللہ پاس پھر جانا ہے تم سب کو پھر وہ جتاویگا جو کچھ تم کرتے تھے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ اے ایمان والو لازم پکڑو اپنے نفسون کو ف مراد آنکہ حفاظت رکھو اپنے
نفوس کی اور اپنے نفوس کی درستی اور اصلاح پر قائم رہو - محاورہ مین بولتے ہین - علیک زیدا اسے لازم پکڑو زید کو - پس انفسکم نصب
بطریق اغراء ہی اور نحویون نے علیکم اور اسکے مانند کی ضمیر متصل مین اختلاف کیا کیونکہ ظاہرا بعد حرف جر ہی مثل علیکم و الیک و [illegible]
اور مکانک - اپنی جگہ ٹھہارہ ظاہرا مضاف الیہ ہی پس صحیح قول یہ ہی کہ وہ موضع جر مین ہی جیسے کہ اغراء کی طرف منتقل کرنے سے پہلے
تھی اور یہ سیبویہ کا قول ہی - اور حاصل معنی یہ کہ اے مومنو تم اپنے نفوس کی اصلاح و درستی کرنے پر قائم رہو لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ
إِذَا اهْتَدَيْتُمْ نہین ضرر دیگا تمکو وہ شخص جو گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت پر رہو ف - اور بعض نے مضاف مقدر کیا یعنی ضرر نہین
ہوگا کسی شخص کا جو گمراہ ہو جبکہ تم ہدایت پر رہو - پس بدون تقدیر مضاف کے ظاہر معنی یہ ہین کہ اہل ایمان کو لازم ہی کہ اپنے نفسون کو
ہدایت پر رکھین و ثابت و قائم رہین اور کسی گمراہ سے نہ ڈرین کہ کسی گمراہ سے انکو کچھ ضرر نہوگا جبکہ وہ خود ہدایت پر رہے [illegible]

Marfat.com

[illegible] رحمتہ نے کہا کہ بعض کے نزدیک مراد یہ کہ نہیں ضرر دیگا تمکو وہ شخص جو اہل کتاب مین سے گمراہ ہوا جبکہ
تم [illegible] اور بعض کے نزدیک غیر اہل کتاب مراد ہین بدلیل حدیث ابو ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ کے کہ مین نے حضرت صلعم سے
[illegible] دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ آپس مین ایک دوسرے کو معروف شرعی باتون کا حکم کرو اور مانو اور آپس مین ایک دوسرے کو ممنوع
[illegible] سے منع کرو یہانتک کہ جب تو یہ نوبت دیکھے کہ بخل کی اطاعت کیجاتی ہو اور خواہش نفس کی پیروی کیجاتی ہو اور دنیا اختیار کی جاتی ہو
اور ہر شخص راے لگانے والا اپنی راے کو اچھا سمجھتا ہو تو ایسے وقت تو فقط اپنے نفس کو لازم پکڑ۔ رواہ الحاکم وغیرہ۔ قال المترجم
یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ ایمان والا اپنے نفس کی اصلاح کو لازم پکڑے اور کوئی گمراہ ہو کچھ پروا نہ کرے اور کسی کو نیک بات کرنے کے واسطے یا بد بات
سے [illegible] کے واسطے نصیحت نہ کرے تو شاید اسی وہم دور کرنے کو ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے معنی دریافت کیے۔ بالجملہ آنحضرت
صلعم نے بھی جواب دیا کہ معروف باتون کا حکم کرنا اور بد باتون سے منع کرنا ضروری ہو لیکن اسکے واسطے ایک میعاد لگا دی کہ جب لوگ بخل کی
تابعداری کرین اور خواہش نفس کی پیروی کرین اور دنیا کو دین پر اختیار کرین اور ہر شخص اپنی راے پر نازان ہو تو اسوقت اپنے نفس کی
اصلاح پر رہے اور روا ہو کہ لوگون کو نصیحت نہ کرے۔ ورنہ امر بمعروف اور نہی از منکر نہایت ضروری واجب و فرض ہو اگر اسکو چھوڑ یگا تو خود تباہ
ہو کیونکر ہو سکتا ہو اور وجوب نصیحت پر آیات و احادیث دلالت کرتی ہین پس ضرور ہو کہ اس آیت کا محل یہ ہو کہ جب امر بمعروف پر قدرت نہو
یا کسی حال مین اسکا اثر نہ خیال کرے یا اس سے اپنے اوپر دینی یا دنیاوی ایسے ضرر پہونچنے کا گمان غالب ہو کہ جسکے ہوتے ہوے امر بمعروف
ونہی از منکر چھوڑنے کی گنجائش ہو تب البتہ ترک کرسکتا ہو جیسا کہ حدیث ابو ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ سے مستفاد ہو اور اس حدیث کو ابو الشیخ
و ابن مردویہ و بیہقی و ابن جریر و ابن ابی حاتم و بغوی و طبرانی و ابن ماجہ و حاکم و ترمذی نے روایت کیا اور حاکم و ترمذی نے اسکو صحیح کہا۔ اور
بعض طرق اس حدیث مین اسطرح زیادت ہو کہ تو ایسے وقت فقط اپنے نفس کو لازم پکڑ اور عوام کے امر کو اپنے سے چھوڑ اور البتہ تمہارے
پیچھے ایسے دن آنے والے ہین کہ انمین صبر کرنا ایسا مشکل ہوگا جیسے چنگاری کو پکڑ لیا ایسے دنون مین راہ راست پر عمل کرنے والے کو پچاس
آدمیون کا ثواب ملیگا تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ہم مین کے پچاس مردون کا سا ثواب یا انمین کے پچاس کا سا ثواب تو فرمایا کہ نہیں بلکہ تم مین کے
پچاس آدمیون کا سا ثواب ملیگا۔ قال المترجم۔ اب وہ زمانہ ہو کہ جو علامات حدیث شریف مین مذکور ہین وہ پورے ہونے کے قریب
ہین لیکن از راہ بلاغت یہ نکلتا ہو کہ ابھی بالکل پورے نہیں ہوے ہین اگرچہ ایسا ہو کہ تھوڑی تک پانی آگیا پس اے اہل اسلام لوگون کو
سمجھاؤ اور باہم رہو واللہ الموفق والمعین۔ ابو عامر الاشعری رض سے روایت ہو کہ ایک اندھا حضرت صلعم کے پاس نہ آیا پھر آیا
تو آپ نے پوچھا اسنے کہا کہ مین نے یہ آیت پڑھی۔ یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم الایۃ۔ تو نبی صلعم نے فرمایا کہ تم کہان پہونچے اسکے تو یہ معنی ہین
کہ کافرون مین سے جو گمراہ ہوا وہ تم کو مضر نہیں جب کہ تم راہ پر ہو۔ رواہ احمد و ابن ابی حاتم والطبرانی و ابن مردویہ۔ اس روایت سے واضح ہو
کہ امر بمعروف اسوقت تک اس سے موقوف نہ تھا اور نہ اسمین اس بات پر دلالت تھی اور یہ موید قول اول ہو جو مفسر سیوطی رح نے بیان کیا
قیس بن ابی حازم سے روایت ہو کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوے اور اللہ تعالے کی حمد و ثنا کی پھر کہا کہ اے لوگو
تم یہ آیت یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم الایۃ پڑھتے ہو اور تم اسکو اسکے ٹھکانے سے دوسرے ٹھکانے رکھتے ہو یعنی دوسرے معنی سمجھتے ہو
کہ امر بمعروف و نہی از منکر ضرور نہیں ہو حالانکہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ لوگون نے جب ایسے کام کرتے دیکھا جو
برا ہو اور اسکو نہ مٹایا [illegible] نہ منع کیا تو قریب ہو گیا کہ اللہ تعالے ان سب کو عذاب مین مبتلا کرے اور ایک روایت مین کہا

صدیقی کتبخانہ [illegible]

کہ واللہ یا تو تم امر بمعروف و نہی از منکر کرو اور یا تم سب کو علی العموم اللہ تعالے کا عذاب پہونچیگا۔ رواہ [illegible]
وابن ابی حاتم وابن المنذر وابن ماجہ والنسائی وابوداؤد وصحہ الترمذی۔ اور مترجم کہتا ہو کہ آیت کریمہ [illegible]
شامل ہو چنانچہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین اس آیت کریمہ کے یہی معنی تھے کہ مسلمان اپنے دین پر مضبوط [illegible]
کچھ ضرر نہین اور مومنین آپس مین اپنے نفسون کو یعنی باہم مومنون کو ایک دوسرے کو ہدایت وراہ راست [illegible]
زمانہ اخیر آنے والا ہو کہ ہر شخص اپنے اپنے خاص نفس کو دین پر ثابت رکھے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ [illegible]
نفس واحدہ کے تھا اسی واسطے ثابت ہوا کہ مومنون مانند نفس واحدہ کے ہین تو آپس مین ایک دوسرے کو سمجھا [illegible]
نفس کی اصلاح کے تھا کیونکہ انمین حقد وحسد وکینہ نہ تھا اور یہ بات انکی باہمی جھگڑون کے خیال سے لغزش [illegible]
بیان کی اور تا وقتیکہ ایمان کو استقامت نہوا اور دل منور نہوا سکی بحث مت کرو اور یہ اشارہ جان لو کہ چراغ کے [illegible]
مرتے ہین حالانکہ باہم انمین دلی حقد وحسد نہین ہو فلیتفکر وایا اولے الالباب واللہ الہم للصواب۔ پس جب معلوم ہوا کہ [illegible]
آیت مین اس زمانہ کے گمراہون کی گمراہی سے عدم مضرت اور مسلمانون کی ہدایت واپنون کو لازم پکڑنا بھی صحیح ہو اور یہ بات کہ اسکی [illegible]
زمانہ مین آویگی یہ بھی صحیح ہو۔ ابن مسعود رضہ سے ایک نے یہی آیت پوچھی تھی آپ نے فرمایا کہ اس آیت کا یہ زمانہ نہین یہ تو [illegible]
مین مقبول ہو ولیکن قریب مین ایک زمانہ آنے والا ہو کہ تم (یعنے جو اسوقت مومن ہوگا وہ) امر معروف کا حکم کروگے تو تمھارے ساتھ [illegible]
ایسا برتاو کیا جائیگا یا یون کہا کہ تم سے یہ نصیحت قبول نہوگی تو ایسے وقت مین تمکو لازم ہوگا کہ اپنے نفس کو درست کیے رہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما
سے بھی یہ مضمون آیا ہو کہ یہ آیت ایسے لوگون کے واسطے ہو جو ہمارے بعد آوینگے اگر کہینگے تو انکی بات قبول نہوگی۔ اور ابن مردویہ نے ابو سعید
خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صلعم کے سامنے اس آیت کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ آل کار اس آیت کا جو وقت ہو ابھی نہین آیا
اور عیسی بن مریم جب تک نہین اُترینگے تب تک نہ آویگا۔ اور ابی بن کعب نے بھی کہا کہ قیامت کے قریب آخر زمانہ مین اسکی تاویل کا وقت ہوگا
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد بیٹھے تھے اور دو آدمیون مین ایسی کچھ رنجش تھی جیسے لوگون مین ہوا کرتی ہو سو ایک دوسرے کی طرف [illegible]
پس حضرت عبد اللہ بن مسعود رضہ کے شاگردون مین سے ایک نے کہا کہ بھلا مین اٹھکر انکو امر بمعروف و نہی از منکر کے [illegible]
دوسرے شاگرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کی اصلاح کو لازم پکڑ کیونکہ اللہ تعالے قرآن مین فرماتا ہو علیکم انفسکم الآیۃ۔ سو ابن مسعود نے [illegible]
فرمایا کہ ٹھہر اے شخص اس آیت کی تاویل ابھی نہین آئی ہو اور قرآن اُترا جب اُترا ولیکن اسمین چند آیات ایسے ہین کہ انکی تاویل [illegible]
سے پہلے ہو چکی اور کچھ آیتین ایسی ہین کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین انکی تاویل واقع ہو چکی اور کچھ آیتین ایسی [illegible]
دن بعد انکی تاویل واقع ہوئی اور کچھ آیتین ایسی ہین کہ انکی تاویل قیامت کے روز واقع ہوگی سو جب تک [illegible]
خواہشین ایک ہین تو آپس مین ایک دوسرے کو نیکی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو پھر جب تمھارے دل [illegible]
تو فقط اپنے نفس کو حکم کرو اسی وقت مین ہم مسلمانون پر اسکی تاویل آویگی۔ رواہ ابن جریر۔ ابن عمر [illegible]
اصحاب کے لیے نہین ہو کیونکہ رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کو فرمایا کہ خبردار تم مین جو حاضر [illegible]
حاضر تھے اور تم لوگ غائب تھے ولیکن یہ آیت ایسی اقوام کے حق مین ہو جو ہم سب کے بعد آوینگی۔ [illegible]
سے روایت کی کہ مین زمانہ عثمان رضہ مین مدینہ مین آیا تو مین نے مومنون کی ایک جماعت کو بیٹھے دیکھا [illegible]

Marfat.com

[illegible] آج تک تو اسکی تاویل کا وقت نہین آیا ہی۔ رواہ ابن جریر۔ اور جبیر بن نفیر رح سے روایت ہی کہ مین صحابہ
[illegible] کے حلقہ مین بیٹھا اور مین سب سے چھوٹا تھا اور انھون نے امر معروف ونہی از منکر کا ذکر کیا تو مین بولا کہ کیا اللہ تعالی نے
[illegible] فرمایا کہ علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل الآیہ۔ تو سب کے سب ایک زبان مجھپر جھپٹ پڑے اور بولے کہ تو نے قرآن مین سے ایک
[illegible] تجھکو اسکی مراد نہین معلوم اور نہ اسکی تاویل جانتا ہی مجھے یہ تمنا ہوئی کہ کاش مین نہ بولا ہوتا۔ پھر وہ لوگ باتین کرتے رہے
جب اٹھنے لگے تو مجھسے فرمایا کہ تو ابھی کم سن لڑکا ہی اور تو نے ایک آیت نکالی تجھے اسکی تاویل نہین معلوم اور نہین جانتا کہ وہ کیا ہی اور شاید
تجھے اسکی تاویل کا زمانہ ملجاوے جب تو دیکھے کہ خواہش مال و اسکی چاہ مین بخل کی تابعداری کیجاتی ہی اور خواہش نفس کی پیروی ہوتی
ہی اور ہر رائے والا اپنی رائے پر نازان ہی اور دنیا کی دوستی اختیار کی گئی ہی تب تجھپر لازم ہوگا کہ اپنے نفس کو لازم پکڑ سو جو کوئی گمراہ ہوگا
وہ تجھے ضرر نہین کریگا۔ رواہ ابن جریر۔ اور حسن بصری رحنے یہ آیت پڑھی اور کہا کہ الحمد للہ کوئی مومن گذشتہ زمانہ مین اور کوئی مومن
آیندہ زمانہ مین ایسا نہین کہ ضرور اسکے پہلو مین ایک منافق نہو جو اسکے اعمال کو برا جانے۔ سعید بن المسیب نے کہا کہ جب تو نے معروف
شرعی کا حکم کردیا اور منکر سے منع کردیا تو پھر جو کوئی گمراہ ہو جاوے تجھکو کچھ مضر نہین ہی۔ اور ایسا ہی قول حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی
اور یہی سلف کے بہت بزرگون سے مروی ہی۔ رواہ ابن جریر۔ **قال المترجم** قول سعید بن المسیب وغیرہ رحمہم اللہ سے آیت کی
تفسیری تاویل یہ نکلی کہ قولہ یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم۔ یعنی مومنو تم اپنے نفس کو لازم پکڑو کہ فرائض و واجبات ادا کرو اور ازانجملہ یہ ہی کہ
دوسرون کو امر معروف اور نہی از منکر کرو پھر۔ لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم۔ جو کوئی گمراہ ہوجاوے وہ تمکو کچھ مضر نہوگا جبکہ تمنے ہدایت کی بات
اختیار کی یعنے امر بمعروف ونہی از منکر جو تمپر واجب تھا ادا کردیا پس فسق وفجور والون کے عذاب مین تم گرفتار نہوگے۔ شیخ ابن جریر رحمہ اللہ
نے بعد بیان اقوال کے کہا کہ ان اقوال مین سے اولی واصح قول ہمارے نزدیک وہ ہی جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہوا کہ اے
مومنو طاعات الٰہی کو بجا لاؤ اور جو تمپر امر معروف ونہی از منکر اور ظالم وفاسق کا ہاتھ روکنا واجب ولازم ہی اسکو ادا کرو تو پھر کوئی گمراہ ہوا کرے
تمکو کچھ مضر نہین ہی۔ ابن المبارک رحنے کہا کہ قولہ علیکم انفسکم یعنے انفس المسلمین یعنے تم مسلمانون کے نفس کی اصلاح لازم پکڑو کہ آپسمین
ایک دوسرے کو نصیحت کرو پس اس آیت مین امر بمعروف ونہی از منکر کی نہایت تاکید ہی۔ **قال المترجم**۔ یعنی اس آیت مین بہت
جیدہ قوی ہین اور ظاہر آیت سے بہت مربوط ہین اور مترجم ضعیف نے بتوفیق الٰہی عزوجل ایک بیان تحقیقی کی طرف اشارہ کیا اس سے
ظاہر ہوگیا کہ جو اقوال علماء سلف وبزرگان دین سے اسکی تفسیر مین مروی ہین سب بجائے خود صحیح ہین درحقیقت کچھ اختلاف نہین ہی
فلیتامل۔ **اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا** اللہ تعالی ہی کی طرف تم سب کا مرجع ہی ف۔ یعنی آخرت مین ہر مطیع وہر عاصی کا
[illegible] ہدایت پائے ہوئے وہر گمراہ کا رجوع اسی کی طرف ہی اور یہ ایک کھلے مین فیصلہ ہی۔ **فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ** پس تمکو تمھارے
اعمال سے آگاہ کریگا ف۔ حتی کہ ایسے اعمال خیر وشر سے جنسے کرنے والا خود آگاہ نہین ہوا اور محصول اسکا یہ کہ ہر مطیع کو اسکا ثواب اور ہر
عاصی گمراہ کو اسکا عذاب دیگا پس اسمین ہر دو فریق کو وعدہ و وعید ہی اور تنبیہ ہی کہ کوئی کسی غیر کے اعمال سے ضرر نہ پاویگا۔ اور حدیث مین یہ مضمون
[illegible] کہ زبان کی حفاظت چاہیے بسا اوقات بندہ ایسی بات کہہ جاتا ہی کہ اللہ تعالے کو ایسی ناپسند ہوتی ہی کہ قیامت تک اسکی گردن پر وبال لکھا
جاتا ہی حالانکہ اسکو خود شعور نہین ہوتا اور بسا اوقات اچھی بات ایسی کہہ جاتا ہی کہ تا قیامت اسکے واسطے ثواب لکھا جاتا ہی حالانکہ بندہ نہین
[illegible] جب یہ حالت زبان کی ہی اسی پر نفس کو قیاس کرو کہ اسکی حفاظت کہان تک واجب ولازم ہی ف۔ **قال فی العرائس** قولہ تعالی

Marfat.com

یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم الآیۃ۔ ظاہر معنی آیت کے لینا اہل تصوف کا مذہب ہی اور وہی معنی صحیح [illegible]
نہین بنتے ہین یہ فقط نفس و وہم کا قصور و فتور ہی بس اس آیت کریمہ مین ظاہری معنی سے یہ نہین لازم آتا کہ [illegible]
منع نہ کرو بلکہ یہ تو ضرور کرو لیکن آیت کریمہ مین ایک اور لطیفہ ہی کہ قولہ علیکم انفسکم۔ یعنی تمپر واجب ہی کہ اپنے نفس [illegible]
رہو اور اسکو غفلت مین مت چھوڑو کیونکہ اگر غافل چھوڑا تو وہ ربوبیت کا دعوی کریگا جیسے فرعون نے انا ربکم الاعلی [illegible]
نفس کے مکر و فریب کو جانوگے تو قہر ازلی کا بھید تمپر کھل جائیگا اسی واسطے معروف ہوا کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ [illegible]
اپنے رب کو پہچانا تو اپنے رب کی بندگی مین مستقیم ہوا اور اسکی نظر رحمت مین آگیا پھر اسکو کسی کا فریب و مکر [illegible]
کیونکہ وہ حفظ الٰہی مین محفوظ ہو گیا بلکہ جو کوئی اسکے ساتھ ضرر کرتا ہی تو ضرر اسکے حق مین نفع ہو جاتا ہی اور فساد اسکے حق مین [illegible]
سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نفس کے اندر سر پوشیدہ ہی وہ کسی مخلوق کے واسطے آج تک ظاہر نہین ہوا فقط فرعون کی [illegible]
کہنے لگا کہ انا ربکم الاعلی۔ اور اس بھید پر سات آسمانی اور سات زمینی پردے پڑے ہین اور بندہ جب اپنے نفس کو ایک ایک [illegible]
مین دفن کرتا جاتا ہی تو اسکا قلب ایک ایک آسمان کے پردہ پر چڑھتا جاتا ہی یہان تک کہ جب وہ نفس کو تحت الثری مین دفن کرتا [illegible]
زیر عرش پہونچ جاتا ہی۔ محمد بن علی بن الحسین نے فرمایا کہ اپنے نفس کی حفاظت کر اگر تو نے لوگون سے اسکے شکر [illegible]
ادا کر دیا۔ حسین بن منصور کا خادم اس رات انکے پاس گیا جسکے صبح کو اپنے قتل ہو جانے کا وعدہ کیا تھا [illegible]
کچھ وصیت کیجیئے تو کہا کہ اپنے نفس کی نگہبانی کر اگر تو اسکو بندگی مین مشغول نہ کریگا تو وہ تجھے مشغول کر دیگا۔ شیخ ابو عثمان رحمہ اللہ [illegible] آیت
کریمہ پوچھی گئی تو کہا کہ اپنے نفس کی حفاظت لازم کر لے۔ اگر تو اسکی برائیون کی اصلاح کرنے مین اور اسکے عیبون کے دور کرنے مین مشغول
ہوگا تو مخلوق پر نظر کرنے اور انہین گرنے سے تیری حفاظت رہیگی ورنہ وہ تجھکو بلا مین ڈالکر ہلاک کر دیگا [illegible]۔
مترجم کہتا ہی کہ یہ لطیفہ جو اس آیت کے اشارہ مین شیخ رحمہ اللہ نے مع تحقیق سری بیان کیا ہی [illegible] لینے کے
لائق ہی فلیتفکر۔ اور جب نفس سے ادائے امانت و استقامت ہی اور بخل و خود رائی نہین تو زمین [illegible] فرمایا

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ
اے ایمان والو گواہ تمہارے اندر جب پہونچے کسی کو تم مین موت جب لگے وصیت کرنے دو شخص

ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةُ
معتبر یا مین تم مین سے یا دو اور ہون تمہارے سوائے اگر تم نے سفر کیا ہو ملک مین پھر پہنچے تم کو مصیبت

الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا
موت کی دونون کو کھڑا کرو بعد نماز کے وہ قسم کھاوین اللہ کی اگر شبہہ پڑے کہین ہم نہین لیتے قسم کے بدلے مال

وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ فَاِنْ [illegible]
اگرچہ کسیکو ہم سے قرابت ہو اور ہم نہین چھپاتے اللہ کی گواہی نہین تو ہم گنہگار ہین پھر اگر

اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ یَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِیْنَ [illegible]
دونون حق دابے گناہ سے تو دو اور کھڑے ہون انکی جگہ

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا

پھر قسم کھاوین اللہ کی کہ ہماری گواہی گواہی تحقیق ہو اُنکی گواہی سے اور ہمنے زیادہ

اعْتَدَيْنَآ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ

نہین کی نہین تو ہم بے انصاف ہین اسمین لگتا ہو کہ شہادت اداکرین راہ پر

عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۭ

اُس پر یا ڈرین کہ اُلٹی پڑیگی قسم ہماری اُنکی قسم کے بعد اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سُن رکھو

ع ۸ ۱۴

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ع

اور اللہ راہ نہین دیتا بے حکم لوگون کو

واضح ہو کہ ابو جعفر النحاس رح نے کہا کہ یہ تین آیتین علماء معانی کے نزدیک از راہ اعراب ومعنی وتفسیر وحکم کے بہت مشکل ہین۔ کذا ذکرہ القرطبی۔ اور مکی نے کہا کہ اسمین جو علوم ہین وہ چار جزو سے زیادہ مین بیان ہونے کے لائق ہین اور تفتازانی نے حاشیہ کشاف مین کہا کہ علماء معانی متفق ہین کہ بندون پر قرآن کی آیات مین سے یہ آیتین از راہ اعراب ونظم کلام کی توضیح کرنے مین بہت مشکل ہین اور سخاوی رح نے کہا کہ مین نے کسی کو نہین دیکھا جسنے اول سے آخر تک اس کلام کی تلخیص کی ہو اور حسین رح نے یہان بہت زور دیا جیسا کہ بعض اہل عصر کی نقل پریشان سے ظاہر ہی بالجملہ یہ کلام باری تعالے متین ودقیق ہی چنانچہ ایک ہی آیت کی متانت مین زبانی علم والے بندے وقت مین آگئے لیکن اللہ عز وجل کے واسطے حمد وثنا ہی کہ اسنے کلام پاک ایسا بلیغ وفصیح ہونے کے باوجود ایسا واضح فرمایا کہ بندے مطیع اس کو سمجھتے اور حکم پیکر پابندی کرتے ہین اور جسقدر اطاعت وفرمانبرداری سے انکے قلوب منور ہوتے ہین اسی قدر اسرار واشارات وحکمت وحقائق ودقائق سے انکو کشف انوار حاصل ہوتے ہین والحمد للہ رب العالمین۔ تفسیر ان آیات کی حاصل کرنا چاہیے پس فرمایا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یہ کلام مستانف متعلق باموردنیا مربوط باموراآخرت ہی اسلیے کہ کوئی امر دنیاوی نہین جو مومن کے حق مین ثواب کا مورث نہو۔ سے اور اہل ایمان کو خطاب کرنا خود اسکو مشعر ہی کہ یا ایہا الذین آمنوا۔ فرمایا۔ شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ چاہیے کہ گواہ ہو جاوین تمہارے درمیان مین۔ پس یہ خبر بمعنی امر ہی اور شہادۃ کی اضافت بجانب بین بطریق اتساع ہی کیونکہ ظرف ہی بمانند قولہ ہٰذا فراق بینی وبینک۔ اور بعض نے کہا کہ اصل مین شہادۃ ما بینکم۔ تھا بمانند ہٰذا فراق ما بینی۔ کے۔ اور شہادت کے معنی مین اختلاف ہی بعض نے کہا کہ یہان بمعنی وصیت ہی اور بعض نے کہا کہ شہادت بمعنی حضور ہی یعنی حاضر ہونا بالغرض وصیت قبول کرنے کے۔ اور ابن جریر رح نے کہا کہ بمعنی قسم ہی اے یمین ما بینکم ان یحلف اثنان اور اسی کو قفال رح نے اختیار کیا اور ابن عطیہ رح نے اسکو ضعیف کیا۔ اور خود یہ اختیار کیا کہ شہادت شرعی مراد ہی بمعنی خبر ادا کرنا کسی کے حق کی کسی حق واجبی کی بمقابلہ دوسرے شخص کے لیے یا کسی دوسرے شخص کے اوپر جیسا کہ فقہ مین بشرح مذکور ہی اور وجہ اس اختلاف کی اور منشاء اس تاویل ۔۔۔ واضح ہوگا۔ پہلے نظم کلام کو ذہن نشین کرنا چاہیے کہ شہادۃ بینکم اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ شہادت تمہارے درمیان مین جبکہ تم مین سے کسی کی موت حاضر ہو دو شخص ہین۔ اگر کہا جاوے کہ شہادۃ مبتدا اور اثنان خبر ہی اور یہ بنتا ۔۔۔ جواب ۲ اگر شہادۃ بصورت خبر اور بمعنی امر ہی یعنے گواہ ہووین دو شخص کما قال الشیخ المفسر۔ اور بعض نے کہا کہ ذو الشہادہ اثنان یعنے شہادت والے دو ہین یا شہادۃ بینکم شہادۃ اثنین۔ یعنی گواہی تمہارے درمیان دو مردون کی گواہی ہی۔ اور حسین بدل از اذا ہی جنکہ

کا ظرف ہی - اور بدل کی تقویت کی گئی بنا بر اینکہ اسمین تنبیہ ہی کہ وصیت ایک امر اہم ہو اسمین سستی [illegible]
حضور موت کے وقت وصیت کا کچھ اعتبار نہین بلکہ متعذر ہی تو جواب یہ کہ حضور موت سے مراد یہ کہ [illegible]
اگرچہ پیچھے وہ نہ مرے لیکن ان علامات سے غالب گمان پر وصیت پوری کر دے - حاصل [illegible]
تو گواہ کر دے وصیت کے وقت دو مردون کو پھر دو نون کو بیان کیا ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ [illegible]
پس تین احتمال ہین کہ منکم یعنے من المومنین اے مومنون مین سے ہون - دوم آنکہ منکم اے من [illegible]
قبیلہ سے ہون - سوم آنکہ منکم اے من اقاربکم وصیت کرنے والے کے اقارب مین سے ہون - [illegible]
اور اپنی پرہیزگاری سے اسکے عمدہ خیر خواہ و اصلاح کرنے والے ہونگے اور ظاہر آنکہ بہت وصیت [illegible]
پرہیزگار کو وصی کریگا ورنہ اپنی قوم والون مین سے ورنہ اپنی ملت اسلام والون مین سے وصی کریگا کیونکہ مسلمان [illegible]
اصلاح وعدل واجب جانیگا - ہان بعض اوقات اتفاق سے یہ پیش آتا ہی کہ انمین سے کوئی ممکن نہین [illegible]
مین گیا لہذا اہل کفر ہی وہان ملینگے یا ساتھی کافر ہون اسی واسطے آگے فرمایا - اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ
فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ
ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ
شیخ ابن کثیر رح نے بروایت وحکایت ابن ابی حاتم کے حضرت ابن عباس وایک جماعت کبار تابعین سے بیان کیا ذوا عدل منکم کی [illegible]
یہ بیان کی کہ دو مرد عادل مسلمین سے ہون اور کہا کہ یہی جمہور کا قول ہی اور علی ہذا قولہ او آخران کے یہ معنی ہوے کہ یا تمہارے [illegible]
غیر سے یعنی تمہاری ملت اسلام کے سواے غیر ملت سے دو مرد گواہ کر لو اگر یہ اتفاق پیش آوے کہ تمنے سفر کیا ہو [illegible]
اور وہان تمکو موت کی مصیبت پیش آئی - قال فی الکمالین - ظاہر یہ ہی کہ شرط مذکور یعنی قولہ ان انتم ضربتم فی الارض الخ [illegible]
کے ساتھ قید ہی اور معنی یہ ہین کہ حضور موت کے وقت چاہیے کہ تم مین سے دو مرد عادل گواہ ہون اور اگر تم مین سے [illegible]
کی حالت مین اتفاق سے مصیبت موت پیش آئی تو دو مرد تمہارے غیر ملت ہون - اور بعض نے کہا کہ یہ [illegible]
یون شاہد کر لینا اس شرط پر کہ تمنے سفر کیا اور وہان مصیبت موت پیش آئی - قال المترجم مظہر رح کے [illegible]
کہ اول ہی مختار ہی کیونکہ کلام مابعد کو آخران کی صفت قرار دیا اور شرطیہ جملہ بیچ مین معترضہ ہی الغرض بیان اس [illegible]
جبھی روا ہین کہ حالت سفر وغیرہ سے اتفاق موت آنے مین ذوا عدل منکم - پائے نہ جاوین - [illegible]
عدالت بسبب کفر و شرک کے معتبر نہین ہی لہذا اگر شک ہو تو انسے قسم لے لیجاوے - قال ابن کثیر رح [illegible]
طریق سے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ او آخران من غیرکم - کہا کہ غیر مسلمین مین سے یعنی اہل کتاب [illegible]
ابی حاتم نے کہا کہ ایک جماعت کثیر تابعین سے مانند عبیدہ سلمانی وشریح وسعید بن المسیب ویحییٰ بن یعمر [illegible]
جبیر وشعبی وابراہیم نخعی وقتادہ وابو مجلز وسدی ومقاتل وعبدالرحمن بن زید وغیرہم سے [illegible]
چند علماء دیگر سے ذوا عدل منکم کی تفسیر مین نقل کیا کہ مراد آنکہ دو عادل تمہارے قبیلہ سے ہون [illegible]
ابن کثیر رح نے کہا کہ بنا بر اس قول کے قولہ او آخران من غیرکم سے یہ مراد ہوگی کہ یا [illegible]

Marfat.com

... اول پر تو ثابت ہوتا ہی کہ مسلمان پر کافرون کی مطلقاً شہادت یا کافرون مین سے اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی
شہادت ... اگر یہ خاص ایسے واقعہ مین ہو - اور دوسرے قول کے موافق کافران اہل کتاب کی شہادت مسلمان کے حق مین روا ہونا
... خصوص جبکہ اور حدیث صحیح وآیت دیگر اس عدم جواز کے تخصیص کرتی ہی کیونکہ موصی کے غیر قبیلہ سے ہونا ضرور نہین کہ کافرون
... بلکہ دوسرے قبائل اسلام سے ہونگے بدلیل حدیث وآیت دیگر کے فافہم - اور بر تقدیریکہ قول جمہور کے موافق منکم کی تفسیر من المسلمین
اور من غیرکم کی تفسیر من غیر المسلمین ہو تب بھی یہ لازم ہوتا کہ فی الجملہ ایسی صورت مین کافر کی شہادت مومن پر روا ہی یہ جبھی لازم آویگا
کہ شہادت ... سے شرعی گواہی مراد ہو اور اگر اسکو وصی کر دینا مراد ہی تو معنی یہ ہونگے کہ کافرون مین سے دو مرد وصی کر لو پس وہ محذور
... ہوگا مگر آنکہ معنی وصیت مین تامل ہی - ابن کثیر رح نے فرمایا کہ قولہ وآخران من غیرکم اے من غیر قبیلۃ الموصی اسکو ابن ابی حاتم نے
حسن بصری و زہری رحمہما اللہ سے بھی روایت کیا - اور فرمایا کہ قولہ تعالےٰ ان انتم ضربتم فی الارض - اے اگر تم نے سفر کیا ہو لاکن
فاصابتکم مصیبۃ الموت - پھر وہان تمکو موت کی مصیبت آپہونچی ہو - پس مومنون کے نہ ملنے کے وقت ذمیون و کافرون کا گواہ کر لینا انہین
دونون شرطون سے جائز قرار پایا - ایک یہ کہ ایسے سفر مین ہو اور دوم آنکہ یہ وصیت مین ہو - اور شریح قاضی رحمہ اللہ نے اسکی تصریح
کر دی چنانچہ اعمش نے ابراہیم نخعی سے انھون نے شریح رح سے روایت کی کہ فرمایا یہود و نصاریٰ کی گواہی نہین جائز ہی مگر سفر مین
اور اسمین بھی نہین جائز ہی مگر فقط وصیت مین - رواہ ابن جریر ثم رواہ عن ابی کریب عن ابی بکر بن عیاش عن ابی اسحاق السبیعی
عن شریح رحمہ اللہ مثلہ اور یہی قول امام احمد بن حنبل سے بھی مروی ہی - قال ابن کثیر رح - امام احمد رح اس مسئلہ مین منفرد ہین اور
باقی تینون امام یعنی امام ابو حنیفہ رح و مالک و شافعی رحمہم اللہ نے خلاف کیا اور کہا کہ ذمیون کی گواہی مسلمانون پر نہین جائز ہی - ہان
امام ابو حنیفہ رح نے یہ جائز رکھا ہی کہ ذمی لوگ آپس مین ایک دوسرے پر گواہی دین تو ذمی کی گواہی دوسرے ذمی پر قبول ہوگی اگرچہ انکی ملت
مختلف ہو مثلاً کوئی یہودی ہو کوئی نصرانی ہو - قال المترجم اگر کہا جاوے کہ ان ائمہ فقہاء کے نزدیک آیت کریمہ کے کیا معنی ہین - تو
جواب مین وجوہ ہین الاول معنی آنکہ دو عادل گواہ اپنے قبیلہ سے لیوے یا دو گواہ غیر قبیلہ سے لیوے مگر مسلمان ہون - زہری رح نے
کہا کہ سنت مین یہ بات متقرر ہو چکی کہ کافر کی گواہی مسلمان پر نہین روا ہی نہ حضر مین اور نہ سفر مین اور یہ آیت تو مسلمان کی گواہی مین ہی
لیکن ایک اور اشکال وارد ہوتا ہی کہ گواہ پر قسم نہین عائد ہوتی ہی اور یہان قسم مذکور ہی - اور یہ اشکال جواب کی وجہ دوم سے منحل ہو سکتا ہی
جواب وجہ دوم آنکہ شہادت سے مراد وصیت ہی قال ابن کثیر شیخ ابن جریر نے کہا کہ اسمین علاء ... قول ہین - محمد بن اسحاق نے روایت
کی کہ ابن مسعود نے فرمایا کہ اس آیت مین ایسے مرد کا حکم بیان ہی کہ اسنے مال لیکر سفر کیا اور وہان اسکو موت آئی پس اگر وہ دو مرد مسلمان
... تو انکو ... کر دیوے اور ساتھ پھر دو عادل مسلمان گواہ کر لے - رواہ ابن ابی حاتم بسند منقطع - قال المترجم اور یہ بیان اس
... اور شاید بطریق اجتہاد کے نسخ و تخصیص و توفیق کے بعد مفاد آیت کریمہ یہ بیان فرمایا یا فقط اثنان ذوا عدل
... دوسرا قول یہ ہی کہ وہ دونون گواہ ہونگے اور یہی ظاہر سیاق آیت ہی غایت آنکہ اگر وہی ہون تو وہ وصی و شاہد
... موصوف ہونگے جیسا کہ قصہ تمیم الداری و عدی بن بدّا سے ظاہر ہی جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ مذکور ہوگا اور شیخ
... نے اشکال بیان کیا کہ ... ایسا حکم نہین معلوم ہوتا کہ جسمین گواہ پر قسم عائد ہو اور ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ آیت تو خود مستقل ہی
... معلوم ہوا اسکے حکم کا مانع نہین ہو سکتا علاوہ برین یہ حکم خاص بگواہی خاص در محل خاص ہی

Marfat.com

اور اسمین وہ امور پیدا ہوے جو اور صورتون مین نہین ہین پس جب اسکے گواہ مین شک ہوا تو بمقتضا
لیجائیگی۔ وجہ سوم آنکہ آیت کریمہ منسوخ ہی جیساکہ عوفی رح نے ابن عباس رضہ سے روایت کی اور حماد بن
روایت کی کہ یہ آیت منسوخ ہی اور یہ رد کر دیا گیا کہ دعوی نسخ بدون دلیل ہی اور ابن جریر نے کہا جمہور کے نزدیک
نزول بھی مؤید جواز شہادت کافر بر مسلم فی الجملہ یعنی ایسے واقعہ وصیت سفر مین ہی جیساکہ آتا ہی۔ اور معنی قولہ
مین اگو کفرستان مین یا ایسے مقام پر موت آوے کہ تمکو مسلمان عادل نہ ملین اور تم نے مسلمانون کے سوائے کسی اور
اور ترکہ دیدیا اور موصی مرگیا اور یہ دونون ترکہ لیکر موصی کے وطن مین آئے پس اگر ترکہ پورا بدون شک وشبہہ کے وارثون
ورنہ ان دونون کو روک لو بعد نماز کے وقت مین یعنے بعد نماز کے وقت مین کھڑا کرو اور نماز سے مراد نماز عصر ہی جیساکہ ابن عباس
وجماعت کثیر علماء تابعین سے مروی ہی اور آیت مین اسواسطے معین نہین کیا کہ خود ان لوگون کے نزدیک متعین تھا اور یہ وقت ایسا
کہ جو اسمین جھوٹی قسم کھاوے وہ مورد غضب الٰہی ہوتا ہی اور بعض نے کہا کہ اسوقت سب دین والے اسوقت کو معظم جانتے تھے
اور اسوقت جھوٹی قسم سے خوف واجتناب کرتے تھے اور زہری رح نے کہا کہ مسلمانون کی نماز کے بعد یعنی کوئی نماز ہو اور یہی قرطبی نے
ذکر کیا ہی اور سدی رح نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ ان دونون گواہون کے دین مین جو نماز ہو اسکے بعد اور یہ بھی ایک
جماعت کا قول ہی اور مقصود یہ ہی کہ دونون کو ایسے وقت مین کھڑا کیا جاوے جسوقت لوگ مجتمع ہون کہ انکے حضور مین قسم کھاوین تاکہ
فضیحت سے خوف کرین اور قولہ فیقسمان باللہ ان ارتبتم لانشتری بہ ثمنا ولو کان الخ۔ یعنی ان ارتبتم فیہما فتقومان بعد الصلوۃ ولیقسمان۔ حاصل
آنکہ در صورتیکہ موصی میت کے وارثون کو ترکہ وغیرہ مین شک ہو تو بعد نماز کے دونون گواہون کو کھڑا کرین اور دونون اللہ تعالی کی قسم کھاوین
کہ ہم اللہ تعالے کے قسم کھاتے اور اسکے عوض مین یعنی اسکے عہد کے عوض ثمن قلیل دنیاوی فانی نہ بدلینگے اگرچہ وہ شخص جسکے واسطے قسم
کھاتے ہین یا جسکے واسطے گواہی دیتے ہین ہماری قرابت والا ہو اور ہم اللہ تعالے کی گواہی جسکے ٹھیک قائم رکھنے کا اسنے حکم کیا ہی نہین
چھپاوینگے اور اگر ہم اسکو چھپاوین تو گنہگارون مین سے ہونگے۔ واضح ہو کہ قولہ لانکتم شہادۃ اللہ۔ کے اشارہ سے ابن عباس وغیرہم نے
کہا ہی کہ آخران من غیرکم۔ سے اہل کتاب مراد ہین اور سبب نزول مین بھی دونون نصرانی تھے۔ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓی اَنَّهُمَا
اسْتَحَقَّآ اِثْمًا یعنی پھر اگر دونون گواہون کے قسم کھانے کے بعد اطلاع ہوئی اس بات پر کہ دونون مستحق ہوئے ہین کسی گناہ کے
یعنی دونون نے کوئی ایسا فعل کیا ہی جو گناہ کا موجب ہی مانند خیانت کے یا گواہی مین جھوٹ بولنے کے بایں طور کہ مثلاً دونون کے پاس یا کسی
کے پاس کوئی ایسی چیز پائی گئی جس سے دونون پر خیانت کا اتہام ہوا اور دونون نے دعوی کیا کہ ہم نے اسکو میت سے خرید لیا ہی یا میت نے
ہمارے دینے کو اسکی وصیت کر دی تھی۔ فَاٰخَرٰنِ یَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا تو دوسرے دو شخص قائم ہون ان دونون کی جگہ
مین یعنے اس بات مین قائم مقام ہون کہ قسم انکی طرف متوجہ ہو یعنے قسم کھاوین دوسرے دونون۔ پھر دوسرے دونون کو بیان
فرمایا۔ مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَحَقَّ عَلَیْهِمُ الوصیۃ وہم الورثۃ۔ یعنی دوسرے دونون ان لوگون مین سے
یعنے وصیت کا انپر استحقاق ہوا اور وہ موصی میت کے وارث لوگ ہین پھر وارثون مین سے بھی یعنے دونون وارث
الْاَوْلَیٰنِ اے کل واحد اولے بالمیت اے الاقرب الیہ۔ یعنی یہ دونون ایسے وارث ہون کہ
نانی مین اولے ہو یعنی بہت قریب ہو بہ نسبت باقی وارثون کے۔ وفی قراءۃ الاولین جمع اول صفۃ

Marfat.com

غیر حقدار ہو جاسے اولیان کے اولین آیا اور وہ جمع اول ہی پس یہ الذین سے بدل ہی یا صفت ہی- حاصل آنکہ اگر میت کے گواہون پر خیانت وغیرہ کا اتہام ہو تو میت موصی کے وارثون مین سے دو آدمی جو زیادہ قریب ہون وہ بجاسے گواہون کے اس بات مین قائم مقام ہون اور انسے قسم لیجاوے فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ – پس وہ دونون قسم کھاوین اللہ تعالے کی ف کہ میت کے دونون گواہون سے خیانت کی اور کہین لَشَهَادَتُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا کہ ہماری گواہی احق ہی بہ نسبت ان دونون کی قسم کے ف یعنی ہماری قسم بہ نسبت ان دونون کے سچی ہی – وَمَا اعْتَدَيْنَا – اور ہم نے اعتدا نہین کیا ف یعنی قسم کھانے مین سچائی اور حق بات سے تجاوز نہین کیا اور اگر ایسا کیا ہو تو اِنَّا اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ – روی البخاری ان رجلا من بنی سہم خرج مع تمیم الداری وعدی بن بداء وہما نصرانیان فمات السہمی بارض لیس بہا مسلم فلما قدما بترکتہ فقدوا جاما من فضۃ مخوصا بالذہب فرفعا الی النبی صلعم فنزلت فاحلفہما ثم وجد الجام بمکۃ فقال ابتعناہ من تمیم وعدی فنزلت الآیۃ الثانیۃ فقام رجلان من اولیاء السہمی فحلفا – وفی روایۃ الترمذی فقام عمرو بن العاص ورجل آخر منہم فحلفا وکانا اقرب الیہ – وفی روایۃ فمرض فاوصی الیہما وامرہما ان یبلغا ما ترک اہلہ فلما مات اخذا الجام ودفعا الی اہلہ ما بقی- مفسر رح نے اس آیت کریمہ کے معنی خلاصہ کرکے بیان کر دیے ہین اگرچہ آیت کریمہ مین دلالات دیگر ہین بالجملہ جو مفسر رح نے معنی بیان کیے وہ توضیح کے ساتھ یون ہین کہ اس کلام پاک کے یہ معنی ہین کہ جس مسلمان پر موت کے اسباب ظاہر ہون تو چاہیے کہ گواہ کرے اپنی وصیت پر دو مرد یا یہ معنی ہین کہ وصی کرے دو مرد کو اور یہ دو مرد اسکے دین والے یعنی مسلمان ہون یا اگر سفر کے مانند کسی وجہ و اتفاق سے مسلمان نہ ملین تو غیر ملت سے ہون تاکہ وصی کے ساتھ اس میت کی وصیت و ترکہ بحفاظت اسکے وارثون کو پہونچا دین پھر اگر وارثون کو ان دونون کیطرف شک پیدا ہوا اور وارث دعوی کرین کہ ان دونون نے کوئی چیز ترکہ مین سے لیکر خیانت کی یا کسی شخص کو دیدی اور کہ میت نے اس شخص کو یہ خبر دینے کی وصیت کی تھی تو چاہیے کہ ان دونون سے قسم لیجاوے اور قسم مین وقت کی تغلیظ کیجاوے یعنی بعد نماز عصر کے قسم لیجاوے اور عبارت قسم مین تغلیظ کیجاوے جیسا کہ فیقسمان باللہ لا نشتری بہ ثمنا ولو کان تا قولہ لمن الآثمین – مذکور ہی پھر اگر یہ دونون اسطرح قسم کھا گئے اور بعد اسکے کوئی ایسی علامت پر اطلاع ہوئی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ان دونون نے جھوٹ قسم کھائی ہی مثلاً جو چیز گم ہوئی ہی وہ ان دونون مین کسی کے پاس نکلی اور ان دونون نے دعوی کیا کہ میت نے ہمکو ہبہ کر دی یا ہمنے اس سے خرید ی ہی اور وارثون نے اس سے انکار کیا حتی کہ منکر پر گواہ لانا یا قسم کھانا واجب ہوا اور گواہ نہین پس قسم کھلائی گئی تو میت کے وارثون مین سے جو سب سے قریب ناتے دار ہون وہ ان دونون کے جھوٹے ہونے اور اپنے دعوے کے سچے ہونے پر قسم کھاوین – قال المترجم وارث اپنے دعوے کی سچائی پر قسم کھاوینگے اور اس مین دلیل ہی کہ قسم مین تغلیظ کرنا روا ہی مثلاً جو وقت معظم ہی مانند عصر وغیرہ کے اسوقت سے قسم کو بھاری کرے یا مثلاً مکہ مین رکن و مقام کے درمیان کھڑا کرکے قسم لے یا مدینہ مین مسجد نبوی مین یا بیت المقدس کی مسجد مین یا دوسرے شہرون کی بڑی مسجد یا جامع مسجد مین قسم لے ولیکن فقہاء حنفیہ نے کہا ہی کہ اللہ تعالے کی صفات مانند واحد قہار حی قیوم خالق رازق علیم و شاہد حاضر ناظر ایسے صفات سے تغلیظ کرے اور جو باتین ممنوع ہین انسے تغلیظ نہ کرے مانند نصرانی سے صلیب کی قسم یا یہودی سے اسی طرح کی بے بنیاد بات پر جو فسق ہی تغلیظ نکرے – پھر آگے مفسر رح نے اس اشکال کا کہ گواہ پر قسم نہین ہوتی جواب دیا کہ آیت مین موت کے روبرو ہو جانے پر دو مردون کو مقرر کرنے سے اگر مراد یہ کہ دو وصی مقرر کرے تو آیت نازل ہونے کے وقت حکم جو تھا ویسا ہی اب بھی برابر باقی ہی اور اگر مراد یہ کہ دو گواہ مقرر کرے تو دوسری آیت و احادیث سے ثابت ہی کیونکہ سنت مقررہ یہی ہی کہ گواہ پر قسم نہین ہی پس معلوم ہو گیا کہ بعد کو اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا اور یہی امام ابو حنیفہ و مالک کا قول ہی لیکن قاضی کی خطبہ مین مذکور ہی کہ اگر گواہ کی عدالت و پرہیزگاری جتلانے والا کوئی نہ ملا اور دوسرے فریق مخاصم نے مدعی نے یا مدعا علیہ نے

Marfat.com

مین طعن کیا کہ یہ عادل نہین جھوٹا ہی تو احتیاطاً اُس سے قسم لیجاوے اور نیز مفسر رحنے کہا کہ جیسے گواہان [illegible]
سوا ے مسلمانون کے غیر ملت والون کی گواہی بھی مسلمان پر جائز ہونا منسوخ ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قولہ و اشہدوا [illegible]
پر مسلمان گواہ ہونا فرمایا ہی اور حدیث مین صحیح ہوا کہ کافر کی گواہی مسلمان پر روا نہین ہی اور امام احمدؒ نے [illegible]
واقعہ مین کافر کی گواہی مسلمان پر جائز سمجھی ہی اور من بعد الصلوٰۃ یعنی بعد نماز عصر کے قسم لیے جانے کی خصوصیت [illegible]
برکت و جماعت کا ہا ہر قوم و ملت کے نزدیک لایق تعظیم وقت ہی تو قسم بھاری ہوگی کہ جھوٹی قسم نہ کھائیگا۔ اور آیت [illegible]
قریب وارثون مین سے فقط دو وارث کی خصوصیت قسم کھانے مین مقصود نہین بلکہ جتنے وارث کہ زیادہ قریب ہون [illegible]
دو ہی کا ذکر فقط اس خاص واقعہ کی وجہ سے ہی جسکے سبب سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہی چنانچہ مفسرین علما سلف [illegible]
اس آیت کا سبب نزول یہ قصہ ہوا جو ابو الشیخ و ابن مردویہ و ابن جریر و ابن المنذر و طبرانی و نحاس و ترمذی و بخاری [illegible]
عباس رض سے روایت کیا کہ بنی سہم مین سے ایک شخص سفر کو نکلا تمیم الداری اور عدی بن بداء کے ساتھ اور یہ دونون اسوقت [illegible]
سہمی ایسے شہر مین مر گیا جہان کوئی مسلمان نہ تھا پھر جب دونون ساتھی نصرانی اسکا ترکہ لینے چھوڑا ہوا مال لیکر آئے تو سہمی کے وارثون نے [illegible]
یعنے ملک شام مین ۱۲
گم پایا جو چاندی کا تھا اور اسپر سونے کی تحریرین تھین۔ (اور یہ اسکی تجارت کا عمدہ مال تھا جو بادشاہ روم کے لیے لیگیا تھا) پس [illegible]
ان دونون کو نبی صلعم کے پاس نالش کرنے کو حاضر لائے تب یہ آیت اُتری۔ (لبعض روایت مین ہی کہ قولہ اذا جاء بن [illegible])
پس آنحضرت صلعم نے دونون سے قسم لی اور دونون قسم کھا گئے۔ پھر وہ جام مکہ معظمہ مین پایا گیا اور جسکے پاس نکلا اسنے کہا کہ [illegible]
سے خریدا ہی پس دوسری آیت نازل ہوئی (یعنے فان عثر علی انہما استحقا اثما الآیہ) پس سہمی کے وارثون مین سے دو مرد [illegible]
انھون نے قسم کھائی۔ اور ترمذی کی روایت مین ہی کہ عمرو بن العاص بن وائل السہمی اور ایک دوسرا مرد سہمی دونون [illegible]
مشہور صحابی ۱۲
دو ہی اس مرد میت کے اقرب وارث تھے۔ اور دوسری روایت ترمذی مین مصرح ہی کہ مرد سہمی نے اس سفر مین [illegible]
کو اپنا وصی مقرر کیا تھا اور کہا تھا کہ جو مال مین چھوڑ کر مرون وہ میرے وارثون کو پہونچا دینا پھر جب وہ مر گیا تو دونون نے جام [illegible]
اور باقی مال وارثون کو دیدیا تھا۔ **قال المترجم** ابن عباس نے تمیم الداری رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ [illegible]
بری ہین سوائے میرے اور عدی بن بداء کے اور ہم دونون نصرانی تھے اور ملک شام کو تجارت کے واسطے آتے [illegible]
تھے کہ ناگاہ بنو سہم کا آزاد کیا ہوا غلام جسکا نام بدیل بن ابی مریم تھا مال تجارت لیے ہوئے شام مین وارد [illegible]
جام تھا جو بادشاہ شام کے پاس لیے جاتا تھا اور یہی اسکی تجارت مین بڑی چیز تھی وہ بیمار ہوا [illegible]
ترکہ میرے لوگون کو پہونچا دینا۔ تمیم نے کہا کہ جب وہ مر گیا تو ہم نے وہ جام لیکر ہزار روپیہ کو بیچا اور [illegible]
لوگون پاس لوٹ کر آئے تو اسکا مال جو ہمارے ساتھ تھا دیدیا انکو وہ جام نہ ملا تو ہم سے [illegible]
اور کچھ نہین دیا۔ تمیم نے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم کے مدینہ آنے کے بعد جب مین مسلمان ہوا [illegible]
گناہ کیا ہی پس مین اسکے لوگون پاس آیا اور مین نے سب حال بیان کیا اور پانچ سو روپیہ انکو [illegible]
میرے دوسرے ساتھی پاس ہین تو یہ لوگ اسپر چڑھ دوڑے پس آنحضرت صلعم نے انکو حکم [illegible]
ابی حاتم والترمذی و ابن جریر اور یہ روایت بسبب ابو النضر محمد بن السائب کلبی کے [illegible]

[illegible] سے بنا بر روایت مذکورہ تفسیر کے بروایت محمد بن ابی القاسم کے مختصر طور پر اہل سنن نے روایت کیا اور محمد بن [illegible] کہا کہ صالح الحدیث ہی اور اس قصہ کو مرسل طور پر بہت سے علماء ثقات تابعین نے بیان کیا ہی اور اسمین بیان ہی کہ قسم لینا [illegible] عصر کے واقع ہوا اور ابن کثیر رح نے کہا کہ تابعین رحمہم اللہ سے یہ کثرت روایت بطریق ارسال کے اس بات کی دلیل ہی کہ یہ قصہ [illegible] مشہور تھا اور اسکی صحت کی شاہد وہ روایت ہی جو ابو موسی اشعری کے زمانہ مین کوفہ مین واقع ہوا اسکو ابن جریر نے روایت کیا [illegible] کہ ابو موسی رضہ نے کہا کہ یہ نادر واقعہ ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین واقع ہونے کے بعد پھر نہین ہوا تھا اور [illegible] دونون وصی نصرانی تھے اسنے بعد نماز عصر کے حضرت ابو موسی رضہ نے اللہ تعالی کی قسم لی کہ تمنے خیانت نہین کی ہی اور [illegible] کچھ بدلا اور نہ کچھ چھپایا اور نہ کچھ بگاڑا ہی اور یہ اس مرد مسلمان کی وصیت اور یہی اسکا ترکہ ہی اور ابن جریر نے [illegible] طریق سے ابو موسی رضہ سے روایت کیا اور دونون اسناد صحیح ہین - ابن کثیر رح نے کہا کہ تمیم بن اوس الداری کا مسلمان ہونا ہجرت کے [illegible] پس جو شخص اس آیت کے حکم کو منسوخ ٹھہراتا ہی حالانکہ اتنا متاخر ہی وہ کسی دلیل فاصل کو لا دے - قال المترجم [illegible] مسلمان ہونا مع قصہ جساسہ کے کتاب الاشراط صحیح مسلم مین مروی ہی ولیکن انکے اسلام متاخر ہونے سے حکم کا امتداد اسوقت تک [illegible] انکی جہالت کے حال کا واقعہ ہی مگر آنکہ فیصلہ ابو موسی رضہ البتہ اس امر پر دلالت کرتا ہی کہ حکم منسوخ نہین ہی فتدبر - اور ابن جریر کی روایت [illegible] ابو موسی رضہ مین ابن عباس سے ہی کہ ابو موسی رضہ نے چاہا کہ عصر کے بعد دونون نصرانیون سے قسم لیوین تو مین نے کہا کہ یہ دونون [illegible] نماز عصر کے بعد کی کچھ پروا نہین کرتے ہین آپ ان دونون سے انکے دین کے موافق انکی نماز کے بعد قسم لیجئے - قال المترجم [illegible] اسکو نہین مانا بلکہ احتیاطاً جسوقت مین حضرت صلعم کے زمانہ مین قسم لی گئی تھی وہی وقت برقرار رکھا - لیکن کلام ابن عباس رضہ سے نکلا کہ عصر کی خصوصیت نہین بلکہ تغلیظ مقصود ہی - عن ابراہیم النخعی و سعید بن جبیر - ان دونون نے کہا کہ جب سفر مین کسی کی وفات کا وقت آ جاوے [illegible] مسلمانون مین سے دو آدمی گواہ کرے اور اگر نہ پاوے تو اہل کتاب مین سے دو مرد گواہ کرے پھر جب وہ دونون ترکہ لاوین پس [illegible] انکی تصدیق کرین تو دونون کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون کو متہم سمجھین تو نماز عصر کے بعد دونون سے قسم لیجاوے کہ واللہ ہم نے [illegible] نہین چھپایا اور نہ جھوٹ باندھا اور نہ خیانت کی اور نہ کچھ بدلا - رواہ ابن جریر - علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس فی تفسیر ہذہ الآیۃ - اگر وارثون [illegible] دونون کی گواہی مین شک کیا تو دونون سے بعد نماز عصر کے قسم لیجاوے کہ واللہ ہم نے [illegible] کے بدلے ثمن قلیل نہین خریدا [illegible] اور اس امر پر مطلع ہون کہ دونون کافرون نے اپنی گواہی مین جھوٹ بولا تو اولیا مین سے دو مرد کھڑے ہون اور قسم [illegible] دونون کافرون کی گواہی باطل ہی اور ہمنے حد سے تجاوز نہین کیا - پس کافرون کی شہادت رد کر دیجائیگی اور اولیاء کی شہادت [illegible] العوفی ایضاً عنہ کما رواہما ابن جریر - اور اسی طرح بمقتضائے آیت کریمہ ہذا اس حکم کو بہت سے ائمہ تابعین و سلف [illegible] کیا ہی اور یہی امام احمد رح کا مذہب ہی پھر اللہ تعالے نے فرمایا - ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ [illegible] یہ حکم [illegible] بہت قریب لگتی ہی یہ بات کہ ادا کرین شہادت کو اوپر اسکے طریقہ کے ف یعنی یہ جو حکم دیا گیا کہ درصورت [illegible] سے قسم لیکر انکی قسم پر اعتبار کیا جاوے تو یہ حکم ایسا ہی کہ اسکی وجہ سے نہایت قریب لگتی ہی یہ بات کہ میت کے گواہ لوگ [illegible] میت کے [illegible] دوسری تفسیر کے) شہادت یا وصیت کو اسی وجہ پر ادا کرین جس وجہ پر وہ گواہ ہوئے تھے [illegible] کچھ تحریف و کچھ خیانت نہ کرین - اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ یا خوف کرین

کہ پھیر دیجائیگی قسم بعد انکے قسم کھانے کے ف یعنی انکے قسم کھانے کے بعد وارثون کی طرف حاصل [illegible]
رین یا انکی قسم کے بعد وارثون کو قسم کا حق مل جائیگا - اور یہ محاورہ ایسا ہی جیسے بندہ کہتا ہی کہ [illegible]
لکھا - او اقرب الی ان یخافوا ان ترد ایمان بعد ایمانہم علی الورثۃ المدعین فیحلفون علی خیانتہم [illegible]
قریب ہی اس بات کی طرف کہ وہ خوف کرین کہ انکے قسم کھانے کے بعد پھیر دیجائیگی قسم وارثون کی طرف [illegible]
انکی خیانت کرنے پر قسم کھالینگے تو یہ ناحق فضیحت ہونگے اور مال بھی بھر دینا پڑیگا لہذا جھوٹ نہ بولینگے - قال فی المدارک [illegible]
او کے کیا معنی ہین تو مین کہونگا کہ یہ معنی ہین کہ یہ حکم مذکور اقرب ہی اس بات کی طرف کہ گواہی کو سچائی کے ساتھ ادا کرین [illegible]
یا بخوف آنکہ فضیحت ہو کر شرمندہ ہونگے - اس حکم سے بعض نے حجت پکڑی کہ مدعی کی طرف قسم پھیر تا رد ا ہی اور جواب [illegible]
منکر ہو اسی پر قسم عائد ہوتی ہی چنانچہ وارثون نے اس قصہ مین دو نون نصرانیون پر دعوی کیا تھا کہ ان دونون [illegible]
نے انکار کیا اور منکر ہوکر قسم کھالی اور چھوٹ گئے پھر جب وہ جام نکلا اور انکا جھوٹ قسم کھانا کھلا تو دونون نے دعوی کیا کہ ہم نے [illegible]
خریدا ہی اور وارثون نے انکار کیا تو قاعدہ کے موافق وارثون پر قسم عائد ہوئی کیونکہ وہ خرید واقع ہونے سے منکر تھے قال [illegible]
مفسر رحمہ اللہ نے بھی بیان معنی مین لقولہ فان اطلع علی امارۃ تکذبہما فادعیا داقعالہ - سے وصی کے مدعی اور وارثون کے منکر [illegible]
اشارہ کیا تاکہ وارثون کی طرف قسم عائد ہونے کی توجیہ ہو اور سبب نزول اسکا شاہد صریح موجود ہی - وَاتَّقُوا اللّٰهَ [illegible]
ف یعنی ہر ایسی بات سے جو اسکی مرضی کے خلاف ہی از انجملہ یہ کہ خیانت کرنا و جھوٹ بولنا سو اسکو بھی چھوڑ دو - وَاسْمَعُوا اور
سنو ف یعنی جو کچھ کہ تم کو حکم دیا جاتا ہی اور کانون سے بہرے نہین ہو لیکن دل سے قبول کرنے کا سننا سنو اور یاد رکھو کہ جو [illegible]
خالق معبود پروردگار سے مخالفت کرے وہ بھٹکا پھریگا - وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ - [illegible]
راہ خیر کی طرف اُس قوم کو جو فاسق ہین ف یعنی اسکی فرمانبرداری سے باہر ہین - پس قولہ الی سبیل الخیر متعلق لا یہدی [illegible]

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ
جس دن اللہ جمع کریگا رسول پھر کہیگا تمکو کیا جواب دیا بولین گے ہمکو خبر نہین تو ہی ہی اچھی باتین [illegible]

يَوْمَ يَجْمَعُ - زجاج رح نے کہا کہ جس دن اللہ تعالے جمع کریگا رسولون کو ف وہ دن [illegible]
کے یعنی ڈرو اللہ تعا سے اس دن کو کہ جسدن رسول اور تمام خلائق محشر مین جمع ہونگے اور یا علیحدہ [illegible]
یعنی بیان کردے اور نصیحت کردے کہ یاد کرین کہ وہ دن جسمین اللہ تعالے جمع کریگا رسولون کو اور [illegible]
أُجِبْتُمْ پھر فرمادیگا اللہ تعالے تمکو کیا جواب دیا گیا ف یعنی اللہ تعالے قوم کی سرزنش و ملامت کے واسطے [illegible]
فرماویگا کہ وہ کیا جواب ہی جو تمکو دیا گیا جبکہ تم نے قوم کو توحید کی طرف بلایا - حاصل آنکہ اللہ تعالے بعلام الغیوب [illegible]
نے جواب دیا لیکن یہ دریافت کرنا فقط قوم کو ملامت و فضیحت کرنے کے واسطے ہی جیسے فرمایا - واذا الموؤدۃ سئلت [illegible]
جہالت کے عرب جو لڑکی کو زندہ درگور کر دیتے اور دب دیتے تھے تو فرمایا کہ اس موؤدۃ لڑکی سے پوچھا جائیگا [illegible]
اور مقصود اسکے قاتل زندہ درگور کرنے والے کی سرزنش ہی کہ اسپر حجت قائم ہو جاوے اور آیا استفہام [illegible]
کہا کہ ذا زائدہ اور ما منصوب با جبتم ہی - قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا بولے ہمکو کچھ علم نہین [illegible]

[illegible] ضائع نہ کی اچھی وہ ہی کہ یہ امر یقینی ہی اور پہلے یجمع ویقول فرمایا کہ اہل ایمان دنیا مین اسکی تاویل کے منتظر نہون
[illegible] علام الغیوب بیشک توہی ہر چھپی بات جانتا ف۔۔ بس تو خوب جانتا ہی کہ جو کچھ انھون نے ہمکو جواب دیا
اور دلون مین چھپا یا جسکا ہم نہین جانتے ہین۔ غیوب جمع غیب کی مصدر اور حاصل مصدر دونون معنی مین آتا ہی وہ در اصل مصدر ہی
[illegible] ہر چیز جو غائب ہو۔ اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالے کے نزدیک کچھ بھی غائب نہین تو جواب یہ کہ یہ تو اسی آیت سے ثابت ہی کہ جو خوب
جاننے والا ہی اس پر پوشیدہ کہان لیکن مراد یہ کہ جو بندون کے علم سے پوشیدہ وغائب ہی وہ تجھی کو معلوم ہی اور اس سے یہ لازم نہین
آتا کہ جنت و دوزخ کا عیانی علم کسی کو نہو بلکہ فرشتہ اور حضرت صلعم اسکو جانتے تھے بلکہ مراد یہ ہی کہ جو کسی بندہ کی شان سے نہین وہ بھی او تعالے
جانتا ہی اور کسی بندہ پر یہ صادق نہین ہی کہ وہ عالم علی الاطلاق ہی حتی کہ کوئی بندہ ہو اس سے جاہل ہی کہ قیامت کب ہوگی اور وہ کہان مریگا
یعنی قطعی ویقینی طور پر نہین جانتا ہی۔ اگر کہا جاوے کہ رُسُل علیہم السلام کو جو جواب دیا گیا تھا اسکو وہ جانتے تھے پھر انھون نے یہ کیون کہا
لا علم لنا۔ تو جواب یہ ہی کہ قولہ ماذا اجبتم۔ مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ ظاہر تمکو کیا جواب دیا گیا اور دوم یہ کہ تمھاری دعوت توحید کو
قوم نے کس قبولیت سے قبول کیا یعنے صدق واخلاص سے قبول کیا یا نفاق سے قبول کیا۔ پس دوسری صورت مین انکا جواب ظاہر ہی کہ
صدق واقعی و نکی اسکا کلیہ علم نہ تھا کہ نفاق ہی یا اخلاص ہی الا اسیقدر کہ اللہ تعالے کے معلوم کرانے سے انکو معلوم تھا اسی واسطے کہا گیا
یعنی یہ ہین کہ ہمارا علم تیرے علم کے مقابلہ مین گویا معدوم ہی کیونکہ ظاہر و باطن تصدیق وایمان کا علم تو تجھی کو ہی اور قولہ لا علم لنا مین بھی
لگا گیا کہ مراد نفی العلم مطلقاً نہین ہی بلکہ ادب کے ساتھ تمام علم حضرت باری تعالے کو تفویض کیا کہ توہی علام الغیوب ہی ہمارا علم کچھ علم
نہین۔ امام رازی نے کبیر مین کہا کہ رسولون کو یہ تو معلوم تھا کہ یہ سوال بطور اس قوم بدبخت کی توبیخ کے ہی کہ آخر یہ لوگ اچھی عتاب
مین پڑینگے اور انکو معلوم تھا کہ ایسا عالم دانا ہی کہ اسکو کسی وجہ پر جہل نہین اور حلیم ہی کہ وہان سفہ کا نام نہین اور عادل ہی کہ وہان ظلم
کو دخل نہین تو انھون نے جان لیا کہ ہمارے قول سے نہ کچھ کسی کو بھلائی حاصل اور نہ کچھ برائی دور ہوگی کیونکہ وقت عدل و پاداش ہی
پس انھون نے ادب اسی مین دیکھا کہ سکوت کرین اور تمام علم حضرت باری تعالے کی طرف سپرد کرین اور اسی کے عدل پر چھوڑین اور کہا
لا علم لنا۔ اور بعض نے کہا اے ہمکو علم نہین جو انھون نے ہمارے پیچھے برتاو کیا۔ اور یہ ضعیف ہی اور اسی طرح جو بعض نے کہا کہ
ہمارا علم انکی بابت ایسا نہین جیسا تیرا علم ہی۔ اور مفسر رح نے جواب دیا کہ۔ ذہب عنہم العلم لشدۃ ہول یوم القیامۃ وفزعہم ثم یشہدون
علیہم لما یسکنون۔ یعنی محققین علماء نے احادیث وآیات سے بیان کیا ہی کہ قیامت کے اوقات ومقامات ہونگے پس یہ حال اس وقت
کی ہی قیامت کے ہول ووحشت سے اور نہایت فزع وگھبراہٹ سے بالکل دل بھولے ہوئے ہونگے پس اُسمے یہ علم جاتا رہیگا کہ
قوم نے کیا جواب دیا اور کیونکر قبول کیا تھا پھر بعد کو جب سکون پاوینگے تو اپنی قوم پر گواہی دینگے کہ انھون نے ایسا اور ایسا کیا اور
یہ کچھ بعض سلف سے مروی ہی۔ ذکر الشیخ ابن کثیر۔ حضرت مجاہد وحسن بصری وسدی رح نے کہا کہ رسولون سے یہ
سوال روز قیامت کے ہوگا۔ عبد الرزاق نے مجاہد سے روایت کی کہ جب او تعالی جل جلالہ فرمایگا کہ ماذا اجبتم تو فزع وگھبراہٹ
سے کہینگے لا علم لنا۔ اے پروردگار ہمکو تو معلوم نہین۔ رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم۔ قال اسباط عن السدی فی قولہ یوم
یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا۔ وہ لوگ ایسے مقام مین ہونگے کہ وہان عقلون کو ذہول ہوگا تو جب پوچھے جاوینگے تو کہینگے
پھر دوسرے مقام مین کہ عقلین آجاوینگی تب اپنی قوم پر گواہی دینگے۔ رواہ ابن جریر۔ عن ابن جریج فی قولہ ماذا اجبتم۔ اے

تمھارے بعد انھون نے کیا کام کیے اور تمھارے بعد کیا نئی بدعتین نکالین تو رسول جواب دینگے کہ لا علم لنا [illegible]
ابن جریر نے من طریق الحجاج عن ابن جریج روایت کیا۔ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس [illegible]
عرض کرینگے کہ ہمارا علم کیا ہی کچھ نہین تو ہی خوب دانا ہی کہ ہمکو کیا جواب ملا۔ رواہ ابن جریر قال ابن [illegible]
نے اسی تیسرے قول کو اختیار کیا اور اسمین شک نہین کہ یہ اچھا قول ہی اور یہ بطریق ادب [illegible]
درحقیقت علم ہی ہمارا کچھ علم نہین یعنی ہمکو اگرچہ جواب دیا گیا اور جسنے قبولیت سے جواب دیا ہم نے [illegible]
ہوئی باطنی بعض کی شناخت نہین ہوئی اور اے ہمارے مالک مولا عز وجل تو ہر چیز پر ہر طرح [illegible]
علم کے مقابلہ مین گویا کچھ نہین ہی۔ قال المترجم۔ کوئی شک نہین کہ اہل تحقیق کے نزدیک جو صفات ایسے ہین [illegible]
اطلاق ہوتے ہین جیسے علم و بصارت و ارادہ و قدرت وغیرہ یہ سب ایک معنی مناط تکلیف ہین جسکو اہل الحق [illegible]
محض مجبور مانند پتھر وغیرہ کے ہی اور نہ مختار ہی بلکہ امر بین بین یعنے بیچ بیچ مین ہی اور چونکہ تاویل حقیقت ایک حالت ہی [illegible]
اور حیوانی عقل سے باہر ہی لہذا اس عبارت مین تعبیر کرتے ہین اور حقیقت ان صفات کی مخصوص بجناب باری تعالےٰ جل [illegible]
پس صفات اسی کی جناب مین اسکی شان پر حقیقت مین صادق ہین اور مرد مومن متقی جو بدعتی نہو اگر اپنے ظاہر و باطن [illegible]
موافق اصلاح پر رکھے اسکو حضرت حق عز وجل اس ہدایت سے سرفراز فرماتا ہی اور وہ آئینہ کے مانند جانتا ہی کہ مخلوق کی کسی صفت
جو عقل حیوانی ثابت کرتی ہی اسی نام کی صفت باری تعالےٰ سے کوئی نسبت ہی نہین ہی پس لا علم لنا۔ ہر طرح سچ ہی اسمین دروغ کو دخل
ہی نہین ہی پس یہ اعتراض کرنا کہ لا علم لنا۔ دروغ ہوا جاتا ہی محض جہالت کا اعتراض ہی۔ لیکن چونکہ عوام کی عقل جسمانی [illegible]
سے عاجز ہی لہذا جواب اسلم وہ ہی جو مجاہد و سدی و حسن وغیرہ سے بر بناء اختلاف مقامات مذکور ہوا کہ اول حالت مین [illegible]
و فزع کے ایسا کہینگے۔ اور اسپر اعتراض کیا گیا کہ رسل علیہم السلام فزع سے نجات پائے ہوئے ہین۔ کما قال تعالےٰ۔ [illegible]
الاکبر الآیۃ۔ اور جواب دیا گیا کہ فزع اکبر کی نفی سے مطلق فزع کی نفی نہین۔ اور نیز حزن یعنی غم ہو کسی چیز کے فوت ہونے [illegible]
علیہم السلام ہمہ تن مطیع رہے ہین انکو رضاء حق سے محرومی نہو گی اور نیز عدم حزن بفزع اکبر۔ دوسرے مقام پر ہوگا [illegible]
احادیث صحاح اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ رسل علیہم السلام اسدن بہت دہشت مین ہونگے ہر ایک اپنے نفس و اپنی [illegible]
کا متمنی ہوگا بسبب ظہور غضب و جلال الٰہی عز وجل کے سوائے ایک رسالت مآب محمد مصطفی صلعم کے کہ آپ کرامت [illegible]
آپ کے خصوصیات مین سے ہی فلیتفکر ثم اشکر و الحمد للہ رب العالمین۔ ف قال فی العرائس [illegible]
الآیۃ۔ صفات و سبحات ذات تعالےٰ و تقدس کے ظہور کے لیے بندون کی ارواح کو [illegible]
جب تک دائرہ و ہر حدوث مین گرفتاری ہی ظہور بطریق کشف و عرفان کے ہی پھر شیخ نے کہا کہ اور جب کشف [illegible]
جیسا کہ خطاب ازلی سے مفہوم ہی یعنے قیامت مین کہ دن و زمانہ وہان آخر ہی و سبب خالص [illegible]
اور یہی بڑی حضوری کا دن ہی تو عارفین وہان جمال حق و قرب و وصال سے متمتع ہونگے [illegible]
کہ یہان کے مردے وہان زندے ہین تو وہ ہمیشہ وہان میدان سرور مین زندگی [illegible]
وہان مقامات بہت ہین پس ایک مقام پر تو انکو بقا رہو گی جبکہ حضرت جل جلالہ [illegible]

... مین انکو فنا ہوگا اور یہ سطوات عظمت کے ہجوم و تراکم سے جبکہ کبریا و عظمت کا ظہور ہوگا اور اس مقام پر حدوث ... کچھ عزت قدم مین مضمحل ہوجاوینگے پس کبھی تو جلال سے فنا اور کبھی جمال سے لقا ہوگا اور کبھی لطف سے ... مخاطب ہونگے اور ایسے ہی خطاب سے ہی۔ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار۔ اور ایسے ہی ... یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم۔ انکے خطاب سے انکو عارف کردیا کہ ربوبیت مین عبودیت عاجز ہی اور قدم مین حدوث ... فنا ہی ... خطاب دنیاوی سے معلوم ہوچکا تھا اب بالعیان بعد خبر کے مشاہدہ کرا دیا اور یہ علم صادق وہ ہی کہ خبر ... لنا ہی اور یہ نہین کہ عرفان کے لیے اور کافرون کے خذلان کے لیے ہی ورنہ او تعالی شانہ کو علم محیط قدیم ازلی ابدی ہی ہرگز ... جہل کا نام نہین بلکہ جہل کے نفی کرنا شرم ہی کیونکہ نفی وہان کرنی چاہیے جہان اس چیز کا وہم تو ہوسکے اور یہان علم وجہل اسکی مخلوق ہین ... انکا سعانی مین اسکی تکوین ہی علاوہ ازین عدم مخلوق ہونا یا نہونا اور انکا اعدام داخل قدرت ہین یا نہین ... نزدیک جاہلون کے خیالات ہین اور شیطان نے ایک مضحکہ بنایا ہی اس طرف توجہ کرنے والے اہل ایمان و اہل عرفان کے نزدیک بیابان جہالت کے سرگردان ہین تو کبھی اس مضحکہ مین گرفتار نہو اور کتاب الہی و سنت رسول اللہ صلعم سے معرفت حاصل کرتا کہ دشمن راہ پر چلاوے والسلام۔ واضح ہو کہ رسل علیہم السلام نے جو جواب دیا کہ لا علم لنا۔ اسکے یہ معنی ہین کہ ہمکو اسکا علم نہین جو تیرا علم سے مراد اور ہماری قوم سے جنپر ہم بھیجے گئے تھے مراد ہی اور ہمکو اسکا علم نہین جو تونے ازل مین ہم سب پر جاری کیا اور ہمکو اسکا علم نہین جو ہمارے نفوس مین ہی پھر جو تیری مراد ہی اسکا علم تو بڑی بات ہی۔ اور ہمکو علم نہین مگر ایک مخلوق علم حادث جو تیرے علم پاک تعلیم پاک سے ملا اور وہ درحقیقت تیرا ہی علم ہی اسی واسطے فرمایا کہ انک انت علام الغیوب۔ اور نیز اس سے بھی شرمائے کہ ہم اس امر کو اظہار کرین کہ لا علم لنا۔ اسی واسطے عرض کیا کہ حکم کی بجا آوری تھی ورنہ ہم یقین جانتے ہین کہ انک انت علام الغیوب۔ اور اسی واسطے اس کلام کو حرف انّ و ضمیر فصل اور صیغہ مبالغہ و باوجود صیغہ مصدر ہونے کے اسکی جمع اور جملہ اسمیہ وغیرہ تاکیدات سے موکد کیا حالانکہ وہان منکر کوئی نہین ہی فافہم۔ قال الشیخ۔ اور ہرگاہ کہ کشف عظمت مین مبہوت و متحیر و حیران و ازخود رفتہ ہوگئے تو ارواح پاکیزہ وخرم ہوئین لیکن اشباح و صورتین مضمحل و ازخود رفتہ ہوگئین اسواسطے انکو یہ طاقت نہ رہی کہ جو انکے دلون مین ہی وہ ادا کرسکین یہ سبب رعب و دبدبہ خطاب حضرت رب العزت جل جلالہ کے۔ اور نیز وہ شرمائے کہ قوم ناہنجار نے جو انکو جواب دیے تھے وہ حضرت او تعالے کی عظمت و جلال کے حضور مین اظہار کرین۔ معنی یہ کہ دنیا مین شیطان کے پیرو ایسے بیہودہ جواب دیتے ہین کہ انکی باتون سے پروردگار جل جلالہ کی معرفت ... حاصل رکھنے والون کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اور جب قیامت مین ان ناپاکون کی آنکھین کھلینگی تو معلوم ہوگا کہ کس درجہ ... کرچکے ہین پھر بندگان خاص سے وہ ناپاک جواب ادا نہو سکے تو انھون نے علم الہی پر تفویض کیا اور مترجم ... ادا کرچکا ہی کہ لا علم لنا سے حقیقی علم کی نفی ہر حال مین صادق ہی مگر تو یہ ایسے شخص کے سامنے جو اسکو نہ جانے روا نہوگا۔ فافہم۔ قال الشیخ لا علم لنا۔ یعنی جو کچھ تونے انکے اسرار مین مخفی کیا وہ ہمکو نہین معلوم کیونکہ غیب تو ہی جانتا ہی اسی واسطے کہا کہ۔ انک انت الغیوب ... نے کہا کہ اظہار کیا اسکا جو اسکی طرف سے ان بندون سب کی طرف تھا تو خاص بندے بولے کہ ہم کیونکر کہین کہ امت نے ایسا کیا ... زبان حقیقت کے حال مین زبانین بند ہوگئین۔ اور کہا کہ رسولون کو خطاب فرمایا نہ قوم کو کیونکہ او تعالے داناتر ہی کہ یہ ... وجہ اٹھانے والے ہین اور انبیاء کی شناخت مین بڑی بات یہ ہی کہ خطاب کو مشاہدہ مین برداشت کرتے ہین اور یہ نہایت

Marfat.com

سخت منزلت ہی اسی واسطے جواب ظاہر نہ کیا اور نہ بول سکے گر یہی عاجزی کی زبان سے کہا کہ لا علم لنا

جبروت کو کشف فرمایا ہی - جنید رحمہ اللہ نے کہا کہ انکے ساتھ رفق و نرمی تھی کہ سمجھے نہیں اور اگر سمجھتے

کی وجہ سے بسبب ہیبت کے مرجاتے - ابن عطار رح نے کہا کہ ہمکو تیرے سوال کی سمجھ نہیں اور ہم نے

کہ جب انپر ظہور حق تجلی علم و سبقت ہوا تو وہ اپنے علوم بھول گئے - اور لا علم لنا - ادب کی

تھا اس سے نادان تھے - محمد بن الفضل رح نے کہا کہ جو جواب اس سوال کے لائق ہوا سکا

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ

جب کہیگا اللہ اے عیسٰی مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر

الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

کے سے تو کلام کرتا لوگوں سے گود میں اور بڑی عمر میں اور جب سکھائی میں نے تجھکو کتاب

وَالتَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيْلَ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا

اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا مٹی سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر دم مارتا اسمیں

طَيْرًا بِإِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِيْ وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِإِذْنِيْ وَ

جانور میرے حکم سے اور چنگا کرتا ماں کے پیٹ اندھا اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب نکال کھڑے کرتا مردے میرے حکم سے

إِذْ كَفَفْتُ بَنِيْ إِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لایا اُن پاس نشانیاں تو کہنے لگے

مِنْهُمْ إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيّٖنَ أَنْ اٰمِنُوْا

منکر ان میں اور کچھ نہیں یہ جادو ہی صریح اور جب میں نے دل میں ڈالا حواریوں کے

بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ

اور میرے رسول پر بولے ہم یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم حکم بردار ہیں

واضح ہو کہ پہلے اللہ تعالٰے نے اپنے رسولوں سے ان لوگوں کے جواب کی نسبت جو انھوں نے رسولوں کو دیا سوال کرکے ان لوگوں

کو توبیخ کیا بعد ازاں اس آیات و معجزات کو جو اپنے رسولوں کو عطا فرمائے بیان کرکے توبیخ فرمائی کہ باوجودیکہ ایسی آیات دیکھیں

کے پھر بھی ان لوگوں میں سے بعض نے انکو جھٹلایا اور ساحر کہا اور بعض نے اسقدر غلو کیا کہ انکو معبود

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ جب کہیگا اللہ اے عیسٰی مریم کے بیٹے ف - اذ ظرف

ونصیحت ہی کہ ایسا ہونے والا ہی پس اسوقت سے بدبخت لوگ ذہن میں پیش بینی کریں اسی واسطے قال

بمعنی آنکہ قطعی الوقوع بمانند ماضی کے ہی - اور تخصیص عیسٰی علیہ السلام کی ظاہر ہی کہ دو فریق

سخت بدی کرنے لگے کہ انکو جھوٹا مانا اور رسول نہ جانا اور نصارٰی ایسا غلو کرنے لگے کہ انکو خدا کہا

رو میں کھڑے ہوتے ہیں اور یہ بیان انعامات و عیسٰی علیہ السلام و انکے والدہ کے اصلی حالات

[illegible] و امی الٰہین من دون اللہ - جیسا کہ آویگا انشاء اللہ تعالےٰ - پس پہلے ان آیات مین جو عیسی علیہ السلام [illegible] انعامات وغیرہ اور انکی دعوت سے پیروی کرنے والون پر فضل ہوا اور نافرمانون پر عقاب ہوا ہی سن کر نصیحت لے لینا چاہیے [illegible] قیامت مین اللہ تعالےٰ اپنے بندہ و رسول عیسی علیہ السلام کو غرق منت و احسان فرما دیگا اور انکے بارہ مین افراط و تفریط [illegible] کو ملامت و سرزنش کرنے کو یون خطاب کریگا کہ اے عیسی بیٹے مریم کے - اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ [illegible] میری نعمت کو جو تجھ پر ہوئی اور تیری والدہ پر ہوئی ف یاد کرنے سے یہ مراد کہ اسکی شکرگزاری کر اگرچہ عیسی علیہ السلام ہر حال مین [illegible] اور ہمیشہ شکر ادا کرتے تھے مگر مقصود اس سے اس امر کا اظہار ہی کہ وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بزرگ بندہ تھا جسپر اللہ تعالی نے انعام [illegible] بندہ تھا قوم جو اسکو نہ مانتی تھی خوار ہو اور نیز وہ قوم جو اسکو الٰہ و معبود و بیٹا سمجھتی تھی اپنی غلطی پر افسوس کرے کہ وہ ایک بندہ تھا [illegible] اللہ تعالےٰ نے رسولون کے مانند معجزات وغیرہ سے انعام کیا تھا چنانچہ اسکو رسول کیا اور اسکی مان کو پاک بندی عبادت کرنے والی [illegible] تمام عورتون سے برگزیدہ و دیندار بنا دی - پھر خاص خاص انعام کو یاد دلایا - إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ [illegible] مین نے تجھکو قوت دی اپنے خاص فرشتہ جبرئیل سے ف اور قدس یعنی پاکیزگی ہی اور مروی ہی کہ جبرئیل علیہ السلام انکے ساتھ [illegible] جہان جاتے وہان ساتھ جاتے اور جو معاملات واقع ہوتے انہین مدد کرتے اور علوم و معارف انکو بطریق الہام کے سکھلاتے اسی واسطے [illegible] خلاف عادت باتین حضرت عیسی علیہ السلام سے سرزد ہوتی تھین اور بعض نے کہا کہ روح القدس وہ کلام تھا جس سے مردے کو زندہ کرتے تھے اور یہ ضعیف ہی بلکہ وہی اعانت جبرئیل علیہ السلام مراد ہی اسی واسطے تائید کا بیان فرمایا بدون عطف کے تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا تو کلام کرتا لوگون سے گود مین اور بڑی عمر مین ف یہ جملہ اعراب مین ایدتک کے کاف خطاب مفعول سے حال واقع ہی [illegible] یعنے حالت طفولیت مین و کہل مین یعنے زمانہ سن کہولت مین - حاصل آنکہ مین نے روح القدس سے تیری تقویت کی اور [illegible] تو باتین کرتا تھا لوگون سے بچپن و جوانی مین - چنانچہ جب مریم رض کو لوگون نے بہتان لگایا تو مہد یعنی گہوارہ مین سے چند روز کے بچے [illegible] کہا انی عبد اللہ آتانی الکتاب الآیہ - یعنی مین اللہ تعالےٰ کا بندہ ہون مجھے اسنے کتاب دیکر اپنا رسول کیا ہی حالانکہ اسوقت تک انجیل اتری بھی نہ تھی تھا اور اسی حال مین اپنی مان کا پاک ہونا ظاہر کیا - اگر کہا جاوے کہ مہد مین یون کمال عقل کی باتین کرنا تو احسان و معجزہ ہی اور حالت کہل مین تو سب ہی باتین کرتے ہین انکی تخصیص کیا ہی تو جواب یہ ہی کہ معنی کلام کے یہ ہین کہ تجھپر دونون حالتین یکسان تھین کچھ فرق نہ تھا برخلاف اور لوگون کے اور نیز اظہار ہی کہ وہ بندہ تھا مخلوق کہ اسکے بچپن و شباب و جوانی کی حالتین سن کی بدلتی تھین جیسے آدمیون پر گذرتی ہین - علاوہ برین کہل مین لوگون سے کلام کرنا بھی ایک نشان قدرت ہوگیا - کما قال المفسر لیفید نزولہ [illegible] قبل الکہولۃ کما سبق فی آل عمران - کیونکہ وہ سن کہولت سے پہلے آسمان کو اٹھائے گئے ہین اور قیامت سے کچھ [illegible] باوجود اسقدر زمانہ دراز کے باوجود اس عالم مین انکو کچھ تغیر نہو گا بلکہ اُترینگے تو وہی سن قریب کہولت کا ہوگا اور سات [illegible] جہاد وغیرہ سے دین محمدی صلعم کی تائید کرینگے پھر مرجاوینگے اور مسلمان انکے جنازہ پر نماز پڑھکر دفن کرینگے - یہان سے [illegible] عیسی علیہ السلام کا آسمان سے اُترنا اقتضاء النص سے ثابت ہی - اور جاننا چاہیے کہ مشرکون و کافرون سے بڑا التعجب ہی کہ [illegible] احادیث [illegible] اخبار مروی ہین وہ مفصل ایک ایک موجود و ظاہر ہوتے جاتے ہین اور دین اسلام نہایت عمدہ [illegible] پر مبنی ہی [illegible] نصاری نے اپنا قانون بنایا پھر بھی یہ لوگ راہ دیکھتے اور نہین مانتے ہین اور کہتے ہین کہ

مسلمانون کی حالت اچھی نہین اور یہ اور بھی عجیب ہو کیونکہ گفتگو دین اسلام کی خوبیاں ہین ہو وہ مسلمان [illegible]
تو یہ انکا قصور ہو اور اسی سے انکی حالت خراب ہو۔ تم دین اسلام پر چلو اور مسلمانون کی چال کو مت [illegible]
نعوذ باللہ من الضلال۔ بالجملہ اللہ تعالے نے اپنے رسول عیسیٰ علیہ السلام پر یہ احسان ذکر کیا کہ اسکو روح القدس [illegible]
کہولت مین انکی یکسان باتین ہین اور ابن عباسؓ سے مروی ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام تیس[۴۲] برس کے سن [illegible]
رسالت پر رہے پھر اللہ تعالے نے اٹھالیا پھر سن کہولت مین زمین پر اتارے جاوینگے۔ اور آل عمران مین [illegible]
شرح وغیرہ مین باستدلال بیان ہوا کہ چالیس برس کے سن سے پہلے کوئی نبی نہین ہوا اور حاکم کی روایت مین [illegible]
اٹھایا جانا مذکور ہوا ہو ولیکن شیخ ابن کثیر رح نے اسکو ابن عساکر کی روایت غریب قرار دیا اور تینتیس[۴۳] برس کے سن مین اٹھایا جانا
رکھا ہو کما مر سابقا۔ اور بر بنائے روایت حاکم و قول شرح مواہب وغیرہ کے سن کہولت مین انکا کلام واقع ہوگیا اور یہی ظاہر [illegible]
کہا جاوے کہ قیامت مین امتنان کے وقت ایسا وقوع ہو جائیگا کہ طفولیت و کہولت مین انکا باتین کرنا متحقق ہوگا اور صحیح ہو کہ حضرت [illegible]
نے طفولیت و مہد مین صرف ایک مرتبہ کلام کیا تھا اور وہ قولہ تعالے حکایۃ عنہ انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا آخر تک [illegible]
فتح البیان نے جو اس مقام پر لکھا کہ یہ مخصوص بزرگی فقط حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوئی اُنسے پہلے کسی اور کو حاصل نہین ہوئی
تھی تو یہ مؤلف مذکور کا سہو ہو اور صحیح ہوا کہ چند بچہ ایسے ہوئے ہین جنھون نے مہد مین کلام کیا اور مفسر جلال الدین سیوطی رح
وغیرہ نے انکو بالاستیعاب نظم کیا ہو ازانجملہ جس طفل نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بریت پر گواہی دی تھی وہ بھی شیر خوارہ تھا اور
وہ زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے ہوا ہو۔ فافہم۔ اور ابو موسےٰ اشعری رح سے مرفوع روایت ہو کہ جب قیامت کا دن ہوگا
تو انبیاء علیہم السلام و اُنکی امتین بلائی جاوینگی پھر عیسیٰ علیہ السلام بلایا جاویگا پس اسکو مقرب فرماکر اللہ تعالے اسکو اپنی نعمتین یاد دلاویگا
پس فرماویگا یا عیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک الآیۃ۔ پھر فرماویگا ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ
پس عیسیٰ علیہ السلام انکار کرینگے کہ اے پروردگار مین نے نہین کہا اور اگر مین نے کہا ہوتا تو ضرور تجھے معلوم ہوتا پس نصاریٰ کو بلا کر [illegible]
اور اُنسے پوچھا جاویگا تو وہ کہینگے کہ ہان اسنے ہمکو یہی حکم دیا تھا تا آخر حدیث اور انجام اسمین یہ ذکر ہو کہ حجت قائم ہوکر نصاریٰ کی صلیب [illegible]
کرو بجائیگی کہ اسکے پیچھے پیچھے دوزخ کو جائینگے۔ رواہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر وفیہ ضعف۔ پھر اللہ تعالے نے اپنی نعمت
یاد دلائی بقولہ۔ وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور جب سکھائی مین نے تجھکو کتاب اور پکی باتین [illegible] یعنی
کتاب سے جنس مراد ہو عموماً اور ابن کثیر وغیرہ نے اختیار کیا کہ کتاب سے لکھنا مراد ہو اور حکمت سے فہم [illegible]
وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ اور توراۃ اور انجیل ف۔ اور توریت سے مراد وہ کتاب [illegible]
اور ابن کثیر رح نے کہا کہ حدیث مین بعض مقام پر توریت کا اطلاق اس سے اعم معنی پر ہوا ہو اور [illegible]
کتب مراد ہو تو پھر عطف بطریق تخصیص بعد تعمیم ہوگا بسبب آنکہ حضرت عیسیٰ کے ایام مین [illegible]
جھگڑے کرتے تھے تو آپ توریت سے انکو قائل کرتے اور ایسی ہی حالت کو اس سے ثابت [illegible]
انہین یہ بات صحیح ہو۔ پھر اور نعمت یاد دلائی بقولہ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ [illegible]
کی صورت میرے حکم سے ف۔ یعنی مٹی سے پرندہ کی ہیئت کے مانند تصویر بناتا تھا [illegible]

Marfat.com

[illegible] ابد سکے [illegible] تصویر بنانا اگرچہ حرام ہی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یا تو یہ شروع نہ تھا اور یا خاص اجازت [illegible] دلالت کرتا ہی اور یہ ظاہر نظم ہی اور بعض نے کہا کہ اذن سے مراد آسان کر دینا اور کہیئۃ الطیر مین کاف اسمیہ یعنی [illegible] تعلق ہی اور مروی ہوا کہ فقط چمگادڑ بنایا تھا اور آل عمران مین تمام تفسیر گذر چکی ہی۔ یعنی آنکہ اور یاد کر جبکہ تو ہماری [illegible] پرندہ کی صورت کی شکل کو مٹی سے بناتا تھا۔ **فَتَنْفُخُ فِيهَا** پھر تو دم مارتا اس ہیأت مین **ف** یعنی ساختہ تصویر مین [illegible] **فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي** پس ہو جاتا جانور میرے حکم سے **ف** یعنی یہ تصویر تیرے پھونکنے کے بعد پرند ہو جاتی تھی [illegible] ارادہ و تاثیر قدرت سے۔ پس باذنی سے تصریح کر دی کہ او تعالے نے عیسیٰ ؑ کے اوپر یہ کرامت فرمائی تھی کہ یہ قدرت و ارادت [illegible] انکے نفخ پر ہو جاتی تھی اور یہی حال جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ہی اور یہی جملہ اولیاء رحمہم اللہ کی کرامات کا ہی کہ انکو یہ اختیار [illegible] کہ جو چاہین وہ کرین بلکہ جو اللہ تعالے چاہتا ہی وہی ہوتا ہی صرف اتنا فرق ہی کہ محل ظہور کرامت وہ ہوتے ہین اور عوام اس کرامت [illegible] نہین پس عوام جاہل اور بہتیرے پڑھے لکھے جو خواہ مخواہ یہ سمجھتے ہین کہ فلان ولی چاہین تو ایسا ہو جاوے حتی کہ یون سمجھتے ہین کہ [illegible] نذر نیاز نہ کروگے تو وہ ایسا ضرر پہونچا وینگے یہ سب انکی جہالت و گمراہی ہی۔ شاہ ابو الحسن رح نے خوب لکھا ہے ؎ ہر ولی کو گو کہ [illegible] کردگار * پر نہین تقدیر مین کچھ اختیار * خود مؤثر انکو گر سمجھے کوئی * یہ غباوت ذہن کی ہی اور کجی * اور مولوی روم علیہ الرحمہ نے جو لکھا ہے ؎ اولیاء را ہست قدرت از الٰہ * تیر جستہ باز گرداند ز راہ * اسکو جاہل اپنی کج فہمی سے سند لاتے اور نہین سمجھتے کہ اسکے تو صاف یہی معنی ہین کہ اللہ تعالے کی طرف سے انکو قدرت کی یہ تاثیر مل جاتی ہی کہ اگر کمان سے تیر نکل گیا ہو تو بیچ مین سے پھر آوے۔ اور پھیر لانا [illegible] وجہ سے کہا کہ جس شخص کے واسطہ سے ظہور تاثیر قدرت ہوتا ہی ظاہر مین وہی کرنے والا معلوم ہوتا ہی چنانچہ یہی کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ ؑ نے مردے کو زندہ کیا حالانکہ خوب جانتے ہین کہ اللہ تعالے کی تاثیر قدرت سے جو حضرت عیسیٰ ؑ کے واسطہ سے ظاہر ہوئی وہ مردہ زندہ ہو گیا پس اہل اسلام و توحید کو اللہ تعالے عزوجل کی جناب مین شرک نہ کرنا چاہیے اور انبیاء و اولیاء کی بزرگی و بڑائی اور پاک مقبول بندے اور [illegible] کے محبوب بندے ہونے کا قائل ہونا چاہیے۔ زیادہ یہان گنجائش نہین تفسیر کی طرف رجوع کرون۔ پھر اور کرامت یاد دلائی [illegible] **وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي** عطف ہی تخلق پر یعنی اور یاد کر کہ تو میرے ارادہ و تاثیر قدرت کے ظہور سے [illegible] مادرزاد کو اور کوڑھی کو چنگا کرتا تھا۔ پس جالینوس وغیرہ بڑے بڑے طبیب مشہور جو اس زمانہ مین موجود تھے اپنی جہالت سے [illegible] تھے اور سب نے عاجزی کا اقرار کیا۔ **وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي** اے واذکر اذ تخرج الموتی من قبورہم احیاء باذن اللہ [illegible] بڑی کرامت یہ کہ تو میرے ارادہ و تاثیر قدرت کے ظہور سے مردون کو انکی قبرون سے نکالتا تھا یعنی زندہ نکلتے تھے چنانچہ سام [illegible] مردہ و ایک عورت و ایک لڑکی کو زندہ کیا تھا اور قصہ مفصل گذر چکا اور آگاہ رہو کہ چارون جگہ لفظ باذنی کو مکرر فرما کر یہ تنبیہ کی [illegible] عیسیٰ علیہ السلام سے صادر ہوتا معلوم ہوتا تھا اسمین حضرت عیسیٰ ؑ کی قدرت و اختیار کو دخل نہ تھا بلکہ محض اللہ عزوجل کی [illegible] حضرت عیسیٰ ؑ مکرم و خاص بندے تھے کہ اس ظہور قدرت کے واسطے وہ محل قرار پائے تھے۔ اور آگاہ رہنا چاہیے [illegible] و ارادہ [illegible] اسی واسطے مفسر رح نے باذنی کی بارادتی سے تفسیر کی۔ پس جہان مشیت نہین [illegible] اگر عیسیٰ ؑ کسی اور کو چاہتے تو وہ کبھی زندہ نہوتا لیکن مقام اس سے بھی بالاتر ہی اور وہ یہ ہی [illegible] باقی ہوتے ہین پس انکی مشیت و ارادات وہی ہوتی ہی جو تقدیر او تعالی کی ہی اور یہ

Marfat.com

اس تقدیر کے موافق خواہ مخواہ خود بخود کام کرینگے۔ اور واضح ہو کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ابن ابی حاتم ...
حدثنا محمد بن طلحہ یعنی ابن مصرف عن ابی بشر عن ابی الہذیل۔ کہا ابو الہذیل نے کہ عیسی بن مریم علیہ السلام ...
مردے کو زندہ کرنا چاہتے تو دو رکعت نماز پڑھتے اور پہلی رکعت مین تبارک الذی بیدہ الملک پڑھتے اور ...
پڑھتے پھر جب اس سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالے کی مدح وثنا بیان کرتے پھر سات نامون سے ...
یا احد یا صمد۔ اور جب انکو کوئی سخت بات پیش آتی تو اور سات نام سے دعا کیا کرتے تھے یا حی یا قیوم ...
والاکرام یا نور السموات والارض وما بینہما ورب العرش العظیم یارب۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ اثر عظیم ہے ...
مروی ہوئی ہی ضرور عظیم ہی۔ ایسا ہی نسخہ موجودہ مین ہی اور شاید ہذا اثر غریب جدا ہو اگرچہ اسناد جید ہو۔ ...
ثبوت ایک امر عظیم کے تاویل ضرور ہوگی اور شاید تبارک الذی والم تنزیل السجدۃ انکو اللہ تعالے نے بطور ...
یا لوح محفوظ سے تعلیم فرمایا ہو واللہ اعلم بالصواب۔ پھر اور انعام یاد دلایا۔ بقولہ۔ وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنكَ
روکا مین نے بنی اسرائیل کو تجھ سے ف۔ یعنی جبوقت انھون نے تیرے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ
جب تو لایا ان پاس نشانیان ف۔ یعنی جبکہ تو انکے پاس رسالت الٰہی پہونچانے کو معجزات کے ساتھ گیا تھا۔ فَقَالَ الَّذِينَ
كَفَرُوا مِنْهُمْ انمین سے انکار کرنے والے کہنے لگے تھے ف۔ یعنی کفار لوگ کہ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ نہین یہ ...
مگر کھلا ہوا جادو ف۔ یعنی اسطرح منکر ہو کر تیرے قتل پر آمادہ ہوئے تھے تو مین نے باز رکھا۔ اور ایک قراۃ مین ساحر ...
ہی پس معنی یہ ہین کہ نہین یہ شخص مگر ایک کھلا جادوگر۔ اور بنی اسرائیل کو باز رکھنا عیسی علیہ السلام سے یون ہوا کہ اللہ تعالے نے اسکو
آسمان پر اٹھا لیا اور اگر اللہ تعالے چاہتا تو سب بنی اسرائیل ایمان لاتے اور یہ قصد ہی نکرتے اور اگر چاہتا تو سب ... لیکن حکمت
کاملہ اسی مین تھی جو واقع ہوا علاوہ ازین وہ تعالے قادر مختار ہی جسطرح جو کچھ چاہے وہ کرے۔ پھر اور انعام یاد دلایا بقولہ۔ وَإِذْ أَوْحَيْتُ
إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي اور یاد کر جبکہ مین نے وحی کی حوارین کی طرف یہ کہ ایمان لاؤ مجھ پر ف۔ یعنی اللہ تبارک وتعالے ...
پر اس صفت توحید کے ساتھ جو عیسی علیہ السلام تعلیم کرے۔ وَبِرَسُولِي اور میرے رسول پر ف۔ یعنی ...
عیسی پر ایمان لانا متضمن جملہ انبیاء وکتب وانجیل پر ایمان کو ہی۔ اگر کہا جاوے کہ وحی مخصوص بانبیاء علیہم السلام ہی ...
نہ تھی تو جواب دیا گیا دو وجہ سے۔ اول آنکہ وحی کلام عرب مین بمعنی امر ہی اسے حکم دیا مین نے حوارین کو بزبان عیسی علیہ السلام ...
رحمہ اللہ نے اختیار کیا اور قولہ ان آمنوا بی وبرسولی۔ یعنی اوحیت بان آمنوا بی الخ اسکا تفسیر ہی۔ وجہ دوم ...
ہی جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا واوحینا الی ام موسی ان ارضعیہ الآیہ مین ہی کہ بلا خلاف یہان وحی ...
ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر الآیہ مین وحی الہامی ہی ایسا ہی بعض سلف نے ...
کے وحی کو کہا کہ انکو الہام ہوا پس انھون نے اسکی پابندی کی قال الحسن البصری رحمہ اللہ تعالے ...
انکے دلون مین یہ بات ڈالدی۔ قَالُوا آمَنَّا بولے ہم یقین لائے ف۔ یعنی اللہ تعالے ...
وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ اور تو گواہ رہ کہ ہم حکم بردار ہین ف۔ پہلے ایمان ... پھر اسلام ...
مرادف ایمان ہی اور نیز اظہار ہی کہ دل سے بھی ہم ایمان لائے اور ظاہر مین بھی انقیاد ...

Marfat.com

ابن مریم اذکر نعمتی علیک الآیۃ- یعنی خالص ارادت ومحبت والون سے بیان کردے جو مین نے تجھپر کشف جمال واجمال
انعام کیا اور تیری ماں پر کہ خاص القاء کیا جبکہ اس سے انوار کا ظہور ہوا اور نور الوہیت سے ملتبس تیرا وجود ہوا اور یہ برکت
روح القدس تھا چنانچہ فرمایا اذایدتک بروح القدس- یعنی بروح معرفت جو روشن بصبح ازل تھی اور یہ وہ نفخ اول ہے جو اللہ تعالے
نے تجلی جلال وجمال سے آدم علیہ السلام مین پھونکی تھی- کیا تو نہین دیکھتا کہ فرمایا- ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم الآیۃ- صورت عیسیٰ
کو اللہ تعالے نے مقدس فرمایا کہ اس سے زندہ ہوگئے اور لاہوتیت اور ناسوتیت کے امتزاج کی تہمت سے بسبب روح قدس کے مقدس ہوگئے
پس تمام وجود عیسی علیہ السلام قدسی پیدا ہوا- تو یہ نہین دیکھتا کہ کیونکر باذن اللہ تعالے مردے کو زندہ کرتا تھا یعنی اللہ تعالی کی تائید
روح قدس کے جلال سے مردہ زندہ کرتا تھا- اور نیز معنی قولہ اذایدتک بروح القدس- آنکہ مین نے تجھکو بندہ جبرئیل علیہ السلام سے
تائید دی تاکہ تجھکو مقام عبودیت وشریعت پہنچادے اور بشریت کے گہوارہ مین تیرے ساتھ رہے کیونکہ تیرا صدور نور ربوبیت سے ہے
اگر ربوبیت قوی تو تجھکو مقام ہستی مین سکون نہو سکتا بلکہ تو فانی ونابود ہوجاتا- بعض مشائخ نے انبیاء علیہم السلام کے حال مین لکھا کہ ان
مین سے بعض پر القاے روح النبوۃ تھا اور بعض پر القاء روح الصدیقیت- اور بعض پر روح المشاہدۃ- اور بعض پر روح الصلاح والحرمۃ-
اسی طرح مختلف تجلیات سے القاء ہوا اور انکے اسرار مین وہ باتین پوشیدہ دین کہ انکا بیان وتعبیر نہین ہوسکتی ہے وہ ایسا علم ربانی ہے کہ اسکا
معن غائب اور حظ باقی ہے- واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے کے ساتھ صحبت کی روائی نہین مگر جبھی کہ روح کو صحبت قدم میسر آئی ہو
چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا اذایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المہد وکہلا- پس جسکو قدم مین صحبت روح سے فیض ہوا ہے وہ اللہ تعالے کی
ربوبیت سے سرفراز ہوتا ہے- اور قولہ تعالے اذایدتک بروح القدس- مین واسطی رح نے کہا کہ اس مقام پر روح کے ذکر سے ایک اشارہ
لطیف یہ ہے کہ روح محض مستتر اور پوشیدہ ہے اسی طرح قرب الٰہی محض پوشیدہ ہے وہ وہم وگمان وبیان سے باہر ہے- بعض مشائخ نے قدس
سے اشارہ لیا کہ روح عیسی پاکیزہ جوہر تھا کہ اسکو اشارہ کیا کہ وہ تیری ہیکل جسمی مین سے کسی چیز سے ممتزج ومرکب وسیل نہین پاویگی بلکہ
اللہ تعالے نے اسکو تیرے جسم سے اور تیری طبع سے اسکو مقدس ومطہر کردیا ہے تاکہ تو تیرے سوائے کسی غیر کو نہ دیکھے اور نہ مشاہدہ کرے اور یہ
کہ اس تیرا جسم مین بطور عاریت کے بسایا ہے جیسے ابتدائے حال مین آدم کو جنت مین مستعار رکھا تھا اور فائدہ اسکا یہ ہے کہ تیرا جسم بھی اس
روح کی مجاورت سے ہستی دنیاوی کے میل کچیل سے طاہر پاک ہوجاوے چنانچہ انجام یہ ہوا کہ دونون پاکیزہ ہوگئے اور دونون کو محل قدس
قدرت اٹھالیا- اور تمام نعمت الٰہی اپنے بندہ رسول عیسی علیہ السلام پر یہ تھی کہ مہد مین اسکے جسم کو بمانند اسکی روح کے پاکیزہ کردیا اور
اس مین قوت الہیہ اور ظہور قدرت ہے اور اسی سے مہد مین عیسی علیہ السلام نے اوتعالے کی تنزیہ وصف وقدس وجلال وربوبیت وکمال
ملک کیا اور عبودیت کو اسمین فانی کیا اور یہ قدرت کا ظہور اسمین تا زمانہ کہولت رہا حتی کہ بندگان الٰہی کو اوتعالے کی تنزیہ صفات وقدس
وحسن جمال سے عارف کرکے مالامال کیا اور یہی اللہ تعالے نے فرمایا بقولہ تکلم الناس فی المہد وکہلا- اور اسمین اور زیادہ فرمایا
اذعلمتک الکتاب- یہ خاص تجلی بقدرت الیہ تھی کہ بغیر سیکھے سکھلائے عیسیٰ نے لکھنا جان لیا- **قال المترجم** قدرۃ الید سے
یہ ہے کہ اوتعالے نے جو فرمایا- بل یداہ مبسوطتان الآیۃ- تو اکابر اولیاء اللہ اور مشائخ صوفیہ اور اکابر محدثین وسلف کے نزدیک
ید جارحہ نہین بلکہ یہ ایک صفت ہے اوتعالے کی صفات سے اور اسکی حقیقت سے کوئی بندہ آگاہ نہین ہے اور یہ بحث اوپر تحت
متشابہات ہوچکی ہے یہان شیخ نے یہی کہا کہ اوتعالیٰ نے جو عیسی علیہ السلام کے حق مین یہ انعام یاد دلایا کہ اذعلمتک الکتاب-

Marfat.com

یعنے یاد کر کہ مین نے تجھکو لکھنا سکھلایا - تو لکھنا آنکو تعلیم الٓہی سے اسطرح آیا کہ ایک صفت کی [illegible]
آگیا - پھر اور زیادہ فرمایا بقولہ والحکمۃ - اور مراد اس سے معارف محبت ہین اور طریق کشف [illegible]
پھر اور زیادہ فرمایا بقولہ والتوراۃ - پس عیسیٰ علیہ السلام کو وہ بھی سکھلایا جو موسیٰ کو سکھلایا [illegible]
تاکہ اسکو معرفت کے شرائع اور ربوبیت کے آداب و احکام معلوم ہون - پھر زیادہ کیا بقولہ [illegible]
اوصاف قدم کو پہنچوایا اور وصف پر وصف بڑھایا کہ صفت قائمہ و قدرت الٓہیہ کا ظہور اسکے [illegible]
نفخ سے پرندکے حنا کو زندہ کر دیا اور یہ اس بات کی علامت ہو کہ قدرت خلق جو اوصاف ربوبیت [illegible]
پر کرامت کیا - اسی وجہ سے اندھے مادرزاد اور کوڑھی اچھے ہوجاتے اور مردے زندہ ہوجاتے [illegible]
و پوشیدہ تھے وہ ظاہر ہوتے چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام لوگون سے کہتے - وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون [illegible]
یہ آیت مذکور ہو - شیخ ابو علی رودباری رح نے کہا کہ جب بندہ عبودیت کی جا نماز پر ثابت [illegible]
ربوبیت سے بقدر اسکی لیاقت و استعداد کے ظاہر ہوتے ہین ولیکن یہ سب اسکی قضا و قدر کے موافق [illegible]
نعمت یاد دلائی بقولہ واذ اوحیت الی الحواریین ان آمنوا بی و برسولی - وحی الٓہی جو رسولون علیہم السلام [illegible]
ہو اور عام اور خاص وحی جو انبیاء علیہم السلام کو ہوتی ہو وہ بلا واسطہ ہوتی ہو اور عام بواسطہ جبرئیل علیہ السلام [illegible]
چند مراتب ہین - وحی بالفعل یعنے فعل سے وحی خاص - اور وحی بالصفۃ - اور وحی بالذات - پھر وحی [illegible]
خاص مقام توحید مین دیدار عظمت و کبریاء کے وقت ہوتی ہو اور وہ مقام فناء ہو - اور وحی صفات [illegible] تجلی جلال
ہوتی ہو اور وہان محل بقاء ہو - قال المترجم فناء اول مقام توحید کا مکرر فناء ہو اور بقاء معرفت بعد فناء کے [illegible]
اور وحی بالفعل مقام عشق و محبت مین ہوتی ہو اور وہان منازل انس و انبساط ہین اور اس مقام مین تمام اولیاء [illegible]
طفیل مین حصہ ہو اور جو وحی کہ فرشتہ کے ارسال سے ہوتی ہو اسمین اولیاء کو کچھ بھی حصہ نہین ہو - قال المترجم [illegible]
فرشتہ سے اسکو اتصال ہو سکے اور یہ تو خیر اسپر بڑھکر یہ کہ خطاب کا تحمل اسقدر پردون کے بعد نہین ہو سکتا [illegible]
فرشتہ سے بھی اصل کلام نفسی تک اللہ تعالےٰ جانے کہ کس قدر حجاب ہو گئے ہین اور لوح محفوظ [illegible]
اشارات لطیف ہین ان حجابات سے اور اہل الحق کو سخت دقت واقع ہوتی ہو کہ پڑھے لکھے عالمون [illegible]
جنکے کہین اثر نہین تو کفار و مشرکین و عوام کو کیونکر سمجھاوین حاشا و کلا کہ دروغ ہوتے ہون لیکن [illegible]
بطفیل سرور عالم صلعم انھون نے راہ مستقیم دکھلائے کہ ہماری آنکھون کے سامنے کے کوئے [illegible]
نہ سوجھے تو یہ مشیت حضرت مالک الملک لاشریک لہ ہو وہی قادر مختار ہو جو چاہتا ہو کرتا ہو کیا مجال [illegible]
عما یفعل وہم یسئلون - پھر شیخ نے لکھا کہ وحی منزل توحید کی بکلام ہو - قلت [illegible]
اور وحی منزل معرفت کی بحادیث ہو قلت ہذا کما قال تعالےٰ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما - [illegible]
واللہ اعلم - اور وحی منزل عشق کی الہام ہو اور مقام الہام کی تین قسمین ہین [illegible]
استیناس ہو کہ مقام الہام ذاتی اگرچہ منجملہ منزل وحی عشق سے ہو لیکن صدر [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہون بشرطیکہ منزلت انکی بھی منزلت توحید ہو اور یہ اشارہ قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فی قولہ رب ارنی کیف تحی الموتی الآیہ مین اور قصہ عزیر علیہ السلام فی قولہ انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا الآیہ مین و اس سے سابق دو مقام پر گذرا ہی یاد کرو [illegible] اللہ تعالےٰ داناتر ہی- بحر شیخ نے لکھا کہ لبا اوقات الہام فعلی بواسطہ فرشتہ و روح و قلب و عقل و سر باطن و حرکت فطرت کے ہوتا ہی اور لبا اوقات کان پر ہاتف غیب کے آواز ظاہر آتی ہی اور لبا اوقات زبان خلق سے حرکات حدوث کے ذریعہ سے ہوتا ہی لیکن ان مقامات کو کوئی پہچانتا نہین سوائے اُسی بندہ کے جسکو معرفت خواطر و حقائق علوم مین ایک منصب خاص حاصل ہو [illegible] ہی کہ یہان یعنی قولہ واذا وحیت الی الحواریین- مین الہام فعلی کے اقسام مین سے وحی صفاتی ہی جس سے بندہ کو ایمان و معرفت پیدا ہوتا ہی اسی واسطے فرمایا کہ واذا وحیت الی الحواریین ان آمنوا بی و برسولی- یعنی جو انوار غیب مین نے تمپر کشف کر دیے اس سے تم مجھکو پہچانو و تصدیق کرو اور میرے رسول سے میری اس معرفت کے شرائط عبودیت حاصل کرو تو حواریون نے تسلیم کیا جیسا کہ فرمایا- قالوا آمنا واشہد باننا مسلمون- اور قولہ امنوا بی- مقام الجمع ہی اور قولہ برسولی- اسے آمنوا برسولی- مقام التفرقہ ہی- قال المترجم معلوم ہوگیا کہ الہام سے جو وحی ہوتی ہی وہ بزبان خلق بحرکات حادث ہوتی ہی یعنی انکشاف الہامی بذریعہ اس وجہ کے بھی ہوتا ہی تو بزبان عیسیٰ علیہ السلام سے وصف تنزیہ و تقدس حضرت باری تعالیٰ کا اثر الہامی وہ صفاتی الہام باطن حواریین پر ہوا جس سے ایمان متولد ہوا اسی سے ان لوگون نے حضرت عیسیٰؑ کو خطاب کیا کہ واشہد باننا مسلمون- اور گواہ کر لینا اشارت ہی کہ وحی الہامی سے قلب کے ساتھ معاملت ایمان بحضرت باری تعالےٰ جل جلالہ طے پائی اور عیسیٰؑ کو اسپر گواہ کر لیا تاکہ یہ مفہوم نہو کہ تاثیر نصیحت عیسیٰ تھا بلکہ ہدایت فقط او تعالےٰ عزوجل سے ہی اور یہان سے ظاہر ہوا کہ علماء ظاہر نے جو دو تفسیرین اس کلام کی بیان فرمائی ہین وہ درحقیقت ایک ہی قول ہی ان دونون مین کوئی اختلاف نہین ہی فتدبر او جمع کے بعد تفرقہ کی ہدایت مین تحصیل کمال وجنت سے دنیا مین نزول کی حکمت اصح ہی فافہم

جب کہا حواریون نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرے رب سے ہو سکے کہ آتارے ہمپر

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا

خوان بھرا آسمان سے بولا ڈرو اللہ سے اگر تمکو یقین ہی بولے ہم چاہتے ہین کہ کھا دین

مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ

اسمین سے اور چین پاوین ہمارے دل اور ہم جانین کہ تو نے ہمکو سچ بتایا اور رہین ہم اسپر گواہ

مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

بولا عیسیٰ مریم کا بیٹا اے اللہ رب ہمارے اُتار ہم پر خوان بھرا آسمان سے کہ وہ

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ

[illegible] عید ہمارے پہلون اور پچھلون کو اور نشانی تیری طرف سے اور روزی دے ہمکو اور تو ہی بہتر روزی دینے والا

لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

[illegible] اتارونگا تم پر پھر جو کوئی تم مین ناشکری کرے اس پیچھے تو مین اسکو وہ عذاب

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ

ربع ۶

عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ
کرونگا جو نہ کرونگا کسی کو جہان مین

یہی قصہ نزول مائدہ از آسمان ہی اور اسی پر سورہ کا نام سورۃ المائدہ ہی اور اسمین حضرت عیسٰی علیہ السلام پر [illegible] احسان ہی اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ ۔ یاد کر جبکہ کہا حواریون نے ف اور ظرف متعلق بمقدر یا متنازع [illegible] ذکر ہی یعنی یاد کر [illegible] يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اے عیسٰی بیٹے مریم کے ف اس سے ظاہر ہوا کہ حواری انکے وقت مین حضرت عیسٰی کو [illegible] بیٹا جانتے تھے اور اسی نسبت سے پکارا اور کیون نہین کہ اسی پر ایمان لائے تھے چنانچہ کہا یا عیسی بن مریم هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تیرے رب سے ہو سکے کہ اتارے ہم پر خوان بھرا آسمان سے ف [illegible] نے تستطیع ربک بتاء فوقانیہ بمضارع مخاطب اور بنصب رب پڑھا اور معنی یہ کہ بھلا تو استطاعت رکھتا ہی اپنے پیدا کرنے والے معبود یعنی اپنے پروردگار سے سوال کرسکتا ہی ۔ یہ کہ نازل کرے تیرا پروردگار ہم پر مائدہ آسمان سے ۔ اور دوسری قراءۃ جو اکثر قراء کی ہی یستطیع ربک ۔ ہی بیاء تحتیہ و رب کو رفع ۔ اور معنی آنکہ بھلا استطاعت رکھتا ہی تیرا پیدا کرنے والا معبود یہ کہ ہم پر آسمان سے مائدہ اتارے ۔ اور یہ اشکال وارد ہوتا ہی کہ حواری تو اہل ایمان و اسلام تھے اُنھون نے قدرت مین کیونکر شک کیا ۔ تو جواب دیا گیا کہ یہ انکا ابتدائی حال تھا اسوقت تک معرفت الٰہی و اسکی صفات کمالیہ کا علم انمین مستحکم نہین ہوا تھا اسی واسطے عیسی علیہ السلام نے جواب مین فرمایا کہ ڈرو اللہ تعالے سے اگر تم مومن ہو یعنی قدرت الٰہی مین شک مت کرو وہ ہر بات پر قادر ہی ۔ اور زمخشری رح نے جو کہا کہ وہ مومن خالص نہ تھے تو یہ لغو ہی اور اجماع مفسرین کے خلاف ہی ۔ اور قراءۃ اولے یعنی ہل تستطیع ربک ۔ بمضارع مخاطب اس امر پر دلیل ہی اور معاذ بن جبل کو آنحضرت صلعم نے یہی قراءۃ پڑھائی ۔ کما رواہ الحاکم وصححہ والطبرانی وابن مردویہ وہی قراءۃ ابن عباس و علی رضی اللہ عنہما و سعید بن جبیر و مجاہد رحمہما اللہ تعالے ہی پس قراءۃ دوم متوافق بمعنی اول ہی اور یہ عرب کا عمدہ محاورہ ہی کہ جب انکو کسی شخص کی طرف سے شک ہوتا ہی کہ وہ یہ کام کردیگا یا نہ کریگا تو کہتے ہین کہ ہل یستطیع فلان ذلک ۔ اسکے یہ معنی نہین کہ وہ کرسکتا ہی یا نہین کرسکتا ہی بلکہ مراد یہ کہ بھلا ہو سکتا ہی کہ وہ کہنے سننے سے ایسا کردے ۔ پس شک اس فعل کے وقوع و عدم وقوع مین ہوتا ہی اور یہ نہین کہ فلان مذکور کی طاقت ہی یا نہین ہی پس یہی معنی ہین قول حواریین کے کہ بھلا پروردگار تعالے تمھارے سوال و دعا وغیرہ سے ایسا کردیگا کہ ہم پر آسمان سے مائدہ نازل فرماوے اور یہ وہی قراءۃ اولے کے معنی ہین اور اسمین او تعالی عز وجل کی بے نیازی و عظمت بہت نکلتی ہی کہ او تعالے سب [illegible] بے پروا ہی پس عیسی علیہ السلام اگرچہ نبی مقبول ہین لیکن شاید انکی دعا بھی قبول ہو یا نہو ۔ اور دوسری قراءۃ مین بھی لیسے معنی ہین [illegible] عیسی ؑ تم ایسا کرسکتے ہو کہ ایسی دعا کرو اگرچہ امید ہی کہ تمھاری دعا پر قبولیت کا اثر ہوگا ۔ قال ابن کثیر رح ۔ مائدہ [illegible] وقیل اگر کھانا نہو تو مائدہ نہین بلکہ خوان ہی جیسے تراشا ہوا بنا ہو تو قلم ورنہ انبوب یعنی نلک ہی اور چمڑا بکا یا ہوا [illegible] کھال ہی اور پانی سے بھرا ہوا ہو تو ذنوب و سجل ورنہ دلو یعنی خالی ڈول ہی ۔ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ [illegible] سے اگر تم سچے ایمان والے ہو ف لیعنی جواب مین عیسی علیہ السلام نے حواریون سے یہ کہا ۔ [illegible] جو مفسر رح نے کہا کہ سچائی کے لیے اتنی نشانیان مت مانگو کہ ایمان بالغیب نہ رہی جو درحقیقت [illegible] جو ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ لبعض علماء تابعین نے کہا کہ یہ لوگ فقیر محتاج تھے تو انھون نے سوال کیا [illegible]

[illegible] شہادت پر قوت یا دین میں عیسیٰ علیہ السلام نے انکی درخواست کو منظور کیا کہ دعا کرونگا لیکن انکو یہ کہا کہ اتقوا اللہ
[illegible] سوال کی جناب میں تقویٰ مدنظر رکھو اور بہتر ہوگا کہ انکو مت مانگو کیونکہ شاید یہ فتنہ و عذاب کا باعث نہو جاوے اور رزق حلال پیدا کرنے
[illegible] سے محروم نہ رہو لیکن رزق کے طلب میں شفقت کرو اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ سوم آنکہ تقویٰ کرو تاکہ تمہاری مراد حاصل ہو کیونکہ متقی اللہ
[illegible] ہوتا ہے۔ وقد قال تعالیٰ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب الآیۃ۔ چہارم آنکہ جو ابن عباس رض سے مروی ہے
کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تمکو مناسب ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے تیس (۳۰) روزے رکھو پھر جو مانگو وہ پاؤ
کیونکہ مزدور کی مزدوری اسپر ہی جسکے لیے کام کیا ہو پھر انھوں نے ایسا ہی کیا پھر روزے پورے ہونے کے بعد کہا کہ اے بھلائی کے
سکھلانے والے ہمنے یہ کام کیا اور اگر کسی بندہ کے واسطے کرتے تو فراغت پر ہمکو خوب کھانا کھلاتا پھر مائدہ کی درخواست کی تو عیسیٰ علیہ السلام
نے کہا۔ اتقوا اللہ ان کنتم مومنین۔ قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا بولے ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اسمیں سے ف یعنی
سوال مائدہ کا اس جہت سے ارادہ کرتے ہیں کہ ایک تو ہم اسمیں سے کھاویں اور دوسرے وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا اور چین پاویں
ہمارے دل ف یعنی یقین بڑھ جاوے جس سے ہمارے دلوں کو خوب تسکین ہو اور تیسرے یہ کہ وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا
جانیں ہم کہ تم دعویٰ نبوت میں سچ بولے ہو ف یعنی ہمارا یقین اور علم تمہاری نبوت میں زیادہ بڑھ جاوے۔ وَنَكُونَ عَلَيْهَا
مِنَ الشَّاهِدِينَ اور رہیں ہم اسپر گواہ ف یعنی جو غائب ہیں انکو ہم شہادت دینگے یا اللہ تعالیٰ کی قدرت کو مشاہدہ کریں یا آیات
کے مشاہدہ کرنے والے ہوں نہ فقط شنی سنائی کہنے والے۔ حاصل آنکہ ہماری محتاجی دور ہو اور علم استدلالی و علم مشاہدہ ملکر یقین
بڑھ جاوے اور تصدیق رسالت میں ترقی ہو اور غائب لوگوں کے لیے ہم مشاہدہ بیان کرنے والے ہوں۔ واضح ہو کہ اثر ابن عباس رض مذکورہ
وجہ چہارم میں اشارہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انکو مزدور آخرت بنایا اور انھوں نے مزدوری میں دنیا مانگی اور یہ بہت پستی ہے اگرچہ
خروج از درجہ ایمان نہیں لیکن اشعار ہے کہ قوم اعلیٰ کا یہ حال تھا تو مابعد والوں کا کیا حال ہوگا اور آنحضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے
ایک جماعت سے مروی ہے کہ اچھی طرح پیٹ بھر کھانا خود بخود ملتا تو یاد کرکے روتے کہ ہمارے بدلے شاید ہمکو دنیا میں ملے جاتے ہیں پس
کتنا بڑا فرق ہے واللہ اعلم۔ اور بلاغت و نظم کلام اس بات کے مشعر ہے کہ معرفت الٰہی میں انکا قدم اسوقت تک درجہ اوسط پر بھی نہیں
پہنچا تھا اسواسطے کہ جو مدارج کمال اس امت مرحومہ کے واسطے ہیں انمیں سے اوسط درجہ اگلی امتوں کا اعلیٰ درجہ تھا جیسا کہ سابق میں
[illegible] بیان بکلام شیخ الحافظ ابن کثیر رح گذر چکا ہے فتذکر۔ بالجملہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انکی غرض معلوم [illegible] اس بیان کے موافق معلوم
[illegible] قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا
لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا کہا عیسیٰ مریم کا بیٹا اے اللہ رب ہمارے اتار ہمپر خوان بھرا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے یعنی
[illegible] اترنے کا دن ہمارے واسطے عید ہو۔ اور لاولنا بدل ازلنا ہے باعادہ حرف جار اور مراد اولین خود یہ لوگ اور مراد آخرین سے
[illegible] کہ بعد کو پیدا ہونگے اور روز عید ہونے کے یہ معنی کہ ہم اسکی تعظیم و تشریف کریں۔ بعض اکابر سے گذرا کہ اللھم سے دعا کرنا جامع
[illegible] اور مجیب نام سے دعا ہے اور ربنا بدل ہے تاکہ رحمت پرورش کی تجلی ہو۔ بعض نے ذکر کیا کہ یکشنبہ یعنی اتوار کو نازل ہوا تھا
[illegible] نے اسی [illegible] اور صحیح یہ ہے کہ روز جمعہ روز مبارک ہے وہ اگلی امتوں کو نہ ملا بلکہ یہود کی سنیچر پر جمے وہی انپر مفروض ہوا اور نصاریٰ
[illegible] مومنین اہل اسلام کو اللہ تعالیٰ نے روز جمعہ کی ہدایت فرمائی فالحمد للہ رب العالمین۔ اور یہ مضمون احادیث

۴۷ رواہ ابن ابی حاتم عن یونس بن عبد الاعلیٰ عن ابن وہب عن اللیث عن عقیل عن ابن شہاب الزہری عن ابن عباس [illegible] قال ابن کثیر [illegible] ہذا الاسناد [illegible] اسناد جید ۱۲

باب جمعہ سے واضح ہی - اور عید خوشی کا دن کہلاتا ہی اور نام اسکا عید بوجہ اسکے کہ وہ عود کے [illegible]
عود الناس یعنی لوگون کا اجتماع ہی یا فرح وسرور پھیر لاتا ہی یا عادت مشہورہ ہو یا اسلئے کہ اہل لغت کے [illegible]
پروردگار مائدہ آتار دے کہ ہمارے زمانہ والون و پچھلے آنے والون کی عید ہو اور بخشے **وَآيَةً مِّنكَ** [illegible]
تیری موت پر نشانی ہوجاوے - **وَارْزُقْنَا** اور روزی دے ہمکو [illegible] یہ عطف ہی انزل علینا [illegible]
ہم کو یہ رزق دے - **وَأَنتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ** - تو تو ہی بہتر روزی دینے والا [illegible]
مجازاً غیر کو بھی رازق سمجھتے ہین ورنہ درحقیقت رازق وہی پاک پروردگار ہی اور اسباب درحقیقت کچھ نہین [illegible]
اور بندے کو اسکی وسعت صرف کرنے اور پھر بھی اللہ تعالے پر توکل کرنے کا امتحان ہی اور تحقیق اسکی قولہ یا ایہا الانسان ما غرک
بربک الآیہ کی تفسیر مین مذکور ہو چکی ہی فتذکر اور اس امتحان مین بہتیرے عام لوگ بندے عقل سے [illegible]
مدار رکھتے ہین حالانکہ ہزارون دفعہ انکی تدبیر پوری نہین ہوتی اور یہی تقدیر کی علامت ہی مگر نہین سمجھتے [illegible] اللہ تعالے اپنے
سے ہدایت فرماوے - اس کلام مین اشارہ ہی کہ امر خیر جو مورث فرحت وسرور ہو وہ اوتعالی کی طرف سے عید ہوتا ہی جیسے روز جمعہ
کسی کے بنانے سے نہین بنتا ہی اسی واسطے نجعلہا عیدا - نہین کہا یعنی ہم اسکو عید بناوین نہین فرمایا اور مومنین کیلیے رمضان [illegible]
اس امر کا کمال سرور ہی کہ اللہ تعالے نے روزے پورے کیے حالانکہ ان روزون کے کیا فضائل ہین اور ایسی ہی عید اضحی [illegible]
مشروع ہی کہ حیات نفس کو کمالات حاصل کرنے کے لیے باقی رکھا اور جانور کو اسکا فدیہ مقبول فرمایا جسکے فضائل مروی ہوئے [illegible]
جو اس عید مین دنیا کی تمام ہوس وتکلف کو جمع کرنا عین عید جانتے ہین یہ ہوا وہوس ہی ہان پاکیزگی ولطافت وغریب مسلمانون کے لیے کھانے
پینے مین آسانی دینا اچھی بات ہی - فافہم - بالجملہ حضرت عیسی علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی اور روایت ہی کہ اس دعا کرنے سے پہلے حضرت عیسی
نے موٹے کپڑے یا بالون کے کپڑے پہنے اور دو رکعت نماز پڑھی اور سر نیچا کیا اور خوب روئے پھر دعا مانگی اور پھر ہوئے - **قَالَ اللَّهُ**
إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ کہا اللہ نے مین اتارونگا وہ خوان تم پر ف - یعنی اللہ تعالے نے قبولیت کا جواب اسطرح فرمایا کہ اللہ
اس مائدہ کو تمپر اتارنے والا ہون - عاصم ونافع وابن عامر نے منزلہا بتشدید از تنزیل پڑھا اور باقیون نے منزل از انزال بتخفیف پڑھا
اور اول مین معنی مکرر یا بار بار نازل ہونے کے اظہر ہین - حاصل آنکہ اللہ تعالے نے دعا کو قبول کیا کہ اچھا مین اتارونگا لیکن [illegible]
فَمَن يَكْفُرْ بَعْدُ پھر جو کوئی ناشکری کرے اس پیچھے ف - یعنی بعد مائدہ اترنے کے - **مِنكُمْ** تم لوگون مین سے [illegible]
جبکہ مائدہ اتریگا - **فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ** تو عذاب کرونگا مین اسکو **عَذَابًا** ایسا عذاب کہ **لَّا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ**
وہ عذاب کسی اور کو عالمین مین سے نہ کرونگا ف - بعض علماء نے کہا کہ عالمین سے انکے زمانہ والے [illegible]
کہ تمام عالمین مراد ہین اور یہی اصح ہی اسواسطے کہ انپر مسخ ہوکر سؤر وبندر ہو جانے کا جو عذاب آیا تھا [illegible]
کے وقت مین ایلہ کے بعض یہودیون پر بھی ہوا تھا لیکن آیت کریمہ میں آئندہ انکے بعد اس عذاب سے [illegible]
لا اعذبہ - صریح دلالت کرتا ہی - اور کم اعذبہ نہین ہی جسکے معنی یہ ہوتے کہ عالمین مین سے کسی کو ایسا عذاب نہ [illegible]
تمام عالمین مراد لینا صحیح ہی اور اس سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰة والسلام پر یہ عذاب [illegible]
سے ہین اور یہ جو حدیث شریف مین آیا ہی کہ اس امت مین بھی خسف ومسخ ہوگا تو احتمال ہی کہ ایسا [illegible]

Marfat.com

[illegible] سے ایک گروہ [illegible] سے مل جائیگا اور ایک گروہ بت پرستی کریگا اور میری امت مین سے قریب
[illegible] کا [illegible] آخر افی حدیث مسلم و قد ذکر سابقا۔ اور احتمال ہو کہ شاید مسخ باطنی ہوا الا انکہ خسف باطنی
[illegible] احتمال ہو کہ مسخ ایسا ہو جو اصحاب مائدہ کے حق مین ہوا اور احتمال اول ارجح ہو۔ بالجملہ اللہ تعالے نے مائدہ نازل کرنے کا
[illegible] اگر [illegible] کے ساتھ کہ جسکا پایان نہین ہو۔ اور مروی ہو کہ جب حواریین نے یہ تہدید سخت سنی تو خوف ہوا کہ شاید کوئی
[illegible] سے کفران نعمت ہو یعنے شکر گزاری و فرمانبرداری نہ کر سکے کیونکہ مدار اس فارغ البالی کا یہی کہ طاعت وعبادت
[illegible] خوف کر کے عفو چاہا اور کہا کہ ہم نہین مانگتے ہین پس مائدہ نازل نہوا اور یہی قول مجاہد رح و حسن رح سے مروی ہوا
[illegible] نازل ہوا اور صحیح یہ ہو کہ مائدہ نازل ہوا جیسا کہ قولہ انی منزلہا علیکم سے معلوم ہوتا ہو کیونکہ وہ وعدہ ہو اور خلاف وعدہ
[illegible] اور یہی جمہور [illegible] و مشاہیر ائمہ علماء کا قول ہو۔ قال المفسر رح۔ نزلت الملائکة بہا من السماء علیہا سبعة ارغفة وسبعة
[illegible] اکلوا منہا حتی شبعوا قالہ ابن عباس۔ مفسر رح نے کہا کہ پھر ملائکہ آسمان سے آنکھون دیکھتے مائدہ لیکر اترے پس ملائکہ
[illegible] نظر آتا یہانتک کہ سامنے لاکر رکھا پھر سات گردہ روٹیان اور سات مچھلیان تھین پس حواریون نے اس مین سے
[illegible] کہ سب سیر ہو گئے یہ ابن عباس رض نے فرمایا ہو۔ وفی حدیث انزلت المائدة من السماء خبزا ولحما فامروا ان لا یخونوا و
[illegible] فخانوا وادخروا ورفعوا لغد فمسخوا قردة وخنازیر۔ یعنی اور ایک حدیث مرفوع مین آیا ہو آسمان سے مائدہ اترا روٹیان
[illegible] تھا پس انکو حکم دیا گیا کہ کل کے واسطے نہ رکھین اور نہ ذخیرہ اندوختہ کرین مگر آخر انھون نے خیانت کی اور کل کے واسطے
[illegible] پس مائدہ تو منقطع ہوا اور وہ لوگ جنھون نے ایسا کیا تھا مسخ کر کے بندر و سور کر دیے گئے۔ قال فی الکمالین اسکو ترمذی
نے [illegible] رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا اور کہا کہ عمار سے دیگر اسناد سے موقوف انکا قول روایت ہو اور یہی اصح ہو
[illegible] ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ و ابن مردویہ ایضا۔ واضح ہو کہ قولہ عید الاولنا وآخرنا۔ کے بعض نے یہ معنی بیان کیے
[illegible] سے اگلے اس خوان پر بیٹھکر کھانے والے اور پچھلے کھانے والے یکسان پاوین بدلیل روایت ابن عباس رض
[illegible] آسمان سے خوان لائے جیر سات روٹیان و سات مچھلیان تھین وہ انکے سامنے رکھا پس اسمین سے جیسے اگلون نے
کھایا ویسے ہی پچھلون نے سیر ہو کر کھایا۔ وعن عمار رح خوان پر جنت کے میوے بھی تھے۔ کما رواہ ابن جریر۔ وفی روایة عمر
[illegible] قصہ مائدہ والون کا اور انپر عذاب ہونے کا بیان کر کے کہا کہ اے گروہ عرب تم اپنی حالت یاد کرو کہ اونٹون و بکریون
[illegible] پھر اللہ تعالی نے تم مین اپنے ایسے بزرگ مکرم رسول صلعم کو بھیجا جسکا حسب نسب تم خوب جانتے ہو اور
[illegible] بادشاہان عجم کو اپنے قبضہ مین لاؤگے اور تمکو منع کر دیا کہ سونے و چاندی کو خزانہ بناکر اسطرح نہ رکھو
[illegible] حقوق مین انہین خرچ نہ کرو اور قسم ہو اللہ پاک کی کہ رات دن نہین گزرینگے کہ تم انکو خزانہ بناکر اس طور سے
[illegible] ہو اور پھر اللہ تعالے تمکو سخت عذاب کریگا۔ رواہ ابن جریر قال المترجم اس اثر کے واسطے حدیث
[illegible] بنی اسرائیل مین جو فتنہ شروع ہوا تو وہ عورتون سے شروع ہوا تھا اور میری امت کا فتنہ مال سے ہو یعنی
[illegible] ہوگا پھر [illegible] فتنہ مین پڑکر وہی بد افعال کرنے لگینگے جو بنی اسرائیل و اگلی امتون سے سرزد ہوئے تھے۔ اور حدیث
[illegible] بیان ہوئی [illegible] مختصر صورت و بعض بیان ہو اور پوری حالت اور کیفیت مذکور نہین ہو اور سلمان خیر رحمہ اللہ

Marfat.com

اس سے زیادہ طویل قصہ مذکور ہی اور اسمین ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام برابر روتے تھے بوجہ ان [illegible] تھین اور کہتے تھے کہ اے اللہ تعالے میرے اسکو رحمت کر اور عذاب مت کر۔ الٰہی مین تنے بہت عجب [illegible] الٰہی ہم بندون کو اسکا شکر گزار کر دے الٰہی مین پناہ مانگتا ہون کہ اسکو تو نے غضب اُتارا ہو الٰہی اسکو [illegible] اسکو فتنہ مت کر۔ برابر اسی طرح وہ دعا کرتے رہے یہان تک کہ وہ عیسی و حواریون کے روبرو آ ترا اور ساتھون [illegible] خوشبو پائی کہ کبھی ہرگز نہین پائی تھی اور عیسی و حوارین شکر کے سجدہ مین گر پڑے کہ انکو ایسی جگہ سے نعمت [illegible] نہ تھا اور ایک عجیب نشانی انکو دکھلائی جس سے عبرت ہوتی ہی اور یہودی متوجہ ہوکر دیکھنے لگے اور انھون نے ایک عجیب بات [illegible] جس سے انکو غم و غصہ و حسد و عداوت زیادہ ہوئی۔ اور نیز اس روایت مین ہی کہ اسپر سے سرپوش اٹھانے کے وقت پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے نیا وضو کیا اور مصلے پر نماز پڑھی اور بہت روئے۔ اور نیز اسمین مچھلیون کی صفت و پاکیزگی اور [illegible] یعنی گندنا کے ہر قسم کے بقول و ترکاریان و انار وغیرہ میوہ جات مذکور ہین۔ اور نیز اسمین ہی کہ شمعون نے جو حواریون مین سے [illegible] سوال کیا کہ یہ دنیا کے طعام سے ہی یا جنت سے ہی تو حضرت عیسی ع نے پھر منع کیا کہ سوالات سے باز نہین آتے ہو خوف [illegible] آیات [illegible] نہ ہوجا دین تو شمعون نے کہا کہ قسم ہی پروردگار اسرائیل کی کہ اے صدیقہ کے بیٹے مین نے اس سے سوال کا قصد نہین کیا تھا لیکن عیسی نے جواب دیا کہ تم دیکھتے ہو کہ یہ دنیا کا طعام نہین اور جنت کا بھی نہین ہی اسکو اللہ تعالی نے اپنی قدرت قاہرہ سے ایجاد کیا ہی اسکی [illegible] ایسی ہی کہ پلک مارنے کی دیر نہین ہوتی اور جو مراد ہی وہ پیدا ہو جاتا ہی۔ پھر حواریون نے کہا کہ یا عیسی ع اسمین کوئی اور نشانی دیکھنے کی [illegible] خوشی ہی تو حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا کہ اے لوگو تم اکتفا نہین کرتے اس سے یہان تک کہ اور آیت مانگتے ہو پھر مچھلی سے کہا کہ اللہ تعالے کے حکم سے زندہ ہوجا وہ زندہ ہوگئی اور اس سے وہی بو آنے لگی جو زندہ مچھلی سے آتی ہی۔ یہ دیکھکر لوگ گھبرائے تو فرمایا کہ لوگو یہ کیا حال ہی کہ اللہ تعالے تمھارا پروردگار جب اپنی قدرت کی نشانیان دکھلاتا ہی تو تمکو کراہت ہوتی ہی مجھے بڑا خوف ہی کہ تم اس حرکت پر عذاب نہ کیے جاؤ اور مچھلی کی طرف مخاطب ہوئے کہ اللہ تعالے کی ارادت و قدرت سے ویسی ہی ہوجا پھر وہ مچھلی ویسی ہی [illegible] جیسے دسترخوان پر تھی۔ پھر حواریون نے حضرت عیسی علیہ السلام کو پہل کرنے کو اصرار کیا اور آپ نے پہل نہ کی تو حواریون نے بھی [illegible] پس حضرت عیسی ع نے محتاجون اور لولے لنگڑون کو بلایا اور کہا کہ بسم اللہ کرکے اپنے پروردگار کا طعام کھاؤ تم پر [illegible] پر عذاب رہے انھون نے فرمان قبول کیا اور مرد و عورت ملکر ایک ہزار تین سو آدمیون نے کھایا لیکن جنھون نے کھایا تھا وہ تونگر ہوگئے مرتے دم تک تونگر رہے اور سب بیمار اچھے ہوگئے اور حواریون و لوگون پر ندامت چھاگئی اور کہا کہ اے آدمیون [illegible] حواریون نے جو اسکو دیکھا تو اپنے حال پر تھا اسمین کوئی کمی نہین آئی تھی پس وہ خوان اٹھایا گیا یہان تک کہ [illegible] اسکے بعد جب مائدہ اترتا تو اسکا اثر فقط آسودہ ہو جانا تھا پس تونگر و فقیر و بیمار و تندرست سب ملکر ہجوم کرتے [illegible] نے وحی فرمائی کہ اے عیسی اس طعام کو فقیرون و یتیمون و لولے لنگڑون کے واسطے قرار دے اور [illegible] کہ اسکی باری مقرر کردی تھی کہ دوسرے روز نوبت آتی تھی۔ پس تونگرون کے دلون مین [illegible] اور بہت لوگون کو شک مین ڈالا آخر عیسی علیہ السلام نے کہا کہ قسم ہی مجھکو میرے پروردگار کی [illegible] او تعالی نے وحی کی کہ مین جھٹلانے والون کو عذاب کرونگا حتی کہ اخیر رات مین سور ہوگئے [illegible]

Marfat.com

... تعصد و قال ابن کثیر اغریب جدا- پھر شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے مجاہد و حسن سے روایت نقل کین کہ مائدہ نازل نہین ہو
ابن کثیر رحمہ نے کہا کہ ان روایات کی اسانید صحیح ہین اور تقویت اس قول کی یون بھی ہوتی ہو کہ نصاری نے اپنی کتابون مین ذکر نہین کیا
قرآن مجید مین کوئی امر منصوص نہین ہو ہان قولہ انی منزلها علیکم- سے ابن جریر وغیرہ نے استدلال کیا کہ وعدہ ہو پس نازل ہوا اور جبار
سلف بھی اسپر دلالت کرتے ہین اور شاید یہی صواب ہو واللہ اعلم و مترجم کہتا ہو کہ انی منزلها علیکم- مین یہ معنی بھی ہو سکتے ہین کہ یعنی
اتارونگا تو مگر جب یہ شرط قبول کرو کہ جو منکر ہو تو اسکو ایسا عذاب کرونگا جو کسی کو نہین کیا ہو لیکن چونکہ انھون نے اس شرط سے احتراز کیا او
نہت نازل نہین ہوا- بالجملہ قرآن مجید مین یہ امر منصوص نہین کہ نازل ہوا یا نہین نازل ہوا اور نہ اس سے چندان بحث متعلق ہو ہان
سلف سے آثار و اخبار مختلف مروی ہین بعض مین ہو کہ نازل ہوا اور بعض مین ہو کہ نہین نازل ہوا و قول اول اصح ہو واللہ اعلم ف
قال فی العرائس قولہ تعالے واذ قال الحواریون یا عیسیٰ بن مریم الآیۃ- اس قوم کو اللہ تعالے نے چشم بصیرت دیدی تھی کہ الہام
ایمانی سے دیدار غیب حاصل ہوا تھا اور منازل قرب و خطاب کو قلوب و ارواح سے دیکھ چکے تھے لیکن ظاہری تائید معجزہ سے تقویت و
معرفت دریافت کرنے کا خیال سمایا اسواسطے کہ حالت تمکن پر پہونچے نہ تھے تو انکو تلوین مین دوران تھا اور نفس و دشمن کا معارضہ ابھی
اثر طبعی تھا پس انھون نے دفع معارضہ نفس و دشمن کے لیے و قلب کی طمانیت حاصل ہونے کے لیے ظاہری معجزہ مانگا تھا اور
یہ لوگ تو آخر بندے عوام مین سے ترقی پر تھے تو نہین دیکھتا کہ خواص مین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام بزرگ نبی تھے انھون نے
ابتدائی حال مین کہا کہ رب ارنی کیف تحیی الموتی- اور اللہ تعالی نے انکو تنبیہ کی کہ- اولم تومن- تو عرض کیا بعد دفع وسواس کے کہ- بلی
ولکن لیطمئن قلبی- پس اللہ تعالی نے فعل مین قدرت دکھلادی کہ یون ہی مناسبت تمام ہو چنانچہ قولہ فخذ اربعۃ من الطیر الآیۃ سے واضح ہو
اور ان دونون دعوتون مین کوئی شک نہین ہوتا نہ جانب نبوت سے اور نہ جانب ولایت سے- بالجملہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے حواریون
سے یہ کلمہ سنا تو انپر یہ سخت شاق گذرا اور انکی حالت سے تعجب کیا کہ بعد یقین کے یہ وسواس خاطر دا منگیر ہو اسی واسطے جواب دیا بقولہ
اتقوا اللہ ان کنتم مومنین- یعنی جو وسواس خاطر تمپر جاری ہوتے ہین اسمین اللہ تعالی سے خوف کرو- حاصل آنکہ اپنے اوپر لازم کرلو کہ جو
خطرات تمکو تمھارے نفس کی وساطت سے آتے ہین انکے دفع کرنے مین مشغول ہو جاؤ تاکہ غیر الٰہی مین تمھارا شغل نہ رہے اور اس سے محجوب
ہو جاؤ- اور جو شخص کہ عارف دیدار غیب ہو کر واصل ہوا اس سے بھلا نہین معلوم ہوتا کہ محسوسات سے آیات دیکھکر یقین کا خواستگار
ہو- سے کیونکہ یہ ابتدائی مریدون کا حال ہو پس قوم نے اپنی عاجزی بیان کی اس بات سے کہ اہل تمکین کے مرتبہ پر ہماری رسائی نہین ہو
چنانچہ کہا قالوا نرید ان ناکل منها الے آخرہ- حاصل آنکہ ہماری مراد یہ ہو کہ آپ ہمارے بدنون کو جو ابھی محل وسواس و خواطر ہین
اس طرح غذا جنت سے تربیت فرمائیے جیسے آپ ہماری ارواح کو غذاے روحانی و مشاہدہ غیب سے تربیت فرماتے ہین اور اس سے
ہمارے قلوب کو بھی تسکین و اطمینان بڑھ جائیگا کیونکہ قبول خواطر نفس سے اطمینان ہو جائیگا پس اجتماع زیادہ ہوگا اور آپ کی تصدیق
زیادہ ہوگی یہان تک کہ ہم مین کوئی معارضہ طبیعت کا باقی نہ رہیگا اور ہم دیدار معجزہ سے مشاہدہ خاص حاصل کرنے مین شاہد ہونگے
کہ مریدین ہمارے آثار قدم کا اقتدار کرینگے اور نیز آپ نے ہمکو اللہ تعالے کے بندون مین سے خاص و محبوب قرار دیا ہو لہٰذا
ہمکو تسکین ہوگی کہ ہم محبوب ہین اور آپ سچے ہین اور اللہ تعالی کے وعدے سچے ہین یعنی محبت کی تاکید مزید ہوگی پس عیسیٰ
علیہ السلام نے دعا کی بقولہ اللّٰھم انزل علینا مائدۃ من السماء- آسمان سے طلب کیا اور زمین سے نہین مانگا اسواسطے کہ اہلین روحانی

Marfat.com

روحانیت وملکوتیت ہوتی ہے اور اسمین ان عناصر کا میل نہین ہوتا جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پیدا ہو
مین خصوصیت معجزہ کی تو ملحوظ ظاہر ہے - قولہ تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا - یعنی تو اسکو عید وصال کر دے
آثار سے ایسی برکت ہو کہ لوگون کے واسطے عید ہو جاوے اور ایسے اعمال صالحہ کرین کہ جس سے مستحق
کی ناشکری مین گرفتار ہون جس سے مردود ومہجور ہو جاوین اور نیز عید باین معنی کہ آیات سے صفات کے دیدار
اور ہمارے اول کے واسطے عید ہو یعنی ابتدائی حال والون کے واسطے جو مقام ارادت مین ہین اور آخر والون کی
کے واسطے - اور قولہ وآیۃ منک - یعنی تیری طرف سے تیری ہی دلیل ہو - پھر اللہ تعالیٰ نے انکے سوال کو قبول کیا اور
انکو تہدید کی بقولہ انی منزلہا علیکم فمن یکفر الآیۃ - یعنی جسنے میری آیات وافعال سے قدرت کو دیکھا اور صفات کو
نفور ر خواہش نفسانی مین پڑ گیا اور دنیا کی خواہش کو آیات وآخرت پر اختیار کیا تو وہ درگاہ الٰہی سے محجوب ہوا کہ اسکو
عطر کی خوشبو نہین پہونچتی اور مشاہدہ کی چمک سے نصیب نہین اور درگاہ وصل تک رسائی نہین اور حسن وجمال سے محروم ہوا
فراق نہایت سخت وشدید ہے - شیخ ابو عبد اللہ نے کہا کہ مین ابتدائے حال مین خواب مین تھا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ
وسلم کو دیکھا کہ آپ نے مجھے جگایا اور فرمایا کہ اٹھ کیا سوتا ہے جسنے حق تعالیٰ کو دیکھا اور غیر کو اختیار کیا تو عذاب سخت مین
یہی آیت کفران نعمت سے تحذیر کی پڑھی

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن
اور جب کہیگا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے کہا لوگون کو کہ ٹھہراؤ مجھکو اور میری ماکو دو معبود
دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ
سوا اللہ کے بولا تو پاک ہے مجھکو نہین بنتا کہ کہون جو مجھکو نہین پہونچتا اگر مین نے
قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ
یہ کہا ہوگا تو تجھکو معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی مین ہے اور مین نہین جانتا جو تیرے جی مین برحق تو ہی ہے جاننے والا
الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ
چھپی بات مین نے نہین کہا انکو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور مین تھا
عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَ
انسے خبردار تھا جب تک انمین رہا پھر جب تو نے مجھے بھر لیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا انکی اور
أَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ
تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو انکو عذاب کرے تو وہ بندے تیرے ہین اور اگر انکو معاف کرے

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ اسے واذکر اذ یقول اللہ یعنی بیان کر دے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماویگا قیامت کے یعنی عیسیٰ علیہ السلام
روز انکی قوم نصاریٰ کی سرزنش وملامت کرنے کے واسطے - حاصل آنکہ اسمین قال ماضی بمعنی مضارع
کے تحت مین بلفظ ماضی آیا بالغرض اشعار اس امر کے کہ اسکو ہوا سمجھین اور ما بعد کا سوال حقیقی استفہام

حقیقت بلکہ اللہ تعالیٰ سبحانہ کو خوب ہی معلوم ہے صرف اس طرح سوال کرنا نصاری کی ملامت کرنے کو ہے۔ اور بعض نے کہا کہ مسیح علیہ السلام
یہ فرمانے کو ہے کہ انکی قوم نے بعد کو تغیر کیا اور مسیح کو خدا یا بیٹا قرار دیا ونیز اللہ عزوجل نے چاہا کہ عیسی علیہ السلام اپنی قوم کے سامنے
خوف سے بخوبی بیان کر کے اپنی عبودیت کا اقرار کریں تاکہ انکی قوم سنے اور ظاہر ہو جاوے کہ محض انھون نے اپنی خباثت نفس سے
حضرت عیسی ؑ کو معبود بنا کر انکی پرستش کی اور عیسی علیہ السلام اس بہتان سے بالکل بری ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ آخر زمانہ میں جب مسیح
علیہ السلام کا نزول ہوگا تو وہ صلیب توڑینگے اور نصاری کو جہاد وقتل سے توحید پر لاوینگے پس ضرور انکو اس تغیر کا حال معلوم ہوگا
لیکن صحیح وہی ہے جو مفسر رح نے بیان کیا۔ اور اس تصریح سے کہ یہ قیامت کے روز واقع ہوگا مفسر رح کی غرض یہ ہے کہ یہ دنیا کا واقعہ
نہیں ہے جیسا کہ بعض نے زعم کیا۔ قال ابن کثیر سدی رح نے کہا کہ یہ خطاب وجواب دنیا میں واقع ہوا اور ابن جریر رح نے اسی کو ٹھیک
قرار دیا اور کہا کہ یہ سوال وجواب اسوقت واقع ہوا جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو آسمان دنیا پر اٹھا لیا اور استدلال بدو وجہ
اول آنکہ قال بلفظ ماضی ہے اور دوم قولہ ان تعذبہم اور وان تغفر لہم۔ اور ابن کثیر رح نے کہا کہ ان دونون دلیلون میں نظر ہے کیونکہ
بہتیرے امور آخرت کے بلفظ ماضی بیان ہوئے تاکہ ضرور واقع ہونے پر دلالت کریں اور دوسری دلیل ان تعذبہم وان تغفر لہم کی
تو اس سے فقط یہ مراد ہے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنے آپ کو بالکل بری کیا اور اللہ تعالیٰ کی مشیت پر حوالہ کیا کہ تو ہی انکا مالک خالق
ہے جو تو چاہے وہ کرا اور میں تیرا بندہ ہوں اور یہ معنی نہیں کہ عذاب دیدے یا مغفرت کر دے کیونکہ جملہ شرطیہ ہے اور یہ بدون بیان کے
ظاہر ہے۔ اور حضرت قتادہ وغیرہ سے ذکر کیا کہ یہ قیامت میں ہونے والا ہے اور قتادہ رح نے اسپر دلیل بیان کی بقولہ تعالیٰ ہذا یوم
ینفع الصادقین الآیۃ۔ جو اس سے متصل ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اور یہی اظہر ہے اور کہا کہ اسمین ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے اسکو
حافظ ابن عساکر رح نے عمر بن عبدالعزیز رح کے آزاد کیے ہوئے غلام شیخ ابو عبداللہ کے ترجمہ میں روایت کی اور کہا کہ ابو عبداللہ
ثقہ تھے انھنے ابو موسی اشعری رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو انبیا علیہم السلام وانکی امتیں
بلائی جاوینگی پھر عیسی علیہ السلام بلایا جائیگا پھر اللہ تعالیٰ اسکو اپنی نعمتیں یاد دلاویگا پس اسکو نزدیک فرما کر کہیگا کہ اے عیسی بیٹے مریم
کے۔ اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک الآیۃ یہان تک کہ فرماویگا۔ یا عیسی بن مریم أانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ
الآیۃ۔ پس عیسی ؑ انکار کرینگے کہ پروردگار میں نے نہین کہا ہے۔ پھر نصاری سے سوال ہوگا تو یہ لوگ کہینگے کہ ہان اسنے ہمکو یہی حکم
دیا تھا۔ الی آخر الحدیث۔ اور آخر میں ہے کہ نصاری پر حجت قائم ہوگی اور صلیب انکا پیشوا کھا جائیگی اور دوزخ کی طرف ہانک دیے
جاوینگے۔ قال ہذا حدیث غریب عزیز۔ بالجملہ صحیح یہ ہے کہ قیامت کے روز ایسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماویگا۔ **یٰعِیْسَی ابْنَ**
مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے
کہا لوگون کو کہ ٹھہرا لو مجھکو اور میری ماں کو معبود اللہ کے سوائے ف یہ نصاری کا جھوٹ وبہتان ظاہر ہونے کے واسطے حشر
کے مجمع عام میں پوچھا جائیگا اور تقدیر کلام یہ ہے کہ اتخذونی و امی الٰہین ؕ اثنین من دون اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عیسی ؑ کو
اور انکی ماں کو دو الٰہ بنالو۔ کیونکہ نصاری میں ایک گروہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تین خدا میں سے تیسرا قرار دیتا ہے اور بعضے فقط مسیح کو معبود الٰہ
کہتے ہیں اور بعضے مسیح کو بیٹا کہتے ہیں اور اس زمانہ میں بہت سے ایسے پائے جاتے ہیں جو اللہ کا مصداق مجموعہ باپ و بیٹا
و روح القدس کو قرار دیتے ہیں بالجملہ یہ ایسے کلمات ہیں کہ اہل ایمان کے روئیں کھڑے ہوتے ہیں لیکن بضرورت زبان قلم سے ظاہر

کیا گیا چنانچہ ابو روق نے کہا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام اس خطاب آلٰہی عزوجل کو سُنینگے تو تھر تھرا اُٹھینگے [illegible]
ہو جاوینگے اور عرض کرینگے بقولہٖ تعالےٰ - قَالَ سُبۡحٰنَكَ کہیگا عیسیٰ اے پاک پروردگار تیرے پاک [illegible]
سے جو تیری شان کے لائق نہیں ف خواہ شریک ہو یا کوئی اور چیز ہو - مَا يَكُونُ لِيٓ أَنۡ أَقُولَ مَا [illegible]
کہان سے سزاوار ہر کہ مین وہ بات کہون جو حق و سچ نہین ہر میرے واسطے ف مفسر رح نے کہا کہ [illegible]
کی اور لی زائدہ ہر فقط بات کے ظاہر کھلے بیان کرنے کو کہا کیونکہ عیسیٰ ہر ایسی بات نہین کہہ سکتے تھے جو حق [illegible]
نہ تھی کہ اپنے واسطے ہی ہو کیونکہ وہ سچے رسول معصوم تھے - حاصل آنکہ حضرت عیسیٰ ع یہ سوال سُنکر کانپ اُٹھینگے [illegible]
ہول ہر کہ سوائے حق تعالےٰ عزوجل کے کسی کو الٰہ بناوے اور ایسے ہی جملہ اقوال مختلف فرقون کی یہی کیفیت ہر تو حضرت [illegible]
عیسیٰ علیہ السلام تھرا تھراتے ہوئے پہلے اللہ تعالےٰ کی تنزیہ بیان کرینگے پھر ادب سے عرض کرینگے کہ مجھے لائق ہی [illegible]
ایسی بات کہون جبکہ مین کسی طرح لائق ہی نہین ہون إِن كُنتُ قُلۡتُهُۥ فَقَدۡ عَلِمۡتَهُۥ اگر مین نے کہا ہوتا تو تیرے [illegible]
پروردگار تجھکو ضرور معلوم ہوتا ف کیونکہ تَعۡلَمُ مَا فِي نَفۡسِي تو وہ سب جانتا ہر جو میرے اندر چھپا ہوا ہو ف [illegible]
علام الغیوب ہر ہان مین البتہ بندہ مخلوق ہون وَلَآ أَعۡلَمُ مَا فِي نَفۡسِكَ اور مین نہین جانتا کہ جو تیرے علم مین ہر [illegible]
تیرے علم مین معلومات بے انتہا ہین اور اسمین سے مجھکو تو نے اسکا علم نہین دیا ہر میرا علم تو تیرا ہی دیا ہوا علم ہر - لہذا تیری شان [illegible]
کہان - اور مین بندہ کہان - إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلۡغُيُوبِ حقا کہ تو علام الغیوب ہر - اور نفس بمعنی ذات ہر اور [illegible]
کہا کہ جملۃ الشی - اور زمخشری رح وغیرہ نے واتقان مین مفسر رح نے بیان کیا کہ یہ کلام صنعت ازدواج ہر جو علماء بیان کے نزدیک [illegible]
ہر اور حاصل آنکہ تعلم ما فی نفسی کے مقابلہ مین ولا اعلم ما فی نفسک بیان کیا اور نفس کا عام عرفی اطلاق جس معنی پر ہر اس معنی پر [illegible]
کی جناب مین نفس کا اطلاق منع ہر اور ابو ہریرہ رض سے مرفوع روایت ہر کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہ حجت [illegible]
اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہر کہ عیسیٰ علیہ السلام اس بہتان سے بری ہر اور نصاریٰ نے یہ اپنی طرف سے بات نکالی ہر - اور عیسیٰ [illegible]
خود عرض کیا - مَا قُلۡتُ لَهُمۡ إِلَّا مَآ أَمَرۡتَنِي بِهِۦٓ مین نے نہین کہا انکو مگر جو تو نے حکم کیا مجھکو ف [illegible]
اعۡبُدُواْ ٱللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمۡ یعنی اے لوگو عبادت کرو اللہ عزوجل کی جو میرا پروردگار و تمھارا پروردگار ہر ف [illegible]
عیسیٰ علیہ السلام نے ربی وربکم سے اشارہ کر دیا کہ جب یہ کیفیت ہر کہ میرا اور تمھارا پروردگار اللہ تعالےٰ ہی ہر تو مین اور تم عبودیت مین [illegible]
ہون پس انھون نے یہ بات محض اپنی طرف سے نکالی ہر - وَكُنتُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيدٗا - اور مین اُنسے خبردار تھا ف [illegible]
انکے باز رہنے مین اس کلمہ سے جو وہ کہنے لگے مَّا دُمۡتُ فِيهِمۡ جب تک مین انکے درمیان مین موجود تھا فَلَمَّا تَوَفَّيۡتَنِي [illegible]
تو نے مجھکو گم کر دیا ف یعنی انکے بیچ مین سے معدوم کر دیا - یعنی قبض کر لیا آسمان کی طرف اُٹھا لینے سے بقرینہ قول [illegible]
اے - كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيۡهِمۡ تو ہی انکے اعمال کا نگہبان اور رہا - وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ شَهِيدٌ [illegible]
شاہد ہر یعنی مطلع و دانا ہر ف خواہ وہ بات ہو جو مین نے اُنسے کہی اور خواہ میرے بعد انکا افترا و بہتان [illegible]
سب معلوم ہر - واضح ہو کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی گیارہ فرقہ عرب کے مرتد ہو گئے [illegible]
انپر جہاد کا قصد کیا اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے انکے حکم سے ان مرتدون پر جہاد کیا [illegible]

Marfat.com

[illegible] مرتد ہی محشور ہونگے اور حدیث ابن عباس رضہ مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے کہا کہ [illegible] دوزخ کی طرف پکڑے ہوئے جاتے ہونگے تو مین کہونگا کہ یہ لوگ تو کچھ تھوڑا سا میرے ساتھ [illegible] کہ ان لوگون نے تیرے بعد کیا حرکتین نکالین تو مین وہی کہونگا جو بندہ نیک یعنی عیسی علیہ السلام [illegible] فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شئ شہید - ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم [illegible] کہ جب سے تو نے انکو چھوڑا یہ برابر مرتد ہی رہے کہ اپنے اُلٹے پانون پھر گئے - رواہ ابو داود الطیالسی [illegible] نے اپنے آپکو بالکل بری کیا کہ نعوذ باللہ تعالے مین کوئی نہین ہون یہ سب تیرے بندے ہین - اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ [illegible] انکو عذاب کرے تو تیرے بندے ہین ف پس تو ہی انکا مالک ہی جاہے جو تصرف کر [illegible] وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اگر تو انکی مغفرت کرے یعنی انہین سے ان لوگون کی [illegible] لائے ہین تو تو عزیز الحکیم ہی ف گویا تین فرقہ مین سے دو فرقہ جو مشرک ہوئے تھے انکو اور انکی شاخون کو تو معذب کہا [illegible] کریگا تو مختار ہی اور ایک فرقہ جو بعد عیسی علیہ السلام کے توحید پر رہا تھا جسکو دونون مشرک فرقون نے ہلاک کر ڈالا اس [illegible] کے حق مین ادب سے سفارش کی کہ وہ لوگ اگرچہ گنہگار ہون لیکن مشرک نہین ہین یا انھین کے مانند بعضے شام کے [illegible] دمشق کے نصرانی جو مسلمان ہوئے ہین ان سب کو بخشدے اور انکے گناہون سے درگزر فرمائے تو غفور رحیم ہی اور یہ معنی نہین ہین کہ [illegible] کو بخشدے تو غفور رحیم ہی اسواسطے کہ اللہ عز وجل نے بالکل قطع کر دیا کہ مشرک کسی طرح مغفور نہوگا پس حضرت عیسی علیہ السلام جو بزرگ [illegible] تھے ایسی بات نہین کہہ سکتے ہین جو قطعاً ممنوع ہی اور یہ تو بندہ مومن نہین کریگا اور بعض نے جو کہا کہ شاید ابتک یہ بات پوشیدہ رہی ہو [illegible] سے مروی ہوا کہ مشرک کے حق مین استغفار کیا تو نازل ہوا قولہ ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین الآیۃ - [illegible] اور اللہ اعلم صحیح یہ ہی کہ یہ بیزاری ہی نصاری کے حال سے جنھون نے اللہ تعالی و اسکے رسول پر جھوٹ باندھا - قال ابن کثیر رح اور اس آیت کے واسطے ایک نشان عجیب ہی کہ حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک رات بار بار اسی کو پڑھتے رہے یہانتک [illegible] ہوگئی - ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم ایک رات ایک ہی آیت پڑھی کہ اسی سے رکوع کرتے اور سجدہ کرتے اور وہ قولہ تعالی ان تعذبہم فانہم عبادک الآیۃ ہی پھر جب صبح ہوئی تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ یہی آیت پڑھتے رہے رکوع اسی سے اور سجدہ اسی سے [illegible] کہ صبح ہوگئی تو فرمایا کہ مین نے اپنے پروردگار سے اپنے واسطے شفاعت کی درخواست کی تو مجھے عطا فرمائی اور وہ انشاء اللہ تعالے [illegible] ہی ایسے شخص کے واسطے جسنے اللہ تعالے کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو - رواہ احمد - اور دوسری روایت طویل مین ابو ذر رضہ سے [illegible] جب صبح ہوگئی تو مین نے عبد اللہ بن مسعود رضہ کو اشارہ کیا کہ آنحضرت صلعم سے دریافت کرو کہ رات یہ کیا بات تھی تو ابن مسعود رضہ نے [illegible] آپ سے کوئی سوال نہ کرونگا حتی کہ خود ہی مجھسے فرماوین تب مین نے عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون رات آپ ایک ہی [illegible] رہے حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا اور اگر ہم مین سے کوئی ایسا کرتا تو ہم آپس مین اسپر کچھ مضائقہ جانتے - تو فرمایا کہ مین نے [illegible] دعا کی تھی تو عرض کیا کہ آپ کو کیا جواب ملا تب فرمایا کہ ایسا جواب ملا کہ اگر بہتیرے انہین سے مطلع ہوجاوین تو نماز [illegible] لوگ ہین) مین نے عرض کیا کہ بھلا مین لوگون کو خوشخبری نہ دیدون فرمایا کہ ہان دیدے پھر مین ایک پتھر پھینکنے کے اندازہ [illegible] نے عرض کیا کہ اگر آپ یہ خوشخبری دیدینگے تو لوگ عبادت چھوڑ دینگے (یعنے انجام کار گمراہ و مشرک ہوکر محروم ہوجاینگے)

تو آواز دیکر مجھے واپس بلالیا۔ رواہ احمد۔ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہو کہ نبی [illegible]
لهم الآیۃ۔ پھر اپنے ہاتھ آسمان کیطرف اٹھائے اور کہا کہ اللهم امتی۔ یعنی میرے [illegible]
نے جبرئیل کو حکم دیا کہ محمد کے پاس جا اور پروردگار تعالی دانا تر ہی تو جاکر اس سے پوچھ [illegible]
حضرت صلعم نے جبرئیل کو اپنے قول سے آگاہ فرمایا تو اللہ عز وجل نے جبرئیل کو حکم دیا کہ جا کر محمد [illegible]
خوش کر دینگے اور تجھکو ناخوش نکرینگے۔ رواہ ابن ابی حاتم عن یونس بن عبد الاعلی عن ابن وہب [illegible]
بن جبیر عن عبد اللہ بن عمرو تحدیثا۔ اور حدیث حذیفہ بن الیمان جو مسند احمد رح میں [illegible]
مین ہین اسکی مؤیدات ہین واللہ سبحانہ اعلم والحمد للہ رب العالمین۔ اور یہ اہل اسلام و [illegible]
کہ اس زمانہ مین اہل اسلام نے اپنے کو شرک مین مبتلا کر ڈالا۔ اے لوگو شرک سے بچو [illegible]
ہین لیکن شرک سے بچو۔ ذرا غور کرو کہ حدیث ابوذر و حدیث عبد اللہ بن عمرو مین کسقدر مسرت [illegible]
نہ کرتا ہو پس کیا خوشخبری ہی اس قوم و ان لوگون کے واسطے جو بدون شرک کے اس دنیا سے خوشحال گذر [illegible]
ف۔ قال فی العرائس قولہ تعالے واذ قال اللہ یا عیسی بن مریم ءانت قلت للناس الآیۃ۔ اسمین [illegible]
دوائی ان لوگون کو جو کہتے ہین کہ شرک کرنے کو عیسی علیہ السلام نے کہا اور کہتے ہین کہ ان اللہ ثالث ثلثہ [illegible]
بر ملا ظاہر کر دیا کہ عیسی علیہ السلام اس بہتان سے بری ہی چنانچہ عیسی ؑ کا قول ہی۔ قال سبحانک [illegible]
اور نیز اسمین لطیف اشارہ ہی کہ اللہ تعالے عز وجل نے کافرون کو انکے دروغ و بہتان باندھنے مین [illegible]
سے برگشتہ ہوکر شرک و ضلالت مین پڑ گئے فقط اتنا نام رہگیا کہ عیسی علیہ السلام کے پیرو ہین تو ان کافرون [illegible]
حضرت عیسی علیہ السلام کو مخاطب کیا اور اسکے ضمن مین کافرون کو ایک ایک شرم و ملامت کے باوجود [illegible]
بڑی طرح شرک و گمراہی مین پڑے تھے حالانکہ اللہ تعالے نے بہت سی نعمتین عطا فرمائین۔ اور [illegible]
کے خطاب کرنے مین ایسی ہی بات ہی جیسے دنیا مین بادشاہون کو یہ طریقہ الہام ہوگیا کہ جب کسی قوم سے [illegible]
سے کسی بڑے شخص سے خطاب کرتا ہی اور مراد اس تمام قوم سے خطاب ہوتا ہی اور نیز اسمین اشارہ ہی [illegible]
کو مقام عظمت و کبریائی کے تحت مین پہونچا کر اس خطاب سے جو آثار حدوث ہین انکو قدم مین فنا کر [illegible]
تو اس خطاب عزیز و جلیل سے سرفرازی حاصل نہوتی اور یہ قرب منزلت بجناب رسالت محمد صلعم ہی [illegible]
عیسی بن مریم کے ساتھ کہ میرے واسکے درمیان کوئی نبی نہین ہی۔ شیخ عبد العزیز مکی رح نے کہا کہ اگر [illegible]
کو ثابت رکھتا تو وہین شرم و خجالت سے پانی ہو جاتے اور یہ شرم انکو اس قدر بھاری [illegible]
یا آگ تو شاید وہ آگ کو اختیار کر لیتے اور جنھون نے دنیا مین انکو شریک بنایا وہ اسدن [illegible]
اسوقت انکو سوجھیگا کہ اگر تمام دنیا بھر آگ مین جلتی رہے تو اس سے بہتر تھا کہ [illegible]
عطاء رح نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام سے جو سوال کیا گیا اور انھون نے عرض کیا کہ [illegible]
کا سوال تھا پس دہشت سے ادب کی راہ چلے اور عیسی علیہ السلام سے جو سوال ہوا وہ [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی تنزیہ و پاکیزگی بیان کی شیخ نے کہا کہ مجھے یہان ایک
[illegible] عیسیٰ بھی شامل ہین اور وہان مقام ہیبت و عظمت تھا پس مبہوت ہوکر متحیر و
[illegible] عیسیٰ علیہ السلام کو مخصوص خطاب کیا تو مشاہدہ جمال مین منبسط ہوکر بول اُٹھے اور سکوت نہین کیا
[illegible] نہین کہ مقام عظمت و ہیبت مین سب رسول خاموش رہینگے اور پھر مقام مشاہدہ جمال و انبساط مین
[illegible] گذارش کرینگے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی منجملہ انکے مقام پر بولینگے - قولہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی
[illegible] مین جو تیری توحید و معرفت و تنزیہ و تقدیس و تعظیم و اجلال اسطرح ہے کہ ہر ضد و ند و شرک و شریک و ہر چیز جو
[illegible] نہین ہے سب سے تیری تقدیس ہے جیساکہ سبحانک کہکر اظہار کیا - پھر کہان سے مین ایک شریک بناتا اور کہان
[illegible] بتان باندھتے ہین کہ مین نے دو الٰہ بنا لئے - نعوذ باللہ - تو پاک علام الغیوب ہے پس جو کچھ میرے نفس مین توحید
[illegible] ہے اے میرے پاک پروردگار تو خوب جانتا ہے - اور قولہ ولا اعلم ما فی نفسک - یعنی جو عیب اور غیب الغیب و مکر القدم تیرے
[illegible] ہو وہ مجھے نہین معلوم ہے - اور نیز جو تیری ذات مین کنہ قدیم اولہ و وجود ازل و قدیم ہے مجھے نہین معلوم ہو سکتا - قال
المترجم یہین اشارہ ہے کہ کوئی بندہ مومن کسی حال مین ذات و صفات باری تعالیٰ مین غور و فکر نہ کرے گمراہ ہو جائیگا اور یقین کرے
کہ رسول اللہ صلعم نے جو صفات و توحید فرمائی ہین وہ حق ہین بدون اسکے کہ انکی کیفیت کی فکر مین پڑیگا کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے
مانند بزرگ رسول اسکی کیفیت سے لاعلم ہے - فافہم - شیخ حسین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تعلم ما فی نفسی - یعنی تو میرے نفس کے کنہ و ماہیت
[illegible] سب سے خوب واقف و دانا ہے کیونکہ تو نے ہی اسکو ایجاد کر دیا ہے اور مین تیری ذات پاک کے علم سے خبردار نہین ہو سکتا کیونکہ
ادراک سے [illegible] متعالی ہے ہان معرفت و توحید سے آگاہ ہون - قال المترجم بعض علماء تصوف نے علم ذات بھی جائز
رکھا ہے جیساکہ شرح مثنوی رومی از بحر العلوم مین مذکور ہے لیکن یہ قول خلاف تحقیق ہے اور ظاہر از بانی باتین کرنے والون کو
[illegible] مراد ان علماء کی یہ ہوگی کہ بعض متشابہات مانند علم روح وغیرہ کے علم توحید حاصل ہونے پر بطریق معرفت و انکشاف حاصل ہوتے
ہین [illegible] کنہ صفات نہین ممکن ہے بھلا ذات پاک کا کیا ذکر ہے اور شیخ روزبہان رحمہ اللہ صاحب عرائس نے اسکو جابجا مصرح بیان
کیا ہے فافہم - اور شیخ جنید رح نے قولہ تعلم ما فی نفسی الخ مین کہا کہ جس حال پر مین ہون اور جو کچھ معرفت مجھ مین ہے سب تو جانتا ہے اور
[illegible] علم و عنایت تیری بھیجی ہوئی ہے اسمین سے مین اسی قدر کے سوا جس سے مطلع ہوا اور مجھ مین ہے اور مین کچھ نہین جانتا ہون - سہل
[illegible] کہ جو تو نے میرے نفس مین ودیعت رکھا کہ اس سے مین بھی نہین واقف [illegible] وہ تو دانا ہے اور جو تیرے غیب مین ہے
[illegible] نادان ہون - قال المترجم اچھا قول ہے - قال علی بن موسیٰ عن ابیہ عن ابی جعفر الباقر - تو میری کیفیت سے واقف
[illegible] تیری کیفیت سے اور جس طرح وہ کیفیت ہے تیرے واسطے اسکو مین کچھ نہین جانتا ہون - قولہ ما قلت لہم الا ما
[illegible] کہا کہ اللہ تعالیٰ پروردگار قدیم میرا تمہارا پیدا کرنے والا ہے اسکو فرد واحد جانو اور غیر کو درمیان سے دور
[illegible] اعبدوا اللہ ربی و ربکم - اسمین اپنی قوم کے رب ہونے کے ساتھ یہ بھی بیان کر دیا کہ وہ میرا پروردگار بھی ہے
[illegible] کی توحید کا حال بیان ہوا اسکا کوئی ضد و ند نہین ہے - بلکہ کسی کو اس سے مشابہت ہی نہین ہے - قولہ
[illegible] اور بعض پوشیدہ اسرار پر جو تو نے مجھے بتائے تھے کہ فلان منافق ہے اور فلان

ایسا ہی ہے۔ اور نیز یہ معنی کہ کنت علیہم شہیدا دمت فیہم۔ یعنی وہی تو حالت جب تک میں ان کے بیچ میں [illegible]
رزق تھا اور پھر جب تو نے مجھے اگر ان لینے حوادث کو فنا کر دیا ہے بالکل تیرے مشاہدہ میں [illegible]
حوادث کی خبرین مجھ سے بند و غائب ہو گئیں چنانچہ فرمایا۔ قولہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ حاصل [illegible]
پیدا کیا ہے اور تو قدیم ہے کہ تیرا احاطہ ہر ذرہ ذرہ پر ہے تو تجھ پر اپنی مخلوق کیونکر پوشیدہ [illegible]
ہوگا جو مخلوق ہے اور جو تیرے انوار مشاہدہ مین از خود رفتہ ہو جاوے جیسے مین بندہ ہون کہ تو نے [illegible]
قال بعضہم فے قولہ ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ۔ یعنی مجھے زبان بولنے کی کہان سے مل سکتی ہے لیکن [illegible]
اجازت ہو وقد قال تعالے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ۔ مترجم کہتا ہے کہ اشارہ یہ ہے کہ [illegible]
وحرکت سب بقوت قدم ہے پس بندہ صالح علیہ السلام نے عرض کیا کہ اپنے و اپنی ماں کے معبود بنانے [illegible]
عبادت پروردگار کا حکم دینے کو فرمایا پھر مین اپنی خودی سے فانی کیونکر اور کچھ کہہ سکتا تھا جو تو نے نہین فرمایا ہے فافہم۔ قال بعضہم
فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ یعنی جب تو نے مجھ سے ابلاغ رسالت کا بوجھ اٹھا لیا تو پھر تو ہی [illegible] احکام [illegible]
وقدر سے جو تو نے جاری کیا وہ تو ہی جانتا ہے۔ شیخ ابوبکر فارسی رح نے اس آیت مین بیان کیا کہ جو بندہ [illegible] سب چیز اسکی [illegible]
ساقط ہو جاتی ہے لہذا اسکو سوائے حق کے کچھ نظر نہین آتا ہے اگر اللہ تعالے اسکو آگ مین ڈالدے تو اسکو وہان [illegible]
خواہش ہی نہ کریگا اسواسطے کہ دیار حق اسکا وطن ہے اور نجات و ہلاک ایک آنکھ سے ہے جو کچھ حجاب تھا اسنے چشم [illegible]
مخاطِب یعنی خطاب کرنے والا اور مخاطَب یعنی جسکو خطاب کیا وہ ایک ہی ہوگیا اور بات یہی رہگئی کہ حق عزوجل نے بذات پاک [illegible] اپنے آپ کو
اپنے واسطے خطاب فرمایا۔ قال المترجم مرتبہ توحید و تفرید مین بقا فقط ذات حق حی القیوم کو باقی ہے اور ممکن و مخلوق [illegible]
اور جملہ صفات اسکے فانی ہو جاتی ہین اور بقا اسکو بصفات حق عزوجل ہوتی ہے اور یہ معنی نہین ہین کہ یہ مخلوق خالق سے [illegible] ہو جاتا ہے
کیونکہ یہ محال ہے اور جو ایسا اعتقاد کرے وہ کافر گمراہ ہے اسکو حقیقت سے خبر نہین اور نہ کبھی خبر ہوگی ہان کیفیت اسکی [illegible] اللہ تعالے
جانتا ہے عوام کی سمجھ سے خارج ہے وقد قال الشیخ قد تاہت العقول و درست الرسوم و بطل ما کان العلوم۔ عقلین حیران ہو گئین اور [illegible]
مٹ گئین اور جو کرتے تھے باطل ہوگیا اور یہ جو مترجم نے ذکر کیا ہے تمام بسط سے مولوی بحر العلوم نے شرح مثنوی [illegible] مین بیان کیا ہے
اور خود شیخ اکبر رح نے فصوص الحکم وغیرہ مین تصریح کر دی ہے کہ انقلاب ماہیت ممکن کا واجب کی طرف نہین ہوتا بلکہ ممکن [illegible]
رہتا ہے جو تھا یہ صرف فنا و بقا ہے اور وصول بدرگاہ مولے جل و علا اور یہ صرف زبانی باتون [illegible]
دوڑانے سے حاصل نہین ہوتا اور نہ عقل یہان کام کرتی ہے جیسا کہ شیخ رح نے بیان کیا [illegible]
منیہ مین تصریح کر دی کہ جو لوگ راہ شریعت پر ٹھیک قائم ہو کر حقیقت کو طے کر کے وہان نہ پہونچین اور [illegible]
تو زبانی باتون سے وہم و قیاس کرنے مین گمراہ ہونگے اور امید نہین کہ خاتمہ بخیر ہو ہان عوام کو [illegible]
قائم ہون اور جب راہ حقیقت پر اللہ تعالے پہونچاوے تو وہان سے البتہ [illegible]
کہان ہے ولایت اور صلاحیت تو دور ہے پہلے تو مومن تو ہو اسے بنے شعر [illegible]
مذاق شعر و سخن سمجھا یا جا سکتا ہے اور ہر گنوار کب شرح دقائق سے خبردار ہوگا [illegible]

Marfat.com

[illegible] آیت کریمہ ایک عجیب اسرار پر مبنی ہی اور اس سبب سے بعید پر اہل دل فریفتہ ہوتے ہین ولیکن بیان [illegible] یہ مراد نہین کہ نصاری جو حالت شرک مین ہین اگر تو انکو بخشدے تو عزیز الحکیم ہی بلکہ اہل تفسیر نے اتفاق [illegible] نہین بخشیگا یعنی جو مشرک کہ حالت شرک پر مرگئے وہ ہرگز مغفور نہین اور یہ اگلے پچھلے تمام مسلمانون [illegible] سب کا مذہب [illegible] انبیاء و تمام امتین سابق جو مسلمان گذرے ہین وہ سب اس امر پر متفق تھے کہ مشرک نہین بخشا جاویگا۔ اور [illegible] ہی وہ یہ کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول عیسی علیہ السلام کی زبان پر ایسا سر مکتوم جاری کردیا جو تمام خلائق [illegible] ان بندون کے جو خالص السر ہین اور یہ محال ہی کہ عیسی علیہ السلام پر یہ بات پوشیدہ رہی ہو کہ جو مشرک مرا [illegible] ظاہر شرع مین صریح وارد ہی بلکہ یہ گفتگو از عالم سر المکتوم فی الغیب ومفہوم اصل خطاب ہی گویا اس سے اشارہ [illegible] ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے اشارہ کیا فی قولہ تعالے خالدین فیہا ما دامت السموات والارض۔ پس ان [illegible] نے اشارہ کیا کہ دوزخ کو حکم ہوگا کہ ان لوگون کو کھا کر فنا کردے پھر نئے سر سے پیدا کیے جاینگے۔ اور ابن مسعود رضہ نے کہا کہ جہنم پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ اسکے دروازہ بند ہونگے کہ اُسمین کوئی نہوگا اور یہ بعد اسکے کہ دوزخی اسمین احقاب یعنی بہت سے حقبہ پڑے رہینگے اور شعبی رحمہ اللہ نے کہا کہ جہنم ایسی چیز ہی کہ بہت جلد آباد اور بہت جلد خراب ہوگی۔ تو نہین دیکھتا کہ لفظ کی صورت کیونکر ہی۔ ان تعذبہم یعنی انکے کفر پر اگر تو انکو عذاب کرے۔ فانہم عبادک۔ یعنی بجا و درست ہی کیونکہ وہ سب تیرے ہی مملوک ہین وان تغفر لہم۔ یعنی جیسے امروزہ دنیا مین ہین تو تجھے کون مانع ہی۔ فانک انت العزیز۔ اپنی بادشاہت مین ایک اکیلا خود مختار ہی انکے بخشنے مین تو تاوان نہین ہی۔ الحکیم۔ اپنے حکم و مشیت و مراد و حکم جاری کرنے مین حکمت والا ہی۔ اور ہم اس سے زیادہ اس مقام پر کچھ بول نہین سکتے کیونکہ یہ مقام اسرار ہی۔ قال المترجم جو آثار ابن عباس و ابن مسعود و شعبی سے نقل کیے انکا بیان اسی آیت کی تفسیر مین شیخ [illegible] آویگا جسکا حوالہ دیا ہی۔ اور مدار اسرار کا مرجع مقام تخلیص و تلبیس ہی۔ بالجملہ یہ تو معلوم ہوا کہ اہل النار۔ ہمیشہ آگ مین رہینگے اور خلاص نہین اور موت بھی نہین ہی اور دار آخرت سب باقی و پایدار ہی وہان فنا نہین ہی اور شیخ اکبر رح وغیرہ نے تصریح کردی ہی کہ تبدیل جلود اور [illegible] سے دوزخ مین انکے جسم تیار ہوجانے مین بھی ایک التفات رحمت ہی۔ فافہم۔ اور نیز۔ ان تعذبہم۔ یعنی دعوی معرفت سے [illegible] اس طور کہ اپنی عظمت کی حیرت و فنا مین ڈالے تو بندے ہین اور اگر انکی مغفرت کرے تو انکو مقام التباس مین ڈالدے [illegible] وحدانیت سے تیرا ادراک نہ کرین اور حجاب حظوظ مین پڑے رہین۔ وراق رح نے کہا کہ اگر انکو تقصیر طاعت پر عذاب کرے [illegible] بندے ہین اقرار کرتے ہین کہ ہم سے قصور ہوا اور اگر انکے گناہ بخشدے تو عزیز الحکیم ہی۔ بعض نے کہا کہ عیسی علیہ السلام [illegible] انبساط سوال مین نہین کیا اور حق تعالے سے محاکمہ چھوڑا اور ہمارے نبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم برابر شفاعت [illegible] دیمگے یہان تک کہ تمام امت کے حق مین قبول ہو اور یہی وہ مقام محمود ہی جس سے آنحضرت صلعم مخصوص [illegible] سجدہ کرینگے کہ آپ برابر انبساط کیے جاوینگے اور حق جل وعلا فرماویگا کہ ہان تو کہہ تیری بات سُنی جائیگی اور سفارش کر تیری سفارش مقبول ہوگی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

[illegible]ذا یوم ینفع الصدقین صدقہم لہم جنت تجری من تحتہا

یہ ہے دن کہ کام آویگا سچون کو | اُنکا سچ | اُنکو ہین باغ | جنکے نیچے بہتی | نہرین

Marfat.com

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ [illegible]
رہا کرین اُن مین ہمیشہ اللہ راضی ہوا اُنسے اور وہ راضی ہوے اُس سے

ع ۵ ۱۶ ۱۶

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي [illegible]
اللہ کو سلطنت ہی آسمان و زمین کی اور جو اُنکے بیچ ہی اور وہ [illegible]

قَالَ اللّٰهُ فرمایا اللہ تعالے نے ف بعض نے کہا کہ عیسی علیہ السلام کے جواب کے طور پر [illegible] اور اول اظہر ہی هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ یہ وہ دن ہی کہ کام آویگا سچون کی [illegible] دن اسکا ہی کہ نفع دیوے ان لوگون کو جو دنیا مین سچے تھے مانند عیسی علیہ السلام وغیرہ کے انکی سچائی اس لیے [illegible] عباس رض نے کہا کہ صادقین یعنی موحدین اور مصداق اسکے انبیا و مومنین ہین کیونکہ کفار و مشرکین کو سچ بولنا آخرت [illegible] انکو دنیا مین اسکا بدلا مل جاتا ہی اگر مشیت الہی مین مقدر ہو۔ پھر اللہ عز و جل نے انکے صدق کے نفع و ثواب کو ذکر فرمایا [illegible] تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا انکو مین باغ جنکے نیچے بہتی نہرین رہا کرین [illegible] یعنی انکے صدق اور طاعت کے بدلے انکو جزا ہی۔ اور یہ کیون بس فرمایا بقولہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اللہ انسے راضی ہوا ف یعنی انکے مطیع ہونے سے اللہ تعالی انسے راضی ہوا اور صحاح مین احادیث مین صحیح ہی کہ جنت ملنے کے بعد اللہ تعالے فرمائیگا کہ [illegible] نعمت [illegible] یہ ہی کہ مین تم سے راضی ہوا اب کبھی پھر خشم نہوگا۔ وَرَضُوْا عَنْهُ اور وہ راضی ہوئے اس سے ف یعنی اللہ تعالی کے [illegible] انعام سے مومنین سب کے سب خوشدل راضی ہونگے اور یہ بھی احادیث صحاح مین صحیح ہی ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہی ہی بڑی مراد ملنی ف یعنی یہ فوز عظیم ہی اور خود ظاہر ہی کہ اس سے بڑھکر کیا فوز ہوگا کہ مالک و خالق جل جلالہ راضی ہی اور مفسر رح نے [illegible] لوگ دنیا مین جھوٹے تھے انکو قیامت کے روز سچ بولنا نفع نکریگا جیسے کافر لوگ کیونکہ وہ عذاب کو آنکھون دیکھا [illegible] بنے ہین اور عمل و طاعت کا مقام دنیا تھی وہ گذر گئی لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ کو سلطنت [illegible] زمین کی ف مثل بارش اور اگنی و رزق وغیرہ کے خزانے سب اللہ تعالے ہی کے ہین۔ وَمَا فِيْهِنَّ اور جو کچھ آسمانون و زمین [illegible] خواہ عقل دیا گیا ہو یا نہو اور ما موصولہ جو غیر عاقل کے واسطے مشہور ہی وہ فرمایا اور من نہین فرمایا اسمین [illegible] وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وہ ہر شی پر قادر ہی ف اور منجملہ ہر شی کے یہ بھی ہی کہ صادق و موحد کو ثواب دینا اور کاذب [illegible] کل شی مین تو ذات باری تعالے بھی ہی کیونکہ فرمایا۔ اے شی اکبر شہادة۔ یعنی از راہ شہادت کے [illegible] کہدے کہ اللہ تعالے ہی پس معلوم ہوا کہ شی کا اطلاق ذات باری تعالے پر بھی ہی تو مفسر رح نے جواب [illegible] ذات الہی کو خاص کر لیا پس اپنی ذات پر قادر نہین ہی اور حق یہ ہی کہ ذات باری تعالے مین [illegible] اور نہ کرنا صرف لفظی مفہوم ہی اور معنی مین ذات پاک حضرت حق تعالے وہم و قیاس و گمان و عقل [illegible] و عدم تخصیص کی وہان کچھ بھی مجال نہین ہی اور رہا یہ امر کہ ذات او تعالے اسکی قدرت کے تحت [illegible] داخل مین بھی نہوگا کہ ذات کیونکر صفت کے تحت مین ہوگی کیونکہ رتبہ ذات مقدم از رتبہ صفت ہی [illegible] کی شان مین قطعا محال ہی بالجملہ ایسی لطائف بحث سے رجوع کر کے تفسیر کی طرف متوجہ ہونا چاہیے [illegible]

Marfat.com

[illegible] کردی کہ جنھون نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا بیٹا یا عیسیٰ و انکی ماں کو دو خدا جھوٹے منھ سے
[illegible] موجود نہین ہی وہ فقط اللہ تعالےٰ ہی کا ہی عیسیٰ یا کسی مخلوق کا نہین ہی اور ہر شے کہ جو اسکے
[illegible] ہو سکتی ہی بلکہ مملوک ہی کہ او تعالےٰ جل جلالہ جسطرح اسمین چاہے تصرف کرے خواہ مارے
[illegible] میں کسی کو دخل نہین ہی نہ اسکا کوئی شریک نہ نظیر نہ وزیر نہ عدیل نہ فرزند نہ جورو۔ پ
[illegible] معبود برحق ہی اسکے سوا کوئی معبود نہین ہی ف۔ قال فی العرائس۔ قال اللہ ہذا یوم
[illegible] کہ قدم مین حدوث کو فانی دیکھا کیونکہ انھون نے حق تعالےٰ کو نہ پایا مگر اسی طرح کہ اسکے ادراک سے
عاجزی ظاہر کی پھر جب [illegible] پہلے یا عاجزی کے بعد اسکو نہ پایا مگر اسی طرح کہ اسی کے فضل سے حصول ہوا تو اقرار کیا کہ اسکی معرفت
سے بندے عاجز ہین اور یہی انکی معرفت کمال ہی اور یہی صدق ہی جو اللہ تعالےٰ نے انکے واسطے ذکر فرمایا ہی پس یہی عاجزی انکو اسوقت
[illegible] ہوگی جب کہ عظمت و عزت کے آفتاب کا ظہور ہوگا پس انکی فنا مین انکی دستگیری ہوگی اور او تعالےٰ صفت بقا سے انکو ملبوس
فرما دیگا حتی کہ ہمیشہ بلا حجاب و عتاب کے حق عز و جل کے ساتھ باقی رہینگے۔ حسین رح نے اس آیت مین کہا کہ جو بندہ احکام قضا و قدر
کے تحت [illegible] اپنے آپ کو محکوم جانتا ہی اور موافق حکم الٰہی و سنت رسول کے صدق و اخلاص سے چلتا ہی اور اپنے عجز
و افلاس و محتاجی کا یقین رکھتا ہی اسکے صدق کے مقابلہ مین اسکا جہل و تقصیر عبادت فرو ہوگا اور اسکو صدق کا ثواب وہ ملیگا جو فرمایا
[illegible] کے مشاہدہ کے جنتین جسکے زیر سایہ صفات کی نہرین روان ہین اور یہ اسطرح ملینگی کہ لحظہ بلحظہ اسکو تجلی ہوگی۔
خالدین فیہا [illegible] متصف باقی رہینگے۔ ابداً۔ اے بلا انقطاع اور قولہ رضی اللہ عنہم۔ یعنی قدم مین فانی ہو جانے کے بعد ادراک
و وصل [illegible] رضا انپر طاری ہوئی۔ ورضوا عنہ۔ کیونکہ یہ مشاہدہ و خطاب پایا جسکے مثل و نظیر نہین ہی۔ اور یہ رضا ہی کہ
[illegible] کے ابواب انپر بند ہونگے اور جس حال مین ہین باقی رکھے جاوینگے اور اگر وہ جانتے کہ پہلے یہ شان ہی تو حیرت سے سب کے
سب مر جاتے [illegible] کیونکر اس سے سکون کر سکتا ہی اگرچہ جسکو فضل سے عطا مشاہدہ ذات بلا حجاب ہی وہ حالت اولی
[illegible] مشاہدہ و توحید مین پہنچا ہی کیونکہ وہ مشاہدہ اور یہ مشاہدہ یکسان نہین ہی۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کی فضل و رحمت نہوتی تو سلطان
[illegible] کے تحت مین [illegible] باقی نہ رہتے پس انکو باقی رکھنا اور فنا سے نجات دینا اور مشاہدہ کی نعمت سے سرفرازی یہ فوز
[illegible] السموات والارض۔ اپنے ساتھ مخصوص فرمایا اور سب مخلوق سے نفی کی کہ وہی موجد و خالق ہی پس وہی معبود
[illegible] نہایت کمال ہی اور باقی کوئی ہو مخلوق و بندہ ہی اسکی قدرت کے تحت مین مطیع ہی۔

[illegible] الا قولہ وما قدروا اللہ الاٰیت الثلث و الا قل تعالوا الاٰیت الثلث مائۃ و خمس او ست و ستون آیۃ

[illegible] نازل ہوئی سوائے قولہ وما قدروا اللہ سے تین آیتون تک اور سوائے قولہ قل تعالوا سے تین
[illegible] ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) ہین اور بعض شمار سے ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) ہین۔ قال ابن کثیر رح عن [illegible]
[illegible] الانعام مکہ مین نازل ہوئی۔ یوسف بن مہران عن ابن عباس سورۃ الانعام مکہ مین رات
[illegible] ہزار فرشتے تسبیح کرتے تھے۔ رواہ الطبرانی و ابن مسعود رض سے بھی یہی تعداد فرشتون کی [illegible]

انکی ہونا مروی ہی۔ جابر رضہ نے کہا کہ جسوقت سورہ انعام اتری تو رسول اللہ صلعم نے تسبیح پڑھی اور فرمایا ۔۔۔ کثرت سے فرشتے ہین کہ افق کو ڈھانپ لیا ہی۔ رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم اور یہ آپ ۔۔۔ قبل نزول ۔۔۔ فرمایا ہی۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ سورۃ الانعام نازل ہوئی اسکے ساتھ ایک ۔۔۔ بھر لیا تھا انکی تسبیح کی آواز سے زجل تھا اور زمین گونجتی تھی و رسول اللہ صلعم فرماتے تھے سبحان اللہ العظیم ۔۔۔ ابو الشیخ و بیہقی نے بھی اسکو روایت کیا اور ابن عمر رضہ سے قریب اسکے ابن مردویہ نے روایت کیا ہی۔ اور ۔۔۔ روایات ہین۔ قال القرطبی علماء نے فرمایا کہ مشرکین وغیرہ کے ساتھ حجت کرنے اور انکو قائل کرنے مین یہ اور ۔۔۔ اور جو بعث و حشر سے منکر ہین انکو حجت سے قائل کرنے مین یہ سورہ اصل ہی اور اسی پر متکلمین نے اصول دین کو ۔۔۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع ہی اللہ تعالے کے نام پر جو بخشنے والا مہربان ہی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬

سب تعریف اللہ کو جس نے بنائے آسمان و زمین اور ٹھہرایا اندھیرا اور اجالا

ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى

پھر منکر اپنے رب کے ساتھ کسی کو برابر کرتے ہین وہی ہی جس نے بنایا تمکو مٹی سے پھر ٹھہرایا ایک

اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ

وعدہ اور ایک وعدہ ٹھہرا ہی اسکے پاس پھر تم شک لاتے ہو اور وہی ہی اللہ آسمان

وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝

و زمین مین جانتا ہی تمھارا چھپا اور کھلا اور جانتا ہی جو کماتے ہو

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ جمیع حمد ثابت ہی اللہ تعالے کے واسطے ف بعض نے الف لام جنس کا تجویز کیا اور بعض الف لام عہد کا یعنی حمد کا ادراک ۔۔۔ یا وہ حمد جو اللہ عزوجل نے خود اپنی ذات پاک کے واسطے فرمائی اور قد مر فی تفسیر الفاتحۃ ما یغنی عن الاعادۃ ۔۔۔ ثابت ہی اللہ تعالے کے واسطے اگرچہ کوئی مخلوق حمد نہ کرے اور مقام مین متانت و رزانت ہی کہ ۔۔۔ اور اک کرتا ہی بتوفیق اللہ سبحانہ مفسر رح نے کہا کہ حمد وہ وصف جمیل ہی یعنے بھلائی کے ساتھ تعریف کیا ۔۔۔ استمرار نکالنے کے واسطے یہ زیادہ کیا کہ یہ وصف بقصد تعظیم ہو اور حمد اصطلاحی آنکہ وہ فعل جو مشعر ۔۔۔ تعظیم ۔۔۔ پھر مفسر رح نے کہا کہ اس جملہ مین تین احتمال ہین ایک یہ کہ جملہ خبریہ ہی اور مراد اس سے آگاہ کرنا ۔۔۔ کے واسطے ثابت ہین یا یہ کہ اس سے تعریف ادا کرنا یا یہ دونون امر مقصود ہین اور کہا ۔۔۔ کہا کہ ۔۔۔ از معنی حقیقی ہوگا یعنے در اصل و حقیقت تو جملہ خبریہ تھا مگر جب اس سے ثنا مقصود ہوئی ۔۔۔ جیسے وہ صیغہ جو عقود مین مستعمل ہین چنانچہ مثلاً خرید و فروخت مین بیع نے خریدا ۔۔۔

Marfat.com

[illegible] ان الوجہ سے اختیار کیا ہو اور درصورتیکہ دونون امر مقصود ہون تو اسکی صورت یہ کہ جملہ خبریہ ہو اور اسکے مضمون سے [illegible] کہ ان احتمالات مین سے زیادہ مفید تیسرا احتمال ہو جیساکہ شیخ جلال الدین محلی رحنے سورۂ کہف [illegible] اعلام و ثنا دونون مقصود ہونے کے یہ معنی ہین کہ لفظ تو خبر ہو اور معنی اسکے امر ہین کہ حمد کرو لقلہ مؤلف [illegible] قال صاحب الکمالین فتامل - پھر اوتعالے نے اپنا وصف فرمایا - الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ [illegible] [illegible] وزمین کو پیدا کیا ف لیعنی سب چیز کو پیدا کیا جو دونون جہان مین موجود ہو لیکن چونکہ وہم و نظر کے [illegible] ہین لہذا انکی نظر کے موافق خاصکر آسمان و زمین کو ذکر کردیا کہ یہی دونون سب سے بڑی مخلوق نظر مین سماتی ہین - اور اس سے اہل نظر استدلال کرین کہ جو ان بڑی بڑی چیزون کا خالق ہو وہ بڑی قدرت والا ہو اور جسنے پیدا کیا اُسی کی عبادت لایق ہو پس بڑی [illegible] الصاف ہو کہ جسنے یہ انعام و فضل کیا اسکے سوائے کسی مخلوق کی بندگی کرین اور اپنے آپ کو مخلوق کا بندہ ٹھہراوین اور اللہ تعالیٰ نے [illegible] وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون - یعنی جن و انسان کو اللہ تعالے نے اسی واسطے پیدا کیا کہ خالص اُسی کی بندگی کرین اور جسنے پیدا کیا اُسی کے بندہ ہون - وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ اور پیدا کردیا اندھیرون اور نور کو ف یعنی ہر اندھیرے کو اور نور کو پیدا کیا - اور ظلمات کو جمع فرمایا اور نور کو مفرد تو اسوجہ سے کہ اسباب ظلمت کے مختلف ہین اور طرح طرح کے اندھیرے ہوتے ہین حتی کہ کفر و شرک کا اندھیرا ہو اور نور قسم واحد ہو حتی کہ نور ایمان بھی اسمین داخل ہو اور یہ اللہ تعالے کی وحدانیت کے دلائل مین سے ہو اور اسمین بہت سے فرقون کا رد ہو - اول فلاسفہ گمراہ کا جو کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے نفقط عقل اول کو پیدا کیا اور اس سے سوائے [illegible] عقل اول کے اور صادر نہین ہوسکتا اور یہ صریح کفر ہو - دوم زندیق لوگون کا رد ہو جو کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ظلمت و بدصورت چیزون کو نہین پیدا کیا بلکہ فقط خوبصورت و عمدہ چیزون کو پیدا کیا ہو اور یہی مجوس ایران کا مذہب تھا اور روافض اس ملک کے بھی [illegible] داورن کے خیال پر گئے کہ بری باتون کو بندہ پیدا کرتا ہو حالانکہ بندہ مخلوق ہو وہ اپنی حرکتون سے انکو حاصل کرتا ہو - سوم ثنویہ [illegible] بھی رد ہو جو نور و ظلمت کو قدیم کہتے ہین حالانکہ یہ دونون پیدا کی ہوئی حضرت خالق عزوجل کی ہین - وہی سب کا خالق اور وہی معبود [illegible] پھر بڑا سخت گنہگار وہ ہو جو اپنے خالق کے احسان کو بھول جاوے اسطرح کہ اسنے پیدا کیا اور مخلوق کو اسکا شریک بناوے [illegible] اعتقاد سے یا افعال سے حالانکہ یہ دلائل وحدانیت صریح موجود ہین اسی واسطے فرمایا - ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا [illegible] يَعْدِلُوْنَ پھر یہ منکر اپنے رب کے ساتھ کسی کو برابر کرتے ہین - یعنی یہ دلائل صریح موجود ہونے کے باوجود مخلوق کا [illegible] پیدا کرنے والے کے ساتھ دیگر مخلوق مثل بت وغیرہ کو عبادت مین اپنے پیدا کرنے والے کے برابر کرتے ہین - پھر مخاطب [illegible] یہ تماشائے قدرت دیکھو اور شرک و کفر سے بچو اور اپنی فکر کرو کس خواب خرگوش مین ہو یہ سب فانی ہو اور آخر [illegible] کے یہان جاؤگے - هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ وہی خالق معبود تمہارا پروردگار ہو جسنے تم کو مٹی گوندھی [illegible] تمہارے باپ آدم کو بدون کسی نسل کے بدون ماں و باپ کے اپنی دست قدرت سے مٹی سے پیدا کیا [illegible] ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا پھر تمہارے لیے ایک مدت مقرر کردی ف کہ اسکے پورے ہونے پر تم [illegible] اپنے خالق سے بڑا پھر ناحق اسنے چند روزہ زندگی مین بت پرستی و شرک و بد اعمالیون و [illegible] غضب میں کہ آخر وہان جاکر خوار ہوگا - اور یہ جو ہندو لوگ سمجھتے ہین کہ پھر جنم لیتا ہو یہ فقط

شیطان نے گمراہ کر دیا تاکہ دلیر ہو کر جو چاہین وہ کرین اور تعجب ہی کہ بلا دلیل اور بے ظہور اور بے دلیل [illegible]
مراد اسکی قیامت گویا گئی کہ اسیوقت سے وہ جاننے کیا سب رو برو ہو جاتا ہی اور اسی کے آثار ظاہر ہوتے [illegible]
اور شیطان کے بہکانے مین نہ پڑو۔ پھر واضح ہو کہ اجل یعنی کسی چیز کے گذرنے کا وقت معین۔ اور [illegible]
اسمین واقع ہو جیسے موت۔ اور مراد یہان اول معنی ہین یا دوسرے معنی بنابر اشارہ قول مفسر رحمہ کے۔ وَأَجَلٌ [illegible]
باندھی ہوئی اُسی کے نزدیک ہی ف۔ کہ اُسنے تمھارے محشور ہونے کی ایک مدت باندھ دی ہی اور وہ [illegible]
قیامت ہی۔ ثُمَّ أَنتُمْ تَمْتَرُونَ پھر تم لوگ اسے منکر و شک کرتے ہو ف۔ کہ ہم قیامت مین کہان سے [illegible]
تو خاک ہو گئے حالانکہ آنکھون کی نظر پر اسکا دار و مدار رکھتے ہو تمکو چاہیے کہ یون دیکھو کہ جس معبود خالق برحق نے [illegible]
جب تم کچھ نہ تھے تو وہ بدرجہ اولے تم کو دوبارہ اُٹھانے پر قادر ہی پھر تمھارے ذرات ریزہ کہین جاوین اسکی قدرت سے [illegible]
جا ہی نہین سکتے ہین پھر تمھارا شک کیون ہی ڈرو اللہ تعالے سے اور شیطان کی پیروی چھوڑو اور اپنے خالق معبود برحق کی بندگی کرو [illegible]
شرک نکرو۔ وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ وہی مستحق عبادت ہی آسمانون مین و زمین مین۔ ف۔ کہ [illegible]
ہرگز مستحق عبادت نہین ہی پس کوئی بندہ کسی مخلوق کو خواہ کوئی چیز ہو عبادت نکرے۔ واضح ہو کہ اس جملہ کی ترکیب مین [illegible]
کہ فی السموات۔ جار مجرور کس سے متعلق ہی پس اسم اللہ سے متعلق نہین ہو سکتا اور یہ ظاہر ہی اور کائن یا ثابت وغیرہ سے بھی متعلق نہین
ہو سکتا کیونکہ حصول او تعالے آسمان و زمین مین نہین بلکہ یہ اسکی مخلوق ہین اور وہ پاک پروردگار ہر کسی زمانہ و مکان سے منزہ و پاک ہی
تو مفسر رحمہ نے کہا کہ قولہ وہو اللہ اے وہو المستحق للعبادۃ ہی اور اسی معنی وصفی سے ظرف مذکور متعلق ہی اور وہو المعبود نہین کہا
باوجودیکہ استحقاق عبادت تو اللہ تعالے کے واسطے ہر حال مین ہی کچھ آسمانون و زمین کی خصوصیت نہین تھی تو اسواسطے وہو المستحق
کو اختیار کیا اور وہو المعبود نہین کہا کہ مبتدا معرفہ اور خبر صیغہ مشتق معرف بلام ہی جس سے انحصار ثابت ہی پس وہو المستحق کہنے مین
یہ حصر ٹھیک رہا کہ یہ خبر انحصاری صحیح ہی اور اگر وہو المعبود کہا جاوے تو خبر مین یہ تردد ہوتا ہی کہ کافرون نے غیر کی بھی عبادت زمین مین کی
ہی مگر آنکہ یون کہا جاوے کہ وہو المعبود کے یہ معنی کہ آسمانون و زمین مین وہی برحق معبود ہی کیونکہ کافرون نے جنکی عبادت کی وہ
باطل و جھوٹ معبود بنایا اور اپنی عاقبت خراب کی اور اپنے خالق کے روبرو خوار ہونگے مگر آنکہ توبہ کرلین۔ اور ابن کثیر رحمہ نے ذکر [illegible]
کہ بعض نے کہا کہ وہو اللہ فی السموات۔ پر وقف تام ہی اور وفی الارض یعلم سرکم وجہرکم سے ابتدا ہی یعنی یعلم سرکم وجہرکم فی الارض [illegible]
اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہی اور بعض نے کہا کہ تقدیر کلام یون ہی کہ وہو اللہ علمہ فی السموات والارض [illegible]
يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ جانتا ہی کھلا تمھارا اور چھپا تمھارا ف۔ یعنی وہ اللہ پاک پروردگار علیم جو کچھ [illegible]
ہون یا زمین ہو وہ زمین مین تمھارے سر و جہر کو جانتا ہی۔ یعنے جو کچھ تم آپس مین یا اپنے دلون مین پوشیدہ کرتے [illegible]
سب جانتا ہی اگر کہا جاوے کہ افعال یا افعال قلوب ہین اور وہ وہی سمی یا افعال سر ہین اور یا افعال جوارح [illegible]
افعال یا تو سر ہوتے ہین یا جہر پس قولہ تعالے ویعلم ما تکسبون عطف شی کا نفس شی پر لازم آیا [illegible]
نفس ہین اور تکسب سے اعمال جوارح پس عطف الشی علے نفسہ لازم نہین آیا۔ وَيَعْلَمُ مَا [illegible]
کرتے ہو ف۔ بھلا یا برا۔ پس اسی پر تم کو ثواب و عقاب ہوگا پس ڈرنا چاہیے اللہ تعالے [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور اسمین دلیل ہو کہ بندہ کاسب ہو یعنے جو امور خیر یا شر پیدا ہوتے ہین انکو کسب کرتا ہو اور یہی اسکا عمل ہو اور تمام ہونا
[illegible] لے کی تاثیر قدرت سے ہو اور جو بدعتی معتزلہ و روافض سمجھتے ہین کہ بندہ خود اپنے عمل خیر و شر کو پیدا کرتا ہو یہ محض غلط ہو
[illegible] فی العز الیمین قولہ تعالے الحمد للہ الذی خلق السموات والارض - اوتعالی نے جو ازل مین اپنی حمد فرمائی وہ بندون کے واسطے
طریقہ بتلا دیا کہ [illegible] اسکے جلال و جمال پاک کی ثنا و صفت بیان کیا کرین اور اوتعالے نے علم قدم مین اپنی ذات پاک کے واسطے حمد
[illegible] اسکے کہ مخلوق پیدا فرماوے اور وہ عین ذات و صفات کے مقابلہ مین تھی پھر اُس حمد کا متحمل خود ہی نفس ذات
پاک تعالے ہے کہ اُسنے اپنی حمد فرمائی وہی درحقیقت حمد ہو پھر مخلوقات سے حمد مرفوع فرمائی کیونکہ جسکی حمد ہو اُسکو جب تک نہ جانے
[illegible] کیا حمد کریگا اور مخلوق کی کیا مجال ہو کہ اُسکی ذات و صفات کی حقیقت جانے یہ نہین دیکھتا کہ سید المرسلین محبوب رب العالمین
نے ایسے فرمایا۔ وانت کما اثنیت علی نفسک - اور نیز اوتعالے نے الحمد للہ - فرماکر ظاہر فرمایا کہ سوائے اسکی ذات پاک کے مخلوق سب سے
جو منقول ہو یعنے اللہ تعالے ہی کے واسطے جمیع حمد ہو اور یہ محققین کے نزدیک صحیح ہے - اور نیز حمد قدیم راجع بقدیم ہو اور حادث کو اُسمین سے
کبھی کچھ نصیب نہین ہوا اسواسطے کہ اُسکی حمد ازلی ہو اور ازلی اُسی کو لایق ہو جو ازلی ہو یعنی قدیم ہو - بعض نے کہا کہ اوتعالے نے اپنی
حمد خود فرمائی کیونکہ مخلوق کا عاجز ہونا اُسکی حمد ادا کرنے سے اسکے علم قدیم مین ظاہر ہو - جنید رحمہ اللہ نے کہا کہ الحمد - اوتعالی کی صفت
ہو کیونکہ اُسنے اپنے آپ کی تمام الصفۃ محمود فرمایا اور اگر مخلوقات سب کے سب مجتمع ہوکر حمد کرین تو اُسکی صفت سے ایک ذرہ برابر بھی
ادا و بیان نہین کر سکتے یعنی درحقیقت ادا نہوگا اگرچہ مخلوق کی طرف اُسکا ثواب جمیل راجع ہووے - قولہ خلق السموات والارض -
یعنی یہ حمد درحقیقت اُس پاک پروردگار کے واسطے ہو جسکی یہ صنع و قدرت ہو اور جب تک تم درجہ بدرجہ یون قدر و مرتبہ نہ پہچانو کہ اُسکی
صنعت و افعال سے اُسکی قدیم و عظیم قدرت و صفات کی طرف اور وہان سے ذات کی طرف معرفت حاصل کرو تب تک خالی نام سے
اُسکی حمد و ثنا پر قدرت نہ پاؤگے - قولہ وجعل الظلمات والنور - یعنی جس نے آسمان و زمین جو نظر آتے ہین وہ پیدا کیے اور
باطنی آسمان روح اور زمین قلب پیدا کی ہو اُسنے روح مین نور عقل دیا تاکہ اس سے توحید کے آیات و شواہد کو پہچانے - قال المترجم
اس سے مراد عقل روحانی یا عقل کلی ہو جس نام سے چاہو تعبیر کرو اور یہ عقل جسکو عوام جانور عقل کہتے ہین جسکی خدمت ان حواس خمسہ
ظاہری و خیال و وہم وغیرہ سے ہوتی ہو یہ عقل جزوی اور ہیچ ہو اس سے کوئی کمال حاصل نہ [illegible] حافظہ اور قلب مین نفس امارہ کی
[illegible] رکھی ہو کہ کمال امتحان سے بندگی اور عبودیت ظاہر ہو - قال المترجم عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص فی حدیث معروف اوتعالی
نے ارواح کو تاریکی مین پیدا کیا پھر اُنپر اپنے نور سے چھڑکا تو جس روح کو اس نور سے حصہ ملا اُسنے ہدایت پائی اور جسکو نہین پہونچا وہ گمراہ ہوا
[illegible] حکمت پیدا کرنے کی حکمت پوچھی گئی یعنے عین حکمت تو اللہ تعالے کے علم مین منحصر ہو لیکن بشری معرفت کہان تک ہو تو فرمایا
[illegible] لے کو جہان کی حاجت نہین بلکہ جہان کا گم ہونا اُسکا ظہور ہو - مترجم کہتا ہو کہ بعضے صوفی لاتے ہین کہ کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف
[illegible] حدیث ہو حالانکہ محدثین کے نزدیک بالکل موضوع و باطل ہو اور حضرت واسطی رح کے کلام سے معلوم ہوا کہ انکے
[illegible] نہین بلکہ کسی عارف صوفی کا کلام بھی نہین ہو کیونکہ معرفت کے وجہ سے خارج ہو برخلاف اسکے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ -
[illegible] رح کا کلام ہو قال الشیخ بعض مشائخ رح سے پوچھا گیا کہ عالم کے اظہار مین کیا حکمت ہو فرمایا کہ
[illegible] گا کہ اس چیز کو کس نے پیدا کیا اور وہ کس نے پیدا کی یہان تک کہ آخر اللہ تعالے کی ذات پاک مین

Marfat.com

وسوسہ دلاویگا پس لاحول پڑھکر اسکو دفع کرنا چاہیے اور نیز حدیث صحیح مین ہو کہ اللہ تعالے کی نعمتون مین فکر [illegible]
کرو۔ اور تمام سلف وخلف صالحین اسی پر گزرے ہین کہ کسی بندہ مخلوق نے اپنے خالق جل جلالہٗ کی ذات [illegible]
پس اہل ایمان پر واجب ہو کہ کبھی اس راہ سے اسمین غور وفکر نہ کرین ہان دنیا مین خصوص انسان مین [illegible]
پر نظر کرین اور بے انتہا فائدے دیکھکر اپنے خالق عزوجل کا شکر یہ ادا کرین کہ اسکی صنعت فعل [illegible]
صفت مرجع ہو۔ اور امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف مین اُن فوائد کا ایک بڑا ٹکڑا بیان کیا ہو اور وہ قابل [illegible]
خلقکم من طین ۔ تمام آسمان جسم ہین اور اس جسم کا دل یہ زمین ہو اور اللہ تعالے نے سموات کے دل کو [illegible]
فرمایا۔ بقولہ واشرقت الارض بنور ربہا۔ اور منجملہ اس خاصیت کے یہ ہو کہ آدم کی صورت کو قلب عالم سے بنایا پس آدم [illegible]
عالم کو زمین سے لیکر بنایا پس وہ زمینی تھے اور آسمانی جسم سے نہ تھے اسواسطے کہ اللہ تعالے نے زمین کو اپنی حکمتون کا خزانہ [illegible]
اور اسمین فطری لطائف رکھے ہین کہ ارواح قدسیہ اور اشباح ملکوتیہ اس سے ہین ۔ اور لفظ طین کو ذکرہ بیان فرمایا [illegible]
پس بھید یہ ہو کہ جنت کی مٹی سے مومنون کے اجسام پیدا کیے اور درگاہ خاص کی مٹی سے موقنین کے اجسام بنائے۔ قولہ یعلم سرکم وجہرکم
یعنی جو اشتیاق تمہارے صمیم اسرار مین جمال قدیم کی طرف ہو اور جو خلوص اس راہ مین تمہارے باطن مین مضمر ہو وہ اللہ تعالے کو معلوم ہو
اور تمہاری روحین جس حرکات شوق سے عالم قدم کی طرف جاتی ہین اور جوش محبت مین درگاہ جبروت مین سجدہ کرنے مین تمہارے چہرون
پر جو آنسو بہتے ہین اور دل لوٹ پوٹ ہوتے ہین وہ سب دیکھتا ہو۔ قال المترجم فی الحدیث اور وہ شخص جسنے تنہائی مین اللہ تعالے کو
یاد کیا اور آنسو جاری ہوئے۔ رواہ البخاری وغیرہ یہ افضل و بہتر آدمی کا بیان ہو جسکا آپ سے سوال کیا گیا تھا۔ مولوی روم نے کہا ہے
این تضرع را برحق قدر ہاست ۔ وان بہا کانجاست زاری را کجاست ۔ کے برابر مے نہد شاہ مجید ۔ اشک را در وزن با خون شہید
قال الشیخ اور نیز اشارہ ہو کہ ارواح کی جولانی جو نظر سے پوشیدہ ہو اور جسمانی طلب مین کوشش کرنا سب علم آلہی مین ہو۔ اسمین لطیف اشارہ [illegible]
ہو اللہ فی السموات وفی الارض یعلم سرکم وجہرکم۔ آسمانون مین تمکو مشاہدۂ جبروت ہو اور زمین مین مشاہدہ ملکوت ہو بعض نے کہا کہ [illegible]

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا [illegible]

اور نہین پہونچتی اُنکو کوئی نشانی اُنکے رب کی نشانیون مین کہ کرتے ہین اُس سے تغافل

بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۭ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰۗؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ [illegible]

حق بات کو جب ان تک پہونچی اب آگے آویگی اُنپر حقیقت اُس بات کی جس پر [illegible]

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ [illegible]

کتنی ہلاک کین ہمنے پہلے اُنسے سنگتین اُنکو جمایا تھا ہمنے ملک مین [illegible]

السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ [illegible]

اُنپر آسمان برسا تا اور بنا دین نہرین بہتی [illegible]

بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ

اُنکے گناہون پر اور کھڑی کی اُنکے [illegible]

وَمَا تَأْتِيْهِمْ اور نہین آتی انکو ف یعنی اہل مکہ پاس مِّنْ اٰيَةٍ کوئی آیت - ف من زائدہ بغرض استغراق ہے مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ انکے پروردگار کی آیتون سے ف یعنی قرآن سے - اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ مگر انکو اس آیت سے منھ موڑتے ہین ف مراد آیت سے بنا بر قول مفسر رح کے آیات قرآن ہین پس آنا اسکا یہ کہ نازل ہوئی اور ہوسکتا ہے کہ خلقت کی نشانیان مراد ہون از انجملہ معجزات وعجیب مخلوقات ہین پس آنا یہ کہ اُنپر ظاہر ہون والاول ابلغ اور معنی اعراض کے یہ کہ اسمین غور ونظر نہین کرتے کہ اپنے پروردگار کی توحید ومعرفت حاصل کرین اور اگر اعراض ہی ہوتا تو بھی بڑا جرم تھا حاجت ترجم نہ ہے کہ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ سو جھٹلا چکے حق بات کو جب اُن تک پہونچی - ف یعنی قرآن جب آیا تو اس کو جھٹلانے لگے - فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اب آگے آئیگی اُنپر حقیقت اس بات کی جسپر ہنستے تھے ف انبار جمع نبا ء وہ خبر جسکی وقعت عظیم ہو - اور یہان جیسے بولتے ہین کہ عنقریب تم خبردار ہوگے یعنی کوئی بڑا حادثہ تمپر پیش ہوگا - لہذا مفسر رح نے عواقب سے تفسیر کی جمع عاقبۃ بمعنی انجام کار کسی شی کا - اور چونکہ انکا کا کام بد تھا لہذا عذاب جو بڑا بدلا ہوگا - حاصل آنکہ ایسا ہونے کے وقت اُنکو اپنے ٹھٹھے کا حال معلوم ہوگا پس جو لوگ کفر پر مرے مانند ابو جہل وغیرہ کے اُنپر عذاب سخت کا دروازہ کھلا اور معلوم ہوا کہ کیسی استہزاء وٹھٹھول کرتے تھے اور بعض نے کہا کہ عذاب اُنپر جہاد مین خوار ہونے کا ہے اور بعض نے کہا کہ قحط ہے جس سے مارے بھوک کے آنکھون مین اندھیرا آتا تھا اَلَمْ يَرَوْا کیا نہین دیکھتے ف یعنی ملک شام وغیرہ کو سفر مین جانے مین کیا آنکھون نہین دیکھتے کہ كَمْ اَهْلَكْنَا بہتیرے ہلاک کردیے ہمنے - ف کم خبریہ بمعنی کثیر ہے مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ اُنسے پہلی سنگتین ف قرن - یہ کم خبریہ کی تمیز ہے مانند قولہ وکم من ملک فی السموات - حاصل آنکہ کم من قرن کا ٹین من قبلہم اہلکنا - اور قرن کے معنی قاموس مین ہین کہ دس یا تیس (۳۰) یا چالیس (۴۰) یا پچاس (۵۰) یا ساٹھ (۶۰) یا ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) یا سو (۱۰۰) یا ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی مدت اور سو برس کے معنی صحیح ہین کیونکہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک قرن زندہ رہ وہ ایک سو برس جیتے رہے - اور قرن بمعنی ہر ایسی امت جو ہلاک ہوئی اسطرح کہ اسمین سے کوئی نہین بچا - مفسر رح نے یہی اخیر معنی لیے ہین اور یہی مناسب ہین اور مراد امت سے ایک گروہ آدمیون کا ہے جیسے قوم لوط کو ہلاک کردیا اور قوم عاد کو مٹایا - حاصل آنکہ کیا اہل مکہ دیکھکر عبرت نہین پکڑتے کہ ہلاک کر دیے ہمنے پہلے اُنسے بہت سی اُمتین کہ یہ حال تھا کہ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُنکو جمایا تھا زمین مین ف یعنی جمنا انکو دیا تھا زمین مین توانائی ومالداری ساتھ - مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ اسقدر کہ جو تمکو نہین دیا ف لکم کی ضمیر مخاطب مین اوپر کے غائب کلام کرنے سے توجہ کرکے مخاطب کی طرف رجوع ہے - حاصل آنکہ تم سے اگلون کو ہلاک کیا حالانکہ وہ تم سے توانائی قوت اور مالداری مین زیادہ تھے وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا اور ہمنے چھوڑ دیا تھا ان لوگون پر آسمان یعنی مینھ بے در بے ف کہ بارش خوب ہوتی تھی وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ اور بنا دی تھین ہم نے نہرین کہ جو جاری تھین اُنکے نیچے ف یعنی اُنکی مکانون کے نیچے - حاصل آنکہ ایسی نعمتین ہم نے انکو دی تھین - فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ پھر ہلاک کیا انکو انکے گناہون سے انبیاء علیہم السلام نے انکو انکے پروردگار کی توحید کی طرف بلایا اور انھون نے انبیاء کو جھٹلایا تو ہم نے انکو بسبب انکے ہلاک کردیا - وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ اور کھڑی کین انکے پیچھے اور سنگتین ف حاصل

Marfat.com

وہ لوگ بھی اللہ عزوجل کے مخلوق تھے لیکن جب کفر و شرک سے باز نہ آئے تو غضب الٰہی سے …
کھنڈل ویران پڑی ہین انکو دیکھکر عبرت کرو کہ آخر باز نہ آؤگے تو اسی طرح ہلاک ہوگے ف قال …
آیۃ الخ - یہ لوگ جو مشرکین مکہ مین سے کافر رہے ازل ہی مین محروم از نور ایمان تھے و فی الحقائق …
پیدا کین پھر آنپر نور پاشی کی جسکو پہونچا وہ راہ پر آیا اور جو چوکا گمراہ ہوا - پس جو کافر رہے وہ اندھے تھے …
کے آثار و آیات سے کیونکر اسکی وحدانیت کو مشاہدہ کریگا خواہ آیات آسمانی ہون یا زمینی ہون خواہ چہرہ …
یا چہرہ و آثار اولیار رحمہم اللہ مین ہون کیونکہ یہ چہرے بھی تجلی الٰہی سے چمکتے ہین لیکن جسنے وہ اس سے دیکھا …
اور بڑھ جائیگی کیونکہ جسکے قلب کی آنکھین بند ہین وہ قبول ازلی سے مردود اور دائمی مطرود رہی - اور شیخ نصرآبادی نے …
مین اللہ تعالے کی عمدہ آیات مین سے اسکے انبیاء علیہم السلام و اولیار رحمہم اللہ ہین - بالجملہ اس آیت کریمہ کی تفسیر مین آیات …
مراد قرآن مجید و نور مبین ہی جسکی تجلیات سے چکا چوند ہوتی ہی و عرب اسکے روبرو متحیر و عاجز تھے ولیکن ہدایت اللہ تعالے …
اختیار مین ہی - ابوجہل وغیرہ جو کافر رہے انکو اسمین بھی شیطان نے دھوکے دیے - قال تعالے

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ
اور اگر اتارین ہم اوپر لکھا ہوا کاغذ مین پھر ٹٹولین اسکو اپنے ہاتھ سے البتہ کہینگے

كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ
منکر یہ کچھ نہین مگر جادو ہی صریح اور کہتے ہین کیون نہ اترا اس پر کوئی فرشتہ

وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا
اور اگر ہم فرشتہ اتارین تو فیصل ہو چکے کام پھر انکو فرصت نہ ملے اور اگر ہم رسول کرتے کوئی فرشتہ

لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ
تو وہ صورت مین ایک مرد کرتے اور انپر شبہہ ڈالتے وہی شبہہ جو لاتے ہین اور ہنسی کرتے رہے ہین رسولون سے

مِنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ع
تیرے پہلے پھر الٹ پڑے ان ہی ہنسی والون پر جس بات پر ہنستے تھے

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ
تو کہہ پھرو ملک مین تو دیکھو آخر کیسا ہوا جھٹلانے والون کا

سراج مین ہی کہ نضر بن حارث و عبداللہ بن امیہ و نوفل بن خویلد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم …
یہانتک کہ ہمارے پاس کوئی کتاب لکھی ہوئی اللہ تعالی کے پاس سے لاؤ اور اسکے ساتھ …
پاس سے نازل ہونے کی اور آپکے رسالت کی شہادت دیوین پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا ولو نزلنا …
اور اگر اتارین ہم تجھپر لکھا ہوا ف کتاب مصدر بمعنی مفعول اے مکتوب ہی - فی قرطاس
لکھی ہوئی قرطاس مین بھی ورق ورق مین اتارتے جیسے کہ ان لوگون نے … سوال کیا تھا

فَلَمَسُوْہُ بِاَیْدِیْھِمْ پھر اسکو اپنے ہاتھون چھو لیتے ف یہ معاینہ سے بھی بڑھکر ہی - حاصل آنکہ اگر ہم لکھی ہوئی کتاب اتارتے
اور انکے سامنے پھر وہ اوس سے بھی چھو لیتے - لَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا البتہ کہین یہ منکر ف یعنی تو بھی کافر اپنے جھگڑے
سے باز نہ آتے اور کہتے - اِنْ ھٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ نہین ہی یہ مگر کھلا ہوا جادو ف یہ کافرون کی حق بات سے عناد
اور جھگڑے کا بیان ہی اور یہ ایسا ہی جیسے فرمایا - ولو فتحنا علیھم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون
یعنی اگر ہم ان پر آسمان کا دروازہ کھول دیتے اور برابر وہ اسمین چڑھتے چلے جاتے تو بھی کہتے کہ ہماری آنکھین نظر بند بلکہ ہم پر جادو
کیا گیا ہی اور فرمایا - وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم - یعنی اگر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتے دیکھتے کہتے کہ تہ پر تہ جما ہوا
بادل ہی - وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ مَلَكٌ اور کہتے ہین محمد پر کیون نہین اُتارا گیا فرشتہ جو اسکی تصدیق کرتا ف یعنی اسکے
ساتھ ہین فرشتہ ہوتا کہ سب یقین کرتے کہ ہان یہ اللہ تعالے کا رسول ہی اور وہ سب کو تبلاتا کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے ڈرسنانے والا
بھیجا گیا ہی مانند قولہ لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا الآیۃ - یہ ان کافرون کی سخت جہالت تھی کہ فرشتہ سے آگاہ نہین کہ کیونکر ہوتا ہی
پس اللہ تعالے نے دو طرح سے رد کر دیا - اول آنکہ بر ملا فرشتہ کا یون نزول قدرت الٰہی مین کچھ چیز نہین لیکن فرمایا - وَلَوْ اَنْزَلْنَا
مَلَكًا اور اگر اُتارتے ہم فرشتہ ف یعنی جیسے مانگتے ہین اگر ہم فرشتہ اُتارتے اور یہ عناد کی باتین بناتے لَّقُضِیَ الْاَمْرُ
پورا کر دیا جاتا حکم ف انکے ہلاک ہو جانے کا - ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ پھر نہین مہلت دیے جاتے ف کسی توبہ یا عذر کے
لیے جیسے اللہ تعالی کی عادت پاک اُن لوگون سے پہلے والون کے حق مین جاری ہو چکی ہی کہ جب اُنھون نے کسی آیت پر ہٹ کی اور اسکے
پورے کیے جانے پر ایمان نہ لائے تو اللہ تعالے کے غضب مین فورًا ہلاک ہوے - بالجملہ نزول ملائکہ اس شان سے تو عجیب آیت ہی
کہ آنکھون دیکھکر ایمان لانے سے بہت قریب ہی کہ بعد اسکے ایمان بالغیب یون ہی باقی رہتا ہی پس اس امر عظیم کے بعد انکو مہلت نہین ہو سکتی
جیسا کہ اللہ قال تعالے - ما ننزل الملائکۃ الا بالحق وما کانوا اذا منظرین - نہین اُتارتے ہم ملائکہ کو الا بحق اور ایسے وقت وقوع مین کفار مہلت نہ دیے
جائینگے - اور فرمایا - یوم یرون الملائکۃ لا بشری یومئذ للمجرمین الآیۃ - وَلَوْ جَعَلْنٰہُ مَلَكًا اور اگر ہم رسول کرتے فرشتہ ف یعنی
وہ شخص جو انکی طرف اُتارا گیا ہم اُسکو فرشتہ کرتے - جیسے کہ فرشتہ کو مانگتے ہین - لَّجَعَلْنٰہُ رَجُلًا تو ہم اُسکو آدمی مرد بناتے -
ف یعنی آدمی مرد کی صورت پر بناتے تاکہ ان لوگون کو اسکے دیکھنے کی تاب ہوتی اسواسطے کہ [illegible] کے دیکھنے کی تاب نہین ہی -
وَلَلَبَسْنَا عَلَیْھِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ اور انپر شبہہ ڈالتے وہی شبہہ جو ڈالتے ہین ف یعنی اگر ہم فرشتہ کو اُتارتے
اسکو ایک آدمی مرد کی صورت بناتے تو البتہ مشابہ کرتے انپر جو لبس رکھتے ہین اپنے نفسون پر باین طور کہ کہنے لگتے کہ یہ تو تمہارے
مثل آدمی ہی - اور بعض نے قولہ ولو انزلنا ملکا لقضی الامر سے دونون آیت کی یون تقریر بیان کی کہ - اللہ تعالے اگر فرشتہ اُتارتا
جسکو یہ لوگ آنکھون سے مشاہدہ کر لیتے خواہ وہ رسول علیہ السلام کے ساتھ تصدیق کرنے کو ہوتا یا فرشتہ ہی ان منکرون کی طرف بھیجا جاتا تو
ثم لا ینظرون - یعنی انکے قوائے بشری اسکو مشاہدہ کر کے زندہ باقی نہین رہ سکتے تھے بلکہ موت آجاتی اور خوف سے انکی روح
نکل جاتی پھر بھی مہلت نہوتی پس وہ فرشتہ جس کام کی غرض سے آیا تھا کہ ان لوگون کو معرفت وکمال حاصل ہو اور کتاب الٰہی پر ایمان
لائین وہ سب جاتا رہتا - اور قولہ ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا الآیۃ - یعنی اگر ایسا کیا جاتا کہ یہ لوگ نہ مرین اور فرشتہ
یعنی بصورت مرد آدمی کیا جاتا کیونکہ جس صورت پر فرشتہ مخلوق ہی اسکو تو برداشت ہی نہین کر سکتے پس وہ آدمی

Marfat.com

کے کثیف جسم مین متمثل کیا جاتا تاکہ اس سے باتین کرین اور اسکے نصائح کو سنین اور جب اس صورت [illegible]
آدمی ہی - پھر اگر انکو فرشتہ کی اصلی صورت دکھلائی جاتی یعنے وہ اپنی اصلی صورت پر انکے روبرو ہو جاتا [illegible]
کا کچھ فائدہ نہوتا - حاصل یہ کہ غیر جنس سے امور شریعت کی حکمت پوری نہین ہی کیونکہ شریعت [illegible]
کو دنیا مین ایسی خوبی سے بسر کرنا مرتے دم تک کہ اللہ تعالے کی مرضی کے موافق ہوا اور یہ بدون اسکے معلوم [illegible]
کے احکام پر ایمان لاوے جسنے پیدا کیا اور نعمتین دین ہین اور اللہ تعالے کے احکام بدون اسکے رسول کے معلوم [illegible]
رسول پر ایمان لانا ضروری ہی کیونکہ بندے کے افعال دو قسم کے ایک افعال قلب اور دوم افعال جوارح - پس افعال [illegible]
وغیرہ ہین اور بدون رسول علیہ السلام کے بندہ نہین جانتا کہ اللہ تعالے کی صفات کیا ہین اور اسکی شان مین کیا [illegible]
رسول صلعم سے معلوم ہوا کہ وہ پاک پروردگار وحدہ لاشریک ہی اور خالق ورازق ہی اسی پر توکل ہی اور بغیر اسکی تاثیر قدرت کے
کا کام پورا نہین ہوتا خواہ کوئی بندہ ہو اور چاہیے کوئی کام ہو اچھا ہو یا برا ہو پس اچھا کام ہوگا تو اپنی ہمت وارادہ وقصد پر ثواب [illegible]
اور اگر برا کام ہوگا تو اپنی بری نیت وارادہ وقصد پر عذاب وملامت پاویگا اور مانند اسکے بہت صفات باری تعالی ہین کہ بندہ [illegible]
رسول کے بتلائے نہین جان سکتا کہ اللہ تعالے کی جناب مین کیا اعتقاد رکھے اور بعض افعال قلب یہ ہین کہ مثلاً غرور و تکبر [illegible]
اور اللہ تعالے پر بھروسا رکھے اور اپنے آپ کو ہر دم اسکے تحت قدرت مین محتاج جانے اور ہر دم اسکی طرف التجا رکھے کہ میرے پروردگار
مین کوشش کرتا ہون اور تیری قوت وقدرت سے بھلائی آوریگی کا سامان مہیا ہوگا تو اس کوشش کو بھلدار کر دے اور مسلمانون کے
ساتھ بہتری کی نیت رکھے اور انکی بھلائی چاہے اور جسم تو کچھ چیز نہین ہی انکا دل اپنا دل جانے - اور اخلاص رکھے کھوٹ نہ رکھے
اور محبت رکھے بغض وحسد وعداوت وغیرہ بد باتین جی مین کبھی نہ رکھے - کافرون کو اللہ تعالے کا بندہ اور قہر مین پڑا ہوا جانے اور
دل سے چاہیے کہ اللہ تعالی ان لوگون کو ہدایت دیکر اس غضب سے نجات دے - یہ تو افعال قلب کی مثال بیان ہوئی جو اور [illegible]
حدیث وقرآن مین ہزارون باتون کا ہی - اور دوسری قسم جو افعال جوارح یعنی ہاتھ پاؤن وغیرہ کے کام ہین ان سب مین دل [illegible]
نیت شرط ہی - پھر ان کامون کی دو قسمین ہین - ایک وہ جو خالص اللہ تعالے کے واسطے ہین جیسے نماز - روزہ کہ یہ بدون رسول علیہ [illegible]
کے بتائے معلوم نہین ہوسکتے کہ کیونکر ادا کرین چنانچہ عید کے دن روزہ حرام ہی حالانکہ عید کے ایک دن پہلے فرض تھا - اور دوسری [illegible]
جو خالص نہین لیکن انکو بھی نیک نیت سے کرے تو ثواب بھی ہوگا جیسے بال بچون کی پرورش وغیرہ - وہ تین قسم پر ہین [illegible]
سے اپنا نفع لینا اور دوم دوسرے کو خود نفع پہونچانا اور تیسرے دونون کا اسمین نفع ہو اور نیز تین قسم [illegible]
کرنا اور دوم اپنے گھر والون کی اصلاح کرنا اور تیسرے محلہ وشہر والون وتمام جہان والون کی اصلاح کرنا - پس [illegible]
سب مین سچائی شرط ہی - پس نوکری مین برے کام بجالانے کی نوکری نکرے - اور بھلے کام کو شرط کے موافق بجالا [illegible]
پورا کرے - تجارت مین جسکی خرید وفروخت مین جو سچا شرع مین بیان ہوا ہی اسکو برتے - پس خرید وفروخت [illegible]
بیان ہین اگر رسول سے نہ سیکھے تو کیونکر جانے مثلاً کم تولنا حرام ہی اور عیب دار چیز کو بے بتلائے [illegible]
بھول ہو جائے تو بڑھتی پھیر دے جو چیزین دنیا مین فساد ڈالتی ہین تاش طنبورہ ستار باجا وغیرہ [illegible]
کو گیہون سے بدلنے مین بڑھتی حرام ہی انکو بڑھتی لیے نہ بیچے - اسی طرح صرافی وروکالت وکفالت [illegible]

Marfat.com

وغیرہ جتنے معاملات ہین اُنکو پورے پورے شرعی قاعدون سے برتے تاکہ دنیا مین اصلاح رہے اور اپنے مولی کی لوگ عبادت کرین اور علی ہذا کھیتی باڑی و بادشاہی حکم بجالانے اور قاضی کے احکام سب رسول سے معلوم ہوتے ہین پھر جو افعال نیک ہین اسکے مقابلہ مین ہزارون لاکھون افعال بد ہین چوری کرنا و جھوٹ و دغابازی و زناکاری وغیرہ وہ سب چھوڑے اور ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اچھے اخلاق سے اپنے کو آراستہ کرے اور بُرے اخلاق کو ترک کرے اور بندون کی بھلائی مین کوشش کرے کبھی مال سے کبھی زبان سے کبھی ہاتھ سے کبھی خوش زبانی سے اور کبھی جھڑکی و ملامت سے اور کبھی بضرورت سزا و چوٹ دینے سے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا مین امن و امان رہے مگر ایسا امن و امان کہ سب بندے اپنے معبود خالق کی بندگی کیے جاوین اور امن و عافیت سے زندگی بسر کرلین تاکہ جب مرین تو اللہ تعالے کی درگاہ مین یہان کے تکلیفات و مشقتون کے بدلے جو اُنکی چند روزہ عمر مین اُنکو پہونچتی رہی ہے وہان ہمیشہ ابد الآباد و راحت و آرام و عجیب نعمتون مین خوشحال رہین اب دانا و عقلمند آدمی یقین کریگا کہ ان افعال قلوب و افعال جوارح کے طریقے و معلومات کہ کس اعتقاد سے اللہ عزوجل کی توحید و شان کے لائق ہین اور کس برتاؤ سے اسکی مرضی کے موافق ہین قطعًا بدون رسول علیہ السلام کی پیروی کے نہین معلوم ہوسکتا ہے اور ان سب مین بڑا امر یہ کہ بندہ اپنے خالق کی شان مین کوئی بے ادبی نہ کرے نہ اعتقاد مین اور نہ اپنے افعال مین اور انہین بھی جو اعتقاد مین برخلاف اعتقاد رکھے شرک وغیرہ کا وہ بہت ہی بدبخت و ناہنجار ہے اسپر فرض ہے کہ جسنے پیدا کیا اسکا بندہ رہے اور اسپر خالق کا کمال احسان یہ ہے کہ رسول بھیجکر سب سکھلایا پھر اور بھی بڑا احسان یہ ہے کہ رسول بھی انہین کے جنس کا یعنی آدمی بھیجا کیونکہ اوپر کے بیان سے کھلا کہ آدمی دنیا کی زندگی اللہ تعالے کی مرضی کے موافق بسر کرکے مرے تو اسکی درگاہ مین جنت پاوے پس آدمی ہی رسول ہوگا تو یہ بات نہایت خوبی سے پوری ہوگی اور اگر غیر جنس ہوگا تو اسکے قدم بقدم چلنے مین کتنی نامناسبت ہے اسی واسطے مکہ کے مشرک جو فرشتہ مانگتے تھے اُنکو سمجھایا کہ غیر جنس سے تم فائدہ نہ پاؤگے وحشت کھاؤگے اور فرشتہ ہوگا تو صورت ہی دیکھکر مر جاؤگے اور جب تم اس بات پر غور نہین کرتے کہ یہ رسول ہمکو بُری راہ سے پھیرتا اور بالکل بھلی راہ بتاتا ہے اور ہمارے معبود برحق کی بندگی و پیروی سکھاتا ہے اور خود کچھ مانگتا نہین ہے تو اسکی بات سنین و سمجھین و غور کرین تم یہ تو کرتے نہین بلکہ فرشتہ کی شکل مانگتے ہو تو اس سے تمکو فائدہ نہین ہوگا کیونکہ اسکی شکل سے ڈرکر مرجاؤگے پھر نیک راہ کیا سیکھوگے اور اگر وہ آدمی کی صورت بنکر آیا تو ایک تو اسکی عادت و طینت و جبلت نرالی ہوگی تم اسکے قدم بقدم کیا چلوگے اور دوسرے تم اُسکو بھی آدمی کہوگے کہ ہم اسکی کیا پیروی کرین یہ فرشتہ نہین بلکہ آدمی ہے پس تم نہایت احسان مانو کہ تم مین تمہاری جنس کا رسول بھیجا اور معجزے و آیات سے اسکی تصدیق کردے اور سب سے بڑا معجزہ تو قرآن ہے کہ جملہ ایک سو یا کئی زیادہ فنون فصاحت و بلاغت کے اس کلام مین جو بلاغت موجود ہے تم سے اسکا مثل نہین آتا پس تم اپنی جنس کے رسول کو بڑا احسان و انعام یقین کرو اور نیز سمجھا دیا بقولہ ولو کان فی الارض ملائکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیہم من السماء ملکا رسولا- یعنی اگر زمین مین ملائکہ بستے ہوتے تو ہم انپر البتہ آسمان سے اُنکی جنس کا فرشتہ بھیجے - یعنی اگر فرشتون مین بھی مادہ خیر و شر کا ہوتا کہ انکو آدمیون کی طرح برائی کے افعال باوجود خواہش کے چھوڑ کر بھلائی کے کرنے و معرفت و توحید الٰہی کے جاننے اور اوہام و خیالات کفر و شرک سے تمیز کرنے کی ضرورت پڑتی تو اُنکا رسول انکی جنس کا فرشتہ ہوتا اور آدمیون کا رسول انکی جنس کا آدمی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام- اور واضح رہے کہ ان کافرون کو یہ خبط و خیال سوجھنا اسکی دلیل تھی کہ [illegible] انکے حق مین [illegible] تھی ورنہ بشر جب تک اپنی قوت ملکیہ کو قوت حیوانیہ سے خالص توحید و عبادت کے ساتھ متمیز [illegible]

Marfat.com

انہ کرے تب تک فرشتہ کو نہین دیکھ سکتا ہان بعد خلوص وکمال کے البتہ دیکھ سکتا ہی اور قولہ تعالے [illegible]
کی تفسیر مین صحیح ہوا کہ آنحضرت صلعم نے جبرئیل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت پر دیکھا اور دونہا مین بار [illegible]
علیہم السلام آپ پر بصورت آدمی ظاہر ہوئے باوجود علم اس امر کے کہ یہ فلان اور وہ فلان فرشتہ ہی [illegible]
بھی دیکھا چنانچہ صحیحین کی حدیث سوال اسلام وایمان واحسان وآثار قیامت کے معروف ہی اور [illegible]
بے داڑھی موچھ کے خوبصورت لڑکون کے آنا اور پہلے ابراہیم علیہ السلام پر بصورت مہمان آنا اللہ کھا [illegible]
جیسا کہ انشاء اللہ تعالے مفصل قصہ آویگا۔ بالجملہ کفار مکہ جب ایسی شیطانی باتین جنکا وقوع از راہ حکمت [illegible]
کوئی یون مطالبہ کرے کہ آسمان بجائے زمین کے اور زمین بجائے آسمان کے ہوجاوے اور یہان کے [illegible]
ہوجاوین تو یہ عارف دانا کے نزدیک خلاف مشیت وتقدیر وحکمت الٰہی ہی ایسے عناد وجہالت کا جواب بھی [illegible]
لے حلم کے ساتھ فرمایا اور انکو سمجھایا ولیکن انہین سے جنکی تقدیر مین کفر وضلال تھا نہ سمجھے اور ہلاک ہوے [illegible]
اور بندون کے اوپر مہربان ترس کھانے والے تھے انکی ایسی جہالتون سے بہت غمناک ہوتے تو حضرت رب [illegible]
بندہ رسول سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین کو تسلی وتسکین فرمائی بقولہ۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ
قَبْلِكَ حاصل آنکہ اے محمد صلعم غمگین نہو کیونکہ تجھ سے پہلے رسولون سے بھی ٹھٹھا کیا گیا بتعارف اور کافرون [illegible]
ناشکرے بندو تم ٹھٹھا کرتے ہو جیسے اگلون نے کیا مگر انکا انجام یہ ہوا فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا
بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۔ پس جنھون نے کافرون مین سے ٹھٹھول کیا تھا انکو اسی چیز نے گھیر لیا جس سے ٹھٹھا کرتے تھے [illegible]
اس چیز سے کیا مراد ہی۔ بعض نے کہا کہ حق اور بعض نے کہا کہ رسول اور بعض نے کہا کہ عذاب کیونکہ عذاب [illegible]
پس مراد اس سے اگر حق بات ہی تو گھیر لینے کے یہ معنی کہ حق غالب وبلند ہوگیا لیکن یہ ضعیف ہی بنظر ظاہر سیاق [illegible]
رسول مراد لین اور اسمین بھی تامل ہی اور ارجح وہ ہی جو مفسر سیوطی رح نے کہا کہ عذاب مراد ہی کیونکہ جب کا [illegible]
نازل ہونے کا خوف دلایا گیا تو ٹھٹھے مارنے لگے کہ یہ شخص مجنون ہی اور آخر انجام کار جب حجت پوری ہوگئی [illegible]
گھیر لیا جسکو ٹھٹھا سمجھتے تھے۔ اور یہان کمال بلاغت سے کفار مکہ کو تہدید ہی کہ ٹھٹھا کرنے والے ڈرین کہ انکا انجام [illegible]
کرنے والے ابوجہل وغیرہ ہلاک ہوے اور چونکہ تقدیر الٰہی مین اکثر انہین کے ایمان سے مشرف ہونے والے [illegible]
نہین فرمائی ولیکن ایسے پاکیزہ اسلوب سے وعید ہی کہ جو ٹھٹھا نہ کرتے تھے اگرچہ اسوقت تک ایمان نہ لائے [illegible]
مسخرہ پن کرنے والون کی تہدید کو اگلون کے معذب ہونے پر قیاس کر دیا اور آخر آنحضرت صلعم کو جھٹلانے [illegible]
والے ہلاک ہوے اور باقی راہ پر آگئے بخلاف اگلی امتون کے کہ ایکبارگی عذاب نازل ہوا کہ سب کے سب [illegible]
اسی قابل تھے نعوذ باللہ من عذاب اللہ وغضب اللہ اللہم اہدنا اللہم اورکنا بالرحمۃ اللہم [illegible]
من عقوبتک اللہم اذا اردت بعبادک الفتنۃ فاقبضنا الیک غیر مفتون اللہم نسألک العافیۃ [illegible]
علی رسولک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والحمد للہ رب العالمین [illegible]
کرنے والون کو عموماً ارشاد کیا کہ قُلْ یعنی کہدے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان منکرون سے [illegible]

...لوگون اور وہان کے باشندون کے وقائع گذشتہ مین فکر وغور سے نظر دوڑاؤ اور بعض نے کہا کہ حقیقی سفر ... ظاہر ہی لیکن مقصود اس سے دریافت حال ہی پس اگر بذریعۂ معلومات کے ہوجاوے تو کافی ہی بالجملہ حکم دیا کہ زمین ... ہوئے عبرت حاصل کرتے ہوئے ثُمَّ انْظُرُوْا پھر نظر عبرت سے دیکھو کہ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ کیونکر ہوا انجام کار اُن لوگون کا جنھون نے اللہ تعالے کے رسولون کو جھٹلایا ف۔ پس تمکو عبرت حاصل ہو کہ تم اس ... کفر و انکار سے باز آؤ تاکہ عذاب و بدانجام سے محفوظ رہو۔ اور یہ بھی نظر رحمت ہی ولیکن عارف اس خطاب ہی سے ان کافرون ... کے بدانجام پر وقوف کریگا کہ ان لوگون کو انکے نفس کے حوالہ کیا جبکہ انھون نے بات نہ مانی پس بندہ ہر بات کو مانے اور اللہ تعالے سے توفیق طلب کرے ف۔ قال فی العرائس۔ قولہ تعالے وللبسنا علیہم ما یلبسون۔ کافرون نے بالمشافہہ دیدار ملائکہ کی فرمائش کی حالانکہ اسکے لائق نہ تھے اور اگر اہل دل ہوتے تو چہرہ پاک رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مین وہ نور اشراق ازلی مشاہدہ کرتے جو انکو کہین نظر نہ آتا کیونکہ وہ مشکوٰۃ نور ذات و صفات تھے بقولہ تعالے اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح لیکن وہ لوگ اسکو کیونکر دیکھ سکتے ہین کیونکہ قہر الٰہی کے اندھیرے مین پڑے تاب رہے ہین وقد قال تعالے ینظرون الیک وہم لا یبصرون یعنی آنکھین پھاڑے ہوئے تیری طرف نظر دوڑاتے ہین مگر کچھ دیکھتے نہین۔ پھر واضح ہو کہ قولہ تعالے ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا الآیۃ مین اشارہ یہ ہی کہ ماہیت ملکوت دیکھنے سے اُنکی نظر ضعیف ہی اور اگر فرشتہ کو دیکھین تو آدمی ہی کی صورت مین دیکھ سکتے ہین جو موقع التباس ہی۔ اور اصلی بیان اس مقام پر یہ کہ قولہ للبسنا علیہم اے خلط کرین ہم اُنپر جو وہ اپنے نفوس پر خلط کرتے ہین تاکہ اپنی خداع و فریب کی راہ نہ جانین جیسا کہ انکی مراد ہی اور انکا مکر انھین کی گردن پر لوٹ پڑے اور تردد کی تاریکی مین پھرتے پھرین۔ قولہ ولقد استھزی برسل من قبلک۔ اسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہی۔ اللہ تعالے نے جاہلون کے حال سے خبر دی کہ جب انھون نے خاصان درگاہ کو نہ پہچانا اور انمین آثار جلال الٰہی کو نہ دیکھا تو انسے اعراض کیا اور اُنکے حالات سے انکار کیا۔ قاسم رح نے کہا کہ جب انھون نے رسولون کے حقوق کو نہ پہچانا اور اُنکی تکریم نہ کی اور چشم حق اور عین بصیرت سے اُنکو نہ دیکھا تو انوار و ... سے اندھے دھندھے رہ گئے۔ پھر اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے کی قدرت محیط و رحمت عمیم ہی اور کفار پر حجت ہر طرح پوری ہی۔ لقولہ تعالے۔

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ

...کسکا ہی جو کچھ ہی آسمان و زمین مین کہو اللہ کا ہی اُسنے لکھی ہی اپنے ذمہ مہربانی البتہ تمکو جمع کریگا

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

...قیامت کے دن اسمین شک نہین جنھون نے ہاری اپنی جان وہی نہین مانتے

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ

...اور اُسی کا ہی جو کچھ بسا ہی رات مین اور دن مین اور وہی ہی سب سنتا جانتا تو کہہ کیا اور کوئی پکڑون اپنا

وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ

...بنانے والا ہی آسمان اور زمین اور وہ سبکو کھلاتا ہی اور اُسکو کوئی نہین کھلاتا مجکو حکم ہوا ہی کہ

Marfat.com

اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْٓ اَ[illegible]

سب سے پہلے حکم مانون اور تو نہ ہو شریک پکڑنے والا تو کہہ میں ڈرتا ہون

رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ [illegible]

اپنے رب کا ایک بڑے دن کے عذاب سے جس پر سے وہ ٹلا اُس دن اُسپر رحم کیا اور یہی ہے [illegible]

قُلْ کہدے اے محمد صلعم - لِمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کس کی ملک و خلق و بندہ ہی جو کچھ آسمانون [illegible]

ہی ف - پس مشرکون کے جھوٹے معبود بھی مملوک الٰہی ہوے اور معنی یہ کہ آسمان و زمین معہ تمام اشیاء کے جو انمین ہین [illegible]

سوائے ذات باری تعالے کے کسکی ملک ہی - قُلْ لِّلّٰهِ کہدے اللہ تعالے کے ہین ف - یعنی اگر مشرکین عداوت [illegible]

یہ جواب نہ دین تو خود تو یہ جواب دیدے کیونکہ اسکے سوائے کوئی جواب ہی نہین ہی - اور لطیف اشارہ ہی کہ مشرکین خجالت سے

کھو لینگے - حاصل آنکہ جواب تو یہی متعین ہی خواہ باقرار صحیح یا بحجت - درصورت ہٹ دھرمی کے انکار کے لیکن مشرکین عرب [illegible]

کرتے تھے - وقد ذکر تعالے ولئن سالتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ - یعنی اگر تو انسے سوال کرے کہ کس نے پیدا کیا

آسمانون و زمین کو تو ضرور کہینگے کہ اللہ تعالے نے - اور یہ مشرکون و کافرون پر ایسی حجت قوی ہی کہ جس سے انکو مجال نہین کہ کسی [illegible]

و کفر کی طرف جاوین - بالجملہ جو خالق ہی مخلوق کو اسی کی عبادت فرض ہی اسواسطے کہ قادر مختار خالق جامع کمالات جو پاک پروردگار ہی

وہی مستحق عبادت ہی کیونکہ عبادت اظہار بندگی ہی پس جو الٰہ نہو وہ اسکا مستحق نہین ہوسکتا کہ اسکی بندگی کیجاوے اور جب بندگی

فقط اللہ تعالے وحدہ لاشریک کی متعین ہوئی تو شرک سے توبہ کرنی چاہیے اور جو گذرا اسکو وہ پاک معبود برحق عفو فرمانے والا ہی

چنانچہ ارشاد فرمایا - كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اللہ تعالے نے اپنی ذات پاک پر رحمت کا برتاؤ کیا ہی ف - کتب [illegible]

فرض نہین کیونکہ او تعالے جل جلالہ پر کوئی چیز فرض و واجب نہین ہی وہ قادر مختار ہی جو چاہے کرے - بلکہ کتب بمعنی قضی ہی یعنی مقرر

کر دیا ہی اپنے اوپر رحمت کو بطور فضل و احسان کے اور اس کلام پاک مین ایک طرح کی مہربانی ٹپکتی ہی کہ لطف سے مشرکون کو توحید

خلوص عبادت کی طرف بلایا کہ وہ پاک پروردگار غفور رحیم ہی جو تم سے بھٹک جانے مین چوک ہوگئی اسکو رحمت سے معاف فرماویگا اور

اسکی رحمت ہی کہ رسول بھیجے و کتابین نازل فرمائین و راہ توحید پر دلائل صریح قائم کیے حالانکہ آفاق و انفس مین اکثر دلائل موجود

ہین جو گواہی دے رہے ہین کہ اللہ تعالے وحدہ لاشریک ہی - ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالے نے

خلق کو مقدر کیا تو ایک کتاب لکھی اور عرش پر اپنے پاس رکھی کہ میری رحمت سبقت لیگئی میرے غضب پر کما فی صحیح البخاری [illegible]

سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالے نے آسمان و زمین پیدا کیے تو سو رحمتین پیدا فرمائین [illegible]

دنیا مین لوگون کو ملا کہ جس سے آپس مین ایک دوسرے پر رحم کرتے ہین (ماں و باپ وغیرہ سب) اور ننانوے [illegible]

ہین پھر جب قیامت کا روز ہوگا تو مومنون کے لیے یہ حصہ بھی ملا کر سو پورے کر کے دیدیے جاوینگے [illegible]

حدیثون کی بہت طول چاہتی ہی اور اولی یہ ہی کہ بندہ مومن ان باتون کو بلا تردد و غرور کے مان لے کیونکہ [illegible]

رسائی نہین ورنہ علماء رح نے جاہلون کے اوہام دور کرنے کو معقول تاویلین بیان فرمائی ہین - پھر [illegible]

جملہ ترہیب و وعید خوفناک کو بیان فرمایا تاکہ نادان بندے غرہ نہو جاوین اور بات کو اپنے موقع تک رکھین

[illegible] الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ الله تعالے ضرور تمکو یوم قیامت مین جمع فرماویگا جسمین کچھ شبہہ نہین ہے
[illegible] استعمال قسم ہے اور وجہ قسم بھی تقویت ترہیب ہے - اور زجاج نے کہا کہ کتب علی نفسہ الرحمۃ کے یہ معنی کہ اوتعالے نے
[illegible] یعنی [illegible] کہ [illegible] مقرر کردیا کہ رحمت فرماوے اور رحمت غالب رہے اسی واسطے تمھاری عمر و رزق کو بحال رکھا اور تمکو مہلت
[illegible] تمکو [illegible] رحمت سے بدل فرمایا لیجمعنکم کو یعنے تقدیر رحمت و وعدہ صادقہ رحمت کا یہ ہے کہ تمکو قیامت کے روز
جمع کریگا [illegible] قبل اسکے اس عذاب مین جو تمھارے گناہون کے مقابلہ مین سزاوار ہے ماخوذ نہ فرماوے - بنا بر قول زجاج
[illegible] مہلت [illegible] تا روز قیامت ہے پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر مخلوق کو اسکے اعمال کی سزا ملیگی اور مہلت نہوگی - اور
[illegible] اسقدر موکد فرمانا رد ہے مشرکین کا جو روز قیامت و بعث و حشر کے منکر تھے اسی واسطے لاریب فیہ
سے [illegible] - اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جن لوگون نے خوار و خراب کیا اپنی جانون کو ف - باین طور کہ اسکو بد اعتقاد
و غرور [illegible] مذاہب کے رو برو کر دیا - فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ تو ایسے خبیث ایمان نہین لاتے ہین ف - اگرچہ یہ جانتے و مانتے
ہین کہ [illegible] فلک [illegible] اللہ تعالے ہی نے پیدا کیا ہے وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور اللہ تعالے ہی کی ہے جو چیز بستی
ہے [illegible] رات اور دن مین ف - یعنی ہر چیز اسی کی ہے وہی اسکا خالق و مالک ہے اور مدارک وغیرہ مین ہے کہ قولہ ماسکن اے ماسکن و ما
تحرک [illegible] یعنی جو چیز ساکن ہو یا متحرک ہو سب اللہ تعالے ہی کے واسطے ہے - حرکت و سکون باہم متضاد ہین پس سکون کو ذکر کیا اور
اسی پر اکتفا کیا کے دوسری ضد کو ذکر نہین کیا اور رہا یہ کہ سکون کو اسواسطے ذکر کیا کہ وہ بہ نسبت حرکت کے زیادہ ہے - اور یہ کلام بھی مشرکون
[illegible] ہے جو اس وہم مین پڑے تھے کہ سب مخلوق اسکے تحت تدبیر مین نہین ہے اور اسی وہم پر بتون کے انتظام پر بھروسا کرتے اور
[illegible] کا اعتقاد رکھتے تھے پس اللہ تعالے نے صریح رد کردیا کہ رات و دن مین جو مخلوق بے طلب و تردد کے ساکن پڑی ہو وہ بھی اللہ تعالے
[illegible] مخلوق اور اسی کی پرورش سے رزق پاتی ہے اور حضرت سدی رح نے کہا ولہ ماسکن - یعنی جو ثابت و مستقر ہوئی - یہی زمخشری رح
نے ذکر کیا - اور ابن عطیہ نے اسی کو مرجح قرار دیا - ابن جریر رح نے کہا کہ جبسے آفتاب طلوع و غروب ہوا وہ رات و دن کے ساکن ہین
یعنی مراد اس سے تمام وہ چیزین ہین جو طلوع و غروب آفتاب کے درمیان ہین خواہ کہین ہون - اور ابن کثیر رح نے کہا کہ ہر جاندار
[illegible] زمین کا سب کے سب اسی کی خلق و ملک ہین - بالجملہ اسمین اتفاق ہے کہ مراد اس سے تمام مخلوق ہے اور معنی یہ کہ تمام مخلوق
[illegible] خالق و مالک وہی پاک معبود اللہ تعالے ہے اور مشرکون و کافرون و فلاسفہ و مجوس وغیرہ کا گمان محض غلط ہے کہ بعض اسکے
[illegible] ہونے یا [illegible] انتظام ہونے سے خارج ہے یا وہ قادر مختار نہین یا کوئی مخلوق اسکے ساتھ شریک ہے سب غلط و کفر و جہالت ہے وہی قادر
[illegible] صفات کمال ہے - وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یعنی وہی خوب سننے والا ہے جو کچھ کوئی کہے اچھی بات توحید کی یا بری بات
[illegible] خوب جاننے والا ہے جو کچھ کوئی کرے عبادت و بندگی یا کفر و شرک وغیرہ ف - اور البتہ شرم چاہیے اس مخلوق کو
[illegible] کفر [illegible] - اور عجب کہ کافران مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتون کی پرستش کرنیکی طرف
[illegible] قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا کہدے ان جاہل مشرکون سے کہ کیا اللہ تعالے کے سوائے کسی چیز کو مین ولی
[illegible] استفہام انکاری ہے اور معنی یہ کہ اور کسی کو معبود نہ بناونگا فقط اللہ تعالے ہی کو معبود بناونگا جسکی
[illegible] السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانون و زمین کو - دونون کو ایجاد کرنے والا ہے ف - یعنی دونون کو اُسنے بدون مثال

کے ایجاد کر دیا۔ وَهُوَ يُطْعِمُ اور وہ رزق دیتا ہے وَلَا يُطْعَمُ [illegible]
محتاج ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ [illegible]
ہوں جو اسلام لایا ف۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے واسطے مطیع و منقاد ہوا توحید کے ساتھ [illegible]
اول میں ہی مسلمان ہوں۔ وَلَا تَكُونَنَّ اسے دلیل لی۔ لا تکونن۔ مِنَ الْمُشْرِكِينَ [illegible]
جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرنے والے ہیں ف۔ یہ عطف ہے أُمِرْتُ پر بتقدیر لفظ قل [illegible]
ایسا کہدے اور مشرکین میں سے مت ہو اور اس تقدیر پر صیغہ امر پر نہی کا عطف ہے [illegible]
تھے کیونکہ آپ معصوم پیغمبر تھے۔ لیکن یہ خطاب فرمایا کہ امت کے اہل احکام [illegible] قُلْ إِنِّي أَخَافُ
إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي یعنی عصیان بایں طور کہ غیر کی عبادت کروں۔ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ [illegible]
مراد روز قیامت ہے معنی یہ کہ تو کہدے کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کر کے غیر کی عبادت کروں تو مجھے عذاب روز قیامت کا [illegible]
نے کہا کہ خوف سے مراد یہاں علم ہے یعنے میں جانتا ہوں کہ اگر پروردگار کی [illegible] نافرمانی کروں کہ غیر کی عبادت کروں تو عذاب [illegible]
میں گرفتار ہونگا۔ مترجم کہتا ہے کہ ظاہرا مراد اس قائل کی یہ ہوگی کہ خوف مستلزم معرفت ہے پس معنی یہ کہ میں جانتا ہوں [illegible]
کہ نافرمانی کروں تو عذاب ہوگا اور علم مورث خوف ہے چنانچہ فرمایا۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی اللہ تعالےٰ سے [illegible]
بندوں میں سے وہی ہیں جو علم والے ہیں اور حاصل یہ کہ مجھے خوف بطریق تردد نہیں بلکہ غیر کی عبادت میں قطعی عذاب جانتا ہوں مَنْ
يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ اکثر قراء رحم کی قراءة میں یصرف بصیغہ مجہول ہے یعنے جو شخص ایسا ہو کہ پھیر گیا اس عذاب سے [illegible]
میں یعنی جو بندہ کہ عذاب جہنم کی طرف سے موڑ دیا گیا فَقَدْ رَحِمَهُ تو اللہ تعالےٰ نے اسپر رحم کیا ف۔ یعنی اسکے واسطے بھلائی کا ارادہ
کیا۔ اور حمزہ و کسائی و ابوبکر نے یَصْرِفْ بصیغہ معروف یعنی مبنی للفاعل پڑھا اور معنی یہ کہ جو شخص ایسا ہو کہ پھیرا اس سے [illegible]
اس روز عذاب کو تو اسپر رحم کیا۔ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ اور یہ نعمت عظیمہ کھلی ہوئی فلاح ہے ف۔ فی البحر [illegible]
قولہ قل انی امرت ان اکون اول من اسلم۔ اشارہ ہے کہ فطرت ذاتی میں سب سے پہلے [illegible]
وجود میں کوئی نہ تھا مجھکو حکم ہوا کہ عبودیت میں سب سے اول ہوں۔ بعض نے کہا کہ [illegible]
ابن عطاء رحمہ اللہ نے کہا کہ مبادی قدرت میں پہلا خضوع رکھنے والا میں ہوں۔ [illegible]
اوّل تسلیم کرنے والا ہوں۔

وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ
اور اگر پہنچا دے تجکو اللہ کچھ سختی پھر اسکو کوئی نہ اٹھا دے سوائے اسکے اور اگر تجکو پہنچا دے [illegible]
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝
[illegible] قادر ہے اور اسی کا زور ہے اپنے بندوں پر [illegible]
قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ
تو کہہ کس چیز کی بڑی گواہی [illegible]

لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ ۚ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً

تاکہ ڈراؤن میں اس سے تمکو اور جسکو یہ پہونچے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ معبود اور

أُخْرَىٰ ۚ قُل لَّا أَشْهَدُ ۚ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ

بھی ہیں کہ میں تو گواہی نہ دونگا تو کہہ وہی ہے معبود ایک اور میں قبول نہیں رکھتا جو تم شریک کرتے ہو

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ ۘ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ

جنکو ہمنے دی ہے کتاب اسکو پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹون کو جنھون نے ہارا اپنا جان

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝

سو وہی نہیں مانتے اور اس سے ظالم کون جو جو ٹھہ باندھے اللہ پر یا جو جھٹلاوے اسکی آئتین مقرر بھلا نہیں پاتے گنہگار

وقف لازم

وقف غفران

ع ۲

وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ اور اگر اللہ تعالے تجھے ضرر پہونچاوے ف یہ خطاب نبی صلعم کو ہی یا ہر مخاطب کو ہی اور ضرر یعنی بلا مانند مرض و محتاجی وغیرہ کے ہی۔ یعنی اللہ تعالے کی طرف سے اے بندہ تجھے مرض و محتاجی وغیرہ مضرت پہونچے فَلَا كَاشِفَ لَهُ تو کوئی اس بلا کا اٹھانے والا نہیں۔ إِلَّا هُوَ مگر وہی پاک پروردگار تعالے۔ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ اور اگر اللہ تعالے تجھے خیر پہونچاوے ف مانند صحت و تونگری وغیرہ کے۔ تو وہ قدیر ہی۔ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تو وہ ہر چیز پر قادر ہی ف یعنی کوئی قدرت نہیں رکھتا کہ اگر بندہ کو وہ مضرت پہونچاوے تو دور کر سکے یا وہ منفعت پہونچاوے تو بند کر سکے۔ صحیحین میں ہی کہ حضرت صلعم دعا فرماتے۔ اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد۔ اے پروردگار کوئی نہیں روکنے والا جو تو نے دیا اور کوئی دینے والا نہیں جو تو نے روکا اور نہیں نافع ہی صاحب ثروت کو ثروت تیری قضا و قدر سے ابن عباس سے روایت ہی میں آنحضرت صلعم کے پیچھے تھا مجھسے ارشاد فرمایا کہ اے لڑکے مین تجھکو کلمات سکھلاتا ہون محفوظ رکھ اللہ تعالے کو وہ تجھے محفوظ رکھیگا اور محفوظ رکھ اللہ تعالے کو اپنے مواجہہ مین پاویگا۔ جب کچھ مانگ تو اللہ تعالے ہی سے مانگ۔ جب استعانت چاہے تو اللہ تعالے سے چاہ۔ اور جان رکھ کہ اگر تمام جہان اس بات پر مجتمع ہو کہ تجھے کچھ نفع پہونچاوے تو تجھے کچھ نفع نہیں پہونچا سکتا مگر وہی جو اللہ تعالے نے تیرے حق مین لکھ دیا ہی۔ اور اگر سب امت اس بات پر مجتمع ہو کہ تجھے کچھ ضرر پہونچاوے تو نہیں پہونچا سکتی مگر وہی جو اللہ تعالے نے تیرے اوپر لکھدی ہی۔ قلم اٹھا لیے گئے اور نامہائے تقدیر خشک ہوچکے۔ رواہ الترمذی رح اور رزین رح نے ایک روایت زیادہ کیا کہ آسانی مین تو اللہ تعالے کو یاد رکھ او تعالے تجھکو تکلیف و سختی مین محفوظ فرماویگا (وقد رواہ احمد) وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ اور وہی قاہر ہی بندون کے اوپر ف فوقیت یہان مرتبہ کی فوقیت ہی اور قاہر بمعنی وہ قادر جسکو کوئی چیز عاجز نہ کر سکے اور جو چاہے وہ کر سکے کسی چیز مین عاجز نہیں۔ قاہر مین ایک معنی زائد ہین بہ نسبت قادر کے کیونکہ قاہر وہ کہ جو چاہے کرے اور جسکو چاہے روک دے اور غلبہ اسکو لازم ہی۔ حاصل آنکہ تمام مخلوق اسکے تحت قدرت و غلبہ مین مسخر و مغلوب ہی اور وہی انپر قاہر مستعلی ہی۔ اور بعض نے کہا کہ قاہر بمعنی مجبور کرنیوالا ہی یعنی بندون سے عبودیت لینے والا۔ اور یہ معنی بھی عمدہ ہین کیونکہ جو اسکی تقدیر و مشیت مین ہی وہ اسپر جاری ہی اور بالفرض کیسی ہی کوشش کرے مجال نہیں کہ اس سے نکل سکے۔ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ اور وہی حکمت والا خبردار ہی یعنی تقدیر مین جو کچھ جاری ہوتا ہی سب اسکی حکمت ہی کے موافق ہی اور تمام مخلوق کے ظاہر و باطن و انکی ماہیت

Marfat.com

سے وہی آگاہ ہی پس ہر ایک کو اسکے لائق دیا ہی۔ شیخ سیوطی رحمہ نے کہا کہ کافرانِ مکہ نے حضرت [illegible]
یتی ہی کیونکہ اگلی کتابون والے انکار کرتے ہین تب یہ نازل ہوا قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً یعنی [illegible]
گواہی مین کون چیز سب سے بڑی ہی۔ قُلِ اللّٰهُ کہدے کہ اللہ تعالے ہی ف یعنی [illegible]
صحیح ہی اگر وہ لوگ چپ ہون تو تو ہی کہدے اور معنی یہ کہ اللہ اکبر شہادۃ۔ یعنی اللہ تعالے سب سے بزرگ [illegible]
کے اور مراد آنکہ سب سے بزرگ گواہی اللہ تعالے کی ہی۔ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وہ میرے اور تمہارے درمیان [illegible]
ف پس مبتدا محذوف ہی کلام بیان سے شروع ہی۔ اور اس تقدیر پر اتے شئ کے جواب مین جب [illegible]
شئ کا اطلاق ذات پاک پر درست ہی اور توجیہ کی گئی کہ شئ کا اطلاق واجب و ممکن سب پر ہی اور اس [illegible]
لاتے ہین۔ بعض نے کہا کہ جواب یون ہی کہ۔ قل اللہ شہید بینی وبینکم۔ تو کہدے کہ اللہ تعالے میرے و تمہارے درمیان شاہد ہی [illegible]
ثبوت نہین ہوتا کہ شئ کا اطلاق حضرت باری تعالے پر روا ہی کیونکہ ترقی کا جواب ہو سکتا ہی یعنی تمنے شہادت مین کون چیز سب [illegible]
خیال کی ہی۔ پھر جواب دیا کہ کسی چیز کا کیا ذکر ہی بلکہ تمہارے و میرے درمیان اللہ تعالے شاہد ہی جو ہر چیز کا خالق ہی [illegible]
اختیار کرتا ہی اور کراہت کرتا ہی کہ اللہ عز وجل پر شئ کا اطلاق کیا جاوے اور اس تقدیر پر یہ بھی لازم نہین آتا کہ [illegible]
کل شئ قدیر۔ مین سے ذات باری تعالے کا استثنا کیا جاوے یعنی منجملہ کل شئ کے ذات باری تعالے عقلاً مستثنیٰ ہی جیسا کہ [illegible]
پر لازم ہی اور جو مترجم نے اختیار کیا اسپر لازم نہین ہی کیونکہ شئ مین ذات باری تعالے عز وجل داخل ہی نہین ہی اور [illegible] لفظ
شئ و موجود و ممکن الفاظ مترادفہ ہین تو یہ تعبیرات ہین کہ ذات باری تعالے عز وجل کے بیان مین ان الفاظ سے چارہ نہین [illegible]
موصولات مین سے ذات باری تعالے کو مَن سے تعبیر کرتے ہین جیسے مَن خلق السموات والارض۔ اور جواب مین قل اللہ [illegible]
تو مَن جو مخصوص بذوی العقول ہی اسکا اطلاق ذات باری تعالے پر ہوا حالانکہ او تعالے عز وجل عقلون کا خالق ہی [illegible]
ہی اور بالاتفاق اسکو ذوی العقول مین سے نہین کہہ سکتے ہین ایسا ہی یہان ہی فلیتامل۔ پھر واضح ہو کہ اللہ تعالے کو [illegible]
درمیان شاہد ٹھہرایا تو او تعالے کی شہادت سے یہ مراد کہ اسنے آنحضرت صلعم کے ہاتھون پر معجزات ظاہر کر دیے [illegible] آنحضرت صلعم
مدعی نبوت تھے اس معجزہ سے اپنے صدق دعوی پر گواہی لائے اور بالاجماع خالق اشیاء او تعالے ہی پس اللہ تعالے نے اپنے [illegible]
رسول کی تصدیق فرمائی اور شہادت جیسے بقول ہوتی ہی ویسی ہی بفعل بھی ہوتی ہی بلکہ بفعل اقوی ہی کیونکہ قول کے [illegible]
ہوتے ہین بخلاف فعل کے اور ہو سکتا ہی کہ شہادت الٰہی سے مراد یہ قرآن مجید معجز بلیغ ہو اور معنی یہ کہ اللہ تعالے میرے [illegible]
مین میری سچائی پر اپنے کلام معجز پاک سے شاہد ہی۔ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ
یہ قرآن وحی کیا گیا تاکہ اس سے تم کو ڈر سناؤن اور جس کو یہ قرآن پہونچے ف یہ خطاب اہل مکہ کو ہی [illegible]
وحی کیا مجھپر یہ قرآن تاکہ اس سے مین ڈر سناؤن تم کو اے اہل مکہ اور ہر ایسے شخص کو جسکو یہ قرآن پہونچا [illegible]
صریح دلالت ہی کہ آنحضرت صلعم کی بعثت عام ہی فقط عرب پر منحصر نہین ہی اور مجاہد رحمہ نے کہا کہ لانذرکم [illegible]
یعنی سوائے عرب کے عجم کے ملکون والے ہین۔ اور انس رضہ سے روایت ہی کہ جب یہ آیت اتری [illegible]
روم و بادشاہ نجاشی و ہرمز کسری کو خط لکھا اور انکو اللہ عز وجل کی بندگی کی طرف بلایا اور یہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] کا لقب ہو جیسے کسری و قیصر ہی- اور نیز اسمین صریح دلیل ہی کہ جو اسوقت موجود تھے اور جو آئندہ پیدا
[illegible] قرآن مجید کی یا حدیث کی اطلاق ہی اور علماء رح اس معنی مین متفق ہین- عن ابن عباس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسکو قرآن
[illegible] پھر یہ آیت پڑھی- رواہ ابن النجار والخطیب وابونعیم- محمد بن کعب رح نے کہا کہ جسکو
[illegible] نبی صلعم کو دیکھا اور آپ سے باتین کین- اور ایک روایت مین گویا محمد صلعم نے اسکو ابلاغ کردیا- رواہ ابن ابی حاتم
[illegible] آنحضرت صلعم نے کہا کہ اللہ تعالے کی طرف سے تبلیغ کرو اور جسکو کتاب اللہ تعالے کی ایک آیت بھی پہونچی
[illegible] رواہ عبد الرزاق- اور ربیع بن انس نے کہا کہ جسے رسول اللہ صلعم کی اتباع کی اسپر حق واجب ہی کہ جسکی طرف
[illegible] اسکی طرف بلاوے اور جس سے حضرت صلعم نے ڈرایا اس سے ڈراوے- عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص
[illegible] فرمایا کہ جاری کرو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت لوگون کو پہونچاؤ- رواہ البخاری- عن ابن مسعود رض مین نے نبی صلعم
[illegible] فرماتے تھے کہ اللہ تعالے تروتازہ کرے اس مرد کو جس نے ہم سے کوئی چیز سنی پھر جیسی سنی ویسی پہونچادی کیونکہ
[illegible] بنسبت کبھی وہ زیادہ یاد رکھتا ہی جسکو پہونچی- رواہ الترمذی وغیرہ- اور معنی یہ کہ سننے والے کو اس کلام سے جو علم حاصل ہوا
[illegible] زیادہ اس شخص کو حاصل ہو جسکو پہونچاتا ہی- پھر اہل مکہ و مشرکون کو فہمایش کی کہ اپنے خیالات و اوہام شرک ترک کرین اور اللہ
[illegible] بات مانین- أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ بھلا کیا تم لوگ اعتقادی گواہی دیتے ہو
اللہ تعالے کے ساتھ مین دوسرے الٰہ ہین- قُل لَّا أَشْهَدُ کہدے کہ مین اسکی شہادت نہین دیتا ہون- قُلْ إِنَّمَا هُوَ
إِلَٰهٌ وَاحِدٌ کہدے کہ مین یہی گواہی دیتا ہون کہ وہ معبود واحد ہی- وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ اور کہدے کہ مین بری ہون
ان چیزون سے جنکو تم شریک لاتے ہو ف یعنی بت و بد اعتقادیان وغیرہ جنسے تم شرک کرتے ہو مین سب سے بیزار ہون- پھر موافق سبب
نزول مذکورہ بالا کے مشرکین مکہ نے جو شہادت مانگی تھی یہ کہکر کہ اگلی کتابون والے آپ سے انکار کرتے ہین اسکا رد فرمایا اور حاصل آنکہ انکے
[illegible] نے انکو آمادہ کیا کہ از راہ حسد و عناد کے جان بوجھکر منکر ہوتے ہین اور فرمایا- الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وہ لوگ
جنکو ہم نے کتاب دی ف یعنی جنکو توریت و انجیل دی بنابر اینکہ الف لام جنس کا ہی پس ہر کتاب سابق کو شامل ہی حاصل آنکہ علماء یہود
توریت جانتے ہین اور علماء نصاری جو انجیل سے آگاہ ہین- يَعْرِفُونَهُ وہ سب محمد کو ایسی طرح جانتے ہین کہ گویا آنکھون دیکھا
[illegible] پہچانتے ہین بوجہ اس تعریف کے جو انکی کتاب مین مذکور ہی ایسا قطعی پہچاننا پہچانتے ہین کہ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ
اپنے بیٹون کو پہچانتے ہین ف انکے پاس اخبار اور بڑی توجہ و اعتماد کی ایسی [illegible] موجود تھین کہ انسے قطعی علم حاصل تھا
[illegible] نبیون نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور آپکی صفت اور جہان پیدا ہونگے اسکی پہچان اور جہان ہجرت کرینگے
[illegible] آپ کی [illegible] صفات سب بیان فرمائے تھے اسی واسطے بعد اسکے فرمایا- الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ
[illegible] اہل کتاب مین سے اپنی جانون کو خوار و خراب کیا ہی- فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وے البتہ محمد صلعم پر دنیا کی جاہ
[illegible] ایمان نہین لاتے ہین اور یہ بات نہین کہ پہچانتے نہون بلکہ عمداً اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین کہ اللہ تعالے کے رسول
[illegible] ہین اور فرمایا- وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ یعنی
[illegible] مین ایسے شخص سے جسنے افترا باندھا اللہ تعالے پر جھوٹ باین طور کہ اللہ تعالے کی طرف شرک کی نسبت کی جیسے

Marfat.com

مشرکین مکہ تھے یا نصارے ویہود کہ بندۂ مسیح علیہ السلام کو معبود بنایا یا عزیر علیہ السلام کو
کو یعنی قرآن کو۔ حاصل آنکہ جسنے اللہ تعالے پر افترا باندھا یا آیات کو جھٹلایا اس سے ظالم کوئی نہیں
حال ہوگا۔ اِنَّہٗ ضمیر شان ہی۔ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی جن لوگون نے اسطرح اپنے
فی العرائس قولہ تعالے وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو۔ اشارہ ہے کہ اگر کسی بندہ
کوئی نہین سوائے اسکے کہ او تعالی اپنے کرم سے اس گرہ کو کھول دے۔ جنید رح نے کہا کہ
دل مین خطور کرے وہی تیرا معبود ہی پھر اگر تونے اللہ تعالے کی طرف رجوع کیا تو وہی تیرا معبود ہی اور وہی
مصیبت دور کرنے مین کفایت فرمادیگا اور اگر تونے غیر کی طرف رجوع کیا تو تجھکو اوسا سکو جسکی طرف تونے رجوع کیا
اور تیرا معتمد علیہ جانے حالانکہ اس معتمد علیہ سے کچھ نہین ہوسکتا وہ خود مجبور ہی۔ استاد رح نے فرمایا کہ تجھے بلا
بلا مین ڈالے کیونکہ ایجاد کرنے والا ایک ہی پاک ذات ہی اور اغیار تو سب افعال ہین اور افعال مین سے کوئی
کہ ایجاد کرے۔ قولہ وہو القاہر فوق عبادہ۔ حسین رح نے کہا کہ قاہریت محو کرتی ہی ہر وجود کو۔ اور بعض نے کہا کہ جیسے
دفنا پر مقہور کیا کہ کسی کو موت سے چارہ نہین ویسے ہی اُنکو ایجاد و اظہار مین مقہور کیا۔ قال المترجم وفی الحدیث
کائنۃ الے یوم القیامۃ الا رہو کائن فیہا۔ یعنے جو آدمی زادہ قیامت تک پیدا ہونے والا ہی وہ ضرور اسمین پیدا ہوجائیگا۔ قولہ
شئی اکبر شہادۃ۔ اشارہ ہی کہ شہود الٰہی سے بڑھکر کسی چیز مین شہود نہین کیونکہ اسکی تجلی کا ظہور اعظم ہی کہ ہر ذرہ سے ظاہر ہی
ازلی ہی کہ اسکی طرف سے اسکی وحدانیت پر سابق ہو چکی جبکہ وجود مخلوق کا معدوم تھا اور تصدیق اسکے جواب سے ہی
سے ہی بقولہ قل اللہ شہید بینی وبینکم۔ شیخ رح نے کہا کہ جب شہود الٰہی سے قوم مشرک اندھی تھی تو اشرف موقع شہود یعنی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے منکر ہوئے کیونکہ باوجود ظہور کے اپنی جہالت اغباوت سے اُنکو کچھ نہین سوجھا۔ باوجود تنبیہ کے کہ قل اے شئی اکبر
پھر اس پر بھی نہ سمجھے تو تصریح کردی بقولہ قل اللہ شہید بینی وبینکم۔ اور یہ ظہور انوار صفات تھا یہ شہادت کبری ہی اور شہادت
اسکی تصدیق مین شہادت صغری تھی۔ بالجملہ جسنے شہادت کبری کو نہین دیکھا وہ شہادت صغری دیکھے یعنی معجزات آنحضرت صلعم سے
حاصل کرے لیکن جو تقدیر ازل مین اندھا کردیا گیا ہی وہ ہر شہادت سے اندھا ہی نہ اُسکو شہادت کبری نظر آوے اور نہ شہادت
حسین رح نے کہا کہ کوئی شہادت اس شہادت سے زیادہ صادق نہین ہی جو ازل مین حق تعالے نے اپنی ذات پاک سے فرمائی
بقولہ قل اے شئی اکبر شہادۃ قل اللہ۔ قولہ الذین اتینا ہم الکتاب یعرفونہ حضرت حق عزوجل نے بیان فرمایا کہ
تھے آنحضرت صلعم کو اُن علامات صحیحہ سے جو اُنھون نے توریت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت
مذکور پایا لیکن وہ معرفت روحانی سے نہین پہچانتے تھے یعنی نور معرفت الٰہی سے محروم اور آپ کے جمال مبارک
سے بے نصیب رہے اسی واسطے اپنی جبلت غضب مین گرفتار ہوکر دنیا کی محبت مین پڑے اور باپ دادا
اگر کاش بنور معرفت الٰہی پہچانتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے مانند آنحضرت صلعم کے قدمون کی خاک
مشرکین ویہود ونصاری تعجب کیا کرتے تھے کہ کبھی بادشاہ و کسی امیر کے وزیر و مصاحب و حاشیہ
جیسے محمد صلعم کے صحابی ہین کہ آنکھون دیکھی بات ہی کہ آپ دہن مبارک سے اُنکو علم

Marfat.com

جمیعا ثم نقول للذین اشرکوا این شرکاؤکم الذین کنتم

پھر کہینگے شرک والون کو کہان ہین شریک تمہارے جن کا تم

تزعمون ○ ثم لم تکن فتنتهم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین ○

دعوی کرتے تھے پھر نہ رہیگی انکی شرارت مگر یہی کہ کہینگے قسم اللہ کی اپنے رب کے ہم شریک نہ کرتے تھے

انظر کیف کذبوا علی انفسهم وضل عنهم ما کانوا یفترون ○ ومنهم من

دیکھ کیسا جھوٹ بولے اپنے اوپر اور کھوئی گئین ان سے جو باتین بناتے تھے اور بعضے انمین

یستمع الیک ○ وجعلنا علی قلوبهم اکنة ان یفقهوه وفی اذانهم وقرا ○ وان

کان رکھتے ہین تیری طرف اور ہمنے رکھدیے ہین انکے دلون پر غلاف کہ اسکو نہ سمجھین اور انکے کانون مین بوجھ اور اگر

یروا کل ایة لا یؤمنوا بها حتی اذا جاءوک یجادلونک یقول الذین کفروا ان هذا

دیکھین ساری نشانیان یقین نہ لاوین ان پر جب تک نہ آوین تیرے پاس جھگڑنے کو تجھ سے کہتے ہین منکر یہ کچھ نہین

الا اساطیر الاولین ○ وهم ینهون عنه وینئون عنه وان یهلکون الا انفسهم وما یشعرون ○

مگر نقلین ہین اگلون کی اور وہ اس سے منع کرتے ہین اور اس سے بھاگتے ہین اور ہلاک کرتے نہین مگر آپ کو اور نہین سمجھتے

ویوم نحشرهم جمیعا ذکر کردے جسدن کہ ہم محشور کرینگے ان مشرکون وکافرون کو سبکو۔ ثم نقول للذین اشرکوا پھر ہم مشرکون سے فرمادینگے ف۔ یعنی جو شرک مرے ہین۔ این شرکاؤکم الذین کنتم تزعمون تمہارے شرکاء کہان ہین جنکو تم زعم کرتے تھے ف۔ کہ وے شریک ہین اللہ تعالی کے اور یہ سوال واسطے ملامت کے ہے یعنی وہ تمہارے شرکاء کہان ہین لاؤ جنکو تم شریک بتلاتے تھے اور تزعمون کا مفعول محذوف کرنے مین اشارہ ہے کہ جملہ زعم باطل اس دن نکل جاوینگے۔ ثم لم تکن بتاء فوقانیہ قراءۃ ابن کثیر و ابن عامر و عاصم و نافع ہے اور لم یکن بیاء تحتانیہ باقیون کی قراءۃ ہے۔ فتنتهم بنصب اور برفع دونون قراءۃ ہین پس بیاء تحتیہ والون نے بنصب پڑھا بنا بر آنکہ یہ خبر ہے اور اسم اسکا ان قالوا الخ ہے اور بتاء فوقانیہ پڑھنے والون نے برفع پڑھا بنا بر آنکہ یہی اسم ہے اور خبر اسکی قولہ ان قالوا ہے۔ الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین مین اکثر کی قراءۃ بالجر ہے بنا بر آنکہ نعت ہے اسم ذات پاک سے اور بعض کی قراءۃ مین بنصب ہے بنا بر آنکہ منادی بحذف حرف ندا ہے۔ اور ان قالوا بتاویل معذرت سوائے قولهم ہے۔ اور تفسیر بنا بر قول مفسر رح کے یہ کہ ثم لم تکن معذرتهم الا قولهم واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ یعنی جب انسے شرکاء مانگے جاوینگے کہ لاؤ کہان ہین تو باطل کو کہان سے لاوینگے پس آگاہ فرمایا کہ پھر انکی معذرت کچھ نہوگی سوائے اس قول دروغ کے کہ واللہ ہم مشرک نہ تھے۔ یعنی ہم انکو شریک نہین بناتے تھے۔ فتنہ بمعنی معذرت قرار دیا اور یہی عطاء خراسانی و قتادہ و ابن جریج نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ضحاک نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ معذرتهم اے حجتهم۔ حاصل آنکہ مشرکون کی طرف معذرت کے ذریعے چھٹکارے کی بات سمجھینگے وہ یہ دروغ ہوگا۔ شیخ ابن جریر نے کہا کہ صواب یہ ہے کہ۔ ثم لم یکن قیلهم عند فتنتنا ایاهم اعتذارا عما سلف منهم من الشرک باللہ الا ان قالوا الخ۔ یعنی جبکہ ہم فتنہ مین ڈالینگے انکو تو انکی گفتگو بطور عذر کے اپنے سابق اعمال شرک سے کچھ نہوگی سوائے اسکے کہ کہینگے کہ واللہ ہم مشرک نہ تھے۔ زجاج رحمہ اللہ نے کہا کہ اسمین ایک لطیف معنی یہ ہین کہ آدمی جب محبوب چیز

سے فتنہ مین پڑتا ہو پھر اسکو محنت و مشقت لاحق ہوتی ہو پھر بیزار ہو جاتا ہو [illegible] لیکن کہا جاتا ہو [illegible]
فلان چیز کی محبت کے پس ایسے ہی کفار کا حال ہوا کہ بتون کی محبت سے فتنہ مین پڑے پھر جب [illegible]
ئے پس انکے حق مین صادق ہوا کہ ثم لم تکن فتنتہم الا قالوا الخ - اور بعض نے کہا [illegible]
ابن عباس رضہ سے روایت ہو کہ ایک شخص نے آکر سوال کیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہو کہ ثم لم تکن فتنتہم الا ان [illegible]
اور نیز فرمایا ہو کہ لایکتمون اللہ حدیثا - حالانکہ وہ جھوٹ بولکر چھپا گئے تو ابن عباس رضہ نے فرمایا [illegible]
کوئی نہین داخل ہوتا سوائے نمازیون کے (یعنے اہل توحید پابند صوم وصلوۃ) کے تو آپس مین کہینگے [illegible]
ہوجاوین تاکہ عذاب سے چھوٹین پس قسم کھاکر جھوٹ بولینگے پس اللہ تعالے انکے منھون پر مہر کریگا [illegible]
دینگے پس اس حالت مین اللہ تعالے سے کوئی چیز نہین چھپا سکینگے - اب جہان تو نہ سمجھے تو اپنی سمجھ کا قصور [illegible]
اپنے اپنے علم مین نازل ہوا ہو - رواہ ابن ابی حاتم - پھر اللہ تعالے نے فرمایا - اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ [illegible]
وغور سے تامل کرکے دیکھ اے محمد کہ کیونکر ان مشرکون نے اپنے نفس پر جھوٹ کہا یعنی شرک کی نفی کی - وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يَفْتَرُوْنَ اور غائب ہوگیا یعنی گم ہوگیا انسے وہ جو اللہ تعالے پر افتراء باندھا کرتے تھے - کہ غیرون کو [illegible]
بناتے تھے - بیضاوی نے کہا کہ شدت عذاب و ہول قیامت سے دہشت وحیرت مین ہوکر مشرک لوگ جھوٹی قسم [illegible]
نفع نہوگا - اور یہین سے ظاہر ہوا کہ مشرکون کے قلب مین کسقدر کجی سمائی ہو کہ جناب باری تعالے مین بھی جھوٹ [illegible]
باوجودیکہ علم الٰہی ہر خفیہ وظاہر پر محیط ہو اور یہ جہالت ہو اگر توحید و اسلام سے او تعالے عزوجل کے صفات کی معرفت [illegible]
ایسا نہ کرتے اور معرفت الٰہی تو باتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہو جیسے جہالت وگمراہی شرک وکفر وبدعت سب یہی ہو کہ [illegible]
علیہ وسلم سے منکر ہو - وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ یعنی بعض ان مشرکون مین سے وہ ہین جو تیری طرف کان لگا کر [illegible]
ہین - مدارک مین ہو کہ روایت ہو کہ ابوسفیان و ولید بن المغیرہ و نضر بن الحارث وغیرہ چند نفر نے آنحضرت صلعم کی تلاوت [illegible]
کہا کہ محمد کیا کہتا ہو دوسرا بولا کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ کیا کہتا ہو وہ زبان ہلاتا ہو اور اگلون کے قصے ویسے بیان [illegible]
قصے رستم و اسفندیار کی داستان بیان کی ہین تو ابوسفیان نے کہا کہ مین تو واللہ اسکو حق سمجھتا ہون [illegible]
یہ غلط ہو تب یہ آیت نازل ہوئی - وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اکنہ جمع کنان - وہ چیز جو دوسری چیز کو [illegible]
ترکش کے اندر تیر بند ہو جاتا ہو یا تھیلی کے اندر کوئی چیز بند ہوتی ہو اسی واسطے مفسر رحہ نے اغطیہ سے تفسیر کی [illegible]
ڈھانپ لینے والی - اَنْ يَّفْقَهُوْهُ یعنی ہمنے انکے دلون پر اکنہ اسواسطے کر دیے تاکہ قرآن کو نہ سمجھین [illegible]
اٰذَانِهِمْ وَقْرًا انکے کانون مین وقر کو - یعنی کان مین بہرا پن کر دیا پس قرآن کو قبولیت کا سننا نہین [illegible]
کے بہرے نہ تھے بلکہ باطنی حجاب و پردے انکے دلون کے مانند کانون پر تھے کہ جو حق بات سنتے تھے وہ قبول نہین [illegible]
بھید یہ ہو کہ جب اسنے دنیا اختیار کی تو قلب پر مہر کردی گئی پس حق کو سننے وسمجھنے و دیکھنے سے [illegible]
كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا اور اگر ہر آیت دیکھ لینگے تو بھی اسپر ایمان نہ لاوینگے [illegible]
لوٹائے جاوین ہم اب کبھی شرک نہ کرین تو فرمادیگا کہ جھوٹے ہو پھر وہان جاکر یہی کرینگے اور [illegible]

Marfat.com

[illegible] تقدیر پر ایمان نہ لایا وہ کافر ہوا اور حکمت اس تقدیر میں اللہ عزوجل کی حکمت غیر متناہی ہی بندہ بے عقل [illegible] کیونکر سمجھ سکتا اور قرآن مین خضر و موسیٰ علیہما السلام کا قصہ اسی تنبیہ کے واسطے ہی کہ موسیٰ علیہ السلام با وجود [illegible] رسالت کے سمجھنے کی تاب نہ لائے۔ مولوی روم نے خوب کہا ہے بین کہ موسیٰ با ہمہ نور و ہنر ✦ شد ازان محجوب تو [illegible] خضر علیہ السلام کا جس سے موسیٰ انکار کرتے تھے در واقع بڑی حکمت پر مبنی تھا جیسا کہ انشاء اللہ تعالے [illegible] ابوجہل و اسکے مثل کو فرمایا کہ ہر آیت دیکھ لین تو بھی اس پر ایمان نہ لاوینگے۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ [illegible] جب تیرے پاس آوین تو تجھسے جھگڑین ف۔ چنانچہ منجملہ جدال کے یہ ہی یَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ [illegible] اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ جو کافر ہوے وہ کہتے ہین کہ نہین یہ قرآن مگر اکاذیب اگلون کے ف۔ یعنی اگلے لوگون کی جھوٹی [illegible] داستانین ہین۔ اور اساطیر بروزن اضاحیک و اعاجیب کے جمع اُسطورہ کی بضم اول ہی۔ واضح ہو کہ بعض نے کہا کہ اساطیر [illegible] نہین ہی مانند ابابیل کے۔ نحاس نے کہا اسطور واحد ہی۔ اور مفسر رح نے قول اخفش اختیار کیا کہ اساطیر جمع اسطورہ ہی [illegible] کہا کہ اساطیر اباطیل و ترّہات ہین یعنی جھوٹی بے سرپیر کی باتین۔ اور ابن عباس رضہ نے کہا کہ اساطیر الاولین اسے [illegible] مترجم کہتا ہی کہ اہل مکہ سے یہ عناد عجیب تھا کہ قرآن کو بے مثل بلیغ دیکھتے تھے اور عاجز ہو کر التزام دروغ بکتے [illegible] یہ کہتے ہی کہ یعنے اگلون کے قصہ ہین۔ بنظر بلاغت کلام کے جسکے مثل لانے سے عاجز تھے اسکی طرف مائل ہوتے تھے [illegible] پھر جب کفر تقدیری جوش کرتا تو مجادلہ کرنے لگتے اور انکار کر جاتے تھے۔ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ اور یہ مشرک اس سے منع کرتے ہین ف۔ لوگون کو نبی صلعم کی پیروی کرنے سے روکتے ہین۔ قال فی المدارک۔ یا ضمیر راجع بجانب قرآن ہی یعنے قرآن پر ایمان لانے سے روکتے ہین۔ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ اور اس سے خود دور پھٹکے پھرتے ہین ف۔ پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہین لاتے ہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ قولہ وہم ینہون عنہ یعنے لوگون کو نبی صلعم پر ایمان لانے سے پھیرتے و مانع ہوتے ہین و قولہ ینأون عنہ۔ یعنی چھوڑتے نہین کہ کوئی شخص اس سے نفع [illegible] محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ کفار قریش خود نبی صلعم کے پاس نہ آتے اور لوگون کو اس سے منع کرتے تھے۔ اور یہی مجاہد و قتادہ و [illegible] کا قول ہی اور یہی اظہر ہی اور یہی شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی۔ قول دوم جو مفسر رح نے بیان کیا بصیغہ تمریض کہ کہا گیا کہ [illegible] ابو طالب کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگون کو محمد صلعم کے ایذا دینے سے روکتے تھے اور آپ پر ایمان نہین لاتے تھے۔ قال ابن کثیر [illegible] اور یہی قول [illegible] بن جبیر و حبیب بن ابی ثابت و عطاء بن دینار وغیرہ کا ہی۔ قال فی الکمالین مفسر رح نے اسکو بصیغہ تمریض اسواسطے بیان کیا کہ قول [illegible] یعنی قولہ وان یہلکون الا انفسہم سے مناسب نہین بوجہ اسکے کہ آنحضرت صلعم کے تعرض سے منع کرنا موجب ہلاکت [illegible] نہین اور اگر کہا جاوے کہ تعظیم کے لیے ہی تو وہ نقط ضمیر متکلم مین ہی پایا گیا ہی باوجودیکہ مقام اسکو محتمل [illegible] جواب یون ممکن ہی کہ ہلاکت اسوجہ سے نہ تھی کہ آنحضرت صلعم کی ایذاء سے روکتا تھا بلکہ عدم ایمان اسکے موجب [illegible] کے یہ معنی کہ لوگون کو حضرت صلعم کی ایذاء سے منع کرتا اور قولہ ینأون عنہ کے یہ معنی کہ خود ایمان نہ لایا۔ اور ضمیر جمع لی تعظیماً [illegible] بوسیلہ کفر آئی ہی خواہ باعتبار اسکے کہ ابو طالب و اسکے شریک ملکر جمع ہو گئے تھے کیونکہ بنو ہاشم مانع تھے اور یا بوجہ [illegible] جیسا کہ [illegible] کا قول شیخ ابن کثیر رح نے نقل کیا ہی اور رہا یہ کہ ضمیر جمع تعظیم کی تو مخصوص بضمیر متکلم نہین کیونکہ

Marfat.com

قصۂ حضرت ابراہیم ؑ مین حضرت جبرئیل نے فقط سارہ کو مخاطب کیا۔ کما فی قولہ اتعجبین من امر اللہ رحمت [illegible]
اور نظائر اسکے اور بھی ہین اگرچہ یہان مقام تعظیم نہین ہے مگر اتنا کہ یون کہا جاوے کہ جمع باعتبار تعدد [illegible]
تقانبک من ذکری حبیب ومنزل۔ علاوہ برین حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ اسکا نزول ابی طالب [illegible]
کو منع کرتے کہ آنحضرت صلعم کو ایذا مت دو اور جو کچھ حضرت صلعم لائے تھے اس سے ابکار کرتے تھے [illegible]
حبیب بن ابی ثابت عمن سمع ابن عباس بہ۔ وقد رواہ الحاکم موصولا وصححہ۔ اسی واسطے مفسر جلالین [illegible]
یعنی دوری رکھنے سے مخصوص کیا ورنہ بنابر تفسیر اول کے لوگون کو روکنا تو دوری اختیار کرنا دونون [illegible]
یُهۡلِكُوۡنَ اِلَّآ اَنۡفُسَهُمۡ حالانکہ یہ لوگ نہین ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو ف کیونکہ اسکا ضرر [illegible]
مشرک مرکر جہنم مین جاوینگے۔ وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ ولیکن اسکا شعور نہین رکھتے ف باوجودیکہ [illegible]
جانورون سے بدتر ہین ف فی العرائس قولہ ومنہم من یستمع الیک الی قولہ لا یؤمنوا بہا۔ ان لوگون کے [illegible]
ونفس امارہ کے تاریکی کے دیدار انوار غیب سے اندھے تھے اور خطاب حق کو نہین سمجھتے تھے اور انکے [illegible]
ٹھیکٹھر تھے جس سے خطاب حق سنتے نہ تھے اور انکی ظاہری و باطنی آنکھون پر غشاوت غرور وجہالت تھی جس سے آیات [illegible]
کو مشاہدہ نہین کر سکتے تھے اور ابن عطاء رحمہ نے کہا اسوجہ سے کہ انکے واسطے وہ کان ہی نہ تھے جس سے [illegible]
کہا کہ بعض انمین سے اپنے نفس سے تیری طرف کان لگا کر سنتے ہین لیس وہ اپنے نفس کی تاریکیون مین [illegible]
ہمارے نام کی قوت سے تجھسے سنتا ہے تو اسکو عرفان حاصل ہوتا ہے یعنی ایمان لاتا ہے۔

وَلَوۡ تَرٰٓى اِذۡ وُقِفُوۡا عَلَى النَّارِ فَقَالُوۡا يٰلَيۡتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا
اور کبھی تو دیکھے جس وقت انکو ٹھہرایا ہے آگ پر تو کہتے ہین اے کاشکے ہم پھیر بھیجین اور ہم نہ جھٹلاوین اپنے رب کی آیتین
وَنَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝ بَلۡ بَدَا لَهُمۡ مَّا كَانُوۡا يُخۡفُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَلَوۡ
اور رہین ایمان والون مین کوئی نہین بلکہ کھل گیا جو چھپاتے تھے پہلے اور اگر
رُدُّوۡا لَعَادُوۡا لِمَا نُهُوۡا عَنۡهُ وَاِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ۝ وَقَالُوۡۤا اِنۡ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا
پھر بھیجے تو پھر کرین وہی جو منع ہوا تھا انکو اور وہ جھوٹھ بولتے ہین اور کہتے ہین [illegible]
الدُّنۡيَا وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِيۡنَ ۝ وَلَوۡ تَرٰٓى اِذۡ وُقِفُوۡا عَلٰى رَبِّهِمۡ ؕ قَالَ
دنیا کی اور ہمکو پھر نہین اٹھنا اور کبھی تو دیکھے جسوقت انکو کھڑا کیا ہے آگے اپنے رب کے
اَلَيۡسَ هٰذَا بِالۡحَقِّ ؕ قَالُوۡا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا
اب یہ سچ نہین بولے کیون نہین قسم ہمارے رب کی فرمایا تو چکھو عذاب
كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ۝ ع ۱۳
اپنے کفر کا

وَلَوۡ تَرٰٓى اور اگر تو دیکھے اے محمد صلعم اور شاید ہر عبرت لینے والے ہر مومن کو خطاب [illegible]

[illegible] جاوینگے ف - بعض نے کہا کہ علیٰ بمعنی فی ہے یعنے آگ کے اندر کھڑے کیے جاوینگے - اور مفسر رح نے کہا [illegible] آگ کے [illegible] کیے جاوینگے - فَقَالُوا بسبب دفن عذاب کے کہینگے - یٰلَیْتَنَا اے کاش [illegible] ہمارے بحال ہوتی کہ - نُرَدُّ ہم دنیا مین پھیرے جاتے وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور ہم کبھی اپنے رب کی آیتون کو نہ جھٹلاتے اور مومنون مین ہوجاتے ف - یعنی جب تو انکو آگ پر کھڑے [illegible] حیرت [illegible] تجھے بہت ہولناک امر نظر آوے - واضح ہو کہ لا نکذب ونکون - مین تین قرارة ہین اول دونون کا [illegible] دونون کا نصب اور سوم اول کو رفع اور دوم کو نصب ہے - پس کسائی و اہل مدینہ نے دونون کو منصوب پڑھا باین طور [illegible] تمنی کا [illegible] کے بعد ان مقدر ہے - اور اکثر قرار کے نزدیک دونون کو رفع ہے پس یہ استیناف ہے اور اسی کو سیبویہ رح نے [illegible] ہے کہ ونحن لا نکذب الخ - پس جھٹلانا چھوڑنے پر ثبات ہے خواہ پھیرے جاوین یا نہ پھیرے جاوین اور ابو عمرو [illegible] اسکے داخل تمنی نہونے پر یہ استدلال کیا کہ اللہ تعالےٰ نے بعد کو فرمایا وانہم لکاذبون - پس تمنی مین داخل نہین [illegible] تمنی مین جو جملہ انشائیہ ہے تکذیب نہین ہوتی ہے - اور ابن عامر نے پہلے دونون فعلون یعنی نرد اور نکذب کو تمنی مین داخل کیا [illegible] کو نصب پڑھا - با بجملہ جواب لو کا محذوف ہے مانند لرایت امرا عظیما - کے یعنی لو تراہم اذ وقفوا علی النار لرایت باعرضہم عظیما ہائلا [illegible] - یعنی اگر تو دیکھتا کہ جب یہ لوگ قیامت مین دوزخ پر پیش کیے جاوینگے قطعًا تو تو دیکھتا اُنکے حال کو ایک امر عظیم ہولناک نہایت [illegible] منظر - حاصل آنکہ اس حالت مین کہ ہولناک عذاب معائنہ کرینگے تو ایمان لاوینگے اور تمنا کرینگے کہ کاش ہم دنیا مین واپس بھیجے جاتے اور اب کبھی پروردگار کی آیتون کی تکذیب نہ کرینگے اور مومن ہونگے - اللہ تعالےٰ نے فرمایا - بَلْ اضراب ہے ارادۂ ایمان سے جو تمنی سے مفہوم ہے یعنے ارادہ ایمان نہین ہے بلکہ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ظاہر ہو گیا انپر جو پہلے چھپاتے تھے ف - [illegible] واللہ ربنا ما کنا مشرکین ہم تو واللہ مشرک نہین تھے باین طور کہ زبان بند ہو گئی اور اُنکے جوارح نے گواہی دیدی کہ [illegible] مشرک تھے تب اسکی تمنا کرنے لگے - قال ابن کثیر رحمہ اللہ اور احتمال ہے کہ دنیا مین جو انبیا علیہم السلام کی پوشیدہ سچائی جانتے [illegible] سے [illegible] نہین کرتے اور وعید عذاب کو ہیچ سمجھتے تھے وہ اب کھل گیا چنانچہ قول موسیٰ ع بمقابلہ فرعون کے قرآن مجید مین ہے [illegible] علیہ السلام نے اسکو کہا کہ - لقد علمت ما انزل ہولاء الا رب السموات والارض بصائر الآیہ - یعنی تو خوب جان چکا کہ ان معجزات [illegible] والارض ہی نے بصائر کے لیے بھیجا ہے - ھ - اور اللہ تعالیٰ نے فرعون واسکی قوم کی خبر دی کہ - وجحدوا بہا واستیقنتہا [illegible] - یعنی جان بوجھکر منکر ہوئے اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد اس سے منافق ہون جو لوگون پر ایمان ظاہر کرتے اور [illegible] چھپاتے تھے اور یہ وارد نہین ہوتا کہ آیت مکیہ ہے اور منافقین مدینہ مین تھے کیونکہ وقوع کسی واقعہ نفاق کا اسوقت [illegible] ہوگا تو اس درمیان مین خود منافق ہو چکے اور خود سورہ عنکبوت مین جو مکیہ ہے صاف فرمایا - ولیعلمن اللہ الذین [illegible] ولیعلمن المنافقین الآیہ - قال المترجم - یہ توضیح ہے ولیکن یہان انفکاک نظم لازم آتا ہے جیسا کہ بیضاوی وغیرہ نے اشارہ [illegible] کہا جاوے کہ شمول اسمین مشرکین و قوم فرعون وغیرہ کے ساتھ منافقین کا بھی ہے بلکہ اہل کتاب علماء یہود و نصاریٰ [illegible] کما قال فی المعالم کہ آنحضرت صلعم کی صحت نبوت جانکر منکر تھے - اور ہر ایک فرقہ کے حق مین اسی کے موافق صادق ہے [illegible] واسطے جو پہلے چھپاتا تھا - اور یہان سے ظاہر ہوا کہ یہ نظم معجز قرآن ہے کہ اس تمام مضمون کو کس حسن اسلوب سے

ایک آیت مین ادا فرمایا گیا اور اسکی استطاعت بشر کو نہین ہے۔ اور چونکہ خطاب مشرکین سے ہے لہذا [illegible]
پیشہ بیان ہوا کہ وہ مشرک ہونا چھپاتے وقسم کھاتے تھے اور وہ جوارح کی گواہی سے کھل گیا تو انہون نے [illegible]
کی تمنا کی پس اللہ عز وجل نے رد کر دیا کہ یہ تمنا اس غرض سے نہین کہ واقعی ایمان محبوب ہوا اور شرک [illegible]
ہولناک روبرو آیا تو یہ مکر نکالا کیونکہ بندہ اپنے خالق کو محبوب رکھے تو یہ ہر حال مین بندہ کی شان ہے کہ [illegible]
کفار اسپر مطبوع نہ تھے وہ گویا ماہیت ہی ایسی ہے کہ اسکو یہ خاصہ لازم نہین ہے اور رد کر دیا [illegible] ولو ردوا
اور اگر بالفرض وہ دنیا مین لوٹائے جائے تو۔ لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ تو بھی ضرور وہی کرنے لگے جس سے [illegible]
یعنی مشرک ہو جاتے۔ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ اور ضرور یہ لوگ جھوٹے ہین ف۔ اس وعدہ [illegible]
اور یہ علم الٰہی محیط اور صادق ہے۔ عن قتادہ رح اگر اللہ تعالے انکو ایک دنیا مین پہونچا دیتا جو مثل دنیائے سابق [illegible]
پیدا تھے تو بھی اپنے برے اعمال کی طرف عود کرتے جس سے منع کیے گئے تھے۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالے [illegible]
پھیر سے جاوینگے تو بھی ہدایت پر قدرت نہ پاوینگے۔ قیل فی قولہ انہم لکاذبون۔ اسے یہ صفت دروغ کی انکو لازم ہے [illegible]
جدا نہونگے کیونکہ ازل مین وحدانیت الٰہی وعدم شرک کی گواہی دے آئے تھے مگر دنیا مین پیدا ہوکر منکر ہو گئے تو دوبارہ بھی [illegible]
پیدا ہوں اور وہی امتحان سامنے ہوتا۔ وَقَالُوا یعنی منکرین بعث نے کہا۔ یعنی جو لوگ اس بات سے منکر ہین کہ [illegible]
مردے اٹھائے جاوینگے انھون نے کہا۔ إِنْ هِيَ ما ہی الحیوۃ۔ نہین ہے یہ زندہ ہونا۔ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا سوائے [illegible]
ہماری زندگی دنیاوی کے وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ اور ہم مبعوث ہونے والے نہین ہین ف۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے قالوا
کو عادوا پر عطف کیا یعنی لو ردوا الی الدنیا لعادوا۔ اے الشرک ولقالوا بعدم البعث۔ یعنی اگر دنیا کی طرف پھیرے جاتے تو [illegible]
شرک کی طرف اور پھر کہتے کہ بعث وحشر کچھ نہین ہے اور یہی مدارک مین نسفی رح نے اختیار کیا ہے۔ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا [illegible]
دیکھے جو رایت امر اعظیما۔ اور اگر تو دیکھے جب کہ پیش کیے جاوینگے مشرکین اپنے پروردگار کے روبرو تو البتہ ایک امر عظیم [illegible]
قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ فرماویگا اللہ تعالے خاص خطاب سے نہین بلکہ ملائکہ کی زبان سے [illegible]
ملائکہ مشرکون سے کہینگے انکو ملامت کرنے وجھڑکنے کو کہ کیا نہین ہے یہ بعث وحساب جو تم انکار [illegible]
تو یہی ہے اور مشرکین وکفار جو لوگ کہ روز حشر و مردے اٹھائے جانے سے منکر ہین وہ اس [illegible]
بَلَىٰ وَرَبِّنَا یعنی کہینگے کہ ہان برحق ہے قسم اپنے پروردگار کی۔ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ [illegible]
کہ پھر چکھو عذاب عوض اپنے انکار کے ف۔ یعنی دنیا مین جو ایمان لاتے اور نیک کام کرتے [illegible]
اور جھٹلایا تھا اب اسکا بدلا یہ کہ عذاب چکھو ف۔ فی العرائس قولہ تعالے بل بدا لہم [illegible]
کفر وشرک کی قبیح حالت کو نہین پہچانا اور اگر پہچانتے تو توحید وایمان پر ہو جاتے [illegible]
بندہ و تم مخلوق ہو اپنے خالق کی بندگی کرو۔ اور یہ بہت ظاہر عمدہ بات ہے جسکو [illegible]
کسی مخلوق کی بندگی نہ کریگا لیکن عجب قدرت خالق عز وجل ہے کہ اس راہ پر نہین [illegible]
کے روز اس قوم کو کفر کی حقیقت ظاہر ہوگی مگر اسوقت کچھ بھی فائدہ نہوگا [illegible]

Marfat.com

[illegible] سرگردان پھرتے تھا کہ اگر ان مکرت کے مقامات کو حقیقت مین پہچانتے تو معارف مین پہونچ جاتے کیونکہ مکرت [illegible] ہوا دیہ مقام انکے سینون ہی مین تھا اور وہ لوگ کفر کی پیروی اور نافرمانیون کی شہوت مین بغیر اختیار کے بسبب [illegible] چھپاتے تھے اور کوئی دل ایسا نہین ہو کہ جسکو غیبی کھٹکانے والا الہام الٰہی کا کھٹکا نہ دیوے جس سے رضاے الٰہی [illegible] جاتا ہے [illegible] شخص اسکو خود پہچان جاتا ہو اور سن لیتا ہو لیکن اپنے دل مین خفیہ لے لیتا ہو اور جسقدر وہ نفس کے [illegible] مین [illegible] گرفتار ہونے سے قلب کو پردہ ظلمت مین ڈھانپے ہوتا ہو اسیقدر اسکو اس الہام پر اعتنا کم ہوتا ہو اور وہ [illegible] دل مین خفیہ رہجاتا ہو کیونکہ وہ بال سے باریک ہو اور چیونٹی سے زیادہ اسکی چال خفیہ ہو مگر باوجود اسکے وہ اپنے دل کی [illegible] اسکو پہچان ضرور جاتا ہو اور یہ غلبہ شہوت نفسانی ہو کہ پروا نہین کرتا ہو پس اللہ تعالے نے قیامت مین وہ اسرار خفیہ [illegible] اور اپنی حجت الٰہی ظاہر و باطن قائم کرنے کے واسطے ظاہر کر دیے۔ بعض نے فرمایا کہ انکے علم کے قلب سے جو بہار [illegible] خفیہ تھے انکا ظہور ہوگا۔ ابو العباس دینوری رح نے کہا کہ مکار صوفی و دغاباز عالم بھی اسکے اشارہ مین شامل ہین کہ لوگون کو اپنی شان بڑی بڑی ظاہر کرتے اور بڑے متقی اور باخدا دکھلاتے اور دل مین خفیہ جیسے تھے وہ معلوم تو انکا یہ فریب و مکر بھی اس دن ظاہر ہوگا پس نیک بندون و سچے مومنون کے مقابلہ مین اپنے ہیچ ہونے کو ظاہر کرینگے۔ قولہ ولو تری اذ وقفوا علی ربھم ط۔ ابن عطاء [illegible] فرمایا کہ یہان سے وقوف قہری مراد ہو اور اگر انکو وقوف کرامت ہوتا اور اشتیاق مین کھڑے ہوتے تو انوار کرامات سے وہ کچھ دیکھتے کہ انکو نہایت ہی عجیب ہوتا۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً

خراب ہوے جنھون نے جھوٹھ جانا ملنا اللہ کا جب تک کہ آپہونچے ان پر قیامت بیخبر

قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ

کہنے لگے اے افسوس کیا ہمنے قصور کیا اس مین اور وہ اٹھاتے ہین اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر

اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ

سنتا ہے برا بوجھ ہو جو اٹھاتے ہین اور کچھ نہین دنیا کا جینا مگر کھیل اور جی بہلانا

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

اور پچھلا گھر جو ہو سنو بہتر ہو ڈر والون کو کیا تمکو سمجھ نہین

[illegible] لوگ [illegible] کا ذکر اوپر ہوا اور انکا حال بیان کیا گیا کہ مشرک ہین اور بعث و حشر سے منکر ہین اور خسران خسارہ پانا۔ اور وہ [illegible] ہے یعنی خرید فروخت مین ہوتا ہو۔ وقد قال فی شان المنافقین فما ربحت تجارتھم یعنے ایمان کے بدلے کفر و شرک لیا [illegible] سے انکار کیا تو اسمین خسارہ سخت اٹھایا اور مراد یہان خسران سے ثواب عظیم جاتا رہا بلکہ عذاب جحیم خواہ مخواہ حاصل [illegible] اور اسمین دلالت ہو کہ قیامت مین دیدار باری تعالے مومنون کو نصیب ہوگا اور یہ دیگر آیات و احادیث صحیح سے [illegible] ثابت ہو اور مفسرین نے کہا کہ لقاء الٰہی کی تکذیب اسطرح کہ بعث و حشر سے منکر ہوے اور یہ اسوجہ سے کہ جو بعث سے منکر [illegible]۔ قال تعالے۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ جن لوگون نے لقاے الٰہی کو جھٹلایا وہ خسارہ سخت [illegible]

Marfat.com

پڑے ف اور وہ خسارہ دائمی بے انتہا ہے لیکن انکے جھٹلانے کا ایک وقت محدود ہے کہ [illegible]
حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً یہان تک کہ جب انپر قیامت اچانک آ گئی [illegible]
مین آیا ہے کہ جو مرا اسکی قیامت قائم ہو گئی اور مراد آثار موت ہین جو اچانک طاری ہو جاتے [illegible]
الساعۃ۔ حاصل آنکہ جھٹلاتے رہے لقاء الٰہی کو بطور انکار بعث کے یہان تک کہ جب موت اچانک آ [illegible]
آگئی۔ قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا کہنے لگے کہ اے ہماری حسرت اس بات پر [illegible]
حسرت درحقیقت منادی نہین مگر یہ غایت تحسر ہے اور بقول سیبویہ ایسی نداء مین مجازاً حسرت کو پکارنا [illegible]
تیرے حاضر ہونے کا وقت ہے تو حاضر ہو۔ والتفریط کسی چیز مین باوجود قدرت کے تقصیر کرنا۔ [illegible] فیہا کی ضمیر [illegible]
یا بجانب دنیا راجع ہے کیونکہ وہ محل تفریط ہے۔ اور ابن جریر رح نے کہا کہ فیہا کی ضمیر صفقہ کی طرف راجع ہے کیونکہ کفر کے عوض [illegible]
کے عوض آخرت کو بیچنے کے صفقہ مین جب خسارہ انکو بعد موت کے یا قیامت مین ظاہر ہوا تو اپنی تقصیر و تفریط مین سخت حسرت [illegible]
کیونکہ خسارہ بدون صفقہ کے نہین ہوتا پس گویا وہ مذکور ہے۔ اور ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ [illegible]
یہ کہ دوزخی اپنے ٹھکانے جنت کے دیکھکر بہت غمگین ہونگے پس یہی حسرت ہے جو حکایۃ فی قولہ تعالے یا حسرتنا۔ مین مذکور ہے۔ رواہ [illegible]
وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والخطیب بسند صحیح۔ بالجملہ یہ حسرت وغم سے اپنی تقصیر پر نالان ہونگے اور حال یہ ہوگا وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ
اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ وے لوگ لادے ہونگے اپنے گناہون کو اپنی پیٹھون پر ف باین طور کہ قبرون سے
اٹھائے جانے کے وقت انکے یہ اعمال آوینگے انکے پاس نہایت قبیح چیز کے مانند صورت مین اور نہایت بدبودار چیز کے اندر بو مین
پس انپر سوار ہو جاوینگے۔ اور یہ معنی جو مفسر رح نے ذکر کیے ہین بعض تابعین مثل ابو روق و سدی وغیرہ سے ابن ابی حاتم وغیرہ نے
روایت کیے ہین اور چونکہ اسمین قیاس کو دخل نہین لہذا مسموع ہونگے۔ اور معنی مین کوئی تردد نہین ہے کیونکہ افعال کفار و مشرکین نہایت
خبیث و قبیح تھے اور سدی رح کی روایت مین ہے کہ اس بدشکل و بدبو کے ساتھ قبر مین اس مشرک کے ساتھی رہینگے اور وقت بعث
حشر کے اسپر سوار ہونگے کہ دنیا مین تو ہمپر سوار رہا آج ہم تجھپر سوار ہین اور کوئی شک نہین کہ اللہ تعالے اعمال کو بصورت [illegible]
متمثل فرماوے اور کوئی شک نہین کہ ان عوارض کے واسطے دنیا مین ایک ہیات ہے۔ اور کوئی شک نہین کہ دنیا و آخرت مین جہان [illegible]
ہوا ہے پس جسکی یہان صورت نظر نہین آتی وہان اسکی صورت نظر آسکتی ہے۔ اور حکمائے یونان اسمین کوئی کلام نہین [illegible]
صورت کا عرض ہونا قطعی جانتے اور اسپر انکی حکمت کے قوانین مبنی ہین اور شیخ اکبر قدس سرہ نے [illegible]
کہ قیامت و دار آخرت مین نماز و روزہ وغیرہ اعراض کی صورت اور انکا وزن ہوگا اور اہل عقل و اہل [illegible]
ہان اس زمانہ مین بعضے ملحد و دجال ایسے ہین کہ عوام کو جنکی سمجھ ان علوم تک بسبب لاعلمی کے نہین [illegible]
بے بہرہ جاہل ہے انکار کرتا ہے اور سورہ بقرہ کے اوائل مین اسکی کچھ بحث گذری ہے فتذکر۔ اور بعض علماء نے [illegible]
مین اوزار جمع وزر بمعنی گناہ ہے اور عرب بولتے ہین کہ احمل وزرک یعنی اپنا بوجھ لادے [illegible]
اٹھائے ہوتا ہے پس معنی آنکہ وہ بار گناہ اٹھائے ہونگے اور حاصل آنکہ انکے گناہ [illegible]
ظہورہم کے کنایہ کثرت و شدت سے ہے کیونکہ آدمی پیٹھ پر بہ نسبت سر و کندھے [illegible] زیادہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] ایسے [illegible] بکمال بند نہ ہو سکے اگر گناہ ہلاک تو ایسے نہیں ہو سکتے ہیں۔ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوۡنَ [illegible] بوجھ ہی [illegible] ہونگے۔ یا جو دنیا میں اپنے اوپر لادے ہوئے ہیں۔ قتادہ رض نے کہا کہ بئس ما یعملون اور [illegible] بلے کہ [illegible] حمل [illegible] یعنی بری لادی کو انھوں نے لادا ہی۔ پھر اللہ تعالے نے ان مشرکوں کو فہمایش کی جو فقط [illegible] نہیں سمجھتے اور یہ کہتے تھے کہ ان ہی الا حیوتنا الدنیا۔ چنانچہ فرمایا۔ وَمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ یعنی [illegible] دنیا میں۔ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَہۡوٌ مگر لہو و لعب ف۔ یعنی جو شخص کہ اس زندگانی دنیا میں اس [illegible] شغل [illegible] کچھ غیر ہی تو اسکا شغل فقط لہو و لعب ہی جسکا کچھ اعتبار نہیں ہی بلکہ وہ باطل و بے بنیاد ہی۔ اگر کہا جاوے [illegible] شغل اگر لہو و لعب ہو تو نماز روزہ بیکار رہوے گا تو جواب یہ کہ وہ بحیثیت حیات دنیاوی نہیں ہی۔ بلکہ جملہ طاعات و نیک کام [illegible] آخرت سے ہیں [illegible] شغل دنیاوی سے ہاں یہ نکلا کہ جو لوگ نماز روزہ اپنی بزرگی و صلاحیت دکھلانے کو دنیا کمانے کے لیے [illegible] شغل دنیاوی ہو کر بیکار ہوا۔ اور آنکہ معروف اور ہر وہ چیز جو تجھکو یاد الٰہی اور اسکے متعلقات آخرت سے جہاں [illegible] اسکے متعلقات شرعی ہوں ان سے مشغول کرے وہ لہو ہی۔ وَلَلدَّارُ الۡاٰخِرَۃُ لام تاکید ہی اور مراد جنت ہی اور ابن عامر نے ولدار الآخرۃ با اضافت پڑھا اسے ولدار الحیوۃ الآخرۃ۔ خَیۡرٌ یعنی البتہ دار آخرت بہتر ہی زندگانی دنیا سے۔ لِّلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ ان بندوں کے واسطے جو تقوی رکھتے ہیں شرک و کفر سے یعنی موحد و مسلم ہیں۔ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ذلک فیومنون۔ کیا سمجھتے نہیں شرک کرنے والے اس بات کو کہ ایمان لے آویں و شرک چھوڑیں۔ اور یہ بنا برانکہ یعقلون بصیغہ غائب موافق اکثر قاریوں کے قراءۃ کے ہی اور نافع و ابن عامر نے تعقلون بصیغہ خطاب پڑھا اور اس صورت میں یہ خطاب توبیخ کے ساتھ غضب کو بھی مشعر ہی۔ فافہم۔

قَدۡ نَعۡلَمُ اِنَّہٗ لَیَحۡزُنُکَ الَّذِیۡ یَقُوۡلُوۡنَ فَاِنَّہُمۡ لَا یُکَذِّبُوۡنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ

ہم جانتے ہیں کہ تجکو غمگین کرتی ہیں انکی باتیں سو وہ تجکو نہیں جھٹلاتے لیکن بے انصاف

بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجۡحَدُوۡنَ ۝ وَلَقَدۡ کُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِکَ فَصَبَرُوۡا عَلٰی

اللہ کے حکموں سے منکر ہوئے جاتے ہیں اور جھٹلایا ہی بہت رسولوں کو تجھ سے پہلے پھر صبر کرتے رہے

مَا کُذِّبُوۡا وَاُوۡذُوۡا حَتّٰۤی اَتٰہُمۡ نَصۡرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ

[illegible] جھٹلانے [illegible] اور ایذا پہ جب تک پہونچی انکو مدد ہماری اور کوئی بدلنے والا نہیں اللہ کی باتیں

نصف

وَلَقَدۡ جَآءَکَ مِنۡ نَّبَاِی الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۝ وَاِنۡ کَانَ کَبُرَ عَلَیۡکَ اِعۡرَاضُہُمۡ

[illegible] کچھ احوال رسولوں کا اور اگر تجھ پر بھاری ہی انکا تغافل کرنا

فَاِنِ اسۡتَطَعۡتَ اَنۡ تَبۡتَغِیَ نَفَقًا فِی الۡاَرۡضِ اَوۡ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاۡتِیَہُمۡ

[illegible] کہ ڈھونڈھ نکالے کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر انکو لا دے

[illegible] وَلَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَجَمَعَہُمۡ عَلَی الۡہُدٰی فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡجٰہِلِیۡنَ

[illegible] راہ پر سو تو مت ہو ناوانوں میں

إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ [illegible]

مانتے وہ ہین جو سنتے ہین اور مُردون کو اٹھا دیگا اللہ [illegible]

قَدْ نَعْلَمُ اسمین قد واسطے تحقیق کے ہی بمعنی قد علمنا - اس آیت مین آنحضرت صلعم کو تسلی [illegible]

سے معلوم تھا اور اس وقت بھی معلوم ہی کہ انھون نے تیری تکذیب کی اور تجھکو اسپر حزن و تاسف ہی - إِنَّهُ [illegible]

يَقُولُونَ یعنی ہمکو معلوم ہی یہ بات کہ تجھکو حزن و ملال دیتی ہی وہ بات جو مشرکین کہتے ہین ف یعنی تیری [illegible]

آنحضرت صلعم غایت شفقت سے نہین چاہتے تھے کہ جھٹلاوین اور ہلاک ہون اور حرص کرتے تھے کہ مسلمان ہو جاوین [illegible]

باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین - اور فرمایا فلعلک باخع نفسک علی آثارہم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا - اور [illegible]

حسرات علیہم - حاصل آنکہ ہم جانتے ہین کہ انکا جھٹلانا تجھکو محزون کرتا ہی لیکن تو مت غم کھا - فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ

وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ کیونکہ وہ تجھکو نہین جھٹلاتے بلکہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے آیات [illegible]

جان بوجھکر انکار کرتے ہین ف واضح ہو کہ لا یکذبونک تشدید از تکذیب پڑھا گیا اور تخفیف بھی پڑھا گیا ہی اور بعض [illegible]

کیے کہ باطن مین تجھے نہین جھٹلاتے یعنی دل سے تجھے جھوٹا نہین کہتے ہین پس آیندہ جو تکذیب ذکر ہی وہ زبانی تکذیب ہی [illegible]

مین منافات نہین حاصل آنکہ زبانی جھٹلاتے اور دل سے نہین جھوٹا جانتے تھے اور شاید مراد یہ کہ کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible]

کے سچے ہونے کے بچپن سے قائل تھے اور آپ کو اپنے درمیان مین بہت امانت دار جانتے تھے - اور بعض تفاسیر مین ہی کہ قراءۃ [illegible]

کے معنی یہ کہ تجھکو جھوٹ کی طرف نسبت نہین کرتے اور رد تو کہتا ہی اسکو دل سے رد نہین کرتے کیونکہ انکو تیری سچائی معلوم ہی اور قراءۃ [illegible]

کے معنی یہ کہ تجھکو جھوٹا نہین پاتے ہین اور یہ محاورہ عرب ہی کہ بولتے ہین کہ اکذبت فلانا - یعنی مین نے اسکو جھوٹا پایا اور ابخلت فلانا

مین نے اسکو بخیل پایا پس لا یکذبونک تخفیف بمعنی آنکہ تجھکو کاذب نہین پاتے - حاصل معنی آیت کے یہ کہ انکا جھٹلانا تیری ذات کیطرف

راجع نہین بلکہ جو پیغام الٰہی تو لایا ہی اسکی طرف راجع ہی - قال الشیخ ابن کثیر رح - یعنی تجھکو جھوٹ سے متہم نہین کرتے نفس الامر [illegible]

ولیکن ظالمین آیات الٰہی سے انکار کرتے ہین یعنی حق سے عناد کرتے اور اپنے سینون سے اسکو دفع کرتے ہین چنانچہ حضرت علی [illegible]

وجہ سے روایت ہی کہ ابو جہل نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم تجھکو نہین جھٹلاتے ولیکن جو تو لایا ہی اسکو جھوٹ بتلاتے پس

اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا - فانہم لا یکذبونک ولکن الظالمین الآیۃ - اسکو حاکم رح نے بھی روایت کیا اور کہا کہ صحیح [illegible]

وسلم - اور ابو یزید مدنی رح سے روایت ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ابو جہل ملا اور اسنے آپ سے مصافحہ کیا [illegible]

اس سے کہا کہ مین تجھے یہ کیا دیکھتا ہون کہ تو اس صابی سے مصافحہ کرتا ہی تو ابو جہل نے کہا کہ [illegible] مین جانتا [illegible]

ولیکن بھلا ہم لوگ کب عبد مناف والون کے تابع ہو سکتے ہین پھر ابو یزید رح نے یہ آیت پڑھی فانہم لا یکذبونک [illegible]

رواہ ابن ابی حاتم - اور قتادہ و ابو صالح نے کہا کہ وے تجھکو رسول اللہ جانتے ہین اور انکار کرتے [illegible]

زہری رحمہ اللہ سے قصہ ابو جہل مین یون روایت کی کہ رات مین آنحضرت صلعم کی قراءۃ سننے کو ابو جہل [illegible]

شریق آئے اور یہ لوگ اکیلے اکیلے آئے تھے اور آپس مین ایک دوسرے سے بیخبر [illegible]

چل دیے ولیکن راہ مین آپس مین ملے تو ہر ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ کیون آیا تھا [illegible]

Marfat.com

[illegible] حالات [illegible] آئے تھے پس آپس مین سب نے عہد کیا کہ آیندہ ایسا نہ کرینگے کیونکہ خوف کرتے تھے کہ ان
[illegible] مین پڑجاوینگے پھر جب دوسری رات ہوئی تو بھی ہر ایک آیا بدین گمان کہ دوسرا تو بسبب عہد
[illegible] پھر انکو اکٹھا کر دیا تو آپس مین ایک دوسرے کو ملامت کی اور آیندہ ایسا نہ کرنے پر عہد کر لیا پھر
[illegible] پھر صبح کو جتنی عہد باندھا اور متفرق ہو گئے پھر اخنس بن شریق نے دن نکلے اپنا عصا اٹھایا اور ابوسفیان
[illegible] اے ابوحنظلہ تو نے جو کچھ محمد سے سُنا اسمین تیری کیا راے ہی اسنے کہا کہ اے ابوثعلبہ مین نے واللہ بہت ایسی
[illegible] بعضے انکو پہچان لیا اور جانتا ہون کہ اُنسے جو کچھ مراد ہی اور بہت ایسی باتین سنین کہ انکے معنی و مراد نہین
جانتا [illegible] اخنس نے کہا کہ واللہ میری بھی یہی کیفیت ہی پھر اسکے پاس سے نکلکر ابوجہل کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابوالحکم تیری
[illegible] جو اسنے [illegible] بات اُنمہا ہی کہ ہم نے اور بنو عبدمناف نے باہم شرف مین مقابلہ کیا پس انھون نے مسافرون کو کھانا دیا
[illegible] کھانا دیا اور انھون نے بار اٹھایا ہم نے بار اُٹھایا حتی کہ جب ہم برابر ہو گئے تو اب وہ کہتے ہین کہ ہم مین نبی ہی جسکے
پاس آسمان سے وحی آتی ہی سو ہم اسکو کہان سے پاوینگے واللہ مین تو اسپر کبھی ایمان نہ لاؤنگا اور نہ ہرگز اسکی تصدیق کرونگا۔ پس
اخنس [illegible] چلا آیا۔ اور ابن جریر رح نے سدی رح سے روایت کی کہ جب بدر کے لڑائی کا دن ہوا تو اخنس بن شریق نے بنی زہرہ
سے کہا کہ محمد تمھاری بہن کا بیٹا ہی پس تم اس بات مین زیادہ احق ہو کہ اس سے برائی کو دفع کرو پس اگر وہ نبی ہی تو آج اس سے
قتال [illegible] اگر جھوٹا ہو تو تم نے اپنے بھانجے سے برائی کو دور رکھا۔ تم ابھی جلدی مت کرو ذرا مین ابوالحکم سے جاکر ملاقات کرون
اور [illegible] اسکا نام اخنس مشہور ہوا اور اصل نام ابی بن شریق نام تھا بالجملہ وہ ابوجہل سے ملا اور کہا کہ اسوقت میرے اور تیرے سواے
یہان کوئی نہین ہی بھلا بتلا کہ محمد سچا ہی یا جھوٹا ہی تو ابوجہل نے کہا کہ خرابی ہو تیری ارے محمد تو واللہ سچا آدمی ہی وہ کبھی جھوٹ نہین
بولا لیکن جب بنی قصی تمام اچھی باتین لواء و سقایت و خانہ کعبہ کے دربانی لے چکے تو اگر ساتھ لے نبوت وہی لیجادین تو پھر باقی عرب کے
پاس کیا رہیگا۔ قال المترجم اس روایت سے غرض یہ کہ مشرکین حتی کہ ابوجہل تک آنحضرت صلعم کو جھوٹا نہین جانتے تھے لیکن
آیات الٰہی سے انکار کرتے تھے اور مترجم کہتا ہی کہ پہلے جو آیت گذری یعنے قولہ وبدا لہم ما کانوا یخفون من قبل۔ کے معنی بھی اس
سے ہوتے ہین۔ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ اور البتہ تجھسے پہلے بھی رسول جھٹلائے گئے ہین ف
[illegible] آنحضرت صلعم کی تسلی کے واسطے ہی اور حاصل آنکہ کافرون کی یہ حرکت تیرے ہی ساتھ مخصوص نہین بلکہ اگلے بہت رسولون کو انکی
قوم نے [illegible] فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا پس ان رسولون نے بھی انکے جھٹلانے پر صبر کیا۔ وَأُوذُوا اور
[illegible] ف۔ حاصل آنکہ برابر تکذیب و ایذا پر صبر کرتے رہے حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا یہان تک کہ
[illegible] مدد پہونچی [illegible] کہ قوم موذی ہلاک و نیست ہوئی۔ پس تو بھی صبر کر یہان تک کہ تیری قوم کے سرکش ہلاک ہون اور تجھکو غلبہ ہو
وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ اور اللہ تعالیٰ کے کلمات تقدیر کا کوئی بدلنے والا نہین ہی ف۔ یعنی وعدۂ فتح و نصرت جو بندگان
[illegible] ہی اسکا بدل کوئی نہین ہی۔ کما قال تعالیٰ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وان جند
[illegible] کے لیے سابق ہو چکا کہ وہی تو منصور رہین اور ہمارے ہی لشکر غالب رہین۔ اور فرمایا۔ کتب اللہ
[illegible] اللہ نے لکھدیا کہ مین اور میرے رسول ہی غالب ہونگے۔ م۔ پس اسمین خبر غیب و وعدہ

Marfat.com

ونصرت ہو- وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِىٔ الْمُرْسَلِيْنَ اور البتہ تحقیق [illegible]
اخبار انبیاء دیگر تجھکو پہونچ چکے کہ کیونکر وہ مظفر ومنصور ہوئے پس وہی سنت الٰہی جاری [illegible]
تبعیضیہ ہو کیونکہ آنحضرت صلعم کو اخبار بعض انبیاء پہونچے تھے لیکن چونکہ وعدہ فتح ونصرت [illegible]
چکین تو اطمینان کے واسطے کافی ہو کہ عموم نصرت مراد ہو فافہم - وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ [illegible]
اپنی قوم کے اعراض سے غمناک ومحزون ہوتے اور خواہشمند ہوتے کہ جو معجزات یہ مانگتے جاوین [illegible]
ایمان لاوینگے اور وہ کبھی کہتے کہ مکہ چوڑا ووسیع ہوجاوے اور کوہ صفا سونے کا ہوجاوے یا [illegible]
اور جو معجزات دکھلائے جاتے انپر اکتفا نہین کرتے پھر اور مانگتے تھے تو اللہ عزوجل نے فرمایا [illegible]
تجھپر انکا منھ موڑنا گران گزرتا ہو پس - فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِىَ نَفَقًا فِى الْاَرْضِ [illegible]
سرداب زمین مین ڈھونڈھے ف تاکہ تحت الثریٰ کی طرف پہونچکر کوئی آیت لادے جو مانگین اَوْ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ
یا سیڑھی کہ آسمان مین لگاوے - فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ پھر انکے پاس معجزہ وآیت لادے ف [illegible]
اس سے تعلیق بمحال مقصود ہو اور معلوم ہوا کہ یہ دونون باتین ازراہ عادت ووقوع کے محال ہین اور [illegible]
یہ کہ قوم قریش سے جو روگردانی واعراض واقع ہوا یہ سابقہ علم ازلی ہو کہ انمین سے بعض کے حق مین کفر مقدر ہو [illegible]
ہو اور آنحضرت صلعم کی استطاعت وقدرت مین اسکی اصلاح ممکن نہین ہو بدون ارادۂ الٰہی کے پس ایک محال [illegible]
اس امر محال کی قدرت ہو تو کر - اور خلاصہ یہ کہ یہ اصلاح تیرے امکان مین نہین ہو پس تو غمناک مت ہو [illegible]
ہو کیونکہ حکمت الٰہی اس سے برتر ہو کہ بندہ اسکو ادراک کرے - اور اسمین بڑی دلیل صدق نبوت آنحضرت صلعم کی [illegible]
تک ہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ آیا یہ لوگ قریش کے جو معدود ہین سب مسلمان ہوجاوینگے یا نہونگے [illegible]
نہونگے اور بدون وحی وغیب کی خبر کے کوئی نہین ایسا کرسکتا کہ چند معدود کے حق مین کہدے [illegible]
کہا گیا کہ خطاب اگرچہ رسول اللہ صلعم کو تھا لیکن امت والون کو بھی اسپر عمل واجب ہو کہ کافرون [illegible]
بر تعجب سے نہ دیکھین الا آنکہ قدرت الٰہی کا مشاہدہ کرین اور غم نہ کھاوین کیونکہ اسمین حکمت الٰہی [illegible]
حکمت کو اور مصلحت کو بندہ کی عقل ناچیز ادراک نہین کرسکتی ہو اور یہ ہوگا جب تک کہ اللہ [illegible]
ہو اسی واسطے فرمایا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى اگر اللہ تعالیٰ [illegible]
تو وہ سب بات پر قادر ہو ولیکن اسنے نہین چاہا کیونکہ اسمین اسکی حکمت ومصلحت ہو اور [illegible]
مِنَ الْجٰهِلِيْنَ سو تو جاہلون مین سے مت ہو ف کیونکہ کافرون کے [illegible]
ہوجاوین یہ جاہلون کی شان ہو اور آنحضرت صلعم کو اوتعالےٰ نے اس سے پاک کیا [illegible]
ان باتون کو حضرت حق عزوجل عالم الغیب والشہادۃ کی حکمت پر چھوڑ دے اور [illegible]
تھے کہ دوزخ کی آگ سے بچ جاوین اور اس جہالت وظلمت سے نکلین اور [illegible]
اب اس غم ورنج سے بالکل الگ ہون اور حدیث شریف [illegible]

Marfat.com

[illegible] دان [illegible] نے اسمین گرنا شروع کیا اور کتنے ہی روکے جاتے ہین نہین مانتے ہین ویسے ہی لوگون کا حال ہی
[illegible] ہر گک مجھپر زبردستی کرتے اور جھوٹ جھوٹ آگ مین گھسے جاتے ہین - پھر اوتبارے عزوجل نے آپ کو
[illegible] کمال آپ کو ہوا اور خود ظاہر اسقدر ہی کہ فرمایا - اِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ یعنی تیری
[illegible] بول کی کہ جو کلام کو سنتے اور سمجھتے ہین - وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ اور مردون یعنی کافرون کو تو اللہ تعالیٰ
[illegible] ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ پھر اللہ تعالے کی طرف پھیرے جاوینگے ف ــــ وہ انکو انکی بدکاریون کی سزا دیگا - اور
[illegible] ہر دو فریق مین سے ہر ایک ــ کی طرف راجع ہو یعنے ہر ایک کو اسکے لائق بدلا دیگا پس زندون یعنے مومنون کو ثواب دیگا
[illegible] کافرون کو عذاب دیگا اور کلام مین حسن بلاغت ہی کہ کافرون کو قبرون سے زندہ کرکے اُٹھاویگا حالانکہ وہ مردے ہونگے جیسے
[illegible] اسمین دلیل ہی کہ حقیقی زندگی وہ ہی جو ایمان سے زندہ اور دل کا زندہ ہو - ابن کثیر رح نے ذکر فرمایا کہ علی بن ابی طلحہ نے قولہ
[illegible] علی الھدیٰ - مین ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس امر پر حرص کرتے تھے کہ سب لوگ ایمان
[illegible] ہدایت پر ہو جاوین پس حق تعالے نے خبر دیدی کہ نہین ایمان لاویگا مگر وہی جسکے واسطے اللہ تعالی کی طرف سے ذکر اول مین
یعنے ازل مین لوح محفوظ مین
[illegible] سابق ہو چکی ہی اور واضح ہو کہ ہدایت مین عبارت کو دخل نہین حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل مستقیم تھے کہ - بعثت بجوامع الکلم و
[illegible] العرب والعجم - یعنے مین مبعوث ہوا اس حال سے کہ میرے کلام جامع ہین اس سے احکام شرع واشارات وحقائق اور وجوہ متعدد
[illegible] طاہر ہو جاتے ہین - قال المترجم اگر کہا جاوے کہ احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم وحی خفی ہین کما استدل بقولہ تعالے
[illegible] عن الہویٰ ان ہو الا وحی یوحیٰ - اور یہی تحقیق ہی تو جواب یہ ہی کہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو بات امر دین وحقائق معرفت مین آپ
[illegible] تھے وہ مضمون بوحی خفی آپ کو القاء ہوتا تھا اور یہ صحیح ہی مگر کلام بیان اس مضمون کو عبارت مین اداکرنے مین ہی پس آپ کمال
[illegible] نبوت مین تھے کہ اسکو اپنے کلام مین اداکرسکتے تھے اور علماء اس بات مین متفق ہین کہ وحی خفی کسی خاص عبارات مین نہ تھی پس اسکو
[illegible] آنحضرت صلعم تعلیم الٰہی تھے بخلاف وحی جلی یعنے قرآن مجید کے کہ اسکے نظم بدیع ومعجز بتعلیم الٰہی عزوجل تھی اسلیے کہ وہ حیطہ بشری
[illegible] قراءات مختلفہ [illegible] مختلف نزول ہین اور اسی واسطے جن قراءات سے احکام مختلف نکلتے ہین انکو علماء ربانی نے بمنزلہ دو آیت کے
[illegible] صحیح ہوا کہ آپنے فرمایا کہ مین دیا گیا ہون قرآن واسکے ساتھ اسکے مثل - یعنی احادیث جو وحی خفی ہین اور اسی کو سنت سے تعبیر
[illegible] دخل ہی کہ احادیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم وحی خفی ہین تاکہ صادق ہو کہ آپ کو وہ عطا ہوئے ہین گو نظم کلام مین اسکو اداکرنے
[illegible] واضح ہو کہ قرآن پاک کے حاصل رکھنے والون کے حالات طرح طرح کے تھے پس حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی
[illegible] بکا برا بلک عینیہ اذا قرا القرآن - یعنی جب قرآن پڑھتے تو اپنی آنکھون کو نہین تھام سکتے تھے بے اختیار بہتے
[illegible] آنحضرت صلعم [illegible] پڑھنا ہی کہ آپ کا سینہ مبارک مثل دیگ کے جوش کرتا تھا یعنے ایسی آواز آتی تھی گویا دیگ جوش کھاتی ہی
[illegible] ایک [illegible] عنہ سے ثابت ہوا کہ نماز مغرب مین آنحضرت صلعم نے سورہ والطور پڑھی گویا میرا قلب اڑا جاتا تھا
[illegible] سے بیان مین نہین آسکتی بلکہ بیان اسکو متحمل نہین کیونکہ بیان حال ایک پتا ہی کہ اسکو
[illegible] ہی اور ایسی ہی عثمان بن عفان رضہ سے ثابت ہوا کہ رات مین قرآن مجید ختم کرتے اور
[illegible] امام الفقہاء رح سے بھی رات مین ختم قرآن نقل ہوا اور ضرور نہین . [illegible]

تمام وکمال قرآن ختم کرنا مراد ہو لیکن یہ تکلف و تصنع و تقشع و تزویر نہیں تھا بلکہ انکشاف خاص تھا اور وہ [illegible]
اقسام وانواع مختلف آیات پر مختلف ہوں تو نہیں دیکھتا کہ ایک آیت پر یعنی قولہ ان تعذبھم [illegible]
الحکیم - پر تمام رات گذار دی حتی کہ صبح ہو گئی - اور یہ بات اوروں کو حاصل نہ تھی پس انکو بعض [illegible]
سے مزید انکشاف تھا پس کشیدہ کشیدہ انکو بڑھا تا لیے جاتا تھا اور چونکہ فہم اصل ہو لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible]
کو سخت تنبیہ سے منع فرمایا اور اجازت نہ دی کہ زیادہ پڑھیں اور خود صریح کر دیا کہ جو نہ سمجھا اسنے کچھ نہ پڑھا [illegible]
کرتے تھے انکو بھی قطعاً منع کیا اور یہ نہیں فرمایا کہ تحقیق یوں ہو اسواسطے کہ وہ لوگ عامل تھے اور خود عمل صحیح معرفت [illegible]
عنایت ازلی متعلق ہو اور مترجم اپنے زمانہ میں سوائے چشم حیران و دیدۂ گریان کے کچھ نہیں دیکھتا نہ فہم ہو [illegible]
خطاب - پس یہی نظر آتا ہو کہ یہود و نصاری مشرک ہو کر بلاغت کلام اللہ ڈھونڈھتے اور ٹٹولتے ہیں اور بہت سے [illegible]
بیچارے مسلمان پریشان خاطر خود ہی بے بہرہ ہیں کیونکہ توحید و تقوی و اسرار سنت سے نیچے پڑے ہیں اللھم [illegible]
وانت الرحم الراحمین - اہل معرفت و علماء جو محض ظاہر یہ طریقہ نہیں رکھتے ہیں وہ خوب قرآن مجید کے اعجاز پر یقین رکھتے ہیں [illegible]
معجزہ ہو کہ ایک ہی خطاب ہو جو عوام بنی آدم اور خواص کو عام ہو اور بلا تردد دونوں کی فہم کے لائق خطاب ہو اور [illegible]
ایک ہی وجہ ایسی ہو کہ بندہ کے امکان سے باہر ہو پھر سوائے مومنین کے دیگر مخلوق سے جو سننے کی نفی کی تو یہ معنی نہیں کہ [illegible]
کانوں سے نہیں سنتے کیونکہ وہ بہرے نہیں تھے بلکہ یہ معنی ہیں کہ مشاہدہ و معرفت کا سننا اور سمجھ کا سننا نہیں سنتے تھے - ابن عباس [illegible]
فرمایا کہ حق سبحانہ تعالے نے خبر دی کہ سننے والے ہی زندہ ہیں اور یہ اہل خطاب و قبولیت ہیں اور قولہ والموتی یبعثھم اللہ سے [illegible]
کہ باقی لوگ مخلوق کے مردے ہیں - قال المترجم آگاہ رہنا چاہیے کہ حدیث شریف میں صحیح ہو اکہ مردے پر [illegible]
ہوتا ہو اسکو سوائے جن و انسان کے تمام مخلوقات اس مردے کی آہ و زاری سنتی ہو اور ان دونوں جن و انسان پر [illegible]
ہو اگر یہ سنتے و دیکھتے تو ایمان بالغیب کے کوئی معنی نہ تھے پس ہوشیار رہنا چاہیے

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ
اور کہتے ہیں کیوں نہیں اتری اس پر کچھ نشانی اسکے رب سے تو کہہ اللہ کو قدرت ہو [illegible]
اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ [illegible]
نشانی ولیکن ان بہتوں کو سمجھ نہیں اور کوئی چلتا نہیں [illegible]
يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ [illegible]
اڑتا ہے دو پر سے مگر ایک ایک امت ہو تمہاری طرح [illegible]
اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ [illegible]
اپنے رب کیطرف اکٹھے ہونگے اور وہ جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں بہرے ہیں [illegible]
مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى [illegible]
جسکو چاہے اللہ گمراہ کرے اور جسکو چاہے [illegible]

Marfat.com

اور کہا کافرون نے تکذیب پرستون نے کہ - لولا نزل علیہ آیۃ من ربہ کیون نہیں اتاری گئی محمد پر کوئی آیت
نشانی صدق نبوت کی اسکے پروردگار کی طرف سے ف لیعنی مانند ناقۂ صالح علیہ السلام وعصاے موسیٰ و مائدہ عیسیٰ کے
انہون نے روحانی آیات پر اکتفا نہیں کیا مانند قرآن مجید معجز کے جسکے مثل لانے سے عاجز تھے اور جیسے چاند کے دو ٹکڑے
درخت وغیرہ و سنگریزون نے آنحضرت صلعم کی صدق نبوت پر گواہی دی - بالجملہ مقصود فقط یہ کہ نمائیں اور تعنت سے [illegible]
یعنی جیسے [illegible] نے مقام پر نقل فرمایا کہ کہتے تھے کہ - لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا الآیۃ - قل ان اللہ قادر
علیٰ ان ینزل آیۃ یعنی کہدے ان ہٹ دھرمون سے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ اتار دے آیت ف لیعنی جیسے تم
چاہتے ہو ایسی کو نازل کردے انکی قدرت بہت بڑی ہے - بعض نے کہا کہ آیہ سے ایسی آیت مراد ہے جو خواہ مخواہ انکو ایمان لانے پر مجبور
کرے لیکن اسوقت مین امتحان بتکلیف ایمان کا فائدہ جاتا رہیگا - اور نیز اگر اسوقت بھی ایمان نہ لائے اور ہرگز نہ لاوینگے جیسکہ انکے
حق مین کفر مقدر ہے تو ضرور عذاب نازل ہوگا اور رحمت الٰہی سے اس امت سے یہ عذاب دنیا مین مرتفع فرمایا گیا ہے - ولکن
اکثرہم لا یعلمون لیکن انمین سے بہیترے جانتے نہیں ہین ف لیعنی نہیں جانتے کہ ایسی آیت کا اُترنا بلا ہے کیونکہ پھر ایمان
نہ لانے تو ضرور ہلاک ہونگے جیساکہ طریقہ الٰہی جاری ہوچکا اور قوم صالح ع بعد ناقہ پیدا ہونے اور ایمان نہ لانے کے ہلاک ہوئی اور عیسیٰ
علیہ السلام کے مائدہ مین نافرمانی کرنے والے ہلاک ہوئے اور واضح رہے کہ بعثت انبیاء سابقین کی اکثر خاص خاص قوم کے واسطے
تھے پس انکی آیت ملنے کے بعد اسی خاص قوم پر ایمان لانے سے عذاب آیا - آنحضرت صلعم کی بعثت عام ہے نہیں فقط مکہ والون
کو ایسی تعنت وعناد سے عام عذاب نہوگا لہذا انکی جہالت پر تنصیص فرمائی اور واضح ہو کہ قولہ ان ینزل آیہ - مین ابن کثیر رح نے
ینزل از انزال پڑھا اور باقیون نے تنزیل سے پڑھا ہے - اور یہ حکمت عدم تنزیل آیہ کے جو مفہوم ہوتی ہے کہ ایک امت کے انکار سے
عام مستحق ہلاک ہون اسپر آگے کے کلام مین اشارہ ہے - وما من دابۃ من زائدہ ہے بغرض شمول و استغراق کے - اور دابۃ
مذکر و مونث دونون پر بولا جاتا ہے اور وہ ہر جاندار جو زمین پر چلتا ہو - فی الارض متعلق بدابۃ ہے در اصل دابۃ از دب یدب ہے
اور فی الارض بطریق توضیح ہے جیسے قولہ ولا طائر یطیر بجناحیہ خاص بانداز ولیس طائر اُڑتا ہے اپنے بازو سے لیکن بجناحیہ
توضیح ہے اور یہ دفع وہم ہے کہ شاید مجازاً آدمی تصور کرین کیونکہ عرب طیران کو جلدی و سرعت کے معنی مین بولتے ہین کہ طر [illegible]
فلانے میرے کام مین اُجلت یعنی جلدی کر پس قولہ یطیر بجناحیہ سے دفع کردیا کہ مجاز مراد نہیں [illegible] آنکہ نہیں کوئی جانور چلنے والا کہ
زمین پر چلتا ہو اور نہ کوئی پرند جو دونون بازو سے اُڑتا ہے - الا امم امثالکم مگر آنکہ وہ بھی تمہارے مثل امتین ہین ف
اور مثل ہونا اس بات مین کہ انکی پیدائش ورزق وحالات بھی مقدر ہین جیسے تمہارے مقدر ہین - عن مجاہد رح ہر صنف وقسم جدا جدا
امم ہے - عن قتادہ پرندہ ایک امت ہے اور انسان ایک امت ہے اور جن ایک امت ہے عن السدی تمہارے مثل مخلوق ہین - عن ابن عیینہ
ہر ایک مین بھی انسان کی مماثلت موجود ہے جیسے شیر کہ حملہ کرتا اور دوسرون کو مار ڈالتا ہے اور سور حریص ونجس کھاتا ہے اور کتا خود نجوہ
بھونکتا ہے اور مانند اسکے پرندون مین ہین - وقیل غیر ذلک - اور حدیث مین ہے کہ اگر کتا منجملہ امتون کے ایک امت نہوتی تو مین اسکے قتل کا
حکم دیتا مگر انمین سے ایک رنگ کالے کو مار ڈالو - کمافی روایۃ الترمذی وغیرہ - مترجم کہتا ہے کہ اس سے اشارہ نکلا کہ ان آفرینش کا نزول
[illegible] عام امتون جاندارون پر عذاب نہیں آسکتا - اور اب تو معلوم ہوا کہ امت اسلامیہ [illegible] ہوگی - پھر عام عذاب ان ازلی

Marfat.com

کافرون کے وجہ سے کیونکر آتا کہ دنیا مین کوئی باقی نہ رہتا۔ امام رازی رح نے کبیر مین واحدی رح سے ایک جماعت کے نزدیک یہ جانور چرند و پرند دریائی خشکی کے اصناف امم ہین اور ہر ایک کسی کے واسطے جدا جدا امت کہ انمین انکے پیغمبر بھی ہوتے ہین بدلیل قولہ تعالے وان من امۃ الاخلا فیہا نذیر۔ یعنی کوئی امت نہین مگر آگے اور یہان کی آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جانور بھی امت ہین پس ثابت ہوا کہ انمین بھی پیغمبر ہوئے ہیں اور قولہ ان من شیٔ الا لاتفقہون تسبیحہم سے ہر ایک کا تسبیح کرنا ظاہر اور قولہ سبح للہ ما فی السموات وما فی الارض۔ و دیگر آیات سے بھی ثابت ہو اور اما سے ہین۔ اور قولہ سخرنا مع داود الجبال یسبحن والطیر۔ اور دیگر آیات و احادیث مین پتھرون وغیرہ کی تسبیح بھی ثابت اور اونٹ کا سجدہ کرنا اور گوشت پختہ کا جسمین زہر تھا آپ کو آگاہ کرنا اور دیگر نصوص اس مذہب کے پوری تقویت کرتے ہین ولیکن عوام اور لوگون کی سمجھ سے باہر ہی لہذا تاویل کرنا چاہیے۔ اور حدیث خمس فویسقۃ یقتلن فی الحرم الحدیث حالت احرام مین اور مقام حرم مین بھی فاسق کا قتل روا ہوتا اوپر مذکور ہو چکا۔ بالجملہ تحقیق مقام ایک بسط چاہتا ہی اور تفسیر قولہ تعالے وان منہا لما یہبط من خشیۃ اللہ پارہ الم سورہ بقرہ کی تحت مین ایک جملہ صالحہ مترجم نے ذکر کر دیا ہی رجوع کرنا چاہیے۔ پھر اس مقام پر کہا گیا کہ تو لہم امثالکم سے وجوہ جنمین مماثلت ہی عموماً لینا چاہیے۔ **مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ** من زائدہ بغرض تاکید استغراق ہی اے ما ترکنا فی اللوح المحفوظ شیئاً ہم نے لوح محفوظ مین کوئی بات چھوڑی نہین **ف** یعنی سب مذکور ہی اور بعض نے کہا کہ قرآن مجید مین ہر چیز مذکور ہی لیکن علم و معرفت سے سب حاصل ہوتا ہی وقد قال تعالے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ ہم نے تجھپر کتاب نازل فرمائی ہر چیز کا واضح بیان ہی۔ اور علماء نے کہا کہ سب مذکور ہی لیکن معرفت و فہم پر اسکا ظہور ہی چنانچہ آنحضرت صلعم پر خوب وضوح تھا اسی واسطے آپ کی نسبت تبیان فرمایا اور وہ واضح بیان کو کہتے۔ اور بعض نے کہا کہ وجہ بیان کو کہتے ہین پس ہر ایک کے واسطے ہوگا کیونکہ اجمالی اسکے علاوہ ہے تبیان ہین۔ **ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ** پھر یہ لوگ اپنے رب کی جانب حشر کیے جاوینگے **ف** بعض نے کہا کہ ضمیر عقلاء وہی آدمی دلالت کرتی ہی کہ کفار کے ذکر سے متعلق ہی اور بیچ مین جملہ معترضہ ہی اور نیز محشور ہونا دواب و بہائم و جمادات کا اسلیے نہین کہ وہ خطاب و ثواب و عقاب کی فہم نہین رکھتے اور مکلف نہین ہین۔ وقال الجمہور بلکہ یہ سب سے متعلق ہی یعنی جملہ امم مذکورہ از بنی آدم و جن و طیور و دواب سب محشور ہونگے اور ضمیر عقلاء اس اعتبار سے امم غیر عاقلہ کو بوجہ شمل ہونے کے امم عاقلہ کے مانند جاری کیا۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ دواب و طیور وغیرہ کا بھی حشر ہوگا مانند جن و انسان کے۔ قال المفسر رح فیقضی بینہم ویقتص للجماء من القرناء ثم یقال لہم کونوا ترابا۔ پھر انمین فیصلہ و انصاف کردیا جائیگا اور سینگون والے سے بے سینگون والے کا قصاص لیا جائیگا اگر اسنے زیادتی کی ہی پھر کہا جائیگا کہ تم سب خاک ہو جاؤ اور یہی ایک جماعت سلف سے جنمین حضرت ابوہریرہ رضہ و ابوذر رضہ بھی ہین مروی ہوا۔ اور ابن عباس رضہ و ضحاک و مجاہد سے مروی ہوا کہ ان کا حشر یہ کہ مر جاوین۔ اور قول اول اصح ہی کیونکہ امام احمد نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے دو بکریون کو لڑتے دیکھا تو فرمایا کہ اے ابوذر تو جانتا ہی کہ یہ کس بات مین لڑتی ہین۔ مین نے عرض کیا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ لیکن اللہ تعالے جانتا ہی اور عنقریب دونون کے درمیان انصاف فرمادیگا۔ اور عبدالرزاق نے اسکو ابوذر رضہ سے ایک جماعت صحابہ کے خطاب سے روایت کیا یعنی آنحضرت صلعم نے جماعت صحابہ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ کیون لڑتی ہین الے آخر الحدیث اور ابن جریر کی روایت مین اسقدر زیادہ ہی کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے ہم کو ایسے حال مین چھوڑا کہ کوئی اڑنے والی چڑیا بھی ہی اسکا بھی ہم سے علم بیان فرمایا اور صحابہ

[illegible] قیامت کے روز سینگون والے سے بے سینگون والے کا بھی قصاص لیا جائیگا- رواہ ابن احمد فی مسندا بیہ- اور حدیث صحیح
[illegible] یہ مضمون موجود ہے وشیخ سیوطی رح نے بیان کیا- اور عبدالرزاق نے ابوہریرہ رض سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ چوپایات
و دواب و بہائم و پرندے ہر شے جملہ مخلوق سب محشور ہونگے پھر اس دن اللہ تعالے عزوجل کا انصاف یہان تک پہونچیگا کہ سینگون والے
سے بے سینگون والے کا قصاص لیگا پھر فرمادیگا کہ تم سب خاک ہوجاؤ- اسی سبب سے کافر تمنا کرینگے جیساکہ فرمایا ویقول الکافر یالیتنی کنت ترابا-
یعنی اے کاش مین مٹی ہوجاتا- شیخ ابن کثیر رح نے کہاکہ حدیث الصُّور مین یہی بات مرفوع آنحضرت صلعم کی حدیث مروی ہے- وفی المدارک-
جب اللہ عزوجل نے اپنی مخلوقات وآثار قدرت سے وہ کچھ بیان فرمایا جو اسکی ربوبیت پر شاہد اور اسکی عظمت وجلال پر پکار پکار کر گواہی
دیتا ہے تب پھر فرمایا وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور جن لوگون نے ہماری آیات کو جھٹلایا یعنی قرآن کو- صُمٌّ- وہ بہرے ہین
[illegible] آیات یعنی قرآن کے سننے سے یعنی قبولیت کے کانون سننے سے بہرے ہین- وَبُكْمٌ- حق بات بولنے سے گونگے ہین ف
یعنی اللہ تعالے کی وحدانیت وربوبیت پر اقرار وشہادت نہین دیتے ہین- فِي الظُّلُمٰتِ یعنی کفر کی تاریکیون مین انکا یہ حال ہے کہ
باوجود اس ظہور ووضوح آثار قدرت وعظمت کے انکو کچھ نہین سوجھتا ہے اور کیونکر سوجھے کہ خالق حکیم تعالے کی مشیت ہے- مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ
اضلالہ- وہ مخلوق کہ چاہتا ہے اللہ تعالے اسکو گمراہ کر دینا يُضْلِلْهُ اسکو گمراہ کر دیتا ہے یعنے مشیت ازلی مین جسکے حق مین گمراہی مقدر
ہوئی وہ یہان گمراہ ہوتا ہے- وَمَنْ يَّشَاْ ہدایتہ- اور جسکی ہدایت چاہتا ہے- يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ- اسکو راہ استقیم یعنی توحید
واسلام پر کر دیتا ہے ف وہی قادر مختار ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اسپر کوئی اعتراض نہین ہے- اور اسمین صریح دلیل ہے کہ ہدایت دینے والا اور
گمراہی دینے والا اللہ تعالے ہے اور جسکو اسنے جو کچھ دیا وہ عدل ہے وہی قادر مختار ہے- وقد قال تعالے فی مثال الکفار فی سورۃ النور او کظلمات
فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمات بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراہا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور
یعنی کافرون کے نفوس مین گمراہی کی یہ مثال ہے کہ جیسے تاریکیان کسی موجدار سمندر کے بھنور مین کہ اسکو موج چھائی ہے پھر اسپر موج ہے اسپر سحاب
ہے تاریکیان بعض پر بعض ہین کہ ہاتھ نکالے تو نظر آتا نہین لگتا اور اللہ تعالے نے جسکے لیے نور نہین کیا اسکے لیے کچھ نور نہین ہے- اور تفسیر
اسکی لطیف واسمین اشارات ہین کہ انشاء اللہ تعالے اسکی تفسیر مین آوینگے ف فی العرائس قولہ تعالے وما من دابۃ فی الارض و
لا طائر الآیۃ- اللہ تعالے نے سوائے جن وآدمی کے ملائکہ ودیگر حیوانات کو چرند پرند کوئی ہون فطرت [illegible] اور جبلت معرفت پر پیدا کیا ہے اور
انکو معرفت وایمان وایقان کے واسطے حکم وخطاب ہے اور ان جانورون کے واسطے انکے اسرار باطنہ مین راہین منور بانوار عقل ہین جو اسکی
درگاہ ازلی تک پہونچی ہوئی ہین اور اُنسے نور افعال ولطائف صنعت کو دیکھتے ہین اور حالت انکی مقصود اسی صورت پر نہین جسکو ایک غافل
آدمی دیکھتا ہے اور انکو بے عقل سمجھتا ہے- قال المترجم حدیث صحیح مین فضائل جمعہ مین آیا ہے کہ اسی روز قیامت قائم ہوگی اور آیا ہے کہ
سوائے جن وانسان کے ہر جانور اسکے صبح کے انتظار مین خوفناک ہوتا ہے کہ شاید یہی روز قیامت ہو- قال الشیخ اور ان جانورون کی
[illegible] حرکت واضطراب اس خالق پاک کی درگاہ کی طرف سے ایک قوت خاص سے ہے اور انکی یہ آوازین اور یہ خوش الحانیان اور چیخ و
[illegible] ایک خاص نسیم شوق سے ہے جو انکو عالم ملکوت سے پہونچتی اور انوار جبروت سے ظاہر ہوتی ہے اور انکو موافق اپنی قدر معرفت
[illegible] کی طرف ذوق وشوق ہے اور مین نے سُنا کہ سمنون محب رحمہ اللہ جب محبت مین وعظ فرماتا تو قندیلین پھٹ جاتی
[illegible] تھے- ایک روز مجلس مین کلام کرتے تھے کہ ایک چڑیا انکے سامنے گری اور زمین مین اپنی چونچ داب دی

Marfat.com

اور قطرہ خون اس سے ٹپکا اور جان دیدی- اوّل ایسی ہی بہت سی حکایات آثار و اخبار مین تمام حیوانات [illegible]
پرندہ وحشرات الارض سے مروی ہین اور عرب کے اونٹ کا حدی پرست ہو جانا معروف ومشہور ہوا اور آنحضرت [illegible]
بدون طلب معجزہ وغیرہ کے اور دارمی وغیرہ کی روایات مین آنحضرت صلعم کو درخت وحجر وہر کنکر پتھر کا سلام کرنا [illegible]
گریۂ ستون خانہ معروف ومشہور ہی- (م) اور کیون نہین کہ خود اوتعالےٰ جل جلالہ نے فرمایا- ومن دابۃ فی الارض [illegible]
الا امم امثالکم- یعنی تمہاری مثل ہین اس بات مین کہ وہ مخلوق ہین اور حق عزوجل کے طلب مین سرگرم ہین اور [illegible]
پاک کرتے ہین اور اسکے قدیم ہونے کو یقین مین لاتے اور حدوث کے صفات سے اسکی پاکی اپنے باطن سے بیان کرتے [illegible]
صنع لطیف مین اعتبار کرتے ہین جس سے انوار صفات کا عالم مین ظہور ہی- قال المترجم وتحقیق ثابت ہوا کہ [illegible]
ہین اور مروی ہوا کہ گرگٹ بھی کافرون کے ساتھ اس آگ کے پھونکنے مین شریک تھا جو نمرود مردود نے حضرت ابراہیم علیہ [illegible]
کو پھونکی تھی پس مثل ہونا آدمی وجن کے ساتھ جملہ وجوہ سے ثابت ہی لیکن یہ واضح رہے کہ انکی استعداد معرفت کی ایسی نہین [illegible]
حاصل ہی تو انسان جو استعداد مین نہایت اکمل المعرفہ ہی اسکے برابر کہان سے ہوگی- پھر شیخ نے لکھا کہ ان جانورون وغیرہ [illegible]
ہونا اس بات مین ہی کہ انکی خلقت عالم ملک وشہادت سے ہی جو منور بانوار افعال ہین اور آدمی وملائکہ کے اجسام بھی عالم افعال [illegible]
مخلوق ہین لیکن انکی روحین عالم ملکوت سے پیدا ہین اسی واسطے دیگر مخلوقات سے آدمی وملائکہ کو فضیلت ہی- وقد قال تعالیٰ [illegible]
کرمنا بنی آدم الآیۃ- مترجم کہتا ہی کہ بعض علماء رح نے مزید توضیح سے انسانی استعداد معرفت کو اعلیٰ و اکمل ثابت کیا ہی پھر شیخ نے [illegible]
کہ ولا طائر یطیر بجناحیہ- مین دونون بازو سے مین یہ اشارہ سمجھتا ہون کہ ان اخلاق جمیلہ کے بازو ہین جو آدمیت کے واسطے [illegible]
اور جنکی نسبت حدیث مین فرمایا کہ تم مین بہتر وہ ہین جنکے اخلاق اچھے ہون اور انھین کی درستی ابتدائی معرفت سے [illegible]
ہوجاتی ہی- مانند توکل ورضاء- اور آیندہ بعض آیات مین آویگا کہ کائن من دابۃ لاتحمل رزقہا اللہ یرزقہا وایاکم الآیۃ- یعنی [illegible]
دواب ہین کہ اپنا رزق اُٹھاتے نہین یعنی لادے نہین پھرتے اور اللہ تعالےٰ انکو اور تمکو رزق دیتا ہی- یعنے وہ توکل وغیرہ [illegible]
ثابت قدم ہین- پھر شیخ نے کہا اور دو بازو سے خوف و امید- اور فناء وبقاء- اور ایمان وتقویٰ- اور نعمت وبلا [illegible]
اور عبودیت وربوبیت- اور معرفت ومحبت- ہین ان بازوؤن سے انکو ہرب وطرب اور شوق وطلب مین پرواز ہی- اور ظاہر [illegible]
مین یہ ہی کہ جملہ امم کی جبلیت چار عناصر سے ہی اور جبلیت روحانیہ وحیوانیہ سے انکی انشاء ہی اور کھانے پینے اور حرکت [illegible]
نفسانیہ مین مانند حرص وغضب ونعمتون کے ساتھ بھوپڑین کرنے مین مساوی ہین اور مرجع انکا اصلی فطرت [illegible]
یعنے زمین سے پیدا ہوئے اور زمین مین مرکر مل جاوینگے اور اسی سے دوبارہ قیامت مین اُٹھائے جاوینگے [illegible]
مین سے حضرت عطاء رح کا قول ہی کہ امثالکم کے معنی یہ کہ توحید ومعرفت مین تمہارے مثل ہین اور بعض نے کہا کہ [illegible]
کیونکہ تمام مخلوقات ان امتون مین سے جسقدر ہی سب حضرت خالق جل جلالہ کی قدرت کاملہ سے پیدا ہین [illegible]
الٰہی ازلی سے خاص خاص طریقے واضع ہوئے ہین پس توحید ملائکہ واضح ہی اور آدمیون کی معرفت کے [illegible]
طریقہ ہی اور حیوانات دیگر مانند چرند وپرند وغیرہ کی طبیعت مجبول بمعرفت ہی کہ انکو اپنے خالق وصانع [illegible]
صفات تک مندلیۂ انوار فعل کے بدون بیان بلا اشکال پیدا ہوتا ہی- قال المترجم- [illegible]

Marfat.com

[illegible] انسان رسولون علیہم السلام سے نیض ہر قسم کے کسی فرد خاص کو موافق حالت انسانی کے ہوتا ہی اور وہی انکا [illegible] مین سے کسا گیا کہ بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عام ہی یہان تک کہ حیوانات وحشرات کو بھی شامل ہی و [illegible] کا ما سبق سے واضح ہی فافہم۔ قولہ ما فرطنا فی الکتاب من شئ یعنی مخلوق کو جس چیز کی احتیاج دربارہ عبودیت و [illegible] کے ہی مترجم نے اپنی کتاب پاک مین بیان کردی کہ کوئی حال وکوئی مقام وکوئی وجدان اور کوئی ادراک اور کوئی معرفت [illegible] دیدار ومشاہدہ [illegible] ہم لے بیان نکیا ہو۔ کلام حضرت باری تعالی اسکی صفت خاصہ ہی جسنے جمیع صفات کا عرفان اور صفات سے [illegible] بیان کردیا اس سے او تعالے نے اگلون وپچھلون جملہ عالم کے اسرار سے آگاہ کیا۔ لبعض نے فرمایا کہ نہین چھوڑا [illegible] کتاب مین کسی مخلوق کا ذکر۔ ولیکن کتاب مین اسکے ذکر کو دیکھتا نہین کوئی شخص سوائے ان بندون کے جنکو انوار معرفت سے [illegible] حاصل ہی۔ قولہ والذین کذبوا بآیاتنا صم وبکم فی الظلمات۔ اسمین اللہ تعالے نے ان لوگون کا ذکر کیا جنکو غیب سے انکے دلون پر [illegible] ہوتا ہی مگر وہ اسکے مقابلہ مین اپنے نفوس سے معارضہ لاتے ہین اور باطل خطرات سے سچے خطرات کو رد کرتے اور جھٹلاتے ہین [illegible] حق وباطل مین تمیز نہین ہی اور یہ اسوجہ سے کہ گمراہی کے ٹھینٹھ انکے کانون مین بھرے ہین کہ مقام شہود مین انھون نے اپنے [illegible] اللہ تعالے کی طرف نہین لگایا اور ہیبت ومحبت کے ساتھ انکے اسرار باطنہ کی زبان پر کبھی نام الٰہی نہین آیا اور سبب اسکا یہ ہی [illegible] نفوس اپنی نفسانی خواہشون کے اندھیرے مین ناپ رہے ہین اور حاصل آنکہ جس شخص نے خواطر حق کو جھٹلایا جو اللہ تعالی کی طرف سے اسوقت آئے تھے کہ توحید وخلوص ایمان کا الہام بروقت دیدار معجزات انبیاء وکرامات اولیاء انپر ہوا پس اسنے اسرار کے کان اور بینائی باطن کی آنکھون کو پردہ ضلالت سے ڈھک لیا تاکہ او تعالے کا کلام غیبی نہ سنے اور برق انوار غیب کو نہ دیکھے اور حق تعالے کے ملکوت کو شاہدہ نکرے اور اپنے نفس امارہ کی تاریکیون وشیطان کافر کی گمراہیون مین پھنسا پڑا رہے اسکو یہ قدرت نہین کہ اللہ تعالی کو یاد کرے اور اسکی معرفت مین پہونچے۔ لبعض نے کہا کہ او تعالے نے اپنے خالص بندون پر جو معجزات وکرامات فرمائے اسکو سچا نجانا اور اندھے بہرے انوار وخطاب سے اپنے نفس کی ظلمات واجسام کی صورتون مین پڑے رہے۔ قولہ من یشاء اللہ یضللہ ومن یشاء یجعلہ علی صراط مستقیم مشیت دو طرح پر واقع ہوتی ہی مقبول بندون پر قبول کی اور مردود بندون پر دور کردینے کی اور ادل سے رضامندی کی اور دوم سے نارضامندی وخشم وغضب کی۔ موافق اسکے ازل مین سعادت وشقاوت جاری ہوچکی ہی۔ پس جو شخص کہ اپنے [illegible] ارادہ مین صادق نہو اسکو حق تعالے ظلمات قہر مین گمراہ کردیتا ہی اور یہ غیرت وصل ہی تاکہ جو اللہ تعالے کی محبت مین صادق نہین [illegible] اسکو وصول نہو اور جو بندہ کہ ابتداء ارادت مین صادق تھا اور اسنے دنیا مین اپنا عہد مضبوط لبسبب پیروی نفس کے اور فرمانبرداری [illegible] نہین [illegible] تعمیم اسکو نہین ہوئی اگرچہ مقام التباس مین خواب غفلت مین چندے پڑا رہا ہوگا پس الہام وانذار سے [illegible] ہونے کے وقت ہوشیار ہوگیا اور ہادی خیر کی متابعت کرلی تو حق تعالے خود ہی اپنی طرف اسکو راہ دیتا ہی اور معرفت وطاعت [illegible] مستقیم کردیتا ہی۔ پھر عقول روحانی کے واسطے طریق مستقیم یون حاصل ہوتا ہی کہ فکر سلیم اسکو عطا ہوتی ہی۔ اور قلوب کے واسطے [illegible] صفات کی راہین ہین اور معرفت کے ساتھ روحون کے لیے ذات کی طرف راہین ہین۔ قال المترجم اور بہت سے [illegible] رحمہا اللہ نے جا بجا تصریح کردی ہی کہ معرفت صفات وذات سے مشاہدہ وکشف تحقیقی مراد ہی نہ کشف حقیقی اور فرق [illegible] معرفت ہی کہ [illegible] اسکے مطابق ہی جہان تک کہ کشف ہو اور کشف حقیقی وہ دیدار عیانی ہی مثلاً جنت کا علم جہان تک

حاصل ہوا اور آنحضرت صلعم نے بیان کیا اس سے ایک علم حاصل ہوا اور اگر پردہ سے [illegible]
اسوقت حاصل واضح ہوگی کہ جب جنت مین بندہ داخل ہوگا اسی طرح حقیقت صفت و ذات [illegible]
ہو سکتا ہو مگر جسقدر کشف تحقیقی بیان ہوگا اسقدر قیامت مین فضل الٰہی سے حقیقی [illegible]
کشف ہونے" کی قید اسواسطے ہو کہ ادراک ذات وصفات باری تعالے اس طور کہ احاطہ [illegible]
ہو و بعض محققین نے اس بحث سے سکوت کیا کیونکہ علم قطعی شرعی مین احاطہ و عدم احاطہ سے [illegible]
کرتے ہین کہ دیدار حاصل ہوگا اور رہا یہ کہ احاطہ ہوگا یا نہوگا اس سے کوئی بحث نہین کرتے [illegible]
اور بعض مشائخ نے کہا کہ جس شخص کے حق مین اللہ تعالے کا ارادہ بھلائی و ہدایت کے ساتھ [illegible]
پنجہ مین چھوڑا جاتا ہو تاکہ گمراہی و ضلالت مین پڑا رہے اور جسکے حق مین ہدایت کا ارادہ متعلق ہوا [illegible]
پس وہ صراط مستقیم پر اس طرح ثابت رہتا ہو کہ جو قدرت و تقدیر مین جاری ہوا ہو اسپر راضی [illegible]

قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ
تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تمپر عذاب اللہ کا یا آوے تم پر قیامت کیا [illegible]
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ
بتاؤ اگر تم سچے ہو بلکہ اُسی کو پکارتے ہو پھر کھول دیتا ہو جس پر پکارتے تھے اگر چاہے
وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَ ع ١٠
بھول جاتے ہو جنکو شریک کرتے تھے اور ہمنے رسول بھیجے تھے بہت امتون پر تجھ سے پہلے پھر انکو پکڑا سختی مین
الضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۝ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِنْ قَسَتْ
اور تکلیف مین شاید وہ گڑگڑاوین پھر کیون نہ جب پہونچا انپر عذاب ہمارا گڑگڑائے ہوتے اور لیکن سخت ہوگئے
قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا
دل اُنکے اور اُنکو بھلے دکھائے شیطان نے جو کام کر رہے تھے پھر جب بھول گئے جو نصیحت کی گئی انکو کھول دیے ہمنے
عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ
اُن پر دروازے ہر چیز کے یہانتک کہ جب خوش ہوئے پائی ہوئی چیز سے پکڑا ہمنے انکو اچانک پھر تبھی وہ
مُبْلِسُونَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
نا امید پھر کٹ گئی جڑ اُن ظالمون کی اور سب تعریف اللہ کو [illegible]

قُلْ کہدے اے محمد صلعم اہل مکہ سے — أَرَءَيْتَكُمْ اخبرونی - مجھے خبر دو [illegible]
یعنی خبر دیدو کے جگہ رویت یعنی علم سے استفہام اسواسطے رکھا اور یہ نہین فرمایا کہ اخبرونی [illegible]
قال المترجم اگر اخبرونی ترجمہ قرار دیا جاوے نہ تفسیر تو اولے ہوگا اور معنی یہ کہ بھلا تم جانتے [illegible]
دنیا مین اگر عذاب الٰہی تمپر آوے — أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ یا اچانک تمپر قیامت [illegible]

Marfat.com

ایسی حالت مین اَغَیۡرَ اللّٰہِ تَدۡعُوۡنَ کیا غیر خدا کو پکاروگے ف یعنی جنکو شریک بناتے ہو انہین
کو پکاروگے ہرگز نہین پکاروگے۔ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ اگر تم سچے ہو ف اس بات مین کہ بت تمکو نفع پہونچاوینگے
کیونکہ اسوقت نہین پکاروگے۔ حاصل معنی یہ کہ تم بتون کو اپنے حق مین نفع پہونچانے والا اور ضرر دور کرنے والا کہتے ہو تو مین تم سے
پوچھتا ہون کہ بھلا بتاؤ اگر تمپر دنیا مین عذاب الٰہی آجاوے یا قیامت ہی قائم ہو جاوے جسمین ایسا عذاب ہے تم ان لو تو ایسی حالت
مین بتون کو پکاروگے اور اس بلا کے دور ہونے کے لیے بتون کی طرف التجا لاؤگے اگر سچے ہو تو بتلا دوگے کہ نہین تو۔ پھر آگے صحیح
کرتا ہے بَلۡ اِیَّاہُ نہین بلکہ اللہ تعالے ہی کو تَدۡعُوۡنَ پکاروگے سختیون مین فَیَکۡشِفُ مَا تَدۡعُوۡنَ اِلَیۡہِ پس دور کردیگا
اسکو جسکے لیے پکارتے ہو اِنۡ شَآءَ اگر دور کرنا چاہے ف یعنی وہ ہر حال مین ہر بات پر قادر ہے لیکن بعض صورتون مین خلاف اسکے
مشیت و حکمت کے دفع ضرر ہوتا ہے مثلاً ایک شخص موذی ہے کہ لوگون کو سخت دکھ پہونچاتا ہے ڈاکا ڈالتا ہے جانین تباہ کرتا ہے لوگون کے
مال بچے و مال تلف کرتا ہے تو مصیبت کے وقت عذاب مین اسکا تباہ ہونا بہتر ہے تاکہ بہت لوگ امن مین رہین اور مشرکون کا فعل اس سے
زیادہ سخت ہے۔ لہذا یہان شرط لگا دی کہ اسوقت اللہ تعالے ہی سے دعا مانگوگے اور وہ سب بات پر قادر ہے تمہاری مصیبت کو
ہٹا دے بشرطیکہ چاہے۔ وَتَنۡسَوۡنَ مَا تُشۡرِکُوۡنَ اور اس حال مین وہ سب بھول جاؤگے جنکو شریک لاتے ہو ف
کسی کو نہ پکاروگے تمکو خود یقین ہے کہ اللہ تعالے ہی چاہیگا تو یہ عذاب دور ہوگا پھر بھلا غیر کو حالت امن مین کیون شریک بناتے ہو اور
اللہ تعالی کی طرف ہر حال مین کیون التجا نہین کرتے ہو۔ اور اس آیت مین کھلا بیان حق ہے اور آگے آنحضرت صلعم کو خطاب فرما کر سنت
الٰہی کا بیان فرمایا۔ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰۤی اُمَمٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ من زائدہ ہے اور مفعول ارسلنا محذوف ہے بسبب ظہور کے یعنی ارسلنا
رسلاً۔ البتہ ہم نے بھیجے بہت رسول تجھسے پہلے زمانہ مین اگلی امتون کی طرف ف پس نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگون نے اپنے رسول کو
جھٹلایا۔ فَاَخَذۡنٰہُمۡ بِالۡبَاۡسَآءِ پس ہمنے انکو نہایت محتاجی و قحط مین گرفتار کیا۔ وَالضَّرَّآءِ اور مرضون یا عام مضرت
مین ف مانند جانین تلف ہونے و مال جانے اور وبا پھیلنے وغیرہ مین پکڑا اور یہ انکو تنبیہ تھی۔ لَعَلَّہُمۡ یَتَضَرَّعُوۡنَ کہ ابھی
گڑگڑاوین ف و ایمان لاوین کیونکہ مجبوری کے وقت نفس کی سرکشی فرو ہو جاتی ہے و لیکن ان بدبختون کو اثر نہوا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے
فَلَوۡلَاۤ اِذۡ جَآءَہُمۡ بَاۡسُنَا تَضَرَّعُوۡا کیون وہ نہین گڑگڑاتے جبکہ انپر ہمارا بأس یعنی چھوٹے عذاب مین پکڑا جانا
پہونچا تھا ف یعنی باوجود اس مقتضی موجود ہونے کے کیون ایسا نہ کیا اگر نیک بخت ہوتے تو ضرور تضرع کرتے۔ وَلٰکِنۡ قَسَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ
لیکن انکے دل تو قاسی اور سخت ہو گئے ف اور ایمان کے لیے نرم نہوئے۔ وَزَیَّنَ لَہُمُ الشَّیۡطٰنُ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ
اور شیطان نے ان گناہون کو انکے آنکھ مین مزین دکھلایا جو کیا کرتے تھے ف پس انھین پر اڑے رہے اور نہ چھوڑا اور رسول کا
کہا نہ مانا۔ فَلَمَّا نَسُوۡا مَا ذُکِّرُوۡا بِہٖ فلما ترکوا ما وعظوا وخوفوا بہ من الباساء والضراء فلم یتعظوا۔ یعنی پھر جب ترک کیا
انہون نے اسکو پیٹھ پیچھے ڈال دیا اسکو جس سے کہ نصیحت و خوف دلائے گئے تھے یعنی باساء و ضراء کو پس اس سے نصیحت حاصل نکی
اور جب یہ گرفت انکو سودمند نہوئی اور نہ ہسنے تو عجیب پیچ سے عذاب مین ڈالے گئے وہ یون کہ فَتَحۡنَا عَلَیۡہِمۡ اَبۡوَابَ کُلِّ شَیۡءٍ
جمہور کے نزدیک فتحنا از فتح ہے اور ابو عامر کی قراءہ مین تشدید فتّحنا سے از باب تفعیل ہے۔ اور معنی مین بھی تخفیف و تکثیر کا فرق ہے کہ اول
کشادہ کردینے اور دوم زیادہ معنی یہ کہ پھر ہم نے خوب فراخی کے ساتھ کھول دیے ان لوگون پر دروازے ہر چیز کے

ف یعنی ہر طرح کی نعمت ہم نے انپر خوب فراخ کر دی اور یہ درحقیقت انکے حق مین استدراج تھا کہ [illegible]
[illegible] اِذَا فَرِحُوا بِمَا اُوتُوا۔ یہان تک کہ جب اترائے اس چیز پر جو دیے گئے ف [illegible]
چیزین انکو دین ولیکن وہ جہالت سے اپنے بد اعمال و بد اعتقاد بت وغیرہ شرک سے سمجھے۔ اَخَذْنٰهُمْ [illegible]
ہم نے انکو عذاب مین گرفتار کر لیا۔ فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ پس ناگہان وہ ہر بھلائی سے ناامید ہو گئے
اسے آخر الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پس کاٹ دی گئی دابر۔ اسے آخر اس قوم کے جنھنے ظلم کیا ف [illegible]
گئے اور رسول و مومنون کو نجات و فتح ملی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ علی نصر الرسل و ہلاک الکافرین۔ [illegible]
واسطے ف اس بات پر کہ رسولون کو فتح دی گئی اور کافر ہلاک کیے گئے اور یہ اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے [illegible]
عز وجل نے ایسا کر دیا۔ قال الوالبی عن ابن عباس رضہ مبلس بمعنی نا امید۔ یعنی ہر بھلائی سے مایوس۔ قال الحسن البصری [illegible]
اللہ تعالےٰ نے رزق و اموال وغیرہ مین فراخی دی اور وہ اس بات سے ڈرتا نہ رہا کہ شاید یہ مکر قدیم ہو تو اسکی راے کا کچھ [illegible]
اور جسپر اللہ تعالیٰ نے تنگی ڈالی اور وہ یون نہ سمجھا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے امتحان ہے وہ مجھے دیکھتا ہے کہ یہ بندہ صبر [illegible]
کرے پس اگر یہ نہین سمجھا تو اسکی راے کا کچھ اعتبار نہین پھر یہ آیت پڑھی۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم الآیۃ۔ پھر حسن رح [illegible]
رب الکعبہ کی کہ مکر مین ڈالی گئی یہ قوم کہ جو چاہتے تھے انکو دیا گیا پھر پکڑ کر مٹا دیے گئے۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ قال المترجم [illegible]
عجیب ہے کہ سختی و مصیبت مین خالق و معبود عز وجل کو یاد نہ کیا اور فراخی مین بھی نہ یاد کیا اور چونکہ مخلوق تھے تو آخرت کا عوض دنیا مین [illegible]
بھر دیا اور شہوات جن سے دوزخ محفوف ہے انھون نے جلد طے کر لین پس استدراج و کفر مین اور شرک و بد اعتقادی مین خوب قدم جما لیا
پس میعاد مقدر پر جڑ سے اُکھاڑ پھینکے گئے۔ فافہم۔ قال قتادہ رح۔ اس قوم نے امر الٰہی سے تجاوز و سرکشی کی اور اللہ تعالیٰ نے جس
قوم کو عذاب مین گرفتار کیا اسکو اسکی مستی و غرور و اترانے مین پکڑا پس اے لوگو کبھی اللہ تعالےٰ پر مغرور مت ہو اور [illegible]
باری تعالےٰ جل جلالہ کے خوف و عظمت سے مغرور بے پروا ہوتے ہین جو فاسق و کافر ہین۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اسی واسطے اعتقاد مین
قرار پایا کہ ایمان درمیان خوف و امید کے ہے جو بےخوف ہوا وہ کافر اور جو ناامید ہوا وہ کافر اور یہ قطعی دو آیتون سے ثابت ہے [illegible]
قال الزہری رح۔ قولہ فتحنا علیہم ابواب کل شئ۔ کہا کہ دنیا کی چیزون مین سے ہر چیز جو چاہی وہ آسانی سے دی۔ عقبہ بن عامر [illegible]
عنہ نے نبی صلعم سے روایت کی کہ جب تو دیکھے کہ اللہ تعالےٰ کسی بندے کو اسکے گناہون پر دنیا کی نعمتین جو وہ چاہتا ہے [illegible]
استدراج ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شئ الآیۃ۔ رواہ [illegible]
و ابن ابی حاتم۔ اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ [illegible]
عذاب کا ارادہ کرتا ہے تو انکے واسطے بدکاریون کا دروازہ کھول دیتا ہے مع شہوات کے یہان تک کہ جب [illegible]
انکو ماخوذ کر لیتا ہے پس اچانک وہ مایوس ہو جاتے ہین۔ رواہ ابن ابی حاتم [illegible] ف [illegible]
اغیر اللہ تدعون ان کنتم صادقین بل ایاہ تدعون۔ جاہل مخلوق وقت نزول بلاء کے [illegible]
دلایا کہ دعویٰ معرفت مین اگر سچے ہو تو غیر کی طرف کیون رجوع کرتے ہو اور اس ارادہ [illegible]
عظمت و جلال مین فنا ہے پس پکارنا اسی کی طرف راجع ہوتا ہے اگرچہ جہالت سے جاہل یہ سمجھے کہ [illegible]

Marfat.com

اور نیز اسمین توبیخ ہے کہ حالت عیش مین درگاہ خالق سے رجوع کرکے مخلوق کی طرف رجوع لاتے ہین اور سختی و مصیبت مین
تعالے کی طرف و ماؤن کے ہاتھ اٹھاتے ہین مگر عیش مین تو حلاوت یاد الٰہی سے حظوظ نفس کی طرف دوڑے تھے اور مصیبت مین
پھر آئے تو قرب و مشاہدہ کے واسطے نہین بلکہ ضرر دفع ہونے کے واسطے اور یہی مکار علماء و صوفیہ کا حال ہے۔ بعض نے کہا کہ غیر کے
سجود سا کرتے ہین حالانکہ اللہ تعالے نے مقام صادقین مین رکھا ہے۔ قال الجریری نیک بخت بندے تو ابتدا سے اللہ تعالے ہی
کی طرف ہر حال مین رجوع رکھتے ہین اور عوام مصیبت کے وقت رجوع لاتے ہین۔ قال الجنید رح۔ جو حق تعالے کو یاد کرے و
پکارے تو اسی سے اسی کے واسطے پکارے بدون اسکے کہ اسمین اسکو کوئی مزہ ہو یا نفس کو اس پکار مین دخل ہو قال المترجم
یہ قول کمال عرفان سے ہے اور توضیح اسکی سابق مین گذری ہے فتدبر۔ بعض نے کہا کہ غافل از خطاب کا مرجع پس اسی کی درگاہ ہے قولہ
فاخذناہم بالبأساء الخ۔ یہ حال مفلس قوم کا ہے کہ حق تعالے نے قہر کے کوڑے سے اپنی محبت سے تو نکر کرنے کو پھیرا ورنہ محبت اللہ
کی دم غافل نہین ہے۔ اور تعالے جس قوم کو حفظ مین لیتا ہے انکو بلاء و محنت مین ڈالکر اپنی ہی طرف گرا گردا ام رکھتا ہے کہ غیر کی طرف
مشغول نہون۔ اور نیز جو مرید کہ ذکر کے مزے مین پڑتے ہین انکو سفر ترک و بلاؤن سے اس مزے سے چھڑا کر پھر خالص تجرید و توحید
سے بدون دخل نفس کے اپنی طرف لاتا ہے جبکہ ثابت قدم رہین۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ سب راہین انکی روکی گئین کہ اسکی طرف
رجوع لاوین۔ قولہ فلما نسوا ما ذکروا بہ۔ اس قوم سے بھی نصیحت نکال لینا چاہیئے جو بزرگون کے نصائح سے غفلت کرتے ہین حتی کہ
بعضون کو ظہور کرامات سے اپنے نفوس کی طرف میلان ہوتا ہے پس انپر دروازے مفتوح ہوتے ہین اور مخلوق کے نزدیک انکی جگہ ہوتی
ہے پس اگر اس طرف جھکے تو خوب سوچ پیدا کرتے ہین اور آخر مین وہ نضیحت ہوتے اور مکار ظاہر ہو جاتے ہین اور آخر حسرت و
ندامت پر مرتے ہین۔ یعنی بعد اسکے درجہ کرامت نہین پلتے ہین کیونکہ انھون نے طریقہ ہدایت و توحید و اسلام مین خیانت کی پھر
نیک بندون سے جو انکی معرفت و ایذاء اسلام سے دور ہوئے اور انکے عدم و وجود سے کوئی پروا نہوئی تو اللہ تعالے نے نیک بندون
کی طرف سے اور اپنی صمدیت کے اظہار مین الحمد للہ رب العالمین سے حمد و ثنا فرمائی ہے۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ مَنْ
تو کہہ دیکھو تو اگر چھین لے اللہ تمہارے کان اور آنکھین اور مہر کردے تمہارے دل کون
إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِهِ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ
معبود ہے اللہ کے سوائے جو تمکو یہ لا دیوے دیکھ ہم کیسے پھیرتے ہین باتین پھر وہ کنارہ کرتے ہین
قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ إِلَّا
تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تمپر عذاب اللہ کا بےخبر یا روبرو کوئی ہلاک ہوگا مگر
الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ ۚ فَمَنْ
وہ لوگ جو گنہگار رہین اور ہم جو رسول بھیجتے ہین نہین مگر خوشی اور ڈر سنانے کو
آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝
پھر جو کوئی ایمان لایا اور سنوار پکڑی تو نہ ڈر ہے ان پر نہ وہ غم کھاوین

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا [illegible]
اور جنھون نے جھٹلائی ہماری آیتین انکو لگیگا عذاب [illegible]

قُلْ - اہل مکہ سے کہدے اَرَءَيْتُمْ اخبرونی - بھلا جانتے ہو تم مجھے بتاؤ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ [illegible]
سنوائی لے لے ف یعنی تمکو بہرا کردے یعنی جو قوت کان مین رکھی ہے اسکو گرفتہ کردے اور کان [illegible]
وَاَبْصَارَكُمْ اور تمھاری بینائی لے لے وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ تمھارے دلون پر مہر کردے [illegible]
مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ تو بھلا اللہ تعالے کے سواے وہ کون آلہ ہے کہ تم کو یہ چیزین لادے ف
اللہ تعالے نے چھین لین یعنی تمھارے زعم کے موافق وہ معبود کون ہے جو اُسکو لاوے یعنی تمکو پھیر دیدے اور [illegible]
نعمت کا مع تنبیہ ہے کہ بہتیرے تم مین سے بہرے اندھے پاگل ہین حالانکہ کسی جتن سے نہوا کہ وہ تندرست ہو جائے اور [illegible]
عزوجل ہے پس اگر تم لوگ جو تندرست ہو تمپر یہ بلا طاری ہو تو بھلا کون ہے جو اُسکو پھیر لاوے پس معبود خالق عزوجل کا [illegible]
اور اُسی کی توحید کرو - پھر آنحضرت صلعم کو خطاب فرماکر ہر ایماندار کو تعجب دلایا اور جنکی نظر مین وحدانیت نہایت روشن [illegible]
یقین دلایا کہ ہدایت اللہ تعالے ہی کی طرف سے ہے چنانچہ فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ بین - الْاٰيٰتِ
کہ کیونکر ہم بیان کرتے ہین آیات اپنی وحدانیت کی ف بعض نے کہا کہ تصرف یعنی کرز طرح طرح سے اپنی وحدانیت کی دلیلین
ہین - ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ پھر وے انکو دلالات سے اعراض کرتے ف کہ ایمان نہین لاتے ہین - قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ
اے محمد ان مشرکون سے کہدے کہ بھلا مجھے بتادو کہ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً لیلا او نہارا - اگر
کا عذاب آجاوے دن مین یا رات مین تو بھلا اس عذاب مین کون تباہ ہوگا ف بغتۃ یعنی اچانک سے مراد رات کو ہوتے ہین
جہرۃ سے مراد دن کو جاگتے مین - بقرینہ قولہ تعالی بیاتا او نہارا ما ذا یستعجل الآیۃ - اور یہی حسن بصری رح نے کہا اور بعضا [illegible]
کہ بغتۃ یعنی اچانک بدون پہلے کچھ ایسے آثار ظاہر ہونے کے جو عذاب آنے پر دلالت کرین اور جہرۃ بعد ظہور مقدمات عذاب
بالجملہ اگر اسطرح تمپر عذاب آجاوے تو بتاؤ کون مرے - هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی اگر اسطرح عذاب [illegible]
تو بھلا کوئی ہلاک ہوگا سواے ان لوگون کے جو ظالم یعنی کافر و مشرک ہین ف کلام نہایت بلاغت کے اسلوب پر ہے کہ [illegible]
اس امر کی خبر مانگی یعنے متقرر کیا کہ تم جانتے ہو کیونکہ نہایت اظہر و کھلی بات ہے - اور حدیث مین آیا کہ جو لوگ باوجود قدرت کے [illegible]
کی نصیحت اور بُری باتون سے منع نہ کرینگے تو امید رکھین کہ بدکارون کے ساتھ منع نہ کرنے والون کو بھی عموما اللہ تعالے عذاب [illegible]
پکڑے تو اسمین منع نہ کرنے والون کی بھی خطا و گناہ ہے لیکن دیگر احادیث مین ثابت ہے کہ بعض [illegible]
ہو جاتے ہین اور قیامت مین اپنی اپنی نیت پر اُٹھائے جاوینگے تو مراد اوس سے یہ ہے کہ وہ وقت ان نیکون [illegible]
فتنہ و معصیت تھا پس انکا ہلاک ہونا انکے حق مین رحمت ہے اور بدکارون پر عذاب [illegible]
انشاء اللہ تعالے بیان ہوگا پس اگر ظالمون سے ہر وہ شخص مراد ہو جسنے خلاف حکم [illegible] ایسا کام کیا [illegible]
عذاب کے طور کی ہلاکت ہے یعنی عذاب کی موت وہی مرینگے جو ظالم ہین - پھر آنحضرت [illegible]
وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ اور ہم بھیجتے نہین [illegible]

[illegible] ایمان لانے والے کو جنت و رضائے الٰہی کی خوشخبری سنانے والے جسکو اہل ایمان بعد نور حاصل ہونے کے خوب سمجھ جاتے ہیں اور انکار کرنے والون کو دوزخ سے انداز کرنے والے کہ آخر بعد موت کے بلکہ موت کی حالت مین کافر خوب جان لیتے ہین اگرچہ اسوقت کچھ فائدہ نہیں نیک بخت وہی ہین جو اس بشارت و ڈراوے پر سمجھ جاوین غرضکہ رسول کا کام [illegible] ہو کہ خوشخبری دیدے مطیع کو اور ڈر سنادے کافر کو۔ فَمَنْ اٰمَنَ پھر جو ایمان لے آیا۔ وَاَصْلَحَ اور اصلاح کی نفس اور اپنے ظاہر و باطن افعال و اخلاق کی اصلاح کے موافق شریعت پاکیزہ کے جو کمال عدل و حکمت ہے۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ تو پھر انکو نہ کوئی خوف ہوا اور نہ کچھ غم ہے ف بعد موت کے دائمی راحت ہے۔ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور جنھون نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور یہ نہایت ہی بھاری جرم ہے پس يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ انکو عذاب جا لگیگا بسبب انکے فسق اور حد سے بڑھ چلنے کے۔ قال ابن زید یعنی بسبب جھٹلانے و کفر کرنے کے۔ بالجملہ رسول اسواسطے نہیں ہوتے ہین کہ حق بات ظاہر ہونے پر وہ بات تو دہ مانو اور اُسنے جہالت سے آتین مانگو بلکہ خود تمپر ازلی عہد پر حضرت خالق عزوجل کی بندگی فرض ہے لیکن بھول گئے تو حضرت پروردگار تعالےٰ کا احسان ہے کہ رسول بھیجدے اور آداب بندگی و عبادت کے طریقہ سب سکھلائے یہ احسان بہت بڑا ہے عجب ہے کہ کھلی نصیحتین و تنبیہ ہوا اور پھر منھ موڑے جاتے ہو۔ اللہ تعالےٰ عزوجل پاک بے پرواہ ہے مانو ورنہ اپنے آپ کو خوار کرو ف فی العرائس شیخ ترمذی یعنے حکیم نے کہا کہ اگر اللہ تعالےٰ نے تمھاری سمع کو فہم خطاب سے گرفتہ کرلیا اور بینائیون کو صنائع قدرت سے عبرت حاصل کرنے سے گرفتہ کیا اور دلون سے معرفت نیست کردی تو بھلا کوئی شخص ہے کہ ان ابواب مین سے کوئی دروازہ کھول دے سوا اسی پاک پروردگار ذو الجلال والاکرام کے۔ کلّا ہرگز کوئی نہین ہے بلکہ وہی پاک تعالےٰ فضل سے ابتدا مین نعمت دیتا ہے اور وہی انتہا مین فضل سے اسکو تمام کردیتا ہے۔ قولہ فمن آمن واصلح الآیۃ۔ جسنے اتباع رسول اللہ صلعم سے یقین و طاعت کے ساتھ ہردم اپنے قلب کو درگاہ الٰہی مین پاکیزہ از خطرات نفسانی وغیرہ رکھکر حاضر رکھا اور اسی کی طرف سے قبول و ہدایت پر نظر رکھی اور اسکی یاد و تعریف سے دل کو آباد کیا اور نفس و شیطان کے ہواجس و خطرات سے برباد نہ کیا تو اسکو مرتبہ احسان کا فضل الٰہی حاصل ہونے کے بعد پھر محجوب و منقطع ہونے کا درد و غم بعد نعمت عزیز یعنی موت کے کچھ نہین ہوگا۔ اور بعض مشائخ نے اسی کو مختصر خلاصہ کرکے بیان کیا کہ جسنے ظاہر کو شرع کی پابندی سے صلاحیت پر رکھا اور باطن کو سنن نبوی صلعم اور باطنی احکام سے خالص کیا انکو کچھ خوف و ملال نہین ہوگا نہ خوف انقطاع بعد موت کے اور نہ ملال حجاب۔ فافہم۔ قال المترجم۔ پھر اللہ تعالےٰ نے کافرون کے مکابرات و بیہودہ خواہشون کا [illegible] کیا کہ اپنے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ یون کہدے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ

[illegible] مین نہین کہتا تمسے کہ مجھ پاس ہین خزانے اللہ کے نہ مین جانون غیب کی بات اور نہ مین کہون تم سے کہ مین

مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۵ ع ۹ ۱۱

فرشتہ ہون مین [illegible] جو مجھکو حکم آتا ہے تو کہہ کب برابر ہوسکے اندھا اور دیکھتا کیا تم دھیان نہین کرتے

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

[illegible] انکو جو ڈرتے ہین [illegible] کہ وہ جمع ہونگے اپنے رب کے پاس انکا کوئی نہین اسکے سوا

Marfat.com

وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ

حمایتی نہ سفارش والا شاید وہ بچے رہین اور نہ ہانک انکو جو پکارتے

رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم

صبح اور شام چاہتے ہین اسکا منہ تجھ پر نہین اُنکے حساب مین سے

مِّن شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ

اور نہ تیرے حساب مین سے اُنپر کچھ کہ تو انکو ہانک دے پھر ہو وے بے انصاف

وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن

اور اسی طرح ہمنے آزمایا ہر ایک کو ایک سے کہ کہین کیا یہی لوگ ہین جن پر اللہ نے فضل کیا ہم

بَيْنِنَا ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ۝ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

مین کیا اللہ کو معلوم نہین ہی حق ماننے والے اور جب آوین تیرے پاس جو ایمان

بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۖ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ أَنَّهُ مَنْ

لاتے ہین ہماری آیتون پر تو کہہ سلام ہی تم پر لکھا ہی تمہارے رب نے اپنے اوپر مہربانی کہ جو کوئی

عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

کرے تم مین برائی نادانی سے پھر اسکے بعد توبہ کی اور سنوار پکڑی تو یون ہی کہ وہ ہی بخشنے والا مہربان

وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ۝

اور اسی طرح ہم بیان کرتے ہین آیتین اور کھل جاوے راہ گنہگارون کی

واحدی وغیرہ نے ذکر کیا کہ جب مشرکین قریش نے ہٹ کری شروع کی سرکشی سے کہ ایسی آیتین مانگین جو فوراً بخواہ انکو ایمان لانے پر مجبور کریں حتی کہ اسکے بعد ایمان بالغیب کے معنی بھی گویا باقی نہ رہین تو اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلعم کو حکم دیا کہ صاف صاف سچی بات انسے کہدے کہ میرے پاس اللہ تعالے کے خزائن نہین کہ جو کچھ مین چاہون اسکو لے آؤن چنانچہ فرمایا۔ قُل لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ مین تم سے یہ نہین کہتا ہون کہ میرے پاس اللہ تعالے کے خزانے ہین ف یعنی اللہ تعالے کے وہ خزائن جن سے رزق دیتا ہی۔ خزائن جمع خزانہ بکسر اول وہ جگہ جسمین کوئی چیز محفوظ ہو کہ غیر کا ہاتھ نہ پہونچے اور یہان استعارہ ہی خزائن قدرت سے جسمین ہر چیز موجود ہی یعنی آنکہ مقدور تحت قدرت ہی اور مفسر رح نے جو خزائن رزق مراد لیے تو مجھے اسکی وجہ ظاہر نہین ہوئی اور جو مین نے ذکر کیا وہ اظہر ہی واللہ اعلم۔ بالجملہ فرمایا کہ مشرکین سے کہدے کہ میرے پاس خزائن الٰہی نہین۔ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ اور نہ مین غیب جانتا ہون ف اسے ما غاب عنی ولم یوح الی یعنی غیب مصدر سے مراد آنکہ جو مجھسے غائب ہی اور مجھپر وحی سے ظاہر نہین کیا گیا اور اجماع ہی کہ عالم الغیب والشہادۃ۔ علی الاطلاق سوائے حق تعالے جل جلالہ کے کوئی نہین اور جب کہ آنحضرت صلعم سے [illegible] علم ہی کہ عالم الغیب ہوگا اور بہت حدیثون سے یہ مضمون ثابت ہی اور حدیث صحیحین [illegible] جبرئیل [illegible] اور ایمان واحسان وغیرہ مین صریح ہی کہ قیامت کے آنے کے وقت کو جاننے سے آپ نے انکار کیا اور عوام مین [illegible]

[illegible] محض بہتان ہی اور کہین شرع مین کسی حدیث و آیت مین اسکا ذکر ہی نہین ہی لہذا مسلمان اس سے
[illegible] کہ [illegible] کب آویگی ہان اسکے علامات بہت حدیثون مین آئے ہین چنانچہ اس زمانہ مین ان علامات مین سے
[illegible] حتی کہ گمان [illegible] جاتا ہی کہ صرف ایک چوتھائی علامات یا اس سے کم ظاہر ہونے کو باقی ہین اور آثار ایسے موجود ہین کہ جنسے گمان آتا ہی
[illegible] ظاہر ہو جاوین [illegible] فقط اللہ عزوجل کو ہی۔ اور سوائے اسکے اور کوئی علی الاطلاق عالم الغیب نہین ہی اور اللہ تعالی کو جو عالم الغیب کہتے ہین
[illegible] غائب نہین تاکہ وہ اسکا عالم کہلاوے تو معنی اسکے یہ ہین کہ مخلوقات سے جو چیزین غائب ہین ان سب کو وہی جانتا ہی اور
[illegible] مخلوقات کا باہم مختلف ہی کوئی زیادہ جانتا ہی کوئی کم جانتا ہی حتی کہ جبرئیل کو جنت و دوزخ کا آنکھون دیکھا ہوا علم ہی حالانکہ ہم اسپر ایمان
بالغیب [illegible] ہین اور آنحضرت صلعم نے بھی دوزخ و بہشت اور جبرئیل سے بھی زیادہ دیکھ لیا تو دوزخ و بہشت وغیرہ جنکو آپ نے دیکھ لیا اسپر آپکا ایمان بالغیب
نہین رہا بلکہ مشاہدہ ہو چکا لہذا اگر کسی ولی کو مشاہدہ سے کسی ایسی بات کا علم محض فضل الٰہی سے حاصل ہوا جو ہم کو نہین حاصل ہی تو وہ
[illegible] غیب دان نہین ہو گیا جیسے عوام کا حال ہی کہ اگر کسی ولی نے کرامت سے کوئی ایسی بات تبلادی جو عوام کی نظر سے مخفی
[illegible] اسکو غیب دان کہنے لگے حالانکہ ولی مذکور اسی قدر جان سکتا ہی جو اللہ تعالی اسکو اپنے کرم سے کشف فرماوے اسی واسطے
حضرت یعقوب علیہ السلام پیغمبر بزرگ کو یہ معلوم نہین ہوا کہ یوسف علیہ السلام اسی شہر کنعان کے باہر ایک کنوئین مین پڑے ہین
کیونکہ اللہ تعالے نے یہ علم نہ دیا اور کشف نہ فرمایا اور پھر جب مدت دراز کے بعد وہ مصر کے حاکم ہوے اور منظور ہوا کہ اب یعقوب
علیہ السلام کو دیدار نصیب ہو اور یوسف علیہ السلام نے اپنا لباس دیا کہ اسکو باپ کی آنکھون پر جا کر ڈالو انکی آنکھین روشن ہو جاوینگی
تو جبکہ [illegible] کوس کے فاصلہ سے اس پیراہن کی خوشبو ناک مین پہونچ گئی کیونکہ اللہ تعالی نے نسیم رحمت سے خبردار کردیا اسمین سعدی
علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا ع کسے پرسید زان گم کردہ فرزند + کہ اے روشن گہر پیر خردمند + ز مصرش بوے پیراہن شنیدی
چرا در چاہ کنعانش ندیدی + بگفت احوال ما برق جہان ست + دمی پیدا و دیگر دم نہان ست + مترجم کو یہ گفتگو برادران
اسلام کے سمجھانے کو لانی پڑی کہ لوگون نے افراط و تفریط کرنی شروع کردی ہی اور بدتر جہالت یہ ہی کہ بعضے جوگی اور گوشائین اور
رنڈے فقیرون سے جنکو نماز و روزہ کیسا ایمان سے بھی نصیب نہین ہی انسے کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو انکو عجیب معلوم ہوئی اور
کوئی غائب بات کی خبر دیدی تو اسی کو کامل اور غیب دان جاننے لگے اور یہ نہایت بُری بات ہی کہ اس سے اپنا ایمان کھودیا اور
شرک کیا اور جو غضب الٰہی اس رنڈے جوگی مین ہی وہی اسکے دل پر بھی پیدا ہوگا بسبب اسکے کہ یہ اسکا معتقد ہی اور یہ یاد رہے کہ ہرگز
[illegible] بھی نفع نہوگا سوائے اسکے کہ ایمان برباد ہوا اور خاتمہ بخیر نہو لیکن اتنی بات مترجم کو بیان کرنی ضرور ہی کہ اصل مین یہ کیا بات
ہی [illegible] سے یہ جاہل لوگ معتقد ہوکر اپنے کو خراب کرتے ہین تو واضح رہے کہ شیطان کا حال حدیث صحیح سے یون ثابت ہوا کہ وہ ملائکہ
[illegible] کی [illegible] سے بعضی بات چوری سے سُن بھاگتا ہی اور وہ بات درحقیقت سچی ہوتی ہی پس وہ جوگی یا گوشائین یا رنڈے فقیر
[illegible] وہ بات [illegible] ہی اور یہ لوگ اپنے معتقد کو تبلادیتے ہین کہ ایسا ہوگا پھر جہان وہ بات سچ واقع ہوئی اور عوام جاہل
[illegible] ان [illegible] سمجھنے لگے اور بعضی بات سچی تو وہی ہوتی ہی جو سُن بھاگا اور سیکڑا پھر باتین جھوٹی اٹکل کی ہوتی ہین
[illegible] جاہل ہی اور کوئی جھوٹی۔ پھر واضح ہو کہ اسرار بزرگان صوفیہ سے یہان ایک بعیدہ بضرورت ظاہر کرنا چاہیے وہ یہ ہی
[illegible] سے جسم [illegible] مسافت کرتے ہین تو وہ حق طور پر یعنی شرع شریف کے طور پر ہو یا باطل طور پر مانند جوگ وغیرہ

ہو بہر حال جب جسم کثیف اس ریاضت سے ہلکا ولطیف ہوجاتا ہی تو روح حیوانی جو اس جسم کے
اسکی روشنی سے بہت دور دور ملکون کی کیفیت صاف صاف نظر آتی ہی اور یہ کچھ ایمان وکرامت و کمال
انگریزون مین مسمریزم کا عمل مشہور ہی بس اسی عمل سے یہ لوگ دور کی باتین اور لوگون کی
کو اللہ تعالے ہدایت فرماوے کہ یہ جانورون کی طرح اسکو کمال وکرامت مانکر معتقد ہوجاتے ہین حالانکہ
و بزرگی اور کمال سے کچھ بھی نصیب نہین ہی بلکہ بزرگان دین اسکو بہت برا جانتے ہین کیونکہ جسم کے متعلق
مخالف ہی اور جلد اس منزل سے جو نہایت ادنی منزل مقام لاہوت کی منزلون مین سے ہی گذر جاتے ہین تاکہ
نہوجاوے اور سواے حق تعالے کے دنیاوی خیال مین نہ پڑجاوین اور یہ بات شیخ شاہ اسد قدس سرہ
مین اور دیگر بزرگون نے مصرح بیان کر دی ہی اور امام غزالی علیہ الرحمہ نے ہوا مین اُڑنا و پانی پر چلنا وغیرہ بہت سی حکایات اہل
استدراج والون کی نقل کر دی ہین تاکہ عوام جاہل متنبہ ہوکر اپنا ایمان برباد نہ کرین اور اللہ تعالے توفیق دینے والا ہی اور
ہدایت کے بغیر کچھ ہدایت نہین اور اُسکی توحید نہو تو کچھ ایمان نہین ہی۔ اب تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیے پس مفسر رحمہ اللہ
جزاے خیر دیوے کہ قولہ تعالی اعلم الغیب۔ کی اچھی تفسیر بیان کی کہ مراد یہ کہ حضرت حق سبحانہ تعالے عز وجل نے اپنے بندہ و رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ سچی بات صاف کہدے کہ مین غیب کو نہین جانتا یعنی جہان تک مجھے مشاہدہ ہی وہ تو معلوم ہی پھر جو کچھ
ہی اگر وحی الٰہی سے بتلایا گیا تو مین جانتا ہون اگرچہ آسمانون وزمین کا انکشاف ہو اور اگر وہ وحی سے مجھے بتلایا نہین گیا تو وہ مین
جانتا ہون اور سنن دارمی ومسند احمد وسنن ترمذی وغیرہ کی اس حدیث مین جسمین آنحضرت صلعم نے حضرت حق سبحانہ تعالے کو خواب
مین دیکھا ہی مذکور ہی کہ فعلمت ما فی السموات وما فی الارض۔ یعنی پھر جو کچھ آسمانون وزمین مین ہی سب مجھے انکشاف ہوکر معلوم ہوگیا
اور پڑھی آنحضرت صلعم نے آیت وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات الآیہ۔ اور ابن الجوزی نے اس حدیث کے طرق کو علل
نقل کیا اور بعد کلام طویل کے مسند احمد رحمہ سے روایت نقل کرکے کہا کہ اسکی اسناد حسن ہی اور ترمذی نے بھی اس حدیث کی تحسین
اور بعض نسخ مین حسن صحیح لکھا ہی اور پوری حدیث مع بیان معنی کے اوپر مکرر گذر چکی ہی اور بعد اس توضیح کے اہل افراط وتفریط
جہالت وگمراہی اپنی حرکتون سے باز رہین اور راہ راست سے تجاوز نکرین واللہ الموفق۔ حاصل تفسیر یہ کہ کہدے اے محمد
سے کہ مین تم سے یہ نہین کہتا کہ میرے پاس خزائن الٰہی ہین تاکہ جو کچھ تم مانگو وہ مین تمھین دیدون حالانکہ جو کوئی دنیا کے لیے ایمان
وہ خود خوار ہی اور مین یہ نہین کہتا کہ جو کچھ میرے علم سے یا مشاہدہ سے غائب ہی اور مجھے وحی بھی اُسکی بابت نہین کی گئی اُسکو مین جانتا
وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اور یہ بھی مین تم سے نہین کہتا کہ مین فرشتون مین سے کوئی فرشتہ ہون ف جیسے تم
اللہ تعالے اگر رسول بھیجے تو فرشتہ بھیجے یا فرشتہ کی طرح مین مجبور مطیع ہون اور عالم کی خدمت پر مامور ہون
اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ تمکو مین نہین آگاہ کرتا مگر اسی بات سے جو بذریعہ وحی کے مجھ پر نازل کی گئی ف
وحی سے آگاہ کرنے والا ہون۔ کذا فی المدارک۔ بالجملہ اگر ان امور مذکورہ کے متعلق باتین مین نکرون
جوڑا نہ کردون یا اسمین نہرین وچشمہ نہ جاری کرون یا آسمان کو نہ چڑھ جاؤن اور کتاب لکھی لکھائی نہ لاؤن
تم میرے رسول ہونے کی سچائی مین کیون فرق سمجھتے ہو کیونکہ ان باتون کو عدم صحت رسالت سے کچھ تعلق

[illegible] ہے کہ ہمنے آپکے اوپر وحی بھیجی اور اسکو اس استعداد سے سرفراز کیا اسنے وحی لیکر بندون کو پہونچا دی
اور [illegible] عمل کیا۔ واضح ہو کہ یہان سے جو بعض لوگون نے یہ نکالا کہ انبیاء علیہم السلام سے فرشتہ افضل ہین تو یہ محض بے بنیاد
[illegible] آیت سے یہ کچھ بھی نہین نکلتا ہی بلکہ آنحضرت صلعم کو یہ حکم دیا کہ کہدے کہ مین فرشتہ نہین ہون اس سے یہ مطلب نہین کہ
[illegible] بزرگ نہین ہون جیسے فرشتہ ہوتا ہی بلکہ مطلب تو صرف اسقدر ہی کہ اسے مشرکو تم جو مجھسے آسمان پر چڑھ جانے وغیرہ کے نام
کام کرنے کو کہتے ہو جن کامون کے کرنے کی استعداد فرشتون مین رکھی گئی ہی تو مین فرشتہ نہین جو ایسے کام کرون پس اسمین ملائکہ
کے افضل ہونے کی کچھ بھی دلیل نہین ہی ورنہ لازم آوے کہ جن جو طرح طرح کی صورت بن جاتے ہین اور پھر ہوا کے مانند نظر نہین آتے
تو آدمی سے افضل ہو جاوین جو ایسا نہین کر سکتا ہی فافہم۔ اور مترجم نے پارۂ اول مین فی الجملہ بیان کر دیا ہی اور زیادہ اسکی حاجت
نہین کہ یہ تمام بحث بیان کرے کہ درواقع انبیاء افضل ہین ملائکہ سے کیونکہ دین مین اسکا کوئی فائدہ متعلق نہین ہی پس اس
بحث مین پڑنا بیفائدہ ہی۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمٰى اندھا یعنی کافر جو دل کا اندھا ہی۔ وَالْبَصِيرُ یعنی مومن۔ اور
یہ استفہام انکاری ہی یعنی کہدے کہ بھلا کہین اندھا اور بینا برابر ہوتے ہین دونون یکسان نہین۔ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ کیا تم
اسمین فکر و غور نہین کرتے تاکہ سمجھکر تم بھی مومن ہو جاؤ۔ پھر آنحضرت صلعم کو حکم دیا کہ وَأَنْذِرْ بِهِ ڈر سنا دے اس قرآن سے
ف۔ اور انذار ایسے آگاہ کرنے کو کہتے ہین جسکے ساتھ ڈرانا بھی ہووے۔ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلٰى رَبِّهِمْ
ان لوگون کو جو خوف کرتے ہین کہ محشور کیے جاوین اپنے پروردگار کی طرف ایسے حال مین کہ لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ نہین
انکے لیے سوائے اللہ تعالٰے کے وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ کوئی ولی جو انکی یاری کرے اور نہ سفارشی کہ انکی شفاعت کرے۔ لَعَلَّهُمْ
يَتَّقُونَ تاکہ تقوی کرین ف۔ یعنی اس ڈر سنانے سے انکے حق مین امید کر کہ وہ اللہ تعالٰے سے تقوی کر لین باین طور کہ
جس حال معاصی مین ہین ان گناہون سے الگ ہو جاوین اور فرمانبرداری کرنے لگین۔ مفسر رحمہ نے لکھا کہ الذین مذکور سے مراد
ایسے مومن ہین جو گنہگار رہون۔ حاصل آنکہ ابتدائے حالت مین بسبب اسکے کہ خیالات و افعال زمانۂ جاہلیت سے نفوس کو مشق
ہو گئی تھی تو دل مین ایمان آجانے کے باوجود نفس اپنی جاہلیت کی باتون کی طرف کبھی کبھی پھسل جاتا مثلاً غریب و مفلس مسلمانون سے
[illegible] کرنا اور انکو حقیر جاننا وغیرہ امور جو خلاف تقوی ہین پس انکو انذار کرنے کا حکم دیا کہ ان باتون سے تقوی کرین اور اس صورت مین
یخافون کے معنی یہ ہین کہ حشر کا یقین کرکے خوفناک ہین۔ پس انذار کا حکم آنحضرت صلعم کو اگرچہ [illegible] ہی لیکن ان لوگون کی تخصیص فقط
اسی وجہ سے کہ انذار انکو نافع ہی بخلاف ان لوگون کے جو حشر کے منکر و کافر ہین کہ انکو واقعات حشر سے کچھ خوف نہوگا۔ اور بعض نے
لکھا کہ علی ہذا انذار مین بعضے وہ مشرک بھی داخل ہونگے جو حشر و قیامت پر ایمان رکھتے ہین اگرچہ اسلام و توحید پر کامل ایمان نہین لائے
[illegible] ظاہر یہ ہی کہ یہ اعلام عام ہی لیکن آپ کا انذار ان لوگون کے واسطے نافع ہی جو ادنی فہم سے سرفراز ہوئے ہین کہ وہ سمجھ جاوینگے
[illegible] کو تم [illegible] نصیحت کرو وہ نیکبخت اپنا انجام دیکھنے والے ہین۔ قال فی المدارک جب غیر متقین کو انذار کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ وہ
[illegible] ہو جاوین تو متقیون کے [illegible] کرنے کا حکم دیا گیا اور منع فرمایا کہ ان کو طرد یعنی نزدیکی سے دور نہ کیا جاوے بقولہ وَلَا تَطْرُدِ
الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ [illegible] مطلق عبادت اور بعض نے کہا کہ جماعت کی نماز پر محافظت۔ قال ابن عباس و مجاہد
[illegible] ہی کہ مراد نماز صبح اور عصر ہی شاہد بقرینہ قولہ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ کیونکہ [illegible]

فجر سے ہی اور عشی تیسرے پہر سے سفیان رح سے مروی ہی کہ الذین سے مراد اہل ذکر یعنی ایسا [illegible]
الٰہی کو شامل ہی باوجود انکے ضعف و محتاجی کے محض افتقار و اخلاص سے حاصل معنی یہ کہ مت انکو ان [illegible]
کرتے ہین صبح و شام ۔ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ اسی کی وجہ پاک کو چاہتے ہین ف یعنی اس عبادت [illegible]
واسطے بندگی بجالاتے ہین اور تمام مراد انکی رضاء الٰہی ہی اور دنیا اور اسکے متاع کی پروا نہین رکھتے [illegible]
موصوف ہین انکو اپنے پاس سے دور مت رکھ بلکہ اپنا خالص ساتھی و ہمنشین جانے [illegible]
والعشی یریدون وجهه ولا تعد عیناک عنهم ترید زینة الحیوة الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره [illegible]
اپنے نفس کو ان بندون کے ساتھ مین جو پکارتے ہین اپنے پروردگار کو اول وقت و آخر وقت چاہتے ہین اسی کی [illegible]
تجاوز کرنے دے اپنی آنکھون کو ان بندون سے درحالیکہ تو زینت دنیا کا ارادہ رکھے اور مت پیروی کر ایسے [illegible]
اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے لگا ہی اور اسکا کام تفریط ہی ۔ قال المفسر رح یہ لوگ مسلمان [illegible]
محتاج فقیر تھے اور مشرکون نے انکے حق مین طعن کیا اور حضرت صلعم سے چاہا تھا کہ انکو اپنی مجلس سے دور رکھین تاکہ [illegible]
ساتھ بیٹھین اور حضرت صلعم نے ان مشرکون کے مسلمان ہوجانے کی طمع سے چاہا تھا کہ مشرکون کے آنے کے وقت مین انکو [illegible]
تو اللہ تعالےٰ نے اس سے منع فرمایا ۔ مترجم کہتا ہی کہ آدمی کو ظاہری تدبیر اجمال کے ساتھ بدون تعب و تکلف کے انجام کرنا [illegible]
ہی لہٰذا حضرت صلعم نے چاہا کہ مشرکین اگر اسی پر اڑے ہین تو ایسا کر دیا جاوے لیکن حضرت حق جل جلالہ نے ان محتاج [illegible]
مخلص و اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑے مرتبہ کے لوگ تھے ان خبیث مشرکون کی خاطر کے واسطے یہ آزار ناپسند فرمایا اور منع [illegible]
کہ انکو مت طرد کر ۔ مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ تجھپر انکے حساب مین سے کچھ بھی نہین ہی ف اگرچہ [illegible]
کہ ظاہر خوبی کے ساتھ انکے باطن مین پسندیدگی نہین ہی ۔ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ تیرے حساب مین سے
بھی انپر کچھ نہین ہی ۔ فَتَطْرُدَهُمْ کہ تو انکو مطرود کرے ۔ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ سو تو ظالمین سے ہوجا [illegible]
ف اگر ایسا کرے ۔ وفی تفسیر الحافظ ۔ ابن مسعود رض سے روایت ہی کہ قریش کی ایک جماعت آنحضرت صلعم کی طرف گذری [illegible]
آپکے پاس صہیب و بلال و عمار و خباب وغیرہ رضی اللہ عنہم محتاج و کمزور مسلمان بیٹھے تھے تو جماعت مذکور نے [illegible]
اے محمد تم اپنی قوم مین سے ان لوگون سے راضی ہوئے کیا یہی وہ لوگ ہین کہ جنپر اللہ تعالےٰ نے احسان کیا [illegible]
ہم انھین کے پیچھے ہو جاوین تم انکو دور کرو تو شاید ہم تمھاری پیروی کرین بس آنحضرت صلعم پر قرآن نازل ہوا [illegible]
ان یحشروا الی ربهم تا قوله بالشاکرین ۔ رواہ ابن جریر و احمد اور روایت احمد مین اختصار ہی اور [illegible]
ولا تطرد الذین یدعون الآیة ۔ مذکور ہی ۔ اور ابن ابی حاتم کی روایت خباب رض مین اقرع بن حابس [illegible]
دونون کے مسلمان ہونے کے انھین صہیب و بلال وغیرہ رضی اللہ عنہم کے [illegible]
کی کہ سورۂ مکیہ ہی اور یہ دونون ہجرت کے ایک مدت بعد مسلمان ہوئے ۔ پھر شیخ [illegible]
عن ابیہ روایت کی کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت چھ اصحاب رسول اللہ صلعم کے [illegible]
کہا کہ ہم لوگ آنحضرت صلعم کی خدمت مین سبقت کرتے اور آپ کے قریب [illegible]

Marfat.com

[illegible] دیتے ہو نہ ہمکو [illegible] ہوا اولا تطرد الذین یدعون ربہم الایۃ ۔ رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین ورواہ
[illegible] ہمیں معلوم ہوتا ہو کہ مشرکون نے یہ بات چاہی تھی مگر اللہ تعالے عزوجل نے آنحضرت صلعم کو انذار کرنے کا حکم دیا کہ ان
[illegible] کو انذار فرماوین اوران پاک غریبون کی تعریف اس بلاغت سے ارشاد فرمائی کہ مشرک خود نادم ہون اور حضرت صلعم کو
[illegible] فافہم واللہ اعلم ۔ پھر واضح رہے کہ حدیث عائشہ رض مین صحیح ہوا کہ ہمکو حکم ہو کہ ہر آدمی کو اسکے درجہ پر رکھین اور معنی یہ ہین
[illegible] مین جو اسکا درجہ اسکے اکرام کا حکم دیتا ہو ویسا ہی اسکا اکرام کرین اور اس زمانہ مین لوگون نے اسکو ترک کیا چنانچہ ساری تکریم
[illegible] دنیا کے لحاظ سے ہو ۔ جیسے خادمون کے دلون مین مخدومون کی اور اولیاء و نیک بندون کی تعظیم مین بعضے تو افراط کرتے ہین
اور بعضے تفریط کرتے ہین اور یہ سب باتین مشعر ہین کہ نور ایمان سے بے خبر ہین اللہ تعالے ادب و صلاحیت و توفیق عطا فرماوے
اور واضح رہے کہ اسلام جو کمال بزرگی ہو اول مین غریبون کو نصیب ہوا اور حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ آخر زمانہ مین پھر غریبون ہی مین
رہجائیگا لہذا غریب مسلمانون کو بشارت دی اور غریب وہ ہین جو فساد و بگاڑ کے وقت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر قائم ہون
چنانچہ حدیث مین خود تفسیر آئی ہو ۔ واضح ہو کہ قوم نوح علیہ السلام کے مغرور سرکش بھی چاہتے تھے کہ نوح علیہ السلام غریبون کو پاس
سے ہٹاوین جیسے ہمارے زمانہ مین مغرور مالدارون کو یہ عار ہو کہ غریب قومون و پیشہ ورون کے برابر کھڑے ہو کر مسجد مین نماز نہ پڑھین
اور وعظ نہ سنین حالانکہ حدیث صحیح مین ہو کہ جسکے دل مین رائی برابر غرور و تکبر ہوگا وہ جنت مین نہ جائیگا ۔ علماء نے کہا کہ یہ معنی ہین
کہ بدون دوزخ مین خواری و عذاب پائے ہوئے جنت مین داخل نہوگا بشرطیکہ مسلمان نمازی وغیرہ ہو ۔ اور تکبر کی مذمت تو کثرت سے
[illegible] یہ فتنہ ہو اس سے بچو اور تمام عظمت و کبریائی فقط جناب باری تعالے ہی کے واسطے یقین جانو ۔ فرمایا ۔ وَكَذٰلِكَ
فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ اور یون ہی ہم نے بعض کو بعض سے فتنہ مین ڈالا ہو ف لیعنی جیسے یہان یہ لوگ مبتلا ہوے ایسے
ہم نے امتحان مین ڈالا بعض کو بعض سے لیعنی جو شریف کہلائے انکو ذلیل قوم کہلانے والون سے اور جنکو تونگر کیا انکو فقیر لوگون سے
مقابل کرکے امتحان کیا اسطرح ہم نے گرے قوم کہلانے والون اور فقیرون کو ایمان لانے کی ہدایت مین مقدم کردیا ۔ لِيَقُولُوا
أَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا تاکہ کہین کہ کیا یہی کیسے ہین کہ ہمارے بیچ مین سے اللہ تعالے نے انھین پر احسان کیا ہو
ف لیعنی اسکا نتیجہ یہ کہ جو شریف کہلانے و تونگر ہین وہ کفر و انکار سے کہنے لگے کہ کیا یہی فقیر و رذیل وہ ہین جنپر اللہ تعالے نے ہمارے
درمیان مین سے احسان کیا اس طور کہ اس ایمان کی جو بڑی بزرگ چیز ہو انکو ہدایت دیدی اور مطلب اس قول کفار کا یہ کہ یہ بات
[illegible] و ذلیل لوگ پاگئے ہین اگر عمدہ بات و ہدایت ہوتی تو ہم سے ان لوگون کو سبقت نہوتی لیعنی ہم اسکے مستحق تھے ہمکو ملتی اور
[illegible] انکی راے کچھ نہین ہو پہلے ہم اسکو اختیار کرلیے حالانکہ یہ نہین جانتے کہ ایمان و ہدایت کچھ دنیا کے تکبر و غرور نہین
[illegible] تعالے نے ان جاہلون بیوقوفون کو رد کردیا بقولہ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِالشّٰكِرِينَ لیعنی کیا یہ بات نہین ہو
[illegible] ان بندون کو جو شکر گزاری کرنے والے ہین ف پس انکو ہدایت دیدی اور استفہام کے یہ معنی کہ ہان
[illegible] علیم و خبیر ہو اسنے ہر شکر گزار بندے کو ہدایت دی اور ہر مغرور متکبر دوزخ کے کندے کو دوزخ کے اندر
[illegible] الکبر و الضلال ونسالہ الہدایۃ وہو العلی المتعال ۔ حدیث صحیح مین ہو کہ اللہ تعالی تمہارے
[illegible] تمہارے دلون کو اور تمہارے کامون کو دیکھتا ہو ۔ رواہ مسلم ۔ اور ابن جریر رحمہ اللہ نے عکرمہ رح سے

مرسل روایت کی کہ عتبہ بن ربیعہ وشیبہ بن ربیعہ ومطعم بن عدی وحارث بن نوفل وقرظہ بن عمرو بن
کافرون کے ساتھ ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ اگر تیرے بھائی کا بیٹا محمد اپنی مجلس سے
ہوئے اور ہمنے قسم سے عہد وپیمان باندھے ہوئے ہین دور کرے کیونکہ یہ لوگ تو ہمارے غلام آزاد کئے
مین وقعت ہو اور شاید ہم اسکی تصدیق واتباع کرین پس ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا
رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ کاش آپ ایسا کرین دیکھین تو وہ لوگ ہم سے کیا چاہتے ہین
ہین تو اللہ عزوجل نے نازل فرمایا قولہ وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم تا قولہ بالشاکرین
بلال وعمار بن یاسر وسالم مولی حذیفہ وصبیح مولاے اسید اور خلفاء مین سے ابن مسعود ومقداد بن عمرو ومسعود
بن عبد عمرو اور ذو الشمالین اور یزید بن ابی یزید وغیرہ حلفاء تھے پھر قریش کے مذمہ کافرون وموالی وحلفاء
قولہ وکذلک فتنا بعضہم ببعض الآیۃ۔ پھر جب یہ آیت اُتری تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی
حاضر ہوئے اور اپنے قول سے عذر کیا تب اللہ عزوجل نے نازل فرمایا۔ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا
اور جب آوین تیرے پاس وہ لوگ جو ایمان لائے ہین ہماری آیات پر۔ فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
کا سلام ہو تم پر ف‍ـــ یعنی سلام سے انکا اکرام کر اور انکو یہ خبر دے کہ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ
اپنی ذات پر رحمت کو مقرر کر لیا ہو اور وہ یہ ہو کہ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ بفتح انہ بدل از رحمت ہو اور ایک
قراۃ مین إنہ بالکسر ہو یعنے شان یہ ہو المعنی جسنے تم مین سے کوئی بری بات کی بسبب آنکہ اسوقت اسکو جانتا نہ تھا۔ ثُمَّ تَابَ
مِن بَعْدِهِ پھر رجوع کیا اس سے بعد کرنے کے یا بعد جاننے کے۔ وَأَصْلَحَ اور نیک کام کیے فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
تو اللہ تعالے اسکے واسطے غفور رحیم ہو ف‍ـــ ایک قراءہ مین فانہ بفتح ان ہو یعنے تو اسکے واسطے مغفرت الٰہی ہو یعنے وہ مغفور
ومعاف ہو۔ الجہالۃ بفتح اول قراۃ مشہورہ ہو۔ اور بعض سلف نے اس آیت کریمہ کی تفسیر مین کہا کہ جس شخص نے اللہ تعالے
کی نافرمانی کی وہ جاہل ہو اور عکرمہ رح نے کہا کہ دنیا سب کی سب جہالت ہو اور ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ اللہ تعالے نے
خلق کو پیدا کیا اور ایک کتاب لکھی اور اسمین ہو کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھیگی۔ رواہ البخاری
وَكَذَٰلِكَ اے کما بیناہ ما ذکر کذلک۔ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ جیسے ہم نے مذکورہ بالا بیان
مفصل بیان کرتے ہین آیات کو ف‍ـــ یعنی قرآن کو تاکہ حق ظاہر ہو جاوے کہ اسپر عمل کیا جاوے وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ
الْمُجْرِمِينَ اور تاکہ کھل جاوے راہ مجرمون کی ف‍ـــ جس سے اجتناب کیا جاوے سبیل کے
سبیل کو رفع ہو بنا بر آنکہ مونث معنوی ہو اور حمزہ وکسائی کی قراءہ مین لیستبین بیاء تحتانیہ ہو بنا بر آنکہ سبیل مذکر
ہو اور نافع کے قراءۃ مین لتستبین بالتاء الفوقیہ اور سبیل کو نصب ہو پس خطاب آنحضرت صلعم کو
کی راہ کو ف‍ـــ فی العرائس قولہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ تنزیہ نبوت ہو کہ علم غیب
ولا اعلم الغیب۔ اسمین اظہار تواضع ہو کہ مین انسان ہون اگرچہ تمام مخلوق الٰہی
وافضل محمد صلعم ہین لیکن بارگاہ الٰہی کی عظمت وجبروت کے سامنے یون ہی خشوع

...ین اختیار نہیں ہے۔ قولہ ان اتبع الا ما یوحی الی ۔ جو حکم ہو اسی کا عامل ہوں - قولہ قل ہل یستوی الاعمی والبصیر
...سے اندھا ہے اور جو بھی فانی ہو کر بصیری ہے آنکھوں سے بینا ہے دونوں برابر نہیں ہو سکتے تمکو کچھ غور و فکر نہیں ہے
...مصطفے علیہ السلام کا وصف کمال ہے کہ عین تجرید و تفرید میں انانیت سے کچھ بھی نہ تھی سوا سے توحید کے پس کتنا بڑا
وصف ہے کہ عرش سے ... مخلوق تک ہر ذرہ کے بینا تھے اور کیا اشارہ ہے کہ فرمایا قل لا اقول لکم عندی الخ - بالجملہ جو نور قدم سے بینا
ہوا وہ ... اندھے کے مانند نہیں مگر بقاء قدم سے انانیت کا وجود نہیں ہے - بعض نے کہا کہ اندھا وہ ہے جسکو راہ ہدایت نہ سوجھے
اور بینا وہ ہے جو خالق عز وجل کی صنعت دیکھے اور عبادت میں قائم ہو پھر ملامت کی کہ اندھے ان دونوں باتوں کے فرق کو نہیں دیکھتے
استاد رحمہ اللہ نے کہا کہ نور و تاریکی یکساں نہیں اور کفر و توحید ہرگز یکساں نہیں ہیں - قولہ وانذر بہ الذین یخافون الخ اسکی معرفت
کی راہ نہایت واضح و مستقیم ہونے کے باوجود بہت باریک ہے اور راہ شرع کمال لطف و رحمت سے بہت آسان و وسیع کر دی
کہ معرفت تک پہونچاتی ہے اور باریکی راہ معرفت کی اسوجہ سے کہ چہرہ جلال قدم پر نقاب عظمت ہے اور ساحت کبریا پر خیمہ عزت سے حجاب
ہے پس یہ تو ممکن نہیں کہ حدوث کو اسکے کنہ قدیم اور دوام کی طرف وصول ہو لیکن حدوث کو اس سے وصول ہی نہیں جب تک کہ راہ قدیم
میں حدوث کو فنا ہو اور یہ اپنے کلام قدیم میں بیان کر دیا اور اشارہ ہے کہ میں نے اپنی ذات پاک کو جس وصف سے موصوف کیا کہ مخلوق
کوئی مطالعہ کی مجال نہیں رکھتی اور یہ فضل ہے کہ فنا ہونے کی راہ کو میری کتاب و خطاب سے حاصل کریں اگرچہ وجود کی حقیقت و بھید
کو نہیں پہونچ سکتے ہیں مگر انھیں کو کار آمد ہے جو اس امر سے خوف کریں کہ قطع کر کے مطرود نہ کیے جاویں اور میری تنزیہ جلال کو یقین کرتے
ہیں کہ کوئی اپنی طاعت سے واصل نہیں ہو سکتا جبکہ علل انسانیت اور صفات نفوس سے محشور ہو وہ جانتے ہیں کہ امر نہایت عظیم ہے
خیالات و فکر سے مبرا و منزہ ہے کیونکہ تنزیہ کی انتہا نہیں اگر تمام مخلصوں کو بعد اقرب ہونے کے مردود کر دے تو بیک بے پروا ہے اور اگر وہ
روے زمین بلکہ آسمان بھر اخلاص لاویں تو بھی محاسبہ سے پاک نہونگے کہ حساب میں دقائق ہیں اور نظرہاے اسرار کہاں تک غیب پر
ہوتی ہیں اور قولہ لیس لہم من دونہ من ولی ولا شفیع - اگر میں انکو اپنی درگاہ سے روکوں تو واپس لانے کا کوئی متولی نہیں ہو سکتا -
لعلہم یتقون - اپنے نفس سے پاک ہوں بایں طور کہ میری یاد و ذکر سے انکو پاکیزگی حاصل ہو اور شدت محبت سے خوف کریں - شیخ
...رح نے کہا کہ اس بارہ میں ارباب معاملات و اصحاب صدق سب کو خوف ہوتا ہے اس چیز سے جو انکا ایمان و توکل و یقین وغیرہ
... مقامات سے ظاہر ہوتی ہے اور یہ خوف انکو مشغول کر لیتا ہے جس سے وہ اپنے افعال کو ... دیکھتے اور نہ اُنسے لذت اُٹھاتے اور
...میں اور اسکا اشارہ ظاہر ہے قولہ وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم الایہ سے - ابو سعید خراز رح نے فرمایا کہ انکو خوف ہے کہ سوائے میرے
...شفیع لاویں قال المترجم توجیہ اشارہ یہ ہے کہ آیت میں فرمایا کہ اس امر سے خوف کرتے ہیں کہ محشور ہوں اپنے پروردگار کی طرف
... نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ من ذا الذی یشفع عندہ الآیۃ سے کوئی شفاعت نہیں کر سکتا بدون اسکی اجازت کے اور خاص
... کا یہ حال کہ لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا یعنی جسکے ساتھ مرضی متعلق ہوگی اسی کے حق میں سفارش کرینگے
... سوائے کوئی وسیلہ نہیں ہے اسی واسطے دعاے اذان میں آخر میں کہتے ہیں کہ وارزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ
... شفاعت بروز قیامت ... کر دے شیخ ابو عبد الرحمن رح نے فرمایا کہ میں نے استاد ابو سہل محمد بن سلیمان رح سے سنا کہ کہتے تھے
... قرآن نہیں ... سے مخاطب وہی لوگ تھے جنکے وصف میں اللہ تعالی نے فرمایا وانذر بہ الذین یخافون الایہ - اور فرمایا

Marfat.com

ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب الآیۃ۔ واسطی رح نے قولہ لیس لھم من دونہ من ولی الآیہ سے [illegible]
قطع کردیا ہ بادشاہی کی خدمت کے لائق نہین ہو اور کہاکہ تو کسی کو ملاحظہ مت کر درحالیکہ [illegible]
لعلہم یتقون۔ کے اشارہ مین کہاکہ اس سے تقوی و پرہیز کرین کہ میری طرف کسی غیر کو وسیلہ [illegible]
قولہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ وہی خوف کرتا ہو جو علم جانتا ہو اور وہ قلوب کہ جہل مین [illegible]
کرتے ہین۔ قولہ ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداوۃ والعشی۔ نبوت و رسالت کی تخصیص کے [illegible]
تصریح فرمائی کہ جیسے نبوت و رسالت محض اللہ تعالے کی قبولیت ہو ویسی ہی ولایت بھی محض قبولیت ہو کہ [illegible]
کسی سبب سے اسکا تعلق نہین ہو اور جیسے اوتعالے کے محبوب انبیاء و رسل علیہم السلام ہین ایسے ہی اولیاء [illegible]
برگزیدہ کرنا محبت بلا علت ہو۔ اور جسطرح اللہ تعالے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اکرم و افضل مصطفے رسول کر لیا [illegible]
اصحاب یا جن و انس وغیرہ کسی مخلوق کو کچھ دخل ہو اسی طرح آپ کے اصحاب کو بھی شرف ولایت سے خاص کیا بدون اسکے [illegible]
صلعم کی طرف سے اس اصطفائیت مین کوئی علت ہو کما یدل علیہ قولہ ما علیک من حسابہم من شئی وما من حسابک علیہم من شئی
جیسے ازل مین آنحضرت صلعم کے حق مین سبقت اختصاص بنبوت و رسالت ہوا اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین سبقت
عنایت بولایت ہوئی اور اسی اتفاق سے کہ انکو یہ اہلیت و صلاحیت حاصل تھی صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلعم کی اتباع کی
اور حکم قبول کیا اور اپنی گردنین آنحضرت صلعم کے قدمون کے نیچے رکھین اور اگر یہ عنایت ازلی نہوتی تو ان لوگون کا حال بھی دیگر
کفار مشرکین اعداء کے مانند ہوتا۔ لیکن فضل فقط اللہ تعالی کے قبضہ قدرت مین ہو جسکو چاہتا ہو دیدیتا ہو پس نبی صلے اللہ علیہ
وسلم پر اپنی تائید اور اصحاب کی یاری سے فضل کیا۔ کما قال تعالے ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین۔ اور جب مومنون کا شرف [illegible]
مرتبہ کو پہونچا تھا تو اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ انکی مراعات رکھین اور انکے حال و تربیت کی رعایت
کرین اور انھین کے واسطے ایک گونہ تغلیظ سے خطاب فرمایا بقولہ ولا تطرد الذین یدعون ربہم الآیۃ۔ اسے [illegible] ان لوگون کو اپنی
صحبت سے ایک لحظہ بھی بسبب اپنی حرص کے بیہودہ نا کارون کے مسلمان ہوجانے کی طرف کیونکہ ہدایت تو [illegible]
تو نہین یہ کرسکتا کہ جسکو چاہے اپنے رشتہ دارون مین سے ہدایت کردے انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء [illegible]
ہدایت جسکو چاہتا ہو دیتا ہو از انجملہ یہ محتاج فقیر مانند بلال و صہیب و سلمان و عمار و حذیفہ و مقداد وغیرہ کے [illegible]
کے شوق جمال اور شوق لقاء مین اسکو پکارتے اور یاد کرتے ہین اور یہی معنی قولہ یریدون وجہہ کے [illegible]
اسوجہ سے کہ صبح کو تاریکی کے دامن مرتفع ہوکر ظہور نور روز ہوتا ہو اور شام کو تجلی روز سے ظہور تاریکی [illegible]
عظمت ہو اور اسمین ایک ایسی گھڑی ہوتی ہو جسمین دعا قبول ہوتی ہو۔ اور نیز صبح صفات کی تجلی [illegible]
جمال مین فنا ہونے کی حالت سے دعاء کرتے ہین اور یہ تجلی ہر سانس کے وقت عارف کو [illegible]
ہو اور دعاء سے زیادت محبت و شوق و قرب مشاہدہ چاہتے ہین۔ اور قلب پر شام [illegible]
ہوتا ہو تو دعا کرتے ہین کیونکہ ظہور عظمت و کبریاء مین فناء ہو اور ہر نفس عارف [illegible]
لوگ لقاء و دیدار کے سائل تھے کیونکہ مراد انکی یہ تھی کہ وجہ ذو الجلال والاکرام [illegible]

[illegible] نزول ہونے کی تخصیص اسوجہ سے کہ واردات وحالات سے انکو ان دونون وقتون مین سکون ہوتا ہی پس اس سے انکے
[illegible] ہوتے ہین اور اس بیداری سے جو غیبت ہی چاہتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ اُسی استغراق کی طرف جو حضوری ہی
[illegible] دین - تو نہین دیکھتا کہ یریدون وجہہ - فرمایا حالانکہ کمال معرفت حاصل ہی کیونکہ وہ متقین کے وصف سے موصوف ہین اسواسطے
کہ کمال زہد نفس مین مقام انتہا سے مقام ابتدا کی طرف چلا آتا ہی کیونکہ وہان ظہور انوار آفاق قدم اور برق لطون ازل سے اور
لطف غیوب ابد سے ایک مقام نکرت کا ہی جسکے تحمل سے وہ عاجز ہین پس درحقیقت وہ نکرت سے معرفت کی طرف قرار کرتے ہین اور
سطوات وسبحات ذات پاک سے صفات کی طرف آتے ہین کیونکہ دیدار انوار ذات مقام نکرت ہی تو نہین دیکھتا کہ صدیق رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ پاک ہی وہ ذات جسنے اپنی معرفت کی طرف کوئی راہ نہین دی سواے اسکے کہ اسکی معرفت سے عاجزی بیان کیجاوے
اور بعضے عارفین سے پوچھا گیا کہ نہایت کیا ہی اسنے کہا یہی کہ ہدایت کی طرف رجوع کیا جاوے - پھر او تعالے سبحانہ نے مخصوص کردیا کہ ان
لوگون کا ارادہ اسکی وجہ پاک کا ہی اور واضح رہے کہ وجہ اسکی صفت ازلی منجملہ اسکے خواص صفات کے ہی جنمین تشابہ ہی اور وہ اسکے
جلال وجمال کا معدن ہی اور نور وجہ کریم سے عاشقون ومشتاقون ومحبون کے واسطے تجلی فرماتا ہی اور وجہ کا ذکر ایک خاصہ ہی - مترجم
کہتا ہی کہ یہ نفس ذات سے تعبیر ہوتا ہی جو انکے طی مراتب صفات سے طلب ذات تک وصول ظاہر ہی اور یہ اعلی مرتبہ ہی اور جو اولیاء کہ مرتبہ
عشق مین ہین وہ عارفین وموحدین کے مقابلہ مین ایسے ہین جیسے سمندر مین چند قطرات ہوتے ہین . قال المترجم اداب واذکار
بعد حصول معرفت کے حقیقی بحیثیت ربوبیت ہین کیونکہ بندہ جسکی عبادت کرتا ہی اسکا عارف نہین پس درحقیقت رب پاک کی عبادت نہین
واقع ہوتی مگر اُسی وقت کہ تورت ربوبیت بقرب نوافل حاصل ہونے کے بعد عبادت کرے تب وہ صفات کے مناسب فی الجملہ عبادت
ہی اگرچہ معرفت توحید حاصل ہو کیونکہ نکرت سے خلاص یہان گویا محال ہی - اور اللہ تعالے سبحانہ نے دوسرے مقام پر بھی یریدون وجہہ
فرمایا یعنی یریدون اللہ - کیونکہ اسم اللہ - عین الکل وعین الجمع ہی اور نیز انکو ارادہ وجہ پاک سے موصوف کیا - اور وجہ او تعالی پاک
ہی اشارہ تشبیہ وتعطیل سے یعنی کسی مخلوق کے مشابہ نہین اور نہ معنی اسکے خلاف زبان ہین بلکہ صفت خاصہ ہی اور اسم پاک کے تحت مین
سمع وبصر وکلام وجملہ صفات مندرج ہین اور جمیع صفات کا اس سے تعلق ہی پس مراد وجہ سے عین الکل ہی یعنی اسکی ذات پاک
وصفات پاکیزہ سب مراد ہین کیا تو نہین دیکھتا کہ قولہ کل شئ ہالک الا وجہہ - کے معنی یہ کہ سواے اسکے نفس پاک کے یعنی اسکے عین کے
اور فرمایا - ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام - یعنی عین پاک یعنی اسکی ذات وصفات باقی ہین جیسی ہین ویسی ہی رہینگی - اور
یہ قول ظاہری تفسیر والون کا ہی پس جب یہ بات ہی تو یہ لوگ جنکا آیت مین ذکر ہی یریدون وجہہ سے وہ جمیع ذات وصفات کو بصفت
شوق چاہتے وارادہ کرتے تھے - پس یہ لوگ چاہتے تھے کہ او تعالی انکو اپنی ذات پاک کی معرفت اسطرح عطا کرے کہ اسکے
لئے حاصل ہو اور یہ مقام ہی کہ او تعالے نے فقط اپنے خالص ہی بندون کو عطا کیا ہی - بیان مرید کا کہ ارادت کیونکر ہی پس
[illegible] سے پوچھا گیا کہ مرید کون ہی فرمایا کہ اُسکی صفت وہ ہی جو اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین ذکر فرمائی - لقولہ ولا تطرد
[illegible] - یعنے ہمیشہ یاد مین رہین اور خالص اللہ تعالے کے واسطے عبادت کرین ایسے مریدون کے حق مین مشائخ کو چاہیے
[illegible] اور جو لغزش انسے سرزد ہو اسکو عفو کرین - بعض نے کہا کہ قولہ یدعون ربہم - اللہ تعالے ہی کے اوپر اعتماد کرتے اور
[illegible] اور کوئی چیز انکو مشغول نہین کرتی ہی کوئی روکنے والا نہین روکتا ہر حال مین اُسکی خدمت کے دروازہ پر بندگی

Marfat.com

سے قائم ہین اور ہردم زیادہ برکت کے منتظر ہین - ثم قال الشیخ [illegible]
صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک خدمت کرتے ہین یعنی ہر وقت یاد مین [illegible]
ولالۃ الخطاب سے مفہوم ہوا کہ دنیا مین کبھی مشغول نہین - کما قال رجال [illegible]
کہتا ہی یعنے تجارت وغیرہ امور معاش وکسب حلال بجالاتے ہین مگر سب آخرت کی [illegible]
ایک اور لطیفہ ہی کہ انکو دوامی حضور سے وصف کیا مگر صبح وشام کا ذکر کیا تاکہ [illegible]
نفس حاصل کرین اور یہ کمال شفقت ہی تاکہ ارادہ محبت مین جل نہ جاوین [illegible]
حالت ہوگئی کہ نہ دنیا کی خواہش اور نہ عقبیٰ کی طلب بلکہ فقط مولیٰ کی یاد رہگئی تو جب [illegible]
مین ہوے تو اللہ تعالے نے آنکی پر داخت مین خود کلام فرمایا - یعنی بسبب [illegible]
خالص جب اللہ تعالے کے احسان سے منور بنور جلال ومعرفت وہیبت ہوا تو جب [illegible]
چہرہ سے ظہور نور جلال ہی اور ایک عالم اس پایہ سے اسکے پاس آتا ہی اور آیات الٰہی [illegible]
کا اس سے ظہور ہوتا ہی لیکن دنیا کے مغرور ومتکبر ومکار آنسے چلتے ہین کچھ نظر حقارت سے [illegible]
تاکہ لوگون کو انکی طرف سے اپنی طرف پھیر لاوین چنانچہ ان پاک بندون سے مغرورون نے [illegible]
ذکر فرمایا کہ کہتے ہین - اہولاء من اللہ من بیننا - یعنے ہم ایسے اور ایسے ہین اور یہ کیا چیز ہین [illegible]
جواب فرمایا - بقولہ الیس اللہ باعلم بالشاکرین - یعنے حق سبحانہ تعالے نے جو انعام معرفت [illegible]
اپنی جان ومال کو اخلاص سے فدا کرتے ہین وہ اللہ تعالے کو خوب معلوم ہی اور جو لوگ انکے دشمن [illegible]
مشرک کافر فاسق فاجر ہین انکو بھی اللہ تعالے خوب جانتا ہی - واضح ہو کہ آیت [illegible]
سے اسکو طمع ہو - اور فتنہ تونگر کا یہ ہی کہ فقیر سے بغض رکھتا ہو - اور ازانجملہ غیرت حق تعالیٰ ہی کہ [illegible]
مطلع نہو اور قولہ تعالے الیس اللہ باعلم بالشاکرین - یعنی ایسے شاکر بندون کو جو [illegible]
ایک دم نہین دیکھتے ہین - محمد بن حامد رح نے کہا کہ فتنہ فقیر یہ کہ دنیا دار غنی کی طرف سے [illegible]
یہ کہ اسکی تحقیر کرے اور جو واجب ہی اسکو ادا نہ کرے یا دیوے اور احسان [illegible]
اللہ تعالے کی طرف راجع ہون - قولہ تعالی واذا جاءک الذین "الی" قولہ سلام علیکم [illegible]
مشاہدہ ہوتا تو قولہ سلام قولا من رب رحیم - ہی - غور سے دیکھ کہ کیونکر گنہگارون کی [illegible]
حکم دیا کہ انکو اللہ تعالے کا سلام پہونچاوین کیونکہ انھون نے میدان [illegible]
مین رجوع لانے والا دیکھا تو اپنے پیغمبر کی زبان سے انکو سلام پہونچایا [illegible]
مین انکو اپنی رحمت سے برگزیدہ کیا تھا اگرچہ اسنے کچھ معصیت [illegible]
قہر سے اسکے اقبال کی راہ مین عارض ہی پھر جب وہ اپنے [illegible] کی طرف [illegible]
محبت ازلی سے برگزیدہ کیا تھا تو محبت اسکو واجب [illegible]

[illegible] اپنی رحمت کے ساتھ پاک کرے اور بھی فرمایا - انه من عمل منکم سوء بجھالۃ - بسبب نادانی
[illegible] ثم تاب من بعدہ - اپنے نفس سے اوتعالے عزوجل کی طرف رجوع کرلایا - واصلح - قلب کو میل
[illegible] فانہ غفور رحیم - یعنی تقصیرات سابقہ کو عفو کرنے والا اور توبت اولیہ سے توبہ کرنے
[illegible] برداشت کرلین اور اگر یہ مدد نہو تو اول ہی نور عظمت و جلال کبریائی مین فنا ہو جاوین - بعض
[illegible] کہا کہ آنحضرت صلعم کو خطاب ہی کہ تو سلام فرما اور حق تعالے بلا واسطہ مومنون پر سلام فرماتا ہی - ابراہیم
[illegible] اللہ تعالی مومنون پر سلام فرماتا ہی اور نبی صلعم اسمین واسطہ ہین - واسطی رح نے قولہ کتب ربکم علی
[illegible] اللہ تعالی ہی کی رحمت ہی کہ بندے اسکی عبادت کو پہونچے اور یہ نہین کہ اپنی عبادت سے اسکی
[illegible] اسی کی رحمت ہی سے جو فضل و انعام از انجملہ جنت ہی - بندون نے پایا ہی اور کچھ اپنے افعال سے
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بھی نہین اپنے اعمال کی وجہ سے جنت مین جا سکتا مگر اسی طور سے
[illegible] اللہ تعالے مجھکو اپنی رحمت مین ڈھانپ لیگا - اور ابن عطاء رح نے کہا کہ جسنے اللہ تعالی کی نافرمانی کی
[illegible] جسنے فرمانبرداری کی وہ اللہ تعالے کی رحمت کے ساتھ علم و معرفت سے ہی - اور بعض نے قولہ نقل
[illegible] انکی قدر و منزلت ظاہر کرنے کو انپر سلام کردے قبل اسکے کہ تجھکو سلام کرین - قال المترجم - یہ حکم
[illegible] اکیلا ہی اور مروی ہوا کہ آنحضرت صلعم یہی کرتے تھے کہ مومنون کو سلام کرنے مین پیش قدمی کرتے مگر آنکہ مومن ہی
[illegible] کجا ہین - بعض نے فرمایا کہ جسپر ازل مین رحمت ہو چکی اب دنیا مین اور آیندہ اسپر رحمت رہیگی - ابو عثمان نے کہا
[illegible] نے خالص بندون کے حق مین انکے گناہ عفو کرنا اپنی ذات پاک پر رحمت ہی سے لازم کیا ہی - بعض نے کہا کہ اہل
[illegible] کی صفت ہر حال مین تجلی کیے ہوے ہی پس ابتداے رحمت و انتہاے رحمت سے سزاوار سلام ہین - یعنی جو لغزش
[illegible] گناہ دنیا میں ہوے وہ رحمت سے عفو ہون یا گونہ عذاب سے بہرحال آخر انپر رحمت و سلام ہی

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۚ قُل لَّا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ
[illegible] جنکو پکارتے ہو اللہ کے سوا سے توکہ مین نہین چلتا تمھاری خوشی پہ
[illegible] إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ [illegible] مِّن رَّبِّي وَ
[illegible] راہ پانے والا توکہ مجھکو شہادت پہونچی میرے رب کی اور
[illegible] مَا عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ يَقُصُّ الْحَقَّ
[illegible] نہین جسکی شتابی کرتے ہو حکم کسیکا نہین سوائے اللہ کے کھولتا ہی حق بات
[illegible] الْفَاصِلِينَ ۝ قُل لَّوْ أَنَّ عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ
[illegible] پاس ہوا جسکی شتابی کرتے ہو توفیصل ہو چکے
[illegible] وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ۝ وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ
[illegible] اور اللہ خوب معلوم ہین بے انصاف اور اُسی کے پاس کنجیان ہین غیب کی

Marfat.com

لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ وَمَا تَسْقُطُ

اُنکو نہین جانتا اُسکے سوا ے اور وہ جانتا ہی جو جنگل اور دریا مین اور نہین جھڑتا

يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ

نہین جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیرون مین اور نہ ہرا

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ اے تعبدون مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کے جنکو تم نے معبود جانا ہی مین ان سب کی عبادت سے منع کیا گیا ہون ف یعنی اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا

عبادت ہی بس سواے خداے تعالیٰ کے کسی کی دہائی نہین اور نہ بندگی کی راہ سے پکار اور یہ بھی ایسی چیز سے

فرمایا۔ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ کہدے مین نہین پیروی کرونگا تمھارے کفر یہ خواہشون کی ف ان چیزون کے

کرتے ہین۔ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا مین ایسی صورت مین گمراہ ہوا ف یعنی اگر تمھاری خواہشون کی پیروی کرون یا ان چیزون

عبادت کرون۔ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اور راہ یافتہ لوگون مین نہ رہا ف حاصل آنکہ تم اس سے ایمن رہو کہ مین تمھارے

گڑھے ہوئے معبودون کی پرستش کرون پس اس جملہ اسمیہ سے اشارہ ہی کہ مجھکو اسپر ثبات و استمرار ہی اور اہل تحقیق نحو و بیان علماء کے

نزدیک جملہ فعلیہ پر اسمیہ کا عطف لغرض پسندیدہ جائز ہی بلکہ مستحسن ہی۔ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ کہدے مین اپنے

رب کی طرف سے بینہ پر ہون ف تفسیر بینہ مین بعض نے کہا کہ بینہ بمعنی ثقہ ہی یعنے وثوق پر ہون قالہ ابو عمران الجونی رح اور بعض

نے کہا کہ بمعنی برہان ہی جو مفید یقین ہی یعنے ایسے برہان واضح پر ہون جس سے یقین توحید حاصل ہی اور معنی مین دونون قول متحد ہین اور

مفسر سیوطی رح نے کہا کہ بینۃ اے بیان۔ اور وہ بمعنی وضوح و ظہور ہی پس شاید کہ وجہ یہ ہی کہ برہان و دلیل کے مقابلہ مین تکذیب نہین آتی

اور شاید بمعنی بصیرت ہو یعنی مین اپنے پروردگار کی طرف سے بصیرت و یقین پر ہون تم لوگون کی طرح ہواے نفسانی و شک مین نہین

وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ حالانکہ تم نے رب عز وجل کو جھٹلایا ہی ف معنی یہ ہین کہ تو کہدے کہ مین یقین پر ہون اپنے پروردگار کی جانب سے

توحید پر اور حال یہ ہی کہ تم نے میرے پروردگار کو جھٹلایا اس حیثیت سے کہ تم نے اس سے شرک کیا۔ اور بعض نے کہا کہ یعنی حال یہ کہ تم نے

اس بیان کو جھٹلایا چنانچہ آخرت کا عذاب ثواب نہین مانتے ہو۔ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ جس عذاب کے واسطے تم جلدی

کرتے ہو وہ میرے پاس نہین ہی ف یعنی مین تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈر سنانے والا ہون اور عذاب دینے والا

نہین ہون۔ یہ بھی مشرکون کی جہالت تھی اور قولہ تعالیٰ ولنذیقنہم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر سے ثابت ہی کہ عذاب

اکبر تو آخر مین بحسب مشیت و تقدیر ہی اور پہلے تو چھوٹا عذاب دیا جاتا ہی چنانچہ قحط وغیرہ و قتل [illegible]

مطلقاً بیان مراد ہی خواہ دنیاوی ہو یا قیامت کا ہو۔ اور آیت مین حضرت باری تعالیٰ عز وجل کی [illegible] کسی مخلوق [illegible]

درگاہ کبریائی مین دم مارنے کی مجال نہین جو چاہتا ہی وہی ہوتا ہی۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ نہین حکم کسی کو سواے [illegible]

خواہ یہ معاملہ ہو یا کوئی اور ہو مگر فقط اللہ عز وجل وحدہ لا شریک کا حکم ہی۔ يَقُصُّ الْحَقَّ و نیز فیصل [illegible]

یعنی حق و باطل مین جدائی کرتا خواہ ہدایت و بیان ہو یا بعذاب و ہلاک کفار ہو یا اور کسی طرح جدا [illegible]

خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ اور وہی بہتر حاکمین ہی ف اور مفسر وغیرہ نے کہا کہ عاصم و نافع و ابن کثیر رحمہم اللہ [illegible]

[illegible] حق اسے بیان الحق۔ حق بات کو فرماتا ہی یعنے سچا حکم دیتا ہی۔ اگر کہا جاوے کہ حکم جبکہ اللہ تعالے ہی کے واسطے
[illegible] علماء دین سے جو حکم شرع مین ہی وہ کیونکر ہی تو جواب یہ کہ یہ اتباع حکم الٰہی ہی پس اجماع تو حکم الٰہی سے حجت ہی کہ
[illegible] اللہ تعالے انکو اپنے حکم پر متفق کر دیتا ہی اور قیاس سے حکم پوشیدہ ظاہر کیا جاتا ہی اور یہ نہین کہ اس سے
[illegible] اور تمام بحث اسکی تفسیر قولہ ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ الآیہ کے تحت مین انشاء اللہ تعالے
[illegible] قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ کہدے کہ جس چیز کی تم جلدی
[illegible] عذاب اگر وہ میرے پاس ہوتا تو میرے تمھارے درمیان فیصلہ ہوچکا ہوتا ف۔ این طور فیصلہ پورا ہو جاتا کہ مین تمھاری
[illegible] وہ عذاب جلد تجھپر نازل کر دیتا اور آرام مین ہو جاتا ولیکن چونکہ میرے پاس ومیرے اختیار مین نہین بلکہ اللہ تعالے ہی
[illegible] وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ اور اللہ تعالے ظالمون سے آگاہ ہی ف۔ یعنی اللہ تعالی جانتا ہی یہ بات
[illegible] ظالمون کو عذاب کریگا۔ اگر کہا جاوے کہ اس کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر مشرکون ومنکرون کا عذاب دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اختیار مین ہوتا تو عذاب جلدی سے آجاتا حالانکہ حدیث صحیح سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلعم نے اختیار پاکر عذاب مین تعجیل نہین فرمائی
چنانچہ عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ انھون نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ پر کوئی اور ایسا روز بھی گذرا جو روز احد سے سخت ہو
آپ نے فرمایا کہ مجھے تیری قوم سے سختی پہونچی اور سب سے زیادہ سختی یوم العقبہ کی مجھکو پہونچی جبکہ مین نے عبد یالیل بن عبد کلال پر اپنا
سوال پیش ظاہر کیا اور اسنے میری مراد کے موافق جواب نہ دیا پس مین غمناک چلا (اور راہ مین مشرکون کے اشارہ سے غلامون ولڑکون نے
پتھر مارے اور [illegible] کیا یہانتک کہ آپ بہت زخمی ہوگئے۔ پھر مجھے افاقہ حاصل ہوا یہانتک کہ مین قرن الثعالب مین پہونچا پھر مین نے
سر اٹھایا تو ناگاہ دیکھا کہ ایک پارہ ابر مجھپر سایہ کیے ہی مین نے دیکھا تو اسمین جبرئیل نظر آئے اور مجھے آواز دی کہ اللہ تعالی نے سنا
جو آپکی قوم نے آپ کو جواب دیا اور پہاڑون کے موکل فرشتہ کو آپ پاس حاضر ہونے کا حکم ہوا ہی کہ جو کچھ اپنی قوم کے حق مین چاہیے
حکم کیجیے پھر پہاڑون کے فرشتہ نے مجھے آواز دی اور مجھپر سلام کیا اور کہا کہ اے محمد آپ کی قوم نے جو آپ کو جواب دیا وہ اللہ
[illegible] پروردگار تعالی نے مجھے آپکے پاس بھیجا ہی کہ آپ جو کچھ انکے حق مین چاہین مجھے حکم کرین پس اگر آپ چاہین تو اخشبین
[illegible] دونون جانب کے دونون پہاڑ ان پر گرادون تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین بلکہ مجھے امید ہی کہ اللہ تعالے ان لوگون کی پشت
سے ایسے لوگ پیدا کرے جو فقط اللہ تعالے کو پوجین اور اسکے ساتھ کچھ شرک نہ کرین۔ رواہ مسلم والبخاری۔ پس باوجودیکہ آپ پر پیش
[illegible] یہ لوگ جڑ سے نیست کر دیے جاوین مگر آپ نے درنگی فرمائی۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیر رح نے یہ
[illegible] آیت دلالت کرتی ہی کہ جو عذاب کہ مشرکین نے مانگا تھا اگر وہ مانگنے کی حالت مین آپ کے اختیار مین ہوتا
[illegible] حدیث مین یہ نہین ہی بلکہ پہاڑون کے فرشتہ نے کہا کہ اگر آپ چاہین تو اسطرح انکو نیست کر دون پس
[illegible] مین درنگی پائی۔ واللہ اعلم۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ اور اللہ تعالے ہی کے پاس ہین مفاتح الغیب
یعنی خزانے غیب یا وہ راہین جنسے غیب تک پہونچ ہو۔ پس اگر مفاتح جمع مفتح بفتح میم ہی تو وہ مخزن ہی پس تفسیر اول ہوگی
[illegible] مخزن باستعارہ ہی اور یہی ابن جریر رح نے سدی رح سے روایت کیا ہی۔ اور اگر جمع مفتح بکسر میم ہی تو
غیب کی کنجیان یعنی استعارہ کے طور پر جن راہون سے وصول بامور غیب ہو انکو کنجیان اور امور غیب کو مخازن قرار دیا

لَا يُعَلِّمُهَا اِلَّا هُوَ انکو سواے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا ہی ف وہ پانچ باتین [illegible]
علم الساعۃ الآیہ مین مذکور ہین کما رواہ البخاری - یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ رسول [illegible]
باتین ہین جنکو سواے اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا اللہ تعالی کے پاس ہی قیامت کا علم اور مینہ وہی نازل [illegible]
جانداروں کے پیٹ مین جو کچھ ہو وہی جانتا ہی اور کسی کو یہ نہین معلوم کہ وہ کل کے روز کیا کریگا اور کوئی یہ نہین جانتا [illegible]
کما فی قولہ تعالے ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری [illegible]
تموت ان اللہ علیم خبیر - اور حدیث عمر رض جسمین جبرئیل ع نے بصورت آدمی آکر بغرض تعلیم لوگون کے اسلام و ایمان و احسان [illegible]
کیا ہی یہ مذکور ہی کہ پانچ باتین ہین جنکو سواے اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا ہی پھر بھی آیت معدودہ پڑھی - پھر واضح [illegible]
واضح ہو کہ علم کہتے ہین ایک بات کی قطعی و تحقیقی طور پر جاننے کو جیسے وہ در واقع ہو اور قرائن و اٹکل و علامات سے جاننے کو علم [illegible]
کہتے ہین بلکہ وہ قیاس و گمان ہی پس پانچ امور مذکور در واقع سواے حق عز و جل کے کوئی نہین جانتا ہی ہان اٹکل و قیاس [illegible]
تو اور لوگ بھی کیا کرتے ہین چنانچہ احادیث صحاح مین قیامت کے آثار و علامات بہت کثرت سے مذکور ہین بلکہ بیان کیا کہ [illegible]
جمعہ کا روز ہوگا جسدن قیامت آویگی پس ان امور مذکورہ کے مانند امور مین اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ مین جانتا ہون [illegible]
در واقع یون ہی ہوگا یا یون ہی ہی جیسے مین کہتا ہون وہ جھوٹا و کاذب اور مردود ہی اور عقلمند کبھی اسکو سچا نہین کہیگا اور اگر وہ
یون کہے کہ مجھکو اٹکل و قیاس یا علامات سے ایسا معلوم ہوتا ہی تو کچھ مضائقہ نہین جبکہ وہ یقین جانتا ہو کہ واقعی بات کو اللہ تعالی
ہی جانتا ہی پھر واضح ہو کہ کافرون پر عذاب آنا بھی اسی قسم سے ہی کہ اللہ تعالی ہی دانا تر ہی کہ آویگا یا نہین [illegible]
و نجومی و رمالون سے جو لوگ دریافت کرتے ہین وہ حرامکار ہین اور اگر واقعی انکے جاننے کا اعتقاد کرتے ہین تو [illegible]
اور حدیث صحیح مین ہی کہ جو کوئی آدمی کسی کاہن یا نجومی کے پاس گیا تو اُسنے اس کلام سے جو محمد صلعم پر اُترا ہی کفر کیا اور اسی
قسم سے قضاء و قدر کی باتین و رزق کا حال ہی یا آدمی کب مریگا یا کون جنتی اور کون دوزخی ہی - اور علی ہذا اعمال ثواب و عقاب
بھی جو شرع مین وارد نہین ہوئے ہین اسی قسم کے ہین کیونکہ عقل و قیاس کو وہان مجال نہین ہی لہذا اگر کسی کام کی نسبت کہے کہ
اسمین ثواب ہی حالانکہ وہ شرع مین وارد نہین ہوا ہی تو وہ جھوٹا اور مفسد ہی - وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ [illegible]
ہی جانتا ہی جو کچھ خشکی و تری مین ہی ف - بر بالفتح اول وہ زمین جسمین نہ پانی ہی نہ گھاس اور بحر [illegible]
واقع ہون - کذا قال المفسر اور قاموس مین ہی کہ بحر وہ آبادی جسکے لیے نہر جاری ہو - اور مجاہد [illegible]
میدان ہین اور بحر شہر و گانون ہین اور جمہور مفسرین کے نزدیک بر و بحر سے معروف معنی مراد ہین [illegible]
میدان ہو یا سرسبز جنگل ہو یا گانون و شہر کی آبادی ہو اور جو کچھ تری مین ہی خواہ سمندر ہو یا [illegible]
کو معلوم ہی اور مخصوص ان دونون کو ظاہری نظر کے واسطے ذکر کیا اور مراد انکے علم [illegible]
مین اور خواہ چھوٹی چیز ہو یا بڑی چیز ہو حتی کہ فرمایا - وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا [illegible]
اسکو جانتا ہی ف - یعنی حرکات تک حتی کہ جمادات تک کی حرکتین و جنبش کو جانتا ہی - اور [illegible]
وَلَا حَبَّةٍ عطف ہی ورقۃ پر فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ اور نہین کوئی [illegible]

Marfat.com

[illegible] یابس - اِلَّا فِی کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ مگر آنکہ وہ کتاب مبین مین ہی فــــ مراد کتاب سے لوح محفوظ ہی اور استثنا
[illegible] سے یہ [illegible] بطریق بدل اشتمال ہی علم الٰہی سے پس یہ جملہ بدل الکل از جملہ سابق ہوگا اور اسی پر مدار قول زمخشری
[illegible] استثناے اول کی تکرار کے مانند ہی کیونکہ دونون کے معنی واحد ہین ولایخفی فی بعد ہذا التاویل - فافہم - حاصل یہ کہ علم الٰہی
[illegible] جو آسمانون و زمینون و تہ زمین وغیرہ مین ہی حتی کہ کوہ صفا پر اندھیری رات مین چیونٹی کی چال اور بیشمار چیونٹیون کی حرکات و
[illegible] کیفیت و رزق سب اللہ تعالیٰ کے حضور مین ہی ولا یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ - اور تیرے رب سے بقدر ذرہ بھی کہین کچھ
[illegible] نہین ہی - سبحان اللہ العلیّ الاعلیٰ فــــ قال فی العرائس قولہ تعالےٰ قل انی علیٰ بینۃ من ربی - یعنی اوتعالیٰ کی طرف
[illegible] یقین و مشاہدہ ہی اور روشن دلائل بظہور نور ازل ہی اور یہ عالم مین سب سے بڑی دلیل ہی لقولہ علیہ السلام من رآنی فقد رای الحقّ
[illegible] مجھے دیکھا اسنے حق مشاہدہ کیا - قال المترجم صوفیہ اس حدیث مین اشارہ بیان کرتے ہین اور علماء محدثین کے نزدیک یہ حدیث
[illegible] صلعم کو خواب مین دیکھنے کے بارہ مین ہی پس آپ نے فرمایا کہ جسنے مجھے دیکھا خواب مین تو اسنے حق یعنی سچ دیکھا اور پوری حدیث
[illegible] فان الشیطان لایتمثل بی - کیونکہ شیطان میری صورت نہین بن سکتا - کذا فی روایات الصحاح - اور جسنے حضرت صلعم کو اسی حلیہ [illegible]
[illegible] ساتھ جو آپ کا حلیہ ہی خواب مین دیکھا وہ اگرچہ صحابی کے حکم مین نہین ہوتا مگر جنتی اور بڑے مرتبہ کا آدمی ہی اور مترجم کا گمان یہ ہی کہ
[illegible] کرام نے اس حدیث کے معنی وہ نہین لیے بلکہ اسکے اشارہ سے یہ بات نکالی ہی اور یہی ان اکابر کے حق مین گمان نیک ہی - فافہم
[illegible] مغربی نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام تو بینات پر ہین اور اولیاء بھی انکے طفیل مین بینات پر ہین لیکن بینات انبیاء تو وحی و
[illegible] ہی اور بینات اولیاء بھی فراست ہی - قال المترجم - حدیث مین ہی کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہی - اور
[illegible] مین صحیح ہوا کہ ایک شخص نے رستہ مین نامحرم عورت پر بڑی نظر ڈالی تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے انکی خدمت
[illegible] دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا ہی کہ میرے سامنے زنا کار آنکھین آتی ہین واللہ تم لوگ پرہیز کرو ورنہ مین درے مارونگا - مترجم کہتا ہی کہ
[illegible] جتانے کے واسطے اس اچھے ڈھنگ سے نصیحت فرمائی اور حضرت عمر رض نے عین خطبہ جمعہ پڑھنے مین مجاہد غازیون کے سردار لشکر
[illegible] کو جو نہاوند مین تھا آواز دی کہ ارے پہاڑ کی طرف دیکھ اور اسنے یہ آواز وہان سنی چنانچہ پیچھے یہ بھید کھل گیا حالانکہ اسوقت
انکی [illegible] خطبہ سے لوگون کو تعجب ہوا تھا اور حدیث مین یہ قصہ بروایت صحیح ثابت ہی فتفکر - قولہ وعندہ مفاتح الغیب لایعلمہا
[illegible] اوتعالےٰ ہی کے واسطے ہی فرمایا اللہ تعالےٰ نے - ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ - اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ
مفاتح [illegible] ہین کہ سواے اللہ تعالےٰ کے انکو کوئی نہین جانتا پھر قولہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ تا قولہ علیم خبیر - پڑھ دی
[illegible] مین سے ہین فرمایا کہ مفاتح الغیب کے معنی غیب کے خزانے - پھر شیخ نے کہا اور نیز مفاتح الغیب
[illegible] انبیاء و اولیاء و ملائکہ بحکمت قدیم مبذول ہوئی قبل انکے وجود کے اور اسکی ذات و صفات خزانہ قدیم
[illegible] سے ان بندون کے لیے مفتاح دی کہ خزائن صفات کا کشف ہوتا ہی تاکہ نور قدیم ہی سے خزانہ قدیم
[illegible] اسرار [illegible] جس سے یہ لوگ علوم غیب لاتے ہین تاکہ بندون کے واسطے راہ عبودیت کو واضح کردینا
[illegible] پانچ چیزین [illegible] تعالےٰ لایعلمہا الا ہو - غیب کے خزائن عام ہین اور پانچ ہی مین منحصر نہین بلکہ پانچ تو
[illegible] سواے انکے سب غیوب مخزون ہین ابن مسعود رض نے نبی صلعم کی شان مین فرمایا کہ آپ سب

Marfat.com

جاننے تھے سوائے پانچ چیزون کے پھر سوائے ان پانچ کے باقی غیوب کو بھی اللہ تعالےٰ ہی جانتا [illegible]
تلادیا وہ جان لیتا ہی پس اولین وآخرین مین سے کوئی نہین جانتا مان اللہ تعالےٰ جب انکو ظاہر کرے [illegible]
کی حقیقت قدر کو وہی پاک سبحانہ تعالےٰ جانتا ہی اور کوئی نہین جان سکتا - اور نیز یہ معنی ہین کہ ان غیوب کے [illegible]
اوتعالےٰ کے پس جن بندون پر فضل ازل رکھا ہی انکو اورانکے بتانے کی راہون کو وہی پاک سبحانہ جانتا [illegible]
طریقہ یہی ہی کہ قدم بقدم اسکے رسول صلعم کی پیروی کرین - نیز مفاتیح الغیب مین سے تجلیات لطف و قہر ہین [illegible]
کہ از خود فانی ہوتے ہین اور قہر کی تجلی سے اعدا یعنے کافر و مشرک وغیرہ اپنی طبیعت ورائے کے اندھیرے [illegible]
اور راہ پر نہین آتے اور نفس و طبیعت کے شر و فساد مین واللہ اعلم کیا تجلی دیکھتے ہین جو اسی طرف کھینچے چلے جاتے ہین [illegible]
پڑتے ہین - نیز مفاتح الغیب وہ درجات ہین کہ قلوب کے لیے خزائن مشاہدات اور ارواح کے لیے مکاشفات اور عقول [illegible]
لیے معارف اور اسرار کے لیے خزائن علوم ذات صفات ہین کشادہ ہوتے ہین اور انبیا علیہم السلام کے لیے معجزات [illegible]
کے لیے کرامات کے خزانے اور مریدون کے لیے فراست کے خزانے کھلتے ہین - جریری رحنے قولہ لایعلمہا الا ہو مین کہا کہ جسکو وہ [illegible]
مطلع فرماوے رسول و خلیل وغیرہ سے وہ بھی اوتعالےٰ کے آگاہ کرنے سے جان لیتا ہی شیخ ابن عطار رحنے کہا کہ پس آیت سے اہل خیر [illegible]
کھلتی ہی اور شر پر ہے ایمانون پر فتنہ وخواری کھلتی ہی پھر نیکون مین سے اولیاء پر کرامت اور اہل اسرار پر سر الغیب اور اہل تمکین پر جذبہ
کھل جاتا ہی - اور نیز انبیاء کیواسطے مکاشفات اور اولیاء کو معائنات اور صالحین کو طاعات اور عوام کو ہدایت ملتی ہین - ابوسعید خراز رحنے
کہا کہ اوتعالےٰ نے اپنے حبیب صلعم پر پہلے تو امر و نہی سے ادب کھولا پھر مشیت و قدرت سے تہذیب سکھلائی پھر قولہ لیس لک من الامر شیٔ [illegible]
کے اسباب کھولے - پھر قولہ وتبتل الیہ تبتیلا - سے تغییب کو کھولا پس یہ مفاتیح الغیب مین شے ہین جو آنحضرت صلعم کے لیے ظاہر ہین [illegible]
ہوے - قولہ ویعلم ما فی البر والبحر - یعنے غیب لطف سے نیک بندون کو پار اُتار دیا اور دشمنون کو دریا [illegible] غرق کر دیا [illegible]
اسمین جو حکمت و اسرار غیب ہین وہی جانتا ہی - اور نیز دریاے غیب اور میدان قلوب کے حقائق اسی کو معلوم ہین [illegible]
کے پرپٹ میدان مین جو شہوت کے بیہڑ پڑے ہین وہی خوب جانتا ہی - قولہ وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض [illegible]
حق سبحانہ تعالےٰ نے اسمین آگاہ فرمایا کہ اسکا علم قدیم ہر ذرہ ذرہ کو محیط ہی اور ظاہر و باطن اسکی کبریائی [illegible]
ہی کما قال لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض - مترجم کہتا ہی کہ ہر ایماندار جو اللہ تعالےٰ [illegible]
پر ایمان لایا قطعاً یقین کرتا ہی کہ اوتعالےٰ عزوجل ہر ذرہ ذرہ سے عالم و آگاہ و خبردار و سمیع و بصیر [illegible]
بندہ اوہام مانند گمراہان یونان کے باطل اعتقاد رکھتے ہین کہ اللہ تعالےٰ جزئیات کو بروجہ جزئی نہین جانتا [illegible]
علم الٰہی کی نفی ہی - پس اگر اسکو یقین نہین تو گمراہ ہی اور محققین علماء نے الیسون کو کافر کہا [illegible]
لکھا کہ اس آیت مین تنبیہ ہی کہ ہر خطرۂ نفسانی کے وقت اللہ تعالےٰ سے شرم کرنا [illegible]
خبیر ہی - اور نیز بیان فرمادیا کہ تمام مقدورات عدم سے وجود کی طرف اور وجود سے [illegible]
کے موافق جاری ہین اور یہ سب لوح محفوظ پر قلم قدرت سے لکھے ہین جو ہر طرح کے تغیر [illegible]
تحت زمانہ ہی باہر ہی - وقد قال تعالےٰ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین [illegible]

Marfat.com

[illegible] خشک ہوا وہ ہوا سے قہر سے ہو گیا وہ تازہ ابھرے وہ اسکی ربوبیت کے زیر
[illegible] بزرگی کا بیان ہو کہ ہر وجود و عدم و حدوث سے وہ پاک ہو۔ وہ اسطی رحم لے فرمایا کہ علم الٰہی
[illegible] جب وقت کا نام نہ تھا اور حیز کا نشان نہ تھا اور ربتا گرنے کا قضیہ بدون موضوع ومحمول تھا۔

[illegible] اور جانتا ہی جو کما چکے ہو دن کو پھر تم کو اٹھاتا اُس مین کہ پورا ہو وعدہ جو تھا

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضٰى اَجَلٌ

[illegible] پھر اسکی طرف پھرے جاؤگے پھر جتا دیگا تمکو جو کرتے ہو اور اُسی کا حکم غالب اپنے

مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ

ع ۵

[illegible] بندون پر اور بھیجتا ہو تم پر نگہبان یہانتک کہ جب پہونچے تم مین کسی کو موت اُسکو بھر لیوین ہمارے بھیجے لوگ

عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا

اور وہ قصور نہین کرتے پھر پہونچائے جاوینگے اللہ کیطرف جو مالک انکا ہے تحقیق سن رکھو حکم اُسیکا اور وہ

وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝ ثُمَّ رُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ

اَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ ۝

شتاب لیتا ہو حساب

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ توفی کسی چیز کو بھر پور لے لینا۔ توفیت الشئ و استوفیتہ۔ بھر پور اس شئ کو لے لیا اور طرح
یہان یہ کہ وہی اللہ تعالے وحدہ لاشریک ہو کہ جو قبض کرتا ہو تمھاری ارواح کو سوتے مین الخ۔ پس لیل جو غالب اور اصلی وقت سونے کا
ہو مراد اس سے خواب ہو اور یہ وفات بمعنی موت حقیقی نہین پس یہ کلام ایسا ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا
والتی لم تمت فی منامہا۔ اور یہ موت اصغر ہو چنانچہ عیسی علیہ السلام کو فرمایا۔ انی متوفیک ورافعک الی الآیۃ۔ اور اسی پر صریح دلالت
ہو [illegible] موت اکبر کا اسی آیت مین اور نیز لفظ باللیل۔ کیونکہ ہر شخص رات ہی مین نہین مرا کرتا ہو بالجملہ مفسرین و علماء متفق ہین کہ قولہ
باللیل سے نوم مراد ہو جو موت کی بہن ہو اور یہ موت اصغر ہو اور بعضے لوگون نے جو کہا کہ جسم مین دو روحین ہوتی ہین ایک
[illegible] وفات حقیقی کے وقت نکل جاتی ہو اور دوسری روح تمیزہ سوتے مین نکل جاتی ہو اور عالم مین پھرتی اور خواب دیکھتی ہو پھر
[illegible] وقت آتی ہو تو صحیح یہ ہو کہ تحقیق اسکی علم الٰہی مین ہو اور لوگون نے اٹکل سے باتین بنائی ہین ہان بعض آثار اس
[illegible] کہ طہور کے ساتھ سونا چاہیے کیونکہ روح بعد سو جانے کے ملائکہ کے ساتھ سجدہ کرتی ہو اور اسمین شک نہین کہ
[illegible] آدمی ملاحظہ کرتے ہین سب یکسان نہین ہین بعضے تو پریشان خیالات و شیطانی باتین دیکھتے ہین اور انھین کے
[illegible] ہوشیار ہو کہ شیطان تم سے مسخرہ پن نہ کرے اور بعض کے خواب درست ہوتے ہین اور وہ دو طرح
[illegible] جیسے یوسف صدیق علیہ السلام کا خواب سورج و چاند و ستارون کے سجدہ کرنے کا تھا اور بعضے وحی
[illegible] علیہ السلام نے پسر کو ذبح کرنا دیکھا پس جن لوگون کی مصاحبت محض شیطان ہی سے ہو وہ اس
[illegible] خواب مراد ہو اور ابن عباس رضہ نے رسول اللہ صلعم سے روایت کی کہ ہر انسان کے ساتھ ایک

Marfat.com

فرشتہ ہی جب وہ سوتا ہی تو فرشتہ اسکی روح لے لیتا ہی پھر اگر اللہ تعالے نے اسکی [illegible]
ورنہ روح اسکو پھیر دیتا ہی یہی ہی قولہ یتوفاکم باللیل - رواہ ابو الشیخ وابن مردویہ [illegible]
اے ماکسبتم فیہ " اور جانتا ہی جو تم نے کمایا دن مین " اور یہ بھی باعتبار اغلب حال [illegible]
مین سوتے ہین وقال ابن کثیر یہ جملہ معترضہ ہی واسطے دلالت اس امر کے کہ تعالے کا علم [illegible]
ورات کے سکون سب کو محیط ہی - ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ اے فی النہار برواہ اجلی - پھر اٹھاتا ہی [illegible]
کہ تمہاری روحین بعد نیند کے پھیر دیتا ہی - کذا قال مجاہد وقتادہ والسدی - بیضاوی رح نے [illegible]
زندہ کرکے اٹھانا پس بیان توفی کے ترشیح کے طور پر آیا ہی اور نیز نوم جو موت اصغر ہی بمقابلہ اسکے بعث اصغر [illegible]
کہ یعلم ماجرحتم بالنہار سے تو رد اروح معلوم ہو چکا پھر لفظ ثم کے کیا معنی [illegible] جواب یہ کہ یہ جملہ معترضہ ہو سکتا [illegible]
نے کہا کہ فیہ کی ضمیر اس شان مذکور کی طرف ہی یعنی پھر اٹھا دیگا تمکو قبرون سے اسی شان وحال کے ساتھ جو تم نے [illegible]
اور دن کو اپنے بھلے بُرے اعمال مین صرف کیا ہی - اور بعض نے کہا کہ کلام مین تقدیم وتاخیر ہی یعنی وهو الذی [illegible]
بالنہار ویعلم ماجرحتم فیہ - اور اولی وہ ہی جو شیخ ابن کثیر رح نے کہا ہی - اور معنی آیت کے یہ کہ علم الٰہی محیط ہی اور [illegible]
مین اٹھاتا انکے اعمال سے غفلت نہین بلکہ امہال ہی - لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُسَمًّى تاکہ میعاد مقررہ پوری [illegible]
اس اجل سے مراد زندگانی کی مدت تمام ہی - جو ہر انسان کے واسطے مقدر ہی - ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ پھر [illegible]
تمہارا مرجع ہی ف - اسطرح کہ قیامت کے واسطے اٹھائے جاؤ اور محشور ہوگے - ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ [illegible]
تھے اس سے تم کو خبردار کریگا ف - اسمین تہدید ہی اور اس سے بشارت بھی مفہوم ہی اور معنی یہ کہ نیکیون کا انکی [illegible]
بدون کو انکی بدکاریون کا عذاب دیگا - وَهُوَ الْقَاهِرُ مستعلیا فَوْقَ عِبَادِهِ وہ دبائے ہی اپنے بندون [illegible]
فوقیت سے ظرف مراد نہین بلکہ علو مرتبہ مراد ہی اور قہر بمعنی غلبہ پس معنی یہ کہ وہی اللہ پاک قاہر ہی [illegible]
عالی مرتبہ ہی اپنے بندون سے اوپر - یعنی بندون پر عجز وبلا اختیاری مقصود ہی اور اللہ تعالیٰ [illegible]
تقدیر سے جو غالب ہی سرتابی کی مجال نہین ہی - وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً اور ارسال فرماتا ہی تم پر [illegible]
جو تمہارے اعمال کو محفوظ رکھتے ہین - اور بعض نے کہا کہ قولہ وهو القاہر الخ یعنی بندون کے [illegible]
چاہتا ہی مارنے جلانے ثواب دینے وعذاب کرنے وغیرہ کا تصرف کرتا ہی اور بھیجتا ہی تم پر حفظہ [illegible]
مین استعلاء کے معنی ہین یعنے بھیجنا بطور غلبہ ہی - اور بعض نے کہا کہ فوق عبادہ [illegible]
کے مراد ہی اور علیکم متعلق حفظہ ہی اور تقدیم اس اظہار کے لیے کہ ارسال حفظہ کی [illegible]
تاکہ ہوشیار رہو - لیکن پوشیدہ نہین کہ فوقیت کے معنی استعلاء کی نظر [illegible]
متشابہ مین داخل کرنا بے وجہ ہی - پھر سدی رح نے کہا کہ حفظہ سے معقبات [illegible]
فرشتے اترتے اور نماز عصر کے بعد جاتے ہین [illegible]
کبھی نہین آسکتے تھے اور حدیث مین [illegible]

[illegible] ایک لفظ خاص پر صحیفہ یا مراد ہی پھر وہ تا دم مرگ حافظ رہتے ہین اور عبداللہ بن عمرو بن العاص
[illegible] طبقہ کے اوپر کچھ جن ہین کہ اگر وہ تمپر ظاہر ہون تو انکے ہوتے ہوئے تم کوئی
[illegible] ہر گھنٹہ پر اللہ تعالے کی مہرون مین سے ایک مہر ہی اور ہر مہر کے ساتھ ایک فرشتہ ہی اور اللہ تعالے
[illegible] اس ہی اسکو محفوظ رکھ۔ رواہ ابن ابی حاتم کما یفہم من تفسیر الحافظ رح
[illegible] کہ جماعت انسان کے حافظ رہتے ہین لقولہ تعالے له معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ
[illegible] اعمال انسان کو حفظ و شمار رکھتے ہین اور اللہ تعالے خود خوب جانتا ہی کہ کس بندے نے کب اور کسوقت
[illegible] بدن انسان کے معنی زیادہ مناسب ہین۔ لقولہ تعالے حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا [illegible] کہ جب تم مین سے کسی آدمی کی موت آئی تو اسکو ہمارے رسول وفات دیتے ہین ف۔ رسل جمع رسول
[illegible] کہ لفظ ملک الموت یعنی عزرائیل علیہ السلام ہی جو شرف ظاہر کرنے کو بلفظ جمع مذکور ہوا۔ اور مفسر رح نے موافق
ابن کثیر رح [illegible] کہ ملائکہ مراد ہین جو جاندار کو وفات دیتے اور روح قبض کرنے پر موکل ہین۔ قال ابن کثیر رح حضرت ابن عباس رض
[illegible] ملک الموت کے مددگار بہت سے ملائکہ ہین جو بدن سے روح نکالتے ہین پھر جب حلقوم پر پہونچی تو ملک الموت
[illegible] اور اس قول کے شاہد احادیث ہین جو قولہ یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت الآیۃ کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالے
[illegible] اور جو لوگ ملحد و زندیق فقط وہم کے بندے اور عقل سے خارج ہین انکو یہ وہم ہوتا ہی کہ لاکھون آدمی مرتے ہین تو
[illegible] کہان کہان پہونچتے ہین یہ نہین جانتے کہ یہ مسافت و دوری تو جسم والی چیز کے حق مین ہوتی ہی اور قوت روحانی کو کون
قیاس کرسکتا ہی [illegible] ادمی جسم کی قوتین عجائب ہین حتی کہ آنکھ کی بینائی مثلاً یا خیال و وہم خود دیکھو کہ پلک مارتے کہان سے
کہان پہونچتا ہی اور عقل نے جو بات ضبط کرلی اسکے یہ معنی نہین کہ ہاتھون سے پکڑ لے پس ٹھیک طور پر بات سمجھنی چاہیے۔ واللہ الموفق
[illegible] اسی وقت روح قبض کرتے ہین جب ذی روح کی موت کا وقت ہو۔ وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ اور جو انکو حکم دیا گیا اسمین
[illegible] نہین کرتے ہین ف۔ اور بعض نے کہا کہ حفظ حیات مین کمی نہین کرتے مثلاً قبل از وقت نہین مارتے ہین۔ اور بعض نے
[illegible] اعمال مین تجاوز نہین کرتے مثلاً کسی کی نیکی ضائع یا بدی زائد کرین اور یہ لفرطون بقراءۃ تخفیف سے مناسب ہی۔ اور ایک
[illegible] ابن کثیر رح نے کہا کہ روح متوفی کی حفاظت مین کوتاہی نہین کرتے بلکہ حفاظت سے جہان مشیت الٰہی عز و جل ہی رکھتے
[illegible] تو علیین مین اور اگر بدکار ہی تو سجین مین پہونچاتے ہین۔ سعید بن یسار رض سے روایت ہی کہ
[illegible] میت کی موت کے وقت ملائکہ آتے ہین اگر وہ نیکوکار آدمی ہوا تو اس سے کہتے ہین کہ اے نفس مطمئنہ
[illegible] نکل آ تیری تعریف ہو رہی ہی اور روح و ریحان سے اور پروردگار غیر غضبان سے خوشی و بشارت
[illegible] کہا جاتا ہی یہانتک کہ وہ نکل آتی ہی پھر اسکو آسمان پر چڑھا لیجاتے ہین پھر دروازہ کھلواتے ہین
[illegible] یہ فلان شخص ہی تو کھولا اور کہا جاتا ہی کہ مرحبا پاکیزہ روح جسم پاک مین تھی تو نیک
[illegible] روح و ریحان کی اور پروردگار کی جو تجھ پر غضب مین نہین ہی بشارت ہی اور برابر اسی سے کہا جاتا ہی
[illegible] آسمان تک پہونچتی ہی۔ اور اگر میت کوئی آدمی بدکار ہوا تو فرشتہ اس سے کہتے ہین کہ نکل اے نفس خبیث

Marfat.com

جو جسم خبیث مین تھی نکل درحالیکہ تجھپر مذمت ہورہی ہی اور لے یہ بشارت سُن کہ تجھکو جحیم و غساق [illegible]
اس سے یہی کہا جاتا ہی یہانتک کہ نکالی جاتی ہی پھر اُسکو آسمان تک پہونچاتے ہین اور دروازہ کھلوا [illegible]
کہا جاتا ہی کہ یہ فلان شخص ہی تو اس سے کہا جاتا ہی کہ اس نفس خبیث کو کچھ مرحبا نہین جو خبیث جسم مین تھی [illegible]
تو مذمت کی گئی ہی پس آسمان سے پھیری جاتی ہی۔ پھر وہ قبر مین داخل کیا جاتا ہی تو اول کو بمانند کلام اول [illegible]
دوم کو بمانند دوم عتاب کے مذمت کیجاتی ہی۔ رواہ احمد۔ اور صحیحین کی احادیث مین روح خبیث کی بدبو [illegible]
بو سے ایذاء پانا اور لعنت کرنا اور آسمان تک پہونچکر سجین مین پھینکا جانا اور عذاب قبر نہایت ہولناک مفصل [illegible]
من ذلک اللھم اعوذ بک من ان اکون من الذین یذموق و یخبثون واسالک باللہ الذی لا الہ ہو الحی القیوم ان [illegible]
خطیئتی کلھا و توفنی مسلما والحقنی بالصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلے اللہ تعالی علے خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ علی جمیع [illegible]
الصالحین آمین۔ ثُمَّ رُدُّوٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ بعض نے کہا کہ ثم ردوا یعنی پھر وہ لینی ہو جاتے [illegible]
بعض نے کہا کہ مرنے والے لائے جاتے ہین یا تو بعد موت کے روح آسمان کی طرف چڑھائی جاتی ہی جیساکہ بیان ہوا اور یا [illegible]
روز قیامت مین ہوگا جو یقینی ہی لہذا بلفظ ماضی بیان فرمایا اور یہی مفسر رحمہ نے لیا یعنی پھر لوٹائے جاوینگے سب مخلوق اپنے مالک
کی طرف جو حق یعنے حقیقی عادل ہی پس وہ انکو ہر ایک کو اسکا بدلا دیگا۔ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ آگاہ رہو کہ اسیکا ہی حکم یعنی مخلوق [illegible]
قضاء نافذہ اسی کی ہی۔ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ اور وہ سریع الحساب ہی کہ دنیا کے دن کے آدھے کے برابر مقدار مین حساب
فرماویگا کیونکہ ایک حدیث مین یہ ثابت ہوا ہی۔ اور مترجم کہتا ہی کہ پچاس ہزار برس کا دن قیامت کا ہونا اور پانچ سو برس [illegible]
وغیرہ کی احادیث مین حساب کا بیان نہین ہی پس اصل حساب جو علم الٰہی محیط مین موجود ہی بہت جلد ہو جاویگا اور [illegible]
مین کا فرون پر حجت قائم ہونے کے لیئے طول مدت مروی ہی وہ اصل حساب مین نہین ہی۔ فافہم واللہ اعلم بالصواب۔
فی العرائس قولہ تعالے وھو الذی یتوفاکم باللیل۔ رات مین وفات دینا اس مفاد کے واسطے کہ انکی روحین [illegible]
پرواز کرین اور انوار جبروت مین سیر کرین تاکہ انکا شوق اپنے اصلی وطن کی جانب بڑھ جاوے اور دن میں اپنے [illegible]
اعمال خیر کے بدلے جو مقام راحت و آرام پاوینگے اُسکو پہچان لین اور مارڈالنے اور جلانے مین قدرت الٰہی [illegible]
اور آنکھون دیکھی ہوئی معلوم کرین تاکہ انپر یہ وقت آجاوے کہ حادث و مخلوقات سے منقطع ہو [illegible]
اور اسی مضمون کی طرف تتمہ آیت یعنی قولہ ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمی الآیۃ۔ سے اشارہ [illegible]
کے شرف دینے و کرامت فرمانے مین سے یہ بات بھی ہی کہ بندہ کو قید خانہ دنیا [illegible]
انکو مین عمل کی حفاظت اپنے بندۂ مومن پر غیرت ہی تاکہ کوئی غیر اسپر مطلع نہو اور آیت مین [illegible]
پر لطف سے ظاہر ہوا کیونکہ مولاھم الحق فرمایا۔ اور اگر فقط ردوا [illegible]
سے بندون کا مولا ہونا فرمایا۔ پہلے ردوا سے [illegible] مقام [illegible]
نکال لیا۔ بعض نے کہا کہ قرآن پاک مین یہ آیت کریمہ سب سے زیادہ [illegible]
امید نہین کہ اسکے [illegible]

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا

جنگل کے اندھیرون سے اور دریا کے جسکو پکارتے ہو گڑگڑاتے اور چپکے اگر ہمکو بچا لیوے

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ

احسان ماننے تو کہہ اللہ تم کو بچاتا ہے اُن سے اور ہر

كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ

شریک ٹھہراتے ہو تو کہہ اُسیکو قدرت ہے کہ بھیجے تم پر

عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ

تمہارے پاؤن کے نیچے سے یا تمہارے دے تمکو کئی فرقے کرکر اور چکھاوے ایک کو

بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝ وَكَذَّبَ

ایک کی دیکھ کس پھیر سے ہم کہتے ہین باتین شاید وہ سمجھین اور اسکو جھٹلایا

بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ؕ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

تیری قوم نے اور یہ تحقیق ہے تو کہہ مین نہین تم پر داروغہ ہر خبر کا ایک وقت ٹھہرا ہے اور آگے جان لوگے

قُلْ یا محمد اہل مکہ کہدے اے محمد مکہ والون سے - مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تمکو خشکی و تری کی تاریکیون سے کون بچاتا ہے یعنے تمہارے سفرون مین خشکی و تری کے ہول سے کون بچاتا ہے - سراج مین کہا کہ ظلمت کا لفظ شدت سختی کے لیے استعارہ ہے کیونکہ دونون مین یہ مشارکت ہے کہ جب ہول و خوف شدید طاری ہوتا ہے تو آنکھون سے نہین سوجھتا ہے پس یوم شدید کو عرب والے یوم مظلم بولتے ہین جیسے اسکے خلاف کو یوم مکوکب کہتے ہین - اور بعض نے کہا کہ استعارہ پر محمول کرنے سے حقیقت پر محمول کرنا اولیٰ ہے ظلمات البر وہ کہ رات کی تاریکی اور ابر کی تاریکی وغیرہ جمع ہو جاوے جس سے سفر مین خوف سخت پیدا ہوتا ہے کیونکہ راہ صواب ملتی نہین اور ظلمات البحر رات کی تاریکی اور ابر کی تاریکی اور ہولناک موجین و تند مخالف ہوائین وغیرہ جنسے خوف شدید ہوتا ہے اور پوشیدہ نہین کہ موجین و تند ہوائین حقیقی معنی ظلمت کے نہین ہین اور اظہر یہ کہ خشکی و تری کے اندر ظلمات وہ اسباب ہولناک ہین جنسے خوف شدید پیدا ہو جاوے اور معنی یہ کہ خشکی یا تری مین اسباب ہولناک حادث ہونے کی حالت مین کون تمکو نجات دیتا ہے جبکہ تمہاری یہ حالت ہوتی ہے تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا علانیہ - وَّخُفْيَةً سرا - دعائین مانگتے ہو اس سے تضرع سے یعنی علانیہ اور خفیہ یعنی پوشیدہ - لَئِنْ اَنْجٰىنَا واللہ اگر تونے ہمکو نجات دی - اور ایک قراءۃ مین لئن انجانا - ہے اگر اللہ تعالیٰ نے ہمکو نجات دی مِنْ هٰذِهٖ الظلمات والشدائد - ان تاریکیون یعنی ان سختیون سے - لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ تو ضرور ہم ایمان لانے والون مین سے ہو جاوینگے - ثابت ہوا کہ ان شدائد کے وقت کوئی بت وغیرہ کام نہین آتا جنسے شریک لاتے ہو پھر کوئی انمین سے معبود نہین قُلْ کہدے کہ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا اللہ تعالیٰ تمکو ان ظلمات سے نجات دیتا ہے - اکثرون کی قراءۃ ینجیکم از انجاء ہے اور ایک قراءۃ ینجیہ سے تشدید ہے - وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ اور ان ظلمات کے سوائے ہر غم سے بھی نجات دیتا ہے - کرب سختی و غم ہے ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ پھر اسکے بعد جب مطمئن ہو جاتے ہو تو اللہ تعالیٰ سے شرک کرنے لگتے ہو پس اس حالت

Marfat.com

مین شرک کس حماقت پر ہی۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ [illegible]
بدعہدی کرنے والون سے کہ او تعالی قادر ہی اس بات پر کہ بھیجے تمپر عذاب کو تمھارے فوق سے ۔ لیعنی سر [illegible]
عذاب کے پتھر برساوے یا آواز سخت ایسی سناوے کہ دل وجگر پھٹ جاوین یا ہوا وغیرہ بھیجے جیسے عذاب [illegible]
تھے ۔ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ یا پیرون کے تحت سے مانند آنکہ خسف کردے یا غرق کردے ۔ قال [illegible]
و السدی و ابن زید وغیر واحد فی قولہ عذابا من فوقکم ۔ لیعنی پتھر برساوے ۔ او من تحت ارجلکم لیعنی زمین [illegible]
نے اختیار کیا اور یہی شیخ سیوطی رح نے لیا ہی ۔ اور ابن عباس وغیرہ سے روایت ہی کہ من فوقکم لیعنے تم مین سے [illegible]
حاکم و سردار ہین اور من تحت ارجلکم لیعنے نیچون سے اور وہ غلام و رذیل ہین ۔ اور ارجح قول مجاہد رح ہی و دیگر [illegible]
و داخل ہین واللہ اعلم ۔ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا ای یخلطکم فرقا مختلفۃ الاہواء ۔ یا خلط کردے تمکو فرقہاے مختلفۃ الاہواء [illegible]
تمکو ایسے مختلف فرقہ کردے کہ ہر ایک کی خواہش نفسانی مختلف ہوجاوے پس آپس مین مخالف ہو کر ایک دوسرے [illegible]
یہ تفسیر ابن عباس و مجاہد و دیگر علماء سے مروی ہوئی ۔ اور حدیث مین و متعدد طرق سے آنحضرت صلعم سے مروی ہوئی [illegible]
تہتر فرقون پر مختلف ہوجائیگی جسمین سے سب دوزخ مین جاوینگے سوا ے ایک فرقہ کے ۔ کذا فی تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ [illegible]
پر شیخ ابن کثیر رح نے لکھا ہی کہ مین نے اس حدیث کے طرق و اسانید کو جمع کیا ہی ۔ الحاصل اللہ تعالی قادر ہی [illegible]
سے عذاب اتارے یا پیرون کے نیچے سے یا تم کو مختلف نفسانی خواہشون مین باہم مخلط و متخالف کردے ۔ وَيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ
بَاْسَ بَعْضٍ یا تم مین سے بعض کو بعض پر مسلط کردے کہ عذاب و تکلیف دہی و قتل سے مضرت پہونچاوین ۔ کذا قال ابن عباس
وغیر واحد ۔ واضح ہو کہ آیت کریمہ مین علوم و معرفت ہین اور راسخین فی العلم انکو خوب جانتے ہین ۔ پھر یہ تہدید [illegible]
جب دین قویم و سنت مستقیم سے فسق و فجور کی طرف مائل ہون تو وہ بھی اسکے اشارہ مین شامل ہین اسی واسطے حسن بصری رحمہ اللہ [illegible]
قولہ قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم ۔ مین روایت ہی کہ حسن رح نے کہا کہ یہ مشرکون کے واسطے [illegible]
احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ اس امت مین سے بھی کچھ لوگ خارج ہو کر مشرکون سے ملجاوینگے ۔ اور مجاہد رح نے فرمایا [illegible]
ہی ان دونون اثر کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور یہ دونون قول متعارض نہین بلکہ صحیح ہین پھر ابن کثیر رح نے ذکر [illegible]
اس آیت کی تفسیر مین روایت کی کہ جابر بن عبد اللہ رض نے کہا کہ جب یہ آیت اتری ۔ قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا [illegible]
رسول اللہ صلعم نے کہا کہ اعوذ بوجہک ۔ لیعنی اے میرے پروردگار مین تیری وجہ پاک سے پناہ مانگتا ہون [illegible]
بوجہک ۔ لیعنی اس عذاب سے بھی پناہ مانگی ۔ او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض ۔ کہا کہ یہ نرم و آسان [illegible]
و ابن حبان و ابن مردویہ و سعید بن منصور ۔ اور بعض روایت مین ہی کہ جابر رض نے کہا کہ آنحضرت صلعم [illegible]
بھی پناہ مانگتے تو اللہ تعالے پناہ دیتا ۔ مترجم کہتا ہی کہ اشارہ ہی کہ یہ امر مقدر ہی ضرور واقع ہوگا [illegible]
ہو جاہتا ہی واقع ہوتا ہی چنانچہ امت اسلامیہ مین یہ سب امور یکے بعد دیگرے واقع [illegible]
بہ رکھے پھر مختلف الاہواء فرقے پیدا ہوئے مانند خوارج و روافض و معتزلہ و جہمیہ وغیرہ [illegible]
ہی کہ قولہ تعالے قل ہو القادر علی ان الآیۃ کو آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا تو فرمایا [illegible]

[illegible] سعد بن ابی وقاص رضہ سے روایت ہی کہ پھر مسجد مین داخل ہوکر آنحضرت صلعم نے دو رکعت نماز پڑھی
[illegible] کے ساتھ نماز پڑھی پھر دیر تک حضرت پروردگار عز وجل سے مناجات کی پھر فرمایا کہ مین نے اوتعالی سے تین باتین
[illegible] طوفان غرق سے میری امت کو ہلاک نہ کرے اسکو اوتعالی نے منظور فرمایا اور دوم یہ کہ قحط سے میری امت کو ہلاک نہ کرے
[illegible] فرمائی۔ اور سوم یہ کہ آپس مین قتل وتعذیب نہ کرین تو اسکو منع فرمایا۔ رواہ احمد ومسلم۔ مترجم کہتا ہی کہ مسجد بنی معاویہ مین یہ نماز
[illegible] اور یہ سوال کئی بار واقع ہوا۔ اور بعض دفعہ چار باتین مانگنا مذکور رہی۔ اور طوفان غرق سے یہ مراد کہ مانند طوفان نوح کے عموم غرق
سے [illegible] قحط سے ہلاک نہونے سے یہ مراد کہ عموماً قحط کا عذاب مانند طوفان کے ایسا نہو کہ سب قحط سے ہلاک ہوجاوین اور امت سے
[illegible] اسلام والے ہین اور مسجد بنی معاویہ ایک مسجد قریب حرہ کے عوالی مدینہ منورہ مین ہی اور اس مسجد مین اس دعاء کی خصوصیت
[illegible] آثار قضاء وقدر تھا کہ بعد زمانہ آنحضرت صلعم وخلفاء راشدین کے یزید پلید کے لشکر سے اسی مقام پر اکابر مدینہ وصلحاء امت
[illegible] بے ادبیاں وخونریزیاں واقع ہوئین جو کتب سیر مین مذکور ہین بلکہ صحاح احادیث مین وارد ہی کہ آنحضرت صلعم لوگون کو آطام مدینہ
سے بلاء وفتنہ کی خبر دیتے تھے۔ قال الامام احمد قرأت علی عبدالرحمن بن مہدی عن مالک عن عبداللہ بن عبداللہ بن جابر بن عتیک۔
کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حرۃ بنی معاویہ مین جو انصار کے محلات مین سے ہی ہمارے پاس آئے اور مجھسے فرمایا کہ تو جانتا ہی کہ تمھاری
اس مسجد مین رسول اللہ صلعم نے کس مقام پر نماز پڑھی تھی مین نے کہا کہ ہان اور مین نے ایک جانب کو اشارہ کرکے تبلایا پھر پوچھا کہ تجھے معلوم
ہی کہ اسمین جن تین باتون کی دعاء فرمائی تھی وہ کیا ہین تو مین نے کہا کہ ہان۔ فرمایا کہ مجھے خبر دیدے تو مین نے کہا کہ یہ دعا فرمائی کہ اہتیون پر
ان لوگون کے سواے دوسری قوم سے کوئی غالب نہ فرمایا جاوے اور قحط سے وہ ہلاک نہ کیے جاوین اور یہ دونون باتین منظور ہوئین اور
یہ دعا کی کہ آپس مین ایک دوسرے سے انکو ضرر قتل وتعذیب نہو تو اس دعاء سے منع کیے گئے۔ عبداللہ بن عمر رضہ نے فرمایا کہ تو نے سچ
کہا اور فرمایا کہ قیامت تک برابر آپس مین خونریزی وتعذیب جاری رہیگی۔ قال الحافظ ابن کثیر اسنادہ جید قوی ولیس فی شئی من الکتب
الستۃ اور مترجم کہتا ہی اور غیر قوم سے کوئی دشمن انپر غالب نہو اس سے یہ مراد کہ اسطرح غالب نہو کہ انکو نیست کردے جیسا کہ دوسری
روایات مین صحیح ہی۔ اور ابن مردویہ کی روایت بطریق محمد بن اسحاق مین آٹھ رکعات پڑھنا مذکور ہی اور امام احمد کی روایت معاذ بن
جبل مین اس نماز کو نماز رغبت ورہبت فرمایا وقد رواہ ابن ماجہ وابن مردویہ اور امام احمد کی روایت انس رضہ مین ایک سفر مین آنحضرت
[illegible] نماز چاشت مذکور ہی اور اسکو نماز رغبت ورہبت فرمایا اور تیسری دعا باین الفاظ ہی کہ مین نے اللہ تعالی سے دعا کی کہ لا یلبسہم
[illegible] تعالی نے مختلف الاہواء مخلوطا نہ فرمادے تو یہ قبول نہوئی۔ وقد رواہ النسائی۔ مترجم کہتا ہی یہ سفر مین نماز چاشت [illegible]
[illegible] تیسری دعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ آپس مین لڑین نہین۔ بلکہ یہ مقصود تھا کہ دین مین انکے قلوب مختلف ومتفرق ہوکر [illegible]
[illegible] کے پابند نہون۔ واللہ اعلم۔ اور امام احمد رحمہ نے خباب بن الارت رضہ سے نماز شب کے قصہ مین ہی کہ مین نے عرض کیا
[illegible] آپ نے آج رات ایسی نماز پڑھی کہ مین نے آپ کو ایسی نماز پڑھتے نہین دیکھا تھا فرمایا کہ ہان یہ نماز رغبت ورہبت تھی
[illegible] اپنے پروردگار سے تین باتین مانگین تو مجھے دو عطا فرمائین اور ایک سے منع فرمایا مین نے پروردگار عز وجل سے مانگا کہ ہمکو
[illegible] سے ہلاک نہ فرماوے جیسے اگلی امتین ہلاک ہوئین تو مجھے عطا فرمایا۔ الحدیث بنحو ما سبق عن انس رضہ وقد رواہ النسائی وابن حبان
[illegible] صحیح۔ ابن جریر نے نافع بن خالد الخزاعی رضہ سے روایت کی کہ نبی صلعم نے نماز خفیف یعنی کم قراءۃ پڑھی جسکے رکوع وسجود پورے تھے

الحدیث - اسمین ہو کہ اور مین نے دعا کی کہ تم پر ایسا دشمن غالب نہ کرے جو تمھاری جڑ اکھاڑ ڈالے سو یہ قبول [illegible]
عبد الرزاق قال قال معمر اخبرنی ایوب عن ابی قلابہ عن الاشعث الصنعانی عن ابی اسماء الرحبی عن [illegible]
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے میرے لیے زمین لپیٹ دی مین نے اسکے مشارق و مغارب کو [illegible]
وہانتک پہونچیگا جسقدر میرے واسطے لپیٹی گئی اور مجھے سپید و سُرخ (چاندی و سونا) دو خزانہ عطا ہوئے اور مین نے [illegible]
امت کو قحط سے عموماً یعنی عذاب قحط ایسا نازل نہو کہ سب کے سب عموماً ہلاک ہوجاوین اور یہ دعا مانگی کہ [illegible]
کہ انکو عموماً ہلاک کردے اور یہ دعا مانگی کہ ان لایلبسہم شیعا و ان لایذیق بعضہم باس بعض - یعنے نہ خلط [illegible]
الاہوار اور نہ چکھاوے بعض کو بعض سے مضرت قتل و تعذیب کو تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اے محمد جب مین نے کوئی حکم [illegible]
نہین ہوسکتا پس مین نے تیری امت کو پناہ دی کہ انکو قحط سے عموماً ہلاک نہ کرونگا اور نہ انپر ایسے دشمن کو انکے غیر مین سے مسلط [illegible]
انکو عموماً ہلاک کردے یہانتک کہ یہ ہوگا کہ بعض انھین سے بعض کو ہلاک کرے اور بعض انھین سے بعض کو قید کرے - [illegible]
کہا کہ پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ مین اپنی امت پر خوف نہین کرتا مگر ایسے سردارون سے جو گمراہ کرنے والے ہون پھر جب میری امت [illegible]
تلوار رکھی جائیگی تو قیامت تک پھر انپر سے نہین اٹھائی جائیگی - قال الحافظ رح اسنادہ جید قوی ولیس فی شئی من الکتب الستۃ [illegible]
کہتا ہو کہ اسمین قولہ اور نہ انپر ایسے دشمن کو انکے غیر مین سے مسلط کرونگا جو کہ انکو عموماً ہلاک کردے یہانتک کہ الی آخرہ - اس سے دو احتمال
ہین ایک یہ کہ امت اسلام پر غیر مین سے کسی قوم کا مسلط نہونا اُس وقت تک ہو کہ آپس مین بعضے بعض دیگر کو ہلاک نہ کرین اور جب ایسا
کرینگے تو غیر مین سے مسلط ہوسکتے ہین اور صحیح ہوا کہ مسلمانون مین جب آپس مین خونریزی نہین ہوئی تب تک کوئی غیر قوم انپر مسلط نہین
ہوئی - اور دوسرا احتمال یہ کہ غیر قوم انپر اسطرح مسلط نہو کہ نیست کردے اور یہ عموماً وعدہ ہو جب تک کہ وہ اسلام و توحید پر ہین اور قولہ
یہانتک کہ یہ ہوگا الخ - اسکے معنی یہ کہ غیر مسلط نہوگا ہان یہ ہوگا کہ آپس مین ہلاک کرنے والے ہونگے اور مترجم کہتا ہو کہ ظاہر لفظ
اس روایت سے احتمال اول اقرب ہو اور دیگر روایات سے احتمال دوم اقرب ہو اور بر تقدیر احتمال دوم کے دو باتین مخفی نہین غیر قوم
اس امت اسلام پر مسلط نہوگی بشرطیکہ یہ دین توحید اسلام پر ثابت ہون اور ایسی حالت مین یون مسلط نہوگی کہ عموماً انکو ہلاک کرے جیسے
ان لوگون کے جو حضرت عیسی علیہ السلام کی امت سے موحد رہے تھے یعنی ایمان توحید پر ثابت رہے تھے کیونکہ انکو مشرک [illegible]
نے بالکل قتل کر ڈالا تھا - امام احمد نے ابو بصرہ غفاری رض سے مرفوعاً روایت کی جسمین تین امور مذکور کے ساتھ [illegible]
کہ مین نے دعا کی کہ میری امت کسی گمراہی پر اتفاق نہ کرے یعنی اجماع نہ کرے تو اللہ تعالی نے یہ دعا قبول [illegible]
مذکور ہو کہ ان لوگون کی جماعت مقتدی تھی اور آپ نے التحیات کے جلسہ مین یہ دعا مانگی تھی - قال [illegible]
مین یہ روایت نہین ہو پس اسکو یاد رکھنا چاہیے - طبرانی رح نے حضرت علی رض سے تین امور مذکور [illegible]
ثلث یارب لاتسلط علیہم عدوا من غیرہم یعنے اہل الشرک فیجتاحہم قال ذالک لک - یعنی دوسری دعا یہ [illegible]
میرے پروردگار نہ مسلط فرمائیو ان لوگون پر یعنی میری امت والون پر کوئی دشمن ایسا جو انکے غیر مین سے [illegible]
سب کو جڑ سے نیست کردے تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ تیرے واسطے ہو یعنی یہ تیری دعا قبول [illegible]
سے بھی روایت کیا ہو اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے چار باتون کی دعا روایت کی [illegible]

Marfat.com

[illegible] - پھر حافظ ابن کثیر رح نے آثار نقل کیے چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضہ نے قولہ قل ہو القادر علی الآیۃ -
[illegible] جانا اور من تحت الارجل کی تفسیر خسف ہونا بیان کر کے کہا کہ اسمین چار باتین ہین جنمین سے
[illegible] ذکر دمن طریق سفیان الثوری رح اور ابو جعفر رازی کے طریق سے ابی بن کعب کی روایت مین ہی کہ
[illegible] آنحضرت صلعم کی وفات سے پچیس برس پر گزرین کہ مختلف الاہوا رہو کر مخلوط ہوے اور بعض
[illegible] باقی رہین یعنی آسمان سے پتھر برسنا اور زمین مین دھنس جانا اور یہ بھی ضرور واقع ہونگی
[illegible] مترجم کہتا ہی کہ خلفاے عباسیہ مین سے بعض کے وقت مین متعدد طور پر خسف واقع ہونا تاریخ کی
[illegible] لیکن علما نے کہا کہ یہ آخر زمانہ مین واقع ہوگا اور حدیث صحیح مین ہی ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کریگا -
[illegible] کے سب زمین مین دھنس جاوینگے - پھر ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابن جریر و ابن ابی حاتم کی روایت
[illegible] من فوقکم کی تفسیر گمراہ اور گمراہ کنندہ سرداروں کے ساتھ اور قولہ من تحت ارجلکم کی تفسیر بدکار خادم
[illegible] اس قول کی اگرچہ توجیہ صحیح ہی لیکن قول اول یعنے جو ابی بن کعب و مجاہد وغیرہم سے پتھروں کی بارش و خسف
[illegible] اور ابن جریر نے کہا کہ اسکی صحت پر شاہد ہی قولہ تعالیٰ ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا ہی تمور ا
[illegible] علیکم حاصبا فستعلمون کیف نذیر - اور حدیث مین ہی کہ ضرور اس امت مین قذف و خسف و مسخ واقع ہوگا اور
[illegible] مین مفصل مذکور ہین اور انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر آوینگے قال نظر - أُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ -
[illegible] الدلالات علی قدرتنا - یعنی تعجب سے دیکھ کہ کیسے ہم ان لوگوں کے واسطے اپنی ہر طرح اور ہر بات پر قدرت
[illegible] بیان کرتے ہین لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ لیعلمون ان ماہم علیہ باطل - تاکہ جان جاوین یہ بات کہ جسپر وہ اڑے
[illegible] باطل ہی - مترجم کہتا ہی کہ اوپر معلوم ہوچکا کہ اولاً و بالذات تو یہ کافروں و مشرکوں کو فہمایش و تہدید ہی اور حاصل آنکہ
[illegible] پاکیزہ مین نور ایمان سے یا ادنیٰ تامل سے سمجھ رکھتا اور علم حاصل کرتا ہی وہ ان صریح آیات سے
[illegible] ایسے پاکیزہ دلائل بیان ہوے وہ سمجھ جاوینگے اور اسکو بہت تعجب ہوگا کہ یہ بیوقوف مشرک کیونکر
[illegible] کہ جاتے یہی کہیگا کہ پاک ہی تو اے پروردگار ہدایت تیرے ہی قبضہ قدرت مین ہی تو ہمارے دلوں کو بعد
[illegible] کے بعد کج نہ فرمانا اور ایمان پر سلامتی و عافیت سے مغفرت فرما کر خاتمہ بخیر کرنا جیسے مترجم اپنے
[illegible] کی ہوگا مین یہی دعا کرتا ہی آمین - پھر اسمین اہل اسلام کو بھی بطریق اشارت و دلالت کی فہمایش ہی کہ راہ توحید
[illegible] ابن ابی حاتم و ابن جریر نے روایت کیا کہ زید بن اسلم رح نے کہا کہ جب نازل ہوا قولہ قل ہو القادر
[illegible] کے شرک و کفر و فسق و فجور پر تہدید ہوئی ان امور سے اور اہل توحید و اسلام کے کان کھول دیے
[illegible] اس تہدید کے مصداق ہو جاؤ) تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد تم لوگ ست
[illegible] سے بعضوں کی گردنین مارین تو لوگوں نے کہا کہ ہم تو گواہی دیتے ہین کہ کوئی معبود نہین سواے
[illegible] آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہان یہ بات تو ٹھیک ہی - پس بعض نے کہا کہ ایسا تو کبھی نہوگا کہ بعض
[illegible] جب نازل ہوا انظر کیف نصرف الآیات لعلہم یفقہون - وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ

مفسر رح نے کہا کہ بہ اے بالقرآن - یعنی قرآن کو تیری قوم نے جھٹلایا - اور بعض نے اس وعید مذکور [illegible]
کہتا ہو کہ عموماً قرآن کی طرف راجع ہونے میں یہ بھی آگیا کیونکہ یہ وعید بھی منجلہ قرآن ہو پس حاصل یہ ہوا کہ [illegible]
مذکورہ بالا کو بھی تیری قوم نے یعنی قریش کے مشرکوں نے اور جھٹلانے کے یہ معنی کہ اسکو سچ نہیں جانا - [illegible]
ہوا کہ بعض لوگوں نے آپس کی قتل و خونریزی کو کہا کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا تو قرآن یا وعید مذکور کی کچھ بھی تکذیب نہیں [illegible]
بات کو قطعاً سچ جانتے تھے کہ اللہ تعالے ہر بات پر قادر ہے جو چاہے جو کچھ کرے بلکہ انکے کلام کے یہی معنی ہیں [illegible]
خونریزی سے منع فرمایا تو ہم ایمان لائے اور ہم کبھی آپس میں خونریزی نہیں کرینگے پس یہ تو عین تصدیق ہو اور [illegible]
اور سچ نہیں مانتے تھے تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ قرآن کو تیری قوم قریش نے جو مشرک ہو جھٹلایا - وَهُوَ الْحَقُّ [illegible]
یعنے سچ ہو حاصل آنکہ قرآن میں جو اخبار ہیں اور جسطرح وعدہ و وعید و دلائل قدرت و توحید مذکور ہیں سب سچ ہیں - قُلْ لَسْتُ
عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ تو ان مشرک کافروں سے کہدے کہ میں تمپر وکیل نہیں ہوں تا کہ تمھارے اعمال کی جزا و سزا [illegible]
ڈرسنانے والا ہوں مشرکوں و کافروں کو اور باقی رہا تمھارے اعمال کا بدلا وغیرہ وہ اللہ تعالے کے قبضہ قدرت و اختیار [illegible]
اور یہ بمانند قولہ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر - پھر واضح ہو کہ مفسر رح نے کہا کہ جہاد کا حکم اترنے سے پہلے
ہوا تھا - فعلے ہذا یہ منسوخ ہوگا - اور معنی یہ کہ تم نے یہ فعل کیا کہ قرآن کی تکذیب کی تو میں اس امر کا وکیل نہیں ہوں کہ تمکو اس فعل [illegible]
پھر جب جہاد کا حکم ہوا تو انسے قتال کرنے لگے - اور صحیح یہ ہو کہ منسوخ نہیں ہو اور معنی یہ کہ تم نے کفر کیا اور میں وکیل نہیں ہوں کہ تمھارے
اعمال کی حفاظت میرے اوپر واجب ہو حتی کہ تم کفر کرو تو مجھپر الزام آوے پس تم جیسا کروگے ویسا پاؤگے چنانچہ آخر دنیا میں بھی انپر جہاد
کرنے کا حکم ہوگیا اور مترجم کے نزدیک یہی اولی ہو کیونکہ منسوخ کہنا بضرورت ہو اور یہاں کوئی ضرورت نہیں ہو اور کلام مفسر رحمہ اللہ [illegible]
اسی طرف راجع ہو سکتا ہو کیونکہ نسخ کو مفسر رح نے نہیں کہا بلکہ صرف یہ کہا کہ حکم قتال سے پہلے یہ حکم ہوا تھا پھر قتال کا حکم اسکے بعد [illegible]
اور جہاد کا حکم ہونے کے وقت بھی یہ صادق ہو کہ لست علیکم بوکیل - کیونکہ جو کوئی جیسا کرے ویسا پاوے رسول علیہ السلام کو دین [illegible]
پہونچانا اور اسکی پابندی کرنا فرض ہو اور موجودہ تفاسیر میں کسی مفسر نے اسکے نسخ کو نہیں لکھا - اور مترجم نے جو کہا [illegible]
کرتا ہو فرمایا - لِكُلِّ نَبَإٍ مُسْتَقَرٌّ وقت یقع فیہ ویستقر ومنہ عذابکم - نبا بمعنی خبر ہو اور مستقر بمعنی [illegible]
یعنی اور ہر چیز کے واسطے ایک وقت ایسا مقرر ہو جسمیں اسکا وقوع و استقرار ہوتا ہو خواہ گذشتہ امر کی خبر ہو یا آئندہ [illegible]
پس حکم دیا کہ کافروں مشرکوں سے یہ سمجھا دے اور حاصل آنکہ اے منکرو تمھارے عذاب پانے کی خبر کا بھی [illegible]
وقت مقدر پر عذاب پاؤگے بلکہ فرمایا - وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ اور عنقریب جان جاؤگے اور [illegible]
فی العرائس قولہ قل اللہ ینجیکم منہا ومن کل کرب الآیہ - بعض نے کہا کہ اللہ تعالی فرماتا ہو کہ [illegible]
ہم وغم میں میرا قصد کیا اسکا ہم وغم ہٹا ایمان دور ہوا اور جسنے کسی اور کا قصد کیا اسکی وجاہت میں [illegible]
کہ ہر غم و محنت کا حل ہونا اللہ تعالے ہی کی طرف سے ہو و لیکن بے عقل لوگ شرک کرتے [illegible]
قدرت ازلی سے تہدید فرمائی کہ وہ بارہ انکو عذاب و کرب میں مبتلا کردے [illegible]
دونوں سے تجلی ملکوتی و مشاہدہ وغیب کو منقطع فرماوے - قولہ ومن کلمت [illegible]

... حضرت کے ساتھ قیام نہ کر سکو۔ اور قولہ یلبسکم شیعا۔ یعنی تمہارے درمیان جو الفت رکھی ہی وہ دور کرے
اور ... یذیق بعضکم بأس بعض۔ یعنی ہوا و ہوس والے ایک دوسرے کی ٹکر کرین

... الذین یخوضون فی اٰیٰتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث
... کہ بکتے ہین ہماری آیتون مین تو ان سے کنارہ کر جب تک کہ بکنے لگین اور کسی بات مین

... ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین
... شیطان تو مت بیٹھ بعد نصیحت کے بے انصاف قوم کے ساتھ

... علی الذین یتقون من حسابھم من شیء ولٰکن ذکری لعلھم یتقون
... پرہیزگارون پر نہین کچھ انکا حساب لیکن نصیحت کرنا ہی شاید وہ ڈرین

واذا رأیت الذین یخوضون فی اٰیٰتنا۔ اور جب تو دیکھے ایسے لوگون کو جو خوض کرتے ہین ہماری آیات مین یعنی قرآن مین جھٹلانے اور مسخرہ پن کے طور پر خوض کرتے ہین۔ خوض در اصل پانی مین گھسنا اور عبور کرنا اور یہان مضمون مین خوض کرنا ... کے سبب محسوس سے استعارہ ہی یا خوض بمعنی خلط ہی کما یقال۔ خاض الماء بالعسل یعنے شہد مین پانی ملا دیا پس مراد آنکہ جب تو ایسے لوگون کو دیکھے جو ہماری آیات مین خلط کرتے اور ان مین تاویل بیجا کرتے اور بے پڑھون پر شبہہ ڈالتے ہین تاکہ کلام الٰہی کی تحریف و تکذیب کرین۔ فاعرض عنھم تو ایسے مفسد لوگون سے اعراض کر اور انکے ساتھ مت بیٹھ۔ تاکہ انکے مکر و فریب کا ضرر تجھکو نہ پہونچے اور بیہودہ کلام کانون سے نہ سُنے پھر اس اعراض کی حد فرمائی بقولہ۔ حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ یعنی اسوقت تک اعراض کر کہ وہ اور کسی بات مین خوض کرین سوائے آیات الٰہی کے اندر جھٹلانے یا فریب دہی کے واسطے خوض کرنے کے۔ غیرہ کی ضمیر مذکر بمعنی آنکہ فی حدیث غیر ھذا الحدیث۔ اور ضمیر مذکر کو آیات کی طرف سمجھنا وہم ہی کیونکہ مراد خوض در آیات کی باتین ہین اور لفظ حدیث ہی۔ پھر خطاب یا تو ہر شخص لایق خطاب کو ہی یا آنحضرت صلعم کو لفظاً خطاب ہی اور مراد ہر فرد آپ کی امت کا ہی حتی کہ اہل اسلام کو ... نہین کہ اپنے لڑکون کو ایسی صحبت مین بیٹھنے کی اجازت دین جنمین ایسے مفسدہ کی باتین ہون۔ اور جائز نہین کہ جاہل یا عامی آدمی ... نصاری وغیرہ کے وعظ مین سننے کو شریک ہو جب کہ وہ انکے دھوکا دینے والی باتین جنسے قرآن و حدیث کی تکذیب ہوتی ہی ... اسی طرح رافضی و خارجی و دیگر بدعتی گمراہ فرقہ مثل نیچری وغیرہ کی باتین سننے کا بھی یہی حکم ہی۔ ابن عباس رضہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے ... اتفاق رکھنے کا حکم دیا اور اختلاف و پھوٹ سے منع کیا اور آگاہ فرمایا کہ اگلے لوگ اسی سے ہلاک ہوے کہ اللہ تعالے ... دین میں جھگڑے اور بخشین ڈالین۔ مترجم کہتا ہی کہ وہابی و بدعتی اور مقلد و غیر مقلد کا جھگڑا بھی اسی قسم کا ہی اور خود حنفی مذہب ... اسی جھگڑے مین مبتلا ہین اگرچہ حقیقت مین یہ لازم تھا کہ کتاب و سنت کو بدون جھگڑے و تعصب کے ان ... اختلاف نہ رکھتے۔ محمد بن علی سے روایت ہی کہ اصحاب الاہواء انھین لوگون مین سے ہین جو آیات الٰہی مین ... کہا کہ مشرکین کہ ہین جب قرآن سنتے تو اسمین خوض کرتے بدین غرض کہ فریب سے جھٹلاوین اور شک ڈالین ... انکی باتین سننے اور ساتھ بیٹھنے مین نقصان ہوگا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ مترجم کہتا ہی ... نہین اگرچہ اس روایت کے معنی ٹھیک ہون۔ واما ینسینک الشیطٰن ...

اِنْ مَا تھا ادغام کردیا اور اِن شرطیہ اور ما زائدہ ہے اور ینسینک میں دو قراءۃ ہیں ایک قراءۃ بسکون نون [illegible]
کثیر کی قراءت ہے اور دوم بفتح و تشدید نون اور یہ ابن عامر کی قراءۃ ہے اور ینسینی رانسی کے ایک ہی معنی ہیں [illegible]
معنی آنکہ اور اگر شیطان بھول میں ڈالدے تجھکو یعنی اگر بھولے سے بیٹھ گیا۔ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى [illegible]
تو مت بیٹھ بعد یاد آجانے کے قوم ظالم کے ساتھ۔ قولہ بعد الذکری۔ بعد تذکرہ۔ اسکے یاد آجانے کے بعد پس ذکری [illegible]
مضاف الیہ ہے اسے بعد تذکرہ۔ اگر کہا جاوے خوض کرنے والوں کے ساتھ پھر کر بیٹھا تھا [illegible]
منع کیا تو جواب یہ کہ معنی یہ ہیں کہ فلا تقعد بعد الذکری معہم۔ لیکن بجائے ضمیر کے جسکا مرجع خائضین ہیں [illegible]
کردیا کہ یہ خائضین قوم ظالم ہیں اور ظلم ہر ایسی چیز کو کہتے ہیں جو بے محل رکھی گئی ہیں جن خائضین نے [illegible]
کے نصائح و وعظ و پند و معانی حق و دلالت توحید کو بے محل رکھتے اور بجائے تاویل واقعی کے بیجا و فریب [illegible]
فرمایا پھر ظالم لفظ عام ہے کافر و فاسق وغیرہ پر صادق ہے پس اگر ایسا بیجا خوض کیا کہ کفر تک پہونچا [illegible]
تو یہ ظالمین بمعنی کافرین ہونگے ورنہ فاسقین ہونگے۔ اور جو لوگ ایمان و یقین کے ساتھ آیات الٰہی میں [illegible]
کرتے ہیں انکے ساتھ بیٹھنا منع نہیں بلکہ مستحب ہے لہذا مفسر رح نے یخوضون بالاستہزاء کی قید لگادی [illegible]
آیا کہ میری امت سے خطا و نسیان و جو چیزیں زبردستی سے استکراہ کیے گئے ہوں دور کیا گیا ہے اور قولہ [illegible]
پھر یاد آجاوے تو انکے ساتھ نہ بیٹھے۔ کذا قال السدی عن ابی مالک وسعید بن جبیر وکذا قال مقاتل [illegible]
وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیات اللہ یکفر بہا ویستہزأ بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا [illegible]
سے اشارہ بیان کی آیت کی طرف ہے۔ پھر مفسر سیوطی رح نے لکھا کہ جب یہ حکم اترا تو مسلمانوں نے کہا کہ اگر [illegible]
خوض کرنا شروع کیا ہم وہاں سے اٹھ کھڑے ہوے تو ہم مسجد میں بیٹھ نہیں سکتے اور طواف نہیں کر سکتے [illegible]
يَتَّقُونَ اللہ مِنْ حِسَابِهِمْ الخائضین مِّنْ زائدہ شَيْءٍ اذا جالسوہم وَلٰكِنْ علیہم ذِكْرٰى [illegible]
يَتَّقُونَ الخوض یعنی اور نہیں ہے ان لوگوں پر جنہوں نے تقوی رکھا اللہ تعالے سے خوض کرنے والوں [illegible]
متقیوں پر واجب ہے کہ خوض کرنے والوں کو یاد دہانی اور نصیحت کریں شاید وہ خوض سے [illegible]
لوگ خوض کرنے والوں کے ساتھ بیٹھیں تو خوض کرنے والوں کے حساب یعنی مواخذہ و عذاب میں سے [illegible]
جبکہ خود متقی رہیں و لیکن متقیوں پر انکو وعظ و نصیحت کرنا واجب ہے پس ذکری مرفوع مبتدا محذوف [illegible]
یعنی واجب علیہم ذکری۔ اسی واسطے مفسر رح نے علیہم خبر کی طرف مقدر کیا۔ پھر واضح ہو کہ [illegible]
اس سے منسوخ ہوگا کیونکہ پہلی آیت سے اعراض اور انکے ساتھ نہ بیٹھنا واجب تھا اور یہاں [illegible]
خوض مذکور سے وعظ و نصیحت کریں۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے بروایت ابن ابی حاتم [illegible]
ذکر کیا کہ قولہ وما علی الذین یتقون من حسابہم من شئ۔ کہا کہ یہ معنی کہ جب تو نے [illegible]
عذاب سے کچھ حساب نہیں ہے وہ خوض کیا کریں۔ قال الحافظ اور مجاہد و ابن جریج [illegible]
اگر متقی ان خوض کرنے والوں کے ساتھ بیٹھیں تو متقیوں پر انکے حساب سے کچھ [illegible]

[illegible] الکم اذا شلہم الآیۃ ہی اور ان علماء کے قول پر قولہ ولکن ذکری لعلہم یتقون کے یہ معنی
[illegible] سطے دیا کہ جس حال خراب مین وہ پڑے ہین اس سے ہوشیار ہو کر تقوی اختیار کرین
[illegible] کہا کہ یہ رخصت ابتدائے اسلام مین تھی کہ جب مسلمانون پر تقیہ اور اپنے بچانے کی ضرورت طاری
[illegible] نساء کی آیت [illegible] وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم الآیۃ سے خوض کرنے والون کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت
[illegible] قال [illegible] ہی اسواسطے کہ سورہ نساء مدنیہ کی آیت مصدرہ مین خوض کرنے والون کے ساتھ بیٹھنے کی ممانعت بادلائل
[illegible] چکا کہ خائضین کے ساتھ مت بیٹھو اگر بیٹھوگے تو تم بھی انھین کے مثل ہو پس آیت سابقہ مکیہ یعنی جو بیان اعراض
[illegible] کے واسطے بیان ہوئی ہی اگر منسوخ ہوتی یا رخصت کے معنی مین ہوتی تو اس کے حوالہ پر زجر و ملامت کے معنی نہین ہو سکتے
[illegible] کہ آیت کے معنی وہی ہین جو سعید بن جبیر رح سے مروی ہوئے ہین اور سراج مین کہا کہ جمہور کے نزدیک محکم ہی کیونکہ خبر پر نسخ
[illegible] داخل ہوتا اور [illegible] ساتھ بیٹھنے کی اباحت بشرط وعظ و نصیحت ہی۔ پھر غیر منسوخ ہونے کی تفسیر پر قولہ ولکن ذکری کے یہ معنی ہونگے کہ
[illegible] ان خوض کرنے والون کے جلسہ سے اعراض کرنے سے امر بالمعروف ساقط نہین بلکہ اعراض کرو اور کافرون وخوض کرنے والون کو نصیحت کرو قال
المترجم [illegible] ہی کہ مین قبل ہجرت کے مسلمانون کا حال یہ تھا کہ اپنے کو چھپائے اور بچائے رکھتے تھے پس امر معروف و نہی از منکر اسوقت
[illegible] واجب ہوا بعید اور خلاف تصریح ہی اور ظاہر معنی قولہ وما علی الذین الآیۃ کے یہ ہین کہ جن ایمان والون نے خوض و استہزاء و تکذیب کرنیوالون
[illegible] مجلس سے اعراض و تجنب کیا انپر ان مسخرون کے عذاب سے کچھ بھی نہوگا ولیکن انپر خود اپنے نفس کے واسطے وعظ و تذکیر واجب ہی یا یہ اعراض انکو
[illegible] کے طور پر ہی جس سے انکو خود تقوی کا مرتبہ کمال کو پہنچے۔ قال المترجم پس لعلہم کی ضمیر بجانب الذین یتقون یعنی موصول کیطرف راجع ہی اور پہلا
[illegible] مجالس خائضین ہی اور بعض نے جو کہا کہ شقین کیطرف لعلہم کی ضمیر راجع کرنا بعید ہی تو یہ وہم و غفلت ہی۔ فافہم واللہ اعلم۔ وَذَرِ الَّذِیۡنَ
[illegible] ایسے لوگون کو جنھون نے اتَّخَذُوۡا دِیۡنَہُمۡ الذی کلفوا بہ۔ بنالیا اپنے اس دین کو جس سے مکلف کیے گئے تھے یعنی قرآن و حدیث
[illegible] کے طور پر لَعِبًا وَّلَہۡوًا باستہزائہم بہ۔ لعب و لہو یعنی لہو و لعب بنالیا کیونکہ اس سے ٹھٹھول کرتے اور جھٹلاتے اور ٹھٹھا
[illegible] کے ساتھ اسمین خوض کرتے ہین۔ وَّغَرَّتۡہُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا اور مغرور کیا اور فریب مین ڈالا ہی انکو دنیا کی
[illegible] اپنی پیدائش یہی زندگانی دنیاوی مین مقصور سمجھتے ہین اور بعث و حشر کے اور جزاء و قیامت کے قائل نہین ہین۔ حاصل
[illegible] کچھ تعرض مت کرو اور یہ حکم پہلے تھا پھر جہاد کا حکم ہوا۔ کذا قال المفسر رح اور [illegible] مفسر رح کی یہ مراد ہی کہ یہ آیت پیچھے
[illegible] تفسیر ذکر ہے کہ اس وقت مین مارنے پیٹنے وغیرہ کے ساتھ تعرض کرنے سے ممانعت تھی پھر جہاد کا حکم آیا لیکن
[illegible] تعرض مت کرو یہ بعد حکم جہاد آنے کے معلوم ہو گیا کہ ایک مدت خاص تک کے واسطے تھا۔ بعض نے کہا کہ
[illegible] نے خود نکالا تھا کہ بتون کے واسطے بحیرہ و سائبہ وغیرہ بناتے اور بعضے جانور مردہ کھاتے اور بعضے
[illegible] شریک ہوتے اور مانند اسکے دیگر امور جو ایک کھیل و تماشا ہین۔ اور قتادہ نے لہو و لعب کی تفسیر کھانے
[illegible] پینا و ناچ تماشا وغیرہ بنالیا اور زندگانی دنیاوی نے انکو اپنا فریفتہ کر لیا۔ اور بیضاوی رح
[illegible] خواہش نفسانی پر مبنی کیا اور ایسے امور سے تدین رکھا جسکا کچھ نفع بھی انکی طرف فی الحال
[illegible] اور بحیرہ و سائبہ کو اپنے اوپر حرام کر لینا وغیرہ اور حاصل آنکہ انکے اقوال و افعال کی کچھ پرواہ

نہ کر اور اسنے اعراض کر۔ مترجم کہتا ہے کہ اعراض سے یہان یہ مراد نہین ہو سکتی کہ انکو فہمایش نہ [illegible]
بلکہ اعراض بمعنی بے پروائی انکے ناکارہ افعال سے ہے قال ابن کثیرؒ یعنی انکو چھوڑ دے اسلئے [illegible]
عظیم کی طرف جانے والے ہین اسی واسطے فرمایا۔ وَذَكِّرْ بِهِ ای عظ الناس بالقرآن۔ اور [illegible]
کر قرآن کے ساتھ اور انکو قیامت کے عذاب الیم سے تحذیر دلا۔ أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ [illegible]
بما عملت۔ تاکہ سپرد نہو جاوے کوئی نفس طرف ہلاکت کے بسبب اپنے اعمال کے۔ اور بعض نے مفعول [illegible]
یعنی بوجہ مکروہ ہونے اس بات کے کہ کوئی نفس اپنی جہالت کے اعمال سے ہلاکت کے سپرد ہو جاوے۔ تبسل [illegible]
ہی بولتے ہین کہ ہذا البسل علیک۔ یہ تجھپر حرام وممنوع ہے۔ باسل مرد شجاع کہ اسکی برابری نہو سکے اور اسد باسل [illegible]
از دیگر جانور ہے یا شکار اسکے پنجہ سے چھٹنا ممنوع ہے۔ اور ابسال یہ کہ آدمی اپنے آپ کو ہلاکت مین سونپ دے۔ تقول [illegible]
یعنی خون کے عوض مین نے اسکو رہن کر دیا کیونکہ انجام کار ہلاک ہوگا۔ پس تبسل بمعنی تسلم الی الہلاک۔ ہے یعنی کوئی جان [illegible]
اپنے کو ہلاکت وعذاب دائمی کے سپرد کرے کذا فسرہ ابن عباس ومجاہد وعکرمہ والحسن والسدی۔ قال الوالبی عن [illegible]
ای فضیحت ہو۔ قال قتادہ یعنی محبوس ومرہون ہو۔ وقال ابن زید یعنی ماخوذ ہو۔ قال الحافظ رح ان سب عبارات کے [illegible]
قریب ہین اور یہ بمانند قولہ تعالے کل نفس بما کسبت رہینۃ الا اصحاب الیمین الآیۃ۔ حاصل آنکہ مشرکون کے افعال ناکارہ [illegible]
کر اور انکو بھی دوسرون کے ساتھ قرآن سے نصیحت کر کیونکہ مکروہ ہے یہ بات کہ جہالت مین کوئی نفس اپنے اعمال [illegible]
آپ کو ہلاکت کے سپرد کرے۔ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ درحالیکہ اس نفس کے واسطے [illegible]
کے غیر سے یعنی تمام عالم مین سے جو سوائے اللہ تعالے کے ہے کوئی اسکا مددگار وسفارشی ایسا نہو کہ اللہ تعالی عذاب [illegible]
نفس کی مدد کرے یا عذاب نہونے دے۔ وَإِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَا يُؤْخَذْ مِنْهَا ای ولو [illegible]
ما افتدی بہ۔ اور اگر وہ نفس پورا فدیہ دے تو اُس نفس سے نہ لیا جاوے یعنی اگر فدیہ دیوے بھی تو [illegible]
ما افتدی بہ کی طرف راجع ہے یعنے نہ لیا جاوے اُس سے وہ جو کچھ فدیہ مین دیوے۔ عدل بمعنی برابری [illegible]
برابر مال دینے کو کہتے ہین پس عدل بمعنی مایعدل بہ۔ ہے۔ أُولَئِكَ یعنے یہی جنھون نے دین کو لہو ولعب بنایا۔ الَّذِينَ [illegible]
بِمَا كَسَبُوا یہی ہین وہ لوگ کہ ہلاکت کے سپرد کئے گئے ہین بسبب اپنے کمائے ہوئے کامون کے۔ [illegible]
بیان حال ان بدکارون کا یہ ہے۔ لَهُمْ شَرَابٌ بالشراب انکے واسطے پینے کی چیز مِنْ حَمِيمٍ نہایت [illegible]
اور دوسری آیات مین ہے کہ اس سے آنتین کٹ گرینگی۔ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ
کفرہم۔ اور عذاب مولم ہے بسبب انکے کفر کرنے کے۔ واضح ہو کہ اللہ تعالی خالق عز وجل کا اپنا پروردگار [illegible]
لاشریک پہچاننا مخلوق پر فرض عین ہے اور نہ پہچاننا بڑی خطا ہے پھر اوتعالی جل جلالہ نے کتاب و رسول [illegible]
مان لینا اور پہچان لینا چاہیے تھا نہ پہچاننا خطائے سخت عظیم ہے پھر نہ ماننا کفر ہے پھر [illegible]
پاک کا شریک بناتا کفر پر کفر اور نہایت ہی بدتر جو قیاس مین نہ آوے پھر رسول جو کتاب الٰہی [illegible]
بدتر ہوا پھر رسول کو ایذا دینا اب کہان اسکی انتہا ہے۔ لیکن کافر لوگ وملحد [illegible]

Marfat.com

...ن دیا ہی ہو گا کہ اپنی خطا وگناہ کو شرک کچھ نہ سمجھا اور اسنے عذاب الٰہی بھی ایسا ہی سمجھ لیا جیسے بندے
...نے پر کسی دوسرے کو دے سکتے ہین اگر غور کرتا تو یہ بھی اسنے شان باری تعالیٰ مین اسکی عظمت وشان کبریائی
...بے ادبی کی پس ... کفر وشرک سے سخت ڈرے اور عذاب الٰہی سے پناہ مانگے اور اسکے حکم کو مانے ورنہ چندروز بعد مریگا
... عذاب مین مبتلا ہوگا ۔ اے بندہ چہ بندگی نہ کردی ٭ از بندگیت کہ کار دارد ٭ چون او تو وگر خدا نہ داری ٭ او
... فی العرائس قولہ وما علی الذین یتقون من حسابہم من شئی سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ اولیاء ومومنین
... بندون کو نصیحت ووعظ کرین جیسے انبیاء علیہم السلام پر تبلیغ واجب ہے پس اولیاء بھی نصیحت ووعظ کرین اور اگر ایسا
... کرنے والے ہونگے۔ قولہ وذر الذین اتخذوا دینہم الآیۃ۔ یعنی بیہودون کو چھوڑ دے جو جہان کے حظوط مین مشغول ہوگئے
... کہ اہل صدق کے مجالس مین مزاحمت نہ کرین کیونکہ وہ ہمارے خطاب کے فہم سے اپنی شہوات کے مشغولی کی وجہ سے محجوب ہین
حسین رحمہ نے کہا کہ جو شخص ہماری مخلوق مین مشغول ہو کر ہم سے محجوب ہوا اور اپنی حیات دنیاوی سے مانوس اور اسپر مغرور ہوا
اور درحقیقت یہ موت ہے اور زندگی وہی جو حق تعالیٰ حی القیوم سے زندہ ہو تو ایسے بیہودہ لوگون کو چھوڑ دے کہ وہ فہم وحقائق
سے معزول ومحروم ہین۔

قُلْ أَنَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى أَعْقَابِنَا
تو کہ کیا ہم پکارین اللہ کے سوا ایسے جو نہ بھلا کرے ہمارا نہ برا اور پھر جاوین اُلٹے پاؤن

بَعْدَ إِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِينُ فِي الْأَرْضِ
جب اللہ ہمکو راہ دے چکا جیسے ایک شخص کو بھلا دیا جنون نے جنگل مین

حَيْرَانَ لَهٗٓ أَصْحٰبٌ يَدْعُونَهٗٓ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى
بھٹکتا اُسکے رفیق پکارتے ہین راہ کی طرف کہ آ ہمارے پاس تو کہہ اللہ نے راہ بتائی

اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۖ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ
سو وہی راہ ہے اور ہمکو حکم ہوا ہے کہ تابع رہین جہان کے صاحب کے اور یہ کہ کھڑی رکھو نماز

وَاتَّقُوهُ ۚ وَهُوَ الَّذِيٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
اور ... اور وہی ہے جسکے پاس اکٹھے ہوگے اور وہی ہے جس نے ٹھیک بنائے آسمان

وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ
اور جس دن کہے گا ہو تو ہو جائیگا اسکی بات سچ ہے اور اسکی

الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝ ثلث
... صور چھپا اور کھلا جاننے والا اور وہی ہے تدبیر والا خبردار

... قال السدی رحمہ اللہ مشرکون نے مسلمانون سے کہا کہ تم ہمارے دین کی پیروی کرو اور دین محمد صلی اللہ علیہ
... اللہ عزوجل ... فرمایا۔ قُلْ أَنَدْعُوا دعا بمعنی عبادت ای نعبد۔ کہدے جملہ مومنین کی طرف سے

کہ کیا ہم عبادت کرین - مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ غیر خدا سے - مَا لَا يَنْفَعُنَا بعبادتہ [illegible]
سے - وَلَا يَضُرُّنَا اور نہ ہمکو ضرر دیوے اسکی عبادت چھوڑنے سے - اور یہ چیز [illegible]
کہ نہ ہم کو اسکی عبادت سے نفع پہونچے اور نہ اسکی ترک عبادت سے ضرر پہونچے کیا ہم اسکو پکارین [illegible]
اور اپنے پچھلے پاؤن لوٹین یعنی مشرک ہو جاوین - بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ بعد از آنکہ ہم کو [illegible]
ہو حاصل آنکہ ہم ایسا نہ کرینگے جسکی مثال یہ ہے - كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ اضلتہ - مانند اسے شخص [illegible]
فِي الْاَرْضِ شیطانون نے زمین مین یعنی سفر کے درمیان جنگل مین - درحالیکہ وہ حَيْرَانَ ہو [illegible]
جاوے یہ لفظ استھوتہ کی ضمیر ہا سے حال واقع ہے یعنے کیا ہم ایسے ہو جاوین جیسے کسی کو سفر مین شیطانون نے [illegible]
لَهٗ اَصْحٰبٌ اسکے ساتھی لوگ ہین کہ - يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى اسکو ہدایت کی طرف بلاتے ہین یعنی [illegible]
راہ پر کردین اور اُس سے کہتے ہین کہ - ائْتِنَا ہمارے پاس آ جا مگر وہ نہین مانتا بلکہ شیطانون کی راہ بھٹکا [illegible]
ہلاک ہو جاتا ہے - واضح ہو کہ اندعوا مین استفہام انکاری ہے اور جملہ کالذی حال از ضمیر نرد - ہے اسے نرد حال کرنا کالذی [illegible]
لئے کہا کہ استھوتہ - از ہوی یہوی بمعنی نزول از اعلیٰ با سفل ہے یعنے شریر جن اسکو اُٹھا لیگئے اور زمین پست مین ڈال دیا لیکن
اصحاب الخ - اس معنی سے چندان مناسب نہین ہے - حاصل آنکہ مشرکون کو مومنون نے جواب دیا کہ ہم تمہارے بہکائے مین مشرک [illegible]
ایسے شخص کے مانند نہو جاوینگے جسکو شیطانون نے جنگل مین راہ بھٹکا دی حالانکہ اسکے رفیق بلاتے رہے کہ ارے سیدھی راہ پر آ [illegible]
نہ مانا اور اندھا بیوقوف بنکر شیطانون کی راہ جاکر ہلاک ہو گیا - قال علي بن ابي طلحة عن ابن عباس یہ ایک مثل ہے [illegible]
بت پرستون کی جو آدمی کو بت پوجنے کی راہ پر بلاتے ہین اور ان لوگون کی جو راہ حق عزوجل کی طرف بلاتے ہین مثال یہ ہے کہ ایک
آدمی راہ مین حیران ہے اسکو آدمی کی صورت غول بیابانی نے جنگل مین پکارا کہ ارے ادھر راہ پر آ اور اسکے ساتھیون نے [illegible]
ادھر راہ پر آ - پس اگر اول کی بات پر چلا تو مرا اور اگر دوسرے کی راہ پر چلا تو راہ پائی پس جسنے بتون کی عبادت کرنے کی [illegible]
کا کہنا مانا وہ سمجھا کہ راہ پر ہون یہان تک کہ موت آئی اور ہلاک وندامت پیش آئی قال ابن کثير - قولہ كالذي [illegible]
یہ شیاطین غول بیابانی ہین کہ آدمی کو اسکے نام و اسکے باپ دادا کے نام سے پکارتے اور بے راہ لیجاتے ہین [illegible]
انجام کار اسکو مقام ہلاکت مین ڈال دیتے یا پیاس سے مرجاتا ہے اور لبسا اوقات خود کھا جاتے ہین و [illegible]
وقولہ له اصحاب يدعونه الى الهدى - و تقدیر کلام آنکہ اور وہ انکے بلانے کو نہین سنتا اور ماننے سے انکار کرتا ہے [illegible]
ہلاک ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ پھر کر راہ پر آ جاتا لہذا فرمایا - قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى [illegible]
وما عداہ ضلال - کہدے کہ اسلام ہی ہدایت ہے اور جو اس سے متجاوز ہے وہ گمراہی ہے - وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ [illegible]
حکم کیے گئے ہین کہ ہم سب اسلام لاوین و توحید و انقیاد کرین - لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رب العالمین کے لیے [illegible]
عطف بر لنسلم بتاویل مذکور ہے اسے وامرنا بان اقیموا - الصَّلٰوةَ اور ہمکو حکم دیا گیا کہ نماز [illegible]
واتقوا اللہ تعالے - اور تقوی رکھو اللہ تعالے کا اسکے ساتھ مشرک ہونے سے اور وہی [illegible]
وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ تجمعون يوم القيامه للحساب وہی ہے کہ جسکی [illegible]

Marfat.com

[illegible] اول کرنے سے خوف کرو کہ سب اسی کے پیدا کیے ہوئے ہو۔ وَهُوَ الَّذِي
[illegible] وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ اور وہی ہے جسنے آسمانون وزمین کو پیدا کر دیا درحالیکہ حق ہے یعنی انکی پیدائش بیہودہ و باطل نہین
[illegible] فَيَكُونُ اور بیان کر دے نصیحت کے طور پر وہ دن کہ شئی کے واسطے فرما دیگا کہ ہو جا پس وہ چیز اسی طرح شخص
[illegible] اسکی [illegible] قیامت کا دن مراد ہے کہ اس روز مخلوق مردہ آدمی وغیرہ سے کہیگا کہ کھڑے ہو جاؤ پس سب اُٹھ
[illegible] اول بات ایک یہ کہ کن سے حقیقی یہی قول مراد ہے اور دوم آنکہ یہ سمجھانے کے واسطے ہے ورنہ ازل مین پیدائش
[illegible] کے ساتھ مخلوق کیا پس یہ اسکے ارادہ و قدرت کی مثال ہے کہ بدون دیر و درنگ کے وجود ہو جاتا ہے۔ قَوْلُهُ
[illegible] یعنی قول حق وصدق واقع لامحالہ۔ اسکا قول حق ہے خواہ مخواہ واقع ہونے والا ہے پس قیامت مین حشر و بعث و نشر ضرور ہے تم
[illegible] انکار کرو اور کیونکر ایسے مالک خالق ذوالجلال والاکرام کے حکم سے انکار کرتے ہو جسنے تمکو پیدا کیا اور تعین دین ملک و سلطنت
[illegible] سب اسی کا ہے اور تم سب اسی کے زیر فرمان ہو ولیکن وہ حلم و حکمت والا ہے اپنی قدرت مین مسخر کیا ہوا تمکو امتحان مین چھوڑ رکھا ہے
[illegible] ملک و بادشاہت گمان کرتے ہو اور گمراہ ہو پھر یہ کتنے دن۔ آخر نیست و نابود ہو گے اور یہ ظاہری پردہ بھی اُٹھ جائیگا۔ وَ
لَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ اور اسی کا ملک و بادشاہت آنکھون نظر آویگی جسدن پھونکا جائیگا صور مین اور صور یعنی قرن ہے
جسکو سنکھ کہتے ہین اور مراد اس نفخہ سے تین نفخون مین سے دوسرا نفخہ ہے اور اسرافیل یہ صور پھونکینگے پس اُسدن ظہور ہوگا۔ لمن الملک
الیوم للہ الواحد القہار۔ آج کسکا ملک و بادشاہت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی واحد القہار کا ہے اور کسی کا نظر بھی نہین آتا کیونکہ نظر تو امتحان کی جگہ
[illegible] دنیا مین خاکی تھی آج کھلا معلوم ہوگا کہ ملک ثابت ہے واسطے اللہ تعالیٰ ہی کے۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ایسا اللہ تعالیٰ
جو عالم ہے اس چیز کا جو نظرون سے غائب ہے اور اس چیز کی حقیقت کا جو آنکھون مین مشاہدہ ہے۔ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ یعنی پیدا
[illegible] مین حکمت والا ہے اور ہر چیز کے باطن سے بھی مانند اسکے ظاہر کے آگاہ ہے۔ کذا قال المفسر رحمہ اللہ۔ ابو داؤد و ترمذی و نسائی و
ابن [illegible] ابی حاتم و ابن حبان و الحاکم و بیہقی و عبد بن حمید و ابن المبارک کی حدیث عبداللہ بن عمرو رضؓ مین آنحضرت صلعم کے صور
[illegible] حال بیان کرتے ہین ہے کہ پوچھا گیا کہ یارسول اللہ صور کیا چیز ہے فرمایا کہ قرن ہے جسمین نفخ کیا جائیگا۔ قَالَ المترجم احادیث اس
[illegible] بہت ہین اور اہل سنت نے اسپر اجماع کیا ہے کہ قیامت مین صور پھونکا جائیگا۔ طبرانی رح کی روایت حدیث صور مین ہے کہ پھر
[illegible] کہا کہ یارسول اللہ وہ کس کیفیت کا ہے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ اسمین کے ایک
[illegible] آسمانون وزمین کی چوڑائی اسمین سما جاوے۔ اسمین اسرافیل یعنے جو اسپر منھ رکھے ہوئے منتظر حکم الٰہی ہین
[illegible] دوم نفخہ صعق ہے اور سوم نفخہ پروردگار کے حضور مین کھڑے ہونے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم
[illegible] پہلا مرتبہ ہے پس آسمانون وزمین والے فزع مین ہو جاوینگے سوائے اس شخص کے جسکو اللہ تعالیٰ
[illegible] پھونکے جاوینگا اور طول دیگا اور درمیان مین فتور نہین کریگا۔ (یہ مانند قول اللہ عزوجل و ما ینظر
[illegible]) پس اللہ تعالیٰ پہاڑون کو چلا دیگا اور وہ بادل کی رفتار چلینگے پس سراب ہو جاوینگے پھر زمین
[illegible] ہو جاویگی جیسے کوئی کشتی سمندر مین پھینکی گئی کہ اسکو ہر طرف سے سمندر کی تھپیڑین
[illegible] جیسے اوندھی ہوئی جاتی ہے جیسے عرش سے لٹکی ہوئی قندیل کہ ہوا کے جھونکو سے گھومتی

Marfat.com

اور یہ وہی ہے جسکی نسبت قرآن مین فرمایا۔ یوم ترجف الراجفۃ تتبعہا الرادفۃ قلوب یومئذ واجفۃ [illegible]
جھکینگے اور مراضع کو ذہول ہو جائیگا۔ (یعنی دودھ پلانے والی عورت پلانا بھول جائیگی) [illegible]
اور پیٹ والیاں پیٹ ڈال جاوینگی اور لڑکے بڈھے ہو جاوینگے اور فزع سے شیاطین بھاگ کر [illegible]
انکے منھ پر مارکر پھر لوٹا وینگے اور لوگ بنی آدم کے الٹے بھاگینگے لیکن حکم الٰہی سے انکو محفوظ رکھنے والا کوئی [illegible]
ایک دوسرے کو پکارینگے اسی سے اللہ تعالیٰ نے اس روز کو یوم التناد فرمایا پھر اسی حال مین [illegible]
دوسرے قطر تک چاک ہو جائیگی پس ایسا سخت واقعہ دیکھینگے کہ کبھی ایسا نہین دیکھا اور اسکی وجہ سے انکو [illegible]
اسکو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے پھر آسمان کو دیکھینگے تو وہ مانند مہل کے ہوگا پھر پھٹ جائیگا اور تارے [illegible]
وچاند مین گہن لگ جاویگا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مردوں مین سے کسی کو ان باتون سے آگاہی نہوگی۔ ابوہریرہ [illegible]
یا رسول اللہ قولہ تعالےٰ یوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ۔ جسمین اللہ تعالےٰ
کو مستثنی کردیا ہے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہین جو اللہ تعالیٰ کی راہ مین شہید ہوے اور فزع انخین لوگون کو پہونچیگا جو زندہ [illegible]
شہید لوگ تو اللہ عزوجل کے یہان زندہ ہین اور رزق پاتے ہین انکو اللہ تعالےٰ نے اس فزع سے بچایا [illegible]
یہ فزعہ تو عذاب الٰہی ہے جو اسکی نہایت شریر مخلوق پر وارد ہوگا اور یہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ [illegible]
شئی عظیم یوم ترونہا تذہل کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملہا وتری الناس سکاری وما ہم بسکاری ولکن عذاب اللہ [illegible]
پھر یہ لوگ اس بلا مین پڑے رہینگے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے لیکن اسکو زمانہ دراز ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو [illegible]
دیگا پس وہ صعق کو پھونکیگا پس آسمانون وزمین والے مصعوق ہو جاوینگے سوا اسکے جسکو اللہ تعالیٰ چاہے (یعنی مرجاوینگے [illegible]
انکے جو مرکر زندہ ہوے اور حدیث مین آنحضرت صلعم نے حضرت موسیٰ ؑ کو استثناء کیا اور اموات کا صعق کا [illegible]
واللہ تعالےٰ اعلم۔) پھر جب ٹھنڈے ہو جاوینگے تو ملک الموت آکر حضرت باری تعالےٰ سے عرض کریگا کہ آسمانون وزمین [illegible]
وچیزین سب مرگئین سوا انکے جنکو تونے چاہا ہے اور تعالےٰ جو خوب جانتا ہے فرمادیگا کہ کون باقی رہا وہ عرض کریگا [illegible]
مریگا اور عرش کے اٹھانے والے اور جبرئیل ومیکائیل باقی رہے ہین پس عرش تقدیر الٰہی گویا ہوگا کہ [illegible]
بھی مرجاوینگے حکم ہوگا کہ چپ ہو۔ کہ مین نے ہر اس چیز پر جو میرے عرش کے تحت مین ہے موت [illegible]
پھر ملک الموت عرض کریگا کہ اے پروردگار وہ دونون مرگئے پھر اللہ تعالےٰ جو خوب جانتا ہے ارشاد [illegible]
کہ تو پاک الحی الذی لا یموت باقی رہا اور تیرے عرش اٹھانے والے رہے پس حکم ہوگا کہ حاملان عرش [illegible]
وہ اسرافیل سے صور لیگا پھر فرمادیگا کہ کون باقی رہا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون رہا پس ملک الموت [illegible]
تیری ذات وصفات کو زوال نہین ہے اور مین رہا ہون پس فرمادیگا کہ تو میری مخلوق میں سے [illegible]
تجھے پیدا کیا اب تو مرجا پس وہ مرجائیگا پھر اللہ عزوجل باقی رہیگا جو واحد قہار ہے [illegible]
ویسا ہی آخر مین ہے تو آسمانون وزمینون کو مانند سجل کتاب کے لپیٹ کر پھر [illegible]
الیوم تین مرتبہ فرمادیگا کہ کوئی جواب نہ دیگا تو خود فرمادیگا للہ الواحد القہار [illegible]

[illegible] اونچا دیگا اور [illegible] پھر انکو تان دیگا جیسے ادیم عکاظی ہوتا ہے کہ انمین نیچا اونچا کچھ نہوگا پھر مخلوق کو ایک زجر
[illegible] آسمان [illegible] تبدیل شدہ مین ویسی ہی ہوجائیگی جیسے پہلے تھی جو زیر زمین تھے وہ نیچے اور جو اوپر تھے وہ اوپر
[illegible] تعالی زیر عرش سے اسپر پانی برساویگا پھر آسمان کو حکم کریگا وہ چالیس روز تک انپر پانی برساویگا یہان تک کہ
[illegible] اونچا ہوجائیگا پھر جسمون کو حکم کریگا پھر وہ لقل وطراثیث کی طرح اوگینگے جیسے تھے ویسے ہی ہوجاوینگے پھر حکم ہوگا کہ حاملان
[illegible] زندہ ہوجاوینگے اور حکم الٰہی سے اسرافیل پھر صور کو لیکر اپنے منھ کو لگا دیگا پھر اوتعالی کے حکم سے جبرئیل ومیکائیل زندہ
[illegible] ارواح کو بلا دیگا پس وہ لائی جاوینگی انمین سے مومنون کی روحین تو نور سے چمکتی ہونگی اور کافرون کی روحین
[illegible] میں [illegible] ہونگی ان سب کو لیکر صور مین ڈال دیگا پھر اسرافیل کو نفخہ صور کا حکم دیگا اسمین سے روحین مانند شہد
[illegible] مکھیون کے نکلینگے اور آسمان وزمین کے درمیان بھر جاوینگی پھر فرماویگا میری عزت وجلال کی قسم ہر روح اپنے جسم مین جاوے پس
[illegible] زمین مین داخل ہوکر نتھنون مین گھسینگی اور اجسام مین روان ہونگی جیسے زہریلے کیڑے کے کاٹے ہوئے مین زہر پھیلتا ہے
پھر تم سب لوگون کے اوپر سے زمین شق ہوگی اور مین سب سے اول ہون جسکے واسطے زمین شق ہوگی پس سب لوگ جلد اپنے پروردگار
کی طرف روان ہونگی اور کافر کہینگے کہ یہ بڑا سخت دن ہے ننگے پانون ونشگے بدن بے ختنہ۔ پس سب ایک مقام مین کھڑے ہونگے اور
مدت تک جسکی مقدار ستر برس ہے کھڑے رہینگے نہ تمھاری طرف توجہ ہوگی اور نہ فیصلہ ہوگا لوگ روینگے یہانتک کہ آنسو منقطع ہوجاوینگے
پھر خون روینگے اور پسینے مین تر ہونگے یہان تک کہ گردن یا تھوڑھی تک پہونچیگا اور کہینگے کہ ہمارے پروردگار کے پاس کون ہماری
سفارش کریگا کہ ہم مین فیصلہ فرماوے کہینگے کہ سواے تمھارے باپ آدم ؑ کے کون اس لائق ہے اسکو اللہ تعالی نے ہاتھ سے پیدا
کیا اور اپنی روح اسمین پھونکی اور سامنے کلام کیا پس آدم پاس آوینگے مگر وہ انکار کرینگے کہ مین کچھ بول نہین سکتا پس نبی کے
ہر نبی کے پاس آوینگے اور ہر نبی انکار کریگا یہان تک کہ میرے پاس آوینگے پس مین فحص کی طرف جاؤنگا اور سجدہ مین گر پڑونگا
ابوہریرہ رضہ نے کہا کہ یا رسول اللہ فحص کیا ہے آپ نے فرمایا کہ عرش کے آگے ہے۔ پڑا رہونگا یہان تک کہ اوتعالی اپنا فرشتہ میری
طرف بھیجیگا وہ میرے بازو پکڑ کر اٹھاویگا اور اوتعالے فرماویگا کہ محمد ہے عرض کرونگا کہ ہان اے پروردگار فرماویگا کہ تیرا کیا حال ہے
حالانکہ اوتعالی سب کچھ داناتر ہے مین عرض کرونگا کہ اے پروردگار تو نے وعدہ فرمایا تھا مجھے شفاعت دینے کا تو اپنی مخلوق کے
[illegible] مین میری سفارش قبول فرماکر انمین فیصلہ کردے حکم ہوگا کہ تیری سفارش قبول ہے مین آکر ان مین فیصلہ کرونگا۔ مین لوٹ کر لوگون
کے ساتھ کھڑا ہونگا۔ پھر ہم کھڑے ہونگے کہ ناگاہ آسمان سے آواز شدید ہولناک سنینگے پھر آسمان والے اسیقدر اترینگے جسقدر جن
[illegible] زمین مین جب زمین سے قریب ہونگے تو زمین انکے نور سے چمکنے لگیگی اور وہ قرینہ سے اپنی اپنی جگہ کھڑے ہوجاوینگے
[illegible] کہینگے کہ کیا تم مین ہمارا پروردگار ہے وہ کہینگے کہ نہین پھر اتنے گونہ اور اترینگے یہان تک کہ حضرت رب العزت بارہ ابر مین
[illegible] نزول فرماویگا اور آسمان عرش کو آٹھ اٹھانے والے لیے ہونگے اور آج کے روز وہ چار ہین انکے قدم زمین زیرین کے
[illegible] مین [illegible] تک ہین اور عرش انکے کاندھون پر ہے انکی تسبیح سے ایک گونج ہوگی کہینگے سبحان ذی العرش
[illegible] ذی الملک [illegible] سبحان الحی الذی لا یموت سبحان الذی یمیت الخلائق ولا یموت سبوح قدوس قدوس
[illegible] الذی یمیت الخلائق ولا یموت۔ پھر اوتعالی اپنی زمین مین اپنی کرسی جہان چاہیگا رکھیگا

قال المترجم - یعنی کرسی آلٰہی ایسی وضع پر ہوگی کہ زمین اسکے نیچے [illegible] فیصلہ [illegible] کے لیے [illegible]
اندر کرسی سما جائیگی - فافہم - پھر آواز دیجائیگی کہ اے گروہ جن وانس تم لوگ آج کے دن تک [illegible]
چھوڑ رہا [illegible] تمہارے اقوال سنتا اور اعمال دیکھتا رہا تم اپنے نامۂ اعمال دیکھو [illegible]
اور جو بد اعمال پاوے وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے پھر اوتعالے جہنم کو حکم کریگا [illegible]
الم اعہد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انہ لکم عدو مبین وان اعبدونی ہذا صراط مستقیم ولقد [illegible]
تعقلون ہذہ جہنم التی کنتم توعدون - یعنی اسی کو جھٹلاتے تھے - وامتازوا الیوم ایہا المجرمون - پس [illegible]
نیکوکار و بدکار جدا ہو جاوینگے اور اُمتیں گھٹنوں کے بل بیٹھینگی - اوتعالے فرماتا ہے وتری کل امۃ جاثیۃ [illegible]
بلائی جائیگی - پھر اوتعالے اپنی تمام مخلوقات کے درمیان سوائے جن وانسان کے فیصلہ فرماویگا حتی کہ [illegible]
فیصلہ فرماویگا حتی کہ سینگدار چوپایہ سے بے سینگ والے کا بدلا لیگا جب کسی کا حق حقوق نہ رہیگا [illegible] فرماویگا
خاک ہو جاؤ [illegible] دیکھکر کافر کہینگے کہ یا لیتنی کنت ترابا - پھر اوتعالی بندوں کے درمیان فیصلہ کریگا پس سب سے پہلے [illegible]
ہوگا وہ خون ہیں اور راہ خدا میں جو مقتول ہوے انکے چہرے چمکینگے اور جو راہ شیطان کفر وضلال میں قاتل یا مقتول ہوے [illegible]
خوار ہونگے پھر کوئی نفس نہ چھوٹے گا جسنے دوسرے کو ناحق قتل کیا مگر آنکہ اس سے بدلہ لیا جائیگا اور کوئی مظلمہ نہ رہیگا [illegible]
مظلوم پر کیا ہو مگر آنکہ عوض لیا جائیگا حتی کہ اگر دودھ بیچنے والے نے پانی ملایا تو اس سے الگ کرایا جائیگا [illegible]
اسکو عذاب کیا جائیگا جب یہ امور فیصلہ ہو جاوینگے تو آواز دینے والا اسطرح آواز دیگا جسکو سب مخلوق سنیگی کہ [illegible]
کو لیکر دوزخ میں جاوے یہی فرمایا - لو کان ہؤلاء الہۃ ما وردوہا وکل فیہا خالدون - پھر جب نہ باقی رہینگے سوائے [illegible]
منافق شامل ہونگے - تب آویگا اللہ تعالے جس شان سے چاہیگا اور فرماویگا کہ اے لوگ مخلوق اپنے معبودوں کے ساتھ [illegible]
اپنے معبود سے جا ملو تو کہینگے کہ واللہ ہم تو سوائے اللہ وحدہ تعالے کے اور کسی کو نہیں پوجتے ہیں ہم نہیں جاوینگے پس [illegible]
اپنی کشف ساق سے اپنی عظمت کی تجلی فرماویگا جس سے پہچان جاوینگے کہ اوتعالی انکا پروردگار عزوجل [illegible] سجدہ [illegible]
گر پڑینگے ولیکن منافق لوگ اوندھے گدی کے بل گرینگے اور اوتعالے انکی پیٹھوں کو صیاصی البقر کے مانند کردیگا پھر [illegible]
اُٹھانے کا حکم دیگا پس سر اُٹھاوینگے - اور جہنم کی پشت پر پل صراط رکھا جائیگا جیسے بال یا تلوار [illegible]
سعدان کے سے کانٹے ہونگے حکم ہوگا تو پلک مارتے یا بجلی چمکتے یا ہوا چلتے یا گھوڑے دوڑتے [illegible]
پانے والے پر سلامتی رہیگی اور کسی کو خدشہ ہوگا یعنے جیسے جھل گیا اور کوئی اوندھا جہنم میں گریگا [illegible]
کہینگے کہ کون ہمارے لیے پروردگار سے سفارش کریگا پس تمام حال ہر ہر نبی کے پاس آنے [illegible]
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پھر وہ لوگ میرے پاس آوینگے اور میرے لیے [illegible]
آونگا . در دروازہ کھلواؤنگا تو حیاک اللہ ومرحبا کہکر کھولا جائیگا جب [illegible] جنت میں [illegible]
پس سجدہ میں گر پڑونگا پس اوتعالے مجھے اپنی حمد [illegible]
پھر کہا جائیگا کہ اے محمد سر اٹھا سفارش کر قبول ہوگی [illegible]

[illegible] دگار نے مجھسے اہل جنت کے بارہ مین شفاعت کا وعدہ کیا تھا حکم ہوگا کہ ین
[illegible] جنت [illegible] ہونے کی اجازت دی اور حضرت صلعم فرماتے تھے کہ قسم اس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت مین
[illegible] ومساکن کو اسقدر نہین پہچانتے جتنا جنت والے اپنی ازواج ومساکن کو پہچانینگے پس ہر مرد ان مین
[illegible] داخل ہوگا جنکو اللہ تعالے ایجاد کریگا اور دو عورتین اولاد آدم علیہ السلام سے ہونگی جنکو ان
[illegible] ان دونون نے دنیا مین اوتعالی کی عبادت اداکی تھی پھر بعد ذکر انعامات اہل جنت کے بیان کیا کہ جب
[illegible] جنت [illegible] وہ مخلوق بھی پڑجایگی جو پروردگار کے اوپر اسلام لائی تھی انکو انکے اعمال نے ہلاکت
[illegible] انکے قدمون تک اور بعض کو نصف ساقین تک اور بعض کو گھٹنون تک اور بعض کو کمر تک حتی کہ بعض کو تمام بدن
[illegible] چہرہ کے آگ نے کھایا ہوگا اور چہرہ اسکا اللہ تعالے نے آگ پر حرام کیا ہی- رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ دعا
[illegible] پروردگار [illegible] بہت سے لوگ دوزخ مین ہین حکم ہوگا کہ نکال لو جسکو تم پہچانو پس نکالے جاینگے یہانتک کہ ایسا
[illegible] نہین رہیگا پھر اللہ تعالے شفاعت کی اجازت دیگا سو کوئی نبی وشہید نہ رہیگا مگر آنکہ شفاعت کریگا- الی آخر الحدیث فی
[illegible] الشفاعۃ وغیرہ بنا ہو مشہور- پھر طبرانی رح نے بعد روایت اس حدیث کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہی اور اسکے بعض مضامین کے
[illegible] متفرق احادیث مین مذکور ہین اور اسکے بعض الفاظ مین نکارت ہی اسکو اسمعیل بن رافع قاضی اہل مدینہ نے متفردًا
روایت کیا اور اس راوی کے بارہ مین اختلاف ہی چنانچہ بعض محدثین نے اسکی توثیق کی اور بعض نے اسکی تضعیف کی اور اکثر
محدثین ائمہ نے اسکی حدیث منکر ہونے پر تنصیص کردی ہی مانند امام احمد بن حنبل وابو حاتم الرازی وعمرو بن علی الفلاس وغیرہ کے اور
بعض نے کہا کہ متروک الحدیث ہی اور ابن عدی نے کہا کہ اسکی جملہ احادیث مین تامل ہی ولیکن منجملہ ضعفاء مین اسکی حدیث لکھی جاتی
قال ابن کثیر اس نے اس حدیث کی اسناد مین وجوہ کثیرہ مختلفہ ہین مین نے انکو ایک علحدہ جزو مین جمع کیا ہی لیکن اسکا سیاق غریب
ہی اور بعضے کہتے ہین کہ اسنے اس حدیث کو چند احادیث متفرقہ سے جمع کیا اور ایک سیاق مین بیان کیا اس سبب سے اسپر انکار کیا
اور مین نے اپنے استاد شیخ حافظ ابو الحجاج مزی رحمہ اللہ سے سنا کہ مین نے ایک کتاب ولید بن مسلم کی دیکھی جسمین اسنے اس حدیث
کے بعض باتون کے جملہ شواہد مفردات کو جمع کیا ہی- قال المترجم ایسا ہی شیخ سیوطی رحمہ اللہ نے بدور سافرہ مین بعد ایراد اس
حدیث کے کلام کیا ہی اور واضح رہے کہ مضامین اس حدیث مین بعض باتین تو صحاح کی روایت مین ظاہر ہین اور بعض باتون سے انکار
کیا گیا اور ایک خاص وجہ انکار کی یہ بھی ہی کہ ترتیب وار اس بیان کا ثبوت کسی حدیث ثابت سے نہین اور متفرق احادیث مین جو مضامین
ہین انمین سے بعض کی بعض سے ترتیب صرف راوی مذکور کی رائے ہی اگر غلطی کی تو اللہ تعالی اسکو عفو کرے والکلام فی المفردات
فی تفسیر الآیات انشاء اللہ تعالی ف — فی العرائس قولہ قل ان ہدی اللہ ہو الہدی- اللہ تعالی کی ہدایت امر غیبی ہی اور راہ
[illegible] علیہم السلام نے شرائع واحکام راہ مستقیم کے بیان کیے ہین اور یہی اسکے عرفان ومشاہدہ حاصل ہونے کا طریقہ ہی
[illegible] بندون کو [illegible] ہی جو معرفت والے ہین اور معرفت والا وہ ہی جو قضاء پر راضی ہو اور بلاء پر صبر کرے اور جو اللہ
[illegible] انکے نفس سے معارضہ نہ رہے- قولہ امرنا لنسلم لرب العالمین- شیخ ابو عثمان نے کہا کہ
[illegible] یہ کہ تدبیر [illegible] اختیار کرو اور مجاری قضاء پر راضی ہو پھر اسکی نماز کا حکم دیا اور اسمین سستی کرنے سے

Marfat.com

ڈرایا بقولہ وان اقیموا الصلوۃ واتقوہ - نماز کی اقامت یہ ہی کہ عبودیت میں ربوبیت کا ظہور
نظر آوے لقولہ علیہ السلام تعبد اللہ کانک تراہ - تقویٰ اس مقام پر یہ ہی کہ نماز میں او تعالے
اجلال ومناجات ہی اس سے پرہیز کرو کہ تمھارے دل پر سوائے او تعالے کے او
رہو گے - ابن عطاء رح نے کہا کہ اقامت نماز یہ کہ اسکے حدود کو حکم الٰہی کے ساتھ محافظت رکھے
حد ادب پر نگاہ رکھے از انجملہ یہ کہ اول تو سوائے او تعالیٰ کے کچھ خطرہ نہ آوے - قولہ قولہ الحق
عدم سے وجود میں اس تمام خلقت کو جو ہی یا ہوگی لانا چاہا تو ذات سے اپنی صفات کے واسطے تجلی فرمائی
کے واسطے اور امر سے کاف و نون کے واسطے پس ہر دو حرف میں سے ایک دوسرے سے فتح کرتا اور
کا ظہور ہوتا ہی بسبب اسکے کہ نور ذات کا اتصال صفات سے اور نور صفات کا افعال سے اور نور امر کا کاف و نون
مراد ازلی اس سے متحقق ہوئی پس معنی قولہ قولہ الحق یعنے جو اسکے علم ازلی میں ہی وہ عدم سے وجود کی طرف خارج
اس خوبی کے ساتھ کہ ایک ذرہ بھی اسمین سے خلل پذیر نہیں ہوتا اسکا فعل موافق امر ہی اور امر اسکا ارادہ ہی کیونکہ
قائم اسکی ذات سے باقی از ازل تا ابد ہی کبھی اسکی انتہا نہیں اور نہ کبھی تغیر و فناء ہی - حسین رح نے کہا کہ وہ حق
سے ظاہر ہووے وہ خواہ مخواہ حق ہوگا یعنے صحیح و صادق واقعی ہوگا - باطل ودروغ نہیں ہوسکتا پس قولہ الحق اسی
عزوجل سے صادر ہی۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً ۚ إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ

اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو تو کیا پکڑتا ہی مورتوں کو خدا میں دیکھتا ہوں تجھ کو

فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ

صریح بہکی ہوئی اور اسطرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ

اور زمین کی اور تا اسکو یقین آوے پھر جب اندھیری آئی اس پر رات

رَأَىٰ كَوْكَبًا ۖ قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ

دیکھا ایک تارا بولا یہ ہی رب میرا پھر جب وہ غائب ہوا بولا مجھ کو خوش نہیں آتے

فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ

پھر جب دیکھا چاند چمکتا بولا یہ ہی رب میرا پھر جب وہ غائب ہوا بولا

لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ۝ فَلَمَّا

نہ راہ دیوے مجھکو رب میرا تو بیشک میں رہوں بہکے لوگوں میں

بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ ۖ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ

جھلکتا بولا یہ ہی رب میرا یہ ہے بڑا پھر جب وہ غائب ہوا بولا اے

Marfat.com

[illegible] وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

[illegible] اسکی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف کا ہوکر اور میں نہیں شریک کرنے والا

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ واذکر اذ قال ابراہیم لابیہ الذی لقبہ آزر و اسمہ تارح۔ یعنی بیان کر بطور [illegible] کے کہ جب ابراہیم نے اپنے باپ سے جسکا لقب آزر تھا اور اصلی نام اسکا تارح تھا آخر میں حا رحطی ہی چنانچہ قاموس میں بھی [illegible] اور بعض نے بخاء معجمہ ضبط کیا۔ وضحاک نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ ابراہیم علیہ السلام [illegible] کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارح تھا۔ رواہ ابن ابی حاتم وکذا فیما اسندہ عن عکرمہ عن ابن عباس کہا کہ آزر بت کا نام [illegible] اور ابراہیم کے [illegible] کا نام تارح تھا اور ان کا نام مثلی اور جورو کا نام سارہ اور مملوکہ باندی کا نام ہاجر تھا۔ قال ابن کثیر وہکذا قال غیر واحد من علماء النسب۔ مجاہد و سدی نے کہا کہ آزر بت کا نام ہی قال ابن کثیر شاید اس بت کی خدمت کرنے کی وجہ سے اسپر یہ نام غالب ہوگیا تھا وقال ابن جریر شاید اسکے دو نام ہوں آزر و تارح اور شاید ایک لقب ہو اور صواب یہ ہی کہ اسکے باپ کا نام آزر تھا قال ابن کثیر یہ قول جید قوی ہی۔ قال المترجم مفسر رح نے شاید تاریخ و نسب بیان کرنے والوں کی جماعت پر نظر کرکے یہ اختیار کرلیا کہ آزر لقب ہی اور تارح نام ہی اور حق وہی ہی جو ابن جریر رح نے کہا جیساکہ ابن کثیر رح نے اسکی تجوید کی ہی اور تارح نام بنی اسرائیل یعنی یہود و نصاری سے سنا ہوا امر ہی ہوا ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی جو سراج میں لایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ کبیر میں کہا کہ ابراہیم بیٹے ہیں آزر کے جسکا نام توریت میں تارح ہی پس ابراہیم کے باپ کے دو نام ہوے جیسے یعقوب و اسرائیل دونوں حضرت یوسف کے باپ کے نام تھے اور بخاری رحمہ نے افراد میں روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملینگے اور آزر کے چہرہ پر قترت و غبرت ہوگی الی آخر الحدیث پس اسمیں مصرح کردیا کہ آزر انکا باپ تھا۔ قال ابن کثیر رح اللہ تعالے نے قرآن مجید میں صحیح فرمایا کہ واذکر فی الکتاب ابراہیم انہ کان صدیقا نبیا اذ قال لابیہ یا ابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا الآیات اور اسمیں ہی کہ باپ کو کہا کہ سلام علیک ساستغفر لک ربی الآیہ۔ اور فرمایا وماکان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدہا ایاہ الآیۃ۔ اور صحیح حدیث میں ثابت ہوا کہ قیامت کے روز ابراہیم اپنے باپ آزر سے ملینگے پس آزر اُنسے کہیگا کہ میرے بیٹے آج کے روز میں کچھ تیری نافرمانی نکرونگا پس ابراہیم علیہ السلام عرض کرینگے کہ اے پروردگار تو نے مجھسے وعدہ فرمایا کہ بروز بعث تجھکو خفیف نکرونگا اور اس سے بڑھ کے کیا ہوگی کہ میرا باپ دور پڑے پس کہا جائیگا کہ اے ابراہیم پیچھے دیکھ پس دیکھینگے تو نظر آویگا کہ ایک [illegible] ہی پس اسکے چاروں پاؤں پکڑکر آگ میں پھینکا جائیگا۔ قال المترجم پس صحیح و صواب یہ ہی کہ ابراہیم کے باپ کا نام آزر تھا اور تارح اسکا دوسرا نام ہوگا جیساکہ اہل تاریخ و نسب [illegible] نے کہا ہی کیونکہ توریت میں تارح اسکا نام لیا گیا جیسے اسرائیل حضرت یعقوب کا نام لیا گیا ہی اور بعد آیات و احادیث [illegible] میں ہی کہ آزر نام ہونے میں کلام کرے۔ فی السراج آزر نام ہونا اصح ہی اور یہی ثابت ہی اور اصلی نام تارح نہیں اور [illegible] نام [illegible] رہنے والا تھا جو سواد کوفہ میں ہی پھر کثر انی لوگ جہاں یہ موجود تھا وہاں والے یہ اعتقاد کرتے کہ آسمان میں [illegible] اور زمین میں بت ہیں پس ہر ستارہ کے واسطے ایک بت قرار دیتے پس جب اس ستارے سے تقرب چاہتے تو اسکے [illegible] ستارے کی یہاں سفارش کرے تو ابراہیم علیہ السلام نے اُنپر انکار کیا اور انکے فساد پر تنبیہ کرکے کہا اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً۔ یعنی الٰہ بناتا ہی یا بمعنی کہ انکی عبادت کرتا ہی اور یہ استفہام توبیخی ہی بطور ملامت کے اور اسمیں

Marfat.com

حق قرابت ادا کیا کہ پہلے اپنے باپ کو حق راہ بتائی۔ اِنِّیۡۤ اَرٰىكَ وَقَوۡمَكَ فِیۡ ضَلٰلٍ [illegible]
اسنے کے تجھکو اور تیری قوم کو میں حق سے کھلا دور بھٹکا دیکھتا ہوں اور معنی آنکہ یقین جانتا ہوں [illegible]
دیکھنا فرمایا۔ وَكَذٰلِكَ اے کما اریناہ اضلال ابیہ وقومہ کذلک نُرِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ [illegible]
وَالۡاَرۡضِ لیستدل بہ علی وحدانیتنا۔ جیسے ہم نے ابراہیم کو اسکے باپ وباپ کی قوم کی گمراہی [illegible]
کر تاکہ سموات والارض تاکہ اس سے ہماری وحدانیت پر دلیل پاوے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مخلوقات [illegible]
اس سے دلی معرفت سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت جاننا خوب ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویتفکرون فی خلق السموات [illegible]
ہذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار۔ اور یہ جبھی میسر ہوگا کہ آدمی علم شرع سے کسی طور پر واقف ہو اور شرع پر سنت کے [illegible]
جو لوگ فلسفی طریقہ سے اسمیں خوض کرتے ہیں وہ بڑے کام میں پڑے ہیں۔ بلکہ طریقہ تفکر درحقیقت ہدایت الٰہی [illegible]
مِنَ الۡمُوۡقِنِیۡنَ یعنی ان اشیاء پر انکے مخلوق ہونے کے ساتھ یا ہماری وحدانیت کے ساتھ یقین کرنے والا [illegible]
قولہ وکذلک نری سے یہاں تک جملہ معترضہ تھا جس سے قطعاً معلوم رہے کہ ابراہیم علیہ السلام خود مرتبہ یقین وتصدیق میں
پہونچے ہوئے تھے اور باپ وقوم کو ہدایت ایک اچھے طریقہ سے بتلاتے تھے پس پہلے تو انکو زبانی صاف صاف کہا کہ تم گمراہ
جب نہ مانے تو وہ ہوا جو آگے فرمایا۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیۡهِ الَّیۡلُ یعنی رات کی اندھیری چھائی تو رَاٰ كَوۡكَبًا
روشن ستارہ دیکھا۔ قال فی المدارک جسکو وہ لوگ پوجتے تھے۔ قال المفسر بعض نے کہا کہ وہ زہرہ تھا اور مدارک میں [illegible]
یا مشتری تھا اور مترجم کہتا ہے کہ یہ قول بے دلیل ہیں اور بہت بعید ہیں کیونکہ ظہور زہرہ ومشتری کا بہت مخفی ہوتا ہے [illegible]
کوئی غرض متعلق نہیں صرف اتنا بیان چاہیے کہ ایک ستارہ دیکھا۔ قَالَ لقومہ وکانوا نجامین۔ تو اپنی قوم سے کہا اور یہ لوگ
کے دین پر تھے۔ اگر کہا جاوے کہ یہ کہاں سے تفسیر فرمائی کہ خود اپنے آپ نہیں کہا بلکہ قوم سے کہا تو جواب یہ کہ آگے خود فرمایا کہ [illegible]
اسنے بری ہوں ما تشرکون۔ بالجملہ خود یقین پر تھے اپنی قوم کو الزام دینے اور قائل کر کے توحید کی راہ سوجھانے کو قوم سے کہا هٰذَا [illegible]
یعنی تم لوگوں کے اعتقاد کے موافق میرا پروردگار یہ ستارہ ہے۔ فَلَمَّاۤ اَفَلَ جب غروب ہو گیا یا غائب ہو گیا فَقَالَ [illegible]
اُحِبُّ الۡاٰفِلِیۡنَ تو فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں کو نہیں دوست رکھتا ہوں کہ انکو معبود بناؤں کیونکہ پروردگار [illegible]
سے دوسرے حال پر منتقل ہو جانا نہیں روا ہے کیونکہ تغیر وانتقال تو حادث کی شان سے ہے۔ اسمیں اشارہ ہے [illegible]
وخواہش نفسانی سے بدون راہ نور عقل کے معبود بنائے ہیں کیونکہ عقل نہیں روا رکھتی کہ متغیر [illegible]
لیکن اس دلیل نے ان لوگوں میں کچھ کام نہ کیا اور آزر وقوم کے لوگ نہ سمجھے تو پھر انکو تنبیہ فرمائی [illegible]
قمر کو طلوع ہوتا دیکھا۔ قَالَ هٰذَا رَبِّیۡ قوم سے کہا کہ یہ میرا رب ہے یعنی تمہارے اعتقاد کے [illegible]
لَئِنۡ لَّمۡ یَهۡدِنِیۡ رَبِّیۡ اگر پروردگار تعالیٰ ہدایت نہ دے تو ہدایت نہیں [illegible]
فرمائی ہے اگر اسپر مجھکو ثابت نہ رکھے۔ لَاَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡقَوۡمِ الضَّآلِّیۡنَ تو میں بھی گمراہ [illegible]
فرمائی کہ تم لوگ گمراہی پر ہو ہوش میں آؤ اور پروردگار حق عزوجل کی ہدایت [illegible]
بَازِغَةً قَالَ هٰذَا اس لفظ ہذا سے اشارہ ہے شمس کیطرف اور [illegible]

[illegible] میرا رب ہو سکے بڑا ہی یعنے انتہا کر دی کہ کوکب کا وہ حال ہوا اور قمر کا یہ حال ہوا اب نجوم و
[illegible] میں بڑا ہی ہے فَلَمَّآ اَفَلَتْ جب وہ بھی ڈوبا تو معبود کہاں ہو سکتا ہی اور قوم پر حجت پوری ہو گئی
[illegible] يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو کچھ تم شرک لاتے ہو خواہ بت ہوں یا [illegible] یا
[illegible] ہوں بالکل اس سے لگاؤ نہیں رکھتا مشرک بولے کہ پھر تو کیا پوجتا ہی تو کہا اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ [illegible]
[illegible] عبادت کرنے سے مقصود رکھا لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ - اس ذات پاک کو جسنے آسمانوں و زمین
[illegible] حَنِيْفًا مائلا الی الدین القیم - درحالیکہ میں تمام دینوں سے منھ موڑ کر دین قویم و راہ مستقیم کیطرف مائل ہوا ہوں وَّمَآ
[illegible] الْمُشْرِكِيْنَ اور میں نہیں ہوں اس خالق پاک کے ساتھ شرک کرنے والوں میں سے قال المترجم - شیخ امام الحافظ العماد رح نے لکھا
[illegible] اس مقام پر اختلاف کیا اس باب میں کہ آیا خود حضرت ابراہیم ع کی نظر تھی یا قوم سے مناظرہ تھا - شیخ ابن جریر نے علی بن ابی طلحہ
کے طریق سے ابن عباس رض سے ایسا کلام روایت کیا جو مقتضی ہی کہ یہ قوم سے مناظرہ نہ تھا بلکہ خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ
نے یہ ہدایت دی کہ انھوں نے مخلوقات میں نظر کر کے خالق عز و جل کی معرفت حاصل کی اور شرک و بیوقوفی سب چھوڑ کر توحید الٰہی کو
اختیار کیا اور اسی کو ابن جریر رح نے خود اختیار کیا ہی بدین دلیل کہ کہا - لئن لم یہدنی ربی لاکونن الآیہ - اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ
[illegible] توحید پر دلیل لینا حضرت ابراہیم ع سے اسوقت ہوا کہ جب اس کھوہ میں سے نکلے تھے جسمیں انکی والدہ بخوف نمرود بن کنعان
کے انکو وضع کر آئی تھیں کیونکہ نمرود ہر بچہ کو قتل کر ڈالتا تھا اسکو نجومیوں نے خبر دی تھی کہ اس سال ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری سلطنت
جاتی رہنے کا سبب ہوگا پس اس خوف سے انکی والدہ بوقت وضع حمل کے قریب شہر کے پہاڑ کے کھوہ میں جا کر وہیں وضع کر کے
چھوڑ آئی تھیں کہ میرے سامنے ذبح ہونے سے یہ بہتر ہی کہ درندے کھا جاویں - اور حضرت ابراہیم ع کی غذا انکی انگلیوں سے دودھ وغیرہ
[illegible] تھا - قال الحافظ - اور محمد بن اسحاق نے بیان چند باتیں خوارق عادات و کرامات الٰہی کی نقل کیں جیسے اور مفسرین سلف و
خلف نقل کی ہیں - قال المترجم مانند آنکہ ہر ساعت مثل دن کے اور دن مانند مہینہ کے اور مہینہ مانند سال کے [illegible]
اور نشوونما پاتے تھے اور بچہ تھے جب ماں سے کہا کہ میرا رب کون ہی وہ بولی کہ تیرا باپ تو فرمایا کہ باپ کا رب کون ہی وہ بولی کہ نمرود تو
فرمایا کہ نمرود کا رب کون ہی وہ بولی کہ خاموش ہو اور بعض نے کہا کہ حضرت ابراہیم نے ستارے و قمر وغیرہ سے بچپن میں
استدلال کیا اور جمہور مفسرین کے نزدیک بعد بلوغ کے واقع ہوا - و فی السراج وغیرہ - تاویل دوم آنکہ یہ بطریق استفہام ہی یعنی قولہ
[illegible] - کیا میرا رب یہ تارہ بتلاتے ہو - جیسے قولہ تعالیٰ فائن مت فہم الخالدون - یعنی افہم الخالدون - تاویل سوم آنکہ
[illegible] طریقہ سکھلایا کہ مخلوق سے خالق کی طرف استدلال اسطرح کیا جاتا ہی اور اسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی شخص
[illegible] ایک قوم ایک بت کے گرد ہو رہی ہیں اسنے بھی اس بت کی تکریم ظاہر کی تو وہ اس شخص کی طرف گرویدہ ہوئے یہاں تک کہ
[illegible] پر چلنے لگے پھر کوئی مصیبت آئی اور اسنے مشورہ دیا کہ اس بت سے عاجزی کرو انھوں نے سب [illegible]
[illegible] اسنے رائے دی کہ اللہ عز و جل کی طرف گڑگڑاؤ پس اللہ تعالیٰ نے یہ مصیبت دور کر دی پھر وہ
[illegible] مسلمان ہو گئے [illegible] ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات اپنی قوم پر حجت لانے کے طور پر ذکر کی مترجم کہتا ہی
[illegible] نقل کیا قال الحافظ - حق یہ ہی کہ ابراہیم علیہ السلام اس مقام پر اپنی قوم کے ساتھ مناظرہ کرتے تھے

Marfat.com

تاکہ انپر کھل جاوے کہ وہ لوگ جس حال مین پڑے ہین وہ بالکل باطل ہی پس یا بت کے ساتھ کلام [illegible]
جنکو ہیاکل سماویہ کی صورت سمجھا ہی خطاء و غلطی پر ہو اور اس مقام پر ظاہر کیا کہ ستارون کی پرستش [illegible]
قال المترجم سورۂ قصص مین انشاء اللہ تعالے حضرت ابراہیم کا قصہ بتون کے توڑنے اور انکا [illegible]
کا بیان ہوگا پس شاید بتون سے فی الجملہ مشرکون کو ندامت ہو چکی ہو تب انپر ستارون کی پرستش مین غلطی [illegible]
یہ کہ ستارون کی پرستش اور انمین الوہیت گمان کرنا محض غلط ہی بالجملہ پہلے کوکب کے حق مین ظاہر کیا کہ وہ [illegible]
یہ تو حکم الٰہی عزوجل کے تحت مین مسخر ہی کہ جسطرح حکم ہی برابر چلتا ہی ذرہ برابر بھی عدول حکمی نہین کر سکتا جیسے اور [illegible]
روشنی والے ہین پھر اس سے زیادہ روشن قمر مین یہی دلیل ظاہر کی پھر اس سے بلکہ سب سے زیادہ [illegible]
ظاہر کیا پھر شرک سے اپنی برارت ظاہر کی اور ان لوگون کو راہ بتائی کہ تم بھی اس گمراہی سے بچو اور خالق السموات [illegible]
و کل شئی کی طرف عبادت کے لیے سر جھکاؤ - قال الحافظ - اور یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ابراہیمؑ اس مقام پر اپنے [illegible]
ہو وین حالانکہ ابراہیمؑ کے حق مین اللہ عزوجل نے فرمایا - ولقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل وکنا بہ عالمین اذ قال لابیہ [illegible]
ما ہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون الآیات - اور فطرت اسلامیہ پر سب پیدا ہوتے ہین چنانچہ آیات و احادیث سے صحیح [illegible]
پس سب خلق کے حق مین ایسا ہی تو ابراہیمؑ تو اسمین اولے ہونگے یہ نسبت تمام لوگون کے بعد محمد رسول اللہ صلعم کے بلاشک [illegible]
اور منجملہ ان امور کے جو انکے مناظر قوم ہونے کے مؤید ہین ایک یہ کلام الٰہی بھی ہی جو آگے فرمایا - یعنی وحاجہ قومہ قال اتحاجونی فی اللہ
الخ - مترجم کہتا ہی کہ عنقریب اسکی تفسیر آیندہ مذکور ہوگی مجھے درمیان مین تفسیر عرائس لانا ضرور ہی اور اگر بالغرض [illegible]
اس مقام پر ناظر ہون تو یہ ایک طریقہ ہدایت الٰہی کا خاص ہی کہ ارائۃ ایک تو بطور بیان کے بدون نمایش ہی اور دوم [illegible]
علیہم السلام سے ہدایت کہلاتی ہی اور دوم ہدایت الٰہی ہی بمعنی راہ دکھلانا بمعنی حقیقی پس اللہ تعالیٰ نے انکو حقائق [illegible]
دکھلا دیا کما قال تعالے وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض الآیۃ - قال ابن کثیرؒ ابن جریر [illegible]
سعید بن جبیر و سدی و مجاہد وغیرہم رحمہم اللہ سے حکایت کیا کہ آسمان انکی نظر کے سامنے کشادہ ہوا حتی کہ [illegible]
دیکھا یہان تک کہ عرش تک نظر پہونچی اور ساتون زمینین بھی اسی طرح کشادہ ہوئین - کذا قال مجاہد اور بعض [illegible]
ابراہیم اپنے بندون کو گناہون مین آلودہ اور گناہ کرتے دیکھکر انپر بد دعا کرنی شروع کی تو اللہ تعالےٰ نے [illegible]
تجھسے زیادہ اپنے بندون کا دیکھنے والا ہون اور عوفی نے ابن عباس رضہ سے ایسکے مانند روایت کیا - قال ابن [illegible]
انکی آنکھ کے سامنے کشف ہوا ہو کہ بالمشاہدہ و معاینہ اسکو دیکھا اور احتمال ہی کہ بطریق [illegible]
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حدیث کو صحیح کہا کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت رب تبارک و تعالیٰ [illegible]
فرمایا اتانی ربی فی احسن صورۃ فقال یا محمد فیم یختصم الملاء الاعلی فقلت لا ادری [illegible]
کل شئی الحدیث - میرا رب میرے خواب مین آیا باحسن صورت پس فرمایا کہ اے محمد ملاء اعلیٰ [illegible]
دریافت نہین ہی پس اپنی ہتھیلی میرے دونون مونڈھون کے درمیان رکھی [illegible]
لیے ہر چیز کھل گئی الخ - مترجم کہتا ہی کہ ہذا ذکرہ الحافظ اور یہ تجلی [illegible]

Marfat.com

[illegible] ثابت ہو کہ ہذا حدیث حسن صحیح اگرچہ موجودہ نسخون مین حسن پر اکتفا ہوا ہی ف
[illegible] السموات والارض الآیۃ ۔ جیسے ہم نے خلیل علیہ السلام کو ازل مین خلت کے ساتھ
[illegible] آسمان وزمین دکھلائے ۔ یعنی ملکوت سماوات وارض سے جو انوار ذات وصفات ظاہر ہین
[illegible] دکھلائے تاکہ خلت ثابت ہو اور وہ محبت مین راسخ ومستقیم تھا پس شوق جمال قدم بڑھ
[illegible] ملکوت کے مقام یقین مین ہمارے لقاء کے مشاہدہ کرنے والون مین سے ہوجاوے قال المترجم
[illegible] العباسی تھا واللہ اعلم ۔ ابو سعید خراز رح نے کہا کہ ابراہیم کو یہ دکھلا دیا کہ ہجوم عظمت کی طاقت بعین
[illegible] نے کہا کہ یہ ابتداء اعلام غیوب ہی کہ نفس مین سوائے اللہ تعالی کے کچھ باقی نہین رہتا اور مشائخ
[illegible] کے اوائل سے ہی ۔ قال المترجم اس بیان سے اہل تفسیر ظاہر کے دونون قول جمع ہوگئے باین طور
[illegible] سے ابتدائی معرفت کی طرف بلایا اور انسے مناظرہ کیا اور خود انکو مقام توحید کا انکشاف ہوا جو انتہا کے
[illegible] اسکی جیسے کوئی عالم ماہر کسی کو پڑھاوے پس وہ متعلم کو تو ابتدائی مقامات اسکے لائق صرف مضمون ظاہر کتاب
[illegible] مین سے دقائق ونکات وحل واعتراضات سے علم حاصل کرے فلیتامل ۔ بعض نے کہا کہ خلیل کو ملکوت
[illegible] رجوع ہون اور اُنسے خالق کی طرف جاوین ۔ اور بعض نے کہا کہ مشغول باستدلال ہوئے تو حقائق کا انکشاف
[illegible] بیزار ہوگئے اور کہا کہ انی وجہت وجھی للذی الخ ۔ شیخ نصر آبادی نے کہا کہ اللہ تعالی نے کذلک نری فرمایا اور
[illegible] ابراہیم ۔ کیونکہ دیدار ملکوت چشم فروع سے غیر مفید ہی اور صدق دیدار بچشم معرفت از ہدایت الٰہی ہی ۔ فافہم
[illegible] علیہ اللیل رای کوکبا ۔ منجملہ استحقاق کے ہی کہ دیدار قدم سے حادث مین مشغول نہون پس کوکب شعری کو منور بفعل خاص
[illegible] علیہ السلام نے تعجب سے کہا کہ کافر مشرکون کے زعم مین یہی میرا پروردگار ہی پس حضور ارادت ہوا اور نور قربت
[illegible] خلت مین پہونچا پس جب معدن ذات سے نور صفت کا ظہور ہوا اور نور فعل خاص کا قمر مین دیکھکر فعل مین
[illegible] زبان مخلوق سے بیزاری کہا پس دور خلت ہوا اور نور وصل سے تربیت پائی اور مقام عشق مین پہونچا اور
[illegible] ہوا پس نور ذات کا صفات مین اور صفات کا افعال خاصہ مین ظہور ہو کر سورج سے ظہور ہوا پس جب صفات
[illegible] سے مشاہدہ جلال قدم پاکر زبان عشق سے بیزاری کہا پس غیرت قدم نے آکر [illegible] دیدار قدم مین وسائط پر نظر کرنے
[illegible] وسائط تمام عظمت قدم مین غائب وغروب ہین اور ظہور قدم تجلی خالص ہوا تب خلیل ابراہیم نے اسی کی وحدانیت
[illegible] بیزار ہوگئے اور نفس سے جو دیدار حدوث سے اپنا حظ چاہتے تھے فرمایا کہ لا احب الآفلین ۔ یعنی
[illegible] وساقط ہونے والے کو نہین چاہتا ۔ اور عقل سے جو دیدار قمر یعنی منور بفعل سے دیدار قدرت کا
[illegible] لاکونن من القوم الضالین ۔ یعنی ایسے لوگون مین سے جو خالص صفات کے دیدار سے مقام التباس
[illegible] دیدار سے بیزاری کرنے مین کہا کہ لئن لم یہدنی ربی ۔ اسمین اشارہ ہی کہ معرفت رب تبارک وتعالی
[illegible] وسائط کے دیدار کو چاہتا اور احتراق سے بچتا تھا کہا کہ انی بری مما تشرکون ۔ یعنی بلا واسطہ
[illegible] انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض ۔ یعنی مین اس ملک قدیم کی طرف

متوجہ ہون جسکے انوار فعل سے ہر وسیلہ کا ظہور ہی چنانچہ کہا۔ حنیفا یعنے مائل از غیر حق بسوے حق ...
ہوئے وما انا من المشرکین۔ جو شرک کرنے والے ہین کہ وسائط پر نظر رکھتے ہین۔ بلکہ مین ...
جاتا ہون کہ اسی سے میری بقا رہو۔ اور واسطی رح نے کہا کہ قولہ لئن لم یہدنی ربی یعنی اگر مجھکو میرا ...
اس مشاہدہ مین جو مین نے ظہور وکشف افعال خاص ومقام التباس مین دیکھا ہی بیشک جلد ...
اپنے نفس کی طرف جھکے اور اپنی صفات سے باقی ہین۔ قولہ انی بری مما تشرکون۔ بعض نے کہا کہ ...
مین شرک کرنے والون سے بری ہون کیونکہ سواے اوتعالی کے کوئی چیز اللہ تعالی کی طرف دلیل نہین ...
بہت جید اور نہایت صحیح ہی اور یہی تحقیق ہی ولیکن اہل نظر پر الزام ہی کہ مناظرے سے معرفت ظاہر ہی ...
اوتعالے سبحانہ کے نا ممکن ہی اگرچہ افلاطون کیون نہ دلیل لاوے چنانچہ آخر افلاطون وارسطو سب کے سب ...
من المشرکین۔ واسطی رح نے کہا کہ میری طرف سے راہ حق کی طرف بلانا ہو سکتا ہی اور ہدایت کرنا اللہ تعالے ہی کی طرف
قال المترجم یعنی بندہ اگر دوسرے بندہ کو راہ ہدایت کی طرف بلاوے اور وہ نہ آوے اور یہ شخص اس سے کینہ ...
تو مشرک ہی اور خود گمراہ ہوا کیونکہ ہدایت کرنا فقط اللہ تعالی ہی کی قدرت ہی وقد نبہ علی تلک الاشارۃ الشیخ ...
الشامی کما رواہ عنہ الدارمی جعفر علیہ السلام نے کہا کہ قولہ انی وجہت وجہی۔ یعنی قلب کو مین نے اپنے خالق کا ملتجی کیا اور ہر چیز ...
اللہ تعالی سے اپنی طرف مشغول کرے اس سے منقطع ہو کر اللہ تعالی ہی کی طرف راجع ہوا اور جسکی قدرت سے یہ مخلوق ہی وہ خوب
قادر ہی کہ میرے دل کو ایسے خطرات سے بچا دے جو اسکے جلال ذات کے لائق نہین ہین۔ بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کے ...
چند مقامات تھے۔ اول مقام الفاقہ جسمین بزبان دعا کلام کیا کہ رب اجعلنی مقیم الصلوۃ الآیۃ۔ دوم مقام لغت جسمین بزبان ...
کیا کہ الذی ہو یطعمنی ویسقین الآیۃ۔ اور سوم مقام معذرت جسمین بزبان اعتذار کلام کیا کہ والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین
چہارم مقام محبت جسمین بزبان مودت کلام کیا لقولہ انی بری مما تشرکون۔ پنجم مقام معرفت جسمین بزبان انبساط کلام کیا
رب ارنی کیف تحیی الموتی۔ ششم مقام ہیبت جسمین بزبان سکون کلام کیا چنانچہ جبرئیل نے جبکہ آگ مین پھینکے جاتے
آکر کہا کہ آپ کو کوئی حاجت ہو تو مجھسے فرمائیے تو کہا اے جبرئیل تمھاری طرف تو مجھے کوئی بھی حاجت نہین ...
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے صحیح فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مقام پر ناظر نہ تھے بلکہ قوم پر حجت ... مناظرہ
جیسا کہ دلالت کرتا ہی قولہ تعالے۔

وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ وَلَا أَخَافُ

اور اوس سے جھگڑی اسکی قوم بولا تم مجھسے جھگڑتے ہو اللہ پر اور وہ مجھکو سوجھا چکا

مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي كُلَّ

اونسے جنکو شریک ٹھہراتے ہو اسکا مگر کہ میرا رب ... سمالیا ہے میرے رب نے ...

أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۝ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ

کیا تم دھیان نہین کرتے ہو اور مین کیونکر ڈرون تمھارے شریکون سے اور تم نہین ڈرتے

Marfat.com

ینزل بہ علیکم سلطنا فای الفریقین احق بالامن
اتاری اوسنے تمپر کچھ سند اب دونون فرقون مین کسکو چاہیے خاطر جمع ہو
ان کنتم تعلمون ۝ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک وقف لازم
اگر سمجھ رکھتے ہو جو لوگ یقین لائے اور ملا نہین اپنے یقین مین کچھ تقصیر انہین کو ہے
لہم الامن وہم مہتدون ۝ وتلک حجتنا اتینہا ابرہیم علی ۹ ع ۱۵
خاطر جمع اور وہی ہین راہ پائے اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہمنے دی ابراہیم کو اسکی
قومہ نرفع درجت من نشاء ان ربک حکیم علیم ۝
قوم کے مقابل درجے بلند کرتے ہین جسکو چاہین تیرا رب تدبیر والا ہے خبردار

وحاجہ قومہ محاجہ یہان بمعنی جھگڑا وجہالت کی باتین کرنا اور باین معنی نہین کہ ایسی دلیل لانا جس سے دوسرے مقابل
پر حق ظاہر ہوجاوے کیونکہ مشرکون کے پاس ایسی دلیل کہان تھی اور شاید کہ طرفین سے محاجت تھی پس حضرت ابراہیم ؑ کی دلیل حق
کر محاجت فرمایا مگر مفسر رح نے معنی اول پر اکتفا کرکے لکھا کہ یعنی آپکی قوم نے ابراہیم ؑ سے اسکے دین توحید مین جھگڑا کیا اور دھمکایا کہ اگر
بت چھوڑ دیگا تو وہ ہمارے معبود تجھکو برائی پہونچا دینگے - قال اتحاجونی فی اللہ . بولا کہ بھلا تم جھگڑتے ہو مجھسے اللہ تعالیٰ کی
وحدانیت مین - وقد ہدین والحال انہ قد ہدانی الیہا - حالانکہ او تعالیٰ نے مجھے وحدانیت کی ہدایت فرمائی ہے - ایک قراءۃ مین
تحاجونی کے نون کو تشدید ہے باین طور کہ نون رفع اور نون وقایہ کا ادغام کردیا اور ایک قراءۃ مین تخفیف نون ہے باین طور کہ ایک نون
حذف ہوا پس نحویون کے نزدیک نون رفع حذف ہوا اور قراء رحمہم اللہ کے نزدیک نون وقایہ حذف ہوا کیونکہ حذف نون رفع مع
بقاء نون وقایہ خلاف اصل ہے اور کیونکہ حذف نون رفع بدون ناصب وجازم کے حذف علامت ہے پس جائز نہین ولا اخاف
ما تشرکون بہ ضمیر بہ راجع بموصول ہے اور مراد اس سے بت ہین (یعنے جن بتون سے تم شرک کرتے ہو مین اُنسے خوف
نہین کرتا) کہ مجھے کوئی برائی پہونچا دینگے کیونکہ بتون کو کچھ قدرت نہین ہے - الا ان یشاء ربی شیئا لیکن اگر میرا
پروردگار چاہے کہ مجھے کوئی برائی پہونچے تو وہ پہونچیگی - پس استثناء بمعنی لکن ہے - وسع ربی کل شیء علما ای وسع
علمہ کل شیء - ہر شی کو میرے رب کا علم وسیع ہے - علماً تمیز ہے جو فاعل سے محول کرکے تمیز کرائی گئی ہے - افلا تتذکرون کیا تم یہ
نصیحت نہین سمجھتے کہ ایمان لاؤ - وکیف اخاف ما اشرکتم مین کیونکر ایسی چیز سے خوف کرون جس سے تم نے شرک کیا
اللہ تعالیٰ کے ساتھ حالانکہ نہ اس سے ضرر پہونچنا ممکن اور نہ نفع - ولا تخافون انتم من اللہ تعالیٰ - حالانکہ نہین
ڈرتے تم لوگ اللہ تعالیٰ سے اس بات مین کہ انکم اشرکتم باللہ ما لم ینزل بہ علیکم سلطنا ای لم ینزل بعبادتہ حجۃ
وبرہانا نہین نازل کی اوس چیز کی عبادت کرنے کے لیے کوئی حجت وبرہان ف پھر تم اس غیر کی عبادت کرنے مین اللہ تعالیٰ سے
نہین ڈرتے حالانکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے - فای الفریقین احق بالامن پھر دونون فرق مین سے کون امن نجات کا
مستحق ہے ہم کہ تم یعنی ہم لوگ توحید کرنے والے یا تم لوگ شرک کرنے والے - اور یہ اچھے اسلوب سے نصیحت ہے جیسے رسوم بدعات
مین بعضے علماء بدعت حسنہ کے قائل ہین اور بعضے علماء قائل ہین کہ نہین جائز ہے پس احتیاطاً اون نے کہا کہ اگر جواز کا قول

حق ہوا تو مستحب کا ثواب لیگا اور اگر عدم جواز کا قول صحیح ہوا تو عذاب ہوگا لہذا امن کا طریقہ یہ ہے کہ
وسلم کے فضائل ومعجزات سُنے اور اردو مین کتابین دیکھے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
واحادیث صحیح سے بہت کچھ ثابت بلکہ ہر وظیفہ وہر ثواب کے نفل سے یہ اعلیٰ واولیٰ ہو واللہ الموفق۔ بالجملہ
دلیل علم کے اپنے وہم سے شریک بنالے والے نڈر ہو یا ہم لوگ توحید آلہی سے ڈرنے والے۔ کون مستحق امن ہے۔ اِنْ
تَعْلَمُوْنَ۔ اگر تم جانتے ہو کہ امن کا کون سزاوار ہے تو اسی پر عمل کرو یعنے وہ فریق ہم ہین توحید کرنے والے اور شرک سے
پس تم ہماری پیروی کرو اور ایمان لاؤ۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا الم یخلطوا۔ اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شرک
لائے دا پنے ایمان کو شرک سے نہین ملایا تو انحیں کے واسطے امن ہے اور حدیث بخاری ومسلم مین آنحضرت صلعم نے ظلم کی
بیان فرمائی ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوا کہ ایمان لانے والا ایسے افعال اگر کرے جو شرک ہین تو وہ مشرک ہوگیا پس اسلام
خلط کرے وقد قال تعالے وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون۔ اور جو شرک نہین کرتے یہان انکی تعریف کی کہ جو لوگ
اور پھر ایمان کو شرک سے خلط کرکے مشرک نہین ہوے تو۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ انکے لیے امن ہے یعنی عذاب سے
وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور وہ اللہ تعالی کی جناب مین ہدایت پائے ہوئے ہین۔ اور ظلم کی تفسیر شرک سے کما فی قولہ ان الشرک
ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم مانند ابو بکر الصدیق وعمر بن الخطاب وحذیفہ وسلمان فارسی وابی بن کعب وابن عباس رضی اللہ
صحیح ہوئی اور جماعت کثیر تابعین رحمہم اللہ سے یہی تفسیر مروی ہے پس زمخشری نے جو کشاف مین اس سے انکار کیا اور کہا کہ لفظ
اس سے مانع ہے کہ ظلم کی تفسیر شرک سے کیجاوے یہ زمخشری کا زعم باطل ہے درحقیقت یہ بیچارہ علم حدیث سے بیخبر اپنے اعتزال
مین گرفتار رہا اور تفصیل یہ کہ معتزلہ نے کہا کہ ظلم سے مراد یہان گناہ ہے اور شرک مراد نہین کیونکہ ایمان وشرک کے خلط سے دونون
لازم آتا ہے حالانکہ دونون ضدین جمع نہین ہوتے ہین جواب یہ کہ خلط کرکے شرک ہی رہ جاتا ہے علاوہ برین یہ اعتراض درحقیقت
بروارد ہوتا ہے کہ تمھارے نزدیک جیسے ایمان وشرک جمع نہین ہوتے ویسے ہی ایمان وگناہ جمع نہین ہوتے ہین کیونکہ معتزلہ کے
گناہ کبیرہ والا ایمان سے خارج ہوجاتا ہے پس ایمان تو فعل طاعات واجتناب معاصی کا نام ہے پس مرتکب کبیرہ گناہ کا تمھارے نزدیک
نہوگا پھر تم یہان گناہ سے کیونکر تفسیر کرسکتے ہو۔ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ۔ اسمین تلک مبتدا ہے اور وہ مبدل ہوکر حجتنا بدل سے
ہوا اور یہ ارجح قول ہے۔ اور مراد حجت سے وہ حجت ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالے کی وحدانیت پر کواکب کے غروب
ہونے وغیرہ سے قائم کردی اور مبتداء مذکور کی خبر آئندہ ہے۔ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ اسے ابراہیم کو
المعنی اور یہ برہان نفیس ہماری دی ہوئی حجت ہے ہمنے ابراہیم کو اسکی راہ بتادی تاکہ اپنی قوم پر حجت قائم کرے۔ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ
مَّنْ نَّشَآءُ ہم جسکو چاہتے ہین مراتب مین بلند کرتے ہین (یا) ہم جسکے درجات چاہتے ہین بلند کرتے ہین
کو اکثر قراء کے قراءۃ مین اضافت ہے ای درجاتِ مَن۔ بدون تنوین کے اور کوفیون کی قراءۃ مین درجاتٍ
ہے اور من مفعول ہے اور بنا بر قراءۃ اول کے درجات مفعول ہے۔ حاصل آنکہ علم معرفت وحکمت الٰہیہ سے ہم
کرتے ہین اور جسکا نہین چاہتے نہین بلند کرتے۔ پس او تعالی قادر مختار ہے ایسر کچھ بھی واجب نہین
پر جو بہت بہتر ہو بندے کے واسطے وہ واجب ہے حالانکہ اس آیت کریمہ سے رد ہوگیا کیونکہ

Marfat.com

... کی اولاد کی قوم کے سیکڑون مشرک رہے انکو یہ ہدایت نہوئی کیونکہ حکمت بالغہ حضرت الٰہی مین بھی مشیت
... فرمایا - إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ یعنی تیرا پروردگار ہر کام مین حکمت والا دانا ہے - فی العرائس قولہ
ولم یلبسوا ایمانہم بظلم - یعنی جنہون نے اللہ تعالی کو وصف معرفت و توحید سے پہچانا اور حوادث ومخلوقات سے استدلال
... مین پہچانا اور مقام مشاہدہ مین درجہ عبودیت سے تجاوز نہین کیا اور احکام ربوبیت مین پڑکر اسکے حسن تجلی سے انانیت کا
... ارادہ ... بات جب مشاہدہ مین مقام عبودیت مین ثابت قدم رہا تو وہ صحو و تمکین مین ہے اور یہ انتہاء درجہ معرفت ہے - اور یہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ہے کہ اللہ لا الہ الا اللہ کی توحید مین انا العبد - مین بندہ مخلوق ہون مطیع رہے قال المترجم
... رہے کہ فوری سے فانی ہونے کے ساتھ ظہور احکام ربوبیت ہونے مین یہ مقام آسان نہین ہے جسکو اللہ تعالی دیوے
اور یہی بھید ہے کہ قیامت مین جب ظہور عظمت و جلال کے ساتھ حضرت عیسیٰ کو خطاب ہوگا کہ بھلا تو نے ان لوگون سے کہدیا کہ مجھکو اور
میری مان کو معبود بنا لو تو وہ کانپتے ہوے اس سے بالکل بیزاری کرینگے اور اوسکی تعالی کی حمد و ثنا کرینگے بخوف آنکہ شاید مقام سکر و
تلوین مین کوئی چوک زبان سے بیخبری مین نکلے اور اللہ تعالے جل جلالہ علیم وخبیر ہے حالانکہ اُنسے ایسی خطا نہین ہوئی ہے - قال
الشیخ اور اگر نور ربوبیت کے ادراک سے انانیت مین پڑگیا تو وہ سکر و تلوین مین رہا اور یہ مقام اضطراب ہے درجہ معرفت تک
نہین پہونچا جیسے بعض نے انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی - اپنی زبان سے بیخودی مین نکالا اگرچہ معذور ہین ولیکن یہ ظلم ہے
اور ظلم یہی ہے کہ کسی چیز کو اپنی جگہ سے دوسری جگہ رکھے پس جو شخص کہ مشاہدہ مین اپنے بندہ ہونے پر رہا اسکو اللہ تعالے توحید
ومعرفت خاصہ سے نگاہ رکھتا ہے اور اسکو موت کی سی تکلیف سکر و تلوین کی نہین پہونچتی کما قال تعالے اولئک لہم الامن وہم
مہتدون - یعنی امن ہی کے ساتھ اُسکی طرف ہدایت پائے ہوئے ہین - اور نیز آیت مین اشارہ ایسے بندون کی طرف ہے جو مشاہدہ کی حالت
مین جہان کی کسی چیز کی طرف رجوع نہین کرتے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بقولہ مازاغ البصر وما طغی - وصف فرمایا کیونکہ جو مقام
قرب مین کسی غیر کی طرف ملتفت ہوا اگرچہ جنت الفردوس کیون نہو وہ حقائق توحید مین مشرک ہے - پس جو اسطرح مشرک نہوا یہ اسکی
تعریف ہے کہ اولئک لہم الامن - کیونکہ جب تک حدوثیت کا کوئی وصف باقی ہے تب تک امن نہین اور کیونکر ہوگا کہ وہ عبودیت کے
رقیت مین پڑا ہوا اپنے نفس کو پہچانتا ہے اور حق تعالی کو وصف قدم وبقاء و قہر جبروت سے پہچانتا ہے قال اللہ تعالی لا یامن مکر اللہ
الا القوم الخاسرون - پھر جب اسنے اللہ تعالی سبحانہ کو بوصف محبت و عشق و شوق دیکھا اور قرب حاصل ہوا اور صفات حق عزوجل
سے متصف ہوا تو انعام امن سے پاتا ہے کیونکہ صفت قدم مین خوف و امید کا نشان نہین ہے وہان تو جنت قرب و وصل ہے اور وہ
لوگ خالص بندے قہر کی تجلیون سے بالکل امن مین اور جب تک متصف بصفات الٰہی ہین مہتدون ہین اگرچہ پوشیدہ مکر کے
دقائق سے اللہ تعالے عزوجل کے مناقشہ سے چشم پوشی کیے ہوے ہون - ابن طاہر رح نے کہا کہ قولہ تعالی ولم یلبسوا ایمانہم
بظلم - اسمین داخل ہے کہ کسی دکھ و مصیبت و خوشی و ناخوشی مین انکی نظر سوائے اللہ تعالے کے کسی اور پر نہین پڑتی - اولئک لہم
الامن - ہر طرح کی کفایت انکی اوسکے جل جلالہ کی عنایت و تقدیر پر ہے - وہم مہتدون - انکا مرجع ہر حال مین اللہ تعالی ہی کیطرف
ہے وہ راہ پائے ہوئے ہین بھٹکے نہین ہین - قال الاستاد رح یعنی جو لوگ اللہ تعالی کی طرف جھکے پھر کسی غیر کی طرف نہین
... - قولہ تعالی نرفع درجات من نشاء - درجات جنمین چیزین ہین معرفت کے مقامات اور محبت کے حالات اور معاملت

کے کرامات اور یہ سب خود ہی او تعالے کی طرف راہ ہین پھر جب بندہ واصل ہوا اور خود فنا ہو کر ان
تو وہان کچھ درجات جنت وغیرہ نہین بلکہ وہان شان معرفت کے درجات ہین وہان عارفین وموحدین
جسکی انتہا نہین بلکہ وہان انتہا رولا انتہا رکسی کو دخل نہین - قال اشارہ ہی کہ مریدین مین سے ہم جسکو درجات
پس اسکو واصل کرتے اور وصول مین ان درجات سے سیر عرفان ہی اور نیز درجات مین عشق ومحبت وشوق
مین صفا سر باطن وصحت نیت ہی اور نیز اخلاق پاکیزہ ہین اور بعض نے کہا کہ یہ تو علم الٰہی وفہم حکمت اللہ تعالیٰ ہی
ابراہیم علیہ السلام جب خلوص باطن سے بندہ حنیف ہوے اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ درجات علم وحکمت دیے اور

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ
اور اسکو بخشا ہمنے اسحٰق اور یعقوب سب کو ہدایت دی اور نوح کو ہدایت دی ان سب سے

دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ
داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم یون بدلا دیتے

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ وَاِسْمٰعِيْلَ
اور زکریا اور یحیٰی اور عیسے اور الیاس کو سب ہین نیکبختون مین اور اسمٰعیل

وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
اور یونس کو اور لوط کو اور سب کو ہمنے بزرگی دی سارے جہان والون پر اور بعضونکو انکے باپ دادون اور اولاد

وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞ ذٰلِكَ
اور بھائیون مین اور انکو ہمنے پسند کیا اور راہ سیدھی چلایا

هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ
اللہ کی ہدایت ہی اس پر راہ دے جسکو چاہے اپنے بندون مین اور اگر وہ لوگ شرک کرتے ضائع ہو

مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ
جو کچھ کیا تھا وہ لوگ تھے جنکو دی ہمنے کتاب اور شریعت اور نبوت

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ
پھر اگر ان باتون کو نہ مانین یہ لوگ تو ہمنے انپر مقرر کیے ہین وہ شخص جو نہین انکے منکر

الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ
جنکو ہدایت دی اللہ نے سو تو چل انکی راہ تو کہہ میں نہین مانگتا تم سے

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۞ ع ۱۰
یہ تو محض نصیحت ہی جہان کے لوگون کو

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اور ہم نے ابراہیم کو ہبہ کیا اسحٰق اور یعقوب یعنی بیٹا اسحاق اور پوتا

Marfat.com

[illegible] کلا ھدینا ہمنے انمین سے ہرایک کو ہدایت دی اور یہ ہدایت خاص لائق شان نبوت ہی جوکرم
[illegible] کثیر رح نے یہان قصہ بشارت مطول ذکر کیا اور خود کلام مجید مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا جسکا ملخص یہ ہی
[illegible] واسطے تمام قوم عزیزون قریبون کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے انکو اولاد صالح عطا فرمائین اور دنیا و دین مین
[illegible] قدرت دکھلائی کہ خود بالکل بوڑھے تھے اور سارہ رضی اللہ عنہا آپکی بیوی بہت بوڑھی تھین کہ جس عمر
[illegible] بشارت دی اسحاق بیٹے کی اور جب ان دونون نے شکریہ کیا اور عجیب رحمت جانی تو اسحاق کے بیٹے
[illegible] بشارت دی یعنی حضرت ابراہیم ع کی زندگی مین بیٹا و پوتا ہوے اور بشارت کو پورا کیا کہ ہرایک نبی ہوگا اور فرمایا
[illegible] وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب الآیۃ - نہایت اکمل بشارت ہی کہ نبوت وکتاب کو انھین کی اولاد مین کردیا اور یہی حضرت
[illegible] کے اوپر فضل تھا جا بجا فرمایا - ولقد ارسلنا نوحا وابراہیم وجعلنا فی ذریتہما النبوۃ والکتاب الآیۃ - پس ذریت ابراہیم ع
[illegible] ذریت [illegible] السلام ہین لیکن نوح ع کی تمام ذریات مین سے نبوت وکتاب حضرت ابراہیم ع و انکی ذریات مین مخصوص ہوئی
[illegible] حضرت نوح علیہ السلام پر ہوا اسی واسطے فرمایا - وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ اور نوح کو ہم ہدایت کر چکے پہلے
[illegible] قبل ابراہیم ع کے - پس نوح ع کی ذریت مین نبوت وکتاب ہونا حضرت ابراہیم ع کی تخصیص سے ظاہر ہوا کہ منجملہ تمام ذریات کے
[illegible] مراد تھا - اسی واسطے علماء نے مرجع ضمیر دونون طرف جائز سمجھا فی قولہ - وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ یعنی ذریت نوح ع
[illegible] انکا مرجع قریب وہی مذکور ہین اور بعض نے حضرت ابراہیم ع کو مرجع قرار دیا کیونکہ انکے ذکر ہونے سے یہی سمجھا جاتا ہی کہ جو نبیا
[illegible] مذکور ہین مراد یہ کہ ذریت ابراہیم ع ہین یعنی - دَاوُدَ اسکا بیٹا سُلَيْمَانَ اور یہ دونون نبوت وبادشاہت کے جامع تھے
[illegible] یوسف یعنی یوسف بن یعقوب - وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ وَكَذَٰلِكَ یعنی کما جزینا ہم کذلک نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ
[illegible] ان خاص بندون کو نیک بدلا دیا ایسے ہی ہم نیکوکار بندون کو بدلا دیتے ہین - قال ابن کثیر رح قولہ ومن ذریتہ داود
[illegible] ضمیر اگر نوح علیہ السلام کی طرف راجع ہو کیونکہ ابراہیم ع و نوح ع ہر دو مرجع مین سے نوح ہی اقرب مذکور ہین تو یہ ظاہر ہی اور اسمین
[illegible] ابن جریر رح نے اختیار کیا اور اگر ابراہیم کی طرف راجع ہو کیونکہ سیاق کلام انھین کی شان مین ہی تو بہتر
[illegible] آگے لوط علیہ السلام مذکور ہین اور لوط بن ہاران بن آزر یعنی ابراہیم ع کے بھتیجے ہین انکو ذریت مین شمار کیا اور جو
[illegible] شامل کیا جیسے اسمٰعیل کو یعقوب کے آباء مین شمار کیا فی قولہ قالوا نعبد الٰہک والٰہ آبائک ابراہیم واسمٰعیل واسحاق الآیۃ
[illegible] وَزَكَرِيَّا اور اسکا بیٹا يَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ بیٹا مریم رضی اللہ عنہا کا - وَإِلْيَاسَ كُلٌّ
[illegible] مِنَ الصَّالِحِينَ - ہرایک انمین سے صالحین بندون سے ہی - واضح ہو کہ یہان ان انبیاء علیہم السلام کا
[illegible] بیان فرمایا بلکہ معنوی حکمت ہی کہ اسکو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی اسمین بحث کرنا بیفائدہ ہی پس داود بن ایشا
[illegible] اور رسالہ مین جو بنی اسرائیل کی روایت لکھی کہ انکا حلیہ پست قد و زرد چہرہ تھے یہ یہودیون کا بہتان محض غلط
[illegible] حضرت آدم علیہ السلام نے انکو چالیس سال اپنی عمر سے عطا کی کما صح فی الروایۃ - اور ایوب بن اموص
[illegible] بن [illegible] السلام ہین - موسیٰ بن عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب - اور ہارون حضرت موسیٰ
[illegible] تھے اور [illegible] بن برکیا - اور عیسیٰ بن مریم بنت عمران اور یہ عمران وہ نہین جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی

Marfat.com

تھے بلکہ انکے نام پر تبرکاً نام رکھا تھا - اور محمد بن کعب نے کہا کہ ماموں اور چچا بھی والد کے حکم میں [illegible]
[illegible] عیسیٰ کو ذریت مین شمار کیا حالانکہ انکا کوئی باپ نہ تھا فقط ماں کے رشتہ سے نانا کی ذریت مین [illegible]
بن یعمر رحمہ اللہ حجاج ثقفی ظالم کے پاس گئے اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا [illegible] حجاج [illegible]
نہ تھے تو یحییٰ بن یعمر رح نے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا - حجاج بولا کہ تم اپنے قول پر کوئی دلیل لاؤ - یحییٰ [illegible]
عیسیٰ تک پڑھی پس اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے نسب سے حضرت ابراہیم کی ذریت مین [illegible]
اقرار کیا کہ تم سچے ہو - رواه ابو الشیخ والحاکم والبیہقی وقد رواه ابن ابی حاتم عن ابی حرب بن ابی الاسود - اور [illegible]
یعمر کے پاس آدمی بھیجا کہ مجھے خبر پہونچی کہ تو گمان کرتا ہے کہ حسن و حسین دونوں آنحضرت صلعم کی ذریت مین [illegible]
پاتا ہی حالانکہ مین نے قرآن کو اول سے آخر تک پڑھا کہین نہ پایا تو یحییٰ رح نے کہا کہ کیا تو نے سورۂ انعام مین یہ [illegible]
مفسر رحمہ اللہ نے لکھا کہ عیسیٰ کے ذریہ مین شمار کرنے سے یہ حکم نکلا کہ ذریت کا لفظ بیٹون کی اولاد کو بھی شامل ہی - قال [illegible]
اگر کسی شخص نے اپنی ذریت کے واسطے وصیت کی یا ذریت پر کوئی ملک وقف کی یا ذریت کو کچھ ہبہ کیا یعنی یون کہا کہ مین [illegible]
مثلاً اپنی ذریت پر وقف کیا یا انکے لیے وصیت کی یا انکو ہبہ کیا تو اسکی ذریت مین دخترون کی اولاد بھی شامل ہوگی کیونکہ ذریت [illegible]
اولاد دختر کو شامل ہوتا ہی - اور اگر کہا کہ وقفت علی بنی - وقف کیا مین نے اپنے بیٹون پر تو یہ خاص اسکے لفظ کے بیٹے [illegible]
شامل ہوگا اور ناتیون کو شامل نہوگا اور دیگر علماء نے کہا کہ ناتیون کو بھی شامل ہوگا کیونکہ حضرت صلعم نے حسن رضی اللہ عنہ کی [illegible]
ہذا سید - یہ بیٹا میرا سید ہی الی آخر الحدیث علی ما فی صحیح البخاری - دیگر علماء نے کہا کہ یہ پیار سے مجاز ہی [illegible]
[illegible] اور اولاد کا لفظ یا اقارب کا لفظ کہنے وغیرہ کے تمام مسائل ترجمہ عالمگیریہ کتاب الوقف مین تلاش کرو - [illegible]
الیاس مین اختلاف ہی - ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہوا کہ وہ ادریس ہین اور محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ وہ الیاس بن [illegible]
فنحاص بن عیزار بن ہارون بن عمران ہین یعنی حضرت موسیٰ ؑ کے بھائی ہارون کی اولاد مین سے ہین اور یہی صحیح ہی کیونکہ [illegible]
الیاس کو نوح ؑ کی ذریات مین گنا اور تاریخ نسب بیان کرنے والے کہتے ہین کہ ادریس حضرت نوح کے اجداد مین سے [illegible]
کہا کہ الیاس از اولاد اسمعیل ہین اور قتیبی نے کہا کہ وہ یوشع بن نون کے پوتون مین سے ہین - اور واضح ہو کہ [illegible]
ہدایت یافتہ ہونے کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ؑ پر انعام و احسان قرار دیا کیونکہ بیٹون کی شرافت [illegible]
ملتی ہی - وَإِسْمَاعِيلَ ابن ابراہیم خلیل علیہما السلام اور انکا ذکر اسوجہ سے موخر ہوا کہ پہلے [illegible]
ہونے کے ہوا پس انکی تمام اولاد انکے تحت مین مذکور ہو کر پھر اسمعیل علیہ السلام کا ذکر فرمایا - وَالْيَسَعَ [illegible]
کیا اور الیسع بن اخطوب بن العجوز ہین اور بعض نے کہا کہ یہی الیاس ہین اور یہ غلط ہی [illegible]
سے مروی ہی کہ یہ الیاس کے مصاحب تھے اور زکریا علیہ السلام سے پہلے تھے اور بعض نے کہا [illegible]
وَيُونُسَ بن متی - حدیث صحیح مین آپ نے منع فرمایا کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت [illegible]
ہاران کے بیٹے لوط ؑ جو کہ ابراہیم ؑ کے ماتحت نبی تھے اور آنکی قوم پر نازل فرمایا کہ عذاب [illegible]
آدیگا - وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ اور انہین سے ہر ایک کو ہم نے عالمین پر [illegible]

[illegible] کون کس سے افضل ہی اور اہل فقہ و علم اسمین کلام نہین کرتے ہان دلائل شرعی چونکہ اس بات پر قائم ہوئے کہ [illegible] علیہ السلام [illegible] علیہم السلام سے افضل ہین لہذا آپ کی افضلیت کو جمہور نے کہا ہی اور جو اسمین خلاف کرتے ہین [illegible] قابل [illegible] نہین ہی۔ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ یہ عطف ہی کلًّا پر یا نوحًا پر اور مِن یہان [illegible] انبیاء علیہم السلام کے باپ وذریات وبھائیون مین سے بعض کو ہدایت خاصہ عطا ہوئی۔ اور من بیانیہ [illegible] باپ دادے وجملہ ذریات وبرادر مراد ہون اسلیے کہ انمین سے بعض کے تو فرزند ہی نہ تھا اور بعض کے اولاد مین بعض [illegible] نوح علیہ السلام کا بیٹا کافر تھا جو غرق ہوا۔ المعنی اور انکے آباء وذریات وبرادرون سے [illegible] ہم نے فضیلت [illegible] وَاجْتَبَيْنٰهُمْ اختراہم۔ اور ہمنے انکو مع انکے لاحقین کے چھانٹ لیا اور برگزیدہ کرلیا وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى [illegible] مُّسْتَقِيْمٍ اور انکو صراط مستقیم کی ہدایت دیدی ف اسی مقام سے خاص بشر کو خاص ملائکہ پر فضیلت دینے والون نے [illegible] عالمین پر فضیلت دی تو ملائکہ پر بھی فضیلت ہوئی کیونکہ عالم ماسواے اللہ تعالیٰ کے سب کو شامل ہی و قال المترجم [illegible] گفتگو کرنا بیہودہ کام ہی اور اللہ تعالےٰ دانا ہی کہ اسنے کس کو فضیلت دی ہی حالانکہ اس گفتگو مین ملائکہ کو فضیلت [illegible] حد سے تجاوز کرتے ہین اور برعکس لیس عقائد مین جو اسکا ذکر ہی بلاضرورت ہی واللہ تعالےٰ اعلم۔ ذٰلِكَ الَّذِیْ [illegible] یعنی ذٰلک سے اس دین کی طرف اشارہ ہی جسکی انکو ہدایت ملگئی تھی اور مترجم کے نزدیک اولی یہ ہی کہ ذٰلک الہدی [illegible] فضلنا واجتبینا۔ کہا جاوے یعنی انعامات مذکورہ سابقہ سے جو مفہوم ہی اسکی طرف اشارہ ہی کیونکہ فقط دین و اعمال [illegible] دینا ایک ادنی مرتبہ ہی اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہی کہ یہ ہدایت کس کمال انعام کو شامل تھی لیس ہی کہنا چاہیے کہ المعنی یہ انعام [illegible] ہوا۔ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ یہ ہدایت الٰہی ہی [illegible] سے جسکو اپنے بندون [illegible] ہدایت فرماتا ہی۔ لیس ہدایت نبوت اسکا انعام خاص گروہ انبیاء علیہم السلام پر تھا وہ محض اپنی مشیت و تفضل سے [illegible] بندون کو ہدایت ملتی ہی جو حق کی پیروی کرین اور راہ سنت پر مستقیم رہین اور باطل و شرک سے [illegible] جسکو اللہ تعالیٰ نے بچایا اسپر بڑا انعام فرمایا اور یہ بندگان خاص جہان کمال مطیع تھے وہان سب سے پہلے شرک سے [illegible] وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور اگر یہ لوگ [illegible] تھے وہ حبط و نیست [illegible] مفسر رحمہ اللہ نے یہان لو شرطیہ کو فرضیہ قرار دیا یعنی اگر بالفرض یہ لوگ کہین کچھ شرک اپنے تو جو کچھ کرتے تھے سب اسکے [illegible] لیس شرک عمومًا برباد کردیتا ہی۔ قال الحافظ اسمین شرک کی انتہائی برائی اور اسکے لگاؤ سے انتہائی بچاؤ کا بیان [illegible] الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک الآیۃ۔ یعنی اے محمد تجھکو اور تجھسے پہلے والون سے [illegible] کیا تو قطعًا تیرے عمل نیست ہوجاوینگے۔ م۔ پھر واضح ہو کہ یہ شرط ہی اور شرط اس بات کو نہین مقتضی ہی [illegible] ایسی ہوتی ہی کہ اسکا واقع ہونا جائز نہین بلکہ محال ہوتا ہی جیسے قولہ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول [illegible] کوئی بیٹا ہوتا تو مین پہلا عبادت کنندہ ہوتا۔ م۔ اور فرمایا۔ لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذناہ من لدنا ان [illegible] تو ہم اپنے یہان بنالیتے۔ م۔ اور فرمایا کہ لو اراد اللہ ان یتخذ ولدا لاصطفیٰ مما یخلق [illegible] تو جو کچھ مخلوق فرماتا ہی اسمین سے جو چاہے چھانٹ لے۔ م۔ حالانکہ انکا وقوع جائز نہین

Marfat.com

محال ہو۔ قال المترجم پس اسطرح قولہ ولو اشرکوا۔ یعنی یہ جائز نہیں کہ شرک ان بندون سے عز وجل نے تقدیرازل میں انکو برگزیدہ پاک اعمال کر دیا تھا۔ لہذا مفسر سیوطی رحمہ نے بالفرض کے کہ بالفرض کا لفظ مقدر نہیں ہو بلکہ معنی ہی اسکے یہ ہیں پس یہ لفظ توضیح کے واسطے ظاہر کر دیا ہو اور ان محل پر داخل ہوتا ہو اسکے معنی یہ ہیں جو امر محتمل ہو اسپر حرف قطعی الوقوع داخل ہوگا اور وہ امر داخل ہوگا مثلاً اذا حبلت الشمس اتیتک۔ جب سورج حاملہ ہوگا تو میں تیرے پاس آؤنگا۔ یہ اگرچہ محال ہو اور مثلاً ان غربت الشمس اتیتک۔ اگر سورج غروب ہوگا الخ یہ بیشک غلط ہو لہذا نے یہ زعم کیا کہ حرف شرط جسپر داخل ہوا اسکا وقوع محتمل ہوتا ہو تو وہ غلط سمجھا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ مذکور و موصوف ہوئے یہی ہیں کہ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ جنکو ہمنے دی ہو کتاب عطا فرمائی ہیں خواہ بایں طور کہ انپر نازل ہوئی یا انکے فہم میں ہدایت کے طور پر دی وَالْحُكْمَ اور حکمت وَالنُّبُوَّةَ

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب و حکمت و نبوت سب الگ الگ چیزیں ہیں پس جس شخص سے نبوت کی خطا کی ہاں لوازم نبوت کو بیان کر سکتا ہو اور وہ ظاہر ہیں۔ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا اے بہذہ الثلثۃ پھر اگر کفر کریں تینوں باتوں کتاب و حکم و نبوت سے۔ اور بعض نے فقط نبوت کی طرف ضمیر راجع کی۔ وہ وجہ الشیخ الحافظ یعنی اگر ان انبیاء کی نبوت سے انکار کریں هٰٓؤُلَاۗءِ اہل مکہ۔ کذا فسرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وسعید بن المسیب والضحاک وقتادہ و واحد رحمہم اللہ تعالی۔ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا ارصدنا لہا۔ یعنی توکیل بمعنی ارصاد ہو المعنی تو منظور نظر کر دیا ہمنے اسکے کے لیے۔ قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ایسی قوم کو جو کچھ بھی اس سے منکر نہیں ہیں۔ اور کافر نہ ہوں گے۔ قال المفسر رح یہ قوم مہاجرین و انصار صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور اسی کے مانند ابن عباس رض سے مروی ہو اور بعض نے قوم سے ملائکہ مراد لیے اور بعض نے انبیاء مذکورین علیہم السلام مراد لیے اور یہ بعید ہو اور حق یہ ہو کہ جنسے کفر و انکار کرنے والے تو اہل مکہ تھے مگر ہر انکار کرنے والا انمیں شامل تھا اسیطرح ایمان لانے والے اولاً تو صحابہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم ہیں اور لا وسے انمیں شامل ہو اور انکی تعیین علم الٰہی میں موجود و معلوم ہو اور اسی کے مانند زید بن اسلم رح سے مروی ہو قال یعنی اگر نعمتوں سے قریش اہل مکہ میں سے ایک گروہ نے انکار کیا اور نیز دیگر اقوام عرب و عجم و یہود و نصاریٰ ایمان لانے والی ایک دوسری قوم منظور نظر فرمائی ہو وہ برابر اسپر ایمان لاویگی یعنی جیسے اہل کفر مقدر کیا اور ایک قوم دیگر کا ایمان مقدر کر دیا اور یہ قوم مہاجرین و انصار ہیں اور نیز جو لوگ کہ انہیں سے ایک حرف بھی انکار نہیں کرتے ہیں بلکہ قرآن و آیات الٰہی محکم و متشابہ سب پر ایمان لاتے ہیں۔ هَدَى اللّٰهُ اے ہداہم اللہ تعالیٰ۔ یہی ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہو فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ من التوحید والصبر اقتدہ۔ پس تو بھی انکے طریقہ توحید میں یا کافرون کے ایذا پر صبر میں اقتدا کر صلعم کو اور ابن عباس رض سے روایت ہو کہ آنحضرت صلعم کو حکم دیا گیا کہ ان انبیاء علیہم السلام کی سجدہ کرتے تھے۔ رواہ البخاری والنسائی اور اہل علم نے اس سے حجت پکڑی ہو کہ

[illegible] مین متفرق [illegible] آپ مین مجتمع ہوئے اور مترجم کہتا ہی کہ دلائل افضل ہونے کے دیگر اقوی و احسن
[illegible] جملہ خصال [illegible] مذکور نہین ہین پس اگر وحی سے معلوم ہوئے تو وہ وحی مستقل ہے ورنہ توحید مین اقتدا
[illegible] کہ جس [illegible] انھون نے لوگون کو ہدایت کی اور نبوت کو پہونچایا اسمین اقتدا کرنے کا حکم ہی تاکہ آنحضرت صلعم غمگین
[illegible] سے کہ [illegible] نہین مانتے اور ایمان نہین لاتے ہین و دیگر امور مین مانند صبر برایذای کفار مین اقتدا کرین بمانند قولہ فاصبر
کما صبر اولو العزم من الرسل - یعنی جیسے اولو العزم رسولون نے صبر کیا ویسے تو بھی صبر کر - اور اقتدار کے معنی یہ ہین کہ غیر کے فعل مین موافقت
[illegible] بجا لا سکتے ہی پس وقف مین یہ ہا آتی ہی اور کوئی اشکال نہین اور رہا وصل مین تو باین طور کہ وصل کو وقف کے
[illegible] جاری کیا اور حمزہ وکسائی نے وصل کی راہ سے اسکو حذف کیا ہی اور اکثر قراء کے نزدیک اثبات ہی نہ حذف اور بعض نے
[illegible] ضمیر [illegible] راجع بجانب مصدر ہی یعنے اقتدہ یعنی اقتداء الاقتداء ہی - **قُلْ** لاہل مکہ - کہدے یعنی اہل مکہ سے کہدے کہ -
لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اے علی القرآن - نہین مانگتا مین تم سے قرآن کے عوض یا تمکو راہ مستقیم کی طرف دعوت کرنے کے عوض
اَجْرًا - ان تعطونہ کچھ اجرت جسکو تم لوگ دیدو ف‍ـــ بلکہ میرا اجر مجھے میرا پروردگار تعالے عطا فرماویگا پھر بے غرض نصیحت کو
قبول کرو - **اِنْ هُوَ** اے ہذا القرآن - نہین ہی یہ قرآن - **اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ** مگر نصیحت واسطے عالمین کے - یعنی جن و انسان
کے واسطے خواہ اسوقت موجود ہین یا آیندہ قیامت تک پائے جاوین اور اسمین دلیل ہی کہ آنحضرت صلعم کی بعثت عام تھی کہ جمیع مخلوق
جن وانسان کی طرف تھی اور تمام خلائق پر آپ کی دعوت اور راہ حق کی طرف ہدایت کرنے کو ماننا فرض ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ جس
یہودی و نصرانی نے مجھے سنا اور میری دعوت اسکو پہونچی پھر وہ ایمان نہ لایا تو کافر مریگا اور مسئلہ معروف ہی - اسمین اختلاف نہین
ہان بعض نے کہا کہ ملائکہ بھی آپ کی بعثت مین داخل ہین اور اسمین اختلاف ہی اور دلیل یہی لفظ عالمین ہی جو مستغرق جمیع عوالم کو ہی جسمین
ملائکہ بھی ہین فافہم واللہ اعلم ف‍ـــ فی العرائس قولہ واجتبیناہم وہدیناہم - اپنی معرفت کے واسطے ان لوگون کو ازل ہی مین قبل
انکے ایجاد کرنے کے برگزیدہ فرمایا اور بعد ایجاد کے اپنے مشاہدہ کی ہدایت فرمائی کیونکہ استقامت ہر عارف کی درجۂ مشاہدہ مین یون ہی کہ
اس عارف مین خطرات نہ آوین اور بشریات یعنی بشریت کے مقتضیات سے مضطرب نہو اور جنید رح نے فرمایا کہ ہم نے انکو اپنے واسطے
خالص کیا اور اپنی درگاہ کے واسطے انکو ادب دیا اور تمام عالم سے منھ موڑ کر صرف اوتعالی کی طرف توجہ لانے کی ہدایت فرمائی - قولہ
تعالی اولئک الذین ہدی اللہ - اوتعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا کہ آداب شریعت و طریقت مین انبیاے سابقین کی
اقتدا کرین کیونکہ اس مقام مین وسائط کی منزلین ہین پھر جب آنحضرت صلعم بالکل واصل وکامل ہوگئے تو پھر حکم کیا کہ درمیان سے
[illegible] سب ساقط کیے چنانچہ فرمایا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی الآیۃ - کہدے کہ مین تو اسی کی پیروی کرتا ہون جو میرے پروردگار
[illegible] مجھے وحی کیا گیا ہی کیا تو یہ نہین دیکھتا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب توریت پڑھتے ہوئے آئے تو انکو جھڑکا اور فرمایا کہ اگر موسیٰ
[illegible] تو اسکو کچھ گنجایش نہ تھی سواے اس بات کے کہ میری پیروی کرے قال المترجم علماء تفسیر نے بھی لکھا کہ جن امور مین
[illegible] وحی نہین آئی اسمین آپ کو انبیاء سابقین کی شرع پر عمل کرنے کا حکم تھا لہذا علماء نے کہا کہ انبیاء سابقین کی شرع جو منسوخ
[illegible] چاہیے ہی اور مترجم اس بحث کو پہلے ذکر کر چکا ہی فتذکر - قال الشیخ اور نیز قولہ اولئک الذین ہدی اللہ کے یہ معنی
[illegible] عنایت کیا اور خصائل کے آداب انکو سکھلائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنی امت کو اپنی شریعت

Marfat.com

کے اقتدار کا حکم دین اور یہ شریعت وہی انبیاء سابقین کی شریعت ہے چنانچہ اوتعالے نے فرمایا شرع لکم من الدین
نے اس آیت مین … اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء علیہم السلام کو اپنی ذات سے ہدایت کی نسبت فرمائی صفات
سب انسے ساقط کر دی اور انکے اسرار باطنی مین اشارات حقائق کو بھر دیا۔ اس آیت سے …
نہین ہوتی جب تک کہ پیشواؤن سے نہ لیوے اور انکی نظر کی برکتین حاصل کرے بھلا تو نہین دیکھتا کہ …
دونون وزیرون سے نظر برکت کا حکم دیا کہ فرمایا۔ اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ یعنی تم لوگ اقتدا …
بعد راہ شریعت کو برتین وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہین۔ پس ایسے ہی شخص کی اقتدا صحیح ہے جو پیشواؤن کے …
نے اسمین اثر کیا ہو تو غور سے دیکھ کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ بشارت اسکو جسنے مجھے دیکھا یعنی جسمین میرے دیدار …

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ قُلْ مَنْ …

اور انھون نے نہ جانچا اللہ کو پورا جانچنا جب کہنے لگے اللہ نے اُتارا نہین کسی انسان پر کچھ …

الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ

وہ کتاب جو موسیٰ لایا روشنی اور ہدایت لوگون کی جسکو تم … ورق ورق

تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ۭ قُلِ

دکھاتے اور بہت چھپا رکھا اور تمکو اس مین سکھایا جو نہ جانتے تھے تم نہ تمہارے باپ دادے تو کہہ

اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ

اللہ نے اُتاری پھر چھوڑ دے اُنکو اپنی بک بک مین کھیلا کرین اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہمنے اُتاری

مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ

برکت کی سچ بتاتی اپنی اگلی کو اور تا تو ڈراوے اصل بستی کو اور اس کے آس پاس

حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ

والون کو اور جنکو یقین ہے آخرت کا وہ اسکو مانتے ہین اور وہ ہین اپنی نماز سے خبردار

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ نہین تعظیم کی اللہ تعالیٰ کی جیسا اُسکی عظمت کا حق ہے اور … کا اصل …
اور یا یہ معنی کہ نہین پہچانا اللہ تعالے کو حق اسکے پہچاننے کا۔ حاصل آنکہ حق تعظیم تو اس سے بڑھکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
کیونکہ یہ تو ادنی بات ہے اور اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے اور بنا بر معنی دوم کے حاصل آنکہ اللہ تعالے کے لطف اور …
بندون پر بہت ہے از انجملہ کتاب بھی نازل فرمائی اور رسول بھی بھیجے مگر ان لوگون نے اسکی معرفت نہ جانی …
ان لوگون نے نبی صلعم سے درحالیکہ آپ سے قرآن مجید کی کتاب الٰہی ہونے مین جھگڑتے تھے ما …
مِّنْ شَيْءٍ مِن زائدہ بغرض تاکید و شمول نفی ہے۔ نہین اُتاری اللہ تعالے نے کسی بشر پر کچھ …
تھے کہ قرآن مجید سے انکار کرتے ہین کہا کہ اللہ تعالے نے کسی بشر پر کچھ نہین اُتارا۔ ابن عباس …
محمد آپ پر اللہ تعالیٰ نے کتاب اُتاری ہے آپ نے فرمایا کہ ہان تو بولے کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے …

Marfat.com

[illegible] یہودی [illegible] اور عکرمہ رح سے مروی ہی کہ مالک بن الصیف یہودی نے کہا اور اسی کے مانند سعید
[illegible] شان بیان [illegible] نے عوام کو شک دلانے کے لیے اسطرح بے ایمانی سے قسم کھائی - بالجملہ یہ آیت اس صورت
[illegible] یہود [illegible] تھے یا اتفاق سے مکہ میں گئے ہون - اور یہ سورہ مکیہ ہی - قال الحافظ ابن کثیر رح قولہ وما قدروا
[illegible] نہین [illegible] کے حق تعظیم جبکہ انھون نے رسول سے انکار کیا جسکو اللہ تعالی نے انکے پاس ہدایت کو بھیجا -
[illegible] ابن کثیر نے فرمایا کہ نزول آیت کا قریش کے حق مین ہی اور ابن جریر رح نے اسی کو اختیار کیا ہی پھر اختلاف مذکور
[illegible] صحیح یہ ہی کہ قریش کے حق مین نزول ہوا کیونکہ یہ سورہ و آیت مکیہ ہی اور نیز یہودی لوگ آسمان سے کتاب نازل کیے
[illegible] منکر نہین ہین ہان قریش و عرب والے البتہ آنحضرت صلعم سے انکار کرتے اور کہتے کہ یہ تو بشر یعنی آدمی ہین کما فی قولہ قالوا
ابعث اللہ بشرا رسولا الآیہ اور ملائکہ کی رسالت مانگتے تھے پس یہان انکا انکار ذکر فرمایا کہ ان مشرکون نے کہا کہ ما انزل اللہ علی البشر
[illegible] مترجم کہتا ہی کہ واقعہ محتمل ہی اور صورتین سب واقع ہو سکتی ہین اگرچہ سبب نزول مین رائے کو دخل نہین مگر توفیق یون ہو سکتی
[illegible] یہود [illegible] نے مکہ مین یا دوسرے مقام پر قریش وغیرہ مشرکین سے ملاقات مین بہکایا ہو کہ اللہ تعالی اپنے آدمی پر آسمان سے کوئی
کتاب نہین اتاری ہی وہی مشرکین نے مانکر آنحضرت صلعم سے انکار کیا پس یہود پر رد کرتے ہین کفار قریش کا رد ہی کیونکہ قریش تو اس
بات مین یہود کی تصدیق کرنے والے تھے لہذا فرمایا - قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى ان لوگون
سے کہدے کہ کسنے اُتاری وہ کتاب جسکو لایا موسی ف یعنی توریت پھر کسنے اُتاری - بہ مین با لتعدیہ اور ضمیر مفعول بہ ہی - اور اسی
حال مین ہو کہ نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ درحالیکہ نور ہی وہ کتاب اور ہدایت ہی لوگون کے لیے یعنی منور و ہادی ہی - قال الحافظ
یعنی مشکلات حل ہونے اور شبہات کی تاریکی دور ہونے مین اس کتاب سے روشنی لیجاتی تھی - اور قریش پر یہ اسوجہ سے حجت ہی کہ
وہ یہود کی تصدیق کرتے کہ موسی علیہ السلام پر توریت اتری ہی یا ہر شخص اسکو جان گیا ہی انکار نہین کر سکتا اور اگر نزول دربارہ یہود ہو
تو الزام ظاہر ہی اور مترجم نے توفیق بیان کی اس کے موافق کچھ اشکال نہین کیونکہ یہود کو جھوٹا بنا دیا اور قریش نے آیت
جھوٹ [illegible] کرنے والون کی تصدیق کی تھی پس قریش پر بھی رد ہو گیا - یہودی اس سے کسی طرح انکار نہین کر سکتے - پھر دوسرا جملہ حالیہ
[illegible] تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ درحالیکہ تم لوگ (یا یہ لوگ) اس کتاب کو اجزاے متفرقہ [illegible] اور ابن کثیر رح
[illegible] تینون جگہ یعنی یجعلونہ اور یبدونہا اور یخفون یہ سب بیاء تحتانیہ پڑھے [illegible] یجعلونہ وغیرہ کو بتاء خطاب
[illegible] سے خطاب کی طرف التفات ہوگا جسکے فوائد مین سے یہ بھی ہی کہ بالمشافہ خطاب مین جھوٹ بولنے سے شرم کرین اور
[illegible] یعنی تم کرتے ہو اسکو قراطیس مین بالتقدیر کلام آنکہ یجعلونہ ذا قراطیس - یعنی اسکو اصلی کتاب مین
[illegible] اسکو جدا جدا ٹکڑے اور متفرق اوراق پر لکھتے تاکہ جو انکی مراد ہی وہ پوری ہو کہ تحریف کرین اور
[illegible] وہ چھپا ڈالین جیسے نبی صلعم کی صفت پوشیدہ کر ڈالی - اور یہ ان لوگون کی مذمت ہی اور یہ لوگ
[illegible] یعنی جو کچھ اسمین سے ظاہر کرنا چاہتے وہ ظاہر کرتے ہو (یا ظاہر کرتے ہین) وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا
[illegible] اسمین سے بہت اخفا کرتے جیسے نعت محمد صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہ - پھر واضح ہو کہ بتاء خطاب
[illegible] وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ای وعلمتم ایہا الیہود من القرآن ما لم تعلموا انتم ولا آباؤکم من التورة

بیان ما التبس علیکم واختلفتم فیہ – اور سکھلائے گئے تم اس کتاب قرآن سے جو محمد صلعم پر نازل ہوا
ورنہ تمہارے باپ دادون نے توریت مین سے باین طور کہ قرآن مین بیان آگیا اُس چیز کا جو تم پر مشتبہ
تھے (السیوطی) اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب قریش کو ہے یعنے تم کو قرآن کے اُتارنے سے اگلی پچھلی
وتمہارے باپ کوئی نہین جانتے تھے – لیکن پوشیدہ نہین کہ استفہام کے تحت مین یہ بھی داخل
ایسی اور ایسی اور تم نے اسکو اسطرح پارہ پارہ لکھا اور جو تم وتمہارے باپ نجانتے تھے وہ سکھلائے گئے
سے سکھلائے گئے تو کسی قدر انتشار ہوتا ہے پس اولی وہ ہے جو بعض نے کہا کہ یہ بطور منت واحسان کے ہے
ہے تاکہ جان بوجھکر جاہلون کو بہکانے سے شرم کرین – پھر حضرت صلعم نے حکم دیا کہ ان جھوٹون کو جو انزال کتاب سے
بعد استفہام مذکور کے کہ کسنے توریت موسی ؑ پر اُتاری تھی جواب دے بقولہ قُلِ اللّٰہُ اے اللہ تعالی اتولہ
طلحہ عن ابن عباس یعنی کہدے کہ اللہ تعالی نے اس کتاب کو اُتارا – یعنی یہودی جھوٹے مفتری شرمندہ ہو کر کیا جواب دینگے
ہے تو خود جواب دیدے کہ اللہ تعالی نے اسکو اُتارا پس جیسا ثابت ہوا کہ اللہ تعالے نے موسی ؑ پر کتاب اُتاری تو مشرکون
قول کہ اللہ تعالی نے کسی بشر پر کچھ نہین اُتارا ہے رد ہو گیا اسلیے کہ سالبہ کلیہ کے غلط ہونے کے واسطے موجبہ جزئیہ کافی ہے – ثُمَّ
ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ فی باطلہم – يَلْعَبُوْنَ پھر اُنکو انکی جہالت وگمراہی اور بہتان وافترا مین چھوڑ دے لہو ولعب کرین
یہان تک کہ جو کچھ اللہ تعالے کی تقدیر ومشیت ہے انمین جاری ہو – اور یہ بیان مشیت ہے کہ صریح الزام انپر عائد ہین اور دیکھتے جاتے
ہین پھر ہدایت نہین پاتے ہین پس بعض نے جو کہا کہ یہ آیت السیف سے منسوخ ہے یہ بعید ہے کہ – پھر قرآن مجید کو بیان فرمایا وَهٰذَا
یہ قرآن – كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ایسی کتاب ہے کہ ہم نے اسکو اُتارا مبارک ہے
روبرو والے کی تصدیق کرنے والے ہے یعنے اپنے زمانہ سے پہلے اُتری ہوئی کتابون کی تصدیق کرتا ہے – وَلِتُنْذِرَ
ہین بنا بر خطاب پس آنحضرت صلعم کو خطاب ہے اور بیاء تحتانیہ پس قرآن مجید فاعل ہے اور یہ اپنے ماقبل پر ازراہ معنی کے عطف ہے
آنکہ یہ قرآن ایک کتاب ہے کہ اسکو ہم نے اُتارا واسطے برکت واگلی کتابون کی تصدیق کے اور واسطے اس بات کے
سنادے – اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ام القری کو یعنی ام القری والون کو اور ان لوگون کو جو اسکے گرد ہین
کہا کہ مجھے خبر پہونچی کہ زمین جب ابتداے خلقت مین بچھائی گئی تو اسی مقام سے بچھائی گئی اسی واسطے مکہ کو ام القری کہتے
شہر وزمین جہان کا وجود یہین سے ہے اور بعض نے اسکو کہا کہ زمین کی ناف ہے – بالجملہ ام القری کے گرد والے تمام
باشندے ہوے یعنی تمام ان قری والے جنکے واسطے مکہ مانند مان کے ہے چنانچہ دوسری آیت مین ہے قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ
الیکم جمیعًا الآیۃ – اور فرمایا – تبارک الذی انزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا – اور فرمایا – لانذرکم
یہ وارد نہوگا – کہ قولہ لتنذر ام القری – سے آنحضرت صلعم کی عموم بعثت نہین ثابت ہوئی
بنجت بیان ہوے علاوہ برین دیگر نصوص صریحہ مفید عموم بعثت موجود ہین
خاص نقل مین ہوگا کہ آنحضرت صلعم بذات خود انذار کرین اور یہ عموم بعثت کو منافی نہین
اسپر ایمان فرض ہے ورنہ کافر مریگا – فافہم – وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ

[illegible] والے ہین ف کیونکہ آخرت کی اور روز جزا وحساب کی جو تصدیق کرتا ہی وہ ڈرسنانے پر متنبہ ہوتا اور اعمال خیر کی رغبت
کرتا ہی کیونکہ حیات دنیا کی چند روزہ ہی اور لہو ولعب بیکار ہی اور یہودیون و نصرانیون کو درحقیقت دار آخرت پر ایمان نہین رہا اسوجہ سے
قرآن سے منکر ہین وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اور یہ لوگ اپنی نماز پر محافظت رکھتے ہین ف یعنی عذاب الٰہی کے خوف
سے اسکو محفوظ رکھتے ہین - قال فی المدارک نماز کی خصوصیت باین معنی کہ وہ دین کا ستون اور اصل اعمال ہی جسے اسکو نگاہ رکھا وہ ظاہر
ہی کہ سب کو نگاہ رکھیگا - قال المترجم اور جن لوگون کو نماز پڑھنے سے یہ فیض نہین ہوتا کہ تمام بُری باتون کو چھوڑین تو اسوجہ سے
کہ نماز کو بیدلی سے بدون مطلب سمجھے پڑھتے ہین اور اللہ تعالیٰ کے حضور مین عاجزی اور سر جھکانے کو خیال نہین رکھتے اور سورۂ الحمد مین
جو دعا و مناجات ہی اسکو دل سے نہین مانگتے ہین اللہم وفقنا ایای والمسلمین جمیعا وانت ارحم الراحمین - ف فی العرائس قولہ تعالیٰ
وما قدروا اللہ حق قدرہ - اس سے خلائق کی ہوس اس بات کی توڑدی کہ اسکے کنہ قدم کو پاوین کیونکہ اسکی درگاہ عزت تک پہونچنے مین
تو یہ کیفیت ہی کہ وہان حدوث کا اثر و نشان نہین رہتا پھر قدر عظمت و کبریاء کو کوئی کیا جانے ہان معرفت اسکا فضل ہی سو جسکو معرفت نہین وہ
قدر کیا کریگا اور معرفت اسکو کیا ہوگی جو اپنے نفس کو تو پہچانتا نہین ولیکن اپنے نفس کی حقیقت کہان جان سکتا ہی الا اسی صورت سے کہ
اسکا خود خالق ہوتا پھر نعوذ باللہ منہ کوئی اور خالق کہان سے ممکن ہی حضرت باری تعالیٰ کی درگاہ پاک ہی ہر شرک و ضد و ند وغیرہ سے اور
اسکی سطوات عظمت مین غیر کا وجود ہی نادر دہی سبحان اللہ تعالیٰ وہ پاک پروردگار وحدہ لاشریک ہی وہ اپنی قدر معرفت خود ہی جانتا ہی
اسکا ادراک کسی بندۂ مخلوق کی طاقت نہین یعنے کوئی غیر اسکے جناب مین نہین ہی وہان عقلین حیران ہین کہ غیر متناہی ہی اور قلوب متحیر ہین
کہتے ہین کہ غیر محدود ہی کہین مکان و زمان مین اسکا حلول نہین اسکا علم سب کو محیط ہی وہ پاک ذات منزہ و مقدس ہی کہ زبانین جتنی بے انتہا
تعریف کرین وہ اسکی پاک برتر شان مین تھوڑی سے تھوڑی ہی اسکی تعریف و حمد و ثنا وہی خود کرسکتا ہی - اسکا فضل ہی جس بندے کو
مقرب فرمایا وہ عارف کہلایا اور جس حال و بزرگی مین یہ بندہ پہونچا اسکی نظر مین ہفت اقلیم کی سلطنت و بہشت و جنت بلکہ دونون جہان
کی نعمت گرد ہی وھو اللہ فی السموات وفی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون - یہ آیت پڑھو اور اسکی عظمت کے واسطے گردن جھکاؤ
سبحانک اللہم آمنا بک وبما جاء بہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم - حسین رحمہ اللہ نے کہا کہ او تعالیٰ پاک پروردگار ہی بھلا کوئی اسکی حق قدر کب
جان سکتا ہی جسی نے اسکو مقدر کیا ہی اور اوصاف قدم سے حوادث کے اوصاف پر ایک پرتو ہی لیں [illegible] جانتا تو اپنی وسعت بھر قدر الٰہی
اداکرتا - قال المترجم یعنی فنا ہوجاتا - بعض نے کہا کہ او تعالیٰ کی قدر نہین پہچانی ورنہ ہر صنع الٰہی کے وارد ہوتے پر انکی روحین گھل جاتین
اور فنا ہوجاتین - قولہ قل اللہ ثم ذرہم - یعنی جب کہ واصلین کے اسرار وادی الوہیت مین پڑے اور شوق ہویت مین انکی روحین متحیر
ہوئین اور سطوات قدرت مین عقلین فنا ہوئین اور تجلی مشاہدہ مین اجسام فنا ہوئے اور موارد تجلی جمال و جلال کے واردات سے جو ابروار
[illegible] نہین پہچانتے بس تجھسے پوچھتے ہین اس حیرانی مین کہ ہم کون ہین اور کہان ہین تو بزبان اداے محبت کہدے اللہ یعنی
[illegible] اور یہ دریاے ازل ہی کہ تم اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس معرفت مین پہونچے ہو - اور جب وہ لوگ تجھسے پوچھین جو قہر الٰہی مین
[illegible] مین بھٹکے پھرتے ہین کہ انکو یہ کہان سے ہی تو کہدے کہ مشیت الٰہی نے تمکو اسمین ڈالا ہی اور ولی و محبوب ہونا کچھ مجاہدہ سے
[illegible] ہونا کسی علت پر نہین [illegible] پھر چھوڑ دے دونون گروہ کو اور تو میری طرف مشغول ہو کیونکہ جس دل مین اللہ تعالیٰ کی محبت ہو
[illegible] سے مشغول ہونا لائق نہین ہی - قال المترجم ہر دو گروہ کی تفسیر جو اشارہ مین داخل کی مترجم کی سمجھ مین تو یہ آتا ہی

نہین آئی اور شاید قولہ علمتم مالم تعلموا انتم ولا آباؤکم - کی تفسیر مین حضرت قتادہ رح سے مروی ہوا کہ یہ مشرکون [illegible]
سے مروی ہوا کہ یہ مسلمانون کے واسطے ہو پس یہی اشارہ ہو ان دونون گروہ اہل ایمان وولایت کے اور اہل [illegible]
شامل ہونے کا وجہ ہت سے واللہ تعالی اعلم - قال الشیخ اور نیز قولہ قل اللہ - یعنی زبان سے اللہ کا ذکر کر اور زبان [illegible]
نہو کیونکہ مذکور کے سوائے ذکر کی طرف مشغول ہوجانا بندہ کے واسطے پردہ ہی - اور نیز جب تبلیغ رسالت سے فارغ ہو تو اللہ [illegible]
او تعالے کی طرف متوجہ ہو اور اللہ کہہ کہ غیر اللہ کوئی تنتھا پھر تمام مخلوقات ماسوائے کو چھوڑدے تاکہ زبان باطنی موافق زبان ظاہر [illegible]
کہا کہ خواص کو اس آیت سے دعوت فرمائی کہ ہر چیز سے منقطع ہوکر محض اللہ تعالی کے واسطے بلکہ وہی وہ رہجے - بعض [illegible]
کا نام پاک سر باطنی مین رکھ اور رہان کے حسب حال ادا کر اور زبان سے چھوڑدے - حکایت ہی کہ ایک شخص نے شبلی رحمہ اللہ [illegible]
پوچھا کہ آپ لا الہ الا اللہ نہین کہتے اور اللہ کہتے ہین اسمین کیا بات ہی فرمایا کہ اسکا ضد کہان ہی جسکی نفی کرون پھر زیادہ کیا کہ میری [illegible]
کلمہ انکار پر جاری نہین ہوتی - پھر زیادہ کہا کہ مجھے خوف ہی کہ حشت انکار پر ماخوذ ہوجاؤن - پھر اس شخص نے اور زیادہ کی [illegible]
کی تو پڑھا قولہ تعالی قل اللہ ثم ذرہم - پس وہ شخص بیہوش ہوگیا اور اسکی روح نکل گئی پس اس شخص کے وارثون نے شبلی رح [illegible]
خون کا دعوی کیا اور خلیفہ کے پاس لے گئے پس خلیفہ نے شبلی رح سے دعوی کا استفسار کیا تو شبلی رح نے کہا کہ ایک روح تھی کہ محبت
مین سرشار ہوئی اور بلائی گئی تو قبول کیا پھر میرا کیا تصور ہی پس خلیفہ نے حاجبون کو بلند آواز دی کہ چھوڑ دو اسکا کچھ قصور نہین ہی -
قال المترجم کمال یقین وکمال محبت ہی کہ لا الہ الا اللہ سے توحید ثابت کرنے کے لیے انکین کو حکم ہی کہ آلہہ باطلہ بناتے ہین او[illegible]
جنکہ یقین بڑھتا جاتا ہی وہ کافرون ومشرکون پر تعجب کرتے ہین کہ وہ کوئی اور معبود ہوسکتا ہی نہین پھر کس معبود کی نفی کرین یہان تو فقط ایک
اللہ پاک معبود برحق ہی ہان اگر کوئی اور وہم وخیال مین آتا ہوتا تو نفی کرتے اسی واسطے شبلی رح نے کہا کہ ضد کہان ہی جسکی نفی کرون
حاصل آنکہ اگر بادشاہ کے واسطے کوئی کہے کہ نہایت خوش خلق ہی تو بدخلقی کا تصور ہوسکتا ہی اور اگر کہے کہ بادشاہ ہمارا [illegible]
نہین ہی تو بات اگرچہ سچی ہی ولیکن اہل عقل اس سے شرم کرینگے یہی کافرون کے معبودون کا حال ہی کہ وہ معبود ہو ہی نہین سکتے بلکہ انکے
معبود ہونے کا انکار ہی کچھ نہین ہی کیا انمین الوہیت کا وہم ہوسکتا ہی ہرگز نہین پھر کیا انکی الوہیت کی نفی کی جاوے - فافہم - قولہ
وہذا کتاب انزلناہ مبارک الآیہ - یعنی اس کتاب پر وہم کی تہمت بھی نہین ہوسکتی اور مخلوقات اسکے حقائق کو ادراک نہین کرسکتے ہین
اور نیز مبارک ہی تجھپر اور تیری امت پر جو صادقین ہین کہ شوق ومحبت سے اسکی اتباع کرتے ہین اور یاد وہیبت کے ساتھ اسکو سمجھتے ہین
جس سے دیدار صفات قدم کے خزانون تک پہونچتے ہین کیونکہ یہ صفت ہی جسکے کلمات تمام صفات کی دلیل ہین جیسے معرفت صفات
حاصل ہوتی ہی کیونکہ خزائن صفات کی کنجی ہی اور یہ مبارک ہی کہ ایسے بندے پر جو اسکا عارف اور اسمین نورانی عقل [illegible]
ہوا جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا - کتاب انزلناہ مبارک لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب - اور نیز مبارک [illegible]
کی کتاب حبیب کی طرف ارسال ہی جسمین اسرار قرب وصال ہین اور تشویق بحسن وجمال ہی [illegible]
کے واسطے راز ونیاز کی باتین ہین اسمین عارفین کے لیے اشارات ہین اور موحدون کے لیے مفرحات [illegible]
سے محفوظ اور لطائف اسکے چشم غیر سے دور ہین یہ کتاب اللہ تعالی کی توحید وثنا وصفت مین [illegible]
سب ایک ہی معدن سے صدور ہین اور یہ زیادہ جامع وکاشف مقامات ہی - بعض نے کہا کہ [illegible]

Marfat.com

دالون کے لیے۔ اور ایسی ہی تصدیق وعمل کرنے والون کے لیے اور ایسے ہی اسکے حکم ونہی سمجھنے والون کے لیے حضور دل سے سمجھکر پڑھنے والون کے لیے۔ **قال الاستاذ** حبیب کی کتاب نہایت عزیز ہوتی ہو جس سے غلبہ وجد وحال مین تسکین اور شفاء از درد حب مردہ نشاط ہو۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ

اس سے ظالم کون افترا جو باندھے اللہ پر جھوٹھ یا کہے مجکو وحی آئی اور اسکو وحی کچھ نہین

شَيْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ

آئی اور جو کہے مین اُتارتا ہون برابر اسکے جو اللہ نے اُتارا اور کبھی تو دیکھے جس وقت ظالم ہین

فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۖ

موت کی بیہوشی مین اور فرشتے ہاتھ کھول رہے ہین کہ نکالو اپنی جان

الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ

آج تمکو سزا ملیگی ذلت کی مار اسپر کہ کہتے تھے اللہ پر جھوٹھ باتین

وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ

اور اسکی آیتون سے تکبر کرتے تھے اور تم ہمارے پاس آئے ایک ایک جیسے ہمنے بنائے تھے

أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ ۖ وَمَا

پہلی بار اور چھوڑ دیا جو سہینہ اسباب دیا تھا پیٹھ کے پیچھے اور ہم

نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ ۚ

دیکھتے نہین تمہارے ساتھ سفارش والے جنکو تم بتاتے تھے کہ انکا تم مین ساجھا ہو

ع

لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۝

ٹوٹ گئے تم آپس مین اور جاتے رہے جو دعوے تم کرتے تھے

وَمَنْ أَظْلَمُ اے لا احد اظلم۔ کوئی زیادہ ظالم نہین۔ **مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ** بادعاء النبوۃ ولم یکن نبیا۔ ایسے شخص سے جسنے بہتان باندھا اللہ تعالی پر ــ باین طور کہ نبوت کا دعوی کیا حالانکہ وہ نبی نہ تھا۔ **أَوْ قَالَ** عطف خاص علی العام ہو بنا بر قول شیخ ابو حیان رح کے۔ یا کہا کہ **أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ** مجھے وحی آلہی کی گئی حالانکہ اسکو کچھ وحی نہیں کی گئی ہی۔ عکرمہ رح سے ابن جریر رح نے روایت کیا کہ یہ مسیلمہ کذاب کے حق مین نازل ہوا۔ اور معالم مین قتادہ رح سے بھی یہی قول ذکر کیا اور شیخ ابن کثیر رح نے عکرمہ وقتادہ دونون کا قول ذکر کیا ہی۔ **وَمَن قَالَ** اے ومن قال۔ یس عطف ہی۔ یعنی اور کون اظلم ہو اسیلے جسنے کہا۔ یعنی کوئی اظلم نہین اُس سے جسنے کہا۔ **سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ** مین اُتار والا ہو جیسا اللہ تعالی نے محمد صلعم پر اُتارا۔ اور یہ ان لوگون نے بیباکی وحماقت سے کہا اور مطلب انکا یہ تھا کہ یہ بنائی ہو ہم بھی بنا لین۔ کما قال تعالی واذا تتلی علیہم آیاتنا قالوا قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل ہذا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ شخص عبد اللہ

Marfat.com

بن ابی سرح تھا جو آنحضرت صلعم کی وحی لکھا کرتا جب حضرت صلعم نے قولہ تعالیٰ ثم انشاناہ خلقا آخر [illegible]
اللہ احسن الخالقین۔ تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ لکھ یون ہی نزول ہوا ہی اور یہ مکرر قدم تھا اگر [illegible]
مثل وحی کی گئی بعجرا آیا کریگی اور اگر یہ جھوٹے ہین تو مین نے انکے مثل کہہ لیا پس اسلام سے مرتد [illegible]
فتح مکہ کے روز مسلمان ہوگیا۔ قال المترجم یہ سورہ مکیہ ہی اور قصہ عبد اللہ مذکور کا مدینہ مین واقع [illegible]
اور عموم کلام مین عبد اللہ مذکور کے مانند لوگ بھی شامل ہین لہذا مفسر رحمہ اللہ نے یہی اختیار کیا کہ نزول کے [illegible]
عوض کرنے والے مفسد لوگ تھے۔ پھر اسنے ان ظالم لوگون کا حال خراب بیان فرمایا۔ وَلَوْ تَرٰی اے محمد اور اگر [illegible]
اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ جبکہ ظالم مذکور سکرات موت مین ہونگے۔ غمرات جمع غمرہ یعنی شدت [illegible]
توبہ وتوب۔ قال ابن عباس غمرات الموت وہ سکرات موت ہین۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اور ملائکہ
ہاتھ بڑھائے ہونگے ف۔ ان ظالمون کی طرف مارنے و عذاب دینے کے واسطے اور اسنے سختی سے کہتے ہونگے کہ اَخْرِجُوْٓا
اَنْفُسَكُمْ نکالو اپنی روحون کو ف۔ ہم انکو قبض کرینگے۔ مدارک مین کہا کہ یہ بیان ہی روح نکالنے مین سختی و درشتی کرنے کا
بالکل مہلت وآسانی نہوگی۔ اور ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ ملائکہ سے مراد ملک الموت علیہ السلام مع اعوان و انصار ہین۔ قال
ابن کثیرح۔ باسطوا ایدیہم یعنے مارپیٹ سے دست درازی کرنے والے۔ قال الضحاک وابو صالح یعنے عذاب کرنے پر ہاتھ بڑھانے
والے مانند قولہ تعالیٰ ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکۃ یضربون وجوہہم وادبارہم۔ اسی واسطے فرمایا۔ اخرجوا انفسکم۔ کیونکہ جب کافر کی
موت آگئی تو ملائکہ اسکو عذاب وسختی و خواری و غضب الٰہی کی خبر سناتے ہین پس اسکی روح اسکے جسم مین ڈری ہوئی و کھپتی ہوا اور نکلا
نہین چاہتی ہی پس ملائکہ مارتے و عذاب کرتے ہین اور کہتے جاتے ہین کہ نکالو۔ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ آج کے روز
عذاب ہوان وذلت وخواری دیے جاؤگے۔ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ۔ بوجہ ناحق بہتان باندھنے کے اللہ پر
یعنی جھوٹ دعوی نبوت و وحی کیے جانے اور اللہ تعالیٰ کا بیٹا وغیرہ بنانے مین اللہ تعالیٰ کی جناب مین بہتان باندھنے کے سبب سے
وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ اور اسکے آیات سے تکبر کرنے کے سبب سے یعنی ایمان نہ لانے کے سبب سے۔ قال
المفسرح جواب لو محذوف ہی بسبب ظہور کے یعنی ولو تری یا محمد حین یکون الظالمون مبتلین فی کذا وکذا لرائیت امرا عظیما یعنی اگر تو دیکھے
ظالمون کو جبکہ موت کے وقت ایسے ایسے عذاب مین مبتلا ہوکر بدحال ہونگے تو البتہ تجھکو ایک نہایت کریہ منظر ہولناک ان لوگون کا حال نظر آئے
بالجملہ کافرون پر یہ حال ہونا ضرور ہی نعوذ باللہ منہ۔ پھر روز حشر کا حال فرمایا۔ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى [illegible]
کرکے اٹھائے جاوینگے تو اسنے کہا جائیگا کہ تم ہمارے پاس فرادی آئے یعنی درحالیکہ مال و اولاد اور یار و مددگار سے [illegible]
آئے ہو۔ كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ جیسے ہمنے تمکو اول بار پیدا کیا تھا۔ قال المفسرح یعنے ننگے پاؤن ننگے [illegible]
یہی حدیث صحیح مین اہل حشر کی حالت بیان ہوئی ہی اور حضرت عائشہ رضہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم لوگ [illegible]
وہ وقت نہایت سخت ہوگا کہ کسی کو کسی کی طرف نظر ہو۔ بدانکہ فرادی نون بنا بر لغت [illegible]
بنا برانکہ جمع فرد و فرید ہی اور بعض نے کہا کہ فرد کی جمع فرادی نہین پس اسم جمع ہی اور [illegible]
حال واقع ہی اسے جلتنا منفردین۔ الگ الگ ایک ایک آئے ہو جیسے پیدا ہوئے تھے۔ عکرمہ رح [illegible]

Marfat.com

[illegible] نازل ہوئی۔ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ اعطیناکم من الاموال۔ اور چھوڑا تم نے وہ [illegible] دیا تھا مال ومتاع وغیرہ۔ قول جملہ متاع دنیا جو اللہ تعالیٰ نے بندہ کو دی ہون۔ قال ابن کثیر رح یعنی جو نعمتین [illegible] وہ سب تم نے چھوڑے۔ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ اپنے پیٹھ پیچھے بدون اپنے اختیار کے۔ پس اگر ان کو اپنی نیت نیک و اختیار سے کارخیر مین صرف کرکے چھوڑا ہوتا تو وہان ملتا اب آخرکار جار ناچار چھوڑ آئے۔ حدیث صحیح مین ہر کہ آدمی [illegible] مال بھلا کچھ تیرا مال بھی ہر سوائے اسکے جو تو نے کھا کر فنا کر دیا اور پہنکر پہاڑ ڈالا یا صدقہ دیکر آخرت کے لیے باقی رکھ چھوڑا اور جو اسکے سوائے ہر وہ سب اورون کے لیے چھوڑ جانے والا ہر وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الاصنام۔ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ یعنی ملامت کرنے کے طور پر اُنسے کہا جائیگا کہ ہم تمہارے ساتھ مین لات وعزیٰ وغیرہ بتون کو [illegible] تمہارے زعم مین تمہارے شفیع تھے اب نہین دیکھتے جنکی نسبت تمکو اعتقاد تھا کہ یہ عبادت کے استحقاق مین یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے شریک ہین لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وصلکم۔ ٹکڑے ہوگیا وصل و میل تمہارا یعنی تمہارا جتھا ٹوٹ گیا۔ اور یہ بنا بر قراءۃ رفع کے ہر یعنی بینکم فاعل واقع ہر اور یہی اکثر قرا رحمہم اللہ کی قراءۃ ہر۔ بین اسم ہر بمعنی وصل یعنی ملاپ اور زجاج رح نے کہا کہ بین ایک لغت ہر جو وصل اور جدائی دونون معنی مین آتا ہر پس یہ اضداد مین سے ہر اور یہان بمعنی اول ہر اور حفص و نافع وغیرہ کی قراءۃ مین بینکم بنصب ہر یعنے تقطع ما بینکم۔ اور یہی ابن مسعود رض کی قراءۃ ہر اور مراد ما موصولہ سے میل جول ہر۔ وَضَلَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ یعنی دنیا مین جو تمکو انکی سفارش ومددگاری پر گھمنڈ تھا وہ اب سب گم ہوگیا اور یہ بمانند قولہ اذ تبرأ الذین اتبعوا من الذین اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت بهم الاسباب الآیہ ہر ف فی العرائس قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتریٰ الآیۃ۔ اسمین اشارہ ہر کہ امر الٰہی مین ہر سفری [illegible] ایسا ہی ظالم ہر چنانچہ جو کوئی عرفان الٰہی کا دعوی کرے اور عارف بنے وہ ظالم ہے اور لوگون کو بہکاتا اور ناحق خراب و برباد کرتا ہر انجام کار خود دین و دنیا مین برباد ہوگا۔ بعض نے کہا کہ جو لائق جناب الٰہی نہو اسکو بیان کرنا بھی اسی حکم مین داخل ہر۔ سہل بن عبداللہ نے کہا کہ جسنے ذکر کیا اسنے افترا کیا اور مراد ذکر غفلت ہر۔ قولہ تعالیٰ ولقد جئتمونا فرادی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اعمال تمام مخلوق کے اسکے عظمت وجلال کے ظہور مین ہیچ مضمحل ہین جب بندون پر انوار ازل ظہور کرینگے تو اپنے اعمال بلکہ اپنی ہستی سے بیزاری ظاہر کرینگے کیونکہ اعمال کو کچھ بھی اسکی عظمت کے لائق نہ دیکھینگے اور نہ کسی نعمت وکرامت کے مقابلہ مین انکی کچھ ہستی سمجھینگے اور دیدار قدم کے وقت ایسے ہونگے جیسے عدم سے نکلے۔ بعض نے کہا کہ بندہ کا بڑا مقام یہ ہر کہ تمام طاعت و بندگی سے اپنے کو مفلس جانکر او تعالیٰ کی درگاہ مین رجوع لاوے۔ شیخ ابو حفص رح سے کہا گیا کہ آپ اپنا کون عمدہ عمل لیکر حضور الٰہی مین جاوینگے فرمایا کہ خاموش بھلا فقیر کے پاس [illegible] فقر کے کیا اور بھی ہر کہ ایسے غنی کی درگاہ مین لیجاوے۔ قال تعالیٰ لقد جئتمونا فرادی۔ یعنی اپنے اعمال واحوال وطاعات [illegible] آئے۔ قال الشیخ مجھے یہان ایک لطیفہ معلوم ہوا کہ یعنی تم میرے پاس آئے درحالیکہ موحد ہو میری وحدانیت سے [illegible] کے ساتھ میرے مشاہدہ کے مشاہد ہو جیسے تم ابتداے حال مین عدم سے پیدا کرکے میری ربوبیت پر شاہد ہوئے تھے کہ [illegible] کے جواب [illegible] سے ربوبیت کا اقرار کیا تھا بدون اشارہ تشبیہ وبدون غلطی تعطیل کے چنانچہ حدیث حضرت صلعم کل [illegible] علی الفطرۃ [illegible] کہ فطرۃ ازل پر پیدا ہوتا ہر اور او تعالیٰ نے قولہ وترکتم ما خولناکم وراء ظهورکم سے [illegible] بدون علت ہونے کا اشارہ فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ

اللہ ہی ہے کہ پھوڑ نکالتا ہی دانہ اور گٹھلی نکالتا ہی مردے سے

مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ

یہ ہی اللہ پھر کہاں پھرے جاتے ہو پھوڑ نکالنے والا صبح کا

الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

بنائی آرام اور سورج اور چاند حساب یہ اندازہ رکھا ہی

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

اور اسی نے بنا دیے تم کو تارے کہ اُنسے راہ پاؤ

وَالْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

اور دریا کے ہم نے کھول سنائے سے پتے اُن لوگوں کو جو جانتے ہیں

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى یہاں سے عجائب قدرت الٰہی کا بیان ہی اور فالق اسم فاعل از فلق بمعنی شق ہوا ہے [illegible] اور بعض نے بمعنی خالق کہا اور یہ بعید ہی۔ کما قال ابن جریر رح اور حب ہر دانہ جسکے اندر گٹھلی نہو مانند گیہوں وغیرہ کے اور نوی ہر گٹھلی کی گٹھلی ہوتی ہی۔ یعنی آنکہ دانہ سے اللہ تعالیٰ درخت اُگاتا ہی جسمیں بالیاں ہزاروں دانہ لاتی ہیں اور گٹھلی سے درخت جاتا ہو جو [illegible] ہوا میں بلند ہوتا اور ہری ہری پتیاں و شاخیں ہوتی ہیں یہ اسی کی قدرت کاملہ ہی اور مشرک و کافر جنکو اپنا معبود بناتے ہیں اُن میں کسیکو ایک پتی کی قدرت نہیں ہی پھر بدون عطف کے مزید توضیح فرمائی بقولہ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ مردہ سے زندہ نکالتا ف ہر دانہ و گٹھلی و حیوان و انسان کا نطفہ مردہ ہیں اس سے زندہ نکالا اور یہاں سے استینا س ہی کہ ہر درخت [illegible] میں جان ہی وقد قال تعالیٰ فانظر الیٰ آثار رحمۃ اللہ کیف یحیی الارض بعد موتہا ان ذٰلک لمحی الموتیٰ الآیہ۔ پھر [illegible] بقولہ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ زندہ سے مردہ نکالتا ہی ف جیسے انسان و پرند وغیرہ سے نطفہ و انڈا نکالتا ہو [illegible] پھر اس سے زندہ نکالتا ہی جیسے مذکور ہوا پس بعد موت کے زندہ ہونے میں ذرہ برابر بھی شک یا انکار کی مجال نہیں [illegible] اندھا ہو۔ پھر اپنی توحید کی طرف بلایا۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ یعنی جسکی قدرتیں ان میں سے تمہاری سمجھ کے لائق [illegible] یہی تمہارا اللہ ہی اسی کی خالص عبادت و بندگی واجب ہی۔ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ یعنے با وجود [illegible] ہیں تم کہاں منھ موڑے جاتے ہو اور مفسر رح نے انّٰی بمعنی کیف لیا یعنی کیونکر منھ موڑتے ہو [illegible] کرتے ہو۔ پھر عجیب قدرتیں بیان فرمائیں بقولہ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ اصباح کو شق کرنے والا [illegible] مصدر بمعنی صبح ہی یعنی اصباح بمعنی صبح کے اندر داخل ہونا پس مصدر سے صبح کا نام رکھا گیا [illegible] عمود صبح وہ روشنی ہی جو صبح کاذب کے وقت تاریکی شب سے ظاہر ہوتی ہی قال فی [illegible] اور حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پردہ نور کو جو صبح کاذب کے وقت ہوتا ہی [illegible] مشقوق تو تاریکی ہی حتی کہ صبح ظاہر ہوتی ہی اور آیت سے مفہوم اسکے برعکس ہی [illegible]

Marfat.com

[illegible] صبح کے ظہور کو جو عکس ہے دن کی روشنی سے دو دم آنکہ اصباح کی تاریکی کو شق کر دینے والا ہے۔ قال قتادہ فالق [illegible] الصبح۔ وَجَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا اور رات کو سکن بنانے والا ہے ف۔ سکن یون کہ اسمین تمام مخلوق [illegible] تھکا ماندہ سے سکون و راحت حاصل کرتی ہے۔ سکن محل سکون۔ قال قتادہ اسمین ہر چوپایہ و پرند سکون لیتا ہے [illegible] ابن کثیر رح صہیب رومی رحمہ اللہ کی جورو نے اسکو زیادہ جاگنے پر ملامت کی تو کہا کہ اوتعالی نے رات کو محل سکون بنایا سوا [illegible] کے کہ جب جنت کو یاد کرتا ہے تو اسکا شوق بڑھتا ہے اور جب دوزخ کو یاد کرتا ہے تو اسکی نیند اڑ جاتی ہے۔ رواہ ابن ابی حاتم وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا اور سورج و چاند کو حسبان بنانے والا ہے ف۔ واضح ہو کہ شمس و قمر کو نصب کا اعراب بنا بر انکہ الیل کے محل پر عطف ہے کیونکہ الیل اگرچہ جاعل کا مضاف الیہ ہے یعنی بحسب المعنی مفعول ہے پس اسی پر شمس و قمر کا عطف ہے اور حسبان سے یعنی [illegible] حساب قرار دیا اور یہ فعل مقدر سے حال ہے یعنی بجریان بحسبان۔ پس با محذوف ہے چنانچہ سورہ الرحمن مین ظاہر مذکور ہے۔ اخفش نے کہا کہ حسبان جمع حساب مانند شہبان و شہاب اور ابن عباس سے روایت ہے کہ حسبانا یعنی عدد ایام و ماہ و سال۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ جاری ہوتے ہین بحسبان مقدر بقانون متقن کہ نہ تغیر ہے اور نہ اضطراب ہے بلکہ ہر ایک کے واسطے منزلین ہین کہ جاڑے گرمی مین انہین پر چلتے ہین اور اسی پر رات و دن کی کمی زیادتی ہوتی ہے۔ کما فی قولہ وجعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدرہ منازل۔ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ جو مذکور ہوا یہ مقدر کیا ہوا ایسے پاک پروردگار کا ہے جو غالب ہے اپنی بادشاہت مین دانا ہے اپنی مخلوق سے یعنی یہ تقدیر الٰہی عزوجل ہے۔ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ۔ جمع نجم ہر جرم نورانی پس شمس و قمر کو بھی شامل ہے اور ظاہر یہان ماسوائے شمس و قمر کے ثوابت ستارے ہین یعنی اسی پاک عزوجل نے تارے یعنی ستارے بنا دیے لِتَهْتَدُوْا بِهَا تاکہ راستہ حاصل کرو ان نجوم کے ذریعہ سے فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی اپنے سفرون مین۔ یعنی رات کی تاریکیون مین خواہ خشکی مین ہو یا سمندر مین ہو اور ظلمات کی اضافت ان دونون کی طرف بسبب ملابست کے ہے یا ظلمات سے مراد ان دونون کے اندر راہون کا مشتبہ ہونا ہے کہ بدون نجوم کے وہان شناخت نہو۔ واضح ہو کہ اکثر روے زمین پر ملکون کی راہین بسبب علامت نہونے یا علامت کے نابود ہو جانے کی وجہ سے خصوص جہان ریگستان و جنگل و پہاڑ ہین ہرگز پتا نہین لگتا کہ کدھر جاوین اور اکثر نادان مسافر تباہ و ہلاک ہو جاتے ہین پس اوتعالی نے ستارے ثوابت پیدا فرمائے جن سے خوب راہ مل جاتی ہے اور آنحضرت صلعم نے انھین سے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو تشبیہ دی فیما روی عنہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ یعنی میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستارون کے مانند ہین جس کے اقتدا کرو گے اسکے پیچھے راہ پر پہونچ جاؤ گے۔ ظاہر ہوا کہ ستارون کی پیدائش اس لیے نہین کہ کافر و مشرک انکی پرستش کرین یا انکی [illegible] مین رزق وغیرہ مقدرات خیال کرین بلکہ یہ فائدہ ہے کہ راہ بھول جاوین تو راستہ کا پتا لگاوین۔ قال [illegible] رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جسنے ستارون مین سواے تین باتون کے کچھ اعتقاد کیا تو وہ گمراہ ہوا اور اسنے اللہ تعالی [illegible] کہ اللہ تعالی نے انکو آسمان کی زینت کیا ہے اور شیطانون کے لیے رجوم کیا اور اندھیرے مین جنگل یا دریاؤن مین راستہ ڈھونڈھنے کا فائدہ رکھا ہے۔ عمر بن الخطاب رض سے روایت ہے کہ فرمایا اے لوگو تم ان ستارون سے خشکی و تری مین [illegible] واللہ یہ ستارے نہین پیدا ہوے مگر آسمان کی زینت کے واسطے اور شیاطین [illegible] کے لیے [illegible]۔ قتادہ رح سے اسی کے مانند مروی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

Marfat.com

کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ستارون سے اسقدر سیکھو جس سے خشکی و تری کی تاریکیون مین راہ [illegible]
ابن مردویہ و الخطیب۔ امام غزالی رح سے جو نقل کیا جاتا ہی کہ علم نجوم مین وقائع و معرفتین [illegible]
ممنوع ہین تو ایسے کلام سے اگر غزالی رحمہ اللہ کی یہ مراد ہو کہ عجیب قدرت الٰہی اسنے ظاہر [illegible]
شامل ہی اور اگر مراد یہ کہ اہل علم انھین لطور معروف نجوم جاننے پہ نظر کرین تو یہ صحیح نہین ہی [illegible]
کرنا ممنوع و حرام ہی تو نہین دیکھتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ مجھے نہی فرمائی رسول اللہ صلعم [illegible]
سے - رواہ ابن مردویہ و الخطیب و حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً اسکے مثل انھین دونون امامون نے [illegible]
نے حضرت عائشہ رض سے مرفوعاً اسی کے مثل روایت کیا۔ ابن مسعود رض نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ جب [illegible]
ذکر آوے تو زبان سنبھالے رہو اور جب تقدیر کا ذکر آوے تو بداعتقادی سے بچے رہو اور جب نجوم کا ذکر آوے [illegible]
الطبرانی و الخطیب۔ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے نجوم سے علم اقتباس کیا [illegible]
ایک شعبہ اقتباس کیا۔ رواہ ابن ابی شیبہ و ابوداؤد و ابن مردویہ۔ اور بعض آثار و اقوال سلف جن سے مجمل معلوم ہوتا ہی کہ [illegible]
مین نظر کرنا روا ہی تو بر تقدیر صحت کے مراد اُنسے یہ ہی کہ تین امور مذکورہ یا مانند دریافت جہت قبلہ کے یا مانند دریافت اوقات نماز [illegible]
روا ہی۔ عن ابی ہریرہ عن النبی صلعم اللہ تعالی کے نزدیک محبوب بندے وہ ہین جو نگاہ رکھین سورج و چاند کو اپنی نماز کے وقتون [illegible]
الحاکم و صححہ۔ و عن ابن ابی اوفی و ابی الدرداء و ابی ہریرہ نحوہ رواہ ابن شاہین و الطبرانی و الخطیب و الامام احمد۔ اگر کہا جاوے
کی بہت سی تاثیرات کتابون مین لکھی ہوئی جمع ہین اور وہ موافق ہوتی ہین تو جواب یہ ہی کہ تاثیر کے معنی ہین کسی چیز مین اپنی قدرت
اثر کرنا اور یہ بالکل باطل ہی کہ مخلوقات مین سے کوئی چیز خود اس امر پر قادر ہو کہ کسی چیز مین اثر کرے اور اگر یہ مراد ہی کہ اللہ تعالی
جو اسباب نظر مخلوق مین رکھے ہین کہ اللہ تعالی کی تاثیر دینے سے اس چیز سے اثر پیدا ہوتا ہی تو اب یہ غور ہوگا کہ وہ اثر بیان کئے
یہ کس دلیل سے ثابت ہوئے ہین اگر تجربہ و قیاس و گمان سے ہین تو انکا کیا اعتبار ہی اور کیونکر یہ یقین ہو کہ [illegible]
ہوگا خصوص جب کہ بار ہا تجربہ کر چکے کہ جنتری مین چاند اُنتیس ۲۹ کا لکھا ہی اور ہرگز نہوا باوجودیکہ مطلع صاف تھا [illegible]
مین مطلع نہایت صاف تھا اور جنتری سے خلاف تیس کا چاند ہوا پس نجوم پر اعتقاد نہایت [illegible]
انکا علم فقط وہم و گمان پر ہی۔ سوم تاثیر کا حال معلوم نہین کہ اللہ تعالے تاثیر دے یا نہ دے [illegible]
و بارش ہونا یا نہونا اور چلین و چنان جو نجومی بیان کرتے ہین صدہا مرتبہ تجربہ ہوا کہ بالکل غلط [illegible]
کھلی ظاہر ہین پھر مرد مسلمان و مومن کو عقل کی راہ سے بھی ہرگز روا نہین کہ اسپر اعتماد کرے [illegible]
اعتقاد کرے وہ دین اسلام سے منکر ہوا جیسا کہ صحیح احادیث سابق مین ذکر ہوئی [illegible]
نے مقدر فرمایا بدون اسکے حکم کے ایک ذرہ تجاوز نہین کرسکتا ہر ستارہ [illegible]
رات دن حرکت مین یا ثابت ہین اور اسی کی یاد مین مصروف ہین اسی کے حکم مین [illegible]
جو اللہ تعالے عزوجل کے نزدیک پسندیدہ ہین اور دنیا کو فانی جانے [illegible]
ساتھ لیجاوے حدیث صحیح مین ہی کہ قبر یا تو جنت کا ایک باغ ہی یا دوزخ کا ایک گڑھا [illegible]

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

[illegible] قرار دے وہی ارحم الراحمین ہی وہ السلام قد فصلنا الآیات لقوم یعلمون

[illegible] یعنی ہمنے اپنی وحدانیت وقدرت پر دلالات بیان کردین ایسی قوم کے لیے

[illegible] کرتے رہین۔ یہ ایسا کھلا بیان ہی کہ جس قوم کو اللہ تعالیٰ نے علم ہدایت فرمائی وہ اسکی عظمت وجلال

[illegible] جاتے ہین وہی خوب یقین لاتے ہین اور جو بیہودہ شیطانی خیالات مین پڑے ہین وہ اپنی گمراہی کے

[illegible] ملتے ہین نعوذ باللہ من الضلال **فـــــی العرائس** قولہ تعالیٰ فالق الاصباح الآیہ۔ صبح انوار شہود

[illegible] کے لیے منکشف فرمایا از انجملہ مطلع قلوب انبیاء علیہم السلام واولیاء رضی اللہ عنہم سے آفتاب چمکا جسکے نور نے انکے

[illegible] سے ظاہر کرکے نیک بندون کو منور کردیا۔ **قال المترجم** حضرت صلعم مین یہ آفتاب بدرجہ کمال تھا اور ساپنے دیکھنے والون کو

[illegible] بشارت دی ہی اور جو شخص کہ حالات صحابہ رضی اللہ عنہم اور پروانہ کی طرح انکا اپنی جانین فدا کرنا احادیث وآثار سے جانتا ہی وہ ان

[illegible] سے معرفت وہدایت پاتا ہی فتدبر۔ قولہ جاعل اللیل سکنا۔ جنکو انس ہی وہ رات مین اسکا کلام پاک تنہائی مین پڑھتے اور

[illegible] ہوتا ہی کہ کیا اسکا شفاعت پاتے ہین **قال المترجم** حدیث صحیح مین افضل بندہ کو بیان کیا کہ وہ ہی کہ جسنے تنہائی مین اللہ تعالیٰ

[illegible] آنسو جاری ہوے۔ یہ جوش محبت کی خبر ہی۔ بعض مشائخ نے کہا کہ قلوب وسینہ کو انوار غیب سے کشادہ کرنے والا۔ بعض نے

[illegible] معرفت سے منور کرنے والا۔ قولہ تعالیٰ وہو الذی جعل لکم النجوم لتہتدوا الآیہ۔ واضح ہو کہ عوام لوگ جسم وجسمانیات

[illegible] اسکو عقل سمجھتے ہین اور اہل معرفت کے نزدیک جنکو عوام ظاہری وباطنی حواس کہتے ہین جیسے یہ حواس کچھ چیز نہین

[illegible] یہ عقل کچھ چیز نہین ہی بلکہ عقل انکے نزدیک جسکا نام ہی وہ عقل کلی ہی اور عارف تابع شریعت وسنت اس سے فیض پاتا ہی پس

اشارہ ہی کہ عقل کے ستارے ہین جس سے حقائق آیات ملتے ہین توضیح ازجانب مترجم تمام عبارت شیخ کے ساتھ یون ہی کہ نفوس

کی تاریکیون مین عقول کے ستارون سے حقائق آیات وانوار صفات کی راہ ملتی ہی اور روح کے ستارون سے انوار ذات کی ہدایت ملتی ہی

افعال قدرت کے ستارے راہ بتاتے ہین صفات کی اور صفات کے ستارے انوار ذات کی۔ شیخ ابو علی جوزجانی رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ

نے رات کو سکن کردیا کہ ہر اضطراب سے ساکن ہوکر رضا وتسلیم کے ساتھ درجہ قرب ومنزلت حاصل کرو اور نجوم ہدایت سے بارگاہ

رضاء حق عزوجل پر پہونچکر اسکی جنت کی راہ پاؤ اور نعمت دیدار حاصل کرو۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ

اور اسی نے بنا پیدا کیا تمکو نکالا ایک جان سے پھر کہین تمکو ٹھہراؤ ہی اور کہین سپرد رہنا ہمنے کھول سنائے ہے

لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ

اس قوم کو جو سمجھتے ہین اور اسی نے اُتارا آسمان سے پانی پھر نکالی ہمنے اُس سے اُگنے والی

شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ

ہر چیز پھر اس سے نکالا سبزہ جس سے نکالتے ہین دانے جڑے ہوے اور کھجور کے گابھے مین سے گچھے

دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ

جھکے اور باغ انگور کے اور زیتون اور انار آپس مین ملتے اور جدے

Marfat.com

اَنْظُرُوْا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَ…

دیکھو اسکا پھل جب پھل لاتا ہی اور اسکا پکنا ان چیزون مین سب … نشانے ہین

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ خلقکم۔ تمکو پیدا کردیا بعد ازانکہ تم نہ تھے مگر او تعالے کے علم مین تھے …
پاک ہی جسکی عجائب قدرت پاک مین سے ہی کہ تمکو پیدا کردیا۔ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ آدم علیہ السلام سے …
و حوا علیہما السلام سے پیدا ہوئے ہین تو جواب آنکہ حوا رضی بھی آدم کی پسلی سے پیدا ہوئین جیسا کہ ذکر ہو …
قرارۃ ابو عمرو اور ابن کثیر رحمہما اللہ تعالے یعنی بعض تم مین سے قرار پکڑنے والے ہین رحم مین۔ وَّمُسْتَوْدَعٌ …
بعض دیگر تم مین سے اپنے اپنے باپون کی پشت مین ودیعت رکھے ہوئے ہین۔ اور اس تفسیر کو عبد الرزاق نے قتادہ سے …
کیا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن مین باسناد صحیح اسکو ابن عباس سے روایت کیا۔ قال الحافظ وکذا روی عن ابی …
والسلمی وقیس بن ابی حازم وابراہیم النخعی والضحاک والسدی وعطاء الخراسانی ساور نیز ابن مسعود رضہ و ایک گروہ علما سے …
برعکس مروی ہوا یعنی مستقر تو پشت پدر مین اور مستودع رحم مادر مین۔ وفی الکمالین عبد الرزاق نے ابن مسعود رضہ سے روایت …
مستقر تو دنیا مین اور مستودع آخرت مین۔ اور طبرانی نے ابن مسعود رضہ کی حدیث روایت کی کہ مستقر تو رحم اور مستودع قبر۔ قال …
اور قول اول زیادہ ظاہر ہی وقال القرطبی وہی اکثر اہل التفسیر کا قول ہی اور اسی پر شاہد ہی قولہ تعالی ونقر فی الارحام ما نشاء …
عبد الرزاق عن ابن مسعود کا شاہد ہی قولہ ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین لیکن شہادت تمام اس صورت مین ہوگی کہ …
باقی قراء رحمہم اللہ کے مستقر بفتح قاف پڑھا جاوے بصیغہ ظرف یعنی قرار پکڑنے کی جگہ اور بعض نے کہا کہ مصدر ہی اور مستودع …
کے مصدر و ظرف دونون محتمل ہونے مین اتفاق ہی۔ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ہم آیات کو مفصل کردیا ایسی …
کے لیے جو فقہ رکھتے ہین۔ یعنی یفقہون ایقال لہم۔ جو انسے کہا جاوے اسکو سمجھ لیتے ہین۔ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً …
یہ نوع دیگر از عجائب صنعت الٰہی ہی اور بعض نے کہا کہ مائہ یعنی مینھ پہلے آسمان سے ابر مین اترتا ہی پھر ابر سے زمین پر نازل ہوتا ہی …
ابر کا بخارات سے پیدا ہو جانا اسکے منافی نہین ہی اور مقام ایک تحقیق بسیط کو چاہتا ہی انشاء اللہ تعالے موقع پر مذکور ہوگی یہان …
تنبیہ کافی ہی کہ ہرچند جاڑے و گرمیون وغیرہ مین بارش ہو لیکن زمین کی حیات جو موسم برسات مین ہوتی ہی اور کسی مینھ سے نہین …
ہوتی ہی۔ الحاصل اللہ تعالے ہی نے آسمان سے پانی اتارا۔ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ اسمین غیبت سے … کی طرف …
فرمایا اے اخرجنا بالماء المطر نبات کل شی نبت " یعنی پھر ہم نے باران رحمت سے ہر ایسی چیز کو جو اگتی ہی اگایا " …
مراد اگنے والی ہر شی ہی۔ رہا قولہ تعالے وجعلنا من الماء کل شیء حی۔ مین بھی کہا جا سکتا ہی کہ ہر شیٔ جو آب باران سے …
یہ ہی کہ جسطرح فرمایا ہی بلا تقیید و تاویل کے درست ہی ولیکن نظر قاصر کے واسطے ایسی تاویل کرنے مین مضائقہ نہین ہی …
انشاء اللہ تعالے آویگی۔ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا فاخرجنا من النبات شیئا خضرا۔ پھر ہم نے نبات مین سے …
نکالی پس خضر بمعنی اخضر ہی۔ بعض نے کہا کہ قولہ فاخرجنا منہ نبات کل شیٔ۔ ہم نے پانی سے ہر شیٔ کی نبات نکالی یعنی …
جانورون وچرند و پرند وحشی و پالو وغیرہ ہر ایک کی روزی نکالی پھر اس نبات کی تفصیل فرمائی کہ پھر اس سے …
نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا نکالتے ہین ہم اس اخضر چیز سے دانہ متراکب یعنی ایک دوسرے پر سوار …

Marfat.com

[illegible] خرما کے طرح مضارع اسواسطے کہ اس عجیب پیدائش کی تصویر عقل مین آوے۔ سبحان اللہ تعالے
[illegible] ہے جسمین درختین ہین ویکن گویا آنکھین دیکھتے دیکھتے پتھرا گئین حالانکہ ہر وقت وہر بار انکو معرفت زیادہ ہونی
[illegible] وَمِنَ النَّخْلِ مبدل منہ۔ اور مِنْ طَلْعِهَا بدل البعض دونون ملکر خبر مقدم ہوئی۔ قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ
[illegible] نخل خرما جمع نخلہ اور طلع اول ما یخرج منہا فی اکمامہا۔ یعنی طلع اول وہ چیز کہ برآمد ہو نخلہ مین سے ہر اسکے
[illegible] کم بالکسر غلاف جو طلع پر ہوتا ہے۔ قبل طلع وہ کفری ہے قبل اسکے کہ اغریض چاک ہو اور اغریض کے اندر عذق
[illegible] خرما پھر جب غلاف کھل گیا تو عذق کہلاتا ہے اور اسی کو قنو کہتے ہین جسکو ہندی مین گچھا وگودہ بولتے ہین اور عذق
[illegible] خرما کے گودہ کو کہتے ہین اور قنو کی جمع قنوان مانند صنو وصنوان کے اور مفسرح نے قنوان کی تفسیر عراجین سے کی جو جمع عرجون
ہے اور بعض نے کہا کہ جار اور دانیۃ اے بعض قریب ببعض۔ یعنی آپس مین ایک دوسرے سے ملی ہوئی اور بنا بر تفسیر اول کے دانیہ
یعنی متدلیہ یعنی لٹکے ہوئے کذا قال مجاہد اور ابن عباس سے مروی ہے کہ چھوٹے درخت جنکی گودھین لدی ہوئی زمین پر جھکی پڑی ہین اور
ضحاک نے کہا کہ خوشہ چننے والے سب نزدیک خواہ بسبب درخت کی چھوٹائی کے یا بسبب بوجھ کے کہ گودہ خوب بھری ہوئی ہے کہ شاخ
اسکا بوجھ نہین سنبھال سکتی ہے۔ وَجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ یعنی اور نکالا ہم نے اس پانی سے
باغون کو انگور کے اور زیتون وانار کو۔ واضح ہو کہ پہلے حبوب واناج کو بیان کیا پھر خرما کہ وہ غذا واناج کے ساتھ کھانے کے قابل
دونون ہے پھر فواکہ کو بیان کیا اور انگور کی کثرت ظاہر ہے پھر زیتون ورمان کو فرمایا۔ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ یعنی درحالیکہ
مشتبہ ہین زیتون ورمان کے پتے اور نہین متشابہ ہین پھل دونون کے کذا روی عن قتادہ رحمہ اللہ تعالی کیونکہ زیتون ورمان کے
پتے زیادہ مشتبہ ہوتے ہین۔ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ اے عبرت کی نظر سے دیکھنے والو غور سے دیکھو اسکے ثمر کو جب ایسین
پھل آوین۔ الثمر بفتحتین۔ واحد ہے اور بضمتین جمع ثمر مانند شجرۃ وشجر اور خشبہ وخشب حاصل آنکہ ابتدائے حال پھل آنے مین
دیکھو کیسا ہوتا ہے چنانچہ منجملہ کیفیات کے ایک یہ کہ کھانے کے قابل نہین بدمزہ ہوتا ہے۔ وَيَنْعِهٖ والی ینعہ یعنی اسکی پختگی کی طرف
دیکھو کہ جب تیار ہو گیا تو کن کیفیات پر ہو جاتا ہے از انجملہ یہ کہ بہت خوش مزہ مرغوب ہوتا ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ یعنی ان فی ذلک
اور اتصال خطاب کم سے سب کو اس قدرت کے طرف مخاطب فرمایا۔ یعنی اس قدرت عظیم مین۔ لَاٰيٰتٍ یعنی دلالات ہین اوپر اللہ
عزوجل کی قدرت پر کہ وہ پاک پروردگار خالق جو ایسی قدرتون سے ابتدائی خلقت پر قادر ہے وہ ضرور بدرجہ اولی بروز بعث وحشر
کے دوبارہ زندہ کر دینے پر قادر ہے مگر یہ سب آیات فقط لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ قوم مومنین کے لیے ہین ف۔ پہلے تو خطاب کم
سے عام وجوہ تفکر وتدبیر کا اشارہ فرمایا اور بیان قوم مومنین کو خاص کر دیا اسواسطے کہ اس صنعت اللہ تعالے عزوجل سے انتفاع انہی
لوگون کو ہوا اور باوجود ظہور اس تمام قدرتہائے گوناگون کے مشرکین چونکہ کافر ومشرک مطرود ہوئے ہین انکی آنکھون پر پردے پڑے
ہین کہ انکو یہ نظر نہین آتا اور یہ خود چشم ایمانی مین عجیب قدرت نظر آتی ہے اور سخت حیرت ہوتی ہے کہ سبحان اللہ تعالے یہ کہ
[illegible] اندھے ہین اللہم ثبت قلبی وقلوب المؤمنین علی دینک ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا انک انت الوہاب
[illegible] پروردگار تو نے محض اپنے فضل سے یہ ہدایت ہمکو ہبہ فرمائی ہے تو وہاب ہے ہم امیدوار ہین کہ یہ موہبت عظمی ہم سے مسترد نہ ہو تو ارحم
[illegible] قولہ وہو الذی انشاکم الآیۃ۔ دوسرے مقام پر یعنی سابق مین تفسیر قولہ خلقکم من نفس واحدۃ۔ بیان

Marfat.com

ہو چکی ہی- سب کو جو ہر فطرت سے پیدا کیا اور جو ہر فطرت کا منشا وجود اسکے فعل خاص کا نور ہی اور
وقت ایجاد کا ظہور ہی اور یہ ظہور اسکی ذات کے انوار کا ظہور ہی- قدم نے عدم پر تجلی فرماکر سب معدوم کو موجود
ہین سے اشارہ کے واسطے مخصوص یہ قول ہے یعنے من نفس واحدۃ- ہی یعنے بظہور نفس واحدۃ ازلیہ ابدیہ
بعض قلوب کا مستقر تو ملکوت ہی اور مستودع اسکا عالم جبروت ہی اور بعض عقول کا مستقر مقام ملکوت اور مستودع
بعض عقول کا مستقر آیات ہین اور مستودع انکا صفات ہین اور بعض ارواح کا مستقر تو صفات ہین اور مستودع انکا ذات
کہ صفات مین تو بقاء دائمی کے ساتھ باقی ہین اور ذات مین فناء وحدت سے فانی ہین کیونکہ قدم اس امر سے پاک ہی
کا حلول ممکن ہو پس ہر ممکن و حوادث وہان فانی ہین اور یہی فناے توحید ہی اور نیز مستقر جو آیت کریمہ مین مذکور ہی نفوس کا
مقامات ہین اور مستودع انکا حالات ہین اور مستقر عقول کا عبادات ہین اور مستودع انکا کرامات ہین- اور ارواح کا مستقر
معرفت ہین جو تجلی صفات سے ظاہر ہوے ہین اور مستودع انکا انوار توحید ہین جو تجلی ذات پاک سے ظاہر ہوے- ابن عطا
نے کہا کہ تمام اہل معرفت ایک ہی جہت و منزلت پر پیدا ہوئے ہین جنہین مستقر اور مستودع ہین پس مستقر تو حال معرفت ہی کشوف
ہی اور مکشوف حال معرفت مین مستقر علیہ ہی قال المترجم معنی اس کلام کے یہ ہین کہ اہل معرفت کو اللہ تعالیٰ نے ایک جہت
پر پیدا کیا یعنی جو راہ معرفت اور حاصل معرفت ہی اہل عرفان کو اپنی اپنی منزلت و استعداد مقادیر انہی کے موافق ایک ہی جہت پر
ہمیشہ عطا ہوتی ہی پھر تمام امور معرفت جو کسی فرد عارف کے واسطے مقدر ہین وہ دو قسم کے ہو جاتے ہین اس جہت سے کہ جب
اسکو عرفان حاصل ہونا شروع ہوا تو جو مستقر ہے اسکی معرفت جب اس عارف کو عطا کرنی منظور ہوئی تو وہ کشف ہو تا گیا پس
وہ مکشوف عنہ ہوا یہان تک کہ اسکا عرفان کامل اسکو حاصل ہو لیا تب وہ اسمین مستودع ہو گیا اور یہی مستودع بحال معرفت اسکے
اندر مستقر تھا- ہکذا الفہم واللہ اعلم- اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مستقر اسکی طاعت و عبادت کے واسطے مقام ایمان ہی
کے اور مستودع اسی کے واسطے بعد موت کے اوس سے زائل ہی- واسطی رحمہ نے فرمایا کہ مستقر انوار ذات تا ابد ہی اور مستودع اسکی
طرف عود نہ کریگا جبکہ اس سے جدا ہو چکا ہو- محمد بن علیسی ہاشمی نے کہا کہ برابر وہ اپنی مخلوق کا عالم ہی جیسا کہ چاہا ویسا کیا جو
کلام مین مستقر ہوا اسکو لوح محفوظ مین رکھا پھر لوح کو مقادیر مین ودیعت رکھا جو اسمین مستقر ہوا پھر اسی طرح ایک حالت سے
دوسری حالت مین ہوتا رہا یہان تک کہ اسکو درجہ شقاوت یا سعادت پہونچا پس یہی مستقر و مستودع ہی

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ
اور ٹھہراتے ہین شریک اللہ کے جن اور اُسنے اُنکو بنایا اور تراشتے ہین اُسکے واسطے بیٹے اور بیٹیان بے سمجھے
وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ ع
اور بہت دور ہے ان باتون سے جو بتاتے ہین نئی طرح بنانے والا آسمان و زمین کا اُسکو کہان سے
وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ
اور اسکو کوئی عورت نہین اور اسی نے بنائی ہر چیز اور وہ
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ اور مشرکون نے اللہ تعالیٰ کے واسطے جنات ہاشمی ...

[illegible] کے ساتھ [illegible] قدرت کے نمونہ عجیب وغریب اوپر مذکور ہوئے ہین اپنی جہالت وضلالت سو شریک
[illegible] پس [illegible] اور مشرکین فاعل ہین اور نام پاک بمنزلہ مفعول دوم کے ہی اور شرکاء مفعول اول ہی اور
[illegible] بدل ہی [illegible] اللہ تعالے کے ساتھ شرکاء بنائے اور وہ جن ہین - اگر کہا جاوے کہ وہ لوگ تو جنون کو نہین
بتون کو پوجتے [illegible] تو جواب یہ ہی کہ جنون کی ہی اطاعت کی تھی کہ شیطان نے انکو بتون کی عبادت کا حکم دیا پس انھون نے
[illegible] شریک [illegible] حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ صریح مروی ہی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان یدعون من دونہ الا اناثا وان
[illegible] الا شیطانا مریدا لعنہ اللہ - وقال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ولاضلنھم ولامنینھم ولآمرنھم الآیہ - حاصل آنکہ
[illegible] نے عبادت کے استحقاق مین جنون کے کہنے سے بتون وغیرہ کو اللہ تعالے کا شریک بنایا وَخَلَقَهُمْ لے والحال انہ
[illegible] بکیونکر شرکاء - حال یہ کہ اوتعالے نے جنون کو پیدا کیا پھر کیونکر اسکے شریک ہو سکتے ہین - مشرکون نے بتون کی
عبادت کی اور جنون کے حکم کی پابندی کی اور یہ بھی شرک ہی چنانچہ قولہ تعالے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ
کی تفسیر مین ثابت ہوا کہ عالمون ودرویشون کا قول جو کچھ وہ خلاف وباطل کہتے اُسکو انکے قول کی حیثیت سے مان لیتے تھے پس یہی انکا
[illegible] بنانا تھا ایسے ہی جنون کی عبادت کرنے مین مشرکون نے جنون کا قول مانکر انکو شرکاء ٹھہرایا اور جملہ حالیہ سے نکلا کہ بت بھی مخلوق
الٰہی ہین اگرچہ مشرکون نے اپنے ہاتھ سے گڑھے ہون اور کسی مخلوق کا حکم اسکا قول لیکر نہ ماننا چاہیے جیسے مشرکون نے جنون کا قول
مان لیا بلکہ حکم فقط اللہ تعالے کا ہی اور عالم ودرویش اگر اوتعالے کا حکم بتاوے تو مان لینا لازم ہی - لیکن اگر اسکو معلوم ہو جاوے
کہ یہ اللہ تعالے کا حکم موافق قرآن یا حدیث کے نہین ہی تو فوراً ترک کر دے - بالجملہ مشرکون کی گمراہی بیان فرمائی کہ انھون نے جنون
کا حکم مان لیا جنون کی عبادت مین اور شریک بنایا - وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ اکثرون کی قراءۃ مین خرقوا
بتخفیف راء مہملہ ہی اور معنی اسکے تراش لیا ان لوگون نے - چونکہ کثرت سے ایسا واقعہ کیا تھا بایں معنی ایک قراءۃ نافع رح مین
خرقوا بتشدید راء مہملہ ہی یعنی کثرت سے ان کافرون نے تراشا وگڑھ لیا حضرت پاک پروردگار کے واسطے بیٹے وبیٹیان بدون علم
کے چنانچہ بعض نے کہا کہ عزیر بیٹا تھا اللہ تعالے کا اور بعض نے کہا کہ مسیح ع بیٹا تھا اور بت پرستون نے کہا کہ ملائکہ بیٹیان ہین -
[illegible] اور مشرکون نے اسکے بے بلا جانے ہوے بیٹے وبیٹیان تراشین - سُبْحَانَهُ پاکی ہی اس پروردگار کے واسطے - وَتَعَالَىٰ
عَمَّا يَصِفُونَ اور برتر ہی اس بات سے جو یہ مردود بیان کرتے ہین کہ اسکی اولاد ہی - بلکہ وہ ہر عیب ونقص سے پاک ہی وہ
بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ہی یعنی بدون کسی نمونہ کے ان چیزون کو پیدا کرنے والا ہی - اس سے ان کافرون کا وہم دور کیا
کہ جن اوہام سے ان لوگون نے فرزند کو خیال کیا وہ جہالت ہی اس بات سے کہ اوتعالی ہر چیز پر قادر ہی جو چاہے جیسے چاہے
[illegible] چنانچہ آسمان وزمین کی خلقت کو جو عجیب قدرت سے ایجاد فرمائے ہین غور سے نہین دیکھتے تاکہ اس وہم مین خوار وبرباد
[illegible] ایسے پاک خالق قادر مطلق ذو الجلال والاکرام کی شان سے فرزند وغیرہ نقصان واحتیاج کی باتین کہان ہو سکتی ہین محال
[illegible] أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُن لَّهُ صَاحِبَةٌ - کیف یکون لہ ولد ولم تکن لہ زوجۃ یعنی کیونکر اسکے فرزند ہوگا حالانکہ اسکے زوجہ
[illegible] کافرون کو ارشاد ہی کہ بدون باپ کے مثلاً عیسیٰ کی پیدائش مین تو بیٹا سمجھے اور اللہ تعالے عز وجل کی قدرت کو بھول
کے بیٹا ہوسکے [illegible] نہین سمجھتے - پھر سخت کفر یہ ہی کہ بعضے کافر مریم رضی اللہ عنہا کو زوجہ کہتے ہین حالانکہ وہ

ایک نیک بندی مخلوق مانند اور عورتون کے اللہ تعالے کی لونڈی تھی جو اپنے تعالے کی [illegible]
محتاجی کی حالت مین اللہ تعالی کی عبادت کرتی پھری اور اپنے بیٹے حضرت عیسیٰ پر ایمان لائی [illegible]
وامه صدیقة کانا یاکلان الطعام الآیة - پس اوتعالی پاک اسی سے ہی کہ [illegible]
لے ہر چیز کو پیدا کیا اسکی شان پاک یہ ہی کہ مخلوقات کو ایجاد فرمایا - وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ [illegible]
اسپر کچھ پوشیدہ نہین ہی - قال البیضاوی وغیرہ اس آیت مین کئی طرح سے فرزند کی نفی [illegible]
سبع سموات وارض ہی اور یہ تمام اجسام عظیمہ اسی جنس کے ہین جس جنس کا فرزند [illegible]
ایسے اجسام اسی جنس کی مخلوق ہین اور ولادت سے بری ہین کیونکہ برابر اسی طرح چلے آتے ہین [illegible]
بہ نسبت اولی ہی کہ اس نقص سے بری ہو اور نیز ان اجسام کا اختراع کرنے والا جسم ہوگا کہ [illegible]
اسکی جنس سے ہوگا اور اسکا نظیر ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نظیر نہین ہی - دوم آنکہ فرزند [illegible]
پیدا ہو حالانکہ اوتعالی جل جلالہ مجانست سے پاک ہی - سوم آنکہ اوتعالی کا کوئی کفو نہین [illegible]
اوتعالے کا فرزند کفو ممکن نہین ہی دو وجہ سے ایک یہ کہ ہر چیز جو سوا اللہ تعالے کے [illegible]
ہو سکتی ہی اور دوسری وجہ یہ کہ اوتعالے اپنی ذات سے تمام معلومات کا عالم ہی [illegible]
چہارم آنکہ باپ کو فرزند کی طرف احتیاج ہوتی ہی اور اللہ تعالے نے ہر چیز کو پیدا کیا [illegible]
پاک بے پرواہ ہی ف - فی العرائس قولہ تعالے بدیع السموات والارض یعنی بقدرت [illegible]
جسمین ذرہ برابر بھی تفاوت نہین ہی پس کوئی چیز اوتعالے سے مشابہت نہین رکھتی [illegible]
پیدا کیا اور بعض کو اپنے بندون کی معاش وزندگانی کردیا - بعض نے کہا کہ وہی [illegible]
سے جو مخلوق ہین جمال و کمال مین فوق ہی قال المترجم [illegible]

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ
یہ اللہ ہی رب تمہارا اسکے سوا کسی کو بندگی نہین بنانے والا ہی ہر چیز کا سو اسکی بندگی کرو اور وہ ہر
شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ
چیز کا حوالہ ہی اسکو نہین پا سکتی آنکھین اور وہ پا سکتا ہی آنکھون کو اور وہی [illegible]

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ یعنی یہی پاک قدرت والا اللہ تمہارا رب ہی - [illegible]
کہ مشرکون وکافرون نے اور چیزون کو مخلوقات مین سے مانند بت وغیرہ کے معبود بنایا تو [illegible]
سے خارج لوگون نے کفر کیا اور شرک کیا اور مخلوق ناچیز کو معبود بنایا اور انکی عبادت کی [illegible]
نہین ہو سکتی ہین کیونکہ الہ کے معنی واجب الوجود قدیم ازلی ابدی خالق رازق [illegible]
کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہین اور اسکو کوئی مخلوق اسطرح نہین جان سکتا کہ احاطہ کرلے [illegible]
کی پیدائش مین ظاہر و باہر ہو پس ایسا پاک پروردگار [illegible] اللہ تعالے [illegible]

[illegible] عبادت کا حق ہو اور کوئی بھی معبود ہونے کی لیاقت نہیں رکھتا پس جب کا فروں مشرکوں [illegible]
[illegible] ہے پڑا ظلم اپنی جانوں پر کیا۔ پس اوتعالے عزوجل نے اگر دائمی عذاب دوزخ
[illegible] معبود فقط خالق ہو۔ وہو خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ اور وہی پاک پروردگار ہر چیز کا خالق ہو۔ پس
[illegible] پاک پروردگار کے حکم کو مانو۔ فَاعْبُدُوهُ وحدہ۔ یعنی اسی کی توحید کو یقین مانو اور
[illegible] عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ اي حفيظ۔ یعنی وہی ہر چیز پر وکیل یعنی حافظ ہو۔ سب اسی کے رزق سے رزق
[illegible] ہیں اسی کے علم میں ہر ایک کا احاطہ ہو خود فرمایا۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ
[illegible] اسکو ابصار یعنی جملہ ابصار اسکو ادراک نہیں کرتی ہیں۔ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ اور وہ تمام ابصار
[illegible] وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ اور وہ لطف ومہربانی والا خوب خبردار ہو پس باوجود نافرمانی وشرک وکفر
[illegible] جنکو وہ خوب جانتا ہو اور اس سے خبردار ہو یہ صرف اسکا لطف ہو کہ انکو ایک وقت تک نہیں میٹ دیتا ہو
[illegible] ظلم ہوتا ہو تو موذی ظالموں پر عذاب نازل ہوتا ہو۔ واضح ہو کہ اقوام مبتدعہ یعنی خارجی ورفضی
[illegible] ناقص پر فساد برپا کیا کہ اللہ تعالی کا دیدار محال ہو کیونکہ اوتعالے فرماتا ہو لا تدرکہ الابصار
[illegible] اسکو ذکر دیا اور کہا کہ اس سے محال ہونا ثابت نہیں ہوتا اور یہی صحیح وحق ہو اور جماعت صحابہ وتابعین
[illegible] کے برخلاف ان مبتدعین نے یہ اعتقاد نکالا کہ دیدار الٰہی مطلقاً محال ہو اور کلام اسمین تفصیل کے ساتھ
[illegible] یہان صرف مختصر طور پر ان بدعتیوں کا رد یہ کافی ہو کہ قولہ لا تدرکہ جملہ نافیہ ہو اور نفی ومحال مین فرق ظاہر ہو
[illegible] نگاہ نہیں ٹھہرتی تو اس نفی سے کیا محال ہونا ثابت ہوا کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنا محال ہو کیونکہ محال تو
[illegible] نفی کے واسطے ثابت ضرور نہیں چنانچہ اگر زید کے پاس آج کپڑا نہیں تو روا ہو کہ کل کو ہو جاوے اسی طرح اگر
[illegible] نہیں دیکھتی ہیں تو جائز ہو کہ قیامت میں دیکھیں اور ضرور ایسا واقع ہوگا اللہ تعالے کے فضل ورحمت سے
[illegible] آنکھ لا تدرکہ سے ادراک کے نفی ہو اور رویت کی نفی نہیں اور دونوں مین فرق یہ کہ ادراک ایسا
[illegible] مطلقاً دیکھنا خواہ احاطہ ہو یا نہو اور ادراک کسی چیز کی کنہ وحقیقت پر واقف ہونا اور اسکو احاطہ
[illegible] ادراک واحاطہ کے ممکن ہو بلکہ واقع ہو کما فی قولہ تعالے قال اصحاب موسی انا لمدرکون
[illegible] اسرائیل سے تیز روانہ ہو کر سمندر کے کنارے پہونچے اور فرعون نے مع لشکر پیچھا کیا اور قریب
[illegible] نے کہا کہ ہم ادراک کر لیے جاوینگے تو موسیٰ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ پس قوم فرعون نے ان لوگوں کو
[illegible] دیکھنا ثابت ہونے کے ادراک کی نفی کی پس جائز ہو کہ اوتعالی کا دیدار ہو بدون احاطہ
[illegible] سے احاطہ کی نفی کی حالانکہ اللہ تعالی پر اعتقاد وعلم مومنون کو موجود ہو کما فی صحیح مسلم لا احصی
[illegible] الٰہی کی نفی کی حالانکہ بدون احاطہ کے ثنا موجود ہو۔ قال سعید بن المسیب قولہ لا تدرکہ الابصار
[illegible] احاطہ کرنے سے عاجز ہیں۔ قال ابن عباس کسی کی بینائی حضرت
[illegible] اوتعالے نے لا تدرکہ الابصار فرمایا ہو تو کہا کہ ارے کیا تو آسمان کو

نہین دیکھتا۔ اسنے کہاکہ ہان تو فرمایا کہ کیا تو پورے آسمان کو اپنی نگاہ سے گھیر لیتا ہی۔ یعنی اگر [illegible]
آنکہ ہم نے مان لیا کہ ادراک بمعنی رویت ہی یہان مستعمل ہوا ہی تو بھی بدعتیون کا قول نہین بنتا ہی [illegible]
کے نزدیک بھی جمیع البصار مراد ہین پس سلب داخل ہوا موجبہ کلیہ پر ای لا یدرکہ کل بصر۔ اور رفع [illegible]
ایجاب کلی کے رفع سے یہ لازم نہین کہ ایجاب جزئی صادق نہو مثلاً کل انسان عالم نہین ہین۔ اسکے منافی [illegible]
اسی طرح ہم نہین کہتے کہ قیامت مین سب ابصار کو دیدار ہوگا بلکہ بعض کو ہوگا اور وہ مومنین ہین اور کافرون [illegible]
عن ربھم یومئذ لمحجوبون۔ یعنی قیامت کے روز کافر لوگ اپنے پروردگار سے حجاب مین محروم رہینگے۔ امام مالک [illegible]
ثابت ہوا کہ مومنین محجوب نہونگے بلکہ دیدار سے انکو کرامت ملیگی۔ وجہ چہارم۔ نفی ادراک سے نور ذات عظمت وجلال [illegible]
عکرمہ نے روایت کی کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ محمد صلعم نے اپنے پروردگار تبارک وتعالی کو دیکھا تو مین نے کہا کیا [illegible]
یون فرمایا کہ لا تدرکہ الابصار الآیۃ تو فرمایا کہ ارے تیری مان مرے یہ تو وہ نور ہی جو اسکا نور ہی جب اپنے نور سے تجلی فرماوے [illegible]
ہستی نہ رہے۔ رواہ ابن مردویہ والحاکم وصححہ اور حدیث ابو موسی اشعری مین جو بخاری ومسلم نے روایت کی کہ آنحضرت صلعم کے [illegible]
خود موجود ہی کہ حجابہ النور لوکشفہ لاحرقت سبحات وجھہ ما انتھی الیہ بصرہ من خلقہ۔ اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ اگلی بعض کتابون [illegible]
کہ موسیٰ نے جب دیدار کا سوال کیا تو حکم ہوا کہ اے موسی کوئی زندہ مجھے نہین دیکھ سکتا مگر آنکہ مرجائیگا اور کوئی تر و تازہ نہ دیکھیگا [illegible]
آنکہ خشک ہوجائیگا تا آخر کلمات۔ مترجم کہتا ہی کہ لالکائی ہبۃ اللہ المحدث نے اسکو کتاب السنۃ مین بطور انکے روایت کیا [illegible]
یہ سوال موسیٰ خود دلیل اہل سنت ہی چنانچہ اسکی تفسیر مین انشاء اللہ تعالے مذکور ہوگا۔ اور خود ابن عباس رض وایک جماعت سے [illegible]
آنحضرت صلعم کا دیکھنا ثابت ہوا اور سورہ نجم کے اوائل مین انشاء اللہ تعالے مذکور ہوگا۔ عائشہ رض سے اسکے خلاف ثابت ہوا چنانچہ [illegible]
مسروق رح نے حضرت ام المومنین سے روایت کی کہ جسنے زعم کیا کہ محمد صلعم نے پروردگار کو دیکھ لیا وہ جھوٹا ہوا کیونکہ اوتعالی فرماتا [illegible]
لا تدرکہ الابصار الآیۃ۔ رواہ ابن ابی حاتم وقد روی عنھا من غیر وجہ فی الصحیح پس عائشہ رض کے کلام سے دنیا مین دیدار کی نفی نکلی [illegible]
ہی۔ قال اسمعیل بن علیہ وغیرہ فی قولہ لا تدرکہ الابصار۔ یہ دنیا مین ہی اور رہا آخرت مین مومنین اپنے پروردگار کو دیکھینگے۔ قال الرازی [illegible]
فی التفسیر الکبیر قول ام المومنین رضی اللہ عنھا فقط اجتہاد سے تھا اور مجتہد سے کبھی خطا ہو جاتی ہی اور یہ نہین دیکھتے کہ جماعت صحابہ [illegible]
مانند ابن عباس رض وغیرہ کے اُنسے برخلاف ہوئے جیساکہ اوپر گذرا۔ مترجم کہتا ہی کہ قول ام المومنین رض سے یہ ثابت ہی نہین کہ [illegible]
آخرت مین دیدار نہوگا اور دیدار محال ہی بلکہ وہ تو دیدار آخرت کے قائل تھین صرف دیدار یعنی جلال وعظمت الٰہی کے دیکھنے [illegible]
پر اوتعالے عزوجل ہی انکار کرتی تھین۔ قال الحافظ ابن کثیر رح دیدار جلال وعظمت وکبریا حضرت الٰہی تعالی شانہ [illegible]
البصار ادراک نہین کرسکتی اسی واسطے ام المومنین عائشہ رض مومنون کے حق مین آخرت کا دیدار ثابت کرتی تھین اور [illegible]
کرتی تھین قال المترجم بیہقی کی روایت صحیح مین اوتعالے عزوجل کے دیدار جنت مین ملنے کے بیان مین [illegible]
فی جنۃ عدن۔ یعنی اس پاک پروردگار کی وجہ پاک پر رداء کبریائی ہوگی جنت عدن مین۔ قال [illegible]
عدن کی آنکھون پر جلال وعظمت الٰہی طاری ہوگا جس سے کسی کو بدون اسکی شان دیدار کے [illegible]
کہ وجوہ یومئذ ناضرۃ (ای نیرۃ اللہ تعا) الی ربھا ناظرۃ۔ قیامت کے روز بعضے چہرے لہلہاتے [illegible]

[illegible] یدرکہ الابصار عام ہے جس سے دیدار قیامت خاص ہوا اور دونون مین تعارض نہین ہے تاکہ
[illegible] استحالہ پر دلیل عقلی لاتے ہین وہ انشاء اللہ تعالے قصۂ موسی مین ذکر کرکے رد کردیجائیگی
[illegible] کی دلیل ہے اسکی تقریر مذکور ہوگی اور سوائے ان آیات کے احادیث صحاح و آثار
[illegible] امت کے بے شمار ہین جیسے بتواتر قطعی ثابت ہوا کہ سلف امت کے درمیان یہ اعتقاد ضروری
[illegible] مین ایک اچھا ٹکڑا ان آثار و احادیث کا ذکر کیا ہے اور یہان تفسیر مین اس حدیث صحیح بخاری
[illegible] فرمایا کہ تم عنقریب یعنی قیامت مین اپنے پروردگار کو دیکھوگے جیسے تم چودھوین رات مین چاند کو
[illegible] بدون حجاب و شک کے اللہم ادخلنا برحمتک فی عبادک الصالحین آمین - اور آئندہ انشاء اللہ تعالے
[illegible] اسکے مناسبات سے باستدلال قطعی ثابت کیا جائیگا ومن اللہ تعالی التوفیق ف — فی العرائس
[illegible] جب اللہ تعالے نے اپنی ذات پاک کو تمام اشیاء کی پیدائش پر قادر ہونے سے موصوف فرمایا اور اظہار
[illegible] بیچون بیچگونی اور حدوث کی علت سے اپنی ذات کا پاک ہونا اپیر ثابت فرمایا اور اپنی تنزیہ اور تقدیس اظہار
[illegible] کا واحد و فرد ہونا اور تمام شرک و ضد وغیرہ کو محال بتلایا تو وحدانیت ازلی اور جلال قدیم سے وصف فرمایا اور
[illegible] عبادت مین عبودیت انا لازم کیا بقولہ فاعبدوہ - یعنی ایسے پاک پروردگار ہی کی عبادت کرو جو واحد فرد جامع جمیع صفات
[illegible] کیونکہ تمام جہان اور جو کچھ اسمین ہے سب اسکی عظمت و جلال کے حضور مین خضوع مین پڑے
[illegible] کی مجال نہین ہے سب ہی اسکے قبضہ قدرت مین ہین کوئی کسی کو نفع نہین دے سکتا اور کوئی
[illegible] ارادہ و مشیت ازلی مقدر ہوا ہے یہی فرمایا وہو علی کل شئ وکیل - یعنی اسی پاک پروردگار
[illegible] اگرچہ وہ حیرا اسکو نہ سمجھے - قال الاستاد رح پہلے بندون کو اپنی آیات سے پہچوایا پس جو نہین سمجھے
[illegible] اور جو سمجھے انکو نور عرفان زیادہ ہوا پھر اپنی صفات صرف سے پہچوایا اسمین بھی کافرون پر اندھیر
[illegible] بڑھا پھر اپنی ذات پاک سے مکاشفہ فرمایا کہ منکر و کافر تو جہنم مین دھنس گئے اور اہل عرفان
[illegible] باقی ہوگئے پس قولہ لا الہ الا ہو - تو انبیاء علیہم السلام و بزرگون کی معرفت کا مقام ہے اور قولہ خالق کل شئ
[illegible] بعد اپنی پاک ذات کا وصف فرمایا بایں طور کہ حدوث و مخلوقات کی آنکھین اسکی جانب کو احاطہ کرنے سے
[illegible] ذات و صفات قدیمہ کے درک کرنے اور اسکی درگاہ کبریائی مین آنکھ اٹھانے سے مجبور و معذور ہین اسکی قدرت
[illegible] قال تعالے لا تدرکہ الابصار و ہو یدرک الابصار - کسی بصر کو اسکے ادراک کی مجال نہین اور ہر بندہ
[illegible] پاویگا جب اسکے جلال سے بینائی حاصل کریگا اور ظاہر ہے کہ حوادث کو کیا مجال ہے کہ اسکی عظمت ظاہر
[illegible] نہین بلکہ از خود فانی ہو کر اسکے جلال و نور سے آنکھین پاکر اسکو چودھوین رات کے چاند کی طرح
[illegible] تعالی [illegible] صفت سے مخلوقات کے ذرہ ذرہ کو دیکھتا ہے پس مخلوقات اہل ایمان و خلوص و توحید اسکو
[illegible] اپنے انوار صفات سے لباس عطا فرماویگا پس قوت صفات کے انوار سے اور لقا
[illegible] حدوث سے دیکھے کیونکہ حوادث کو اسکی ذات عظمت و کبریائی مین ہستی کی تاب و طاقت نہین ہے

Marfat.com

ہاں اوتعالے اپنی تمام مخلوق کے ذرہ ذرہ کو اپنے علم و قدرت سے محیط ہو اونکے وجود و عدم کو [illegible]
لطف جمال سے ہو کہ عشق کے ساتھ قلوب اسکی وجہ ذوالجلال کی طرف کھینچتے ہین اور وجود و عاجز ہوتے [illegible]
تمام ارواح اسکی دریاے محبت مین غرق ہو گئین اور اسرار فنا ہوے اور عقلین اسکی علوم مین [illegible]
نے فرمایا کہ قولہ لاتدرکہ الابصار - اوتعالے قلوب سے بھی محجوب ہو جیسا کہ ابصار سے محجوب ہو اور اگر [illegible]
آنکھین دونون برابر ہین - بعض نے کہا کہ اوتعالے ابصار پر تجلی کرنے کے ساتھ انپر مطلع ہوتا ہو اور [illegible]
مین خود رسائی ہو حسین رح نے کہا کہ لطیف از کنہ ہو پھر کہان اسکا وصف - اسکے لطف سے ہو کہ یاد فرمایا بندہ کو [illegible]
آسمان بنی اور زمین گسترده تھی قبل خلقت وقت و اظہار دوجہان کے یعنی تمام موجودات کے پس یہ معنی لطیف کے [illegible]
فی الاصل ہکذا قال الحسین فی قولہ اللطیف قال لطف عن الکنہ فانّٰی لہ الوصف ومن لطفہ ذکرہ لعبدہ فی الاعوذ الخالیہ [illegible]
والارض مدحیۃ قبل سبق الوقت واظہار الکونین وما فیہما فہذا معنی لطیف انتہی ما فی النسخۃ والمترجم [illegible]
کہا کہ لطیف وہ ہو کہ کسی کو نہ چھوڑا کہ اسکے نام کی ماہیت پر واقف ہو پھر اسکے وصف کی دریافت کہان ممکن ہو [illegible]
کہا کہ قولہ لاتدرکہ الابصار - کوئی فہم اسکو نہین پاتی اور وہ ہر شئی کو علم سے محیط ہو - ابو سعید خدری رح نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
روایت کی کہ آپ نے قولہ لاتدرکہ الابصار کی تفسیر مین کہا کہ اگر بالفرض تمام جن و انسان و ملائکہ جب سے پیدا ہوے اور اس وقت
تک کہ فنا ہوے سب کے سب ایک صف باندھین تو کبھی اللہ تعالے کا احاطہ نہین کر سکتے ہین قال المترجم [illegible]
نے من طریق بشر بن عمارہ عن ابی روق عن عطیۃ العوفی عن ابی سعید رضی اللہ عنہ روایت کیا ہو اور عطیۃ العوفی ضعیف [illegible]
ایسے بعض دیگر پس یہ اسناد ضعیف ہو اور شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ صحاح ستہ والے محدثین مین سے کسی نے [illegible]
اور سوائے اس اسناد مذکور کے اور کسی سند سے مروی نہین ہوئی پس غریب ہو واللہ اعلم - جنید رح نے فرمایا کہ لطیف [illegible]
تیرے قلب کو منور کیا اور غذا سے تیرے جسم کو تربیت کی اور بلا و محنت مین تجھے ولی کیا اور آگ مین ہوا تو تیری [illegible]
مین تجھے داخل فرماویگا - بعض نے کہا کہ لطیف وہ ہو کہ تو نے دعا کی تو قبول فرمایا اور اسکی درگاہ کا قصد کیا تو [illegible]
اسکی محبت کی تو نزدیک کر لیا اور اسکی اطاعت کی تو تجھے کفایت کی اور اگر تو نے اعراض کیا تو تجھے دعوت فرمائی [illegible]
بلایا اور اگر تو اسکی طرف متوجہ ہوا تو تجھے ہدایت دیدی قال المترجم یہ قول و جنید رح کا قول [illegible]
ہین - فافہم

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ [illegible]

تمکو پہونچ چکین سوجھ کی باتین تمہارے رب سے پھر جو سوجھا [illegible]

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا [illegible]

اور مین نہین تم پر نگہبان اور یون پھیر پھیر سمجھاتے ہین آیتین [illegible]

وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

[illegible] تا واضح کرین

Marfat.com

[illegible] ان [illegible] سے اے محمد صلعم - قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ بصائر جمع بصیرۃ
[illegible] دلالت و برہان واضح ہو - فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ اے فمن ابصرہا و آمن فانما البصر لنفسہ
[illegible] الناس - یعنی جسنے ان حجتون کو ابصار کیا اور ایمان لے آیا اسنے اپنے نفس کے واسطے فائدہ اٹھایا اسکے
[illegible] فائدہ نہین کیونکہ ایمان لانے سے جنت کا ثواب اور دوزخ سے نجات پانا اسی مومن کے لیے ہی - اور
[illegible] بصیرت مین داخل ہوا جیسے اصبح بمعنی صبح مین داخل ہوا - حاصل آنکہ جسنے ان بصائر سے بصیرت حاصل کی تو اپنی
[illegible] واسطے حاصل کی - کما فی قولہ لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی بینۃ - یعنی اوتعالے عز وجل نے مخلوقات کو پیدا کرکے انکے لیے
[illegible] آیات قائم کردیے ہین تاکہ ہلاک ہونے والا انسے اندھا ہو کر نہ مانے اور ہلاک ہو کر دوزخ مین جاوے اور زندہ ہونے والا
[illegible] حاصل کرکے جنت مین دائمی زندگی پاوے - اسی طرح یہان فرمایا - فمن ابصر فلنفسہ - وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا
عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ اور جو اندھا ہوا اوران بصائر مین داخل نہوا تو اسکا وبال اسی شخص پر ہی کیونکہ دائمی عذاب دوزخ مین رہیگا اور مین تم
[illegible] نہین ہون - یعنی آنحضرت فقط ابلاغ رسالت کے واسطے تھے جب آپ نے رسالت الٰہی کو تمام وکمال پہونچا دیا تو اگر کوئی کافر رہے
اور نہ مانے آپ سے اسکی باز پرس نہین ہی وَكَذٰلِكَ اے کما بینا ما ذکر کذلک - نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ نبین الآیات
لیعتبروا - جیسے ہمنے بصائر مذکورہ کو بیان کیا اسی طرح ہم آیات کو صاف صاف ظاہر کرتے ہین تاکہ عبرت و پند حاصل کرین تاکہ اپنی
حجت قائم ہو - وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ عطف ہی لیعتبروا المقدر پر - قال المفسر اے ذاکرت اہل الکتاب وفی قراءۃ درست
اے قرأت وتعلمت کتب الماضین وجئت بھذا منہا - یعنی دارست بمعنی ذاکرت ہی یعنی تو نے اہل کتاب سے ملکر باہم مذاکرہ کیا
ایک دوسرے سے اور یہ معلوم کرلیا ہی اور ایک قراءۃ مین درست ہی یعنی تو نے پڑھی اور سیکھی ہین اگلون کی کتابین اور یہ باتین
انکی کتابون سے لایا ہو اور ابن عامر کی قراءۃ مین درست بسکون تاء فوقانیہ ہی از درس یعنی یہ باتین گذشتہ اور مٹی ہوئی ہین قال
الحافظ فی التفسیر فعلہ لیقولوا دارست ای ولیقول المشرکون والکافرون المکذبون دارست یا محمد من قبلک من اہل الکتاب وقارأتہم
وتعلمت منہم - یعنی تاکہ کہین مشرکین وکافرین کہ باہم ذکر کیا تو نے اے محمد اگلی کتابون والون یہود ونصاریٰ کے ساتھ اور باہم ایک دوسرے
سے پڑھا اور انسے تو نے یہ سیکھا ہو - یہی ابن عباس ومجاہد وسعید بن جبیر وغیرہ نے تفسیر کی اور طبرانی رح نے من طریق عمر بن کیسان از
حضرت ابن عباس روایت کی کہ دارست یعنی تو نے تلاوت کی مخاصمہ کیا مجادلہ کیا - قال الحافظ اور یہ بمانند قولہ تعالے وقال الذین
[illegible] ان ہذا الا افک افتراہ واعانہ علیہ قوم آخرون فقد جاءوا ظلما وزورا وقالوا اساطیر الاولین اکتتبہا الآیۃ - مترجم کہتا ہی کہ جن
[illegible] نفس ہو وہ ایسا ہی سمجھتے ہین کیونکہ بالکل صریح وہم وغلط تھا جو مشرکون نے باندھا تھا جب دیکھا کہ آنحضرت صلعم باوجود
[illegible] صحیح اخبار غیب بیان فرماتے ہین اوراب انکی صدق نبوت پر اقرار کرنا واجب ہوا تو یہ وہم پیدا کیا کہ در پردہ چھپے
[illegible] اہل کتاب سے سیکھ لیتے ہین حالانکہ یہ کیا بڑا جھوٹا وہم تھا کیونکہ اہل کتاب سب دشمن تھے اور کھلی ہوئی عداوت کرتے تھے
[illegible] ہوتا تو کھلا ہوا ظاہر ہو جاتا اور نیز جدید اخبار غیب وہ مذکور ہین جو خود اہل کتاب کو نہین معلوم تھے پس یہ کافرون کی جہالت
[illegible] قال الحافظ تیمی رحمہ اللہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ کہا درست یعنی تو نے پڑھا
[illegible] وغیرہ واحد اور حسن بصری رح نے پڑھا ولیقولوا درست بسکون تا یعنی پڑانی

Marfat.com

روگیا اور محو ہوگیا- قال المترجم اس زمانہ میں بھی بہت سے ...
کہ پرانی روشنی کہتے ہیں اور اپنے لیے نئی روشنی ثابت کرتے ہیں- اور ...
واللہ اعلم- ذکر الحافظ ابن الزبیر رح نے فرمایا کہ لڑکے دارست پڑھا کرتے ہیں اور ...
رضی اللہ عنہ ہے- اور قتادہ رح نے درست بفتح آخر پڑھا اور ابی بن کعب رض نے کہا کہ مجھے حضرت صلعم ...
مردویہ والحاکم وقال صحیح الاسناد- **وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ** یعنی بصائر ...
گمراہی زیادہ ہوگی اور مومنین کو ہدایت زیادہ ہوگی- قال ابن عباس قوم دانا سے مراد وہ لوگ ...
ہیں دلیل ہے کہ تصریف آیات ایک قوم کے واسطے ہدایت اور ایک قوم کے واسطے ضلالت ہے- فی العرائس ...
اپنے بندوں پر سنت واحسان رکھا ان بصائر آیات سے جلنے صفات ازلیت ظاہر ہوتے ہیں اور ...
ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالے قرآن میں اپنے بندوں کے واسطے تجلی ...
اللہ تعالے نے عارفین کی آنکھیں روشن کیں اور انہیں انوار صفات ہیں اور صفات ...
از کرم جناب باری تعالے ہے اسنے اپنی ذات کے واسطے راہ ہدایت پائی اور جسکو یہ استعداد نہیں ...
اندھا ہے لہذا قال ومن عمی فعلیہا- وبال اسی پر ہے- خواص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے بصائر ...
اس شخص کو جسکو اسنے بصیرت حاصل ہوئی اور کہ بصیرت یہ ہے کہ انسان کو ہدایت حاصل ہو- قولہ ...
نے کافروں ومشرکوں سے فہم خطاب پھیر کر اسکے حقائق ولطائف کو بندگان مومنین کے دلوں میں ...
خطاب کو حبیب ہی خوب سمجھتا ہے- یہ احسان الہی ہے کہ مطیع بندوں کو یہ فہم عطا فرمائی جس سے ...
کو ادراک کیا اور خطاب کے رموز کو پہچانا اسی واسطے جن لوگوں کو یہ صفت حاصل ہوئی انپر احسان ...
یعنے وہ فہم قدرت الہی رکھتے اور خطاب الہی کو سمجھتے ہیں اور یقین وایمان لاتے ہیں اور یہ قرآن مجید ...
خطاب ومراد نہیں سمجھتے ہیں- ابن عطاء رح نے فرمایا کہ قولہ تعالے لقوم یعلمون- ایسی قوم کے لیے ...
ہیں یعنے او تعالے عزوجل کی قدرت وقوت موہوبہ سے وقوف لیتے ہیں اور اسی کی تعلیم ...
پیش قدمی نہیں کرتے اور کسی کاہلی وسستی سے پیچھے نہیں ہیں ...

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ

تو چل اسی پر جو حکم آوے تجکو تیرے رب سے کسی کی بندگی نہیں سوائے اسکے اور ...

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ط وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ج وَمَآ اَنْتَ ...

اور اگر اللہ چاہتا تو شریک نکرتے اور تجکو ہمنے نہیں کیا انکا ...

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اسمیں آنحضرت صلعم کو اور بعد ...
حق وصحیح ہے عمل کریں- **لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ** یعنی جملہ الٰہی ہے وہی ...
نہوں- کما قال **وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ** مشرکوں کی طرف التفات ...

Marfat.com

[illegible] بصائر کو دیکھینگے اور بدون ہدایت الٰہی کیونکر بینائی پاوینگے۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوا
[illegible] حکمت سے یہ لوگ قابل ہدایت نہین پس اوتعالے کی مشیت مین یہ نہین ہر کہ شرک
[illegible] تو دلگیر مت ہو کہ ایسے صریح آیت پر کیون ایمان نہین لاتے اور کیون شرک مین قرار رہتے ہین
[illegible] حفیظا اور تو ان پر رقیب نہین کیا گیا کہ انکے اعمال کا نگہبان ہو اور انکے جرمون کی تجھسے باز پرس ہو
[illegible] بوکیل اور تو انکے منافع کا پرداخت کرنے والا نہین کہ جسمین انکی بہبودی ہر خواہ مخواہ انکو اسی طرف لیجاوے
[illegible] رسالت پہونچانا واجب ہر اگر آیات و بصائر سے ہدایت لیوین انکے حق مین بہتر ہر نہ لیوین خود خراب خوار ہون واضح
[illegible] عن المشرکین۔ کی تفسیر مین بعض نے کہا کہ اس سے فی الحال کے واسطے اعراض مراد ہر پس نسخ جاری نہوگا۔ مترجم
کہتا ہر کہ نسخ یہی ہر کہ حکم کسی مدت تک کے واسطے ہو پھر بعد اسکے نہوگا لہذا یہ توجیہ مہمل ہر بلکہ یون کہنا چاہیے کہ یہ حکم اعراض باین معنی
نہین کہ انکو رسالت کا ابلاغ مت کر کیونکہ بالیقین معلوم ہر کہ آپ پر ابلاغ واجب تھا بلکہ عدم التفات انکے اقوال کی طرف ہر باین معنی
کہ رسالت حقہ انمین تاثیر نہین کرتی اور کیون نہین کرتی ہر پس اس معنی کر اعراض مین نسخ نہین ہر اور نیز یہ امر منجملہ تدابیر ابلاغ
کے ہر حکم عملی شرعی دوامی نہین ہر پس از قبیل احکام محتملہ نسخ نہین ہر۔ بعض نے کہا کہ آیۃ السیف سے منسوخ ہر کما قال السیوطی
والاول اظہر واللہ اعلم۔ وفی قولہ ولو شاء اللہ ما اشرکوا۔ دلیل ہر کہ شرک مشرکون کا و کفر کافرون کا اوتعالے کی مشیت پر ہی
اگر اسکی مشیت مین ہوتا تو سب ہدایت پر ہو جاتے کما فسرہ ابن عباس اور یہین سے ظاہر ہوا کہ جو کچھ عالم مین ہر سب اوتعالی
کے احکام قضاء و قدر کے تحت مین مسخر و محکوم ہر ف فی العرائس قولہ اتبع ما اوحی الیک من ربک۔ پہلے جملہ اہل علم و ایمان کے
واسطے عموماً بیان کیا فی قولہ لقوم یعلمون۔ پھر انکے درمیان سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اسرار ربوبیت و لطائف صحبت
حقائق انبساط مقامات و حالات مین مخصوص فرمایا اور تمام مخلوق سے آنحضرت صلعم کو منفرد کیا اسوجہ سے کہ اورون کو ایسے اسرار
کے مطالعہ اور ایسی واردات کی برداشت کی طاقت نہین ہر کیونکہ تائید نبوت و رسالت فقط آپ ہی کو تھی لہذا اتبع ما اوحی الیک
مین خطاب فقط آپ ہی کو مخصوص کیا اسی واسطے درمیان آیت مین اپنی فردانیت و الوہیت کو بقولہ لا الہ الا ہو۔ اسی نے تجھپر
وسعت و قدرت سے تجلی فرمائی کیونکہ توہی مخلوق ہر اس استعداد کے ساتھ کہ تجلی و ظہور ازلیت کو برداشت کرے پس تیرے ساتھ
مین کسی غیر کو اس مقام مین قیام کی مجال نہین ہر۔ وقولہ واعرض عن المشرکین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی مین مقامات
متعدد تھے اول وحی خاص الخاص فقط آپ کو نہ کسی غیر کو اور یہ مقام سر السر درمیان و لولاک تو ہی یعنے کمال نزدیکی مین سر السر کا مرتبہ
ہو جیسا کہ قولہ تعالے فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ مین یہ وحی مخفی مذکور ہر۔ دوم وحی خاص جو آپ و دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ
مخصوص ہر جیسا کہ قولہ تعالے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین الآیۃ۔ مین مذکور ہر۔ سوم وحی عام جیسا کہ قولہ بلغ ما انزل
الیک من ربک الآیۃ۔ مین مذکور ہر۔ بعض مشائخ نے کہا کہ وحی تو ایک بعید بلا واسطہ ہر اور رسالت و انزال امر ظاہر بواسطہ ہر اسی واسطے
بلغ ما انزل الیک۔ اور وحی آپ کے واسطے امر اسراری تھا بقولہ تعالے فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ اور قولہ واتبع ما اوحی الیک
[illegible] اولیاء کے واسطے اشارہ یہ ہر کہ انکو وحی مین اور شیطانی وساوس مین فرق رکھنے کا ادب سکھلایا یعنی تم لوگ وحی کی آیات
[illegible] وسواس و خیالات مین سب چھوڑ دو اور اسکی اتباع کرو جو تمہارے دل پر پاکیزہ الہام خطاب سے آوے

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دع ما یریبک الی ما لا یریبک واستفت قلبک وان افتاک [illegible]
حدیث بروایت صحیحہ اوپر مذکور ہو چکے ہین حاصل آنکہ شک چھوڑکر بے شک کو اختیار [illegible]

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا [illegible]

اور تم لوگ برا نہ کہو جنکو وہ پکارتے ہین اللہ کے سوائے کہ وہ برا کہینگے اللہ کو [illegible]

زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا [illegible]

ہمنے بھلے دکھائے ہین ہر فرقہ کو اُنکے کام پھر اُنکو اپنے رب پاس پہونچنا ہے تب وہ جتا دیگا

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ صلہ مین یدعون کا فاعل مشرکین ہے اور ضمیر مفعول کی [illegible]
وہ محذوف ہے اور معنی یہ ہین کہ مت برا کہو ان چیزون کو جنکو پکارتے یعنی جنکی عبادت کرتے ہین مشرک لوگ اور وہ چیزین [illegible]
کے ہین۔ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ جس چیز سے نہی فرمائی اس چیز پر یہ نتیجہ مترتب ہے اگر اس چیز سے باز [illegible]
یعنی مشرکون کے معبودون کو برا کہوگے تو وہ لوگ ظلم و عدوان سے محض جہالت کی وجہ سے اللہ تعالے کو برا کہینگے حالانکہ انکو [illegible]
کا علم ومعرفت نہین ہے۔ حاصل آنکہ اوتعالے نے رسول اللہ صلعم و مومنون کو بتون وغیرہ مشرکون کے معبودون کو سخت زبانی کے ساتھ [illegible]
کرنے سے منع فرمایا کیونکہ بتون کی ہجو کرنے مین اگرچہ فائدہ مترتب ہے مثلاً باطل اعتقاد ان چیزون کی طرف سے اُٹھ جاوے لیکن اسکے
مقابلہ مین ایک فساد بڑھا ہوا بھی موجود ہے وہ یہ کہ مشرکین بھی اہل ایمان کے معبود برحق کو برا کہینگے۔ قال علی بن ابی طلحہ عن
ابن عباس۔ مشرکون نے کہا کہ اے محمد تم باز رہو اس سے کہ ہمارے معبودون کو برا کہو ورنہ ہم تمھارے معبود کی ہجو کرینگے پس
اللہ تعالے نے منع فرمایا۔ عبدالرزاق نے قتادہ رح سے روایت کی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا واقع ہوا تھا۔ اور ابن جریر و ابن
ابی حاتم نے سدی رحمہ اللہ سے سرداران قریش کا ابوطالب کے مرض مین جانا اور کہنا کہ منع کردو کہ تمھارا بھتیجا ہمارے معبودون کے
حق مین بدزبانی نہ کرے ورنہ ہم اسکے معبود کے حق مین بدزبانی کرینگے ایک قصہ روایت کیا ہے۔ قال الحافظ اسی قبیل سے [illegible]
وہ ہو حدیث صحیح مین آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ملعون ہے وہ شخص جسنے اپنے والدین کو گالی دے تو لوگون نے کہا کہ یا رسول [illegible]
آدمی اپنے والدین کو کیسے گالی دیگا فرمایا کہ دوسرے کے باپ کو گالی دیگا تو وہ اسکے باپ کو گالی دیگا اور دوسرے کی ماں کو گالی دیگا
تو وہ اسکی ماں کو گالی دیگا۔ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ یعنی جیسے ان مشرکون کے نزدیک ہمنے انکے ان کامون کو [illegible]
ایسی ہی ہر امت کے نزدیک اسکے افعال کو مزین کیا ہے۔ خواہ واقع مین اچھے ہون یا برے ہون وہ امت اسکو اچھا [illegible]
اسمین اوتعالے کی مشیت وحکمت بالغہ ہے بندہ کی مجال نہین کہ تمام حکمت الٰہی کو محیط ہو سکے جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ
مَرْجِعُهُمْ یعنی بعد چند روزہ زندگانی دنیاوی اور اسکی مہلت کے پھر آخرکار اوتعالے کی طرف انکا مرجع ہے فَيُنَبِّئُهُمْ [illegible]
يَعْمَلُونَ اسمین سخت تہدید ہے یعنے جو کرتے تھے وہ انکو بتلایا جائیگا ؎ اور بعض نے اسکو [illegible]
اور آگاہ کرنا بذریعہ نامۂ اعمال ہے پس اس آگاہ کرنے سے مقصود یہ کہ انکے نیک اعمال یا بد اعمال کی جزاء [illegible]
قولہ تعالے كذلك زينا لكل امة عملهم۔ اوتعالے نے عوام کو دنیاوی جاہ ومال وقتال مین مبتلا کیا [illegible]
پر نظر رکھنے مین مبتلا کیا پس جو شخص کہ خالص عبادت کرنے والا حق تعالے کا نہین ہے اسکو [illegible]

... خالص ... ہو اسکی آنکھ سے پردہ دور کر دیا کہ وہ ان چیزون کی کچھ قدر و منزلت نہین دیکھتا بلکہ احسان
... پر ہوا ہی اسکے شکریہ کے ادا ہونہونے سے شرم مین غرق ہی بلکہ ادا نہونے کو بھی نہین صرف احسان پر نظر رکھتا ہی
... عمل ... بیہودہ مین ... اپنے بد اعمال کو اچھا سمجھتے ہین - زاہدون کو انکے اعمال اچھے دکھلائے کہ اسمین زیادہ رغبت کرین - واسطی
... ہر عمل کرنے والے کو اسکے اعمال پسند ہونا جاری کر دیا پس ایسے لوگ درجہ محققین سے گر گئے اور کوئی نہین بچا سوا
بندہ ... جنکو اللہ تعالے نے نور مشاہدہ سے محفوظ فرمایا پس اسنے مشاہدہ کیا کہ توفیق ہوئی بلکہ حضرت عزوجل نے
احسان کیا تو مین نے ایسا کیا پس اپنے آپ کو الگ رکھا۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا
اور قسمین کہاتے ہین اللہ کی تاکید سے کہ اگر انکو ایک نشانی پہونچے البتہ اسکو مانین تو کہہ
الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ ۖ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَنُقَلِّبُ
نشانیان تو اللہ کے پاس ہین اور تم مسلمان کیا خبر رکھتے ہو کہ جب وہ آوینگے تو یہ نہ مانینگے اور ہم الٹ دینگے
أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي
انکے دل اور آنکھین جیسے منکر ہوئے ہین پہلی بار اور چھوڑ رکھینگے انکو
طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝
اپنے جوش مین بہکتے

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ اے غایۃ اجتہادہم فی الایمان - یعنی مشرکون نے اللہ تعالے کی قسم کھائی نہایت
اپنی کوشش سے قسم مین یعنی نہایت کوشش سے سخت و شدید قسمین کھائین اس بات پر کہ - لَئِن جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ
بِهَا - اگر کوئی ایسی آیت آجاویگی جسکو وہ اصرار اور ہٹ کرکے مانگتے ہین تو ضرور اسپر ایمان لاوینگے ... اپنے آپ کو ...
سمجھکر غرور کیا - قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ تو ان مشرکون سے کہدے کہ آیات تو اللہ تعالے ہی کے قبضہ قدرت مین ہین
اللہ تعالے مختار ہی جاہے بھیجے اور جاہے اپنی حکمت قدیم کے موافق نہ بھیجے اور ... ہین ... مناسب ...
وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ مفسر رحمہ اللہ نے انہا سے استینیاف بکسر آن لیا اور معنی یہ بیان کے
یشعرکم - اے ای شیئ یعلمکم بایمانہم اذا جاءت - کس نے تمکو آگاہ کیا انکے مومن ہو جانے پر جبکہ آیت انکی مانگی ہوئی آجاوے یعنی تم اس بات
سے ... ہو ... انہا اذا جاءت لا یومنون - اور علم الٰہی مین یہ بات سابق ہو چکی ہی کہ آیت مقترحہ آنے پر بھی یہ لوگ ایمان نہین لاوینگے
... اس تفسیر پر ماآیشعرکم کا خطاب مومنون کو ہی اور بعضے مسلمانون نے حرص کی تھی کہ کاش انکی مقترحہ آیت آجاتی کیونکہ
... مومن ہو جانے پر حلف کیا تھا جیسا کہ ابن جریر نے محمد بن کعب سے مرسلاً روایت کی کہ قریش نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ آپ
... بیان ... موسیٰ ... کے ساتھ ایک عصا تھا جس سے پتھر کو مارتے تو پانی روان ہوتا اور عیسیٰ مردون کو زندہ کرتے اور ثمود کا ناقہ
... آیت لاؤ کہ ہم ... تصدیق کرین - پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو تو کہنے لگے کہ یہ کوہ صفا خالص
... سونا ... کر ... بھی تصدیق کروگے تو کہنے لگے کہ واللہ ہم سب تمہارے تابع ہو جاوینگے تو آنحضرت صلعم نے

دعا کی پس جبریئل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اگر آپ چاہین تو کوہ صفا سونے کا ہو جاوے لیکن
اللہ تعالیٰ اُنپر عذاب نازل کریگا اور چاہیے تو چھوڑ دیجیے کہ جنکے حق مین توبہ مقدر ہی وہ توبہ کر لین
ہون کہ جنکے حق مین توبہ مقدر ہی وہ توبہ کرین - قال ابن کثیرؒ اس مرسل روایت کے ...
اذا جاءت بالفتح ان بھی پڑھا گیا اور لا یومنون بتاء خطاب یعنی لا تومنون پڑھا گیا ہی - اور ما یشعرکم ...
الحافظ - ابن کثیر رحمہ اللہ وما یشعرکم مین خطاب مشرکون کو کہا گیا اور یہی مجاہدؒ کا قول ہی گویا مشرکون ...
جا کہ تم ان قسمون مین سچے ہو - بنا برین قراءۃ انہا بالکسر ہی اور یہ مستقل خبر دی کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاوینگے اگرچہ
آوین بسبب اسکے کہ علم الٰہی مین انکا عدم ایمان مقدر ہو چکا ہی اور بعض نے لا تومنون بتاء خطاب پڑھا - پس ...
اور بعض نے کہا کہ خطاب مومنون کو ہی - یعنی اے مومنو تم سے کیونکر جانا کہ آیات مقترحہ آنے پر مشرکین ایمان لاوینگے
جائز ہی کہ انہا بالکسر ہو جیسے اول صورت مین مذکور ہوا اور جائز ہی کہ بالفتح ہو بنا برین کہ وہ یشعرکم کا معمول ہی اور دو صورت ...
ہونے کے قولہ لا یومنون - مین لاؔ زائدہ مانند صلہ کے ہوگا جیسے قولہ تعالیٰ ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک - اور جیسے قولہ تعالیٰ
حرام علی القریۃ التی اہلکناہا انہم لا یرجعون - اور معنی آنکہ کسنے تجھے روکا کہ تو سجدہ کر لیتا جبکہ مین نے تجھے حکم کیا تھا - اور دوسرے
مین معنی یہ کہ حرام ہی کہ وہ لوگ رجوع کرین - اور معنی اس آیت مین یہ ہونگے کہ اے مومنو تم کو کس چیز نے یقین دلادیا کہ آیت مقترحہ
آنے پر یہ لوگ ایمان لے آوینگے تاکہ تم حرص کرتے ہو - اور بعض نے کہا کہ انہا بمعنی لعلہا ہی - ابن جریر نے کہا کہ علماء نے ذکر کیا کہ
ابی بن کعب کی قراءۃ مین بجاے انہا کے لعلہا موجود ہی اور نیز عرب کے نثر و نظم سے اسپر بہت سے شواہد ذکر کیے مانند کہ ...
ائت السوق انک تشتری شیئا یعنی لعلک تشتری شیئا - بازار جا شاید تو کچھ خرید سے - اور یہی ابن جریرؒ نے اختیار کیا
اور کلام مجید مین ہی وما یدریک لعلہ یزکی - واضح ہو کہ زجاج و نحاس وغیرہ نے لاؔ زائدہ ہونے کو خطا و غلط قرار دیا اور ذکر کیا کہ کلام
عذف بلیغ ہی اے انہا اذا جاءت لا یومنون او یومنون - یعنی تمکو کس چیز نے آگاہ کیا کہ آیات آنے پر وہ نہ ایمان لاوینگے یا لاوینگے
ایک حذف ہوا - قال المترجم زیادت لاؔ غلط نہیں ہی اور قول حذف الضد مین تامل ہی اسواسطے کہ یہ تو معین ہی ...
آنے پر وہ ایمان لاوین یا نہ لاوین پس یہ تو بالضرورۃ معلوم ہی کہ امر ان دو حال سے خالی نہیں ہی اور اگر کسی ایک ...
انکار ہی تو مقتضاے مقام بدون لاؔ تھا کیونکہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ وہ ایمان لے ہی آوینگے اللہم الا ...
خلاف المقصود ابلغ فی عدم العلم مطلقاً یعنی تم یہ بھی نہیں جانتے کہ ایمان نہ لاوینگے پھر ایمان لا ...
نہیں جانتے ہو - وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ نحول قلوبہم عن الحق فلا یفقہونہا - ہم انکے دلون کو حق ...
کو نہیں سمجھتے ہین - وَأَبْصَارَهُمْ عنہ فلا یبصرونہ فلا یومنون - اور انکی بینائیون کو ...
نہیں دیکھتے پس ایمان نہیں لاتے - كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ بما انزل الیک ...
نہ ایمان لائے ان آیات پر جو تجھ پر نازل کی گئین اول مرتبہ - اور تفسیر حضرت ابن عباس ...
جبکہ مشرکین نے قرآن سے انکار کیا تو کسی چیز پر انکے دل ثابت نہیں رکھے گئے اور ...
ذکر قولہ ونقلب افئدتہم وابصارہم - یعنی انکے و ایمان کے درمیان مین ہم ...

Marfat.com

[illegible] ایمان کے درمیان مین حیلولت کردی - کذا قال عکرمہ وعبدالرحمن بن زید بن اسلم یعنے جو معجزہ [illegible]
[illegible] لیا گیا [illegible] دیکھنے وسمجھنے کے بعد ایمان نہ لائے اور وہ پردہ حائل ہوگیا جو تقدیر الٰہی عز وجل سے انکے خبیثہ [illegible]
[illegible] ڈالا [illegible] سے نور رحمت کا ظہور انکے قلب تک نہین پہونچتا ہی بلکہ اللہ تعالے کی طرف سے انکے قلوب پر پردہ [illegible]
[illegible] معجزے [illegible] بارات انکو دیے جاوین تو بھی وہی پردہ حائل ہوگا - پس ہر معجزہ کے وقت انکی آنکھین ودل جانب [illegible]
[illegible] جاوین **وَنَذَرُهُمْ** نزکہم **فِي طُغْيَانِهِمْ** ضلالہم - اور ہم انکو چھوڑتے ہین انکی گمراہی مین ف جو انفون نے
[illegible] اپنی خواہش نفس سے پسندکی ہی - **يَعْمَهُونَ** بتردد ون متحیرین - درحالیکہ یہ لوگ اس گمراہی مین متحیر [illegible]
[illegible] ف یہی قول ابو العالیہ وربیع بن انس وقتادہ رحمہم اللہ تعالے ہی - کیونکہ انکو نو معرفت نہین پہونچا تو اپنی تاریکی نفس مین بھٹکتے
پھرتے ہین اور عنقریب معلوم ہوگا کہ یہ سب انکے نفوس خبیثہ کے خطیات مین سے ہی ف فی العرائس قولہ تعالی ونقلب افئدتہم
وابصارہم الآیۃ - حق سبحانہ تعالے نے دلون کا پھیرنا اور بینائیون کا وٹ دینا اپنی طرف نسبت فرمایا کہ ہم انکے دلون وبینائیون کو پھیرتے
ووٹتے ہین اور یہ حق ہی اور مترجم کہتا ہی کہ احادیث صحیحہ مین کثرت سے ثبوت ہی کہ اللہ تعالے کے قبضۂ قدرت مین سب قلوب ہین وہ
جسطرف چاہتا ہی پھیرتا ہی - (الصحیحین وغیرہ) اور بعض احادیث مین ہی کہ قلوب کا حال قبضۂ قدرت الٰہیہ مین اس مثال سے ہی جیسے میدان
مین ایک پتا پر پڑا ہوتا ہی کہ ہوا ان کے جھونکے اسکو الٹ پھیر کرتے ہین - یعنی اسیطرح جسطرف مشیت الٰہی عز وجل ہی اسی طرف دل
پھرجاتے ہین (الصحیح) شیخ نے لکھا کہ جب دلون کا یہ حال ہی تو جہان کسی دل کو حق کیطرف پھیرا یعنے اپنی عظمت وکبریائی مین متوجہ کرکے محبت
وشوق ومعرفت سے اپنے معجزات وآیات وصفات کا دیدار اسکو نصیب فرمایا تو بینائی بھی قلب کے پیچھے ہوجاتی ہی کہ وہ آیات
معجزات مین انوار قدرت وعجائب عظمت کو مطالعہ کرتی ہی اور قلب سے موافق ہوجاتی ہی پس نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ معاملات صحیح ہوجاتے ہین
یعنی طاعات صوم وصلوٰۃ وحج وزکوٰۃ مین اسکی نیت صالح وخلوص وحیا رہوتی ہی اور اسرار پاکیزہ ہوجاتے ہین یعنی معارف قلبیہ خلوص کے
ساتھ ہوتے ہین اور حالات صافیہ نصیب ہوجاتے ہین جسمین شک ونفاق وبدنیتی وغیرہ کا میل کچیل نہین رہتا ہی - برخلاف اسکے
جہان کہین قلب کو اپنی رحمت سے موڑ دیا تو بینائی بھی اندھی ہوکر ناپتی پھرتی ہی اور آیات قدرت مین اسکو انوار عظمت مشاہدہ نہین
ہوتے ہین اسی واسطے حضرت سرور عالم ہمیشہ دعا فرماتے رہتے تھے کہ اے مقلب القلوب میرے قلب کو اپنے دین حق پر ثابت رکھیو
(رواہ اصحاب الصحاح) شیخ ابوحمزہ رح نے کہا کہ اللہ تعالے جل شانہ جن دلون کی طرف متوجہ ہوا تو وہ دل اسکی جناب مین توبہ کرتے ہوئے
خشوع وخضوع سے متوجہ ہین اور جن دلون سے اعراض فرمایا وہی گمراہی مین خوار ہین - (عس) مترجم کہتا ہی کہ یہان بعضے گمراہ
[illegible] مین متحیر ہین اپنی رعونت نفس مین بڑبڑا وینگے کہ پھر جب گمراہون کے دل ہی پھیر دیے گئے تو ہم محض بیخطا اور بالکل گناہ سے
[illegible] انکو جہنم مین رکھنا ہم پر زبردستی ظلم ہی - مترجم کہتا ہی کہ یہان دو مقام لکھون جس سے ہر بندہ صالح عاقل کو ان گمراہون کی جہالت عیان
[illegible] اول مقام یہ ہی کہ مین ان گمراہون کے اس سوال ناپاک مین بحث کرون - واضح ہو کہ اہل دنیا سب ہی متفق ہین کہ مالک کو اپنی
[illegible] ملک کا اختیار ہی اور غیر کی ملکیت سے تعرض کرنا ظلم وبیجا تصرف ہی - یہ تو اپنے نفس کی پسندیدگی ہی اور جب انکو جناب باری تعالیٰ کی
[illegible] کیجاوے تو اپنے نفس ناپاک کو بے خطا بتلاوین اور جناب باری تعالیٰ کی شان مین ظلم کہین حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو عدم سے
[illegible] اپنی مخلوق مین تصرف کا اختیار ہی چاہے انکو دوزخ مین لاوے یا بہشت مین لاوے تو یہ بدبخت اپنے آپ کو کس عوض [illegible]

مستحق جانتے ہین حالانکہ جسنے پیدا کیا چاہے وہ انکو نیست کردے یا بجاے زمین کے انکو جہنم مین پیدا [illegible]
ہے وجود مین نہین ہی تو استحقاق کہان سے ہوسکتا ہی لیکن باوجود اسکے حق سبحانہ عزوجل نے تمام انعام [illegible]
فرمایا ہی اور جسطرح مخلوقات پر ظلم حرام کیا اسی قانون سے اپنی رحمت عام کو بھی جاری فرمایا ہی تاکہ کافرون [illegible]
واضح ہو کہ گمراہون نے اپنی جہالت نفس سے زعم باندھا کہ ہمپر ظلم ہوا ہی حالانکہ یہ بے ادبی کے سواے محض جھوٹ [illegible]
مخلوقات کو عالم ازل مین قبل وجود دنیاوی کے پیدا فرمایا کما فی قولہ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم الآیۃ [illegible]
معرفت عطا فرمائی بقولہ تعالیٰ الست بربکم۔ اور سبنے اقرار کیا کما فی قولہ قالوا بلی الآیۃ۔ پھر بعد اسکے جب دنیا مین ظہور ہوا تو [illegible]
اچھا اگر وہ فراموش تھا تو مخلوقات کو کسی حالت مین یہ گنجایش نہین ہی کہ اپنے آپ کو مخلوق نہ جانے اور اپنے خالق عزوجل کو نہ جانے
کے لیے انبیاء علیہم السلام بھیجے اور انکے ذریعہ سے ہدایت کاملہ پہونچائی کہ بعد اسکے کافرون کیواسطے کچھ بھی عذر باقی نہ رہا۔ حاصل یہ کہ [illegible]
مشیت کے موافق دنیا مین انواع و اقسام کی اشیاء کو پیدا کیا اور آدمیون کو اس دنیا مین امتحان کیا اور انکو دو باتون مین منحصر فرمایا۔ اول [illegible]
حکم کے موافق لین۔ دوم یہ کہ دنیا کو شیطانی زینت کے موافق لین۔ پھر اگر دنیا کو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے موافق لین تو انکا انجام نور قلب [illegible]
اگر انھون نے دنیا کو شیطانی زینت کے موافق لیا تو نور سے محرومی اور دائمی جہنم ہی پھر جب آدمی پیدا ہوا تو بالغ ہونے تک اسکو معذور [illegible]
کر دیا اور بعد بلوغ کے اسکو ان دونون باتون مین مکلف کیا پس مومنون نے عقل سے جان لیا کہ دنیا صرف چند روزہ ہی اور لا محالہ اسکے بعد [illegible]
ہوگا جہان ہر ایک کو عوض دیا جاوے اسواسطے کہ دنیا مین ہم دیکھتے ہین کہ جسکو سب لوگ نیکبخت و مطیع و خیرخواہ عادل جانتے ہین وہ کبھی [illegible]
جس شخص کو سب لوگ ظالم تبہ کار فاسق فاجر جانتے ہین وہ کبھی دنیا مین مالدار بلکہ بادشاہ ہوتا ہی اور غیر ممکن ہی کہ خالق عزوجل نے اپنی مخلوق [illegible]
عمر بھر خوار کیا اور فاجر کو عمر بھر خوشحال رکھا پھر دونون خاک ہین علاوہ ازین انسان جو اشرف المخلوقات ہی اس دنیا مین درخت بیگدے [illegible]
اگر اسکے لیے دار آخرت نہو تو وہ سب مخلوقات سے بدتر نکلیگا۔ اسی طرح اس کثرت سے دلائل صحیحہ موجود ہین کہ بالیقین دار آخرت و جزاء [illegible]
عقل سے معجزات پیغمبری و آیات قرآنی کو پہچانا برخلاف انکے کافرون نے دنیا کو شیطانی اتباع مین لیا اور آخرت سے [illegible]
نہ مانا اور اسی خواہش پر جم گئے حتی کہ ہزار سال عمر پاوین تو بھی اس سے نہ ٹلین تو اللہ تعالیٰ نے انکے دلون مین دنیا کی محبت [illegible]
عقل سے محروم رکھا اور دل پر مہر کر دی پس بدن کے سواے انمین کچھ نہین ہی وہ اپنے بدن کی پرورش مین مصروف ہین [illegible]
دیدیے کہ وہ لوگ ان حواس سے دنیاوی زینت حاصل کرتے اور تن پروری کے سامان پیدا کرنے مین ہوشیار ہین [illegible]
دنیا مین اپنی عمر بھر سامان جمع کرتے ہین پھر اچانک موت آجاتی ہی تو سب جمع کیا ہوا سامان چھوٹ جاتا ہی اور خود اپنے انجام [illegible]
اسقدر مہلت دیگئی مگر انھون نے سواے شرک و کفر کے ہرگز نہ مانا کہ جہنم نصیب ہوئی۔ اب ان لوگون سے پوچھا [illegible]
کیا اللہ تعالیٰ نے تمپر کچھ ظلم کیا کیونکہ تمنے ہر طرح اپنے قصد و اختیار سے اسی پر عزم کیا کہ اسلام کچھ چیز نہین ہی اور [illegible]
و مرے پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے اصحاب اخیار رضی اللہ عنہم حتی کہ [illegible]
فرمائی اور تم دنیا و آخرت مین خوار ہوئے فقطع دابر القوم الذین ظلموا [illegible]

تمت

ساتوان جزو تمام ہوا بعدہ آٹھوان ولو ا[illegible]

Marfat.com

Marfat.com

فتح القدیر۔ از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور آخر مین تکملہ زین الدین آفندی کامل چار مجلد ضخیم جدید الطبع۔

ہدایہ۔ حاشیہ جدیدہ نہایت عمدہ زوائد و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل دو مجلدات مین بہ شرح ذیل۔

۱۔ جلدین اولین عبادات۔

۲۔ جلدین آخرین معاملات۔

فتاوائے عالمگیری۔ ہر چہار جلد کامل در ...

ہدایہ مع شرح الکفایہ۔ از سید جلال الدین کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد مین اس شرح ہدایہ پر حاشیہ بہت مستند لکھے گئے ہین بہ تفصیل ذیل۔

ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح۔

ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب۔

فتاوی قاضیخان مع سراجیہ۔ از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو مجلد کامل۔

شرح وقایہ۔ از امام صدر الشریعہ جلی قلم مع کامل حاشیہ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط و صحیح۔

شرح وقایہ خرد۔ مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم۔

ذخیرۃ العقبی۔ حاشیہ شرح وقایہ از یوسف بن جنید چلپی متداول معروف۔

اشباہ والنظائر۔ مع شرح حموی معروف مستند متداول۔

کنز الدقائق ...

مستخلص الحقائق ... مستند متداول

عینی شرح کنز الدقائق ... جلد مستند معروف متداول ...

(۱) جلدین اولین عبادات مین

(۲) جلدین آخرین معاملات مین

مختصر وقایہ محشی۔ از امام صدر الشریعہ درسی متداول۔

عمدۃ الرضاعۃ۔ فی مسائل الرضاعۃ از مولوی تراب علی مرحوم۔

قدوری محشی۔ تالیف امام ابو الحسن درسی متداول۔

اخلاق و تصوف اردو

جامع الاخلاق۔ ترجمہ اخلاق جلالی۔

تہذیب النفوس۔ از سید فخر الدین حسین۔

باب دانش۔ مؤلفہ مولوی محمد کریم بخش۔

اوقات عزیزی۔ از سید غلام حیدر خان۔

ترجمہ عوارف المعارف۔ کامل دو جلد مین مترجمہ مولانا ابو الحسن فرید آبادی۔

خزینہ دانش۔ ہوشمندی کی تعلیم ... محمد کریم بخش۔

بستان تہذیب ...

مرتبہ نواب ...

بحر الحقیقت ...

Marfat.com

…الحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون

…فیض حجانی مجموعہ معارف وحقائق ذخیرہ اسرار ودقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر
…جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر کے فائدہ کے ساتھ بمناسبت سے مفید القرآن کی رعایت کی گئی ہے عماد دین ایمان

الموسوم بہ

…مواہب الرحمٰن

المشتہر بہ

…جامع البیان

مصنفہ

…اصلیت قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل
…علی صاحب فتاوی الہندیۃ ترجمہ عالمگیری عین الہدایہ دام ظلہ العالی … محسن اسلام

…الشو واقع لکھنؤ میں محسن خوبی چھپی

Marfat.com

Marfat.com

الجزء الثامن

ولو اننا نزلنا الیھم الملٰئکة وکلمھم

اور اگر ہم اتارتے ان پر فرشتے اور باتیں کرتے ان سے

الموتی وحشرنا علیھم کل شیء قبلا ما کانوا لیؤمنوا الا ان یشاء

مردے اور جمع کرتے ہم ہر چیز ان کے سامنے ہرگز ماننے والے نہیں مگر جو چاہے

اللہ ولکن اکثرھم یجھلون ہ

اللہ پر یہ اکثر نادان ہیں

[illegible] لوگوں کا سوال نزول آیات ومعجزات کا قبول کر کے نزلنا الیھم الملٰئکة انکی جانب [illegible] ان لوگوں نے ہمارے رسول صادق مصدوق حضرت محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض [illegible] باللہ والملائکة قبیلا الآیہ۔ یعنی کافروں نے مجادلہ کیا کہ ہم تجھے جب مانینگے کہ جنہیں وہ چنا ان [illegible] سامنے اللہ تم کو اور ملائکہ کو یعنی وہ تیرے صدق نبوت کی گواہی دیں تب ہم مانینگے۔ اور کہا۔ لولا انزل علیہ [illegible] الآیہ۔ یعنی رسول پر گواہی کے لیے فرشتے کیوں نہیں نازل کیے گئے یعنی جو اللہ تعالےٰ کی وحدانیت [illegible] گواہی دیے یا ہم لوگ خود ہی اللہ تعالےٰ کو دیکھ لیتے۔ ھ۔ یا ہم سے ہمارے باپ دادے جو صدہا برس [illegible] زندہ ہو کر گواہی دیں کہ بے شک یہ شخص رسول ہی یا آیندہ دار آخرت ہی یا قیامت میں حشر ونشر [illegible] مردوں کا زندہ ہو کر ہم سے باتیں کرنا بھی ہمارے واسطے اس امر کی دلیل ہوگی کہ دوبارہ زندہ ہونا ممکن ہی [illegible] جاہلوں کی فہمایش کے لیے ارشاد فرمایا۔ کہ لو اننا نزلنا الخ یعنے اگر ہم انکی خواہش کے موافق [illegible] وکلمھم الموتی۔ کا ترجمہ۔ یا انسے مردے باتیں کریں جیسے کہ انہوں نے ہٹ باندھی [illegible] زمانہ کے زندہ ہو کر آتے۔ وحشرنا۔ جمعنا۔ اور جمع کر دیتے ہم۔ علیھم کل [illegible] ہر چیز کو فوج فوج یا آنکھوں کے سامنے۔ ما کانوا لیؤمنوا تو بھی نہ تھا کہ یہ لوگ ایمان لاوین [illegible] مقدر ہو چکا ہی بس ہدایت پر آنا انکی قدرت میں نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی بلکہ [illegible] نہیں ہو۔ قبلا بضمتین جمع قبیل یعنے فوج فوج کر کے اور یہی مجاہد رحمة اللہ نے فرمایا [illegible] گذری ہوئی فوج فوج کر دیجائیں اور وہ رسولوں کی سچائی کی گواہی دیتیں تو بھی [illegible] ابی طلحہ وعوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا بضمتین کے معنی مقابلہ ومعائنہ [illegible] ابن زید کا قول ہی۔ اور واحدی رحمة اللہ نے اہل لغت کا اسپر اجماع [illegible] بمعنی معائنہ ومقابلہ پڑھا ہو تو دونوں قراءة کے ایک ہی [illegible] کہا کہ احتمال ہی کہ قبلا جمع قبیل بمعنی کفیل ہو جیسے قولہ او تاتی باللہ [illegible] کفیل ہو کہ بعد موت کے وحال انبیاء علیہم السلام خصوص محمد

صلعم نے بیان کیا سب برحق ہی تو بھی ایمان نہ لاوین۔ بیضاوی و زمخشری وغیرہ
نے ایسے لوگون کے ایمان سے قطعی انقطاع کردیا کہ جنکے حق مین گمراہی مقدر ہی [illegible]
اِلَّآ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ مفسر رح نے اسکو بھی لکن قرار دیا یعنی استثناء منقطع ہی اور بیضاوی [illegible]
بتقدیر آنکہ لیس لهم ان یؤمنوا فی حال الا فی حال المشیة۔ یعنی یہ لوگ نہین ایمان لاسکے کبھی [illegible]
ایمان مقدر ہو۔ و قول مفسر رح ارجح ہی۔ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ يَجۡهَلُوۡنَ اے لا یعلمون [illegible]
یہ بات معلوم نہین ہی۔ پس اصل اس بارہ مین یہ ہی کہ اوتعالے عزوجل کی طرف رجوع لاوے اور اس سے [illegible]
ثابت رہنے کا سوال کرے اور آیات وغیرہ پر یا اپنی قدرت پر زعم کرنا غلط اور جہالت ہی اور یہ صحیح ہی کہ ہدایت [illegible]
کی طرف سے ہی پس جسکو اوتعالے ہدایت نہ دے وہ کبھی ہدایت نہ پاویگا۔ اور یہ آیت بمانند قولہ تعالے ان الذین حقت [illegible]
ربک لا یؤمنون ولو جاءتهم کل آیة حتی یروا العذاب الالیم۔ جن لوگون پر تیرے پروردگار کا کلمہ ثابت ہوچکا وہ ایمان نہین [illegible]
اگرچہ انکے پاس تمام آیات و معجزات آجاوین یہانتک کہ عذاب الیم دیکھین یعنی عذاب موت و عذاب قبر و عذاب آخرت اسوقت ایمان
لاوینگے ولیکن کچھ فائدہ نہوگا اور اسمین حضرت صلعم کو علم دیا اور تسلی فرمائی۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ يُوۡحِىۡ

اور اسی طرح رکھے ہین ہمنے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن سکھاتے ہین

بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا ؕ وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوۡهُ

ایک دوسرے کو ملمع باتین فریب کی اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے [illegible]

فَذَرۡهُمۡ وَمَا يَفۡتَرُوۡنَ ۞ وَلِتَصۡغٰۤى اِلَيۡهِ اَفۡـِٕدَةُ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ

تو چھوڑ دے وہ جانین اور انکا جھوٹھ اور تا جھکین اس طرف دل انکے جو یقین نہین رکھتے

بِالۡاٰخِرَةِ وَلِيَرۡضَوۡهُ وَلِيَقۡتَرِفُوۡا مَا هُمۡ مُّقۡتَرِفُوۡنَ

آخرت کا اور وہ اسکو پسند کرین اور تا کہ کیے جاوین جو غلط کام کر رہے ہین

وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا یعنی اے محمد صلعم ایسے ہی ہمنے اگلے انبیاء کے دشمن کر [illegible]
کردیے ہین پس تم غمگین مت ہو پھر عدوًّا کا بدل قرار دیا۔ شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ [illegible]
مراد ہی جسکو عربی مین مارد کہتے ہین اور جمع اسکی مَرَدَةٌ ہی۔ یعنی ایسے ہی ہر نبی کے دشمن کردیے [illegible]
ہین۔ قال قتادہ رح انسانون مین سے شیطان ہین اور جنون مین سے شیطان ہین [illegible]
اللہ صلعم نے فرمایا کہ تو نے شیاطین الانس والجن سے پناہ مانگی یعنی نماز مین تسے پناہ دی [illegible]
بھی شیطان ہین فرمایا کہ ہان اور آدمیون کے شیطان بہ نسبت اصلی شیطانون کے زیادہ [illegible]
وابن مردویہ وابن جریر وابن ابی حاتم من طرق عنه منقطعا و موصولا کما اوسعه الحافظ [illegible]
يُوۡحِىۡ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا سے مراد [illegible]

[illegible] اوپر سے ملمع کیا ہوا اور لیپ پوت دیا گیا ہو یا نقش ونگار بیہودہ کیا گیا ہو۔ مالک
بن دینار نے فرمایا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتا ہوں تو شیطان بھاگ جاتا ہے ولیکن شیطان الانس بہت
[illegible] آکر سامنے آکر مجھکو بہکاتے ہیں۔ بالجملہ شیطان اپنے پردے کرنے والوں کو وسواس دلاتا ہے اور وہ لوگ
[illegible] بسبب جہالت اور عدم نور باطن وعدم ہدایت کے نہیں پہچانتے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے پھر اسکو یقین کرکے
[illegible] ہیں اور یہ سب اہل حق واہل ایمان کی ایذا رسانی کرتے ہیں اور مترجم پناہ مانگتا ہے اللہ تعالے سے
[illegible] الانس والجن سے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالے اپنی رحمت سے مترجم کو انکے شر وفتنہ سے محفوظ فرماوے آمین اور واضح
[illegible] بدون مشیت الٰہی کے ان شیطانوں کو کوئی قدرت نہیں ہے اسی واسطے فرمایا۔ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ ای
[illegible] الایحاء المذکور۔ اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو یہ لوگ آپس میں ایسے وسوسہ دلانے کو جو مذکور ہوا نہ کرتے لیکن مشیت وحکمت
[illegible] میں جاری ہوا اسلیے یہ سبب کے سب ایسی گمراہی وکفر کو کرتے ہیں۔ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ای فدع الکفار و
[illegible] الکفار من الکفر وغیرہ مما زین لہم۔ یعنی چھوڑ دے کافروں اور انکے مفتریات کفر وغیرہ کو جو انکی نظروں میں مزین کیے گئے
ہیں۔ [illegible] رحمہ اللہ نے کہا کہ حکم قتال ہونے سے پہلے یہ حکم آیا تھا۔ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ یہ عطف ہے غرورا پر اور معنی صغو
کے میل کرنا ہے لتمیل الیہ تاکہ اسکی طرف مائل ہوں۔ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ دل ان لوگوں کے جو
آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں یعنی زخرف وغرور کی طرف کافر لوگوں کے دل مائل ہوں۔ لتصغی میں لام امر نہیں ہے بلکہ لام کی ہے۔ اور
[illegible] نے جو غرورا پر عطف قرار دیا وہ باعتبار معنی کے ہے۔ یعنی۔ لیغروہم ولتصغی۔ یعنی زخرف القول کی وحی کرتے ہیں تاکہ مغرور ہوں
اور تاکہ جھکیں اسکی طرف الخ۔ وَلِيَرْضَوْهُ اور تاکہ اس زخرف القول کو گوش دل سے سنکر اپنے واسطے پسند کریں وَلِيَقْتَرِفُوْا
مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ابن عباس نے فرمایا اور تاکہ کماویں جو کچھ وہ کمارہے ہیں یعنی کفار جو گناہ سمیٹ رہے ہیں وہ بھرپیٹ
[illegible] کماویں تاکہ آخر قیامت میں جسپر ایمان نہیں رکھتے ہیں پورا عذاب پاویں۔ ابو حیان رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ان باتوں میں ترتیب
[illegible] فصاحت کے ساتھ ہے کہ پہلے شیاطین کی طرف سے غرور وفریب ہوا جسکو کافروں نے گوش دل سے سنکر میل کیا پس
اپنے حق میں اسکو پسند کیا پھر اسی کے موافق بد اعمالیاں [illegible] لگے۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ
[illegible] اور کو منصف کروں اور اسی نے تمکو یہ کتاب بھیجی واضح اور جنکو
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ
[illegible] وہ جانتے ہیں کہ یہ نازل ہوئی ہے تیرے رب کے پاس سے تحقیق سو تو مت ہو جیو
مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ
[illegible] تیرے رب کی بات پوری سچ ہے اور انصاف کی کوئی بدلنے والا نہیں اسکے کلام کو
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝
اور وہی ہے سنتا جانتا

Marfat.com

مشرکون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے چاہا کہ اپنے ولنکے درمیان کسی کو حکم بناوین [illegible]
حَكَمًا یعنی بھلا سوائے اللہ تعالے کے اور کسی کو قاضی وحاکم بناؤن [illegible]
وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ وہی پاک پروردگار ہی جسنے تمھاری طرف [illegible]
ہی کہ وہ قرآن مفصل ہی یعنے اسمین حق کو باطل سے جدا کرکے بیان کیا گیا ہی۔ یہ استفہام [illegible]
ہی کہ سوائے اللہ تعالی کے اور کو حکم بناتے ہو۔ اگر کوئی کہے کہ پھر دنیا مین قاضی وحاکم کیونکر [illegible]
کے قاضی بنانے سے فیصلہ کیونکر معلوم ہوگا۔ تو جواب یہ ہی کہ جملہ وہو الذی الخ اسی وہم کا [illegible]
جسمین باطل وحق کو جدا وتمیز کر دیا پس حکم الٰہی جو ہے تمھارے معاملہ مین اس کتاب سے ثابت ہی۔ اور قاضی [illegible]
ہین کہ قرآن مجید سے سمجھکر ہر معاملہ کا حکم بتا دے نہ آنکہ اپنی رائے سے بتا دے ورنہ حکم حق نہوگا۔ آیت مین دلیل [illegible]
ضرور ہی کہ احکام قرآن کو جانتا ہو۔ اور دلیل ہی کہ مدعی ومدعا علیہ اگر کسی عالم فقیہ سے اپنے مقدمہ مین حکم الٰہی حاصل [illegible]
بلکہ یہی صواب ہی کہ مسلمان اس زمانہ مین اسی طرح فیصلہ کر لین تا کہ اپنے معاملہ مین حکم حق حاصل کرین [illegible]
اور نہ اٹھاوین۔ فافہم۔ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الف لام عہد کا ہی اور مراد توریت ہی لہذا [illegible]
آنکہ اور جن لوگون کو ہم نے دی کتاب اسے توریت مانند عبد اللہ بن سلام وانکے ساتھیون کے۔ يَعْلَمُوْنَ [illegible]
مِّنْ رَّبِّكَ اکثر کی قراءۃ منزل از انزال ہی اور ابن عامر وحفص کی قراءۃ مین منزل سے مشدد ہی۔ فَلَا تَكُوْنَنَّ
مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ امترا بمعنی شک مین ہونا۔ یعنی تو شک والون مین سے مت ہو۔ اور چونکہ آنحضرت صلعم [illegible]
تھا پس انکو تو اسمین شک نہین تھا اور یہ ظاہر ہی لہذا مراد اس سے کافرون پر مقرر ثابت کرنا ہی کہ قرآن مجید حق [illegible]
نے یہ اختیار کیا کہ معنی یہ ہین کہ تو اس بات مین شک کرنے والا مت ہو کہ اہل کتاب جانتے ہین کہ قرآن [illegible]
نازل ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ ارجح ہی اسواسطے کہ سورہ مکیہ ہی اور عبد اللہ بن سلام کا ایمان مدینہ مین واقع ہوا [illegible]
یہ ہی کہ اہل کتاب کو قرآن حق ہونے کا علم ہی پس اگر جہال مکہ اسکو نہ مانین تو تجھکو غم نہ ہونا چاہیے [illegible]
بالجملہ تجھکو شک نہ کرنا چاہیے اس امر مین کہ اہل کتاب تیری نبوت اور قرآن کی حقیت کو [illegible]
كَلِمَتُ رَبِّكَ کلمہ سے مراد احکام شرع ووعدہ ووعید ہین اور یہ [illegible]
کلمہ تیرے پروردگار کا صِدْقًا وَّعَدْلًا از راہ صدق وعدل کے۔ یہ تمیز محول از فاعل [illegible]
تبدیل نہین کرسکتا چنانچہ فرمایا۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ یعنی کوئی چیز ایسی نہین کہ ان احکام [illegible]
خلاف ہو۔ اس سے ظاہر ہوا کہ احکام شرع مین زمانہ کی گردش سے کوئی تبدیل نہین ہوسکتی [illegible]
گمراہ ہی جیسے اس زمانہ مین بعضے ملحد مبتدع کہتے ہین۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وعید [illegible]
ہوئی ہی ویسا ہی واقع ہوگا مگر اشاعرہ خلف الوعید کو بنظر کرم جائز سمجھتے ہین وَهُوَ [illegible]
ہر فعل کا جاننے والا ہی اسپر کچھ پوشیدہ نہین پس جو کوئی جیسا کریگا [illegible]
مین کلمہ سے مراد قرآن ہی اور حاصل آنکہ جیسے توریت وغیرہ مین لوگون نے [illegible]

[illegible] چاہے اور تمام کے معنی یہ کہ انتہا، پر پہونچا اور حضرت انس رض سے روایت [illegible] ابن مردویہ عنہ مرفوعاً- عامر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز حضرت صلعم [illegible] بتون کو مارتے اور توڑتے اور باہر پھنکواتے جاتے اور زبان سے پڑھتے جاتے وتمت کلمة [illegible] صدقا وعدلا- مفسرین نے مانند شیخ ابن جریر اور شیخ عکبری رح کے اسکو تمیز قرار دیا اور ابن عطیہ نے کہا [illegible] اسمین ابہام نہین ہے اور مترجم کہتا ہے کہ یہ وہم ہے کیونکہ تمام ہونے مین تمامیت باعتبار تکمیل افادہ وغیرہ [illegible] ہے پس صدق وعدل سے مراد ہونا تمیز کر دیا- کواشی نے اسکو حال کا یا مفعول لہ کا اعراب بیان کیا- قتادہ رح نے کہا [illegible] صدق ان کلمات مین جنمین وعدہ و وعید ہے اور عدل ان کلمات مین جنمین حکم ہے اور بعض نے کہا کہ ہر وعدہ و وعید و احکام سب صدق و [illegible] عدل ہین اور نیز وعدہ و وعید و احکام و اگلی امتون کے اخبار اور آیندہ قیامت تک ہونے والے امور کے اخبار وغیرہ جملہ امور جنکی [illegible] قرآن مجید مین ہے سب صدق و عدل ہین اور یہ اولی ہے باعتبار مفہوم کے فافہم- قولہ لا مبدل لکلماتہ- اسمین محمد بن کعب رح سے [illegible] ہے کہ جو کچھ امر دنیا و آخرت مین فرمایا کسی مین تبدیل نہین ہے- اسمین دلیل ہے کہ جو دوزخی ہوا وہ جنتی نہین ہوسکتا اور جو جنتی ہوا [illegible] دوزخی نہین ہوسکتا اور یہی متواتر اخبار صحیح و آیات کریمہ سے ثابت ہے اور یہی اہل سنت کا اعتقاد ہے فاحفظ — فی العرائس قولہ وتمت کلمة ربک الآیة- اوتعالے نے اپنے سابق کلمات قدیم سے خبر دی جو کلام نفسی ہین جنمین خود بخود در ذات خود کلام فرمایا پس جو اہل معرفت و توحید بندون کے حق مین قبل انکے وجود کے اور قبل انکی نماز روزہ وغیرہ نیک اعمال کرنے کے بدون کسی علت و سبب کے بلکہ قبل انکے وجود کے انکے حق مین محض فضل و کرم سے انعام واکرام مقدر فرمایا ہے اسمین تبدیل کسی فعل و حرکت سے نہین ہوسکتی ہے اور جو اسکی مشیت ہے وہ عین صدق و عدل ہے پس اہل توحید و عرفان کے حق مین حسن قبول اسکی مشیت و احسان و فضل ہے او تعالے قادر مختار ہے جو چاہے کرے کسی بندہ کو جو ناچیز مخلوق ہے دم مارنے کی مجال نہین ہے اور تمام ہونا کلمات کا یہ بھی ہے کہ لطف عنایت سے بدون بندون کی طرف سے کسی علت کے انکو انعام واکرام سے قطعاً سرفراز کیا اور جو وعدہ فرمایا وہ ضرور واقع ہونے والا ہے- اور قولہ لا مبدل لکلماتہ سے واضح ہوا کہ اہل عنایت پر جو سابقہ رحمت ہے اسکو کوئی تبدیل نہین کر سکتا اور حوادث امتحان انکو مردود نہین کرسکتے جیسے مردود کو ظاہری افعال مقبول نہین کرسکتے ہین)- بعض نے قولہ صدقا وعدلا کی تفسیر مین کہا کہ صدق ہے مومنین کے لیئے کہ انکو جو دیا سب فضل ہے اور عدل ہے کافرون پر کہ میزان عدل مین ہلاک ہوئے اور پورے نہ اترے-

[illegible] اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا

[illegible] اکثر لوگون کا جو دنیا مین ہین تجکو بہکا دین اللہ کی راہ سے سب ہی چلتے ہین

[illegible] وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ

[illegible] دوڑاتے ہین تیرا رب ہے خوب جانتا جو بہکتا ہے اسکی

[illegible] وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ

[illegible] وہ خوب جانتا ہے [illegible] اسکی راہ پر ہین سو تم کھاؤ اس مین سے جس پر نام لیا اللہ کا اگر

Marfat.com

كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ○ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا [illegible]

تمکو اُسکے حکم پر یقین ہی اور کیا سبب کہ تم نہ کھاؤ [illegible]

قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ [illegible]

وہ کھول چکا جو کچھ تم پر حرام کیا ہی مگر جس وقت ناچار ہو [illegible]

لَيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ [illegible]

بہکاتے ہین اپنے خیال پر بغیر تحقیق تیرا رب ہی خوب جانتا ہی [illegible]

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اکثر سے مراد کفار ہین کیونکہ وہی بہت ہین اور اہل ایمان تھوڑے [illegible]
نے کہا کہ ارض سے مراد مکہ ہی یعنے مکہ والون مین سے اکثر لوگون کے اور وہ اسوقت کفار تھے اگر تو اطاعت کریگا تو يُضِلُّوْكَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تجھکو دین الٰہی سے بھٹکا دینگے یعنی ایسی باتین وہم و شیطان کی بتلادینگے جنکے [illegible]
اور اللہ تعالےٰ مقہور کرکے اسکو ہدایت سے محروم کر دیتا ہی اور یہ شرط ہی مقتضی وقوع نہین بلکہ امت کو تعلیم ہی کہ اہل [illegible]
پر نہ رہین اور حق سے تجاوز نہ کرین۔ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ مردار کے بارہ مین مکہ کے کفار نے جھگڑا کیا اور کہا کہ [illegible]
نے مارڈالا وہ بہ نسبت لوگون کے مارے ہوئے جانور کے بدرجہ اولیٰ کھانا چاہیے تو فرمایا کہ ان يتبعون الا الظن۔ یعنی [illegible]
کرنے مین یہ لوگ نہین پیروی کرتے مگر اپنے وہم وگمان کی جسکی کچھ اصل نہین اور ایسے ہی بتون کے بارہ مین انکو مستحق عبادت
خیال کرتے ہین اور مانند اسکے وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ خرص در اصل اندازہ کرنے کو کہتے ہین جسمین تحقیقی بات معلوم نہ [illegible]
جیسے درخت کے پھل اندازہ کرنے کو خرص بولتے ہین پس حاصل آنکہ حالت انکی یہ ہی کہ تحقیقی بات کو نہین مانتے اور اپنے اندازہ تخمینہ پر
چلتے ہین جہان خرص جائز نہین ہی پس خارص اپنی خرص کو تحقیق کہے تو جھوٹا ہی لہذا مفسر رح نے کذب سے تفسیر کی [illegible]
سے مروی ہی یعنے نہین یہ لوگ مگر آنکہ جھوٹ بولتے ہین۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ [illegible]
اسم تفضیل ہی اور وہ اسم ظاہر کو نصب نہین دیتا لہذا مَن اس سے منصوب نہین ہوسکتا تو بعض نے کہا کہ [illegible]
نے کہا کہ منصوب بفعل یعلم ہی جسکی جگہ اسم تفضیل آیا ہی اور مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ اعلم بمعنی عالم ہی کیونکہ اللہ تعالےٰ کی [illegible]
گمراہ مرنے والے کو سوائے اسکے کوئی نہین جانتا ہی وہی عالم ہی اور بعض نے کہا کہ اسم تفضیل بھی کبھی اسم ظاہر کو [illegible]
بیضاوی رح نے کہا کہ منصوب بفعل مقدر ہی جسپر اعلم دلالت کرتا ہی۔ اور نیز کہا کہ اعلم بمعنی اسم تفضیل اس معنی مین کہ [illegible]
کثیر ہی ان وجوہ کو جنسے علم کا متعلق ہونا ممکن ہی اور نیز لازمی ہی اور نیز علم الٰہی بالذات ہی نہ بالغیر۔ حاصل [illegible]
ہی ہر ایسے شخص کو جو اسکے دین سے گمراہ ہو۔ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ اور وہی خوب جانتا ہی ہدایت [illegible]
پس دونون مین سے ہر ایک کو اسکا بدلا ثواب یا عذاب دیگا فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ [illegible]
جسمین سے جسپر اللہ تعالےٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو حلال جانورون مین سے۔ یعنی جو اللہ تعالےٰ کے نام [illegible]
مقدر ہی کما قال الزمخشری یا عطف بر محذوف ہی کما قال الواحدی۔ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ [illegible]
شرائع الٰہی پر چلنے کے لیے آمادہ کیا ہی پس یہ خطاب ہی مسلمانون کو اور بعض نے مشرکون کی طرف [illegible]

Marfat.com

[illegible] عمل کرو اور مردار وغیرہ کو چھوڑ دو لیکن اول ارجح ہی۔ مَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا
[illegible] استفہام انکاری ہی یعنی کون مانع ہی تمکو اس سے کہ نہ کھاؤ اس ذبیحہ کو جسپر اللہ تعالے
[illegible] کھانے کی اجازت دیدی۔ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ابن کثیر و ابو عمرو اور ابن
[illegible] فصل بصیغہ مجہول پڑھا اور باقیون نے بصیغہ معروف پڑھا۔ حفص نے حرم بر بنار فاعل یعنی بصیغہ معروف پڑھا اور
[illegible] نے بصیغہ مجہول پڑھا ہی۔ والمعنی حال یہ کہ تفصیل کیا تمہارے واسطے جو تمپر حرام ہوا ہی قال المفسر رح یعنی قولہ حرمت
[illegible] مین تمپر محرمات طعام مفصل بیان کر دیے ہین۔ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ سوائے اسکے جسکی طرف
[illegible] ان محرمات مین سے تو اس حال اضطرار مین وہ بھی تمپر حلال ہی۔ المعنی کوئی مانع نہین تمکو کھانے اس چیز سے جسپر اللہ تعالے
[illegible] کہ جنکا کھانا حرام ہی وہ تمکو مفصل تبلا دیے اور بنام الٰہی ذبیحہ ان محرمات مین سے نہین ہی۔ واضح ہو کہ
[illegible] جیسا کہ تفتازانی رحنے کہا اور اعراب القرآن ابو البقار مین ہی کہ از راہ معنی استثنار متصل ہی کیونکہ انکو اللہ تعالے
[illegible] کے کھانے کو ترک کرنے پر توبیخ کی اور یہ متضمن ہی مطلقاً اباحت پر۔ حاصل آنکہ جنس سے استثنا ہی۔
[illegible] بعض نے کلام کیا کہ اس صورت مین ظرف عام مقدر سے استثنار ہوا تو مفرغ ہوا متصل نہوا۔ پھر واضح ہو کہ اس مقام مین
[illegible] امام رازی نے تفسیر کبیر مین وارد کیا باین طور کہ یہ سورہ انعام تو مکیۃ ہی پس نزول اسکا سورہ مائدہ مدینہ سے پہلے ہوا
[illegible] جب کہ سورہ مائدہ کی نسبت آیا ہی کہ وہ قرآن کی سورتون مین سے سب سے آخر نازل ہوئی ہی اور قولہ حرمت علیکم المیتۃ
[illegible] مین ہو لیس بیان جو قولہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم سے حوالہ دیا یہ اس آیت پر جو پیچھے نازل ہوئی کیونکر صادق
[illegible] اسکا مقدم ہونا لازم ہی۔ پھر امام رازی نے جواب دیا کہ جس آیت پر حوالہ ہی وہ قولہ قل لا اجد فیما اوحی
[illegible] پیچھے مذکور ہی۔ اور دیگر علمار مفسرین نے یہ جواب دیا کہ علم الٰہی ہر موجود ہونے والے سب کو محیط ہی اور علم الٰہی
[illegible] تھا کہ ترتیب قرآن مجید مین جو محفوظ بحفظ الٰہی ہی سورہ انعام پر سورہ مائدہ مقدم ہوگی اگرچہ نزول مین مقدم ہو دے
[illegible] بہت خوب ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ بنابرین ثابت ہوا کہ ترتیب قرآن مجید بتوفیق الٰہی عزوجل ہی اور کیون نہین
[illegible] نے صحیح اس کتاب مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہی۔ فافہم۔ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم
[illegible] لیضلون مین دو قرارۃ ہین بفتح یار از باب ثلاثی مجرد اور بضم یار از باب افعال۔ اور مراد ان سے مشرکین عرب
[illegible] وغیرہ سے مروی ہی المعنی البتہ بہت سے یعنی مشرکین گمراہ ہوتے یا گمراہ کرتے ہین اپنی خواہش نفسانی سے
[illegible] کرتے ہون۔ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ اعتدار یعنی تجاوز کرنا یعنی تیرا پروردگار جانتا ہی
[illegible] حلال سے حرام کی طرف یعنی گناہ کرتے ہین پس انکو سزا دیگا ف فی العرائس قولہ تعالے
[illegible] ہی ہین وہ لوگ بھی شامل ہین جو ضلالت و بدعت کی طرف بلاتے ہین پھر جب وہ لوگ اپنی نصیحت
[illegible] اہل عبادت بھی انھین کے مثل ہو جاوین پس شہوتون کا راستہ انکو بتاتے ہین۔ اور اسکی
[illegible] لوگون کو بیان فرمایا بقولہ اضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل۔ اور یہ اسوجہ سے ہی
[illegible] اسکے علم سے جو تمام موجود ظاہر و باطن کی ماہیت حقیقت کو شامل ہی غافل

Marfat.com

ہین۔ شیخ قرشی رح نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ یہ لوگ اپنے نفس کی ۔۔۔ صلعم کو چھوڑ دیتے ہین

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ

اور چھوڑ دو کھلا گناہ اور چھپا جو لوگ کماتے ہین گناہ

بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ۝

اپنے کیے کی

وَذَرُوْا اے واترکوا۔ اور چھوڑ دو تم لوگ۔ ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ علانیہ و پوشیدہ گناہ۔ بعض ۔۔۔ گناہ زنا اور بعض نے کہا کہ ہر گناہ۔ اول تو مجاہد رح سے مروی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ زنت بد وہ پوشیدہ گناہ ہی اور ۔۔۔ ظاہر یعنے علانیہ و پوشیدہ و قلیل و کثیر سے تفسیر کی۔ سدی رح نے کہا کہ ظاہر الاثم رنڈیون سے زنا کرنا۔ اور باطن الاثم دو ۔۔۔ کر کے زنا کاری ہی۔ عکرمہ رح نے کہا کہ باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا یا بیٹے کی مدخولہ سے نکاح کرنا۔ اور صحیح یہ ہی کہ آیت کریمہ سب ۔۔۔ شامل ہی اور نیز دیگر گناہ ظاہر و باطن سے ممانعت ہی۔ پس ظاہر وہ جو اعضاء و جوارح سے ظاہر مین محسوس ہو اور باطن وہ جو ۔۔۔ پس حسد و غرور و عجب و خود نمائی اور مسلمانون کی بدی سوچنا وغیرہ سب داخل ہین۔ نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ۔۔۔ کہ مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اثم کیا ہی فرمایا۔ کہ اثم وہ ہی جو تیرے دل مین کھٹکے اور تو برا جانے کہ لوگ اس پر مطلع ہون۔ رواہ ابن ابی حاتم وغیرہ بسند صحیح۔ پھر گناہ سمیٹنے والون کو وعید شدید فرمائی بقولہ۔ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ کسب یعنی کمانا اور ۔۔۔ بندہ گناہ کو پیدا کرنے والا نہین بلکہ کمانے والا ہی اور یہی اہل سنت کا مذہب ہی۔ المعنی جو لوگ گناہ کماتے ہین۔ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ اقتراف بمعنی اکتساب۔ المعنی عنقریب آخرت مین جزا دیے جاوینگے بدلے اس چیز کے جسکو کمایا کرتے تھے۔ ف۔ فی العرائس قولہ وذروا ظاہر الاثم الآیہ۔ ظاہری گناہ وہ ہی جسکی مذمت ثابت از ظاہر قرآن و حدیث ہی اور باطن الاثم وہ جسکی ۔۔۔ باطن قرآن و حدیث سے ثابت ہی۔ قال المترجم بنا برین تمام عیوب نفس و ریا و خطرات شیطانی و نہایت باریک باطنی کہ جب کھولا ۔۔۔ تو بڑا گناہ معلوم ہوتی ہین سب کو شامل ہی اور یہی کمال تقوی ہی اور حدیث صحیح مین جو آیا کہ آدمی مین شیطان ایسی جگہ گھسا ہوا ۔۔۔ جہان خون روان ہی تو اسمین ان باطن کے عیوب نفس و خطرات کی طرف خیال رکھنے اور اپنے کو درست رکھنے کا صحیح ۔۔۔ نیز ظاہر الاثم وہ ہی جسکے ساتھ عقول نورانی موافق نہون اور باطن الاثم جنکے ساتھ قلوب صافی موافق نہون اور نیز ظاہر الاثم ۔۔۔ اعضاء کو راہ سنت سے کج کرین اور باطن الاثم جو دلون کو مشاہدہ سے تشویش مین ڈالین۔ نیز ظاہر الاثم ۔۔۔ و باطن الاثم جاہ و مرتبہ کی خواہش ہی۔ نیز ظاہر الاثم وہ اعمال نیک جو تجھے مغرور کرین اور باطن الاثم وہ احوال ۔۔۔ تجھکو سکون ہو۔ بعض نے فرمایا کہ ظاہر الاثم اپنے افعال پر نظر ہی اور باطن الاثم ان افعال پر باطن ۔۔۔ کہا کہ حکم فرمایا ہی کہ اعضاء ظاہر سے نافرمانی اور دل سے انکی محبت چھوڑ دو۔ شبلی رحمہ اللہ ۔۔۔ اور باطنی گناہ یہ کہ سابق تقدیر پر نظر رکھنے سے نسیان ہو۔ اور بعض نے فرمایا کہ باطنی گناہ وہ ۔۔۔

مترددہ ہونا اور نگاہ باطن کے ۔۔۔

[illegible] يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ

شیطان اور گناہ ہی اور وہ [illegible]

لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ

[illegible] ڈالتے ہیں اپنے رفیقون کے کہ تم سے جھگڑا کرین اور اگر تم نے اُنکا کہا مانا تو تم

ع ۱۴ لَمُشْرِكُوْنَ ۠

مشرک ہوئے

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ اور مت کھاؤ اس چیز مین سے جسپر اللہ تعالے کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو۔ واضح ہو کہ اس بات مین اتفاق ہی کہ ما موصولہ سے جانور مراد ہین اور جانورین مین سے بھی وہ جانور جنکا کھانا حلال ہی پس اگر اسپر اللہ تعالے کا نام نہین ذکر کیا گیا تو مت کھاؤ۔ بغیر ذکر نہ کیے جانے کی کئی صورتین ہوسکتی ہین ایک یہ کہ خود اپنی موت سے مرگیا ذبح نہین کیا گیا بلکہ اگر ذبح کیا گیا تو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا پس اسپر اللہ تعالے کا نام مذکور نہوا۔ اور اگر اللہ تعالی کے واسطے ذبح کیا مگر عمداً تسمیہ یعنی بسم اللہ نہ پڑھی یا بھول گیا۔ ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ یہ آیت دربارہ مردار جانورون کے اور جو اسکے معنی مین ہین مانند منخنقہ وغیرہ کے وارد ہوئی ہی۔ عطاء رح نے کہا کہ ذبایح کی تحریم مین ہی کہ مشرکین اپنے بتون کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے مفسر سیوطی رح آیت کو اسی پر محمول کیا یعنی یہ آیت مخصوص ہی ایسے جانورون کے حق مین جو خودبخود مرگئے ہون یا کسی بت وغیرہ کے نام پر ذبح [illegible] اور یون کہا کہ اگر ایسا نہووے تو جو جانور کوئی مسلمان ذبح کرے اگرچہ عمداً اسپر تسمیہ نہ کہے وہ بنابر قول شافعی رح کے حلال ہو [illegible] مترجم کہتا ہی کہ یہ طریقہ دلیل خلف کا جس سے آیت کریمہ کی تخصیص ثابت کیجاوے عجیب ہی کیونکہ مذہب شافعی رح بان اگر اجتہاد سے کوئی بات قرار پائی وہ مخصص نہین ہوسکتی بلکہ دلیل شرعی لانی چاہیے۔ ابوحنیفہ رح کے نزدیک مسلمان نے اگر عمداً تسمیہ چھوڑ دیا تو ذبیحہ حلال نہین بلکہ مردار ہوگیا۔ اور تفصیل یہ ہی کہ ائمہ علماء رحمہم اللہ کے اس مسئلہ مین تین قول ہین۔ بعد از انکہ سب کا اجماع ہوگیا کہ جو جانورون مین سے خودبخود مرگیا وہ مردار و قطعاً حرام ہی اور کلام ذبیحہ مین ہی پس اگر ذبیحہ ایسا ہو کہ اسپر اللہ تعالے کے سوائے کسی غیر کا نام عمداً ذکر کیا تو بالاجماع حرام ہی اور اگر کسی کا نام ذکر نہین کیا تو ایک جماعت علماء کا قول ہی کہ جو ذبیحہ ایسا ہو کہ اسپر اللہ تعالے کا نام نہین ذکر کیا گیا یعنے کوئی نام نہین لیا گیا تو وہ مردار و حرام ہی خواہ عمداً اللہ تعالی کا نام نہ لیا ہو یا [illegible] سے نہ لیا ہو اور یہی نافع مولی ابن عمر و ابن عمر رضی اللہ عنہ و عامر الشعبی و محمد بن سیرین رحمہم اللہ سے مروی اور ایک روایت از امام مالک۔ اور قوی روایت از امام احمد رح یہی ابوثور و داؤد ظاہری نے اختیار کیا اور یہی مختار ابو الفتوح محمد بن محمد الطائی الشافعی رح کا ہی اور دلیل اسکی یہی ظاہر آیت اور قولہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ الآیۃ۔ اور یہان قولہ تعالے وانہ لفسق۔ سے اور تاکید ہوگئی اور نیز احادیث صحیحین وغیرہ جنمین شکار کا ہی نیز حجت ہین اور وہ بہت ہین اور حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہی کہ کچھ لوگون نے کہا یا رسول اللہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہین ہمکو نہین معلوم ہوتا کہ اسپر اسم اللہ تعالے ذکر کیا گیا ہی یا نہین۔ تو فرمایا کہ اسپر اللہ تعالے کا نام ذکر کرد اور کھاؤ حضرت عائشہ رضہ نے کہا کہ وہ لوگ کفر چھوڑنے ہوئے تھوڑا زمانہ گذرا تھا۔ رواہ البخاری۔ قال الحافظ العماد اس سے دلالت اسطرح ہی کہ صحابہ نے سمجھ لیا تھا کہ تسمیہ کہنا ایک امر ضروری تھا اور خوف کیا کہ شاید ذبح کرنے والون نے بسبب اسکے کہ مسلمان ہوئے تھوڑے دن

ہوئے ہین تسمیہ چھوڑ دیا ہو پس حضرت صلعم نے کھانے کے وقت تسمیہ کہنے کا [illegible]
انہ ہو جاوے اور مسلمانون کے احکام کو نیک گمان پر جاری رکھنے کا حکم دیا و [illegible]
شرط نہین بلکہ مستحب ہی پس اگر عمداً یا بھولے سے چھوڑ دی تو کچھ مضر نہین ہی اور یہ [illegible]
حضرت ابن عباس و ابو ہریرہ و عطاء بن ابی رباح سے مروی ہی واللہ اعلم۔ اور شافعی رحمہ اللہ نے قولہ [illegible]
پر کہ وہ غیر اللہ تعالےٰ کے واسطے اسطرح ذبح ہوا ہو کہ اسپر نام الٰہی ذکر نہوا ہو بمانند قولہ تعالےٰ او فسقا اہل لغیر اللہ بہ [illegible]
مرا د وہ مذبوحہ براے غیر اللہ تعالےٰ ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے اسکو قوی کہا اور ذکر کیا کہ ابن جریر رح نے عطاء رح سے نقل کیا
ممانعت ہی اُن ذبایح کے کھانے سے جو قریش اپنے بتون کے نام پر ذبح کرتے تھے اور ممانعت ہی مجوس [illegible]
کہتا ہی کہ بیان سے ظاہر ہوا کہ حجت تخصیص آیت کی بنا بر مذہب شافعی رح کے یہ ہی جو مذکور ہوئی اور مفسر سیوطی رحمہ اللہ [illegible]
معلوم تھی چنانچہ مقدمہ اتقان مین بحوالہ تفسیر کبیر فخر رازی اسکی تقویت اسطرح ذکر کی کہ قولہ وانہ لفسق مین واو حالیہ ہی [illegible]
لم یذکر اسم اللہ علیہ حال کو نہ فسقا۔ اور وہ فسق نہوگا جب تک کہ اسپر اہلال لغیر اللہ تعالےٰ نہو بدلیل قولہ او فسقا اہل لغیر اللہ بہ [illegible]
پھر فخر رازی نے دعوی کیا کہ یہی متعین ہی یعنے واو یہان حالیہ ہی ہو سکتا ہی اور عاطفہ نہین ہو سکتا ورنہ عطف جملہ اسمیہ خبریہ کا [illegible]
طلبیہ پر لازم آویگا اور یہ ممنوع ہی۔ قال المترجم فخر رازی نے امام شافعی رح کے استدلال پر اکتفا نہ کیا اور خود ایک طور [illegible]
مذکور ہوا لیکن یہ ٹھیک نہین ہی چنانچہ شیخ حافظ العماد رح نے اسکو رد کر دیا اسطرح کہ قولہ تعالےٰ وان الشیاطین لیوحون الخ سے
فخر رازی کے اوپر خود نقض وارد ہوتا ہی کیونکہ یہ واو خواہ مخواہ عاطفہ ہی پس جس واو کے حالیہ ہونے کا مدعی ہوا اگر صحیح ہو تو اس جملہ کا عطف
جملہ ماقبل پر ممتنع ہوگا پس اگر جملہ طلبیہ پر عطف کیا جاوے تو جو اسنے امتناع وارد کیا ہی وہ خود اسپر وارد ہوتا ہی اور اگر واو کو حالیہ
نہ ہووے تو جو کچھ اسنے دعوی کیا ہی وہ سرے سے باطل ہو گیا واللہ اعلم۔ اور صلت السدوسی رح سے جو مرفوعاً روایت ہی [illegible]
کا ذبیحہ حلال ہی خواہ نام الٰہی ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ تو یہ مرسل ہی اور شافعیہ کے نزدیک مراسیل مالک و زہری کے سواے حجت نہین
مگر یہ کہ مذہب ابن عباس بھی مروی ہی جو اسکا مقوی ہی اور حنفیہ اسمین تاویل کرینگے۔ اور بیہقی نے حدیث عائشہ رض مذکورہ بالا [illegible]
حجت پکڑی کہ تسمیہ شرط ہوتا تو آپ نہ فرماتے کہ تم تسمیہ کہکر کھاؤ۔ مگر پوشیدہ نہین کہ یہ حجت ضعیف ہی اسواسطے کہ مسلمان ذبح کرکے
لانے والے پر گمان ترک تسمیہ کا خلاف ظاہر حال تھا لہذا احتیاطاً ایسا کہا جیسا کہ اشارہ اوپر مذکور ہو چکا۔ فافہم واللہ اعلم اور ایک
بڑی جماعت علماء نے کہا کہ اگر تسمیہ کہنا بھول گیا تو مضر نہین اور اگر عمداً چھوڑ دی تو ذبیحہ حلال نہوگا اور یہی حضرت علی و ابن عباس رض
عنہما و سعید بن المسیب و عطاء و طاؤس و حسن بصری و ابو مالک و عبدالرحمن بن ابی لیلی۔ و جعفر بن محمد و ربیعہ بن عبدالرحمن [illegible]
حکایت کیا گیا پس روایات ابن عباس اس امر پر محمول ہونگی کہ تسمیہ ذکر کیا حالت یاد مین اور نہ ذکر کیا حالت فراموشی [illegible]
کے اقوال مین اختلاف لازم نہ آوے اور یہی مشہور مذہب امام مالک و احمد بن حنبل کا اور یہی قول امام [illegible]
اور اسحاق بن راہویہ کا ہی۔ قال الحافظ ابن کثیر رح اور امام ابو الحسن مرغینانی نے ہدایہ مین [illegible]
علماء کا اجماع تھا کہ جو کوئی عمداً تسمیہ چھوڑے اُسکا ذبیحہ حرام ہوا اسیواسطے ابو یوسف و مشائخ [illegible]
ذبیحہ کے بیع جائز ہونے پر کوئی قاضی و حاکم حکم دیدے تو اسکا حکم نافذ نہوگا کیونکہ محل مخالف [illegible]

Marfat.com

[illegible] قول مذہب ہی اور ہم پہلے لکھ چکے کہ شافعی رح سے اگلون نے بھی خلاف کیا ہی واللہ اعلم ۔ مترجم
کہتا ہی کہ اگلون سے جو خلاف [illegible] وہ بدون ہمکے کلام کے ہی سوائے قول ابن عباس رض کے پھر جب ابن عباس رض سے متروک التسمیہ کے
حرام ہونے کا مذہب نقل کیا گیا تو [illegible] کر دینا خلاف اصل ہی پس دو قول ابن عباس کے بتاویل دونون موافق ہین تو خلاف ابن
عباس باقی نہین رہا اور علی ہذا دیگر علماء کے قول مین یہی گمان ہی بالجملہ فقط نام ذکر کرنا مثبت خلاف نہین ہی ۔ پھر ابن جریر رحمہ اللہ
سے نقل کیا کہ جس شخص نے بھول کر تسمیہ چھوڑنے والے مسلمان کا ذبیحہ حرام کیا وہ اجماع حجت سے خارج ہی اور حافظ ابن کثیر رح
نے بعد کلام طویل کے بیان کیا کہ ابن جریر رح کے نزدیک ایک دو علماء کے خلاف سے اجماع مین خلل نہین آتا وہ اسکو اجماع ہی
کہتے ہین ۔ پھر اس مذہب کی تقویت مین پیش کیا آیت کریمہ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا الآیۃ ۔ اور نیز وہ حدیث مشہور
جسمین آنحضرت صلعم نے اپنی امت سے خطاء و اکراہ و نسیان مرفوع ہونے کو فرمایا ہی لکن حنفیہ رح کے نزدیک جو امور شرعی ایسے
ہین کہ جد و ہزل سب طرح سے انکا حکم لازم ہوتا ہی مثل طلاق و عتاق وغیرہ کے انمین خطاء و نسیان وغیرہ کا غیر موثر ہونا معتبر نہین بلکہ
گناہ مرفوع ہوگا پس شاید کہ مقام ذبیحہ مین اسکا اعتبار ہو بالجملہ حجج قویہ کافی ہین واللہ اعلم ۔ پھر مجاہد رح و عامہ اہل علم کے نزدیک
یہ آیت محکم ہی اسمین سے کچھ منسوخ نہین ہی اور حسن بصری و عکرمہ سے ابن جریر رح نے روایت کیا کہ اس سے طعام اہل کتاب مستثنی
ہی اور ابن ابی حاتم نے مکحول سے روایت کی کہ اوتعالے نے اسکو منسوخ کرکے فرمایا الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا
الکتاب الآیہ ۔ پھر ابن جریر رح نے فرمایا کہ تحریم مالم یذکر اسم اللہ علیہ ۔ اور تحلیل طعام اہل کتاب مین کچھ تعارض نہین اور یہی صواب
ہی ۔ **قال الحافظ** ۔ یہ قول ابن جریر کا صحیح ہی اور سلف مین سے جسنے نسخ کا لفظ کہا ہی اسکی مراد تخصیص ہی واللہ اعلم ۔ بالجملہ معنی
قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ ۔ کے یہ کہ مت کھاؤ اس چیز مین سے جسپر نہین مذکور ہوا نام اللہ تعالی کا ۔ **وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ**
اے وان الاکل منہ لخروج عما یحل ۔ اور کھانا ایسی چیز مین سے البتہ باہر ہونا اس چیز سے جو حلال ہی ۔ **وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ**
لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ اے یوسوسون الی الکفار ۔ اور شیاطین جو شیطان رجیم کے ذریات ہین وہ مع شیطان کے
اپنے اولیاء کو یعنی کافرون کو وسوسہ دلاتے ہین ۔ علی ہذا الشیطان سے مراد حقیقی شیطان ہین ۔ بعض نے کہا کہ دو قسم جن ہین
لیکن مرتے نہین ہین بخلاف جن کے کہ انمین مسلمان بھی ہین کافر بھی ہین اور مرتے بھی ہین ۔ بالجملہ شیاطین حقیقی مراد ہین
اور وحی سے وسوسہ مراد ہی اور وسوسہ انکا اگرچہ عام ہی لیکن کافرون کی خصوصیت [illegible] ہی کہ اہل ایمان انکے وسوسہ کو قبول
نہین کرتے اور رد کر دیتے ہین بخلاف کافرون کے کہ وہ قبول کر لیتے ہین اور انھین پر خوب قابو پاتے ہین ۔ اور ابن ابی حاتم
وغیرہ نے ابن عمر رض و ابن عباس رض و عکرمہ رح سے قصہ مختار بن ابی عبید ثقفی مین روایت کیا کہ ایک شخص نے آکر ابن عباس رض سے
کہا کہ مختار بن ابی عبید کو زعم ہی کہ آج کی رات مجھپر وحی ہوئی تو ابن عباس نے کہا کہ ہان وہ سچا ہی تو اس شخص نے متنفر ہو کر
کہا کہ ابن عباس کہتے ہین کہ وہ سچا ہی تو ابن عباس نے فرمایا کہ وحی دو طرح کی ہی ایک وحی الٰہی بجانب محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کے اور دوسری وحی شیطان بجانب اپنے اولیاء کے پھر پڑھا قولہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم ۔ یعنی شیطانی آدمی اپنے
مصاحبون کو گمراہی کی باتین القاء کرتے ہین ۔ اور بعض نے فرمایا کہ شیاطین سے آدمیون کے شیطان ہین اور وحی ایک تشبیہ کے
ساتھ ہی یعنے ان شیاطین الانس لیلقون الی اولیائہم ۔ اور ظاہر آنکہ دونون کو شامل ہی ایک کو حقیقۃ اور دوسرے کو حکماً تاکہ جمع مین

Marfat.com

الحقیقۃ والمجاز لازم نہ آوے حاصل آنکہ شیاطین اپنے ساتھ موالات رکھنے والون کو
شبہات مردار کھانے مین تمھاری مخالفت کو نہ مانین اور تم سے جھگڑین - وان اطعتموهم
تم نے اس بارہ مین انکی پیروی کی تو تم مشرک ہو - زجاج نے کہا کہ اسمین دلیل ہی کہ جسنے
کسی چیز کو حلال جانا - یا حلال کی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز کو حرام جانا وہ کافر مشرک ہی کیونکہ اسنے اللہ
تعالیٰ کے غیر کو اپنا حاکم بنایا - عن ابن عباس جب نازل ہوا قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیۃ فارس نے قریش کو
کہلا بھیجا کہ محمد کو قائل کرو کہ جو جانور تم اپنے ہاتھ سے چھری سے ذبح کرو وہ حلال ہی اور جو اللہ تعالیٰ نے ذبح
کیا یعنی مردار وہ حرام ہی تو نازل ہوا قولہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم لیجادلوکم وان الآیۃ - یعنی شیاطین فارس نے
اولیاء قریش کو وحی کرتے ہین - رواہ الطبرانی - وعن ابن عباس فی قولہ وان الشیاطین لیوحون - یعنی کہتے تھے کہ جو اللہ نے
ذبح کیا وہ نہ کھاوین اور جو تم نے ذبح کیا وہ کھاوین تو نازل ہوا قولہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیۃ - رواہ ابوداؤد وابن
ماجہ وابن ابی حاتم واسنادہ صحیح ورواہ ابن جریر من طرق عنہ - اور ابن جریر رح نے قصہ تحریر اہل فارس کو عکرمہ سے روایت کیا
اور سدی رح و دیگر جماعہ تابعین نے مشرکون کا اعتراض مسلمانون پر ذکر کیا جیسا کہ فارس والون کا قریش کو بہکانا مذکور ہوا ہی
مترجم کہتا ہی کہ ایسے ہی مشرکین و مسلمانون کا جھگڑا دنیا کے حق مین ہی فلیتفکر واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم -
ف - فی العرائس قولہ تعالیٰ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم - اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوا کہ آدمیون سے ایک فرقہ
ہی جو شیطانون کی طبیعت پر پیدا ہوے ہین - کما قال تعالیٰ شیاطین الانس والجن - پھر ان شیطان الانس مین وہ لوگ بھی
داخل ہین جو ساوس و ناموس کے ساتھ روکھے خشک ہین آخرت کی طرف سے مگر لباس ظاہری سنوارے ہوئے اولیاء اللہ کے
مراتب کے مدعی ہین انکے دلون مین شیطانی مزخرفات بہت بھرتے ہین اور الفاظ طامات وغرور سے اپنی بڑائی و تعلی بیان کرتے
ہین اور جو شخص کہ حق و باطل مین تمیز نہین کر سکتا اسکے نزدیک عزت والے بنتے ہین - ابو عثمان مغربی رح نے کہا کہ آیت مین
شیاطین ایسے انسانون کی طرف جو مدعی کمال ہین ایسی باتین القاء کرتے ہین جس سے ایسے مریدون کی راہ مارین جو انکی
پر چلتے تھے - پھر جب اللہ تعالیٰ عز و جل نے ایسے لوگون کی مذمت بیان فرمائی جو دنیا کے بندے اپنے مالک خالق سبحانہ تعالیٰ سے
غافل کفر و ظلمت مین پڑے تو اسکے بعد محبوب جنکو نور قدیم کے مکاشفہ مین لے لیا اور انواع معارف سے جواہر سے مالا مال
عارف کیا انکی تعریف فرمائی -

أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَٰهُ وَجَعَلْنَا لَهُۥ نُورًا يَمْشِى بِهِۦ فِى ٱلنَّاسِ

بھلا ایک شخص کہ مردہ تھا پھر ہمنے اسکو زندہ کیا اور دی اسکو روشنی کہ لیے پھرتا ہی

كَمَن مَّثَلُهُۥ فِى ٱلظُّلُمَٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَٰفِرِينَ مَا كَانُوا۟

برابر اسکے کہ جسکا حال یہ ہو اندھیرون مین پڑا وہانسے نکل نہین سکتا اسی طرح بھلا دکھایا منکرون کو جو

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا فِى كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَٰبِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا۟ فِيهَا

اور یون ہی رکھے ہین ہمنے ہر بستی مین گنہگارون کے سردار کہ حیلے کیا کرین

Marfat.com

[illegible] لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥

[illegible] اور نہین [illegible]

[illegible] ابوجہل مغیرہ کے حق مین ہوا - اور مراد یہ کہ اس آیت مین جو بیان کیا گیا کہ

[illegible] کفر وضلالت مین پڑا ہو اس سے ابوجہل واسکے مانند مراد ہین اور یہ غرض نہین کہ جسکو زندہ کردیا

[illegible] اور تحقیق عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالے - اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا بھلا جو مردہ تھا

[illegible] پھر اسکو ہم نے ہدایت سے زندہ کردیا - وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ اور اسکے لیے

[illegible] لوگون مین پھرتا ہو یعنے بواسطہ اس نور کے حق کو باطل سے تمیز دیکھتا ہو اور یہ نور ایمان ہو اور بعض نے

[illegible] صحیح ہو - كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ مثل کا لفظ زائد ہو اسے کمن ہو فی الظلمات - کیا وہ مثل

[illegible] مین پڑا ہوا ہو - اور بعض نے کہا کہ کمن مثلہ مثل من فی الظلمات - لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا کہ اندھیرے

[illegible] حاصل آنکہ یہ استفہام انکاری ہو اور معنی یہ کہ بھلا جسکو ہم نے زندہ کرکے نور دیا وہ مثل اسکے ہو جو اندھیرے

[illegible] یعنے بھلا دونون یکسان ہین یعنے ہرگز ایسا نہین ہو - اور تعالے نے اس سے مومن وکافر کے مثل

[illegible] ظلمت کے یہی روشنی وتاریکی ہو اور مثل کا حاصل ظاہر ہو کہ جو نور کے واسطہ سے چلتا پھرتا ہو وہ ایسا نہین

[illegible] چلتا پھرتا ہو اور مقصود یہ کہ جو نور ایمان واسلام وقرآن سے منور ہوا وہ ایسا نہین جو کفر وضلالت وجہالت مین

[illegible] مین بہت ایمان وکفر کی مثل مین زندگی وموت سے اور نور وظلمت سے اور بینائی واندھے پن سے اور سننے

[illegible] سے مثل فرمائی ہو - کما فی قولہ اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور الآیۃ - وکما فی قولہ مثل الفریقین

[illegible] والاصم والبصیر والسمیع ہل یستویان مثلا الآیۃ - وکما فی قولہ تعالے وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل

[illegible] وما یستوی الاحیاء ولا الاموات الآیۃ - ابن عباس رضہ سے روایت کیا جاتا ہو کہ مراد اس سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب

[illegible] ابوجہل ملعون ہو - زید بن اسلم نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب کے حق مین اور ابوجہل کے حق مین نازل ہوئی - عکرمہ رحمہ

[illegible] یاسر رضہ اور ابوجہل کے حق مین نازل ہوئی اور مقاتل رحمہ نے کہا کہ حضرت سید عالم محمد مصطفے صلعم کے حق مین اور ابوجہل

[illegible] کے حق مین ہو - شیخ ابن کثیر رحمہ نے کہا کہ بعضون نے زعم کیا کہ نزول اسکا دو شخص معین کے حق مین ہو چنانچہ جسکو زندہ کرکے نور

[illegible] الخطاب ہین یا عمار بن یاسر ہین اور جو ظلمات مین پڑا ہوا رہا اس [illegible] وہ ابوجہل ملعون ہو - پھر کہا کہ صحیح یہ ہو

[illegible] ہر مومن وکافر داخل ہو یعنے کوئی مومن ہو کسی کافر کے مساوی نہین اور حاصل آنکہ مومن وکافرین اور راہ

[illegible] نہین ہو اور اسی کو اکثر مفسرین نے صحیح کہا ہو - قال المترجم اگر نزول اسکا دو شخص معین کے حق

[illegible] عموم معنی کا ہو جس سے ثابت ہو کہ مومن وکافر یکسان نہین - كَذٰلِكَ اسے کمازین للمومنین

[illegible] زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ من الکفر والمعاصی - یعنی جیسے مومنون کی نظر مین ایمان وطاعت

[illegible] کی گئی اور ایسی ہی مزین کیے گئے کافرون کے لیے جو وہ کرتے ہین کفر ونافرمانیان وگناہ - اس آیت سے ثابت ہو

[illegible] صحیح مین ثابت ہو کہ ہر ایک پردہ آسان ہو جسکے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہو

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا یعنی جیسے ہم نے مکہ والون مین سے [illegible]
فِي كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا ہر قریہ مین اکابر مجرمین اسکے [illegible]
اول پر دوم کو مقدم کیا گیا۔ قال الواحدی۔ اسے مجرمیہا اکابرہا اور اکابر [illegible]
ہونے سے مکر وکفر کی طرف زیادہ داعی ہین۔ مروی ہی کہ ولید بن المغیرہ نے کہا [illegible]
وہاں زیادہ ہی اور یہ شخص بڑا سرکش تبہ کار تھا۔ لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا یعنی تاکہ [illegible]
قریہ مین مکر کرین۔ قریہ گانون وشہر وآبادی کے معنی مین آتا ہی۔ اور ابو عبیدہ رح نے کہا [illegible]
بعض نے زیادہ کیا اور غیبت وچغلی وجھوٹی قسمین وباطل کا رواج دینا۔ قال الحافظ [illegible]
اقوال وافعال سے بلانا۔ ابن ابی حاتم نے بعض علماء سے روایت کی کہ قرآن مین جہان کہا [illegible]
مکہ کے فاسقون کے مانند سابق امتون مین بھی ہر قریہ کے بڑے لوگون کو فاسق بنایا تاکہ [illegible]
حالانکہ اپنی ہی جان کے ساتھ مکر کرتے ہین۔ کیونکہ وبال اسکا انھین کی جانون پر ہی [illegible]
يَشْعُرُوْنَ بذلک۔ اور اس بات سے انکو شعور نہین ہوتا۔ اسمین تاکید بلیغ ہی یعنی یہ بات اگرچہ [illegible]
دریافت کرنے کی ہی مگر اسکو بھی نہین سمجھتے فـــــ فی العرائس قوله تعالے اومن کان میتا [illegible]
نور قدم سے زندہ کیا۔ نیز جو مجاہدات سے مردہ تھا اسکو روح مجاہدہ سے زندہ کیا۔ نیز جو [illegible]
سے زندہ کیا۔ نیز۔ جو مردہ تھا بسبب اسکے کہ مخلوق کی طرف نظر رکھتا تھا یا اپنی خلقت مین پڑا ہوا تھا [illegible]
زندہ کیا۔ نیز جو مردہ تھا اس وجہ سے کہ ثواب اعمال پر نظر رکھتا تھا پھر ہم نے اسکو یہ دکھلا کر کہ [illegible]
زندہ کیا اور اسکے واسطے ایک نور دیا کہ جسکے ساتھ وہ لوگون مین چلتا پھرتا ہی یعنی اسکو نور فراست [illegible]
قلوب سے [illegible] پاتا ہی اور نیز اسکو انوار غیب سے لباس دیا کہ لوگون کے درمیان چراغ [illegible]
مین سے نکالتا ہی۔ اور نیز اسکی روح کو لباس مشاہدہ پہنایا اور اسکی عقل کو نور آیات دکھلایا [illegible]
کو نور ذات دکھلایا اور اسکے تمام وجود کو خلائق کے درمیان نور کر دیا کہ ہر نیک بخت جو ازل [illegible]
ہدایت لیتا ہی قال المترجم حدیث صحیح مین آنحضرت صلعم کی دعاء تمام اعضاء وجوارح کے [illegible]
فافہم۔ بالجملہ یہان بیان ہی کہ جو بندہ مومن اسطرح منور ہو وہ ہرگز مساوی نہین کسی کافر کے [illegible]
اور ہوا وہوس کی تاریک دوزخ مین متحیر ٹاپتا پھرتا ہی اسکو راہ حق کی طرف نشان نہین [illegible]
قہر مین سرگردان رہیگا۔ یہان سے سچے ایمان والون کو اللہ عزوجل کی حیات مین [illegible]
سقہور کافرون کو دیکھکر عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ قال المترجم معتزلہ وغیرہ کی طرح [illegible]
اور آیت کریمہ مین صریح ہدایت واضلال کی نسبت حقیقی حضرت باری تعالے کی طرف [illegible]
کیونکہ صریح یہ ایجاد وخلق از حضرت باری تعالے عزوجل ہی۔ قال الشیخ۔ اور تعالے نے [illegible]
نسبت تقدیر کی طرف مضاف فرمایا۔ مرید صادق کو نور عرفان حاصل ہونے سے پہلے [illegible]

[illegible] الذات ... ازل سے ابتک ہمیشہ اسکے فضل ولطف سے ایکحال پر زندہ
[illegible] اومن کان میتاً یعنی ہم سے مردہ تھا۔ فاحییناہ۔ اپنے ساتھ اسکو زندہ کیا۔ وجعلنا
[illegible] پاتے ہین۔ کمن مثلہ فی الظلمات۔ یعنی مانند ایسے شخص کے جو اپنی شہوت
[illegible] اسکو قرب درگاہ کی تابش نہین ہوئی ہی۔ احمد بن عطاء رح نے کہاکہ قولہ اومن کان میتاً یعنی
[illegible] قلب کی موت سے مردہ تھا۔ فاحییناہ۔ یعنی اسکو اسکے نفس سے موت دیکر اور اسکے قلب کو زندہ
[illegible] اسپر راہ توفیق آسان کردی اور انوار قرب سے اسکی بینائی روشن کردی کہ وہ ہمارے سواے غیر
[illegible] نہین کرتا۔ جریری رح نے کہاکہ اللہ تعالے نے جب کسی بندہ کو اپنے انوار سے زندہ کیا تو وہ
[illegible] سے مار ڈالا تو وہ کبھی زندہ نہین ہوتا ہی۔ جعفر علیہ السلام نے کہاکہ قولہ اومن کان میتاً
[illegible] تھا۔ فاحییناہ۔ اسکے واسطے لوز عرفان کشادہ کیا کہ جس سے اسنے دیکھ لیا کہ سراپا تقصیر
[illegible] کہ مجھسے ہرگز کچھ بھی اسکے لائق عبادت نہین ہو سکتی ہی۔ بعض نے کہاکہ مردہ تھا دیدار
[illegible] زندہ کیا۔ قاسم رح نے کہاکہ اولیاء کرکے نکالکر زندہ کیا جیسے اجسام کو روحون سے اٹھایا
[illegible] مردہ تھا اسکو علم سے زندہ کیا۔ ابن عطاء رح نے کہاکہ یعنی ہم سے منقطع ہونے کی وجہ سے مردہ تھا
[illegible] دیا بس یہ ویسا نہین جسکو ہم نے ملعون و مردود چھوڑ دیا۔ استاد رح نے فرمایا کہ اکابر
[illegible] ہوکر دل زندہ ہوجاوے اللہ تعالے کے ساتھ بس جو لوگ غافل ہین جب انکو یاد الٰہی الہام کیگئی
[illegible] اگر بعد اسکے غفلت مین پڑے تو زندہ تھے اب مرگئے بالجملہ جو شخص کہ انوار قرب
[illegible] بصیرت ہی تو اسکی برابری کہان ہو سکتی ہی ایسے شخص سے جو ظلمات وتاریکیون مین اور
[illegible] قال الشیخ مجھے بیان مقام حقیقت کا ایک اشارہ منکشف ہوا وہ یون کہ جو شخص مقام نکرۃ التوحید مین
[illegible] ظاہر ہوئے تھے تو ایسی میت کو روح لقاء ومشاہدہ ابدیت سے زندہ کیا کیونکہ وہ میدان نکرت
[illegible] کے پاؤن سے انوار لقاء کے پرفضا وشگفتہ کشادہ چمنستان مین چلا اور جو شخص کبھی انوار جمال
[illegible] دل کو زندگی حاصل ہوگی اور جو نفس کہ طاعت پروردگار سے فتور وقصور کرگیا ہی اسکے دیدار سے
[illegible] شہوات مین مفتون نہ رہیگا۔ قال المترجم نکرۃ التوحید ایک مقام خاص ہی جسکا حال
[illegible] کے اول ظہور انوار ذات جل جلالہ مین نکرت طاری ہوتی ہی عظمت کبریا مختص بذات
[illegible] یہ مقام نکرت ہی اور اشارات مذکورہ مختلف مراتب عرفان پر محمول کرکے سمجھنا چاہیے

[illegible] قَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ
[illegible] کبھی ہرگز نہ مانینگے جب تک ہمکو نہ ملے جیسا کچھ پاتے ہین اللہ کے رسول
[illegible] يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا
[illegible] اپنے پیام اب پہونچیگی گنہگارون کو

[illegible] مدنی کتبخانہ [illegible] لاہور

سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِندَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ

ذلت اسکے ان الله عذاب سخت بسبب

وَإِذَا جَاءَتْهُمْ اور جب آتی ہی اہل مکہ کے پاس ۔ آيَةٌ

قَالُوا لَن نُّؤْمِنَ کہتے ہین کہ ہرگز ہم ایمان نلاوینگے محمد صلعم پر ۔ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ

کہ دیے جاوین ہم مثل اس چیز کے جو اللہ تعالے کے رسولون کو دی گئی یعنی رسالت اللہ اعلم

کیونکہ ہم مال مین زیادہ اور سن مین بڑے ہین ۔ بعض نے کہا کہ ولید بن المغیرہ نے کہا تھا ابو جہل نے

کہا کہ شرافت مین ہم اور بنو عبد مناف مقابلہ کرتے رہے یہان تک کہ جب ہم ملے

نے دعوی کیا کہ ہم مین نبی ہی جسپر وحی ہوتی ہی پس واللہ ہم اسپر ایمان نلاوینگے یہان تک کہ

صلعم پر حسد تھا ۔ بعض نے کہا کہ مراد انکی یہ تھی کہ ہم تابع نہونگے ہم بھی متبوع ہونگے اور یہ تقاضائے کمال جہل

پر وقف مسنون ہی اور یہان نام پاک دوبار جمع ہوگیا ۔ بعض نے کہا کہ بعد وقف کے دونون کے بیچ مین

یہ قول تجربہ سے معلوم ہوا ہو واللہ اعلم ۔ پھر اوتعالے نے ان جاہلون کا جواب دیا ۔ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ

اللہ تعالے جانتا ہی جہان وہ رسالت رکھتا ہی ۔ اکثرون کی قراءۃ مین رسالاتہ جمع ہی اور ابن کثیر رح و حفص کی قراءۃ

بافراد ہی اور حیث مفعول بہ ایسے فعل کا ہی جسپر اعلم اسم تفضیل دلالت کرتا ہی کیونکہ خود اسم تفضیل

کرتا اور وہ فعل مدلول یعلم ہی اور حیث بمعنی موضع ہی اے یعلم الموضع الصالح لوضعها یعنے رسالت رکھنے کے

جانتا ہی پس جو محل صالح ہی وہی رسول ہوتا ہی اور یہ لوگ اسکی اہلیت نہین رکھتے ہین ۔ اور

کے کہ اللہ اعلم بمن یستحق ان یجعله رسولا ۔ کیونکہ حیث بمعنی موضع و محل وغیرہ ظرف کے ہوسکتا ہی اور

ہوسکتا اور نیز رسالت کسی استحقاق پر نہین ہی بلکہ محض فضل عظیم ہی کما قال لحبیبہ صلے اللہ علیہ وسلم وکان فضل اللہ علیک عظیما

بیضاوی رح نے کہا کہ یہ کلام مستانف ہی جس سے ان کافرون پر رد کردیا کہ رسالت و نبوت

نفسانی ہین جن سے اوتعالے جسکو چاہتا ہی مخصوص فرماتا ہی پس اسکو رسالت کے لیے برگزیدہ

خوب جانتا ہی ۔ حاصل آنکہ اس بزرگی کے واسطے اوتعالے علیم و حکیم عزوجل نے محمد صلعم کو

نہین ہوسکتی بلکہ اورون کے واسطے یہی کمال ہی کہ اس رسول پاک کی پیروی کرین

ذات و نسب و کمال مرضی اوتعالے نے جمع فرمایا تھا ۔ قال الحافظ اہل مکہ

تھے کہ آنحضرت صلعم کو ہمارے درمیان فضیلت و شرافت و نسب اعلی و طہارت خلق

حاصل ہی حتی کہ کافرون کے سردار ابو سفیان نے بروقت سوال ہرقل بادشاہ روم

ہماری قوم مین بڑے مرتبہ کا نسب والا ہی ۔ ہرقل بولا کہ بھلا تم کبھی اسکو دروغ

کبھی نہین ۔ کما فی حدیث البخاری اور واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت

اولاد ابراہیم مین سے اسمعیل کو برگزیدہ کیا اور اولاد اسمعیل سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ سے قریش کو

Marfat.com

[illegible] برگزیدہ [illegible] سے نکالا کہ اولاد ابراہیم میں اسحاق و یعقوب کے بہ نسبت اسمٰعیل علیہ السلام برگزیدہ تھے - وعن ابی ہریرۃ [illegible] آدم میں سب سے بہتر گروہ میں میں مبعوث ہوتا آیا یہانتک کہ میں ظاہر ہوا اس قرن میں ہوا جسمیں ہوا - رواہ البخاری - عبد اللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالے نے بندون کے دلون پر نظر فرمائی پس علم ازلی میں محمد صلعم کے دل کو سب سے بہتر رکھکر اسکو اپنی رسالت کے واسطے برگزیدہ فرمایا پھر اسکے بعد بندون کے دلون پر نظر فرمائی پس محمد صلعم کے اصحاب کے دلون کو سب سے بہتر رکھکر انکو اپنے رسول صلعم کے وزیر بنائے جو اللہ تعالے کے دین کے واسطے جہاد کرتے ہین پس جس بات کو مسلمانون نے بہتر دیکھا وہ اللہ تعالے کے نزدیک بہتر ہے اور جسکو مسلمانون نے برا دیکھا وہ اللہ تعالے کے نزدیک بری ہے رواہ احمد وغیرہ - قال المترجم یہ اوتعالی کے علم قدیم کا بیان لوگون کی سمجھ کے موافق ہے اور مسلمانون سے حضرت صلعم کے اصحاب مراد ہین جیساکہ بیان سے خود ظاہر ہے اور معنی یہ ہین کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالے کے برگزیدہ بندے ہین انکو وہی بات بھلی نظر آتی ہے جو اللہ تعالے کے نزدیک بھلی ہے اسی واسطے اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم حجت قطعی ہے - فافہم مترجم نے بضرورت یہ تفسیر حدیث مختصر لکھدی - اور حاصل تفسیر آیۂ کریمہ یہ ہوا کہ رسالت فضل الٰہی ہے اوتعالے نے اپنے علم سے جہان بہتر دیکھا وہان رکھی ہے لہذا کفار کہ یہ ہوس نہ کرین اور ایمان لاوین پھر انکو تہدید فرمائی بقولہ - سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا عنقریب پہونچیگی ان لوگون کو جنھون نے اجرام کیا - یعنی اس قول باطل وبے ادبی سے جرم کیا ہے صَغَارٌ ذلت - عِنْدَ اللَّهِ اللہ تعالے کے یہان - یعنی ایسے کفر کی بات کہنے والون کو اللہ تعالی کے یہان ذلت وخواری حاصل ہوگی یعنی قیامت مین خوار ہونگے بعد از انکہ بڑے بڈھ بنے تھے یا عند اللہ بمعنی من عند اللہ ہے یعنی اللہ تعالی کی طرف حاصل ہوگی خواری - وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ باء سببیہ اور ما مصدریہ ہے یعنے اور عذاب شدید بسبب انکے مکر کرنے کے - یعنی بسبب حسد وکفر کرنے کے - فی العرائس قولہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ - یعنے اوتعالے بندون کے باطن قلوب واسرار ارواح سے وہباتین جانتا ہے جو انکے اندر نبوت ومعرفت ورسالت وتوحید ومحبت کی پنہان پیدا کی ہین اور انمین ازل سے ودیعت رکھی ہین - اسمین بندون کو آگاہ کردیا کہ کرامت وخیر وشر کو اوتعالی نے ازل ہی سے دلون مین ودیعت رکھدیا ہے پس خود اپنی ذات پاک کی طرف نظر فرمائی پس نور صفات چمکا اور اسکی روشنی بلند ہوئی پھر اسکا عکس غیب الغیب پر ہوا اور اس سے روحین جو ملکوتی لاہوتی ہین پیدا فرمائین اور [illegible] مین انوار ولایت ورسالت ونبوت کے پنہان ودیعت کیے اور تمام مخلوق سے ان ارواح کو اپنے اس فضل وکرم کے ساتھ مخصوص فرمایا اور اسمین کسی سبب وعلت کو دخل نہین اور نہ کوئی حاجت وباعث وغرض کی مجال ہے بلکہ عین فضل وکرم ہے لیکن ان ارواح کو مخلوق کے لیے ہدایت قرار دیا [illegible] ہوئی ہے مخلوق اپنے خالق کی بندگی اور عرفان کی راہ پاتے رہین - پس جسکو اس عنایت سے مخصوص کیا اسکو کسی حاسد کا حسد اور کسی مکار کا مکر کچھ مضر نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ اسکا شرف بڑھتا جاتا ہے اور سب حمد وثناء اسی پاک پروردگار کے لیے خاص ہے [illegible] اپنے نبی محمد مصطفٰے صلعم کو اس کرامت سے برگزیدہ فرمایا جس سے دشمنون کی آبرو خوار ہوئی اور دوستون کی مددگاری [illegible] ابن [illegible] رحمہ نے کہا کہ اوتعالے خوب جانتا ہے ان دلون کو جو اسرار الٰہی ومکاشفات کے لائق ہین پس انکو خاص انوار [illegible] لطائف علوم سے مطلع کرتا ہے - ابو بکر الوراق رحمہ نے فرمایا کہ جیسے دنیاوی بادشاہ لوگ اپنے جواہر وخزانہ کے موضع

Marfat.com

جانتے ہین اور اچھی جگہ رکھتے ہین او تعالےٰ خالق ذوالجلال والاکرام [illegible]
اور علم اسی کا علم ہی۔ پھر جب او تعالے جوہر معرفت کسی بندہ صالح کے دل [illegible]
سے وسیع وکشادہ وآراستہ وپیراستہ فرماتا ہی تاکہ اسرار ومعارف محبت وعلوم [illegible]

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ [illegible]

سو جسکو اللہ چاہے راہ دے کھول دے اسکا سینہ [illegible]

يُضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ ۚ كَذٰلِكَ

راہ سے بھلاوے اسکا سینہ کر دے تنگ خفہ گویا زور سے چڑھتا ہی آسمان پر [illegible]

يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ

ڈالے گا اللہ عذاب یقین نہ لانے والون پر اور یہ ہی راہ تیرے رب کی سیدھی [illegible]

مُسْتَقِيْمًا ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ لَهُمْ دَارُ

ہم نے کھول دیے نشان دھیان کرنے والون کو انکو [illegible]

السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

گھر اپنے رب کے ہان اور وہ انکا مددگار ہی بدلہ انکے [illegible]

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ پس جو بندہ کہ اللہ تعالےٰ چاہتا ہی اسکو ہدایت کرتا تو يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ کھول
دیتا ہی اسکا سینہ اسلام کے واسطے باین طور کہ اسکے دل مین نور ڈال دیتا ہی پس اسلام کے واسطے کشادہ ہو جاتا ہی اور اسکو قبول
کرلیتا ہی جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا ہی پوری حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رض کی روایت سے یون ہی کہ آنحضرت صلعم سے یہ آیت
پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ نور سینہ مین ڈالا جاتا ہی پس اسلام کے واسطے سینہ کشادہ ہو جاتا ہی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی
کہ یا رسول اللہ اسکی کچھ نشانیاں بھی ہین آپ نے فرمایا کہ جھک جانا ایسے گھر کی طرف جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہی اور پہلو تہی کرنا دنیا
یعنی دنیا کی طرف سے اور استعداد حاصل کرنا موت کی اسکے آجانے سے پہلے۔ رواہ ابن المبارک وعبد الرزاق والفریابی و
ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ والبیہقی۔ قال الحافظ ابن کثیر رح بعد ذکر الطرق [illegible]
حدیث کے اسقدر طرق ہین بعض مرسل ہین اور بعض متصل ہین جو باہم ایک دوسرے کی تقویت کرتے ہین [illegible]
یہ کہ حدیث ثابت ہی اور عراقی رحنے تخریج احادیث الاحیاء مین کہا ہی کہ حدیث حسن ہی [illegible]
ہوئی تو یہی تفسیر متعین ہی اور یہ بیان کیفیت ہدایت ہی جو محض فضل الٰہی [illegible]
يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ اور جسکو چاہتا ہی کہ گمراہ کرے تو يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا [illegible]
حَرَجًا نہایت بھچا ہوا یعنی قبول اسلام سے تنگی کرتا ہوا بھچا ہوا۔ قال [illegible]
بروزن سیفا بدون تشدید پڑھا یعنی جیسے باقیون نے [illegible]
اول وکسر ثانی صیغہ صفت [illegible] بمعنی الضیق پڑھا اور باقیون نے [illegible]

[illegible] ہوگی - اورد الحافظ رح فی التفسیر - عمر بن الخطاب رضہ نے ایک دیہاتی
[illegible] ایک درخت ہوتا ہی کہ اس تک نہ ہاپوچرائی کا جانور پہونچتا ہی اور نہ کوئی جنگلی جانور
[illegible] فرمایا کہ ایسا ہی منافق کا دل ہی کہ بھلائی اسکو کچھ نہیں پہونچتی ہی - قال مجاہد والسدی
[illegible] تنگ ہونے [illegible] - قال عطاء یعنی بھلائی کا اسمین گذر نہین ہی کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ یعنی جب اسلام لانے کو
[illegible] کہا جاتا ہی [illegible] ہوتا ہی کہ گویا آسمان کو صعود کرتا ہی - اور یہ بنا بر قراءۃ ابن کثیر رح کے یصعد بسکون صاد ہوا
[illegible] قال البیضاوی [illegible] کافر کی تنگی دل کی انتہا کو تشبیہ دی ایسے شخص سے جو ایسی چیز کی [illegible] کرے جو اسکی قدرت سے
خارج ہی چنانچہ عرب مین اور دیگر محاورات مین آسمان کو چڑھ جانا مثل مشہور ہی کہ آدمی کی اپنی کوشش سے خارج ہی اور یہ ایسے
کلام کرنے [illegible] بولتے ہین جو آدمی کی وسعت سے باہر ہو حاصل آنکہ اس سے ایمان ایسا ممتنع ہی جیسے آسمان کو چڑھ جانا ممتنع ہی
اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اسلام سے ایسا دور بھاگتا ہی گویا انتہا درجہ کا فاصلہ کیا کہ آسمان پر چڑھ گیا اور حق بات سے
نہایت ہی دور بھاگ گیا - ابو بکر کی قراءۃ مین یصاعد بتشدید صاد ہی اور جمہور کی قراءۃ مین یصعد بتشدید صاد و عین ہی اور
[illegible] اصل یتصعد [illegible] پس ادغام تا در صاد ہی اور معنی اسکے تکلف کرنا آسمان پر چڑھنے مین - حاصل آنکہ اسلام لانے
کے وقت اسکو [illegible] تنگی ہوتی ہی جیسے آسمان پر چڑھنے کے قصد مین نہایت تکلف اسکو ہو اور یہ بھی ضرب المثل ہی ایک محال کام
[illegible] کے بارہ مین بولتے ہین - وذکر الحافظ رح عطاء خراسانی نے فرمایا کہ یہ مثل ہی یعنے اسکی مثال ایسے شخص کے مانند ہی جو آسمان
کو نہین چڑھ سکتا ہی - وعن ابن عباس - جیسے آدمی کی مجال نہین کہ اپنی قوت سے آسمان کو پہونچ جاوے ایسے ہی اپنے دل مین
ایمان و توحید نہین داخل کرسکتا ہان اگر اللہ تعالی چاہے تو داخل کردے - اوزاعی رح نے کہا کہ جسکے سینہ کو اللہ تعالی نے
مردود کردیا اسکو مسلمان ہوجانے کی استطاعت کہان ہی - قال البیضاوی اسمین تنبیہ ہی کہ جسکے حق مین اضلال مقدر ہی اس سے
خود اسلام لانا محال ہی جیسے آسمان کو چڑھ جانا ممتنع ہی - آیت مین دلیل ہی کہ جملہ اشیاء سب بمشیت و ارادہ الہی عز وجل ہین
حتی کہ مومن کا ایمان و کافر کا کفر بمشیت الہی ہی پس کفار قریش جو حضرت صلعم پر ایمان نہین لاتے اور اپنی رسالت و ملائکہ
کی گواہی اور دیگر اشیاء سے عناد و حسد کی راہ سے سوال کرتے تو مشیت الہی مین ناپاک کافر انکا مرنا مقدر تھا - کَذٰلِکَ
[illegible] عن الحق کذلک - یَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ یعنی جیسے کافر کا سینہ
[illegible] سے بعد کردیا ایسے ہی کردیتا ہی اللہ تعالی رجس کو ان لوگون پر جو ایمان نہین لاتے ہین - عن ابن عباس
[illegible] الرجس یعنی شیطان - قال مجاہد - ہر وہ چیز جسمین بھلائی نہین ہی - قال عبد الرحمن بن زید - رجس بمعنی عذاب
[illegible] نے کہا کہ رجس دنیا مین لعنت ہی اور آخرت مین عذاب ہی - لہذا مفسر رح نے کہا کہ کافرون پر عذاب کو یا شیطان کو مسلط
[illegible] ثابت ہی اے محمد صلعم - صِرَاطُ رَبِّكَ راہ تیرے پروردگار کی ہی یعنی اسی کا پسند
[illegible] مُسْتَقِیْمًا [illegible] مستقیم یعنی راست ہی جسمین بالکل کہین کجی نہین ہی پس مستقیما حال ہی اور یہ حال
[illegible] عامل اس حال مین ہذا اسم اشارہ کے معنی ہین - قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ یعنی
[illegible] لِقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ یتذکرون - پس تاء فوقانیہ کا ذال معجمہ مین ادغام ہوا ہی - ایسی قوم

Marfat.com

کے واسطے جو نصیحت اختیار کرتے ہین - اگرچہ آیات سب مخلوق کے دلائل ہین لیکن [illegible]
پاکیزہ سے نفع انھین کو حاصل ہوتا ہی - قال المترجم جو علوم غیب [illegible]
ہین جنکو نورانی عقل والے سمجھ سکتے ہین حتی کہ معتزلہ وغیرہ بدعتی فرقے بھی غور [illegible]
اہل عقل نورانی مفہوم ہین بدلیل قولہ تعالے وما یتذکر الا اولوا الالباب - کیونکہ عموماً تذکر فقط اولوا الالباب کے [illegible]
لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِندَ رَبِّهِمْ اے لہم دار السلامۃ وہی الجنۃ عند ربہم - انکے لیے انکے رب کے نزدیک [illegible]
دار السلامۃ یعنے جنت ہی کیونکہ وہان ہر مکروہ چیز سے سلامتی ہی اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہی - قتادہ رحمۃ اللہ [illegible]
دار السلام وہ جنت ہی - سدی رحمۃ اللہ وحسن بصری رح نے کہا کہ السلام نام پاک الٰہی ہی اور دار السلام [illegible]
ہی یعنے جو اسنے اپنے نیک بندون کے لیے پیدا کیا ہی وہ جنت ہی اور جابر بن زید نے فرمایا کہ دار السلام اسے دار التحیۃ [illegible]
یہ مستفاد از قولہ تعالے تحیتہم فیہا سلام - یعنی تحیت انکی آپس مین جنت کے اندر سلام سے ہوگی پس جنت دار السلام ہوئی [illegible]
ارجح قول حسن بصری رح ہی بنظر ضمیر قولہ - وَهُوَ وَلِيُّهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنی اور رب السلام یعنی اللہ تعالے عزوجل انکا
وناصر ہی ہر بھلائی انکو عطا فرمانے کا متولی ہی بعوض اس چیز کے جسکو بجالاتے تھے دنیا مین یعنی اللہ تعالے کی فرمانبرداری
رسول صلعم پر ایمان اور شرک سے پرہیز تقلی وغیرہ ف — فی العرائس قولہ فمن یرد اللہ ان یہدیہ الآیۃ - یعنی جسکو اللہ
اپنی صفات وذات پاک کی معرفت عطا فرماتا ہی اسکا سینہ انوار لطف وقرب سے کشادہ فرماتا ہی تاکہ وہ بندہ بعنایت الٰہی اسکا
مشاہدہ پاتا ہی نہ اور کسی طاقت وقوت سے کیونکہ مشاہدہ الٰہی بقوت صفات الٰہی ممکن ہی ورنہ حادث کو مجال نہین ہی - نہرجوری
نے فرمایا کہ مراد ہوجانے کی صفت یہ کہ جو اسکے واسطے ہی اس سے خالی کرے اور جسپر وہ ہی قبول کرے اور مراد حق تعالی پر اسکا
سینہ کشادہ ہو - بعض نے فرمایا کہ نور ہی ابتدا مین وہ نور عقل ہی اور نور ہی وسائط مین وہ نور علم ہی اور نور ہی انتہا مین وہ
عرفان ہی پس عقل والا تو برہان کے ساتھ ہی اور علم والا بیان کے ساتھ ہی اور معرفت والا عیان کے ساتھ ہی - اور حضرت
صلعم نے اسکی کیفیت ونشان بیان فرمائے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رض کی روایت اوپر بیان ہو چکی ہی - شیخ نے کہا کہ حضرت صلعم
نے نور تجلی واقع ہونے سے سینہ کا کھل جانا بیان فرمایا یعنے اسکی روشنی سے سینہ روشن ہوتا ہی اور بندہ پہلے اس سے نفقات
کی طرف رجوع لاتا ہی اور انوار سے مالامال ہوجاتا ہی اور یہ محض عنایت سے اپنے مشاہدہ کی طرف جذب ہی پس عنایت کا ظہور [illegible]
کو اسکا شوق جمال پیدا ہوتا ہی اور ماسوائے حق کے جملہ مالوف ومحبوب سے کنارہ کرکے اسکی بندگی کی طرف رجوع لاتا ہی اور [illegible]
راہ مستقیم ہی جسمین اضطراب نفس ووسواس شیطان سے اللہ تعالے عزوجل کی ہدایت کی وجہ سے امن ملجاتا ہی - وقولہ تعالی وھذا
صراط ربک مستقیما - صراط مستقیم درحقیقت یہ کہ معرفت وکشف کے ساتھ صفات سے ذات کی طرف راہ پاوے [illegible]
پاک دلیل ہی کیونکہ ہذا کا اشارہ قرآن کی طرف ہی اور وہ صفت قدیم ہی پس یہی راہ ہی حضرت قدیم باری تعالی [illegible]
کی طرف پس یہ صراط ہی کہ روح حالانکہ اجسام مین مقید ہی اپنے مقام مین سیر کرے اور عالم ملکوت [illegible]
وصول اسکا بانوار ذات قدیم ہی جو عین مقصود ہی اسی واسطے جسنے یہ راستہ مضبوط سے پکڑ لیا [illegible]
وہ ہلاک نہوگا اور صراط ربک سے مخصوص اپنی طرف نسبت فرمانے مین اشارہ ہی کہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] راہ میری طرف کو ہی بلکہ فرمایا ہذا صراط ربک - یعنی میری راہ ہی جسمین انوار صفات
[illegible] مین بواسطے [illegible] من وبقبول ہوا - شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ نہایت قویم اور مستقیم طریقہ یہ ہی کہ بندہ
[illegible] اعمال واحوال و اخلاق و اقوال سب مین اللہ تعالے کے کلام پاک واحادیث رسول اللہ صلعم وسنت کی متابعت کرے
اور [illegible] سنت [illegible] درستہ یہ ہی کہ دعوے و مخالفت مین سر اُٹھاوے - سہیل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مستقیم راہ پروردگار کی توحید
و اسلام ہی - پھر جب اہل راہ کی ہدایت کر کے انکو منزل سلامت مین اُتارا جہان کشف کے بعد معاینہ دیدار الغیب ہی کما قال تعالے
لهم دار السلام عند ربهم الآیۃ - دار السلام وہ مقام ظہور جمال وقدس صفات ہی منزہ از خطرہ حجاب وعتاب حالانکہ مصرح فرمایا ولیہم
[illegible] انکی ولایت ورعایت ابدی وسرمدی سے دائمی سلامتی ہی - نیز السلام نام حضرت باری تعالے ہی تاکہ عارفون کے دل
[illegible] سے دل لگاوین اور جمین وہ اصلین اپنے حال ومقام مین سلامت رہین اور اسی کی طرف متوجہ ہون اور قولہ عند ربهم سے
تقلب با نوار صفات ہی - حدیث صحیح مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمام قلوب حضرت او تعالے کے پنجۂ قدرت کے دو انگلیون کے
درمیان ہین جیسے چاہتا ہی انکو پھیرتا ہی - او تعالے انکا ولی ہی انکی حفاظت فرماتا ہی تاکہ نفس وشیطان کے وساوس انمین راہ نہ پاوین
اور مطالعہ ومشاہدہ مین رہین جسکی خوبی کہانتک بیان ہوسکتی ہی - نیز انکو دار کرامت سے لگاو دلایا اور اگر جوار سے تعلق دلایا جاتا
تو درمیان سے حدیث الدار اٹھ جاتی لیکن فی الجملہ یون ہی لگاو حدوث کا تھا اگرچہ بطریق تفصیح غیر ہو لہذا دار السلام سے تعلق کیا
لیکن اپنے فضل سے انکو اسی تعلق مین نہین چھوڑا بلکہ فرمایا وہو ولیہم - یعنی درمیان سے غیر پر نظر رکھنے سے اونچا کر لیا - قال المترجم
لہذا قال الشیخ وظاہر کلام آنکہ جنکو ازل سے انوار معرفت کی بینائی نہین انکی نظر مخلوقات ومحسوسات یعنی غیر پر رہتی ہی اور اغیار نقط
مناظر ہین پس اس راہ سے انکو معارف کی طرف بلایا حتی کہ جو ہلاک ہو وہ بینہ یعنی نور سے ہلاک ہو اور حجت اپنر تمام ہو اور اہل معرفت کا
اس سے تعلق بسبب اسکے کہ ظہور دیدار وہان موعود ہی پس اس راہ سے جنت محبوب ہی اور اسی معنی کو شیخ نے آگے کے کلام مین بیان
کیا بقولہ اور اللہ تعالے نے فرمایا کل شئی ہالک الا وجہہ - اشارہ ہی کہ ہر حادث بروقت ظہور قدیم کے مضمحل ہی - پھر جب او تعالے نے خود
انکو دعوت فرمائی تو تمام جگہین پاکیزہ ہوگئین خواہ دنیا مین ہون یا آخرت مین ہون - کیونکہ اسکے حفظ سے اکوان پاکیزہ اور اسکے حسن جمال
سے جہان لطیف ہوگئی ہے انوا نزلت سلمی بوادٍ فمائها + زلال وسلسال وشیحا نها ورد + اور یہ نہین دیکھتا کیونکر حضرت خلیل
علیہ السلام کے حق مین فرمایا - قلنا یا نار کونی برداً وسلاماً علی ابراہیم الآیۃ - سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ دار السلام وہ ہی جسمین ہواجس نفس
و وساوس شیطان سے امن ہی - بعض نے کہا کہ دار السلام جہان انقطاع یعنے فراق سے سلامتی ہی - بعض نے کہا کہ دار السلام جنت
[illegible] اسکو اسواسطے دار السلام فرمایا کہ جب اہل جنت بعد حساب وکتاب ومعاملۂ قیامت کے جنت مین داخل ہونگے اور دوزخ والے دوزخ مین
[illegible] واقعہ [illegible] اہل جنت کو سلام ہوگا - کما قال تعالے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار الآیۃ - قال المترجم ظاہر کہ سلام سے مراد سلامتی ہی فافہم

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُم مِّنَ الْإِنسِ
[illegible] اے جماعت جنون کی تم نے بہت کچھ لیا انسانون سے
وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا
[illegible] اے رب ہمارے کام نکلا ہم مین ایک سے دوسرے سے اور پہونچے اپنے وعدہ کو

Marfat.com

الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا

جو تونے ہمارا ٹھہرایا تھا ۔ فرماویگا آگ ہی گھر تمہارا ہے ۔ سدا رہو

ع ۱۵ / ۸ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا

رب حکمت والا خبردار ہے اور اسیطرح ہم ساتھ ملادینگے گنہگاروں کو ایک دوسرے سے

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ واذکر یوم نحشرہم ۔ بیان کر جسدن محشور کرینگے ہم ان لوگوں کو ۔ یحشرہم بالنون ۔۔۔

لیا پڑھا اے یحشرہم اللہ تعالے یعنی اللہ تعالے انکو یعنی مخلوق کو محشور فرماویگا ۔ ظاہر آنکہ تمام مخلوق محشور ۔۔۔

محشور ہونگے اور ہم ضمیر سے جن و انس دونوں گروہ مراد ہیں اور قولہ جَمِيْعًا تاکید ہے کہ تمام مخلوق کو شامل ۔۔۔

ہے يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ یعنے کہا جائیگا فرشتوں کی زبان سے کہ اے گروہ جنوں کے ۔ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ

بہت سے لیے انسان میں سے ۔ عن ابن عباس یعنی بہتیرے انسان میں سے تم نے گمراہ کر لیے ۔ وکذا قال مجاہد وقتادہ ۔۔۔

شیاطین اور کافر جن ہیں ۔ بعض نے کہا کہ استکثار یعنی استمتاع کثیر ہے اور بنا بر قول اول کے جو اصح ہے معنی یہ کہ تم نے انسانوں

بہت سے گمراہ کرکے اپنے ساتھ ملا لیے گویا وہ تمہارے خادم ہوکر تمہارے ساتھ محشور ہوئے ۔ اور شیاطین اسکا کچھ جواب نہیں ۔۔۔

کیونکہ شیطان کا معاملہ معروف ہے اور اللہ تعالے نے اسکی کھلی دشمنی سے انسانوں کو آگاہ فرماکر اسکی پیروی سے بچنے کا حکم دیدیا ۔۔۔

شیطان کی طرف سے جواب نہیں ہے بلکہ شیطان کی دوستی و پیروی کرنے والوں کا جواب بیان فرمایا لقولہ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ

مِّنَ الْاِنْسِ یعنی انسانوں میں سے جو جنوں کے پیرو اور دوست ہوئے ہیں وہ کہینگے ۔ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ

اے ہمارے رب ہم میں بعض نے بعض سے استمتاع اوٹھایا ۔ جنوں نے تو شہوات کو مزین کیا اس سے انسانوں نے استمتاع اٹھایا

انسانوں نے جن کی اطاعت کی پس وہ مخدوم بنکر خوش ہوئے ۔ شیخ ابن جریر رح نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں ۔۔۔

حال میں تھے کہ اہمین کا آدمی کسی جنگل میں اترتا تو کہتا اعوذ بکبیر ہذا الوادی ۔ یعنی میں اس بیابان کے سردار سے پناہ مانگتا

کہ کوئی شریر جن مجھکو ستانے نہ پاوے پس یہ تو انسانوں نے جن سے نفع لیا اور جنوں کا انسان سے یہ استمتاع ذکر کیا ۔۔۔

کی تعظیم و استعانت مانگنے سے وہ خوش ہوتے اور کہتے کہ ہم جن و انسان دونوں کے سردار ہو گئے ۔ عن الحسن ۔۔۔

دینا اور انسان کا اسپر عمل کرنا یہی استمتاع مذکور تھا ۔ عن محمد بن کعب یعنی دنیا میں میل جول سے بسر کرنا ۔ وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ

اَجَّلْتَ لَنَا اور ہم اپنی اس میعاد کو پہونچ گئے جو تونے ہمارے لیے مقرر کی تھی ۔ ۔۔۔

کی جو زندگی میں بعض نے بعض سے استمتاع پایا یہانتک کہ موت آگئی ۔ قال المفسر رح وہ روز قیامت ۔۔۔

حسرت کے طور پر ہے ۔ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ یعنی ملائکہ کی زبان سے اللہ تعالے کی طرف سے حکم ہوگا ۔۔۔

ہے یعنے تم دونوں فریق آگ میں داخل ہو وہیں رہو خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ درحالیکہ تمہارا ۔۔۔

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ یعنی سوائے ان اوقات کے جنمیں حمیم پینے کے واسطے نکلوگے کیونکہ حمیم الگ ہے ۔۔۔

الی الجحیم یعنی بعد حمیم پینے کے پھر لوٹ کر جہنم میں جاوینگے ۔۔۔

ہمیشہ دوزخ میں رہینگے الا ما شاء اللہ یعنی سوائے ان اوقات کے جنمیں اللہ تعالے نے انکا رہنا نہیں چاہا ۔۔۔

Marfat.com

[illegible] ہر حالانکہ یہ تاویل خلاف ہی قولہ تعالے یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین
[illegible] وہ اسکے شیخ سیوطی رحہ نے اپنی تفسیر در المنثور مین کہاکہ سلف نے فرمایا کہ آگ
[illegible] مین نکلینگے جو اس تفسیر مین یہ تاویل اختیار کی۔ قال المترجم جواب ممکن ہی کہ او تعالے نے جو فرمایا اس سے خلاف
جنت نہین کر وہ نکلنے کا ارادہ کرینگے مگر نہ نکلینگے اور یہان یہ ثابت ہوا کہ اوقات مشیت مین تحدید تعذیب کے واسطے جہیم پینے کو زمہریر
مین سے نکالے جاوینگے اور نیز یہ اصلی خروج نہین بلکہ تنویع عذاب ہی اور اسی سے ظاہر ہوا کہ سلف کے قول سے بھی خلاف لازم نہین
آتا اسواسطے کہ دوزخ سے نہ چھوٹے پھر مفسر رحہ نے ذکر کیا وعن ابن عباس رض یہ استثنار ایسے لوگون کی طرف راجع ہی جنکے حق مین
اللہ تعالے کو معلوم ہی کہ وہ ایمان لاوینگے۔ پس ما بمعنی من شار ہی قال البعض یعنے الا من شار اللہ ایمانہ۔ سوائے اس شخص
کے جسکے حق مین اللہ تعالے نے ایمان چاہا پس وہ آگ مین داخل نہوگا اور اس قول ابن عباس کو جمہور نے حکایت کیا اور یہی کرخی
نے نقل کیا۔ قال المترجم بعض نے جو یہ معنی قول ابن عباس کے بیان کیے اسپر وارد ہوتا ہی کہ قیامت مین ان لوگون سے جب کہا
جاویگا تو استثنار کے کیا معنی ہین کیونکہ مشیت پر ایمان لانا وار دنیا مین واقع ہوچکا اللہم الا ان یقال خطاب مجموع جن و انس سب کو
ہوگا وا شارہ کہ مدت یا موسی ہون ولیکن یہ خلاف سیاق ہی اور ظاہر یہ ہی کہ ان مجرمون مین سے سب شرک و کفر ہی کے مجرم نہین
ہونگے بلکہ حرام و مرتکب کبیرہ بھی جنھون نے شیطان کی پیروی مین گناہ کیے ہین انکے ساتھ شامل ہونگے جنکے حق مین بدون تعذیب کے
رہائی نہونا مقدر ہوا ہی اور جنون کی جماعت کے بڑھانے و استکثار کرنے مین ایسے گناہگار بھی شامل ہونگے پھر سب کے حق مین
دخول نار کا حکم ہوگا لیکن خلود سے استثنار ہوگا یعنی سب خالدین فیہا۔ رہو سوائے ان لوگون کے جنکے حق مین بسبب اسلام
دنیا ہی کے مشیت ہوچکی ہی کہ ہمیشہ دوزخ مین نہ رہے پس وہ بعد تعذیب کے نکالا جائیگا اور بجائے من کے ما موصولہ سے اشعار وقت
مقصد کا ہوا در تاکہ من سے وہم بجانب عدم دخول نہو واللہ تعالی اعلم۔ اگر کہا جاوے کہ ما بمعنی من نہین بلکہ اول برائے غیر ذوی العقول
و دوم برائے ذوی العقول ہی تو جواب آنکہ ما موصولہ اعم ہی جیساکہ محققین نے تصریح کردی ہی۔ قال الحافظ بعض نے کہاکہ استثنار
کا مرجع برزخ کی طرف ہی یعنے زمانہ برزخ تک مستثنیٰ ہو۔ اور بعض نے کہاکہ مدت بقار دنیا تک استثنار ہی۔ اور دیگر اقوال بھی آیے
ہین چنانچہ قولہ تعالے واقع سورہ ہود۔ خالدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ما شار ربک ان ربک فعال لما یرید۔ کی تفسیر
مین انشاء اللہ تعالے سب تقریر آویگی۔ قال البیضاوی فی قولہ الا ما شار اللہ۔ سوائے ان اوقات کے جنہین آگ سے زمہریر
کی طرف نقل کیے جاوینگے۔ قال التفتازانی فی حاشیۃ الکشاف۔ ایک وجہ دیگر نکلتی ہی وہ یون ہی کہ اس استثنار سے مراد
[illegible] ہمیشہ رہنے کا یعنی خلود کا وقت کبھی منتہی نہوگا مگر اسوقت کہ اللہ تعالے چاہے حالانکہ معلوم ہی کہ مشیت الٰہی
[illegible] نہوگی پس خلود مؤکد ہوا اگرچہ پہلے وہم ہوتا کہ شاید کبھی مشیت ہوا اور نیز خلود کو بصورت استثنار بیان
[illegible] ہی۔ قال الحافظ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ یہ آیت ایسی آیت ہی کہ کسی کو نہین سزاوار ہی کہ
[illegible] مخلوق نہ کہتا ہی بین اللہ تعالے کی طرف سے کوئی حکم لگاوے اور مخلوق کو نہ جنت مین اُتارے اور نہ دوزخ
[illegible] اور زیادہ بسط اس مقام کا انشار اللہ تعالے سورہ ہود کی آیت مین آویگا اور ان مقامات
[illegible] تک معلوم ہوجاوے بہتر ہی ورنہ او تعالی عزوجل دانا تر ہی۔ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ

تیرا پروردگار اپنی صنع مین حکمت والا اور اپنی خلق کا خوب جاننے والا [illegible]
وَكَذٰلِكَ یعنی جیسے ہم نے نافرمانی کرنے والے جنون و انسانون کو بعض [illegible]
الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًا دوست کرتے ہین ہم بعض ظالمون کو بعض کا ف [illegible]
عن عبد الرحمن بن زید یعنی ظالم جنون کو ظالم انسانون پر مسلط کرتے ہین - پس [illegible]
ولایہ بالفتح بمعنی نصرت ویاری و دوستی ہی اور بالکسر بمعنی غلبہ و ملک و سلطنت ہی کذا ذکرہ الزمخشری [illegible]
لوگون کو انکے اعمال پر باہم متولی کرتا ہی پس ہر مومن دوسرے مومن کا ولی ہی چاہے جہان سے او جہان ہو [illegible]
کا ولی ہی جہان اور جیسا ہو اور ایمان تمنا کرنے اور صورت بنالے پر نہین ہوتا - قال الحافظ اسی تفسیر کو شیخ ابن جریر [illegible]
قال معمر عن قتادہ رح یعنے دوزخ مین بعضے ظالم بعض کے پیچھے پیچھے ہونگے یعنی دنیا مین جو ایک دوسرے سے موالات [illegible]
تھے اسی واسطے فرمایا - بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ یعنی انکے گناہ کمانے کے سبب سے ایسا کر دیا ہی ف [illegible]
ہین - ظاہر آنکہ ظلم یہان عام ہی خواہ اپنے نفس پر ظلم ہو یا یون طور کہ دوسرے کے موالات مین کفر و شرک کیا یا غیر پر ظلم ہو [illegible]
سے روکا یا مضرت ناجائز پہونچائی - عن ابن عباس جب اوتعالے کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہی تو انپر انہین سے بہتر کو متولی [illegible]
اور جنکی برائی چاہتا ہی تو انکے شریرون کو متولی فرماتا ہی - اعمش رح نے کہا کہ مین نے بزرگون کو کہتے سنا کہ جب زمانہ فساد [illegible]
تو لوگون پر انکے شریر بدکار سردار ہونگے - اللہم انی اعوذ بک من الفتن و اسالک العافیۃ -

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ
اے جماعت جنون اور انسانون کی کیا تمکو نہین پہونچے تھے رسول تمہارے اندر کے سناتے تھے [illegible]

اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا
حکم اور ڈرانے تھے دن سامنے آنے سے بولے ہم نے مانا اپنے

وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ
اور انکو بہکا دیا دنیا کی زندگی نے اور قائل ہوے اپنے گناہ پر کہ [illegible]

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰي بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ
یہ اسواسطے کہ تیرا رب ہلاک کرنے والا نہین بستیون کو ظلم سے اور وہان کے لوگ [illegible]

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ معشر جماعت اور جمع آن معاشر یعنے اے گروہ جن و انسان [illegible]
کیا نہین آئے تمہارے پاس رسول جو تم مین سے ہین - چونکہ وہم ہوتا تھا کہ جنون مین کیا جن [illegible]
کردی کہ منکم کے معنی من مجموعکم ہی یعنے جن و انس کے مجموع مین سے پس اگرچہ جنون [illegible]
ہوئے تو منکم اس مجموعہ مین سے صادق ہی جیسے قولہ تعالے یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان [illegible]
ہین حالانکہ فقط آب شور سے نکلتے ہین آب شیرین سے نہین نکلتے لیکن منہما مجموعے کے [illegible]
ہی اور یہ جواب شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہی جیسا کہ شیخ ابن کثیر رح نے [illegible]

[illegible] - حالانکہ رسول فقط انس مین سے ہوئے اور جنون مین سے نہین ہوئے جیساکہ حضرت
[illegible] یعنی علماء صحابہ وتابعین نے صریح فرمادیا ہی اور حضرت ابن عباس رضہ نے فرمایاکہ رسول تو
[illegible] آدم سے ہوئے ہین اور جنون مین منذر گذری ہین - قال المترجم جنین سے مفسر رحمتہ دوسرا جواب دیا بقولہ او رسل الجن
[illegible] الذین یسمعون کلام الرسل فیبلغون قومہم - یعنی اگر رسل سے حقیقی معنی معروف مراد ہین تو پہلا جواب گذرا کہ منکم سے مجموع جن وانس
[illegible] سے ہونا مراد لیا ہی جبکہ انس مین سے ہوئے تو مجموعہ مین سے ہونا صادق ہوا اور رہا رسول سے اعم معنی مراد ہین لیس جنون کے
[illegible] مراد ہین جو رسولون سے کلام واحکام الٰہی سنکر اپنی قوم جن کو جاکر سناتے اور نافرمانی سے ڈراتے ہین
[illegible] جمع [illegible] یعنی ڈر سنانے والا - قال الحافظ ما حاصلہ اور دلیل اسکی کہ رسول فقط انس ہی مین ہوے قولہ تعالے
انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ الآیۃ - اور قولہ تعالے وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب الآیۃ - اور کوئی قائل
نہین کہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے جنون مین نبی تھے پھر نبوت منقطع ہوئی - وقد قال تعالے وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم
لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق الآیۃ - اور معلوم ہی کہ جن اس باب مین انسانون کے تابع ہین لہذا فرمایا واذ صرفنا الیک نفرا
من الجن الآیۃ - مترجم کہتا ہی کہ جنون کا وجود جبکہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بھی تھا تو ممکن ہی کہ پہلے ہوتے ہون پھر نبوت
ورسالت اولاد آدم مین منحصر ہوئی اور جن تابع ہوے ہون - اور آیات جو نقل فرمائین محتمل ہین کہ انس کے رسولون کے بارہ مین ہون
وقد قال الضحاک بن مزاحم رح کہ جنون مین سے رسول ہوئے ہین بدلیل اسی آیت کے - پس اس آیت سے استدلال تمام نہوا
تو جانا چاہیے کہ یہ آیت کریمہ اس مدعا کے ثبوت مین نص صریح نہین اسی طرح جو شیخ حافظ نے استدلال کیا وہ بھی محتمل ہی لہذا اس مسئلہ
مین زیادہ بحث کی حاجت نہین ہان اسقدر قطعی ہی کہ معرفت ذات وصفات الٰہی وتوحید وعبادات بذریعہ رسولون کے ہر دو فریق
جن وانس کو پورے طور سے پہونچ گئی ہی پس جو کوئی انمین سے کافر ہوا وہ بعد حجت کے ہلاک ہوا ہی کیونکہ ہر فریق کے پاس ایمان و
معرفت بتلانے والے واطاعت پر بشارت اور نافرمانی پر عذاب وڈر سنانے والے رسول ضرور پہونچ گئے جیساکہ آیت کریمہ نے تعریف
[illegible] الم یاتکم رسل منکم یعنی ضرور آئے تمہارے پاس تم مین سے ایسے رسول کہ یقصون علیکم ایٰتی وینذرونکم
لقاء یومکم ھٰذا مفصل بیان کرتے تھے تم پر میری آیات کو اور ڈراتے تھے تم کو اس دن سے جو تمہارے روبرو آیا - حاصل آنکہ
[illegible] اللہ تعالے سب مخلوق کو محشور فرماویگا یعنی قیامت کے روز تو گروہ جن وانس کو [illegible] کے ساتھ اقرار صادق کرنے کو فرماویگا
قالوا شہدنا علٰی انفسنا بلے ہم اپنے اوپر گواہ ہین فقط مومنین تو دنیا ہی مین گواہی دینے والے اور ایمان لائے ہوئے
[illegible] سے بچینگے اور رہے کافر تو وہ بھی اقرار کرینگے چنانچہ معنی یہ کہ جن وانس مین سے کافر لوگ اقرار کرینگے کہ ہم اپنے اوپر
[illegible] رسالت الٰہی پہونچائی گئی ہی - یہ ان کافرون کی طرف سے اقرار ہی کہ اللہ تعالے کی حجت رسولون کے ساتھ پیغام بھیجکر
[illegible] سے انپر لازم ہی اور یہ جملہ مستانفہ گویا جواب اس امر کا ہی کہ کافر لوگ آخر کیا کہینگے - اللہ تعالے فرماتا ہی
وغرتھم الحیٰوۃ الدنیا اور انکو زندگانی دنیا نے مغرور وفریب کھایا ہوا کردیا پس ایمان نہ لائے - قال البعض یہ جملہ معترضہ
[illegible] کر لذات وشہوات دنیا مین عاقبت بھول گئے اور عہد ازلی فراموش کیا اور انجام کار یہ ہوا کہ اپنے اوپر کفر کی گواہی
[illegible] وشہدوا علٰی انفسہم انہم کانوا کافرین اور گواہی دی اپنی جانون پر کہ ہان وہ لوگ کافر تھے

اعوذ باللہ من سوء العاقبۃ - اور یہ ان لوگوں کی طرف سے دوسری گواہی [illegible]
کی گئی ان سب سے دنیا میں انھوں نے کفر و انکار ہی کیا - فی السراج - اگر [illegible]
گواہی دی حالانکہ دوسری آیت میں انکا جھوٹ بولنا مذکور ہے کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین - یعنی [illegible]
عزوجل کی جھوٹی قسم کھا جاوینگے کہ ہم مشرک نہیں تھے - تو جواب دیا گیا کہ اُس بڑے دن میں [illegible]
بعض اوقات وحال میں اقرار کرینگے اور بعض میں انکار کرینگے - اگر کہا جاوے کہ دوبارا انکی گواہی [illegible]
ہے تو جواب دیا گیا کہ اول اقرار میں تو انکے قول کو نقل کیا کہ کیونکر کہینگے اور کیسے اقرار کرینگے - اور دوم میں انکی [illegible]
و ناہنجار کی مذمت ہے کہ دنیاے ناپائدار کے شہوات پر مغرور ہوئی اور اسی پر دار و مدار رکھا جو ہر وقت معرض [illegible]
میں بالکل بے اعتبار ہے اور عاقبت سے بالکل منھ موڑ لیا انجام کار کفر کا اقرار کیا اور عذاب دائمی کے لیے جنکے [illegible]
…میں اپنے آپ کو مسلم سپرد کیا پس اسمیں نصیحت ہے ان نیک بندوں کو جو غیر کی حالت دیکھکر عبرت و نصیحت لیتے ہیں [illegible]
اور لطف و فضل الٰہی دیکھیں کہ پیدا کیا اور رزق دیا صحت و تندرستی دی اور ہمہ نعمت سے سرفراز کیا خصوص [illegible]
کے مثل تمام مخلوقات آسمان و زمین میں کوئی ایسی نعمت نہیں دے سکتا ہے پھر عقل دو اس دیے اور رسول [illegible]
وحسن اسلوب سے ہدایت فرمائی اور کیسے پاکیزہ اخلاق و عادات سکھلائے اور ایسے جنت و نعمت غیر مترقبہ [illegible]
بڑے بڑے احسان ہیں اللہ تعالے سبحانہ ارحم الراحمین غفور و شکور و دود و حمید کے نام پر اپنی جان ناچیز [illegible]
نہ کرین ورنہ او تعالے عزوجل علیم و قدیر و قہار عزیز و سلطان ہے قادر مختار ہے جو چاہے کرے اسی کی شان پاک [illegible]
…اون - پس عذاب اسکا سخت ہے نعوذ باللہ منہ - ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ
وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ - ذلک سے اشارہ رسولوں کے بھیجنے کی طرف ہے اور ان مخففہ ہے ان بالتشدید کا اور لام مقدر [illegible]
للرسل لانہ لم یکن الخ - بعض نے کہا اے لاجل انہ لم یکن الخ - یعنی یہ رسولوں کا بھیجنا اس جہت سے کہ نہیں [illegible]
کرنے والا آبادیوں کو بسبب ظلم کے درحالیکہ وہاں والے غافل ہوں کوئی رسول انکو نہ پہونچا ہو - قال البیضاوی [illegible]
محذوف ہے ای الامر ذلک - یعنی بات یون ہی ہے رسولوں کے بھیجنے کی - پھر قولہ ان لم یکن الخ اسی حکم کی تعلیل [illegible]
ہونا اس وجہ سے ہے کہ نہیں ہے تیرا پروردگار ہلاک کرنے والا الخ - قال المترجم حذف مبتدا [illegible]
شایاں ہے پس یہ تاویل مرجح ہے - اگر کہا جاوے کہ او تعالے عزوجل تمام جہان و سب اشیاء کا [illegible]
سب اسی کی ملک ہے وہ اپنے ملک میں جیسے چاہے تصرف کرے اور ظلم تو بیجا تصرف کرنے [illegible]
ملک ہے تو اسکا ہر طرح تصرف کرنا صحیح ہے چاہے سب کو ہلاک کرے چاہے باقی رکھے وہ جو چاہے کرے [illegible]
پھر کیونکر فرمایا کہ لم یکن ربک مہلک القری بظلم و اہلہا غافلون - تفسیر سیوطی [illegible]
ظلم من القری - یعنی نہیں ہے تیرا پروردگار ہلاک کرنے والا آبادیوں کا بسبب کسی ظلم [illegible] آبادیوں [illegible]
وہ سے غافل وجاہل ہوں - قال الامام ابوجعفر بن جریر رحمہ اللہ [illegible]
مہلک القری بظلم اہلہا وہم غافلون - یعنی انکہ [illegible]

Marfat.com

...ہین اور ... سونا فرمانی سے ڈراوین اور ایسا نہین ہے کہ غفلت مین انکو ہلاک کرے ... وجہ دوم یہ کہ - لم یکن لیھلکھم بدون التنبیہ - یعنی ایسا نہین کہ انکو ظلم کے ساتھ ... ہلاک کرے - قال الحافظ - پھر شیخ ابن جریر رح نے وجہ اول کی ترجیح و تائید بیان کی اور شک نہین کہ وہی ... قال المترجم - واضح رہے کہ حقیقی معنی ظلم کے تو حضرت باری تعالےٰ کی شان مین کسی طرح نہین ہوسکتے اگرچہ وہ تمام ... کو بلا قصور ... ہلاک کردے - کما فی قولہ ان اراد ان یہلک المسیح وامہ ومن فی الارض جمیعا - یہ نہین دیکھتے کہ اگر کوئی آدمی ایک ... بنادے پھر اسکا جی چاہے اور اسکو توڑ ڈالے تو کچھ ظلم نہین پھر کہان حضرت باری تعالےٰ جل جلالہ لہٰذا اللہ تعالےٰ ... جو کچھ کرے سب عین صواب وعین انصاف ہے - ولیکن کمال رحمت ہے کہ جن باتون کو بندہ اپنے درمیان مین حرج سمجھتا ہے اللہ تعالےٰ ... جل نے بھی اسکو نہین کیا اگرچہ اللہ تعالےٰ کی نسبت وہ حرج نہین ہے پس تاویل دوم بھی ہوسکتی ہے اگرچہ اول اولیٰ ہے - بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اللہ تعالےٰ نہین ہلاک کرتا اہل القری کو بسبب ظلم کسی ظالم کے انمین سے درحالیکہ باقی لوگ اس سے غافل ہوں - بالجملہ اللہ تعالےٰ نے کسی قوم کو خواہ جن ہون یا انسان ہون بدون تنبیہ وانذار کے عذاب نہین کیا - کما قال تعالےٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا - اور فرمایا - کلما القی فیہا فوج سالہم خزنتہا الم یاتکم نذیر قالوا بلی قد جاءنا نذیر الآیۃ - اور فرمایا - ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیۃ - اور فرمایا - وان من قریۃ الا خلا فیہا نذیر - یعنی نہین کوئی آبادی مگر آنکہ اسمین ڈرسنانے والا گذرا ہے -

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور ہر کسی کو درجے ہین اپنے عمل کے اور تیرا رب بیخبر نہین اُنکے کام سے

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا

اور تیرا رب بے پروا ہے رحم والا اگر چاہے تمکو لیجاوے اور پیچھے تمھارے قائم کرے جسکو

يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ؕ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝

چاہے جیسے تمکو کھڑا کیا اورون کی اولاد سے جو تمکو وعدہ دیا سو آنے والا ہے اور تم تھکا نہ سکوگے

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا لکل من العالمین جزاء مما عملوا من خیر و شر - یعنی درجات بمعنی جزاء ہے اور ما موصولہ سے خیر و شر مراد ہے یعنی اور عالمین مین سے ہر ایک کے لیے جزاء ہے اس چیز سے جو اسنے بھلائی یا برائی کی تھی - مفسر رح نے عالمین کہا جو ملائکہ کو بھی شامل ہے اور شک نہین کہ ملائکہ کے لیے بھی درجات ہین - پس اسمین اشارہ ہے تضعیف قول بعض مفسرین کی طرف جنھون نے ... کو فقط کفار کے ساتھ خاص لیا کیونکہ انھین کے ذکر کے بعد ہے اور وجہ ضعف یہ کہ عمل کفر سے درجات کہان سے آئے بلکہ درکات ... ہونگے اگرچہ کہا جاسکتا ہے کہ درجات کا استعمال امر خیر مین غالب ہے لیکن یہان مراتب مراد ہین - پھر بھی بیان مراتب کفار ... ہے کما قال تعالےٰ لکل ضعف ولکن لا تعلمون - یعنی جو پیروی مین گمراہ ہوے وہ قیامت مین کہینگے کہ پروردگار ان ... نے ہمکو یعنی پیروی مین خراب کیا انکو دونا عذاب دے تو حکم ہوگا کہ تم مین سے ہر ایک کو دونا عذاب ہے ولیکن تمکو شعور نہین ہے ... تعلق دیگر ہے کہ مخصوص بجنسین ہے ... لفظ درجات - پس عام اختیار کیا بسبب دلیل تخصیص نہونے کے - فافہم

وقال البیضاوی۔ ولکل من المکلفین مراتب من اعمالہم او من جزائہا [illegible]
ہین۔ یہ قید عقلی ہے تاکہ طفل ومجنون وغیرہ ونیز جانور وغیرہ خارج ہوجاوین [illegible] اگر [illegible]
واسطے بھی مراتب ہین جیسے اصحاب کہف کے کتے کے بارہ مین ثابت ہے تو [illegible]
مراد نہین ہے واللہ اعلم۔ اور نیز بیضاوی رح نے اشارہ کیا کہ مما عملوا مین جائز ہے کہ [illegible]
یعنی من جزاء ما عملوا۔ فافہم۔ فی المدارک۔ اسی سے امام ابویوسف وامام محمد نے استدلال کیا کہ جنون کو [illegible]
معلوم نہین ہوتا کہ دنیا مین مل جاتا ہے یا آخرت مین بھی ملیگا۔ لیث بن ابی سلیم سے روایت کیا جاتا ہے کہ انھون نے فرمایا کہ [illegible]
جو مسلمان ہوئے وہ نہ جنت مین داخل ہونگے نہ دوزخ مین۔ کیونکہ اللہ تعالی نے جنت سے انکو نکالا پھر انکو [illegible]
اس روایت کا پتا نہین ملتا کہ باسناد صحیح قول لیث رح ثابت ہے یا نہین برتقدیر یکہ اسناد صحیح ہو تو تاویل ہوگی اور نہ دلیل [illegible]
ضعیف ہے تو نہین دیکھتا کہ آدم علیہ السلام بھی جنت سے باہر ہوئے علاوہ برین قولہ قلنا اہبطوا منہا جمیعا فاما یاتینکم منی ہدی [illegible]
اہبطوا جمع سے جن بھی مراد ہین صریح ہے کہ اگر ایمان لاکر نیک کام کرین تو ثواب جنت مین بنی آدم سے برابر ہین اگرچہ [illegible]
ہر تکلیف ایمان مین انسان کے برابر جن بھی مکلف ہین حالانکہ طرف عصیان مین جہنم مین جانا منصوص ہے وقد قال الضحاک جن بھی جنت مین [illegible]
نعمتیں کھائین پینگے۔ وعن ابن عباسؓ مخلوق چار حالت پر ہے ایک مخلوق سب جنتی ہے اور وہ ملائکہ ہین۔ دوم مخلوق سب دوزخی ہے [illegible]
سوم وچہارم وہ مخلوق ہین کہ جنتی بھی ہین اور دوزخی بھی ہین وہ جن وانسان ہین پس انکو ثواب بھی ہے اور انپر عقاب بھی ہے۔ احادیث [illegible]
ہین جن سے استنباط ہوسکتا ہے واللہ اعلم۔ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ۔ اور تیرا رب کچھ اس سے غافل نہین [illegible]
کرتے یا تم کرتے ہو۔ یعملون بیاء تحتیہ اکثر کی قرارت ہے اور بعض نے بتاء خطاب پڑھا۔ پس اسمین وعدہ بھی ہے کہ کسی نیک کار کا عمل [illegible]
اور تہدید ووعید بھی ہے کہ بدکار دنیا وغیرہ مین مشغول ہوکر غافل نہوون ورنہ عذاب ہے۔ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ [illegible]
پروردگار بے پروا ہے تمام پیدا کی ہوئی مخلوقات وانکی عبادت سے اور باوجود اسکے رحمت والا ہے۔ قالوا یہ کلام پاک [illegible]
یہاں غنی ہونا ورحمت والا ہونا جمع کرنے مین انتہا درجہ کا فضل وانعام ہے اور کمال رحمت پر دلیل ہے اور [illegible]
بھیجے اور نافرمانی مین بدون نیست کرنے کے باقی چھوڑ دیا پس سابق ولاحق سے خوب مناسب ہے کما قال [illegible]
کہ سابق مین جو رسول بھیجنے کا ذکر فرمایا وہ پاک پروردگار غنی جسکی طرف اسکے نفع کی راہ سے [illegible]
اور نیز اسمین ما بعد کے واسطے تاسیس ہے کہ فرمایا۔ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ یعنی اللہ تعالی غنی [illegible]
چاہے تو اے نافرمانو تم سب کو نیست کردے اور مفسر رح نے خطاب کو اہل مکہ سے مخصوص کیا [illegible]
مَا يَشَاءُ ما موصولہ سے مراد خلق ہے یعنے تم کو ہلاک کرکے جو مخلوق چاہے بجاے تمھارے پیدا کرے [illegible]
مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ جیسے تمکو آخر دوسری قومون کی ذریت سے پیدا کیا ہے جنکو آخرکار [illegible]
علیہ السلام کو بدون ماں وباپ کے اور بدون نمونہ کے نئے طور پر ایجاد کردیا تھا۔ لیکن اللہ تعالی نے [illegible]
اگر چاہتا تو تم فورا اسٹ جاتے اور تمھارے بجاے دوسرے آجاتے جیسے وہ چاہتا تبارک [illegible]
والجبروت۔ رازی رح نے تفسیر کبیر مین کہا کہ مراد اس سے خلق دیگر [illegible]

[illegible] کے انسب ہی اور مفسر رحمہ نے وہ اختیار کیا جو شیخ ابن جریر رحمہ
[illegible] ہمارے پہلے تھے اور یہ معنی موافق فہم جاہلان مشرکین کے اقرب ہین اور
[illegible] اشارہ ہے انکو قدرت کاملہ کی طرف ارشاد ہی کہ پیدا کرنا و ایجاد کرنا کسی واسطہ پر
[illegible] آدم ہی کہ بدون ماں و باپ کے ایسا خوب پیدا کیا کہ اسقدر کثرت سے انکی ذریات موجود ہوئی اور یہ ادق ہی
[illegible] نصاری کو حضرت عیسی کے واسطہ سے شرک نہ کرنے پر تنبیہ ہی کہ وہ تو بدون باپ کے ہوے جو آدم سے کم مرتبہ ظہور قدرت تھا
[illegible] کوئی نسل بھی [illegible] نصاری اگر سمجھتے تو جان لیتے کہ وہ مشرک بھی ہوتے اور حضرت عیسی پر بھی ایمان نہ لاتے کیونکہ وہ تو ایسے
[illegible] پر ایمان [illegible] بیٹا یقین کرتے ہین وہ درحقیقت کوئی بھی نہین ہی اور اگر حضرت عیسی علیہ السلام بندہ خدا و رسول برگزیدہ
[illegible] بزرگ مرتبہ پر ایمان لاتے تو یہ ایمان البتہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام پر ہوتا جو اللہ تعالی کے رسول تھے
[illegible] انجیل نازل ہوئی تھی اور جنھون نے حضرت محمد مصطفے رسول اللہ صلعم کی خوشخبری سنائی تھی اور وہ عنقریب قیامت سے پہلے
[illegible] ہوکر آنحضرت صلعم کی شریعت پر حکم کرینگے اور اسی دین کے واسطے جہاد کرینگے پس اگر اہل کتاب جو ایمان لاوین تو انکے لیے بہت
[illegible] کہ دنیا مین بھی بذات خود اچھے مسلمان ہون اور جو پہلے کے مسلمان بگڑے ہوئے موجود ہین انکے تابع ہوجاوین اور انکا بگڑ
[illegible] ہوجاوے انشاء اللہ تعالے اور اگر نہ ایمان لاوین تو ضرور حضرت عیسیٰ کے عنقریب نازل ہونے پر انکے جہاد سے خوار ہونگے
اور یا اگر نہ لاوین تو باتباع حکم الٰہی اعلان ہی کہ فانتظروا انا منتظرون - انتظار کرو ہم بھی منتظر ہین - اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ
وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ جو تم کو وعدہ دیا جاتا ہی عذاب کا اور قیامت کا وہ ضرور آنے والا ہی اور تم ہرگز معجز نہین ہو یعنی ہمارے
عذاب سے چھوٹنے والے نہین ہو اگر ایمان نہ لاؤگے - اور کرخی رحمہ نے افادہ کیا کہ اپنے مقام پر تحقیق کیا گیا ہی کہ جملہ اسمیہ اگر مثبت
ہو تو دائمی ثبوت پر دلالت کرتا ہی اسی طرح اگر منفی ہو تو دوام انتفاء پر دلالت کرتا ہی نہ انتفاء دوام پر - اور فرق یہ ہی کہ یہان دوام
انتفاء ہی یعنی معجز ہونا دائما منتفی ہی یعنی کبھی کسی وقت کوئی شخص معجز نہین ہو سکتا یعنے اللہ تعالی اگر عذاب چاہے تو کبھی نہین ہو سکتا
کہ کوئی معجز ہوجاوے اور انتفاء دوام سے دوامی معجز ہونا منتفی ہوتا ہی پس ہو سکتا ہی کہ بعض وقت معجز ہو مثلا کہا جاوے کہ زید کا
دوامی ہنستا ہونا منتفی ہی یعنی برابر ہر وقت ہمیشہ وہ ہنستا نہین رہتا تو اس سے یہ لازم نہین کہ کسی کسی وقت بھی نہین ہنستا بخلاف اسکے
زید کا گھوڑا ہونا دواما منتفی ہی یعنی زید گھوڑا نہین ہی یہ دائمی صادق ہی تو کسی وقت بھی وہ گھوڑا نہین ہو سکتا اور یہی دوام انتفاء
یہان بھی قولہ انتم بمعجزین سے مراد ہی - قال الحافظ حاصل آنکہ تم کسی حال مین اللہ تعالے کو عاجز نہین کر سکتے بلکہ وہ پاک
[illegible] قادر ہی کہ تم کو پھر زندہ کرکے عذاب کرے اگرچہ تم خاک مٹی گل سڑ گئے ہو - کیا یہ نہین سمجھتے کہ اب تو بھلا گلے سڑے خاک مٹی
موجود ہو اور [illegible] کچھ بھی نہ تھی جو تم کو ایجاد کر دیا - فتبارک اللہ احسن الخالقین - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ اے اولاد آدم اگر تمکو کچھ عقل ہی تو اپنے آپ کو مردہ شمار
[illegible] قسم ہی [illegible] جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی کہ بات یہی واقعی ہی کہ جو تم کو وعدہ دیا گیا ضرور آنے والا ہی اور تم کچھ بھی
[illegible] ابن ابی حاتم [illegible] فی العرائس قولہ تعالے وربک الغنی ذو الرحمۃ - او تعالے نے اپنی دو صفت قیم
[illegible] تمام مخلوقات کے واسطے خواہ مومن ہون یا کافر خواہ مطیع ہون یا عاصی سب کے واسطے ہی پس وہ پاک پروردگار

Marfat.com

غنی حمید ہی بندگی کرنے والون کی بندگی سے بندہ کو نفع ہی [illegible]
نہ کی اسنے اپنے آپ کو محروم خوار کیا کیونکہ اپنے پروردگار سخاں کو رب [illegible]
فہمائش کردی کہ خواری ست کماؤ اور اگر کماؤگے تو اپنا بگاڑوگے۔ حضرت [illegible]
از بندگیت کہ کار دارد + چون او تو دگر خدا نداری + او بہ ز تو صد ہزار دارد [illegible]
کہاکہ اپنی رحمت سے نافرمان مجرم گناہگارون پر رحم کیا حالانکہ اسکی پاک شان یہ ہی کہ نہ اسکے فرمان [illegible]
سے کچھ نفع اور نہ نافرمانون ومجرمون کے گناہ سے کچھ نقصان۔ اسکی بحر رحمت سے ایک قطرہ ہی کہ [illegible]
انعام سے الامال ہوئے۔ جسنے اسکی صفت غنی کا نور پایا وہ عارف ہین کہ دونون جہان سے [illegible]
چاندی جواہرات اور انکی نظر مین دونون جہان کی سلطنت ہیچ ہی ہان اگر جنت چاہتے ہین تو [illegible]
ستعالی ذوالجلال والاکرام کی رضامندی وہان ملیگی اور زیادت جو کچھ ہی وہ بیان مین نہین سماتی اللہم ارزقنا [illegible]
ارحم الراحمین اسکی رحمت تمام عالم کو شامل ہی۔ عارف جب اسکا غنی ہونا یاد کرتے ہین تو لرزتے اور بیہوش ہو جاتے [illegible]
جب اسکا رحم فرمانا یاد آتا ہی تو ہوش مین آجاتے ہین۔ قال الاستاد رح غنی تو اشارہ ہی اسکی عزت کی طرف اور ذوالرحمہ
ہی اسکے لطف کی طرف پس غنی سے جلال کی خبر ہی اور ذوالرحمہ سے افضال کی خبر ہی پس جلال کے کشف سے انکو فنا کر دیا اور افضال
کے لطف سے انکو زندہ فرمایا قال المترجم اشارہ ہی کہ فہم اسرار کلام سطح حاصل ہوتا ہی۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ
تو کہو اے لوگو کام کرتے رہو اپنی جگہ مین بھی کام کرتا ہون اب آگے جان لوگے کس کو
تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝
ملتا ہی آخر گھر بھلا نہوگا بے انصافون کا

قُلْ یعنی ان لوگون سے کہدے۔ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اے قوم تم کیے جاؤ جو کرتے ہو اپنی حالت
المکانہ طریقہ۔ بعض نے کہا یعنی کیے جاؤ اپنے قابو بھر اور پوری قدرت و استطاعت بھر اور اپنے امکان بھر۔ عن ابن عباس
اے ناحیتکم وجہتکم۔ اپنے ناحیہ وجہت پر۔ قال البیضاوی یہ امر ارشادی نہین تاکہ کہا جاوے کہ انکو اعمال کفر وعصیان کا حکم
کیونکر دیا بلکہ امر تہدید ہی اور معنی یہ ہین کہ اچھا نہین مانتے ہو تو اپنے کفر کرنے اور عداوت کرنے پر جمے رہو۔ اِنِّيْ عَامِلٌ
مین بھی اپنی حالت پر ثابت ہون یعنی اسلام و توحید پر اور تمھاری عداوت مین صبر کرنے پر ثابت ہون۔ [illegible]
نہایت مبالغہ ہی گویا تہدید کرنے والا جسکو دھمکاتا ہی اسکے عذاب دینے پر عزم بالجزم رکھتا ہی پس اسکو ایسی عبادت [illegible]
جو عذاب تک پہونچاوے۔ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ [illegible]
جمے رہے تو عنقریب جان لوگے اس شخص کو جسکے واسطے حاصل ہوگا دار آخرت۔ یعنی دار آخرت مین جسکو [illegible]
اسکو جان لوگے کہ وہ شخص ہم ہین یا تم ہو۔ قال البیضاوی اس کلام مین تہدید کے ساتھ [illegible]
ہی جناب باری تعالے مین کہ اپنی بھلائی کا حکم نہ کیا اور تنبیہ ہی کہ دھمکانے والے کو اپنے حق پر [illegible]

Marfat.com

[illegible] عاقبة الدار مین تانیث غیر حقیقی ہی - اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ؁
[illegible] یعنی کافر لوگ - پس بجاے الکافرون کے الظالمون کو جو اعم ہی
[illegible] رضی اللہ عنہ نے تفسیر کی کہ مراد آنکہ جسنے شرک وکفر کیا وہ سعید نہین ہوگا - اسمین
[illegible] اگر اسی حال پر رہے تو ہرگز فلاح نہ پاؤگے - تمھارا انجام بھلا نہوگا بلکہ توحید و اسلام والون کا انجام دنیا و دین
[illegible] ہوگا - قال الحافظ ابن کثیر رح اللہ تعالے عز وجل نے یہ وعدہ اپنے حبیب محمد مصطفی صلعم کے ساتھ پورا فرمایا کہ مکہ
[illegible] تمام جزیرہ عرب فتح کردیا اور مشرکین ومعاندین کو زیر کردیا یہان تک کہ آپ کے خلفاء رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین سلطنتین قبضہ
[illegible] اسلام مین دیدین اور پورا ہوا قولہ تعالے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون - پھر قیامت مین منکرون وکافرون کو بد انجام
ملیگا کما قال تعالے لہم اللعنۃ ولہم سوء الدار - اور حسن عاقبت اہل ایمان و اسلام کو نصیب ہوگا کما قال تعالے والعاقبۃ للمتقین
اسمین نصیحت و پند وآیات ہین واسطے اہل سعادت کے والحمد للہ اولا وآخرا وظاہرا وباطنا -

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ

اور ٹھہرائے ہین اللہ کا | اسکی پیدا کی | کھیتی | اور مواشی مین | ایک حصہ | پھر کہتے ہین | یہ حصہ اللہ کا ہی

بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ

اپنے خیال پر | اور | یہ ہمارے شریکون کا ہی | سو جو اُنکے | شریکون کا ہی | سو نہین پہونچے | اللہ کیطرف | اور

مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

جو | اللہ کا ہی | سو | پہونچے | اُن | شریکون کیطرف | کیا برا انصاف کرتے ہین

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اے جعلوا اثباتا للہ - اللہ تعالی کے لیے ثابت کیا - پس جعل کا مفعول دوم ثابتا ہی اسکو مقدم کردیا کہ اعتنا
اسی سے متعلق ہی - اور یہ جعل انکے وہم کی تشریع تھی جسکو انھون نے شیطان کی پیروی مین نکالا اور اپنے کفر وشرک کے درخت مین
شاخین نکالین - مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا متعلق ہی نصیبا سے اور من الانعام والحرث بیان ہی
[illegible] موصولہ کا اور نصیبا مفعول اول ہی اور یہ بیان ہی مشرکین کے دیگر انواع جہالت وکفر کا حاصل آنکہ اللہ تعالے نے جو انعام وحرث
[illegible] چوپایہ وکھیتیان پیدا فرمائین اسمین سے اللہ تعالے کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا اسکو مہمانون ومسکینون کے صرف مین لاتے
تھے اور جن چیزون سے شرک کرتے یعنی بتون وغیرہ کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا جو بیت خانہ [illegible] پر صرف کرتے تھے - فَقَالُوْا
هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ سو کہتے کہ یہ حصہ اللہ تعالے کے واسطے ہی اپنی زعم مین - زعم مین بالفتح اہل اکثر کی قرارت ہی اور بعض کے
[illegible] بضم اول ہی - الزہری رح نے کہا کہ اکثر استعمال لفظ زعم کا ایسے امر مین ہوتا ہی جو مشکوک ہو اور متحقق نہو - بعض نے کہا کہ وہ
[illegible] ہی دروغ سے ابو منصور [illegible] کا قول مانند زہری کے ہی - ابن القوطیہ نے کہا کہ زعم ایسی چیز جسکا حال معلوم نہین کہ حق ہی یا باطل
[illegible] خطابی رح نے کہا کہ [illegible] گفتگو نہو اور غیر ممکن بات کا دعوی ہو - یہ مختلف محاورات کا استعمال ہی - بالجملہ اللہ تعالے نے مشرکون
[illegible] یون کہتے کہ یہ حصہ اللہ تعالے کے واسطے ہی - قال الحافظ - یہ انکے کفر وشرک کی شاخ تھی کہ اللہ تعالی کی مخلوق
[illegible] اسکے لیے ایک جزو قرار دیا حالانکہ وہ ہر چیز کا خالق ہی قال المترجم سلمان اگر کسی چیز کو اللہ تعالی کے واسطے قرار دے

Marfat.com

بری نیت ہوتی ہی کہ یہ خالص نیت سے اللہ تعالی کی راہ میں وہ شخص خیرات [illegible]
مین حصہ بانٹ کرتے ہین کہ یہ زید کا ہی اور وہ عمرو کے واسطے ہی اور شرک [illegible]
الت تھی چنانچہ اوتعالے نے انپر تشنیع فرمائی کہ ون کہتے ہین کہ یہ اللہ تعالے [illegible]
هٰذَا لِشُرَكَائِنَا اور یہ دوسرا حصہ واسطے ہمارے شرکار کے یعنی بتون وشیطانون سے [illegible]
کرتے تھے جو شرک ہین - قال المفسر پھر ان لوگون کا یہ حال تھا کہ جب اللہ تعالے [illegible]
گر دیتے تو اسکو اُٹھا لیتے کہ یہ اللہ تعالے کو نہین پہونچ سکتی ہی اور اگر بتون کے حصہ مین [illegible]
چھوڑ دیتے اور کہتے کہ یہ ہمارے اللہ نے رکھنی چاہی ہی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا - فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا
يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ پس جو انکے شرکار کے لیے تھا وہ نہین پہونچا اللہ تعالے کی طرف یعنی اللہ تعالی کی راہ مین [illegible]
وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ اور جو اللہ تعالے کے واسطے تھا وہ انکے شرکار کو پہونچ جاتا [illegible]
مشرکین دونون حصہ مین اس تفصیل سے حکم لگاتے اور شیطانی خیالات کی پیروی کرتے تھے چنانچہ اوتعالے نے مذمت فرمائی
سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ بئس حکمھم ہذا - کیا برا حکم ہی انکا یہ حکم - ما مصدریہ ہی پس ما یحکمون بمعنی حکمھم ہوا اور مخصوص بالذم محذوف ہی
کہ مفسر رح نے تصریح کر دی - اور ایسی ہی تفسیر حضرت ابن عباس ومجاہد وقتادہ وسدی رح وغیرہم سے مروی ہی [illegible]
قال الحافظ اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ ہر شے جسکو اللہ تعالے کے واسطے قرار دیتے تھے
جانور ہو یا کوئی اور چیز ہو تو اسکو کبھی نہین کھاتے جب تک کہ اسکے ساتھ کسی بت وغیرہ کا نام جس سے شرک کرتے تھے ذکر [illegible]
اور جو چیز کہ انکی باطل معبودون کے واسطے ہوتی اسکے ساتھ اللہ تعالی کا نام پاک نہین ذکر کرتے تھے - پھر عبد الرحمن رح [illegible]
[1] قولہ سار ما یحکمون پڑھی - حاصل آنکہ جو تقسیم نکالی وہ بہت بری ہی کیونکہ ان مشرکون نے پہلے تو یہ خیال کیا کہ اللہ تعالے کے [illegible]
ایک جزو قرار دیا حالانکہ اوتعالے ہر چیز کا رب ومالک وخالق ہی اسی کی سب مخلوقات اسی کی قدرت ومشیت مین اسی کے [illegible]
ہی اسکے سوائے کوئی معبود نہین ہی پھر جب حصہ بانٹا تو اسمین ظلم کیا - اور کیون نہین کہ جو اپنے خالق کو بھلا دے اور غیر کی عبادت [illegible]
اسمین شرک کیا اور اپنے اوپر ظلم کیا تو ایسا ظالم جو ظلم نہ کرے وہ تھوڑا ہی - وقیل فی تفسیر قولہ فما کان لشرکائہم الآیۃ یعنی [illegible]
وجو پایہ وغیرہ مین سے بتون کے واسطے قرار دیا وہ تو اللہ تعالے کی طرف نہین پہونچا یعنے ان مصارف مین صرف [illegible]
اللہ تعالے نے مشروع فرمائے جیسے محتاجون ومسکینون کو صدقہ دینا اور مسافر مہمان آوے اسکو کھلانا [illegible]
چیز لینا وغیرہ پس بتون کے نام کا ان مصارف مین صرف نہین ہوتا اور جو اللہ تعالے کے نام کا تھا [illegible]
کی اصلاح اور بتخانہ کے خدمتگزارون کی حاجات مین صرف ہو جاتا ہی حاصل آنکہ یہ مشرک بنے ادب [illegible]
کا ہی اسکو نگاہ رکھنا ومحفوظ کرنا چاہیے کیونکہ وہ نہین روا ہی کہ سوائے انکے کسی اور امور مین جو اللہ تعالے کے [illegible]
حکم سے مشروع ہین صرف ہو بخیال بتون کے - برخلاف اسکے جو اللہ تعالی کے نام کا ہی اسکو وہ اٹھا لیتے کہ [illegible]
کے جو اللہ تعالے کی مرضی ہین اگر حاجت ہوتی تو بتون کی خدمت مین صرف کرین پس بتون کی جانب [illegible]
جہالت وبے ایمانی کا نتیجہ تھا - اگر مشرک نہوتے اور توحید اسلام پر ہوتے تو [illegible]

[illegible] لِلْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَاۤؤُهُمْ

[illegible] وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاۤءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ

[illegible] غلط کردیں اور اللہ چاہتا تو یہ کام نہ کرتے سو چھوڑ دے وہ جانیں اور انکا جھوٹ

[illegible] ضلالت میں سے قسم دیگر ہے۔ وَكَذٰلِكَ یعنی جیسے مزین کیا گیا مشرکوں کی نظر میں وہ فعل [illegible] زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مزین کر دکھایا مشرکوں میں سے بہتیروں کی نظر میں۔ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَاۤؤُهُمْ قتل کرنا اپنی اولاد کا جیسے جی زمین کے اندر دبا دینے کے ساتھ انکے شرکاء نے یعنی ان شیطانوں نے جنکے حکم کو [illegible] تعالیٰ کے مانتے ہیں۔ واضح ہو کہ عرب کے بے رحم جاہل مشرک قبل زمانہ اسلام کے اپنی اولادوں سے لڑکیوں کو مار ڈالتے [illegible] کے تصرف میں مذکور ہے جیسے ہندوستان کے چھتریوں میں رواج تھا بلکہ عرب کے مشرک کچھ بڑھے ہوئے تھے [illegible] کے جلانے سے بچ گئی پھر آٹھ دس برس کی ہوئی اور مرد کو معلوم ہوگیا تو وہ بہلانے سے اسکو جنگل میں لے گیا اور [illegible] میں دھکیل کر اسپر مٹی ڈالنی شروع کی وہ بیچاری ہرچند روتی رہی کہ اے میرے باپ اے میرے پیارے ابا تم کیوں [illegible] بے رحم نے آخر اسکو زندہ دبا دیا اور چلا آیا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل ارحم الراحمین نے اسپر بڑے سخت عذاب [illegible] جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تفسیر قولہ تعالیٰ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ الآیۃ میں آویگا۔ یہاں انکی اسی جہالت [illegible] قرار دی۔ حاصل آنکہ جسطرح مذکورہ بالا بیان سے انکا شیطان کا پیرو ہونا ظاہر ہوا ایسے ہی بہت سے مشرکوں کی نظر میں [illegible] باطل معبودوں نے جنکو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے تھے یہ بات خوب رچائی کہ اولاد کو زندہ دبا کر قتل کریں اور شیاطین نے اسوجہ سے یہ بات رچائی اور ان جاہلوں گمراہوں سے اسکی تعمیل کرائی۔ لِيُرْدُوْهُمْ تاکہ انکو ہلاک کریں [illegible] آپس میں گناہ کریں جس سے بعد موت کے بڑی ہلاکت و عذاب جہنم میں پڑیں۔ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ اور نیز اسواسطے رچائی تاکہ ان لوگوں پر انکا دین خلط ملط کردیں۔ یعنی یہ لوگ ابتداء میں حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے [illegible] جب [illegible] زمانہ دراز گذرا تو پہلے شیطان نے جو اولاد آدم کا دشمن ہے انکا اعتقاد بگاڑا یعنی کہ توحید سے اعتقاد پھیرا پھر [illegible] اقوال و اعمال کے برعکس گناہ کی باتیں انکی نظر میں رچائیں اور ہزاروں وسوسے ڈالے جو انہوں نے قبول کیے یہاں تک نوبت پہنچی کہ [illegible] قتل کرنے لگے۔ واضح ہو کہ قولہ قتل اولادہم شرکاؤہم میں دو قراءت ہیں۔ اول جو اوپر مذکور ہوئی ہے کہ زین معروف [illegible] ہے اور قتل اولادہم مفعول ہے یعنی زینت دیدیا انکے شرکاء نے انکی نظر میں اپنی اولاد کے قتل کرنے کو اور یہی جمہور کی قراءۃ ہے۔ [illegible] ابن عامر کی قراءۃ میں زُیِّنَ بصیغہ مجہول اور قتل کو رفع بنابر آنکہ وہ نائب فاعل یعنی مفعول مالم یسم فاعلہ ہے چونکہ لفظ قتل مصدر ہے وہ مثل فعل کے عمل کرتا ہے لہذا اولادہم کو اسی کے عمل سے نصب ہے یعنی قتل کرنا اپنی اولاد کو۔ پس اولادہم مفعول [illegible] مضاف الیہ ہے پس اعراب یوں لکھا جائیگا۔ کَذٰلِکَ زُیِّنَ لِکَثِیْرٍ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ قَتْلُ اَوْلَادَهُمْ شُرَکَآئِهِمْ [illegible] مضاف الیہ کے درمیان میں مفعول بہ سے فصل لازم آتا ہے اور یہ کچھ مضر نہیں ہے۔ قال [illegible] زبان عربیہ میں مضاف و مضاف الیہ کے درمیان فصل ہونا ضعیف اور بسبب ضرورت

شعری کے گنتی کی چند جگہ آیا ہی لیس مفسر رحمہ نے جو کہا کہ یہ کچھ مضر نہیں [illegible]
ضاوی رحمہ نے بھی یہان زمخشری کی پیروی کی اور قول زمخشری اختیار کیا [illegible]
جماعت علماء نے انکار کیا باین طور کہ یہ قراءۃ تو متواترہ صحیحہ ہی اور زبان عربی مین اسکی [illegible]
مین یا اسکے نقل کرنے والے مین طعن کرے وقال العلامہ التفتازانی رح فی الحاشیۃ زمخشری کا یہ قول اسکی [illegible]
ہوا کہ قراءات سبعہ متواترہ مین طعن کرتا ہی سو کبھی تو قاری کی خطا کہتا ہی۔ اور کبھی اسکے نقل کرنے والے کی خطا [illegible]
دونون اسکی خود غلطیان ہین اسواسطے کہ قراءت متواترہ ہین اسی طرح اُسکے روایات بھی متواتر ہین [illegible]
نے طول دیا ہی۔ قال ابن مالک فی الکافیۃ۔ مصدر کی اضافت اپنے فاعل کی طرف درحالیکہ دونون کے [illegible]
سے فصل ہو تو مذہب مختار کے موافق جائز ہی اسواسطے کہ اسمین کوئی محذور نہین لازم آتا باوجودیکہ فاعل اپنے عامل [illegible]
مانند ہی لیس فصل کچھ مضر نہین ہی۔ قال المفسر رح پھر قتل کی نسبت شرکاء کی طرف اسوجہ سے ہی کہ انھین نے اسکا حکم کیا [illegible]
کے وسوسہ وآمادگی و تزئین سے ان مشرکون نے ایسا کیا۔ قال الحافظ۔ سدی رحمہ نے فرمایا کہ شیاطین نے انکو حکم کیا [illegible]
کرڈالو اس غرض سے تاکہ یہ لوگ ہلاک ہون یا اپنے دین سے بگڑین اور خالص دین پر نہ رہین۔ ایسا ہی قتادہ وعبدالرحمن بن
اسلم سے مروی ہی اور واضح ہو کہ بعضے مشرکین بسبب خوف محتاجی کے بھی قتل کرڈالتے تھے یعنی بخوف اسکے کہ انکی وجہ سے ہم
ضائع کرنا لازم آویگا حالانکہ یہ سب تزئین شیطان تھی اور اللہ تعالے نے اس سے سخت منع فرمایا لیکن یہ لوگ گمراہ مقلد تھے شیطان
کی تزئین پر اڑے رہے قال تعالے۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ یعنی یہ سب [illegible]
کی مشیت وارادہ واختیار سے واقع ہوتا ہی اور اسمین اسکی پوری حکمت ہی وہ جو چاہتا ہی وہی ہوتا ہی لیس تو چھوڑ دے انکو [illegible]
افتراء کو۔ مشرک لوگ اسکو وساوس شیطانی کہتے تھے اور باز آنا درکنار اسپر یہ افتراء باندھتے تھے کہ واللہ اعلم نا ہمدا ہم کو [illegible]
نے ایسا حکم دیا شاید شیطان کے بندے بن گئے تھے اسی کے وساوس کو وحی سمجھتے تھے۔ یفترون مین ما مصدریہ ہی اور [illegible]
مین فاء فصیحہ ہی۔ کذا قیل۔

وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ بِزَعْمِهِمْ
اور کہتے ہین یہ مواشی اور کھیتی منع ہی اسکو نہ کھاوے مگر جسکو ہم چاہین اپنے [illegible]

وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ [illegible]
اور بعضے مواشی کے پیٹھ پر چڑھنا منع ٹھہرایا ہی اور بعضے مواشی کی ذبح پر نام نہین لیتے اللہ کا [illegible]

افْتِرَاءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ
جھوٹ باندھکر وہ سزا دیگا انکو اس جھوٹ باندھنے کی

وَقَالُوا۔ یہ بیان نوع دیگر از ضلالات مشرکین ہی چنانچہ بیان فرمایا وقالوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ [illegible]
مشرکین نے تزئین شیطان یہ نکالا کہ کہا یہ چوپایہ وکھیتی۔ حجر ہی یعنے حرام ہی۔ قال ابن عباس [illegible]
کرتے تھے وکذلک قال مجاہد والضحاک والسدی وقتادہ وعبدالرحمن بن زید اور [illegible]

[illegible] حلال نہیں - وعن عبدالرحمٰن بن زید انھون نے اسوجہ سے حرام کرلین کہ بتون
[illegible] اور حرام [illegible] جسکو چاہین کھلاوین چنانچہ کہا - لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ
[illegible] انکو کوئی نہ کھانے مگر وہی جسکو ہم چاہین کذا قال السدی - وقال المفسر اے خدمۃ الاوثان وغیرہم - یعنی بتون
[illegible] کرنے والے [illegible] اور خدمۃ بروزن سفرۃ بفتحات جمع خادم - وقال البیضاوی یعنی خادمان اوثان ومرد نہ عورتین -
[illegible] بزعمہم کے یہ معنی کہ اسطرح کی تحریم صرف انکے زعم باطل واوہام پر تھی اسمین انکے پاس کوئی حجت نہ تھی صرف شیطانی وساوس پر
[illegible] [illegible] جیسے اس زمانہ مین کشیخ سدو کا بکرا کرتے ہین - وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا یعنی
[illegible] مشرکون نے اپنے زعم پر کہا کہ یہ چوپایہ ہین کہ انکی پیٹھ حرام کی گئی ہے یعنے انپر سواری نہین لیتے تھے وہ بتون کے نام کے
[illegible] سوائب وحوامی - اور تفسیر انکی قولہ تعالےٰ ماجعل اللّٰہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام الآیہ کی تفسیر مین گذر چکی ہے -
وَأَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اور کچھ چوپایہ ایسے کہ ذبح کے وقت انپر اللّٰہ تعالیٰ کا نام نہین ذکر کرتے بلکہ
بتون کا نام [illegible] بتون کے تقرب کے لیے انکا نام لیکر جان مارتے اور اسکو اللّٰہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے یعنی اللّٰہ تعالیٰ نے
یہ حکم دیا ہے افْتِرَاءً عَلَيْهِ یہ راجھوٹ وافترا باندھتے اللّٰہ تعالےٰ پر - وقد قال تعالےٰ سَيَجْزِيهِم بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ
عنقریب اللّٰہ تعالےٰ ان افترا باندھنے والون کو انکا بدلا دیگا - قال مجاہد رح انکے اونٹون مین ایک قسم کے اونٹ ہوتے کہ انپر
سوار ہوتے اور نہ دوہتے اور کسی حال مین انپر اللّٰہ تعالےٰ کا نام ذکر کرتے - پھر اللّٰہ تعالےٰ نے ایک نوع دیگر انکے ضلالات
وجہالات سے بیان فرمائی -

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ
اور کہتے ہین جو ان مواشی کے پیٹ مین ہو سو نرا ہمارے مردون کو ہے اور حرام ہے ہماری
أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ
عورتون کو اور جو مردہ ہو تو اس مین سب شریک ہون وہ سزا دیگا انکو ان تقریرون کی وہ حکمت والا ہے خبردار

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ ان انعام سے مراد وہ جانور ہین جنکو حرام کر رکھا تھا یعنی ان حرام کیے ہوئے
جانورون کے پیٹ مین جو کچھ ہے خواہ فرچہ ہو یا مادہ ہو - خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا خالص ہے ہمارے مذکر یعنے مردون ولڑکون کے
واسطے - قال [illegible] یعنی حلال - اور کسائی واخفش نے کہا کہ خالصہ کی ہا واسطے مبالغہ کے ہے اور اصل خالص ہے - فراء نے
کہا کہ تا جو تانیث ہے بسبب انعام مونث ہونے کے اور مافی البطون بھی جنین ہین پس بحسب المعنی تانیث ہونے سے تا آئی والاول
اظہر - وقال البیضاوی [illegible] حلال للذکور خاصۃ - یعنی حلال ہے واسطے مذکرون کے خاصۃ وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا اور وہ حرام
کیا گیا ہمارے ازواج پر یعنے عورتون پر - ازواج جمع زوج بمعنی جفت اور وہ عرب کی زبان مین مرد وعورت دونون پر بولا جاتا ہے جیسے
[illegible] اردو مین [illegible] یہان اس سے جنس مراد ہے یعنے مونثون پر خواہ جورو ہون یا عورتین دیگر یا لڑکیان ہون
[illegible] البائیۃ والتاء الفوقیۃ دونون پڑھا گیا - اور بعضی مین بھی کان تامہ لیکر میتۃ کو رفع
[illegible] نصب پڑھا گیا اور نصب ظاہر ومعروف ہے اور حاصل آنکہ جو کچھ ان انعام محرمہ کے پیٹ مین ہے اگر مردہ

براۃ - فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ یہ سب اسمین شریک ہیں یعنی [illegible]

وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيمٌ عَلِيمٌ عنقریب اللہ تعالے بدلا دیگا [illegible]

یہی تحلیل وتحریم ہی - واضح ہو کہ مافی البطون کچھ بچہ ہی منحصر نہ تھا بلکہ جن جانوروں کو حرام [illegible]

اور بحیرہ کا دودھ مرد کھاتے نہ عورتیں اور مردار ہوتا تو مرد و عورتیں دونوں اسمین شریک [illegible]

وغیرہ تابعین سے شیخ ابن کثیر رح نے مفصل ذکر کیا ہی اور کہا کہ قولہ سیجزیہم وصفہم یعنی [illegible]

ہذا القولہ تعالے ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب [illegible]

زبانیں دروغ بکتی ہیں کہ یہ حلال و یہ حرام ہی تاکہ نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالے پر دروغ کا افترا [illegible]

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا

بیشک خراب ہوئے جنھوں نے مار ڈالی اپنی اولاد نادانی سے [illegible]

مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ربع

اللہ نے انکو رزق دیا جھوٹ باندھکر اللہ پر بیشک بہکے اور نہ [illegible]

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ اکثر قرار کی قرأت میں قتلوا از قتل تخفیف ہی اور بعض نے قتلوا [illegible]

تا پڑھا ہی اور اشعار اس سے بار بار قتل ہوگا اور مراد یہی زندہ درگور کردینے کے طور پر قتل ہی یعنی خوار و خراب [illegible]

جنھوں نے اپنی اولاد کو قتل کیا سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ازراہ جہالت کے بدون علم اس بات کے کہ اسمین کیا سخت خواری [illegible]

جہالت ہی اور اللہ تعالے ہر ایک کا رازق ہی اور اسی نے پیدا کیا ہی - اولادہم - یعنی اولاد کو انکی [illegible]

کہ کیا بری حرکت کرتے ہیں کہ اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں - اور نیز انکی تفضیح و تشنیع ہی - اسمین دلیل ہی کہ [illegible]

اولاد اگرچہ وہ سب اللہ تعالے کی مخلوق و ملک ہی پس جو شخص اسکو باین معنی اپنی طرف نسبت [illegible]

تو صحیح ہی اور جو اسکو اپنی چیز سمجھے وہ خطاکار ہی لیکن محبت و عطوفت پیدائشی و طبعی جائز ہی اور یہ خلاف محبت [illegible]

اللہ تعالے و اسکے رسول صلعم کے ساتھ ہونا چاہیے اور تحقیق اسکی سابق میں ہو چکی ہی [illegible]

مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ اور حرام جانا اس چیز کو جو اللہ تعالے نے انکو روزی [illegible]

دروغ باندھنے کو اللہ تعالے پر - اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی ایسی چیز کو جسکو اللہ تعالے نے [illegible]

جیسے حرام کو حلال جاننے والا بھی کافر ہی لیکن یہ معلوم ہونا چاہیے کہ فلان چیز کو اللہ تعالے نے [illegible]

کہ فقہ حنفیہ میں صریح ہی کہ جو کوئی شخص حلال کو حرام کرلے وہ قسم کا کفارہ دے اور اگر [illegible]

کھانا جواب یہ ہی کہ حرام جاننے اور حرام کرلینے میں فرق ہی مثلاً کشمش کھانا ایک شخص حلال جانتا [illegible]

باوجودیکہ وہ یہ یقین جانتا ہی کہ حلال ہی پس یہ شخص کافر ہوگا البتہ ثابت ہوا کہ حضرت [illegible]

بیماری کے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا - پھر شریکین کو جو کافر فرمایا [illegible]

کہ اللہ تعالے نے حرام کیا ہی اسی واسطے فرمایا قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ

Marfat.com

...و گمراہی کی باتین نہ نکالتے مگر انھون نے شیطانون کی باتین مانین اور اپنے
...اولادون کی پیدائش ہی بتون کی شرکت کچھ نہین یہ فقط شیطان کا دھوکا ہی اور سب کا
خالق اللہ تعالے ہی۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ

اور وہی ہے جس نے پیدا کیے باغ چھتریون کے اور بغیر چھتریون کے اور کھجور اور کھیتی

مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۚ كُلُوا مِنْ

کہ مختلف ہین پھل اسکے اور زیتون اور انار آپس مین ملتا اور جدا جدا کھاؤ اسکے

ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ ۖ وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ

پھل مین سے جب وقت پھل لائے اور دو اسکا حق جس دن کٹے اور بیجا نہ اڑاؤ اسکو خوش

لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝

نہین آتے اڑا دینے والے

واضح ہو کہ اس تحقیق بیان مین مشرکون کے سب وہم و خیالات باطلہ کا رد ہی اور مخلوق سے خالق عزوجل کی طرف ہدایت ہی لیکن اسمین جو احکام ہین وہ مخصوص مشرکون کے ساتھ نہین ہین بلکہ اس حق کی پابندی سب پر واجب ہی لہذا جن امور سے مشرکون پر رد ہی اُنسے نصیحت لینا چاہیے اور جو احکام ہین انکی پابندی کرنی چاہیے چنانچہ فرمایا۔ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وہی اللہ تعالے بے انتہا قدرت والا پاک پیدا کرنے والا ہی جسنے پیدا کیے باغ معروشات وغیر معروشات انشاء پیدا کرنا۔ جنات جمع جنت کی بمعنی باغ اور کہا گیا کہ جسمین انگور کے درخت و میوہ ہون۔ اور مفسر رح نے جنات کی باتین سے تفسیر کی جو کہ جمع بستان ہی۔ اور کہا کہ معروشات یعنی زمین پر پھیلے ہوئے جیسے خربزے کے فالیز ہوتے ہین۔ اور غیر معروشات جو ساق پر قائم ہون جیسے درخت خرما وغیرہ ہوتے ہین۔ بعض نے کہا کہ جو ٹہنیون اور کھمبون پر چڑھے ہون وہ معروشات ہین ضحاک رح سے روایت ہی کہ یہ دونون انگور کے حق مین ہین بعضے تو چڑھے ہوتے ہین اور بعضے زمین پر چھائے ہوتے ہین۔ وعن ابن عباس رض معروشات جنکو لوگون نے لگایا ہو اور غیر معروشات جو جنگل مین خود پیدا ہوئے ہون۔ بالجملہ اس سے آن جاہل مشرکون کو اپنی عجائب قدرت دیکھنے کو ہوشیار کیا اور سب اپنی خلقت و قدرت کا تماشا دکھلایا۔ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ اور پیدا کیا نخل کو اور زرع کو یعنی خرما کے درخت اور اناج کی کھیتیان۔ قیل انکو مخصوص بیان کیا بسبب فضیلت کے اگرچہ جنات مین داخل ہین۔ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ درحالیکہ مختلف ہین اکل ہر واحد کے یعنی صورت و مزے ہر میوہ و اناج کے جدا جدا ہین اور مراد اکل سے پھل ہین۔ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ اور پیدا کیے زیتون و انار۔ مُتَشَابِهًا درحالیکہ متشابہ ہین دونون کے ورق یعنی پتے اور یہ تفسیر ہی جمع آن اوراق۔ اور بفتح اول وکسر ثانی بمعنی زرد سکوک۔ اور یہان مراد اول ہی کیونکہ دونون کے پتے ملتے ہین اور بعض نے کہا کہ رنگ مین تشابہ مراد ہی۔ عن ابن جریج متشابہ دیکھنے مین وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ یعنی قال البیضاوی۔ مختلفا حال مقدرہ ہی کیونکہ انشاء کے وقت ایسا موجود نہ تھا۔ بنابرین متشابہا مین بھی ہر تفسیر یہی حال مقدرہ

Marfat.com

مراد ہوگا یعنے اسکے حق مین وقت پیدائش کے یہ امر مقدر کیا گیا کہ آیندہ …

كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ کھاؤ اسکے پھلون سے جب پھل آوین …

یعنی اگرچہ ہنوز پختہ نہوئے ہون - یہ حکم جو دیا گیا بصیغۂ امر تو امر وجوب نہین بلکہ امر …
اباحت کے لیے آتا ہی - بعض نے کہا کہ مقصود اس سے یہ کہ حق واجب ادا کرنے سے پہلے …
یہ وہم نہو کہ بدون پکنے کے اسکا توڑنا کھانا نہین چاہیے اور بعض نے کہا کہ احسان ہو کہ ان چیزون کا پیدا کیا …
کے واسطے ہی پھر اگر خالق عزوجل کی نافرمانی کرین تو بہت برا ہی اس احسان کو منظور لین لہذا فرمایا **وَآتُوا** …
اور ادا کرو اسکی زکوۃ کو اسکے حصاد کے روز خواہ دسوان حصہ شرعاً واجب ہو یا بیسوان حصہ واجب ہو حصاد …
کثیر - ابن عامر - عاصم - ہی اور بالکسر قراءۃ باقی قراءرح ہی - اور یہ دونون لغت ہین اور معنی یہ کہ آخری …
ہو جاوے لہذا ابن عباس رض نے بنا بر روایت علی بن ابی طلحہ کے کہا کہ یعنی زکوۃ مفروضہ ادا کرو جس دن اسکا ناپ …
سب ناپ تول معلوم ہو جاوے - رہا حصد بدون الف تو اسکے معنی مطلق کاٹ لینا یا چن لینا بدون اسکے کہ انتہا …
قال سیبویہ جب انتہاء زمانہ مراد ہوتی ہی تو مصدر کو بروزن فعال لاتے ہین اور بسا اوقات اسکی فا کو کسرہ دیکر فعال …
پھر حق سے یہان کیا مراد ہی زکوۃ یا اور کوئی حق دیگر واجب یا مستحب - اور وہ اب بھی واجب ہی یا منسوخ ہی اور …
کہ مراد زکوۃ ہی مگر اسمین اختلاف ہی چنانچہ تفسیر ابن کثیر وغیرہ مین سے تلخیص یہ ہی کہ ابن عمر و عطاء و مجاہد و سعید بن …
مروی ہوا کہ انکے نزدیک آیت محکمہ ہی اور مالک پر واجب ہی کہ حصاد کے روز جو مساکین حاضر ہون انکو ایک لپ وغیرہ …
قال المترجم اس زمانہ مین اسی پر فتوی دینا چاہیئے کیونکہ صیغہ عشر و زکوۃ مفقود ہو گیا ہی - انس بن مالک و ابن …
بن الحنفیہ و حسن و نخعی و طاؤس و ابو الشعثاء جابر بن زید و ضحاک و قتادہ و ابن جریج و سعید بن المسیب سے …
…بت ہوا کہ انکے نزدیک اس سے مراد زکوۃ ہی بمعنی آنکہ یہ حق بعد تعیین زکوۃ کی مقدار کے منسوخ ہوا اور …
ہوئی - ابن جریر رح نے اسی کو اختیار کیا اور اسی کی تائید ہی یہ بات کہ یہ آیت مکیہ ہی اور زکوۃ کا حکم مدینہ مین ہجرت …
سال نازل ہوا اور یہی مذہب جمہور اہل علم سلف و خلف و انکے بعد کا ہی اور ابن عباس سے مصرح ہی کہ زکوۃ نے …
منسوخ کر دیا - ایک جماعت علماء نے کہا کہ زکوۃ سے ہر صدقہ کا وجوب منسوخ ہوا اور رہا استحباب …
ہی کہ بعد رمضان کے اسکا وجوب منسوخ ہوا اور یہ رہگیا کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے - قال …
صحابہ کا دستور تھا کہ جو مسکین آجاتا اسکو کچھ دیتے سوائے صدقہ کے یعنی زکوۃ کے - ابو سعید خدری …
روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جو دانہ بالیون مین سے گر جاوے - رواہ ابن مردویہ و ابن المنذر …
ابن عباس وغیرہم سے جو مذہب نسخ کا مروی ہوا مجھے اسمین تامل ہی کہ وہ نسخ اصطلاحی نہین بلکہ ایک چیز …
زکوۃ سے اسکی مقدار و کمیت و تفصیل بیان کر دیگئی - امام احمد و ابو داؤد نے جابر بن عبد اللہ رض سے …
ہر دس وسق چھوہارے توڑنے والے کو حکم کیا کہ ایک گچھا لاکر مساکین کے واسطے مسجد مین لٹکا دے - قال …
قال المترجم شاید جمہور کے قول پر یہ حکم بھی اول سال ہجرت یا دوم مین نزول زکوۃ سے پہلے …

Marfat.com

[illegible] دونکے صحابہ رضی اللہ عنہم کچھ نہین دیتے تھے۔ قال المترجم شاید معنی یہ ہین کہ
[illegible] صدقہ کرنا تو صحاح وآثار مین بہت ثابت ہی وممن اختار المذہب الاول من المتاخرین
[illegible] فی ہذا الزمان ان لو تاملوا فیما نزل بالناس وافتوا بہذا احب الی مما اختارہ
[illegible] وَلَا تُسْرِفُوْا اور مت اسراف کرو یعنی سب پیداوار صدقہ کرنے مین حتی کہ تمھارے
عیال کے لیے کچھ نہ بچے۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ او تعالے نہین دوست رکھتا مسرفون کو یعنی حد سے تجاوز
کرنے والون کو [illegible] چاہتا۔ قال ابو العالیہ حصاد کے روز صحابہ رض کچھ دیتے تھے پھر اسمین حد سے زیادہ دینا شروع کیا اور اسراف
کیا تو اللہ تعالے نے یہ حکم نازل فرمایا۔ عن ابن جریج اس آیت کا سبب حضرت ثابت بن قیس بن شماس ہوے کہ انھون نے اپنا
باغ خرما توڑا اور کہا کہ نہین آویگا آج کوئی میرے پاس مگر آنکہ مین آسکو دونگا پس برابر دیتے رہے یہان تک کہ شام کو انکے پاس
کوئی چھوہارا نہ رہا تو نازل ہوا کہ ولا تسرفوا انہ لا یحب الآیہ۔ رواہ ابن جریر عنہ۔ ابن جریج نے عطاء رح سے روایت کی کہ ہر چیز مین
اسراف کرنے سے منع کر دیے گئے۔ ایاس بن معاویہ بن قرہ نے کہا کہ جسمین تو حکم الٰہی سے تجاوز کرے وہ اسراف ہی۔ سدی رح نے
کہا کہ اپنے مال کو اسطرح مت دو کہ محتاج ہوکر بیٹھ رہو۔ سعید بن المسیب ومحمد بن کعب نے کہا کہ صدقہ دینے سے ہاتھ مت روکو یہانتک
کہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کرو۔ قال المترجم اس قول مین اور اقوال اولے مین اسراف یعنی حد سے تجاوز ہی لیکن اول مین
تو بیان اسکا کہ دینے مین اسراف نہ کرو۔ اور قول دوم مین بیان اسکا کہ بخل کی طرف تجاوز نہ کرو یعنے نہ دو یہانتک کہ بخل تک نوبت
پہونچے۔ وقال مقاتل یعنے زرع وانعام مین بتون وشیطانون کا حق مانکر شرک نہ کرو۔ قال الزہری رح یعنی اللہ تعالی کی نافرمانی
کے طور پر خرچ نہ کرو۔ قال الحافظ پھر ابن جریر رح نے یہان عطاء رح کا قول اختیار کیا کہ ہر چیز مین اسراف سے ممانعت مراد ہی۔ اسمین
شک نہین کہ یہ قول صحیح ہی لیکن واللہ اعلم سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ کھانے مین اسراف نہ کرنا مراد ہی یعنے کھانے مین اسراف مت
کرو کیونکہ اسمین عقل وبدن کو مضرت ہی مانند قولہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا الآیہ۔ اور صحیح بخاری مین ہی کہ کھاؤ اور پیو اور پہنو بدون
اسراف کے اور بدون اترانے کے۔ قال المترجم سیاق تو مذمت مشرکین ہی کہ بیجا تحریم وتحلیل کرتے تھے پس اظہر واشمل
قول ابن جریر رح ہی واللہ اعلم۔ پھر قولہ انہ لا یحب المسرفین۔ جملہ معترضہ ہی کیونکہ تمام سیاق تحقیق ختم نہوا جیسا کہ آیات مابعد سے واضح
ہی۔ اور واضح رہے کہ اوپر کے اقوال سے نکلا کہ خیرات مین بھی اسراف جاری ہوتا ہی چنانچہ ابدأ بمن تعول حدیث صحیح مین حکم ہی کہ پہلے
اپنے عیال سے شروع کر یعنے پھر بڑھے تو اورون کو صدقہ دے۔ وعن مجاہد رحمہ اللہ اگر تو کوہ ابو قبیس کے برابر خدا کی عبادت مین
خرچ کر دے تو بھی اسراف نہوگا اور اگر آدھ سیر اسکی نافرمانی مین خرچ کرے تو اسراف ہی۔ قال المترجم سلف کے اقوال اس
[illegible] مین بہت ہین اور انمین باہم اختلاف نہین ہی چنانچہ قول مجاہد رح سیاق دربیان اسراف ہی یعنے معصیت الٰہی مین ذرا سا بھی
اسراف ہی اور عبادت مین بہت بھی محمود ہی۔ پس جو شخص کہ پہاڑ برابر راہ خدا مین خرچ کرنے کی استطاعت پاوے اسکو ثواب ہی پس
[illegible] خرچ کیا کہ عیال [illegible] رہے اور غیرون کو دیدیا تو اسنے عبادت کے موافق خرچ نہ کیا پس معصیت ہوئی اور اس سے ظاہر ہوا
[illegible] مین اعتماد مذہب صحیح پر ہی جو سیاق مین اپنے مقام پر مذکور ہو چکی ہی فتذکر ف فی العرائس قولہ وہو الذی انشا
[illegible] معروشات وغیر معروشات عارفون کے دلون مین او تعالے نے انوار باطن کے باغ اگائے ہین جنمین مشاہدات ومکاشفات

وجمال و وصال ومودت و قرب وغیرہ کے مختلف طرح طرح کے پھل پھول ہین
کے محروس ہین باین صفت کہ اسکے ثمرات درگاہ قدیم سے متصل اور اسکی
کا نتیجہ ہی جو کمال صدق وصفاء قلب سے بندہ کے دل سے او تعالےٰ نے جذب
الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔ اور بعض انمین سے غیر معروش ہین جو کہ ہموم وغموم پر چڑھے
اسکو ہر مرید و طالب صادق وہان سے لے لیوے اور یہ عین ایمان ہی جو زمین دل مین ثابت
کما قال تعالےٰ اصلها ثابت وفرعها فی السماء۔ مترجم کہتا ہی کہ او تعالےٰ عزوجل نے مومن کی مثال درخت
سے اور کافر ومشرک کی مثال درخت پیاز ولہسن کے مانند سے بیان کی اور حدیث صحیح مین بھی ایسی مثالین آئی ہین
تمثیل باعتبار ایمان وکفر وغیرہ اعمال کے ہی اور یہ متعین ہی کہ ان اعمال واقوال پر آثار قرب وغیرہ وشرح الصدر
و دنیا سے بے رغبتی و استعداد موت۔ وغیرہ ظاہر ہوتے ہین اور یہ سب احادیث وآثار مین مصرح ہین اور دیگر
ومودت وغیرہ کثرت سے بھی مصرح ہین اور دیگر لوازمات کی طرف اشارہ ہی جنکی توضیح مطلع منبع سنت وکتاب اولیاء اللہ تعالیٰ
بیان کی ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اب تجھکو یہ وہم نہو کہ آیات مین باغ پیدا کرنے کا بیان ہی اور شیخ روزبہان رح نے اسکو عبارت
شاعرانہ خیالات پر محمول کیا کیونکہ مترجم نے مصرح کردیا کہ کمال بلاغت کلام یہ ہی کہ اس سے علاوہ کامل مین مضمون کے جسکے
ہوا ہی دیگر اشارات مفیدہ مقصودہ ظاہر ہون اور غیر معروشات کی تفسیر گذری کہ اسکو ہر ایک پاجاوے زمین مین پھیلے
مانند بطیخ وغیرہ کے ظاہر مین بیل اور رگ ایمان ہر مومن کے ساتھ نعمت ہی جب یہ ثابت ہوگیا تو واضح ہو کہ جنات معروشات
غیر معروشات کا اشارہ تو شیخ رح نے بیان کردیا اب زروع کا بیان رہا تو شیخ نے کہا کہ انکی کھیتیون مین تخم محبت جمنے مین
طرح طرح کے ہوتے ہین چنانچہ اقرار و تقدیس وشوق وعشق وخوف وامید اور عصمت ومعرفت وتوحید وتجرید اپنی اپنی استعداد
سے نشو ونما پاتے ہین جیسے ظاہر مین ہوا تاج کی شکل وصورت ونرہ مختلف ہوتا ہی۔ پھر زیتون اسکا اخلاص ہی جو سیناء
بدھن نور جمال وصبغ صبح جلال پیدا ہوتا ہی اور جو فرمایا کہ متشابہا نہ ہر ایک مین منظر نور تجلی سے التباس ہی چنانچہ او تعالیٰ نے
فرمایا۔ الزجاجۃ کانها کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ یکاد زیتها یضیئ ولو لم تمسسه نار نور علی نور یهدی اللہ
من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیئ علیم۔ اور نیز اسکا وصف فرمایا بقولہ تعالےٰ وشجرۃ تخرج من طور سیناء
بالدھن وصبغ للآکلین۔ اور یہین سے خطاب فرمایا اپنے کلیم حضرت موسی علیہ السلام کو بقولہ تعالےٰ نودی من شاطئ الواد الایمن
المبارکۃ من الشجرۃ ان یاموسی انی انا اللہ۔ الآیۃ۔ پھر رُمّان یعنے انار کو جو فرمایا تو وہ درخت الہام ہی جسکا پھل حقائق
قدرت ہین۔ قولہ متشابہا وغیر متشابہ۔ یہ امور مذکورہ بعض سے بعض قریب ہین اور بعض سے بعض
بعض معاملات وبعض واردات وبعض مکاشفات وبعض اسرار وبعض انوار ہین۔ قال المترجم
الٰہی کے کسی اور شخص سے پیدا نہین ہوسکتے اور تمام جہان مین جو ظاہر مین درختان میوہ دار پیدا ہوتے ہین
باغبان وکاشتکار کو جتنی مداخلت ہوتی ہی وہ ہی اور ون کو آدمیون کے قلوب مین ہی اور جو زمینون کا حال
کسی میوہ اور کسی مین فواکہ اور کسی مین اناج عمدہ اور کسی مین گھٹیا اور کسی مین ساگ پات اور کسی مین

Marfat.com

...ن کہ اینن کچھ بھی نہین پیدا ہوتا اسی طرح قلوب سونی آدم مین اور یہ مثال حدیث
... ادل ... تشریح قول الشیخ محی الدین بن العربی ذکر کیا ہی پس یہ سب بوری مثال
... ہو اور اگر ... ہماری زمین سے اگاوے لیکن اسنے نہین چاہا اور عجب ہی کہ لوگ دیکھتے ہین
... قدرت الٰہی مین شک ... لاتے حالانکہ کافر و مشرک مین تقدیر و مشیت مین منافق و متردد ہو جاتے ہین اللہم اہدنی فیمن ہدیت
... انک انت الغفور الرحیم اور ہرگز وہ لوگ جو تقدیر کے منکر ہین ہدایت پر نہونگے جب تک تقدیر پر ایمان نہ لاوین اور یہ سمجھین کہ وہ
... مشیت کی فضولیان ہین جو تمام حکمت الٰہی کو سمجھ جاوین ایک ناچیز بلکہ ہیچ مخلوق پس وہ بڑا گدھا ہی جو اس خوض مین پڑا کہ تقدیر سے
... ہی پس اے اہل ایمان ثابت رہو اور اخلاق پر احکام الٰہی سے تقوی کرو والسلام- قال الشیخ پھر ان باغون کے پروردگار
... ذو الجلال نے بندون کو خطاب فرمایا کہ ان پھلون ومیوہ جات سے ضرور انتفاع حاصل کرین تاکہ قوت ایمان و نور یقین
... ہو جاوے اسی واسطے فرمایا- کلوا من ثمرہ اذا اثمر- پھر بندون کو حکم دیا کہ ان نعمتون کی زکوۃ مریدون وطالبون کو بیان وہدایت
... محبت واتباع سنت سے مع بیان مقامات وحالات کے ادا کرین بقولہ تعالے واتوا حقہ یوم حصادہ- یعنی جب احوال اعمال مستقیم
کامل ہون تب ایسا کرو قال المترجم اسمین تصریح ہی کہ کسی شخص کو روا نہین کہ بدون اپنی اصلاح کے مقامات وحقائق کو بیان
کرے اور بہت سے مشائخ نے یہ تصریح کر دی ہی اور مکاری وفریب سے عارف بننا آخر کار گمراہی ہی اور نصیحت اعمال شرع کی
علی العموم فرض ہی جیسے اپنے نفس کی اصلاح فرض ہی اور پیر بننا بڑے خطرہ کا مقام ہی اکثر ایسا ہوتا ہی کہ آدمی اچھا ہی پھر پیر بنکر عجب
وغرور وشیطانی ہوسات مین پڑکر بدتر ہو گیا اللہم انی اعوذ بک- قال الشیخ پھر لوگون کو حکم کیا کہ یہ نعمتین ان بندون سے جو اسکے
اہل ومستحق ہون دریغ نکرین بقولہ تعالے ولا تسرفوا- کیونکہ مستحق کو نہ دینا ظلم ہی جیسے غیر مستحق کو دینا اسراف ہی- قال المترجم
عبد الرحمن بن زید بن اسلم رح سے روایت ہی کہ یہ خطاب مسلمانون کے سردارون کو ہی جو زکوۃ وصول کرتے ہین چنانچہ انکو حکم دیا کہ حق
واجب سے بڑھتی نہ لیوین اور غیر مستحق کو نہ دیوین- پس جو اشارہ شیخ نے ذکر کیا انھین حضرت ابن زید کے قول پر مستقیم ہی اور
وضیح اشارہ یہ ہی کہ ہر عارف کو ان مقامات سے جسقدر پھل ملا ہو اس سے زیادہ حق ظاہر نہ کرے اور ان علوم مین سے غیر مستحق کو
دیوے اور حاصل یہ کہ لوگون کی تعلیم مین انکو درجہ بدرجہ چڑھاوے حتی کہ جسقدر قلب انکا صاف ہوگا اسی قدر انوار سے اور
خطابسے آگاہ ہونگے پس جسنے مبتدی کو اسرار سنائے اسنے اسکو گمراہ کیا اور اپنے اوپر وبال لیا- فافہم- قولہ تعالے انہ لا یحب
المسرفین وہ ... بعد اسکے وہ شخص خود ان باغون وانوار سے محجوب ہوگا- اللہ تعالے اپنے فضل ... سے جسکو عطا فرماوے وہی بندہ
اور وہ بندہ ہی اسی کو عطا ہوتے ہین کیا اچھے باغ ہین کیا خوب حالات ہین کیا پاکیزہ بلبل ہین کیا خوبصورت انکی تسبیح ہی کہ سبحان اللہ
وسبحان اللہ العظیم حضرت استاد رح نے اس آیت مین فرمایا کہ ظاہری باغون سے جو قدرت الٰہی سے تمام روے زمین پر نظر
... سے پیدا ہوتے ہین ... باطن وقلوب کے باغ بہت ہی خوب ہین گویا یہ مجاز اور وہ حقیقت مین انکی سرسبزی وشادابی
... چاند وسورج ... آب وتاب کا کیا کہنا انکی زکوۃ شکر نعمت علم ہی اس سے بہت بڑھا رہی- والحمد للہ رب العالمین-

... الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

... اور چوپایون مین سے لادنے والے ... اور ... بے ... کھاؤ ... اللہ کے رزق مین سے ... اور ... مت ... چلو

الشيطن ۔ انہ لکم عدو مبین ۔ ثمنیۃ ازواج من

شیطان کے ۔ بیشک وہ تمہارا دشمن صریح ہے ۔ پیدا کیے آٹھ نر و مادہ

المعز اثنین ۔ قل ءالذکرین حرم ام الانثیین اما

بکری میں سے دو ۔ پوچھ تو کہ دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ

ارحام الانثیین ۔ نبءونی بعلم ان کنتم صدقین ۔ ومن

دونوں کے پیٹ میں ۔ بتاؤ مجھکو سند سے اگر تم سچے ہو

اثنین ومن البقر اثنین ۔ قل ءالذکرین حرم ام الانثیین

دو اور گائے میں دو ۔ پوچھ تو دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ

اشتملت علیہ ارحام الانثیین ۔ ام کنتم شہداء اذ وصکم

دونوں کے پیٹ میں ۔ یا تم حاضر تھے جس وقت

بہذا ۔ فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا لیضل الناس

یہ ۔ پھر اس سے ظالم کون جو جھوٹ باندھے اللہ پر ۔ تا لوگوں کو بہکاوے

بغیر علم ۔ ان اللہ لا یہدی القوم الظلمین ۔ ع

تحقیق ۔ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو

بقیہ تحقیق اور تنبیہ کو اللہ تعالے نے مشرکوں کے رد اور مومنوں کی ہدایت کے لیے بیان فرمایا و من الانعام الخ غالب استعمال اسکا اونٹ و گائے و بکری کے انواع میں ہے اور تحقیق اوپر گذری ہے یعنے اور اسی پاک پروردگار خالق تعالی نے حملہ جانور اور انہیں سے انعام سے کر دیے حمولۃ وفرشا حمولہ و فرش ۔ پس حمولہ بروزن فعولہ بمعنی فاعل جمیع یکسان لفظ سے آتی ہے ۔ قال المفسر ایسے انعام جو لادنے کے کام کے لائق ہیں مانند بڑے اونٹوں کے ۔ اور فرش وہ لادنے کے لایق نہیں جیسے چھوٹے اونٹ و بکریاں ۔ انکو فرش اسواسطے کہتے کہ مانند زمین کے مفروش ہیں یا زمین پر بسبب زمین سے نزدیک ہونے کے ۔ عن عبد اللہ بن مسعود رض حمولہ وہ اونٹ جنپر لادا جاتا ہے و فرش چھوٹے اونٹ ۔ وکذا قال ابن عباس و مجاہد ۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ حمولہ تو اونٹ و گھوڑے و خچر و گدھے ۔ لادا جاوے ۔ اور فرش وہ بکری بھیڑی ہیں ۔ اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا اور کہا کہ میرے خیال میں فرش اسوجہ سے نزدیک زیادہ ہونے میں قال المترجم یہ تفسیر بنا بر انکہ انعام کا لفظ جملہ چوپایہ کو سوائے درندے ۔ ربیع بن انس و حسن و ضحاک و قتادہ وغیرہ نے کہا کہ حمولہ اونٹ و گائے اور فرش بکریاں ۔ مفسر رحمہ اللہ نے بروایت علی بن ابی طلحہ اختیار کیا کما یظہر من ظاہر کلامہ اور زجاج رح نے کہا کہ اہل لغت کا اجماع ہے کہ فرش چھوٹے مما رزقکم اللہ کھاؤ اس چیز سے جو تم کو اللہ تعالے نے رزق دیا ۔ ولا تتبعوا خطوت الشیطن قدم اور مراد طریقے ہیں یعنے بعض کو ان انعام میں حرام و بعض کو حلال سمجھتے ہیں جو شیطانی طریقہ ہے

Marfat.com

[illegible] کھاؤ اور شکر الٰہی ادا کرو اور ہر وقت اپنے نفس کی اصلاح کرو تاکہ کمال رضائے [illegible] شیطان کے [illegible] **انہ لکم عدو مبین** بین العداوۃ - وہ یعنی شیطان تمھارا کھلا دشمن ہو اسنے [illegible] باپ آدم کو جنت [illegible] ری گمراہی کا بیڑا اٹھایا ولقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون - تم میں سے بہت سے گروہوں کو اسنے گمراہ کر ڈالے یہانتک کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے پھرے آخر کار بہت سے مختلف عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے اب بھی کیا تم نہیں سمجھتے ہو یہانتک کہ شیطان کے حرام بتلانے سے حرام سمجھنے لگتے اور حلال بتلانے سے حلال رکھتے ہو حالانکہ یہ الٹی بات ہی چنانچہ اسنے پاکیزہ گوشت سانڈ اونٹ وغیرہ کا تم پر حرام کیا اسکو تم نہیں کھاتے اور خون کو جمع کرکے اسکے ٹھکلے کے ٹھکلے کاٹ کر کھاتے اور مردار جانور اور کھال اور ایسی ہی ناپاک چیزیں کھائے جاتے ہو - تمکو ذرا بھی عقل نہیں آتی - پھر اسپر تمکو اسنے یہ تو بنایا کہ آخر تم نے اللہ تعالے پر افتراء باندھا کہ اللہ تعالے نے ہم کو ایسا حکم دیا ہی - قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء - اللہ تعالے کبھی فحش باتوں کا حکم نہیں فرماتا - پھر اللہ تعالے عز وجل نے حمولہ وفرش کو بیان کرکے انکو تنبیہ فرمائی کہ تم شیطان کے مسخرے بنے اور عقل سے دور پڑے ہو - **ثمٰنیۃ ازواج** بدل واقع ہی حمولۃ وفرشا کا - یعنی یہ انعام حمولہ وفرش جملہ ثمانیہ ازواج ہیں یعنے چار جوڑ ہیں چار صنف کے - اور ازواج جمع زوج کی کبھی بمعنی صنف آتا ہی اور مفسرین وغیرہ نے ازواج بمعنی اصناف لیا ہی - اور بیضاوی رح نے کہا کہ زوج وہ کہ اسکے ساتھ جنس کا دوسرا اسکا مزاوج ہو اور کبھی ان دونوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں - یہاں معنی اول مراد ہیں - حاصل آنکہ واحد اگر ایسا ہو کہ منفرد ہو خواہ نر ہو یا مادہ تو اسکو فرد بولتے ہیں اور اگر اسکے ساتھ اسکی جنس سے جمع ہو جاوے ایک مذکر اور ایک مؤنث تو دونوں کو بھی کبھی زوج کہتے ہیں اور ہر ایک کو بھی اس حالت میں زوج کہتے ہیں اور رہا مؤنث کو زوجہ کہنا تو یہ عجمیوں کی بولی ہی عرب تو اسے زوج ہی کہتے ہیں اور دونوں کو زوجان بولتے ہیں کما فی قولہ وجعل منہ الزوجین الذکر والانثی - اسی واسطے یہاں چار جوڑ کو آٹھ ازواج فرمایا **من الضأن اثنین** اے زوجین اثنین الذکر والانثی - یعنے ضان سے دو زوج نر و مادہ - **ومن المعز اثنین** اور معز سے بھی دو زوج نر و مادہ - الضان جمع ضائن اور مادہ کو ضائنہ کہتے ہیں اور یہ ان بکریوں کی قسم ہی جنپر صوف یعنی پشم ہوتی ہی اور معز اسکے برخلاف جھکے بال اور چھوٹی دم ہوتی ہی - پس ضان کے نر کو کبش کہتے ہیں اور مادہ کو نعجہ کہتے ہیں - اور معز کے نر کو تیس اور مادہ کو عنز کہتے ہیں پس ثمانیہ ازواج میں سے اربعہ یعنے چار کو یکجا ذکر کیا کہ مشرکین انہیں خاص خاص تحلیل وتحریم شیطانی کے معتقد تھے جیسا کہ سابق میں مذکور ہوچکا ہی تو انکو ذکر کرکے فرمایا - **قل** یا محمد لمن حرم ذکور الانعام تارۃ واناثہا اخری ونسب ذلک الی اللہ تعالی فرد علیہ - یعنے کہدے اے محمد ہر ایسے مشرک سے جسنے کبھی انعام کے نر کو حرام سمجھا اور کبھی صورت میں مادہ کو حرام جانا اور اسکو اللہ تعالے کی طرف نسبت کیا کہ اللہ تعالی نے یوں ہی حکم دیا ہی پس ایسے مشرک سے کہہ کہ **آلذکرین حرم** بھلا ہر دو نر کو ضان ومعز کے حرام کیا یعنے کبش وتیس کو حرام کیا تمہارا **ام الانثیین** یا ان دونوں کے مادہ یعنی نعجہ وعنز کو حرام کیا - **اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین** یا وہ کہ مشتمل ہوا اسپر ہر دو مادہ کا بچہ دان خواہ نر ہو یا مادہ ہو - **نبئونی بعلم** [illegible] تحریم ذلک - آگاہ کرو مجھکو علم کے ساتھ اسکی تحریم کی کیفیت سے - **ان کنتم صدقین** اگر تم سچے ہو کہ اللہ تعالی نے تحریم کیا ہو - معنی یہ ہیں کہ کس اصل پر تم کو تحریم بتلائی گئی ہی اگر از جانب ذکورہ ہی یعنی نر ہونے کی جہت سے تحریم آئی ہی تو سب نر حرام ہوں [illegible] تخصیص کیوں کرتے ہو اور اگر مؤنث ہونے کی جہت سے ہی تو جملہ مؤنث حرام ہوئیں اور اگر اشتمال رحم سے تحریم آجاتی ہی تو نر

Marfat.com

و مادہ دو نون حرام ہین کیونکہ دو نون قطعًا رحم سے متولد ہین پھر یہ تفصیل بعض کے [illegible]
دلیل ہو کہ قواعد شرعی اصول پر ہین اور متفرق باتین نہین ہین چنانچہ کل [illegible]
اصول الفقہ رحمہم اللہ تعالےٰ نے اسمین اچھی کوشش کی اللہ تعالےٰ سب پر [illegible]
ہی - اور نیز آیت مین دلیل ہو کہ ہر تحلیل و تحریم وغیرہ مین علم شرعی معتبر ہو وہ اول نقلی کتاب اللہ [illegible]
و اجماع امت و آخر مین قیاس مجتہد ہو اور قیاس کے معنی یہ ہین کہ ظاہر کرنا بدلیل کہ اس صورت [illegible]
نکلتا ہو اور یہ معنی نہین ہین کہ قیاس کر کے مجتہد خود کوئی حکم بنا دے حتی کہ اگر مجتہد کو کسی مسئلہ مین کوئی علم نا [illegible]
خاموش رہے - اور نیز واضح رہے کہ بہت سے امور ایسے ہین کہ انمین عقل کو مجال نہین جیسے نمازون کی رکعات اور [illegible]
روزہ حرام ہو اور جیسے دارمی وغیرہ کی روایت مین ثابت ہوا کہ کچھ لوگ مسجد نبوی صلعم مین ایک حلقہ کر کے بیٹھے اور [illegible]
طریقہ نکالا کہ سب کے سب سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھو - پھر سب کے سب الحمد للہ الحمد للہ پڑھو اسی طرح پس عبد اللہ [illegible]
عنہ نے اسکو بدعت قرار دیا اور ان لوگون نے کہا کہ یہ تو فقط یاد الٰہی ہو مگر آپ نے ملامت کی اور فرمایا کہ ابھی اتنا زمانہ نہین [illegible]
حضرت صلعم کے برتن ثابت موجود ہین مگر تم نے بدعتین نکالین - راوی کہتا ہو کہ مین نے دیکھا کہ اکثر انمین سے خارجیون کے [illegible]
مارے گئے - بالجملہ جو امور توقیفی ہین انپر کوئی اصل نہین باندھی جاتی ہو اور یہ سب مفصل علماء اصول الفقہ رحمہم اللہ نے بیان [illegible]
اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ ایسے شخص کے حق مین جو رائے سے کوئی مسئلہ بیان کرے دلیل شرعی سے سزا دینا ظاہر فرماتے [illegible]
تھے اور یہ بھی کتب مین مذکور ہو - بالجملہ آیت مین مشرکون پر ملامت کی کہ کون علم شرعی تمھارے پاس ہو جس سے تم یہ تحریم و تحلیل [illegible]
ظاہر کرتے ہو حالانکہ سوائے دلیل شرعی کے کوئی علم و فن ہو وہ قطعی درباره غیب کے نہین ہو - پھر اسی طرح دوسری قسم یعنی باقی [illegible]
ازواج کے بارہ مین فرمایا - وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ نر و مادہ - وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ نر و مادہ پیدا کئین - قُلْ
آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ یعنی انمین بھی از جانب [illegible]
حرمت ہو تو سب نر اور از جانب نرث ہو انثے مادہ اور اشتمال رحم ہو تو دو نون حرام ہین حتی کہ چھوٹے سے بڑے تک اور [illegible]
جو تمکو میسر نہین انہین بھی یہ بات تم نے کس اصول شرع پر قرار دی ہو - مشرکون پاس اسکا جواب کہان تھا وہ تو شیطان کی [illegible]
تھے اور اسی کے وسوسہ سے اللہ تعالےٰ پر افترا کرتے پھر افترا و باطل سب بے بنیاد ہین وہ کہان تک چل سکتے ہین [illegible]
ہوئے پھر انکو اور بھی بکیت کی اور شرمندہ کیا بقولہ - أَمْ كُنتُمْ اے بل کنتم - شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ [illegible]
علم وحی تو نہین ہو بلکہ یہ کہو تم وہان حاضر موجود تھے جب اللہ تعالےٰ نے تمکو اس تحریم کی وصیت فرمائی [illegible]
لگے کہ - اللہ امرنا بہا - اللہ تعالےٰ نے ہمکو اسکا حکم کیا ہو - حاصل آنکہ یہ سب تو کچھ نہین پس ضرور تم [illegible]
باندھتے ہو اور ڈرو اللہ تعالےٰ سے کہ خواہ مخواہ مرو گے اور مرتے ہی عذاب مین پڑو گے [illegible]
مین بعض امور توقیفی ہین کہ جہان تک تبلائے گئے ہین انھین تک واقفیت ہو [illegible]
تحریم و تحلیل کو بھی توقیفی کہہ سکتے تھے پس رد کیونکہ ہوا تو جواب اس وہم کا یہ ہو کہ [illegible]
رد کر دیا کہ تم علم شرع سے بتلاؤ کہ چار ازواج ضان و معز مین اور چار ازواج ابل و بقر مین تم نے [illegible]

Marfat.com

یہ تحریم بحیل و بحیرہ وسائبہ [illegible] حضرت اسمٰعیل کے وقت مین نہ تھا تو کسی قیاسی قاعدہ سے نکالا ہو گا کیونکہ توفیقی تو ثابت نہین
پس علت بھی ذکوریت و انوثت و اشتمال رحم کی باطل علاوہ برین انعام مین سے فقط ابل کے ساتھ یہ خصوصیت کس جہت سے ہو پس جب
نقلی نہین اور نہ کوئی اصل شرعی ہی تو شاید تم نے خود حاضر ہوکر سنا ہو گا یہ بالضرور باطل پس خواہ مخواہ تم جھوٹے ہو۔ اور امام فخر رازی نے
تفسیر مین معنی آیت مین دو وجہ دیگر لکھین ایک یہ کہ یہ کلام انکے قول کا باطل ہونا ثابت کرنے پر استدلال نہین بلکہ استفہام انکاری ہی یعنے تم
کسی نبی کی نبوت کا اقرار و اعتراف نہین کرتے تو کیونکر کہتے ہو کہ یہ حلال ہی اور وہ حرام ہی۔ اور دوم آنکہ اللہ تعالے نے انعام کے آٹھ ازواج
بیان فرمائے تو تم نے بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و حام کی تخصیص فقط جنس اونٹ سے کیونکر رکھی اور باقی تین اقسام مین کیون چھوڑ دی۔ ہی قال
المترجم رازی رح نے ان دونون وجہون کو اپنی طرف منسوب کیا ولیکن مترجم کے نزدیک دونون وجہین بہت ضعیف ہین اور
شاید یہ گریز فقط اسی وہم سے ہی جو مترجم نے بیان کر دیا اور امید ہی کہ انشاء اللہ تعالے جس طرح مترجم نے دفع وہم [illegible] توفیق الٰہی
تقریر کر دی ہی اب کسی کو وہم کی گنجائش نہو گی والحمد للہ رب العالمین۔ بالجملہ ثابت ہوا کہ مشرکون نے شیطانی احکام کی پیروی کی اور
اللہ تعالے پر افترا باندھا لہذا فرمایا۔ فَمَنْ أَظْلَمُ اسے لا احد اظلم۔ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا کوئی نہین زیادہ ظالم
ایسے شخص سے جسنے اللہ تعالے پر افترا باندھا در نوع ان تحریم و تحلیل مذکورہ ہین۔ لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ تاکہ گمراہ
کرے لوگون کو بدون علم کے۔ یعنی جہالت سے۔ قال الخطیب فی السراج المنیر یعنی بدون علم شرعی کے لوگون کے گمراہ کرنے کے واسطے
اللہ تعالے پر جھوٹ باندھا تو اس سے زیادہ کوئی ظالم نہین ہی جیسے عمرو بن لحی تھا جسنے سب سے پہلے بحیرہ کرنا اور سائبہ چھوڑنا نکالا اور دین ابراہیم
علیہ السلام کو بگاڑا اور اسی وعید مین ہر وہ شخص بھی شامل ہی جو عمرو بن لحی کے طرز پر ہو یا نئی نکالے کوئی ایسی بات جسکا حکم اللہ تعالے نے یا
رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین دیا اور اسکو اللہ تعالے کا حکم بتاوے یعنی شرعی بات بتلا دے پس وہ بھی اظلم ہی اور اس وعید مین داخل
ہی کیونکہ لفظ عام ہی تو تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہی پس جس کسی نے داخل کی دین اسلام مین ایسی کوئی بات جو اس دین مین نہین تو وہ اس
وعید مین داخل ہوا انتہی ترجمہ قول الخطیب رح۔ اور اسی طرف شیخ حافظ ابن کثیر رح نے اشارہ کیا ہی۔ بالجملہ بالاجماع سلامتی کی راہ یہ ہی
کہ آدمی ظاہری اعمال مین انکو بہت کافی سمجھے جو صحابہ رضی اللہ عنہم و سلف صالحین کے وقت مین تھین اور اسکے اپنے نفس کی اصلاح کرکے راہ
شریعت سے مقصود طریقت تک پہونچنے کی اللہ تعالے سے دعا کرے اور شیطان کے وسوسہ [illegible] سے بچ جاوے اور حدیث صحیح مین
ثابت ہوا ہی کہ اللہ تعالے علم کو چھین نہین لیگا بلکہ علماء اٹھ جاوینگے یہان تک کہ جب لوگ جاہلون کو پیشوا بناوینگے تو خود گمراہ اور دوسرون کو
کرینگے۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ اللہ تعالے ہدایت نہین دیتا قوم ظالم کو۔ منجملہ ظلم کے یہ ہی کہ عالم کی بات
[illegible] کیونکہ نفس پر گران ہو گی اور شیطان کے مخالف ہو گی اور بنانے جاہل کی بات جو عالم و درویش کی صورت مین ہوتے ہین اور نتیجہ اسکا
[illegible] ہو جاوے نعوذ باللہ منہ۔ فــــــــی العرائس قولہ تعالے ومن الانعام حمولۃ و فرشا۔ اشباح و ارواح و قلوب و عقول و اسرار
[illegible] رزق علیحدہ ہی پس اشباح کا رزق وہ ہی جو عالم نقل مین موافق علم کے اسکے واسطے پاکیزہ و حلال ہو۔ اور رزق ارواح مشاہدہ
[illegible] اور رزق وہ انوار غیوب ہین جو اسکو منکشف ہون۔ رزق عقول وہ انوار آیات جو اسکو لائح ہون۔ رزق اسرار وہ دیدار ذات
[illegible] اسکو نصیب ہون۔ استاد رح نے فرمایا کہ رزق وہ ہی جس سے انتفاع حاصل ہو اسکی دو قسمین ہین رزق ظواہر اور رزق
[illegible] و لعنت غیر متناہی ہی اور دوم شہود کرم ہی بلکہ عدم مین گمنام ہو جانا یعنی خودی سے فانی ہو جانا۔ اور قلب کے واسطے

Marfat.com

رزق ہی اور وہ عرفان کی دلیل سے تحقیق حاصل کرنا اور روح کے واسطے رزق ... ازکرے اور سر باطن کے واسطے رزق ہی اور وہ ایسا شہود ہی کہ اسی کے قریب ... اسرار اسکا نمونہ ہی واللہ اعلم بالصواب پھر جب اوتعالے نے اہل جاہلیت کے طریقہ کا جہالت ... اسکے پیچھے فرمایا کہ تحلیل وتحریم بدون وحی آسمانی نہین ہو سکتی ہی

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ

تو کہہ مین نہین پاتا جس حکم مین کہ مجھکو پہونچا کوئی چیز حرام کھانے والے کو جو اسکو کھاوے مگر یہ کہ وہ

مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ

مردہ ہو یا لوہو پھینک دینے کا یا گوشت سور کا کہ وہ ناپاک ہی یا گناہ کی چیز جس پر نام پکارا

اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اللہ کے سواے کسی کا نام پھر جو کوئی عاجز ہو نہ زور کرتا نہ زیادتی تو تیرا رب معاف کرتا ہی مہربان

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا اے شیئًا محرما یعنی کوئی چیز مین حرام نہین پاتا اس کلام مین جو مجھپر وحی کیا گیا - عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ کسی کھانے والے پر جو اسکو کھاوے - خواہ مرد ہو یا عورت ہو - برخلاف اپنی راے وہواے نفسانی سے گھڑنے والے جاہل مشرکون کے کہ وہ بعضی چیزین مردون پر حلال وعورتون پر حرام کرتے تھے - اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً بعض نے یکون بیاء تحتیہ اور میتۃ کو رفع پڑھا اور اکثر قراء نے نصب پڑھا - اور بعض یعنی ابن کثیر وحمزہ رح نے تکون بتاء فوقانیہ پڑھا ہی - معنی اسکے استثناء ہین پس مستثنی منہ یا تو لفظ عام مقدر ہی جیسا کہ مفسر رح نے اشارہ کیا یعنی کوئی چیز محرم نہین پاتا یا مراد انکے ان اشیاء بحیرہ وسائبہ وغیرہ سے جنکو مشرکین حرام کرتے تھے کوئی چیز حرام نہین پاتا مگر یہ کہ ہووے وہ چیز مردار - اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا یا خون روان بخلاف اسکے جو روان نہو مانند جگر اور تلی کے یا گوشت سے مخلوط کہ وہ حلال ہی - اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ یا سور کا گوشت فَاِنَّهٗ رِجْسٌ کیونکہ وہ ناپاک یعنی حرام ہی - لحم کی خصوصیت بوجہ قولہ طاعم یطعمہ کے ہی کیونکہ گوشت ہی کھایا جاتا لیکن سور کا گوشت حرام ہی تو دیگر اشیاء بدرجہ اولی حرام ہین اور فانہ کی ضمیر بعض نے خنزیر کی طرف راجع کی یعنی فان الخنزیر رجس کیونکہ سور نجس ... اسکی بالکلیہ حرمت ثابت ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ نجس العین ہی - اَوْ فِسْقًا یا فسق ہو جسکی یہ صفت ہی کہ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ غیر خدا کے واسطے اسکا اہلال کیا گیا ہو یعنی غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو - قال النیشاپوری ... ہین ایک تو اسپر اللہ تعالے کا نام لیا جاوے اور دوم اللہ تعالے کی طرف تقرب کے واسطے ذبح ... کے نام پر ذبح کرتے اور بعض پر بت کا نام لیتے اور تقرب کسی مین نہ تھا - فسقًا عطف ہی لحم خنزیر پر اور ... نے کہا کہ جائز ہی کہ اہل کا مفعول لہ ہو یعنی اہل لغیر اللہ بہ فسقا - اور بعض نے کہا کہ محل ... فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو شخص مضطر ہوا یعنی اضطرار ہوا بسبب شدت بھوک کے ان محرمات مین سے ... اسکے کھانے - غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ اسکی تفسیر گذر چکی ہی فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ... انکے ساتھ سنت سے لاحق کیے گئے ہین ہر درندہ جانور اور ہر پرندہ شکاری کہ ... بھی حرام ...

... سے روایت کیا جاتا ہی کہ جو کچھ اس آیت مین مذکور ہی وہی حرام ہی۔ مؤلف فتح البیان
نے کہا کہ یہ قول ... اور مذہب نہایت ضعیف ہی کیونکہ یہ مستلزم ہی کہ سوائے انکے جو بعد کو قرآن اترا اس سے اہمال ہوا اور جو نبی
... سے ثابت ہوا کہ آپ نے بعد نزول اس آیت کے حرام فرمایا اسکا اہمال ہو۔ قال المترجم یہ جواب شافی نہین ہی کیونکہ استدلال
ابن عباس وغیرہ کا انحصار اس آیت سے ہی کیونکہ جب مستثنی منہ عام مقدر ہوا تو محرمات کا انحصار انھین چیزون مین ہوگیا جو آیت مین مذکور
ہین اور جواب یون بہتر ہی کہ فیما اوحی الی سے کی قید ہی پس مگر مین اسوقت تک جو وحی ہوئی تھی اسمین سوائے اسقدر محرمات کے اور
نہین اور اس سے یہ الزام نہین کہ بعد کو اور محرمات نہونگی پس آنحضرت صلعم نے جو حدیث سے حرام فرمائین اور جو مابعد مین کلام مجید
سے حرام ہوئین وہ سب حرام ہین۔ قال المترجم بہتر ہی کہ تفصیل اسکی تفسیر ابن کثیر وغیرہ سے ترجمہ کرون۔ قولہ تعالی قل لا اجد
فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الخ۔ بعض نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ لا اجد شیئا مما حرمتم حراما فیما اوحی الی سوی ہذہ۔ مترجم
کہتا ہی کہ مفسر رح نے اتقان مین بعض مشائخ متاخرین شافعیہ سے یہ قول نقل کیا کہ اسمین مختار قول مالک رح ہوتا اگر شافعی رح نے
یہ اخلال نکیا ہوتا کہ پہلے مشرکون کے اپنے نفس کے گڑھے ہوے محرمات بیان کرنے کے بعد انکو رد کر دیا کہ مین ان چیزون مین سے
جنکو تم حرام جانتے کوئی بھی وحی سے حرام نہین پاتا سوائے ان چیزون کے۔ قال المترجم اسمین شک نہین کہ یہ قول نہایت
سنجیدہ و پسندیدہ ہی کیونکہ سیاق صرف مشرکون کے محرمات کا رد ہی نہ بیان طریقہ تحلیل و تحریم بتمام وکمال کما لا یخفی فتامل۔
اور بعض نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ لا اجد فی الحیوانات شیئا حراما سوے ہذہ۔ اس بنا پر جو تحریمات بعد اسکے سورہ مائدہ وغیرہ مین
نازل ہوئی ہین اور احادیث صحیحہ مین وارد ہوئی ہین وہ اس آیت کے مفہوم کی اُٹھانے والی ہونگی۔ اور بعضے اسکو نسخ کہتے ہین اور
متاخرین مین سے بہتیرے اسکو نسخ نہین کہتے کیونکہ یہ از باب رفع اباحت اصلی ہی واللہ اعلم۔ وقال المترجم اور مین نے
ایک جواب اور بھی اوپر ذکر کر دیا اور لعلہ تامل کے مرجع واحد ہی۔ ابو مجلز و قتادہ نے گوشت مین مختلط خون مباح ہونے کا فتوی دیا۔
عمرو بن دینار نے کہا کہ مین نے جابر بن زید سے پوچھا کہ لوگ زعم کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے پالو گدھون کے گوشت سے زمانہ خیبر
مین منع فرمایا تو کہا کہ یہ بات تو ہمارے پاس حکم بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ بصرہ مین کہتے تھے ولیکن اس سمندر یعنی ابن عباس
نے اس سے انکار کیا اور یہ آیت پڑھی۔ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الآیہ۔ رواہ البخاری وغیرہ اور ایک روایت مین ابن عباس
سے بعد آیت پڑھنے کے یون ہی کہ پس جو اللہ تعالے نے حلال کیا وہ حلال ہی اور جو حرام کیا وہ حرام ہی اور جس سے سکوت کیا وہ
معاف ہی۔ رواہ الحاکم و ابوداؤد وغیرہ اسمین دلیل ہی کہ اصل اشیا مین اباحت ہی اور یہ مرفوع و موقوف و آثار و آیات سے ثابت ہی
بخاری وغیرہ مین حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی مری بکری کی کھال لیکر دباغت کر لینے کی آنحضرت صلعم سے اجازت بلکہ حکم
مذکور ہی اور یہی آیت پڑھکر فرمایا کہ اسکا گوشت کھانا حرام فرمایا گیا ہی اور ابن عمر رض نے قنفذ کھانے کے مسئلہ کے جواب مین یہ آیت پڑھ دی
لیکن بروایت ابوہریرہ رض آنحضرت صلعم سے بیان کیا کہ آپ نے قنفذ کے حق مین فرمایا کہ وہ خبائث مین سے ایک خبیث ہی تو
ابن عمر نے کہا کہ اگر حضرت صلعم نے ایسا فرمایا تو یون ہی ہی جیسا حضرت صلعم نے فرمایا۔ رواہ ابوداؤد و سعید بن منصور۔ بالجملہ سورہ مائدہ
مین منخنقہ و موقوذہ و متردیہ و نطیحہ وغیرہ کی حرمت بعد کو نازل ہوئی اور کتون وغیرہ کی حرمت بھی صحیح ثابت ہی۔ بالجملہ اگر آیت بین محرم سے
... تو اسکے بعد جو تحریم اس بارہ مین نازل ہوئی وہ اسکے ساتھ ملائی جاویگی اور اگر حیوانات وغیر حیوانات کے مطعومات کا

عموم مراد ہی تو جملہ مطعوم کی حرمت لاحق کیجائیگی - پھر واضح ہو کہ میتة سے مراد وہ جسکی [illegible]
علف ہی اور وہ بھی شرعاً مردار ہی - اگر کہا جاوے کہ آیت مکیہ سے تحریم مابعد مین جمہور کا اتفاق [illegible]
وحی تھی تو جواب یہ کہ سورہ بقرہ مدنیہ آیت مین بھی لقولہ انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر الآیة - یہی [illegible]
پس مدنیہ آیت مطابق مکیہ ہوئی - پس جمہور کے نزدیک منحصر نہین بلکہ جو نص کتاب و سنت حرام ہوا [illegible]
وغیرہ کے اور جو محرمات کے ذیل مین داخل ہین بنا بر بیان اصول کے [illegible]

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا

اور یہود پر ہمنے حرام کیا تھا ہر ناخن والا اور گاے اور بکری مین سے حرام [illegible]

شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ

چربی مگر جو لگی ہو پشت پر یا آنت مین پالی ہو ہڈی کے ساتھ یہ ہمنے انکو سزا دی تھی انکی شرارت

إِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ

ہم سچ کہتے ہین پھر اگر تکو جھٹلاوین تو کہہ تمھارے رب کی مہر مین بڑی سمائی ہی اور پھرتا نہین ہی اسکا عذاب گنہگار لوگون [illegible]

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا یعنی یہود پر خاصةً اور تقدیم ظرف اسواسطے کہ انھین کے ساتھ اسکا اختصاص ثابت ہو - حَرَّمْنَا كُلَّ
ذِي ظُفُرٍ ہو مالم تفرق بین اصابعہ کالابل والنعام - ذی ظفر یعنے ناخن والا ہر وہ چوپایہ و پرند ہی جسکے اصابع مین تفرق نہو جیسے
اونٹ و نعامہ وغیرہ - وقیل ذی ظفر ہر پرند و چوپایہ جسکے ایک اصبع ہو اور اسمین جافر و خف و مخلب بھی داخل ہی پس اونٹ و گاے
بکری و نعامہ و بط وغیرہ سب داخل ہین اور نیز ہر چوپایہ جسکے حافر ہو اور پرند جسکے مخلب ہو شامل ہی لیکن حافر و خف کو ظفر کہنا مجاز
اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ ذی الظفر وہ جو منفرج الاصابع نہو خواہ بہائم مین سے ہو یا پرندون مین سے اور مجاہد رح نے فر[illegible]
جس بہیمہ کے قوائم مین انفراج نہو اور جسکے قوائم مین انفراج ہو اسکو یہود کھاتے ہین - شاید یہود کا ذکر باعتبار خصوص حرمت کے
اصل و قاعدہ پر ہی بخلاف مشرکین مکہ کے کہ انھون نے اپنے وہم پر بدون کسی اصل کے نکالا تھا - وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ
حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا - الثروب وشحم الکلی - ثروب جمع ثرب کی اور کلی جمع کلیہ بمعنی گردہ - پس کالین مین کہا کہ ثرب وہ شحم رقیق
یعنے اوجھ و انتون پر لپٹی ہوئی ہی - اور یہی قاموس مین مذکور ہی اور یہ تفسیر بنظر لغت ہی اور مراد بیان فقط وہ چربی ہی جو اوجھ [illegible]
جیسا کہ علامہ قرطبی رح نے تفسیر کی ہی إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا سوا ہے اسکے جو معلق ہوا ہین سے ان دونون کے [illegible]
یعنے سواے اس چربی کے جو گاے و بکری کی پشت سے لگی ہو وہ روا ہی اور سدی و ابو صالح نے کہا کہ چربی [illegible]
ہی جسکو پشت اٹھاے ہوے ہی - اور ابن جریج نے کہا کہ چکتی کی چربی ہی کہ مختلط ہی عصعص سے وہ حلال ہی اور [illegible]
سرو مانند اسکے اور جو ہڈی سے مختلط ہو وہ حلال ہی - کما قال تعالے - أَوِ الْحَوَايَا او حملته الحوایا [illegible]
یا اسکو امعاء اٹھاے ہون اور حوایا جمع حاویار کی یا جمع حاویہ کی ہی بمعنی انت اور واحدی نے کہا [illegible]
جسمین مینگنیان جمع ہوتی ہین یعنے جانورون کی آنتین پس جو چربی انپر ہو وہ یہود پر حلال [illegible]
ہی - أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ یا جو چربی کہ ہڈی سے مختلط ہو اور وہ چکتی کی چربی ہی [illegible]

Marfat.com

... ذلک التحریم جزیناہم بسبب ظلمہم بما سبق فی سورۃ النساء - یہ تحریم تھی کہ ہم نے اس سے
... کی ... کے سبب ... میں مذکور ہو چکا - وَإِنَّا لَصَادِقُونَ یعنی جو چیزیں ہم نے فرمائی ہیں اور
... وعدہ وعید ہم دیتے ہیں ... ہم سچے ہیں - وقال الحافظ فی قولہ ذلک جزیناہم الخ - یعنی یہ تنگی و تحریم جو ہمنے انپر لازم
کر دی یہ انکے افعال ... کی سزا تھی کہ انھوں نے بغاوت و مخالفت کی - کما قال تعالے فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم طیبات احلت لہم
الآیۃ - اور قولہ انا لصادقون - یعنی ہمنے جو انکو جزا و سزا دی اسمین ہم عادل ہیں اور ابن جریر رح نے فرمایا کہ یعنی اے محمد جو ہمنے تجھکو خبر دی کہ یہود
کی مخالفت و نافرمانی سے ہمنے انپر یہ چیزیں حرام کر دیں یہی صحیح ہی اور وہ لوگ جو بہتان کرتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے حرام کر لی تھیں یہ غلط ہی اور قولہ
کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ماحرم اسرائیل علی نفسہ الآیہ کی تفسیر میں مفصل گذر چکا ہی - پھر واضح ہو کہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہی کہ
عمر بن الخطاب کو خبر پہونچی کہ سمرہ نے شراب فروخت کی ہی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سمرہ کو قتل کرے کیا اسکو یہ نہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا ہی کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ یہود پر کہ چربی انپر حرام کی گئی تھی اسکو انھون نے پگھلا کر فروخت کیا - رواہ البخاری و مسلم - واضح ہو کہ سمرہ سے اجتہاد
مین خطا ہوئی کہ شراب کی بیع جائز سمجھے حالانکہ سلف و خلف نے اسکے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہی مگر آنکہ بعض سے اسطرح اجتہاد مین خطا ہوئی جسکو
انھون نے ترک کیا - جابر بن عبد اللہ سے سال فتح مکہ مین آنحضرت صلعم کا حکم مروی ہی کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول نے شراب و مردار و سور و
بتون کی بیع حرام فرمائی تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ مردار کی چربی سے آگاہ فرمائیے کہ اس سے کھالین چکنائی جاتی اور کشتیون پر ملائی
جاتی ہی اور لوگ اس سے چراغ روشن کرتے ہین تو فرمایا کہ نہین وہ حرام ہی پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود کو قتل کرے انپر چربیان
حرام ہوئی تھین اسکو انھون نے پگھلا کر فروخت کرکے اسکا ثمن کھایا - رواہ الجماعۃ من طرق عنہ - عن ابی ہریرہ مرفوعاً اللہ تعالے
یہود کو قتل کرے انپر چربیان حرام ہوئیں اسکو بیچکر اسکے دام کھائے - رواہ البخاری و مسلم و فی روایۃ عن ابن عباس مرفوعاً اسکے دام
کھائے اور اللہ تعالے نے کسی قوم پر کوئی چیز حرام کر دی تو اسکے دام کھانا بھی حرام کر دیا ہی - قال المترجم اصل لفظ مین انحصار ہی
قولہ ان اللہ لم یحرم علی قوم اکل شیٔ الا حرم علیہم ثمنہ - رواہ ابن مردویہ و ابو داؤد و الامام احمد - اس سے ایک کلیہ اصل ثابت ہوئی
کہ ... قوم پر جو چیز حرام ہی تو اسکے دام بھی حرام ہین - قال المترجم اگر کہا جاوے کہ فقہ حنفیہ مین چیتے و بلی وغیرہ کی بیع جائز ہی
حالانکہ یہ چیزین کھانا حرام ہی تو جواب یہ ہی کہ اگر ان چیزون کا گوشت فروخت کرین تو حرام ہی ورنہ زندہ بغرض پالنے کے فروخت ہوئی
اور بعض نے کہا کہ بلی کے دام بھی حرام ہین اور یہی احوط ہی واللہ اعلم - فَإِنْ كَذَّبُوكَ فیما جئت بہ - فَقُلْ رَبُّكُمْ
ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ حیث لم یعاجلکم بالعقوبۃ و فیہ تلطف بدعائہم الی الایمان - پھر اگر کافر لوگ تجھکو جھٹلاوین
... اس چیز میں جو تو انکے پاس لایا تو کہدے انسے کہ تمہارا پروردگار وسیع رحمت والا ہی کیونکہ تمکو اس جھٹلانے
... کے عذاب نہیں دیا بلکہ مہلت و تاخیر دی ہی کہ غور و سمجھ کے بعد ایمان لاؤ - اسمین مہربانی ہی انکو ایمان کی طرف بلانے مین
- وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ اذا جاء ہم اے عذابہ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ یعنی نہین رد ہوتا عذاب الٰہی گنہگار
... جاتا ہی - یعنی جو قوم گنہگار اگر راہ پر نہ آئے تو جب عذاب آگیا تو پھر نہین مہلت ہوتی ہی ف فی العرائس - قولہ
... الخ - اسمین آنحضرت صلعم کے دل کو تسلی فرمائی اور طمع دلائی کہ جسکے حق مین عنایت ازلی کے ساتھ ایمان مقدر ہوا ہی
... لطف و کرم کی طرف رجوع لاویگا اور بخشا جاویگا اگرچہ فی الحال امتحان کی صورت مین فساد پڑا ہوا اور قولہ ذو رحمۃ

Marfat.com

واسعۃ اسے تمام مخلوقات پر اسکی رحمت چھائی ہوئی ہو کہ باوجود نافرمانی
بانی ہو انکے اجسام کی معیشت عطا فرماتا ہو اور جو بندے اسکی درگاہ کی طرف رجوع
اور انوار جمال سے منور فرماتا ہو - اور نیز اسمین جمہور کے ساتھ لطف ہو کہ باوجود اس حال خراب کے
رجوع لاوین اور ساحل لطف وکرم پر پہونچکر نجات پاوین - اور نیز آنحضرت صلعم کی مواسات ہو کہ اگر ان
رحمت والا ہو مجھکو تمہارے پڑوس سے چھڑا کر اپنی جوار مین لاویگا - سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ اسمین آنحضرت صلعم کا اشارہ
تجھسے اعراض کیا اسکو تو میری طرف رغبت دے تو جو میری طرف راغب ہوگا وہی تجھسے رغبت کریگا اور کوئی رغبت کریگا
مین طمع دے اور اپنے قلب کو اُسسے منقطع مت فرما - استاد رح نے کہا کہ اسمین اشارہ یہ ہو کہ اولیاء کو مخصوص رحمت سے
اعداء کو مخصوص طور وہ لعنت ہو پس صورت انسانیہ مین دونون کی گنجایش ہو اور رد و ہیچ ہو اور قسمت ازلی سے دونون کو
حاصل آنکہ واسعہ رحمت مین شمول ہو اور خاصہ رحمت سے اولیاء اللہ فقط مخصوص ہین -

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا
مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ
عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا
تَخْرُصُونَ ۝ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝
قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ
فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا
بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝ ع ۶

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا یہ ایک شبہ ہو جسپر مشرکین اپنے شرک و کفر
رتش سے اور تعالے مطلع ہو وہ چاہے تو تغیر کردے اور ایمان دیدے اور کفر
کہ وہ ہمارے افعال پر راضی ہو - قال البیضاوی یہ زمانہ آیندہ کی خبر
چنانچہ مشرکون نے کہا کمافی قولہ تعالے وقالوا لو شاء الرحمن ما عبدناھم الآیۃ لو شاء اللہ

Marfat.com

[illegible] ہمارا شرک کرنا اور تحریم مذکور سب اسکی مشیت سے ہے پس وہ اسپر راضی ہے
[illegible] کو اپنے شرک پر قائم رہنے کی حجت لا دین باین طور کہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ
[illegible] درمیان مین حیلولت کر دے حتی کہ ہم اسکو نہ کرین پس اگر وہ راضی نہوتا تو ضرور متغیر کر دیتا
[illegible] بقولہ ـ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ رسلهم ـ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا
[illegible] نے جھٹلایا ایسے ہی جھٹلایا اسسے پہلے لوگون نے اپنے رسولون کو یہانتک کہ ہمارا عذاب چکھا ـ
[illegible] السراج [illegible] جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ بندہ اپنے افعال مین قادر مختار ہے یہ لوگ اسی آیت سے استدلال
[illegible] کفر و شرک [illegible] فقط اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہوتا تو ان لوگون نے بھی کہا تھا کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا ـ پس اللہ تعالیٰ
[illegible] جھٹلانا [illegible] بقولہ کذلک کذب الذین من قبلہم ـ پس معلوم ہوا کہ شرک و ایمان مشیت پر نہین بلکہ بندہ
کے اختیار مین ہے ـ اہل سنت [illegible] اسکا جواب دیا کہ جھٹلانا ورد کرنا مشرکون کو انکے قول لو شاء اللہ ما اشرکنا ـ مین نہین ہے
[illegible] بلکہ انکی مراد [illegible] سے نتیجہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس فعل پر راضی ہے اور کبھی کہا کہ ہم کو اسی نے حکم دیا ہے پس
اسکو رد کر دیا [illegible] فرمایا قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء ـ اور دلیل اس بات کی کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا کہنے پر رد نہین بلکہ اسکے نتیجہ
نکالنے مین ہے [illegible] تعالیٰ نے فرمایا کذلک کذب الذین ـ بتشدید از تکذیب فرمایا اور اگر انکے قول مذکور کے دروغ ہونے کی خبر ہوتی تو
کذب [illegible] ہوتا یعنی یہ لوگ اپنے قول مین جھوٹے ہین ـ حسین بن الفضل نے کہا کہ اگر مشرکین اس قول کو بطور تعظیم و
اجلال الٰہی کہتے تو [illegible] تعالیٰ [illegible] انکا عیب نہ کرتا کیونکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ـ ولو شاء اللہ ما اشرکوا ـ اور فرماتا ہے وما کانوا لیؤمنوا الا
ان یشاء اللہ [illegible] مومنین [illegible] کہتے ہین اور عیب نہین لیکن مومنین کی وہ مراد نہین جو مشرکین کی مراد ہے کیونکہ مشرکین نے جدال
[illegible] ایسا کہا [illegible] رد کر دیا اور فرمایا ہے ـ مالہم بذلک من علم ان ہم الا یخرصون ـ اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ حکم الٰہی
[illegible] اور مشیت و ارادہ الٰہی [illegible] پس بندہ پر واجب ہے کہ اسکے حکم کی پابندی کرے اور اسکی مشیت سے [illegible] کیونکہ وہ اسکے علم سے
[illegible] باہر ہے اور مشیت سے تعلق رکھتا کچھ عذر نہو گا اور کیونکر کسی کو اسکی مشیت معلوم ہوتی لہذا فرمایا
[illegible] مِنْ عِلْمٍ کہدے بھلا تمہارے پاس کچھ علم ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری باتون سے راضی ہے اگر ہے
[illegible] لَنَا [illegible] ہمارے سامنے نکالو حاصل آنکہ تمہارے پاس کچھ بھی علم نہین [illegible] اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ
[illegible] اس بارہ مین گر [illegible] گمان کی ـ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ اور نہین ہو تم کسی حال مین مگر اس حال مین
[illegible] جناب باری تعالیٰ کے امور کو اٹکل کب پہونچیگی خواہ مخواہ جھوٹ ہو گی ـ قال ابن کثیر
[illegible] باطل تھی اگر صحیح ہوتی تو کیون اللہ تعالیٰ انکو عذاب کرتا اور نیست کر کے رسولون و مومنون کو [illegible]
[illegible] نکالتے ہو کہ ہمارے فعل سے اللہ تعالیٰ راضی ہے تو تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی مشیت و رضا
[illegible] نہین تم فقط وہم و گمان کی پابندی کرتے ہو ورنہ اگر کوئی علم ہے تو لاؤ ـ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ
[illegible] الحجۃ البالغۃ ـ یعنی جبکہ تمہارے واسطے کوئی حجت کبھی ثابت نہین تو اللہ تعالیٰ کی
[illegible] فَلَوْ شَاۤءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ـ پس اگر وہ چاہتا تھا سکی

ہدایت پر ہونے کو تو البتہ تم سب کو ہدایت دیتا - یعنی اسنے نہین چاہا [illegible]
کسی کو اس سے تجاوز و عدول کی مجال نہین اور اوتعالے باوجود اسکے [illegible]
قال تعالے ولو شاء اللہ لجمعهم على الهدى - اور فرمایا - ولو شاء ربک لآمن من فی الارض [illegible]
امة واحدة ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقهم وتمت کلمة ربک لاملئن جهنم من الجنة [illegible]
مزاحم رح نے فرمایا کہ کسی نافرمانی کرنے والے کی کوئی حجت نہین اللہ تعالے پر ولیکن اللہ تعالے کے [illegible]
حجت ہے - ابن عباس رض سے کہا گیا کہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ بُرائی مانند شرک وغیرہ کے تقدیر الٰہی سے نہین [illegible]
فرمایا کہ ہمارے و قدریہ کے درمیان یہی آیت حاکم ہے - علی بن زید رح نے فرمایا کہ اس آیت پر قدریہ فرقہ کی [illegible]
کہ جسطرح اس آیت سے مشرکین کا رد ہوا ویسے ہی قدریہ وجبریہ دونون کا رد ہوگیا - اور مومن نہین جب تک [illegible]
قدریہ شیطانی وسوسہ ڈالتے ہین کہ ہم تمام برائیون کی نسبت اپنے طرف کرتے ہین تو ہم اچھے ہین حالانکہ یہ نہین [illegible]
کہ یہ معنی لیتے ہین کہ بُرائیان ہم اپنے اختیار سے پیدا کرتے ہین پس یہ خبیث اپنے آپ کو بھی فی الجملہ خالق قرار دیتے [illegible]
بیا شرک ہے اور مخلوق ہو کر اپنے آپ کو خود مختار قرار دیا اور یہ صرف وہم و قیاس ہے کہ جیسے چیزین بنانے والا [illegible]
بنائی ہین حالانکہ وہ چیز خود مختار نہین ہوتی اور یہ اپنے متبوع شیطان کے موافق قیاس کرتے ہین بلکہ اس سے [illegible]
اللهم اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم - کاش یہ لوگ اسمین بحث نہ کرتے اور اللہ تعالے کے [illegible]
منہیات سے باز رہتے تو شاید جب دل مین کچھ نور وصفائی ہوتی تو سمجھ جاتے ورنہ عجیب بات ہے کہ نہایت [illegible]
ہین اور یہ تقدیر العزیز الحکیم ہے فسبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم - اسی اوہام وقیاسات نے سوائے [illegible]
گمراہ کر دیا خصوص اس زمانہ مین اپنی رائے پر ناز کرنے والے عقل سے بے بہرہ بہت کثرت سے ظاہر ہین [illegible]
کر لیا جو سب سے اول شیطان کا تھا اور بعد مین مشرکون وکافرون یعنے شیطان کے مریدون نے اختیار [illegible]
علم قرآن مجید پر سمجھ حاصل کرین اور غور و فکر کرین صرف اپنی رائے پر اعتماد کر لیتے ہین اور اسکو بہت مضبوط [illegible]
مکڑی کے جالے سے زیادہ ضعیف وسست ہے - پھر ایک جاہل نے رائے نکالی اور کثرت سے جاہل لوگ [illegible]
ہین اور اندھے گمراہ چلے جاتے ہین جیسے مشرکین عرب مین عمرو بن لحی نے بحیرہ وسائبہ وغیرہ تحریم وتحلیل نکالی [illegible]
والے بت وغیرہ لانے والے اور نئی نئی رسمین نکالنے والے ہوتے گئے اور بکثرت اندھے جاہل اسکی پیروی [illegible]
تمام پھیل گئی یہان تک کہ روشن دلائل وعقلی علوم وجمع ساطعہ کوئی ان اندھون مین اثر نہین کرتی [illegible]
جل جلالہ اگر چاہتا تو ہدایت پاتے ولیکن اوتعالے نے نہین چاہا اوتعالے قادر مختار ہے اسی کی حکمت [illegible]
عین عدل وصواب ہے اور جو امر ہے عین حکمت ہے - پھر مشرکون کو ملامت فرمائی - قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ [illegible]
يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا واضح ہو کہ ہلم اسم فعل ہے جسمین مذکر ومونث واحد وجمع [illegible]
کے نزدیک ہے اور قرآن مجید انھین کی زبان مین غالب ہے اصل ہلم [illegible]
ولیکن قرآن بزبان حجاز ہے ومنہ قولہ تعالے والقائلین لاخوانهم هلم الینا - اور [illegible]

[illegible] مترجم نے اختیار کیا۔ یعنی تو کہدے کہ حاضر لاؤ اپنے شہدا کو جو شہادت دیتے
[illegible] انکو [illegible] نے جنکی تقلید کی ہی انکو حاضر لاؤ اور انکے پاس کیا دلیل ہی۔ سوائے اسکے کہ تعصب و
[illegible] ہین اور [illegible] و دروغ و بے ایمانی پر شہادت دینے لگین تو آنحضرت صلعم کو خطاب کیا اور اہل ایمان کو منع کیا کہ
فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۤءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ اسکے یعدلون بربہم۔ یعنی برابر کرتے ہین اپنے پروردگار کے ساتھ غیر کو پس
یعدلون [illegible] ہو تعریہ لتعدیہ بحرف باء اور عدل سے نہین ورنہ عن ربہم ہوتا۔ پھر عدل و برابر کرنا اس بات مین کہ تحلیل و تحریم مین
[illegible] قول مانتے اور عبادت جو مخصوص بجناب باری تعالے ہی اسمین غیر کی شرکت لگاتے ہین۔ یہان سے تنبیہ ہونا چاہیے کہ اہل ایمان پر
فرض ہے کہ کسی کی تحلیل و تحریم کو نہ مانین بلکہ جو اللہ تعالے واسکے رسول پاک صلعم نے بوحی الٰہی حکم دیا اسی کو مانین اور علماء مجتہدین رحمہم اللہ
کی جو تقلید کیجاتی ہی تو اسوجہ سے نہین کہ انکا قول مانا جاوے بلکہ یہ عالم باعمل تھے اللہ تعالے انکو اچھا مرتبہ دیوے انھون نے اللہ تعالے
واسکے رسول پاک صلعم کے احکام کو مشرح بیان کر دیا ہی لہذا اگر کسی عالم کو ایک مجتہد کی دلیل نہ معلوم ہو اور دوسرے کی معلوم ہو تو اسپر
عمل کر سکتا ہی اور خود مجتہد ہو تو اسپر غیر کی تقلید حرام ہی اور یہ مشرکون کے مانند تقلید نہین ہی کیونکہ وہ تو بلا دلیل کے غیر کا قول قبول
کرتے تھے اور یہی اصلی تقلید ہی جیسے مذکور ہو چکا کہ تحلیل و تحریم مین فقط شیطانی باتون کو مانتے تھے اور اہل اسلام تو علماء و مجتہدین
سے انکو عالم و متقی سمجھکر اللہ تعالے واسکے رسول کا حکم بدلیل شرعی پوچھ لیتے ہین بلکہ عوام اہل اسلام تو جس عالم سے فتوی لیتے ہین
اسی کو جانتے ہین اور وہی عالم اگر جھوٹ یا گمراہی کی بات یا جس مین فساد آئے یا آیندہ پیدا ہوگا بتلاوے تو وہ قیامت مین سخت
عذاب پاویگا جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہی واللہ اعلم اللہم اصلح العلماء برحمتک وانت ارحم الراحمین ف ـــ فی العرائس قولہ
قل فللہ الحجۃ البالغۃ مترجم کہتا ہی کہ شیخ رحمہ اللہ نے اس کلام کے اشارہ مین لطیف بات یہ بیان کی کہ ظاہر کلام تو مشرکون کا رد
کرنا ہے [illegible] پاس کوئی حجت نہین۔ پھر جو لوگ مومن ہوئے انکے پاس اللہ تعالے کا کلام حجت ہوتا ہی اور خود انکو اللہ تعالے مراتب
[illegible] مین صاحب حکمت و فراست فرماتا ہی لیکن انکے اسرار کو خود علم کی قدرت ذرا بھی نہین ہی اسی واسطے تو دیکھتا ہی کہ اکابر اولیاء اللہ
[illegible] تھے بعضے شافعی اور بعضے خود مجتہد تھے یعنی انکو معرفت سے علم شرعی حصول نہین ہو سکتا چنانچہ شیخ رحمہ اللہ نے اپنے کلام مین
[illegible] جسکا ترجمہ لکھتا ہون۔ اس کلام پاک سے ظاہر ہوا کہ زبان اسرار چاہے کیسے ہی فصیح ناطق ہو اور ایسی حکمتین بیان کرین جو الہام
[illegible] مناجات حق تعالے سے انکو حاصل ہوئی ہین لیکن حجتہاے قدم یعنے علوم وحی و احکام شریعت کے مقام مین اخرس یعنے گونگے
[illegible] لطائف خطاب و عتاب مین از خود رفتہ ہین۔ حاصل آنکہ اسی پاک پروردگار عز و جل کے واسطے حجت کاملہ ہی جو خطرات کی زبانین
[illegible] وقت [illegible] بیان کے اسرار مین اور ان معنی کو کوئی نہین جانتا سوا اس بندۂ خاص کے جو شہود غیب مین انسانی صفات
[illegible] نصرآبادی رحمہ نے فرمایا کہ تمام خلق کو شدت حاجت نے دیدار معانی حجت سے روک دیا ہی اور اگر لینے حاجات کو ساقط فرماتا
[illegible] حجت کھلتے۔ جنید رحمہ نے کہا کہ ہر حجت کے اندر حکم و امر و نہی و بیان و سر و علم و معرفت و مشیت ہی پس ہر مقام مین اللہ تعالے
[illegible] ساعت [illegible] نے فرمایا کہ مشیت ہدایت کے جو آثار ہین وہ اہل ہدایت کے لیے تنبیہ ہین ـ
[illegible] توفیق ہونا اور اس توفیق کی ظاہر ہلاک کرنے والی چیزون پر تنبیہ ہونا اور اس تنبیہ کو

Marfat.com

قبولیت کے خطرہ سے مثلاً متنبہ ہونا اور آخر اخلاص عمل مین اسکا ہیچ ہونا اور اخلاص کا مفقود [illegible]
ممتنع ہونا اور آخر زبان شکر کشادہ ہونا اور اسکے اندر بھی مراتب ہونا اور مانند اسکے یہ [illegible]
کو ان مقامات مین لیاقت نہین واللہ اعلم بمراد عبادہ جب تک بیدار نہو تو زیادہ بیان اسرار [illegible]
کی طرف توجہ مقصود ہی تاکہ افعال کی تصویر مین پڑے نہ رہو واللہ الہادی وہو المفضل ونعوذ [illegible]
فلو شاء لہدیکم اجمعین - اسمین علم بیان وہدایت عرفان کو اپنی مشیت ازلی کی طرف منسوب فرمایا - پس [illegible]
و برہان سے مخصوص فرماتا ہی اور استعداد ایقان مین زیادت فرماتا ہی قال المترجم کما قال کذالک [illegible]
والارض ولیکون من الموقنین - اور جسکو استعداد رویت ومحبت ووصل نہوا سکو کوئی حجت نہین ہوتی اہل حقائق [illegible]
کے وقت اور اظہار علوم غیب کے وقت پس اہل ایمان واولیاء کو اسکی حجت ظاہر ہوتی ہی اور جو لوگ تکلف سے [illegible]
الہام وبیان مبہم ومختلط ہوتے ہین - قال المترجم بعد اتمام حجت اور تبکیت مشرکین کے او تعالیٰ نے انکو اصول اعمال
ہدایت فرمائی والحق کہ انکا پابند واصل بکمال ہی -

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ
تو کہہ آؤ مین سنادون جو حرام کیا ہی تم پر تمہارے رب نے کہ شریک نہ کرو اسکے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ سے
إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ
نیکی اور مار نہ ڈالو اپنی اولاد مفلسی سے ہم رزق دیتے ہین تمکو اور انکو
وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا
اور نزدیک نہ جاؤ بےحیائی کے کام سے کھلا ہوا اسمین اور جو چھپا اور نہ مارو
النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ
جان جسکو حرام کیا اللہ نے مگر حق پر یہ تمکو کہہ دیا شاید تم سمجھو

قُلْ تَعَالَوْا ابن الشجری رحہ نے کہا کہ اصل وضع فعل تعالوا سے جسکو حکم دیا گیا گویا وہ بیٹھا تھا کہ اسکو [illegible]
حکم دیا پھر اسمین وسعت دیدی اور کھڑے ہوے چلتے ہوے تک مین بولنے لگے - حاصل قول ابن الشجری [illegible]
پس ہر بس گویا اصل مین بیٹھے ہوے کو اٹھانے وآگے بڑھنے کے واسطے موضوع ہوا - قال الزمخشری [illegible]
مین یہ اونچے پر موجود شخص ایسے شخص سے کہے جو اس سے نیچے ہی پھر عام ہوگیا - المعنی کہدے [illegible]
یعنی پست ذروہ یہ شیطانی ہمت کے اوہام وظنون کی پیروی چھوڑ دو اور ادھر متوجہ ہوکر سنو أَتْلُ [illegible]
رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ جو تمہارے پروردگار نے تمپر حرام کیا - ما موصولہ عام ہی اقوال وافعال کو پھر [illegible]
فرمائی أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا مت شرک کرو اپنے رب کے ساتھ [illegible]
شریک مت بناؤ - فی السراج - اگر کہا جاوے کہ اسمین بیان ان چیزون کا [illegible]
شرک پس قولہ لا تشرکوا کے کیا معنی ہونگے - جواب دیا جاوے کہ ان مفسرہ [illegible]

قولہ تعالےٰ [illegible] کہا کہ معنی اسکے یہ کہ حرم ربکم علیکم ان تشرکوا- اور لا زائدہ صلہ ہی جیسے قولہ تعالےٰ
اسے [illegible] ان تسجد- اور بعض نے کہا کہ ما حرم ربکم- پر کلام تمام ہوگیا اور علیکم ان لا تشرکوا
جائز [illegible] واجب [illegible] مت کرو- زجاج رحمہ نے کہا کہ جائز ہی کہ یہ معنی پر محمول ہو اے اتل علیکم تحریم الشرک- اور
لا تشرکوا [illegible] ان لا تشرکوا- ابن کثیر رحمہ نے کہا کہ گویا کلام مین حذف ہی اے اتل ما حرم ربکم علیکم و اوصاکم ان لا تشرکوا
پروردگار [illegible] استفہامیہ بھی تجویز کیا کہ اے شئے حرم ربکم- یعنی متوجہ ہو کہ مین پڑھ سناؤن تمکو کہ کیا چیز تمہارے پروردگار
از جانب [illegible] تفسیر کردی کہ ان لا تشرکوا- ایک یہ کہ تم بالکل شرک مت کرو- اور اتل مین اشعار ہی کہ یہ خبر تحقیقی از جانب
صلعم نے [illegible] امر الٰہی ہی کچھ اٹکل و گمان سے نہین ہی- صحیح مسلم مین عبد اللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے
رضی اللہ [illegible] شرک نہین کرتا تھا اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی چیز کو تو وہ جنت مین داخل ہوا- حضرت عثمان و دیگر صحابہ رضی اللہ
جو مرا [illegible] بھی اس باب مین احادیث کثیرہ مروی ہین اور حدیث ابو ذر رضہ مین ہی کہ جبرئیل نے آکر بشارت دی کہ آپ کی امت سے جو مرا
اور حالیکہ نہین شرک کرتا تھا- (یعنے نہ اعتقاد مین اور نہ عمل مین نہ ذات مین نہ صفات مین) تو وہ جنت مین داخل ہوگا- ابو ذر رضہ
کہتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ اگرچہ اسنے زنا کیا اور چوری کی ہو تو فرمایا کہ ہان اگرچہ زنا کیا اور چوری کی ہو- اسکو تین مرتبہ پوچھا اور تینون
مرتبہ یہی جواب دیا اور آخر بار مین کہا کہ اگرچہ خاک آلودہ ہو ناک ابو ذر رضہ کی- کما فی حدیث الصحیحین یعنے ضرور وہ جنت مین داخل
ہوگا- اور چونکہ ابو ذر رضہ نے اسکی زنا و چوری سے جنت مین داخل ہونے کا استبعاد کیا تھا تو بول چال محاورہ کے طور پر کہدیا کہ
ابو ذر برا استبعاد کیا کرے کیونکہ بخشنے والا تو اللہ تعالےٰ ہی اور معنی حدیث کے یہ ہین کہ جنت حرام ہی کافرون و مشرکون پر کہ کبھی اسمین
داخل نہونگے- پھر جسنے شرک چھوڑا تو حرمت جاتی رہی اب اگر وہ زنا و چوری وغیرہ بھی نہین کرتا تھا بلکہ متقی پرہیزگار تھا تو مرتے ہی جنت
یعنی داخل ہوگا اور اگر زناکار وغیرہ تھا اور بلا توبہ مرگیا تو بعد عذاب جہنم کے داخل جنت ہوگا کما قال العلماء- و روی ابن مردویہ من حدیث
عبادہ بن الصامت رضہ و ابی الدرداء رضہ- مت شرک کرو اللہ تعالےٰ کے ساتھ کچھ اگرچہ تم پارہ پارہ کیے جاؤ یا سولی دیے جاؤ یا
جلائے جاؤ- و فی الصحیح من حدیث ابی ہریرہ رضہ- اے ابو ہریرہ مت شرک کیجیو اللہ تعالےٰ کے ساتھ اگرچہ تو قتل کیا جاوے یا جلایا
جاوے- وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا اور بھلائی کرو والدین کے ساتھ پوری بھلائی- والدین تو اولاً و بالذات مین اور اجداد و جدات
[illegible] داخل ہین- فی السراج اسمین ولا تسیئوا الی الوالدین- یعنی مت برائی کرو والدین کے ساتھ کہ وہ حرام ہی یہان بجاے اسکے
[illegible] بالوالدین احسانا- فرمایا اسمین نہایت مبالغہ ہی اور نیز دلالت ہی کہ والدین کے حق مین برائی نہ کرنا ہی کافی نہین بلکہ نیکی کرنی
[illegible] اسلام کے کہ انکے ساتھ برائی کرنا حرام ہی قال المترجم جو سراج مین ذکر کیا وہ صحیح ہی کیونکہ یہان بیان
[illegible] کا ہی جو پروردگار نے بندون پر حرام کردی ہین اور احسان کرنا والدین کے ساتھ فرض ہی اور انکے ساتھ برائی کرنا اگرچہ لفظ
[illegible] سے حرام ہی- و ہذا من المعروفات التی استوثق بہا علی الامم و قد قال تعالےٰ و لقد اخذنا میثاق بنی
[illegible] الا اللہ و بالوالدین احسانا الآیہ- و قد اکد الامر فی غیر آیۃ- اور صحیحین مین ابن مسعود رضہ سے روایت ہی کہ مین نے
پوچھا کہ کون عمل افضل ہی- فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر ادا کرنا- مین نے کہا کہ پھر کون تو فرمایا کہ والدین سے بھلائی کرنا
وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ اے من اجل فقر تخافونہ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ یعنی مت

قتل کرو اپنی اولاد کو بجہت خوف محتاجی یعنے تنگدستی کے ہم رزق دیتے ہین [illegible]
کون گناہ بڑا ہی فرمایا کہ یہ سب سے بڑا جرم ہی کہ تو اللہ تعالے کا شریک [illegible]
کہ پھر کون تو فرمایا کہ اپنی اولاد کو قتل کرے بخوف اسکے کہ تیرے ساتھ رزق مین [illegible]
محتاجی سے حضرت ابن عباس وقتادہ وسدی وغیرہ سے مروی ہی۔ اور شیخ حافظ ابن کثیر [illegible]
جو بالفعل حاصل ہی یعنے مت قتل کرڈالو بجہت فقر کے جو بالفعل تمپر طاری ہی اور سورۂ [illegible]
خوف ہو۔ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ جمع فاحشہ یعنی کبائر مانند زنا وغیرہ کے [illegible] مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَمَا بَطَنَ علانیہ وپوشیدہ سب طرح کے گناہون کے پاس مت بھٹکو۔ عن ابن مسعود رضہ مرفوعاً کوئی [illegible]
اللہ تعالے سے نہین اسی جہت سے حرام کیا فواحش ما ظہر وما بطن کو۔ (الصحیح) آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا [illegible]
سعد رضہ کی غیرت سے تعجب کرتے ہو۔ قسم اللہ تعالے کی کہ مین سعد سے زیادہ غیرت والا ہون اور اللہ تعالے [illegible]
غیرت والا ہی اسی سے اُسنے فواحش ما ظہر وما بطن کو حرام کر دیا۔ رواہ البخاری ومسلم۔ وقال ابن عباس زمانہ [illegible]
والے خفیہ زنا کرنے مین مضائقہ نہین سمجھتے تھے۔ پس اللہ تعالے نے پوشیدہ وعلانیہ سب حرام کر دیا۔ وَلَا تَقْتُلُوا
النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ کالقود وحد الردۃ ورجم المحصن۔ مانند قصاص کے اور مرتد ہونے
کی حد کے اور محصنہ عورت یا محصن مرد کے سنگسار کرنے کے۔ اور یہ تاکید ہی ورنہ فواحش ظاہرہ وباطنہ مین یہ بھی داخل تھا۔ اور [illegible]
نفس کو اللہ تعالی نے محرم کر دیا ہی یعنے پیدا کر کے ممنوع کر دیا کہ کسی بندہ کو روا نہین کہ بدون حکم الٰہی کے کسی نفس کو قتل
کرے اور صحیح مسلم مین ابن مسعود وعائشہ رضہ سے ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے سوا کوئی [illegible]
نہین کہ مرد مسلمان کا خون حلال نہین مگر تین باتون مین سے کسی بات کے ساتھ یا تو ثیب ہو پھر زنا کرے یا کسی نفس کو ناحق قتل
کیا ہو یا دین کو چھوڑ کر جماعت سے مرتد ہوا ہو۔ وعن عثمان رضہ بنحوہ یوم الدار ثم زاد۔ قسم ہی خدا تعالی کی کہ مین نے زمانہ جاہلیت
یا اسلام مین کبھی زنا نکیا اور نہ چاہا کہ دین بدلون اور نہ مین نے کسی نفس کو قتل کیا پھر تم لوگ مجھے کیون قتل کرتے ہو۔ رواہ [illegible]
وعن ابی ہریرہ رضہ مرفوعاً جسنے کسی معاہد یعنی ذمی کو قتل کیا تو اُسنے اللہ تعالی کا ذمہ توڑا پس وہ جنت کی خوشبو نہ پاویگا [illegible]
اسکی خوشبو پچاس خریف سے ملتی ہی۔ رواہ الترمذی وصححہ ذٰلِكُمْ اے ذلک المذکور۔ یہ جو مذکور ہوا [illegible]
وصیت کی تمکو اسکے ساتھ یعنی اسکے حفظ ونگہداشت کے ساتھ۔ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ تندرون [illegible]

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا [illegible]

اور پاس نہ جاؤ — یتیم کے مال کے مگر — جس طرح — بہتر ہو — جبتک وہ پہونچے اپنی قوت کو — اور پورا [illegible]

الْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا [illegible]

تول — انصاف سے — ہم کسی پر وہی رکھتے ہین جو اسکو مقدور ہے — اور جب بات کہو [illegible]

وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ [illegible]

اور — اللہ کا قول پورا کرو — یہ تمکو کہہ دیا ہے [illegible]

...بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○
...دینگے اُسکی راہ سے یہ کردیا ہے تم کو شاید تم بچتے رہو
... مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ اسے الا بالخصلة التی هِيَ اَحْسَنُ اور مت پاس پھٹکو
...ے ایسی خصلت کے ساتھ جو بہت بہتر ہے - وہی مافیہ صلاحہ - اور یہ خصلت احسن وہ ہے جسمین یتیم کے حق
...ی ہو اور اسکے مال مین بڑھتی ہو حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ باین طور کہ اسکو احتلام ہو یعنے حکم یتیم کے مال کا
...ین اصلاح کے ساتھ اسوقت تک کہ وہ بالغ ہو جاوے - بعد بلوغ کے وہ یتیم کے حکم مین نہین رہتا - مراد آنکہ جب
...اشد کو پہنچ جاوے تو اسکو اسکا مال سپرد کردو اور یہ معنی نہین کہ اسوقت اُس سے تعرض کرو بس حتی انتہا ہے اُسکے
مال مین اصلاح واجب ہونے کی کہ وہ تام مرتبہ اشد ہے - اور اشد مین بعض نے کہا کہ اسم جمع ہے اسکا واحد نہین
اور سیبویہ نے کہا کہ شدہ اسکا واحد ہے اور جوہری نے اسکی تحسین کی - اور بعض نے کہا کہ اشد وہ قوت شباب کا استحکام ہے - عبدالرحمن
بن زید بن اسلم اور مالک اور شعبی سے جو مروی ہوا وہ دلالت کرتا ہے کہ بلوغ اور سن تکلیف کا مرتبہ ہے اور قولہ تعالے وابتلوا الیتامی
حتی اذا بلغوا النکاح الآیۃ مین تفصیل گذر چکی اور مختار یہ ہے کہ مال سپرد کرنے کے واسطے بعد بلوغ کے اسکا رشد بھی شرط ہے کہ ہوشیار
کارکن ہو اور آوارہ بھاؤ نہو - وَاَوْفُوا الْكَيْلَ پیمانہ سے ناپنا - وَالْمِيْزَانَ ترازو سے تولنا - بِالْقِسْطِ عدل
کے ساتھ بدون اسکے کہ گھاٹ کرو - لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنی نفس کی طاقت بھر ہم ہر نفس کو تکلیف شرعی دیتے
ہین پس اگر کسی آدمی نے باوجود نیت درست رکھنے کے ناپ و تول مین خطاء کی یعنی چوک گیا اور اللہ تعالے اسکی نیت درست ہونے
کو جانتا ہے تو اسپر مواخذہ نہوگا جیسا کہ ابن مردویہ کی روایت مرسل مین سعید بن المسیب سے یہ معنی مذکور ہین اور اسناد اسکی حسن ہے
وَاِذَا قُلْتُمْ اور جب تم بات کہو چاہے کوئی حکم ہو کسی مقدمہ مین یا کوئی اور قسم کی بات ہو فَاعْدِلُوْا تو عدل کرو یعنی سچائی کے
ساتھ انصاف کی بات کہو جو موافق شرع ہو - وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى اگرچہ جسکے نفع یا ضرر کے واسطے تم نے بات کہی وہ تمہارا قرابت والا
ہو - حاصل آنکہ ہر بات کو انصاف و عدل سے کہو اور اسمین حکم حق کی رعایت رکھو اور قرابت دار وغیرہ کسی کی رعایت مت کرو پس اگر غیر کو
تیرے حکم حق سے نفع ہوتا ہو اور قرابت والے پر ضرر عائد ہوتا ہو قرابت والے کی جانب داری مت کرو اور سچا حکم دو - وَ
بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا اور عہد الٰہی کو وفا کرو - اور اصل یہ تھا کہ اوفوا بالعہد اللہ - پس بعہد اللہ کو تعظیم و اہتمام کے واسطے مقدم
کیا اور مراد اس سے نماز روزہ وغیرہ ہین اور وفا کرنا تمام عہدون کا واجب ہے ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ
... ذال و کاف ... یعنے پند و نصیحت حاصل کرو اور حفص و حمزہ و کسائی کی قراءۃ مین تخفیف ذال و سکون ہے - وَاَنَّ بالفتح
... مین بتقدیر لام ہے اور بالکسر جیسا کہ حمزہ رح کی قراءۃ مین ہے جملہ مستانفہ ہے هٰذَا یعنے یہ سب جس سے تمکو وصیت کی ہے
... مُسْتَقِيْمًا میری راہ ہے درحالیکہ وہ مستقیم ہے - فَاتَّبِعُوْهُ اسی کی پیروی کرو - وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
... عَنْ سَبِيْلِهٖ ... اصل مین ایک تا کا حذف ہے تتفرق بکم - اے میل بکم - تمکو جھکا دین اور سبل جمع سبیل کی مختلف راہین
مخالف اور خود ٹیڑھی ... - حاصل آنکہ مت پیروی کرو مختلف ٹیڑھی راہون کی کہ تمکو راہ راست و دین حق سے مائل
... ابن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ یہ آیت اور مانند قولہ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ الآیۃ -

Marfat.com

مین او تعالے نے مومنون کو جماعت و اتفاق کا حکم دیا اور انکو اختلاف [illegible]
ہلاک ہوے کہ انھون نے اللہ تعالے کے دین مین جھگڑے اور بحثین نکالین [illegible]
مروی ہی کذا ذکرہ الحافظ ابن کثیر وقال المترجم اس زمانہ مین افسوس ہی کہ اسلام [illegible]
ہو گیا اور باہم دین کے معاملہ مین جھگڑنے لگے اور ظاہر ہسمین فساد علما ہی کہ دنیا کی [illegible]
مین تہاون کیا اور خواہش نفسانی وجہال کی دلجوئی اور عوام کی خوشی کے واسطے [illegible]
نہی عن المنکر سے آنکھ بند کر لی - کاش اگر علما ہدیا باطن متفق ہوتے لیکن جو امر تقدیر مین [illegible]
المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین - **ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ** [illegible]
رکھو اس چیز سے جس سے منع فرمایا یعنی مخالف راہون اور گمراہی کے طریقون سے بچو - ابن عطیہ نے فرمایا کہ یہ راہین [illegible]
والنصرانیت و دیگر ملتون کو اور اسلام کے مبتدع فرقون کو اور ہر ملت گمراہی وضلالت کو جنکی بنیاد [illegible]
پر ہی شامل ہین اور نیز فروع مین جو شاذ ہین اور جو لوگ علم جدل و علم کلام مین ڈوبے ہوئے ہین [illegible]
بداعتقادی ولغزش کا نشانہ ہین - قتادہ رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو آگاہ رہو کہ سبیل الٰہی ایک ہی [illegible]
ہی اور خاتمہ بخیر اسکا جنت مین پہونچ جاتا اور ہوشیار رہو کہ ابلیس نے متفرق راہین نکالین اور جماعت ضلالت [illegible]
مین ہی - حضرت ابن مسعود رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے اپنے مبارک ہاتھ سے ایک سیدھا خط کھینچا پھر فرمایا [illegible] مثل اس خط کے[1]
ہی جو راست و مستقیم ہی پھر اس خط کے داہنے و بائین بہت سی لکیرین کھینچین پھر فرمایا کہ یہ بہت سی [illegible]
راہ خالی نہین جسپر ایک شیطان نہو اور وہ اس راہ کج کی طرف بلاتا ہی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

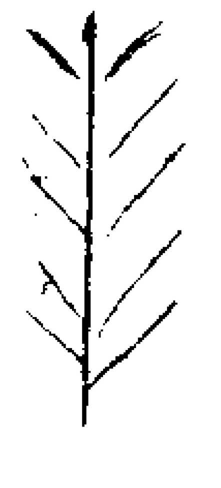

الآیۃ - رواہ الامام احمد والنسائی والحاکم وصححہ وعبد بن حمید والبزار وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ [illegible]
فرمایا کہ جسکو خوش آوے کہ وہ ایسے وصیت نامہ کو دیکھے جسپر آنحضرت صلعم کی مہر ہی تو وہ ان آیات کو پڑھے [illegible]
روایت مین ہی کہ جو ارادہ کرے کہ رسول اللہ صلعم کی وصیت کو دیکھے جسپر آپ کی مہر ہی تو وہ ان آیات [illegible]
علیکم الآیات - ذکرہ الحافظ فی تفسیرہ - وعن ابن عباس رض فرمایا کہ سورۂ انعام مین آیات محکمات ہین [illegible]
تعالے قل تعالوا اتل الآیات - رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد - اور صحیحین مین عبادہ بن الصامت [illegible]
فرمایا کہ تم لوگ مجھسے بیعت کرو کہ مت شرک کرو اللہ تعالے سے کچھ بھی تا آخر حدیث [illegible]
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم مین کون شخص مجھسے بیعت کرے [illegible]
اتل ما حرم ربکم علیکم الآیات پھر فرمایا کہ سو جسنے انکو پورا کیا اسکا اجر اللہ تعالے پر ہی اور جسنے [illegible]
مین گرفت کیا تو اسکے واسطے کفارہ ہو جائیگا اور جسکو اللہ تعالے نے آخرت تک [illegible]
مواخذہ کرے اور چاہے اسکو عفو کرے - رواہ ابو الشیخ وابن مردویہ وابن المنذر [illegible]
حدیث سفیان بن حسین - والذی فی الصحیحین من حدیث عبادہ ہو الفصل [illegible]
تفسیر الحافظ فافہم - اور ابن ابی شیبہ وابن الضریس وابن المنذر نے کعب [illegible]

Marfat.com

[illegible] مین نازل ہوئین قل تعالوا الآیات الثلث۔ اور ابوالشیخ نے عبید اللہ بن عبداللہ
[illegible] ایک شخص کو پڑھتے سُنا کہ وہ پڑھتا تھا قولہ تعالے قل تعالوا اتل ما حرم ربکم
[illegible] نے کہا کہ قسم [illegible] کی جسکے قبضہ قدرت مین کعب کی جان ہی کہ یہی توریت مین پہلی آیت ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم
[illegible] ما حرم ربکم [illegible] آخر الآیات۔ مترجم کہتا ہی کہ کعب احبار رح نے زبان توریت کا ترجمہ اسطرح ذکر کیا۔
[illegible] الرحمن [illegible] قل تعالوا۔ الخ کیونکہ ظاہر ہی کہ توریت بزبان عربی نہین تھی لیکن ترجمہ بعبارات نہین ہی کیونکہ [illegible]
[illegible] ترجمہ بضبط عبارات کے ایسا حاوی و اقید و اشمل و احسن نہین ممکن جیسا کہ اوتعالے عزوجل نے کلام پاک
[illegible] اور مؤلف فتح البیان نے انکو ترجمہ کرکے لکھا چنانچہ کہا کہ مراد اس سے توریت کی دسون وصیتین ہین۔ اول آنکہ
[illegible] ہون تیرا معبود جس نے تجھکو زمین مصر سے بیت عبودیت سے نکالا تیرا کوئی معبود نہین میرے سوا ے۔ اور منجملہ ان وصایا
[illegible] اپنے باپ و ماں کی تاکہ تیری عمر بڑھے اس سرزمین مین جو تجھکو تیرا پروردگار معبود دیویگا۔ مت قتل کر۔ مت زنا کر۔
[illegible] گواہی دے اپنے ہمسایہ دار کے لیے جھوٹی گواہی اور مت شہوت سے دیکھ اپنے ہمسایہ دار کی لڑکی اور مت خواہش
[illegible] اپنے ہمسایہ دار کی جورو کی اور نہ اسکے غلام کی اور نہ اسکی باندی کی اور نہ اسکے بیل کی اور نہ اسکے گدھے کی اور نہ ایسی کسی چیز کی جو تیرے
ہمسایہ دار کی ہی۔ یہودیون کو ان وصیتون کی طرف بڑی عنایت ہی اور اسکو زبور والون نے اپنے زبور کے آخر مین اور انجیل والون نے
اپنی انجیل کے اول مین لکھا ہی۔ ابو السعود رح نے اپنی تفسیر مین کہا کہ یہ دسون احکام امتون و زمانون کے اختلاف سے مختلف نہین
ہوئے۔ قال المترجم تصدیق اسکی آیات مابعد مین موجود ہی و لیکن قبل اسکے اشارات عرائس البیان ذکر کردون ف
فی العرائس قولہ تعالے ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا و ما بطن۔ فواحش تو عرائس دنیا ہین اور ان عرائس مین ظاہری تو دنیا
کی زینت و تازگی ہی اور باطنی دنیا کی دوستی اور ریاست و جاہ و منال کی خواہش ہی۔ حارث محاسبی رح نے فرمایا کہ فواحش وہ چیز
ہین جن سے غیر اللہ تعالے مراد ہو۔ بعض نے کہا کہ فواحش افعال جو ظاہر ہین وہ زنا وغیرہ ہین اور جو باطن ہین وہ جھوٹے دعوے ہین
قولہ تعالے واذا قلتم فاعدلوا۔ جیسا تم مقام ولایت کی خواہش کرو تو سچائی کرو باین طور کہ اپنے نفوس کو بلا و محنت و مشقت [illegible]
کیونکہ ولایت مقرون ببلیہ ہی۔ نیز جب مجھسے تمکو زبانی خبر پہونچے تو دل سے میرے پاس حاضر ہوا ور جب تم نے مجھکو ظاہر سے ذکر کیا
تو باطن مین میرے مشاہدہ سے شاہد رہو اور جب تم میرے بندون کے عیب مشاہدہ کرو جبکہ معائنہ تمکو بتلائے گئے ہین تو امر بالمعروف
[illegible] کوئی خوف و خیال لاحق نہو اور بُری باتون سے منع کرنے مین تمکو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہو بلکہ [illegible]
تعالے [illegible] ادا کرو اور جو حدود مین نے اپنی شرع مین مقرر فرمائے ہین ان سے تجاوز مت کرو۔ ابو سلیمان رح نے اس آیت کے
[illegible] مین کہا کہ جب تم بات کرو تو میرے ذکر کو بیان کرو۔ محمد بن حامد رح نے فرمایا کہ کلام مین عدل یہ ہی کہ ایسی بات کہے جس سے
[illegible] یا انجام کار مین [illegible] ضرر اور وبال عائد نہو۔ قولہ و بعہد اللہ اوفوا۔ عہد آلہی وفا کرنا اسطرح ہی کہ قلب کو اللہ تعالی کی طرف
[illegible] سے [illegible] ہرگز نہ پھیرے یہان تک کہ اس تک واصل ہوا ور سوائے حضرت باری تعالے کے کسی چیز پر توجہ
[illegible] اللہ تعالے کے سوائے کسی چیز کو اختیار نہ کرے۔ جوزجانی رح نے فرمایا کہ عہد بہت ہین اور
[illegible] وفا کرنے کے لائق یہ عہد ہی کہ جن باتون کے کرنے کا شرع مین حکم ہی خواہ فرض و واجب یا سنت و مستحب سب [illegible]

بیان کرے اور نصیحت کرے اور جن باتون سے شرع مین ممانعت ہی خواہ حرام ہین اگر وہ تحریمی [illegible]
بالجملہ امر بالمعروف ونہی از منکر کے بجالانے کا عہد وفا کرنا سب سے ضروری [illegible]
اگر وہ قبول کرلے تو خیر بہتر ورنہ اسکو بھوک دیکر اور بیخواب رکھکر بہت یادالٰہی سے [illegible]
معروف شرع کی طرف رغبت کرے پھر اسکے بعد اپنے سواے غیرون کو ان بھلی باتون کا حکم دے اور [illegible]
باتون سے منع کریں اگر وہ مان جاوے تو بہتر ورنہ اسکو اسطرح تادیب وسزا دے کہ روٹی زمین پر [illegible]
سے اسکو الگ کرا ور تنہائی مین بیٹھ اور کم باتین کر اور صبر کو لازم کرلے تاکہ نفس باز رہے پھر جب تیرا نفس خود [illegible]
کو منکر باتون سے ممانعت کر۔ قال المترجم اس امر کی ملامت ہی کہ آدمی اورون کو نصیحت کرے اور خود [illegible]
شیخ رح نے ایسا طریقہ بتلایا کہ آدمی خود بھی عامل ہو اور دوسرون کو بھی نصیحت کرے اور ثواب جمیل حاصل کرے۔ لیکن
رہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر شخص پر واجب ہی مع شرائط وتفصیل کے جیساکہ اپنے مقام پر مذکور ہوا پس اگر
شخص آراستہ نہو تو اسکے ذمہ سے یہ واجب ساقط نہو گا اور یہ مسئلہ مفصل گذر چکا ہی فتذکر۔ قال الشیخ پھر جب [illegible]
نے راہ شریعت وحقیقت اور احکام عبودیت ووصایاے معرفت بیان کردین تو اسکے بعد عقد حقیقت وعرفان کی تاکید فر[illegible]
بقولہ ان ہذا صراطی مستقیما الآیۃ۔ اور تعالیٰ کی صراط مستقیم یہی شریعت توحید وراہ سنت وتحقیق ہی جسمین اسکی معرفت
کے طلب کے واسطے عبودیت ادا کرے اور اسکے کلام پاک کی اقتدا کرے جیسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور الہام کی متابعت
کرے اور جملہ اغیار سے خاطر پاک ہونے کے وقت اسکے مشاہدہ کا خواستگار ہو۔ جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا کہ راہ [illegible]
قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف باین طور کہ ماسواے الٰہی سے اعراض ہو۔ اور سُبُل سے یہان اشارہ ہی کہ خطرات مذمومہ اور ہواہاے
نفسانیہ اور وساوس شیطانیہ کسی پیرایہ مین ہون سب گمراہی ہین کیونکہ وہ سب تاریک ہین اور مریدین کی راہ مارنے والے
اور جہنم کی راہ یا اس راہ پر پہونچانے والے ہین۔ راہ حق تعالیٰ فقط راہ ہدی ہی اور ہدی یہ ہی کہ کدورات مخلوقات سے
جو دل پاک ہین انکی نظرون مین جلال آیات کے نہایت روشن آفتاب نظر آوین جنکا مرجع عین صفات سے ذات پاک تعالیٰ وتقدس
ہی۔ قال المترجم تجھکو یاد ہوگا کہ او تعالیٰ عز وجل نے مشرکین عرب کے انواع جہالات وضلالات کو جو انھون نے نفس
وشیطان کی پیروی دردنیا واسکی چیزون کی محبت اور مودت سے غفلت مین آور اپنے نفس کے کمال سے جاہل بلکہ اندھے بہرے
جانورون کے مانند بلکہ اسلئے بدتر پڑے رہنے پر راضی ہو کر ان انواع جہالات وگمراہیون کو اختیار کیا تھا بیان فرماکر اور اپنی عجائب
صنعت وعظیم قدرت اور عظمت وجلال اور ظاہر آیات ولطیف اشارات سے نصیحت وہدایت وارشاد کرنے کے [illegible]
کو واضح وروشن کرکے مجری کلیہ احکام کہ اصول دین وایمان وارشاد بحقیقت وعرفان ہین واضح بیان فرمایا اور تنبیہ [illegible]
یہ اصول شرائع زمانہاے سابق اور امم مختلفہ مین نہین بدلے اور مذکور ہوا کہ ہین توریت وزبور پر لطبوز [illegible]
انکی وصیت تھی اور اہل انجیل لے بھی انکو لکھا ہی والاشارۃ الی القصید [illegible] فیما قال تعالیٰ

ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْۤ اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا [illegible]

پھر دی ہمنے موسیٰ کو کتاب پورا فضل نیکی والے پر اور [illegible]

ع ۱۹

وہ لوگ اپنے رب کا ملنا یقین کریں اور ایک یہ کتاب ہے

بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ

اور بچتے رہو شاید تم پر رحم ہو اسواسطے کہ کبھی کہو

اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ

کتاب اتری تھی سو دو ہی فرقوں پر ہم سے پہلے اور ہمکو ان کے پڑھنے پڑھانے کی

اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَاۗىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ

خبر نہ تھی یا کہو اگر ہم پر اترتی کتاب تو ہم راہ پر چلتے

لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى

ان سے بہتر سو آچکی تم کو تمہارے رب سے شاہدی اور ہدایت اور مہربانی اب اس سے

مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاۗءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ

بے انصاف کون جو جھٹلاوے اللہ کی آیتیں اور ان سے کتراوے ہم سزا دینگے

اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ

کترانے والوں کو ہماری آیتوں سے بری طرح کی مار بدلا اس کترانے کا

يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْۗءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ

ثُمَّ اٰتَيْنَا یعنے پھر ہم تمکو آگاہ کرتے ہین کہ عطا فرمائی تھی ہمنے مُوْسَى الْكِتٰبَ موسی علیہ السلام کو کتاب توریت۔ واضح ہو کہ ثم جو ترتیب کے واسطے آتا ہی تو وہ کبھی خبرون کی ترتیب بیان کے لیے ہوتا ہی جیسا کہ زبان عرب مین معروف شائع ہی اور ایسا ہی آیت کریمہ مین ہی اور زمانہ کی تراخی کے لیے نہین کیونکہ ظاہر ہی کہ موسیٰ کو بہت مدت پہلے توریت عطا ہوئی تھی۔ عطا کرنے مین اشارہ ہی کہ یہ محض فضل الٰہی تھا کیونکہ نبوت محض فضل و رحمت الٰہی ہی جسکو ازل مین برگزیدہ کیا اسکو ملتا ہی اور اللہ تعالی حکیم ہی وہی خوب داناتر ہی کہ کس کو رسول فرمایا اسمین کچھ بڑی عبادت وغیرہ کو دخل نہین ہی۔ الف لام کتاب پر عہد کا اور مراد توریت ہی۔ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ اے تماماً للنعمة علی الذی احسن بالقیام بہ۔ یعنی تمام نعمت کا ہر ایسے بندہ پر جو اچھا کرے اس کتاب پاک پر قائم ہو کر۔ نصب تماماً کا اگر اسوجہ سے کہ مفعول لہ ہی تو معنی یہ کہ اس فائدہ کے واسطے کہ تمام و پوری ہو ہر اس شخص پر جسنے اس کتاب کے موافق اچھی طرح برتاؤ کیا۔ اور اگر اسوجہ سے کہ مصدر ہی تو معنی آنکہ۔ تم ذلک تماماً۔ پوری ہوئی یہ نعمت ہمارے نزدیک جسکا نتیجہ ہی ہر اس شخص پر ا لخ۔ یا اتمام بمعنی اتمام ہی اے اتممنا اتماماً۔ اور اگر اسوجہ سے کہ حال ہی تو معنی آنکہ دی موسی کو کتاب درحالیکہ وہ پوری کرنے والی ہی نعمت کو ہر ایسے شخص پر جو اسپر خوبی سے عمل کرے۔ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً یا یہ کہ تفصیل ہی ہر چیز کے واسطے اور ہدایت و رحمت ہی یا تفصیل کی پوری تفصیل اور ہدایت کی پوری ہدایت کی پوری رحمت کرنا وہ قوم موسی کے لیے مقدر تھی۔ یا واسطے تفصیل اور واسطے ہدایت و رحمت اس قوم بنی اسرائیل لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ شاید بنی اسرائیل ایمان و یقین لاوین اپنے رب کی ملاقات پر۔ قولہ بلقاء ربہم

متعلق یومنون ہی اور مقدم کر دیا گیا بغرض تمام اہتمام کے اور جو شخص
میدان میں لایا جائیگا اور اپنے اعمال پر ثواب و عذاب پائیگا تو وہ سب و صاباے
جب ہو اسکو موت کے لیے بہت اہتمام ہوگا کیونکہ جو مرا اسکی قیامت قائم ہو گئی
ہو جاتے ہین اور کوئی آدمی نہین جو موت پر یقین نہ رکھتا ہو پھر اللہ تعالے آنکھون سے غفلت
کو ہر قوم کا قطعی علم ہی کہ جو اسکا انجام ہوگا اور کیونکر نہین کہ سب اسی کی ذرہ ذرہ مخلوق ہی
بالکل ہی معلوم ہی پس اسکو خوب معلوم تھا بلکہ مقدر فرمایا تھا کہ توریت سے بنی اسرائیل کا کیا انجام ہوگا
معنی ہین تو وہ ان لوگون کے واسطے ہی کیونکہ ہر شخص پر احکام الٰہی بجالانا واجب ہی اور اسکی مشیت و تقدیر سے
کیونکہ کسی کو اسکی مشیت و تقدیر معلوم نہین ہو سکتی ہان اگر کام ہو جاوے تو معلوم ہو جائیگا کہ یہی مقدر تھا لہذا ہر ایک
امید مین رکھا۔ قال الحسن و مجاہد۔ انمین محسن اور غیر محسن دونون تھے پس توریت تمام نعمت تھی محسن یعنی مومنون
تفصیل کل شئ۔ سے مراد انکی ہدایت و شرائع کے متعلق ہر شئے کی تفصیل تھی۔ اگر کہا جاوے کہ اس آیت مین بنی اسرائیل
تمام نعمت ذکر فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ نعمت تو ان پر تمام ہوئی بہر حال اور ون پر ناقص ہوگی۔ جواب یہ ہی کہ تمام نعمت
پر جنے اس کتاب پر ٹھیک عمل کیا۔ پس جسقدر اس کتاب کی نعمت کا پورا ہونا مقدر تھا اسی قدر حاصل ہوگا اور خلاصہ یہ
ہونا ہر چیز کے لایق مختلف ہوتا ہی مثلاً جو سامان کہ وزیر کے مکان کے واسطے لائق ہی وہ اسکے حق مین تمام ہی حالانکہ وہ امیر کے
سلطان کے لیے تمام نہین پس مطلق تمام نعمت انپر نہ تھی بلکہ جو انکے لائق ہو بقرینہ مذکر کتاب توریت کے بافہم و سیاق الکلام
اور بہتر تفسیر اس مقام پر علامہ حافظ ابن کثیر کا خلاصہ یہ ہی کہ قولہ ثم اٰتینا موسی الکتاب۔ ابن جریر رحنے کہ بدلیل قولہ قل تعالوا
کے معنی یہ کہ ثم قل یا محمد عنا انا اٰتینا موسی الکتاب الخ۔ ابن کثیر رحنے فرمایا کہ اسمین نظر ہی اور بات یہ کہ ثم یہان عطف خبر بعد خبر
واسطے ہی نہ ترتیب کے لیے کما قال الشاعر ؎ قل لمن ساد ثم ساد ابوہ ✦ ثم ساد قبل ذلک جدہ ✦ یہان جبکہ پہلے قرآن
خبر فرمائی بقولہ وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ۔ پھر عطف کیا طرح توریت۔ اور اکثر اللہ تعالے نے دونون مین
کقولہ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ۔ وہذا کتاب مصدق لسانا عربیا ✦ اور جیسے بعد قولہ قل من انزل الکتاب الذی جاء
الآیۃ کے فرمایا وہذا کتاب انزلناہ مبارک الآیۃ۔ اور جیسے بعد نقل مقولہ مشرکین کے بقولہ وقالوا لولا اوتی مثل ما اوتی موسی
اولم یکفروا بما اوتی موسی من قبل قالوا سحران تظاہرا۔ اور یہان فرمایا۔ تماما علی الذی احسن۔ اسے تمام ہماری
فی شریعتہ بقولہ وتفصیلا لکل شئ۔ جیسے فرمایا۔ وکتبنا لہ فی الالواح من کل شئ الآیۃ۔ اور قولہ علی الذی احسن
کیونکہ طاعات و عبادات مین اسنے حکم کی فرمانبرداری کی۔ کما فی قولہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ اور جیسے
ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن۔ اور ربیع بن انس نے فرمایا اسے احسن فیما اعطاہ اللہ۔ یعنی اسکو اللہ تعالے نے
وہ مرتبہ رکھا جو احسان کا مرتبہ ہی۔ قتادہ رحنے کہا کہ جسنے مرتبۂ احسان کے موافق فرمانبرداری کی
کیا۔ ابن جریر نے علی الذی احسن بمعنی علی احسانہ۔ اختیار کیا شاید الذی کو مصدریہ قرار دیا کما فی قولہ
کخوضہم۔ ابن رواحہ رحنے کہا ؎ وثبت اللہ ما آتاک من حسن ✦ فی المرسلین ونصرا کالذی نصروا

Marfat.com

[illegible] الذین ہی [illegible] کہ عبد اللہ بن مسعود سے حکایت کیا گیا کہ انکی قرارت مین- تماما علی الذین احسنوا بھا
[illegible] نے مجاہد رح سے روایت کی کہ قولہ علی الذی احسن یعنی علی المحسنین والمؤمنین- ایساہی ابو عبیدہ رح سے مروی ہی- بغوی رح
[illegible] محسنون وہ انبیاء و مؤمنین ہین یعنے ہم نے اسکی فضیلت ان لوگون پر ظاہر کردی- قال الحافظ- اور مین کہتا ہون کہ علی ہذا یہ
[illegible] تعالےٰ یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی و بکلامی الآیۃ ہی- اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
ہمارے سردار رسول اللہ محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء و خلیل سے افضل ہوجاوین بسبب اسکے کہ دیگر دلائل اس امر پر دلالت کرتے ہین-
وَهٰذَا اور یہ قرآن كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ کتاب ہی جسکو ہم نے اتارا ہی- مُبٰرَكٌ مبارک ہی یعنے کثیر البرکۃ ہی فَاتَّبِعُوْهُ
پس اسکی پیروی کرو اے اہل مکہ باین طور کہ جو احکام و نصائح اسمین ہین انپر عمل کرو کیونکہ جب وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے
بہت برکت کی کتاب ہی تو اپر تمکو عمل واجب ہی پس اسکی پیروی کرو- وَاتَّقُوْا اور کفر و انکار سے پرہیز رکھو لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ شاید رحم کیے جاؤ- یعنی ایسا کرنے کے بعد اوتعالےٰ جل جلالہ سے رحمت کے امیدوار رہو- اور نہین ناامیدی رحمت
الٰہی سے گمراہی جو کافر ہی- اَنْ تَقُوْلُوْٓا فراء و کسائی نے کہا اے واتقوا ان تقولوا یا اہل مکہ- اور بچو اس بات کے کہنے سے
اے مکہ والو- اور بصریون نے کہا- انزلناہ کراہۃ ان تقولوا- ہم نے اسکو نازل کردیا بسبب کراہت اس امر کے کہ تم لوگ کہو- اور
کوفیون نے اور شیخ ابن جریر رح نے کہا اے انزلناہ لئلا تقولوا ہمنے اس کتاب کو نازل کردیا تم پر تاکہ تم یون نہ کہو کہ اِنَّمَآ اُنْزِلَ
الْكِتٰبُ عَلٰی طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا یہی ہوا تھا کہ اتاری گئی کتاب ہم سے اگلے دو گروہ ہون پر وَاِنْ كُنَّا عَنْ
دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ البتہ ہم ان لوگون کی قرارۃ سے غافل رہے کیونکہ ہم اسکو نہین جانتے تھے بوجہ اسکے کہ وہ ہماری
زبان مین نہ تھی- طائفتین سے مراد یہود و نصاریٰ ہین کہ انپر توریت و انجیل نازل ہوئی اور رہی زبور تو وہ احکام توریت کی
پابندی کے ساتھ فقط نصائح و مواعظ تھے واللہ اعلم پس اہل زبور وہی اہل توریت ہین پس جملہ وہی گروہ یہود و نصاریٰ ہوے
یہی ابن عباس و مجاہد و سدی و قتادہ و بہتون سے مروی ہی کہ یہود و نصاریٰ مراد ہین- ان کنا- اے انا کنا- پس ان مشددہ
سے مخفف اور اسم محذوف ہی- حاصل آنکہ قیامت مین تم یہ عذر پیش نہ لاؤ کہ ہمپر کوئی کتاب نہین بلکہ یہود و نصاریٰ پر غیر زبان
مین اترے جنکی دراست سے ہم غافل تھے- قال الحافظ- یعنی ہم نہین سمجھتے تھے کہ وہ لوگ کیا کہتے ہین کیونکہ ہماری زبان
[illegible] تھے اور باوجود اسکے ہم اس چیز سے غافل تھے جسمین وہ تھے- وقال المترجم اصل درد یہ ہی کہ اس لغت کا نہجاننا
عذر نہین بلکہ انسے دریافت کرلیا ہوتا اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اسکے دفع کیطرف اشارہ کیا اور مترجم کے نزدیک توضیح یہ
[illegible] مذکور ہین کہ کتاب آسمانی تو ہم سے اگلے دو گروہ پر نازل ہوئی اور ہم اس سے محروم تھے اور وہ ہدایت
[illegible] مخصوص تھی کچھ عموم بعثت نہ تھی کہ ہر شخص پر اسکا علم و معرفت حاصل کرنا فرض ہوا اور اپنی ابتداء سے
[illegible] تھی کہ وہ زبان دان دونون گروہ کی قراءۃ ہماری سمجھ مین آتی نہ تھی باوجودیکہ ہم کو اس ارسال و
[illegible] غفلت محض تھی اور نیز اپنی مشغولی مین غفلت تھی باوجودیکہ ایسے گروہ پر نازل ہوئی جنکو تحریف و تبدیل مین غلو تھا
[illegible] یعنے انکا ہمکو درس دینا اور سمجھانا بالکل نہین پایا گیا ہم اس سے بالکل غافل رہے کیونکہ ہم
[illegible] اَوْ تَقُوْلُوْا یا یون نہ کہو کہ لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّا

أَهْدَىٰ مِنْهُمْ اگر ہمارے اوپر کتاب اُتاری جاتی تو ان لوگون کی بہ نسبت [illegible]
ہن اچھے تھے ہم کتاب سے خوب سمجھ حاصل کرتے یا ہم اسپر خوب عمل کرتے اور لوگون کو درستی [illegible]
کی راہ تبلاتے۔ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ یعنی بیان مِّن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ
بیان تمھارے پرور دگار کیطرف سے اور ہدایت ورحمت حتی کہ جو شخص اسکی پیروی کرے وہ راہ پاوے [illegible]
جب ایسا واقع ہوا تو اب خوف کرو کہ تمھارے پاس کوئی عذر نہین کہ تم راہ راست کو چھوڑکر گمراہ پھرو اور اس بیان یعنی قرآن [illegible]
اس سے ہدایت ورحمت حاصل نکرو۔ اور یہ بڑا ظلم اپنے اوپر کرتے ہو کہ کمال ہدایت قدر کنار تم اس سے منکر [illegible]
فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ پس کون زیادہ ظالم ہی یعنی کوئی زیادہ ظالم نہین ہی اس شخص سے کہ [illegible]
الٰہی کو۔ وَصَدَفَ عَنْهَا اور منھہ موڑا ان آیات سے پس جو ایسے ظلم کا برتاو کرے وہ چند روزہ زندگی مین بچا رہیگا۔ [illegible]
ورنہ وہ قابل سخت سزا کے ہی حتی کہ اگر اسی کفر وانکار پر مرا تو غضب مین پڑا۔ سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا
سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ عنقریب ہم بدلے مین دینگے ان ظالمون کو جو منھہ موڑتے تھے ہماری آیات سے برا عذاب
سخت عذاب بسبب ان لوگون کے اعراض ومنھہ موڑنے کے۔ اعوذ باللہ من عذاب اللہ وبلائہ۔ قولہ کذب بآیات اللہ وصدف عنہا۔ سدی
نے ابن عباس ومجاہد وقتادہ سے روایت کی کہ معنی یہ ہین کہ لوگون کو اس سے موڑا اور روکا اور خود اعراض کیا۔ اور ابن کثیر رح
نے اسکو قوی کہا ہی۔ ف۔ فی العرائس قولہ ثم آتینا موسی الکتاب الآیہ۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کو وہ چیزین دین جنسے وہ مخصوص
ہوا چنانچہ مناجات مین اسکو کلام قدیم سنایا جس سے معارف قدم وکشف ذات وصفات کی راہین ظاہر فرمائین اور ایک وقت
خاص مین اسپر تجلی فرمائی پھر توریت عطا فرمائی جو عموم عوام کے لیے وخواص کے لیے شریعت تھی اور عبودیت کی کشادہ راہون کا بیان
تھی کیونکہ عوام لوگ اس بات سے بہت دور رہتے کہ گوش خاص سے کلام وخطاب خاص کو مشاہدہ جلال مین سکین سنا [illegible]
المترجم بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو توریت سے افضل واشمل نازل فرمایا اور تمام نعمت فرمائی اور یہ تمام کمال
بہ نسبت سب کے ہی اسی واسطے قرآن مجید کی دعوت عام اور آنحضرت صلعم کی رسالت بھی عام ہی اور اس سے اعراض کرنے والا
کوئی قوم ہو اسکو عذاب شدید سے وعید فرمائی اور نیز بیان واقعی کے ساتھ اہل غفلت وانکار کو تہدید [illegible]

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ
کا ہیکی راہ دیکھتے ہین لوگ مگر یہی کہ آوین اُنپر فرشتے یا آوے تیرا رب یا آوے کوئی
آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا
نشان تیرے رب کا جسدن آویگا ایک نشان تیرے رب کا کام نہ آویگا [illegible]
آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوا إِنَّا
ایمان [illegible] نہ لایا تھا یا اپنے ایمان مین کچھ نیکی نکی تھی تو کہہ [illegible]

هَلْ يَنْظُرُونَ نظر بمعنی انتظار ہی حاصل آنکہ انپر حجت قائم ہوئی اور کتاب بھی نازل فرمائی گئی
نہایت حسن اسلوب سے ارشاد وہدایت کی گئی لیکن وہ اپنی جہالت وضلالت سے [illegible]

[illegible] الملٰئكة آوین انکے پاس ملائکہ یعنے انکی روح قبض کرنے کو ملائکہ آجاوین اور وقت فرصت
[illegible] نہ ہوگا ایسے شخص کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا۔ اور بعض نے کہا کہ معنی یہ کہ عذاب
[illegible] اَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ یا آوے تیرا رب اے محمد صلعم جیسا کہ کفار مانگتے ہین بقولهم لولا انزل علينا الملائكة
[illegible] استكبروا في انفسهم وعتوا عتوا كبيرا۔ یعنی کافرون نے کہا کہ کیون نہین اتارے گئے ہمپر ملائکہ یا دیکھین ہم اپنے رب کو
[illegible] بڑے تکبر والے ہوگئے اپنے نزدیک اور سرکشی مین حد سے بڑھ چلے بڑا بڑھ چلنا۔ اور بعض نے کہا کہ مضاف محذوف ہے
[illegible] امر ربک یعنے عذاب ربک۔ یعنی یا آوے عذاب تیرے پروردگار کا۔ بہر حال اسمین ہول دلایا کہ حضرت او تعالی جل جلالہ
[illegible] کا آنا ہے اور مراد اس سے عذاب ہے۔ حذف مضاف زبان عرب مین شائع ہے اور یہان اسکے حذف سے ہول زیادہ ہوگیا
[illegible] بلاغت مقام ہے جیسے قولہ واشربوا فی قلوبهم العجل۔ یعنے پلائے گئے انکے دلون مین بچھڑا یعنے انکے دلون مین محبت بچھڑے
[illegible] بس گئی جیسے پانی جذب ہو جاتا ہے پس حذف مضاف مبالغہ ہے کہ ایسی محبت بھر گئی تھی کہ گویا وہ گوسالہ خود انکے دلون مین
[illegible] گیا تھا اور یہ بلاغت پاکیزہ ہے۔ بعض نے کہا کہ قیامت کے روز او تعالے جل جلالہ کا فیصلہ خلائق کے واسطے آنا مراد ہے کما فی
قولہ وجاء ربک والملک صفا صفا۔ اور یہی تفسیر حضرت ابن مسعود وقتادہ ومقاتل سے مروی ہے اور بعض نے فرمایا کہ کیفیت آنے کی فہم وخیال
[illegible] تصور بشری بلکہ تمام مخلوق کے واہمے سے خارج ہے کیونکہ او تعالے عزوجل ہر ایک کے وہم وخیال سے بالاتر ہے پس اسقدر ایمان
لانا چاہیے کہ او تعالے جل جلالہ قادر ہے کہ آوے جیسا کہ فرمایا اور اسکی کیفیت وصورت وغیرہ ہماری عقل سے باہر ہے ہم بندہ ہین جو
[illegible] فرمایا اسپر ہمارا ایمان ہے۔ او مفسر رح نے فہم عوام سے قریب ہونے کی جہت سے قولہ ہل ینظرون الخ مین یہ تفسیر اختیار کی
کیا انتظار کرتے ہین جھٹلانے منھ موڑنے والے اس بات کا کہ آوین انپر ملائکہ اسواسطے کہ انکی روحین قبض کرکے عذاب مین
[illegible] ڈالین یا آوے تیرا پروردگار یعنی حکم پروردگار یعنی پروردگار کا عذاب آوے۔ اَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ
[illegible] دین بعض نشانیان تیرے پروردگار کی۔ یعنی تیرے پروردگار نے جو نشانیان قیامت کی مقدر فرمائی ہین انمین سے بعض
نشانیان آجاوین پھر فرمایا کہ يَوْمَ يَأْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ جسدن کہ آجاوینگی بعض نشانیان تیرے پروردگار کی
لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ نہین نفع دیگا کسی نفس کو اسکا ایمان لانا جو کہ نہین ایمان لایا تھا
[illegible] نشانی سے۔ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا یا ایسے نفس کو جسنے نہین کمائی [illegible] اپنے ایمان لانے مین کوئی
[illegible] مروی ہے کہ بعض آیات سے مراد یہ کہ جب مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا۔ اور یہ قبل قیامت ہوگا اور جو عوام مین مشہور ہے
[illegible] پہلے ہوگا یہ غلط ہے بات دجال وغیرہ کے بعد ہوگا اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین قائم ہوگی
[illegible] یہان تک کہ طلوع کرے آفتاب مغرب سے پھر جب لوگ اسکو دیکھینگے تو روے زمین کے لوگ مسلمان ہوجاوینگے لیکن یہ وہ وقت
[illegible] کسی نفس کو اسکا ایمان لانا جو کہ نہین ایمان لایا تھا پہلے اس نشانی سے۔ رواہ البخاری وبقیة الجماعة وغیرہم۔ اور
[illegible] مین ہے کہ پھر آنحضرت صلعم نے یہی آیت پڑھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو اسوقت سے پہلے ایمان لایا ہوگا اسکو اسکا
[illegible] مقبول ہوگا [illegible] تفسیر اس آیت کی مفسر رح نے موافق جمہور مفسرین کے اختیار کی ہے۔ کمالین مین لکھا کہ بعض مفسرین
[illegible] سے مراد کوئی [illegible] دجال یا دابہ وغیرہ۔ اور صحیح قول اول ہے۔ وقال المترجم آیت مین یہ تعمیم کر

کوئی سی آیت ہو بے شک غلط ہے کیونکہ منصوص بعض آیات ہین اور اگر طلوع آفتاب از مغرب [illegible]
ہوتا تو اسکی وجہ بھی ہو سکتی تھی چنانچہ ابن جریر رح نے باسناد جید حضرت ابو ہریرہ [illegible]
باتین ہین کہ جب وہ ظاہر ہونگی تو کسی نفس کو اسکا ایمان نافع نہوگا جو نہین ایمان لایا تھا پہلے [illegible]
کسی بھلائی کو۔ وہ طلوع آفتاب ہے مغرب سے اور نکلنا دجال کا اور نکلنا دابۃ الارض کا [illegible] وقد رواہ [illegible]
مردویہ۔ وفی الکمالین عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین عبد اللہ بن ابی اوفی رض سے روایت کی کہ [illegible] لوگون پر ایک [illegible]
کے آویگی کوئی نہین پہچانیگا سوائے ان لوگون کے جو تہجد پڑھنے اٹھتے ہین پس آدمی اٹھکر اپنا وظیفہ پڑھکر [illegible]
وظیفہ پڑھکر سو رہیگا پھر اٹھیگا پس ایسا وقت ہونے پر لوگ اپس مین آواز دیکر رل مل کر مسجدون مین جا بیٹھینگے [illegible]
کی نماز پڑھکر بیٹھینگے کہ ناگاہ آفتاب مغرب کی طرف سے نکل آویگا یہانتک کہ جب درمیان مین پہونچیگا تو واپس ہو [illegible]
الحافظ ابن کثیر وقد رواہ ابن مردویہ وہو حدیث غریب۔ ابن مردویہ نے حذیفہ رض سے مرفوع روایت کی کہ [illegible]
کے دراز ہو جائیگی۔ بعض روایات مین ہے کہ تین روز تک مغرب سے نکلیگا اور امام نووی رح نے فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ ایک [illegible]
ایسا ہو کر پھر اور دنون کے مانند نکلا کریگا۔ فی تفسیر الحافظ۔ ابو ہریرہ رض نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جبتک مغرب [illegible]
نکلنے سے پہلے توبہ کی اسکی توبہ قبول ہوگی۔ رواہ ابن جریر ولیس فی الکتب الستۃ واسنادہ جید۔ عن حذیفۃ بن اسید [illegible]
ہم لوگ قیامت کا ذکر کرتے تھے کہ ناگاہ رسول اللہ صلعم نے غرفہ سے طلوع فرماکر کہا کہ قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ تم دس [illegible]
دیکھو۔ آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور دخان۔ اور دابۃ الارض۔ یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ عیسی بن مریم کا اترنا۔ [illegible]
نکلنا اور تین خسف ایک مشرق مین اور ایک مغرب مین اور ایک جزیرہ عرب مین۔ آگ نکلنا عدن کے غار سے جو لوگون [illegible]
چلاویگی جہان رات گزارینگے وہان رات کو ساتھ رہیگی اور جہان دوپہر کو ٹھہرینگے انکے ساتھ ہوگی۔ رواہ احمد ومسلم [illegible]
ابو سعید خدری رض سے مرفوعاً روایت ہے کہ قولہ یوم یاتی بعض آیات ربک۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ مغرب سے [illegible]
رواہ احمد ورواہ الترمذی موقوفاً۔ حدیث ابو امامہ رض مین مرفوعاً ہے کہ نشانیون مین اول وہ طلوع آفتاب از مغرب [illegible]
مین مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ تعالے نے مغرب مین ایک دروازہ کھولا جسکا چوڑان ستر برس کی راہ ہے وہ توبہ کے [illegible]
یہانتک کہ مغرب سے آفتاب نکلے۔ رواہ النسائی وصححہ الترمذی وابن ماجہ اور یہ اول آیت طلوع آفتاب [illegible]
بھی بروایت احمد ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ مروی ہے۔ ساریہ وعبد الرحمن بن عوف وعبد اللہ بن عمرو [illegible]
کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہجرت دو خصلت ہین ایک تو گناہون سے ہجرت یعنی گناہ [illegible]
واسکے رسول کیطرف ہجرت کرے اور یہ ہجرت منقطع نہوگی جب تک کہ توبہ قبول ہو [illegible]
مغرب سے طلوع کرے پھر جب مغرب سے طلوع ہوا تو ہر دل پر مہر ہو جائیگی [illegible]
الحافظ رواہ احمد باسناد حسن ولم یخرجہ احد من اصحاب الستۃ۔ عن [illegible]
ہین انمین سے سوائے چار کے سب گذر گئین اور چار جو باقی ہین وہ طلوع آفتاب [illegible]
[illegible]۔ اور کہتے تھے کہ جس آیت پر اعمال ختم ہونگے وہ مغرب سے طلوع آفتاب [illegible]

Marfat.com

[illegible] اول [illegible] سے بڑی آیات دس ہین - پھر واضح ہو کہ قولہ او کسبت فی ایمانہا خیرا - مین خیر سے
[illegible] مراد یہ کہ اسکو اسکا توبہ کرنا نافع نہو گا جیسا کہ حدیث مین آیا ہی - قال فی الکمالین
[illegible] ظاہر آیت سے [illegible] لیا تھا کہ خالی ایمان بدون عمل کے نافع نہین ہی اور مفسر رح نے اسکو دفع کر دیا کہ عدم نفع ایمان
[illegible] مین ہوتا [illegible] بمعنی لاینفع نفسا لم تکن کسبت فی ایمانہا خیرا اسے توبہ ہی یعنے اسوقت کسی مومن کو اسکے گذشتہ جرم پر
[illegible] ہوگا - وفی [illegible] حافظ قولہ تعالے لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن الخ - یعنی اگر اس روز کسی کافر نے نیا ایمان حاصل کیا یعنی ایمان
[illegible] سے مقبول نہوگا اور اگر وہ اس سے پہلے مومن تھا تو دو حال سے خالی نہین یا تو نیکو کار تھا تو وہ بہت خوب حال مین ہی
[illegible] گنہگار تھا اور اسنے جدید توبہ کی تو اسکی توبہ قبول نہوگی جیسا کہ احادیث متقدمہ دلالت کرتی ہین پس اسی پر محمول ہوگا قولہ
او کسبت فی ایمانہا خیرا - واضح ہو کہ قولہ تعالی لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا - مین کسبت کو امنت پر
عطف کرنے سے اشکال پیش آتا ہی وہ یون کہ ایمان سابق نہو تو ضرور خیر نہوگی کیونکہ بدون ایمان کے خیر کچھ نہین ہی اور اگر خیر مع الایمان
مراد ہی تو جملہ ثانیہ مین تکرار ہی اور نیز وجود ایمان اگر عدم خلود کے واسطے کافی ہی تو عدم ثانی کی کیا ضرورت اور اگر ثانی پر کافی ہی تو وعدہ اول
کا نفع ہی - اور مؤلف فتح البیان نے مہمل لاطائل طول کلام کے بعد لکھا کہ ظاہر آیت جو مقتضی ہی کہ خالی ایمان بدون عمل کے نافع ہی بعد کیا
[illegible] کتاب وسنت سے اسکے معارض ہین کہ نہیں نفع دیتا ایمان مگر عمل خیر کے ساتھ پس یہی وجہ قوی ہی - اور بعد اسکے ایک لاطائل
تقریر کی جسمین لوگون پر تشنیع ہی کہ انھون نے فقط حمایت مذہب کی وجہ سے آیت مین تاویل کی ہی - مترجم کو ان زبان درازیون سے
تعجب ہوتا ہی اور مہمل باتون کو اس کتاب مین درج کرنا پسندیدہ نہین ورنہ مین پورا کلام لاتا - لہذا اس سے اعراض کر کے مؤلف مذکور کا
[illegible] جواب دیتا ہون کہ مجرد ایمان نافع نہونے سے مؤلف مذکور کی مراد کیا ہی پس اگر یہ مراد ہی کہ کافرون کے مانند خلود فی النار سے
[illegible] مین فی الجملہ بھی نافع نہیں تو صریح غلط اور خلاف صحیح احادیث و آیات ہی بلکہ جماعت امت سے مخالفت ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ کامل
نافع نہوگا تو یہان اس تخصیص مین کلام نہین ورنہ مؤلف مذکور پر اثبات لازم ہی اور نیز اگر مجرد ایمان نافع نہو تو تصدیق توحید رکھنے والا اور
معتقد شرک و کفر مین کوئی فرق نہوگا حالانکہ فرق ظاہر ہی بالجملہ مؤلف مذکور کی ایسی مفسدانہ باتون سے اللہ تعالے محفوظ رکھے ولا حول
ولا قوة الا باللہ - پھر توضیح مقام یہ ہی کہ قولہ لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا - مین کسبت عطف ہی امنت پر
اور دو شق بحرف او مردد ہین یعنے نہ نفع دیگا کسی نفس کو اسکا ایمان لانا جسکی یہ صفت ہو کہ وہ پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا ایمان
مین خیر نہ کمائی ہو - پس نافع نہونا اس نفس کو ہی جسمین دونون باتون مین سے کوئی بات نہو لیکن اول شق کی نفی یہ ہی کہ وہ
[illegible] سے پہلے ایمان لایا ہو مگر خیر نہین کمائی پس اگر ظہور آیت سے پہلے ایمان لایا ہی تو اسکو اسکا ایمان نافع ہوگا اگرچہ خیر نہ
[illegible] جب شق اول کی نفی سے یہ بات ثابت ہوئی تو دوسری شق کے معنی لاینفع نفسا لم تکن کسبت فی ایمانہا خیرا - نہین نفع دیگا
[illegible] نہین کمایا اپنے ایمان مین خیر کو - ظاہر ہین جو نفی شق اول سے ثابت ہوا اس سے متعارض پڑتے ہین اور جواب یہ
[illegible] یہ ہین کہ اسکی جبران اعمال بد کے بارہ مین قبول نہوگی جنکو کر چکا ہی - اور وہ مراد ہوتی جو مؤلف فتح البیان نے مدونی
[illegible] کی [illegible] بدون عمل خیر نافع نہوگا تو شق اول بیکار ہوتی فقط شق دوم لازم تھی اور جسقدر ہمنے ذکر کر دیا
[illegible] ثابت ہی کہ [illegible] ابن کثیر رح کی تفسیر سے موافق دیگر مفسرین کے نقل کر دی ہی وہی صحیح ہی اور جو مؤلف

ح البیان نے لکھی وہ غلط وبیجا وہم وتقلید باطل ہے۔ فافہم قُلِ انْتَظِرُوْا إِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ
کسی بات کے منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں۔

إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ
جنھون نے راہین نکالین اپنے دین مین اور ہو گئے کئی فرقے تجھے

أَمْرُهُمْ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ مَنْ جَاءَ
کام حوالے اللہ کے پھر وہی جتاویگا اُنکو جیسا کچھ کرتے تھے

فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى إِلَّا
اُسکو ہی اُسکے دس برابر اور جو لایا بُرائی سو سزا پاویگا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝
اور اُنپر ظلم نہ ہوگا

إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ یعنے دین کو اسطرح تفریق کر ڈالا کہ اسمین پھوٹ ڈالی اور اختلاف کرکے
چھوڑ دیا۔ وَكَانُوْا شِيَعًا یعنی فرقًا۔ اور وہ جمع فرقہ ہے یعنے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور ایک قراءۃ حمزہ وکسائی میں
دہم ہے یعنے جدا ہوگئے اس دین سے جسکا حکم دیے گئے تھے۔ اور یہ لوگ یہود ہین جیسا کہ مجاہد سے مروی ہے فی تفسیر
کہا مجاہد وضحاک وقتادہ وسدی رحمہم اللہ نے کہ یہ آیت دربارہ یہود ونصاریٰ نازل ہوئی ہے اور ایسا ہی ابن عباس رضہ سے
ہے اور ابو ہریرہ رضہ نے کہا کہ اس امت کے گمراہ فرقون کے بارہ مین ہے۔ اور ابو امامہ رضہ نے کہا کہ حروریہ یعنی خارجی فرقہ ہیں
اور حدیث مرفوع اسمین کہ یہ آیت اصحاب ہواء کے حق مین ہے ثابت نہین ہوئی ولیکن اقوال سلف رضی اللہ عنہم سے ثابت ہوا
توفیق یہ ہے کہ اولًا تو یہود ونصاریٰ کے حق مین ہے اور ثانیًا وعمومًا تمام اہل ہواء وبدعت وضلالت کے حق مین ہے خواہ یہود ونصاریٰ
یا اس امت کے فرقے مبتدعین مانند معتزلہ وروافض وخوارج کے ہون۔ بالجملہ جسنے توحید الٰہی وسنت رسول اللہ صلعم سے اور جماعت
صالحین کے طریقہ سے انحراف کیا وہ اسی حکم مین داخل ہے پس آیت مین دلیل ہے کہ مسلمانون کا ایک کلمہ چاہیے اور جماعت مین
تفریق وپھوٹ نہ ڈالین۔ فی السراج والمعالم وغیرہما۔ معاویہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہم مین کھڑے ہوکر فرمایا
کہ آگاہ رہو کہ تم سے پہلے اہل کتاب تو بہتر فرقے ہوگئے اور یہ امت عنقریب تہتر فرقہ ہو جائیگی جسمین سے بہتر فرقے دوزخ مین جائینگے
ایک فرقہ جنت مین جائیگا اور وہ فرقہ جماعت ہے۔ رواہ ابوداؤد والترمذی۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضہ سے روایت ہے
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بہتر فرقہ ہوئے وہ سب دوزخ مین جاوینگے سوائے ایک فرقہ کے اور میری امت
فرقہ ہو جاوینگے وہ سب دوزخ مین جاوینگے سوائے ایک فرقہ کے تو لوگون نے عرض کیا کہ وہ کون فرقہ ہے تو فرمایا کہ جس
مین اور میرے اصحاب ہین۔ رواہ الترمذی وقد اخرجہ الحاکم وصححہ۔ عرباض بن ساریہ رضہ سے روایت ہے کہ
نماز پڑھائی پھر ہمکو ایسی پاکیزہ نصیحت فرمائی کہ آنکھون سے آنسو رواں ہوئے اور دل دہل گئے پس
کہ یا رسول اللہ یہ تو وداع کرنے والے کی سی نصیحت ہے پس آپ ہمکو کچھ وصیت فرمائیے تو فرمایا کہ

... وسمع وطاعت کرو اگرچہ کوئی حبشی غلام ہو کیونکہ جو کوئی تم مین جئیگا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھیگا پس اسوقت تم
... سنت اور سنت خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو اور دانتون سے اسکو مضبوط پکڑ لو اور خبردار بچے رہو
... کہ جنکو تم بدعت ... کیونکہ ہر نئی بات نکالی ہوئی بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ وہذا الحدیث فی الصحاح - بالجملہ جن لوگون
نے دین مین پھوٹ ڈالی اور فرقہ فرقہ ہو گئے اُنسے اللہ تعالے نے اپنے رسول صلعم کو بری فرمایا لقولہ **لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ**
... ان کے جھگڑون سے کچھ تعلق نہین ہے تو اُنسے بالکل بری ہے ولذلک قال المفسر اے فلا تعرض لهم لیس تو اُنسے کچھ تعرض مت کر
إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ یعنی اللہ تعالے ہی خود انکے امر شدید کا متولی ہے اور یہ سخت تہدید ہے کیونکہ شفاعت وغیرہ سے بالکل
محروم کردیا اور لا محالہ سخت عذاب مین پڑینگے **ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ** یعنی پھر آخرت مین انکو انکے افعال سے خبردار فرمائیگا
یعنی انکو سزا سخت دیگا۔ قال المفسر رح یہ منسوخ ہے حکم جہاد سے۔ اور اولی یہ ہے کہ آیت محکم ہے اور قولہ لست منہم فی شیء سے فقط یہ مراد ہے
کہ تجھپر صرف ابلاغ ہے اور انکے افعال سے تجھپر کچھ لازم نہوگا پھر انکا معاملہ اللہ تعالے کی طرف ہے جو چاہے انکے حق مین دنیا مین حکم کرے
چنانچہ آخر جہاد کا حکم ہوا۔ پھر قیامت مین انکو خبردار کریگا کہ تم کیا کرتے تھے چنانچہ جو جزیہ پر اڑے رہے وہ قیامت مین عذاب
شدید کفر و شرک کا پاوینگے **مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ** اے لا الہ الا اللہ **فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا** تو اسکے لیے جزا ہے
برابر دس گونہ اسکے۔ ایک جماعت نے کہا حسنہ سے مراد کلمہ لا الہ الا اللہ ہے یہی ابن مسعود و ابن عباس و ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی
ہے اور دیگر مفسرین نے کہا کہ یہ کلمہ طیبہ افضل الحسنات ہے اور مراد عام ہے جیسا کہ عموم لفظ دلالت کرتا ہے۔ اور حدیث صحیح مین ہے کہ تمھارا پروردگار
عزوجل رحیم ہے جسنے قصد کیا کسی نیکی کا پھر اسکو ادا نکیا تو اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر اسنے ادا کیا تو دس گونہ سے سات سو گونہ
بہت گونہ تک نیکیان لکھی جاتی ہین اور جسنے کسی بدی کا قصد کیا پھر اسکو نہ کیا تو اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہے پھر اگر اسکو کر گزرا تو اسپر
ایک بدی لکھی جاتی ہے یا اللہ تعالے اسکو محو کر دیتا ہے۔ کما رواہ البخاری ومسلم والنسائی۔ حدیث ابوذر بھی من جملہ حدیث قدسی کے ہے اور جسنے زمین
بھر کی خطائین کین پھر مجھسے ملا اس حال مین کہ وہ میرے ساتھ کچھ شرک نہین کرتا تھا تو مین اسکے برابر اسکے واسطے مغفرت دیتا ہون۔
کما رواہ مسلم واحمد وابن ماجہ اور ابو یعلی نے مانند حدیث اول کے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے۔ قال الحافظ واضح ہو کہ کسی گناہ کو
چھوڑنے والا تین قسم کا ہے ایک وہ کہ جسنے اللہ تعالے عزوجل کے واسطے واسطے اسکے خوف سے گناہ کو چھوڑا ... ہے پر اللہ تعالے اسکے واسطے نیکی عطا
کرتا ہے اور یہ اس بندہ کیطرف سے عمل و نیت ہے چنانچہ بعض الفاظ صحیح مین یہ بھی آیا ہے کیونکہ اسنے اس گناہ کو میری ہی وجہ سے چھوڑا۔ دوسرے
وہ کہ جسنے نسیان و دہول سے چھوڑ دیا تو ایسے شخص پر نہ عذاب ہے نہ اسکو ثواب ہے کیونکہ اسنے نہ بھلائی کی نیت کی اور
نہ برائی عمل مین لایا۔ اور سوم وہ کہ جسنے اس بدی کے بجالانے اور اسکے اسباب و سامان مین کوشش کی لیکن کسل
سے یا عاجز ہوکر بیٹھ رہا ایسا شخص بمنزلہ اس بدی کو عمل مین لانے والے کے ہے اسی واسطے حدیث صحیح مین ذکر ہے کہ
مسلمان تلوارین لیکر بھڑے تو قاتل اور مقتول دونون دوزخی ہین لوگون نے عرض کیا کہ قاتل تو قاتل ہوا اور مقتول کا کیا
فرمایا کہ اسواسطے کہ وہ اپنے ساتھی کو قتل کر ڈالنے پر حریص تھا۔ حاصل آنکہ اسنے کوشش مین دریغ نہین کیا پس وہ
... ہے۔ قال الحافظ خریم بن فاتک الازدی رح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آدمی چار صفت کے
... پس آدمیون کی حالت یہ کہ بعض کے حق مین تو دنیا و آخرت دونون مین وسعت ہے اور بعض کے لیے دنیا مین

Marfat.com

وسعت ہی اور آخرت مین محتاج ہی اور بعض دنیا مین محتاج اور آخرت مین وسعت [illegible]
مین شقی ہی - اور اعمال کی یہ تفصیل ہی دو موجب ہین اور مثل بمثل اور دس گونہ اور [illegible]
جو مسلمان مومن مرا در حالیکہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کچھ شرک نہ کرتا تھا تو اسکے واسطے جنت واجب [illegible]
دوزخ واجب ہوئی - اور جسنے نیکی کا قصد کیا اور بجا نہ لایا اور اللہ تعالےٰ کو معلوم ہی کہ اسکے دل مین [illegible]
اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جائیگی اور جسنے برائی کا قصد کیا اسپر نہین لکھی جائیگی اور جسنے برائی کرلی [illegible]
کئی گونہ نہین ہوگی اور جسنے ایک نیکی کرلی اسکے واسطے دس گونہ لکھی جائیگی اور جسنے راہ خدا مین کچھ خرچ کیا [illegible]
لکھا جائیگا - رواہ احمد وقد رواہ الترمذی والنسائی بالبعض - اور اسیواسطے آیا ہی کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک [illegible]
اپنے درمیان کا اور تین روز زائد تک کا کیونکہ دس گونہ ثواب ہی پس سات روز جمعہ تک اور تین روز زیادہ سے پورے
ہوگئے اور ایسے ہی ایک روزہ دس دن کے برابر اور تین روزہ پورے مہینہ کے برابر ہوئے اسی واسطے حدیث ابوذر [illegible]
آیا کہ جسنے ہر مہینہ مین تین روز روزے رکھے اسنے گویا تمام دہر روزہ رکھے - رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ والترمذی
تمام سال یا ہمیشہ کیونکہ کوئی مہینہ خالی نہین تو تمام سال خالی نہین ہی - وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا
چنانچہ احادیث مذکورہ بالا سے اسکی تفسیر ظاہر ہوگئی - وقال الحافظ قولہ ومن جاء بالحسنة - حضرت ابن مسعود [illegible]
یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ - لایا - اور قولہ ومن جاء بالسیئة یعنی کوئی شرک لایا - اور ایسا ہی ایک جماعت سلف رضی اللہ عنہم سے
مروی ہوا ہی - حاصل آنکہ جسنے کوئی بدی کی اسکو اسکے مثل جزا دیجائیگی اور اسپر زیادتی نہوگی پس مشرک کو خلود دوزخ کی جزا
دیجائیگی اور یہ موجب ہی یعنے ضرور اسکو یہ جزا و سزا ملیگی بسبب قطعی وعید کے اور سوائے اسکے دیگر معصیات مین وجسکی جزا
و سزا مقدر ہی وہ معلوم اور جسکی مقدار بیان نہین ہوئی اسمین اسکی مثل سزا ملیگی لیکن سوائے شرک کے دیگر سیئات مین اگر
اللہ تعالیٰ نے عفو نہ فرمایا اور اسکی حسنات یہ نسبت اسکے سیئات کے زیادہ نہوئی تو یہ سزا جو مذکور ہوئی یعنی برابر
برائی کے بدون زیادتی کے سزا پاویگا اور اگر توبہ کرلی تو خواہ شرک ہو یا کوئی گناہ ہو اور تعالےٰ ارحم الراحمین عفو [illegible]
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اے لا ینقصون من جزائهم شیئًا - جو انکی جزا ہی خواہ نیکی کا بدلا یا بدی کا بدلا اسمین [illegible]
ف - فی العرائس قولہ ان الذین فرقوا دینہم - اسکے اشارہ مین وہ لوگ داخل ہین جو ابتدا مین [illegible]
لگے اور طریقہ حق سے دوسری طرف مائل ہوگئے حالانکہ انپر واجب یہ تھا کہ اس راہ مین اپنے نفس کو [illegible]
وریاضت سے اسکو زیر کرین پس جب انھون نے راہ حق سے تفریق کی اور اسکو چھوڑا تو [illegible] ضلالت [illegible]
پس باطل دعوی کرکے ہلاک ہوے - بعض تو زرق و مکر مین پڑے اور بعض طرار ہوئے اور بعض [illegible]
کپڑے پہن لیے اور بعضون نے اولیاء کے مانند باتین بنانی شروع کین - فارس [illegible]
وتیرہ پر نہین رہے - قولہ من جاء بالحسنة فلہ عشر امثالها - جو شخص اپنے اعمال [illegible] اسکا [illegible]
عالم حادث مین سے اعلیٰ مقام جنت کی نعمتون سے اسکو اجر ملیگا اور جسنے اپنی نظر اپنے اعمال [illegible]
الٰہی درگاہ پر نظر کرکے اپنے اعمال سے خجل ہوا تو اسکا اجر بغیر حساب ہی اور وہ لطائف عرفان [illegible]

Marfat.com

... کے وقت ... عبادت کرے - اسی واسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ احسان یہ ہی کہ تو اللہ تعالے کی عبادت کرے اس حال سے کہ گویا تو اسکو دیکھتا ہی - یہ مرتبہ احسان ان عارفون کے واسطے ہی جنکا اجر مشاہدہ الٰہی عزوجل ... ہی - بعض نے کہا کہ جسنے حسنہ کو اپنے نفس سے لحاظ کیا تو اسکو دس گونہ ثواب ہی اور جس نے حسنہ کو اللہ تعالے ... سے خیال کیا ... ایسا بندہ ہی کہ اسپر ملائکہ صلوٰۃ بھیجتے ہین اور اللہ تعالے ہر بندہ کو اپنی رحمت سے جو جسکے واسطے ... ہی اسکو عطا فرماتا ہی اور جسکا اجر چاہتا ہی بہت گونہ بے حساب دیتا ہی - قال المترجم ایک حدیث شریف نقل کردون کہ جس سے یہ اشارات ماخوذ ہوسکتے ہین اگرچہ معلوم ہی کہ راہ خدا مین جہاد والے کے نفقہ کا اجر بے حساب آیا ہی - عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلعم جمعہ مین تین قسم کے لوگ حاضر ہوتے ہین ایک وہ کہ جمعہ مین آیا اور لغو فعل کرتا ہی تو جمعہ سے یہی اسکا حصہ ہی - دوم وہ کہ حاضر ہوا اور دعاء کرتا ہی پس اسنے دعا کرلی اگر اللہ تعالے چاہے اسکو دیوے اور چاہے نہ دیوے سوم وہ شخص جو جمعہ مین انصات و سکوت کے ساتھ حاضر ہوا اور کسی مسلمان کی گردن سے قدم بڑھاتا ہوا تجاوز نہین کرگیا اور کسی کو ایذا نہین دی تو جمعہ اسکے لیے کفارہ ہی اسکے بعد والے جمعہ تک اور زیادہ تین روز - کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہی

من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا الآیۃ

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا

(کہو مجکو تو سوجھا دی میرے رب نے راہ سیدھی دین صحیح ملت ابراہیم کی جو ایکطرف کا تھا)

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ

(اور نہ تھا شریک والون مین تو کہہ میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور مرنا)

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

(اللہ کیطرف ہی جو صاحب سارے جہان کا کوئی نہین اسکا شریک اور یہی مجکو حکم ہوا اور مین سب سے پہلے حکم بردار ہون)

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ہدایت متعدی بمفعول دوم بواسطہ بھی ہوتا ہی جیسے یہان الی صراط مستقیم ہی جبکہ مراد ایک چیز کی طرف راہ بتانی ہی اور کبھی متعدی بلا واسطہ ہوتا ہی جیسے اہدنا الصراط المستقیم - جبکہ واصل کرنا مقصود ہی کیونکہ بدایت بدون اسکی عنایت کے نہین ہی پس یہان صراط مستقیم محل نصب مین ہی بنابر انکہ مفعول دوم ہی اور بدل اسکا ... فرمایا - دِیْنًا قِیَمًا یعنی مستقیما مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ مکرر اسکی تفسیر گذر چکی - الحافظ ابن کثیر رح - اور یہ بمانند قولہ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین - اور آنحضرت صلعم ابراہیم حنیف کے اتباع کا حکم کیے گئے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ابراہیم علیہ السلام بہ نسبت آنحضرت صلعم کے اکمل ... آنحضرت صلعم نے اس ملت کو تکمیل تمام ادا کیا کہ سابقین مین سے کوئی اس مرتبہ کو نہین پہونچا اسی واسطے خاتم الانبیاء ... ولد آدم علی الاطلاق اور صاحب مقام محمود ہوئے کہ تمام خلایق حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی آنحضرت صلعم کی طرف ... اور اسمین مشرکین پر تعریض ہی جو شرک کرتے اور دین ابراہیم کا دعوی کرتے تھے - قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ ... صلوٰۃ کا الف ہی اور مراد نماز ہی وَنُسُكِیْ عباداتی من حج وغیرہ - یعنی نسک جمع نسیکہ اور مراد اس سے

Marfat.com

عبادت ہو حج ہو یا کوئی اور ہو۔ و علی ہذا التعمیم بعد تخصیص ہوگی کیونکہ صلوٰۃ بھی عبادت ہی ہے
حکم دیا کہ مشرکون کو خبر دے جو لوگ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے غیرون کی دیوتان وغیرہ کی عبادت کرتے
پس انکو آگاہ کردے کہ میری نماز بھی اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے فقط مخصوص ہی اور میری ...
قولہ تعالیٰ فصل لربک وانحر ہی۔ قال مجاہد۔ نسک بمعنی حج وعمرہ مین قربانی کرنا۔ یہی ...
قول ہی وعن ابن عباس رض آنحضرت صلعم نے عید النحر کے روز دو مینڈھے ذبح کیے اور وقت ...
وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیاے ومماتی اپنے
وَمَمَاتِیْ یعنے میری حیات وموت لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ یعنی حقیقت مین اسکا ...
ان امور مین بھی کوئی اسکا شریک نہین ہی۔ وَبِذٰلِکَ یعنی اسی توحید بجالانے کا۔ اُمِرْتُ مجھے حکم ہوا
اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی اس امت مین سے مین ہی اول مسلم ہون۔ کذا قال قتادہ رحمہ اللہ
قولہ تعالیٰ قل اننی ہدانی ربی الخ۔ صراط المستقیم اس مقام پر نہایت نادر طریقہ معارف کا اخص ہی اسی طریقہ
نبی صلعم کو اپنی طرف ہدایت فرمائی کیونکہ آنحضرت صلعم اسی طریق کے ساتھ تمام خلائق مین سے مخصوص ہین۔ کیا نہین
کہ قولہ قل اننی ہدانی ربی۔ سے کیونکر خاص اپنے نفس کی ہدایت بیان فرمائی اور یہ وقوع اسرار منازل انوار مین ...
آپ کی روح کا منازل ملکوت وجبروت مین ہی جبکہ مقام دنی فتدلی کو بوصف رویت کبریٰ مشاہدہ کیا اور مناجات اعلیٰ مین
جیسا کہ قولہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفواد ما رای سے اشارہ ہی ...
الفواد ما رای یعنی بسبب علت حدوث کے راہ قدم سے تجاوز نہین کیا کیونکہ بسبب رعایت ازلی دعنایت ابدی کے
تھے پس صفات کی راہون مین سے بہت اقوم راہ پر اور مشاہدہ ذات مین سے نہایت مستقیم راہ پر پہونچ گئے چنانچہ
بقولہ دینا قیما۔ یعنی بہت مستقیم جو کہ بشریت کی کجی ونقص تلوین وغیرہ سے منزہ وپاک ہی کیونکہ یہ کشادہ راہ محبت ...
جذبات ازل ومکاشفات ابد نے آپ کو کھینچ لیا تھا۔ وقد قال تعالیٰ ملۃ ابراہیم حنیفا۔ یعنی طریق محبت ...
خلت و دوستی مین۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام خلائق کے درمیان سے نہایت نادر طریقہ محبت وخلت ...
انکو حنیفیہ کے ساتھ موصوف کیا کیونکہ وہ اس راہ مین ماسوائے حبیب کے سب چیزون سے منھ موڑ ...
علاوہ انکے حبیب تک پہونچ گیا کیونکہ وہ شرک وطبیعت سے پاک صاف راستہ ہی وقد قال تعالیٰ ...
راہ محبت وخلت ایک ہی راہ ہی درباره اقتدا کرنے کے۔ کیونکہ معدن ان دونون کا وہی عین قدم ...
ہی۔ شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ صراط المستقیم یہ ہی کہ اقتدا کرے اور اتباع کرے اور ہوائے نفس ...
نہ نکالے۔ بھلا تو نہین دیکھتا کہ فرمایا۔ وما ینطق عن الہوی۔ بعض نے قولہ دینا قیما کے اشارہ مین ...
نفس سے پاک ہو اور اپنی مراد کی لذت سے بھی بری ہو۔ اور جیسا آنحضرت صلعم کا وصف بیان ...
جلال کی ہدایت پائے اور بر جمیع خلائق سے اپنے خالق کی عبادت کی طرف متوجہ ہوئے اپنی ...
لوگون کو آگاہ فرمادین کہ تمام مخلوقات سے منھ موڑے ہوئے ہین یعنی قرمایا۔ قل ان صلاتی ...

[illegible] اور رکوع [illegible] اور قیام حیرت ہی اسی واسطے فرمایا - قرة عيني في الصلوٰة - میری دونون آنکھون
[illegible] کہ اسی [illegible] مشاہدہ الٰہی ہی اور واردات جلال وجمال کا ہجوم ہی یہانتک کہ مروی آی کہ نماز پڑھتے
[illegible] کے جوش [illegible] دیگ کے - اور یہی نماز اللہ تعالے کے واسطے ہی کیونکہ اسمین غیر کی طرف نظر نہین ہوتی
[illegible] تعالے کے واسطے باین معنی ہوئی کہ اس نماز کا ادا کرنے والا تمام خلائق سے افضل ہی اور نیز اسوجہ سے کہ
[illegible] نماز وجمیع عبادت [illegible] بالعرض ہی سوائے اس نماز کے کیونکہ اسمین قدم مین حدوث کا فنا ہی اور نیز اسمین روح اول کو
[illegible] وہ ازل [illegible] عشق کی تلوار سے قربان کیا گیا اور یہی معنی ہین قولہ ونسکی - پھر جب اپنے وجود کو ازل کے لیے قربان کردیا
[illegible] قدم سے زندہ ہوا پھر سطوات عزت کے ظہور مین فنا ہوگیا اسی کے لیے اسکی حیات وموت تھی پس ایسی زندگی وموت
[illegible] ونماز [illegible] ہوسکتا ہی کہ اللہ تعالے کے واسطے ہو کیونکہ یہ سب علت حدوث ونسیان بشری سے پاک ہی - واسطی رحمہ اللہ
[illegible] فرمایا کہ اس آیت کریمہ کا بیان دوسری آیت کریمہ یعنی قولہ لہ ما فی السموات وما فی الارض سے ظاہر ہی پس جسنے عبادت کو اپنے
[illegible] سے لحاظ کیا وہ شکستہ حال ہی اور جسنے اس سے بیزاری کرلی اور بالکل الگ ہوا تو وہ عنایت قدیم مین معصوم ہی اور کب کسی کو
[illegible] ہو کہ اپنے نفس سے اُلٹی بات خیال کرے - بعض نے فرمایا کہ جسنے یقین کیا کہ وہ بفضل الٰہی موجود ہی تو یقین کریگا کہ وہ اللہ تعالے
[illegible] کے واسطے ہی پس جب اپنے نفس کو جان گیا تو اسمین غیر الٰہی عزوجل کا کوئی حصہ نہین رہا پس وہ حکم الٰہی پر گردن جھکانے والا
ہوگا اور تقدیر الٰہی پر کچھ بھی اعتراض نہ کریگا - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب اسی وصف کے ساتھ تھے جو ہم نے بیان کیا کیونکہ
اللہ تعالے کی فردانیت کے واسطے منفرد تھے اسی سے اپنے نفس کو اللہ تعالے کے واسطے منفرد کیا کہ سوائے حق عزوجل کے کوئی
انکی نظر مین نہ تھا چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا - لاشریک لہ - جب قلب سے آفتاب جلال کا ظہور ہوا تو درمیان مین کسی غیر کا وجود نہین
رہتا جسپر نظر رہے - قولہ وبذلک امرت - وہی پاک پروردگار تعالے عزیز جلیل ہی اسی کی شان ہی کہ اسکے قدم کو حدوث سے
منفرد رکھا جاوے اور اسکے سوائے کوئی بھی اس لایق نہین کہ کسی امر مین نظر رکھنے کے واسطے ملحوظ ہوسکے تو عبادت وغیرہ کا کیا
ذکر ہی - پھر چونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان پر تھی اور اس قابلیت پر اللہ تعالے عزوجل نے پیدا کیا تھا تو یہی بات ہی کہ ابتدائے
فطرت مین آپکے جوہر کو مخصوص فرمایا جسنے ظہور تجلی الٰہی وکشف ہیبت وعزت کے وقت ہی سب سے اول واعلیٰ طور پر القیاد کیا
اسی واسطے قولہ بذلک امرت کے بعد ہی فرمایا - وانا اول المسلمین - اسمین اشارہ ہی کہ آنحضرت صلعم کی روح وآپکا جوہر مقدم تھا پھر
[illegible] موجودات کا ظہور ہوا اور آنحضرت صلعم سب سے پہلے درگاہ عزت وکبریاء عزوجل [illegible] ولایت ومحبت ورسالت وخلعت
[illegible] ہوچکے پس اول الاول مین حضرت ازل وابد قدیم عزوجل کا القیاد کیا اور جن لوگون نے اس مقام پر اوہام کو دخل دیا انھون
[illegible] وہی وتقدیری باتون پر مدار رکھا اور یہ سخت گمراہی ہی اللہ تعالے ورسول اس سے پاک ہین تعالے اللہ عما یقول الظالمون
[illegible] کبیرا - اور یہ بات ہی اسکا اشارہ خود حضرت صلعم نے فرمایا بقولہ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین - مترجم کہتا ہی
[illegible] صحیح ہین اور صحیح حدیث سے ثابت ہین - بعض نے فرمایا کہ قولہ وانا اول المسلمین - یعنی اللہ تعالے عزوجل کے تصاریف
[illegible] جس طرح وجس تقدیر کے ساتھ جاری ہون ہین ایمان لایا اور گردن جھکائی اور اپنی طاقت وقوت سے بیزار ہون اور
[illegible] حقیقت علت ہی تو ہدا اس سے اظہار قدرت ہی کہ جس تصاریف تقدیر پر مین مطیع ومنقاد ہون یہ منجملہ اسی کی رحمت

خاص ہی۔ فافہم واللہ اعلم۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَلَا تَكْسِبُ

تو کہہ اب مین سواے اللہ کے تلاش کرون کوئی رب اور وہی ہی رب ہر چیز کا اور جو کماوےگا

عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُ

اور بوجھ نہ اُٹھاویگا ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رب پاس ہر

كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۞ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ

جس بات مین تم جھگڑتے ستے اور اُسی نے تمکو کیا ہی نائب

بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ

تم مین درجے ایک سے ایک پر کہ آزماوے تمکو اپنے دیے حکم مین

سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞

شتاب کرتا ہی عذاب اور وہ بخشنے والا مہربان ہی

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا مفعول کو مقدم کرکے اسی پر ہمزہ استفہام انکاری داخل کیا کیونکہ انکار ا
اور رب بمعنی الہ۔ جسکی عبادت لایق وواجب ہی اور معنی آنکہ غیر اللہ کو رب نہین تلاش کرتا۔ اور اشارہ ہی کہ اللہ تعالے معبو
ظاہر ہی اسکو چھوڑکر غیر کو رب بنالے وکافر ومشرک بننے کو مین نہین چاہتا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ اور حال یہ ہی کہ وہی
پروردگار رب یعنی مالک وخالق ہی ہر چیز کا۔ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا اور نہین کماتی کوئی نفس
کسی گناہ کو مگر اپنے ہی اوپر۔ یعنی اسکا وبال اسی پر ہی۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى اے ولا تزر نفس
اے اثمۃ وزر نفس اُخری۔ اور نہین اُٹھاٸیگی نفس وازرہ یعنی گناہ کرنے والی کسی دوسرے نفس کے گناہ کو۔ واضح ہو کہ وزر
اصل مین بمعنی گرانی وبوجھ ہی کسی تکلیف سے ہو یا کسی وجہ سے ہو اور اسی معنی کر فرمایا ووضعنا عنک وزرک۔ یعنی وہ گرانی
وہ ہمنے تجھسے اُٹھادی اور تیرے اوپر سے گرادی۔ اور اس سے گناہ کے معنی نہین کیونکہ آنحضرت صلعم گناہ سے پاک تھے اور
ومردود فرقون کے قول پر لحاظ نہ کرنا چاہیے جو انبیاء کو گناہگار بتلاتے ہین۔ پھر یہان وزر سے مراد گناہ ہی اور اس معنی مین
مستعمل ہی۔ ابن عباس رضہ نے تفسیر کی یعنی کوئی نفس کسی دوسرے کے گناہ مین ماخوذ نہوگا۔ اسمین رد ہی مشرکین جاہلیت
کرتے تھے کہ ایک شخص کے مواخذہ مین اسکے عزیز قریب کو ماخوذ کرتے تھے حتی کہ قبیلہ مین سے ایک شخص کو ماخوذ کرلیتے
نیز اسمین نصاری کا رد ہی جو یہ زعم کرتے ہین کہ تمام نصرانی جو گناہ چاہین کیا کرین حضرت عیسیٰ نے ان سب کے گناہ اُٹھالیے
اور یہ عجیب جہالت ہی۔ اور نیز اس سے رد ہوا عوام جاہل مسلمانون کا جنھون نے یہ طریقہ نکالا ہی کہ مردہ بہت سے گناہ کرگیا
بعد مرنے کے اسکے وارثون نے کچھ لوگون مفلسون کو کچھ مال اس شرط سے دیا کہ مردے کے تمام گناہ تمہارے اوپر
غرض تمہارا ہی یا بلا شرط مال دیا اور ان لوگون نے اسکے گناہ اپنے اوپر قبول کرلیے پس یہ محض باطل ہی
لوگ اسکے واسطے مغفرت کی دعا کرین اور اللہ تعالے مغفرت فرماوے پھر درصورتیکہ شرط کرکے یا

[illegible] کیا ہی قاتل انکو حلال ہی اور مرد سے پر گناہ اسکے برقرار رہینگے - پھر اس بارہ مین کہ ہر نفس [illegible] دوسرے کے گناہ مین ماخوذ نہوگا بہت آیات ہین مانند قولہ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ [illegible] ہوا کہ عذاب مین سب ماخوذ ہو جاوینگے اور زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم ہلاک ہونگے [illegible] نیکوکار ہونگے فرمایا کہ ہان جبکہ زناکاری بہت ہو جاویگی - تو دوسری حدیث عائشہ رض مین مصرح ہی کہ نیکوکار [illegible] مین ماخوذ ہونگے بلکہ اپنی اپنی نیت ہی اور یہ عذاب انکے حق مین عین ثواب ہوگا - اور رہا قولہ تعالے ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم الآیۃ تو اس سے مراد یہ کہ گمراہی پر چلنے والا اپنے گناہ لاویگا اور جن لوگون کو گمراہ کیا تو وہ اپنے گناہ لاوینگے اور پھر بھی انکے مثل گناہ لاویگا اس بات کا کہ اسی نے انکو گمراہ کیا - کما ثبت من قولہ لیحملوا اوزارہم کاملۃ یوم القیامۃ ومن اوزار الذین یضلونہم بغیر علم الآیۃ - اور یہی مراد اس حدیث مین ہی کہ جسنے کوئی بدعت نکالی تو اسپر اسکا گناہ لدا اور قیامت تک جو لوگ اس سے گمراہ ہوتے جاوینگے سب کا گناہ اسپر لدیگا یعنے انکے گمراہ کرنے کا - اور اسیطرح صحیح مسلم سے ثابت ہوا کہ قیامت مین بہت سے [illegible] اہل اسلام بہت بھاری گناہ لادے ہوے آوینگے اور تعالے انکے گناہون کو یہود و نصاری پر ڈالیگا - پس تقہ حدیث یہی ہی کہ انکی [illegible] یہ لوگ دیکھ دیکھ کر گناہ مین مبتلا ہوے لیکن دین توحید پر باقی رہے اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ کوئی نفس دوسرے کا گناہ خود نہیں اٹھا سکتی ہان اللہ تعالے عز و جل کو اختیار ہی کہ وہ ڈالدے اور رہا یہ کہ قتل خطاء مین جو دیت وغیرہ کو عاقلہ و مددگار برادری پر [illegible] تو درحقیقت اس سے معارض ہی نہیں آیا تو نہیں دیکھتا کہ بردہ آزاد کرنا و خاطی کے مال پر ہی - وقال الحافظ فی التفسیر قولہ تعالے ولا تزر وازرۃ وزر اخری - اللہ تعالے نے اس سے واقعہ روز قیامت کی خبر فرمائی کہ اسکے حکم و عدل سے نفوس کو انہین کے اعمال پر جزا ملیگی اگر بھلے ہین تو بھلائی اور اگر برے ہین تو برائی پہونچیگی اور کسی کے خطیہ دوسرے پر نہوگی کما قال تعالے وان تدع مثقلۃ الی حملہا لا یحمل منہ شیء ولو کان ذا قربی الآیۃ - وقد قال تعالے کل نفس بما کسبت رہینۃ الا اصحاب الیمین الآیۃ اسکے معنی یہ ہین کہ ہر نفس اپنے اعمال بد کے مواخذہ مین گروہی سوائے اصحاب الیمین کے جو نہایت نیکوکار مغفور بندے ہونگے پس انکے اعمال نیک کی برکت انکی ذریات کی طرف پہونچیگی چنانچہ قولہ الذین آمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم الآیۃ مین مصرح کردیا یعنی جو نیکوکار بندے اصحاب الیمین ہین انکی ذریات جو ایمان کے ساتھ انکے تابع رہی انکو درجات بلند مین ہم انکے مقام پر اپنے فضل و کرم سے پہونچا دینگے اگرچہ ان اعمال بزرگ مین یہ ذریات انکے برابر نہون - قال المترجم اور البتہ ثابت ہوا اور تحقیق [illegible] کہ المرء مع من احب - مع آیت کریمہ کے جو لوگ نیکوکارون سے محبت رکھتے ہین [illegible] سے محبت رکھتے ہین اسکے [illegible] انکے حتی کہ جنکو کافرون سے محبت ہی وہ کافرون کے ساتھ ہونگے - اور البتہ حضرت انس رض نے تمنا کی کہ آنحضرت صلعم و ابوبکر و عمر رضی اللہ [illegible] کی محبت رکھتا ہون اور تمنا کرتا ہون کہ انکے ساتھ ہون اگرچہ مین نے انکے اعمال حسنات کے مثل عمل نہیں کیے ہین - وقال المترجم قولہ الحقنا بہم ذریتہم - مین صریح دلیل ہی کہ حضرات اہل بیت حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن و حسین علیہما [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونگے - وہذا الکلام وقع فی البین والمقصود انما ہو تفسیر قولہ ولا تزر وازرۃ وزر اخری - و [illegible] وقال فی المدارک جواب ہی مشرکون کے قول کا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم - یعنی مسلمانون سے کہتے کہ تم ہماری راہ [illegible] تمہارے گناہ ہم اٹھا لینگے اور رد ظاہر ہی کہ جو جیسا کرے وہی خود برداشت کریگا دوسرا اسکا گناہ نہیں اٹھا سکتا

Marfat.com

ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ مَّرۡجِعُکُمۡ فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ فِیۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ قیامت مین جو حق
ہو جائیگا اور اسمین مبطلون کو تهدید ہی کہ وہ اپنے افعال کے عوض عذاب شدید اٹھاوینگے۔ وَهُوَ الَّذِیۡ
اسے خلائف فی الارض۔ اور خلائف جمع خلیفہ ہی اور معنی یہ کہ یخلف بعضکم بعضاً فیہا۔ یعنی تمھارے بعض
زمین پر یا یہ معنی کہ امم ماضیہ کے تم خلیفہ ہوے کما قال السدی رح۔ یا معنی یہ کہ اس نوع انسانی کو اللہ تعالےٰ نے
رَفَعَ بَعۡضَکُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ یعنی مال وجاہ وعلم وشرف وغیرہ مین بعض کو بعض پر فوقیت دیکر
مفلس وضیع و بے پڑھا وغیرہ کیا اور یہ کچھ اسوجہ سے نہین کہ اوتعالےٰ عزوجل کی درگاہ مین کوئی کمی ہی یا نعوذ باللہ بخل یا اسکے مال
کیونکہ اسکی درگاہ کبریائی ہر ایسی بات سے پاک ہی جو نقص وعیب کہی جاوے بلکہ یہ سب اسواسطے لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰکُمۡ
کرے اس چیز مین جو تمکو عطا فرمائی ہی پس مطیع وعاصی ظاہر ہو جاوے اور علم الٰہی خوب محیط ہی کہ کون عاصی ہی اور کون مطیع ہی اور کیا کیا انجام
یہ امتحان خود ہر ایک بندہ کے واسطے ہی اور پارہ دوم مین یہ بحث مفصل گذر چکی ہی۔ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیۡعُ الۡعِقَابِ
یعنی جو نافرمانی کرے اور اسکو عذاب دینا چاہے تو لمحہ بھر کسی وجہ وسبب سے تاخیر نہین ہو سکتی یعنے کوئی چیز بھی مانع نہین
وَاِنَّهٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ اور البتہ او تعالےٰ غفور رحیم ہی ان بندون کے واسطے جنھون نے توحید اختیار کی اور شرک
سے تقویٰ کیا اور اللہ تعالےٰ کے رسول پاک محمد مصطفےٰ صلعم کی تصدیق کی ہی۔ پس جو شخص کہ بدون تصدیق حضرت محمد مصطفےٰ صلعم
کے توحید کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہی اسواسطے کہ وہ توحید کو جان ہی نہین سکتا اور اعتقاد توحید کے بدون آنحضرت صلعم سے
سیکھنے کے کبھی نہین معلوم ہو سکتے پس جو صفات حضرت باری تعالےٰ عزوجل کے واسطے شایان ہین اور جو نہین شایان ہین مومن
کو چاہیے کہ انہین آنحضرت صلعم سے اور آپ کی حدیث شریف سے اور سلف صالحین کی فہم نورانی سے سیکھے اور اپنی فہمی رائے
وقیاس کو جسکو وہ عقل کہتا ہی دور رکھے ورنہ گمراہ ہوگا واعوذ باللہ من العبادة والجہالة والضلالة واسئلہ الہدایة وهو
حسبی ونعم الوکیل۔ قال الحافظ۔ اور ابو سعید خدری رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دنیا ہری بھری میٹھی
ہی اور اللہ تعالےٰ تمکو اسمین خلیفہ کرنے والا ہی دیکھے تو تم اسمین کیسے عمل کرتے ہو پس تم بچے رہو دنیا سے اور بچے رہو
عورتون سے کہ پہلا فتنہ بنی اسرائیل کا عورتون سے شروع ہوا۔ رواہ مسلم۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر مومن جانے کہ کیا اللہ تعالےٰ کے نزدیک عقوبت ہی تو کوئی بھی اسکے جنت کی طمع نکرے اور
اور اگر کافر جانے کہ کیا اللہ تعالےٰ کے نزدیک رحمت ہی تو کوئی بھی جنت سے مایوس نہو۔ اللہ تعالےٰ نے سو رحمت پیدا کی
اور انہین سے ایک کو مخلوق کے درمیان رکھ دیا اسی سے آپس مین رحم وشفقت کرتے ہین اور ننانوے رحمت اللہ تعالےٰ
کے نزدیک ہین۔ رواہ احمد اور ایک روایت مین ہی کہ قیامت مین رحمت دنیا کے ساتھ انکو جمع فرمائیگا۔
اور ایک روایت مین ہی کہ اسی ایک جزو رحمت سے یہ ہی کہ باہم مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتے ہین یہان تک کہ
اپنے بچہ پر سے اٹھا لیتا ہی اس خوف سے کہ اسکو صدمہ نہ پہونچے۔ رواہ مسلم
پس بشارت ہی ان لوگون کو جو ایمان پر پاک صاف مرین اس حال مین کہ اللہ تعالےٰ
اللہم اجعلنی منہم بفضلک العظیم وانت ارحم الراحمین فـــ فی العرائس

Marfat.com

...تمام طرایق سے ... بندہ محبوب تھا اور او تعالے جل جلالہ عزت وکبریائی وربوبیت کی حضور مین گردن جھکائے
... ذکمال متناہی معرفت سے عارف تھا تو اب اللہ تعالے نے حکم دیا کہ تو اپنی پاک ذات کو جو حدوث کی علتون سے
... ہوگئی ہی بیچ ڈالے تاکہ ہر سچا بندہ اسکو پہچان لے اور ہر محب وولی اسکے دل وجان سے اطاعت کرے اور اسکے
... پر جان فدا کرے لیس فرمایا قل اغیر اللہ ابغی ربا - یعنی مین تو مشاہدۂ قدم الٰہی عز وجل مین ہون بھلا مین کسی اور کو اسکے مشاہدہ
... اختیار کرونگا - ہرگز نہین ہرگز نہین - اعوذ باللہ منہ سبحانہ تعالے شانہ - تمام جہان مین کسی چیز کی کوئی ہستی ہی کچھ بھی نہین
کچھ بھی نہین سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم - جوزجانی نے معنی آیت مین کہا یعنے بھلا سوائے او تعالے کے کوئی حافظ
وحفیظ ووکیل اور تلاش کرون - وہو رب کل شئی - اور اسی نے مجھکو ہموم سے کفایت فرمائی اور ارشد ہدایت مجھکو الہام فرمائی
کما قال قل افغیر اللہ تامرونی اعبد ایہا الجاہلون - بالجملہ عارف سے کیونکر ہوسکتا ہی کہ دامن رحمت مین ہوکر غیر کی عبادت کرے
قولہ ولا تکسب کل نفس الا علیہا - اسمین اشارہ ہی جریان تقدیر کی طرف اسے لا تعمل نفس الا ما الزمت علیہا فی الازل - یعنی
کوئی نفس ہو وہ نہین کریگا مگر وہی کام جو ازل مین اسپر لازم کردیا گیا ہی پھر جب اسنے یہ کام کیا تو اسی نفس پر راجع ہوا اور
خالق تعالے اس سے منزہ وپاک ہی - بعض نے کہا کہ نہین کمائی کوئی نفس کچھ بھلائی وبرائی کو مگر وہ کمائی اسی پر ہی چنانچہ
اگر برائی کو کمایا تو وہ ماخوذ ہی اور اگر بھلائی کو کمایا تو اس سے سچی نیت مطلوب ہی یعنے تصدیق صحیح ہی اور ریاء وعجب ونفس
کی خواہش وزینت وافتخار واسپر اعتماد اور احسان سے خالی ہو پھر جب اسکو حاصل کیا تو اسی کے اوپر لازم پاویگا اور وہ
کچھ اللہ تعالے کے واسطے نہین کہ اسکی طرف عائد ہو - قولہ وہو الذی جعلکم خلائف الارض او تعالے نے خزائن معرفت ومحبت
وکمالات پر خلیفہ فرمایا اور جو اسقدر زمانہ دراز گذرنے ونبوت ورسالت سابقہ واول الاول مین انکشاف ہوئے وہ تم کو سب
اگلون کی خلافت مین منکشف ہوے اور اسپر اور مقامات مزید بسبب شرف تمہارے نبی صلعم کے عطا ہوے جو اگلون کو نہ تھی -
قال المترجم شیخ اکبر ابن العربی رح نے ایک دراز کلام سے بیان کیا ہی کہ انکشاف بعض مقامات خاص کا امتیان آنحضرت
صلعم کو جو حاصل ہوا وہ سابق مین کشف نہین ہوسکتا تھا اور اسی سے انبیاء اولوالعزم تمنا کرتے تھے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم مین سے ہون اور ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم - شیخ نے کہا کہ اس امت کو بھی سبقت ہی اور
آخرین ہونے کا بھی بھید ظاہر ہوا اور حدیث سے یہ مضمون ثابت ہوا کہ ہم لوگ پیچھے پیدا ہوے اور ہم کو آخرت مین سب پر
سبقت ہی - اور اس آیت مین خلافت بعض بعض بھی بیان ہی چنانچہ سابق مین تفصیل گذر چکی کہ اولیاء وعرفاء ونجباء واوتاد
وابدال وغیرہ مین مختلف مراتب ہین اور جب ایک کا انتقال ہوجاتا ہی تو دوسرے گروہ مین سے ایک اسکا خلیفہ ہوتا ہی یعنے
...اسکے قائم ہوتا ہی اور انکے درجات متفاوت ہونے کی تصریح کردی بقولہ ورفع بعضکم فوق بعض درجات - بعض انکے
...کی اقتدا کرتے ہین اور وہ امانت وامان وحجت وبرہان ہین عالمین کے واسطے اور عالمین کو انسے مستقل تعلق نہین
یعنی کہ احکام الٰہی سے انکو شرف ہی اور یہ احکام اہل عالم کے حق مین ہوتے ہین اور نیز انکے درجہ باعتبار کمالات کے
...مین بعض کا درجہ تو معاملات ہین اور بعض کا حالات - بعض کا مقامات - بعض کا مکاشفات - بعض کا مشاہدات
...وکرامات اور بعض کا کرامات - بعض کا مواجید وواردات - اور بعض کا حکمیات اور بعض کا دحیات - بعض کا معرفت

Marfat.com

بعض کا توحید - اور بعض کا تلوین اور بعض کا تمکین - بعض کا الیقین - بعض کا فنا دالذل ...
بعض کا ولہ اور غلبت - بعض کا سکر - اور بعض کا صحو - بعض کا الفعات اور بعض کا اتحاد ...
عبودیت - اور ایسے ہی علم عام اور علم خاص اور علم العلم اور معرفت العلم و معرفت ... یعنے عشق ...
اور ہر علم کا کوئی مرتبہ نہین ہوتا ہی ہان رسم مندرس و طریق منطمس ہی یعنے ہر حادث فنا ہی کیونکہ وہان ...
کے ساتھ سواے قدم کے کسی چیز کو بقا نہین ہی پس بندون کو جو اُن مختلف مقامات مین مبتلا کیا تو ...
تاکہ علت حدوث کو قدم مین فنا کرین - اور جو شخص ان مقامات مین سے نعت ربوبیت کے ساتھ نکل جاوے
تو وہ مارا پیٹا جاوے سولی دیا جاوے قتل کیا جاوے جلا دیا جاوے جیساکہ حسین بن منصور کے ساتھ کیا گیا ...
اسکی مغفرت فرماوے - اور جو شخص کہ ان مقامات مین بصفت عبودیت رہا اور بندگی پر مستقیم رہا جیسے نبی صلی اللہ ...
کہ ہمیشہ یہی آپ کے کلام سے ثابت ہوا کہ جناب باری تعالے مین التجا فرمائی کہ مین بندہ ہون اور نہین کوئی معبود سوا ...
کے تو وہ سکر کے حال مین معصوم رہا اور راہ طریق مین جو خطرات آگئے ہین وہ بخشے جاوینگے بسبب قول حضرت باری تعالی
کہ فرمایا ان ربک سریع العقاب وانہ لغفور رحیم - اور بعض مشائخ نے کہا کہ ولی کا خلیفہ ولی ہی اور صدیق کا صدیق ہی اور ...
کے درجہ کو بعض پر بلند کیا اور بعض کے درجہ کو بعض کے واسطہ سے بلند کیا تاکہ روے زمین حجت اللہ عزوجل سے ...
خالی نہ رہے - بعض مشائخ نے کہا کہ بعض کے درجات کو بعض دیگر پر اسواسطے بلند فرمایا کہ جو نیچے مرتبہ پر ہی وہ اوپر والے
کی اقتدا کرے - اور جو مرید ہی یعنے خود ارادت کے ساتھ حضور حق مین رسائی چاہتا ہی وہ ایسے بندہ کی پیروی کرے جو ازل مین حضرت ...
کے فضل سے مراد ہو چکا ہی چنانچہ اصفیان محمدی - حضرت محمد صلعم کی پیروی و اقتدا کرین تاکہ درجہ مقصود کو پہنچین - فافہم واللہ ...

سورة الاعراف مكية وهي مائتان وخمس وستّ آيات

سورہ اعراف دو سو پانچ ... یا دو سو چھ آیتین ہین

وفی السراج اس سورہ کے کلمات تین ہزار تین سو پچیس ہین اور حروف چودہ ہزار تین سو دس ہین - پھر یہ سورہ مکی ...
سواے آٹھ آیتون کے یعنی قولہ واسألهم عن القرية التي - تا قولہ واذ نتقنا الجبل فوقهم الآية - یہی ابن عباس ...
سے مروی ہی اور یہی حسن رح و مجاہد و عکرمہ و عطاء و جابر بن زید کا قول ہی اور یہ سب سورہ محکم ہی اور بعض نے کہا ...
قولہ تعالے واعرض عن الجاهلين - کا حکم منسوخ ہی اور باقی محکمہ ہی - قال المترجم پہلے یاد ہو چکا کہ اعراض ...
کے مانند احکام داخل نسخ اصطلاحی نہین ہین وقد فصلہ المفسر فی المقدمة -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

المّٓصٓ ۝ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ ...

یہ کتاب اُتری ہی تجھکو سو اِس سے تیرا جی ...

وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا

... ایمان والونکو ... چلو اُسپر جو اُترا تمکو تمہارے رب سے اور نہ چلو

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝

اُسکے سواے اور رفیقون کے پیچھے تم کم دھیان کرتے ہو

المٓصٓ اللہ اعلم بمرادہ بذلک۔ اس کلام سے جو مراد ہی اسکو اللہ تعالے ہی خوب جانتا ہی اور کسی کو نہین معلوم ہی قال الرحیم مفسر رحمہ اللہ نے تمام تفسیر مین یہی اختیار کیاکہ اسکی مراد کو سواے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا ہی اور اتقان مین اسکی بابت ایک بحث طویل لکھی اور ظاہر کلام مین اسی قول کو مرجح رکھا اور مترجم نے ابتداء سورۂ بقرہ مین بحوالہ بعض متاخرین کے لکھدیا کہ تاویل وتفسیر مین فرق ہی پس تاویل اسکی بمعنی ماٰوول الیہ الامر۔ کو کوئی نہین جانتا سواے حق تعالے کے اور اس معنی کر جنت مین کھانا پینا وغیرہ بھی ابھی باعتبار تاویل کے کوئی نہین جانتا اگرچہ یہ قطعًا معلوم ہی کہ واقع ہوگا اور رہی تفسیر بمعنی کہ راسخین فی العلم کچھ اشارات جانتے ہین تو یہ بعض سلف سے مروی ہوا چنانچہ ابن عباس سے المٓصٓ کی تفسیر مین آیاکہ معنی اسکے۔ انا اللہ افصل یعنے مین ہون اللہ خوب فیصلہ کرنے والا۔ رواہ ابن ابی حاتم وکذا قال سعید بن جبیر رح۔ اور کہاکہ اللہ تعالے کے نامون مین سے نام ہو جس سے قسم کھائی ہی اور سدی رح سے مروی ہی کہ۔ ہو المصور۔ محمد بن کعب نے کہا۔ ہو اللہ الرحمن الصمد۔ ضحاک نے کہا انا اللہ الصادق۔ اور دیگر اقوال ہین جنکو مفسر رح نے اتقان مین ذکر کیا اور حق یہ ہی کہ محصول سورہ اور اصل مراد کو راسخ علم سے سمجھکر اسکے موافق کچھ اشارات سمجھے اور یہ تفسیر صوفیہ سے زیادہ مشابہ ہی اور عمومًا اولی یہ ہی کہ یہ سر القرآن ہی اور بعض متاخرین نے تحقیق کیاکہ عارف کو یہ سر معلوم ہو سکتا ہی مانند علم روح کے اور ممتنع نہین مانند علم ذات وکنہ صفات کے واللہ اعلم۔ **كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ** یہ خبر ہی اور مبتدا اسکا اے ہذا کتاب مقدر ہی اور خطاب آنحضرت صلعم کو ہی **فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ** یعنے تیری طرف کتاب اُتاری گئی پس ہرگز نہو تیرے سینہ مین حرج اس سے۔ یعنی تنگی اس کتاب سے اس طور کہ تو ابلاغ کریگا تو تجھکو لوگ جھٹلاوینگے یا ایذا دینگے کیونکہ اللہ تعالے تیرا حافظ وناصر ہی اور بعض نے کہاکہ تنگی اسطرح نہو کہ لوگ کتاب کو سنکر ایمان نہ لائین اور سخت عذاب مین اسوجہ سے گرفتار ہوے کہ بعد حق بات پہونچنے کے کفر کیا کیونکہ تجھپر پہونچانا واجب ہی کچھ غرض نہین ہی۔ اور مجاہد وقتادہ وغیرہ سے مروی ہی کہ حرج یہان بمعنی شک ہی کیونکہ شک کرنے والے کا سینہ بھنچا ہوا ہوتا ہی معنی یہ ہونگے کہ تو اسمین شک مت کر کہ یہ کتاب اللہ تعالے کے یہان سے نازل ہوئی ہی لیکن اس صورت مین یہ بھی معنی تعریض امت ہوگی کیونکہ آنحضرت صلعم کے حق مین تو شک متصور نہین دو وجہ سے ایک تو آپ نبی معصوم تھے اور دوم آنکہ وحی نازل ہوتی تھی پس حاصلہ امت کو تنبیہ ہی کہ انمین سے کسی کو شک نہونا چاہیے۔ پس قول اول پر تقدیر یہ ہی حرج منہ فی ابلاغہ۔ ضیق نہو اس کتاب کے پہونچانے مین۔ اور قول دوم پر تقدیر یہ ہی حرج منہ فی انزالہ۔ شک نہو اسکے نازل ہونے مین۔ پھر انزال کا فائدہ بتلایا گیا کہ **لِتُنْذِرَ بِهٖ** یعنی اسواسطے نازل کی گئی کہ تو اس سے گنہگارون ومشرکون کو عذاب سے ڈرا دے تحقیقی خبر **وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ** اور واسطے نصیحت حاصل کرنے مومنون کے۔ یا مومنون کو تو نصیحت دیوے۔ **اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ** یعنی قل لہم ذکر مفسر رح نے قل لہم مقدر کیا اور شاید اشارہ ہی کہ یہ حکم مومنون کو ہی یعنی مومنون کو کہدے

کہ اتباع کرو ما انزل الیکم کی اور ظاہر یہ ہی کہ کلام مستانفہ ہی کیونکہ مرسلین کی تخصیص
انھین کو حاصل ہوگئی اور یہان عام حکم دیا جسمین ہر مکلف شامل ہی۔ مِّن رَّبِّكُمْ
تمھارے رب کی طرف سے اور وہ قرآن ہی۔ اور بیضاوی رحمہ نے کہا کہ وہ قرآن و سنت دونون
فرمایا۔ ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ یعنے رسول نہین بولتا اپنی خواہش سے بلکہ وہ وحی ہی
پس حدیث بھی وحی خفی ہی کہ اللہ تعالے کی طرف سے نازل ہوئی۔ تفسیر کبیر مین ہی کہ ما انزل الیکم شامل ہی
اور یہی دیگر مفسرین نے کہا ہی اور انزل الیکم۔ فرمایا حالانکہ وہ رسول اللہ صلعم کی طرف نازل ہوا تو اسوجہ سے
اور سب پر فرمانبرداری اسکے بواسطہ رسول علیہ السلام کے فرض ہی چنانچہ فرمایا۔ اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ
تمکو رسول دیوے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔ پس کتاب الٰہی کی فہم حاصل ہونے پر ہر ایک
اور اس سے یہ مراد نہین کہ قرآن بغیر موجودگی رسول کے نہین لیا جاسکتا بلکہ مراد یہ کہ قرآن کی اتباع فرض ہی جو رسول اللہ
واسطہ سے تمکو پہونچا اور حضرت صلعم نے اسکی اتباع پر سخت تاکید فرمائی ہی۔ اور خود اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَلَا تَتَّبِعُوا
مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ۔ ای لاتتخذوا غیر اللہ اولیاء تطیعونھم فی معصیۃ اللہ۔ یعنی مت بناؤ غیر خدا کو ولی بحیثیت جنکی پیروی کرو
کی نافرمانی مین۔ ورنہ اگر اللہ تعالے کی فرمانبرداری مین ولی بنادے تو جائز ہی حتی کہ آنحضرت صلعم کی اتباع فرض ہی۔ زمخشری
کہا کہ مراد یہ کہ شیاطین جن و انس مین سے کسی کو ولی مت بناؤ جو تم کو خواہش نفسانی و بدعتون پر آمادہ کرین۔ وقال الرازی
فی الکبیر۔ اس آیت مین دلالت ہی کہ قرآن مین جو عمومات ہین انکو قیاس سے خاص کرنا نہین جائز ہی کیونکہ عموم قرآن تو اللہ تعالے
کی طرف سے نازل ہی اور اللہ تعالے نے اسکی پیروی واجب کردی ہی پس اسپر عمل کرنا واجب ہی تو ایسی حالت مین قیاس پر عمل
کرنا منع ہوا ورنہ تناقض لازم آویگا۔ وقال المترجم اگر یہ مراد ہی کہ باب عقائد مین جو عام جسطرح ہی اسکو قیاس سے خاص
نہین جائز ہی تو صحیح ہی ورنہ قیاس خود مثبت نہین بلکہ مظہر حکم الٰہی ہی اور ایسی حالت مین کوئی تناقض نہین کیونکہ عموم مذکور
تاؤل عمل واجب ہی اور وہ بعد تخصیص از قیاس ہی فافہم۔ مالک بن دینار نے لاتبتغوا پڑھا از ابتغاء یعنی مت طلب کرو سواے
کے کسی کو ولی۔ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ یعنی تذکرون قلیلا ما۔ بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ اور ایک قراءت مین تذکرون
بتخفیف ہی اور ما زائدہ ہی تاکید قلت کے واسطے آیا ہی۔ حاصل آنکہ باوجود اس فہمایش وسیع وکثیر کے تمکو بہت کم
الحافظ اور یہ مانند قولہ وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین۔ یعنی اگر تو حرص کرے تو بھی بہیترے لوگ مومن نہین
قولہ المص۔ شیخ نے یہان رسوخ علم سے بعض اشارات کو ذکر کیا اور کہا کہ گویا ان حروف تہجی سے آنحضرت
اللہ تعالے نے جب چاہا کہ اپنے رسول علیہ السلام سے اپنے انبیاء سابقین کے قصے و ماجرے اور انکے ساتھ
گذشتہ کو بیان کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص شریعت و طریقت سے مخصوص و ممتاز فرمائے
حال سے آگاہ کرے تو حروف تہجی سے آگاہ فرمایا اور اسکے بھید سے محض اشارہ دار خطاب
کہ رسول اللہ صلعم اس اشارہ سے مراد الٰہی کو سمجھ جائیگا اور اللہ تعالے جانتا ہی کہ باقی امت
کو ان چھوٹے سے حروف مین تعبیر فرمایا اور خاصان امت مانند صحابہ و تابعین و اولیاء متقدمین

Marfat.com

[illegible] مقطعات [illegible] قرآن ہین جنکو بعض علماء ربانی سمجھتے ہین پس اس مقام پر الف اشارہ ہی آدم سے چنانچہ
[illegible] موجود ہی پس الف سے اشارہ آدم کے حال وقصہ وابتداء خلقت و ملائکہ پر پیش ہونا اور جنت مین جانا
[illegible] آنا وغیرہ حالات کی طرف ہی وہ اصل خلقت ہین اور دیگر جو انسے شاخین نکلین وہ ذکر مین آدم کے تابع ہین اور
[illegible] علم الاسماء کی طرف ہی بقولہ وعلم آدم الاسماء۔ اور اس اسماء مین علم ذات وجمیع صفات اور نعوت وافعال کا ہی
[illegible] وآئندہ کا ہی پس آنحضرت صلعم کو اس الف سے تمام وہ علم سکھلا دیا جو آدم علیہ السلام کو جمیع اسماء کے علم سے حاصل ہوا تھا
[illegible] تمام اولین وآخرین سے زیادہ لطیف تھے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک زیادہ بزرگ مرتبہ اور زیادہ مقرب تھے پس
[illegible] اشارہ بھی زیادہ لطیف فرمایا جو اوروں پر زیادہ خفی ہوگیا۔ **لام** سے اس مقام پر قصہ تجلی موسیٰ علیہ السلام و کوہ طور
[illegible] احوال ماضیہ سے آپ کو آگاہ کیا **میم** سے شان موسیٰ و اول سے آخر تک انکے واقعہ کی خبر دی۔ اور **حرف ص**
[illegible] قصص نوح وہود وصالح وشعیب ولوط اور تمام ماجرا انکا ابتدا سے آخر عمر تک جو کچھ گذرا ہی اس سب سے آگاہ فرمایا اور
[illegible] حرف صاد مین انکے صبر وتحمل اور مشقت وبلاء الٰہی اور صدق محبت و وفاداری وصدق باعمال واقوال کا بیان ہی۔ اور تصدیق
[illegible] بات کی کہ حروف کے تحت مین پوری کتاب مندرج ہوتی ہی وہ حدیث ہی جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوا کہ اللہ تعالےٰ
[illegible] حروف بھی عطا فرمائی اور ہر حرف ایک کتاب تھا اللہ تعالےٰ کی طرف سے آدم کے واسطے۔ قال المترجم حرف حتی کہ
[illegible] حروف علوم ومعرفت ہونا کچھ بھی بعید نہین وقدمر فی تفسیر البسملة عن بعض التابعین ما یشیر الی ہذا بل ہو نص صریح ثم المراد
ہہنا کانہ عرفان مع العلم او تصویر باللفظ والا فقد بین فی مواضع من الکتاب العزیز وظاہر کلام الشیخ یدل علے ذلک فافہم واللہ اعلم
[illegible] نیز حرف الف سے اوتعالےٰ نے عین قدم سے خبر دی اور اپنی ذات پاک کی وحدانیت کو بتلایا جو افتراق واجتماع سے منزہ و
پاک ہی اور جمیع مخلوقات کو اسی نے صادر فرمایا ہی کیونکہ تمام موجودات و وجود کا صدور اسی پاک پروردگار تعالیٰ سے ہی جیسا کہ
جمیع الحروف ہی اور نیز حرف الف سے سر الاسرار اور صرف الانوار کی خبر دی اور جو کچھ تمام حروف مین علم اولین وآخرین تھے سب
مین ظاہر کیے اور یہ نہایت دقیق اشارہ بجانب آنحضرت صلعم ہی پھر حرف لام سے اسکو۔ واضح کیا بالغرض تزنہ خاطر و
[illegible] ادراک کے۔ پھر حرف میم سے خطاب صریح کردیا۔ پھر حرف صاد سے حروف کے خواص بیان فرمائے کیونکہ اسمین صفت
[illegible] حروف ہی پھر علوم مین تعمیم فرمائی اور تمام سورہ سے عموماً مخلوق کو علم دیدیا کیونکہ علم اسرار ایسا انکو ادراک ومعرفت نہین ہی
[illegible] مضمر ہوتا جاوے انکی فہم سے بالا ہوجائیگا۔ اور نیز الف لام سے اسرار اولیت اور ازلیت کو بیان فرما
[illegible] دیکھنا کہ کیونکر الف کو لام سے نسق کیا بالغرض اخفاء اشارہ کے تاکہ قدم مین حدیث عدم باقی نہ رہے اور ظاہر ہی کہ لام
[illegible] یعنی عدم ہی وہ کیونکر اشارہ قدم ہوگا پس ایک کو دوسرے سے نسق کردیا تاکہ نفی کی بات نہو جاوے کیونکہ نفی ایک
[illegible] حوادث پر واقع ہوتی ہی حالانکہ حوادث کا ذکر قدم مین نہین ہی پس الف سے احدیۃ الاولیہ سے خبر دی اور لام سے
[illegible] کا خبر دی پھر میم سے محبت قدیمہ کی خبر فرمائی اور صاد سے صفات قائمہ بالذات کی خبر دی۔ الف سے ذات مین
[illegible] واحد ہی پھر لام ومیم وصاد سے شمول صفات قدیمہ کی خبر فرمائی۔ الف از ذات اور میم از صفت ازل اور صاد
[illegible] اور صاد مین جمیع صفات کی خبر ہی۔ محمد بن عیسیٰ الہاشمی نے کہا کہ مین نے ابن عطاء رح سے سنا کہ جب اللہ تعالےٰ

Marfat.com

نے حروف کو پیدا کیا تو انکے واسطے ایک سر باطن قرار دیا پھر جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا
ملائکہ مین اس بھید کو منتشر نہین فرمایا تھا پس یہ حروف حضرت آدم کی زبان پر لفظون جو [illegible]
اللہ تعالے نے صورتین پیدا کردین۔ قال الحسین رح الالف الف اللہ ہے اور اللام [illegible]
الصاد صاد صدق ہے اور فرمایا کہ قرآن مین ہر چیز کا علم ہے اور علم قرآن کا حروف مقطعات مین ہے اور
اور علم لام کا الف مین ہے اور علم الف کا نقطہ مین ہے اور علم نقطہ کا معرفت اصلیہ مین ہے اور معرفت اصلیہ کا علم ازل
ازل کا مشیت مین ہے اور علم مشیت کا غیب الھو مین ہے اور غیب الھو وہی ہے کہ نہین مثل اسکے کوئی چیز لیس [illegible]
کہتا ہے کہ بحمد اللہ تعالے کہ مترجم کو یقین ہے کہ جملہ علوم اس کتاب مجید مین ہین اور عدم العلم مستلزم عدم نہین اگر
ہوتا تو وہ اپنے اوپر نفرین کرے کہ اسقدر کدورات مین کیون مبتلا ہے اور قد ثبت فی غیر آیۃ ان الکتاب العزیز [illegible]
بل ہو تبیان لکل شئ ومنہا قولہ تعالے وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب
شیخ ابو محمد الجریری نے کہا کہ ہر لفظ و ہر ہر حرف کے واسطے ایک مشرب فہم خاص ہے جس سے اسکی معرفت ہوتی اور دوسرے
اس سے نہین ہوتی اور اس مشرب کے واسطے جداول خاص ہین سنتا ہے کہ فرمایا المص پس الف کے واسطے انکے نزدیک
ہے اور فہم کے واسطے انکے محضر مین استماع ہے بجانب حسن مخرج و مذاق شیرین جو موجود ہے بنظر متکلم اور اسی طرح لام کے واسطے
استماع و مخرج سوائے مخرج الف کے اور مذاق فہم موجود ہے اسی طرح میم کے واسطے حسن استماع از مخرج غیر لام و طعم فہم موجود
اور صاد کے واسطے حسن استماع بجانب حسن مخرج و طعم فہم موجود سوائے میم کے ہے پس یہ سب متکلم کے ملاحظہ سے ممزوج [illegible]
قال الحسین الالف الف ازل ہے اور اللام لام ابد ہے اور میم ان دونون کے درمیان ہے اور صاد اتصال اس شخص
متصل ہوا اور انفصال اس شخص کا جو منفصل ہوا اور حقیقت مین نہ اتصال ہے اور نہ انفصال ہے مگر یہ الفاظ عجیب عبا[illegible]
جاری ہوتے ہین کہ کچھ فہم و بیان حاصل ہو حالانکہ درگاہ حق تعالے جملہ الفاظ و عبارات سے مصئون و محفوظ ہے۔ قولہ کتاب
انزل الیک۔ پہلے مذکور رہا کہ حروف اسرار کتاب ہین اور تصدیق اُسکی یہ کہ بعد المص کے فرمایا کتاب انزل الیک یعنی
المص کی کتاب اسرار ہین جو تیری طرف نازل ہوئے ہین۔ قال المترجم ہر چند کہ ہر ایک انمین سے کتاب ہے [illegible]
ظاہر کتب انزلت ہوتا اگر ایسا تھا لیکن پردہ نزول مین صورت امتزاجی سے کتاب واحد ہوئی یا کتاب جنس ہے [illegible]
فلا یکن فی صدرک حرج منہ۔ یعنی تیرے سینہ مین آنکی عدم شناخت کی تنگی نہو اور انکے ادراک مین ناامیدی سے [illegible]
مت موت کر اس بات کا کہ تو اسمین ہمارے اشارات کو نہین سمجھیگا۔ کیونکہ تو مخصوص بعلم لطائف و حقائق [illegible]
کشائش نور تجلی جمال کے بہت کشادہ ہے پس اسمین مقام قبض و گرفتگی کو دخل نہین ہے [illegible]
یعنی ان اسرار کو سوائے تیرے کوئی اور برداشت نہین کرسکتا۔ یہ تیرے ہی واسطے مخصوص اور تجھی کو [illegible]
ہے پس انکی جہت سے تیرے سینہ مین کوئی گرفتگی طاری نہو کیونکہ انکی سمجھ تجھپر آسان ہو جائیگی [illegible]
الیک۔ مین کہا کہ یہ ایک عہد خاص ہے جس سے دیگر انبیاء علیہم السلام کے درمیان آنحضرت [illegible]
ہے اور یہ عہد تمام عہود کا خاتمہ ہے تاکہ اس سے تیرا سینہ کشادہ ہوا اور تیری [illegible]

Marfat.com

یعنی تیرا دل اُسکے اُٹھانے اور اُسکے بوجھ سے تنگ نہو کیونکہ صفات کا برداشت کرنا بہت بھاری ہوتا ہی مگر ... دل مشاہدے سے ... کیا گیا ہی۔ قال النوری رح ابوالحسن۔ انوار حقائق جب سر باطن پر وارد ہوتے ہین تو آنکی برداشت ... بہت بوجھ کے تنگ ہوتا ہی جیسے آفتاب کی شعاعین اسکی نہایت کے ادراک سے مانع ہین۔ قال القرشی رح۔ اللہ تعا... اس سورہ مین قصہ پیغمبر کلیم اللہ موسی علیہ السلام کا بیان کیا تو معلوم تھا کہ قلب محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکے واسطے حرکت و جنبش کریگا تو حکم دیا کہ فلا یکن فی صدرک حرج منہ۔ کیونکہ موسی علیہ السلام سے طور پر کلام ہوا اور تجھسے ہر چیز و صورت سے ... ہر کلام ہوا اور اسکو مشاہدہ سے محرومی ہوئی اور تجھکو نصیب ہوا۔ قال الاستاد رح کتاب احباب تحفہ وقت ہی اور غم دوری و فراق سے شفاء ہی اور قولہ فلا یکن فی صدرک حرج مین اشارہ ہی کہ ہر قبض سے سینہ تیرا حفظ الٰہی مین محفوظ ہی اور صدرک فرمایا اور قلبک نہین فرمایا کیونکہ قلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تجلی شہود مین تھا اور اسی واسطے فرمایا ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون۔ اور یہان بھی قلبک نہین فرمایا اور اسی واسطے موسی علیہ السلام نے کہا کہ رب اشرح لی صدری اور آنحضرت صلعم کے واسطے فرمایا۔ الم نشرح لک صدرک۔ کیونکہ قلب محل شہود مین دائمی ہی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تنام عیناے ولا ینام قلبی۔ یعنی میری آنکھین سویا کرتی ہین اور دل میرا نہین سوتا ہی اور کہا کہ اسمٰین ایصال لذت ہی کہ تجھکو ایک لذت پہونچتی ہی اور صاحب لذت کو حرج و ضیق نہین ہوا کرتی ہی۔ قال المترجم پہلے اتباع کا عموماً حکم دیا پھر شروع فرمایا کہ اگلی اُمتون کو بسبب نافرمانی و اعراض حق کے کیا مصیبت و عذاب پہونچا بقولہ

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا

اور کتنی بستیان ہمنے کھپا دین کہ پہونچا اُنپر ہمارا عذاب راتون رات یا دوپہر کو سوتے

كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

پھر کچھ بھی نہ تھی اُنکی پکار جب پہونچا اُنپر ہمارا عذاب کہ کہنے لگے ہم تھے گنا ہگار

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَلَنَقُصَّنَّ

سو ہمکو پوچھنا ہی اُنسے جن پاس رسول بھیجے تھے اور ہمکو پوچھنا ہی رسولون سے پھر ہم احوال سنادینگے

عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝

اُنکو اپنے علم سے اور ہم کہین غائب نہ تھے

مِّنْ قَرْيَةٍ کم خبریہ مفعول ہی ایسے فعل کا جو حذف ہوا بشرط تفسیر چنانچہ اہلکنا اسکی تفسیر کرتا ہی اور بعض نے کہا کہ ... ہی اور اہلکنا اسکی خبر ہی اور اول ارجح ہی اور قرآن مجید مین مِن تاکید کثرت کے ساتھ وارد ہوتا ہی اور قریہ وہ جگہ جہان لوگ ... رہتے ہون اور معنی یہ کہ اور بہت سے قریہ۔ اور مراد قری سے اہل قری ہین بسبب قول مابعد۔ اَهْلَكْنٰهَا ہمنے یعنی وہان کے لوگون کو ہلاک کیا۔ وفی السراج اور بعض نے کہا کہ تقدیر مضاف یعنی اہل کی کچھ حاجت نہین ہی کیونکہ قریہ ... برباد ہو جاتا ہی جیسے قریہ والے تباہ ہوتے ہین۔ اور اہلاک اپنے حقیقی معنی پر بھی ہو سکتا ہی اور مفسر رح نے ارجح ... کے معنی یہ کہ ہمنے اسکے ہلاک کا ارادہ کیا بقرینہ قول مابعد۔ فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ

Marfat.com

الیسہ نجارہ ہ علما بنا لیلا او ہم نائمون بالظہیرۃ والقیلولۃ استراحۃ نصف النہار وان لم یکن معہا نوم
یعنی آیا انپر ہمارا عذاب رات مین یا در حالیکہ وہ سوتے تھے دوپہر دن کو وقت سخت گرمی کے
قیلولۃ اور قیلولہ دوپہر دن کے وقت استراحت لینے کو کہتے ہین اگرچہ نیند نہ آوے اور حاصل انکا
آیا اور کبھی دن مین آیا یعنی کسی قوم پر رات مین جیسے قوم لوط ؑ پر اور کبھی قوم پر دن مین جیسے قوم شعیب
کو اسواسطے خاصکر بیان فرمایا کہ یہ اوقات استراحت وغفلت ہین پس انہین عذاب طاری ہونا
افامن اہل القری ان یاتیہم باسنا بیاتا وہم نائمون اوامن اہل القری ان یاتیہم باسنا ضحی وہم یلعبون یعنی
کو تہدید و وعید ہے گویا کہا گیا کہ امن واجب کے اسباب تم کو مہیا کر دیے گئے انپر مغرور مت ہو کیونکہ عذاب الٰہی
نازل ہو جاتا ہے۔ قال البیضاوی۔ قولہ او ہم قائلون معطوف ہے بیاتا پر گویا یون کہا گیا فجاءہم باسنا بائتین او قائلین
وہم قائلون بحذف واو حال اسواسطے آیا کہ دو حرف عطف کا اجتماع لازم نہ آوے کہ ثقیل ہے کیونکہ واو حالیہ در اصل واو عطف
جو وصل کے واسطے ستعار لیا گیا ہے اور ضمیر پر اکتفا کرنا نہین کہ غیر فصیح ہے۔ اور ان دونون تعبیر مین انکی غفلت وعذاب سے
مین مبالغہ ہے۔ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اے قولہم۔ یعنی دعوی یہان بمعنی قول ہے وقال البیضاوی اے فما کان دعائہم
او استغاثتہم۔ یا دعوی بمعنی ادعاء ہے اور مصدر مجہول ہے یعنے جسکو اپنے دین مین ادعاء کرتے تھے۔ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ
یعنی بروقت عذاب آنے کے انکا ادعاء یا دعاء و استغاثہ کچھ نہ تھا۔ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ گریہی کہ کہنے لگے کہ
ہم ظالم ہین یعنے رسول ؐ کی اور حکم تنزیل کی اتباع نہ کرنے مین اپنے ظالم ہونے کا اقرار کیا حاصل آنکہ ایسے وقت اقرار کیا کہ اسوقت کچھ
بھی مفید نہین اسواسطے کہ ایمان تو استدلال غیب پر ہے اور اسوقت ایمان کچھ نہین جبکہ معائنہ ہو گیا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی
روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم نہین ہلاک ہوئی یہان تک کہ خود انکا اقرار ثابت ہو گیا کہ ہم نے
ظلم کیا ہے۔ ابن سنان نے کہا کہ مین نے عبد الملک بن میسرہ سے پوچھا کہ یہ کیونکر ہے فرمایا کہ اس آیت سے فما کان دعوٰہم اذ جاءہم
باسنا الا ان قالوا انا کنا ظالمین۔ اس حدیث کو ابن جریر رح نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث و آیت مین واضح دلالت ہے
عزوجل نے جملہ مکلفین کو شمول کر کے پھر منکرون کو عذاب دنیاوی سے تہدید کرنے اور اسکے ضمن مین مومنون کو
کے بعد پھر منکرون و کافرون کو عذاب اخروی سے سخت وعید فرمائی لقولہ۔ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ
فاء ترتیب ہے یعنے بعد عذاب دنیاوی کے اگر واقع ہو یا نہو جیسے مشیت ہو پھر ضرور آخرت مین یہ واقعہ ہوگا اور
ضرور ہم پوچھینگے ان لوگون کو جنکی طرف ارسال کیا گیا کہ انھون نے رسول کو کیا جواب دیا اور
الْمُرْسَلِيْنَ اور ضرور ہم رسولون کو پوچھینگے کہ کیونکر رسالت کو پہونچایا۔ عبد اللہ بن عمر رض سے
ہین اور سب اپنی رعیت سے سوال کیے جاوینگے پس امام پوچھا جاویگا رعیت سے
عیال سے اور جورو پوچھی جاویگی کہ شوہر کے گھر مین کیا برتاو کیا اور غلام سے پوچھا جاویگا کہ اپنے
کہ مجھسے ابن طاوس نے ایسی ہی حدیث بیان کی پھر یہ آیت پڑھی فلنسالن الذین ارسل الیہم
بدون زیادت استدلال آیت مکے صحیحین مین موجود ہے۔ وحاصل التفسیر کما قال ابن عباس رض

مشرکون کو کیا جواب دیا اور رسولون کو پوچھیگا کہ رسالت کیا پہونچائی ہی - اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ لا یسأل عن ذنوبہم
المجرمون - مشرکون سے انکے گناہون کی پوچھ نہوگی یعنے سیدھے دوزخ مین بھیجے جاوینگے - تو جواب یہ ہی کہ رسولون کی اجابت و عزت اور
ان پر اعمال ہین اور مشرکون نے جب قبول نہ کیا تو جملہ اعمال انکے نیست ہین کیونکہ انمین سے کوئی عمل عبادت نہین ہو سکتا پس صرف
پوچھا جائیگا کہ رسول کو مانا یا نہین مانا پھر جب اعمال کا وقت آویگا تو مشرکون کے اعمال کی کچھ پوچھ گچھ نہوگی بلکہ قطعًا جہنمی ہین
حاصل آنکہ اوقات مختلف ہین اور سوال بھی مختلف ہین جیساکہ ظاہر ہی - بالجملہ مشرکون سے پرسش ہوگی کہ ہمارے رسول کا
کیا جواب دیا اور رسولون کے ابلاغ رسالت کو بھی پوچھ لیا جائیگا تاکہ مشرک یہ دعوی نہ کرین کہ انھون نے ہمکو پیغام نہین پہونچایا
پھر مشرک انکار بھی کرینگے جیساکہ گذرا اور انشاء اللہ تعالے آویگا اور عالم الغیب والشہادۃ کے حضور مین یہ انکار کیا چل سکتا ہی
چنانچہ فرمایا - فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ پھر ہم خبر دینگے انکو جو کچھ انھون نے کیا ہی اپنے علم پاک قدیم سے وَمَا
كُنَّا غَائِبِينَ اور ہم تو غائب نہ تھے جبکہ رسولون نے اللہ تعالے کی رسالت کو پہونچایا اور گذری امتون نے
جو کچھ اعمال کیے یعنی سب کچھ ہمارے علم مین نہایت صحیح وتحقیق کے ساتھ حاضر ہی اور یہ سوال تو فقط عدل وانصاف کی
تحقیق کے واسطے ہی - واضح رہے کہ ان دونون سوالون مین بڑا فرق ہی خصوص کافرون کے رسولون پر رسالت نہ پہونچانے
کی تہمت لگانے کے وقت رسولون سے سوال ہونا درحقیقت کافرون پر غضب مزید ہی ف - فی العرائس قولہ فلنسألن
الذین ارسل الیہم ولنسألن المرسلین - اس سوال مین ایمان لانے والے بندے بھی آوینگے کیونکہ انکی طرف بھی رسالت
پہونچی پس انسے خطاب کے سمجھ لینے اور حرمت واحترام وعظمت کے ساتھ اسکے قبول کرنے اور متابعت وسر جھکانے کے ساتھ
اسپر عمل کرنے کا مضمون بھی شامل ہی - قال المترجم غفرانک اللہم غفرانک سبحانک انک انت الغفور الرحیم ومالی سوی ذلک
استغفرک واتوب الیک - شیخ رح نے کہا کہ رسولون سے ادا اور رسالت کا سوال ہوگا ایسے کلام سے جو بقدر عقول ہو اور یہ ازراہ
پرشفقت ہی - قال المترجم معنی یہ ہین کہ رسولون نے معرفت و توحید بقدر عقول بشری پہونچائی پس بالاتر معرفت وتحقیق معرفت
جو مجال بشری سے باہر ہی اس سے ازراہ شفقت معذور فرمائے جاوینگے اور یہ محض رحمت ہی اللہم لک الحمد انت الرحمن الرحیم
شیخ ابو حفص نے کہا کہ جن لوگون کی طرف رسالت بھیجی گئی انسے سختی وخشم وعذاب وہی کا سوال ہی اور جنکو رسالت لیکر بھیجا
ان رسولون سے انکی تشریف ومرتبہ بڑھانے کا سوال ہی - قولہ فلنقصن علیہم بعلم وما کنا غائبین ۵ اسمین اشارہ ہی کہ بندہ کان
مشتاق جنکا یہ حال ہی کہ منہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا - یہ سب حضور الٰہی عزوجل مین ہین - او تعالے انکو خبر دیگا
ہماری ملاقات کے شوق مین انکا کیا حال تھا اور نیز جو لوگ کفر وشرک مین لتھڑے ہوے اوندھے منھ بھاگے جلتے ہین
حال بھی درگاہ کبریائی مین بیان ہوگا کہ انسے درگاہ عظمت وجلال پاک ہی اور نیز انپر حال ظاہر کیا جائیگا کہ جو انپر جاری
حقایق سے نادان جاہل تھے اور قہر ولطف وموجود ومعدوم کے حقایق ظاہر ہونگے - اور قولہ ما کنا غائبین - مشتاقون کے درد اشتیاق
کے جوش باطن اور عاشقون کے آنسو بہانے سے اور کافرون ومشرکون وغیرہ کے تکبر مین پاؤن پھیلانے سے او تعالے کو غیبت نہین
ہو سکتا ہی حتی کہ جب یہ موجودات عدم مین تھے تب ہی سے اسکے علم قدیم مین یہی علم ہی جسمین ذرہ برابر تفاوت نہین ہو سکتا
سبحان اللہ العظیم - ابن عطاء رح نے کہا کہ قولہ فلنقصن علیہم بعلم - یعنی انکے حال عدم و وجود کے علم قدیم سے سب اخبار ہوگا

قال المترجم بالجملہ یہ پوچھنا و خبر دینا تحقیق عمل کے واسطے ہی ورنہ اللہ تعالیٰ خوب دانا ہے [illegible]

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَا[illegible]

اور تول اُس دن ٹھیک ہی پھر جنکی تولین بھاری پڑین سو وہی [illegible]

الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَ[illegible]

بھلا ہوا اور جنکی تولین ہلکی پڑین سو وہی ہین جنھ[illegible]

اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝

اپنی جان اسپر کہ ہماری آیتون سے زبردستی کرتے تھے

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ اسے والوزن الحق کائن یومئذ - یعنی قیامت کے روز وزن حق [illegible] سوال مذکور کے روز وزن عادل ہوگا کہ کسی نفس پر ذرا ظلم نہو گا - کما قال تعالےٰ ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ [illegible] شیئاً وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین - یعنی رکھینگے ہم میزانہاے عدل کو روز قیامت [illegible] نفس پر کچھ ظلم نہین کیا جاویگا اور اگر رائی کے دانہ برابر ہوگا تو ہم اسکو لاوینگے اور ہمارا حساب کرنے والا ہونا کافی ہی - [illegible] کا بعث سی آیات ہین آ[illegible] انکے قول اللہ تعالےٰ فاما من ثقلت موازینہ فہو فی عیشۃ راضیۃ - اور قولہ فمن ثقلت موازینہ فاولٰ[illegible] ہم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسہم فی جہنم خالدون - اور احادیث اس باب مین بہت کثرت [illegible] اپنا جو صحاح و سنن و مسانید مین مروی ہین - بالجملہ میزان حق مین اس روز وزن ہوگا - فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ [illegible] جنکے موازین گران ہونگے نیکیون سے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس ایسے ہی لوگ مفلحین ہونگے [illegible] انھین کو حاصل ہوگا وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ اور جنکے موازین ہلکے ہونگے بسبب گناہون کے فَاُولٰٓئِكَ الَّ[illegible] خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ پس یہی لوگ ہین جنھون نے خسارہ مین ڈالا اپنی جانون کو بسبب اسکے [illegible] بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ بسبب ہماری آیات کے ساتھ ظلم کرنے کے یعنی بسبب کفر و انکار آیات الٰہی کے [illegible] موازین جمع ہی اور ہر شخص کے واسطے ایک میزان ہوگی پس جمع کے معنی کیا ہین تو جواب یہ ہو کہ زبان عرب مین [illegible] واحد کی جگہ جمع لاتے ہین - اور بعض نے کہا کہ ہر بندہ کے واسطے میزان علیحدہ ہوگی - جسمین [illegible] پر جسمین نیکیان رکھی جاوین یہ کہ جھک جاوے اور حق ہی اس ترازو پر جسمین برائیان رکھی جاوین [illegible] کہا کہ ترازو مین دو پلہ و زبان و بانٹ ہوتا ہی اور وزن بدون ان سب کے تمام نہین [illegible] دیا کہ بسبب موزونات مختلف ہونے اور متعدد وزن ہونے کے جمع فرمایا پس وہ جمع موزون ہی یا جمع [illegible] کہ وزن و میزان بمعنی عمل و قضا رہی اور بجاے انکے وزن و میزان کا ذکر کیا [illegible] وزن پر رہی اور یہی مجاہد رح سے روایت کیا جاتا ہی اور زجاج نے کہا کہ زبان عرب مین ایسا [illegible] اختیار کیا جیسے کہ معتزلہ کی عادت ہی کہ جو بات انکی عقل مین جسطرح آتی ہی اسیطرح اسکو اختیار [illegible] محاورات سے بھی اتفاقاً مطابقت ہو گئی - زجاج رح نے کہا کہ اہل زبان بھی [illegible]

بیہقی اور قشیری رح نے کہا کہ اسمین زجاج رح کا قول درست ہی کیونکہ صراط کا لفظ دین حق پر اور جنت و دوزخ واردات
نفسانی پر اور لفظ اجسام کے بنا اور شیاطین و جن کا لفظ اخلاق مذمومہ پر اور ملائکہ کا لفظ قوی روحانیہ پر نہین محمول کیا جاتا ہی اور
مذہب سلف و خلف صالحین نے اس امر پر اجماع کیا کہ ان ظواہر کو بدون تاویل کے لینا واجب ہی اور تاویل سے منع
کرنے پر اجماع کیا جس پر ظاہر مذکورہ نصوص ہوگئے - یہ قول نہایت صحیح ہی اور مجاہد رح سے قول تاویل صحت کو نہین پہونچتا اور
ان بدعتیون نے تاویل کی انکی تاویل کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کیا وہ لوگ اس امر کو اللہ تعالے کی قدرت سے باہر جانتے
ہین کہ وہ میزان حقیقی عدل کی قائم کرے اور اگر یہ نہین ہی تو پھر یہ کہنا کہ عقل مین نہین آتا محض جھوٹ ہی یا دیوانگی و جہالت ہی
اور اگر ان جاہلون کی عقل مین نہین آتا تو ہم کو ان جاہلون کی عقل کا اعتبار نہین ہی جو عقول صافی و پاکیزہ ہین انمین کچھ بھی بعید
نہین معلوم ہوتا - آیا تو نہین دیکھتا کہ نورانی عقول حضرات صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خوب یقین سے قبول کیا
اور برابر مومنین اسی پر اہل حق تھے یہانتک کہ ایک زمانہ کے بعد ان جاہلون کے منھ سے جہالت کا دھوان نکلا اور اسنے
تمام جہان کو تاریک کر ڈالا پس بچا وہ جسکو اللہ تعالے نے ازل مین بچایا ہی اور گمراہ ہوا وہ جو شقی تھا اور کیونکر اسطرح مصرح
آیات اور صحاح احادیث کی تاویل روا ہی اور بہت سی احادیث صحیحہ مشہورہ ہین جنمین تاویل کی گنجایش نہین اور اگر خوف طوالت
نہوتا تو مین ان احادیث کو نقل کرتا کیونکہ بعضے جہلا اس زمانہ مین اہل ایمان کو وہم مین ڈالتے ہین اور شقی و بدبخت لوگ انکے دنیاوی
عروج کو دیکھکر دام فریب مین آجاتے ہین لیکن اثنار بحث مین بضرورت جو آجائیگا وہی کافی ہی الغرض انجملہ مفسر رح نے کہا کہ وزن ایسی میزان
سے ہوگا جسکے زبان اور دونون پلے ہین جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا ہی یہان اسیقدر پر اکتفا کیا اور بدور السافرہ و تفسیر و بعض رسائل
مین کوئی نہ لکھا گیا ہی - حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ میزان قائم کیجاویگی اسکی زبان و دو پلہ ہین اگر ایک پلہ مین
آسمان و زمین اور جو انمین ہی سب رکھا جاوے تو سما جاوے - رواہ اللالکائی فی السنۃ وابن المبارک فی الزہد وقد رواہ ابو الشیخ
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعًا - پھر جب صحیح ہوا کہ وزن و میزان سے حقیقی معنی مراد ہین تو پھر یہان وزن کو مطلق فرمایا ہی پس آیا اعمال
کا وزن ہوگا یا ان صحیفون کا جنمین اعمال درج ہین یا اس شخص کا جسکے اعمال ہین - قال الحافظ وغیرہ - بعض نے کہا کہ اعمال رکھے
جاوینگے اور اعمال اگرچہ اس جہان مین اعراض ہین لیکن یہ مسلم نہین کہ درحقیقت وہ اعراض ہین بلکہ ... ہین اور تعالے قادر ہی کہ بصورت
جواہر ذہنی بدون قلب ماہیت ممتنع ہونے پر کوئی دلیل عقلی نہین قائم ہی اور نہ ممکن بالضرورۃ ہی اور نیز جو اس جہان مین عرض ہی جائز ہی
کہ اس جہان مین خود قائم ہو جیسے فلاسفہ کے نزدیک ذہن مین صورت جواہر کی جوہر ہوتی ہی اور قائم بذہن ہوتی ہی لیکن اسپر صادق ہی
کہ خارج مین پائی جاوے تو لا فی موضوع ہوگی پس وجود ذہنی مین قائم بالغیر ہی اور وجود خارجی مین خود قائم ہی ایسے ہی اعراض
مذکورہ اس جہان مین قائم بالغیر ہین اور جہان آخرت مین وہ خود قائم ہون اور تحقیق ثابت ہوا کہ ماہیات انکے واسطے خود ثابت ہین
واللہ اعلم اور ابن عباس رض سے یہی قول مروی ہی اور صحیح مین حدیث آئی جسمین سورہ بقرہ و آل عمران کے فضائل مین ہی
تاتیان یوم القیامۃ کانہما غمامتان اوغیاتیان او فرقان من طیر صواف الحدیث - اور اول سورہ مذکورہ مین گذر چکی ہی اور نیز قرآن
کی صاحب قرآن سکے حق مین آیا کہ یاتی صاحبہ فی صورۃ شاب شاحب اللون فیقول من انت فیقول انا القران الذی اسہرت
لیلک واظمأت نہارک الحدیث - اور حدیث براء بن عازب رض مین دربارہ سوال قبر کے آیا - فیاتی المومن شاب حسن اللون طیب الریح

فیقول من انت فیقول انا عملک الصالح - یعنی قبر مین مومن کے پاس ایک نوجوان خوبصورت جس سے
کہیگا کہ تم کون ہو وہ کہیگا کہ مین آپ کا عمل صالح ہون - اور اسکے برعکس کافر ومنافق کے اعمال کی نسبت
کے واسطے صورت جو ہری ہین اور وہ وزن ہونگے - اور بعض نے کہا کہ نامۂ اعمال تولے جاوینگے وابن عبد البر
ترجیح دیا اور دلیل اس قول کی حدیث بطاقہ ہی - چنانچہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہی کہ حضرت
مین سے ایک شخص پکارا جاویگا مجمع قیامت کے روبرو پھر اسکے واسطے ننانوے سجل کھولے جاوینگے جنمین سے ہر ایک
بقدر مد البصر ہوگی جہتنی دور نظر پہونچتی ہی پس اللہ تعالے عزوجل کی طرف حکم ہوگا کہ بھلا تو اسمین سے کچھ انکار کرتا ہی بھلا
فرشتگان کاتبین نے کچھ ظلم کیا ہی پس وہ کہیگا کہ میرے پروردگار نہین تو - پھر فرماویگا کہ بھلا تجھے کچھ عذر ہی تو
وہ ہیبت ناک ہوکر کہنے لگیگا کہ کچھ بھی نہین اے پروردگار پس اللہ تعالے فرماویگا کہ نہین بلکہ تیری ایک نیکی ہمارے نزدیک ہی
آج کے روز تجھپر کچھ ظلم نہین پس اسکے واسطے ایک بطاقہ نکالا جائیگا جسمین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ہوگا پس
عرض کریگا کہ اے میرے پروردگار بھلا یہ بطاقہ بمقابلہ ان سجلات کے کیا چیز ہی تو اس سے کہا جائیگا کہ اے شخص تجھپر کچھ ظلم نہ کیا جائیگا پس
ایک پلہ مین رکھا جائیگا اور سجلات دوسرے پلہ مین میزان کے رکھے جاوینگے پس سجلات کا پلہ چڑھ کر اونچا ہوجائیگا اور بطاقہ کا پلہ بوجھ سے جھک
رواہ البیہقی وابن مردویہ وابن ماجہ واخرجہ ابن حبان فی صحیحہ ورواہ احمد باسناد حسن ورواہ الحاکم وصححہ والترمذی وقال حسن صحیح - واضح ہو کہ
اکثر بد اعمال وگنہگارون کے ساتھ تصدیق مین فتور رہتا ہی پس اس شخص کا حال غریب ہی کہ باوجود ان اعمال کے اسکی تصدیق قوی رہی
اور شاید اسی وجہ سے حدیث شریف مین اسکا بیان ہی واللہ اعلم - بالجملہ اس حدیث سے نامہ اعمال تولے جانے کا ثبوت ہوتا ہی اور بعض
نے کہا کہ عمل کرنے والا تولا جاویگا اور اسی پر دلالت کرتی ہی حدیث صحیح از ابوہریرہ رض کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مرد موٹا قوی ہیکل آئیگا
دن قیامت کے حالانکہ اللہ تعالے کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اسکا وزن نہوگا پھر پڑھی آیت فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا الآیۃ ومسلم
عبد اللہ بن مسعود رض کے مناقب مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ عبد اللہ کی پتلی پنڈلیون سے تعجب کرتے ہو قسم ہی اس ذات
پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ البتہ اسکی دونون پنڈلیان میزان مین کوہ احد سے زیادہ گران ہین - وروایۃ اول
فی خاتم صحیح البخاری - حضرت صلعم نے فرمایا کہ دو کلمہ ہین کہ ہلکے ہین زبان پر اور بھاری ہین میزان مین اور محبوب ہین حضرت رحمن
کو وہ سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم - ہین - قال الحافظ - ان سب احادیث وغیرہ مین جمع واتفاق یون ممکن ہی کہ
یہ سب اپنے اپنے معنی پر صحیح ہین پس کبھی تو اعمال تولے جاوینگے اور کبھی نامہ اعمال اور کبھی فاعل اعمال تولے جاوینگے - قال
ورنہ توفیق بدون اسکے بھی ممکن ہی - واضح ہو کہ اس مسئلہ مین اختلاف ہی کہ کفار کے واسطے وزن ہوگا یا نہ [illegible]
مسلمانون ہی کے واسطے ہی پس اکثرون کے نزدیک وزن مخصوص بمسلمین ہی اور کفار کے اعمال حبط ہونگے [illegible]
اور بعض نے کہا کہ کفار کے اعمال باشارہ قولہ فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا - تولے جاوینگے اگرچہ انکی [illegible]
تحت نفی بالکل وزن سے خالی ہی اور قرطبی نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ تولے جاوینگے بغرض تخفیف عذاب [illegible]
آیا کہ بسبب پاسداری آنحضرت صلعم کے ابو طالب کے پاؤن مین آگ کی دو جوتیان پہنائی جاوینگی [illegible]
سخاوی رح نے کہا کہ معتمد یہ ہی کہ یہ ابو طالب کے حق مین مخصوص ہی - فافہم واللہ اعلم

... کی میزانین ہین جسسے احوال و اعمال وزن کیے جاتے ہین پس میزان اخلاص سے معاملات کا وزن ہوتا ہی
اور میزان صدق سے حالات کا وزن ہوتا ہی پس جو عمل کہ عوض کے واسطے یا اس عمل پر نظر رکھکر یا غیر حق سبحانہ کی طرف نظر رکھکر
کیا ہو وہ مرتبہ قبولیت سے ساقط ہی اور ہر حالت کہ جس سے اس حالت والا موجب ہو وہ درجہ وصول سے ساقط ہی - پس نیات
و عمل میزان معاملات ہین اور صدق میزان حالات ہی پس یہین سے ہر شخص اپنے نفس کو میزان ریاضت و مجاہدہ سے وزن
کرے اور قلب کو میزان مراقبہ وزن کرے اور عقل کو میزان اعتبارات یعنی عبرت حاصل کرنے کے ساتھ وزن کرے اور روح کو
میزان مقامات اور سر کو میزان محاضرات و مطالعہ غیبیات وزن کرے اور اپنی صورت کو ایسے ترازو سے معاملہ سے وزن کرے
جسکے دونون پلہ حقیقت و طریقت ہین اور زبان اسکی شریعت اور عمود اسکا عدل و انصاف ہی پس جو شخص یہان اپنے آپ کو
اس طرح وزن سے سنجیدہ رکھیگا وہ قیامت مین اپنے نفس کو میزان شرف مین اور قلب کو میزان لطف مین اور عقل کو میزان
... مین اور روح کو میزان سرور مین اور سر باطن کو میزان وصول مین اور صورت کو میزان قبول مین تلا ہوا پاویگا پس جب
اسکے موازین یعنی جملہ میزانون کا پلہ بھاری اُترا تو اسکے نفس کا بدلا یہ کہ فراق سے امن پاویگا اور قلب کو شوق مین وہ ملیگا جسکا
مشوق تھا اور عقل کا بدلا مطالعہ صفات ہی اور روح کا بدلا کشف انوار ذات ہی اور سر باطن کا بدلا کشف اسرار قدم ہی اور صورت
کا بدلا وصال ابد مین قیام ہی - نیز اہل حق کے واسطے یہان اور میزانین ہین - میزان ارادہ - میزان محبت - میزان شوق - میزان
عشق - میزان معرفت - میزان یقین - میزان توحید - پس یہ سات میزانین ہین - پس مرید کو چاہیے کہ ہر دم اپنے نفس کو میزان
ارادت مین تولے اور محب ہر دم اپنے نفس کو میزان محبت مین اور مشتاق اپنی عقل کو میزان شوق مین اور عاشق اپنی روح
کو ہر دم میزان عشق مین اور عارف اپنے سر باطن کو ہر دم میزان معرفت مین اور یقین والا ہر دم اپنے انفاس کو میزان یقین مین
اور موحد ہر دم اپنے وجود کو میزان توحید مین تولے پس مرید اپنے ہر دم تولنے سے اپنے نفس کو انقیاد حق مین بروقت قضاء و قدر
جاری ہونے کے پورا کرے اور محب میزان محبت مین اپنے قلب کو شہود درگاہ مین بدون خطرات مذمومہ کے بنیات صافیہ کے ساتھ
پورا کرے اور مشتاق میزان شوق مین اپنی عقل کو جولانی شواہد مین واسطے طلب عرفان مشاہدات کے بدون فتور و رعونت کے
پورا کرے اور عاشق میزان عشق مین اپنی روح کو پرواز ملکوت مین واسطے طلب جبروت کے پورا کرے اور عارف میزان معرفت
مین اپنے سر باطن کو صفت شہود کے ساتھ کشف انوار غیب کے واسطے پورا کرے اور یقین والا میزان یقین مین معارف قرب مین
مواجب یقین و غبار وسواس کے صعود کو پورا کرے اور موحد میزان توحید مین تمام اپنے وجود کو انوار کبریا و قدم و سبحات ازل
مین فنا و مضمحل ہونے کو پورا کرے پس جس شخص کی یہ میزانین گران رہین وہ ہر دہلے امتحانات سے فلاح پاگیا اور صاف
... اور پورا اُترا پس وہ کل کے روز جبکہ حضور مین میزان عدل تولے جاوینگے تو انوار صفات و لطائف ذات و کرامات قرب
سے میزان بھاری ہوگی پس وہان فلاح عظیم حاصل ہوگی اور وہ اہل اللہ مین سے ہی کیونکہ وہ موازین صفات و انوار ذات کے
مین معرفت و توحید و محبت کے ساتھ پورا اُترا - خلاصہ آنکہ منشأ خلقت جو معرفت ہی اسنے پوری پائی اور فوز عظیم حاصل کیا پس
... لہم وحسن مآب - اسکے حق مین راست آیا - شیخ ابو عبد الرحمن السلمی رحہ نے اس مقام پر بیان کیا کہ جسنے اپنے نفس کو میزان
... مین سے ہی اور جسنے خطرات انفاس کو میزان حق مین تولا اسکو مشاہدہ سے کفایت ہوگی - اور میزانین مختلف

ہین میزان نفس وروح ہی اور میزان قلب وعقل ہی اور میزان معرفت وسر باطن ہی پس نفس
اسکے دونون پلے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ہین۔ اور قلب وعقل کی ترازو ثواب وعقاب
ووعید ہین اور میزان معرفت وسر کی رضا وخشم ہی اور دونون پلے اسکے طلب کرنا اور گریز کرنا
کا وزن بمیزان اخلاص ہوگا اور احوال کا میزان صدق ہوگا پس جسکے اعمال ریاکاری کے ساتھ ہونگے
جسکے احوال مین عجب وغرور ہوگا اسکے احوال نہ لیے جاوینگے اور واضح ہو کہ قیامت مین اعمال تولے جانے
کہ اللہ تعالے بندون کو ظاہر کریگا کہ قبل پیدائش کے بندون کے حق مین جو قضاء وقدر ورضا وخشم
محفوظ مین لکھی تھی وہ بمقابلہ اس چیز کے جو ملائکہ کے لکھے ہوئے صحائف مین بندون پر دنیا مین جاری ہوئے
راست ودرست ہین کہ سر مو انمین تفاوت نہین ہی تا الیقین کامل وبرہان عیان حاصل ہوجاوے اس بات کا
عزوجل کا علم ہر چیز کو محیط ہی اور تاکہ لوگون پر حجت قائم ہوجاوے جبکہ دونون مین توافق برابر ہوا اور واضح ہو کہ یہ شبہ
کہ اعمال اعراض ہین پھر وہ کیونکر وزن کیے جاوینگے پس تو اس شبہ مین نہ پڑنا مقبول ومردود کرنا اللہ عزوجل کے اختیار
اور اللہ تعالے قادر ہی کہ اعراض کو جواہر کی صورت مین کردے پس وہ ضرور میزان الٰہی مین تولے جاوینگے وقیامت کے
بندون پر ظاہر ہوگی اور یہ زبان شرع سے ثابت ہوا اور اسپر ایمان لانا فرض ہی۔ حضرت ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ نیکیان
برائیان ایسی ترازو مین تولی جاوینگی جسکے دونون پلے اور زبان ہی۔ اور مومن کا یہ حال ہوگا کہ اسکے اعمال ایک نہایت
اچھی صورت مین لائے جاوینگے اور میزان کے ایک پلہ مین رکھے جاوینگے اور یہ وزن حق ہی پس اسکی نیکیان اسکی
برائیون کے بھاری ہوجاوینگی۔ پس اسکا عمل جنت مین رکھا جائیگا پس عمل سے وہ پہچانا جائیگا اور یہی قول الٰہی عزوجل ہی فمن
ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون۔ اور وہ لوگ جنت مین سے اپنے اپنے ٹھکانے کو اس سے زیادہ پہچانینگے جیسے نماز
سے پھر کر آدمی اپنے گھرون کو پہچان لیتا ہی۔ اور رہے کافر لوگ تو انکے اعمال نہایت قبیح بری بھونڈی صورت مین لائے جاوینگے
اور پلہ ترازو مین رکھے جاوینگے اور یہ عمل باطل ہی پس اسکا وزن نہایت خفیف ہوگا یہانتک کہ وہ دوزخ مین رکھے جاوینگے
سے کہا جائیگا کہ جا کر اپنے اعمال سے مل۔ قال المترجم پھر اللہ تعالے نے اپنی نعمت وبندون کی ناشکری
مخلوق ہونے اور اپنی ماہیت نہ جاننے کے پھر حکمت الٰہی مین بیجا قیاس دوڑانے اور ظاہری حضرت ودشمن
غرور کی برائی دفع نہ کرنے کو بیان فرمایا۔ بقولہ تعالے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ قَلِيْلًا ع ۱
اور ہمنے تمکو جگہ دی زمین مین اور بنادین تمکو اسمین روزیان
وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
اور ہمنے تمکو پیدا کیا پھر صورت دی پھر کہا فرشتون کو
اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ قَالَ مَا مَنَعَكَ
سوائے ابلیس کے نہ تھا سجدہ والون مین کہا کس چیز نے

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ

بولا مین بہتر ہون اس سے مجھکو تونے بنایا آگ سے اور اسکو بنایا خاک سے

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ

کہا تو اتر یہان سے تجھکو یہ نہ ملیگا کہ تکبر کرے یہان سو نکل تو ذلیل ہے

قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ قَالَ

بولا مجھکو مہلت دے جس دن تک لوگ جی اٹھین کہا تجھکو فرصت دی گئی بولا

فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم

جیسا تونے مجھے بےراہ کیا ہے مین بیٹھونگا ان کی تاک مین تیری سیدھی راہ پر پھر ان پر آؤنگا

مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ

آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائین سے

وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا

اور نہ پاوے گا تو اکثرون مین شکرگزار کہا نکل یہان سے برے حال مردود ہو کر

نصف

لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ

جو کوئی انمین تیری راہ چلا مین بھرونگا دوزخ تم سب سے اکٹھے

لَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ اور البتہ ہم نے تمکو متمکن کیا زمین مین - یہ خطاب اولاد آدم کو ہی بقرینہ ما بعد ... احسان ظاہر فرمایا اور زمین پر متمکن کرنا مورد قدرت و احسان ہی حالانکہ اسمین سکونت و تصرف و زراعت وغیرہ کے واسطے ... **وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ** اور کردیے تمھارے نفع کے واسطے زمین مین معائش یعنی ایسے اسباب جس سے تم زندگی بسر کرو - قال المفسر رح معائش مین حرف چہارم یا تحتیہ ہی و قال البیضاوی اور نافع رح سے مروی ہوا کہ انھون نے اسکو ہمزہ کی آواز مین پڑھا اسوجہ سے کہ اسکو تشبیہ دی ایسے الفاظ کے ساتھ جو اس وزن پر بیا زائدہ ہین ... صحائف وغیرہ کے مثال لحافظ اور جمیع قراء وغیرہ نے بدون آواز ہمزہ کے پڑھا سوائے عبد الرحمن بن ہرمز الاعرج کے کہ اس بزرگ نے اسکو باواز ہمزہ پڑھا اور صواب وہی جمہور کا قول ہی کیونکہ معائش جمع معیشہ ہی از عاش یعیش عیشا و معیشۃ - پس کسرہ یاء پر ثقیل رکھکر عین کی طرف نقل ہوا پھر جب جمع کیا گیا تو حرکت مذکورہ پھر یاء کی طرف واپس ہوئی بسبب زوال استثقال کے پس معائش بروزن مفاعل یا یاء مذکورہ اس کلمہ مین اصلی ہی بخلاف مدائن و صحائف و بصائر وغیرہ کے کیونکہ یاء زائدہ ہی لہذا فعائل پر جمع آتی اور اسکا ہمزہ ہو جاتی ہی - **قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ** یعنے اس احسان پر تم بہت کم شکرگزاری کرتے ہو حالانکہ جبپر مزید احسان ہو اسکو ... چاہیے اور شکر منعم بیان یہ تھا کہ جو نعمتین دی تھین انکو منعم کی طاعت مین صرف کرتے - قلیل کے معنی کم اور ... بعرض تاکید قلت ہو - فی السراج - اسمین دلیل ہی کہ انسان کبھی شکر کرتا ہی کہ نعمت یاد کرکے بعض اوقات شکر کرتا ہی اور ... نعمت یاد کرے اور ظاہر کرے اور برخلاف اسکے کفران ہی وہ نعمت کو فراموش کرنا اور اسکو چھپانا - و قال المترجم

Marfat.com

شاید مراد قلیل شکر سے ان بندون کا شکر ہو جو ایمان لائے۔ ابن اسواسطے کہ [illegible]
کہ بعض اخبار سے ثابت ہوا کہ آدمیون کے دل اس بات پر مجبول ہین کہ جو انکی طرف احسان [illegible]
احسان پر میلان نہین تو جواب یہ ہی کہ مجبول ہین مگر ظہور اس جبلت کا ضرور نہین اور [illegible]
جیسے مشرکون نے روز احد مین اپنے غلبہ کو ہبل بت سے تصور کیا اور نیز کفر بڑی فراموشی ہی [illegible]
جبلت کا اثر جب ظاہر ہو کہ یاد رکھے فافهم ف — فی العرائس قال فی الآیۃ [illegible]
رکھا کہ انکو زمین مین تمکن دیا اسطرح کہ انپر اپنی عبودیت آسان کردے بوجہ ایسی قدرت کے جو انہین [illegible]
اس فعل کو پیدا کرنے کے وقت ظاہر کردے بعد ازانکہ انکو عبادت کے واسطے مکلف فرمایا اور زمین مین [illegible]
مخلوق فرمائی اور انکے قلوب کے واسطے غذاے ذکر دیدی اور عقل کے لیے غذا یہ دی کہ او تعالے [illegible]
غور و فکر کرین اور رنع کے واسطے ہر درخت و سرسبز پتی سے ظہور انوار جلال کے دیدار سے غذا [illegible]
منعم قدیم عزوجل کی معرفت حاصل کرین اور جانین کہ ہم اسکے شکر سے عاجز ہین پھر اور زیادہ انپر احسان [illegible]
خوبصورت مین پیدا کیا لقولہ تعالے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ
اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ اور البتہ ہم نے تمکو پیدا کیا پھر تمکو صورت والا کردیا پھر ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ فی التفسیر [illegible]
ابن عباس رض سے روایت ہی کہ فرمایا مردون کی پشت مین مخلوق ہونے اور عورتون کے رحم مین مصور ہوے۔ رواہ الحاکم و صححہ
یہ معنی خود صحیح ہین لیکن اس مقام پر لفظ ثُمّ جو ترتیب و تراخی کے واسطے ہی دلالت کرتا ہی کہ پہلے خلقت ہوئی پھر تصویر ہوئی پھر [illegible]
کے سجدہ کا حکم دیا گیا اور جواب ہو سکتا ہی کہ ثُمّ کبھی بمعنی واو بھی ہوتا ہی اور وہی یہان ہی وقال الحافظ ابن جریر رح نے [illegible]
کہا کہ مراد اس سب مین آدم علیہ السلام ہین اور کہا کہ جمع اسواسطے کہ آدم علیہ السلام تمام البشر کے باپ ہین اور ایسا خطاب [illegible]
جو بنی اسرائیل کہ زمانہ آنحضرت صلعم مین تھے انکو فرمایا وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی۔ حالانکہ مراد ان [illegible]
جو زمانہ موسی علیہ السلام مین تھے۔ قال المترجم اور یہی مفسر رح نے اختیار کیا چنانچہ کہا اے خلقنا اباکم آدم ثم صورناہ [illegible]
ظہرہ۔ یعنی ہم نے پیدا کیا تمھارے باپ آدم کو پھر اسکی تصویر بنائی درحالیکہ تم اسکی پشت مین تھے۔ وقال [illegible]
یعنی ہمنے پیدا کیا تمھارے باپ آدم کو گیلی مٹی بدون تصویر کے پھر اسکی تصویر کردی۔ اسمین آدم کی خلقت و تصویر کو [illegible]
خلق و تصویر کے قرار دیا ہی یا یہ معنی کہ ہم نے ابتدا کی تمھارے خلق کی پھر تصویر کی باین طور کہ آدم کو [illegible]
کہا کہ معنی یہ ہین کہ ہم نے تمکو پیدا کیا آدم کی پشت سے پھر ہم نے تمھاری تصویر بنائی جبکہ تم [illegible]
مستحسن جانا۔ ولیکن دفع اشکال مین فی الجملہ تاویل کی ضرورت ہوگی پس مختار وہی ہی جو مفسر رح نے [illegible]
سے یہ کہ سجدۂ تحیت یعنی انحنا اور پشت خم کرکے ادا کرین اور پیشانی زمین پر رکھنا [illegible]
مین سجدہ التحیۃ بھی حرام ہی۔ بالجملہ بعد خلق و تصویر کے ملائکہ کو سجدہ تحیت کا حکم کیا [illegible]
مِّنَ السّٰجِدِيْنَ یعنی ملائکہ مامورین نے فرمانبرداری کی سواے ابلیس کے [illegible]
باپ ہی جو ملائکہ کے درمیان مین تھا پس اسوجہ سے استثنا کیا گیا [illegible]

...ے تجھے روکا کہ لا سجدہ کرے - وعلی ہذا لا زائدہ ہی - اور بعض نے کہا کہ تاکید جحد کے واسطے آیا اور
... اعتبار کیا کہ منعک متضمن معنی فعل دیگر ہی کیونکہ جو کسی چیز سے ممنوع ہو وہ اسکے خلاف
...بیں گویا کہا کہ ... ان لا تسجد - کس چیز نے تجھے محتاج و مضطر کیا کہ تو سجدہ نہ کرے - اِذْ اَمَرْتُكَ
...میں نے تجھکو حکم کیا یعنی ملائکہ کو حکم دینا اسکو بھی شامل تھا - قال البیضاوی اسمین دلیل ہی کہ مطلق امر واسطے وجوب
امر فی الفور بجا لانے کے ہوتا ہی - اور رد کیا گیا کہ یہاں امتنان خلقت کے قرینہ سے فی الفور وجوب ثابت ہوا و فیہ تامل
تمام البحث فی الاصول - قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ یعنی ابلیس نے جواب دیا کہ میں اس سے بہتر ہوں پھر اپنے قول کی
... دلیل دیا کہ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا اور اسکو مٹی سے پیدا کیا -
عن عائشۃ زوج آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ملائکہ نور سے پیدا ہوئے اور ابلیس شعلہ زن آگ سے پیدا ہوا اور آدم علیہ السلام جس سے
پیدا ہوا وہ قرآن مین تمکو بتلایا گیا - رواہ مسلم - اگر کہا جاوے کہ انا خیر الخ جواب ہی حالانکہ یون جواب دینا کہ مجھے فلان چیز نے
روکا - جواب دیا جاوے کہ اسنے من حیث المعنی جواب دیا کہ میرا اس سے بہتر ہونا مانع ہوا لیس اسنے استبعاد کیا کہ فاضل مامور ہو
مفضول کے سجدہ کے لیے - قال البیضاوی اسی نے تکبر و غرور کی راہ نکالی اور نیز وہی پہلے پہل اسکا قائل ہوا کہ کسی چیز کا
بھلا ہونا و برا ہونا عقل سے ثابت ہوتا ہی یعنی خلاف حکم شروع کے آگ کو نورانی جوہر و افضل از خاک سمجھا - وقال البعض
حالانکہ اس خبیث نے غلطی کی کیونکہ بہت سی باتون مین مٹی بہتر ہی چنانچہ رزانت و سکون و دیر تک باقی رہنے اور اسمین انارۃ و صبر
وحلم وحیا و تمکنت ہونے مین مٹی افضل ہی کیونکہ آگ خفیف مضطرب جلد نابود ہونے والی - طیش والی گردن اٹھانے حدت والی
ہی علاوہ برین جنت مین مٹی موجود و آگ ندارد اور وہ مسجد و طہور ہی مٹی سامان عمارت ہی اور آگ مظنۃ افنا و خیانت - اسی مٹی
مین امانت اور اسی سے نمو ہوتا اور وہ آگ کو بھی بجھا دیتی ہی پس ان فضائل سے غافل ہوکر اس خبیث نے باطل قیاس کیا -
قال الحافظ یہ جواب قیاسی اسکا بدتر از گناہ ہی کہ اسنے اعتراض کیا اور منشا اسکا ظاہری ہی یہ شیطانی قیاس ہی عن الحسن البصری رح
کہا کہ قولہ خلقتنی من نار الخ - ابلیس نے قیاس کیا اور یہ پہلا شخص ہی جسنے قیاس کیا - رواہ ابن جریر باسناد صحیح وعن ابن سیرین رح
اول جسنے قیاس کیا وہ ابلیس ہی اور انھین قیاسوں ہی سے چاند و سورج کی پوجا ہونے لگی - رواہ ابن جریر باسناد صحیح ایضا
قال النسفی فی المدارک - ابلیس کا قیاس کرنا امر منصوص سے عناد اور خارج از صواب تھا کیونکہ نص موجود ہوتے ہوئے
قیاس کرنا مردود ہی - قال البیضاوی شیطان خبیث نے قیاس مین غلط پر غلط کیا کہ ... فضیلت کو عنصر پر مقصور کیا اور اس
فضیلت سے غافل رہا جو باعتبار فاعل کے ہوتی ہی چنانچہ سورہ ص - مین قولہ تعالے ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی - یعنی
... اشارہ ہی یعنی اللہ کریم جس چیز جسکو مین نے بلا واسطہ پیدا کیا اور نیز جو باعتبار صورت کے ہوتی ہی جیسا کہ قولہ ونفخت فیہ من روحی
فقعوا لہ ساجدین - الآیۃ سورۂ حجر مین اشارہ ہی اور نیز جو باعتبار غایت کے ہوتی ہی اور یہی ملاک الامر ہی اور وہ معرفت اسماء و صفات
... واسطے ملائکہ کو حکم ہوا جبکہ انپر ظاہر کر دیا کہ آدم اُنسے زیادہ عالم ہی اور اسمین ایسے خواص ہین جو ان مین نہین ہین
... بیضاوی اس آیت مین دلیل ہی کہ کون و فساد واقع ہی یعنی کوئی چیز پیدا ہو جانا اور کوئی بگڑنا و مٹ جانا - اور نیز دلیل ہی
کہ اجسام مخلوق موجود ہوسکتے - اور شاید کہ انسان کی خلقت کی نسبت مٹی کی طرف اور شیطان کی نسبت آگ کی طرف

Marfat.com

باعتبار جزو غالب کے ہی۔ قال المترجم صحیح یہ ہی کہ شیطان صرف آگ سے مخلوق ہین۔ ف [illegible]
مفسرین نے فرمایا کہ ضمیر راجع ہی جنت کی طرف یعنی حکم دیا کہ پھر تو جنت سے نیچے گر جا۔ اور بعض [illegible]
بعض نے کہا کہ ملکوت اعلی کی طرف جہان وہ موجود تھا۔ فَمَا يَكُونُ لَكَ أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا [illegible]
ہو سکتا کہ تو یہان غرور و تکبر کرے۔ اگر کہا جاوے کہ فاء دلالت کرتی ہی کہ بعد جواب کے تکبر پر [illegible]
علم تھا۔ تو جواب آنکہ اس سے یہ تکبر و بیجا قیاس اور اسکا خود اقرار و تکبر کی مذمت ظاہر فرمانے کو [illegible]
کہ فیہا۔ مین قید ہی کہ یہان تجھسے تکبر نہین روا ہی حالانکہ کہین جائز نہین۔ جواب آنکہ علم الٰہی مین اسکا تکبر [illegible]
نیز یہ قید نہین ہی۔ قال البیضاوی اسمین تنبیہ ہی کہ تکبر کرنا جنتی بندون کی شان نہین۔ اور نیز تنبیہ ہی کہ اوتعالے نے [illegible]
نافرمانی پر ابلیس کو نہین راندا بلکہ نافرمانی بھی اور تکبر بھی تھا۔ قال المترجم حدیث صحیح مین جنتی و دوزخی لوگون [illegible]
آئی ہی چنانچہ اہل جنت کو فرمایا کہ ہر ضعیف متضعف کہ اگر اللہ تعالے پر قسم کھالے تو اللہ تعالے اسکی قسم پوری کرے اور
دوزخیون کی پہچان فرمائی کہ کل عتل جواظ مستکبر۔ ہر نافرمان سرکش بدزبان تکبر و غرور کرنے والا۔ رواہ البخاری و مسلم۔ واضح [illegible]
قصہ ابلیس مین سورہ حجر و سورہ ص وغیرہ مین کلام متنوع و متفنن اور ہر مقام کے مناسب اسکا جرم بیان ہی اور اس سے واضح
ہی کہ ابلیس خبیث نے ایک مین تین جرم درج کیے مخالفت حکم صریح کی اور جماعت ملائکہ سے پھوٹ جانے کی اور غرور و تکبر [illegible]
تحقیر حضرت آدم عم کی اور ان چیزون کی شاخین بہت ہین اور بے شمار خرابیان انکے باعث سے پیدا ہین اور خود ابلیس نے
سر تسلیم جھکانے کی جگہ نافرمانی و غرور کے ساتھ اعتراض ملا ہوا جواب دیا اور ادب ترک کیا اور حکمت الٰہی جاری تھی ورنہ وہ کیا چیز تھا
اور عنقریب عرائس مین بیان آویگا۔ بالجملہ اسکو جنت سے راندا اور نکال دیا اور موکد فرمایا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ
یعنی جنت سے نکل تو ذلیلون مین سے ہی جنکو اللہ تعالے نے خوار و مردود کیا ہی۔ فی الحدیث جسنے اللہ تعالے کے واسطے
تواضع کی اللہ تعالے اسکو بلند کرتا ہی اور جسنے تکبر کیا اللہ تعالے اسکو گراتا ہی۔ رواہ البیہقی وغیرہ۔ قَالَ أَنظِرْنِي
إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ یعنی شیطان نے عرض کی کہ اے رب مجھے تاخیر دے اسدن تک کہ لوگ اٹھائے جاوینگے
یعنی قیامت تک مجھے موت و عذاب سے مہلت دے۔ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ فرمایا کہ تو مہلت دیا ہوا [illegible]
اور سورہ حجر مین ہی کہ اسے یوم الوقت المعلوم۔ یعنی وقت بعث تک نہین بلکہ نفخہ اولے تک یعنی اول صور پھونکے جانے تک
کہ جسوقت تمام خلائق مرجاوینگی۔ اگر کہا جاوے کہ یہ دشمن تھا آدم و اولاد آدم کا اسکو مہلت ملی تاکہ گمراہ کرے۔ جواب [illegible]
کہ اسکی درخواست پوری کرنے مین تنبیہ ہی کہ بعد نافرمانی کے اوتعالے کی رحمت سے مایوس نہو کہ وہ ارحم الراحمین ہی
اور شیطان نے خود شیطانی درخواست کی اور اسکی درخواست منظور ہوئی اور خود اسمین حکمت ہی کہ [illegible]
لیا جاوے کہ کون شیطان کی پیروی کرتا ہی اور کون اوتعالے عزوجل کی فرمانبرداری کرتا ہی۔ اور [illegible]
کے واسطے کرے۔ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي زمخشری نے [illegible]
موافق اعتزال ہی کہ اضلال از جانب باری تعالے نہو۔ اور ظاہر یہ ہی کہ با قسمیہ ہی [illegible]
تیرے اغوا کرنے کی مجھکو۔ لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ [illegible]

[illegible] لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَ
[illegible] راہ سے انکو بہکاؤنگا اور راہ مستقیم پر چلنے نہ دونگا - اور ابن عباس رض نے
[illegible] رحمت آلہی کے درمیان حائل ہو - ایسا ہی مجاہد وغیرہ سے مروی ہے - اول دونون
[illegible] رحمت کا آنے والا مانند متوجہ کے ہوتا ہے اور اخیر دونون مین حرف عن اسلیے کہ آنے والا مانند منحرف
[illegible] عن یمینہ - اور شیطان کے وسوسہ کو اسکے آنے سے تشبیہ دی اور آنحضرت صلعم کا نمازین شیطان
[illegible] آتا ہے اگرچہ بعض کو نظر نہ اوے بالجملہ دونون احتمال ممکن ہین کسی مین کچھ استبعاد نہین ہے اور تحقیقی
[illegible] ہو واللہ اعلم - اور ابن عباس رض سے روایت ہے کہ من بین ایدیہم - یعنی دنیا کی طرف سے اور من خلفھم
یعنی آخرت کی طرف سے اور عن ایمانہم یعنے نیکیون کی طرف سے اور عن شمائلہم یعنے برائیون کی طرف سے - اور ایک روایت مین
ابن عباس رض سے ہے کہ سامنے سے یہ کہ امر آخرت مین انکو شک دلاؤنگا اور پیچھے سے یہ کہ دنیا مین انکو رغبت دلاؤنگا اور داہنے
[illegible] امر دین کو ان پر مشتبہ کرونگا اور بائین سے یہ کہ گناہون کی انکو لذت دلاؤنگا - مانند اسکے قتادہ رح سے بھی مروی ہے
اور ابن جریر رح نے یہ اختیار کیا کہ مراد اس سے سب بھلائی کی راہین و برائی کی راہین ہین پس بھلائی کی راہون سے روکیگا
[illegible] برائی کی راہون مین زینت و خوبی دکھلاویگا - عن شقیق البلخی رح کوئی دن نہین گزرتا مگر آنکہ شیطان میرے لیے چار راہون
[illegible] ایک تو میرے سامنے آتا ہے اور کہتا ہے کہ تو خوف مت کر کہ اللہ تعالے غفور رحیم ہے تو مین یہ آیت پڑھتا ہون وانی لغفار لمن
تاب وآمن وعمل صالحا الآیۃ - دوسرے میرے پیچھے آتا ہے اور خوف دلاتا ہے کہ تیری اولاد تیرے پیچھے فقر و فاقہ سے ہلاک ہوگی کچھ
کمائی کیلیے تو مین پڑھ دیتا ہون وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا - اور تیسرے میرے داہنے سے ثنا و صفت کرتا آتا ہے
تو مین پڑھتا ہون - والعاقبۃ للمتقین - اور چہارم میرے بائین سے شہوتون کی راہ لاتا ہے تو مین پڑھتا ہون وحیل بینہم وبین ما یشتہون
کذا فی السراج اھ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کے مناسب امور مختلف ہین جنسے فریب دیتا ہے اور حاصل آنکہ اسنے کہا کہ اولاد آدم
[illegible] راہ سے بہکاؤن و گمراہ کرونگا - وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ اور تو اولاد آدم مین سے بہتون کو شکر گزار
نہ پاویگا - یعنی ایمان لانے والا نہ پاویگا اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ اپنی توحید کرنے والا نہ پاویگا - اگر کہا جاوے کہ ابلیس خبیث نے
[illegible] سے جانا - تو ابن کثیر رح نے لکھا کہ اسکے یہ بات فقط گمان و وہم اور انانیت سے غرور ملی ہوئی کہی تھی اور اتفاق سے وہ
[illegible] واقع پڑی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المؤمنین وما کان لہ علیہم من سلطان
الا لنعلم من یؤمن بالآخرۃ ممن ہو منہا فی شک وربک علی کل شیء حفیظ - اور اسی واسطے حدیث مین شیطان کی ہر طرح و ہر جہت کے
[illegible] پناہ مانگی جاتی ہے چنانچہ ابن عباس رض نے آنحضرت صلعم کی یہ دعا روایت کی - اللہم انی اسألک العفو والعافیۃ فی دینی
[illegible] اہلی ومالی - اللہم استر عوراتی وامن روعاتی واحفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذ بک
[illegible] ان اغتال من تحتی - رواہ البزار باسناد حسن - وقد رواہ احمد وابو داؤد والنسائی وابن ماجہ والحاکم عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
[illegible] اخْرُجْ مِنْهَا [illegible] فرمایا کہ نکل اے شیطان جنت سے - مَذْءُوْمًا بہمزہ یعنی عیب کیا گیا یا ذلیل کیا گیا
[illegible] لعین کیا گیا اللہ رحمت سے دور کیا گیا - لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ بفتح لام جو اسمین ابتدائیہ ہے یا موطئہ

ہی اور منہم کی ضمیر راجع بجانب اولاد آدم ہی پس اگر لام موطئۃ القسم ہو یعنی قسم محذوف کے جواب [illegible]
جو جواب اسکے بعد ہی وہ قسم ماقبل پر مبنی ہی شرط پر مبنی نہین ہی تو جواب اسکا قولہ لاملئن جہنم [illegible]
سے مراد شیطان مع ذریت اسکی اور اولاد آدم جو اسکی پیروی کرین پس اسمین حاضر کی غائب پر تغلیب [illegible]
پیرو لوگ حاضر نہ تھے غائب تھے لیکن منکم بلفظ خطاب فرمایا ولیکن اسمین مترجم [illegible] قائل ہی اسواسطے [illegible]
باری تعالے مین یکسان ہی اور اگر یون کہا جاوے کہ مخلوق عدم سے وجود مین خارج ہے [illegible]
ہی ولیکن باب تغلیب قوت ہی فافہم - اور اس جملہ مین معنی جزا من شرطیہ مین اسے مین [illegible]
تیری اتباع کی مین اسکو جہنم مین عذاب کرونگا ف فی العرائس قولہ ولقد خلقناکم ثم صورناکم یعنی [illegible]
مجموع پیدا کیا پھر جوارح مین تمہاری تصویر بنائی - نیز - تمکو شکل مین پیدا کیا اور ارواح کی تصویر بنائی - نیز [illegible]
صفات سے مصور کیا - نیز - امر سے پیدا کیا پھر ظہور تجلی صفات سے مصور کیا پس وقوع امر سے خلقت [illegible]
ترتیب صورت ہوئی پس وجود صورت کا بنعت صفات ہی اور ہیکل جسمی کا بنعت افعال ہی اور ارواح کا تجلی ذات ہی پس [illegible]
قدم سے بصفت قدم صادر ہوتے - کیا تو نہین دیکھتا کہ آنحضرت صلعم نے سر متشابہات کا اسمین کیا اشارہ فرمایا [illegible]
علی صورتہ - پس اشباح کے واسطے تو راہ عبودیت قرار دی اور ارواح کے واسطے طریق عرفان ربوبیت قرار دیا - اور [illegible]
طریق ملکوت رکھا اور قلوب کے واسطے طریق جبروت رکھا اور اسرار باطنہ کے واسطے طریق قدم و بقا رکھا - بعض نے فرمایا [illegible]
ہیکل یعنے اجسام کو پیدا کیا اور انکو متعدد اخلاق مختلف صورتون پر ظاہر کیا - اور ہر ایک کے واسطے ایک معیشت [illegible]
پس قلوب کا عیش تو شہود مین ہی اور نفوس کا وجود مین اور عیش بندہ کا اسکا معبود ہی - جو اس کا عیش اسکا اخلاص ہی [illegible]
عیش اسکا علم ہی اور دنیا کا عیش یہ کہ جاہل ہو اور دنیا کے مال و متاع سے مالا مال ہو اور اسپر مغرور ہو - پھر جب [illegible]
بصورت آدم مصور کیا اور آدم ؑ کو صفات کی صورت پر جو منزہ از مشابہت حدوث ہین مصور کیا مگر ازراہ علم نہ ازراہ نفس [illegible]
ازراہ عشق نہ ازراہ شباہت اور ازراہ توحید و جمع و تفرقہ نہ ازراہ تشبیہ و تعطیل جب اسکو انوار صفات و نعوت [illegible]
مزین کیا اور انوار ذات کا لباس پہنایا اور پھر ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا بقولہ ثم قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم - اسواسطے کہ آدم [illegible]
صورت مین قبلہ تجلی صفات و ذات ہوا - اور وہ مصور بصورت ملک در مقام ملکوت ہوا اور قلب اسکا موضع [illegible]
اور صورت اسکی موضع استوار انوار صفات ہوئی - اور ہیکل جسمانی اسکا موضع استوار انوار افعال ہوا [illegible]
انوار محبت ہوئی اور سر باطن اسکا موضع استوار انوار علم و معرفت ہوا پس آدم ؑ کو سجدہ کرو [illegible]
ہی اور معرفت ربوبیت اس واسطہ عبودیت سے حاصل ہی کیونکہ میری عبادت مین تمام جہان [illegible]
وبے جان ہین سب کی عبودیت سے حضرت پاک تعالے و تقدس مستغنی ہی لیکن عشاق ملائکہ کو مقام محبت [illegible]
پس آئینہ چہرۂ آدم ؑ سے انکو نور جمال کی تجلی دکھلائی تاکہ لذت محبت و عشق مین [illegible]
التباس کے انوار ذات و صفات کی تجلی ہوتی تو اول ہی ظہور نور الوہیت مین فنا [illegible]
اس جمال و جلال سے محجوب تھا کیونکہ اپنے نفس پر نظر رکھتا اور جہالت سے قیاس [illegible]

[illegible] ب ہوگیا۔ قولہ الا ابلیس لم یکن من الساجدین۔ کیونکہ اس دیدار شہود صفات وانوار
[illegible] تھی۔ اور حضرت حق نے فرمایا کہ ملائکہ کو اظہار کردیا کہ درگاہ کبریائی انکی عبادت سے پاک بے پرواہ ہے وہ غنی حمید
[illegible] آدم کو سجدہ کروا[یا] اور اگر انکے سجدہ سے درگاہ الٰہی میں استغناء نہوتا بلکہ ذرہ برابر بھی قدر ہوتی تو سجود ملائکہ کو
[illegible] ہی کی طرف [illegible] اور یہ حکم نہوتا کہ آدم ع کو سجدہ کرو پھر کہا کہ ملائکہ اور تمام مخلوق کے سجدہ سے اسکی بادشاہت
[illegible] برابر بھی زیادتی نہیں ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنی بادشاہت میں عزیز ہے قبل اسکے کہ ان سب کو پیدا کیا اور بعد اسکے کہ
[illegible] وہ عزیز ہے جبکہ انکو مردہ کرکے زندہ فرمائیگا۔ پھر ابلیس کو عدم سجود پر توبیخ فرمائی اور آدم ع کی شرافت ظاہر کی
[illegible] ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک۔ یعنی کس چیز نے تجھکو میری متابعت سے روکا حالانکہ درمیان میں غیر کا وجود نہیں ہے۔ حاصل
[illegible] میرا ہی قہر سابق و خذلان جو میری مشیت کے موافق جاری ہوا ہے وہی روکتا ہے ورنہ حوادث ومخلوقات کیا چیز ہیں جو میری
[illegible] سے مجھ [illegible] مانع ہوں حالانکہ درحقیقت انکو کوئی قدرت ومشیت حاصل نہیں اور سب کے سب میرے قبضۂ قہر میں عاجز
[illegible] لیکن جسکے حق میں شقاوت وبدبختی جاری ہوچکی وہ مراد پر سبقت نہیں پاتا اگرچہ تمام جہان کی عبادت ساتھ لیکر درگاہ عزت
[illegible] متابعت کرے۔ واسطی رح نے کہا کہ جو متصعب ہوا ہر نسک کا دنیا وآخرت میں اور جہل اسکا وطن ہے اور اعتراض اسکا
[illegible] ہے اور اللہ تعالے کی طرف دوری اسکا سبب ہے تو وہ اس سے قرب نہیں پاویگا کیونکہ عبادات منقطع از رعایات ہیں اور نسک
کا دیکھنا اپنے افعال ولغزش کا دیکھنا ہے اور زیادہ دلیر کوئی نہیں بہ نسبت اُس شخص کے جسنے اپنے آپ کو پسندیدگی کی آنکھ
سے دیکھا۔ پھر جب اوتعالے نے قہر سلطنت سے عار دلایا تو اُسنے خطاب سے اسکو جواب کی قدرت دیدی اور اگر یہ نہوتا تو خطاب
قہر کے وقت اسکو کچھ بھی جواب نہ سوجھتا پس اسی قدرت سے اسنے جواب دیا کما قال تعالے قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ
من طین۔ پھر گاہ اس ملعون نے اپنے اوپر خطاب قہر حق کا لباس دیکھا تو ۔انا۔ کا لفظ بولا جو اسکو اسی قوت سے حاصل
[illegible] نہیں کہ سکتا تھا کہ اسکی انانیت سب جلال حق سے معدوم ہوتی۔ ابلیس ملعون نے جوہر آتش کی طرف نظر کی جو
[illegible] صادر ہوا لیکن اُس قدم کیطرف منسوب ہوا پس اُسنے اپنے آپ کو اچھا کہا اور اُسنے نظر معرفت سے اس مٹی کو نہ دیکھا جو
[illegible] قدم ورحمت ازلی سے صادر ہوئی۔ آگ اُسکے غضب سے ہے اور مٹی اُسکی رحمت سے ہے اور رحمت کو غضب پر سبقت
[illegible] ابلیس نے ایک ہی صفت پر نظر رکھی اور دوسری صفت کو نہ دیکھا پس ایک صفت کے [illegible] دوسری صفت سے محجوب
[illegible] اگر وہ تمام صفات کو دیکھتا تو دیدار کبریاء وعظمت کے تحت میں پگھل کر فنا ہوجاتا اور پھر کبھی انا نہوتا کیونکہ جسنے وصف
[illegible] معدوم ہوگیا۔ اگر ابلیس کو چہرہ آدم ع نظر آتا جیسے ملائکہ کو نظر آیا تو جہالت سے قیاس فاسد نہ کرتا
[illegible] پیدا ہوئے ہیں۔ ابلیس باطنی علم سے تو جاہل ہی تھا ظاہری علم سے بھی جاہل تھا
[illegible] ذکر کیا کیونکہ نص ہر جہت سے قیاس پر غالب ہے۔ بعض نے نکالا کہ اپنے جوہر وعبادت پر نظر
[illegible] ابلیس نے عداوت صریح ظاہر کی چنانچہ اُسکا قول حکایت فرمایا فبما اغویتنی لاقعدن
[illegible] ارادہ سابقہ کی ابلیس کے گمراہ کرنے میں اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ قسم
[illegible] کہ میں تیرے بندوں کی راہ مستقیم پر گاڑا بیٹھوں ورنہ اسکے اسرار

مین تیرے انوار تجلی کے سامنے مجھے بیٹھنے کی قدرت نہین ہی - قولہ لا تجد اکثرہم [illegible]
نہین کہا حالانکہ لہم واسطے نفع کے اور علیہم واسطے ضرر کے ہوتا ہی پس حاصل آنکہ وسوسہ [illegible]
جبکہ وہ میرے وسوسہ کو اپنے سینہ سے خوار و ذلیل رد کرینگے اور انکا ایمان [illegible]
ہو جائیگا - تو نے نہین دیکھا کہ جب صحابہ رض نے شکایت کی کہ ہم اپنے دلون مین ایسے وسوسے [illegible]
سے نکالنا بڑا عظیم گناہ تصور کرتا ہی تو فرمایا کہ یہ تو صریح ایمان ہی - قال المترجم یعنی [illegible]
جبھی جانا جائیگا کہ ایمان موجود ہو پس جب ایمان کے ساتھ اس وسوسہ کو برا جانکر رد کردیا تو [illegible]
ان لوگون کی ہی جنکو وہ وسوسہ ہی خوب معلوم ہوتے ہین - محمد بن عیسی رح نے کہا کہ ابلیس اگر ظاہری [illegible]
کہ اسلئے اپنے کو مخلوق ہونے اور حق تعالے کی قدرت سے گمراہ کیے جانے اور حق تعالے کے رب ہونے [illegible]
فنا و سخت عذاب مین ڈالا جاتا - قال المترجم یعنی ظاہر حال اسکا اس بات کے واسطے شاہد ہی [illegible]
اسمین مضمر ہی اور جو اللہ تعالے چاہتا ہی وہ واقع ہوتا ہی یہان حکمت الٰہی مین گفتگو کرنا خود جہالت ہی - پھر ابلیس [illegible]
جرات کی اور کہا - ثم لآتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم الخ یعنے من بین ایدیهم تو نفس و ہواے نفسانی کی جہت [illegible]
خلفهم یعنے شہوات و آرزو کی طرف سے - وعن ایمانهم یعنے دعوی خودی کی طرف سے اور عن شمائلهم یعنی [illegible]
کے شکوہ بیجا ظاہر کرنے کی جہت سے - نیز - اول تو طاعات کی جہت سے اور ثانی عرض پر نظر کرلینے سے اور سوم [illegible]
سے اور چہارم راہ جہالت سے - نیز - اول از راہ قلب - دوم از راہ عقل - سوم از راہ روح و چہارم از راہ صورت [illegible]
نیز - اول از راہ اسلام و دوم از راہ ایمان و سوم از راہ عرفان و چہارم از راہ ایقان - واضح ہو کہ فوق و تحت کو نہین ذکر [illegible]
تحت تو موضع فنا ہی یعنے حالت بندگی مین سجدہ کرکے فنا ہو جاوے اسی واسطے سجود ہی کہ نہایت محل قربت فرمایا ہی [illegible]
شہود ہی اور وہ حفاظت و رعایت حق کا محل ہی پس جہان او تعالے کی رعایت ہی وہان کسی دوسرے کی مجال نہین [illegible]
اور رہا فوق یعنے اوپر کی جہت تو وہ محل کشف و مشاہدہ ہی اور وہین تجلی و ظہور انوار قدم ہوتا ہی اور وہان اگر تمام شیطان [illegible]
سوئی کے ناکے برابر قریب ہون تو جلکر خاک ہو جاوین - شیخ ابو عثمان مغربی رح نے کہا کہ شیطان [illegible]
رو برو سے پس امیدین سجھاتا ہی ذکر استون کا وسوسہ دلاتا ہی اور پس پشت سے [illegible]
طاعات لاتا ہی اور بائین سے شرک دکھلاتا ہی پس اگر کسی بندہ کے حق مین بدبختی ازلی جاری ہو [illegible]
فرمانبرداری کر جاتا ہی اور ویسی ہی طاعات بجالاتا ہی پھر اللہ تعالے جانے کہ [illegible]
حق مین سعادت کی سرنوشت ہی وہ ان وسوسون کو رد کرتا اور اللہ تعالے [illegible]
کے وسوسہ اسکے حق مین سودمند ہو جاتے ہین - قولہ ولا تجد اکثرہم شاکرین [illegible]
ہلاک ہوے اور کتنے وہ ہین جنکو سعادت نے نجات دیدی والحمد للہ علی ذلک [illegible]
نہین مذکور ہی کہ اوپر کی جہت سے تو حضرت رب العزۃ کی لطف و رحمت [illegible]
اور ان دونون مقامون مین شیطان کو کوئی ٹھکانا نہین [illegible]

Marfat.com

... حضرت آدم علیہ السلام پر جاری ہوئی بیان فرمائی۔

اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا

اور تیرا جوڑا جنت میں پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور

تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَوَسْوَسَ

درخت کے پھر تم ہو گے گنہگار پھر بہکایا

لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا

شیطان نے تا کھولے اُنپر جو ڈھکے تھے اُن سے اُنکے عیب

وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَا

منع کیا ہے رب تمہارے نے اس درخت سے مگر یہ کہ کبھی ہو جاؤ

مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ

ہو ہمیشہ جینے والے اور اُنکے پاس قسم کھائی کہ میں

لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ

دوست ہوں پھر ڈھلا لیا اُنکو فریب سے پھر جب چکھا دونوں نے درخت

بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ

کھل گئے اُنپر عیب اُنکے اور لگے جوڑنے اپنے اوپر پات

الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ

جنت کے اور پکارا انکو اُنکے رب نے میں نے منع کیا تھا تمکو اس درخت سے

وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَا

اور کہا تمکو شیطان تمہارا دشمن صاف ہے بولے اے

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا

رب ہمارے خراب کیا ہم نے اپنی جان کو اور اگر تو نہ بخشے ہمکو اور ہم پر رحم نہ کرے

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

نامراد کہا تم اترو ایک دوسرے کے

عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى

ٹھہرنا ہے اور برتنا ہے ایک

حِيْنٍ ۝ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ

اور اُسی میں تم مرو گے اور

Marfat.com

ع ۲ ۱۵

مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ؑ

اُسی سے نکالے جاؤ گے

وَيٰٓاٰدَمُ اے وقال یا آدم - اور اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے آدم - اسْكُنْ اَنْتَ
تاکید اسواسطے کہ اسپر عطف کیا جاوے قولہٖ وَ زَوْجُكَ حوا - اور تیری زوج یعنی حوا ...
کے ضلع ایسر سے مخلوق کی گئی تھین - الْجَنَّةَ جنت مین - یعنی ابلیس کو جنت سے نکالنے کے بعد آدم ...
اپنی جورو کے جنت کو اپنا مسکن بنا - اسمین اختلاف ہی کہ حوا قبل دخول جنت کے پیدا ہوئی ...
اور یہی محمد بن اسحاق کا قول ہی اور بعض نے کہا کہ بعد دخول جنت کے پس خطاب باین معنی کہ اسکا ...
ثابت تھا فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا پس کھاؤ دونون جہان سے تمھارا جی چاہے - یعنی جو قسم چاہو ...
کھاؤ - سورہ بقرہ مین وکلا بواو فرمایا اور یہان بفاء و مفید معنی واو یعنی مطلق جمع کو اور مزید معنی تعقیب کو ہی پس ...
کہا کہ فاء کے معنی خاص ہوے واو کے عام ہوے لہذا کچھ منافات نہین ہی - وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ
پاس پھٹکو اس درخت کے - وہ گیہون کا درخت تھا اور مراد یہ کہ اسکا پھل کھانے کے پاس نہ جاؤ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ
کہ ظالمون مین سے ہو جاؤ - یعنی اسکے پھل کو کھاؤ گے تو ظالم ہو جاؤ گے یعنی اللہ تعالے کے حکم سے تجاوز کرنے والے ...
یا اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہو جاؤ گے - فتکونا - جائز کہ عطف لا تقربا - پر ہو اور جائز کہ جواب نہی ہو - فَوَسْوَسَ
لَهُمَا الشَّيْطٰنُ پھر وسوسہ دلایا دونون کو ابلیس نے - وَسوسہ بالفتح اسم ہی مانند زلزلہ کے اور بالکسر مصدر ہو اور ...
خفی اور نفس کی باتین چنانچہ بولتے ہین کہ وَسْوَسَتْ نَفْسُه - اسنے جی ہی جی مین باتین کین اور اکثر استعمال ایسی نفسانی باتون ...
جو بری و بے بنیاد ہون چنانچہ باطل بات کو کہتے ہین کہ یہ اسکے وسوسہ مین سے ہی اور واضح ہو کہ اسمین لوگون نے کلام کیا کہ ...
جنت سے خارج تھا اسنے کیونکر وسوسہ دلایا حالانکہ یہ جہالت ہی حسن بصری رح نے فرمایا کہ زمین سے آسمان تک وسوسہ دلا سکتا ...
کیونکہ اللہ تعالے نے اسمین یہ قابو دیدیا ہی - اور بعضے لوگ جو خرافات لکھتے ہین کہ سانپ کے پیٹ مین گھسکر گیا ...
شیخ ابن کثیر رح نے رد کر دیا کہ روایت کوئی صحیح نہین ہی شاید بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ کی روایات ہین واللہ اعلم ...
نے دونون کو وسوسہ دلایا بدین غرض کہ - لِيُبْدِيَ لَهُمَا تاکہ کھول دے ان دونون کے واسطے مَا وُرِيَ
عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وہ چیز جو در پردہ کی گئی تھی دونون سے اور وہ دونون کے سوآت تھے اور ...
ہی - اور بعض نے کہا کہ لام کیہدی براے عاقبت ہی یعنے انجام یہ ہو جاوے کہ دونون کے سوآت کھل جاوین ...
لام کی ہی اسے کی لتقع الا بدار بعدہ - یعنی پیچھے اسکے یہ ابدار واقع ہو - ووری ماضی مجہول ...
از طرفین ہی یعنے تاکہ کھل جاوے انکی سوآۃ جو دونون سے باہم ایک دوسرے سے پوشیدہ تھی ...
ملال ہووے اور جسم پوشیدہ کو اسی سے سوآۃ کہتے ہین کہ اسکا کھلنا ملال دیتا ہی اور آدم و حوا ...
اور نہ ایک دوسرے کا جسم دیکھتا پس شیطان نے اس کشف سے انکو ملال دینا چاہا ...
ننگا کرکے رنج و ملال دے - اور جو بعض نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ کشف عورت حرام ...

Marfat.com

[illegible] کشف عورت برا ہو لیکن عورت ثابت نہین ہوتی اور قبح عقلی کا اثبات غلط ہی بلکہ وہ بمقتضاے حیا ہی اور حیا
ایمان ہی نہ عقل سے اسکی اباحت ثابت کرکے انھون نے ملال نہین کیا بلکہ ایمان کامل کے مقتضا سے بوجہ حیا کے خود
[illegible] ہونے کا سوال [illegible] پس شیطان نے آدم و حوا کو خلاف کرنے اور کشف عورت سے انکو رنج پہونچانے اور آیندہ ذریات
[illegible] پیدا ہونے کے لیے جو مشیت الٰہی مین جاری ہوچکے تھے انکو وسوسہ دلایا جسکا بیان یہ ہی کہ - وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا
رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ یعنی کہا ابلیس نے دونون سے کہ نہین منع کیا تمکو تمھارے رب نے اس درخت سے
یعنی اسکا پھل کھانے سے - اِلَّآ کراہتہ - اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ مگر بغرض کراہت اس بات کے کہ تم دونون ملک ہوجاؤ
اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ رہنے والون مین سے ہوجاؤ یعنی جنت مین یا زندگی مین ہمیشہ باقی رہو - حاصل آنکہ
اس درخت کے پھل کھانے کا یہ اثر ہی کہ وہ ملک ہوجاتا ہی یعنے فرشتہ اور بکسر لام کی قراۃ پر معنی بادشاہ ہوجاتا ہی اور ہمیشہ باقی
رہتا ہی جیساکہ دوسری آیت مین مصرح ہی کہ قال ہل ادلک علی شجرۃ الخلد و ملک لا یبلی - یعنے آدم سے بولا کہ بھلا مین تمکو راہ بتادون
شجرۃ الخلد کی جسکے کھانے سے ہمیشگی ہوتی ہی اور ایسے ملک کی کہ کبھی اسکو فنا نہین ہی - واضح ہو کہ اس مقام سے یہ ثابت نہین
ہوتا کہ ملائکہ افضل ہین جبھی تو اسنے ملک ہوجانے کی ہوس دلائی بلکہ باین معنی کہ تمکو فرشتون کی طرح طعام کی خواہش نہو اور تمھاری
عمر مانند فرشتون کے دراز ہو کیونکہ ماہیت نہ بدلنا تو ظاہر ہی - اور نیز یہان تو ابلیس کے قول کی حکایت ہی حتی کہ اسنے یہی اُلٹا فریب دیا
کہ اللہ تعالے نے اس وجہ سے تمکو منع کردیا ہی کہ اسنے تمھارا ملک ہونا اور دائمی قائم رہنا بُرا جانا - وَقَاسَمَهُمَآ مقاسمہ
باہم قسم کھانا اور یہان فقط ایک طرف سے ہی یعنے ابلیس نے دونون سے اللہ تعالے کی قسم کھائی کہ - اِنِّيْ لَكُمَا
لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ یعنے مین تم دونون کے واسطے بھلائی چاہنے والا ہون - قتادہ رح نے کہا کہ اُسنے اللہ تعالی کی قسم
کھاکر انکو فریب و دھوکا دیا اور مومن اکثر اللہ تعالے کی قسم پر دھوکا کھاجاتا ہی - شیطان نے اُنسے کہا کہ مین تم سے پہلے پیدا ہوا
اور تم سے زیادہ واقف ہون - فی السراج اسمین تنبیہ ہی کہ شیطانی آدمی کی قسم کا اعتبار نہ کرے اور قسم کھانے والا اکثر جھوٹا ہوتا ہی
اور خود بدگمانی سے قسم کھاتا ہی کہ سامع میری بات نہ مانیگا - ابن عمر رضہ سے مروی ہی کہ جب وہ اپنے غلام کو اچھی طرح نماز روزہ کرتے
دیکھتے تو انکو آزاد کردیتے پس آنکے غلام اسی خواہش سے ایسا کرتے تھے پس ابن عمر رضہ سے کہا گیا کہ یہ لوگ آپ کو دھوکا دیتے ہین
[illegible] نے یہ فرمایا کہ جو کوئی ہمکو اللہ تعالے کے ساتھ دھوکا دیوے ہم اسکے دھوکے مین آجاوینگے - اللہ تعالے کے نام پاک کی
قسم کھانے والا [illegible] مخص ابلیس ہی پس جب اسنے اللہ تعالے کی قسم کھائی تو آدم سمجھے کہ اللہ تعالے کی قسم جھوٹی کوئی نہین
کھاتا یعنی فریب مین پڑگئے چنانچہ فرمایا - فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ پس نیچے لٹکادیا انکو بسبب غرور یعنی فریب کے - تدلیہ
[illegible] نیچے لٹکانا [illegible] ومنہ قولہ فادلی دلوہ یعنی اپنا ڈول کنوئین مین لٹکایا - المعنی رتبہ عالی سے دونون کو گیہون کھانے کی طرف
[illegible] کہا کہ آسمان سے زمین کی طرف اُتارا - وقال المفسر انکو انکی منزلت سے گرادیا بذریعہ اس فریب کے - غرور ایسی باتین
[illegible] ہو اور باطن مین کھوٹ ہو - فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ اے اکلا منہا پھر جب درخت کے پھل
[illegible] دلالت ہی کہ بہت تھوڑا سا کھایا تھا جسکو چکھنا کہا جاوے - بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا یعنے ظہر لکل
واحد منہما قبلہ [illegible] و سمی کل منہما سوءۃ لان انکشافہ یسوء صاحبہ - یعنی ظاہر ہوگئی دونون مین سے ہر ایک کو اپنی شرمگاہ اور

دوسرے کی شرمگاہ اور پاپخانہ کا مقام حالانکہ وہ دونون قبل اسکے نہین دیکھا کرتے تھے [illegible]
کھلنا اس شخص کو غمگین کرتا ہی بطور ظہور عیب کے وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا [illegible]
شروع کیا دونون نے کہ لپٹاتے اپنے اوپر پتے درختان جنت کے تاکہ اپنے ستر کو چھپاوین [illegible]
کہ آدم مرد دراز قد تھے انکے سر پر بال بہت تھے پس جب وہ اس دھوکے مین پڑگئے تو شیطان [illegible]
کھل گیا حالانکہ پہلے اسپر نظر نہین کرتے تھے تو جنت مین بھاگے پس راہ مین ایک درخت جنت [illegible]
مجھے چھوڑ دے اسنے کہا کہ مین تجھے نہین چھوڑونگا پس پروردگار عز وجل نے آواز دی کہ اے آدم تو مجھسے [illegible]
کہا کہ نہین اے پروردگار مین شرمندہ ہون - رواہ ابن جریر و ابن مردویہ - ابن عباس رضہ سے [illegible]
ہی کہ جس سے انکا تمام بدن ڈھکا تھا وہ دونون کے ناخن تھے اور جسکے پتون سے بدن ڈھانپتے تھے وہ انجیر [illegible]
کہ انکو آپس مین چپٹاتے تھے پھر اللہ تعالےٰ نے آواز دی کہ کیا مجھسے بھاگتا ہی عرض کیا کہ نہین اے پروردگار
[illegible] ہی - فرمایا کہ کیا تجھکو کافی نہ تھا جو مین نے جنت مین سے تجھے مباح و حلال کیا تھا کہ تو حرام کی طرف گیا - عرض [illegible]
[illegible] اے پروردگار وہ سب کافی و وافی تھا ولیکن قسم ہی تیرے عزت و جلال کی کہ مین نے یہ نہین خیال کیا کہ [illegible]
[illegible] قسم کھا دیگا - فرمایا کہ قسم مجھکو اپنی عزت کی کہ تجھکو زمین مین اُتار دونگا پھر نہ پاویگا تو زندگانی مگر محنت سے - پس [illegible]
اُتارے گئے پس جنت مین تو طعام رغد کھاتے تھے پھر غیر رغد کھانے لگے پس انکو لوہے کی ساخت تلائی گئی اور [illegible]
پس ہل سے کھیتی کی اور سینچا پھر کاٹ کر کھلیان کیا پھر پیسکر گوندھ کر روٹی پکائی پس پہونچی حالت جہان تک کہ پہونچی -
عبد الرزاق - عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضہ قولہ من ورق الجنة - کہا کہ انجیر کے پتون سے - اسنادہ صحیح [illegible]
منبہ فی قولہ ینزع عنهما لباسهما - کہا کہ آدم و حوا کی شرمگاہ پر لباس نور تھا کہ یہ اسکی شرمگاہ نہین دیکھتا [illegible] اسکی [illegible]
دیکھے پھر جب درخت سے کھایا تو انکے سوآة کھل گئے - رواہ ابن جریر باسناد صحیح وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَ[لَمْ]
اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ - استفہام تقریری [illegible]
عباس رضہ - جب آدم نے درخت مذکور مین سے کھایا تو کہا گیا کہ تو نے اس درخت مین سے جس سے مین نے منع کیا [illegible]
کھایا تو کہا کہ مجھکو حوا نے کھلایا تو فرمایا کہ یہی اسکا انجام کہ حاملہ ہو کر وہ لینے تکلیف سے اور وضع [illegible]
آواز سے روئین تو کہا گیا کہ یہ رونا تجھپر اور تیری اولاد پر ہی - رواہ ابن جریر و لعل اسنادہ [illegible]
عرض کیا کہ اے پروردگار اگر مین توبہ کرون و اپنی حرکت سے مغفرت مانگون تو فرمایا کہ [illegible]
کرونگا - اور رہا ابلیس تو اسنے توبہ کی درخواست نہ کی بلکہ مہلت مانگی پس ہر ایک کو وہ ملا جو اسنے مانگا [illegible]
اور ضحاک بن مزاحم سے روایت ہی کہ جو کلمات کہ آدم نے اپنے رب سے سیکھ پائے تھے [illegible]
اَنْفُسَنَا اس معصیت کے سبب سے - وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا
پس یہی کلمات ہین جنکو آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے پایا [illegible] الرحیم - سراج مین ہی کہ انھون نے حق عبودیت مین اعتراف سے گناہ کا اقرار کیا [illegible]

[illegible] لے اسی آیت و اسکے مانند سے استدلال کیا کہ انبیا رہ سے گناہ صادر ہوتا ہی اور رد کر دیا گیا
[illegible] سب سے بڑا درجہ ہی پس وہ ایسے چھوٹے چھوٹے امور سے بھی ماخوذ ہوتے ہین جنسے اور لوگ نہیں
[illegible] مرتب ہوتے ہین جو طریق تاویل صادر ہوتے ہین اسی سے وہ لوگ خوفناک و لرزے رہتے ہین پس
[illegible] عبادات کے بہ نسبت یہ امور گو یا گناہ ہین اور یہ معنی نہین کہ ایسے گناہ ہین جیسے اوروں کے ہوتے ہین پس
[illegible] کے اور وحی سماوی و ذکری سے عمارت باطن کے اور اعمال صالحہ وغیرہ سے عمارت ظاہر کے یہ امور گناہ اور انکے اول
[illegible] بھی معترین کے مانند ان زلات کو بڑا گناہ اقرار کر لیا اور نیز انکی نبوت سے پہلے یہ امر اُنسے صادر ہوا تھا۔ بالجملہ
انبیاء علیہم السلام سے صدور گناہ کبیرہ کا قائل کوئی نہین ہو سکتا سوائے جاہل بیوقوف کے ولغوذ باللہ من الغباوۃ والجہالۃ
قُلْنَا اهْبِطُوا جملہ مستانفہ ہی جیسے جملہ اول مستانفہ تھا۔ یعنی حکم دیا کہ نیچے اُترو تم سب۔ یعنی آدم و حوا مع ذریات کے
[illegible] مضمر تھین۔ بعض نے کہا کہ دونون مع ابلیس کے اُترو۔ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ در حالیکہ بعض تمہارا
بعض کا دشمن ہی یعنی اولاد آدم و ابلیس مین عداوت تا قیامت رہے۔ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ
إِلَىٰ حِينٍ یعنی زمین مین تمہارے واسطے جائے قرار و متع ہی اُسوقت تک کہ تمہاری موت آوے۔ فی السراج
العالم۔ جب آدم کی موت کا وقت آیا تو ملائکہ حاضر ہوے پس حوا نے انکے گرد پھرنا شروع کیا تو فرمایا کہ میرے پروردگار کے
ملائکہ کو آنے دے جو کچھ مجھکو پہونچا وہ تیرے ذریعہ سے پہونچا پھر جب انکا انتقال ہوگیا تو ملائکہ نے پانی مین بیری کی پتی [illegible]
[illegible] غسل دیا اور طاق کپڑون مین کفن دیا اور لحد بنا کر ملک ہند کی سرزمین سراندیپ مین دفن کیا اور اولاد آدم سے کہا کہ یہی طر[illegible]
تمہارے واسطے مقرر ہوا۔ ابن عباس رض نے فرمایا کہ مستقر زمین کے اوپر اور زمین کے نیچے دونون ہین رواہ عنہ ابن [illegible]
قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ یعنے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ زمین ہی مین زندہ
[illegible] زندگی مقدر ہی اور اسی مین مروگے اور اسی سے نکلو گے جب کہ قیامت مین زندہ کرکے اُٹھائے جاؤ گے [illegible]
[illegible] نکلو گے بنابر یکہ صیغہ معروف ہی جیسا کہ حمزہ رح کی قراءۃ ہی اور باقیون نے مجہول پڑھا تو معنی آنکہ اسی سے [illegible]
و ہذا کقولہ تعالےٰ منها خلقنٰکم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارۃ اخریٰ ف۔ قال فی العرائس قولہ و یا آدم اسکن [illegible]
نے جنت مین انکی سکونت عیش مین ایک امتحان مضمر رکھا اور اگر اپنے جمال و وصال سے انکی زندگی رکھی ہوتی تو [illegible]
محجوب ہوتے کیونکہ اسکی درگاہ مین حوادث کی مضرت نہین ہی۔ قولہ ولا تقربا ہذہ الشجرۃ۔ ادلال لسوء فتنۃ امتحان [illegible]
شجرہ مذکورہ مین تجلی حق ہو لطائف قدرت سے اسکے سر الاسرار مین سمائی پس اسکے مشتاق ہوتے اور قریب ہونے سے [illegible]
شوق ہوا حالانکہ [illegible] علم سر الاسرار و علم الاقدار تھا پس کھانے سے ان علوم سے بھر گئے اور جنت [illegible] برداشت نہ کرسکے تو
[illegible] کرنے لائق ہوگئے کیونکہ یہ اسرار ربوبیت ہین لہٰذا قولہ فتکونا من الظالمین کی مصداق ہوئے کیونکہ سبزہ زار [illegible]
[illegible] جا کر اسرار [illegible] لائے اور اگر اللہ تعالےٰ انکی زبانین نہ بند فرماتا تو جہان مین علم اقدار پھیل جاتا۔ اسی واسطے بعض
[illegible] کہا کہ یہ درخت علم الاقدار تھا جو جانتا وہ اسکے اسرار سے عز الملک و خلد مین پہونچتا اسی واسطے ابلیس نے
[illegible] کی راہ بتائی [illegible] جانتا تھا اور اسکو لیکر منازعت باستعداد فاسد چاہتا تھا مگر نہ پانے سے بہت غمناک ہوا

Marfat.com

اور کنوز غیب اسمین شمر پاکر آدم کو دلالت کی تاکہ خلق مین کوئی متمتع ہوکر اسمین منازع ہو لیکن آدم [illegible]
خطر تھا لیکن اللہ تعالے نے انکو معصوم رکھا کہ انکے نفوس کو تسلیم قہر مین گرفتار کیا لیکن جب [illegible]
کیا تو کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ۔ پس شیطان کا یہ ارادہ کہ بعد علم اسرار کے مدہوش [illegible]
ہون اور محبت الٰہی عالم مین نہ رہے وہ برعکس ہوگیا کہ وہ عارف ہوکر درجۂ نبوت و رسالت [illegible]
جب او تعالے کسی بندہ کو کشف اسرار چاہتا ہو تو شیطان اسکو بہکاتا ہو اور وہ سبب انکشاف ہو جاتا [illegible]
جیسے آدم علیہ السلام پر گذرا اور ابلیس انکے حسد مین خوار ہوا اور آدم زیادہ مقبول ہوگئے لقولہ تعالے [illegible]
یعنے مکر بدی اسی کو ملتا ہو جسنے مکر کیا۔ اور آدم کے حق مین فرمایا ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وہدی۔ [illegible]
بعد ظہور اسرار کے انکو ادب کے پتون سے عبودیت مین مرعی رکھا کما یدل علیہ قولہ وطفقا یخصفان علیہما الخ [illegible]
نے کہا کہ شیطان نے برائی چاہی وہ سبب علوم و بلوغ کمال ہوا کہ آدم نے کوئی عمل اس خلیفہ سے [illegible]
سے مقام حقائق مین ثابت رکھا اور سجود ملائکہ وغیرہ سے اگر کچھ وحشت آئی تو ببرکت اسکے اول تخصیص خلقت [illegible]
کی طرف لقولہ ربنا ظلمنا الخ راجع ہوگئی۔ قولہ وقاسمہما انی لکما الخ ابلیس نے مکر سے دشمنی کی وہ درحقیقت [illegible]
ابو بکر الوراق رحنے فرمایا کہ نصیحت اسی شخص کی قبول کرنی چاہیے جسکے دین و امانت پر اعتماد ہو اور تیری نصیحت مین [illegible]
کام متعلق نہو کیونکہ ابلیس کے مانند نصیحت کرنے والے شیاطین الانس ہوتے ہین۔ قولہ فدلاہما بغرور۔ اس [illegible]
مین اسرار ربوبیت مین پس غرور اطلاع باسرار قدم مین ڈالا تاکہ مقربین ملائکہ اور خازنان اسرار مین سے ہو جاوین [illegible]
تقرب تھا جیسے عشاق ہر کس و ناکس کی بات سن لیتے ہین اور بعض نے کہا کہ انکو بسبب قسم اللہ تعالے کے فریب [illegible]
نہ کھاتے۔ وقولہ فلما ذاقا الشجرۃ بدت الخ اسمین اشارہ لطیف ہو کہ یہ اسرار خاصۃ انھین دونون کو ظاہر ہوئے اور کسی [illegible]
اور ظہور مین انھین دونون کی تخصیص سے معلوم ہوا کہ اغیار کی نظر وہان نہین پہونچی کیونکہ سوا آدم مقام [illegible]
نبوت و ولایت تھی۔ انکو جنت وغیرہ سب سے مجرد کر دیا کیونکہ وہ تجرید توحید و افراد قدم مین تھے وہان جنت [illegible]
پھر جب شجرہ عشق کا پھل چکھا اور منفرد ہوئے تو غرائب علم اقدار انپر منکشف ہوئے اور جمیع اشباح [illegible]
واسطی رحسے پوچھا گیا کہ انبیاء کو جلد عقوبت کیون ہوتی ہو حالانکہ ابلیس خطا پر ہمگی غلط کر گیا۔ تو فرمایا [illegible]
ویسا نہین جیسے دور والا بے ادبی کرے۔ بعض نے کہا کہ چیونٹی برابر بات پر انبیاء سے مطالبہ ہوتا ہو [illegible]
پر کچھ مطالبہ نہین ہوتا۔ بعض نے کہا کہ سر عصمت انکو ظاہر ہوا اور غیر کو ظاہر نہوا۔ واسطی رحنے [illegible]
کو چھین لیا اور مواخذہ مین ڈال دیا تاکہ زوال نعمت کی قدر جانے پھر کسی نے نہ پہنائی تو یقین [illegible]
کچھ نہین ہو جو کچھ اسکو حاصل ہوگا خالص پروردگار کی رحمت سے لیگا پس سب سے منقطع ہوکر [illegible]
جب ہر دو بندگان خاص ان میدان ناپیدا کنار مین پڑے کہ علوم الاسرار لا قدا بے انتہا ہین [illegible]
ندامت کی بقولہ وناداہما ربہما الخ ندا مین لطف عتاب ہو کیونکہ اس شجرہ کے اشتقاق سے انکو [illegible]
جنت مین بھیجا اور شجرہ سے منع کیا جب آدم نے کھایا تو پکارا۔ قول تو قرب کے معنی مین ہی اور [illegible]

Marfat.com

[illegible] شجرہ مین سے کھانے مین ہم نے خطاء کی اور یہ ہمارا مقام نہین تو ظلم کو اپنی طرف
[illegible] ربنا ظلمنا انفسنا [illegible] ظلم یہان یہی ہو کہ مقام کی شناخت نہوا اور مشاہدہ حق مین حظ نفس کی خواہش ہو
[illegible] اقرار کیا اور اسوقت مین مقام تلوین مین تھے اور اگر مقام تجرید و توحید یعنی مقام تمکین عرفان
[illegible] درمیان مین نہ لاتے اور نفس کو ملامت نہ کرتے کیونکہ نفس پر نظر رکھنا اور اسکی کسی قدرت کو مقام
[illegible] نہین دیکھا کہ حضرت استاد رح نے کہا ہو کہ جسنے اپنے نفس کو ملامت کی وہ مشرک ہی حسین رح
[illegible] یہ ہو کہ اوقات انکی طرف سے کسی غیر کی طرف مشغول ہو۔ اور ابن عطاء رح نے کہا کہ ظلم یہان یہ کہ حق تعالےٰ
[illegible] کی طرف بھی مشغول ہوئے تھے۔ شیخ شبلی رح نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے گناہ انکو کرامات
[illegible] ہین جیسے کہ آدم کے گناہ کا انجام یہ ہوا کہ مقام اجتباء و اصطفاء پر پہونچے۔ اور اولیاء کے گناہون سے کفارہ
[illegible] کے گناہ انکو خواری و اہانت مین ڈالتے ہین۔ واسطی رح نے کہا کہ حال طینت مین انکو کوئی خطرہ سوائے
[illegible] پھر جب حضور مین حاضر کیا تو حضور سے غائب ہوئے پس غیر کے خطرہ سے ظلم کیا اور کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا۔ کیون نہین
[illegible] القتال مین اسکو القتال سے قطع کیا اور نفس مین جو نفس سے تھا اسکو نفس سے کیون نہین غائب کیا
[illegible] نے اسکو زیادہ سوزش و ہیجان مین ڈالا کیونکہ شوق کو فراق سے ملا دیا اور میثاق لے لیا تاکہ سفر عشق مین
[illegible] مشقت اٹھاوے اور حکم دیا کہ۔ اہبطوا پس آدم کو مقام بہجت سے عالم محنت مین اتار دیا اور اہل عداوت
[illegible] پھنسایا اور بعد وصل کے رنج فرقت چکھایا کیونکہ مقام عشق مین رنج و غم فراق اور ذوق وصال ساتھ ساتھ ہین۔
[illegible] وصال مین جمعیت کے ساتھ صافی الحال بلا کدورت تھا نہ وہان جفاء فراق تھی اور نہ بلا امتحان پھر فرقت کے ہاتھون امتحان
مین پھنسایا [illegible] اور حضرت والدین جنت وصال مین یہ طمع کرتے تھے کہ دوام لقاء حاصل ہو پس غیرت کبریائی نے وہان سے
نکال [illegible] یہ بھی رحمت ہو کہ دوام لقاء بعد فناء کا راستہ بتا دیا۔ بعض نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام رتبہ فضیلت و کرامت
سے [illegible] گرچہ مقام جنت سے نکل آئے ہین اسی واسطے فرمایا۔ ثم اجتباہ ربہ۔ پھر جب دونون کو منزل جنت سے نکالا
[illegible] یعنی زمین پر [illegible] آگاہ فرمایا کہ دونون اس زمین پر بروح معرفت و رزق مشاہدہ زندہ رہینگے اور کنار شفقت
[illegible] رہینگے پس وہان سے قبضہ توحید و محبت نکلینگے چنانچہ قولہ فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون۔ سے اشارہ ہی
[illegible] زندہ اور فنا فی اللہ سے مردہ۔ اور بقاء باللہ سے نکلو گے۔ اور بعض نے کہا کہ معرفت کے ساتھ زندہ
[illegible] جہالت کے ساتھ مردہ ہوگے اور جو تقدیر و مشیت سابق جاری ہو چکی ہی اور جو احکام سعادت و شقاوت کے ہو چکے
[illegible] وہان سے نکلو گے۔ پھر آدم کے لباس جنت کے عوض اولاد آدم کو مختلف لباس ملے کما قال اللہ تعا

[illegible] قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا
[illegible] تم پر پوشاک کہ ڈھانکے تمہارے عیب اور [illegible] رونق

ولباس التقوٰی ذٰلک خیر ذٰلک من اٰیٰت اللہ لعلہم یذکرون
[illegible] پرہیزگاری [illegible] بہتر ہین یہ قدرتین ہین اللہ کی شاید وہ لوگ دھیان کرین

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اسمین بعض نعمت کی تذکیر ہی کہ لباس تن انسانی پر بہتر ہی اور لباس
کہ آدم سے لباس جاتا موجب اسارۃ ہوا اور لباس تقوی زائل نہین ہوتا اور یہ تمہید ہی آیتہ
بنی آدم اے اولاد آدم - اور نبین کو خطاب بسبب شرف مردون کے عورتون پر ہی اور شامل اسمین
تغلیبا نہین فرمایا - قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ اے خلقنا لکم - البتہ ہم نے تمہارے واسطے
اسباب آثار کر - لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ ایسا لباس کہ چھپاتا ہی تمہارے
انزلنا - فرمایا تو اسی سبب سے آسمانی اسباب مینھ وغیرہ آنا مکر پیدا کیا گیا ہی اسی واسطے مفسر رحمہ نے خلقنا لکم
اسکا قولہ تعالے وانزل لکم من الانعام - ہی یعنے خلق لکم من الانعام - اور ایسے ہی قولہ وانزلنا الحدید فیہ باس
نسبت اُتارنا فرمایا ہی - اور بعض نے کہا کہ زمین کے جملہ برکات منسوب بآسمان ہین یعنے وزمین سے برکات ہین
اتری ہوئی کہی جاتی ہین اور یواری اے یستر سوآتکم - تمہارے سواۃ کو ڈھکتا ہی وَرِيْشًا عطف ہی لباسا پر
اشارہ ہی کہ ستر پوشی مین لباس اصل ہی اسی واسطے مفسر رحمہ نے ریش کی تفسیر کی کہ وہ کپڑے ہین جیسے آدمی تجمل حاصل کرتا
بعض قراءۃ مین ریاشا جمع ریش ہی - ابن جریر رحمہ نے کہا کہ ریاش کلام عرب مین اثاث البیت وظاہر کپڑے ہین یعنی جسے
تجمل کیا جاوے پس لباس تو ضروری چیز ہی اور ریاش انکا تکملہ ومزید چیز ہی - بخاری نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا کہ
مال ہی - رواہ عنہ ابن ابی طلحہ اور یہی قول مجاہد وسدی وضحاک وعروہ ابن الزبیر وبہتون کا ہی - اور عوفی نے ابن عباس
روایت کی کہ ریاش لباس وعیش ونعمت ہی اور عمر بن الخطاب رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے
گردن تک پہونچے اور کہے کہ الحمد للہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واتجمل بہ فی حیاتی - پھر پرانا کپڑا لیکر صدقہ کردے تو وہ
مردہ اللہ تعالے کے ذمہ وجوار مین اور اسکی رحمت مین ہوگا - رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ اور حضرت علی رضہ سے روایت
رسول اللہ صلعم جب نیا کپڑا پہنتے تو کہتے - الحمد للہ الذی رزقنی من الریاش ما اتجمل بہ فی الناس واواری بہ عورتی - رواہ احمد
مین کہا کہ ثابت ہوا کہ زینت ایک غرض صحیح ہی جیسا قولہ تعالے لترکبوہا وزینۃ الآیۃ سے ثابت ہی اور فرمایا ولکم فیہا جمال
اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے جمیل ہی اور وہ جمال کو دوست رکھتا ہی - رواہ الترمذی وغیرہ یعنی آیت کے
اولاد آدم ہمنے اُتارا تمپر ایسا لباس کہ تمہاری شرمگاہون کو چھپاتا ہی اور ایسا لباس کہ وہ تمکو زینت کا فائدہ دیتا ہی
کے لوگ ننگے ہوکر خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور عورتین بھی ننگی ہوکر یا کچھ چیز شرمگاہ پر رکھکر رات مین طواف کرتی
نازل ہوئی - قال البیضاوی - شاید اوتعالے سبحانہ نے قصہ آدم علیہ السلام کو اسی حکم کے واسطے مقدم
ہو جاوے کہ پردہ شرم کھل جانا پہلی برائی تھی جو شیطان کی طرف سے آدمی کو پہونچی پس اولاد آدم کو
جیسے اسنے آدم علیہ السلام کو دھوکے سے برہنگی کی برائی پہونچائی تھی - قال المترجم اس آیت مین
عیب ہی اسکے دور کرنے کو اوتعالے نے نعمت لباس نازل فرمائی اور یہ رجز ہی مشرکین کو جو ایسا کرتے
سے ممانعت کرنے مین اصل قولہ تعالے یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیۃ ہی جو آیندہ آتی ہی - قال
نے لباس محسوس کو بیان کیا اور اسکی دو قسمین کین کہ ایک ضروری ہی کہ شرمگاہ کو چھپانے والا ہی

Marfat.com

[illegible] معنوی کو بیان فرمایا بقولہ **وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ** نافع و ابن عامر و کسائی نے
[illegible] بڑھا یعنی لباسا پر عطف ہی یعنے اور نازل فرمایا ہمنے تمپر لباس التقوی اور وہ خیر ہی یعنے لباس ستر اور
[illegible] سے اچھا ہی پس ذلک مبتدا اور خیر اسکی خبر ہی اور جملہ بیان فضیلت لباس التقوی ہی اور باقی قرار رحمہم اللہ
[illegible] التقوی برفع پڑھا پس یہ مبتدا ہی اور جملہ ذلک خیر۔ اسکی خبر ہی۔ اب رہا بیان اسکا کہ لباس التقوی جو استعارہ ہی
[illegible] سے استعارہ ہی ورنہ کیا مراد ہی فقال الحافظ فی التفسیر۔ مفسرین نے اسکے کئی معنی بیان کیے ہین۔ عن عکرمہ وہ لباس
[illegible] قیامت مین متقیون کو ملیگا۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ زید بن علی و سدی و قتادہ و ابن جریج نے کہا کہ وہ ایمان ہی۔ عوفی
عن ابن عباس وہ عمل صالح ہی۔ وعنہ وہ ستودہ اخلاق ہین۔ عن عروہ بن الزبیر وہ خوف الٰہی محبت کے ساتھ ہی۔ عبدالرحمن
بن زید۔ اللہ تعالے سے خوف کرکے اپنی سترگاہ ڈھکی رکھے۔ یہ سب معانی قریب قریب ہین اور حضرت عثمان رض سے روایت
ہی کہ منبر پر خطبہ مین لوگون کو کتے مارنے کا حکم دیتے اور کبوتر بازی کرنے سے منع کرتے پھر کہا کہ اے لوگو تم ان سرائر مین اللہ تعالے
سے تقوی رکھو کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہی کہ نہین چھپائی کسی نے
کبھی سریرت مگر آنکہ اللہ تعالے اسپر علانیہ ایک چادر پہناتا ہی اگر بھلی سریرت ہی تو بھلی چادر اور اگر بری سریرت ہی تو بری چادر
پہناتا ہی پھر یہ آیت پڑھی ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ۔ اور کہا کہ وہ نیک خصلت ہی۔ رواہ ابن جریر والطبرانی
اور حسن بصری رح نے اسکو حضرت عثمان سے سنا ہی تو کتون کے قتل اور کبوترون سے بازی نہ کرنے کو خطبہ مین حسن رح کا حضرت
عثمان سے سننا تو شافعی و احمد و بخاری فی الادب کی روایات بطریق صحیح سے ثابت ہی اور یہ شاہد ہی باقی جزو روایت مرفوع کا واللہ
اعلم۔ **ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ** یعنی لباس تقوی یا یہ جملہ لباس نازل فرمایا آیات الٰہی سے یعنی اسکی قدرت کے
دلائل سے ہی۔ **لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ** شاید اولاد آدم تذکر کرین یعنے نصیحت و پند حاصل کرین پس ایمان لے آوین۔ اسمین
صنعت التفات ہی یعنے پہلے بحرف ندا خطاب فرمایا تھا اور یہان بصیغہ غائب فرمایا پس خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہی اور آیت
مین دلیل ہی کہ ستر عورت ظاہری باب تقوی ہی اور اعمال صالحہ جو باطنی پوشش اخلاق و ہیئت صادقہ سے ہون وہ اصل لباس ہین
پس اگر تمام بدن شلوکے وغیرہ لادے ہو اور باطن مین اخلاق مذمومہ و اعمال ناپاک رکھتا ہو تو وہ ننگون سے بدتر ہی اور اگر باطنی
لباس تقوی سے آراستہ ہو تو پھٹا کپڑا اسپر کمال زینت ہی اور درحقیقت وہ آیات الٰہی مین سے ہی کہ اندھے اور بے ایمان
بد اعتقاد لوگون کو نظر نہین آتا۔ قال ابن عربی فی العرائس قولہ تعالے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا۔ ہرگروہ کے واسطے
لباس خاص ہی پس عارفون کے واسطے لباس معرفت ہی اور محبین کے واسطے لباس محبت ہی اور مشتاقون کے لیے لباس شوق
[illegible] کے لیے لباس توحید ہی اور زاہدون کے لیے لباس زہد ہی اور متقیون کو لباس تقوی ہی اور اولیاء کو لباس ولایت
اور انبیاء کو لباس نبوت ہی اور مرسلین کو لباس رسالت ہی اور انمین سے ہر ایک کیواسطے ظاہر و باطن ہی پس زینت باطن
[illegible] تعالے کی نظر رحمت کے واسطے ہی اور ظاہری زینت واسطے شریعت کے ہی پس جو اس زینت سے حقیقت مین آراستہ ہی
[illegible] کی وجہ سے مخلوق کے درمیان مزین اور مہیب ہو جاتا ہی اور قولہ تعالے ولباس التقوی ذلک خیر۔ یعنی بہتر سب سے
[illegible] کہ ہر لباس مین ضرور نفس بندہ کو حظ ملتا ہی اور لباس التقوی مین نفس کو کچھ حظ نہین ہی۔ اور یہ لباس تو عوام کے

ہین اور لباس تقوی وہی ہی کہ اللہ تعالے کی عزت وجلال مین فنا ہوگیا اور صفات الٰہی سے
حلول وغیرہ وہمی وقیاسی باتون کے اسمین صفات الٰہی سے اتصاف ہوا جیسا کہ قرب نوافل مین
مین ہر لباس فنا ہو جاتا ہی اور جو شخص اس لباس سے آراستہ ہوا وہ اللہ تعالے کی طرف سے
اسپر نظر کرتا ہی وہ اللہ تعالے عزوجل کے انوار صفات کو پاتا ہی پس اسی لباس اتصاف کی طرف حضرت [illegible]
نے اشارہ فرمایا بقولہ من رآنی فقد رأی الحق جسنے مجھکو دیکھا اسنے حق کو دیکھا - قال [illegible]
کے معنی سے بھی اشارہ کے معنی نکالے ہین وقدم مفصلا - الا رقولہ تعالے یواری سوآتکم - اشارہ [illegible]
قدم سے ننگے اور حدوث کے عیبون سے ایسے ہو جیسے ننگے کے اعضاء شرم کھلے ہونے سے وہ معیوب [illegible]
کہ حدوث کی علامتین اور عیوب کو لباس قدم سے ڈھکو باین طور کہ شریعت پاکیزہ پر ٹھیک چلو اور [illegible]
وطریقت پر چلکر انوار حاصل کرو پس لباس علم سے شرمگاہ جہالت یعنی عیب جہالت کو چھپاؤ اور عیوب کے [illegible]
انکو صفات ربوبیت سے چھپاؤ یعنے اخلاق الٰہی عزوجل سے آراستہ ہو - واسطی رحمہ نے فرمایا کہ سوءۃ تو جہالت [illegible]
بڑھی ہوئی زینت یہ ہی کہ بندہ لباس تقوی سے آراستہ ہو یہ لباس ایسی زرہ ہی کہ اسکو کسی حسد کرنے والے کا کوئی [illegible]
کیونکہ وہ اصل مین دل کا لباس ہی اور ظاہری پرہیزگاری اسکی علامت ہی کہ ہر بات مین اللہ تعالے کے ساتھ ادب
وہ یون ہی کہ اللہ تعالے کے ساتھ کسی غیر کو نہ دیکھے پس تو غور کر کہ تونے کون سا لباس پہنا ہی قمیص صدق ہی یا قمیص [illegible]
نصرآبادی نے کہا کہ جملہ لباس سب حق تعالے کی مخلوق ہین جسمین سے لباس تقوی لباس حقانی ہی اور جو لباس کہ
چھپاتا ہی وہ لباس کرامت ہی اور لباس التقوی وہ لباس ایمان ہی اور وہ سب سے اشرف ہی - بعض نے کہا کہ لباس [illegible]
تو عوام کے لیے ہی اور لباس التقوی خواص کے واسطے ہی - اور لباس ہیبت عارفون کا لباس ہی اور لباس [illegible]
لباس ہی - لباس لقاء ومشاہدہ وہ اولیاء کا لباس ہی اور لباس الحضرۃ انبیاء علیہم السلام کا لباس ہی - قال [illegible]
قلب کے واسطے لباس التقوی ہی اور وہ یون ہی کہ قصد سچا رکھے اور طمع کو دور کرے - اور روح کے واسطے [illegible]
ہی یعنے علائق کو ترک کرے اور عوائق کو درمیان سے دور کردے اور سر باطن کے واسطے تقوی سے ایک [illegible]
وہ ہر ملاحظہ وخطرات کو دور کردینے سے حاصل ہوتا ہی - پھر اللہ تعالے نے اولاد آدم کو بھی اسی [illegible]
کرنا فرمایا جس سے آدم علیہ السلام کو ہوشیار و پرہیز کرنے والا رہنے کو فرمایا تھا یعنی ہر شہوات [illegible]
نفس چاہے اس سے پرہیز رکھو - قال فی السراج - یہ آیت بیان لباس کے [illegible]
فریب شیطان سے برہنگی کی مصیبت پہونچی تھی اسواسطے بیان فرمائی کہ نعمت لباس کا شکر [illegible]
ڈھانکنے کے اس لباس کی خوبی قیاس کرین اور غور کرین کہ ننگے ہونے مین سوآت کے کھلنے سے [illegible]
منعم عزوجل کے منت واحسان کے مقابلہ مین تقوی اختیار کرین اور جو حکم انکو [illegible]
واسکے امور سے پرہیز کرنے کا حکم دیا اور جو واسطے انکے باپ آدم علیہ السلام کے ساتھ [illegible]
یاد دلایا بقولہ

Marfat.com

[illegible] الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ

شیطان جیسا نکالا تمھارے ماں باپ کو بہشت سے

[illegible] لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ

کپڑے کہ دکھاوے انکو عیب انکے دیکھتا ہی تمکو

[illegible] مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ

جہاں سے تم انکو نہ دیکھو ہمنے رکھے ہین شیطان رفیق

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

انکے جو ایمان نہین لاتے

[illegible] اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اے اولاد آدم نہ فتنہ مین ڈالے تمکو شیطان یعنی نہ گمراہ کرے تمکو [illegible] یعنی اے اولاد آدم تم مت پیروی کرو شیطان کی کہ تم بھی فتنہ مین پڑجاؤ۔ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ [illegible] نکال باہر کیا تمھارے ماں و باپ کو اپنی فتنہ پردازی کے ساتھ جنت سے۔ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا درحالیکہ [illegible] انکے بدن سے انکا لباس۔ لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا تاکہ دکھلاوے دونون کو انکی شرمگاہین۔ واضح ہو کہ ینزع عنہما حال ہی پس بعض نے کہا کہ ابویکم سے حال ہی یا اخرج کے فاعل یعنی ابلیس سے حال ہی اور بجائے نزع ماضی کے ینزع مضارع اس فائدہ کے واسطے آیا کہ حکایت حال سے اسی وقت کا تصور ذہن مین سما جاوے تاکہ اولاد آدم کو شرم آوے [illegible] شیطان کی پیروی سے شرم کرین اور اسکو دشمن جانکر اسکے کامون و باتون سے جدا ہوکر راہ حق کی پیروی اختیار کرین۔ اگر [illegible] کہ اخراج کرنے والا اور لباس اتارنے والا شیطان نہین کیونکہ اُسنے یہ حرکت اپنے ہاتھون نہین کی تو جواب یہ ہی کہ لباس [illegible] جنت سے نکلنا اسی شیطان کے وسوسہ سے واقع ہوا اور اسی کا دھوکا دینا اسکا ظاہری سبب ہوا اسی سبب [illegible] اسکی طرف نسبت کیا گیا۔ پھر اسمین اختلاف ہی کہ وہ کیا لباس تھا جو اُتر گیا تو ابن عباس و قتادہ رض سے مروی ہی کہ ناخن انکا لباس تھا اور بعد نزع کے ہاتھ پیرون مین نمونہ کے طور پر زینت و منفعت و یاد دلانے کو باقی رکھگئے ہین۔ قال المترجم قد رواہ [illegible] اس روایت کے ثبوت مین کلام ہی اور شاید یہ بنی اسرائیل یعنی یہود وغیرہ کے بیان سے لی گئی ہی یا مؤول ہی۔ [illegible] وہب بن منبہ رح سے ابن جریر نے باسناد صحیح روایت کی کہ لباس نور تھا جو انکی نظر کے درمیان حائل تھا۔ اور [illegible] نے فرمایا کہ لباس تقوی تھا۔ اور یہ مناسب ہی اور بعض نے فرمایا کہ لباس جنت مین سے ایک لباس تھا اور یہ قول اقرب ہی اسواسطے [illegible] کے ساتھ اطلاق ہوتا ہی اور اولی یہ ہی کہ مطلق لباس لیا جاوے و ملبوس جنت بمعنی حقیقی کو اور لباس [illegible] شامل ہو حاصل آنکہ اے اولاد آدم تم فتنہ شیطان سے بچو وہ تمکو گمراہ نہ کرے جیسے تمھارے والدین کو جنت سے [illegible] اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ یعنی تم بہت ہوشیار رہو شیطان کے [illegible] آخرت مین [illegible] دی گئی ہی تو ایک مدت تک اسکی عبادت کا اور نیز وہ بھی مخلوق ہی اسکا عوض اسکو بسبب [illegible] کے وقت تک زندہ رہے اور بہت سی قابو و قدرت اُسکو

دیدی گئی ہی چنانچہ ایک یہ بیان فرمائی کہ انہ یراکم ہو الخ۔ یعنے وہ شیطان دیکھتا ہی تمکو وہ خود بھی اسکے
تم اسکو نہین دیکھتے یعنے ان شیطانون کو۔ پس وہ تمھارے دل مین و دماغ مین ایسے طور سے آکر
سکوگے اور وہ تمکو دیکھیگا اور وہ اکیلا نہین بلکہ مع قبیلہ ہی۔ یراکم مین ضمیر فاعل راجع بجانب شیطان
ہو ضمیر منفصل سے کردی تاکہ قبیلہ کا عطف عمدہ ہوجاوے۔ قبیل جمع قبیلہ یعنی ایسی جماعت مجتمعہ کہ انمین یعنے
یعنے ایک جتھا جسمین آمنے سامنے ایک طرح کے مقابل لوگ ہون اور قبیلہ وہ قوم جو ایک دادا کی اولاد ہون۔ مراد
شیطان کا لشکر ہی یہی مفسر رح نے اختیار کیا۔ اور قتادہ رح نے فرمایا کہ وہ ایسے جن وشیاطین ہین کہ انھین مین
اور ابن عباس رض نے کہا کہ مراد اس سے شیطان کی اولاد ہی اور یہ بنظر لفظ قبیل کے مناسب ہی اور لشکر شیطان
وارجح ہی۔ پھر یہ جو فرمایا کہ وہ تمکو اس حیثیت سے دیکھتے ہین کہ تم انکو نہین دیکھتے ہو۔ تو مفسر رح و بیضاوی رح وغیرہ
بسبب اسکے کہ انکے اجسام بہت ہی خفیف و ہلکے ہین جیسے ہوا کہ نظر نہین آتے ہین یا اس سبب سے کہ انمین کوئی
اور یہی معتزلہ کا قول ہی۔ اور واحدی رح و ابن الجوزی رح نے ابن عباس رض سے نقل کیا کہ اللہ تعالےٰ نے شیطانون
کہ آدمیون مین انکے خون کے مانند روان ہین اور آدمیون کے سینے انکے رہنے کے ٹھکانے کردیے ہین سوائے ان
جنکو اللہ تعالےٰ نے محفوظ فرمایا کہ انکے سینون مین تو سکن نہین کرسکتے ہین ورنہ اورون کے سینون مین مسکن رکھتے ہین
اللہ تعالےٰ نے پناہ مانگنے کو سکھلایا بقولہ الذی یوسوس فی صدور الناس۔ پس وہ لوگ آدمیون کو دیکھتے ہین اور آدمی
دیکھتے ہین۔ مجاہد رح سے مروی ہی کہ ابلیس نے کہا کہ ہمارے واسطے چار باتین کردی گئین ہم دیکھتے ہین اور دکھلائی
اور ہم تحت الثریٰ سے نکل آتے ہین اور ہمارے بوڑھے پھر عود کرکے جوان ہوجاتے ہین۔ ابن دینار رح سے روایت
تجھے دیکھتا اور تو اسکو نہین دیکھتا ہی البتہ بڑی ہوشیاری ومشقت کا سامنا ہی مگر جسکو اللہ تعالےٰ بچالیوے مین کہتا
کہ اسی آیت کے آخر مین جنکو او تعالےٰ جل جلالہ نے بچایا ہی وہ مذکور ہین یعنے مومنون کو اپنی رحمت سے بچالیا ہی
اجعلنی ممن عصمتہم من عبادک المومنین برحمتک وبفضلک وانت علی کل شیٔ حفیظ۔ واضح ہو کہ زمخشری وغیرہ نے
استدلال کیا کہ شیاطین کا دیکھنا ممکن نہین ہی اور یہ قول مردود ہی اسواسطے کہ جیسے شیاطین مین اللہ تعالےٰ نے
کردی کہ آدمیون کو ہر طرح دیکھ سکتے ہین ایسے ہی جسدم اللہ تعالےٰ آدمیون کی آنکھ مین ایسی قوت دیدے تو دیکھ سکتے
آیت مین انکا دیکھنا محال ہونے پر کوئی دلیل نہین کیونکہ آیت سے انتہاء درجہ یہ نکلتا ہی کہ شیاطین ہمکو
کہ جس راہ سے ہم انکو نہین دیکھتے پس اول تو نہ دیکھنے سے نہ دیکھ سکنا کیونکر ثابت ہوا مثلاً جو شخص آنکھین
اسکو کہہ سکتے ہین کہ زید کو نہین دیکھتا اور زید اسکو دیکھتا ہی لیکن یہ کہنا ٹھیک نہین کہ وہ شخص زید کو
کیونکہ اگر آنکھ کھل جاوے تو دیکھ لیویگا۔ دوم یہ کہ نہ دیکھنا تو ایک راہ کے خاص ہی یعنے جس راہ سے
ہم اس راہ سے نہین دیکھ سکتے ہین پس جائز ہی کہ دوسری راہ سے ہم انکو دیکھ لین
اور بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ نہ دیکھنا اسی حیثیت اور اسی راہ کے ہی کہ جب شیطان
پرندہ وغیرہ کی صورت مین متشکل ہو تو اس راہ سے دکھلائی دیگا

[illegible] بصورت [illegible] اکثر عابدون کو یا سانپ کی صورت مین نظر آیا - مولوی روم نے کہا ہے اے بسا ابلیس
[illegible] بس بهر دستی نشاید داد دست ✤ اور سراج مین لکھا کہ ہمارے شیخ قاضی ذکریا رح نے کہا کہ حق صحیح یہ ہی
[illegible] کا نظر آنا [illegible] اللہ تعالے کی قوت پیدا کرنے پر ہی پس جسوقت کسی بندہ کے واسطے اللہ تعالے چاہے
[illegible] اپنی صورت [illegible] نظر آتا ہی چنانچہ احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہی پس بعض اوقات مین بعض لوگون کو نظر آوینگے -
[illegible] المرحوم [illegible] زکریا رح نے بہت صحیح وصواب بات بیان کی اور مدار امتحان اس بات پر ہی کہ شیطان اگر نظر آوے
[illegible] اسکو جان لے اور وسوسہ مین نہ پڑے لہذا نظر پر پردہ ہی اگر پردہ اٹھ جاوے نظر آویگا جیسے آنحضرت صلعم نے
[illegible] بلکہ گرفتار کیا ہی پس آیت مین تو عدم امکان پر کچھ بھی دلیل نہین ہی - اور بعض نے جو کہا کہ احادیث صحیحہ اس آیت
کی تخصیص مین تو یہ بر تقدیر تسلیم اس امر کے ہی کہ - من حیث لا ترونہم - سے یہ مراد ہی کہ انکے اصلی صورت پر بسبب جسم ناری
[illegible] ہونے کے نہین دیکھ سکتے ہو ورنہ احادیث صحیحہ سے تخصیص کی کوئی ضرورت نہین ہی - واضح ہو کہ معتزلہ وغیرہ تمام
امت کا اس بات پر اجماع واتفاق ہی کہ شیطان ایک جسم مخلوق ہی اور ایسا ہی جن بھی مخلوق ہین اور انکے وسوسے آدمیون
کو اس طور سے پہونچتے ہین کہ آدمی کو یہ خبر نہین ہوتی کہ یہ شیطان نے القا کیا ہی حتی کہ اگر وہ کافر ہی تو اسکو قبول کرتا ہی مگر نہ اسطرح
سمجھکر کہ شیطان کی بات ہی بلکہ اپنی راے وفہم سمجھکر مغرور ہوتا ہی اور اگر مسلمان ہی پس اگر اللہ تعالے نے محفوظ رکھا تو یہ
وسوسہ جمنے نہین پاتا وہ بعلم شریعت وتوفیق الٰہی اسکو رد کر دیتا ہی ورنہ بہت سے جاہل وفاسق مسلمان اسکے وساوس کو فوا[illegible]
شہوات فسق وفجور کے ہون یا اور کسی طرح کے ہون قبول کرتا اور بسا اوقات اسکے موافق کاربند ہو کر آخر متنبہ ہوتا ہی پس اگر
توبہ کر لی تو خیر ورنہ بدکاری پر اصرار کیے اور اڑا رہتا ہی لیکن شیطان پر لعنت کرنا تو عموماً زبانون پر چڑھا ہوا ہی اب اس زمانہ
مین ایک گروہ پیدا ہوا ہی انھون نے شیطان کو بالکل ہی چھپا ڈالا اور کہنے لگے کہ شیطان کا کہین وجود ہی نہین ہی اگر ہوتا تو نظر
آتا اور محسوس ہوتا حالانکہ یہ سخت ہی نادانی ہی روح ونفس وغیرہ قوی ہین جو نظر نہین آتی اور دوسرے کی روح اسکو محسوس نہین
ہوتی ہی پھر کیا اس نظر نہ آنے سے دوسرے مین روح ہی نہین ہی پس اس گروہ نے قرآن مجید واحادیث واجماع امت بلکہ جملہ اہل کتاب
یہود ونصاری وغیرہ بلکہ عقل صحیح سلیم سب سے انکار کیا اور ایسی صورت مین کفر مین کوئی شک نہین پس افسوس ہی کہ ناحق بلا
دلیل موجب نقل وعقل کے انکار کرنا وکفر اختیار کرنا عقل سلیم نہین روا رکھتی ہی اور آیات صریح ہین چنانچہ قاسمہما باللہ انے
لکما لمن الناصحین - وغیرہ بالکل صریح ہین پس اس گروہ سے سخت تعجب وحیف ہی اور اللہ تعالے ہدایت فرماتا ہی جسکو چاہے -
شیطان جس سے وساوس دیگر اہیان وغیرہ پھیلتے ہین اسکو درمیان سے ندارد کر دیا کہ لوگ اسپر لعنت کرتے ہین درمیان سے ندا[illegible]
[illegible] وزبان [illegible] سے بچے یہ کمال دوستی اور اتحاد ہی - اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ ہم نے کر دیا ہی شیاطین کو اولیاء ان لوگون کا آدمیون مین سے جو ایمان نہین رکھتے ہین
اولیاء جمع ولی کی بیان [illegible] مددگار لوگ یا قرناء بضم اول وفتح ثانی جمع قرین کی جو نہایت نزدیک ساتھی ہو جسکو ہمراز دوست
[illegible] کا ہمراز شیطانون کو بنانا نہایت مناسب ہی کہ انمین ازراہ طبیعت کے اتحاد ہی اگرچہ صورت مین اتفاق نہو
[illegible] فی الصدر لیکن قولہ یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان - یعنی شیطان تمکو امیدہاے دراز وطمع مال وجاہ

وعمر دراز تک پہونچنے کی ہوسات سے فتنہ مین نہ ڈالے جیسے تمھارے باپ آدم کو جنت [illegible]
آدمی مقام قدس وانس سے عالم کدورت ووحشت کی طرف خارج ہوتا ہی یعنی خاطر باطن پریشان ہو [illegible]
چھاجاتی ہی اور عالم نور وسرور سے نکل جاتا ہی جیسے آدم ؑ کا حال ہوا کہ وہ جنت خلد سے عالم دنیاوی [illegible]
نورانی لباس کو آدمی کے سر باطن سے اُتار دیتی ہین اور اسکو لباس تقویٰ سے جسکو اللہ تعالےٰ نے [illegible]
جب بندہ اپنی ہوائے نفسانی وطمع شہوات شیطانی کا تابع ہوتا ہی اور اسی خواہش وشہوت کو طلب کرتا ہی [illegible]
خارج ہوجاتی ہی اور نور درگاہ سے مجرد ہوجاتا ہی اور انسانی علتین اسپر غلبہ کرکے سامنے آتی ہین کیونکہ فراق کی بلا [illegible]
یعنی انھین سے آدمی درگاہ رحمت سے دور پڑجاتا ہی۔ اور جنت سے نکالنے اور لباس اُتارنے کی نسبت شیطان [illegible]
کی گئی حالانکہ درحقیقت اس واقعہ کا باعث ہی اور ظہور قہر مین واسطہ ہی تو اسی وجہ سے کہ جب بندہ کو دوری ومہجوری [illegible]
علامت ملنے کو ہوتی ہی تو امتحان مین بندہ اسی مطرود ومردود ابدی یعنی شیطان کے وسوسہ واسطے [illegible]
کرلیتا ہی پس اثر دوری ومہجوری ظاہر ہوتا ہی ورنہ شیطان کو خود ذرا بھی قدرت نہین ہی کہ جسکو چاہے گمراہ کرسکے [illegible]
اختیار مین نہین ہی اور جہان انوار عنایت اور آتش محبت دونون مجتمع ہوے تو وہان بندہ کے حال سے محسوس ہوتا ہی کہ وہ [illegible]
آتش محبت وانوار مودت مین جل جائیگا یعنے لیسا اوقات فی الجملہ درد فراق چکھا دیا جاتا ہی جو درحقیقت اس بندہ [illegible]
مشائخ سے سوال کیا گیا کہ کس چیز نے مخلوق کو جنت سے نکالا جہان قرب حق حاصل تھا حالانکہ اس مخلوق کو معرفت حاصل تھی
تو فرمایا کہ اتباع نفس وخواہش نفس وشیطان نے دور کردیا۔ ابن عطار رح نے کہا کہ آدم علیہ السلام کا جنت سے نکلنا [illegible]
بہت گریہ وزاری کرنا اور اپنی عاجزی ظاہر کرنا اور انکی پشت سے انبیاء ورسولون کا ظہور ہونا یہ انکے واسطے جنت [illegible]
سے کہین بڑھ کر ہی۔ بعض نے کہا کہ قولہ ینزع عنہما لباسہما۔ اس سے انوار قرب وعزت مراد ہین یعنے لباس جنت سے [illegible]
ہوئے ویسے ہی ان انوار سے باہر ہوئے۔ اور ابو سعید خراز رح نے کہا کہ یہ لباس وہ نور قرب تھا جو انکو حاصل ہوا [illegible]
نصر آبادی نے کہا کہ سب سے بہتر لباس حضرت آدم کو لباس قرب وحضوری تھا پھر جب خلاف حکم اُنسے واقع ہوا [illegible]
اُتار لیا گیا۔ بعض سلف نے کہا کہ جسنے سر الٰہی کی بے ادبی کی جو اسپر وارد ہوتا ہی تو اللہ تعالےٰ اسپر اسکے عیوب نفس [illegible]
استاد رح نے کہا کہ خواہش نفسانی مین نفس کی بات جسنے کان دھر کر سنی تو وہ ہواجس نفس [illegible]
وسواس وہواجس باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہین اور خواطر قلب اور زواجر علم اسکے مقابلہ [illegible]
بہت تھوڑے عرصہ مین یہ وساوس وہواجس تمام اسکو گھیر لیتے ہین اور وہ شخص انھین لوگون کی [illegible]
کی جا بہت کے غلام بنے بیٹھے ہین پھر اسکی اس حالت سے اسکا قدم لڑکھڑاتا ہی اور آخر گناہ مین گر [illegible]
چلاجاتا ہی پھر اگر توبہ کی توفیق پہونچ گئی تو تدارک کرکے اسکے ہاتھ کو تھام لیا اور [illegible]
سیل دور کردیا اور اگر یہ نہوا تو پھر چند روز مین اسکے دل پر سیاہی چھاجاتی اور [illegible]
اس سے الگ ہوجاتی ہی اور بلائین اسپر پوری ہوجاتی ہین۔ قال المترجم [illegible]
کرنے سے قلب پر ایک نقطہ سیاہ پیدا ہونے اور درصورت عدم توبہ کے بڑھکر تمام دل [illegible]

Marfat.com

[illegible] شیطان سے زیادہ تحذیر دلائی کہ وہ ایسا چور ہکا اور دشمن دین ہی کہ ایسی راہ [illegible] کہ آدمی اسکو دیکھتا نہین ہی۔ کما قال تعالےٰ۔ انہ یرٰکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم۔ شیاطین تو اس جہت کو [illegible] بندہ پر بقادیر امتحان آنے والے ہین اور وہ مشیت مین جاری ہوچکے ہین پھر جب شیاطین نے دیکھا کہ یہ قضا اسپر جاری ہوا ہی تو گمراہ کرنے کے قصد سے اسکے پیچھے پڑتے ہین کیونکہ وہ قضا و قدر تو مقدر ہی نہین ٹل سکتی پس ہمین اسکو وقع وسا وس سے راہ مستقیم سے نکال باہر کرین اور اگر وہ ثابت قدم ہی تو قضا و مقدر کو باطن مین خوشی سے برداشت کریگا اگرچہ ظاہر مین اسکو رنج و کلفت پہونچے پس جب ایسا موقع پاکر شیطان اسکے پیچھے ہوے اور بندہ اسکو دیکھتا نہین ہی جب تک کہ وہ اپنی شہوات کی تاریکی اور اس سے حجاب مین پڑا ہوا ہی اور نیز شیطانون کو بھی نہین دیکھ سکتا جب تک کہ اپنی طبیعت کی تاریکی و حجاب مین گرفتار ہی پس شیاطین خوب قابو پاکر جو کچھ انکی حرکتین گمراہ و تباہ و برباد کرنے کی ہین سب اسکے ساتھ مناسب طور سے عمل مین لاتے ہین اور اگر بندہ اپنے نفس کی سیاہی اور خواہش نفسانی کی تاریکی سے درگاہ نورانی حضرت عزت عزوجل کی طرف رجوع لایا اور آسمان غیب کو دیکھا اور درگاہ مولیٰ عزوجل مین اپنے نفس و شیاطین کے شر و فساد سے پناہ مانگی و ملتجی ہوا حتی کہ اسکو قرب حاصل ہوا تو اللہ تعالےٰ اسکو نور بصیرت عطا فرماتا ہی جس سے شیطانون کو اور انکے مکر کو دیکھ لیتا ہی۔ پس اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ وغیرہ سے اسکو آگ کے گرز و تیز ہتھیار حاصل ہوجاتا ہی جس سے وہ اللہ تعالےٰ کی تائید و قوت سے ان سب شیاطین کو ایک دم مین جلا ڈالتا ہی اور سب کو اپنی نظر سے دیکھکر دور بھگا دیتا ہی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب مجید مین واضح دو آیتین فرمائی ہین جس سے صریح معلوم ہوا کہ بندہ نیک کی یہ حالت ہی کہ شیاطین کہ انکے مواقع حیلہ گری و اشکال مین دیکھکر اپنے آپ کو اُنسے لبنایت الٰہی محفوظ کرتا ہی پس اول آیت تو قولہ تعالےٰ ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون۔ البتہ جو لوگ متقی ہوے جبکہ انکو کچھ وسواس شیطانی پہونچے تو یاد کرتے یعنی ہوشیار ہوجاتے ہین یاد الٰہی و آیات پاک سے پس وہ ناگاہ دیکھنے والے ہوجاتے ہین۔ اور دوسری آیت قولہ تعالےٰ لا یسمعون الی الملا الاعلیٰ ویقذفون من کل جانب دحورا ولہم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب الآیۃ۔ شیخ ذوالنون رحمہ اللہ نے کہا کہ [illegible] اگر شیطان تجھے ایسی جگہ سے دیکھتا ہی کہ تو اسکو نہین دیکھتا تو اللہ تعالےٰ تیرا پروردگار عزیز جلیل سبحانہ و تعالےٰ اسکو ایسی جگہ سے دیکھتا ہی کہ وہ اللہ تعالےٰ کو نہین دیکھتا پس تو اپنے پروردگار عزوجل سے استعانت [illegible] کر پس اسکی نظر رحمت کے سامنے بھلا شیطان بد کا مکر کیا چیز ہی قال تعالےٰ ان کید الشیطان کان ضعیفا الآیۃ۔ البتہ مکر شیطان بہت ضعیف ہی۔ [illegible] جسم شیطان ہو یا فرشتہ ہو بشر ہو یا بھیڑیا کوئی چیز ہو سب حکم الٰہی عزوجل کے تحت قدرت مین مسخر ہین کسی کو ذرہ برابر بھی خلاف کی مجال نہین ہی۔ اگر صدق دل سے مومن ہو تو شیطان کی کیا مجال ہی کہ جسکے واسطے نظر رحمت الٰہی جل سلطانہ کی طرف آنکھ اٹھا سکے وقد قال تعالےٰ وما کان لہ علیہم من سلطان الا لنعلم من یومن بالآخرۃ ممن ہو منہا فی شک وربک علیٰ [illegible] الآیۃ۔ پھر او تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے شیطان کو اپنے اولیاء یعنی مومن بندون سے جو اسکی جناب مین عاجزی [illegible] مین اور دعا [illegible] اسکے کسی کو شریک نہین لاتے بلکہ اسکی جناب پاک مقدس مین شرک کا جب کہین نشان ہی نہین اور [illegible] اسکا امکان [illegible] شرک کی نفی کرتے ہوے شرماتے ہین سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون۔ بالجملہ اسکا کرم و فضل

ہے کہ مومن بندون سے شیطان کا منھ پھیر دیا اور اعداء یعنی کافرون و مشرکون کی طرف

یہ کافر و مشرک اسی شیطانون کے سبب اہل ایمان کے دشمن ہوئے و قد قال تعالے انا جعلنا

اسمین تشریح ہے کہ یہ سب کچھ ہماری قدرت و مشیت سے ہے کسی اور کو یہان کوئی بات کرنے کی مجال

نصیب ہوا تو وہ سب پہچانتا و دیکھتا ہے اور نعوذ باللہ تعالے اگر کافر و مشرک بنا یا گیا تو وہ نا چار

پھرتا ہے تعالے اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔ سب چیز فقط اسی پاک پروردگار عز و جل کی قدرت

ہے اسی لے مومنون کے دلون مین اپنی الفت دیدی اور آپس مین مومنین وہ ایک جان دو قالب ہین

مشرکون کے دلون مین شیطان اسکے تابعون کی الفت دیدی کہ وہ مومنون کے دشمن ہین لیکن مومنون کو ان

عداوت سے کچھ ضرر نہین ہے اسواسطے کہ یہ لوگ عین حفاظت ازل مین ان دشمنون کے شر و فساد سے محفوظ ہین

فرمایا کہ قولہ تعالے انا جعلنا الشیاطین۔ اور قولہ تعالے انہم اتخذوا الشیاطین۔ اسمین سے حقیقی نسبت تو وہ ہے

اضافت فرمائی یعنے ہمنے ایسا کر دیا۔ اور جو انکی طرف نسبت کی ہے وہ معارف ہین اور یہی حال تمام قرآن مین خطاب

کہ اورون کی طرف جہان اضافت ہے وہ بطریق معارف ہے کہ عارف سمجھ لیگا فافہم۔

وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا

اور جب کرین کچھ عیب کا کام کہین ہمنے دیکھا اسطرح کرتے اپنے باپ دادونکو اور اللہ نے ہمکو یہ حکم کیا

قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

تو کہہ اللہ حکم نہین کرتا عیب کے کام کو کیون جھوٹ بولتے ہو اللہ پر جو معلوم نہین رکھتے

اذا فعلوا فاحشۃ فاحشہ وہ گناہ کہ جسکی برائی و قباحت درجہ انتہا کو پہونچ گئی ہو اور اکثر مفسرین نے کہا کہ

ننگے طواف کرنا۔ یہی قول ابن عباس و سدی وغیرہ کا ہے اور عطاء رح نے کہا کہ وہ شرک ہے اور مفسر رح نے اختیار کیا کہ وہ عام

فاحشہ کو شامل ہے خواہ شرک ہو یا ننگے طواف ہو یا کوئی اور ہو اگرچہ اس جھگڑے کے نازل ہونے کا سبب ظاہری یہی واقع ہوا کہ ننگے

کرنے سے باز نہ آئے۔ قال الحافظ فی التفسیر۔ مجاہد رح نے کہا کہ مشرکین ننگے طواف کرتے اور کہتے کہ ہم ویسے طواف کرتے ہین

ہماری ماؤن نے ہمکو جنا تھا پس عورت اپنی فرج پر کوئی ٹکڑا چمڑے کا یا کوئی اور چیز رکھ لیتی اور طواف کرتے ہین کہتی جاتی

الیوم یبدو بعضہ او کلہ + وما بدا منہ فلا احلہ + یعنے آج کا دن ہے کہ چاہے شرمگاہ تھوڑی کھل جاوے یا سب کھل جاوے

ہے اور جو کچھ اسمین سے کھل جاوے اسکو مین حرام ہی رکھتی ہون حلال نہین کرتی ہون

فعلوا فاحشۃ الآیۃ۔ قال الحافظ تمام عرب والے سوائے قریش کے اُن کپڑون کو جنکو پہنا ہے

ہم ان کپڑون مین طواف نہین کرتے جنمین ہمنے اللہ تعالے کی نافرمانی کی ہے اور قریش جو حمس کہلاتے

مین طواف کرتے تھے اور احمسی نے اگر کسی کو کپڑا مانگے دیا تو اسمین یا نیا کپڑا ہوا تو اسمین طواف کرتا

کرتا اور ایسے ہی عورتون کا حال تھا لیکن عورتین اکثر رات مین طواف کرتین اور یہ بات ان لوگون نے

نکالی تھی پس اللہ تعالے نے اسکو منکر قرار دیا اور زجر کیا چنانچہ فرمایا۔ واذا فعلوا فاحشۃ

Marfat.com

ہین قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَا اٰبَآءَنَا کہتے ہین کہ ہمنے اپنے باپ دادون کو اسی فعل پر پایا
ہین ہمنے انکی اقتدا کی ہے وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا یعنی اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالے نے ہمکو اس کام کا حکم کیا ہے
حاصل آنکہ شرک وننگے طواف وجانورون کی گت بنانا وغیرہ فحش باتین کرتے اور جب تنبیہ کیے جاتے کہ یہ سب فحش وحرام ہے تو
کرتے ایک یہ کہ ہم نے باپ دادون کی تقلید کی ہے اور وہ بہرحال ہمسے اچھے تھے۔ اور دوم یہ کہ ہمکو اللہ تعالے
نے یہی حکم دیا ہے سو اہد شاید دوسرا عذر اسوجہ سے بیان کرتے تھے کہ باپ دادے جب اچھے تھے تو خواہ مخواہ انھون نے اللہ تعا
کے حکم ہی سے کیا ہوگا پس یقین کر لیا کہ اللہ تعالے کا بھی حکم ہے۔ قال البیضاوی مشرکون نے دو باتون سے حجت پکڑی ایک
تو باپ دادون کی تقلید کے ساتھ اور دوم اللہ تعالے پر افترا باندھنے کے ساتھ پس پہلی بات کا باطل ہونا تو کھلا ہوا تھا اسکو
ترک فرمایا اور دوسری بات کو رد کر دیا بقولہ۔ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ کہدے کہ اللہ تعالے نہین
حکم کرتا فحش باتون کا۔ پس تم جو کہتے ہو کہ ہمکو اللہ تعالے نے حکم کیا ہے یہ تمھارا افترا ہے۔ قال البیضاوی یعنی عادت الٰہی عز وجل
یون ہی جاری ہے کہ محاسن افعال ومکارم اخلاق کا حکم فرماتا ہے پس وہ فحش باتون کا حکم نہین دیتا۔ اور یہان سے جو بعض لوگون
نے سمجھا کہ کسی فعل کا قبیح ہونا اس معنی کر کے کہ آئندہ اسپر مذمت قائم ہو یہ عقل سے ثابت ہے کیونکہ عدم امر الٰہی بالفحشاء سے
انکے افترا کو رد کیا اور انکے فعل کو فحش قرار دیکر مذمت کی تو معلوم ہوا کہ یہ عقلی ہے تو بیضاوی رح نے رد کر دیا کہ اس کلام
مین کچھ بھی دلالت نہین کیونکہ فاحشہ سے تو مراد یہان وہ فعل ہے جس سے طبیعت نفرت کرے یعنی نہ وہ کہ عقل اسمین باعتبار ترتب
مذمت فی حکم اللہ تعالے حکم کرے فافہم۔ اور بعض نے کہا کہ مشرکین نے یہ دونون جواب دیے ہین گویا انسے کہا گیا کہ تم نے یہ
فعل فاحشہ کیون کیا تو انھون نے کہا کہ وجدنا علیہا اباءنا۔ پھر کہا گیا کہ تمھارے باپ دادون نے کہان سے پایا تو کہا کہ اللہ امرنا بہا
پھر بیضاوی رح نے کہا کہ بہرصورت تقلید کرنا جبھی ممتنع ہے کہ جب دلیل شرعی اسکے برخلاف قائم ہو اور مطلقًا منع نہین ہے یعنی اگر
تقلید سے کوئی فعل کیا پھر دلیل شرعی قائم ہوئی کہ یہ فعل یون نہین بلکہ اسطرح ہے تو اسوقت مین دلیل شرعی کی اتباع کرے اور تقلید
حرام ہے اور مطلقًا منع نہین۔ واضح ہو کہ اعتقادات مین تقلید کا کام نہین اور افعال جوارح مین یہ گفتگو ہے پس یہ صحیح ہے کہ جب
دلیل سے فعل تقلیدی خلاف ثابت ہو تو اس فعل مین ضرور تقلید چھوڑ دے۔ اور لازم ہے کہ جہان کچھ اشتباہ ہو وہان مسئلہ
مین تفتیش وتلاش کرے واللہ یہدی من یشاء وہو اعلم بالمہتدین۔ پھر مشرکون کے افترا باندھنے پر انکار کے ساتھ ملامت
فرمائی بقولہ۔ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کیا تم کہتے ہو اللہ تعالے کی جناب مین وہ بات کہ تم نہین جانتے
نہین جانتے کہ اللہ تعالے نے فرمائی یا نہین۔ مگر جہالت سے کہتے ہو کہ اللہ تعالے نے ایسا حکم دیا ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالے
جناب مین افترا باندھے وہ اسی ملامت کا مصداق ہے اور حدیث مشہور بلکہ متواتر مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی عمدًا
ٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنالے۔ اور بعض روایات مین ہے کہ اگر کوئی میرے ذمہ لگاوے وہ بات جو مین نے
وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بناوے۔ لہذا مسلمان ایماندار کو روا نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بات کی
نسبت کر دے۔ پس یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم نے یون فرمایا ہے یا فلان شخص سے یون سنا ہے یا یہ چیز آپ کی ہے یا
یا آپ نے فلان شخص کو کرتے دیکھا۔ یا فلان شخص کو یہ خبر دی ایسے ہی بہت سے امور ہین کہ جب تک یقینًا

Marfat.com

یہ ثابت نہو کہ فلان حدیث سے ثابت ہی اور صحیح ہی تب تک [illegible]
نے آنحضرت صلعم کو حکم فرمایا کہ مشرکین گمراہون کو راہ عدل وصراط مستقیم [illegible]
بتلا دے بقولہ تعالے

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ نف وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ
تو کہہ میرے رب نے فرمائی ہی دینداری اور سیدھے کرو اپنے منہ

وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ
پکارو اسکو نرے اسکے حکم بردار ہو کر جیسے تمکو پہلے بنایا دوسری بار بھی

هَدٰى وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا
راہ دی اور ایک فرقہ پر ٹھہرا گمراہی انہوں نے پکڑا

الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ
شیطان رفیق اللہ تعالے کو چھوڑ کر اور سمجھتے ہین [illegible]

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ کہدے کہ حکم دیا میرے رب نے بقسط یعنی عدل کے ساتھ یعنی عدل واستقامت [illegible]
رکھنے کا حکم دیا ہی۔ وَاَقِیْمُوْا یہ معطوف ہی بالقسط کے معنی پر اے بان اقسطوا واقیموا۔ عدل کرو اور اقامت کرو۔ یا [illegible]
پہلے اقبلوا مقدر ہی اے امر ربی بالقسط فاقبلوا واقیموا۔ یعنی حکم دیا میرے پروردگار نے عدل کا پس اسکو قبول کرو اور قائم کرو [illegible]
ٹھیک۔ وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ اپنے چہرون کو ہر سجدے کے وقت مسجد مصدر ہی یعنی سجود [illegible]
ہی اور معنی یہ کہ خالص کرو اللہ تعالے ہی کے واسطے اپنے سجود کو وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ اور عبادت [illegible]
درحالیکہ خالص کرنے والے ہو اسکے واسطے دین کو شرک سے۔ قال الحافظ فی التفسیر حاصل آیت [illegible]
تمکو حکم دیا کہ عدل کرو اور اسکی عبادت کو اپنے موقع پر استقامت سے ٹھیک رکھو [illegible]
پس عبادت اپنے موقع پر یون ٹھیک ہوگی کہ رسول جو معجزہ سے تائید کیا گیا ہی وہ جو شرع [illegible]
پوری پوری اسکی پیروی کرو پھر اخلاص سے عمل کرو کیونکہ اللہ تعالے کسی نیک کام کو قبول نہین کرتا [illegible]
نہ پائی جاوین ایک یہ کہ شرع کے موافق ہو اور دوم یہ کہ شرک سے پاک وخالص ہو۔ كَمَا بَدَاَكُمْ [illegible]
جیسے تمکو پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے ایسے ہی عود کروگے یعنی پھر تمکو قیامت کے روز [illegible]
وشرک سے بچو اور روز جزا سے ڈرو اور وہ قیامت ہی اسکے منکر مت ہو جسنے تمکو ابتدا [illegible]
قادر ہی کہ پھر دوبارہ تمکو زندہ کردے پس ضرور تم قیامت کے لیے اٹھائے جاوگے [illegible]
حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ یعنی ایک فریق کو تم مین سے ہدایت دی [illegible]
یہ تفسیر جو مفسر رح نے ذکر فرمائی ہی یہی حضرت حسن رح وقتادہ رح سے مروی ہی [illegible]
کے تمکو زندہ فرمادیگا۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ یعنی یہ کہ جیسے تمکو پہلے [illegible]

[illegible] ہو حدیث جو حضرت ابن عباس رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اے لوگو تم [illegible] جاؤگے اللہ تعالے کی طرف ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ کیے ہوئے پھر پڑھی
کما بدانا اول خلق نعیدہ انا کنا فاعلین - رواہ البخاری ومسلم ایضا - اور سدی رح نے یہ معنی بیان کیے کہ کما بدأکم تعودون
[illegible] ایک بڑی جماعت کو ہدایت دی اور ایک گمراہ ٹھیرایا ہی ایسے ہی اپنی ماؤن کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہو - قال علی بن ابی
طلحہ عن ابن عباس رض - [illegible] اولاد آدم کی خلقت مین مومن وکافر رکھے ہین چنانچہ فرمایا ہو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن
پھر [illegible] جیسے پیدا کیا ویسے ہی اعادہ فرماویگا - قال الحافظ اسکی تائید بحدیث ابن مسعود رض ہی جسمین حضرت صلعم سے
[illegible] قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے سوا کوئی معبود نہین ہی کہ آدمی اہل جنت کے کام کرتا ہی یہان تک کہ اسکے اور جنت
کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہی پھر اسپر تقدیر غالب ہوتی ہی پس دوزخیون کا کام کر گذرتا ہی پس دوزخ مین داخل ہوجاتا ہی
اور آدمی دوزخیون کے کام کرتا ہی یہان تک کہ اسکے اور دوزخ کے درمیان فقط ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہی پس جنتیون کا کام کرتا ہی
[illegible] سے جنت مین داخل ہوجاتا ہی - رواہ البخاری اور قصہ قزمان کی حدیث بخاری مین مانند اسکے مضمون آیا ہی اور آخر مین ہی
کہ اعمال کا اعتبار تو خواتیم پر ہی یعنے جس عمل پر خاتمہ ہوا اسکا اعتبار ہی - اور جابر رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر
نفس اسی حالت پر مبعوث ہوگا جسپر وہ دنیا مین تھا - رواہ ابن جریر اور لفظ صحیح مسلم یہ ہین ہر آدمی اس حال پر مبعوث ہوگا جسپر وہ
مرا ہی - وقد رواہ ابن ماجہ ایضا - قال الحافظ اگر آیت سے یہ معنی مراد ہون کہ جسطرح مقدر ہوا ہی اسی پر مان کے پیٹ سے پیدا
ہوا ہی تو ضرور ہی کہ آیتین اور قولہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا الایۃ مین اور حدیث کل مولود یولد علی الفطرۃ الخ مین توفیق دیجاے
اور وجہ الجمع یہ ہی کہ اللہ تعالے نے انکو پیدا کیا تاکہ ثانی الحال مین کافر ومومن ہون اگرچہ ابتداے فطرت مین سب کے سب توحید
واسلام پر مفطور ہوئے ہین جیسا کہ اسنے عہد ومیثاق لے لیا تھا - فافہم - انہم اتخذوا الشیطین اولیاء
من دون اللہ اے غیر اللہ - سواے خدا کے - ویحسبون انہم مہتدون یہ کلام تعلیل ہی انکے ضلالت
ثابت ہونے کی کہ انھون نے شیاطین کو اولیاء بنایا اور خیال کرتے ہین کہ ہم ہدایت پر ہین - قال الشیخ ابن جریر رح - بعض
لوگون نے زعم کیا کہ اللہ تعالے کسی شخص کو فعل معصیت یا اعتقاد ضلالت پر عذاب نہین کریگا مگر جبھی کہ ٹھیک وجہ سے راہ راست کا اور
اس فعل کی معصیت اور اس اعتقاد کی ضلالت ہونے کا علم اسکو ہوا ہو پھر اسنے یہ فعل معصیت و یہ اعتقاد ضلالت باقی رکھا ہو - اور
یہ زعم ان لوگون کا غلط وخطا ہی اسواسطے کہ اگر یہی ہوتا تو یہان فریق ہدایت مین اور فریق ضلالت مین کچھ فرق نہوتا اسواسطے کہ فریق
ضلالت اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتے ہین حالانکہ انکے نام واحکام سے اللہ تعالے نے دونون مین فرق فرمایا ہی - ف - فی العرائس
جس قوم نے [illegible] سے منہ موڑا اور گمراہون یعنے شیطانون کے پیچھے چلے تو آنحضرت صلعم کو اللہ عز وجل نے حکم دیا کہ
[illegible] توحید واخلاص وغیرہ جناب الٰہی کے لائق ہین اور کسی اور کو انکی لیاقت نہین ہی وہ اس قوم برگشتہ کو اعلام فرماوے
قل امر ربی بالقسط - [illegible] اشارہ ہی کہ قسط باطنی یہ ہی کہ سر باطن کو دیدار قدم مین حدوث سے مجرد ومقدس کرے اس صفت
سے کہ [illegible] مین حظ نفس کو کچھ بھی دخل نہو کیونکہ وہان نفس کو بھی یہ حظ ملتا ہی کہ مشاہدہ کی حلاوت مین مشغول ہوجاتا ہی بسبب
[illegible] کے پس نفس کے اس مزہ کے واسطے ایسا نہ کرے بلکہ خالص حق پر رہے وہ یہ ہی کہ انوار عزت ازل کا سر باطن پر طاری

ہونے کے وقت نفس کو آتش توحید مین جلادے پس صفات ازلیت کے ساتھ استغفات [illegible]
شہود کو انوار جلال سے مکاشفہ دیکر انقطاع حدوث کی دعوت فرمائی لقولہ واقیموا وجوہکم عند کل [illegible]
دعاء و تضرع کے ساتھ اغیار کو درمیان سے دور کرتے ہوئے اپنے چہرون کو ادینیا یون کو [illegible]
کیونکہ دعاء یہی ہو کہ لقاء رب مین قلب کو تمام شوق ہو اسطرح کہ درمیان مین غیر کو دخل نہ ہے قولہ [illegible]
کی کدورت اور غیر کی طرف نظر سے صاف ہو کر توحید د دعاء کرو پھر جب یہ صفات پورے [illegible]
اللہ تعالے نے دین فرمایا ہی شیخ جنید رح نے اس آیت مین کہا کہ سر باطن کی حفاظت اور ہمت کے [illegible]
عوض اللہ تعلے کو لینے پر راضی ہوتے کا حکم دیا۔ شیخ رویم رح نے کہا کہ اخلاص دعاء یہ ہی کہ اپنے افعال [illegible]
حارث محاسبی رح نے فرمایا کہ معاملہ الٰہی عز وجل کے درمیان سے مخلوق کو نکال دینا یہی اخلاص ہی۔ ابو عثمان رح [illegible]
خالق عز وجل ہی کی طرف نظر رہنے کے واسطے مخلوق کی طرف نظر رکھنے کو فراموش کرنا یہی اخلاص ہی۔ بعض [illegible]
ہمیشہ مراقبہ رکھنا اور جملہ حظوظ کو فراموش کرنا یہی اخلاص ہی۔ قال الاستاد فی قولہ واقیموا وجوہکم عند کل [illegible]
اشارہ یہ ہی کہ ہر حالت مین دوامی شہود ہو اور کسی وقت کوئی لحظہ اسکو فراموش نکرے اور کچھ آوے یا جاوے [illegible]
پھر جب سب کو خالص عبودیت کا حکم دیا اور واسطہ جزون سے مخاطب کیا لہذا انکے سب کے سب بندہ عدم سے [illegible]
و قدر کے شقاوت و سعادت و ہدایت و ضلالت پر نکلتے ہین تو سب کو مشیت سابقہ پر حوالہ کیا یعنے انکے یہی نہین ہی کہ جو عبودیت
کی طرف متوجہ ہوا وہ واصلین مین سے ہی اور جو بھاگا وہ مہجورین مین سے ہی اسواسطے کہ طاعت و عبودیت تو درمیان مین
طاری ہوگئی ہین بلکہ جسکی فطرت بندگان مقبول کی فطرت ہی وہ ہر حال مین مقبول ہی اور جسکی فطرت مردود [illegible] صحیح کر
بقولہ کما بدأکم تعودون۔ فریقاً ہدی و فریقاً حق علیہم الضلالہ۔ سب کو دو نشان سے موسوم کیا ایک کو یہ نشان لطف اور دو
کو یہ نشان قہر۔ پس جو بہر صفت لطف ہی اسکو تلوین کی گردشون سے کچھ مضرت نہین اور جو بہر صفت قہر ہو اسکو ظاہری [illegible]
کی منفعت سے کچھ فائدہ نہین ہی۔ پس محل امتحان سے نکلنے کے بعد اصلی فطرت پر ہونگے ایک فریق تو انوار معرفت پر ہوگا
ایک فریق تاریکی ضلالت پر ہوگا۔ قال النوری رح یعنے جو تیر ازل مین مقدر ہوا وہ ابد مین واقع ہوگا۔ قال ابو الحسین [illegible]
اعمال پر مغرور مت ہو کیونکہ وہ کبھی انجام کار تیرے موافق ہوتے ہین اور کبھی مخالف ہوتے ہین۔ قال المترجم سب اقوال [illegible]
قریب ہین۔ قال بعضہم۔ اسی سے اسی کی طرف عود کروگے۔ اپنے وجود سے انکو دیگر اشیاء کی [illegible]
معرفت کے ساتھ انکو غیر کے علم سے نکالا اور اپنے ارادہ غالب کی معرفت سے انکو اغیار کے [illegible] سے آزاد کیا [illegible]
مجھے یہان ایک نکتہ معلوم ہوا یعنے بعض کو دیدار جمال سے پیدا کیا تو معرفت مین پڑے اور بعض کو [illegible]
کیا تو وہ نکرت مین پڑے یعنی عین قدم کے دروازہ پر جا پڑے اور وہان انعام کو تقصیر و انگیز [illegible]
مین پڑے رہجاتے ہین اور بعضے نکرت النکرۃ مین رہتے ہین اور بعضے معرفۃ المعرفۃ مین رہتے ہین [illegible]
نے بندون کو مساجد شہود مین اقامت وجوہ کا حکم فرمایا تو اسکے بعد مواقف مراتب مین زینت [illegible]
حکم دیا بقولہ تعالے۔

Marfat.com

...زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ

...اپنا زیور ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور مت اڑاؤ کہ اسکو

...الْمُسْرِفِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ

...خوش نہیں آتے اڑانے والے تو کہہ کسنے منع کی ہے رونق اللہ کی جو پیدا کی اُسنے اپنے بندونکے واسطے اور ستھری چیزین

مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ

کھانے کی تو کہہ وہ ہے ایمان والون کے واسطے دنیا کی زندگی مین نری اُنکی ہے قیامت

الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

کے دن یون بتاتے ہین ہم آیتین جن لوگون کو بوجھ ہے

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اے اولاد آدم خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ لو اپنی زینت کو یعنی اپنے لباس پاک کو جو تمہارے اتنے بدن کو ڈھکے جسکا ڈھکنا واجب ہے عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ہر مسجد کے نزدیک - قال الحافظ اس آیت کریمہ سے وہ برا طریقہ جو مشرکین اعتیاد کرتے تھے یعنی ننگے ہوکر طواف کرنا وہ مٹا دیا چنانچہ ابن عباس رض نے کہا کہ مشرک لوگ مرد و عورتین سب خانہ کعبہ کا طواف ننگے بدن ادا کرتے تھے سو مرد تو دن مین اور عورتین رات مین - اور بعضی عورت طواف کرنے مین کہتی جاتی ۔ اليوم يبدو بعضه او كله ۔ وما بدا منه فلا احله + پس اللہ تعالی نے حکم دیا کہ خذوا زينتكم عند كل مسجد - رواه مسلم والنسائی وابن جریر اور عوفی نے ابن عباس سے اس معنی کے ساتھ اسقدر زائد روایت کیا کہ زینت لباس ہے یعنے وہ کہ ستر گاہ کو ڈھکے اور سوائے اسکے بیش قیمت کپڑے و متاع - پس لوگون کو حکم دیا گیا کہ ہر مسجد پاس اپنی زینت کرلیوین - وہکذا قال مجاہد وعطاء وابراہیم النخعی وسعید بن جبیر وقتادہ والسدی والضحاک والزہری وغیر واحد من ائمۃ السلف فی تفسیر الآیۃ یعنی مشرکون کے ننگے طواف کرنے کی رسم مٹانے کے واسطے یہ حکم نازل ہوا - قال المترجم امام ابو حنیفہ کے نزدیک مرد کو ناف سے گھٹنون تک ڈھکنا واجب ہے اور گھٹنے بھی شامل ہین اور ازادہ عورت کا تمام بدن عورت ہے باستثناء قدم و ہتھیلیون کے اور تمام تفصیل فقہ مین مذکور ہے مجھے صرف تنبیہ مقصود ہے پھر آیت کریمہ اگرچہ طواف کے بارہ مین نازل ہوئی لیکن کلام عام ہے پس حکم بھی عام لیا گیا لہذا مفسر رح نے عند کل مسجد کی تفسیر مین کہا کہ طواف کے وقت اور نماز کے وقت یعنی حکم عام ہے - پھر یہان یہ اشکال پیش کیا گیا کہ طواف کے وقت تو ستر ڈھکنا واجب ہے اور نماز مین فرض ہے تو پھر تفریق کیونکر ہو اور شافعیہ پر یہ اشکال وارد نہین ہوتا کیونکہ وہ وجوب و فرض مین فرق نہین کرتے ہین اور انکے نزدیک بھی عمل مین دونون یکسان ہین لیکن پوشیدہ نہین کہ حکم مین عموماً مساوات نہین چنانچہ جسنے نماز مین ... تو فرض ساقط ہو گیا اگرچہ وجوب قراءۃ سورہ فاتحہ و دیگر زائد کے نہ پائے جانے سے نقصان رہا جسکا اعادہ ... اور ملا ... شافعیہ کے نزدیک فرض بھی ساقط نہین ہوتا اور نماز باطل ہے بالجملہ حنفیہ پر یہان جواب لازم ہے پس جواب ... آیت سے تو نماز مین بھی وجوب ہی ثابت تھا لیکن فرضیت بدلیل اجماع ثابت ہوئی ہے کما قیل وفیہ نظر فان ... الوجوب والفرض انما ہو اصطلاح حادث والاجماع الذی یفید القطع ہو اجماع السلف فکیف الاجماع اللہم الا ان یقال ... بطلان الصلوۃ ... عدم ... فیدل ذلک علی الفرضیۃ لکن فی اثبات ذلک مشقۃ فلیتامل - حافظ ابن کثیر وغیرہ نے

ذکر کیا کہ زینت کا حکم جو اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ معنی میں جو احادیث سے ثابت ہو [illegible]
تجمل مستحب ہی خصوصًا نماز جمعہ وعیدین کے واسطے اور خوشبو لگانا کیونکہ وہ زینت ہی اور سوا [illegible]
سپید رنگ کا ہی اور عمامہ سر سیاہ رنگ کا ہی اور سرمہ بھی بغرض تجمل بہتر ہو اور سنگار کی غرض سے اگر [illegible]
قال المترجم ستھرائی اور سنگار میں فرق ہی پس تجمل میں وہی چیزیں ہیں جو ستھرائی و زینت ہوں اور [illegible]
ہیں اور ایسے ہی عورتوں پر مردوں کی مشابہت حرام ہی اسکو محفوظ رکھنا چاہیے۔ اور تجمل [illegible] کے [illegible]
نے ہزار درم کو ایک چادر خریدی اسکو اوڑھکر نماز پڑھتے تھے۔ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا یعنی حلال کھاؤ پیو اور [illegible]
وَلَا تُسْرِفُوْا اور اسراف مت کرو۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ اسراف کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔ [illegible]
سورہ اسراء کی آیت میں فرمایا کہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا۔ یعنی بیجا خرچ کرنیوالے شیطانوں کے
بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہی۔ اللہم استغفرک مما اسرفت وفیما علمت وما انت اعلم بہ منی [illegible]
سلف رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام طب کو آدھی آیت میں جمع کر دیا یعنی كلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ [illegible]
جب پوری سچی بھوک پر کھاوے اور ہنوز بھوک باقی ہو کہ ہاتھ کھینچ لیوے تو انشاء اللہ تعالیٰ بیمار نہوگا اور [illegible]
لائق ہی اسوقت کھانا اسراف ہی قال۔ اور ابن عباس رض نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کھا اور جو تیرا جی چاہے وہ پہن جب تک
کہ اسراف کرنا اور اترانا دونوں بدخصلتیں تجھسے دور رہیں۔ کما علقہ البخاری واسندہ ابن جریر رح من طریق طاؤس عنہ اللہ تعالیٰ نے
کھانا و پینا حلال کیا جب تک کہ اسراف یا اترانا نہو۔ اسنادہ صحیح اور امام احمد نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مرفوعًا
روایت کی اسمیں ہی کہ کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ دو بدون اترانے اور بدون اسراف کرنے کے کیونکہ اللہ تعالیٰ محبوب
رکھتا ہی کہ اپنی نعمت کا اپنے بندہ پر دیکھے۔ ورواہ النسائی وابن ماجہ اور بعض روایت میں ہی کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہی کہ اپنی
نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔ مقدام کندی رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے
زیادہ برا نہیں بھرا۔ آدمی کو چند لقمہ کافی ہیں جو اسکی پشت کو استوار رکھیں پھر اگر وہ خواہ مخواہ کھاویگا تو یہ کرے کہ تہائی پیٹ
کھانے کے لیے اور تہائی پیٹ پانی کے واسطے اور تہائی پیٹ سانس کے واسطے رکھے۔ رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ والترمذی وقال
فی نسخہ حسن صحیح۔ انس بن مالک رض سے مرفوع روایت ہی کہ یہ بھی اسراف میں سے ہی کہ ہر چیز جسکو تیرا جی چاہے اسکو تو کھاوے
رواہ الدارقطنی فی الافراد وغربہ لتفرد بقیۃ قال المترجم لعلہ لبقیۃ بن الولید وفیہ ضعف [illegible] واللہ اعلم۔ ابن [illegible]
نے کہا کہ قولہ انہ لا یحب المسرفین۔ یعنی کھانے پینے میں اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ ابن جریر رح [illegible]
میں کہا کہ مراد یہ ہی کہ او تعالیٰ نہیں دوست رکھتا مسرفوں کو یعنی ان لوگوں کو جو حرام و حلال کی حد سے
غلو کرکے حرام کو حلال کر لیتے ہیں یا حلال کو حرام کر لیتے ہیں بلکہ انھیں کو دوست رکھتا ہی جو اللہ تعالیٰ [illegible]
کو حرام رکھیں اور حلال کیے ہوئے کو حلال رکھیں اور کچھ تجاوز نہ کریں اور یہی وہ عدل ہی جسکا [illegible]
کہد سے یعنی انکار کے طریق سے کہہ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ
اللہ تعالیٰ کی زینت کو جو اسنے نکالی ہی اپنے بندوں کے واسطے یعنی لباس میں سے [illegible]

[illegible] ہیں سے [illegible] مشرکین جاہلیت نے بہت سے حلال وطیب چیزون کو حرام کر لیا تھا اور طواف کی [illegible] لباس کو ترک کیا اور ننگے طواف کرتے تھے [illegible] ملامت وانکار کے طور پر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے زینت ورزق کو [illegible] واسطے پیدا کیا پس جب ہم نے پیدا کیا اور حلال کر دیا تو پھر وہ کون شخص ہے جسنے حرام کیا ہے حاصل آنکہ کوئی نہین حرام [illegible] اور جو حرام [illegible] وہ باطل وکذاب ہے۔ قال البیضاوی اس آیت مین دلیل ہے کہ مطاعم وملابس وانواع تجملات [illegible] اصل [illegible] پس سوائے ان مطاعم وملابس وغیرہ کے حرام نہونگے جو کسی دلیل خاص سے حرام یا مکروہ ثابت ہو گئے ہون۔ اور یہ بیان اصول مین بھی متقرر ہو چکا ہے۔ اسمین ہمارے زمانہ کے عالمون کو زجر شدید ہے کہ بلا دلیل شرعی [illegible] چیزون کو حلال رکھتے ہین اور بعض کو حرام کر لیتے ہین اور ایسے ہی ماسوائے کھانے پینے کے دیگر اشیاء مین بھی انکو [illegible] ہے حالانکہ علماء متقدمین نے تصریح کر دی کہ عمداً تحریم وتحلیل کرنا اگر خلاف حکم اللہ تعالےٰ ورسول اللہ صلعم ہو تو کفر ہے [illegible] ان عالمون کو اللہ تعالےٰ توفیق دے کہ ان باتون سے باز آوین اور عوام کو روا نہین ہے کہ ہر انکی بات کو بلا دلیل شرعی [illegible] لین بلکہ غور کرین کہ اپنا دین کس سے لیتے ہین۔ اور اس آیت کریمہ مین فکر کر کے بعضے اہل تصوف بھی جو نفس کشی اسی مین جانتے ہین کہ اچھا کھانا نہ کھاوین اور اچھا کپڑا نہ پہنین اور مانند اسکے وہ بھی باز آوین اور نیز جو لوگ ان چیزون کے حاصل کرنے کے واسطے اسراف کرتے ہین اور بہت سے مشتبہات بلکہ حرام طریقون سے حاصل کرتے ہین وہ بہت ہی بڑا کرتے ہین اللھم اہدنا و یسر لنا وعافنا واعف عنا انت ارحم الراحمین۔ قُلۡ هِيَ لِلَّذِينَ ءَامَنُواْ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا تو کہدے کہ یہ زینت وطیبات رزق ثابت ہے مومنون کے واسطے زندگانی دنیا مین یعنے مومنین اسکے مستحق ہین اگرچہ غیر مومن بھی انکے شریک ہین کذا قال المفسر۔ خَالِصَةً نافع رح کی قراءۃ مین بالرفع ہے بنابر آنکہ خبر بعد خبر ہے گویا تقدیر کلام یون ہے۔ قل ہی غیر خالصۃ للذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ لہم۔ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ یعنی قیامت مین یہ طیبات وزینت خالص یعنے مخصوص مومنون کے واسطے ہین۔ اور جمہور کی قراءۃ مین خالصۃ بنصب ہے بنا بر انکہ حال واقع ہے اور معنی یہ ہین کہ درحالیکہ یہ طیبات وزینت خالص بلا شرکت ثابت ہین مومنون کے لیے قیامت مین۔ اور دنیا مین مومنون کے واسطے مطلقاً ثابت فرمایا اور غیر خالص نہین فرمایا تاکہ [illegible] ہو کہ اصلی استحقاق مومنون کا ہے اور کافر اگر انکے شریک ہوئے ہین تو تبعاً شریک ہوئے ہین۔ واضح ہو کہ زینت لباس وطیبات [illegible] مین ایک معنی ادا شکر وعبادت کے اور لحاظ پاکیزگی شرعی کا معتبر ہے اور یہ ایمان پر [illegible] ہے پس خالص وغیر خالص کی تفصیل [illegible] ضرورت نہین کیونکہ کفار کی شرکت اس راہ سے نہین ہے بلکہ اس معنی کر شرکت ہے کہ یہ اموال دنیاوی ومشتہیات نفس [illegible] مومنون کی شرکت نہین ہے کیونکہ قیامت مین مومنون کو یہی چیزین بدون شرکت نہین حاصل ہونگی بلکہ زینت وطیبات [illegible] ومشتہیات جنت سے ہونگی حاصل ہونگی اور اسمین کافرون کی شرکت نہوگی بلکہ یہان کے مانند وہان بھی بدون [illegible] کے کفار کو عیب لگیگا اعوذ باللہ من سوء العاقبۃ۔ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلۡأٓيَٰتِ بینہا مثل ذلک [illegible] ہم نے مفصل بیان کیا ایسے ہی ہم آیات کو مفصل بیان کرتے ہین۔ لِقَوۡمٖ يَعۡلَمُونَ ایسی قوم کے واسطے [illegible] ہین پس مدد فکر کے علم حاصل کرتے ہین اور اسی قوم کی خصوصیت اسواسطے کہ آیات الٰہی سے انتفاع انھین کو حاصل [illegible] العرائس قولہ تعالےٰ خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ بندہ کی زینت وہ لباس ہے جیسا طراز تواضع ہے اور تانا وبانا اسکا

نقش

استقامت و اخلاص ہی جسکا دامن حوادث سے قطع اور اسکی آستینین دونون جہان سے
و عطف اسکا خضوع ہی اور پہنتے والا منور بنور آخرت اور مشرف بحسن الثواب ہی
وزاری ہی اور پرہیزگارون کا لباس تضرع وثناء ہی اور زاہدون کا لباس انکے چہرون پر
آنکھون سے ظہور نور غیب ہی اور محبین کا لباس بیتابی محبت وہیجان درد ہی مشتاقون کا
ہیجان ہی۔ عاشقین کا لباس وجد و غلبات ہین۔ اور مستأنسین یعنی حضرت او تعالےٰ سے
کا لباس سکینت ووقار ہی اور عارفون کا لباس ہیبت و اجلال ہی اور موحدین کا لباس حیرت و فنا ہی
مین اور اونچے درجہ والا انوار ربوبیت مین ہی جو عبودیت کو بجالایا اسکا لباس افعال ہین اور جو
ہی اسپر لباس صفات ہی اور جو فناء ہو کر قبلۂ قدم کی طرف متوجہ ہی اسکا لباس انوار ذات ہین پس اوّل مین
بڑا تفاوت اور بندون مین بڑا تفاوت ہی۔ واسطی رح نے کہا کہ یا بنی آدم کا خطاب تعریض ہوگا
عیب اسمین انکو تنبیہ کی تاکہ اپنے نفوس پر نظر و التفات نہ رکھین۔ استاد رح نے فرمایا کہ زینت آدمی کی یہ ہی کہ
درگاہ باری تعالےٰ مین حاضر ہون اور اسکی چوکھٹ کو لازم پکڑین اور ہر دم ہمیشہ شہود حقیقت مین رہین۔ بعض نے کہا کہ
کی زینت یہ کہ آثار سجود ہون اور عارفون کی زینت انوار وجود ہین پس عابد تو بارگاہ کبریاء کے دروازہ پر بندگی کرتا ہی اور
بساط احترام پر بیٹھا رہتا ہی پس بندون مین بڑا فرق ہی۔ بعض نے کہا کہ زینت نفوس تو خدمت پر ہی اور زینت قلوب
پر اور زینت ارواح یہ کہ درگاہ کبریائی مین ہیبت کے ساتھ سر جھکائے رہین۔ بعض نے کہا کہ زبان کی زینت دوام ذکر ہی اور
قلب کی زینت صفات قدرت مین فکر ہی۔ بعض نے کہا کہ زینت ظاہری سجود ہی اور زینت باطنی شہود ہی۔ بعض نے کہا کہ
کی زینت یہ کہ مجاہدات و ریاضات مین اخلاص وغیرہ سے اچھا معاملہ رکھین اور قلوب کی زینت یہ کہ مشاہدات
رہین پھر زینت کو جو آثار قرب ہین ذکر کرنے کے بعد انکو توبیخ کی جو بلا دلیل اہل حق سے انکار کرتے ہین اور
واسکے آثار سے اپنے نفوس سرکش کو محروم رکھتے ہین۔ قولہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق
پاک ہین دو باتون کا احتمال ہی ایک تو اعداء پر غضب کا اور دوسرا اولیاء پر فضل و رحمت کا۔ یعنی کس شخص نے
بندون خاص پر انکار کرے جو زینت عبادات و انوار حقائق و معارف سے آراستہ ہین۔ واضح ہو کہ
خواص بندے آراستہ ہین وہ کسی کے امکان مین نہین ہی کہ خود حاصل کرے اسی واسطے
اسکو مضاف کیا اور مخصوص کر دی اسکی حلت اپنے بندون کے واسطے اور اسکے بندے وہی
جنمین کوئی خیانت نہین اور کچھ شائبہ شرک و بدعت نہین ہی اور انکو مباح کر دیا کیونکہ
و محبت پر انکو حاصل ہوا۔ پھر واضح ہو کہ ظاہری زینت و طیبات مین کافرون کو شرکت ہی اور باطنی
نہین وہ دونون جہان مین مومنون کے واسطے مخصوص ہی وقد قال تعالےٰ قل
وہان ان انوار کا خلوص کے ساتھ ظہور ہوگا۔ اور نیز زینت وہ نور جلال و جمال ہی
طیبات رزق وہ ثمرات ہین جو درختان تجلی و قرب سے انکو حاصل

[illegible] طیبات رزق سے مراد وہ مال غلیمت ہی جو جہاد مین حاصل ہو۔ شیخ ابو عمرو
[illegible] پہونچتے ہین اور جو کرامات انکو حاصل ہوتی ہین۔ استاد رح نے کہا کہ طیبات
[illegible] افضال سے حاصل ہوتے ہین اور قلوب کو اسکی طرف اقبال سے حاصل ہوتے ہین بعض
[illegible] کا رزق [illegible] اور عارفون کا ماسوای حق کے سب کو فراموش کرنا۔ پھر واقعی محرمات جنکو اہل جہالت
[illegible] ہین اور [illegible] اہل معرفت کے اپنی ضلالت سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے ہین بیان فرمانے کا
حکم دیا۔ بقولہ تعالے۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ
[illegible] بے حیائی کے کام جو کھلے ہین اُنمین اور جو چھپے اور گناہ اور زیادتی
بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا
ناحق کی اور یہ کہ شریک کرو اللہ کا جسکی اُسنے سند نہین اُتاری اور یہ کہ جھوٹھ بولو
عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
اللہ پر جو تمکو معلوم نہین

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ فواحش جمع فاحشہ اور وہ کبیرہ گناہ ہین مانند زنا کے یعنی جنپر عذاب دوزخ
کی وعید ہی اللہ اسمین ننگے طواف کرنا بھی داخل ہی جو مشرکین کرتے تھے اور بعض مفسرین نے جملہ حرام گناہون کو شامل لیا بسبب
کلمہ انما کے جو مفید حصر ہی اور علی ہذا اجنبی عورت پر بدنظر کرنا بھی حرام ہی فافہم۔ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ اسے جہراً
سراً۔ یعنی علانیہ ظاہر و کھلے ہوئے۔ پوشیدہ ہر حالت مین حرام کیا ہی پس مشرکین جو پوشیدہ زنا کو عیب نہین جانتے تھے انکی جہالت
تھی بلکہ فواحش خواہ علانیہ ہون یا پوشیدہ ہون سب طرح انکو اللہ تعالے نے حرام فرمایا۔ پھر فواحش پر عطف کیا۔ وَالْاِثْمَ
نے حرام کیا اثم کو وہ معصیت ہی۔ قال البیضاوی یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہی یعنے فواحش بھی معصیت ہین پس فواحش اور جملہ گناہ کو
[illegible] کیا۔ اور بعض نے کہا کہ اثم سے مراد شراب پینا۔ اور یہ ضعیف ہی اسیواسطے بعض نے کہا کہ فواحش سے وہ محرمات معاصی
[illegible] و فروج و شرمگاہ سے متعلق ہین اور اثم سے تعمیم کردی یا ماسوائے اسکے مراد ہین [illegible] بغی علی الناس۔ یعنی ایسے گناہ
[illegible] والے ہی تک نہ رہین بلکہ انکا ضرر غیرون پر متعدی ہو پس چور کا ہاتھ کاٹنا زنا کار کو درے مارنا وغیرہ اگرچہ ایسا فعل ہی
[illegible] دوسرے پر متعلق ہی لیکن اسکو خارج فرمایا۔ بقولہ۔ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنی دوسرے پر متعدی ناحق ہوا اور وہ ظلم ہی
[illegible] ان افعال بد سے ممانعت ہوئی جنمین دوسرون پر تعدی کا قصد ہو اور یعنی بغیر الحق سے ہر ایسے فعل بد سے ممانعت ہی
[illegible] دوسرے پر تعدی مقصود ہو۔ اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے تکبر ہی۔ پھر ایسے ظلم سے ممانعت کی جو اپنے اوپر و غیرون کے [illegible]
[illegible] سے بلند ہے وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا اے المم
یعنی اور حرام کیا یہ کہ شریک کرو اللہ تعالے کے ساتھ وہ چیز کہ نہین اُتاری اللہ تعالے نے اس چیز کو اپنے ساتھ
[illegible] قال البیضاوی [illegible] مشرکین پر تہکم ہی اور آیت مین تنبیہ ہی کہ جس بات پر کوئی دلیل شرعی قائم نہو

اسکا اتباع نہ چاہیے - پھر ان تشرکوا پر عطف کیا - وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَ[illegible]
اللہ تعالیٰ پر وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو - پس جو اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کیا اسکو مشرکوں کیطرح بیان کرنا کہ [illegible]
اسکو حلال بیان کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یہ سب حرام و کفر ہے اور ایسے ہی صفات الٰہی میں الحاد کرنا و دیگر [illegible]
اسی حکم میں ہیں ف - قولہ قل انما حرم ربی الفواحش فحش ظاہری وہ ہے جو آدمی کو خالص عبادت سے مشغول کرے [illegible]
ایسا وسواس پہونچے جو اسکو مشاہدہ حق کے درمیان پردہ ہو جاوے - اور نیز ظاہری فحش جو افعال معروف ہیں اور باطنی [illegible]
حلاوت نفس میں باقی رہے وہ بھی شامل ہے قولہ والاثم والبغی - اثم من اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے انکار کرنے داخل ہے اور بغی [illegible]
انسے حسد ہو شامل ہے قولہ وان تشرکوا باللہ الخ - اور تعالیٰ اپنے جلال و علو کبریائی میں اس شان پر ہے کہ الوہیت میں اسکا کوئی شریک
بالکل محال ہے اور درمیان میں کسی غیر کا وجود نہیں ہے - پھر جو لوگ علوم لدنی کے مدعی ہیں انکے منہ میں خاک جو نکی جاتی قال تعالیٰ
تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون - سہل رح نے کہا کہ جسنے کلام کیا اللہ تعالیٰ کی طرف بدون اجازت کے بغیر طریقہ حرمت و ادب
تو اسنے اپنا پردہ پھاڑا اور حد سے تجاوز کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کلام سے تحذیر فرمائی ہے - ابو عثمان رح نے قولہ انما حرم
الفواحش میں کہا کہ جو طاعت تو ایسی ادا کرے کہ مقصود اسمیں کوئی غیر ہو خواہ آدمی یا کوئی اور چیز تو یہ فواحش میں سے ہے قال
المترجم یہ پسندیدہ قول ہے اسواسطے کہ وہ ریا ہے اور ریا شرک ہے جو افحش الفواحش میں ہے - بعض نے کہا کہ فواحش میں سے
جو ظاہر ہیں از انجملہ جھوٹ بولنا اور غیبت کرنا اور بہتان باندھنا - اور باطن جو پوشیدہ ہیں - از انجملہ غلول اور کھوٹ و حقد و حسد
ہے - استاد رح نے کہا ظاہر میں سے زلت و گناہ حرام ہے اور باطنہ میں سے غفلت ہے - اور بعض نے کہا کہ مجھ سے یہ بات بھی
گناہ ہے کہ محبوب سے حاجب ہو - قال المترجم پھر اللہ تعالیٰ نے شرک و کبیرہ گناہ و اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے والوں کو سخت تہدید

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً

اور ہر فرقے کا ایک وعدہ ہے پھر جب پہونچا انکا وعدہ نہ دیر کرینگے ایک گھڑی

وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ

اور نہ جلدی

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ اور واسطے ہر امت کے - أَجَلٌ مدت ہے یعنے وقت معین و محدود ہے جسمیں انپر اللہ تعالیٰ کی طرف
نازل ہوتا ہے - پس یہ اہل مکہ کو تہدید ہے - حاصل آنکہ اس مدت مہلت میں فواحش و افترا بجناب باری تعالیٰ سے [illegible]
آپ کو صالح کریں - یا معنی یہ کہ اس مدت پر انکو موت دیجاتی ہے اور احتمال ہے کہ آیت دونوں معنی کو شامل ہو [illegible]
أَجَلُهُمْ یعنے پھر جب ہر امت کی اجل مقدر آگئی تو انپر عذاب یا موت مقدر ہے طاری ہو جاتا ہے - بعض نے [illegible]
نزول عذاب ہے - بعض نے کہا کہ زندگی و عمر کی مدت مراد ہے و علی ہذا ہر ایک کے واسطے ایک وقت مقرر ہوگا [illegible]
نافع ہے اور اجل کا اطلاق عمر کی تمام مدت پر بھی آتا ہے اور اخیر جزو پر بھی ہوتا ہے جسمیں موت نے حلول کیا [illegible]
سَاعَةً نہیں تاخیر دیے جاتے ہیں ایک ساعت - وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ اور نہیں [illegible]
یستقدمون بمعنی لا یتاخرون ولا یتقدمون - ہوگا اور ساعت سے خاص کر ایک ساعت بعدہٗ [illegible]

[illegible] یعنی تاخیر و تقدیم ہو۔ اور بیضاوی نے کہا کہ باب استفعال اپنے معنی پر ہو سکتا ہے یعنی نہ طلب کرینگے تاخیر و
[illegible] ہو سکے۔ قال المترجم اس تقدیر پر ساعت بالکل غیر مربوط ہوا جاتا ہے۔ کما لا یخفی۔ جمہور نے اسی
[illegible] استدلال کیا کہ ہر میت اپنی اجل مقدرہ پر مرتی ہے اگرچہ قتل ہو یا گر کر مرے۔ اور اسی کے مانند ہے قولہ تعالیٰ ما یسبق
[illegible] اجلہا وما یستاخرون۔ اور حسن بصری رح سے روایت ہے کہ لوگ بڑے احمق ہیں کہ یون کہا کرتے ہین کہ اے
[illegible] دگار انکی عمرین درازی دیدے حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ الآیۃ۔ اور سعید بن المسیب
سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخم کاری سے زخمی ہوئے تو کعب احبار رح نے کہا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ
دعا کرتے تو انکی موت مین تاخیر کیجاتی تو کعب سے کہا گیا کہ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ الآیۃ
تو کعب نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب الآیۃ۔ واضح ہو کہ قولہ لا یستقدمون
مین بعض نے کہا کہ یہ اخبار ہے کہ لوگ اپنی موت مقدرہ سے پہلے نہین مر سکتے ہین بلکہ اس مدت کا پورا کرنا ضرور ہے جیسے کہ
انکو ذرہ برابر بھی تاخیر نہین حاصل ہوتی ہے پس یہ جملہ مستانفہ ہوگا۔ اور واحدی وغیرہ نے کہا کہ۔ لا یستاخرون پر عطف
ہے اور یہی ظاہر قول شیخ مفسر و دیگر مفسرین کا ہے۔ اور تفتازانی رح و کرخی رح نے جملہ مستانفہ ہونا اختیار کیا ہے اور بعض نے
کہا کہ یہ بمنزلہ مثل کے ہے اس مجموع کلام سے یہی مقصود ہے کہ وقت مقرر ہو چکا اسمین تغیر و تبدل نہوگا ف واضح ہو کہ
اہل علم نے اس مسئلہ مین طول کلام کیا اسکو بعض متاخرین نے جمع کیا اور بعض معاصرین نے درج کیا جسکی تلخیص مین ترجمہ
کرتا ہون کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ موت کے وقت مقدر مین تقدیم و تاخیر نہین ہوتی ہے۔ اور اسی کے مانند ہے قولہ ما یسبق
من امۃ اجلہا الآیۃ۔ اور ایسا ہی قولہ ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر الآیۃ۔ اور قولہ وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا
مؤجلا الآیۃ۔ اور قولہ ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلہا الآیۃ۔ پس ان آیات سے تو تعیین و تقدیر وقت کہ اس سے تقدیم
و تاخیر نہین ہو سکتی ہے ثابت ہوتا ہے اور ظاہر مین وہم ہوتا ہے کہ یہ معارض ہے قولہ تعالےٰ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام
الکتاب۔ اور قولہ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب الآیۃ اور قولہ ثم قضی اجلا و اجل مسمی عندہ الآیۃ۔ پس جمہور کا
مذہب یہ ہے کہ عمر زیادہ و کم نہین ہوتی ہے اور انھون نے اُن آیات متقدمہ سے استدلال کیا ہے اور نیز احادیث صحیحہ سے
استدلال کیا ہے مانند حدیث ابن مسعود رض کے تم مین سے ہر ایک کی خلقت چالیس روز مین مجتمع ہوتی ہے پھر وہ علقہ ہوتا ہے
پھر مضغہ ہوتا ہے اسیقدر دنون مین پھر اللہ تعالےٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور چار باتون کا حکم دیا جاتا ہے کہ اسکا رزق و عمل
و اجل اور شقی ہے یا سعید۔ لکھ دے اور یہ حدیث صحیحین وغیرہ مین ہے اور اسی معنی مین اور احادیث صحیحہ آئی ہین۔ اور
قولہ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت۔ کے معنی مین یہ تاویل کی ہے کہ جو شرائع و فرائض چاہتا ہے منسوخ فرماتا ہے اور جو چاہتا ہے
باقی رکھتا ہے اور اسکو منسوخ نہین کرتا اور جملہ ناسخ و منسوخ اسکے نزدیک ام الکتاب مین موجود ہین۔ قال المؤلف۔ یہ مستبعد
ہے [illegible] عموم آیت کی بلا مخصص ہے۔ وقال المترجم وجہ تخصیص تو آیات و احادیث متقدمہ سے ظاہر ہے۔ ثم قال اور
[illegible] قیامت تک واقع ہونے کو لکھ چکا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہے اور اسی مین سے نسخ شرائع
[illegible] مثل عمر کے ہین پس جب ان مین محو و اثبات جائز ہے تو عمر مین بھی جائز ہوگا۔ قال المترجم یہ مؤلف مذکور کا

Marfat.com

سہو ہی اسواسطے کہ جمہور کا منشا یہ ہی کہ قلم قدرت نے جو امر قیامت تک کے واسطے لکھدیا [illegible]
و اثبات بمعنی حدوث امر جدید نہین ہی بلکہ حدوث تعلقات ہی چنانچہ صریح انھون نے کہدیا کہ تاج [illegible]
پس یہ سمجھنا کہ فرائض و شرائع مین حدوث امر جدید ہوتا ہی یہ غلط فہمی ہی اور علی ہذا عرض مین بھی جو سوال [illegible]
موجود ہین اور نسخ اسمین جاری ہونے کے کوئی معنی نہین حاصل آنکہ فرائض و شرائع مین محو و اثبات [illegible]
جو قدیم سے جاری ہوا ہی اب اسکا تعلق ظاہر ہوتا ہی نہ آنکہ محو و اثبات وقتاً فوقتاً جدید پیدا ہوتا ہی - فاہم [illegible]
جواب دیا کہ آیت مین محو و اثبات سے جو ملائکہ حفظہ کے دفتر مین ہی ماسوائے حسنہ و سیئہ کے اسکا محو و اثبات مراد ہی [illegible]
و سب کچھ لکھ لیتے ہین جو آدمی سے واقع ہو - قال المترجم یہ تاویل رکیک ہی اگرچہ اسپر مؤلف مذکور کا اعتراض اول وارد [illegible]
ہوتا جیسا کہ مین جواب دے چکا ہون - ثم قال اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے جو چاہتا ہی بخشتا ہی اور جو چاہتا [illegible]
قلت و ہو خلاف الظاہر و کذا ما قال بعضہم ان المعنی یمحو ما یشاء من القرون کقولہ الم یروا کم اہلکنا من قبلہم من القرون - وقال [illegible]
ثم انشأنا من بعدہم قرنا آخرین - فیمحو قرنا و یثبت آخر - اور بعض نے کہا کہ وہ ایسے شخص کے حق مین ہی جو طاعت الٰہی بجا لاتا تھا [illegible]
گناہ کرنے لگا پھر توبہ کی تو جو کچھ اسکے دفتر گناہ سے چاہتا محو کرتا ہی اور جو دفتر نیکی سے چاہتا باقی رکھتا ہی اور بعض نے کہا کہ [illegible]
دنیا سے جو چاہتا محو کرتا ہی اور آخرت کو باقی رکھتا ہی - اور مانند اسکے دیگر اقوال تاویلی ہین وقال المؤلف یہ سب مجرد دعوی ہین
اسپر دلیل قائم نہین ہی اور اسمین شک نہین کہ محو و اثبات کی آیت عام ہی جسکو اللہ تعالے چاہے محو کرے اور جو چاہے ثبت
کرے پس تخصیص بدون مخصص کے نہین ہو سکتی ہی - قال المترجم مشیت الٰہی یعنی داخل تحت قدرت ہونے مین کلام نہین
ہی ولیکن جب موت کے واسطے وقت مقدر ثابت ہو تو باہم انکا تعارض دفع کرنا ضرور محتاج تاویل ہی پس تاویل کچھ تخصیص نہین
ہان بعض اقوال مین بعض امور سے تخصیص تاویل محتاج استناد ہی قال اور قولہ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب
اسمین یہ تاویل مذکور رہی کہ معمر سے طویل العمر مراد ہی اور ناقص سے قصیر العمر مراد ہی - اسپر اعتراض کیا گیا کہ لا ینقص من عمرہ کی
ضمیر معمر کی طرف راجع ہی اور معنی یہ ہوے کہ نہین ناقص ہوتی عمر اس معمر مین سے الا آنکہ وہ کتاب مین مقدر ہی پس یہ ظاہر [illegible]
کلام ہین اور جو تاویل مذکور ہوئی وہ بنا برآنکہ ضمیر راجع بمرجع غیر مذکور ہی اور یہ خلاف ظاہر ہی - اور بعض نے کہا کہ ما یعمر من معمر
سے عمر آیندہ مراد ہی اور لا ینقص من عمرہ سے عمر گذشتہ مراد ہی اور یہ بھی خلاف ظاہر ہی کیونکہ یہ نقص اس عمر [illegible] ہی و مقال [illegible]
ہی - اور بعض نے کہا کہ معمر وہ کہ سن ہرم کو پہونچا اور لا ینقص سے دوسرے شخص کی عمر جو اس سن [illegible] رہا ہی مراد ہی اور بعض نے
کہا کہ معمر وہ کہ ساٹھ برس تک پہونچا اور ناقص سے جو اس سے کم مین مرگیا - اور بعض دیگر اقوال تاویل مذکور [illegible]
تامل ہی - اور ایک جماعت اہل علم نے کہا کہ عمر گھٹتی بڑھتی ہی اور استدلال انکا آیات متقدمہ سے ہی کیونکہ محو و اثبات [illegible]
رزق وغیرہ سب کو عموماً شامل ہین اور سعادت و شقاوت کو بھی شامل ہین اور ایک جماعت صحابہ و تابعین [illegible]
ہوا کہ وے اپنی دعا مین کہا کرتے کہ اللہم ان کنت کتبتنی فی اہل السعادۃ فاثبتنی فیہم وان کنت کتبتنی [illegible]
فی اہل السعادۃ - یعنی اے پروردگار تعالے اگر تو نے مجھ بندے کو اہل سعادت مین لکھا تو [illegible]
اہل شقاوت مین لکھا تو مجھکو انہین سے محو فرمادے اور اہل سعادت مین لکھدے - اور جو لوگ [illegible]

Marfat.com

[illegible] خلف کی تاویل مین کوئی ایسی بات نہین لائے جو عموم کے واسطے مخصص ہو۔ اور آیت محو و اثبات دلالت کرتی ہے کہ
[illegible] ہو سکتی ہے اور ایسے ہی قولہ وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب۔ بھی اسی معنی پر دلیل ہے اور ایسے ہی قولہ تعالے
[illegible] اجلا واجل مسمی عندہ بھی دلالت کرتا ہے کہ آدمی کے واسطے دو اجل ہین انمین سے جسکو اللہ تعالے چاہتا ہے زائد کرتا یا ناقص
کرتا ہے [illegible] کے واسطے حکم فرماتا ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے جو صحیحین وغیرہ مین ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ صلہ رحم
بڑھاتا ہے عمر کو اور صحیحین مین ہے کہ من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وان ینسأ لہ فی اثرہ فلیصل رحمہ۔ اور ایک روایت مین ہے۔
من احب ان یمد اللہ فی عمرہ واجلہ ویبسط فی رزقہ فلیتق اللہ ولیصل رحمہ۔ اور ایک روایت مین ہے۔ صلۃ الرحم وحسن الخلق
وحسن الجوار یعمرن الدیار ویزدن فی الاعمار۔ اور نیز کتاب مجید مین بندون کو دعاء کرنے کا حکم وارد ہوا ہے چنانچہ فرمایا ادعونی
استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین۔ اور قولہ۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء۔ اور
قولہ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ اور قولہ واسئلوا اللہ من فضلہ۔ اور جن احادیث
مین دعاء کا حکم آیا ہے وہ کثرت سے متواتر ہین اور انمین آیا ہے کہ دعاء دفع بلاء ہے اور بعض مین ہے کہ دفع قضاء ہے اور صحیح مین
آنحضرت صلعم سے ثابت ہوا کہ آپ نے فرمایا۔ اللہم انی اعوذ بک من سوء القضاء ودرک الشقاء وجہد البلاء وشماتۃ الاعداء
اور حدیث قنوت الوتر مین ہے۔ وقنی شر ما قضیت۔ پس اگر دعاء کچھ بھی مفید نہوتی تو اسقدر تاکید شدید سے فائدہ نہوتا۔ اور
نیز صدقہ کے بارہ مین ہے کہ دفع البلاء ہے اور نیز دوا کے واسطے بھی حکم ہے پس محو و اثبات اپنے ظاہر پر ثابت ہے پھر اگر کہا جاوے
کہ جن آیات مین ثبوت ہوا کہ اجل مین تقدم و تاخر نہین ہوتا انکو کس تاویل پر محمول کیا جائیگا تو جواب یہ ہے کہ انمین کوئی تاویل
نہین بلکہ نفس آیات سے جو معنی ظاہر ہین جیسا کہ بعض سلف نے اسپر تنبیہ کی اور خلف مین سے بعض نے بیان کیا وہی لیے جاوین
یعنی مختص اس اجل سے جو آجاوے پس موت جب آگئی تو اسوقت موخر و مقدم نہین ہوتی ہے اور خود مؤید ہے کہ آیت مین اسکی تقیید
موجود ہے چنانچہ فرمایا۔ اذا جاء اجلہم۔ اور نیز فرمایا ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلہا۔ اور نیز فرمایا۔ ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر
پس جملہ آیات مین اتفاق و اجتماع اس طرح ممکن ہے کہ اجل جب آگئی تب مقدم و موخر نہین ہوتی ہے اگرچہ اس حالت کے سوائے
تقدیم و تاخیر روا تھی خواہ دعاء سے یا صلہ رحم سے یا کسی فعل خیر سے۔ جیسے کہ تقدم بوجہ عمل بد کے ممکن ہے۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ تعالیٰ
لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا۔ اور مانند اسکے دیگر آیات مین ثابت ہے کہ امر مقدر رہے۔ جواب یہ ہے کہ یہان بھی اتفاق و جمع ہے پس
[illegible] مقدم تسبیب از بندہ باسباب خیر۔ بر اور دیگر محمول ہین تسبیب از بندہ باسباب خیر۔ بر۔ قال المترجم ایسا ہی مؤلف
[illegible] کے ساتھ نقل کیا اور مترجم کے نزدیک مؤلف مذکور نے ایک طول بحث متوحش کو صرف بحث لفظی پر مبنی کیا اسواسطے
[illegible] بندہ کی طاقت سے نہین ہین اور وقوع موافق تقدیر الٰہی ہے اور خود مؤلف مذکور نے آگے نقل کیا کہ اگر کہا جاوے
[illegible] وسنت سے صحیح متقرر ہوا کہ تمام افعال الٰہی سب ازلی ہین اور وہ ہر شئ مین سابق ہوچکے ہین اور یہ صحیح نہین کہ
[illegible] واقع ہو ورنہ جہل لازم آویگا اور یہ قطعا و بالاجماع جائز نہین ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ ہان بے شک اسکا علم ازلی
[illegible] ہر چیز کو واقع ہونے سے پہلے اللہ تعالے جانتا ہے اور تمام اہل الحق کے درمیان اس بات مین کچھ خلاف نہین
[illegible] ایسی قوم کا ہے جنھون نے غلو کرکے دعاء وصلہ رحم وتقوی وغیرہ اعمال خیر کے فوائد کو باطل سمجھا ہے

Marfat.com

حالانکہ جسنے اپنے علم ازلی و سابق تقدیر کا ہکو دانستہ کیا اُسی نے اُن اعمال و افعال کو ...
المترجم اصل بحث تو اجل کے بیان مین تھی اور مؤلف مذکور نے کسی رسالہ سے ...
بالجملہ جن لوگون نے یہ زعم کیا کہ بندہ محض مجبور ہی وہ گمراہی و ضلالت مین پڑ گئے جیسے وہ لوگ ...
بندہ کو فاعل مختار خیال کیا ہی بلکہ واقعی تحقیق ہی کہ جو فوائد دعا وغیرہ کے حدیث و آیات سے ثابت ...
بہت بڑی جہالت ہی کہ آدمی کھیتی نہ کرے اور پیداوار کی ہوس کرے اور مترجم نے ...
انزل الیک من ربک الآیۃ۔ کی تفسیر مین تھوڑا سا اسکا بیان کر دیا ہی اور مؤلف مذکور نے یہان بہت ...
اور مفید باتین لایا ہی۔ مترجم کو زیادہ گنجایش نہین اسواسطے ترک کرتا ہی اور قدر مذکور مین کفایت
ولی التوفیق والہدایۃ۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى

اے اولاد آدم کی کبھی ہو پہنچین تم پاس رسول تم مین کے سناوین تمکو آیتین میری تو جسنے ڈر ...

وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

اور سنوار کیا تو نڈر ہے انپر اور نہ وہ غم کھاوین اور جنھون نے جھٹلاین آیتین

وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

اور تکبر کیا انکی طرف سے وہ ہین دوزخ کے لوگ وہ اسمین ہمیشہ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا در اصل اِنْ ما تھا۔ ان شرطیہ اور ما زائدہ ہی۔ يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ
اٰيٰتِيْ یہ جملہ شرط ہی جسپر حرف اِن شرطیہ داخل ہی اور وہ حرف شک کا ہوتا ہی پس حرف شک کے ساتھ اسواسطے
کہ متنبہ ہون کہ رسولون کا آنا امر جائز ہی واجب نہین ہی جیساکہ اہل تعلیم نے گمان کیا کذا قال البیضاوی اور بعض ...
اہل تعلیم ایک قوم ہی روافض مین سے فافہم ثم قال البیضاوی ان شرطیہ کے ساتھ ما زائدہ بغرض تاکید یعنی شرط کے ...
فعل کو موکد بنون تاکید فرمایا۔ اور جزا اسکی جملہ۔ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ یعنی سو جسنے تقوی کیا شرک سے اور درست ...
اعمال یعنی ... دون کے حکم کے موافق اعتقاد و اعمال کو درست کیا۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
آخرت مین انپر کچھ خوف و اندوہ نہین ہی۔ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ استکبار یعنی تکبر ہی اور استکبروا عنہا۔ یعنی آیات سے تکبر کیا ...
نے کہا کہ حاصل معنی آیت کے یہ ہین کہ تم مین سے جسنے شرک سے تقوی کیا اور اپنے اعمال درست کئے ...
ہی اور تم مین سے جسنے ہماری آیات کو جھٹلایا اسپر یہ عذاب شدید ہی اور اول کی خبر پر فا داخل کی ...
کی خبر پر نہین داخل کی تو اسوجہ سے کہ وعدہ خیر مین مبالغہ فرمایا اسواسطے کہ فا لزوم پر دلالت کرتی ...
ہوا اور وعید مین سامحہ فافہم فـــــ فی العرائس قولہ فمن اتقی و اصلح۔ یعنی اللہ تعالی ...
کی طرف نظر رکھنے سے پاک و مقدس رہا اور جو اسکے و اللہ تعالی کے درمیان معاملہ ہی اسکو ...

Marfat.com

…ی نہیں بچی کیونکہ بندہ کی جو سانس بغیر ان اوصاف کے نکلتی ہے وہ فاسد ہے اور بندہ پر اسکی اصلاح … سے واجب ہے جن جو ان اوصاف کے ساتھ رہا اسیر نفس کے جنایات وجرم سے کچھ باقی نہیں رہا پس … سے محروم ہونے کا خوف نہوگا اور مشاہدہ سے محجوب ہونے کا غم واندوہ نہوگا۔ کما قال تعالے فلا خوف علیہم … یحزنون۔ اور بعض نے کہا کہ تقوی اسطرح پر کہ ظاہر میں تو ایسے کھانے پینے سے بچا جسمیں شبہہ ہے اور ٹھیک ٹھیک اسکے … ہونے کا یقین نہیں ہے اور باطن کو اسطرح درست کیا کہ ہمیشہ باطن میں اللہ تعالے کا مراقبہ رکھا اور خیالات فاسدہ … شیطانی کو دخل نہیں دیا۔ قال المترجم اسمیں اشارہ ہے تقوی کو کسی خاص چیز سے مقید نہ کیا کیونکہ تقوی کے مختلف مراتب مختلف درجہ پر ہیں اور ہر ایک کے واسطے عدم حزن بھی مختلف ہے اور کچھ آخرت کی خصوصیت نہیں فافہم

پھر اس سے ظالم کون جو جھوٹ باندھے اللہ پر یا جھٹلاوے اُسکے حکم کو وہ لوگ پاوینگے
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ

ان کا حصہ لکھا کتاب میں یہانتک کہ جب پہونچے اُن پاس بھیجے ہمارے جان لینے کو
يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ

بولے کہاں ہوئے جنکو تم پکارتے تھے سوائے اللہ کے بولے ہم سے گم ہوئے اور قائل ہوئے
قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا

اپنی جان پر کہ وہ تھے منکر فرمایا داخل ہو ساتھ اور امتوں کے جو ہو چکی ہیں
عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

پہلے ہو چکے ہیں جن سے اور انسان آگ میں جہاں داخل ہوئی ایک امت
مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ

لعنت کرینگے دوسرے کو جب تک گر چکے اُس میں سارے کہا پچھلوں نے
لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ

پہلوں کو اے رب ہمارے انہیں نے گمراہ کیا اکو سو تو دے دونا عذاب
لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ

آگ کا فرمایا ہر کسی کو دونا ہے پر نہیں جانتے اور کہا پہلوں نے
النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ

پچھلوں کو پھر کچھ نہ ہوئی تم کو ہم پر زیادتی اب چکھو عذاب بدلہ اپنی کمائی کا
ع ٨ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝

فمن اظلم یعنی اس سے زیادہ بڑھکر ظالم ہے یعنی کوئی بھی زیادہ ظالم نہیں ممن افترى على الله كذبا … افترا لا یکون الا کذبا یعنے کذبا فقط تاکید سا افترا ہے کیونکہ افترا تو کذب ہی ہوتا ہے الحاصل اپنی جان پر ظلم کرنیوالا ابڑھکر نہیں ہے

اس شخص سے جسنے افتراء باندھا اللہ تعالے پر جھوٹ یعنی اللہ تعالے کا کسی کو شریک قرار دیا [illegible]
با اعتقاد سے یا کہا کہ اللہ تعالے کے واسطے فرزند ہی خواہ بیٹا یا بیٹیاں یا کہا کہ فواحش بحالا [illegible]
دیا ہی بالجملہ اس سے بڑھکر کوئی ظالم نہیں جسنے اللہ تعالے خالق رزاق منعم کبیر متعال جل جلالہ [illegible]
بِاٰیٰتِهٖ یا جھٹلایا اللہ تعالے کی آیات کو یعنی قرآن مجید کو۔ اُولٰٓئِكَ یَنَالُهُمْ [illegible]
جائیگا نَصِیْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ اے حظهم ماکتب لهم فی اللوح المحفوظ من الرزق والاجل [illegible]
چیز سے جو لکھا گیا ہی انکے واسطے لوح محفوظ مین موافق مشیت الٰہی کے رزق و اجل وغیرہ ایسا ہی [illegible]
انس و عبد الرحمن بن زید نے تفسیر فرمایا اور مجاہد رحنے کہا کہ جو انکو بھلائی برائی کا وعدہ دیا گیا ہی وہ پہونچیگا [illegible]
ضحاک و بہتوں کا قول ہی اور یہی شیخ ابن جریر نے اختیار کیا ہی اور حافظ ابن کثیر رحنے کہا کہ قول مجب [illegible]
اسی پر دلالت کرتا ہی یعنی قولہ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یہان تک کہ جب آجاوینگے انکے پاس [illegible]
ملائکۃ الموت کہ یَتَوَفَّوْنَهُمْ انکو وفات دینگے۔ تو۔ قَالُوْٓا ملائکہ کہینگے ان منکرون سے [illegible]
کہ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ تعبدون۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے کہان ہین جنکی تم عبادت کرتے تھے سوا [illegible]
کے۔ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا کفری جواب دینگے کہ ہماری نظر سے غائب ہوگئے ہمکو اب نہین سوجھتے ہین یعنی ہمکو [illegible]
انکے نفع و مدد کی امید نہین رہی۔ کرخی رحنے کہا کہ جواب بحسب المعنی ہی کیونکہ سوال تھا کہ اینما کنتم وہ کون جگہ ہین تو ظاہر [illegible]
یہ تھا کہ وہ فلان جگہ ہین اور حق یہ ہی کہ سوال و جواب یکسان ہین کیونکہ سوال مین انکے باطل معبودون کا ٹھکانا پوچھنا مقصود [illegible]
بلکہ یہی مقصود ہی کہ وہ تمھارے جھوٹے معبود کہان چلے گئے اب اس وقت مین تمھاری آڑی نہین آتے تو انھون نے جواب [illegible]
ہمسے تو گم ہوئے اب ہم کو انکے نفع کی کچھ امید نہین ہی یعنے یقین لاوینگے کہ ہم نے غلطی کی اسی واسطے فرمایا۔ وَشَهِدُوْا
عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ یعنی موت کے وقت اپنے اوپر یہ گواہی دینگے کہ ہم ضرور کافر تھے۔ قَالَ
اللہ تعالے یا اسکے حکم سے کوئی فرشتہ یا دوزخ کا خازن فرشتہ ان لوگون سے قیامت کے روز کہیگا اور ماضی کا صیغہ [illegible]
کہ یہ قطعی الوقوع ہی پس سخت تہدید ہی کہ اسکو واقع ہوا سمجھو۔ ادْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ
مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ یعنے حکم ہوگا کہ داخل ہو تم بھی جملہ امتون کے ساتھ مین جو تم سے پہلے جن و انس کے گذرے [illegible]
ہین۔ قولہ فی النار متعلق ادخلوا ہی یعنے نار مین داخل ہو اور قولہ فی امم یعنے فی جملۃ امم۔ اور قد خلت۔ جملہ صفت امم [illegible]
صفت۔ یعنی ایسی امتون مین شامل ہو کر جو تم سے پہلے کافر و مشرک گذر چکے ہین اور من الجن والانس۔ بیان امم [illegible]
اشین جنون و انسانون مین سے ہین۔ یہ حکم تہدید اہل مکہ کو ہی اسی واسطے آیت اولی مین قولہ رسل منکم سے یعنی [illegible]
کو مراد لیا اور لفظ جمع کو تشریف و تکریم پر یا جامع و خاتم رسالت و مصدق جملہ رسل ہونے سے بلفظ جمع [illegible]
كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ہر بار جب داخل ہوئی کوئی امت دوزخ مین لعنت [illegible]
دوزخی امت کو جو اس سے پہلے گذری ہی کیونکہ اسی کی پیروی و اقتدا کرنے کی وجہ سے [illegible]
اِذَا ادَّارَكُوْا از باب افاعل ہی اور معنی تدارکوا اور تلاحقوا اور حاصل آنکہ جو داخل [illegible]

Marfat.com

[illegible] داخل ہو جائینگے فِيهَا جَمِيعًا سب کے سب دوزخ مین تو - قَالَتْ أُخْرَاهُمْ
[illegible] انکی جو داخل ہونے مین پیچھے ہی یا منزلت مین پیچھے ہی بلکہ اقتدا کرنے والی امت کہیگی لِأُولَاهُمْ اے ہاجل
[illegible] امت کے یعنی متبوع گروہ کے واسطے اللہ تعالے سے پچھلی امت عرض کریگی رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا
اے پروردگار یہی لوگ ہین جنھون نے ہمکو گمراہ کیا - یعنی گمراہی کی راہ نکال گئی تھی پس انکے پیچھے ہم بھی اسی راہ پر چلے
[illegible] انکی تقلید کرکے گمراہ ہوئے - فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ پس تو ان لوگون کو دوزخ مین سے زیادہ
[illegible] عذاب دے کیونکہ ایک تو یہ خود گمراہ تھے اور دوسرے انھون نے دوسرون کو گمراہ کیا پس ضعف یہان کئی گونہ
[illegible] چنانچہ حدیث صحیح سے ثابت ہی کہ دنیا مین جب کوئی قتل ناحق واقع ہوتا ہی تو حضرت آدم ؑ کے بڑے بیٹے یعنی قابیل پر ایک حصہ اسکا
[illegible] ہوتا ہی کیونکہ اسی نے قتل ناحق پہلے نکالا ہی - قال المترجم افسوس ہی لوگون کے حال پر نیچر وغیرہ کے مانند کفر و شرک و حرام و مکروہ
[illegible] نکالے چلے جاتے ہین اور خوف نہین کرتے کہ تا قیامت انکے نامہ اعمال پر عذاب بڑھتا چلا جائیگا اللہم انی اعوذ بک و استغفرک
[illegible] - بلکہ اتباع واقتدا والون نے اپنے متبوع لوگون کے واسطے مزید عذاب کی درخواست کی اور یہ انکی جہالت تھی کہ
غافل تھے کہ ہر ایک پر اسکے گناہ کی قدر عذاب ہی اسی واسطے فرمایا - قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ یعنی اللہ تعالے نے فرمایا کہ تم مین سے
[illegible] مین سے ہر ایک کیواسطے عذاب مضعف ہی - وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ ولیکن جانتے نہین کہ ہر فریق کے واسطے جو کچھ عذاب
کیونکہ پچھلون کے طریقہ گمراہی سے بھی اور لوگ گمراہ ہوئے ہین - تعلمون بالتاء الفوقیہ اکثرون کی قراءۃ ہی پس تتمہ خطاب
ہی اور عاصم کی قراءۃ مین بالیاء التحیہ ہی پس انکی جہالت کا بیان ہی - قال البیضاوی متبوع لوگون پر بسبب ذاتی کفر کے
اور دوسرون کی تضلیل کرنے کے ضعف عذاب ہوا اور تابع لوگون پر بسبب خود کفر کرنے کے اور گمراہون کی تقلید کرنے کے
دونا عذاب ہوا - وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ یعنی جب اگلون نے پچھلون کے [illegible] حکم الٰہی سن لیا تو کہا کہ
جب ایسا معاملہ ہی فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ تو تمکو ہمپر کچھ فضیلت نہین ہی - قال البیضاوی - اگلون نے
عذاب الٰہی پر اپنی گفتگو کو مترتب کرکے کہا کہ پھر تم لوگون کو ہمپر کچھ فضیلت نہین ہی بلکہ گمراہی اور استحقاق عذاب مین ہم تم دونون
مساوی ہین - آیت سے ثابت ہوا کہ جہالت کے ساتھ تقلید کرنا بھی عذر نہین ہی لہذا چاہیے کہ آدمی اللہ تعالے و اسکے رسول
[illegible] کے علم کو دریافت کرلے اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالے سے اسکے معنی معلوم کرے فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ
تَكْسِبُونَ پس چکھو عذاب بدلے اس چیز کے جو تمنے کمایا ہے یہ تتمہ قول فریق اولی ہی یا زبان الٰہی ہی اور یہی مفسر رح نے اختیار کیا
إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ
جن لوگون نے جھٹلائین ہماری نشانیان اور انسے تکبر کیا تو نہ کھولے انکو دروازے آسمان کے
وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي
[illegible] ہونگے جنت مین جب تک پیٹھے اونٹ سوئی کے ناکے مین اور ہم یون بدلہ دیتے ہین
الْمُجْرِمِينَ لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَكَذَٰلِكَ
انکو دوزخ کے فرش ہین اور اوپر سائبان اور ہم یون

نجزي الظالمين ۝ والذين آمنوا وعملوا الصالحات

بدلہ دیتے ہیں بے انصافوں کو اور جو یقین لائے اور کین بھلائیاں

الا وسعها اولئك اصحاب الجنة هم فيها خالدون

مگر اسکے مقدور کا وہ ہین جنت کے لوگ وہ اسمین ہمیشہ رہینگے

ما في صدورهم من غل تجري من تحتهم الانهار

اُنکے دل مین تھی خفگی بہتی ہین اُنکے نیچے نہرین

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا

شکر اللہ کو جسنے ہمکو یہان راہ دی اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر نہ

الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق ونودوا ان تلكم ا

اللہ بیشک لائے تھے رسول ہمارے رب کے تحقیق بات اور آواز ہوئی کہ یہ

اورثتموها بما كنتم تعملون ۝

وارث ہوئے تم اسکے بدلہ اپنے کاموں کا

ان الذين كذبوا بآياتنا مراد آیات سے قرآن ہی یا عام اس سے جو اللہ تعالےٰ کی معرفت پر دلالت

واستكبروا عنها اے تکبروا عنها فلم یومنوا بها۔ اور تکبر کیا ان آیات سے پھر ان پر ایمان نہ لائے۔ وقال ال

عنها اے عن الایمان بها۔ حاصل آنکہ جن لوگون نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان پر ایمان لانے سے تکبر کیا تو۔ لا تفتح لہ

ابواب السماء نہین کھولے جاوینگے انکے واسطے آسمان کے دروازے۔ بعض نے کہا مراد یہ کہ آسمان سے انکا کچھ

ودعا نہین چڑھائی جاویگی کذا قال مجاہد وسعید بن جبیر ورواہ العوفی وعلی بن ابی طلحہ وعطاء عن ابن عباس۔ ظاہر آیہ

کے اسکو شامل ہین اور اصل معنی یہ ہین کہ بعد موت کے جب انکی روحین چڑھا کر آسمان کی طرف لیجاوینگے تو دروازہ نہ کھ

یہی سدی رح وغیرہم کا قول ہی اور یہی ضحاک نے ابن عباس رضہ سے روایت کیا اور یہی مفسر رح نے اختیار کیا ہی۔ اور اسی

کرتی ہی حدیث جو امام احمد رح نے براء بن عازب رضہ سے روایت کی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک شخص انصاری

جنازہ مین نکلے جب قبر تک پہونچے تو ہنوز قبر کھودی نہ گئی تھی پس حضرت صلعم بیٹھ گئے اور ہم سب آپکے گرد

سرون پر چڑیان ہین اور آنحضرت صلعم کے دست مبارک مین ایک چھڑی تھی جس سے زمین پر

فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگو اسکو دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا پھر کہا کہ بندہ مومن جب د

کی طرف متوجہ ہونے کو ہوتا ہی تو آسمان سے ایسے ملائکہ جنکے چہرہ روشن گویا آفتاب ہین جنت کے کفن ا

ہوئے اسکی طرف اسکی مد نظر پر بیٹھتے ہین پھر ملک الموت آکر اسکے سرہانے بیٹھتا ہی پس کہتا ہی کہ اے

مغفرت و رضوان کی طرف نکل آ۔ پس وہ روح پاکیزہ اسطرح سائل ہوتی ہی جیسے پانی کا قطرہ د

ملک الموت وہ فرشتہ اسکو لیکر پلک مارتے اپنے ہاتھ مین نہین رکھتے حتی کہ اسکو اسی کفن او

[illegible] ئے زمین پر اگر نہایت عمدہ مشک پایا جاوے پس اسکو اوپر چڑھا لیجاتے ہین اور جس گروہ ملائکہ پر
[illegible] ہین کہ یہ کیا طیب [illegible] خوشبودار ہی تو جواب دیتے ہین کہ فلان بن فلان ہی اسکا بہت اچھا نام لیتے تھے
[illegible] پکارا جاتا تھا یہانتک کہ اسکو آسمان دنیا تک لیجاتے ہین اور دروازہ کھلواتے ہین پس دروازہ کھول دیا جاتا ہی
[illegible] آسمان سے اس آسمان کے مقرب فرشتے دوسرے آسمان تک اسکے ساتھ ہو جاتے ہین یہانتک کہ ساتوین آسمان تک پہونچتے ہین
[illegible] اللہ عز وجل فرماتا ہی کہ میرے بندے کا نام دفتر علیین مین لکھو اور اسکو زمین کیطرف اعادہ کرو کیونکہ مین نے اسی سے انکو پیدا کیا اور
[illegible] مین لوٹاؤنگا اور اسی سے دوبارہ نکالونگا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر اسکی روح اسکے جسم مین اعادہ کر دیجاتی ہی پس دو فرشتہ آکر اسکو بٹھلاتے
[illegible] ہین کہ کون تیرا پروردگار ہی وہ کہتا ہی کہ میرا رب اللہ ہی۔ پھر دونون کہتے ہین کہ تیرا دین کیا ہی وہ کہتا ہی کہ اسلام میرا
[illegible] کہتے ہین کہ یہ کون مرد ہی جو تم مین مبعوث ہوا وہ کہتا ہی کہ وہ رسول اللہ ہی صلے اللہ علیہ وسلم اس سے دونون کہتے ہین کہ تیرا علم
[illegible] وہ کہتا ہی کہ مین نے کتاب الٰہی کو پڑھا اور اسپر ایمان لایا اور اسکو سچ مانا پس آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہی کہ میرے بندے
[illegible] کہ جنت سے اسکے واسطے فرش کرو اور جنت سے اسکو لباس پہناؤ اور جنت کیطرف اسکا دروازہ کھول دو پس اسکو جنت کی
[illegible] طیب آتی ہی اور قبر اسکے واسطے کشادہ ہو جاتی ہی بقدر درازی نظر کے۔ اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکے پاس ایک مرد خوبصورت
[illegible] لباس آتا ہی جس سے خوشبو چلی آتی ہی اور کہتا ہی کہ بشارت ہو تجھکو مسرور کرنے والے آج وہ دن ہی کہ جسکا تجھکو وعدہ دیا جاتا تھا
[illegible] اس سے کہیگا کہ تو کون ہی کہ تیرے چہرہ سے آج بھلائی آتی معلوم ہوتی ہی وہ کہیگا کہ مین تیرا عمل صالح ہون پس بندہ مومن کہیگا اے پروردگار
[illegible] قیامت قائم کر اے پروردگار قیامت قائم فرما تاکہ مین اپنے اہل وعیال کیطرف لوٹ جاؤن۔ بندۂ کافر جب دنیا سے منقطع اور آخرت کیطرف
[illegible] متوجہ ہوتا ہی تو آسمان سے ملائکہ اترتے ہین جنکے چہرے سیاہ ہوتے ہین اور انکے ساتھ مسوح ہوتے ہین پس درازی نظر کی دوری پر بیٹھتے ہین
پھر ملک الموت آکر اس کافر کے سرہانے بیٹھتا ہی اور فرماتا ہی کہ او نفس خبیث نکل طرف خشم الٰہی اور اسکے غضب کے۔ حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ روح
اس جسم مین ڈری ہوئی چھپتی ہی اور ملک الموت اسکو کھینچ لیتا ہی جیسے صوف مبلول سے سفود کھینچا جاتا ہی پس اسکو پکڑ لیتا ہی اور پلک مارنے
[illegible] نہین ہوتی کہ اسکو اسی مسوح مین کر دیتے ہین اور اس سے سخت بدبو جیسے نہایت سڑے ہوئے مردار مین سے روے زمین پر
پائی جاوے نکلتی ہی پس اسکو آسمان کو چڑھا لیجاتے ہین اور کسی گروہ ملائکہ پر نہین گذرتے مگر آنکہ وہ کہتے ہین کہ یہ کیا خبیث روح
ہی پس جواب دیتے ہین کہ یہ فلان بن فلان ہی اسکا نہایت قبیح نام لیتے ہین جس سے وہ دنیا مین پکارا جاتا تھا پھر جاکر اسکے واسطے
آسمان کا دروازہ کھلواتے ہین مگر دروازہ نہین کھولا جاتا پھر حضرت صلعم نے پڑھا قولہ تعالے لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون
الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔ پس اللہ عز وجل فرماتا ہی کہ اسکا دفتر سجین مین لکھو زیرین تہ زمین کے نیچے پس اسکی روح سے طرح
[illegible] دیجاتی ہی پھر آپ نے پڑھا قولہ ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تہوی بہ الریح فی مکان سحیق۔ پس اسکے
[illegible] جسم مین اعادہ کی جاتی ہی اور دو فرشتے اسکے پاس آتے ہین اور بٹھلا کر اس سے کہتے ہین کہ تیرا پروردگار کون ہی وہ کہتا ہی ہاہ ہاہ
[illegible] نہین جانتا۔ پھر کہتے ہین کہ تیرا کیا دین ہی وہ کہتا ہی کہ ہاہ ہاہ مین نہین جانتا پھر کہتے ہین کہ یہ کون شخص ہی جو تم مین مبعوث کیا گیا
[illegible] ہاہ ہاہ مین نہین جانتا پس آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہی کہ یہ جھوٹ بولا اسکے واسطے آگ سے فرش کرو اور دوزخ
[illegible] دروازہ کھول دو پس دوزخ کی گرمی وسموم سے اسکی طرف پہونچتی ہی اور قبر اسپر نہایت تنگ ہوتی ہی یہانتک کہ اسکی

پسلیان ادھر کی ادھر نکل جاتی ہین اور ایک بدشکل اور خراب کپڑے پہنے بدبودار آدمی اسکے پاس آ[illegible]
تجھکو ایسی چیز سے جو تجھکو غمگین کرے آج تیرا وہی دن ہے جس سے تو ڈرایا جاتا تھا اور وہ کہیگا کہ تو [illegible]
چہرہ سے برائی کے آثار ظاہر ہین وہ کہیگا کہ مین تیرا خبیث عمل ہون تب دعائین مانگیگا کہ یارب قیامت [illegible]
وابن ماجہ وابن جریر وکذا رواہ ہولاء باسنادہم الی ابی ہریرہ عن النبی صلعم اور عذاب قبر کے [illegible]
حتی کہ منکر اسکا غیر ماول ہو تو کافر ہے اور واضح ہو کہ اس حدیث مین ملائکہ کا آنا اپنی حقیقت پر ہے اور روح [illegible]
روح کافر کی بدبو اپنی حقیقت پر ہے اور لباس جنت اور مسوح کا بیان تفہیم ہے اور انکی حقیقت معلوم نہین ہے ہان [illegible]
کہ ایسا ہی ہوگا اور جو شخص اسمین استبعاد کرتا ہے وہ احمق ہے کہ بلا وجہ کہتا ہے کہ عقل سے بعید ہے لیکن اگر [illegible]
عقل سے بعید ہے تو علماء عقلاء کی عقل صحیح سے موافق ہے اور حدیث سے لا تفتح مجہول از نفع کی قراءۃ ظاہر ہوتی ہے [illegible]
بھی ہوسکتا ہے فافہم۔ پھر واضح ہو کہ مقامات علیین وسجین واقعی موجود ہین اور زیرین طبقہ زمین بیان ہے حقیقی [illegible]
دوزخ وبہشت موجود ہین اور وہ آنکھون سے پوشیدہ ہین اور نیز مردون پر عذاب ہوتا ہے اور انکی گریہ وزاری [illegible]
سنتی ہے سوائے جن وانسان کے جو امتحان مین رکھے گئے ہین پس اگر امر ظاہر نظر آوے تو امتحان باقی نہ رہے پس [illegible]
لے زعم کیا کہ زمین گول ہے تو امریکا والون کے واسطے سجین اس طبقہ عتیق سے متصل ہوگا اور طبقہ عتیق والون کا سجین [illegible]
سے متصل ہوگا پس یہ زعم برتقدیر تسلیم اس امر کے کہ زمین گول ہے تاہم جہالت ہے اور جہالت کا منشا یہ ہے کہ اسنے امر عذاب
وثواب کو اپنے گھر کے چولھے چکی کے مانند اپنے حس مین چلتا وچلتا تصور کیا حالانکہ مترجم نے بارہا بدلائل اس امر پر تنبیہ
کردی کہ بندہ کے افعال واسکے لواحق ومتعلقات کا مدار تو محسوسات پر ہے اور تصدیق وامور غیب وعذاب وثواب کا آل محسوس [illegible]
پر ہے اور عجیب حکمت الٰہی ہے کہ جسکو ان امور مین سے کسی امر مین استبعاد ہو اسکی نظیر خود آفاق یا اسکے نفس مین موجود پاویگا
اگرچہ صفت مین فرق ہو پس محض اسکا استبعاد کرنا بدون دلیل کے جہالت ہے جیسے کسی جاہل کے سامنے کہا جاوے کہ [illegible]
فٹ لمبی اور ڈیڑھ فٹ چوڑی کتاب کے چار صفحہ زید نے اپنی انگوٹھی کے نگینہ پر اتار لیے تو وہ ضرور نہایت بعید جانیگا حالانکہ [illegible]
جانتے ہین کہ فوٹوگراف کے عکس سے بخوبی آسکتے ہین اور وہ دوربین سے پڑھے جاسکتے ہین وہ کبھی مستبعد نہیں جانینگے پس
احمق کا مستبعد جاننا اسکی جہالت سے ہے اور یہان زیادہ تفصیل کی گنجائش نہین ہے کیونکہ خارج از بحث ہے یہان تو غرض یہ [illegible]
قولہ تعالے لا تفتح لہم ابواب السماء۔ کی تفسیر یہ ہے کہ کافرون کے مرنے کے بعد انکی روح خبیث کے واسطے آسمان کے دروازے
نہ کھولے جاوینگے بلکہ اہانت کے ساتھ عذاب سجین مین پھینکدیے جاوینگے۔ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي
سَمِّ الْخِيَاطِ اور داخل نہونگے جنت مین یہانتک کہ گھس جاوے اونٹ سوئی کے ناکے مین۔ یعنی [illegible]
جنت مین داخل ہونا غیر ممکن ہے پس حتی انتہاء ہے انکے عدم دخول کے مشروط ایک محال بات پر پس یہ بات [illegible]
ہوگی اور نہ وے جنت مین داخل ہونگے۔ قال البیضاوی جمل وسم مین قراءۃ [illegible]
بروزن قفل ونغز اور جمل بضمتین اور جمل بروزن جبل یعنے کتان کی موٹی رسی اور بعض نے [illegible]
وبالکسر مشہور جمل بفتحتین بمعنی اونٹ ہے اور سم بالفتح ہے بمعنی سوئی کا ناکا۔ معالم مین ہے کہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل فى سم الخياط — حتى يشيب الغراب او ابيض القارة - یعنی مین ایسا نکرونگا یہانتک کہ
[illegible] یا جو بہا انڈے دیوے اور مراد آنکہ کبھی نہ کرونگا ایسے ہی مراد آنکہ کافر کبھی جنت
[illegible] وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ اے مثل الجزاء المذکور نجزی الذین اجرموا بالکفر - اند سزا
[illegible] ہم انکو جنہون نے کفر کا جرم کیا لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ انکے واسطے جہنم سے مہاد یعنی بستر ہی
وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ اور انکے اوپر غواش ہین - ابن عباس رح نے فرمایا اسے لحف ہین جمع لحاف اور یہی محمد بن کعب
[illegible] سے مروی ہی حاصل آنکہ اوپر سے آگ کے اغطیہ ہین اور اغطیہ جمع غطاء یعنی سرپوش اور جسمین کوئی
[illegible] اوپر کا اوڑھنا - پس غواشٍ جمع غاشیہ اور تنوین اسکی سیبویہ کے نزدیک یاء محذوفہ کا عوض
[illegible] کے نزدیک ظرف کی ہی - وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ اور ایسی ہی ہم ظالمون کو سزا دیتے ہین
[illegible] مجرم ہونے مین جرم کا ذکر کیا اور دوزخ مین داخل ہونے مین ظلم فرمایا اس تنبیہ کے واسطے کہ سب سے بڑا جرم
[illegible] وعید کفار کے بعد اکرام مومنین کو ذکر فرمایا - وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور
[illegible] ایمان لائے یعنی تصدیق کی اور نیک کام کیے - موصول مع صلہ کے مبتدا ہی اور قولہ - لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ
[illegible] ہی درمیان مبتدا و خبر کے اور اسکے معنی یہ ہین - نہین تکلیف دیتے ہم کسی نفس کو مگر اسکی وسعت بھر یعنے جسقدر وہ
[illegible] کرسکے - قال الزجاج رح - وسع اسقدر کہ جسپر قدرت ہو اور اس سے عاجز نہو - اور جسنے کہا کہ وسع بمعنی بذل المجہود ہی
[illegible] غلط کیا اور اس سے ظاہر ہوا کہ فرائض وواجبات جسطرح شرع مین آئے ہین سب داخل وسعت ہین خارج نہین ہین
[illegible] جو شخص کھڑے ہوکر نماز نہین پڑھ سکتا مثلاً وہ بیٹھ کر پڑھے ورنہ لیٹ کر اشارہ سے پڑھے بالجملہ وسعت سے خارج تکلیف
نہین ہی کہ جو باوجود قصد بے نماز کے وقت سوگیا وہ گناہگار نہین لیکن جب جاگے تو قضاء کرے - پھر مبتداء مذکور کی خبر یہ ہی
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ یعنی اس صفت کے لوگ جنہون نے دل سے سچ مانا اور نیک کام
[illegible] جنتی ہین یہ جنت مین ہمیشہ رہینگے - اہل جنت کے درجہ جدا جدا ہونگے اور کبھی بعض مومنون کو بعض کی طرف سے
[illegible] ہی پھر اگر جنت مین اونچے درجہ کی ہوس یا جس سے میل تھا اسکے دیکھنے سے ملال ہو تو جنت مین کوئی ملال
[illegible] یہ انعام ذکر فرمایا - وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اور نکال ڈالا ہم نے جو انکے سینون مین
[illegible] - یعنی [illegible] دنیا مین انکے درمیان ہوگیا تھا اور نیز حسد - قال فی المعالم یعنی ہم نے انکو بھائی بھائی کردیا کہ
[illegible] پر رہینگے کوئی دوسرے سے کسی بات پر جس سے اللہ تعالے نے اسکو مخصوص فرمایا ہی حسد نہ کریگا -
[illegible] اخوانا علی سرر متقابلین الآیۃ - قال الحافظ - قولہ تعالے ونزعنا ما فی صدورہم من غل یعنی حسد و بغض
[illegible] ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب مومنین اس سے نجات پا جاوینگے کہ دوزخ
[illegible] کے درمیان ایک پل پر روکے جاوینگے پس جو مظلمہ کہ دنیا مین انکے درمیان تھے انکا قصاص
[illegible] کہ جب مہذب وصاف ہوجاوینگے تو انکو جنت مین داخل ہونے کا حکم دیا جائیگا پس قسم اس ذات پاک کی
[illegible] میری جان ہی کہ ہر شخص جنت مین اپنے مسکن کو اس سے زیادہ پہچانیگا جتنا کہ دنیا مین اپنے گھر کو پہچانتا تھا

Marfat.com

رواہ البخاری - اور سدی رحمہ نے کہا کہ جب جنتی لوگ جنت کو روانہ کیے جاوینگے تو آنکے دروازہ
ساق سے دو چشمہ جاری ہونگے پس ایک سے پانی پینگے تو جو کچھ انکے سینہ مین غل ہوگا سب نکل جا
وسرے چشمہ سے نہاوینگے تو انپر نضرۃ النعیم جاری ہوگی پس اسکے بعد انکو شعث و کلح کبھی نہوگا اور
بھی اسی کے مانند مروی ہی کما سیاتی فی قولہ وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا الایۃ انشاء اللہ تعالے
علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ مین اور عثمان وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم انھین لوگون مین سے
نے فرمایا ونزعنا ما فی صدورہم من غل - رواہ ابن جریر اور عبدالرزاق نے روایت کی کہ حسن بصری رحمہ
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ واللہ ہم ہی اہل بدر کے حق مین نازل ہوا قولہ ونزعنا ما فی صدورہم من غل -
ہر کچھ پہلے انکے سینون مین ہو لیکن انکے دل صاف تھے والحمد للہ علی ذلک - پھر اور انکا حال پاکیزہ بیان فرمایا
مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ جاری ہونگی انکے نیچے یعنی انکے مکانون کے نیچے نہرین - پھر جب ان عالیشان مکانون
نعمت سے قرار پکڑینگے تو شکریہ ادا کرینگے چنانچہ فرمایا - وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدٰىنَا لِهٰذَا
جمیع حمد ثابت ہی واسطے اللہ تعالے کے جسنے ہمکو ہدایت دی اسکی یعنے ایسے عمل خیر کی جسکے عوض یہ ثواب ہی - و
لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ اور ہم خود نہ تھے کہ ہدایت پاوین اگر ہم کو اللہ تعالے ہدایت نفرماتا -
بسبب دلالت ماقبل کے محذوف ہی - اگر کہا جاوے کہ ماقبل کیون جواب نہین تو کہونگا کہ لولا کا جواب اسپر مقدم
جیسا کہ علماء نحو نے تصریح کی ہی اور حذف جواب کے ساتھ اسطور پر شائع و ذائع مستعمل ہی لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ
بِالْحَقِّ یہ بھی اہل جنت کا بقیہ قول ہی المعنی اور البتہ لائے تھے ہمارے پروردگار کے رسل علیہم السلام یہی باتین
ایمان و اعمال کی باتین اور سچے وعدے دیے تھے - نسائی و ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضہ سے روایت کی کہ رسول اللہ
فرمایا کہ سب جنتی ہر آدمی دوزخ مین سے اپنا ٹھکانا دیکھیگا پس کہیگا - لولا ان ہدانی اللہ - پس یہ اسکے واسطے شکر
اور ہر دوزخی اپنا ٹھکانا جنت مین سے دیکھیگا پس کہیگا - لو ان اللہ ہدانی - پس اسکے واسطے حسرت ہوجائیگا
اہل جنت نے جنت مین اپنے ٹھکانے پائے تو وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ
گئے کہ یہ تمہاری جنت ہی جسکے تم وارث کیے گئے بسبب اپنے اعمال صالحہ ادا کرنے کے قال محی السنۃ البغوی فی المعالم
کہا کہ یہ ندا اسوقت ہوگی کہ جب دور سے جنت کو دیکھینگے اور بعض نے کہا کہ یہ ندا جنت مین ہوگی جب اپنے اپنے
حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ آواز دینے والا پکاریگا کہ تمہارے لیے ثابت ہوا کہ
مروگے اور تمہارے لیے ثابت ہوا کہ نعمت مین رہو پھر کبھی محتاج نہوگے پس یہی ہی قولہ ونودوا ان تلکم الجنۃ
رواہ مسلم - قال الحافظ یعنے بسبب تمہارے اعمال کے تمکو رحمت الٰہی پہونچی پس تم جنت مین داخل ہوکے اپنے
موافق اپنے اپنے ٹھکانے پہونچے - قال الحافظ اور یہ تاویل اسوجہ سے واجب ہی کہ صحیحین مین آنحضرت
تم سددوا وقاربوا رہو اور خبردار ہو کہ تم مین سے کوئی بسبب اپنے اعمال کے ہرگز جنت مین داخل نہوگا
سیاست
کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اور نہ آپ یارسول اللہ تو فرمایا کہ اور نہ مین مگر

Marfat.com

[illegible] المترجم [illegible] نے فرمایا۔ ذالک الفضل من اللہ۔ یعنی جنت میں داخل ہونا فضل ہی اللہ تعالے [illegible] اور نیز [illegible] فی رحمۃ منہ وفضل۔ یعنی عنقریب او تعالے ان نیکوکار بندون کو اپنی رحمت وفضل میں [illegible] اہل سنت [illegible] ہی اور کشاف مین معتزلہ کے قول کے موافق کہا کہ قولہ بما کنتم تعملون۔ یعنی بسبب اپنے اعمال کے [illegible] ہوئے [illegible] الٰہی کے۔ قال المترجم یہ قول اسکا مردود ہی جیساکہ حدیث صحیح وآیات دیگر سے ثابت ہوا۔ اگر [illegible] کے آیت [illegible] صریح ہی کہ بسبب عمل کے وارث ہوئے اور حدیث مین اسکی نفی ہی تو جواب یہ ہی کہ بسبب اعمال کے [illegible] جنت [illegible] وارث ہوئے۔ کما سبق۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری مین جواب دیا کہ حدیث مین نفی ہی بسبب ایسے اعمال کے داخل ہونے کے جو قبولیت سے خالی ہون یعنی کوئی شخص اپنے ایسے اعمال سے جو اللہ تعالے نے قبول نہین فرمائے جنت مین داخل ہوگا اور آیت [illegible] مین ایسے اعمال کے سبب داخل ہونا ثابت کیا گیا جنکو اللہ تعالے نے قبول فرمایا ہی اور اعمال کا قبول کرنا فضل ہی اللہ تعالیٰ کیطرف سے۔ قال القرطبی بالجملہ جنت واسکے منازل بدون رحمت الٰہی کے نہین مل سکتے ہین پس جب اپنے اعمال کیوجہ سے داخل ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی [illegible] جنت سے وارث ہوئے اور اسکے فضل ہی سے داخل ہوئے اسواسطے کہ انکے اعمال حضرت [illegible] تعالیٰ کیطرف سے رحمت وفضل ہین قال الامام [illegible] صحیح یہ ہی کہ اعمال صالحہ بندے کے مخلوق نہین ہین بلکہ نیکوکاری فضل ورحمت ہی اللہ تعالیٰ کیطرف سے اور انھین اعمال کی وجہ سے جب جنت مین داخل ہوا تو درحقیقت اللہ تعالے کے فضل ورحمت سے داخل ہوا کیونکہ عمل صالح اسی وقت صالح ہی جب اسکو اللہ تعالیٰ قبول فرماوے اور قبول فرمانا اسکا فضل ہی پس اعمال صالحہ پر کچھ اعتماد نہین بلکہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت پر اور اسکی رحمت پر بھروسا ہو پس جو نیک کام بندہ سے صادر ہو وہ اللہ تعالے کا فضل ہی اور پھر اسکے قبول فرمانے کی آرزو کرے جو کہ اسکے فضل پر موقوف ہی پھر جب قبول ہوئے تو اسکے یہی معنی ہین کہ جنت ورضوان مین داخل ہوا اور یہان سے ظاہر ہوا کہ جس شخص نے یہ گمان کیا کہ اعمال نیک کچھ چیز نہین محض بیکار ہین اسنے غلط کیا اور نیز جسنے یہ وہم کیا کہ اعمال پر اعتماد ہی وہی سبب ہین وہ بھی راہ غلط پر چلا اور تحقیق اسکی انشاء اللہ تعالے آویگی۔ ف۔ فی العرائس قولہ ونزعنا ما فی صدورہم من غل۔ اسمین حق تعالیٰ عز وجل نے ثابت فرمایا کہ اہل ولایت وقرب ومنزلت کے سینے باوجودیکہ انوار اسلام ویقین کے مقامات ہین لیکن علت بشری یعنی غل وغش وغیرہ کے لیے بھی اسمین گنجایش ہی اور ایسی علتون وبشریت کی جہت سے دل مومن خارج نہین ہو جاتا پس کوئی گمان [illegible] نہ کرے کہ وے لوگ مقدس پیدا ہوئے اور اگر یہی ہوتا تو انبر یہ احسان کیونکر ہوتا کہ انکے سینے ہر ایسے [illegible] پاک فرمائے جو حضرت او تعالے کے لائق نہین اور تصدیق اسکی قول امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ ہی کہ فرمایا یہ [illegible] علیہم السلام [illegible] کے حق مین نازل ہوئی ہی۔ اور نیز احتمال ہی کہ یہ نزع یعنے نکال لینا اشارہ ہی کہ انکے دل اس میل [illegible] غل وحسد وغیرہ سے پاک پیدا ہوئے ہین اور پاک کیے گئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر کا مقام ہین اور یہ علت حقد وحسد [illegible] انکے سینون پر جاری ہو سکتی ہی جو دل سے الگ ہین کیونکہ وہ شیطانی وسوسہ کا مقام ہین۔ کما فی قولہ تعالیٰ یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس۔ اور علت جب دل مین داخل نہو تو اوپر سے طاری ہی اسکا اثر کچھ جما نہین رہ سکتا پس اولیاء کی [illegible] نہین ہو سکتی ہی [illegible] البتہ وہان تنگ سما جاتی ہی۔ بعض نے کہا کہ غل سے مراد باہمی حسد وبغض ہی جیسے [illegible] لا تحاسدوا [illegible] ولا تدابروا۔ مین منع فرمایا اور بقولہ کونوا عباد اللہ اخوانا۔ سے بھائی بھائی [illegible]

باہم حسد وبغض اور غیبت نکرو ۱۲ ‏ اللہ تعالیٰ کے بندے باہم بھائی بھائی رہو ۱۲

Marfat.com

ہونے کا حکم دیا۔ بعض نے فرمایا کہ جو بندہ درگاہ قرب مین اور غل ہوا اور اسکے نفس کی
جیسا کہ قولہ تعالے ونزعنا ما فی صدورہم من غل ــ سے ثابت ہی ــ پھر ... اللہ
کو نہین پہونچتا مگر انکہ او تعالے قبل اسکے کہ وہ درجہ ولایت پر پہونچ جاوے اسکے سینہ کو ...
المترجم مجھے اسمین تامل ہی کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو اقرب پہلے مروی ہی ...
سینون سے پاک کیا جائیگا اور یہ ظاہر ہی کہ ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرتبہ درجہ ولایت ...
حتی کہ کوئی ولی انکے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا۔ فافہم واللہ اعلم۔ ثم قال الشیخ۔ پھر اس آیت کے بعد ...
ثنا و صفت فرمائی بایں طور کہ انھون نے اپنے اوپر ازلی فضل الٰہی وقدیم لطف واحسان کو بعلت اعمال ...
پہچانکر حمد الٰہی ادا کی جب کہ دیدار کی فضیلت والغام جنت سے اپنے آپ کو مشرف دیکھا چنانچہ فرمایا و ...
وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔ واضح ہو کہ اَن بمعنی اَنَّہ ہی لیعنی ان مشددہ کا مخفف ہی یا اَنْ مفسرہ یعنی ...
چار مقامون مین بھی ہو سکتا ہی۔ اور معنی آنکہ ہمکو خداوند تعالے نے اپنی ذات پاک کی طرف ہدایت فرمائی اور یہ ...
ہی جو ازل مین ہو چکا تھا۔ لبعض نے کہا کہ ہم کو اپنی توحید پر دلالت فرمائی اور ہمکو اپنے علم قدیم مین اپنے خاص ...
دیا اور ہمارے واسطے نہایت عزیز دین کو اختیار فرمایا اور اگر ہم کو ہمارے نفوس کی سپردگی مین ...
و برباد ہو جاتے۔ بعض مشائخ نے اس آیت مین کہا کہ ہیبت الٰہی پر نظر کرنے سے حال میں انقباض ...
انبساط بھی ہوتا ہی اور بندہ ان دونون حالتون کے درمیان مین متردد رہتا ہی پس حال انبساط کا نتیجہ تھا کہ ...
الذی ہدانا لھذا۔ کہا شیخ ابن عطاء رح نے کہا کہ جب انھون نے دیکھا کہ حق عز وجل نے انکو ...
حق جل وعلا کی طرف سے دیکھا تو وہ لوگ اپنے افعال واعمال کو بھول گئے اور پہچان لیا کہ یہ فضل ... احسان ...
کھڑے ہو کر شکریہ ادا کرنے لگے

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا

پکارا ... جنت والون نے آگ والون کو کہ ... ہم نے پایا

حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ

تحقیق سو تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے وعدہ دیا تھا تحقیق بولے ہان ...

اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کہ لعنت ہی اللہ کی بے انصافون پر جو ... روکتے ہیں

وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ وقف لازم

اور ڈھونڈھتے ہیں اسمین کجی اور وہ آخرت سے منکر ہیں

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اور پکارینگے جنت والے اَصْحٰبَ النَّارِ ...

اور لاجواب وحسرت ناک کرنے کو جنت والے آواز دینگے۔ اور ظاہر یہ ہو کہ ... لوگ ...

Marfat.com

[illegible] سے ہوبہن [illegible] ہو کر تو مقابلہ فرد ہوگا تو جنت والوں میں سے ہر فریق
[illegible] کا ذکر کرکے [illegible] پہچانتا تھا آواز دیگا۔ اور لفظ اصحاب النار سے ظاہر وہ لوگ مراد ہیں جو دائمی
[illegible] دوزخ میں جا دینگے انکو وعدہ و وعید الٰہی میں شک نہیں تھا بس انکو اقرار کرانے کے
[illegible] فرمایا۔ اَنۡ قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا بیشک پایا ہمکو ہمارے رب نے
[illegible] اب ہم نے برحق پایا یعنی اسکی تحقیق تاویل ظاہر ہو گئی فَهَلۡ وَجَدۡتُّمۡ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمۡ
[illegible] پایا جو تم کو تمہارے پروردگار نے عذاب کی وعید فرمائی تھی برحق۔ یعنی تم نے بھی وعید عذاب کو
[illegible] اور یہ استفہام تقریری ہی بغرض تبکیت و حسرت دلانے کی لہذا دوزخیوں نے ناچار جواب دیا جیسا کہ نقل فرمایا۔
قَالُوۡا نَعَمۡ دوزخی بولے کہ ہاں تحقیق پایا۔ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيۡنَهُمۡ فنادی منادٍ بین الفریقین۔ یعنی پکارا
پکارنے والے نے دونوں فریق کے درمیان میں سب کو سنا دیا کہ۔ اَنۡ لَّعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ لعنت
[illegible] کی ظالموں پر یعنی کافروں و مشرکوں پر۔ الَّذِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ یعنی ایسے ظالم لوگ جو
[illegible] کے باوجود لوگوں کو دین الٰہی سے روکتے وَيَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا اور طلب کرتے سبیل کو اسطرح
[illegible] ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے اوروں کے لیے عبادت نماز وغیرہ ادا کرتے اور جسکی
[illegible] فرمائی اسکی تعظیم کرتے۔ عوجا بمعنی معوجۃ ہی اور بکسر عین مہملہ دین میں اور امور میں اور ہر ایسی چیز
[illegible] اور بفتح عین ہر ایسی چیز میں جو دیوار و نیزہ وغیرہ کے مانند منتصب ہو بولتے ہیں
[illegible] مستقیم پر جسطرح وہ مستقیم ہی نہیں چلتے بلکہ اسمیں کجی و میلان چاہتے۔ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ كٰفِرُوۡنَ اور وہ
[illegible] کا فر ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ موذن ملائکہ ہونگے اور بعض نے کہا کہ اسرافیل ؑ ہونگے۔ قال الحی نظ
[illegible] کرنا مذکور ہوا ایسے ہی رسول اللہ صلعم نے جنگ بدر کے روز کافر مقتولوں کو جو قلیب بدر
[illegible] فرمائی تھی یعنے قلیب مذکور کے کنارے کھڑے ہو کر ابوجہل و عتبہ و شیبہ وغیرہ مقتول کافروں
[illegible] وجدتم ما وعد ربکم حقا فانی وجدت ما وعدنی ربی حقا۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
[illegible] ہیں جو مردار جیفہ ہو گئے ہیں تو فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان
[illegible] زیادہ سننے والے تم نہیں ہو ولیکن یہ قوم اسکا جواب دینے کی استطاعت نہیں
[illegible] علماء حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق مردے نہیں سنتے ہیں بدلیل آیات جو آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ
[illegible] مذکور میں معجزہ ہی کہ آنحضرت صلعم کا کلام ان مقتولوں نے سن لیا والمسئلہ معروفۃ۔
[illegible] حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الۡاَعۡرَافِ رِجَالٌ يَّعۡرِفُوۡنَ كُلًّاۢ بِسِيۡمٰٮهُمۡ ۚ وَنَادَوۡا
[illegible] مرد ہیں کہ پہچانتے ہیں اور پکارے
[illegible] عَلَيۡكُمۡ لَمۡ يَدۡخُلُوۡهَا وَهُمۡ يَطۡمَعُوۡنَ ۞ وَاِذَا
[illegible] داخل نہیں ہوئے بہشت میں اور وہ امیدوار ہیں اور جب

Marfat.com

صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا [illegible]

پھری انکی نگاہ دوزخ والون کیطرف بولے اے رب ہمارے نہ کر ہمکو [illegible]

وَبَيْنَهُمَا اُسکے بین اصحاب الجنۃ و اصحاب النار یعنی جنتیون اور دوزخیون کے درمیان [illegible]

ہی جو درمیان مین حائل ہی بعض نے کہا کہ وہی سور (دیوار) اعراف ہی کما فی قولہ تعالے فضرب بینہم بسور [illegible]

ضمیر خود جنت و دوزخ کی طرف راجع ہو یعنی دوزخ و جنت کے بیچ مین ایک حجاب ہی جو ایک مین [illegible]

مانع ہی ذکرہ البیضاوی۔ وَعَلَى الْأَعْرَافِ اعراف دیوار جنت ہی اور وہی حجاب ہی اور [illegible]

الاعراف معرف باللام آیا کیونکہ مراد اس سے حجاب مذکور ہی اور زمخشری نے کہا کہ الاعراف اے اعراف الحجاب [illegible]

حجاب مذکور کے اعراف پر یعنی بلندیون پر۔ قال البیضاوی اعراف جمع عرف اور وہ مستعار از قول عرف الفرس [illegible]

عرف الدیک ہی یعنے اسکی گردن کے بال اور بعض نے کہا کہ انکو عرف اسواسطے کہتے ہین کہ یہ نسبت باقی جسم کے [illegible]

ہین اور عرف ہر وہ چیز جو کسی شئی مین سے مرتفع ہو کیونکہ وہ بسبب ظہور کے اعرف ہوتی ہی۔ بالجملہ معنی یہ کہ اعراف [illegible]

تھوڑے مرد ہین۔ یعنی اعراف پر ایک گروہ مردون کا ہوگا۔ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمٰهُمْ اے یعرفون کل [illegible]

الجنۃ والنار بعلامتہم وہی بیاض الوجوہ للمومنین وسوادہا للکافرین لرؤیتہم لہم اذ موضعہم عال۔ جو پہچانینگے ہر ایک فریق [illegible]

کو اور اہل دوزخ کو انکی علامتون کی وجہ سے اور وہ علامت یہ ہی کہ مومنین کے چہرے منور سپید ہونگے اور کافرون کے [illegible]

ہونگے اور اعراف والے اس وجہ سے پہچانینگے کہ ان دونون فریق مین سے ہر ایک کو دیکھینگے کیونکہ وہ اونچی جگہ پر ہونگے [illegible]

رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ شناخت انکو الہام سے ہوگی یا ملائکہ کے سکھلانے سے حاصل ہوگی۔ سیما بروزن فعلی ماخوذ از [illegible]

ابلہ۔ یعنے چراگاہ مین اپنے اونٹ کو علامت لگاکر چھوڑا۔ یا وسم بمعنی داغ و علامت و نشان سے ماخوذ ہی پس یہ مقلوب ہی [illegible]

کا لفظ مقلوب از وجہ ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اسمین اختلاف ہی کہ اعراف پر جو مرد ہونگے یہ کون لوگ ہین اسمین بارہ قول ہین جنکو [illegible]

مفصل ذکر کیا جنمین بعض سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ از قسم ملائکہ ہین بصورت رجال۔ اور بعض سے آدمی ہونا پھر بعض سے انکا [illegible]

سے افضل ہونا اور بعض سے مفضول ہونا معلوم ہوتا ہی ولیکن ان اقوال کے واسطے کوئی دلیل قطعی نہین اور مترجم [illegible]

معلوم ہوا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تفسیر سے یہ مقام ملخص ترجمہ کرے قولہ تعالی وبینہما حجاب الآیۃ حجاب حاجز ہو [illegible]

مین آسنے سے مانع ہی۔ قال ابن جریر رح۔ وہ سور یعنی دیوار ہی جسکو اللہ تعالے نے قولہ فضرب بینہم [illegible]

باطنہ فیہ الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب الآیۃ مین فرمایا ہی اور یہی اعراف ہی جسکو حق تعالے نے قولہ [illegible]

مین ذکر فرمایا ہی۔ پھر سدی رح سے روایت کی کہ حجاب وہ سور ہی اور وہ اعراف بھی ہی۔ وقال مجاہد۔ اعراف [illegible]

جنت و دوزخ کے ہی ایک دیوار ہی جسمین دروازہ ہی۔ ابن جریر رح نے کہا کہ اعراف جمع عرف ہی اور [illegible]

بولتے ہین اور عرف الدیک بسبب ارتفاع کے عرف کہلایا۔ عن ابن عباس۔ اعراف ہر اونچی [illegible]

اعراف ایک دیوار ہی مانند عرف الدیک کے۔ وفی روایۃ عنہ۔ اعراف [illegible]

لوگ محبوس رہینگے وفی روایۃ عنہ۔ اعراف دوزخ و جنت کے درمیان دیوار ہی اور [illegible]

Marfat.com

...واسطے نام ہوا کہ وہان کے لوگ ایسے ہونگے کہ اور لوگون کو شناخت کرینگے - پھر مفسرین کی عبارات
...ہے یہ کون لوگ ہین لیکن معنی ان مختلف عبارات کے قریب قریب ہین اور مرجع انکا ایک معنی کی طرف ہو یعنی ایسی
...نیکیان و برائیان برابر ہونگی اور حضرت حذیفہ و ابن عباس و ابن مسعود و بہت سے سلف رضی اللہ عنہم وخلف رحمہم اللہ سے
...روایت کیا گیا ہو اور اسمین ایک حدیث مرفوع بھی ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ رضہ سے روایت کی کہ جسکی نیکیان و
برائیان برابر ہون اسکا حال آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہی اعراف والے لوگ ہین جو جنت مین داخل نہین ہوئے اور طمع
رکھتے ہین - قال الحافظ- ہذا حدیث غریب سعید الرحمن المزنی سے مرفوع روایت ہو کہ آنحضرت صلعم نے اہل اعراف کو فرمایا کہ وہ لوگ
ہین جنھون نے اپنے باپ کی معصیت کی اور راہ خدا مین شہید ہوے پس باپ کی نافرمانی سے تو جنت مین داخل ہونے سے روکے
گئے اور راہ خدا مین شہید ہونا انکو دوزخ مین داخل ہونے سے مانع ہوا - رواہ سعید بن منصور و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن جریر
والبیہقی والطبرانی و ابوالشیخ و عبد بن حمید و ابن منیع - وقد رواہ ابن ماجہ مرفوعاً من حدیث ابی سعید الخدری و ابن عباس رضی اللہ
عنہما - قال الحافظ- ان احادیث کا مرفوع ہونا واللہ اعلم صحیح ہو یا نہین ولیکن آخر اس سے کم نہین کہ یہ خبر موقوف ہو یعنے
بعضین صحابہ رضہ کا قول ہو تب بھی جو ہم نے ذکر کیا اسکے واسطے دلیل ہو - حذیفہ رضہ سے روایت ہو کہ وہ ایسے لوگ ہین جنکی نیکیان
و برائیان برابر ہین پس برائیون نے جنت مین جانے سے روکا اور نیکیان دوزخ سے آڑے آئین پس دیوار پر ٹھہرا رکھے گئے
یہان تک کہ اللہ تعالے انکے درمیان حکم کرے - رواہ ابن جریر - اور عمرو بن جریر سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم سے اعراف والے
لوگون کو پوچھا گیا تو فرمایا کہ بندون مین سے سب سے آخر جنکے درمیان او تعالے فیصلہ فرماویگا وہ اہل اعراف ہین پس جب اللہ
بندون کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہوگا تو فرماویگا کہ تم ایسی قوم ہو کہ تمھاری نیکیون نے تمکو آگ سے نکالا اور تم جنت مین داخل
ہونے کے پس تم میرے آزاد کیے ہوے ہو پس تم جنت مین سے جہان چاہے کھاتے پھرو - رواہ سنید - وقال الحافظ ہذا مرسل
حسن - اور مجاہد رح سے مروی ہو کہ اعراف والی قوم صالحین فقہاء و علماء ہونگے اور ابو مجلز رح سے روایت ہو کہ وہ ملائکہ ہونگے اور
حافظ رح نے ان دونون قولون کو غریب بلکہ قول دوم کو اغرب خلاف سیاق وخلاف جمہور قرار دیا - مترجم کہتا ہو کہ مفسر رح
نے بھی قول جمہور اختیار کیا کہ وہ ایک قوم ہو جسکی نیکیان و برائیان برابر ہونگی - اور ابن الجوزی رح نے ذکر کیا کہ وہ ایک قوم ہوگی
جن سے انکے باپ راضی رہے اور مائین ناراض رہین یا برعکس ہوا - اور اسکو ابراہیم نخعی رح سے روایت کیا اور پہلے معلوم ہوا
کہ یہان دیگر اقوال ہین جنکے ثبوت مین کلام اور صحت مین مقال اور غرابت مین کمال ہو اسکے ذکر سے تطویل بیفائدہ ہو بلکہ ترک کرنا
صواب ہو - قولہ یعرفون کلا بسیماہم - یعنی اہل جنت کو انکے چہرون کی سپیدی کے ساتھ اور دوزخیون کو انکے چہرون کی سیاہی
کے ساتھ پہچانینگے - رواہ علی بن ابی طلحہ والضحاک عن ابن عباس - اور بیضاوی رح نے جو کہا کہ یہ شناخت انکو بالہام یا تعلیم
ملائکہ ہوگی یہ قول بعید ہو اور صواب وہ ہو جو مفسر رح نے کہا کہ اونچے مقام سے وہ دونون کو دیکھکر پہچانینگے چنانچہ قولہ واذا صرفت
ابصارہم سے یہ بات ہویدا ہو اور عوفی رح نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ اللہ تعالے نے اس مقام پر انکو اسواسطے
رکھا کہ جو جنت مین ہین اور جو لوگ دوزخ مین ہین انکو پہچانین اور دوزخیون کو انکے چہرون کی سیاہی سے پہچانین اور اللہ تعالے
ہمکو قوم ظالمین کے ساتھ نہ کرے - وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ - اور

Marfat.com

اعراف والے یہ لوگ آواز دینگے اہل جنت کو کہ سلام علیکم یعنے اہل جنت کو تحیت پہونچا دینگے [illegible]
وَهُمْ يَطْمَعُونَ یعنی اعراف والے جنت مین اب تک داخل نہین ہوئے اور وہ طمع کرتے [illegible]
ہی کہ یہ آیت کریمہ پڑھکر کہا کہ واللہ انکے دلون مین یہ طمع اسی واسطے ڈالدی کہ انکے حق مین [illegible]
نے کہا کہ اللہ تعالے نے تمکو انکے مقام طمع سے آگاہ فرمایا - اور عوفی عن ابن عباس رضہ مین ہی کہ اعراف [illegible]
اہل جنت کو تحیت پہونچا وینگے ابھی تک وہ داخل نہین ہوئے اور طمع کرتے ہونگے کہ داخل ہون [illegible]
ہو جاوینگے - وکذا قال مجاہد والضحاک والسدی والحسن وغیرہم - اور حذیفہ رضہ سے روایت ہی [illegible]
مین ہونگے کہ ناگاہ اللہ تعالے عز وجل انپر تجلی فرماویگا اور حکم دیگا کہ جاؤ جنت مین داخل ہو کہ مین نے [illegible]
بالجملہ جسوقت اعراف پر ہونگے تو طمع کے ساتھ اہل جنت پر سلام پہونچا وینگے - وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ
أَصْحَابِ النَّارِ اور جب پھیری جاوینگی نظرین اہل اعراف کی بجانب دوزخیون کے - قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ
الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ تو کہینگے اے ہمارے پروردگار تو ہم بندون کو قوم ظالمون یعنے کافرون و مشرکون کے ساتھ [illegible]
مت کیجیو - اسمین اشارہ ہی کہ اہل جنت پر انکی نظر جمی ہوگی اور دوزخیون کی طرف پھیری جائیگی اور یہ دعا بھی سبب [illegible]
مغفرت ہی فافہم - فـــی العرائس قولہ تعالے وعلى الاعراف رجال يعرفون كلا بسيماهم الآية - دنیا مین کچھ بندے [illegible]
ہین کہ انکے قلوب مقام ملکوت مین پرواز کرتے ہین اور انکی روحین انوار جبروت مین پرواز کرتی ہین اور انکی عقلین اسرار [illegible]
ہوتی ہین اور انکے اسرار خاص انوار پر مطلع ہوتے ہین پس وہ نور الٰہی کے ساتھ عرش سے تحت الثریٰ تک نقوت الٰہی [illegible]
اور تمام کو پہچانتی ہین کہ کون مقرب ہی اور کون دور پڑا ہوا ہی اور یہ بات اس مخلوق کے چہرون سے ظاہر ہوتی ہی اور چہرون پر
سعادت و شقاوت کی مہر ہی جسپر یہ امر لکھا ہوا ہی اسکو سواے عارف ربانی کے کوئی نہین پڑھ سکتا ہی اسی واسطے آنحضرت صلعم
نے اشارہ فرمایا - اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ - یعنی مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ تعالے کے نور سے دیکھتا
اعراف والے قیامت کے روز درگاہ عالی کی بلندیون پر ہونگے اور ہر دو جہان کے احوال پر مطلع ہونگے پس دوزخی ان لوگ[ون]
کی طرف نظر کرینگے تو عذاب کی بوجھ انکے دیدار سے برداشت کرلینگے - اور اہل جنت ان لوگون پر نظر کرینگے تو انکا عیش [illegible]
زیادہ ہوگا - یہ لوگ ہر قصوروار کے حق مین شفاعت کرینگے اور ہر لغمت والے کے لیے توفیر مزید لغمت کے داعی ہونگے
اسی پر دلالت کرتا ہی قولہ تعالے ونادوا اصحاب الجنۃ ان سلام علیکم - اہل اعراف کی طرف سے اہل جنت پر سلام [illegible]
حق مین مزید تقرب ہی اور قولہ تعالے لم یدخلوها وهم یطمعون - یعنی اعراف والے کہ اللہ تعالے کے نزدیک [illegible]
مخلوق کی شفاعت کرنے کو اس مقام پر روکے جاوینگے حالانکہ وے طمع کرتے ہونگے کہ [illegible]
عیش کرین پس مثال انکی مانند بادشاہون کے ہی کہ کم مرتبہ لوگون کے ساتھ انکو بیٹھنا پڑتا ہی حالانکہ [illegible]
عیش کو چاہتے ہین - ابو الحسن الفارسی نے سہل بن عبد اللہ رح سے روایت کی [illegible]
نے فرمایا کہ یعرفون کلا بسیماہم - پس انکو اس مقام پر اسواسطے رکھا کہ وہ [illegible]
بندون کے احوال و اسرار پر مطلع کردیا تھا - بعض نے کہا کہ اعراف والے [illegible] لوگون کی [illegible]

[illegible] جنپر انوار قرب سے نشان ہوگا اور بہت سی قومین ایسی پہچانینگے جنپر [illegible] نشان ہوگا [illegible] استاد رح یہ لوگ جو اعراف پر ہونگے اشراف لوگ ہونگے جو آج کے روز انوار لطائف [illegible] گئے ہیں [illegible] سے مقادیر خلق پر مشرف ہوئے ہیں وہ کل کے روز یعنی قیامت مین سب کے [illegible] پر [illegible] سے مطلع ہونگے۔ قال المترجم عرائس کے بیان سے اہل اعراف کا اکابر و عارفین ہونا [illegible] لہذا تفسیر علماء مفسرین سے بھی ایسے اقوال ذکر کرنا یہان مناسب معلوم ہوا پس قشیری رح نے شرجیل بن سعد رح سے ذکر کیا کہ اعراف والے شہید لوگ ہونگے۔ مجاہد سے مروی ہی کہ مومنین مین سے افضل و علماء و فقہاء ہونگے جو اپنے ذاتی [illegible] سے فارغ ہوکر لوگون کے احوال دیکھنے کو مشغول ہونگے۔ بعض نے کہا کہ وہ انبیاء علیہم السلام مین سے ایک گروہ ہوگا اسکو زجاج رح نے ذکر کیا اور ابن الانباری رح نے حکایت کیا ہی۔ بعض نے کہا کہ وہ عادل لوگ ہونگے جو قیامت مین لوگون پر انکے اعمال کے شاہد ہونگے اور وہ ہر امت مین سے کچھ لوگ ہونگے۔ اور اسی کو ابو جعفر النحاس رح نے اختیار کیا اور کہا کہ جملہ اقوال مین سے یہ بہتر قول ہی۔ اور تجھے معلوم ہو چکا کہ بسبب ظاہر قولہ تعالے لم یدخلوہا وہم یطمعون۔ کے ان اقوال مذکورہ مین بعد و غرابت ہی اور سب سے ابعد قول ابو مجلز رح ہی کہ وہ ملائکہ ہونگے۔ فلیتامل۔

وَنَادَىٰٓ أَصْحَٰبُ ٱلْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُم بِسِيمَٰهُمْ قَالُوا۟

اور پکارے دیوار کے سرے والے کچھ مردون کو کہ انکو پہچانتے ہین نشان سے بولے

مَآ أَغْنَىٰ عَنكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ۝ أَهَٰٓؤُلَآءِ ٱلَّذِينَ

کیا کام آیا تمکو جمع کرنا اور جو تم تکبر کرتے تھے اب یہ وہی ہین

أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ ٱللَّهُ بِرَحْمَةٍ ۚ ٱدْخُلُوا۟ ٱلْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ

کہ تم قسم کھاتے تھے نہ پہونچاویگا انکو اللہ کچھ مہر چلے جاؤ جنت مین نہ ڈر ہی تم پر

وَلَآ أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ۝

اور نہ تم غم کھاؤ

وَنَادَىٰٓ أَصْحَٰبُ ٱلْأَعْرَافِ رِجَالًا اے من اصحاب النار۔ اور پکارینگے اعراف والے کچھ لوگون کو یعنے کچھ دوزخیون کو يَعْرِفُونَهُم بِسِيمَٰهُمْ جنکو انکی نشانیون سے پہچانینگے۔ کلبی رح نے کہا کہ انکو نام بنام آواز دینگے کہ او فلانے او فلانے قَالُوا۟ مَآ أَغْنَىٰ عَنكُمْ من النار جَمْعُكُمْ اے جماعتکم و کثرتکم او جمعکم المال۔ یعنی نہ بچایا تم کو آگ سے تمہاری جمع نے یعنی تمہاری جماعت و جتھے نے یا تمہارے مال جمع کرنے نے۔ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ا [illegible] واستکبارکم عن الایمان۔ اور تمہارے تکبر و سرکشی نے ایمان لانے سے۔ یہ جمعکم پر عطف ہی یعنی تمہارے [illegible] اور تمہارے استکبار نے آج تمکو آگ مین پڑنے سے کچھ بھی فائدہ نہ دیا۔ کلبی رح نے کہا کہ پھر جنت کی طرف نظر [illegible] فقیر و غریب [illegible] کو دیکھکر انکی طرف اشارہ کرتے ہوئے دوزخ والے متکبر کافرون سے کہینگے۔ [illegible] أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ ٱللَّهُ بِرَحْمَةٍ یعنی کافرون کو سرزنش و ملامت کرتے ہوئے کہینگے

کہ بھلا یہ وہی لوگ ہین جنکے حق مین تم دنیا مین قسم کھایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ اپنی رحمت [illegible]
کہدیا گیا کہ۔ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ تم [illegible]
کے ساتھ درحالیکہ تمھارے حق مین مقدر ہوا کہ نہ تمپر خوف ہی اور نہ تم غمگین ہو۔ واضح ہو کہ جنھون [illegible]
اعراف والے لوگ بہ نسبت اہل جنت کے اشرف و افضل ہونگے انھون نے آیت کی تفسیر یون بیان کی [illegible]
سے اس مقام پر بیٹھینگے اور وہ جنتیون و دوزخیون مین سے ہر فریق کو اسکی علامت سے پہچان جاوینگے [illegible]
اچھے مسکن مین جانے کو قریب پہونچینگے تو انکو آواز دینگے کہ سلام علیکم یعنے جنت مین آنے کی مبارک باد [illegible]
وہم التخ۔ درحالیکہ جنت والے جنت مین پہونچ جانے کی طمع کرتے ہونگے اور ہنوز داخل نہوئے ہونگے [illegible]
نظر ڈالینگے تو دعا و پناہ مانگینگے کہ پروردگار ہمکو ان ظالمون کے ساتھ نہ فرمائیو۔ اور دوزخیون کو پکار کر کہینگے کہ آج [illegible]
جمع نے تمکو دوزخ سے نجات دلوانے مین کچھ فائدہ نہ دیا اور ضعیف مسلمانون کی طرف اشارہ کرکے ان دوزخیون [illegible]
کو کہینگے کہ یہی ہین جنکی نسبت تم قسم کھایا کرتے تھے کہ انکو رحمت الٰہی ہرگز نہین پہونچیگی پھر ان مسلمانون سے کہینگے کہ تم [illegible]
اللہ تعالےٰ کے فضل و رحمت سے جاؤ جنت مین داخل ہو۔ اور بنا بر قول جمہور کے تقدیر کلام یون ہی کہ تقولون مشیرا الی
المسلمین اہولاء الذین اقسمتم لا ینالہم اللہ برحمۃ وقد قیل لہم ادخلوا الجنۃ الخ۔ جیسا کہ مذکور ہوا۔ **قال علی بن ابی طلحہ**
ابن عباس یعنے اصحاب اعراف کہینگے کہ ادخلوا الجنۃ التخ۔ اور ابن جریر رح نے بطریق دیگر ابن عباس رض سے روایت کی [illegible]
اعراف والے جنتیون و دوزخیون سے وہ بات کہہ چکینگے جو اللہ تعالیٰ نے کہنا مقدر فرمائی ہے تو تکبر کرنے والون اور مالدارون سے
فرماویگا اہولاء الذین اقسمتم لا ینالہم الخ۔ اور حافظ ابن کثیر رح نے یہان ذکر کیا کہ حضرت حذیفہ رض نے فرمایا کہ اعراف والے
قوم ہین کہ انکے اعمال نیک و بد مخلوط ہونگے پس نیک اعمال تو جنت مین جانے سے کمی کرینگے اور بد اعمال بھی ایسے نہونگے کہ دوزخ
مین لیجاوین پس وہ اعراف پر رکھے جاوینگے کہ لوگون کو شناخت کرین پھر جب اللہ تعالےٰ بندون کے درمیان فیصلہ پورا کر
تو ان لوگون کو اجازت فرماویگا کہ اپنے واسطے سفارشی ڈھونڈو پس آدم علیہ السلام کے پاس آکر کہینگے کہ آپ ہمارے باپ ہین
آپ پروردگار عز وجل کے حضور مین سفارش فرماوین۔ آدم ؑ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ نے میرے سوا کسی
اپنے ہاتھون پیدا کر دیا اور اسمین روح پھونکی اور اسکی طرف رحمت الٰہی نے غضب الٰہی پر سبقت فرمائی اور اسکے واسطے ملائکہ
نے سجدہ کیا ہو تو کہینگے کہ نہین تب آدم ؑ فرماویگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا ہون اور مین تمھاری سفارش نہین کرسکتا لیکن تم
ابراہیم ؑ کے پاس جاؤ پس ابراہیم ؑ کے پاس آکر شفاعت کے خواستگار ہونگے وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ [illegible]
کسی مخلوق کو اللہ تعالےٰ نے ایسا کیا کہ اپنا خلیل بنایا اور جانتے ہو کہ بھلا کسی اور کو اسکی قوم نے اللہ تعالےٰ کے لئے آگ
مین ڈالا ہو تو کہینگے کہ نہین تب ابراہیم فرماویگا کہ مین اسکے کنہ نہین جانتا اور مین تمھاری سفارش نہین کرسکتا لیکن تم میرے
فرزند موسیٰ ؑ کے پاس جاؤ پس وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہ فرماویگا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ [illegible]
اللہ تعالےٰ نے کلام کیا اور مناجات مین اسکو مقرب کیا تو کہینگے کہ نہین۔ وہ فرماویگا کہ مین اسکے کنہ [illegible]
نہین کرسکتا ولیکن تم عیسیٰ ؑ کے پاس جاؤ پس عیسیٰ ؑ سے آکر سفارش کے خواستگار ہونگے [illegible]

Marfat.com

... آپ پیدا کیا اور سامنے مادر زاد اندھے و کوڑھی بارادہ الٰہی اچھے کیے اور ... نہیں۔ وہ فرمائیگا کہ مین اسکے کنہ نہیں جانتا اور تمھاری سفارش نہین کر سکتا ... علیہ وسلم ... پس وہ محمد صلعم کے پاس آوینگے۔ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب مجھسے آکر سفارش چاہینگے تو ... کرونگا پھر جاکر عرش کے روبرو حاضر ہونگا پس ایسی ثنا و صفت و حمد الٰہی مجھکو علم مین حاصل ... نہین سنی پھر مین سجدہ مین ہو جاؤنگا تو مجھسے ارشاد ہوگا کہ اے محمد اپنا سر اٹھا اور مانگ کیا ... سفارش کر کہ تیری سفارش سنی جاویگی پس مین سر اُٹھا کر عرض کرونگا کہ یا رب امتی۔ اے پروردگا ... بندے۔ پس اوتعالے عز و جل فرماویگا کہ وہ تیرے واسطے ہین یعنے تجھے بخشے گئے۔ پس کوئی نبی مرسل اور ... مقرب نہ رہیگا جو مجھپر غبطہ نہ کرے اور یہی مقام المحمود ہی پھر مین انکو جنت مین لاؤنگا اور وہ لوگ نہر الحیاۃ پر لیجا کر ... جاوینگے پس انکے اجسام مثل چمکتے تارے کے ہو جائینگے ولیکن انکے سینون مین سپید تل ہونگے جس سے انکی شناخت ... اور ان لوگون کو مساکین اہل جنت کہینگے۔ قال المترجم یون ہی اس مقام پر شیخ ابن کثیر رح کے نسخہ تفسیر مین لکھا ہی ... شفاعت و مقام محمود کی احادیث کثرت سے متواتر المعنی مروی ہین ولیکن انمین یون ہی کہ بہت لوگون کو دوزخ مین سے نکال لاوینگے ... شاید کہ اول مین ابتدا انھین لوگون سے ہو جو اہل اعراف ہین بنا برآنکہ اہل اعراف ایسے لوگ ہونگے جو دوزخ مین نہین داخل ... اور جنت مین بھی نہین داخل ہوئے بلکہ نیکیان و برائیان برابر ہونے کی وجہ سے اعراف پر محبوس رہتے ہین جیسا کہ ... جمہور ہی اور البتہ ثابت ہوا کہ مطلقاً شفاعت اس مقام محمود کی شفاعت سے عام ہی اور وہ حساب کے واسطے بھی ہوگی جیسا ... احادیث صحاح مین ثابت ہوا ہی اور یہ مقام اسکے بیان کا نہین ہی اور مسلم بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ اہل اعراف وہ لوگ ہونگے جنپر قرضہ ہی۔ کما رواہ ابن ابی حاتم اللہم سہل علیّ اداء الدین واقض دینی یا ارحم الراحمین۔ بعض نے کہا کہ اہل اعراف مشرکون کے بچے جو مر گئے۔ اور بعض نے کہا کہ جنون مین سے مومن لوگ ہونگے اور بعض نے کہا کہ زمانہ فترت مین جو لوگ موحد رہے ہین۔ بالجملہ اسمین کوئی بات قطعی نہین اور اللہ تعالے دانا تر ہی کہ کون مراد ہین

وَنَادَىٰٓ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ أَصْحَٰبَ ٱلْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا۟ عَلَيْنَا مِنَ ٱلْمَآءِ أَوْ مِمَّا

... پکارے آگ والے جنت والون کو کہ بہاؤ ہم پر تھوڑا پانی یا جو

رَزَقَكُمُ ٱللَّهُ ۚ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ ۝ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟

روزی تمکو دی اللہ نے بولے اللہ نے یہ دونون بند کیے ہین منکرون سے جنھون نے ٹھہرایا

دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمُ ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَا ۚ فَٱلْيَوْمَ نَنسَىٰهُمْ كَمَا

اپنا دین تماشا اور کھیل اور بہکے دنیا کی زندگی پر سو آج ہم انکو بھلا دینگے جیسے

نَسُوا۟ لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هَٰذَا وَمَا كَانُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا يَجْحَدُونَ ۝

وہ بھولے اپنے اس دن کا ملنا اور جیسے تھے ہماری آیتون سے جھگڑتے

... اللہ تعالیٰ سے وہ نہین کہ ... ذلت و رسوائی اور اہل جنت سے کھانا پانی مانگنے کو اور اس سوال گدائی کے قبول ...

ہونے کو بیان فرمایا بقولہ وَنَادٰۤی اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ یعنی دوزخیون
اَنۡ اَفِیۡضُوۡا عَلَیۡنَا مِنَ الۡمَآءِ یہ کہ افاضہ کرو ہمپر کچھ پانی - اَوۡ مِمَّا رَزَقَکُمُ
رزق دیا ہی اسمین سے - افاضہ بمعنی توسعہ یعنی کشایش و فراخی دینا اور معنی یہ کہ بہا دو ہمپر کچھ پانی
بہ نسبت دوزخ کے اونچے پر ہوگی - قالہ البیضاوی - اور رزق سے مراد طعام ہی کما قال السدی رح
بنظر لفظ افاضہ کہ اسمین سیلان کے معنی ہین اور مفسر رح نے قول سدی رح کو اختیار کیا پس
یعنے ہماری طرف ڈالدو خواہ بہاکر یا اور کسی طور سے - اور فعل مین تضمین معنی دیگر کا ہونا استعمال عرب
شاعر ؎ علفتھا تبنا و ماء باردا ٭ یعنی مین نے ناقہ کو چرائی خشک گھاس اور ٹھنڈا پانی - یعنی ٹھنڈا پانی
معنی سقاھا ہی - پھر حرف اَوۡ - جو قولہ او مما رزقکم - مین ہی یا تو اپنے معنی پر ہی یعنے دوزخیون نے
جی چاہے یا تم سے ہو سکے ہمکو دیدو اور یا حرف او بمعنی واو ہی کیونکہ آگے دونون کی حرمت کا فرون پر
رید نے تفسیر کی کہ دوزخی اُنسے پانی اور کھانا مانگینگے - سعید بن جبیر رح سے روایت ہی کہ دوزخی آدمی اپنے
پکاریگا کہ مین آگ سے جل گیا میری طرف ذرا سا پانی بہا دے تو اہل جنت کو حکم ہوگا کہ انکو جواب دو
فرمایا - قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الۡكٰفِرِیۡنَ - کہینگے کہ اللہ تعالے نے اس کھانے و پانی دونون کو
پر حرام فرمایا ہی - یعنی جنت کے کھانے و پانی کو حرام فرمایا ہی ورنہ دوزخ کے حمیم اور غساق کو اعوذ باللہ منہ - یہ لوگ پاوینگے
انشاء اللہ تعالے کلام مجید مین اسکا بیان آویگا - اگر کہا جاوے کہ تحریم و تحلیل تو ان لوگون پر ہوتی ہی جن سے ایمان کے
احکام کی بجا آوری کو کہا گیا ہو اور دار آخرت مین یون کوئی مکلف نہوگا بلکہ یہ تو فقط دنیا مین ہی پھر کیونکر کہا کہ اللہ تعالے نے
کافرون پر حرام کیا - تو جواب یہ کہ حرمت بمعنی منع ہی یعنے کافرون پر ممنوع فرمایا جیسے دنیا مین بندہ مومن کو اشیاء محرمات سے
فرمایا ہی جو لوگ یہان شراب وغیرہ حرام چیزون سے نہین بچتے انکو آخرت مین حسرت ہوگی - فافہم - ابن عباس رض سے مروی ہی
حضرت صلعم نے فرمایا کہ افضل الصدقہ پانی ہی اور اسی آیہ کریمہ کی طرف اشارہ فرمایا - رواہ ابن ابی حاتم - ابو صالح رح سے مروی
کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو مشرکون نے اُنسے کہا کہ اگر آپ اپنے اس بھتیجے یعنی محمد صلعم کے پاس کسی کو بھیجین کہ وہ جنت
ایک خوشہ آپ کو منگوا دے تو آپ کو اس سے صحت ہو جاوے پس آنحضرت صلعم کے پاس آدمی آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ
صلعم کے پاس بیٹھے تھے پس ابوبکر نے اس آدمی کو جواب دیدیا کہ ان اللہ حرمہما علی الکافرین - پھر اللہ تعالے نے
دنیاوی سے انکی مذمت بیان کی بقولہ اَلَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَهُمۡ لَهۡوًا وَّلَعِبًا یعنی جنت کا کھانا پینا کافرین
جنکی یہ بد خصلت تھی کہ انھون نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا لیا تھا - یہ بیان مبالغہ ہی کہ دین ... کل ...
ساتھ ہمت صرف کرنا خوب نہین اسمین مصروف ہونا لہو ہی اور جس سے خوشی کی خواہش کرنا خوب نہین اس ...
لعب ہی پس ہر شئی و ہر طریقہ جو شرع مین روا نہین لہو و لعب ان دو اعتبار سے ہوگا ... السراج ...
مشرکین عرب کی نظر مین سانڈ چھوڑنا اور جانورون کے کان کاٹنا و ننگے طواف کرنا وغیرہ بد کامون کی ...
کہا کہ دین کو لہو و لعب اس معنی کرکے بنایا تھا کہ جو کوئی پیغمبر یا نیک آدمی انکو ایمان کی طرف بلاتا ...

[illegible] جنت کی نعمتون سے سرفراز ہونگے - وَّغَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا
[illegible] زندگانی دنیا نے [illegible] سرد ست جو راحت و آرام ناپید ہونے والا انکو ملا اسلئے اپنے اوپر فریفتہ کرکے
[illegible] آگی [illegible] لانے اور آخرت کا حصہ لینے سے غفلت مین ڈال رکھا یہانتک کہ اسی حال خراب مین انکی
[illegible] ہو جاتے ہین ہوا اور زوہ انسان کی طمع اس بات مین کہ عمر دراز ہوا اور خوب عیش سے
[illegible] تو پھر جب ایسا ہوا تو دنیا کی لذتون مین ڈوب کر نجات سے غافل ہوگیا - کذا فی السراج - پھر جب
[illegible] بیان فرمائین تو پھر فرمایا - فَالۡيَوۡمَ نَنۡسٰهُمۡ كَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ يَوۡمِهِمۡ هٰذَا اے
[illegible] اعطانا کما نسوا لقاء ہذا الیوم ترکہم العمل لہ - یعنے پس آج کے روز ہم بھی انکو آگ مین بھوکے پیاسے
[illegible] بیٹھے رہنے اس روز کی ملاقات سے باین طور کہ آج کے واسطے خود کچھ کام نہین کر رکھا - اگر
[illegible] نسیان دھول تو اللہ تعالے کی جناب مین محال ہی پھر فالیوم ننسٰہم - کیونکر فرمایا - تو جواب یہ ہی کہ ننساہم کے یہ معنی
[illegible] مین - انکے ساتھ ہم وہ برتاؤ کرینگے جیسے انکو بھولنے والا انکے ساتھ کرتا - اللہ تعالے کے علم پاک سے کوئی
[illegible] نہین جا [illegible] فرمایا - لا یضل ربی ولا ینسی - اور یہان بطریق مقابلہ کے مجازاً فرمایا ہی جیسے قولہ نسوا اللہ فنسیہم
[illegible] اتتک ایاتنا فنسیتہا وکذلک الیوم تنسی - حاصل آنکہ آیت کے معنی یہ ہین کہ ہم انکے ساتھ وہ برتاؤ کرینگے
[illegible] اپنے بھولے ہوئے سے معاملہ کرتا ہی کہ ہم انکی کچھ دستگیری نفرمادینگے اور بالکل انکو آگ مین چھوڑ دینگے اور فالیوم
[illegible] نسیان یہان مجازاً استعارہ ہی اور قرآن مجید مین ایسے استعارات بہت آئے ہین کیونکہ جو معانی عالم الغیب
[illegible] انکو عالم الشہادۃ مین ایسی چیز سے تعبیر کیا جائیگا جو اسکے مماثل و مشابہ ہی اور یہ خود ظاہر ہی - قال العوفی عن ابن
عباس - جو لوگ کو اللہ تعالے نے بھلائی سے گویا فراموش فرمایا اور آگ و تکلیف و عذاب سے فراموش نہین رکھا - علی
بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے ننساہم کی تفسیر نترکہم - سے روایت کی جیساکہ مفسر رح نے لکھا ہی - مجاہد رح نے کہا کہ ننساہم
اسے نترکہم فی النار - اور سدی رح نے کہا اے نترکہم من الرحمۃ کما ترکوا ان یعملوا للقاء یومہم ہذا - یعنے ہم انکو رحمت سے
[illegible] رکھینگے جیسے انھون نے ترک کر رکھا تھا اس بات کو کہ آج کے دن کے واسطے کچھ کار خیر کرین - حدیث صحیح مین ہی کہ
[illegible] قیامت کے روز بندے سے فرماویگا کہ بھلا مین نے تجھے جورو نہین دیدی مین نے [illegible] مکرم نہاین کر دیا مین نے
[illegible] اور اونٹ نہین کر دیے مین نے تجھے نہین چھوڑ دیا کہ تو کھانا پھرے سیر ہو کر وہ عرض کریگا کہ ہان
[illegible] تجھے یقین تھا کہ مجھسے ملیگا - وہ عرض کریگا کہ نہین پس فرماویگا کہ پھر آج کے روز ہم بھی تجھے
[illegible] کرینگے جیسے [illegible] ہوا تھا - وَمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَجۡحَدُوۡنَ اے وکما کانوا جاحدین بآیاتنا - اور
[illegible] ہماری آیات سے انکار کیا تھا - اسمین دلیل ہی کہ نسیان قیامت اور نسیان آلہی انھین بندون کو ہی جو کافر
[illegible] ایمان [illegible] وہ فراموش کرنے والا نہین ہی مگر جو کوئی قیامت کے لیے سامان نہ کرے اسکے حق مین تہدید ہی - فنائل
[illegible] رحمہ نے رحمۃ الٰہی کے غضب پر سبقت کیے ہوے ہونے کو ہر چیز مین ثابت کیا حتی کہ دوزخیون
[illegible] اسی طور پر شیخ [illegible] رحمہ نے عرائس البیان مین قولہ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنۃ ان

افیضوا علینا من الماء الآیۃ کے اشارہ مین کہا کہ اللہ تعالےٰ کے لطف وکرم سے یہ بات ...
کا پردہ اٹھا دیا ہی حتی کہ جنت وجنتیون کے دیکھنے سے وہ لوگ عذاب سخت کو اٹھا لیتے ہین ...
مین سے ہی تو نہین دیکھتا کہ عاشق اگر برف یا زمہریر مین پڑا ہو اگر معشوق پر اسکی نظر ہے ...
برف سے گل جانے کا دکھ نہین پاتا۔ تجھے چاہیے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ یاد کرے ...
کیونکر اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور کٹنے کے درد سے خبر نہوئین۔ مین نے سنا کہ مشائخ مین سے کوئی ...
کے پڑوس کی مسجد مین مغرب وعشاء کے درمیان جاتے تھے تاکہ عشاء کی نماز ادا کرین اور ...
راہ مین دیکھا کہ ایک جھروکے کے نیچے ایک نوجوان آدمی اپنے معشوق سے باتین کرتا ہی اور معشوق جھروکے ...
یہ دونون اپنی باتون مین ایسے غافل تھے کہ انکو شیخ موصوف کے آنے سے خبر بھی نہوئی پھر جب شیخ ...
کے بعد واپس ہوئے تو بھی انکو اسی حال مین دیکھتے آئے سپھر رات گذر کر جب صبح کی نماز کا وقت قریب ہوا ...
لالٹین لیے ہوئے مسجد کو چلے تو دیکھا کہ وہ دونون اسی حال سے باتین کرتے ہین اور برف اسکے گھٹنون تک چڑھ ...
قریب ہوئے تو معشوق نے عاشق سے کہا کہ اے پیارے اسوقت ٹل جا کہ شیخ نماز عشاء کو جاتا ہی اور یہ جدائی ...
سے دردناک شعر پڑھا۔ شیخ یہ حال دیکھکر رو دئے اور ایک چیخ مارکر بیہوش ہو گئے۔ پھر ہوش آیا تو ایک نعرہ مارا ...
چاک کر ڈالا اور کہا کہ آدمیون کے آپس کے عشق مین یہ حال ہی کہ عشاء وفجر کی خبر نہین اور برف وسردی سے اثر نہین ...
حضرت خالق عزوجل کے اس پردۂ غفلت مین پڑا ہون ؎ عشق آن نبود کہ در مردم بود + این فساد خوردن گندم ...
عاشق صنع خدا با فر بود + عاشق مصنوع او کافر بود + عشق بر مردہ نباشد پایدار + عشق را بر حی وبر قیوم دار + عشق ...
بگزین کہ جملہ انبیاء + یافتند از عشق او کار دیا + قولہ افیضوا علینا من الماء۔ اسواسطے پانی مانگا کہ وہ آگ کا ضد ہی ...
اشارہ ہی اے درگاہ بے نیاز کے بندو کچھ ہم پر بھی دریاے رحمت سے پانی بہا دو یا جو کچھ تمکو رزق تقرب حال ہوا ہی ...
دلوا دو یعنی ہماری شفاعت کرو۔ حضرت استاد رح نے فرمایا کہ انکو ایک قطرہ نہ دیا جائیگا باوجودیکہ اوتعالیٰ پاک پروردگار انکے ...
دینے سے بے پروا ہی اور جو چاہے انکو دیدے اور چاہے جس نعمت مین انکو رکھے ولیکن یہ قہر ربوبیت وعزت احدیت کی ...
مختار ہی جو چاہے کرے کون وہان دم مار سکتا ہی لا یسأل عما یفعل وہم یسئلون۔ جیسے دنیا مین انکو ایک ذرہ معرفت نہ دی ...
آخرت مین ان حالتون مین انکو ایک قطرہ نہ عطا کریگا۔ اور یہ لوگ پانی مانگینگے کہ اس سے رونین کو ... انکے آنسون نقطے ...

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً ...

اور ہم نے انکو پہونچا دی ہی کتاب جو کھول کر بیان کی ہی خبرداری سے راہ بتانی اور ...

يُّؤْمِنُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ ...

لوگون کو ... کیا راہ دیکھتے ہین مگر ... جس دن وہ آ پہونچے ... کہنے لگینگے

الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ ...

جو اسکو بھول رہے تھے پہلے سچ بات لائے تھے ...

Marfat.com

[illegible] اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ؕ

یا ہمکو پھر جاتا ہو تو ہم کام کرین سواے اُسکے جو کر رہے تھے

[illegible] وا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۵ ع ٦

[illegible] جان اور بھول گیا جو جھوٹھ بناتے تھے

[illegible] کافرون کی آخرت کا حال اور جس خرابی کی طرف انکا انجام ہوا ہی بیان فرما دیا تو اب یہ بھی ظاہر [illegible] کہ دنیا مین [illegible] عذر سب اس طرح رفع کر دیے تھے کہ رسول ہدایت کرنے والے اور کتابین رحمت سے بھیجدی [illegible] وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ اور البتہ اُتار دی ہم نے انکے پاس کتاب۔ یہان دو تفسیرین ہین [illegible] ضمیر [illegible] بجانب اصحاب النار ہی یعنی اصحاب النار کی ہدایت کے لیے دنیا مین ہم نے کتاب دیدی تھی اور کتاب سے [illegible] مراد [illegible] ہر فریق دوزخی کو کسی کتاب آسمانی کی پیروی کا حکم ہوا تھا مگر اُسنے نہ مانی اور آخر دوزخی ہوا۔ دوم یہ کہ ضمیر [illegible] اہل مکہ [illegible] اور کتاب سے قرآن مراد ہی اور یہی مفسر رح نے اختیار کیا یعنی البتہ ہم نے اہل مکہ کو ایمان لانے و عمل نیک ادا کرنے کے واسطے کتاب دی جسکی یہ صفت ہی کہ۔ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ اے بیناہ بالاخبار والوعد والوعید حال کوننا عالمین بما فصل [illegible] یعنی ایسی کتاب کہ ہم نے اسکو مبین کر دیا اخبار و وعدہ و وعید سے درحالیکہ ہم خوب جانتے ہین جو کچھ اس کتاب مین مفصل ہوا ہی۔ یعنی عقائد و احکام و وعظ و نصیحت سب کو ہم نے مفصل ظاہر کھلا کھلا فرما دیا اور ہم نے اسکی وجہ تفصیل سے آگاہی کے ساتھ بیان کیا یہان تک کہ کتاب موصوف ایک کتاب محکم ہوئی۔ کما فی قولہ کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت الآیۃ۔ اور قرآن مین نو قسم کی تفصیل و تبیین ہی۔ حلال۔ حرام۔ محکم۔ متشابہ۔ بشارت۔ انذار۔ قصص۔ وعظ۔ مثل۔ اور بعض نے کہا کہ تفصیل سے مراد حق و باطل کی تمیز ہی۔ بالجملہ قولہ علٰی علم۔ حال ہی اے فصلناہ عالمین۔ اور اسمین دلیل ہی کہ او تعالے عالم بعلم ہی یعنی یہ صفت پاک اسکی ذات پاک کے لیے ثابت ہی اور بعض نے اسکو کتاب کی ضمیر سے حال قرار دیا یعنی مشتملاً علی علم۔ درحالیکہ وہ کتاب مشتمل ہی علم خاص پر۔ اور بعض قراءۃ مین فضلناہ بضاد معجمہ آیا یعنی تفضیل دی ہم نے اس کتاب کو دیگر کتب آسمانی پر درحالیکہ ہم خوب جانتے ہین کہ یہ اسی فضیلت کے لایق ہی۔ یہ قراءۃ موئد ہی تفسیر دوم کی جسکو مفسر رح نے اختیار کیا ہی۔ پھر فصلناہ کی ضمیر ہا سے جو کتاب کی طرف راجع ہی حال فرمایا۔ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ یعنی درحالیکہ یہ کتاب ہدایت و رحمت ہی ایسی قوم کے واسطے جو اسپر ایمان لاتے ہین۔ پھر کافرون کو تنبیہ فرمائی۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ [illegible] ما ینتظرون۔ نہین انتظار کرتے ہین۔ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ مگر اسکی تاویل کا۔ یعنی اس کتاب مین جو وعدہ و وعید مذکور ہین اور اس سے ظاہر ہوتے ہین اسکے [illegible] ہونے سے اسکی سچائی کھل جانے کا انتظار کر رہے ہین یعنی کافرون کے حق مین جو عذاب کا اور مومنون کے واسطے ثواب کا وعدہ ہی اور جنت و دوزخ کا بیان ہی اسکے انجام کار واقع و ظاہر ہونے کا انتظار کر رہے ہین کذا قال مجاہد وغیرہ واحد من الائمہ رحمہم اللہ۔ ربیع بن [illegible] نے کہا کہ ہمیشہ اس کتاب کی تاویل ایک ایک کر کے آتی رہیگی یہانتک کہ جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین [illegible] پس اُسوقت تاویل پوری ہو جائیگی۔ التاویل مرجع الشئی ومصیرہ۔ یعنی تاویل ہر چیز کی وہ ہی جو انجام کار مین اُس شئے کا [illegible] کہتے ہین کہ تاویل الشئی ما یؤول الیہ امرہ۔ یعنی تاویل ہر شئی کی وہ ہی جس طرف اُس شئے کا انجام کار ہو پس قرآن مین

Marfat.com

جو امور آئندہ کے واسطے مذکور ہین انکی تاویل وہی انکا واقع ہونا اور قرآن مجید کی سچائی پر ظاہر …
ابھی نہین سچ مانتے ہین تو کیا اسکے وعدہ و وعید وغیرہ کی تاویل کے منتظر ہین - يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ …
نَسُوهُ مِن قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ جس دن اسکی تاویل آجاویگی تو جن لوگون نے …
اسوقت کہینگے کہ البتہ ہمارے پروردگار کے رسول علیہم السلام سچ بات لائے تھے - تاویل سے مراد روز قیامت …
جملہ مفسرین نے بیان کیا ہی مگر ربیع بن انس رح کے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ مشرکین مکہ کے قتل و خوار …
یہود و نصاری کے قتل و خوار و تابع ہونے کی تاویل جسکی خبر پہلے سے فرمائی تھی وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین …
واقع ہوگئی ولیکن اس کلام مین قیامت ہی کے روز کے واقع ہونے والی تاویل مراد ہی اور نسوہ سے … کے پیچھے …
کے موافق عمل کرنے کو پہلے سے یعنی دار الدنیا مین فراموش و ترک کیا تھا یعنے اسطرح چھوڑا تھا جیسے فراموش کرنے والا
چھوڑتا ہی یعنے قیامت کے روز جب اس کتاب مجید کی تاویل واقع ہوگی تو دنیا مین اس کتاب کے موافق عمل کرنے کو …
آنکھون دیکھکر اقرار کرینگے کہ بیشک اللہ تعالے کے رسول علیہم السلام سب سچی باتین لائے تھے ہم سے بڑی غلطی …
نہ مانا اور اسکے موافق عمل نہ کیا حالانکہ یہ ایمان و اقرار وہان کچھ مفید نہوگا تب کافر کہینگے کہ فَهَل لَّنَا مِن شُفَعَاءَ …
لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ بھلا ہمارے واسطے کوئی شفاعت کرنے والے …
کہ ہماری سفارش کرین یا ہم پھیر دیے جاوین تو ہم عمل کرین سوائے اس عمل کے جو ہم کیا کرتے تھے - پس نرد مرفوع اور عطف …
لنا من شفعاء - پر اے ہل نرد اور ایک قراۃ مین نرد بالنصب ہی پس فیشفعوا پر عطف ہی یا حرف او بمعنی الی ان ہی پس اول
صورت مین درخواست دو باتون مین سے ایک بات کی ہی کہ ہمارے واسطے کوئی شفیع ہون یا ہم دنیا مین پھیر دیے جاوین - اور
دوسری صورت یعنی قراۃ نصب پر اگر عطف ہی تو درخواست یہ ہی کہ شفیع ہون یا تو سفارش سے معاف کرادین بدون واپسی
یا واپس کرادین انکو بدون سفارش کے اور اگر حرف او بمعنی الی ان ہی تو شفیع ہون جنکی سفارش سے یہ ہو کہ دنیا مین رد کیے …
پس جاکر عمل کرین سوائے اس عمل کے جو کرتے تھے یعنی شرک و کفر و بد اعمال کے سوائے توحید و نیک اعمال کرین اور ہرگز …
کے پاس نہ بھٹکین پس فنعمل بالنصب جواب فقط استفہام ثانی کا ہی اور بعض قراۃ مین نعمل مرفوع آیا اے نحن نعمل - یعنی اہل …
بر تقدیر واپس کیے جانے کے ہم پہلے اعمال کے سوائے توحید و اعمال صالح ادا کرینگے حالانکہ درحقیقت جھوٹے ہین کما قال …
ولو تری اذ وقفوا علی النار فقالوا یا لیتنا نرد ولا نکذب بآیات ربنا ونکون من المومنین بل بدا لہم ما کانوا یخفون من قبل ولو ردوا …
لعادوا لما نہوا عنہ وانہم لکاذبون ہ - اسی واسطے معتبر رہنے یہان جواب استفہام مین لا مقدر کیا یعنی …
جواب یہ ہوگا کہ نہین یعنے نہ تمہارے شفیع ہین اور نہ تم پھیرے جاؤگے قَدْ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ …
کہ البتہ خسارہ مین ڈالا ان کافرون نے اپنی جانون کو کیونکہ اپنے آپ کو ایسی ہلاکت مین ڈالا جس سے نجات …
عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ضل عنہم اے ذہب عنہم - جاتا رہا ان سے یعنی باطل ہوا اور کچھ …
دنیا مین شریک وغیرہ کا دعوی بنایا کرتے تھے - پس ما کانوا مین ما مصدریہ ہی یعنے باطل ہوا انکا افترا …
یعنے وہ چیز جسکو افترا سے شریک وغیرہ بناتے تھے وہ یہان باطل ظاہر ہوئی کہ کچھ بھی اسکے …

Marfat.com

یا غفلت وکاہلی کی کہ جسکی اصلاح اب ممکن نہین ہی۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ ولقد جئناہم بکتاب فصلناہ
مؤمنون کے لیے ہدایت ورحمت اپنا کلام قدیم بھیجنے سے احسان رکھا اور جو سعادات وکرامات ودرجات عمدہ عمدہ انکے واسطے
تھے اس سے آگاہ فرمایا اور اسی کتاب مجید سے انکو اعمال پاکیزہ وحالات شریف ومقامات بلند کیطرف ہدایت کی اور اسی سے
ربوبیت وصفات مقدس اور ذات متعالی کی معرفت سے سرفراز کیا اور انتظام صنائع واعلام قدرت کے ہر بیان سے ہر ایک
صفت مقدسہ کی طرف دلالت ہی جس سے معرفت ذات پاک حاصل ہوتی ہی عارفون کے لیے اس کتاب سے معرفت ہی اور موحدین
کے لیے خزانہ غیب کی کشائش ہی اور غافلون کے دل سے پردہ غفلت وجہالت کا انکشاف ہی اور لطائف سے جذب دلہاے محبین و
عاشقین وخائفین ہی اور اسمین مقامات عبودیت ومعارف ربوبیت کی ترتیب ہی۔ قال المترجم سورہ یٰس کی تعریف مین آیا ہی کہ
قرآن کا قلب ہی اور ترتیب ظاہری مین بھی اسی طرح واقع ہی اور اسمین اسرار ولطائف وعجائب ہین کہ وہ اس بیان سے منکشف
نہین ہوتے ہین بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جسکو چاہتا ہی ہدایت فرماتا ہی۔ قال الشیخ یہ سب اسکے علم قدیم سے صادر
ہوا ہی سے مومنون کے دلون کو ہدایت فرماتا ہی اور یہ کتاب پاک اسکی طرف سے رحمت کافی ہی عموم وخصوص کی طرف اور
جسکو اس سے اپنی طرف ہدایت فرمائی اسکے حق مین رحمت ازلی سابق ہو چکی تھی اور اس سے زیادہ کونسی نعمت ہوگی کہ
اپنے کلام پاک کو ہماری طرف نازل فرماکر ہمکو نفس کی بندگی سے اور شہوات نفسانی سے چھوڑایا اور انوار ربانیہ کی طرف راہ
بتائی فالحمد للہ الذی امتن علینا بالفواتح العامہ ولطائف اکرامہ واصطفانا بخطابہ وجعل اسماعنا محل استماع کلامہ وقلوبنا اوطان
بیانہ واسرارنا اوعیۃ انوار سلطانہ وارواحنا خزائن عرفانہ وعقولنا مشاہد برہانہ وابداننا مساقط شرائع قرآنہ لہ الحمد حمداً
کثیراً طیباً مبارکاً فیہ مبارکاً بہ۔ بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب اُتاری جسمین گمراہی سے ہدایت ہی اور عذاب سے
رحمت ہی اور دشمن ودوست مین تفریق ہی اسکے معانی پر کوئی مطلع نہین اس طور کہ فیض پاوے مگر وہی لوگ جو اسکے تنزیل
پر ایمان لائے ہین اور اسکے احکام پر عمل کرتے ہین اور اوقات شب وروز مین اسکی آیات کی تلاوت کرتے ہین طالب فلاح
کے لیے اسمین فلاح ہی اور قاصد نجات کے لیے اسمین نجات ہی اس سے کوئی ہلاک نہین ہوتا مگر وہی جسکی تقدیر مین
بربادی ہی اور جسکے حق مین نجات مقدر ہی اسکو اس سے نجات ہی۔ جب خطاب سے عارفون کو آگاہ کیا تو اپنے افعال
نورانی وبرہان قدرتی وآیات صفاتی اور اعلام ذاتی سے اپنی معرفت انکو دکھلائی جس سے عام لوگون کو بھی معلوم ہو جاوے
کہ وہی معبود برحق اسی کی توحید فرض عین ہی۔ بقولہ تعالیٰ

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ
تحقیق رب تمھارا اللہ ہی جسنے بنائے آسمان اور زمین چھ دن مین
ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا
پھر قرار پکڑا تخت پر اوڑھاتا ہی رات پر دن اُسکے پیچھے لگا آتا ہی دوڑتا اور
وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهِ ط أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ط
سورج اور چاند اور تارے کام لگے اُسکے حکم پر سن لو اسی کا کام ہی بنانا اور حکم فرمانا

تَبٰرَكَ اللّٰهُ [illegible]

بڑی برکت اللہ کی جو صاحب ہے سب جہان کا

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ [illegible]

آسمانون اور زمین کو۔ خلق لغت مین بمعنی تقدیر یعنے بقدر کرنا اور استعمال [illegible]
پیدا کر دینا حاصل آنکہ ان دونون کی خلقت کو بدون مثال سابق کے ابداع فرمایا [illegible]
اَیَّامٍ چھ روز مین۔ ایام جمع یوم اور وہ طلوع آفتاب سے غروب تک کے زمانہ کو کہتے ہین [illegible]
وغیرہ کچھ نہ تھا لہذا چھ روز سے مراد اسقدر وقت ہی اور قولہ تعالے ولقد خلقنا السموات والارض [illegible]
ما مسنا من لغوب الآیۃ مین بھی چھ روز مین زمین اور آسمان مع تمام چیزون کے پیدا کرنا ثابت ہی [illegible]
زائد پر بھی ہی مانند یوم القیامۃ کے اور قولہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون۔ اور قولہ خمسین الف [illegible]
یعنی ہزار برس اور پچاس ہزار برس کی مقدار ہمارے شمار کے موافق کو بھی یوم فرمایا پس جسنے طلوع آفتاب سے [illegible]
مین یوم منحصر ہونے کو زعم کیا اسکا وہم ہی لہذا آیت مین علماء کے دو قول ہین بعض نے کہا کہ ایام دنیا کے چھ روز [illegible]
یہی مفسر رح نے اختیار کیا اور بعض نے کہا کہ چھ روز ایام آخرت کے بحساب ہزار سال مراد ہی اور ابن عباس رض سے [illegible]
کا دن مراد ہونا مروی ہی بعض نے لکھا کہ یہی جمہور کا قول ہی و فی تفسیر الحافظ قول اول بموافق معنی متبادر ہی اور ہزار سال [illegible]
ہونا حضرت مجاہد رح سے منصوص ہی اور امام احمد بن حنبل نے بھی یہی کہا اور ضحاک رح نے اسکو ابن عباس رض سے روایت کیا
قلت تصریح بروایت ضحاک باین معنی کہ انکے اسماع مین ابن عباس سے کلام ہی پس اگر نہین سنا تو روایت منقطع ہوگی [illegible]
پھر ان چھ ایام مین بھی اختلافی دو قول ہین اول آنکہ یکشنبہ یعنی اتوار سے لیکر جمعہ تک چھ روز مین تمام پیدا ہوا اور جمعہ کو
کا اجتماع ہوا اور اسی مین آدم علیہ السلام پیدا ہوے اور رہا ساتوان روز شنبہ یعنی سنیچر تو اسمین خلقت نہین واقع [illegible]
اسی سے اسکو سبت نام رکھا یعنی قطع۔ اور بعض نے لکھا کہ یہی عبد اللہ بن سلام و کعب احبار و ضحاک و مجاہد کا قول [illegible]
شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا۔ قول دوم آنکہ ابتداے خلقت روز شنبہ سے واقع ہوئی چنانچہ ابو ہریرہ رض نے [illegible]
صلعم سے روایت کی کہ اللہ تعالے نے مٹی کو سنیچر کے روز پیدا کیا اور اسمین پہاڑون کو اتوار کے روز قائم کیا [illegible]
دوشنبہ کے روز پیدا کیے اور مکروہات منگل کو پیدا کین اور نور چہارشنبہ کو پیدا کیا اور جانور دواب اسمین [illegible]
اور آدم کو جمعہ کو آخر روز پیدا فرمایا۔ رواہ احمد و مسلم و النسائی۔ علامہ اسنوی رح نے کہا کہ [illegible]
صواب ہی اور حافظ الحدیث ابن کثیر رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے چھ روز پر تنصیص فرمائی اور [illegible]
ہی اور اسکو اگرچہ امام مسلم رح نے روایت کیا لیکن امام بخاری و بہت سے ائمہ الحدیث نے [illegible]
اسکو وہم قرار دیا ہی اور کہا کہ ابو ہریرہ رض نے اسکو کعب احبار سے لیا ہوا اور [illegible] مرفوع نہین [illegible]
یہان یہ اشکال پیش کیا کہ بہرحال اتوار و دوشنبہ و منگل وغیرہ کی تعیین [illegible]
چھ روز کا زمانہ لینے سے اشکال نہین دفع ہوتا ہی۔ کما لا یخفی اور جواب [illegible]

Marfat.com

[illegible] ایام کی مقدار ثابت ہوئی ویسے ہی ان ایام کی توزیع بھی ثابت ہوئی کیونکہ توزیع انھین ایام کی ہی اور مقدار متروک ہو اور کل ہی اگر ترک کا اعتبار کیا جاوے تو وہ بھی داخل ہو سکتا ہی اور اسی وجہ سے روایت [illegible] حساب مذکور ہوا ہی مشکل نہین اور یہ بمانند قولہ تعالے لہم رزقہم فیہا بکرۃ وعشیا۔ ہی حالانکہ جنت مین رات و [illegible] ہی بالجملہ ایام اسوجہ سے خطا کرتا ہی کہ شب و روز کے لوازم و مقدار زمانہ کے اندر سے اسکو خارج ہونے کی مجال [illegible] ولیس تو اپنے وہم سے دامن چھڑا کر عقل سے تصدیق کرے واللہ سبحانہ الموفق۔ پھر واضح ہو کہ اللہ تعالے سبحانہ قادر ہی [illegible] جب چیز کو ایک لحظہ مین پیدا فرماوے بلکہ وہان دیر کے معنی بحسب ارادہ متصور ہی نہین۔ انما امرہ اذا اراد شیئًا ان یقول له کن فیکون۔ وہان تو ادھر چاہا اور اودھر ہو گیا بلکہ جاہنا ہی پیدائش ہی لیکن اس مدت مین پیدا کرنا مخلوق کو تثبیت کی تعلیم ہی جیساکہ سعید بن جبیر رح سے مروی ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ تانی یعنے ٹھہراو کے ساتھ کام کرنا اللہ تعالے کی طرف سے اور جلد بازی کرنا شیطان کی طرف سے ہی۔ واضح ہو کہ بعضے یونانی فلاسفہ نے زعم کیا کہ اللہ تعالے سے خلقت خود بخود باضطرار صادر ہوئی کیونکہ علت تامہ ہونے پر وجود معلول بے اختیار ہی اور یہ شیطانی گمراہی وکفر ہی وقال البیضاوی رح اللہ تعالے نے اشیاء کو تدریج کے ساتھ پیدا فرمایا باوجودیکہ اوتعالے قادر تھا کہ انکو دفعۃً ایک آن مین پیدا فرماوے تو یہ اسواسطے کہ مخلوق کو دلیل ملے کہ اوتعالے قادر مختار ہی اور نظر کرنیوالے اس سے اعتبار حاصل کرین اور لوگون کو درنگی مین آمادگی دلائی ہی۔ بالجملہ اوتعالے عز وجل نے آسمانون وزمین اور جو کچھ انمین ہی سب چھ روز مین پیدا فرمایا۔ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر اوتعالے عرش پر مستوی ہوا۔ مفسر رح نے کہا کہ لغت مین عرش کے معنی بادشاہی تخت کے ہین اور استواء سے یہان ایسا استواء مراد ہی جو اوتعالے جل جلالہ کے لایق ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ مفسر رح نے اس مقام پر سلف و خلف صالحین و معتبر ائمہ فقہ و ائمہ حدیث و ائمہ کلام کا مذہب اختیار کیا کہ کوئی تاویل نہین کی بلکہ تفسیر پر اکتفا کیا اور اسکے حق ہونے کا اعتقاد کیا اور اسپر ایمان لایا اور اسکی تاویل وعلم حقیقی کو اللہ عز وجل کے سپرد کیا۔ واضح ہو کہ تاویل کے کئی معنی آیا کرتے ہین اول بمعنی مایؤل الیہ الامر۔ جیساکہ عنقریب اوپر گذرا۔ قولہ ہل ینظرون الا تاویلہ۔ کی تفسیر مین لیس باین معنی جو کچھ وعدہ و وعید و قیامت و جنت و دوزخ وغیرہ قرآن مجید مین مذکور ہین اسکی تاویل کوئی نہین جانتا کیونکہ وہ بدون واقع ہونے اور معائنہ ہو جانے کے کیونکر معلوم ہو اور یہی قولہ ہذا تاویل رؤیای۔ مین مراد ہی کہ جب حضرت یوسف ع کو انکے بھائیون و ماں باپ نے تعظیمی سجدہ کیا تو انھون نے کہا یہ میرے خواب کی تاویل تھی۔ دوم تاویل کے معنی یہ کہ ظاہر معنی راجح آیت پر کوئی وجہ ایسی [illegible] ہو جس سے ایک مرجوح معنی کیطرف رجوع کیا جاوے اور یہی مفسرین کی اصطلاح مین شائع ہی اور تفسیر اس سے اعم ہی جیساکہ [illegible] سورہ بقرہ مین بروایت عبدالرزاق بسند جید از ابن عباس رض یہ بیان مفصل گذرا ہی پس تفسیر کلمات اور ترکیب کلام [illegible] مرجع اہل زبان کی طرف ہوگا اور وہی معنی ظاہر مراد ہونگے اگر کوئی دلیل ایسی قائم نہو کہ اس سے دوسرے معنی کی طرف رجوع [illegible] اور بدون دلیل کے دوسرے معنی کی طرف رجوع کرنا حرام ہی۔ جب یہ بات بیان ہو گئی تو واضح ہو کہ استواء کے معنی لغت [illegible] بلندی، استقرار و صعود و استیلاء و اعتدال وغیرہ کے مستعمل ہوئے ہین اور حرف علی کے ساتھ بمعنی استقرار و علو [illegible] جوہری نے صحاح مین کہا کہ استوی علی ظہر دابتہ اے استقر۔ یعنی اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر مستوی ہوا بمعنی آنکہ اسپر استقرار

اور استوی الی السماء اے صعد یعنی آسمان کی طرف مستوی ہوا بمعنی اس طرف صعود کیا اور چڑھ گیا اور [illegible]
استواء کے معنی ارتفاع و علو کے ہین اور حضرت ابن عباس رضہ سے مروی ہی کہ استوی کی استقرار [illegible]
مین ہی۔ اور عرش کا استعمال لغت مین کئی معنی مین ہی۔ چنانچہ صحاح و قاموس وغیرہ مین عرش بمعنی چھت [illegible]
کہ جو بلند ہوکر سایہ انداز ہو اور کنایہ از عزت و سلطنت و مملکت ہی اور عرش البیت چھت اور عرش [illegible]
من المعانی التی استعمل فیہا۔ اور یہان عرش کی تفسیر اس مقام پر تخت بادشاہی سے جیسا کہ مفسر رح نے [illegible]
کے معنی استقرار سے جو ابن عباس رضہ سے مروی ہی وہی ماخوذ ہی اور علامہ نسفی رح نے جو مدارک مین ابن سے [illegible]
ہی جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا اور ایسے ہی خفاجی رح نے جو حاشیہ بیضاوی مین کہا کہ عرش وہ فلک الافلاک ہی [illegible]
ہی اور معتمد وہ ہی جو احادیث مین عرش کی صفت ثابت ہوئی کہ وہ آسمانون و زمین کو محیط بلکہ بہت عظیم ہی جیسا [illegible]
گذرا ہی۔ راغب رحمہ اللہ نے کہا کہ عرش اللہ عز وجل ایسی چیز ہی کہ بندہ اسکو نہین جانتا صرف اسکا نام [illegible]
اور جو کچھ عوام اپنے وہم مین تصور کرتے ہین وہ باطل ہی کیونکہ ایسا ہوتا تو وہ اللہ تعالے کا اپنے اوپر اٹھانے والا [illegible]
محال ہی اللہ تعالے پاک ہی اور نیز جن لوگون نے وہم کیا کہ وہ فلک الافلاک ہی اور کرسی فلک الکواکب ہی [illegible]
بعد اس تفسیر کے اب جاننا چاہیے کہ قولہ تعالے ثم استوی علی العرش کے کیا معنی ہین پس یہان لوگون کے [illegible]
جنکو یہان بیان کرنا بیکار ہی مگر اسی قدر کہ ظاہر تفسیر جو استواء و عرش کے معنی بیان کرنے سے معلوم [illegible]
ضرورت ہی یا وہی مختار ہی اور کس معنی کرکے وہ مختار ہی پس ظاہر معنی یہ ہوئے کہ پھر اللہ تعالے اپنے عرش پر مستقر [illegible]
اور ایک جماعت متکلمین نے کہا کہ ظاہر تفسیر سے یہ لازم آتا ہی کہ او تعالے تخت بادشاہی پر متمکن ہوا اور [illegible]
اللہ تعالے کا اٹھانے والا کہا جاوے کیونکہ او تعالے پاک و برتر ہی کہ عرش مخلوق اسکو برداشت کرے پس [illegible]
ہی یعنے غالب و مستولی ہوا عرش پر۔ اور استواء بمعنی استیلاء آیا ہی چنانچہ شاعر نے بشر کے حق مین کہا [illegible]
من غیر سیف ودم مہراق ۔ یعنی بشر مستولی و غالب ہوگیا ملک عراق پر بدون تلوار کے اور بدون خونریزی کے [illegible]
کردی گئی باین طور کہ اہل لغت کے نزدیک یہ ٹھیک نہین ہی چنانچہ ابن الاعرابی رح نے فرمایا کہ استولی فلان علی [illegible]
معروف نہین مگر جبھی کہ وہ شخص اس چیز سے دور ہو اسپر قابو نہ رکھتا ہو پھر اسپر قابو پاجاوے تو [illegible]
ہی کہ اللہ تعالے عرش وغیرہ جملہ اشیاء پر قادر قدیم ہی اور ابن فارس لغوی رح نے کہا کہ اس شعر [illegible]
کہ کون شخص ناواقف ہی اور اگر معلوم ہو تو بھی کچھ حجت نہین کیونکہ جو مستولی نہ ہو اسکے مستولی ہوجانے [illegible]
نہین ہی جیسا کہ بیان ہوا۔ معالم و سراج وغیرہ مین کہا کہ اہل سنت رحمہم اللہ کے نزدیک عرش پر مستوی [illegible]
ہی ہم اسپر ایمان لاتے ہین بدون کیفیت کے اور جو اسکی واقعی کیفیت ہی وہ ہم نہین جانتے ہین۔ [illegible]
مستوی ہی تو عرش او تعالے عز وجل کا اٹھانے والا ہوجائیگا کیونکہ ہم اس استواء کے معنی نہین [illegible]
ہوئی ہی اسی طرح ہی بلکہ جو استواء کہ حضرت باری تعالے کو لایق ہی ویسے ہی مستوی ہی جسکی تاویل [illegible]
نہین جان سکتے جیسے او تعالے عز وجل اور صفات مقدس کی تاویل کو نہین جانتے ہین ہان [illegible]

Marfat.com

[illegible] چیز مشابہ نہین ہی عرش پر مستوی ہونے کی صفت مین بھی کوئی چیز اسکے مشابہ نہین ہی۔ سراج مین [illegible] نے ہم پناہ مانگتے ہین اس بات سے کہ فرقہ مجسمہ کی طرح ہم اللہ تعالے کو کسی مخلوق سے کسی صفت وغیرہ مین [illegible] طرح اس بات سے بھی پناہ مانگتے ہین کہ ملحدون کی طرح ہم اللہ تعالے مین کوئی صفت ثابت نہ کرین۔ حافظ [illegible] نے فرمایا کہ ہم اس مقام پر سلف صالحین کا مسلک اختیار کرتے ہین اور امام مالک واوزاعی وثوری وشافعی ولیث و احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ اور انکے سوائے اور مسلمانون کے پیشواؤن اگلون وپچھلون کا یہ مذہب کہ ایسی آیات و [illegible] صفات کو جیسی آئی ہین ویسی ہی جاری رکھو بدون اسکے کہ انکی کیفیت کو تصور مین لاؤ اور بدون اسکے کہ تشبیہ دو اور [illegible] عزوجل سے ان صفتون کی نفی کرو۔ اور جو لوگ کہ تشبیہ دیتے ہین انکے خیال مین جو وہم یہان سمایا ہی وہ حضرت [illegible] جل جلالہ سے قطعاً منفی و دور ہی کیونکہ اللہ تعالے عزوجل کے واسطے صفات ہین مگر اسکے ساتھ کوئی چیز کسی بات مین [illegible] بھی مشابہ نہین ہی کما قال تعالے لیس کمثلہ شئ وہو السمیع البصیر۔ بلکہ بات وہ ہی جو امامون نے بیان کی چنانچہ امام بخاری رح کے استاد شیخ نعیم بن حماد الخزاعی نے کہا کہ جسنے اللہ تعالے کو اسکے مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی وہ کافر ہوا اور جسنے اس صفت سے انکار کیا جس سے اللہ تعالے نے اپنی ذات پاک کو موصوف فرمایا ہی تو وہ بھی کافر ہوا۔ پس جس صفت سے اللہ تعالے نے اپنی ذات پاک کو موصوف فرمایا یا اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے وصف کیا اسمین کچھ بھی تشبیہ نہین [illegible] جسنے اللہ تعالے کے واسطے ان صفات کو جس شان سے کہ حضرت باری تعالے کے لایق ہین جسکا اللہ تعالے داناتر [illegible] ہر طرح کے نقص وعیب سے ذات الٰہی کو پاک جانا وہ ہدایت کی راہ چلا۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ الاسلام حنفی [illegible] کمالین نے اپنے حاشیہ مین لکھا کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ و حضرت [illegible] رح و امام الفقہاء ابو حنیفہ و امام مالک رح سے روایت ہی کہ استوا معلوم یعنی اللہ تعالے کا عرش پر مستوی ہونا معلوم ہی [illegible] کی کیفیت [illegible] معلوم ہی اور اسپر ایمان لانا فرض ہی اور کیفیت کا پوچھنا بدعت ہی۔ بیہقی رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت [illegible] اللہ تعالے آسمان [illegible] مین ہین۔ اور نیز ابو حنیفہ رح سے مروی ہی کہ جو شخص اس بات سے انکار کرے کہ اللہ تعالی [illegible] کافر [illegible] امام شافعی رح نے کہا کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر آسمان مین ہی وہ اپنی مخلوق سے قریب ہی اسکی [illegible] نزول فرماتا ہی۔ امام احمد رح سے اسکی مثل مروی ہی اور امام اسحاق بن راہویہ رح نے [illegible] کہ اللہ تعالے عزوجل اپنے عرش پر مستوی ہی اور وہ ہر چیز کو جانتا ہی اور یہی قول شیخ مزنی رح و امام المحدث[illegible] [illegible] ابو داؤد رح و ترمذی رح و ابن ماجہ و ابو یعلی و بیہقی اور دیگر ائمہ الحدیث کا ہی اور شیخ ابراہیم حنبلی نے [illegible] صالحین کا طریق ہی اور وہ کتاب الٰہی و سنت رسول اللہ صلعم و اجماع کے تابع تھے اور منجملہ اسکے [illegible] اللہ عزوجل قدیم ہی اور ہمیشہ سے وہ اپنی تمام صفات مین کامل ہی۔ شیخ ابراہیم اسی طرح لکھتے آئے یہانتک [illegible] آئی ہین اور [illegible] سے ثابت ہوتا ہی کہ اللہ تعالے عزوجل اپنے عرش پر مستوی ہی پس سلف صالحین اسکے قائل [illegible] صفت پر ایمان لاتے [illegible] بدون اسکے کہ اسکی کیفیت ثابت کرین یا کچھ تشبیہ ثابت کرین بلکہ سب کے سب یہ اعتقاد [illegible] عزوجل کے ساتھ کسی طرح کوئی چیز مشابہ نہین ہی۔ امام الحرمین نے کہا کہ ہم جس بات کو اپنے واسطے پاکیزگی

لیتے ہین اور اسی پر اعتماد و اعتقاد کرتے ہین وہ یہ ہی کہ سلف صالحین کی پیروی کرتے ہین اور
جو تعرض آتے ہین انکو اپنے ظاہر معنی پر رکھتے ہین اور انکی کیفیت و تاویل الیٰ اللہ کرا اللہ عزوجل
مافی الکمالین - سراج مین ہی کہ سلف نے اجماع کیا ہی کہ آیت کے اوپر تاویل کی زیادتی
مذہب وہ ہی جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہی اور اسکی کیفیت مجہول ہی
ہی - مترجم کہتا ہی کہ مسلمان بھائیون کو چاہیے کہ سلف صالحین کی پیروی کرین اور ایمان لاوین
پر ہی ولیکن ہرگز ہرگز اسکی صورت اپنے خیال مین نہ باندھین کیونکہ یہ اللہ تعالے کی صفت ہی اور یہ معلوم
وصفات پاک کسی بندہ کے خیال مین نہین آسکتی ہی اسکے کنہ ذات وصفات مین دم مارنا کسی مجال ہی ولیکن
کہ اسکی کسی صفت سے انکار کرکے کافر ہو جاوے نعوذ باللہ من الکفر والالحاد - پھر او تعالے عزوجل نے اپنی
قدرت کاملہ کے ظہور کا اشارہ فرمایا بقولہ - **يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ** یغشی از تغشیہ یعنی باب تفعیل سے
اور اغشاء یعنی باب افعال سے بھی پڑھا گیا ہی اور معنی یہ ہین کہ او تعالے تغطیہ کر دیتا یعنی ڈھک دیتا ہی ہر ایک
دوسرے سے درحالیکہ - **يَطْلُبُهُ حَثِيثًا** اے یطلب کل واحد منہما الآخر طلبا حثیثا اے سریعا - طلب
رات و دن مین سے دوسرے کو طلب حثیث یعنی جلدی و تیزی کے ساتھ - یعنی رات کا اندھیرا دن کی روشنی سے جا
دن کی روشنی رات کی تاریکی سے جاتی رہتی ہی اور انمین سرعت ہوتی ہی کہ ذرا بھی تاخیر نہین ہوتی بلکہ جبھی ایک گیا فی الفور
آگیا - کما فی قولہ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون - رازی رح نے کہا
نے اس رات و دن کی آمد و رفت کی حرکت کو حثیث یعنی بہت تیزی سے وصف فرمایا تو بات یہ ہی کہ دن و رات کا ایک د
پہ بدلتے آنا قدرت الٰہی مین فلک اعظم کی حرکت پر ہی اور اسکی حرکت مین نہایت سخت تیزی ہی کیونکہ نہایت تیز دوڑنے
جتنی دیر مین اپنا ایک قدم اٹھا کر رکھتا ہی اتنی دیر مین فلک مذکور تین ہزار میل حرکت کر جاتا ہی جسکے بہت کڑے ایک ہزار
اسی واسطے یطلبہ حثیثا فرمایا یعنے جلد اسکے پیچھے آجاتا ہی جیسے اسکا طالب تھا کہ ان دونون کے بیچ مین کسی چیز کا بھی دا
ہوتا ہی پس یہ جملہ حالیہ لیل و نہار دونون سے حال ہی - پھر جو کوئی وہم کرے کہ رات و دن تو سورج نکلنے ڈوبنے یا فلک
حرکت سے ہین وہ جاہل ہی کیونکہ یہ سب بھی زیر فرمان قدرت ہین چنانچہ فرمایا - **وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَا**
مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ یہان بھی دو قرأت ہین ایک نصب پس سموات پر عطف ہی اور مسخرات بھی منصوب
سے حال ہی یعنے پیدا کیا ان چیزون کو درحالیکہ یہ چیزین مسخر ہین اسکے حکم مین - اور دوسری قرأت
مبتدا ہین اور مسخرات خبر ہی پس معنی یہ کہ یہ چیزین اللہ تعالے کے حکم مین مسخر ہین یعنی
مین ذلیل ہین ذرا سرکشی نہین کر سکتی ہین ہر دم ہر حال مین اسکی قدرت و ارادہ کے موافق حرکت کرتی
کسی تاثیر کا یا اثر کا کچھ بھی اختیار نہین ہی - **أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ** آگاہ
اسی کا ہی کسی اور کو یہان ذرہ برابر بھی کچھ نہین ہی - **تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ**
ہی یعنے برتر و بڑائی والا ہی اپنی وحدانیت کے ساتھ اپنی الٰہیت مین اور جسکے انتہا عظمت

[illegible] ہی پاک ہی تمام عالمین کا - آیت کریمہ مین تصریح ہی کہ خلق و امر سب اللہ تعالی کے واسطے
[illegible] وہ بھی اختیار [illegible] سفیان بن عیینہ رح نے کہا کہ خلق تو عرش و اس سے نیچے سب ہی اور امر اس سے
[illegible] نکالا کہ کلام اللہ مخلوق نہین ہی کیونکہ اللہ تعالے نے خلق و امر مین فرق کیا ہی پس کلام الٰہی یعنی قرآن کو
[illegible] مخلوق جاننا وہ کافر ہی - اس آیت مین دلیل ہی کہ سواے اللہ تعالے کے کوئی خالق نہین ہی پس جس شخص نے
[illegible] کیا کہ سورج و چاند وغیرہ کسی چیز سے کوئی تاثیر ہوا کرتی ہی اسطرح کہ ان چیزون کو کسی وقت کسی حال مین خود کوئی اثر پیدا کر دینے
[illegible] قدرت ہی تو وہ جاہل مرتد ہی کیونکہ خلق و امر سب اسی کی قدرت کاملہ ہی پس ہر فعل و ہر تاثیر جو کسی چیز سے ہوتی ہی وہ اسی کی
[illegible] سے ہوتی ہی - قال ابن جریر حدثنی المثنی حدثنا اسحاق حدثنا ہشام ابو عبد الرحمن حدثنا بقیہ بن الولید حدثنا عبد الغفار
[illegible] عبد العزیز الانصاری عن عبد العزیز الشامی عن ابیہ و کانت لہ صحبۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یحمد اللہ علی
[illegible] عمل من عمل الحدیث یعنی رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے کوئی نیک کام بجا لانے پر اللہ تعالے کی حمد و ثنا نہ کی اور اپنی جان
[illegible] وہ کافر ہوا اور اسکا کام برباد ہوا اور جسنے یہ سمجھا کہ اللہ تعالے نے بندون کے واسطے بھی امر مین سے کچھ قرار دیا ہی تو
[illegible] تعالے نے جو کچھ اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل کیا ہی اس سے یہ شخص کافر ہوا اللہ تعالے فرماتا ہی الا لہ الخلق والامر تبارک
اللہ رب العالمین - ہکذا رواہ من حدیث بقیۃ رحمہ اللہ - اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً روایت مین ہی کہ اللھم
[illegible] الملک کلہ و لک الحمد کلہ و الیک یرجع الامر کلہ اسالک من الخیر کلہ و اعوذ بک من الشر کلہ - یعنی اے میرے پاک پروردگار
تیرا ہی سب ملک ہی اور تیرے ہی لیے سب حمد ہی اور تیرے ہی طرف سب امر راجع ہی مین تجھی سے سب بھلائی مانگتا ہون اور
تجھی سے سب برائی سے پناہ چاہتا ہون - بیضاوی رح نے اس آیت کریمہ کے فقرہ کو بیان کیا جسکی تلخیص یہ ہی کہ کافرون نے
جہالت سے بے اختیار چیزون و بندون وغیرہ کو اپنے واسطے معبود بنا لیا تھا تو انکے واسطے کھلے بیان سے ظاہر فرمایا کہ معبود
فقط ایک وحدہ لا شریک ہی وہ اللہ تعالے عز و جل ہی کوئی اسکے سواے معبود نہین ممکن ہی کیونکہ اسیکا خلق و امر ہی اسیلیے کہ
اسنے آسمانون کو پیدا کیا اور نادر صنعت و عجیب حکمت اسمین ظاہر ہی کہ وہان تحقیق حالات کے لیے اوہام و عقول کو مجال نہین
ہی پھر زمین کے اجسام سفلی کو طرح طرح کی بدیع صنعت و نادر حکمت سے پیدا کیا پھر ان اجرام و اجسام کی جملہ تدابیر اپنے
[illegible] قدرت مین رکھین - کما قال یدبر الامر من السماء الی الارض - یعنی آسمان سے زمین کیطرف اسکی تدبیر امر جاری ہی
[illegible] کی قدرت سے افلاک گھومتے ہین ایک ذرہ برابر انکو تجاوز کرنے کا اختیار نہین ہی ایسے ہی سیارے و کواکب ہین اور
[illegible] دن [illegible] داخل ہوتے ہین اس خلق و امر مین وہی قادر مختار ہی کسی کو ذرہ برابر تجاوز کا اختیار نہین ہی بلکہ ممکن نہین کہ
[illegible] قدرت [illegible] سے سواے مسخر ہونے کے جنبش کر سکے پھر نتیجہ بہت ظاہر سمجھا دیا کہ آگاہ رہو کہ اسی کا خلق و امر ہی -
[illegible] رب العالمین [illegible] فی العرائس قولہ تعالے ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی
[illegible] عرش - مین الوہیت [illegible] تنبیہ کر دی کہ ربکم اللہ - پروردگار ہونے کے ساتھ خطاب فرمایا اسلیئے کہ انکے دل اپنے
[illegible] کی طرف [illegible] الوہیت کی طرف نام پاک سے اشارہ کیا تاکہ قدم مین حدوث کو فنا ہو جاوے پھر محو کی
[illegible] ہوشیاری کی طرف [illegible] حضوری سے غائب کیا - بقولہ الذی - اور یہ اشارہ ہی اور ربکم - عبارت ہی پس اول تو انبساط

Marfat.com

کے واسطے ہی اور دوم انقباض کے واسطے ہی پھر انکو صفات جیسے افعال کی طرف پھیرا جیسے [illegible]
تھا تاکہ انوار الوہیت خالصہ مین جل نجاوین پس اول خطاب قلبیہ ہی اور دوم خطاب [illegible]
اول سے قولہ ربکم - اور دوم سے قولہ اللہ - اور سوم سے قولہ الذی ہی پھر انکو شہود جیسے [illegible]
موافق انکو خطاب کیا کیونکہ قدم سے حدوث کی طرف حوالہ کردیا ہی پس او تعالے واضح ہی کہ وہ [illegible]
نہین اُٹھا سکتے ہین پس فرمایا الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام پس مشاہدہ [illegible] کے واسطے [illegible]
آئینہ بنا دیا - ان آیات کو چھ روز مین پیدا فرمایا اور ایام الٰہی اسکی قضا و قدر مین انکو چھ ایام مین محصور کیا [illegible]
ہر روز اسکی کسی صفت کا مطلع قدم سے ظہور ہی کہ اسنے عدم کے واسطے تجلی فرمائی پس چھ ایام اسکی صفات [illegible]
ظہور ہی - اول علم - دوم قدرت - سوم سمع - چہارم بصر - پنجم کلام - ششم ارادہ - پس ان چھ صفات کے [illegible]
کامل طور پر ظاہر ہوگئین پھر جب پوری ہوئین تو تمام حوادث مانند جسم آدم کے بدون روح کے حاصل ہوئین [illegible]
صفت سے انپر تجلی فرمائی اور وہ ساتوین صفت اسکی حیات قدیم ازلی ہی جو ہر نفس کے اوہام و خیال [illegible]
سے پاک منزہ ہی پس تمام چیزین اسکی صفات سے جو اسکی ذات سے قائم ہین موجود ہوگئین پس اسکی حیات [illegible]
از انفصال و اتصال ہی ہر ایک کو حاجت و محتاجی ہی اور او تعالے پاک برتر ہی کوئی چیز اسکے مشابہ نہین [illegible]
اشارہ سے یون سمجھو کہ آسمان ارواح ہین اور زمین اشباح ہین اور عرش قلوب ہین اور کشف افعال سے [illegible]
اور کشف ذات سے قلوب ظاہر کیے کیونکہ قلوب کی منظر محل غیوب ہین اور قلوب سے غیوب محل استوا و تجلی قدم [illegible]
ظہور ہوا عدم کے واسطے پھر افعال پر استوار تجلی صفات ہوا پھر صفات پر استوار تجلی ذات ہوا - پس اپنی ذات [illegible]
اپنی ذات کے واسطے بذات خود مستوی ہوا جو کہ اتصال و انفصال و حدوث و انکے ساتھ ہونے سب سے پاک [illegible]
حضرت باری تعالے کی صفت ذاتی ہی وہ مخلوق کے مطالعہ سے خارج ہی - سموات و ارض کو تجلی صفات کے واسطے مخصوص [illegible]
اور عرش کو تجلی ذات کے واسطے مخصوص کیا پس آسمان و زمین تو اس عالم کے واسطے بمنزلہ شخص [illegible]
عرش اس عالم کا قلب ہی اور کرسی اس عالم کا دماغ ہی پس باقی سب کو افعال و صفات کے ساتھ مخصوص [illegible]
ظہور ذات سے مختص فرمایا کیونکہ وہ سب کا قلب ہی اور وہی غیب الرحمن و اسکا علم و حکمت ہی [illegible]
دیکھا کہ انوار لطیف نورانی ہین نہ جسم ہی نہ مکان نہ کوئی صورت وہ جگمگاتا ہی پس مین نے دریافت [illegible]
عالم ہی جسکو عرش کہتے ہین - تفسیر مین عرش کے کہا گیا کہ علم ہی جیسے حضرت ابن عباس [illegible]
وہ علم الٰہی ہی - قال المترجم بعض تفاسیر مین لکھا ہی کہ مراد عرش سے ایک جسم نورانی [illegible]
صحیح نہین ہی - پھر او تعالے نے افعال کو ذکر فرمایا تاکہ ارواح و اشباح باقی رہین - یغشی اللیل النہار [illegible]
والقمر والنجوم مسخرات بامرہ - پہلے رات کو ذکر کیا کیونکہ وہ پردہ اولیا و حجاب اصفیا [illegible]
قبض کو بسط پہنایا جاتا ہی کیونکہ دونون ضد ہین - رات قبض عارفین ہی اور روز [illegible]
طالب ہوتا ہی کیونکہ وصف اسکا حضور و غیبت اسطرح ہی کہ تجلی کا ظہور [illegible]

[illegible] یہ معلومات ہین اور یہ سب آسمان ملکوت اور ہوا و جبروت مین اسطرح مسخر ہین کہ اسکی قدرت کاملہ [illegible] ان ارواح پاکیزہ کو مشاہدہ ازلیہ سے الفت دیتی ہی پھر اللہ تعالی سبحانہ نے [illegible] پر لفظ لیس فرمایا اور سب کو مرتبہ تسخیر مین لایا لقولہ الا لہ الخلق والامر۔ خلق اسکا فعل ہی اور [illegible] مین جاری ہی اور امر اسکا ارواح مین جاری ہی۔ نور خلق سے تمام عقول کو مبہوت فرمایا [illegible] مین حیرت ناک کر دیا اور تجلی امر سے قلوب کو عالم صفات کی طرف جذب کیا اور عالم ذات پر اسکو عاشق [illegible] تمام اسکے وصف صفات سے عاجز ہوئے اور زبانین اسکی مدح سے گونگی ہوگئین تو خود اپنی ذات [illegible] وصف فرمایا لقولہ تبارک اللہ رب العالمین۔ یعنی جو کچھ بندون و مخلوق کے وہم وخیال مین اللہ تعالی کی ذات وصفات [illegible] ان سب سے پاک برتر ہی رب العالمین یعنے سب مخلوق کا رب ہی اسکی صفت تمام مخلوق مین ظاہر ہی۔ [illegible] اپنی ذات پاک کے ظہور سے تربیت فرمایا اسطرح کہ صفات کے آئینہ سے ذات کو ظاہر فرماکر مقام عرفان مین پہونچایا۔ استاد [illegible] آیت مین مخلوقات کو معرفت کی طرف ارشاد فرمایا بایں طور کہ ان آیات ظاہرہ سے اسکی قدرت کی طرف معرفت [illegible] اسکے افعال ہین اور انہین سے خاص لوگون کو اپنی آیات سے جو اسکے افضال واقبال پر دلیل ہین معرفت [illegible] اپنی خوت ذاتیہ کی معرفت دی اور وہ جمال وجلال ہین پس ایک قوم سے دوسری قوم تک [illegible] تفاوت ہی۔ واسطی رحمہ نے کہا کہ قولہ تعالے الا لہ الخلق والامر۔ جب سب اسی کے واسطے ہوا تو اسی سے اور اسی [illegible] کی طرف ہی کیونکہ امر تو صفت آمر ہی یعنے امر اپنے حکم دہندہ کی صفت ہی پس مرجع امر کا اسی کی طرف ہی۔ پھر جب [illegible] عز وجل نے ربوبیت کے اعلام سے ان لوگون کو آگاہ فرمایا تو انکو خالص عبودیت ادا کرنے کا حکم دیا اور بہت عمدہ ادب انکو سکھلا دیا۔ لقولہ تعالی۔

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۚ وَلَا

[illegible] پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چپکے اسکو خوش نہین آتے حد سے بڑھنے والے اور مت

تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۚ اِنَّ

[illegible] زمین مین اسکے سنوارے پیچھے اور پکارو اسکو ڈر اور توقع سے بیشک

رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۚ

رحمت اللہ کی نزدیک ہی نیکی والون سے

ادْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا اے تذللًا۔ دعا مانگو اپنے پروردگار سے تذلل سے اے متضرعین متذللین یعنی درحالیکہ [illegible] البیضاوی اے وذی تضرع یعنے تم مین تضرع کی صفت موجود ہو اس حال مین دعا کرو [illegible] یعنی دسرین یعنے درحالیکہ تضرع کی حالت کے باوجود اخفا کرنے والے ہو کیونکہ اخفا کرنا [illegible] کا دخل نہین ہوتا اور اسمین اشارہ ہی کہ فریب نفس ایسے پیچیدہ ہین کہ آدمی خود واقف نہین ہوتا [illegible] اسکا اختیار کرے۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ اللہ تعالی دوست

نہین رکھتا سعد بن یعنے تجاوز کرنے والون کو یعنی دعاء مین حد سے بڑھ چلنے والے یا بن [illegible]
بلند ہو ایسے بندے اللہ تعالی کو پسند نہین ہین - فی السراج دعاء بمعنی سوال ہی اور وہ [illegible]
کسی چیز کی حاجت ہوئی جسکے خود حاصل کرنے سے عاجز ہی اور جانتا ہی کہ میرا پروردگار سبحانہ وتعالی [illegible]
جانتا ہی وہی قادر ہی کہ بندے کو اسکا مطلوب مل جاوے پس بندہ اپنے آپکو عاجز و ذلیل بنا [illegible]
کو قادر کریم عزیز جلیل یقین کرکے اس سے تضرع سے دعاء کریگا اور تضرع اظہار ذلت نفس اور خشوع [illegible]
اپنے آپ کو ذلیل و خوار بنائے ہوئے اور دل مین سمجھے ہوئے دعا کرو - اور خفیہ ہو علانیہ نہو - وفی تفسیر [illegible]
کہا کہ دعاء مین آواز بلند کرنا و چیخ پکار مکروہ تحریمی ہی اور تضرع و استکانت کا حکم دیا جاوے اور ابن عباس [illegible]
کی کہ خفیہ کے معنی سر یعنے پوشیدہ - اور خود او تعالے عزوجل نے فرمایا واذکر ربک فی نفسک الآیۃ - جیساکہ اظہار [illegible]
اور صحیحین مین حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگون [illegible]
آواز بلند کرنی شروع کردی تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو اپنی جانون پر نرمی کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہین [illegible]
تم لوگ تو پاک رب سمیع بصیر یعنے سنتے دیکھتے کو پکارتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہی - ابو موسی رضہ نے بیان کیا کہ مین [illegible]
دل مین لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا تھا - پس حضرت صلعم نے مجھے خطاب فرمایا کہ اے عبد اللہ بن قیس مین [illegible]
خزانون مین سے ایک خزانہ پر راہ بتادون مین نے عرض کیا کہ جی ہان بتلا دیجئے تو فرمایا کہ وہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ [illegible]
المتر جم اسکے معنے یہ کہ بندہ نہایت تضرع سے عرض کرتا ہی کہ کچھ بھی طاقت اور کچھ بھی قوت نہین ہی مگر اللہ تعالے [illegible]
پس یہ کلمہ بہت محبوب ہی اس سے شیطان رد ہو جاتا ہی کیونکہ جب بندے نے اللہ تعالے کی حول و قوت پائی [illegible]
کا کچھ قابو نہین چل سکتا - بالجملہ خفیہ دعاء کا حکم فرمایا - اور ابن جریر رح نے تفسیر مین کہا کہ خفیہ سے یہ مراد کہ دل [illegible]
عزوجل کی وحدانیت و ربوبیت پر یقین کرکے اپنے دل مین اخفاء سے بدون جہر کے دعاء کرو - عبد اللہ بن المبارک [illegible]
حسن بصری رح سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ پہلے لوگ تھے کہ آدمی تمام قرآن کا جامع ہوتا اور لوگون کو اس سے [illegible]
اور آدمی تھا کہ اسکو بہت فقہ حاصل ہوگئی اور لوگون کو معلوم بھی نہین - اور آدمی تھا کہ وہ گھر مین بہت [illegible]
یہان اور لوگ مہمان ہوتے حالانکہ انکو خبر بھی نہین ہوتی اور اب مین نے ایسی قومون کو پایا کہ روئے زمین پر [illegible]
کہ جسکو وہ پوشیدہ کرسکتے ہین مگر ہمیشہ اسکو علانیہ کرینگے اور پوشیدہ و علانیہ دعاء مین ستر گنے کا فرق ہی اور [illegible]
تھے کہ نہایت کوشش سے دعاء کرتے تھے حالانکہ انکی آواز سنائی نہین دیتی تھی وہ تو انکے اور پروردگار [illegible]
ہمس ہوتے تھے اور یہ بات اسوجہ سے تھی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی - ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ [illegible]
بندہ صالح کو ذکر فرمایا جسکا فعل پسندیدہ ہوا کہ فرمایا اذ نادی ربہ نداء خفیا الآیۃ - معالم السراج مین ہی کہ [illegible]
بندہ متقی و دعائے خفی کو جانتا ہی پھر روایت باقی ذکر فرمائی - پھر دعاء مین اعتداء یعنی حد سے [illegible]
مین ہی کہ اسمین تنبیہ ہی کہ دعاء کرنے والے کے لائق جو چیز نہین ہی مانند رتبہ انبیاء علیہم السلام [illegible]
کہ یہی شیخ ابو مجلز رح سے اعتداء کی تفسیر مین صحیح مروی ہی اور بعض نے کہا کہ اعتداء [illegible]

سعد رضہ سے روایت ہی کہ انھون نے اپنے ایک بیٹے کو اسطرح دعاء کرتے سُنا کہ اللہ تعالےٰ مین تجھسے جنت و اسکی نعمتین
و سبزی مانگتا ہون اور تجھسے دوزخ و اسکے طوق و بیڑیون سے پناہ مانگتا ہون تو حضرت سعد رضہ نے کہا کہ تو نے اللہ تعالیٰ سے
بہت بھلائی مانگی اور بہت برائی سے پناہ مانگی اور مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک ایسی قوم
ہو جو دعاء کرنے مین حد سے تجاوز کریگی اور ایک روایت مین ہی کہ طہارت کے پانی بہانے اور دعاء کرنے مین حد سے تجاوز
کریگی اور یہ آیت پڑھی ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ الآیۃ۔ اور تجھے اسقدر کہنا کافی ہی کہ اے میرے پروردگار مین تجھسے جنت اور
قول و عمل کو جو اس سے قریب کرے مانگتا ہون اور تجھسے دوزخ سے اور ہر قول و عمل سے جو اس سے قریب کرے
پناہ مانگتا ہون۔ رواہ الامام احمد و ابوداؤد۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ انھون نے اپنے بیٹے کو یہ کہتے
سُنا کہ اے میرے پروردگار مین تجھسے جنت کے داہن طرف قصر سپید مانگتا ہون تو عبداللہ رضہ نے فرمایا کہ اے فرزند تو
اللہ تعالےٰ سے جنت مانگ اور دوزخ سے پناہ مانگ کیونکہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک
قوم ہوگی جو طہارت کے پانی بہانے اور دعاء مین حد سے تجاوز کریگی۔ رواہ احمد و ابن ماجہ و ابوداؤد قال الحافظ اسنادہ حسن لا بأس به
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا اور مت فساد کرو زمین مین یعنے شرک و گناہون سے بعد اصلاح
زمین کے اس طور کہ رسول بھیجکر اسکی اصلاح ہوئی اور احکام مشروع ہوئے اور بعض نے کہا کہ زمین مین فساد مت کرو کہ اللہ تعالیٰ
بارش کو روک دے اور کھیتیان برباد ہون بسبب تمھارے گناہون کے۔ وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا خوف اسکے
عذاب سے اور طمع اسکی رحمت کی۔ یعنے اور دعا مانگو اللہ تعالےٰ سے درحالیکہ خائف ہو اسکے عذاب سے اور طامع ہو اسکی رحمت
مین۔ قال القرطبی رح ہمکو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ بندہ وقت دعاء کے خوف و امید مین ہو حتی کہ خوف و امید اسکے واسطے
بمنزلہ دو بازون کے ہون جو اسکو استقامت پر رکھین پس اگر انمین سے کوئی بات نہ رہی تو بندہ تباہ و برباد ہوگا اور خوف یہ کہ
مضرتون کے واقع ہونے سے مجنت نہین ہو سکتا انکے خیال سے باز رہے اور بعض نے کہا آئندہ کسی مکروہ پہونچنے کا خیال ہو
اور طمع آئندہ کسی محبوب بات کے ملنے کی امید ہو۔ اور ابن جریج رح نے کہا کہ خوف ہو عدل سے اور طمع ہو فضل مین۔ بعض اہل علم
نے کہا کہ بندہ پر زندگی بھر خوف غالب رہنا چاہیے پھر جب موت آوے تو اسکو امید غالب ہو جانا چاہیے کیونکہ حضرت صلعم نے
فرمایا لا یموتن احدکم الا وهو یحسن الظن باللہ تعالےٰ رواہ مسلم یعنے تم مین سے کوئی نہ مرے مگر اس حال مین کہ وہ اللہ تعالےٰ کے
ساتھ نیک گمان رکھتا ہو۔ آیت اولیٰ مین دعاء کی شرط کا بیان ہی اور دوسری آیت مین فائدہ دعاء کا بیان ہی۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ
قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت قریب ہی محسنین سے یعنے مطیع و فرمانبردار بندون سے قریب ہی۔ رحمت کا لفظ
مؤنث اور قریب اسکی خبر باوجود مشتق ہونے کے بلفظ مذکر ہی تو مفسر رح نے کہا کہ رحمۃ اللہ مضافہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف پس
اس سے اسکی خبر مذکر آئی ہی۔ وفی السراج۔ سعید بن جبیر رح نے کہا کہ رحمت یہان بمعنی ثواب ہی۔ وعلی ہذا قریب کا صیغہ
باعتبار معنی ہی۔ اور بعض نے کہا کہ رحمت کی تانیث حقیقی نہین ہی اور جو ایسی ہو اسمین اہل لغت کے نزدیک خبر مین مذکر و
مؤنث دونون جائز ہین۔ اور بعض نے کہا کہ قریب بمعنی نزدیکی جو ناتے مین ہو اور نیز بمعنی دیگر جیسے یہان ہی پس ناتے کے معنی مین
جب مؤنث ہو تو خبر قریب کی تانیث واجب ہی چنانچہ فلانۃ قریبۃ کہنا چاہیے اور فلانۃ قریب نہین چاہیے

Marfat.com

اور دوسرے معنی مین جائز ہی لهذا یہان خبر کا ذکر لانا اسی فرق کے واسطے ہی اور [illegible]
کہ آدمی ہردم دنیا سے منھ موڑے اور آخرت کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے ہی [illegible]
آدمی سے زیادہ قریب ہی اور محسنین اور اللہ تعالے کی رحمت یعنی ثواب کے [illegible]
آجاوے تو فوراً رحمت مل جاوے اور موت ہر آدمی سے قریب ہی۔ صحیح مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ [illegible]
ے وامرأ مصبح فی اہلہ + والموت ادنی من شراک نعلہ + اور حافظ نے تفسیر مین لکھا کہ قریب من المحسنین [illegible]
محسنین کے واسطے اُٹھا رکھی گئی ہی جو اللہ تعالے کے حکم مانتے اور ممنوعات سے باز رہتے ہین جیسے فرمایا [illegible]
شئی فساکتبها للذین یتقون الآیۃ۔ اور سطر الوراق رح نے کہا کہ اللہ تعالی کے وعدے پورے مل جانے کی [illegible]
کہ اسکی فرمانبرداری وطاعت کو ادا کرو کیونکہ اسنے مقرر کر دیا ہی کہ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین یعنی [illegible]
لوگون سے قریب ہی۔ رواہ ابن ابی حاتم فـــی العرائس قولہ تعالے ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ جیسا تم [illegible]
عز وجل کے نعوت اور جلال عظمت وعزت قدم وبقاء کو پہچانا تو اللہ تعالے کی طرف محتاج ہونے مین ان [illegible]
فانی ہو جاؤ اس طرح پر کہ تمھارے اسرار پر تمھارے نفس بھی واقف نہون کیونکہ مضطر ومحتاج کی دعاء [illegible]
ہوتی ہی جبکہ زبان دل سے ہو اور صفاء وقت سے تضرع کے ساتھ خفیہ دعاء ہو اور یہ ذکر خفی وہی ہی جسکی [illegible]
ذکرون سے خفی ذکر بہتر ہی۔ ابو عثمان رح نے کہا کہ دعاء مین تضرع کرنا اسطرح نہین ہی کہ اپنے افعال [illegible]
وغیرہ کو مقدم کرکے اسکے پیچھے ان افعال کی نظر سے دعا کرے بلکہ تضرع یہی ہی کہ اپنی عاجزی وبیکسی ومحتاجی [illegible]
بدون علت وبلا سبب کے دعا مانگے تو تیری دعاء البتہ حضرت عزت مین باریاب ہو۔ واسطی رح نے کہا کہ تضرع [illegible]
کو قربان کرے اور طول طویل بک سرکشی نفس کی چھوڑ دے اور خفیہ رکھے کہ غیر اس سے آگاہ نہو۔ واضح ہو کہ دعاء [illegible]
چند مقامات ہین۔ بعضے زبان ظاہر سے دعا کرتے ہین۔ بعضے زبان باطن سے دعاء کرتے ہین۔ بعضے [illegible]
بعضے اشارۂ قلب سے اور بعضے اشارۂ روح سے اور بعضے اشارۂ سر باطن سے دعاء کرتے ہین پس اہل ظاہر [illegible]
اور اہل باطن کی صفت انتقار وخشوع ہی اور اہل عقل کی صفت فکر ہی اور اہل قلب کی صفت ذکر ہی اور اہل [illegible]
شوق ہی اور اہل السر کی صفت فناء ہی اس سے باذن دعاء کرتے ہین اور دعاء کی اجازت [illegible]
مقام قبض اور دوم مقام بسط پس مقام قبض مین دعاء بصفت عبودیت ہی اور مقام بسط مین دعاء [illegible]
ربوبیت کو اس مقام مین پاتا ہی۔ عارفون کے واسطے ضرور یہ دونون مقام حاصل ہوتے ہین۔ دعاء [illegible]
بلا مین مبتلا دعاء کرتے ہین اسواسطے کہ انکے ہم وغم دور ہو جاوین۔ دوم [illegible]
دعاء کرتے ہین تاکہ قلوب کو تسلی حاصل ہو۔ چہارم مشتاقین دعاء کرتے ہین تاکہ [illegible]
کرتے ہین تاکہ مراد حاصل ہو۔ ششم عارفین دعاء کرتے ہین تاکہ [illegible]
اس دعاء مین اہل الانس کو انس اور عارفون کو تضرع اور محبین کو [illegible]
مین انکی حالت نہایت عمدہ ہو جاتی ہی کیونکہ موجود کا کشف [illegible]

Marfat.com

ہین وہ خوشگوار ہے اور جوش دل سے انکی خاطر کی حرکتین کیا پسندیدہ ہین - استاد رح نے کہا کہ جو کوئی بندہ خلوص دل سے
یاد کرتا ہے اللہ تعالی ضرور اسکے دل کو اسی وقت راحت بخشتا ہے - پھر اللہ تعالے نے بندون کو اعلی سے ادنی کی طرف اور
اتباع نفس کی طرف جانے سے پرہیز کرنے کا حکم دیا اور مراقبہ و مشاہدہ و حضوری سے دل صاف و اصلاح پذیر
ہو جانے کے بعد اسکو نفس کی شہوات و ہوا و ہوس سے خراب کرنے سے منع فرمایا بقولہ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا - استاد رح
نے کہا کہ یہ خرابی و بربادی اسطرح ہوتی ہے کہ مجاہدہ و ریاضت کرنے سے نفس کو مہلت دیدی اور حقوق شرع قائم کرنے کے بعد حظ نفس
کی ڈالدیا تو بعد اصلاح کے خراب ہو جائیگا پھر اللہ تعالی نے اداب دعا مین اخلاص و تواضع و خوف و امید کو مزید فرمایا بقولہ وادعوہ
خوفا وطمعا - اسکے دیدار جلال مین انکی عظمت کی رعایت رکھو اور جمال مین البتہ بسط سے دعا کرو کیونکہ حقیقت دعا حالت شہود مین معرفت
ربوبیت مین ذلیل ہونے کے ساتھ ہو کیونکہ عبودیت کی یہی شان ہے اور وصول مقصود کی صورت مین سرور ہوگا اور نیز خوف رکھو کہ
الوہیت اسکے کوئی تمہارے دل مین جاری ہو جاوے یعنی حدوث کا ذکر دیدار قدم مین طاری نہو اور طمع کے یہ معنی ہین کہ دعا سے
اعلی مقام کی امید رکھو کیونکہ دعا وسیلہ ہے پھر جب مقصود حاصل ہوگیا تو وسیلہ منقطع ہوگیا مگر آنکہ اس سے بالاتر مقام مین
دوسری دعا کرو - اور نیز یہ خوف رکھو کہ وہ پاک پروردگار عزیز متعال ہے پاک بے پروا ہے ایسا نہو کہ دعا مردود ہو جاوے
اور طمع یہ رکھو کہ رحیم کریم ارحم الراحمین ہے امید ہے کہ دعا قبول فرماوے اور جن بندون کی یہ صفت ہے وہ ان محسنین
مین سے ہین جنکو بلطف اللہ تعالے اسکی درگاہ مین تقرب حاصل ہے انھین کو فرمایا بقولہ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین - اور
بعض نے کہا کہ خوف اسکے عقاب سے اور طمع اسکے ثواب کی ہو - بعض نے کہا کہ خوف کرو کہ دور نہ کیے جاؤ اور طمع اسکی
درگاہ مین تقرب کی رکھو اور بعض نے کہا کہ خوف اسکے اعراض سے اور طمع اسکے اقبال کی ہو - بعض نے کہا کہ خوف اسی سے
ہو اور طمع اسی کی ہو - بعض نے کہا کہ محسن وہ ہے جو قلب سے حاضر ہو اور غافل نہو اسکے حق کو فراموش نہ کرے - پھر اللہ تعالی
عز وجل نے اپنی ذات پاک کو وصف فرمایا کہ اسی نے باطن غیب سے مبشرات قرب پیدا فرمائین تاکہ نسیم وصال و مشاہدہ
ارواح عاشقین و قلوب مشتاقین و اسرار واصلین و دلہاے محبین والباب مریدین کو اسکی فیض رحمت سے
پہونچے بقولہ تعالے -

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ

اور وہی ہے جو چلاتا ہے باوین خوشخبری لاتین آگے اسکے مہر سے یہانتک کہ جب اٹھا لائین

سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ

بادل بھاری ہانکا ہمنے اسکو ایک شہر مردے کیطرف پھر اسمین اتارا پانی پھر اس سے نکالے سب طرح کے

الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ

میوے اسیطرح ہم نکالینگے مردون کو شاید تم دھیان کرو اور جو شہر ستھرا ہے اسکا سبزہ

نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ

نکلتا ہے اسکے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے اسمین نکلے سو ناقص یون پھیر پھیر بتاتے ہین

ع ۵

اَلْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝

ہم آیتین حق ماننے والے لوگون کو

جب پہلے اوتعالے نے ذکر فرمایا کہ وہی خالق آسمانون وزمین کا اور وہی حاکم و مدبر ہے اور سب اسی کی قدرت
بڑی ہو یا چھوٹی ہو مسخر ہین اور مخلوق کو اپنی ہی طرف دعا کرنے وعبادت کرنے کا ارشاد فرمایا کہ وہ
ہر قادر ہے جو چاہے کرے تو مخلوق کو تنبیہ فرمایا کہ وہی رزاق ہے اور وہ ضرور بقدرت جلیل انکو قیامت کے روز
فرمایا۔ **وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ** ارسال بمعنی روان کرنا۔ ریاح
ریح بواو ہی جو یاء سے بدل گیا۔ بشر مین قرارات ہین اول نشر بضمہ نون وشین معجمہ جمع نشور یا ناشر بمعنی نسبت
یہ قرارت ابوعمرو وابن کثیر ونافع کی ہے۔ دوم نشر بضم نون وسکون شین معجمہ بطریق تخفیف کے جیسے رسل مین تخفیف
کردیتے ہین اور یہ قرارت ابن عامر رح کی ہے۔ سوم نشر بفتح نون وسکون شین معجمہ بنابرآنکہ مصدر ہے یعنے مفعول مطلق واقع
ونشر قریب قریب ہین گویا یون ہے کہ ینشر الریاح نشرا۔ یا یہ مصدر بمقام حال مین ہے اے یرسل الریاح حال کو تھا نشر
حمزہ وکسائی کی ہے اور مرجع ان سب قرارتون کا نشر کی طرف ہے جو طے کے برخلاف ہے یعنے جیسے طے کے معنی لپیٹ دینا اور
اسکے برخلاف نشر کے معنی پھیلانا چھٹکانا منتشر کرنا اور کسائی نے کہا کہ نشر بمعنی تفریق ہے بالجملہ مفسر رح نے اسکو موضع حال مین
کیونکہ نشرا کی تفسیر مین کہا اے متفرقۃ۔ یعنی ارسال فرماتا ہے ریاح کو درحالیکہ متفرقہ ہوتی ہین اور یہی تفسیر ابوعبیدہ رح سے
اور بعض نے کہا کہ وہ پاکیزہ ہوائین جو ہر طرف سے چلتی ہین اور فراء رح نے کہا نشر وہ ہواے نرم جو بادل کو منتشر کرتی
ابن الانباری رح نے کہا کہ وہ منتشرہ جو پھیلی ہوئی بہتی ہین۔ قرارۃ چہارم بشرا۔ بضم باء موحدہ وسکون شین معجمہ جمع بشیر یعنے
وبشارت دینے والی باران کی اور یہ قرارۃ عاصم رح کی ہے۔ کمافی قولہ تعالے امن یہدیکم فی ظلمات البر والبحر ومن یرسل الریاح
بین یدی رحمتہ الآیۃ۔ اور ہوا وریح مین فرق اسی قدر ہے کہ ریح وہ ہوا جو چلتی ہو اور مذکور ہے کہ ریاح چار ہین صبا مشرقی
بادل اُٹھالاتی ہے۔ اور دبور مغربی ہوا جو بادل کو متفرق کرتی ہے۔ وفی الحدیث نصرت بالصبا واہلکت عاد بالدبور۔ یعنے میری مدد
صبا سے اور ہلاک کی گئی قوم عاد ہوا دبور سے اور سوم شمال بفتح اول وسکون ثانی ہوا شمالی وہ بادل کو جمع کرتی ہے چہارم
بفتح اول جو دکھن سے چلتی اور پریشان کرتی ہے اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ ریاح آٹھ قسم ہین انمین سے چار قسم عذاب
قاصف وعاصف وصرصر وعقیم۔ اور چار قسم رحمت ہین ناشرات ومبشرات ومرسلات وذاریات۔ بنابرین اس آیت
قرارۃ بنون وبباء مین قسم ہوا سے فرق ہوگا۔ پھر رحمۃ سے مراد مطر یعنے مینہ ہے اور بین یدی رحمتہ کے معنی آگے آگے
معنی کلام کے یہ ہین۔ اور وہی اللہ تعالے ہے کہ بھیجتا ہے چلتی ہواؤن کو متفرقہ یا مبشرہ آگے آگے مینہ کے **حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ**
سَحَابًا ثِقَالًا۔ یہانتک کہ جب لاد لیتی ہین یہ ہوائین سحاب یعنی بادلون کو جو پانی سے بھاری ہین اقلت
از اقلال بمعنی برداشت کرنا۔ اُٹھالینا۔ اور اشتقاق اسکا قلت سے ہے چنانچہ جسنے کوئی چیز اٹھائی بطاقت خود
تو وہ اسکو قلیل ہی جانتا ہے اپنی ہستی سے زائد نہین جانتا اور بولتے ہین کہ اقلہ واستقلہ بمعنی قلیل جانا
کے معنی مین کمانا مستعمل ہے فافہم۔ ثقال جمع ثقیل ہے اسواسطے جمع آیا کہ سحاب بمعنی سحب یعنی جمع ہے

[illegible] سحائب ہی- اور بعض اہل لغت علمار معانی نے کہا کہ سحاب اسم جنس جمعی ہی اسکا
[illegible] ہی اسمین [illegible] رعایت ہوسکتی ہی اور یہی قول مختار ہی پس سحاب بادل ہی خواہ اسمین پانی ہو یا نہو اور سحاب
[illegible] سے ہوا کہ [illegible] یعنی دامن پھیلائے ہوئے ہوتا ہی اور معنی یہ ہین کہ او تعالے سبحانہ اپنی قدرت سے ریاح کو
[illegible] بشارت دینے والا [illegible] فرماتا ہی یہانتک کہ جب یہ ہوائین سحاب کو جو پانی سے بھاری ہو رہی ہین اٹھاتی ہین سُقْنٰهُ
[illegible] سوقا روان کرنا- سقناہ روان کردیتے ہین ہم اس سحاب کو- اور باعتبار سابق بیان کے ساتھ
[illegible] چلاتا ہی اسکو اللہ تعالے واسطے مردہ بلد کے لیکن سقناہ بصیغہ تکلم فرمایا اسمین غیبت سے التفات فرماکر تکلم
[illegible] اور یہ بلاغت زبان عرب مین شائع ہی اور ضمیر مفعول مفرد راجع بجانب سحاب کے باعتبار لفظ کے ہی کیونکہ لفظ مفرد
[illegible] زمین کا موضع آبادان- ازہری رح نے لیث بن سعد سے روایت کیا کہ آباد ہو یا غیر آباد ہو خالی ہو یا اسمین کچھ ہو اور ایک
[illegible] اسمین سے بلدہ اور جمع اسکے بلاد ہی اور بلد مذکر و مونث دونون آتا ہی اور جنگل و بیابان کو بھی بلدہ کہتے ہین- اور میت یا مین معنی
[illegible] اسمین کچھ نباتات مین سے نہین اور اہل عرب ایسی زمین کو میت بولتے ہین وقد قال تعالے فانظر الے آثار رحمۃ اللہ کیف
[illegible] الارض بعد موتہا- الآیۃ- اور سقت لہ- اور سقت الیہ- دونون طرح مستعمل ہی اور مفسر رح نے کہا کہ سقناہ لبلد میت ای سقناہ
[illegible] لبلد میت لاحیائہ- یعنی ہمنے اس بادل کو واسطے زندہ کرنے بلد مردہ کے روان کیا- اور ظاہر یہ ہی کہ لام بمعنی الے قرار دیا یعنی ہمنے
سحاب کو بلد میت کی طرف روان کیا اسکے زندہ یعنی نباتات والا کرنے کے واسطے اور بیضاوی نے کہا کہ یون بھی ہوسکتا ہی کہ سقناہ
[illegible] بلد میت یعنی بلد مردہ کے سیراب کرنے کے واسطے روان کیا- اور زمخشری رح نے کشاف مین لبلد میت کے لام کو لام علت
قرار دیا ہے سقناہ لاجل بلد میت- یعنی بغرض بلد مردہ کے اسکو روان کیا- اور شیخ ابوحیان رح نے اسکو رد کردیا کہ یہ لام علت نہین
بلکہ لام تبلیغ ہی بمعنی پہونچانا جیسے بولتے ہین قلت لک- کیونکہ اسکے یہ معنی نہین کہ مین نے تیری جہت سے کہا- اور بیان کیا کہ فرق
یہ ہی کہ سقت لک مالا- مین لام تبلیغ کے ساتھ یہ ضرور ہی کہ مین نے تیرے واسطے مال روان کیا اور تجھکو پہونچ گیا- اور سقت
[illegible] مالا- مین تجھکو پہونچ جانا ضرور نہین ہی- یہ فرق لطیف ہی اور یہی لام تبلیغ یہان مراد ہی حاصل آنکہ او تعالے نے فرمایا کہ ہمنے
سحاب کو پانی سے بھاری ہوا کے اوپر لدا ہوا زمین مردہ کی طرف پہونچا دیا- فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ ضمیر بہ راجع بجانب بلد ہی
اور یہی شیخ زجاج و ابن الانباری رح کا قول ہی اور باء بمعنی الصاق ہی یعنے اُتارا ہم نے پانی [illegible] بلد مذکور- فَاَخْرَجْنَا بِهٖ
[illegible] بالماء- پھر نکالا ہمنے بواسطہ پانی کے مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اے من کل انواع الثمرات- ہر قسم کے پھلون سے- اور
[illegible] کا قول ہی اور ظاہر یہ ہی کہ بعض مراد ہو یعنی جملہ ثمرات سے بعض نکالے اور کلیہ اس معنی کر کہا کہ تمام اقسام ثمر کی پیدایش
[illegible] باران کے ہی اگرچہ کسی خاص بلد مین سب نہ پیدا ہوتے ہون- حاصل کلام پاک کا یہ ہی کہ عظیم قدرت الٰہی پر نظر کرو کہ
[illegible] زمین مردہ ہو جاتی ہی اور تمازت آفتاب وغیرہ سے اسمین نام کو بھی نبات نہین رہتی ہی پھر او تعالے عز و جل اپنی رحمت
[illegible] پانی برساتا ہی پس اسمین انواع و اقسام کے پھل و پھول و نباتات پیدا کرتا ہی اور زمین مذکور دوبارہ زندہ ہو جاتی ہی
[illegible] کہ جب چاہے موت دے اور جب چاہے زندہ کردے اسی واسطے جو لوگ قیامت مین مردے زندہ ہونے سے منکر
[illegible] كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى اے مثل ذلک الاخراج اللہ کور نخرج الموتی من قبورہم احیاء یعنی ایسے

Marfat.com

نکالنے کے مثل جو مذکور ہوا نکالینگے ہم مردون کو انکی قبرون سے زندے۔ یعنی مردون کے [illegible]
کے بعد حشر کے روز انکی قبرون سے پھر ہم انکو زندہ نکالینگے اور یہ تشبیہ اس بات مین نہین ہی کہ اس [illegible]
پانی سے پیدا کرینگے بلکہ مطلق نکالنے مین تشبیہ ہی اور خلاصہ یہ ہی کہ جو پروردگار قادر مختار جسکی قدرت [illegible]
دیکھتے ہو کہ خشک لکڑی سے تر و تازہ پھل و پتے نکلتے ہین اور ہر چٹ مردہ زمین سے طرح طرح کے گل [illegible]
بالیقین قادر ہی کہ قبرون سے مردے نکال دے اور کیونکر انکار ہو سکتا ہی حالانکہ ابتدا مین جب [illegible]
موجود کر دیا۔ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ شاید تم تذکر سے جان لو پس ایمان لے آؤ۔ وفی تفسیر الحافظ [illegible]
جیسے ہم نے اس زمین کو بعد اسکے مردہ ہو جانے کے اور قوت انبات وغیرہ جاتے رہنے کے زندہ کر دیا اور [illegible]
اسمین آگئی ایسے ہی ہم اجسام کو انکے گل سڑ جانے کے بعد قیامت کے واسطے زندہ کرینگے اور صحیح [illegible]
پانی نازل فرماویگا پس چالیس روز تک مینھ برستا رہیگا اس سے اجسام اپنی قبور مین اسطرح اوگینگے جیسے زمین [illegible]
اور یہ پند و نصیحت قرآن مین اس مثال سے بہت آئی ہی اسی واسطے فرمایا لعلکم تذکرون۔ سراج مین ہی یعنی تاکہ تم عبرت [illegible]
تذکرہ حاصل کرو۔ خلاصہ آنکہ تم برابر مشاہدہ کرتے ہو کہ ایام بہار مین درخت پھلے پھولے سرسبز ہو لیے ہین پھر تم خزان [illegible]
مین انکو خشک اور پھل پتون سے ننگے دیکھتے ہو پھر اللہ تعالے انکو دوبارہ زندہ کر دیتا ہی پس اسسے نصیحت حاصل کرو کہ [illegible]
پروردگار انکے زندہ کر دینے پر قادر ہی وہ قیامت کے واسطے مردون کے زندہ کرنے پر بالیقین قادر ہی۔ حضرت [illegible]
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ جب پہلی بار صور پھونکی جائیگی سب کے سب مر جاوینگے تو بعد اسکے اللہ تعالے [illegible]
آسمان سے عرش کے نیچے سے پانی مینھ کا نازل فرماویگا پس مردے جہان کہین انکی خاک ہو وہ زمین مین نباتات کے [illegible]
اُگینگے جب انکے جسم کامل ہو جاوینگے تو انمین روح پھونکی جائیگی پھر انپر نیند غالب ہو جائیگی پس قبرون مین [illegible]
دوسری بار جب صور پھونکا جائیگا تو قبرون سے چونک کر اُٹھائے جاوینگے اور حشر کیے جاوینگے اور اس حال مین انکی [illegible]
آنکھون مین نیند کا خمار ہوگا تو اس حالت مین کہینگے کہ یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا ہذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون [illegible]
انشاء اللہ تعالے اسکی تفسیر مین آویگا۔ پوشیدہ نہین ہی کہ بہت سے درخت پھولون کے نہایت نرم و [illegible]
کہ انکے بیج ایک فصل مین زمین کے اندر گر کر خاک ہو جاتے ہین اور دوسری فصل مین جب برسات مین [illegible]
وہی درخت جم جاتے ہین بلکہ جہان تک ہوا انکی خاک اڑا لیجاتی ہی وہان جمتے ہین بلکہ پھل [illegible]
بہت سے ہضم ہونے والون بیجون کی پیدائش ان درختون پر ہوتی ہی پس انکار بعث و حشر [illegible]
و فکر سلیم بالکل نہین ہی۔ اللہم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا انک انت الوہاب۔ پھر واضح ہو کہ [illegible]
مین صیغہ مضارع حال و استقبال دونون معنی کو شامل ہو سکتا ہی غایۃ آنکہ ایک بالاشتراک [illegible]
صنع الٰہی پر دلیل حاصل ہوتی ہی ویہدی اللہ لنورہ من یشاء و ہو العلیم الحکیم۔ پھر واضح ہو کہ [illegible]
سے درمیان بیان مین ایک اہتمام کے لائق مضمون پر تنبیہ فرمائی پھر عجائب [illegible] و قدرت [illegible]
رحمت پہونچا کر لطف و کرم سے زندہ فرماتا ہی اور ہر زمین مردہ کو اسکا فیض بالان [illegible]

والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ بلد طیب وہ زمین جسکی مٹی پاکیزہ شیرین ہوا
نکالتا ہی نبات کو بہتر وعمدہ بارادہ اپنے پروردگار کے۔ والذی خبث لا یخرج الا نکدا
اور جو زمین خبیث ہی وہ نہین نکالتا پیداوار کو کسی حال سے مگر بحال نکد۔ یعنی بسختی ومشقت۔ اور کشاف مین کہا کہ نکد یہ حال
واقع ہی اور بیضاوی نے کہا کہ نکد یعنے قلیل بے نفع وبیکار اور نصب اسکو بنا برانکہ حال واقع ہی۔ اگر کہا جاوے
کہ طیب کے ساتھ پیدا لازم آگانے مین باذن ربہ کے قید فرمائی اور خبیث کے ساتھ یہ قید نہین فرمائی حالانکہ بدون مشیت
الٰہی کے دونون مین سے کسی کو اخراج نبات کا اختیار نہین ہی تو شیخ ابوحیان رح نے جواب دیا ہی کہ دونون کی نبات اگرچہ
اللہ تعالے ہی کے ارادہ ومشیت سے نکلتی ہین لیکن بلد طیب کے ساتھ اذن پروردگار کی قید فرمائی تاکہ اسکی بزرگی ومدح ظاہر
ہو اور کشاف مین ہی کہ قولہ باذن ربہ۔ موقع حال مین واقع ہی اور اس پیداوار کا بارادہ ومشیت الٰہی ہونے کے ساتھ قید فرمانے
سے یہ بیان ہی کہ اللہ تعالے عزوجل کی مشیت وارادت سے اسکو آسانی حاصل ہوئی جس سے اسمین نباتات نہایت [illegible] کارآمد
بکثرت سے حاصل ہوئی پس باذن ربہ سے اس بلد کی پیداوار کی خوبی وکثرت سے تعبیر ہی گویا یون فرمایا کہ والبلد الطیب
یخرج نباتہ نباتا حسنا غزیرۃ۔ پس یہ مقابلہ مین بلد خبیث کے ہوا جسکی یہ صفت ہی کہ لا یخرج نباتہ الا نکدا۔ اسی واسطے بیضاوی
وغیرہ نے کہا کہ بلد خبیث نہین نکالتا اپنی پیداوار مگر بہت قلیل اور خراب وبیکار۔ اور ابن کثیر رح نے کہا کہ قولہ والبلد الطیب
یخرج نباتہ باذن ربہ۔ یعنی زمین شیرین وپاکیزہ اپنی پیداوار کو آسانی سے خوبصورت عمدہ نکالتی ہی۔ اور والذی خبث کی تفسیر مین
حضرت مجاہد وغیرہ نے کہا کہ جیسے کنکریلی وشورہ زمین وغیرہ۔ واضح ہو کہ علی ابن ابی طلحہ رح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس
آیت مین روایت کیا کہ اللہ تعالے نے مومنون وکافرون کے حال کی یہ مثال بیان فرمائی ہی اور سراج ومعالم وغیرہ مین کہا کہ جملہ مفسرین
نے اتفاق کیا ہی کہ اللہ تعالے نے مومن وکافر کے واسطے یہ ضرب المثل بیان فرمائی ہی پس مومن کو زمین پاکیزہ سے تشبیہ دی اور
اسکے دل پر قرآن نازل ہونے کو مینہ کا پانی نازل ہونے سے تشبیہ دی پس جب یہ پانی اسپر نازل ہوا تو اس سے طرح طرح کے گل اور
پھل پھول نکلتے ہین ایسی ہی مومن نے قرآن سنا اور ایمان لایا اور اسپر عمل کیا تو اسمین طرح طرح کی عبادات وطاعات وعمدہ عمدہ
اخلاق کثرت سے ظاہر ہوتے ہین اور کافر کو زمین خبیث سے تشبیہ دی کہ ہرچند اسپر مینہ کا عمدہ پانی پڑے مگر اس سے کچھ انتفاع
نہین ہوتا ایسے ہی کافر نے جب قرآن سنا تو ایمان نہین لاتا اور اسکی تصدیق نہین کرتا بلکہ اس سے کفر وسرکشی زیادہ ظاہر ہوجاتی ہی
اور اگر فرضا وہ کوئی فعل جو نیک ہی وہ کیا بھی تو بہزار مشقت اسکو کیا کیونکہ خیرات وصدقہ وغیرہ جو نام کے واسطے کیا ہی وہ کچھ
نہین کیا اور قیامت کے روز آخرت مین اس سے کچھ نفع نہین ہی اور یہ جو حضرت مجاہد رح سے روایت ہی کہ یہ مثال اولاد آدم ؑ
کی ہی بعض پاکیزہ وبعضے خبیث ہین تو مترجم کہتا ہی کہ اسکا مآل بھی وہی مومن وکافر کی طرف راجع ہی اور ارتباط اسکا
مع ماقبل یہ ہی کہ جب انبیاء علیہم السلام عمدہ ہدایت ونصیحت لائے ولیکن جو پاکیزہ تھے وہ ایمان لائے اور جو ناپاک تھے
وہ کافر رہے اور ابن عباس سے روایت ہی کہ یہ تیز فہم اور کم فہم کی مثال ہی تو شاید بنظر قولہ لعلکم تذکرون۔ کے ہی جو اس سے پہلے ہی یعنے
تیز فہم بلد طیب کی مثال ہین وہ جلد سمجھ جاوینگے وبرعکس اسکے برخلاف ہونگے ولیکن اسکا ضعف ظاہر ہی ہان جو حضرت
حسن سے مروی ہی کہ یہ قلوب کی مثال ہی مومن ومنافق کے دل مختلف ہین پس پاکیزہ قلوب مومنون کے پند ونصیحت الٰہی کو

قبول کرتے اور اس سے نفع کثیر ہوتا ہی اور منافقون کے دل نھین … بہت کم … [illegible]
قول اول کی تلخیص ہی کیونکہ مومن و کافر سے مقصود انکے دل ہین کہ انھین … ہی اور قول … [illegible]
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا مثل ما بعثنی اللہ بہ من الھدیٰ … [illegible]
نے کہا کہ جس علم و ہدایت کے ساتھ مجھکو اللہ تعالےٰ نے بھیجا اسکی مثال ایسی ہی جیسے … برسنے والا … [illegible]
پس اس زمین مین سے کوئی ٹکڑا پاکیزہ تھا یعنے اسکی مٹی شیرین و نرم وہموار اُگانے والی تھی پس اسنے پانی کو … [illegible]
اور پیداوار بہت کثرت سے اُگائی اور کچھ ٹکڑے اسمین سے اجدب تھے جنھون نے پانی کو روک لیا … [illegible]
نے اس سے آدمیون کو نفع پہونچایا کہ انھون نے خود اسمین سے پیا اور پلایا و سینچا و زراعت کی اور بعض … ٹکڑا … [illegible]
پست تالاب ۱۲
وہ چٹیل میدان کنکر بلا پتھر ملا تھا کہ نہ وہ پانی کو روکتا ہی اور نہ کچھ سبزہ اُگاتا ہی پس یہی مثال ہی دو قسم کے لوگون کی ایک …
… [illegible] … حاصل کی اور اللہ تعالےٰ نے مجھے جسکے ساتھ بھیجا ہی اس سے نفع پایا پس سیکھا اور سکھلایا اور دوم …
سے کچھ اسکی طرف توجہ نہ کی اور نفع نہ پایا اور جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالےٰ نے بھیجا اس ہدیٰ کو قبول نہ کیا۔ رواہ الشیخان …
كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ کے کا بیناما ذکرنا بین الآیات لقوم یشکرون اللہ تعالےٰ فرماتا …
ہم نے یہ سب بیان فرمایا جو مذکور ہوا ہی اسی طرح ہم کھلے بیان کرتے ہین آیات کو ایسی قوم کے واسطے جو شکر کرتے ہین اللہ …
پس ایمان لاتے ہین۔ اسمین قوم شکرگزار کی خصوصیت اسواسطے ہی کہ آیات الٰہی سے انھین بندون کو نفع حاصل ہوتا ہی اور …
لوگون کو کچھ بھی حاصل نہین ہوتا اور اسمین اشارہ ہی کہ آیات الٰہی محض فضل و نعمت ہی اسکا بہت بڑا شکر واجب ہی سبحان …
بحمدہ و سبحان اللہ العظیم۔ ان آیات کریمہ مین انواع دلالات و لطائف اشارات و علوم پاکیزہ ہین اور تفسیر … مین … [illegible]
ہین وہ یہ ہین ف۔۔۔۔ فی العرائس قولہ تعالےٰ وھو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ۔ او تعالےٰ نے نسیم وصال … [illegible]
کے سحر کے وقت مین اہل انس کے واسطے انکی حالت سجدہ کے شہود مین انکے مشام مین پہونچاتا ہی تاکہ شوق مین … [illegible]
اسکی طرف باران رحمت کے زیادہ پیاسے ہوجاوین پس ظہور صفات سے پہلے قرب و منزلت کے آثار ظاہر ہوتے … [illegible]
صفات سے کشف ذات کا فیض پاکیزہ ارواح عاشقہ کو پہونچتا ہی پھر اس باران رحمت سے ان ارواح کو … [illegible]
کہ بعد اسکے پینے کے ان ارواح کو حدوث مین استقرار کی تاب نہین رہتی بلکہ ازل و ابد کے … [illegible]
تا پیدا کنار بقا و ہوائے قدم مین پرواز کرتے ہین۔ کمال لطف سے ظہور تجلی ذات سے پہلے … [illegible]
دیا کیونکہ قبل تجلی ذات کے قبض و بسط کے اعلام سے واقف ہون اور فنا ہوجانے سے … [illegible]
ہونے مین انکے قلوب مردہ کو رزق سے زندگی ملے جس سے قابلیت حاصل ہو۔ قال … [illegible]
ثالث مین گذرا کہ حدیث صحیح مین جو اپنے نفس و جور و مہمان وغیرہ کے حق لازم … [illegible]
نے اعتقاد کیا ہی جو ظاہر ہین اور اسکا یہی بعید ہی کہ ہزارون پردون کا قطع کر … [illegible]
بڑی نعمت ہی پس مرید صادق کو خبط و اسس و طرز بالایطاق سے ایسی … [illegible]
نہ رہے اور پھر حواس خمسہ جن سے علوم ظاہری مین بحث نہین ہی … [illegible]

Marfat.com

[illegible] کے معنی سمجھا کہ جسم و حواس کو بیکار و باطل کرکے خبط و مبہوت ہو جاوے محض غلط ہیں یہ کیسی
[illegible] فرمایا بلکہ نفس کشی کے فقط یہ معنی ہیں کہ ابتدا میں نفس جو شرع سے برخلاف چلتا اور شیطان کی پیروی
[illegible] باز رکھنا چاہیے شرع و سنت پر ثابت رکھے ہاں شرع و سنت میں یہ منع ہے کہ پیٹ بھر بلکہ کم کھائے
[illegible] پاک کرو اور خیال بد اور وسواس باطل وغیرہ مت لاؤ اور ایسے ہی ریاکاری و غرور و تکبر وغیرہ
[illegible] سے پر ٹھیک ٹھیک قائم ہو اور ایک مرد صالح پیر بزرگ کی خدمت نصیب ہو جو اپنے نفس کو مہذب
[illegible] بات ہے کہ وہ ہر وقت اسکی غفلت کو ٹوکتا جاوے اور ہوشیار کرتا جاوے اور زیادہ طول تقریر کی
[illegible] نہیں ہے میں نے صرف ابتدائی مرتبہ پر بتوفیق الٰہی تنبیہ کر دی ہے اور اس سے اوپر کے مراتب کے واسطے خود اللہ تعالیٰ
[illegible] پہنچا دیگی انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر ابتدا ہی غلط ہے تو اوپر کا مرتبہ کیسا فاستقم ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله
[illegible] کہ بجلی تجلی ذات کے ظہور سے پہلے دلہائے مردہ کے واسطے پاکیزہ ہوائیں ظہور تجلی صفات کے بھیجے ہیں چنانچہ
[illegible] سحابا ثقالا سقناه لبلد ميت یعنی دلہائے مردہ کو تاب تجلی ذات کے ظہور کی نہیں ہو سکتی ہے تو تجلی صفات سے
[illegible] جاتا ہے تاکہ مناسبت ہی حاصل ہو جاوے اور معلوم ہے کہ تجلی ذات کا بار گراں کوئی نہیں اٹھا سکتا ہے سوائے ریاح
تجلی صفات کے اور [illegible] قدم کو سوائے قدم کے کوئی نہیں چلا سکتا ہے اور زلال دریائے قدم کو ایسے پیاسے کو پلانے کے واسطے
[illegible] سوائے ازلی صفت کے کوئی نہیں لیجا سکتا ہے اور قلوب کی سرزمین میں درختان علوم غیوب کے کوئی نہیں اگا سکتا
[illegible] علام الغیوب جل جلالہ کے لہذا فرمایا فانزلنا به الماء فاخرجنا به من كل الثمرات۔ یہ ثمرات بھی مقامات و حالات و
[illegible] مشاہدات ہیں ۔ الا یا صبا نجد متی هجت من نجد + لقد زادنی مسراک وجدا علی وجد + اے ہوائے نجد جہاں
لیلیٰ رہتی ہے جبھی تو نے نجد سے جنبش کی تو میرا وجد پر وجد بڑھتا گیا۔ بعض مشائخ نے کہا کہ ہر قسم کی ہوا سے ایک قسم کی رحمت
[illegible] ہے پس ہوائے توبہ سے قلب پر محبت پہونچتی ہے اور ہوائے خوف سے رحمت ہیبت کا نشر ہوتا ہے اور ہوا سے
[illegible] رحمت انس کا اور ہوائے قرب سے رحمت شوق کا اور ہوائے شوق سے آتش قلق و بیتابی عشق کا نشر ہوتا ہے
[illegible] کے پہلے تقرب کی ہوا چلتی ہے جس سے مشام اسرار کو خوشبوے وصال پہونچتی ہے۔ اور استاد رح نے قولہ حتی اذا
[illegible] کے اشارہ میں کہا کہ اسمیں اشارہ یہ ہے کہ جب مہجور کو صدمہ فراق [illegible] بلکہ بالکل باطل ہونے سے
[illegible] پاس تقرب کا بشارت دینے والا پہونچتا ہے پس گھل جانے کے بعد تر و تازہ ہو جاتا ہے اور بعد سقوط کے اسکا
[illegible] ہو جاتا ہے پھر حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے قلب کا حال ذکر کیا کہ اسمیں سے بعض کا یہ حال ہے
[illegible] طرح طرح کے مقامات و حالات کے پھل پھول اس سے نکلتے ہیں اور بعض کی یہ کیفیت ہے کہ وہ
[illegible] و ظلمات بشریت میں سنگستان کے مانند ہو رہے ہیں اور انمیں سوائے خارزار کے کچھ
[illegible] والبلد الطيب يخرج نباته باذن ربه الآية۔ اے برادر قلب کی زمین ہے جس سے وجد و ارادت کے
[illegible] صفات و انوار [illegible] کے طرح طرح کے نکلتے ہیں پس جب دل میں تخم محبت ہے اس سے مشاہدہ کا درخت
[illegible] شوق ہے اس سے انس و وصال کا درخت اگتا ہے اور جسمیں تخم عشق ہے اس سے کشف جمال و جلال کا

Marfat.com

خوش ذائقہ میوہ پیدا ہوتا ہی پھر انکے برخلاف جس دل مین ہوا و ہوس کے بیج پڑے ہین
جھاڑیان پیدا ہوتی ہین - اور شناخت یہ ہی کہ جو دل منور ہین ان دلون کے جسم کے اعضاء و جوارح
اور وہ آثار یہ ہین کہ وہ احکام الٰہی تعالے و سنت رسالت پناہی صلعم سے موافقت محبوب رکھتا ہی اور
جوارح و اعضاء پر آثار مخالفت ظاہر ہوتے ہین اور وہ اپنی شہوات نفس کی پیری کرتا ہی
ونشر افعال و ثبوت مقامات و بروز حالات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ سب با رادہ سابقہ
نہوگا اور وہان کسی کی تدبیر کچھ کارگر نہوگی اور یہی اصل تقدیر کہلاتی ہی چنانچہ فرمایا و کذلک نصرف الآیات
ایسی قوم کے واسطے جو حضرت مشکور تعالے عزوجل کو ان نعمتون کے وجود سے پہلے سے پہچانتے ہین اور
کو اپنے انعام کا شاکر پاکر خجالت سے پانی پانی ہوجاتے ہین اور اپنے آپ کو ادائے شکر کے مقام سے عاجز پاتے
رحمہ اللہ نے کہا کہ البلد الطیب مومن متقی کے دل کی مثال ہی - یخرج نباتہ باذن ربہ - یعنی اسکے اعضاء و جوارح پر انوار
زینت کے اخلاص کے ساتھ ظاہر ہوتے ہین - والذی خبث - قلب کافر ہی اس سے سوائے نکد و شوم و تاریکی کے کچھ
ہوتا اسکے اعضاء و جوارح پر تاریکی و مخالفت ظاہر ہوتی ہی اور واسطی رح نے کہا کہ قولہ باذن ربہ - یعنی او تعالی کی
بر راحت و عنایت سے سب آسانی سے بہت کچھ میوہ جات موافقت و انوار تقرب ظاہر ہوتے ہین اور خبیث سے
نکد کے کچھ ظاہر نہین ہوتا کیونکہ تجلی و خطاب سے محجوب ہی اور قولہ کذلک نصرف الآیات - جیسے کہ آفتاب تھوڑی نباتات کو جلا دیتا
تھوڑی نباتات کو اگاتا ہی اور بعض کو مزہ دار اور خوشگوار و پاکیزہ بناتا ہی جیسا جسکا جوہر و استعداد ہی ویسے ہی ارادہ واحدہ سے
و مخالفت آدمیون مین ظاہر ہی - بعض نے کہا کہ بلد طیب وہ ہی جو ہمیشہ امون اور اسکا سلطان عادل ہو - جسکے دل کا ساکن صافی
ظاہر افعال پاکیزہ و نیک ہین اور جو اسکے برخلاف ہو اسکا حال برخلاف ہی استاد رح نے کہا کہ جب اصل پاکیزہ ہو تو فرع مین
جب جڑ اچھی حالت مین ہوتی ہی تو شاخین اچھی طرح سرسبز ہوتی ہین اور مراد یہ ہی کہ قلب نیک ہوتا ہی تو ظاہر
ملکہ حدیث مین بھی قلب کے بیان مین ہی کہ جب وہ صالح ہوتا ہی تو سب جسم صلاحیت پر ہوتا ہی اور جب اسکی حالت خراب
تو تمام اعضاء بدکار و فاسق ہوجاتے ہین - بعض نے کہا کہ بلد طیب وہ قلب مومن ہی جو مومن کو اللہ تعالے نے
آب قرب سے پاک و طاہر کیا اور کرامت سے خوشبودار کردیا اور قلب کو علم سے پاکیزہ بنایا
بنایا اور زبان کو ذکر و سچ بولنے سے پاک کیا اور جوارح کو آب عصمت سے نہلایا اور
قلوب خبیث ہین انکو ہر چند تعلیم و اصلاح و پند و نصیحت دیجاوے کچھ مفید نہین ہوتی
اور نیک راہ و نیک بات و نیک تعلیم و نیک نصیحت سب سے آنکھ بند کرلیتے ہین چنانچہ

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ

(بیشک ہم نے بھیجا نوح کو اسکی قوم کی طرف تو بولا اے قوم ... تمہارے ... مین ڈرتا ہون ... ایک بڑے دن کے عذاب ...)

...فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَٰكِنِّي

...رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنصَحُ لَكُمْ وَ

...مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن

...عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ۝

جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین وہ لوگ تھے اندھے

ع

اول سورہ مین اللہ تعالے عزوجل نے واقعہ آدم علیہ السلام کو شروع فرمایا اور اسکے متعلقات ومتصلات کو پورا بیان فرماکر اب دیگر انبیاء علیہم السلام کے قصص کو ترتیب وار اوّل وثانی سے بیان فرمایا لہذا پہلے نوح علیہ السلام کا ذکر شروع کیا۔ کذا قال الحافظ فی التفسیر وقال المترجم حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ مین بہت بڑے بڑے علوم باریک تھے اور لوگون کی سمجھ کے لائق جہانتک ممکن ہوا مراد اللہ کا اشارہ تمام بیان ہوچکا اور منجملہ ان علوم کے یہ کہ ہر چیز تحت تسخیر قدرت رب جلیل عزوجل ہی اور مخلوقات بعض طیب وپاکیزہ ہی اور بعض خبیث ونجس ہی اور رحمت الٰہی یکسان ہی مگر مانند زمین کے کسی کو باران رحمت سے فائدہ ہی دو قسم سے کہ خوب اس سے سیراب ہوتی ہی اور سرسبز وشاداب خود بھی نفع پاتی ہی اور دوسرون کو بھی ہر طرح نفع دیتی ہی یا کہ اس کو خود نفع ہی اور دوسرون کو بھی مگر ایک خاص طرح کا عموماً مثل اول کے اور بعض زمین کو کچھ بھی فائدہ نہین اور یہ ہر ایک کی جوہر وقابلیت کا تفاوت ہی کہا نجیب بعض کے احوال کو ترتیب وار اس بیان کے واسطے مع دیگر علوم کثیرہ کے جنکی طرف ان شاء اللہ تعالیٰ ضمنا اشارہ آتا جائیگا بیان فرمایا بموافق ترتیب کے اول نوح علیہ السلام کا ذکر شروع کیا۔ قال الحافظ وغیرہ کیونکہ نوح ؑ بعد حضرت آدم ؑ کے اول رسول ہیں کہ اللہ تعالے نے اول زمین کی ہدایت کے واسطے بھیجا۔ حضرت انس رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول جو رسول بھیجا گیا وہ نوح علیہ السلام ہی۔ رواہ ابن ابی حاتم والو الشیخ وابن مردویہ وابن عساکر رح اور نسب نامہ انکا نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن مہلیل بن قینن بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام ایسا ہی محمد بن اسحاق اور دیگر علماء النسب نے بیان فرمایا ہی اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ جیسے اذیت حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف سے پہنچی ایسی کسی نبی کو نہین پہنچی سوائے انکے جو اپنی قوم کے ہاتھ سے قتل ہوگئے ہین اور چالیس برس کی عمر ہونے پر نوح نبی ہوئے بعض نے کہا کہ پچاس برس کے تھے اور بعض نے کہا کہ وہ سو پچاس برس کے تھے اور ذکر کیا گیا کہ بڑھئی کا پیشہ

کیا کرتے تھے اور لوگ انکے زمانہ کے خراب و بت پرست و مشرک ہو گئے تھے۔ قال [illegible]
علماء تفسیر نے فرمایا کہ بت پرستی کی صورت یون واقع ہوئی کہ ابتدا مین جب صالح متقی مرا و دنیا [illegible]
انکی قبرون کے وہان مسجدین بنائین اور مسجدون پر انکی تصویرین نقش کرین [illegible]
مانند عبادات و اخلاق حاصل کرین پھر جب اسکو زمانہ دراز گذرا تو اسی نقش کی مورتین بنا کر [illegible]
ان مورتون کی تعظیم کرنے لگے آخر انکو پوجنے لگے اور انھین پرہیزگارون کے نام [illegible]
پہونچی تو اللہ عزوجل کا احسان ہے کہ اسنے انبیاء و رسول بھیجے پس اول رسول حضرت نوح کو بھیجا [illegible]
نُوحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ۔ تقدیر کلام یہ ہے کہ واللہ لقد ارسلنا۔ کیونکہ لام جواب قسم محذوف ہے [illegible]
ہے کہ نہ اطلاق ہو اس لام کا اگر حذف قد کے ساتھ کیونکہ جملہ قسمیہ کا سوق نہین ہوتا مگر [illegible]
واقع ہوتی ہے اور وہ جواب قسم کہلاتا ہے پس قد کے ساتھ لاتے ہین کیونکہ وہ مظنہ توقع ہے کیونکہ مخاطب جب [illegible]
تقدیر ہوئی ہے اسکے وقوع کی توقع کرتا ہے جیسے یہان اسپر نص ہے۔ اور ارسال کے معنی مبعوث کرنے کے ہین یعنی [illegible]
ایک شخص کو مبعوث فرمایا اور معنی یہ ہین کہ واللہ ہمنے مبعوث فرمایا نوح ؑ کو اسکی قوم کی طرف فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا
پس نوح ؑ نے قوم سے کہا کہ اے قوم تم بندگی کرو اللہ تعالےٰ کی۔ یعنی فقط اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی عبادت
مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ من زائدہ ہے بغرض استغراق نفی کے آیا ہے یعنے کوئی بھی نہین پس اکثر نے یعنی جمہور نے [illegible]
رفع کی ہے بنا بر مبتداء ہونے کے لہذا کسائی کے سوائے باقی قراء نے غیرہ کو مرفوع پڑھا کہ بدل از محل الہ [illegible]
لفظی اعراب سے غیرہ مجرور پڑھا۔ المعنی نہین تمھارا کوئی بھی الہ سوائے ایک اللہ تعالےٰ کے پس تم اسی کی عبادت کرو [illegible]
تم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی اور دوسرون کی عبادت کی تو تم نے ایسی چیز کی عبادت کی جو معبود نہین ہے [illegible]
سے منھ موڑا اور یہ بات اسی کے واسطے خاص ہے وہ دوسرے مین ثابت کی اس سے بڑھکر کوئی ظلم نہین کہ [illegible]
کیا رزق دیا مال اولاد دی صحت و تندرستی ہزارہا بیشمار نعمتین دین اس سے منھ موڑ کر غیر کی عبادت کرنے لگے [illegible]
پس تم فقط اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور اگر نہ مانوگے تو مین ایک بندہ ہون اللہ تعالےٰ کے [illegible]
بتلانے والا ہون لیکن اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ مجھے تم پر عذاب روز عظیم کا خوف ہے [illegible]
کروگے۔ یوم عظیم سے مراد روز قیامت ہے اور اسمین بیان ہے توحید اختیار کرنے کے سبب کا [illegible]
تو عذاب سخت پاؤگے۔ بعض نے کہا کہ یہ معنی ہین کہ مجھے تمھارے اوپر عذاب یوم عظیم [illegible]
نہین نظر آتے ہو۔ اور بعض نے کہا کہ یوم عظیم سے مراد طوفان کا روز ہے اور لفظ [illegible]
بیان کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو یہ معلوم نہ تھا کہ آیا دنیا ہی مین ان لوگون [illegible]
چھوڑ دیے جاوینگے۔ کذا فی السراج وغیرہ اور حافظ ابن کثیر رح نے قول اول [illegible]
ظاہر یہ ہے کہ اخاف بطور ادب کے ہے اگرچہ کافر کے حق مین قطعی وعدہ عذاب کا ہے [illegible]
الٰہی کے حکم قطعی نہ لگایا یون نہ کہا کہ تم پر یون عذاب ہوگا بلکہ ادب سے [illegible]

[illegible] کا جواب نقل فرمایا - قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ
ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ [illegible] بالسکون ثانی بمعنی بھر دینا کیونکہ اشراف بھی مجلس کے لوگون کے دل ہیبت و اجلال سے
[illegible] و اسباب اور ابن کثیر رحنے کہا کہ ملا یعنے جمہور و سردار و پیشرو اور بڑے بڑے مڈھ یعنی
[illegible] لوگون نے جواب دیا کہ ہم لوگ اپنی عقل و راے مین تجھا کھلے ضلال مین دیکھتے ہین - حاصل آنکہ
[illegible] بھٹک گیا ہی کہ ہمکو اکیلے اللہ کی عبادت کرنے کو بلاتا ہی - گمراہون کا یہی حال ہی کہ وہ شیطانی نفسانی
[illegible] ہدایت کرنے والون کو اُلٹے خود بھٹکا ہوا سمجھتے ہین استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم
[illegible] لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ نوح ؑ نے قوم کو کہا کہ اے قوم
[illegible] ضلالت نہین لگی ولیکن مین رب العالمین کی طرف سے رسول ہون - قوم نے انپر ضلال کا بہتان لگایا تھا اور انھون نے
[illegible] کو دور کیا تو مفسر رحنے کہا کہ ضلالت بہ نسبت ضلال کے اعم ہی پس ضلال کے دور کرنے سے ضلالت کی نفی کرنا زیادہ
[illegible] یعنے ضلالت تو ہر وجہ سے گمراہی ہی اور ضلال بعض وجہ سے بھٹکنے کو - اور غی کو بھی شامل ہی پس ضلالت اعم ہی کیونکہ ہر چیز جسکو
ضلال کہین اسکو ضلالت کہینگے اور اسکا الٹا نہین ہی کیونکہ غی کو یا بعض وجہ سے بھٹک کو ضلال نہین کہتے مگر ضلالت کہتے ہین
پس ضلالت کی نفی کرنا زیادہ بلیغ ہوا اسلیے کہ وہ اعم ہی اور عام کی نفی کرنے سے خود خاص کی نفی ہو جاتی ہی برخلاف خاص کی
نفی کے کیونکہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین چنانچہ اگر مان لیا جاوے کہ اس جنگل مین کوئی جاندار موجود نہین تو خود ظاہر ہی
کہ انسان بھی نہوگا اور اگر خاص جاندار کی نفی کی مثلاً شیر نہین ہی تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ انسان بھی نہو پس ظاہر ہوا کہ ضلال
کے بہ نسبت ضلالت کی نفی یہان زیادہ بلیغ ہی اور تعجب ہی کہ صاحب کشاف نے لکھا کہ ضلال نہین کہا بلکہ ضلالت کہا اسواسطے کہ ضلالت
اخص ہی پس ضلال کی نفی سے ضلالت کی نفی زیادہ بلیغ ہوگی اور خطیب نے سراج المنیر مین اسی کی پیروی کی حالانکہ یہ سہو ہی اسواسطے
کہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین ہی اور کشاف کے محشین نے اس مقام پر طول کلام سے کچھ بھی فائدہ نہ نکالا اور خطیب رح
[illegible] باتباع بیضاوی رح کے یہان کشاف کی پیروی مین دھوکا کھا گئے حالانکہ بیضاوی رحنے یہان افادہ فرمایا کہ قولہ یا قوم
لیس بی ضلالۃ - اے شئی من الضلالۃ یعنے کچھ بھی ضلالت نہین ہی - پس جیسے ان لوگون نے ضلال کے ثابت کرنے مین مبین
[illegible] یعنے ضلال نہین کہا بلکہ ضلال مبین کہا تھا اسی طرح انکے جواب مین نفی ضلال مین مبالغہ کیا یعنے کچھ بھی ضلالت
[illegible] مستفاد ہی مقابلہ سے کیونکہ ضلال کے مقابلہ مین ضلالت کی نفی درصورت قصد مبالغہ در کمال ہدایت خود دلیل ہی
[illegible] کی بھی نفی ہو گویا یون کہا کہ میرے ساتھ اقل قلیل بھی ضلال نہین ہی پس اسمین قوم والون پر بیوقوفی و گمراہی کی
[illegible] ہونے کے اپنی بیوقوفی سے ضلال سمجھے بلکہ ضلال مبین سمجھے پس حماقت نہین بلکہ احمق ہین اور اشارہ ہی
[illegible] ہین کیونکہ جو اس مرتبہ ہدایت پر ہی کہ اسمین ضلالت کا نام نہین اسکو ضلال مبین سے موصوف
[illegible] لٰكِنِّیْ [illegible] واسطے استدراک کے ہی پس یہان جانب مقابل کا وہم دور کرنا چاہیے تھا نہ آنکہ
[illegible] ہی کہ لٰکن اس مقام پر بہت بلیغ ہی - بیضاوی رحنے کہا کہ یہ استدراک باعتبار لازم کے ہی اور لازم اسکا
[illegible] جب ایک کی نفی ہو تو دوسرے کی جانب وہم متردد ہوتا ہی پس اسکو اثبات کیا جاتا ہی اگرچہ غیر متعلق

امور کی طرف وہم نہوا اسی واسطے لیس زید بقائم ولکنہ قاعد- کہنا فصیح ہو یعنے زید کھڑا نہین ولیکن [illegible]
ولکنہ شارب- فصیح نہین یعنے زید کھڑا نہین ولیکن پانی پیتا ہو- پس جب نفی ضلالت سے بالکل [illegible]
سے استدراک کیا اور ظاہر یون تھا کہ ولکنی علی ہدیً- ہو لیکن بجاے اسکے ولکنی رسول من رب العالمین [illegible]
ہدایت مین کامل بلکہ اکمل ومکمل ہونا واجب ہو کیونکہ وہ خود ہدایت پر ہوتا اور دوسرون کو ہدایت پر لاتا ہو [illegible]
الہدیٰ لانی رسول من رب العالمین- یعنی مین انتہا درجہ ہدایت پر ہون کیونکہ مین رب العالمین کا [illegible]
ان لوگون کی حماقت پر کہ شاید ہدایت پر نہ سمجھین حالانکہ کوئی شخص دو حال سے خالی نہین ہوتا ہدایت [illegible]
تو بالکل نفی ہو پھر سخت حماقت ہو کہ عدم ہدایت کا وہم بھی ہو پس اسکو استدراک کرنے مین تعریض ہو- اُبَلِّغُكُمْ
رِسٰلٰتِ رَبِّيْ ابو عمرو رح کی قراءۃ مین ابلغ از ابلاغ ہو تخفیف لام اور باقیون کی قراءہ مین تبلیغ سے تشدید لام ہو [illegible]
تمکو رسالتین اپنے پروردگار کی- بیضاوی نے کہا کہ یہ جملہ صفت رسول واقع ہو یا جملہ مستانفہ ہو اور اسوجہ بیان سے بھی [illegible]
مقرر فرمایا اور رسالات کو جمع اس وجہ سے کہ متعدد اوقات مین اسکا نزول ہوتا رہا یا اسوجہ سے کہ اقسام مدلولات کی [illegible]
مانند اعتقادات ومواعظ واحکام وغیرہ کے- وَاَنْصَحُ لَكُمْ اور نصیحت کرتا ہون تمہارے نفع کے لیے- جملہ صفت رسول
ہو اور النصح کے معنی یہ کہ ارادہ کرتا ہون بھلائی کا- اور لکم- مین لام زائد کر دیا یعنے انصحکم نہین فرمایا تاکہ دلالت کرے کہ نصیحت [illegible]
انھین کے حق مین نافع تھی اسمین ناصح کی کوئی غرض اپنے متعلق نہ تھی- اور نصح کے معنی یہ کہ دوسرے شخص کیواسطے اسطرح بھلائی
قصد کرے جیسے اپنے واسطے چاہتا ہو اور تعدیہ اسکا بواسطہ وبلا واسطہ دونون طرح ہو یقال نصحتہ ونصحت لہ- اور بعض نے کہا کہ نصح کی
حقیقت یہ ہو کہ مصلحت کی راہ پہنچوا دے اسطرح کہ ہر مکروہ بات سے اپنی نیت خالص ہو- اور بعض مفسرین نے کہا کہ مطلق نصیحت اور
رسول کی نصیحت مین فرق ہو پس رسول کی نصیحت یہ ہو کہ امت کو اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر ونواہی اور تمام تکالیف شرعیہ جسطرح اللہ تعالیٰ [illegible]
مقرر فرمائے ہین پہونچادے اور عام نصیحت یہ ہو کہ اپنے بھائیون کو ان اوامر ونواہی وشرائع کے قبول کرنے مین رغبت دلاوے اور [illegible]
کرنے سے ڈراوے کہ ولقم کا اسمین عذاب ہو- یہان سے واضح ہوا کہ حدیث صحیح مین جو النصح لکل مسلم- آیا یعنی ہر مسلمان کیواسطے نصح [illegible]
وہ دوسرے معنی پر ہو اور معنی نصح کے وہی ہین جو اول مذکور ہوئے چنانچہ حدیث ابن مسعودؓ مین اسی کی تفسیر ہو کہ کوئی مسلمان [illegible]
ایمان نہ لائے کہ جو اپنی ذات کیواسطے پسند کرتا ہو ویسا ہی اپنے بھائی کیواسطے پسند کرے- اور مراد ان چیزون سے [illegible]
مین بھلا کہا گیا ہو اور یہ نصح نہین ہو کہ رشوت سے مال جمع کرنا خود چاہتا ہو تو دوسرے کے واسطے بھی [illegible]
اغوا و شیطانیت ہو فافہم- بالجملہ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ [illegible]
مین ضلالت مین بالکل نہین بلکہ کمال ہدایت پر ہون اور تمکو اللہ تعالیٰ کے رسالات پہونچاتا ہون اور [illegible]
لیے تمکو نصیحت کرتا ہون- وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور مین جانتا ہون اللہ تعالیٰ کی طرف سے [illegible]
یعنے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی کے ذریعہ سے جو چیزین مجھکو معلوم ہوئی ہین وہ تمکو نہین معلوم [illegible]
اسے من جہۃ اللہ بالوحی- ہو اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہو کہ من صفات اللہ تعالیٰ [illegible]
یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسکی سخت گرفت اور بحر مین سے اسکا [illegible]

Marfat.com

[illegible] عذاب یوم عظیم - اسی کی اسمین تقریر ہی - فافہم ف ـــــ فی العرائس قولہ وانصح
[illegible] لیے تمھارے پروردگار کی معرفت حاصل کرنے کا طریقہ سکھلاتا ہون اور اپنی نصیحت
[illegible] لطف ورحمت خاصہ حاصل ہونے کی راہ بتلاتا ہون اور جو کچھ مین اللہ تعالے کی طرف سے
[illegible] نہین جانتے [illegible] اسکے احسان و مہربانی ولطف وکشف صفات وجمال ذات وحلاوت مشاہدہ ولذیذ خطاب وغیرہ
[illegible] حاصل نہین ہی جو اسکی درگاہ مین پہونچ گیا وہ ایسی بادشاہت کو پاگیا کہ کبھی اسمین خرابی نہوگی اور ایسی
[illegible] فنا نہوا اور جو اس سے محروم رہا وہ ایسی سختی وبلاء وگمراہی مین پڑا کہ کبھی اسکی فراری دور نہوگی اور بعض
[illegible] یعنی تمکو راہ ہدایت بتلاتا ہون اور اعلم من اللہ مالا تعلمون - مین اشارہ ہی کہ مجھے اسکی وسعت رحمت معلوم ہی
[illegible] اخلاص کے ساتھ اسکی طرف رجوع ہوا او تعالے اسکی توبہ قبول فرماتا ہی - پھر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم
[illegible] رسم کے پابند تھے اور اللہ تعالے کی طرف سے رسالت کو خلاف رسم و عادت سمجھتے اور نہایت تعجب کرتے حالانکہ
ان کی آنکھون سے اندھے تھے حضرت نوح علیہ السلام کے نور نبوت کو کیا پہچانتے پس حضرت نوح علیہ السلام نے انکا تعجب دور
کرنے کو فرمایا اَوَعَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَكُمۡ ذِكۡرٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَلٰی رَجُلٍ مِّنۡكُمۡ ہمزہ استفہام انکاری ہی اور واو عاطفہ ہی پس
معطوف علیہ محذوف ہی کما قال المفسر رح اے اکذبتم وعجبتم یعنے کیا تم نے جھٹلایا اور تعجب کیا اور ذکر بمعنی موعظت ونصیحت اور
ان جاءکم - بوجہ ان مصدریہ کے بتاویل مصدر ہوکر مفعول محذوف ہی یعنے کذبتم کا معمول ہی کیونکہ عجبتم کا تعدیہ بحرف من ہوگا -
[illegible] من ان جاءکم - اور یہان سے ظاہر ہوا کہ بعض نے جو لفظ انکرتم مقدر کیا وہ خوب نہین کیونکہ وہ بھی حرف علی چاہتا ہی یقال
انکر علیہ - انکرتم علی ان جاءکم یا عجبتم من ان جاءکم - کی ضرورت ہوگی بخلاف قول مفسر رح کے کہ مقدر خود متعدی ہی مگر یہ ضرور ہی
بحکم المقدر کالمذکور - اسکو عمل دلایا جاوے ورنہ تقدیر مین بہرحال ضرور ہوگی اور قولہ علی رجل منکم - اے علی لسان رجل کان منکم
یعنی بر زبان ایک شخص کے جو تم مین سے ہی یعنے خود حضرت نوح علیہ السلام اور یہ بنا بر اینکہ حضرت نوح علیہ السلام پر صرف وحی اُتری کوئی
کتاب مجموع نہین اُتری بمانند توریت کے اور علی ہذا قولہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیۃ - مین آنحضرت صلعم پر وحی کی تشبیہ
[illegible] نوح علیہ السلام سے دونون باتون مین موافق ہی ایک نفس ایحاء مین یعنے وحی کرنا حضرت صلعم کی طرف کوئی نئی بات نہین کہ نوح
[illegible] اولاً آیا ہی اور دوم محض وحی مین بدون لوح مکتوب کے کیونکہ قرآن مجید مجموع مکتوب نہین اُترا ہی گو یہ مقصود وہان صرف ایحاء
[illegible] اور دوسری بات مین موافقت واقع ہوگئی ہی فافہم - پھر ظاہر یہ ہی کہ محل تعجب یہی جملہ ہی یعنے علی رجل منکم - یعنی اس بات
[illegible] تعجب کرتے تھے کہ ایک آدمی پر وحی الٰہی نازل ہو جیسے مشرکین مکہ کو تعجب تھا اور کہتے تھے کہ فرشتہ کیون نہین اُتارا - اور شاید قوم نوح
[illegible] دونون مین تعجب ہو یعنی پروردگار کی طرف ذکر و موعظت نازل ہونے مین اور ایک آدمی پر نازل ہونے مین - اگرچہ امر دوم
[illegible] انکا نازل کی طرف متعدی ہوگا - المعنی کیا تم نے جھٹلایا اور تعجب کیا اس بات کو کہ آئی تمھارے پاس نصیحت تمھارے
[illegible] طرف سے [illegible] ایک آدمی کی زبان پر - لِيُنۡذِرَكُمۡ تاکہ وہ تمکو ڈراوے یعنی عذاب کا ڈر سناوے
[illegible] وَلِتَتَّقُوۡا اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالے سے تقوی کرو - وَلَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ اور شاید تم
[illegible] یعنے ذکر و موعظت مذکور کا آنا اس فائدہ کے واسطے کہ تمکو ڈراوے اور تم تقوی کرو اور شاید رحم کیے جاو

Marfat.com

اور یہ ترتیب ہر سہ علت کی نہایت حسن و خوبی پر ہی کیونکہ بندون نے جب ازل کا عہد بھلا دیا [illegible]
رحمت شاملہ و کاملہ کے رسول آئے اور مقصود ارسال سے انذار ہی یعنی مخالفت کرنے سے [illegible]
کرین اور تقوی سے مقصود یہ کہ رحمت پاوین - کذا فی السراج اور بیضاوی رح نے لکھا کہ لعلکم [illegible]
ہی داخل کرنے مین تنبیہ ہی اس بات پر کہ تقوی پر خواہ مخواہ ترحم واجب نہین ہو جاتا [illegible]
چاہیے کہ اپنے تقوی پر گھمنڈ نہ کرے اور عذاب الٰہی عزوجل سے بیخوف نہ ہو جاوے [illegible]
اللہ تعالے پر واجب ہی تو یہ انکی جہالت ہی حق یہ ہی کہ اوتعالے عزوجل پر کوئی امر واجب نہین اور یہ [illegible]
رہئین کھڑے ہوتے ہین مگر یہ لوگ بے ادب ہین اللھم اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و تب علینا انک [illegible]
حسن و خوبی سے نوح علیہ السلام نے رسالت الٰہی کو پہونچایا مگر سوائے چند گنتی کے آدمیون کے باقی سب [illegible]
مین گرفتار ہوئے چنانچہ اللہ تعالے عزوجل نے فرمایا - **فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْ**[illegible]
الذین کا عطف انجیناہ - کی ضمیر مفعول پر ہی اے انجیناہ ایاہ والذین آمنوا معہ - اور فا انجام کار کے واسطے ہی کیونکہ [illegible]
کئی سو برس تک برابر ان لوگون کو ایمان و توحید کی طرف بلاتے رہے اور وہ لوگ جھٹلاتے اور سخت ایذا [illegible]
ظاہر ہوا اور نوح علیہ السلام نے بددعا کی کہ زمین پر کوئی کافر باقی نہ رہے - اور کشتی بنانے کا حکم ہوا [illegible]
بنائی مروی ہی کہ دو سال مین بنائی تھی خود بڑھئی کا کام جانتے تھے - یہان سے ظاہر ہوا کہ فکذبوہ کے معنی فاستمروا علی [illegible]
یعنی برابر جھٹلانے پر اڑے رہے - المعنی پھر برابر نوح ع کی قوم والے جھٹلاتے رہے پس ہمنے نوح کو اور اسکے ساتھ والے [illegible]
کشتی مین نجات دی - یعنی پانی کا طوفان جو غضب الٰہی تھا اسمین ڈوبنے سے نجات دی اور قصہ انشاء اللہ تعالی مفصل آویگا [illegible]
مین ہی کہ انکے ساتھ ایمان لانے والے بعض نے کہا کہ چالیس مرد و چالیس عورتین تھیں اور بعض نے کہا کہ صرف [illegible]
بیٹے سام و حام و یافث اور چھ آدمی اور تھے - وفی تفسیر الحافظ - منصوص اسقدر ہی کہ وما آمن معہ الا قلیل - یعنی نوح ع کے ساتھ [illegible]
نہ لائے مگر تھوڑے آدمی - امام مالک رح نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کی کہ قوم نوح ع اس کثرت سے تھی کہ زمین [illegible]
سمائی سے تنگ تھے - عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ نہین عذاب دیا اللہ تعالے نے قوم نوح کو مگر اس حال [illegible]
زمین اُنسے بھری ہوئی تھی اور کوئی قطعہ زمین نہ تھا مگر آنکہ ان لوگون مین سے کوئی نہ کوئی اسکا [illegible]
ابن وہب رح نے کہا کہ مجھکو حضرت ابن عباس رض سے روایت پہونچی کہ حضرت نوح ع کے ساتھ کشتی [illegible]
سے جُرہم تھا اور اسکی زبان عربی تھی رواہ ابن ابی حاتم و روے من وجہ آخر عن ابن عباس [illegible] - قلت [illegible]
عورت کا قول کسی شخص نے اسی روایت سے یہ سمجھکر کہ کشتی نوح مین ہر شی کے جوڑے جوڑے تھے [illegible]
کہ جو ایمان لایا وہ غرق نہین ہوا خواہ جوڑا ہو یا فرد ہو ہان جانورون مین البتہ جوڑا رکھا گیا تھا فافہم [illegible]
دسوین رجب کو کشتی مین سوار ہوئے اور طوفان شروع ہوا اور آخر دسوین محرم کو کشتی سے اترے [illegible]
ہو گئے - کما قال تعالے - **وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَ**[illegible]
غرق کر دیا ہمنے ان لوگون کو جنھون نے جھٹلایا تھا ہماری آیات کو بیشک یہ لوگ اندھی قوم [illegible]

Marfat.com

[illegible] الرحبعبارت ظاہری موجود تھی - عمین دراصل عمیین تھا تخفیف کرکے عمین رہا [illegible]
[illegible] زیادہ بلاغت ہی کیونکہ وہ ثبات پر دلالت کرتا ہی - کمالین مین ہی کہ عمی کی دلالت عمی ثابت پر ہی
[illegible] حادث ہی [illegible] اسلیے کہ عمین صیغہ صفت مشبہ ہی جو ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہی - قال ابن عباس رض
[illegible] - قال بعضہم عمی بصیرت کے اندھے کو بولتے ہین اور اعمی آنکھون کے اندھے کو کہتے ہین اعوذ باللہ منہا - قال
[illegible] قصہ مین [illegible] نے اپنے محبوب بندون کے واسطے کافرون سے انتقام لینے کو بیان فرمایا اور یہ کافر لوگ ان
بندون کو اینا و آزار [illegible] اور انسے مسخرہ پن کیا کرتے تھے آخر ہلاک ہوئے اور اللہ تعالےٰ کی سنت سنیہ دنیا و آخرت مین
[illegible] ہی جاری ہی کہ انجام کار اہل تقوی کو فتح و ظفر ہی وقد قال تعالےٰ والعاقبۃ للمتقین سراج وغیرہ مین ہی کہ قصص قرآن مین علاوہ
علوم و معارف کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و مومنین کے واسطے تسلی ہی کہ آنحضرت صلعم کی قوم ہی فقط قبول حق سے اعراض کرنے والی
نہین بلکہ گذری امتون مین سے بھی اکثر ایسی نہ ماننے والی گذری ہین اور عموماً اسمین ایک تنبیہ ہی کہ جھٹلانے اور نہ ماننے والونکا انجام
[illegible] ہلاک ہی پس آنحضرت صلعم کے نہ ماننے والے بھی انجام کار خواہ دنیا مین بھی یا قطعاً آخرت مین خوار و برباد ہونگے - اور واضح
ہو کہ اسمین آنحضرت صلعم کی صحت نبوت کی کھلی دلیل ہی کیونکہ آنحضرت صلعم اُمی تھے کچھ لکھے پڑھے نہ تھے اور ہرگز اپنے وقت مین
کسی تاریخ جاننے والے سے نہین سیکھے خصوص جبکہ عرب مین اسکا رواج ہی نہ تھا باوجود اسکے گذری امتون کے نہایت صحیح قصہ و اخبار
کو بیان فرمایا اور تاریخ جاننے والون کو جب معلوم ہوا تو کسی نے انمین سے انکار نہین کیا پس صریح ثابت ہوا کہ یہ بوحی الٰہی تھا اور یہی نبوت
کی [illegible] فضل الٰہی ہی - قال المترجم اور اس زمانہ مین جو بعضے ملحد انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وجہ اس طوفان کی تنور سے پانی کا
جوش نہ تھا بلکہ چنین وچنان تھا تو اسکو باوجود الحاد کے بسبب بالاتفاق ثبوت طوفان نوح ؑ کے انکار طوفان کی مجال نہوئی پس اسقدر
تو وہ خود مقر ہی کہ طوفان مذکور واقع ہوا تھا لیکن اسکے تاریخ کی کیفیت معلوم ہی کہ رائے کو اسمین بہت کچھ دخل ہوتا ہی لہذا پوشیدہ
سبب پر اسکی رائے کا دعوی محض غلط ہی کیونکہ جب واقعہ ثابت ہی تو صرف ایک امر خفی پر اسکا انکار کرنا بدون دلیل کے صرف
اسکے وہم کے نزدیک مستبعد ہی محض بیجا وہم ہی پس جو شخص کہ اللہ تعالےٰ عز وجل کو قادر مختار مانتا ہی اسکے نزدیک کچھ بھی مستبعد نہین ہی
اور عجب ہی کہ یہ منکر بدون کسی دلیل کے انکار کرتا ہی لہذا کوئی عقلمند اسکو تسلیم نہ کریگا خصوص جبکہ واقعہ طوفان کا اقرار ہی - فافہم -
ف - فی العرائس قولہ انہم کانوا قوما عمین یعنے مشاہدہ الٰہی اور ذوق محبت سے دور تھے اپنے ابصار کی آنکھون سے
اندھے تھے انکو انوار صفات و ذات نظر نہین آتے تھے حالانکہ ہر ذرہ ذرہ سے ظاہر ہین - ابن عطا رحمہ اللہ نے کہا کہ عمین
یعنے راہ حق سے گمراہ تھے - بعض نے کہا کہ دنیا اور جہان مین نظر عبرت سے اندھے تھے انکی نظر سے صرف انکی خواہش نفسانی
وشہوات نظر آتی تھین -

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ

اور بھیجا عاد کی طرف انکا بھائی ہود بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا صاحب اسکے سوا

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ

[illegible] بولے سردار جو منکر تھے اسکی قوم مین ہم تو دیکھتے ہین تجکو

Marfat.com

فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ

عقل نہیں اور ہماری اٹکل میں تو جھوٹا

وَلٰكِنِّي رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ

لیکن میں بھیجا ہوں جہان کے صاحب کا

وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ

اور میں تمہارا خیرخواہ ہوں معتبر کیا تم کو تعجب ہوا کہ آئی تم کو

رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ

ایک مرد کے ہاتھ تمہارے بیچ میں سے کہ تم کو ڈر سناوے اور یاد کرو

قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ

قوم نوح کے اور زیادہ دیا تم کو بدن میں پھیلاؤ سو یاد کرو احسان

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا

بولے کیا تو اسواسطے آیا ہم پاس کہ بندگی کریں وتبے اللہ کی اور چھوڑدیں جنکو

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ قَدْ

سو لے آ ہم پر جو وعدہ دیتا ہے ہمکو اگر تو ہے سچا کہا

عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ

تمہارے رب کے ہاں سے بلا اور غصہ کیوں جھگڑتے ہو مجھ سے

اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا

تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں اتاری اللہ نے انکی سند

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں پھر بچا دیا اسکو اور جو

وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ ع ۹

پیچھاری کاٹی انکی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں اور نہ تھے

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ یعنی جیسے نوح علیہ السلام کو انکی قوم کی طرف بھیجا ویسے ہی

قوم نوح کسی نام سے معروف نہ تھی قوم فرمایا اور قوم ہود بنام عاد معروف تھی مانند مدین

قوم عاد کے نام سے دو قوم ہیں۔ عاد اول اور عاد دوم جو بقیہ نسل اول ہی اور دونوں کے درمیان

اور قوم نوح کے درمیان آٹھ سو برس کا فرق بیان ہوا ہے اور مورخین کا اتفاق ہے

لکھا کہ وہ عاد بن عوص بن ارم بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہی اور

Marfat.com

[illegible] اولاد عاد بن ارم بن عوص بن سام بن نوح ہین قال ادھا
[illegible] اللہ تعالے نے فرمایا الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلہا
[illegible] کے بھائی کو نہ دینی بھائی کو یعنی قبیلہ عاد مین سے ایک شخص انکے برادری کا جسکا نام
[illegible] والے صاحب القوم کو اخ بولتے ہین اور اول اظہر ہی اور مفسر جلال رح نے تحبیر مین کہا
[illegible] ربن عاد بن عوص مذکور ہین اور چار سو چونسٹھ برس زندہ رہے - قال الحافظ وغیرہ
[illegible] مین تھی جو عمان وحضرموت کے پاس ہی - ربیع بن خثیم نے کہا کہ عاد والے مین سے شام تک
[illegible] پھیلے ہوئے تھے - محمد بن اسحاق نے کہا کہ اگرچہ عمان وحضرموت کے درمیان انکی اصلی بستی تھی لیکن اکثر
[illegible] اور شدت قوت وتوانائی سے سب کو زیر کر لیا اور ظلم وتعدی کرتے تھے اور عامر بن واثلہ سے روایت کی کہ
[illegible] حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سنا کہ آپ حضرموت کے ایک شخص سے کہتے تھے کہ تو نے وہ سرخ ٹیلہ دیکھا جو اراک کے مقابلہ
[illegible] جیسے نکلے ہین اور فلان وفلان جانب بیریون کے بہت سے درخت ہین اور وہ حضرموت کی زمین ہی اسنے کہا کہ
[illegible] اے امیر المومنین خدا کی قسم آپ تو ایسا اسکو ٹھیک ٹھیک پتہ سے بیان فرماتے ہین جیسے کسی نے آنکھون دیکھا ہو فرمایا کہ
[illegible] نے دیکھا نہین ہی ولیکن اسکا قصہ مجھسے بیان فرمایا گیا ہی حضرمی نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اسکی بابت کیا قصہ ہی آپنے
فرمایا کہ اسمین ہود علیہ السلام کی قبر ہی - رواہ ابن جریر قال الحافظ - اس روایت مین یہ فائدہ ہی کہ ان لوگون کی بستی معلوم ہوئی
[illegible] ہود علیہ السلام وہین دفن ہوئے ہین اور وہ اس قوم مین سے از راہ نسب کے اشرف وافضل تھے جیسے انبیاء ؑ
[illegible] ہین لیکن قوم والے جیسے سخت وشدید الخلقۃ تھے ویسے ہی دل بھی انکے سخت تھے چنانچہ انکی دعوت وجواب سے ظاہر ہی
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ کہا ہود ؑ نے اے قوم تم اللہ تعالے کی عبادت کرو یعنی اسکی توحید کرو شرک مت کرو مَا
لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اسکے سوائے تمہارا کوئی الہ نہین ہی - اگر کہا جاوے کہ قال کہا فقال نکہا مانند قصہ نوح ؑ کے - جواب آنکہ
[illegible] فاعل ہود - جواب دیا کہ قال یا قوم - بعض نے کہا کہ نوح ؑ برابر تو اصل دعوت کرتے جیسا کہ دوسرے مقام پر منصوص
[illegible] مناسب تھی اور ہود مختلف اوقات مین ایسا کرتے پس بدون فاء فرمایا ہی - اَفَلَا تَتَّقُوْنَ استفہام انکاری
[illegible] مستبعد ہی کہ تقوی نہین کرتے قال المفسر رح یعنے خوف نہین کرتے کہ تقوی والے ہو جاؤ - واضح ہو کہ سورہ ہود ؑ مین
[illegible] یہان افلا تتقون ہی پس اسکے یون ہی کہ تقدیر کلام مین کہا جاوے افلا تتقون اے افلا تعقلون فتتقون -
[illegible] استبعاد فرمایا کہ تم نہین سمجھتے تاکہ متقی ہو جاؤ - اور نیز دعوت متعدد اوقات مین تھی پس شاید دونون طرح سے
[illegible] اصل کلام ایک ہی ہی پس بعض نے بیان پر اکتفا کیا جیسے وہان قولہ ان انتم الا مفترون - بھی مذکور ہی اور
[illegible] یہان اسکو ذکر نہین فرمایا اور اسی پر باقی اجزاء قصہ کو قیاس کرنا چاہیے بلکہ دیگر قصص مین بھی اسی
[illegible] عبارات زبان پر متعدد جاری ہوتے ہین جنکا حاصل واحد ہوتا ہی کذا ذکرہ ابو السعود وغیرہ اور پوشیدہ
[illegible] ہین اور قدر مناسب پر اکتفا ہوا ہی اسی واسطے ہر قصہ مکرر نہین بلکہ فوائد جدیدہ نادرہ ہر مقام
[illegible] واسطے بہت طول عبارت درکار ہی مگر مشتے نمونہ از خروارے یہان صرف ضرورت اس امر کی ہی کہ

Marfat.com

اگلی امتون نے بھی نصح و موعظت انبیا علیہم السلام سے انکار کیا [illegible]
مشابہ ہی اور اسمین جو لطائف معانی ہین انکو بخوف طول عبارت نہین لکھ سکتا کیونکہ ہر [illegible]
عام فہم ہو گی لہذا علمار رح نے علوم قرآنی ہین الگ الگ تصنیفات کر دین اور تفسیر مین [illegible]
قوم عاد کو موافق بیان مذکورہ بالا کے نصیحت کی - پھر جواب سخت یہ پایا - قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ [illegible]
لوگون نے اسکی قوم سے جو کافر ہوئے تھے - نہ اُن سرداروں سے جو مسلمان ہوگئے [illegible]
مسلمان بھی ہو گئے بخلاف قوم نوح ع کے کہ سرداروں مین سے کوئی مسلمان نہوا - حاصل [illegible]
یہ جواب دیا کہ - إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ اے متمکنا فی سفاہتہ وخفتہ عقل [illegible]
سفاہت یعنی جہالت و کم عقلی جم گئی ہی کیونکہ تو ہمکو بتون کی عبادت چھوڑنے کو اور اکیلے اللہ [illegible]
جیسے کفار قریش نے بھی تعجب کیا اور کہا أجعل الآلهة الها واحدا ان هذا لشئ عجاب - بھلا اسنے سب آلہہ کو ایک [illegible]
عجیب بات ہی - وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ اور ہم تو ضرور تجھکو جھوٹون مین سے گمان کرتے ہین [illegible]
کے دعوی مین تجھکو جھوٹا گمان کرتے ہین - ایسے ہی کافر مشرک لوگ و بداعتقاد و ملحد لوگ اپنے اٹکل و گمان سے [illegible]
قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ کہا کہ اے قوم کچھ بھی سفاہت مجھمین نہین ہی بلکہ مین تو کمال ہدایت پر [illegible]
رسول ہون لہذا ملزوم ذکر کیا - وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ لیکن مین رب العالمین کی طرف سے [illegible]
جسکا کمال ہدایت پر ہونا واجب ہی - اس سے ہدایت پر ہونا اور رسول ہونا دونون ثابت کر دیا - اور پھر تاکید فرمائی أُبَلِّغُكُمْ
رِسَالَاتِ رَبِّي مین تمکو اپنے پروردگار کی رسالتین پہونچاتا ہون - وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ اور مین خالص و محض تمھارے
لیے تمھارا ناصح و امین ہون - اللہ تعالے نے اپنی رسالت مین مجھکو امین قرار دیا ہی وہ عالم الغیب ہی پس مین جھوٹا نہین [illegible]
دلیل ہی کہ انبیا علیہم السلام کی شان مین دروغ کی صفت ہونا محال ہی بلکہ ابلاغ کامل اور نصح خالص و امانت [illegible]
رسول موصوف ہوتے ہین پس بعضے روافض نے جو زعم کیا کہ حضرت صلعم نے بعض باتین خاصکر اہل بیت رضوان اللہ علیہم [illegible]
تھین از قسم دین و کمال شریعت جنسے انسان کو تقرب مزید حاصل ہوتا ہی تو یہ لوگ مفتری و جھوٹے ہین - وفی السراج [illegible]
نوح علیہ السلام نے اپنی ذات کے واسطے ناصح و امین کی صفتین خود بیان فرمائین تو اسمین دلیل ہی کہ جہان [illegible]
آدمی کو روا ہی کہ اپنی ذات کی سچی صفات کو ظاہر کرے - قلت چنانچہ حضرت یوسف ع نے بھی خزائن کی [illegible]
کہا تھا کہ مین قوی امین ہون چنانچہ سورہ یوسف مین انشاء اللہ تعالے آویگا - وفی البیضاوی [illegible]
خود انتہا درجہ کے سفیہ و گمراہ ہین مگر اس حلم و بردباری سے جواب دیا بدون جواب [illegible]
اہل النصح نیکوکار بندون کو اسی طریقہ کی تعلیم ہی - وفی السراج - حضرت نوح ع نے انصح لکم [illegible]
اسمیہ کہا کیونکہ نوح ع شب و روز نصیحت کرتے پس فعل مناسب ہی کیونکہ وہ تجدد [illegible]
البیضاوی جملہ اسمیہ بصیغہ صفت مین اشارت ہی کہ قوم والے حضرت ہود ع کو ابتدا [illegible]
صلعم کو سچا بہت صدوق و امین و ناصح جانتے تھے - پھر مزید تاکید کی - أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ

Marfat.com

[illegible] ذکر یعنی نصیحت تمھارے پروردگار کی طرف سے - عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ
[illegible] ایک مرد پر تاکہ وہ تمکو عذاب الٰہی سے ڈراوے - یعنی تم اس سے انکار و تعجب مت کرو
[illegible] اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرو - وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ
[illegible] قوم نوح کے بعد خلیفہ بنا دیا یعنی زمین کی خلافت تمکو دیدی کیونکہ مشہور ہی کہ شداد بن عاد اکثر ولایتون کا بادشاہ
[illegible] پہلے انکو عذاب الٰہی سے خوف دلایا پھر انکو انعامات الٰہی یاد دلائے اور مزید فرمایا - وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً
[illegible] خلقت مین بسط - قال الحافظ اے تمھارے ابنا جنس سے تمکو اطول پیدا کر دیا - قال المفسر یعنی تمھاری
[illegible] طول مین زیادتی کی - انمین سے جو لنبا ہوتا وہ سو ہاتھ کا ہوتا اور ٹھگنا ہوتا وہ ساٹھ ہاتھ ہوتا تھا - قال المترجم
[illegible] و عرض و قوت سب مین بحسب مناسبت زیادتی مراد ہی اور بسط در اصل فراخی ہی خواہ معانی مین ہو یا اعیان مین ہو لہذا قصہ
[illegible] مین فرمایا وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم - اور محتمل ہی کہ مخلوق کے درمیان انکو فراخی دینا مراد ہو اعم ازینکہ از راہ معانی ہو یا
[illegible] واللہ اعلم ولیکن مفسرین نے قول اول ہی اختیار کیا ہی مگر آنکہ ابن عباس رضہ سے مروی ہی کہ بسطۃ بمعنی شدت ہی اور یہی محتمل
[illegible] معنی کو ہی اور ابو ہریرہ رضہ سے روایت کیا جاتا ہی کہ عادی آدمی تھے کہ ڈاڑا اکیلا اُٹھا لیتا اگر اسوقت کے پانچ سو آدمی لگین
[illegible] اسکو نہ اُٹھا سکین اور جو مفسر سیوطی رح نے ذکر کیا وہ سدی رح و کلبی رح سے مروی ہی وقال الجلال المحلی رح فی سورۃ الفجر
[illegible] لنبے کا قد چار سو ہاتھ تک تھا - ابو حمزۃ الثمالی نے ستر ہاتھ ذکر کیا اور ابن عباس رضہ سے اسّی ہاتھ مذکور ہی اور مقاتل رح نے
[illegible] بارہ ہاتھ کا ہوتا تھا اور قتادہ رح نے کہا کہ ہمسے ذکر کیا گیا کہ انکا قد بارہ ہاتھ کا ہوتا تھا - ابن عساکر رح نے حضرت وہب بن
[illegible] سے روایت کی کہ انکے ہاتھون کی ناپ مراد ہی - وہب بن منبہ کا قول ہی کہ اُنکا سر مانند ایک بڑے قبہ کے تھا - جو کچھ کلام مجید سے
ثابت ہوتا ہی وہ انکی قوت و شدت ہی چنانچہ فرمایا - فاما عاد فاستکبروا فی الارض بغیر الحق وقالوا من اشد منا قوۃ الآیۃ - اور فرمایا
[illegible] القوم فیہا صرعی کانہم اعجاز نخل خاویۃ الآیۃ - اور رہین یہ روایات جو متقدمین سے روایت کیجاتی ہین انکے اسانید پر مترجم کو
[illegible] نہین ہی اور مؤلف فتح البیان نے بدون بیان کے استبعاد و تضعیف کی ہی اور مترجم کی نظر مین واللہ اعلم یہ معلوم ہوتا ہی
[illegible] تقدیر صحت ان آثار کے قول مقاتل و قتادہ مین انکے ہاتھون کے ناپ کا بیان ہی جیسا کہ وہب رح کی روایت ابن عساکر مین مصرح ہی
[illegible] باقی اقوال مین اسوقت کے ہاتھون سے ناپ مراد ہی پس تقریبًا اقوال مین مراد متفق ہو جائیگی اور اس زمانہ سے قریب پنج گونہ کچھ
[illegible] انکا قد دراز ہوگا - اگر کہا جاوے کہ صحیحین کی روایت سے ثابت ہوا ہی کہ درازی حضرت آدم علیہ السلام کے قد کی ساٹھ ہاتھ تھی
[illegible] برابر خلقت کم ہوتی چلی آئی - تو جواب اسکا دو وجہ سے ہو سکتا ہی اول آنکہ درازی قد آدم ع انکے ہاتھون ساٹھ ہاتھ تھی پس عاد کی
[illegible] سے زیادہ ہوگی - دوم آنکہ حدیث مین بیان کیفیت کوتاہی کا ہی اور درازی کی تعیین نہین ہی یعنے آدم علیہ السلام کے بعد جب
[illegible] تو انکی نہایت پہونچی اور جانب طول اسیقدر پر منحصر ہونا مراد نہین ہی پس روا ہی کہ جب خلقت مین درازی
[illegible] ایسا واقع ہوئی ہو فلیتامل فانہ دقیق وموضع تامل اذ عیاراتہم تدل علی طولہم انہ مما کان لا باسم من
[illegible] آدم علیہ السلام فافہم - بالجملہ توجیہ اقوال مفسرین کی ضرورت سے یہ گفتگو کرنی پڑی ورنہ تفسیر مین اصلی
[illegible] یہی ہی کہ ہود علیہ السلام نے قوم کو نعمت الٰہی یاد دلائی کہ تم لوگ اللہ تعالےٰ کا شکر یاد کرو کہ قوم نوح

جب اپنے پیغمبر کا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا تو اسکی بد دعا سے اللہ تعالیٰ نے سبب کو ہلاک کر دیا اور [illegible]
باقی رکھا اور پیدا کر کے بجائے انکے خلیفہ کیا اور تمہاری خلقت مین فراخی دی یعنی بہ طرح تمکو کشائش [illegible]
پس تم نعمتین اللہ تعالےٰ کی جو تم پر ہین یاد کرو۔ یہ تعمیم بعد تخصیص ہے یعنے خاص خاص نعمتون کو بیان [illegible]
حکم دیا۔ آلاء جمع الی بکسر اول و سکون ثانی مانند حل و احال یا الے بضم اول و سکون ثانی الٰی [illegible]
و اضلاع۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ تفوزون۔ شاید تم فوز پاؤ یعنی پوری بھلائی کی مراد [illegible]
یاد کرنا انکی شکر گزاری کیطرف مودی ہو جس سے فلاح حاصل ہوتی ہے۔ اگر وہ لوگ مانتے تو حضرت [illegible]
فلاح تک پہونچا دیا تھا مگر انھون نے جہالت سے نہ مانا۔ قَالُوٓا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ ٱللَّهَ وَحْدَهُۥ [illegible]
کہ کیا تو ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم اکیلے اللہ وحدہ کی عبادت کرین۔ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَا [illegible]
ہمارے باپ دادے پوجتے تھے۔ ان جاہلون نے مستبعد جانا کہ عبادت مخصوص اللہ عزوجل کے واسطے [illegible]
سے اعراض کیا جاوے یہ تقلید مین انکا انہماک تھا اور رسم مالوف کی محبت تھی۔ کذا قال البیضاوی رحمہ اللہ [illegible]
یا تو انکی مراد یہ کہ قوم سے الگ کسی کونے مین بیٹھکر تو یہ خیالات لایا ہے یا طنز و تہکم کے طور پر کہا کہ آسمان سے [illegible]
ہے جیسے عرب اس محاورہ مین کہ پھر اسکو برا کہنے لگا یون بولتے ہین ذہب یسبہ۔ حالانکہ جانا واقع نہین ہوا [illegible]
باتین کرتے کرتے بدگوئی کی طرف چلا گیا۔ مترجم کہتا ہے کہ اردو زبان کا محاورہ اس سے خوب موافق ہے [illegible]
ہین تو کہتے ہین کہ کیا تو یہی کہنے آیا ہے۔ ایسے ہی ان لوگون نے کہا کہ تو ہمارے پاس یہی کہنے آیا ہے کہ جنکو [illegible]
چھوڑ کر اکیلے اللہ وحدہ کی عبادت کرین یعنے وہ ایسا نہ کرینگے یہ بعید ہے اپنے باپ دادون کی راہ چھوڑ [illegible]
بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ، اے فاتنا بما تعدنا بہ من العذاب ان کنت صادقا [illegible]
توحید نہ کرنے مین عذاب ہوگا تو اس قول مین سچا ہے تو عذاب لا جس سے تو ڈراتا ہے۔ ان بدبختون نے [illegible]
سخت تمرد تھا جیسے کفار قریش نے مانگا کہ اللہم ان کان ہذا ہو الحق فامطر علینا حجارۃ من السماء [illegible]
نے ذکر کیا کہ عاد والے بنام صمدا و صمود او ہبا۔ وغیرہ بتون کو پوجتے تھے اسی واسطے حضرت ہود [illegible]
عَلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ أَتُجَٰدِلُونَنِى فِىٓ أَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوهَآ أَنتُمْ وَءَابَآؤُكُم مَّا نَزَّلَ ٱللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَٰنٍ [illegible]
کہا کہ البتہ واقع ہوا تم پر رجس و غضب یعنی واجب ہوا یا نازل ہوا کیونکہ متوقع [illegible]
تم پر رجس یعنے عذاب و غضب الٰہی واقع ہوا یا رجس و غضب وہی بت تھے جو [illegible]
فرمایا اتجادلوننی یعنے بھلا تم جدال کرتے ہو میرے ساتھ ایسے نامون کے بارہ مین جنکو تم نے [illegible]
حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اسکے واسطے کوئی حجت و برہان نہین نازل فرمائی ہے۔ قال البیضاوی [illegible]
یعنی جدال کرتے ہو ایسی چیزون کے بارہ مین جنکو تم لوگون نے خود الٰہ نام کر لیا ہے [illegible]
مستحق بالذات تو وہی پاک پروردگار ہے جسنے کل کو ایجاد فرمایا اور سواے ذاتی مستحق کے [illegible]
ثبوت اسکا یون ہی ہوگا کہ خالق عزوجل ان چیزون کو مستحق بنادے [illegible]

Marfat.com

[illegible] یا انتہا درجہ کی حجت جھگڑا لاتے ہین یہ کہ ان بتون کا نام آلہہ ہے حالانکہ بدون کسی
[illegible] میں اطلاق کی اپنے باپ دادون وغیرہ ایسے لوگون کی طرف کرتے ہین جنکی بات کا کچھ اعتبار
[illegible] کی سخت جہالت وانتہا درجہ کی غباوت ہے اسی واسطے اتجادلوننی بحرف استفہام انکاری تعجب
[illegible] ہوکر بنائے ہوئے نامون پر مجھسے جھگڑتے ہو - اور اسپر ایسے دلیر ہوکر مجھکو جھوٹا بناتے و ڈر
[illegible] **فَانْتَظِرُوْا** انتظار کرو عذاب کا بسبب میرے جھٹلانے کے - **اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ**
[illegible] میں تمہارے ساتھ ہون - قال المفسر آخر عذاب آیا اور وہ ریح عقیم تھی - کما جاء فارسلنا علیہم الریح
[illegible] علیہ الا جعلتہ کالرمیم - قصہ ہود ۲ مین انشاء اللہ تعالے تفصیل آویگی - بالجملہ عذاب نازل ہوا - **فَاَنْجَیْنٰهُ**
[illegible] **وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ** من المؤمنین - **بِرَحْمَةٍ مِّنَّا** پس نجات دیدی ہمنے ہود کو اور ان لوگون کو جو اسکے ساتھ
[illegible] ایمان لانے والے کو یہ نجات دینا ہماری طرف سے رحمت تھی - وقال البیضاوی اے برحمۃ منا علیہم - یعنی بسبب ہماری
[illegible] پہلے اول سے انپر رحمت تھی - قلت اسمین علم لطیف ہے کہ حضرت رب العزۃ سلطان الکبریاء والعظمۃ کی صمدیت
[illegible] بلکہ جاہین اللہم غفرانک لا الہ الا انت سبحانک توفنی مسلما مومنا وانت ارحم الراحمین - بالجملہ حضرت اللہ تعالی عزوجل
[illegible] اپنی رحمت سے ہود و اسکے ساتھی مومنون کو نجات دی - **وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ**
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا [illegible] ہے اور معنی آخر ہر شی و بمعنی جڑ - پس اگر اول معنی ہون تو جب آخر تک قطع ہوا تو اول قطع ہوا اور معنی دوم
[illegible] جڑ سے کاٹ دینا اسی واسطے مفسر رح نے کہا اے استاصلناہم - استیصال کردیا حاصل آنکہ اور قطع کردی ہمنے جڑ ان لوگون
[illegible] اللہ کی آیات کو جھٹلایا - **وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ** عطف ہے کذبوا - پر - یعنی اور وہ مومن نہ تھے - وفی البیضاوی
[illegible] ہین ایک یہ کہ جو لوگ انمین سے ایمان لائے تھے انکی مدح کی طرف تعریض ہے گویا یون کہا کہ جنکا ہم نے
[illegible] نسبت کردیا وہ ایسے نہ تھے جیسے انمین سے ایمان لانے والے چند آدمی تھے اور دوم یہ تنبیہ ہے کہ نجات
[illegible] اور ہلاک ہونے والون کے درمیان فرق اسی ایمان سے ہوا - قال الحافظ وغیرہ - اللہ تعالی نے دوسری
[illegible] بریح صرصر عاتیۃ سخرہا علیہم سبع لیال وثمانیۃ ایام حسوما فتری القوم فیہا صرعی کانہم اعجاز نخل خاویۃ فہل
[illegible] آیۃ - جیسا کہ تفسیر مین انشاء اللہ تعالے آویگا - بالجملہ جب ان لوگون نے تمرد و سرکشی کی تو اللہ تعالے نے ہوا سے
[illegible] کیا اور وہ حلقہ انگوٹھی یا اسکے نگینہ کی مقدار تھی جیسا کہ حدیث مسند مین ثابت ہے پس یہ کیفیت تھی کہ ہوا کا جھونکا
[illegible] اسکو اٹھا کر آسمان و زمین کے بیچ مین بلند کیا پھر اسکو کھوپڑی کے بل پتھر پر دے ٹپکا کہ بھیجا نکل پڑا
[illegible] **قال محمد بن اسحاق** - جب قوم عاد نے کسی طرح نہ مانا تو اللہ تعالے نے تین سال انپر قحط ڈالا تو حرم
[illegible] جنکا سردار بنام قیل بن عنز تھا - اور یہی اسوقت کے سب ملت والون کا دستور تھا اور مکہ مین عملیق
[illegible] رہتے تھے جنکا سردار بنام معاویہ بن بکر تھا جسکی ماں قوم عاد سے تھی پس مکہ سے باہر اسکے
[illegible] ہوگئے تو معاویہ کے اشارہ سے گانے والیون نے یہ گیت گایا ۔ الا یا قیل ویحک
[illegible] + قد امسوا لا یبینون الکلاما + من العطش الشدید فلیس نرجوا + بہ الشیخ الکبیر

ولا الغلاما + وقد كانت نساؤهم بخير + فقد امست نساؤهم غيامى + وان الوحش تأتيهم [illegible]
استهيتم نهاركم وليلكم التماما + فقبح وفدكم من وفد قوم + ولا لقوا التحية والسلاما + اس سے [illegible]
لہا کہ واللہ تم لوگون کو تمھاری دعا سے پانی نہ ملیگا جب تک تم اپنے نبی علیہ السلام کی پیروی نہ [illegible]
پس معاویہ بن بکر سے ان لوگون نے کہا کہ تم اسکو منع کردو یہ ہمارے ساتھ مکہ مین نجاوے [illegible]
مکہ مین جاکر سب نے دعا مانگی اور قیل بن عنز کو آگے کیا پس اللہ تعالے نے تین ابر [illegible]
سیاہ اور قیل مذکور نے سیاہ پر لالچ کیا وہی عاد کی طرف چلا اور آواز آئی کہ سو لے بنو اللودیہ [illegible]
ابن اسحاق نے کہا کہ بنو اللودیہ بھی عادین سے ایک بطن ہی جو مکہ مین رہتے تھے یہی بچ رہے تھے اور [illegible]
وہ سیاہ ابر قوم عاد پر وادی مغیث سے ظاہر ہوا جسکو دیکھ کر بولے کہ ہذا عارض ممطرنا - یہ تو مینہ پانی برسانے والا [illegible]
وہی عذاب ہی جسکو مانگتے تھے - مشہور ہی کہ مہدد نامے ایک عورت نے اسکو اول پہچانا کہ یہ آندھی ہی اور بیہوش ہو گئی لوگون [illegible]
کہ تو نے کیا دیکھا وہ بولی کہ آندھی ہی جسمین آگ سے بگولے ہین اسکے آگے کچھ لوگ ہین جو اسکو لیے آتے ہین - ابن اسحاق [illegible]
کہ مجھسے بیان کیا گیا کہ ہود علیہ السلام مع مومنین کے ایک حظیرہ کے اندر بیٹھ گئے تھے - پھر اللہ تعالے عز وجل نے آٹھ [illegible]
راتین وہ آندھی اس قوم عاد پر مسخر کردی جسنے کسی عادی کو نہین چھوڑا مگر ہود علیہ السلام و مومنون کے بدن کو نرمی دینے [illegible]
دل خوش کرنے والی ہوا پہونچتی تھی - اور عادیون پر یہ حال تھا کہ اونٹ مع سوار اُٹھا کہ پتھر پر پٹکتی کہ بھیجا نکل جاتا تھا - [illegible]
ما ذکرہ ابن اسحاق - اور ابن عساکر نے بھی ہود علیہ السلام کے حظیرہ مین ہو جانے اور عادی کافرون پر یہ حالت گذرنے کو [illegible]
روایت کیا ہی - مولف فتح البیان نے زعم کیا کہ قرآن مجید مین باجمال یہ قصہ ثابت ہی اور اسکی تفصیل بلا اسناد ہی حالانکہ یہ وہم [illegible]
فقد قال الامام احمد فی مسندہ حدثنا زید بن الحباب حدثنی ابو المنذر سلام بن سلیمان النحوی حدثنا عاصم بن ابی النجود عن ابی [illegible]
عن الحرث البکری قال خرجت اشکو العلاء بن الحضرمی الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فمررت بالربذة فاذا العجوز من بنی تمیم [illegible]
بہا فقالت لی یا عبد اللہ ان لی الی رسول اللہ صلعم حاجة فہل انت مبلغی الیہ قال فحملتہا فاتیت المدینة فاذا المسجد غاص با [illegible]
اذا رایة سوداء تخفق واذا بلال متقلد سیفا بین یدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلت ما شان الناس قالوا یرید ان [illegible]
عمرو بن العاص وجہا قال فجلست فدخل منزلہ او قال رحلہ فاستاذنت علیہ فاذن لی فدخلت وسلمت فقال ہل بینکم وبین تمیم شی [illegible]
نعم وکانت لنا الدائرة علیہم ومررت بعجوز من بنی تمیم منقطع بہا فسالتنی ان احملہا الیک وہا ہی بالباب فاذن لہا فدخلت فقلت [illegible]
رسول اللہ ارایت ان تجعل بیننا وبین تمیم حاجزا فاجعل الدہناء فحمیت العجوز واستوفزت وقالت یا رسول اللہ فالی این تضطر [illegible]
قال قلت مثلی ما قال الاول معزی حملت حتفہا - حملت ہذہ ولا اشعر انہا کانت لی خصما اعوذ باللہ ورسولہ ان اکون کوافد [illegible]
وما وافد عاد وہو اعلم بالحدیث منہ ولکن یستطعمہ قلت ان عادا قحطوا فبعثوا وافدالہم یقال لہ قیل فمر بمعاویة بن بکر [illegible]
یسقیہ الخمر وتغنیہ جاریتان یقال لہما الجرادتان فلما مضی الشہر خرج الی جبال مہرة فقال اللہم انک تعلم انی لم اجیء [illegible]
ولا الی اسیر فافادیہ اللہم اسق عادا ما کنت تسقیہ فمرت بہ سحابات سود ونودی منہا اختر فاومأ الی سحابة [illegible]
سوداء فنودی منہا خذہا رمادا رمددا لا تبق من عاد احدا - قال فما بلغنی ان اللہ بعث علیہم من الریح الا قدر [illegible]

[illegible] البحر واذا الهم قالوا الاتمکن کرافد عاد- ہکذا رواہ احمد فی المسند ورواہ الترمذی عن عبد بن حمید
[illegible] بنحوہ ورواہ النسائی من حدیث سلام بن المنذر عن عاصم بن بہدلہ ومن طریقہ رواہ ابن ماجہ ایضاً عن ابی وائل
[illegible] حسان البکری بہ ورواہ ابن جریر عن ابی کریب عن زید بن الحباب بہ ورواہ ایضاً عن ابی کریب عن ابی بکر بن عیاش
[illegible] عن الحرث بن حسان البکری فذکرہ ولم ارفی النسخۃ یا وائل واللہ تعالے اعلم کذا فی تفسیر الحافظ رحمہ اللہ- وسیاتی فی
[illegible] بن ربیعۃ انشاءاللہ تعالے ف— فی العرائس قولہ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون- نعمتین اللہ تعالے کی یاد
کرکہ کمال قدرت سے تمکو کیسے سانچے مین خوبصورت تصویر تمھاری بنائی اور اپنے سے کیا لباس تمکو پہنایا کہ تم خلق ونعت مین
[illegible] نہایت واضح آیات اور روشن دلالات سے اسکا ظہور تمپر موجود ہی شاید تم اسکی دوری سے مضطر ہوا اور اسکے
قرب کی تمنا کرو- واضح ہو کہ دیدار نعمت موجب شکر ہی اور دیدار آلاء موجب ذکر و یاد ہی اور ذکر سے دیدار مذکور منعم حاصل ہوتا ہی اور
اس سے محبت پیدا ہوتی ہی اور محبت سے فلاح وفوز ہی- واسطی رح نے کہا کہ عوام کو اوتعالے سے نعمتوں پر محبت ہی اسی واسطے فرمایا
ذکروا نعمۃ اللہ علیکم اور خاص بندے اسکو آلاء سے محبت کرتے ہین اور یہی قولہ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون- سے ظاہر ہی- مترجم
کہتا ہی کہ بنابرین ذکر آلاء تعمیم بعد تخصیص نہین بلکہ تخصیص بعد تعمیم ہوگی برخلاف قول بیضاوی رح کے اور شاید کہ آلاء سے مراد اشارہ مین
تخصیص [illegible] ہو اگرچہ بعد ذکر نعمت کے پھر ذکر آلاء سے ترقی منزلت کا اشارہ ظاہر ہی اور وہ عموم سے خصوص ہی- واللہ اعلم-
پھر شیخ واسطی رح کا باقی قول شروع کیا کہ خاص الخاص بندے اپنے پروردگار سے ایثار وربوبیت پر محبت رکھتے ہین اور انمین سے
ہر ایک کے واسطے علامت جداگانہ ہی پس اول کی علامت یہ ہی کہ اوتعالے کا دائمی ذکر ہو اور اس سے فرحت وسرور ہو اور دوم کی علامت
یہ ہی کہ استیناس ہو اسکے ساتھ بسبب دیکھنے اس چیز کے کہ اسنے دور ڈالا تھا اور سوم کی علامت یہ ہی کہ اسی سے اشتغال ہو ہر قاطع
امن سے قطع کرنے والا ہو- ابن عطاء رح نے کہا کہ جب تو نے آلاء ونعمتون کو یاد کیا تو تجھکو اوتعالے عزوجل کی محبت آویگی اور جب محبت
آئی تو اسکی طرف قصد کریگا اور جب قصد کیا تو پاویگا اور جب پا گیا تو تمام جہان وچیزون سے الگ ہو کر اسی کی طرف ہو جائیگا- مین کہتا ہون
کہ قوم اگر خالص محبت والون مین سے ہوتی تو انکو آلاء کے یاد کرنے اور انکو دیکھنے کی طرف حوالہ نہ فرماتا بلکہ دیدار ذات وصفات کی طرف توجہ
دلائی جاتی- چنانچہ تو دیکھ کہ خالص محبت والون کو بقولہ الم تر الی ربک کیف مد الظل- سے کیونکر خاص ذات وصفات کی طرف توجہ دلائی
اور [illegible] مشاہدہ کا حکم دیا کیونکہ نعمت والآء سے جو محبت ہوتی ہی وہ محبت خالص نہین بلکہ ایک [illegible] سے معلول ہوتی ہی بسبب اسکے
یہ چیزین حادث مانند معدوم ہین اور خالص محبت وہ ہی جو اسکی صفات جلال وجمال سے پیدا ہوتی ہی پس جسکی حالت محبت کی بسبب نعمتون
کے دیکھنے کے ہو وہ اصل تک کیونکر واصل ہو سکتا ہی- ہان ابتدائی ذکر کے واسطے انکو قولہ فاذکروا سے حکم دیا اور لقاء کو منتہی درجہ
[illegible] نجات پانے کا درجہ ہی اور اگر قوم مذکورہ یعنی انین سے ایمان والے اگر مرتبہ تحقیق کو پہونچے ہوتے تو غیر
[illegible] یاد کرنے کا انکو حکم نہ دیا جاتا- مترجم کہتا ہی کہ یہ سب ظاہر ہی بات یون ہی ہی جو شیخ رح نے بیان فرمائی
[illegible] ابن عطاء رح سے جو منقول ہوا اس سے انکی مراد بھی یہی ہی کہ تجھکو پگھلانے کے واسطے یہ طریقہ ہی کہ بذریعہ نعمتون
[illegible] بدرجہ تولی یاد دین اور آخر کو سب سے منقطع ہو جاوینگے جب واصل ہونگے اور یہ مراد نہین ہی کہ ایسی یاد سے واصل ہونگے
[illegible] ابن عطاء رح اسپر شاہد ہی فافہم واللہ اعلم بمراد عبادہ- قولہ وانا لکم ناصح امین- یعنی اللہ تعالی نے مجھکو میرے نفس

Marfat.com

کے پنجہ سے نجات دی اور اسکے حظوظ و شہوت سے مین بری ہوا کہ بقوت الٰہی مجھے اسکی گرفتاری
رسالت کے واسطے خاص کیا اور شوائب طبیعت سے پاک کیا اور اپنی محبت و خدمت کا طریقہ مجھکو بتلایا
کے ساتھ یہ طریقہ سکھلاتا ہون اور مین امین ہون یعنی امانت دار ہون کیونکہ میری نصیحت مین خیانت نہین
جیسے ان لوگون کی نصیحت مین ہوتی ہی جو سوائے اللہ عزوجل کے کسی اور کی طرف مائل ہوتے ہین
وہ شخص ہی جسکی نصیحت مین اسکے نفس کو کچھ حظ ہو اور اپنے کو کچھ جاہ و منزلت بھی نہ چاہے بلکہ اسکی غرض
نصیحت قبول کر کے نجات پا جاوے قال المترجم یہ قول بہت سنجیدہ ہی پھر جب عاد اول کا ذکر ہو گیا اور
اہل سعادت نے اپنی اپنی استعداد کے موافق حاصل کر لیے تو اللہ عزوجل نے عاد دوم کا جو اول سے سو برس بعد

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ وقف لازم

اور ثمود کیطرف انکا بھائی صالح بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا حاکم

غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً

اسکے سوا تمکو پہنچ چکی ہی دلیل تمہارے رب کیطرف سے یہ اونٹنی اللہ کی ہی تمکو نشانی

فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ

سو اسکو چھوڑ دو کھاوے اللہ کی زمین مین اور اسکو ہاتھ نہ لگاؤ بری طرح پھر تمکو پکڑے گی دکھ کی

أَلِيمٌ ۝ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ

مار اور یاد کرو جب تمکو سردار کیا عاد کے پیچھے اور ٹھکانا دیا تمکو زمین مین

تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا فَاذْكُرُوا آلَاءَ

بناتے ہو نرم زمین مین محل اور تراشتے ہو پہاڑون کو گھر سو یاد کرو احسان

اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ

اللہ کے اور مت مچاتے پھرو زمین مین فساد کہنے لگے سردار

اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ

جو بڑائی رکھتے تھے اسکی قوم مین سے غریب لوگون کو جو ایمان لائے تھے ان مین

أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ

یہ تمکو معلوم ہی کہ صالح بھیجا ہی اپنے رب کا بولے ہمکو جو بھیجا اسپر

مُؤْمِنُونَ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ

یقین ہی کہنے لگے بڑائی والے جو

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ

پھر کاٹ ڈالی اونٹنی اور پھرے اپنے رب کے حکم سے اور بولے

Marfat.com

...سَلِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا

فِي دَارِهِمْ جٰثِمِينَ ۝ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ

رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِن لَّا تُحِبُّونَ النّٰصِحِينَ ۝

پیغام اپنے رب کا اور بھلا چاہا تمہارا لیکن تم نہیں چاہتے بھلا چاہنے والوں کو

وَإِلٰى ثَمُودَ وارسلنا الی ثمود - اور بھیجا ہم نے ثمود کی طرف - یہ عرب کا دوسرا قبیلہ ہی اور بسبب علم و تانیث قبیلہ کے غیر منصرف پڑھا گیا اور اس مقام کے سوائے اور مقام پر منصرف بھی آیا ہی بتاویل حی یعنے احیاء عرب سے ایک حی مراد ہی اور نام انکا ثمود یا تو اس سبب سے کہ ثماد کے لفظ سے ماخوذ ہی جسکے معنی قلیل پانی کیونکہ انکے دیار مین پانی کی بہت قلت تھی کذا قال ابو عمرو بن العلاء اور یا ثمود اس جہت سے کہ اپنے جد اعلیٰ کے نام پر مشہور ہوئے مؤلف فتح البیان نے کہا کہ وہ ثمود بن عاد بن ارم تھا - یہ مؤلف مذکور کا وہم ہی اور صحیح ثمود بن عابر ہی جیسا کہ معالم و سراج و بیضاوی وغیرہ مین ہی - قال الحافظ علماء تفسیر و نسب نے بیان فرمایا کہ وہ ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح ؑ ہے اور وہ جدیس بن عابر کا بھائی ہی اور ایسی ہی طسم قبیلہ اور یہ سب قبائل عرب کے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام سے پہلے تھے اور ثمود لوگ بعد عاد کے ہوئے ہین اور انکی بستی حجر مشہور ہے کہ حجاز و شام کے درمیان وادی القریٰ اور اسکے گرد و پیش رہتے تھے - اور آخر مین انشاء اللہ تعالےٰ آتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک مین جاتے وقت وہان سے گذرے ہین - بالجملہ فرمایا کہ اور بھیجا ہم نے قوم ثمود کی طرف - أَخَاهُمْ صٰلِحًا انکے بھائی صالح کو - بھائی ہونے کا بیان اوپر گذرا حاصل آنکہ دینی بھائی نہین بلکہ نسبی بھائی تھے کیونکہ کوئی نبی کبھی کافرون کے اعمال پر نہین ہوا - اور وہ صالح بن عبید بن آسف بن ماسح بن عبید بن حاذر بن ثمود ہین اور مفسر رحنے تحبیر مین لکھا کہ صالح ؑ دو سو اسی برس زندہ رہے - تلک انکی قوم والے قریب ہزار برس تک مانند قوم عاد وغیرہ کے جیتے رہتے تھے - پھر صالح ؑ کی دعوت بیان فرمائی قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ اور یہی تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت توحید ہی کما قال تعالےٰ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیۃ - پھر اس توحید کے بعد اور کلمات نصح وغیرہ مانند قولہ ہو انشاکم من الارض واستعمرکم فیہا الآیات جیسا کہ سورۂ ہود مین انشاء اللہ تعالےٰ آویگا متعدد اوقات مین بیان کیے اور معجزہ مانگا وہ دعا کر کے دیا جیسا کہ آخر مین بیان ہوگا لیکن سوائے چند لوگون کے راہ پر نہ آئے اور شیطان کے مطیع رہے بلکہ دلیر ہو گئے اور اپنی ہلاکت کا عذاب مانگا چنانچہ یہانپر بیان فرمایا کہ - قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ البتہ آچکا تمہارے پاس معجزہ میری سچائی و رسالت کا تمہارے پروردگار کی طرف سے - هٰذِهِ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ آيَةً یہ ناقہ الٰہی تمہارے واسطے آیت - مفسر رحنے آیت کا نصب بنا بر حال ہی اور اسمین اسم اشارہ کے معنی یعنی اشیر عامل ہین و فی البیضاوی قولہ ہذہ ناقۃ اللہ لکم آیۃ - جملہ مستانفہ گویا وہ بینہ کیا ہی تو یہ جواب دیا اور لکم بیان اس شخص کا ہی جسکے واسطے آیہ ہی حاصل معنی یہ ہو سے کہ یہ ناقہ الٰہی ہی جسکی طرف خاص تمہارے واسطے آیت ہی یعنی میری صدق رسالت پر نشانی و معجزہ ہی اور جائز ہی کہ ناقۃ اللہ بدل یا عطف

Marfat.com

بیان ہو اور لکم خبر ہو یعنی ثابت لکم اور یہی عامل ہو آیۃ مین اور ناقہ کی اضافت اللہ تعالے [illegible]
کی تھی کہ اس پہاڑ سے جسکو معین کر دیا تھا ایک ناقہ نکالے جسکے ایسے ایسے اوصاف ہون پس وہ [illegible]
اسباب کے جنکی لوگون کی نظر مین عادت جاری ہو پیدا ہوئے تھے اور اسی واسطے آیت قرار پائی [illegible]
فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ پس اسکو چھوڑ دو چرے اللہ تعالی کی زمین مین [illegible]
چرنے دو مت چھیڑو پھر صرح کر دیا۔ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ اور مت چھوؤ اسکو کسی برائی [illegible]
کی کوئی برائی اسکو مت پہونچاؤ بلکہ مبالغہ کیا کہ برائی چھو نجاوے۔ قال البیضاوی [illegible]
برائی کو شامل ہو چھونے سے بھی جو مقدمہ ہی پہونچانے کا یعنی برائی پہونچانے سے ممانعت مقصود ہی مگر اسکو اس طرح
کہ برائی سے مس بھی نہ کرو کیونکہ چھونے سے پھر پہونچانے تک نوبت ہوجائیگی پس حکم دینے مین پورے طور پر تعلیم کی
نہین چھوڑی بلکہ اور تہدید مزید کر دی کہ۔ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ جواب نہی ہو یعنے چرنے دو برائی [illegible]
کیونکہ اگر نہ مانوگے تو تمکو عذاب سخت پہونچیگا اور عذاب مین پکڑے جاؤگے۔ پھر وہ اونٹنی مع بچہ کے چرتی پھرتی اور بہت [illegible]
تھی چنانچہ تفسیر سورہ والشمس مین انشاء اللہ تعالے آویگا۔ پس تمام پانی ایک روز پی جاتی اور تالاب خالی رہجاتا پھر جب [illegible]
پھر مین جمع ہوتا تو دوسرے روز لوگ اور اُنکے جانور پیتے تھے اور جانور اسکی ہیبت سے بھڑکتے و بھاگتے تھے۔ پھر حضرت [illegible]
نے لوگون کو اللہ تعالے کی نعمتین یاد دلائیں شاید اب راہ پر آجاوین۔ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ
عَادٍ اور یاد کرو جبکہ تمکو خلیفہ کر دیا زمین پر بعد قوم عاد کے ہلاک کرنے کے۔ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تو یہ جگہ دینا [illegible]
ٹھکانا دینا۔ المعنی اور بسایا تمکو زمین مین۔ یعنی زمین حجر مین جو انکی بستی کا نام ہو اس حال سے کہ تَتَّخِذُونَ مِنْ
سُهُولِهَا قُصُورًا سہل زمین نرم۔ بناتے ہو تم زمین نرم سے قصور جمع قصر یعنی مکان عالیشان اور اسواسطے قصر نام ہوا کہ
بیچارے اسکے حاصل کرنے سے قاصر ہوئے ہین۔ بعض نے کہا معنی یہ کہ زمین نرم سے کچی پکی اینٹین بنا کر انسے محل بناتے
وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا اور کندہ کرتے ہو پہاڑون سے بیوت۔ جمع بیت جسمین آدمی رات گذارے اور عُرف [illegible]
معنی مین مستعمل ہی اور کہا گیا کہ جسکی چہار دیواری اور چھت و دروازہ ہو۔ اور یہی فقہ مین معروف ہی اور نحت پتھر کو مثلا پتھر و لکڑی
وغیرہ کے چھیل کر اور کرید کر بنانا نحت ہوتا ہی والشئ منحوت۔ کہا گیا کہ بڑی عمرین ہوتی تھین تو عمارتین انکی عمر تمام ہونے سے پہلے
فنا ہو جاتی تھین لہذا پہاڑون کو تراش کر بناتے تھے قال الضحاک تین سو برس سے ہزار برس تک زندگی تھی اور [illegible]
کہا کہ گرمیون مین زمین نرم کے مکانات مین بسر کرتے تھے اور جاڑون مین پہاڑون کے مکانات مین رہتے تھے [illegible]
اور عیش کا بیان ہی جو منجملہ نعمتون کے تھا۔ اور بیوتا کو نصب بنا بر آنکہ حال مقدرہ ہی یا مفعول ہی [illegible]
بمعنی تتخذون ہی۔ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ پس یاد کرو اللہ تعالے کی نعمتین اپنے اوپر۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ
مُفْسِدِينَ مفسدین حال ہی اور یہ حال موکدہ ہی کیونکہ لا تعثوا کے معنی مت فساد کرو [illegible] قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ
اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ تکبروا عن الایمان بہ۔ کہا اشراف لوگون نے اسکی قوم والون [illegible]
لانے سے تکبر کیا تھا۔ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا ان لوگون سے جو کمزور بنائے گئے تھے لِمَنْ آمَنَ [illegible]

[illegible] لائے ہے ایمان سے لیعنی وہ ہوئے یا مستضعفین مین سے - تحبیں لمن آمن منہم - [illegible] اور کہ مستضعفین کیطرف ہی تبدل البعض ہی - اور دلالت ہی کہ مستضعفین سب ایمان [illegible] ایمان لائے [illegible] بقدر پر اول جسقدر ایمان لائے انھین کو مستضعفین فرمایا ہی - اور کلام مین دلیل ہی کہ [illegible] ہی اور اپنے غریبون کو ضعیف وحقیر سمجھتا - کیونکہ انھین متکبرین نے انکو ضعیف وذلیل سمجھا تھا - اسمین علم ہی کہ ضعیف [illegible] ہی سب [illegible] انبیاء علیہم السلام کے تابع ہوتے ہین اور صحیح ہوا کہ محتاج لوگ آخرت مین تونگرون سے پانچ سو برس پہلے [illegible] مین داخل ہونگے اور بعض مین سے کہا گیا ہی کہ اہل اعراف یہی تونگر مومنین ہونگے جو پانچ سو برس تک اعراف پر روک رکھے جاوینگے [illegible] صحیح مین ہی کہ اسلام کا شروع ہونا غریبون سے ہوا اور آخر زمانہ مین غریبون کیطرف عود کر جائیگا پس غریبون کو بشارت ہو - [illegible] قوم صالح کے متکبر مغرورون نے کہا ان لوگون سے جنکو حقیر وذلیل سمجھا تھا جو انمین سے ایمان لائے تھے کہ **اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ** کیا تم یقین جانتے ہو کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے رسول ہی بھیجا گیا ہی تمھاری طرف - کافرون نے تمسخر ہین اور ٹھٹھے کے طور پر ان مومنون سے یہ بات کہی تھی **قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ** بولے کہ جس چیز کے ساتھ وہ رسول کرکے بھیجے گئے ہین ہم اسپر مومن ہین - جواب فقط اسقدر کافی تھا کہ ہان ولیکن انھون نے اسطرح جواب دینے مین دو طرح تنبیہ کی اول آنکہ صالح علیہ السلام کا مرسل ہونا ایسا ظاہر ہی کہ جسکو ذرا بھی عقل ہی اور کچھ بھی سمجھ ہی وہ شک نہین کرسکتا پس انکا حال پوچھو جو صالح ہر پر ایمان لائے اور جو نہین لائے ہین پس ہم ایمان لائے ہین دوم تعلمون فعل سے سوال تھا مفعول سے انا مومنون سے جواب دیا یعنی جملہ اسمیہ سے جو استمرار وتاکید کے ساتھ ہی اور جزم ثابت ومستمر ہی - **قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ** تکبر کرنے والون نے کہا کہ جسکے ساتھ تم ایمان لائے ہو ہم اس سے منکر ہین - بطریق مقابلہ کے یہ جواب دیا اور بجائے ارسل بہ - کے امنتم بہ - کہا پس جسکو مومنون نے معلوم اور مسلم قرار دیا تھا اس سے انکار کیا - قال المفسر رح - ناقہ کے واسطے پانی کا ایک روز تھا اور دوسرا روز ان لوگون کا تھا اس طرح تقسیم تھی یعنی اس ملک مین پانی کی بہت قلت تھی پس ایکروز جو پانی جمع ہوتا اسکو اکیلی اونٹنی پی لیتی تھی پھر دوسرے روز کا پانی وہ نہ پیتی اور لوگ بھر لیتے تھے پس وہ لوگ اس بات سے ملال آگین ہوئے اور اسکو ہمیشہ برداشت کرنے سے تنگ آگئے بسبب اسکے کہ خواہش نفسانی اسکے برخلاف تھی - **فَعَقَرُوا النَّاقَةَ** عقرہا [illegible] بامرہم ہان قتلہا بالسیف - پس ان لوگون نے ناقہ کو عقر کیا یعنی کونچین کاٹ دین - مراد آنکہ پہلے کونچین کاٹین پھر جب گر پڑی ذبح کر ڈالا - [illegible] آنکہ اونٹنی کو تلوار سے قتل کیا - اور ان سبھون کی طرف قتل کو منسوب کیا حالانکہ قدار [illegible] ایک شخص نے ایسا کیا تھا تو اسوجہ سے کہ یہ سب اسکے فعل پر راضی تھے اور سبھون نے حکم دیا تھا - قتادہ رح نے کہا کہ مجھے روایت پہونچی ہی کہ جس شخص نے اسکو قتل کیا وہ سب [illegible] بتحقیق پردہ نشین عورتون کے پاس بھی ہو آیا کہ وہ سب راضی ہین وبعض نے وجہ قتل اور بیان کی ہی چنانچہ آگے آویگی [illegible] نے ناقہ آیت کو قتل کیا - **وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ** اور تکبر کیا اپنے پروردگار کے حکم سے - اور یہ حکم وہ ہی جو [illegible] نے انکو پہونچایا تھا بقولہ فذروہا تاکل فی ارض اللہ ولا تمسوہا بسوء فیاخذکم عذاب الیم - اور اسپر اور زیادہ سرکشی یہ تھی [illegible] **يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ** اور کہنے لگے کہ اے صالح تو وہ عذاب لا جس سے [illegible] ڈراتا تھا اگر تو اللہ تعالیٰ کے رسولون مین سے ہی **فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ** پس پکڑ لیا انکو زمین سے سخت زلزلہ

نے اور آسمان سے سخت آواز نے۔ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ
ہلاک ہونے کو اس سے تعبیر کیا جاتا ہی اور مفسر رحمہ نے کہا کہ جاثمین اے بارکین علی الرکب
مین اس حال کہ گھٹنون کے بل مردے پڑے تھے۔ اور بیضاوی نے کہا کہ خامدین میتین۔ ابن [illegible]
نے اسطرح بیان کیا ہی کہ بعد ہلاک و برباد ہونے قوم عاد کے ثمود نے بلاد کو معمور و آباد کیا اور مال و اولاد [illegible]
ہزار سال تک ہوتی تھین مکانات قبل موت کے نوبت ہو جاتے آخر پہاڑون کو تراش کر ایک خانہ آباد [illegible]
بسر کرتے آخر سرکشی کی اور زمین مین شرک و کفر کا فساد برپا کیا بتون کو پوجنے لگے اللہ تعالیٰ نے صالح کو [illegible]
توحید کی راہ پر بلایا اور عذاب سے ڈرایا آخر انھون نے معجزہ مانگا اور کہا کہ ہماری عیدگاہ چلو ہم اپنے معبودون کو پکارین [illegible]
جسکو جواب ملے اسکی پیروی کرین۔ ان لوگون نے ہر چند اپنے بتون کو پکارا وہان صالح کے سامنے شیطان کا [illegible]
آواز نہ آئی۔ آخر کار صالح سے انکے سردار جندع بن عمرو نے یہ ہٹ کی کہ کاثبہ نام پہاڑی سے ایک اونٹنی بڑے [illegible]
بال ہون نکال دے تو ہم تجھپر ایمان لاوین۔ حضرت صالح نے اُنسے بہت مضبوط عہد و میثاق لیا کہ ایسا ہو تو تم ضرور [illegible]
ان لوگون نے مضبوط عہد و پیمان دیا پس صالح نے نماز پڑھکر حضرت باری تعالیٰ عز و جل مین دعا مانگی پس اس ٹیلہ مین ایسی حرکت پیدا ہوئی
اونٹنی کو بچہ پیدا ہونے کے وقت دردزہ سے ہوتی ہی پھر پہاڑی شق ہوئی اور اسمین سے عشراء جو فاہرہ تراجیں صفت کی [illegible]
بیان کی تھی بہت دراز قد اونٹنی پیدا ہوئی اور یہ لوگ آنکھون دیکھتے تھے پھر اسیوقت ایک بچہ جنی جو بڑائی مین اسکے برابر ہو گیا
دیکھکر جندع بن عمرو مع ایک جماعت کے مسلمان ہو گیا اور باقیون نے ایمان لانا چاہا مگر ذواب بن عمرو اور حباب [illegible]
رباب بن صمعر کاہن نے ان سب کو روکا۔ پھر ایک مدت تک وہ ناقہ مع بچہ کے لوگون کے پیش نظر رہی کہ درخت و گھاس
چرا کرتی تھی اور ایک دن درمیان دیگر کنوئین پر آیا کرتی پس پانی سے سر نہ اُٹھاتی یہانتک کہ سب پانی اسکا پی جاتی تھی
تھن لٹک پڑتے تھے پس لوگ جسقدر چاہتے اسکا دودھ دوہتے حتیٰ کہ انکے برتن بھر جاتے اور پیتے و رکھ چھوڑتے اور [illegible]
گرمیون مین پشت وادی مین بسر کرتی تو انکے جانور وہان سے بطن وادی کی طرف بھاگ جاتے اور جاڑون مین بطن وادی
مین بسر کرتی تو انکے مویشی مارے خوف کے پشت وادی کو بھاگ جاتے پس یہ امر انپر نہایت گران گذرا اور صالح علیہ السلام
بحکم الٰہی عز و جل انکو سمجھا دیا تھا کہ اس اونٹنی سے کچھ تعرض نہ کرنا مگر زمانہ کے بعد انکے دلون مین سمایا کہ قتل کرین [illegible]
زیادہ رہا یا اس ارادہ کو چند عورتون نے شیخ ابن جریر وغیرہ علماء تفسیر نے ذکر کیا کہ سبب اسکے قتل کا یہ ہوا کہ [illegible]
عورت عنیزہ بنت غنم بن مجلز تھی اس بڑھیا کو صالح علیہ السلام سے سخت عداوت تھی اور اسکی لڑکیان بہت [illegible]
مالدار تھین اور ذواب بن عمرو اسکا شوہر اور قوم ثمود کے سردارون مین سے تھا اور ایسے ہی صدوف بنت المحیا [illegible]
نے اپنی جان و مال سے دریغ نہ کیا کہ یہ اونٹنی قتل ہو اور لوگون کو آمادہ کیا آخر جلہ نو مرد جمع ہوئے [illegible]
تسعۃ رھط یفسدون فی الارض ولا یصلحون ۵۔ پس پورے فرقہ کافرہ کو آمادہ و راضی کر کے اونٹنی کو [illegible]
اور قدار بن سالف اور مصدع بن مہرج کمینگاہ مین بیٹھے اور عنیزہ بنت غنم مذکورہ کی [illegible]
ہوئی پھر جب اونٹنی پانی سے لوٹی تو مصدع نے اسکو تیر مارا وہ زخمی ہوئی اور قدار لعین نے [illegible]

[illegible] کیا اور عبد الرزاق نے حسن بصری رح سے روایت کی کہ وہان
[illegible] پروردگار میری مان کیا ہوئی اور کافر لوگ اسکے پیچھے دوڑے اور پہاڑ شق ہوا اور
[illegible] علیہ السلام کو خبر ہوئی تو وہ آئے اور اونٹنی کو مردہ دیکھکر روئے۔ بیضاوی رح وغیرہ نے
[illegible] فرمایا [illegible] اپنے گھرون مین بسر کرلو یہ تین روز تمپر عذاب ہے اور کہا کہ اسکے بچہ کو تلاش کر کے خدمت کرو شاید
[illegible] ہرچند کوشش کی اسکو نہ پایا۔ قال المترجم شاید یون ہوا کہ اونٹنی کو قتل کر کے جب کچھ عذاب
[illegible] سے متکبرانہ کہا کہ لاؤ وہ عذاب کہان ہے پس صالح علیہ السلام نے کہا کہ تین روز بسر کرو۔ کل تمہارے چہرے
[illegible] اور جو تھے روز سیاہ ہوجاوینگے پھر تین روز بعد متصل ہی عذاب آویگا۔ پھر جب دوسرے روز وہ علامت
[illegible] علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکا بچہ تلاش کرو شاید عذاب دور ہو مگر وہ نہ ملا۔ بیضاوی رح نے کہا کہ جب علامات
دیکھین تو چاہا کہ صالح علیہ السلام کو قتل کر ڈالین پس اللہ تعالے نے انکو زمین فلسطین مین نجات دیدی۔ اور شیخ ابن کثیر رح
نے ابن جریر رح وغیرہ سے نقل کیا کہ جنہون نے رات کو دھوکے سے قتل کا قصد کیا تھا انپر وعدہ گاہ سے پہلے آسمان سے
پتھر آئے کہ انکے بھیجے نکل پڑے اور ذکر کیا کہ اونٹنی کو چہارشنبہ کے روز قتل کیا تھا اور اتوار کی رات وہ سب بدبخت کفن پہنے
[illegible] لگائے منتظر تھے کہ دیکھیے کیا ہو اعوذ باللہ من عذاب اللہ تعالے پس صبح سورج نکلتے ہی نیچے سے زمین کو سخت زلزلہ ہوا اور
آسمان سے آواز سخت آئی کہ سب کی روح نکل گئی علماء تفسیر رح نے بیان کیا ہے کہ ذریات ثمود مین سے سوائے صالح علیہ السلام
اور انکے اوپر ایمان لانے مسلمانون کے اور کوئی نہین بچا۔ مگر ایک شخص ابو رغال نامے جو ان دنون مکہ معظمہ کے حرم مین تھا وہ احترام
حرم سے بچا پھر بعض ضرورت سے جب مقام حل مین گیا تو آسمان سے پتھر آیا اور وہ مرگیا وسیاتی ما یتعلق بہ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ
وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ پھر صالح
نے ان لوگون سے منہ پھیرا اور کہا کہ اے قوم البتہ مین نے تمکو اپنے پروردگار کی رسالت پہونچادی اور تمہارے بھلے کو نصیحت
کی ولیکن تم نصیحت کرنے والون کو دوست نہین رکھتے۔ حافظ ابن کثیر رح نے کہا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے یہ تقریع وملامت
اپنی قوم کو بعد ہلاک ہوجانے کے فرمائی اور قوم کے مردے اسکو سنتے تھے جیسے آنحضرت صلعم نے جب جنگ بدر مین کفار پر مسلمان
غالب ہوئے تو تین روز وہان قیام کیا پھر تیسرے دن بعد آخر رات مین اپنا کجاوہ کھنچوایا اور روانہ ہوکر قلیب بدر پر آکر کھڑے
ہوئے اور یہ فرمانا شروع کیا کہ اے ابوجہل بن ہشام اے عتبہ بن ربیعہ اے شیبہ بن ربیعہ اے فلانے اور اے فلانے بھلا پایا تم نے برحق جو
تمھارے پروردگار نے عذاب کا وعدہ دیا تھا اور مین نے تو جو مجھکو میرے پروردگار نے وعدہ خیر دیا تھا برحق پایا۔ الحدیث
[illegible] آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ بہت برے برادری والے تھے اپنے نبی کے حق مین تمنے مجھکو جھوٹا بنایا اور
[illegible] میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے نکالا اور لوگون نے مجھے جگہ دی۔ تم میرے ساتھ لڑے اور لوگون نے میری مددگاری
[illegible] کے بہت برے برادری والے تھے۔ پس ایسا ہی یہان صالح علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ وفی البیضاوی بقرینة فا
[illegible] حضرت صالح علیہ السلام نے اس قوم کو جاثمین دیکھکر انسے اعراض کیا ہے۔ اور رہا یہ قول تو شاید انکے
[illegible] نے کہا اور دمشقون جیسے کہ آنحضرت صلعم نے قلیب بدر والون سے خطاب فرمایا تھا۔ یا ان لوگون پر

تحسر کے طور پر ایسا فرمایا یعنی افسوس ہو کہ تم نے ...
اور قتادہ رح سے روایت ہو کہ صالح علیہ السلام نے یہ بات اپنے ...
پھر بعض مفسرین نے کہا کہ قوم صالح مین سے ایمان لانے والے چار ہزار ...
ہوئے اور وہین حضرت صالح علیہ السلام کا انتقال ہوا ...
کو لیکر حرم مکہ مین داخل ہو کر مرتے دم تک وہین عبادت کرتا رہا حتی کہ وہان ...
اور قوم ثمود کی بستی اُجاڑ پڑی رہی اور وہ حجر کہلاتا ہو اور رسول اللہ صلعم تبوک کو جاتے ...
تھے - امام احمد نے ابن عمر رض سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلعم حجر مین قوم ثمود کے گھرون ...
کنوؤن سے پانی بھرا جنسے قوم ثمود پانی پیا کرتی تھی پس اسی پانی سے آٹا گوندھا اور ہانڈی ...
حکم دیا تو لوگون نے ہانڈیان اوندھا کر بہا دین اور گوندھا ہوا آٹا اونٹون کو کھلا دیا پھر آپ نے ...
کنوئین پر اترے جس سے ناقہ صالح پانی پیا کرتی تھی اور لوگون کو منع کر دیا کہ جو قوم عذاب ...
فرمایا کہ مجھے خوف ہو کہ تمکو بھی اسکے مثل نہ پہونچے جیسا انکو پہونچا پس تم انکے وہان نہ جاؤ - ...
صلے اللہ علیہ وسلم نے جب آپ مقام حجر مین تھے فرمایا کہ مت جاؤ ان لوگون کے وہان جو عذاب ...
تم روتے ہوئے ہو - پھر تم اگر روتے ہوئے نہو تو ان لوگون کے وہان مت جاؤ بخوف آنکہ کہین ...
پہونچا - واصل الحدیث مخرج فی الصحیحین من غیر وجہ - ابو کبشہ رض سے روایت ہو کہ جب تبوک کے غزوہ مین ...
مین اُترے تو لوگون نے جلدی کی اور اہل حجر کے وہان جانا شروع کیا یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو منادی کرائی ...
صلعم کے پاس حاضر ہوا اس حال مین کہ آپ ایک بکری کو پکڑے ہوئے یہ فرماتے تھے کہ کیا جاتے ہو ...
نے غضب کیا پس صحابہ رض مین سے ایک شخص نے آواز سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ انسے تعجب ...
مین تمکو اس سے عجیب بات بتا دون تمھین مین سے ایک شخص ہو کہ تم کو ان باتون سے آگاہ کرتا ہو جو ...
(یعنی خود ذات مبارک صلعم)
باتون سے جو تمھارے بعد ہونگی پس تم استقامت پر رہو اور سداد اختیار کرو - اللہ تعالے تمھارے ...
اور ایک قوم عنقریب ایسی ہوگی کہ اپنی ذات سے کچھ دفع نہ کریگی - رواہ احمد ولم یخرجہ احد من الستہ ...
جب رسول اللہ صلعم مقام حجر سے گذرے تو فرمایا کہ اے لوگو آیات (معجزات) مت مانگو چنانچہ قوم صالح نے ...
پانی پینے آتی تھی اور اُس دوسرے نالہ سے نکلکر جاتی تھی پس قوم ثمود نے اپنے پروردگار کے حکم ...
یہ تھا کہ ناقہ ایک روز پانی پیتی تھی اور ایک روز وہ لوگ ناقہ کا دودھ پیتے تھے پھر اسکی کونچیں ...
پکڑ لیا پس اللہ تعالے نے ادیم السماء کے نیچے جو کوئی اس قوم کا تھا سب کو خمود و ہلاک ...
کے حرم مین تھا لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون تھا فرمایا کہ ابو رغال ...
جو اسکی قوم کو پہونچا تھا - رواہ احمد باسناد علی شرط مسلم ولیس فی شیٔ من الکتب ...
ثقیف کا جد اعلی ہو جو طائف مین بستے تھے وقد رواہ عبد الرزاق عن معمر عن الزہری ...

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

[illegible]

[illegible] آئی ہوئی نجات سے - اور بعضے مفسرین نے کہا من الغابرین

[illegible] اور بعضے مفسرین نے کہا کہ الا امرائہ یعنی واہلہ تمام جو ان

[illegible] بقوا فی دیارہم فہلکوا - یعنی باقیوں میں سے یعنی ان لوگون میں سے تھی جو اپنے

[illegible] اور رہا برائے کے تابع قرار دیا - قال الحافظ رح اسیواسطے

[illegible] اگر آخر وقت میں مع اہل کے نکل جاوین تو حکم ہوا کہ اس عورت کو آگاہ نکرین

[illegible] بلکہ وہ لوط کے پیچھے پیچھے ہو لگی تھی پھر جب عذاب آیا تو اسے منھ پھیر کر

[illegible] نکلی آور نہ لوط نے اسکو آگاہ کیا بلکہ انھین لوگون کے ساتھ باقی رہی

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا اور برسایا ہمنے ان کافرون پر مطر مفعول مطلق برائے نوع

[illegible] مفصل قصہ مین جو انشاء اللہ تعالے آویگا بیان ہی بقولہ وامطرنا علیہا حجارۃ

من سجیل [illegible] اسی واسطے یہان مجمل فرمایا - فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

[illegible] حال مین عبرت سے نظر کر کہ مجرمون کا انجام کار کیا ہوا - جس شخص پر پتھر پڑا وہ خاک

[illegible] - قال الحافظ رح امام ابو حنیفہ رح کا یہ مذہب ہی کہ جو شخص لواطت

[illegible] پتھر سے مارین جیسا کہ قوم لوط کے ساتھ کیا گیا - قال المترجم یہ مذہب

[illegible] الا واللہ تعالے [illegible] غلیظ کر بیان فرمایا ہی بس

[illegible] گرایا گیا اور پتھر برسے بس یہان بانند اسکے ممکن ہی وہی کیا جاوے

[illegible] ہو یا بیاہا ہو ہر حال مین پتھرون سے مار کر ہلاک کیا جاوے اور

[illegible]

وتصدون عن سبيل الله

واذكروا اذ كنتم قليلا

یاد کرو جب تھے تم

المفسدين ۝ وان كان

بگاڑنے والوں کا

ارسلت به وطائفة لم

اور ایک فرقہ

وهو خير

Marfat.com

[illegible] قرآن مجید مین مذکور نہین کہ وہ کیا معجزہ تھا - قال الحافظ حاصل آنکہ مین جو رسالت الٰہی [illegible] لیے اللہ تعالےٰ نے میرے حجتین و بینات قائم کردین - جب یہ ثابت ہوا کہ رسول ہون تو پھر جو کچھ [illegible] تعالےٰ کی طرف سے برحق ہی اسکو ماننا ضرور ہی لہذا انکے بدافعال چھوڑنے کی انکو نصیحت فرمائی بقولہ [illegible] الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ پس تم پورا دو لوگون کو کیل و میزان - یہ لوگ ناپ تول کا کام تجارت کرتے اور بدکارشی سے [illegible] کمی کرتے تو انکو اس سے منع کیا - حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے گروہ والی تم ناپ تول [illegible] والے ہو خبردار رہو کہ ایسا نہ کرنا جیسے اگلی امتون نے بخس سے اپنے آپ کو تباہ کیا ہذا حاصل الحدیث - اگر کہا جاوے [illegible] کیل مصدر بمعنی ناپنا اور میزان اسم آلہ ہی بمعنی ترازو تو عطف کیونکر ہی - جواب دیا گیا کہ کیل سے مراد مکیال ہی جیسے عیش و معاش [illegible] مکیال و میزان پورے دو نہ زیادہ نہ کم بلکہ بھرپور حق دو کیونکہ کمی نہونے کی طرف زیادہ اہتمام ہی اور بعض نے کہا کہ میزان مصدر ہی [illegible] وزن اور بعض نے کہا کہ ظرف الکیل مضاف مقدر ہی - حق یہ ہی کہ تفہیم معنی کے واسطے یہ بیان کیا گیا اور اسی معنی کو ادا کرنے مین وہی [illegible] ہی اور سورۂ ہود مین المکیال والمیزان آیا ہی پھر وجہ فساد پر تنبیہ کردی بقولہ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ [illegible] بخس بباء و خاء معجمہ بمعنی نقص خواہ عیب دار دینا یا میل کرنا یا دھوکا دینا یا حیلہ کرنا یا بلے وجہ شرعی لینا - حاصل آنکہ اور مت کمی کرو لوگون [illegible] اشیاء - بلفظ تعمیم اسواسطے فرمایا کہ جلیل و حقیر و قلیل و کثیر سب مین وہ لوگ بخس کرتے تھے - وقال السدی یہ مکاس تھے [illegible] بدون مکس لیے نہین چھوڑتے تھے - وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا اور مت فساد کرو ملک مین [illegible] سے بعد اسکی اصلاح کے یعنی رسولون کے بھیجنے سے اصلاح ہونے کے بعد - پہلا فساد اس امت مین ان بدبختون نے [illegible] نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا - ذَٰلِكُمْ یہ جو مذکور ہوا خَيْرٌ لَكُمْ تمہارے حق مین بہتر ہی إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ اگر تم مومن ہو - حالانکہ وہ لوگ مومن نہ تھے پس معنی یہ کہ اگر تم ایمان چاہتے ہو - جزاء شرط محذوف ہی اسے فتبادروا الیہ - پس اسکی طرف مبادرت کرو - حاصل آنکہ اگر تم ایمان چاہتے ہو تو جو مذکور ہوا اسکی طرف مبادرت کرو یہ تمہارے حق مین بہتر ہی اور بہتری مجموع براہ دنیا و دین ہی - وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ اور مت بیٹھو ہر راہ پر خواہ حسی ہو یا معنوی ہو اس حال سے کہ تُوعِدُونَ خوف دلاؤ لوگون کو انکے مال ناحق لینے کا یا انسے جنگی لینے کا - یہ راہ حسی پر بیٹھنے سے ممانعت ہی وَتَصُدُّونَ [illegible] عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ اللہ تعالےٰ کے دین سے - مَنْ آمَنَ [illegible] ایسے شخص کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہو [illegible] دھمکایا کہ ایمان لاویگا تو قتل کرڈالینگے - من آمن مفعول تصدون ہی اور وہ توعدون پر عطف ہوکر ضمیر لاتقعدوا [illegible] دھمکاتے اور روکتے ہوئے مت بیٹھو - راہ حق اگرچہ واحد مستقیم ہی لیکن اسمین معرفت و حدود و احکام [illegible] - وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا یہ بھی توعدون پر عطف ہی یعنے اس حال سے کہ طلب کرتے ہو [illegible] دلاؤ اور اُلٹے کہو کہ ٹیڑھی راہ ہی - اور راہ پر بیٹھنے سے درحقیقت بیٹھنا مراد نہین ہی بلکہ ایسے [illegible] والے بھی لوگون کو آنحضرت صلعم پر ایمان لانے سے روکتے تھے اور اسی طرح وَاذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ [illegible] تھے پس اللہ تعالےٰ نے تمکو بہت کردیا اور عبرت سے دیکھو کہ مفسدون کا انجام کار کیا ہوا یعنی تم سے پہلے

Marfat.com

قوم لوط وغیرہ جنھون نے شرک وگناہون سے زمین مین فساد برپاکیا اور رسول کا کہنا نہ مانا [illegible]
ہلاک کیے گئے۔ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْٓ اُرْسِلْتُ [illegible]
یعنی اور اگر تم نے میرے رسول ہونے مین اختلاف کیا اور دو فرقے ہوگئے کہ ایک فرقہ ایمان لایا [illegible]
فرقہ نے ایمان سے انکار کیا اور مجھے جھٹلایا ہی۔ فَاصْبِرُوْا تو انتظار کرو حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰهُ [illegible]
کہ اللہ تعالے ہمارے تمھارے درمیان مین حکم کرے باین طور کہ جو حق پر ہی اسکو نجات دے [illegible]
وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ وہی حاکمون مین سب سے بڑھکر انصاف کرنے والا ہی۔ [illegible]
کرنے کا حکم نہین ہی بلکہ سخت تہدید و وعید ہی اسواسطے کہ عدل الٰہی مین پکڑے گئے [illegible]

الافادہ مع التنبیہ

مخلوقات پر ذاتی فرض ہی کہ خالق عزوجل کو پہچانے اور اسپر ایمان لاکر حق تقویٰ وعبادت اداکرے لیکن مخلوق سے [illegible]
ہو وہ بھی مخلوق ہوگی تو وہ شان خالق عزوجل کے لائق نہین ہوسکتی ہی اسی واسطے امام ابوحنیفہ رحمہ نے رسالہ عقائد
فقہ اکبر مین فرمایا کہ بندہ سے اللہ تعالے کی عبادت جس شان سے لایق ہی ادا ہونا محال ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہی [illegible]
والجماعۃ کا اعتقاد ہی۔ پس ظاہر ہوا کہ عدل الٰہی عزوجل مین ماخوذ ہون تو کسی سے حق اصلی یعنے عبادت کا ذرہ بھی نہ پایا جاوے
ولیکن حق تعالے نے نیک بندون سے اپنے حکم کی تعمیل چاہی اور یہ ممکن ہی پس اس تعمیل مین اصل اعتقاد ہی اور اسی اصل
طاعات صوم وصلوٰۃ کی شاخین ہین لہذا جسقدر اعتقاد خوب ومعرفت عالی ہو اسی قدر ثواب طاعت ومقبولیت مین
کمال ہوتا ہی حتیٰ کہ ولی کی دو رکعت کے مقابلہ مین عامی کی ہزار رکعت نہین پہونچتی ہی فاعرفہ والسلام
اللّٰھم اغفرلنا غفرانا واسعا واللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

تمت ـــــــــــ الثامنہ

آٹھوان جزو تمام ہوا بعدہ
نوان قال الملاء الذین
ہی۔

[illegible]

...السائلین - مسائل دینیہ -

...الفقہ - مسائل مشکلۂ فقہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری -

جواب السائلین - بطور استفتا -

کنز الدقائق - اردو ترجمہ از مولوی محمد سلطان خان -

چہل مسائل فقہ - از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری -

اشرف المسائل - از مولوی اشرف علیخان -

رسالہ تجہیز و تکفین میت - از محمد عمر -

فقہ فارسی

ہدایہ - پیشانی پر اصل عربی اور تحت میں ترجمہ فارسی مع شرح از علماے کلکتہ جو مدت سے متداول ہے دو مجلد کامل -

شرح سفر السعادت - از مولانا عبدالحق دہلوی معروف -

... مسمی بہ غایۃ الشعور از ملا محمد شاہ -

... الجمعہ - احکام جمعہ از مولوی عبدالسلام

... حکم تنباکو و حقہ از ملا معین الدین

... مسائل فقہ منظم فارسی

[illegible]

... مسائل - سو مسائل از مولانا احمد اللہ ... اللہ -

شرح وقایہ فارسی - مع حاشیہ ملتقی الابحر از شاہ عبدالحق محدث دہلوی -

مسلک المتقین - مرغوب علماے ولایت از مولوی اکہ یار خان -

فتاوی برہنہ - جامع ابواب فقہ از مفتی نصیر الدین -

قدوری - مترجمۂ مولانا ابو القاسم -

شرح فارسی مختصر وقایہ - از عبد الرحمن جامی -

کنز فارسی - از مفتی نصیر الدین کرمانی محشّے مع فرہنگ -

مالا بد منہ - از قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ مع وصیت نامہ -

شرح مختصر وقایہ کو رمیری - از مولانا جلال الدین سمرقندی -

رسالۂ تنبیہ الانسان - در حلت و حرمت جانوران -

رسالۂ قاضی قطب - ذکر ایمان و ارکان -

فقہ عربی

ابو المکارم - شرح مختصر وقایہ از عبد اللہ بن محمد معروف -

برجندی - شرح مختصر وقایہ از مولانا عبد العلی برجندی معتبر شرح -

جامع الرموز - شرح مختصر وقایہ از ملا شمس محمد قہستانی متداول -

فتح القدیر - حل المتن بقلم جلی ہدایہ اور بقلم خفی

فتح القدیر۔ از امام کمال الدین بن الہمام نہایت
مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور
آخر مین تکملۂ زین الدین آفندی کامل چار
مجلد ضخیم جدید الطبع۔

ہدایہ۔ حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و
فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار
جلد کامل دو مجلدات مین بشرح ذیل۔

۱۔ جلدین اولین عبادات۔

۲۔ جلدین آخرین معاملات۔

فتاوائے عالمگیری۔ ہر چہار جلد کامل در حاشیہ
ہدایہ مع شرح الکفایہ۔ از سید جلال الدین
کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد
مین اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند
لکھے گئے ہین بہ تفصیل ذیل۔

ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح۔

ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب۔

فتاوی قاضیخان مع سراجیہ۔ از امام
قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد
معروف متداول دو مجلد کامل۔

شرح وقایہ۔ از امام صدر الشریعۃ جلی قلم
مع کامل حاشیۂ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید
چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط و صحیح۔

شرح وقایہ خرد۔ مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم۔

ذخیرۃ العقبی۔ حاشیۂ شرح وقایہ از یوسف
بن جنید چلپی متداول معروف۔

اشباہ والنظائر۔ مع شرح حموی معروف
مستند متداول۔

ملا مسکین۔ [illegible]
کنز الدقائق۔ محشی متداول [illegible]
مستخلص الحقائق۔ شرح کنز [illegible]
مشہور متداول۔

عینی شرح کنز الدقائق۔ محشی ہر چہار
جلد مستند معروف متداول دو مجلدین۔

(۱) جلدین اولین عبادات مین۔

(۲) جلدین آخرین معاملات مین۔

مختصر وقایہ محشی۔ از امام صدر الشریعۃ
درسی متداول۔

عمدۃ البضاعۃ۔ فی مسائل الرضاعۃ از
مولوی تراب علی مرحوم۔

قدوری محشی۔ تالیف امام ابو الحسن
درسی متداول۔

اخلاق و تصوف اردو

جامع الاخلاق۔ ترجمۂ اخلاق جلالی۔

تہذیب النفوس۔ از سید فخر الدین حسین۔

باب دانش۔ مؤلفہ مولوی محمد کریم بخش۔

اوقات عزیزی۔ از سید غلام حیدر خان۔

ترجمۂ عوارف المعارف۔ کامل دو جلد
مین مترجمۂ مولانا ابو الحسن فرید آبادی۔

خزینۂ دانش۔ ہوشمندی کی تعلیم از مولوی
محمد کریم بخش۔

بستان تہذیب۔ جامع اخلاق و ادب
مرتبۂ نواب حاجی محمد عمر علیخان بہادر [illegible]

بحر الحقیقت۔ اصلاح نفس مین۔

انجیات۔ اخلاق و موعظت [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
تبفصیل ذیل۔
(جلد اول) ترجمۂ دفتر [illegible]
(جلد دوم) ترجمۂ دفتر [illegible]
اخلاق رضی مصنفہ [illegible]
شجرۂ معرفت محشی۔ [illegible]
ترجمہ [illegible]
تحفۂ مسعودی۔ [illegible]
از مفتی غلام سرور۔
کنز الاسرار۔ ترجمہ اردو [illegible]
قدس سرہ [illegible]
غلام حیدر خان۔
چشمۂ فیض [illegible]
غلام [illegible]
[illegible]
مذاق [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] الحکمة ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون

[illegible] ولاسیما التفسیر یعنی مجموعۂ معارف وحقائق و ذخیرۂ اسرار و دقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر
[illegible] تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے فوائد کے ساتھ ترجمہ بہت سے فوائد القرآن کی رعایت کی گئی ہے تمام دین ایمان

الموسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمٰن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

[illegible] جامع الفنون الفرعیة والاصلیة قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدة الاجلة والاماثل
[illegible] مولانا مولوی سید امیر علی صاحب مترجم فتاوی الہندیہ ترجمہ عالمگیریہ وعین الہدایہ دام ظلہ العالی [illegible] باہتمام [illegible] حسن [illegible]

[illegible] نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپی

Marfat.com

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ [illegible]

[illegible] جو ایمان لائے ہیں تیرے ساتھ اپنے شہر سے یا پھر آؤ ہمارے دین میں بولا

[illegible] اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۚ قَالَ [illegible]

[illegible] ہم نے باندھا اللہ پر جھوٹ اگر پھر آویں تمہارے دین میں

[illegible] قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ [illegible]

[illegible] اس سے اور ہمارا کام نہیں کہ پھر آویں اس میں مگر کبھی اللہ چاہے

[illegible] اللّٰهُ مِنْهَا ۭ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ [illegible]

[illegible] سب چیز کی خبر اللہ پر ہم نے بھروسا کیا ہے اے رب فیصلہ کر

[illegible] وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۭ رَبَّنَا افْتَحْ [illegible]

ہمارے اور ہماری قوم کے بیچ انصاف کا اور تو ہے بہتر فیصلہ کرنے والا

[illegible] بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اکبر کیا تھا ایمان لانے سے مِنْ قَوْمِهٖ شعیب کی قوم میں سے۔ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا حاصل آنکہ دو باتوں میں سے [illegible] اس شہر سے باہر کرنا یا کفر میں عود کرنا۔ اگر کہا جاوے کہ شعیب علیہ السلام کبھی انکی ملت میں نہ تھے کیونکہ انبیاء تو سے [illegible] عود کرنے کے کیا معنی ہیں تو جواب یہ ہے کہ کافروں نے مومنین کی تغلیب کرکے شعیبؑ کو بھی انھیں میں داخل کر دیا [illegible] السلام نے بھی تغلیباً مومنوں کے زمرہ میں اپنے آپ کو شامل کرکے جواب دیا بقولہ۔ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ [illegible] کارہین۔ فرمایا کہ کیا ہم تمہاری ملت میں عود کر جاوینگے اگرچہ ہم اس سے کراہت رکھتے ہوں۔ بیضاوی رح نے [illegible] کارہون۔ یعنی کیونکر ہم ملت کفریہ میں عود کرینگے حالانکہ ہم کارہ ہیں پس اسمیں تنبیہ ہے کہ اکراہ و جبر سے ہمارا [illegible] نے یہ معنی بیان کیے کہ ہم کبھی عود نہ کرینگے اگرچہ تم ہمپر جبر و اکراہ کرو۔ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ [illegible] مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا جملہ شرطیہ کا جواب محذوف ہے جسپر قولہ قد افترینا دلالت کرتا ہے [illegible] حقیقت میں واقع نہیں ہوا لیکن مبالغہ کے طور پر وہ بمنزلہ واقع کے قرار دیا گیا اور اسپر حرف قد [illegible] یعنی اب ہم البتہ مفتری ہو جاوینگے اگر عود کریں بعد نجات کے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا [illegible] شک نہیں ہے محض افترا ہے اور کشاف وغیرہ میں اسکو جواب قسم محذوف قرار دیا ہے واللہ لقد [illegible] السلام نے تغلیباً اپنے آپ کو شامل کیا حالانکہ وہ اول سے نجات یافتہ تھے وَمَا يَكُوْنُ

ملنے کا پتہ صدیقی کتبخانہ [illegible]

لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ — ہم کو سزاوار نہین ہی۔ قال البیضاوی [illegible]
کفر یہ مین عود کرین۔ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا مگر آنکہ مشیت ہو اللہ تعالےٰ [illegible]
مخذول کرے۔ یعنی اگر اللہ تعالےٰ ہی کی مشیت مین ہمارا مخذول کرنا و مرتد کرنا جاری ہوا تو ایسی صورت [illegible]
ہوگی اور اسکا حکم نافذ ہوگا اور ہم اسکے بندے ہین۔ اسمین دلیل ہی کہ کفر بھی اللہ تعالےٰ کی مشیت سے [illegible]
مشیت چونکہ محال ہی لہذا یہ تعلیق بالمحال ہی پس انکا مرتد ہونا اور ملت کفر مین عود کرنا محال [illegible] سے کا قول
حق قول اول ہی اور اسمین بھی معرفت قدرت و عظمت الٰہی انکو دی ہی اور بندگی اپنے اوپر ثابت کی ہی وَسِعَ
[illegible] عِلْمًا یعنے علم اسکا ہر چیز کو محیط ہی جو ہوئی اور جو ہوگی اور از انجملہ ہمارا و تمھارا حال ہی عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا
ہمنے بھروسا کیا۔ وہذا کما قال للنبی صلعم قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ہو مولانا و علی اللہ فلیتوکل المومنون [illegible]
اے رب ہمارے حکم کردے بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان [illegible]
یعنے عدل کے ساتھ اور یہ تاکید ہو اسواسطے کہ حکم الٰہی سب عدل ہی۔ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ اور تو بہتر [illegible]

اور بولے وہ سردار جنھون نے کفر کیا تھا اسکی قوم کے اگر چلے تم شعیب کی راہ بیشک تو تم خراب ہوے
وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ

مع پھر پکڑا انکو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھرون مین اوندھے پڑے جنھون نے جھٹلایا شعیب کو جیسے کبھی نہ بسے تھے
فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا

وہان جنھون نے جھٹلایا شعیب کو وہی ہوے خراب پھر الٹا پھرا ان سے اور بولا اے قوم
فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ

ع ١١ میں پہونچا چکا تمکو پیغام اپنے رب کے اور بھلا چاہا تمہارا اب کیا غم کھاؤن نہ ماننے والون پر
لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ یعنی بعض نے بعض سے کہا لَئِنِ لام قسم ہو یعنی واللہ اگر اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا
تمنے شعیب کی پیروی کی۔ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ تو تم اس وقت ضرور خسارہ ہونے والون مین سے ہو [illegible] فَاَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ پس انکو زلزلہ شدیدہ نے پکڑا۔ قال البیضاوی۔ شاید یہ عذاب کی ابتدائی چیز تھی او [illegible]
الذین ظلموا الصیحۃ۔ یعنی ظالمون کو آواز سخت نے پکڑا۔ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ارکین [illegible]
ہوگئے وہ اپنے گھر دلان مین یعنی اپنے شہر مین گھٹنون کے بل بیٹھے ہوے کی حالت مین مرد [illegible] قال الزجاج
زلزلہ سخت سے حالت استقامت پر نہ رہ سکے بلکہ گھٹنون کے بل انکی روحین نکلت گئین اور مرگئے۔ و قال [illegible]
سورہ ہود مین واللہ اعلم یہ ہی کہ کافرون نے بقولہم اصلوٰتک تامرک ان نترک الخ گستاخی کے کلمات [illegible]
ساکت ہوے اور سورہ شعراء مین فرمایا فکذبوہ فاخذہم عذاب یوم الظلۃ الآیۃ۔ اور یہ اس [illegible]
فاسقط علینا کسفا من السماء الآیۃ پس آگاہ فرمایا کہ انکو عذاب یوم الظلۃ ہو [illegible] سب [illegible]

... آگ ... اور التہاب وجوش تھا پھر آسمان سے آواز سخت اور زمین سے سخت زلزلہ آیا پس
... ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جہنم سے ایک دروازہ کھول دیا تھا پس سخت
... اور سانس بھنچنے لگی اور سایہ وپانی کچھ نفع نہیں کرتا تھا پس تہ خانون مین گھسے کہ وہان کچھ ٹھنڈک ملے اسکو اوپر
... گرم ... جنگل کو نکل گئے وہان ایک ابر آیا جسمین سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آتی تھی پس آپس مین ایک دوسرے کو
... جمع ہوئے حتیٰ کہ عورتین وبال بچے سب پھر وہ آگ کی طرح لپٹین مارنے لگا اور زمین کو سخت زلزلہ ہوا پس سب
... اور عکرمہ بن خالد وسدی وقتادہ رح سے روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو دو مرتبہ دو
قومون پر بھیجا اور کسی نبی کو دو مرتبہ نہیں بھیجا پس اصحاب ایکہ کیطرف بھیجا وہ تو نافرمانی سے عذاب یوم الظلہ سے ہلاک ہوئے
اور قوم مدین پر بھیجا وہ صیحہ سے ہلاک ہوئی۔ قال المترجم سورۂ ہود مین انشاء اللہ تعالیٰ تحقیق آویگی کہ اصحاب ایکہ اور
اصحاب مدین دو نہیں بلکہ واحد ہین اور عذاب سب ایک ہی قوم پر بحسب ترتیب مجتمع ہوئے ہین اور ابن ابی حاتم والحاکم رحہما نے
ابو اسحاق شیبی رح سے روایت کی کہ مجھسے یعقوب بن ابی سلمہ نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب شعیب علیہ السلام
کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ یہ شخص خطیب الانبیاء ہی کہ جسمین قوم سے جا بتاخوبی سے مراجعہ فرماتا پھر جب قوم والون نے اسکو جھٹلایا اور
سنگسار کرنے اور شہر بدر کرنے کی دھمکی دی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرکشی کی اور تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکو عذاب یوم الظلہ مین
گرفتار فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا جن لوگون نے شعیب کو جھٹلایا۔ کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْھَا ان کا یہ حال ہوا کہ گویا انہون
نے دیار ہم ... گویا وہ لوگ اپنے دیار مین بسے نہ تھے یغنی بمعنی سکن ہی حاصل آنکہ ایسے نیست کیے گئے گویا انکا وجود ہی نہین تھا۔
اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَانُوْا ھُمُ الْخٰسِرِیْنَ جنھون نے شعیب کو جھٹلایا وہی دونون جہان مین خوار تھے۔ یہ کافرون کا
رد ہی جنھون نے قسم کھائی تھی کہ لئن اتبعتم شعیبا انکم اذا لخسرون۔ حاصل آنکہ خاسرین اور دونون جہان مین برباد درحقیقت
وہی لوگ تھے جنھون نے جھٹلایا اور وہ نہ تھے جنھون نے پیروی اور اتباع کی بلکہ پیروی وتصدیق کرنے والے وہی دونون جہان
مین فلاح پانے والے پھل پانے والے ہین۔ اسی بات پر تنبیہ اور مبالغہ کے واسطے اسم موصول کو دو جگہ مکرر کیا اور دو جملہ سے
مستانف فرمایا اور دونون کو اسمیہ فرمایا اور جملہ اخیرہ مین ضمیر فصل سے تاکید فرمائی۔ فَتَوَلّٰی عَنْھُمْ پس شعیب نے ان
لوگون سے اعراض کیا جبکہ ان پر نزول عذاب کا یقین ہوگیا۔ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ
... تاسف وحزن کے طور پر کہا کیونکہ وہ بہت لوگ تھے اور توقع تھی کہ قبول کرین پھر انہون نے اور پر خود انکار فرمایا اور کہا فَکَیْفَ
اٰسٰی ... احزن عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ کیسے قوم کافر پر مین غمگین ہون کیونکہ وہ حزن کے لائق نہین اسلیے کہ جو انکو عذاب
ہوا اسی کے مستحق تھے اسواسطے کہ کفر وشرک وایذاء وظلم پر ہٹ کرتے رہے کسی طرح نہ مانا۔ بعض نے کہا کہ یہ بطور عذر کے ہی
... غم اسوجہ سے نہین کہ رسالت وپیغام پہونچانے ودڑانے وبناک وبدسنانے اور خالص نصیحت کرنے مین کوئی بات
... اٹھا رکھی مگر انھون نے مجھکو کسی طرح سچا نہ مانا پھر مین کیونکر ان پر غم کرون۔ قال المترجم تو طیہ وتمہید عذر
... پر شاید ان لوگون نے تصدیق کی ہو اور کہا ہو کہ اپنی قوم کی ہلاکت کا غم نہین کرتے خصوص جبکہ سات روز حرارت
... لیکن شعیب علیہ السلام نے یہ جواب دیا کیونکہ عذاب الٰہی جس وقت آگیا تو پھر دور نہین ہوتا ہی اور اسوقت ایمان لانا

Marfat.com

گنہگار ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ [illegible]

اور نہیں بھیجا ہمنے کسی بستی مین کوئی نبی کہ نہ پکڑا وہان کے لوگون کو سختی

يَضَّرَّعُوْنَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا [illegible]

گڑگڑاوین پھر بدل دی ہمنے برائی کی جگہ بھلائی جب تک کہ بڑھ گئے [illegible]

مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا [illegible]

پہونچتی رہی ہمارے باپ دادون کو بھی تکلیف اور خوشی پھر پکڑا ہمنے انکو ناگہان اور وہ خبر [illegible]

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ پھر اس قریہ والون نے اس نبی کو نہ مانا اور جھٹلایا اِلَّآ اَخَذْنَآ
ماخوذ کیا ہم نے بطور عذاب کے۔ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ بؤس بمعنی شدت فقر۔ وَالضَّرَّآءِ یعنی [illegible]
ابن مسعود رضہ سے مروی ہی۔ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ یتذللون فیومنون۔ تذلل کرین یعنی اپنی عاجزی و ذلت ظاہر کرین
اور ایمان لاوین۔ اسے تاکہ متضرع و متذلل ہون۔ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ یعنی پھر بدل دیا ہم نے
بجاے اس چیز کے جو انکو اسارت اور ناگواری پہونچاتی تھی بھلائی کو یعنی سلامتی و کشایش کو حَتّٰى عَفَوْا یہانتک کہ بہت
ہوگئے یعنی تعداد و ساز و سامان مین بہت ہوگئے۔ یقال عفا النبات۔ یعنی بہت ہوگئی نباتات۔ وفی الحدیث اعفوا اللحی بڑھنے دو
داڑھی۔ حاصل آنکہ پہلے انکو سختی مین ماخوذ کیا تاکہ اس حالت مین تفرع کرین اور ایمان لاوین پھر خوب مال و متاع اولاد دے پھر دیا
تاکہ اس حالت مین شکریہ ادا کرین اور مومن ہوجاوین دونون طرح امتحان لیے گئے مگر ایمان نہ لائے بلکہ وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ
اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ یعنی کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادون کو بھی کبھی ضرر پہونچا اور کبھی مسرت پہونچی ویسے ہی ہم کو بھی
مضرت پہونچی تھی اب کسی فراخی پہونچی یہ سب زمانہ کی گردش ہی کبھی رنج ہی کبھی راحت ہی۔ حاصل آنکہ بد اعتقادی پیدا کی [illegible]
پہونچائی اور جناب الٰہی مین شکرانہ کی جگہ یہ کفران نعمت کیا اور اسکی یاد کے بجاے یہ فراموشی اختیار کی اور اسی پر جم گئے اور [illegible]
جور و بدکاری و گناہ کی جڑ مضبوط کی اور یہ حال مومنون کے برخلاف ہی کیونکہ مومن کی شان یہ ہی کہ وہ حال ضرار و سرا دونون مین
اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع ہوتا ہی اور اسیکا شکر کرتا ہی سبحان اللہ تعالےٰ اسکے پاس ایمان سے نعمت [illegible]
ہی جسکا شکریہ کبھی ادا نہیں ہوسکتا۔ اور صحیحین مین ہی کہ مومن کا حال عجب ہی کہ اسکے حق مین جو اللہ تعالےٰ نے تقدیر [illegible]
اسکے لیے بہتر ہوتی ہی پس اگر اسکو ضرار پہونچی اور اسنے صبر کیا تو اسکے لیے بہت بہتر ہوگئی اور اگر [illegible] پہونچی اور [illegible]
لیے بہتر ہی۔ بالجملہ کافرون کی حالت نعوذ باللہ منہ دونون طرح خراب ہی کہ مضرت پہونچی تو [illegible] نہیں اور اگر [illegible]
مست ہوکر بےخوف ہوگئے اور جو نہ کرنا چاہیے وہ سب کرنے لگے فارغ البال دنیا ہی پر بھروسا کرکے [illegible]
بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ یعنی پس ناگہان ہم نے انکو عذاب مین ماخوذ کر [illegible]
کہ کب انپر عذاب آویگا۔ حدیث مین آیا ہی کہ ناگہانی موت مومن کے واسطے رحمت ہی اور کافر [illegible]
الحدیث الشیخ ابن کثیر رح اور اشارت ہی کہ ناگہانی گرفت دو طور پر ہی خوشی کے [illegible]

Marfat.com

... اور ... روزہ ہی۔ اللهم ثبت اقدامنا على الايمان والاسلام۔ توسیع رزق ومال ...
اور دنیا بھی دنیاوی حصہ پورا دیا کیونکہ عاقبت من الکا یقینی ہو

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ
یقین لاتے اور بچ چلتے تو ہم کھول دیتے انپر خوبیان
السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ
آسمان سے اور زمین سے لیکن جھٹلانے لگے تو پکڑا ہمنے انکو بدلہ انکی کمائی کا

ولو ان اہل القری۔ مدارک میں ہی الف لام القری کا ان قری سے مشعر ہی جنپر قولہ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی۔ دلالت کرتا ہی یا کہا ولوان اہل تلک القری التی کذبوا واہلکوا۔ یعنی اور اگر ان شہرون والے جنھون نے جھٹلایا اور ہلاک ہوگئے۔ آمنوا ایمان لاتے اللہ تعالے واسکے رسولون پر جو انکی طرف بھیجے گئے۔ واتقوا اور پرہیزکرتے کفر وگناہون سے۔ لفتحنا علیہم فتح وتفتیح دونون مصدر سے قراءۃ بتخفیف اکثر کی اور بتشدید ابن عامر کی آئی ہی۔ تو البتہ ہم کشادہ کردیتے ان لوگون پر۔ برکت من السماء برکتین آسمان سے۔ بعض نے کہا یعنی برکت والا مینہ برسلتے۔ والارض اور زمین سے بعض نے کہا کہ زمین سے خوب نباتات اوگلتے۔ وفی البیضاوی۔ یہ کنایہ ہی توسیع خیرات کا یعنی ہرطرف سے ہم انپر بھلائی آثار دیتے اور ہر طرح کی بھلائی کو شامل ہی۔ ولکن کذبوا لیکن ان لوگون نے رسولون کو جھٹلایا۔ فاخذنہم بما کانوا یکسبون پس گرفتار کیا ہم نے انکو بوجہ انکے اعمال کے۔ ما مصدریہ ہی اے بسبب کسبہم۔ بسبب انکے بداعمال کے۔ قال الحافظ رح اسمین اللہ تعالے نے اہل القری کی قلت ایمان کی خبر فرمائی ہی مانند قولہ فلولا کانت قریۃ آمنت فنفعها ایمانہا الا قوم یونس لما آمنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا ومتعناہم الے حین۔ اور نیز فرمایا وارسلناہ الے مائۃ الف او یزیدون فآمنوا فمتعناہم الے حین۔ حاصل آنکہ اہل القری میں سے سوائے قوم یونس کے سب خوار وبرباد ہوئے کوئی ایمان نہ لائے مگر قلیل حتی کہ حدیث میں ہی کہ قیامت میں بعض نبی کے ساتھ کوئی نہوگا اور بعض کے ساتھ ایک اور دو ہونگے۔ پھر اللہ تعالی نے تہدید فرمائی بقولہ۔

أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ۝ أَوَأَمِنَ
کیا نڈر ہین بستیون والے کہ پہونچے انپر آفت راتون رات جب سوتے یا نڈر ہین
أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝ أَفَأَمِنُوا
کہ آپہونچے انپر آفت چاری دن چڑھتے جب کھیلتے ہون کیا نڈر ہوے
ع ۱۲ مَكْرَ اللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ۝
اللہ کے داؤ سے سو نڈر نہین اللہ کے داؤ سے مگر جو لوگ خراب ہوںگے

افامن اہل القری فی البیضاوی یہ عطف ہی قولہ فاخذناہم بغتۃ وہم لا یشعرون۔ پر اور درمیان میں قولہ ولو ان اہل القری ... جملہ معترضہ ہی لہذا ادیا کہ اہل القری سے اہل مکہ واسکے گردوپیش والے مراد ہین۔ وعلی ہذا یہان بھی انکو تہدید ہوسکتی ہی

مگر بنظر مابعد قول اول جو اہل القری کی تفسیر مین بیان ہوا اولی ہی انتہی وہ جملہ معترضہ ہی در... المدارک اور اگر کہا جاوے کہ ہمزہ استفہام حرف عطف پر کیونکر داخل ہوا حالانکہ وہ منافی ... مفرد کے ہی عطف جملہ کا جملہ پر ہونے مین منافات نہین کیونکہ وہ بعد جملہ کے استیناف جملہ ... اسکے مامون ہوئے اہل القری بدون عبرت حاصل کرنے کے۔ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا عذاب ہمارا درحالیکہ خوابگاہ مین ہون بارات کے وقت مین۔ وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ درحالیکہ وہ ... ہون۔ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى کیا بیخوف ہوگئے اسکے بعد اہل القری۔ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ... کہ اوے انپر ہمارا عذاب دن مین۔ وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ درحالیکہ وہ لہو ولعب مین ہون۔ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ... ہوگئے مکر الٰہی سے۔ مکر بمعنی حیلہ گری اور فریب ہی اور یہ معنی جناب الٰہی عز وجل مین محال ہین بلکہ ... جس سے کافرون کو انکے کفر پر اﷲ تعالےٰ عذاب فرماوے اور نسبت اسکی اﷲ تعالیٰ کی طرف ... عقوبت ہی اور عرب والے عقوبت کا وہی نام رکھتے ہین جس گناہ کے عوض وہ عقوبت ہی ... منصوص ہی کذا قال ابن عطیہ وقال البیضاوی والمفسر رح یہ تقریر ہی قولہ افامن اہل القری الخ کی ... ہی بندہ کو استدراج دینے سے یعنی طغیان وسرکشی کے واسطے اسکو نعمت کثیر وفراغ دیدیا پھر اسکو ایسی ... اچانک پا فوز کردیا کہ اسکو گمان بھی نہ تھا حالانکہ اسوقت اسکو سخت حسرت وغم ہوا۔ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ پس نہین بیخوف بن بیٹھتے ہین مکر الٰہی سے مگر وہی قوم جنہون نے خسارہ مین ڈالا اپنے جانون کو ... کہ کفر اختیار کیا اور غور سے نظر عبرت حاصل نہ کی۔ اور شیخ شبلی رح نے کہا کہ مکر الٰہی یہ ہی کہ کافرون کو اسی حال پر چھوڑ دیا جسپر وہ ہین قال المترجم مراد یہ ہی کہ کافرون کو انکے نفس وشیطان کے پنجہ مین چھوڑ دیا اور دروازہ توفیق عطا نہ فرمایا۔ حسن بصری رح نے فرمایا کہ مومن کا یہ حال ہی کہ وہ اعمال طاعات ادا کرتا ہی لیکن ڈرا ہوا خوفناک رہتا ہی اور ... فاجر کا یہ حال ہی کہ وہ گناہ کرتا رہتا ہی اور بیخوف ہی اسکو کچھ ڈر نہین ہوتا۔ بالجملہ ایمان خوف وامید کے درمیان ہی ... مایوس ہو وہ بھی کافر ہی۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ

اور کیا سوجھ نہ آئی انکو جو قائم ہوتے ہین ملک پر وہان کے لوگ جا کر ... کہ ...

اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ

انکو پکڑین انکے گناہون پر اور ہم مہر کرتے ہین انکے دل پر سو وہ نہین ...

اَوَلَمْ يَهْدِ کیا نہین کھلا۔ کذا فسرہ ابن عباس ومجاہد وغیر واحد۔ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ ... ان لوگون کو جو وارث ہوتے ہین زمین کے یعنی بستے ہین اسمین بعد ہلاک ہوجانے اہل زمین کے یعنی ... اَنْ لَّوْ نَشَآءُ انہ لو نشاء۔ یہ کہ اگر ہم چاہین تو۔ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ... گناہون کے یعنی جیسے اگلون کو عذاب دیا۔ ہمزہ اسمین توبیخ وانکار کا ہی۔ اور کثرت سے ...

Marfat.com

...اور مابعد کو عبرت دلائی ہی۔ کما قال تعالیٰ اولم یہد لہم کم اہلکنا من قبلہم من القرون یمشون فی مساکنہم
...لآیات لاولی النہیٰ۔ اور بیان فرمایا۔ وَنَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ فَہُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ۔ ونحن نختم علی قلوبہم فہم لا یسمعون
...اور ہم دلون پر مہر کردیتے ہین پس سوچ سمجھ سے وہ نصیحت کو نہین سنتے ہین۔ مفسر رحمہ نے اسکو جملہ مستانفہ قرار
دیا اور بیضاوی رحمہ نے کہا کہ قولہ اولم یہد کے مفہوم پر عطف ہو سکتا ہی اے یغفلون عن ہذا ونطبع اور اصبناہم پر عطف نہین ہو سکتا
...ونطبع کو بمعنا کے معنی مین لیا جاوے اسواسطے نہین ہو سکتا کہ وہ جواب لونشاء ہی اور اس عطف سے ظاہر ہر گا کہ نفی پائی نہین گئی
حالانکہ فہم لا یسمعون سے ثابت ہوا کہ مہر ثابت ہی۔ فـــــــــی العرائس قولہ تعالیٰ ولوان اہل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیہم
برکات من السماء والارض۔ اشارہ ہی کہ اگر وہ لوگ میری عظمت وجلال پر نظر رکھتے اور میرے جبروت وقہر وغضب سے ڈرتے
تو میرے مشاہدہ ذات وصفات کے انوار انکے دلون کی زمین مین کشادہ ہوتے حتی کہ صفت لطف وخیال کے ساتھ ملکوت زمین و
آسمان مین مجھکو دیکھتے اور انکے گلزار دل مین گلہائے قرب ورباحین شوق ومحبت وعشق ویقین وتجرید ومعرفت اُگتے۔ بعض نے
فرمایا کہ اگر وہ لوگ وعدہ آخرت مین صادق رہتے اور میری مخالفت سے پرہیز رکھتے تو میرے مشاہدہ سے انکے دل منور ہوتے
اور یہ برکت آسمانی ہی اور انکے جوارح میری خدمت سے مزین ہوتے اور یہی برکت زمین ہی۔ قولہ تعالیٰ افامنوا مکر اللہ فلا یامن مکر اللہ
الا القوم الخاسرون۔ اللہ تعالیٰ کے ہر قوم کے ساتھ مکر ہین اور وہ معنی یہ نہین ہین جو عوام خیال کرتے ہین بلکہ عوام کے ساتھ مکر کے
یہ معنی ہین کہ قہر کا استدراج کیا اور یہ کیا کہ اسباب جو بندگی کے واسطے چاہیے ہین وہ سب دیدیے اور انکو بندگی کی توفیق ندی اور انکو
شکر کی زبان دیدی اور حقایق استدراج نہین پہنچائے بسلب نعمت واخلاء از نعمت وشکر۔ اور خواص کے ساتھ مکر کے یہ معنی ہین
کہ جو اللہ تعالیٰ سے پایا اس سے انکے دلون مین لذت پیدا ہوئی اور اس لذت کی وجہ سے اس سے اوپر کے مقامات ادراک
غیوب وحقایق سے محجوب ومحروم رہے۔ محبین وعاشقین کے ساتھ اسکا مکر یہ ہی کہ آیات مین صفات ظاہر فرمائین اور یہ مقام التباس
مکر اور موحدین اور عارفین کے ساتھ مکر یہ ہی کہ انکو اپنی ذات بقدر قوت معرفت وتوحید کے دکھلائی اور وہان جو مقام مکر ہی اسکی معرفت
نہ دی یعنی یہ کہ انکو یہ معلوم نہوا کہ جو کچھ انھون نے پایا وہ نہ پائے ہوے کے مقابلہ مین جیسے قطرہ کے مقابلہ مین ایک سمندر اور یہ اس
سبب سے کہ انوار قدم وبقا اُنکے اسرار وارواح وقلوب وعقول مین پہونچنے سے حلاوت پاتے ہین اور اگر حقائق مکر سے واقف ہوتے
کہ اس سے انکو محجوب کردیا ہی تو اسکے سلطان کبریا وعظمت کے سامنے شرم سے پانی پانی ہو جاتے۔ اہل اتحاد کے ساتھ اسکا مکر
یہ کہ انکے دلون کے آئینہ مین جلال وجمال کو دکھلایا پس حسن ازل وجمال ابد سے اسکو دیکھتے ہین اسطرح کہ خود فنا ہوتے ہین
پھر اس سے انکو حد فنا مین باقی فرماتا ہی کہ وہ اپنے آپ کو گویا وہ دیکھتے ہین اس جہت سے صفت وفعل مین سخت اتحاد ہو جاتا ہی
...اُنپر حجاب طاری ہوتا ہی پس تاثیر انوار صفات کی حلاوت مین باقی پڑے رہتے ہین حالانکہ یہ ادنی مرتبہ ہی اور اعلی مراتب سے
...رہے پس وہ لوگ اپنے آپ کو محل ربوبیت مین دیکھتے ہین پس انائیت کے دعوی کر بیٹھتے ہین جیسے حسین بن منصور اور
...بسطامی سے سرزد ہوا پس وہان بہت خفی مکر اور بہت لطیف استدراج ہی اگر اوتعالیٰ کا فضل وکرم انپر نہوتا تو جس حال مین ہین
...رہتے لیکن انعام ورحمت سے انکو اس مقام سے نکال لیا اور دریاے عظمت مین انکو ڈبو دیا حتی کہ اقرار کرنے لگے کہ
...ہم تو اول ہی درجہ عبودیت مین پڑے ہین۔ تو نہین دیکھتا کہ شیخ ابو یزید بسطامی اپنی آخر عمر مین عاجزی سے دعا

Marfat.com

لگتا تھا کہ اے میرے پروردگار مین نے تجھے کیا یاد کیا میری ہی ہزار غفلت سے تھی اور …
تھی اور تو نہین دیکھتا کہ منصور جب دار پر چڑھایا گیا تو کہنے لگا کہ بھلا تم قتل کرتے ہو ایسے آدمی کو …
نہایت لطف الٰہی ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر دیکھو کہ مقام نبوت کے اعلیٰ مرتبہ مین جب …
تو اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب بندہ کو اس مکر سے محفوظ فرمایا برابر یہی عرض کرتا رہا کہ لا احصی ثناء علیک …
اے پروردگار مین بندہ ہون تیری ثناء وصفت کا احصار اور پورا شمار نہین کر سکتا تو پاک ہے تو ایسا ہی ہے …
وصف فرمایا ہی مین بندہ ہون سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی مین الوہیت کا نام نہین ہی اللہ تعالےٰ عزوجل …
مخلوق کا نہین ہی حالانکہ او تعالےٰ نے ربوبیت کا مزہ اسکو چکھادیا تھا پس مقام عبودیت مین اپنے بندہ …
ربوبیت پاکر اپنے بندہ ہونے پر بڑا فخر کیا - واضح ہو کہ او تعالےٰ کی ہر صنع جلیل اپنے بندگان اولیاء کے …
مکر ہو یا ہو اور کون اسکے مکر سے بچا ہی - سب کے سب اسکے قبضہ عزت مین متحیر ہین اور کوئی نکر کوئی …
جانتا اور اپنی عبودیت کو پہچانتا ہی - حکایت ہی کہ ایک شخص نے شبلی رحمہ اللہ سے مکر اللہ تعالےٰ کے معنی پوچھے تو شبلی …
پڑھے ؎ احبک لا ببعضی بل بکلی + وان لم یبق حبک لی حراکا + ویقبح من سواک الفعل عندی + وتفعلہ فیحسن منک ذاکا …
تجھے محبوب رکھتا ہون اپنے بعض ٹکڑے سے نہین بلکہ تمام جان سے - اگرچہ نہین باقی رکھی تیری محبت نے مجھمین جنبش کی قدرت …
اور تیرے سوائے ہر چیز سے جو فعل صادر ہو میرے نزدیک بہت قبیح ہوتا ہی - اور تو اس فعل کو کرتا ہی پس تجھسے یہی فعل اچھا …
ہوتا ہی - پوچھنے والے نے کہا کہ مین نے آپ سے اللہ تعالےٰ عزوجل کی کتاب مجید سے ایک آیت کے معنی دریافت کیے اور آپ
یہ اشعار کیا پڑھ دیے پس شبلی رح سمجھے کہ یہ سمجھا نہین تو فرمایا کہ اے شخص مکر الٰہی ان لوگون کے ساتھ یون تھا کہ جس حال مین
وہ لوگ تھے انکو اسی حال مین چھوڑ دیا حسین رح نے کہا کہ مکر سے نڈر نہین ہو سکتا مگر وہی جو مکر مین سر تا سر غرق ہو کر مکر کو …
اور رہے وہ لوگ جو بیدار ہون تو وہ ہر حال مین مکر سے خوف کرتے ہین اسواسطے کہ سوابق تو جاری ہین اور عواقب خفی ہین …
فرمایا کہ جو شخص ہر چیز کو تلبیس اور فریب نہین دیکھتا ہی وہ ایسے حال مین پڑا ہی کہ مکر اس سے بہت قریب ہی - ابوالخیر …
کہا کہ مین ایک روز جنید رح کے پاس تھا ناگاہ جنید رح کے کاندھے کا گوشت کانپنے لگا اور رنگ چہرہ کا متغیر ہو گیا اور رونے …
اور کہا کہ مجھسے زیادہ کوئی مقام خوف مین نہین کہ اللہ تعالےٰ مجھکو عذاب مین گرفتار نہ کردے - تو بعض اصحاب نے کہا کہ آپ …
کے درجات مین اور مشتاقون کے احوال مین کلام کرتے ہین تو فرمایا کہ اے فرزند خبردار خبردار کہ مکر الٰہی سے …
الا القوم الخاسرون - سہل رح نے کہا کہ مکر الٰہی وہ تدبیر الٰہی ہی جو اسکے سابق علم کے موافق …
ہی کہ مکر الٰہی سے نڈر اور بےخوف ہو بیٹھے اور یہ نہین ہی کہ مکر الٰہی سے نڈر ہونا اسکی تقدیر …
مین ہر پہلو سے اسی پر بھروسا رکھے اور یہ نہین ہو سکتا کہ اسکی قدرت سے اپنے آپ کو باہر کرے - وکاین …
من قریۃ اہلکناہا وہی ظالمۃ فہی خاویۃ علی عروشہا وبئر معطلۃ وقصر مشید افلم یسیروا فی الارض فتکون لہم قلوب …
بہا فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور - یعنی بہتیرے شہر کہ ظالم ہونے سے …
گرائے پڑے ہین اور بہت کنوئین معطل اور قصر مشید ہین کیا پھرے نہین زمین مین کہ انکے قلوب …

Marfat.com

[illegible] ہوجاتے ہیں جو سینے میں ہیں خبردار رہو کہ آنکھیں سر کی اندھی نہیں ہوتی ہیں ولیکن وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

یہ بستیاں ہیں کہ بیان کرتے ہیں ہم تجھ سے اُنکی خبروں سے اور البتہ آئے تھے اُن پاس اُنکے رسول

بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى

معجزوں کے ساتھ پس نہ تھے یہ لوگ کہ ایمان لاویں اُس چیز کے ساتھ جسکو پہلے سے جھٹلا چکے ایسے ہی مہر کردیتا ہے اللہ تعالیٰ

قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ۝

کافروں کے دلوں پر اور نہیں پایا ہمنے اُنکے بہتیروں کے واسطے عہد سے اور البتہ پایا ہمنے اُنکے بہتیروں کو فاسق عہد سے بڑھ جانے والے

تِلْكَ الْقُرٰى یہ قریے یعنی شہر وصوبے جنکا ذکر پہلے گذرا۔ نَقُصُّ عَلَيْكَ بیان کرتے ہیں ہم تجھ پر اے محمد۔ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا اُنکے اخبار سے۔ انباء جمع نباء ایسی خبر جسکی کوئی شان قابل بیان ہو اور مِن ظاہرا تبعیضیہ ہے یعنی اُسکی بعض خبریں بیان فرمائی ہیں اور یہ ظاہر ہے اور مراد آنکہ انباء اهلها یعنے ان قریات کے لوگوں کے اخبار سے بعض بیان کیے۔ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ اور البتہ آئے تھے ان قریوں یعنے ان قریہ والوں کے پاس اُنکے رسول بینات یعنی کھلے کھلے معجزات کے ساتھ یعنی جو بات اُنسے کہی تھی اسمین اپنی سچائی کے دعوے نبوت میں معجزات باعطاء الٰہی پیش کیے پس یہ قریٰ یوں ہلاک نہوئے بلکہ رسول بھیج دیے گئے۔ کما قال تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اور فرمایا۔ وان من قریۃ الا خلا فیہا نذیر فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا پس نہ تھے ان قریٰ والے کہ ایمان لاویں۔ بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ اس چیز کے ساتھ کہ جھٹلا یا تھا اسکو رسولوں کے آنے سے پہلے بلکہ برابر کفر پر قائم رہے۔ فی الکمالین۔ یہاں با بمعنی مصاحبت ہے۔ فی البیضاوی۔ یا یہ معنی کہ نہ ایمان لائے اپنی تمام زندگی بھر اس چیز پر جس سے رسول سے سنکر پہلے انکار کیا تھا۔ قال ابن کثیر رح با سببیہ ہے یعنے پہلے بار امر حق کے انکار کر جانے کی وجہ سے رسولوں کی رسالت سے تمام عمر انکار کرتے رہے۔ حکاہ ابن عطیہ و ہو متجہ حسن کما فی قولہ تعالیٰ وما یشعرکم انہا اذا جاءت لا یومنون ونقلب افئدتہم وابصارہم کما لم یومنوا بہ اول مرۃ الآیۃ۔ اور ابو العالیہ نے ابی بن کعب رض سے اسکے معنی یوں روایت کیے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا جب کہ او تعالیٰ سے روز ازل میں عہد و اقرار کیا تھا یعنی وہ ایمان لانے والے نہ تھے بسبب اسکے کہ اللہ تعالیٰ کو اُنکے حال سے یہ علم تھا۔ یہی ربیع بن انس رح کا قول ہے اور یہی شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہے اور سدی رح نے کہا کہ جس دن اُنسے عہد و میثاق لیا گیا تھا اسدن باکراہ ایمان لائے تھے اسی واسطے فرمایا۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر مہر کر دیتا ہے۔ یعنی جیسے اگلے کافروں کے دلوں پر مہر کردی اور وہ ایمان نہ لائے اور ہلاک ہوئے ایسے ہی تیری قوم میں ازلی کافروں کے دلوں پر مہر ہے کہ ایمان نہ لاوینگے۔ یہ امر نہایت برحق ہے اگرچہ جاہل لوگ اسمیں جہالت سے گفتگو کرتے ہیں اور ہم سابق میں اسکو واضح بیان کر چکے ہیں۔ اسمیں آنحضرت صلعم کو تسلی فرمائی اور قریش وغیرہ قیامت تک کے کافروں پر تحذیر ہے کہ اُنکو خوف ہو کہ اہل القریٰ پر جو مصیبت پیش آئی اگر یہ لوگ حد سے تجاوز کرینگے [illegible] اور اگر دنیا کی زندگی بھر بچ گئے تو بعد موت کے ضرور اسمین گرفتار ہونگے وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ [illegible] نہیں معلوم کیا ہم نے اکثر لوگوں کے لیے عہد سے یعنی اُس عہد کا وفا کرنا کچھ نہیں جو انھوں نے

Marfat.com

روز میثاق کو باندھا تھا۔ یا عہد مصیبت کما فی قولہ لئن انجیتنا من ہذہ لنکونن من الشاکرین۔ یعنی تو ہم کو [illegible]
ہونگے۔ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ان مخففہ ہے اے وانہ وجدنا یعنی اور البتہ پایا ہم [illegible]
ہمارے علم میں بہتیرے فاسق ہیں۔ واضح ہو کہ ان مخففہ مبتدا اور خبر وانکے افعال داخلہ پر فقط ہوتا ہے اور لام خبر پر [illegible]
کرتی ہے اور کوفیوں کے نزدیک ان نافیہ ہے اور لام بمعنی الا ہے اے وان وجدنا اکثرہم الا فاسقین۔ [illegible]
کرنے والا۔ ف — فی العرائس قولہ وما وجدنا لاکثرہم من عہد وان وجدنا اکثرہم لفاسقین۔ گویا یہ آیت انھیں [illegible]
میں ہے جو راہ طریقت اختیار کرتے ہیں اور جب اسمیں جاہ و مال پاتے ہیں تو عہد ارادت توڑکر دنیاوی ریاست [illegible]
اور طریقت میں خیانت کرتے ہیں اور مشائخ پر انکار کرتے ہیں یہ انکار اندھے پن سے کیا برا انکار ہے کہ اہل حق پر انکار کرتے [illegible]
اللہ تعالےٰ نے سب آدمیوں کو عتاب فرمایا کہ انھوں نے عہد ازل کو وفا نہ کیا۔ ایسے ہی جن لوگوں نے مشاہدہ محبوب [illegible]
کی طرف التفات کیا لیکن معذور رہیں کہ تمام کبریا و عظمت کا بوجھ ان بیچاروں سے کہاں اٹھ سکتا ہے یہ سب حوادث منظر [illegible]
جنید رح نے فرمایا کہ بندوں میں سے بہت اچھا حال اس شخص کا ہے جو اللہ عز وجل کے ساتھ حفظ حدود و وفائے عہد پر قائم ہے
قال بعضہم۔ بعض سے شکایت نہیں فرمائی۔ انکو رحمت وصال نے قبول فرمایا۔ اور بہتوں کو رد کر دیا۔ کما قال قلیل من عبادی
میرے بندوں میں سے تھوڑے شکر گزار ہیں۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ
پھر بھیجا ہمنے · اُنکے پیچھے · موسےٰ کو · اپنی نشانیاں دیکر · فرعون · اور اُسکے سرداروں پاس

فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝
پھر زبردستی کی اُنکے سامنے · سو دیکھ آخر کیا ہوا حال · بگاڑنے والوں کا

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ پھر بھیجا ہمنے انکے بعد یعنی بعد نوح و ہود و صالح و لوط و شعیب علیہم السلام کے یا انکی قوموں [illegible]
بعد۔ مُوْسٰى بیٹے موسیٰ کو۔ ابن عباس رض نے کہا کہ قبطی زبان میں مو کے معنی پانی اور سٰی بمعنی درخت چونکہ پانی و درخت [illegible]
درمیان موسیٰ علیہ السلام ڈال دیے گئے یا پائے گئے تھے اسواسطے موسیٰ نام ہوا اور ایک سو بیس برس زندہ رہے [illegible]
و یوسف ع کے درمیان چار سو برس کا فاصلہ تھا اور حضرت ابراہیم ع تک سات سو برس کا فاصلہ تھا کذا ذکرہ المفسرون [illegible]
بِاٰيٰتِنَآ یعنی حجتوں و دلائل نبوت کے ساتھ مانند عصا و ید بیضاء وغیرہ کے جو مذکور ہونگے اور وہ سب [illegible]
اِلٰى فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف یہ لقب تھا ہر شخص کا جو عمالقہ کے بعد مصر کا مالک ہوا جیسے بادشاہ روم کو قیصر [illegible]
جس فرعون کی طرف موسیٰ ع بھیجے گئے اسکا نام ولید بن مصعب بن الریان تھا اور وہ قبطیوں کا بادشاہ تھا [illegible]
ایک فرعون دوسرا اسکا بھائی تھا اسکا نام قابوس تھا۔ کذا ذکرہ الشیخ ابن جریر اور مجاہد رح سے [illegible]
ابراہیم بن مقسم نے کہا کہ چار سو برس فرعون اس شان سے رہا کہ کبھی اسکے سر میں درد بھی نہ ہوا [illegible]
فرعون کی طرف۔ اشراف کی تخصیص کی گئی حالانکہ کل قوم کی طرف بھیجے گئے تھے اسواسطے کہ [illegible]
وہ انتے تو سب مانتے پس گویا وہی مقصود تھے اور سرداروں کل قوم ہے [illegible]

پیغمبروں کے بعد جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہی موسیٰ ؑ کو یعنی مع اسکے بھائی ہارون ؑ کے آیات و حجتوں کے ساتھ فرعون و اسکی قوم کے پاس بھیجا ۔ اگر کہا جاوے کہ موسیٰ ؑ کی رسالت قوم بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص تھی پھر فرعون و تبعہ کی طرف ارسال کیونکر ہی تو جواب یہ ہی کہ ایک قوم کے واسطے ہونے سے دوسری قوم کی نفی نہین اور تخصیص بنی اسرائیل فقط نہ تھی کیونکہ قوم فرعون کی طرف ارسال منصوص ہی اور شاید اصل مقصود بنی اسرائیل ہون جیسے کہ موسیٰ نے فرعون کو حکم سنایا تھا کہ میرے ساتھ بنی اسرائیل کو ملک شام بھیجدے فافہم ولم ارمن تعرض لہ من المفسرین بالجملہ فرعون و قوم کی طرف ارسال منصوص ہی اور یہان یہی ذکر فرمایا کہ ان گمراہون نے کیونکر انکار کیا اور کیونکر ہلاک ہوئے چنانچہ فرمایا ۔ فَظَلَمُوا بِهَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ظلم متعدی خود ہوتا ہی یقال ظلمہ ۔ پھر لفظ بہ بحرف با کیونکر ہی تو جواب دیا گیا اولاً آنکہ با سببیہ ہی یعنی ظلم کیا ان لوگون نے اپنے اوپر بایں طور کہ ایمان نہ لائے یا غیرون کو ایمان نہ لانے دیا بسبب ان آیات کے یعنی بسبب دیکھنے ان آیات کے اس دنیائے فانی کی ریاست و بادشاہت پر خوف کر کے کہ ایمان لانے مین انکے ہاتھ سے نکل جائیگی ۔ ثانیاً آنکہ ظلم متضمن معنی کفر ہی یعنی ظلم کیا بایں طور کہ ان آیات سے کفر کیا بجائے ایمان لانے کے کیونکہ آیات ایسی واضح تھین کہ انپر ایمان نہ لانا صریح ظلم تھا اسی معنی کے واسطے کفروا بہا ۔ کی جگہ ظلموا بہا آیا ہی ۔ اور فانظر کا خطاب سراج وغیرہ مین ہر مخاطب کو ہی جو چشم بصیرت سے دیکھے یعنی اے مخاطب اپنی چشم بصیرت سے دیکھ کہ کیونکر ان مفسدون کا انجام ہوا یعنے کیسے ہم نے انکو ہلاک کیا ۔ وقال الحافظ یعنی دیکھ اے محمد صلعم کہ کیونکر ہم نے ان سب کو موسیٰ و بنی اسرائیل کے روبرو غرق کیا ۔ اسمین فرعون و قوم پر زیادہ سخت عذاب کی صورت ہی اور موسیٰ و بنی اسرائیل کے دلون کو زیادہ تشفی ہی ۔ اگر یہ خطاب آنحضرت صلعم کو ہی تو بھی مقصود اور لوگ ہین کیونکہ آنحضرت صلعم کو مرتبہ یقین کامل بلکہ اکمل تھا ۔ حاصل آنکہ پھر فرعون و قوم نے ان آیات سے کفر کیا از راہ ظلم کے تو عبرت سے دیکھ کہ ہمنے کیونکر انکو غرق کر دیا

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَنْ لَا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝

اور کہا موسےٰ نے اے فرعون مین بھیجا صاحب کا جہان سکے قائم ہون اسپر کہ نہ کہون اللہ کیطرف سے مگر جو سچ ہی کہ لایا ہون تم پاس نشانی تمہارے رب کی سو رخصت کر میرے ساتھ بنی اسرائیل کو

یہ درمیانی بعض واقعات ذکر فرمائے جو غرق سے پہلے فرعون اور موسیٰ ؑ کے درمیان واقع ہوئے تھے اور توضیح کر دی کہ فرعون اپنی شامت سے مع قوم غرق ہو کر جہنم واصل ہوا ورنہ ایضاح و صدق مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے موسیٰ ؑ کو بھیجا تو وہ فرعون کے پاس گئے اور عرصہ کے بعد فرعون تک رسائی ہوئی پس اس سے یون باتین کین ۔ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ یعنی کہا موسیٰ نے جب فرعون تک پہونچ ہوئی کہ اے فرعون مین رسول ہون رب العالمین کی طرف سے ۔ لفظ فرعون کے ساتھ یعنی بادشاہ مصر و لقب کے ساتھ اسکو موسیٰ ؑ نے مخاطب کیا تاکہ خوش معلوم ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا تھا کہ اس سے نرم باتین کرنا کما قال فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر الآیۃ ۔ اسی واسطے رسول رب العالمین کہا کہ وہ اپنے نفس کے لیے مقصود ہونا ایمان لانے کی صورت مین بھی پاوے اور رب العالمین کی اطاعت اپنے اوپر واجب جانے کیونکہ جو شخص [illegible] سے مرسل ہی وہ اچھی قبول کے لائق ہی کہ جو کچھ لایا ہی اسکو مانا جاوے جیسے بادشاہ کسی تو ابنی رعیت

کے پاس بھیجتا ہی وہ کہتا ہی کہ مین بادشاہ کا بھیجا ہوا ہون پھر پیغام کہتا ہی کہ اس عنوان سے حقیق
عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ حق یعنی ثابت و برقرار ہی اور حقیق اور زیادہ مبالغہ
یہان دو ہین علی بحرف جرا اور یہی جمہور کی قرارۃ ہی اور علیّ تبشدید یاء متکلم اور یہ نافع کی قرارۃ ہی اور ان لا
الگ ہی۔ پس بر تقدیر قرارۃ جمہور کے بیضاوی رح نے کہا کہ شاید فرعون نے جب موسی ؑ کو دعوی رسالت مین جھٹلایا
اسکا یہ جواب دیا اور تکذیب کا قول اوپر مذکور اسواسطے نہوا کہ قولہ فظلموا بہا۔ اسپر دلالت کرتا ہی کہ ان لوگون نے انکا
جھٹلایا تھا۔ تقدیر کلام یہ کہ فکذبہ فقال انا حقیق۔ یعنی فرعون نے موسی ؑ کا دعوی سنکر انکو جھٹلایا پس موسی ؑ نے کہا کہ
مین جدیر ہون اس بات پر یعنی اس بات کے ساتھ کہ نہ کہون اللہ تعالے پر مگر سچی بات۔ قال البیضاوی رح اصل
حقیق علیّ تبشدید یاء تھا یعنے مجھپر بہت حق ہی یہ بات کہ نہ کہون اللہ تعالے پر مگر حق ہی جیسا کہ نافع کی قرارۃ ہی مگر برعکس
یعنے مین حقیق ہون اس بات پر۔ اور یہ اسوجہ سے کہ یہان التباس سے امن ہی۔ یا اسوجہ سے کہ وصف بالصدق مین اغراق و مبالغہ
ہوا اور یہ معنی یہ کہ قول حق پر واجب ہی کہ مین ہی اسکا کہنے والا ہون وہ راضی نہوا اگر اس بات پر کہ مین ہی اسکو کہون۔ یا حقیق متضمن معنی
حریص ہی یعنے حریص ہون اس بات پر کہ الخ یا حرف علی بجائے باء کے ہی تا کہ تمکن و قابو کے معنی اس سے نکلین جیسے رمیت بالقوس
کی جگہ رمیت علی القوس بولتے ہین اور جئت علی حال حسنۃ کہتے ہین اور قرارۃ ابی بن کعب ؓ و اعمش رح کی اسکی مؤید ہی کہ انھون نے
بان لا اقول۔ پڑھا ہی اور بعض قرارۃ مین حقیق ان لا اقول۔ آیا ہی وحاصلہ ما قال الحافظ ابن کثیر رح۔ قولہ حقیق علی ان لا اقول
علی اللہ الا الحق۔ پس بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین۔ حقیق بان لا اقول الخ۔ یعنی لائق ہون اس بات کے ساتھ کہ نہ کہون اللہ تعالے
پر مگر سچی بات۔ اور علماء نے کہا کہ علی و باء بجائے ایک دوسرے کے آتے ہین۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ معنی یہ ہین۔ حریص علی ان
لا اقول الخ۔ یعنی حقیق متضمن معنی حریص ہی۔ اور دیگر اہل مدینہ نے حقیق علیّ پڑھا یعنے حق واجب ہی مجھپر یہ کہ مین اوسکی تعالے کی طرف سے
وہی خبر دون جو سچ ہی کیونکہ مین مانند اورون کے نہین ہون بلکہ اسکی شان عظمت و جلال سے معرفت رکھتا ہون۔ قال المترجم
اس قرارۃ اہل مدینہ پر مفسر رح نے کہا کہ حقیق علیّ۔ خبر مقدم ہی اور ان لا اقول الخ مبتدا موخر ہی حاصل یہ کہ حق ہی اللہ تعالے کی
طرف سے کہنا مجھپر واجب ہی۔ اور بعض نسخون مین جو اول مبتدا و ثانی خبر ہو نا مذکور ہی شاید وہ کاتب کی غلطی ہو واللہ اعلم۔ قَدْ
جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ البتہ لایا ہون معجزہ تمہارے پروردگار کی طرف سے۔ یعنی اپنے سچے ہونے پر دلیل لایا ہون اور یہ
تھا اور چونکہ نفس معجزہ مفید صدق رسالت ہونے مین ایک ہی حالت تھی لہذا بینہ مفرد فرمایا اور دیگر مقام مین جو فرعون کی
ساتھ گفتگو مانند قولہ فمن ربکما یا موسی۔ وغیرہ مذکور ہی یہان اسکا ذکر نہین فرمایا ہی چنانچہ اپنے مقام پر انشاء اللہ تعالے
موسی ؑ تبلیغ رسالت سے فارغ ہوئے تو اسی پر حکم مترتب کرکے کہا فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
کہ مین اللہ تعالے کا رسول ہون تو بنی اسرائیل کو تو میرے ساتھ بھیجدے کہ وہ ملک شام مین
کا اصلی وطن ہی جاکر عبادت مین مشغول ہون۔ ان لوگون کے مصر مین رہنے کا سبب یہ ہوا
تو یعقوب علیہ السلام مع باقی اولاد کے مصر مین آئے اور یہین رہ پڑے
کے فرعون مع قوم قبط کے نسل اسباط پر غالب ہوا

[illegible] مین انکو لگایا کیونکہ وہ توحید پر تھے حتی کہ بہتیرے انمین سے بھی اس مشقت و ذلت کی وجہ سے دین چھوڑ کر خوار و گمراہ
ہو گئے پھر رحمت الہی عز و جل بحال بنی اسرائیل مبذول ہوئی اور اس مشقت و ذلت کا نعم البدل عزت و سلطنت انکو دی پس
[illegible] کہ موسی ع کو رسول کر کے وہان بھیجا انھون نے اللہ تعالے کا پیغام پہونچایا کہ اے فرعون تو ان لوگون کو چھوڑ دے کہ
[illegible] ساتھ ملک شام کو چلے جاوین - پس اگر وہ چھوڑ دیتا تو شاید خبیث بچتا ولیکن بنی اسرائیل کے دل ٹھنڈے کرنے منظور تھے
کہ انکی آنکھون دیکھتے ہلاک ہو - پس فرعون نے نہ مانا اور جھگڑا شروع کیا - اور انجام کار ہلاک ہوا جیسا کہ آگے سب مفصل آتا ہے -

قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَاَلْقٰى عَصَاهُ
بولا اگر تو آیا ہے کچھ نشانیان لیکر تو وہ لا اگر تو سچا ہے تب ڈالا اپنا عصا
فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝
تو اسی وقت وہ ہوا اژدہا صریح اور نکالا اپنا ہاتھ اسیوقت وہ سفید نظر آیا دیکھنے والون کو

قَالَ فرعون لموسی - اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ علی دعواک - فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فیہا
فرعون نے موسی علیہ السلام سے کہا کہ اگر تو آیت لایا ہے اپنے دعوی رسالت پر تو لا اسکو اگر تو سچا ہے اس دعوے مین - فَاَلْقٰى
عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس - کہا کہ ثعبان نر سانپ ہے - یہی سدی و ضحاک کا قول ہے یعنی
یعنی ڈال دیا موسی ع نے اپنا عصا پس وہ منقلب ہو کر نر سانپ ہو گیا - اور مفسر رح نے کہا کہ ثعبان بہت عظیم سانپ یعنی اژدہا اور مبین یعنی
کھلا ہوا جسمین کچھ التباس نہ تھا یعنی عصا نہ کہ منقلب ہو کر درحقیقت کھلا ہوا اژدہا ہو گیا اور دوسری آیت مین کانہا جان - فرمایا - اور
جان چھوٹا سانپ ہوتا ہے پس بات یہ تھی کہ وہ بڑائی مین تو اژدہے کے مانند تھا اور جنبش کرنے مین چھوٹے سانپ کے مانند تھا یعنی
باوجود اسقدر بڑائی جسم کے تیز رفتار تھا چنانچہ دوسری آیت مین تہتز کانہا جان - مذکور ہے یعنے جنبش کرتا مانند جان کے - قتادہ رح
نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ یہ آدم علیہ السلام کا عصا تھا جو موسی علیہ السلام کو ایک فرشتہ نے بصورت آدمی ہو کر دیدیا تھا جب
وہ مدین کی طرف متوجہ ہوئے تھے پس رات مین مانند شمع کے روشن ہو جاتا اور دن مین راہ طے کرتے تھے اور اسی سے رزق
ملتا تھا اور اس سے اپنی بکریان ہانک لیتے تھے - بالجملہ سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کی کہ جب موسی ع نے اپنا عصا
ڈالدیا تو وہ منقلب ہو کر بڑا اژدہا ہو گیا اپنا منھ کھولکر تیز چال سے فرعون کی طرف متوجہ ہوا اب جب فرعون نے دیکھا تو تخت سے
کود کر بھاگا اور فریاد کی کہ اے موسی اسکو مجھسے باز رکھو پس حضرت موسی ع نے پکڑ لیا - قتادہ رح نے کہا کہ شہر کے برابر بڑا اژدہا
ہو گیا - سدی رح نے کہا کہ بڑا نر اژدہا ہو گیا منھ پھیلائے ہوئے جسکا ایک ہونٹھ تو زمین سے لگا تھا اور دوسرا فرعون کے محل کی
دیوار پر تھا اور فرعون کی طرف جھکا - جب اسنے دیکھا تو چیخ ماری اور بھاگا اور اسکی بائی نکل گئی اور پہلے اسکو حدث نہین ہوا تھا
اور فریاد کی کہ اے موسی اسکو پکڑ لو مین تمپر ایمان لاؤنگا اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دونگا پس موسی ع نے پکڑ لیا
[illegible] کہا کہ موسی ع کو فرعون نے پہچانا اور کہا کہ مین نے تجھے پالا تھا - پھر باتین ہونے کے بعد فرعون [illegible]
[illegible] اور اسکے پاس کچھ نشانیان نہین یہ وہی شخص ہے اسکو گرفتار کر لو پس موسی ع نے عصا ڈالدیا وہ اژدہا ہے
[illegible] کی طرف جھکا اور لوگ بھاگے حتی کہ تلے اوپر اژدہام مین پچیس ہزار کچل گئے اور فرعون بھاگ کر گھر مین گھس گیا

ابن جریر والامام احمد فی کتاب الزہد - شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسکے سیاق میں غرابت ہی - مترجم
لیکن یہ غرابت اسوجہ سے پیش آئی کہ کسی نے وہم کر کے اس اثر کو اس مقام پر داخل کیا اور صحیح یہ ہی کہ
ساحروں نے میدان اسکندریہ میں مقابلہ کیا ہی اور بعد غلبہ کے فرعون نے موسی علیہ السلام کو آزار پہونچانا چاہا
کی طرف حملہ آور ہوا جیسا کہ آیندہ انشاء اللہ تعالے بیان ہوگا اور یہی وہم اس مقام پر معالم کی تقریر سے
میں لکھا کہ اسکی دم سمندر تک تھی حالانکہ یہ اسوقت ہوا ہی جب مناظرہ میں وہ اژدہا ہو گیا تھا - فاستقم - وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا
هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ اور نکالا اپنا ہاتھ کہ ناگاہ وہ ناظرین کے واسطے بیضاء تھا - یعنی جیب میں
ہاتھ ڈالکر نکالا تو روشن چمکنے لگا بدون برص و مرض وغیرہ کے برخلاف اس حال کے جیسا پہلے گندم گون تھا اور دوسری آیت میں
ہی وادخل یدک فی جیبک تخرج من غیر سوء الآیۃ یعنی اپنی جیب میں ہاتھ ڈالکر چمکتا روشن نکال بدون بیماری کے
میں من غیر سوء کی تفسیر یہ کی کہ بدون برص کے پھر انھوں نے دوبارہ جیب میں ڈالا تو ویسا ہی ہوگیا جیسا پہلے گندم گون
ایسا ہی مجاہد و بہتیرے سلف سے مروی ہی - اور بیضاوی نے کہا کہ بیضاء للناظرین - یعنی ایسی بیاض کے ساتھ جو عادت
خارج ہی جسپر نظر بھی جمتی ہی حالانکہ مروی ہی کہ اسکی شعاع آفتاب کی شعاع پر غالب تھی - فی السراج - اگر کہا جاوے کہ للناظرین
کا لفظ کس سے متعلق ہی - جواب دیا گیا کہ بیضاء سے متعلق ہی اور معنی یہ کہ ناظرین کے واسطے بیضاء تھا اور ناظرین کے لیے
جبھی ہوگا کہ بیاض اسکی عجیب وغریب ہو جو حد عادت سے خارج ہی جسپر نظریں مجتمع ہوں - اگر کہا جاوے کہ عصا و ید بیضاء دونوں
میں سے ایک ہی بات کافی تھی دونوں کے اجتماع میں کیا فائدہ ہی جواب دیا گیا کہ اجتماع موجب تقویت و مورث یقین و مزیل شک
ہی - مترجم کہتا ہی کہ تیقن معجزہ کے بعد حضرت قادر مختار کو اختیار ہی کہ جسقدر چاہے عطا فرماوے اسمیں الحادی شک
گنجائش نہیں اور رہا بیان فائدہ تو وہ بھی درحقیقت ماہیات اشیاء کا علم نہونے سے معلوم نہیں ہو سکتا ہاں ظاہر آثار پر
فائدہ یہ ہی کہ مورث یقین و مزیل شک ہی اور اول خارج چیز ہی اور دوم انکے نفس ذات میں ہی جس سے یقین ہو سکتا ہی کہ اول
بھی انھیں کو عطا ہوا ہی دوسرا اگر عصا کو چرا لیوے تو اسکے پاس معجزہ نہیں ہو سکتا اور اول از قسم ہیبت و خوفناک وحشت ہی
دوم از قسم نور و انس و محبت ہی - پھر سراج میں فرمایا کہ بعض ملحدین نے کہا کہ عصا و ید بیضاء سے فقط یہ مراد ہی کہ موسی علیہ السلام
کی حجت قوی و ظاہر و ظاہر تھی اس راہ سے کہ انھوں نے مخالفوں کے اقوال کو باطل کر دیا اور انکا فاسد ہونا ظاہر کر دیا تو گویا
اژدہاے عظیم کے ہوا جسنے مخالفوں کی حجتیں نگل لیں اور چونکہ وہ اپنی ذات میں حجت روشن تھی اسواسطے اسکو ید بیضاء کہا جیسے
بولتے ہیں کہ فلان شخص کو اس صنعت میں ید بیضاء ہی تو سراج میں کہا کہ ایسا کہنے والا ملحد مردود ہی اور اسکا قول باطل ہی
اسواسطے کہ ایسی چیز سے جو بمنزلہ تواتر کے ثابت ہی اس سے انکار کیا اور جو اللہ تعالے واسکے رسول صلعم نے فرمایا اسکو
جھٹلایا - مترجم کہتا ہی کہ تعجب ہی کہ حجت موسی جب صحیح و غالب مانتا ہی تو معجزہ سے کیوں منکر ہی اسواسطے کہ
ثابت ہی کہ اللہ تعالے ہر بات پر قادر ہی پس معجزہ جو دیا گیا وہ تو قدرت کے سامنے کچھ بڑی بات نہیں
سے عاجز ہی اسی واسطے معجزہ ہی اور قدرت الہی عزوجل اس سے کہیں بڑھکر ہی بلکہ بے انتہا ہی
ملحدین کہ قرآن مجید کے معنی میں تحریف کر کے واحادیث صحیحہ و اخبار متواترہ سے انکار کرتے ہیں

Marfat.com

[illegible] سنت اور فضلاء و علماء متفق ہین کہ سواے اس معنی کے اور کچھ معنی نہین اسکے ایک جاہو نہ معنی بناتے ہین
[illegible] اسلام پاتے اور رد کیے جاتے ہین تو اپنی راے پر انتصار کرتے ہین کہ ہماری یہی راے ہی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانون
اسلام [illegible] سب ایمان [illegible] مفسد سے محفوظ رکھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ معجزات دکھلائے اور فرعون وغیرہ
ان سے عاجز آئے اور کوئی تدبیر نہ چل سکی تو باہم مشورہ کیا۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۙ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ

بولے سردار فرعون کی قوم کے یہ بیشک کوئی بڑا جادوگر ہے نکالا چاہتا ہی تمکو

مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۞ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي

تمھارے ملک سے اب کیا مشورت دیتے ہو بولے ڈھیل دے اسکو اور اُسکے بھائی کو اور بھیج

الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۙ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ

پرگنون مین نقیب کہ لاوین تجھ پاس جو ہو بڑا جادوگر

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ یعنی فرعون کی بات سے موافقت کرنے والے لوگ جب انکے ہوش درست ہوئے اور اس اژدہا کے دیکھنے سے جو خوف بیٹھ گیا تھا وہ کسی قدر دور ہوا تو فرعون سے مشورہ کرکے اتفاق کیا اس قول فرعون پر کہ یہ شخص بہت بڑا دانا کار جادوگر ہی جیسا کہ سورہ شعراء مین فرعون کا یہ قول نقل کیا اور چونکہ اسکے ارکان سلطنت اسکے ساتھ متفق تھے لہذا یہان ان لوگون کا مقولہ بیان فرمایا۔ الجملہ فرعون و ان سب کی راے متفق ہوئی کہ یہ شخص بڑا جادوگر ہی۔ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ چاہتا ہی کہ تمکو تمھارے ملک سے نکال دے۔ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ سو تم سب کا مشورہ کیا ہی۔ یہ دلالت کرتا ہی کہ ساحر دانا کار ہونے کی راے پہلے فرعون کی ہوئی اور سب اہل الراے نے اتفاق کیا پھر گویا فرعون نے پوچھا کہ کیا راے ہی مگر ایسے اسکے ساتھ متفق تھے کہ آپس مین کہنے لگے کہ کیا مشورہ دیتے ہو لہذا فرعون کو جواب دیا کہ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ اے اخرام ہما۔ تاخیر دے موسیٰ و اسکے بھائی کو یعنی دونون کے کام مین مہلت و تاخیر ڈال دے۔ ہکذا اروی عن ابن عباس وغیرہ۔ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ اور اس مہلت کے ایام مین بھیج تو شہرون مین حاشر یعنی جمع کرنے والے يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ جو تیرے پاس لا دین ہر ساحر دانا کار کو۔ حمزہ رح و کسائی کی قراءۃ مین سحار علیم۔ ہی یعنی ہر بڑے جادوگر دانا کار کو۔ اور مراد یہ کہ ایسے ساحرون کو لاوین جو جادو جاننے مین موسیٰ پر فضیلت رکھتے ہون۔ مروی ہی کہ جب فرعون نے عصاے موسیٰ علیہ السلام سے سلطان و قدرت دیکھی اس راہ سے کہ اسکی نظر اس چیز محسوس پر رہی اور اسکو سحر سمجھا تو کہا کہ مین اس معاملہ مین موسیٰ ؑ سے اس سے زیادہ سے مقابلہ کرونگا پس چند آدمی چھانٹ کر جنمین سے اکثر بنی اسرائیل مین سے تھے شہر فرما کو روانہ کیے تاکہ وہان جادو سیکھین اور استادون کو بہت کچھ دیا پس سحر سیکھے اور فرعون نے موسیٰ ؑ سے ایک میعاد مقرر کی تھی پھر ان ساحرون کو بلوایا وہ مع استادون کے [illegible] استادون نے فرعون سے کہا کہ ہم نے انکو ایسا سحر سکھلایا ہی کہ اہل زمین اسکے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتے ہان اگر [illegible] بات آوے تو ہمکو معلوم نہین شاید اس سے مقابلہ کی طاقت نہو گی پھر فرعون نے اپنی تمام مملکت مین لوگ روانہ

کے اور جہان کہین کوئی جادوگر تھا اسکو بلوایا۔ قال فی السراج یہ دلالت کرتا ہی کہ [illegible]
قول متکلمین کے صحیح ہونے کی صریح دلیل ہی کہ ہر زمانہ مین اُس زمانہ کے لوگون پر جو امر [illegible]
زمانہ کے پیغمبر کو ملتا ہی پس موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین چونکہ جادو غالب تھا پس حضرت موسیٰ [illegible]
دیا گیا اگرچہ حقیقت اس معجزہ کی سحر سے بالکل مبائن و مخالف تھی اور ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام کے [illegible]
اسی واسطے حضرت عیسیٰ کو جو معجزے دیے گئے تھے وہ از جنس طب تھے اور ایسے ہی آنحضرت [illegible]
وبلاغت غالب تھی لہذا آپ کے معجزات مین سے ایک عام معجزہ یہ رکھا گیا۔ پھر اسمین اختلاف ہی کہ ساحرون [illegible]
تھا انکی تعداد کیا تھی اور نیز یہ بھی اختلافی ہی کہ آیا وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے تھے یا انمین سے زیادہ [illegible]
تھے۔ مگر کلام مجید مین کوئی بات نہین ہی جس سے مقدار و کیفیت و تعداد پر دلالت ہو۔ حضرت ابن عباس رضہ سے روایت [illegible]
تھے۔ اور مقاتل سے مروی ہی کہ بہتر تھے اور کلبی رح نے کہا کہ انکے اُستاد دو شخص مجوسی مقام نینوی کے رہنے والے تھے [illegible]
سے روایت ہی کہ بارہ ہزار تھے اور ایسے ہی ہزارون کے اقوال دیگر ہین جیسا کہ آیندہ آویگا اور شاید ستر و بہتر کی تعداد ان [illegible]
جوان سب مین سے زیادہ دانا تھے یا ان لوگون کی جو ایمان لے آئے تھے کیونکہ ابن عباس رضہ نے کہا کہ وہ صبح کو کافر [illegible]
بنے تھے اور شام کو شہید مرے اور مقاتل رح نے کہا کہ سب ساحرون کا سردار شمعون تھا اور ابن جریج نے کہا کہ اسکا نام [illegible]
موافق مشورہ ارکان دولت کے فرعون نے تمام مملکت مین اور دور دور آدمی بھیجکر استاد جادوگر بلالیے پس جادوگر [illegible]

وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ

اور آئے جادوگر فرعون پاس بولے ہمارا کچھ مزدوری ہی اگر ہم غالب ہوئے

قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ۝

بولا ہان اور تم پاس رہا کروگے

وَجَآءَ السَّحَرَةُ جمع ساحر مانند کفرہ و فجرہ جمع کافر و فاجر ہی۔ اور آئے ساحر لوگ۔ فِرْعَوْنَ فرعون کے [illegible]
قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ساحرون نے فرعون سے کہا کہ [illegible]
ضرور اجر ہی اگر ہمین غالب ہون۔ قَالَ نَعَمْ فرعون بولا کہ ہان۔ یعنی تمھارے لیے [illegible]
الْمُقَرَّبِیْنَ اور البتہ تم مقربین سے ہو۔ مراد یہ کہ مین فقط تمھارے لیے اجر و انعام پر ہی اکتفا نہ کرونگا بلکہ [illegible]
یہ زیادت یہ کہ تمکو مقربین مین سے کر دونگا۔ کلبی رح نے کہا کہ یعنی پہلے جو شخص میرے پاس آویگا وہ تم ہی ہوگے [illegible]
کیے جاؤگے فی السراج یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ تمام مخلوق اس بات کو جانتی تھی کہ فرعون ایک بندہ ذلیل [illegible]
سے مدد لینے کا محتاج نہو تا یعنی دنیا مین اللہ تعالے نے بر ملا اسکو ایسا خوار ظاہر کر دیا [illegible]
اس بات پر قدرت نہین رکھتے تھے کہ اعیان یعنے چیزون کی ذات کو بدل دین [illegible] اجرت [illegible]
سے مال نہ مانگتے کیونکہ چیزون کی ذات اگر بدل سکتے ہوتے تو مٹی کو سونا کر لیتے یا فرعون کی [illegible]
بلکہ تمام جہان کے بادشاہ ہو جاتے۔ اور ان آیات سے مقصود یہ ہی کہ لوگ ان [illegible]

Marfat.com

... ان کے افعال پر فریفتہ ہوں - اور واضح رہے کہ اس زمانہ میں جو لوگ سحر سے انکار کرتے ہیں وہ ... پھر جب ساحر جمع ہو گئے تو فرعون نے موسیٰ ؑ سے انکے مقابلہ میں آنے کا وعدہ لیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکو منظور کیا اور دن مقرر ہوا چنانچہ قولہ قال موعدکم یوم الزینۃ وان یحشر الناس ضحی الآیۃ میں مذکور ہی اور میدان اسکندریہ سمندر کے کنارے قرار پایا پھر جب وہان اُسدن پہونچے تو یہ واقعہ ہوا جو ذکر فرمایا۔

قَالُوا يٰمُوسٰى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ۝ قَالَ اَلْقُوا ج

فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ ساحرون نے کہا کہ اے موسیٰ یا تو تم اپنا عصا ڈالو وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ - یا ہمین پہلے القاء کرنے والے ہون اس چیز کو جو ہمارے پاس ہے کسائی وفراء رح نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اما ان تفعل الالقاء او نفعلہ نحن یعنے فعل القاء تمہاری طرف سے پہلے ہو یا ہمین اپنی چیزون کو پھینکین - قال ابن کثیر رح یعنے ساحرون نے موسیٰ علیہ السلام سے مبارزہ کیا کہ القاء مین پہل کسکی طرف سے ہوگی - وقال الماوردی ان لوگون نے موسیٰ علیہ السلام کو تخییر کیا کہ دونون باتون مین سے کوئی بات آپ اختیار کرین اور یہ رعایت ادب تھی نیز دلیری کا اظہار تھا کہ ہمین اپنے غلبہ کا وثوق ہے چاہے ہم پہلے اپنا کرتب کرین یا پیچھے ولیکن رغبت انکی یہی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اپنا کرتب دکھلا دین پس جس طرح موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا اُس سے اپنی طرف عبارت بدل دی اور بلیغ رغبت ظاہر کی کہ خبر معرف باللام اور وسط مین ضمیر فاصل اور ضمیر متصل کی تاکید بمنفصل یعنے اما ان نکون نحن الملقین کہا پس سے رغبت ظاہر ہی کہ پہلے ہمین شروع کرین - اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا - قَالَ اَلْقُوا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ القاء کرو - یہ از راہ کرم وجوانمردی ہے اور نیز انکے سحر وساحری کو خفیف وحقیر کر دیا - اگر کہا جاوے کہ انکا فعل سحر تھا اور موسیٰ علیہ السلام کو معلوم تھا پھر بھی ہو گیا کیونکر انھون نے اس فعل کی اجازت دیدی حالانکہ سحر کرنا حرام ہے - جواب کئی طور سے دیئے گئے ہین اول آنکہ قولہ القوا کے یہ معنی ہین کہ اگر تم اپنے فعل مین حق طور پر ہو تو کرو ورنہ مت کرو حاصل آنکہ اجازت بشرط ... حق ہو تو کرو اگرچہ معلوم تھا کہ وہ سحر کرینگے اور فعل ناحق کرینگے مگر اسکی اجازت نہ تھی - دوم آنکہ یہ لوگ اسی واسطے آئی تھی کہ جو رسیان وغیرہ لائے ہین وہ میدان مین ڈالین اور ضرور ایسا کرینگے اس فعل کے کرنے و نہ کرنے مین ان لوگون نے اجازت نہ چاہی تھی تاکہ اس فعل کی اجازت نہ دیتے بلکہ تقدیم وتاخیر ... کر دیا تھا پس ایسی حالت مین انکو خفیف سمجھنے وبے پروائی ظاہر کرنے کے واسطے اور وعدہ الٰہی پر اعتماد کرنے کی وجہ سے اجازت دیدی - سوم آنکہ موسیٰ علیہ السلام کو منظور یہ تھا کہ جو سحر باطل ہے اسکا بے بنیاد ہونا ظاہر ہو اور یہ اسی طور پر ممکن ہے کہ پہلے وہ لوگ سحر کو کرین تاکہ وہ معجزہ سے باطل کیا جاوے اسی واسطے پہلے القاء کی اجازت دیدی اور اسی جواب اخیر کو ... نے اختیار کیا اور اسی پر شیخ الحافظ ابن کثیر رح نے اقتصار کیا ... ظاہر ہو کہ واللہ اعلم اسمین حکمت یہ تھی کہ لوگ ... کو دیکھین اور اسمین تامل کرین پھر جب انکے باطل فعل سے خوفناک

ہون اور اسکو اسقدر بڑا جانین کہ اسکا مقابلہ دشوار ہے اور انتظار کرین کہ دیکھیے اگر موسیٰ بھی
تب معجزہ حقہ لایا جاوے کہ خوب دلون مین جم جاوے اور ایسا ہی واقع ہوا چنانچہ فرمایا۔ فَلَمَّآ اَلْ...
النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ساحرون نے ...
جبال جمع حبل بمعنی رسّی اور عصی جمع عصا۔ اور اعین جمع عین بمعنی آنکھ۔ اور سحروا اعین الناس یعنی ...
آنکھین۔ یعنی پھیر دیا آنکھوں کو اپنی حقیقت ادراک سے۔ اور قولہ استرھبوھم۔ یعنی خوف ...
کو خوفناک کر دیا۔ کیونکہ خیال کرتے تھے وہ ان رسیون و عصاؤن کو چلتے اژدہے۔ یہی مفسر پہلے ذکر کیا ...
قولہ فلما القوا۔ پھر جب پھینکا ساحرون نے اپنی رسیون اور عصاؤن کو تو سحروا اعین الناس۔ یعنی ...
جو کچھ انھون نے کیا تھا اسکی کرشمہ اسکی حقیقت ادراک سے آنکھین پھر گئین اور آنکھون کی نظر ایسی پھری کہ ...
آنے لگا کہ جو کچھ انھون نے کیا ہے اسکی واقعی خارج مین کچھ حقیقت ہے حالانکہ سوائے صنعت کے اور کچھ نہ تھا ...
خیال تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فاذا حبالہم وعصیہم یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعیٰ۔ یعنی انکی رسیان و عصا ...
چلتے خیال مین آتے تھے۔ یہی فرق ہے سحر مین جو فعل لبشر ہے اور معجزہ مین جو فعل الٰہی ہے کیونکہ سحر سے کسی چیز کی ماہیت ...
بدلتی اور کچھ کی کچھ نہین ہو جاتی ہے بلکہ آنکھ صرف یہی ہوتا ہے کہ آنکھین اس شی کی ادراک حقیقت سے پھر جاتی ہین ...
مین اس شی کی ماہیت بدل جاتی ہے جیسے کہ عصائے موسیٰ علیہ السلام درحقیقت اژدہا ہو جاتا تھا۔ قولہ واسترھبوھم قال ...
زیادہ ہے اے ارھبوھم۔ رہب خوف مین ڈالا لوگون کو بسبب تخییل مذکور کے حتی کہ موسیٰ علیہ السلام کو ایک طرح ...
کما قال تعالیٰ فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ قلنا لا تخف۔ الآیہ اور بعض نے کہا کہ خوف موسیٰ علیہ السلام اس سبب سے تھا ...
ڈر کر بھاگ نہ جاوین کہ اظہار معجزہ رہ جاوے۔ زجاج رح نے کہا کہ استرہاب بمعنی استدعاء رہبۃ الناس ہے ...
رسیان وغیرہ پھینکنے لگے تو لوگون سے پکار دیا کہ اے آدمیو ہوشیار ہو جاؤ پس یہی انکا استرہاب تھا۔ قال الحافظ و...
السفیان بن عیینہ حدثنا ابو سعد عن عکرمۃ عن ابن عباس رض فرمایا کہ ان ساحرون نے موٹی رسیان اور لانبی لکڑیان ...
پس وہ انکے سحر سے متحرک ہوئین کہ خیال مین یوں تھا کہ اژدہے چلتے ہین۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ پندرہ ہزار ...
باندھ کر کھڑے ہوئے تھے ہر ایک کے ساتھ رسی تھا اور موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون کے ساتھ ...
ایک جانب کو اپنے عصا پر ٹیک دیکر کھڑے ہو گئے ان نے ایک مقام پر اپنے وزیرون کے ساتھ ...
اپنے تخت پر بیٹھا تھا پھر ساحرون نے موسیٰ علیہ السلام کہا کہ پہلے تم پھینکو گے یا ہم پھینکین تو موسیٰ علیہ السلام ...
پھینکو پس ساحرون نے پھینکا اور سب سے پہلے انھون نے جادو سے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی ...
لوگون کی بینائیان اچک لین پھر ہر ساحر نے جو کچھ ڈال دیا پس بڑے بڑے اژدہے نظر آنے لگے ...
اور سانپ اور پر رینگتے نظر آتے تھے۔ سدی رح نے کہا کہ تیس ہزار ساحر تھے پھر جب انھون نے ...
مسحور کر دیا اور استرہبوہم اے فرقوہم من الفرق۔ ایذا اور دل ڈرا دیے۔ اور ابن جریر ...
ابی بزہ روایت کی کہ فرعون نے قریب ستر ہزار جادوگر تھے اور انھون نے اپنے ...

Marfat.com

سانپ نظر آتی تھیں اسی واسطے اللہ تعالے نے فرمایا کہ وجاؤ بسحر عظیم اور لائے وہ جادو بڑا۔ یعنی
انہون نے ساتھ جادو کی لکڑیان وغیرہ پھینکیں۔ وقال البیضاوی عظیم سے مراد یہ کہ فن جادو مین بڑا تھا اور بعض نے
کہا کہ لوگون کی نظر مین بہت بڑا نظر آتا تھا اگرچہ درحقیقت اسکی کچھ ہستی نہ تھی اور یہی قول مستحسن ہی اور سراج مین کہا کہ یہ واقعہ
اسکندریہ مین جو سمندر کے کنارے پر ہی واقع ہوا تھا اور یہی خازن نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی بالجملہ جادوگرون نے یہ کرشمہ
دکھایا کہ سحر کے زور سے وہ تمام رسیان وغیرہ سانپ و اژدہے چلتے و رینگتے معلوم ہوتے تھے۔ فی السراج۔ بعض لوگ کہتے ہین
کہ ان ساحرون نے ان رسیون کو پارہ سے لیس دیا تھا اور عصاؤن کے اندر بھی پارہ بھرا تھا اور انکو زمین پر ڈال دیا تھا
پھر جب آفتاب کی حرارت نے اسمین اثر کیا تو انکو جنبش ہوئی اور آپس مین ایک دوسرے پر لپٹنے لگین اور ہر ایک رسی خود بل
کھانے لگی حتی کہ لوگون نے یہ خیال کیا کہ یہ سب سانپ ہین خود بخود حرکت کرتے ہین وقال المترجم یہ قول درحقیقت تحریف
و الحاد و زندقہ ہی اگرچہ فرقۂ معتزلہ کی تحریف ہی مگر اس زمانہ مین بھی بعضے ملحد ایسی باتین کہتے ہین اور شاید ان لوگون کو یہ
گمان ہی کہ انھین کے مانند بیوقوف لوگ اس مجمع مین جمع تھے جو ان پارہ لگی ہوئی رسیون کو سانپ سمجھنے لگے اور نہایت خوفناک
و ہراسان ہوئے اور انکو حضرت موسی علیہ السلام کے عصا مین جو اژدہا واقعی ہو گیا تھا اور رسیون مین کچھ فرق نہ معلوم ہوا اور
اگر عصاے موسی ؑ کو حجت مراد لیتا ہی تو یہان مقابلہ کس چیز سے ہوا۔ اور تمام قصہ کو فرضی معنی مین لیتا کہ جادوگرون سے باطل
دلیلین لانے والے مراد ہین صریح تحریف ہی حالانکہ موسی علیہ السلام کو جھجھک ہوئی تو کیا انکی دلیلون سے اور پھر لوگون کو جنکو
انکی دلیلون سے عین خوشی تھی کیون خوف ہوا بہرحال ایسے لوگون کے واسطے سواے اسکے علاج نہین کہ انکے خلل دماغ کی دوا کیجاوے
اگر انکا گمان فاسد ہی اور اگر عمداً تحریف کرتا ہی تو دوسری طرح علاج کیا جاوے کیونکہ نظم عربی و کلام عربی مین کوئی عرب والا
اسکے یہ معنی نہین کہیگا اور ہرگز کسی طرح درست نہین ہین پس اہل اسلام مستقیم رہین اور اللہ تعالے ان ملحدون کے مکر و فریب
سے محفوظ رکھے۔ پھر جب ساحرون نے یہ سحر پھیلایا تو حکم ہوا۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۚ

اور بھیجا حکم ہم نے موسے کو کہ ڈال اپنا عصا تب ہی وہ لگا نگلنے جو سانگ وہ بناتے تھے

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اور وحی بھیجی ہم نے موسیٰ کو۔ یعنی موسی علیہ السلام کیقدر جب جھجھکے تھے اور حکم الہی کے منتظر تھے جبرئیل
علیہ السلام نے حکم الہی پہونچایا۔ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ یہ کہ ڈال دے اپنا عصا۔ قاسم بن ابی بزہ رح نے کہا موسی ؑ کو
وحی پہونچا کہ اپنا عصا ڈالدے انھون نے ہاتھ سے ڈالدیا کہ وہ بڑا اژدہا ہو کر اپنا منھ پھیلا کر چلا۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ
اسکندریہ مین اجتماع ہوا تھا پس اسقدر بڑا اژدہا ہو گیا کہ اسکی دم سمندر کے اس کنارے تھی پھر اسنے ہاتھ کا منھ پھاڑ کر چلا
فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ پس وہ نگلے جاتا تھا اس چیز کو جو افک لائے تھے۔ تلقف از لقف ہی یا از تلقف ہی
تلقف یعنی تلتقف اصل مین تھا ایک تا حذف ہوئی اور مفسر رح نے اختیار کیا کہ اصل سے حذف ہوئی اور علامت والی
تو حال معنی اسکے یہ کہ نگلتا تھا۔ افک کسی چیز کو اپنی جہت سے بدل ڈالنا اسی واسطے جھوٹ بولنے والے کو افاک کہتے ہین
کیونکہ چیز اپنی جہت سے بدلی جاوے وہ بھی افک ہی۔ پس ساحرون کے سحر کو بھی افک فرمایا کہ وہ محض نظر بندی تھی جسکی کچھ حقیقت

نہ تھی - ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ وہ اژدہا انکی رسیون و لکڑیون پر گذرتا اور نگلتا چلا جاتا

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

پس حق بات ثابت و محقق ہوگئی اور باطل ہوگیا وہ جو کچھ وے لوگ کرتے تھے

فَوَقَعَ الْحَقُّ اسے ثابت و ظاہر ہوگیا جو حق تھا - وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور باطل ہوگیا جو
کیا تھا - یعنی اس میدان مقابلہ مین سحر و معجزہ مین فرق کھل گیا اور جو حق تھا یعنی معجزہ تھا وہ حق رہا اور جو باطل

فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صٰغِرِيْنَ ۚ

پس مغلوب ہوے اس مقام پر اور منقلب ہوے ذلیل سے

فَغُلِبُوا هُنَالِكَ پس مغلوب ہوے فرعون و اسکی قوم والے وَانْقَلَبُوا صٰغِرِيْنَ اور ہوئے وہ حال
ذلیل تھے اور مفسر رح نے کہا اے صار وا ذلیلین - یعنی یہ لوگ اس مقابلہ مین ذلیل و شرمسار ہوگئے کیونکہ سحر سمجھکر غلبہ

وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۚۖ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اور ڈالے گئے ساحر لوگ سجدہ مین بولے کہ ہم لوگ ایمان لائے پروردگار عالمون

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝

جو کہ پروردگار ہی موسے اور ہارون کا

وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ مروی ہی کہ ساحرون نے کہدیا تھا کہ ہم ایسا عمل سحر لائے ہین کہ زمین والون مین سے کوئی
مقابلہ نہین کر سکتا مگر آنکہ کوئی امر آسمانی ہو تو ہم کو اسکے مقابلہ کی طاقت نہین ہی پھر جب انھون نے بجاے حضرت موسی علیہ السلام
کے ایک اژدہے کے لوگون کی نظر مین ہزارون اژدہے پیدا کر دیے اور لوگ خوفناک ہوگئے تو یہ بہت بڑا سحر عظیم سمجھا گیا
حضرت موسی علیہ السلام کے عصا نے جو امر الٰہی اور معجزہ تھا سب کو کھالیا اور خود باقی رہا اور کوئی باطل کا وجود ہی نہ رکھا
مع فرعون کے ذلیل ہوے اور مروی ہی کہ جب ایک ایک کرکے اژدہا سب نگل گیا کوئی رسی و لکڑی وہان باقی نہ رہی
کے مجمع کی طرف متوجہ ہوا پس وہ سب خوفناک ہوکر بھاگے اور اسقدر اژدحام اور کشمکش ہوئی کہ آپس مین کچل اور دب
کر کر پچیس ہزار آدمی مرگئے پھر حضرت موسی علیہ السلام نے اسکو پکڑ لیا پس وہ آپ کے ہاتھ مین ویسا ہی عصا ہوگیا جب
جب ساحرون نے یہ دیکھا کہ میدان مین ایک لکڑی و رسی نہین ہی اور وہ اژدہا حضرت موسی علیہ السلام کے ہاتھ مین
موجود ہی تو جان گئے کہ یہ امر الٰہی ہی یہ جادو ہرگز نہین ہی یہ کسی بندہ کی مجال نہین ہی پس اس حال مین وہ سجدے مین گر
اللہ تعالے نے انکو یہ الہام کر دیا اور اسپر انکو آمادہ کیا کہ وہ سجدے مین گر پڑے تاکہ فرعون دنیا نہ خوار و ذلیل ہو
کی جہت سے حضرت موسی ع کی دل شکنی چاہتا تھا بر عکس ہوکر انھین سے خود ذلیل ہوا - اخفش رح نے کہا کہ
سجدے مین گئے گویا ڈالدیے گئے - اوزاعی رح نے کہا کہ جب ساحر لوگ ایمان لاکر سجدے مین گرے
حتی کہ اپنی آنکھ سے انھون نے دیکھ لیا - اور قاسم بن ابی بزہ رح نے کہا کہ جنت و دوزخ اور ان کے
قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بولے کہ ہم ایمان لائے تمام عالمون کے پروردگار پر

[illegible] مُوسٰی موسی علیہ السلام کے پالنے والے کو تو فرعون بولا کہ مجھی کو تو مار دلیا
[illegible] وَهٰرُوْنَ یعنی موسی و ہارون کے پروردگار پر۔ جب یہ سنا تو فرعون کا زعم
[illegible] کیا کہ ساحرون نے پروردگار آسمان و زمین کی توحید پر یقین کیا اور فرعون سے انکار کیا ہی۔
[illegible] بڑے تھے مگر موسی ؑ کو مقدم اسوجہ سے کیا کہ حق و باطل کی تمیز مین واسطہ وہی تھے اور سورہ
[illegible] پس بعض نے شاید موسیٰ کو مقدم کیا اور بعض نے ہارون کو پس بعض کا فعل مجموع کی طرف منسوب
[illegible] کہ پہلے ایمان لاکر پھر سجدہ کرنا چاہیے تھا پس سجدہ مقدم کرنے مین کیا حکمت ہی۔ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالے
[illegible] دل مین ایمان و معرفت ڈالدی تو اسکے شکریہ مین وہ لوگ سجدے مین گر پڑے پھر اسکے بعد ایمان ظاہر کیا۔
[illegible] و عبید بن عمیر و ابن جریج و قتادہ نے فرمایا کہ ساحرون کا حال عجیب ہی کہ دن کے چڑھتے وقت تو جادوگر کافر تھے
[illegible] دن کے آخر مین نیکوکار شہید مرے۔ حسن بصری رح سے روایت ہی کہ ہم ایسے لوگون کو جو اسلام مین پیدا ہوئے
[illegible] مین رہے دیکھتے ہین کہ ذراسے مال حقیر پر اپنا ایمان فروخت کرتے پھرتے ہین اور ان ساحرون کو دیکھو کہ کافر کے یہان
پیدا ہوئے اور وہین بڑے ہوئے اور آخر اپنی جان کو اللہ تعالے کے واسطے قربان کردیا۔

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي
بولا فرعون تمنے مان لیا اسکو ابھی مین نے حکم نہین دیا تمکو یہ مکر ہی کہ باندھ لائے ہو
الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ لَاُقَطِّعَنَّ
شہر مین تاکہ نکال دو یہان سے اسکے لوگ سو اب تم جانوگے جانوگے مین کاٹونگا
اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
تمہارے ہاتھ اور دوسرے طرف کے پانون پھر سولی چڑھاؤنگا تم سب کو

قَالَ فِرْعَوْنُ فرعون نے کہا ان لوگون سے جو مسلمان ہوگئے۔ اٰمَنْتُمْ اسمین دو ہمزہ ہین ءامنتم پس حمزہ رح
[illegible] کی قراءۃ مین دونون باقی ہین اپنی اصل پر اور باقیون کے نزدیک سوائے حفص کے دوسرا ہمزہ الف سے مبدل ہوا
حفص کی قراءۃ مین بدون ہمزہ ہی اور مفسر رح نے قراءۃ ہمزہ اختیار کی ہی۔ یعنی کیا تم ایمان لے آئے۔ بہٖ موسی علیہ السلام
قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ پہلے اس سے کہ مین تمکو اس بات کی اجازت دون۔ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ
فِي الْمَدِيْنَةِ یہ جو فعل تم نے کیا یہ ایک مکر تھا جو تم نے شہر مین باندھ رکھا تھا۔ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا تاکہ
[illegible] والون کو نکال دو۔ قال الحافظ رح یعنی آج کے روز موسی علیہ السلام نے جو تم پر غلبہ کیا یہ تمہارے
[illegible] تھا جیسے دوسری آیت مین ہی کہ کہا۔ انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر۔ یہ تمہارا استاد ہی جسنے تمکو
[illegible] ہو تو جانتا ہی کہ اسنے اپنے معتمد علیہ بلائے تھے موسی علیہ السلام نے انکی صورت
[illegible] فرعون اور اسکے ارکان دولت نے انکو بلاکر جمع کیا ہی اور فرعون اسکو خود بھی جانتا تھا مگر اسنے ساحرون
[illegible] بنائی کہ اپنے ارباب دولت و رعیت کے دل مین شک ڈالے اور وہ اسکی طرف

بداعتقاد ہوجاوین اور وہ جاہل لوگ اس قریب مین آگئے وقد قال تعالی فاستخف قومہ فاطاعوہ
اسکے اس قول کی کہ مین ہی تمہارا خالق و مالک و تمام قدرت والا ہون۔ تصدیق کرلی اور ان سے
جاہل احمق گمراہ اور کون قوم ہوگی۔ سدی رح نے ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے
سے پہلے ایک مرتبہ موسی علیہ السلام سے ساحرون کے سردار سے ملاقات ہوئی تھی اور موسی
کردون اور جادون تو تو اس بات پر ایمان نے آدیگا کہ جو مین لایا ہون وہ برحق ہی اور میری
کل کے روز مقابلہ مین ایسا جادو لاونگا کہ اسپر غلبہ ہونا کسی جادو کو ممکن نہین ہی اور قسم ہی خدا کے
تو مین البتہ تجھے جانون اور ضرور مین تجھپر ایمان لاؤن اور گواہی دون کہ تو برحق ہی اور فرعون ان دونون کی طرف
بس اسیواسطے اسنے یہان یہ بات بہتان لگانے کا موقع پایا کہ تم نے شہر مین مکر گانٹھا تھا تاکہ شہر والون کو یہان سے
فسوف تعلمون عنقریب تم جانوگے کہ تمہارا کیا انجام ہوتا ہی۔ یہ اسنے تہدید مجمل کی تھی اور دسی پر اکتفا نکیا
لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ثم لاصلبنکم اجمعین البتہ کٹواؤنگا مین تمہارے
خلاف سے یعنی ہر ایک کا دایان ہاتھ اور بایان پانون کٹواؤنگا پھر البتہ تم سب کو سولی دیدونگا۔ ابن عباس رض نے فرمایا کہ دایان
پانون جسنے سب سے پہلے کاٹا اور جسنے سب سے پہلے سولی دی وہ فرعون ہی۔ یعنی اسطرح سزا کو اسی نے پہلے ایجاد کیا پھر اللہ
نے شرع مین اسکو راہزنون کی سزا مقرر فرمایا کذا فسرہ فی السراج۔ لطائف سے اس مقام پر یہ ہی کہ اللہ تعالی نے ان ساحرون
مین انکے لوث سحر سے پاک کرکے اٹھالیا اور اب رحمت کاملہ ہی کہ اگر کوئی بندہ مسلمان ہوجاوے تو چاہے کچھ گناہ کرتا رہا ہو وہ اسلام
عفو ہوجاوینگے پھر بعد اسلام کے جو گناہ کریگا انہین ماخوذ ہوگا اور شرع مین سزاے ساحر یہی مقرر ہی اور بعض نے کہا کہ قتل کیا جا
اور سورہ بقرہ پارہ اول مین تحقیق و تفصیل گذری ہی پس ساحرون کے واسطے افضل عبادت بعد ایمان کے یہ تھی کہ فرعون کے ظلم
قالوا انا الی ربنا منقلبون ۝ وما تنقم منا الا ان امنا بایت

بولے ہمکو اپنے رب کیطرف پھر جانا ہی اور تو ہم سے یہی بیر کرتا ہی کہ مانین ہم نے

ربنا لما جاءتنا ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین

نشانیان جب ہم تک پہونچین اے رب دہانے کھولدے ہمپر صبر کے اور ہمکو مار مسلمان

قالوا انا الی ربنا منقلبون بولے کہ ہم ضرور اپنے پروردگار کی طرف پھر جانے والے ہین
موت ہو۔ یہ فرعون کو اسکے دھمکانے کا جواب دیا اور نصیحت آمیز کلمات سے کہا۔ وما تنقم منا
اے فرعون ہم سے یعنی نہین ہمپر عیب لگاتا ہی تو۔ الا ان امنا بایت ربنا لما جاءتنا
اپنے پروردگار کی آیات پر جبکہ آیات ہمارے پاس آئین۔ حاصل آنکہ یہ بات جسپر تو ہمکو دھمکاتا ہی اور عذاب
پروردگار کی آیتون پر ایمان لے آئے حالانکہ یہ بات اکرام و بزرگی کے قابل تھی
پروردگار کی جناب مین گڑگڑائے۔ ربنا افرغ علینا صبرا اے پروردگار
جب وہ فعل واقع ہو جس سے فرعون نے ہمکو دھمکی دی ہی یعنی جسوقت

Marfat.com

[illegible] وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ اور وفات دے ہمکو اس حال مین کہ ہم مسلمان ہون۔
[illegible] اِنَّا الْعِزَّۃُ تعالے انتما وَمَنِ اتَّبَعَکُمَا الْغَالِبُوْنَ۔ اور طیبی رح نے کہا کہ فرعون نے انکو جیسا کہا تھا
[illegible] شہید کیا [illegible] ہے اور حضرت ابن عباس وغیرہ سے جو مروی ہوا کہ دن کی ابتدا مین جادو کرتے تھے اور آخر دن مین
[illegible]۔ اسی پر [illegible]۔ قال فی السراج اس آیت مین چند فوائد ہین۔ اول آنکہ افرغ علینا صبرا۔ بہ نسبت۔ انزل
علینا کے [illegible] ہو اسواسطے کہ افراغ یہ ہے کہ جو کچھ برتن مین ہو سب بہا دیا جاوے پس گویا انھون نے پورا صبر مانگا۔
[illegible] تنکیر مین کمال درجہ کا صبر مقصود ہے اسے صبرًا کاملا۔ سوم صبر کا فعل انکی جانب سے ہے اور انھین کا عمل ہے
[illegible] انھون نے اسکو اللہ تعالے سے مانگا تو صریح دلالت ہے کہ بندہ کا فعل اسکو حاصل نہین ہوتا مگر اسی طور پر کہ اللہ تعالے
انکے قصد پر پیدا فرما دیتا ہے اور یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔ چہارم آنکہ بیضاوی رح نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اسلام و
ایمان ایک ہی چیز ہے کیونکہ انھون نے اولا آمنا بآیات ربنا۔ کہا پھر ثانیا کہا کہ توفنا مسلمین پس وہ ایمان ہی اسلام ہے
قال المترجم یہی قول ابو حنیفہ رح ہے اور فرق کرنا نزاع لفظی ہے فافہم ف۔ وفی العرائس فی قصہ موسیٰ۔ قولہ تعالی حکایۃ عن کلمیہ
موسی علیہ السلام۔ حقیق علی ان لا اقول علی اللہ الا الحق۔ جب حجت موسی علیہ السلام غالب ہوئی تو انبساط کے مرتبہ مین گفتگو
کی اور ہیبت کا لفظ کہا اور حقیقت کا دعوی کیا کیونکہ وہ مقام قرب ومشاہدہ مین تھے پس آگاہ کیا کہ مین حق بات سے حق کے
واسطے حق مین حق کے ساتھ کلام کرتا ہون کیونکہ کلام حق تھا جو زبان موسی علیہ السلام سے صادر تھا کیونکہ صدور افعال اہل حق کا
بقوت آلہیہ ہے اور کوئی کلام نہین کیا مگر وہی جو سزاوار بجناب حق عز وجل ہو اور جو شخص کہ مقام حقیقت مین پہونچا اس سے حق
کے واسطے حق کا ظہور ہوتا ہے پس اسکی حرکت وسکون وبات چیت وخاموشی قائم بحق بوصف مشاہدہ ہے نہ بوصف غیبت۔ ابن
عطار رح نے کہا کہ جسکا تحقق بحق ہوا وہ حق تعالے کی شان مین نہین کہتا مگر وہی جو لائق بحق ہو۔ خراز رح نے کہا کہ اللہ تعالے
کی طرف واصل ہونے والون کی راہ یہ ہے کہ بات نہین کرتا مگر بحق اور نہین سنتا مگر از حق۔ اور نطق نہین کرتا مگر بحق کیونکہ حقایق
حق جب متحققین پر ستولی ہوتے ہین تو ماسوائے حق کے سب ان لوگون سے ساقط کر دیتے ہین اور ان درجات مین سے کوئی
کسی درجہ کو نہین پہونچا یہانتک کہ حق اسکے تمام اوقات کو مستولی ہووے پس وہ اس حال سے باقی رہجاتا ہے کہ اسکے واسطے خود کوئی وقت
نہین اور ایسے حال مین کوئی حال نہین ہوتا واللہ اعلم۔ استاد رح نے کہا کہ جو شخص ایسا ہو [illegible] اس سے یہ کہ حق تعالی کی شان
مین کچھ کہے سوائے حق کے اور وہ موجود ازلی مین محو ہے تو حقائق جمع مین پھر کو لے آثار تفرقہ مین کوئی اثر باقی رہا۔ قال تعالی فالقی عصاہ
[illegible] ثعبان مبین ونزع یدہ فاذا ہی بیضاء للناظرین۔ صفات فعل سے ظہور آثار الٰہی ہوا اس عصا پر اور لعبد اسکے قلب کے اسکو لباس عظمت
یعنی بدل جانے کے
[illegible] کہ ہولناک ہون اور ساحر بھاگ جاوین اور انکے خیالات مین فساد ڈالنے والی باتون کو کھا جاوے اور نور صفت کے
[illegible] یقین وایمان کی آنکھین اسکے انوار صفت سے کھلین جبوقت کہ برہان ظاہر ہو کیونکہ جمادات محل تصرف
[illegible] قائم ہے اور حیوانات محل تصرف فعل خاص ہین جو قائم بصفت ہے کیونکہ وہ معدن روح
[illegible] محل تصرف صفت ہین جو قائم بذات ازلی ہے کیونکہ وہ عرش سے تحت الثری تک جملہ مواضع اور محال مین سے افضل
[illegible] محل عقل قدسی [illegible] قدسیہ ہے پس عصا سے ظہور بفعل ہوا واسطے عموم کے اور موسیٰ سے ظہور بصفت

Marfat.com

ہوا البسبب خصوص کے اور اوتعالے کی قدرت مین ظہور معجزہ موسی علیہ السلام ہوا [illegible] اختیار موسی علیہ السلام ہوا اور دست نورانی یعنے ید بیضاء کا اخراج بھی یون ہی بغیر اختیار ہوا [illegible] کے واسطے داعی تھا کہ انہین سے کسی بات مین انکو اختیار نہ تھا - قولہ تعالے وانکم لمن المقربین [illegible] کا لباس پہنایا تھا جسمین انکا خود امتحان تھا اور غیرون کا بھی امتحان تھا پس قہر کے ساتھ [illegible] کہ اصل انہین وہ اصطفائیت تھی جو ازل مین انکے واسطے سابق ہوچکی تھی مگر وہ لوگ [illegible] لطف سے محجوب تھے پھر جب سحر کے ارادہ مین فرعون سے تقرب چاہنے آئے بمقتضائے [illegible] سے انکا تقرب مقدر ہوچکا تھا تو اللہ تعالے نے دشمن کی زبان سے انکے واسطے جو سابق [illegible] نعم وانکم لمن المقربین - اس خبر کا صادر فرمانے والا اور پیدا کرنے والا بزبان فرعون مردود حقیقت [illegible] خطاب سے اسوقت کچھ معرفت نہ تھی ولیکن موافق عنایت ازلی کے انپر خبر غیب جاری ہوئی اور فرعون [illegible] واسطہ تھا اور حقیقی خطاب از جانب حق تعالے شانہ تھا - بعض مشائخ نے کہا کہ فرعون نے ساحرون [illegible] اور ازل مین انکے واسطے جناب حق عزوجل سے قرب جاری ہوچکا تھا فرعون نے کہا کہ البتہ تم میرے [illegible] ازلی نے انکو بندگان ابرار و اخیار کی نزدیکی سے سرفراز کیا اور بدبخت و اشقیاء کے قرب سے دور [illegible] وبطل ما کانوا یعملون - سحر حقیقی تو عالم ذل سے بواسطہ کسب بشری ہوتا ہے اور معجزہ عالم قدرت قدیمہ [illegible] واسکا آفتاب نکلا تو عالم اکتساب پارہ پارہ ہوگئے اور تاثیر فعلیت سب نابود ہوگئی - موسی رح نے فرمایا [illegible] اپنی صنعت کا ایک لکڑی مین ظاہر فرمایا جس سے تمام ساحر عاجز ہوگئے اور وہی انکے نجات کا واسطہ کردیا [illegible] جماد مین ظہور قدرت حق ہوا - وبطل ما کانوا یعملون فعل سحر و اباطیل سب نابود ہوئے - اور جب قہر قدم [illegible] سے ظاہر ہوا تو اسکی عظمت کے حضور مین نہ ٹھہرے اور اسکے سطوات سے الٹے پاؤن بھاگے - کاش اگر ٹھہرتے [illegible] کر مشاہدہ کرتے جسکے عصا سے تجلی ظاہر تھی حتی کہ انکا حال بھی ساحرون کے مانند ہوجاتا لیکن کہان ٹھہر [illegible] تھے اضلال ازل کے سمندر مین ڈوب گئے اور چہرہ جلال قدم سے کشف نور سے جو توفیق ساحرون کو [illegible] فرعونی محروم رہے حالانکہ ساحرون نے بلا حجاب دیکھا اور اسکے عشق و محبت مین بعد یقین و شوق [illegible] اور جو ہوا اسکا شکر یہ ہے چنانچہ اوتعالے عزوجل نے آگاہ فرمایا بقولہ فغلبوا ھنالک وانقلبوا صاغرین [illegible] یہ حال ہوا اور - والقی السحرۃ ساجدین - ہم نے تصدیق کری جو ہمکو زبان موسی ؑ و ہارون سے [illegible] معائنہ کیا حتی کہ اب ہمارے نفوس کو بمقتضائے طبیعت انسانیہ و خطرات شیطانیہ کوئی معارض [illegible] سابق ازل مین جو سعادت انکے لیے مقدر ہوئی تھی وہ انکو پہونچی اور ساعۃ پکڑ لیا [illegible] عنایت قدیمہ سے خوشبو پائی پس شکریہ سجدہ سے التجا کی اور کہا کہ آمنا برب العالمین [illegible] نے فرعون کے ساتھ اسکی طول عمر تک منازعہ کیا حالانکہ اوتعالے نے مقدر فرمایا تھا کہ [illegible] مذکورہ ساحرون کی نجات کا باعث ہوئی کہ بولے آمنا برب العالمین رب موسی و ہارون [illegible]

[illegible] من علامات قوم [illegible] اجمعین — اور فرعون نے یہ نجانا کہ جس پاک پروردگار نے انکو امتحان مین ڈالا اسی کے جمال مین مستغرق ہورہے ہین اور یہ سنوتا تو کبھی نہ کہتے کہ لن نؤثرک علی ما جاءنا من البینات والذی فطرنا فاقض ما انت قاض [illegible] رہنے کیلئے جسم کا یہ حال ہو کہ مشاہدہ کی حالت مین وہ ایسی بلاؤن و مشقتون کو اٹھا لیتا ہی جنکو حالت غیبت مین جسم برداشت نہین کرسکتا کیا تم نہین دیکھتا کہ فرعون نے ساحرون کو بعد انکے مومن پاکیزہ ہوجانے کے کتنی تہدید کی مگر انھون نے کچھ [illegible] نہ فرمایا و [illegible] کہا کہ — انا الی ربنا منقلبون — یعنی فرعون کو جواب دیا کہ ہم لوگ شوق و محبت کے ساتھ اپنے پروردگار کے مشاہدہ کو جاتے ہین ہم دنیا بھر کی بلاؤن سے نہین ڈرتے ہین کیونکہ جسنے اسکو معائنہ کیا اسمین بلاؤن کا دکھ کچھ اثر نہین کرتا اور جسنے بلا مین ڈالا ہی اسکے دیدار سے محجوب نہین کرتا ہی قلت الا تری الی الذین جاہدوا فی اللہ واحتملوا من الجراحات ما لا یحتملها [illegible] پھر واضح ہو کہ فرعون نے بعد اس واقعہ کے حضرت موسی علیہ السلام سے کچھ تعرض نہین کیا کیونکہ وہ جب موسی علیہ السلام کو دیکھتا تو اسپر سخت خوف غالب ہوتا تھا مگر اسکی قوم کو یہ بات نہین معلوم تھی لہذا انھون نے مطالبہ کیا — کما حکی اللہ تعالے

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

اور بولے سردار قوم فرعون کے کیون چھوڑتا ہی موسے کو اور اسکی قوم کو کہ دھوم اٹھاوین ملک مین

وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ

اور موقوف کرے تجھکو اور تیرے بتون کو بولا اب ہم مارینگے اُنکے بیٹے اور جیتی رکھینگے انکی عورتین اور ہم ان پر زبردست ہین

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ یعنی اور کہا قوم فرعون کے اشراف لوگون نے فرعون سے — أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ — کیا تو چھوڑتا ہی موسی اور اسکی قوم کو یعنی بنی اسرائیل کو تاکہ فساد کرین زمین مین یعنی ملک مصر مین — مراد ان بدبختون کی فساد سے یہ تھی کہ بنی اسرائیل لوگون کو بت پرستی سے منع کرتے تھے چنانچہ کہا کہ — وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ اور چھوڑے تجھکو اور تیرے آلہہ کو — واضح ہو کہ فرعون خود الوہیت کا مدعی تھا کما حکاہ اللہ تعالی ما علمت لکم من الہ غیری — یعنی اپنے سوا سے مین تمھارا کوئی آلہ نہین جانتا ہون — اور قولہ انا ربکم الاعلی — مین ہی تمھارا بڑا خدا ہون — پھر یہان آلہتک کے کیا معنی ہین و بعض نے کہا کہ آلہتک ای عبادتک — اور واو حالیہ ہی یعنے اتذرہ وقومہ یفسدون فی الارض وقد ترک عبادتک — یہی ابی بن کعب رح کی قراءت سے ظاہر ہی کہ پڑھا وقد ترکوک ان یعبدوا آلہتک — اسکو ابن جریر رح نے حکایت کیا — اور ابن عباس و مجاہد وغیرہ سے مروی ہی کہ انھون نے الاہتک پڑھا یعنے تیری عبادت کو — اور بعض نے واو عاطفہ قرار دیا اور [illegible] پر ادر نصب ہی اور یہی قراءۃ جمہور ہی اور تاویل یا تو وہی ہی جو مذکور ہوئی اور عطف تفسیری ہی اور زجاج نے کہا کہ فرعون کے آلہہ اس معنی کر نہین کہ وہ خود انکی عبادت کرتا تھا بلکہ باین معنی کہ اسنے قوم کے واسطے مقرر کردیے تھے [illegible] کے واسطے قوم والے انکو پوجتے تھے اور اسیواسطے اسنے اپنے آپ کو بڑا خدا کہا تھا — یہی مفسر رح نے [illegible] کہا کہ باوجود دعوی الوہیت کے فرعون کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی خوبصورت گائے دیکھتا تو لوگون [illegible] دیتا تھا اور [illegible] نقل کیا کہ خود فرعون کی بھی ایک خوبصورت گائے تھی جسکی پرستش کرتا تھا اور اس [illegible] کی طرف نسبت کیا [illegible] سدی رح نے فرمایا کہ قوم کے واسطے اسنے بُت بنوالئے تھے جنکی وہ لوگ عبادت

کرتے تھے - رازی وغیرہ نے لکھا کہ اقرب یہ ہے کہ فرعون دہریہ تھا صانع قدیم کے
ستارون کو قرار دیتا تھا اور انھین کی صورت پر بت بنائے تھے جنکی عبادت کراتا تھا
مخدوم و مطاع مین ہون اسی واسطے قوم سے کہتا کہ مین تمھارا بڑا خدا ہون
کہ قول فرعون کے یہ معنی لینا بعید ہین کہ وہ اپنے آپ کو آسمان و زمین کا خالق سمجھتا
سمجھیگا پس وہ انھین چھوٹے بتون کی نسبت کرکے اپنے آپ کو بڑا خدا کہتا تھا
نہین مانتا تھا اور آسمان وغیرہ کا مدبر اور کسی کو ماننا ہوگا کیونکہ دہریہ تو صانع کے وجود ہی کے
قائل ہین - بالجملہ دو قول بیان اقرب ہین اول آنکہ آلہتک کے معنی یہ کہ تیری عبادت کو
مقرر کیے ہوئے بتون کو چھوڑے - اور استفہام انکاری ہے حاصل معنی یہ کہ تو موسیٰ و اسکی قوم کو
خلاف لوگون کو بہکاوین اور فساد کرین اور تجھکو اپنے سمجھنے سے اور تیری عبادت سے
آلہہ کو چھوڑین - قَالَ سَنُقَتِّلُ تشدید یہ تاء اکثر کی قراءۃ ہے اور تخفیف
فرعون نے قوم والون کی درخواست قبول کی اور کہا کہ عنقریب ہم قتل کرینگے یا پارہ پارہ کرینگے اَبْنَاءَهُمْ انکے
پیدا ہون - وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ اور حیات مین رکھینگے یعنی زندہ باقی رکھینگے انکی عورتین
یا پیدا ہون جیسے ہم موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے کرتے تھے - وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ
فوق و بالا منزلت قاہر و غالب ہین یعنے ہم انپر غالب اور وہ ہر طرح مغلوب ہین چنانچہ
تھے - بدبخت نے یہ نہ کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو نہ چھوڑونگا کیونکہ سخت خوفناک تھا
اور تاکہ لوگون کو وہم نہو کہ موسیٰ علیہ السلام یہ وہی لڑکا ہے جسکی نجومیون و کاہنون نے خبر دی تھی کہ
و سلطنت کی بربادی کا باعث ہوگا اور تاکہ بنی اسرائیل مین جماعت زیادہ ہونے پاوے
اور چونکہ اس مدت تک سلطنت پر رہا تو شاید اگر وہ لڑکا کوئی اور ہو تو زندہ رہنے پاوے
علیہ کا اثر لوگون کے دلون سے دور ہو اور یہ بتانا کہ اب عنقریب غضب الٰہی مین گرفتار
اسرائیل کے ساتھ پھر یہی کرنا شروع کیا کہ لڑکے مار ڈالتا اور لڑکیان چھوڑ دیتا پس بنی اسرائیل نے
علیہ السلام سے شکایت کی

قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ
کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ مدد مانگو اللہ تعالیٰ سے اور ثابت رہو

مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ قَالُوا أُوذِينَا مِن قَبْلِ
جسکو چاہیے اپنے بندون مین سے اور آخر بھلا ہے ڈرنے والون کا

أَن تَأْتِيَنَا وَمِن بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَىٰ
سے پہلے اور جب تو ہم مین آچکا کہا

ع ۱۵

وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝

اور خلیفہ کرے تمکو ملک مین پھر دیکھے تم کیسا کام کرتے ہو

قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ کہا موسی ع نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے - اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا
مدد مانگو اللہ تعالے سے - فرعون و اسکی قوم پر اس بلا مین جو تم پر نازل ہوئی کہ اللہ تعالے ہی تمھارا کافی ہی اور
صبر کرو اس مصیبت پر جو تم کو پہونچی کہ تمھارے فرزند قتل ہوتے ہین - إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ البتہ ملک اللہ تعالی ہی کا
ہی یا ملک مصر کیونکہ اسی کے حاکم سے ایذا پہونچی - يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وارث کرتا ہی زمین کا جسکو
چاہتا ہی اپنے بندون مین سے - اسمین انکو تسلی دی اور ثابت قدمی دلائی اور اللہ تعالے سے استعانت پر آمادہ کیا -
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ اور عاقبت متقیون کے لیے ہی - اگر کہا جاوے کہ انجام کار وہی عاقبت ہی وہ تو سب کے لیے
ہوتی ہی - جواب یہ کہ عاقبت نیک مراد ہی یعنے نیک انجام پرہیزگارون کے لیے ہی کیونکہ اللہ تعالے نے انکے واسطے بھلائی کا وعدہ
دنیا اور آخرت مین بھی نیک وعدہ ہی اور اسمین بنو اسرائیل کو وہ وعدہ یاد دلایا کہ جو اُنسے کیا تھا کہ قبطی ہلاک ہونگے اور بنو اسرائیل
کو اللہ تعالے ملک مصر وغیرہ کا وارث کریگا - قَالُوا بنو اسرائیل نے کہا کہ - أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا
ہمکو ایذا دیگئی پہلے اُس سے کہ تو ہمارے پاس آوے وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا اور بعد اسکے کہ تو ہمارے پاس آگیا - یعنی
بنی اسرائیل نے موسی علیہ السلام سے کہا کہ آپ کے آنے سے پہلے اور آپکے آنے کے بعد ہم کو دونون وقت ایذا پہونچی -
معالم وغیرہ مین ہی کہ قبل حضرت موسی ع کے فرعون بنو اسرائیل سے جزیہ لیتا اور دوپہر تک سخت کام لیتا اور لڑکے مار ڈالتا اور
لڑکیان چھوڑتا اور رفاہ و نعم سے مانع ہوتا پھر جب موسی ع آئے اور ماجراے مذکور گزرا تو پھر اسنے زیادہ تشدد کیا اور بغیر
مزدوری کے دن بھر محنت لیتا پس یہی بنو اسرائیل نے شکایت کی - اگر کہا جاوے کہ ظاہر کلام سے وہم ہوتا ہی کہ انکو موسی علیہ السلام
کی ذات سے کراہیت ہوئی اور یہ کفر ہی تو جواب دیا گیا کہ نہین بلکہ بات یہ تھی کہ موسی علیہ السلام نے انکو مشقت زائل ہونے
بلکہ بادشاہت ہونے کا وعدہ دیا تھا پس وہ سمجھے کہ فی الفور ایسا ہوگا - پھر جب مشقت بڑھ گئی تو انھون نے پوچھا کہ یہ کب ہوگا
اور حق یہی ہی کہ یہ دونون کراہیت کچھ فقط بامید خلاص یہ معاملہ بیان کیا چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام نے انکو جواب دیا اور آگاہ کیا
قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ کہا موسی علیہ السلام نے کہ قریب امید ہی کہ تمھارا
پروردگار تمھارے دشمن کو ہلاک کرے یعنی فرعون و اسکی قوم کو اور تمکو زمین مین خلیفہ کرے - قال البیضاوی اسمین صریح کر دیا
جو پہلے بطور کنایہ کے بیان کیا تھا بقولہ والعاقبۃ للمتقین - کیونکہ دیکھا کہ بنو اسرائیل نے وعدہ کنایہ پر تسلی نہین پائی ہی - شاید لفظ
عسی بطور امید کے اسواسطے ہو سو اسطے بیان کیا کہ ایک تو ادب ہی اور دوسرے یقین نہین کہ خاصکر یہی موجودہ لوگ حاکم
ہونگے یا انکی اولاد ہوگی - اور مروی ہی کہ مصر کا ملک بنو اسرائیل نے زمانہ داؤد علیہ السلام مین فتح کیا ہی فَيَنْظُرَ كَيْفَ
تَعْمَلُونَ پھر دیکھے کہ تم کیسا کام کرتے ہو - اسمین انکو سطوات الٰہی سے دھمکایا اور معنی یہ ہین کہ تمھارے ساتھ وہ معاملہ کرے
جیسا معاملہ کرنیوالا کرتا ہو حالانکہ اللہ تعالے علم قدیم مین جانتا ہی کہ جو کچھ تم کروگے - و لیکن عادت الٰہی عز وجل جسطرح جاری ہی تمھارے
ساتھ معاملہ ہوگا تاکہ تمپر حجت قائم ہو جاوے - واضح ہو کہ قرآن مجید مین ایک حالت معانی کی ظاہر ہی اور بہت سے اشارات

ودلالات سطون ہین کہ علماء راسخین اور اہل کمال لسنے توفیق الٰہی واقف ہوتے ہین اور محققین [illegible]
ولا یابس الا فی کتاب مبین- بلا تاویل ہی اور حلیہ علوم باعجاز تمام اس قرآن مجید مین موجود ہین مگر بعض [illegible]
جتنا ظاہر ہی اور علماء راسخین دیگر اسرار سے آگاہ ہو جاتے ہین اور منجملہ ان اسرار کے ایک عجیب [illegible]
روایت کیا گیا کہ ہمین اہل بیت پر شروع ہوا اور ہمین پر خاتمہ ہوگا اور ضرور ہی کہ بنو ہاشم کی سلطنت [illegible]
کہ بنی ہاشم مین سے کن لوگون مین ہوتی ہی اور انھین کے حق مین نازل ہوا ہی قولہ عسی ربکم ان یہلک عدوکم [illegible]
الآیۃ- رواہ ابن ابی حاتم ولیکن اسکی اسناد سے آگاہی نہین ہی اور یہ اشکال کہ یہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل [illegible]
پھر بنی ہاشم کے حق مین کیونکر نازل ہوئی اسکے دفع کی طرف مترجم نے اشارہ کر دیا کہ مراد بطریق دلالت و اشارت [illegible]
صراحت فافہم اور مؤید اس روایت کی ہی جو سراج مین لایا کہ منصور جو خلفاء عباسیہ مین سے ہی اسکے خلیفہ ہونے سے [illegible]
رحمہ اللہ اسکے پاس گئے تو منصور کے دسترخوان پر ایک روٹی یا دو روٹیان تھین پس اسنے تلاش کیا کہ عمرو کے واسطے کچھ اور [illegible]
مگر گھر مین نہ نکلی پس عمرو بن عبید نے یہی آیت پڑھی- عسی ربکم ان یہلک الآیۃ- پھر جب وہ خلیفہ ہو چکا تو ایک مدت [illegible]
پس منصور نے بر سبیل تذکرہ انکا آیت کا پڑھنا یاد دلایا تو عمرو بن عبید رح نے فرمایا کہ ہان ولیکن یہ باقی رہا کہ فینظر کیف تعملون [illegible]
اب تمہارے اعمال دیکھے جاوین کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو- اور روے زمین مین عدل کرتے ہو یا جور و ظلم کرتے ہو [illegible]
فی العرائس قولہ تعالیٰ قال موسیٰ لقومہ استعینوا باللہ واصبروا- اے بندہ خدا تو اس آیت مین حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible]
کے معاملہ ادب کو دیکھ کہ راہ الٰہی مین کس ادب کے ساتھ اپنی مجبوری ظاہر کی- اور قوم کو اللہ تعالیٰ کی جناب مین التجا کرنے [illegible]
اسی پاک پروردگار سے استعانت چاہنے اور اسی سے فریاد کرنے کا حکم دیا اور صبر کی مشقت اٹھاتے اور بلا مین رضامندی [illegible]
کرنے کی تاکید کی اور انکو آگاہ کیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے معاملہ مین صبر اٹھاتا ہی وہ تمام مراد پر مظفر و منصور ہوتا ہی اور [illegible]
اسکا خلیفہ ہوتا ہی- ابو عثمان رح نے کہا کہ جو شخص اپنے معاملات مین اللہ تعالیٰ سے استعانت چاہتا ہی اور جو راہ استعانت [illegible]
لاحق ہوا اسپر صبر کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکو کشود کار حاصل ہوتی ہی چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے حکایت فرمایا کہ استعینوا [illegible]
واصبروا- سہل رح نے کہا کہ امر الٰہی مین اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت کرنے کا حکم دیے گئے- اور ادب یہ ہی کہ صبر کرین- پھر جب صبر [illegible]
کا حکم دیا تو بنی اسرائیل نے دشمنون کی اذیت سے شکوہ کیا بقولہ قالوا اوذینا من قبل ان تاتینا ومن بعد ما جئتنا تب موسیٰ علیہ السلام [illegible]
نے انکو جواب دیا بقولہ قال عسی ربکم ان یہلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض- اشارہ ہی کہ اگر نفوس کی مخالفت پر صبر کر کے [illegible]
دفع کرتا رہے اور دنیاوی حظوظ کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلون سے غبار ہواجس نفسانیہ کو دور کر کے [illegible]
پاک فرما دیگا اور اپنے ملک و زمین مین تمکو خلیفہ بنا دیگا- بعض نے کہا کہ سب سے بڑھکر تیرا دشمن یہ تیرا نفس ہی [illegible]
اور صبر کرے تو قریب ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکے ہواجس کو تجھسے دفع کرے اور اسکی ہیبت [illegible] دور ہو [illegible]
قابو دیدے اور تیرے قلب کو امیر اسیر و حاکم کر دے پس تیرے نفس کو دیکھ اسکی مقتضیات [illegible]
دیکھے کہ تو کیسے عمل کرتا ہی اور جو تجھپر نعمتین فرمائین اسکا شکر تو کیونکر ادا کرتا ہی- قال الامام [illegible]
پھر اللہ عز و جل نے قوم فرعون و انکی میعادی ہلاکت کی [illegible]

...السنين ونقص من الثمرات لعلهم يذكرون ○

قحطون میں اور میوون کے نقصان مین شاید وہ دھیان کرین

...م الحسنة قالوا لنا هذه ۚ وان تصبهم سيئة يطيروا بموسى

بولے یہ ہو ہمارے واسطے اور اگر پہونچی انکو کوئی برائی تو شومی بتانے موسے کو

...معه ۗ الا انما طائرهم عند الله ولكن اكثرهم لا يعلمون ○

...سن لو شومی انکی اللہ تعالے ہی پاس ولیکن اکثر انکے نہین جانتے ہین

لقد اخذنا لام قسم مع حرف قد ہی اور قریب ہی کہ بدون قد کے مستعمل نہ پائی جاوے اے واللہ لقد اخذنا - اور لام قسم سے جملہ کا مصدر ہونا اس امر کا اظہار ہی کہ اس بیان پر توجہ ضروری ہی اور معنی یہ کہ البتہ ہمنے امتحان مین ڈالا اور مبتلا کیا - آل فرعون یعنے فرعون و اسکی قوم کو - بالسنين قحط مین - سنین جمع سنہ اور وہ اہل لغت کے نزدیک قحط کے معنی معروف ہی اور ہر چند عام بمعنی سال تھا ولیکن غالب استعمال اسکا سال قحط کے واسطے ہوگیا لسبب آنکہ کثرت سے اسکا مذکور رہتا ہی اور قحط میں لکھتے ہین پھر اس سے اشتقاق بھی آیا چنانچہ بولتے ہین کہ اسنت القوم یعنے قحط مین مبتلا ہوئے اور سنین اسے سنۃ بعد سنۃ یعنی سال کے بعد سال پے درپے کرکے قحط مین مبتلا کیا کما فی الحدیث اللہم اجعلہا علیہم سنین کسنی یوسفؑ یعنی جیسے یوسفؑ علیہ السلام کے زمانہ مین پے درپے قحط پڑا تھا سات برس تک ویسے ہی قریش پر پڑے - حاصل آنکہ ہم نے آل فرعون کو پے درپے کئی سال تک قحط مین مبتلا کیا - اور ابن مسعودرضؓ سے روایت ہی کہ سنین بمعنی جوع یعنی بھوک ہی اور مجاہدرح سے روایت ہی سنین بمعنی جوائح ہی جمع جائحہ بمعنی شدت فقر و محتاجی - اور مراد سب اقوال مین وہی قحط ہی - حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے جب آل فرعون کو سنین مین مبتلا کیا تو انکی کی جو چیز زراعت و نبات سے تھی وہ خشک ہوگئی اور انکے مواشی مرگئے اور وہ کھاگئے یہانتک کہ دریاے نیل بھی خشک ہوگیا اور قبطی لوگ جمع ہوکر فرعون پاس آئے اور کہا کہ اگر تو ہی رب ہی جیساکہ وہ زعم کرتا تھا تو ہمارے واسطے دریاے نیل مین پانی جاری کردے تو کہنے لگا کہ صبح کو اسمین پانی آجائیگا پھر جب لوگ اسکے پاس سے چلے گئے تو دل مین کہنے لگا کہ اگر مین نے انکے واسطے یہ کیا تو پھر کیا کیا کہ مین دریاے نیل مین پانی جاری کرنے بیٹھا در نہ ٹھیرا اور اگر صبح اسمین پانی جاری نہوا تو میری تکذیب کرینگے پس جب آ... ...ت ہوئی تو نہا کر بالون کی کملی ...ڈھکر چلے نیل پرگیا اور کہا کہ اے پروردگار تو جانتا ہی کہ مین یہ جانتا ہون کہ تو دریاے نیل مین پانی جاری کرسکتا ہی اور مین نہین جاری کرسکتا ہون تو اسکو پانی سے بھردے پس اسوقت خبردار ہوا کہ پانی کی رو اسکے قریب پہونچی پس نکلکر چلا آیا ...نیل مین ...سے دھاما روان تھا اور یہ اسوجہ سے تھا کہ اللہ تعالے نے انکے ہلاک کرنے کی مشیت رکھی تھی - قال المترجم حکایت مؤلف فتح البیان نے نقل کی ہی اور عادت کے موافق یہ نشان نہ دیا کہ اسنے کہان سے لکھی ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ ابن ...سے صحیح نہین ہی ...لکھا کہ اگر درواقع یہی بات تھی کہ فرعون کے دل مین تمام قدرت الٰہی و معرفت موجود تھی تو ...کیا معنی ہین ... ایسے قصص سے جنکا ثبوت نہو نہ لکھنا بہتر ہی اور تفسیر کلام ربانی مین انکی کچھ حاجت نہین ہان ...وسعت ہو ...لکھنے مین مضائقہ نہین ہی - بالجملہ یہان اتنا ثابت ہی کہ اللہ تعالے نے

آل فرعون کو سالہاسے قحط مین گرفتار کیا۔ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ اور میلون یا [illegible]
مینھ نہ برسنے اور کثرت سے آفات پہونچنے کے تباہ ہوگئے۔ قتادہ رح نے کہا کہ سنین تو دیہات [illegible]
کچھ کھیتی نہین پیدا ہوتی تھی اور نقص ثمرات شہر والون کے واسطے تھا۔ ابو اسحاق نے رجاء بن [illegible]
کی یہ کیفیت تھی کہ ایک پھل آگیا اور کچھ نہ آیا۔ کعب رح سے روایت ہو کہ لوگون پر ایسا ایک [illegible]
فقط ایک ہی چھوارا پھلیگا۔ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ یعنی قحط و خشک سالی اور پھلون کی کمی [illegible]
شاید وہ تذکر کرین یعنی تاکہ متنبہ ہو جاوین کہ یہ بلا ر اُنپر انکے کفر کی، شومی اور گناہون کی بدبختی سے [illegible] نصیحت [illegible]
لاوین یا یہ معنی ہین کہ ان شدائد و تکالیف کو برداشت کرنے سے نرم دل ہون اور اللہ تعالے کی طرف رجوع لاوین
سے خیر و برکت کے طالب ہون کیونکہ ایسی حالت مین انسان اپنے رب کی طرف رجوع لاتا ہو چنانچہ فرمایا وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ
ضل من تدعون الا ایاہ الآیۃ۔ اور قولہ واذا مسہ الشر فذو دعاء عریض الآیۃ۔ سعید بن جبیر رح نے کہا کہ فرعون نے [illegible]
تک اپنے نفس کے واسطے کوئی امر مکروہ نہ دیکھا اور اگر اس مدت مین اسکو درد یا بھوک یا بخار کی کوئی تکلیف پہونچتی تو [illegible]
کے واسطے ربوبیت کا دعوی نہ کرتا۔ حاصل آیت کریمہ یہ ہو کہ ہم نے آل فرعون کو قحط و نقص ثمرات مین کئی سال مبتلا کیا
ہو کر رجوع کرین و ایمان لاوین۔ پھر آگاہ فرمایا کہ یہ بدبخت لوگ ان بلاؤن کے نازل ہونے کے وقت اور زیادہ کفر و معصیت
اقدام کرتے رہے چنانچہ فرمایا۔ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ پھر جب آئی انکے پاس بھلائی یعنے مانند فراخ [illegible]
ونگری و عافیت و سلامتی کے۔ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ کہتے کہ ہمارے ہی واسطے ہو یہ۔ یعنی ہم ہی اسکے مستحق ہین [illegible]
اسکو اپنے استحقاق سے سمجھتے اور اللہ تعالے کے فضل و کرم سے نہین جانتے اور کچھ بھی شکر ادا نہ کرتے۔ قال فی [illegible]
یعنی بنابر عادت کے کہ ہمارے واسطے نعمت کثیرہ اور وسعت رزق رہی ہو ہمین اسکے مستحق ہین وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ
اور اگر انکو کوئی برائی دیکر وہ چیز پہونچی مانند قحط و بیماری وغیرہ کے۔ يَّطَّيَّرُوْا یطیر وا۔ تطیر کیا اور شوم رکھا [illegible]
بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ بوجہ موسی و اسکے ساتھ والے مومنون کے۔ یعنی کہنے لگے کہ یہ مکروہ ہمکو بسبب موسی اور [illegible]
ساتھ والے لوگون ہی کے پہونچا ہو۔ یہ مبالغہ ہو ان لوگون کی غباوت و جہالت و سخت دلی کے بیان مین کیونکہ [illegible]
دل نرم ہو جاتے ہین اور طبیعتین سرکشی سے عاجزی کی طرف مائل ہو جاتی ہین اور اخر تا دور ہو جاتا ہو خصوصاً [illegible]
مشاہدہ کری ہون اور ان باتون نے ان لوگون مین کچھ اثر نکیا بلکہ غباوت و جہالت اور زیادہ ہو گئی اور [illegible]
لگے۔ اور حسنہ کو اسواسطے معرف باللام بیان فرمایا اور اداۃ التحقیق کے ساتھ ذکر کیا کہ وقوع اسکا کثرت سے [illegible]
اسکا ہی دینا منظور ہی اور سیئۃ کو نکرہ بیان فرمایا اور اسکو حرف شک کے ساتھ ذکر کیا ہو جاسکے کہ نا [illegible]
نہین بلکہ بالتبع ہو کذا ذکرہ البیضاوی یعنے او تعالے بندون کو در اصل بھلائیان ہی دیتا ہو ہان [illegible]
تبعاً کچھ برائی پہونچاتا ہو اور حق یہ ہو کہ بھلائی و برائی او تعالے کے اختیار مین ہو [illegible]
معرف باللام سے اشارہ ہو کہ انکو بھلائیان تحقیقاً کھلی کھلی پہونچین اور برائی [illegible]
ایمان لاوین ولیکن بجائے اسکے ان لوگون نے اس سے ایک کفر و اعتقاد [illegible]

یعنی بحرف ان
[illegible]

Marfat.com

...اور انکے ساتھی مومنون کے شوم سے سمجھنے لگے اور ان سب پاک بندون کو شوم ٹھہرایا پس حضرت عز و جل نے اسکو رد فرمایا اور فرمایا۔ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ خبردار ہو کہ شوم انکا اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا ہی۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ طائرہم یعنی مصائبہم ہی یعنے انکی مصیبتین عند اللہ ہین اور ابن جریج نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ عند اللہ ای من قبل اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہین۔ حاصل آنکہ خبردار ہو کہ ان لوگون کو جو مصیبتین پہونچتی ہین وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہین۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ولیکن اکثر انمین کے نہین جانتے ہین۔ یعنی نہین جانتے کہ جو کچھ انکو مصیبت پہونچتی ہی وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی یا یہ معنی کہ نہین جانتے کہ وہ اعمال کے شوم سے ہی۔ یعنی انکے اعمال کی جزا فی الجملہ انکو دنیا مین بھی دیدی گئی ہی۔ واضح رہے کہ شوم کچھ چیز نہین ہی اور یہ عوام بد اعتقاد لوگ جو بعض چیز کو شوم جانتے ہین یہ محض جہالت ہی اور حدیث مسلم وغیرہ مین ہی کہ اگر شوم کسی چیز مین ہوتا تو گھر اور عورت اور گھوڑے مین ہوتا یعنے کسی چیز مین ہی نہین لیکن اگر فرض کیا جاوے تو یہ چیزین اسکے واسطے بہ نسبت اور چیزون کے مقدم ہین۔ جو لوگ کسی چیز مین شوم تصور کرتے ہین وہ اسکی جانب سے تاثیرات بد کے قائل ہین جیسے قوم فرعون تھی اور یہ کفر ہی اور تمام اہل سنت متفق ہین کہ تاثیر کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ عز و جل کے اور کوئی نہین ہی اور مسلمان آدمی اگر کہتا ہی کہ مینہہ نے کھیتی اُگائی تو اسپر کفر کا فتوی نیک گمان کر کے نہین دیتے ہین یعنی نظر اسکی اس کہنے کے وقت اللہ تعالیٰ پر تھی اور زبان سے یون نکالا یعنی اللہ تعالیٰ نے مینہہ کے ظاہر سبب سے کھیتی اُگا دی۔ پس اگر کوئی مسلمان ایسا ہو کہ درحقیقت اسکی نظر اللہ تعالیٰ پر نہین تھی تو اس شخص سے بڑا افسوس ہی پس اگر اہل اسلام اپنے افعال مین نظر رکھین تو اس زمانہ کے اہل علم ایسے ملینگے کہ واقعی انکی نظر ان باتون مین اللہ تعالیٰ پر نہین ہوتی ہی پس متنبہ رہنا چاہیے اور اس زمانہ مین بعضے بڑے پڑھے لکھے ایسے ہین کہ اکثر چیزون مین شوم ثابت کرتے ہین اور یہ کفر پھیلانے کی جڑ ہی اللهم اهدنا وتب علينا انك انت التواب الرحيم۔ امام رازی رح نے کہا کہ اکثر آدمی ایسے ہین کہ دنیا مین جو چیزین پیدا ہوتی ہین انکو ظاہری اسباب کی طرف نسوب کرتے ہین حتی کہ قضاء الٰہی سے قطع نظر کرتے ہین اور حق یہ ہی کہ سب جو کچھ پیدا ہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی کیونکہ ہر چیز جو موجود ہی یعنے اسپر موجود کا لفظ صادق ہی دو حال سے خالی نہین یا اپنی ذات مین واجب ہوگی یا ممکن ہوگی پس واجب لذاتہ۔ تو فقط ایک ذات پاک وحدہ لاشریک ہی تو باقی سب اپنی ذات سے ممکن ہین اور ہر ممکن لذاتہ ہی وہ بدون واجب لذاتہ کے پیدا نہین ہو سکتا پس سوائے حق تعالیٰ کے جو کچھ موجود ہو وہ حق تعالیٰ کی ایجاد سے ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اس دلیل کے بہت مقدمات وہ ہین جنکو اہل سنت نے قطعاً اعتقاد کیا ہی حتی کہ آدمی کے جملہ افعال سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے پیدا ہوتے ہین آدمی خود کسی چیز کا خالق نہین ہی ہان کاسب ہی پس جسقدر جو اسکے کسب سے متعلق ہی وہ عذاب و ثواب ہی پس کسی چیز کی نسبت سوائے اللہ تعالیٰ عز و جل کے کسی غیر کی طرف کرنا حضرت او تعالیٰ عز و جل کے ادب سے بعید ہی اور ایسا شخص جاہل ہی پس بعد اسلام و ایمان کے ایسا اعتقاد کرنا بہت افسوس ہی۔ اللهم اهدنا فيمن هديت وارحمنا وانت ارحم الراحمين۔ قوم فرعون نے حضرت پیغمبر علیہ السلام کی طرف سے شوم جاننے پر کفایت نکی بلکہ صریح کہا جیسا کہ او تعالیٰ نے حکایت فرمایا۔

وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا [illegible]

اور کہنے لگے کہ جو تو لادیگا ہم پاس کوئی نشانی کہ ہمکو اس سے جادو [illegible]

وَقَالُوا اور قوم فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ [illegible]
ہمارے پاس لِتَسْحَرَنَا بِهَا تاکہ ہم کو اس سے سحر میں ڈالے فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ [illegible]
لانے والے نہیں ہیں ف۔ مہما میں اختلاف ہی خلیل و بصریون کے نزدیک در اصل [illegible]
ہی جو اسکے ساتھ ملا دیا گیا لغرض تاکید جزاء کے پھر دو حرف متجانس کا اجتماع ثقیل سمجھکر اول کا الف بدل کر [illegible]
اور اس بنا پر۔ تاْتنا جو در اصل تاْتینا تھا بسبب جزم ما شرطیہ کے تاْتنا رہا اور بہ کی ضمیر ما کی طرف راجع ہی اور [illegible]
ہی اور بہا کی ضمیر بھی اسی کیطرف راجع ہی پس اول ضمیر مذکر اسکی طرف باعتبار لفظ کے راجع ہی اور دوم ضمیر مونث [illegible]
راجع ہی کیونکہ مراد اس سے آیت ہی اور آول کی تذکیر اسوجہ سے کہ من آیۃ کا بیان ضمیر سے موخر ہی اور دوسری ضمیر [illegible]
مذکور کے ہی۔ پھر جزاء محذوف ہی یعنے مہما تاتنا بہ من آیۃ لتسحرنا بہا فاتنا بہ۔ یعنی جو کوئی آیت تو ہمارے مسحور کرنے کو لا [illegible]
اسواسطے جزاء حذف ہوئی کہ قولہ فما نحن لک بمومنین۔ اسپر دلالت کرتا ہی اور ان خبیثون نے جلد انکار کو پختہ [illegible]
کیا اول تو جملہ اسمیہ دوم ضمیر سوم تاکید چہارم خبر پر باء ہوگی۔ و غیر ذالک اور اللہ تعالےٰ جل جلالہ نے بھی انکو بحر ضلالت میں [illegible]
فرمایا۔ کسائی رح وغیرہ کے نزدیک یہ مرکب ہی مہ و ما سے اور مہ وہ لفظ ہی جو کسی کام سے منع کرنے والا کہتا ہی [illegible]
گویا ان لوگون نے کہا کہ ٹھہر و باز رہ کیا تو یہ آیات لاتا ہی ہمارے پاس تاکہ ہمکو اس سے سحر میں پھنسا دے ہم تجھپر کبھی [illegible]
نہیں لاوینگے۔ یہ سب بیضاوی وغیرہ مفسرین نے ذکر کیا اور سراج میں کہا کہ معتمد وہ ہی جو ابن ہشام وغیرہ نے اختیار کیا [illegible]
لفظ بسیط ہی کیونکہ مرکب ہونے کے دعوی پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی ہی اور وزن اسکا فعلی ہی اور الف اسمین الحاق [illegible]
کا ہی۔ کشاف میں کہا کہ یہ کلمہ بھی ان کلمات کے شمار میں ہی جنکو زبان نجاننے والا تحریف کر ڈالتا ہی اور بے موقع [illegible]
خیال کرتا ہی کہ وہ متی ما کے معنی میں ہی اور یون بولنے لگتا ہی کہ مہما جئتنی اعطیتک یعنی جسوقت تو میرے پاس آویگا [illegible]
روپیہ دونگا حالانکہ اس معنی میں متی اصحیح ہی یہ صحیح نہیں ہی۔ واضح رہے کہ فرعونیون نے آیہ لانے کو تحقیق طور پر [illegible]
کہا بلکہ آیت اسکو باعتبار تمسخر کے کہا چنانچہ قولہ لتسحرنا بہا۔ اسپر دلالت کرتا ہی یا آیت بمعنی لغوی کہا یعنی ایسی چیز جو ایک [illegible]
سمجھی جاوے۔ ابن عباس رض نے کہا کہ جب فرعون و اسکی قوم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ جو کچھ تو آیات ہمارے سحر کے [illegible]
لا مگر ہم تجھپر ایمان لانے والے نہیں ہیں اور ہمارے نزدیک یہ سب تیرا جادو ہی اور حضرت موسیٰ نے [illegible]
فرمائی اور اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول فرما کر انپر تو اتر عذاب بھیجا۔ [illegible]

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ

پھر بھیجا ہمنے ان لوگون پر عذاب اور ٹڈی اور چچڑیا

آيَاتٍ مُفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا [illegible]

کتنی نشانیاں جدی جدی پھر تکبر کرتے رہے اور تھے

[illegible] کہ جب ساحر لوگ ایمان لائے اور فرعون مغلوب ہوکر واپس آیا اور کفر وطغیان پر جارہا اور
[illegible] انکار پر کہ ہم ایمان نہ لاوینگے تو پہلے اللہ تعالےٰ نے انکو سنین قحط مین گرفتار کیا اور ثمرات مین نقصان
[illegible] معجزات بینات دکھلا دیے تھے مگر وہ ایمان نہ لائے تو موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی کہ اے پروردگار
[illegible] فرعون نے ملک مین سر اٹھایا ہی اور لوگون پر ظلم و خونریزی کرتا ہی اور عہد توڑا ہی اور ایمان و نیک چال چلنے
[illegible] ظلم مین بڑھے [illegible] تو اسکو عذاب مین گرفتار کر جو میری قوم کے واسطے نصیحت ہو اور آئندہ آنے والون کے لیے عبرت
[illegible] اللہ تعالےٰ نے انپر پے درپے عذاب آمیز آیات بھیجنی شروع فرمائیں چنانچہ فرمایا۔ **فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ**
[illegible] اکثر روایات مین ہی کہ سخت بارش تھی جس سے تمام چیزین ڈوب گئی تھین اور کھیتیان و پھل تلف ہوگئے
[illegible] ضحاک رح کا قول ہی اور دوسری روایت مین ابن عباس سے ہی کہ وہ موت کی کثرت تھی اور یہی عطار رح کا قول ہی اور مجاہد
[illegible] پانی کی کثرت اور موت کی کثرت تھی۔ اور ابن جریر رح نے عائشہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ طوفان موت
[illegible] رواہ ابن مردویہ ایضاً اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اسمین یہ بھی تصریح نہین کہ اسی
طوفان کی موت سے تفسیر فرمائی۔ اور ایک روایت مین ابن عباس و مجاہد سے ہی کہ وہ ایک امر الٰہی تھا۔ بالجملہ اکثر مفسرین نے قول
اول اختیار کیا ہی اور یہی مفسر رح نے ذکر فرمایا ہی۔ اور کیفیت اسکی آئندہ آویگی۔ پس ایک طوفان پانی کا تھا وہ ایک ہفتہ رہا **وَالْجَرَادَ**
اور دوسرا عذاب جراد تھا۔ حافظ ابن کثیر رح نے لکھا کہ وہ جانور معروف ہی یعنے ٹیڑی اور اسکا کھانا جائز ہی جیسا کہ صحیحین کی روایت مین
عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ جہاد کے کئی سفر کیے درحالیکہ ہم ٹیڑیان کھاتے تھے۔ آنحضرت
صلعم نے اسکو خود نہین کھایا کما فی روایۃ ابو داؤد عن سلمان رض اور ابن عساکر رح نے جو رسالہ اس بارہ مین جمع کیا اسمین ابن عباس رض
کی روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم ٹیڑی و گردے اور ضب نہین کھاتے تھے بغیر اسکے کہ ان چیزون کو حرام کرین پس جراد اسوجہ سے
کہ وہ عذاب ہی اور کلیان اسوجہ سے کہ بول سے قریب ہین اور ضب اسوجہ سے کہ فرمایا مجھے خوف ہی کہ وہ مسخ شدہ ہو۔ قال ہذا
حدیث غریب اور اوزاعی رح سے روایت ہی کہ مین جنگل کو گیا تو ناگاہ مجھکو ایک دل ٹیڑیون کا آسمان مین نظر پڑا اور اسمین مین نے دیکھا
کہ ایک شخص ہتھیار باندھے ہوے ایک ٹیڑی پر سوار ہی اور جدھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتا ہی اسی طرف ٹیڑیان جھک جاتی ہین اور
وہ کہتا ہی کہ دنیا سب باطل ہی اور جو کچھ اسمین ہی سب باطل ہی برابر یہی کہتا جاتا ہی۔ رواہ ابن عساکر۔ اور انس و جابر رض سے روایت ہی
کہ آنحضرت صلعم جب ٹیڑیون کے حق مین بددعا کرتے تو یون کہتے اللہم اہلک کبارہ واقتل صغارہ وافسد بیضہ واقطع دابرہ وخذ بافواہہم
عن معایشنا وارزاقنا انک سمیع الدعاء الحدیث رواہ ابن ماجہ وغیرہ۔ پس ایک ہفتہ انپر ٹیڑیون کا عذاب رہا۔ سوم عذاب
وَالْقُمَّلَ مفسر رح نے کہا کہ وہ سوس ہی یعنے گھن یا قراد کی قسم ہی۔ اور حافظ رح نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباس رض سے روایت ہی
[illegible] گیہون مین پیدا ہوتا ہی اور ایک روایت مین ہی کہ وہ دبا ہی اور وہ چھوٹی ٹیڑی ہوتی ہی جسکے پر نہین ہوتے ہین
[illegible] قول ہی اور حسن بصری و سعید بن جبیر سے مروی ہی کہ چھوٹے چھوٹے سیاہ کیڑے ہوتے ہین اور عبد الرحمن
[illegible] روایت ہی کہ وہ [illegible] یعنی پشو۔ اور ابن جریر رح نے سعید بن جبیر رح سے روایت کی کہ جب موسیٰ علیہ السلام
[illegible] بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ روانہ کر اور اسنے نہ مانا تو اللہ تعالےٰ نے انپر طوفان بھیجا اور وہ مینہ کا پانی اس کثرت

Marfat.com

سے تھا کہ انھوں نے غرق ہو جانے کا خوف کیا پس موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اللہ تعالےٰ [illegible]
فرماوے تو ہم آپ پر ایمان لاکر بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ روانہ کر دینگے پس موسیٰ ؑ نے دعا [illegible]
اور نہ بنی اسرائیل کو بھیجا پھر اس سال انکے یہان اسقدر کثرت سے پیداوار ہوئی کہ اس سے پہلے [illegible]
یہی ہم تمنا کرتے تھے پس موسیٰ کا اسمین دخل نہین ہی پس اللہ تعالےٰ نے ٹیڑیان بھیجین جنھون نے تمام [illegible]
لوگون نے یہ حال دیکھا تو موسیٰ ؑ سے دعا چاہی کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ اگر ٹیڑیان جاتی رہین تو ہم ایمان [illegible]
تمھارے ساتھ کر دینگے پس موسیٰ ؑ کی دعا سے ٹیڑیان جاتی رہین مگر ایمان نہ لائے اور بنی اسرائیل کو نہ بھیجا اور غلہ [illegible]
اپنے گھرون مین بھر لی اور کہنے لگے کہ اب ہم فارغ ہین پس اللہ تعالےٰ نے انپر قمل بھیجے اور قمل وہ کیڑے ہین جو [illegible]
اور وہ اناج مین پیدا ہو جاتے ہین پس یہ حال ہو گیا کہ آدمی دس جریب کے گیہون چکی مین ڈالتا مگر اسمین سے تین [illegible]
نہ نکلتا تب پھر موسیٰ علیہ السلام سے خواستگار ہوئے کہ دعا فرماؤ کہ یہ عذاب دور ہو تو ہم ایمان لاکر بنو اسرائیل کو تمھارے [illegible]
پس موسیٰ ؑ نے دعا فرمائی اور یہ عذاب دور ہوا مگر ایمان نہ لائے اور بنو اسرائیل کو ساتھ بھیجنے سے انکار کیا پس فرعون [illegible]
بیٹھے تھے کہ اتنے مین کچھوے کی آواز سنی جو کہ چہارم عذاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی بقولہ۔ وَالضَّفَادِعَ جمع ضفدع یعنی [illegible]
پس فرعون سے کہنے لگے کہ تجھکو و تیری قوم کو اس جانور سے کیا پہونچیگا تو بولا کہ اسی ساحر کا مکر معلوم ہوتا ہی پس یہ حال ہوا کہ آدمی [illegible]
اس حال مین کہ کچھوے اسکے ٹھوڑی تک ہین پس اسنے بولنا چاہا کہ کچھوا اسکے منھ مین پہونچا پس موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی کہ دعا
کرو کہ اگر یہ عذاب دور ہو تو ہم ضرور ایمان لاکر بنی اسرائیل کو تمھارے ساتھ کر دینگے مگر پھر ایمان نہ لائے تب پانچوان عذاب نازل
ہوا جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَالدَّمَ یعنی خون۔ پس یہ حال ہوا کہ کنوؤن اور نہرون سے پانی بھرتے وہ خون تھا اور جو [illegible]
برتنون مین تھا وہ سب خون تھا پس فرعون سے شکایت کی کہ ہم خون کی مصیبت مین پھنسے ہین اور ہمارے پینے کو کچھ نہین [illegible]
وہ بولا کہ موسیٰ نے تمپر جادو کیا ہی تب ان احمقون نے جواب دیا کہ اسنے جادو کہان سے کیا ہی ہم تو اپنے کسی برتن مین [illegible]
مگر خون ہی خون پھر سبھون نے آکر موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ یہ خون ہم سے دور ہو تو ہم [illegible]
لاکر بنو اسرائیل کو تمھارے ساتھ کر دینگے پس حضرت موسیٰ ؑ نے دعا کی مگر وہ لوگ ایمان نہ لائے اور نہ بھیجا۔ قال الحافظ [illegible]
مانند حضرت ابن عباس و سدی و قتادہ و بہت سے علمائے سلف سے مروی ہی۔ اور حافظ رحمہ اللہ و امام البغوی وغیرہ نے [illegible]
علماء سلف سے اسی کے مانند تھوڑے تھوڑے اختلاف سے روایات نقل کی ہین اور ہر آیت [illegible]
خبیث ظالم تبہ کار کا ہلاک منظور تھا ایک ایسی صورت ظاہر کر دی جس سے وہ لوگ سمجھے کہ اس بات [illegible]
بارش و طوفان پانی کے جب دعائے موسیٰ علیہ السلام سے کھلا و ہوا چلکر خشک ہوا تو نہایت [illegible]
پانی کچھ طوفان نہ تھا بلکہ ہمارے حق مین نہایت بہتری تھی۔ اور ان آثار مین مذکور ہی کہ ہر عذاب انپر ایک [illegible]
کرکے دوسرا عذاب آیا۔ اور ضفادع کی نسبت لکھا ہی کہ گھر و کھانا و پانی بھر گیا اور آٹے [illegible]
تنور مین گر پڑتے آگ بجھا دیتے کھانے کے وقت نوالہ سے پہلے اسکے منھ مین گھس جاتے [illegible]
جانورون نے حکم الٰہی کی تعمیل مین اپنی جانون [illegible]

[illegible] اور خون کے عذاب مین سخت عاجز ہوئے حتیٰ کہ درخت سے جو نچوڑتے وہ خون ہوجاتا تھا اور ایک [illegible]
[illegible] اللہ [illegible] بخاری رحمہ اللہ نے ان آثار سے جو ثابت ہوا اسکو عمدہ طور سے تلخیص فرمایا ہی لہذا مین اسی کے
[illegible] تلاوت ہے۔ قال رحمہ اللہ قمل سے بعض نے کہا کہ قراد بالضم یعنی کنہ مراد ہین اور بعض نے کہا کہ ٹیڑیون کے بچے
[illegible] انکے پر نہیں [illegible] اور ضفادع ودم۔ معروف ہین اور مروی ہی کہ انپر آٹھ روز تک گھٹا ٹوپ اندھیرا رہا اور پانی برستا رہا
[illegible] اس سخت اندھیرے مین کوئی اپنے گھر سے باہر نہین نکل سکتا تھا اور پانی کی یہ کثرت ہوئی کہ انکے گھرون کے اندر بھر گیا حتیٰ کہ
[illegible] کھڑے رہے اور پانی انکی گردن تک چڑھا تھا اور بنی اسرائیل کے گھر انکے گھرون سے ملے ہوئے مانند جال کے خانون کے تھے
[illegible] قدرت الٰہی ہی کہ بنی اسرائیل مین سے کسی کے گھر مین ایک قطرہ پانی کا داخل نہین ہوا اور قبطیون پر یہ نوبت تھی اور قبطیون
[illegible] کھیتی و باغون مین بہیا آگئی تمام دلدل ہوگئی کوئی کام اسمین نہین ہوسکتا تھا اور ایک ہفتہ برابر یہی کیفیت تھی تب موسیٰ سے
[illegible] کہا آپ دعا کرین کہ آپ کا پروردگار ہم سے اسکو دور کرے تو ہم آپ پر ایمان لاکر بنو اسرائیل کو آپ کے ساتھ کر دینگے پس دعا کی
تو وہ دور ہوا اور ہوا بھیجی گئی جسنے تمام پانی خشک کیا اور قبطیون کی زمینون و باغون مین اناج و میوہ و گھاس اس کثرت سے
پیدا ہوئی کہ اسکے مثل پہلے کبھی نہ دیکھی تھی مگر وہ لوگ ایمان نہ لائے پس اللہ تعالےٰ نے انپر ٹیڑی بھیجی جسنے انکی کھیتیون و پھلون کو
کھالیا پھر دروازے و چھتین و کپڑے چاٹنے شروع کر دیے پس گھبرا کر آخر موسیٰ علیہ السلام سے رجوع لائے پس جنگل کو جاکر موسیٰ نے
مشرق و مغرب کی جانب اشارہ کیا تو جہان سے آئی تھی وہین چلی گئین اور یہ فعل دعا کے بعد تھا اور بنی اسرائیل کے گھر بار اس
عذاب سے بھی محفوظ تھے پھر قبطی ایمان نہ لائے تو اللہ تعالےٰ نے انپر قمل کو مسلط کیا تو ٹیڑیون نے جو کچھ چھوڑا تھا وہ قمل کھانے
لگے اور انکے کھانون مین گرتے اور کپڑون مین گھستے اور بدن مین چپکر انکے خون چوستے آخر سونا بیٹھنا حرام کر دیا ناچار موسیٰ سے
رجوع لائے اور وہ رفع ہوا تو کہنے لگے کہ ہمکو تحقیق ہوا کہ ضرور یہ شخص بڑا جادوگر ہی کہ ایک ریگ کے ٹیلہ مین عصا مار کر اسقدر جوئین پیدا
کر دین۔ پھر اللہ تعالےٰ نے انپر ضفادع بھیجے کہ کوئی برتن و کھانا و کپڑا نہین کھولتے مگر اسمین کچھوا نظر آتا اور گھر و بستر انکے اس سے
بھرے ہوئے تھے اور پکتی ہانڈی مین کود پڑتے اور جلتے تنور مین گھس جاتے اور بات کرتے مین انکے منھون مین اُچکتے ان لوگون
کی زندگی حرام کر دی آخر گھبرا کر حضرت موسیٰؑ سے زاری کی پس انسے عہد و پیمان لیکر دعا کی اور اللہ تعالےٰ نے اسکو دفع کیا پھر قبطیون
[illegible] تو اللہ تعالےٰ نے انپر خون روان کر دیا پس انکے سب پانی خون ہوگئے اور فرعون [illegible] ایک برتن مین اسرائیلی
[illegible] کو جمع کیا پس اسرائیلی کے ہاتھ مین طعام آتا اور قبطی کے ہاتھ مین خون ہوجاتا حتیٰ کہ اسرائیلی کی کلی اپنے منھ مین لیتا وہ قبطی کے
[illegible] ہوجاتی اور ہر جگہ نہایت سرخ تازہ خون نظر آتا تھا یہ نہایت کھلی ہوئی آیات تھین چنانچہ فرمایا۔ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ
[illegible] اسکو بنا بڑا لکھا ہی یعنی ہمنے قبطیون پر طوفان و جراد و قمل و ضفادع و خون کو بھیجا در حالیکہ یہ آیات مفصلات ہین کسی عاقل
[illegible] کو شبہ نہ تھا کہ یہ آیات الٰہی ہین اور سان لوگون پر عذاب ہین یا مفصل کے معنی منفصل ہین یعنے جدا جدا کر کے بھیجین
[illegible] اوائل کا امتحان ہوجاوے ہر ایک آیت انمین سے ایک ہفتہ رہی اور ہر دو آیت کے بیچ مین ایک مہینہ کا وقفہ دیا گیا تھا اور
[illegible] علیہ السلام بعد فرعون کے مغلوب ہونے کے انمین بیس سال تک رہے اور مہلت کے ساتھ انمین یہ آیات دکھلاتے
[illegible] مگر قبطیون نے ان آیات پر ایمان لانے سے سرکشی کی اور ایمان نہ لائے وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ

Marfat.com

کہ ان لوگوں کا حال معلوم تھا اور یہ قوم مجرم تھی۔ سراج مین کہا کہ اگر پوچھا جاوے کہ اللہ تعالے نے ... آیات پے در پے بھیجنے مین کیا حکمت تھی جواب دیا جاوے کہ او تعالے عزوجل فعال مختار ہو وہ جو چاہتا ہے سوال کو گنجائش نہین ہو لایسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ اور۔ یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید جو چاہتا ہو کرتا ہو دیتا ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ سوال مذکور کی دو راہ ہین۔ اوّل آنکہ اصل حکمت اسمین کیا ہو تو اسکا جواب یہی ہو کہ ... وسعت سے باہر ہو وہ بڑا سخت جاہل اور بیوقوف ہو جو اسکا ارادہ کرے کہ مین حکمت الٰہی دریافت کر لون ... شاید اسی شخص کی سمجھ مین نہ آوے جو ازلی مردود اور مثل شیطان کے مطرود ہو کیونکہ شیطان نے ... اور ملعون ہوا۔ اور دوم آنکہ اشارات سے بطور فوائد کے کیا بات ظاہر ہوتی ہو تو لبا اوقات سوائے ... ہو جاتا ہو پس اس مقام پر واضح ہو کہ اوّل آنکہ بنو اسرائیل پر اسنے سخت مشقت ڈالی تھی اور اللہ تعالے نے ... بلاؤن مین مبتلا کیا۔ دوم صفدع جانور مطیع وفرمانبردار ہو کر مستحق انعام ہوا۔ سوم دعائے موسیٰ کا اثر ظاہر ہو کر ... کو سفت اس درجہ تکمیل یقین کا باعث ہوا۔ چہارم قیامت مین لوگ پسینے مین بقدر اپنے اعمال کے غرق ہونگے جیسے ... اسرائیل کے گھر بالکل صاف رہے اور قبطی گلے تک ڈوبے کھڑے تھے۔ پنجم ہر جانور مسخر ومطیع حکم الٰہی ہو ... مین اسباب پر مربوط معلوم ہوتی ہو وہ بالکل وہم وخیال ہو ہر ایک بتاثیر الٰہی ہو حتی کہ ہر افسردہ ... اختلاط طعام کے باوجود قبطی کو خون تھا اور اسرائیلی کو مزہ کا کھانا تھا۔ ہشتم ایجاد الٰہی فی الحال سے زیادہ سریع ہو ... نہم افعال وصنائع الٰہی ایسے حال سے ہین کہ ہر ایک مین اگر شیطانی نظر سے غور کرتے لگا تو گمراہ ہو ... ہر آیت مفصل مین یون ہی غور کیا۔ دہم پیداوار موقوف باسباب نہین بلکہ ببرکت وخلق الٰہی ہو کہ ... سے پیدا ہوا۔ یازدہم ٹیڑی اور کچھوا ان جانورون سے ہو جنسے عذاب کیا گیا اگرچہ وہ فی نفسہ مطیع و... حق مین بددعا آئی ہو وہ محمول ہو کہ او تعالے انسے عذاب نہ فرماوے۔ دوازدہم آنکہ عہد توڑنا زیادہ موجب ہلاکت ... وفیہا من اللطائف مالا یحتملہا البیان واللہ تعالے ہو الہادی الی سبیل الرشاد۔ پھر اللہ تعالے نے اس قوم پر ...

حجت پوری فرماکر ہلاکت کا حال فرمایا۔

اور جس بار پڑا اُنپر عذاب بولے اے موسے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يٰمُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ...

كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ ...

اُٹھایا ہم سے یہ عذاب تو بے شک تجھکو مانینگے اور رخصت کرینگے تیرے ساتھ ...

كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ ...

جبنے اُٹھالیا اُنسے عذاب ایک وعدے تک کہ اُنکو وہ پہونچنا تھا تبھی وہ لوگ ...

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ اور جب واقع ہوا انپر رجز یعنے جب نازل ہوا انپر عذاب ...

نے طوفان ومابعد کو ذکر فرمایا ہو اور سعید بن جبیر رح نے کہا کہ رجز وہ عذاب طاعون ہو یعنے ...

آیات مذکورہ کے بعد یہ چھٹا عذاب ہے اور سعید رحمہ نے کہا کہ قبطیوں پر طاعون واقع ہوا حتی کہ ایک روز میں ستر ہزار آدمی ہلاک
ہوئے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رجز طاعون ہے جسکو اللہ تعالے نے ایک قوم بنی اسرائیل پر اور جو تم سے پہلے
تھے ان پر بھیجا تھا پھر جب تم کسی زمین میں اسکو سنو تو وہاں مت جاؤ اور اگر ایسی زمین میں واقع ہو جہاں تم موجود ہو تو بھاگنے
کی نیت سے وہاں سے مت نکلو رواہ الشیخان۔ رازی رحمہ نے کبیر میں کہا کہ رجز سے مراد عذابہائے مذکورہ یعنی آیات مفصلات
ہونا اولی ہے کیونکہ لفظ رجز محلی باللام ہے پس معہود سابق کی طرف منصرف ہوگا اور یہاں معہود سابق وہی پانچوں انواع مذکورہ ہیں
اور ان کے سوائے چھٹا مراد لینا تو اسمیں احتمال ہے کہ شاید چھٹا مراد ہو پس جو معلوم ہے اسپر محمول کرنا بنسبت محتمل کے اولی ہے۔ حاصل
آنکہ جب قبطیوں پر کوئی عذاب منجملہ مذکورہ بالا کے واقع و نازل ہوا تو۔ قَالُوا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا
عَهِدَ عِنْدَكَ کہنے لگے کہ اے موسی دعا کر ہمارے لیے اپنے پروردگار سے ساتھ اس چیز کے جو تیرے پاس تیرے پروردگار
نے عہد کیا ہے یعنے یہ کہ اگر ہم لوگ ایمان لاویں تو عذاب دور کیا جائیگا۔ کذا قال المفسر رحمہ اور سراج وغیرہ میں کہا کہ عہد سے عہد
نبوت و رسالت مراد ہے اور عہد اسکو اسواسطے کہا کہ اللہ تعالے نے عہد فرمایا ہے کہ اپنے پیغمبر کو مکرم فرماوے یا ان لوگوں کی یہ مراد
تھی کہ ایسی چیز کے ساتھ دعا کرو جو تمھارے پاس معہود رکھی ہے کہ اگر اس سے دعا کریگا تو قبول ہوگی۔ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا
الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ جملہ قسمیہ ہے یعنے قسم ہے کہ اگر تو دور کر دیگا ہم سے رجز کو تو ضرور ہم تجھپر ایمان لاوینگے وَلَنُرْسِلَنَّ
مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور ضرور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجدینگے یعنی تو انکو ملک شام وغیرہ جہاں چاہے لیجاوے
فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ پھر جب بدعاء موسی علیہ السلام ہم نے ان لوگوں سے عذاب کو دور
کیا ایک ایسی مدت تک کہ وہ اس تک پہونچنے والے ہیں۔ یعنی زمانہ کی ایک حد تک کے لیے جسکو وہ خواہ مخواہ پہونچکر عذاب
ہلاک میں گرفتار ہونے والے ہیں اس عذاب کو دور کر دیا۔ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ تو ناگاہ یعنی بلا توقف و تامل کے اسیوقت
لگے عہد توڑنے۔ اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ پھر جب ہم نے انسے عذاب دور کر دیا ایک مدت تک جو انھوں نے اپنے
ایمان لانے کے واسطے مقرر کی ہے تو عہد توڑنے لگے اور اس مدت پر ایمان نہ لائے۔ اسی واسطے فرمایا بقولہ۔
فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝
پھر ہم نے بدلا لیا اُنسے سو ڈبا دیا اُنکو گہرے پانی میں اس سبب سے کہ جھٹلائیں ہماری باتیں اور کر رہے اُنسے تغافل
وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ
اور وارث کر دیے ہم نے جو لوگ کہ کمزور ہو رہے تھے اس زمین کی مشرق کے اور
مَغَارِبَهَا الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۥ
مغرب کے جس میں برکت رکھی ہے ہم نے اور پورا ہوا نیکی کا وعدہ تیرے رب کا بنی اسرائیل پر اس بات پر
بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝ ربع
کہ صبر کیا اور خراب کیا ہم نے جو بنایا تھا فرعون اور اُسکی قوم نے اور جو انگور چڑھاتے تھے چھتریوں پر
فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پھر انتقام لیا ہم نے اس قوم سے یعنی انتقام لینے اور انکے کردار کی سزا کو پہونچانے کا ہم نے ارادہ

Marfat.com

کیا۔ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْبَحْرِ پس غرق کر دیا ہم نے انکو یم مین۔ مفسر رح نے کہا کہ وہ شور پانی
کے ہین۔ ازہری رح نے کہا کہ یم کا لفظ شور پانی اور شیرین پانی دونون پر اطلاق ہوتا ہی چنانچہ حضرت
کہ موسی کو دریا مین ڈالدے تو فرمایا۔ فاقذفیه فی الیم۔ ڈالدے اسکو یم مین حالانکہ دریاے نیل مین
اسکا پانی شیرین ہی۔ کذافی السراج۔ بیضاوی رح نے کہا کہ قوله فی الیم۔ یعنی ایسے سمندر مین جسکی تھاہ نہین
کہا کہ لجة البحر۔ مراد ہی۔ بہرحال اب کلام اسمین ہی کہ یہ کون سمندر تھا پس شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ وہ
موسی علیه السلام کے واسطے جدا کیا گیا تھا اور حضرت موسی وبنی اسرائیل اس سے پار ہوگئے تھے۔ اس بیان سے
ہوا اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ قال الازہری الیم معروف لغة سریانیة عربتها العرب ویقع علے البحر الملح
نیل مصر وهو عذب انتهی کلامه۔ اور یہ مؤلف مذکور کا سہو ہی اسنے سراج کی عبارت تلخیص کرنے مین یہ دھوکا کھایا
وغیرہ نے یہ نہین کہا کہ نیل مصر مراد ہی بلکہ قوله فاقذفیه فی الیم۔ مین اسنے کہا کہ اس یم سے دریاے نیل مراد ہی جو شیرین ہی
کا اطلاق دریاے شیرین پر بھی ہوتا ہی اور یہ مطلب نہین ہی کہ اس مقام پر یم سے دریاے نیل مراد ہی اور
تفسیر اس مقام پر بلا تحقیق لکھ گئے ہین کہ مراد نیل مصر ہی اور محققین نے کہا کہ وہ بحر قلزم کا ایک کنارا ہی جو اس زمانہ مین
سویز سے بحیرہ روم سے مل گیا ہی اور خطیب رحمه الله نے ابتداے سورۂ بقرہ مین اسپر تنصیص کردی ہی جیسا کہ
حاصل یہ ہوا کہ قوله فاغرقناهم فی الیم۔ یعنی ہم نے انکو سمندر مین غرق کیا۔ وہ بحر قلزم ہی۔ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
با سببیه ہی یعنے بسبب اسکے کہ ان لوگون نے جھٹلایا ہماری آیات کو۔ وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ اور تھے ان آیات سے
غفلت رکھنے والے۔ یعنی ان آیات مین تدبر اور فکر نہین کرتے تھے اور بعض نے کہا کہ عنها کی ضمیر نقمة کی طرف راجع
سے مفہوم ہی مگر قول اول صحیح ہی۔ اگر کہا جاوے کہ غفلت تو فعل انسان نہین اور اسکے اختیار سے حاصل نہین ہوتا پس غفلت
پر وعید کیونکر وارد ہوئی۔ جواب دیا گیا کہ غفلت سے یہان اعراض کرنا مراد ہی اور آیات کی طرف التفات ذکرنا اور اسمین فکر
نکرنا حتی کہ مانند غافلون کے ہوگئے گویا آیات سے غافل تھے پس یہ مبالغہ ہی انکے اعراض اور بے پروائی کرنے مین۔ اگر کہا
جاوے کہ جھٹلانے وغفلت کرنے کے ساتھ ان لوگون نے اور بہت سے افعال ذمیمه وظلم وجور
ہی پھر انتقام انھین تکذیب وغفلت دو باتون سے کیونکر ہوا تو جواب دیا گیا کہ دو باتون کے ذکر کرنے سے
نکلتی ہی پس بڑی بڑی دو باتین ذکر فرمائی گئی ہین۔ امام رازی رحمه الله نے کہا کہ اس آیت مین
مین نظر کرنا واجب ہی اسی واسطے قوم قبط پر مذمت وارد ہوئی کہ وہ لوگ ان آیات سے غافل تھے
کہ محض تقلید کرنا مذموم ہی کذا فی السراج پھر جب الله تعالے نے قوم نابنجار کا غرق بیان فرمایا
فرمایا کہ ہم نے انکو روے زمین کا وارث کیا بقوله۔ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ
کیا ہم نے اس قوم کو جو مستضعف بنائی جاتی تھی یعنے ضعیف خوار بنائے جاتے تھے
غلامی مین پکڑکر ذلیل وسخت محنت کے کام لیتے تھے اور وہ بنی اسرائیل ہین انکو وارث فرمایا
وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا مشارق ومغارب اس زمین کو جسمین ہم نے برکت دی ہی

Marfat.com

اپنی برکت سے سرسبز کیا ہی اور وہ ملک شام ہی جسکی تعریف احادیث صحیحہ مین بھی آئی ہی اور اسپر ستر ہزار فرشتے
ابن اور حسن رح و قتادہ رح سے ارض مذکورہ کی یہی تفسیر مروی ہی اور مشارق و مغارب بصیغہ جمع سے مراد یہ کہ
ملک شام کا وارث کیا اور بیضاوی رح نے کہا کہ فراعنہ و عمالقہ کے بعد بنو اسرائیل ملک شام کے وارث ہوئے زمین
ان الخطیب وہ دریاے فرات سے بحر سرف تک ہی جہان سے موسیٰ علیہ السلام و بنو اسرائیل نے عبور کیا تھا اور فرعون مع
لشکر اسمین ڈوب گیا تھا اور یہی بقاعی رح نے تفسیر سورہ مائدہ مین توریت سے نقل کیا ہی اور بعض نے کہا کہ تمام روی زمین مراد
ہی کیونکہ بنی اسرائیل مین سے داؤد و سلیمان ہوے جو اسطرح زمین کے مالک ہوے و قال المترجم اور یہ صحیح نہین کیونکہ قولہ
التی بارکنا صفۃ الارض ہی پس خاص اس صفت کی زمین ہوئی نہ تمام زمین اور نیز حضرت داؤد و سلیمان تمام زمین کے بالکلیہ بادشاہ
نہین ہوے ہان بادشاہت جن و انسان پر ایک خاص طور سے تھی جو اور کسی کو نصیب نہین ہوئی اور قولہ تعالے غدوہا شہر
ورواحہا شہر کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالے بیان ہوگا۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيٓ
اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوا تمت الکلمۃ یعنی پورا و مستمر ہوا جیسے عرب بولتے ہین تم علیہم الامر۔ یہ انپر تمام ہوا یعنی پورا جاری و ثابت ہوا
اور مراد کلمہ سے وہ قولہ و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلہم ائمۃ و نجعلہم الوارثین الآیہ ہی اور یہی مجاہد رح نے
فرمایا اور اسکو ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی یا قولہ عسی ربکم ان یہلک عدوکم و یستخلفکم فی الارض الآیہ مراد ہی اور دونون کی مراد
ایک ہی ہی لیکن ثانی اقرب ہی مگر آنکہ اول کا نزول پہلے ہوا ہو۔ حسنی تانیث احسن ہی اور یہ کلمہ کی صفت واقع ہی اور بنی اسرائیل
پر اس کلمہ حسنی کے تمام ہونے سے مراد بطریق مجاز آنکہ جو وعدہ انکو دیا گیا تھا کہ تمھارے دشمن کو ہلاک کرکے تمکو زمین مین خلیفہ
کیا جائیگا وہ وعدہ پورا کیا گیا اور انجاز وعدہ کو مجازاً تمام الکلام اس لیے کہتے ہین کہ وہ وعدہ گویا معلق لٹکا رہتا ہی پھر جب وہ
چیز جسکا وعدہ ہی حاصل ہوگئی تو وعدہ تمام ہوگیا اور کلمہ کے تاء کو یہان رسم الخط مین کشیدہ لکھتے ہین اور بما صبروا کی باء سببیہ ہی
اور مترجم کے نزدیک اولی یہ ہی کہ باء مقابلہ و عوض ہو یعنی بمقابلہ انکے صبر کے اور اللہ تعالے کے حکم پر ثابت رہنے کے۔ اور یہ
مالک کرنا اللہ تعالے کی رحمت و مشیت ہی کما قال ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ۔ اور یہ کوئی بزرگی کمالی نہین الا آنکہ
اس سے عاقبت کا تقوی حاصل ہو اور اسمین آمادگی ہی کہ صبر و ثابت قدمی کرنے اور نفس سے مخالفت کرنے مین بڑا درجہ ملتا ہی۔ المعنی
اور تیرے رب کا کلمہ نیک بھی بنی اسرائیل پورا ہوا بمقابلہ ان لوگون کے صبر کے جو انھون نے دین پر ثابت قدمی کرنے اور فرعونیون
کے قتل و اذیت مین اٹھایا تھا۔ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ
تدمیر یعنی ڈھا دینا اور ہلاک کر دینا اور ما یصنع سے مراد عمارت و مکانات۔ ما یعرشون بمعنی ما یبنون اسے ما یرفعون۔ جو عمارتین بلند
کرتے تھے کذا روی عن ابن عباس و مجاہد۔ اور حسن رح نے کہا کہ جو باغ انگور وغیرہ عرش پر چڑھاتے تھے ومنہ قولہ وہو الذی انشأ
جنت معروشات الآیۃ اور اولی یہ ہی کہ ہلاک کرنا و ڈھا دینا بطور عموم مجاز کے ہو جیسے بولتے ہین کہ فلان کا غرور ڈھایا اور یہ مجاز
معنوی ہی پس جنھے عموم مجاز کو اختیار کیا اسکے نزدیک فرعون و اسکی قوم کی وہ سب چیزین جو ناپسند تھین اور تکبر کی تحقیق
تھین - المعنی اور ڈھا دیا ہم نے وہ کہ جسکو فرعون بناتا تھا اور اسکی قوم اور وہ جو وے بلند کرتے تھے۔ الحاصل
سرکش کافر ظالم کا یہ انجام ہوا اور نیز اسرائیل مطیع ایماندار مظلوم صابرون کو یہ عوض ملا کہ بجاے ان لوگون کے

حاکم ہوے ف۔۔۔ فی العرائس قولہ تعالے ولما وقع علیہم الرجز الآیۃ۔ اللہ تعالے نے [illegible]
اسمین وہ بھی داخل ہین جنھون نے واضح آیات وظاہر معجزات اور روشن کرامات دیکھکر [illegible]
بعد جان بوجھکر انکار کیا حالانکہ رسالت ونبوت وولایت کو سچا جان لیا تھا۔ پس فرعونیان کا [illegible]
تو نبی اللہ موسی علیہ السلام سے التجا کی حالانکہ پہلے جفاکر چکے تھے مگر اس التجا و [illegible]
مین انکے حق مین شقاوت جاری ہوچکی تھی پس تیر نبوت انکی نجات مین بسبب انجام کار [illegible]
کے حق مین رعونت اور بے ادبی سے جفا کرتے ہین پس عوام سے انکی استعانت کچھ مفید نہوگی [illegible]
سلامت مین اسرار اولیاء کی رعایت نہین رکھتے انکو مصیبت کے وقتون مین اولیاء کی طرف التجا [illegible]
کہ فرعونیون کو نزول عذاب کے وقت التجا کرنا کچھ مفید نہوا جبکہ انھون نے موسی سے مخالفت [illegible]
نے فرمایا بقولہ فانتقمنا منہم فاغرقناہم فی الیم الآیۃ۔ یعنی عذاب ونقمت الٰہی مین گرفتار ہوکر غرق ہو [illegible]
الحسنی الآیۃ۔ موارد حکمت مین آیت کے معنی سے اشارہ لیا جاتا ہی کہ کلمہ صفت ازلی ہی اور یہ یون ہی [illegible]
علم مین یاد فرمایا کہ عبادت خالصہ کی انکو توفیق ہوگی اور معرض امتحان مین مقبول ہونگے اور بلاء ومحنت مین [illegible]
عطاء ورحمت ہی کیونکہ وقوع فعل وجزاء اور صبر ورضاء کی انکے حق مین او تعالے سے یہ نعمت انکو مل چکی تھی پس [illegible]
پہلے محض انعام وفضل سے انپر پوری ہوچکی تھی پس توفیق طاعت وعطاء معرفت سے یہ کلمہ پورا ہوگیا اور عنایت الٰہی [illegible]
صبر واحتمال ظلم پر معلق نہ تھی بلکہ کلمۃ الحسنی کی میراث مین سے یہ بات ہی کہ ان لوگون سے ایسے افعال صادر ہوئے [illegible]
کبھی صبر نہ کرتے۔ تو نہین دیکھتا کہ حق تعالے نے فرمایا۔ وما صبرک الا باللہ۔ پس تمت کلمۃ ربک الحسنی [illegible]
اکتساب کے ان لوگون پر عنایت ازلی پوری ہوگئی اور او تعالے کی صفات ازلی کسی علت حدوث کی [illegible]
اللہ تعالے کے برگزیدہ کرنے مین کچھ دخل نہین ہی۔ قال الجنید رحمہ اللہ طالبوا تمام الکلمۃ لوجود [illegible]
التثبت بحبائل الوفاء عند من ابلاہم لیتم علیہم کلمۃ الحسنی بجمیل الثناء علی الصبر الذی ضمن لہم اتمامہا بالوفاء [illegible]
فرمایا کہ صبر پر مواظبت کرنے سے انھون نے تمام نعمت کو طلب کیا اور شعور حاصل پایا کہ جس وعدہ کے [illegible]
وہ اسوقت تمام ہوگا جب کہ شرائط صبر کو بجالاوین ان بلاؤن مین جو انپر لازم ہوئی ہین اسی [illegible]
انپر انکے بلاء مین صبر کرنے سے تمام ہوا اور انکو میراث ملک دنیا وعقبی عطا ہوئی۔ انتہی ما فی العرائس [illegible]
نے فرعونیون کی تکذیب وبد انجام کو بیان فرماکر بنی اسرائیل کے اخبار بیان فرمائے کہ انھون نے [illegible]
نعمت کے کیا کیا باتین احداث کین اور کیونکر تادیباً سزا پائی۔ فقال تعالے [illegible]

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلٰٓى أَصْنَامٍ

اور پار اتارا ہمنے بنی اسرائیل کو دریا سے تو پہنچے ایک قوم پر کہ

لَّهُمْ ۚ قَالُوا يٰمُوسَى اجْعَل لَّنَآ إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ

بولے اے موسی بنا دے ہم کو بھی ایک بت جیسے انکے بت ہین

إِنَّ هٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○
یہ لوگ […] تباہ ہونا ہے جس کام میں لگے ہیں اور غلط ہے جو کر رہے ہیں

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ اور تجاوز کرا دیا ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے - یعنی فرعون مع قوم کو ڈبانے سے
ہمنے […] حد سے پار اتار دیا جیسا کہ پارہ اول میں بیان ہو چکا اور یہاں عطف قصہ اتمام کلمہ حسنیٰ کا بنی اسرائیل پر
[…] عاشوراء کے روز تجاوز فرمایا تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے اس روز شکر کا روزہ رکھا تھا - حضرت محمد صلعم نے رمضان
[…] کا روزہ رکھا اور حکم دیا ہے بلکہ کہا گیا کہ واجب تھا و ثبت بما اخرجہ البخاری و ہو حسن ثلاثیاتہ - خطیب رح نے کہا کہ بنی اسرائیل
[…] ہوا اور اسمین قید تھی کہ فینظر کیف تعملون - یعنی تمکو خلیفہ کرکے دیکھے کہ کیسے عمل کرتے ہو - مگر بنی اسرائیل نے پہلے ہی سے
[…] چھوڑنی شروع کی چنانچہ ذکر فرمایا - فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَّهُمْ ای فمروا علی قوم
مقیمین علی عبادۃ اصنام لہم - پس گذرے ایک ایسی قوم پر جو اپنے بتوں کی عبادت پر مقیم تھے - ابن جریج نے کہا کہ گائے کی صورت
کے بت بنے ہوئے تھے اور یہیں سے بنی اسرائیل کے دلوں میں ان بتوں کی صورت جمی تھی حتیٰ کہ جب سامری نے گوسالہ بنایا تو
اسکے معتقد ہو گئے - بعض نے کہا کہ یہ قوم جسکا بیان ہے قوم لخم سے تھے اور سمندر کنارے بستے تھے اور بعض مفسرین نے کہا کہ کنعانی
لوگ تھے جن پر جہاد کرنے کا موسیٰ ؑ کو حکم تھا - قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَل لَّنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ بنو اسرائیل بولے کہ
اے موسیٰ ؑ ہمارے واسطے الہ بنا دے جیسے ان لوگوں کے آلہہ ہیں - بنو اسرائیل سے بعضے مراد ہیں سب نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ ؑ
کے ساتھ وہ معزز آدمی بھی تھے جنکو مناجات کو جانے کے وقت چھانٹا گیا اور ایسے صالحین بھی تھے کہ انکی شان بالیقین ایسے سوال کی
نہیں تھی - اور لفظ یا موسیٰ - سے خطاب کرنے میں انکی جفاء و سخت دلی کا اظہار ہے مگر بت بنا دینے کی درخواست کے مقابلہ میں اسکا
کیا ذکر کہ اللہ تعالےٰ کی وحدانیت پر دلیلیں و آیات معجزات و فرعونیوں پر متواتر طوفان وغیرہ کے نشانات دیکھ لیتے اور فرعون کے
معہ لشکر غرق ہونے کو جان لینے کے باوجود انتہا درجہ کے جہالت سے یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے غیر کی عبادت بھی جائز ہے
جسکا ذکر کیا جاوے اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام کا جواب نقل فرمایا کہ - قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ موسیٰ علیہ السلام نے
ان لوگوں کو جواب دیا کہ تم ایسی قوم ہو کہ جہالت کرتے ہو - یعنی نئی نئی جہالت نکالتے ہو - اور تجہلون کا مفعول محذوف ہے یعنی
[…] ہوئی اسکے مقابلہ میں جہالت سے غیر خدا کی عبادت مانگی - مفسرین نے لکھا کہ مفعول محذوف کرنے میں جہل مطلق کی
[…] جہالت کے واسطے کوئی بات خاص نہیں فرمائی - اور جملہ بحرف ان جو واسطے تحقیق کے ہے یہ انکی جہالت کی تاکید ہے
کہ بعد معائنہ و مشاہدہ ان آیات کثیرہ کے جو گذر چکی تھیں پھر ایسا سوال کرنا سخت بعید تھا اور بہت شنیع تھا - فی السراج ایمین
حضرت محمد صلعم […] کی قوم یہود سے جو جاہلانہ قابل تعجب باتیں معائنہ کرتے تھے انکو انکے باپ دادوں پر قیاس کرنا چاہیے
قال المترجم شاید خطیب رح کا مقصود یہ ہے کہ بعد نزول ان آیات کے مدینہ میں یہ آیتیں یہود کا حال دیکھنے کے وقت تسلی
[…] ہوں کی معرفت فافہم - پھر حضرت موسیٰ ؑ کی نصیحت بیان فرمائی کہ جہاں بنی اسرائیل کو سمجھایا إِنَّ هٰؤُلَاءِ
مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ یعنی ہلاک اور شکستہ برتن ہو گیا ہے - ان حرف تحقیق داخل ہے جملہ اسمیہ پر اور ہولاء مبتدا اور متبر اسم
[…] جسمیں وہ پڑے ہیں - یہ جملہ خبر مبتدا ہے - حاصل ترجمہ یہ ہوا کہ البتہ یہ لوگ اس حال میں پڑے ہیں کہ جس چیز میں

وہ گھسے ہوے ہین وہ متبر ہی - فی البیضاوی رح یعنی اللہ تعالےٰ ڈھا دیگا انکے اس دین کو جسپر [illegible]
ریزہ کر دیگا - وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور باطل و مضمحل ہی جو یہ لوگ عمل کرتے ہین کہ ان [illegible]
اس سے انکی مراد یہی ہو کہ اللہ تعالےٰ سے تقرب حاصل کرین کیونکہ اللہ تعالےٰ کے سواے غیر [illegible]
اپنے قلب سے معرفت آلٰہی کو زائل کر دیا حالانکہ عبادت سے مقصود یہی تھا کہ معرفت حاصل ہو [illegible]
وہی تیرا معبود ہی لہذا سواے حضرت باری تعالےٰ کے کسی تصور کو اسطرح رکھنا روا نہین ہی اور [illegible]
کلام کو نہایت سخت تاکیدات سے بیان فرمایا - فی البیضاوی - اس کلام مین بنی اسرائیل کو اس چیز [illegible]
نفرت دلانے اور تحذیر کرنے کے واسطے یہ تمام مبالغہ کیا کہ ہؤلاء اسم اشارہ کو اِنَّ کا اسم کیا اور جسمین وہ [illegible]
اور انکے افعال کے باطل ہونے کی خبر دی اور دونون جملہ جو اِنَّ کی خبر واقع ہین انہین خبر کو مقدم فرمایا لیے اہم [illegible]
اور باطل ما کانو یعملون - مین بھی ایسا ہی ہی پس تنبیہ ہی کہ اس حال کو ہلاکت ضرور لاحق ہی اور انکے اعمال کو سواے [illegible]
نہین ہی - تمام کلام کا حاصل یہ ہی جو شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ بنو اسرائیل کے جاہلون نے واقعہ فرعون و قبط مین [illegible]
دیکھنے کے بعد سمندر سے اُتر کر نجات پا کر جہالت سے ایک قوم کو بت پوجتے دیکھکر موسی علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے [illegible]
ایسا ہی بت بنا دیجئے جیسے ان لوگون کے بت ہین - حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ تم لوگ عظمت و جلال آلٰہی سے جاہل قوم [illegible]
نادان ہو یہ لوگ جس حال مین پڑے ہین یہ خواہ مخواہ ہلاک شدہ ہی اور جن اعمال مین پڑے ہین خواہ مخواہ [illegible]
نے ابو واقد اللیثی سے روایت کی کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین کو نکلے راہ مین [illegible]
ہین نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمارے واسطے بھی ایسا ہی ذات انواط بنا دیجئے جیسے کافرون کا یہ ذات انواط ہی [illegible]
تھا کہ ایک سدرہ سے اپنے ہتھیار لٹکاتے اور اسکے گرد اعتکاف کرتے تھے پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اکبر [illegible]
سوال ہی جیسا بنو اسرائیل نے موسی علیہ السلام سے کہا تھا کہ اجعل لنا الٰہا کما لہم آلہۃ - تم بھی اپنے اگلون کی راہ پر [illegible]
ابن ابی شیبہ والنسائی وابن المنذر وابن مردویہ وابو الشیخ والطبرانی وابن ابی حاتم والترمذی وقال حدیث [illegible]

قَالَ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِيكُمْ إِلٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِينَ ۝ وَإِذْ [illegible]
کہا کیا اللہ کے سواے لادون تمکو کوئی معبود اور اُس نے تمکو بزرگی دی سب جہان [illegible]

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُونَ أَبْنَآءَ [illegible]
فرعون والون سے دیتے تھے تمکو بُرا مار [illegible]

يَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِي ذٰلِكُم بَلَآءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ [illegible] ع ١٢ ١٦
جیتی رکھتے تمہاری عورتین اور اُسمین احسان ہی تمہارے رب کا [illegible]

قَالَ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِيكُمْ إِلٰهًا - قال ہم موسی علیہ السلام مجیبا علی [illegible]
موسی علیہ السلام نے ان لوگون کو انکے اس قول کا کہ ہمارے واسطے ایک آلہ بنا دے یہ جواب [illegible]
کہ کیا اللہ تعالےٰ کے سواے تلاش کر دون مین کوئی آلہ کیونکر بنا دیتا یہ تو تمہاری جہالت ہی [illegible]

Marfat.com

[illegible] عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اسنے تمکو عالمین پر فضیلت دی ہی- حاصل آنکہ آیا کوئی ایسی چیز نہین کہ طلب و تلاش کیجاوے اور پایا جاوے بلکہ آیا تو وہی ایک حضرت رب العزۃ خالق عزوجل ہی جو ہر بات پر قادر ہی اور ایجاد کرکے زندگی دی ہی [illegible] عطا فرمائین اور تمکو تمام عالمین پر فضیلت دی ہیں وہی اللہ تعالے الٰہ معبود ہی جسکی عبادت تمام مخلوق پر واجب ہی [illegible] کی عبادت سے غیر کی عبادت کی طرف عدول کیونکر روا ہی- اسمین تنبیہ ہی کہ ان لوگون نے نعمت کے شکریہ کے مقابلہ مین [illegible] معبود واحد ان سے نکالی کیونکہ اللہ تعالے نے انکو محض فضل سے بدون استحقاق کے انکے ہمسر و ہم مثل لوگون پر تخصیص دی [illegible] خود قصد کیا کہ اللہ تعالے کی مخلوقات مین سے ایک نہایت خسیس چیز سے اسکی جناب مین شرک کرین- ذکرہ [illegible] پھر واضح ہو کہ عالمین پر جو انکی تفضیل نکلتی ہی اسکے معنی مین دو قول ہین اول آنکہ اللہ تعالے نے انکو انکے زمانہ کے عالمون پر فضیلت دی تھی سوائے ایسے اہل عالم کے جو از راہ عقل مخصوص ہون مانند انبیاء علیہم السلام کے- قول دوم آنکہ اللہ تعالے نے ان آیات و معجزات کے ساتھ انکو مخصوص فرمایا تھا پس مثل اسکے عالمین مین سے اور کسی کو حاصل نہین ہوئین اگرچہ اور لوگون کو ان آیات کے سوائے اور آیات اُنسے بہت بڑھکر حاصل ہوئی ہون مثلاً زید کو عمرو سے علم حساب خوب زیادہ معلوم ہی تو اس خاص فن مین اسکو فضیلت ہی اگرچہ عمرو اسکی بہ نسبت علم اقلیدس و علم مثلث و علم منطق و علوم عربیہ وغیرہ بہت سے علمون مین سے زید سے افضل ہو- اور مفسر رحمہ اللہ نے قول اول اختیار کیا اور یہ فضیلت انکے زمانہ کے عالمین پر ان امور مین انعام کی وجہ سے قرار دی جو مابعد مین مذکور ہین بقولہ- وَاِذْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ- اے واذ کروا اذ انجیناکم- اور ابن عامر کی قراءۃ مین اذ انجاکم- ہی یعنے اور یاد کرو اسوقت کو کہ نجات دی ہم نے تمکو- یا نجات دی اُسنے یعنی اللہ تعالے نے تمکو آل فرعون سے درحالیکہ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ تکلیف دیتے تھے اور چکھاتے تھے تمکو بہت سخت عذاب اور وہ یہ ہی کہ یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ تقتیل سے یا قتل سے دونون قراءۃ سبعہ مین سے ہین- پارہ پارہ کرتے یا قتل کرتے تمہارے لڑکون کو- وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ اور زندہ باقی رکھتے تھے تمہاری عورتون کو- وَفِیْ ذٰلِکُمْ اور اس نجات دینے یا عذاب دینے مین- بَلَآءٌ انعام ہی یا امتحان ہی مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑا- بلاء بمعنی انعام بھی آیا اور امتحان بھی ہی لہذا یہان دو تفسیر کیطرف اشارہ کیا اور عظیم صفت بلاء ہی اور من ربکم اے کائن من ربکم- پس ایک تفسیر یہ کہ اس نجات دینے مین انعام بڑا تمہارے پروردگار کی طرف سے ہی- دوم آنکہ اس عذاب مین امتحان بڑا تھا یہ پروردگار کی طرف سے ہی [illegible] حکایت بزبان موسیٰ ؑ ہی اور وہ وقت نجات دینے کا یاد دلاکر بصیغہ تکلم جناب باری تعالے کی طرف توجہ دلائی- حاصل آنکہ [illegible] یاد کرکے نصیحت و عبرت نہین لیتے کہ جو تمنے بات کہی اس سے باز رہو- قصہ مین سب کو تنبیہ ہی- پھر جو تفسیر مذکور ہوئی یہی [illegible] اور یہی صحیح ہی- اور فتح البیان کے مؤلف نے جو لکھا کہ یہ تفسیر اس بناپر کہ کلام حکایت از موسیٰ ؑ ہو- اور اگر مجد [illegible] موجودہ یہود کو خطاب قرار دیا جاوے تو یہ معنی کہ اذکروا اذ انجینا اسلافکم- یعنی اے موجودہ یہود تم یاد کرو وہ وقت کہ [illegible] اسلاف کو نجات دی الخ- تو اس تفسیر مین تامل ہی کیونکہ سورہ مکیہ ہی اور یہود مدینہ مین تھے اور مستثنیات مین یہ آیت [illegible] فی العرائس قال اغیر اللہ ابغیکم الٰہا وہو فضلکم علی العالمین- اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام [illegible] اسرائیل کے جاہلون کا قول رد کردیا جو انھون نے کہا تھا کہ اجعل لنا الٰہا کما لہم آلہۃ- یعنی تم لوگ انسانیت کے درجہ پر

رہو اور عقل کا شرف باقی رکھو اور حیوانیت کے درجہ پرست جاؤ اس قوم بت پرست کے …
اور توحید و شریعت کو تمھارے لیے پسند فرمایا ہی حاصل آنکہ تم غیر کو معبود بنانے کے لیے ڈھونڈھتے …
کرتے ہو حالانکہ او تعالے نے اپنے کرم و رحمت سے عقل دی ہی جو اللہ تعالے کے سوائے …
وہی عقل ملکی ہی کہ قدیم کو حادث سے فرد اور اکیلا بتوفیق الٰہی اعتقاد کرتی ہی اور اس …
ہی اور اُسی نے تمکو ایسی عمدہ صورت دی ہی کہ اگر تم اس سے عبرت حاصل کرو تو یقین جان لو …
پاک پروردگار ہی کوئی اسکا شریک و ضد و ہمتا کچھ بھی نہین ہی تم کو اسنے یہ فضیلت دی تمام عالمون …
اور مین تم پر اللہ تعالے کی نعمتین جو تمھارے مقدر ہین پوری کردونگا۔ شیخ ابو عثمان رح نے کہا کہ …
تو غیر کو طلب کرتا ہی حالانکہ اسی نے تجھکو تیرے سوا تمام مخلوقات پر فضیلت دی پس سوائے اللہ …
خضوع و بندگی کرکے ذلیل ہوتا ہی حالانکہ او تعالے نے اپنے انعام سے تجھکو اس غیر پر سرفراز کیا …
سامنے بندہ بنکر اس سے بھی زیادہ ذلیل و بدتر ہو جاوے اور غضب مین پڑے انتہی۔ پھر اللہ …
کتاب توریت دینے کا حال ذکر فرمایا جس سے انکو معلوم ہو جاوے کہ کیا کہنا و کرنا و اعتقاد رکھنا چاہیے اور …
اور مروی ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بنو اسرائیل سے مصر مین وعدہ کیا تھا کہ فرعون ہلاک ہوگا اور …
کتاب پاک دونگا پس اب اسکے عطا کو بیان فرمایا۔

وَوٰعَدْنَا مُوسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ

اور وعدہ ٹھہرایا ہمنے موسی سے تیس رات کا اور پورا کیا انکو دس سے تب پورا ہوا …

لَيْلَةً وَقَالَ مُوسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ …

رات اور کہا موسے نے اپنے بھائی ہارون کو میرا خلیفہ رہ میری قوم مین اور سنوار اور …

وَوٰعَدْنَا مُوسٰى واعد از مواعدت تو اکثر قرا کی قراءۃ ہی اور وعدنا سے بدون الف کے …
لَيْلَةً تکملہ عند انتہائہا بان یصومہا۔ المعنی وعدہ دیا ہم نے موسیٰ کو تیس رات کا کہ ہم کلام کرینگے …
باین طور کہ روزے کے ساتھ اس مدت کو پورا کرے پس اگر شرط پوری کی تو ہم کلام کرینگے اور یہ …
کا قول ہی جسمین سے مجاہد رح و مسروق و ابن جریج ہین اور ابن عباس رض سے بھی مروی ہی۔ …
مین دن کو روزے رکھے اور رات مین عبادت کی پھر جب مدت پوری ہونے کو تھی کہ موسیٰ علیہ السلام …
ایک قسم کی خلوف ہو جاتی ہی جسکو لوگ اپنے ہوا س و خیال سے بدبو سمجھتے ہین موسیٰ علیہ السلام …
جس جنگل کے غار مین گوشہ نشین ہو کر عبادت مین تھے وہین ایک درخت کے ریشہ سے مسواک کیا …
نے کہا کہ ہم آپ کے منھ سے مشک کی خوشبو پاتے تھے اور اُسکو آپ نے بگاڑ دیا …
تو نے نہین جانا کہ روزہ دار کے منھ کے خلوف تو اللہ تعالے کے نزدیک مشک سے زیادہ …
روزہ رکھنے کا حکم دیا تاکہ مع خلوف دہن کے کلام کرنے کو حاضر ہو جیسا کہ او تعالے نے فرمایا۔ …

Marfat.com

... سے چالیس دن راتین ذی الحجہ کی تعین پس اس قول پر دسوین تاریخ ذی الحجہ کو کلام نصیب ہوا اور اسی
وقت ... نے آنحضرت صلعم کے واسطے دین پورا کیا۔ کما قال تعالے الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ جیساکہ اسکی تفسیر مین گذرا کہ عرفات
... کے ... اسکا نزول ہوا ہو۔ **فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً** میقات موسیٰ ؑ سے کلام کرنے کا وقت وعدہ
... میقات اور وقت مین فرق یہ ہو کہ میقات وہ وقت جسمین کوئی کام مقدر ہو اور وقت الشی جو اس کے واسطے ہو عام اس سے کہ کوئی عمل
مقرر ہو یا نہو اور ... تعیین کو نصب بنا برآنکہ حال ہو اور لیلۃ اسکی تمیز ہواے تم بالغا بذہ العدۃ - اور یہ چالیس یعنی پہلی تیس راتین اور
دس راتین ملکر ہوئین اگر کہا جاوے کہ یہ تو ہر شخص جانتا ہو اسکے بیان مین کیا حکمت ہو جواب آنکہ اتمام لعشر مین ابہام تھا کہ تیس
راتین ہی دس سے تمم ہون باین طور کہ اول دو دہائی ہون پھر تیسری دہائی سے تمیم ہوئی لہذا چالیس سے تصریح کرنے مین ابہام دور
ہوا کما ذکرہ المفسرون ولم یرض بہ المترجم ق رضا فانہ قلیل الجدوی علی انہ لو قیل لعشر سواہا لزال الوہم الذی ذکرہ فافہم ...
السلام ہو میقات الرب تبارک وتعالے چالیس ہو اور بعضے اہل تحقیق نے ذکر کیا ہو کہ عدد چالیس کے واسطے مقامات خاص مین ایک
تکمیل خاص ہو جیساکہ انبیاء علیہم السلام کو چالیس برس پر نبوت ہوتی ہو و نظائر اور بھی ہین فصلہ فی المواہب - معنی آنکہ پھر پوری ہوگئی
میقات یعنی پورا ہوا موسیٰ ؑ سے اسکے پروردگار کا کلام کرنے کا وقت وعدہ درحالیکہ پہونچا چالیس رات تک - سورۂ بقرہ مین اس ...
کو مجمل ذکر فرمایا ہو اور یہان تفصیل کردی ہو - پھر جب میقات پوری ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کو جانے کا قصد کیا
تب اپنے بھائی کو وصیت کی کما قال تعالے - **وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي** اخا ...
کن خلیفتی تو میرا خلیفہ ہو کرہ - **وَأَصْلِحْ** امرہم - اور کہا موسیٰ ؑ نے اپنے بھائی ہارون سے کہ تو میرا خلیفہ ہو کر ... قوم ...
اور اصلاح کر انکے کام کی - **وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ** اور مت پیروی کر مفسدون کے راہ کی - اگر کہا جاوے
کہ ہارون علیہ السلام بھی نبی بزرگ تھے انکی شان سے نہ تھا کہ مفسدون کی راہ چلین اور وہ خود اصلاح کیتے اور خود ...
انکو خلیفہ کیا مقرر فرمایا - تو جواب یہ ہو کہ راہ مفسدین کی پیروی سے یہ مراد ہو کہ کسی مفسد کی بات مین اسکی موافقت ... مقصود
اس سے تاکید ہو اور ہارون اگرچہ نبی بزرگ تھے مگر اس رسالت مین موسیٰ علیہ السلام کے تابع اور انکے مددگار اور ...
کما حکی اللہ تعالے واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی الآیۃ - اور وزیر اصل نہین ہوتا بلکہ کار سلطنت مین ...
نہین دیکھتا کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ ... یعنی تو میرا بھائی ...
... اس کام مین ایسا ہو جیسے حضرت موسیٰ ؑ کے نائب ہارون انکے بھائی تھے - پھر بعض مفسرین نے لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام ...
... کو ... کے دس دن تمام کرنے کے لیے جاتے وقت ہارون کو خلیفہ کیا تھا چنانچہ ابن عباس رض سے مروی ...
... کہا کہ اللہ تعالے نے مجھے تیس راتون کے بعد وعدہ دیا ہو کہ مین ملون اور تم مین ہارون کو خلیفہ کرتا ہون پھر جب
... ہو گئے تو ... میقات مین اللہ تعالے نے دس راتین اور بڑھا دین پس بنی اسرائیل جو سامری کے فتنہ مین
... نہین دس دن ... راتون کے اندر مبتلا ہوے تھے - کما سیاتی القصہ انشاء اللہ تعالے - بالجملہ موسیٰ علیہ السلام وصیت
... فی العرائس قولہ تعالے وواعدنا موسیٰ ثلٰثین لیلۃ الآیۃ - سنت الٰہی عزوجل مین سے یہ بات ہو
... کسی مقام مین ... کا ... حاصل نہ تھا اور قریب ومناجات دینی چاہی اور ملک وملکوت کے عجائب ...

Marfat.com

ظاہر کرنے چاہیے تو اسکو ہر کدورت سے صاف اور ہر قصد و ہمت سے خالص فرماتا ہی اور طرح طرح
فرماتا ہی اور اسکے پیٹ کو کھانے پانی سے خالی رہنے کا حکم دیتا ہی الا اسقدر کہ جس سے اسکی [illegible]
بسبب اسکی شدت گرسنگی کے سوختہ ہو جاوین اور اسکے قلب سے مقام نظر پاکیزہ [illegible]
ظاہر و پاک فرماتا ہی اور راوپہ خلوت مین لطائف مناجات و مشاہدہ کا مشتاق فرماتا ہی اور اللہ تعالے عز و جل کی [illegible]
گوش دل کھلتے اور چشم ارواح کشادہ ہونے کے اوقات خاص ہین تاکہ انکو اپنا کلام سنادے اور اپنا جلال و جمال [illegible]
اوقات مین نعیم مشاہدہ انکے خلوات و مناجات مین انکو پہونچتی ہی اور اسکو وہی لوگ پاتے ہین جو مراقبہ مدعایت مین قائم ہین اور
اشارہ ہی فیما یروی بقولہ ان لربکم فی ایام دہرکم نفحات الا فتعرضوا لنفحات اللہ - اور یہین سے چالیس رات کا چلہ ابتدا حال [illegible]
اولیاء اللہ کے حق مین خالص نیت سے خلوت و ریاضت و حصول حکمت ازلی و اسرار عجیبہ و مکاشفہ غریبہ کے واسطے سنت [illegible]
کیونکہ انوار و حکمت الٰہی کا ظہور اسی شخص کے واسطے ہوتا ہی جو اللہ تعالے کے واسطے جملہ اغیار سے حتی کہ اپنے نفس [illegible]
سے بھی منفرد ہو جاوے و تحت ہہنا یروی ان من اخلص للہ اربعین صباحا ظہرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ - یعنی چالیس
راتین جو شخص خلوص نیت سے اللہ تعالے کی جناب مین عبادت پر قائم رہے اسکے قلب سے حکمت کے چشمے اسکی زبان پر
روان ہوتے ہین - پھر جب تیس راتین پوری ہوئین تو لذیذ خطاب سے اور لطف جمال سے وقت پورا انہوالینے اسقدر مین تکمیل
نہوئی تو اور درخواست کی پس دس راتین اور زائد عطا ہوئین اور یہ انکے غلبہ شوق و عشق و محبت کا نتیجہ تھا اور یہی فرمایا کہ اتممناہا
بعشر - پس یہ شہود عین کا تتمہ تھا چنانچہ پوری میقات کو فرمایا کہ فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ - اور اربعین سے مراد تواتر حالات
اور استقامت بوارادات ہی تاکہ اسکے بعد جملہ کشف کو متحمل ہو سکے اور انوار قدم کے ظہور پر مستقیم رہے - اور رات کا ذکر اس معنی کو ہی
کہ اغیار کی نظر سے اسرار مخفی رہین اور مواصلت صافی ہو پس سبحان اللہ کیا شان ہی رات کی کہ کیا کیا پاکیزہ خطاب سنتی ہی اور کیا کیا
لطائف و عجائب دیکھتی ہی - حضرت موسی علیہ السلام کے وعدے مین ایک میقات اسواسطے مقرر فرمادی کہ شوق و خوف و ہیجان و
محبت کا غلبہ ہو - ابوبکر بن طاہر رح سے پوچھا گیا کہ یہ کیا بات تھی کہ موسی علیہ السلام جب پروردگار تعالے کی مناجات مین جاتے
تھے تو بھوکھ نہ لگی اور جب خضر علیہ السلام کی ملاقات کو جاتے تھے تو آدھے دن مین بھوکھے ہو گئے کما فی قولہ اتنا غداءنا لقد لقینا الآیۃ
تو جواب دیا کہ مناجات الٰہی کی ہیبت نے اسکو کھانا پانی سب بھلا دیا اور قصہ خضر کے سفر مین بلا پر بلا زیادہ ہوئی کیونکہ وہ
سفر تادیب تھا بخلاف مناجات کے کہ وہ سفر کرامت تھا - پھر جب مناجات کے سفر کا قصد کیا تو ہارون کو قوم پر خلیفہ کر دیا
یہ غیرت لسماع اسرار ازل ہی وہو قولہ تعالے وقال موسی لاخیہ ہارون اخلفنی فی قومی الآیۃ - ہارون کو خلیفہ [illegible]
مقام حقیقت مین خود منفرد ہو گئے کیونکہ حقیقت مین غیر کی گنجایش درمیان مین نہین ہی - عشق بین شرکت [illegible]
عشق کو عاشق کے وجود پر غیرت ہی صرف معشوق کا باقی ہونا مقتضاے عشق ہی پھر غیر کی کہان گنجایش ہی [illegible]
جو نبی صالح تھے بلا گفتگو اس خلافت کو قبول کر لیا اور کوئی درخواست نہین کی اگرچہ انکے دل مین [illegible]
ہونے کا اشتیاق ہو - استاد رح نے کہا کہ فرعون کی طرف بھیجے جانے کے وقت موسی ع نے خود در [illegible]
الآیۃ - اور جب [illegible] ب و مناجات کی طرف قصد کیا تو ہارون سے کہا کہ اخلفنی فی قومی الآیۃ [illegible]

دلیل ہو کہ انبیاء علیہم السلام کے خلیفہ ونجیب ونقیب ہوتے ہین مگر انکی یہی علامت ہو کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے قدم بقدم چلتے ہین اور انہین کے اسوہ اور طریقہ کی پیروی کرتے ہین اور آخر انکے طفیل مین صدق ارادت کی سعادت پاتے ہین۔ شیخ محمد بن حامد رح نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے خلیفہ اور انکے خلیفہ کے خلیفہ اسی طرح برابر چلے آتے ہین ایک دوسرے کے بعد امت مین بسنت اصحابؓ خلافت کرتے ہین اور طریقہ انکا وہی ہوتا ہو جو اصحابؓ کا طریقہ تھا پس ہر ایک نبی علیہ السلام کے بعد جو کہ اسی کے طریقہ پر ہوتا ہو اور وہ بطریقہ نبوت ہو لہذا سب بسنت نبی علیہ السلام ہوتے ہین اور امت نے جس سنت کو ضائع کرنا چاہتے ہین اسکی یہ لوگ حفاظت کرتے ہین اور حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سب سے اول اس مقام پر حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قائم ہوئے تھے اور اگر اسطرح خلافت مین اولی بسنت قائم نہوتا تو انبیاء علیہم السلام کی سنت کی حفاظت اپنے طریقہ پر نہوتی کیونکہ حفظ کسی چیز کا اسکے طریقہ پر منوط ہو اور وہ بعد الہام وعلم ہوا اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوا چنانچہ مرتدون کے قتال پر آمادہ ہوئے اور مانند اسکے امور صحیح ہین۔ قال المترجم حضرت ابن مسعود رض سے روایت ہو کہ پہلے ہم لوگون نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم کہ مرتد لوگون سے جہاد کیا جاوے مکروہ جانا تھا اور آخر کار جب انجام معلوم ہوا تو ہم نے بہت تعریف کی اور اللہ تعالے کی حمد وثنا ادا کی۔ قال الشیخ پھر جب موسی علیہ السلام کدورات بشریت سے پاک اور شوق ومشاہدہ مین مستقیم ہوئے اور میقات پوری ہوئی تو تو تعلقات خلائق سے منقطع ہونے کے بعد مقام مناجات الٰہی کے واسطے حاضر ہوئے کما قال تع

وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ

اور جب پہونچا موسی ہمارے وقت پر اور کلام کیا اس سے اسکے رب نے بولا اے رب تو مجکو دکھا کہ مین تجکو دیکھون کہا

لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ

تو مجکو ہرگز نہ دیکھے گا لیکن دیکھتا رہ پہاڑ کیطرف جو وہ ٹھہرا اپنی جاگہ تو آگے دیکھیگا مجکو

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ

پھر جب نمود ہوا رب اسکا پہاڑ کیطرف کیا اسکو ڈھاکر برابر اور گر پڑا موسی بیہوش پھر جب چونکا

قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بولا تیری ذات پاک ہو مین نے توبہ کی تیرے پاس اور مین سب سے پہلے یقین لایا

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا اے للوقت الذی واعدناه بالكلام فیه۔ اور جب آیا موسی ہماری میقات پر یعنی ایسے وقت مین جسمین ہم نے اس سے کلام کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ اور کلام کیا اس سے اسکے پروردگار نے جاننا چاہیے کہ اوپر کے سیاق سے ظاہر یون تھا وکلمناه۔ اور ہم نے اس سے کلام کیا۔ تو جواب یہ کہ اسمین صنعت التفات اور تصریح وتاکید ہو کہ کلام اسکے پروردگار ہی نے کیا بدون واسطہ کے اور کلام اسمین آتا ہو۔ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ اے قال رب ارنی نفسک انظر الیک۔ یعنی کہا کہ اے پروردگار میرے دکھلا دے مجھے اپنی ذات کو مین تیری ذات دیکھون۔ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ اے لا تقدر علی رؤیتی۔ فرمایا کہ تو مجھے نہین دیکھیگا یعنی تو مجھے دیکھنے کی قدرت وطاقت

نہین رکھتا ہی۔ **وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ** ولیکن پہاڑ کی طرف دیکھتا رہ جو تجھسے زیادہ [illegible]
پس اگر پہاڑ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا۔ **فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ** تو البتہ تو مجھے دیکھیگا ورنہ مجھے [illegible]
رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ پھر جب تجلی فرمائی اسکے پروردگار نے پہاڑ کے لیے **جَعَلَهٗ دَكًّا** کر دیا [illegible]
کسائی کی قراءۃ مین۔ دکاء۔ بامد ہمزہ ہی اور باقیون کی قراءۃ بالقصر ہی۔ **وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا** [illegible]
ہوکر **فَلَمَّآ اَفَاقَ** پھر جب افاقہ پایا۔ یعنی غشی سے اور بعض نے جو کہا کہ صعقا بمعنی مردہ [illegible]
فرمایا کہ پھر جب اسنے افاقہ پایا۔ **قَالَ سُبْحٰنَكَ** بولا اے پروردگار تو منزہ ہی پاک۔ **تُبْتُ اِلَيْكَ** [illegible]
مین توبہ کی ایسی بات کا سوال کرنے سے جسکے مانگنے کا مجھے حکم نہین ہوا تھا۔ یہ اگرچہ گناہ نہ تھا کیونکہ [illegible]
ولیکن بدون اجازت ملنے کے سوال کر بیٹھنا انبیاء کی شان سے خوب لائق نہین ہی اسیواسطے [illegible]
المقربین ہوتی ہین۔ **قال القرطبی** امت کا اجماع ہی کہ یہ توبہ کسی گناہ سے نہ تھی۔ **وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ** [illegible]
سے اول ہون اپنے زمانہ مین کیونکہ ہر پیغمبر اپنے زمانہ مین ایمان مین اول ہی۔ ابن عباسؓ و مجاہدؒ نے کہا کہ مراد [illegible]
سے اول ہون ورنہ پہلے حضرت نوح و ہود و صالح علیہم السلام وغیرہ انبیاء گذرے ہین اور ابو العالیہ نے کہا کہ [illegible]
مومن تھے ولیکن مراد یہ ہی کہ مین اول ایمان لایا ہون کہ قیامت تک تجھکو کوئی نہین دیکھ سکتا ہی۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ قول [illegible]
ومتجہ ہی **قال المترجم** اسکے معنی یہ لیے جاوین کہ اس حالت سے معائنہ کرکے ایمان لانا سب سے اول مجھ [illegible] واقع ہوا ہی تو
متجہ ہی ورنہ دیگر انبیاء علیہم السلام بھی ضرور ایمان رکھتے ہونگے کہ قیامت تک بالمعائنہ کوئی اللہ تعالےٰ کو نہین دیکھ سکتا [illegible]
ف واضح ہو کہ آیت کریمہ مین دو مقام ہین کہ باوجود ظہور کے اہل بدعت ورائے نے اپنی ہوا و ہوس سے بیجا تاویلین نکالین [illegible]
اعتقاد برحق جمیع انبیاء علیہم السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور صلحاء امت قائم تھے اسمین رخنہ ڈالا [illegible] توفیق الٰہی [illegible] دونون مقام
ہوتے ہین الاول فی قولہ وکلمہ ربہ کلام باری تعالےٰ۔ اس آیت کریمہ سے صریح ثابت ہی کیونکہ معنی یہ ہین کہ کلام کیا موسیٰ [illegible] سے اُسکے
پروردگار نے۔ **قال المفسرح** اے کلمہ ربہ بلا واسطۃ کلاما یسمعہ من کل جہۃ۔ یعنی کلام کیا پروردگار نے بلا واسطہ [illegible] موسیٰ [illegible] ایسا کلام
اسکو ہر طرف سے سُنا۔ یعنے اسکے واسطے کوئی جہت خاص نہ تھی۔ زبان عرب مین تکلیم بلا واسطہ کلام کرنے کو کہتے ہین لہذا [illegible]
نے بلا واسطہ کلام کرنے پر قطع کیا ہی۔ یعنی اپنا کلام بدون واسطہ اور بدون کسی کیفیت کے موسیٰ علیہ السلام کو سُنایا [illegible]
اپنے کلام کے درمیان سے حجاب اُٹھا دیا پس اسکو موسیٰ علیہ السلام نے سن لیا اور یہ مراد نہین ہی کہ موسیٰ کے واسطے اپنا کلام پیدا [illegible]
جسکو موسیٰ نے سُنا کیونکہ اللہ تعالےٰ کا کلام قدیم ہی۔ **قال الزمخشری فی الکشاف** [illegible]
جیسے فرشتون سے کلام کرتا ہی لیکن تکلیم اسطرح کہ بولتا ہوا کلام بعض اجرام مین پیدا کر دیا جیسے [illegible]
پیدا کر دیا ہی اور یہان ایک شجر مین پیدا کر دیا تھا جس سے موسیٰ نے سن لیا انتہیٰ اور یہی فرقہ معتزلہ کا مذہب [illegible]
فرمایا کہ یہ نہایت ہی ضعیف قول ہی اور خطیب ورازی وغیرہ نے کہا بلکہ باطل مخالف [illegible]
کتاب وسنت وخلاف اجماع سلف بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام ہی اور نیز درخت وغیرہ کسی جرم کو نہین [illegible]
الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری۔ جیسا کہ سورہ طہٰ کی آیت مین آیا ہی پس ثابت ہوا کہ معتزلہ کا قول [illegible]

Marfat.com

[illegible] حروف و اصوات منقطعہ ہین اور وہ قدیم ہی۔ امام رازی نے کبیر مین کہا کہ یہ قول بھی قابل التفات [illegible] کہتا ہو کہ اگر مراد حنابلہ کی یہ ہی کہ حروف و اصوات منقطعہ سے یہی معنی ہین جو مفہوم ہوتے ہین مع کیفیت کے [illegible] قول صحیح ہو کہ قابل التفات نہین ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ اسکی کیفیت سے آگاہی نہین تو حروف و اصوات کی تفصیل [illegible] اور بعض نے کہا کہ حنابلہ کے قول کے یہ معنی کہ حروف و اصوات قدیمہ قائم بذاتہ تعالے کو سنا باین طور کہ موسی علیہ السلام مین ایک ادراک پیدا کردیا اس سے موسی ع نے سن لیا- اور یہ معنی باوجود اسکے کہ حنابلہ سے ثابت نہین ہوے اسمین خلل ظاہر ہی کیونکہ حروف و اصوات کا ذات باری تعالے کے ساتھ قائم ہونا متصور نہین اور اگر کیفیت سے قطع نظر مراد ہی یعنی ہمکو کیفیت نہین معلوم تو یہ صفت کی طرف رجوع ہی لہذا حروف و اصوات کا بیان بیفائدہ ہی علاوہ برین کوئی ادراک جدید پیدا کردینا خلاف منقول ہی اور مسقط کمال ہی کیونکہ بعد اس دقت کے وہ ادراک باقی نہین رہا فافہم اور مدارک مین لایا کہ تاویلات مین شیخ ابو منصور ماتریدی نے کہا کہ موسی علیہ السلام نے ایک آواز سُنی جو کلام الٰہی پر دلالت کرتی تھی اور موسی ؑ کا اختصاص اسوجہ سے کہ اللہ تعالی نے اسکو ایسی آواز جسکو خود پیدا کیا ہی سنادی بدون اسکے کہ یہ آواز مخلوق مین سے کسی کی مکتسبہ ہو- اور اسپر اعتراض کیا گیا کہ مآل اسکا یہ ہی کہ موسی ؑ نے درحقیقت کلام الٰہی نہین سُنا علاوہ برین کلام بواسطہ ہوا اور تکلیم بلا واسطہ ہی پس معتزلہ کے قول کے مانند ہی حتی کہ جو معتزلہ پر وارد ہی وہی اسپر بھی وارد ہی- امام رازی رح نے کہا کہ اکثر علماء متکلمین و اہل سنت کا قول یہ ہی کہ کلام الٰہی ایک صفت ہی جو ان حروف و اصوات کی مغائر ہی اور اللہ تعالے سے یہ صفت حقیقیہ ازلیہ سنی و ادراک کی باین طور کہ اللہ تعالی نے حجاب کو دور کردیا اور جیسے کہ اللہ تعالے کی ذات پاک کا دیدار ہونا جائز و صحیح ہی حالانکہ وہ جسم نہین اور نہ عرض ہی اسیطرح اسکی صفت کا دیدار اور کلام کا سماع جائز و صحیح ہی اگرچہ وہ حروف و اصوات نہین ہی اور یہ جو مروی ہوا کہ موسی ؑ اس کلام کو ہر جہت سے سنتے تھے اسمین تنبیہ ہی کہ اوتعالے کا کلام قدیم ہی اور وہ مخلوق مین سے کسی کے کلام کے مانند نہین ہی- قال المترجم یہ قول جید قوی ہی اور مآل اسکا یہ ہی کہ کلام الٰہی ایک صفت قدیم قائم بذاتہ تعالے ہی پس اسکا سماع حاصل ہوا اور کیفیت اسکی بالکل معلوم نہین جیسے اللہ تعالے کی دیگر صفات و ذات کی کیفیت معلوم نہین ہی- اور صاحب مواقف رح نے کہا کہ علماء اشعریہ نے جو یہ سمجھا کہ صفت قائم بذاتہ تعالے فقط معنی ہین اور وہی فقط صفت قدیم ہین اور رہی عبارات تو وہ مجازا کلام ہین درحقیقت نہین ہین تو یہ سمجھنا صحیح نہین ہی کیونکہ ظاہر ہی کہ مصحف مین جو لکھا ہی اگرچہ وہ نقوش و خط حادث ہین لیکن جسکو حفظ ہی وہ درحقیقت کلام اللہ تعالے کا حافظ ہی اور جو پڑھا جاتا ہی اگر کوئی انکار کرے کہ یہ کلام الٰہی نہین تو وہ کافر ہی اور شیخ اشعری رح نے جو کہا کہ کلام نفسی وہ معنی نفسی ہین مراد یہ ہی کہ امر قائم بذات باری تعالے ہین اور یہ لفظ و معنی دونون کو شامل ہین اگرچہ تلفظ کرنے مین بسبب اسکے کہ جو قوت ہم مین ہی [illegible] سنا سکتے نہین خواہ مخواہ اس سے تقدیم و تاخیر واقع ہوتی ہی ورنہ فی نفسہ جس صفت سے کہ وہ قائم بذات باری ہی کوئی تقدیم و تاخیر نہین اور یہی محمد بن عبد الکریم الشہرستانی نے نہایۃ الاقدام مین اختیار کیا ہی- پس محصل یہ ظاہر ہوا کہ کلام الٰہی ایک صفت قدیم ہی قائم بذاتہ تعالے ہی اور وہ الفاظ و معنی دونون کو شامل ہی اور جیسے ہم لوگون کے تلفظ مین تقدیم و تاخیر ہوتی ہی اس سے وہ پاک ہی پس اسی کو حضرت موسی علیہ السلام نے سنا باین طور کہ اوتعالے نے حجاب مرتفع کردیا اور بلا کیفیت اور بدون جہت سنا ہی [illegible] سلف و خلف نے صفت کلام الٰہی کی تاویل مین خوض نہین کیا اور کہا کہ اوتعالے متکلم ایسے کلام قدیم سے ہی جو اسکی

Marfat.com

ذات پاک کے لایق ہو اور وہ کلام مخلوق سے مشابہ نہین ہو جیسے اسکی ذات پاک وصفات پاک کسی چیز [illegible]
علیہم السلام سے متواتر ثابت ہوا کہ اللہ تعالے متکلم بکلام ہو پس ہم اسپر ایمان لاتے ہین اور اسکی [illegible]
اعلی و اجل ہو اس سے کہ کوئی اسکی ذات وصفات کی کیفیت ادراک کرسکے پس معنی قولہ تعالے [illegible]
آیا موسی ع ہمارے وعدہ کلام کے وقت مقررہ پر اور بلا واسطہ کلام کیا اس سے اسکے پروردگار نے [illegible]
مانند حرف و آواز نہ تھا بلکہ موسی علیہ السلام سے حجاب مرتفع کیا کہ اسنے صفت قدیم قائم بذات الٰہی عزوجل [illegible]
یہ سماع کلام فقط موسی علیہ السلام کو حاصل ہوا کیونکہ کلمہ ربہ مین موسی ع کی تخصیص وتشریف ہو اور تخصیص [illegible]
پر جیساکہ اپنے موقع پر متقرر ہوچکا ہو۔ اور خطیب نے لکھا کہ قاضی رح نے کہا کہ نہین بلکہ موسی علیہ السلام کے [illegible]
بھی سُنا جو قولہ تعالے واختار موسی قومہ سبعین رجلا لمیقاتنا الآیۃ سے ساتھ معلوم ہوئے ہین کیونکہ انکے [illegible]
تھی کہ قوم کو بیان کے ماجرے کی خبر دیوین۔ وقال المترجم ظاہر یہ ہو کہ مواقیت متعدد تھے اور بیان اہل میقات [illegible]
پس کوئی ساتھ نہ تھا جیساکہ بعض کا قول ہو اور شاید کلام قاضی اس بنا پر ہو کہ ایک ہی میقات واقع ہوئی ہو جیساکہ بعض دیگر کا قول
ہو۔ واللہ اعلم۔ بالجملہ علماء نے کہا کہ جب موسی علیہ السلام نے کلام پروردگار کو سُنا تو غایت حلاوت سے بدون [illegible]
کے دیدار کا سوال کیا۔ کما قال تعالے۔ قال رب ارنی انظر الیک۔ اور اسمین دلالت ہو کہ دیدار باری تعالے
جائز ہو اور یہی مقام دوم ہو اس مسئلہ مین اسلام کے فرقون مین سے سواے اہل السنۃ کے سب گمراہ منکر ہین اور
کہتے ہین کہ اللہ تعالے کا دیدار محال ہو اور یہ لوگ مخالف سنت بلکہ مخالف انبیاء علیہم السلام ہین کہ جو انھون نے خبر دی کہ
اس سے بیجا تاویل کرکے انکار کرتے ہین اور اپنی ناقص عقل وراے کی پابندی مین پڑکر سنت سے منکر ہوتے ہین اور
منشا اس گمراہی کا جدال ومقائیس ہین جو شیطان کا اصل مادہ فساد تھا حالانکہ یہ دلائل قطعیہ متعددہ [illegible]
ثابت ہو چنانچہ مترجم کا اسمین ایک رسالہ مستقل ہو ولیکن بیان مختصر طور پر وہ دلائل جو اس مقام سے متعلق [illegible]
لاتا ہو۔ اوّل آنکہ اس سوال موسی علیہ السلام مین دیدار باری تعالے جائز ہونے کی دلیل ہو اسواسطے کہ اگر دیدار محال
ہوتا تو موسی ع اسکو طلب نہ کرتے کیونکہ وہ نبی تھے اور انبیاء علیہم السلام سے محال بات کا طلب کرنا محال [illegible]
مین جو اللہ تعالی کے ساتھ جہالت کو مقتضی ہو یعنی اگر دیدار محال ہوتا تو لازم آتا ہو کہ موسی ع کو [illegible] معرفت [illegible]
تھی کہ ایسی بات طلب کی جو اسکی شان مین محال ہو پس ثابت ہوا کہ دیدار باری تعالے ممکن ہو اگر کہا جاوے کہ [illegible]
کیون نہوا جواب یہ ہو کہ دنیاوی زندگی کی نظر مین یہ استعداد نہین ہو کہ دیکھ سکے پس آخرت مین اللہ تعالے کے [illegible]
جیساکہ قولہ تعالے وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ سے ثابت ہو اور بہت سی صحیح احادیث و بدرجہ [illegible]
صریح ہو کہ مومنین قیامت مین اپنے پروردگار تعالے کو بلا حجاب دیکھینگے جیساکہ اسی آیت کی تفسیر مین [illegible]
ہونگی اور سلف صالحین سب کا اس امر پر اجماع تھا جیساکہ وہین انشاء اللہ تعالے بیان [illegible]
السؤال دلیل لاہل السنۃ علی جواز الرؤیۃ فان موسی اعتقد ان اللہ تعالی مرئی حتی سالہا واعتقاد [illegible]
جائز انتہی۔ فان قیل کانت رؤیتہا مستحیلا فیلزم بالاولی۔ قلت ان اریدانہ مستحیل مطلقا [illegible]

Marfat.com

[illegible] اسباب [illegible] من جهة انہ تعالے وعدہا فی الآخرة فسلم ولکن لا یلزم اعتقاد جواز مالا یجوز وہنا ظاہر۔ واجاب [illegible] بجواز الرؤیة فی الدنیا ایضاً۔ اور کشاف مین زمخشری معتزلی نے بربناء مذہب اعتزال کہا کہ موسی علیہ السلام [illegible] کہ دیدار باری تعالے محال ہو لیکن یہ سوال انکا اپنی قوم کو جب کرتے وسمجھانے کے واسطے تھا جو کہتے تھے کہ ارنا اللہ [illegible] تعالے کو ہمکو دکھلا دے۔ بیضاوی رح نے کہا کہ یہ خطا ہو اسواسطے کہ اگر رویت مستحیل تھی تو واجب تھا کہ انکی [illegible] کرتے جیسے [illegible] انھون نے بت مانگا تھا تو انکو قوم جاہل کہا تھا اور انکا شبہہ دور کیا تھا۔ نسفی نے کہا کہ جو چیز اللہ تعالے [illegible] محال ہو اسکی [illegible] کرنا بھی کفر ہو حالانکہ موسیٰ نے سوال مین اسکے تقریر کی پس ثابت ہوا کہ محال نہین ہو۔ معتزلہ مین سے کبھی [illegible] نے [illegible] کہا کہ قوم کو سمجھانے کی تاویل نہین بنتی ہو تو کہا کہ سوال کے معنی یہ ہین کہ رب ارنی آیۃ منک اعلمک بہ بالضرورۃ [illegible] انظر الیک۔ یعنی اے رب تو مجھے اپنی طرف سے ایک آیت دکھلا دے جس سے بالضرورۃ مین تجھے جان جاؤن گویا کہ مین [illegible] طرف دیکھتا ہون۔ اور رد کر دیا گیا کہ حضرت موسی ؑ نبی اولو العزم تھے کیا انکو یقین نہ تھا اور پھر انھون نے مستحیل طور پر [illegible] جائز نہین ہو یہ کلام کہا حالانکہ اگر کفر نہین تو حرام ہو جو انبیاء پر روا نہین ہو علاوہ برین یہ معنی خلاف نظم ہین جو تحریف ہوتی ہو [illegible] ہوا نہین ہو۔ لہذا صحیح ہوا کہ سوال امر جائز کا تھا اور دیدار باری تعالے دنیا مین جائز ہو اور قیامت مین واقع ہوگا۔ کشاف مین کہا کہ جواب انکا استحالہ پر دلالت کرتا ہو یعنی قولہ تعالے لن ترانی۔ بیضاوی رح نے جواب دیا کہ جواب سے محال ہونے [illegible] دلیل [illegible] سخت غلطی ہو اسواسطے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ تو مجھے نہ دیکھیگا۔ پس یہ تو اس بات پر بھی دلالت نہین کرتا کہ کبھی دیکھیگا [illegible] تیرے نہ دیکھیگا پھر محال ہونا تو اس سے بڑھی ہوئی بات ہو اور یہ کہنا کہ بالضرور یہ محال ہونے پر دلالت کرتا ہو یہ پوری جہالت ہو یا خواہ مخواہ انکار ومکابرہ ہو۔ نسفی رح نے کہا کہ استحالہ کیا یہ تو خود جائز ہونے کی دلیل ہو اسواسطے کہ اللہ تعالے نے یہ نہین فرمایا کہ [illegible] مین دیکھا نہین جاتا ہون بلکہ یون فرمایا کہ تو نہین دیکھیگا۔ اور اگر اللہ تعالے چاہتا تو دکھا دیتا پس اگر اللہ تعالے کا دیدار جائز نہوتا تو فرماتا کہ مین مرئی نہین ہون اسواسطے کہ یہان بیان کی حاجت ہو اور اسوجہ سے کہ اللہ تعالی نے موسی ؑ کو نہ مایوس کیا [illegible] عتاب کیا اور اگر محال ہوتا تو عتاب فرماتا جیسے نوح علیہ السلام کو انکے بیٹے کی بابت عتاب کیا تھا کیونکہ وہ بالفعل ممنوع تھا اگرچہ [illegible] معالم مین کہا کہ لن ترانی کے معنی یہ ہین کہ دنیا مین چشم فانی سے کوئی بشر مجھکو دیکھنے کی طاقت نہین رکھتا بلکہ آخرت [illegible] باقی سے دیدار نصیب ہوگا۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ اگلی بعض کتابون مین ہو کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے موسی دنیا کا کوئی [illegible] مجھکو [illegible] دیکھیگا مگر آنکہ مرجائیگا اور کوئی تر نہین دیکھیگا مگر آنکہ خشک ہو جائیگا۔ قلت اسکو ابو نعیم نے حلیہ مین کئی طرق سے [illegible] لالکائی نے سنۃ مین ابن عمرو وابو ہریرہ سے مرفوعاً وموقوفاً روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ انکم لن ترون [illegible] کو نہ دیکھوگے یہان تک کہ مرجاؤ۔ یعنی بعد مرنے کے اگر مومن ہو تو دیکھوگے پس نہ دیکھنے کی انتہا [illegible] کہا کہ حرف لن [illegible] واسطے نفی تابیدی کے ہو یعنی ابد تک کبھی نہ دیکھیگا اور اسمین نفی کی تاکید ہو پس جب دائمی [illegible] ثابت ہوا [illegible] تو عدم وقوع لازم ہوا۔ جواب دیا امام واحدی نے کہ لن کے یہ معنی کہ نفی تابیدی ہو محض [illegible] لغت مین کسی نے نہین لکھا اور نہ اسپر کوئی کتاب معتبر شاہد ہو اور نہ کوئی نقل صحیح پائی جاتی ہو سکر ون نے اپنے باطل [illegible] بلکہ کتاب الٰہی شاہد ہو کہ لن برائے نفی تابیدی نہین۔ امام بغوی نے کہا کہ لن نفی تابید کے واسطے

نہین ہی کیونکہ اللہ تعالے نے یہود کے حق مین کہا کہ لن یتمنوہ ابدا بما قدمت الآیۃ یعنی جو متعلق [illegible]
حال کی خبر دی کہ تمنا کرینگے۔ کما قال تعالے ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک۔ الآیۃ۔ اور فرمایا کیتمنا [illegible]
پس ثابت ہوا کہ لن مین نفی تابیدی نہین الا بدلیل خارجی کما فی قولہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ الآیۃ [illegible]
ہوا کہ بت کبھی ایک مکھی نہین پیدا کر سکینگے۔ فان قلت ابدا فی قولہ ولن یتمنوہ ابدا۔ تاکید معنوی۔ قلت [illegible]
یصار الے المرجوح مع امکان الحمل علے الراجح وہذا یبطل ان یاولوا الآیۃ بتخصیصہا بغیر الیہود۔ فان قلت [illegible]
قولہ ابدا یخرجہم بالضرورۃ والا لوقع التناقض قلت الابد یضاف الی القدر الممکن للمضاف الیہ کما فی قولہ [illegible]
فیہا الآیۃ۔ فالمراد انہم لایتمنون الموت ما وسعہم فانہم بعد الموت الموقت لایسعون لتمنی الموت لانقطاع [illegible]
خلاصہ یہ کہ لن ترنی۔ سے استحالہ نہین نکلتا۔ پس معنی یہ کہ لن ترنی فی الدنیا۔ یا۔ لن ترنی بعین فانیہ۔ یا۔ لن ترنی [illegible]
یعنے تو اپنی طاقت سے نہین دیکھ سکتا۔ اور قیامت مین باکرام الٰہی دیکھ سکیگا۔ یا۔ لن ترنی بالسوال۔ یا۔ لن ترنی [illegible]
پس ان امور کے ساتھ کیونکر دوسری آیت سے تناقض ہوگا جسمین قیامت مین دیدار حاصل ہونا صریح ہی۔ اور محال کیسا [illegible]
نے پہاڑ کے استقرار پر دیدار حاصل ہونا مشروط کیا بقولہ ولکن انظر الے الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترنی۔ اسمین صریح دلیل [illegible]
باری تعالے ممکن ہی اور تقریر اسکی علامہ نسفی وامام بغوی نے لکھی کہ اللہ تعالے نے دیدار کو پہاڑ کے مستقر رہنے پر معلق کیا [illegible]
کا مستقر رہنا ممکن ہی پس دیدار بھی ممکن ہی کیونکہ جو چیز کہ کسی ممکن چیز پر مشروط ہو وہ اسکے ممکن ہونے پر دلالت کرتی ہی جیسے [illegible]
چیز کسی امر محال پر معلق ہو تو اپنے محال ہونے پر دلالت کرتی ہی۔ اور پہاڑ کا استقرار ممکن ہونا اس دلیل سے ہی کہ اللہ تعالے [illegible]
فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا۔ یعنی اللہ تعالے نے اسکو مدکوک کر دیا اور اگر نہ کرتا تو نہوتا اور اللہ تعالے نے جو امر ایجاد کیا وہ اگر نہ ایجاد کرتا [illegible]
تو نہوا اور یہ ہو سکتا ہی کہ اللہ تعالے اسکو ایجاد نکرتا کیونکہ اللہ تعالے قادر اور مختار ہی چاہے کرے چاہے نکرے پس ممکن تھا کہ نہ [illegible]
کرتا کیونکہ مختار ہی پس دیدار جو اس ممکن پر معلق ہی وہ بھی ممکن ہوئی۔ علاوہ برین تجلی کے وقت پہاڑ کا ٹھہرا رہنا ممکن ہی جبکہ اللہ تعالے [illegible]
پہاڑ مین ایسی قوت پیدا کر دے کہ وہ ٹھہرا رہے پس ممکن پر جو معلق ہو وہ بھی ممکن ہوتا ہی پس دیدار محال نہوا۔ توضیح اسکی وہ ہی جو [illegible]
نے بیان کی کہ اللہ تعالے نے فان استقر مکانہ فسوف ترنی۔ مین دیدار کو مشروط کیا پہاڑ کے استقرار پر یعنی اگر پہاڑ مستقر رہے تو [illegible]
حاصل ہوگا۔ پس پہاڑ مستقر رہتا تو دیدار واقع ہوتا اور مستقر نہ رہا تو دو حال سے خالی نہین یا تو مستقر رہنا محال تھا تو دیدار بھی محال [illegible]
ہو ہی نہین سکتا۔ اور اگر مستقر رہنا ممکن تھا تو دیدار ہو سکتا ہی اگرچہ واقع نہوا۔ پس ہم کہتے ہین کہ پہاڑ کا استقرار محال نہین [illegible]
اسلیے کہ پہاڑ کا استقرار تین حال سے خالی نہین یا تو واجب ہی یا ممتنع ہی یا ممکن ہی اول ودوم باطل اور سوم [illegible]
صحیح ہی بطلان اول اسلیے کہ واجب ہوتا تو زائل نہوتا کیونکہ واجب وہ ہی جو کسی حال مین کبھی زائل نہو جیسے [illegible]
کے سواے کوئی چیز واجب نہین ہی۔ ممتنع بھی نہین کیونکہ ممتنع وہ ہی جو کبھی کسی حال مین نہ پائی جاوے [illegible]
پس تیسری شق ضرور باقی رہی وہی صحیح ہی۔ اعتراض کیا گیا کہ جس حال مین پہاڑ مستقر تھا تب [illegible]
بھی محال ہی بدین دلیل کہ شرط ہونے کے حال مین وہ پہاڑ متحرک تھا یا ساکن تھا اگر ساکن تھا تو [illegible]
تو وہ ضرور متحرک تھا وقت شرط کے۔ امام رازی رح نے جواب دیا کہ کلام اسکے حق مین نہین [illegible]

... ان الكلام انما ... استقراره من حيث هو هو فان اعتبار حالة الشي من حيث هو مغاير لاعتبار حاله ... بالوجود واجب وعلى شرط عدمه ممتنع ومن دونهما من حيث هو ممكن فكذا استقرار الجبل فى نفسه ممكن ... الذي ... ايضا لازم امتناع استقرار الجبل حال الحركة لان توارد احدهما على الآخر ممكن فيمكن ان يستقر ولا يتحرك ... انما المحال وجودهما معا وهو غير لازم فاذا ثبت لبطلان الامتناع ثبت انه فى نفسه ممكن فاذا كان ممكنا وهو شرط للروية صار المشروط ... الروية ممكنا فبطلت الاستحالة - اور جب استحالہ باطل ہوا بلکہ ثابت ہوا کہ دیدار حاصل ہونا ممکن ہی تو امام رازی رح نے کہا کہ بعد اسکے یہ یقین کرنا واجب ہی کہ مومنین کو قیامت مین حاصل ہوگا کیونکہ امت اسلامیہ مین دو ہی قول والے ہین ایک وہ کہ دنیا و آخرت دونون جگہ محال کہتے ہین - دوم وہ کہ دنیا مین جائز اور آخرت مین واقع کہتے ہین پس جب محال ہونا باطل ٹھہرا تو دوسرے قول پر اجماع ہوا کیونکہ تیسرا قول کسی کا نہین پس تیسرا قول کوئی نکالے تو باطل ہوگا - وقال المترجم الاولے فى استدلال الوقوع ان يقال اذا ثبت ان الاستحالة باطلة وجب القول بالوقوع بدليل قوله تعالے وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة الآية - فان هذه الآية تدل على الوقوع بالنص اذ حاجة التاويل عند المأولين انما هى دليل الاستحالة الذى قرن بالمرجوح فاذا بطلت الاستحالة وجب المصير الى المعنى الراجح الذى هو وقوع روية الله تعالے اذ القول بالمرجوح مع الامكان بالراجح غير جائز فثبت وقوعها بالنص هذا هو المقصود فلله الحمد والمنة وبسط الكلام فى رسالة المترجم - پھر واضح ہو کہ قوله فلما تجلى ربه للجبل - کی تفسیر مین امام احمد رح نے حضرت انس رضہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسقدر نور سے تجلی فرمائی آپنے اپنی چھنگلیا کا اوپر کا ذرا سا کنارہ بتلایا - وقد رواه الترمذى وقال حسن صحيح والحاكم وقال على شرط مسلم ورواه الطبرانى ايضا وقال المفسر اسناده جيد وقد رواه الحاكم له شاهدا عن ابن عباس - علامہ نسفی رح نے لکھا کہ شیخ ابو منصور ماتریدی رح نے فرمایا کہ جبل کے واسطے تجلی کرنے کے معنی وہ ہین جو شیخ اشعری رح نے بیان فرمائے ہین کہ اللہ تعالے نے پہاڑ مین قوت دیدار وعلم پیدا فرمادی تھی یہان تک کہ اسنے رب تعالے کی تجلی کو دیکھا اور تاب نہ لاکر دکوک کیا گیا اور اسمین صریح تنصیص ہی کہ اولعا شانہ کا دیدار ہوگا انتہی کلامہ معالم مین کہا کہ سہل بن سعد الساعدی رضہ سے مروی ہی کہ اللہ تعالے نے ستر ہزار پردون سے درم کے برابر نور ظاہر فرمایا پس پہاڑ کو دکوک کردیا یعنے با خاک برابر کردیا - مترجم کہتا ہی کہ پہاڑ کے حق مین قوت دیدار پیدا کرنے کی تاویل بلا ضرورت ہی کیونکہ مفسرین سلف مین سے ایک بڑا گروہ اسطرف گیا ہی کہ پہاڑ وغیرہ چیزین اللہ تعالے کی معرفت رکھتی و توحید و تسبیح و تحمید کرتی ہین اور سابق مین یہ تحقیق گذر چکی ہی یہان اعادہ نہین کیا جاتا - پھر پہاڑ یہ کوہ طور ہی اور ثبیر وغیرہ نہین ہی جیسا کہ بخاری کی حدیث صعقة الطور سے جو اس آیت کی تفسیر مین ہی معلوم ہوتا ہی ... فى العرائس قوله تعالے ولما جاء موسى لميقاتنا - میقات کی وہان کیا گنجایش ہی وہان شام و صبح کہان ہی ازل اسکا ابد ہی اور ابد اسکا ازل ہی - مراد اسکہ اپنی ہر مراد سے منفرد ہوکر اپنی پوری تربیت پر پہونچا تاکہ اسکو دریائے قدم کی روانی مین اور ازل کے دھارے مین کھڑے ہونے کی گنجایش ... حاصل ہو اور عظمت کے سامنے استعداد بقار ہو اور اگر اوتعالی اسکو اپنے انوار قرب سے لباس نہ پہناتا تو اپنے رب کی میقات مین ... ہو جاتا - اسکو اپنی مراد پانے کے واسطے ایک وقت معین بتلایا اور یہ علت بقار بشریت ہی ورنہ ہر نفس کو اسکا ایک وقت اور ... لميقاتنا مین احتجاب از میقات ہی اور اگر جار لنا ہوتا تو احتجاب بالکل نہوتا - پردہ شب مین اپنے حبیب علیہ السلام

Marfat.com

کو معائنہ ملکوت کے واسطے لیا اور کچھ میقات نہ تھی - اور ایسی [illegible] اسکو ابھی
نہ تھا کیونکہ وہ بحر قدم کے دیدار مین مستغرق اور بلا سوال واصل ہوا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
اشارہ اور نہ عبارت حتی کہ اسکے اور پروردگار کے درمیان کوئی وقت وزمانہ ومکان نہ تھا اور جو
اس سے دکھلایا اور اپنے دیے کانون سے سنایا - نبی کلیم اللہ کو ازل مین اپنے خطاب کے واسطے
وکلمہ ربہ - جبکہ کلیم علیہ السلام کے مسامع اسرار مین حدیث نفس ووسواس باقی نہ رہے تو اسکے سمع کو قوت [illegible]
کلام سنا دیا اور اگر یہ بات نہوتی تو کیونکر کلام قدیم سن سکتے تھے حالانکہ حدوث کے کان تھے - [illegible]
ہی کہ جب موسی بصفت شوق وہیمان وعشق وہیجان آیا تو اوتعالے جل جلالہ کی طرف سے یہ فضل ہوا کہ [illegible]
اور موسی اپنی خودی سے فانی ہوے اور موقف فنار مین حضرت عظمت قدم وبقار مین متحیر فانی کو [illegible] اپنے کچھ [illegible]
ہون اور کیا ہون اور کیا چاہتا ہون اور کہان جاتا ہون نہ مکان ہی نہ زمان ہی اوتعالے کے علم مین وہ [illegible]
مرتبہ مین مقرر ہوا اور با لبداہتہ اس سے اوتعالے عزوجل نے کلام فرمایا پس سر موسی ہو لہ ہویت مین پرواز کر گیا اور
موسی آسمان بقار ودوام مین اڑی اور عقل موسی میدان ناپیداکنار احدیت مین اور قلب موسی انوار وحدانیت مین
اور مانند معدوم کے ہوگیا - پہلا کلام تعظیم وہیبت ہی اور دوسرا کلام لطف وبسط ہی پس کلام اول مین فنا ہوئے اور دوسرے
مین باقی ہوے اور اگر لطف وکرم آلہی شامل حال نہوتا تو اول ہی خطاب مین نیست ونابود ہو جاتے ولیکن لطف سے
بندہ برگزیدہ کلیم کو اپنے عجائب کلام سے سنایا تاکہ اسکو معرفت تمام عطا کرے کیونکہ کلام اسکا مفتاح خزائن صفات وذات
ہی - اور اگر ازلی لطف بحال موسی ؑ نہوتا اور تمام عمر کلام وحی والہام مین رہے تھے اور ہردم اسی مین گذرا تھا تو بیداہت
خطاب کے وقت نابود ہو جاتے اور کوئی اثر باقی نہ رہتا اور لذت وحلاوت کلام سے اثر نہ رہتا - کاش اگر مجھے زبان ازلی
مین اس لذت خطاب کا وصف بیان کرون اسکو کون سمجھیگا جسنے کبھی ہسکا مزہ نہیں پایا - پھر جب موسی ؑ کا وقت اس لذت
خطاب سے پاکیزہ ہوا اور بحر وصال سے غرق شوق ہوئے تو مزید قرب وکشف مشاہدہ کی درخواست مین بیخود ہوگئے اور بسط ہوا
مین قدم اٹھائے اور چہرہ محبت سے نقاب حیا دور کرکے جرائت کے میدان مین قدم رکھا حتی کہ یہ حال ہوا جو اوتعالے نے
فرمایا - قال رب ارنی انظر الیک - مواجید وصالی کا اسپر غلبہ ہوا اور رسم کے پردہ سے نکلکر مقام [illegible] وبیہوشی مین ورسوم
سے جرات کی اس بیہوشی سے مقام ولذالد نو اور شہود عین العین کے خواستگار ہوے کیونکہ نسیم مشاہدہ سے [illegible] وصال [illegible]
[illegible] اور کب بیقرار عشق کو تاب رہتی ہی جب فناء ہو سہ وابرح مایکون الشوق یوماً + اذا [illegible]
شوق پوچھے کیا + خیمہ سے ملا ہوا ہی خیما + واللہ اگر موسی علیہ السلام نے کشوف غیب [illegible] بعنایت [illegible]
اور ہر ذرہ سے مرآۃ وجود کو تجلی التباسی مین نہ پایا ہوتا تو مشاہدہ صرف کی طرف راہ نہ پاتا [illegible] اگر [illegible]
نہوتا تو موسی ؑ اس چیز کی درخواست نہ کرتا جو چشم مخلوق سے خفیہ ہی سہ فلولا رجاء الوصل ماعشت [illegible]
لم اتجع + اسکو راست وصال نہیں ملتی جو اسکے واسطے غیر کی آرزو رکھتا ہی سہ بنائی من الدنیا [illegible]
استوفیت کل مناتیا + سلبت فوادی کی تکون مکانہ + فکن لی ادغاثۃ ذعلی فوادیا + جعفر [illegible]

ترجمہ سہ مراد دنیا صرف ایکبار تیرا دیدار ہی اگر ملجاوے تو سب مراد لی - تو نے دل لیا کہ بہانے دل قائم ہو لیس اب [illegible] واسطے [illegible]

[illegible] اور اگر بجز [illegible] اسکا ارادہ اور مقصود [illegible] نہیں [illegible] +

بان رحمت سے [illegible] سنایا پھر زبان جود وکرم سے سنایا اور دونون اسی کی طرف راجع ہین۔ ابو سعید خراز
نے کہا یہ بات ہے کہ نہین کلام کیا موسیٰ سے مگر درمیان شب مین اور ہر ذی حس سے اسکو غائب کر دیا تاکہ سوا
اسکے اسکے ساتھ حاضر نہوا اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالے کے کلام کرنے کا یہی دستور رہا۔ قرشی رح نے
کہا کہ اللہ تعالے نے موسیٰ علیہ السلام سے اسی کی مقدار پر کلام کیا اور اگر حد عظمت پر کلام کیا ہوتا تو پگھلکر نابود ہو جاتا۔ جعفر رح نے
کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بشریت سے باہر ہوکر کلام الٰہی سُنا اور کلام کی اسکی طرف اضافت کی اور کلام اس سے نفسیت
موسی وعبودیت ہے گیا پس موسیٰ علیہ السلام اپنے نفس سے غائب ہوا اور اپنی صفات سے فنا ہوا اور پروردگار عزوجل نے
حقائق معانی سے کلام کیا پس موسیٰ نے صفت موسیٰ ع کو اپنے رب سے سُنا۔ اور محمد صلعم نے صفت رب کو رب سے سنا پس
پروردگار کے نزدیک وہ احمد المحمود دین ہوئے اور اسی وجہ سے مقام محمد صلعم کا منتہی مقام ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کا مقام طور ہوا
جب سے اللہ تعالے نے موسیٰ سے طور پر کلام کیا تب سے اسکی صفات فنا کر دین پس اسپر ثبات کا ظہور نہوا اور کسی کو اسپر قابو دیا
حسین رح نے اس آیت مین کہا کہ اللہ تعالے نے اس سے توقیف وترتیب زائل کر دی اور اللہ تعالے کیواسطے اللہ تعالے
کی طرف آیا اس طور پر کہ اللہ تعالے نے اسکو بلایا اور پیدا کرنے والے نے اسکے واسطے چاہا اور اسی سے پیدا کیا اور بذل جہد و
طاقات وصعب ومشقات کے ساتھ اسپر ظاہر کیا پھر جب اسپر کچھ بقیہ نرہا جو ممتنع ہو تو مقام مواجہہ ومخاطبہ مین کھڑا کیا گیا اور
اطلاق کیا مقنعہ لسان مراجعت ومطالبہ کو۔ کیا تو نے قبل اسکے موسیٰ ع کا قول نہین سُنا جیسا کہ حال ربوبیت کا اسکو مطالعہ کرایا
اور مقام الوہیت کا مکاشفہ تو سوال کیا کہ احلل عقدۃ من لسانی۔ تاکہ جب وقت آوے تو نطق وبیان کا مالک ہووے۔ بعض نے
کہا کہ جب اپنے مالک سے شرح صدر کی درخواست کی پھر اپنے لایق تر احوال کو دیکھا کہ اسکا کام آسان کر دیا گیا ہے پس اسکو پورا
پورا لگا تاکہ اس سے بہت بلند مقام پر ترقی کرے اور وہ آمد بجانب حق تعالے بحق تعالی ہے کیونکہ جان لیا کہ جو اس تک واصل ہوا
اسکو کوئی روکنے والا نہین رہتا۔ ایسی حالت مین لایق ہوا کہ اکیلا اس پاک ذات کی طرف حاضر ہو وہان شریک ونظیر نہین ہے اور
موسیٰ علیہ السلام نے مواقیت کو پورے طور پر وفا کیا احوال اس سے سب غائب تھے اسکا کچھ نشان نہ دیکھا اور اپنے غیبا
وظہور سے اور ماسوائے انکے اور امور سے غائب ہوا سوائے اس چیز کے جو حق تعالے کے واسطے اس سے یا اسکے ساتھ تھی یہانتک
کہ متحقق ہوا قولہ ولقد اوتیت سؤلک یا موسی ولقد مننا علیک مرۃ اخری۔ پس یہ آمد کا حال ہے اور یہی معنی قولہ ولما جاء موسی لمیقاتنا
کے ہین پھر قولہ وکلمہ ربہ کے معنی یہ ہین کہ وہ متفرد ہوا اسکے کلام کے ساتھ کیونکہ قبل اسکے بواسطہ باطن وملائکہ ووسائط کے کلام
کیا تھا پھر جب اللہ تعالے کرم سے اسکو مقام اجل مین لایا اور حال اعظم اسکو محقق کر دیا تو کشف پر کلام کرتے ہوے خطاب فرمایا
بعد اسکے ہر ایسی چیز سے جو بینندہ ودیدہ شدہ ہوا اور ہر صورت مکونہ ومنشیہ سے غائب کیا مگر وہی کہ کلام کنندہ وکلام کردہ شدہ سے
تھا اور اللہ تعالے نے اپنے نزدیک شرف اعظم سے مفرد کیا پس ایسا خطاب سُنا جو مخاطبات مخلوق کے مانند نہ تھا پس ہیجان شوق
نے اس سے اور اسکے واسطے طلب چاہی مگر نہ ایسی طلب جو مخلوق مین ہوتی ہے اور اللہ عزوجل سے ایسا سوال کیا جو پہلے نہین کرتا تھا
یعنی اللہ تعالے کی طرف نظر کرنے کا سوال کیا جبکہ اپنی حقیقت کی طرف رجوع لایا تو اللہ تعالے کو ہر منظورہ ومتصورہ مین دیکھا پھر جب
اسکے واسطے یہ احوال متحقق ہوئے تو کہا کہ رب ارنی انظر الیک۔ کیونکہ ہر مرئی تیری طرف راجع ہے جو کچھ تو دکھلاوے مین تیرے سوا

کچھ نہین دیکھتا ہون۔ تو نہین دیکھتا خطاب وجواب قال الشیخ [illegible]
انظر واحضر انی ناشئت فلست غیر کما احضر لعدان تحققت منک بحال بعجب الی منک [illegible]
بسوال لا ینشارک فیہ بالحقیقۃ۔ بعضے کہتے ہین کہ موسی ؑ سماع خطاب کی حالت مین عین سکر مین ہوکر سوال [illegible]
سے امر مین ماخوذ نہین ہو تو نہین دیکھتا کہ کتاب مجید مین مجنون کے فعل پر ایک حرف بھی عتاب نہین [illegible]
اسکو پکڑا بس زبان اپنی قابو سے باہر ہوگئی اور بمقتضاے انبساط اس کلام سے درخواست وسوال [illegible]
لکھا گیا ہو کہ جاتے وقت اپنی قوم واہل معرفت سے کہہ گئے تھے کہ تمھارا کچھ مطلب ہو کوئی کام ہو [illegible]
کو جاتا ہون پھر جب خطاب سُنا تو کچھ یاد نہ رہا اور وقت کے موافق دیدار کی درخواست کی۔ بعض نے کہا کہ [illegible]
زیادہ مشتاق ہوتا ہو اور عین مناجات مین اپنی خودی سے خارج ہوکر درخواست کی بیخود نہ تھے بلکہ جتنا پیا [illegible]
ہوئی کیونکہ بکمال وتمام کوئی راہ وصال نہین ہو۔ بعضے کہتے ہین کہ موسی علیہ السلام نے مقام تفرقہ مین رویت طلب کی [illegible]
سے جواب ملا۔ عین الجمع اتم از عین التفرقہ ہو۔ بس موسیٰ کو چھوڑدے گر جاوین بیہوش ہوکر اور پہاڑ پارہ پارہ ہوجا [illegible]
بعد بیہوشی کے قالب مین حقائق احدیت کے مکاشفہ پاوینگے اور معالم موسیٰ کے محو کرنے کے بعد حق عزوجل کا موسیٰ ؑ کے واسطے [illegible]
موسی ؑ کے واسطے ہونا موسی کا اپنے واسطے ہونے سے بہتر ہو اور واضح ہو کہ حق عزوجل سے حق تعالے کا شہود بنا بر تحقیق [illegible]
خلق کے ساتھ باقی ہونے سے زیادہ پورا ہو۔ مجھے یہان ایک لطیف علم حاصل ہوا وہ یہ ہو کہ قولہ رب ارنی انظر الیک [illegible]
علیہ السلام نے او تعالے عزوجل کا دیدار ا و تعالے کی طرف مضاف کیا یعنی تو اے پاک پروردگار مجھے دکھلادے کیونکہ تو [illegible]
تو مجھے قوت حاصل ہوگی کہ تجھے دیکھ سکون ورنہ نہین کیونکہ موسیٰ آگاہ تھے کہ مجھے چشم حادث حاصل ہو اور اس سے دیدار قدیم [illegible]
نہین ہو پس اللہ تعالے کی طرف سے ایسی آنکھ مانگی جس سے دیدار حاصل ہو اور وہ عین العین کو دیکھ سکے اور کنہ الازل [illegible]
قدم القدم اور سر الذات اور حقیقۃ الحقیقۃ سے انکشاف پاوے اور یہ نہین کہ دیکھا نہین اسواسطے کہ جمیع ذرات سے جمال [illegible]
ظاہر ہو پس جب موسیٰ نے غلبہ سکر مین ہوکر دیدار کا سوال کیا تو جواب پایا کہ لن ترانی۔ یعنی دیدار صرف تجھے حاصل نہین ہو [illegible]
تو حدوث مین پڑا ہوا ہو اگرچہ تجھے میری طرف سے چشم ازلی اور ابصار ابدی عطا ہوئی ہو اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام کو دا [illegible]
حوالہ کیا لقولہ ولکن انظر الی الجبل ۔ اور لن ترانی مین امکان دیدار بلکہ وقوع دیدار کی بھی نفی موسی ؑ وغیرہ مومنین سے نہین [illegible]
مراد یہ ہو کہ تو اپنی قوت سے مجھے نہین دیکھ سکتا ہو بلکہ میری قدرت سے دیکھیگا۔ قال المترجم فی حدیث البیہقی [illegible]
وبین ان ینظر والی ربہم الا رداء الکبریاء علی وجہہ فی جنۃ عدن ۔ یعنی قوم اور دیدار باری تعالے کے درمیان جنت عدن مین [illegible]
ہوگا کہ حجاب کبریائی سے نظر نہین اٹھا سکینگے۔ بیہقی وغیرہ علماء نے فرمایا ہو کہ معنی یہ ہین کہ آنکھون کو بسبب حجاب کبریائی [illegible]
خود طاقت نہوگی ہان جب اللہ تعالے چاہیگا تو ہر ایک سے اسکی منزلت کے موافق پردہ اٹھیگا پس دیکھنا نصیب [illegible]
الشیخ کیونکہ چشم حدوث کو مجال دیدار ہو اگر حق عزوجل کے دیدار سے دیکھے تو اسکو دیکھیگا اور دیدار الٰہی [illegible]
بحق اعلی واجل ہو اس سے کہ دیدار موسیٰ برائے موسیٰ ہو۔ اور نیز لن ترانی یعنی جب تک تو خود ہو نہین دیکھ [illegible]
سطوات عظمت وکبریاء کو بوصف قدم وبقاء تحمل کرنے کی مجال نہین ہو پس جو حادث ہونے مین تیرے مثل [illegible]

Marfat.com

[illegible] قدرت کے [illegible] حدوث البتہ دیکھ سکتا ہی پس او تعالے نے پہاڑ کو اپنے فعل کا آئینہ بنایا پھر اپنے فعل کے [illegible] اپنی صفت خاصہ سے تجلی فرمائی پھر اس سے پہاڑ کو تجلی نصیب ہوئی پھر موسی علیہ السلام نے پہاڑ کے آئینہ مین جمال قدیم [illegible] دیکھا کہ بیہوش ہوکر گرے کیونکہ اپنے حال کے اندازہ پر اپنے مقصود کو پہونچ گئے اور اگر موسیٰ کے واسطہ تجلی صرف ہوتی تو موسی علیہ السلام نابود ہوجاتے باین معنی کہ ظاہری وجود سے بھی نیست ہوجاتے اور اگر پہاڑ کے لیے بھی تجلی صرف یعنی خالص ہوتی بدون پردہ و واسطہ کے تو اسکا پتا بھی نہ چلتا کیونکہ پہاڑ کو عظمت قدم و سبحات ازل کی تجلی ہوئی تھی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا حجابہ النور لو کشفہ لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ۔ یعنی حجاب الٰہی عز وجل نور ہی اگر اسکو کشف فرما دے تو جلا دین اسکی وجہ پاک کے سبحات جہان تک مخلوق سے نظر منتہی ہو۔ قال المترجم وجہ ایک صفت باری تعالے ہی اور یہ مراد نہین ہی کہ مخلوق کے چہرہ کے مانند ہی کیونکہ اللہ تعالے عز وجل سے کوئی مخلوق کسی طرح کسی کیفیت مین مشابہ و مانند نہین جیسا کہ بارہا بیان ہوچکا اور یہ حدیث ایک ٹکڑا صحیح مسلم کی حدیث کا ہی اور طبرانی رح نے اسکو سند جید سے روایت کیا ہی قال الشیخ مروی ہی کہ جب حق تعالے کسی چیز کے واسطے تجلی فرماتا ہی تو وہ چیز اسکے واسطے خاضع یعنی پست و حقیر اور اپنے آپ کو ناچیز سمجھنے لگتی ہی۔ وہب رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے حکم فرمایا کہ اسکے عرش کو ساتوین آسمان کے فرشتے اٹھا دین فرمایا کہ اسکو دکھلا دین جب نور عرش ظاہر ہوا تو کشادہ ہوا پہاڑ بسبب عظمت نور عرش کے جو اللہ تعالے عز وجل کے نور نشانی ہی پس ایکبارگی آسمانون کے فرشتون نے اللہ تعالے کی پاکی و عظمت و وحدانیت کی تسبیح پڑھی پس پہاڑ کو ہلا ڈولا آیا اور پارہ پارہ ہوگیا اور وہ درختون سمیت جل گیا اور بندہ ضعیف موسی علیہ السلام سجدہ مین بیہوش گر پڑا ساتھ روح نہ رہی پس اللہ عز وجل نے وہ پتھر جسپر موسی ع تھے قبہ کے مانند کردیا تھا کہ تپش عشق سے جلکر نیست نہوجاوے پس او تعالیٰ کے سلطان کبریائی و عظمت و جلال کی تجلی مین اس دنیاے فانی کی فانی چیزین نیست ہین ہان عالم باقی مین ببقاء حق تعالے قابل ہونگی اور وہ محض فضل الٰہی ہی لہذا یہان فرمایا ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی۔ یعنی تیرے لیے مین نور عظمت سے پہاڑ پر تجلی فرماتا ہون وہ تجھسے بہت بڑا جسم اور سخت اجزاء رکھتا ہی اگر وہ نہ اٹھا سکے تو تیرا ضعیف و نحیف جسم کیونکر میرے نور عظمت کی تجلی برداشت کریگا۔ قال المترجم یہ صریح ہی کہ اس آنکھ دو اس و جسم مین بہ نسبت چشم دل کے تباین ہی اور یہ مت سمجھو کہ آخرت مین جسم دیگر ہوگا بلکہ قطعاً و یقیناً ننگے پاؤن بے ختنہ کیے ہوئے جیسے اول پیدا ہوے تھے اسی طرح محشور ہونگے مگر ہان کہ اہل جنت سب موتی کے مانند پاکیزہ بے داڑھی موچھ کے ایک صورت خاص پر داخل ہونگے وہی باقی ہین اور وہی دیکھ سکینگے انھین پر فضل عظیم ہی۔ فافہم ولا یذہبنک او ہامک الی مہلکۃ الشیاطین ثم قال الشیخ تیری مراد اگر یہ ہی کہ مجھے یہان دیکھے چشم روح و قلب سے دیکھ کہ مین دونون پر تجلی کرتا ہون قلب اسکو برداشت کرتا ہی کیونکہ نور ملکوت و جبروت سے مخلوق ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث قدسی مین آیا کہ لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن۔ قلت قد روی بعبارات عند اہل التنقید فوضعہ البعض وضعفہ آخرون ولہ شواہد بالمعنی فاحفظ۔ شیخ نے کہا کہ موسی علیہ السلام نے دیدار بچشم ظاہری کیا حالانکہ چشم قلبی و چشم ظاہری مین وہان حجاب تھا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین یہ حجاب نہ تھا چنانچہ چشم دل و چشم ظاہر سے دیکھا قال تعالے ما کذب الفواد ما رای۔ بعض نے کہا کہ معنی یہ کہ اسکے فواد نے جھوٹ نہ کہا جو اسکی آنکھ نے دیکھا یعنی شب معراج مین

اور تحقیق انشاء اللہ تعالے وہان آویگی - مترجم کہتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین اختلاف اسمین تھا
یا نہین پس جمہور کے نزدیک دیکھا اور یہ ابن عباس رضہ سے منصوص ہے اور حدیث صحیح مسلم مین ہے کہ [illegible]
کرلی ہے اور انکار عائشہ رضہ اسمین مضر نہین کیونکہ یہ کمال متعلق منصب نبوت ہے اور عورتان کی تکمیل پس جہت
جہت سے کامل ہوجاوے لہذا کوئی عورت نبی نہین ہوئی اور تحقیق سورہ نجم مین انشاء اللہ تعالے آویگی بیان جو
مین دیدار بفواد منصوص ہے اور شیخ رح نے آنکھ سے بیان کیا - ظاہرا استخراج اسی دلیل سے ہے جو بیان کیا کہ بیان دلیل
درمیان سے حجاب مرفوع تھا - مترجم کہتا ہے کہ معنی یہ ہین واللہ اعلم کہ چشم دل کا انکشاف وانفتاح اس درجہ کامل
چشم ظاہر کی احتیاج نہ تھی غیر ازینکہ حسن ظاہری اور قبل نبوت مین مفید تھی اور اسی پر دلالت کرتا ہے قولہ تنام عینای ولا ینام
یعنی میری آنکھین خواب کرتی ہین اور میرا دل نہین سوتا ہے یعنی راحت تن اسنے حاصل ہوتی ہے اسی واسطے آپ سوتے و جاگتے
یکسان دیکھتے بلکہ نماز مین جو لوگ مقتدی ہوتے انکی حرکات کو دیکھا کرتے اور مصرح فرما دیا اور عین نماز مین دوزخ و بہشت و
جنون و شیاطین کو دیکھتے فافہم - مترجم نے تنبیہ کردی اگر اللہ تعالے ہدایت فرماوے تو اس سے بہت کچھ حاصل
واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم - قال الشیخ جسکے قلب ملکوتی کا دخل آنکھ مین ہوا وہ کشف تجلی جمال و جلال کو بلا حجاب
بر ملا دیکھتا ہے اللہ تعالے کے بندے ایسے پڑے ہین جنکے قلوب کو نور جمال کا لباس دیا ہے اور نور ملکوت و جبروت کا انکی آنکھون
مین سرمہ ہے پس انکے دل بنور غیب انکی آنکھون مین سما جاتے ہین وہ کوئی چیز نہین دیکھتے مگر آنکہ اسمین جمال الٰہی نظر آتا ہے
کما قیل مارایت شیئا الا ورایت اللہ فیہ - مترجم کہتا ہے کہ یہ قول مکرر گذرا اور تحقیق اسکی واللہ اعلم یہ ہے کہ موجود مصنوع
فی ذاتہ اگر مستقل منظور ہو تو اخفی شرک ہے اور اگر منظر فعل خاص ہو تو اسپر تجلی صفت ایجاد ہے اور وہ تجلی بذات جلت عظمتہ
و کبریاوہ کے موجب ہے پھر تجلی صفت ایجاد مین مظہر فعل کی راہ سے تفاوت ہے اگرچہ ادنی مخلوق نفس امر مذکور مین ملتفت
کے ہے الا ظہور مین تفاوت ہے حتی کہ خلقت انسانی آئینہ اکبر ہے اور وجہ ظہور مین دوسرے انسان سے خود اپنا وجود ہر انسان
اظہر ہے اور یہی عموم سے خصوص کی طرف ترقی ہے فی قولہ تعالے سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق
انہ ہو الحق - نہین فرمایا کیونکہ مرتبہ ہو ہو حاصل نہین ہوسکتا اور یہی معنی ہین قولہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے
بیان کو اہل ایمان کے مانند دیکھنا چاہیے کہ انشاء اللہ تعالے بہت مفید ہے واللہ الموفق - قال الشیخ حضرت موسی ع
صفات پاک مین ایسے غرق تھے کہ اپنی خبر نہ تھی اور گمان کیا کہ مین غائب از مشاہدہ ہون پس دیدار کا سوال کیا پس انظر
الی الجبل - سے پہاڑ کی طرف متوجہ کرکے ہوشیار کیا کہ تو کہان ہے تاکہ ایک دم محروم ہوکر قصد وصال سے اور [illegible]
خاص پھر شاہد کرلیا - فافہم - قولہ تعالے فلما تجلی ربہ للجبل - پہاڑ نے پہچانا کہ اسکے لیے تجلی عاریت ہے اور وہان [illegible]
ہے پس حسرت سے مدکوک ہوگیا - جب موسیٰ نے تجلی بالواسطہ دیکھی تو پہچانا کہ مقام اتحاد سے بسبب [illegible]
کی طرف ڈالے گئے پس حسرت سے بیہوش ہوگئے کما قال تعالے جعلہ دکا وخر موسی صعقا - لیکن لطف [illegible]
سے اسکو زندہ کیا - قال تعالی فلما افاق - یعنی بیدار ہوکر جانا کہ مقام کی معرفت سے قاصر [illegible]
سبحانک تبت الیک وانا اول المسلمین - اور نیز حضرت موسی علیہ السلام بر لغت انانی [illegible]

Marfat.com

[illegible] اکے سرباطن نے ادراک حقیقت ذات کو چاہا بس غیرت عظمت نے اسکو مقام عروج سے گرا کر بصفت بشریت بمقام الکمال کر دیا حتی کہ نظر بجبل سے حصول تفکر ہو کر واصل ہو بس اس بیداری مین وہ خطا کھل گئی جو حالت سکر مین سرزد ہوئی تھی کہ کنہ قدم پر اطلاع چاہی- بس قولہ سبحانک - پاک ہی تو اے رب العزت جل جلالہ اس بات سے کہ حدوث کو تیری جناب قدم تک رسائی ہو اسطرح کہ دریافت کرے- قولہ تبت الیک - مین نے توبہ کی تیری جناب مین اس چیز سے جو مین نے چاہی تھی- قولہ وانا اول المومنین - مین پہلا مقر ہون کہ حدوث کے باؤن کبھی اس راہ مین نہین ٹھہر سکتے کہ کنہ ازل دریافت کرین اور اس چلنے پتھر کی چٹان پر روح اپنی سر کے بل پھسلتی ہی- اس توبہ کے بعد آپ پھرے کہ لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علی نفسک - سبحان اللہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اول شہود عین الکل مین یہی ثنار و تسبیح پڑھی اور موسی علیہ السلام کو یہ مقام بعد فنار و امتحان کے معلوم ہوا- یہ فضل الٰہی ہی جسکو عطا فرماوے - اس مقام پر موسی علیہ السلام نے ایک بار توبہ کی لینے رجوع ہوے اور حضرت سید حبیب صلعم نے ستر بار توبہ فرمائی ہی- کما فی الحدیث انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ - مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مسلم مین ہی اور مکرر گذر چکی ہی- قال الشیخ معرفت کے مقابل مین نکرت قدم مین پڑے تھے بس معرفت مین تقصیر ظاہر ہونے پر موسی علیہ السلام نے اقرار کیا بس رب العزت عز وجل نے عفو تقصیر تلافی فرمائی لقولہ فیما بعد انی اصطفیتک علی الناس الآیہ - اور نیز توبہ مین اشارت ہی کہ مقام عشق مین تلوین سرزد ہوئی حتی کہ انظر الی الجبل سے وسائط کی طرف حوالہ کیے گئے بس توبہ کی باین معنی کہ دعوی محبت مین مجھے توبہ کرنا چاہیے لہذا توبہ سے رجوع کیا- اول مقام سکر مین زبان انبساط کے ساتھ سوال کیا پھر لن ترانی سنکر ہوشیار ہولے اور زبان کو یارا ے کلام انبساط بھی نہ پایا اور پہاڑ کی طرف دیکھنے مین حکم کی فورًا تعمیل کی اور جبتک مقام سکر مین تھے سوال جرأت مین ماخوذ نہ ہوے جب حقیقت سے شریعت کی طرف پھیرے گئے تو پہاڑ کی طرف جرم نظر مین عفو تقصیر کے خواستگار ہوے- اور نیز قولہ سبحانک یعنی پاکی ہی تجھکو کہ تیری عطار و نوال مین اکتساب کو دخل ہو کیونکہ پہلے تو رب ارنی - کہا تھا پھر انظر الیک - مین اپنی طرف فعل کی اسناد کی بس اس سے توبہ ضروری ہوئی کیونکہ حدوث کو درگاہ قدم مین یہ کہان مجال ہی- بہت دقیق اشارہ اس توبہ مین یہ ہی کہ باشارہ نفس یہ سوال کیا تھا کہ دیدار دکھلاوے - مین کون ہون کہ تجھکو دیکھون مین اب توبہ کرتا ہون - مین تجھکو تیری رحمت سے دیکھ سکتا ہون اپنی خواہش سے بلکہ خودی و خواہش سے فنا ہو جاؤن تو ارحم الراحمین کا کرم و فضل پاؤنگا - من و تو - میرا و تیرا ذکر درمیان سے اٹھادے تو کون ہی کہ درمیان مین بولتا ہی فافہم اور اسی واسطے ملائکہ نے اسپر غیرت کی جب کہ وہ صعوق و بیہوش ہو گیا علی نبینا وعلیہ السلام - بعض کتابون مین روایت ہی کہ جب موسی علیہ السلام بیہوش پڑے تھے اسوقت آسمان کے فرشتے آ لگے اور پیرون سے ٹھوکرانا شروع کیا اور کہنے لگے کہ اے آدمی زادہ جو عورت کے حیض سے پیدا ہوا تو نے رب العزت جل جلالہ کے دیکھنے کا قصد کیا- ملائکہ معذور تھے کیونکہ وہ قرب سے بسبب تازیانۂ خوف عظمت کے ممنوع ہو رہے تھے اور یہ نہین جانتے تھے کہ واقعہ ایسے بندے کے ساتھ ہوا جو ازل سے عشق و محبت مین برگزیدہ قرار پایا ہی اور اسی وجہ سے اسنے انبساط مین فرط محبت سے سوال کیا جسکی مقربین کروبیون کو مجال نہین ہی اور یہ بھی نجانا کہ اس سوال و جواب و بیہوشی و غیبت و سکر مین دریاے ازل و ابد مین غوطہ کر اپنی مراد پائی حالانکہ ملائکہ نے مقام شریعت سے آگے جانے پر اجازت نہین پائی- اور اگر کنار وصال مین سے

ایک ذرہ حضرات ملائکہ کو پہونچتا تو بیہوش کیا بلکہ جل جاتے - **قال المترجم** شیخ پر اللہ تعالی رحمت [illegible]
انکی تشنیع کا قصہ بعض کتابون خصوص معتزلہ کی کتابون مین مذکور ہی اور وہ دلالت کرتا ہی کہ وہی علم [illegible]
شیخ رح نے توجیہ کردی کہ ملائکہ عالم شریعت مین محصور ہین انکو عالم عشق و محبت سے نصیب نہین [illegible]
انسے تشنیع واقع ہوئی اور اس سے زیادہ کی انکو خبر نہین ہی کیونکہ قولہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات الآیۃ [illegible]
خلیفۃ الآیہ سے تخصیص آدم بعلم و امانت ہی اُس سے اور سب محروم ہین پس ملائکہ اس تشنیع مین بسبب لاعلمی کے معذور [illegible]
کہتا ہی کہ اس توجیہ کی کچھ حاجت نہین ہی صحیح یہ ہی کہ معتزلہ کی روایت ایسے قصص کی محض دروغ ہی اسکا ثبوت ہی نہین [illegible]
محدثین و اہل تنقید نے بیان کیا ہی اور ایسا ہی وہ اثر طول طویل جو محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ نے اس قصہ مین عجائب
اہوال کے ساتھ جسیم و مہیب فرشتون کا آنا وغیرہ روایت کیا ہی پس یہ محمد بن اسحاق رح کا دروغ تو نہین لیکن وہ بھی اسرائیل
روایات یہود سے ماخوذ ہی جیسا کہ حافظ الحدیث شیخ عماد ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا ہی پس اس قصہ سے کوئی اعتراض لازم
نہین آتا اگرچہ تفسیر معالم وغیرہ مین نقل کیا گیا ہی لیکن چونکہ توجیہ شیخ متضمن فوائد ہی مترجم نے باستیفاء الکلام ترجمہ کردیا واللہ اعلم
بالصواب - **قال الشیخ** مجھپر یہان ایک اور نکتہ منکشف ہوا کہ جب موسی علیہ السلام نے حلاوت خطاب ازل پائی اور یہ حلاوت
انکی روح و سر باطن کو بہت خوشگوار آئی تو اسکی مزید کے طلب مین دیدار کا سوال کیا پس صعقہ بسبب غیرت ازل ہی کہ اس سے [illegible]
حلاوت کی طرف بشائبہ نفس رجوع کیا لہذا جب افاقہ ہوا تو تسبیح بیان کی کہ سبحانک تبت الیک - یعنی تو پاک ہی اس سے کہ کوئی اپنی
حلاوت کے ساتھ انانیت کی جہت سے طلب کرے اور توبہ کی کہ مین اپنی خودی سے طلب نہین کر سکتا سواے اسکے کہ فرد واحد [illegible]
و انفراد حقیقی جو تصور و گمان سے باہر ہی وہ اُسی کی وحدانیت و تفرد سے مطلوب ہی نہ شائبہ غیریت سے کہان کہ تمام غیر ہو کیونکہ [illegible]
حجاب مشاہدہ ہی ثم ذکر الشیخ عن بعضھم تفسیرا نحو ما ذکرہ الشیخ جلال الدین السیوطی وغیرہ فی قولہ ولکن انظر الی الجبل - کما [illegible]
قال - او تعالے کے مشاہدہ کا برداشت کرنے والا پہاڑ وغیرہ نہین ہو سکتا بلکہ وہی قلوب ہین جو عرفان سے معمور و الانوار کرامات [illegible]
مقدس اور تنویر الہی عزوجل سے منور اور اسی کے لطف و رحمت سے اس قابل مقدر ہین اور حال مشاہدہ در حقیقت خود مشاہد
ہی یعنے خود بخود حال اس منظر کے حق مین کرامت ہی بدون حلول وغیرہ کے اور پاک ہی اللہ تعالے ہر وہم و گمان سے پس حق عزوجل
مشاہدہ کرنے والا سواے حق عزوجل کے کوئی اور نہین ہی اور جو مستقیم و عارف و صالح مقدر ہین انکے حق مین فنا کے بعد اللہ کے [illegible]
مشاہدہ مین کرامت ہی و لہ المثل الاعلی و الحمد للہ تعالے اولا و آخرا - شیخ ابن عطاء رح نے کہا کہ پہلے موسی کی پہاڑ کی طرف مشغول کر [illegible]
تجلی فرمائی اگر یہ نہوتا تو مرجاتے - جسین رح نے کہا کہ اگر قولہ لن ترانی - پر اقتصار ہوتا تو شدت تجلی شوق مین [illegible]
کرم فرمایا کہ ولکن انظر الی الجبل - واسطی رح نے کہا حرف لن ایک وقت معلوم تک ہی اور ابد تک کے [illegible]
جعفر الصادق علیہ السلام سے مانند قول ابن عطاء کے مروی ہی - واسطی رح نے قولہ جعلہ دکا - مین کہا کہ [illegible]
اور جو ہیبت پہاڑ پر آمد تجلی سے طارے ہوئی پہاڑ کے حق مین حتی کہ آسمان و زمین کے حق مین [illegible]
کہ جمال و کرم دونون باقی رہتے ہین اور ہیبت و جلال فنا ہو جاتے ہین - یعنی انکے آثار کی یہ کیفیت [illegible]
موثر مین زوال ہو نعوذ باللہ منہ کیونکہ وہ صفات باری تعالے قدیم ہین اسمین اہل ایمان مین [illegible]

Marfat.com

...ن ہوئے حالانکہ اپنی بیوی کے پاس گئے تو کسی کو تاب انکے چہرہ کی طرف دیکھنے کی نہوئی - واسطی رح
... صفات وقوت سے ہر ایک کو اسکی مقدار کے اندازہ پر ملتا ہی کلیہ صفات سے کسیکو نصیب نہین - جیسے تجلی کہ
... نہیں ہی - اور نیز واسطی رحہ نے کہا کہ مجھسے لوگ کہتے ہین کہ آپ تجلی کی نفی کرتے ہین یعنی مریدون و معتقدون نے شیخ
واسطی رح سے استفسار کیا کہ آپ کیونکر یہ بات فرماتے ہین کہ تجلی نہین ہوا کرتی حالانکہ اوتعالے کلام پاک مین فرماتا ہی کہ فلما تجلی ربہ للجبل
او خبر مین آیا ہی کہ اذا تجلی لشئی خضع لہ - مین نے جواب دیا کہ اے اہل ایمان و صلاحیت تم میری بات سمجھو مین نے یہ کہا کہ تجلی سے ہر شخص
کو اسکی طاقت و تقدیر کے موافق فیض ہوتا ہی حالانکہ بحکم قولہ تعالے اللہ نور السموات والارض - الی قولہ نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من
یشاء الآیۃ - تجلی کا ظہور ہی - بھلا تمھارے نزدیک عقل سے یہ محال نہین کہ ہوا نے ایک خاص ذرہ کے واسطے تجلی کی - او تعالے پاک
برتر ہی اس بات سے کہ پوشیدہ ہو یا پردہ مین ہو اور پاک برتر ہی اس سے کہ کسی وقت و میعاد پر دکھلائی دے اور تجلی فرماوے -
وہ پاک برتر ہی اس سے کہ قوت لحاظ اسپر واقع ہو اور تحت زبان بیان ہو - مترجم کہتا ہی کہ شیخ واسطی رحمہ اللہ نے واللہ اعلم یہ فرمایا
کہ او تعالے عزوجل اپنے نشان پاک و برتر کے ساتھ ہر حال و ہر وقت مین یکسان ہی اور یہ جو بیان کیا جاتا ہی اور نیز احادیث شریف
مین آیا ہی کہ اللہ تعالے کے واسطے حجاب ہی اور نور اسکا حجاب ہی تو اس سے مراد یہ ہی کہ بندون کی بینائیون پر تاریکی سے لیکر نور تک
کے ہزارون پردے پڑے ہین حتی کہ کافر لوگ بالکل تاریکی کے پردون مین اندھے ہو رہے ہین انکو نور کبھی نظر نہین آتا ہی اور مومنون
کو نور نظر آتا ہی حتی کہ جسقدر ایمان مین ترقی ہوتی ہی اسیقدر بحکم قولہ نور علی نور کے ایک نور سے دوسرے نور کیطرف عنایت و فضل الٰہی
سے رسائی ہوتی ہی حتی کہ جو مقرب بندے ہین انمین کمتر پردے نور کے انکی بینائیون پر رہتے ہین اور دنیا مین وہ اس فانی بقاء
و حیات کی مقدار تک مرتفع نہونگے ہان آخرت مین جب بخشے جاوینگے تو یہ بھی مرتفع ہو جاوینگے پس دنیا مین ہر شخص کے واسطے
جسکے لیے تجلی ہونا ثابت ہوا اسکے یہ معنی ہین کہ اسکی نظر و بینائی سے حجاب دور ہوا اور یہ معنی نہین کہ نعوذ باللہ تعالی وہ حجاب اللہ تعالی
کی وجہ جلال و عظمت پر ہی کیونکہ پردہ وغیرہ کوئی چیز نور ہو یا اور کچھ ہو اس حضرت پاک پروردگار سبحانہ و تعالی کے واسطے کیونکر حجاب
ہو سکتا ہی سب اسکے زیر قدرت و تحت فرمان ہین و للہ المثل الاعلی - پس شیخ واسطی رح کے قول کا یہ مطلب ہی اور تجلی سے انکار
نہین ہی بلکہ اس سمجھ سے انکار ہی کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ او تعالے عزوجل نے نعوذ باللہ کسی حجاب سے تجلی فرمائی تاکہ حجاب اسکا حاجب ہو
بلکہ یہ مطلب کہ اس بندہ کی بینائی سے حجاب دور فرمایا - مترجم کہتا ہی کہ شیخ واسطی رحمہ اللہ نے بہت پاکیزہ بات بیان فرمائی
اور یہی صحیح اور اسی پر اعتقاد ہی اور شیخ بیہقی رحمہ اللہ نے اپنے سنن مین بعد روایت حدیث و ما بین القوم و بین ان ینظروا
الی ربہم الا رداء الکبریاء علی وجہہ فی جنۃ عدن - یعنی جنت عدن مین اہل جنت کے اور اپنے پروردگار کو دیکھنے کے درمیان کچھ حائل
نہوگا سوائے چادر کبریائی وجہ پاک کے - پس بیہقی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث کے یہ معنی نہین کہ اللہ تعالے کی وجہ پاک پر حجاب
ہوگی نعوذ باللہ من ذلک بلکہ یہ معنی ہین کہ وہان بندون اہل جنت عدن کی نظرون پر کوئی حجاب نور کا جیسے دنیا مین یا دیگر
جنت پر ہوگا ان اہل جنت عدن پر نہوگا سوائے ایک حجاب کبریائی کے یعنی بوجہ حجاب کبریائی کے اس جنت والون کو مجال
... اجازت نظر اٹھانے کی نہوگی اور چونکہ کبریائی مخصوص بجناب باری تعالے ہی لہذا حضرت رب العزۃ
... کیا تاکہ یہ وہم نہو کہ کبریائی سے اہل قوم کو کچھ نصیبہ ہوگا کیونکہ یہ کفر ہی - مترجم کہتا ہی کہ یہ معنی و ...

بیہقی رحمہا اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائے ہین یہی یاد رکھنا چاہیے اور یہی صحیح اور یہی اعتقاد اور
اور بعضے لوگون نے جو زعم کیا کہ ہم اللہ تعالےٰ کو ہر نقص وعیب سے اور ہر وہم وگمان سے پاک برتر جانتے
کیفیت ہمکو نہین معلوم ہر تو اگرچہ اس قول مین کوئی خرابی نہین لازم آتی ہو لیکن خواہ مخواہ جاہل بنکر
فافہم واحفظ والحمد للہ رب العالمین۔ شیخ واسطی رح نے کہا کہ شیخ عارف جنید رح کے سامنے یہ آیت پڑھی
تو شیخ نے چیخکر بلند آواز سے کہا کہ تجلی سے نہین بلکہ جلالت سے مدکوک ہوا کیونکہ اسپر آثار تجلی واقع ہوئی
ہمارے شیخ محمد بن حنیف رح نے فرمایا کہ قولہ فان استقر مکانہ فسوف ترانی۔ کے وارد ہونے کے
طرف سے آوے اسکی تصدیق مجھپر واجب ہو علامات طلب کرنے سے مین توبہ کرتا ہون پس جبکہ لن ترانی
کہ پہاڑ کی طرف نظر کی تو اس سے توبہ کی۔ بعض نے کہا کہ مین نے توبہ کی اس بات سے کہ خطاب کا سوال کرون
نہین کر سکتی اور سوائے تیرے خود تیرا کوئی شاہد نہین ہو سکتا۔ واسطی رح نے کہا کہ تیرا بر معقود ممتنع
دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ سبحانک تبت الیک۔ بعض نے کہا کہ معنی اسکے یہ ہین کہ لن ترانی بالسوال یعنی سوال
تو مجھے نہین دیکھ سکتا بلکہ عطا رد نوال سے دیدار پاویگا۔ کیونکہ رد انہین کہ ... کے فعل دعا کی جزا اور تعالےٰ جل جلالہ
کہا کہ نور سے ایک برق چلی پس پہاڑ پھٹا اور پارہ پارہ ہوکر سمندر مین جا پڑا اور آگ بجھ گئی اور آفتاب کو کسوف ہوا اور
بیہوش ہوگئے پھر کیونکر موسیٰ ع ثابت رہ سکتے تھے جبکہ مضبوط پہاڑ نہ ٹھہرا اور یہ تو ایک برق نور تھی۔ پھر حضرت انس کی
مرفوع ذکر فرمائی جو بروایت طبرانی وترمذی وغیرہ اوپر مذکور ہو چکی ہو۔ ابو سعید خراز رح نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے کشوف
تجلی نہین فرمائی اسکے واسطے کون ٹھہرتا یہان تو تجلی نوری سے موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوگئے۔ اور اولیا پر نظر رحمت
پردہ دیگر ہو اور جب رحمت ومحبت سے اقبال فرمایا تو وہان انکو علم وفوائد کثیرہ حاصل ہوتے ہین۔ قال علی بن موسیٰ
عن جعفر الصادق علیہم السلام جب اوتعالےٰ عزوجل نے اپنے بندہ کلیم سے کلام فرمایا اور موسیٰ نے سنا تو زبان
دیدار کا سوال کیا پس جواب پایا کہ بے وقت تو نہین دیکھ سکتا ہان میری برہان وشواہد سے اسوقت دیکھ
مشاہدہ حاصل کر کیونکہ تو اسوقت نور جلال کا متحمل نہین ہو سکتا ولیکن پہاڑ پر نظر کر کے عجائب قدرت کا تماشا کر پس جب پہاڑ
فرمائی تو اسکو مدکوک کر کے چار ٹکڑے کر دیا پس قلب موسیٰ ع کے چار ٹکڑے ہوئے ایک ٹکڑا دریا سے ہیبت مین
تیسرا دیدار منت مین اور چوتھا دیدار قدرت مین جا پڑا پھر شدت سے افاقہ پایا کہ مضطر ہوکر توبہ کی
سے پوچھا گیا کہ موسیٰ نے کیون سوال کیا تو کہا کہ وہ حق تعالیٰ کیواسطے منفرد ہوا پس حق عزوجل اسکے
اور ہر منظور ومقابل سے مواجہہ فرمایا سوائے محظور کے بطریق کشف ظاہر کے نہ بطریق تغیب کے پس اسکی بات
کیا۔ قال المترجم جملہ امور مذکورہ بطریق اشارت مین جزوی فوائد مندرج ہین اور تحقیق علم معقود نہین اور
معرفت سے سبیل ادب حاصل کرین۔ پھر جب دیدار سے محروم رکھے گئے تو اوتعالےٰ عزوجل نے تسلی فرمانے کو خطاب

قَالَ يٰمُوسٰىٓ اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ

فرمایا اے موسے مین نے تجھکو امتیاز دیا لوگون سے اپنے پیغام بھیجنے کا

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيلًا

لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفٰسِقِينَ ۝

(سو پکڑ اسکو زور سے اور کہہ اپنی قوم کو کہ پکڑے رہیں اسکی بہتر باتین اب میں تمکو دکھاؤنگا گھر بیحکم لوگون کا)

قَالَ فرمایا اللہ تعالے نے موسی علیہ السلام سے۔ يٰمُوسٰى إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ اے موسی مین نے تجھکو برگزیدہ کیا لوگون پر۔ بِرِسٰلٰتِي اپنے رسالات کے ساتھ۔ جمع رسالت اکثر قراء کی قراءت ہی اور برسالتی مفرد ابن کثیر ونافع کی قراءت ہی۔ وَبِكَلَامِي اور اپنے کلام کے ساتھ۔ اگر کہا جاوے کہ آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسی علیہ السلام سب لوگون سے برگزیدہ ہین کیونکہ النّاس معرف باللام جمع مستغرق ہی تو جواب یہ کہ الف لام عہد کا ہی اور اسی زمانہ کے لوگ مراد ہین کیونکہ اصطفاء علی الناس ہی نہ من الناس اور خصوص اصطفائیت برسالت وبکلام ہی اور یہ انھین لوگون کے اوپر ہوئی جنپر وہ رسول تھے لہذا شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے موسیٰ کو خطاب فرمایا کہ مین نے تجھکو تیرے زمانہ والون پر رسالات یعنی انواع رسالت اعتقادات وعبادات ومعاملات کے احکام سے اور اپنے کلام سے برگزیدہ کیا اور اسمین شک نہین کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اولاد آدم مین اولین وآخرین سب کے سردار ہین اسیواسطے اللہ تعالی نے محمد صلعم کو خاتم الانبیاء والمرسلین کیا کہ تا قیامت آپ کی شریعت باقی ہی اور آپکے بعد حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا مرتبہ ہی پھر موسی علیہ السلام کا مرتبہ ہی اور قولہ بکلامی کی تفسیر مین شیخ جلال رح نے کہا اے بتکلیمی ایاک۔ یعنی یون برگزیدہ کیا کہ مین نے تجھسے کلام کیا۔ اور یہی بیضاوی ومعالم وغیرہ مین مذکور ہی۔ اور شاید کلام سے توریت مراد ہو یعنی تجھکو رسالت وکتاب سے برگزیدہ کیا اور علی ہذا قولہ فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ کے معنی یہ ہوئے کہ جو مین نے تجھے دیا وہ یعنی رسالت وکتاب کو لے اور مفسرین رحمہم اللہ نے کہا یعنے لے جو مین نے تجھے فضل دیا اور اپنی حد سے زیادہ مت طلب کر۔ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِينَ اور شکر کرنے والون مین سے ہو۔ یعنی میری نعمتون کا شکر ادا کر۔ قال البیضاوی رح مروی ہی کہ موسی نے دیدار کا سوال بروز عرفہ کیا یعنی ذی الحجہ کی نوین تاریخ کو اور انکو دسوین ذی الحجہ یوم قربانی کے دن توریت ملی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ صحیح ہی کہ کلام سے مراد مناجات کے علاوہ توریت ہی اور زیادہ مربوط ہی اس سے قولہ۔ وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ اور لکھ دی ہم نے موسی علیہ السلام کے واسطے الواح مین۔ یعنی الواح توریت مین۔ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز سے۔ یعنی ضرورت دین ودنیا کی ہر چیز سے جیسا کہ عقل اسپر دلیل ہی۔ مَّوْعِظَةً نصیحت وپند۔ وَّتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ اور تبیین واسطے ہر چیز کے۔ یہ پہلے بیان مجرور سے بدل واقع ہی۔ حاصل آنکہ ہمنے الواح توریت مین موسیٰ کو اسکی قوم کے دین دنیا کی ضرورت کی ہر چیز مفصل لکھدی۔ الواح جمع لوح اور یہ نام اسوجہ سے کہ اس سے معانی لائح ہوتے ہین اور کتبنا سے اللہ تعالے نے اپنی جانب لکھنے کی نسبت فرمائی یہ اسکی بہت شرافت وبزرگی کا اظہار ہی۔ مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ یہ الواح بحکم الٰہی لکھی گئین اور بعض نے کہا کہ اس کتابت کو اللہ تعالے نے الواح مین پیدا کر دیا اور حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے نے آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور توریت کو اپنے ہاتھ سے لکھا اور درخت طوبی اپنے ہاتھ سے لگایا رواہ الدارمی وابن النجار وغیرہ اور اسکا راوی ابو معشر ایک مرد موسن ہی لیکن اسکے حفظ وتوثیق مین کلام ہی اور ابن مردویہ نے میسرہ رح سے اسکے مانند روایت کیا۔ مترجم کہتا ہی یہ امور متفرق احادیث صحاح مین ثابت ہین اور صحیحین مین قصہ آدم

Marfat.com

و موسی علیہما السلام مین ہی کہ آدم ؑ نے کہا کہ تو موسی ہی کہ تجھکو اللہ تعالی نے اپنے برگزیدہ کیا الخ
مترجم کہتا ہی کہ مراد یہ ہی کہ مزید اختصاص کے ساتھ دست قدرت سے پیدا کیں اور بعض علماء نے
بوصفت ایجاد سے زیادہ خاص ہی بہرحال یہان ہاتھ سے یہ عضو ہرگز مراد نہین ہی اور تفسیر احمدی
ہونا کہتے ہین اور یہ لوگ ملحد ہین ہم جناب باری تعالے مین ایسے عقیدے سے پناہ مانگتے ہین۔
وہی ان الواح مین لکھے تھے اور یہی مجاہد رح سے مروی ہی۔ بیضاوی نے کہا کہ مواعظ و تفصیل احکام
اقوال مختلفہ ہین کہ یہ الواح کتنے عدد تھین اور کیا طول و عرض تھا اور کس چیز کی تھین اور انمین
ابن کثیر رح بعض نے کہا کہ یہ الواح جوہر کی تھین اور مفسر رح نے کہا کہ جنت کے درخت کنار سے
تھین۔ بیضاوی نے زیادہ کیا کہ یا سرخ یاقوت کی تھین یا پتھر کی تھین جسکو اللہ تعالی نے موسی ؑ کے
لوح کی لنبائی بارہ ہاتھ کی تھی۔ اور ابن جریج سے مروی ہی کہ جبرئیل ؑ نے اسکو اس قلم سے لکھا جس سے ذکر لکھا تھا
سے مروی ہی کہ دسون کلمات کی تحریرین اور قلم کو موسی ؑ نے سُنا تھا اور یہ ذیقعدہ کا پہلا دن تھا اور بعض نے کہا کہ
ذی الحجہ تھی۔ اور بعض نے کہا کہ موسی ؑ کے قد کی لنبائی پر دس الواح تھین اور بعض نے کہا کہ نو تھین اور بعض نے کہا کہ
اور ربیع بن انس نے کہا کہ توریت نازل ہوئی تو ستر بوجھ اونٹ کے تھے اسکو سوائے چار شخص یعنی موسیٰ و یوشع و عزیر و عیسی
کسی نے نہین پڑھا یعنے حفظ نہین کیا یا تہ دل سے انھین چار نے پڑھا۔ فی تفسیر الحافظ۔ بعض نے کہا کہ توریت سے پہلے
الواح ملی ہین۔ واللہ اعلم۔ تحقیق یہ ہی کہ سلف صالحین ان امور کو یہود سے پوچھتے تھے اور مانند کعب احبار کے جو اپنی خوشی سے
ایمان لائے تھے سچے صالح لوگ تھے اور بہت کثرت سے جو یہودی طریقہ پر تھے بہت جھوٹے اور بہتان باندھنے والے اور
تھے ولیکن افسوس یہ تھا کہ جو جھوٹے اور اپنی کتاب کے تحریف کرنے والے اور بیباک تھے انھون نے توضیح نہین بتلایا ہوگا اور جو صالح
تھے انکے قول پر بھی اعتماد نہین ہی اسواسطے کہ وہ عمداً جھوٹ نہین بولتے تھے بلکہ انکی کتابین اسطرح تاریخ وقصص کی کتابین کہ
خراب حالت مین ملتی تھین لہذا جو انہین لکھا تھا وہ بیان کر دیتے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہی کہ کعب
مرد صالح ہی ولیکن ہم لوگ فرقہ صحابہ اسکی بات کا اعتبار نہین کرتے بسبب اسکے کہ بات اسکی جھوٹ نکلتی ہی اور مواہب وغیرہ
ہی کہ یہ معنی نہین کہ وہ جھوٹ بولتا ہی بلکہ یہ معنی ہین کہ وہ اپنی کتابون سے جو محض تواریخ وقصہ کے مانند ہین بات بیان کرتا ہی
سچی نہین ہوتی ہی پس یہان جو امور مختلف مذکور ہوئے اسکا باعث یہی ہی کہ یہ اقوال یہودیون و بنی اسرائیل سے لیے ہوئے
اسیواسطے امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ لفظ آیت کریمہ مین کچھ ایسی بات نہین ہی جو دلالت کرے کہ یہ الواح کس عدد اور
کس چیز کی تھین اور انکی کتابت کی کیا کیفیت تھی پس اگر ایسی تفصیل کسی دلیل قوی سے ثابت ہو تو یہی قول کہنا واجب ہی ورنہ
تفصیل بیان کرنے سے سکوت واجب ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ امام رحمہ اللہ نے بہت صحیح بات کہی ہی درحقیقت ایسی تفصیل
علی العموم تفسیرون مین پائی جاتی ہی بدون اسکے کہ انپر کچھ کلام کیا جاوے بلا اصل صحیح ہی پس واجب ہی کہ تفسیر آیت مین
کہا جاوے کہ اللہ تعالے نے موسی علیہ السلام کو الواح عطا فرمائین اور وہ دست قدرت سے لکھی ہوئی تھین
کہ وہ کسی ایسی چیز سے تھین جو پھینک دینے سے ٹوٹ جاتی ہی اور یہ نہین معلوم کہ انمین توریت تھی یا نہین

Marfat.com

...ہر کہ دس خصالیں ہیں جنپر مدار دین ہی اور وہ قولہ تعالے قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الآیات مین گذرے ... خصائل کو یہود نے اور نصاری نے لکھا ہی اور یہان سے ہوشیار رہنا چاہیے کہ جیسے نصاری کے پاس اصل انجیل ... موجود اسکے ترجمہ ایسی طرح حواریون کے اقوال سے جمع کرلیے ہین اور بکثرت سے انمین تحریف و تبدیل حتی کہ تیس ہزار سے ... تحریف موجود ہی اسیطرح یہود کے پاس بھی اصل توریت ندارد ہی اگرچہ فی الجملہ عبرانی کا کچھ اثر توریت مین ہی اور عرب کے ... نے بہت کتابین ہاتھون سے لکھکر اسکو توریت بتلا دیا وہ عربی مین ترجمہ مشہور ہی یہ سب محض بے بنیاد ہین لہذا مسلمانون پر ... ہی کہ بمطابق قرآن مجید کے یہود و نصاری کا جو قول ہی وہ تحریف کیا ہوا ہی اور جو بات کہ توریت یا انجیل سے ایسی بیان کرین جسکا ... کلام مجید مین نہین ہی اسکو نہ سچ کہین اور نہ جھوٹ کہین پس اہل اسلام و ایمان متنبہ رہین - **فَخُذْهَا** - اے فقلنا لہ خذہا - ... ہی - کتبنا پر باضمار قول یا بدل ہی قولہ فخذ ما اتیتک - سے اور ہا راجع بالواح ہی یا لکل شی جو بمعنی اشیاء ہی یا برسالات - پس ... بنابر قول اول کے معنی یہ ہوے پھر ہم نے موسیٰ سے کہا کہ لے ان الواح کو - **بِقُوَّةٍ** بجد و اجتہاد - کوشش و اجتہاد کے ساتھ **وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا** اور حکم دے اپنی قوم کو کہ اختیار کرین اسکے احسن کو - اگر کہا جاوے کہ ضمیر بجانب الواح ہی تو قوم کے احسن الالواح اختیار کرنے کے کیا معنی ہین جواب آنکہ باحسنہا بمعنی باحسن ما فیہا - ہی یعنی جو الواح مین ہی اسمین سے احسن کو اختیار کرین اور بنابر آنکہ فخذہا کی ضمیر بجانب اشیاء راجع ہو تو بات ظاہر ہی - اگر کہا جاوے ظاہر اسکا دلالت کرتا ہی کہ اسمین بعض وہ بھی ہی جو احسن نہین ہی اور قوم کو اسکا اختیار کرنا جائز نہین ہی اور یہ متناقض ہی تو جواب اسکا کئی طور پر دیا گیا - اول آنکہ ان تکالیف مین بعض حسن اور بعض احسن ہین جیسے اوسط بات اور اقتصاد و عفو کرنا اور صبر - پس معنی آنکہ قوم کو حکم دے کہ اپنے نفس کو ہر شخص ایسی بات پر آمادہ کرے جو بھلائی مین زیادہ ہو اور ثواب اسکا بہت ہو بمانند قولہ تعالے واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم الآیہ اور بمانند قولہ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ الآیۃ - یہ جواب کشاف مین مذکور ہی اور بیضاوی و امام رازی نے اسی کی پیروی کی ہی لیکن محقق تفتازانی رحہ نے کہا کہ اس جواب کو منافات ہی اس بات سے جو متقرر ہو چکی کہ بنی اسرائیل پر قصاص ہی واجب کیا گیا تھا اور عفو نہ تھا - مترجم کہتا ہی کہ جواب ہو سکتا ہی کہ عفو اگرچہ قصاص سے فی نفسہ احسن ہی لیکن چونکہ الواح مین بابت قصاص کے صرف قصاص ہی کا حکم تھا اور عفو مذکور نہ تھا لہذا انکے حق مین یہی احسن ہوا کیونکہ احسن ما فیہا - کی پیروی کا حکم تھا اور مطلقًا احسن کی پیروی پر مامور نہ تھے علاوہ برین احسن تو بہ نسبت دیگر ہی پس انھین چیزون مین جاری ہوگا جنمین دو حکم مذکور ہون ... - اور نیز اس جواب پر اعتراض کیا گیا کہ اس تقدیر پر حسن کو اختیار کرنے سے منع لازم آتا ہی اور یہ اسکے حسن ہونے کا منافی ہی ... جواب آنکہ احسن کو لے لینا بطریق مندوب ہی پس حسن کو لینے سے منافی نہین ہی - دوم آنکہ حسن کے تحت مین واجب و مندوب ... مباح سب داخل ہین اور واجب ان سب مین احسن ہی - سوم آنکہ احسن سے مراد وہ کہ حسن مین کامل ہو مطلقًا نہ باضافت جیسے ... کہتے ہین کہ الصیف احر من الشتاء - گرما حارتر است از سرما یعنی سرما کی سردی سے گرما کی گرمی بہت بڑھی ہوئی ہی ایسے ہی ... جس چیز کا حکم دیا گیا وہ ممنوع کی قباحت سے بہتری مین بڑھی ہوئی ہی - اسی پر دلالت کرتا ہی قول ابن عباس رض اس آیت کی ... مین فرمایا یعنے جو اسمین حلال کیا گیا اسکو حلال رکھین یعنے حلال جانین و اسی کے موافق عمل مین لاوین اور جو حرام کیا گیا ... لہذا اس کے امثال کو بکثرت بنظر عبرت دیکھین اور جو اسمین متشابہ ہین وہان توقف کرین اور موسی علیہ السلام

اپنی قوم سے زیادہ عابد تھے پس انکو وہ حکم دیا گیا جو قوم کو نہین دیا گیا تھا [illegible]
دکھلاؤنگا مین دار الفاسقین - یعنی دار فرعون واسکی اتباع کو اور وہ ملک مصر ہی تاکہ تم [illegible]
کا قول ہی اور ارادہ کے معنی یہان داخل کرنا بطور وارث کے اور اسی پر دلالت کرتی ہی [illegible]
ہی اور اگر یہ موید تفسیر لیجاوے تو حسن وعطاء رح سے جو مروی ہوا کہ دار الفاسقین سے مراد [illegible]
نے کہا کہ دیار جبابرہ وعمالقہ مراد ہین اور قتادہ رح نے کہا کہ ملک شام ہی اور مجاہد رح نے کہا کہ [illegible]
ابن جریر رح نے کہا کہ قولہ ساریکم دار الفاسقین - بطور تہدید ووعید کے ہی جیسے کہنے والا اپنے مخاطب [illegible]
دکھلادونگا کہ مخالفت کرکے کس بربادی کے گھر بستے ہین - پھر یہی معنی حضرت مجاہد وحسن بصری [illegible]
کہ یہی معنی اولے ہین کیونکہ یہ حکم بعد انفصال موسیٰ وبنی اسرائیل کے ملک مصر سے تھا اور یہ تیہ مین تھا [illegible]
کا حکم تھا اور قرطبی وغیرہ نے ذکر کیا کہ بنی اسرائیل کے لوگ شام کو جانے سے لوٹ کر مصر مین آکر ملک فرعون [illegible]
کے وارث ہوئے اور یہی حسن رح کا قول ہی اور بعض نے کہا کہ مصر مین نہین لوٹے - حاصل آنکہ [illegible]
مصر کے نہین لوٹے انکے قول پر شام کا ملک مراد ہونا مختار ہوگا ورنہ مصر مراد ہوگا فلیتامل ف [illegible] عرائس مین [illegible]
یاموسیٰ انی اصطفیتک علی الناس الآیۃ - مین نے تیرے واسطے ازل مین اپنے برگزیدہ کرنے کو [illegible]
رسالت کے ساتھ سابق کردیا یعنے تو میرے اولیاء [illegible] کی طرف میرا رسول اور انپر سردار ہی اور یہ رسالت شامل ہی تمام [illegible]
جسکو اولین وآخرین چاہتے ہین یعنے مقام وزوائد ہو قرب اور قرب القرب ووصال وکشف جمال کیونکہ وہ مقام [illegible]
اور جملہ مرادات پانے کا ہی اور نیز یہ معنی کہ تیرے واسطے اصطفائیت اسطرح سابق ہوچکی تھی کہ تو مجھسے بلاواسطہ کلام [illegible]
اسرار ملک وملکوت کے جان لیگا - مین نے تجھکو اپنے فضل سے لباس رسالت پہنایا اور اپنے انوار کلام وصفت سے [illegible]
پہنایا پس میرے برگزیدہ کرنے پر تو میری صفت سے موصوف ہوا پس تو پہلے میرے فضل کے نور مین [illegible]
بڑا حتی کہ معنی اتصاف مین تو میری ذات پاک کا مشاہدہ کنندہ ہوا اور کوئی رویان تیرے بدن کا نہین [illegible]
پس تو ان آنکھون سے مجھکو مشاہدہ کرتا ہی پھر تو سوال ارنی سے اور کیا چیز طلب کرتا ہی [illegible]
تجھے عطا فرمائین تو انکا شکرگزار ہوا اور باوجود اپنی ذاتی قلت ادراک کے میرے کنہ قدم [illegible]
بعض مشائخ نے کہا کہ اصطفائیت ازلیہ سے تکلیم وکلام کا مرتبہ حاصل ہوا اور یہ نہین [illegible]
اور بعض نے کہا کہ قولہ خذ ما آتیتک یعنی جو مین نے تجھے عطا کردیا اسکو لیکر شکرگزارون مین سے [illegible]
مست ہو میرا تجھے برگزیدہ کرنا تیرے واسطے خود اپنے نفس کے لیے پسند کرنے سے بہت زیادہ ہی - بعض [illegible]
تو خلق پر سردار ہوا اور یہ میرا فضل محض ہی کہ مین نے سابقہ تقدیر مین تجھے ایسا کیا [illegible]
مین تھی جس سے تو مستحق اصطفائیت ہوا - قولہ کن من الشاکرین - یعنی اپنے شکر کی [illegible]
شکر ہی اور بس - اور استاد رح نے کہا کہ اس کلام مین لطیف اشارہ ہی کہ تمام نعمت سے [illegible]
مین نے تجھے تیرے سوال سے جسمین شائبہ نفس ہی منع کیا اور محروم دکھلا [illegible]

Marfat.com

[illegible] علوم غیبیہ اور اسرار عجیبہ و اخبار ازلیہ غریبہ کی معرفت عطا فرمائی۔ لقولہ تعالے
[illegible] من کل شئی موعظۃ الآیۃ۔ اسمین ایک لطیف اشارہ ہی کہ ہم نے اسرار لطیفہ کو اسی کے واسطے لکھا کیونکہ وہی انکا
[illegible] لوگ تو مقلد ہین کیونکہ اسرار خطاب اشارات ازلیت لبوے احدیت ہین اور انکو وہی پہچانتا ہی جو مصطفے ہو اسیواسطے
[illegible] بر فرمایا۔ [illegible] لنفسی۔ اور یہان فرمایا۔ اصطفیتک علی الناس برسالاتی۔ پھر قولہ فی الالواح من کل شئی۔ مین اشارہ ہی
[illegible] الواح قلب [illegible] صفات سے تلویح علوم فرمائی۔ اور قولہ کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ۔ مین یہی معنی ہین حاصل آنکہ ہم نے اسکو
[illegible] علوم [illegible] سے مخصوص فرمایا اور اسکے الواح قلب کے انوار مین نقوش حروف اسرار وحدانیت لکھے یعنی قلب کے انوار سے اسرار
[illegible] فرمائے اور من کل شئی سے اشارہ ہی کہ علوم ذات وصفات وافعال سے اسکو عطا ہوئے قال المترجم یہ بنا برانکہ او تعالیٰ پر اطلاق
[illegible] او شیخ مفسرؒ نے اسکے جواز تخصیص کی ہی۔ حاصل آنکہ ہمنے اسکو علم گذشتہ و آیندہ سے تعلیم فرمایا اور یہ موعظت اسکی زبان سے
[illegible] و عاشقون و مشتاقون کو ہی جو ہمارے وصال کی راہین پہچاننا چاہتے ہین اور قولہ وتفصیلا لکل شئی۔ یعنی اشیاء کے
اسرار باطنہ کی تبیین یعنے واضح بیان اور ایسے ہی اشارات سرمدیہ ازلیہ کی تفسیر ہمنے بیان فرمائی۔ پھر جب موسیٰ نے اسکی قدر و معرفت
کو پہچانا [illegible] فکر کا موقع جانا تو موسیٰ کو حکم دیا کہ اقبال کرے اسکی طرف اسی کے ساتھ سوائے اپنے نفس کے اور عمل کرے اسی کے ساتھ
بدون اپنے نفس کے لہذا فرمایا فخذہا بقوۃ یعنی یہ ربوبیت کا بار گران ہی اسکو بقوت ازلیہ برداشت کر باین طور کہ اپنے نفس و اغیار سے فرار کرکے
میری طرف مشغول ہو کر مجھسے استعانت لے اور مجھی سے قوت و نصرت حاصل کر پھر اس قوت الٰہیہ سے اسکو برداشت کر اور اپنے نفس کی قوت سے
[illegible] کا ارادہ مت کر کیونکہ تیرے نفس کی قوت تو حادث ہی وہ ہرگز گرانبار ربوبیت کو برداشت نہین کر سکتی ہی ہان اسی طور پر کہ قوت الٰہیہ
تیری مدد فرماوے اور تیری دستگیری کرکے راہ سے پار لگاوے پھر جب تو اس بار عظیم امانت کی سواری ہو جاوے تو قوم کو حکم کر کہ اسمین سے
احسن کو لیوین یعنے جو اوامر و نواہی انپر آسان ہون وہ اختیار کرین کیونکہ اسمین سے جو حقائق ہین وہ سوائے تیرے مانند کے
اوروں کی لیاقت سے برداشت نہین ہو سکتے ہین۔ نیز قولہ باحسنہا۔ سے یہ معنی کہ جو احکام انمین سے انکو خوب واضح معلوم ہون انکو
لیوین یعنی آیات محکمات کو لیوین کہ وہی موجب ہین اور رہے آیات متشابہات جو صفات الٰہیہ کا وصف ہین تو انکو حسن اعتقاد سے
لیوین یعنی تسلیم کرین کہ یہ اوصاف حضرت باری تعالے عزوجل کے اسی طور پر ہین لیکن او تعالے عزوجل جملہ مخلوق مین سے کسی کے
[illegible] نہین ہی بس اسکی کیفیت کو او تعالے خود خوب جانتا ہی اور ہم اسیقدر جانتے ہین کہ او تعالے عزوجل مین سب خوبیان اپنے
انتہا کمال پر ہین اور جو چیز کسی نقص کو موجب ہو اس سے اللہ تعالے کے فضل سے عقل نورانی کے اقتضاء سے ہم اسکو پاک برتر
[illegible] ہی کہ حقایق آیات متشابہات کی ادراک بشری سے باہر ہین ہان علماء ربانی اسکے اسرار مین سے کچھ
[illegible] ہین۔ بعض مشائخ نے اس آیت مین کہا کہ بندون کے پاس عموماً اور خاص بندون کے پاس خصوصاً جو اللہ تعالے کے اسرار
[illegible] بندون مین سے فقط وہی پاتے ہین جو بدن و قلب سے زیادہ قوی ہون تو نہین دیکھتا کہ اپنے کلیم علیہ السلام سے فرمایا کہ
[illegible] اور قوت یہ ہی کہ اللہ تعالے پر بھروسا و اعتماد بہت قوی و مضبوط ہو۔ قال المترجم ہمین سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے
[illegible] جو انکی ذات کے واسطے احکام سخت تھے ویسے انکی قوم کے واسطے نہ تھے اور یہ کلام دلالت کرتا ہی کہ قولہ وامر قومک
[illegible] مین احسن سے مراد سہل ہو بمقابلہ فخذہا بقوۃ کے اور قولہ یاخذوا جواب امر ہی اے ان یاخذوا۔ اور اسمین اس

Marfat.com

تقدیر پر ایک بڑا مسئلہ نکلتا ہی وہ یون کہ قوم بلکہ ہر فرد امت مامور ہی کہ شرع مین سے جہانتک
اختیار کرین اور اسمین جو بھید و اسرار ہین انکے بیان کا یہان موقع نہین ہی اور اسی معنی مین
حنیفیہ سہولت سے موصوف ہی اور کثرت سے علماء تابعین رحمہم اللہ سے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم
اور بہت آسان طریقہ والے اور ایسے ایسے لوگ تھے اور یہین سے محققین علماء نے جسمین سے شیخ
کیا ہی اور شیخ روزبہان نے اہل حقیقت کے لیے ابتداے حال مین تتبع رخص سے اجتناب
کیا ہی اور یہ امر اہل علم کے نزدیک منجملہ مہمات کے ہی بنظر آنکہ وہ لوگ مطلع ہین اور انکو حکمت الٰہیہ سے
انکو راہ معرفت مین حسن تدبیر سے بچاتے اور اسی سہل طریقہ مین فرعون نفس و اسکے اعوان و انصار کو
بعض مشائخ نے کہا کہ عطایاے الٰہی کو اسی کے مطایا یعنے باربرداریان اٹھاسکتی ہین۔ بعض نے قولہ خذوا
قوت سے برداشت کر اور اپنے نفس سے برداشت مت کریں قوی وہ ہی کہ اپنے واسطے کچھ حول و قوت ثابت
حول و قوت وہی ہو جو خالق القوی و القدر سے اعتقاد کرے۔ قال المترجم نماز کا رکن ہی اسکی اذان مین حی علی الصلوٰۃ
کے وقت لا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔ کہنا مسنون ہی اور معنی یہ ہین کہ نماز کا کہ آنا میری قوت مین نہین بلکہ مجھے
کچھ بھی حول و قوت نہین مگر رحمت الٰہی جو زبردست حکمت والا ہی۔ شیخ رح نے لکھا کہ ہمارے استاد رح نے فرمایا کہ جو حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو حکم دیا گیا اور جو انکی قوم کو حکم دینے کا حکم دیا گیا ان دونون مین فرق ہی کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کا لینا زوق عزوجل سے
بروجہ تحقیق قربت اور تاکید وصلت ہی اور قوم کا لینا از راہ التزام طاعت ہی۔ اور ان دونون مین بہت بڑا فرق ہی۔ پھر جو
لوگ کہ کفران نعمت کرکے درگاہ کبریائی و عظمت کی پھٹکار سے اپنی کچھ قدر قیمت سمجھتے انکے محروم و مردود ہونے کو بیان فرمایا قولہ

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ

مین پھیرونگا اپنی آیتون سے انکو جو بڑائی ڈھونڈھتے ہین ملک مین ناحق اور اگر دیکھین ساری نشانیان

لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ

یقین نہ کرین انکو اور اگر دیکھین راہ سنوارکی تو نہ ٹھہراوین اسے راہ اور اگر دیکھین

يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

اسکو ٹھہراوین راہ یہ اسواسطے کہ انھون نے جھٹلا جانین ہماری آیتین اور جو رہے

ع كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

جھوٹھا جانین ہماری آیتین اور آخرت کی ملاقات ضائع ہوگین انکی محنتین وہی بدلا پاوینگے جو

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ آیات سے مراد وہ چیزین ہین جو اللہ تعالے کی مخلوقات مین اسکی قدرت پر دلالت
وہ آیات بھی اسمین شامل ہین جو اسرار شریعت و احکام پر دلالت کرتی ہین الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ
یہ ہین کہ جو لوگ زمین مین اوروں پر تکبر کرتے ہین جو کہ سراسر ناحق ہوا کرتا ہی انکو مین اپنی آیات کے سمجھنے
فوار کر دونگا پھر اسمین فکر کرنے کی راہ نہ پاوینگے۔ قال الحافظ آیات سے سرکشی کا نتیجہ جہالت حاصل

[illegible] دلون پر مہر ہوئی کہ ان آیات سے کوئی عبرت و پند و نصیحت نہین پاتے جیسے قوم فرعون آخر ہلاک ہوئی۔ قال [illegible] تعالے نے فرمایا فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبہم۔ اور بعض علماء نے کہا کہ شرم کرنے والا مغرور کبھی علم نہین پاتا بعض نے [illegible] کرنے [illegible] ایک دم ذلت سمجھا تو تا ابد جاہل رہا۔ سفیان بن عیینہ رح نے کہا کہ قرآن کی سمجھ اُنسے نکال لونگا۔ ابن کثیر رح [illegible] مراد یہ کہ علم کبھی بنی اسرائیل سے خاص نہین ہی بلکہ ہر امت مین جنے آیات الٰہی سے تکبر کیا وہ جاہل مردود رہا۔ مترجم [illegible] تکبر کی [illegible] ظاہر ہی اور اسکی مذمت احادیث صحاح مین تو وارد ہی ہی علی العموم لوگون کی زبان پر جاری ہی۔ بغیر الحق۔ [illegible] کیونکہ تکبر کبھی برحق نہین ہوتا وہذا کقولہ یقتلون النبیین بغیر الحق۔ اور سراج مین لایا کہ یہ قید ہی کیونکہ تکبر کبھی برحق ہوتا ہی [illegible] جو شخص کہ حق پر ہی وہ باطل مذہب والے پر تکبر کر سکتا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ کلام شاید بطور مجاز ہوگا ورنہ تکبر کچھ بھی جائز نہین ہی اور صحیح وہ ہی جو کمالین مین کہا کہ تکبر برحق کسی کے لیے نہین سوائے اللہ عزوجل کے۔ اور بیضاوی رح نے یہان کہا [illegible] تکبر کرتے ہین ایسی چیز کے ساتھ جو حق نہین باطل ہی اور علی ہذا بلاغت مزید ہی یعنے تشنیع دو وجہ سے ایک تو تکبر کرتے ہین اور [illegible] زیادہ تشنیع یہ کہ باطل پر تکبر کرتے ہین اور واضح رہے کہ باطل کے مقابلہ مین ذلت ظاہر نہ کرنا تکبر نہین ہی حتی کہ دنیا اور اہل دنیا کے مقابلہ مین دنیا کی حیثیت سے اپنے کو ذلیل نہ کرنا امر مستحسن ہی۔ فافہم۔ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا یعنی اگر آیات [illegible] سے ہر آیت دیکھ لین تو بھی ایمان نہ لاوینگے جنپر حکم ازل مقدر ہو چکا وہ کافر ہی رہینگے حتی کہ فرعون نے بارہا قصد کیا مگر ہامان کا وسوسہ اسکو بحکم تقدیر موثر ہوا اور آیات و معجزات سے متاثر نہوا۔ چنانچہ اللہ تعالے نے انکی حالت بیان فرمائی۔ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا۔ اور اگر راہ ہدایت کو جو اللہ تعالی کی طرف سے انبیاء علیہم السلام لائے ہین یہ لوگ دیکھتے ہین تو اسکو اپنی راہ نہین بناتے کہ اس راہ ہدایت پر چلین تاکہ یہ چند روزہ دنیا بسر کرکے رضوان الٰہی پاوین لیکن اس راہ [illegible] چلے۔ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا اور اگر دیکھتے ہین راہ ضلالت کو تو اسکو راہ بنا لیتے ہین تاکہ چند روزہ زندگی مین چین کرکے مرین تو ناپاک خبیث دوزخ کے گندے غضب الٰہی مین پڑین۔ ذٰلِكَ یہ پھیر دینا۔ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ سبب اسکے کہ ان لوگون نے جھٹلایا آیات الٰہی کو اور اس سے غافل رہے [illegible] اسمین توجہ نہ کی بلکہ جو نفس و شیطان کہتا گیا اسی کو بے تردد مانتے رہے ف۔ فی العرائس قولہ ساصرف عن ایاتی الذین [illegible] اسمین وہ مدعی بھی شامل ہین جو اپنی شان کو اچھا سمجھتے ہین یعنے کمال کے دعوے کرتے [illegible] جنکو اپنی شان بھلی معلوم ہوتی [illegible] بے تحقیق باتین کرکے مغرور ہین وہ ان جھوٹے دعوون کے سبب سے حقائق خطاب کی معرفت اور معانی کلام سے محروم ہونگے کیونکہ وہ کرامات اولیاء اور آیات اصفیاء سے منکر ہین حتی کہ بدتر حال انکا یہ ہی کہ وان یروا کل آیہ لا یومنوا [illegible] مرید بران [illegible] قبول سے مردود و مطرود ہین کما قال تعالے وان یروا سبیل الرشد الایۃ۔ اگر انکو اللہ تعالی کیطرف [illegible] مکشوف ہوں تو محرومی ازلی سے کبھی انکی پیروی نہ کرینگے اور منافقانہ اگر چندے چلے بھی تو کچھ اعتبار نہین ہی اور اگر [illegible] دعوی کی ایک راہ بھی انپر ظاہر ہوئی اور شہوات کے پیچھے چلنا اسمین نصیب ہی تو اسکی پیروی کرنے لگے اور اسیکو [illegible] انکی جبلت بڑھی واقع ہوئی ہی پس راست کو کج اور کج کو راست سمجھتا ہی اور تکبر کرنے والا اگر تکبر کو جو کبریائی [illegible] پہچانتا تو کبھی تکبر کا اپنے یا کسی مخلوق کی طرف خیال بھی نہ کرتا پس مخلوق مین جہان کہین تکبر ہی وہ کبر یا رحق سے

جہالت کی وجہ سے ہی اور جہان کہین سطوات عظمت حضرت کبریا عز وجل ظاہر ہوئی ہی وہان ہر شی پارہ پارہ ہو جاتی
کے جو تکبر ہو وہ باطل ہی ہان جس بندے کو اللہ تعالے اپنے نور عظمت و ہیبت سے لباس عطا فرماوے
حق کے ساتھ اسکا ہر کام ہی اور حق عز وجل کی صفت اس سے بوصف کبریائی ظاہر ہو [illegible] ہر مخلوق جو [illegible]
بازو جھکاتی ہی اور وہ اپنی تمام جان و تن کو جناب کبریائی مین فنا کیے ہوے ہی اور یہی معنی ہین اس قول کے [illegible]
شئ جسنے اللہ تعالی کی جناب کبریائی کے واسطے خضوع کیا اسکے لیے ہر چیز خضوع کرتی ہی [illegible]
وسلم کے شمائل شریف مین سے ہی کہ جسنے دور سے دیکھا وہ ہیبت ناک ہو جاتا اور جو پاس [illegible] بہت مانوس ہو کر [illegible]
نہ لیتا - اور مشہور معروف ہی کہ اونٹ و جانور وغیرہ سجدے کرتے تھے ۔ ہیبت حق است این از خلق نیست ہیبت این مرد [illegible]
نیست ۔ بعض نے کہا کہ تکبر دو قسم کا ہی ایک تکبر بحق اور دوسرا تکبر ناحق لیس تکبر بحق تو فقیرون کا تونگرون پر ہی کہ جو تونگر [illegible]
پاس ہی اس سے فقراء کو استغناء ہوتا ہی اور اللہ تعالے کو لیکر وہ تمام نعمتہاے فانی سے مستغنی ہوتے ہین اور تکبر ناحق وہ [illegible]
کا فقیرون پر ہی کہ انکی مفلسی و محتاجی سے انکی حقارت کرتے ہین - واسطی رح نے کہا کہ تکبر برحق تو یہ کہ تونگرون و فاسقون [illegible]
کافرون و بد عقیدون پر ہو کیونکہ اثر مین مروی ہی کہ خداے تعالے کی نافرمانی کرنے والون سے ایسے چہرہ سے ملو کہ وہ حقیر ہون
اور سہل رح نے کہا کہ قولہ ساصرف عن ایاتی الذین الخ یہ پھیرنا اس طرح ہی کہ وہ قرآن مجید کی فہم سے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی اقتداء پانے سے محروم کیے جاوینگے - ابن عطاء رح نے کہا کہ او تعالے جل جلالہ نے یہ فرمایا کہ انکے قلوب و اسرار [illegible]
کو عالم قدس کی سیر سے محروم کیا جائیگا - شیخ ذوالنون رح نے فرمایا کہ او تعالے عز وجل نے باطل اعتقاد و اعمال والون کو قرآن مجید
کے حقائق حکمت عطا فرمانے سے انکار فرمایا - وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا اور جن لوگون نے جھٹلایا ہماری آیات [illegible]
وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ اور ملاقات آخرت کو یعنے قیامت مین بعث و حشر ہونے وغیرہ کو حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ نیست [illegible]
انکے اعمال - یعنی دنیا مین مانند صدقہ و ناتے دارون کے ساتھ سلوک وغیرہ کے جو بھلے کام کیے تھے انکا کچھ ثواب نہ پاوینگے کیونکہ
اللہ تعالے پر ایمان لانا جو ثواب پانے کی شرط تھی وہ نہین ہی - هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ استفہام [illegible]
ہی اے ما یجزون جزاء الا جزاء ما کانوا یعملون من التکذیب والمعاصی - یعنی نہین جزا پاوینگے کچھ بدلا سواے جزاء اس فعل کے
جو کرتے تھے یعنی آیتون کو جھٹلانا اور گناہ و شرک وغیرہ کرنا لیس انھین کامون کی جزاء پاوینگے اور انکی جزاء سخت عذاب دوزخ
ہی اور کبھی کافرون کو اپنے نیک کامون کی جزاء دنیا مین مل جاتی ہی اگر مشیت مین مقدر ہو - اسمین تنبیہ ہی کہ آیات الٰہی مین
و تامل کرنا واجب ہی ورنہ برکت وحی الٰہی جو قرآن مجید کی آیات سے ہی ذہنون سے جاتی رہیگی - فضیل بن عیاض سے روایت ہی کہ
بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ جب میری امت والے دنیا کی چیزون کی عظمت کرینگے تو ان لوگون سے ہیبت [illegible]
جاتی رہیگی اور جب آپس مین ایک دوسرے کو بھلائی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دینگے تو وحی کی برکت [illegible]
چھا جائیگی - مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالے سے مین پناہ مانگتا ہون کیونکہ آج اس سے زیادہ [illegible]
مین ایک دوسرے کے دشمن ہین اللهم اعز الاسلام وارحم اهله انک انت التواب الرحیم - [illegible]
بنی اسرائیل نے آیات کو مشاہدہ کر کے غفلت کی تو انکا انجام ہلاکت ہو گیا اگر رحمت الٰہی [illegible]

Marfat.com

...موسیٰ من بعده من حليهم عجلا جسدا له خوار ألم يروا أنه

بچھڑا ایک دھڑ اسمین گاے کی سی آواز ... یہ نہ دیکھا کہ وہ اُنسے

لا يكلمهم ولا يهديهم سبيلا اتخذوه وكانوا ظالمين ۝ ولما سقط في أيديهم

... اور نہ سجھاوے ... راہ اسکو ٹھہرالیا اور وہ تھے بے انصاف اور جب پچتاوے

ورأوا أنهم قد ضلوا قالوا لئن لم يرحمنا ربنا ويغفر لنا لنكونن من الخاسرين ۝

بہکے کہنے لگے اگر نہ رحم کرے ہمکو رب ہمارا اور نہ بخشے تو بیشک ہم خراب ہونگے

واتخذ قوم موسیٰ اور بنالیا قوم موسیٰ ع نے **من بعده** بعد موسیٰ کے یعنی بعد جانے موسیٰ ع کے کوہ طور پر مناجات کے لیے جبکہ اللہ تعالےٰ نے تیس راتون کا وقت مقرر فرمایا اور دس روز بڑھادیے تھے اور انھین مزید دس راتون کے دنون مین قوم موسیٰ ع نے انکے پیچھے بنالیا **من حليهم** اپنے زیورون سے **عجلا جسدا** ایک بچھڑے کو کہ جسد تھا اور بولا- **له خوار** اسکے واسطے خوار تھی- یعنی گاے کی آواز تھی کذا فسرہ ابن عباس والحسن وقتادہ واختارہ جمهور المفسرین- یقال خار یخور ویخار خوارا- یعنی گاے کا آواز کرنا اور قولہ جسدا له خوار- سے یہ توضیح وتحقیق ہو کہ وہ فقط بچھڑے کی مورت نہ تھا بلکہ منقلب ہوکر جسد ہوگیا یعنی خون دار جسم ہوگیا کہ گاے کی طرح آواز کرتا تھا اور بعض نے کہا کہ فقط سونے کا جسم تھا خالی از روح- مگر قول اول اصح ہو اور وہی مفسر رح نے اختیار کیا اور دوسرے مقام پر کہ موسیٰ علیہ السلام کا اسکو جلاکر خاک کرکے دریا مین پھینکنا مذکور ہوا اس سے زیادہ مناسب ہو اور قصہ یہ ہوا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے ایک مہینہ کی میعاد سے جو بنی اسرائیل سے بیان کی تھی بسبب دس راتین بڑھائی جانے کے دیر کی تو بنی اسرائیل فتنہ مین پڑے اور سامری نے جو بعض علوم سے آگاہ اور اس قوم مین باآبرو تھا موقع پاکر بنو اسرائیل سے وہ زیور جمع کرایا جو انھون نے مصر مین بھاگنے سے پہلے قبطیون سے اپنے بیاہ شادی کی آرایش کے واسطے مانگے لیا تھا اور وہ انھین کے پاس رہگیا اور مصر سے بھاگنے کا حکم ہوگیا پھر قبطی مع فرعون کے ہلاک ہوگئے پس یہ زیور جمع کراکے اس سے ایک بچھڑا بنایا اور اسمین وہ خاک ڈالدی جو جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے نشان سے لی تھی چنانچہ دوسرے مقام پر مقولہ سامری حکایت ہو کہ بصرت بما لم يبصروا به فقبضت قبضة من اثر الرسول الآية- اور اس خاک مین اثر حیات تھا پس وہ منقلب ہوکر خون وروح کا جسد ہوکر آواز کرنے لگا- اور بنی اسرائیل ... کہا کہ یہ تمھارا و موسیٰ ع کا الٰہ ہی اور سمندر سے پار ہونے کے بعد ایک قوم کو گاے کی شکل کے بت پوجتے دیکھکر بنی اسرائیل کے جاہل اثر پذیر ہوچکے تھے یہان قبول کرلی- اور الٰہ بنالیا- پس حاصل تقدیر کلام یون ہی کہ واتخذ قوم موسیٰ عجلا الٰها- یعنی بنالیا قوم نے موسیٰ کے بعد ایک بچھڑے کو یعنی الٰها مفعول دوم محذوف ہی- بعض نے کہا کہ وہ بچھڑا فقط ایک مرتبہ بولا تھا اور بعض نے کہا کہ بہت بار حتی کہ جب وہ سجدہ مین گرپڑتے تھے بولتا تو سر اٹھاتے- وہب رح سے روایت ہو کہ آواز کرتا بدون حرکت کے- سدی رح سے ہی یہی تھا واللہ اعلم- اگر کہا جاوے کہ زیور مستعار بیان ہوا حالانکہ اللہ تعالےٰ نے من حليهم فرمایا تو جواب دیا گیا کہ اضافت انکے پاس تھا یا اس لیے کہ بعد ہلاک قوم قبط کے یہ مالک ہوگئے تھے کذا ذکرہ البیضاوی اعتراض ہوا کہ مستعار چیز بوجہ ہلاک مالک کے مستعیر کی ملک نہیں ہوتا- جواب دیا گیا کہ ہان ولیکن قوم فرعون کا ملک ومال اللہ تعالےٰ نے

بنو اسرائیل کو حلال کیا تھا بدلیل قولہ تعالے کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم [illegible]
تو ما آخرین - حلی بضم اول وتشدید یاء جمع حلی بفتح اول وسکون ثانی وتخفیف مانند ثدی وثدی - قراءة [illegible]
ہی اور یعقوب رح نے مفرد پڑھا - اگر کہا جاوے کہ اتخاذ تو فقط سامری کا تھا پھر [illegible] قوم موسی [illegible]
فعل پر راضی تھے اور اولی یہ کہ سامری کا اتخاذ بمعنی ساخت ہی اور قوم کا اتخاذ بمعنی معبود بنالینا [illegible]
آیا بمعنی آواز سخت مگر معروف قراءة بخاء معجمہ ہی - اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ [illegible]
توبیخ وجھڑکی وملامت ہی ان جاہلون کو کہ اتنی آیات توحید دیکھنے کے بعد یہ حرکت کی - یعنی یہ کہ ان جاہلون نے [illegible]
یہ ندیکھا کہ نہ اسکو باتین کرنے پر قدرت ہی اور نہ راستہ بتلا دینے پر قدرت ہی جیسے ادنی آدمی کو ہوا کرتی ہی [illegible]
وزمین وآسمان کا پیدا کرنے والا مان لیا - چشم ضلالت کا اثر تھا کہ مورتون کی محبت چھائی - حضرت ابو الدرداء [illegible]
کہ حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا کسی چیز کو محبوب رکھنا اندھا و بہرا کر دیتا ہی - رواہ احمد وابو داؤد - [illegible]
وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ کرر مذمت کرنے اور ملامت کرنے کو اتخذوہ فرمایا یعنی بنالیا ان لوگون نے اسکو [illegible]
یہ لوگ ظالم یعنی ہر چیز کو بے موقع رکھنے والے تھے اسی جہت سے ان لوگون نے عبادت کو اس جانور کے سامنے [illegible]
کو اس چیز مین تصور کیا پس اسکو معبود بنانا ان لوگون کی طرف سے نئی بات نہ تھی - آیت مین تمام ان لوگون [illegible]
کو کسی مخلوق مین تصور کرتے ہین اور عقل ونظر سے بالکل اندھے بن جاتے ہین اور ذرا نہین سمجھتے کہ شان [illegible]
مخلوق مین کیونکر ہو سکتی ہی - فی السراج اسمین اختلاف ہی کہ کل قوم نے بچھڑا پوجا تھا یا بعض نے بس حضرت حسن [illegible]
مروی ہی کہ سوائے ہارون علیہ السلام کے سب نے پوجا بدلیل عموم اس آیت کے اور بدلیل دعاء موسی علیہ السلام کہ [illegible]
اپنے بھائی کے واسطے استغفار کو مخصوص فرمایا اور دیگر علماء رح نے کہا کہ بعض قوم نے ایسا کیا تھا بدلیل آنکہ قوم مین اہل [illegible]
ہدایت بھی موجود تھے جنکی شان سے یہ امر بعید تھا - قال تعالے ومن قوم موسی امة یہدون بالحق الآیة - اور یہی ظاہر [illegible]
ابن کثیر رح ہی وَلَمَّا سُقِطَ فِیْٓ اَیْدِیْهِمْ یعنی موسی علیہ السلام کے میقات سے واپس ہونے کے بعد جب [illegible]
نادم ہوئے قال الواحدی مفسرین واہل لغت کے اقوال سے ظاہر ہوا کہ سقط فی یدہ بمعنی نادم ہوا مستعمل ہی [illegible]
صفت مین آتا ہی اور اسکی اصل مین کوئی کلام پسندیدہ مین نے نہین دیکھا - قال البیضاوی یہ کنایہ ہی [illegible]
کیونکہ جو آدمی سخت ندامت وحسرت اپنے فعل پر اٹھاتا ہی وہ غم سے اپنا ہاتھ کاٹتا ہی پس اسکا ہاتھ [illegible]
ہاتھ مین اسکے دانت پڑتے ہین اور بعض قراءة مین سقط بروزن معروف ہی اسے [illegible]
واقع ہوا اور مراد وہی ہی کہ سخت نادم ہوئے اور ازہری وزجاج ونحاس وغیرہ نے کہا کہ [illegible]
ندامت واقع ہوئی بطریق تشبیہ کے کیونکہ اکثر کام آدمی اپنے ہاتھون کرتا ہی اور [illegible]
وغم ہی - حاصل آنکہ جب وہ لوگ اپنے فعل پر سخت نادم ہوئے - وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا [illegible]
ہوئے - یعنی بچھڑا پوجنے مین گمراہ تھے اور یہ علم انکو حضرت موسی علیہ السلام کے واپس آنے [illegible]
ہی لیکن یہان انکے فعل مذموم اور قول توبہ کو ایک جگہ بیان کر دیا - قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا [illegible]

...ہواور ہمپر انصف خطاب قراۃ حمزہ رح ہو پس ربنا منصوب بنا برانکہ منادی ہو یعنے اگر نہ رحم کریگا تو اے ہمارے رب اور نہ [illegible] **لنا** اور ہماری مغفرت نکریگا۔ **لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ** البتہ ہم ہوجاوینگے خاسرین مین سے۔ اس [illegible] انکی طرف سے اقرار ہو کہ جو ہم سے صادر ہوا وہ بڑا گناہ ہو اسپر نادم ہوکر اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع و رغبت ہو کہ اس خطا کو [illegible] کرادے پھر توبہ انکی گردن جھکا کر مقتول ہونے سے ہوئی **ف** — **فی العرائس** قولہ و اتخذ قوم موسیٰ من بعدہ الآیۃ۔ قوم مذکور طالب حق تھی اور جس جہت سے بعض روایح قرب انکے ناک مین پہونچی انکی طبیعت کی رعونت غالب ہوگئی اور قلب مین حلاوت [illegible] پہونچی اور غالب صفات انسانیت ابھی فنا نہین ہوئی تھین کہ اس حلاوت سے یہ رعونات مختلط ہوگئین اور حلاوت قرب غائب ہوگئی اور انسانیت کا عشق جوش مین آیا پس حوادث مین سے خیالات کی صورت اُنکے دلون کو مطلوب ہوئی کیونکہ غلبہ خیالات سے صورت وحید وافراد وقدم از حدوث جاتی رہی اور خیال کے طلب مین رہگئے اور ہر متحرک کو اپنے تصور سے معبودیت کے لیے قبول کرنے لگے پس حق تعالےٰ نے عجل مذکور کو قہر ربوبیت کا لباس دیدیا کہ قوم مذکور اسکی عبادت و تعظیم کرنے لگے اور قہر و امتحان سے محجوب ہوگئے اور اگر متنبہ ہوجاتے تو مانند موسیٰ علیہ السلام کے خود ہی پہلے اسکو جلا کر خاک کردیتے ایسا ہی جو شخص کہ درجۂ توحید کو نہ پہونچا اور عشق کی رعونت مین پڑا اسکا انجام یہ ہوتا ہو کہ توحید کی غیرت سے راہ معرفت مین اسکا قتل واجب ہوتا ہو اسی سے ان لوگون کی توبہ بھی قتل نفس سے تھی اور جو توحید مین مشرک ہوا اسکا یہی انجام ہو۔ **سہل** رح نے کہا کہ ہر انسان کا گوسالہ وہ ہو جسپر وہ متوجہ ہوا اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے بوجہ اسکے اعراض کیا خواہ جورو لڑکے ہون یا کوئی اور چیز ہو اور اس سے خلاصی نہین پاتا مگر جبھی کہ تمام اسباب حظوظ سے چھوٹ جاوے جیسے بت پوجنے والے نہ چھوٹے یہانتک کہ مقتول ہوئے۔ **شیخ استاد** رح نے فرمایا کہ ابتدا مین وہ لوگ توہم و تلون سے پاک نہ تھے اور حقائق توحید سے بے خبر تھے پس ان توہمات مین انکے قدم پھسل گئے۔ بعض مشائخ نے فرمایا کہ جن قومون نے بچھڑے کو پوجا بھلا انکے دلون نے توحید کی خوشبو پائی تھی۔ نہین ہرگز نہین ہرگز نہین اور جس کسی نے جبرئیل یا میکائیل یا عرش یا کرسی یا مخلوق مین سے کسی کی طرف لحاظ کیا یہی حال اسکا ہو کہ اسنے توحید کی خوشبو بالکل نہین پائی ہو۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ
اور جب پھر آیا موسیٰ اپنی قوم مین غصے بھرا اور افسوس مین بولا کیا بری جگہ کی تم نے میری میرے بعد
اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ
[illegible] رب کے حکم سے اور ڈال دین وہ تختیان اور پکڑا سر اپنے بھائی کا کھینچنے اپنی طرف وہ بولا اے میری ماں کے جنے
اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ
[illegible] نے [illegible] سمجھا اور نزدیک تھے کہ مجھکو مار ڈالین سو مت ہنسا مجھپر دشمنون کو اور نہ ملا مجھکو
۱۸ ع مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ڮ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝
[illegible] گنہگار لوگون مین بولا اے رب معاف کر مجھکو اور میرے بھائی کو اور ہمکو داخل کر اپنے رحم مین اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے
وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اور جب لوٹا موسیٰ یعنی کوہ طور سے اپنی قوم کی طرف غصب مین بھرا ہوا یعنی

قوم کی طرف سے غضبناک کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ع کو کوہ طور پر آگاہ فرمایا تھا کہ تیری قوم فتنہ میں پڑ گئی
نہایت محزون - یہ قول ابن عباس رض کا ہے اور ابوالدرداء رض نے کہا کہ اسف ایک مرتبہ غضب ہے
اور واحدی رح نے کہا کہ دونوں قول قریب قریب ہیں اسلیے کہ حزن سے غضب ہوتا ہے اور غضب
سے بکروہ بات نظر آئی تو غضب آگیا اور اگر اونچے مرتبہ والے سے ظاہر ہوئی تو حزن ہوا پس اولیٰ اس مقام
قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي ۚ اے قال ام موسیٰ بئس خلافۃ خلفتمونیہا من بعدی خلافتک حیث اخترتم
نے ان لوگوں کو مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ بری خلافت جو تم میرے بعد بجا لائے یہ تمہارا خلافت کرنا ہے کہ تم نے
میں اس مقام پر بئسما متصل لکھنے پر اتفاق ہے اور ما سے مراد خلافت ہے اور قولہ خلفتمونی صفت ہے اور خلافتکم
اور حیث تعلیلیہ ہے - پھر اگر یہ خطاب بچھڑا پوجنے والوں کو ہے تو معنی یہ ہیں کہ تم نے میرے بعد برا یہ فعل کیا اور اگر
کو ہے تو معنی یہ ہیں کہ بری طرح تم نے میری قائم مقامی کی - اور اول ظاہر ہے - أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ عجلہ کسی چیز کے
پہلے اسکے ساتھ تقدم کرنا اسیواسطے مذموم ہے - کما فی الحدیث عجلت شیطان کیطرف سے ہے - اور سرعت کے معنی یہ ہیں کہ کسی
وقت کے اول میں ادا کرنا اور وہ مذموم نہیں ہے اور حدیث میں جو آیا کہ تانی از جانب حق تعالیٰ ہے وہ اس سرعت کو شامل ہے لہذا
اول وقت ادا کرنا عجلت نہیں بلکہ سرعت ہے فاحفظ - مروی ہے کہ سامری نے جب انکے لیے بچھڑا نکالا تو کہا تھا کہ یہ تمہارا اور
کا پروردگار ہے اور موسیٰ اب لوٹکر نہ آوینگے کیونکہ انکا انتقال ہوگیا - لہذا قولہ اعجلتم امر ربکم - کے معنی میں بیضاوی نے کہا کہ معنی
یہ ہیں کہ کیا تم نے اپنے پروردگار کے وعدہ میں جو اسنے مجھسے چالیس راتوں کا کیا تھا سبقت کی اور تم نے میری موت کو مقدر کیا اور
میرے بعد دین کو متغیر کر دیا جیسے اور امتوں نے اپنے انبیاء کے بعد کیا - یا عجلت متضمن معنی سبقت ہے لہذا اس سے سبقت کے بلا واسطہ
متعدی ہوا اور بولتے ہیں کہ عجل عن الامر - جبکہ اس کام کو ادھورا چھوڑ دیا ہو لہذا یہ معنی ہونگے کہ تم نے امر الٰہی کو ناتمام چھوڑا - اور
یہ جملہ بھی ملامت و انکار میں شامل ہے - وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ اور ڈال دیا موسیٰ علیہ السلام نے الواح کو یعنی الواح توریت کو
ابن کثیر رح نے کہا کہ جمہور مفسرین سلف و خلف کے نزدیک یہ فعل حضرت موسیٰ ع کا اپنی قوم پر غضب کی وجہ سے تھا اور مفسر رح نے
کہا کہ قوم پر یہ غضب خالص اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے تھا پس جب الواح کو ڈالدیا تو وہ ٹوٹ گئیں - ایسا ہی ابن عباس رض سے مروی
ہے کہ الواح ٹوٹ گئیں پس سوائے چھٹے حصہ کے باقی سب اٹھا لیا گیا اور ابو الشیخ رح نے روایت کیا کہ چھ ساتویں حصے اٹھا لیے گئے
اور ایک ساتواں حصہ رہگیا - او معنی اسکے واللہ اعلم یہ ہیں کہ توریت کے الواح میں جو کچھ لکھا تھا اسمیں سے ایک ساتواں حصہ
باقی مٹ گیا کیونکہ آگے فرماتا ہے فلما سکت عن موسی الغضب اخذ الالواح - اور یہ دلیل ہے کہ خود الواح باقی تھیں اور اسی
سے مروی ہے کہ جب موسیٰ ع نے الواح کو ڈالا تو اسمیں سے تفصیل یعنے غیب کی خبریں جاتی رہیں اور ہدایت یعنے مواعظ باقی رہیں
بعض نے کہا کہ ڈال دینے کے معنی کہ الواح کو ایک مقام پر رکھ دیا تھا پھر قوم کو ملامت کر کے انکو وہاں سے اٹھا لیا - امام رازی نے
کبیر میں کہا کہ قرآن مجید میں یہ مذکور نہیں کہ موسیٰ نے الواح کو ڈال دیا اسطرح کہ وہ ٹوٹ گئیں بلکہ صرف القاء کہا ہے اور القاء
میں رکھدینے کے معنی میں ہو سکتا ہے پس اسطرح پھینک دینا کہ ٹوٹ جاویں یہ بڑی سخت جرأت ہے کتاب الٰہی پر لائق
نہیں ہے اور حاصل آنکہ جب تک بدلیل قوی یہ بات ثابت نہو کہ ایسا ہوا تب تک ماننا لائق نہیں کہ ایسا ہوا

[illegible] موسیٰ علیہ السلام نے الواح کو رکھدیا۔ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ دوسرے مقام
[illegible] لہذا مفسر رحمہ نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے سر کو یعنے سر کے بالون کو پکڑا اور بائین ہاتھ سے داڑھی کو پکڑا اس
[illegible] طرف اسکو کھینچتا تھا بدین گمان کہ ہارون نے اس شرک و کفر کے روکنے مین کوتاہی کی۔ ہارون حضرت موسیٰ کے سگے
[illegible] مین سال بڑے تھے اور نہایت حلیم تھے اسیواسطے بنی اسرائیل کو وہ زیادہ محبوب تھے۔ قَالَ ابْنَ أُمَّ ہرچند کہ ماں
باپ سے حقیقی بھائی تھے ولیکن زیادہ مہربان کرنے کے لیے ماں کا ذکر کیا اور بعض نے کہا کہ ماں مومنہ تھین اور بعض نے کہا کہ
[illegible] کی طرف سے بھائی تھے۔ ابن عامر و حمزہ و کسائی نے یہاں و سورۂ طہٰ مین ابن ام بکسر میم پڑھا اور اصل اسکی یا ابن امی تھا
پس یاء کو بغرض تخفیف کے کسرہ پر اکتفاء کر کے حذف کیا جیسے منادی مضاف الی الیاء مین حکم ہوتا ہی اور باقیون نے ابن امَّ
فتح میم پڑھا بغرض مزید تخفیف کیونکہ طویل ہی یا بوجہ تشبیہ بخمسۃ عشر کے۔ بہرحال معنی یہ ہین کہ ہارونؑ نے کہا کہ اے میری ماں کے بیٹے تو میری
داڑھی و بال مت پکڑ۔ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي قوم نے مجھے کمزور بنایا۔ اسمین ہارونؑ نے اپنی جانب سے کوتاہی
کرنے کا وہم دفع کیا۔ حاصل آنکہ مین نے ان لوگون کے روکنے مین اپنی وسعت صرف کی یہانتک کہ انھون نے مجھکو مقہور کر لیا۔ وَكَادُوا
يَقْتُلُونَنِي۔ اور قریب ہوے کہ مجھکو قتل کرین پس میری طرف سے کوتاہی نہین ہوئی فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ
پس مت خوش کر میرے ساتھ دشمنون کو باین طور کہ تو میری اہانت کرے یعنی میرے ساتھ ایسا فعل مت کرو اہانت کا جس سے
دشمن خوش ہون۔ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ اور مت کر مجھکو بھی مواخذہ مین ان لوگون کے ساتھ جنھون نے بچھڑا
پکڑ کر اپنی جانون پر ظلم کیا ہی۔ یعنی شرک و کفر کیا ہی یعنے مین ان مشرکون مین نہین ہون اور نہ مین نے انکے روکنے و فہمایش کرنے
مین قصور کیا ہی۔ شماتہ در اصل دشمن کی بری بات مین مبتلا ہونے پر خوشی ہونے کو کہتے ہین وہ مصدر از باب سلم یسلم ہو۔ اور
حدیث صحیح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مین آیا۔ اللهم انی اعوذ بک من سوء القضاء و درک الشقاء وجهد البلاء وشماتة
الاعداء۔ پھر جب حضرت ہارونؑ نے یہ اعتذار و شماتت اعداء کو ذکر کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی۔ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي
وَلِأَخِي اسے قال موسیٰ داعیا الی اللہ تعالے یا رب اغفرلی ما صنعت باخی واغفر لاخی۔ کہا موسیٰؑ نے کہ اے میرے پروردگار
مجھے بخشدے اس کام مین جو مین نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا اور بخشدے میرے بھائی کو۔ قال المفسر اپنے بھائی کو اس
دعا مین شریک کر لیا ایک تو بھائی کو راضی کرنے کے واسطے اور دوم اس لیے کہ دشمنون کی شماتت [illegible] رہے کیونکہ اس دعا کی بڑی
برکت ہی۔ وقال غیرہ۔ بھائی کے واسطے بھی مغفرت کی دعا کی تاکہ شاید انکی فہمایش و روکنا کامل طور پر درجہ قبولیت کو نہ پہونچا ہو
تو اللہ تعالے عفو فرمائے۔ اور اسپر مزید یہ کہ۔ وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ اور داخل کر دے ہم دونون کو اپنی رحمت مین یعنی
اپنی رحمت سے مزید انعام فرما اگرچہ بخشنا بھی تیری رحمت ہی وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ اور تو ارحم الراحمین ہی کیونکہ ہم
دونون پر جسقدر رحم کرتے ہین اس سے تیرا رحم بہت زیادہ ہی اور بھید یہ ہی کہ ہم اپنے نفس پر ظاہری راہ سے رحمت کا قصد
کرتے حالانکہ اسکی واقعی کیفیت و انجام کار سے غافل ہوتے ہین اور تو پاک پروردگار خالق علیم حکیم ہی تیرا رحم اسپر تحقیقی راہ سے
ہی۔ واضح ہو کہ اس قصہ مین ثابت ہی کہ فتنۂ بنی اسرائیل کی خبر اللہ تعالے نے موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر دی تھی حالانکہ موسیٰؑ
[illegible] آپکو تعجب [illegible] حدیث ابن عباس رضؓ مین ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے

Marfat.com

موسی ؑ پر رحم فرماوے جو چیز معائنہ ہو وہ خبر دی ہوئی کے مانند نہین۔ موسیٰ کو اللہ تعالےٰ نے آگاہ [illegible]
فتنہ مین پڑی مگر موسی ؑ نے اواح کو نہ ڈالا پھر جب انکو دیکھا اور معائنہ کیا تو الواح کو ڈال دیا [illegible]

بن محمد الصباح عن عفان بن مسلم عن ابی عوانہ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عنہ وہذا کما ترٰی [illegible]
وہم ہو کہ موسی علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کی خبر فرمانے مین تصدیق کامل نہوئی تھی حتی کہ [illegible]
آئے تھے بسبب یقین امر مذکور کے بلکہ معنی یہ ہین کہ تغیر حالت مزاج بعد آنکھون دیکھنے کے زیادہ ہو گیا [illegible]
کو خبر دیجاوے تو بہ نسبت اسوقت کے تغیر کے اگر آنکھون سے دیکھے تو زیادہ متغیر ہوتا ہی اور جیسے [illegible]
وغیرہ اسی جسم کے حواس ہین اور تصدیق کرنا فعل عقل ہی فافہم ف ـــــ فی العرائس قولہ تعالےٰ ولما رجع موسٰی الی [illegible]
اسفا۔ موسی علیہ السلام کو کمال انبساط مین لن ترانی سے صدمہ پہونچا اور اسپر رجوع مین صدمہ فراق ہوا [illegible]
درد فراق آیا اور اس حالت مین شریعت عبودیت لیکر قوم کی طرف واپس ہوکر گوسالہ پوجنے والون [illegible]
اپنے بھائی و قوم پر غضبناک ہوئے کیونکہ حضرت کلیم علیہ السلام اس حال مین درگاہ ازل سے واپس آتے تھے جہان [illegible]
ایک ذرہ سے کہین حقیر ہین اور قلب انسان اس نور ازل کا محل اور اسی وجہ سے اشرف المخلوقات ہی پس قوم کی [illegible]
ہمت دیکھکر کہ ایک چیز ہاتھون کا بنی بنائی ہوئے کو پڑے پوج رہے ہین سخت غضبناک ہوگئے۔ یہ عقل و فہم [illegible]
کہان چلی گئی۔ عقل کہان اس بات کو قبول کرتی ہی کہ جس چیز مین تغیر ہوتا ہو اور زین کرتا ہو بہا تا ہو جسم [illegible]
رکھتا ہو اسمین الوہیت ہی۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ ان بیوقوفون کو کیا ہوا کہ اتنا نہین سمجھتے کہ الوہیت تو کامل صفات [illegible]
از وہم و خیال ہی یہ شکلین اور یہ چیزین کیسی۔ ان ناقص و ناپاک چیزون کو وہان کیا دخل ہی۔ یہ بچھڑا تو گوشت پوست [illegible]
تھا۔ تو نہین سمجھتا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ وہ اپنی عاجزی کی وجہ سے انسے باتین بھی نہین کر سکتا تھا [illegible]
تھا تو سیدھی راہ نجات کیسی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مقصود یہ نہین کہ جو بات کر سکے وہ الٰہ ہی اور [illegible]
تشنیع و ملامت ہی کہ گدھا بھی اس بیل کو اپنا خدا نہین بناتا پس یہ آدمی گدھے سے بدتر ہین۔ اور [illegible]
وحروف و آواز و تلفظ و سانس سے پاک ہی اسکے ساتھ کوئی چیز مشابہت نہین رکھتی ہی وہان [illegible]
بعض مشائخ نے کہا کہ آسف انکو یہ تھا کہ حق عزوجل سے خطاب کا وقت گیا اور ایسے لوگون سے [illegible]
نہین ہی۔ اور قریب اسکے بعض نے کہا کہ غضب اسوجہ تھا کہ حق عزوجل سے مکالمہ جاتا رہا [illegible]
جاتا رہا۔ قلت ثم ذکر الشیخ ہہنا من وجہ کسر الالواح غیرتہ علی النبی صلعم لما رای من ذکر [illegible]
الکلام بالواسطۃ و وجہ جبر اس الاخ اشتغالہ بالشرع عن تلک المواقف القدسیۃ و قد ذکر [illegible]
قلیل الجدوی یشبہ بمقدمات الشعر و یتضمن مفاسد فتامل۔ شیخ ابو سعید قرشی رح نے کہا کہ حق [illegible]
مین آوے تو اللہ تعالےٰ اسکو حدود شرع پر نگاہ رکھتا ہی تا کہ کسی امر مذموم کی طرف نہ چلا جاوے [illegible]
کو بچھڑا پوجتے دیکھکر الواح کو ڈال دیا اور ہارون کے ساتھ وہ کیا جو مذکور ہو اگر اللہ تعالےٰ [illegible]
کوئی اور شخص سواے غیرت حق کے ایسا کرتا تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے [illegible]

Marfat.com

...بعد پر غیرت سے تھی اسمین انکے نفس کا کچھ حظ نہ تھا کیونکہ خودی سے خارج تھے پس آنحضرت علیہ السلام کو اس سے قریب ... ہوا۔ قلت ہذا علی تقدیر ان الالواح قد انکسرت وسیاتی ما فیہ۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي

بیشک جنھون نے بچھڑا بنا لیا انکو پہونچیگا غضب انکے رب کا اور ذلت

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ۝ وَالَّذِينَ عَمِلُوا

دنیا کی زندگی مین اور یہی سزا دیتے ہین ہم جھوٹھ باندھنے والون کو اور جنھون نے

السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

کیے برے کام پھر اسکے بعد توبہ کی اور یقین لائے تیرا رب اسکے پیچھے بخشتا ہے مہربان ہے

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا واللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جن لوگون نے بنا لیا **الْعِجْلَ** گوسالہ کو اپنا معبود۔ **سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ** عنقریب پہونچیگا انکو غضب یعنی عذاب انکے پروردگار کی طرف سے۔ **وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا** اور ذلت حیات دنیا مین۔ یعنی جن لوگون نے گوسالہ کو معبود بنایا انکو آیندہ زمانہ مین عنقریب پروردگار کی طرف سے عذاب اور دنیاوی زندگی مین ذلت پہونچیگی۔ قال المفسر چنانچہ بعد اسکے ان لوگون کی توبہ یون قبول ہوئی کہ اپنے آپ کو قتل کرین پس یہ عذاب تھا اور ذلت یہ کہ تا قیامت انپر ذلیل پن کا ٹھپا کر دیا گیا جیسا کہ ابتدائے سورہ بقرہ مین بیان ہو چکا ہے۔ قال البیضاوی ذلت یہ کہ اپنے دیار سے نکالے گئے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد جزیہ ہے کیونکہ وہ ذلیل ہے لقولہ تعالیٰ حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون۔ مترجم کہتا ہے کہ گوسالہ پوجنے والے ایک قول کے موافق بعض لوگ تھے اور دوسرے قول پر سب تھے پس بعض مقتول ہو کر باقیون کو عفو کیا گیا اور بنا بر قول اول کے بعض مین سے بھی شاید بعض مقتول ہو کر باقی کی توبہ بدون قتل کے بدعاء موسیٰ وہارون علیہما السلام قبول ہوئی ہوا ور انکے حق مین ذلت حیات دنیاوی ہوا ور ذلت کا ٹھپا تا قیامت بسبب قتل انبیاء ہوا اور نیز دیار سے نکالا جانا اور جزیہ مقرر ہونا بھی سوائے خاص گوسالہ پوجنے والون کے اورون پر ہوا ہے لہذا التفسیر مین اشکال ہے۔ مگر آنکہ غضب یہ قرار دیا جاوے کہ توبہ بدون قتل کرانے اپنی جان کے قبول نہوئی اور ذلت وہ تسلیم برائے قتل ہو کما قال الخطیب رحمہ اللہ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر مین دو طریق رکھے ہین ایک یہ کہ الذین اتخذوا العجل سے حقیقت مراد ہے اور دوم آنکہ مجاز مراد ہے پس اگر حقیقت مراد ہے تو یہ وہی لوگ ہین جنھون نے درحقیقت گوسالہ پوجا تھا پس انپر غضب یہی تھا کہ اپنی جان کو قتل کرین کہ یون توبہ قبول ہو گی پس نفس قتل تو غضب تھا اور اپنی گردن جھکانا واسطے قتل کیے جانے کے یہ ذلت تھی یا اپنی جان پر اپنی وضلالت کا اقرار کرنا ذلت تھا۔ قال المترجم یہ اقرار تو عین ایمان تھا یہ ذلت نہین ہے بلکہ استسلام ہو سکتا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ سینالہم مین سین استقبال کا ہے تو ماضی کے واسطے کیونکر ہو گا جواب دیا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کو جسوقت اللہ تعالےٰ نے قوم کے فتنہ مین پڑنے کی خبر دی تھی اسوقت یہ بھی فرمایا تھا کہ سینالہم غضب الآیہ۔ پس اسمین اسکا اختیار ہے پس وقوع قتل وذلت سے یہ کلام سابق ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ قولہ تعالےٰ واذ قال موسیٰ لقومہ یا قوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الیٰ بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم الآیہ سے واضح ہے کہ قتل نفس مین ذلت نہ تھی بلکہ انکے واسطے یہ بات کرنا پروردگار تعالےٰ کے نزدیک بہتر تھا اور

Marfat.com

بعض احادیث مین بھی بطور صحیح آیا ہو کہ ان لوگون نے تحقیق [illegible]
قتل کے توبہ منظور نہونا تو غضب ہی اور اس تسلیم سے اپنے آپ کو قتل کیا [illegible]
سے سنگسار ہونے کا عار اٹھاوے تو عقبی الدار اسکو بزا دا نہ ہو [illegible]
علیہ وسلم کے زمانہ مین تھے اور گوسالہ کو معبود بنانا اگرچہ انکے باپ دادون کا فعل تھا لیکن [illegible]
کرتے اور راضی تھے اور عرب کا دستور ہو کہ باپ دادون کے بدافعال سے [illegible]
مین تعریف بھی لاتے ہین چنانچہ یہان کے عرف مین بھی کہا کرتے ہین کہ یہ قوم تو ایسی ایسی ہین حالانکہ [illegible]
اور اس تقدیر مین آیت کے معنی یہ ہوئے کہ یہ یہود جو اس زمانہ مین شرک [illegible]
انکو عنقریب آخرت مین غضب آلہی پہونچیگا اور زندگی دنیاوی مین ذلت پہونچیگی کہ قتل و خوار و شہر [illegible]
باندھا جاویگا اور بحمد اللہ تعالے ایسا ہی انکے حق مین واقع ہوا اگر کہا جاوے کہ یہود دیکھ ہی تو [illegible]
خبر غیب ہی پس نزول کے وقت یہود و مدینہ مین ہونا کچھ مضر نہین ہی - اور یہی تفسیر دوم حضرت ابن عباس [illegible]
جب یہ معلوم ہوا تو ظاہر ہوا کہ مفسر رحمہ اللہ کی تفسیر مین اشکال ہی - کما لایخفی - پس حاصل تفسیر یہ ہی کہ جن لوگون [illegible]
بنایا اور درحقیقت اسکو پوجا انکو غضب آلہی عنقریب پہونچیگا کہ بدون قتل نفس کے انکی توبہ قبول نہوگی اور زندگی دنیاوی [illegible]
بایں طور کہ اپنی گمراہی کے معترف ہو کر قتل کے واسطے گردن جھکاوینگے - یا یہ معنی کہ جن لوگون کی یہ صفت ہو کہ اپنے باپ دا[illegible]
گوسالہ پرستی پر راضی ہو کر گویا خود گوسالہ پرست اور حکم رسالت سے برخلاف چلتے ہین انکو عنقریب بعد موت کے غضب آلہی
پہونچیگا اور دنیاوی زندگی مین قتل و خوار بجزیہ و شہر و دیار سے بدرا اور دائمی مضروب الذلۃ والمسکنۃ ہونگے - وَكَذٰلِكَ
کما جزینا ہم کذلک - نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ یجزی الذین یفترون علی اللہ بالاشراک وغیرہ - یعنی جیسے ہم نے ان گوسالہ پر[illegible]
یہ عذاب و ذلت کا بدلا قرار دیا ایسے ہی ہم بدلا دیتے ہین ان لوگون کو جو اللہ تعالے پر شرک لگانے وغیرہ کا افترا باندھتے ہین [illegible]
کے مشرکون کو بھی تہدید ہی جو احکام بحیرہ و سائبہ و مردار و بت پرستی و ننگے طواف کرنے وغیرہ سے افترا باندھتے تھے کہ اللہ تعالے
ہم کو یہ حکم دیا ہی - اور اس تہدید مین اسلام کے بدعتی بھی شامل ہین کیونکہ وہ لوگ عقاید و اعمال مین جو قول و فعل نکالتے ہین [illegible]
قال الخطیب رح امام مالک بن انس رح نے فرمایا کہ کوئی بدعتی نہین مگر آنکہ ضرور اپنے سو پر ذلت پاویگا اگرچہ [illegible]
کیونکہ بدعت نکالنے والا دین آلہی مین افترا بردار ہی - قال الحافظ ابن کثیر رح اسواسطے کہ بدعت کی ذلت [illegible]
مخالفت اسکے قلب سے جدا ہو کر اسکے دونون شانون کے بیچ مین قائم ہوتی ہی چنانچہ حضرت حسن بصری رح نے [illegible]
انکی مونڈھون پر ہوگی اگرچہ وہ گھوڑون پر سوار پھرین اور ایسا ہی ایوب رح نے ابو قلابہ [illegible]
پڑھکر کہا کہ واللہ یہ حکم قیامت تک ہر مبتدع مفتری کے واسطے ہی - اور سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ [illegible]
پھر اللہ تعالے نے بندون کو تنبیہ کی اور راہ بتائی کہ غضب و ذلت سے بچنے کے [illegible]
عزوجل اپنے بندون کی توبہ کو خواہ کسی گناہ سے ہو کفر سے یا شرک سے یا نفاق سے [illegible]
کما قال تعالے - وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ اور جن لوگون نے کیے گناہ ثُمَّ تَابُوا [illegible]

Marfat.com

وَاٰمَنُوْٓا اور ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر یعنی تصدیق کی کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اور وہ توبہ قبول فرماتا اور گناہون کو کیسے ہی بڑے ہون بخشتا ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ ۔ تو البتہ تیرا پروردگار اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرا پروردگار ایسے توبہ کرنے والے آدمی مِنْۢ بَعْدِهَا بعد توبہ کے ۔ لَغَفُوْرٌ البتہ غفور ہے یعنے انکا پردہ ڈھکنے والا اور انکے بدفعل کو مٹ دینے والا ہے۔ رَّحِيْمٌ ان پر رحم کرنے والا ہے کہ انکو جنت بطور انعام عطا فرما دے۔ اس آیت مین دلیل ہے کہ گناہ خواہ چھوٹے ہون یا بڑے ہون توبہ سے مغفور ہونے مین برابر ہین اور السیات جمع معرف باللام مفید استغراق ہے یعنے جتنے جملہ گناہ کیے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف خلوص دل سے رجوع لایا اور مغفرت مانگی تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بخشتا ہے پس اسمین توبہ کرنے والون کو بڑی خوشی وبشارت ہے کذا فی السراج۔ یہان کسی نے مفسرین مین سے یہ تعرض نہین کیا کہ بعد توبہ کے ایمان لانے کو بیان فرمایا اسمین کیا حکمت ہے اور جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اسمین اعلام ہے کہ آیت کا حکم مومنین کے ساتھ مخصوص نہین ہے بلکہ جو شخص توبہ کرے خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان ہو پس توبہ کرکے ایمان لاوے تو مغفرت ورحمت پاویگا اور حدیث صحیح مین ہے کہ اسلام لانے سے اگلے سب گناہ مٹ جاتے ہین اور بندہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا آج مان کے پیٹ سے پیدا ہوا پس اگر مومن گناہ سے توبہ کرے تو آیندہ اسکا ایمان یہ ہے کہ تقوی وصلاحیت پر قائم رہے۔ ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ ان الذین اتخذوا العجل سینالہم الآیۃ۔ جب ان لوگون نے راہ حق کی طلب مین خطا کی اور ایسے شخص کی پیروی اختیار کی جو راہ حق کو نہین پہچانتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے انکو گوسالہ کی محبت کی ہوس مین انکو چھوڑ دیا اور موحدون وعارفون کے بیچ مین وہ ذلیل ہوگئے اور یہی حال ہر ایسے شخص کا ہے جو راہ سے بھٹکا ہوا امر باطل کا پیرو ہوا اور قولہ کذلک نجزی المفترین۔ اسپر دلیل ہے پس جو لوگ کہ ان مقامات واحوال کے مدعی ہین جو انکو حاصل نہین ہوئے ہین وہ مفتری ہین پس وہ اس سے باز آوین تو بہتر ہوگا اور گوسالہ پرستون کو اپنے فضل سے موقع خطا پر آگاہ کر دیا چنانچہ قولہ تعالیٰ ولما سقط فی ایدیہم الآیۃ سے ظاہر ہے یعنے وہ لوگ اپنی تقصیر پر سخت نادم ہوئے اور یقین کیا کہ راہ معرفت مین ہم سے خطا سرزد ہوئی۔ قالوا لئن لم یرحمنا ربنا۔ یعنی ہم کو توحید کی شرک مین قتل فرماوے تاکہ ہم درجہ شہادت پاوین اور تغفر لنا۔ یعنی غیر کے دیکھنے سے نکالکر اپنے دیدار کی معرفت عطا فرماوے کیونکہ اگر ایسا نہ فرمایا تو۔ لنکونن من الخاسرین۔ ہم ضرور ان لوگون مین سے ہو جاوینگے جو تیرا مشاہدہ چھوڑکر تیرے غیر کیطرف متوجہ ہوگئے ہین شیخ ابو عثمان رحمہ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کیطرف متوجہ ہوا اسکو راحت وقرب وقبول مبارک ہو۔ اور جسنے اوسکے منھ موڑا اسکو باوجود عذاب آخرت کے دنیا مین قہر وذلت وخواری نصیب ہے۔ شیخ حسین بن الفضل رحمہ نے فرمایا کہ تو کسی بدعتی کو نہین دیکھیگا مگر آنکہ وہ ذلیل وخوار ہوگا اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وکذلک نجزی المفترین۔ یعنی اوسنے حکم بتلا دیا کہ ہم ان لوگون کو جو افترا کرتے ہین ایسے ہی عذاب ذلت کی سزا دیتے ہین اور بدعتی مفتری ہے پس ثابت ہوا کہ بدعتی کو بھی ایسے ہی عذاب وذلت کی سزا ہے چنانچہ ذلت تو دنیا ہی مین ظاہر ہوگی

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ

لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ۞ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا

(اور جب تھما موسیٰ سے غصہ اٹھائین تختیان اور انکی نقل جو لکھی اسمین راہ کی سوجھ ہے اور مہر ہے — ان کو جو اپنے رب سے ڈرتے ہین — اور چنے موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد لانے کو ہمارے وعدے کے وقت)

فلما أخذتهم الرجفة قال رب لو شئت أهلكتهم من

أتهلكنا بما فعل السفهاء منا إن هي إلا فتنتك تضل بها

تهدي من تشاء أنت ولينا فاغفر لنا وارحمنا وأنت خير الغافرين

لنا في هذه الدنيا حسنة وفي الآخرة إنا هدنا إليك قال عذابي أصيب به

ورحمتي وسعت كل شيء فسأكتبها للذين يتقون ويؤتون الزكوة والذين هم بآياتنا

ولما سكت عن موسى الغضب اصل سکوت بمعنی سکون ہے۔ یقال جری الوادی ثلاثا ثم سکت یعنی تین روز نالہ جلیتا رہا
ہوا۔ یعنی ساکن ہوا لہذا سکت بمعنی سکن ہے چنانچہ ایک قراءة مین بھی سکن آیا۔ معنی آنکہ اور جب ساکن ہوا موسیٰ سے غضب یعنی
ہارون علیہ السلام کے عذر کرنے اور قوم کی توبہ کرنے کے غصہ تھما اور یہی وقت تھا کہ انھون نے رب اغفر لی ولاخی الآیۃ سے
قال البیضاوی اس کلام مین مبالغہ وبلاغت ہے کیونکہ غضب جسنے کہ انکو اپنے بھائی کے ساتھ بال پکڑکر کھینچنے وغیرہ والواح ڈال
پر آمادہ کیا اسکو مانند حکم دہندہ اور آمادہ کنندہ کے قرار دیا اور اسکے سکون کو سکوت سے تعبیر کیا۔ قال الخطیب پس اس کلام
دو استعارہ ہین ایک استعارہ بالکنایہ کہ غضب کو شخص ناطق سے تشبیہ دیا گیا اور دوم استعارہ تصریحیہ یا تخییلیہ جو سکوت
کہ غضب موسیٰ کے سکون کو ثابت کیا گیا۔ حاصل آنکہ غضب جو حضرت موسیٰ کو ان امور مذکورہ پر آمادہ کرتا تھا وہ خاموش
عکرمہ رح نے کہا کہ اسمین قلب ہے اصل یہ ہے کہ سکت موسیٰ عن الغضب۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام غضب سے ساکن ہوے پس
قلب کر دیا جیسے بولتے ہین کہ ادخلت القلنسوۃ فی راسی۔ یعنی سر مین ٹوپی دی حالانکہ اصل یہ ہے کہ ادخلت راسی فی القلنسوۃ
ولیکن ابلغ اول ہے جیسا کہ بیان ہوا بہرحال معنی یہ ہین کہ جب موسیٰ علیہ السلام کا غضب فرو ہوا تو۔ أخذ الألواح
وہ الواح جنکو ڈال دیا تھا۔ قال الحافظ اور بہت سے مفسرین نے ذکر کیا کہ وہ ڈال دینے سے ٹوٹ گئی تھین پھر اب انکو
کر کے لیا اور ان لوگون نے کہا کہ وہ جواہر کی تختیان تھین اور انکی ٹوٹن بادشاہان بنی اسرائیل کے خزانہ مین تابوت دولت
موجود رہی ولیکن انکے اس قول کی صحت کا حال خداے تعالیٰ کو معلوم ہوگا مگر انکے قول پر کوئی دلیل
تھین اور ڈال دینے سے ٹوٹ گئین حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ نے بعد سکون غضب کے ان الواح کو اٹھا لیا
نسختها هدى ورحمة اور الواح کے نسخہ مین ہدایت ورحمت تھی۔ قال البیضاوی
جیسے خطبہ بمعنی مخطوبہ۔ اور نسخ عبارت ہے نقل وتحویل سے پس اگر کسی کتاب کو حرف بحرف
سے نسخ کی گئین تھین۔ اور مراد بیان اور چیز ہے جو اسمین منسوخ کی گئی یعنے لکھی ہوئی تھی۔ پس اسمین

Marfat.com

نے کہا کہ الواح ٹوٹ گئی تھین تو بیان کہا کہ موسی علیہ السلام نے انہین ہدایت و رحمت پائی اور باقی تفصیل جاتی رہی اور بعض نے کہا کہ اس شکستہ سے تفصیل اٹھ گئی اور بعض نے کہا کہ بعد اسکے چالیس روز موسیٰ نے روزے رکھے پس دو لوح پائین اور بعض اہل علم نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ظاہر کلام دلالت کرتا ہی کہ الواح مین سے کچھ ٹوٹا نہین اور کچھ باطل نہین ہوا۔ اور اسی طرف امام حافظ ابن کثیر رح مائل ہی اور یہی اظہر و معتمد ہی اور حاصل معنی یہ کہ موسی علیہ السلام نے بعد سکون غضب کے الواح کو اٹھا لیا اور الواح کی تحریر مین راہ حق کی ہدایت اور خیر و صلاح کی طرف ارشاد تھا۔ لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ واسطے ان لوگون کے جو اپنے پروردگار سے خوف کرتے ہین یا ان لوگون کے واسطے جو اپنے پروردگار ہی کے واسطے خوف رکھتے ہین۔ پس اول معنی پر تقدیر کلام یہ ہی کہ للذین ہم یرہبون ربہم پس لربہم کے لام کو کسائی نے کہا کہ زائد ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ رہبۃ متضمن معنی خضوع ہی جیسے یخضعون لربہم۔ پس لام صلہ ہی اور مفسر رح نے کہا کہ مفعول پر لام اسواسطے داخل ہوا کہ وہ مقدم ہی۔ قال البیضاوی یعنی مفعول کے مقدم ہونے سے فعل کا عمل ضعیف ہوا لہذا لام سے تقویت دی گئی۔ معنی ثانی پر مفعول یرہبون محذوف ہی اور لربہم مین لام تعلیل ہی اور تقدیر کلام یون ہی یرہبون معاصی اللہ تعالے لربہم۔ یعنی اللہ تعالے ہی کے واسطے اسکی معصیت کرنے سے خوف کرتے ہین اور ہدایت و رحمت ہونے کی تخصیص انھین لوگون کے ساتھ اسواسطے کہ یہی لوگ اس سے انتفاع پاتے ہین۔ قال الحافظ ابن کثیر رح قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ جب موسی علیہ السلام نے الواح مین دیکھا تو کہا کہ اے پروردگار مین الواح مین پاتا ہون ایک امت کہ بہترین امت ہوگی جو معروف کا حکم کرینگی اور ممنوع سے منع کرینگے سو انکو میری امت کر دے فرمایا کہ یہ امت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی۔ عرض کیا کہ مین الواح مین ایک امت پاتا ہون کہ پچھلے ہونگے اور سب سے سبقت کرنے والے ہونگے یعنی سب سے آخر مین پیدا ہونگے اور سب سے پہلے جنت مین داخل ہونگے سو انکو میری امت کر دی فرمایا کہ وہ امت احمد ہی عرض کیا کہ مین الواح مین پاتا ہون کہ ایک امت ہوگی جسکی انجیلین اسکے سینون مین ہونگی اسکو پڑھا کرینگے اور انسے پہلے لوگ اپنی کتاب کو دیکھ دیکھکر پڑھا کرتے تھے یہانتک کہ جب کتاب اٹھا لیتے تو اس سے کچھ حفظ نہین رکھتے اور نہ جانتے اور اے امت تمکو اللہ تعالی نے حفظ مین سے اسقدر حصہ دیا جو اور امتون مین سے کسی کو نہین دیا گیا موسی ع نے عرض کیا کہ اے رب انکو میری امت کر دے فرمایا کہ یہ امت احمد ہی۔ عرض کیا کہ مین الواح مین ایک امت پاتا ہون کہ اگلی کتابون و اپنی کتاب پر ایمان لاوینگے گمراہون سے جہاد کرینگے اور کانے دجال سے قتال کرینگے پس انکو میری امت کر دے فرمایا کہ یہ امت احمد ہی۔ عرض کیا کہ مین الواح مین ایسی امت پاتا ہون کہ اپنے صدقات اپنے پیٹون مین کھاوینگے اور اسپر ثواب پاوینگے اگلی امتون کا حال تھا کہ جب انھون نے صدقہ دیا اور وہ قبول ہوا تو آسمان سے آگ اترتی اور اسکو کھا جاتی اور اگر قبول نہوا مردود کیا گیا تو اسی طرح پڑا رہا اسکو درندے جانور و پرند کھاتے تھے اور اللہ تعالے تم لوگون مین یہ رحمت فرماتا ہی کہ تمہارے تونگر کو فقیر کو صدقہ دینے کا حکم دیا۔ موسی ع نے عرض کیا کہ ایسی امت میری امت کر دے فرمایا کہ یہ امت احمد ہی عرض کیا کہ مین الواح مین پاتا ہون کہ ایک امت ہی کہ جب انمین کوئی شخص کسی نیکی کا قصد کریگا پھر اسکو نہ کریگا تو ایک نیکی لکھی جاویگی اور اگر کر لی تو دس نیکیون سے لیکر سات سو تک لکھی جاوینگی۔ پروردگار انکو میری امت کر دے فرمایا کہ یہ امت احمد ہی۔ عرض کیا کہ مین الواح مین ایسی امت پاتا ہون کہ شفاعت کرنے والے ہونگے اور جنکی شفاعت کرینگے بخشے جاوینگے سو انکو میری امت کر دے فرمایا کہ یہ امت احمد ہی قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا ہی کہ نبی اللہ تعالے

Marfat.com

موسی علیہ السلام نے الواح کو لیا اور کہا کہ اے پروردگار مجھکو احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کر دے
وغیرہ بنحو ما ذکرت ہہنا۔ پھر اللہ تعالے نے موسیٰؑ و انکی قوم کا واقعہ بیان فرمایا لقولہ۔ وَاخْتَارَ مُوسٰی [illegible]
رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا۔ اور چھانٹے موسیٰؑ نے اپنی قوم میں سے ستر مرد ہماری میقات کے واسطے۔ [illegible]
میقات اعتذار مراد ہی۔ اور معالم میں سدی رح سے نقل کیا کہ یہ میقات دیگر ہی جو گوسالہ پرستی سے [illegible]
تھی۔ اللہ تعالے نے موسی علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ ستر مرد اپنی قوم سے چھانٹ کر ساتھ لاوے جو اپنے [illegible]
سے عذر کریں اور یہ ستر آدمی وہ ہوں جنھوں نے گوسالہ نہیں پوجا ہی اور ابو الشیخ نے ابن عباس [illegible]
کی کہ یہ لوگ اپنی قوم سے بروقت گوسالہ پوجنے کے الگ نہیں ہوئے تھے بلکہ انکے ساتھ مجتمع رہے تھے اور قوم [illegible]
منع بھی نہیں کیا تھا اور یہی مجاہد رقتادہ و ابن جریج سے مروی ہی۔ اور قولہ واختار موسی قومہ۔ کی تقدیر یہ ہی۔ واختار [illegible]
پس حرف من حذف کر کے بدون حرف کے فعل کا اثر پہونچایا گیا اور یہ خلاف قیاس مسموع ہی چنانچہ معدود [illegible]
وہ اختار۔ امر۔ سمی۔ کنی۔ زوج۔ استغفر۔ صدق۔ دعا۔ حدث۔ انبأ۔ افعال ہیں۔ اور امام رازی رح نے [illegible]
اسمین ایک وجہ دیگر بھی ہی یعنے تقدیر یہ ہی کہ واختار موسی قومہ لمیقاتنا۔ اور مراد قوم سے یہی لوگ ہیں جنکو مختار کیا [illegible]
اسم خیر بر آنکہ مقصود ہی اور سبعین رجلا اسکا عطف بیان ہی اور اس توجیہ پر کوئی تکلف نہیں ہی۔ میقات وہ وقت [illegible]
اعتذار کے واسطے مقرر کر دیا تھا اور یہ بحکم آلہی تھا حاصل آنکہ اللہ تعالے کے حکم سے موسی علیہ السلام ستر آدمی بنی اسرائیل [illegible]
چھانٹ کر میقات کو لے گئے تاکہ وہاں اپنی قوم کی طرف سے جنھوں نے بچھڑا پوجا تھا عذر کریں پس وہ لیکر روانہ ہوئے
پہونچے فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ پھر جب [illegible]
شدید نے پکڑ لیا تو موسی بولا کہ اے رب اگر تو چاہتا تو ہلاک کرتا انکو پہلے سے اور مجھکو۔ سدی رح نے کہا کہ جب یہ لوگ [illegible]
پر پہونچے جہاں اعتذار کی میقات مقرر تھی تو موسیؑ سے کہنے لگے کہ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ۔ ہم تجھپر ایمان نہیں [illegible]
جب تک ہم اللہ تعالی کو عیانا نہ دیکھ لیں۔ تو نے اس سے باتیں کر لیں ہمکو دکھلا دے پس یہ عذاب کا باعث ہوا۔ ابن [illegible]
فرمایا کہ جن ستر آدمیوں نے موسی علیہ السلام سے یہ کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالے کو دکھلا دے وہ اور تھے انکو صاعقہ نے [illegible]
کما فی قولہ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون۔ اور یہ ستر آدمی جنکو چھانٹ کر لے گئے [illegible]
نے قوم کو گوسالہ پوجنے سے منع نہیں کیا اور خود وہیں مجتمع رہے الگ نہیں ہوئے تھے اسی بات پر انکو [illegible]
پکڑا تھا اور ابن کثیر رح نے کہا کہ یہی قتادہ و مجاہد سے مروی ہی۔ علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس [illegible]
چھانٹ کر لیگئے تاکہ اپنے پروردگار سے دعا کریں پس انکی دعا میں سے یہ بھی تھا کہ اے پروردگار [illegible] ہم کو [illegible]
ہم سے پہلے کسی کو دیا ہو اور نہ ہمارے بعد ویسا کسی کو دے پس اللہ عزوجل نے اس دعا کو مکروہ قرار دیا [illegible]
تو موسیٰؑ نے کہا کہ اے پروردگار تو چاہتا تو ہلاک کر دیتا انکو پہلے سے۔ مفسر رح نے کہا [illegible]
کر دیتا تاکہ بنو اسرائیل انکو اپنی آنکھوں معائنہ کرتے اور مجھکو متہم نہ رکھتے۔ اور سدی رح [illegible]
کھڑے ہو کر رونا شروع کیا اور پروردگار سے عرض کیا کہ اے پروردگار تو نے بنی اسرائیل [illegible]

Marfat.com

اور اگر تو چاہتا تو انکو پہلے ہی سے ہلاک کرتا اور مجھکو - قال البیضاوی - ان لوگون کے ہلاک کے ساتھ اپنے
... سعی کرکے کہ ... ان لوگون نہ دیکھتے اور شاید یہ مراد ہو کہ پہلے تو نے رحم کرکے فرعون دشمن کے مہلکہ سے نجات
دی ... رحم فرما ... احسان سے بعید نہین ہے - بیضاوی وغیرہ نے ذکر کیا کہ موسی علیہ السلام نے بارہ سبط مین
سے چھ چھ آدمی لیے تب دو بڑھ گئے لیکن جس سے کہا گیا کہ نہ جاوے اسی نے جھگڑا کیا موسیٰ نے فرمایا کہ جو نجاوے اسکو ہی
ثواب ملیگا جو جانے والے کو ملیگا پس یوشع بن نون وکالب بن یوقنا - ٹھہر گئے - اور محمد بن اسحاق رح نے کہا کہ موسی علیہ السلام نے
بنی اسرائیل مین سب سے بہتر لیا پھر اسکے بعد جو بہتر تھا اسی طرح درجہ بدرجہ ستر آدمی لیکر انکو حکم دیا کہ پاک ہوکر پاک کپڑے پہنکر روزے
رکھو اور ... پروردگار تعالے سے توبہ کرو اور اپنی قوم کے واسطے مغفرت مانگو اور بدون حکم و اجازت الٰہی عزوجل کے کوہ طور سینا
پر نہین جاتے تھے پس ان لوگون کو لیکر میقات موعود پر روانہ ہوئے اور ان لوگون نے درخواست کی تھی کہ ہمارے واسطے بھی
آپ اجازت لیجئے کہ ہم بھی پروردگار تعالے کا کلام سنین - موسی ع نے کہا کہ اچھا اجازت مانگونگا پھر جب موسیٰ پہاڑ سے قریب ہوئے
تو ابر عمود ابر آیا حتی کہ اسنے تمام پہاڑ کو ڈھانپ لیا اور موسی ع قریب ہوکر اسمین داخل ہوگئے اور موسی ع جس وقت اللہ تعالے سے
کلام کرتے تو چہرہ شریف موسی ع سے ایک ایسا نور ساطع ہوتا کہ بنی آدم مین سے کسی کو انکی طرف نظر کرنے کی مجال نہین ہوتی تھی پس آپنے
درمیان پردہ کر لیا تھا اور قوم کے لوگ قریب ہوکر غمام (ابر) مین داخل ہوتے ہی سجدے مین گر پڑے اور سنا کہ اللہ تعالے عزوجل موسی ع
کو امر و نہی فرماتا ہے پھر جب موسی ع اس حال سے فارغ ہوگئے اور ابر کھل گیا تو موسی ع انکی طرف متوجہ ہوئے پس ان لوگون نے کہا کہ
یا موسیٰ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ - پس انکو رجفہ نے پکڑ لیا اور یہی صاعقہ ہے پس انکی روحین لے لین اور سب کے سب مردہ
ہوگئے پھر موسی علیہ السلام نے کھڑے ہوکر جناب باری تعالے کی عظمت و جلال کے سامنے گریہ و زاری کرکے رغبت و رہبت سے
عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار تو چاہتا تو انکو پہلے سے ہلاک فرماتا اور مجھکو - قال المترجم ارجح الاقوال وہی ہے جو ابن عباس
و قتادہ و مجاہد وغیرہ سے مذکور ہوا کہ رجفہ و زلزلہ شدیدہ ان لوگون کو اسی بات پر پہونچا تھا کہ قوم کو انکی حرکت سے نہ روکا اور نہ انکا
ساتھ چھوڑا اور اسی سے زیادہ مربوط و مناسب ہے جو موسی علیہ السلام کا قول نقل فرمایا کہ - اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاۤءُ مِنَّا
کیا تو ہلاک کریگا ہم بندون کو بجرم اسکے جو ہم مین سے سفیہ لوگون نے کیا ہے - یہ استفہام استعطاف یعنی عطوفت و رحمت کی درخواست
ہے بایں معنی کہ ہم مین سے بیوقوفون نے جو گوسالہ پوجا انکے جرم مین اپنی رحمت سے ہمکو مت ماخوذ فرما - ف - امر معروف و نہی از
منکر واجب ہے ورنہ مجرمون کے ساتھ ماخوذ ہوگا الا آنکہ اللہ تعالے رحمت سے عفو فرماوے - اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ یعنی ما ہذہ الفتنۃ
التی وقعت فیہا السفہاء الا فتنتک نہین یہ فتنہ جسمین ہمارے بیوقوف لوگ پڑ گئے مگر تیرا فتنہ - یعنی یہ تیرا ہی امتحان ہے - تُضِلُّ
بِهَا مَنْ تَشَاۤءُ تو گمراہ کرے تو اس فتنہ سے جسکو چاہے یعنی جسکا گمراہ کرنا چاہے - وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَاۤءُ اور ہدایت کرے تو
جسکو چاہے یعنی جسکی ہدایت کرنا چاہے - اَنْتَ وَلِیُّنَا متولی امورنا - تو ہی ہم بندون کے امور کا متولی ہے - فَاغْفِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ تو ہمکو بخشدے یعنی جو ہمنے گناہ کیے وہ بخشدے اور ہم پر رحم کر اور تو ہی سب سے بھلا
بخشنے والا ہے کہ گناہ بخشتا اور اسکو بھلائی سے بدل دیتا ہے - وَاكْتُبْ لَنَا اور لکھدے ہمارے واسطے یعنی واجب کردے یا
ثابت کر ... ہمارے لیے جب تک تو ہمکو زندہ رکھے - فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا اس دنیا مین جو سامنے حاضر ہے حَسَنَةً بھلائی سے

Marfat.com

زندگی اور طاعت کی توفیق کر۔ وَّفِي الْاٰخِرَةِ یعنی اور لکھدے ہمارے لیے حیات آخرۃ میں [illegible]
اِلَيْكَ ہم نے توبکی تیری طرف ہر ایسی چیز سے جو تیری جناب کے لائق نہیں ہو۔ اصل ھُدنا بالفتح [illegible]
ہائد بمعنی تائب اے توبہ کرنے والا جمع آن ھُود بالضم۔ لبعض نے کہا کہ اسی سے یہودیون کا نام [illegible]
سے پہلے انکے واسطے مدح کا نام تھا اور بعد نسخ شریعت کے مذمت کا نام ہوگیا یعنی پہلے تو بری چیز سے [illegible]
کے صادق تھا اور جب حضرت عیسیٰؑ اور پھر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا اور اپنی شرع سے [illegible]
تھی منھ موڑا تو بھلی چیز سے اپنے نفس کی خواہش کی طرف رجوع کرنے والا انپر صادق آیا پس مذموم ہوا [illegible]
دعاے مذکور کا جواب ملا۔ قَالَ اللہ تعالے نے فرمایا۔ عَذَابِيٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۗءُ میرا عذاب [illegible]
دیتا ہون اس سے جسکو عذاب دینا چاہتا ہون یعنی اپنی مخلوق مین سے جسکو چاہون عذاب دون حتی کہ اگر گنہگار ہو تو اسکو [illegible]
تو عذاب دون لیکن کرم و رحمت ہی کہ بیگناہون کو عذاب نہین فرماتا اور اس سے یہ لازم نہین کہ او تعالے مختار نہین ہی لغو [illegible]
بلکہ وہ قادر مختار ہی جو چاہے کرے اور جو کچھ وہ بندون کے حق مین کرے وہ اپنے ملک مخلوق مین واقع ہوگا پس کچھ بھی ظلم [illegible]
اللہ تعالے پر کسی کا اعتراض نہین چل سکتا۔ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اور میری رحمت عموماً شامل ہی ہر چیز کو یعنی
میری رحمت سے ہر مخلوق بار احسان لادے ہوئے ہی اور پہلی رحمت تو یہ کہ اسکو معدوم سے موجود کر دیا اسمین کسی مسلمان [illegible]
و مطیع و عاصی کی تخصیص نہین ہی۔ یہ ہیچ پوچ دنیا و اسکی نعمتین جو آنکھون مین سماتی ہین بمقابلہ نعمہاے آخرت کے ایسی ہین [illegible]
تختگاہ شاہی اور گوہ ڈالنے کا گھورا و لیکن چونکہ آخرت کی نعمتین نہین دیکھی ہین لہذا فرق نہین کھلتا مگر انھین لوگون پر جو صادق [illegible]
ہین لہذا دنیا مین بھی عموم رحمت سے اہل ایمان جو اعمال خیر و توفیق ثواب پاتے ہین وہ نعمتین کہین بڑھکر کافرون و عاصیون کی
نعمت سے ہین لیکن عموم رحمت ہر کس و ناکس کو ہی اور یہی معنی ہین حدیث ابو ہریرہ رضؓ کی جو صحیحین مین ہی کہ رحمتی سبقت [illegible]
غلبت غضبی۔ یعنی او تعالے کی رحمت سبقت لیگئی اسکے غضب پر۔ قتادہ رح سے روایت ہی کہ جب نازل ہوا قولہ ورحمتی وسعت
کل شیٔ۔ تو ابلیس نے کہا کہ مین بھی کل شی مین سے ہون تو دنیا مین وہ بھی کل شی مین سے ہی پھر آخرت کی رحمت سے [illegible]
فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ پس مین اسکو عنقریب لکھدونگا یعنی مخصوص نازل کرونگا انھین لوگون کے واسطے
مین جو یہان تقوی کرتے ہین اللہ تعالے سے وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور زکوۃ دیتے ہین۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا
يُؤْمِنُوْنَ اور وہی لوگ کہ ہماری آیات پر ایمان لاتے ہین۔ اس کلام سے ابلیس کو آخرت کی رحمت سے ناامیدی [illegible]
کہ ابلیس کے پیرو ہون وہ بھی مایوس ہونگے۔ اسمین زکوۃ کو خاصکر ذکر فرمایا کیونکہ تقوی تو اپنی ذات کے واسطے [illegible]
سے دوسرون کو نفع پہونچاتا ہی اور اسلیئے کہ ان لوگون پر زکوۃ بسبب حرص مال کے زیادہ گران تھی۔ اور یہان [illegible]
مفسرین نے جو وہم کیا کہ یہ آیت مکیہ ہی اور زکوۃ مدینہ مین فرض ہوئی ہی یہ وہم بے رہ ہی اسواسطے کہ آیت [illegible]
دعاء و موعظت کا حکم عام ہی ہان یہ ہوسکتا ہی کہ زکوۃ سے معنی اعم مراد لیے جاوین جو زکوۃ جان [illegible]
زکوۃ جان یہ کہ اسکو گناہون و نافرمانی سے پاک رکھے۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ فساکتبہا۔ یعنی او [illegible]
اور ایسے ہی قولہ کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ۔ یعنی او تعالے نے اپنی ذات پاک پر رحمت لکھدی [illegible]

Marfat.com

نہین ہے بعض امور اللہ تعالے پر واجب ہین تو جواب یہ کہ اللہ تعالے پر کوئی امر واجب نہین یعنی آنکہ اللہ تعالے اسکے سوائے بعض کے کرسکتا کیونکہ وہ قادر مختار ہو جو چاہے کرے اور یہان یہ معنی ہین کہ رحمت واحسان سے اُسنے یہ واجب کر دیا ہو کہ متقیون کو جنت عطا فرمائیگا - پھر اللہ عز وجل نے اُن لوگون کو جنکے یہ صفات ہونگے آگے کی آیت مین بیان فرما دیا بقولہ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الآیۃ - پس یہود و نصاریٰ جو زعم کرتے تھے کہ ہم بھی تقویٰ کرتے اور زکوۃ دیتے اور آیات پر ایمان لاتے ہین اُنکا زعم باطل ہوا کیونکہ یہود تو بعض آیات سے منکر ہوکر کل سے منکر ٹھہرے کیونکہ ایک آیت آلٰہی سے انکار کرنا بھی کفر ہو اور نصاریٰ منکر و مشرک دونون ہین پس مومن وہی ہین جو پورے طور سے ایمان لائے جیسا کہ بیان آتا ہو انشاء اللہ تعالے فی العرائس قولہ واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلا - موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اولیاء امت مین سے ایسے لوگ لیے جنکا شرب ولایت و نبوت مین تھا - چنانچہ تو نہین دیکھتا کہ جب انھون نے خطاب حق تعالے کو سنکر لذت و شکر سے فناء ناقص پائی تو دیدار کا سوال کیا کہ ارنا اللہ جہرۃ - اور کیونکہ انکو صاعقہ نے پکڑ لیا کیونکہ وہ حقایق مین ضعیف تھے - ستر آدمی اسواسطے مختار تھے کہ ہر امت مین ستر ایسے ولی وابدال ونجیب ہوتے ہین اور ایسی ہی امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین بھی ہر وقت و زمانہ مین یہی حال ہو - بعض نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے گذشتہ امتون کے اولیاء کی تعداد پر اپنی امت سے لیے اور یہی ستر ہین کہ مخلوق انھین کی طرف حالت فزع مین رجوع کرتی اور انھین سے محفوظ ہوتی ہین پھر جب صاعقہ اس قوم کو پہونچا اور ہر چند کہ موسیٰ علیہ السلام بھی تھے مگر قوم مذکور بسبب ضعف قلوب کے فناء ہو گئے اور سطوات عظمت کو نہ اُٹھا سکے پس سر باطن کلیم اللہ تعالے علیہ السلام انبساط مین آیا کما قال تعالے فلما اخذتہم الرجفۃ قال رب لو شئت اہلکتہم من قبل وایای - یعنی بنی اسرائیل کے درمیان جب انھون نے گوسالہ پر نظر کی تھی تو انکو چاہتا تو ہلاک کر دیتا اور مجھکو صعقہ طور مین ہلاک فرماتا پس اب بھی رحم فرما دے - اتہلکنا بما فعل السفہاء منا - یعنی گوسالہ پوجنے والون کے جرم پر تو ہم بندون کو ماخوذ نہ فرما - قال المترجم تحقیق ہوا کہ ان لوگون نے دیدار کا سوال نہین کیا تھا بلکہ مغفرت اور عاجزی کے بجائے بڑی بڑی نعمتین مانگی تھین پس انکو رجفہ نے پکڑا اور مر گئے پس موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور یہ بھی ادب سے عرض کیا کہ اتہلکنا بما فعل السفہاء منا - شیخ نے لکھا کہ یہ بادشاہون کی عادت ہو کہ جب عوام رعایا جرم کرتے ہین تو انھین سے اشراف گرفتار ہوتے ہین - حاصل آنکہ اے ارحم الراحمین عالم الغیب والشہادۃ تو پروردگار وحدہ لاشریک ہو بادشاہون سے غلامون تک سب تیرے ناچیز بندے ہین تو رحمت سے ہم لوگون کو بیوقوفون کے بد افعال کے جرم مین ہمکو ہلاک نفرما - شاید بما فعل السفہاء سے ان لوگون کی طرف اشارہ ہو جو حالت سکر مین ازخود رفتہ ہو گئے تھے یعنی ہمکو ان بیخودون کے افعال پر ماخوذ نفرما - قال المترجم وفیہ بعد ظاہر و لہذا قالہ الشیخ بالتمریض فافہم - قولہ ان ہی الا فتنتک - موسیٰ علیہ السلام نے زبان انبساط کو مطلق العنان چھوڑ دیا اور راو قابت تجلی کی بیخودی کے بقیہ سے انبساط تمام کا اثر رہا - حاصل آنکہ نہین یہ صاعقہ مگر تیرا امتحان اپنے بندگان عاشق کو جو ازل سے دام عشق مین گرفتار ہوے ہین پھر جب موسیٰ علیہ السلام سے حدت انبساط فرو ہوئی اور مقام توحید کی طرف رجوع لائے اور عبودیت مین تمام اسباب سے انقطاع کیا تو کہا کہ تضل بہا من تشاء - پردۂ حجاب مین جسکو تو چاہے ضلالت میں ڈالے کہ مشاہدہ سے مردود ہوکر غیر کی طرف بھٹکے - وتہدی من تشاء - اپنے وصال و مشاہدہ کی جسکو چاہے ہدایت دے - بعضے تو بحالت صعقہ گو دیکھتے رہگئے اور بعضے اس صعقہ سے وصال و مشاہدہ کو پہونچ گئے اور یہی مراتب ولایت اور مرتبہ نبوت

مین فرق ہی پھر مقام امتحان مین اوتعالے عزوجل کی نگہداشت کی ہدایت پاکر عرض کیا - انت
مشاہدہ مین ہمارا تو ہی حافظ ہی - فاغفر لنا - ہمارے جرم انبساط کو آپنے دیدار لذت مین بخوف سے
رکشف سے بلا امتحان وحیلہ کے ہمپر رحم کردے - وانت خیر الغافرین - کیونکہ تو پاک پروردگار جامع
مغفرت ورحمت جملہ مجرمون کو عموماً شامل ہی اسکے واسطے کوئی علت حادث نہین ہی - واکتب لنا فی ہذہ الدنیا
پاک سے ہمارا حصہ دنیا مین اپنا مشاہدہ ومعرفت قرار دے کہ تیرے قہر وامتحان سے عافیت مین رہین
آخرت مین جنت بلا واسطہ پاوین اور جو کچھ اسمین بزرگیان موعود ہین ہمکو حاصل ہون - انا ہدنا الیک - ہم نے
طرف رجوع کیا اور تجھسے تیری ہی طرف فرار کیا - ابن عطاء رحنے کہا کہ بالکلیۃ ہم تیرے ہی طرف متوجہ ہوے
کہ موسی علیہ السلام نے کھلے کھلے حق عزوجل کی جناب مین تحقیق بات کہی کہ ان ہی الا فتنتک - پھر حکم اسی کو سونپا
من تشاء الخ - پھر تضرع وعاجزی شروع کی لقولہ فاغفر لنا الی آخرہ - استاد رحنے قولہ انا ہدنا الیک - مین کہا کہ ہم
دین کی طرف رجوع کیا اور بالکلیہ تیرے ہی ہوگئے بدون اسکے کہ اپنے نفس کے لیے کچھ باقی چھوڑین - پھر جب موسیٰ
سے اسکی نگہداشت طلب کی تاکہ مرتع انس ولطف مین صدمہ قہر داخل نہوا اور بلا کدورت حجاب کے اس سے اپنا حظ
حاصل کرلیا اور قہر سے لطف کی طرف فرار کیا اور اس سے اسی کی طرف رجوع لایا تو حق عزوجل نے قبول فرمایا کہ لطف
قدیم باین شان ہی کہ قہر قدیم تو مخلوقات پر فوق ہی کمافی قولہ وہو القاہر فوق عبادہ - اور رحمت قدیم تمام مخلوق کو
شامل ہی اور جواب مین قدم ہیبت کے نیچے گردنین مخلوق کی پامال فرمائین لقولہ قال عذابی اصیب بہ من اشاء - میرا عذاب
وامتناع ارواح وقلوب کو مطالعہ سے برصفت سرمدیت ہی اور عارفین مین سے جسکو چاہتا ہون عبودیت مین تربیت
طور پر پہونچاتا ہون - اسکا عذاب پہونچنا مشیت پر ہی کسی کے استحقاق پر نہین ہی پس یہ مقام خوف وامید ہی
شان ہی پھر اپنی عام رحمت سے ہر ذرہ کا مشمول عواطف ہونا بیان فرمایا لقولہ ورحمتی وسعت کل شیء - تمام مخلوق اسکی
مین غرق ہی کیونکہ حق عزوجل کا انکو پیدا کرنا خواہ کسی صفت پر ہون انکے حق مین عین رحمت ہی کیونکہ وہ اسکی نظر
کے تحت مین داخل کیے گئے اور اسکی ربوبیت وقدرت کی تاثیر سے سرفراز ہوے - پھر واضح رہے کہ رحمت پہونچنے مین
اگرچہ عموماً شامل ہین لیکن وصف رحمت مین انمین باہم تفاوت ہی چنانچہ جملہ جمادات اسکے نور فعل مین مستغرق ہین
فعلیہ ہی اور جملہ حیوانات اسکے نور صفت مین مستغرق ہین اور وہ رحمت صفاتیہ ہی اور حیوانات مین سے عقلا
ہین وہ اسکے نور ذات کی رحمت مین مستغرق ہین اور یہ رحمت ذاتیہ قدیمہ ہی اس راہ سے کہ انکو
نشا حاصل ہی اور وہ عقل ہی حالانکہ یہ لوگ از راہ اجسام اور جو بمنزلہ اجسام کے ہین عام رحمت مین بھی شامل
واسکے مانند اشیاء کے رحمت خاصہ سے سرفراز ہین اور اسمین بھی ان سب مین آپس مین تفاوت ہی
مین پگھل گئے ہین اور بعضے دیدار قدم ولقاء مین حیران ہورہے ہین اور بعضے دیدار جمال وجلال مین
سے اثر رحمت سے نکلکر اصل صفت کی طرف واصل ہوا اور صفت سے اصل ذات کی طرف پہونچا
ہوکر رحمت سے فنا ہوگیا پس اسکی رحمت خود تمام عالمین کے واسطے ثابت ہوگئی اور یہ اسکا فعل

[illegible] حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا کیونکہ وہ بکل لبوے کل و اصل ہوگئے لہذا آپ کو [illegible] اپنے قول پاک ومآ ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - مین موصوف فرمایا اور یہان سے ظاہر ہوا کہ بقاے بعض [illegible] آثار سے دار آخرت تک ہی اور یہ وہی ہی جسکو یہان حیات ہی تک انحصار نہین بلکہ باقی بقاو قدیم ہی پس [illegible] آخرت کہ اس دار فانی سے ننانوے گونہ زائد بلکہ پورے صدگونہ زائد ہین وہان مع اس رحمت باقیہ کے کسقدر [illegible] انعام کے ساتھ ہونگے - پھر او تعالے عزوجل نے عموم رحمت عامہ سے ہرایک کو مشمول عنایت فرماکر اسکے بعد رحمت [illegible] صفاتیہ سے ان بندون کو مخصوص فرمایا جو غیر الٰہی سے فانی ہوکر باقی باللہ تعالے و اسکی عظمت مین فانی ہین یہ وہی ہین [illegible] نے اپنے وجود کو اسکے حق ربوبیت مین قربان و فنا کردیا - کما قال تعالے فساکتبہا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ والذین ہم [illegible] یؤمنون - یعنی اسکی محبت و مشاہدہ مین ہر ایسی چیز سے جو مالوف طبیعت وحظ النفس ہوتی ہی تقوی و پرہیز رکھتے ہین اور زکوٰۃ [illegible] سے اسکی طرف تقرب چاہتے ہین جسکا اعلی فرد یہ ہی کہ اپنے نفوس کو اسکی درگاہ پر ذبح کردیتے ہین بمعنی آنکہ اُنکے نفس کو اپنی مقتضا سے کوئی جنبش نہین رہتی لہذا اگر جہاد کا حکم ہوا تو بھی اور نہوا تو بھی دونون یکسان ہین اسواسطے کہ کراہیت و شوق بمقتضاے نفس ہی اور ایمان انکا یہ کہ دیدار آیات مین آیات پر نظر نہین بلکہ مشاہدہ صفات مین مستغرق ہین - واسطی رح نے کہا کہ قولہ تعالے عذابی اصیب بہ من اشاء - یہ بات عارف کے نفس مین ثابت ہوتی ہی اگر کوئی اسکو پہچان جاوے تو اسکی زندگی مکدر ہوجاوے ارباب حقایق کو دنیا مین عذاب نہین ہوتا مگر اسی طور پر کہ اللہ تعالے کی نعمتین و تقرب انپر پے درپے وارد ہوتا ہی حتی کہ اصل سے صفات و نعوت کا غیب ہوجاتا ہی پس قطع منزل مین اس سے سوء ادب جاتا رہتا ہی - کتانی رح نے کہا کہ رحمت الٰہی ہر چیز کو شامل ہی لیکن متقی لوگ اس سے مخصوص ہین بقولہ تعالے فساکتبہا للذین یتقون الآیۃ - ابو عثمان رح نے کہا کہ قرآن مین مجھے کوئی آیت نہین ملی جس سے زیادہ خوف و مایوسی غالب ہو سوائے اس آیت کے ورحمتی وسعت کل شئی - حالانکہ لوگ اسکو بہت امید کی آیت شمار کرتے ہین کیونکہ او تعالے نے اسکے ابقاء و ایجاب کے حق مین فرمایا فساکتبہا للذین یتقون الآیۃ - اور وہ کون شخص ہی جو تقوی کی تصحیح کرسکتا ہی پس رحمت کا لازم و ثابت ہونا جسکا اعتبار ہو وہ تو اس تقوی کے ساتھ مشروط ہی - قال المترجم لقد [illegible] افاد وانما المستغاث الی اللہ عزوجل وہو ارحم الراحمین - بعض مشائخ نے کہا کہ عذاب کو ایک خاص صفت سے متفرد بمشیت فرمایا اور رحمت کو عام کردیا کہ وہ ہر شئی کو شامل ہی - قال المترجم ایک جماعت صحابہ رض جنمین سے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہین روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی سو رحمت ہین ایک رحمت [illegible] کہ اسی سے مخلوق آپس مین ترحم کرتے ہین اسی سے وحشی جانور اپنی اولاد پر عطوفت رکھتے ہین اور ننانوے رحمت کو اللہ تعالے نے قیامت تک موخر فرمایا [illegible] مسلم - اور ایک روایت مین ہی کہ قیامت مین وہ سب اور یہ حصہ رحمت ملا یا جائیگا یعنی رحمت کاملہ ہوگی - اس سے یہ سمجھنا نہین چاہیے کہ رحمت کے اجزاء ہین بلکہ اثر رحمت کا وصول ہی اور اس حدیث مین اشارہ ہی کہ تمام افعال مخلوق کے بمقتضاے صفات الٰہی ہین [illegible] معتزلہ و شیعہ وغیرہ قدریہ لوگون نے غلط کہا کہ بندہ کو اپنے افعال کا قادر کہتے ہین یہ بحث پوری گذر چکی ہی اور کثرت سے آیات [illegible] تنبیہ کی گئی کہ قول فرقہ قدریہ گمراہی نفس ہی اور آیندہ انشاء اللہ تعالے تفسیر قولہ واللہ خلقکم وما تعملون - مین بحث پوری [illegible] ہوگی پھر ملاحظ ہو کہ حضرت موسی علیہ السلام نے سوال و دعا کی اور اسکا جواب یہ ملا جو مذکور ہوا اور جواب نہایت دقیق و لطیف ہی

حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ موسی علیہ السلام نے سوال کیا اور دیا اللہ تعالے نے
آیت مین موسی علیہ السلام نے مانگا وہ سب اللہ تعالی نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا
سے فرما دیا کہ جن لوگون کے واسطے رحمت خاصہ لکھی ہی وہ متقی ایسے ہین کہ راہ و خصلت و سنت
صلے اللہ علیہ وسلم کا اقتدا کرتے ہین۔ کما قال تعالے۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا

وہ جو تابع ہوتے ہین اس رسول کے جو نبی ہر امی جسکو پاتے ہین لکھا ہوا

التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ

توریت اور انجیل مین بتاتا ہر اُنکو نیک کام اور منع کرتا ہر بُرے سے اور حلال کرتا

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ

اور حرام کرتا ہر اُنپر ناپاک اور اوتارتا ہر اُنسے بوجھ انکے اور پھانسیان جو اُنپر تھین

آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ع ۱۹

سو یقین لائے اور اُسکی رفاقت کی اور مدد کی اور تابع ہوئے اُس نور کے جو اُسکے ساتھ اُترا ہر وہی پہونچے

الَّذِينَ - یہ بدل از الذین یتقون ہی خواہ بدل الکل یا بدل البعض یا خبر مبتداء محذوف ای ہم الذین۔ بیضاوی
کہ بنی اسرائیل مین سے ایمان لانے والے خاصۃ مراد ہین اور جمہور مفسرین نے کہا کہ انمین سے ہون یا اورون مین سے
مراد ہین حاصل آنکہ متقی جنکے واسطے آخرت مین رحمت مخصوص ہر وہ لوگ ہین کہ **يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ**
کرتے ہین رسول نبی امی کی - مفسرین کا اجماع ہر کہ مراد اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین یہان اللہ تعالی نے
آپ کو چند صفات سے موصوف فرمایا از انجملہ الرسول بالف لام یعنی رسول اللہ تعالی گویا رسالت مین آپ فرد کامل
جو آپ کو رسول نہ مانے باوجودیکہ لوازم رسالت ظاہر ہین وہ کافر ہر - از انجملہ النبی یعنے اللہ تعالے کے احکام سے
از انجملہ الامی جو آپ کے سوائے کسی پیغمبر پر صادق نہین آتا پس یہود و نصاری و دیگر امتون کا دعوی خارج ہوا کیونکہ وہ
نبی آمی کے متبع نہین ہین علاوہ برین قولہ الذی یجدونہ مکتوبا عندہم الآیۃ سے صریح وہ مدعی نہین ہوسکتے ہین اور
پھر اُمی یا منسوب بامت امیہ ہی یعنے ایسی قوم مین سے جو حساب کتاب نہین رکھتی اور وہ عرب ہین - کذا قال الزجاج۔
بجانب اُم بمعنی مادر ہی یعنے اُسی حال پر باقی ہر جس حال پر مان کے پیٹ سے پیدا ہوا کہ نہ لکھتا ہی نہ پڑھتا - یا منسوب
مکہ ہی اور بعض نے کہا کہ منسوب بام بفتح ہمزہ ہی بمعنی قصد اور منسوب بقصد بمعنی آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی مقصود
کامل ہی اور ضم ہمزہ بنا بر تغییر نسبت ہی اور یعقوب کی قراءۃ بفتح ہمزہ اسکو مؤید ہی - اور مختار یہ ہی کہ منسوب بامت امیہ
نے کہا کہ امی وہ کہ ممارس قراءۃ و کتابت نہین ہوا اور باوجود اسکے علوم اولین و آخرین کے جامع تھے اور فتح الباری
کہ صلح حدیبیہ مین جو آنحضرت صلعم نے مشرکین مکہ کے ساتھ صلحنامہ لکھا اور حدیث بخاری وغیرہ مین ظاہر
کے رسول اللہ کا لفظ آپ نے محو فرمایا آیا وہ بر سبیل حقیقت ہر یا مجازا ہر اور بعض نے کہا کہ یہ بر سبیل

[illegible] فی الامۃ الامیین [illegible] اعلم - اہل تحقیق نے فرمایا کہ اس معنی پر آنحضرت صلعم کا امی ہونا از جملہ معجزات ہی چنانچہ جو
[illegible] صلعم لوگون [illegible] بار بار کتاب الٰہی کو جو نازل ہوتی جاتی تھی اعادہ فرماتے بدون اسکے کہ الفاظ و کلمات مین
[illegible] بادے حالانکہ خطیب اگر خطبہ کا اعادہ کرے تو قلیل و کثیر کچھ ضرور تغیر و تبدل ہوگا پس آنحضرت صلعم جب بدون زیادت
[illegible] نقصان و تغیر کے پڑھ [illegible] تو معجزہ صریح ہی اور اسی طرف اوتعالے نے اشارہ فرمایا - لقولہ سنقرئک فلا تنسیٰ - دوم آنکہ اگر لکھنے پڑھنے
[illegible] قادر ہوں کر وہم ہوتا کہ گذرون کی کتابون سے ان علوم لطیف و غریب کو مطالعہ کیا ہی پس جب قرآن عظیم مشتمل علوم کثیرہ کو بدون تعلم لائے
[illegible] معجزہ [illegible] قال تعالے وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون - مقری شارح قصیدہ بردہ نے
[illegible] کہ یہان سوال وارد ہوتا ہی کہ پھر فصیح کیون پیدا ہوے تاکہ وہم نہو تا کہ یہ کلام بلیغ فصیح خود آپ کا کلام نہین تو اسکو شہاب ح
[illegible] بیجا نے مین رد کر دیا کہ یہ سوال کچھ نہین ہی اسواسطے کہ ایسا ہونا اکثر فصحاء عرب مین پایا گیا بخلاف عدم فصاحت کے کہ وہ لکنت
[illegible] ہی جس سے آنحضرت صلعم کی ذات پاکیزہ صفات پاک و بری تھی پس یہ سوال مہمل ہی - سوم آنکہ خط سیکھنا سہل بات ہی
[illegible] جسکو تھوڑی سی عقل و سمجھ ہو اسکو سیکھ سکتا ہی پھر اللہ تعالے عز وجل نے آپ کو علوم اولین و آخرین عطا فرمائے اور حقایق
[illegible] معقول وہ کرامت کیے کہ مخلوق مین سے کوئی اس کنہ کو نہین پہونچا پس با وجود اس عقل و فہم کی قوت عظیمہ کے الیسا رکھا کہ خط
[illegible] کتابت نہین جانتے تھے کہ جو ادنیٰ خلق پر آسان ہی پس ان دو حالتون متضادہ کا جمع کرنا بجائے اجتماع ضدین کے ہی اور یہ من
[illegible] قبیل معجزات و خوارق عادات ہی - پس واضح ہو کہ سزاوار رحمت خاصہ وہی لوگ قرار دیے جو ایسے رسول نبی امی کی اتباع کرتے
[illegible] ہین - اور یہ اتباع کبھی تو فقط بالقوۃ ہی اور یہ ان لوگون کو حاصل ہوئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے پہلے وفات
پا گئے اور کبھی قوت سے فعل کیطرف خارج ہی اور یہ ان لوگون پر متحتم ہی جنھون نے آپ کی دعوت کا وقت متبرک پایا اور یہ وقت
آپ کے زمانہ ظہور سے تا قیامت ہی پس جو لوگ کہ علم الٰہی عز وجل مین ایسے ہین کہ آپ کے متبرک پاک دعوت پر ایمان نہ لاوینگے وہ کبھی
نہین بخشے جاوینگے اگرچہ اپنے زعم مین بھلے بن جاوین کیونکہ معرفت الٰہی اور اخلاق پاکیزہ وہی ہین جو آپ نے تعلیم فرمائے پس
[illegible] معبود کو نہ پہچانا اسنے جو عبادت کی وہ حضرت حق عز وجل کی عبادت نہوئی پس وہ نیکوکار کہان سے آیا پھر حسن غایت
[illegible] ولطف ہدایت الٰہی عز وجل ہی کہ ایسے رسول بزرگ صلعم کی آمد آمد کے واسطے لوگون کو پہلے رسولون سے اگلی کتابون سے معرفت مفصل
دیدی تاکہ جو وقت ظہور نور نبوت ایسے رسول پاک صلعم کے وہم و خیال مین نہ پڑین لہذا بعد قولہ الذین یتبعون الرسول النبی الامی
[illegible] فرمایا الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ یعنی پیروی کرین اُس رسول نبی
امی کی جسکو پاتے ہین لکھا ہوا اپنے پاس توریت و انجیل مین - یعنی آپ کے نعت و صفت کو یہود اپنے پاس توریت مین اور نصاریٰ اپنے
پاس انجیل مین لکھا پاتے ہین - بعض نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام سے یہ کلام جو فرمایا تو آیندہ جو بات ہونے والی ہی اسکی خبر دیدی -
[illegible] اب قرآن مجید مین نازل ہی - رازی رحنے فرمایا کہ یہ صریح دلیل ہی کہ آنحضرت صلعم کی نعت و صفت اور عظمت نبوت اگلی دونون
[illegible] توریت و انجیل مین مذکور [illegible] لکھی ہوئی ہی کیونکہ اگر یہ بات ان دونون کتابون مین لکھی ہوئی نہوتی تو اس کلام سے علماء یہود
[illegible] نفرت کرتے اور آنحضرت صلعم کو جھوٹا بلکہ مفتری بیان کرتے حالانکہ یہودین سے مانند حضرت عبد اللہ بن سلام وغیرہم
[illegible] مسلمان ہوئے اور بادشاہ حبشہ نجاشی سے پہلے وہان کے علماء نصاریٰ و راہب و زاہد بخوشی و رغبت دل سے

مسلمان ہوئے اور آپ کو رسول برحق مانا جس سے زمانہ مین کوئی یہودی یا نصرانی بھی انکا [illegible]
کی نعت وعلامت نبوت بالضرور ان دونون کتابون مین مذکور تھی اور یہ آنحضرت صلعم کی علامت نبوت [illegible]
انشاء اللہ تعالے آخر اس آیت مین ایک بحث مختصر مفید وضروری لکھیگا پہلے علماء اہل کتاب کے اقوال [illegible]
جو موجود ہی اسمین آنحضرت صلعم کے نام پاک کا مع اوصاف بلفظ منحمنا - بزبان سریانی ذکر ہی [illegible]
بہت تعریف سے یاد کرین اور انجیل مین صریح لفظ بزبان عربی مذکور ہی - مترجم بحث العلماء [illegible]
رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر فرمایا کہ یہ صفت حضرت سید المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے انبیاء سابقین کی کتابون [illegible]
انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امت کو آنحضرت صلعم کی بعثت کی بشارت فرمائی اور آپ کی متابعت کی خبر دی [illegible]
مین صفات پاک موجود رہے جسکو علماء واحبار جانتے تھے - امام احمد رح کی حدیث ابو صخر العقیلی مین حضرت صلعم کا [illegible]
جانا جو کتاب توریت کھولے بیٹھا تھا مذکور ہی کہ آپ نے اس یہودی سے قسم دلاکر پوچھا کہ تو اس کتاب مین میری [illegible]
پیدایش وہجرت کا ذکر پاتا ہی اسنے سر سے اشارہ کیا کہ نہین تو اسکے بیٹے نے اپنے باپ کو اس جھوٹی قسم پر دیکھکر [illegible]
اس ذات پاک کی جسنے توریت نازل فرمائی کہ ہم ضرور آپ کی صفت ومقام پیدایش وہجرت کو اس کتاب مین پاتے ہین [illegible]
کہا کہ انی اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ - یہ حدیث جید قوی ہی اور صحیحین مین حضرت انس رضہ سے ایسا ہی [illegible]
حاکم رحمہ اللہ نے اپنے اسناد سے ابو امامہ باہلی رضہ سے بروایت ہشام بن العاص الاموی روایت کی کہ ہشام نے کہا کہ [illegible]
ایک دوسرا مسلمان دونون ہرقل بادشاہ روم کے پاس بھیجے گئے کہ اسکو دین اسلام کی دعوت کرین پس ہم نکلے [illegible]
یہانتک کہ غوطہ دمشق پر پہونچکر جبلہ بن ایہم الغسانی کے پاس اُترے اور دیکھا کہ وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہی اسنے ہمارے پاس
ایلچی بھیجا کہ اس سے ہم باتین کرین ہم نے کہا کہ واللہ ہم اس ایلچی سے نہین بات کرینگے اور ہم تو بادشاہ روم کے پاس [illegible]
مین سو اگر وہ ہم سے بات کرنا چاہے تو باتین کرینگے ورنہ ایلچی سے نہ بولینگے پس ایلچی نے اس سے بیان کیا تو اسنے [illegible]
پس ہشام بن العاص نے اس سے دعوت اسلام کی اور اسکو اسلام لانے کو بلایا اور اسکے بدن پر سیاہ لباس [illegible]
کہا کہ تجھپر یہ سیاہ لباس کیون ہی وہ بولا کہ مین نے قسم کھاکر پہنا ہی کہ جب تک تم لوگون کو شام سے نہ نکالون اسکو [illegible]
ہم نے کہا کہ بیٹھارہ جہان تو بیٹھا ہی واللہ ہم اسکو اور بادشاہ روم کے تختگاہ کو ان شاء اللہ لے لینگے ہمکو [illegible]
علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہی - بولا کہ تم وہ لوگ نہین ہو وہ لوگ رات کی نماز پڑھنے والے اور دن کے [illegible]
تم کیونکر روزہ رکھتے ہو ہم نے اسکو اپنے روزے سے آگاہ کیا تو اسکے چہرہ پر سیاہی چھاگئی [illegible]
جاؤ اور اپنا آدمی ہمارے ساتھ کر دیا ہم وہان سے نکلکر جب دار السلطنت سے قریب ہوئے تو ہمارے [illegible]
کہنے لگا کہ تم اپنے ان اونٹون پر بادشاہی شہر مین نہین جاسکتے ہو اگر تم چاہو تو ہم تمکو خچرون پر سوار کر دین [illegible]
اپنے ان جانورون کے سواے اور جانور پر نہین جاوینگے انھون نے بادشاہ کے یہان کہلا بھیجا [illegible]
حال پر آوین پس ہم اپنی تلوارین لٹکائے ہوئے داخل ہوئے یہانتک کہ ہم ایک اونچے [illegible]
اونٹ بٹھائے اور بادشاہ ہماری طرف دیکھ رہا تھا پس ہم نے کوڈکر تکبیر کہی لا الہ الا اللہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] لگا کہ یا [illegible] ہماری لڑائی ہی بس اسنے ایلچی دوڑایا کہ تم لوگون کو یہ روا نہین ہی کہ ہمیں اپنے دین کو بلند آواز
[illegible] کہلا بھیجا کہ [illegible] ہم داخل ہوئے تو وہ ایک مکلف فرش پر تھا اور روم کے بطارقہ اسکے پاس بیٹھے تھے اور
[illegible] کی ہر چیز [illegible] سرخ تھی اور اسپر سرخ لباس تھا جب ہم اس سے قریب ہوئے تو دیکھکر ہنسا اور بولا کہ کیا برائی
[illegible] اگر آپس کے [illegible] میرے ساتھ برتاؤ کرتے اور اسکے پاس ایک فصیح عربی بولنے والا بک بک کرنے والا آدمی تھا ہم نے
[illegible] سے کہا کہ ہمارا آپس کا جو تحیہ ہی وہ تیرے واسطے سزاوار نہین ہی اور جس سے تجھکو تحیہ کیا جاتا تھا وہ بجالانا ہمکو حلال نہین ہی
[illegible] کہ تمہارا آپس مین کیا تحیہ ہی ہم نے کہا کہ السلام علیک۔ بولا کہ اپنے بادشاہ کو کیا تحیہ دیتے ہو ہم نے کہا کہ یہی پھر بولا کہ وہ
[illegible] کہتا ہی ہم نے کہا کہ یہی۔ بولا کہ بڑا کلام تمہارا کیا ہی ہم نے کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ جب ہم نے یہ کہا تو اللہ تعالی جانتا ہی
[illegible] وہ غرفہ پھر تھرایا حتی کہ اسنے سر اٹھا کر دیکھا اور بولا کہ یہ کلمہ تمہارا جس سے یہ غرفہ لرز گیا ہی کیا جب تم اپنے گھرون مین
[illegible] ہو اسیطرح تمہارے غرفہ تھراتے ہین ہم نے کہا کہ کبھی ہم نے نہین دیکھا مگر یہین۔ بولا کہ مین امید کرتا ہون کہ ہر بار جب
تم کہو گے جو چیز تم سے اونچی ہوگی تھراویگی۔ اور مین اپنی آدھی سلطنت سے نکل گیا۔ ہم نے کہا کہ یہ کیون۔ بولا کیونکہ یہ اسکے
شان کے لیے آسان تر ہی اور سزاوار تر کہ نہووے امر نبوت سے اور لوگون کے حیل سے ہو پھر ہم سے بولا کہ تم کیا چاہتے ہو
ہم نے اسکو بتلایا۔ کہنے لگا کہ تمہاری نماز روزہ کیونکر ہی ہم نے اسکو بتلایا۔ بولا کہ اٹھو اور جاکر وہان اترو۔ بس ایک عمدہ
مکان بتلایا جسمین بہت سامان تھا ہم وہان تین روز رہے ایک روز رات مین ہمارے پاس آدمی بھیجکر بلوایا ہم گئے تو ہماری
باتین ہم سے پھر دوبارہ کہلائین ہم نے دوہرائین پھر اسنے ایک مربعہ چیز جسمین خانہ خانہ تھے اور اسپر سنہرا کام تھا اور خازن
پر کواڑیان لگی تھین پھر اسنے ایک خانہ کا قفل و کھڑکی کھولکر ایک ٹکڑا سیاہ حریر کا نکالا اور اسکی تہ کھولی تو اسمین ایک
تصویر سرخ تھی دیکھا تو ایک مرد کی صورت تھی جسکی آنکھین بڑی بڑی اور چوتڑ بھاری اور اسکی درازی گردن کی مانند ہم نے
نہین دیکھا اور اسکی داڑھی نہ تھی اور اسکے دو گیسو خوبصورت تھے۔ بولا کہ تم جانتے ہو یہ کون ہی ہم نے کہا کہ ہم نے نہین پہچانا
بولا کہ یہ آدم علیہ السلام کی تصویر ہی اور بال اسکے بہت تھے۔ پھر ایک دوسرا دروازہ کھولا اور اس سے ایک سیاہ حریر
نکالا اسمین ایک سپید تصویر جسکے گھونگر والے بال سرخ آنکھین بڑا سر وجیہہ اور خوبصورت داڑھی تھی نکالی اور کہا کہ تم
اسکو پہچانتے ہو ہم نے کہا کہ نہین۔ بولا کہ یہ نوح علیہ السلام ہی۔ پھر اور دروازہ کھولکر اسمین سے ایک سیاہ حریر نکالا
اسمین ایک مرد بہت گورے خوبصورت آنکھون والے صلت الجبین لانبے چہرے سپید داڑھی والے گویا وہ مسکرائے دیتے
[illegible] تصویر نکالی۔ بولا پہچانتے ہو ہم نے کہا نہین بولا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہین پھر جاکر ایک دروازہ کھولا اسمین ایک
سپید چمکتی ملاحت آمیز صورت تھی اور واللہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر تھی۔ بولا اسکو پہچانتے ہو ہم نے
کہا کہ ہان یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہی اور ہم رونے لگے۔ اللہ تعالے جانتا ہی کہ وہ ذرا دیر کھڑا کا کھڑا رہگیا پھر بیٹھ
[illegible] کہا کہ اللہ یہ وہی ہی ہم نے کہا کہ ہان یہ وہی ہی گویا ہم اسکی طرف دیکھ رہا ہی۔ پھر ایک ساعت اسکو لیے دیکھتا رہا پھر
[illegible] سے آخر مین تھا لیکن مین نے عجلت کر کے اسکو پہلے نکال لیا تاکہ دیکھون تمہارے پاس کیا بات ہی۔ پھر
[illegible] کھولکر اس سے سیاہ حریر نکالا اسمین ایک سیاہ رنگ کی تصویر تھی جسکے بال سخت اینٹھے ہوے گھونگر والے

اور آنکھیں گھسی ہوئیں تیز نظر اور ترش مزاج اور دانت متراکب اور ہونٹھ بھاری تھے گویا وہ غضب…
پہچانتے ہو ہم نے کہا کہ نہیں بولا کہ یہ موسی علیہ السلام ہیں اور اسکے پہلو میں ایک صورت تھی جو اسکے…
کہ وہ مدھان الراس عریض الجبین تھے اور اسکی آنکھوں میں قبل تھا یعنی تپلی کونے کی طرف جھکی ہوئی…
ہم نے کہا کہ نہیں بولا کہ یہ ہارون بن عمران علیہ السلام ہیں پھر ایک اور دروازہ کھولا اسمین سے سپید حریر…
گندم گون کی صورت بھاری بھرکم گویا وہ غضبناک ہی موجود تھی بولا کہ اسکو پہچانتے ہو ہم نے کہا نہیں بولا کہ یہ…
پھر ایک دروازہ کھولکر اسمین سے ایک سپید حریر نکالا جسمین ایک مرد کی تصویر تھی جسکی رنگت سپید…
گالون والی چہرہ خوبصورت تھا بولا کہ اسکو پہچانتے ہو ہم نے کہا نہیں بولا کہ اسحاق علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک دروازہ…
حریر سپید نکالا جسمین ایک تصویر مشابہ تصویر اسحاق تھی مگر اسکے ہونٹھ پر ایک تل تھا۔ بولا پہچانا ہم نے کہا نہیں۔ بولا…
علیہ السلام ہیں۔ پھر دروازہ کھولکر ایک سیاہ حریر نکالا جسمین ایک مرد سپید رنگ خوبصورت دراز بینی خوش قد جسکے چہرہ…
چھایا ہی اسکے چہرہ سے خشوع ٹپکتا ہی سرخی مائل ہیں گالے۔ بولا پہچانا۔ ہم نے کہا کہ نہیں۔ بولا کہ یہ تمہارے نبی صلے اللہ علیہ…
دادا حضرت اسمعیل ہیں۔ پھر دروازہ کھولکر ایک سپید حریر نکالا اسمین ایک تصویر مشابہ آدم علیہ السلام کے تھی مگر اسکا چہرہ…
آفتاب تھا بولا کہ پہچانتے ہو ہم نے کہا نہیں بولا یہ یوسف علیہ السلام ہیں پھر ایک دروازہ کھولکر حریر سپید نکالا جسمین تصویر…
سرخ رنگ باریک پنڈلیوں والے اخفش العینین بھاری پیٹ والے کی جو گدار بدن تھا نکالی کہ تلوار لٹکائے تھا بولا اسکو پہچانا…
ہم نے کہا نہیں بولا کہ داؤد علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک دروازہ کھولکر اسمین سے حریر سپید نکالا جسمین ایک مرد کی تصویر تھی…
چوتڑ بھاری لانبی ٹانگیں ایک گھوڑے پر سوار تھا بولا پہچانتے ہو ہم نے کہا نہیں بولا کہ یہ سلیمان بن داؤد ہیں پھر ایک در…
کھولکر حریر سیاہ نکالا جسمین ایک تصویر مرد سپید رنگ کی تھی جوان سیاہ داڑھی بہت بال خوبصورت آنکھیں خوبصورت…
بولا پہچانتے ہو ہم نے کہا کہ نہیں بولا کہ یہ عیسی بن مریم علیہما السلام ہیں۔ ہم نے پوچھا کہ یہ تصویریں تجھکو کہاں سے ملیں…
کہ یہ انہی شکل پر ہیں جیسے انبیاء علیہم السلام مصور ہوئے کیونکہ ہم نے آنحضرت صلعم کو اسی صورت پر دیکھا… آدم علیہ…
نے پروردگار سے درخواست کی کہ مجھکو میری اولاد میں سے انبیاء کی صورت دکھلادے تو اللہ تعالے نے انکی صورتیں نازل…
جو آدم علیہ السلام کے خزانہ میں تھیں جہاں کہ آفتاب غروب ہوتا ہی اسکو ذو القرنین وہان سے لایا اور دانیال…
بولا کہ خبردار ہو کہ واللہ میرا جی خوش ہوا کہ میں اپنی سلطنت چھوڑکر تم میں سے ایک ذلیل حاکم کی غلامی…
پھر ہم کو اجازت دی کہ جاؤ اور اچھی طرح مال دیکر رخصت کیا پھر جب ہم حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ…
انسے سب بیان کیا جو اسنے ہم کو دکھلایا اور ہم سے کہا تھا اور جو ہم کو جائزہ دیا تھا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ…
اگر اللہ تعالے اسکے ساتھ بھلائی چاہتا تو وہ اسکو کر گزرتا پھر کہا کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ صلعم نے خبر…
پاس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت اور صفت پاتے ہیں۔ قال الحافظ ابن کثیر رحمہ…
النبوۃ اجازۃ عن الحاکم واسنادہ لاباس بہ عطاء بن یسار سے روایت ہو کہ میں نے عبد اللہ…
مجھے توریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت سے آگاہ فرمائیے فرمایا کہ ہاں واللہ…

…ے موصوف ہین جیسا کہ توریت مین یون ہو کہ یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وحرزا للامیین انت عبدی ورسولی سمیتک المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولن یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الملۃ العوجاء بان یقولوا لا الہ الا اللہ ویفتح قلوبا غلفا واذانا صما واعینا عمیا۔ پھر مین کعب احبار سے ملا اور یہی سوال کیا پس انھون نے بھی بالکل یہی بیان کیا ایک حرف کا فرق نہ تھا لیکن کعب نے اپنی زبان مین یون کہا قلوبا غلوفیا واذانا صمومیا واعینا عمومیا۔ اسکو ابن جریر رح نے روایت کیا اور بخاری رح نے اپنے صحیح مین عطاء بن یسار سے حدیث عبد اللہ بن عمرو رضہ کو اسقدر زیادہ روایت کیا لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح ولن یقبضہ اللہ الحدیث۔ اور بخاری رح نے کہا کہ سلف کے کلام مین کبھی توریت کا اطلاق بمعنی عام آتا ہی یعنی اہل کتاب یہود ونصاری کی کتاب پر بولا جاتا ہی اور طبرانی رح نے جبیر بن مطعم رضہ سے روایت کی کہ مین ملک شام مین تجارت کو گیا پس اہل کتاب مین ایک شخص نے مجھسے پوچھا کہ تم مین کوئی مرد ہی کہ نبی ہونے کا دعوی کرتا ہی مین نے کہا ہان وہ بولا کہ تو اسکی صورت پہچانتا ہی مین نے کہا کہ ہان تو وہ مجھے ایک گھر مین لے گیا وہان تصویرین تھین لیکن محمد صلعم کی تصویر نہ تھی تو مین نے انکار کیا پھر وہ ایک گھر مین لے گیا تو مین نے ایک تصویر آپ کی دیکھی اور ایک مرد آپ کی ایڑیان پکڑے تھا مین نے کہا کہ یہ کیا ہی تو اہل کتاب کے عالم نے جواب دیا کہ ہر نبی کے بعد اور نبی ہوتا ہی مگر اس نبی کے بعد کوئی نہوگا ہان یہ شخص اسکا خلیفہ ہوگا پس مین نے غور سے دیکھا تو ابو بکر رضہ کی صورت تھی۔ ابو داود رح نے اقرع موذن عمر بن الخطاب رضہ سے روایت کی کہ مجھسے عمر رضہ نے کہا کہ اسقف نصرانی کو میرے پاس بلا لا مین بلا لایا تو آپ نے اسقف سے فرمایا کہ تیری کتابون مین میرا ذکر ہی بولا کہ ہان۔ فرمایا کہ کیونکر پاتا ہی وہ بولا کہ قرن پاتا ہون تو آپ نے درہ اٹھایا کہ قرن کیا چیز ہی وہ بولا کہ قرن بمعنی امیر حدید شدید یعنی سردار تیز وسخت۔ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد والا کیسا پاتا ہی بولا کہ خلیفہ صالح ہی لیکن وہ اپنی قرابت والون کو اختیار کریگا تو عمر رضہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے عثمان پر رحم کرے تین دفعہ یہ لفظ کہا۔ پھر پوچھا کہ اسکے بعد والا کیسا پاتا ہی وہ بولا کہ اسکو صدی حدید پاتا ہون تو حضرت عمر رضہ نے اسکی کھوپڑی پر ہاتھ مار کر کہا کہ اوہ دفراہ اودفراہ۔ وہ بولا کہ اے امیر المومنین میرا مطلب یہ ہی کہ وہ خلیفہ صالح ہوگا لیکن ایسے وقت خلیفہ کیا جائیگا جسوقت یہ حال ہوگا کہ تلوار کھنچی ہوئی اور خون بہ رہا ہوگا۔ قال المترجم بخاری رحمہ اللہ کی حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ در باب فتن جو عجیب رمز وکنایہ کو شامل ہی جس سے ظاہر نکلتا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم وقائع فتن کو جانتے تھے یہ احادیث اسکی صریح مؤید ہین چونکہ یہان بحث دوسری ہی لہذا مین انمین کلام نہین کرتا ولیکن اہل سنت وحق کو روافض وخوارج واہل بدعت کے رد مین واستعانت مین یہ بہت مفید ہین وللہ الحمد۔ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی رسول نبی امی جسکی صفت اپنی کتابون مین لکھی پاوینگے انکو حکم کریگا معروف کا یعنی تمام نیک باتون کا جس سے رجس شرک وکفر سے پاک ہو کر دیدار الٰہی عز وجل کے لایق ہون مع اس بات کے منع کریگا انکو منکر سے یعنی جملہ ان باتون سے جو روا نہین ہین شرک وکفر سے لیکر تمام ان باتون تک جو شیطانی راہ مین ڈالنے والی ہین۔ اور یہ سب اوصاف آنحضرت صلعم کی اگلی کتابون آسمانی یعنے توریت وانجیل مین مذکور رہین۔ دارمی رح وغیرہ علماء حدیث وائمہ اعلام نے بہت روایات بطرق متعددہ روایت کی ہین اور یہود جو مدینہ مین رہتے تھے پشتہا پشت سے اپنی کتابون وباپ دادون سے جانتے تھے کہ وہ پیغمبر آخر الزمان کہ توریت مین جسکے اوصاف ہین اسی شہر مدینہ مین ہجرت کرکے آویگا اور علامت اسکے …کی انکو معلوم تھی … پس عرب اوس وخزرج کو دھمکاتے تھے کہ ہم اسی پیغمبر صلعم کے سایہ حمایت مین تمکو ہلاک کرینگے تو اوس…

وخزرج کے لوگ ان باتون سے تعجب کرتے پھر قدرت حق عزوجل دیکھو کہ جب آنحضرت صلعم تشریف لا[illegible]
بے گئے کما قال تعالے وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءہم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی [illegible]
ایمان لاکر شیر وشکر ہوکر انصار ہوگئے رضی اللہ عنہم - یہ صریح دلیل ہے کہ توریت مین آنحضرت صلعم کے اوصاف [illegible]
اسطرح برملا ان یہودیون کو لعنت وملامت کی گئی ہے اسکا کوئی فرقہ یہود ونصاری کا اب منکر نہین ہوسکتا [illegible]
ہوتے تو دروغ وبہتان کی افواہ سے دنیا کے کان بھر دیتے - اور کیونکر ہوسکتا ہے دیکھو پہلی صدی مین آنحضرت [illegible]
مین یہود ونصاری کے جو عالم لوگ دنیاے فانی سے منھ موڑکر دین اسلام کی شرعی تکالیف نماز [illegible]
مع جملہ اخلاق نیک مانند عدل وترحم وحلم وصدق ودیانت وتواضع وغیرہ اختیار کرنے پر اور دنیاوی مال متاع حرام [illegible]
لذت کی خواہش باتین چھوڑنے پر مضبوط کمر باندھ کر آمادہ ہوئے انھون نے صاف صاف آنحضرت صلعم کی بشارت توریت
مین ہونے کی گواہی دی مانند حضرت عبداللہ بن سلام وابن سعیہ وبنیامن ومخیرق وغیرہ علماء یہود کے اور مانند بحیرا راہب
جرجیس اور نسطورا اور جارود اور نجاشی بادشاہ حبش مع جملہ قس وراہبون کے علماء وفقراء نصاری کے چنانچہ کوئی فرقہ اس شہرہ
متواتر کا انکار نہین کرسکتا اور ضغاطر یعنی لشب روم جب آنحضرت صلعم کے ایلچی حضرت دحیہ کلبی رض کے ہاتھ پر مسلمان ہوگئے تو [illegible]
نے عداوت سے انکو شہید کرڈالا اور دیکھو مقوقس بادشاہ مصر نے آپ کے عموم رسالت کا اقرار کیا اور ماریہ قبطیہ وغیرہ تحفے بھیجے چنانچہ
مشہور ہے کہ سواے ایسے شخص کے جو جھوٹ بولنے مین شیطان کے برابر ہو اور کوئی انکار نہین کرسکتا اور دیکھو ہرقلیس یعنی ہرقل با[illegible]
روم اور ابن صوریا وحیی بن اخطب اور اسکا بھائی ابو یاسر وغیرہ علماء یہود نے آنحضرت صلعم کی - رسالت کا ضرور اقرار کیا اگرچہ دنیا
لالچ وطمع زندگی اور عیش ولذت دنیاے فانی کے جہاد وغیرہ کرنے سے بچاو کے لیے مسلمان نہوئے کیونکہ قرآن اتامرون الناس بالبر
وتنسون انفسکم - وغیرہ آیات قرآنی انپر ملامت کرنے مین مشہور متواتر ہین انکا بھی کوئی انکار نہین کرسکتا اور ایسے ہی نصاری [illegible]
کا قصہ درباب مباہلہ کے جو تمام تفسیر کے ساتھ اوپر بیان ہوچکا کہ عاقب نے جو انکا سردار تھا مع انکے لشب [illegible] کے صاف کہا
اہل نجران قسم ہے کہ تم اس نبی کی نبوت پہچان چکے ہو اور اسنے مسیح کے معاملہ مین تم کو ٹھیک بات کہدی [illegible]
کروگے تو تباہ ہوجاؤگے واللہ مین ایسے چہرے دیکھتا ہون کہ اگر اللہ تعالے سے دعا مانگین کہ پہاڑ کو [illegible]
آخر ان لوگون نے مباہلہ نہ کیا اور جزیہ دینا قبول کرکے واپس گئے - اور یہ قرآن مجید مین متواتر منقول ہے [illegible]
کرسکتا - اور اللہ تعالے کی قدرت کاملہ ہے کہ جب تک اہل حق واہل ایمان اپنی توحید پر ثابت اور [illegible]
متبع رہینگے اور مخالفت کرنے سے پرہیز کرکے اپنی عاقبت خراب نکرینگے تب تک اونکا [illegible]
انشاءاللہ تعالے چنانچہ ملاحظہ کرو کہ پادری سیل کا - قرآن مجید کا ترجمہ جو کہ سنہ ۱۸۵[illegible] عیسوی مین [illegible]
کہ اے پیارے عیسائیو یہ وہ نبی آخر الزمان (صلے اللہ علیہ وسلم) ہے جسکی بابت [illegible]
ہونے کے واقعہ کے ذکر مین یون کہا (اے برنباہ -) یقین جان کہ گناہ [illegible]
کہا کہ اسکی نسبت اس امر کو مقتضی ہوئی کہ قیامت کے روز شیاطین مجھپر [illegible]
یہودا کے میری صورت پر سولی دیے جانے کے سبب سے میری تضحیک وہنسی [illegible]

Marfat.com

[illegible] تک رہیگی جب وہ دنیا مین آویگا تو ہر ایماندار کو اس غلطی سے آگاہ کریگا اور لوگون
[illegible] کے صفحہ (۲۰۳) مطبوعہ ۱۸۵۰ء مین سیل صاحب نے لکھا (بس اے پیارے بھائی
[illegible] ہو پھر اس سے منکر ہونا اپنی عاقبت خراب کرتا ہی یا نہین الی آخر ما قال) اور برنباہ کی
[illegible] کتابون [illegible] حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے سیکڑون برس پہلے کی کتابون مین پایا جاتا
[illegible] سیل صاحب نے لکھدیا بشرطیکہ عیسائی لوگ اس ۱۸۵۰ء کے بعد سے تحریف کرکے سیل صاحب کے ترجمہ سے
[illegible] ڈالین۔ اور اسکے سوا پادری اوسکان ارمنی نے ۱۶۶۶ء مین صحیفہ اشعیا کو زبان ارمنی مین ترجمہ کیا
[illegible] مطبع انتولی بدتونی مین یہ ترجمہ چھپا اسمین کتاب اشعیا باب ۴۲۔ مین یہ فقرہ موجود ہی۔ (خداوند کے واسطے
[illegible] تسبیح پڑھو اسکے سلطنت کی نشانی اسکے پیٹھ پر ہی اور اسکا نام احمد ہی) یہ صریح دلیل ہی اور اہل اسلام مین ابتداء سے یہ
[illegible] معروف ومشہور ہی اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نشانی مہر نبوت آپ کی پیٹھ کے اوپر تھی اور نام آپ کا
[illegible] ومحمد وغیرہ الفاظ حمد وحمد کے معنی سے ماخوذ ہی مگر عربی ترجمہ کرنے والے نے عجیب تحریف کی ہی کہ اشعیا کے باب مذکور
مین عربی ترجمہ یون لکھا سبحوا اللہ تسبیحا جدیدا علامتہ فوق ظہرہ واسمہ تیجد۔ ترجمہ خداوند کے واسطے نئی تسبیح پڑھو اسکی سلطنت
کی نشانی اوپر ہی اور اسکا نام تیجد ہی۔ کاش اگر محمد کا ترجمہ لکھدیتا تو بھی کچھ تحریف سے بچتا لیکن بیچارہ فوق ظہرہ۔ کی جگہ کیا
کہتا کیونکہ یہ تو مشہور متواتر ہی کہ آپ کی مبارک پیٹھ پر مہر نبوت تھی لہذا ہٹ دھرمی سے فوق کہکر خاموش ہوگیا لیکن اللہ تعالے
نے اسکی خیانت کا پردہ فاش کردیا ہان وہ ترجمہ ٹھیک ہی جو اوسکان ارمنی نے لکھا اور خود کلام مجید مین اللہ تعالے نے حضرت
عیسی علیہ السلام کی زبان سے بشارت بیان فرمائی۔ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ الآیہ۔ اور یونانیون نے بھی اس
نام پاک کو فارقلیط کے لفظ سے اپنی زبان مین ترجمہ کرڈالا اور معنی اسکے وہی محمد یا احمد ہین چنانچہ جان ڈیونپورٹ عیسائی نے
کھلم کھلا اپنی کتاب مین لکھا کہ مجھے اسمین شک نہین کہ اس نبی آخر الزمان سے جسکے آنے کی خبر اسکے بھائیون مین سے موسیٰ نے
بنی اسرائیل کو دی اور انجیل یوحنا مین فارقلیط کے نام سے مسیح علیہ السلام نے دی ہی یہی حضرت محمد صلعم مراد ہین اور مسٹر گاڈفری
ہیگنس نے اسکو بخوبی تحقیق سے ثابت کردیا کہ فارقلیط کا مصداق حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین چنانچہ کتاب حمایت الاسلام
[illegible] مسٹر مذکور سے مطالعہ کرو۔ اگر کہا جاوے کہ فارقلیط سے مسیح علیہ السلام نے خبر دی ہی اگرچہ اسکے معنی محمد یا احمد
[illegible] نہین بلکہ صحیح یہ ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے بلفظ احمد خبر دی ہی جیسا کہ خمیسی رح کے کلام سے نقل ہوا
[illegible] قرآن مجید مین صریح یہ نام خبر دینا بیان ہی اور یہ کتاب پاک بدون تحریف کے کسوٹی ہی کما قال تعالے ان ہذا القران یقص
[illegible] مختلفون۔ پس بوجہ تحریف کے اور بوجہ اسکے کہ اصل انجیل نہین ہی پس وہم مین پڑے کہ فارقلیط کہا ہی
[illegible] توریت وانجیلین موجود ہین انھین سے بشارات ثابت کرو تو جواب یہ ہی کہ توریت وہ کتاب آسمانی
[illegible] عیسی پر نازل ہوئی تھی اور وہ بزبان سریانی وعبرانی خالص وحی تھی اور جو اسوقت پیش
[illegible] تحریف کی [illegible] اور انجیل تو سوائے حواریون کے نام سے باتون کے اور تاریخی قصون کے اور کچھ نہین ہی
[illegible] مقدمہ مین بقدر کفایت لکھ دی گئی ہی اور رفع البیان کے مؤلف نے جو بدون تحقیق کے

یہان انھین موجودہ کتابون سے نکالکر طول طویل بحث کی ہو میرے نزدیک وہ بر تقدیر تسلیم بحث
کہتا ہو کہ اے اہل ایمان والے علمار اسلام اگر تم اس فلاسفہ یونانی وصدرا وشمس بازغہ مین اپنی
عمر کھوتے اور اسلام کے لوگون کو شبہات سے نہین بچاتے حالانکہ واہی تباہی دل سیاہ کرنے
ڈرتے اور کس خواب غفلت مین پڑے ہو کیا آنکھین کھولکر نہین دیکھتے بلکہ بجاے اسکے ہر تعصب
کرتے اور پھوٹ ڈالکر برباد ہی نہین بلکہ دین اسلام وتوحید سے لوگون کو نفرت دلاتے اور پھوٹ
اللہ تعالے عز وجل کا واسطہ ہو کہ آپس مین نہ پھوٹو اور ذرا غریب مسکینون بیچارون کو قوم گمراہ کے شبہات سے بچاؤ
ہم تم سب پر رحم فرماوے آمین یا ارحم الراحمین اسئلک العافیۃ فی الدنیا والآخرۃ وصلے اللہ تعالے علی نبینا محمد وآلہ
وسلم تسلیما کثیرا کثیرا اللھم رب توفنی مسلما واجعلنی مع المؤمنین والحمد للہ رب العالمین - جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ آنحضرت صلی
وسلم کی صفت وبشارت انبیاء سابقین دینے آئے ہین اور عیسیٰ اور موسیٰ کے درمیان قریب دو ہزار برس کے فرق تھا
ہین بہت سے انبیاء علیہم السلام گذرے ہین اور یہ سب بنی اسرائیل کے واسطے تھے پھر بنی اسمعیل کا دور دورہ ہوا ایسی
اپنے مابعد والے رسول کی خبر دینا تو اسکی نبوت کا اثبات واتمام حجت ہو اور اسقدر انبیاء علیہم السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ
کی خبر دینا اللہ تعالے عز وجل کی طرف سے اظہار فضل وکمال کرامت وعموم رسالت ہو اب ہم تفسیر کی طرف رجوع کرتے ہین
کلام یہ ہوا کہ رحمت خاص آخرت کی ان لوگون کے واسطے خواہ بنی اسرائیل سے ہون یا غیرون سے ہون مخصوص ہو کہ جو لوگ اتباع
رسول نبی امی کا جسکو اپنی کتاب توریت وانجیل مین لکھا پاتے ہین وہ انکو حکم کرتا ہو یا حکم کریگا امر معروف کا اور منع کرتا ہو منکر شرعی سے
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ اور حلال کرتا ہو انکے واسطے طیبات یعنی پاکیزہ چیزون کو ان چیزون مین سے جو انپر انکی شرع
حرام کردی گئی تھین جیسے یہود پر بسبب انکے ظلم کے بعض حلال چیزین حرام فرمائین - بعض نے کہا کہ معنی یہ کہ حلال ظاہر فرماتا
لیے طیبات کو یس مشرکین عرب نے جو بحیرہ وسائبہ وغیرہ کو حرام کر لیا تھا یہ انکی جہالت تھی - وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ
اور حرام کرتا ہو انپر خبائث کو - جیسے مردار وخون وغیرہ - حالانکہ مشرکین عرب اپنی جہالت سے انکو حلال رکھتے تھے بعض
نے نکالا کہ اللہ عز وجل کی معارف وحکمتین حاصل ہونے کے واسطے مدارج مختلفہ ہوتے ہین اور کمال معرفت دین محمد صلی اللہ علیہ
مین اپنے فضل سے رکھی تو شراب حرام فرمائی حالانکہ جنکو یہ معارف نہ تھے انپر حلال تھی - وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ
نقل اور ابن عامر رح کی قراءۃ مین آصارہم ہو اے اثقالہم - اور معنی یہ کہ اور اتارتا ہو انسے بوجھ انکے یعنی تکالیف شاقہ جس
کر سکتے تھے انسے انکو ہلکا فرماتا ہو - وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ اغلال جمع غل کہ بیڑی کی مانند طوق گردن کا
ہوتی ہو یعنے اور ہلکا فرماتا ہو انکو ان اغلال سے جو انپر طاری تھے پس اصر واغلال سے تمثیل انکے ثقل تکالیف کی
ہو اور گردن کا طوق بیڑی سے بندھا ہو اسپر تکلیف شدید وحرکت دشوار ہو - حاصل آنکہ اس مین رحمت
مین ہلکے پھلکے پہونچاتا ہو اور جو بوجھ وغل انپر تھے اس سے ہلکا کرتا ہو چنانچہ یہود پر شروع تھا کہ اگر
متعین ہو اور مقتول کیطرف سے عفو ہو یا دیت مطلوب ہو تو موثر نہین بلکہ قصاص ہی لیا جاوے اور
قطع کر دیا جاوے یعنی دھونے سے پاک نہو اور اسی کے مانند تکالیف سخت وشدید تھین - اسلام کی

[illegible] جسے بعض نے استدلال کیا کہ حسن وقبح عقلی ہی کیونکہ ترغیب وتنفیر اسی طور پر ہوسکتی ہی
[illegible] استدلال کیا کہ جو چیز حلت یا حرمت منصوص نہو تو اہل عرب کے طیب یا خبیث جاننے پر اسکا حکم ہوگا اور یہ دونوں
[illegible] میں بہت مختصر کو ذرا سے فائدہ پر اس تطویل کی گنجایش نہیں ہی مگر یہ واضح رہے کہ آیت میں نسخ احکام کی صریح دلیل
ہی یعنی اوتعالے [illegible] احکام اوامر و نواہی میں سے جس حکم کو جب تک چاہے ثابت فرماوے اور جب چاہے بجائے اسکے دوسرا
حکم قائم کرے ایسے [illegible] ہی کہ اوتعالے کی حکمتیں ہیں لیکن اس زمانہ میں اہل کتاب یہود ونصاری عموماً دھوکا دیتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ کیا اللہ تعالے کے علم میں نہ تھا کہ ایسا ہوگا جو اسنے پہلے ایک حکم کو آزمایا پھر دوسرا بدلا لہذا قرآن مجید سے انکار کرتے اور اپنی کتابوں
کو جنکی ساخت کی کیفیت مقدمہ میں بیان ہوئی ہی حق بتاتے ہیں اور اسکا جواب یہ ہی کہ منسوخ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ایک حکم ایک وقت
تک کے واسطے تھا اور بعد اسکے دوسرا حکم پہلے سے علم الٰہی میں موجود تھا جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں بھائی بہن کے
ساتھ نکاح روا تھا پھر بعد اسکے منسوخ ہوا اور اسکے یہود ونصاری بھی قائل ہیں چنانچہ جو توریت یہود کے پاس اسوقت موجود ہی اسمیں
مصرح ہی اور نصاری بھی اسی کی پابندی ہی لیسے ہی سنیچر کے روز سوائے عبادت کے کوئی کام نہ کرنا یہود پر توریت و زبور سے فرض تھا
پھر انجیل والوں نے منسوخ مانا اور بعضے جو کہتے ہیں کہ نہیں بہ نسبت توریت کے انجیل میں سہل ہوگیا تو یہ بھی نسخ ہی غایت آنکہ فرضیت منسوخ
ہوکر مستحب رہگیا۔ علاوہ بریں ختنہ کو منسوخ باعتقاد وعمل نصرانیوں نے مان لیا اور نصرانی تو عجیب اعتقاد والے ہیں کہ حضرت آدم
علیہ السلام سے حضرت موسی علیہ السلام تک بلکہ حضرت عیسیٰ تک سب کے سب انبیاء علیہم السلام توحید الٰہی کا حکم لائے پھر نصرانیوں نے
بدون کسی قطعی دلیل کے توحید واعتقاد کو جو ہرگز منسوخ نہیں ہوسکتا ہی منسوخ مانا اور تین خدا ہونے اور تثلیث کے معتقد ہوگئے اسکی تمام
تفصیل کا یہاں موقع نہیں مقدمہ میں بقدر کفایت تلاش کرو علی الخصوص جہاد کرنا شریعت توریت میں واجب تھا اور یہود ونصاری
سب قائل ہیں کہ موسی ویوشع وداؤد علیہم السلام نے خوب خوب جہاد کیے پھر نصاری خود قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی شریعت میں جہاد حرام
تھا پس منسوخ ہوا اب اس سے زیادہ کیا چاہیے ہی۔ پس یہی اللہ تعالے عزوجل نے بیان اپنے رسول کریم نبی الرحمۃ محمد صلعم کے ارسال
فرمایا کہ بہت سے اثقال واغلال سے انکو آسان فرمائیگا اور راہ مستقیم سے انکو نجات پر پہونچاویگا۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ منهم
وَعَزَّرُوْهُ وقروه۔ پس وہ لوگ جو اس رسول کریم پر ایمان لائے یعنی اہل کتاب میں سے [illegible] اہل کتاب کے اور اسکی
توقیر کی وَنَصَرُوْهُ اور جہاد و دعوت دین حق میں اسکی مددگاری کی۔ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اور پیروی
کی اس [illegible] کی جو اتارا گیا اسکے ساتھ یعنی قرآن کی پیروی کی۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں
[illegible] رحمت [illegible] کو حاصل ہونے والی ہی اور اس آیت کا مضمون وہی حضرت موسی علیہ السلام کی دعا کا جواب ہی قالہ البیضاوی
[illegible] کہ قرآن کو نور فرمایا۔ قال البیضاوی۔ ہاں اسواسطے کہ وہ اپنے اعجاز ہونے کی وجہ سے خود ظاہر اور دیگر کتابوں
[illegible] حقائق کا کھولنے والا وظاہر کرنے والا ہی۔ وجہ اول و دوم دونوں صادق ہیں پس یہود ونصاری نے جو اگلی
[illegible] تحریف وتبدیل [illegible] سے غلط شلط جھوٹے قصص وکہانیوں سے بھر دیا اسکی غلطی وتحریف ثابت فرماتا ہی
[illegible] حکم ہی کہ یہود ونصاری جو خلاف قرآن مجید بیان کریں وہ قطعاً غلط ہی اور جو اس سے موافق بیان کریں اسکی نسبت تصدیق
[illegible] انجیل میں [illegible] بیان کریں کہ قرآن مجید سے اسکی تصدیق یا تکذیب نہیں تو مسلمانوں کو بھی اس سے

Marfat.com

سکوت کرنا چاہیے نہ تصدیق کرین اور نہ تکذیب کرین اور یہی صحیح حدیث سے ثابت ہی۔ پھر قولہ انزل [illegible]
نزل مع نبوتہ۔ یعنی آنحضرت صلعم کی نبوت کے ساتھ اُتارا گیا یعنی آپ کی نبوت کو اور قرآن مجید کو بعد [illegible]
نہین بلکہ متعلق اتبعوا سے ہی یعنے اتباع کی نور منزل کی مع اتباع نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پس یہ کتاب [illegible]
کرتا ہی۔ ذکرہ البیضاوی وغیرہ فـــــی العرائس۔ پھر اللہ تعالے نے ان متقیون کو جنکے واسطے رحمت [illegible]
ہی اسوہ و قدوہ و اقتدا مین نبی مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع مین تقوی حاصل کرنے سے وصف فرمایا بقولہ الذین
الرسول النبی الامی۔ او تعالے نے اپنے رسول مصطفے کو امی ہونے سے وصف کیا اور وہ ظاہر ہی [illegible] اشارت
صلعم بحر وصل و مہد قرب مین قبل وجود کائنات کے خصوصیت ازلیہ کی رضاعت مین شیر نبوت و رسالت [illegible]
تربیت پاتے تھے جیسے فرزند عزیز اپنی مادر مہربان کی گود مین پرورش پاتا ہی اسکو اللہ تعالے نے اپنے لطف خاص [illegible]
مشاہدہ سے پرورش فرمایا اور مکر و قہر سے مقدس کر دیا اور اسکی رسالت و نبوت کو علت اکتساب سے مقدس رکھا کہ
کسی کتاب وغیرہ سے حاصل نہین کر سکتا بلکہ اشارہ ہی کہ علوم اولین و آخرین کے ساتھ لطائف علوم الٰہی عز و جل کو اسنے [illegible]
سے بوحی الٰہی حاصل کیا۔ ابن عطا رح نے کہا کہ اشارہ ہی کہ ماسوائے حق عز و جل کے سب سے امی مگر کلام الٰہی [illegible]
عارف باللہ تعالے و عالم بحق تھے اور نیز ابن عطا رح نے کہا کہ امی وہ ہی جو دنیا و آخرت مین سے کچھ نہین جانتا [illegible]
جو اللہ تعالے نے اسکو اپنے علم پاک سے آگاہ کیا پس اللہ تعالے کے ساتھ اسکی ایک حالت ہوتی ہی اور وہ حالت یہ [illegible]
وظاہر ہوتا ہی اس طور پر کہ سوائے حق تعالے کے سب سے مستغنی اور اسی کی طرف محتاج ہوتا ہی پھر اللہ تعالے نے اپنے [illegible]
کریم کا وصف زیادہ کیا کہ اسکی پیروی جن لوگون نے اختیار کی اسنے ان لوگون سے اثقال و اغلال کو دور کر دیا بقولہ [illegible]
ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم۔ یہ قوم صرف مجاہدات کے بار گران مین بدون مشاہدات کے اور اغلال ریاضات
مین بدون مکاشفات کے پڑے تھے اور یہ ازلی عنایت مین انکے حق کی تقدیر تھی پھر جب آنحضرت صلعم کی [illegible]
جہالت سے نکلکر راہ معرفت مین آئے اور سنت کی برکت سے راہ حق انپر روشن ہوئی پس بدایع الطائف غیب [illegible]
پایا اور اس قوم پر جو رہبانیت کے بوجھ تھے وہ ہلکے ہو گئے اور شیطانی طوق و زنجیرون مین بندھے تھے اس سے [illegible]
اور نیز۔ جب آنحضرت علیہ السلام نے انکو قہر دوری و اغلال جہل مین دیکھا تو مصباح رسالت سے [illegible]
اور خواہش نفس و ہوی کو چھوڑا کر راہ تقوی و رضا و مشاہدہ مولی عز و جل کی طرف بلایا پس [illegible]
کے ساتھ جواب دیا اور دستگیری سنت سے جہل بدعت سے باہر ہوے۔ جعفر رحمہ اللہ نے کہا کہ اثقال [illegible]
وفسق سے چھوڑایا۔ استاد رح نے فرمایا کہ تدبیر مین کد کرنا آدمی پر بڑا بار ہی اور جسنے تقدیر [illegible]
اور اغلال سے مراد وہ طاعات ہین جو انھون نے اپنے نفس کیطرف سے بدعت نکالی تھین [illegible]
اسکے کہ اللہ تعالے انپر لازم فرماوے۔ پھر اللہ تعالے نے ان متبعین کو ایمان و ایقان و [illegible]
قرآن سے وصف فرمایا بقولہ فالذین آمنوا بہ وعزروہ الآیہ۔ یعنی مقامات غیب کی تصدیق [illegible]
جہاد کرنے مین اپنی جان و مال سے آنحضرت صلعم کی مدد کی اور نیز قرآن سے [illegible]

...ن میں ان سے نجات پائی اور نور قرآن وسنت سے فوز بسعادت انکو نصیب ہوا اور مشاہدہ حق وحلاوت محبت ... اور بعض نے فرمایا کہ انھون نے سنت رسول اللہ صلعم کی پیروی کی تاکہ اس اتباع سے مبادی احوال ... بعض نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم جو کچھ لائے اسکی تصدیق کی اور اسکے حضور مین اپنی جان فدا کی۔ پھر اللہ عز وجل نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اللہ تعالے نے اسکو جو کچھ درجات بلند ومقامات ارجمند ومعجزات ظاہرہ وکرامات باہرہ عطا فرمائی ہین وہ عموماً اظہار فرما دے تاکہ جس کو کچھ بھی استعداد انسانیت ہی اور کچھ بھی حجت عقل جو عالمین مین سے اشراف کے لیے نعمہ ہی وہ قبول کرین اور نیز عموماً حجت ختم ہوا ور اس فیض مین صدیقین کی آنکھین انوار جمال وجلال سے کھلین وروشن ہون چنانچہ فرمایا۔ لقولہ تعالی۔

قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

تو کہہ اے لوگو مین رسول ہون اللہ کا تم سب کی طرف جسکی حکومت ہی آسمان

وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

اور زمین کی کسی کی بندگی نہین سوائے اسکے جلاتا ہی اور مارتا ہی سو مانو اللہ کو اور اسکے بھیجے نبی امی کو

الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ٥

جو یقین کرتا ہی اللہ پر اور اسکے سب کلام پر اور اسکے تابع ہو شاید تم راہ پاؤ

قُلْ خطاب للنبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یعنے کہدے اے محمد صلعم۔ **يَاَيُّهَا النَّاسُ** اے لوگو۔ اگر کہا جاوے کہ ابن عباس سے مروی ہوا کہ اس لفظ سے اہل مکہ کو خطاب آتا ہی تو جواب آنکہ یہ کلیہ نہین ہی یا یہ درصورت اطلاق ہی اور یہان لفظ جمیعا قرینہ عموم ہی فافہم۔ **اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ** البتہ مین بھیجا ہوا ہون اللہ تعالے کا تمھاری طرف **جَمِيْعًا** حال ہی لفظ الیکم سے کما قال البیضاوی وغیرہ خطیب وغیرہ نے کہا کہ اسمین اعلام ہی کہ آنحضرت صلعم رسول ہین ہر مکلف کی طرف خواہ اسکا زمانہ پہلے ہوا ہو یا بعد ہووے کیونکہ خطاب عام اور موکد بلفظ جمیعا ہی پس ہر نبی علیہ السلام فقط ایک دو قوم کی طرف بتخصیص مرسل ہوتا تھا اور حضرت صلعم تمام اقوام انسان بلکہ جنات کی طرف بھی مبعوث ہوئے اور سبکی رحمہ وبقاعی رحمہ نے کہا بلکہ ملائکہ کی طرف بھی مبعوث تھے اور بقاعی رحمہ نے کہا کہ جب اول سورۂ انعام اور اول سورۂ فرقان کی طرف بعد انشاء اللہ تعالے آویگا تو رجوع کرے تو تجھے شک نہ رہیگا کہ آنحضرت صلعم کے عموم دعوت مین ملائکہ علیہم السلام بھی شامل ہین لیکن یہ قول اجماعی نہین بلکہ بعض علماء نے اسمین خلاف کیا ہی بہرحال اسمین اتفاق ہی کہ آنحضرت صلعم جنون کی طرف رسول ہین اور بعد ... مین انشاء اللہ تعالے توضیح آویگی اور واضح رہے کہ جس شخص نے بلا دلیل اور بدون کسی ایسی بات کے جس سے ... کے وجود سے انکار کیا اسنے الحاد کیا ایسے ہی جن لوگون نے شیطان کے وجود سے انکار کیا انھون نے ... آپ کو گمراہ کیا۔ بالجملہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم رسول ثقلین ہین اور ابن عباس رضہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے محمد صلعم کو ... طرف بھیجا یعنے عموماً ارسال فرمایا اور احادیث صحیحہ اس باب مین کثرت سے مشہور ہین جنمے صحاح وسنن ومسانید ... انکے اسانید صحیح وجید ... ہین اور شہاب ابن حجر رحمہ نے اصابہ فی اسماء الصحابہ مین لکھا کہ شیخ ابن حزم ظاہری

کو اجماع کی حجت ہونے مین خلاف نہین ولیکن وہ جنون کو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم مین [illegible]
صحیح یہ ہی کہ اجماع حجت ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین اکثر واقع ہوا۔ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ [illegible]
نے فرمایا کہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ کوئی شخص [illegible]
کوئی ہو میری رسالت کو سنکر اگر مجھپر ایمان نہ لایا تو ضرور جہنمی ہوگا ما الحدیث فی صحیح مسلم [illegible]
مین نہ جائیگا۔ پس خطاب لفظ یا ایہا الناس سے فقط موجودہ لوگون کو نہین ہی بلکہ تا قیامت [illegible]
کہ انکو خبر پہونچ جاوے کما مرفی قولہ واوحی الی ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ الآیۃ۔ اور فرمایا [illegible]
الآیۃ۔ اور فرمایا۔ قل للذین اوتوا الکتاب والامیین أأسلمتم الآیہ۔ بالجملہ حکم دیا کہ کہدے کہ اے لوگو [illegible]
خبر پہونچے قیامت تک خواہ آدمی ہو یا جن ہو بشرطیکہ ہوش وعقل جو تکلیف کے واسطے ضروری ہی [illegible]
رسول ہون اللہ تعالے کا۔ **الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** یہ جملہ صفت اسم ذات یعنی اللہ [illegible]
موصوف وصفت کے درمیان الیکم جمیعا سے حیلولت ہی لیکن وہ متعلق مضاف ہی پس مضاف الیہ [illegible]
زمخشری رح نے کہا کہ احسن یہ ہی کہ محل اسکا نصب ہو باضمار اعنی۔ اور اسیکو نصب علی المدح کہتے ہین اور بیضاوی رح [illegible]
کہ مبتدا ہو اور خبر اسکی۔ **لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ** یعنی رسول ہون اللہ تعالے کا جسکے واسطے ملک ہی آسمانون و زمین کا [illegible]
اللہ تعالے سے وہ ذات پاک ہی جسکے واسطے ملک آسمانون و زمین کا ہی یا جو پاک مالک کہ مالک آسمانون و زمین کا ہی وہ ہی کہ [illegible]
مگر وہی۔ اور بنا بر دونون قول اول کے لا الہ الا ہو۔ بدل از صلہ ہی اور اسکے مضمون کا مقرر و مبین ہی [illegible]
مین ہی مع دونون کے جسکی ملک و مخلوق و بندے ہین وہی آلہ و معبود ہی۔ **يُحْيٖ وَيُمِيْتُ** زندہ کرتا [illegible]
اور موت دیتا ہی۔ اللہ تعالے کے واسطے الوہیت مخصوص ہونے کی مزید تقریر و توضیح ہی کیونکہ زندگی [illegible]
قدرت نہین سوائے اللہ تعالے کے پس الوہیت اسی کے واسطے مختص ہی اور جملہ کا سیاق [illegible]
الوہیت مخصوص ہونے کے لیے ہی پس رد ہو گیا قول نصاری کا جو حضرت عیسیٰ مین الوہیت [illegible]
و زمین کے مخلوق مین سے اللہ تعالے عزوجل کے مملوک بندے ہین حتی کہ انکو اپنی زندگی و موت کا [illegible]
کو دنیا تو درکنار رہا پھر الوہیت کیسی لہذا او تعالے نے رد فرمایا بقولہ لن یستنکف المسیح ان یکون [illegible]
مشرکین عرب و عجم بت پرستون کا جو بتون کی عبادت کرتے اگرچہ انمین الوہیت نہ اعتقاد کرتے [illegible]
والے کے جو فقط اللہ تعالے وحدہ لا شریک ہی اور کسی کے واسطے روا نہین ہی۔ پھر جب [illegible]
مخلوق ذی عقل سے کہدے کہ ایسے ایسے ذو الجلال والاکرام کا رسول ہون تاکہ [illegible]
نے تمام مخلوق کو حکم دیا۔ **فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ** یعنی جب تک خبر [illegible]
کیونکہ اللہ تعالے پر ایمان اصل ہی اور رسول پر فرع ہی کذا فی السراج اور بیضاوی [illegible]
تکلم سے غیبت کیطرف رجوع کیا اسواسطے کہ اجراء ان اوصاف کا جو اسکے اتباع کی طرف [illegible]
الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ یعنی ایسے رسول پر کہ نبی امی [illegible]

[illegible] نے کہا کہ مع دیگر آیات الٰہی کے جو اور انبیاء پر نازل ہوئین۔ ابن کثیر رح نے
[illegible] کے قول سے موافق ہے کہ جو اسپر اُتارا گیا ہے خود اسکے موافق برتاؤ کی تکلیف سب سے مقدم
[illegible] کلمات سے قرآن ہے۔ بیضاوی نے کہا کہ ایک قراءۃ مین کلمتہ یعنی مفرد ہے پس مراد جنس ہے یعنی قرآن
[illegible] نے کہا کہ عیسی علیہ السلام مراد ہے۔ کمافی قولہ وکلمتہ القاہا الی مریم الآیۃ۔ بیضاوی نے کہا کہ بنابرین یہ تعریض
[illegible] جو عیسی ع پر ایمان نہ لایا وہ قابل مدح نہین بلکہ اسکا ایمان معتبر نہین ہے۔ پھر غایت وتتمہ فرمایا۔ بقولہ
واتبعوہ لعلکم تہتدون اور ایسے رسول کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ یعنی اس امید پر پیروی کرو کہ راہ حق پر ہوکر
سعادت دارین ورحمت ابدی سے بسبب رضاے الٰہی ملجانے کے سرفرازی پاؤ۔ اور معنی اتباع کے یہ کہ جو کچھ رسول موصوف صلعم
حکم فرماوے بجالاؤ اور جس سے منع کرے وہ چھوڑو کیونکہ وہ بحکم الٰہی ہے بخلاف دیگر افراد امت کے کہ وہ اگر حکم خدا ورسول بیان
کرین تو اس راہ سے کہ یہ حکم الٰہی عزوجل خواہ قرآن سے یا حدیث سے ہے ہمکو ماننا چاہیے ورنہ انکی بات خلاف شرع ہرگز نہ مانے کیونکہ
معصیت [illegible] معصیت خالق عزوجل مین کسی مخلوق کی پیروی نہین ہے۔ کما صح فی الحدیث۔ اگر کہا جاوے کہ اتباع رسول اللہ صلعم
ضرور ہدایت ہے پھر بحرف لعلکم کیونکر فرمایا جواب دو وجہ سے اول آنکہ اوتعالے کی طرف سے لعل بمعنی تحقیق ہوتا ہے۔ دوم آنکہ بندون
کے حق مین لعل بمعنی امید ہے پس تنبیہ ہے کہ جسنے رسول صلعم کی تصدیق کی مگر اتباع نہ کی تو ابھی وہ شخص خطاکاری مین پڑا ہے اور نیز تنبیہ
ہے کہ عظمت وجلال الٰہی کے سامنے بیباکی سے بچو چنانچہ بدون تصدیق واتباع رسول کے تو کچھ بھی امید نہین وہ تو قطعی جہنمی ہے اور
بعد اتباع کے آدمی پر عظمت وجلال الٰہی کا خوف بھی غالب رہے اور ہر نماز مین راہ مستقیم کی ہدایت پر رہنے کی دعا مانگے ایسا نہو
کہ درگاہ الٰہی سے مردود ہوکر خوار ہوجاوے **ف** فی العرائس قولہ قل یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ تمکو خبر
دینے والا ہون کہ اوتعالے عزوجل کی رضا اہل عرفان پر ہے اور جو لوگ مخلوق مین سے مریض ہین انکا طبیب مین ہون انکو راہ
حقیقت بتاتا ہون اور بدعت سے گمراہون کو اپنی شریعت کا نور دکھلا کر نکالتا ہون۔ **قال المترجم** شیخ نے لطیف اشارہ
کیا کہ ہر بدعت ضلالت وتاریکی ہے اس سے بنور سنت نجات ہے۔ پھر بلاغت کے ساتھ جس ذوالجلال والاکرام کا رسول ہے رعب
وخوف وعظمت دلانے کو اسکے محامد کو بیان فرمایا بقولہ۔ الذی لہ ملک السموات والارض لا الہ الا ہو یحیی ویمیت۔ ہر ضد وند کی درگاہ
کبریائی سے نفی کردی یعنے مین ایسے ذوالجلال کا رسول ہون کہ اسکی درگاہ مین شریک کا نام بھی نہین اور وصف کیا کہ اسکی عزت
وعظمت تمام آسمانون وزمین کو محیط ہے وہی عارفون کے دلون کو نور مشاہدہ سے زندہ فرماتا ہے اور وہی جاہلون مشرکون کا قرون
کو تاریکی قہر سے موت دیتا ہے پھر مخلوق کو حکم دیا کہ اسکے رسول کو پہچانکر اللہ تعالے ورسول پر ایمان لاوین بقولہ فآمنوا باللہ و
رسولہ۔ یعنی اللہ تعالے پر ایمان رکھین اور اسکے رسول کی نبوت کو مشاہدہ کرین جسکی یہ صفت ہے۔ النبی الامی۔ جو ماسواے
اللہ تعالے کے [illegible] امی ہے کہ خود نہین بلکہ باصطفاء الٰہی عزوجل اسی کے مشاہدہ قدم مین ہے۔ الذی یؤمن باللہ وکلماتہ
[illegible] الٰہی تعالے [illegible] انپر جلدی ہوتے ہین انپر خوب راضی خوش ہے اور جناب باری تعالے کے حضور مین اسکا قلب پاک
[illegible] اسرار ازل وابد جو کچھ اسکو وحی ہوئے سب پر یقین رکھتا ہے۔ **قال المترجم** جو اخبار غیب اپنی امت سے فرمائے
[illegible] فرمائے اور وہ آخر [illegible] مین آئے اور اب بھی آتے جاتے ہین از انجملہ یہ ہے کہ آخر زمانہ مین نصاری سب قومون

Marfat.com

سے زیادہ بھرے ہوے ہونگے - قال الشیخ پھر جب اپنے رسول پاک کو عمدہ وصف سے موصوف [illegible]
فرمائی تو تمام مخلوق کو اسکی متابعت کا حکم کیا تاکہ اسکے نور سے کشادہ راہ معرفت پاوین [illegible]
کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو مفتاح خزائن معرفت ذات وصفات پاک عزاسمہ قرار دیا [illegible]
کے ساتھ اسکی سنت پاکیزہ کی بدون مخالفت ورائے بدعت کے اقتداء کرو تاکہ تم صفات [illegible]
مین تجلی صفات دیکھو اور یہ وصف ایسے بندگان امت کا ہی جنکی فطرت ولایت [illegible]
نور رسالت کا نور ولایت کو پہونچا تو مشاہدہ کے طرق معرفت انپر کھلتے ہین لیکن معرفت کی علت [illegible]
علت معرفت ہی کیونکہ اسی سے معاملات پاکیزہ اور حالات شریفہ کی شاخین پھوٹتی ہین حتی قال [illegible]
فطرت موافق عنایت ازلی کے جب معرفت وصلاحیت پر مقبول واقع ہوئی تو وہ متابعت رسول اللہ صلعم [illegible]
جسقدر سنج ہوئی اسی قدر کجی کرلی ہی یہانتک کہ بالکل دائرہ سے خارج ہوکر کفر اختیار کرلی ہی [illegible]
من الضلالۃ - متابعت کرنا تو تکلیف ہی یعنے جس طرح بندہ اور کام کرتا ہی اسیطرح متابعت بھی کرتا ہی [illegible]
ازل مین جسکو یہ شرافت ملی ہی وہی بجالاتا ہی ورنہ سرکش بھیا غلام کی طرح نہین مانتا حتی کہ آقا کبھو [illegible]
بالجملہ تکلیف تو اس جسم ظاہر کے واسطے ہی اور معرفت براے ارواح ہی حسین بن منصور رح نے کہا کہ حق تعالے [illegible]
کو جو تکلیف دی وہ دو قسم پر ہی ایک تکلیف بوسائط اور دوم تکلیف بحقائق - پس قسم دوم مین [illegible]
اسی کی طرف ہی - اور قسم اول مین ظہور معارف اُسکے ماسواے سے ہی پس اسکی طرف وصول بھی نہین [illegible]
مخلوق منتہاے معرفت اہل وسائط ہی اور کسی سے منتہاے معرفت مانند معرفت شہود حق عز وجل نہین [illegible]
عز وجل کیطرف سے مخلوق پر لطف ومہربانی ہی کیونکہ او تعالے علیم وخبیر ہی کہ اسکی طرف کسی کو وصول نہین [illegible]
جو اسی کی طرف سے ہو - فافہم فانہ دقیق - پھر واضح ہو کہ اللہ عز وجل نے جب قصہ سامری اور اسکے [illegible]
بیان کیا تو پھر اسکے بعد آگاہ فرمایا کہ بنی اسرائیل مین سب ہی ایسے نہ تھے بلکہ انکے بخلاف ایک قوم [illegible]
ابی حاتم وفریابی رح نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کی کہ موسی نے لوح مین پاکر کہا کہ اے پروردگار مین [illegible]
جنکی کتاب انکے سینون مین ہوگی یعنے حافظ ہونگے فرمایا کہ یہ امت تیرے بعد ہوگی یہ امت احمد صلعم ہی - [illegible]
ایسی امت پاتا ہون کہ پانچ وقت نماز پڑھینگے اور جو گناہ انسے ان نمازون کے درمیان ہونگے [illegible]
صغیرہ
ہو جاوینگی فرمایا کہ یہ تیرے بعد امت ہی - آخر تک بمانند روایت قتادہ رح کے جو سابق مین [illegible]
ابن عباس نے کہا کہ یہ فضائل امت احمد صلعم جانکر حضرت موسی علیہ السلام نے تمنا کی [illegible]
کردے پس اللہ عز وجل نے موسی ع کو جو گوسالہ پرستون سے دل شکنی پہونچی تھی اسکی [illegible]

وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰٓ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ [illegible]

اور | موسی کی قوم مین | ایک فرقہ | راہ بتاتے ہین | حق کی | [illegible]

وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ اور موسی ع کی قوم مین سے - أُمَّةٌ ایک امت ہی یعنی ایک جماعت [illegible]

[illegible] کرتے ہیں حق کے ساتھ - یعنی کلمۂ حق کے ساتھ [illegible] پہنچنے درحالیکہ احقاق حق کرنے والے ہیں [illegible] یعدلون اور حق ہی کے ساتھ عدل کرتے ہیں یعنی آپس کے حکم میں عدل پر حق کے ساتھ چلتے ہیں - مفسرین کے [illegible] دو قول ہیں - اول آنکہ مراد اس قوم سے بعض وہ لوگ ہیں جو حضرت موسیٰ کے وقت میں تھے - اور دوم وہ لوگ یہود [illegible] ہیں جو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں توریت پر چلنے والے تھے اور اسی وجہ سے وہ لوگ آنحضرت صلعم پر ایمان لائے - جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم - لیکن اس دوسری تقدیر پر موسیٰ علیہ السلام کی رضامندی جو اثر ابن عباسؓ مذکورہ بالا [illegible] اس بنا پر ہوگی کہ وہ قوم موسیٰ علیہ السلام سے تھی لیکن جبکہ انھوں نے حضرت عیسیٰؑ سے قبل اسلام لانے کے کفر کیا تو وہ کچھ بھی قابل مدح نہ تھے - علاوہ بریں وہ تھوڑے لوگ تھے اسقدر کثیر نہ تھے کہ انپر لفظ امت اطلاق ہو اور [illegible] کہا گیا کہ وہ لوگ بسبب اخلاص کے بطور مدح کے امت کہے جا سکتے ہیں جیساکہ زبان عرب کا دستور ہی اور اللہ تعالے نے فرمایا کہ ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا الآیۃ - اور یہ لوگ اگرچہ حالت کفر میں لائق مدح نہ تھے مگر بعد اسلام کے قابل مدح ہو گئے - اور یہدون بالحق و بہ یعدلون - سے یہ مراد ہی کہ قرآن مجید پر استقامت سے چلتے ہیں اور مانند عادات یہود کے رشوت و دروغ و بہتان و تحریف وغیرہ نہیں رکھتے ہیں پس یہ آیت بمانند قولہ من اہل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون آیات اللہ آناء اللیل وہم یسجدون الآیۃ اور بمانند قولہ وان من اہل الکتاب لمن یومن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیہم الآیۃ - اور بمانند قولہ قالوا آمنا انہ الحق من ربنا انا کنا من قبلہ مسلمین اولئک یوتون اجرہم مرتین الآیۃ - ہی پس کمال حرمت آنحضرت صلعم و قرآن مجید ہی کہ اسلام [illegible] اجر دیا اور شاید بعید یہ تھا کہ نصاریٰ میں سے فرقہ توحید گم ہوا اور شرک شدید و تحریف بعید میں پڑ گئے لیکن [illegible] یہود موافق توریت کے توحید پر رہے وہ بعد اسلام کے ماجور ہوئے علاوہ بریں شریعت عیسیٰؑ میں سوائے چند احکام کے باقی توریت سے منسوخ نہیں تھے اور مسئلہ توحید تو کسی طرح منسوخ ہو نہیں سکتا لیکن نصرانیوں کو تثلیث کے شرک پر [illegible] والے منکر ہونے میں معذور رہے - فافہم واللہ اعلم - اور قول اول کے واسطے کلام مابعد مؤید ہی اور نیز قرآن مجید کا طرز بیان ہی کہ بدکاروں کی مذمت کے ساتھ نیکوکاروں کا بھی ذکر فرماتا ہی ایسے ہی یہاں بھی بنی اسرائیل میں سے [illegible] کافر ہو جانے والوں کے بعد انکی صفت سے برخلاف یعنی ایمان پر ثابت رہنے والوں کا ذکر فرمایا اس تنبیہ کیواسطے کہ ہر زمانہ میں اہل حق و اہل باطل جمع رہے اور حق کو باطل سے مزاحمت پہونچتی رہی ہی اور [illegible] باری تعالے کی حکمت لطیفہ [illegible] صحیح ہوا کہ بنی اسرائیل میں سب نے گوسالہ نہیں پوجا تھا اور پہلے بھی تنبیہ گذری کہ انمیں نقبا سبط تھے جو [illegible] اگرچہ شمع و کتاب اسوقت موجود ہوں تو قطعاً وہ انمیں شریک نہیں ہو سکتے کیونکہ پھر نبی ہوئے ہیں اور [illegible] نہیں ہو سکتا جیسا کہ مسلمانوں کا اعتقاد صحیح ہی بخلاف یہود و نصاریٰ کے جنکی موجودہ تحریف کی ہوئی [illegible] کہ حضرت ہارونؑ نے وہ بچھڑا بنایا تھا نعوذ باللہ من ذلک اور نصاریٰ بھی اسی کو مانتے [illegible] بہرحال مقدمہ کی طرف رجوع کرو - اور بعض نے کہا کہ بعد موسیٰ علیہ السلام کے ایک قوم [illegible] توریت کے [illegible] لوگوں کو ہدایت کرتے تھے لیکن قوم بدکار انپر غالب آئی اور مابعد کے انبیاء علیہم [illegible] کے موافق ہدایت کرتے تھے انکو قتل کیا اور تحریف کرنی شروع کی یہاں تک کہ جی بھر کے تحریف کرلی -

Marfat.com

شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ امام ابن جریر رح نے یہان عجیب خبر لکھی ہی کہا قال حدثنا القاسم
ابن جریج رح کہا کہ مجھے خبر پہونچی کہ جب بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا اور کفر کیا
ایک سبط نے اس فعل ناپاک سے جو ان سبھون نے کیا تھا بیزاری کی اور معذرت کی اور اللہ تعالیٰ سے
مغفرت چاہی اور درخواست کی کہ ہمارے اور اس تمام قوم کے درمیان جدائی کر دے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے
ایک سرنگ کھول دی وہ لوگ اسمین چل نکلے یہانتک کہ صین کے اُس پار نکلے پس وہ لوگ وہان ہین ہمارے
قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہین - ابن جریج رح نے کہا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہی ہی اللہ تعالیٰ کا قول فاذا جاء وعد الآخرۃ جئنا
بکم لفیفا - الآیہ اور وعد الآخرۃ وہ نزول عیسی بن مریم علیہما السلام ہی اور ابن جریج نے کہا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ
اس سرنگ مین ڈیڑھ سال تک چلتے رہے - اور ابن عیینہ نے صدقۃ ابی الہذیل کے واسطے سے سدی سے روایت کی
قوم ہی کہ تمھارے وانکے درمیان ایک نہر از شہد ہی - ہکذا ذکرہ الحافظ ابن کثیر رح فی تفسیرہ ولم یتکلم علیہ
اس قصہ کو ایک جماعت مفسرین نے بدون اسناد ذکر کیا ہی اور معالم وغیرہ مین یہ بھی لایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
شب معراج مین جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلعم کو ان لوگون کی طرف لے گئے پس آنحضرت صلعم نے ان لوگون سے باتین کین
جبرئیل ع نے کہا کہ تم یہ پہچانتے ہو کہ کس شخص سے باتین کرتے ہو - بولے کہ نہین تو جبرئیل ع نے فرمایا کہ یہ محمد رسول اللہ صلعم
ہین پس سب کے سب آنحضرت صلعم پر ایمان لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ ہم سے موسی علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی کہ
جو کوئی تم مین سے احمد صلعم سے ملے انکو میرا سلام پہونچاوے پس آنحضرت صلعم نے انکو اور موسی ع کو سلام کا جواب دیا
قرآن مجید سے دس سورتین سکھلائین جو آپ پر مکہ مین نازل ہوئی تھین اور نماز و روزہ کے سوائے کوئی فریضہ اس وقت
نازل نہوا تھا اور حکم دیا کہ اپنی جگہ پر قائم رہین اور وہ لوگ سنیچر کی تعظیم کرتے تھے پس انکو حکم دیا کہ جمعہ کی جماعت کرین اور
سنیچر کو چھوڑین اور باہم ظلم نہ کرین اور حسد نہ کرین - جہان یہ لوگ ہین کوئی ہم مین سے انکی طرف نہین پہونچتا اور نہ
کوئی ہم تک پہونچتا ہی - خطیب رح نے سراج مین کہا کہ بعض محققین نے فرمایا کہ یہ قول ضعیف ہی اگرچہ امام بغوی نے اسکو
کہا ہی اور ضعیف ہونے کی کئی وجہین ہین - اول آنکہ حضرت صلعم نے انکو دس سورتین سکھلائین حالانکہ آپ پر
نازل ہوئی تھین دوم آنکہ نماز تو مدینہ مین فرض ہوئی ہی پھر قبل فرضیت کے کیونکر انکو حکم دیا - سوم آنکہ شب معراج مین جبرئیل
علیہ السلام کا آپ کو وہان لیجانا کسی حدیث صحیح مین وارد نہین ہوا اور نہ کسی نے ائمہ حدیث سے
کوئی ہم تک نہین پہونچتا اور نہ ہم مین سے ان تک تو یہ خبر کیونکر معلوم ہوئی - اگر کہا جاوے
خبر انکو نہین پہونچی تو جواب دیا کہ ہم نہین جانتے کہ ہماری خبر انکو نہین پہونچی ہکذا ذکرہ فی السراج
خود ضعیف ہین - جواب وجہ اول آنکہ زیادہ سورتین نازل ہوئین لیکن انکو دس
نہین ہی جواب دوم آنکہ فرضیت نماز شب معراج مین ہی جیسا کہ حدیث معراج ثابت ہی
برین تحقیق یہ ہی کہ دو رکعت مکہ مین فرض تھی چنانچہ آیت
اور رخصت فی السفر کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اسکی مصرح ہی

[illegible] جواب وجہ چہارم آنکہ کسی کے نہ آنے جانے سے خبر معلوم نہونا لازم نہین غایت آنکہ خبر [illegible] وارد ہی نہین بلکہ موہمہ ہی کہ قرآن مجید واحادیث صحیحہ مین اسکی خبر وارد ہی اور اگر بدون آمد رفت [illegible] خبر انکو پہونچی جیسا کہ مجیب کی غرض ہی تو بھی مؤید ہی لیکن شاید یہ سہو خطیب ہی سوال کو برعکس کردیا یعنی ہماری خبر [illegible] ہی اور جواب یہ کہ پہونچنا کہان سے معلوم ہوا بلکہ نہین پہونچی ہی واللہ اعلم - پھر مترجم کہتا ہی کہ یہ وجوہ برتقدیر تسلیم [illegible] اس روایت زیادہ شدہ پر وارد ہین اور جسقدر کہ شیخ ابن جریر رح نے روایت کیا اسپر یہ وجود وارد نہین جیسا کہ ظاہر ہی [illegible] اسناد ابن جریر مین مضائقہ نہین کیونکہ بدرجہ حسن نہو تو بمرتبہ لاباس بہ ہی کیونکہ رواۃ اسناد اس سے نازل نہین ہین - کما لا یخفی علی من مارس الفن - ولیکن یہ خبر عجیب وغریب ہی لہذا اولی جواب موافق اصول کے یہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ تفسیر کرنا اگر حدیث یا اثر سے ہو تو ایسی حالت مین کوئی خبر قطعی ہونی چاہیے جسکی انتہا رحی کیطرف ہو اور یہان ایسا نہین ہی بس اس خبر سے آیت کی تفسیر نہین ہوسکتی ہی پس مختار اس آیت کی تفسیر مین وہ ہی جو بعض محققین نے کہا کہ آیت کریمہ مین دو احتمال ہین یا تو اس قوم سے مراد ایسی قوم ہین کہ دین موسی علیہ السلام مین انکی قوم کے ہاتھون تحریف وتبدیل وتغییر واقع ہونے سے پہلے وہ لوگ دین توریت پر مضبوط مستقیم تھے یہان تک کہ اسی حال پر مر گئے اور یا ایسی قوم کے حق مین ہی جو زمانہ انحضرت صلعم مین آپ پر ایمان لائے اور مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیر رح کے کلام کا میلان وجہ دوم کی طرف ہی اور دیگر مفسرین کا میلان بوجہ اول ہی خواہ وجہ اول مین حضرت موسی ع کے زمانہ مین موجودہ لوگ ہون یا انکے بعد ہون اور کلام مابعد بھی اس سے زیادہ مرتبط ہی واللہ اعلم ف - فی العرائس قولہ من قوم موسی امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون - اللہ تعالے نے قوم موسی علیہ السلام مین سے ایک امت کا وصف کیا جنکو وہی فضل پہونچا تھا جو موسی علیہ السلام کو عطا ہوا تھا یعنے خطاب حق سبحانہ تعالے کی سماعت جس سے انکے دلون کے کان کھل گئے اور انکی ارواح کو کشف نورانی حاصل ہوا اور انھون نے اللہ تعالے کو بفضل الٰہی پایا اور اسکی صفات سے بقدر مشیت متصف ہوئے چنانچہ فرمایا یہدون بالحق - ہدایت صفت الٰہی ہی یعنے بندون کو نور الٰہی [illegible] خود اللہ تعالے کی طرف ہدایت کرتے ہین اور وہ لوگ حق پر قائم ہین نہ بطور اندھے پن اور غلطی وظنون وخطوط [illegible] کے - وبہ یعدلون - اسی کے عدل سے انصاف کرتے ہین خلق کے درمیان حق کے واسطے نہ اپنے نفوس کے واسطے [illegible] تعالے ہی کے واسطے اسکے صفات سے متصف ہوتے ہین انکو راہ الٰہی [illegible] ملامت کرنے والے کا خوف نہین [illegible] فضل اللہ یؤتیہ من یشاء - بعض مشائخ نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ مخلوق کو راہ حق پر دلالت کرتے ہین اور خود اسی راہ [illegible] مترجم شیخ رح نے یہ اختیار کیا کہ یہ قوم زمانہ حضرت موسی علیہ السلام مین تھی بلکہ ظاہر اشعار ہی کہ وہی [illegible] کلام باری تعالے بھی سنا تھا - حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہود ونصاری واسلام کے فرق مختلف [illegible] ایک فرقہ [illegible] یافتہ ہونے کی روایت مین ہی کہ پھر یہود مین سے وہ فرقہ نجات یافتہ ہی جسکی نسبت فرمایا - ومن قوم [illegible] یہدون بالحق وبہ یعدلون - پس یہ فرقہ ناجی ہی اور نصاری مین سے فرمایا - ومنہم امۃ مقتصدۃ - پس یہ فرقہ ناجی ہی [illegible] فرمایا - وممن خلقنا امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون - پس یہ فرقہ ناجی ہی - رواہ ابو الشیخ وابن ابی حاتم - اور یہ اثر [illegible] امت [illegible] زمانہ مین موجود ہوگا خصوص بروایات دیگر جو اس معنی کی طرف لیجی ہین - پھر اللہ تعالے

نے بیان فرمایا کہ قوم موسیٰ بارہ طرق پر معرفت و شریعت پر تھی [illegible]

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى [illegible]

اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ [illegible]

اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَ[illegible]

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَ[illegible]

يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا [illegible]

شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِ[illegible]

سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِ[illegible]

ع قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْ[illegible]

یہ قصہ بسیاق لطیف سورہ بقرہ میں جو مدینہ ہی گذر چکا اور بیان باین سیاق سورہ مکیہ مین آیا ہی اور فرق [illegible]
وَقَطَّعْنٰهُمُ اے فرقنا بنی اسرائیل - ہم نے تفریق کر دیا بنی اسرائیل کو - قال البیضاوی ای صیر[illegible]
بعضہم عن بعض - یعنی قطعہ قطعہ گردان دیا ہم نے بنی اسرائیل کو کہ بعض متمیز از بعض تھے اثْنَتَيْ عَشْرَةَ [illegible]
البیضاوی - بالقطیع کا مفعول دوم ہی کیونکہ وہ متضمن معنی تصییر ہی اور تانیث اسمین اسوجہ سے کہ [illegible]
مراد اُمت سے تمام امت موسیٰ علیہ السلام ہی نہ وہ لوگ جنکے حق و عدل پر ہونے کی تعریف [illegible]
قوم موسیٰ کو بارہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا - اَسْبَاطًا بدل از ثنتی عشرہ ہی اور جمع سبط ہی [illegible]
عشر کے تمیز مفرد آتی ہی لیس بدل ہی اسیواسطے جمع فرمایا اور بیضاوی رح نے کہا کہ اسکی تمیز بھی [illegible]
مین سے ہر فرقہ اسباط تھا یعنی بتوت جمع تھا اسلیئے کہ ہر سبط ایک بڑا بھاری گروہ تھا [illegible]
کے برخلاف تھی قریب تھا کہ باہم متفق نہون لیس اسباط گویا بمنزلہ لفظ قبیلہ کے ہی گو [illegible]
اول بدل از اسباط ہی اور بر تقدیر ثانی بدل بعد بدل یا نعت اسباط ہی قالہ الزمخشری [illegible]

Marfat.com

[illegible] بل لاانا نہیں [illegible] ہو پس اولی یہ ہو کہ صفت قرار دیا جاوے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰهُ
[قومه] یعنی مقام تیہ میں گرفتار ہو کر جب پانی مانگا تھا۔ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ایک پتھر میں عصا مار
[کہا گیا] کہ وہ پتھر شاہد کپڑے لیکر بھاگا تھا اور بعض نے صخر بیت المقدس کہا اور اقوال دیگر ہیں۔ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ
اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا اے فضربہ فانبجست منہ۔ یعنی وحی ہوئی پس موسی نے مارا تو منفجر ہوئیں اس پتھر سے بارہ نہریں
بتعداد اسباط کے جو بارہ اولاد یعقوب علیہ السلام کی اولاد بڑے بڑے گروہ تھے۔ اولاد کی اولاد سبط کہلاتی ہی۔ اگر کہا جاوے
فضربہ حذف کیوں ہوا۔ قال البیضاوی اس ایمار کے واسطے کہ وحی کے بعد تعمیل کرنے میں موسی علیہ السلام نے کچھ توقف
نہیں کیا حتی کہ گویا بعد وحی کے جاری ہو گئیں اور اس تنبیہ کے واسطے کہ نہروں کا جاری ہونا موسی علیہ السلام کی ضرب عصا پر بالذات
موقوف نہ تھا کہ بدون اسکے جاری نہوں بلکہ موسی علیہ السلام کے ہاتھ سے اسکا صدور ہونا موسی علیہ السلام پر کرامت و معجزہ تھا
اور بنی اسرائیل کے حق میں بھلائی تھی کہ موسی علیہ السلام کی پیروی کرکے راہ پاویں۔ سورہ بقرہ میں بجاے فانبجست کے فانفجرت
ہی۔ جوہری نے کہا کہ عرب بولتے ہیں بجست الماء فانبجس یعنی فجرتہ فانفجر۔ پس انبجاس اور انفجار کے ایک ہی معنی ہوئے اور
وہ کثرت و وسعت سے دھار اچلنا۔ اور عمرو بن العلاء وغیرہ نے کہا کہ انفجار بکثرت ہی اور انبجاس بقلت ہی پس حاصل یہ ہی کہ پہلے
قلت کے ساتھ بہا پھر کثیر ہو گیا جیسے بھاری نہریں ہوتی ہیں پس سورہ بقر میں شمار نعمت کثیرہ ہی اور یہاں بیان کفران نعمت قوم ہی
قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ اناس اسم جمع ہی واحد اسکا انسان ہی بعض نے کہا کہ اسکی جمع مکسر ہی اور اطلاق
انسان کا مرد و عورت لڑکا لڑکی واحد جمع سب پر ہوتا ہی اور کبھی ہمزہ اناس خلاف قیاس براہ تخفیف حذف ہوتا ہی کما فی قولہ
قل اعوذ برب الناس۔ اور مراد کل اناس سے ہر سبط ہی اور مشرب جاے شرب ہی یعنے ہر سبط نے ایک ایک چشمہ اپنا پہچان لیا بدون
شرکت غیر کے۔ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ اے جعلناہ ظللا علیہم فی التیہ۔ یعنی تیہ میں ہم نے ان پر ابر کے سائبان کر دیے کہ
جہاں جاتے انکے ساتھ چلتا اور جہاں ٹھہرتے ٹھہر جاتا اور حرارت آفتاب سے انکو بچاتا بدون سردی کے۔ اور یہ عجیب نعمت تھی
وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ترنجبین و پرند سمانی بضم اول و تخفیف میم بالف مقصورہ۔ کہتے ہیں کہ سمانی آواز
سے مر جاتے ہیں اور انکا کھانا سخت دلوں کو نرم کرتا ہی۔ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ اے وقلنا لہم کلوا من طیبات۔ مَا
رَزَقْنٰكُمْ اور کہا ہم نے انکو بطور تشویق و وسعت عیش کے نہ بطور امر وجوب کے کہ کھاؤ طیبات پاکیزہ و خوشگوار اس چیز سے
جو ہم نے انکو رزق دیا۔ یہ بھی عجیب نعمت ہی کہ بلا مشقت اس فانی زندگی میں یوں رزق ملے پس وہ لوگ ناشکری سے نہ مانے
[illegible] اور کہنے لگے کہ ہم سے ایک ہی کھانے پر صبر نہیں ہو سکتا اور مسور و پیاز و لہسن وغیرہ مانگنے لگے پس اللہ تعالے نے
وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ سورہ بقرہ میں اسکی تفسیر گذری وَاِذْ قِيْلَ
ای اذکر اذ قیل لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ یہاں ساکن رہنے کو فرمایا اور سورہ بقرہ میں ادخلوا یعنی داخل
[illegible] مذکور ہوا اور قریہ بیت المقدس ہی یا اریحا وقد سبق فی البقرہ۔ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ یہاں حیث
[illegible] اور بقرہ میں رغدا بھی مذکور ہی۔ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ اے قولوا امرنا حطۃ۔ یعنی ہم پر سے ہمارے گناہ حط کردے
وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اے ادخلوا باب القریہ ساجدین بسجود الخنا۔ اور داخل ہو قریہ مذکور کے

Marfat.com

دروازہ مین بطور خمیدہ قامت کے سجدہ کرتے ہوے اسلیے کہ پیشانی زمین پر رکھکر داخل ...
حطۃ کہنے کو اور سجدہ کرتے ہوے داخل ہونے کو جمع کرین۔ پس جب ایسا کرینگے تو ثواب ...
یہ جمہور کی قراءۃ بروزن ذبیحات ہے اور ابو عمرو کی قراءۃ خطایاکم بروزن قضایا۔ ...
بالتاء اور خطئاتکم۔ اسکا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے اور سورہ بقرہ مین مانند قراءۃ ابو عمرو ...
المحسنین بالطاعۃ ثوابا۔ یعنی محسنین بالطاعۃ کو ثواب بڑھاوینگے۔ یہ فضل لطیف ہے کہ اسی ...
اعلیٰ درجہ کی طاعت ہے عطا فرمانے کا اور اسپر ثواب مزید از عفو خطئیات کا وعدہ فرمایا تھا مگر ان لوگون ...
الذین ظلموا منھم قولا غیر الذی قیل لھم گویا ان لوگون کو اپنی خطائین معاف ہونے ...
اور احکام کو کھیل سمجھتے تھے اور جو بات کہ بمنزلۂ حاصل کے تھی اسپر بے صبری سے اور دعا مانگی ...
کرکے یون کیا کہ بجاے سجود انحناء کے چوتڑون کے بل گھسٹنے لگے اور زبان سے حبۃ فی شعرۃ۔ کہنا شروع کیا یعنی ...
کے دانہ بھرے ہوے ہکو دیدے پس انپر رجز یعنی عذاب اترا اور وہ وباء طاعون تھی کہ ...
مرگئے چنانچہ فرمایا۔ فارسلنا علیھم رجزا من السماء بما کانوا یظلمون یہ قصہ سورہ بقرہ مین ...
الفاظ یون ہے کہ وہان فرمایا واذ قلنا ادخلوا ہذہ القریہ۔ یہان فرمایا۔ اسکنوا ہذہ القریہ۔ یعنی ...
سکون کے واسطے اول داخل ہونا ضرور ہے۔ وہان ہے فکلوا منہا۔ یہان ہے وکلوا۔ پس داخل ہونے ...
ہے کہ حالت مقتضی ہے کھانے شئ مرغوب کی بعد داخل ہونے کے بخلاف سکون کے کہ سکونت حالت استمراری ...
لہذا واو مناسب ہے۔ وہان رغدا فرمایا۔ یہان نہین۔ کیونکہ بعد داخل ہونے کے کھانا بوسعت وفراخی ...
استمراری کے لہذا یہان ترک ہوا۔ وہان ہے ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ۔ یہان تقدیم وتاخیر ...
ہے تقدیم وتاخیر سے حالت یکسان ہے کیونکہ تقدیم وتاخیر کو معنی سے تعلق نہین ہے۔ وہان ہے خطایاکم ...
گناہ خواہ تھوڑے ہون یا بہت ہون اس دعاء وتضرع سے مغفور ہوجاوینگے۔ وہان ...
واو ہے۔ کیونکہ اوتعالیٰ عز وجل نے غفران عموما اور مزید براے محسنین خصوصا وعدہ فرمایا ...
کہنے والے نے کہا کہ بعد غفران کے کیا حاصل ہوگا تو کہا گیا کہ سنزید المحسنین۔ وہان ...
دیگر ہے یا انزال مشعر کثرت نہین اور یہی ابتداء مین ہوا پھر اسمین کثرت ہوئی پس ارسال ...
انبجست وانفجرت مذکور ہوچکی ہے۔ وہان ہے یفسقون اور یہان یظلمون۔ کیونکہ تبدیل ...
الٰہی سے خارج ہوکر فاسق بھی ہوے پس دونون حالتون کو ذکر کرکے انھین ہر دوام موجود ...
عز وجل کو ہے ہذا ملخص ما قال الرازی وغیرہ ف اوتعالیٰ عز وجل ...
بارہ راستہ تھے بقولہ وقطعناہم اثنتی عشرۃ اسباطا امما۔ اور موسیٰ کا پتھر کو ...
ہے کہ مشارب الٰہیت انکے دلون کے واسطے کشادہ ہوے کما فی قولہ واوحینا الیٰ موسیٰ اذ ...
نے عصاے عنایت سے سنگ ازل پر مارا جس سے ارواح موحدین ...

[illegible] مشاہدین و علوم سالکین و نیات صادقین و مزار انوار راضین و وجود المریدین کے واسطے
[illegible] بارہ چشمہ صفات خاصہ کے اہل عیان کی معرفت کے واسطے جاری ہوئے ازانجملہ عین القدم اور وہ مشرب
[illegible] ہے - ازانجملہ عین البقاء وہ مورد قلوب عارفین ہے - ازانجملہ عین الجمال اور وہ مورد عقول عاشقین ہے - ازانجملہ
عین الجلال یعنی تجلی [illegible] صفت خاصہ کی جو وجہ ہے کما فی قولہ و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام - یہ مشرب اسرار شائقین ہے ازانجملہ
عین الکمال وہ مشرب ہمم [illegible] ہے - ازانجملہ عین القدرۃ وہ مشرب دلہائے موقنین ہے - ازانجملہ عین العلوم وہ مشرب اہل طور المکاشفین
ہے - ازانجملہ عین صفت السمع وہ مشرب صدور مشاہدین ہے - ازانجملہ چشمہ صفت بصر وہ مشرب علوم سالکین ہے ازانجملہ چشمہ
جمع صدر بمعنی سینہ ۱۲
الکلام الازلی وہ مشرب نیات صادقین ہے - ازانجملہ چشمہ ارادت قدیمہ وہ مشرب الزار راضین ہے - ازانجملہ چشمہ حیات قدیمہ وہ
مشرب وجود مریدین یعنے اہل ارادت کا گھاٹ ہے - انفجار چشمہ قدم برائے ارواح موحدین ہے کیونکہ قدم تو اصل الاصل و
حقیقۃ عین الکل ہے اسی سے موحدین کے لیے انوار توحید کا انفتاح ہے اور کوئی موحد درجہ حقائق توحید کو نہ پہونچیگا جب تک اسکو
بحر قدم سے زلال حقیقت کا جام فضل پینا نصیب نہو اور یہ نوش ان ارواح کو حاصل ہوتا ہے جو قدم مین نعوت یا زدے قدم پروانہ
کرتی ہین اور یہ ارواح اس دریا سے کبھی الگ نہین ہوتی ہین کیونکہ حیات ابدی انکی اسی سے ہے اور دیگر صفات کی طرف بھی نہین
[illegible] الا ماشاء اللہ تعالے - انفتاح چشمہ بقاء تو وہ قلوب عارفین کے لیے ہے کیونکہ جمیع صفات کا مجمع وہی ہے بمعنی آنکہ وصول
انکا مقام بقاء تمام صفات سے وصول ہے اور یہ اصل دوم ہے اور یہین سے کشف صفات و شہود انوار الذات جلت کبریاؤہ حاصل
ہوتا ہے اور کوئی عارف درجہ معرفت کو نہین پہونچتا جب تک کہ جام زلال البقاء نوش نکرے خواہ بصفت سکر یا بصفت صحو اور بقاء
مستی بیہوشی ۱۲ ہوشیاری ۱۲
کے واسطے جسکا شکر جسقدر زیادہ ہو اسیقدر وہ صحو مین بڑھا ہوا ہے کیونکہ یہی بقاء موجب تمکین ہے اور جو بندگان عارف یہان پہونچے
وہ کسی اور طرف التفات نہین کرتے ہین کیونکہ انکے قلوب اس بحر ناپیدا کنار مین غرق ہوتے ہین اور بحر بقاء انکے واسطے ثابت ہے
جسکا کنارہ نہین ہے پس ہر دم انکو پیاس زیادہ ہے اور ہر لحظہ عجیب و غریب مقامات مین وصول ہے کہ اسکو اللہ تعالے ہی کا علم پاک
[illegible] ہے - انفتاح عین الجمال تو وہ عقول عاشقین کے لیے ہے کیونکہ جمال موجب عشق ہے اور کوئی عاشق بدرجہ عشق فائز
نہین ہوتا تاوقتیکہ جمال حق عزوجل جو وہم و خیال سے باہر ہے اسکو دیدار نصیب ہوا ہو اور یہ عقلین جنپر عوام نازان ہین اس مقام مین
[illegible] بالکل ہارتی ہین اور خود اسکو کبھی سکون نہین اور اسکی لذت سے کسی مقام [illegible] رجوع نہین ہے - ہا انبجاس
عین الجلال یعنی تجلی وجہ پاک ذو الجلال والاکرام وہ اسرار شائقین کے لیے ہے - قال المترجم وجہ سے صفت ذات قدیمہ مراد ہے
[illegible] یہ معنی نہین کہ چہرہ مانند چہرہ مخلوق یا ایسے معنی جو انسان کے وہم و خیال مین سماوین بلکہ ائمہ صحابہ رضوان اللہ تعالے
علیہم اجمعین و تابعین و محققین متکلمین و حضرات صوفیہ کرام سب متفق ہین کہ قولہ تعالے و یبقی وجہ ربک ذو الجلال و
الاکرام [illegible] - اور قولہ ید اللہ فوق ایدیہم - وغیرہ آیات مین وجہ و ید وغیرہ سے صفات ذاتیہ قدیمہ مراد
[illegible] علم و کلام [illegible] وغیرہ صفات باری تعالے وہم و خیال و قیاس سے باہر ہین ایسے ہی یہ صفات بھی ہین اور یہ بحث
[illegible] اور شیخ ابو نعیم صاحب حلیۃ الاولیاء نے ائمہ اولیاء مانند حضرت جنید و قطب عارف وغیرہم سے روایات
[illegible] ان سب کا یہی قول ہے کہ یہ صفات قدیمہ ہین جو وجہ و ید وغیرہ سے تعبیر ہین اور وجہ تعبیر سے او تعالے

۴۰ چشمہ صفت سمع [illegible] ۱۲

۴۰ [illegible] ۱۲

دانا تر ہی اہل ایمان کا طریقہ یہی ہی کہ اللہ تعالے عز وجل کی ذات وصفات پر اسطرح ایمان لاوین [illegible]
منزہ از وہم ونقص وعیوب ہی اور کسی چیز سے مانند ومشابہ نہین بلکہ کسی وہم وخیال وقیاس کو [illegible]
وہم وخیال کچھ تصور کرے وہ اسکا خیال خام ہی وہ اپنے تصور سے توبہ کرے اور اللہ تعالے پر ایمان [illegible]
قیاس وگمان ووہم * وز ہرچہ گفتہ اند وشنیدیم وخواندہ ایم * دفتر تمام گشت وبپایان رسید عمر [illegible]
ماندہ ایم * اب کلام شیخ کی طرف وہم وخیال چھوڑکر رجوع کرو - کہ الفتاح عین تجلی الوجہ سبحانہ [illegible]
کیونکہ یہ سکر عشاق کا سبب ہی اُن انوار کے دیدار سے یہ اسرار مست سکر ہوکر تا ابد ہیمان کے سامنے [illegible]
رجوع نہین لاتے ہین کیونکہ جملہ مقامات وحالات سے شوق لذیذ ترین احوال ہی اور عارفان منزل شوق [illegible]
تجلی الوجہ سبحانہ کے اس مرتبہ کو نہین پہونچتا ہی - الفتاح عین الجلال برائے ہم المحبین ہی کیونکہ جلال [illegible]
انکو دو سمندرون مین ڈالتا ہی ایک بحر ہیبت اور دوم بحر اجلال - پس اجلال سے انپر خوف چھا جاتا اور [illegible]
ہوجاتی ہی اور محبین کی صفات مین سے یہ دونون صفتین اخص ہین اور صفت جلال شامل بصفت جمال ہی [illegible]
جمال ظاہر ہوتا ہی اسیواسطے یہ ہمتین اوقات ظہور جلال مین فنا ہونے سے باقی بلکہ بصفت جمال راحت یافتہ ہوتی [illegible]
محب کو مشاہدہ جلال نہین حاصل ہوا وہ درجۂ محبت مین بدرجہ کمال نہین پہونچا اور یہ ہمتین اس شرب جلال سے [illegible]
منصرف ہوکر محل جمال کیطرف جاتی ہین تاکہ نور شوق وعشق کو اقتباس کرین اسلئے کہ جلال وجمال دونون کا [illegible]
چشمہ نور ہی اگرچہ وجہ تجلی وتاثیر مین تفاوت از راہ محل تجلی وظہور رہی - رہا انفجار عین القدرۃ تو وہ فواد موقنین [illegible]
قال المترجم واضح رہے کہ یہ وہم کرنا خطار ہی کہ موقنین وہ ہین جنکو یقین کامل حاصل ہی کیونکہ ایمان نام یقین [illegible]
یقین کامل نہو تب تک ایمان ہی ندارد ہی پھر درجۂ ولایت وتقرب کا کیا ذکر ہی بلکہ موقنین انکو باعتبار فوق مرتبہ الایمان [illegible]
کہا جاتا ہی - حاصل آنکہ اہل ایقان پر تجلی آثار قدرت ہوتی ہی - قال الشیخ پس اس تجلی سے موقنین کے افئدۃ الایقان [illegible]
ہین اور اسیواسطے اللہ تعالے جل جلالہ نے فرمایا وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین [illegible]
بسواتی آیات وافعال در حد التباس جاری ہی یعنے یہ صفت آسمان وزمین کی اشیاء مین افعال خاصہ کے [illegible]
ہی پس نور افعال موردی بدان جانب ہی او بنفس صفت بدون آیات کے بھی تجلی ہی پس جب نظر ہین التباس [illegible]
اور مظہر سے ظاہر کی طرف انتقال ہوا تو وہی عرفان ہی اور جب صرف وخلوص ہو تو موجب الایقان ہی قال [illegible]
کہ موقنین جنکو کہا جاتا ہی مراد وہ لوگ ہین کہ دوران الایقان مین اور اسی احاطہ ودائرہ مین [illegible]
موقنین انکو مجازاً کہتے ہین کیونکہ وہ ایقان کی راہ مین ہین اور جب اس حد کمال کو پہونچ گئے [illegible]
مترادف عرفان بایں معنی ہی اور عرف شرع مین اسکو احسان بتعبیر کیا جاتا ہی اور یہان سے ظاہر [illegible]
من الموقنین بمعنی ثانی ہی نہ بمعنی اول یعنے تاکہ مرتبہ عرفان کو پہونچے ہوئے [illegible]
فافہم - و قال الشیخ جب تجلی بدیدار آیات القدرت صرف ہو تو موجب الایقان ہی اور [illegible]
فواد کو اس ہر دو زلال سے جام وصال میسر ہوا ہو اور فواد موقنین اس سلسبیل قدرت کے [illegible]

[illegible] ہوکر قوت طیر بجانب مقامات علیہ مانند شہود دبیین وصفات دیگر حاصل کریں لیس یہ ہمتر [illegible] ہوتے ہیں کیونکہ اشیا میں تاثیرات قدرت بروصف لغائر ہیں اگرچہ عین صفت قدرت بذات خود ہر [illegible] معزہ ہے قلت الاجری بسبب تاثیر القدرۃ فی الانسان فانہ علی اشرف تفضیل عما سواہ من الاکوان وفی الرسل علی اشرف [illegible] من غیرہم وفی افضل الرسل اکمل من غیرہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والحمد للہ رب العالمین [illegible] قلت قد ارید تاثیر القدرۃ بالایجاد بساطۃ او ترکیبا وقد اختلف فی الاتحاد قلت مناقشۃ من داب المتفلسفۃ فلا التفت الیہا تاتی - رہا انفتاح عین العلوم الازلیہ تو وہ خواطر مکاشفین کے لیے ہے کیونکہ اسرار غیوب بلباس معلوم اہل کشف کی خواطر پر ظہور کرتے ہیں اور انکی چشم بصیرت کو مشاہدہ ذات وصفات دیتے ہیں اور اپنے فوائد سے نضارت وبہجت کا فیض پہونچاتے ہیں جس سے انوار معارف آلہیہ حاصل ہوتے ہیں اور جو کشف کہ بدون علم ہو وہ برحد کمال نہیں ہے اور علم کسی حال میں کشف سے مفارق نہیں کیونکہ کشف تو محل خطاب ہے اور خطاب موجب علم ہے لیکن بسا اوقات اتفاق ہوتا ہے کہ طریق حقیقت کے ضعفاء پر بوادی کشوف کا ظہور بالبداہۃ ہو جاتا ہے مگر وہ لوگ اس سے علوم آلہیہ عجیبہ میں سے کچھ بھی نہیں پاتے ہیں پھر جو خطرہ کہ اہل طریق کے واسطے آیا اگر ان دونوں منزل سے مشرف ہو تو محل ربانیت سے ناقص ہے یعنے اس خطرہ کو معارف علوم آلہیہ پر [illegible] کرنا چاہیے اگر خارج ہو تو اسکا دفع کرنا واجب ہے وقلت وقد اوصی بذلک جمع من ائمۃ الطریق رحمہم اللہ اور ان خواطر کا علم کا معدن علوم ازلیہ ہیں لیس از راہ حلاوت کشف وخطاب کے بہت لذیذ المشرب ہیں - رہا انفتاح عین السمع تو وہ سینہائے مشاہدین کے واسطے ہے جس سے انکو ایسے کان حاصل ہوتے ہیں کہ صفت سمع آلہی کا پرتو ہیں ان کانوں سے انکو عرش سے منتہائے [illegible] آلہیہ تک قضاء وقدر کے قلم چلنے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں انکو حق عزوجل سے بسمع حق عزوجل وہ سنائی دیتا ہے جو حق [illegible] فرماتا ہے قال تعالی او القی السمع وہو شہید - مترجم کہتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ قلم قدرت جس طور پر لکھکر خشک ہوا موافق اسکے جریان قضاء وقدر کے تحریر اقلام کو سنتے ہیں کہ ایسا وایسا ہوگا اور یہ صدور حاضرہ غیب الغیب ہیں انکو ہوا جس نفوس وصدمۂ تاریکیہائے [illegible] سے خبر بھی نہیں ہے پس وہ قبضۂ تقدیر میں ہیں نہ خود بولنا جانتے اور نہ غیر کی آواز سے خبر رکھتے ہیں قلت ومن ہہنا [illegible] قولہ وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی الآیۃ - کیف وہذا الذی ذکرہ لافراد الامۃ - بل الآیۃ الکریمۃ ترشدک الی فہم السر فتدبر [illegible] بندہ کہ اس سمع خاص سے سماع نہیں رکھتا وہ جرس وصال کی آواز سننے والا سینہ نہیں رکھتا ہے - رہا انفتاح عین البصر [illegible] علوم سالکین کے واسطے ہے اور یہی صفت ہے کہ جسکے انوار سے انپر راہ غیب کے علوم واحکام متشابہات ومغیبات کھلتے ہیں جو اس [illegible] نہیں پہونچا قلب اسکا اہل فراست کے مانند مشاہدہ غیوب نہیں رکھتا ہے - رہا انفتاح عین الکلام الازلی - وہ نیات صادقین [illegible] ہے اور یہ مشرب جمیع صفات کے مشارب کا ہے کیونکہ ہر صفت سے اس میں مزاج ہے کیونکہ جس بندہ صادق سے حق تعالے [illegible] کے ظہور سے جمیع صفات پر بصیر ہو جاتا ہے اور جملہ اسمار ونعوت کا عالم اور مشاہدہ کنندہ انوار ذات مع جمیع [illegible] ہوتا ہے اور نیت اسکی متعلق بجریان خطاب ازل ہوتی ہے جہان جاری ہوا اسی کے جریان پر چلتا اور جہان دائر ہوا اسی کے [illegible] سے وہ خطرات شک سے محفوظ ہے اور رقوم اخلاص سے مزین ہے جسکو اس مشرب سے شربت نہیں علاوہ معرفت [illegible] کیونکہ کلام سے اسکے پاس کلید معرفت ذات وصفات نہیں ہے - رہا انفتاح عین الارادۃ القدیمۃ جو ہر اسے مراد

نور الراضین ہی وہ اسواسطے کہ ارادہ الٰہی پر بندہ کی رضامندی یہ ہی کہ از ارادت حاصل ہوا [illegible]
ارادہ کا زائل کرنے والا ہی پھر مزار اہل رضا رسے دیگر ارادت زائل ہوگئے [illegible] نقطہ ارادہ [illegible]
سے لباس ملتا ہی حتی کہ راضی کا ارادہ بس وہی ارادہ حق تعالے ہوتا ہی پس اسی ارادہ [illegible]
اور یہ رضا از رضوان الٰہی ہی پس ارادہ ورضا ہر دو نور از معدن اصل ہوئے اور بندہ [illegible] ارادہ [illegible]
کما قال اللہ تعالے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ الآیۃ۔ اور یہ سب اس بندے کے لیے سابق حکم [illegible]
اسکی تجلی واقع ہوتی ہی تو بدون علت اکتساب اور بدون اپنی طاقت وقوت کے اس سے متصف ہوتا ہی [illegible]
تو وہ وجود مریدین کے لیے ہی کیونکہ مرید اپنی حیات معرفت سے مردہ ہوتا ہی اسکو اللہ تعالے آب حیات سے [illegible]
کبھی نہین مرتا اسی سے کہا گیا کہ بندگان عارف مرتے نہین ہین پس مرید اس آبحیات سے سیر ہو کر دیدار جمیع صفات [illegible]
ستقیم ہو جاتا ہی کہ یہی اصل جمیع صفات ہی گو یا جملہ صفات اس سے قائم ہین جب تک یہ شربت نہین پاتا اسکی ہمت [illegible]
جبروت مین پڑنے کی وسعت نہین ہوتی اور جواہر صفات وحکمت وعلم کو نہین دیکھتا ہی بالجملہ انہین سے ہر گز [illegible]
کی معرفت ہی کما قال تعالے قد علم کل اناس مشربہم پس ہر ایک کے واسطے جو راہ اللہ تعالے کی درگاہ کو ہی یعنی سلب [illegible]
جاذب وظہور صفت والقاء السمع واستماع خطاب وغیرہ اسکو پہچانتا ہی اور منتہی ومقصد معلوم ہی۔ روی عن علی بن موسی [illegible]
عن جعفر بن محمد علیہم السلام۔ کہا کہ معرفت سے بارہ چشمہ جاری ہوئے ہر مرتبہ والا انمین سے کسی چشمہ سے سیراب ہی پس اول [illegible]
دوم چشمہ عبودیت۔ سوم اخلاص۔ چہارم صدق۔ پنجم تواضع۔ ششم رضا وتفویض۔ ہفتم سکینہ ووقار۔ ہشتم سخاوت [illegible]
بکرم باری تعالے۔ نہم چشمہ یقین۔ دہم فضل۔ یازدہم محبت۔ دوازدہم انس وخلوت۔ یہ جو عین معرفت ہی اور [illegible]
یہ چشمہائے متعدد روان ہین جنسے کسی چشمہ سے پیا وہ اس سے بالا مقام سے طے کرتا ہی یہان تک کہ عین الیقین تک [illegible]
متحقق بحق عزوجل ہو جاتا ہی اور بعض نے کہا کہ ہر سالک کو اس راہ کا سلوک ظاہر ہوا اور اسکے آثار ظاہر ہوئے اور [illegible]
انوار وحقایق کی برکات نمایان ہوے۔ یہ علم سے اشارہ ہی انتہی بانی العرائس۔ پھر واضح ہو کہ یہود نے باوجود [illegible]
کی صفت مبارک اپنی کتابون مین بطریق وصیت از اسلاف پاتے تھے حتی کہ جیسے باپ اپنے بیٹے کو پہچانتا ہی [illegible]
شبہہ نہین ہوتا اسطرح پہچانتے تھے کما قال تعالے یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم۔ لیکن جب اس نعمت کی [illegible]
وتوبیخ ہو گئی اور انکے آباؤ اجداد کے کفران نعمت کا ذکر اس کلام پاک مین ہو چکا اور آئندہ بطریق [illegible]

وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي [illegible]

اور پوچھ انسے احوال اس بستی کا کہ تھی کنارے دریا کے [illegible]

تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ [illegible]

آنے لگین ان پاس مچھلیان [illegible] اور جس دن [illegible] پانی کے اوپر [illegible] ہفتے کے دن

نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ

ہم آزمانے لگے انکو [illegible]

[illegible] اے محمد ان یہود سے جو اس زمانہ مین تیرے جوار یعنی مدینہ مین موجود ہین - یہ آیات اس سورہ مکیہ
[illegible] سبق [illegible] یہ سوال بطریق دریافت علم نہین بلکہ بطور توبیخ و ملامت ہے - اسکے ضمن مین فائدہ جلیلہ یہ ہے
[illegible] لین کہ نبی امی صلعم کو یہ حال معلوم ہے پس خواہ مخواہ وحی الٰہی عزوجل ہے - قال ابن کثیر رح ان یہود سے انکے اسلاف
کا حال پوچھ کہ وہ بیان کرین کہ جنھون نے حکم الٰہی سے مخالفت کی انکے حیلہ گری وحد سے تجاوز وفسق پر کیونکر اچانک عذاب الٰہی
[illegible] گرفتار ہوے [illegible] انکو تحذیر فرما کہ میری نعت وصفت اپنی کتابون مین پاکر چھپانے اور لوگون کو گمراہ کرنے مین ناگاہ
عذاب سے [illegible] ہون - حاصل آنکہ یہود سے بطور ملامت و سرزنش کے پوچھ کر بیان کرنے دے عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي
كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اس قریہ کا حال جو حاضرۃ البحر تھا - کہ اس قریہ کا کیا حال تھا اور اسکے لوگون پر کیا گزرا اور کیون گزرا
حاصل آنکہ وہ لوگ اسکا انکار نہین کرسکتے - قریہ گانون و شہر - اور حاضرۃ البحر جو سمندر و دریا کنارے یا قریب ہو - اور مراد
بحر قلزم ہے اور قریہ کا نام شیخ حافظ ومفسر رح وغیرہ نے ایلہ لکھا جو درمیان مدین وطور کے ہے کذا رواہ محمد بن اسحاق من طریق
عکرمہ عن ابن عباس وہو قول عکرمہ ومجاہد وقتادہ والسدی - وقیل مدین وہو روایۃ عن ابن عباس - وعن الزہری وطبریہ شام ہے
جو بحیرہ طبریہ کے کنارے ہے - وفیہا اقوال اُخر - إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ اے یعتدون فی السبت بصید السمک وقد نہوا
عنہ فیہ - جبکہ تجاوز کرتے تھے قریہ والے سبت مین مچھلیون کے شکار کرنے سے حالانکہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبانی یہ لوگ
اس فعل سے اس دن مین منع کیے گئے تھے - سَبْت بسکون ثانی روز سنیچر اور اسمین تجاوز سے یہ مراد کہ اس دن سوا سے
عبادت کے اور کام حرام کیے گئے تھے پس اس دن مین حدود الٰہی سے تجاوز کرتے - ظرف اذ متعلق کانت یا حاضرۃ یا مضاف
محذوف یعنی خبر القریۃ یا اس سے بدل اشتمال ہے کذا ذکرہ البیضاوی - یعنی دریافت کر خبر اہل قریہ کی وقت انکے تجاوز کرنے کے
روز سبت مین - إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا اذ ظرف ہے یعدون کا اے یعدون وقت اتیان
الحیتان - یا بدل بعد بدل ہے کذا قال البیضاوی وبدل کا بدل مشہور آنکہ جائز نہین ہے لیکن حق یہ کہ روا ہے - حیتان جمع حوت
بمانند حیلان وجدران وغیرہ اور حیتان کی اضافت ان لوگون کی طرف بسبب مزید اختصاص کے اسطرح آنے مین ہے اور یوم سبتہم
اے یوم تعظیمہم السبت یعنی اس دن کہ تعظیم کرتے تھے حکم سبت کی پس مصدر ہے یقال سبتت الیہود - تعظیم کی یہود نے سبت
کی بدین طریق کہ عبادت کے واسطے سب کامون سے الگ ہو گئے اور بعض نے کہا کہ روز سنیچر کا نام مراد ہے اور اضافت اس جہت سے
کہ اسمین انکے احکام خاص تھے بمانند جمعۃ المومنین کے - اور شُرَّعًا حال از حیتان ہے یقال شرع علینا - یعنی نزدیک ہوا اور
[illegible] ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی کہ شرعاً یعنی ظاہر بروے آب - قال العوفی عنہ - یعنی ظاہر از ہر مقام
حاصل آنکہ جب کہ آتی تھین انکی مچھلیان انکے سبت کے روز مین درحالیکہ پانی پر ہر جگہ سے ظاہر ہوتی تھین - وَيَوْمَ
لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ ایک قرأۃ مین لا یُسبتون از اسبات ہے بضم الیاء التحتیہ وکسر باء موحدہ یعنی آنکہ اور جس دن کہ
تعظیم نہ کرتے تھے [illegible] یعنی سوائے سنیچر کے دیگر ایام مین مچھلیان نہین آتی تھین اور یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے امتحان
تھا كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ اے مثل ذلک الابتلاء نبلوہم بسبب فسقہم - یعنی مثل اس ابتلاء کے ہمنے
[illegible] ابتلا مین ڈالا بسبب انکے فسق کے - وفی الکمالین وغیرہ - مروی ہے کہ ان لوگون کی بسر اوقات بیشتر مچھلیون کے

شکار پر تھی اور نہیں سنیچر کے روز سمندر مین کوئی مچھلی نہین بچتی تھی جو سمندر کے کنارے آکر نمودار نہ ہو
یہ امتحان تھا جسکو وہ لوگ دریا کا ریلا تصور کرتے تھے اور بعد سنیچر کے نہین آتی تھیں پس ان لوگون نے
حوض بنائے جنمین وہ مچھلیاں گر پڑتی تھیں اتوار کو انکو پکڑ لاتے اور جب کچھ عذاب نہ دیکھا تو دلیر ہو گئے
لہذا علماء رحمہم اللہ نے شرع مین حیلہ جو عموم نص سے خلاف یعنی احتیال ہو منع فرمایا اور بعض نے حرام
الٰہی کی حرمت مین تجاوز ہوتا ہو قال الفقیہ ابن بطہ رح حدثنا احمد بن محمد بن مسلم حدثنا الحسن بن محمد
بن ہارون حدثنا محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مت مرتکب ہو
چیز کے جسکے یہود مرتکب ہوئے پس ادنی حیلہ سے انھون نے محارم الٰہی کو حلال کر لینا تصور کر لیا۔ قال الحافظ
بن محمد بن مسلم ہذا ذکرہ الخطیب فی تاریخہ ووثقہ وباقی رجالہ ثقات مشہورون وکثیرا ما یصحح الترمذی بمثل ہذا الاسناد
کہ جب ان لوگون نے مچھلیون کا شکار کیا تو اہل شہر کے تین فریق ہو گئے ایک تہائی نے تو مچھلیون کو شکار کیا اور ایک
انکو منع کیا حتی کہ جب نہ مانے تو شہر کے اندر دیوار کھینچکر اپنا ٹکڑا الگ کر لیا اور تیسرون نے نہ شکار کیا اور نہ منع کیا پھر اللہ تعالیٰ
نے ان سب کا حال اور منع کرنے والون اور نہ منع کرنے والون کی گفتگو بیان فرمائی۔

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا
اور جب بولا ایک فرقہ انمین کیون نصیحت کرتے ہو ایسے لوگون کو اللہ چاہتا ہو انکو ہلاک کرے یا انکو عذاب کرے

شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا
سخت بولے الزام اتارنے کو تمہارے رب کے آگے اور شاید وہ ڈرین پھر جب بھول گئے جو انکو سمجھایا تھا

بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْۗءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَىِٕيْسٍۢ
بچا لیا ہم نے جو منع کرتے تھے برے کام سے اور پکڑا گنہگارون کو برے عذاب مین بدلا

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ
انکی بے حکمی کا پھر جب بڑھنے لگے جس کام سے منع ہوا تھا ہم نے حکم دیا کہ ہو جاؤ بندر پھٹکارے

واذ یہ عطف ہی پہلے اذ پر۔ قالت امۃ منھم لم تصد ولم تنہ لمن نہی۔ اور جب کہا انمین سے ایک گروہ نے جس
نے خود شکار کیا اور نہ شکاریون کو منع کیا تھا ایسے گروہ سے جو شکاریون کو منع کرتا تھا۔ قولہ لم تصد ولم تنہ
لمن نہی۔ متعلق قالت ہی یعنے فرقہ ساکت نے فرقہ منع کنندہ سے کہا کہ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ
عَذَابًا شَدِيْدًا کیون تم نصیحت کرتے ہو ایسی قوم کو جنکو اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہی یا
ان لوگون نے بطریق غالب گمان کے کہی کیونکہ عادت الٰہی جاری تھی کہ نافرمانی پر
تو عذاب شدید دیا۔ اور اس سے تین فرقہ کا ہونا ظاہر ہی کہ ایک کہنے والا
اور یہی متعدد روایات مین ابن عباس رض وغیرہم سے مروی ہی اور یہی جمہور کا قول
فرقہ اور سرون کو کہتا کہ باز رہو ورنہ عذاب مین پڑو گے تو اس مقام پر دو قول

[illegible] کیون کرتے ہو جنکو تمھارے زعم مین اللہ تعالی ہلاک کرنے والا یا عذاب دینے والا ہی - مترجم
[illegible] وہی فرقہ [illegible] بعض نے جو یہ معنی بیان کیے ہین یہ وہم ہی چنانچہ آئندہ تحقیق آویگی انشاء اللہ تعالی
[illegible] جمہور نے بیان کیا یعنی شکار کنندہ کے سواے باقی نیک بندون مین سے بعض نے بعض سے کہا کہ انکو کیا
[illegible] بعض [illegible] معلوم ہوتا ہی - قَالُوا منع کنندہ فرقہ نے جواب دیا کہ - مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ ہذہ
[illegible] معذرة [illegible] ربکم لئلا ننسبنا الی التقصیر فی ترک النہی - یعنی یہ وعظ ہمارا معذرت ہی کہ جو تمھارے پروردگار کے
[illegible] عذر کرینگے کہ اللہ تعالے کی جناب پاک سے ہمپر یہ قصور نہو کہ ہم نے فسق کرنے والون کو ممانعت نہین کی کیونکہ اوتعالی نے
[illegible] واجب کردیا ہی کہ ہم معروف شرعی کا حکم کرین اور منکر شرعی سے منع کرین اور اسواسطے کہ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ شاید یہ لوگ
[illegible] معصیت کے جرم سے باز آوین و پرہیز کرین - پس عذاب سے بچ جاوین - واضح ہو کہ یہ تفسیر بنا بر قراءة معذرةٌ بالرفع ہی اور
[illegible] مفسر رح نے اختیار کیا اور حفص رح کی قراءة مین معذرةً بالنصب ہی پس مفعول لہ ہی یعنی از براے معذرت بسوے پروردگار
[illegible] یا مفعول مطلق اے اعتذرنا معذرةً - ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رض سے اس قصہ مین
روایت کی کہ قولہ تعالے یوم لایسبتون لاتاتیہم کذلک نبلوہم الآیة - یعنی جب سنیچر کا روز گذر جاتا تو مچھلیون پر قدرت نہین پاتے
تھے پھر اسی حال پر وہ لوگ ایک مدت تک جب تک اللہ تعالے نے چاہا قائم رہے پھر (ایک شخص نے کٹیا سے ایک مچھلی گرفتار کی
[illegible] کٹیا مین پھنسی رہی جسکی ڈوری کنارے بندھی تھی وہ اُسنے اتوار کو پکڑکر بھونی اور لوگون نے آخر خوشبو سے پتا لگا کر لالچ کیا
[illegible] رفتہ رفتہ ایک گروہ سنیچر کو بھی کرنے لگا - کما فی روایة عبدالرزاق و محمد بن اسحاق من طریق عکرمہ عنہ بالجملة) انمین سے ایک گروہ نے
سنیچر کے روز مچھلیان پکڑین حالانکہ منع کیے گئے تھے اور باقیون نے اُنکو سمجھایا اور اس سے منع کیا اور کہا کہ تم سنیچر کے روز یہ حرام
کیا گیا ہی تم ایسا کرتے ہو مگر انکو کچھ فائدہ نہوا پھر جب زمانہ دراز گزرا تو منع کرنے والون مین سے ایک گروہ خاموش ہوا اور کچھ لوگ تب بھی
سمجھاتے رہے اُنسے ان لوگون نے کہا کہ تم جان چکے کہ یہ لوگ ایسی قوم ہی جنپر عذاب ثابت ہوچکا پھر تم کیا ایسی قوم کو سمجھاتے ہو جنکو
[illegible] تعالے ہلاک یا عذاب کرنے والا ہی - حالانکہ یہ کہنے والا فرقہ بہ نسبت سمجھانے والے فرقہ کے شکار مارنے والون پر سخت غضبناک تھا
انھون نے جواب دیا کہ معذرة الی ربکم و لعلہم یتقون - اور پہلے یہ دونون فریق ان گناہ کرنے والون کو سمجھاتے تھے پھر جب عذاب
[illegible] یہ دونون گروہ بچ گئے جنمین سے ایک کا یہ قول ہی کہ لم تعظون قوما الخ اور دوسرا جنکا قول ہی کہ معذرة الی ربکم الخ - اور رہے
[illegible] انکو بندر کردیا گیا - وقد روی العوفی عنہ قریبا من ہذا - فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ اے فلما ترکوا ما وعظوا
[illegible] پھر جب عمل چھوڑا گنہگارون نے اس نصیحت کو جس سے سمجھائے گئے تھے پس باز نہ آئے تو عذاب آیا پس - أَنجَيْنَا
[illegible] عَنِ السُّوءِ نجات دیدی ہمنے اپنے فضل سے ان لوگون کو جو منع کرتے تھے قوم فاسق کو بدکاری سے -
[illegible] الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ بئیس فعیل از بؤس ہی لہذا مفسر رح نے شدید سے
[illegible] بسبب [illegible] یعنی اور پکڑ لیا ہم نے ان لوگون کو جنھون نے حد سے تجاوز کرنے مین ظلم کیا ساتھ عذاب شدید کے
[illegible] یعنی حکم کی پابندی سے باہر ہوجانے کے - فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا
[illegible] پھر جب سرکشی کی اس نافرمانی کرنے والون نے اس چیز سے جس سے وہ منع کیے گئے تھے تو ہم نے اُنسے کہدیا کہ

Marfat.com

ہوجاؤ بندر ذلیل خوار - پس ایسے ہی بندر ہوگئے - یہ عذاب شدید کی تفصیل ہی اور شاید کہ
عصیان کے ہوئے تھے پھر ممانعت سے سرکشی کرنے پر وہ عذاب شدید نازل ہوگیا اور
کیونکہ گنہگاروں کے ٹکڑے کا دروازہ بند تھا جب صبح کو آواز نہ آئی تو صالحین نے ایک شخص کو
ہوئے پڑے ہیں پس جب یہ لوگ داخل ہوئے تو اپنے کسی رشتہ دار کو نہیں پہچانتے تھے مگر بندر
آتے اور انکے کپڑے سونگھتے اور روتے تھے اور یہ لوگ کہتے کہ ہم نے تم سے منع کیا تھا
بعد تین روز کے سب ہلاک ہوگئے اور یہ بھی انکی ذلت وخواری تھی کہ بندروں کی طرح کسی خرارت کی
کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ جو فرقہ ساکت رہا تھا اسکے ساتھ کیا ہوا اور عکرمہ رح نے کہا کہ وہ ہلاک
اسنے ان نافرمانوں کا فسق بُرا جانا تھا چنانچہ کہا لم تعظون قوما الخ اور حاکم نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ انھوں نے
کو اختیار کیا اور انکو بہت پسند آیا - مترجم کہتا ہی کہ عبد الرزاق نے بھی عکرمہ رح سے ابن عباس رض کا اپنے قول کی طرف
قصہ روایت کیا اور اسمین ہی کہ ابن عباس رض نے مجھے اسپر ایک جوڑا لباس پہنایا - اور علی بن ابی طلحہ رح نے
کیا وہ قول جید ہی فتامل فیہ - محمد بن اسحاق نے عکرمہ کے طریق سے ابن عباس رض سے روایت کی کہ یہود نے روز سنیچر کو اپنے
عبادت کے واسطے لازم کیا اور بدون حکم کے بدعت نکالی تھی کہ اینر حکم سے لازم کیا گیا پھر اسی مین وہ مبتلا کیے گئے پھر تمام قصہ
واضح ہو کہ آیت مین امر معروف ونہی منکر کی بہت واجبی شان ظاہر ہی اور مدارک مین ہی کہ واے برحال اہل اسلام کہ عموماً اس
غفلت ہی اور سابق مین تفسیر قولہ کانوا لا یتناہون عن منکر فعلوہ الآیہ تفصیل گذر چکی ہی اور یہی سرکشی باعث غضب ہوئی

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ

اور وہ وقت یاد کرو کہ خبر کردی تیرے رب نے البتہ کھڑا رکھے گا یہود پر قیامت کے دن تک کوئی شخص کہ دیا کرے انکو

سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ښ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

بُری مار تیرا رب شتاب سزا دیتا ہی اور وہ بخشتا ہی

وَاِذْ تَاَذَّنَ اَعْلَمَ - یعنی تاذن بمعنی اَعْلَمَ ہی اور یہی مجاہد رح سے مروی ہی اور بیضاوی رح نے ذکر کیا کہ تاذن تفعل
ایذان - اور اسی کے معنی مین ہی جیسے توعد وایعاد یعنی آگاہ کیا - یا بمعنی عزم ہی کیونکہ جو شخص کسی کام کو کیا چاہتا ہی وہ اپنے آپ
پہلے اسکے کرنے سے ایذان دیتا ہی - وقال الحافظ سوائے مجاہد رح کے دیگر ائمہ تفسیر نے کہا کہ تاذن بمعنی اذن ہی یعنی
لفظ وقوت کلام مین معنی قسم کا افادہ ہی - بیضاوی رح نے کہا کہ قولہ واذ تاذن رَبُّكَ اور
دیدیا تیرے پروردگار نے - یہ بمانند علم اللہ وشہد اللہ کے مفید قسم ہی اسی واسطے جواب
البتہ مبعوث فرمائیگا یہود پر - اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ روز قیامت تک - مَنْ يَّسُوْمُهُمْ
کو جو چکھادیگا انکو بڑا عذاب - حاصل آنکہ یہود کی سرکشی وحیلہ گری وانبیاء علیہم السلام کے قتل کی
عز وجل نے موافق علم مقدر کے آگاہ فرمایا کہ اب اوقات ان یہودیوں کو قیامت تک پہنچانہ مین
جو انکو بڑا عذاب چکھادے سا بنر سلیمان علیہ السلام سلطان کیے گئے اور پھر انکے بابل کا

Marfat.com

[illegible] الا [illegible] نے انکو خوب قتل کیا اور انکے عائد کو قید کرکے لیگیا اور انپر جزیہ وخراج باندھا پھر [illegible]
یہان مجوس [illegible] مین رہے یہانتک کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ نے انپر جزیہ باندھا
[illegible] نے کہاکہ [illegible] تا قیامت انپر جاری رہیگا - وقال الحافظ آخر حال یہود کا یہ ہوگا کہ وہ مسیح دجال کے ساتھ
[illegible] ہونگے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اہل ایمان لوگ انکو مع دجال قتل کرینگے - رازی وغیرہ نے کہاکہ برابر انپر جزیہ ثابت
رہیگا یہانتک کہ [illegible] پھر وہ سوائے اسلام کے جزیہ نہ قبول کرینگے پھر یہان یہ سوال ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی شرع [illegible] اسلام لاوین یا جزیہ دیوین ورنہ قتل کیے جاوین - پھر عیسیٰؑ خلاف شریعت آنحضرت صلعم پر کیونکر حکم کرینگے جواب
[illegible] تا زمانہ نزول عیسیٰؑ ہی کیونکہ احادیث مشہورہ مین مصرح ہی کہ عیسیٰؑ اترکر سوائے اسلام کے کچھ جزیہ وغیرہ
نہین قبول کریگا - مترجم کہتا ہی کہ آیت کریمہ مین - من یسومھم سوء العذاب - ہی اور یہ جزیہ وغیرہ سے اعم ہی پس بزور شمشیر انکو
[illegible] کرکے مسلمان کرنا قبل اسلام لانے کے انپر عذاب ہی اور بعد اسلام کے وہ مسلمان ہوگئے فافہم پھر آیت کریمہ مین بہت بڑا
معجزہ ہی جو قطعاً آنحضرت صلعم کی صدق رسالت و قرآن مجید کی حقیت پر دلالت کرتا ہی کیونکہ خبر غیب ہی اور صریح معلوم کہ اسوقت تک
کوئی یہودی کہین بادشاہ مختار نہین ہوا پس اہل کتاب سے افسوس ہی کہ قرآن مجید مین غور نہین کرتے ہین - اور نیز آیت مین
اہل اسلام کو بھی سخت تہدید ہی کہ یہودیون کے مانند مخالفت حکم اللہ تعالے و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پرہیز کرین
اِنَّ رَبَّکَ لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ یہ ان مخلوق کے لیے ہی جو اوتعالے جل جلالہ و اسکے رسول صلعم کی نافرمانی کرین
وَاِنَّہٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یہ ان بندون کے لیے ہی جو اللہ تعالیٰ و اسکے رسول کی فرمانبرداری و طاعت کرین کما فی قولہ تعالیٰ فاصبروا وصابروا
ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون - فی العرائس قولہ ان ربک لسریع العقاب الآیۃ - حجاب وتجلی کثر لحہ مین طاری ہوتی ہین اور
لطف قدیم وقہر قدیم پے درپے آتے ہین پس انہین سے قبض وحجاب ہوتا اور کشف وتجلی ہوتی ہی اور بعض نے فرمایا کہ سریع العقاب سے [illegible]
[illegible] مجید مین بھی اشارہ سے عقوبت حجاب ثابت ہی - پھر اوتعالیٰ نے انکے درمیان نیک لوگون و اسلام لانیوالون ابتدائی حالت اون کو بیان فرمایا

وَقَطَّعْنٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْھُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْھُمْ دُوْنَ ذٰلِکَ ۡ وَبَلَوْنٰھُمْ

[illegible] انکو ملک مین فرقے فرقے بعضے انمین نیک اور بعضے اور طرح کے اور آزمایا انکو

[illegible] حَسَنٰتِ وَالسَّیِّاٰتِ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝ فَخَلَفَ [illegible] بَعْدِھِمْ خَلْفٌ

[illegible] شاید وہ پھر آوین پھر انکے پیچھے آئے ناخلف

[illegible] الْکِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ ھٰذَا الْاَدْنٰی وَیَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَا

[illegible] اسباب اس ادنیٰ زندگی کا اور کہتے ہین ہمکو معاف ہوگا

[illegible] یَّاْتِھِمْ عَرَضٌ مِّثْلُہٗ یَاْخُذُوْہُ ؕ اَلَمْ یُؤْخَذْ عَلَیْھِمْ مِّیْثَاقُ الْکِتٰبِ

[illegible] توسے لیویہ کہ نہین لیا اون عہد کتاب کے حق مین

[illegible] عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِیْہِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ

[illegible] اور پڑھے جو لکھا ہی اسمین اور پچھلا گھر بہتر ہے

يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ [illegible]

ڈرنے والون کو کیا تمکو بوجھ نہین اور جو لوگ پکڑ رہے ہین کتاب [illegible]

وَقَطَّعْنٰهُمْ اور متفرق و منتشر کردیا ہم نے انکو – فِي الْاَرْضِ اُمَمًا [illegible]
درحالیکہ فرق فرق منتشر کیے گئے زمین اس حیثیت سے کہ قریب ہی کہ کوئی جہت ایسے خالی [illegible]
اتفاق و اجتماع سے شوکت حاصل ہو – مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ بعضے انمین سے [illegible]
لوگ ہین جو قبل تحریف توریت کے راہ پر تھے جیسا کہ قولہ نخلف من بعدہم دلالت کرتا ہو – وَمِنْهُمْ [illegible]
ومنہم ناس دون ذلک – اور بعضے انمین ایسے لوگ ہین کہ صالحین سے دون مرتبہ ہین یعنے فاسق [illegible]
محذوف ہی – وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ اور آزمایا ہم نے انکو ساتھ بھلائی یعنے نعمتون اور [illegible]
وَالسَّيِّاٰتِ اور ساتھ برائی یعنے فقر و محتاجی و تنگی و امراض وغیرہ کے – لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ [illegible]
سے حکم الٰہی کیطرف رجوع کر جاوین – فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ بسکون لام بمعنی اولاد [illegible]
ہو یا کوئی اور چیز ہو اور یہان بسکون لام ہی اور وہ اولاد بد کو بولتے ہین جیسے بفتح لام بمعنی نیک [illegible]
جو صفت قرار دیا گیا اسی سے واحد و جمع پر آتا ہی معنی آنکہ ان لوگون کے بعد بد تر اولاد انکی قائمقام [illegible]
ہین جو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین تھے – وَّرِثُوا الْكِتٰبَ جملہ صفت خلف [illegible]
کے اپنے باپ دادون سے یعنی انکے ہاتھ آئی کہ اسکو پڑھتے ہین اور اسمین جو حکم ہین انکو سمجھتے ہین لیکن [illegible]
عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى اے یاخذون حطام ہذا الشی الادنی یعنی الدنیا من حلال وحرام یعنی [illegible]
دنیا کو خواہ حلال ہو یا حرام ہو – عرض بفتحتین تمام متاع دنیا – وبسکون راء مہملہ سوائے درم و دینار کے [illegible]
درم و دینار کے اموال منقولہ سے مخصوص ہی اور یہان اول مراد ہی اور ادنی اگر دنو سی ہی تو بسبب کمال [illegible]
دنارة سے ماخوذ ہی تو بسبب کمال حقارت کے بمقابلہ نعمتہاے آخرت کے یا بمعنی مراد [illegible]
پر اسقدر حریص ہین کہ جو کچھ ملتا ہی خواہ بوجہ حلال ہو یا حرام ہو اسکو لے لیتے ہین – وَيَقُوْلُوْنَ [illegible]
عنقریب ہمارے واسطے مغفرت کی جاویگی جو ہماری حرکت ہی – اور یہ انکو یقین و دلیری اسوجہ سے [illegible]
کردیا بلکہ انکا حال یہ کہ – وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ اور اگر آجاوے انکے [illegible]
بھی لے لیوین – یعنی گناہ پر اصرار و ہٹ کیے جاتے ہین اور بیہودہ دعوے کرتے ہین [illegible]
کوئی نہ جائیگا اور کہتے کہ سوائے ایام معدودات کے ہمکو آگ نہ چھوئیگی – پس صاحب الکشاف نے جو [illegible]
کی طرح بدون توبہ کیے مرجانے والے کی مغفرت کے قائل ہین تو یہ صاحب الکشاف [illegible]
ہین بھی یون قطعی حکم نہین لگاتے اور غالب گمان پر بنظر کرم الٰہی عز و جل کے مغفرت جانتے ہین [illegible]
عہد مین انکا یہ اعتقاد کہان ہی ہان یون کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو [illegible]
اپنی مغفرت کے مدعی تھے اور اللہ تعالیٰ نے رد کردیا بقولہ – اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ [illegible]

[illegible] ہی اور اس کلام سے ایک تو نہیں باوجود عدم توبہ کے مغفرت پر قطع کرنے ہین توبیخ فرمائی اور
[illegible] افترا ہی اللہ تعالے پر اور سوم انکا فعل فسق ہی کہ میثاق توریت سے خروج ہی - وقولہ تعالی وَدَرَسُوْا
[illegible] نے جو کتاب مین ہی - حالانکہ توریت مین گناہ پر اصرار کیے جانے کے باوجود مغفرت کا وعدہ نہین ہی
[illegible] ان لوگون نے مغفرت کی نسبت اللہ تعالے کی طرف کی - پس افترا کیا - مفسرین نے اس کلام کی وجہ
[illegible] بعض مفسر رح نے کہا کہ یوخذ پر عطف ہی - قال فی الکمالین یعنے ازراہ معنی کے عطف ہی یعنی اخذ علیہم میثاق
[illegible] ودرسوا ما فیہ - اور بعض نے دونون پر استفہام کا داخل ہونا تجویز کیا - مترجم کہتا ہی کہ استفہام تقریری کے طور پر
[illegible] نے اختیار کیا یہ گفتگو ہی - اور بیضاوی رح مین ہی کہ الم یوخذ پر عطف ازراہ معنی ہی یعنے گویا یون کہا گیا - وقد اخذ علیہم
میثاق الکتاب وقد درسوا ما فیہ - مترجم کہتا ہی کہ یہی اوجہ ہی اور بیضاوی وغیرہ نے تجویز کیا کہ ورثوا پر بھی عطف ہوسکتا ہی یعنی
[illegible] الکتاب ودرسوا ما فیہ - پس درمیان مین جملہ معترضہ ہی اور ازراہ معنی بیوجیہ ہی مگر لفظ مین بعد ہی - پھر شیخ ابن کثیر رح نے ذکر
کیا کہ سدی رح نے اسکی تفسیر مین کہا کہ بنی اسرائیل مین جو قاضی ہوتا تھا وہ حکم مین رشوت لینا شروع کرتا اور انمین سے نیک لوگ
جمع ہوکر عہد لیتے کہ تحریف و رشوت لینا نہ کرین پھر جب طعن کرنے والون مین سے کوئی بجاے اسکے ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا کما فی
قولہ وان یاتہم عرض مثلہ یاخذوہ - ولیکن جو جمہور کی تفسیر ہی وہ اوپر مذکور ہوئی اور میثاق الکتاب سے وہ مراد ہی جو قولہ واذ
اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولاتکتمونہ الآیۃ - مین مذکور ہی پس یہود کا رشوت لینا اور حکم حق چھپانا اور تحریف
کرنا اور نعت محمد صلعم کو لوگون سے بیان نہ کرنا پھر مغفرت کے مدعی ہونا باوجود توبہ نہین کرنے اور اصرار کیے جانے کے سب خلاف
عہد میثاق تھا - واضح ہو کہ حکم آیت عام ہی حتی کہ اہل اسلام مین سے بھی جو علماء اس صفت پر ہون وہ مصداق اس وعید
[illegible] کے ہونگے بدلیل آنکہ ابن جریج رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ برابر وہ لوگ اپنے گناہون مین عود کرتے اور توبہ نہین کرتے
پھر اللہ تعالے سے مغفرت کی مدعی تھے اور ابن عباس رض سے یہ آیت پوچھی گئی تو فرمایا کہ اقوام ہین کہ دنیا پر جھکے ہوئے ہین اسکو
حرام و حلال جس طرح پاتے ہین کھائے جاتے ہین اور کہتے ہین کہ عنقریب ہماری مغفرت کی جائیگی اور دنیا مین سے کوئی چیز انکے
سامنے عارض نہین ہوتی مگر آنکہ اسکو ضرور لے لیتے ہین - مجاہد رح نے کہا کہ نصاری ہین جو اس دنیا پر جھکے پڑے ہین جو حرام و
حلال پاتے ہین کھاتے ہین اور اپنی مغفرت کے دعوی کرتے ہین - پھر اللہ تعالے نے تقوی و پرہیزگاری کی طرف ارشاد فرمایا
وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ اور دار آخرت خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ بہتر ہی ان لوگون کے واسطے جو بچتے ہین حرام
[illegible] سے - اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اکثر قراء کے نزدیک یعقلون بالیاء التحتیہ ہی اور حفص و نافع و ابن عامر کی
[illegible] تعقلون بتاء فوقیہ ہی بنابرانکہ صنعت التفات ہی معنی آنکہ کیا سمجھتے نہین تاکہ دنیا کو چھوڑ کر اسکو اختیار کرین - شداد بن اوس
[illegible] رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دلیر و ہوشیار وہ شخص ہی جسنے اپنے نفس کی مخالفت کرکے اسکو طاعت
[illegible] بعد موت کے واسطے [illegible] اور عاجز وہ شخص ہی جسنے خواہش نفس کی پیروی کی اور اللہ تعالے پر آرزوئین باندھین
وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ [illegible] از تمسیک اکثر کے نزدیک اور از امساک قراءۃ شعبہ ہی - اور مفسر رح کے نزدیک
[illegible] کی [illegible] تعریف ہی معنی آنکہ اور جن لوگون نے تمسک کیا کتاب سے پس بمقتضاے

Marfat.com

کتاب کے آنحضرت صلعم پر ایمان لائے ۔ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اور قائم کی نماز ۔ یعنی [illegible]
کی اور تمسک بکتاب مین یہ بھی شامل ہی لیکن الگ کر کے اسکے ذکر کرنے مین اسکی [illegible]
کے مبتدا اور خبر اسکی قولہ اِنَّا لَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُصۡلِحِیۡنَ ہم نیکوکارون کا اجر نہین [illegible]
اجر المصلحین مین انکے تشریف ہی کہ وہ لوگ مصلح ہین اور تنبیہ ہی کہ صلاحیت دین مین [illegible]
کہ اس سے اجر ضائع نہین ہوتا اور جملہ معطوف ہی للذین یتقون پر کما ذکرہ البیضاوی رح [illegible]
فی الارض الخ ۔ او تعالے نے زمین مین اولیاء و اعداء دونون کو متفرق کر دیا کہ ہر فرقہ اس حال پر [illegible]
وہ مخلوق ہی پس انمین سے صالحین وہ ہین جو انبیاء علیہم السلام کی پیروی پر ہین اور باقی انمین سے [illegible]
پر ہٹ کرتے ہین اور خلاف انبیاء علیہم السلام کے چلتے ہین ۔ قولہ وبلونا ہم بالحسنات والسیات ۔ یعنی [illegible]
مین ڈال دیا ہی کیونکہ قہر و لطف مین تمام بندے مقہور ہین پس قہر سے حجاب مین پڑتے ہین اور گناہ کرتے ہین اور [illegible]
طاعت بجالاتے ہین پس حالت قہر مین انسے صبر کا مطالبہ ہی یعنے صبر کرین اور حالت نعمت مین شکر کا مطالبہ ہی [illegible]
مگر اسی طور سے کہ لوگ اپنے پروردگار حق عز و جل کو پہچانین اور شکر بھی انسے محال ہی مگر اسی صورت مین کہ [illegible]
ہی ۔ قولہ لعلہم یرجعون ۔ اشارہ ہی کہ بلا کی طرف سے ٹیلی لینے بلا دہندہ کی طرف رجوع لاوین یعنی وسائط و اسباب سے [illegible]
حضرت مسبب الاسباب کیطرف نظر رکھین ۔ بعض نے فرمایا کہ کلام کے معنی یہ ہین کہ ہم نے طلب شکر کے واسطے انکو [illegible]
امتحان کیا اور طلب صبر کے واسطے انکو محنتون سے امتحان کیا مگر انھون نے سب سے انکار کیا پس نہ نعمتون کے وقت [illegible]
نہ مصیبتون کے وقت صابر ہوئے ۔ قولہ تعالے الم یؤخذ علیہم میثاق الکتاب ان لا یقولوا علی اللہ الا الحق ۔ جب ان لوگون نے [illegible]
آلہی کا اور اسکے حضور مین انبساط کا دعوی کیا اور کہا کہ او تعالے انکے کسب و بدافعال پر ماخوذ نہ فرماویگا تو اللہ تعالی نے [illegible]
کو انکے افتراء پر اسطرح فضیحت کیا کہ یہ لوگ اپنے قول مین جھوٹے ہین اور ان لوگون نے اللہ تعالی کی جناب مین [illegible]
جسکا انکو علم نہین ہی اور قیامت تک جو لوگ ایسی باتون کے مدعی ہوتے ہین جو امر غیب ہین انکے حق مین [illegible]
مین حق سبحانہ نے صدیقین پر موثق و محکم کر دیا کہ اللہ تعالے کی شان پاک مین کسی بات کی نسبت نہ کرین مگر [illegible]
اسنے اپنی ذات پاک کا موصوف ہونا ظاہر فرمایا ہی یعنے تمام حوادث و مخلوق کے اوصاف سے حضرت [illegible]
ہونا حتی کہ کوئی چیز کسی حال و صفت مین اسکے مانند و مشابہ نہین ہی اور یہ محکم کر دیا کہ یقین رکھین [illegible]
او تعالے عز و جل کی تقدیر سابق و مشیت ازلی جاری ہی ۔ بعض نے فرمایا کہ معنی یہ ہین [illegible]
یعنے انبیاء علیہم السلام سے اور کتب مقدسہ سے یہ بیان نہین کیا کہ حق تعالے کی جناب مین دعوی [illegible]
مگر یون ہی کہ اسکی قدرت عالیہ ہی اور اسکی مشیت مین کسی کو دم مارنے کی مجال [illegible]
پھر حق سبحانہ نے آگاہ کر دیا کہ یہ گمراہ لوگ میثاق الکتاب سے یہ جانتے [illegible]
ہوا اتق ترک کر دیے بقولہ ودرسوا ما فیہ ۔ یعنی پڑھ لیا مگر اسکے حقایق کو [illegible]
مطیع ہوتے ۔ سہل رح نے فرمایا کہ اسپر عمل کرنا چھوڑ دیا ۔ قال [illegible]

[illegible] فرمایا ... کہا کہ اللہ تعالیٰ سے گمراہی سے پناہ مانگو تو بعض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم
[illegible] اپنی ... اسیطرح ہوگا آپ نے فرمایا کہ اسے کو دن یہ نہیں دیکھا کہ یہود و نصاریٰ انجیل مین کتاب
[illegible] ہی ۔ حاصل آنکہ آیات و حقایق و اشارات کلام ربانی مین ظاہر ہین مگر بدون ہدایت الٰہی کسی بندہ
[illegible] کثرت سے مدعیان علم کو مشاہدہ کیا کہ جدال بلا اخر و نام و شہرت کے سوائے کچھ نہیں رکھتے ۔
[illegible] بلکہ بہتیرے انکار کرتے ہین کہ اس کلام مین سوائے اس معنی کے اور کچھ نہیں ہی گو یا وہ اسپر ایمان نہیں
[illegible] بندون کے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہین پس اگر اللہ تعالیٰ نے حقایق و اشارات پر مطلع نہیں کیا تو کیونکر مطلع ہو
[illegible] کرتا ہی ۔ فافہم ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسلاف یہود کی کتاب سے ابتدا ً منکر ہونے کو دبجبر قبول کرائے جانے کو بیان فرمایا
[illegible] بعض نے کہا کہ یہود مدعی تھے کہ بنی اسرائیل سے کبھی حق کی مخالفت سرزد نہیں ہوئی تو الزام دیا بقولہ تعالیٰ

وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ

اور جس وقت اٹھایا ہمنے پہاڑ انکے اوپر جیسے سائبان اور ڈرے کہ وہ گرے گا انپر پکڑو جو ہمنے دیا ہی زور سے

ع وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اور یاد کرتے رہو جو اس مین ہی شاید تمکو ڈر ہو

ف وَإِذْ ظرف ہی بعض نے مقدر کیا واسألہم اذ ۔ یعنی یہود پر الزام دینے کو سوال کر اسوقت کا کہ الخ ۔ اور وہ جو مفسر رح نے
[illegible] ہوکہ واذکر اذ ۔ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ نتق در اصل معنی جذب ہی و ابو عبیدہ نے کہا کہ جڑ سے اکھاڑ
[illegible] یعنی وہ عورت جو بہت جنتی ہو گویا بہت ڈال جاتی ہی ۔ فراء رح نے کہا کہ بمعنی رفع ہی اور ابن قتیبہ نے کہا معنی
[illegible] بعد عین مہملہ ہی اور مجاہد رح نے اسی سے تفسیر کی اور معانی متقارب ہین مگر احسن وہ ہی جو شیخ [illegible]
[illegible] علی بن ... نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ نتقنا اے رفعنا ۔ جیسے قولہ تعالیٰ ورفعنا فوقہم الطور بمیثاقہم الآیۃ
[illegible] ۔ اور بیان کر دے اے محمد صلعم جبکہ بلند کیا ہم نے پہاڑ کو انکے اوپر یعنی ان یہودیون کے باپ دادون پر جبل [illegible]
[illegible] مراد ہی جسپر موسیٰ ع کو تکلیم نصیب ہوئی اور اوراح توریت عطا ہوئین ۔ بعض نے کہا کہ فلسطین کے پہاڑون سے ہی
[illegible] بیت المقدس کے پاس ایک پہاڑ تھا ۔ مترجم کہتا ہی کہ اگر کہا جاوے کہ قولہ رفعنا فوقہم الطور مین صریح ہی
[illegible] اختلاف کیا تو جواب یہ ہی کہ طور زبان عرب مین ہر ایسے پہاڑ کو کہتے ہین جسپر نباتات جمین اور اگر نہ جمین تو وہ طور
[illegible] الاتقان عن ابن عباس رض ۔ اگر کہا جاوے کہ نتقنا مین اللہ تعالیٰ نے پہاڑ بلند کرنے کی اپنی طرف
[illegible] جواب ... فاعل حقیقی ہر چیز کا اللہ تعالیٰ ہی اور ظاہر بین جواب وہ ہی جو حافظ رح نے تفسیر مین ذکر کیا کہ ثوری رح
[illegible] ابن عباس رض سے روایت کی کہ ملائکہ نے ان لوگون کے سرون پر بلند کیا تھا ۔ اور نسائی رح کی روایت
[illegible] مین ابن عباس رض نے کہا کہ پھر موسیٰ ع بنی اسرائیل کو لیکر زمین مقدس کیطرف روانہ ہوئے اور غصہ تھم جانے
[illegible] الواح توریت کو ... تھا پھر بنو اسرائیل کو رسالت الٰہی پہونچائی کہ الواح کے اعتقادات رکھین و فرائض
[illegible] پس یہ احکام انپر گران گذرے اور قبول سے انکار کیا یہان تک کہ اللہ تعالیٰ نے انپر پہاڑ کو بلند کیا اسکو

Marfat.com

ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ کَاَنَّہٗ ظُلَّۃٌ گویا وہ ظلہ ہے بیضاوی نے...

جیسے کوٹھری کی چھت اور ابر اور دیوار کا چھجا وغیرہ۔ وَظَنُّوْٓا اَنَّہٗ وَاقِعٌۢ بِہِمْ...

لوگوں نے اس بات کا کہ یہ پہاڑ انپر گرنے والا ہے کیونکہ پہاڑ درمیان میں معلق...

چنانچہ حسن بصری رح سے مروی ہے کہ جب بنی اسرائیل نے کو قبول کرنے سے انکار کیا...

ہو نگے تو خیر ورنہ نہیں مانینگے تو اللہ تعالے نے پہاڑ کو حکم دیا وہ اپنے مقام سے منقلع ہو کر...

نے فرمایا کہ اب بھی نہ مانوگے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مانو ورنہ پہاڑ تمپر ڈال دیا جائیگا...

بھوں پر گر پڑا اور داہنی گوشہ چشم سے گر پڑنے کے خوف سے دیکھتا تھا اسی سے یہودی...

ہیں کہ اسی سجدہ سے ہمپر سے عذاب دور ہوا تھا۔ رواہ سنید فی تفسیرہ۔ قَالَ الْبَیْضَاوِیُّ...

یقین تھا اسوجہ سے ہوا کہ امر متیقن واقع نہیں ہوا یعنی پہاڑ گرا نہیں کیونکہ مشروط تھا کہ اگر...

اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ یہ قولہ ہے باضمار قول یعنی قلنا لہم علی لسان موسیٰؑ۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی...

جو دیا ہمنے تمکو یعنی کتاب کو مانو بقوت یعنی جاہد و عزم سے اسکی مشقت پر داشت کرتے ہوئے۔ قَالَ الْبَیْضَاوِیُّ...

سے یہ حال واقع ہے یعنی متلبسین لقوۃ۔ وَّاذْکُرُوْا مَا فِیْہِ اور یاد رکھو جو اس میں ہے۔ یعنے اسپر عمل کرتے رہو...

کرو جیسے بھولی ہوئی چیز ہوتی ہے اور یہ مراد نہیں کہ زبان سے اسکو حفظ کرو۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم اعمال قبیحہ و اخلاق...

بچو یا تاکہ تم امید رکھو اپنی ذات پر اہل تقوی ہو جانے کی۔ ابن عباس رض سے روایت طویل میں ہے کہ...

نے عذاب دور کیا حالانکہ ظاہر میں کہتے تھے کہ ہم نے فرمانبرداری قبول کی اور دل میں عصیان تھا۔ قَالَ الْمُتَرْجِمُ...

مراد نہیں ہے کہ اسوقت عصیان کا قصد دل میں حاضر تھا بلکہ مارے خوف کے اسوقت تو عذاب رفع ہونے...

سوائے سب بھولے ہوئے تھے ولیکن دل میں عصیان رگ و ریشہ میں بھر گیا تھا۔ کما فی قولہ تعالے...

قلوبہم العجل الآیۃ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ایمان کا قلب میں داخل ہونا محض فضل الٰہی ہے...

ہے لہذا محققین مشائخ نے دعاے اللّٰہم اجعلنی مومنا۔ کو بکرہ نہیں جانا بلکہ بہت...

غور کرے تو بہت لطائف ہیں اور ارتباط عدم تعمیل عہد و میثاق یاد ہو اسمیں اقرار...

عموماً بیان فرمایا بقولہ تعالے۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ...

اور جسوقت نکالی تیرے رب نے آدم کے بیٹوں کی

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰی ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا کُنَّا...

کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا بولے البتہ ہم قائل ہیں

اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَکَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَکُنَّا ذُرِّیَّةً...

یا کہو کہ شرک تو نکالا ہمارے باپ دادوں نے

[illegible] ۝ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

[illegible] اور ہم کھول کر بیان کرتے ہیں باتین اور شاید وہ لوگ پھر آوین

[illegible] علماء کے دو طریق ہین اور اہل تاویل مین کلام طویل ہی اور بعض مفسرین سے خلط ملط واقع ہو کر تفسیر مین
[illegible] کے بہتر معلوم ہوا کہ یہ کلام در میان تفسیر مین موجب انتشار ذہن ہی اسکو پہلے ہی تمہید کر دون پھر تفسیر کے
[illegible] کر دون پس واضح ہو کہ علماء اہل سنت و ائمہ اہل حق کے درمیان ماسوائے بعض متکلمین شاذ کے اسمین خلاف نہین
[illegible] علیہ السلام کی پشت سے ذریت کا اخراج واقع ہوا پس اگر اس آیت مین بنی آدم کی پشت سے اخراج ذریت مراد
[illegible] آدم علیہ السلام سے مراد نہو تاہم دوسرے مقام پر اخراج از پشت آدم ؑ ثابت ہی اور دیگر احادیث صحاح مین یہ مصرح وارد ہی
[illegible] مین ان ذریات کے جنتی و دوزخی دو نون فریق کے تمیز کے ساتھ سب کا اس بات پر گواہی دینا کہ اللہ تعالے انکا رب ہی
[illegible] علی ما آورده الشیخ الحافظ حضرت انس بن مالک رضہ سے آنحضرت صلعم سے روایت ہی کہ قیامت کے روز دوزخی
[illegible] سے کہا جائیگا کہ بھلا تو بتلا کہ اگر تیری ملک مین سب وہ ہو جو روے زمین پر ہی تو اسکو عذاب دوزخ سے رہائی مین دیگا۔ وہ
[illegible] کہ ہان پس اللہ تعالے بزبان ملائکہ فرماویگا کہ مین نے پشت آدم مین تجھسے اس سے بہت آسان بات چاہی تھی کہ تو مجھسے
[illegible] کر مگر سوائے شرک کرنے کے کچھ نہ مانا۔ رواه البخاری ومسلم وعن ابن عباس عن النبی صلعم اللہ تعالے نے پشت
[illegible] سے وادی نعمان مین عرفہ کے روز میثاق لیا پس اسکی پشت سے تمام سب ذریات کو نکالکر اسکے سامنے رکھا پھر ان ذریات
[illegible] فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے یہ آیت پڑھی۔ الست بربکم قالوا بلی۔ تا قولہ مبطلون۔ رواه احمد والنسائی وابن جریر وابن
[illegible] لیکن ابن ابی حاتم نے ابن عباس پر موقوف روایت کی ورواه الحاکم مرفوعًا وموقوفًا اور اکثر طرق مین موقوف ہی اور یہی اثبت
[illegible] عوفی وضحاک نے موقوفًا روایت کی اور ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ طرق تقویت کرتے ہین کہ روایت موقوف بر ابن
[illegible] قال المترجم یہ موقوف بھی بمانند مرفوع ہی کیونکہ اصول مین ثابت ہوا کہ قول صحابی ونقہ تابعی جسمین قیاس
[illegible] مین وہ مثل مرفوع ہی اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضہ سے اس آیت مین روایت ہی کہ آدم کی پشت سے ذریات
[illegible] سے کنگھی سے نکالتے ہین پس انسے فرمایا کہ الست بربکم قالوا بلی۔ پس ملائکہ نے کہا شہدنا ان تقولوا یوم
[illegible] الآیۃ۔ رواه ابن جریر باسناد لا باس بہ ولہ طرق لقوی۔ اور مسلم بن یسار الجہنی رح سے روایت ہی کہ حضرت
[illegible] سے یہ آیت دریافت کی گئی تو فرمایا کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کی گئی تھی اور مین سنتا تھا پس آنحضرت
[illegible] نے آدم ؑ کو پیدا کیا پھر داہنے دست قدرت سے اسکے پیٹھ پر مسح فرمایا پس اس سے کچھ ذریات
[illegible] جنت کے واسطے پیدا کیا اور جنتیون کے کام کرینگے پھر اسکی پیٹھ پر مسح کیا اور ذریات نکالین اور
[illegible] پیدا کیا اور دوزخیون کے کام کرینگے پس ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر آدمیون
[illegible] فرمایا کہ اللہ تعالے نے جب کوئی بندہ جنت کے واسطے پیدا کیا تو اس سے اہل جنت
[illegible] کہ وہ اہل جنت [illegible] مین سے ایک عمل پر مرتا ہی پس اسکو جنت مین داخل فرماتا ہی اور جس بندے کو
[illegible] تو اسکو دوزخیون [illegible] کام مین استعمال کیا یہان تک کہ وہ دوزخیون کے کامون مین سے کسی کام پر مرتا ہی

Marfat.com

پس اسکو دوزخ مین داخل فرماتا ہو - رواہ مالک فی الموطا واحمد [illegible]
وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابن حبان فی صحیحہ وابو الشیخ والحاکم [illegible]
حسن ومسلم بن یسار لم یسمع من عمر وکذا قال ابو حاتم الرازی وابو زرعہ وقال [illegible]
بن الخطاب - وکذا رواہ ابو داؤد فی سننہ من طریق عمر بن جعثم القرشی [illegible]
قولہا اولی بالصواب من قول مالک واللہ اعلم - اور حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہو [illegible]
نے آدم ع کو پیدا کیا تو اسکی پشت کو مسح فرمایا پس اسکی پشت سے تمام ذریات جنکو اللہ [illegible]
گر پڑی الی آخر الحدیث اور اسمین آدم علیہ السلام کا داؤد علیہ السلام کو اپنی عمر [illegible]
نو سو ساٹھ برس گننے کی عبادت الٰہی و ترک ثواب پر نظر کرکے اپنے [illegible]
رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح وکذا صححہ الحاکم علی شرط مسلم وابن ابی حاتم اور [illegible]
وکوڑھی سپید داغ والے واندھے وطرح طرح کی بیماریون والے بھی دیکھے تو آدم ع نے عرض کیا [illegible]
گئے فرمایا کہ اسلیے تاکہ میری نعمت کا شکر کیا جاوے - عرض کیا کہ یہ کون ہین جنکو [illegible]
فرمایا کہ تیری اولاد مین سے انبیاء ہین - وفی الباب عن ہشام بن حکیم وابی امامہ [illegible]
جریر وابن مردویہ وغیرہما من ائمۃ الحدیث - اور بغلی رح نے ابحاث مسددہ مین کہا کہ اس باب [illegible]
اسقدر ہین کہ اگر کوئی شخص دعوی کرے کہ بتواتر معنوی یہ امر باخبار نبوت ثابت ہو تو کچھ [illegible]
استخراج مین اختلاف کیا ایسے اقوال سے کہ انکا مستند نہین اور حق یہ ہو کہ ہم کو فقط یہ اعتقاد [illegible]
نے ذریات آدم ع کو انکی پشت سے اخراج کیا جیسا کہ صحیح طور سے ثابت ہو اور یہ ظاہر ہو کہ [illegible]
اجل ہو اسمین کوئی استحالہ نہین ہو پس یہ بات ممکن وتحت قدرت ہو جب وہ باخبار [illegible]
پر اسکا ماننا فرض ہو اور انکار کفر ہو - پھر ظاہر یہ ہو کہ ذریات کو زندہ نکالا [illegible]
ذریت فرمایا ہو - پھر کلبی رح نے کہا کہ آدم علیہ السلام کے جنت مین داخل ہونے سے پہلے [illegible]
اور بعض نے کہا کہ جنت سے نازل ہونے کے بعد ہوا - اور بعض سلف سے مروی ہو کہ [illegible]
ہو اور خبر واحد کے مانند بھی گمان غالب نہین ہو سکتا سوائے روایت احمد و نسائی [illegible]
ابن عباس رض سے ہو کہ اللہ تعالے نے ذریات پشت آدم ع سے میثاق [illegible]
سے نکالکر مانند چیونٹیون کے آنکے سامنے چھٹکایا الحدیث اور ابو الشیخ [illegible]
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ما خلق اللہ الخلق وقضی القضیۃ واخذ میثاق النبیین [illegible]
بیمینہ واخذ اہل الشمال بیدہ الاخری وکلتا یدی الرحمن یمین فقال یا اصحاب الیمین [illegible]
قال الست بربکم قالوا بلی الحدیث اور صحیحین کی حدیث انس رض مین [illegible] اخراج ذریت [illegible]
ومیثاق لینا مروی ہو وروایات از صحابہ وتابعین بکثرت ہین [illegible]

Marfat.com

[illegible] چیونٹیون سے [illegible] محتمل ہو کہ صغیر ہون ہو لیکن کمالین مین زبان سے ذریات کا اقرار
[illegible] اور یہ سننا [illegible] زبان یعنی معروف مراد ہو بلکہ نطق مراد ہی کیونکہ سننا و جواب دینا
[illegible] صورت معلوم ہو [illegible] نہیں اور اظہر یہی ہی کہ ازل مین یہ عہد و میثاق واقع ہوا اور
[illegible] کے موافق محل [illegible] مراد ہی کیونکہ یہ بعد کو حادث ہوا پس اسکی کیفیت و مقام وغیرہ ہمارے عقول
[illegible] پھر ان [illegible] کی پشت مین واپس کر دیا تو ارواح کو مقبوض کر لیا اور یہی ظاہر ہی اور رہا یہ کہ ارواح
[illegible] ہی تقل کو محال نہین [illegible] شیخ عارف شعرانی رح نے قواعد کشفیہ مین لکھا کہ دستۂ عہد و میثاق باطن حجر
[illegible] ولیکن [illegible] کشف [illegible] نہین ہو سکتا اور اسمین خوض نہ کرنا اولی ہی اور یہان دقائق و غوامض ہین کہ بعد
[illegible] ان [illegible] رسائی [illegible] محصل نظر اس مقام پر یہ ہی کہ پشت آدم سے اللہ تعالےٰ نے ذریات کو نکالکر انکو
[illegible] کیفیت و وقت و دیگر اوہام کو یہان گنجایش نہین کیونکہ جسقدر ہم کو بتلایا گیا وہ امر ممکن داخل
[illegible] آمنا بہ کہنا اہل تحقیق و اہل عقل کی شان ہی اور جو نہین بتلایا گیا وہ ہماری عقل سے باہر اور
[illegible] جب یہ امر تمہید کر دیا گیا تو اب ہم کہتے ہین کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر مین علماء سلف و خلف کے دو قول ہین
[illegible] متفق ہی کہ اخراج ذریت از پشت آدم علیہ السلام بروجہ مذکورہ بالا واقع ہوا ہی اسمین کسی کو خلاف نہین بلکہ
[illegible] آیت کریمہ سے یہی اخذ و اخراج مراد ہی بر سبیل تحقیق یا یہ اخراج بر سبیل تمثیل ہی ۔ ابن الانباری رح وغیرہ نے
[illegible] علماء سنت و اکثر سلف و خلف کے نزدیک بر سبیل حقیقی واقعہ مراد ہی جو اوپر مذکور ہوا اور کمالین وغیرہ مین
[illegible] اور بعض سلف و خلف کے نزدیک آیت بر سبیل تمثیل ہی و مجاز مراد ہی اور زمخشری رح نے بسبب مرض اعتزال
[illegible] اول سے منحرف ہوا ولیکن ائمہ مفسرین اہل سنت نے باوجود جواز اول کے ثانی کیطرف میلان کیا مانند شیخ ابن کثیر رح
[illegible] و رازی وغیرہ کے اور یہی قول شیخ ابو منصور ماتریدی و زجاج رح کا ہی و سیاتی الکلام علی ہذا الوجہ ایضاً ۔ اور
[illegible] حقیقت و مجاز کا ظاہر ہی تاہم زیادہ تفہیم و تسہیل کے واسطے بعض وجوہ فرق کو پہلے بیان کر دون تاکہ بعض مفسرین
[illegible] سے [illegible] واضح ہو کہ قول اول آنکہ آیت بر سبیل تحقیق ہی و قول دوم آنکہ از باب تمثیل ہی نہ تحقیق پس آیت
[illegible] آدم [illegible] ظہر آدم ؑ ہی کیونکہ پشت آدم ؑ سے اخراج ہوا تو اسکو [illegible] اولاد آدم ؑ مین سے ہر ایک کی
[illegible] اخراج [illegible] کے ذکر پر اکتفاء کرکے ملزوم کا ذکر نہ کیا ۔ و علی القول الثانی اخراج در حقیقت از اولاد
[illegible] علی القول الاول اجسام پیدا ہونے سے پہلے ہی اور صحاح و سنن و مسانید مین ثابت ہی کہ ارواح ان
[illegible] تھین مگر جنمین ؛ ان باہم الفت تھی انمین یہان دنیا مین پیدا ہو کر الفت ہی اور جنمین وہان
[illegible] اللہ تعالےٰ نے خلق کو تاریکی مین پیدا کیا اور انپر اپنے نور سے چھڑکا پس جسکو نور نصیب
[illegible] وہ دنیا مین کافر ہی ۔ و علی القول الثانی اخراج مذکور اجسام کے ساتھ ہی ۔ مقام اخذ
[illegible] ہو ہی ۔ و علی الثانی روے زمین کے مقامات مین سے جہان کہین جس سے جس زمانہ
[illegible] آنکہ قول دوم پر بنی آدم کی پشت سے ذریات نکالکر انکو وحدانیت کا مقر کر

Marfat.com

یہی انکا دنیا مین پیدا کر دینا اور انکو عدم سے موجود کرنا جو حضرت خالق [illegible]
تو مترجم پہلے جمہور کے قول اول پر تفسیر کو جسکو شیخ مفسر رح نے اختیار کیا [illegible]
رَبُّكَ اے وَاذْ کر جبکہ اخذ ربک۔ اور یاد دلاوے اے محمد صلعم [illegible]
ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ اولاد آدم سے انکے پیٹھون سے انکی ذریات کو۔ یعنی آدم [illegible]
ذریات سے اور ذریات نکالین جسطرح کہ قیامت تک ترتیب وار پیدا ہونا مقدر فرمایا [illegible]
ہوا اور یہ ذریات مانند چیونٹیون کے سفید وسیاہ تھین اور یہ وادی نعمان مین جو قریب [illegible]
اس قول کا اوپر مذکور ہو چکا یا د کرنا چاہیے۔ اور بجاے اخرج کے اخذ۔ مین اشارہ ہو کہ یہ نکالنا [illegible]
دنیا مین وجود ہوتا ہو بلکہ ازلی اخراج تھا اور ربک مین خطاب آنحضرت صلعم کو بطریق التشریف [illegible]
سے باعادہ حرف جارہ پس زمخشری و بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ بدل البعض ہو یعنی بنی آدم تمام [illegible]
نکالا اور کمالین مین کہا کہ یہی ظاہر ہو اور مفسر رح نے کہا کہ بدل الاشتمال ہو اور کمالین مین کہا کہ ظاہر [illegible]
کبھی ایسا اطلاق آتا ہو جیسا کہ شرح کافیہ رضی کیطرف رجوع کرنے سے کھلتا ہو اور مترجم [illegible]
مین ان ذریات کے پیٹھ و پیٹ وغیرہ اعضاء نہ تھے کیونکہ یہ اخراج قبل اجسام کے ہین [illegible]
قولہ تعالے قلنا اہبطوا منہا جمیعا۔ مین صیغہ جمع سے آدم و حوا علیہما السلام کے خطاب مین کہا [illegible]
یعنی تم دونون مع اپنی ذریات مشتملہ کے سب کے سب ہبوط کرو۔ اور علی ہذا یہ جو کہا گیا کہ ظہورہم [illegible]
بسبب اسکے کہ اسمین جسم و پیٹھ وغیرہ نہ تھے آب وارد نہین ہوتا کیونکہ مراد اخراج انکے مشتملات کا ہو [illegible]
وذریت ہی فتامل۔ پھر مفسر رح وغیرہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے ان ذریات کو اخراج کرکے انمین عقل [illegible]
ربوبیت کے دلائل قائم کیے جس سے اُنھون نے اللہ تعالے کو وحدہ لاشریک لہ اپنا رب [illegible]
عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ اور انکو گواہ کر دیا انکی جانون پر چنانچہ فرمایا۔ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ [illegible]
بولے کہ کیون نہین یعنی تو بے شک ہمارا پروردگار ہو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ دونون فریق [illegible]
بطوع ورغبت کہا اور دوم نے بکراہت و تعنت کہا اور یہی معنی ہین قولہ ولہ اسلم من فی السموات [illegible]
کلمہ ہو کہ اس سے اثبات نفی سابق ہوتی ہو۔ بخلاف کلمہ نعم کے کہ وہ اثبات کلام سابق [illegible]
زید کھڑا نہین ہو اور جواب مین کہا جاوے کہ نعم تو معنی یہ ہین کہ ہان نہین کھڑا ہو [illegible]
کھڑا ہو اور اسکی تحقیق کے واسطے دوسرا مقام ہو۔ اگر کہا جاوے کہ انھون نے کیونکر [illegible]
کچھ ضروری نہین بلکہ قدرت الٰہی سے کان سنتے و زبان بولتی ہو [illegible]
معہ والطیر۔ مین پہاڑ کو یہ قوت دیدی۔ وسخرنا معہ الجبال یسبحن والطیر الآیہ [illegible]
اور قولہ اذ قالت نملۃ یا ایہا النمل ادخلوا مساکنکم الآیہ مین فہم و گویائی [illegible]
جاہل ہو کہ حضرت او تعالے کی قدرتین ظاہر و باہر ہین پھر اسکو ان [illegible]

Marfat.com

[illegible] دہم و شک کرتا ہو تو دیا متذہب الہمی و الضلال - بالجملہ ذریات کو اپنی قدرت کاملہ [illegible] کیونکر [illegible] بے شک تو ہمارا پروردگار ہی ہم اسپر شاہد ہوسے - یہ سب تحقیقی طور [illegible] ہی تو اسکی کچھ ضرورت نہین مگر آنکہ آیت از قبیل تمثیل قرار دیجاوے اگرچہ حقیقت مین ہوسکتا [illegible] اور اگر قائل ہماعت اسکان نہین سمجھا تو اسکا قول مردود ہی - اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فعل [illegible] ہو اور بصیغہ غائب یا فیان کی قراءۃ ہی اور جملہ کو مفسر رح نے اشہاد مقدر کی تعلیل قرار دیا ہی یا اشہدہم [illegible] قول وقولہ التفسیر اشہاد مقابالجملہ مفسر رح نے کہا اے والا شہاد لان لا تقولوا یوم القیامۃ - یعنی یہ اشہاد [illegible] دیا سوا سطے ہی کہ قیامت کے روز تم کہو یا یہ لوگ یعنی کفار یون نہ کہین کہ - اِنَّا كُنَّا عَنْ [illegible] توحید سے غافل تھے پہچانتے نہ تھے - اور بعض نے کہا کہ تقدیر کلام یہ ہی و اشہدہم علی انفسہم [illegible] الخ - یعنی ان لوگون کو خود انکے اوپر شاہد کردیا بروجہ مذکور بسبب کراہت اس بات کے کہ قیامت [illegible] کلام ہی سے غافل تھے - اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ یا یہ کہین کہ ہمارے [illegible] باپ دادون نے شرک کیا - وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اور ہم انکے بعد کی ذریت تھے [illegible] انکا اقتدا کیا - اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ کیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہی یعنے عذاب فرماتا ہی بوجہ ایسے [illegible] بیہودہ کردار نے ہمارے باپ دادون مین سے کر رکھا یعنے شرک کی بنیاد جما رکھی تھی - معنی یہ ہین کہ [illegible] توحید کے شاہد ہوجانے کے بعد انسے اسطرح حجت لانا ممکن نہو کہ ہم توحید سے غافل رہے یا ہمارے باپ [illegible] شرک کی بنیاد مضبوط کر رکھی تھی اور ہم انکے پیچھے ہوئے تو ہم نے انکی اقتدا کی - شیخ ابوحیان رح نے کہا کہ معنی [illegible] کافرون و مشرکون سے بروجہ مذکور عہد نہ لیا جاتا اور نہ انکے پاس ایسا رسول آتا جو انکو عہد یاد دلاتا کہ اللہ تعالے [illegible] ربوبیت پر بدلیل عیاں و قطعی شاہد ہوچکی ہو تو کافرون کے واسطے دو حجتین ہوتین ایک یہ کہ ہم غافل تھے [illegible] اسلاف کے تابع تھے پھر عذاب ہمپر کیونکر ہی حالانکہ گناہ اسکا ہی جسنے ہمارے لیے یہ راہ نکالی اور گمراہ [illegible] کافرون کا عذر بے نیاد بھی قطع کردیا - حاشیۂ جمل رح مین ہی کہ اگر کہا جاوے کہ ایسا میثاق واقع ہوا [illegible] اور جواب دیا کہ وہ بنیاد ازل بسبب انقضاے زمانہ کثیر و کثرت انتقالات از اصلاب و ارحام متعدد و [illegible] اور علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ مین اپنے پروردگار کے عہد کو یاد رکھتا ہون اور شیخ [illegible] ایسا ہی منقول ہی انتہی کلامہ اور شیخ نظام الدین سلطان اولیا رح سے بھی بمانند اسکے مروی [illegible] کہ یہ میثاق کیونکر حجت ہوگا حالانکہ جب پشت آدم سے نکالے گئے تو انمین عقل مرکب کی گئی [illegible] تو یہ ترکیب باطل ہوئی پھر جب پیدا ہوئے تو اسکو بھولے ہوئے پیدا ہوے اور جواب [illegible] اور پھر مرکب کی گئی اور صاحب معجزہ یعنی رسول برحق کی زبان سے اسکو یاد دلایا گیا [illegible] حجت قائم ہوئی کہ برحق رسولون نے انکو یاد دلایا پس جسنے نہ مانا وہ عہد ازل توڑنے والا [illegible] بدرجہ کمال ہی انکا عذر فراموشی قبول نہوگا اور حجت ساقط نہوگی - شیخ

Marfat.com

ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس جواب مین تامل ہی اسواسطے کہ مشرک کا [illegible] رسول کی [illegible]
کوئی بات ہو حالانکہ یہ امر انبر حجت مستقل قرار دیا گیا ہی اور رسگل پر [illegible]
کرنا تو از قبیل ایمان ہی لہذا اولی و اظہر یہ ہی کہ اس آیت مین تمثیل مراد ہی اور [illegible]
مترجم کہتا ہی کہ یہی قول دوم اس آیت کی تفسیر مین ہی اور اس قول پر تفسیر [illegible]
ظہورہم الآیۃ - مین اللہ تعالےٰ نے آگاہ فرمایا کہ او تعالےٰ نے بنی آدم کی پشتون سے [illegible]
اپنے اوپر اس امر کے شاہد تھے کہ اللہ تعالےٰ انکا رب و خالق و مالک ہی وہی معبود وحدہ لاشریک [illegible]
پیدا ہوتا ہی جسپر وہ مجبول ہی کما قال تعالےٰ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا الآیۃ - صحیحین مین ابوہریرہ [illegible]
صلعم نے فرمایا کہ ہر مولود پیدا ہوتا ہی فطرت پر - وفی روایۃ - اسی ملت پر - پھر اسکے والدین اسکو یہودی یا نصرانی [illegible]
الحدیث - وعن عیاض بن حمار المجاشعی عن النبی صلعم اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ مین نے اپنے بندون کو [illegible]
حنیفیہ اسلام پر پیدا کیا پھر شیطان نے آکر انکو انکے دین سے مکر مین ڈالا اور جو مین نے انپر حلال کیا تھا [illegible]
رواہ مسلم - وعن الاسود بن سریع من بنی سعد رضہ مین نے حضرت صلعم کے ساتھ چار جہاد کیے پس کافرون سے [illegible]
مسلمانون نے ذریات یعنی اولاد کو قتل کرنا شروع کیا پس آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو آپ پر سخت شدید ناگوار [illegible]
قومون کا کیا حال ہی کہ بچون پر دست درازی کرتے ہین پس ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ مشرکین کی اولاد [illegible]
تو فرمایا کہ تم مین سے جو لوگ بہت صالح مومنین ہین وہ بھی تو مشرکون کی اولاد ہین - خبردار رہو کہ کوئی آدمی نہین [illegible]
فطرت ہی پر یعنے دین و اعتقاد توحید پر سلیم القلب پیدا ہوتا ہی اور برابر اسی حال پر رہتا ہی یہان تک کہ [illegible]
پھر اسکے والدین اسکو یہودی یا نصرانی وغیرہ کے دین و اعتقاد کو کہلاتے ہین - حسن بن ابی الحسن راوی [illegible]
حق عز و جل نے اپنی کتاب مین فرمایا و اذ اخذ ربک من بنی آدم الآیۃ رواہ ابن جریر و احمد و النسائی [illegible]
و اذ اخذ ربک من بنی ادم من ظہورہم ذریتہم - اور بیان کر دے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ پیدا کیا تیرے [illegible]
کی پشتون سے انکے ذریات یعنی انکی نسلین پشت در پشت نکالین ایک قرن کے بعد دوسرا قرن [illegible]
و اشہدہم علی انفسہم - ارشاد کیا انکو انکی جانون پر - یعنی اپنے پیدا کرنے سے انکو دلیل وہی [illegible]
قائم مقام اشہاد کی ہوئی - بطریق تمثیل کما فی قولہ فقال لہا و للارض ائتیا طوعا او کرہا قالتا اتینا [illegible]
انکے پیش نظر اپنی ربوبیت کے دلائل قائم کیے اور انکے عقول مین ایسے صنع کی ترکیب دی [illegible]
ایسے شخص کے ہو گئے کہ اس سے کہا گیا - الست بربکم قالوا بلیٰ شہدنا - کیا مین تمہارا پروردگار [illegible]
تو ہمارا پروردگار ہی ہم شاہد ہوئے پس انکے اس امر کے علم پر تمکین و تمکن [illegible]
انکا جواب و شاہد ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہی مع قولہ ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ہذا غافلین [illegible]
تنبیہ نہین ہوئی - او تقولوا انما اشرک آباؤنا و کنا ذریۃ من بعدہم افتہلکنا بما فعل المبطلون [illegible]
انکی اقتدا کر لی کیونکہ شرک ہی کی بنیاد انھون نے جاری تھی پس ہم [illegible]

[illegible] ممکن ہو سکتا اسلیے کہ [illegible] ناجز وقت دلیل قائم ہونے کے اور علم بدلیل پر قدرت حاصل ہونے کے باطل ہی پس [illegible]
[illegible] کہ کیون انھون نے [illegible] کو ترک کر کے باپ دادون کی تقلید پر شرک کیا پس اس تفسیر پر اخراج بمعنی ایجاد ہی اور یہ بنی آدم
[illegible] سے بھی قول [illegible] ہی اور اشہاد بر سبیل تمثیل ہی اور شرک آباء در زمانہ سابق ذریات کی تقلید در ما بعد اپنے معنی مین
[illegible] ہی اور [illegible] جو اخراج ذریات ہی وہ از آدم ؑ ہی نہ از بنی آدم ؑ جیساکہ مذکور ہوا اور حافظ رح نے تفسیر مین کہا کہ احادیث
اخراج ذریات از آدم ؑ مین اللہ تعالے کے رب ہونے کا اشہاد فقط دو روایتون مین ہی ایک تو روایت ابن عباس جسمین مقام
[illegible] مذکور ہی اور دوم بروایت عبد اللہ بن عمرو رض اور ہم بیان کر چکے کہ یہ دونون روایات موقوف ہین مرفوع نہین ہین
اور [illegible] اشہاد مذکور ہی پس سلف و خلف مین سے علماء نے کہا کہ مراد اس اشہاد سے انکا توحید پر مفطور ہونا ہی جیساکہ حدیث
[illegible] وعیاض بن حمار رض مین مذکور ہوا اور حسن بصری رح نے آیت کریمہ کی اسی پر تفسیر کی اسیواسطے اوتعالی نے فرمایا کہ
من بنی آدم من ظہورہم — اور من آدم من ظہرہ — نہین فرمایا — یعنی اولاد آدم ؑ سے انکی نسل ہر زمانہ مین یکے بعد دیگرے پیدا فرمائی
[illegible] فی قولہ ہو الذی جعلکم خلائف فی الارض — اور — قولہ یجعلکم خلفاء الارض — اور قولہ کما انشاکم من ذریۃ قوم آخرین — پھر فرمایا و اشہدہم
علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی — یعنی ان ذریات کو ایجاد کیا درحالیکہ یہ شاہد تھین اس بات کی اور بطور حال و قال کے ایسا کہنے والی
تھین — شہادت کبھی تو بقول ہوتی ہی — کمافی قولہ شہدنا علی انفسنا الآیۃ — اور کبھی شہادت بطریق حال ہوتی ہی کقولہ تعالی ما کان
للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاہدین علی انفسہم بالکفر — یعنی انکا حال انپر اس امر کا شاہد ہی اور یہ معنی نہین کہ کافر اپنے اوپر کفر کے
شاہد بقول تھے اور ایسے ہی قولہ تعالے وانہ علی ذلک لشہید — جیسے سوال مین ہوتا ہی کہ کبھی بقول ہوتا اور کبھی بطریق حال ہوتا ہی
[illegible] واتاکم من کل ما سالتموہ الآیۃ — اور دلیل اس بات پر کہ مراد اس اشہاد سے شہادت بطریق حال ہی یہ ہی کہ کافرون و مشرکون
[illegible] کرنے کے الزام پر یہ اشہاد بروز قیامت حجت کیا گیا ہی پس اگر اخراج ذریت از صلب آدم ؑ کا اشہاد مراد ہوے تو
[illegible] یاد ہونا چاہیے تاکہ اسپر حجت ہو اور اگر کہا جاوے کہ اخبار الرسول اسکے وجود مین کافی ہی تو جواب آنکہ منکرین تو رسول کے
[illegible] کے منکر ہین حالانکہ یہ اشہاد منکرون پر حجت مستقل قرار دیا گیا نہ حجت بر تقدیر تسلیم از رسول لہذا ثابت ہوا کہ اشہاد وہ
[illegible] فطرت بر توحید ہی — فافہم — پھر واضح ہو کہ علماء معانی کے نزدیک اغراق مقبول نہین تا وقتیکہ لفظ کاد و اسکے مانند کسی سے
[illegible] بدلیل شہادت ذوق سلیم و طبع مستقیم کے — اور آیت کریمہ سے ان لوگون کے [illegible] کا رد ہوتا ہی — شہاب رح نے
[illegible] اغراق کے واسطے بمانند کاد وغیرہ ضروری ہونے کو اگرچہ علماء معانی نے تسلیم کیا مگر وہ محتاج ایضاح و بیان ہی کیونکہ
[illegible] ہوتا ہی انکا معارض و مکسر ہی جیسے یہی کلام الٰہی کیونکہ یہ اسی کے معنی مین بدون حرف کاد وغیرہ ہی اسلیے کہ پشت آدم و بنی آدم ؑ
[illegible] اخراج قبل پیدائش و ظہور کے اور مواثیق و عہود لینا از قسم مقتضی ترغیب و ترہیب ہی اور یہ بر سبیل تحقیق ہی نہ بر سبیل تخئیل
[illegible] حدیث صحیحین مین مذکور ہی اور علماء حدیث کو معلوم ہی اور اسکے معنی و تفسیر مین انکے دو طریقہ ہین — اول آنکہ آیت و حدیث
[illegible] جسکی تاویل [illegible] الکیفیۃ وما کان الیہ اول امرہ مخصوص بعلم الٰہی ہی — اور علی ہذا اسمین کچھ اشکال نہین اور نہ بحث
[illegible] جسم کتا ہی کہا گیا جاوے کہ سوائے کلام الٰہی عز و جل کے حدیث شریف مین بھی وارد ہی پس متشابہ کیونکر
[illegible] اور حدیث مین بزبان [illegible] و ثبوت بیان ہوتا دونون مین منافات نہین ہی مانند عذاب قبر اور اہل جنت کا

قال الحافظ [illegible]
[illegible]
الا شہاد [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
علی ان [illegible]
[illegible] الا شہاد
[illegible]

Marfat.com

کھانا پینا وغیرہ از راہ کیفیت متشابہ ہین پس آنحضرت صلعم کو جو وحی حقی ہوئی تو آپ نے بیان فرمایا
پس اسمین جو مضمون جس راہ سے ہو متشابہ ہوگا فافہم - ثم قال الشہاب رح اور طریقہ دوم آنکہ اسکے ایک
و دیل قائم ہوئی پس بعض نے کہا کہ یہ کلام بطریق استعارہ و تمثیل ہی جسمین توحید باری تعالے و صحت
اصلیہ ہین انکے وضوح کو بمنزلہ خارج مین ظاہر ہونے کے قرار دیا اور انکے واقعی ظاہر و مسلم ہونے کو بمنزلہ اشہاد
کوئی وہم اسپر وارد نہین ہوتا - قال المترجم وعلی ہذا قول امام ابوحنیفہ رح کہ اگر رسول و انبیا علیہم السلام
کوئی بندہ توحید الٰہی خفی و پوشیدہ سمجھنے مین معذور نہ رکھا جاتا یہ قول یہین سے ماخوذ ہی فافہم واحفظ - ثم قال
ہم کہتے ہین کہ وہ امر جسمین مبالغہ و اغراق واقع ہوا ہی دو حال سے خالی نہین یا تو بعد زمانہ بعیدہ کے واقع ہوگا جیسے
نہ واقع ہوگا اور دوم مین دو حال ہین یا تو محال متعذر الوقوع ہوگا جسکے نظائر و مشابہ ہین یا نہین پس اول مین تو مبالغہ
باین معنی کہ جسکا تحقق یقینی ہی اسکو بمنزلہ واقع کے قرار دیا اور ایسے ہی دوم بھی کیونکہ ممکن ہی کہ اس سے مجاز یا کنایہ مراد
قسم اخیر پس اسی مین گفتگو ہی اور اہل معانی کے نزدیک یہ قرار پایا کہ جب تک اس سے کوئی مسوغ مانند کاد وغیرہ کے مقترن
وہ مقبول نہین ہی پس بر تقدیر تسلیم بھی یہان کچھ مضر نہین کیونکہ آیت کریمہ اس قبیل ہی سے نہین ہی اسلیے کہ اسکی اسناد
پروردگار وحدہ تعالے شانہ کی طرف ہی جسنے معدومات کو ارحام عدم سے ظاہر کیا پس ہم کو اسپر ایمان ہی واجب ہی اور خارج
کا علم اسکی جناب مین سپرد کرنا فرض ہی وکفی ہذا الاحتمال فی نحو ہذا المحال وما بعد الہدی الا الضلال والسلام علی من اتبع الہدی
قال البیضاوی اور مقصود اس کلام کے ایراد سے اس مقام پر یہ ہی کہ الزام دیا جاوے انکو عہد و میثاق عام توڑنے کا
انپر میثاق خاص توڑنے کا الزام اوپر ہو چکا اور نیز انپر حجت لائی جاوے سمعی و عقلی دونون حجتون سے اور نیز منع کیا جاوے
مذموم سے اور آمادہ کیا جاوے کہ قرآن مجید کی آیات بینات مین بقلب سلیم استدلال و نظر کرین - کما قال تعالے وَكَذٰلِكَ
نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ اور اسیطرح ہم تفصیل یعنی تبیین یعنی کھلا کھلا بیان فرماتے ہین آیات
اسمین نظر و غور کرین اور شاید کہ بایمعنی تاکہ وہ رجوع کرین - یعنی کفر سے اور عہد شکنی و شرک و تقلید آبا و اجداد سے
آوین - اور علی ہذا یہ آیات بھی اس سورہ مکیہ سے مستثنیات مین ہین - کما مر فی اول السورۃ فتذکر - فی العرائس
واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم الآیۃ - حق سبحانہ تعالے نے اسمین سر تقدیر ازل سے جو فی نفسہ اول الاول مین
بدون تغائر زمان و تواتر الوان کے تھا اس سے آگاہ فرمایا - اور یہ ارادہ سابقہ ازلیہ ذاتیہ صفاتیہ
ایجاد کے بظہور وجود اوتعالے عز و جل ہی پس تقاضی ہوا ارادہ از علم - اور علم از قدرت اور قدرت از جمیع صفات
از ذات بدون تفرقہ اور بغیر جمع کے بلکہ بوحدانیت - پس اجابت فرمایا صفات نے ذات کا اور ذات نے
کے اور بغیر وحشت اور بدون انس بحوادث کے بلکہ برائے وجود اہل عرفان پس وجود ازلی گذرے
مین قدم اور ازل مین ازل ہی - حق تعالے نے علم قدیم سے خبر دی نہ وقت سے
پاک مقدس مین صبح و شام کو دخل نہین اسلیے کہ یہ حوادث مین پھر جب
اوسکا پورا ہونا بوقت ایجاد ممکنات و کائنات و اظہار اہل عرفان ہی تو تجلی فرمائی

[illegible] ار ذات کے پھر اس پاک منزہ مقدس نے ارادہ و محبت کے لیے تجلی فرمائی پھر ارادہ و محبت نے فعل خاص کے لیے
تجلی فرمائی پھر فعل خاص نے فعل عام کے لیے تجلی کی پھر فعل نے عدم کے واسطے تجلی کی اور مکمن غیب سے ارواح کو بنعت ایجاد
نکالا اور انکو فعل عام سے حیات دی اور نور فعل خاص سے لباس دیا پھر مشرب محبت و ارادت پر انکو حاضر کیا اور چشمہ محبت سے
شربت زلال عشق پلایا اور چشمہ ارادت سے آب مصفائے توحید نوش کرایا پس شربت محبت و عشق سے حالت سکر مین ہوکر
معدن صفت کی طرف بازوے توحید در انوار صفات پرواز کی پھر انوار صفات کے بازو سے انوار ذات کی طرف پرواز کی پس
دیدار قدم سے قدم مین فنا ہوے اور دیدار بقاء سے بقاء مین رہے اور ہر ایک انمین سے موارد صفات مین سے ایک مورد کی طرف
جھکے اور ہر ایک کو اپنی مناسب چشمہ پر سکون ہوا پس بعض تو چشمہ عظمت پر ہین اور بعض بر چشمہ جلال اور بعض بر چشمہ جمال اور
بعض بر چشمہ کبریاء اور بعض بر چشمہ قدم اور بعض بر چشمہ بقاء اور بعض بچشمہ بہاء- اور بعض بر چشمہ حُسن- اور بعض بر قدس
اور بعض بنور الانس- و بعض بر سناء آن- و بعض بنور الاسماء و النعوت و بعض بر چشمہ حیات- اور بعض بنور البصر اور بعض
بنور السمع و بعض بنور الکلام اور بعض بنور الوجہ- و بعض بنور القدرۃ- و بعض بنور العلم و بعض بنور المشیۃ و الارادۃ- اور
بعض انمین سے صفات خاصہ پر جو استواء علی العرش وغیرہ صفات ہین- قال المترجم یہ نص صریح ہی حضرت شیخ رحمہ اللہ
کیطرف سے کہ مذہب الکا مذہب سلف رضی اللہ عنہم ہی کہ عرش پر مستوی ہونا اللہ تعالے عز و جل کی صفت خاصہ ہی جسکا
پرتو کسی مخلوق کو نہین مانند علم و حلم وغیرہ کے فافہم- اور بعض بنور عطاء اور بعض بنور لطف و بعض بر چشمہ قہر ہین- اور ان
ارواح مین سے ہر ایک فریق کو اپنے مورد کی سجیت و جبلت اور اسکے پینے کی قدرت حاصل ہی اور ہر ایک انمین سے اپنے ہی
مورد کا مشتاق ہی اسی واسطے ان ارواح کے طبائع مختلف ہین مقامات و حالات و مکاشفات و مشاہدات ہر ایک کے جداگانہ
ہین پھر انمین سے جو ارواح کہ عیون متنوعہ الطاف پر ہین وہ معرفت مین ہین اور ہمیشہ اسی پر رہینگے اور جو ارواح کہ
عیون قہریات پر ہین وہ ہمیشہ ضد معرفت یعنی نکرت پر رہینگے چنانچہ دنیا مین انکی راہین ایمان اور شرک و کفر وغیرہ کی مختلف
نہین دیکھتے ہو کہ کافر ابوجہل کو آنحضرت صلعم سے ہادی پاک سے ہدایت نہوئی اور تا دم مرگ اسکو اپنا مشرب قہر ہی پسند رہا
پھر جب حق سبحانہ تعالے نے ان ارواح کی عبودیت کو چاہا جیساکہ اسکے قدیم علم مین تھا تو انکا بشری صورت مین برصفت
امتحان عبودیت وہان سے نکالا اور انکو لباس صلصلیہ پہنایا یعنے جیسے زنجیر کی کڑیان سلسلہ وار الگ و حرطی ہوئی ہوتی
ہین اس لباس سے خارج فرمایا- کما قال تعالے واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم- ان سب کو اس حالت سے
نکالا کہ سب کو وجود حق سبحانہ و تعالےٰ ظاہر تھا- پس سب کے سب اُسکے نور ظہور و تجلی ذات و صفات سے اصل فطرت مین موحد
خارج ہوئین- پس انکا اخراج بتاثیر صفت در فعل ہوا پس اخذ آلہی سبحانہ کی برکت فقط اہل معرفت کو پہونچی کیونکہ او تعالے
کا انکو اخذ کرنا اخذ لطف و وصل ہی اور اہل نکرت کو اس اخذ کا قہر پہونچا کیونکہ انکے لیے اخذ قہر ہی پس جسکا خروج بلباس
لطف ہوا اسنے حق سبحانہ تعالے کو بمشاہدہ عیانی مشاہدہ پایا اور جسکا خروج بلباس قہر ہوا اُسنے قہر حق کو بلباس امتناع و حجاب
دیکھا اسی واسطے بعضے بطور دہریہ کے بالکل منکر ہوئے- قال المترجم حق سبحانہ تعالے فرماتا ہی واذا ذکرت ربک
فی القرآن وحده ولوا علی ادبارهم نفورا اسلئے اہل قہر اوسکے تجلی قہر ہی پاتے ہین حتی کہ اشرف مخلوق انسان ہوکر پھروان

وصلیب وسانپ ودرختون وغیرہ کو معبود بناتے اور خود اسکا بندہ بنتے اور کمین درجہ پر [illegible]
محبوب رکھتے ہین اللهم اعوذ بک من القهر والضلال اللهم انت کما اثنیت علی نفسک اللهم [illegible]
غفرانک سبحانک تبت الیک وانت ارحم الراحمین - قال الشیخ اور انکو ایسی جانین [illegible]
مین ہوجاوین اور اگر انکو اپنی ذات پاک پر شاہد فرماتا تو قولہ الست بربکم - خطاب سے [illegible]
شاہد عذاب او سبحانہ تعالے تھے پھر غائب ہوئے پھر انکو اس حالت مین وہ موارد ومشارب [illegible]
نکلنے کے وقت تھے بقولہ الست بربکم - یاد دلائے پہنچوائے پس یہ خطاب برائے معرفت واذن [illegible]
سقیا لعهدک الذی لولم یکن + ما کان قلبی للصبابۃ معهداً + یعنی اگر جام الست سے جرعہ پاک اسکے [illegible]
آج سلطان عشق کی منزل کے لیے یہ قلب ضعیف متعین نہوتا - اور ایسے ہی اشعار شیخ نے اور نقل فرمائے [illegible]
کے غائب ہوئے پھر حلاوت خطاب سے چونک کر عهد قدیم یاد آیا - اور یہ خطاب پاک بندگان خاص کے [illegible]
خطاب عطوفت ہی اور اہل قہر کے لیے خطاب تعظم ہی - عارفین کو خطاب تعریف اے عطائے معرفت ہی اور [illegible]
خطاب قہر و امتحان ہی پھر طوعاً وکرہاً سب نے وحدانیت کا اقرار کیا پس بطوع تو اہل عرفان ہین اور بکرہ اہل طغیان ہین
اگر ظہور قدرت در اقرار خطاب نہوتا تو سب کے سب اعتراف کر کے بلےٰ نہ کہتے بلکہ صرف اہل شہود وعرفان [illegible]
سے پھولے نہ سماتے اور یہی رٹے جاتے پھر جب انکو یہ خطاب فرمایا تو اہل توحید اس فرحت مین ہین کہ ہم [illegible]
او سبحانہ تعالے نے اپنی پاک ذات کو ہمارا رب فرمایا اور ہم اسکے بندے ہوئے فالحمد للہ رب العالمین [illegible]
ندارد + او بہ زتو صد ہزار دارد + پس اس فرحت مین پھولے نہ سماتے اور بازوئے توحید کے [illegible]
پرواز کر گئے - قال المترجم یعنی خود فنا اور باصل لقار باقی ہوگئے - قال الشیخ اور رہے اہل قہر تو [illegible]
وحیران ناپتے رہے پھر او تعالے نے میثاق خطاب مین توثیق عظیم فرمائی کہ انھون نے کہا کہ شہدنا - ہم شاہد [illegible]
درگاہ وصل تک پہونچ گئے ہین - حضرت حق سبحانہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ میثاق مین اہل عرفان کے واسطے [illegible]
کشادہ ہوئی یعنے ان بندون پر جو حجاب تھا وہ مرتفع فرمایا تھا تاکہ کوئی لمحہ اسکو فراموش نہ کرین اگرچہ [illegible]
عاشق کی شان یہی ہی کہ جملہ بلیات مین معشوق کے دیدار سے محجوب نہین ہوتا کیونکہ اسکے تمام وجود مین [illegible]
نے اس آیت مین کہا کہ اہل معرفت کے واسطے اس آئینہ مین لیکون تجلی ہوئی پس وہ مطمئن ہوئے اور اہل کفر [illegible]
ہوئی کہ ہیبت سے مقر ہو کر مستغرق ہوئے اور انکی عقلین طپش کھا کر پارہ پارہ ہوئین - شیخ [illegible]
آگاہی دی کہ انکو انکے رب کریم کی طرف سے ایسے حال مین خطاب ہوا کہ موجود نہ تھے مگر اسکا [illegible]
حق تعالے کو بغیر وجود اپنی ذات کے پایا تو حق عزوجل موجود تھا اس شان مین [illegible]
جان سکتا اور کوئی ادراک نہین کر سکتا - قال المترجم اشارہ مین شیخ نے خود [illegible]
بلےٰ - بدون مشاہدہ تھا پھر کشف ملا تو شہدنا بولے - یعنی تیری حقائق حق سے [illegible]
عزوجل نے ناطق کیا کہ ایمان کا طوعاً او کرہاً اقرار کیا انکو برکت اخذ سے [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہے یعنی [illegible] کا تعلق تھا بدون توہم غیریت کے قال المترجم گویا اشارہ کیا کہ اپنے خودی کے ساتھ
[illegible] ہو [illegible] ہے تفاہم د نصرآبادی رح نے ان آیات مین فرمایا کہ مؤول اکبر و مالف اعظم معانین ان
[illegible] اخذ [illegible] ہین بھلا کم اوجلہ اخذ اول ہو یا اس معتادی اخذ کی طرف جو بطریق سلالہ و نطفہ ہے مردود کیے
[illegible] کہ اخذ [illegible] اول بادل الاول ہو اور وہ اول الاول کے ساتھ اول ہے- قال المترجم لا استطیع قولاً غیر ہذا
[illegible] الاعلی ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شیء علیم- شیخ نصرآبادی نے کہا کہ اخذ آلہی بروجہ تلطف
[illegible] نہ تھا بلکہ اخذ انکا عزت و استغنار تھا- وقال ایضاً- یہ اخذ آلہی کسی حاجت سے نہ تھا پاک ہے
[illegible] بلکہ بندون پر حجت تھی پس خلق کو انکی محتاجی نے ممنوع ظاہر کردیا کہ معانی حجت سے ایک ذرہ نہین رکھتے-
[illegible] ایضاً- اخذ آلہی [illegible] معدن تھا- جریری رح نے کہا کہ ہر گروہ کی طرف اسی معرفت
[illegible] کو عطا فرمائی ہے پس ہر گروہ نے بلے کہا اور ہر ایک پر جو انعام و احسان ہوا ہے اسکا اقرار کیا پھر انکو اثبت
[illegible] فرمایا- وقد قال تعالیٰ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم- یعنی صحابہ رضوان اللہ علیہم کو خطاب فرمایا کہ تم سب باہم دشمن تھے
[illegible] قلوب مین الفت دیدی یعنے ایک جان و اسقدر متعدد قالب ہو گئے- اور اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا
[illegible] ما فی الارض جمیعاً الفت بین قلوبہم لکن اللہ الف بینہم- یعنی اگر تو تمام زمین کے اموال خرچ کرتا تو انکے دلون مین
[illegible] لیکن اللہ تعالیٰ نے انکے درمیان الفت دیدی- بعض مشائخ نے کہا کہ عین قدم مین بمنصب قدرت خطاب
[illegible] سے پوچھا گیا کہ کن کو خطاب ہو تو فرمایا کہ قدرت مین موجود اور عالم شہود وجود سے غائب تھے- وقال ایضاً-
[illegible] نے کلام پاک [illegible] کے مثل کوئی شئی نہین کمافی قولہ لیس کمثلہ شیء- اسنے لباس نور مین انکی حیات کو مخلوق فرمایا اور سب کا
[illegible] کیا- قال غیرہ خالصان خلق خدا ے تعالیٰ بولایت آلہی منتخب اور بکرامت آلہی مخلص ہین انکو اپنی فردانیت
[illegible] اور انکے اجساد کو دنیائی اور ارواح کو نورانی اور اذہان کو روحانی کیا اور انکی ارواح کا وطن غیب قرار دیا اور فسحت اسرار
[illegible] دی ہے کہ وجود اول مین ایجاد فرما کر پکارا تو جلدی سے انھون نے قبولیت کا جواب دیا- انکی ترکیب نے
[illegible] اور انھون نے حضرت خالق عز وجل کو پہچانا درحالیکہ وہ صورت انسانیہ مین نہ تھے پھر مشیت آلہی سبحانہ نے انکو اثبت
[illegible] واذ اخذ ربک من بنی آدم الآیۃ- خطاب انکو ایسی حالت مین کہ [illegible] حق سبحانہ تعالیٰ بود و ہم
[illegible] عیب سے مبرا ہی موجود تھے کیونکہ حق عز وجل کی معرفت کو انھون نے اپنے آپ مین پایا پس یہ عطائے
[illegible] بدون انکے اس وجود کے موجود تھی- قال المترجم سیق الکلام فی نحوہ- شیخ استاد رح
[illegible] اپنے سابق عہد و صادق بیان و اسکی تاکید سے اور بندون کو اپنی پاک ذات پہچوانے
[illegible] ہو- بعض نے کہا کہ خطاب مین انکو مجتمع کیا لیکن ان لوگون کے حال مین فرق ہے چنانچہ ایک
[illegible] سے خطاب ہوا اور اسکی معرفت دیدی- دوم گروہ کو پردہ غیبت مین باقی رکھا اور
[illegible] فرمایا- بعض نے کہا کہ ایک گروہ سے عین کشف مین لطف فرمایا کہ لنت توحید سے اقرار
[illegible] سے انکار کیا- قال المترجم یعنی انکا اقرار عین انکار تھا اور توضیح مقام

یہ ہی کہ معرفت الٰہی مین ذات پاک کا کیا ذکر ہی صفات کی معرفت بندے کے وسع مجال سے باہر ہی کہ [illegible]
ہین لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک پس راہ شہود و معرفت و وصول بالذات و قرب بیحال [illegible]
بحمد اللہ تعالے رفع حجاب ہی اور اسی وجہ سے طریق معرفت فی نفسہ واضح ہی اور وہ اعتقاد [illegible]
و گمان سرگردان سے جسنے کچھ اعتقاد کیا وہ جس مبلغ منتہی کو پہونچے وہ عین وہم ہی ہی اور [illegible]
غیر ہی لیکن اس گمراہ کا وہی معتقد معبود ہی پس لیا اوقات آیات بینات مین بندے کے [illegible]
باری تعالے شانہ اس شان پر ہی جو مین سمجھا حالانکہ وہی عین خیال کا معبود بنانے والا ہی اگرچہ [illegible]
ہون لہذا الفکر در ذات و صفات الٰہی سے منع فرمایا گیا ہی اور مقام نازک ہی بیان باتون کو گنجائش نہین پس [illegible]
مین اقرار مجرد تھا اسکے یہی معنی ہین کہ بسبب عدم ہدایت الٰہی کے راہ سے عین گمراہی کو عین راہ سمجھکر [illegible]
ہوئے تھے اور بسبب حجاب کے اصل ہدایت سے بے خبر تھے لہذا اہل حق نے کہا کہ ہدایت [illegible] حضرت باری [illegible]
کی طرف سے ہی پس اگر مترجم کا کلام اس مدعا کے واسطے توضیح ہو تو کثرت سے اشکال یہان حل ہو جاوینگے [illegible]
جس سے اہل تصوف و اہل شرع دونون مستغنی نہین ہو سکتے اور بعد اسکے بکثرت فروع مسائل مین توافق اور کثرت سے [illegible]
وغیرہ جاہل فرقون کی جہالت کا منشاء اور افلاطون و ارسطو وغیرہ ایک خدا کے گننے والے فلاسفہ کی گمراہی کا منشاء [illegible]
تصوف و عقائد کی دلیل اس سے لعلتی ہی واللہ تعالے اعلم وھو یھدی من یشاء الے صراط مستقیم اللھم اہدنی [illegible]
انت التواب الرحیم ۔ بعض نے کہا کہ ایک گروہ کے قلوب پر تجلی فرمائی پس انکے حق مین معرفت کرامت فرمانے کا [illegible]
انھون نے عین یقین سے کہا اور دوسرے گروہ کو مقام محنت مین ڈالا تو انھون نے بسبب دلیل اسکو گمان [illegible]
بعض نے کہا کہ مومنون کو بھی نفس سماع مین مشترک رکھا اور مزید جواب مین مغائرت فرمائی پس [illegible]
ربوبیت ہی اقرار کیا اور بافیون نے بخلوص اقرار شہادت دی کہ بالعیان مشاہدہ پایا ۔ بعض مشائخ نے کہا [illegible]
ہین پس ایک کو بلطف قرب ملاطفت کی تو مستقیم ہوے اور دوسرے کو لسان ہیبت خطاب کیا تو ربوبیت کے [illegible]
بعض نے کہا کہ ایک فریق سے کشف حال خطاب بروئے محبت تھا کہ وہ انکے مکامن اسرار مین رہے [illegible]
سُنا تو وہ حالت تازہ ہو گئی مترجم کہتا ہی کہ شیخ نظام دہلوی قدس سرہ کا قول [illegible]
مین سنا ۔ اسمین اشارہ ہی کہ کلام قدیم ہر تغیر زبان سے مانند عربی و فارسی و ہندی [illegible]
جو اس عہد پر قائم ہی منجملہ اسکے نشان کے یہ ہی کہ کلام الٰہی اسکو محبوب اور اسکی نظر [illegible]
نزدیک تمام جہان کے کلام سے فرق بیّن ہوتا ہی و السلام ۔ بالجملہ آیت کریمہ اخراج [illegible]
مین بنا بر تحقیقی قول کے متشابہات مین سے ہی اور اللہ تعالے جہانتک چاہے [illegible]
اصلی اس سے یہ ہی کہ بندے خلق ازل مین مقر ربوبیت ہو چکے ہین [illegible]
برین حتی کہ ادنی اشارہ سے متنبہ ہوتے ہین اور جاحدین بندے [illegible]
رہے وہ اسکے برعکس اور حضرت حق عزوجل سے درحقیقت [illegible]

Marfat.com

... اپنے آپ کو ایسا نہ سمجھیں لیکن جب تک کہ حضرت رسول علیہ السلام کے ... دین کے معاملات دین و دنیا پر ٹھیک معتقد نہوں تب تک جاہل ... کی ... اور نصاریٰ ایسے ہی ہیں چنانچہ یہود کو دنیا کی محبت اور اپنی رائے و نفس کی متابعت ... علیہم السلام سے عداوت میں غلو تھا حالانکہ ان چیزوں کا انجام بہت سخت بدتر ہی لہذا انکو ... بطور خصوص ایک واقعہ یاد دلایا۔ بقولہ۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ

فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ

وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ۚ

ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ

يَتَفَكَّرُونَ ۝ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ۝

... بری کہاوت ان لوگوں کی کہ جھٹلائیں ہماری آیتیں اور اپنا ہی نقصان کرتے رہے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ اور تلاوت کر دے اے محمد ان یہودیوں پر۔ یعنی ہماری وحی سے سنا دے۔ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا اس شخص کی جسکو دی تھیں ہم نے اپنی آیتیں۔ یعنی اُسکو ایسی چیزیں دی تھیں جو ہماری توحید والوہیت پر ... اس طرح کہ اگلی آسمانی کتابوں کا علم رکھتا تھا یا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اسکو معلوم تھا جب ... ظاہر ہوتا تھا اور اولیٰ یہ کہ عام رکھا جاوے جو ان امور مذکورہ و دیگر امور کہ جو آیات ہونے میں شامل ... اسم موصول مبہم ہو اسکو صریح نہیں فرمایا۔ اسمیں بلاغت یہ کہ صلہ کے قرینہ سے آدمی دوسے نظر دوڑاتا ہی اور اچھی طرح ... ہوتا ہی اور نیز یہ کہ کسی کا عیب مصرح تام لیکر نہو اور پردہ پوشی کی خصلت کی جانب ارشاد ہی اور تفسیر میں بفرو... فَانسَلَخَ مِنْهَا ... سے خرج من الآیات بکفرہ کما تخرج الحیۃ من جلدہا۔ یعنی انسلاخ کے معنی اصل میں یہ کہ کسی چیز سے ... نکل جاوے جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہی اسی واسطے مذبوح جانور کی کھال کھینچ لینے کو سلخ کہتے ہیں اور وہ منسلخہ ... آیات الٰہی سے کفر کرکے ایسا نکل گیا جیسے سانپ اپنی کینچلی سے باہر ہو جاتا ہی۔ اسمیں اشارہ ہی ... قلب میں ... بیٹھا تھا وقد قال تعالیٰ ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ اور جیسے یہود کے حق میں فرمایا۔ واشربوا ... یعنی انکے دلوں میں بچھڑے کی محبت رچ گئی اور اسطرح بیٹھ گئی تھی جیسے اسفنج پانی چوس لیتا ہی پھر ایمان کہاں ... کہ یہ شخص ... بنی اسرائیل کے عالموں میں سے ایک عالم بنام بلعم بن باعورا تھا اُس سے لوگوں نے

درخواست کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وانکے ساتھیوں پر بددعا کریں اور [illegible]
اسی پر لوٹ پڑی اور اسکی زبان منہ سے نکلکر سینہ کو لٹک پڑی فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ [illegible]
اسکو شیطان نے پس اسکا ہمنشین یار ہوگیا۔ مفسر رح نے اشارہ کیا کہ اتبعہ بمعنی [illegible]
مفردات مین کہا کہ آگے بڑھ گئے ہوے کو جب لپک کر پا جاوے تو اسمین اتباع [illegible]
اسکا پیچھا کیا یعنی اسکو پا لیا۔ لہذا بیضاوی رح نے کہا کہ اتبعہ حتی لحقہ یعنی پیچھے [illegible]
کہ اتبعہ بمعنی استتبعہ ہے یعنی شیطان نے اس سے اپنی پیروی چاہی [illegible]
مِنَ الْغَاوِينَ اے فصار من الضالین۔ پس شخص مذکور ہوگیا گمراہوں میں سے یعنی ظاہر [illegible]
اسمین مانند کھلے کافرون کے متمکن ہوگئی یا اسم اعظم اس سے چھن گیا اور [illegible]
پار پاسکتا ہی وہ جو چاہے کرے اور جو کرے وہ حق ہی اور جو کوئی بندہ کو [illegible]
علیم حکیم ہی اسی کی ہدایت سے ہدایت ہی اور جسکو چاہے گمراہی دے لہذا فرمایا وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ [illegible]
ہم چاہتے تو بلند کرتے اسکو بواسطۂ ان آیات کے ایسے درجون پر جو علماء کے درجہ آخرت مین [illegible]
کے اسکو اعتقاد حق و عمل صحیح کی توفیق دیتے حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت [illegible]
کرے پس اسنے اس شخص مذکور کا رفع مراتب نہین چاہا چنانچہ فرمایا۔ وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ [illegible]
ولیکن اس شخص مذکور نے سکون کیا طرف زمین کے یعنی دنیا کے اور اسکی طرف مائل ہوا اور [illegible]
دنیا کے مال و متاع کا لالچ کرکے آیات کے مقتضی سے خلاف کیا اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر برحق موسیٰ علیہ السلام [illegible]
کی تو اللہ تعالیٰ نے اسکو گرادیا۔ قال البیضاوی۔ اسکا بلند کرنا تو اللہ [illegible]
چاہتے تو اسکو اونچا کرتے۔ پھر اس سے استدراک کیا بندہ کے فعل سے کہ لیکن اس شخص نے [illegible]
خواہش کی پیروی کی۔ پس اسمین تنبیہ ہی کہ مشیت ہی حقیقی سبب ہی اسکے ایسے فعل کا [illegible]
ایسے فعل کا نہونا دلیل ہی مشیت نہونے کی کیونکہ مشیت کا نہ پایا جانا دلیل ہی کہ سبب [illegible]
لوہی جو اسواسطے ہوتا ہی کہ نہونا ایک چیز کا بسبب نہونے غیر کے پس بلندی مرتبہ نہونی [illegible]
کہ مشیت ہی حقیقی سبب ہی اور دیگر اسباب جو ہم مشاہدہ کرتے ہین مانند تقوی [illegible]
مسبب کے حاصل ہونے مین اس راہ سے معتبر ہین کہ مشیت جب ہی تو [illegible]
حدیث صحیح مین اشارہ ہی کہ جو جس واسطے مخلوق ہی وہی اسپر آسان ہی پس جسکے [illegible]
مقتضی ہوتی ہی کہ روزہ رکھے نماز پڑھے اور دیگر امور نیک بجالاوے [illegible]
بجاے اسکے کہ ولکنہ اعرض عنہا۔ لانے مین مبالغہ و تنبیہ ہی کہ اسی چیز نے اسکو [illegible]
محبت ہی سب خطاؤن کی جڑ اور سب سے بدتر ہی بعض نے لکھا کہ [illegible]
اور اسی سے غلو و کبر اور ابو علیہ رح نے کہا اسنے لازم ہوگیا [illegible]

بقیہ حاشیہ [illegible]

Marfat.com

اور عبد الرزاق [illegible] رح سے روایت کی کہ اخلد الی الارض یعنے میل کیا دنیا کی طرف پس ظاہر ہوا کہ [illegible] ون و میل دونون سے تفسیر کرنے مین معنی اصلی و مراد دونون کیطرف اشارہ کیا - اسمین تنبیہ ہے جو حدیث ابن [illegible] صحیح ہے کہ دنیا مین اسطرح رہ کہ جیسے تو بیدیسی مسافر ہے یا راہ راہ چلاجاتا ہے کما فی الصحیحین اور یہ مت خیال کر کہ [illegible] دنیا دنی کے اعلیٰ [illegible] ہے بلکہ برعکس ہے اسواسطے کہ بندہ اس جہان مین اعمال و رضاے الٰہی کیلئے آیا ہے اور اسی پر دلیل ہے قولہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون - اور نیز اسمین دلیل ہے کہ جو شخص اپنے دل مین دنیا کی زندگی کا لالچ فقط دنیا کی راہ [illegible] کیا دے وہ اللہ تعالے کی طرف استغفار و التجا نہ لاوے کیونکہ یہ علامت خراب ہے اسیواسطے حدیث صحیح مین بڑی نشانی والے بوڑھون کے حق مین آیا ہے کہ اسکو مال کی ہوس اور زندگی زیادہ ہونے کی تمنا بڑھ جاتی ہے اللہم توفنا مسلمین مومنین برحمتک یا ارحم الراحمین - پھر واضح ہو کہ مفسر رح نے اس آیت مین جس شخص کا حال بیان ہوا ہے مفسرین رح کے اسمین اقوال ہین اور شیخ حافظ [illegible] نے تطویل کی ہے جیسا مفسر رح نے کمال اختصار کیا ہے اگرچہ آیت کریمہ مین ہم کو اسیقدر ضرورت تھی جو نفس تفسیر سے بیان ہوا لیکن اہل ایمان بحکم حدیث کہ نیک بخت وہ ہے جو دوسرے کے حال سے عبرت و نصیحت حاصل کرے - امید ہے کہ اس سے فائدہ پاوین لہذا مترجم بتوفیق اللہ تعالے حسن اسلوب سے اقوال مین توفیق دیتا ہوا ملخص لاتا ہے - واضح ہو کہ اول کلام اسکہ یہ شخص اگلی امتون مین سے تھا یا اسی امت مین سے - دوم آنکہ اگر اگلون مین سے تھا تو بنی اسرائیل مین سے یا کنعانیون مین سے یا شہر بلقاء والون مین سے تھا پس صحیح یہ ہے کہ اگلون مین سے تھا اور بنی اسرائیل مین سے تھا ولیکن جو نسل کہ یہان بلقاء مین موجود تھی انکے قبیلہ سے تھا اور کنعانی قوم کافر جنپر حضرت موسیٰ ؑ کو جہاد کا حکم ہوا تھا انکی ماتحتی مین یہ لوگ تھے لہذا قبیلہ مذکور کی فرمائش سے بددعا کرکے خوار ہوا چنانچہ عبد الرزاق نے صحیح طرق سے حضرت ابن مسعود رض سے اس آیت مین روایت کی کہ یہ شخص بنی اسرائیل مین سے تھا اسکا نام بلعم بن باعوراء تھا - ایسا ہی ابن عباس و مجاہد و عکرمہ کا قول ہے اور بعض نے بلعام بن باعور کہا اور مراد واحد ہے وہ بلعم بن عوراء بن شہوم بن توشتم بن ماب بن لوط بن ہاران بن آزر ہے اور بلقاء [illegible] ایک گاؤن مین رہتا تھا اور ابن عساکر رح نے کہا کہ وہ اللہ تعالے کا اسم اعظم جانتا تھا - اور ابن جریر رح نے بسند جید [illegible] رحمہ اللہ (تابعی ۱۲) روایت کیا کہ یہ شخص مستجاب الدعوۃ تھا یعنی اسم اعظم کے وسیلہ سے جو دعا کرتا وہ قبول ہوتی تھی اور موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر ملک شام کو واسطے جہاد کفار کے متوجہ ہوئے تو نواح کے لوگون کو [illegible] رعب پیدا ہوا پس بلعم کی قوم [illegible] پاس گئے کہ تو اس مرد اور اس لشکر پر بددعا کر - (بعض روایت مین ہے کہ یہ لوگ حضرت موسیٰ ؑ کی سختی و تیزی و درشتی [illegible] اور مالک بن دینار رح نے کہا کہ بلعم ایک مرد علماء بنی اسرائیل سے مستجاب الدعوۃ تھا ہر سختی و شدت کے وقت اسی کو آگے [illegible] اور دعا کرانے تھے) پس اسنے قوم سے کہا کہ مین اپنے پروردگار سے اجازت لے لون - پس اسکو حکم ملا کہ تو مت بددعا کر کیونکہ [illegible] بندے ہین اور انمین میرا پیغمبر علیہ السلام بھی ہے پس بلعام نے قوم سے کہدیا کہ مجھے ممانعت ہوئی پس قوم نے اسکو [illegible] اسکے لیے ہدیے بھیجے (اور کنعانی کافرون نے بخوف عصاے موسیٰ ؑ کے بلعام کو قتل و غارت و مال و لالچ سب طرح سے رجھایا) [illegible] دوبارہ اس سے التماس کیا - پھر اسنے کہا کہ اچھا اب پھر اجازت مانگون مگر اسکو کچھ الہام نہوا تو اسنے کہا کہ مجھے کچھ [illegible] قوم نے کہا کہ تیرا پروردگار برا جانتا تو تجھے منع کرتا لہذا بددعا کر - (بولا کہ تمھارا برا ہو موسیٰ ؑ اللہ تعالے کا نبی اسکے ساتھ

Marfat.com

فرشتے و مومنین ہین مجھے ان علوم سے آگاہی ہی جو تمکو نہین مگر وہ لوگ اسکے پیچھے پڑگئے اور [illegible]
رہے یہان تک کہ وہ راضی ہوا اور دنیا کی عیش و عشرت و زندگی سے ہاتھ دھویا پس نچری [illegible]
نچری بیٹھ گئی اسکو مار پیٹ کر ہانکا پھر ذرا دور پر بیٹھ گئی پھر مارنا پیٹنا شروع کیا تو اللہ تعالے نے اسکو [illegible]
تو کہان جاتا ہی یہ ملائکہ مجھے سامنے سے پھیرتے ہین مگر لوگون نے کانون کانون مین ڈالدیا اور بلعم [illegible]
اور پہاڑ پر پہونچکر اسنے بد دعا شروع کی) پس جو بد بات مانگتا اسمین اسکی زبان سے اسکی قوم کا نام نکلتا اور [illegible]
اسمین موسیٰ ؑ و انکے لشکر کا نام آتا - آخر قوم سے عذر کیا کہ مین اس تقدیر کو کیا کرون کہ میری زبان یون ہی چلتی ہو اور [illegible]
تو معلوم ہو چکا کہ قبول نہوگی اور آخر تدبیر نکالی تو اسکی زبان باہر ہوکر سینہ کو لٹک پڑی پس وہان سے [illegible]
بادشاہ کفار کے جمع ہوئے اسنے کہا کہ میری دین و دنیا تو برباد ہوئی مگر اب تمھین ایک حیلہ بتلاتا ہون کہ تم اپنی عورتین آراستہ
کر کے انکے لشکر مین روانہ کرو وہ مسافر لوگ ہین اگر وہ لوگ زنا مین پڑے تو مجھے امید ہی کہ تباہ ہو جاوینگے اور بادشاہ [illegible]
لڑکی نہایت حسین و خوبصورت گویا بے مثل تھی اسکو کافر بادشاہ نے بھیجا کہ تو عورتون کے ساتھ جا اور سوائے موسیٰ کے کسی کو
اپنے اوپر قابو نہ دینا پس یہ عورتین داخل ہوئین اور وہ لڑکی یعنی دختر بادشاہ کفار کی موسیٰ تک نہ پہونچ سکی مگر بنی اسرائیل
ایک سبط کے سردار پاس پہونچی - (اسکا نام زمری بن شلوم تھا جو شمعون بن یعقوب کی اولاد کا سردار تھا) مگر شہزادی نے
کہا کہ سوائے موسیٰ ؑ کے کسی کو نہین چاہتی ہون آخر اپنے باپ سے اجازت منگا کر زمری کے ساتھ منھ کالا کرنے پر راضی ہوگئی
اور دونون ایک خیمہ مین گھس گئے اور دیگر بنی اسرائیل عوام بھی مبتلا ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام کو جب خبر پہونچی تو کبیدہ خاطر
ہوئے اور فنحاص بن العیزار بن ہارون نے جب سنا تو لوہے کا نیزہ لیے ہوئے خشمناک آیا اور زمری کے خیمہ مین گھسکر
ان دونون بدبختون کو نیزہ مار کر چھید لیا اور بقوت تمام بر سر نیزہ بلند کیے ہوئے باہر لایا اور بنو اسرائیل پر طاعون و وبا کا
عذاب طاری ہوا آخر زنا کار قتل ہوئے اور استغفار سے اللہ تعالے نے وبا دور کی مگر قریب ستر ہزار کے مرگئے اور بعض
نے کہا کہ تیس ہزار مرے واللہ اعلم کسقدر مرے - وقال علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس رضہ - یہ شخص بلعام کہتا [illegible]
بد دعا کرونگا تو دنیا و آخرت برباد ہوجائیگی مگر دعا کی پس اللہ تعالے نے منسلخ کر دیا - اور سدی رح نے تصریح کی کہ [illegible]
تیہ مین پھنسنے کے بعد یہ واقعہ ہوا اور مترجم کہتا ہی کہ اصح یہ ہی کہ موسیٰ ؑ تیہ مین وفات پاچکے ہین پس شاید [illegible]
بن نون کی نبوت مشتبہ رہی اور بنی اسرائیل پر حضرت موسیٰ ؑ کی نبوت گمان کرتے رہے لہذا تاریخ مین [illegible]
اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ رح کے طریق سے ابن عباس رضہ سے اس آیت مین روایت کی کہ ایک ایسے شخص [illegible]
جسکو تین دعائین مستجاب دی گئی تھین (شاید بعد دعاے مذکورہ کے اسنے توبہ کی ہوگی) [illegible]
دعائین تیرے لیے مستجاب ہونگی واللہ اعلم) اور اسکے ایک جورو تھی اور اسکا ایک بچہ تھا پس جورو نے [illegible]
ویسے اسنے دیدی تو اسنے دعا کرائی کہ مین بنی اسرائیل مین سب سے زیادہ خوبصورت ہو جاؤن [illegible]
اور کچھ ارادہ کیا تب اسنے خشمناک ہوکر بد دعا کی کہ یہ کتیا ہو جاوے تب اسکا فرزند [illegible]
وعار پر صبر نہین آخر اسنے دعا کی پھر وہ جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی اور یہ تینون دعائین برباد ہوگئین [illegible]

Marfat.com

[illegible] کے اصول مین قرار پایا ہی کہ یہ طویل قصص سوائے اُن قصص کے جو حدیث صحیح سے ثابت ہوئے [illegible] روایت بنی اسرائیل ہین اور مقدمہ مین تحقیق ہو گئی کہ کتب بنی اسرائیل حتی کہ موجودہ کتب بنام توریت وغیرہ ایسے ہی [illegible] مین سے بھرے پڑے ہین پس جو انمین سے صاف ہی وہ لیا جائیگا اور جو مکدر ہی وہ متروک ہی پھر واضح ہو کہ شیخ ابن کثیر رحمہ نے ذکر کیا کہ صحیح اسانید سے عبداللہ بن عمرو رضہ سے ثابت ہوا کہ قولہ نبا الذی اٰتینا ہ الآیۃ مین یہ شخص امیہ بن ابی الصلت - شاعر ہی اور شیخ رحمہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو کی مراد اس سے یہ معلوم ہوتی ہی امیہ بن ابی الصلت بھی اِس امت مین سے اسی شخص کے مشابہ ہی جو اگلی امت مین اس آیت مین مذکور ہی یعنے بلعم باعوراء کے مشابہ ہی کیونکہ امیہ بن ابی الصلت کو اگلی شریعتون مین سے بہتون کا علم ملا مگر اُسنے عمل نہ کیا اور نفع نہ پایا اسلیئے کہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین آپ کا [illegible] رسالت پہونچا اور آپ کے معجزات دیکھنا و آیات ربانی سننا و آپ کے ساتھ بیٹھنا وغیرہ نصیب ہوا مگر وہ بدبخت [illegible] اپنے مشرکون کی دوستی و مددگاری مین پڑا چنانچہ بدر کے کافر مقتولون کے اُسنے بڑے بڑے مرثیہ نظم کیے ہین اور بعض احادیث مین بنظر اسکے بعض اشعار کے آیا ہی کہ اسکی زبان اسلام لائی اور اسکا قلب مومن نہین ہوا ہی - پس آیت کریمہ مین [illegible] بنا بر مشہور قول مفسرین سلف کے اگلی امت مین سے ایک شخص ہی اور بیان ہوا کہ وہ بلعم بن باعوراء ہی جسکی زبان بسبب بددعا کرنے کے سینہ پر لٹک پڑی تھی **فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ** پس صفت اسکی مانند صفت کتے کے ہی - **إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ** یعنی اگر تو اُسپر دوڑے یا دتکارنے سے حملہ کرے تو وہ زبان نکالتا ہی - **أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ** یا اگر تو اسکو چھوڑ دے تو زبان نکالتا ہی اور دیگر حیوانات مین سے کوئی ایسا مشاہدہ نہین ہوتا - ہر دو جملہ شرطیہ حال واقع ہین بمعنی آنکہ لاہث ذلیل ہر حال مین - اور مقصود اس سے تشبیہ ہی اُسکی فرومایگی اور خواری مین بقرینہ حرف فاء کے جو مشعر ہی کہ فاء کا مابعد اسکے ماقبل (یعنی میل بسوے دنیا و اتباع ہوی) پر مترتب ہی بقرینہ قولہ تعالےٰ - **ذٰلِكَ** المثل - یہ مثل ہی **مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا** مثل اس قوم کی جنھون نے جھٹلایا ہماری آیات کو - **فَاقْصُصِ الْقَصَصَ** پس تو اے محمد صلعم بیان کر دے قصص کو یعنی ایسے سچے قصون کو یہودیون پر - **لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ** تاکہ وہ لوگ انمین غور کرکے ایمان لاوین - اور محمد صلعم کی نعت و صفت کے آیات وغیرہ مین تحریف و تبدیل و چھپانے و جھٹلانے وغیرہ بُری حرکتون سے باز آوین - اور [illegible] مین تمام ان لوگون کو وعید ہی جنھون نے آیات الٰہی کو جھٹلایا اور انکار کیا خواہ یہود ہون یا کوئی اور ہون کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہی خصوص سبب کا کذا قیل وھذا الصحیح - اور یہان سے صریح ثابت ہوا کہ قصص کے بیان سے مقصود یہ ہی کہ لوگ انسے نصیحت [illegible] حاصل کرین اور اہل اسلام خود اپنی کتاب سے سب سے پہلے نصیحت پذیر ہون کیونکہ آیات الٰہی صحیح و ٹھیک [illegible] [illegible] اللھم اھدنا انت ارحم الراحمین - پھر زیادہ مذمت فرمائی بقولہ - **سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا** ساء مثلاً مثل القوم الذین الخ - یعنے بری ہی از راہ مثل کے مثل اس قوم کے جنھون نے جھٹلایا ہماری آیات [illegible] مین ضمیر مستتر مبہم اور مثلاً اسکی تمیز اور مثل القوم الخ مخصوص بالذم ہی **وَأَنْفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ** اور اپنی ہی جانون پر یعنی بسبب جھٹلانے کے یعنی اس ظلم کا تجاوز انکی جانون سے غیر کی طرف نہین ہی - اگر کہا جاوے کہ انکے جھٹلانے سے [illegible] نے جھٹلایا تو جواب یہ کہ اس سے بھی ان لوگون نے اپنے ہی اوپر ظلم بڑھایا کیونکہ جنکو اللہ تعالےٰ نے ہدایت

فرمائی ہی کہ وہ تو انکی بات کی طرف رجوع بھی نہین کرتے [illegible]

اپنے اوپر ظلم کرنا دونون کو جمع کرکے سمیٹا ہی وہذا الیہ مذھب [illegible]

قہر ازل سے خوف دلایا کہ جسنے عظمت قدم کے سامنے اپنی کچھ ہستی سمجھی وہ مارا گیا [illegible]

یہ کہ اہل کرامت ومعاملت اپنے افعال ومقام پر نظر نہ کرین کیونکہ جسنے غیر کو دیکھا [illegible]

قولہ ولا یأمن مکر اللہ الا القوم الخاسرون۔ مکر سے ازلی خوارہی مذر ہوسکے ہین۔ [illegible]

اور اگر قرب مشاہدات ملے ہوتے تو سانپ کی طرح کینچلی سے نہ نکل بھاگتا کیونکہ دیکھا تھا [illegible]

بھلا کہان نکل سکتا ہی اس سے کھلا کہ اسکو استدراج ہی تھا چنانچہ اسکی تصدیق [illegible]

ارتداد اور خواہش نفس کی اتباع کی۔ قال تعالیٰ فاتبعہ الشیطان فکان من الغاوین۔ اگرچہ [illegible]

پھر جانا
نہ کرتا۔ ازل مین اس سے مکر ہوا وہ ابد تک یکسان ہی پس اس درمیان مین ظاہری کرامات عارضی [illegible]

کے سامنے عارضی چیز کا کیا اعتبار ہی۔ ابن عطار رحمہ نے کہا کہ سابقہ ازل نے انتہاء ابد تک تاثیر کی [illegible]

کو بلباس خلت ظاہر کیا پھر انکو سابق قسمت کی طرف مردود فرمایا اور اولیاء کو بلباس مخالفت ظاہر کیا [illegible]

وصلت پہونچایا۔ کہتے ہین کہ حجلہ قرب مین اسکو بٹھایا پھر سابق تقدیر کے مکر سے اسکو گرا دیا [illegible]

اُس سے کم رتبہ ہی اور شام یہ حال ہوا کہ کُتّا یاین فرمایا کی اس سے یالا ہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے [illegible]

پر جو تاثر بتاثیر الکتساب نہین ہی معلق فرمایا بقولہ ولو شئنا لرفعناہ بہا۔ اگر ازل مین اُسکے حق مین ولایت [illegible]

کی مخالفت کچھ اثر نہ کرتی کیونکہ قسمت ازلی طبیعت کی شرارت توڑ دیتی ہی اور مولیٰ عزوجل کی طاعت [illegible]

مشیت نہین بلکہ مشیت ہی اسکے عصیان کی علت ہی۔ استاد رحمہ اللہ نے کہا کہ سعادت جاری ہوتی [illegible]

جسکو سوابق مشیت نے توڑا اسکو لواحق کا جبر مفید نہین ہی۔ ابن عطا رحمہ اللہ نے کہا کہ حکم ازلی [illegible]

دم بدم پڑتا
احوال مین اسکی دستگیری کرتا۔

مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِیْ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِکَ [illegible]

جسکو — اللہ تعالیٰ نے ہدایت کیا وہی — راہ پاتا ہی — اور جسکو — گمراہ کر دیا [illegible]

مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ جسکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی یعنے اپنے دین کی طرف اسکو راہ دی [illegible]

تک پہونچا دیا فَھُوَ الْمُھْتَدِیْ پس وہی ہدایت یافتہ ہی۔ واضح ہو کہ ہدایت الٰہی کے معنی [illegible]

فرقہ معتزلہ وغیرہ نے دھوکا کھایا ہی کیونکہ یہ بیان تو کافر ومومن دونون کے کان تک پہونچتا ہی لیکن [illegible]

لہذا معلوم ہوا کہ ہدایت الٰہی کے یہ معنی ہین کہ ایمان کی توفیق ہو اور کفر وشرک جن سے بندہ [illegible]

اور مترجم کہتا ہی کہ یہ بھی تفسیر لازم ہی کیونکہ ہدایت واضلال دونون صفات الٰہی [illegible]

ہو سکتا۔ ہان جب صفت ہدایت کی تجلی سے کوئی بندہ سرفراز ہوا تو اسکو یہ لازم ہی [illegible]

خود نہین پیدا کر سکتا اسیواسطے فھو المھتدی مین حصر فرمایا اور آیات کثیرہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] اضلال کا ہی [illegible] یُضْلِلْ ہے ومن یضللہ - اور جسکو اللہ تعالے نے گمراہ فرمایا وہی گمراہ ہے کوئی نہین ہوسکتا وہ کوئی بھلائی جسکا کچھ اعتبار ہو اسکو نہین پہونچ سکتی اگرچہ ناقص عقل کے موافق دنیا کی [illegible] وہ بھلائی نقد ہے [illegible] منا مصرح فرمایا - فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ وہی ٹوٹے والے ہین -

[illegible] البیضاوی آیت مین تصریح ہو کہ ہدایت پانا و گمراہ ہونا بندون کو اللہ تعالے ہی کیطرف سے ہو اپنی قدرت سے نہین اور [illegible] کہ اللہ تعالے کی ہدایت بعض بندون سے مختص ہو بعض کو نہین ملیگی اور تصریح ہو کہ اللہ تعالے جب ہدایت فرماوے تو ابتدا [illegible] اپنے بندہ کا ہدایت پاجانا ضروری ہو پھر اول مین فھو المھتدی - بلفظ مفرد برعایت لفظ من اور دوم مین فاولئک ہم آہ بلفظ جمع [illegible] معنی تک لانے مین تنبیہ ہو کہ مہتدین کی جماعت مثل واحد کے ہو کیونکہ انکا طریقہ واحد ہو برخلاف گمراہون کے کہ مختلف طریقون [illegible] شیطان کی راہون پر چلتے چلتے جہنم مین جا پڑتے ہین اور مترجم کہتا ہو کہ یہ بھی اشارہ ہو کہ مہتدین بمقابلہ گمراہون کے بہت کم ہین [illegible] صحاح کی حدیث بعث النار مین یہ مضمون ہو کہ جب آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنی اولاد مین سے دوزخ کو بھیجے جانے والے بھیج [illegible] نناوے ہونگے اور ایک فقط جنت کے لیے ہوگا وکما قال تعالے وقلیل من عبادی الشکور الآیۃ - پھر ہدایت پانا [illegible] بڑے شکر کا مقام ہو بیضاوی رح نے کہا کہ او تعالے نے فقط مہتدی فرمانے پر اقتصار کرکے تنبیہ فرمائی کہ اہتداء کی شان [illegible] ہی یا تنبیہ فرمائی کہ یہ خود ایسا بڑا کمال ہو کہ اسکے ساتھ اگر اور کچھ حاصل نہو تو مغفرت کے لیے کافی ہو - مترجم کہتا ہو کہ بندہ اس نعمت [illegible] کی پائی ہوئی برقرار رہنے کی اللہ تعالے سے دعا مانگے اور اسکے چھن جانے یا اس سے محروم رہنے سے ایسا ڈرے جیسے [illegible] سے جو شخص کھینچ لیا گیا ہو وہ پھر آگ مین پڑنے سے لرزتا ہو اور حدیث جابر رض مین ہو کہ آنحضرت صلعم اپنے خطبہ مین بعد حمد و ثنا [illegible] فرماتے من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ - اصدق الحدیث کتاب اللہ و احسن الہدی ہدی محمد (صلے اللہ [illegible] وسلم) وشر الامور محدثاتہا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار - پھر فرماتے بعثت انا والساعۃ کہا تین یعنی اپنی [illegible] انگلیان ملاتے اور اشارہ کرتے کہ مین مبعوث ہوا ہون قیامت کے ساتھ جیسے یہ دونون - یعنی میرے بعد اور کوئی نبی نہوگا بلکہ [illegible] رواہ مسلم والنسائی وابن ماجہ وابن مردویہ والبیہقی - اور حدیث ابن مسعود رض مین ہو الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستھدیہ ونستغفرہ [illegible] باللہ من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ [illegible] واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ الحدیث رواہ احمد واہل السنن - اسمین نستھدیہ سے دعا ہو یعنی ہم اللہ تعالے سے ہدایت [illegible] اسپر برابر قائم رہین - مترجم کہتا ہو کہ جمعہ کے یہ دونون خطبے حدیث سے یاد رکھنا [illegible] ف - فی العرائس [illegible] من یہدہ اللہ فھو المھتدی الآیۃ - جسکو اللہ تعالے نے ازل مین اپنی معرفت و قرب کے واسطے برگزیدہ فرمایا اسکے سب کام [illegible] کے انتظام پر ہوتے ہین - بعض نے کہا کہ نجات یافتہ وہ نہین جو اچھی کوشش کرے بلکہ وہی ہو جسکے لیے ہادی [illegible] ہدایت کی تقدیر ازلی ہوچکی - پھر اللہ تعالے نے اہل خسران کی حالت بیان فرمائی کہ وہ درگاہ کبریائی و دیدار جلال سے محروم ہین - بقولہ تعالے -

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ

بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا [illegible]

اور آنکھیں ہیں اُنکے دیکھتے نہیں اور کان ہیں اُنکے

كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ

چوپائے بلکہ اُنسے زیادہ بیراہ وہی لوگ

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا خلقنا لِجَهَنَّمَ خلقا كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ

لیے خلق کثیر کو ۔ جنون و انسانون مین سے ۔ جن و انس اسم جنس ہی لہذا جمع نہین آئی ۔ [illegible]
ہم نے جن و انسان مین سے خلق کثیر کو پیدا کر کے مہیا کر دیا اور وے جہنیون کے کام کرتے [illegible]
جیسے جنتی لوگ جنتیون کے کامون کی توفیق پاتے ہین اور اسی سبب نہ کورسے دنیا مین اہل کفر [illegible]
انمین سے جو ازلی شقی ہوچکے اور دوزخ ہی کے لیے مخلوق ہوے انکے خلاص کا کوئی حیلہ نہین ۔ [illegible]
گذر چکین جنمین بیان ہی کہ اللہ تعالےٰ نے آدم ع کی پشت سے اُنکے ذریات دو فریق نکالکر ایک فریق کے [illegible]
انکو دوزخ کے واسطے پیدا کیا اور مجھے پروا نہین ہی ۔ اور یہان ظاہر ہوا کہ ہر دو فریق مین سے بڑا فریق [illegible]
کہ جن مین سے بھی بڑا فریق دوزخی ہی اور نیز ظاہر ہوا کہ جن اگرچہ آتشی ہین مگر دوزخ سے عذاب اُٹھاوینگے [illegible]
کہ انسان خاکی ڈھیلے کی مار سے دردناک ہو جاتا ہی اور صحیحین کی حدیث ابن مسعود رض جو تقدیر برحق ہونے کے باب مین [illegible]
اسمین پیٹ کے بچہ کے حق مین روح پھونکنے کے وقت کا حال یون آیا ہی کہ پھر فرشتہ کو چار باتین لکھنے کا حکم ہوتا ہی یعنی اُسکا رزق
اور اجل کہ کتنی مدت جیتا رہیگا اور عمل کہ کیسے کام کریگا اور اُسکا خاتمہ کہ شقی ہی یا سعید ہی یہ چارون باتین ماں کے پیٹ ہی مین فرشتہ
بحکم الٰہی لکھ دیتا ہی ۔ اور صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمرو رض سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ عز و جل نے آسمان و زمین
پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے درحالیکہ اُسکا عرش پانی پر تھا مقادیر خلق کی تقدیر کر دیا ہی ۔ اور صحیح مسلم مین [illegible]
کی حدیث سے مروی ہی کہ آنحضرت صلعم انصار مین سے ایک طفل کے جنازہ مین بلائے گئے تو مین نے عرض کیا [illegible]
طوبى له عصفور من عصافير الجنة یعنی پاکیزہ بھلائی ہی اس طفل کے لیے وہ جنت کی چڑیون مین سے ایک چڑیا ہی [illegible]
نہین کی اور نہ برائی کو پایا تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ یا اُسکے سوا سے اے عائشہ رض البتہ اللہ تعالےٰ نے جنت کو پیدا کیا [illegible]
لیے لوگ پیدا کیے حالانکہ وہ اپنی باپون کی پشت مین تھے اور دوزخ پیدا کی اور اسکے لیے لوگ پیدا کیے حالانکہ وہ اپنے [illegible]
پشت مین تھے ۔ حاصل معنی اس حدیث کے یہ ہین کہ جنت و دوزخ کے لیے اللہ تعالےٰ نے پہلے ہی سے لوگ [illegible]
ہین وہ دنیاوی وجود پر موقوف نہین ہین بلکہ وہ جنتی ہی وہ اپنے باپ کی پشت ہی مین [illegible]
اسی واسطے حضرت عائشہ رض کو روک دیا کہ بھلے و برے کامون کی راہ سے جنتی و دوزخی کا حکم [illegible]
جنتی نہین ہی کیونکہ دیگر دلائل سے مسلمانون کی چھوٹی اولاد جو مرے اسکے جنتی ہونے کا ائمہ علماء [illegible]
پایا ہی چنانچہ امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین کہا کہ علماء مسلمین مین سے جسکا [illegible]
کی چھوٹی اولاد جو مرے وہ جنت مین ہی کیونکہ وہ مکلف نہین اور بعضے ایسے علماء نے جو کسی شمار مین [illegible]

Marfat.com

[illegible] کی وجہ یہی حدیث ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ہمکو بدون قطعی دلیل
[illegible] کرنے سے منع فرمادیا۔ مترجم کہتا ہی کہ افعال کے اوپر نظر کرکے بھی یہ حکم لگانے سے
[illegible] جاوے کہ علمار نے انکے غیر مکلف ہونے کی دلیل سے انکا جنتی ہونا ثابت کیا اور یہ افعال ہی پر
[illegible] اسکے ہوکر مثبت ہوئی اور فرق اسیقدر ہی جو قول معتزلہ و اہل سنت کے درمیان مغفرت کے
[illegible] افعال پر نظر رکھتے ہین اور اہل سنت کی نظر برحمت الٰہی ہی ہان جب افعال بھی اچھے ظاہر ہوئے
[illegible] اجر الحسنین اور اسکے مانند کے مفید یقین ہوا اور حدیث وفات عثمان بن مظعون رض جو صحاح وغیرہ مین معروف
[illegible] ہی اور مقام مقتضی ہی کہ تقریر وسیع لائی جاوے ولیکن بخوف تطویل اسیقدر پر اکتفا رکیا فلیتامل فیہ
امام نووی نے کہا کہ یہ بھی احتمال ہی کہ شاید آنحضرت صلعم نے یہ بات یعنی حضرت عائشہ رض کو روکنے کی اسوقت فرمائی ہو کہ جب کہ
آپکو وحی سے ان اطفال کا جنتی ہونا معلوم نہ تھا پھر جب علم ہوگیا تو جنتی ہونے کی خبر دیدی۔ ثم قال النووی رح اب رہے
کافرون کے بچے جو کہ طفولیت مین مرگئے تو اسمین تین قول ہین اول یہ کہ اکثرون نے کہا کہ وہ اپنے باپون کے تابع ہوکر جہنمی ہین
دوم یہ کہ ہمکو معلوم نہین کہ انکا کیا حال ہی اور یہ ایک گروہ کا قول ہی۔ اور سوم یہ کہ یہ اطفال بھی جنتی ہین اور یہی محققین کا
قول اور یہی صحیح ہی اور اسپر چند دلائل ہین ازانجملہ وہ حدیث کہ حضرت صلعم نے جنت مین حضرت خلیل علیہ السلام کو دیکھا
درحالیکہ انکے گرد لوگون کی اولاد تھی اور صحابہ رض نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا مشرکون کے اولاد بھی تھی فرمایا کہ مشرکون کے
اولاد بھی تھی رالحدیث رواہ البخاری فی الصحیح۔ اور ازانجملہ قولہ تعالے وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ یعنی فرمایا کہ ہم عذاب
دینے والے نہین یہان تک کہ رسول کو بھیج لین۔ پس معلوم ہوا کہ قبل بعثت رسول کے کسی بشر کو عذاب نہ دیا جائیگا اور سب
لوگون نے اتفاق کیا ہی کہ بچہ پر تکلیف شرعی عائد نہین ہوتی اور رسول کا قول قبول کرنا لازم نہین ہوتا یہان تک کہ وہ بالغ
ہوجاوے پس بالغ ہونے سے پہلے جو مرا وہ گویا بعثت رسول کے پہونچنے سے پہلے مرا ہی۔ پھر واضح ہو کہ آیت کریمہ مین اہل
سنت کے مذہب کی کھلی دلیل ہی کہ بندون کے سب بھلے برے کامون کا پیدا کرنے والا وہی ایک خالق وحدہ لاشریک ہی پس
سوائے اسکے کوئی خالق کسی چیز کا نہین ہی اور جسنے گمان کیا کہ بندہ اپنے افعال اپنے آپ پیدا کرلیتا ہی وہ چھوٹا مشرک ہی اور ان
[illegible] بیان اسکا یہ ہی کہ اللہ تعالے نے صریح فرمادیا کہ اسی نے بہت سے جن وانس کو دوزخ کے لیے پیدا کیا اس سے
[illegible] بیان ہوگا اور یہ ہر کوئی جانتا ہی کہ سمجھدار کبھی اپنے آپ اپنے واسطے آگ مین [illegible] نہین کریگا پھر جب ایسے
[illegible] جاگ مین داخل ہونے کے موجب ہین تو معلوم ہوگیا کہ ان اعمال موجبۃ النار کا پیدا کرنے والا یہان ایک خالق
[illegible] اس سے یہ عمل پیدا فرماتا ہی اور وہ اللہ تعالے ہی اور معتزلہ وغیرہ نے جو یہان بے وجہ تاویلین کین وہ
[illegible] کہ جب کوئی دلیل قطعی ایسی قائم ہو کہ ظاہر معنی آیت کے نہ بن سکتے ہون تو تاویل کرنے کی گنجایش ہی پس یہان
[illegible] قطعی نکے ہرگز صحیح نہین ہی اور یہ مسئلہ تقدیر کا وسیع ہی اسمین بندہ اپنی عقل اگر لگاویگا تو گمراہ ہوگا کیونکہ
[illegible] کھیل سکتا ہی پس جو اللہ تعالے و اسکے رسول صلعم نے فرمایا اسی پر ایمان رکھنے والا مومن ہی اور یہی لوگ اہل سنت
[illegible] ہمکو انھین کے عقیدے پر دنیا سے مومن اٹھاوے لہذا ہم ایمان لائے کہ بے شک اللہ تعالے نے دوزخ

کے واسطے بہت سے جن و انسان پیدا فرمائے اور چار ناچار وہ لوگ دوزخیون کے کام کرینگے
کیون نہین کہ اللہ تعالے نے ان دوزخیون کی حالت جیسے انکو پیدا فرمایا ہی یہ بیان فرمائی کہ لھم قلوب
انکے قلوب ایسے ہین کہ اُنسے سمجھتے نہین۔ یعنی حق بات انکے دلون مین نہین سمجھائی دیتی ہی اگرچہ
خوب سمجھتے ہین لیکن اسکا نفع بھی چند روزہ زندگی تک ہی جسکا کچھ بھی اعتبار نہین۔ وقال البیضاوی
کہ حق بات پر دل نہین دھرتے اور دل کی آنکھون سے حق بات مین نظر نہین کرتے وقال الزجاج
کہ فقہ وہی ہی جو دل مین سمجھ ہو اور دل وہی خوب ہی جسمین یہ فقہ ہو حتیٰ کہ کافرون کی مذموم
ایسے ناکارہ کہ اُنسے نفع دینے والی سمجھ نہین پاتے۔ وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا اور انکی آنکھین
جنسے دیکھتے نہین۔ یعنی دنیاوی چیزون کو ایسی نگاہ سے جو انکے کام نہ آوے خوب دیکھتے ہون مگر وہ دیکھنا
دیکھتے پس اللہ تعالے نے جو اشیاے عجیب و غریب پیدا فرمائی ہین انکو بنظر عبرت نہین دیکھتے کہ جس
دیکھکر اسکی توحید و معرفت حاصل کرین بلکہ یہ لوگ اپنی ذات کو دنیا کی چیزون کو اپنی خواہش نفسانی کی نظر سے
یہ دیکھنا کام کا نہین تو صحیح ہوا کہ آنکھون سے جو نفع تھا جب وہ نہ اُٹھایا تو نفی فرمائی کہ انکی آنکھین ہین مگر
بصیرت کی نظر سے نہین دیکھتے۔ وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا اور انکے کان ایسے ہین کہ اُنسے
یعنی نفسانی و شیطانی و دنیاوی لہو و لعب و بیفائدہ بیکار باتون کو اگرچہ سنتے ہون لیکن جو سننا انکو
وحدانیت اسکو کان لگاکر نہین سنتے کہ خواب غفلت سے بیدار ہون اور معرفت آلہی کا توشہ و نیک اعمال کا خزانہ حاصل
اپنے اصلی وطن آخرت کو واپس جاوین۔ یہان سے ظاہر ہوا کہ دل و آنکھین و کان جو اللہ تعالے نے بنائے
معرفت آلہی و آخرت کی سمجھ و ایمان حاصل کرنے اور اللہ تعالے کی تمام مخلوق مین خصوص اپنے آپ مین
دیکھنے اور اللہ تعالے کی معرفت کی آیات و وعظ و نصائح بغور و تامل سننے کے لیے ہین پھر جسمین یہ باتین
ہی اگرچہ دنیا کے امور و خواہش نفس کی باتین خوب سمجھتا اور دیکھتا و سنتا ہو مگر وہ پاگل و اندھا و بہرا ہی
اسکا یہ ہی جو فرمایا۔ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ ایسے لوگ جنکی ناسمجھی کا یہ حال بیان ہوا وے مانند انعام
کے اور مانند بہائم کے ہین یعنی کام کی سمجھ نہونے اور معرفت والی بینائی نہ ہونے اور انجام کی
ہین جیسے بہائم جانور ہوتے ہین۔ یا یہ معنی ہین کہ پیٹ پالنے اور جو جی چاہے اسی کی کوشش مین دل
رہنے مین یہ لوگ مانند جانورون کے ہین کہ انکا یہی کام ہی۔ اور اول اولی ہی کہ ناسمجھی و بے عقلی مین جانور
کہ دل و آنکھین و کان تو انسان و دیگر حیوانات مین مشترک ہین مگر انسان کو اورون سے
و ادراک سے جس سے اللہ تعالے کی معرفت حاصل ہو اور بھلے و بُرے مین تمیز کرے اور
اپنے اصلی گھر کی طرف واپس جانے پر مستعد رہے پس جب کافر و مشرک کو یہ معرفت حاصل نہوئی
کچھ فرق نہ رہا کہ وہ بھی کچھ فہم و ادراک نہین کرتے لیکن بہائم بیچارے اگر فہم و ادراک نہین رکھتے
بخلاف کافرون کے کہ یہ لوگ اس نعمت کے ہوتے ہوئے اسکو برباد کیے ہوئے ہین

بلکہ یہ لوگ [illegible] جانورون سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے گمراہ ہین - کیونکہ نہو کہ بہائم کا حال یہ ہی کہ وہ اپنے
[illegible] جانتے ہین بکری کو دیکھو کہ شریفہ کی پتی نہین کھاتی اور منفعت کو تلاش کرکے حاصل کرتی اور مضرت سے بھاگتی ہی کوئی
[illegible] دیکھ [illegible] جاویگا اور ہری ہری گھاس کی طرف خود دوڑا جائیگا اور کافر ومشرک جان بوجھکر عناد سے دوزخ
[illegible] اقدام کرتا ہی [illegible] نے کہا کہ بنی عبد مناف سے ہم سب باتون مین تو ہمسر ہو پائے آپ انھون نے اپنا یہ فخر نکالا کہ ہم مین ایک
[illegible] رسول صاحب وحی وکتاب ہی سو اسمین تو اس عار کو کبھی نہ اٹھاؤنگا اور ایمان نہ لاؤنگا اگرچہ محمد پڑا سچا اور سب
[illegible] اچھا ہی - یہود خوب پہچانتے وجانتے تھے مگر پیر مرشد بنے ہوئے نذرانہ کھاتے اور عالم کہلاتے تھے اسلئے یہ لالچ نہ
[illegible] اور دوزخ کے عذاب پر اقدام کیا پس جانور سے بدتر ہین اور نیز جانورون کو معرفت آلہی کے فضائل حاصل کرنے پر قدرت
[illegible] اور انسان کو یہ قدرت ہی تو عاجز ہوتے ہوے نہ حاصل کرنے والے کی بہ نسبت وہ بدتر ہی جو قادر ہوتے ہوئے منھ
موڑے - حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا جاتا ہی کہ اللہ تعالے نے دو چیزین عقل وشہوت پیدا کی پس فرشتون کو فقط
عقل دی بدون شہوت کے پس انکو کوئی خواہش نہین جو اللہ تعالے کی عبادت سے روکے اور جانورون کو شہوت دی بدون
عقل کے پس وہ کھانے پینے وغیرہ خواہشون وشہوات مین مصروف ہین انکو عقل نہین کہ معرفت حاصل کرین رہا انسان تو
اسمین دونون جمع کردین پس اگر اسنے عقل کی پیروی سے معرفت وطاعت حاصل کی تو فرشتون سے بڑھ گیا کیونکہ شہوت کی روک
پر صبر کرتا ہوا وہان چڑھ گیا اور اگر شہوت کی پیروی سے جہالت ونافرمانی سمیٹی تو جانورون سے حتی کہ سور سے بدتر ہوا کیونکہ عقل
لئے ہوئے اس نجس گڑھے مین پھسل پڑا - اور نیز سب جانور اپنے خالق عز وجل کے مطیع ہین بخلاف کافر کے کہ وہ نافرمانی کرتا
[illegible] افترا وبہتان باندھتا ہی اور نیز یہ کہ سب جانور اپنے پروردگار کو پہچانتے ویاد کرتے ہین بخلاف کافر کے کہ نہین پہچانتا و
نہین یاد کرتا ہی - اگر وہم ہو کہ اللہ تعالے کے سب قائل ہین تو جواب یہ کہ جو قائل ہین وہ ایسے خدا کے قائل ہین جسکا شریک بتاتے
ہین اور یہ درحقیقت حضرت اللہ تعالے جل جلالہ کی شان نہین تو وہ کسی اور چیز کے قائل ہین جو انکے وہم مین سمائے کیونکہ اللہ تعالے
[illegible] صفات سے ہی جنکو اسکے رسول برحق صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا پس جو اسکے برخلاف ہی وہ اللہ تعالی سے
[illegible] یہ کہ جانورون کے ساتھ کوئی ہانکنے والا ہو تو راہ چلے چلتے ہین بخلاف کافرون کے کہ اللہ تعالے نے اپنی نعمت
[illegible] بیان مین کتابین نازل فرمائین ہدایت کی راہ دکھلائی رسول علیہم السلام بھیجے مگر یہ لوگ نہ مانے اور [illegible]
[illegible] راہ بتائی اور وعظ ونصیحت سے انکو خواب غفلت سے جگایا مگر نہ جاگے ہرچند انھون نے اللہ تعالے سبحانہ
[illegible] انکو بھلائے اور اسی کی عبادت کو کہا مگر نہ چونکے لہذا فرمایا - أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ یہی غافل لوگ
[illegible] غفلت والے یہی ہین اگرچہ مسلمان گنہگار بھی غفلت مین پڑجاتا ہی مگر بالکل غافل نہین ہوتا - مسئلہ زید وعمرو
[illegible] مسلمان ہین پس اگر زید نے قسم کھائی کہ اگر عمرو کو کامل غفلت ہو تو اسکی جورو پر طلاق ہی تو حکم دیا جائیگا کہ طلاق واقع نہوئی
[illegible] صورتین نکل سکتی ہین - قال فی العرائس قولہ تعالے لہم قلوب لا یفقہون بہا الآیۃ - اسکے دل
[illegible] محجوب ہین اور اگر پاوین تو وصال کا مزہ چکھین اور حقائق نزال کو سمجھین - انکی آنکھون پر شہوات کے پردے
[illegible] سے نکلین تو انوار صفات دیکھین - انکے کانون مین غفلت کے ٹھیٹھر ہین اگر وہ ہٹین تو آواز وصال والحان

[illegible] سے یہ کہ کامل غفلت کفار
سے یہ مراد [illegible]
او لئک ہم الغافلون
۱۲

قرب سے مسرت پاوین اور دنیا کے تمام راگ ورنگ سے منھ پھیر لین - بعض نے کہا کہ انکے دل ایسے [illegible]
ہین رکھتے - اور انکی آنکھین ایسی ہین کہ انسے دلائل حق نہین دیکھتے اور انکے کان ایسے ہین کہ [illegible]
دعوت حق ایک ظاہری ہی جو بواسطہ رسول اللہ صلعم وآپ کے خلفاء کے ہر وقت پہونچی [illegible]
اور وہ اس شعر سے سمجھ لینا چاہیے ؎ من آن مرغم کہ ہر شام و سحرگاہ ✦ ز بام عرش [illegible]
صبح زدانم کہ سوسن آزاد ✦ چہ گوش کرد کہ حافظ زبان خموش آمد ✦ پھر اللہ تعالے نے ان لوگون [illegible]
مین جانورون سے بڑھے ہوے ہین کیونکہ جانورون مین ادب قبول کرنے کی استعداد ہی [illegible]
باوجود استعداد قبول کے ادب نہین قبول کرتے - بعض نے کہا کہ بہائم کو پردگی اور تجلی دونون سے [illegible]
کے کہ تجلی سے انکی زندگی اور پردگی سے عذاب وموت ہی - ابن عطاء رح نے کہا کہ ان دلون سے [illegible]
آنکھون سے شواہد حق نہین دیکھتے اور کانون سے حلاوت خطاب نہین پاتے کیونکہ نہین سنتے ہین - [illegible]
خطاب کے جسطرح محدثین سمجھتے ہین یہ لوگ نہین سمجھتے اور انکو دلی خطرہ مین اور نفسانی وشیطانی وسواس [illegible]
سے شواہد توحید نہین اور کانون سے دلائل یقین نہین سنتے ہین ان لوگون کی نظر فقط غفلت کی راہ ہی [illegible]
وفتنہ کی آواز ہی - یہ روڑے پتھر کسی لڑی مین گوندھنے کے قابل نہین سوائے اسکے کہ شہوت کی زنجیر [illegible]
المترجم محدثین جمع محدث انکی اصطلاح مین وہ عارف کہ فہم خطاب وواردات ازلی اسکے قلب پر غیب سے [illegible]
عمر رضی اللہ عنہ ہین چنانچہ تین آیات کا خطور قبل نزول کے انپر توافق واقع ہوا - وقد سبق البیان فی [illegible]
مصلے الآیۃ - اور تحقیق مقام مجملاً وکفایۃً جابجا آچکا ہی فتذکر - پھر اللہ نے بیان فرمایا کہ اسکے بہت نام [illegible]
صفاتی اور اسماء فعلی اور اسماء خاصہ ہین جنسے عارفون کے دلون کو جو جنمیون کے دلون کے مانند نہین [illegible]
نامون سے عجائب صفات الٰہی سے آگاہی ہوتی ہی جسکا مصدر ذات واحد قدیم جل سلطانہ ہی [illegible]

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ [illegible]

اور اللہ کے ہین سب نام خاصے سو اسکو پکارو وہ کہکر اور چھوڑدو انکو

فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

اسکے ناموں مین وہ بدلا پارہینگے اپنے کیے

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى اور اللہ تعالے کے لیے بہت اچھے اچھے نام ہین - [illegible]
ایک تو یہان اور دوم آخر سورہ بنی اسرائیل مین فی قولہ قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایاما تدعوا فلہ الاسماء [illegible]
کے شروع مین فی قولہ اللہ لا الہ الا ہو لہ الاسماء الحسنی - اور چہارم سورہ حشر کے آخر مین فی قولہ [illegible]
الحسنی - اور حسنی کا لفظ مونث احسن ہی اور وہ صفت اسماء جمع اسم ہی اور معنی تفضیل کے یہان [illegible]
ہین اور یا مطلقاً ہین اور مترجم کے نزدیک یہی اولی بلکہ صواب ہی اسواسطے کہ کسی کو اللہ [illegible]
ظاہر ہین جو رحیم وکریم کے مانند اسماء مین مشارکت گمان کیجاتی ہی وہ وہم ہی پس غفلت سے [illegible]

[illegible] اور مفرد آتا ہے [illegible] کہ معدد جنس ہے اور جیسے وصف لا یعقل مین افراد آتا ہے۔ اول قول مختار مفسر رح ہے۔ بالجملہ
[illegible] رت دی اور ارشاد فرمایا کہ جس ذات پاک کا نام اللہ تعالے ہے اسکے واسطے بہت سے نام صفاتی وغیرہ بہت اچھے
فَادْعُوْهُ بِهَا یعنی تو ہم سبھا ۔ پس اللہ تعالے کو انھیں پاکیزہ نامون سے پکارو یعنی اسکے جناب مین التجا کرنے اور
[illegible] رنے مین انھین پاک نامون سے نام لیا کرو۔ اور دعاء کے آداب و شرائط تحقیق کے ساتھ تفسیر قولہ و اذا سالک عبادی
[illegible] مین گذری اور منجملہ شرطون کے یہ ہے کہ دعاء کرنے والا جس نام پاک سے دعا کرے اسکے معنی جانتا ہو اور یہ ہے
[illegible] نام لیتا ہے یعنے حق سبحانہ تعالے کی عظمت اسوقت تو ضرور حاضر ہو یعنی دل غافل نہو اور یہ ہے کہ خلوص کے
[illegible] پر بھروسا کرکے بدون شک وغیرہ شیطانی وسواس کی دعا کرے۔ پس جلالی نام کے وقت جلال سما ویگا اور جمالی نام
[illegible] رحمت و انبساط آویگا لہذا ان پاک نامون کا اور انکے معانی کا جاننا ضرور رہی پھر علماء کے دو قول ہین ایک یہ کہ اللہ تعالے
[illegible] نانوے ہین اور دوم یہ کہ انکی گنتی اسی قدر مین منحصر نہیں بلکہ اللہ تعالے ہی جانتا ہے۔ اور مفسر رح نے یہان لکھا الاسماء
الحسنی التسعۃ والتسعون الوارد بہا الحدیث۔ یعنی یہ نام ہائے احسن ننانوے کہ انکے ساتھ حدیث وارد ہوئی ہے۔ پس قولہ
التسعۃ [illegible] بدل از اسماء ہے اور معنی مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ اسماء حسنی یہی ننانوے ہین جو حدیث مین وارد ہوئے ہین
[illegible] قول اول اختیار کیا۔ اور دوسرا احتمال یہ کہ یہان جن پاک نامون سے دعاء کرنے کا حکم دیا گیا وہ یہی ننانوے ہین اگرچہ اوتعالے
[illegible] پاک نام اسقدر رہون کہ انکا علم اللہ تعالے ہی کو ہے فعلے ہذا قول دوم کی طرف راجع ہوا۔ اور توضیح یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ان للہ تسعا و تسعین اسما مائۃ الا واحدا من احصاہا دخل الجنۃ وہو وتر
یحب الوتر۔ یعنی اللہ تعالے کے ننانوے نام۔ ایک کم سو ایسے ہین کہ جو انکو احصاء کرے وہ جنت مین داخل ہوگا اور اوتعالی
[illegible] وہ طاق کو محبوب رکھتا ہے۔ رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ وابو عوانہ وابن جریر وابن ابی حاتم
والطبرانی وابن [illegible] وابن مردویہ وابو نعیم والبیہقی۔ اور ابن مردویہ و ابو نعیم کی روایت سے اتنا زائد ثابت ہوا کہ جو ان نامون سے
[illegible] اسکی دعا قبول فرماتا ہے۔ بخاری رح نے فرمایا کہ احصاء سے یہان حفظ کرنا مراد ہے اور یہی اکثر محققین کا قول ہے اور
[illegible] مین آیا کہ من حفظہا دخل الجنۃ۔ پس پہلی روایت کی اس سے تفسیر ہو گئی کہ احصاء سے حفظ مراد ہے۔ اور بعض نے
[illegible] شمار کرنا یعنی دعاء مین ان نامون کے ساتھ احاطہ کرکے انسے دعا مانگے مترجم [illegible] کہ بنا برین دعاء بھی یہ ہوگی کہ اللہ تعالے
[illegible] کیونکہ ان نامون کو بمعنی احصاء کرکے اگر مثلاً رزق کی دعاء مانگی تو جنت مین داخل ہونا کیون ملیگا اور یہ احتمال
[illegible] یعنی گھاتے مین ملجاوے بعید ہے فافہم اور بعض نے کہا کہ احصاء سے مراد ادب سے انکی بخوبی رعایت رکھنا۔ اور
[illegible] نے کہا کہ دعاء کے وقت دل کو انکے معانی پر حاضر رکھنا حتی کہ قہار کے نام لینے پر عظمت و قہر سے بھر جاوے اور رحیم کے نام پر رحمت
[illegible] بھر جاوے۔ مترجم کہتا ہے کہ مرد عارف کے سوائے ہر ایک سے ایسا نہیں ہو سکتا و معنی اول اقوی ہین واللہ اعلم اور بیان
[illegible] نامون کا آگے آتا ہے اور یہان اسقدر جاننا ضرور ہے کہ جن علماء نے سمجھا کہ اللہ تعالے کے نام ننانوے ہین منحصر ہین وہ اسی
[illegible] طرح استدلال کرتے ہین کہ قولہ ان للہ تسعا و تسعین اسما مائۃ الا واحدا پر کلام پورا ہوا اور افادہ فرمایا کہ اوتعالے عز و جل کے
[illegible] قولہ من احصاہا دخل الجنۃ سے یہان فضائل ہے یعنے منجملہ فضائل کے ایک یہ ہے کہ جو انکو حفظ کرے یعنی معنی و مضمون سے

اپنے قلب پر محفوظ رکھے وہ جنت مین داخل ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ اسماء صفاتی کے حفظ کی کیفیت [illegible]
پروردگار کا خلق اختیار کرکے رحم کرنے والا اور لوگون کے حرکات پر حلم کرنے والا اور [illegible]
کرنیوالا ہوجاوے اور علیٰ ہذا احصار کے معنی اول وسوم مین اتفاق ہوجائیگا واللہ اعلم اور [illegible]
انحصار اسماء کے قائل ہین انھون نے حدیث شریف سے اس بیان سے استدلال کیا ہے اور باقی علماء [illegible]
بیان کیے کہ قولہ تسعا وتسعین اسما مائۃ الا واحدا۔ بدل و مبدل منہ ہوکر موصوف ہوا اور قولہ من احصاہا دخل [illegible]
ملکر اسم ان ہوا اور حاصل معنی یہ کہ اللہ تعالے کے ننانوے نام ایسے ہین کہ جو انکو حفظ رکھے وہ [illegible]
رہے کہ مترجم کو ٹھیک طور پر معلوم نہوا کہ ننانوے نامون مین انحصار کے قائل کون علماء ہین [illegible]
ظاہر یہ ہے کہ اس شخص نے بعض عبارات سے وہم کیا کہ بعضے علماء انحصار کے قائل مین مگر صحیح یہ ہے کہ علماء مین اختلاف [illegible]
بھی قول ہے کہ اسماء الٰہی ننانوے مین منحصر نہین پس حدیث شریف کے وہی دوسرے معنی صحیح ہین امام نووی رح [illegible]
مین کہا کہ علماء رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ اس حدیث مین اللہ تعالے کے نامون کا حصر مقصود نہین اور اسکے یہ معنی نہین [illegible]
کا کوئی نام سوائے ننانوے کے نہین بلکہ یہ مقصود ہے کہ ان نامون کو جو احصار کرے وہ جنتی ہوگا پس حاصل یہ کہ ان [illegible]
احصار سے جنت مین جانے کی خبر دینا مقصود ہے اور نامون کا حصر بیان کرنا مقصود نہین ہے۔ وقال الامام الحافظ [illegible]
رحمہ اللہ تعالے۔ واضح رہے کہ اسماء حسنیٰ کچھ انھین ننانوے مین منحصر نہین ہین بدلیل دوسری حدیث کے جو امام احمد رح [illegible]
مین عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ما اصاب احدا قط ہم ولا حزن فقال اللہم انی عبدک [illegible]
ابن امتک ناصیتی بیدک ماض فی حکمک عدل فی قضاءک اسالک بکل اسم ہو لک سمیت بہ نفسک وانزلتہ فی کتابک [illegible]
من خلقک او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی ونور صدری وجلاء حزنی وذہاب ہمی الا [illegible]
حزنہ وہمہ وابدل مکانہ فرحا فقیل یا رسول اللہ افلا نتعلمہا فقال بلے ینبغی لکل من سمعہا ان یتعلمہا۔ حاصل [illegible]
یہ ہین کہ کوئی ایسا نہین جسکو کوئی غم واندوہ پہونچا پھر اسنے یون دعاء مانگی کہ اللہم الخ مگر یہ کہ اللہ تعالے اسکا [illegible]
اور بجاے اسکے فرحت وسرور دیدیتا ہے تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ بھلا ہم اسکو سیکھ نہ لین۔ تو فرمایا کہ ہان [illegible]
چاہیے کہ اسکو سیکھ لیوے۔ وقد رواہ ابن حبان فی صحیحہ والبیہقی فی الاسماء والصفات۔ اور دعاء مذکور [illegible]
اللہ پاک میرے مین تیرا غلام تیرے غلام کا بیٹا تیری باندی کا بیٹا ہون میری چوٹی تیرے قبضہ قدرت [illegible]
حکم رواں ہے میرے حق مین تیرا حکم سب عدل ہے مین تجھسے تیرے ہر نام پاک کے ساتھ [illegible]
اپنا نام رکھا ہے اور اسکو اپنی کتاب مین نازل فرمایا ہے یا اپنی مخلوق مین سے کسی کو سکھلایا ہے یا اپنے پاس [illegible]
رکھا ہے یہ دعا کرتا ہون کہ تو قرآن عظیم کو میرے دل کی ربیع اور میرے سینہ کا نور اور میرے اندوہ کا [illegible]
کرنے والا فرماوے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالے کے نامون مین سے بعضے [illegible]
مین سے کسی کو معلوم نہین اور بعض کسی مخلوق کو مخصوص بتلائے گئے ہین ما [illegible] ثابت ہوا کہ [illegible]
ابن العربی مالکی رح نے شرح ترمذی مین لکھا کہ بعض علماء نے اللہ تعالے کے نامون کو قرآن [illegible]

[illegible] بیان اسکا کہ [illegible] اسما جنکے حفظ پر حدیث صحاح وسنن مین دخول جنت کی بشارت آئی ہو وہ کہان ہین اور
[illegible] مروی ہوئے ہین یا [illegible] شب قدر کے یا ساعت روز جمعہ کے مبہم ہین تاکہ رغبت وکوشش زیادہ ہو۔طبس ابن عباس
[illegible] سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے ننانوے نام ایسے ہین کہ جو انکو احصار کرے وہ جنت
مین داخل ہوگا اور [illegible] قرآن مین ہین۔ رواہ ابو نعیم۔ اگر اس حدیث کی اسناد مستقیم ہو تو اس سے استفادہ ہوگا کہ وہ قرآن مجید
[illegible] ہین۔ اور ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا جاتا ہو کہ کہا یہ نام قرآن مین ہین پھر علیحدہ علیحدہ سورہ سورہ کرکے ننانوے
نام بیان کیے اور ابن حجر رح نے تلخیص مین کہا کہ ظاہر اکتاب مجید سے تتبع وتلاش کرکے پھر انکو بیان کر دیا۔ اور شیخ ابن حزم نے
کہا احصار اسمار الٰہی مین جملہ احادیث مضطرب ہین انمین سے کوئی صحیح نہین ہو اور مراد شیخ کی یہ کہ تفصیل اسمار کی روایات مضطرب
ہین لیکن مطلق نفی مین تشدید ہو اور مفسر جلال رح کے نزدیک بھی ثبوت معلوم ہوتا ہو ورنہ تفسیر مذکور مین تامل ہوگا۔ اور البتہ حدیث
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جو صحیحین وغیرہ سے مذکور ہوئی ہو امام ترمذی رح نے بھی اپنی سنن مین روایت کیا اور اسمین تفصیل
ننانوے نام کی بعد قولہ یحب الوتر۔ کے زیادہ ہو پھر کہا کہ یہ حدیث غریب ہو اور ننانوے نام کے احصار کی حدیث تو ابو ہریرہ رض
سے کئی وجوہ یعنی بواسطہ متعدد راویون کے مروی ہو لیکن مین بہتیری روایات مین نامون کا ذکر نہین جانتا سوائے اس حدیث کے
انتہی [illegible] کلامہ۔ مترجم کہتا ہو کہ حاصل کلام امام ترمذی رح کا یہ ہو کہ اس حدیث کو اکثر راویون نے تو بدون تفصیل نامون کے
روایت کیا اور وہ بہت ثقہ لوگ ہین اور یہ طریقہ جو تفصیلی نامون کے ساتھ ہو اسکا راوی اگرچہ مقدوح ضعیف نہین لیکن دوسرے
ثقات سے زائد روایت کرتا ہو لہذا حدیث غریب ہو اور شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ ایک جماعت ائمہ حفاظ کا معول یہ ہو کہ اس حدیث
مین نامون کا تفصیلی بیان مدرج ہو یعنے راوی نے اپنی طرف سے بیان کیا مگر اسطرح کہ وہ حدیث مین درج ہوگیا چنانچہ زہیر بن محمد رح
سے مروی ہو کہ مجھے کئی اہل علم سے خبر پہونچی کہ انھون نے خود ایسا کہا یعنی قرآن مجید سے جمع کرکے بیان کر دیا جیساکہ جعفر بن محمد
و سفیان بن عیینہ و ابو زید لغوی نے کہا ہو واللہ اعلم مگر پوشیدہ نہ رہے کہ حافظ ابو نعیم و ابن مردویہ نے تفصیل اسمار کو حضرت
ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مرفوع روایت کیا مگر اسکی اسناد کا حال معلوم نہین لیکن فی الجملہ اس حدیث ابو ہریرہ
کی تقویت ہوئی جسکو ترمذی رح نے روایت کیا ہو اور طریق ترمذی رح عن الجوزجانی عن صفوان بن صالح عن الولید بن مسلم
[illegible] اسناد سے اس حدیث کو ابن حبان رح نے بھی اپنی صحیح مین روایت کیا اور ابن حبان رح کا مذہب درباره تصحیح اسناد
[illegible] ہو کہ راوی کی عدالت وثقاہت معلوم ہو یا اسکا حال مستور ہو بہرحال وہ عادل وثقہ قرار دیتے ہین جیسے امام ابو حنیفہ
[illegible] علما کے نزدیک ہو اور اس سے تقویت زیادہ ثابت ہوئی علاوہ برین ابن ماجہ رح نے اس حدیث کو اپنی سنن مین دوسرے
[illegible] حضرت ابو ہریرہ رض سے مرفوع روایت کیا ہو پس اعتماد کے واسطے کافی ہو لہذا ان پاک نامون کو موافق حدیث مذکور
[illegible] اسکے تنبیہ ضرور ہو کہ برتقدیر تسلیم عدم ثبوت تفصیل کے آیت کریمہ کی تفسیر مین کوئی توقف نہین اور معنے
[illegible] الحسنیٰ فادعوہ بہا اللہ تعالے کے پاک نام ہین انسے دعا کرو اور وہ اللہ تعالے کی کتاب ورسول پاک سے
[illegible] اور قرطبی رح نے [illegible] کہ مقاتل وغیرہ مفسرین نے فرمایا کہ مسلمانون مین سے ایک شخص اپنی دعار مین یا رحمن
[illegible] کہا کہ محمد و اسکے ساتھی تو کہتے ہین کہ ہم ایک اللہ وحدہ لا شریک کو پوجتے ہین پھر

اسکو کیا ہوا کہ دو معبودون کو پکارتا ہی تو یہ آیت نازل ہوئی - وللہ الاسماء الحسنی - الخ حاصل آنکہ اللہ تعالی کے
نام اچھے اچھے بہت ہین جو اسکی ذات کو بنظر صفات کمالیہ کے شایان ہین لیکن اسکی صفات کی حقیقت …
لہذا جو نام اسنے فرمائے ہین انہین پر اقتصار کیا جاوے اور اپنی فہم ناقص سے کوئی نام رکھا جائیگا …
نام پاک ایسے ہین کہ جو انکو احصار کرے وہ جنت مین داخل ہوگا جیساکہ صحیح بلکہ مشہور اصح حدیث سے معلوم …
تو اسمین روایت ابن مردویہ و ابو نعیم از حضرت ابن عباس و ابن عمرؓ اور روایت ابن ماجہ و ابن حبان و ترمذی …
ہی چنانچہ ترمذی کی روایت کے موافق ان پاک نامون کو مع تنبیہ معانی کے لاتا ہون - فاعلم ان الترمذی …
طریق الولید بن مسلم عن شعیب بن حمزۃ باسنادہ مثل ما روی البخاری الا انہ زاد بعد قولہ یحب الوتر - ہو اللہ الذی لا الہ …
الملک - القدوس - السلام - المؤمن - المہیمن - العزیز - الجبار - المتکبر - الخالق - البارئ - المصور - الغفار
الوہاب - الرزاق - الفتاح - العلیم - القابض - الباسط - الخافض - الرافع - المعز - المذل - السمیع - البصیر - الحکم
اللطیف - الخبیر - الحلیم - العظیم - الغفور - الشکور - العلی - الکبیر - الحفیظ - المقیت - الحسیب - الجلیل - الکریم - الرقیب
المجیب - الواسع - الحکیم - الودود - المجید - الباعث - الشہید - الحق - الوکیل - القوی - المتین - الولی - الحمید - …
المبدی - المعید - المحیی - الممیت - الحی - القیوم - الواجد - الماجد - الواحد - الاحد - الفرد - الصمد - القادر - …
المقدم - المؤخر - الاول - الآخر - الظاہر - الباطن - الوالی - المتعالی - البر - التواب - المنتقم - العفو - الرؤف - …
الملک ذو الجلال والاکرام - المقسط - الجامع - الغنی - المغنی - المانع - الضار - النافع - النور - الہادی - البدیع - الباقی
الوارث - الرشید - الصبور - پھر واضح ہو کہ کلیہ قاعدہ جناب باری تعالے کے پاک نامون مین یہ ہی کہ جو نام حقیقی معنی پر صادق
آسکتے ہین انہین حقیقی معنی مراد ہوتے ہین مثلاً الخالق بمعنی پیدا کرنے والا تمام مخلوق کو - اور جن نامون مین لغوی معنی …
مثلاً الصبور - کیونکہ صبر کو لغت والے یون جانتے ہین کہ آدمی اپنے قلب کو ایسی حرکت سے روکے جس سے گھبراہٹ اور …
فزع کی طرف مودی ہو اور یہ بات جناب باری تعالے مین محال ہی تو ایسے نامون مین اسکے لازمی معنی مراد لیے جاتے ہین …
سے اللہ تعالے کا حلیم نام اس معنی کر کہ بندون کی نافرمانیون پر انکو جلد عذاب مین ماخوذ نہین فرماتا ہی …
اسکی توضیح گذر چکی ہی - پھر جو حدیث مین آیا کہ ان اللہ وتر - تو وتر کے معنی فرد ہین اور مراد اس سے یہ کہ اسکے …
کوئی شریک نہین اور اسکا نظیر نہین ہی - اور واضح رہے کہ اللہ تعالے کو جو واحد کہا جاتا ہی تو یہ معنی نہین …
ہی کیونکہ یہ کفر ہی بلکہ واحد و فرد باین معنی کہ اسکے مانند و مثل و شبیہ و نظیر و شریک کوئی نہین ہی لہذا جناب …
صفات مین اس طرح غور کرنا روا نہین ہی کہ ذات کی یا صفت کی حقیقت کیا ہی بلکہ اسپر ایمان لاوے اور …
کا امیدوار ہو اور کریم سے کرم کا اور منتقم سے ڈرے اور اسکے عذاب و عقاب سے خوف کرے اور …
ہدایت و سلامتی کی التجا کرے والسلام - پس حاصل معنی قولہ تعالے وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بہا …
کے واسطے بہت نام اچھے اچھے ہین اور وہ سب ایک ہی مسمی کے نام ہین پس انہین نامون …
اور ننانوے نام جو کوئی یاد رکھے وہ جنتی ہی - وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ …

[illegible] یلحدون بضم اول از الحاد ہی اور حمزہ رضہ کی قراءۃ مین بفتح اول از لحد ہی اور معنی دونون کے
[illegible] اللہ تعالے کے نامون مین حق سے مُڑکر باطل کی طرف جھکتے ہین کیونکہ انھون نے اسماء الٰہی
[illegible] کے نام [illegible] چنانچہ اللہ سے اللات ایک بت کا نام اور العزیز سے عزیٰ ایک بت کا نام اور المنان سے منات
[illegible] بت کا نام [illegible] ابن عباس رض و مجاہد رض سے مروی ہوا۔ اور نیز ابن عباس سے مروی ہی کہ یلحدون فی اسمائہ یعنی جھٹلاتے
ہین اور بعض نے کہا کہ الحاد مذکور سے مراد یہ کہ کافر و مشرک اپنے بتون کو آلہہ کہتے ہین۔ اور اہل المعانی کہتے ہین کہ اللہ تعالے کے
نامون مین الحاد یہ ہی کہ جس نام سے اللہ تعالے نے اپنے آپ کو نہین فرمایا اور نہ کتاب و سنت مین آیا ہی اس سے اللہ تعالے
کا نام رکھے اور حاصل اسکا یہ ہی کہ اللہ تعالے کے نام سب توقیفی ہین یعنے جس جس نام سے واقف کرا دیا گیا اسی نام سے تسمیہ کرنا
روا ہی اور قیاس و راے سے نہین جائز ہی چنانچہ اللہ تعالے کو جواد کہتے ہین مگر سخی کہنا روا نہین ہی اگرچہ اسکے معنی بھی جواد
کے ہین اور اسیطرح رحیم نام ہی اور رفیق نہین جائز ہی اور عالم صحیح ہی اور عاقل نہین جائز ہی اور آیت مین فرمایا یخادعون اللہ و
ہو خادعہم الآیۃ۔ اور نیز فرمایا۔ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ لیکن دعاء مین یا مخادع اور یا مکار کہنا روا نہین ہی بلکہ انھین
نامون سے دعا کیجاوے جنسے بروجہ تعظیم واقف کرا دیا گیا ہی پس یا اللہ۔ یا رحمن و یا رحیم و یا کریم وغیرہ پاک نامون سے دعا کرنا
روا ہی خلاصہ یہ کہ اللہ تعالے کے نام اپنی طرف سے اختراع کرنا و نکالنا نہین روا ہی اور نہ ایسے نام سے دعا کرنا جسکے معنی معلوم
نہین یا ورنہ ایسے نام سے جو غریب ہو بلکہ انھین نامون سے دعا کرے جو شرع نے بتلا دیے ہین۔ پھر مشرکین رحمن سے احتراز
کرتے تھے اور ایسے ہی اسماء توحید سے بدبخت نفرت کہاتے پس بعض نام توقیفی لینا اور بعض کو ترک کرنا بھی الحاد ہی لیکن یہ لازم
نہین کہ دعاء مین سب نامون کو جمع کرے بلکہ کسی نام کو ترک کرنا اعتقاد نہ کرے۔ اور تحقیق یہ ہی کہ اسماء الٰہی مین سے بندہ کے مقصود
کو جس صفت سے مناسبت ہی دعاء مین اس صفت کے نام کو لینا اوفق ہی مثلاً اللہم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔ یعنی الٰہی
بندہ کو عفو کر دے تو عفو کو دوست رکھتا ہی تیرا نام عفو و غفور ہی۔ اور یہ ظاہر ہی کہ یہان قہار و منتقم وغیرہ کو لانا گستاخی اور
بد توفیقی ہی اسلیے کہ صفت قہر و انتقام کے ظہور کو نہین چاہتا پس اس راہ سے یہان ان نامون کو نہ لانا مضائقہ نہین ہی اور اسیطرح
اگر کافرون نے کفر و شرک مین غلو کیا اور ظلم مین بڑھ چلے اور کسی مسلمان نے انپر بد دعا کی تو انپر قہر و انتقام و غضب و عقاب
نازل فرما [illegible] اسوقت مین عفو و رحم و مغفرت کے نامون کا لانا جہالت ہی۔ فافہم۔ اور بیان تفسیر الحاد یہ کہ تغیر نہ کرے جیسا مفسر رح
نے بیان کیا اور اختراع نہ کرے اور نقصان باین طور نہ کرے کہ بعض اسماء سے تسمیہ کرے اور بعض سے نہ کرے اور وضع بے جمع
کیسے اس طور کہ [illegible] کسی کا نام رکھے ہان عبد الرشید صحیح ہی اور جس نام سے توقیف نہین وہ نام نہ رکھے۔ اور معنی آیت کے
یہ کہ جو لوگ کہ اسماء الٰہی مین الحاد کرتے ہین انکو چھوڑ دو جیسے گمراہ شریر کو چھوڑ کر اس سے منھ موڑ لیتے ہین سیجزون
ما کانوا یعملون عنقریب بدلا دیے جاوینگے یہ ملحد لوگ وہ چیز جو کرتے رہے۔ یعنی جزاء اس چیز کی جو کرتے تھے کیونکہ
بدون جزاء نہین ہی اور مفسر رح نے کہا کہ آخرت مین یہ جزاء واقع ہونا مراد ہی اور یہ حکم قبل حکم جہاد کے تھا یعنی انکو چھوڑ دینے
کا حکم جہاد سے پہلے تھا اسلیے یہ ہی کہ جزاء و سزا پانے کا تعین آخرت پر نہ رکھا جاوے بلکہ عام لیا جاوے دنیا مین
اور لیکن آخرت مین یہ انجام ملحدون کے واسطے متعین ہی جو اسلام لا کر موحد اور اہل ادب نہین ہوئے کیونکہ اسلام سے

پچھلے گناہ سب معاف ہوجاتے ہین ف — فی العرائس قوله تعالے ولله الاسماء الحسنٰی
بڑے ہین مگر یاد ینگے نہین الا اسی طرح کہ ان نامون سے کشف ہوا اور کشف انکا ...
جنکے خزانہ کے یہ نام کنجیان ہین اور یہ صفات کشف نہونگی مگر اسی طرح کہ ذات کا کشف حاصل ہو ...
ہدایت یافتہ ہوا اسکو اللہ تعالے کے اسم اعظم کی راہ ملی اور اسکے نور سے معانی صفات ... ذات کی ...
اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہی تو قبول ہوتی ہی اور مراد حاصل ہونا بطور کن فیکون کے ہوتا ہی ہر نام ...
اور جو صفت ہی وہ ذات سے خبر دیتی ہی اور ہر نام پر عارفون کے لیے ایک مقام ہی اور نامون کی معرفت ...
پس جسقدر جسکو معرفت صفات و مشاہدہ ذات مین مرتبہ حاصل ہی اسی کے مطابق نامون سے انکشافات ...
اللہ تعالے کے نامون مین سے ہر نام تجھکو کسی مرتبہ پر پہونچا ویگا اور نام اللہ تجھکو اللہ تعالے کی محبت مین ...
اور الرحمن الرحیم تجھکو رحمت الٰہی مین پہونچا وینگے اسی طرح جب تو خلوص نیت و صفاء عقیدت سے دعا ...
ایسی ہی حالت ہی۔ بعض نے فرمایا کہ اسماء و صفات سے بالاتر کچھ صفات ہین کہ وہان افہام کا گذر نہین کیونکہ مقام ...
واسطے آتش سوزان ہی اسکی طرف کوئی راہ نہین اور اہل عشق کو اپنے تئین وہان ڈال دینا ضرور ہی۔ قال ...
کہین نہین اور اعتقاد کے واسطے ذات تک کی تصدیق ایمانی کافی ہی لیکن مراد یہ ہی کہ اگر بیان مین لایا جاوے ...
متحیر ہون اور شاید منکر ہو جاوین فتامل فیہ۔ بعض نے کہا کہ دعاء کے واسطے اپنے اسماء مقدسہ کو ظاہر فرماتا ہی ...
حقایق کو ادراک کرین اسکے حقایق صفات پر کون واقف ہو سکتا ہی اور بعض نے کہا کہ قوله فادعوه بها۔ یعنی انکے حقایق ...
کی طرف نفس کی سرکشی روکو بلکہ انھین پر توقف کرو۔ استاذ رحہ نے بعض مشائخ سے نقل کیا کہ اللہ تعالے نے ...
پر واقف کیا پس وہ زبان سے انکو یاد کرتے ہین کیونکہ عقلین ہر چند صافی ہون حقائق اسماء پر مطلع نہین ...
کہ حق تعالے کی حجاب مین کسی فرد سے ادراک نہین ہو سکتا پس حقائق کے انکشاف کے وقت انپر حیرت ...
و احاطہ کہان ممکن ہی معرفت وہان حیران ہی اور حقایق کے ادراک مین بصر و بصیرت سب کو ہیمان ہی ...
متعالی جلی البرہان ہی۔ واضح ہو کہ بلعم باعوراء کی نسبت کہا گیا کہ اسم اعظم جانتا تھا لیکن تقدیر ازلی ...
فرمایا کہ دوزخ کے واسطے اقوام متعین و علم ازلی مین مقدر ہو چکے ہین پھر جنت کے واسطے ایک امت ...

مع استدراج اہل تکذیب بیان کیا بقوله۔

ع ۲۲ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ...

اور ہماری پیدایش مین سے ایک لوگ ہین کہ راہ بتاتے ہین سچی اور اسی پر انصاف کرتے ہین اور جنہون نے ...

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي ...

انکو ہم سہج سہج پکڑینگے جہان سے وہ نہ جانینگے اور انکو فرصت دونگا

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِنْ جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ ...

کیا دھیان نہین کیا انھون نے انکے رفیق کو کچھ جنون نہین ... وہ تو ...

...ت والارض وما خلق الله من شيء وان عسى ان يكون قد

زمین کی اور جو اللہ نے بنائی ہی کوئی چیز اور یہ کہ شاید نزدیک ہو گیا ہو

...اقترب اجلهم فبای حدیث بعده یؤمنون ٥ من یضلل الله فلا

...وعدہ سو اسکے پیچھے کس بات پر یقین لاوینگے جسکو اللہ بھٹکاوے اسے کوئی

هادي له ويذرهم في طغيانهم يعمهون ٥

نہین راہ دینے والا اور انکو چھوڑ رکھتا ہی انکی شرارت مین بھکتے

وممن خلقنا یہ ذکر بمقابلہ قولہ ولقد ذرانا لجہنم الخ واقع ہوا حاصل آنکہ جیسے جہنم کیواسطے بہتون کو پیدا کیا اسکے مقابلہ مین جنت کیواسطے بھی منجملہ مخلوقات کے ایک مخلوق عاقل ہی۔ امة ایک جماعت ہی کہ۔ یهدون بالحق وبه تقدیم مین تخصیص ہی یعنے بالحق خاصة۔ خاص حق ہی کے ساتھ۔ یعدلون یعنی اپنے امور کو متعادل رکھتے ہین کہ جیسا چاہیے نہ اس سے زیادتی کرتے ہین اور نہ اسمین کمی کرتے ہین کیونکہ اللہ تعالے نے انکو غفلت سے بیدار کیا ہی اور اپنی توفیق سے انکی آنکھون سے پردہ اُٹھا دیا ہی۔ آثار مین آیا ہی کہ اس امت مذکورہ سے مراد امت مرحومہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہی چنانچہ قتادہ رح نے کہا کہ ہمکو خبر پہونچی کہ آنحضرت صلعم جب اس آیت کو پڑھتے تو فرماتے کہ یہ تم لوگون کے واسطے ہی اور تم سے اگلی امت کو بھی اسکے مانند دیا گیا چنانچہ فرمایا ومن قوم موسی امة یهدون الآیہ۔ اور سراج مین ہی کہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہی کہ مراد اس سے امت محمدی ہی۔ بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ اس آیت سے استدلال کیا گیا کہ اجماع کی حجت قائم ہی اسواسطے کہ مراد اس سے یہ ہی کہ ہر صدی مین ایک گروہ ایسا ہوگا جسکی یہ صفت ہی کیونکہ اگر مختص بزمانہ رسول صلعم یا بغیر ہوتا تو ذکر سے کوئی فائدہ نہ تھا اسلیے کہ یہ تو معلوم ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ربیع بن انس رح سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری امت مین ایک قوم برابر حق پر قائم رہیگی یہان تک کہ عیسی بن مریم علیہما السلام اُترے۔ یعنی عیسی بن مریم ع کے اُترنے کے وقت بھی یہ گروہ حق پر قائم ہوگا۔ الحدیث مرسل ۱۲ اور صحیحین مین معاویہ بن ابی سفیان سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ برابر میری امت مین سے ایک گروہ حق پر ظاہر رہیگا انکو جو کوئی خوار کرنا چاہے یا انکی مخالفت کرنا چاہے وہ ضرر نہ پہونچا سکیگا یہان تک کہ قیامت قائم ہو اور دوسری روایت مین ہی کہ یہان تک کہ اللہ تعالے کا حکم آوے اور وہ اسی حال پر ہونگے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ وہ لوگ ملک شام مین ہونگے۔ مفسر رح نے موافق جمہور کے کہا کہ آیت مین امت سے مراد اُمت محمدی ... ایک حدیث مین آیا ہی پھر امت ... ضالہ کا حال بیان کرکے ان لوگون کا حال شروع کیا جو اُسنے مخالفت کرین پس فرمایا۔ والذین کذبوا بایتنا اسم موصول سے مراد اہل مکہ یعنے اس زمانہ کے مشرک ہین یا عموماً سب منکرین ہین۔ اور آیات سے مراد قرآن مجید ہی۔ حاصل آنکہ جن منکرون نے قرآن کو جھٹلایا اور نہ مانا۔ سنستدرجهم من حيث لا يعلمون گرفت کرینگے ہم انکو تھوڑا تھوڑا کرکے اس طرح سے کہ وے نہین جانتے استدراج کے معنی اصل مین درجہ بدرجہ چڑھانا یا اُتارنا۔ اور یہان ہلاکت کی طرف آہستہ آہستہ ... مفسرین نے کہا کہ یہ اسطرح ہی کہ اللہ تعالے ان پر نعمتون کو اسقدر فراخ کر دیتا ہی کہ دوسرے لوگ انکو دیکھکر غبطہ کرتے ہین ... ان نعمتون کی طرف مائل کرتا ہی پھر جب بے کھٹکے پختہ ہو جاتے ہین تو کمال سرسبزی وغفلت کے وقت انکو عذاب

مین گرفتار کرتا ہی خواہ اسطرح کہ موت سے عذاب مین پڑجاتے ہین یا دنیا مین بھی انکی استدراج [illegible]
بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ عنقریب درجہ بدرجہ نزدیک کرینگے ہم انکو ایسی چیز سے جو انکو [illegible]
ہوجاوے اس راہ سے کہ انکو معلوم نہوگا کہ انجام کار انسے کیا ارادہ کیا گیا ہی کیونکہ جب انھون [illegible]
علیہم السلام سے انکار کیا اور اپنی معاصی وکفر پر جمے رہے تو دنیا مین اللہ تعالے انپر ابواب نعمت [illegible]
انکو گمراہی وضلالت مین زیادہ غلو ہوتا ہی کیونکہ جہالت سے گمان کرتے ہین کہ انھین اعمال کی [illegible]
ہی حالانکہ درحقیقت یہ انکے حق مین خواری ہی بس یہی استدراج ہی۔ روایت ہی کہ جب فارس فتح ہوا [illegible]
خزانہ حضرت عمر رض کے حضور مین لائے گئے تو آپ نے روکر دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار مین تجھسے پناہ مانگتا ہون
واسطے استدراج ہو کیونکہ تو فرماتا ہی کہ سنستدرجہم من حیث لایعلمون۔ وَأُمْلِي لَهُمْ یہ نستدرجہم پر عطف
سا مہلہم یعنی عنقریب مین انکو مہلت دونگا انکی مقرری مدت عمر تک اور جلدی عذاب مین ماخوذ نہ کرونگا تاکہ کفر ومعاصی
تک پہونچادین اور توبہ کا دروازہ انپر کشادہ نہ کرونگا۔ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ اے شدید لا یطاق۔ یعنی میرا [illegible]
کہ اسکی کوئی طاقت نہین رکھتا۔ متن ومتانت بمعنی شدت قوت ہی اور کید بمعنی مکر۔ پس بعض نے کہا کہ مراد اس سے
گرفت وپکڑ ہی اور علی ہذا یہ کلام بمانند قولہ ان بطش ربک لشدید ہی۔ اور ابن عباس رض نے کہا کہ کید الٰہی یعنی عذاب
یعنے میرا عذاب قوی شدید ہی۔ کشاف وغیرہ مین کہا کہ اسکو کید اسواسطے کہا کہ ظاہر مین یہ احسان وانعام سمجھتے تھے
باطن مین خواری وعذاب مزید تھا۔ آیت مین تقدیر بر حق ہونے پر دلیل ظاہر ہی۔ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِم
مِّن جِنَّةٍ اے اولم یتفکروا فیعلموا انہ لیس لصاحبہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم من جنون۔ کیا ان لوگون نے تفکر نہ کیا کہ جانتے
یہ بات کہ انکے صاحب یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ بھی جنون نہین ہی۔ کافر ومشرک لوگ اپنی جہالت سے آنحضرت صلعم
کہتے تھے تو اسکو اللہ تعالے نے رد کردیا کہ ایسے نیک صالح عادل منصف کامل اخلاق والے کی شان مین باوجود اسکے
خلق کے اقرار کے کیونکر مجنون کہتے ہین کیا ذرا بھی نہین سوچتے جو جان لین کہ اسکو کچھ بھی جنون نہین ہی۔ إِنْ هُوَ إِلَّا
نَذِيرٌ مُّبِينٌ اے ما ہو الا منذر بین الانذار۔ نہین وہ مگر ڈر کر سنانے والا کھلے کھلے کہ کسی پر پوشیدہ نہ رہے [illegible]
کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس پہاڑی پر چڑھے جسکا نام صفا ہی اور قریش کو گروہ گروہ [illegible]
کرکے یا صباحاہ کہکر آواز دی پھر انکو اللہ عزوجل کے عذاب اور آیندہ انکے وقائع سے [illegible]
ہونے والے ہین ڈرایا جب سن چکے تو انھین سے ایک بولا کہ یہ شخص تمھاری قوم والا ایک مجنون [illegible]
یہان تک کہ صبح کردی پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس رد مین اشارہ ہی کہ اگر یہ [illegible]
احمق سمجھے تو قبول نہوگا بلکہ ہٹ دھرمی سے بے پروائی کرتے اور ذرا بھی فکر نہین کرتے تھے لہذا [illegible]
أَوَلَمْ يَنظُرُوا انظر استدلال فِي مَلَكُوتِ ملک السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ [illegible]
علی قدرۃ صانعہ ووحدانیتہ۔ کیا نظر نہ کی ان لوگون نے بطور استدلال کے ملک آسمانون [illegible]
نے پیدا کی ہی کوئی چیز ہو تاکہ اس سے استدلال کرتے اس مخلوق کے خالق کی قدرت [illegible]

... کا - وَأَنْ عَسَىٰ اے معنی انہ عسی - أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ قرب أَجَلُهُمْ
... ان اے ... و روا الی الایمان پر اور اس بات مین کہ قریب ہی کہ آگئی ہوا نکی موت کی گھڑی پس کافر مرکر
... ہون - حاصل آنکہ کیون ان باتون مین نظر نہ کی کہ سمجھ حاصل کرکے ایمان و توحید کی طرف مبادرت کرتے اور جلدی قدم
... - واضح ہو کہ ان عسی مین ان مخففہ ہی اور اسم اسکا محذوف ہی یعنے انہ عسی - اور عطف ہی ملکوت پر - پس استفہام
سے ملامت انکو دو باتون پر ایک یہ کہ ملک آسمان و زمین بلکہ اللہ تعالے کی پیدا کی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز مین کیون
نظر نہ کی کہ اسکی وحدانیت و قدرت کو جان لیتے - دوم یہ کہ اپنی موت مین کہ گھڑی موت کی آگئی ہو تو کافر مرکر دوزخ مین پڑینگے
کیون غور نہ کیا تاکہ ایمان لانے مین جلدی کرتے - بیضاوی رحنے تجویز کیا کہ ان عسی مین ان مصدریہ ہوسکتا ہی ولیکن علامہ
تفتازانی وغیرہ نے رد کردیا کہ عسی ان افعال مین سے ہی جنکے گردان نہین آتی اور جو ایسے افعال ہین انپر ان مصدریہ نہین
آتا ہی - کلام مین تنبیہ ہی کہ عاقل کو واجب ہی کہ ناگہانی غفلت مین موت آنے سے خوف کرکے جو اسپر فرض و واجب ہی اسمین
تاخیر نہ کرے ورنہ اسپر یہی ملامت ہی جو اللہ تعالے نے کافرون پر ملامت کی جنھون نے حضرت صلعم کی بات سے بے پروائی کی بلکہ
مجنون کہا حالانکہ خود مردود تھے - فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ بعد القرآن يُؤْمِنُونَ پھر قرآن کے بعد کون بات پر ایمان
لاوینگے - یہان بعدیت یا تو اس معنی کر کہ قرآن مجید کی خوبی و سچائی انتہاء مرتبہ پر ہی پس اسکے بعد اور کون بات چاہیے جسپر ایمان
لاوین یعنے یہ لوگ ایمان لانے والے نہین - اور یا اس معنی کر کہ آنحضرت صلعم خاتم المرسلین ہین پس قرآن آخری کلام آلہی
بندون پر ہی حتی کہ قیامت قائم ہوگی پھر اور کس بات پر ایمان لاوینگے یعنی اور کلام آلہی نہ پاوینگے - کلام ابن کثیر رح آیت کی
تفسیر مین مشعر باین تقدیر ہی کہ اولم ینظروا الی کذا وکذا فیؤمنوا وبخذروا بانہ عسی ان یکون الخ واللہ اعلم - آیت مین ان لوگون پر
ملامت ہی جو مخلوق آلہی سے خالق عز وجل کی عظیم قدرت پر نظر استدلال نہین کرتے ؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ✱
ہر ورقے دفتر معرفت کردگار ✱ لیکن جو لوگ کہ اس سے یون دلیل سمجھتے ہین کہ خالق کوئی ہی وہ جاہل ہین کیونکہ یہ بات تو بہت
کھلی ہوئی ہی بلکہ یون سمجھین کہ خالق بڑی قدرت والا ہی سبحان اللہ سبحان اللہ اسکی قدرت و عظمت کا کون پار پا دے - حضرت
ابوہریرہ رض سے حدیث معراج کی بعض روایات مین ہی کہ حضرت صلعم نے بیان فرمایا کہ مین ایک قوم پر گذرا جنکے پیٹ مثل کوٹھریون
کے تھے انمین سانپ بھرے ہوئے باہر سے کلبلاتے نظر آتے تھے - مین نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہین جبرئیل نے کہا
یہ بیاج کھانے والے ہین پھر جب آسمان دنیا تک اترا یا تو مین نے نیچے کی طرف نگاہ کرکے دھوان دھار دیکھا اور گونجی ہوئی
آوازین سنین تو مین نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کیا ہی - کہا کہ یا رسول اللہ یہ شیاطین ہین کہ آدمیون کی آنکھون کے سامنے آتے
ہین تاکہ آسمانون و زمین مین صاف نظر سے فکر نہ کرین اور اگر یہ نہو تو وہ لوگ عجائب قدرت آلہی کو مشاہدہ کرین - رواہ الامام
... الاسناد ورا لضعف ولعلہ تُبلع واللہ اعلم اس روایت مین بعض فوائد دقیق ہین از انجملہ آدمی کو اپنا پیٹ غذا کے
... سے خالی رکھنا چاہیے اور ہلکے پیٹ و نرم دل سے خصوص روزے کی حالت مین فکر اچھی ہی لیکن آدمی ہر وقت
... سے توفیق و ہدایت مانگے اور کافرون کیطرح بے پروائی نہ کرے اسلیے کہ ہدایت وہی پاتا ہی جسکو اللہ تعالے ہدایت
... مَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ - جسکو اللہ تعالے نے گمراہ کیا پس اسکا کوئی ہادی نہین ہی

Marfat.com

وقد قال ومن یرد اللہ فتنتہ فلن تملک لہ من اللہ شیئا۔ اور فرمایا۔ قل انظروا ماذا فی السموٰ[illegible]
عن قوم لا یؤمنون۔ اور بیان فرمایا۔ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ اور فرمایا [illegible]
برفع بنابرینکہ کلام مستانفہ ہے اور بجزم بنابرینکہ عطف ہے مابعد فا کے محل پر یعنی فلا ہادی لہ۔ [illegible]
تو اسکو جزم ہوتا پس محل اسکا جزم کا ہے لہذا ویذرہم خواہ بیا ہو یا بنون ہو اگر عطف جزا پر ہو [illegible]
اگر عطف نہین بلکہ جملہ مستانفہ ہے تو اسکو رفع ہے اور یہی قراءۃ ہندوستان مین پڑھی جاتی [illegible]
اللہ تعالے چھوڑتا ہے ان گمراہون کو انکی حد سے بڑھ جانے مین درحالیکہ وے لوگ متحیر متردد [illegible]
تو اپنے اللہ تعالے پر صدق دل سے جمے ہوے ہین انکے دلون مین نور ہے انکی آنکھین کھلی ہین [illegible]
ضرر نہین پہونچ سکتا بخلاف کافرون کے کہ شک واوہام مین پڑے ہین اور جس بات پر جم گئے وہ [illegible]
[illegible]ت ہین ہزارون جوگی سے ڈرتے ہین ہزارون ماتا سیتلا کے پھیر مین ہین ہزارون حضرت عیسیٰ کے کفارہ [illegible]
ہین۔ انکی مثالین کہان تک بیان ہون الغرض امرق سے ہزارون کوس دور اور اپنے نفس کی خواہشون اور شیطان [illegible]
مین مجبور پڑے ہین اور استدراج کو حقیقت سمجھتے ہین ف — فی العرائس قولہ والذین کذبوا بآیاتنا سنستدرجہم [illegible]
لا یعلمون الخ۔ اسکے اشارہ مین وہ لوگ بھی داخل ہین جنکو احکام غیبیہ کشف ہوئے جو آیندہ حوادث تقدیر کے واقع [illegible]
خبر دیتے ہین باین طور کہ اسکے آئینہ قلب مین جہان زمانہ کی گردش کو دخل نہین نمودار ہوئے مگر انھون نے نفس کے [illegible]
کے شک سے انمین تردد کیا اور اپنی خودی سے مشترک ہوگئے پھر اسکے بعد اسرار ملک وملکوت انپر منکشف نہین ہوتے بلکہ [illegible]
عبادات پر انکو غرہ ہے اور پردہ ظلمت وحجاب غفلت سے خبر بھی نہین رکھتے۔ اور نیز جس قوم نے اولیاء الٰہی کی نشانیون [illegible]
اور انکی شان کو انکی راہ کو اور انکے طریقہ کو برا بتلایا پھر وہ اللہ تعالے کی راہ چلنا چاہتی ہے یا اپنے اوپر خوب چال چلن [illegible]
کرتی ہے وہ کبھی بندگان الٰہی کے درجہ کو نہین پہونچ سکتی وہ اپنے دھوکے مین آپ ہی عمر گردان اوندھی جاکر دوزخ مین [illegible]
مترجم کہتا ہے کہ یہود ونصاریٰ ورافضی وخارجی جملہ گمراہ فرقے انھین مین داخل ہین اور نیچری فرقہ سب سے پہلے اس قوم [illegible]
ہے۔ فافہم۔ اور نیز اشارہ ہے کہ جو فرقہ فقط طریقہ عبادات پر مغرور ہوا اور اسنے عبادات سے آگے کی منزل قرب کو تلاش [illegible]
محجوب کیا گیا حالانکہ اسکو یہ معلوم نہین۔ پھر یہ سب حال اس شخص کے واسطے جسکے لیے غایت ازلی تقدیر مین سابق نہین
اور رہا وہ شخص جو تقدیر ازلی مین برگزیدہ ہو چکا کہ درجہ ولایت پر پہونچے اسکو استدراج کہان چھو سکتا ہے وہ الطاف ازلی [illegible]
نگہداشت مین محفوظ ومصئون ہے۔ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ استدراج انپر اسطرح ہوتا ہے کہ نعمتون [illegible]
شکر گذاری بھلا دی پس جب نعمتون پر قادر ہوئے اور شکر منعم فراموش کیا تو گرفتار کیے گئے [illegible]
کہ انکے اوہام مین ڈال دیا کہ وے تقدیر ازلی مین خدا رسیدہ وبرگزیدہ ہین حالانکہ انکی قسمت [illegible]
ظاہر ہین۔ قولہ تعالے اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض الآیہ۔ جو شخص کہ چشم [illegible] وکشف [illegible]
وحقائق دیکھنے والا نہین وہ کیونکر آئینہ صفات مین جہان انوار ذات ظاہر ہین نظر کریگا۔ [illegible]
وقرب کے پہرے واودیون سے غیب مین نظر کرنے کے لیے تنبیہ فرمائی کہ صفاء عقول [illegible]

Marfat.com

[illegible] ذات [illegible] کیونکہ نظر مذکور موروث فکر ہی اور فکر موروث ذکر ہی اور ذکر موروث معرفت ہی جس سے حکمت و
[illegible] محبت اور اُس سے شوق و اس سے عشق و اس سے اُنس و اُس سے انفراد اور اُس سے توحید اور اُس سے فنا اور
[illegible] سے بقا حاصل [illegible] بقا سے دیدار ازل ملتا ہی اور اس سے دیدار ابد حاصل ہوتا ہی اور بندہ اس مقام پر انھیں
[illegible] سے ازل [illegible] اور ابد سے ازل کو پرواز کرتا ہی۔ واضح ہو کہ یہ قوم جنپر آیت کریمہ مین مذمت ہی اگر مشاہدہ و ایمان کا کشادہ
[illegible] حق عزوجل [illegible] اپنی طرف نظر کرنے کا حکم فرماتا اور ملک و ملکوت کی طرف حوالہ نہ فرماتا کیونکہ توحید حق تعالے
مین غیر کی طرف نظر کرنا شرک ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ رحمہ اللہ نے صحیح کہا اسمین کوئی شک نہین کہ غیر کی طرف نظر کرنا توحید مین شرک
[illegible] بحث وجدال والون مین سے جس نے یہ زعم کیا کہ نظر استدلالی کا حکم کلام مجید مین عموماً ہی اسنے بڑا دھوکا کھایا اور
[illegible] اس غلطی کا یہ واقع ہوا کہ اسنے غیر پر نظر کرکے استدلال سے توحید حق و اثبات باری تعالے کی طرف مودی ہونا چاہا حالانکہ یہ وہم
[illegible] جیزون مین عظم قدرت و صنعت الٰہی پر نظر کرکے انوار ذات کی طرف پہونچنا مقصود ہی اور یہی تفکر ہر جگہ مراد ہی بھلا تو نہین
دیکھتا کہ قل ہو اللہ احد۔ مین جو مقدم ہی اسکے اثبات کے واسطے کسی معلول سے علت کیطرف کہین اثبات مذکور نہین ہی کیونکہ وہ
[illegible] واضح و ظاہر ہی وقد قال تعالے اللہ نور السموات والارض الآیہ۔ اسیواسطے ائمہ فقہاء و مشائخ نے علم کلام کو ضلالت و
گمراہی قرار دیا حتی کہ متکلم کے پیچھے نماز کروہ ہونا امام ابو یوسف و امام احمد سے صریح مروی ہی اور زیادہ تفصیل ترجمہ عالمگیریہ کتاب
[illegible] تلاش کرو واللہ الہادی وہو المضل ونعوذ باللہ من الضلال۔ بعض نے کہا کہ ملکوت مین نظر کرنے سے عبرت حاصل
ہوتی ہی اور مالک کی قدرت مین جب نظر عبرت پہونچ گئی تو سب شغل جاتا رہتا ہی اور بندہ کسی غیر سے مشغول نہین رہتا۔ بعض نے
فرمایا کہ ملکوت مین نگاہ کرنے کے تین مرتبہ ہین۔ اوّل یہ کہ چشم عبرت سے نگاہ کرے جسمین نفسانی شہوت کو دخل نہو۔ دوم یہ کہ
قدرت خالق جل سبحانہ مین چشم یقین سے نگاہ کرے۔ سوم یہ کہ چشم معرفت کے ساتھ ملک سے مالک عز وجل مین نگاہ کرے
پس چشم عبرت سے نگاہ کرنے مین توحید کی حقیقت حاصل ہوتی ہی۔ اور چشم یقین سے نظر کرنے مین اخلاص کی حقیقت ملتی ہی۔
اور چشم معرفت سے دیکھنے مین معرفت کی حقیقت حاصل ہوتی ہی۔ شیخ استاد رح نے فرمایا کہ حضرت حق تعالی نے آیات کے چاند
[illegible] فرمائے ہین انکی روشنی مین شبہات کی تاریکی مٹ جاتی ہی پس جسنے ان چاندون کو دیکھا [illegible] ہدکہ قدرت مین پہونچا۔ بعض
نے کہا کہ اللہ تعالے نے چشم فکر نظر کرنے والون کے لیے حقائق تحصیل ظاہر فرمائے ہین پس جسنے اسطرح نہ دیکھا وہ کور باطن
کور رہا [illegible] نیچے گرا۔ نعوذ باللہ من العمی والعمہ والضلال۔ قال الخطیب وغیرہ پھر جب اللہ عز وجل نے توحید کو اور
[illegible] بیان فرمایا تو اسکے پیچھے قیامت وحساب برحق ہونا بیان فرمایا تاکہ چارون باتین جو قرآن کے مطالب مین سے
[illegible] ہین اور اس بیان کے ضمن مین مشرکون کی عناد و حماقت کا اظہار بھی ہی تاکہ وے لوگ جہالت سے باز آوین

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسٰهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا

[illegible] وقت پر [illegible] اُسکا ٹھہراو تو کہہ اُسکی خبر تو ہی میرے رب ہی کے پاس وہی کھول دکھا دیگا
[illegible] ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْـَٔلُونَكَ وقف منزل
بھاری بات ہی آسمان و زمین مین تم پر آویگی تو بیخبر آویگی تجھ سے پوچھنے لگتے ہین

Marfat.com

كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

گویا کہ تو اسکا تلاشی ہی ... تو کہہ اسکی خبر ہی خاص اللہ پاس ... لیکن بہت

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ وَلَوْ كُنْتُ

تو کہہ مین مالک نہین اپنی جان کے بھلے کا اور نہ برے کا مگر جو اللہ چاہے

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ

ع ۲۳

تو بہت خوبیان لیتا اور مجکو برائی کبھی نہ پہونچتی مین تو یہی ہون ڈر

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ بعض نے کہا کہ سوال کرنے والے کفار قریش تھے اور بعض نے کہا کہ

کہ اے محمد اگر تم رسول ہو تو بتلاؤ کہ قیامت کب آویگی کیونکہ ہم جانتے ہین - ابن کثیر رح نے فرمایا کہ قول اول ...

کہ یہ آیت مکیہ ہی اور قریش کے مشرکین اسکو پوچھا کرتے تہ نہ بطور خوف و تصدیق کے بلکہ اسکو بعید جانتے اور ...

تھے کما قال تعالے ویقولون متی ہذا الوعد ان کنتم صادقین - اور فرمایا یستعجل بہا الذین لا یؤمنون بہا والذین آمنوا مشفقون

ویعلمون انہا الحق الا ان الذین یمارون فی الساعۃ لفی ضلال بعید - اور الساعۃ قیامت - یہ لفظ بھی منجملہ ان الفاظ کے ...

غلبہ کے کسی چیز کا نام ہوگئے ہین اگرچہ اصل معنی لفظ ساعت کے بہت قلیل زمانہ کے ہین لیکن الف لام ...

ہی اور نظیر اسکی النجم یعنی ثریا - اور البیت خانہ کعبہ وغیرہ ہین - اور اطلاق الساعۃ کا قیامت پر یا اسوجہ سے کہ ...

یا جلد حساب ہو جائیگا یا اسوجہ سے کہ باوجود زمانہ دراز ہونے کے اللہ تعالے کے نزدیک بمنزلہ ایک ساعت کے ہی ...

وغیرہ اور یا اسوجہ سے کہ بندہ کی حیات دنیا بمقابلہ دوام آخرت کے ایک ساعت سے بھی کم ہی کذا ... الرحیم ...

انکہ سوال کرتے ہین لوگ تجھسے قیامت کا - أَيَّانَ مُرْسَاهَا کب ہی مرسا اسکا - مرسا مصدر ہی ...

ہی یعنے قیامت کے وقت ارساء سے سوال کرتے ہین - ارساء بمعنی اثبات و استقرار ہی - ... آن ...

یقال رسا الجبل وارسی السفینۃ - کذا قال البیضاوی - اور طیبی رح نے کہا کہ رسو کا استعمال اجسام ...

اطلاق بدین طور کہ معانی کو اجسام سے تشبیہ دیدے - اور ایان مشتق اذ سے ہی کیونکہ معنی اسکے ...

یا وی ہی کیونکہ بعض کا ماوی بجانب کل ہی اور بات یہ ہی کہ ای بدون اضافت کے مستعمل نہین ...

بعض ہوتا ہی جسکا ماوی بجانب کل ہی پس ای من رجوع کے معنی این ایضا اشتقاق ...

ہی لہذا مفسر رح نے کہا - متی مرساہا - یعنی کون وقت اور کب ہوگا اسکا استقرار و اثبات ...

اے متی منتہاہا - کب ہی اسکا منتہی - یعنی کب ہوگا انتہاء وقت دنیا کا ...

متی تکون عِنْدَ رَبِّي - کہدے ان لوگون سے کہ علم قیامت کا ...

جانتا ہی پھر اسی مضمون کو مؤکد فرمایا بقولہ - لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ...

کو اسکے وقت مین مگر اللہ تعالے - تجلیہ از باب تفعیل بمعنی ظاہر کرنا ...

وعن مجاہد رح قولہ لا یجلیہا - نہین لاویگا قیامت کو الخ - وعن السدی رح - نہین ...

Marfat.com

[illegible] لا یجلیہا لوقتہا الا ہو- یعنی نہین جانتا اُسکے جلی حال کو اور کس وقت محدود پر ہو گی مگر اوسبحانہ تعالےٰ
[illegible] - اور محققین نے کہا کہ قیامت کے وقت مخفی رکھنے مین ایک یہ بھید ہو کہ لوگ طاعت کی طرف
[illegible] - پھر لوقتہا کی لام بمعنی فی موافق تفسیر شیخ جلال ہو اور بیضاوی رح نے کہا کہ لام توقیت ہو اور یہ
[illegible] ہو- ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے عظمت علی اہلہا لہولہا- قیامت بھاری
[illegible] ن و زمین والون پر بسبب ہول قیامت کے کیونکہ مخلوق مین سے کوئی نہین جسکو قیامت کا ضرر بالکل نہ پہونچے
[illegible] بہ پہنچیگا- کذا روی عن ابن عباس والحسن- اور حضرت عیسیٰؑ کے معجزہ احیاء موتی مین گزرا کہ سام بن نوح کو جب
[illegible] دیا تو وہ سر سپید ہو گیا تھا بسبب ہول قیامت کے- اور صحاح احادیث مین سورہ عم یتساءلون عن النبأ العظیم- وغیرہ
[illegible] قیامت کا ذکر ہو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ انھون نے مجھے بوڑھا کر دیا- اس تفسیر پر ثقل خود قیامت کا ہو اور قتادہ رح
[illegible] کہا ہے ثقل علمہا علی اہلہا انہم لا یعلمون- یعنی آسمان و زمین والون پر قیامت کا نجاننا گران ہو- اور ابن جریج رح نے کہا کہ
جب قیامت [illegible] تو آسمان پھٹ جاوینگے اور ستارے بکھرینگے اور سورج اندھا اور پہاڑ ریزے ہونگے یہی اسکا ثقل ہو اور
ابن جریر رح نے قول قتادہ اختیار کیا کہ مراد اسکے قائم ہونے کے وقت نجاننے کا ثقل ہو اور یہ انسب ہو بقولہ تعالیٰ لَا تَأْتِيكُمْ
اِلَّا بَغْتَةً نہین آویگی تمپر مگر اچانک- سدی رح نے کہا کہ قولہ ثقلت الخ یعنے قیامت مخفی ہو گئی آسمانون و زمین مین
[illegible] اسکے قائم ہونے کا وقت کوئی نہین جانتا ہو کسی فرشتہ و کسی نبی کو کیسا ہی مقرب ہو کچھ علم نہین ہو وہ اچانک آویگی- مترجم
[illegible] ہونے کے معنی یہ کہ قطعاً کوئی محدود وقت نہین معلوم کہ کون سنہ مین اور کس صدی مین آویگی- ہان اسکی نشانیان
بیان ہوئی ہین چنانچہ مشہور حدیث سوال جبرئیل مین جو آدمی کی صورت بنکر حضرت صلعم سے سوالات دین پوچھنے آئے تھے
[illegible] سوال بھی تھا کہ قیامت کب ہو گی تو حضرت صلعم نے جواب دیا کہ ما المسؤل عنہا باعلم من السائل یعنے پوچھنے والا جس سے
پوچھا ہو اسکو پوچھنے والے سے زیادہ معلوم نہین- حاصل آنکہ مجھے نہین معلوم- پھر پوچھا کہ اُسکی نشانیان فرمایئے تو آپ نے
[illegible] نشانیان فرمائین اور دیگر احادیث مین قیامت کی نشانیان بہت ہین اور عنقریب کچھ توضیح آتی ہو- ابوہریرہ رض سے مرفوع
[illegible] ہو کہ اچانک قیامت آجاویگی ایسے حال مین کہ آدمی دودھ دوہتا ہو گا پس اسکے منہ [illegible] پہنچیگا کہ قیامت قائم ہو جاویگی
[illegible] باہم کپڑا خرید و فروخت کرتے ہونگے پھر بیع پوری نہونے پاویگی یہان تک کہ قیامت آجاویگی الحدیث رواہ مسلم- اور مراد
[illegible] یعنی قیامت سے وہ ساعت ہو جسمین سب کے سب مخلوق جو اسوقت روے زمین پر زندہ ہو مر جاویگی اور یہی صور کا
[illegible] پھر اسکے بعد قیام ہو گا جب قبرون وغیرہ سے حتی کہ جس طرح سڑ گلا ہو مبعوث ہو کر میدان حشر و حساب کو ہانکے
[illegible] بغتۃ یعنی اچانک ہو- حاصل کلام آنکہ مشرکین کے سوال قیامت کے جواب کا یہ حکم دیا کہ تو کہدے
[illegible] سے کافر منافق غافل ہین وہ اچانک غفلت مین انپر ایسے وقت قائم ہو گی جسکو بطور معین و محدود
[illegible] تعالیٰ جل جلالہ کے کوئی نہین جانتا ہو- يَسْـَٔلُونَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا تجھسے یہ کافر لوگ ایسے
[illegible] سے حفی ہو- ابن فارس رح نے کہا کہ حفی بحاء مہملہ و فاء وہ شخص جو ایک چیز جانتا ہو اور نیز حفی وہ شخص
[illegible] مبالغہ کرے والمسائل الحفی جو منگتا فقیر کہ اڑ جاوے- اور نیز حفی وہ شخص جو پیار او دوست مہربان ہو

پھر آیت مین ہر ایک معنی مذکورہ سے تفسیر آئی ہی۔ قال ابن عباس رض مشرکون [illegible]
ناراض رہنے کہا کہ مشرکون نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ ہمکو قرابت کے حق سے [illegible] قیامت
عباس اسے کانک صدیق لہم بینک وبینہم مودۃ۔ یعنی گویا تو انکا بڑا دوست ہی [illegible]
وابومالک وسدی رحمہم اللہ سے مروی ہی۔ اور ابن ابی نجیح وغیرہ کی روایت حضرت مجاہد [illegible]
یعنی گویا تو نے اڑکر کے قیامت کو اللہ تعالے سے پوچھ لیا ہی یہان تک کہ اسکا وقت [illegible]
کوئی نہین جانتا۔ اور یہی قول شیخ جلال رح نے اختیار کیا۔ اور معمر رح نے بعض علماء تابعین سے [illegible]
سے روایت کی کہ قولہ کانک حفی عنہا۔ اسے کانک عالم بہا۔ گویا تو وقت مقدرہ قیامت کو جانتا ہو [illegible]
اپنی مخلوق پر مخفی رکھا اسکو سوائے حق تعالے کے کوئی نہین جانتا۔ عن معنی باہر اور [illegible] آیت [illegible]
الآیۃ۔ اور ابن سیرین رح نے کہا کہ یہ قول معنی مین پہلے دونون قول سے ارجح ہی لہذا تو کہدیا [illegible] انما علمہا عند [illegible]
تو کہدے کہ محدود وقت قیامت کا علم فقط اللہ تعالے ہی کے پاس ہی۔ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ [illegible]
انما ہو عندہ تعالے۔ ولیکن اکثر لوگ نہین جانتے اس بات کو کہ اسکا علم فقط اللہ تعالے ہی کو ہی۔ ان لوگ [illegible]
کہ قیامت کا وقت دریافت کرنے کی فکر مین پڑے حالانکہ اسپر ایمان لانا اور اسکے واسطے سامان مہیا کرنا [illegible]
تھی علاوہ برین جب آدمی مرا وہی اسکے حق مین قیامت ہی لہذا آنحضرت صلعم نے ایک اعرابی کو جو پوچھنے آیا [illegible] قیامت
کب ہی یون فرمایا کہ ارے قیامت تو خواہ مخواہ آنے والی ہی پس تو نے اسکے واسطے سامان کیا جمع کیا ہی [illegible]
پاس نہ کچھ بڑی نماز ہی نہ روزہ صرف اتنی بات ہی کہ مین اللہ تعالے و اسکے رسول کو محبوب رکھتا ہون [illegible]
یعنی آدمی اسی کے ساتھ ہی جسکو وہ چاہتا ہو گا۔ پس صحابہ رض کو جیسی خوشی اس حدیث سے ہوئی [illegible]
یہ حدیث صحیحین وسنن ومسانید وغیرہ مین متعدد طرق سے ایک جماعت صحابہ رض سے مرفوعًا مروی ہی [illegible]
نزدیک یہ حدیث متواتر ہی۔ کما ذکرہ الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے۔ بالجملہ انسان کی دانائی یہ ہی کہ [illegible]
کو مہمل خیال نہ کرے بلکہ جزاء وسزا و ثواب و عقاب کو نیک اعمال و بد کردار پر یقین کرکے قیامت [illegible]
کی تلاش لایعنی ہی بلکہ اسکے واسطے سامان جمع کرے اور وہ اسکی زندگی تک جتنے دنون کی [illegible]
لہذا حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ اعرابی لوگ جب حضرت صلعم کے پاس آتے تو قیامت [illegible]
آدمی کی طرف اشارہ کرکے فرماتے کہ اگر یہ زندہ رہا تو بڈھا پھوس نہ ہونے پاویگا۔ کہ تمہاری [illegible]
کلام سے یہ ہوتی کہ تمہاری موت آجائیگی جو دار الآخرۃ کا برزخ ہی۔ رواہ مسلم۔ اور [illegible]
ایک باغ ہی یا دوزخ کے گڑھون مین سے ایک گڑھا ہی۔ اور جابر بن عبد اللہ رض [illegible]
سے ایک مہینہ پہلے آپ سے سنا کہ تم لوگ مجھسے قیامت کو پوچھتے ہو سوا اسکا علم تو اللہ تعالے [illegible]
کھاتا ہون کہ جو نفس منفوس روئے زمین پر آج کے روز موجود ہی [illegible] گذر جائیگا [illegible]
عنہا سے اسکی مثل مروی ہی اور ابن عمر رض سے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم کی مراد اس [illegible]

Marfat.com

[illegible] مرفوع بین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنا قصہ قریب قیامت نازل ہونے اور دجال کو
[illegible] قیامت پہونچیگا وہ وقت قیامت کی مثال ایسی ہوگی جیسے عورت حاملہ
[illegible] ابن ماجہ وغیرہ پس اس حدیث مین جملہ انبیاء علیہم السلام نے
[illegible] اور عیسیٰ علیہ السلام پر حوالہ کیا اسوجہ سے کہ قریب قیامت کے وہی نازل ہونگے اور انھون نے
[illegible] مثال جو مذکور ہوئی اللہ تعالیٰ کے آگاہ فرمانے کی بیان فرمائی کہ مجھے اسیقدر بتلایا گیا ہی
[illegible] آنحضرت صلعم نے قیامت تک کے آثار بہت کچھ بیان فرمائے ہین جو جابجا متفرق مذکور ہوئے اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ
[illegible] طارق بن شہاب سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم ہمیشہ قیامت کا ذکر کیا کرتے یہان تک کہ نازل ہوا قولہ ویسئلونک
[illegible] ایان مرسٰہا الآیہ ۔ رواہ النسائی باسناد جید قوی قالہ ابن کثیر ۔ اور حذیفہ رضہ کی روایت مین مرفوع آیا کہ آنحضرت
[illegible] سوال قیامت کے جواب مین فرمایا کہ اسکا علم فقط اللہ تعالیٰ ہی کو ہی ولیکن مین اسکے بعض علامات جو قائم ہونے
[illegible] بیان کرتا ہون کہ قریب قیامت کے فتنہ وہرج واقع ہوگا اور فرمایا ہرج بزبان حبشہ یعنی قتل ہی اور فرمایا کہ اس
[illegible] لوگون کے درمیان جان پہچان ایسی کم ہوجائیگی کہ قریب ہی کہ کوئی کسی کو نہ پہچانے ۔ رواہ احمد ۔ اور صحیح مین حدیث
[illegible] بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا بعثت انا والساعۃ کہاتین ۔ یعنی حضرت صلعم نے
[illegible] اور بیچ والی انگلی دونون کھڑی ملاکر فرمایا کہ مین ایسے وقت مین مبعوث ہوا کہ قیامت ایسی ملی ہوئی ہی جیسے یہ دونون
[illegible] واضح ہو کہ علم وقوع قیامت کی اور علوم علم قیامت کی مثال ایسی ہی جیسے آدمی یقیناً جانتا ہی کہ مین مرجاؤنگا لیکن
[illegible] کب مرنگا لہذا جو شخص مغرور ہوکر بیٹھ رہے کہ موت سے پہلے توبہ کرلونگا یا ایمان لاکر خاتمہ بخیر حاصل کرونگا وہ احمق
[illegible] لیے وضرر دور کردینے کی قدرت کا دعویٰ ہی پس جیسے اسکو وقت موت کا علم غیب نہین ویسے ہی اسکا بھی
[illegible] عز وجل نے خود اپنے رسول سید المرسلین صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کو حکم دیا کہ ۔ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ
لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ تو کہدے کہ مین مالک نہین اپنی ذات کے واسطے کسی نفع کا کہ اسکو اپنے
[illegible] اور کسی ضرر کا کہ اسکو اپنی ذات سے خود دور کردون مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے ۔ قال البیضاوی اسمین اپنے
[illegible] اور غیب جاننے کے دعویٰ سے بیزاری ہی ۔ قال ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جملہ امور کو حق عز وجل
[illegible] خبر دے کہ مین علم غیب اور آئندہ ہونے والی بات نہین جانتا ہون مگر اسیقدر جو اللہ تعالیٰ نے مجھے
[illegible] ۔ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اور اگر
[illegible] ہی وہ جانتا ہوتا تو خیر مین سے بہت کچھ حاصل کرتا اور مجھے برائی نہ پہونچتی یعنی محتاجی فقر کی یا ایسے
[illegible] مغفرت مین اس سے بچاؤ کرلیتا ۔ وفی الکمالین پس ہر لڑائی مین مجھے غلبہ ہوتا اور دشمن
[illegible] کبھی کافرون کو غلبہ ہوا اور یہ نہوتا کہ خرید فروخت مین کبھی نفع ہوا اور کبھی خسارہ
[illegible] پڑی اور کبھی [illegible] ہوئی انتہت ترجمۃ قولہ کما وصل الی ۔ اور مترجم کہتا ہی
[illegible] ہوا اور کسی قدر ادب مین جیسا چاہیے ٹھیک نہین علاوہ برین جہاد

مین غالب ومغلوب ہونے کا ذکر بے موقع ہی اسلیے کہ آیت کریمہ کیہ ہی [illegible]
ایس شاید توضیح باعتبار امر فی نفسہ کے ہی اور اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کی [illegible]
یہی اُن سب باتون مین ہی جو امور دین سے بوحی جلی یا خفی ہین اور [illegible]
معدوم ہین انکی دینی بات مین وہم کا یا چوک جانے کا دخل نہین اور جس شخص نے [illegible]
کہا ہین کی مراد دینی بات نہین بلکہ ایسی باتین جو آپ نے اپنی طرف سے فرمائی ہین [illegible]
توجواب یہ کہ یہی کہا جاتا لیکن اللہ تعالے کے آئین اسرار و حکمتین یقین کہ [illegible]
باتون مین کبھی کسی خاص حکمت آلہی کے بھید سے آپ سے چوکنا ثابت ہی چنانچہ صحیح [illegible]
آپ نے خود بھی فرمایا ہی کہ مین تو ایک آدمی ہون جیسے تم لوگ بھول جاتے ہو مین بھی بھول [illegible]
درختان خرما مین ترا دی لگاتے جس سے خوب پھل آتے ہین جب حضرت سرور عالم صلعم [illegible]
اس معاملہ مین استفسار کیا آپ نے اس فعل کے ترک کرنے پر اشارہ کیا پھر اس سال [illegible]
آپ نے فرمایا کہ امور وحی و شرع مین میری بات مانو اور اپنے دنیاوی کامون مین [illegible]
توضیح مین آگیا اب مین تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہون سو واضح ہو کہ غیب مصدر غائب [illegible]
وہ چیز جو آنحضرت صلعم سے غائب تھی خواہ اورون سے غائب ہو یا نہو اور اس سے واضح [illegible]
حتی کہ عرش و لوح محفوظ سے اوپر کا علم بھی آنحضرت صلعم کی بہ نسبت علم غیب نہ تھا کیونکہ آپ نے [illegible]
[illegible] تک کے واقعات جو آپ نے اللہ تعالے کے وحی فرمانے سے جان لیے اور لوگون کو [illegible]
بہ نسبت نہ تھے ہان اورون کی بہ نسبت یہ کہا جاتا ہی کہ آپنے اُنکو اُنکے غیب کی خبر دیدی لہذا وہ اخبار [illegible]
قریب قیامت کے یعنی آخر زمانہ مین نصرانی پھلے پھولے بہت کثرت سے ہونگے یا میری امت [illegible]
یا میری امت والے وہ بری باتین کرینگے جو اگلی امتون والون نے کیے انھین کے [illegible]
سے غیب کی خبرین ہین جو احادیث مین وارد ہین اور بحمد اللہ تعالے وہ سب ٹھیک [illegible]
چیزون کا غیب ہونا آنحضرت صلعم کی نسبت نہ تھا کیونکہ آپ کو وحی و اظہار الٰہی سے [illegible]
غیب ہین۔ اس بیان سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ جن لوگون نے یہان متردد ہو کر کہ آنحضرت [illegible]
اور آیت کریمہ سے غیب جاننے کی نفی نکلتی ہی یون تاویل کی کہ آیت مین انکسار [illegible]
ان لوگون نے خطا کی اسواسطے کہ تواضع کے طور پر جھوٹ بولنا روا نہین ہی اور ایسی [illegible]
کہ مجھے اسکی خبر بیان ظاہر کرنے کی حاجت نہین اور صحیح یہ ہی کہ اللہ تعالے [illegible]
دیدی جسطرح آپ پر وحی ہوئی اور غلطی و اون کو جو تردد ہوا تھا اسکی تحقیق [illegible]
ہی کے واسطے علم غیب ثابت ہی کہ قال تعالے قل لا یعلم من فی السموات [illegible]
غیب کو کوئی نہین جانتا ہی فقط اللہ تعالے ہی عالم الغیب ہی اور [illegible]

Marfat.com

[illegible] لکن ہی کہ پہلے سوال قیامت مین قطعی حکم دیدیا کہ سوائے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا
[illegible] کہ انکو معلوم ہی اسکو مکرر رد کردیا کہ علم قیامت کو اللہ تعالے نے اپنے ہی علم مین رکھا دم
[illegible] یطلع علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الآیہ کے رسولون کو بعض غیب پر اطلاع دیجاتی ہی
[illegible] سے نہین ہوا اور رسول کی طرف یہ اعتقاد کہ وہ اپنی قدرت سے غیب جاننے والا ہوتا ہی یہ کفر کا
[illegible] دے کہ [illegible] کاہن وغیرہ کو غیب دان سمجھتے تھے پس آنحضرت صلعم کو دوسری بار یہ
[illegible] نفع و ضر کا [illegible] یعنی غیب کا اختیار فقط اللہ تعالے ہی کو ہی وہ جسکو چاہے آگاہ فرما دے
[illegible] قیامت کا علم جب نہ دیا تو سوائے اللہ تعالے کے کسی کو معلوم نہوا کیونکہ خود غیب
[illegible] اور یہان ایک لطافت ہی کہ آنحضرت صلعم تمام مخلوق الٰہی سے اور تمام رسولون سے
[illegible] برگزیدہ ہین جب آپ کو معلوم نہین تو کسی کو معلوم نہین اور جب آپ کو غیب جان لینے کا اختیار
[illegible] اسکو مدلل بیان کردیا کہ ولو کنت اعلم الغیب الخ۔ یعنی اگر مین خود غیب جاننے پر قادر ہوتا
[illegible] کا استکثار کر لیتا اور برائی مجھے نہ پہونچتی۔ اس دلیل سے ان کج فہم لوگون کو آسانی سے سمجھا دیا
[illegible] ناقص سے باز آوین اور عظمت و جلال الٰہی پر نظر کرین اور غیر کی طرف نفع و نقصان کی نظر رکھنا جو لغا ہر
[illegible] مدارک مین تفسیر قولہ قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا الخ مین لکھا۔ یعنی مین ایک ضعیف بندہ
[illegible] کے واسطے مالک نہین کہ کوئی نفع کھینچ لون اور نہ کوئی ضرر ہٹا دون جیسے ملوک ہوا کرتے ہین الا وہی کہ
[illegible] کہ مجھے نفع دیدے یا مجھسے ضرر دور کردے۔ اور حرف الا بمعنی لکن ہی اور استثناء منقطع ہی۔ مترجم کہتا ہی
[illegible] ہی اور صاحب مدارک نے اس تفسیر مین یہ بھی اشارہ کیا کہ بندہ کے افعال سب اللہ تعالے کے پیدا کرنے سے
[illegible] کہ اہل سنت کا سچا مذہب ہی اور تقدیر برحق ہی۔ واضح ہو کہ معالم وغیرہ مین ایک سبب نزول کی طرف
[illegible] آنحضرت صلعم سے کہا کہ بھاو گران ہونے سے پہلے آپ ہم کو کیون نہین بتلا دیتے کہ ہم سستے مین
[illegible] نفع کماوین اور جس زمین مین قحط و خشک سالی ہونے والی ہی اسکو آپ کیون نہین بتلا دیتے
[illegible] زمین مین کوچ کر جاوین جہان خوب پیداوار ہونے والی ہی تب یہ آیت نازل ہوئی یعنی قولہ قل لا املک
[illegible] کہتا ہی کہ اسمین تامل ہی کہ یہ امر سبب نزول واقع ہوا ہو کیونکہ آیت کو اپنے ماقبل سے ارتباط ظاہر ہی او
[illegible] فی السموات الآیہ اسکے واسطے مفسر ہی جیسا کہ اشارہ گذرا بنا برین کہ بعض آیت بعض کی تفسیر
[illegible] کیا اسکی تصحیح و تنقید روایت مجھے نہین ملی مگر اسپر دلالت کرتا ہی جو شیخ ابن جریر رح نے تفسیر
[illegible] الخ مین لکھا کہ ابن عباس رض سے ایک روایت مین لفظ خیر کے معنی بیان کرنے کی
[illegible] کے وقت جان لیتا کہ اسمین کیا نفع اٹھاؤنگا تو جو چیز مین فروخت کرتا اسمین
[illegible] نہ پہونچتی۔ اھ اور لکھا کہ دیگر علماء نے اسکی تفسیر مین کہا کہ اگر مین علم غیب جانتا ہوتا
[illegible] اسکو لیتا اور سستے وقت مین مہنگے کے لیے خرید لیتا اور عبدالرحمن بن

زید بن اسلم نے قولہ و ماسنی السوء - مین کہا کہ برائی ہونے ... [illegible]
شاہد ہین لیکن یہ تحقیق نہین کہ سبب نزول مذکور کی بنا پر ... [illegible]
اس امر کا مقصود ہی کہ خیر سے یہان دنیاوی نفع مراد ہی نہ آخرت کی بھلائی ... [illegible]
روایت کی ہی اسپر شاہد ہی اور وہ یہ کہ قولہ لاستکثرت من الخیر - کی تفسیر مین کہا ... [illegible]
مجھے نقصان نہ پہونچتا - مجاہد رح سے منصور و ابن ابی نجیح نے نکالی آنحضرت کی روایت ... [illegible]
کب مرونگا تو نیک عمل کر لیتا اور یہی ابن جریج کا قول روایت کیا گیا لیکن ... [illegible]
صالحہ آنحضرت صلعم کے بالیقین معلوم ہین اور اگر یہ کہا جاوے کہ بر تقدیر ... [illegible]
تو جواب یہ کہ پسندیدہ اعمال عند اللہ تعالے وہ ہین جو مداومت کے ساتھ ہون اور حضرت صلعم ... [illegible]
ہر حال مین آپ حضرت حق عز و جل کی طرف انابت کے ساتھ رجوع تھے پس ... [illegible]
کو ہدایت و ارشاد کرتا تو خیر کچھ وجہ بھی ہی لیکن تکلف بعید ہی پس حق یہی ہی کہ یہ تفسیر محل تامل ... [illegible]
پس سبب نزول مذکور شاید ان مثالون سے ماخوذ کر کے بنایا گیا ہی واللہ اعلم - پھر ... [illegible]
وہ یہ کہ آنحضرت صلعم جب غزوۂ بنی المصطلق سے لوٹے تو راہ مین آندھی آئی ... [illegible]
صلعم نے اس روز بطور معجزہ کے یہ خبر فرمائی تھی کہ مدینہ مین آج رفاعہ مر گیا اور اس سے منافقون ... [illegible]
ساتھ تھے پھر آپ نے فرمایا کہ میرا ناقہ تلاش کرو کہ کہان گیا ہی تو عبد اللہ بن ابی منافق ... [illegible]
ہی کہ یہ شخص مدینہ مین ایک مرد کے مرنے کی خبر دیتا ہی اور اسکو یہ نہین معلوم ہوتا کہ اسکا ناقہ کہان ... [illegible]
نے اللہ تعالے کی وحی خفی سے آگاہ فرمایا کہ چند منافقون نے میرے حق مین ایسی ایسی باتین کی ہین ... [illegible]
پہاڑ کے درہ مین ہی اسکی مہار ایک درخت سے الجھ گئی ہی جا کر لے آؤ پس لوگ اسکو ... [illegible]
نازل فرمائی قل لا املک لنفسی الآیہ - مترجم کہتا ہی کہ شاید ائمہ علماء تابعین مین سے کسی ... [illegible]
آیت کریمہ واسطے باین معنی بیان کیا ہوگا کہ علم غیب مخصوص بجناب باری تعالے عز و جل ... [illegible]
صلعم کے ساتھ خود ایسا ایسا واقعہ ہوا اور بعد اعلام الٰہی تعالے آپ نے آگاہ فرمایا جیسے ... [illegible]
مین آپ خاموش تھے یہانتک کہ اللہ تعالے نے منافقون کا بہتان باندھنا اور حضرت ... [illegible]
بوحی جلی نازل فرمایا اور دیگر وقائع کثیرہ ہین اور کچھ حضرت صلعم پر مخصوص نہین بلکہ ... [illegible]
باعلام الٰہی تعالے معلوم ہوا لیکن حضرت صلعم کا واقعہ کافی ہی کیونکہ انبیاء علیہم السلام ... [illegible]
بطور مثال کے کسی بزرگ نے بروقت تعلیم و تفسیر اس آیت کے بیان کیا ہوگا ... [illegible]
مین نے جو کہا کہ یہ متاخرین کی چوک ہی تو اسلیے کہ یہ آیت کریمہ مکی ہی اور غزوہ ... [illegible]
پس وہ سبب نزول کیونکر ہو سکتا ہی کیونکہ سبب متقدم ہوتا ہی ... [illegible]
صحیح کے درست نہین اور مستثنیات مین داخل نہین ہی - فافہم واللہ اعلم ... [illegible]

Marfat.com

[illegible] کے واسطے عالم الغیب ہونا اور اسی کا قیامت کے وقت سے آگاہ ہونا اسکا رسول
[illegible] اور اپنا [illegible] ہونا اور غیب کے دعوی سے بری ہونا صریح بیان کرے یعنی جو اللہ تعالے مجھے بتلاتا ہی
[illegible] جاننے والا نہیں ہوں۔ **اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ**
[illegible] انا الا نذیر للکافرین بالنار وبشیر بالجنۃ لقوم یومنون۔ مین نہین ہون مگر ڈر سنانے والا کافرون کو دوزخ کے ساتھ یعنی اگر
اللہ تعالے پر ایمان نلائے اور محمد رسول اللہ کو نہ مانا اور کفر پر مرے تو ہمیشہ دوزخ مین طرح طرح کے عذاب سے جلینگے اور خوشخبری
سنانے والا جنت کی قوم مومنین کو یعنی جو لوگ کہ اللہ تعالے پر ایمان لائے اور اسکے رسول صلعم کی تصدیق و اطاعت کی وہ جنت
مین داخل ہونگے۔ حدیث مین ہی کہ جسنے دل سے سچ مانکر لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت مین داخل ہوگا۔ اسمین لطیفہ ہی کہ محمد رسول اللہ
اس کلمہ توحید کو ضرور لازم ہی یعنے لا الٰہ الا اللہ کہنے والا جبھی ہوگا کہ جب محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہو۔ اور معنی یہ کہ کوئی معبود
نہین مگر اللہ تعالے۔ پھر اللہ تعالے کی معرفت کہ اسکی عظمت وجلال وپاکی اور صفات کمالیہ کو محمد صلعم سے معلوم کرو لہذا ایمان
والے نے اگر لا الٰہ الا اللہ کہا تو اسنے یہ نجانا کہ مین جو اللہ تعالے پر ایمان لایا تو اسکی کیسی شان ہی اور مین اسکی جناب مین
کیا اعتقاد رکھون پس وہ جناب محمد رسول اللہ صلعم سے سب صفات سیکھے یعنی جو شان الٰہی کہ کلام مجید و احادیث مین ہین انہین
پر اعتقاد رکھے مثلاً اللہ تعالے اکیلا ہی اسکا کسی بات مین کسی فعل مین کسی صفت مین کسیطرح کوئی شریک نہین اور وہ کریم رحیم ہی
جو چاہے کرے اور جو وہ نچاہے کبھی نہین ہوسکتا وہ خالق رازق علیم حکیم سمیع بصیر ہی اسیطرح جملہ صفات کو معلوم کرے اور اپنی
عقل سے باتین نہ بناوے ورنہ شرک وگمراہی مین پڑجائیگا نعوذ باللہ تعالے منہ۔ اور آگے کی آیت مین فی الجملہ بیان آتا ہی
پہلے اس سے آیت کریمہ مذکورہ بالا کے حقایق کو سنو۔ فی العرائس قولہ تعالے قل لا املک لنفسی ضرا ولا نفعا الا ماشاء
اللہ۔ اس کلام مین اللہ تعالے وحدہ لاشریک کی درگاہ کا ہر طرح کی شرک سے پاک برتر ہونا ظاہر فرمایا اور صاف کہدیا کہ وہان
کسی بندہ کی کچھ طاقت وقدرت نہیں اور نہ اسکی کمائی وکرنے کی کوئی تاثیر ہی بلکہ افعال سب او تعالے کی قدرت ومشیت پر
ہین۔ حاصل آنکہ اس سے یہ معنی ثابت ہین کہ مجھے اپنی ذات سے یہ اختیار حاصل نہین کہ اسکا قرب حاصل کرون یا اس سے
دور رہون بلکہ دوری ونزدیکی سب اسی کی طرف سے ہی اور اگر مجھے غیبی تقدیر معلوم ہوتی تو بر وصف ربوبیت مجھکو قدرت
حاصل ہوتی کہ اپنی ذات کے لیے نفع لیتا اور ضرر دور کرتا۔ قولہ تعالے ولو کنت اعلم الغیب [illegible] لاستکثرت من الخیر الخ شیخ ابو عثمان
نے کہا کہ [illegible] موجود مین مخلوق کو یہ اختیار نہین کہ اپنے آپ کو کوئی نفع پہونچاوے یا کوئی ضرر اپنے اوپر سے دور کرے پھر بھلا
[illegible] بھلا اسکی طاعت پر کیا بھروسا ہوسکتا ہی چنانچہ سید المرسلین افضل الخلائق اجمعین کو حکم ہوا کہ قل لا املک لنفسی
[illegible] کہنا کافی ہین کہ لو کنت املک الغیب والخ۔ یعنے اگر مین غیب کا مالک ہوتا یا اسپر قدرت رکھتا ہوتا تو مجھے
[illegible] ولیکن حالت اصلی یہ ہی کہ غیب تو ہم سے تہ کردیا گیا ہی اور ہر بدی وغیرہ کی ملامت ہمپر لازم
ہوئی ہی۔ ثم قال تعالے

[illegible] خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا

[illegible] سے اور اسی سے بنایا اسکا جوڑا کہ اس پاس آرام پکڑے

Marfat.com

فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ [illegible]

پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانکا حمل رہا ہلکا سا حمل [illegible]

رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ [illegible]

اپنے رب کو اگر تو ہمکو بخشے چنگا [illegible]

صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى [illegible]

چنگا بھلا ٹھہرانے لگے اُسکے شریک اُسکی بخشی چیز میں سو اللہ [illegible]

یہ آیت کریمہ منجملہ مشکلات قرآن مجید کے ہی اور اسکی تفسیر مین تامل سے نگاہ درکار ہی اور چونکہ کلام الہی [illegible]
در است درست ہی تو اشکال کا مرجع فقط یہ ہوتا ہی کہ آیا بندہ کی نظر اسکی ٹھیک تاویل پر پہونچی یا نہین اگر [illegible]
واضح ہی اسمین کوئی اشکال نہین ہی پھر جن تاویلات پر نظر پہونچتی ہی آیا انمین سے کون معنی مراد ہین [illegible]
مفسر سید علی رح کے مختار پر تفسیر مذکور ہوتی ہی۔ قال اللہ تعالے هُوَ الَّذِيْ [illegible]
جسنے خَلَقَكُمْ تمکو پیدا کیا۔ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ایک جان سے۔ وہ آدم علیہ السلام [illegible]
کہ خطاب اہل مکہ کو جو اسوقت مشرک تھے اولاً اور تمام زمانہ کے مشرکون کو قیامت تک آتا ہی [illegible]
وارد ہی خصوص آخر آیت کریمہ وہ انھین مخاطبین پر ہی لہذا درمیان کا حال بھی انھین کے حق مین تاویل کیا گیا [illegible]
انشاء اللہ تعالے تحقیق مین بیان ہوگا۔ بالجملہ اللہ تعالی نے اپنی کمال قدرت ظاہر فرماتے ہوے اپنا احسان [illegible]
نے تمکو یون پیدا کیا کہ پہلے ایک جان پیدا کی۔ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور پیدا کی اُسی سے اسکی [illegible]
نے کہا کہ اُسی سے زوجہ پیدا کرنے مین ایک یہ حکمت ہی کہ جنسیت کے سبب سے میل خوب ہوتا ہی [illegible]
پیدا کی تاکہ باہم میل خوب ہو۔ رہا یہ کہ کیون پیدا کی تو خود فرمایا۔ لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا کہ [illegible]
ایک چیز اپنی جنس کی طرف مائل ومطمئن ہوتی ہی۔ اگر کہا جاوے کہ منہا مین ضمیر مؤنث بجانب لفظ نفس [illegible]
راجع ہی اور یہان لیسکن بصیغہ مذکر غائب ہی تو جواب دیا گیا کہ یہان معنی نفس کی طرف [illegible]
کے قصہ سے مناسب ہو چنانچہ فرمایا۔ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا پھر جب ڈھانپ لیا [illegible]
کو۔ یعنی جماع کیا پس غشیان اس سے کنایہ ہی اور یہ بہت عمدہ کنایہ ہی اور [illegible]
اوپر سے ڈھانپ لینے کی شکل پر ہی۔ حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا حاملہ ہوگئی [illegible]
پیٹ یا درخت کا پھل اور بالکسر لادی یعنے آدمی جو اپنی پیٹھ یا سر پر لادتا ہی لیکن [illegible]
مراد اگر مصدر رہی تو مفعول مطلق ہی اور اگر محمول مراد ہی تو حمل خفیف یعنی نطفہ [illegible]
فَمَرَّتْ بِهٖ اُسے ذہبت وجارت لخفتہ۔ یعنی آتی جاتی رہی کیونکہ بوجھ ہلکا تھا [illegible]
مین فمرت بتخفیف الراء ہی اور بعض مین فاستمرت از استمرار ہی اور بعض [illegible]
گمان ہی یعنے حمل کا گمان وشک کیا یہی ابن عباس سے مروی ہی۔ اور [illegible] بتخفیف الراء [illegible]

[illegible] ہلکے ہو کہ قرت بدن اسے نا محسوس ہو یعنی اسکو خفیف رکھا اور برابر آمد و رفت کام کاج [illegible] کرتی رہی جیسے ہلکا بوجھ لیے ہوئے آدمی کام کرتا ہو **فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ** پھر جب بھاری ہوگئی [illegible] بچہ پیٹ میں [illegible] مفسر رح نے لکھا کہ بھاری ہونے کے دنون کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں جو پایہ جانور نہ پیدا ہو تو **دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا** [illegible] دونون نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ **لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا** اگر تو ہم کو فرزند صالح یعنی [illegible] عطا فرماویگا تو **لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ** ہم بندے ضرور تیرے شکر گذارون میں سے ہونگے [illegible] صورت میں ورست ہو جیسا کہ حسن وغیرہ سے تفسیر آئی ہو اور خوفناک ہو کر دعا کرنا ابو صالح و مجاہد وغیرہ سے مروی ہو [illegible] فرزند پر شکر گذاری کی بندگی باوجودیکہ اس پر یہ خود واجب تھا اور آمین دلیل ہو کہ فرزند کی خواہش کرنا اس شرط سے کہ [illegible] اور [illegible] انکار روا ہو۔ **فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا** پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان دونون کو فرزند صالح دیا **جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا** تو دونون نے بنائے اللہ تعالیٰ کے شرکا اُس چیز میں جو عطا فرمائی دونون کو۔ شرکا جمع شریک۔ [illegible] قراءت میں شرکا بکسر شین بجزم و تنوین آیا یعنی اسم فاعل ہو اور اخفش رح نے اس قراءۃ پر انکار کیا اور رد کیا گیا کہ یہ قراءۃ [illegible] اول درست ہو۔ پھر شرک کرنے کی وجہ مفسر رح نے یہ ذکر فرمائی کہ فرزند کو رکھا نام عبد الحارث رکھا حالانکہ عبد اللہ کے [illegible] اور کسی اور کے نام پر رکھا جاوے۔ اور سمرہ رض نے نبی صلعم سے روایت کی کہ جب حوا رح کے فرزند پیدا ہوا تو [illegible] زندہ نہیں رہتا تھا پس ابلیس نے کہا کہ تو عبد الحارث اسکا نام رکھ تو زندہ رہیگا پس حوا نے یہی نام رکھا پھر یہ [illegible] وسوسہ تھا اور شیطان نے یہ نام رکھنے کا حکم کیا تھا۔ رواہ الحاکم وقال حدیث صحیح ورواہ الترمذی وقال حسن غریب [illegible] اس حدیث کو امام احمد و ابو یعلی و ابن جریر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بھی روایت کیا اور [illegible] کے درمیان شیطان کا نام حارث کہلاتا تھا۔ اور یہ حدیث تو آنحضرت صلعم سے روایت کی گئی ہو اسی کے [illegible] آئے ہیں چنانچہ محمد بن اسحاق نے عکرمہ کے طریق سے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ حوا رح کی اولاد ہوتی تو آدم [illegible] انکا نام عبد اللہ و عبید اللہ و اسکے مانند رکھا کرتے پھر انکو موت آجاتی وہ مرجاتے تھے پھر دونون کے پاس ابلیس آیا اور کہا کہ [illegible] نام کے سوا تم نام رکھو تو جیتا رہے پس عبد الحارث نام رکھا اور وہ زندہ رہا پس اسی میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہو [illegible] من نفس واحدۃ الی آخر الآیۃ۔ وقد روی العوفی وسعید بن جبیر عنہ نحوہ [illegible] سعید بن جبیر کی روایت میں مصرح ہو [illegible] شیطان [illegible] نے کہا کہ میں وہی ہون جسنے تمکو جنت سے نکالا تاکہ تم میری پیروی کرو اور انکو ڈرایا کہ اگر ایسا نہ کرو گے [illegible] پیٹ جائیگا اور ایسا ہوگا و ایسا ہوگا خوفناک باتین کرتا رہا اور دو مرتبہ نہ مانا اور مردہ بچہ ہوا [illegible] ہوئی اور عبد الحارث نام رکھا پس یہی فرمایا کہ جعلا لہ شرکاء فیما الآیۃ۔ کما رواہ ابن ابی حاتم۔ اور [illegible] میں سے ایک جماعت نے لیا ہو چنانچہ طبقہ اول میں سے مجاہد و سعید و عکرمہ وغیرہ میں اور [illegible] سلف و خلف سے مروی ہو اور متاخرین مفسرین میں سے ایک بھاری [illegible] قصہ کا صحیح روایت کے ذکر میں مرفوع و موقوف ہو اور اسی پر اعتماد [illegible] وہ یہ کہ آدم علیہ السلام نے نبی ہو کر شرک کیا۔ اور مفسر رح نے اسکا

یہ جواب دیا کہ یہ نام رکھنے مین شرک ہی اور عبادت مین شرک نہین ہی [illegible]
سبب نجات ہی پس عتاب ہوا کہ اسنے سبب پر نظر کی اور مسبب پر نظر نہ رکھی [illegible]
اور بالاجماع انبیار کی شان سے نہین کہ شرک کرین اور بر تقدیر تسلیم اگر نام رکھنے مین [illegible]
اور انبیار تو اہل سنت کے نزدیک معصوم ہین پھر یہ گناہ کیسا۔ یہ بات تو بعتی فرق [illegible]
ہین کہہ سکتے ہین اور نیز مسبب پر سے نظر اُٹھانا اور سبب کو ملحوظ رکھنا کب انبیا کی شان [illegible]
نام رکھنے سے بچہ جیتا رہیگا اور اسکی ماں سلامت رہیگی اور یہ ضرور شرک ہی اور کوئی انکار نہین کر [illegible]
اعتقاد مین کیونکہ وہ عمل قلب بلکہ اشد ہی اور آخر کم سے کم تو یہ ہی کہ یہ فعل حرام ہی اسیواسطے [illegible]
باتین انبیار علیہم السلام کی شان کے لایق نہین ہین اور ملا علی قاری رح نے شرح مشکوۃ مین کہا کہ عبد [illegible]
نام لوگون مین پھیل رہے ہین وہ جائز نہین ہین اور شیخ ابن حجر المکی نے تحفہ مین کہا کہ عبد النبی اور عبد الکعبہ [illegible]
عبد الحسین وغیرہ کے مانند نام حرام ہین۔ اور یہین سے رد ہوگیا جو بعض نے وہم کیا کہ نام مین معانی کا لحاظ نہین ہوتا [illegible]
علمیت کے۔ کیونکہ یہ انحصار غلط ہی بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ مقصود اس سے وہ ہوتا ہی جسکا علم [illegible] اصل معانی کا لحاظ [illegible]
باقی ہوتا ہی اور علمار معانی نے اسکی تصریح کر دی ہی کیا تو یہ نہین دیکھتا کہ آنحضرت صلعم نے افلح و برکت وغیرہ [illegible] کے نام رکھنے
حدیث بخاری وغیرہ مین منع فرمایا اور حضرت صدیق رض کا نام زمانہ جاہلیت مین عبد الکعبہ تھا اسکو بدلکر عبد اللہ [illegible] نام رکھا او
ابو ہریرہ کا عبد الشمس نام تھا اسکو عبد الرحمن کیا۔ اور بَرّہ سے بدلکر زینب ام المومنین رض کا نام کیا اور بہت سے نام انہین معانی
کے لحاظ سے بدلے ہین جو احادیث مین صحیح ہین۔ یہان سے یہ مسئلہ نکل آیا کہ ہندوستان مین جو وفاتی و رمضانی و شبراتی و جمعہ
امامی و منگلی و بدھو وغیرہ نام رکھے جاتے ہین سب نہین جائز ہین۔ بالجملہ اعتراض مذکور کا یہ جواب تو کچھ نہین ہی اور کبھی یون
جواب دیا جاتا ہی کہ یہ نام رکھنے مین شرک کرنا حضرت آدم ع سے نہین واقع ہوا بلکہ فقط حضرت حوا ع نے [illegible] چنانچہ حدیث
مرفوع سمرہ رض سے واضح ہوا اور قولہ جعلا لہ شرکاء۔ مین تثنیہ ہونا کہ دونون نے شرک کیا ہی کچھ منافی نہین [illegible] بیان [illegible]
ہی مگر مقصود اکیلی حوا ہین بدلیل روایت مذکورہ اور عرب کی زبان مین شائع ہی کہ ایک کے فعل کو دو کی طرف نسبت کرتے ہین
چنانچہ کلام مجید مین قولہ فتلقی آدم من ربہ کلمات الآیۃ کے بعد دوسرے مقام پر فرمایا۔ قالا ربنا ظلمنا [illegible]
جناح علیہما فیما افتدت بہ۔ حالانکہ فقط شوہر مراد ہی اور جیسے قولہ نسیا حوتہما۔ حالانکہ فقط [illegible]
مگر ساتھ ہونے کی وجہ سے دونون کو ذکر فرمایا اور جیسے قولہ یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان۔ حالانکہ [illegible]
نہ شیرین سے۔ اور اسکے مانند بہت ہین پس مراد آیت مین قولہ جعلا لہ شرکاء۔ سے یہ کہ [illegible]
یہ جواب بھی سست کر دیا گیا کہ فعل واحد کو دو کی طرف نسبت کرنا التباس [illegible]
جائز نہین ہی چنانچہ اگر دو آدمیون نے زید کو مار ڈالا تو دونون کا فعل ہوا اگر [illegible]
اور سراسر خطا قصاص مین سولی دیا جائیگا۔ اور آدم ع نے اگر یہ نام [illegible]
تو جہ نہ کی علاوہ برین ماخوذ فی الخطاب اصل ہو [illegible]

[illegible] خلص اس اشکال سے نہین ہوا - علاوہ برین یہ وارد ہوگا کہ جعلا لہ شرکاء سے شرکا رجمع شریک ہو اور
[illegible] ایک عدد ارت سے اشراک ہی اگر کہا جاوے کہ دوسری قراءۃ مین شرکا مصدر واحد آیا پس جمع سے
جواب یہ ہی کہ [illegible] خلاف اصول تاویل ہی بلکہ مصدر جو جنس محتمل ہی وہ منصوص خاص کی طرف جو جمع ہی راجع
[illegible] آنکہ ہر دو اپنے اصل سے متفق ہون - اور اس اشکال کا بھی کوئی جواب نہین ہی اسیواسطے علامہ بیضاوی و امام رازی
[illegible] وغیرہ ایک جماعت مفسرین نے اس قصۂ مذکورہ سے انکار کیا - اور بعض الناس نے جو اسکو محض رائے سے انکار
[illegible] اپنے غلطی کی - پھر جبکہ بیان تحقیق درکار ہی تو سننا چاہیے کہ حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ جسکو امام احمد وغیرہم نے روایت
[illegible] سے معلول ہی - اول آنکہ اسمٰعیل عمر بن ابراہیم راوی کی نسبت ابو حاتم الرازی نے کہا کہ قابل حجت نہین ہی - دوم
آنکہ یہ حدیث [illegible] رفع کے قول سمرہ رض روایت کی گئی ہی - سوم آنکہ حسن بصری رح جنھون نے سمرہ رض سے یہ حدیث روایت کی ہی
[illegible] اس آیت کی تفسیر دوسرے طور سے بیان کی ہی پس اگر سمرہ رض سے حسن رح کے پاس یہ روایت مرفوع ہوتی یعنے آنحضرت صلعم
منقول ہوتا تو اس سے عدول نہ کرتے حالانکہ ابن جریر رح نے بسند صحیح حسن بصری رح سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ
[illegible] ملت والون کے حق مین یہ آیت ہی اور حضرت آدم ع کے حق مین نہین ہی اور معمر رح کے طریق سے بسند صحیح حضرت حسن رح سے
روایت کی کہ اس سے آدم علیہ السلام کی ذریت مراد ہی اور جنھون نے بعد حضرت آدم ع کے شرک کیا ہی - اور قتادہ رح کے طریق
[illegible] بسند صحیح روایت کی کہ حسن رح نے کہا کہ یہ یہود و نصاریٰ کے حق مین ہی - قال الحافظ ابن کثیر پس اگر حسن رح کے پاس
یہ حدیث آنحضرت صلعم سے محفوظ ہوتی تو باوجود تقویٰ و ورع کے اس سے عدول نہ کرتے پس صریح دلیل ہی کہ یہ روایت مرفوع
نہین بلکہ صحابی کا قول ہی جسمین احتمال ہی کہ مانند کعب احبار و وہب بن منبہ وغیرہ مومنین اہل کتاب سے لی گئی ہو پس مرفوع
حدیث ہونے کے عہدہ سے مین برارت کرتا ہون - ہذا کلامہ اس سے ظاہر ہوا کہ جنھون نے اس حدیث کو مرفوع قرار دیکر اس سے
حجت پکڑی ہی یہ انکی خطا ہی اور یہ آنحضرت صلعم کا قول نہین ہی اب رہا بیان آثار کا یعنی اقوال بعض صحابہ و تابعین کے تو انکا
اضطراب ظاہر ہی کیونکہ اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا تو خفیف و ثقیل ہونے کا ذکر لغو ہوتا اسواسطے کہ حوا رح کے کئی اولاد اس سے پہلے
[illegible] چکی تھین جیساکہ ان آثار مین مذکور ہی اور ابن کثیر رح نے فرمایا کہ شاید واللہ اعلم در اصل یہ قصہ اہل کتاب سے لیا ہوا ہی
کہ ابن عباس رض نے اسکو ابی بن کعب سے لیا ہی جیساکہ ابن ابی حاتم نے مجاہد کے طریق سے روایت کیا کہ ابن عباس رض
[illegible] ابی بن کعب سے مصرح اس قصہ کو بیان کیا پس اہل کتاب سے ان آثار کا لیا جانا ظاہر ہی [illegible] رسول اللہ صلعم سے یہ حدیث صحیح
[illegible] آپ نے فرمایا کہ جب اہل کتاب تم سے کوئی بات بیان کرین تو تم نہ انکی تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو - پھر انکی خبرین تین قسم کی
ہین ایک وہ کہ ہمکو بالیقین معلوم ہوگیا کہ یہ خبر صحیح ہی کیونکہ کتاب الٰہی یا سنت رسول اللہ صلعم سے اسپر دلیل موجود ہی - دوم
[illegible] کا دروغ ہونا ہمکو بالیقین معلوم ہوگیا کیونکہ قرآن یا حدیث مین اسکے برخلاف موجود ہی - اور سوم وہ کہ جس سے قرآن و
[illegible] سکوت ہی حالانکہ ایسی خبر روایت کرنے کی اجازت حدیث مین پائی گئی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ چاہو بنی اسرائیل
[illegible] کچھ حرج نہین ہی - پھر یہ اثر جو یہان مروی ہی اسکو جس صحابی یا تابعی نے روایت کیا شاید اسلئے اسکو قسم سوم [illegible]
[illegible] لیکن ہم اسکو قسم سوم مین نہین رکھتے ہین بلکہ ہمارے نزدیک وہی قول صحیح ہی جو حسن بصری رح نے کہا کہ اس سیاق

Marfat.com

سے آدم و حوا نہیں مراد ہیں بلکہ انکی ذریات میں سے مشرکین مراد ہیں اسیواسطے
عَمَّا يُشْرِكُونَ پس برتر ہی اللہ تعالے اس چیز سے جسکو یہ لوگ شرک لاتے ہیں - یا ہر
پہلے جو آدم و حوا کا ذکر فرمایا وہ ان دونوں کی ایسی مشرک اولاد کے وجود کے واسطے تو طیہ تھا
رجوع فرمایا ہی جیسے قولہ ولقد زینا السمار الدنیا بمصابیح الآیۃ مین ہی کیونکہ یہ معلوم ہی کہ ستارون
شیاطین کو رجم نہین کیا جاتا بلکہ وہ شہاب دیگر ہین پس ذکر مصابیح سے اسکی جنس کیطرف استطرادی
مین موجود ہین - یہ سب کلام شیخ ابن جریر رح کا مختار ہی جو شیخ ابن کثیر رح نے نقل کیا
کہ اقوال بعض صحابہ و تابعین کے جو قصہ آدم و حوا کے بارہ مین ہین وہ ان لوگون نے اہل کتاب سے
بدون اسکے کہ ان اقوال سے آیت کریمہ کی تفسیر سمجھین چنانچہ حسن البصری رح نے یہ قصہ روایت کیا
فرمائی چنانچہ اوپر مذکور ہوئی اور ایسی ہی سدی رح نے بھی اپنے طور پر تفسیر مین کہا کہ قولہ فلما تغشاہا سے آدم
اہل عرب کے بت پرستون کے حق مین ہی یعنے وے لوگ اپنی اولاد کے بارہ مین جو اللہ تعالے انکو عطا فرماتا
بتون سے شریک لاتے تھے اور ایسا ہی ابو مالک رح سے مروی ہی اور ابن کیسان رح نے کہا کہ یہ کافرون کا حال ہی
نام عبد الحارث و عبد العزی و عبد الشمس و عبد الدار وغیرہ رکھتے تھے - حسن البصری رح نے کہا کہ یہ بعضے اہل ملت کے
آدم ء کے حق مین نہین ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے موافق ابن جریر رح کے اسیکو سب تفاسیر مین سے بہتر قرار دیا - اور
کہا کہ یہ ان قریش کے حق مین ہی جو آنحضرت صلعم کے زمانہ مین موجود تھے اور وہ قصی کی اولاد تھی اور بعض نے کہا کہ معنی یہ
اللہ تعالے ہی نے تمکو ایک گروہ قریش کے نفس قصی سے پیدا کیا اور اسکے ساتھ مین اسکی زوجہ اسکی جنس سے عربیہ قرشیہ
دیدی اور اسنے اولاد صالح طلب کی مگر آخر بجاے شکر کے شرک کرکے اپنے چارون بیٹون کے نام عبد مناف و عبد العزی و
عبد الدار و عبد قصی رکھے اور قولہ عما یشرکون مین ضمیر جمع کی قصی و اسکے پیروی کرنے والے اولاد کے حق مین ہی اور زمخشری
کہا کہ یہ تفسیر اچھی ہی اسپر کوئی اشکال نہین ہی - اور مدارک مین کہا کہ آدم و حوا سے ذریات کثیر پیدا کی جنکا یہ حال ہوا کہ
جورو اور مرد نے فرزند صالح کی درخواست کی جب انکو اللہ تعالے نے دیا تو انھون نے شرک کیا اور علی ہذا التفسیر
مضاف ہی یعنے قولہ وجعلا لہ شرکاء اے وجعل اولادہما لہ شرکاء یعنی آدم و حوا کی اولاد نے اپنے فرزندون کے
اللہ تعالے کے ساتھ اپنے بتون کو شریک کیا - اور یہی قفال رح نے ذکر کیا اور امام رازی رح نے اسکو ذکر کرکے کہا کہ
صحت و سداد پر ہی اور یہی ایک جماعت مفسرین کا قول ہی اور قریب اسکے معالم مین کہا کہ خطاب ان سے ہر واحد کو
مین سے ہی بقولہ خلقکم - اور اسی کے جنس سے اسکی جورو کردی - معالم مین کہا کہ یہ قول تو اچھا ہو اگر سلف کا قول
خلاف نہوتا - اور شیخ دہلوی رح نے فرمایا کہ معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے نے آدم سے لوگون کو پیدا کیا اور
ہوئی کہ آدم سے اسکی جورو پیدا کی تاکہ اس سے سکون حاصل کرے پس دونون سے نسل کثیر پیدا ہوئی
رجوع کیا کہ اللہ تعالی نے تم کو پیدا کیا مگر تم نے حق ادا نہ کیا اور بات یہ کہ جب انمین سے کسی نے اپنی
اسکو حمل خفیف ظاہر ہوا الے آخرہ پس آیت مین اختصار ہی جس سے عوام کو یہ وقت پیش آئی

Marfat.com

انبیاء علیہم السلام کا توحید پر ہونا جب منصوص ہی تو اس شبہہ کو گنجایش نہ تھی اسیواسطے اختصار بھی ہوا
جو عالم ہی وہ حوا وغیرہ سب کو شامل ہی لیکن جملہ امور کا جو تمام کلام مین مذکور ہین حوا رضہ پر صادق آنا ضرور
نہین بمانند قولہ تعالے الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء الآیہ کے بیان بھی
آدم وحوا سے خلق کثیر ظاہر کر کے اسکی ناشکری و شرک کرنے کا بیان مقصود ہی فافہم۔ ف۔ فی العرائس قولہ تعالی وجعل
منہا زوجہا لیسکن الیہا۔ اس کلام مین حقائق کے بعض لطیف اشارات ہین یعنی آدم ؑ نے جنت مین تجلی حق عز وجل کے نور کو پایا اور
جمال اور ابتہاج تو قریب ہوا کہ برداشت نہ کر سکے اور مضمحل ہو جاوے پس اللہ عز وجل نے بنظر کرم جنت کی چیزون مین سے
کسی پر حوالہ کیا کیونکہ وہ سب نور مین ڈوبی ہوئی ہین پس آدم ؑ ہی سے حوا کو پیدا کیا تاکہ سکون حاصل کرے اور درحقیقت تجلیات
سے وحشت پاوین اور اسیواسطے آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہ رض کو یا حمیراء خطاب سے متوجہ فرمایا۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالی نے
حوا کا پیدا کرنا آدم ؑ کے واسطے امتحان رکھا تھا کہ اسکے ساتھ مشغول ہو کر حق عز وجل سے فی الجملہ غفلت کر کے راہ امتحان مین
پڑ جاوے۔ بعض نے کہا کہ آدم کے واسطے حوا کو اسکی طرف سکون حاصل کرنے کو پیدا کیا پھر جب سکون پایا تو حقیقت خطاب
سے غفلت ہوئی پس درخت بہشت سے کھا لیا جو کھایا۔ واسطی رح نے کہا کہ بڑا امتحان یہ تھا کہ آدم ؑ کے بدن سے حوا
کو پیدا کیا پس اپنی طرف سے اسکی نظر اٹھا دی کیونکہ فرمایا لیسکن الیہا۔ حالانکہ سوائے اللہ تعالے کے دوسرے کیطرف سکون
پانا بڑا امتحان ہی انتہی کلامہ پوشیدہ نہ رہے قولہ فتعالی اللہ عما یشرکون۔ یعنی اہل مکہ جو بتون کے ساتھ شریک لاتے ہین اللہ عز وجل
اس سے پاک برتر ہی اور یہ جملہ سببیہ ہی عطف ہی خلقکم پر اور درمیان مین جملہ معترضہ ہی کذا قال المفسر حاصل آنکہ اللہ تعالے نے تمکو پیدا
کیا پس تم نے شرک کر کے ناشکری کی پس اس شرک سے اللہ عز وجل پاک برتر ہی۔ فلیتامل۔ اور بعض نے کہا کہ یہ کلام ابتدائی ہی
اس سے اہل مکہ کی بت پرستی و شرک کا رد ہی اور قرآن مجید مین اسطرح بہت آیا۔ کما فی قولہ ساحر علیم یرید ان یخرجکم من ارضکم فماذا تامرون
پس من ارضکم تک فرعونیون کی گفتگو ہی اور فماذا تامرون۔ فرعون کا مقولہ ہی پس عما سے اصنام اور یشرکون سے کفار مراد ہین

کیا شریک بناتے ہین جو پیدا نہ کرین ایک چیز کو اور آپ پیدا ہوتے ہین
أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا

اور نہ کر سکتے ہین انکی مدد اور
وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ۝ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ ۚ سَوَاءٌ

اپنی مدد کرین اور اگر انکو پکارو راہ پر نہ چلین تمہاری پکار پر برابر ہی
عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنتُمْ صَامِتُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن

کہ انکو پکارو یا چپکے رہو جنکو تم پکارتے ہو
دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ۖ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

بندے ہین تم سے بھلا پکارو انکو تو چاہیے قبول کرین تمہارا پکارنا اگر تم سچے ہو
أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ

پانؤن ہین جنسے چلتے ہین - یا انکو ہاتھ ہین جنسے پکڑتے ہین. یا انکو آنکھین ہین جنسے دیکھتے ہین

Marfat.com

أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ …

یا انکو کان ہین جنسے سنتے ہین … تو کہہ پکارو اپنے شریکون کو …

… لیکن مکہ جو بتون وغیرہ سے شرک لاتے اسمین انکی توبیخ وملامت ہے- أيشركون …
کے ساتھ عبادت ہین- مالا یخلق شیئا ایسی چیز کو جسنے کچھ بھی نہ پیدا کیا …
بت وغیرہ مورتین جو کچھ بھی پیدا نہین کرسکتی ہین انکی عبادت قرار دیکر اللہ تعالے سے …
تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبھم الذباب شیئا لا یستنقذوہ …
کے سوائے وہ کبھی ایک مکھی نہین پیدا کرسکتے اگرچہ سب کے سب اکٹھے ہوجاوین اور اگر مکھی …
چھڑا کرلے نہین سکتے ہین- وھم یخلقون بلکہ انکی صورت تو یہ ہے کہ وے خود گڑھے بنائے …
کما قال الخلیل أتعبدون ما تنحتون الآیہ تم کیا اسی کو پوجتے ہو جسکو اپنے ہاتھون تراشتے گڑھتے ہو …
باوجودیکہ یہ سب بے عقل بیجان تھے مشرکون کے اعتقاد کے موافق ہے کہ وہ اپنے آلہہ کو ایسا سمجھتے …
مقصود ہے- حاصل آنکہ معبود وہ پاک سبحانہ تعالے ہے جو پیدا کرتا ہے وہ معبود اور تمام مخلوق اسکی عابد …
تو کچھ بھی پیدا نہین کرسکتے بلکہ خود بنائے گڑھے ہوئے ہین پھر کیا انکی عبادت کرتے ہو- شیطان …
کرینگے پس یہ بھی رد فرمایا- ولا یستطیعون لھم نصرا اور کوئی استطاعت نہین …
کرنے والون کی کچھ مدد کرین- یہ تو دوسرون کی مدد ہے وہ اپنے آپ ہی کو نہین بچا سکتے کہ … ولا انفسھم ینصرون
یعنی جو کوئی انکو ضرر توڑ ڈالنے وغیرہ کا پہونچا دے تو اپنے آپ کو نہین بچا سکتے ہین چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام …
قوم کے خوبصورت تراشے ہوئے بتون کو توڑتے اور سخت اہانت کرتے تھے- اور اسلام مین حضرت … اور معاذ
بن عمرو بن الجموح کا قصہ معروف ہے کہ یہ دونون نوجوان مسلمان ہوگئے اور رات مین دونون جاکر مشرکین کے …
کرڈالتے اور انکی لکڑیان نکالکر غریب بیوہ عورتون کو جلانے کو دیتے تھے اور معاذ بن عمرو کا باپ …
اپنی قوم کا سردار تھا اور اسکا ایک بت تھا جسکو روز نہلاتا اور خوشبو لگاتا پس یہ دونون رات …
کرکے پلیدی سے لتھاڑ جاتے تاکہ کچھ سمجھے پس صبح کو عمرو نے آکر اس حال مین دیکھکر …
تلوار رکھدی کہ تو اس سے قتل کرڈالنا پھر جو دوسرے روز دیکھا تو ویسا ہی بیچارہ لتھڑا …
ان دونون نے اسکو اٹھا کر ایک مردہ کتے کے ساتھ ایک رسی مین باندھکر ایک …
بن الجموح نے یہ حال دیکھا تو جان گیا کہ مین باطل دین واعتقاد پر ہون اور رب …
ایمان پر ہوکر روز احد کے معرکہ مین شہید ہوگئے رضی اللہ عنہ- وان تدعوھم الی الھدی …
ہدایت کی طرف لا یتبعوکم تو تمہاری اتباع نہ کرین- اسمین مشرکون کو مخاطب کرکے …
پہلے سے زیادہ اسمین بتون کی عاجزی کا بیان ہے یعنے اپنے عبادت کرنے والے کی اگر …
اگر انکا بندگی کرنے والا انسے راہ پوچھے کسی بھلائی کی تو اسکو راہ بتلادین- سوال آنکہ اگر …

Marfat.com

ہیں۔ یتبعوا اور یتبعوا بتخفیف دونون قرارۃ بمعنی واحد ہین۔ بعض نے کہا کہ خطاب مومنون کو ہی
یعنی اے مسلمانان اگر تم کافرون کو ہدایت و اسلام کی طرف بلاؤ تو تمھاری پیروی نہ کرینگے کیونکہ علم الٰہی مین انکے حق مین گمراہی مقدر
ہو چکی اور پہلا قول اولیٰ ہی۔ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ یکسان ہی تمھارے حق مین چاہو تم انکو پکارو۔ أَمْ أَنْتُمْ
صَامِتُونَ یا تم چپ رہو۔ بہرحال وہ سنتے ہی نہین تو تمھاری اتباع نہین کرینگے۔ بجاے ام صمتم کے جملہ اسمیہ مین
افادہ ہی کہ ہمیشہ سکوت رکھنا اور نہ پکارنا دونون یکسان ہین یعنی کبھی کسی وقت تمھارا پکارنا مفید نہوگا کیونکہ وہ دائمی ساکت
کے مانند ہین۔ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ یعنی جنکو تم پوجتے ہو سواے اللہ تعالیٰ
کے وہ تمھارے مثل بندے مملوک ہین۔ بتون کو بندہ فرمایا حالانکہ وہ جمادات سے ہین تو یہ انکے اعتقاد کے موافق ہی اور
بعض نے فرمایا کہ عموماً ملائکہ و شیاطین وغیرہ کے پوجنے والون کو ملامت ہی اور بعض نے کہا کہ لات و عزیٰ جنکی مورتین پوجتے
تھے انکو بیان کیا کہ اگر مورتون سے قطع نظر جنکی مورتین ہین وہ بھی تمھارے مثل بندے ہین انکو خود کسی نفع و ضرر کا اختیار
نہین ہی۔ اور پہلا قول اولیٰ ہی لقولہ تعالیٰ۔ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ پکارو انکو دین تمکو تمھاری پکار کا جواب
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اگر تم سچے ہو کہ انکو نفع و ضرر کی قدرت ہی اور وہ آلہہ ہین۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ
بت وغیرہ بیچارے تو اتنے بھی نہین جتنے انکی عبادت کرنے والے بیوقوف ظاہری قدرت رکھتے ہین کیونکہ یہ بیوقوف
اُنسے افضل ہین چنانچہ فرمایا۔ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا کیا بھلا انکے پانون ہین جنسے چلتے ہین۔ أَمْ لَهُمْ
أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا ام بمعنی بل ہی۔ یعنی یہ نہین سہی۔ کیا بھلا انکے ہاتھ ہین جنسے گرفت کرتے ہین أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ
يُبْصِرُونَ بِهَا یہ نہین سہی۔ کیا بھلا انکی آنکھین ہین جنسے دیکھتے ہین۔ أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا
یہ نہین سہی۔ کیا بھلا انکے کان ہین جنسے سنتے ہین۔ استفہام سب جگہ انکاری ہی یعنی ان چیزون مین ان بتون کے
واسطے کچھ بھی تو نہین ہی حالانکہ خود تم لوگ یہ چیزین رکھتے ہو پھر تم انکو کیونکر پوجتے ہو حالانکہ خود انسے افضل ہو۔ اس
مقام سے نکلتا ہی کہ حواس ظاہرہ کی راہ سے بھی انسان کو فضیلت ہی مگر جماعت نماز مین امامت کے واسطے اندھے کے
بہ نسبت آنکھون والے کو اس راہ سے افضلیت نہین معتبر ہی بلکہ براہ احتیاط طہارت ہی۔ فافہم۔ اگر کہا جاوے کہ ایک
جماعت مشائخ نے ان حواس سے چشم پوشی کرنے کو کہا ہی مثلاً مولوی روم رحمہ نے کہا ہے ع چشم بند و لب بہ بند و گوش بند
گر نہ بینی نور حق بر من بخند + تو جواب اسکا یہ ہی کہ ان حواس سے انسان کو فضیلت واقعی ہی بشرطیکہ انکو انکے کام مین
لاوے جنکے واسطے یہ پیدا ہوے ہین مثلاً آنکھ اسواسطے کہ عجائب صنعت و قدرت الٰہی کو مشاہدہ کرے حالانکہ اندھا اس سے
محروم ہی اور کلام الٰہی مین اس نظر عبرت کا حکم بکثرت ہی مانند قولہ افلا ینظرون الی الابل الآیۃ۔ اور۔ قل سیروا فی الارض
فانظروا۔ اور قل انظروا ماذا فی السموات۔ اور قولہ وکذلک نری ابراہیم الآیۃ اور قولہ اولم ینظروا فی ملکوت السموات
اور جن لوگون نے ان حواس سے یہ کام نہین لیا انسے نفی فرمائی کما قال صم بکم عمی۔ اور فرمایا۔ ولقد ذرأنا لجہنم
کثیرا من الجن والانس لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا الآیۃ۔ پس ائمہ صوفیہ کا یہ مقصد نہین کہ لنسے مشاہدہ نہین بلکہ
جو لوگ ان کو باطل کام مین لاتے ہین لہذا انکو ان کامون سے بند کیا۔ کیونکہ تو بالیقین جانتا ہی کہ آنکھ بند کرنے و لب بند کرنے سے

حقیقی معنی مراد نہین حتی کہ اندھا بلکہ نہ مسجد کو جاوے نہ نماز مین لب الآیۃ [illegible]
تلایا گیا - بالجملہ جب آدمی پورے یقین و ایمان کے ساتھ نظر اٹھاتا ہی تو قدرت الٰہی کو مشاہدہ کر [illegible]
والارض و اختلاف اللیل الآیۃ - پس علماء و مشائخ مین بھی بڑا [illegible] اپنی نادانی [illegible]
قصور فہم ہی کہ مطلب نہین سمجھتے اور اپنی خواہش نفس پر لیجاتے ہین - اب تفسیر کی طرف [illegible]
لوگون کو جتنی قدرت ہی اتنی بھی تمھارے ان جھوٹے معبودون کو نہین ہی وہ کسی کو [illegible]
لہذا فرمایا کہ - قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ کہدے اے محمد صلعم ان بت پوجنے والون [illegible]
باطل معبودون کو کہ مجھے اپنے اختیار سے ہلاک کرین یا کچھ ضرر ذرہ برابر پہنچاوین - ثُمَّ كِيْدُوْنِ [illegible]
تم اور تمھارے باطل معبود سب ملکر میرے حق مین کید و مکر کرو - فَلَا تُنْظِرُوْنِ [illegible]
کچھ مہلت مت دو اور ست چھوڑو - یعنی مین تمھاری طرف سے ذرا پروا نہین کرتا اور کچھ بھی مہلت نہین [illegible]
ہوگا جو اللہ تعالے چاہے بدون اسکے حکم کے ایک ذرہ نہین ہل سکتا پھر مہلت لینے کی کوئی حاجت نہین [illegible]

اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ
میرا حمایتی اللہ ہی جسنے اتاری کتاب اور وہ حمایت کرتا ہی نیک بندون کی اور جنکو تم پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ
اسکے سوائے نہین کرسکتے تمھاری مدد اور نہ اپنی جان بچاسکین اور اگر تم انکو پکارو

اِلَى الْهُدٰى لَا یَسْمَعُوْا ۖ وَتَرٰىهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝
راہ کیطرف کچھ نہ سُنین اور تو دیکھے کہ تکتے ہین تیری طرف اور کچھ نہین دیکھتے

اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰهُ میرا تو حافظ و ناصر اللہ تعالیٰ ہی - الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ جسنے قرآن مجید نازل فرمایا پھر اسکی [illegible]
شان یہ ہی کہ وَهُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ وہ صالح بندون کی تولی فرماتا ہی اور یہ محض اسکا کرم و فضل ہی پھر [illegible]
بتون وغیرہ سے کیونکر خوف کرونگا - پس یہ جملہ تعلیل سابق ہی اور حاصل یہ کہ جب اللہ تعالے اپنے لطف سے بندگان صالحین [illegible]
تولیہ فرماتا ہی تو آنحضرت صلعم تو اسکے برگزیدہ رسول تھے اور انبیاء بدرجۂ اولی اس کرامت سے سرفراز ہین - اسیواسطے ہود [illegible]
سے جب قوم نے کہا کما قد قص اللہ تعالے ان نقول الا اعتراک بعض آلھتنا بسوء - تو ہود علیہ السلام نے کہا انی اشھد اللہ [illegible]
انی بری مما تشرکون من دونہ فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون انی توکلت علی اللہ ربی وربکم الآیۃ - حاصل [illegible]
کی کچھ طاقت نہین ہی میرا حافظ و ناصر میرا اللہ تعالے ہی - پھر انکے بتون کا حال فرمایا - وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ اور جنکو تم پکارتے ہو [illegible]
کے وہ تمھاری کچھ مدد نہین کرسکتے اور نہ وے اپنی مدد و حفاظت کرسکتے ہین - اگر [illegible]
یہ کہ اول بین تو مشرکین کو ملامت کرنے کے طور پر مذکور ہی اور یہان انکو فرق [illegible]
حاصل آنکہ بتون سے تمکو کسی تولیہ و حفاظت کی امید بالکل باطل ہی پس انکو [illegible]

[illegible] رح سے روایت ہے کہ صالحین وہ ہین جو اللہ تعالے سے شرک نہین کرتے اور اسکی نافرمانی نہین کرتے [illegible] ہے کہ [illegible] کہ اللہ تعالے کی ولایت مین ہوا اسکو کوئی چیز مضر نہین ہوسکتی ہے اور عمر بن عبدالعزیز رح [illegible] کہ اپنی اولاد کے واسطے کچھ ذخیرہ نہین رکھتے تھے تو بعض نے عرض کیا کہ آپ کیون نہین رکھتے ہین فرمایا کہ میری [illegible] صالح ہوگی [illegible] اگر صالح ہوگی تو اللہ تعالے اسکا ولی ہے پھر اسکو میرے مال کی کیا حاجت ہے اور اگر وہ مجرم ہوگی [illegible] اللہ تعالے [illegible] اسکو ان ظہیراً للمجرمین - پس جسکو اللہ تعالے نے رد کیا اسکے اہتمام مین مجھے مشغول ہونا مہمل ہے وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا سدی رح و مجاہد رح سے مروی ہے کہ یہ مشرکون کے حق مین [illegible] اے مومنو اگر تم مشرکون کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو نہین سنینگے - وعلی ہذا یہ مخصوص انھین مشرکون کے ساتھ ہوگا جو علم الٰہی مین کافر مقدر ہوئے ہین اور ارجح واولی یہ ہے کہ یہ بھی بتون کی تحقیق حالت کا بیان اور مشرکون کو فہمائیش ہے جیسا کہ قتادہ رح سے مروی اور ابن جریر رح کا مختار ہے اور خطاب مشرکون کو اور ضمیر ہم بتون کی طرف موافق انکے اعتقاد کے ہے حاصل آنکہ اے مشرکو اگر تم ان بتون کو ہدایت کے لیے پکارو تو نہین سنینگے اور جب نہ سُنا تو ظاہر ہے کہ تم کو ہدایت کیونکر کرینگے وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ اور اے محمد صلعم تو دیکھتا ہے ان بتون کو گویا تیری طرف دیکھ رہے ہین حالانکہ انکو کچھ سوجھتا نہین ہے - حاصل آنکہ مشرکون نے انکو آدمی کی صورت [illegible] کر قائم کیا تو انکے مقابلہ و مواجہہ مین جو کھڑا ہو گویا بت اپنی لکڑی یا پتھر کے دیدون سے دیکھ رہے ہین حالانکہ کچھ بھی سوجھتا ہے - پس تراہم خطاب خواہ آنحضرت صلعم کو ہو یا ہر مخاطب سمجھدار کو ہو - قال الحافظ رح چونکہ مصور بصورت انسان تھے لہذا ضمائر و بیان مین انکے ساتھ انسان کا سا معاملہ کیا گیا و قلت اور نیز مشرکین اپنے زعم مین انکو نفع و ضرر دہندہ سمجھتے پس انکی فہمائیش مین اسی انداز سے انکے ساتھ کلام کیا گیا ف وفی العرائس قولہ تعالے ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب الآیۃ - یعنی اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلعم کے واسطے محبت ازلی و رعایت ابدی ثابت فرمائی یعنے عین عنایت ازلیہ و رعایت کفایت ابدیہ سے اسکے تولی فرمائی اور اپنے کلام ازلی ابدی سے اسپر خطاب شریف نازل فرمایا اور جیسے اپنے حبیب علیہ السلام کی تولی اپنی طرف رکھی اسکے طفیل مین اسیطرح صدیقین و عارفین کی تولی بھی اسی کے ساتھ ملا کر اپنی طرف رکھی ہے پس انبیاء علیہم السلام کو انوار ذات سے تولیہ فرمایا اور اولیاء رحمہم اللہ کو انوار صفات سے تولیہ فرمایا اور باقی عالم کے لوگون کو انوار افعال سے تولیہ فرمایا پس عوام لوگ تو [illegible] آیات مین لغزش سے معصوم ہین اور خاص لوگ انوار صفات مین خطرات سے معصوم ہین اور خاص الخاص انوار ذات مین مکر و قہر سے معصوم ہین - بعض نے فرمایا کہ بندون پر بنظر احسان لحاظ فرمایا اور اولیاء پر بچشم لطف اور انبیاء پر بچشم تولی [illegible] بعض نے قولہ یتولی الصالحین - مین کہا کہ مقتضائے بشریت اور اسکی کشمکش سے محفوظ فرمایا پس خاص لوگون کو اسطرح کہ [illegible] صحیح ہے اور خالص اپنے معبود کے واسطے منفرد ہین اور عوام کو اسطرح کہ انکے اوقات درست رہتے ہین حضرت [illegible] صادق رح سے پوچھا گیا کہ قولہ یتولی الصالحین - مین کیا حکمت ہے حالانکہ بالیقین معلوم ہے کہ او تعالے حی قیوم ہے اسکی ولایت [illegible] تو فرمایا کہ تولیہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک تولیہ تو قائم رکھنے کا اور دوسرا تولیہ یہ کہ عنایت و رعایت سے حق پر قائم رہے [illegible] تولی جو صالحین کے [illegible] مخصوص ہے وہ تولی بکفایت ہے یعنے حق تعالے انکے واسطے کافی ہے اور دوسری تولی جو

فاسقین کے ساتھ ہی وہ انکے نفس کی خواہشین انکو پوری کر دیتا ہیں انکا بھی متولی ہی اور [illegible]
مین سے جو پیشوا ہین انکی اصلاح کر دی اسطرح کہ خواہش ومقتضائے بشریت سے انکو بچایا اور [illegible]
کہ مقصود انکا صحیح کر دیا اور عوام کی اصلاح اسطرح کہ انکو دین قویم پر ثابت رکھا [illegible]
کے حقوق ادا کرنے پر قائم ہوا اللہ تعالے اسکے امور کی کفایت فرماتا ہی پس اپنے فضل [illegible]
مین وہ ہو اللہ تعالے اسکو اجر وثواب عطا فرماتا ہی اور اگر افعال مرادی نہ ملا توجہ کرتا ہی [illegible]
رضا کی خوشی اس سے زیادہ ہی جتنی دل پر عطاء کی راحت ہوتی ہی- قولہ تعالے وان تدعوہم الی [illegible]
حال سے خاص سننا وخاص دیکھنا یعنی جو مفید ہی وہ اللہ تعالے نے نفی فرمایا یعنے یہ انکے پاس [illegible]
پردۂ ضلالت وغفلت سے ڈھکے ہوے وبند ہین پس وہ اپنے دل کے کانون سے آواز غیب نہین سنتے [illegible]
سے شواہد مین مشاہدہ غیب نہین پاتے ہین اور یہ اسوجہ سے ہی کہ او تعالے جل سلطانہ نے انکو اس سننے [illegible]
کر دیا ہی اور اگر چاہتا تو دکھلا وسنا دیتا لیکن قہر ازلی وخذلان ابدی نے انکو اس سے محروم کر دیا اور آنحضرت صلی [illegible]
علیہ وسلم برنگ الوہیت مصبوغ اور بنور مشاہدہ مزین تھے اور دست قدرت نے لباس خاص [illegible]
قد نیکو پر آراستہ فرمایا اور تاج ملکوتی سے متوج کیا اور میدان جبروت مین مرکب نبوت پر مشاہدہ خاص کے واسطے [illegible]
پس بندون کو آپ سے ایک تجلی خاص حاصل ہوتی تھی مگر وہی دیکھتا تھا جو ازل مین اس نعمت سے سرفراز ہوا [illegible]
معنی مین آنحضرت صلعم نے فی قولہ من رانی فقد رای الحق - اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہی پس جب [illegible]
آپکو دیکھا تو اللہ نعم دانا تر ہی کہ کس مرتبہ قریب پر پہونچ گیا وقد قال علیہ السلام طوبیٰ لمن رآنی ولمن رای من رانی الحدیث [illegible]
فرمائی اس شخص کو جسنے آپکو دیکھا یا آپکے دیکھنے والے کو دیکھا الحدیث- اور بعض نے قولہ تعالی وان تدعوہم الی الہدی الآیۃ مین [illegible]
جسکو دعوت کرنے والے نے اپنی دعوت سننے سے بہرا کر دیا وہ کیونکر دعوت کو سن سکتا ہی اور نداء حق کوئی نہین سن سکتا مگر وہی جسکو حق [illegible]
سنا دے پس وہ حق تعہ کے سنانے سے سنتا ہی اپنے کانون نہین سن سکتا ہی- قولہ تریہم ینظرون الیک- یعنی تیری صورت ظاہری کو دیکھتے [illegible]
در جو خصائص وانوار تجھمین ودیعت ہین انکو نہین دیکھتے ہین اور جو برکات ہمنے تجھے خلق کیواسطے رکھے ہین اس سے [illegible]
اور ایسے ہی جسنے اپنی خودی کے ساتھ رسول اللہ صلعم پر نظر کی وہ معانی کے ادراک سے محروم رہا اور اگر [illegible]
سے آپ کو دیکھے تو البتہ پاوے مگر وہ بھی قاصر ہی ہان اگر بنظر حق عزوجل دیکھے تو تمام طور پر اپنا نصیب پاویگا [illegible]
اسکو ظاہر ہوگا کہ وہ شرف کے امور کون کون ہین جنسے آنحضرت صلعم مخصوص ہین- سہل رح نے کہا کہ [illegible]
کا بیان ہی جنکو انوار قرب سے زینت حاصل نہین ہوئی پس وہ ادراک حقائق سے اندھے ہین [illegible]
اٹھی ہی- اور نیز تجھکو ایسی آنکھون سے دیکھتے ہین جنکو نور توفیق نہین ملا ہی پس تیرے حق کو کہان پہچان [illegible]
دلون سے دیکھتے ہین جنمین نور ہدایت سے کوئی ثبات نہین ہی- بعضے کہتے ہین کہ بزرگون کا دیکھنا [illegible]
حاصل ہوتا بلکہ ان مکاشفات سے جو قلب مین غیب سے حاصل ہون [illegible] احترام کے [illegible]
پھر جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بڑھکر تھی کہ مخلوق مین سے کسی [illegible]

Marfat.com

[illegible] تمام مخلوق آپ کے ادائے حق اور اہتمام احترام سے عاجز ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا [illegible] کو وہ [illegible] آپ کے چہرہ پاک سے حاصل کرنے سے عاجز ہیں۔ کذا قال وفی السراج ہر گاہ [illegible] بیان فرمایا [illegible] اور انکے پوجنے والے کسی نفع و ضرر پر قدرت نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ ہی ان امور [illegible] لوگوں کے معاملہ میں جو ٹھیک راستہ ہے وہ بیان فرمایا۔ لقولہ تعالیٰ۔

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ

[illegible] نیک کام کو [illegible] کنارہ کر جاہلوں سے اور کبھی ابھار دے تجکو

مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

شیطان کی چھیڑ تو پناہ پکڑ اللہ کی وہی ہے سنتا جانتا

خُذِ الْعَفْوَ۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ معنی عفو کے فاضل و زائد ہیں یعنی لوگوں کے اموال میں سے جو تیرے واسطے عفو کیا جاوے وہ لے اور جو کچھ تیرے پاس لاویں وہ لے لے۔ سدی رح نے کہا کہ یہ امر سورۂ برأۃ کے نازل ہونے سے پہلے تھا جو وقت تک کہ فرائض و تفصیل صدقات کے نازل نہیں ہوئی تھی۔ اور ضحاک و سعید بن جبیر نے اسی قول اول کو ابن عباس سے روایت کیا۔ اور عبد الرحمن بن زید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دس برس تک آنحضرت صلعم کو مشرکین سے عفو و چشم پوشی کرنے کا حکم دیا پھر اسکے بعد انپر سختی کرنے کا حکم دیا۔ شیخ ابن جریر نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ اور بہتوں نے مجاہد رح سے اسکی تفسیر میں روایت کیا کہ لوگوں کے اخلاق میں سے عفو لینے کا حکم دیا بدون بحث و تفتیش کے۔ ایسا ہی عروہ بن الزبیر و عبد اللہ بن الزبیر و ابن عمر و عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ زیادہ مشہور قول یہی ہے اور شاہد اسکا وہ ہے جو ابن جریر و ابن ابی حاتم نے مرسل روایت کیا کہ جب یہ آیت اتری تو آنحضرت صلعم نے جبرئیل سے کہا کہ اس کے معنی کیا ہیں پس جبرئیل ؑ نے جا کر واپس آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ جو آپ کے حق میں ظلم کرے اسکو عفو کیجئے اور جسنے آپ کو محروم کیا ہو اسکو آپ دیجئے اور جو آپ سے ناتا قطع کرے اس سے جوڑیے اور مرفوع روایت جابر و قیس بن سعد بن عبادہ جسکو امام احمد و ابن مردویہ و ترمذی نے روایت کیا ہے وہ بھی اسکی شاہد ہے اور معنی اسکے بھی اسی مرسل کے مانند ہیں۔ عبد اللہ بن الزبیر نے کہا کہ نہیں نازل ہوئی یہ آیت مگر لوگوں کے اخلاق کے بارہ میں کما رواہ البخاری اور یہی قول شیخ مفسر [illegible] نے اختیار کیا۔ اور بخاری میں طویل روایت میں ہے کہ عیینہ بن حصن آکر اپنے بھائی کے بیٹے حر بن قیس کے پاس اترا اور حر نے اسکے واسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایام خلافت میں اجازت مانگی پس عیینہ نے مجلس میں داخل ہو کر کہا کہ اے عمر بن الخطاب آپ نہ ہمکو بہت مال دیتے ہیں نہ ہمارے درمیان عدل سے حکم کرتے ہیں یہ سنکر حضرت عمر رض کو بہت غصہ آیا قریب تھا کہ اسکو ماریں کہ اتنے میں حر بن قیس نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا کہ خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین [illegible] ہے ابن عباس رض کہتے ہیں کہ جیسے ہی یہ آیت اسنے پڑھی پس واللہ ذرا نہیں تجاوز کیا عمر رض نے اور یہ انکی عادت [illegible] اللہ تعالیٰ کے سامنے وقاف تھے یعنی فوراً ٹھہر جاتے تھے رواہ البخاری۔ سالم بن عبد اللہ بن عمر ایک قافلہ اہل شام

Marfat.com

کی طرف گذرے اسمین جرّش دیکھکر منع کیا تو وہ لوگ بولے کہ ہم اس بارہ مین آپ

نہین ہان بڑا جلجل منع ہی تو سالم رہ تب یہ آیت پڑھی واعرض عن الجاہلین -

بالجملہ یہی راجح ہی کہ مراد اس سے اخلاق الناس ہین - وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ

عروۃ بن الزبیر وسدی وقتادہ وابن جریر وغیرہ نے صریح کہا کہ عرف بمعنی معروف ہی

وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ یعنی جب امر بالمعروف پر حجت قائم کردی

انکی بیوقوفی وجہالت کا مقابلہ مت کر - واضح رہے کہ اعراض انھین امور مین ہی جو اخلاق کی

کرنے سے متعلق ہین نہ ایسے شخص سے جو اللہ تعالے کے حق واجب مین جہالت کرے

تو جہاد واجب ہی و اس تقدیر پر یہ آیت محکمہ ہی منسوخ نہین جیسا کہ مجاہد و قتادہ رح سے مروی ہی اور عطا

کہ آیۃ السیف سے منسوخ ہی اور بعض نے کہا کہ اس آیت کا اول و آخر منسوخ ہی اور اوسط محکم ہی - قیس بن

روایت ہی کہ جنگ احد مین منجملہ شہداء کے حضرت حمزہ سید الشہداء بھی تھے جنکو کافرون نے مثلہ کیا

صلعم نے دیکھا تو فرمایا کہ واللہ مین انمین سے ستر آدمیون کو مثلہ کرونگا پس جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لائے

وَإِمَّا دراصل ان ما - تھا پس ان شرطیہ کو ما زائدہ مین ادغام کیا گیا - يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ

دراصل بمعنی بگاڑ دینا چنانچہ بولتے ہین کہ نزغ بینا - اُسنے گھر بگاڑ دیا - بعض نے کہا کہ بمعنی اغواء ہی پس آیت مین

تشبیہ ہی کہ معاصی پر اغواء کو نزغ سے تشبیہ دی گئی پھر اغواء کے واسطے نزغ مستعار لیکر اس سے ینزغنک کا اشتقاق

ہوا پس نزغ بمعنی وسوسہ اور ایسے ہی نغز ونخس ونسغ اسی معنی مین آتے ہین - زجاج رح نے کہا کہ نزغ ذرا سی حرکت کو کہتے

ہین اور شیطان کی طرف سے ذرا سا وسوسہ نزغ ہی اور مفسر رح نے معنی آیت مین کہا - اے ان یصرفک عما امرت

اگر تجھے اس چیز سے جسکا تجھکو حکم کیا گیا ہی کوئی پھیرنے والا پھیرے - شاید یہ تفسیر بنظر عموم معنی نزغ کے ہی لیکن آیت مین

مقید از جانب شیطان ہی پس اولی واظہر یہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ اگر تجھکو وسوسہ شیطان سے کچھ بھی وسوسہ پہونچے

فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ تو اللہ تعالے سے تو پناہ مانگ - یہ شرط کا جواب ہی اور فاستعذ امر کا جواب محذوف

فاستعذ باللہ یدفعہ عنک - تو اللہ تعالے سے پناہ مانگ وہ تجھسے وسوسہ شیطان کو دور کریگا - روایت ہی کہ جب

نازل ہوا تو حضرت صلعم نے دعاء کی کہ اے پروردگار مین غضب کا یعنی غصہ آجانے کا کیا علاج کرون تو یہ آیت نازل

یعنے قولہ اما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ - إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ وہ سننے والا قول کا اور جاننے والا

فعل کا یعنی سمیع وعلیم ہونا اُسکی صفت قدیم ہین پس نزغہ شیطان سے استعاذہ کا

دو شخصون کا جھگڑنا اور ایک کا غضب مین ہوجانا اور حضرت صلعم کا فرمانا کہ مین ایک کلمہ جانتا ہون

یہ دور ہوجاتا جو اپنے جی مین پاتا ہی اور وہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہی اور عیاذ کے معنی التجا

سے چھٹکارا مانگنا - پس اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - سے جسقدر شیطانی وسوسہ

حالت مذکورہ کے وقت بندہ اپنے سچے دل سے اللہ تعالی کی طرف التجا لاوے اور اسی پر بھروسا

Marfat.com

[illegible] سوال وارد کیا گیا [illegible] یہ کہ خطاب آنحضرت صلعم کو ہی پس اگر آنحضرت صلعم نبی معصوم ہوتے تو شیطان [illegible] کہ آپ کے [illegible] نزغ و وسوسہ کرے جس سے استعاذہ کی ضرورت ہوتی حالانکہ یہ بات یقینی ہی کہ آنحضرت [illegible] تھے ۔ اور اس سوال کا بعض نے یہ جواب دیا کہ یہ خطاب امت کے ہر فرد کو ہی اور رد کیا گیا کہ وہ خلاف ظاہر ہی اور بعض نے جواب دیا کہ خطاب [illegible] صلعم کو ہی لیکن مراد اس سے افراد امت ہیں ۔ اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب بطریق فرض و تقدیر کے [illegible] گیا [illegible] تو استعاذہ کر ۔ اور مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک سوال ہی وارد نہیں ہوتا ہی یہ سوال تو بالکل مہمل [illegible] مذکورہ مین ملازمت نہ دارد ہی یعنے اگر آنحضرت صلعم معصوم ہوتے تو نزغ شیطان کو راہ نہوتی ۔ اسکی [illegible] ممنوع ہی بلکہ صحیح یہ ہی کہ اگر آنحضرت صلعم معصوم ہین تو نزغہ شیطان کے موافق معصیت سرزد نہوگی ۔ اور ظاہر ہی کہ آپ سے کوئی معصیت سرزد نہین ہوئی ۔ پس آپ معصوم ہین ۔ حاصل یہ کہ معصوم ہونے مین اور نزغ شیطان مین کوئی منافات نہین ہی کیونکہ دل مین وسوسہ آنے سے عصمت باطل نہین ہوتی بلکہ جب کوئی امر جو شرع مین منکر ہی وہ سرزد ہو تو البتہ عصمت باطل ہو [illegible] لیکن اللہ تعالے اپنے انبیاء علیہم السلام کو وسوسہ شیطان سے محفوظ رکھتا ہی اور معلوم ہی کہ صحاح مین وہ حدیث مروی ہی کہ ایک عورت آپ کے سامنے سے گذری پس آپ اُٹھکر حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے حجرہ مین تشریف لے گئے پھر باہر آئے تو آپ کے سر سے قطرات پانی کے ٹپکتے تھے اسکے بعد فرمایا کہ عورت کے آگے پیچھے شیطان مزین کرتے چلتے ہین پس جب تم مین سے کوئی شخص اچانک نظر مین اپنے دل مین کچھ پاوے تو اُسکو چاہیے کہ اپنی بیوی سے اپنی حاجت پوری کرے پس [illegible] ہو جائیگا ۔ ہذا حاصل ما فی الحدیث ۔ اور وسوسہ کے بعض متعلقات قصۂ آدم علیہ السلام مین گذرے مع قول حسن بصری رح کہ شیطان کو اختیار دیا گیا ہی کہ ساتون آسمان پر وسوسہ پہونچا دے اور مراد آنکہ وسوسہ اُسکا اسکی ذات کے وہان رسائی پر موقوف نہین ہی اور بعض کلام تحت قولہ ثم یحکم اللہ آیاتہ الآیہ انشاء اللہ تعالے مذکور ہوگا پس اگر تحقیق حال منظور ہی تو ان مقامات کو جمع کرکے بوسعت نظر بر احادیث غور کرنا چاہیے واللہ تعالے اعلم ف — فی العرائس قولہ تعالے خذ العفو اگر تیرا حق نہین پہچانتے یا کم پہچانتے ہین تو معاف کر اسلیے کہ بعضے تو دل سے تو استگار و جان نثار ہین مگر اپنی وسعت بھر پہچان سکتے ہین اور بعضے بقصور بقہر ازل ہین وہ کچھ بھی نہین پہچانتے ہین ۔ قولہ وامر بالعرف ۔ اپنے حکم دینے اور بد کامون سے مخالفت کرنے مین انپر مہربانی و نرمی فرما کیونکہ وہ حقائق احکام کے اُٹھانے سے ضعیف ہین ۔ قولہ واعرض عن الجاہلین ۔ ان جاہلون سے اعراض فرما جنکو تجھپر نظر ڈالنے کی استعداد ہی نہین ہی ۔ اشارہ سے ثابت ہی کہ جو لوگ منکر کرامات اولیاء و معجزات انبیاء ہین وہ آدمیت کے درجہ کو کبھی نہین پہونچینگے ۔ مترجم کہتا ہی کہ اس زمانہ مین دونون فریق موجود ہوئے ہین اور دونون [illegible] سے خارج اور ایک دوسرے سے بدتر ہین نعوذ باللہ من الغباوۃ والجہالۃ ۔ اللہ تعالے عزوجل نے چاہا کہ اپنے حبیب کو [illegible] لباس پہناوے یعنی تجلی و کشف و ظہور انوار فعل سے ملبوس فرماوے پھر چاہا کہ اسکو امر قدیم و کلام کریم سے [illegible] فرماوے تاکہ جمیع صفات کے ساتھ جمیع معانی سے متصف ہو کر جمیع اخلاق کریمہ سے آراستہ ہو جاوے اور اس فیض سے [illegible] امت کو بھی مرحمت ہو چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تخلقوا باخلاق اللہ یعنی تم لوگ اپنے خلق ویسے بناؤ جو اللہ تعالے عزوجل کے [illegible] مترجم ابتداے حال یہ ہی کہ بندہ ان اخلاق مین متکلف ہوتا ہی یعنی جیسے نقل کسی اصل سے بتکلف ہوتی ہی اسیطرح کرتا ہی

اور آخر رحمت الٰہی سے وہ اپنے افعال سے فنا ہو کر حقیقت حال سے [illegible] ہو جاتا ہی [illegible]
کے اور یہان استدلال زبانی کا کام نہین بلکہ تصدیق ایمانی درکار ہی اور حدیث [illegible] النوافل [illegible]
[illegible]ض مشائخ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر و باطن بزرگ اخلاق کا حکم [illegible]
کرین اور اُنکو اخلاق پاکیزہ کا حکم دین اور جاہلون سے اعراض کرین یعنے وہ لوگ کہ [illegible]
سے منھ موڑین - روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس آیت کی [illegible]
کرے آپ اس سے ملین اور جو آپ کو کسی چیز مین محروم رکھے آپ اُسکو دین اور جو آپ کے [illegible]
عفو کرین اور جو آپ سے بدی کرے آپ اُسکے حق مین نیکی کرین - ابن عطا رح نے فرمایا کہ [illegible]
اور تلچھٹ چھوڑ دے - و قولہ تعالے واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ انہ سمیع علیم [illegible]
جو وہ قلب کے ایک طرف نفس کے دروازہ پر کھڑا ہو کر پھونکے تو ہمارے قہر سے ہمارے لطف کی طرف [illegible]
اور یون کہنا چاہیئے کہ اعوذ بک منک - پھر جب اس نور سے قلب منور ہو گیا تو اُسکے کنارے شیطان [illegible]
وہ ذرہ برابر بھی اس سے قریب ہو جاوے تو جلکر مر جاوے - مترجم کہتا ہی کہ فاسق و فاجر یعنی [illegible]
روے کھدوے بندے ہین انپر تو اسکو حاکم کہنا چاہیے اور یہ اس سبب سے نہین کہ شیطان کو [illegible]
ازلی ہین اور مقہور ہونے مین شیطان ان سب کا سردار ہی - اور رہے بندگان حق تعالے تو [illegible]
جب قلب مین ہی تو شیطان ہر وقت اسکی چوری کرنے پر آمادہ ہی ؎ گربہ موش و زد [illegible]
کجاست + پس نفس کے سراغ سے نواحی قلب تک پہونچتا ہی پھر جب اسمین تعوذ وغیرہ کی روشنی [illegible]
جہان انوار الٰہی کا نزول ہو وہان شیطان مخذول ہو - فافہم - جریری رح نے کہا کہ جو اپنا [illegible]
ایک دم مین اپنی بیڑیون مین قید کیا - اُستاد رح نے کہا کہ اگر تیرے دل مین شیطان کا کچھ وسواس [illegible]
سے پناہ مانگ کہ وہ اپنی توفیق سے تجھے محفوظ فرماویگا اور اگر تیرے سینہ مین حظوظ نفسانیہ [illegible]
سے پناہ مانگ وہ تجھکو تائید سے مستغنی فرماویگا اور اگر مقام ترقی مین تجھے مشکوک کیا تو پناہ مانگ کہ اللہ تعالی تجھے [illegible]
فیضیاب کریگا - پھر اللہ عز وجل نے اپنے اولیاء مین سے اہل تقوی کو بیان فرمایا کہ انپر وساوس شیطانی [illegible]
سے امتحان لیا جاتا ہی اور وہ اللہ تعالی کو یاد کرکے بیدار ہو جاتے ہین کما قال

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم
جو لوگ ڈر رکھتے ہین جہان پڑ گیا انپر شیطان کا گذر [illegible]
مُّبْصِرُونَ ۝ وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ
سو جبھی آ گئی اور جو شیطان کے بھائی ہین وہ انکو کھینچے جاتے ہین غلطی مین پھر وہ [illegible]

پہلی آیت مین انبیاء علیہم السلام کے ساتھ شیطان کے نزغ کا ذکر کیا اور وہ خفیف وسوسہ ہوتا [illegible]
بسبب وقت کے ہو یعنی باریکی کی وجہ سے نزغ فرمایا اور ظاہر ہی کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ [illegible]

[illegible] نہ ہوتا ہی- بالجملہ یہان اہل تقوی کا حال بیان فرمایا کہ جب انکو طائف شیطان پہونچتا ہی
[illegible] ہوشیار ہوجاتے ہین بخلاف غیر متقیون کے کہ وے اور زیادہ گمراہی مین گھسے چلے جاتے ہین
[illegible] اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا جن لوگون نے تقوی کیا یعنے شرک و نافرمانی سے بچے- اِذَا مَسَّهُمْ اصابہم
طٰۤىِٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ جب پہونچا انکو شیطان سے کوئی طائف- یہان دو قراءۃ ہین ایک طیف بروزن سیف او
[illegible] ابو عمرو و کسائی کی ہی اور دوسری قراءۃ طائف وہ باقی قرار رحمہم اللہ کی قراءۃ ہی پس طیف یا تو مصدر ہی
[illegible] بروزن مجیء ہی کما قال الکسائی اور لغت مین اسکے معنی وہ چیز جو قلب مین متخیل ہو یا خواب مین نظر آوے کما قال
[illegible] قال الشاعر شعر تمل طیفک ینسی عن نقلتی عند المنام + کیما انام فتنطفی نار تاجج فی العظام + یعنی اے معشوقہ
[illegible] طیف سے یعنی خیال و تصور سے کہدے کہ سوتے وقت میری آنکھون کے سامنے سے ذرا ہٹ جاوے تاکہ مین سوجاؤن
[illegible] آگ میری ہڈیون مین بھڑک رہی ہی وہ ذرا ٹھنڈی ہوجاوے- بالجملہ طیف ایسے امر متخیل کو کہتے ہین- ویقال
طاف الخیال یطوف طیفا- پھر بعض نے کہا کہ طائف کے بھی یہی معنی ہین جو طیف کے مذکور ہوے اور بعض نے کہا کہ نہین
[illegible] دونون مین فرق ہی اسواسطے کہ طاف الخیال کے محاورہ سے طائف اسم فاعل نہین لاتے ہین کیونکہ وہ محض تخیل بے حقیقت
[illegible] اور طائف وہ شیطان خود ہی اور قولہ فطاف علیہا طائف من ربک- مین طیف نہین کہہ سکتے ہین اور وسوسہ و جنون و غضب
[illegible] یعنے مرگی کو بھی طیف کہتے ہین کیونکہ وہ ایک لمہ شیطانی مشابہ خیال کے ہی- مفسر رح نے قراءۃ طیف اختیار کی اور
مس کی تفسیر اصابت سے ذکر فرمائی اور طیف سے الہام شیطانی مراد لیا- یعنی انکو چھو جانا پہونچا- و قال البیضاوی رح
طائف اور طاف یطوف ہو گویا وہ انکے گرد پھرا اور یہ قدرت نہ پائی کہ انمین اثر کرے اور یہ بنابر اسکے کہ دونون کے معنی واحد
ہین- اور تیسیر مین ہی کہ طیف و طائف جو عوارض شیطانیہ مین سے انسان کے اندر نازل ہو- اور برتقدیر یکہ مراد طائف
سے نفس شیطان ہو تو بھی اسکے مس سے مراد وسوسہ وغیرہ ہوگا- قال ابن کثیر رح طیف و طائف دونون قراءۃ مشہورہ ہین
بعض نے کہا کہ دونون کے ایک معنی ہین اور بعض نے کہا کہ فرق ہی پھر بعض نے اسکی تفسیر غضب سے بیان کی یعنی جب انکو
غصہ آیا جو بوسوسہ شیطانی ہوتا ہی اور بعض نے صرع وغیرہ سے اور بعض نے گناہ کا [illegible] کرنے سے اور بعض نے گناہ
ہونے سے تفسیر کی ہی- مترجم کہتا ہی کہ ارجح وہ تفسیر ہی جو شیخ مفسر جلال رح نے ذکر فرمائی- حاصل آنکہ اہل تقوی کو
جب الہام شیطانی سے کچھ پہونچتا ہی تو- تَذَكَّرُوْا یاد کرتے ہین اللہ تعالے کے عذاب کو اگر اس الہام کے موافق برا
[illegible] اور ثواب کو اگر اطاعت پر رہین- فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ پس وہ حق بات کو ناحق سے دیکھنے والے
[illegible] ہین یعنی [illegible] کے ساتھ ہی انپر حق و ناحق کھل جاتا ہی یا وہ وسوسہ شیطانی و اسکی راہ کو جدھر سے آتا ہی
[illegible] کرنے سے الہام ایسے امر کا مراد ہی جو شرع مین معصیت ہی اور امراض مانند صرع وغیرہ
[illegible] سے بھی تفسیر کی جیسا کہ گذرا اور ابن مردویہ وغیرہ نے یہان ایک حدیث وارد
[illegible] یہ کہ ایک عورت نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
[illegible] میرا ستر کھل جاتا ہی پس آپ دعا فرماوین کہ اللہ تعالے مجھے اس سے شفاء عطا فرماوے

آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو مین دعا کرون اور اللہ تعالےٰ تجھے اچھا کرے اور اگر تو چاہے
وہ بولی کہ مین صبر کرتی ہون اور مجھے جنت ملے ولیکن آپ یہ دعا فرماوین کہ مین [illegible]
دعا فرمائی اور اللہ تعالےٰ نے اسکو اس سے نجات دی وقد رواہ الحاکم وقال [illegible]
جامع مین ذکر کیا کہ ایک نوجوان آدمی مسجد مین عبادت کیا کرتا تھا اسپر ایک عورت عاشق [illegible]
کہ قریب ہوا کہ اس عورت کے ساتھ اسکے مکان کے اندر داخل ہو پس اسکو یہ آیت یاد آئی [illegible]
بیہوش ہوکر گر پڑا پھر افاقہ ہوا تو اسکو مکرر یاد آئی اور دوبارہ بیہوش ہوکر مرگیا رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
باپ کو اسکی تعزیت دی اور وہ رات مین دفن ہوچکا تھا پس عمر نے اپنے ساتھیون سمیت جاکر اسکی قبر پر
جا کر آواز دی کہ اے فرزند سعید کلام اللہ مین حق تعالےٰ نے فرمایا ولمن خاف مقام ربہ جنتان - پس قبر مین سے
جوان نے آواز دی کہ اے عمر مجھے اللہ عز وجل نے دونون عطا فرمائی ہین اور دوبار عطا فرمائی ہین یعنی چار جنتین [illegible]
ہین - وَاِخْوَانُهُمْ اے اخوان الشیاطین من الکفار - اور کافرون مین سے شیطانون کے بھائیون کا [illegible]
يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ مدد کرتے ہین شیاطین انکو غیّ مین - اخوان الشیاطین وہ گمراہ فاسق فاجر آدمی ہین جو [illegible]
کی باتین مانتے اور انکی پیروی قبول کرتے ہین اور مراد ان سے کافر لوگ ہین کما قال تعالےٰ الم ترانا ارسلنا الشیاطین علی
الکافرین توزہم الآیۃ - اور ضمیر اخوانہم مین شیطان کی طرف جو سابق مین مذکور ہے راجع ہے اور جمع کی ضمیر اس بنا پر کہ الشیطان
سے جنس مراد ہے پس ضمیر جمع اسکی طرف راجع ہوسکتی ہے اور یَمُدّ بتشدید دال اور اَمَدّ دونون ایک معنی مین ہین اور ایک جماعت
اہل لغت نے جنمین سے ابو عبیدہ بھی ہین کہا کہ جب کوئی چیز دوسری چیز کو بذات خود بڑھاوے تو بولتے ہین کہ مَدَّہ - اور اگر کسی
اور چیز سے بڑھاوے تو اَمَدَّ بولتے ہین کما قال تعالےٰ یمددکم ربکم - اور بعض نے کہا کہ مَدّ کا استعمال برائی مین ہے اور امداد کا
بھلائی مین - بالجملہ معنی اسکے دراز کرنا اور بڑھانا - اور غیّ یعنی ضلالت وجہالت وگمراہی - حاصل آنکہ اخوان الشیاطین کا بیان [illegible]
کہ شیاطین انکو گمراہی مین بڑھاتے اور انکے واسطے مدد ہوجاتے ہین زمخشری نے اسی تفسیر کو اوجہ قرار دیا اور یہی جمہور [illegible]
کا قول ہے - اور قتادہ رح سے مروی ہے کہ معنی یہ ہین کہ شیاطین جو جاہلون یا غیر متقیون کے بھائی ہین وہ جاہلون یا غیر متقیون کے
مین مدد ہوتے ہین - ابن عباس رض نے کہا کہ یہ جن ہین جو اپنے دوستون کو انسانون مین سے وحی کرتے [illegible]
شیطانی وسوسہ ڈالتے حتی کہ انکے اعتقاد بگاڑتے اور فسق وفجور پر آمادہ کرتے چلے جاتے ہین [illegible]
اقصار کسی چیز سے باز رہنا - ثم لا یقصرون - پھر باز نہین رہتے ہین - ابن عباس رض نے کہا کہ
یعنی شیاطین اپنے بھائی کافرون غیر متقیون کو ضلالت مین کھینچتے چلے جاتے ہین اور نہین آگے بھاگتے [illegible]
جاوے اور کافر کو اپنے اوپر نظر نہین ہوتی اور نہ متقیون کے مانند وہ یاد کرتا [illegible]
بدکرداری سے باز رہتا ہے اور نہ شیاطین انکو گمراہی مین کھینچنے سے رکتے [illegible]
- الانس وشیاطین دونون کے فعل پر محمول ہو اسے [illegible]
یعنے جیسے متقی بندے حکم الٰہی یاد کرکے بیدار ہوجاتے ہین [illegible]

[illegible] الّٰذین [illegible] اتقوا اذا مسھم الآیہ۔ شیطان جو حسد کرنے والے دشمن ہیں وہ اور سے اولیاء اللہ تعا
[illegible] وسوسون [illegible] ہیں اور سب جتا کرتے ہین کوئی نہین لگتا مگر جبھی کہ وہ لوگ ایک لحظہ اپنے معبود کی یاد سے
[illegible] ہٹ جاویں [illegible] پر قائم ہوتے ہین دہزار کوس انکے پاس پھٹکنے کی طاقت و قدرت نہین رکھتے ہین۔ پھر جب
[illegible] کوئی وسوسہ بھیج گیا تو محسوس کرکے اُسکو فوراً یاد الٰہی سے دور کرتے اور جناب ازلی اور درگاہ باری تعالےٰ
[illegible] طرف رجوع لاتے ہین بس یاد الٰہی کے شہاب ثاقب سے اُنکو مارکر جلا دیتے ہین وقال تعالی فاذا ھم
[illegible] ہی کہ شیخ جنید رحمہ نے خواب مین ابلیس کو دیکھکر پوچھا کہ بھلا تم مین سے کسی کو یہ قدرت ہی کہ ان بندون کی مجلس
[illegible] جو یاد مین مشغول ہوتے ہین وہ بولا کہ جیسے ہم مین سے کوئی شیطان تم مین سے کسی عوام کو چھوکر صرع مین ڈال دیتا ہی
ایسے ہی جب ہم مین سے کوئی تمھاری مجلس ذکر مین گذرتا ہی تو صرع مین پڑجاتا ہی بس جیسے تم اپنے آدمی کو مصروع کہتے ہو
ویسے ہم اپنے کو انس کہتے ہین۔ بعض مشائخ نے کہا کہ آیت کریمہ مین اُن متقیون کا بیان ہی جنھون نے اپنے سر باطنی کو انس
قرب کے [illegible] کیا اور اپنے نفس کو فتنہ وطیف شیطانی سے ممنوع رکھا اور ہر دم زبان یا دل سے یاد حق سبحانہ تعالےٰ سے غافل نہین ہین

وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ

اور جب تو نہ لاوے ان پاس کوئی آیت۔ کہیں کچھ چھانٹ۔ کیوں نہ لایا۔ تو کہہ۔ میں۔ چلتا ہوں اسی پر جو حکم آوے

إِلَيَّ مِنْ رَبِّي ۚ هَٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

مجھ کو میرے رب سے۔ یہ سوجھ کی باتین ہین تمھارے رب کیطرف سے۔ اور راہ کی۔ اور مہر ان لوگون کو جو یقین لاتے ہین

وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ اور جب نہ لایا تو انکے پاس یعنے اہل مکہ کے پاس۔ **بِآيَةٍ** ایسی کوئی آیت جسپر انھون نے ہٹ کی
یعنی انکی ہٹ کا معجزہ نہ دکھلایا جیسے مکہ چوڑا ہو جاوے یا کوہ صفا سب سونے کا ہو جاوے اور مانند انکے اور خرافات ہٹ کی
باتون کے تو **قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا** کہتے ہین کہ کیون نہین تو نے اسکو اجتباء کیا۔ محاورہ بولتے ہین کہ اجتبی الشی
یعنے اپنے واسطے وہ شی جمع کرلی۔ پس معنی یہ ہوے کہ کیون نہین تو نے اُسکو جمع کیا اپنی طرف سے بنا کر۔ پس اجتبار باب افتعال
سے ہی پس اپنی طرف سے افتعال اور بنالینا اس سے نکلتا ہی۔ بعض نے کہا کہ اجتباء بمعنی اختلاق ہی بولتے ہین کہ اجتبی الکلام
اے اختلقہ یعنے اپنی طرف سے بات بنائی۔ لہذا ابن عباس رضہ نے تفسیر فرمائی کہ کیون نہین تو نے آیت کو اپنی ذات سے
پیدا کیا۔ اسیطرح [illegible] سدی وعبدالرحمن بن زید نے کہا یعنی تو اپنی طرف سے اُسکو کیون نہین نکال لایا۔ اسی کو ابن جریرؒ
نے اختیار کیا۔ ضحاک رحمہ نے فرمایا یعنی تو اسکو آسمان سے خود کیون نہین لے آیا۔ بعض نے لکھا کہ جب وحی مین دیر ہوئی
[illegible] لوگ آنحضرت صلعم سے یہ بات کہتے تھے۔ اور ابن کثیر رح نے لکھا کہ کفار قریش آنحضرت صلعم سے کہا کرتے کہ ہماری
[illegible] نشانی آپ کوشش کرکے اللہ تعالےٰ سے کیون نہین مانگتے ہین کہ ہم اسکو دیکھکر ایمان لے آوین۔ اللہ عزوجل
[illegible] کو جواب دینے کا حکم فرمایا کہ **قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ رَبِّي** یعنی تو ان لوگون سے کہدے
[illegible] اتباع کرتا ہون جو میرے پروردگار کی طرف سے مجھے وحی کیجاوے۔ یہ مجھے اختیار نہین ہی کہ اپنے آپ سے
[illegible] ابن کثیر رح نے کہا یعنی مین جناب الٰہی مین پیش قدمی کرکے نہین مانگتا پس اگر اجازت ہوئی تو مانگتا ہون

اور خود دیکھ لیجئے تو لے لیتا ہون ورنہ جرأت نہین کرتا۔ پھر انکو ارشاد کیا کہ تمہارے [illegible]
کون معجزہ ونشانی ہوگی۔ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ یہ قرآن تو کھلی حجتین ہین [illegible]
جمع بصیرت بمعنی حجت۔ چونکہ قرآن مجید سبب ہی عقول کے بصائر کا پس بطریق اطلاق [illegible]
اطلاق ہوا اور اخفش نے کہا کہ قرآن کو بصیرت بطریق مجاز کہا جیسے کہتے ہین [illegible]
اور حدیث مین ہی کہ قرآن تیرے لیے حجت ہی یا تجپر حجت ہی یعنے قرآن مجید سے جنہون [illegible]
حجت ہی اور جنھون نے اس سے کفر کیا انپر یہ حجت ہی۔ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ [illegible]
ہی ایسی قوم کے واسطے جو اسپر ایمان لاتے ہین۔ بعض نے کہا کہ لوگون کے درجات متفاوت [illegible]
درجہ کو پہونچکر گویا آنکھون دیکھنے والے ہوگئے اور یہی عین الیقین کے مرتبہ پر ہین اور بعضے [illegible]
پر ہین جنکو علم الیقین والے کہتے ہین۔ اور بعضے مسلمان ماننے والے ہین اور یہی حق الیقین [illegible]
پہلون کے واسطے تو قرآن بصائر ہی اور دوسرون کے واسطے ہدایت ہی اور عامۂ مومنین کے [illegible]
وہ ہی جو ابو السعود رح نے کہا کہ قرآن کا قلوب کے واسطے بصائر ہونا سب کی نسبت متحقق [illegible]
ہی اور رہا اسکا ہدایت ورحمت ہونا تو یہ مومنون کے ساتھ مخصوص ہی اسواسطے کہ یہی اسکے انوار سے [illegible]
کہتا ہی کہ یہ قول جید ہی اسواسطے کہ اگر عین الیقین والون کے واسطے بصائر ہو تو مشرکین کے واسطے [illegible]
انپر حجت قائم نہوگی حالانکہ یہی عین مقصود ہی علاوہ برین مخاطبین کفار کے واسطے بصائر قرار پاوے اور عامۂ مومنین [illegible]
محروم ہون لہذا قول شیخ ابو السعود صواب ہی واللہ اعلم

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

اور جبھو قرآن وہ پڑھا جاوے تو اسطرف کان رکھو اور چپ رہو [illegible]

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ اس کلام مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ اوپر سے مربوط واسی [illegible]
کہ قرآن مجید لوگون کے واسطے بصائر و مومنون کے واسطے ہدایت ورحمت ہی تو حکم دیا کہ اسکی تعظیم و احترام کے واسطے [illegible]
پڑھا جاوے تو خاموش ہوکر سنو اور جو کفار قریش نے نکالا تھا کہ۔ لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ [illegible]
دوسرے کو تاکید کرتے کہ اس قرآن پر کان نہ دھرو اور کانون کانون مچا دو جیسا کہ ایک آیت مین آیا [illegible]
نہین بلکہ تم کان دھر کر سنو تاکہ جو حکمتین وخوبیان اسمین بھری ہین اس سے تمکو نصیحت [illegible]
ہو یعنے یہان سے ایک جدید حکم شروع کرکے بیان فرمایا۔ کہ جب قرآن پڑھا جاوے [illegible]
پڑھے فَاسْتَمِعُوا لَهُ تو تم کان لگاکر سنو۔ وَأَنْصِتُوا اور چپ رہو [illegible]
نفع پاؤ۔ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ شاید تم رحم کیے جاؤ۔ یعنی اگر تم [illegible]
تیر رحمت فرماوے۔ اور بعض نے کہا فَاسْتَمِعُوا لَهُ کے یہ معنی ہین کہ [illegible]
کہ اے فلانے ہماری بات سن یعنے اسی چیز کا [illegible]

Marfat.com

[illegible] لفظ تو اسی کو مقتضی ہو کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو استماع و انصات واجب ہو
[illegible] عامہ علماء کے نزدیک نماز سے باہر یہ دونون مستحب ہین - مترجم کہتا ہو کہ عامہ علماء سے
[illegible] علم و علماء حنفیہ کے نزدیک موافق اصول کے سننے ولے پر مطلقاً ہر حال مین سننا و سکوت
[illegible] کما فی الخلاصہ [illegible] سوائے چند صورتون کے جو فقہ مین مستثنیٰ ہین اور وہین یہ تفصیل پوری تلاش کرنی چاہیے - اور
[illegible] حضرت حسن بصری [illegible] ظاہر کا قول ہو - مجاہد رح سے مروی ہو کہ جماعت کا امام اگر کوئی آیت رحمت یا آیہ عذاب پڑھے تو
[illegible] عذاب سے پناہ چاہنا مکروہ ہو بلکہ سکوت کرے - کما فیما رواہ عبد الرزاق عنہ - ابو ہریرہؓ سے مرفوع
[illegible] اللہ تعالےٰ کی کوئی آیت کان لگا کر سنی تو اُسکے لیے کئی گونہ نیکی لکھی جائیگی اور جسنے اُسکو پڑھا اُسکے لیے قیامت
[illegible] رواہ احمد - معاویہ بن قُرّہ رح سے روایت ہو کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مین سے اپنے مشائخ
[illegible] سے یہ بات پوچھی - راوی کہتا ہو کہ مجھے خیال پڑتا ہو کہ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا نام لیا تھا تو جواب دیا
[illegible] قرآن سنے اسپر خاموش ہونا اور کان لگا کر سننا واجب ہو - کما رواہ ابن مردویہ - پھر واضح ہو کہ بر تقدیر یکہ آیت کریمہ
[illegible] سبب نزول اسکا کیا واقع ہوا - اسمین اختلاف ہو - ایک قول یہ کہ نماز مین ہو اور اسمین دو قول گویا متحد المعنی
[illegible] یہ کہ نماز مین لوگ باتین کیا کرتے تھے اس سے ممانعت فرمائی - دوم یہ کہ نماز مین امام کی قراءۃ سننے و خاموش رہنے
[illegible] قول دوم یہ کہ خطبہ جمعہ و عیدین مین نازل ہوئی ہو - قول سوم یہ کہ آنحضرت صلعم قرآن پڑھتے تھے اور ایک جوان
[illegible] حاضر تھا تو جب آنحضرت صلعم کچھ پڑھتے وہ بھی وہی پڑھتا جاتا پس یہ آیت نازل ہوئی - کما رواہ ابن جریر عن الزہری
[illegible] اس روایت کی اسناد جید ہو اور ائمہ حنفیہ کے واسطے دلیل ظاہر ہو کیونکہ نماز سے خارج استماع و انصات کا
[illegible] تکلف سے تاویل کرنا نہین چاہیئے ہو - واضح ہو کہ شیخ مفسر رح نے قول دوم کو ارجح قرار دیا اور کہا کہ خطبہ مین باتین
[illegible] کے بارہ مین نازل ہوئی ہو اور خطبہ ہی کو قرآن سے تعبیر کیا اسواسطے کہ خطبہ مین قرآن کی آیات ضرور ہوتی ہین
[illegible] کہا کہ یہ قول سعید بن جبیر و عطاء و مجاہد رح سے مروی ہو اور ابو الشیخ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ خطبہ جمعہ
[illegible] کے بارہ مین ہو - وفی تفسیر الحافظ ابن کثیر رح - حسن بصری رح نے کہا کہ یہ آیت نماز مین و خطبہ سننے کے وقت ہو
[illegible] سعید بن جبیر رح نے کہا کہ روز عید الفطر و عید اضحی و روز جمعہ اوران نمازون کے بارہ مین ہو جنمین امام جہر سے پڑھے - اور
[illegible] ابن جریر رح نے اختیار کیا کیونکہ خطبہ جمعہ کے وقت خاموشی کا حکم ہو - پوشیدہ نہ رہے کہ مفسر رح نے جو قول
[illegible] جمہور ہو اور ارجح بھی نہین حالانکہ خطبۂ کتاب مین وعدہ کیا ہو کہ ارجح قول اختیار کرونگا - معالم و کشاف
[illegible] و ارجح قول اول قرار دیا کہ یہ آیت نماز مین استماع قراءۃ الامام و خود سکوت کرنے کے بارہ مین نازل
[illegible] اسواسطے کہ خطبہ جمعہ و عیدین تو مدینہ مین ہوا ہو اور یہ آیت مکیہ ہو پس نزول اسکا نماز کی قراءۃ کے بارہ
[illegible] حضرت حسن بصری و زہری و نخعی کا ہو اور بیہقی نے امام احمد سے روایت کی کہ کہا کہ علماء نے اس امر پر اجماع
[illegible] نازل ہوئی ہو اور ابن کثیر رح نے لکھا کہ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت استماع و انصات کا حکم ہو
[illegible] مؤکد ہو جبکہ امام جہر سے قراءۃ کرے جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رض سے روایت ہو کہ آنحضرت

Marfat.com

صلعم نے فرمایا کہ – انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا [illegible] یعنی امام اسی
لیے ہی جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءۃ کرے تو تم خاموش رہو – رواہ مسلم [illegible]
روایت ہی کہ نماز مین لوگ باتین کیا کرتے تھے پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگ خاموشی کا حکم کیے گئے [illegible]
نے کسی اور سے سُنکر یہ سبب نزول روایت کیا ورنہ ابو ہریرہ رضہ کا اسلام لانا واقعہ خیبر کے بعد ہی [illegible]
روایت ہی کہ ہم لوگ نماز مین آپسمین ایک دوسرے کو سلام کیا کرتے تھے پس قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی [illegible]
مسعود رضہ سے روایت ہی کہ انھون نے نماز پڑھی پس کچھ لوگون سے سُنا کہ وے امام کے ساتھ پڑھتے تھے [illegible]
کہ اے لوگو کیا ابھی وہ وقت نہین آیا کہ تم سمجھو اور کیا ابھی وہ وقت نہین آیا کہ تم بوجھو اور جب قرآن پڑھا جاوے [illegible]
سنو اور خاموش رہو جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے تمکو فرمایا ہی رواہ ابن جریر – پھر ابن کثیر رح نے لکھا کہ [illegible]
کہ رسول اللہ صلعم نے ایسی نماز سے جسمین جہر سے قرارت فرمائی تھی سلام پھیر کر فرمایا کہ کیا تم مین سے کسی نے ابھی [illegible]
پڑھا ہی تو ایک نے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ تو فرمایا کہ مین کہتا ہون کہ یہ میرے واسطے کیا ہی کہ مین قرآن مین [illegible]
راوی کہتا ہی کہ پھر جس نماز مین آنحضرت صلعم جہر سے قراءۃ فرماتے اسمین لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ قراءۃ کرنے سے [illegible]
جبکہ انھون نے رسول اللہ صلعم سے یہ سُن لیا – رواہ احمد و اہل السنن وقال الترمذی حدیث حسن وصححہ ابو حاتم [illegible]
زہری رحمہ اللہ نے جو تابعین مین سے بڑے ثقہ مشہور عالم ہین فرمایا کہ جن نمازون مین امام جہر سے پڑھے اسمین کوئی [illegible]
قراءۃ نکرے اور مقتدیون کو امام کی قراءۃ کافی ہی اگرچہ وہ اُنکو اپنی آواز نہ سناوے ولیکن جن نمازون مین امام آہستہ [illegible]
انمین مقتدی آہستہ بدون آواز نکالے پڑھین اور امام کے پیچھے والے لوگون مین سے کسی کو نہین چاہیئے کہ آہستہ یا آواز سے [illegible]
اُسکے پیچھے کچھ پڑھے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون – ابن کثیر رح نے کہا کہ علماء [illegible]
سے ایک گروہ کا یہی مذہب ہی کہ جہریہ نماز مین مقتدی پر کچھ قراءۃ نہین واجب ہی نہ سورہ فاتحہ کی اور نہ کسی اور سورہ کی [illegible]
امام شافعی کا قول قدیم مانند مذہب امام مالک رح کے ہی اور یہی امام احمد رح سے ایک روایت ہی اور شافعی رح نے قول جدید مین [illegible]
کہ امام کے سکتات مین وہ سورہ فاتحہ پڑھ لے اور یہی صحابہ و تابعین و اتباع مین سے ایک گروہ کا قول ہی – اور امام ابو حنیفہ [illegible]
احمد بن حنبل نے کہا کہ مقتدی پر کچھ قراءۃ نہین واجب ہی نہ نماز سریہ مین اور نہ جہریہ مین – بدلیل حدیث کہ جسکا امام ہو [illegible]
قراءۃ اُسکے واسطے قراءۃ ہی اور اس حدیث کو امام احمد رح نے مسند مین مرفوع روایت کیا اور موطا مالک مین [illegible]
موقوف روایت ہی اور یہی اصح ہی – علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضہ سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ یہ نماز فرض [illegible]
یعنے استماع قرآن و انصات کا حکم نماز مفروضہ مین ہی اور ایسا ہی عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی [illegible]
عبید بن عمیر و عطاء بن ابی رباح و مجاہد وغیرہم رحمہم اللہ سے ایسا ہی روایت کیا ہی – [illegible] کہتا ہی [illegible]
نزول مین کہ نماز مین استماع قرآن و انصات مین یہ حکم نازل ہوا ہی یہی صحیح ہی اور خطبۂ جمعہ و عیدین [illegible]
ہی نہ آنکہ یہی سبب نزول واقع ہوا اسواسطے کہ سبب نزول فی الحقیقۃ متقدم ہوتا ہی اور جمعہ [illegible]
ہوئے ہین اور اس تکلف کی حاجت نہین کہ حکم پہلے نازل ہوگیا پھر سبب کا وجود [illegible]

[illegible] ہوا کہ نماز مین استماع و انصات کے واسطے یہ حکم نازل ہوا ہی - پھر واضح ہو کہ نماز
[illegible] انصات [illegible] دوسرا شخص پڑھتا ہو کیونکہ خود پڑھنے والے سے انصات کیونکر ہوگا پس جب امام پڑھے
[illegible] استماع و انصات [illegible] اور یہ بھی جب ہی کہ امام جہر سے یعنی آواز سے پڑھتا ہو - اور اسکا حاصل یہ ہوا کہ جب نماز
[illegible] امام آواز سے قرآن [illegible] مقتدی اُسکے سننے پر کان لگاوین خواہ دور کی وجہ سے اُنکو سنائی دے یا نہ دے اور خاموش رہین
[illegible] جب امام آواز سے [illegible] ہو مثلاً ظہر یا عصر کی نماز ہو تو اسمین استماع و انصات کا حکم جاری نہین ہو سکتا ہی پھر واضح ہو کہ
[illegible] جہریہ نمازون مین مقتدی پر امام کی ابتداء سے سب قراءۃ یعنی سورۃ الفاتحہ سے سننا و خود سکوت رکھنا واجب ہی یا یہ حکم سوائے
سورۃ الفاتحہ [illegible] ہی - کلام اسمین سزاوار یون ہی کہ سورۃ الفاتحہ کے بارہ مین شرع سے کیا حکم ثابت ہی وہ بیان ہو پھر ہر دو صورت
[illegible] غور کرنا چاہیے پس صحیحین مین حدیث ہی جسکے معنی یہ ہین کہ نماز نہین اُس شخص کی جسنے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی - ایک روایت مین
ہی [illegible] اسے کافی نہین نماز اس شخص کی جسنے فاتحہ نہ پڑھی - مترجم کہتا ہی کہ لفظ مین لا تجزی - ہی و منہاج مین بیضاوی رح
نے کہا کہ الاجزاء ہو الاداء الکافی - یعنی کافی طور پر ادا ہونے کو اجزاء کہتے ہین - یہین سے کہا گیا کہ اگر سورہ فاتحہ نہ پڑھی
اور قرآن مین کچھ اور پڑھ لیا تو اداء کافی نہوگی بلکہ ناقص ہوگی اور یہ نہین کہ بالکل باطل ہو اور اسی پر دلیل ہی قولہ تعالے
فاقرءوا ماتیسر من القرآن - یعنی پڑھو جو میسر ہو قرآن سے - اور اسی پر دلیل ہی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جسنے ایسی نماز
پڑھی جسمین سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ خداج ہی یعنی ناقص ہی - رواہ الجماعۃ الا البخاری - یہین سے حنفیہ نے فرمایا کہ بقدر ماتیسر
تو قرآن فرض ہی کیونکہ دلیل قطعی متواتر سے یعنی قرآن مجید سے ثابت ہی اور احادیث صحاح سے سورہ فاتحہ تمام پڑھنا نکلتا ہی
لیکن یہ احادیث متواتر نہین ہین پس بسبب فرق متواتر و غیر متواتر کے کہا کہ اول تو فرض ہی اور دوم واجب ہی - اور یہ فرق
خود بدیہی ہی محتاج بیان نہین ہی بدین معنی کہ فرض و واجب مین اس طور پر تفریق کیجاوے اور شارح منہاج نے یہ فرق
تسلیم کیا اور کہا کہ ایسا ہی ہونا چاہیے - پھر ایک حدیث مین سورہ فاتحہ و زیادہ نہ پڑھنے والے کی نماز کو لا صلوۃ فرمایا یعنی آنکہ
اجزاء نہین ہی - اور حدیث معروف جسمین حضرت صلعم نے ایک شخص کو جو اچھی طرح رکوع سجدہ پورا نہ کرتا تھا نماز کا کافی طریقہ
سکھلایا اور ایک رکعت کا حال بیان فرماکر اُس سے کہا کہ اپنی تمام نماز مین ایسا ہی کر - تو اس سے بعض نے نکالا کہ ہر رکعت مین
سورہ فاتحہ واجب ہی اور حق یہ ہی کہ اس سے یہ استدلال ضعیف ہی اسواسطے کہ اول رکعت مین سورہ فاتحہ مع ماتیسر پڑھنے کا
حکم دیا تھا پس اگر ایسا ہی کرنے سے ہر ہر جزو کی طرف اشارہ ہو تو ہر رکعت مین فاتحہ مع سورہ واجب ہوا جاتا ہی حالانکہ اسکا
قائل کچھ نہین ہی - ابوسعید رضہ کی حدیث مین البتہ آیا کہ ہمکو رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ ہر رکعت مین سورہ فاتحہ پڑھین پس
اگر یہ حدیث اپنے اسناد سے ثابت ہو تو دلیل ہوگی کہ ہر رکعت مین فاتحہ واجب ہی - اب یہ غور چاہیئے کہ سورہ الفاتحہ
پڑھنے کا وجوب تنہا پڑھنے والے اور امام پر ہی یا مقتدی پر بھی ہی پس بدلیل بعض روایات کے جنمین سورۃ فاتحہ کے ساتھ
[illegible] کا بھی حکم ہی یہ ثابت ہوا کہ تنہا پڑھنے والے یا امام پر یہ حکم ہی کیونکہ مقتدی پر زائد پڑھنا کسی نے نہین کہا اور جابر رضہ سے
[illegible] ہی کہ جسنے کوئی رکعت پڑھی اور اسمین سورہ فاتحہ نہین پڑھی تو اُسنے وہ نہ پڑھی الا آنکہ امام کے پیچھے ہو - اور بعض
[illegible] سے معلوم ہوا کہ نماز فجر مین آنحضرت صلعم پر پڑھنا بھاری ہوگیا تو بعد سلام کے فرمایا کہ جب مین جہر سے قراءت کرون

تو کوئی کچھ نہ پڑھے سواے ام القرآن یعنی سورہ فاتحہ کے کیونکہ جسنے [illegible]
ابن حبان نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور آمین [illegible]
جہر سے پڑھتا ہو تو تم قراءۃ مت کرو اور چاہیے کہ تم مین سے آدمی سورہ فاتحہ کو اپنے جی [illegible]
کو طبرانی وبیہقی رح نے بھی روایت کیا - اب مین سوال سابق کی طرف [illegible]
سواے سورہ فاتحہ کے ہی تو جواب کے دو طریقہ ہین ایک تو بیان مذاہب مجتہدین [illegible]
کی تحقیق کے واسطے دوسرا مقام بسیط درکار ہی بیان فی الجملہ دلائل کے ساتھ بیان [illegible]
رضی اللہ عنہم ونیز تابعین واتباع رحمہم اللہ مین دونون مذہب والے موجود تھے اور [illegible]
ایمان سے ہی ایک دوسرے پر انکار نہین کرتے تھے پھر مجتہدین مین سے جس نے تاکید سورہ فاتحہ [illegible]
مقتدی پر بھی امام کی قراءۃ کی حالت مین سورہ فاتحہ پڑھنا واجب جانا ہی لیکن یہ استدلال [illegible]
کا ارشاد جسکا حاصل یہ ہی کہ جسنے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اسنے نماز نہ پڑھی - یہ عام ہی امام ومقتدی دونون [illegible]
پر بھی واجب ہی اور اس استدلال مین ضعف ہو جائیگا اگر یہ ثابت ہو کہ امام کی قراءۃ کے ساتھ [illegible]
جیساکہ آیت کریمہ سے ظاہر ہی اگرچہ آیت کریمہ بھی عام ہی پس میرا مقصود اثبات وتضعیف نہین اور [illegible]
کرتا ہون بلکہ طریقہ اور راہ بتانا مقصود ہی - ہان اُن احادیث سے تقویت لائی جاتی ہی [illegible]
پڑھنے کی اجازت دی گئی ہی اور بعض علماء نے اسکو بھی نص نہین جانا کیونکہ آواز سے پڑھنے کی اجازت [illegible]
بلکہ بقرینہ روایات دیگر اسکی تاویل کرکے کہا گیا کہ عام اجازت سے مراد یہ کہ اپنے جی مین پڑھے یعنی خفیہ [illegible]
بقرینہ دلائل وروایات دیگر ودفع اختلاف کے جی مین پڑھنے سے حقیقی صورت مراد ہوا گرچہ پڑھنے کا اطلاق [illegible]
پڑھنا ہی کیونکہ سورہ فاتحہ متضمن حمد وثناء الٰہی ودعاء کو ہی اور خود حدیث قدسی قسمت الصلوٰۃ [illegible]
شاہد ہی پس اس تقدیر پر یہی قول اصح ہوگا کہ امام کی قرارت سننا اور خود سکوت کرنا مطلقاً واجب ہی جیساکہ [illegible]
ظاہر ہی اور نیز حدیث صحیح مسلم وغیرہ جو ابوموسی اشعری رض کی روایت سے گذری کہ [illegible]
اسکے ساتھ تکبیر کہو پھر جب قراءۃ کرے تو تم خاموش رہو - یہ شاہد قوی ہی اور حدیث [illegible]
پر باقی ہی اور حدیث جابر رض کہ جسنے ایسی رکعت پڑھی جسمین سورہ فاتحہ نہ پڑھی [illegible]
اس سے جیسے اس امر کی تائید نکلی کہ موافق ظاہر آیت کے استماع وانصات مطلقاً واجب [illegible]
قراءۃ فاتحہ کے معنی ظاہر ہوے کہ امام ومنفرد مراد ہی نہ مقتدی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ [illegible]
صریح ہی اور حدیث انما جعل الامام لیوتم بہ الخ کی مؤید ومتفق دوسری حدیث ہی کہ جس [illegible]
اسکی قراءۃ ہی پس اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ معنی آیت کریمہ کے اپنے عموم پر ہین یعنی [illegible]
واجب ہی خواہ سورہ فاتحہ پڑھے یا اس سے زائد اور سابق مین بیان ہو چکا کہ [illegible]
کرنا دل ہی دل مین جیسے امام آواز سے دعاء کرتا ہی جائز ہی بلکہ [illegible]

امام جہر نہین کرتا تو پہلے بیان ہوا کہ اسمین آیت کریمہ کا حکم جاری ہوتا بنظر سبب نزول کے متصور نہین ہی لہذا
... مین مقتدی پر قراءۃ فاتحہ واجب جاتی ہی لیکن ائمہ حنفیہ نے بدلیل حدیث قراءۃ الامام قراءۃ لہ کے کہا کہ امام کی
قراءۃ اسکی قراءۃ ہوگئی یعنی وہ نہ پڑھے لیکن اس سے عدم جواز نہین نکلتا ہی۔ ہان ظہر کی نماز مین آنحضرت صلعم کے پیچھے
... پڑھتا تھا ... طرح پڑھا تھا کہ آنحضرت صلعم نے سن لیا تو اسکو فرمایا حتی ظننت ان بعضکم قد خالجنیہا پس اس سے
نکلتا ہی کہ مکروہ جانا لیکن عدم جواز پر استدلال اس سے ضعیف ہی واللہ اعلم۔ بالجملہ بندۂ ضعیف کو یہان آیت کریمہ کی تفسیر
سے غرض تھی اور ... نماز سریہ مین یعنے جسمین امام جہر سے نہین پڑھتا استماع وانصات کا حکم جاری نہین پس اس سے
بحث کی بھی بیان کچھ ضرورت نہین ہی اور نماز جہریہ مین مطلقاً استماع وانصات جیسا ائمہ حنفیہ کا مذہب موافق ظاہر آیۂ کریمہ ہی
مترجم کے نزدیک قوی ومختار ہی پس حاصل تفسیر موافق اس سبب نزول کے جو جمہور کا قول ہی یہ ہوا کہ نماز مین جب امام آواز سے
قرآن پڑھے خواہ سورہ فاتحہ پڑھتا ہو یا زائد اُس سے تو لوگون پر واجب ہی کہ کان لگا کر سنین اور خاموش رہین۔ اور لفظ
آمین چونکہ قرآن مین سے نہین ہی لہذا جب امام اسکو کہے تو مقتدی بھی آمین کہے خواہ آہستہ سے جیسا کہ ائمہ حنفیہ نے اجتہاد
کرکے نکالا ہی یا آواز سے جیسا کہ ائمہ شافعیہ وغیرہ کا مختار ہی بدلیل احادیث صحاح وغیرہ۔ حاصل آنکہ آمین کے وقت استماع
وانصات اسوجہ سے نہین ہی کہ آمین قرآن سے نہین ہی۔ فافہم واللہ اعلم ف۔ عرائس مین ہی کہ قولہ تعالے واذا قرئ
القرآن الآیۃ۔ اسمین اللہ تعالی نے سب بندون کو ارشاد فرمایا کہ قرآن کو اس حال سے سنین کہ اُنکے دل حاضر ہون یعنی غفلت
مین آڑے ہوے نہون بلکہ دل جمعی سے سنین اور نیتین سچی رکھین اور فضول باتون سے اپنے اسرار کو ساکن رکھین اور یہ قرآن مجید
کا احترام ووقار ہی پس جب حق عزوجل اپنے بندون کو دیکھیگا کہ خطاب کی منزل مین دست بستہ کھڑے اور فرمان باری تعالے کی
تعظیم واحترام کرتے ہین تو امید ہی کہ فضل سے اُنکے دلون کے اسرار کھول دیگا اور اپنے خطاب کے اسرار سے انکو ذوق عطا فرماویگا
اور لطیف اشارات وعجیب اخبار وغریب حکمتین اُنکو کرامت فرماویگا پس جب بندے نے اسکے اسرار کے مقامون کو اسی کے
نور سے دیکھا اور اللہ تعالے کے کلام پاک کو اسی سے سُنا تو قرآن مجید اسکے حق مین بصائر ہوگیا پس اس سے جمیع صفات کے انوار
دیکھیگا اور ان انوار مین مشاہدۂ ذات پاک جل جلالہ پاویگا اور قولہ ہذا بصائر من ربکم۔ کے معنی سے مستفیض ہوگا والحمد للہ رب العالمین
واضح ہو کہ حرف لعل اس مقام پر ادب وسکون کے ساتھ کلام الٰہی سننے والون کو امید دلاتا ہی یعنی جب تم ایسے ہوگے تو امید وار
ہو کہ اسکے اسرار وانوار تمپر کشف کیے جاوین۔ بعض مشائخ نے کہا کہ استمعوا الآیہ کے معنی یہ ہین کہ دل لگا کر سُنو شاید تم کو
... کے کانون سے سنائی دیوے اور وہ مراد سمجھو جو حق تعالے نے تمکو خطاب فرمانے مین رکھی ہی اور لطائف فیوض سے
... ہو کر بسبب خوبی استماع کے وصال تک پہونچو اور برکت خطاب سے اسکی رحمت مین غرق ہو جاؤ یعنی جیسے تمکو شریعت
... آداب خدمت سے توفیق ہو اور واضح ہو کہ اللہ تعالے نے بندون کو جو نعمتین عطا فرمائی ہین انمین سے
... یہ ہو کہ آداب بندگی کی توفیق حاصل ہو اور یہ آداب وہ ہین جنسے انبیاء علیہم السلام واولیاء رحمہم اللہ مخصوص
... ہین۔ استاذ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ظاہر مین خاموشی اختیار کرنا ان لوگون کے آداب مین سے ہی جو درگاہ
... اور سر اور ... خاموشی ان لوگون کے آداب سے ہی جو درگاہ مین پہونچ گئے ہین۔ پھر اللہ تعالی نے

اپنے رسول پاک صلعم کو خفیہ ذکر کا حکم دیا۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ

اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو دل مین گڑگڑاتا اور ڈرتا اور پکارنے سے کم آواز

بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

صبح اور شام کے وقتون اور مت رہ بیخبر لوگ

لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ

بڑائی نہین رکھتے اسکی بندگی سے اور یاد کرتے ہین اُسکی پاک ذات کو اور اسی کو سجدہ کرتے

سجدہ

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً اور یاد کر تو اے محمد صلعم اپنے پروردگار کو اپنے جی مین بحالت تفرع یعنی تذلل کے اور بحالت خیفہ یعنی اُس سے خوف رکھنے کے۔ بیضاوی وغیرہ نے ذکر کیا کہ محتمل ہے کہ خطاب عام طور پر قرار دیکر مقتدیون کو حکم ہو کہ امام کے سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد خود یہ لوگ آہستہ قراءۃ کرین جیسا کہ شافعیہ کا مذہب ہے۔ وقال ابن کثیر رح۔ فی التفسیر اور شیخ ابن جریر رح نے اور اُنسے پہلے عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے ذکر کیا کہ قرآن سننے والے کو حکم ہے کہ استماع کی حالت مین وہ اس صفت پر ہو یعنی اپنے جی مین ذکر کرتا جاوے ثم قال الحافظ اور یہ بعید ہے اور پہلی آیت مین جو حکم دیا گیا کہ استماع کے وقت سکوت و انصات رکھین اسکے منافی ہے اور استماع خواہ نماز مین مراد ہو اور پر گذرا یا نماز و خطبہ جمعہ مین ہو بہرحال یہ معلوم ہے کہ زبان سے اسوقت ذکر کرنے کے بہ نسبت خاموشی افضل ہے چاہے ذکر ہو یا آہستہ سے ہو۔ بالجملہ ان دونون علماء کے قول کی کسی نے اتباع نہین کی ہے۔ انتہی کلامہ۔ مترجم کہتا ہے کہ ظاہر کلام یہان اور اوپر کی آیت کی تفسیر مین اسطرف میلان رکھتا ہے کہ مختار اسکے نزدیک استماع و انصات مین قول زہری و مالک رح ہے۔ پھر مترجم کہتا ہے کہ شیخ حافظ کا اعتراض بر کلام ابن جریر و ابن زید اسی صورت مین وارد ہوتا ہے کہ ذکر نفسی سے مراد یہ ہو کہ آہستہ زبان سے پڑھے اور اگر حقیقت مین ذکر نفسی بدون حرکت زبان کے مراد ہو تو اعتراض وارد نہین ہوتا اور وہ انصات کے منافی نہین ہے۔ قال الخطیب فی السراج یہان ذکر سے اعم مراد ہے جو قراءۃ قرآن و دعا و دیگر اذکار سب کو شامل ہے اور ذکر فی النفس یعنی جی مین ذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ عز و جل کی عظمت و جلالی کو جی مین حاضر لاوے کیونکہ جب زبان سے یاد کرنا بدون ذکر قلبی کے ہو یعنی دل مین یاد نہو اور زبان سے ذکر کرے تو وہ بیفائدہ ہوتا اور نہین ہے کیونکہ ذکر کا یہی فائدہ ہے کہ دل حاضر ہو اور جس کا ذکر کرتا ہے یعنے اللہ عز و جل کی عظمت دل مین آوے۔ مترجم کہتا ہے کہ احادیث مین جو امام کے پیچھے نماز جہریہ مین قراءۃ و ذکر و فاتحہ کا حکم آیا ہے انکا معنی ذکر نفسی بھی یہان سے شاہد صحیح معلوم ہوا اور ابو ہریرہ رضہ جو راوی حدیث الصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب ہین ان سے کہا گیا کہ ہم کبھی امام کے پیچھے ہوتے ہین تو اس حالت مین کیا کرین تو جواب دیا کہ اپنے جی مین پڑھ کہ امام کے پیچھے استماع و انصات کا حکم معلوم تھا اور یہان تعارض سمجھکر سائل نے سوال کیا تو جواب دیا پس وہم تعارض دور ہو گیا اور سائل کو یہ وہم نہین تھا کہ ہر حال مین فاتحہ پڑھے

[illegible] سے وہم دور ہوا- اور وجہ ذکر نفسی مخصوص بقراۃ فاتحہ ہونے کی یہ ہے کہ وہ
[illegible] ہے اور [illegible] تعظیم جلال الٰہی و تضرع ہے جسمین اشخاص کی حالت مختلف ہوتی ہے پس ہر ایک کیواسطے
[illegible] اپنی حالت [illegible] حاصل کرے اور یہ امور جو [illegible] صلعم نے ذکر کیے ارشاد طریقہ نظر بآیات و احادیث ہے تاکہ
[illegible] وحمیت کو جہر [illegible] کی تلاش مین رہین پس ذکر نفسی پر محمول کرنے سے کسی تخصیص وغیرہ کی ضرورت نہین پڑتی اور
[illegible] مین اتفاق [illegible] ہے اور اس مقام سے ذکر نفسی خود کلام مجید سے ثابت ہوا- فافہم- قال الرازی مین نے بعض
اکابر اہل [illegible] کہ جب مریدون مین سے کسی کو خلوت و ذکر کا حکم دینا چاہتے تو اسکو چالیس راتون تک خلوت و تصفیہ کا حکم
دیتے پھر جب یہ مدت پوری ہوتی اور تصفیہ حاصل ہوتا تو اللہ تعالے کے ننانوے پاک نام اسکو پڑھنے کا حکم دیتے اور مرید سے
کہتے کہ ان نامون کے ذکر کے وقت اپنے قلب کو دیکھتا رہے جس نام کے سننے پر اسکا شوق بڑھے اور دل مین اسکی تاثیر زیادہ
بڑھے اسکو نگاہ رکھے پھر اس سے فرماتے کہ تو آگاہ رہ کہ اسی نام پاک کی مواظبت و ذکر سے تجھپر ابواب مکاشفات مفتوح ہونگے
پس اسی کو ہر دم یاد مین رکھ اور یہ طریقہ لطیف و پسندیدہ ہے انتہی کلامہ- پھر اس مقام پر اللہ تعالے نے واذکر ربک- فرمایا اور اذکر
الٰہک یا اور کسی نام پاک سے نہین فرمایا اور ربک باضافت فرمایا پس اسمین نہایت رحمت و فضل و احسان کی طرف دلالت ہے
اور مقصود یہ کہ اس نام کے سنتے وقت بندہ خوش ہو کر پھولا نہ سماوے کیونکہ اس سے ایسے ایسے بے تعداد اقسام کے انعام
اسکو یاد آوینگے جس سے اسکی امید بہت قوی ہو جائیگی اور گاہے بمقتضاے طبیعت اس احسان پر نظر کرکے حضرت منعم عز وجل
کی طرف تضرع لاوے لیکن جب قولہ تضرعًا وخیفۃ- دونون کو سنا تو خوف و امید دونون بدرجہ کمال ہو جائینگے جیسا کہ خبر مین وارد
ہے کہ مومن کا خوف و امید اگر تولے جاوین تو برابر نکلین اور بعض نے کہا کہ یہ حالت صحت کا حال ہے اور بنابر قول بعض علماء کے
جسقدر امید کو غلبہ ہو اسیقدر خوف بڑھتا ہے اور حالت مرض مین چاہیے کہ جانب امید کو غلبہ ہو اور حضرت انس رض سے روایت ہے
کہ آنحضرت صلعم ایک جوان کے پاس گئے درحالیکہ وہ موت مین تھا پس فرمایا کہ تو کیونکر اپنے آپ کو پاتا ہے- عرض کیا کہ یا رسول اللہ
مین اپنے پروردگار سے امیدوار ہون ولیکن گناہون سے خوفناک بھی ہون تو فرمایا کہ ایسے وقت مین یہ دونون باتین کسی مومن
کے دل مین جمع نہین ہوتی ہین مگر آنکہ اللہ تعالے اسکی امید اسکو پوری کر دیتا ہے اور اسکے خوف سے اسکو امن مین کر دیتا ہے
کذا فی السراج مختصرا- تفسیر سے واضح ہوا کہ یاد کر اپنے پروردگار کو اپنے جی مین گڑگڑاہٹ و خوف کے ساتھ- وَدُوْنَ
الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ اے فوق السر ودون الجہر- اور سر سے اوپر اور جہر سے نیچے قول کے ساتھ- یعنی درمیانی آواز سے
بالکل آہستہ ہو اور نہ بلند ہو- بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ غدو اور آصال مین- غدو جمع غدوہ اور وہ طلوع فجر سے طلوع
شمس تک یعنی پو پھٹنے سے سورج نکلنے تک غدوہ بضم اول کہلاتا ہے اور آصال جمع اصیل مانند ایمان و یمین ہے اور وہ عصر سے
غروب آفتاب تک ہے- حاصل کلام آنکہ طلوع فجر سے سورج نکلنے تک اور عصر سے غروب تک اپنے پروردگار کو اپنے جی مین تضرع
و خوف کے ساتھ اور درمیانی آواز سے یاد کر- وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ اور غافلون مین سے مت ہو- یعنی اپنے پروردگار
کی یاد [illegible] جہر سے جن سے اسکی رضامندی و قرب حاصل ہو اس سے غافل مت ہو- پس اگر خطاب آنحضرت صلعم کو
[illegible] المشرکین- وغیرہ کے بطریق فرض و تقدیر کے ہے یا خطاب آپ کو اور مقصود امت والے لوگ ہین

یا تعریض، ہی کافرون پر لیعنے تو اپنے پروردگار کی یاد کر بخلاف ان مشرکون کے جو ضلالت وگمراہی [illegible]
دوم وسوم اظہر ہی۔ اگر کہا جاوے کہ غدو اور اصال کی جمع کیون ہی تو جواب آنکہ دوام کی [illegible]
اور حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے کو بندہ کی وہ عبادت پسند ہی جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑی ہو [illegible]
مین منحصر ہی تو جواب یہ کہ نہین بلکہ ہمیشہ یاد الٰہی مین رہنا مقصود ہی اور اسیواسطے [illegible]
ہین مگر تغلیباً انکو غدو و اصال کہا ہی۔ اگر کہا جاوے کہ تغلیب مین انھین دو وقتون کو ترجیح کیون [illegible]
مفسرین نے اسکے وجوہ بیان کیے ہین از انجملہ یہ کہ دونون وقت بہ نسبت اور اوقات کے [illegible]
سے اٹھتا ہی جو چھوٹی موت ہی پس مستحب ہی کہ جاگتے ہی یاد الٰہی مین شکرانہ ادا کرتا ہوا اٹھے اور [illegible]
کے وقت یاد الٰہی پر سونا مستحب ہی تاکہ اس موت کے وقت خاتمہ یاد پر ہو کیونکہ یہ نہین جانتا کہ [illegible]
ہی اور حدیث سے ثابت ہی کہ بندہ جس حال پر مرا اسی حال پر اٹھایا جائیگا۔ تمام تفصیل [illegible]
کتاب الاذکار جلد چہارم مین ہی۔ از انجملہ آنکہ حدیث سے ثابت ہی کہ ہر روز اللہ تعالے کے ستر ہزار فرشتے [illegible]
اور بندون کے اذکار و اعمال صالحہ لیکر بعد نماز فجر کے آسمان کو جاتے ہین اور اسیوقت دیگر ستر ہزار [illegible]
گروہ باہم ملاقی ہوتے ہین اور دوسرا گروہ بعد نماز عصر کے چڑھتا ہی اور دیگر ستر ہزار جدید اترتے [illegible]
پھر اسیطرح برابر جاری ہی پس بعد نماز فجر اور نماز عصر کے ہر دو گروہ کے صعود و نزول کا وقت مشترک ہی [illegible]
واضح ہو کہ یہ توجیہ و تاویل اس تقدیر پر ہی کہ اب بھی ایسا ہی فضل موجود ہی چنانچہ احادیث اسپر دلالت [illegible]
نے لکھا کہ اللہ تعالے نے شروع روز اور آخر روز مین کثرت سے یاد الٰہی کرنے کا حکم دیا جیسا کہ دوسری آیت [illegible]
قبل طلوع الشمس وقبل الغروب۔ مین ہی اور یہ حکم اسوقت تک تھا کہ معراج شریف واقع نہوئی [illegible]
اور یہ آیت مکیہ ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ آیت کریمہ اگرچہ مکیہ ہی لیکن اس سے نماز پنجگانہ فرض ہونے سے [illegible]
ہوسکتا اسواسطے کہ معراج بھی مکہ مین واقع ہوئی ہی اسیواسطے علماء نے موافق احادیث کے ان دو [illegible]
کردی۔ پھر واضح ہو کہ خطاب اگرچہ آنحضرت صلعم کو رکھا جاوے تاہم شمول اسکا امتیون کو بھی ہی [illegible]
کی عبادت سے مومنون کو آداب خدمت پر آمادگی دلائی۔ کما قال تعالے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ [illegible]
جو تیرے پروردگار کے پاس ہین۔ قرطبی رح نے کہا کہ بالاجماع اس سے ملائکہ مراد ہین۔ عند ربک [illegible]
کہ سوائے اللہ تعالے کے وہان کسی کا حکم نافذ نہین ہی۔ اور بعض نے کہا کہ یہ بطور تکریم کے [illegible]
الٰہی حاصل ہی اور مسافت کی راہ سے نزدیکی مراد نہین ہی اسواسطے کہ اللہ عز وجل ہر مکان [illegible]
مخلوق ہی۔ بالجملہ فرشتے جو آسمانون پر ہین۔ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ تکبر نہین کرتے [illegible]
کرنے سے کیونکہ اللہ تعالے جل جلالہ کی عظمت وکبریائی کے آگے خائف وہراسان [illegible]
حدیث سے ثابت ہی کہ آسمانون مین چار انگل جگہ نہین مگر آنکہ کوئی فرشتہ وہان سجدہ [illegible]
وَيُسَبِّحُوْنَهٗ اور فرشتے اللہ تعالی کی تسبیح کرتے ہین یعنی [illegible]

قوله وله يسجدون - اور اسی کے واسطے سجدہ کرتے ہین - اسمین آدمیون پر تعریض ہی کیونکہ یہ لوگ
[illegible] تسبیح و سجدہ نہین کرتے ہین - حدیث مین ہی کہ آپ نے فرمایا کہ بھلا تم لوگ ویسی صف نہین باندھتے جیسی ملائکہ
[illegible] کے سامنے صف باندھتے ہین کہ پہلے صف پوری کرتے ہین پھر اسکے بعد والے صف پوری کرتے ہین پھر اسکے بعد والے
[illegible] ہین اسیطرح صفین بھرتے ہین اور باہم صف مین ملے ہوے جمے ہوے رہتے ہین الحدیث - قرآن مجید مین یہ پہلا سجدہ ہی
پڑھنے والے اور سننے والے دونون پر بالاجماع واجب ہی و احادیث و آثار اس سجدہ و دیگر سجدات مین بہت ہین - و فی السراج
اس آیت مین اشارہ ہی کہ اعمال کی دو قسمین ہین ایک اعمال قلوب دوم اعمال جوارح پس اعمال قلوب مین سے یہ ہی کہ اللہ تعالے
کو ہر ایسی چیز سے جو اسکے سواے ہی پاک و برتر سمجھے اور قوله ويسبحونه سے اسطرف اشارہ ہی اور اعمال جوارح جو اعضاء سے
ادا ہوتے ہین انسے بقوله وله يسجدون - اشارہ فرمایا پس اعتقاد پاکیزہ رکھے جو اللہ تعالے کے کلام و سنت رسول اللہ صلعم سے
ثابت ہی اور اعمال خیر خواہ قلبی ہون یا جوارح سے ہون ادا کرے اور ملائکہ کے ساتھ موافقت کرے پس ثواب انسے زیادہ پاویگا
انشاء اللہ تعالے اور ملائکہ ایسے بندون کے واسطے مغفرت کی دعا کرتے ہین - ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلعم فرماتے تھے کہ ما من عبد يسجد لله سجدة الحديث یعنی جو کوئی بندہ اللہ تعالے کے واسطے کوئی سجدہ کرتا ہی تو اللہ تعالی
اسکا درجہ بڑھاتا اور اس سے گناہ میٹ دیتا ہی - عبد اللہ بن عمر رضہ سے مروی ہی کہ نماز کے سواے آنحضرت صلعم سجدہ کی
سورہ پڑھتے اور آپ سجدہ کرتے اور ہم لوگ آپ کے ساتھ سجدہ کرتے حتی کہ بعضے ہم مین سے اپنی پیشانی رکھنے کو ٹھکانا نہین
پاتے تھے - ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ آدمی نے جب سجدہ پڑھا اور سجدہ کیا تو شیطان ایک طرف ہو کر روتا ہی کہ ارے
میری موت آوے آدمی کو سجدہ کا حکم کیا گیا اسنے سجدہ کیا تو اسکے لیے جنت ہی اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا مین نے انکار کیا تو میرے
لیے دوزخ ہی - و فی الباب احادیث **ف** - **فی العرائس** قوله تعالے واذكر ربك في نفسك - یاد کر اپنے پروردگار کو
یہان تک کہ اپنے آپ کو حی القیوم کی بقاء سے باقی اور اپنی خودی سے فانی کرے اس حال سے کہ تجھے اپنی عبودیت کا یقین ہو
اور حضرت حق عز وجل کی جناب کبریائی مین سواے اسکی عظمت و جلال کے تجھے اپنا نفس نظر نہ آوے اور غیر حق عز وجل کو نہ دیکھے
اور یہی قوله تضرعا وخيفة - کے معنی ہین کہ عظمت و جلال کے سواے کچھ نظر نہ آوے اور اپنے بندہ ہونے کا یقین ہو - اور نیز قوله
واذكر ربك الخ یعنی پروردگار کے اوصاف سے اپنے نفس مین اسکو یاد کر گویا تو اسرار قدم کو اٹھائے ہوے ہی اور اپنے نفس
و اسکے اوصاف سے فانی ہی - اور نیز یہ معنی ہین کہ یاد الٰہی عز وجل کو اپنے نفس تک پہونچا کیونکہ قلب ہی اسکا تختگاہ ہی جسکو تو یاد
کرتا ہو [illegible] نے اس آیت مین کہا کہ واذكر ربك في نفسك سے اشارہ ہی کہ یاد الٰہی کو اپنے نفس پر بھی ظاہر مت کر کہ وہ
اسکے عوض کا خواستگار ہو اور سب سے زیادہ بہتر ذکر وہ ہی جسپر سواے حق عز وجل کے اور کوئی واقف نہو اور علی ہذا جسقدر راز کا
پوشیدہ و خفی ہو اسیقدر بہتر ہین - قوله تعالے ولا تكن من الغافلين - یعنی ہم سے کسی اور طرف مشغول نہو اور ایسے لوگون مین سے
نہو جو انعام فرمانے والے سے نظر خطا کر کے انعام کی طرف ڈالتے ہین - اشارہ مین حق تعالے نے اپنے رسول علیہ السلام کو
[illegible] سے نفس کی جانب [illegible] یاد دلایا کہ مجھے میرے ساتھ یاد کر نہ اپنے ساتھ - کیونکہ جو حق تعالی کو اپنے آپ سے
[illegible] اور جو اسکو [illegible] یہ ذکر [illegible] کشف جہان تک پہونچایا جاتا ہی - سہل رح نے کہا کہ مین

تم سے سچ بات یقین کے ساتھ کہتا ہون کہ جسکا کوئی سانس بدون یاد الٰہی چلا گیا وہ غافل [illegible]
جو اس بات سے غافل رہا کہ اللہ تعالےٰ کی مراد اس سے کیا ہو- اور بعض نے کہا کہ وہ غافل [illegible]
استاد رح نے کہا کہ تضرع یہ ہو کہ کشف جمال بحالت بسط ہو- اور خفیہ یہ ہو کہ کشف جلال بحالت [illegible]
کا حال ہو اور جو انسے نیچے درجے کے ہین تو انکے احوال از راہ خوف و رغبت وغیرہ کے طرح طرح کے [illegible]
اور یہ ہین وہ اصحاب بقاء و فناء و صحو و محو ہین اور انسے اوپر اصحاب حقائق ہین جو مقام تمکین مین [illegible]
تلون اثر نہیں کرتا اور کسی امتحان مین وہ مشاہدہ سے اور قیام بحق سے متزلزل نہین ہوتے ہین [illegible]
و بزرگ عارفین مین سے ملائکہ مقربین مقام عندیہ مین ہر بُرے وصف و بد خصلت سے پاک اور [illegible]
مین بیان فرمایا- بقولہ ان الذین عند ربک لا یستکبرون الآیہ- یہ لوگ بروقت ظہور انوار عظمت کے عبودیت [illegible]
مقدس قدیم کی تنزیہ و پاکی بیان کرتے اور کشف جمال ازلی مین حیران و مبہوت ہین اور اگر قدرت کا لیق سبحانہ تعالیٰ [illegible]
نہوتا تو اس کشف جمال و جلال مین جل جاتے - ہکذا قال فی ہذا المقام ویقول المترجم برخلاف اور تفسیر کے شیخ نے [illegible]
مقام پر شاید آن الذین سے فرشتہ و دیگر بندگان خاص بھی شامل مراد لیے ہین کیونکہ مقام کشف جمال مین مبہوت و عشق [illegible]
قرار دیا حالانکہ یہ تحقیق ہو کہ ملائکہ اس صفت خاص مین شریک نہین بلکہ محض کشف جلال و اسکے امثال مین شامل ہین-

فلیتامل فی ہذا المقام حتی یظہر لک حقیقۃ الحال واللہ اعلم

سُورۃ الانفال مدنیۃ وھی خمس وسبعون ایۃ

حضرت حسن بصری و عکرمہ و جابر بن زید و عطاء و عبد اللہ بن الزبیر وغیرہم علماء مفسرین نے مطلق تصریح کر دی ہو کہ یہ سورہ مدنیہ
ہو اور یہی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہو اور انھون نے اسمین سے کچھ استثناء نہین کیا- اور ابن عباس نے
کہا کہ یہ سورہ بدر مین نازل ہوئی اور ایک روایت مین کہا کہ یہ سورۂ بدر ہو اور سعد بن ابی وقاص رح کی روایت جسمین درخواست
شمشیر سعید بن العاص ہو اور عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ آتی ہو وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہو جو ابن عباس کا قول ہو لیکن قرطبی نے
نے لکھا کہ ابن عباس سے یہ بھی روایت ہو کہ یہ سورہ مدنیہ ہو سوائے سات آیتون کے یعنی قولہ واذ یمکر بک الذین کفروا الآیات
کے کہ یہ آیات مکیہ ہین اور اسی طرف مفسر رح نے اشارہ کیا بقولہ او الا قولہ واذ یمکر بک الذین الخ- یعنی سوائے ان [illegible]
کے مدنیہ ہو جیسا کہ جمہور سے اور اکثر روایات مین ابن عباس سے ثابت ہو یا یہ سورہ مدنیہ ہو سوائے [illegible]
وجہ استثناء ان آیات کی تفسیر سے انشاء اللہ تعالےٰ واضح ہو گی لیکن اول قول کہ تمام سورہ مدنیہ ہو ارجح [illegible]
کے تمام آیات پچھتر یا چھہتر یا ستتر ہین اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو کہ آنحضرت صلعم نے [illegible]
سورہ شریفہ کو پڑھا ہو کما رواہ الطبرانی بسند جید- اور ایک ہزار پچھتر کلمات [illegible]
وقال الحافظ وہی مدنیۃ آیاتہا اربعون وست آیات وکلماتہا الف [illegible]
اربعۃ وتسعون حرفا واللہ اعلم - قلت ہکذا فی النسخۃ الحاضرۃ [illegible]

…ہی اور اختلاف اسمین بوجہ عدم وقوف اہل شمار کے واقع ہوا اور یہ امور مہمہ مین سے نہین کیونکہ اس قسم کا تغیر کلام مین مطلقا نہین ہوسکتا ہی اور تمام تحقیق اسکی ضمن مقدمہ سے تلاش کرنی چاہیے والحاصل یہ سورہ مدینہ پچھتر یا چھہتر یا ستتر آیات کا ہی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع ہو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ بخشنے والا مہربان ہی

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا

تجھسے پوچھتے ہین حکم غنیمت کا تو کہہ مال غنیمت اللہ کا ہی اور رسول کا سو ڈرو

اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ

اللہ سے اور صلح کرو آپس مین اور حکم مین چلو اللہ کے اور اسکے رسول کے اگر

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

ایمان رکھتے ہو

واضح ہو کہ تفسیر مین کلام تین طرح سے ہی۔ اول تفسیر موافق زبان عربی۔ دوم سبب نزول۔ سوم معانی و بیان مذاہب۔ واضح ہو کہ قولہ یسئلونک۔ مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ انفال کی حقیقت شرعی سے سوال کرتے ہین۔ دوم یہ کہ انفال معہودہ سے کہ کیونکر یہ مال غنیمت تقسیم ہو جیساکہ بیان سبب نزول سے ظاہر ہوگا۔ انفال جمع نفل بالتحریک مراد اس سے مال غنیمت ہی اور اصل مین نفل بمعنی زیادت ہی اور غنیمت کو نفل اسواسطے کہا گیا کہ وہ اللہ تعالے کی طرف سے فضل و عطیہ ہی اور اسواسطے کہ غنیمت اس امت کو دیگر امتون سے بطور فضل و زیادت کے حلال کی گئی کیونکہ اگلی امتون پر حلال نہ تھی اور یہ منجملہ خصائص اس امت مرحومہ کے ہی جیساکہ قولہ تعالے تلک الرسل فضلنا بعضہم الآیہ کی تفسیر مین احادیث صحیحہ سے بیان ہوچکا ہی اور نفل اس مال کو بھی کہتے ہین جو امام المسلمین یا سردار لشکر کسی ایسے غازی کے واسطے شرط کردے جو خطرناک امر جہاد مین اپنے آپ کو ڈالے اور اسلیے اسکو نفل کہتے ہین کہ یہ مال اسکے معمولی حصہ سے زائد ہوتا ہی اور نیز غنیمت کو نفل اسلیے بھی کہتے ہین کہ غازیون کو راہ حق مین جہاد کرنے سے جو ثواب ملتا ہی وہ تو بہت کچھ ہی اور غنیمت بھی انکو بطور فضل و زیادت کے حلال فرمائی اور نفل کا اطلاق دیگر معانی پر بھی آتا ہی ازانجملہ قسم وابتغاء وغیرہ ہی اور نافلہ نماز تطوع کیونکہ وہ فرائض پر زائد ہی اور یہین سے کہا گیا کہ قولہ تعالے ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک۔ یعنی نافلہ بمعنی زائد از فرائض نہوگا نہ ہی اگرچہ آنحضرت صلعم پر تہجد واجب ہو اور ایسے ہی قولہ علیہ السلام زادکم صلوۃ ہی خیر لکم الحدیث۔ دربارہ وتر کے اسی معنی پر ہی پس فقہی اصطلاح نفل متعین نہین یہانتک کہ امام ابوحنیفہ رح نے کہا کہ وتر بدلائل شرعی واجب ہی۔ وصوم نفل یعنی زائد از رمضان وواجبات۔ اور نیز نافلہ بمعنی پوتا کیونکہ فرزند سے زائد ہی خواہ پوتا ہو یا پوتی ہو ومنہ قولہ تعالے ویعقوب نافلہ۔ یعنی اسحاق علیہ السلام سے زائد اسکے پوتے کو ہم نے عطا کیا۔ بالجملہ مراد یہان نفل سے غنیمت ہی والانفال ای الغنائم۔ اور ابن عباس رض نے کہا کہ الانفال

ای المغانم جمع مغنم کی اور یہی غنیمت سے مراد ہی یعنے جو مال کہ جہاد کے بیچ مین حاصل ہوا ہو [illegible]
آیت کریمہ کے سبب نزول مین اختلاف ہی اور مفسر رح نے اختیار کیا کہ جنگ بدر مین [illegible]
پہلا جہاد آنحضرت صلعم کا جسمین آپ شریک تھے وہ غزوہ بدر واقع ہوا اور اللہ تعالی نے اسمین
کھلی ہوئی فتح دی اور عجیب و غریب معجزات آنحضرت صلعم کے ہاتھون پر ظاہر فرمائے اور [illegible]
یَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ یعنی تجھسے سوال کرتے ہین تیرے یار لوگ کہ یہ انفال [illegible]
قول ہی کہ آیت درباره مغانم بدر کے نازل ہوئی - عن سعید بن جبیر رح مین نے ابن عباس [illegible] انفال
کہ بدر مین نازل ہوئی - کما رواہ البخاری - حافظ ابن کثیر رح نے لکھا کہ علی بن ابی طلحہ [illegible]
یعنی غنائم ہین اور وہ خالص آنحضرت صلعم کے واسطے تھے اسمین سے کسی کا کچھ نہ تھا - مترجم کہتا [illegible]
غنائم بدر کو اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم کے واسطے کر دیا پھر آپ نے اسکو جسطرح چاہا [illegible]
فافہم - نیز ابن عباس رض سے ایک شخص نے انفال کا مسئلہ پوچھا تو جواب دیا کہ گھوڑا بھی نفل سے ہی اور اسکا [illegible]
سامان بھی نفل سے ہی پھر اسنے اپنا سوال دوہرایا اور پھر ابن عباس رض نے وہی جواب دیا تب وہ بولا کہ مین اس [illegible]
کو پوچھتا ہون جسکو اللہ تعالے نے اپنی کتاب مجید مین ذکر فرمایا ہی - راوی کہتا ہی کہ برابر وہ شخص پوچھتا گیا یہانتک کہ [illegible]
کہ ابن عباس رض کو حرج مین ڈالے تو ابن عباس رض نے کہا کہ اس پوچھنے والے کی مثل صبیغ کی سی ہی جسکو عمر [illegible]
رضی اللہ عنہ نے مارا تھا - رواہ ابن جریر اور عبد الرزاق نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رض کا یہ حال [illegible]
کہ جب اُنسے بات پوچھی جاتی تو فرماتے کہ مین تجھے حکم نہین دیتا اور نہ منع کرتا ہون - پھر ابن عباس رض نے کہا کہ [illegible]
کی کہ آنحضرت صلعم کو اللہ تعالے نے اسی واسطے بھیجا تھا کہ زجر کرین اور حکم دین اور حلال کو حلال بناوین اور حرام کو حرام [illegible]
پھر راوی نے اسی شخص کا قصہ بیان کیا جسنے انفال سے پوچھنا شروع کیا تھا اور ابن عباس رض نے آخر کار کہا کہ اسکی مثال [illegible]
ہی جیسے صبیغ تھا کہ عمر رض نے اسکو مارا یہانتک کہ خون اسکی ایڑیون پر جا کر بہا تو سوال کرنے والے نے کہا کہ آپ [illegible]
کہ آپ نے جو عمر رض کے حق مین تعریض کی تھی سو اللہ تعالے نے آپ سے اسکا بدلا لے لیا - قال الحافظ اسنادہ صحیح - [illegible]
نے لکھا کہ نفل کی تفسیر یہ کی گئی کہ نفل وہ مال جو امام المسلمین کسی غازی کو ایسے کافر مقتول کا گھوڑا و ہتھیار وغیرہ دے جسکو
غازی نے قتل کیا ہی اور بہتیرے فقہاء کی سمجھ مین نفل سے یہی معنی متبادر ہوتے ہین - مجاہد رح سے روایت ہی کہ سوال کرنے [illegible]
نے آنحضرت صلعم سے پانچوین حصہ کا حال پوچھا تھا جو چار پانچوین حصے تقسیم کرنے کے بعد رہتا ہی تب آیۃ [illegible]
قال المترجم واضح ہو کہ اب جہاد مین یہ حکم ہی کہ جو کچھ لوٹ کا مال جمع ہو اسکے پانچ حصے [illegible]
تو رسول اللہ صلعم کے واسطے ہی اور اسمین اختلاف ہی کہ وہ بیت المال مین رہیگا آنحضرت صلعم [illegible]
اگرچہ اس زمانہ مین بعد وفات آنحضرت صلعم کے آنحضرت صلعم کے واسطے [illegible]
غازیون پر موافق حکم شرع کے تقسیم ہوتے ہین - پس مجاہد رح کے قول کا [illegible] ہی کہ [illegible]
مین سوال کیا گیا تھا - اور عطاء بن ابی رباح سے [illegible]

[illegible] ایسے مال [illegible] جو بدون لڑائی کے مشرکون کے لشکر سے بھاگ کر مومنون کے قبضہ مین چلا آیا ہی پس [illegible] واسطے ہی جو چاہین کرین - قال الحافظ - عطاء رح کا یہ کلام مقتضی ہی کہ انھون نے [illegible] البتہ وہ مال ہی جو بدون لڑائی کے قبضہ مین آیا اور وہ مخصوص بآنحضرت صلعم ہی - اسکو جو چاہین [illegible] - ابن مسعود [illegible] عنہ وشعبی رح نے فرمایا کہ بروز زحف کچھ نفل نہین اور نفل جبھی ہی کہ دونون طرف کے لشکر نہ بھڑی ہون - اور ایک گروہ علماء نے کہا کہ انفال سے انفال سرایا مراد ہی - علی بن صالح بن حیی سے روایت ہی کہ آیت مین کہا کہ مراد انفال السرایا ہی اور اسکے معنی یہ ہین کہ امام المسلمین جو کچھ بعض سرایا کو باقی لشکر کے ساتھ انکے حصہ بانٹ سے زیادہ دیوے [illegible] نے اسکو صحیح بیان کر دیا ہی - اور شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ مراد نفل سے یہان وہ زیادتی ہی جو حصہ بانٹ سے زائد ہو [illegible] کا شاہد ہی جو سبب نزول اس آیت مین حضرت سعد بن ابی وقاص رض سے مروی ہی کہ جب بدر کی لڑائی ہوئی اور میرا بھائی عمیر شہید ہوا تو مین نے اسکے عوض مین سعید بن العاص کافر کو قتل کر ڈالا اور اسکی تلوار لے آیا اور اسکا نام ذو الکنیفہ تھا پس جب مین حضرت صلعم کے حضور مین لایا تو آپ نے فرمایا کہ اسکو جا کر قبض مین پھیر دے پس مین واپس ہوا حالانکہ میرے دل مین بھائی کے قتل اور اسباب چھن جانے سے جو کچھ تھا اسکو اللہ تعالے ہی جانتا ہی پس مین تھوڑی دور چلا تھا کہ سورۃ انفال نازل ہوئی پس آنحضرت صلعم نے مجھے بلا کر فرمایا کہ اب جا کر وہ سامان لے لے (یعنی تلوار مذکور جو مانگی تھی) - رواہ احمد وقد رواہ من وجہ آخر عنہ [illegible] وقد رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی وقال الترمذی حسن صحیح اور ابو داؤد طیالسی نے مصعب بن سعد کے طریق سے [illegible] روایت کی کہ میرے حق مین چار آیتین اُترین ایک تو مین نے بدر کے روز ایک تلوار مال غنیمت سے لا کر حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یہ تلوار آپ مجھے نفل دیدیجیے پس آپ نے دو مرتبہ فرمایا کہ جہان سے تو لایا ہی وہین اسکو رکھ دے پھر مین نے سوال کو دوبارہ [illegible] تو فرمایا کہ وہین رکھدے جہان سے تو لایا ہی پھر یہ آیت اُتری قولہ یسئلونک عن الانفال الایہ - اور پوری حدیث [illegible] ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا الایہ کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالے آویگی باقی تین آیتین اس حدیث مین ایک یہی [illegible] ووصینا الانسان [illegible] ہی اور دوم قولہ انما الخمر والمیسر الآیہ ہی - اور سوم آیۃ الوصیۃ ہی - اس حدیث کو مسلم رح نے بھی صحیح مین [illegible] کیا ہی - محمد بن اسحاق نے ابا اسید مالک بن ربیعہ سے روایت کی کہ مین نے ابن عائذ کی تلوار جسکا نام مرزبان کہلاتا تھا [illegible] پھر جب آنحضرت صلعم نے لوگون کو حکم دیا کہ جو کچھ انکے ہاتھون مین نفل ہی وہ سب غنیمت مین واپس کرین تو مین بھی [illegible] لایا اور حضرت صلعم کی شان سے تھا کہ جو کوئی آپ سے سوال کرتا اس سے نہین نکرتے پس ارقم بن ابی الارقم [illegible] حضرت صلعم سے مانگا تو آپ نے اسکو وہ تلوار دیدی وقد رواہ ابن جریر من وجہ آخر - مترجم کہتا ہی [illegible] کا حاصل یہ ہی کہ بدر مین جو غنیمت جسکے ہاتھ آئی اسکے سوال کرنے کے بارہ مین آیت اُتری ہی ولیکن مفسر رحمہ اللہ ودیگر [illegible] نے تمام نزول اس بارہ مین نہین قرار دیا اسواسطے کہ تمام کلام اس سبب مذکور سے خوب مرتبط نہین ہی ہان دوسرا [illegible] البتہ مناسب ہی عبادہ بن الصامت رض سے مروی ہی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ نکلے اور بدر مین حاضر [illegible] اسلام اور لشکر مشرکین مین مقابلہ ہوا پس اللہ تعالے نے مشرکون کو شکست فاش دی پس ایک گروہ اہل اسلام [illegible] انکو قتل کرتا اور قید کرتا تھا اور دوسرا گروہ لشکر کا مال غنیمت جمع کرتا تھا اور تیسرا گروہ آنحضرت صلعم کے گرد

Marfat.com

حلقہ کیے ہوے تھا اس خوف سے کہ دھوکے سے دشمن آپ پر حملہ [illegible]
دگر ان نے غنیمت جمع کی تھی انھون نے کہا کہ ہم نے اس مال کو جمع کیا ہو [illegible]
کرنے والون نے کہا کہ تم ہمسے زیادہ حقدار نہین ہو ہم نے دشمن کو شکست دی [illegible]
نے کہا کہ ہم نے دشمن کی طرف سے فریب کا خوف کر کے آنحضرت صلعم کو بیچ مین لے لیا [illegible]
قولہ یسئلونک عن الانفال الآیہ - پس آنحضرت صلعم نے غنیمت تمام مسلمانون مین تقسیم کر دی [illegible]
وابن ماجہ وابن حبان والحاکم اور مانند اسکے ابن عباس رض سے بھی کئی طرق سے مروی ہو - [illegible]
مین وہ غنیمت کے مال ہین جو لڑائی مین کفار سے حاصل ہون اور وہ اموال جنکو مسلمان لوگ [illegible]
قولہ تعالے یسئلونک عن الانفال الآیہ - پہلے انفال سب رسول اللہ صلعم کے واسطے تھے پس آنحضرت [illegible]
روز اپنی رائے سے بدون پانچوان حصہ نکالے مسلمانون مین بانٹ دیا پھر اسکے بعد خمس کی آیت یعنی پانچوان حصہ [illegible]
باقی اہل جہاد پر تقسیم کرنے کی آیت نازل ہوئی پس پہلی آیت منسوخ ہو گئی - ابن کثیر رح نے کہا کہ ایسا ہی علی بن ابی طلحہ [illegible]
ابن عباس رض سے روایت کیا اور یہی قول مجاہد و عکرمہ و سدی رح کا ہو اور ابن زید نے فرمایا کہ منسوخ [illegible]
تفصیل اسکی فقہ مین ہو اور ابن کثیر رح نے لکھا کہ غنائم بدر مین سے پانچوان حصہ نہ نکالا جانا منظور [illegible]
جسمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دو اونٹنیان نوجوان ملی تھین - مترجم کہتا ہو کہ اس حدیث کی طرف [illegible]
نے شراب کے حق مین دوسری آیت نازل ہونے کے بارہ مین حضرت سید الشہدا حمزہ رض کے ان دونون اونٹنیون [illegible]
ایک کا کوہان کاٹ لینے مین ایک قصہ کے ساتھ روایت کی ہو واللہ اعلم - قال الخطیب [illegible] اختلاف ہو کہ یہ آیت
منسوخ ہو یا نہین - مجاہد و عکرمہ نے فرمایا کہ قولہ تعالے واعلموا انما غنمتم من شی فان للہ خمسہ وللرسول - [illegible]
منسوخ ہو یعنے آیت انفال سے تو جملہ غنائم فقط آنحضرت صلعم کے واسطے تھے پھر آیۃ الخمس سے اللہ تعالے نے [illegible]
پانچوان حصہ مخصوص فرمایا - اور بعض نے کہا کہ آیہ الانفال جیسے منسوخ ہو ویسے ایک راہ سے ناسخ بھی ہو [illegible]
غنیمت کے حرام تھے پس آیۃ الانفال سے اللہ تعالے نے اس امت مرحومہ کے واسطے حلال فرمائی [illegible]
منسوخ کیا - عبداللہ بن زید بن اسلم نے فرمایا کہ یہ آیت منسوخ نہین ہو بلکہ اب بھی ثابت ہو [illegible]
اللہ تعالے واسکے رسول کے ہین یعنی رسول اللہ صلعم کو جہان جسطرح اللہ تعالے تقسیم کا حکم فرماوے [illegible]
تقسیم کو قولہ واعلموا انما غنمتم من شئ الآیہ سے مصرح فرمایا - اگر کہا جاوے کہ [illegible]
ہونے کے کیا معنی ہین جبکہ اورون پر تقسیم ہونگی تو جواب یہ کہ اسکے یہ معنی ہین کہ تقسیم [illegible]
جسطرح حکم فرماوے اور رسول اللہ صلعم اسکی تعمیل فرماوین - مترجم کہتا ہو [illegible]
تک طریقہ تقسیم کی آیت یعنی آیۃ الخمس نازل نہین ہوئی تھی لیس یہ کہنا [illegible]
جیسا کہ اہل اصول مین سے بعض کے نزدیک [illegible] اللہم الا ان [illegible]
کما سبقہ [illegible] الاشارۃ الی ہذا فتذکر وعلی ذلک الوجہ فالمصیر الے [illegible]

Marfat.com

[illegible] مین کسی کو انمین دعوی نہین ہان بر حمت خاصہ ہی کہ اللہ عزوجل نے تم لوگون
[illegible] ارشاد فرمایا ہو [illegible] اللہ سبحانہ تعالے بانٹ کردیدین وہ پاک حلال ہی۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
[illegible] یعنی اسکی طاعت کرو اور کسی حکم مین مخالفت نہ کرو اور غنائم کے بارہ مین آپس مین
[illegible] وَاَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ذات کا لفظ موافق قول زجاج رح کے کسی شئی کی حقیقت و نفس کے معنی
[illegible] استعمال ہی اور بین کا لفظ ایک وظرفیہ ہی اور جب اسمیہ ہو تو اسکے معنی وصل کے اور جدائی کے
[illegible] یہ لغت منجملہ اضداد کے ہی مانند قرء کے کہ حیض و طہر دونون پر آتا ہی اور قولہ تعالے لقد تقطع بینکم۔ مین
[illegible] معنی لیے گئے یعنی البتہ کٹ گیا تمہارا وصل و میل۔ اور یہی یہان مراد ہی یعنے ذات بینکم اسے حقیقۃ وصلکم۔ یعنی
[illegible] کی حقیقت و نفس کو۔ یا کہا جاوے حقیقۃ بینکم۔ جو تمہارے درمیان اتصال ہی اسکی حقیقت کی اصلاح کرو باین طور
[illegible] دوستی رکھو اور جھگڑا چھوڑ دو جسمین اللہ تعالے و اسکے رسول کی رضامندی ہی۔ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
[illegible] تم لوگ کہا مانو اللہ تعالے و اسکے رسول کا۔ یعنی اللہ تعالے و رسول اللہ صلعم جو تمکو حکم دین اسکو مانو و اطاعت کرو۔ اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ یعنی اگر ایسے ہو تو اللہ تعالے و اسکے رسول صلعم کی اطاعت کرو۔ اگر کہا جاوے
[illegible] ایسے تھے جو حرف اِن سے فرمایا حالانکہ حرف ان واسطے شک کے ہی تو جواب یہ کہ اللہ تعالے کی طرف سے کسی امر مین
شک نہین ہو سکتا پس حرف اِن۔ یہان شک کے لیے نہین بلکہ انکو خوشی دلانے و ابھارنے و جوش مین لانے کے لیے ہی گویا
یون کہا کہ تم لوگ تو مومن ہو پس ضرور تم اللہ تعالے و رسول صلعم کی پیروی کرو گے۔ اگر کہا جاوے کہ اگر خطا سے کسی بندہ نے
اللہ تعالے و اسکے رسول کی اطاعت نہ کی تو کیا وہ مومن نہ رہا حالانکہ اہل سنت تو فاسق مسلمان کو کافر نہین کہتے اور نہ دونون مین
کوئی اور واسطہ [illegible] کا نکالتے ہین تو جواب یہ کہ مومن کا لفظ یہان اطلاق کے ساتھ ہی پس فرد کامل مراد ہو یعنی کامل مومن
ہو تو ضرور اطاعت کروگے اور یہ معلوم ہی کہ فسق کرنے والا کامل ایمان والا نہین ہوتا۔ بعض نے کہا کہ قولہ ان کنتم مومنین۔ ای
ان کنتم دائمین علی الایمان و مستمرین علیہ۔ یعنی اگر تم برابر ایمان پر ثابت رہنے والے ہو تو ضرور اطاعت کروگے جیسے قولہ اہدنا
الصراط المستقیم۔ مین ہی کیونکہ یہ دعا کرنے والا تو صراط مستقیم پر ہی پس مراد یہی کہ دائم ثابت رکھ ہمکو راہ مستقیم پر۔ عطاء رح نے
فرمایا کہ اللہ تعالے و رسول کی اتباع و اطاعت یہی ہی کہ قرآن مجید و سنت الرسول صلعم کی پیروی کرے۔ رواہ ابن ابی حاتم ف
اصلاح ذات البین شرع مین بہت بڑا کام ہی جابجا اللہ عزوجل نے حکم دیا اور احادیث مین بہت کچھ ارشاد ہی حتی کہ دو مومنون
مین صلح کرا دینے کی فضیلت معروف ہی اور حدیث مین ہی کہ تنافس مت کرو اور آپس مین بغض مت رکھو اور ایک دوسرے پر حسد مت
کرو [illegible] اللہ تعالے کے بندے بھائی بھائی بنے رہو۔ اور حدیث سے ثابت ہی کہ جسنے موقع مناسب باتون سے دو مومنون مین
[illegible] حضرت انس رض سے روایت ہی کہ اس وقت مین آنحضرت صلعم بیٹھے تھے کہ ناگاہ مسکرائے یہانتک
[illegible] دندان مبارک کھل گئے تو عمر رض نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون یا رسول اللہ کونسی بات ہی
[illegible] فرمایا کہ میری امت مین [illegible] دو آدمی حضرت رب العزۃ تبارک و تعالے کی حضور مین ادب سے حاضر ہو کر بیٹھے اور
[illegible] اے میرے پروردگار میرے اس بھائی سے اسکا عوض لے جو اسنے مجھپر ظلم کیا ہی تو اللہ تعالے نے فرمایا کہ تو

Marfat.com

اپنے بھائی کو اسکا مظلمہ دے۔ اسنے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری نیکیون سے [illegible]
عرض کیا کہ اے پروردگار پھر یہ میرے گناہون مین سے اپنے اوپر لادے۔ حضرت [illegible]
مبارک آنکھون سے آنسو جاری ہوے پھر فرمایا کہ وہ یہ بڑا بھاری دن ہوگا [illegible]
گناہ اُٹھالے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالے نے مدعی سے ارشاد کیا کہ تو اپنی آنکھ اٹھا کر [illegible]
پروردگار مین تو چاندی کے شہر و سونے کے مکانات موتیون و جواہرات سے جڑاؤ دیکھتا [illegible]
کے لیے ہین۔ یہ کس شہید کی قسمت کے ہین۔ ارشاد ہوا کہ جو کوئی اسکے دام دے اُسی کے [illegible]
اسکے دام بھلا کون دے سکتا ہے۔ فرمایا کہ تو بھی دے سکتا ہے وہ بولا کہ میرے پاک پروردگار [illegible]
فرمایا کہ ہان تو اپنے بھائی کو اسکا مظلمہ معاف کردے وہ بولا کہ اے رب کریم مین نے چھوڑا معاف کیا۔ [illegible]
کہ اچھا اُٹھ اور اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑکر جنت مین دونون داخل ہو۔ پھر حضرت صلعم نے پڑھا فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم [illegible]
سے تقوی کرو اور اپنے ذات البین کی اصلاح کرو دیکھو اللہ تعالے قیامت کے روز مومنون مین اصلاح فرماتا ہے۔ رواہ ابو یعلی
بن المثنی الموصلی رح۔ ف فی العرائس قولہ تعالے یسئلونک عن الانفال۔ مجاہدہ و ریاضت کرنے مین [illegible]
نفس کے ساتھ قتال و جہاد پیش آتا ہے پھر فتح و غنیمت ملتی ہے پس مریدون کو جو غنیمت ملتی ہے وہ یہ ہے کہ جو عمل [illegible]
وہ صفائی نیت و صفائی دل سے حاصل ہوجاتا ہے اور محبین کی غنیمت یہ کہ حالات مین ذوق ہوتا ہے اور عارفین کی غنیمت [illegible]
مشاہدات سے آنکھین ٹھنڈھی ہوتی ہین۔ اب پوچھ کہ انکا سوال کرنا کیا معنی ہین۔ سو کہ آفتاب نبوت سے جو نور شریعت ظاہر ہوا
اسکو حاصل کرنا مانگتے تھے اور چاہتے تھے کہ راہ معرفت مین کس ادب کے ساتھ جاوین۔ یہ کرامت ہے کچھ اپنے حاصل کیے نہین [illegible]
ہوسکتا لہذا فرمایا۔ قل الانفال للہ والرسول یعنی یہ ہدایت اللہ تعالے ہی کے قبضۂ قدرت مین ہے جسکو چاہے عطا کرے اور [illegible]
کے ساتھ خصوصیت اس راہ سے کہ امت کی تربیت کرنے مین آپ ہی سرفراز ہین اوتعالے نے تمام مخلوق سے [illegible]
پاک اپنے نفس کی خواہش سے پاک اسکی رسالت ادا کرتا ہے۔ پھر راہ حق مین بندون کو اپنی عظمت و جلال سے ڈرایا اور [illegible]
بندون کو مواسات کا حکم فرمایا بقولہ فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم۔ راہ حق مین کسی طرف التفات نکرو سواے حق عزوجل کے۔
اسکی راہ مین اسی کے واسطے اپنے بھائیون کے دلون کی مواسات اسطرح کرو کہ انکی تربیت مین اپنی جان سے [illegible]
اللہ۔ یعنی حقیقت مین اللہ تعالے کی اطاعت کرو اور شریعت مین رسول اللہ صلعم کی پیروی ہے۔ ان کنتم مومنین یعنی [illegible]
کے دعوی مین سچے ہو تو ایسا ہی کرو۔ سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ ہر ایسے قول و فعل کو چھوڑ دینا جیسے [illegible]
تقوی ہے۔ استاد رح نے کہا کہ تقوی یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہش و مراد چھوڑے اور حق تعالے کی [illegible]
کہ تقوی کے مراتب مختلف ہین جو بعض حواشی ہدایہ مین مفصل مذکور ہین اور سابق مین مترجم بھی ذکر کر [illegible]
سے نقل ہوا اچھا در بیانی قول ہے کہ عموماً اسقدر تقوی کافی ہے ولیکن واضح ہے کہ [illegible]
جیسے عذاب کی وعید آئی ہے ولیکن یہان اولی یہ ہے کہ اس سے اعم معنی لیے جاوین حتی کہ جو کوئی [illegible]
نماز نہ پڑھتا ہو وہ بھی مخالف تقوی ہے فافہم۔ پھر اللہ تعالے نے اپنے مومن بندون کی [illegible]

Marfat.com

[illegible] دیکھے یا خود وہ اپنے نفس کے غرور سے بچا ہوا ان نشانیوں کو اپنے آپ میں دیکھے تو اسکے
[illegible] غضب وارد ہونے کی تاثیر ہے جو انکے دلوں پر پہونچتی اور انکا اثر انکے چہروں سے ٹپکتا ہے
[illegible] آنکہ اگر تم سچے مومن ہو تو مطیع رہو اور سچے مومن کی علامت فرمائی بقولہ

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ

[illegible] جب نام آوے اللہ کا ڈر جاویں دل انکے اور جب پڑھے جاویں

عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ الَّذِينَ يُقِيمُونَ

[illegible] اسکے کلام زیادہ ہووے انکو ایمان اور اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں جو کھڑی رکھتے ہیں

الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَهُمْ

[illegible] کچھ خرچ کرتے ہیں وہی ہیں سچے ایمان والے انکو

دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

[illegible] اپنے رب پاس اور معافی اور روزی آبرو کی

[illegible] دوسرے مقام پر منافقوں کی مذمت و مومنوں کی مدح میں فرمایا۔ واذا ما انزلت سورۃ فمنهم من یقول ایکم زادته هذه
[illegible] الذین آمنوا فزادتهم ایمانا وهم یستبشرون۔ یعنی جب کوئی سورہ نازل ہوتی ہے تو بعضے منافق کہتے ہیں کہ اسنے تم میں سے
[illegible] ایمان بڑھایا۔ رہے وہ لوگ جو سچے مومن ہیں تو انکو سورہ ایمان بڑھاتی ہے اور وہ خوشی میں دل سے کھل جاتے ہیں۔ علی
[illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس مقام کی تفسیر آیت میں روایت کیا کہ منافقوں کے دلوں میں فرائض ادا کرنے کے وقت
[illegible] کی یاد سے کچھ نہیں سماتا اور وے لوگ کسی آیت پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ انکو توکل ہے اور نہ پیٹھ پیچھے نماز پڑھتے ہیں
[illegible] ہیں پس اللہ تعالے نے انکے حال سے تو آگاہ کر دیا کہ وے مومن نہیں ہیں پھر مومنوں کا وصف بیان فرمایا بقولہ
إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ کلمہ انما حصر کے واسطے آتا ہے پس لازم آیا کہ آیت میں جو صفت مذکور ہے وہ جنمیں ہو وہی مومن ہوں اور جنمیں
[illegible] مومن نہوں حالانکہ فاسق گنہگار بھی مومن ہوتا ہے اور تاویل یہ ہے کہ المومنون سے مومنین کامل مراد ہیں اور مفسر رح نے کہا کہ
[illegible] جنکا ایمان پورا ہے جسمیں کمی نہیں ہے اور یہ قول بنا بر نکہ ایمان [illegible] ہوتی ہے وسیاق الکلام فیہ
[illegible] یعنی پورے مومن وہ لوگ ہیں۔ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ کہ جنکی یہ صفت ہے
[illegible] ذکر کیا جاوے تو انکے دل وجل میں ہو جاتے ہیں۔ مفسر رح نے کہا کہ ذکر اللہ ای وعیدہ۔ یعنی اللہ تعالے
[illegible] مراد ہے کہ اللہ کی وعید ذکر کیجاتی ہے یعنے جب یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالے نے ایسے کام پر جو بدکام ہے یوں
[illegible] جاتے ہیں۔ اور وجل بمعنی خوف ہے سو قال مجاہد رح وجلت ای فرقت بروزن سمعت یعنی جو
[illegible] قال السدی وغیر واحد رحمہم اللہ۔ وہذا کقولہ تعالے واما من خاف مقام ربہ ونهی النفس
عن الهوی۔ یعنی جو بندہ اپنے پروردگار کے مقام سے ڈرا اور نفس کو اسکی خواہش میں مقام وحد سے بڑھنے
[illegible] بلکہ وہ جنت لقولہ تعالے ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔ یعنی جسنے مقام رب تعالی سے خوف

کیا اسکے لیے دو جنت ہین۔ وعن السدی رح فی الآیۃ کہا کہ یہ ایسے بندہ کا بیان ہو کہ کوئی ظلم یا گناہ [illegible]
ایک ایسے مرد آدمی تو اللہ تعالےٰ سے ڈر پس اسکا دل لرز گیا۔ قال الخطیب ع۔ حال آنکہ مومن [illegible]
سے خوفناک ہو کمافی قولہ والذین ہم من عذاب ربہم مشفقون۔ اور فی قولہ۔ الذین ہم فی صلاتہم خاشعون [illegible]
تو ذکر الٰہی سے ڈر جانا بیان کیا اور دوسری آیت مین مطمئن ہونا آیا ہی اور ایک آیت مین ہو الا بذکر اللہ [illegible]
دونون مین جمع کیونکر ہی تو جواب یہ کہ دونون مین کچھ منافات نہین اسلیئے کہ وجل تو خوف عذاب سے ہی اور اطمینان [illegible]
کے ہوتا ہی اور یہی خوف و امید کا مقام ہی جو مومن کی شان ہی چنانچہ دونون ایک آیت مین جمع ہو [illegible]
منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ۔ مترجم کہتا ہی کہ دوسرا جواب یون ہو سکتا ہی کہ [illegible]
مذکور کے وجل تو ذکر وعید الٰہی سے ہی۔ اور اطمینان یاد الٰہی سے ہی پس موجب جدا جدا ہوا۔ تحقیق یہ ہی کہ خوف دو [illegible]
ایک گنہگارون کو عذاب کا خوف اور دوسرا پرہیزگارون کو عظمت وجلال الٰہی کا خوف پس یہ ہیبت ہی۔ اسی سے کہا گیا [illegible]
وجل ایک ہیبت ہی جسمین محبت ملی ہوتی ہی جیسا کہ آنحضرت صلعم کے شمائل مین آیا کہ جو آپ کو دور سے دیکھتا وہ ہیبت کھاتا اور [illegible]
پاس بیٹھتا تو اٹھنے کو اسکا جی نچاہتا۔ پس مومن کے پاس جب اللہ عز وجل کا ذکر ہوا تو اسکا قلب وجل ہو جاتا ہی اور یہ ہر ایک [illegible]
کے مرتبہ کے موافق متفاوت ہی۔ حاصل اس تحقیق کا یہ ہی کہ جو لوگ مومن کامل ہین انکے دل ذکر الٰہی سے وجل ہو جاتے ہین عذاب [illegible]
الٰہی ذکر ہونے کی حاجت نہین ہی۔ ہان گنہگار البتہ عقاب الٰہی بیان ہونے سے ڈرتے ہین اور انکے حق مین وجل ہیبت [illegible]
نہین بلکہ خوف ہی۔ پس کاملون کی ایک پہچان تو وجل قلوب بذکر اللہ عز وجل ہی اور دوم۔ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ
آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا اور جب تلاوت کیجاوین انپر آیات الٰہی تو بڑھاتی ہین یہ آیتین انکو ایمان یعنی [illegible]
ان آیتون کے سننے سے انکا ایمان بڑھتا ہی۔ مفسر رح نے کہا کہ ایمان یعنی تصدیق بڑھتی ہی۔ اس قول سے اشارہ کیا کہ [illegible]
تصدیق ایسی چیز ہی کہ اسمین کمی بیشی ہوتی ہی اور یہی امام شافعی و ائمہ محدثین کا قول ہی اور ابن کثیر رح نے لکھا کہ ایمان کا
گھٹ بڑھ جانا جمہور امت کا قول ہی بلکہ مانند امام شافعی و امام احمد کے بہتیرون نے نقل کیا کہ اس قول پر اجماع امت [illegible]
بڑا استدلال انکا اسی آیت سے ہی کیونکہ اسمین ایمان بڑھتا منصوص ہی اور جب بڑھنا ثابت ہوا تو گھٹنا بھی [illegible]
اور کمالین مین کہا کہ جو لوگ ایمان کے حق مین گھٹنے بڑھنے کے قایل نہین ہین یعنی جیسے امام ابوحنیفہ [illegible]
کہ آیت مین ایمان بڑھ جانے کے یہ معنی ہین کہ جس باتون پر ایمان پہلے تھا اب ان باتون مین کچھ [illegible]
یعنی یہ نہین کہ ایمان کی حقیقت بڑھ گئی اسلیے کہ وہ تو تصدیق کا نام ہی یعنے دل مین یقین رکھنا [illegible]
یقین ہی تو مومن ہی اور اگر یقین مین کمی ہی تو وہ مذبذب اور ڈھلمل یقین ہوا پس منافق ہوا [illegible] مومن [illegible]
متصور نہین ہی۔ کرخی رح نے کہا ہی کہ حقیقت ایمان کے یعنی یقین تو اکثر کے نزدیک بڑھ سکتی [illegible]
وغیرہ سے جو گھٹنا بڑھنا منقول ہی تو اسکی تاویل یہ ہی کہ تصدیق قابل قوت وضعف ہی پس اسی کو [illegible]
بالیقین معلوم ہی کہ جو یقین کہ انبیاء علیہم السلام و ارباب کشف و شہود کو حاصل ہی اسمین اور [illegible]
مین ضرور فرق ہی اور انبیاء و اولیاء کا یقین قوی ہوتا ہی اسیواسطے کاملون کو فرمایا [illegible]

Marfat.com

[illegible] نہ کسی اور پر- توکل یہ کہ اپنے سب کام اللہ تعالےٰ کے سپرد کرے بسبب [illegible] کے کہ جو [illegible] وہی ہوتا ہو اور بندہ پر یہ البتہ لازم ہو کہ جہان تک عقل رسا اس و شرع کی اجازت ہو اسکو بجا لاوے لیکن [illegible] جو اللہ تعالےٰ چاہے لہذا انکا قلب مطمئن ہوتا ہو اسمین اگر مگر کی گنجایش نہین ہوتی اور یہ نہین سوچے کہ اگر ایسا کرتے تو یون ہوتا اور مگر ایسے کیا تو یہ ہوا- بلکہ سب وہی ہوگا جو اللہ تعالےٰ چاہے لہذا فرمایا قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ہو مولٰنا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون- یہ تو انبیاء و اولیاء کی تصدیق ہو اور عوام خواہ مخواہ بسبب [illegible] تصدیق کے گھبرا جاتے ہین- مترجم کہتا ہو کہ بعد تحقیق کے ظاہر ہوا کہ دونون فریق مین کچھ اختلاف نہین بلکہ لفظی [illegible] ہو اور خطیب رح نے سراج مین لکھا کہ جنکے نزدیک ایمان تصدیق قلبی ہو وہ گھٹنے بڑھنے کے قائل نہین- اور جنکے نزدیک اعتقاد و اقرار و عمل کے مجموعہ کا نام ہو وہ کمی بیشی کے قائل ہین- قلت وفیہ نظر- و عمر بن حبیب رح نے کہا کہ ایمان کی زیادتی یہی کہ اللہ تعالےٰ کو یاد رکھین و اسکی حمد کرین اور نقصان یہی کہ سہو و غفلت مین پڑین- ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخین ہین انمین سے سب سے اونچی شاخ تو گواہی اس بات کی کہ لا الٰہ الا اللہ اور سب سے نیچی یہ کہ راہ مین سے موذی چیز ہٹا دینا- اور حیاء ایمان کی ایک شاخ ہو- رواہ البخاری ومسلم- مترجم کہتا ہو کہ قبیل اصول مین اس حدیث کو ایمان کی تعریف مجازی مین داخل کر کے اشارہ کیا کہ یہ نفس حقیقت ایمان نہین پس اس سے زیادت و نقصان نفس حقیقت پر دلیل لانا سہو ہوگا اور تحقیق بات تو معلوم ہوچکی پھر زیادہ کلام بیکار ہو- پھر واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ ہی پر توکل کرنا ہی اصل ہو اور تقویٰ مین بڑا درجہ ہو- پس آیت مین کامل مومنون کے تین صفات بہت عمدہ ترتیب سے بیان فرمائے مرتبہ اول تو یہ ہو کہ یاد الٰہی کے وقت وجل ہو اور دوم یہ کہ مقامات تکالیف شکر و خوشی سے یقین کو رونق ہو اور آخری مرتبہ یہ کہ سب سے منقطع ہو کر فقط اللہ تعالےٰ پر اعتماد کرے اور سورہ قل ہو اللہ احد پیش نظر رکھے- پھر یہ تینون مراتب تو ایسے احوال تھے جو قلب و باطن مین معتبر ہین اور یہی اصل ہین پھر انسے ظاہر کی طرف منتقل کر کے فرمایا- اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ اقامت کے معنی قائم کرنا اور یہ بھی کہتے ہین کہ ٹھیک پورے طور سے کیا ہوا اسی واسطے مفسر رح نے تفسیر مین کہا کہ یاذن بہا بحقوقہا- یعنی نماز کو اسکے جملہ حقوق کے ساتھ جسطرح چاہیے ہو ادا کرتے ہین- قتادہ رح نے فرمایا کہ نماز کی اقامت یہ ہو کہ جن جن وقتون مین نمازین ادا کیجاتی ہین اور وہ مواقیت کہلاتے ہین انکی محافظت رکھے اور نماز کے وضوء اور رکوع و سجود کی محافظت رکھے- مقاتل رح نے فرمایا کہ اوقات کی محافظت اور پھر پورا اچھی طرح طہارت کرے اور رکوع و سجود کو پورا ادا کرے اور نماز مین قرآن کی قراءۃ کرے اور تشہد پڑھے اور آخر مین درود پڑھے- یہی نماز کی اقامت [illegible] ہو کہ نماز کی اوقات مین سے اول وقت ادا کرنا افضل ہو اور رکوع مین اور سجدہ مین تین تسبیح تک تو واجب ہو [illegible] زیادہ کرنا افضل ہو- اور باقی تفصیل فقہ سے تلاش کرنا چاہیئے- بالجملہ کامل مومنون کے ظاہر افعال مین سے [illegible] اقامت صلوٰۃ یعنی جسطرح نماز ادا کرنی چاہیے اسطرح ادا کرتے ہین- وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ [illegible] ہمنے انکو رزق دیا یعنی عطا کی ہو خرچ کرتے ہین یعنی اللہ تعالےٰ کی راہ مین خرچ کرتے ہین- شیخ [illegible] نے کہا کہ یہ زکوٰۃ دینے اور جہاد مین خرچ کرنے اور بندون کو نفقہ دینے وغیرہ سب کو خواہ فرض و واجب ہون یا

مستحب ہون شامل ہے اور تمام مخلوق اللہ تعالےٰ کی پرورش میں ہین [illegible]
محبوب ہے۔ قتادہ رح نے فرمایا کہ اے بندہ خدا یہ تمام مال تیرے ہاتھ مین امانت [illegible]
دیا گیا ہے پس تو خرچ کرکے اس سے بڑھکر نعمت دائم و باقی حاصل کر [illegible]
هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا یہ لوگ یعنی جنکے یہ اوصاف بیان ہوے [illegible]
نہین۔ **لَهُمْ دَرَجَٰتٌ** انکی منزلتین ہین جنت مین۔ **عِندَ رَبِّهِمْ** [illegible]
کمافی قولہ ہم درجات عند اللہ۔ یا اللہ تعالےٰ کے نزدیک انکے بڑے بڑے مرتبے [illegible]
اللہ تعالےٰ انکی لغزشون کو بخشیگا اور فضل فرماویگا۔ **وَرِزْقٌ كَرِيمٌ** اور بڑا رزق [illegible]
فقط نماز و انفاق زکوٰۃ وغیرہ کو مخصوص ذکر کیا اسواسطے کہ یہی دونون نفس پر زیادہ شاق [illegible]
باقی اعمال فاضلہ مین ضرور مطیع ہوگا جیسے افعال قلوب مین سے خوف حق تعالےٰ و اخلاص [illegible]
قلب اور یہ اعمال جوارح جمع ہوئے تو جملہ اخلاق پاکیزہ اسمین موجود ہونگے۔ واضح ہو کہ اصحاب حنفیہ نے کہا کہ آدمی [illegible]
اس سے سوال کیا جاوے کہ تو مومن ہے تو کہے کہ ہان مین برحق مومن ہون۔ اور یون نہ کہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ [illegible]
اور اصحاب شافعیہ نے کہا کہ آدمی کو یہی کہنا چاہیے کہ مین انشاء اللہ تعالےٰ مومن ہون اور یون نہ کہنا چاہیے [illegible]
اور بعضے محققین نے لکھا کہ دونون فریق مین کچھ اختلاف نہین ہے اسواسطے کہ آدمی سے جب سوال کیا جاوے کہ تو ایمان [illegible]
تو وہ انشاء اللہ تعا بطور شک کے نہین کہہ سکتا ہے کیونکہ ایمان تو تصدیق کا نام ہے پس یہی کہیگا کہ مین قطعی یقین رکھتا [illegible]
کیونکر ہوگا تو اسکو کوئی نہین جانتا سواے اللہ تعا کے پس اس لحاظ سے یہی کہنا چاہیے کہ انشاء اللہ تعالےٰ مین مومن [illegible]
نے چاہا اور بعض نے کہا کہ اگر سوال کیا جاوے اور وہ کہے کہ انشاء اللہ تعا مین مومن ہون [illegible]
تبرک کے ہو تو بھی جائز ہے جیسے قولہ ۴ – وانا انشاء اللہ بکم لاحقون۔ یعنی زیارت قبور مین کہا کہ مین بھی انشاء اللہ تعالےٰ [illegible]
حالانکہ یہان قطعی علم ہے کہ اہل قبور سے آدمی ملیگا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث سے [illegible]
لاحق ہونا جبھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ چاہے ورنہ اگر آسمان پر اٹھالے تو [illegible]
معلوم کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی مشیت پر ہے اور نیز احتمال ہے کہ لحوق باعتبار نیک انجام [illegible]
انجام بخیر ہوا اور باہم ملاقی ہون پس یہ کہان سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ تعالےٰ [illegible]
سے مروی ہے کہ انسے کسی نے پوچھا کہ آپ مومن ہین تو فرمایا کہ اگر تو پوچھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ [illegible]
حساب وغیرہ پر ایمان رکھتا ہون تو مین قطعی ایمان رکھتا ہون اور اگر پوچھتا ہے کہ جن [illegible]
الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم الآیہ مین ذکر کیا ہے تو مجھے نہین معلوم کہ مین [illegible]
جو کوئی اپنے حق مین یہ قطع کرے کہ مین اللہ تعالےٰ کے نزدیک [illegible]
آیت پر ایمان لایا۔ حاصل یہ کہ انجام کار کی راہ سے کسی کو معلوم نہین [illegible]
مین جنتی ہون فافہم۔ قولہ تعالےٰ لہم درجات عند ربہم الخ یہ [illegible]

Marfat.com

... ہی کہ علیین والون کو اُنسے نیچے والے ایسے دیکھینگے جیسے تم افق آسمان مین ڈوبے
... تارے کو دیکھتے ہو ... ایسے بلند منزل رہینگے تو صحابہ رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ انبیاء علیہم السلام کے
... ہین انکو کوئی اور انکے سوائے نہین پاویگا۔ آپ نے فرمایا کہ کیون نہین قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری
جان ہی کہ اور لوگ بھی جو اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے اور رسولون کی تصدیق کی ہی پاوینگے۔ ابوسعید خدری رض کی حدیث مین ہی
کہ ... نے فرمایا کہ جنت والے آپس مین اپنے اوپر درجہ والون کو اسطرح دکھلائینگے جیسے تم آسمان مین گھسے ہوئے تارے
... ایک دوسرے کو دکھلاتے ہو اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما انھین بلند درجہ والون مین سے ہونگے انپر اللہ تعالےٰ
نے ... فرمائی ہی۔ رواہ احمد و اہل السنن۔ یہان بعض نے سوال وارد کیا کہ نیچے درجہ والون کو جب بلند درجہ والون کی فضیلت
دیکھکر تمنا ہوئی تو ... مکدر رہیگا پھر غم کیونکر نہوگا اور رزق کریم کیونکر رہا اور جواب دیا کہ ہر شخص اپنی نعمت موجودہ مین ایسا
مستغرق ہوگا کہ غیر کی طرف لحاظ بھی نہ کریگا۔ اور مترجم کہتا ہی کہ جواب مین تساہل ہی اور حق یہ ہی کہ ایسے حسد و غبطہ و تمنا
و ... اور دیگر خصائل جو پسندیدہ نہین ہین یہ دنیاوی جسم و قوی کی خاصیت ہین اسی واسطے یہ جسم دے کر ان بداخلاق سے
بچنے کا امتحان رکھا گیا ہی اور وہان [redacted] مین یہ پلیدی نہوگی پس کسی کے اندر یہ خواہش پیدا نہوگی اسی واسطے کہا گیا کہ آخرت
کے حالات کو دنیاوی احوال [redacted] وائے کچھ مناسبت نہین ہی علاوہ برین حسد و غبطہ وغیرہ کوئی فعل بدون خلق الٰہی
کے پیدا [redacted] ب ہی پس جب اللہ تعالےٰ نے اہل جنت سے بالکل رنج و غم دور کیا تو اپنے کرم سے
[redacted] پیدا فرما دیگا جس سے انکو اندوہ ہو بلکہ جائز ہی کہ ہر ایسی حالت جس سے رنج پیدا ہونے کا گمان کیا جاتا ہی
اللہ تعالےٰ کے پیدا کرنے سے خوشی پیدا ہو۔ اور ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ضحاک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جنت والے
متفاوت درجات پر بعضے اونچے اور بعضے نیچے ہونگے پس جو لوگ اونچے ہین وہ نیچے والون پر اپنا فضل دیکھینگے اور جو نیچے ہین
وہ اپنے اوپر کسی کی فضیلت نہین گمان کرینگے۔ مترجم کہتا ہی کہ اسکے معنی وہی ہین جو ہم نے اوپر بیان کر دیے اور اسکے واسطے
حدیث مین شواہد موجود ہین فاستقم ف۔ فی العرائس فی قولہ تعالےٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم الآیہ
اللہ تعالےٰ نے اہل ایمان و ایقان کا اسطرح وصف فرمایا کہ اوتعالےٰ کا ذکر جاری ہونے او ... سنتے و کتاب پڑھنے کے وقت
دل مین ہو جاتے ہین جو ذکر الٰہی سننے کے وقت اللہ تعالےٰ کی دیدار عظمت و جلال سے پیدا ہوتا ہی اسکی تجلی سے انکے ایمان کو
ترتیب بڑھتا ہی اور انکے ایقان کو نور قرب زیادہ حاصل ہوتا ہی اور اللہ تعالےٰ کی طاعت مین انکی رضامندی اچھی طرح ہونے
... انکی پیدا ہوتی ہی یہان تک کہ وہ لوگ اسی کی عظمت سے خائف اور اُسی کی ربوبیت کے عارف اور اسی کی کفایت
... ہو جاتے ہین۔ ہمارے شیخ ابو عبداللہ بن خفیف قدس سرہ نے اس آیت مین وجل کے بیان مین فرمایا کہ جاننا چاہیے
... احکام اہل وجل کے واسطے اسیوقت صحیح ہوتے ہین جب راز کا پردہ اور غفلت کے حجاب انکے دلون سے دور
... بسبب قوت علم و مقامات یقین کے سطوات خوف کا مشاہدہ ہوتا ہی پس رقت اشفاق کی وجہ سے لطیف وجل انکے
... اس وجہ سے کہ عظمت الٰہی کے دیدار مین جو کچھ پردہ تھا وہ اپنی استعداد کے موافق اُٹھ جاتا ہی پس ہیبت
... لگتا ہی یعنی اس انوار ہیبت و عظمت سے میٹھا میٹھا رعب انپر چھا جاتا ہی اور یہی وجل کہلاتا ہی۔ ابو سعید خراز

Marfat.com

نے فرمایا کہ بھلا تو نے اللہ تعالے کے ذکر کے وقت یا اسکی کتاب مجید [illegible] وقت یہ وجل
تیرا یہ حال ہوا کہ تو بول نہ سکتا ہو مگر اسی کے ساتھ - بھلا تیرا یہ حال ہوا کہ [illegible]
اسکا ذکر سننے کے - کہان تجھے یہ حاصل ہوا ایہات تو بہت دور رہا - سہل رح نے فرمایا
قلوبہم - انکے دلون مین اس بات کی ہیبت چھا جاتی ہو کہ کہین اس پاک بے نیاز [illegible]
اعضاء ظاہری خوف کھا کر خدمت کی طرف جھک پڑتے ہین - مترجم کہتا ہو کہ دوسری [illegible]
اسکا نکتہ بھی نکل آیا یعنے پہلے او تعالے عز وجل کی عظمت وجلال کا خطور ہوتا ہو پس گڑگڑا کے [illegible]
پڑتے ہین فافہم - واسطی رح نے کہا کہ وجل کے درجات متفاوت ہین ہر ایک کو اسکے مطالعہ [illegible]
پس بسا اوقات تو بندہ کو مواضع سطوت کا دیدار ہوتا ہو اور بسا اوقات مواضع محبت ومودت کا [illegible]
کرنے اور دور کردینے کا دیدار ہوتا ہو - شیخ جنید رح نے کہا کہ حق عز وجل کے فراق سے انکے دل حالت وجل [illegible]
ہین - بعض نے کہا کہ وجل کے درجات موافق مطالعات کے متفاوت ہوتے ہین پس اگر سطوت وعظمت الٰہی کا
تو بندہ ہیبت مین آجاتا ہو اور اگر مودت کا مطالعہ ہوا تو اس خوف سے کہ جاتی نہ رہے وجل مین ہوجاتا ہو اور [illegible]
یہ ہو کہ جسنے قرب حاصل ہونے کو ادب دیے جانے سے مطالعہ کیا وہ وجل مین ہوجاتا ہو اور جسنے دوری دیے جانے [illegible]
دھمکی اور جھڑکی سے معلوم کیا وہ وجل مین ہوجاتا ہو اور جسنے اسکو اسطرح مطالعہ کیا کہ شہود سے غائب اور اسکے سر ہیبت [illegible]
قائم اور اسکے ازل وابد سے خالی ہو تو ایسے حال مین کچھ وجل نہین ہوتا اور نہ کچھ اضطراب اور نہ تباعد اور [illegible]
کیونکہ وہ محقق بذات اور فراموش از صفات ہو اور ذات مین ذات سے فنا ہو جیسے آنحضرت صلعم نے صفات سے ذات
کی طرف گریز فرمایا کما قال علیہ السلام اعوذ بک منک - یعنی تجھسے تیرے ہی ساتھ پناہ لیتا ہون - جنید رح نے [illegible]
تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا الآیہ مین کہا کہ اللہ تعالے کی طرف وصول نہین مگر باو تعالے - استاد رح نے کہا کہ وجل
انکو مقامات غفلت سے نکالتا اور مساکن غیبت سے ہانک دیتا ہو اور جب تفرقہ کے جنگلون سے نکلکر مشاہدہ [illegible]
آگئے تو سکون بحق عز وجل انکو حاصل ہوگیا پس جب انکو آیات الٰہی سنائی گئین تو اس سے انکی تصدیق [illegible]
اور تحقیق پر تحقیق زیادہ ہوتی گئی جبکہ انھون نے جلالت قدر حق عز وجل کو پہچانا اور اسکے ادراک سے اپنے آپ کو [illegible]
کیا تو اپنی امداد مین اسی کی رعایت پر توکل کیا اور جیسے اسنے ابتداء مین انکو اپنی عنایت سے [illegible]
پر متوکل ہوے - عارفون کے ساتھ حق تعالے کی سنت یہ ہو کہ اپنے کشف جلال ولطف جمال کے ساتھ [illegible]
پھر جب اپنے جلال سے انکو کشف کیا تو انکے دل حالت وجل مین آئے اور جب کشف جمال سے [illegible]
کما قال تعالے تطمئن قلوبہم بذکر اللہ - بعضے مشائخ نے کہا کہ وجل قلوب انکو بسبب [illegible] فراق کے [illegible]
کہ قرب ومشاہدہ سے دور کرکے دور فراق مین ڈالے جاوین - پھر راحت وصال سے [illegible]
پس فراق کے ذکر سے فنا ہوجاتے ہین اور وصال کے ذکر سے باقی وزندہ ہوجاتے [illegible]
جان فدا کرنا بوصف مزید یاد فرمایا لقولہ الذین یقیمون الصلوۃ ومما رزقناہم ینفقون

[illegible] ایمان کی خوبی انھین خصلتون سے ہی جنکو ان دونون آیتون کے بیان مین ذکر فرمایا
[illegible] آراستہ ہوا گویا وہ حقیقت ایمان سے آراستہ نہین ہی یعنی یہ خصائل ہون تو حقیقی مومن
[illegible] اور اتقیاء بوقت حکم اللہ تعالے والرسول بطریق اخلاص - اور وجل قلب بوقت سماع قرآن
[illegible] استماع آیات سے اور ترک تدبیر بوقت تقدیر اور قیام مناجات بصفت صلوٰۃ اور انقطاع از اشتغال
[illegible] اور ان ایمانی کو اپنی ذات پر پس جب یہ خصال پورے ہوے تب اسپر حقیقی مومن ہونے کا نام
[illegible] قول الٰہی عز وجل اولٰئک ہم المومنون حقا - پھر جب ایمان مین محقق ہوا تو جو تعریف اسکے بعد اللہ تعالی نے
[illegible] اور جو وعدہ دیا ہی اسکا مستحق ہوا یعنے پوری مغفرت سے سرفراز ہوگا کیونکہ اللہ تعالے کے فضل کے سواے اپنے
[illegible] کی طرف [illegible] نہین فرمایا اور اللہ تعالے اسکو اعلی درجات پر ترقی دیگا اور کشف مشاہدات کے وقت شراب وصال سے
[illegible] فرمائیگا کقال تعالے لہم درجات عند ربہم ومغفرۃ ورزق کریم - اسمین بیان ہو کہ حقیقت ایمان یہ ہی کہ غیب کا مکاشفہ ہو جسکے
[illegible] نے انکو وعدہ فرمایا ہی وہ ظاہر ہوجاوے - اسکی تصدیق حدیث حارثہ رضی اللہ عنہ سے واضح ہی کہ آنحضرت صلعم
نے ان سے کہا کہ ہر شئی کی ایک حقیقت ہی پس تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہی حارثہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مین نے دنیا سے
[illegible] منقطع کیا پس اپنی رات کو جاگتا رکھا اور اپنے دن کو مین نے پیاسا رکھا اور گویا مین اپنے پروردگار کے عرش کو
کھلا ہوا ظاہر دیکھتا ہون اور گویا مین اہل جنت کو جنت مین آپس مین ایک دوسرے کی زیارت کرتا دیکھتا ہون اور گویا دوزخیون
کو آتش مین [illegible] چلاتے دیکھتا ہون پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ تو پہچان گیا پس اسکو لازم پکڑ - قال المترجم تخریج حدیث
کی معجم طبرانی مین ہی کما مر فی الحاشیہ - پس آیت و حدیث سے صحیح ہوا کہ حقیقت ایمان کی یہ ہی کہ غیب کی نظر سے غیب کا دیدار
حاصل ہو اور اسکا ثمرہ وہ ہی جو آیت مین اللہ تعالے نے ذکر فرمایا کہ معاملات روشن وحالات شریفہ حاصل ہون - بعض نے کہا
کہ انمین چند چیزین مجتمع ہوئی ہین جس سے انکا ایمان محقق ہوا - اول تعظیم ذکر - دوم سماع کے وقت وجل - سوم تلاوت ذکر و
[illegible] سماع کے وقت [illegible] زیادت ایمان - چہارم اللہ تعالے پر توکل - پنجم شرائط عبودیت پر قائم ہونا اسطرح کہ حکم کے موافق
[illegible] ادا کرنا - پھر حقیقت سے انکے اوصاف کامل ہوگئے پس ایمان مین محقق ہوے - شیخ [illegible] نے قولہ ہم المومنون حقا
[illegible] یعنی ثابت و متحقق ہوئی یہ بات کہ انکے واسطے اللہ تعالے کی طرف سے سعادت ازلیہ سابق ہو چکی ہی - شیخ
[illegible] طاہر رحمہ نے فرمایا کہ حقیقت ایمان کی پانچ چیزون کے ساتھ ہوتی ہی یقین و اخلاص و خوف و امید و محبت - پس
[illegible] ہونے سے شک سے نکل جاتا ہی اور اخلاص کی وجہ سے ریاء نہین رہتا ہی اور خوف ہونے سے مکر سے بچا رہتا ہی اور
[illegible] ہونے سے ناامیدی سے بچتا ہی اور محبت ہونے سے وحشت و حیرت سے بچتا ہی - استاد رحمہ نے قولہ لہم مغفرۃ ورزق کریم
[illegible] اللہ عز وجل کی شان ہی کہ گنہگارون کے عیب چھپاتا اور انکو فضیحت نہین فرماتا ہی تاکہ افضال کے امیدوار ہوتے
[illegible] عیب چھپاتا ہی تاکہ اپنے اعمال و احوال پر ناز نہ کرین اور رزق کریم وہ ہی جو انکو کشف
[illegible] - اب جاننا چاہیے کہ آگے کی آیات مین اس امر کو ظاہر فرمایا کہ جو لوگ حقائق ایمان کی اہلیت رکھتے ہین
[illegible] بالکل فرشتون کی طبیعت پر ہو جاوین بلکہ بعض طباع بشریت و حرکات نفس امارہ انمین رہجاتے ہین کہ

Marfat.com

حکم و امر الٰہی کے وقوع پر انکا ظہور ہوتا ہے مگر اس سے جو تعریف انکے حق میں [illegible]
رحمت سے سرفراز ہوتے ہیں کیونکہ اوتعالے جل جلالہ نے ان کو ابتدا سے انکو [illegible]
سے کسی علت و سبب ہونے کے محض اپنے فضل سے برگزیدہ فرمایا ہے۔ اور [illegible]
پر پہونچ گیا ہو نفس کے بعض خطرات سے معصوم نہیں ہوجاتا اور کسی نبی و رسول کے [illegible]
ادنی خطرات سے فی نفسہ رسول معصوم نہیں ہاں بعصمت الٰہی معصوم ہیں لیے کوئی خطرہ [illegible]
حق میں یہ عصمت نبوت نہیں ہوتی ہے ہاں ایسے خطرات سے انکو نقصان نہیں پہونچتا بلکہ انکا [illegible]
برگزیدگی قدیم کے ہے مقترن بصفت جمیلہ ہو جاتا ہے تاکہ کوئی گمان کرنے والا یہ گمان [illegible]
عبودیت کو تمام و کمال ادا کرے کیونکہ تو یہ نہیں دیکھتا کہ مقام نبوت تو بعض خطرات سے خالی ہی نہیں [illegible]
ذکر ہے اور ان تمام مقاصد کو جو ہم نے مجملا اوپر ذکر کر دیا ہے لیے حقیقی ایمان والا بعض طبائع [illegible]
ہوتا اور زلات بشریت اسکو کچھ مضر نہیں ہوتے ہیں اگرچہ [illegible] اسلام کی طرح معصوم [illegible]
انکے وجود سے سابق بتقدیر ازلی ہے اسکو کلام او تعالے [illegible]

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ [illegible]

جیسے نکالا تجکو تیرے رب نے تیرے گھر سے درست کام پر اور

لَكٰرِهُوْنَ ۙ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا [illegible]

ناراضی تھی تجھسے جھگڑتے تھے درست بات میں واضح ہو چکے پیچھے گویا انکو

الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۗ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ

موت کیطرف اور آنکھوں دیکھتے اور جس وقت وعدہ دیتا ہے اللہ تمکو ایک [illegible]

لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ

تمکو ملے گی اور تم چاہتے تھے کہ جسمیں کانٹا نہ لگے وہ تمکو [illegible]

يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۙ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ

سچا کرے سچ کو اپنے کلاموں سے اور کاٹے پیچھا کافروں کا [illegible]

الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ

جھوٹھ کو اور اگرچہ ناراضی ہوں گنہگار

وجہ ارتباط اس کلام کی ماسبق سے بتقریر عرائس البیان مذکور ہوئی اور [illegible]
اعراب قولہ تعالے كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ میں اختلاف کیا [illegible]
بعض معنی کلام پہلے بیان کرکے تب اسکو ذکر کیا جاوے۔ واضح ہو کہ [illegible]
تیرے پروردگار نے تیرے گھر سے نکالا۔ بعض نے کہا کہ گھر سے یعنی مکہ [illegible]

اور یہان بدر تھا اور بدر ایک کنوان یا مقام ہی یا کنوان بنانے والے کا نام تھا مگر اب وہ ایک مقام ہی جسمین پانی ملتا ہی
اور سال مین ایکبار وہان عرب ایک میلا کیا کرتے تھے اور زمانہ جاہلیت کی رسوم برتتے تھے جو زمانہ اسلام مین موقوف
ہوئین - اور قریش کے ساتھ آنحضرت صلعم سے پہلی لڑائی وہین واقع ہوئی - حاصل آنکہ جیسے تجھکو تیرے پروردگار نے
حق کے ساتھ تیرے گھر یعنی مدینہ سے قتال بدر کے واسطے نکالا - وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لَكٰرِهُوۡنَ
جملہ حالیہ ہی - یعنی اور حال یہ کہ مومنون مین سے ایک فریق البتہ کراہت رکھنے والا تھا یعنی اس نکلنے سے کراہت رکھتا تھا
اگر کہا جاوے کہ یہ جملہ حال کیونکر ہو سکتا ہی اسلیئے کہ حال اخراج مین ان لوگون کی کراہت تحقق نہ تھی بلکہ بعد خروج کے جب وادی
ذفران مین پہونچے ہین تب کراہت پیدا ہوئی ہی جیسا کہ قصہ مابعد سے واضح ہوگا - جواب یہ کہ حال مقدرہ ہی اے مقدرین
الکراہۃ - اب جاننا چاہیئے کہ تعریب کاف مین جو مقتضی تشبیہ چیزے بچیزے دیگر ہی چند اقوال ہین - ایک یہ کہ تقدیر کلام
یون ہی - اتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم فان ذلک خیر لکم کما ان اخراج محمد من بیتہ خیر لکم وان کرہہ فریق منکم - دوم آنکہ کاف
متعلق بما بعد ہی یعنے کما اخرجک ربک من بیتک بالحق علی کرہ فریق منہم کذلک ہم یکرہون القتال ویجادلونک فیہ -
مترجم کہتا ہی کہ یہ اس امر کو مقتضی ہی کہ نکلنے کے وقت تحقیقاً بعض سے کراہت موجود تھی وفیہ نظر لما عرفت فتذکر - سوم آنکہ
کاف بمعنی علی اور ما بمعنی الذی ہی اے امض علی الذی اخرجک ربک الخ - چہارم آنکہ کاف بمعنی اذ ہی اے اذکر اذ اخرجک
ربک الخ - پنجم یہ کہ اصلحوا ذات بینکم اصلاحاً کما اخرجک ربک - پس جماعت کی طرف خطاب کرنے سے ایک کی طرف رجوع
ہی - ششم یہ کہ اطیعوا اللہ ورسولہ طاعۃ محققۃ کما اخرجک ربک من بیتک بالحق - ہفتم یہ کہ تیرے کلون حقا کما اخرجک الخ - اور ایسے ہی
اس مقام پر بہت وجوہ اعراب ہین جنکو سمین رح نے مفصل ذکر کیا اور اولی وجہ وہ ہی جو زجاج رح نے بیان کی کہ تقدیر کلام یون
ہی کہ الانفال ثابتۃ للہ والرسول وان کرہوا کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وان کانوا کارہین - یعنی انفال سب مخصوص بآنحضرت
صلعم ہین جیسے چاہین تقسیم کرین اور یہ لوگون کے حق مین بہتر ہی اگرچہ وہ اسکو گران سمجھین جیسے کہ حق تعالی نے تجھے ان غنائم
کے حصول کے سبب مین جب پہلے گھر سے نکالا یعنی واسطے جہاد بدر کے تب بعضے لوگون نے مکروہ جانا تھا حالانکہ یہ اخراج بھی تھا
اور انکے حق مین بہتر تھا - رازی رح نے کہا کہ جو وجوہ اس مقام پر مذکور ہوئے ہین سب سے یہ وجہ اعراب و بیان کی بہت اچھی ہی
واضح ہو کہ کراہت ایک فریق مومنین کی بطریق عصیان وضعف یقین کے نہ تھی بلکہ بمقتضاے بشریت تھی اور بات یہ تھی کہ
رسول اللہ صلعم کو مدینہ مین خبر پہونچی کہ ابوسفیان ملک شام سے بہت بڑا مال تجارت قریش کا لیئے ہوے مکہ کو جاتا ہی پس
حضرت صلعم نے لوگون کو آمادہ کیا کہ اہل شرک وکفر جوان اموال کے سرکشی پر ملک الہی مین فساد مچاتے ہین اور راہ راست
چھوڑے ہوے ہین اس مال کو اُنسے چھین لو پس مومنون مین سے قریب تین سو تیرہ[۳۱۳] آدمی کے نکلے اور باقی لوگ سستی کر کے
رہے کہ اس مال کے پیچھے کون جاوے اور ابوسفیان کو جو یہ خبر پہونچی کہ محمد صلعم مع اپنے اصحاب کے اسکی جستجو مین نکلے ہین تو
ضمضم بن عمرو الغفاری کو اجارہ پر اسواسطے مقرر کیا کہ مکہ کو جاکر قریش کو خبر کرے کہ جلدی دوڑو تمہارا مال لٹا جاتا ہی
پس ابوسفیان تو قافلہ کو لیکر راہ چھوڑکر سمندر یعنی بحر قلزم کے کنارے کنارے ہو رہا اور مکہ مین سے دلاور بہادر قریب
ہزار جوان کے نکلکر بدر کے کنوئین پر اُترے اور اسکو گھیر لیا اور شراب پینا وگانا وناچ دیکھنا اور اونٹون کے کباب

لگانا شروع کیے۔ اور حضرت صلعم کے ہاتھ سے جب قافلہ نکل گیا تو حضرت جبرئیل نے آگاہ کیا کہ اللہ
دیتا ہی کہ قافلہ یا نفیر دونون مین سے ایک طائفہ یعنے ایک گروہ تمھارا ہی جاہو قافلہ گرفتار کرکے لیلو ...
آئے ہین انکو لے لو۔ مومنون نے جو فقط تین سو تیرہ تھے اور وہ بھی اچھے ساز و سامان سے نہ تھے
بدون زرہ و پورے ہتھیار کے تھے ان لوگون نے خوف کیا اور انکو رعب چھا گیا اور حضرت صلعم سے کہا کہ ہم
قافلہ لینے کو نکلے تھے اب ایسی حالت مین دشمن سے کیونکر لڑین۔ چنانچہ حق تعالے نے فرمایا یُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ
بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ تجھسے جدل کرتے ہین جھگڑتے ہین دربارہ حق کے بعد ظہور حق کے۔ یعنی حق ایسا ظاہر ہوگیا کہ
قدرت الٰہی مین ہر کسی ساز و سامان وغیرہ کی تاثیر نہین ہی اور کوئی نفع و ضرر بدون قضاے حق عزوجل کے نہین ہوتی
اسیواسطے خوبی ایمان کے مقتضی سے اللہ تعالے ہی پر بھروسا کرتے ہین پس بعد ظہور حق کے بمقتضاے بشریت ...
تجھسے جھگڑتے ہین۔ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ گویا وے موت کی طرف کھنچے جاتے ہین وَهُمْ يَنظُرُونَ
درحالیکہ موت کو آنکھون دیکھ رہے ہین۔ یعنی ظاہری اسباب سب موجود دیکھنے سے گویا خود موت ہی کو دیکھ رہے ہین
پس یہ کراہیت انکو اس جہت سے تھی کہ تعداد بہت تھوڑی و سامان جنگ بہت کم تھا گویا ایسے زبردست لشکر سے ایسی
حالت مین مقابلہ کرنا خواہ مخواہ قتل ہوجانا سمجھکر گھبرا گئے اور یہ بمقتضاے بشریت تھا ورنہ توکل بحق سبحانہ تعالی کے منافی ہی
واضح ہو کہ اس لڑائی مین اللہ تعالی نے مومنون کو عجیب عجیب آیات قدرت دکھلائین از انجملہ یہ کہ باوجود اس حالت کے کہ ابتدا
مین اس لشکر سے لڑنے جانا گویا موت کی طرف کھنچے جانا سمجھتے تھے اور انتہا مین ایسی کھلی فتح دیدی۔ اور آمد ملائکہ اور خواب
عاتکہ ہمشیرہ عباس رضہ وغیرہ کافرون کے واسطے بھی آیات تھین ولیکن سال آئندہ فی الجملہ غلبہ مشرکین سے کافرون کو مکہ مین
ڈالدیا و عنقریب بیان آویگا انشاء اللہ تعالے۔ فی المعالم و السراج وغیرہ غزوۂ بدر مین آنحضرت صلعم پہلے واسطے لڑائی کے
نہین نکلے تھے بلکہ قافلہ کے واسطے نکلے تھے اور بات یہ ہوئی کہ ابوسفیان چالیس سوارون کے ساتھ جنمین عمرو بن العاص و مخرمہ
بن نوفل الزہری وغیرہ تھے شام سے قافلہ لیکر مکہ کو جاتا تھا اور اسمین قریش کی بکثرت تجارت تھی پس جبرئیل علیہ السلام
آکر آنحضرت صلعم کو آگاہ فرمایا آپ نے مومنون کو آگاہ کیا پس کثرت مال اور قلت دشمن کی نظر سے مومنون کو قافلہ سے تعرض
کرنا بھلا معلوم ہوا ولیکن کچھ لوگ ساتھ ہولیے اور کچھ لوگ بے پروائی کرکے ٹھہر گئے۔ جب ابوسفیان نے آنحضرت صلعم کے
مومنون کا روانہ ہونا سنا اور وہ ملک حجاز مین پہونچکر ہوشیار بیدار اور متجسس اخبار تھا پس اسنے ضمضم بن عمرو غفاری کو
اجرت پر مقرر کرکے اہل مکہ کے پاس روانہ کیا کہ بہت جلد اپنے قافلہ کی خبر لو۔ ضمضم کے آنے سے پہلے مکہ مین عاتکہ
بنت عبد المطلب جو عباس بن عبد المطلب کی بہن تھین انھون نے خواب مین دیکھا کہ ایک اونٹ سوار ابطح مین آکر
چلایا کہ اے آل غالب جلد اپنے مصارع کو چلو اور لوگ اسکی طرف جمع ہوگئے پھر ایک فرشتہ آسمان سے اترا ...
ایک پتھر لیکر اوپر پھینکا پس مکہ کا کوئی گھر نہ بچا جسمین اس پتھر کی کرچ نہ گری ہو۔ عباس نے ...
کر اور خود نکلکر ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے ملاقات کرکے یہ خواب بیان کیا اور اسکو پوشیدہ ...
اپنے باپ سے بیان کیا اور خواب فاش ہوگیا۔ پھر دوسرے روز عباس طواف کرنے گئے ...

Marfat.com

[illegible] خواب عاتکہ کی باتین کیا تھا اسنے کہا کہ اے عباس جب طواف سے فارغ ہو تو ادھر آنا پھر مین فارغ ہو کر گیا تو اسنے کہا کہ اے بنو عبد المطلب یہ فتنہ تم مین کہان سے آیا یعنی خواب عاتکہ اور بولا کہ اے بنو عبد المطلب کیا تم اسپر راضی نہوئے کہ تم مین سے مرد نبوت کا دعوی کرین یہانتک کہ عورتین مدعی ہوئین - اب ہم تین روز تک تمھارا انتظار کرتے ہین اگر یہ بات سچ ہوئی تو خیر ورنہ ہم تین روز بعد ایک نوشتہ لکھدینگے کہ عرب مین تمھارا خاندان بڑا جھوٹا ہی - عباس کہتے ہین کہ مجھسے اس سے بہت باتین نہین ہوئین غیر ازینکہ مین نے انکار کیا کہ عاتکہ نے کچھ نہین دیکھا - پھر شام ہوئی تو بنی عبد المطلب مین سے کوئی عورت نہ بچی جسنے مجھسے آکر شکایت نہ کی ہو کہ تم نے اس فاسق خبیث کو اپنے مردون کی غیبت کرنے دیا یہان تک کہ اسنے عورتون کی بدگوئی کی اور تم سنتے رہے کیا تمھارے پاس کچھ غیرت نہین رہی - پھر مین تیسرے روز صبح کو گیا تاکہ ابو جہل خبیث کو چھیڑ کر اسکی گفتگو کا بدلا لون - جب مین مسجد مین پہونچا تو مین نے اسکو دیکھا اور اسکی طرف چلا اور وہ دبلا پتلا ترش رو تیز نظر تیز زبان آدمی تھا اتنے مین وہ دروازہ کی طرف سے نکلکر تیز چال چلدیا تو مین نے کہا کہ شاید میرے خوف سے چلدیا ہی حالانکہ جو اسنے سنا وہ مین نے نہین سنا تھا یعنی اسنے ضمضم بن عمرو کی آواز سنی کہ وہ بطن الوادی سے چلاتا اور گریبان پھاڑتا تھا کہ اے آل غالب اے قریش جلد دوڑو کہ محمد و اسکے ساتھیون نے تمھارے اموال تجارت کو جو ابو سفیان کے ساتھ ہین گھیرا ہی پس ابو جہل نے ٹیلہ پر کھڑے ہو کر قریش کو نفیر کیا اور قریب ہزار مسلح جوان کے نکلکر جلد روانہ ہو کر پہونچے تو اس سے کہا گیا کہ تمھارا قافلہ سمندر کے کنارے کی راہ لیکر سلامت بچ گیا اب لوٹ چلو پس اسنے نہ مانا اور کہا کہ بدر کے مقام مین شراب و کباب و راگ و رنگ کر کے مومنون کو خفیف کر کے واپس آوینگے پس بدر مین آکر اترا اور پانی پر مشرکون نے قبضہ کر لیا محمد بن اسحاق بن یسار نے زہری و عاصم و یزید بن رومان وغیرہ کی حدیثون کو جو عروہ بن الزبیر کے طریق سے ابن عباس رض سے ہین مجتمع کر کے مختصر سیاق سے یون ذکر کیا کہ رسول اللہ صلعم جب وادی ذفران مین پہونچے تو آپ کو خبر ملی کہ قریش اپنے قافلہ کو بچانے کے لیے نفیر کر کے نکلے اور روانہ ہوئے ہین پس آنحضرت صلعم نے لوگون سے مشورہ مانگا تو بعض نے کہا کہ ہمکو نفیر سے لڑنے کی طاقت نہین - پھر مشورہ مانگا اور پھر بعض نے یہی جواب دیا کہ ہم تو عیر یعنی قافلہ کو لینے نکلے تھے اور نفیر سے لڑنے کی طاقت ہمکو نہین ہی پس آنحضرت صلعم کا چہرہ متغیر ہو گیا پس سیدنا حضرت ابو بکر رض نے کھڑے ہو کر اچھا کلام کیا پھر عمر رض نے کھڑے ہو کر اچھا کلام کیا پھر مقداد بن عمرو نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو آپ کو اللہ تعالے حکم فرماوے آپ اسی پر چلین اور ہم آپ کے ساتھ ہین اور قسم ہی اللہ عز وجل کی کہ ہم آپ سے ویسے نہ کہینگے جیسے بنو اسرائیل نے موسی ع سے کہا تھا کہ فاذهب انت وربک فقاتلا انا ههنا قاعدون - بلکہ ہم یون کہینگے کہ فاذهب انت وربک فقاتلا انا معكما مقاتلون - اور قسم ہی اس پاک پروردگار کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ اگر آپ برک الغماد لیجاوین تو ہم کسکے ورے نہ ٹھہرینگے یہانتک کہ وہان پہونچ جاوین پس حضرت صلعم نے مقداد کو دعائے خیر دی - [illegible] اے لوگو مجھے مشورہ دو - مراد آپ کی یہ تھی کہ انصار جواب دین کیونکہ بڑا گروہ وہی تھے اور انھون نے جب عقبہ مین [illegible] مکہ سے ہجرت کرنے سے پہلے آپ کے ساتھ بیعت کی تھی تو عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے ذمہ دار ہونے [illegible] اسوقت تک کہ آپ مدینہ مین آجاوین پھر مدینہ پہونچنے کے بعد ہم آپ کو ہر ایسی چیز سے جس سے اپنی اولاد کو بچاتے [illegible] پس آنحضرت صلعم خیال فرماتے کہ شاید انصار یہی جانتے ہون کہ مدینہ پر اگر کوئی دشمن بقصد ضرر رسانی آنحضرت صلعم

Marfat.com

ہجوم کرے تو انپر بچانا و مدد کرنا لازم ہی اور بس اور یہ لازم نہین کہ مدینہ سے ساتھ ہوکر دشمنون کے [illegible]
جب آنحضرت صلعم نے یون فرمایا تو سعد بن معاذ رضہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ گویا آپ ہم کو [illegible]
فرمایا کہ ہان ۔ تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ تو آپ پر ایمان لائے اور آپکی تصدیق کی اور شہادت دی [illegible]
سب برحق ہی اور اسپر ہم نے عہود و مواثیق دیے کہ بسروچشم جان و دل سے مطیع و فرمانبردار ہین پس جو [illegible]
نے حکم دیا ہو آپ اس راہ چلین پس قسم ہی اس ذات پاک کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ آپ اگر ہم کو اس [illegible]
کرین اور اسمین گھسین تو ہم بھی گھس پڑینگے ایک بھی نہین پچھڑیگا اور ہم اسکو برا نہین جانتے کہ آپ ہم کو کل [illegible]
دشمن سے بھڑا دین ۔ ہم لڑائی کے وقت سراسر ثابت قدم اور بھڑ جانے کے وقت راسخ دم ہین اور امید ہی کہ اللہ تعالیٰ [illegible]
طرف سے آپ کو ایسی باتین دکھلا وے جس سے آپ کی آنکھین ٹھنڈی ہون پس آپ اللہ تعالیٰ کی برکت پر ہمکو لے [illegible]
جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو آنحضرت صلعم بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ کی برکت [illegible]
روانہ ہوا اور تم کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھسے عیر و نفیر مین سے ایک گروہ کا وعدہ کیا ہی اور قسم ہی اللہ تعالیٰ کی [illegible]
مین اسدم قوم کے مصارع کو دیکھتا ہون یعنی جہان جہان انہین کے مشہور لوگ قتل ہوکر گرینگے ہر ایک کے ٹھکانے کو [illegible]
دیکھتا ہون ۔ قال ابن کثیر رح اور عوفی رح نے ابن عباس رضہ سے اُسکے مانند روایت کیا اور ایسا ہی سدی رح و قتادہ رح [illegible]
و ابن زیدرح و دیگر علماء سلف نے بیان کیا ہی ۔ اور مترجم کہتا ہی کہ آنحضرت صلعم نے میدان جنگ مین پھر کر لڑائی واقع ہونے [illegible]
سے پہلے ہر ایک کے مقتول ہونے کا ٹھکانا تبلا یا تھا جس سے سرمو تجاوز نہین ہوا ۔ اور یہ روایت سابق مین بیان ہو چکی ہی ۔
اس تمام بیان سے واضح ہوا کہ قولہ تعالیٰ یجادلونک فی الحق الخ ۔ مین بوجہ اضطراب کے بمقتضاے بشریت جو مناقشہ واقع
ہوا وہ فقط بعض لوگون کی طرف سے تھا جنکے بدن پر زرہ بھی نہ تھے اور لڑائی کے واسطے بالکل آراستہ نہ تھے ایسا ہی یون خیال
کرتے کہ کانما یساقون الی الموت وہم ینظرون ۔ اور یہ بات بھی انکی طرف سے قبل وعدۂ الٰہی و بشارت کے واقع ہوئی تھی [illegible]
بعد مناقشہ کے جب قتال کے واسطے روانہ ہونے پر متفق ہوئے تب حضرت صلعم نے انکو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے [illegible]
و نفیر دونون مین سے ایک گروہ کا وعدہ دیا ہی وقد قال تعالیٰ ۔ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ [illegible]
اسمین یاد دلایا اپنے وعدہ کا اور اسکے پورا کرنے کا اور طائفتین سے مراد عیر و نفیر ہی اور جملہ انہا لکم بدل اشتمال ہی یعنی احدی الطائفتین [illegible]
کا وعدہ یہ کہ وہ تمھارے واسطے ہی اور یہ وعدہ بطور منع خلو سمجھا گیا یعنے دونون مین سے کوئی ایک طائفہ انکو ملیگا ۔ اور عباس [illegible]
بن عبد المطلب نے اس سے منفصلہ حقیقیہ سمجھا چنانچہ امام احمد نے بسند جید ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ بدر کی لڑائی [illegible]
فارغ ہونے کے بعد آنحضرت صلعم سے کہا گیا کہ اب عیر پر بھی بھیجئے اس سے کوئی روکنے والا نہین ہی اور عباس [illegible]
اسوقت مشرکون کے ساتھ بدر کے قیدیون مین تھے انھون نے آواز دی کہ یہ بات لائق نہین ہی تو آنحضرت صلعم [illegible]
تو عرض کیا کہ اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے احدی الطائفتین کا وعدہ کیا تھا پس وہ پورا کر دیا ۔ [illegible]
احدی الطائفتین کا مبہم وعدہ دیا و لیکن یہ لوگ چاہتے تھے کہ غیر ہمکو ملے اسواسطے کہ بہت مال [illegible]
چنانچہ فرمایا ۔ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ [illegible]

Marfat.com

[illegible] لیتے غیر تک ... کیونکہ اسمین آدمی کم اور جنگی سامان کم تھا بخلاف لشکر کے کہ ایک ہزار کے قریب پورے مسلح تھے
وَيُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اور اللہ تعالے چاہتا تھا کہ ثابت وظاہر کرے حق کو اپنے کلمات کے ساتھ
یعنی تقدیر کے ساتھ جو ازل مین اسلام کے ظاہر وغالب ہونے کے واسطے ثابت ہوئی ہی۔ وَيَقْطَعَ دَابِرَ
الْكٰفِرِيْنَ اور اللہ تعالے چاہتا تھا موافق کلمات قدیمہ کے کہ قطع کرے دابر یعنی آخر کافرین کو باین طور کہ انکی جڑ کاٹ دے
چنانچہ اس واقعہ مین ابوجہل وغیرہ انکے سرکش ستر لوگون کو قتل کردیا جس سے جڑ کٹ گئی پس چونکہ اللہ تعالے نے حکم قدیم مین
یہ چاہا تھا لہذا مومنون کو قتال کا حکم اسلیے دیا کہ لِيُحِقَّ الْحَقَّ تاکہ ثابت وظاہر کرے حق کو۔ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ
اور مٹا دے باطل یعنی کفر کو۔ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ اگرچہ پڑے برا جانا کرین مجرم لوگ یعنی مشرک لوگ اگرچہ
اسلام وحق کو برا جانا کرین مگر اللہ تعالے اسکو پورا کرنے والا ہی ف — فی العرائس حقائق قولہ تعالے کما اخرجک ربک
من بیتک بالحق وان فریقا من المومنین لکارہون — یہ کراہت بخطرۂ نفسانی تھی پھر اور زیادہ کیا بقولہ یجادلونک فی الحق بعد ما تبین
سیدی رح نے کہا کہ تجھسے حق مین جدال کرتے ہین بعد ازانکہ انکو ظاہر ہوگیا کہ تو نہین کرتا مگر وہی جو تجھکو اللہ تعالی حکم فرمادے
کانما یساقون الے الموت وہم ینظرون۔ پاک ہی وہ معبود قادر قدیم جسنے اپنے ان بندون کو حقائق ایمان ودرجات وانوار و
مکاشفات سے مخصوص فرماکر ان صفات کی کوئی پروا نہین کی تاکہ مخلوق کو معلوم ہو کہ فضل الٰہی عز وجل ان بندون پر
سابق اور عنایت الٰہی انپر قدیم ہی اور آیت کریمہ کے معنی یہ ہین کہ اموال غنیمت کی تقسیم انہین موافق حکم ازلی کے ہی اور
انکے نفوس کی خواہش کے موافق نہین ہی جیسے تجھکو تیرے گھر سے تیرے پروردگار نے دشمنون پر جہاد کرنے کو نکالا حالانکہ
وہ لوگ اسمین کراہت کرتے تھے یعنی جہاد مین جیسے انکی کراہت تھی ایسے ہی اموال غنیمت کی تقسیم مین ہی اور یہ بخواہش
نفس ومقتضاے بشریت ہی اور اس جہت سے نہین ہی کہ انکے دل حکم اللہ ورسول کے قبول سے انکار کرتے ہین اسلیے کہ وے
لوگ حکم اللہ تعالے ورسول پر کامل یقین رکھتے ہین اور یہی حال جملہ سالکین کا ہی کہ انکے نفوس انکے اوطان قلوب مین ہرگز
نہین ٹھہرتے سوائے اُن اوقات کے جنمین حق عز وجل کا مشاہدہ ہوتا ہی پس ان اوقات مین تو وے نہین رہتے جتنے قلوب اہل
کرامت سے مشرف ہین سب انوار غیب سے منور ہوکر تاریکی نفس وبشریت سے چھوٹ جاتے [illegible] بعض نے کہا کہ نفس کو کبھی
امر حق سے الفت نہین ہوتی۔ اور بعض صحابہ رض نے جو اس مقام پر آنحضرت صلعم سے ہٹ مچائی تھی تو یہ بچون کی سی ہٹ
تھی کہ پیار دیکھکر پاؤن پھیلائے کہ وے لوگ وصال کی گود مین پالے جاتے تھے جیسے خلیل علیہ السلام نے از راہ خلت
وانبساط کے قوم لوط کے بارہ مین اللہ تعالے سے جھگڑا کیا کما قال اللہ تعالے یجادلنا فی قوم لوط الآیہ۔ یعنی ابراہیم نے ہم
سے قوم لوط کے بارہ مین جھگڑنا شروع کیا۔ پھر پردۂ نفس قبل مشاہدہ تک رہتا ہی پھر جب حق ہی حق رہا تو پردہ اُٹھ گیا اور نفس
کے انکار مین سے ایک ذرہ بھی باقی نہین رہتا ہی۔ قال المترجم کوئی نادان یہ خیال نکرے کہ اولیاء امت سے حجاب دور
ہونے کا ظہور ہوتا ہی پھر کیا صحابہ اس سے بھی کم تھے کیونکہ ہمنے تحقیق اوپر بیان کردی کہ ہر ایک فرقہ کے واسطے مقام
مختلف ہین پس اولیاء امت کو جو مرتبہ انتہاء درجہ کا ہی وہ پہلا قدم مرتبہ شہداء کا ہی اور انتہاء مرتبہ شہداء کا اول درجہ
صدیقین کا ہی اور انتہاء درجہ صدیقین کا اول مرتبہ نبوت ہی اور علی ہذا اگلی امتون مین سے جو صدیقین کو ملا وہ اس امت

Marfat.com

کے اولیاء کو نصیب ہوا واللہ تعالیٰ اعلم۔ پس یہ فرقہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسوقت مین مقام غیبت [illegible]
خوشی خاطر سے دوسری بار جنگ احد مین اپنی جان قربان کرنا قبول کیا۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی [illegible]
انکے گھرون سے نکالتا ہی تاکہ غربت ومسافرت مین فرقت کی تلخی پاوین اور بشریت ونفس جن چیزون [illegible]
باقی نہ رہے اسیواسطے فرمایا کما اخرجک ربک من بیتک بالحق۔ اور اشارہ حقیقت اسمین یہ ہو کہ مردان [illegible]
وطنون سے نکلکر میدان مشاہدہ مین حاضر ہوتے ہین تاکہ انکے ساتھ کسی غیر کا وجود سوائے حق کے نہ رہے [illegible]
بسطامی رح نے کہا کہ مین نے وصال کا سوال کیا تو حکم ہوا کہ اپنا نفس چھوڑ دے اور چلا آ۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ اشارہ
ہی کہ اپنا گھر چھوڑکر اندھے دلون کو نور حق سے زندہ کر اور قولہ وان فریقا من المؤمنین الٰے آخرہ یعنی وہ اپنے اوطان
چھوڑنے سے کراہت رکھتے ہین اور کسی بندہ کے واسطے صحبت ونصیحت کی حقیقت پوری نہیں ہوتی جب تک اپنے
اقارب کو چھوڑکر وطن سے ہاتھ نہ اُٹھا دے پس انکے وطنون سے نکال دیا کہ دوسرے شہرون مین جاوین پھر جب انکے
نفس سے مطالبہ نہ رہا تو انکو واپس کر دیا کہ سوائے حق تعالےٰ کے کوئی اور انکا مالک نہووے۔ بعض نے اس آیت مین
لکھا کہ تجھکو تیرے اوصاف سے فانی فرماکر باوصاف حق باقی کیا اور تیرے نفس کے سکون واعتماد سے باہر کرکے حق سے
ساکن ومعتمد کیا تاکہ تو کسی مالوف پر ظاہر لحاظ نہ فرماوے پس تجھکو تیرے مالوفات سے نکالکر حق سے باقی کیا کہ اسی سے تیرا
قیام اور اسی پر تجھے اعتماد ہو اور مومنین سے ایک فریق تیری ظاہر مفارقت اوطان سے کراہت رکھتا ہو حالانکہ انکو یہ
معلوم نہین کہ اس مفارقت سے تیرا وطن حق ہوگا۔ پھر حق تعالےٰ نے قوم کی رفاہیت طلبی کو بیان فرمایا بقولہ وتودون ان
غیر ذات الشوکۃ تکون لکم۔ ازل مین سنت الٰہی جاری ہوئی کہ ہر مشاہدہ کے وقت ایک مجاہدہ ہو اور ہر نعمت کے ساتھ
ظہور فضل الٰہی ہو تاکہ مخلوقات اپنی بندگی کے ساتھ امر قدم کا یقین کرین۔ بعض نے کہا کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ وہ
اپنی کوشش سے واصل بحق ہوگا وہ جاہل احمق ہی اور جسنے یہ گمان کیا کہ بدون کوشش کے پہونچ جاویگا وہ کاہل [illegible]
ہی۔ قولہ تعالےٰ لیحق الحق ویبطل الباطل۔ اللہ تعالےٰ نے سچی محبت والون اور جھوٹے دعوے والون مین اپنے لطف [illegible]
سے تمیز کر دی۔ نیز خطرات نفسانیہ جاری ہونے سے وہ اپنی جانین اللہ تعالےٰ کی راہ مین قربان کرکے حق ایمان [illegible]
سچائی سے متصف ہون۔ قال المترجم یعنی نفس تو ہر ایک کو فریب دیتا ہی کہ تو مومن صادق ہی لیکن وہ اپنی جانین قربان
کرکے دیکھین کہ سچے ہین۔ اور نیز مشاہدہ سے انکے دلون مین سچی محبت ڈالے اور انکے نفوس کے خیالات [illegible]
بعض نے کہا کہ تحقیق حق اسطرح کرے کہ اسپر متوجہ ہووین اور ابطال باطل اسطرح کہ باطل سے [illegible]
نے کہا کہ تحقیق حق اسطرح کہ خاص تجلی فرماوے اور ابطال باطل اسطرح کہ [illegible] باطل [illegible]
مین بھٹکا دے۔ بعض نے کہا کہ تحقیق حق تو کشف سے اور ابطال باطل استتار [illegible]
کہ حکم حق پر راضی ہون اور سخط اور ترشروئی کو باطل کرے۔ بعض نے کہا کہ مومنون کے [illegible]
باطل کو مٹا دے۔ بعض نے کہا کہ اولیاء کو جذب کرے اور مردودون کو [illegible]
روشن کرے اور مدعیون کے دعوے [illegible]

ہ متعلق کشف یعنی پردہ کردینا ۱۲

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝

جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے تو پہونچا تمہاری پکار کو کہ مین مدد بھیجونگا تمہاری ہزار فرشتے لگاتار آنے جاتے

وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ

اور یہ تو دی اللہ نے خوشخبری اور تا چین پکڑین دل تمہارے اور مدد نہین مگر

ع ۱۰ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَ

اللہ سے بیشک اللہ زور آور ہے حکمت والا جس وقت ڈال دی تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کو اور

يُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ

اُتارا تم پر آسمان سے پانی کہ اُس سے تم کو پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطان کی نجاست

وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ

اور گرہ دے تمہارے دل پر اور ثابت کرے تمہارے قدم جب حکم بھیجا تیرے رب نے فرشتون کو

أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا

کہ مین ساتھ ہون تمہارے سو تم دل ثابت کرو مسلمانون کے مین ڈال دونگا دل مین کافرون کے

الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذَٰلِكَ

دہشت سو مارو اوپر گردنون کے اور مارو اُنکے پور پور یہ اسواسطے

بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

کہ وہ مخالف ہوے اللہ کے اور اُسکے رسول کے اور جو کوئی مخالف ہو اللہ کا اور اسکے رسول کا

فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ

تو اللہ کی مار سخت ہے یہ تو تم چکھ لو اور جان رکھو کہ منکرون کو ہے

عَذَابَ النَّارِ ۝

عذاب دوزخ کا

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ ظرف متعلق بفعل محذوف ہی مانند اذکروا کے اے اذکروا وقت استغاثتکم۔ ای تطلبون الغوث بالنصر لیعنی یاد کرو وقت اپنے استغاثہ کا یعنی معرفت اللہ تعالے سے مدد طلب کرتے تھے کافرون پر فتح پانے کی تو اس بڑی نعمت انکو یاد دلائی۔ اور مقام مقتضی ماضی ہی لیکن مضارع بطریق حکایت حال ہی تاکہ وہی وقت یاد آجاوے۔ استغاثہ طلب غوث۔ یقال استغثتہ فاغاثنی لیعنی مین نے اللہ تعالے سے مدد مانگی پس اسنے مجھے مدد دی۔ اور کسی کی فریاد کو پہونچنا اغاثہ ہی۔ بالجملہ جب مومنون نے معلوم کیا کہ قتال ضرور ہی اور کافرون کی کثرت وشوکت دیکھی اور اپنی قلت وبے سامانی دیکھی تو اللہ تعالے سے استغاثہ کیا اور معالم مین ہی کہ یون کہنا شروع کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان دشمنون کافرون پر فتح دے اے غیاث المستغیثین ہماری فریاد رسی فرما۔ اور مفسر رح نے مانند بعض کے اشارہ کیا کہ لفظ اذکر یا فراد مقدر ہی اور

Marfat.com

خطاب آنحضرت صلعم کو ہی اور ضمیر جمع تستغیثون بطریق تشریف ہی - علی بن ابی طلحہ [illegible]
کی کہ قولہ تعالے اذ تستغیثون ربکم - آنحضرت صلعم کی دعا کے بارہ مین ہی - امام احمد نے اپنے [illegible]
سے روایت کی کہ جب بدر کا روز ہوا تو آنحضرت صلعم نے اپنے ساتھیون کو کچھ اوپر تین سو [illegible]
دیکھا پس آنحضرت صلعم قبلہ کی طرف منھ کرکے کھڑے ہوے اور تہ بند باندھے اور چادر اوڑھے تھے اور [illegible]
کی - اللهم انجزلی ما وعدتنی الخ یعنے میرے پروردگار جو تو نے مجھسے وعدہ فرمایا وہ پورا کردے [illegible]
وہ پورا فرما دے میرے بار الہ تعالے اگر اہل اسلام مین سے یہ ٹکڑا مارا گیا تو زمین مین تیری عبادت کی [illegible]
برابر اپنے پروردگار سے استغاثہ کرتے دعا مانگتے تھے یہانتک کہ آپ کے دوش مبارک سے چادر گر پڑی اور [illegible]
عنہ نے آکر چادر اٹھا کر اڑھا دی اور ایک طرف سے آپ کو دبوچ لیا اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ آپ کی مناجات
اپنے پروردگار سے کافی ہی اور تعالے عنقریب آپ کا وعدہ پورا فرادیگا پس اللہ تعالے نے نازل فرمایا اذ تستغیثون ربکم
فاستجاب لکم الآیۃ - پھر جب یہ دن ہوا اور دونون گروہ بھڑ گئے تو اللہ تعالے نے مشرکون کو ہزیمت دی اور مومنون نے ان مین
سے ستر آدمی قتل کیے اور ستر قید کیے - پھر آنحضرت صلعم نے ابو بکر و عمر و علی رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا تو ابو بکر نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ یہ لوگ آپ کے بھائی بھتیجے کنبے قبیلہ کے ہین میری رائے مین آپ انسے فدیہ لیوین پس جو ہم نے لیا وہ ہمارے
لیے کافرون پر قوت ہوگا اور شاید اللہ تعالے انکو ہدایت دے تو یہ لوگ ہمارے قوت بازو ہو جاوینگے پس آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب کیا رائے ہی مین نے کہا کہ واللہ میری تو وہ رائے نہین جو ابو بکر رض کی رائے ہی بلکہ میری رائے
مین تو آپ مجھے اجازت دین تو مین فلان کو قتل کرون یعنی اپنے ایک قریب ناتے والے کا نام لیا - اور علی رض کو اجازت دیجیے
کہ وہ عقیل کو قتل کرین اور حمزہ کو اجازت دیجیے کہ وہ فلان اپنے بھائی کو قتل کرین تاکہ عند اللہ تعالے اس امر کا ثواب ملے کہ
ہمارے دلون مین مشرکون کی طرف کچھ میلان بھی نہین ہی اور یہ لوگ مشرکون کے پیشوا اور سرگروہ ہین - پھر رسول اللہ صلعم نے ابو بکر
کے قول کی طرف میل کیا اور انسے فدیہ لیکر چھوڑ دیا پھر جب دوسرا روز ہوا تو مین صبح کو آنحضرت صلعم کے پاس گیا تو دیکھا کہ آنحضرت
صلعم و ابو بکر رض روتے ہین - مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ و آپکا یار غار کیون روتے ہین آپ نے فرمایا اس وجہ سے کہ
تیرے ساتھیون پر فدیہ لینے کی وجہ سے اس درخت سے زیادہ قریب عذاب پیش ہوا - آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا
جو قریب لگا ہوا تھا اور اللہ تعالے نے نازل فرمایا - ماکان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض [illegible]
پھر جب دوسرا سال آیا تو احد کے واقعہ مین جو مشرکون نے بدر کا فدیہ لیا تھا اسیقدر ستر آدمی شہید ہوے [illegible]
صلعم نے فرار کیا اور آنحضرت صلعم کے دندان پیشین ٹوٹے اور خود آپکے سر مبارک پر ٹکڑا [illegible] آیا [illegible]
خون جاری ہوا اور اللہ تعالے نے نازل فرمایا اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیہا قلتم انی ہذا [illegible]
یعنی یہ تمہارے نفسون کیطرف سے ہی کہ تم نے مشرکین بدر کا فدیہ لیا - رواہ مسلم و ابو داود
و صححہ الترمذی و ابن المدینی - ابو صالح سے روایت ہی کہ جب بدر کے روز حضرت صلعم نے [illegible]
شروع کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اپنی مناجات بس فرمادین [illegible]

یعنی عقیل بن ابی طالب [illegible] علی کرم اللہ [illegible] چچیرا بھائی

یعنی عباس بن عبد المطلب [illegible] چچا

Marfat.com

[illegible] ابن مسعود [illegible] کہ مقداد بن الاسود کے ساتھ ایک موقع پر مین تھا اور انکو جو بات حاصل ہوئی
[illegible] سے بہتر [illegible] یہ کہ حضرت صلعم مشرکون پر فتح و مدد کی دعا کرتے تھے کہ مقداد نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ
ہم [illegible] نہ کہینگے جیسے [illegible] بنی اسرائیل نے کہا کہ اذہب انت وربک فقاتلا - بلکہ ہم آپ کے دائین و بائین و آپ کے
[illegible] اور آپ کے [illegible] جان فدا کرینگے پس آنحضرت صلعم کا چہرہ مبارک چمکنے لگا - رواہ البخاری۔ ابن عباس نے کہا
کہ بدر کے روز حضرت صلعم یون دعا کرتے تھے کہ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ - پس ابو بکر رض نے
آپ کا [illegible] پکڑ لیا کہ یا رسول اللہ آپ کو کافی ہی پس آنحضرت صلعم پھر یہ پڑھتے ہوے نکلے - سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ
الدُّبُرَ اسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہی - بہر حال بدر کے روز آنحضرت صلعم کی طرف سے یا عموماً مومنون کی طرف سے
حضرت باری تعالے مین مدد کا استغاثہ ہوا اور حضرت صلعم نے بہت مناشدت کی - فَاسْتَجَابَ لَكُمْ پس قبول
کیا تمہارے پروردگار نے تمہارے استغاثہ کو یعنی اغاثہ فرمایا - عطف ہی تستغیثون پر اور نعمت یاد دلانے مین یہ قبولیت
بھی داخل ہی اور معطوف علیہ اگرچہ لفظاً مضارع ہی مگر معنی مین وقت یاد دلانے کے ماضی ہی پس معطوف علیہ معنوی ماضی پر معطوف
لفظاً و معنی ماضی کا عطف ہوا - اور قبولیت کی تفسیر یہ ہی کہ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ حرف جر حذف کرکے استجاب کے
تحت مین منصوب المحل کیا گیا - یعنی بانی معینکم بالف - مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ یعنی قبولیت کا جواب دیا باین طور کہ مین تمھین مدد دینے والا
ہون ہزار ملائکہ سے - مُرْدِفِيْنَ اے متتابعین یردف بعضہم بعضا - جو کہ مردف بکسر دال ہونگے یعنی پے در پے ہونگے
کہ بعض کا بعض ردیف ہوگا - کذا قال ابن عباس اور احتمال ہی کہ مردفین بمعنی آنکہ تمھارے لیے بنجدت ہون چنانچہ
ابن عباس سے ایک روایت مین ہی کہ مردفین اے مدد یعنی ممدین - کذا قال مجاہد و ابن کثیر و ابن زید - اور ایک روایت
مین ابن عباس نے کہا کہ مردفین یعنی ہر فرشتہ کے پیچھے فرشتہ تھا - اور ایک قراءۃ مین مردفین بفتح دال ہی اور جبکہ ہر فرشتہ
کے پیچھے فرشتہ تھا تو معنی ظاہر ہین کیونکہ جن بعض کے پیچھے دوسرے ردیف ہین وہ مردف بفتح ہوئے اور پیچھے والے مردف
بالکسر ہوے پس دونون طرح تعبیر صحیح ہی اور شیخ عکبری نے معمول مردفین محذوف رکھا اے مردفین امثالہم - یعنی اپنے
مثل دیگر فرشتون کو اپنے پیچھے ردیف کرنے والے تھے - وعلی ہذا ایک ہزار سے زائد ہونگے اور ابن جریر رح نے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ جبرئیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتون کے ساتھ آنحضرت صلعم کے میمنہ مین اُترے اور میمنہ
مین ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اور میکائیل ع ایک ہزار فرشتون کے ساتھ آنحضرت صلعم کے میسرہ مین اُترے اور مین اسی
میسرہ مین تھا - قال ابن کثیر رح اگر اسکی اسناد صحیح ہو تو یہ مقتضی ہی کہ الف ملائکہ مردفین بمثلہا تھے اسی واسطے بعض نے
مردفین بفتح الدال پڑھا ہی اور مشہور وہ ہی جو علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم
و مومنین کو ہزار ملائکہ سے مدد دی جنمین سے پانچ سو کو لیکر جبرئیل ع دائین طرف اُترے اور پانچ سو کو لیکر میکائیل بائین طرف
[illegible] واضح ہو کہ یہان دو سوال ہین - اول یہ کہ سورہ آل عمران مین تعداد زیادہ مذکور ہی اور یہان فقط ایک ہزار فرمائی
[illegible] کیا کہ پہلے ایک ہزار سے مدد کا وعدہ دیا پھر تین ہزار ہوے پھر پانچ ہزار ہوگئے جیسا کہ آل عمران مین مذکور ہوا
[illegible] قال قتادہ وغیرہ - وعن الشعبی رح ایک ہزار تو مردفین تھے اور تین ہزار منزلین تھے - اور مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک

Marfat.com

دونون مین کچھ منافات نہین ہی کیونکہ مومنون کو مشرکون کے ایک ہزار لشکر سے گھبراہٹ ہوئی تھی
تو اُ ایک ہزار ملائکہ مردفین سے مدد دونگا یعنے ملائکہ پے در پے ردیف وار جماعتون سے تمھاری مدد کو [illegible]
ایک ہزار ہوگی پس اسمین ایک ہزار مین انحصار نہین ہی اور جو آثار در بارۂ ایک ہزار کے مذکور [illegible]
اول جماعت ایک ہزار کی آکر اسطرح کھڑی ہوئی کہ آدھی داہنی طرف اور آدھی بائین طرف گئی اور [illegible]
نہین سوائے قول علی کرم اللہ وجہہ کے کہ میمنہ مین ایک ہزار ٹھہرے اور ایسے ہی میسرہ مین [illegible]
کیا یا نہین ۔ پس بعض نے کہا کہ قتال نہین کیا بلکہ جوان مردون کی صورت سپید کپڑے پہنے سفید عمامہ [illegible]
دونون مونڈھون کے بیچ مین ڈالے ابلق گھوڑون پر سوار اسواسطے آئے کہ مومنون کو ثابت قدم رکھین [illegible]
اور اگر قتال کرنا مقصود ہوتا تو ایک فرشتہ تمام دنیا کے ہلاک کرنے کو کافی ہی چنانچہ قوم لوط کے شہرون کو جبرئیل نے [illegible]
اور ایک آواز سخت سے قوم صالح ؑ وغیرہ ہلاک کردی ۔ پھر اسقدر جماعت کثیرہ کی کیا ضرورت ہوتی لہذا قتال نہین کیا [illegible]
کہتا ہی کہ یہ دلیل ضعیف ہی اسواسطے کہ جیسے جماعت مومنین کی بھیڑ بڑھانا مقصود تھی ویسے اسمین اور بھی فوائد حاصل [illegible]
جیسے جمی ہوئی صف بستہ ہوتا اور مضطرب ہونا اور آدمیون کی صورت مین لباس کی پسندیدہ ہیأت کی تعلیم وغیرہ [illegible]
حدیث مین عمائم کا حکم دیا کہ وہ سیماء ملائکہ ہی یعنی ملائکہ جب بصورت آدمی متمثل کیے جاتے ہین تو عمامہ کے ساتھ [illegible]
اور ایسے ہی عمامہ کا چھور پس پشت دونون کندھون کے بیچ مین لٹکانا وغیرہ اور نیز یہ تعلیم کہ دشمن کا قتل بقدرت الٰہی ہی اور
ہتھیار امر ضروری نہین چنانچہ آثار ذیل سے یہ بات ظاہر ہوگی ۔۔ بالجملہ ایک فرشتہ کا تمام دنیا کے ہلاک کو کافی ہونا اس بات کے
منافی نہین کہ فرشتون نے بدر مین قتال نہین کیا کیونکہ بالکل اہلاک تو مقصود ہی نہ تھا علاوہ برین اسی مقصود کے لیے ایک [illegible]
کی بھی ضرورت نہین ہی لہذا مختار قول جمہور ہی کہ فرشتون نے بدر مین قتال کیا اور اسی پر دلیل ہی قولہ تعالے اذ یوحی ربک الی
الملائکۃ الآیۃ ۔ کیونکہ قولہ واضربوا منہم کل بنان ۔ اسپر تنصیص ہی اور حضور ملائکہ بدر مین خود ان ملائکہ کے واسطے [illegible]
تھا چنانچہ رفاعہ بن رافع سے روایت ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر حضرت صلعم سے پوچھا کہ آپ اہل بدر کو اپنے درمیان کیسا
سمجھتے ہین فرمایا کہ مسلمانون مین سے افضل یا ایسی ہی کچھ بات کہی تو جبرئیل نے کہا کہ ملائکہ مین سے جو بدر مین حاضر ہوئے [illegible]
ایسے ہی ہین ۔ رواہ البخاری ۔ ابن عباس رضہ نے کہا کہ مسلمانون مین سے ایک نے ایک مشرک کا پیچھا کیا تو ناگاہ اوپر سے
کوڑا مارنے کی آواز سنی اور کسی سوار نے کہا کہ اقدم حیزوم ۔ یعنی اے حیزوم آگے بڑھ ۔ اتنے مین مشرک کو دیکھا کہ [illegible]
بل گر پڑا ہی اور دیکھا تو کوڑے کی چوٹ سے اُسکا چہرہ پھٹ گیا ہی پس مرد انصاری نے آکر حضرت صلعم سے [illegible]
کہ تو نے سچ کہا یہ تیسرے آسمان کی مدد والون مین سے تھا ۔ روایت ہی کہ ابوجہل ملعون جب [illegible]
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ آواز کہان سے آتی تھی جو ہم کو بدحواس کرتی تھی حالانکہ ہم کسی شخص کو نہین [illegible]
ملائکہ کی آواز تھی تو ابوجہل بولا کہ وہی ہمپر غالب ہوئے تم غالب نہین ہوسکے ہو ۔ ابوداؤد و [illegible]
روز مین نے ایک مشرک کا پیچھا کیا کہ اسکو تلوار مارون تو میری تلوار پہنچنے سے پہلے مشرک کا [illegible]
حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے روز ہم مین سے آدمی اپنی تلوار سے مشرک کی [illegible]

[illegible] کا کر پڑا [illegible] اور آثار کثیرہ ہین جو دلالت کرتے ہین کہ ملائکہ نے بدر کے روز قتال کیا۔ رہا یہ [illegible] سوائے بدر کے بھی قتال [illegible] ہین تو سلیمان جمل نے کہا کہ سوائے بدر کے اور کہین ثابت نہین ہوا۔ وقال الخطیب [illegible] ہے کہ انھون نے بدر مین قتال کیا اور کہین مانند احد وحنین وغیرہ کے قتال نہین کیا۔ اور یہی اکثر کا مختار ہے۔ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی اور نہین کیا اللہ نے اسکو یعنی امداد ملائکہ بھیجنے کو مگر بشارت یعنی تاکہ تمھارے دلون کو خوشی ہو [illegible] تعالے کے وعدون پر مطمئن ہو۔ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ اور تاکہ اس سے تمھارے دل مطمئن ہون [illegible] اضطراب مین نہ پڑین۔ ورنہ اللہ تعالے قادر ہے کہ تمھارے دشمنون کو بدون مدد کے تمھین سے ہلاک کر دے بلکہ خود بخود ہلاک کر دے وقد قال تعالے ولو یشاء اللہ لانتصر منہم ولکن لیبلو بعضکم ببعض یعنے اگر اللہ تعالے چاہتا تو کافرون سے [illegible] انتقام لے لیتا لیکن نہین چاہا اور تمکو جہاد کے واسطے حکم دیا تاکہ بعض کو بعض سے امتحان مین ڈالے۔ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور مدد و فتح نہین مگر اللہ تعالے ہی کی طرف سے یعنی درحقیقت مدد و نصرت فقط حضرت باری تعالے عز وجل کی طرف سے ہے اور کسی چیز سے نہین ہے اور ملائکہ کی امداد یا لشکر کی کثرت و سامان وغیرہ تو یہ سب وسائط ہین انمین خود کچھ تاثیر نہین ہے پس تم ان چیزون سے نصرت مت سمجھو اور اگر یہ چیزین نہون تو فتح و نصرت سے مایوس مت ہو اور اسمین تنبیہ ہے کہ مومن کو واجب ہے کہ ہر حال مین فقط اللہ تعالے پر بھروسا کرے اور کسی دوسری چیز پر اعتماد نہ کرے کیونکہ اسی کے قبضۂ قدرت مین سب امور ہین اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ بیشک اللہ تعالے عزیز حکیم ہے یعنے وہی ہر چیز پر غالب اور سب اسکے زیر حکم مقہور ہین اور وہی حکمت والا ہے جو کچھ جاری ہوتا ہے سب اسکی حکمت ہے جسکی حقیقت تک بندہ کی سمجھ نہین پہونچ سکتی ہے۔ پھر اللہ تعالے نے تیسری نعمت یاد دلائی لقولہ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً یاد کرو یا یاد دلا دے جبکہ ڈھانپ دیا تمپر نعاس کو واسطے امن پانے کے اس چیز سے جو تم کو پہونچے خوف سے مِّنْهُ حق تعالے کی طرف سے یعنی امن از جانب حق تعالے حاصل ہونے کے لیے۔ یہ تفسیر بنا بر قول شیخ جلال کے ہے کہ امنہ کو مفعول لہ قرار دیا یعنی نعاس سے ڈھانکنا اسواسطے تھا کہ خوف سے امن از جانب حق عز وجل حاصل ہو۔ قال فی الکمالین یہ اس اعتبار سے کہ یغشی متضمن معنی یغشون ہے ورنہ ظاہر یہ ہے کہ آمنہ بدل از نعاس ہے یعنے تمپر نعاس ڈھانپ دی جو کہ امنہ از جانب حق تعالے تھی۔ نعاس ہلکی نیند کو کہتے ہین اور [illegible] عجیب نعمت تھی کہ باوجود خوف و اضطراب کے انکو سلا دیا لہذا کہا گیا کہ معجزہ کے حکم مین تھی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قتال مین نعاس امن از جانب حق تعالے ہے اور نماز مین نعاس از جانب شیطان ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ سجدہ مین جو بندہ سو جاتا ہے اسکو اللہ تعالے ملائکہ کو دکھلاتا ہے کہ دیکھو یہ میرا بندہ میری یاد مین سر بسجدہ سو گیا۔ قتادہ رح نے کہا کہ نعاس تو سر مین ہوتی ہے اور نیند دل مین ہوتی ہے۔ بعض نے کہا کہ جس رات کی صبح کو قتال واقع ہوا اُس رات مین نعاس کی دو وجہین تھین ایک یہ کہ صبح قتال کو تازہ دم ہو جاوین دوم یہ کہ خوف زائل ہو اور امن حاصل ہو جاوے۔ علی رض سے روایت ہے کہ ہم مین سوائے مقداد کے کوئی سوار نہ تھا اور مین نے دیکھا کہ ہم مین سبھی سوتے تھے سوائے رسول اللہ صلعم کے کہ آپ درخت کے نیچے رات بھر نماز پڑھا کیے اور رو کر دعا کیا کیے یہان تک کہ صبح ہو گئی۔ قال المترجم آنحضرت صلعم کو کسی طرح کا اضطراب و خوف نہ تھا

رواہ ابو یعلی عنہ ۱۲

Marfat.com

بعض نے کہا کہ حالت قتال مین یہ نعاس طاری ہوئی تھی۔ شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ اُحد مین
یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہی پس جب امر سخت ہوتا ہی اور خوف طاری ہوتا ہی تو مومنون پر یہ نعاس
اللہ تعالے کی مدد و رحمت پر مطمئن ہوجاتے ہین اور صحیحین مین ہی کہ بدر کے روز آنحضرت صلعم
مین تھے اور دونون دعا مانگتے تھے کہ اتنے مین آنحضرت صلعم پر ایک اونگھ کے مانند خفیف نوم طاری
بیدار ہوکر فرمایا کہ اے ابوبکر بشارت ہو کہ جبرئیل یہ آئے اُنکے اگلے دونون دانتون پر غبار
پڑھتے ہوئے نکلے سیہزم الجمع ویولون الدبر۔ یعنی جماعت کفار عنقریب ہزیمت کھاوین اور پیٹھ پھیرینگے۔ وَيُنَزِّلُ
عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً اور نازل فرمایا تمپر اس حال مین پانی آسمان سے۔ یعنی مینھ برسایا۔ مجاہد رح نے کہا کہ
نے نعاس سے پہلے پانی برسایا پس غبار بیٹھ گیا اور ریگ جم گئی اور مومنون کے دل خوش ہوئے اور قدم جم گئے۔ بعض نے
نعاس کے بعد پانی برسایا۔ لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ تاکہ اس سے تم کو پاک کرے یعنی وضوء و غسل وغیرہ کی طہارت کرو
تھی۔ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ اور دور کردے تم سے رجز شیطان یعنی وسوسہ شیطان۔ اور وہ یہ کہ
دلون مین وسوسہ ڈالا کہ اگر تم حق پر ہوتے اور تم مین اللہ تعالے کا رسول ہوتا تو تم اسطرح پیاسے نہوتے اور حالت جنابت و حدث
سے نماز نہ پڑھتے حالانکہ مشرک لوگون نے پانی پر قبضہ کیا ہی۔ اور تھوڑی دیر مین جب تمپر پیاس کا سخت غلبہ ہوگا تو مشرکین اپنے
مقام سے آکر تمکو باندھ لیجاوین اور قتل کرینگے پس اس سے اضطراب شدید پیدا ہوا اور جب مینھ برسایا تو مومنون نے خوب پیا
اور نہائے اور جانورون کو پلایا اور وسوسہ شیطان دور کردیا۔ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ اور تاکہ بندش کرے تمہارے دلون
پر یقین و صبر کے ساتھ۔ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ اور تمہارے قدم ثابت کرے کہ ریگ مین نہ دھنس جاوین۔ کیونکہ مینھ
پڑنے سے ریگ جم گئی تھی اور اسپر اچھی طرح چلنا ممکن ہوگیا۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیر رح نے علی بن ابی طلحہ وعوفی کی
روایت ابن عباس سے ایسی ہی ذکر کی کہ بدر مین جو پانی کی جھیل تھی اسپر مشرکین قابض تھے اور مسلمانون کو پانی نہ ملنے سے
حالت پیش آئی جو مذکور ہوئی پھر خوب پانی برسا جس سے مشقت رفع ہوئی اور مسلمانون و مشرکون کے درمیان ایک میدان
ریگ کا تھا پس جب مینھ سے وہ سخت ہوگئی تو قوم کی طرف روانہ ہوئے۔ اور شعبی و زہری وغیرہ علماء سے روایت ہی کہ بدر کے
روز ہلکا پانی برسا تھا اور مشہور یہ ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جو پہلا پانی پایا وہین اُتر پڑے تھے پس حباب بن المنذر نے عرض
کیا کہ اگر بحکم الٰہی آپ یہان اُترے تو ہمکو بڑھنا روا نہین اور اگر لڑائی کے لیے اُترے تو یہ بہتر نہین ہی کہ آپ ہمکو
سے قریب جو پانی ہی وہان اُترین اور ایک فرشتہ نے آکر حضرت باری تعالے کا سلام پہونچایا اور اس رائے کی
اور جبرئیل موجود تھے انھون نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اسکو پہچانتا نہین ولیکن یہ درحقیقت فرشتہ ہی
پس حضرت صلعم روانہ ہوکر موافق رائے حباب کے قریب قوم کے اُترے اور درمیان مین ایک قطعہ ریگ
نے عروہ بن الزبیر سے روایت کیا کہ وہ میدان نرم ریگ کا تھا جسمین پاون دھنسے تھے پس اللہ تعالے نے
پانی برسا۔ اور مسلمانون کو صرف اسقدر پہونچا کہ زمین جم گئی اور چلنے سے معذور نہوئے اور مشرکون کو
اور چلنے سے عاجز ہوئے۔ ابن جریر رح نے علی رضہ سے روایت کی کہ جس رات کی صبح جنگ

[illegible] کے سایہ [illegible] کے نیچے چھپ رہے اور آنحضرت صلعم نے لڑائی پر آمادہ کرتے ہوئے رات [illegible] جملہ مفسر رح [illegible] اختیار کیا کہ بدر کے تالاب پر مشرکین قابض ہو گئے تھے اور مومنون کو پینے کے پانی [illegible] حاصل ہوئی [illegible] ابن اسحاق وغیرہ سے ثابت ہی کہ مشرکین بسبب شدت بارش و دلدل کے کوچ کرنے سے [illegible] اور مومنین [illegible] تالاب پر قبضہ کر لیا اور بارش کا پانی مومنون کو صرف اتنا پہونچا کہ ریگ جم گئی اور چلنے پر بخوبی قادر ہو گئے [illegible] جمنے لگے اور یہی قولہ یثبت بہ الاقدام۔ کے معنی ہین۔ اور زمخشری نے کہا کہ ربط کے واسطے ہو سکتا ہی [illegible] جب اطمینان قلب و طہارت از رجس شیطان حاصل ہوئی تو معرکہ مین ثابت قدمی ہو گی۔ اِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَٰئِكَةِ یاد دلا دے اے محمد جبکہ وحی فرمائی تیرے رب نے ملائکہ کو جن سے مسلمانون کو مدد دی تھی۔ أَنِّي مَعَكُمْ اے بانی [illegible] کہ مین تمھارے ساتھ ہون یعنی اپنی فتح و نصرت سے تمھارے ساتھ ہون۔ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا پس تم ایمان والون کو ثابت قدم رکھو یا تثبیت باین طور کہ انکے ساتھ ہو کر لڑو۔ یا بشارت دینے سے انکے دل مضبوط کرو پس فرشتہ آدمی کی صورت مین صف لشکر کے سامنے بیان کرتا کہ تمکو بشارت ہو اللہ تعالے تمھارا ناصر ہی تم اسی کو پوجتے ہو اور مشرکین بت پرست ہین۔ یا اسطرح کہ مومنون کے دلون مین نیک الہام کرو جیسے شیطان کو وسوسہ ڈالنے کی قوت ہی۔ پھر اللہ تعالے نے معیت کو بیان فرمایا لقولہ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ یعنی عنقریب کافرون کے دلون مین رعب ڈالدونگا پس وے ثابت قدم نہ رہ سکینگے۔ یہ اللہ تعالے کی طرف سے مومنون پر نعمت تھی کہ مشرکون کے دلون مین خوف ڈالدیا فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ پس مارو کافرون کو اعناق کے اوپر۔ اعناق جمع عنق بمعنی گردن اور اسکے فوق وہ جگہ جہان ذبح کرتے ہین اور جوڑ اور سر کیونکہ یہ سب اعناق کے اوپر ہین اور بعض نے کہا کہ فوق یہان صلہ ہی اور مراد اعناق ہین یا فوق معنی علی ہی یعنی علی الاعناق۔ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ بنان جمع بنانہ وہ ہاتھ پیرون کی انگلیون کے کنارے اور مراد یہان اطراف ہین کما قال ابن عباس یا جوڑ و بند ہین کما قال ابن عطیہ۔ معنی یہ کہ مارو کافرون کے کل اطراف کو۔ بعض نے کہا کہ سر و بنان کو خاصکر اسلئے ذکر کیا کہ سر تو اعلی و اشرف ہی و بنان ادنی و اضعف ہی پس درمیان مین بدن کے جملہ اعضا در داخل ہو گئے اور بعض نے کہا کہ سر کے ضرب سے آدمی مرجاتا ہی اور انگلیون کے اطراف قطع کرنے سے ہتھیار وغیرہ تھامنے و لڑنے سے بیکار ہو جاتا ہی۔ ربیع بن انس سے مروی ہی کہ بدر کے روز لوگون کو ملائکہ کے مارے ہوئے مقتول اس نشان سے معلوم ہو جاتے کہ مقتول کے سر و بنان پر جیسے آگ سے جلے ہوئے داغ ہوتے تھے۔ قال المفسر رح وغیرہ سہل بن حنیف رض سے روایت ہی کہ ہم نے بدر کے روز دیکھا کہ ہم مین کا آدمی مشرکون کے آدمی پر تلوار کا حملہ کرتا پھر قبل اسکے کہ تلوار اس تک پہونچی اسکا سر جدا ہو کر گرتا اسندہ الحاکم و صححہ البیہقی۔ پھر آنحضرت صلعم نے ایک مٹھی سنگریزہ لیکر مشرکون کی طرف ماری اور فرمایا شاہت الوجوہ [illegible] کوئی مشرک نہین بچا مگر آنکہ اسکی آنکھ مین اسکے ریزے بھر ہوئے اور مشرکون نے بھاگنا شروع کیا اور مسلمان انکے تعاقب مین انکو قتل کرتے و قید کرتے تھے۔ ذَٰلِكَ یہ عذاب جو مشرکون پر واقع ہوا۔ بِأَنَّهُمْ بسبب اسکے کہ انھون نے [illegible] اللَّهَ وَرَسُولَهُ مخالفت کی اللہ تعالے و اسکے رسول سے گویا اللہ تعالے کی راہ کو ایک شق چھوڑا اور آپ [illegible] اختیار کی۔ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اور جو کوئی مخالفت کرے اللہ تعالی و اسکے رسول سے

تو اللہ تعالے اسکو عذاب کریگا فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ پس اللہ تعالیٰ [illegible]
ذٰلِکُمْ مبتدا اور خبر محذوف ہی یعنے یہ تو عذاب ہی ۔ فَذُوْقُوْہُ پس اسکا مزہ چکھو [illegible]
لِلْکٰفِرِیْنَ اور البتہ کافروں کے لیے آخرت مین ۔ عَذَابَ النَّارِ آگ کا عذاب [illegible]
جلینگے ۔ بجائے ضمیر یعنے وان لہم ۔ کے وان للکافرین ۔ فرمایا الغرض اہانت کے اوراہی [illegible]
وکفر کا بدلا ہی کہ حق عزوجل نے انکو پیدا کیا اور اسقدر نعمتیں دین اور رسولوں سے ہدایت [illegible]
کہ اپنے پروردگار تعالیٰ سے منھ موڑین و بتوں وغیرہ کے بندے بنین ف ۔ فی العرائس [illegible]
استغاثہ مقام شاہدی و تواضع مقام انبساط اور فنا پیدا بقا ہی پس جسنے حالت استغاثہ [illegible]
اسی کی طرف فرار کرنا اور اسکو اسی سے طلب کرنا ہی اور اسی کے ساتھ مستغیث نا ز [illegible]
استغاثہ کے ساتھ اپنی مراد پر معونت چاہی کہ فتح و غنیمت حاصل ہو پس اللہ تعالے نے ملائکہ کی امداد [illegible]
انکو غیر کی طرف نظر رکھنے سے موڑا چنانچہ فرمایا وما النصر الا من عند اللہ ۔ انکی دعا پر فوراً قبولیت [illegible]
التجا سے اللہ تعالے کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور پوری قبولیت اسلیے کہ اسکے انوار جمال و جلال [illegible]
بعض نے کہا کہ جسنے سچی التجا سے استغاثہ کیا فوراً اسکی التجا قبول ہوتی ہی ۔ شیخ نصرآبادی [illegible]
ایک تو استغاثہ اُس سے اور دوسرا استغاثہ اسکی طرف پس جو استغاثہ اس سے ہوتا ہی [illegible]
نہیں دیا جاتا بلکہ وہ اسی استغاثہ پر ہمیشہ معلق ہوتا ہی ۔ اور جو استغاثہ اسکی طرف ہی [illegible]
ہوتی ہی ۔ اور نیز شیخ موصوف نے کہا کہ نفس کا یہ استغاثہ ہی کہ اسکو حصہ [illegible]
استغاثہ از خوف تقلیب ہی یعنے وہ راہ مستقیم سے نہ پھیرا جاوے اسی واسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا [illegible]
اللہ تعالے کے قبضۂ قدرت مین ہی جدھر چاہے اُدھر پھیرے ۔ روح کا استغاثہ طلب [illegible]
درخواست ہی کہ اُن اسرار پوشیدہ پر آگاہی ہو جو سینوں مین چھپے ہوے ہین ۔ [illegible]
اپنی محتاجی ظاہر ہوئی ہو اُسی کے موافق استغاثہ ہوتا ہی اور حق عزوجل کو قدرت مین [illegible]
دور کرنے پر قادر ہی ۔ قولہ تعالے وما جعلہ اللہ الا بشریٰ ولتطمئن بہ قلوبکم ۔ امداد ملائکہ کی [illegible]
ظاہر ہونے سے بندوں کے دل با نوار بقا مطمئن ہوں اور دلیل و برہان کی [illegible]
بدرجہ کمال ہوتا تو طمانینت کا تعلق کسی برہان سے نہوتا پھر وسائط سے [illegible]
وما النصر الا من عند اللہ ۔ مرجع حقائق اس آیت مین یہ ہی کہ نصرت الٰہی کشف [illegible]
سے بیخود ہین پس اپنے وصال سے ان لوگوں کو قہریات پر فتح و ظفر دیتا ہی [illegible]
روبرد سے قہریات کو محض اپنے لطف و کرم سے ہانک دیتا ہی ۔ بعض نے فرمایا کہ حق عزوجل [illegible]
فرماکے پس جسنے ذلت و افتقار ظاہر کرکے نصرت و سلامتی نہین چاہی وہ کبھی [illegible]
سلامتی چاہنا اپنی قوت قدرت پر اعتماد ہی اور یہ ربوبیت سے مقابلہ ہی [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہوگا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس واقعہ بدر میں یہ سب واقع ہوا چنانچہ جب کثیر تعداد سے
[illegible] تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ اے پروردگار یہ قریش اتراتے اور غرور کرتے آتے اور تیرے
[illegible] اور تیری ہدایت سے منہ موڑتے ہیں۔ اور مومنوں کا استغاثہ آیت میں بیان ہے پس اللہ عزوجل نے عاجزی
[illegible] نصرت [illegible] چاہنے والوں کو غالب کیا اور تکبر و غرور والوں کو خوار و برباد کیا۔ فافہم۔ پھر اپنی عزت و جلال کو بیان
[illegible] عزیز حکیم۔ اسکا عزیز ہونا یہ کہ کسی علت و علل سے اسکی مخلوق میں سے یعنی جو کچھ اسوائے اسکے ہے اسمیں سے
کسی کو یہ مجال نہیں کہ اسکے جمال و جلال میں سے کچھ مطالعہ کرے یعنی ہدایت اسی کی طرف سے ہے اور حکیم ہونا یہ کہ مومنوں کو مقام
[illegible] اور انھیں کو اس قربت سے سرفراز کرنے میں مخصوص کیا۔ واسطی رح نے فرمایا کہ عزیز وہ ہے کہ جو اسکے طلب
[illegible] ہوں اپنی طاقت سے اسکو نہ پاویں اور اسی کے کرم سے جب پاویں تو اسکے حضور میں عاجز و ہیچ ہوجاویں۔ استاد رح
[illegible] کہ عزیز کو ڈھونڈھنے والا اسی کے انعام سے پاتا ہے اور جاہت والا اسی کے کرم سے ملجاتا ہے راہ تو آسان ہے ولیکن جبھی
کہ اسکا لطف شامل حال ہوجاوے اور حق سبحانہ تعالے تو ہر وصل و فصل و قرب و بعد سے عزیز پاک ہے اسکی درگاہ میں تو بدون
اسکے کرم و فضل کے کسیطرح راہ نہیں ہے۔ اگر دنیا میں کوئی شاہنشاہ بننے پر اترایا اور وہاں مقبول نہیں تو نجاست کے ناپاک گڑھے
سے بدتر جہنم کے گڑھے میں ڈالا گیا اور اگر دنیا میں فقیر ذلیل ہے لوگ دروازے پر آنے سے عار و ننگ رکھتے ہیں اور وہاں مقبول ہے
تو دنیا کے ہزار بادشاہ سے کروروں مرتبہ افضل ہے بلکہ کچھ نسبت نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالے نے انپر راحت ابدان و ترویح روح کے
[illegible] کے ساتھ نعاس کا کرم فرمایا بقولہ اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ۔ نعاس یہ ہے کہ خون جو قلب کے گرداگرد ہے اس سے بخارات
[illegible] عجیب خلقت الٰہی کے دماغ کو پہونچتے اور پٹھوں کو راحت دیتے ہیں پس جب تیزی فکر و ہیجان سے اعصاب دماغی میں
کلال لاحق ہوتا ہے تو یہ بخارات خون کے صاف بلغم سے رطوبت ملے ہوے دماغ میں پہونچکر پٹھوں کو بھاری کردیتے ہیں اور رفتہ رفتہ
جب تمام عروق و قلب میں ایسی کیفیت ہوجاتی ہے تو حواس باطل ہوکر نیند آتی ہے اور یہ صفات انسانیہ میں سے ہے اللہ تعالے
مترجم ۱۲
اس سے پاک و برتر ہے کما قال تعالے لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔ پھر جب وہ تعالے اپنے اولیاء کو راحت جسمانی دیتا ہے تو نعاس سے
[illegible] انقباض کو دور کر [illegible] مقام انبساط میں پہونچاتا ہے۔ اور واضح رہے کہ نعاس میں مکاشفات کی صورتیں اور ہاتف غیب کی
آوازیں عالم غیب سے سنائی دیتی ہیں اور قلب کی آنکھوں میں غیبی صورتیں بالبداہۃ نظر آتی ہیں جن سے بہت امن حاصل ہوتا ہے
[illegible] یعنی اطمینان دل امن از جانب حق تعالے تھی یعنی مزید امتحان و غلبۂ نفس و شیطان سے امن دیدیا۔ عبداللہ
[illegible] نے فرمایا کہ جہاد و لڑائی میں اللہ تعالے کی طرف سے نعاس امن ہوتی ہے اور نماز میں شیطان کی طرف سے غفلت
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند نعاس ہی ہوتی تھی اسیواسطے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ہے۔ کیونکہ قلب
[illegible] عالم ملکوت میں سے کچھ نہیں دیکھتا۔ اور یہی اولیاء کا حال ہے کہ ہر حال میں انکے دل جاگتے رہتے ہیں اور سونا انکا
[illegible] ہوتا اور جسنے عالم غیب میں سے کچھ دیکھا اسکا دل اسوقت میں حالت نعاس ہی میں ہوتا ہے۔ سہل رح نے فرمایا
[illegible] دل دماغ سے ہوتا ہے اور اس حالت میں دل زندہ ہوتا ہے اور نیند کا حلول دل میں ظاہر ہوتا ہے اور یہاں نعاس کا
[illegible] دل [illegible] آگاہ کیا کہ فضل و کرم الٰہی عزوجل انکی کمائی و قدرت سے نہیں ہے پس انکو [illegible] نفس و اختیار سے

فانی کردیا پھر انکے دشمنون کے دلون مین رعب ڈالکر بھگا دیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نصرت دیا
ی راہ تک مجھے رعب سے فتح ونصرت دیگئی ہی۔ جب بندہ اپنے حول وقوت سے بری ہوا
ہی اور وہ اپنی سب مرادین پاجاتا ہی۔ پھر اوتعالی نے انپر اپنی رحمت نازل کرنے کا بیان فرمایا
ار لیطہرکم بہ۔ ظاہری پانی سے اشباح پاک ہوجاتے ہین اور آب معرفت سے ارواح پاکیزہ ہوتی ہین
وصفات کے مقام وحقیقت کو پہچان لیا تو ذات پاک سے عارف ہوجاتی ہین پس انکی مثال
پڑی ہین پس دریاے افعال مین ارواح کی سیپیان ہین جو صفات کے موتی بحر ذات سے نکلتے ہین
کے ہین۔ بعض نے کہا کہ جب دلون پر یقین کے پانی پڑتے ہین تو انہین سے اختلاج وشک سب دھل جاتا ہی
سے ظاہر ہی کہ طرح طرح کی مخالفت وخوف ووسوسہ شیطان سب اس پانی سے دھوکر انکے دلون کو مضبوط کردیا۔ پھر اس
کا وصف بیان فرمایا بقولہ ولیربط علی قلوبکم ویثبت بہ الاقدام۔ یعنی اس باران یقین سے انکو معرفت عبودیت
انکے دلون کو معرفت الٰہی مین مرتبط ومستقیم کردیا اور وحشت فرقت انکے دلون سے دور کرکے دیدار وصل کے شوق مین
وثابت قدم فرمایا اور اس تجلی کا حاصل یہ ہوا کہ انکے بدن تو طاعات پر مرتبط وقائم ہوگئے اور انکی عقلین آیات الٰہی
مرتبط ہوئین اور انکے قلوب انوار وقات سے مرتبط ہوے اور انکی روحین انوار ذات سے اور انکے اسرار علوم ازل
وابدی سے مرتبط ہوے۔ پھر جب وہ لوگ اسطرح مستغرق ہوے تو انکی دستگیری فرمائی اور فنا سے نکالکر انکو مقام بقا مین
جگہ دی اور اگر ایسا نہوتا تو ظہور ربوبیت کے پہلے ہی حملہ مین فنا ہوجاتے۔ پھر حکمت الٰہیہ لئے اس وجہ سے
کہ سطوات عظمت وکبریا وعزت کو کون اٹھا سکتا ہی۔ بعض نے کہا کہ اپنے اولیاء کے دلون کو صبر کے ہتھیار سے بلا وشقت
اٹھانے پر مرتبط کردیا اور عارفین کے دلون کو انوار غیوب اپنے اسرار پر اٹھا لینے سے مرتبط کیا اور اہل استقامت کے
جائے کہ جملہ احوال مین مستقیم ہوے اور قدم نہین ہٹاتے بعض نے کہا کہ قلب تین طرح کے ہین اول انکو خلق سے
انکے اسماء وصفات سے مربوط ہین۔ سوم وہ جو حق عز وجل سے بصفت تفرید وتجرید مرتبط ہین۔ واللہ تعالی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ۚ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ

لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ

لڑائی کا یا جا ملتا ہو فوج مین سو وہ لے پھرا غضب

جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

دوزخ ہی اور کیا بری جگہ جا ٹھہرا

اللہ تعالی اپنے مومن بندون کو حکم دیتا ہی کہ کافرون سے لڑائی مین شکست بھاگ

[illegible] تعالیٰ کے غضب میں گرفتار بھی ہوگا چنانچہ فرمایا۔ يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا اے ایمان لانے والے
یعنے جنکی شان سے یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا کرتے اور اسی کی تائید سے ہر بات جانتے ہیں اور فتح و نصرت اسی کی طرف
سے یقین کرتے ہیں پس انکو خطاب کیا کہ۔ إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا زحف بمعنی آہستہ آہستہ نزدیک ہونا اور
اصل میں چوتڑون کے بل کھسکنا یقال زحف الصبی جب بچہ چوتڑون کے بل ذرا رینگنا شروع کرے پھر لڑائی میں دشمن کی طرف
چلنے والے کو زاحف کہنے لگے اور یہان زحفا مصدر حال ہی اے زاحفین۔ تزاحف بمعنی آپس میں ایک دوسرے سے نزدیک
و قریب ہونا اور لشکر کثیر کو بھی زحف کہتے ہیں اور یہ مصدر سے نام رکھا گیا اور چھوٹے لشکر کو جو بہت شجاع ہو زحف بایں معنی
کہتے ہیں کہ بسبب شجاعت کے گویا بہت بڑا لشکر ہی کہ کبھی شکست نہیں کھاتا۔ بالجملہ اصلی معنی سے جو لڑنے والے پر اطلاق
ہوا تو شاید اس وجہ سے کہ لشکر کثیر کی چال جب آپس میں گونجے ہوئی چلتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آہستہ آہستہ گویا چوتڑون کے
بل کھسکتے ہیں اگرچہ حقیقت میں وہ تیز رفتار ہوں اور یا اس وجہ سے کہ مقابل صف قتال میں جب دشمن کی طرف بڑھتے ہیں تو
دونوں سے آہستہ بڑھتے ہیں بالجملہ اس تشبیہ سے اسکا لازم مقصود ہی یعنے اجتماع و کثرت گویا وے اپنی کثرت سے زحف
کرتے ہیں لہذا مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ معنی آنکہ جب بھڑو تم کافرون سے درحالیکہ مجتمع ہو وقال ابن کثیر رحمہ اللہ یعنی جب تم
کافرون سے بھڑو و نزدیک ہو جاؤ فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ادبار جمع دُبر بضمتین بمعنی مقعد اور یہ مقابل قبل
بضمتین بمعنی مقام پیشاب ہی اور نیز دُبر بمعنی ظہر یعنی پشت آتا ہی اور یہان اسی معنی میں ہی یعنی کافرون سے لڑنے میں انکو پیٹھ مت
دو اور مقصود اس سے لازمی معنی ہیں یعنے انکے سامنے سے مت بھاگو۔ اور ابن عطیہ نے کہا کہ بجاے اظہار کے ادبار کہنے میں فصاحت
ہی کیونکہ اس فعل کی شناعت و مذمت زیادہ نکلتی ہی پس آگاہ کردیا کہ ایسے فعل شنیع کو مت اختیار کرو۔ حاصل آنکہ کافرون کے روبرو
ہوکر پھر منھ موڑ کر اپنی پیٹھیں انکو مت دو۔ درحالیکہ تم بھاگنے والے ہو۔ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ اور جو کوئی اس
روز کافرون کی طرف اپنی پیٹھ پھیریگا کسی صورت میں إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ سواے
دو صورتون کے ایک یہ کہ قتال کے واسطے متحرف ہو یعنی لڑائی میں کافرون کے ساتھ چال کی ہو بایں طور کہ مکر سے کافر کو اپنا بھاگنا
دکھلایا حالانکہ مقصود اسکا یہ ہی کہ اچانک اسپر لوٹ پڑے اور اسکو قتل کر ڈالے تو اسطرح کرنے میں مضائقہ نہیں کما نص علیہ سعید بن جبیر
والسدی رحمہ اللہ۔ اور دوسری صورت یہ کہ متحیز ہو کسی فئہ یعنی جماعت کی جانب یعنی انضمام [illegible] ل جانا چاہتا ہو مسلمانون کی کسی
جماعت کی جانب تاکہ انمین ملکر قوت حاصل کرکے جماعت کفار پر حملہ کرکے انکو قتل و شکست دے تو یہ بھی جائز ہی اور ہمارے نزدیک
مشروط نہیں ہی کہ جس فئہ کی طرف تحیز چاہتا ہی وہ اس سے قریب مقام میں ہو حتی کہ اگر کسی سریہ میں ہوا اور وہان سے فرار کرکے پورے
لشکر کے سردار کے پاس آگیا یا بڑے سردار امام المسلمین کے پاس بھاگ آیا تو بھی جائز ہی چنانچہ امام احمد نے اپنے استاد سے عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں ایک سریہ میں تھا پس لوگون کے پاؤن اکھڑ گئے اور میں بھی انکے ریلے میں بھاگا پس ہم
لوگون نے آپس میں کہا کہ ہم اب کیا کرین کہ ہم زحف سے بھاگے اور غضب الٰہی میں پڑے پھر ہماری راے ہوئی کہ مدینہ میں رات
کو چلے جاویں راے ہوئی کہ آنحضرت صلعم کے روبرو پیش ہون۔ پس اگر ہماری توبہ قبول ہو تو خیر ورنہ چلے جاوینگے پھر رات بھر پڑے
رہے [illegible] نہیں ہوئی تھی کہ ہم نے درگاہ نبوت پر حاضر ہو کر اجازت مانگی تو آنحضرت صلعم باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ کون قوم ہی

Marfat.com

ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمین بھگوڑے ہین تو فرمایا کہ نہین بلکہ تم عکّارون ہو اور مین تمہارے
کے لیے فئہ ہون پس ہم لوگون نے بڑھکر آپ کے ہاتھ چوم لیے - مقلد رواہ ابو داؤد والترمذی وقال
عبیدہ رضی اللہ عنہ بسبب کثرت لشکر مجوس کے جسر فارس پر شہید ہوے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
چلا آتا تو مین اسکے لیے فئہ ہو جاتا - کما رواہ محمد بن سیرین عنہ و ابو عثمان نہدی رح نے عمر رضی اللہ عنہ
مین کہا کہ اے لوگو مین تمہارے واسطے فئہ ہون - اور مجاہد رح نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین ہر مسلمان کا
عبد الملک بن عمیر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اے لوگو تم اس آیت کے معنی
روز بدر کے واسطے تھی اور اب مین ہر مسلمان کے لیے فئہ ہون - بالجملہ معنی یہ ہوئے کہ جو کوئی لڑائی مین کفار
پیٹھ دے سوائے اسکے کہ لڑائی کے داؤن گھات کے لیے متحرف ہو یا کسی گروہ اسلام سے خواہ قریب ہو یا بعید
ہو قوت و انضمام حاصل کرے پس سوائے ان دونون صورتون کے جو کوئی کفار سے بھاگے **فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ**
تو وہ پھرا اللہ تعالےٰ کے غضب مین - **وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ** اور جہنم اسکا ٹھکانا ہے - **وَبِئْسَ الْمَصِيرُ** اور
پھر جانے کی ہے یہ جہنم **ف** ــــ اولی - جاننا چاہیے کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ کافر لوگ بنسبت مسلمانون کے دو چند سے زائد نہون
تعالےٰ الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین الآیۃ یس اگر کافر لوگ دو چند سے زائد ہون
جہاد کرنے والا بھاگ جاوے تو جائز ہے اور یہ سب بنا بر اس قول کے کہ یہ آیت محکمہ ہے منسوخہ نہین ہے بلکہ دو چند کافر ہونے
یعنی اس آیت مین تو سوائے دو صورتون کے اور کوئی صورت مستثنیٰ نہ تھی بلکہ عام تھی پھر یہ تیسری صورت اور مستثنیٰ ہوئی لیکن چونکہ
آیت منفصلہ سے ہے لہذا اسکو مستثنیٰ نہین بلکہ مخصص قرار دیا لہذا بعد اس تخصیص کے اپنے عموم پر باقی ہے اور اکثر علماء کا یہی قول ہے
شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا - اور دوسرا قول یہ ہے کہ فرار کرنا فقط صحابہ رضی اللہ عنہم پر حرام تھا کیونکہ جہاد انپر فرض عین تھا
کہتا ہے کہ حدیث ابو ہریرہ رضہ مین جو صحیحین وغیرہ مین مروی ہے لڑائی سے بھاگنے کو موبقات سبعہ مین سے شمار فرمایا
یہ ہے کہ وہ کبیرہ گناہ ہے پس شاید اس قول دوم والے علماء اسکو بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین مخصوص کہتے ہونگے
حدیث یہ ہے کہ وہ سب پر حرام ہے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہ کی تخصیص نہین ہے - قول سوم یہ کہ فرار فقط خاصۃً صحابہ انصار رضی اللہ عنہم
پر حرام تھا کیونکہ خاص انھین نے منشط[ف] و مکرہ مین سمع وطاعت پر بیعت کی تھی - مترجم کہتا ہے کہ یہ قول اور قول دوم دونون
محل تامل ہے اور جو اشکال ان دونون قول پر وارد ہوتے ہین وہ پوشیدہ نہین ہین - اور قول چہارم یہ کہ اس آیت سے مراد
خاص اہل بدر ہین کیونکہ اگر وہ تحیز چاہتے تو سوائے مشرکون کے انکو کہان ٹھکانا ملتا
آنحضرت صلعم جنکی طرف اصلی تحیز تھا وہ ساتھ ہی تشریف رکھتے تھے اور رہا بعد اسکے تو پھر بعض مسلمان بعض کے
مترجم کہتا ہے کہ یہی قول قوی ہے اور یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ و
عمر و ابن عباس و ابو ہریرہ و ابو سعید رضی اللہ عنہم و ابو نضرۃ و نافع و سعید بن جبیر و حسن بصری و عکرمہ و قتادہ و ضحاک وغیرہ
رحمہم اللہ علماء سلف وخلف سے مروی ہے اور انکی حجت یہ ہے کہ عصابۂ اہل بدر کے واسطے کوئی
نہ تھا کہ جسکی طرف فرار کر کے منضم ہوتے اور مدینہ مین جو اہل اسلام باقی تھے وہ بسبب بیعت حضرت صلعم

[ف] منشط عادت وامر گوارا و مکرہ عادت وامر ناگوار ۱۲

Marfat.com

[illegible] ابی و [illegible] ان تهلک هذه العصابۃ لاتعبد فی الارض - اور اقوال عمر رضی اللہ عنہ دربارہ ابو عبیدہ رضہ [illegible] مذکور ہوئے [illegible] ابی حاتم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نافع رحمہ اللہ نے اُنسے پوچھا کہ ہم [illegible] قوم ہین کہ دشمن [illegible] کافرون سے قتال کرنیکے وقت ثابت قدم نہین رہتے ہین اور ہمکو نہین معلوم کہ ہمارے واسطے [illegible] ہمارا امام [illegible] لشکر ہی تو فرمایا کہ فیۂ تو رسول اللہ صلعم ہین مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ اذا لقیتم الذین کفروا زحفا [illegible] فرمایا کہ یہ آیت تو بدر کے دن اُتری پس نہ اسکے پہلے کے لیئے ہی نہ اسکے بعد کے لیے - اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے حدیث ہی کہ انھون نے قولہ تعالیٰ ومن یولہم یومئذ دبرہ الآیۃ مین کہا کہ یہ تو فقط اہل بدر ہی کے حق مین اُتری ہی رواہ ابو داؤد والحاکم والنسائی وابن جریر وابن مردویہ - عبداللہ بن المبارک نے باسناد صحیح حسن البصری رحمہ اللہ سے روایت کی کہ قولہ ومن یولہم یومئذ دبرہ الآیۃ مین کہا کہ یہ تو روز بدر کے واسطے حکم تھا اور رہا اب تو اگر کسی جماعت مسلمین یا شہر اسلام کی طرف بھاگ آیا تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور نیز ابن المبارک رحمہ اللہ نے یزید بن ابی حبیب سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے واجب کر دیا تھا کہ بدر کے روز جو کوئی بھاگیگا وہ دوزخی ہی پھر جب اسکے بعد اُحد کا واقعہ ہوا اور بعض جماعت نے جگہ چھوڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا - ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان تا قولہ ولقد عفا اللہ عنہم الآیۃ - پھر جب اسکے سات برس کے بعد حنین کا واقعہ ہوا تو فرمایا ثم ولیتم مدبرین ثم یتوب اللہ من بعد ذلک علی من یشاء - اور زید مولے رسول اللہ صلعم سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے کہا - استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو واتوب الیہ تو اُسکی مغفرت کیجائیگی - اگرچہ وہ زحف سے بھاگا ہو - رواہ ابو داؤد والطبرانی والترمذی - ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر دشمن سے بھڑ جانے کے بعد ان سببون مین سے کسی سبب کی بغیر فرار کرے تو حرام ہی - اور حق یہ ہی کہ مومنون کو جہاد مین بمقابلہ کفار کے ثبات لازم ہی بشرطیکہ اسباب فرار مین سے کوئی سبب جواز کا موجود نہو اور اگر بدون ان اسباب کے فرار کیا مثلاً بسبب نامردی و بددلی کے تو جمہور کے قول پر مرتکب کبیرہ ہی - فلیتامل واللہ اعلم - وفی السراج - ہرگاہ بدر کی لڑائی سے واپس ہوے تو لوگون نے کافرون کے قتل کرنے پر افتخار کیا - ایکنے کہا کہ مین نے فلان مشرک کو مارا اور دوسرے نے کہا کہ مین نے اس سے زبردست کو مارا - پس نازل ہوا -

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۖ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ

سو تم نے انکو نہین مارا لیکن اللہ نے مارا اور تو نے نہین پھینکی مٹھی خاک جسوقت پھینکی تھی لیکن

اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَاۗءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

اللہ نے پھینکی اور کیا چاہتا تھا ایمان والون پر اپنی طرف سے خوب احسان تحقیق اللہ ہی سُنتا

عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

جانتا یہ تو ہو چکا اور جان رکھ کہ اللہ سست کریگا تدبیر کافرون کی

[illegible] اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کرکے ظاہر فرما دیا اور مومنون کے اعتقاد کو کامل کر دیا کہ بندون کے افعال کا پیدا کرنے والا [illegible] ہی اور بندہ خود اپنے افعال پر تام قادر و انکا خالق نہین ہی پس جو بھلائی کہ بندون سے صادر ہو اسمین

اللہ تعالے ہی کے حمد و ثنا کریں کہ اُسی نے انکو توفیق دی و اعانت کی اسی واسطے فرمایا۔ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ
زمخشری رحمہ نے کہا کہ فا جواب شرط محذوف پر داخل ہی اے ان افتخرتم بقتلہم فلم تقتلوہم۔ یعنی اگر تم آپس میں
پر فخر کرتے ہو تو تم نے انکو قتل نہیں کیا۔ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ولیکن اللہ تعالیٰ نے انکو قتل کیا۔ ابن ہشام رحمہ
کہ جو جواب منفی بلم ہو اسپر فا داخل نہیں ہوا کرتی ہی پس ارتباط کلام بما قبل کے واسطے ہی اور معنی یہ ہیں کہ مشرکین
تعداد و سامان میں تم سے بہت زیادہ تھا تم نے اپنی طاقت و قوت سے میدان بدر میں قتل نہیں کیا بلکہ انھوں نے
و اسکے رسول کی مخالفت کی اور توحید خالق سبحانہ سے تکبر کیا پس اللہ تعالے ہی نے انکو قتل کر دیا۔ اور مقصود اس سے
ایمان اپنی قوت و قدرت سے بیزار ہو کر توحید الٰہی پر قائم ہوں۔ و قد قال تعالے ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ
و قال تعالے ولقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً و ضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم
ولیتم مدبرین۔ پس نصرت فقط اللہ تعالے ہی کی طرف سے ہی اور ہتھیار و سامان وغیرہ جمع کرنا و اسمیں کوشش کرنا مع اتفاق
بشری عادت کے اندر لازم ہی ورنہ فتح و نصرت اسی پر موقوف نہیں و قد قال تعالے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن
اللہ واللہ مع الصابرین۔ پس صابر ہونا دلیل اس امر کی ہی کہ انکو فتح و نصرت الٰہی حاصل ہوگی پس خالق فتح و نصرت وہی
پاک خالق عز و جل ہی اور اسی طرح اپنے حبیب رسول محمد صلعم کی ایک مٹھی ریت کنکریاں ملی ہوئی مارنے کے واقعہ میں بھی یوں
فرمایا۔ یعنی بدر کے روز حضرت صلعم ایک عریش میں جو آپ کے واسطے لوگوں نے بنا دی تھی دعا و تضرع کرتے رہے پھر قولہ سیہزم
الجمع و یولون الدبر۔ پڑھتے ہوئے نکلے اور ایک مٹھی ریگ کنکریاں ملی ہوئی لیکر حکم دیا کہ جب میں اسکو ماروں تو تم لوگ بھی
کافروں پر حملہ آور ہو پھر وہ مٹھی خاک جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے میدان سے اٹھائی تھی لیکر کافروں پر ماری درحالیکہ وہ لوگ
ابوجہل کے کہنے سے سب کے سب حملہ کرکے مسلمانوں کی جماعت کو گرفتار کرکے لیجانے پر بڑھے تھے۔ پس آنحضرت صلعم نے وہ مٹھی
بھر خاک و کنکریاں انکو ماریں اور فرمایا۔ شاہت الوجوہ۔ قبیح ہو جاویں یہ چہرے پس کوئی مشرک نہ بچا جسکی آنکھوں و منھ و ناک
میں کچھ خاک و کنکریاں نہ بھر گئی ہوں اور مشرکوں پر جب یہ آفت آئی اور مسلمان حملہ آور ہوئے تو انھوں نے پیٹھ پھیری و بھاگنا
شروع کیا تو اس واقعہ کی نسبت بھی اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَمَا رَمَيْتَ۔ اور نہیں پھینک مارا تو نے اے محمد صلعم تم
مشرک کی آنکھوں کو۔ إِذْ رَمَيْتَ۔ جبکہ تو نے ایک مٹھی کنکریلی ریگ انکو پھینک ماری تھی۔ کیونکہ تیرے پھینکنے سے
ایک مٹھی خاک کا یہ اثر نہیں ہو سکتا کہ اتنے بڑے لشکر کی آنکھوں میں بھر جاوے۔ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ولیکن اللہ تعالیٰ نے
اسکو پھینک مارا یعنی اللہ تعالے نے انمیں یہ اثر پہونچایا۔ حاصل آنکہ وہ مشت خاک جو تیرے پھینکنے سے اسقدر موثر ہوئی حقیقت میں کسی اثر کے
وہ اسی وجہ سے موثر ہوئی کہ اللہ تعالے کی تاثیر سے تھی۔ پس اسکا پھینکنا تو رسول اللہ صلعم کے واسطے ثابت رکھا چنانچہ
اذ رمیت فرمایا اسوجہ سے کہ ظاہر میں وہ پھینکنا آنحضرت صلعم سے پایا گیا اور پھر اسکی نفی کی چنانچہ فرمایا۔ و ما رمیت تو یہ نفی
اسکے اثر کے اعتبار سے ہی جو بشری طاقت سے باہر اور محض بتاثیر و فعل الٰہی ہی پس اس تدبیر کا حقیقی فاعل وہی حضرت رب العزت
جل سلطانہ ہی لہذا گویا رسول اللہ صلعم سے اسکا وجود ہی نہیں ہوا۔ پس معلوم ہوگیا کہ خالق و مؤثر سب کا حضرت حق تعالے
کے کوئی نہیں ہی۔ واضح ہو کہ حضرت ابن عباس رضہ و سدی رحمہ اللہ و ابو معشر و محمد بن قیس و محمد بن کعب وغیرہم

[illegible] سے اس رمی کی تفسیر یہی مروی ہو کہ بدر کے روز آنحضرت صلعم کے مشت خاک [illegible] کے بارہ مین ہو اگرچہ آنحضرت صلعم نے حنین کے روز بھی ایسا ہی [illegible] جمہور مفسرین [illegible] عبد الرحمن بن جبیر سے روایت ہو کہ خیبر مین آنحضرت صلعم نے ایک تیر مارا اور وہ ہوا مین [illegible] اور اسنے قلعہ کے اندر جاکر ابن ابی الحقیق کو جو اپنے گھر کے اندر بچھونے پر آرام کرتا تھا قتل کر دیا پس نازل ہوا قولہ وما رمیت اذ رمیت الآیۃ [illegible] جید ہو ولیکن شاید عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر پر قصہ مشتبہ ہوگیا اگرچہ یہ واقعہ صحیح ہو ولیکن سیاق سورۂ انفال تو قصۂ بدر مین ہی [illegible] واقعہ خیبر کا ذکر درمیان مین آوے تو اثناء قصہ مین ایک اجنبی بات آجائیگی اور یہ ایسی بات نہین کہ ایسے عالم پر جو امام [illegible] رہے پس ظاہر یہ ہو کہ مراد عبد الرحمن رح کی یہ ہو کہ قولہ وما رمیت اذ رمیت الآیۃ عام ہو جو واقعہ بدر کے ساتھ و قصہ خیبر وغیرہ کو بھی شامل ہو یعنے وہ رمی بھی بتاثیر الٰہی عزوجل ہوئی ہو۔ اور ایسے ہی ابن جریر و حاکم نے جو باسناد صحیح سعید بن المسیب و زہری رحمہما اللہ سے روایت کی کہ اُحد کے روز جو حضرت صلعم نے ابی بن خلف ملعون کو مارا تھا اسکے بارہ مین یہ آیت ہو اور قصہ یہ ہو کہ اُحد کے روز جب آنحضرت صلعم پہاڑی پر جانے لگے تو ابی بن خلف نے دیکھا اور گھوڑا دوڑا کر آیا اور کہا کہ آج اگر آپ بچ گئے تو مین نہ بچا اور پہلے اس سے مکہ مین کہا کرتا کہ اس گھوڑے کو مین نے خوب کھلایا پلایا ہو تاکہ اسپر سوار ہوکر محمد کو قتل کرون اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا تھا کہ نہین بلکہ مین اُسکو قتل کرونگا پس اُحد کے روز جب آیا تو مسلمانون نے چاہا کہ دور ہی سے اسکے مقابل ہون مگر حضرت صلعم نے حکم دیا کہ آنے دو اور جب قریب آیا تو آپ نے حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے سانگ لیکر اسکو پھینک ماری اور وہ تمام لوہے مین غرق تھا پس اسکے ترقوہ کے نیچے بہت خفیف سا زخم لگا جس سے کئی مرتبہ گھوڑے پر سے لڑکھڑایا اور آنحضرت صلعم نے پھر اسکو قتل نہین کیا اور یون ہی چھوڑ دیا اور وہ اس زخم کے درد سے بہت چیختا و چلاتا تھا اور ساتھی اسکے کہتے کہ یہ تو کچھ بھی زخم نہین وہ جواب دیتا کہ اگر تمام ملک حجاز پر بانٹا جاوے تو کوئی زندہ نہ بچے اور تم نہین دیکھتے کہ انھون نے پہلے ہی کہا تھا کہ مین اسکو قتل کرونگا۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ وہ چند روز تک اس عذاب الیم مین زندہ رہکر مرا اور اسی کے متصل عذاب برزخ مین تا قیامت گرفتار رہیگا جو عذاب آخرت سے متصل ہو اس قول کی بھی وہی تاویل ہو کہ مراد ہر دو امام کی یہ ہو کہ آیت الرمی عام ہو اسکو بھی شامل ہو۔ قال الرازی رح یہ کچھ بعید نہین کہ آیت کے تحت مین اور وقائع بھی داخل ہون اسواسطے کہ لفظ عام ہو اور اسی کا اعتبار ہو اگرچہ سبب نزول خاصۃ واقعہ بدر ہووے فافہم۔ قولہ تعالے۔ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ اے فعل ذلک لیقہر الکافرین خذلانا و لیبلی المؤمنین۔ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا اے عطاء حسنا وہی الغنیمۃ۔ یعنی اس قول کا عطف ایک محذوف پر ہی جو رمی مذکور کی علت ہو اور معنی یہ کہ اللہ تعالے نے ایسا فعل اسواسطے فرمایا کہ کافرون کو خواری کے ساتھ مقہور کرے اور اسواسطے کہ مومنون کو اس سے عطاء حسن دیوے یعنی غنیمت عطا فرماوے۔ اور عروۃ بن الزبیر رح نے کہا اے لیعرف المومنین من نعمۃ علیہم الخ۔ یعنی تاکہ مومنون کو پہچنوادے اپنی نعمتین جو اُنپر فرمائی ہین کہ انکو انکے دشمنون پر اسطرح فتح دی تاکہ وہ حقوق نعمت کی شکرگزاری کرین۔ واضح ہو کہ بلاء بمعنی محنت و مشقت اور بمعنی سلامت و نعمت ہر دو ضد معنی مین ہو اور مراد یہان بلاء سے نعمت ہو۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ لاقوالہم عَلِيمٌ باحوالہم۔ یعنی اللہ تعالے کی صفت ہو کہ وہ سمیع و علیم ہو پس مومنون کے اقوال کا بھی سننے والا اور [illegible] کا جاننے والا ہو۔ قال الخطیب رح۔ اسمین ترغیب و ترہیب دونون ہین کہ بندہ اپنے مولی پر جو سمیع علیم ہو بھروسا کرے اور

Marfat.com

[illegible] باطن وجہ ذوب جانا دلون کی اور اللہ تعالیٰ ظاہری امور پر مغرور نہونا چاہیے کہ ڈرے

[illegible] وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ - یہ انعام برحق ہی - اسے ذلک الا بلاء حق

[illegible] سے مومنون کو اللہ تعالیٰ اسمین باوجود اس فتح وغنیمت - کافرون کے مکر کا ڈالنے والا ہی

[illegible] واضح ہو کہ اہل علم بیان [illegible] - باطل باتون کو ضعیف کرنے والا ہی اور انکے مکر و فریب

[illegible] نہین ہین آمد [illegible] زمین سے مٹنے والے ولیکن اہل کفر و الحاد روے انکو مضرت نہ پہونچیگی

[illegible] نہین پہونچا سکتا یہان [illegible] والا ضرر انکو کوئی خوار ہی چاہنے رہیگا اور غالب مین سے حق پر

[illegible] داضح ہو کہ - فی العرائس قولہ تعالےٰ فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم وما رمیت الخ ف ذلک

[illegible] اتحاد بذات [illegible] اتحاد بصفات وسوم اور دوم اتحاد بافعال انکے نزدیک چند مقامات مین ایک ہی اور اتحاد مین

[illegible] تو یہ مقام جمع [illegible] کرتا اتحاد فعل ہی اسکی اضافت اپنی طرف بس قتل جو فعل قوم تھا اتحاد صفات کی طرف ہی افعال و

[illegible] تو انکے واسطے فعل ثابت ہونے کے بعد - یون فرمایا کہ فلم تقتلوہم جبکہ بس حاصل ہوا تفرقہ در جمع رضی اللہ عنہم کو

[illegible] تو وہ مقام جمع مین ہوے اپنی طرف فرمائی اور جب اس فعل کی نسبت تو مقام تفرقہ مین تھے جب وہ مباشر قتل تھے

[illegible] اور اس راہ سے کہ وہ اپنے جملہ ازمصدر خاصہ فعل او تعالےٰ ہین جبکہ وہ خلق ہوتے ہین صورت ورسم خلیقت ہی

[illegible] اپنے فعل خاص سے انکے لیے مقتولین کا بس او تعالیٰ نے فعل خاص او تعالےٰ ہی تو عین انکا عین قائم بفعل خاص او تعالےٰ ہین

[illegible] او تعالےٰ اضافت بسوے ذات اور اضافت کے واجب ہین فعل خاص بس وے لوگ مع فرمائی تجلی قہر قتل ہونے کی بصفت

[illegible] عرش سے ثری تک جملہ مخلوق کے اور اسی طرح - غیر کا وجود نہین ہی وجہ سے مین کسی اسکے فعل خاص کے درمیان ہی اسلیے کہ سواے

[illegible] بسوے فعل ولیکن جبکہ وقت مباشرت قتل کی تجلی بجہت فعلیہ وبجہت خلقیہ یعنی ثابت ہین دو جہت سے احکام انھین

[illegible] بلکہ تلوار ہاتھ مین تلوار کے مانند تھے مارنے والے کے نہوا وہ مین خاصیت اتحاد افعال کا حکم

[illegible] کوئی غیر موجود نہین ہی سواے حق سبحانہ تعالےٰ کے تحت الثری تک درمیان مین عرش سے واحد ہی تو اور جبکہ مصدر

[illegible] کشف تجلی [illegible] کہ او تعالےٰ اسکی صفت سے اتصاف پایا ہی کیونکہ بھی ہی خاصیت اتحاد صفت یہان وسلم کے لیے

[illegible] مستغرق [illegible] نبی صلعم کا نور صفت مین تمام وجود وصورت مین معائنہ کیا بس ظاہر و باطن قلب و روح و عقل و سر و

[illegible] اسلیے کہ قوم تو انوار آیات دیکھنے مین تھے اپنے فعل کی طرف - آنحضرت صلعم کو اپنی صفت کی طرف مضاف کیا نہ

[illegible] اور صفت فعل [illegible] اتحاد ذات مین تھے دیدار انوار صفات وخاصیت سے عبور کرکے میدان آیات طے کرکے

[illegible] اسمین [illegible] آنحضرت صلعم کو در ایک جلال ذات اور دونون مقامون کے اتحاد کے بعد کے انصاف اور

[illegible] اسی واسطے آنحضرت صلعم [illegible] سر نکالنا واقع ہوا ازلیت وابدیت مین مستغرق ہونا اور اولیت وآخریت سے اسکی

[illegible] اس واسطہ کے ساتھ [illegible] ذات پاک وحدہ لاشریک کے آپ کو اپنی بس اللہ تعالیٰ نے [illegible]

[illegible] علیہ وسلم او نبی صلے اللہ متصف ومتحد بصفت تھے آدم علیہ السلام کو ملائکہ کے عرفان کے لیے نکالا اور

[illegible] بنور ذات تھے اور نور ذات سے متحد ہونے مین آدم سے بڑھکر تھے بس جبکہ بندہ [illegible]

Marfat.com

... فرمایا۔ بقولہ تعالیٰ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ تجلی فعل و صفت و ذات مین ... مین سے کچھ ... اسی واسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ من رآنی فقد راے الحق ومن عرفنی فقد عرف الحق ... کہ حملہ من عرفنی ... الحق۔ یہ روایت حدیث مین نہین ہی شاید مقصود شیخ یہ کہ قولہ من رآنی الخ کی یہ تفسیر ہی۔ فافہم۔ پس آنحضرت صلعم کا تفرقہ ... مین جمع تھا اور صفت مین آپ کا جمع ہونا عین ذات مین جمع الجمع تھا اور عین ذات مین ادراک الوہیت کے جمع بدون ... اور راز را خلیقت کے تفرقہ در جمع ہی۔ مین نے اس آیت مین تھوڑا سا اشارہ مقام اتحاد و اتصاف بجمع و تفرقہ ... اور اسکے معنی کسی کی سمجھ مین نہین آوینگے سوائے ایسے شخص کے جو درد عشق رکھتا ہو اور بسط محبت و روح شوق و انس ... و انبساط معرفت و فنا و معرفت و توحید و بقا رکھتا ہو۔ اور اسکو وہ علم لدنی حاصل ہو جو ظاہر عالمون و سمجھداروں کے نزدیک ... مجہول ہی۔ پھر مشائخ نے جو اس آیت کے اشارہ مین کہا ہی از انجملہ قول فارس رح ہی کہ قولہ وما رمیت اذ رمیت الخ مین کہا کہ تو پھینکنے والا نہ تھا مگر ہمارے ساتھ۔ اور تو اس سے کچھ مصیبت پہونچانے والا نہ تھا مگر ہماری معونت سے کہ ہمین نے تجھکو اس قوت سے مدد دی۔ بعض نے کہا کہ قولہ ما رمیت یعنی تو نے یہ مشت خاک نہین پھینکی ولیکن تیر جمع پھینکا پس اللہ تعالیٰ نے تجھکو تجھسے غائب کر دیا پھر تو نے پھینکا اور حال یہ کہ ہمین تجھسے پھینکنے والے تھے یعنی گویا آنحضرت صلعم صرف واسطہ تھے اگرچہ یہان واسطہ کو بھی گنجایش نہین مگر عبارت مین سمجھانا اسیقدر ممکن ہی۔ پس پھینکنا ظاہر مین آنحضرت صلعم سے پایا گیا اور درحقیقت وجود اسکا درگاہ عظمت و کبریائی حق عز و جل سے تھا اسواسطے کہ وہان تفرقہ نہین ہی۔ استاد رح نے فرمایا کہ۔ اذ رمیت۔ تفرقہ ہی اور۔ ولکن اللہ رمی۔ جمع ہی اور تفرقہ راجع بصفت عبودیت ہی اور جمع راجع بشان ربوبیت ہی۔ پھر بندون کو اپنی رمی سے اور انسے قہر دور کرنے سے مقام نعمت ظاہر فرمایا یعنے اہل ایمان سے قہر دور رکھنے اور انکے دشمنون کو قہر مین مبتلا کرنے اور انکی طرف سے انعام کے طور پر خود رمی فرمانے سے مقام نعمت انکو ظاہر فرمایا۔ لقولہ ولیبلی المومنین منہ بلاء حسنا۔ جیسے اپنی صفت کے انوار سے اپنے حبیب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بھر دیا اور اسرار فعل سے انکے دلون کو منور کیا یہ بلاء حسن تھی جسنے انکو مخصوص فرمایا تاکہ اس سے معرفت خاص حاصل کرین اور انکو اپنے مکر قدیم و قہر سے بچایا۔ پھر واضح ہو کہ بلاء حسن یہ کہ اولیاء کے دلون مین محبت واقع ہو اور اصفیاء کے واسطے کشف جمال ہو اور نجباء کے لیے سماع خطاب ہو۔ اور جنید رح سے جب اس آیت کو پوچھا گیا تو کہا کہ بلاء حسن یہ کہ حکم کے وقت بندہ ثابت قدم رکھا جاوے اور اسمین جو خفیات مکر ہین انسے محفوظ فرمایا جاوے اور غیر کو دیکھنے کے وقت توحید و تفرید حضرت خالق عز و جل مین لغزش نہ پاوے۔ رویم رح نے کہا کہ بلاء حسن یہ کہ نزول بلاء سے دیدار حق ... کرے پس بلاء گذری چلی جاوے اور اسکو خبر بھی نہوا سوجہ سے کہ وہ دیدار حق مین مستغرق کر دیا گیا ہی۔ شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ بلاء حسن وہ ہی کہ اسکے آنے مین تجھکو صبر عطا ہوا ور تو اسپر راضی ہو جاوے۔ مترجم کہتا ہی کہ واضح رہے کہ بلاء اگرچہ ترقی درجات و تقرب و ثواب کی مورث ہی لیکن سوائے ... رفتار کے اسمین ہر بندہ صابر نہین ہوتا لہذا اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگے اور بلاء سے پناہ مانگے اور بحسب تقدیر جب بلاء نازل ہو تو اسمین اللہ تعالیٰ سے صبر کی درخواست کرے و اسائل اللہ تعالیٰ بفضلہ السلامۃ والعافیۃ فی الدنیا و الآخرۃ وہو ربی حسبی و نعم المجیب نعم المولیٰ و نعم النصیر۔ علی بن موسی الرضا رح نے اپنے باپ سے انھون نے امام جعفر صادق سے روایت کی کہ بلاء حسن یہ کہ انکو انکے نفوس ... کر دے پس جب انکے نفوس سے انکو فانی کر دیا تو وہی انکی مراد ہوا۔ استاد رح نے کہا کہ بلاء حسن یہ ہی کہ خوشی و خوشحالی مین بندہ کو شکر کی توفیق حاصل ہو

Marfat.com

جنت مین صبر کی توفیق ملے۔ بعض نے کہا کہ بلاء حسن یہ کہ عین بلاء مین اسکو مشاہدہ الغیب ہو جو
کرنے والون کے دلون کو راحت کی ٹھنڈک ہر ادی لقولہ ان اللہ سمیع علیم سائل درد کے نالہ جان گداز
دلون کی حالت جاننے والا ہی۔ استاد رح نے کہا کہ اسمین ایک قوم کے لیے تنفیس ہی ادہر ایک قوم کے لیے
فراق کے باوجود سر تسلیم واطاعت جھکائے بیٹھے ہین انکی لبیک سننے والا ہی انسے انکی بلاء کو وقت شہود ہی
الاستاد ہ اذا اماتمنی الناس روحا وراحۃ + تمنیت ان اشکوا الیہ فیسمع + یعنی وقت وہ ہی کہ لوگ راحت و آرام
اور مجھے یہی تمنا ہی کہ کچھ درد فراق بیان کرتا اور سن لیا جاتا۔ مترجم کہتا ہی کہ منجملہ درجات کے حدیث الرؤیہ مین ہی
والناس نیام۔ یعنی رات مین کہ لوگ خواب غفلت و راحت مین پڑے ہین بندہ نماز مین مشغول کھڑا ہی۔ وقد قال اللہ
تتجافی جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم خوفا وطمعا ومما رزقناہم ینفقون۔ یعنی بستر راحت سے انکے پہلو الگ ہوکر نماز مین کھڑے
اور اپنے پروردگار سے ہیبت کے ساتھ عاجزی وخشوع سے دعا مانگتے ہین۔ الی آخر الآیۃ۔ فافہم واللہ اعلم۔ حاصل کلام
ہوا کہ اللہ عز وجل نے اپنی درگاہ کی طرف رجوع لائے ہوے بندون کو اپنی قدرت کاملہ سے عجیب غریب امور خلاف عادت کے
ساتھ ان لوگون پر فتح ونصرت دی جو مثل اس زمانہ کے بعض ملحدون کے معجزات رسول اللہ صلعم سے منکر و موذی اور خلاف عادت
کو سحر سمجھتے اور نفس کے بنیے بتون کی پرستش کرتے تھے پھر بھی انکو تنبیہ فرمائی۔ لقولہ تعالے۔

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَاۗءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا
اگر تم چاہو فیصلہ تو پہونچا تم کو فیصلہ اور اگر باز آؤ سو تمہارا بھلا ہی اور اگر پھر کروگے

نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـــًٔـا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ع

تو ہم بھی پھر کرینگے اور کام نہ آویگا تم کو تمہارا جتھا کچھ اگرچہ بہت ہون اور جانو کہ اللہ ہی ساتھ ایمان والون کے

اس خطاب مین مفسرین نے اختلاف کیا کہ کافرون کو ہی یا مومنون کو ہی اور مفسر رح نے قول اول اختیار کیا اور یہی جمہور کا قول ہی
بسبب ظاہر دلالت کلام کے اور بسبب اسکے کہ امام احمد نے زہری رح کے طریق سے عبد اللہ بن ثعلبہ سے روایت کی کہ ابوجہل نے بدر کے
روز کہا کہ اے پروردگار ہمارے ہم دونون گروہ مین سے جو ناتے کا قطع کرنے والا ہوا اور ایسی چیز لایا ہو جو ہم نہین پہچانتے ہین اسکو
کل کے روز ہلاک کردے۔ پس وہی استفتاح کرنے والا تھا۔ وقد رواہ النسائی والحاکم۔ اور ایسا ہی ابن عباس ومجاہد وضحاک وقتادہ
ویزید بن رومان وغیرہم سے مروی ہی۔ اور سدی رح نے کہا کہ مشرکین نے مکہ سے نکلتے وقت خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر کہا تھا کہ اے
پروردگار ہمارے دونون لشکرون مین سے اعلی کو اور دونون گروہون مین سے بزرگ کو اور دونون قبیلون مین سے بہتر کو فتح دے
پس اللہ تعالی نے نازل فرمایا۔ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا یعنی اگر تم استفتاح چاہتے ہوا ے کافرو یعنی فیصلہ وقضاء چاہتے ہو
فَقَدْ جَاۗءَكُمُ الْفَتْحُ تو آگیا تم پاس فیصلہ یعنے جو کوئی ظالم وناتا کاٹنے والا وغیرہ تھا وہ ہلاک اور اسکے ساتھ والے
ساتھی مقتول تھے اور دونون گروہ مین سے جو گروہ اعلی واکرم تھا وہ فتح دیا گیا یعنی آنحضرت صلعم ومومنین نے فتح پائی
کے بدر مین قتال کرنے اور کافرون کو ایسی فاش شکست ہونے کا بعید بھی ظاہر ہوا۔ فافہم۔ وَاِنْ تَنْتَهُوْا یعنی اگر باز آؤ کفر
سے اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ لڑنے سے فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ تو یہ تمہارے لیے بہتر ہی۔ وَاِنْ تَعُوْدُوْا

Marfat.com

ما عادوا ... دارت عود کروگے ... ہم بھی اسکو تبہر فتح دینے مین عود کرینگے - مترجم کہتا ہے کہ احسن تفسیر یہ ہے کہ قولہ ان تعودوا نعد اگر تم پھر استفتاح ... تو ہم اعادہ کرینگے - قالہ السدی - اور حاصل آنکہ مطلق لڑائی و جہاد جو رسول و اسکی امت کے درمیان مشروع ہوا اسمین سنت الٰہی یہ ہے کہ کبھی مومنون کی فتح اور کبھی کافرون کا زور ہوجاتا ہے تاکہ ابتلاء و امتحان ہوا ور منافق و مخلص مین تمیز ہوجاوے اور اہل ایمان جو دنیا سے بے رغبت ہین بعض شہادت پاوین و دیگر مصالح ہین اور بطریق استفتاح لڑائی مین قطعاً مومنون کا غلبہ ہے اور آخر کار بہر حال اللہ تعالے اپنے رسولون کو فتح دیتا ہے اور کافرون کو ہلاک فرماتا ہے - جب تجھے یہ بات معلوم ہوگئی تو اب یہ وہم و وسوسہ شیطانی نہین آسکتا کہ اسکے بعد احد وغیرہ مین کافرون کو فی الجملہ غلبہ کیون ہوا - وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا اور تم سے تمھاری جماعت کچھ دفع نہ کریگی - وَلَوْ كَثُرَتْ اگرچہ تمھاری جماعت کثیر ہو - وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ اور اللہ تعالے مومنون کے ساتھ ہے یعنے اللہ تعالے کی فتح و نصرت انکے ساتھ ہے پس کسی کو انپر غلبہ نہین ہے - یہ بنا بر اینکہ ان بکسر اول ہے جیسے کہ اکثر کی قراءۃ ہے اور ابن عامر و نافع و حفص کی قراءۃ مین ان بالفتح تھا - یہ لام ہے یعنے ولان اللہ مع آہ - واضح ہو کہ معاملہ رسالت مین آیات الٰہی برابر واقع ہوتی گئین حتی کہ قیامت قائم ہونے تک آتی جاویگی پس ایمان لانے والے ایمان لاوینگے اور گمراہ تو سوائے جہنم مین جانے کے کچھ نہ مانینگے پس اس آیت مین بھی اشارہ ہے کہ مشرکین بڑی جماعت جمع کرینگے چنانچہ غزوۂ خندق و غزوۂ احزاب مین یہی ہوا کہ قریش بہت بڑی جماعت لائے تھے کہ چلکر مومنون کو نابود کردینا چاہیے کہ فیصلہ ہوجاوے پس اللہ تعالے نے فتح دی اور انکو خوار پھیر دیا اور عجیب معجزات ظاہر ہوے جیسا کہ انشاء اللہ تعالے وہان بیان آویگا یہ تفسیر تو بنا بر قول اول کے ہے اور جن لوگون نے کہا کہ یہ خطاب مومنون کو ہے وہ یہ معنی بیان کرتے ہین کہ جب رسول اللہ صلعم و مومنون نے اللہ تعالے سے استغاثہ کیا تو اللہ تعالے نے فتح دی اور فرمایا ان تستفتحوا فقد جاءکم آہ - یعنی جس فتح کا وعدہ ہم نے دیا تھا اور تمنے مانگی تھی وہ تم کو پہونچی پس اللہ تعالے کا شکر کرو اور اسکی بندگی لازم پکڑو - قاضی عیاض نے کہا کہ یہی قول اولے ہے اسواسطے کہ فقد جاءکم الفتح - مومنون ہی کے ساتھ بن سکتا ہے - اور رد کیا گیا کہ یہ اسوقت ہے کہ حقیقی معنی مراد ہون تو البتہ حقیقی نصرت مومنون ہی کو ملی ہے اور اگر مجازاً ہو جیسے ذق انک انت العزیز الکریم - مین تو کافرون کے حق مین بھی بنتا ہے - بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ خطاب مشرکون کو بطریق تہکم ہے یعنے وہی تمھارے لیے فتح ہے - مترجم کہتا ہے کہ فتح وہ انکا استفتاح تھا کہ فصل قضاء ہوا اور یہ مستلزم ہے کہ مومنون کو نصرت ہوا اور کافرون کو ہلاکت پس حقیقۃً بھی فتح آگئی - ہان فتح بمعنی نصرت فقط مومنون کو حاصل ہوئی ہے پس خطاب کافرون ہی کو ہے اور سیاق بھی دلالت کرتا ہے قولہ وان تنتھوا فھو خیر لکم اہ - اسواسطے کہ مومنون سے انتہاء مقصود نہین اور تہدید اعادہ بھی انکے حق مین لائق نہین ہے - اور بعض نے بنا بر قول دوم کے یون تقریر کی کہ اے مومنو اگر تمنے اللہ تعالے سے فتح مانگی تو تمکو بدر کے روز نصرت دیگئی اور قولہ وان تنتھوا فھو خیر لکم - اور اگر تم کافر قیدیون سے فدیہ لیکر چھوڑنے سے باز رہو جیسے تمنے بلا اجازت کے بدر کے قیدیون کے ساتھ کیا اور نیز لڑائی مین کسل کرنے اور دنیا کے مال کی طرف رغبت کرنے سے باز رہو تو وہ تمھارے لیے بہتر ہے - اور قولہ وان تعودوا نعد سے مقصود توبیخ ہے یعنے اگر تم دوبارہ ایسا کروگے تو پھر ہم ملامت کرینگے - مترجم کہتا ہے کہ ملامت اگر بمعنی حرمت ہے تو قیدیون کے فدیہ ملنے پر دو امر لازم آوینگے ایک یہ کہ آنحضرت صلعم نے کیونکر قبول کیا اور دوم آنکہ مال فدیہ جو بروجہ حرام حاصل ہوا وہ کیونکر حلال ہوا لہذا ملامت بمعنی کراہت تحریمی ہوگی کیونکہ تحریمی واجب الترک ہے اور اسوقت ابہام کی وجہ بھی نہ تھی اور مآل اسکا جواز ہے اور یہ خلاف معقولہ ہے

یعنے نصرت تحریمی و دلیل ظنی ہے اور اسوقت تک قطع ملکی تھا ... کی ضرورت نہین ہے ۱۲

علاوہ برین آگے قولہ ولن تغنی عنکم فئتکم آہ - نہین بنتا ہی اور نیز قولہ وان اللہ مع المومنین سے کے اس
معنی تکلف وتعسف سے توجیہ کرنا ساقط ہی اور بعض نے جو کہا کہ ان تستفتحوا مین مومنون کو خطاب ہوا تھا
اسمین تفکیک النظم وانتشار الضمائر وغیرہ محذورلازم ہین - اور تجھے معلوم ہو گیا کہ صرف فتح کے معنی کو
بعید کرنا عجیب ہی حالانکہ حقیقت سے مجاز یہان ابلغ ہی علاوہ برین استفتاح بمعنی طلب فصل القضاء جیسے
بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین - مین ہی بے تکلف درست ہین کیونکہ حکم فیصل کافرون کو تقاضا پہونچ گیا مگر
مین ورنہ اگر مطلقاً ہوتا تو سب ہلاک ہو جاتے اور یہ سب بمقتضائے حکمت بالغہ الٰہی وامر قدیم کے ہی پس قولہ
مین حدوث کو دخل نہین ہی - فافہم -

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ

اے ایمان والو حکم پر چلو اللہ کے اور اسکے رسول کے اور اس سے مت پھرو سنکر

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ

اور مت ہو جیسے وہ جنہون نے کہا ہم نے سنا اور وہ سنتے نہین بدتر سب جاندارون میں

عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ

اللہ کے پاس وہی بہرے گونگے ہین جو نہین بوجھتے اور اگر اللہ جانتا انمین کچھ

خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ ۖ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ

بھلائی تو انکو سناتا اور جو انکو اب سناوے تو اُلٹے بھاگین منھ پھیر کر

اللہ تعالےٰ مومنون کو اپنی بندگی اور اپنے رسول کی طاعت کا حکم فرماتا اور مخالفت سے اور کافرون سے مشابہت پیدا کرنے سے
منع فرماتا ہی کہ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے ایمان والو - أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ اطاعت کرو اللہ تعالےٰ
واسکے رسول صلعم کی - وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ اور اعراض مت کرو اس سے باین طور کہ اسکے حکم سے خلاف کرو - ف اور حال
یہ کہ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ تم قرآن ونصیحت کی باتون کو سنتے ہو یعنی جان بوجھکر مخالفت مت کرو - یہ تفسیر بنا برینکہ عنہ کی ضمیر راجع
بجانب رسول اللہ صلعم ہی کیونکہ طاعۃ الرسول وہی طاعۃ اللہ تعالےٰ ہی اور جائز ہی کہ بمانند قولہ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ کے
ہر ایک دونون مرجع کی طرف راجع ہو اور بعض نے کہا کہ اطیعوا سے امر مفہوم کی طرف راجع یعنی عن امرہ - اسکے حکم سے اعراض مت کرو
پھر واضح ہو کہ یہ بنا برانیکہ خطاب مومنون کو ہی جیسا کہ ظاہر بلکہ اظہر ہی اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہی اور ... بطریق تشبیہ ...
رہین - اور بعض نے کہا کہ آمنوا سے مراد زبانی ایمان کے مدعی یعنی منافق ہین - ابن عطیہ رح نے کہا کہ یہ احتمال اگرچہ ...
بہت ضعیف ہی کیونکہ مستقل طور پر انکو ایمان سے متصف کرنا از جانب عالم الغیب والشہادۃ باوجودیکہ ...
بہت بعید احتمال ہی اور تالیف قلوب کا احتمال نہین کیونکہ عام خطاب بہم مین بہت جگہ انکی سخت تفضیح کی گئی ...
آگے انکو ایسی صفت سے منع کیا جو نفاق سے ہی فقال - وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا اور مت ہو مثل ان
لوگون کے جنہون نے کہا کہ ہم نے سنا - ف اور حال یہ کہ - وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ...

اور [illegible] سننے کے سبب سے فرمایا کہ وے سنتے نہیں کیونکہ سننے کا جو فائدہ تھا وہ نہ ملا
اے [illegible] لوگ کون ہیں [illegible] یہ کہ مشرک ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ و مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ بنی
عبد الدار [illegible] سے چند آدمی [illegible] آتا ہے اور ابن جریر رح نے اختیار کیا کہ مشرک مراد ہیں اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ منافق
مراد ہیں [illegible] ظاہر کرتے [illegible] سنا و مانا حالانکہ ایسے نہیں ہوتے ہیں اور مفسر رح نے دونوں کو جمع کر دیا کیونکہ مشرک ہو یا منافق
کسی کو فہم سلیم و سماع [illegible] نہ ہوتا - پھر الیسوں کی مذمت فرمائی بقولہ - إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ دواب جمع دابہ جو زمین پر
چلتا ہو اگرچہ آدمی [illegible] یہاں جو آدمیوں پر اطلاق ہوا تو یہ اطلاق حقیقی ہے اور بعض نے کہا کہ مجازی کیونکہ یہ شریر بمنزلہ جانوروں
کے بلکہ ان سے بدتر ہیں - المعنی - البتہ دواب میں سب سے بدتر - عِندَ اللَّهِ اللہ تعالے کے علم میں یا اسکے حکم میں الصُّمُّ الْبُكْمُ
بہرے گونگے یعنی اس جنس کے دواب ہیں جو حق بات سننے سے بہرے اور حق بات کہنے سے گونگے - الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ
ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں - پس انکے کان و زبان و عقل جزوی ہونے کے باوجود چونکہ انکو ان حواس سے فائدہ نہ ملا لہذا انکے نفی کی جیسے
قولہ لہم قلوب لا یفقہون بہا الآیۃ میں ہے پس جب عقل کار آمد نہیں تو ان میں اور جانوروں میں کیا فرق ہے لہذا فرمایا - اولئک کالانعام نہیں بلکہ انعام
تو اپنے حواس سے جسقدر ہیں اپنا کام لیتے ہیں بخلاف کافروں و منافقوں کے لہذا فرمایا - بل ہم اضل - اسیواسطے یہاں فرمایا کہ شر الدواب یعنی جانداروں
میں سے جو روے زمین پر چلتے ہیں یہ جانور بہت بد ہیں انمیں کچھ بھی بھلائی نہیں ہے - وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا اور اگر اللہ تعالے کو انمیں
بھلائی معلوم ہوتی یعنی انکو حق بات سنا دیتے اور اسکی ہدایت دیتے ہیں تو - لَّأَسْمَعَهُمْ - البتہ انکو سنا دیتا اسطرح کہ سمجھ کا سننا سنتے -
وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ اور اگر اللہ تعالے انکو سناتا یعنی بالفرض انکو سناتا اگرچہ اللہ تعالی جانتا ہے کہ انمیں کچھ بھلائی نہیں ہے تو یہ نتیجہ ہوتا کہ -
لَتَوَلَّوا اس سے منھ موڑ لیتے - وَّهُم مُّعْرِضُونَ اس حال سے کہ اعراض کنندہ ہوتے - یہ تاکید ہے کیونکہ تولے
و اعراض ایک ہی ہے اور مقصود یہ کہ علم الٰہی میں تحقیق ہو چکا کہ وے ایمان نہ لاوینگے اور اللہ تعالے کو انکا بدتر ہونا معلوم ہے پس
اگر بالفرض اللہ تعالے انکو سناتا تو بھی عناد و جحود سے منھ موڑ کر اعراض کنندہ ہو جاتے - ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے
مروی ہے کہ بنی عبد الدار کے چند نفر نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ آپ قصی بن کلاب کو زندہ کیجئے اور وہ نیکبخت آدمی تھا زندہ
ہو کر آپ کی نبوت کی گواہی دیگا تو ہم سب آپ پر ایمان لے آوینگے پس اللہ تعالے نے رد کر دیا کہ ان خبیثوں کو ایمان سے کیا
مناسبت ہے یہ درحقیقت ایسے ہی گونگے بہرے ہیں جیسے تیری باتوں پر عناد سے اپنے آپ کو کہتے ہیں اور اگر اللہ تعالے انکے لیے قصی
کو زندہ کر کے اسکا کلام انکو سنوا دے تو بھی عناد سے سحر و جادو کہکر کافر بنے رہینگے [illegible] ل آنکہ معنی قولہ ولو اسمعہم الخ اگر
انکو اللہ تعالے مرے ہوؤں کو زندہ کر کے تیرے صدق نبوت پر انکی گواہی سنوا دے تو بھی موانع تقدیر الٰہی کے یہ مومن نہونگے
واضح ہو کہ اللہ تعالے ہدایت و کفر کا خالق وہی ہادی وہی موفق ہے بدون اسکی ہدایت کے کسی چیز سے ہدایت نہیں ہوتی پس
طالب کے لیے ایک آیت کافی ہے - اور جب وہ کافی نہو تو کثرت سے آیات و معجزات مانگنا پہلے جہالت سے گمراہ کنندہ ہے کیونکہ آیات کو موثر
سمجھا ہے پس کافر ہوا بلکہ مستوجب عقوبت مزید و شدید ہو گیا لہذا جن انبیاء ؑ کی امت کی منھ مانگی آیت پر ہٹ پوری ہوئی وہ
ایمان نہ لانے پر عذاب کیے گئے ف - وفی العرائس قولہ ولا تکونوا کالذین قالوا الآیہ - اللہ تعالے نے سچوں کو ایسے باطل
[illegible] جنمیں کچھ معنی باطنی نہیں ہیں ڈرایا اور پرہیز کرنے کو فرمایا کیونکہ سماع ظاہر بدون فہم و متابعت حکم کے غفلت کا سننا ہوتا ہے

پھر جھوٹے مدعیوں کو جانوروں سے زیادہ غافل کہا۔ بقولہ ان شر الدواب عند اللہ الصم آہ [illegible]
اور فضائل معرفت پھیلانے سے گونگے ہین اور یہ جہالت انکو اپنے نفس جسے جاہل ہونے سے [illegible]
عقل و علم حاصل ہوتی ہی پس جہان عقل بادشاہ بدن ہی اس شخص سے وہی مقتضی ہوتی ہی کہ [illegible]
سننے اور حق ہی بولے۔ بعض نے کہا کہ جس سننے والے کو اثر و زیادہ فائدہ نہیں ملا اور اسکی حال بین [illegible]
کان دھرنے والا نہیں ہی اور سننے والا درحقیقت وہی ہوتا ہی جسکو زیادہ فائدہ یا زیادت حال ہوا [illegible]
وہ اور نقصان مین رہا۔ بعض نے کہا کہ قولہ الصم البکم۔ ذکر سننے و سمجھنے سے بہرے اور [illegible]
ہین وہی خطاب سے غافل و بے عقل ہین نہین جانتے کہ کون ہین اور کیون پیدا ہوئے اور کہان جاوینگے اور [illegible]
استاد رحمہ نے فرمایا کہ خطاب و اسکے بھید کے سمجھنے سے بہرے ہین اور جس سے کشف قلب ہی اسکے دیکھنے سے [illegible]
جس امر سے فہم و عقل ہی اور اسکی طرف ارشاد کیے گئے تو اسکے قبول کرنے سے گونگے ہین جس جنکو اللہ [illegible]
کہا اسکا رتبہ ہر خسیس و ذلیل و خوار سے زیادہ بدتر ہی پھر اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ خطاب کی فہم و ادراک حقائق اور متابعت [illegible]
انکی محرومی موافق قسمت ازلی و حکم قدیم ہی بقولہ و لو علم اللہ فیہم خیرا آہ۔ یعنی اگر علم قدیم الٰہی مین انکے لیے برگزیدہ کرنے کی بہتری [illegible]
تو انکو خطاب کی حقیقت و مراد سے آگاہ فرماتا لیکن چونکہ ازل مین بھلائی سے برگزیدہ نہ تھے لہذا انکو لطائف کلام نہین سنائے [illegible]
نہ انکو اخبار عجیبہ و حقائق غریبہ سے آگاہ کیا اور بیان فرمایا کہ اگر انکو بالفرض اس سے آگاہ فرمادے تو ادراک نہ کرینگے اور متابعت [illegible]
اعراض کنندہ ہونگے کیونکہ ازل مین وہ اس سے محروم ہو چکے ہین۔ قال المترجم شاید شیخ نے یہ ارادہ کیا کہ ادراک لطائف [illegible]
حقائق کے بعد اعراض ممکن نہین کیونکہ دونون مین منافات ہی جیسے ہدایت یعنی وصول کے بعد اختلال و فراق نہین ہوتا فلیتامل [illegible]
یحیی بن معاذ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو علم تم سنتے ہو یہ الفاظ ہین جنکو اپنے علماء سے سنتے ہو اور انکے معانی کو اپنے دل کے کانون سے [illegible]
اللہ تعالے سے سنو اور جانکر سمجھو اور اگر نہ جانوگے تو اسکے نفع کی یہ نسبت تمکو اسکا ضرر زیادہ ہوگا۔ بعض نے فرمایا کہ سننے مین [illegible]
کی نشانی یہ ہی کہ اپنے اوصاف و نعوت کے فناء ہونے کے طور پر سنے اور حق سے حق کے ساتھ سنے۔ قال المترجم یعنی [illegible]
سمع جو حق عز و جل سے پرہیزگاری کے ساتھ عطا ہوئی ہی اس سے سنے۔ استاد رحمہ نے فرمایا کہ سابقہ تقدیر نے جسکو محروم کیا وہ [illegible]
دنیاوی وجود کی خدمات سے قرب والون مین سے نہین ہو سکتا۔ قال المترجم یعنی کبھی حکمت الٰہیہ اس امر کی مقتضی ہی کہ [illegible]
کسی بندہ کو کچھ توفیق خدمات عطا ہو جیسے ابلیس و بلعم باعورا کو دی گئی لیکن وصول تحقیقی نہین ہوتا۔ [illegible]
لوگون کا حال بیان ہو چکا تو اہل قرب و برگزیدہ لوگون کو متابعت رسول اللہ صلعم کی راہ سے [illegible]

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ

اے ایمان والو مانو حکم اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلاوے تمکو [illegible]

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

اور جان رکھو کہ اللہ روک لیتا ہی آدمی سے اسکے دل کو اور یہ کہ اسی [illegible]

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ یعنی مومنون کو [illegible]

Marfat.com

[illegible] جیسا کہ بخاری رحمہ اللہ نے تفسیر مین ذکر کیا اور رد ہ قول ابو عبیدہ ہی پس سین و تا زائدہ
[illegible] لفظ مین [illegible] بلام آتا ہی جیسا بیان اور اجابت خود بلا حرف متعدی ہوتا ہی اور کبھی استجابت بھی خود متعدی
[illegible] اجابت کے معنی [illegible] اطاعت کرنا پس ظاہر ہوا کہ تاکید ہی کیونکہ سابق مین اطاعت کا حکم بقولہ اطیعوا اللہ ورسولہ
[illegible] اور فرق [illegible] کہ اوپر حکم اطاعت عموماً تھا اور یہان اگرچہ عموم ہی لیکن بصورت خاص بیان فرمایا اور مقید کیا بقولہ
اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ یعنی اے ایمان والو استجابت کرو اللہ تعالے واسکے رسول کے واسطے جبکہ بلاوے تمکو اس
چیز کے لیے کہ [illegible] ہی تمکو اس سے۔ قال البخاری ج لما یحییکم اے لما یصلحکم۔ جس سے تمھاری اصلاح فرماتا ہی اور ضمیر دعا مین
بیان [illegible] ولا تولوا عنہ۔ کے افراد آیا اور توجیہ وہی ہی جو وہان مذکور ہوئی۔ اور للرسول پر لام کا اعادہ بغرض تاکید ہی یعنی حکم
[illegible] منصوص ہین انکے سوا جو رسول حکم دے وہ بھی مانو کیونکہ وہ بھی حکم الٰہی ہی اور حدیث مین ثابت ہی کہ مجھکو دیا گیا قرآن
اور اسکے ساتھ اسکے مثل اور بھی یعنے سنت لہذا حدیث مین آپ نے اہل بدعت کے فتنہ سے پہلے ہی ہوشیار کردیا کہ آدمی تکیہ لگا کر بیٹھے
اور کہے کہ یہ بات تو مجھے کتاب الٰہی مین نہین ملتی ہی پس ہوشیار کردیا کہ جو حکم سنت سے ثابت ہی وہ جسطرح ثابت ہی واجب العمل ہی
اور عموم قولہ تعالے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔ مثبت صریح ہی پس معتزلہ وغیرہ جو اکثر سنن سے منکر ہین وہ آنحضرت صلعم
کی [illegible] کے جو بطور معجزہ واقع ہوئی ہی مصداق پیدا ہوئے۔ بالجملہ جن امور سے آنحضرت صلعم نے دعوت فرمائی کہ انمین حیات ہی
انکا عمل کرنا فرض ہی اور اسمین اہل سنت کے درمیان خلاف نہین۔ اور خبر واحد ظنی وغیرہ ہونے کا جو ائمہ حنفیہ وغیرہ کا قول ہی وہ
ثبوت کی راہ سے ہی یعنے آنحضرت صلعم سے یہ بات قطعاً ثابت ہی یا نہین پس اگر واحد عادل نے روایت کی یا جو اسکے حکم مین ہی وہ ثابت
تو ہوئی مگر اسمین قطع نہین بلکہ ظن ہی کہ شاید راوی سے سہو ہوا ہو یا جو معنی اسنے ذکر کیے انکے سمجھنے مین سہو ہوا ہو اور مانند اسکے
لہذا خبر متواتر و مشہور کو قطعی لیتے ہین۔ یہ کلام درمیان مین آیا۔ اب واضح ہو کہ امور حیات دہندہ کیا مراد ہی تو اسمین اختلاف تفاسیر آیا
بعض نے کہا کہ علوم شرعیہ ہین کیونکہ علم حیات اور جہل موت ہی اور جمہور نے کہا کہ قرآن و حدیث کے اوامر و نواہی مین طاعت کے ساتھ
استجابت کا حکم ہی جس سے حیات ابدی ملتی ہی۔ بعض نے کہا کہ جہاد اسلیئے کہ ظاہری سبب حیات ہی کیونکہ دشمن پر جب جہاد نہ کیا جاوے
تو وہ حملہ آور ہوگا اور شہادت تو موجب حیات ہی۔ یہی محمد بن اسحاق کا قول ہی۔ سدی رح نے کہا کہ ایمان ہی کیونکہ کافر مردہ اس سے
زندہ ہوتا ہی۔ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ حق ہی۔ قتادہ رح نے کہا کہ وہ قرآن ہی اور بعضہ رح نے آخرین لیا جو سب کو شامل ہی اور
اشارہ کیا کہ اختلاف تفاسیر نہین بلکہ تفسیر بطور مثال کے ہی اگرچہ بقرینہ سیاق واقعہ بدر کے اہتمام شان متعلق بجہاد زیادہ ہی اور احتمال ہی کہ
یحییکم مین لام تعلیل ہو یعنی رسول صلعم کی دعوت قبول کرو اسلیے کہ اس سے وہ تمھین کو زندہ کرتا ہی۔ اور صحیح مین حدیث ابو سعید
[illegible] سے روایت ہی کہ مین مسجد مین نماز پڑھتا تھا کہ اتنے مین آنحضرت صلعم نے مجھے پکارا پس مین نے استجابت نہین کی پھر مین نماز
[illegible] ہوکر آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نماز مین تھا تو فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ اللہ تعالے نے فرمایا۔ استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم
[illegible] حدیث مین ابی بن کعب کے ساتھ ایسا ہی واقعہ آیا ہی اور اسمین جب حضرت صلعم نے کہا کہ تجھے نہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالے نے وحی
[illegible] کہ۔ استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم یعنی جب بلاوے وپکارے تو استجابت کرو۔ پس ابی بن کعب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
[illegible] ہوئی اور انشاء اللہ تعالے اب ایسا نہ کرونگا۔ رواہ الترمذی وقال حسن صحیح۔ واضح ہو کہ یہان دو فائدے ہین

اول آنکہ اصطلاح استجابت مخصوص بآنحضرت صلعم تھی اور اب کسی کو یہ اختیار نہین [illegible] کہ کسی اور کے وا[illegible]
کہا کہ نماز نفل مین اگر باپ پکارے تو در صورتیکہ اسکو گمان ہو کہ دیر کرنے مین باپ [illegible] ہوگا [illegible]
ظاہر آیت سے تو وقت استجابت مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ فی الفور استجابت کرے [illegible]
کچھ دیر کے بعد۔ ولیکن جب حدیث کو ملایا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ فی الفور استجابت [illegible]
سے سلام پھیر کر استجابت کی تھی اور آنحضرت صلعم نے اسپر عتاب فرمایا پس معلوم ہوا کہ فی الفور [illegible]
غسیل الملائکہ بھی اپنی بیوی کے ساتھ ہمصحبت تھے کہ اتنے مین جہاد احد کے واسطے حضرت [illegible]
نہ نہائے کہ استجابت مین تاخیر ہوگی لہذا اسی طرح جا کر شہید ہوے اور ملائکہ نے انکو جب نہلایا تو حضرت [illegible]
کہ ملائکہ اسکو غسل دیتے ہین اسکی جورو سے دریافت کرو۔ پس اس سے یہ سب حال معلوم ہوا۔ اور [illegible]
امر کہ مطلق ہو کسی قید کے ساتھ نہو وہ فی الفور تعمیل کرنے کے لیے ہوتا ہی اور یہ بحث دراز ہی [illegible]
آیت بقرینہ حدیث کے دلیل ہی کہ رسول اللہ صلعم کے حکم کی استجابت فوراً چاہیے اور چونکہ آپ خود تشریف [illegible]
سے جو حکم ثابت ہو اسکی استجابت بفور واجب ہی پس اگر اسیوقت ادا کرنے کا ہو تو اسیوقت یا معلق ہو [illegible]
پر ادا کرے اور اسمین بھی توضیح وبحث باقی ہی واللہ الہادی الے الصواب والیہ المرجع والمآب۔ **وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ**
بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ اور جان رکھو کہ اللہ تعالے حائل ہوتا ہی آدمی اور اسکے قلب کے درمیان یعنی جب ایسا ہی تو کسی
بدون اسکے ارادۂ قدیم پاک کے یہ استطاعت نہین کہ چاہے ایمان لاوے اور چاہے کافر ہو جاوے۔ واضح ہو کہ معنی مین اختلاف تفاسیر
ہی بعض نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ استجابت کی طرف جلدی کر کے تعمیل کرو پہلے اُس سے کہ جن دلون سے تم کو سمجھ ہی وہ اللہ تعالی کے مقدر
کیے ہوئے وقت موت آجانے سے زائل ہو جاوین پس تمکو قدرت نہ رہی۔ بعض نے کہا کہ بدر کے روز مسلمانون کو دشمن سے
خوف تھا تو انکو آگاہ کیا کہ قلب باختیار الٰہی ہین وہ پاک خالق عزیز جلیل چاہے خوف کے بعد [illegible]
بعد خوفناک کر دے جیسے تمہارے دشمنون کو کیا پس یہ اخبار ہی اور یہی شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا۔ قال ابن عباس [illegible]
مومن کے درمیان اور کفر ومعاصی کے درمیان حائل ہوتا ہی اور کافر کے درمیان اور ایمان وطاعت کے درمیان حائل [illegible]
قول سعید بن جبیر وضحاک ومجاہد وعکرمہ وابو صالح وغیرہم کا ہی۔ اور قتادہ رح نے کہا کہ یہ کلام باب [illegible]
ہی۔ مترجم کہتا ہی قتادہ رح کی غرض فقط یہ ہی کہ حائل ہونا جناب باری تعالے کا قدرت [illegible]
سے اقرب ہونا علم کے ساتھ ہی اور بیان معنی مین سدی رح نے کہا کہ اللہ تعالے حائل ہوتا [illegible]
سوائے اسکے ارادہ کے اور کسی کو قدرت نہین کہ خود ایمان یا کفر اختیار کرے۔ مترجم [illegible]
بعض نے لکھا کہ اسی قول پر عقلی دلائل بھی قائم ہین اسوجہ سے کہ قلوب کے احوال [illegible]
ان چیزون کے لیے کوئی فاعل حقیقی قادر مختار ضرور ہی جیسا کہ اپنے موقع پر ثابت [illegible]
ہی اور کوئی نہین پس قلب مین موافق مشیت کے متصرف فقط اللہ تعالے ہی [illegible]
منع کرے اور چاہے عطا کرے۔ اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالے پاک ہی تو اسکا حائل ہونا [illegible]

Marfat.com

[illegible] کہ حال اصل مین بمعنی تغیر لہذا حالی بحالی اور نیز بمعنی انفصال از غیر آتا ہی
[illegible] اصل لغات [illegible] اول کے کہ حول الشی بمعنی یتغیر اسے وہ شے متغیر ہوتی ہی - اور یحول بینہما - دونون مین
[illegible] حائل ہونے کے معنی یہ کہ آدمی و اسکے دل کے درمیان مین منفصل ہوتا ہی لیکن چونکہ حقیقۃ انفصال
[illegible] نہین لہذا یکنایہ ہی کہ وہ پاک پروردگار بندہ سے نہایت قریب ہی اور ابو السعود رح نے کہا کہ یہ کلام
تمثیل ہی [illegible] سے بہت قریب ہی مترجم کہتا ہی کہ بیان سے ظاہر ہوا کہ قول قتادہ رح جو اوپر ہوا وہ تفسیر معنی و تاویل
[illegible] بنابر تفسیر مختار شیخ رح کے جو موافق قول سدی رح ہی یون اولی ہی کہ یہ تمثیل اس اعتبار سے ہی کہ جیسے
حائل [illegible] ون کو اپنی خواہش و ارادہ کے موافق نہین ملنے دیتی ہی ویسے ہی ارادہ الٰہی درمیان بندہ و اسکے قلب کے حائل ہی
[illegible] بی مراد کے موافق ایمان و کفر نہین کرسکتا فافہم و تامل - ربیع بن انس رح سے مروی ہی کہ علم الٰہی حائل ہوتا ہی اور حسن رح
نے کہا کہ حائل ہونا باعتبار قرب کے ہی اور مجاہد رح نے کہا کہ حائل ہوتا ہی یہان تک کہ آدمی کو نادان چھوڑ دیتا ہی یعنے آدمی کا قلب بے
محل فہم [illegible] یعنی جب قلب اسکو نہ ملا تو بے سمجھ رہگیا اور یہ معنی پسندیدہ ہین اور اولی یہ ہی کہ جب شان الٰہی اعلی و اجل ہی اور
حائل ہونا جس شان سے اسکی جناب پاک کے لائق ہووے ممکن ہی تو اسکی کیفیت سے ہمکو تعرض کرنا کچھ ضرور نہین بلکہ ہم ایمان
لاتے ہین کہ اللہ تعالی حائل ہوتا ہی جیسے وہ چاہے کیونکہ وہ قادر ہی لیکن جو طریقہ حائل ہونے کا ایسا ہی کہ وہ جناب باری تعالے کی
شان کے لائق نہین ہی اس سے وہ پاک ہی اور یہ بحث اوپر بھی گذر چکی ہی فافہم و تذکر - بالجملہ آدمی کو اللہ تعالے سے یہ توفیق مانگنی
واجب ہی تاکہ اسی کی ہدایت و توفیق سے آدمی کو رسول اللہ صلعم کے حکم پر استجابت نصیب ہو اور متقی مومن اس دنیا سے گذر جاوے
اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ آدمیون کے دل حضرت الرحمن کی دو انگلیون کے
بیچ مثل ایک دل کی طرح ہین انکو جدھر چاہتا ہی پھیر دیتا ہی پھر فرمایا کہ اے میرے پروردگار دلون کے پھیرنے والے ہمارے
دلون کو اپنی طاعت پر پھیر دے - رواہ مسلم - واضح ہو کہ انگلیون کے لفظ سے ہرگز کوئی یون نہ سمجھے کہ حقیقۃ انگلیان مراد ہین ایسلیے
کہ یہ کفر ہی اور اللہ تعالے جسم و جسمانیات وغیرہ تمام مخلوق سے بری ہی بلکہ یہ فہمائش کے طور پر مجازا آیا ہی یعنے اسکی قدرت کے پنجہ مین مقہور
مسخر ہین جیسے قولہ ہو آخذ بناصیتہا - یعنی ہر چیز اللہ تعالے کے قبضۂ قدرت مین مسخر ہی - اور بعض نے فرمایا کہ یہ صفات الٰہیہ سے تعبیر ہی
جسکی کیفیت و ماہیت فہم بشری سے باہر ہی کیونکہ ذات باری تعالے و اسکی صفات کی حقیقت و کیفیت کا کسی کو علم نہین ہی ایسے ہی اس
صفت کا بھی علم نہین ہو سکتا - جاننا چاہیے کہ اسی معنی کے احادیث سنن و مسانید مین بہت ہین اور نواس بن سمعان رضی اللہ
عنہ وام المومنین وغیرہم سے مروی ہین چنانچہ حدیث نواس مین ہی کہ کوئی قلب نہین مگر آنکہ وہ اصابع الرحمن رب العالمین کے
درمیان ہی جب چاہا اسکو ٹھیک رکھا اور جب چاہا اسکو موڑ دیا اور اکثر دعا کرتے کہ یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک - یعنی اے
دلون کے پھیرنے والے میرے پاک مولی تو میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھیو - اور حدیث ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا
مین ہی کہ انہون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ دعا نہین سکھلاتے جسکو مانگا کرون - فرمایا کہ ہان یون
کہہ اللہم رب النبی محمد اغفرلی ذنبی واذہب غیظ قلبی واجرنی من مضلات الفتن ما احییتنی میرے پروردگار نبی محمد کے رب تو میرے
گناہ بخش اور میرے دل کا غصہ دور کر دے اور جب تک تو مجھے زندہ رکھے ایسے فتنون سے جو گمراہ کرنے والے ہون مجھے چھوڑ رکھ
یعنی محفوظ رکھیو ۱۲

Marfat.com

رواہ احمد - وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ اور جان رکھو کہ اسی کی طرف تم محشور ہو گے [illegible]
اسکی طرف تمھارا پھرنا ضرور ہی — فی العرائس قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول [illegible]
ساتھ خطاب ہی پس ندا سے انکی روحون کو معطر فرمایا اور دعا سے دلون کے کان کھولے اطاعت خطاب [illegible]
مین بھر دیا پس لطف حکم و ازار قرب سے موشل ہو گئے - اسکی توضیح یہ ہی کہ قولہ استجیبوا للہ [illegible]
کی اطاعت کرو نہ اپنے نفوس کے واسطے اور نہ عوض طلب کرنے کے لیے - اے لوگو اپنی جان و مال [illegible]
ازل مین تم کو تمھارے حادث ہونے سے پہلے بلایا اور آپ سے اپنی طرف ندا فرمائی اور محبت سے تمکو [illegible]
قربان ہو جاؤ اور اسی کے حکم کی فرمانبرداری مین رسول اللہ صلعم کی استجابت کرو - قال المترجم شیخ نے [illegible]
حضرت حق عزوجل کے نام پاک کی طرف راجع فرمائی اگرچہ اقرب مرجع لفظ رسول ہی واللہ تعالی اعلم بہر حال [illegible]
رسول اللہ صلعم بحکم الہی عزوجل ہی پس اللہ تعالی ہی کے حکم و طاعت سے رسول اللہ صلعم کی استجابت ہوئی پھر شیخ نے [illegible]
لما یحییکم یعنی اسوجہ سے کہ وہ تمکو روح صغری در روح کبری سے زندہ فرماتا ہی - روح صغری از عالم ملکوت ہی [illegible]
کبری سے ہی - اور نیز حیات بمشاہدہ ازلیت و قرب ابدیت ہی جو معرفت صفات و ذات پاک سے حاصل ہی - جنید [illegible]
مین کہا کہ انوار دعا سے روح منور ہو کر حذف علائق پر آمادہ ہوئی اور مشقت شدید جو بدون محبت صادقہ کے [illegible]
ہو گئی اور ہر مصیبت انکے نزدیک ہیچ ہو گئی پس سلامت اوقات کو غنیمت جانکر حی القیوم عزوجل سے زندہ ہو کر حیات [illegible]
ہوئے - قال المترجم جنگ احد مین عورتون کا یہ حال تھا کہ آنحضرت صلعم کی زندگی کو پوچھتی تھین حالانکہ انکے [illegible]
شہید ہوے اور کہتی تھین کہ اگر حضرت صلعم زندہ ہین تو ہر مصیبت بعد آپ کے آسان ہی پس اہل عقل اس مقام [illegible]
ہین — والسلام — واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ قولہ لما یحییکم - حیات یہ کہ ہر علت سے ظاہری ہو یا باطنی ہو پاک کر دیا - جعفر [illegible]
کہا کہ رسول اللہ صلعم کے حکم کی اطاعت کرو تاکہ اس سے تمھارے دل زندہ فرما دے - اور نیز فرمایا کہ حیوۃ سے مراد [illegible]
تعالی فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ - بعض نے کہا کہ قولہ استجیبوا للہ الآیۃ مین اللہ تعالی کے لیے استجابت کرنا [illegible] اور رسول [illegible]
صلعم کے واسطے استجابت کرنا ظاہری حال سے یعنی ظاہر احکام جو رسول صلعم کے حکم کے موافق بجا لاؤ [illegible]
اور حیات سے مراد یہ کہ رسول اللہ صلعم کی متابعت سے نفوس زندہ ہونگے اور غیوب کے مشاہدہ سے دل زندہ ہونگے [illegible]
مین اپنے آپ کو قصور وار دیکھکر اللہ تعالی سے حیا کرو - جعفر صادق رح نے کہا کہ دلون کی زندگی [illegible]
متابعت ہی - پھر جب انکو بلایا کہ شوق کے ساتھ مقام مشاہدہ کیطرف آؤ تو انکو آگاہ کر دیا کہ کشف جمال [illegible]
انکے اختیار مین نہین بلکہ قبضہ قدرت الہی مین ہین - کما قال واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ [illegible]
اللہ تعالی سے عاجزی کے ساتھ مانگو کہ تمکو پاک کر کے تمھارے لیے عطا فرما دے حالانکہ دلون کی یہ صفت ہی کہ [illegible]
ساتھ فانی ہین پس تم انکو پاؤ تو معرفت سے لجاؤ اسیواسطے آیا ہی کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ [illegible]
و عقل العقل وحیات الحیوۃ ہی اور حضرت صلعم نے دلون کا جو صفات و ذات مین فانی ہین [illegible]
من اصابع الرحمن الحدیث - بعض نے کہا کہ اسمین اشارہ ہی کہ اللہ تعالی اپنے اولیاء کے دلون کو [illegible]

Marfat.com

یقلبها کیف یشاء یعنی صفات مین منقلب فرماکر انپر معرفت و محبت کی مہر لگاتا ہی- بعض نے کہا کہ قولہ یحول یعنی خطاب الٰہی سمجھنے مین اسکی عقل و فہم کے درمیان تسخیر الٰہی حائل ہی بعض نے کہا کہ مومن و ایمان کے درمیان اور کافر و ایمان کے درمیان حائل ہوتا ہی یعنی ازل مین جو مقدر فرماتا ہی اسی طرف پھیر دیتا ہی- بعض نے کہا کہ یہان حیلولت از کفر ہی تاکہ سوا اللہ تعالیٰ کے اور طرف رجوع نہون- قال المترجم قلوب جب قبضۂ قدرت الٰہی مین مسخر ہین اگرچہ ماسوائے قلوب کے باقی اعضا بھی بدرجۂ اولیٰ مسخر ہین تو صلاح و فساد قلب کے واسطے آدمی کو ہر حال مین اللہ تعالیٰ سے التجا کرنی ضرور ہی اسی واسطے حدیث ام المومنین عائشہ صدیقہ مین یہ دعا مرفوع آیا کہ اے میرے معبود مالک تو میرے گناہ بخشدے اور میرے دل کا غیظ دور کردے اور مرتے دم تک سب ایسے فتنون سے جو گمراہ کرنے والے ہین بچالے- کما رواہ احمد اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا-

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

اور بچتے رہو اس فساد سے کہ نہ پڑیگا تم مین سے ظالمون پر چھنکر اور جان لو کہ اللہ کا

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

عذاب سخت ہی

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندون کو تحذیر فرماتا ہی کہ ہر ایسے فتنہ سے بچین جو موجب فساد قلب ہی یعنے خواہ مخواہ دل ایسے فتنہ کے وقت خلاف راہ صواب اختیار کرتا ہی اور یہ موافق تسخیر الٰہی ہوتا ہی- پس اس سے بچنے کا حکم دیا- بقولہ- وَاتَّقُوا یہ خطاب مومنون کو عموماً ہی خواہ فی الحال وہ صالح متقی ہون یا گنہگار غیر متقی ہون یعنے بچو تم لوگ فِتْنَةً فتنہ سے- مراد فتنہ سے ہر ایسا امر ہی جس سے قلب متزلزل ہوتا ہی جیسے قحط و گرانی و ظالمون کا غلبہ اور آپس کا نفاق اور فاجرون بدکارون کی سرکشی و نیکون کا انکو منع نہ کرنا اور آدمی کا خود مغرور ہو جاتا اور مانند اسکے بہت امور ہین جن سے قلب مین فساد آتا ہی یا باوجود سلامت قلب کے انسان مکروہ مصیبت مین گرفتار ہو جاتا ہی جس سے فساد قلب کا خوف ہی پس یہ ضرور نہین کہ فتنہ مین قلب سالم نہ رہے بلکہ محل خوف سے پرہیز کا حکم دیا کہ تم بچو ہر ایسے فتنہ سے جو لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً نہ خاصکر انھین لوگون کو نہ پہونچیگا جنھون نے تم مین سے ظلم کیا یعنی خلاف شرع برتاؤ کیا بلکہ عام ہوگا کہ خلاف شرع برتاؤ کرنے والون کے ساتھ وہ لوگ بھی اس فتنہ سے مصیبت اُٹھاوینگے جو شرع پر قائم تھے- واضح ہو کہ لاتصیبن مین لا کیسا ہی اسمین دو وجہ ہین ایک یہ کہ لا نہی کا ہی اور ظاہر مین اصابت پر فتنہ کو نہی ہی یعنی فتنہ مت پہونچے لیکن معنی مین مخاطبین کو نہی ہی یعنے تم ایسے فتنہ مین مت پڑو- دوم یہ کہ لا نفی ہی اور یہ جملہ صفت فتنہ واقع ہی یعنی بچو ایسے فتنہ سے جسکی یہ صفت ہوگی کہ خاصکر ظالمون ہی تک نہین رہیگا بلکہ عام ہو کر ظالم و صالح سب کو گھیر لیگا- اور یہ تقریر اگرچہ واضح ہی لیکن اسپر یہ اشکال وارد ہوتا ہی کہ لاتصیبن بنون تاکید ہی باوجودیکہ یہان قسم نہین اور نہ طلب ہی نہ شرط پس مضارع پر ایسی صورت مین تاکید ما نا نحویون کے نزدیک اختلافی ہی اور فراء نے کہا کہ امر لفظ نہی کے جواب مین ہی- کما فی قولہ ادخلوا مساکنکم لایحطمنکم سلیمان الآیۃ- مبرد نے کہا کہ یہ نہی بعد امر کے ہی اور ظالمون کو ظلم سے ممانعت ہی انکے قریب ظلم کے پاس نہ جاوین اور اسی کے مثل سیبویہ سے نقل کیا گیا جیسے کوئی کہے کہ لا ارینک ہہنا- اسے لازم ہی کہ ہہنا رہنے کہا کہ مین تجھے یہان نہ دیکھون اسکے معنی یہ ہین کہ تو یہان مت رہ اسلیے کہ اگر یہان رہا تو دیکھیگا اور بعض نے کہا کہ لاتصیبن جواب قسم محذوف ہی اور وہ جملہ مجموعہ صفت فتنہ ہی اے فتنہ و اللہ لاتصیبن- یعنی بچو ایسے فتنہ سے کہ واللہ تم مین سے فقط ظالمون ہی تک

مخصوص نہوگا بلکہ ظالم ہوں یا غیر ظالم سب کو عام ہوجاویگا - پھر اس آیت کی تفسیر میں زبیر بن العوام رضی
عنہ سے مروی ہے کہ فتنہ یعنی بلاء اور وہ امر جو آیندہ ہونے والا ہے - امام احمد رح نے اپنی اسناد کے ساتھ
نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے ابوعبداللہ آپ لوگوں کو کیا ہوا کہ پہلے آپ نے خلیفہ
کو ضائع کیا جو شہید کیا گیا یعنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظالموں نے شہید کر ڈالا پھر آپ آپ کے خون کی
پس زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلعم و ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں
فتنۃ لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ - اور ہم کو یہ گمان نہ تھا کہ ظالموں کے ظلم کے فتنہ میں ہم ہی پھنسنے والے
وقد رواہ البزار وروی النسائی من طریق الحسن عن الزبیر نحوہ وبہذا الطریق رواہ ابن جریر ایضاً باسنادہ
کہا کہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ہم کو اللہ تعالے نے قولہ واتقوا فتنۃ لاتصیبن الآیۃ سے خوف دلایا تھا اور ہم یہ
ظالموں کے فتنہ میں عام پھنسنے والے ہم ہی ہوجاوینگے - داؤد بن ابی ہند رحمہ اللہ نے حسن بصری رح سے اس آیت
کیا کہ یہ آیت حضرت علی و عمار و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی - سفیان الثوری نے اپنی اسناد سے حضرت
سے روایت کی کہ قولہ تعالے واتقوا فتنۃ لاتصیبن الآیۃ میں کہا کہ میں نے یہ آیت ایک زمانہ تک پڑھی اور ہم کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس
کون لوگ مراد ہیں پھر ظاہر ہوا کہ ہمیں لوگ اس سے مراد لیے گئے تھے - قال الحافظ وقد روی من غیر وجہ عن الزبیر رضی اللہ
وقال المترجم - حسن بصری رح نے جو کہا کہ یہ آیت چار صحابہ رض کے حق میں نازل ہوئی تو یہ باعتبار تاویل کے ہے یعنی تاویل یعنی
الیہ الامر - جیسا کہ کئی مقام پر سابق میں معانی تاویل کی توضیح گذر چکی ہے اور حاصل یہ کہ جب نازل ہوئی تو مبہم نازل ہوئی تھی
معلوم تھا کہ مآل کار میں کون لوگ اس آیت کے مصداق ہوجاوینگے - پھر ظاہر ہوا کہ یہ چار صحابہ رض اسکے مصداق ہوگئے
کے کمبخت لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہا تو صحابہ رضی اللہ عنہم انکو زبانی فہمایش کرتے اور ہتھیار اٹھانا
نہیں فرماتے تھے - پس ظالموں نے آخر حضرت عثمان خلیفۃ الرسول صلعم کو شہید کیا پس فتنہ برپا ہوا جس میں یہ ظالم
بلکہ عام ہوگیا اور بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی مبتلائے فتنہ ہوگئے اور خصوصیت حضرت علی و عمار و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم
اسوجہ سے کہ طرفین سے یہ دو دو سردار تھے ورنہ عموماً اور صحابہ بھی اس عجیب فتنہ میں مبتلا ہوئے اور ایسا
میں معذور قرار پاتے ہیں کیونکہ بعض وجوہ اگر ایک طرف ہیں تو بعض دیگر دوسری طرف ہیں اگرچہ
سے خارج یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حق بجانب حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھا اور اسی پر ائمہ اہل سنت نے اتفاق کیا ہے لیکن
اس حالت میں شرع سے طرفین معذور ہیں پس حق عزوجل نے اس قرن برگزیدہ کو جو آنحضرت صلعم کے
اٹھالیا اور سچ ہوا کہ اہل بدر کے حق میں جو آیا ہے کہ اللہ عزوجل نے اہل بدر کے حق میں فرمایا کہ تم جو چاہو
قال السدی رحمہ اللہ - یہ آیت خاصکر اہل بدر کے حق میں نازل ہوئی چنانچہ جنگ جمل میں وہ لوگ بسبب ظلم
مبتلا ہوے اور باہم لڑمرے - اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسکو صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں مخصوص
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اللہ تعالے نے مومنوں کو حکم دیا کہ جو امر شرع میں منکر
نہونے دیں تاکہ ایسا نہو کہ اللہ تعالے سب کو عموماً مبتلائے فتنہ کردے - شیخ حافظ عماد رح نے کہا کہ

[illegible] اگرچہ یہ آیت تمہارے حق مین بھی ہی اور ایسا ہی ضحاک و یزید بن ابی حبیب وغیرہم نے فرمایا- اور ابن مسعود [illegible] کہ تم مین سے کوئی یہ نہ کہے کہ مین فتنہ سے پناہ مانگتا ہون کیونکہ تم مین کوئی ایسا نہین جو مشتمل بفتنہ نہو کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ- انما اموالکم واولادکم فتنۃ الآیۃ- پس [illegible] سے فتنہ سے پناہ مانگے اسکو چاہیے کہ گمراہی مین ڈالنے والے فتنون سے پناہ مانگے- رواہ ابن جریر- پس آیت کی [illegible] مین یہ قول کہ (یہ آیت صحابہ رض وانکے سوائے اور لوگ سب کے حق مین تحذیر ہی- اگرچہ خطاب فقط صحابہ رض کے ساتھ ہی) یہی قول صحیح ہی انتہی کلامہ- حاصل کلام یہ ہی کہ خطاب اگرچہ صحابہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی ولیکن حکم عام ہی اور معنی یہ ہین کہ مومنون کو اللہ تعالے [illegible] فرماتا ہی کہ جو امر شرع مین منکر ہی اسکو جہان تک تم سے ممکن ہی اپنے روبرو ہونے ندو کیونکہ یہ فتنہ ہی اور ایسے فتنہ مین یہی نہوگا کہ گناہ کا کام کرنے والے ہی عذاب پاوین بلکہ ان ظالمون کے ساتھ بے گناہ بھی مبتلاے بلا ہو جاوینگے- پس ہر مومن کو اس سے تحذیر ہی فقط صحابہ رض کی کچھ خصوصیت نہین ہی اور اسی پر دلالت کرتی ہین وہ احادیث جنمین فتنون سے پرہیز کا حکم عموماً وارد ہی اور یہ احادیث اس کثرت سے ہین کہ انکو جمع کرکے الگ ایک کتاب بنائی جاوے جیسا کہ بہت سے ائمہ علماء کی بہت تصانیف ہین کیونکہ وجوہ فتنہ بہت ہین لیکن یہان ان احادیث مین سے بعض احادیث تحذیر لکھی جاتی ہین- عدی [illegible] عمیرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ عز وجل عموم سب بندون کو بسبب خاص بعضے بندون [illegible] کے فعل کے عذاب مین نہین مبتلا فرماتا جب تک کہ وہ لوگ اپنے روبرو ان بدکارون کے کام کو دیکھکر منع نکرین درحالیکہ وہ منع [illegible] قادر ہون- پس اگر منع کرسکتے تھے اور انھون نے منع نہ کیا تو اللہ تعالے بدکام کرنے والون کو اور [illegible] کرنے والون کو سب کو [illegible] عذاب فرماتا ہی- رواہ احمد- عدی بن عمیرہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب زمین پر گناہ کیے گئے تو جو شخص [illegible] حاضر ہوا مگر اسنے اس گناہ کے فعل سے انکار کیا یعنے ہاتھ سے روکا اگر روک سکتا ہو ورنہ زبان سے سمجھایا اگر کرسکتا ہو ورنہ دل ہی سے برا جانتا تو یہ شخص ایسا ہی جیسے وہان تھا ہی نہین- اور جو شخص وہان تو حاضر نہ تھا مگر جب اسکو معلوم ہوا تو اسنے یہ فعل پسند کیا [illegible] خود اسمین حاضر تھا- کذا ذکرہ ابن الاثیر فی جامع الاصول- حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ ضرور تم ایسی باتون کا حکم کروگے جو شرع مین اچھی ہین اور ایسی [illegible] سے منع کروگے جو شرع مین بری ہین اور یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے اپنے پاس سے تمپر ایک عذاب بھیجیگا پھر تم اس سے دعائین مانگوگے [illegible] قبول نہونگی- رواہ احمد اور ایک روایت مین ہی پھر تم پر ایک قوم کو مسلط کردیگا اور [illegible] مانگوگے مگر قبول نہونگی- [illegible] رضی اللہ عنہ خود کہتے تھے کہ زمانہ رسول اللہ صلعم مین آدمی ایک بات بولتا تھا جس سے منافق ہو جاتا تھا اور مین اب [illegible] تم مین کے آدمی سے چار بار ایسا کلمہ سنتا ہون پس قسم ہی کہ تم امر معروف کا حکم کروگے اور امر منکر سے منع کروگے اور بھلائی پر [illegible] اور یا یہی ہوگا کہ تم سب کو اللہ تعالے مبتلاے عذاب کردیگا یا جو تم مین سے شریر بدکار ہین وہ تمپر سردار کیے جاوینگے پھر تم مین [illegible] دعا کیا کرینگے اور وہ قبول نہوگی- رواہ احمد- اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت بخاری سے ثابت ہی کہ اسکی مثال [illegible] نیچے کے درجہ والے اگر پانی لینے کے لیے اور اپنی خواہش نفس پوری کرنے کے لیے اسمین چھید کرین اور اوپر والے [illegible] کے سب غرق ہو جاوینگے- ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب میری امت مین [illegible] ہونگی تو اللہ تعالے ان سب کو عذاب مین مبتلا کریگا- مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا انمین نیکوکار بندے نہونگے تو فرمایا

Marfat.com

کہ ہان ہونگے۔ مین نے عرض کیا کہ انکی کیا کیفیت ہوگی فرمایا کہ وے بھی بدکارلوگون کے ساتھ مبتلا ہوکر پھر
رواہ احمد۔ وعن المنذر بن جریر عن ابیہ مرفوعًا۔ جو قوم بدکاری وگناہ کرے اور ان مین کوئی ایسا ہو جو منع
نہ کرے درحالیکہ منع کرسکتا ہو تو اللہ تعالے سب کو عذاب مین مبتلا کریگا۔ رواہ احمد وابوداؤد ام المومنین
نبی صلعم نے فرمایا کہ جب زمین مین بدکاریان ظاہر ہونگی تو اللہ تعالے زمین والون پر اپنا عذاب نازل فرماویگا
اللہ تعالی کے فرمانبردار بندے بھی ہونگے فرمایا کہ ہان ہونگے پھر وے اللہ تعالے کی رحمت ورضوان مین ہو جاوینگے
یہ ہو کہ لوگون پر واجب ہو کہ آپس مین ایک دوسرے کو بھلی باتون کا حکم کرین اور بُری باتون سے منع کرین
صحیح مین یون وارد ہو کہ ہاتھ سے منع کرے اگر قدرت ہو ورنہ زبان سے منع کرے ورنہ دل سے بُرا جانے اور اس سے نیچے
نہین ہو۔ واضح ہو کہ یہان بعض کو یہ وہم پیدا ہوا کہ بدون کے عذاب مین نیک بھی پھنس گئے حالانکہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ لا تزر
اخری۔ یعنی کوئی جان کسی دوسری جان کا گناہ نہین لاویگی۔ کرخی رحمہ نے کہا کہ اسکا جواب یون دیا گیا کہ جو امر شرع مین
اسکے کرنے پر مجتمع ہوے تو ہر دیکھنے والے پر واجب ہو کہ اسکو بگاڑے بشرطیکہ قادر ہو اور جب وہ خاموش ہوا تو سب
ہوئے پس کرنے والے تو بدفعلی سے اور خاموشی والے رضامندی سے اور اللہ تعالے نے راضی کو بھی بمنزلہ عامل کے قرار دیا
مین بھی شریک ہوگئے۔ قسطلانی رحمہ اللہ نے شرح بخاری مین کہا کہ امر منکر پر راضی ہونے کی نشانی یہ ہو کہ جو امور شرع مین منکر
ہونے سے جو خلل دین مین پڑتا ہو اس سے اسکو کچھ ایسا الم و درد نہو جیسا اپنے مال واولاد کے گم ونیست ہونے سے دردناک
پس جو ایسا ہو وہ فعل منکر پر راضی قرار پاویگا۔ اور اسی اعتبار سے وہ عذاب مین گرفتار ہوگا۔ بعض نے کہا کہ آیت مین احتمال
وہ مراد ہو جو اسطرح ہوتا ہو کہ بعضے آدمی دوسرون پر مسلط کیے جاوین اور انکو دُکھ و درد پہونچاوین۔ مترجم کہتا ہو کہ اشکال
میرے نزدیک کچھ وارد ہی نہین ہو جس سے جواب دیا جاوے اسلئے کہ قولہ لا تزر وازرۃ الآیۃ۔ سے تو یہ ثابت ہو کہ کوئی دوسرے کا
نہین اُٹھاویگا اور اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالے بعض فتنہ بسبب بدکاری ظالمون کے ایسے بھیجیگا جسمین صالحین بھی
ہو جاوینگے پس صالحین پر یہ ابتلاء بطریق عذاب نہوگا اور نہ انکو فاجرون کا گناہ اُٹھانا پڑا اسلیے کہ صالح وہ اسیوقت ہین کہ انھون
منکر سے بحسب مقدور انکار کیا ہو ورنہ وہ بھی داخل فاجرین تھے اور اپنے فجور پر ماخوذ ہوے پس صالحین جو فعل منکر سے
وہ اس ابتلا مین مرحوم ہین چنانچہ حدیث ام المومنین ام سلمہ وعائشہ رضی اللہ عنہما مین صریح ہو کہ صالحین تو ایسے فتنہ مین
ومغفرت الٰہی مین ہو جاوینگے لہذا طاعون کی موت کو شہادت فرمایا اور نیز طاعون کو عذاب کہا گیا ہو پس جو لائق غضب
عذاب ہو اور جو بقضاء الٰہی اس طاعون مین ہلاک ہوے اگرچہ صالحین سے تھے انکیلیے یہ رحمت و شہادت ہو
انکے واسطے ایسی چیز پیش ہوئی جو فاجرین کے لیے عذاب تھی لہذا بدل مین رحمت ورضوان الٰہی پایا
فلیتامل فانہ دقیق وانخلط الفرق علی کثیر منہم واللہ تعالے اسئالنا الہدایۃ فی البدایۃ والنہایۃ۔ پھر واضح
عامہ سے تحذیر فرمائی وہ اس معنی کر ہو کہ منکر شرعی کو برقرار نہ رکھین یعنی انکا بھی انکار مین ہو
کے حصہ رحمت ومغفران سے محروم ہو کر حصہ عذاب نہ اُٹھاوین پھر تنبیہ کیا بقولہ واعلموا ان اللہ
اور جان رکھو کہ اللہ تعالے شدید العقاب ہو یعنے جو اس سے خلاف کرے اسکے واسطے

[illegible] عذاب ہوتا اللہ تعالے کا جو اسکے صفت ہی انھین لوگون پر ہی جو نافرمانیان کرین خواہ
اگر دنیا مین عذاب کرے یا آخرت مین [illegible] جیسے اللہ تعالے ارحم الراحمین عموماً ہی اور مطیع بندون کے واسطے خصوصاً بھی ہی پس اگر کسی
نافرمانی کرنے والے بندہ کو بالکل مہلت دیدے تو یہ بھی بمقتضائے رحمت عامہ ہی اگرچہ وہ آخرت مین جو دار الجزاء ہی ہرگز عذاب
سے رہا ہوگا الا آنکہ اللہ تعالے چاہے لیکن یہ اسکی قدرت کا بیان ہی اور معلوم یہ ہی کہ بدکارون کو جنکا بدون توبہ کے یا بدون قبول
ہونے توبہ کے دم نکل گیا وہ عذاب مین پڑے واعوذ باللہ تعالے من عذابہ۔ ف — وفی العرائس قولہ تعالے واتقوا فتنۃ
لا تصیبن الذین ظلموا الآیہ۔ جن لوگون کو دین مین سمجھ ہی انکو اللہ تعالے نے جھوٹے دعوے کرنے سے ڈرایا اور جھوٹے وہ دعوے ہین
کہ جن مقامات کرامت کو مدعی دعوے کرتا ہی وہان تک پہونچا نہو پس اس سے وہ خود اور سوا اسکے اور مرید فتنہ مین پڑجائینگے کیونکہ
جس نے اپنی ذات سے ایسی بات ظاہر کی جسکی لیاقت اسکو نہین ہی وہ ہر مقصود سے محروم ہوجائیگا اور جو کوئی اسکی پیروی کریگا چونکہ
وہ حق وباطل مین تمیز نہین کرسکتا ہی گمراہ ہوجائیگا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی زور۔
شیخ ابوعثمان نے فرمایا کہ حرام سے مال کمانا بھی منجملہ اُن فتنون کے ہی جس سے کمانے والے کے سوا دوسرا بھی عذاب مین پڑجاتا ہی
قال المترجم یعنی لوگون کو چاہیے کہ جسکو حرام طور پر کمائی کرتے دیکھین اسکو روکین۔ استاد رح نے فرمایا کہ اسمین اشارہ ہی کہ جب
اپنے نفس کو کسی لغزش مین ڈالیگا تو اس سے قلب تک فتنہ پہونچیگا یعنے وہ سخت ہوجائیگا اور نفس کو اس سے عقوبت ملیگی اور
قلب سے جب لغزش ہوئی بایطور کہ اسنے ناجائز فعل کا ارادہ کیا تو اسکا فتنہ سرّ باطنی تک پہونچیگا یعنے اسپر حجاب طاری ہوگا۔ بعض
مشائخ نے فرمایا کہ مرد زاہد نے جب شرعی رخصت کو قبول کیا یعنے قدر کفایت سے زیادہ دنیا کی چیزون کو لیا اگرچہ وہ وجہ حلال سے
ہون تاہم اُسکا فتنہ مبتدیون کو پہونچیگا یعنے وہ اسکا فعل دیکھکر دنیا کی طرف رغبت کرینگے اور قلیل کفایت پر اکتفا چھوڑکر آخرکار
دنیاوی اشغال مین منہمک ہوکر میدان غفلت مین سرگردان ہوجاوینگے اور مرد عابد نے اگر اوراد ووظائف ترک کرنے کی طرف
میل کیا تو جو مرید کہ مجاہدہ مین قدم بڑھائے اور ہاتھ پھیلائے تھا اسکو دیکھکر کسل مین پڑجائیگا انجام کار مجاہدہ وریاضت چھوڑکر
نفس کی خواہشون مین پڑجائیگا چنانچہ قول حکمت ہی کہ تیزی شباب کے ایام مین فارغ البال ہونا انسان کے دین کو تباہ کرتا ہی
انتہی کلامہ۔ پھر اللہ عزوجل نے اہل ایمان کو انعام یاد دلایا۔ لقولہ۔

وَاذْكُرُوٓا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِى ٱلْأَرْضِ تَخَافُونَ
اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے مغلوب پڑے ہوئے ملک مین ڈرتے تھے
أَن يَتَخَطَّفَكُمُ ٱلنَّاسُ فَـَٔاوَىٰكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِۦ وَرَزَقَكُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ
کہ اُچک لین تمکو لوگ پھر اُسنے تمکو جگہ دی اور زور دیا اپنی مدد سے اور روزی دی تمکو ستھری چیزین
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ
شاید تم حق جانو

وَاذْكُرُوٓا إِذْ أَنتُمْ یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین صحابہ رض کو ہی اور جملہ صحابہ رضی اللہ عنہ کو بھی
شامل ہی۔ بالجملہ دشمنون سے انکی حمایت کرنے کی نعمت انکو یاد دلائی کہ اذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی

Marfat.com

[illegible] زمین میں - یہ آیت مکہ [illegible] بعد [illegible] زمین [illegible]
الْأَرْضِ اور یاد کرو وہ وقت کہ تم تھوڑے تھے کہ ضعیف بنائے گئے تھے اسکی عظمت بڑی ہے گویا وہی پوری زمین ہو یا
مکہ ہے اور اسکو علی الاطلاق لفظ ارض سے یاد فرمایا اسلیے کہ اُسکی عظمت بڑی ہے گویا وہی پوری زمین ہے [illegible]
حال تھا جو زمین کہ میں تھا یعنی مستضعف تھے اے کمزور ضعیف بنائے گئے تھے چنانچہ فرمایا - تَخَافُونَ [illegible]
النَّاسُ تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمکو اُچک لیجاوین - خطف جلد لے لیا اور الناس سے مراد [illegible] کہ [illegible]
عرب اور وہب رح نے فرمایا کہ اہل عجم ہین - حاصل یہ کہ تم وہ وقت یاد کرو کہ زمین مکہ مین تم [illegible]
یہ ڈرتے تھے کہ کافر لوگ تمکو بآسانی گرفتار کر لین - فَاٰوٰىكُمْ پس تمکو جگہ دی یعنی مدینہ مین [illegible]
وبقصر بمعنی ملانا یعنی اللہ تعالےٰ نے تمکو مدینہ سے یا انصار رض سے ملا دیا یعنی جگہ دینا اور یہ اظہر ہے وَاَیَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ [illegible]
دستگیری کرنا و قوت دینا یعنی تمکو اپنی مدد سے قوی کیا چنانچہ منجملہ مواطن نصرت کے یوم بدر ہے یا بدر کے [illegible]
فرمائی - وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور رزق دیا تمکو پاکیزہ چیزون سے از انجملہ اموال غنیمت ہین جو [illegible]
حالانکہ اگلی امتون مین سے کسی کے لیے حلال نہ تھے لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم اللہ کی نعمتون کا شکر کرو [illegible]
سے اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی استجابت سے قدم باہر نہ دھرو - لعل یہان اُن لوگون کی طرف [illegible]
کے معنی مین بھی ہو سکتا ہے یا تقدیر کلام یہ کہ ارادۃ ان تشکروا ہذہ النعم - یعنی یہ انعام اس ارادے سے [illegible]
یہ فعل آلہی کی حکمت کا بیان ہے نہ یہ کہ فعل آلہی معلل بدین غرض ہے تاکہ کہا جاوے کہ اللہ تعالےٰ کا فعل کسی غرض سے نہین ہوتا
کیونکہ معلل بغرض نہونے کے تو یہ معنی ہین کہ کسی نفع لینے یا ضرر دور کرنے کی غرض سے نہین ہوتا کیونکہ اللہ عزوجل کی جناب مین [illegible]
نہین ہے اور یہ معنی نہین کہ اُسمین کوئی حکمت نہین ہے بلکہ افعال آلہی سراسر حکمت ہین - فافہم - اور خطاب اگرچہ صحابہ مہاجرین کو [illegible]
ہو مگر وہ تمام مومنون کو طرح طرح کے انعام و اکرام ملتے جانے سے شامل ہوتا گیا اسی واسطے قتادہ بن دعامہ [illegible] فرمایا کہ [illegible]
عرب تمام لوگون سے ذلت اور ننگا بھوکا ہونے مین بڑھا ہوا تھا جو جیتا تھا وہ بدبخت اور جو مرا وہ جہنمی واللہ مین نہین جانتا [illegible]
روے زمین پر اُسوقت مین کوئی ان سے زیادہ بدحال ہو یہان تک کہ اللہ عزوجل نے اپنے کرم سے اسلام کو بھیجا اور ان لوگون [illegible]
فرمایا کر دنیا کے ملکون مین مکنت و شوکت دیکر انکے قدم بادشاہون کی گردنون پر رکھے یہ جو تم دیکھتے ہو اسی اسلام کی بدولت [illegible]
لوگو اللہ کی نعمتون کا شکر کرو کہ تمہارا پروردگار سبحانہ وتعالےٰ منعم ہے اور شکر کو پسند فرماتا اور شکر گذارون کی [illegible]
ابن کثیر فی التفسیر - ف - وفی العرائس قولہ تعالےٰ واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض [illegible] - اللہ عزوجل [illegible]
اپنے اولیاء پر احسان رکھا کہ اُنکی تعداد اگرچہ تھوڑی ہے مگر اللہ عزوجل کے نزدیک عظمت [illegible]
بجز بندگان عارفین سے اُنکی جماعت بڑھائی حالانکہ دشمنون کی نشرارت و معیت وقلت احترام سے [illegible]
تخافون ان یتخطفکم الناس - کیونکہ ابتدائی حال مین اُنکا یہی حال تھا پھر جب اللہ عزوجل نے اُنکو [illegible]
کا لباس پہنایا اور شربت وصل سے سیراب کیا تو یہ نصرت آلہی وہ دشمنان خدا پر غالب ہوئے [illegible]
ہو گئے چنانچہ فرمایا - فاٰوٰکم وایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبٰت - یہ ایوا یعنی ٹھکانا دینا [illegible]
ہے اور تائید یہ کہ انوار ہیبت سے اُنکے چہرے منور کیے اور طعام قربت سے اُنکو [illegible]

Marfat.com

...سے ظاہر و [illegible] معرفت حاصل کرو۔ استاد رح نے فرمایا کہ جسم وجسمانیات کا رزق تو پاکیزہ حلال غذا سے ہی اور
... [illegible] ہی۔ پھر جب اللہ عزوجل نے اپنے انعام سے ایسے بلند درجات پر پہونچایا تو راہ مستقیم
... [illegible] یعنی راہ الٰہی میں شیطان ونفس کے وسوسہ سے خیانت نکرین وستقیم رہین لقولہ تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ

اے ایمان والو چوری نکرو اللہ سے اور رسول سے یا چوری کرو آپس کی امانتون مین

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ

اور جان کر اور جانلو کہ تمھارے مال اور اولاد جو ہین خراب کرنے والے ہین اور یہ کہ

اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

اللہ کے پاس بڑا ثواب ہی

اس آیت مین اللہ عزوجل نے خیانت سے منع فرمایا اور یہ حکم مومنون پر فریضہ ہی اور اسمین کچھ خلاف نہین - رہا یہ کہ سبب نزول اس حکم پاک کا کیا ہوا تھا تو اسمین اختلاف تفاسیر ہی اور مفسر رح کے نزدیک اصح یہ ہی کہ ابو لبابہ بن المنذر رضی اللہ عنہ کے حق مین نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ صلعم نے بدعہد قوم یہود بنی قریظہ کو محاصرہ کیا اور اسکو زمانہ گذرا تو ان بدبختون نے حضرت صلعم کے حکم پر اُتر آنا قبول کیا پس آنحضرت صلعم نے ابو لبابہ کو بھیجا انسے یہود نے مشورہ لیا اور کہا کہ کیا ہوگا - انکے مال وعیال اس گروہی مین انکے پاس تھے پس بمقتضائے بشریت انھون نے اشارہ کیا یعنی حلق پر اُنگلی پھیری اور اشارہ سے بتلایا کہ قتل کیے جاؤگے پھر فوراً سمجھے کہ مین نے مال اولاد کی محبت مین فتنہ اٹھایا اور اللہ تعالیٰ و رسول کی خیانت کی پس شرم سے حضرت صلعم کے پاس واپس نہ آئے بلکہ باہر ہی باہر مدینہ منورہ کے اندر داخل ہوکر مسجد کے ستون سے اپنے آپ کو باندھا اور قسم کھائی کہ کچھ نہ چکھونگا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرماوے یا مین مرجاؤن آنحضرت صلعم نے جب سُنا تو فرمایا کہ اگر میرے پاس آتا تو مین اسکے لیے استغفار کرتا اب چونکہ حق عزوجل سے بلا واسطہ رجوع لایا ہی تو اللہ تعالیٰ جو حکم فرماوے اسی حال مین قریب ایک ہفتہ کے گذرا کہ شدت تکلیف سے بار بار غش آتے تھے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی جیسا کہ اگلی آیت مین آتا ہی پس لوگ خوش ہوکر انکے پاس بشارت دیتے ہوے آئے اور کھولنا چاہا تو قسم دلائی کہ کوئی نہ کھولے یہانتک کہ رسول اللہ صلعم خود اپنے ہاتھ سے کھولین پھر حضرت صلعم سے عرض کیا کہ مین نے نذر کی ہی کہ اپنے مال سے صدقہ دیکر الگ ہوں تو آپ نے فرمایا کہ فقط ایک تہائی صدقہ کرنا تجھکو کافی ہی کذا قال ابن ابی قتادہ والزہری - اور بعض نے کہا کہ غزوہ تبوک سے بچھڑ رہنے کی وجہ سے [illegible] ایسا کیا تھا و ابن عبد البر نے استیعاب مین کہا کہ یہ وجہ اثبت ہی واللہ اعلم - مترجم کہتا ہی کہ سیاق آیت سے یہ قصہ اوفق ہی - اور ابن جریر رح نے اپنی اسناد کے ساتھ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارہ مین نازل ہوئی - ظاہر یہ ہی کہ واقعہ شہادت عثمان رض بھی مانند دیگر امور خیانت کے عموم آیت مین شامل ہی اور نیز ابن جریر رح نے عطاء بن ابی رباح کے طریق سے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ ابوسفیان جو اس وقت تک مشرک تھا مکہ سے باہر نکلا تو جبرئیل علیہ السلام کے آگاہ کرنے سے حضرت صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان فلان مقام پر ہی پس پوشیدہ نکلکر اس تک پہونچکر گرفتار کرو پس منافقون مین سے کسی نے اسکو لکھ بھیجا و آگاہ کردیا تب نازل ہوا قولہ یا ایہا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول الآیۃ - مترجم کہتا ہی کہ ظاہر خطاب

Marfat.com

بلفظ یا ایها الذین آمنوا ـ مقتضی نہین کہ منافق کے معاملہ مین نزول ہو اگرچہ یون کہا جاوے کہ
ہو گئی ولیکن تامل سے خالی نہین اور شیخ حافظ عماد رح نے فرمایا کہ اس روایت کے اسناد و سیاق میں نظر
صحیحین مین حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ البتہ اسکے مانند آیا ہی ولیکن وہ دوسرا واقعہ تھا اور حاطب نے
فتح مکہ مین حاطب رض نے بوجہ اسکے کہ حاطب رض کے اموال وغیرہ مشرکون کے قبضہ مین تھے بدون کسی ناتے
صلعم کے ارادہ کا انکو خط لکھ بھیجا جسکو حضرت صلعم نے جبرئیل ؑ کے آگاہ کرنے سے حضرت علی و زبیر و ابو مرثد رض
نے حاضر ہو کر سچا حال عرض کر دیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسوقت غصہ مین کہا کہ یا رسول اللہ مجھے اس منافق کی گردن
دیجئے کہ اسنے اللہ تعالے و اسکے رسول کی خیانت کی پس آپ نے روکا اور فرمایا کہ یہ شخص واقعہ بدر مین حاضر تھا اور بیشک
اللہ تعالے اہل بدر کے دلون پر مطلع ہوا کہ اسنے فرمایا کہ تم لوگ جو چاہو کرو کہ مین نے تم کو بخشدیا - یہ اس قصہ کا حاصل مذکور
پس یہ واقعہ اور ہی اور دلالت کرتا ہی کہ آیت خیانت پہلے نازل ہو چکی ہی - وقال السدی رح بعضے لوگ آنحضرت صلعم کی بات سنکر
پھیلاتے یعنی چھپائے نہین رکھتے تھے یہانتک کہ مشرکون کو خبر پہونچ جاتی - بالجملہ یہ امور داخل عموم آیت ہین - واللہ اعلم - وقد قال ابن
رحمہ اللہ صحیح یہ ہی کہ حکم اس آیت کریمہ کا عام ہی ہر قسم کی خیانت سے ممانعت کو شامل ہی اگرچہ نزول اسکا کسی سبب خاص پر ہوا ہو
جمہور علماء کے نزدیک یہی اصول ہی کہ عموم لفظ کا اعتبار ہی خصوص سبب پر مدار نہین ہی - اور خیانت جملہ گناہ کو شامل ہی خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ
ہو خواہ لازمہ ہو یا متعدیہ ہو - اور خون و خیانت در اصل بمعنی نقص ہی جیسے وفا بمعنی تمام ہی پھر امانت و وفا کی ضد حالت پر اسکا اطلاق
ہوا کیونکہ جسکی خیانت کی اسکا نقصان کیا اور بعض نے کہا کہ خیانت بمعنی غدر یعنی عہد شکنی ہی و موئد اول ہی جو علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض
سے روایت کی کہ قولہ لا تخونوا - اے لا تنقصوا - نقصان مت کرو یعنی فرائض الٰہی مین کمی مت کرو - اور ایک روایت مین ہی کہ آنحضرت
صلعم کی سنت ترک کرکے گناہ کرنے سے رسول کی خیانت مت کرو - پس قولہ تعالے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ
اے ایمان والو مت خیانت کرو اللہ تعالے کی - یعنی جو چیزین اللہ تعالے نے اوپر فرض فرمائی ہین انمین نقص و کمی کرنے سے منع فرمایا
وَ الرَّسُوْلَ اور رسول کی - یعنی رسول صلعم نے جو امور مسنون فرمائے ہین انمین خیانت مت کرو - اگر کہا جاوے کہ علی ہذا جو امور
سنت ہین جب انکا ترک کرنا روا نہوا تو واجب ہو گئے پس جواب یہ ہی کہ مسنون سے یہ مراد ہی کہ آنحضرت صلعم نے بوحی خفی انکو مقرر کیا
پس جس امر کو بطور واجب مقرر کیا جیسے نماز عیدین مثلاً انکو کبھی ترک نہین کر سکتا اور جو امر کبھی کرنے اور کبھی ترک کرنے کے طور پر
مسنون فرمائے انکو اسی طرح رکھے - مترجم کہتا ہی کہ اس تقدیر پر سنن رواتبہ کو مثلاً اگر بالکل کوئی شخص ترک کرکے فرائض پر اکتفا کرے
تو وہ گنہگار ہوگا جیسا کہ علماء کا اصح قول ہی اگرچہ بعض نے اسمین کلام کیا بنظر ظاہر حدیث صحیح کے کہ ایک اعرابی نے آکر فرائض اسلام روزہ
و نماز و غیرہ کا سوال کیا اور آنحضرت صلعم نے بقدر فرض بیان فرمایا اور اسنے کہا کہ مجھپر کچھ اور بھی ہی تو آپ نے فرمایا کہ نہین مگر یہ کہ تو
تطوع ادا کرے پھر بعد بیان جملہ ارکان کے وہ یون کہتا ہوا واپس ہوا کہ واللہ نہ مین اسپر گھٹاؤنگا نہ بڑھاؤنگا اور آنحضرت صلعم
نے لوگون کو فرمایا کہ اگر یہ اپنے قول مین سچا ہوا تو فلاح پائی - والحدیث فی الصحاح والسنن پس اسمین سنتون کا ترک اور
اسکو مفلحون مین سے فرمایا - اور علماء نے اسکے کئی طور سے جواب دیے جو شروح حدیث مین مذکور ہین اور مترجم کہتا ہی کہ
(اشیر) کے لفظ سے اشارہ تمام کیفیت مذکورہ کی طرف ہی یعنے فرائض مع تطوع کے اور سنن بھی داخل تطوع ہین

Marfat.com

[illegible] مین کمی نکرونگا اور نیز اسپر کچھ اپنی راے سے بڑھاؤنگا بھی نہین جیسے اس زمانہ کے [illegible] وصلو [illegible] یرہ نکالی ہین جو گناہ دین نہ تطوع۔ فافہم۔ بالجملہ اس تفسیر پر خیانت مین تفصیل ہو یعنی اللہ تعالے [illegible] فرائض الٰہی مین [illegible] اور رسول اللہ صلعم کی خیانت انکے سنن مین مت کرو یعنی جو بات جس طور سے وہ تمہین مسنون کیا ن [illegible] مین خیانت مت کرو [illegible] نے کہا کہ اللہ تعالے نے جو احکام ایمانی بامانت رسول اللہ صلعم تمکو پہونچائے باین طور کہ رسول اللہ صلعم نے تمکو تبلیغ [illegible] کے انمین تم رسول صلعم کی خیانت مت کرو کیونکہ جیسے اطاعت رسول عین اطاعت الٰہی ہو ویسے ہی خیانت رسول صلعم [illegible] خیانت الٰہی ہو وعلی ہذا۔ حاصل یہ ہوا کہ جو امور اللہ تعالے نے بوحی جلی اپنی کتاب مین فرمائے اور جو بوحی خفی بزبان رسول اللہ صلعم پہونچائے انمین تم اللہ تعالے ورسول کی خیانت مت کرو۔ اس تفسیر مین کوئی اشکال نہین ہو اور یہ مانند قولہ تعالے اطیعوا اللہ والرسول۔ ہو اور عروہ بن الزبیر رح نے اس آیت مین کہا کہ رسول کی خیانت سے یہ مراد کہ ظاہر مین اسکی [illegible] پر عمل کرکے راضی کرو اور باطن مین اسکے برخلاف ہو کیونکہ یہ اپنی امانتون کی بربادی وجانون کی خیانت ہو اور اسی کے مانند عبدالرحمن بن زید نے کہا کہ منافقون کی طرح اللہ تعالے ورسول کی خیانت سے منع فرمایا ہو۔ **وَتَخُونُوٓا أَمَٰنَٰتِكُمْ** ای ولا تخونوا اماناتکم۔ اور اپنی امانتون کی خیانت مت کرو۔ یہ تخونوا پر عطف ہو اور لا کے تحت مین داخل وبصیغہ نہی ہو۔ امانات جمع امانت مراد وہ چیز جس پر امین کیے گئے خواہ دین کے کامون مین سے کوئی امر ہو یا اور اسکے مانند ہو جیسے ابولبابہ اس بھید کے امین تھے جو بنو قریظہ کے حق مین مرکوز تھا۔ بالجملہ منع کیا کہ اللہ تعالے واسکے رسول کی اور جن امور پر امین ہو انمین خیانت مت کرو۔ **وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ** حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ خیانت ہو یا اچھا نہین ہو پس عمداً مت کرو یا تم جاہل نہین ہو۔ **وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ** حرف ما۔ لفظ انما مین زائدہ ہو جسنے انّ۔ کو عمل کرنے سے مشغول کر دیا اور جملہ مفعول اعلموا ہو۔ یعنی اور جان رکھو یہ بات کہ تمھارے اموال واولاد۔ فتنہ ہین یعنی تمھارے لیے فتنہ ہین اور تمکو آخرت سے روکنے والے ہین۔ **وَأَنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ** اور جان رکھو کہ اللہ تعالے کے پاس اجر عظیم ہو پس مال واولاد کی خاطر اللہ تعالے واسکے رسول کی خیانت کرکے اس اجر عظیم کو مت کھوؤ۔ قال الرازی رح اس آیت سے استدلال ہو سکتا ہو کہ نفل عبادت کے واسطے تخلیہ کرنا نکاح کے شغل سے بہتر ہو کیونکہ مال کی کمائی مین پڑکر فتنہ مین پڑجائیگا اور خطیب رح نے کہا کہ یہ تو فقط ایسے شخص کے حق مین ہو جو نکاح کا محتاج نہ ہو ورنہ عدم نکاح کا فتنہ اس سے زیادہ ہو اس صورت مین نکاح افضل ہو کما لا یخفی۔ واضح ہو کہ فتنہ دو طرح کے ہین [illegible] نہین پڑنا گمراہی ہو اور دوم وہ کہ اسمین گمراہی لازم نہین بلکہ وہ فتنہ بمعنی امتحان ہین جیسے اولاد اور حدیث صحیح مین آیا ہو کہ آپ نے ہر دو نواسہ مکرم یعنی حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی نسبت فرمایا کہ تحقیق اولاد آدمی کو نامرد اکر دیتے ہو یعنی جہاد کرنے مین تمھارا خیال کرکے موت سے بد دلی کرتا ہو ایسے ہی اور چند کلمات [illegible] فرمایا کہ تم اللہ تعالے کے ریحان بھی ہو۔ بالجملہ آدمی کو اموال واولاد کی محبت وپرورش مین ثواب ہو اور انکی وجہ سے [illegible] امر ناجائز کا مرتکب ہونا عذاب ہو پس اس امتحان مین ثابت رہنے کی دعا مانگتا رہے۔ وقد قال تعالے یا ایہا الذین آمنوا لا تلہکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ہم الخاسرون۔ اور فرمایا۔ یا ایہا الذین آمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروہم الآیہ۔ لیکن محل امتحان یہ رکھا گیا کہ انکی محبت بالطبع انسان مین مجبول ہو اور انسان مکلف ہو کہ ایمان وصدق [illegible] ایمان مین محبت اللہ تعالے ورسول صلعم کی غالب ہو بلکہ تحقیق یہ ہو کہ طبعی محبت بمقتضاے قواے ہمیشہ اسی [illegible]

Marfat.com

انسان و دیگر حیوانات مین محبت اولاد یکسان موجود ہوتی ہو اور محبت ایمانی بتقضاے نورانیت ...
کامل ہوتا ہو تو بواسطہ حکومت قلب و روح کے جسمانیات سب مطیع ہوتے ہین اور حرکات محبت طبعی کا ...
ہو جاتی ہو اور اللہ تعالے و رسول صلعم کی طرف مع جنود روح و سر باطن ہوتی ہو پس ایمان کامل کے ...
بلکہ اسی کا وجود ظاہر ہوتا ہو لہذا اللہ تعالے نے فرمایا والذین آمنوا اشد حبا للہ - و ما ...
تو مجھکو طلب کر مجھے پا جاویگا پس اگر تو نے مجھے پایا تو سب کچھ پایا اور اگر مین تجھے نہ ملا تو تجھے ...
محبوب ہون - کذا ذکرہ الحافظ عماد رحمہ اللہ اور صحیحین مین رسول اللہ صلعم سے روایت ہو کہ تین باتین ...
کی حلاوت پائی جسکو اللہ تعالے و اسکا رسول سب اور چیزون سے زیادہ محبوب ہون اور وہ کسی کو محبوب نہ ...
محبوب رکھے اور جسکو کفر کی طرف پھر جانے سے یہ محبوب ہو کہ وہ آگ مین جلایا جاوے یعنی اگر کوئی اسکو آگ مین ...
پسند کرے اور کفر مین جانا پسند نہ کرے - اور رسول اللہ صلعم کی محبت تو جان و مال و اولاد سب سے مقدم ہونا ...
وارد ہو کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہو کہ کوئی تم مین سے مومن نہین جب تک کہ ایسا نہ ہو کہ مین ...
اسکے جان و مال و اولاد و سب لوگون سے زیادہ محبوب نہون - عمر رضی اللہ عنہ نے صاف باطن کے ساتھ کہا تھا کہ یا رسول اللہ ...
مجھے سب چیزون و آدمیون سے زیادہ محبوب ہین سواے اپنی جان کے تو حضرت صلعم نے انکار فرمایا پس اللہ عز و جل نے یہ بھی ...
عمر رضی اللہ عنہ کے دل سے دور کر دیا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ تو مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہین تو فرمایا کہ الآن یا ...
عمر یعنے اب تو اے عمر مومن کامل ہو گیا اور جو شخص کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال جانتا ہو کہ تیر و تلوار کے سامنے آنحضرت صلعم کی ...
سے سینہ سپر ہوتے تھے اور سینہ پر برچھیان کھاتے اور آنحضرت صلعم پر جانین قربان کرتے اور پھر بھی شرم سے سرنگون تھے
وہ جانتا ہو کہ وہی مومنین کاملین تھے اور سمجھتا ہو کہ ایمان کی کیا شان ہو و الحمد للہ حمدا کثیرا والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد عبدہ
و رسولہ مبارکۃ طیبۃ ف فی العرائس قولہ یا ایہا الذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول الآیۃ - اللہ عز و جل نے جب تمکو عالم ...
کے اور حقائق عبودیت کے پہچنوائے اور عارف کر دیا تو تم انکو بیہودہ ارادت والون سے چھپا کر خائن مت ہو اور جو کچھ تمنے میرے
رسول صلعم کی شریعت و علم ماثور مین سے پایا ہو اسکو اہل طلب سے مت چھپاؤ - قال علیہ السلام بلغوا عنی ولو آیۃ یعنی حضرت
صلعم کی حدیث پاک مین ہو کہ تم لوگ میری طرف سے اورون کو تبلیغ کرو و پہونچاؤ اگرچہ وہ ایک ہی آیت ہو - پھر جب اسکو پہچان
تو اسپر عمل کرو اور اس امانت مین جو اللہ تعالے نے تمہارے سینون مین ودیعت رکھی ہو کچھ خیانت مت کرو یا ...
کرنا چھوڑ دیا لوگون کو پہونچانا اور معروف شرعی کا حکم کرنا اور ممنوع شرعی سے منع کرنا چھوڑ دو اسی واسطے فرمایا - و تخونوا امانٰتکم و انتم
تعلمون - یعنی پھر ان امانات مین جو تمہارے سینون مین حاصل ہوئین انمین خیانت مت کرو حالانکہ تم ...
مین یہ بات جانتے ہو کہ جو علم تمکو اللہ تعالی نے دیا اسکا حق ادا کرنے مین تم خائن ہوئے جاتے ہو - اور ...
سے اللہ تعالے کی معرفت حاصل کی پھر اللہ تعالے کے سواے کسی غیر کی طرف التفات کیا تو اسنے اللہ تعالے ...
خیانت کی حالانکہ معرفت کی ودیعتین جو سینون مین ہین وہ اس امر کی موجب ہین کہ کوئی خطرہ نفسانی ...
شیخ ابو عثمان رحمہ اللہ نے کہا کہ جو کوئی در پردہ اللہ تعالے کی خیانت کرتا ہو اللہ تعالے علانیہ اسکا ...

Marfat.com

مطلب یہ ہو کہ دنیا کی ریاست و دولت یا بزرگ عالم فاضل پیر مشائخ بننے کی محبت اسکے دل مین ہو اور بقدر اسکا اس سے زیادہ ہو ... یہ تو اللہ تعالےٰ کی خیانت کی اور رسول اللہ صلعم کی خیانت یون کریگا کہ شریعت کے ... اور مراد یہ نہین ہو کہ فرائض و واجبات چھوڑ دے کیونکہ اسنے خیانت ہی نہین بلکہ کفر ہو جاتا ہی بلکہ یہ مراد ہی کہ شریعت کے ... اور حضرت صلعم کی سنتون کو چھوڑے اور انمین سستی کرے اور لوگون سے معاملات و برتاو مین کھوٹا ہو اور آدمیون سے اخلاق اچھے نہ رکھے اور ... سے بدسلوکی کرے اور انکی نصیحت کو ترک کرے - قولہ تعالےٰ واعلموا انما اموالکم الخ - اسمین حق سبحانہ تعالےٰ نے ظاہر کر دیا کہ جسنے اپنی معیشت مین مال پر بھروسا کیا اور اپنی نصرت اپنی اولاد سے چاہی یعنی اعتماد کیا تو وہ راہ حق مین غیرے فتنہ مین پڑیگا - بعض نے فرمایا کہ اموال تمھارے فتنہ ہین یعنے جب تم انکو جمع کر رکھو تو فتنہ ہین اور اگر نیک باتون مین خرچ کرو تو نعمت ہین - بعض نے کہا کہ مال اس شخص کے لیے فتنہ ہی جو اس سے بدفعل کرنا چاہے اور نعمت ہی اس شخص کے لیے جو اسمین اللہ تعالےٰ کا خوف رکھتا ہو یعنی موافق حکم الٰہی کے اسمین سے لیوے اور جسطرح شرع نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہی اسی طرح خرچ کرے - مترجم کہتا ہی کہ مال کی مذمت مین بہت احادیث وارد ہین اور ایک حدیث مین ہی کہ بنو اسرائیل مین تو عورتون سے فتنہ برپا ہوا تھا اور میری امت کا فتنہ مال سے ہو گا - یعنی ابتدا اسکی مال سے ہوگی اگرچہ انجام کار تو عورتون و لونڈون وغیرہ ہزارون فتنہ مین مبتلا ہو گئے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا - اور بعض احادیث مین مال کی مدح بھی آئی ہی چنانچہ فرمایا - نعم المال الصالح للرجل الصالح - یعنی مال حلال مرد نیکوکار کے واسطے بہت اچھا وسیلہ ہی یعنے وہ اس سے اپنی آخرت کے امور توفیق الٰہی درست کر لیتا ہی پس قول بعض مشائخ اسی بنا پر ہی یعنے آیات و احادیث مین توفیق بیان کرے کہ یہ مراد ہی اور ایسی ہی اولاد سب خراب نہین بلکہ منجملہ دائمی اعمال ثواب کے ایک فرزند صالح کو فرمایا ہی جو والدین کے واسطے دعا کرتا رہے یا ایسا فعل کرے جس سے متواتر ثواب پہونچے - واضح ہو کہ بالاتفاق اہل حق کے نزدیک اپنے ہاتھون کی محنت و مشقت سے کمائی کر کے کھانا بہ نسبت کمائی نہ کرنے کے بہتر ہی اور اگر اسکی نگاہ لوگون کے نذرانہ کی طرف لگی رہے تو اسپر کمائی واجب ہی - پھر بالاجماع حرام طور سے مال کمانا حرام ہی اور بعض اقوال امام ابو حنیفہ سے جو بعض صورتون مین باوجود وجہ حرام کے کمائی حلال ہونے کا وہم کیا گیا ہی وہ بہتان ہی اور خلاف مقصود کے معنی بیان کیے گئے جیسا کہ مترجم نے اس بحث کو اسکے مقام پر شرح کر دیا ہی - اور بطور وجہ شبہہ کے احتراز کا حکم ہی اور متاخرین مشائخ نے کہا کہ اس زمانہ مین صریح حرام سے بچ جاوے یہی غنیمت ہی کیونکہ شبہہ سے خالی بہت کم بلکہ شاید کالعدم ہی - کما صرح بہ فی کتاب الکراہیۃ پھر جو مال بوجہ حلال کمانا ممکن ہی اسمین قدر کفایت سے زائد کی ہوس کرنا اکثر محققین مشائخ کے نزدیک مکروہ ہی اگرچہ اس سے امور خیر مین صرف کرنے کی نیت کرے - اور مترجم کے نزدیک اولیٰ یہ ہی کہ حدیث مین اجمال فی الطلب کا حکم ہی یعنے تلاش رزق مین آہستگی اور وقار کے ساتھ اگر فضل الٰہی سے اسکو مال زائد ملجاوے جیسا اور لوگون کو اتنی تلاش مین نہ ملے تو اسکو خیرات مین صرف کرنے کی صورت مین اچھا ہی اور محبت سے جمع کرنے کی صورت مین فتنہ ہی جیسے سخت تلاش کی صورت مین ... مقدر ہی ملیگا فتنہ سے خالی نہین ہی - فلیتامل فیہ واللہ اعلم - شیخ ابو الحسین وراق نے فرمایا کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے دنیا و آخرت مین سے جس چیز پر تو نے اعتماد کیا وہ تیرے واسطے فتنہ ہی یہان تک کہ تو سب سے منھ موڑ کر اپنے مولیٰ عز و جل کی طلب مین متوجہ ہو اور اسی پر اعتماد کرے - واضح ہو کہ قولہ تعالےٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول الآتیین تو ارتخ

قول برابو لبابہ رضی اللہ عنہ کے حق میں [illegible]

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا [illegible]

اے ایمان والو اگر ڈرتے رہوگے اللہ سے تو کردیگا تم [illegible]

سَیِّاٰتِكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ [illegible]

گناہ اور تم کو بخشے گا اور اللہ کا فضل

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اے ایمان والو۔ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ اگر تم تقویٰ [illegible]
کہ قولہ تعالیٰ اولٰئک الذین صدقوا واولٰئک ہم المتقون سے کے اوصاف مشار الیہ دوسرے پارہ میں محل [illegible]
وہاں مذکور ہوئی ہے۔ اور یہ ترک خیانت وغیرہ سب کو شامل ہے پس اگر ان امور سے تم تقویٰ اختیار کروگے [illegible]
فُرْقَانًا تم تین افضال سے سرفراز کیے جاؤگے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فرقان کردیگا۔ ابن عباس [illegible]
سدی و عکرمہ و ضحاک و قتادہ و مقاتل وغیرہم رحمہم اللہ نے کہا کہ فرقان بمعنی نجات ہے اور مجاہد رح نے کہا یعنی دنیا و آخرت کی نجات
اور ابن عباس سے ایک روایت ہے کہ فرقان یعنی نصرت۔ اور مؤید اول ہے قولہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا۔ یعنی نجات۔ اور ابن اسحاق
[illegible] کہ فرقان یعنے حق و باطل میں فرق و تمیز۔ قال الحافظ یہ تفسیر اعم ہے اسواسطے کہ جسنے اسطرح تقویٰ اختیار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے
احکام بجالایا اور مناہی سے باز رہا اسکو حق و باطل میں تمیز و معرفت حاصل ہوتی ہے پس وہ سبب نصرت و نجات و مخرج از تنگی دنیا ہوتا ہے
اور قیامت میں سبب وسعت و سعادت ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ وَ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ اور اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے
سیئات کو تکفیر کریگا۔ سیئات جمع سیئہ بمعنی برائی ہے گو یا گناہ بندہ کے لیے اسکی بدی و عیب ہیں اور تکفیر بمعنی ڈھانپ دینا پس
برائیوں کے ڈھانپ دینے اور ظاہر نہ فرمانے سے مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ انکو محو کردیگا اور ان پر مواخذہ نہ فرمائیگا بلکہ بخش دیگا چنانچہ سوم
یہ فرمایا کہ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ اور بخش دیگا سیئات کو تمہارے لیے۔ بعض نے کہا کہ تکفیر سیئات سے صغیرہ گناہوں کا محو کرنا مراد
ہے اور یغفر لکم سے کبیرہ گناہوں کی مغفرت مراد ہے۔ اور مترجم کہتا ہے کہ تقویٰ سے یہاں ظاہر یہ ہے کہ اجتناب از کبائر مراد ہووے پس
بمانند قولہ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم الآیہ ہے۔ اور بعض نے کہا کہ گناہ سابق و لاحق کی مغفرت مراد ہے [illegible] فرقان
و معرفت حاصل ہوئی اور گناہ مغفور ہوئے تو عین رحمت میں داخل کیا گیا لہٰذا فرمایا۔ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اور
اللہ تعالیٰ بڑے فضل عظیم والا ہے یعنے اسکا فضل بہت بڑا ہے پس ثواب جزیل جمیل پاؤگے بمانند قولہ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ و
آمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورا تمشون بہ ویغفر لکم واللہ غفور رحیم۔ پھر واضح ہو کہ [illegible] ذکر [illegible]
ہیں یعنے اگر تقویٰ [illegible] ہوگے تو یہ امور و انعام تمکو عطا ہونگے پس ظاہر و باطن متقی ان افضال کا [illegible]
نزول اگرچہ شخص واحد کے حق میں تھا لیکن خطاب بصیغہ جمع واسطے عموم کے ہے یعنے جو کوئی ایسا کریگا [illegible]
ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ الآیہ۔ [illegible]
سر باطنی کہ مال و اولاد و دنیا و آخرت وغیرہ ہوسوائے اللہ تعالیٰ کے اور سب چیزوں سے خارج [illegible]
[illegible] تقویٰ کا [illegible] انوار غیب کی شمع روشن کرتا ہے جس سے اسکو ملکوت میں اور شیطانی وسواس میں فرق [illegible]

Marfat.com

[illegible] فرق کرنا ہی جنید رح نے فرمایا جب بندہ نے تقوی اختیار کیا تو اللہ تعالے اسکے لیے [illegible] دیتا ہی [illegible] مین فرق ہوا اور یہ نتیجہ تقوی ہی۔ پھر شیخ سے کہا گیا کہ تقوی کیا فرقان نہین ہی فرمایا کہ ہان لیکن [illegible] اللہ تعالے [illegible] سے ہدایت ہی اور دوم بندہ کا حاصل کیا ہوا ہی۔ پس جب اسنے تقوی کیا تو اس سے حق و باطل مین تفرقہ پہچانا [illegible] اللہ نے فرمایا کہ فرقان سے حق و باطل مین تفرقہ بوجہ علم وافی و الہام آلہی کے حاصل ہوتا ہی۔ پس علماء کا فرقان [illegible] ہین اور عارفون کا فرقان اُنکے عرفانی فضائل ہین پس فرقۂ اول کو اپنے نفس کی کوشش ہی اور فرقۂ دوم کی [illegible] بخشش ہی پس فرقان اللہ تعالے کی طرف سے معرفت دینا اور تکفیر اللہ تعالے کی طرف سے تخفیف یعنی گناہون [illegible] ور غفران یعنی گناہون کی مغفرت تو یہ اللہ تعالے کی طرف سے بندہ کے حق مین تشریف و بزرگی ہی۔ جس سے وہ اکرام جنت سے فائز ہوتا ہی۔

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ

اور جب فریب بنانے لگے کافر کہ تجھکو بٹھا دین یا مار ڈالین یا نکال دین اور وہ بھی فریب کرتے تھے

وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝

اور اللہ بھی فریب کرتا تھا اور اللہ کا فریب سب سے بہتر

یہ آیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ کو چھوڑ مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے چلے آنے کے بعد نازل ہوئی جسمین اللہ تعالی نے اپنے رسول حبیب صلعم کو وہ نعمتین یاد دلائین جو کافرون کے نرغہ سے ہجرت کرنے کے وقت انعام فرمائی تھین بقولہ۔ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا اے واذکر یا محمد وقت مکر الکافرین بک یعنی اے محمد صلعم وہ وقت یاد کر کہ تیرے ساتھ کافر لوگ مکر باندھتے تھے درحالیکہ وے لوگ دار الندوہ مین تیرے بارے مین مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوے تھے لِيُثْبِتُوكَ تاکہ تجھکو قید خانہ مین بند رکھین و تیرے بیڑیان ڈالین۔ ابن عباس و مجاہد و قتادہ نے کہا کہ لیثبتوک اے یوثقوک یعنی تاکہ تجھکو مضبوط باندھین اور عطاء و ابن زید نے فرمایا اے لیحبسوک یعنی تاکہ تجھکو قید خانہ مین بند کرین اور سدی رح نے ان دونون کو جمع کردیا اور وہی مفسر رح نے اختیار کیا ہی کہ تثبیت بمعنی حبس و وثاق دونون ہی یعنے تاکہ تجھکو بندش کے ساتھ قید رکھین أَوْ يَقْتُلُوكَ یا تجھکو قتل کرین یعنے کئی آدمی ایک ہی چوٹ سے سب کے سب تجھکو مار ڈالین۔ أَوْ يُخْرِجُوكَ یا تجھکو مکہ سے نکال دین [illegible] اُنکی غرض رائین تھین۔ وَيَمْكُرُونَ اور وے مکر کرتے تھے تیرے ساتھ مین۔ وَيَمْكُرُ اللَّهُ اور اللہ تعا[illegible] انکے ساتھ مکر کرتا تھا یعنی اُنکے مکرون کو اسطرح باطل کرتا تھا کہ اُنکی تدبیر سے تجھکو آگاہ کردیا اور حکم دیدیا کہ تو یہان سے نکل جا۔ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ اور اللہ تعالے سب مکر کرنے والون سے زیادہ مکر کی راہون کا جاننے والا ہی۔ تفسیر ابن کثیر رح [illegible] ہی کہ سنید رح نے عبید بن عمیر سے مرسلاً اور ابن جریر رح نے مطلب ابن ابی وداعہ سے موصولاً روایت کی کہ ابو طالبؓ نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ قوم کے لوگ آپکے حق مین مشورہ کرتے ہین وہ آپکو معلوم ہی آپ نے فرمایا کہ اے چچا یہ چاہتے ہین کہ مجھے قید [illegible] یا نکال دین ابو طالب نے تعجب سے کہا کہ تمکو کسنے بتلایا آپ نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے ابو طالبؓ نے کہا کہ تمھارا پروردگار [illegible] تم اُس سے بھلائی کی درخواست کرو آپ نے فرمایا کہ ہان بلکہ او تعالے آپ ہی مجھ بندہ کی بھلائی چاہتا ہی پس

آیت نازل ہوئی قال ابن کثیر رح ہذا اثر غریب بل منکر یعنے یہ روایت ٹھیک نہیں ہی [illegible]
برس ہو جب کافرون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی مددگار نہ دیکھا تو دار الندوہ مین [illegible]
ایسا مشورہ کیا تھا چنانچہ محمد بن اسحاق نے کئی طرق سے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ [illegible]
آدمی دار الندوہ مین مشورت کے لیے آنے لگے تو راہ مین شیطان ایک بڈھے آدمی کی صورت [illegible]
سُنا تھا کہ تم لوگ اس مرد صابی کے حق مین مشورہ کرنا چاہتے ہو تو مین بھی رائے دینے کو شریک [illegible]
ہون پس کافرون نے غنیمت جانکر مشورہ مین اُسکو شریک کیا پھر ایک نے مشورہ دیا کہ اُسکو زنجیر [illegible]
کے منتظر رہو تاکہ زہیر و نابغہ وغیرہ اگلے شاعرون کی طرح وہ بھی مرجاوے پس شیخ نجدی یعنے ابلیس لعنہ اللہ [illegible]
نہین ہی کیونکہ اگر اُسکو قید کروگے تو دروازہ کے اندر سے اسکی باتین مشک کی طرح اُڑینگے اور شاید اُسکے ساتھی [illegible]
حملہ آور ہوکر بعد لڑائی کے تم سے چھڑا لیجاوین یا تمکو یہان سے نکال دین۔ سبھون نے یہ بات پسند کی پھر ایک شخص [illegible]
یہان سے نکال دو تمہاری نظر سے غائب جہان چاہے جو چاہے کرتا پھرے اور تمکو اُسکی اذیت سے راحت ملے کیونکہ [illegible]
آلہ کو بری طرح بیان کرتا ہی۔ پھر شیخ نجدی بولا کہ واللہ یہ تو رائے نہین ہی کیونکہ اُسکی میٹھی باتین دلون کو لے لیتی ہین [illegible]
یعنے بتون کو
شاید وہ غیر ملک مین اپنا گروہ جمع کرکے تم پر حملہ کرے اور تمہارے اشراف کو قتل کرکے ملک چھین لے۔ پس اور کوئی رائے سوچو
تب ابوجہل ملعون بولا کہ واللہ مجھے ایک رائے سوجھی جو قابل تعریف ہی کہ تم ہر قبیلہ قریش مین سے ایک نوجوان بہادر چھانٹو
اور ان سب کے ہاتھ مین ایک ایک شمشیر بران دیدو پھر یہ سب ایکبارگی ایکہی ضرب سے اُسکا کام تمام کردین پس اُسکا
خون ان سب قبائل پر متفرق ہوجائیگا۔ اور مین نہین گمان کرتا ہون کہ اس گروہ بنی ہاشم کو تمام قبائل قریش سے لڑنے
کی طاقت ہو لہذا ناچار وے لوگ دیت قبول کرینگے اور ہمکو اُسکی طرف سے راحت ہو جائیگی۔ پس شیخ نجدی بولا کہ [illegible]
رائے ہی۔ پس اسی بات پر سب متفق ہوے اور جبرئیل علیہ السلام نے آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو [illegible]
دی اور کہا کہ آج رات مین آپ اپنے خوابگاہ مین نہ سووین اور اللہ تعالے نے ہجرت کا حکم دیدیا۔ پھر مدینہ [illegible]
اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس واقعہ مین سلامت رکھنے کی نعمتین یاد دلائین۔ قال ابن کثیر [illegible]
کے مانند سدی رح و مجاہد رح و عروہ رح و قتادہ رح و مقسم رح وغیرہم سے مروی ہی۔ اور ایک روایت [illegible]
نے حکم پہونچایا کہ آج رات مین آپ اپنے بستر پر نہ سوئین تو آپنے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ [illegible]
کی چادر اوڑھکر یہان سو رہو کیونکہ آنحضرت صلعم کے پاس کافرون وغیرہ کی دولتین [illegible]
کرتے تھے پس آپ نے بجاے اپنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امین کردیا۔ اور خود نکلے تو دیکھا کہ [illegible]
کھڑے ہین پس آپ نے ایک مٹھی خاک اُٹھائی اور سورہ یٰسٓ تا قولہ فاغشینٰہم فہم لا [illegible]
اُنکے سرون اور آنکھون پر جھونکتے ہوے نکلے چلے گئے اور اللہ تعالے نے اُنکی بینائی [illegible]
رہے اور حاکم کی روایت ابن عباس مین ہی کہ خاک و کنکری ان کفار مین سے جسکے لگی [illegible]
تو یہ کفار ملعون ایکبارگی گھس پڑے۔ پھر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا تو [illegible]

Marfat.com

[illegible] نے رات ہی کو چلے گئے اب مجھے نہین معلوم کہ کہان ہین اور حال یہ ہوا کہ آنحضرت [illegible] علیہ [illegible] حضرت ابو بکر کے پاس آئے اور اُنکو ساتھ لیکر پہاڑ پر جاکر غار مین بیٹھ رہے پھر جب کافرون نے [illegible] نشان قدم [illegible] ن کو ساتھ لیکر تلاش کیا تو انھون نے غار کے دروازے تک پتا بتایا لیکن کافرون نے غار کے مُنھ پر مکڑی کا جالا [illegible] تنا ہوا دیکھکر کہا کہ یہان جاتے تو جالا نہوتا پس اللہ تعالے نے اُنکو خوار کرکے پھیر دیا۔ واضح ہو کہ تین رو [illegible] ہوکر مدینہ کی طرف روانہ ہونے مین عمدہ عمدہ اسرار و لطائف ہین جنکے ذکر کی یہان گنجایش نہین۔ محمد ابن [illegible] له ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ کی تفسیر مین عروہ سے ذکر کیا کہ معنی یہ ہین کہ مین نے بکمال متین انکو مکر مین گرفتا [illegible] تجکو اُسے چھڑا لیا اور بعض نے کہا کہ مکر کے معنی کسی امر مین خفیہ تدبیر کرنا اور حیلہ کرنا اور چونکہ اللہ عز وجل اپنی مخلوق پر قاہر و قادر ہو کوئی ذرہ بدون اسکے حکم کے جنبش نہین کر سکتا لہٰذا مکر بمعنی احتیال یہان بطریق حقیقت مراد نہین ہو سکتا بلکہ مجازاً [illegible] مشاکلت مراد ہو یعنی اُنکے مکر و حیلون کے مقابلہ مین چونکہ پاکیزہ تدبیر سے خلاص فرمایا لہٰذا بسبب مقابلہ کے اسکو مکر کہا اور مشاکلت عمدہ باب بلاغت سے ہو کما لا یخفی علے الماہر۔ اور بعض نے کہا مکر الٰہی کے یہ معنی ہین کہ کافرون کو اُنکے مکر کا بدلا دینے والا [illegible] اور آیت مین اشارہ ہو کہ ہر مکر بمقابلہ تقدیر و فعل الٰہی کے باطل ہوجاتا ہو ف۔ وفی العرائس قولہ واللہ خیر الماکرین اور تعالے نے ماکر ہونا اپنی پاک ذات کا وصف فرمایا اور اس مکر سے اپنی سمجھ کے موافق مکر کے معنی مت سمجھو جیسے صفات الٰہی کو تم نہین سمجھ سکتے ہو کیونکہ مکر الٰہی بمعنی حیلہ و تخایل و اباطیل سے پاک ہو بلکہ مکر الٰہی اُس غضب ازلی کا اثر ہو جو مردود بندون کے چہرون پر بموافق مشیت ازلیہ کے داغ دیا گیا ہو پس بسا اوقات یہ ہوتا ہو کہ آدمی ایسی صورت مین ظاہر کیا جاتا ہو جس سے لوگون کی نظر مین بندہ مقبول معلوم ہوتا ہو حالانکہ ازل مین وہ مردود قرار پاچکا ہو پس او تعالے اُنکو اس راہ کے مکر و قہر سے آگاہ نہین فرماتا اور ظاہر مین انوار سعادت کا لباس پہناتا ہو حالانکہ اُسکی باگ قہر و شقاوت کے ہاتھ مین ہوتی ہو پس وہ ظاہر مین اپنے آپ کو لباس طاعت سے آراستہ دیکھتے ہین اور اپنے باطن کی تاریکیون سے غافل ہین اُسکی وجہ یہی ہو کہ مکر ازل سے اُنکی آنکھین پھٹ ہین انھین کو اللہ تعالے نے فرمایا کہ ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا۔ یہ تو اُس مکر کا بیان ہو جس سے اہل کفر مردود و مطرود ہین اور رہے اولیاء اللہ یعنی مومن بندے تو اُنکو مکر قرب انبساط کا امتحان پیش آتا ہو اور یہ علم مجہول سے ہو اور وہ مقام التباس ہو جہان عین فعل مین عین صفت بوصف جمع و تفرقہ ظاہر ہو قال [illegible] عین فعل یعنی عین صفت خلق و ایجاد وغیرہ ہر مقام پر ظاہر ہو پس تفرقہ مکر اور جمع بھی الا آنکہ جمع و تفرقہ کو [illegible] کی طرف عطا ہو لہٰذا اہل حق ان مقامات مین نظر حقیقت کی دعا کرتے ہین فافہم۔ اور یہ لطائف مشاہدہ تشابہات مین ظاہر ہو جیسے استوا عرش و نزول بجانب آسمان وسوائے اُنکے دیگر صفات باری عز اسمہ۔ اور یہ جو ہم نے ذکر کیا آنحضرت [illegible] اللہ علیہ وسلم کے قول شریف رایت ربی فی احسن صورۃ الحدیث مین مجموع موجود ہو کہ آئینہ حدوث مین قدم کو معائنہ [illegible] عشق و بسط و انبساط و انس و شوق ہو۔ شبلی رح نے فرمایا کہ باطنی نعمتون مین مکر ہوتا ہو اور ظاہری نعمتون مین [illegible] ہو۔ قال المترجم یعنی مثلاً اگر کسی مشرک کو قبولیت دعا یا غیب کی بات بتانے کا شیوہ حاصل ہو تو یہ استدراج [illegible] اسکو کوئی کرامت گمان [illegible] ہو۔ فافہم۔ بعض نے فرمایا مکر دو طرح کا ہوتا ہو ایک جس سے التباس ہو جاوے

Marfat.com

اور دوسرا وہ کہ ہلاک کردے یعنی کفر وغیرہ پر مرجاوے - استاد رح نے فرمایا کہ [illegible] کے یہ بھی ہے کہ [illegible]
تک مشہور ہوتا ہے اور بہت طاعت ادا کرتے ہیں اور لوگوں میں بہت مقبول ہوتے ہیں پھر انکے اسرار باطن [illegible]
غیروں سے متعلق اور وہ اللہ تعالے کے نزدیک غافل ہوتے ہیں حالانکہ لوگ انکو مقبول و مکرم سمجھتے ہیں [illegible]
مکر ہے اس سے ہوشیار رہنا چاہیے - فافہم

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا إِنْ
اور جب کوئی پڑھے ان پر ہماری آیتیں کہیں ہم سن چکے ہم چاہیں تو کہہ لیں ایسا
هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ
کچھ نہیں مگر احوال ہیں پہلوں کے اور جب کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی
الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ
حق ہے تیرے پاس سے تو ہم پر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی
أَلِيمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ
مار اور اللہ ہرگز نہ عذاب کرتا انکو جب تک تو تھا ان میں اور اللہ نہ عذاب کرتا انکو جب تک
هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ
بخشواتے رہیں اور انہیں کیا ہے کہ عذاب نہ کرے انکو اللہ اور وہ روک رہے ہیں
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ
مسجد حرام سے اور اسکے اختیار والے نہیں اسکے اختیار والے وہی ہیں پرہیزگار لیکن
أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً
وہ اکثر خبر نہیں رکھتے اور انکی نماز کچھ نہ تھی کعبہ کے پاس مگر سیٹیاں بجانی اور تالیاں
فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝
سو چکھو عذاب بدلا اپنے کفر کا

اللہ تعالے کفار قریش کے تمرد وعناد وکفر وفساد وباطل دعوی سے خبر دیتا ہے کہ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا [illegible]
آیات یعنی قرآن مجید کے آیات انکو پڑھ سنائے جاتی ہیں - قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا کہتے ہیں ہم نے [illegible]
لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا اگر ہم چاہیں تو اسکے مثل کہہ لیں - یہ فقط زبانی دعوی تھے کہ لینا معلوم ہے کیونکہ بار بار [illegible]
کے چھوٹے سورہ کے مثل یا دس آیت کے مثل ہی بنا لاؤ اگر سچے ہو مگر کچھ بھی نہ ہو سکا ہاں فرعون کے دعوی [illegible]
کو بہکانے اور اپنے جی خوش کرنے کو محض جھوٹوں کے مانند دعوے کرتے تھے اور سعید بن جبیر و سدی [illegible]
نے کہا کہ ایسی زبان درازی کرنے والا النضر بن الحارث بن کلدہ تھا اور وہ تجارت کے واسطے [illegible]
اور بادشاہان فارس ورستم واسفندیار کے قصص سن آتا پس قریش کے جلسوں میں بیان کرتا [illegible]

Marfat.com

سلے اللہ علیہ [illegible] ون کی کمال جہالت تھی کہ قساوت قلبی سے آنحضرت صلعم کے مواعظ بلیغہ و فضائل اخلاق کی تعلیم و [illegible] جیکی [illegible] سن تبلاتا تھا کما حکاہ اللہ تعالیٰ من قولہ۔ اِنْ۔ ما۔ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۝ نہیں ہے جو محمد صلعم [illegible] ہین مگر اساطیر الاولین۔ لہذا اپنی بدزبانی کے سزا کو پہونچا کہ بدر کے روز قید ہوا اور آنحضرت صلعم نے اسکو اپنے [illegible] کرا دیا حالانکہ قیدیان بدر کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا تھا لہذا مقداد بن الاسود نے جنھوں نے اسکو گرفتار کیا تھا عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو میرا قیدی ہی آپ نے فرمایا کہ یہ کتاب اللہ و آیات الٰہی مین زبان درازی کرتا تھا اور اسکے قتل کا حکم دیا پھر مقداد رض نے وہی عرض کیا تو آپ نے دعا فرمائی کہ اے میرے معبود پروردگار سبحانہ اپنے فضل سے مقداد کو مستغنی کردے پس مقداد نے کہا کہ مین یہی چاہتا تھا یعنی اس مردود کے عوض مال لینے کا مجھے لالچ نہ تھا پس نضر مذکور اپنے کیفر کردار کو پہونچ گیا اور حضرت صلعم نے بدر کے روز تین کافرون کو باندھکر قتل کیا ایک عقبہ بن ابی معیط کو اور دوسرے طعیمہ بن عدی کو اور تیسرے نضر بن الحارث کو کما فیما رواہ ابن جریر عن سعید رح اور بعض نے جو بجائے طعیمہ کے مطعم بن عدی ذکر کیا وہ سہو ہی کیونکہ وہ آنحضرت صلعم کے حق مین موذی نہ تھا بلکہ طائف سے واپس ہونے کے روز اسنے آپ کو اپنے پڑوس و حفظ مین لیا تھا اور وہ بدر کے روز زندہ نہ تھا چنانچہ حدیث مین قیدیان بدر کی نسبت فرمایا کہ اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان پلیدون کے بارہ مین مجھسے سفارش کرتا تو مین یہ سب اسکو ہبہ کر دیتا۔ وقال سعید رح اسی نضر بن الحارث مردود نے کہا تھا کہ لو نشاء لقلنا مثل هذا ان هذا الا اساطیر الاولین۔ و اساطیر جمع اسطورہ بالضم یعنی اگلون کے حالات لکھے ہین انھین سے سیکھکر بیان کرتا ہی کما فی آیۃ اُخری و قالوا اساطیر الاولین اکتتبها فهی تملی علیه بکرۃ و اصیلا۔ جسکو ذرہ برابر بھی شعور ہی وہ جانتا ہی کہ آنحضرت صلعم نبی امی کی نسبت کافر مطرود کا یہ قول محض کذب و عناد تھا مگر زمانہ اسلام سے پہلے عرب کے لوگ جہالت و غباوت مین ضرب المثل تھے جیسے بعد نور اسلام کے عقل و دانش مین یکہ ہو گئے اور یہ بھی یہود و نصاری پر حقیت اسلام کی حجت تا قیامت قائم ہی۔ پھر واضح ہو کہ عناد و تمرد سے تو نضر وغیرہ ایسی باتین کہتے و انکی پیروی کرنے والے کمال جہالت و حماقت سے اسکو یقین کر لیتے تھے چنانچہ آیندہ جو قول حکایت فرمایا اسی پر مبنی ہی۔ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ اور جب کفار قریش نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ ہمارے اگر یہی حق ہو جو محمد صلعم بیان کرتے ہین تو۔ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ۔ برسادے ہمپر پتھر آسمان سے۔ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ یا ہمپر دُکھ دینے والا عذاب لا۔ اسمین اظہار کرتے تھے کہ ہم کو اسکے باطل ہونے پر یقین ہی کیونکہ جزاء مذکور ایک شرط پر معلق کیا اور شرط باطل یقین کی لہذا جزاء ثابت نہوگی۔ اور شیخ حافظ عماد رح نے کہا کہ قرآن سے انکو سخت عناد تھا اور اس کلام سے عیب لگایا کیونکہ لائق یون تھا کہ اگر یہی حق ہی تو ہم کو اس سے ہدایت دے اور اسکے اتباع کی توفیق دے مگر کمال عداوت و [illegible]ت جہالت و شدت تکذیب سے یون کہا کہ یہی حق ہو تو ہمپر عذاب نازل کردے۔ امطار کا اکثر استعمال عذاب کی چیز مین ہی [illegible] مطر کا استعمال امر رحمت مین ہی پس امطار حجارۃ سے نزول بطریق عذاب مراد ہی اور حجارہ کے ساتھ امطار بطریق استعارہ [illegible] اور شاید یہ مراد ہی کہ آسمان سے جسطرح پانی کے قطرات متواتر و متوالی برستے ہین اسیطرح بجائے باران رحمت کے عذاب [illegible] کفار قریش بھی اگلے کافرون کے قدم بقدم تھے چنانچہ قوم شعیب علیہ السلام نے بھی کہا کما قال تعالیٰ فاسقط علینا کسفا [illegible] کہ یہ گستاخی بڑھے ہوئے نکلے کہ اللہ تعالیٰ سے فی الحال عذاب کی درخواست کی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

روایت ہی کہ قائل اس قول کا ابوجہل مردود تھا۔ کمافی البخاری۔ اور ابن [illegible] نے کہا کہ
عطاء رح نے کہا کہ اسکے حق مین کچھ اوپر دس آیات قرآنی نازل ہوئے ہین جسمے اسکی [illegible]
جماعت تابعین نے بھی اسکو نضر مردود کا قول بیان کیا اور مفسر رح نے دونون [illegible]
ابوجہل و نضر وغیرہ بہتیرے ایسا کہتے تھے اور جو زبان سے نہین کہتے وہ گنے والون کے قول [illegible]
بریدہ رض سے روایت کی کہ اُحُد کے روز عمرو بن العاص کو مین نے گھوڑے پر سوار یہ کہتے دیکھا [illegible]
جو محمد ص کہتے ہین تو مجھے اور میرے گھوڑے کو زمین مین دھنسا دے۔ بالجملہ حق تعالے نے دوسری آیت [illegible] جواب
کے لیے مہلت مقدر و وقت مقرر ہی ورنہ عذاب نازل ہوتا اور یہان فرمایا۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ [illegible]
اور ایسا نہین ہی کہ اللہ تعالے ان کافرون کو انکی درخواست کے موافق عذاب کرے اس حال مین کہ تو اے محمد صلعم [illegible]
مین موجود ہی کیونکہ عذاب جب نازل ہو تو عموماً سب حاضرین کو گھیر لیتا ہی اور کسی امت پر عذاب نہین طاری ہوا [illegible]
نے اپنے رسول و مومنون کو انمین سے باہر نکال لیا پس ایک تو یہ وجہ تھی کہ آنحضرت صلعم انکے درمیان موجود تھے [illegible]
وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ اور اللہ تعالے انکو عذاب کرنے والا نہین اس حال مین کہ [illegible]
استغفار کرتے ہین۔ ابن جریر رح نے یزید بن رومان و محمد بن قیس سے روایت کی کہ اہل مکہ نے جب یہ بات کہی تو شام کو
ہو کر استغفار کیا کہ اے پروردگار ہم نے جو عذاب کا استفتاح کیا تھا اس سے ہم مغفرت مانگتے ہین۔ ابن ابی حاتم [illegible]
عباس سے روایت کی پس استغفار سے حالت طواف مین استغفار مراد ہی کیونکہ قریش والے طواف مین مغفرت مانگتے تھے [illegible]
ابن عباس رض نے کہا کہ انکو دو امان تھے ایک تو نبی صلعم اور وہ دنیا سے تشریف لیگئے اور دوم استغفار اور وہ باقی ہی [illegible]
ابن عباس نے کہا کہ اللہ تعالے کسی قوم پر اسوقت تک عذاب نہین کرتا کہ انبیاء انکے روبرو موجود ہون۔ اور کہا کہ [illegible]
یعنی انمین ایسے لوگ ہین جنکے لیے ازل مین ایمان مقدر ہوا ہی پس انکا استغفار یہ کہ نماز مین پڑھینگے۔ اور ایسا ہی [illegible]
وعکرمہ و سدی و سعید بن جبیر سے مروی ہی اور ضحاک و ابومالک نے کہا کہ استغفار کرنے والون سے وہ لوگ مراد ہین [illegible]
مین موجود تھے اور کافرون نے انکو قید کر رکھا تھا۔ اور ترمذی نے ابوموسی رض سے مرفوع روایت کی کہ اللہ تعالے [illegible]
واسطے دو امان نازل کیے بقولہ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم الآیۃ۔ پس جب مین دنیا سے چلا جاؤنگا تو [illegible]
تک چھوڑ جاؤنگا۔ اور ترمذی نے اسکے اسناد مین کچھ کلام کیا ولیکن شاہد اسکی وہ حدیث ہی [illegible]
دیا ہی کہ قسم مجھے اپنے عزت و جلال کی کہ بندے جب تک مجھسے مغفرت چاہینگے مین انکو بخشتا [illegible]
فضالہ بن عبید سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک بندہ مومن اپنے [illegible]
اسوقت تک عذاب سے امن مین ہی۔ رواہ احمد۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر [illegible]
حق مین اللہ تعالے نے عذاب دور رکھنا دو باتون کی جہت سے بیان فرمایا کہ [illegible] آنحضرت [illegible]
بدرجہ اولے اسکے مستحق ہین فافہم۔ پھر واضح ہو کہ مترجم کو یہان ایک اشکال پیش آیا کہ [illegible]
کریمہ کے مدینہ منورہ مین تھا کیونکہ سورۂ انفال مدنیہ ہی پس دفع عذاب [illegible] آنحضرت صلعم [illegible]

[illegible] اس سے متعرض نہین پایا اور شاید جواب یہ ہی کہ وجود آنحضرت صلعم کا خصوص مکہ مین
نہین [illegible] وجود شریف باعث دفع عذاب ہی اور علی ہذا یہ خاص رحمت اس امت کے لیے ہی ورنہ اگلے
اس شہر [illegible] دوسرے شہر مین پہونچائے گئے تو قوم پر عذاب نازل ہوتا تھا اور شاید بعید یہ ہی کہ بعثت آنحضرت
صلعم کا [illegible] خاص نہین ہی بلکہ تمام روے زمین پر جتنے لوگ ہین وہ اس رحمۃ للعالمین کے طفیل رحمت مین پناہ
پا [illegible] مدینہ مین آپ کا ہونا بلکہ دنیا مین کہین ہوتے باعث دفع عذاب ہی ہان استغفار البتہ انھین لوگون سے
مخصوص [illegible] انکے عامل ہون - پس کفار مکہ عذاب کے مستحق تھے ولیکن دو باتون مذکورہ کی وجہ سے انپر سے عذاب دفع فرمایا
[illegible] قال تعالے - وما لهم الا يعذبهم الله - اور انکو خود کونسا استحقاق ہی کہ اللہ تعالے انپر عذاب
نہ فرماوے حالانکہ انکی حرکتین یہ ہین کہ - وهم يصدون عن المسجد الحرام وے لوگ روکتے ہین حضرت
سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ مومنین کو مسجد الحرام سے یعنی خانہ کعبہ کے طواف کرنے سے قال المفسر اگر پہلے استغفار
کرنے سے طواف مین انکا استغفار کرنا مراد ہی تو یہ آیت پہلی آیت کی ناسخ ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ سے ہجرت
فرمانے کے بعد بدر وغیرہ مین ان کافرون کو عذاب فرمایا اور ایسا ہی عکرمہ وحسن سے قول نسخ کو روایت کیا ہی وشاید مراد انکی
نسخ اصطلاحی نہو بالجملہ مفسر رح کے اس کلام مین تامل ہی کیونکہ نسخ کی ضرورت نہین بلکہ جب انھون نے استغفار وندامت ترک
کی اور مومنین سے عناد کرنے اور طواف سے روکنے مین مبالغہ کیا تو عذاب کیے گئے - کما فی الکمالین اور مترجم کہتا ہی کہ دونون
آیتون مین کچھ منافات نہین کیونکہ دوسری آیت مین انکے استحقاق کا بیان ہی - وقال ابن کثیر اسمین اللہ تعالے فرماتا ہی
کہ وہ لوگ لائق عذاب ہین ولیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہان موجود ہونے اور انکے استغفار سے تعذیب دور رہی پھر جب
آپ نے ہجرت فرمائی تو بدر مین انکے بڑے بڑے رئیس قتل وقید ہوے اور قتادہ وسدی وغیرہ علماء تابعین نے فرمایا کہ وے لوگ
استغفار نہین کرتے تھے ورنہ عذاب نہ پاتے اسی کو ابن جریر رح نے اختیار کیا - پس اگر مستضعفین مومنین انکے درمیان استغفار
نکرتے ہوتے تو انپر عذاب طاری ہوتا جیسا کہ واقعہ حدیبیہ مین آنحضرت صلعم کو عمرہ ادا کرنے سے روکنے کے بیان مین نازل فرمایا -
ولولا رجال مومنون ونساء مومنات لم تعلموهم ان تطؤهم فتصيبكم منهم معرة بغير علم ليدخل الله في رحمته من يشاء لو تزيلوا لعذبنا
الذين كفروا منهم عذابا اليما - مترجم کہتا ہی کہ اس تقدیر پر وہ اشکال وارد ہی جو سابق مین مذکور ہوا کہ سورہ انفال مدنیہ ہی پس
نزول آیت کے وقت آنحضرت صلعم وہان نہ تھے پس اگر یہ آیات اس سورہ مین سے مستثنی یعنی مکیہ قرار دیے جاوین تو دفع اشکال
[illegible] وشیخ [illegible] ابن جریر رح نے اپنی اسناد سے ابن ابزی سے روایت کی کہ جب نبی صلعم مکہ مین تھے تو اللہ تعالے نے نازل
فرمایا وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم - پھر جب آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو نازل فرمایا وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون - اور
[illegible] مستضعفین باقی رہگئے تھے جو استغفار کیا کرتے تھے پھر جب وہ بھی نکل آئے تو نازل فرمایا وما لهم الا يعذبهم الله
[illegible] پھر اللہ تعالے نے فتح مکہ کا حکم دیا اور یہی وہ عذاب تھا جسکا وعدہ فرمایا تھا - قال ابن کثیر رح اور اسی کے مانند
[illegible] مالک وضحاک وغیرہم سے مروی ہی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ تعالے وما كان الله
معذبهم وهم يستغفرون [illegible] سے مشرکین کو مستثنی کر کے فرمایا - وما لهم الا يعذبهم الله وهم يصدون عن المسجد الحرام - ان اقوال مین سے

Marfat.com

اور یہ قول ابن انبری رح ہی اور جسکی طرف مترجم نے اشارہ کیا وہ احسن ہی واللہ اعلم - پھر [illegible]
سال حدیبیہ مین آنحضرت صلعم وصحابہ کو عمرہ سے روکنے کے ساتھ تفسیر کی اور اس تقدیر پر [illegible]
کی تفسیر لائق نہین ہی کیونکہ واقعہ بدر تو ہجرت کے دوسرے سال ہوا اور حدیبیہ مین روکنا [illegible]
کہ کفار اپنے آپ کو متولی مسجد الحرام زعم کرتے اور مومنون کو جو درحقیقی مستحق ہین اس سے روکتے ہین [illegible]
اَوۡلِيَآءَهٗ ط اور حال یہ کہ یہ کافر لوگ مسجد الحرام کے اولیار نہین ہین جیسا کہ اپنے زعم باطل مین [illegible]
کعبہ ہین کیونکہ پاک مسجد کے تولی کا فر مشرک نجس کو لائق نہین - **اِنۡ اَوۡلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ** [illegible]
کوئی متولی نہین سوائے ان بندون کے جو متقی ہین یعنے شرک و کفر سے تقوی و بچاؤ رکھتے ہین - **وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ** [illegible]
ولیکن بہتیرے انہین سے یہ جانتے نہین کہ انکو خانہ کعبہ کی کچھ ولایت نہین ہی بعض نے کہا کہ اکثر کی قید سے [illegible]
تھوڑے انہین سے یہ بات جانتے بھی تھے ولیکن عناد سے نہین مانتے تھے یا اکثر سے کل مراد ہین حضرت انس بن مالک [illegible]
عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم سے پوچھا گیا کہ آپ کے اولیار کون لوگ ہین فرمایا کہ ہر متقی اور یہی آیت پڑھی ان اولیاءه الا [illegible]
رواہ ابن مردویہ - اور رفاعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ حضرت صلعم نے قریش کو فرمایا کہ میرے اولیار تم مین سے متقی لوگ [illegible]
رواہ الحاکم وصححہ - محمد بن اسحاق وسدی وعروہ نے آیت مین کہا کہ متقون سے آنحضرت صلعم وصحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہین وقال
مجاہد رح جہاد کرنے والے مراد ہین چاہے کہین ہون پھر اللہ تعالے نے کافرون کی ان حرکات کو ذکر کیا جو جہالت سے مسجد الحرام
کے پاس کرتے اور اعتماد رکھتے تھے بقولہ - **وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمۡ عِنۡدَ الۡبَيۡتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصۡدِيَةً**
صحیح بخاری مین مجاہد سے روایت ہی کہ مکار منھ مین انگلیان ڈالنا اور تصدیہ صفیر یعنی باریک آواز اور یہ روایت غریب ہی اور قوی
روایت مجاہد رح سے مانند قول حضرت عبد اللہ بن عمر و ابن عباس اور عکرمہ و سعید بن جبیر و ابو رجاء و محمد بن کعب و حجر بن عنبس
و سبط بن شریط و قتادہ و عبد الرحمن بن زید کے یہ ہی کہ مکار بمعنی صفیر اور مجاہد رح نے کہا کہ وہ لوگ اپنے منھ مین انگلیان داخل کرتے
تھے اور سدی نے کہا کہ حجاز مین ایک سفید پرند کو مکار کہتے ہین اسکی آواز کے مانند آواز نکالتے تھے و تصدیہ بمعنی تصفیق یعنے ہاتھ پر ہاتھ
مار کر آواز نکالنا اور یہ صدار سے بروزن تفعلہ مصدر باب تفعیل ہی - ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی کہ قریش [illegible]
زمانہ جاہلیت مین ننگے طواف کرتے اور تصفیر و تصفیق بجاتے تھے اور ایسا ہی ان ائمہ علماء سے مروی ہوا جنکا ذکر مکار کے معنی [illegible]
اوپر گذرا - اور ابن ابی حاتم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کی کہ زمین پر اپنے گال رکھکر سیٹیان و تالیان [illegible]
اور مجاہد رح نے کہا کہ یہ حرکت اسواسطے کرتے تھے کہ آنحضرت صلعم اپنی نماز مین بھول جاوین اور زہری رح نے کہا کہ [illegible]
کرتے تھے اور ایک روایت مین سعید بن جبیر و ابن زید سے ہی کہ تصدیہ سے مراد راہ الٰہی سے لوگون کو روکنا [illegible]
تقدیر پر ماخوذ از صد بتشدید دال ہوگا اور مفسر رح نے قول اول اختیار کیا پس معنی یہ ہین کہ نہ تھی نماز انکے نزدیک [illegible]
نزدیک خانہ کعبہ کے مگر مکار و تصدیہ یعنی اس حرکت مکار و تصدیہ کو ان لوگون نے بجائے اس نماز کے قرار دیا [illegible]
تھے - استثنار مکار و تصدیہ کا باوجودیکہ یہ دونون جنس صلوٰۃ سے نہین ہین مشرکون پر ملامت کی غرض [illegible]
کہ آیت کے یہ معنی ہین کہ مشرک لوگ مسجد الحرام کے پاس جو نماز و عبادت کی جگہ ہی مکار و تصدیہ [illegible]

[illegible] زیادہ شنیع تھا کیونکہ اپنے آپ حکم الٰہی کی فرمانبرداری ترک کر کے اُن بندون کو بھی روکا [illegible] لہذا اللہ تعالے نے غضب کے ساتھ آگے مخاطب کر کے فرمایا۔ فَذُوقُوا الْعَذَابَ [illegible] التفات از غیبت بسوے خطاب ہی یعنی اب چکھو عذاب بہ سبب اسکے کہ تم کفر کرتے تھے یعنی انکار توحید [illegible] کرتے اور انکو ایذا دیتے تھے۔ ضحاک و ابن جریج و محمد بن اسحاق نے کہا کہ یہ عذاب وہ ہی جو [illegible] اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہی اور ظاہر یہ ہی کہ دنیا و آخرت دونون کے عذاب کو شامل ہی کیونکہ بدر مین [illegible] عذاب آخرت مین پڑتا ہی ف فی العرائس قولہ تعالے وما کان اللہ لیعذبہم الآیۃ۔ آنحضرت صلعم [illegible] حیات و ممات مین جمہور کے واسطے رحمت کاملہ تھے چنانچہ مخالفت کرنے والون کے سر سے آپکے وہان موجود ہونے کی [illegible] مین ایسا عذاب جو انکو بالکل نیست و نابود کر دیوے دور فرمایا کیونکہ جس آنکھ نے آپکو دیکھکر نور پایا وہ جڑ سے نابید کرنے کے [illegible] مین رہی اگرچہ آپکے مراتب و شرف منازل دیکھنے سے وہ محروم رہی ہو کیونکہ آپکا سایہ بھی رحمت الٰہی کی گود مین تھا اور جنکو غفلت سے ہوشیار کرنے کے واسطے اُنکے نفس پر کوئی کوڑا لگا وہ عذاب الٰہی سے چھوٹنے کی علامت ہی۔ اسمین اشارہ ہی کہ اللہ تعالے ایسی قوم کو مردود اور دور کرنے کا عذاب نہ دیگا جن سے تو قریب ہووے کیونکہ جسنے تجھکو دیکھا حق کو دیکھا وہ حق سے محجوب نہ رہا۔ شیخ ابو بکر الوراق نے کہا کہ اللہ تعالے ایسی قوم مین بدعتین نہ پھیلائیگا جن مین تو موجود ہووے اور نہ اُنکو گناہون مین ماخوذ کریگا درحالیکہ وے استغفار کرتے ہون۔ بعض اکابر نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم امان اعظم ہین جب تک آپ زندہ رہے تو جس قوم کے روبرو تھے اُنکو مبارکباد ہی اور پوری مبارکباد کون دیسکتا ہی اور جب تک آپکی سنت باقی ہی تب تک آپ باقی ہین پھر جب کسی قوم نے آپکی سنت مٹائی تو وے لوگ بلا و فتنہ کے منتظر رہین۔ استاد رح نے کہا کہ آنحضرت صلعم جن پشتون مین منتقل ہوے وہ معذب نہوے اور آج کہ سامنے موجود ہین یہ قوم معذب نہونگی اور یہ اجلال قدر و اکرام محل نبوی ہی صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور جب آپ اُنکے درمیان سے نکلے تو بھی عذاب نہ پاوینگے کیونکہ آپکے خادم اُنمین استغفار کرتے رہینگے۔ بعض نے کہا پڑوس کے واسطے حقوق ہین اور بزرگون کا پڑوسی اُنکے سایہ انعام مین ہوتا ہی پس کافرون نے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] سے تمتع نہ لیا تاہم آپکے پڑوس کی برکت سے عذاب اُنسے دور رہا شعر فاحبہا واحب منزلہا الذی ✤ حلت بہ واحب [illegible] المنزل ✤ یعنی مجھے وہ محبوب ہی اور وہ گھر بھی محبوب ہی جہان وہ اُترا اور اُس گھر والے بھی محبوب ہین۔ پھر اللہ تعالیٰ نے [illegible] فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کوئی عداوت کرے اُسکو دنیا مین بالکل نیست و نابود کرنے کا عذاب اگرچہ نہو لیکن [illegible] مین ایسا ہی عذاب ہوگا بقولہ تعالے ومالہم الا یعذبہم اللہ کیونکہ انھون نے احترام نبوت مین قصور کیا۔ واضح ہو کہ [illegible] مومن ہی اسکے واسطے عذاب آخرت سے چھٹکارے کی بشارت ہی کیونکہ آنحضرت صلعم قیامت مین انھین کے درمیان [illegible] اور اللہ تعالے نے یہ حکم دیدیا کہ آنحضرت صلعم جنکے بیچ مین ہون وہ عذاب نہ پاوینگے پس آخرت مین اہل ایمان کو [illegible] قسم پوری ہونے کے واسطے اور دوزخ کی آگ بجھانے کے واسطے تو مومنین دوزخ مین جائینگے عذاب کے لیے [illegible] ایمان کے ساتھ اگر پر مومن کا لفظ تحقیقی ہی اور آنحضرت صلعم نے دوزخ کا قول مومن کے ساتھ بیان فرمایا [illegible] اطفا ناری۔ یعنی دوزخ کہیگی کہ اے مومن تم جلدی سے گذر جاؤ کہ تمھارا نور تو میری آگ بجھائے دیتا ہی

بالجملہ مومن وکافر دوزخ میں گھسینگے پس کافر تو عذاب جلتے رہینگے اور مومنین ...
رضوان میں داخل ہونگے پس اگر آپکی امت میں سے بعض مجرمون کو آگ پہونچی بھی تو ...
ہوگی پھر اللہ تعالےٰ نے کافرون کو عذاب بھیجنے کا سبب بیان فرمایا بقولہ وہم یصدون عن المسجد ...
کرتے تھے جو انکو روا نہ تھے پس اللہ تعالےٰ سے جاہل ہوکر کہان سے انکو اولیاء الحرم ...
کرتے تھے کہ متولی بیت اللہ ہمین ہین جسکو چاہین نہ آنے دین حالانکہ ...
سکتے ہین کیونکہ انھون نے غیرحق کی طرف نظر کرنے سے اپنی آنکھین مقدس کی ہین ...
سزاوار ہین جو بحکم قولہ تعالےٰ فیہ آیات بینات مقام ابراہیم الخ کے آئینہ تجلی صفات ...
تحت قولہ فیہ آیات بینات - اور قولہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام ...

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا

جو لوگ کافر ہین خرچ کرتے ہین اپنے مال کہ روکین اللہ کی راہ سے ...

ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۥ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ

پھر آخر ہوگا اون پر پچتاوا اور آخر مغلوب ہوویںگے اور جو کافر رہین سے دوزخ کو ہانکے جاوینگے

لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا

تاجدا کرے اللہ ناپاک کو پاک سے اور رکھے ناپاک کو ایک پر ایک پھر اوسکو ڈھیر کرے سارا

فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ع ۹

پھر ڈالے اوسکو دوزخ مین وہی لوگ ہین نقصان پانے والے ۱۸

اللہ تعالےٰ نے کافرون کے حرکات کفریہ بواسطۂ دل وجان کے بیان کے بعد انکی مالیہ امداد کا حال بیان فرمایا بقولہ اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ - جو لوگ کافر ہین وے اپنے اموال کو خرچ کرتے ہین لِيَصُدُّوْا عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ تاکہ راہ الٰہی سے روکین - محمد بن اسحاق نے امام زہری ومحمد بن یحییٰ بن حبان وعاصم بن عمر بن قتادہ وحصین
بن عبدالرحمن پروتے سعد بن معاذ رضہ سے روایت کی ہے کہ قریش والے جب بدر کے روز مصیبت سے ...
ہوے وقید سے چھوٹے ہوئے مکہ مین پہونچے اور ابوسفیان بھی بھاگ کر قافلہ لیکر پہونچا تو عبداللہ بن ابی ربیعہ ...
جہل وصفوان بن امیہ وغیرہ نے تمام قریش مین گشت کیا اور ابوسفیان کو سرغنہ کرکے یہ رائے قرار دی کہ قافلہ تجارت ...
سے لشکر جمع کرکے محمد صلعم سے اپنے مقتولون کا بدلا لیوین پس سبھون نے اس مال کو اس کام مین خرچ کرنے پر اتفاق کیا ...
عباس سے بھی مروی ہے کہ انھین لوگون کے حق مین قولہ ان الذین کفروا ینفقون اموالہم الآیہ نازل ہوئی ...
جبیر ومجاہد وحکم بن عتیبہ وقتادہ وسدی وابن ابزی سے مروی ہوا کہ ابوسفیان ... جنگ اُحد ... مال خرچ ...
نازل ہوئی ہے و فی البیضاوی والمعالم وغیرہ - ابوسفیان نے جنگ اُحد کے واسطے ...
کیے تھے اور چالیس اوقیہ سونا جسکا ہر اوقیہ بیالیس مثقال ہوتا تھا خرچ کیا - ضحاک رح نے کہا کہ ...

Marfat.com

[illegible] ہی سب کو کھانا دیتے تھے اور وہ ابوجہل و عتبہ و شیبہ و نبیہ و منبہ دونون پسر حجاج [illegible] بن ہشام [illegible] حارث بن کلدہ و حکیم بن حزام و ابی بن خلف و ربیعہ بن الاسود و حارث بن عامر بن نوفل [illegible] عبد المطلب [illegible] قال الحافظ [illegible] سبب نزول آیت کا اگرچہ خاص ہو لیکن آیت عام ہے یعنے اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہی [illegible] واسطے بالفعل کافرین چاہیے پھر وہ من ہو جاوین وہ لوگ سبیل الٰہی [illegible] ع کرنے و روکنے مین اموال خرچ [illegible] مراد دین الٰہی یا رسول اللہ صلعم کی پیروی ہی پس وہ لوگ جان و مال سے یہ کوشش کرتے تھے کہ [illegible] رسول اللہ صلعم سے [illegible] جان و مال صرف کرتے تھے - پس اللہ تعالے نے معجزہ کے طور پر آنحضرت صلعم کی [illegible] یہ غیب کی خبر نازل کی فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ یعنی پس عنقریب وہ ان اموال کو خرچ کرینگے پھر یہ اموال انپر حسرت و ندامت ہونگے پھر خود مغلوب و پست ہو جاوینگے - بالجملہ یہ خبر غیب ہی کہ کافر ابھی بہت آوینگے خرچ کرینگے اور پھر حسرت اُٹھاوینگے اور مغلوب ہو جاوینگے - وقد قال تعالے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اللہ تعالے اپنے نور کو پورا کرنے والا یعنے کلمہ توحید جہان تک مشیت الٰہی مین ہی پورا پھیلا دینے والا ہی اگرچہ کافر پڑے برا مانا کرین - پس قولہ فسینفقونہا - یعنی عنقریب کافرون کی طرف سے مالون کا پورا خرچ کرنا جی بھر کے جہان تک کر سکتے ہین واقع ہوگا - قال البیضاوی [illegible] اول مین جو فرمایا کہ ینفقون اموالہم - تو وہ شاید فی الحال انکے خرچ کرنے کا بیان ہی یعنی بدر کے روز انھون نے خرچ کیا - اور قولہ فسینفقونہا مین زمانۂ آیندہ یعنے اُحُد وغیرہ مین خرچ کرنے کا بیان ہی قال المترجم یہ تاویل عمدہ ہی اور اس تاویل پر اقوال المفسرین مین اتفاق ہو جاتا ہی کیونکہ جنھون نے اہل بدر کے انفاق مین آیت کا نزول بیان کیا وہ بنظر قولہ ینفقون اموالہم ہی اور جنھون نے حصہ داران قافلہ ابوسفیان و اسکے ساتھیون کے حق مین بیان کیا وہ بنظر قولہ فسینفقونہا - ہی فافہم - ثم قال البیضاوی - اور احتمال یہ بھی ہی کہ دونون انفاق سے مراد واحد ہو اور اول کا مساق انکے انفاق کی غرض بیان کرنا یعنی راہ الٰہی سے روکنے مین خرچ کیا کرتے ہین اور دوم کا مساق یہ کہ انجام کار جب خرچ کر لینگے تو حسرت و ندامت اُٹھاوینگے کیونکہ مقصود حاصل نہوگا - اور قولہ تکون حسرۃ - کی ضمیر راجع باموال ہی اور اسمین مبالغہ ہی کہ خود یہ اموال حسرت ہو جاوینگے حالانکہ مراد یہ ہی کہ ان اموال کا خرچ کرنا انجام کار انپر حسرت ہوگا کہ ناحق ہم نے مال برباد کیا اور کچھ فائدہ نہوا کیونکہ بحکم قولہ ثم یغلبون - آخر کار مغلوب ہو جاوینگے [illegible] مین بمقتضائے حکمت بالغہ الٰہی کے الحرب سجال - لڑائی ڈول کے مانند [illegible] اور کبھی مومنون کی فتح اور کبھی کافرون کا غلبہ ہو جاویگا لیکن آخر بحکم قولہ تعالے کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی - یعنے اللہ تعالے نے مقدر کر دیا ہی کہ آخر کار رسول ہی [illegible] کافر مغلوب و مطیع ہو جاوینگے - اور یہی طریقہ انبیاء علیہم السلام و انکی قوم کے درمیان سنت الٰہی ہی چنانچہ حدیث [illegible] آنحضرت صلعم کے ہرقل بادشاہ روم کو خط لکھنے کے بارہ مین ہی اسمین موجود ہی کہ ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا کہ [illegible] درمیان لڑائی کا کیا حال رہتا ہی تو ابوسفیان نے کہا کہ کبھی وہ غالب رہتے ہین اور کبھی ہم غالب رہتے ہین تو ہرقل [illegible] علیہم السلام کا یہی طریقہ رہا ہی یہانتک کہ آخر کار وہی غالب ہو جاتے ہین - اور قولہ ثم اس حرف مین دو قول ہین کہ [illegible] سے بھی ہو سکتی ہی یعنے ان لوگون کی فی الحقیقت کوئی ترتیب نہین ہی - پھر اللہ تعالے نے وعید و تہدید کے ساتھ سمجھایا [illegible] ہو جاوینگے [illegible] سے ندامت ایک امر آسان ہی سہی ولیکن جو لوگ تم مین سے اس درمیان مین مرے

Marfat.com

یا لڑائی مین مارے گئے وہ حسرت کے ساتھ خواری و عذاب مین پڑے اور جو باقی رہے اور مغلوب ہو
بھی اسی حال پر مرنے مین عذاب پاوینگے اور جیسے یہ خبر غیب سچ ہوئی جو فی الحال تمہارے خیال مین
کہ اہل کفر کی تعداد بہت سامان بہت و اشراف و لڑنے والے وہاں بہت ہین و مومنین فقیر کم
یہ لوگ بھلا کیا غالب ہونگے لیکن اللہ تعالےٰ نے جو فرمایا وہی ہوگا اسی طرح جو کفر پر مرا وہ بھی عذاب مین
وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور جو لوگ کافر ہوئے یعنی اپنے کفر پر اڑے رہے کیونکہ انمین سے بعضے مسلمان ہو
کافر ہوئے خواہ اسطرح کہ پہلے ہی سے کافر تھے اسی پر جمے رہے اور خواہ مغلوب ہو کر بظاہر اسلام لائے اور دل مین کافر
خواہ اسلام لاکر پھر مرتد ہو گئے اور پھر گئے اور اسی حال پر مر گئے تو۔ **إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ** وے لوگ جہنم کی
محشور کیے جاوینگے یعنی ہانکے جاوینگے۔ **لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ** جمہور کی قراءۃ۔ لیمیز۔ مجرد
از۔ ماز یمیز۔ میزا۔ ہے اور حمزہ و کسائی و یعقوب کی قراءۃ بتشدید از تمیز ہے اور یہ تمیز کی نسبت مبالغہ مین زیادہ ہے
تاکہ اللہ تعالےٰ تمیز کر دے خبیث کو طیب سے یعنی خبیث کو جدا کر کے ایک طرف کر دے اور طیب کو ایک طرف ممتاز کر دے
و طیب کی تفسیر مین اقوال ہین۔ سدی رح نے کہا کہ کافر کو مومن سے الگ کر دے اور علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس سے
روایت کی کہ اہل شقاوت کو اہل سعادت سے جدا کر دے۔ بعض نے کہا یعنی فساد کو صلاح سے جدا کر دے۔ وقال البیضاوی
اس تقدیر پر لیمیز کے لام متعلق بلفظ یحشرون ہے یعنے کافرون کو جہنم کی طرف اسواسطے محشور کیا جائیگا کہ کافر کو یا شقی کو یا فساد کو
مومن سے یا سعید سے یا صلاح سے جدا کر دے۔ ثم قال اور شاید خبیث سے وہ مال مراد ہو جو کافرون نے رسول اللہ صلعم
کی عداوت مین خرچ کیا اور طیب سے وہ مال جو مومنون نے آپ پر نثار ہونے مین آپکی نصرت مین خرچ کیا اور لام مذکورہ اس
صورت مین قولہ ثم تکون علیہم حسرۃ۔ سے متعلق ہے اور اسی کو مفسر جلال رح نے اختیار کیا ولیکن بظاہر قول اول ارجح ہے
واللہ اعلم۔ وقال الحافظ رح قولہ لیمیز اللہ۔ اس تمیز مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ آخرت مین اسطرح تمیز فرمائی جاویگی
کما فی قولہ فزیلنا بینہم الآیۃ اور کقولہ یوم تقوم الساعۃ یومئذ یتفرقون۔ اور دوسری آیت مین۔ یومئذ یصدعون۔ ہے اور کما قال
وامتازوا الیوم ایہا المجرمون۔ وقال المترجم وعلی ہذا التعلق لام کا یحشرون۔ سے متعین ہوگا۔ اور احتمال دوم یہ کہ دنیا
مین یہ تمیز ہو باعتبار اعمال کے اور لام اس صورت مین کافرون کو انفاق اموال کی قدرت دینے کا بیان ہے یعنی کافرون کو
نے راہ الٰہی سے روکنے مین مال خرچ کرنے کی قدرت اسلیے دیدی کہ خبیث کو طیب سے تمیز فرمادے کہ کون انسان حق سے
کرنے مین اطاعت کرتا ہے اور کون حق سے لڑنے مین جان و مال سے آمادہ ہے اور اللہ تعالےٰ کو علم قدیم سے سب معلوم ہے
لیکن یہان تمیز ظاہر کر دینے کو ایسا کیا۔ کما فی قولہ تعالےٰ وما اصابکم یوم التقی الجمعان فباذن اللہ ولیعلم المؤمنین و لیعلم الذین
نافقوا۔ اور مانند قولہ ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب۔ بالجملہ اس صورت مین
کے معنی یہ ہوئے کہ ہم نے تمکو کافرون کے ساتھ جہاد کرنے مین اسواسطے مبتلا کیا اور کافرون کو اموال خرچ کرنے
و طیب مین تمیز ہو جاوے۔ **وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ** اور تاکہ کرے
فریق کفار کو بعض کے اوپر بعض کو کر کے **فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا** پس ملا دے ان سب کو

Marfat.com

... تھے سب جمع کر کے ... ہوجاوین یا یہ معنی ہین کہ کافرنے جو کچھ خرچ کیا اسکو کافر سے اسواسطے ملادے ... جمع کرے ... عذاب میں زیادتی ہو **فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ** پس اس کل مجموعہ کو جہنم مین ڈال دے **أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ** ... کل جتھے والے سب لوگ جو فریق خبیث والے ہین وہی خاسرون ہین یعنے خسارہ اٹھانے والون مین پورے ہین ... اپنے جان ومال دونون سے خسارہ اٹھایا اور دائمی عذاب مول لیا — وفی العرائس قولہ تعالیٰ لیمیز اللہ الخبیث من الطیب۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت مین حشر خلائق سے بازار محبین وعاشقین وعارفین کے گرم وبارونق کئے ... ان بندون کے لیے کشف جلال وجمال ہو اور جھوٹے مدعی بندون سے انکو تمیز کیا جاوے پس ازل مین ہر مخلوق ... نے اقرار ربوبیت واظہار عبودیت کیا تھا لیکن کافر تو بالکل جھوٹے نکلے اور اسلام والے بھی بہتیرے مدعی ہوکر ولی کے بھیس مین شیطان دنیا کماتے ہین پس میدان قیامت مین ان گمراہ کافرون سے سچے اللہ تعالیٰ والے بندے متمیز کیے جاوین کیونکہ گمراہون نے دکھلانے ... وجاہ ومنزلت حاصل کرنے کو دنیا اور اہل دنیا کی طرف منھ رکھا ہی۔ بعض نے کہا کہ قولہ لیمیز اللہ۔ یعنی اسرار دنیات اہل اللہ ... جس نفس وشیطان سے جو از راہ امتحان آتے ہین پاک کرے۔ بعض نے کہا کہ الخبیث من الطیب۔ یعنی پاک کو مخلص صادق سے اور کافر کو مومن سے اور عاصی کو مطیع سے الگ کردے ثم قال

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَإِنْ يَعُودُوا

تو کہہ دے کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہو انکو جو ہو چکا اور اگر پھر وہی کرینگے

فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ

تو ہو چکی ہی روش اگلون کی

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا توکہدے اے محمد صلعم ان لوگون سے جو کافر ہین مانند ابوسفیان واسکے ساتھیون کے کیونکہ یہ لوگ اسوقت تک کافر تھے اگرچہ ابوسفیان وغیرہ بعض انمین سے پیچھے مسلمان ہوگئے۔ لام لفظ للذین پر لام تبلیغ ہی یعنے قول کا اثر ان لوگون تک پہونچانے کے لیے ہو وقد مر فیما سبق بالجملہ کافرون کو یہ بات پہونچادے کہ **إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ** ای ان ینتھوا عن معاداۃ الرسول بالدخول فی الاسلام یغفر لھم ما قد سلف من ذنوبھم۔ یعنی اگر وے لوگ باز آوین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت کرنے ولڑنے سے باین طور کہ اسلام مین داخل ہوجاوین تو انکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے ... ان ینتھوا انکو مطلق چھوڑا گیا اور یہ نہین فرمایا کہ کس چیز سے باز آوین اور احسن تقدیر وہ ہی جو بیضاوی رح سے اوپر ذکر ہوا یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت ولڑائی سے باز آوین اور وہ بھی اسطرح کہ اسلام مین داخل ہوکر باز آوین ... علیہ جملہ کا ... خصوصیت کے ساتھ باز آنا جواب شرط سے معلوم ہوا کیونکہ اگلے گناہ معاف ہونا بدون اسلام کے نہین ہوسکتا ... بعض قراءۃ مین ینتھوا بتاء خطاب اور یغفر بصیغہ معروف وفاعل اللہ تعالیٰ اور بجائے لھم کے لکم بضمیر خطاب ہی ... یغفر لکم ما قد سلف۔ اگر اے کافرو تم باز آؤ تو اللہ تعالیٰ تمھارے اگلے گناہ بخشیگا۔ قال ابن عطیہ رح اور اس قراءۃ ... بعینہ الفاظ ... مقصود ہوگی یعنے کافرون کو یہی الفاظ پہونچادین۔ بخلاف قراءۃ اولیٰ کے کہ وہ اس معنی کے پہونچانے ... اس آیت مین دلیل ہو کہ اسلام سے اگلے گناہ معاف ہوجاتے ہین۔ عمرو بن العاص سے روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ ...

Marfat.com

نے جب میرے دل مین اسلام ڈالا تو مین نکلکر روانہ ہوکر مدینہ مین آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ [illegible]
بیعت کرون پس آپ نے دایان ہاتھ بڑھایا پس مین نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تو فرمایا کہ تجھے کیا ہوا مین نے [illegible]
آپ نے فرمایا کہ شرطین کیا کریگا۔ مین نے عرض کیا کہ یہ ہو کہ آپ مجھے معاف فرماوین میرے واسطے استغفار [illegible]
تجھے یہ نہین معلوم ہوا کہ اسلام تو اگلے گناہون کو ڈھا دیتا ہو اور ہجرت بھی اپنے سے پہلے گناہون کو ڈھا [illegible]
کو ڈھاتا ہو۔ رواہ احمد و مسلم اور صحیح کی حدیث ابن مسعود رض مین بھی اسلام و توبہ کے حق مین ایسا ہی [illegible] شیخ [illegible]
رحمہ اللہ نے کہا کہ توحید وہ چیز ہو کہ اپنے سے اگلے گناہون حتی کہ کفر کو ہدم کر دیتی ہو پھر بھلا اپنے بعد کے گناہون [illegible]
عاجز ہوگی۔ کذا فی السراج۔ اور صحاح سے یہ بھی ثابت ہو کہ حالت اسلام سے پہلے جو نیکیان کی ہین یعنی ایسے کام [illegible]
کی حالت مین کرے تو انپر ثواب پاوے تو بعد اسلام لانے کے انپر بھی ثواب پاویگا۔ بالجملہ آیت سے ثابت ہوا کہ اسلام [illegible]
اگلے گناہ مغفور ہو جاتے ہین وقال الزمخشری رح اس سے امام ابو حنیفہ رح نے یہ استدلال کیا کہ جو کوئی اسلام لاکر پھر [illegible]
مرتد ہوگیا اور ہنوز مقتول نہوا تھا کہ وہ پھر اسلام لے آیا تو مرتد رہنے کے دنون مین جو عبادات اس سے چھوٹ گئے ہین انکی قضا [illegible]
لازم نہین ہو بلکہ مغفور ہین۔ خفاجی رح نے احکام القرآن سے امام مالک کا بھی یہی قول نقل کیا ہو مگر شافعی رح نے ان دونون [illegible]
خلاف کیا ہو اور واضح ہو کہ قہستانی نے ذکر کیا کہ اسلام لانے کے بعد نماز و زکوٰۃ و نذر و کفارہ کو قضا کرے اور شمس الائمہ [illegible]
کہ قضا اسوجہ کہ ان چیزون کا چھوڑنا معصیت ہو اور مرتد ہونے سے معصیت ساقط نہین ہوتی۔ کما فی قاضیخان اور تمرتاشی مین ہو
کہ عامہ علماء کے نزدیک جو گناہ اسنے حالت ردت مین اور اس سے پہلے کیے ہین وہ ساقط ہو جاتے ہین اور بہت سے محققین کے نزدیک
ساقط نہین ہوتے ہین اور امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہو کہ اگر اسپر دو مہینہ کے پے درپے روزے واجب ہوئے ہون پھر وہ مرتد ہوگیا
پھر اسنے توبہ کی و اسلام لایا تو اسکے ذمہ سے قضاء ساقط ہوگئی کما فی التتمہ۔ اور تفتازانی رح نے حاشیہ کشاف مین کہا کہ امام [illegible]
نے جو اس آیت سے احتجاج کیا کہ جو کوئی زمانہ دراز تک گناہون کا مرتکب ہوا پھر مرتد ہوگیا پھر وہ اسلام لایا تو اسپر کوئی گناہ باقی [illegible]
رہا یہ احتجاج بہت ضعیف ہو کیونکہ قولہ للذین کفروا سے وہ کافر مراد ہین جو ابتداء سے کفر پر تھے یعنی اصلی کافر اور قولہ [illegible]
سے وہ افعال جو حالت کفر اصلی مین اُنسے سرزد ہوئے ہین۔ مترجم کہتا ہو کہ کفر اصلی سے تخصیص کرنا خلاف ظاہر [illegible]
اصل ہو اور مابعد مین لفظ کو بلا ضرورت مجاز پر محمول کرنا پڑیگا اور ظاہر یہ ہو کہ للذین کفروا اصلی کفروالون [illegible]
سب کو شامل ہو جیسا کہ دلالت کرتا ہو اسپر بقیہ پیغام یعنی قولہ۔ **وَإِنْ يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ** [illegible]
اے وان یعودوا ایعد دوا بالہلاک۔ اگر عود کرینگے تو ہلاکت کا عذاب دیے جاوینگے۔ فقد مضت سنتنا فی [illegible]
مین ہمارا طریقہ یہ جاری ہوچکا ہو کہ ہم نے انکو عذاب سے ہلاک کیا پس ایسا ہی ہم انکے ساتھ کرینگے۔ [illegible]
تعلیل جزاء محذوف ہو جس سے بہ نسبت جزاء ظاہر کرنے کے خوف دلانا زیادہ ہو۔ [illegible] اگر کفر [illegible]
استمرار لینا پڑیگا یعنے اگر اصلی کافر لوگ اسلام نہ لائے و باز نہ آئے بلکہ اپنے کفر [illegible]
اصلی و کفر ارتداد کے عود کے ایسے معنی کی جو دونون کو شامل ہون ضرورت ہو۔ [illegible]
بازگشت ہو جس سے سابق مین تلبس تھا پس معنی یہ ہین کہ اگر اسلام مین داخل ہو [illegible]

[illegible] قال المحشی [illegible] کھلتا نہین کہ صاحب الجمل کی کیا مراد ہی کیونکہ اگر یہ مراد ہی کہ کلام اہل ارتداد مین خاص ہی تو
[illegible] کلام نہین [illegible] قل للذین کفروا - اس صورت مین مرتدون سے مخصوص ہوگا پس معنے یہ ہونگے کہ مرتدون سے
[illegible] ارتداد سے باز آوین [illegible] گذشتہ گناہ بخشے جاوینگے اور اگر عود کرکے دوبارہ مرتد ہوے تو ہلاک ہونگے - فعلی ہذا ارتداد دوم پر قتل
[illegible] واجب ہوگا [illegible] خلاف المذہب کیونکہ دوبارہ وسہ بارہ بھی توبہ قبول ہی والبحث فی موضعہ اور اگر اول مین کفر اصلی کے شمول کے
[illegible] ساتھ ہی تو بیان مرتدون سے تخصیص بلا وجہ ہی - اور شاید صاحب جمل کی غرض یہ ہو کہ یہ شق ثانی تردید محذوف کی ہی اور تقدیر کلام
یون ہی کہ قل للذین کفروا ان ینتھوا عن الکفر ویدخلوا فی الاسلام یغفر لھم ما قد سلف ثم اذا دخلوا فلیثبتوا علیہ والا فان یعودوا یہلکوا
کما قد مضت سنۃ الاولین - لیکن اسپر بھی وارد ہی کہ ارتداد سے ہلاک ہی مگر آنکہ ہلاک بروجہ معروف بتقدیر ارتداد لیا جاوے علاوہ برین
تکلف بدرجہ تعسف ہی اور ظاہر وہی ہی جو ہم نے اول ذکر کیا کہ مقام اول وثانی دونون مین کفار اصلی کے ساتھ مرتدون کا شمول ہی
اگر کہا جاوے کہ ان یعودوا مین اگرچہ شمول اہل ارتداد کا اشعار ہی کیونکہ عود حالت سابق مین داخل ہونے کو کہتے ہین لیکن کفر اصلی کو
بھی شامل ہی اور وہان عود کے معنی نہین بنتے لہذا مجاز کی ضرورت ہوئی جواب یہ کہ بضرورت عموم مجاز کے طور پر لیا جاوے بخلاف کفر
اصلی پر اقتصار ہونے کے کہ عود کے معنی استمرار کے محض مجاز ہین فافہم اور جواب اسکا یون ہوسکتا ہی کہ قولہ قل للذین کفروا ان ینتھوا مین
انتہا از محاربۃ الرسول صلعم باقرار اسلام - مراد ہی پس یہان عود سے مراد یہ کہ محاربۃ النبی صلعم کی طرف عود کرینگے تو ہلاک ہونگے پس
حاصل یہ ہوا کہ کافرون سے کہدیا جاوے کہ محاربہ نبی صلعم سے باز آوین اور جب عداوت نہوئی تو از راہ عادت کے صداقت ہوگی
اور وہ اسلام ہی پس انکے گذشتہ معاصی جنمین سے ایک یہ بھی تھا کہ اللہ تعالے کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے لڑے تھے معاف
ہونگے اور اگر عود کرکے پھر دوبارہ لڑے زمانہ آیندہ مین جیسے ایک مرتبہ لڑ چکے ہین اور یہ مستلزم ہی کہ اسلام نہ لائے تو اگلون کی طرح
ہلاک ہونگے - یعنی اگلی امتون کی طرح جنھون نے اپنے انبیاء علیہم السلام سے مخالفت کی تھی پس اسمین وعید وتہدید وتمثیل ہر سہ انواع
موجود ہین اور یہی جمہور مفسرین کا قول سنۃ الاولین کی تفسیر مین ہی اور سدی ومحمد بن اسحاق وغیرہ نے کہا کہ اولین سے مقتولین بدر مراد
ہین یعنی جیسے بدر والے کافرون کو ہم نے ہلاک کیا کہ وے باز نہ رہے ایسے ہی اگر تم بھی محاربۃ الرسول صلعم کی طرف عود کروگے اور باز
نہ رہوگے تو ہلاک ہونے کے متوقع رہو - اور حق یہ ہی کہ تفسیر مین کچھ اختلاف نہین اور معنی یہ ہین کہ تمھارے لیے اگلون کی حالت سے
عبرت موجود ہی جنھون نے انبیاء علیہم السلام سے مقاتلہ کیا جیسے اہل بدر ہلاک ہوچکے ہین والیہ اشار البیضاوی وپوشیدہ نہین کہ
اولین کی تفسیر اہل بدر کے ساتھ رکھنے سے عود کے معنی مین کچھ اشکال نہین - ہذا فافہم - پھر اللہ تعالے نے اعلاء کلمہ پاک کی مومنون
کو تاکید فرمائی - بقولہ

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ ۚ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ
اور لڑتے رہو ان سے جبتک نہ رہے فساد اور ہوجاوے سب حکم اللہ کا پھر اگر وہ باز آوین تو اللہ
بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَوْلَاكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝
دیکھتا ہی اور اگر وہ نہ مانین تو جان لو کہ اللہ ہی حمایتی تمھارا کیا خوب حمایتی ہی اور کیا خوب مددگار

اور لڑو تم اے مومنو ان کافرون سے - حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ یہان تک کہ نہ پایا جاوے فتنہ - حرف

Marfat.com

کانَ یہان تامہ ہی بمعنی وُجِدَ کے اور فتنہ بمعنی شرک ہی جیساکہ ابن عباس رضو وایک جماعت علما تابعین [illegible]
فتنہ اے لا توجد شرک یعنی شرک پایا نجاوے۔ اور عروہ رح و غیرہ نے کہا کہ کوئی ایسا فتنہ نہ پایا جاوے [illegible]
کی راہ سے بفتتن ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ بہت سے ایسے امور پیش آتے ہین جنکی وجہ سے مسلمان [illegible]
ظاہر اس تفسیر کے الٹین سے ہر بات پر جہاد لازم ہوا اور یہ نہین ہی اسواسطے کہ بعد قول لا الہ الا اللہ کے [illegible]
یا ادائے جزیہ کے کفار محفوظ ہین پس مرجع اسکا بھی قول اول ہی کیطرف ہوگا کہ شرک نہ پایا جاوے۔ اگر کوئی [illegible]
تو خلاف مشیت ہی تو کہا جاویگا کہ ہان ولیکن اس سے یہ لازم آیا کہ برابر ہمیشہ جہاد کیا کرین چنانچہ حدیث صحیح مین [illegible]
بیضاوی رح نے دوسرے جواب کی طرف اشارہ کیا چنانچہ کہا کہ قولہ حتی لاتکون فتنۃ اے لایوجد فیہم شرک۔ خاص [illegible]
قریش مین یا عرب مین شرک نہ پایا جاوے اور ابو حنیفہ رح نے کہا ہی کہ اہل عرب سے جزیہ قبول نکیا جاویگا سوائے [illegible]
عرب کے اہل کتاب یا اہل عجم سے جزیہ مقبول ہی وقد مر البحث فیما سبق۔ حاصل آنکہ تم ان کافرون سے یہان تک لڑو کہ شرک [illegible]
نہ رہے۔ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ ۔ اور دین سب فقط اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے ہو جاوے کسی اور بت وغیرہ کی
پرستش نہ رہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ یعنی توحید خالص اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے ہو۔ وعن الحسن وابن جریج وقتادہ
یعنی یہ لوگ لا الہ الا اللہ۔ کہین واقرار کرین۔ وفی الصحیحین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھے حکم آیا ہی کہ لوگون سے قتال کرون
یہانتک کہ وہ لوگ لا الہ الا اللہ۔ کہین پھر جب انھون نے یہ کلمہ کہا تو انکی جانین و اموال محفوظ ہوگئے مگر بحق اللہ تعالےٰ [illegible]
یعنی جہاد سے محفوظ ہوگئے پھر اگر انھون نے ظلم سے کسی کو قتل کیا تو قصاص مین قتل ہونگے یا زکوٰۃ مین مال دینگے۔ فَإِنِ انْتَهَوْا
پس اگر کافر لوگ باز رہے کفر و شرک سے۔ فَإِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ تو اللہ تعالےٰ انکے کامون کا دیکھنے والا ہی [illegible]
ظاہر شرع مین اقرار کلمہ شہادت سے وہ جہاد و قتل سے محفوظ ہو جاوینگے اور باطن مین اگر وہ منافقون کیطرح صدق دل سے کلمہ توحید [illegible]
ہونگے تو اسکو اللہ تعالےٰ دیکھتا ہی اسکے موافق انکو جزا دیگا لہذا حدیث صحیحین مذکورۂ بالا کے آخر مین فرمایا وحسابہم علی اللہ تعالےٰ یعنی [illegible]
حساب انکا اللہ تعالےٰ جانتا ہی وہ محاسبہ فرماویگا اور انکو سچائی و جھوٹ کے موافق بدلا دیگا پس ہم لوگ فقط ظاہر کے موافق [illegible]
اسی واسطے منافقون کا نفاق جاننے کے باوجود انکے قتل سے منع فرمایا ہی۔ وَإِنْ تَوَلَّوْا اے وان اعرضوا عن الاسلام [illegible]
اگر وے لوگ اسلام سے منھ موڑین تو تم لوگ انسے مت ڈرو۔ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَوْلَاكُمْ پس جان رکھو یعنی [illegible]
قائم رہو کہ اللہ تعالےٰ تمہارا مولی یعنی ناصر و مددگار و تمہارے امور کا متولی ہی ضرور اسپر بھروسا کرنا واجب ہی۔ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ
بھلا اچھا وہ مولی ہی۔ وَنِعْمَ النَّصِيرُ اور بھلا اچھا وہ ناصر ہی پس جب وہ مولی و ناصر ہی تو خوشی سے بندہ بھلا [illegible]
ولایت و نصرت بس اسی کی ہی اور باقی وہم و خیال ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے یہان ذکر کیا کہ عبد الملک بن مروان [illegible]
خط لکھکر آنحضرت صلعم کے ابتدائی حالات حتی کہ مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے تک پوچھے تھے اسکے جواب مین [illegible]
لکھا کہ واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو نبوت عطا فرمائی پس کیا اچھا نبی اور کیا اچھا اسکا [illegible]
ہدایت پر ہمارا خاتمہ بخیر کرکے جنت مین ہمکو اسکے دیدار سے مشرف فرماوے پس جب اسپر نزول [illegible]
کچھ سننے کو جھکتے تھے حتی کہ جب بتون کی مذمت آئی تو منھ موڑ کر منکر ہوئے اور جب انکے سردار [illegible]

Marfat.com

[illegible] شروع [illegible] پایا ہوا پس وہی اس فتنہ مین بچا جسکو اللہ تعالے نے بچایا اور بہتیرے جو آپ کے مطیع [illegible] فتنہ مین [illegible] پھر جب تک اللہ تعالے نے چاہا تب تک ٹھہرے بعد اسکے حبشہ کے بادشاہ صالح نجاشی کی طرف [illegible] کو ہجرت [illegible] اکثر اہل اسلام بخوف فتنہ دین کے وہان چلے گئے اور یہ پہلا فتنہ تھا پھر چند اشراف صاحب منعت اہل اسلام [illegible] کی طرف سے تشدد و فتنہ انگیزی مین ڈھیل ہوئی پس حبشہ والے بھی مکہ مین آگئے اور اسلام بڑھنا شروع ہوا [illegible] مین بہت سے اوس و خزرج کے لوگ مسلمان ہوکر برابر مکہ آنے لگے اور قریش والون نے خوف کرکے پھر فتنہ برپا کیا [illegible] اہل اسلام کو بھوک پیاس وغیرہ کی سخت تکلیف پہونچی اور یہ دوسرا فتنہ تھا اور مدینہ سے ستر سردار آکر بیعت مین داخل ہوئے کہ ہمارے یہان جو کوئی آپ کے تابعین سے داخل ہوگا اسکے ہم ویسے ہی مددگار رہین جیسے اپنے بال بچون کے جبتک وہ وہان رہے پس آنحضرت صلعم کو بھی ہجرت کا حکم آگیا بعد ازانکہ ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے پہلے سے مدینہ جانے کا حکم دیدیا تھا- پس اس دوسرے فتنہ مین آنحضرت صلعم نے بھی ہجرت فرمائی کیونکہ کفار قریش ایسی ایسی سختیون و تکلیفون مین ڈالتے تھے کہ اسلام والے اپنے دین مین بڑے فتنہ مین پڑتے تھے اور اسی بارہ مین اللہ تعالے نے نازل فرمایا- وقاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ- الآیہ - رواہ ابن جریر وقد لخصہ المترجم وقال الحافظ اسنادہ صحیح- اور بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص نے آکر اُنسے پوچھا کہ اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین فرمایا- وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا الآیۃ - پس آپ قتال کیون نہین کرتے ہین الے آخر الحدیث اور اسمین ہے کہ پھر اسنے کہا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ قاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ- تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فتنہ دور کرنے کو ہمنے رسول اللہ صلعم کے عہد مین ایسا کرلیا جبکہ اسلام تھوڑا تھا اور آدمی اپنے دین کی راہ سے فتنہ مین پڑجاتا تھا کہ کافر اسکو قتل کرتے یا قید کرتے تھے یہانتک کہ اسلام بڑھ گیا اور لوگ بہت ہوگئے اور فتنہ نہ رہا- اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بصرہ مین آئے تو پوچھا کہ فتنہ کی لڑائی مین آپ کیا فرماتے ہین- فرمایا کہ تو جانتا نہین کہ فتنہ کیا چیز ہے آنحضرت صلعم مشرکین سے قتال کرتے تھے کہ انکے پاس جانا فتنہ تھا اور یہ قتال جو تم لوگ واسطے ملک و سلطنت کے کرتے ہو یہ نہ تھا- ابن مردویہ رح نے فتنہ ابن الزبیر و حجاج مین بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت کی اور اسامہ بن زید و سعد بن مالک رضی اللہ عنہما سے بھی انکار قتال کو روایت کیا ہے- پس حاصل یہ کہ آیت مین جس قتال کا حکم دیا گیا وہ فتنہ شرک دور کرنے کے واسطے ہے- فافہم واللہ اعلم

ف وفی العرائس قولہ تعالے وقاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ الخ- اسمین نفوس امارہ کافرون کی طرف اشارہ ہے اور اُسکا قتال یہ کہ مجاہدہ کے ساتھ اسکو مارے تاکہ خلاف حق خواہشون سے وہ باز رہے اور مطیع سنن اسلام ہوجاوے تاکہ انوار یقین اور ضیاء اسلام کے گلزار شاداب و سرسبز شگفتہ ہون نور توحید کے واسطے قلب متفرد ہے پس اسمین سوائے خطرات حق کے کوئی خطرہ نہ آوے اور قلب اسکے دریائے محبت مین غرق اور روح اسکی فضائے ہویت مین حائم اور عقل اسکی میدان ازل و ابد مین حیران رہے ان مین سے کوئی کسی غیر پر نظر نہ ڈالے کیونکہ نفس ایک پردہ قہر درمیان مین ہے اور اسی حکمت بالغہ کے ساتھ انعام محبت اور نفوس پر نصرت کا انعام حضرت باری تعالے نے فرمایا جیساکہ خود اپنی مدح فرماتا ہے بقولہ نعم المولے ونعم النصیر اولیاء کے واسطے نعم المولے ہے نیکوکارون کے واسطے نعم النصیر ہے ان بندگان خاص کو ازل ہی مین

Marfat.com

اپنی ولایت و محبت کے انعام سے سرفراز فرمایا اور وہی بدون کسی [illegible]
[illegible] خاص انکو منصور فرمائیگا - بعض نے کہا کہ نعم المولےٰ اسکے لیے جس [illegible]
جس نے نصرت چاہی - بعض نے کہا کہ اولیاء کے واسطے نعم المولےٰ ہو اور [illegible]
قبل کسی عبادت و تکلیف کے اپنی ذات پاک کی معرفت دینے مین نعم المولیٰ ہو - [illegible]
نعمت معرفت اس آسانی سے انعام فرمائی لہذا نعم المولےٰ ہو - اور امور عبادت [illegible]
مین نعم النصیر ہو - نیکیان بڑھاتا ہو اور برائیان گھٹاتا ہو - [illegible]

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ [illegible]
ءُ التَّاسِعُ وَيَتْلُوْهُ الْعَاشِرُ

صدیقی کتب خانہ

شیخ احسان الحق صدیقی ○ تاجر کتب نادرہ

راولپنڈی ناظم [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور آخر مین تکملہ زین الدین آفندی کامل چار مجلد ضخیم جدید الطبع۔

ہدایہ۔ حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل دو مجلدات مین بشرح ذیل۔

۱۔ جلدین اولین عبادات۔

۲۔ جلدین آخرین معاملات۔

فتاواے عالمگیری۔ ہر چہار جلد کامل در [illegible]

ہدایہ مع شرح الکفایہ۔ از سید جلال الدین کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد مین اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند لکھے گئے ہین بہ تفصیل ذیل۔

ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح۔

ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب۔

فتاوی قاضیخان مع سراجیہ۔ از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو مجلد کامل۔

شرح وقایہ۔ از امام صدر الشریعۃ جلی قلم مع کامل حاشیۂ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط و صحیح۔

شرح وقایہ خرد۔ مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم۔

ذخیرۃ العقبی۔ حاشیۂ شرح وقایہ از یوسف بن جنید چلپی متداول معروف۔

اشباہ والنظائر۔ مع شرح حموی معروف مستند متداول۔

[illegible] از [illegible]

کنز الدقائق۔ [illegible]

مستخلص الحقائق [illegible]

مشہور متداول۔

عینی شرح کنز الدقائق۔ [illegible] جلد مستند معروف متداول دو مجلد [illegible]

(۱) جلدین اولین عبادات [illegible]۔

(۲) جلدین آخرین معاملات ہین۔

مختصر وقایہ محشی۔ از امام صدر الشریعۃ درسی متداول۔

عمدۃ البضاعۃ۔ فی مسائل الرضاعۃ از مولوی تراب علی مرحوم۔

قدوری محشی۔ تالیف امام ابو الحسن درسی متداول۔

اخلاق و تصوف اردو

جامع الاخلاق۔ ترجمۂ اخلاق جلالی۔

تہذیب النفوس۔ از سید فخر الدین حسین۔

باب دانش۔ مؤلفہ مولوی محمد کریم بخش۔

اوقات عزیزی۔ از سید غلام حیدر خان۔

ترجمۂ عوارف المعارف۔ کامل دو جلد مین مترجمۂ مولانا ابو الحسن فرید آبادی۔

خزینۂ دانش۔ ہوشمندی کی تعلیم از مولوی محمد کریم بخش۔

بستان تہذیب۔ جامع اخلاق و ادب مرتبۂ نواب حاجی محمد [illegible]

بحر الحقیقت۔ اصلاح [illegible]

انجیات۔ [illegible]

Marfat.com